بسم اللہ الرحمن الرحیم
ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَا رَيْبَ فِيْهِ
تفسیر الحسنات
https://t.me/rehqiqat
علامہ ابو الحسنات سید محمد احمد قادری
ناشر
ضیاء القرآن پبلی کیشنز ○ لاہور

فہرست مضامین تفسیر الحسنات پانچویں جلد پارہ ۲۱ تا ۲۵

مضمون	صفحہ

بحمدہٖ تعالیٰ پچیسویں (۲۵) پارہ اختتام پذیر ہوا

تفسیر الحسنات

تفسیر الحسنات، مفسر قرآن حضرت علامہ ابوالحسنات سید محمد احمد قادری چشتی اشرفی نور اللہ مرقدہٗ کی تصنیف ہے۔ جسے آپ نے آسان اور سلیس اردو میں تحریر کیا ہے۔ علامہ مغفور اپنے دور کے عظیم علماء میں سے تھے۔

تقریر و تحریر، سیاست و تدبر میں یگانہ تھے۔ نامور طبیب بھی تھے اور بے مثل خطیب بھی۔ تا حیات مسجد وزیر خاں کے خطیب رہے۔ اور تقریباً نصف صدی تک لوگوں کی علمی تشنگی کو روحانی و ایمانی سیرابی سے مالا مال کرتے رہے۔ آپ مرجع خلائق عالم تھے اور اپنے دور میں عقبول کی ریاست کے والی تھے۔

فقہ۔ اصول فقہ (مسائل فقہیہ) تفسیر۔ اصول تفسیر۔ تشریح آیات میں آپ اپنا ثانی نہیں رکھتے تھے۔ علم حدیث پر گہری اور عمیق نگاہ تھی۔ طب۔ فلسفہ۔ ادب۔ شعر گویا ان کا عمومی مذاق تھا ان کی مجلس زیر بہار ہوتی تھی۔

رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے بے پناہ عشق تھا۔ مقام مصطفی صلے اللہ علیہ وسلم۔ شان مصطفی صلے اللہ علیہ وسلم۔ احترام مصطفی صلے اللہ علیہ وسلم۔ عظمت اولیاء۔ تصرفات اولیاء۔ اصلاح عقائد اور اصلاح معاشرہ ان کے پسندیدہ موضوعات تھے۔ وہ بیک وقت صاحب نسبت صوفی، شیخ طریقت۔ طبیب حاذق۔ مفسر قرآن۔ محدث۔ فقیہ و مفتی۔ شاعر و ادیب۔ نثار و قلمکار۔ شیریں بیان مقرر۔ بے باک خطیب اور منجھے ہوئے اسلامی ذہن کے بلند پایہ سیاستدان بھی تھے انہوں نے جہاد کشمیر میں عملی حصہ لیا اور تحریک ختم نبوت کے مرکزی صدر اور روح رواں تھے۔ اور جمعیۃ العلماء پاکستان ان کے ہی زیر قیادت و سیاست پروان چڑھی۔

ان کی تصانیف میں طیب الوردہ فی شرح قصیدہ بردہ۔ کلام المرغوب ترجمہ کشف المحجوب اوراق غم، شمیم رسالت بہت مشہور ہیں لیکن تفسیر قرآن میں ان کی یادگار "تفسیر الحسنات" ایک خاص عظمت کی حامل ہے۔ تحریک ختم نبوت کے دوران آپ سکھر جیل میں کچھ عرصہ قید رہے۔ اسی دوران آپ نے اس تفسیر کا آغاز کیا۔ اور تا دم آخر اس میں مصروف رہے۔

اس تفسیر کے لکھتے وقت آپ کے پیش نظر وہ تمام حالات و واقعات و مشاہدات تھے

جس کا آپ کو نصف صدی سے اوپر کا عملی تجربہ تھا۔ چنانچہ آپ نے اس تفسیر میں اس امر
طرف خصوصی توجہ دی ہے کہ یہ تفسیر صرف علماء ہی تک محدود نہ رہے بلکہ عوام بھی اس سے
کما حقہ، استفادہ کرسکیں۔ آپ نے اس سلسلہ میں بڑی کامیاب کوشش کی اور آپ کی تفسیر عصر
حاضر کی متداول تفاسیر میں سے ایک اہم تفسیر ہے جسے تمام حلقوں میں مکمل پذیرائی حاصل ہوئی
ہے اور خدا کے کثیر بندوں کو تفہیم قرآن کے سلسلہ میں مسلسل مدد ملی

پارہ ۲۱

سُوْرَۃُ الْعَنْکَبُوْت

بامحاورہ ترجمہ پانچواں رکوع سورۃ عنکبوت پ ۲۱

اُتْلُ مَآ اُوْحِیَ اِلَیْکَ مِنَ الْکِتٰبِ وَاَقِمِ الصَّلٰوۃَ اِنَّ الصَّلٰوۃَ تَنْهٰی عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْکَرِ وَلَذِکْرُ اللّٰهِ اَکْبَرُ وَاللّٰهُ یَعْلَمُ مَا تَصْنَعُوْنَ ۝

اے محبوب پڑھو جو وحی کی گئی تمہاری طرف کتاب اور نماز قائم کرو بیشک نماز منع کرتی ہے بےحیائی اور بری بات سے اور بے شک اللہ کا ذکر سب سے بڑا ہے اور اللہ جانتا ہے جو کچھ تم کرتے ہو۔

وَلَا تُجَادِلُوْٓا اَهْلَ الْکِتٰبِ اِلَّا بِالَّتِیْ هِیَ اَحْسَنُ اِلَّا الَّذِیْنَ ظَلَمُوْا مِنْهُمْ وَقُوْلُوْٓا اٰمَنَّا بِالَّذِیْٓ اُنْزِلَ اِلَیْنَا وَاُنْزِلَ اِلَیْکُمْ وَاِلٰهُنَا وَاِلٰهُکُمْ وَاحِدٌ وَّنَحْنُ لَهٗ مُسْلِمُوْنَ ۝

اور اے مسلمانو! تم کتابیوں سے نہ جھگڑو مگر ایسے طریقہ سے جو بہتر ہو مگر وہ جنہوں نے ظلم کیا ان میں سے اور کہو ہم ایمان لائے اس کے ساتھ جو اترا ہماری طرف اور جو اترا تمہاری طرف اور ہمارا خدا اور تمہارا خدا ایک ہے اور ہم اس کے حضور جھکے ہوئے ہیں۔

وَکَذٰلِکَ اَنْزَلْنَآ اِلَیْکَ الْکِتٰبَ فَالَّذِیْنَ اٰتَیْنٰهُمُ الْکِتٰبَ یُؤْمِنُوْنَ بِهٖ وَمِنْ هٰٓؤُلَآءِ مَنْ یُّؤْمِنُ بِهٖ وَمَا یَجْحَدُ بِاٰیٰتِنَآ اِلَّا الْکٰفِرُوْنَ ۝

اور اے محبوب یونہی اتاری ہم نے تمہاری طرف کتاب تو وہ جنہیں ہم نے کتاب دی ایمان لاتے ہیں اس پر اور بعض ان میں سے وہ ہیں جو ایمان لاتے ہیں اس پر اور نہیں منکر ہوتے مگر کافر۔

وَمَا کُنْتَ تَتْلُوْا مِنْ قَبْلِهٖ مِنْ کِتٰبٍ وَّلَا تَخُطُّهٗ بِیَمِیْنِکَ اِذًا لَّارْتَابَ الْمُبْطِلُوْنَ ۝

اور نہیں تھے تم اس سے پہلے کتاب پڑھنے والے اور نہ لکھنے والے اسے اپنے ہاتھ سے یوں ہوتا تو باطل والے ضرور شک لاتے۔

بَلْ هُوَ اٰیٰتٌ بَیِّنٰتٌ فِیْ صُدُوْرِ الَّذِیْنَ

بلکہ وہ روشن آیتیں ہیں ان کے سینوں میں جنہیں علم

اُوْتُوا الْعِلْمَ وَمَا يَجْحَدُ بِاٰيٰتِنَآ اِلَّا الظّٰلِمُوْنَ ۝ وَقَالُوْا لَوْلَآ اُنْزِلَ عَلَيْهِ اٰيٰتٌ مِّنْ رَّبِّهٖ قُلْ اِنَّمَا الْاٰيٰتُ عِنْدَ اللّٰهِ وَاِنَّمَآ اَنَا نَذِيْرٌ مُّبِيْنٌ ۝ اَوَلَمْ يَكْفِهِمْ اَنَّآ اَنْزَلْنَا عَلَيْكَ الْكِتٰبَ يُتْلٰى عَلَيْهِمْ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَرَحْمَةً وَّذِكْرٰى لِقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ۝

دیا گیا اور نہیں انکار کرتے ہماری آیتوں کا مگر ظالم لوگ۔
اور بولے کیوں نہ اتریں کچھ نشانیاں ان پر ان کے رب کی طرف سے فرما دیجئے نشانیاں تو اللہ کے پاس ہیں اور میں تو یہی صاف ڈر سنانے والا ہوں۔
اور کیا یہ انہیں بس نہیں کہ ہم نے تم پر کتاب اتاری جو ان پر تلاوت کی جاتی ہے بے شک اس میں رحمت اور نصیحت ہے ایمان والے کے لیے۔

لفظی ترجمہ

اُتْلُ۔ پڑھو	مَا۔ جو	اُوْحِیَ۔ وحی کی گئی	اِلَیْکَ۔ آپ کی طرف
مِنَ الْکِتَابِ۔ کتاب سے		وَ۔ اور	اَقِمِ۔ قائم کر
الصَّلٰوۃَ۔ نماز	اِنَّ۔ بیشک	الصَّلٰوۃَ۔ نماز	تَنْھٰی۔ روکتی ہے
عَنِ الْفَحْشَآءِ۔ بے حیائی		وَ۔ اور	الْمُنْکَرِ۔ برائی سے
وَ۔ اور	لَذِکْرُ۔ یقیناً ذکر	اللّٰہِ۔ اللہ کا	اَکْبَرُ۔ بہت بڑا ہے
وَ۔ اور	اللّٰہُ۔ اللہ	یَعْلَمُ۔ جانتا ہے	مَا۔ جو
تَصْنَعُوْنَ۔ تم کرتے ہو	وَ۔ اور	لَا۔ نہ	تُجَادِلُوْا۔ جھگڑو
اَھْلَ الْکِتَابِ۔ اہل کتاب سے		اِلَّا۔ مگر	بِالَّتِیْ۔ ایسے طریقہ سے
ھِیَ۔ کہ وہ	اَحْسَنُ۔ اچھا ہو	اِلَّا۔ مگر	الَّذِیْنَ۔ ان سے
ظَلَمُوْا۔ جو ظالم ہیں	مِنْھُمْ۔ ان میں سے	وَ۔ اور	قُوْلُوْا۔ کہو
اٰمَنَّا۔ ہم ایمان لائے	بِالَّذِیْ۔ ساتھ اس کے	اُنْزِلَ۔ اتارا گیا	اِلَیْنَا۔ ہماری طرف
وَ۔ اور	اُنْزِلَ۔ اتارا گیا	اِلَیْکُمْ۔ تمہاری طرف	وَ۔ اور
اِلٰھُنَا۔ ہمارا خدا	وَ۔ اور	اِلٰھُکُمْ۔ تمہارا خدا	وَّاحِدٌ۔ ایک ہے
وَّ۔ اور	نَحْنُ۔ ہم	لَہٗ۔ اسی کے	مُسْلِمُوْنَ۔ فرمانبردار ہیں

وَ۔ اور　کَذٰلِکَ۔ اسی طرح　اَنْزَلْنَا۔ اتاری ہم نے　اِلَیْکَ۔ تیری طرف
اَلْکِتٰبَ۔ کتاب　فَالَّذِیْنَ۔ تو وہ کہ　اٰتَیْنٰھُمُ۔ دی ہم نے ان کو　اَلْکِتٰبَ۔ کتاب
یُؤْمِنُوْنَ۔ ایمان لاتے ہیں　بِہٖ۔ اس پر　وَ۔ اور　مِنْ ھٰٓؤُلَآءِ۔ ان سے
مَنْ۔ وہ بھی ہے جو　یُّؤْمِنُ۔ ایمان لاتا ہے　بِہٖ۔ اس پر　وَ۔ اور
مَا۔ نہیں　یَجْحَدُ۔ انکار کرتے　بِاٰیٰتِنَآ۔ ہماری آیتوں کا　اِلَّا۔ مگر
اَلْکٰفِرُوْنَ۔ کافر لوگ　وَ۔ اور　مَا۔ نہیں　کُنْتَ۔ تھا تو
تَتْلُوْا۔ پڑھتا　مِنْ قَبْلِہٖ۔ اس سے پہلے　مِنْ کِتٰبٍ۔ کتاب　وَّ۔ اور
لَا۔ نہ　تَخُطُّہٗ۔ لکھتا اس کو　بِیَمِیْنِکَ۔ اپنے ہاتھ سے　اِذًا۔ تو اس وقت
لَّارْتَابَ۔ شک کرتے　الْمُبْطِلُوْنَ۔ باطل پرست　بَلْ۔ بلکہ　ھُوَ۔ وہ
اٰیٰتٌ۔ آیتیں ہیں　بَیِّنٰتٌ۔ ظاہر　فِیْ۔ بیچ　صُدُوْرِ۔ سینے
الَّذِیْنَ۔ ان کے جو　اُوْتُوا۔ دیے گئے　الْعِلْمَ۔ علم　وَ۔ اور
مَا۔ نہیں　یَجْحَدُ۔ انکار کرتے　بِاٰیٰتِنَآ۔ ہماری آیتوں کا　اِلَّا۔ مگر
الظّٰلِمُوْنَ۔ ظالم لوگ　وَ۔ اور　قَالُوْا۔ بولے　لَوْلَآ۔ کیوں نہ
اُنْزِلَ۔ اتاری گئیں　عَلَیْہِ۔ اس پر　اٰیٰتٌ۔ نشانیاں　مِّنْ رَّبِّہٖ۔ اسکے رب سے
قُلْ۔ کہہ دیں　اِنَّمَا۔ اسکے سوا نہیں کہ　الْاٰیٰتُ۔ نشانیاں　عِنْدَ۔ نزدیک
اللہِ۔ اللہ کے ہیں　وَ۔ اور　اِنَّمَآ۔ اسکے سوا نہیں　اَنَا۔ میں
نَذِیْرٌ۔ ڈرسنانے والا ہوں　مُّبِیْنٌ۔ ظاہر　اَوَ۔ کیا　لَمْ۔ نہیں
یَکْفِھِمْ۔ کافی ان کو　اَنَّآ۔ کہ ہم نے　اَنْزَلْنَا۔ اتاری　عَلَیْکَ۔ تجھ پر
الْکِتٰبَ۔ کتاب جو　یُتْلٰی۔ پڑھی جاتی ہے　عَلَیْھِمْ۔ ان پر　اِنَّ۔ بیشک
فِیْ۔ بیچ　ذٰلِکَ۔ اس کے　لَرَحْمَۃً۔ رحمت ہے　وَّ۔ اور
ذِکْرٰی۔ نصیحت　لِقَوْمٍ۔ قوم　یُّؤْمِنُوْنَ۔ مومن کے لیے۔

خلاصہ تفسیر پانچواں رکوع سورۃ عنکبوت پ ۲۱

اُتْلُ مَآ اُوْحِیَ اِلَیْکَ مِنَ الْکِتٰبِ وَاَقِمِ الصَّلٰوۃَ اِنَّ الصَّلٰوۃَ تَنْھٰی عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْکَرِ وَ

وَلَذِكْرُ اللّٰهِ اَكْبَرُ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ مَا تَصْنَعُوْنَ ۔ اے محبوب جو آپ کی طرف وحی کی گئی ہے اسے پڑھو
سے اور نماز قائم کرو بیشک نماز منع کرتی ہے بیحیائی اور بری بات سے اور بیشک اللہ کا ذکر سب سے
بڑا ہے اور اللہ جانتا ہے جو تم کرتے ہو۔

اس میں حضور سید عالم صلے اللہ علیہ وسلم کو ارشاد الٰہی ہے کہ ان پہ قرآن کریم کی تلاوت کیجئے کہ اس
کی تلاوت عبادت بھی ہے اور اس میں پرانی سرکش باغی قوموں کا ذکر بھی ہے جو اپنی بداعمالیوں سے ہلاک
ہوئیں جیسے قوم نوح قوم عاد اور قوم ثمود اور قوم لوط وغیرہ اور اس میں لوگوں کے لیے پند و نصیحت بھی ہے
اور احکام و آداب و مکارم اخلاق کی بھی تعلیم ہے۔

اور نماز قائم رکھو کہ وہ ممنوعات شرعیہ سے روکنے والی ہے چنانچہ خواص نماز سے یہ بھی ہے کہ جو
اسے ادا کرتا ہے وہ ایک نہ ایک دن تمام برائیاں ترک کر دیتا ہے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک انصاری نوعمر جوان سید عالم صلے اللہ علیہ وسلم کے
ساتھ نماز پڑھا کرتا تھا اور تمام کبائر کا بھی مرتکب رہتا تھا۔ حضور سے اس کا حال عرض کیا گیا حضور نے
فرمایا اس کی نماز اس کے تمام عیب ایک دن چھڑا دے گی چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ وہ تائب ہو گیا اور تمام
کبائر ترک کر دیے۔

چنانچہ حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جس کی نماز بے حیائی اور ممنوعات سے نہ روکے
وہ درحقیقت نماز ہی نہیں اور اللہ تعالے کا ذکر افضل طاعات سے ہے۔

ترمذی شریف میں ہے کہ حضور نے فرمایا کیا میں تمہیں ایسا عمل نہ بتاؤں جو تمہارے اعمال میں بہتر
اور رب تعالے کے نزدیک پاکیزہ تر اور بلند رتبہ ہے حتی کہ تمہارے سونا چاندی دینے سے بھی بہتر ہے
صحابہ نے عرض کی حضور وہ کیا عمل ہے فرمایا اللہ تعالے کا ذکر۔

وَاللّٰهُ يَعْلَمُ مَا تَصْنَعُوْنَ ۔ بیان فرما کر اس طرف اشارہ فرمایا کہ ہر عمل بہ خلوص قلب کرو اس لیے
کہ وہ تمہارے ہر کام کا جاننے والا ہے۔ اور جب تمہارا دل اور تمہارا باطن صاف ہو جائے گا تو اس میں
نور الٰہی جلوہ گر ہوگا۔ پھر تمہارے بیان زبان اور کام میں خود بخود برکت ہوگی اور جیسے جو تعلیم دوگے اس کے
قبول میں کسی کو انکار نہ ہوگا بشرطیکہ اسکی ضلالت مقدر نہ ہو۔

اس کے بعد اہل کتاب کے مناظرہ اور ان سے جھگڑا کرنے کو بھی روک دیا گیا۔ عیسائی یہودیوں
کا یہ طریقہ ہو گیا تھا کہ مسلمانوں سے الجھا کرتے تھے تو مسلمان بھی انہیں منہ توڑ جواب دینے لگے تو ارشاد
الٰہی ہوا کہ منہ توڑ جواب درشت بیان سخت کلام موجب ہدایت نہیں ہوتا۔ لہذا

وَلَا تُجَادِلُوْا اَهْلَ الْكِتَابِ اِلَّا بِالَّتِیْ هِیَ اَحْسَنُ اِلَّا الَّذِیْنَ ظَلَمُوْا مِنْهُمْ وَقُوْلُوْا اٰمَنَّا بِالَّذِیْ اُنْزِلَ اِلَیْنَا وَاُنْزِلَ اِلَیْكُمْ وَاِلٰهُنَا وَاِلٰهُكُمْ وَاحِدٌ وَّنَحْنُ لَهٗ مُسْلِمُوْنَ۔ اور اے مسلمانو اہل کتاب سے نہ جھگڑا کرو مگر اس طریقہ سے جو اچھے پہلو سے ہو مگر ان سے جو ظالم و مشرک ہیں (ان سے مقابلہ کرو) اور کہو ہم ایمان لائے اس پر جو ہماری طرف نازل ہوا اور جو تم پر نازل ہوا اور ہمارا تمہارا خدا ایک ہے اور ہم اسی کے آگے نگوں سار ہیں۔

یعنی جو تحقیق حق کریں ان سے نرم کلامی، شیریں بیانی سے گفتگو کی جائے اور جو ہٹ دھرم ہیں اور سخن پرور ضدی ہٹیلے متعصب، زبان دراز تو ان سے مکالمہ و مناظرہ ہی نہ کرو انہیں کہہ دو کہ ابھی ہم پر انوار نبوت جاری ہیں ہم جو کچھ تم پر اترا اس پر بھی ایمان رکھتے ہیں اور ہم سمجھتے ہیں کہ ہمارا تمہارا خدا ایک ہی ہے ہم اسی کو سجدہ کرتے ہیں زیادہ جھگڑنے اور طعن و تشنیع کرنے کی ہمیں عادت ہی نہیں ہماری شریعت ممانعت کرتی ہے۔ ہم توریت، زبور، انجیل، قرآن پر ایمان رکھتے ہیں۔

وَكَذٰلِكَ اَنْزَلْنَا اِلَیْكَ الْكِتَابَ فَالَّذِیْنَ اٰتَیْنٰهُمُ الْكِتٰبَ یُؤْمِنُوْنَ بِهٖ وَمِنْ هٰۤؤُلَآءِ مَنْ یُّؤْمِنُ بِهٖ وَمَا یَجْحَدُ بِاٰیٰتِنَاۤ اِلَّا الْكٰفِرُوْنَ۔ اور ایسے ہی ہم نے (اے کتابیوں) تمہاری طرف کتاب نازل کی تو جنہیں ہم نے کتاب دی تھی وہ تو اس پر ایمان رکھتے ہیں اور ان میں سے کچھ لوگ اس پر ایمان لاتے ہیں اور ہماری آیتوں سے انکار نہیں کرتے مگر منکر کافر۔

گویہود و نصاریٰ کو اس طرح ارشاد ہوا کہ تمہیں مسلمانوں کے اہل حق ہونے میں کیا کلام ہے جب کہ بات صاف ہے کہ ہم پر بھی نبی آخر الزمان کتاب لائے چنانچہ تمہارے اندر جو خدا ترس تھے جیسے حضرت عبد اللہ بن سلام وغیرہ اور عرب کے منصف لوگ، وہ سب ایمان لائے اور جو انکا قرو ظالم ہے وہی منکر ہے۔ پھر ارشاد ہے۔

وَمَا كُنْتَ تَتْلُوْا مِنْ كِتَابٍ وَّلَا تَخُطُّهٗ بِیَمِیْنِكَ اِذًا لَّارْتَابَ الْمُبْطِلُوْنَ۔ اور اے محبوب اس سے پہلے آپ نے ان کی کتاب نہ پڑھی اور نہ اپنے دست اقدس سے لکھی اگر ایسا ہوتا تو بھی شک کی گنجائش تھی باطل پرستوں کے لیے۔

اور وہ کہہ سکتے تھے کہ پہلی کتابیں دیکھ کر ایک کتاب بنا لی ہے۔ پھر جب ایسا نہیں ہوا تو سوا الہام الٰہی کے ایک نبی امی کس طرح ایک کتاب بنا سکتا ہے۔

بَلْ هُوَ اٰیٰتٌۢ بَیِّنٰتٌ فِیْ صُدُوْرِ الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ وَمَا یَجْحَدُ بِاٰیٰتِنَاۤ اِلَّا الظّٰلِمُوْنَ۔ بلکہ یہ (قرآن) کھلی اور روشن آیتیں ہیں ان کے دلوں میں جنہیں علم دیا گیا اور ہماری آیتوں

سے انکار نہیں کرتا مگر جبلی ظالم مشرک۔

یعنی یہ قرآن ایسی روشن آیتیں ہیں جو حفاظ کے سینوں میں بھی لکھی ہوئی ہیں اور عالم بالا ملائکہ کی حفاظت میں ہے۔ اس سے انکار کی جرأت وہی کر سکتا ہے جو جبلی ظالم و مشرک ہو۔ یہ تھا طریقہ مناظرہ اس کے بعد ارشاد ہے۔

وَقَالُوْا لَوْلَآ اُنْزِلَ عَلَيْهِ اٰيٰتٌ مِّنْ رَّبِّهٖ قُلْ اِنَّمَا الْاٰيٰتُ عِنْدَ اللّٰهِ وَاِنَّمَآ اَنَا نَذِيْرٌ مُّبِيْنٌ ۔ اور منکر بولے کیوں نہ ان پر اللہ کی نشانیاں نازل ہوئیں اے محبوب فرما دیجئے نشانیاں اللہ کے پاس ہیں اور میں ڈر سنانے والا ہوں صاف اور روشن طرح۔

یعنی ان کا یہ مطالبہ ہوا کہ جیسے موسیٰ عیسیٰ علیہما السلام و دیگر انبیاء کرام کو کتاب کے ساتھ معجزات بھی ملے تھے حضور کو کیوں نہ ملے۔

یعنی حضور نے بھی کیوں دعویٰ نہ فرمایا کہ میں کوڑھی کو تندرست اور اندھے کو سوانکھا کر دیتا ہوں، مردے کو باذن الٰہی زندہ کرتا ہوں۔

حالانکہ حضور کے ہزارہا معجزات ہیں مری ہوئی گوہ کا زندہ ہونا۔ جماد محض کنکریوں کا کلمہ پڑھنا درختوں کا حکم سے اپنی جڑیں ڈھیلی کر کے حاضر آنا۔ نکلی ہوئی آنکھ کا ہتھیلی سے صحیح ہونا۔ ٹوٹی ہڈی، کٹے ہوئے بازو کا جڑ جانا۔ ایک پیالہ پانی سے لشکر کا سیراب ہونا۔ انگشتہائے مبارک سے پانی کے چشمے جاری ہونا حتیٰ کہ رجعت شمس اور شق قمر اور کیا کیا معجزات ظاہر فرمائے۔

لیکن جیسے عیسیٰ علیہ السلام۔ موسیٰ علیہ السلام نے عصاء موسوی۔ ابراء اکمہ و ابرص کا دعویٰ کیا حضور نے ایسا نہیں کیا۔

اس کی وجہ صرف اور صرف یہی تھی کہ موسیٰ و عیسیٰ علیہما السلام کو گنے ہوئے معجزات عطا ہوئے تھے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو مختار کل بنایا تھا تو حضور کتنے معجزے گناتے۔

اسی وجہ میں مشرکین کی اندھی آنکھیں نہ دیکھ سکیں اور باری تعالیٰ کی طرف سے ارشاد ہوا کہ جب یہ اندھے ہیں تو انہیں اندھا ہی رہنے دیں اور فرما دیں نشانات تو اللہ کے قبضہ میں ہیں اور میں کھلا ڈر سنانے والا ہوں اور میرا بڑا معجزہ ابدی ازلی قرآن کریم ہے کہ میں ہوں تو یہ ہے میں تمہاری آنکھوں سے روپوش ہو جاؤں گا جب بھی یہ رہے گا چنانچہ ارشاد ہوا۔

اَوَلَمْ يَكْفِهِمْ اَنَّآ اَنْزَلْنَا عَلَيْكَ الْكِتٰبَ يُتْلٰى عَلَيْهِمْ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَرَحْمَةً وَّذِكْرٰى لِقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ۔ کیا انہیں یہ کافی نہیں کہ ہم نے نازل فرمائی آپ پر اے محبوب وہ کتاب جو ان پر پڑھی جاتی

ہے بیشک اس میں رحمت اور تذکیر ہے مومنوں کے لیے۔
اس کے پڑھنے والے کی تسلی و تشفی ہوتی ہے۔ آخرت کی یاد تازہ ہوتی ہے۔ مومن کے لیے تو یہی کافی و افی شافی ہے اور منکر معجزات دیکھ کر بھی جادوگر کہتا رہتا ہے۔

مختصر تفسیر اردو پانچواں رکوع عنکبوت۔ پ ۲۱

اُتْلُ مَا اُوْحِیَ اِلَیْکَ مِنَ الْکِتَابِ۔ تلاوت کرتے رہو اس میں سے جو وحی کی گئی آپ کی طرف کتاب سے۔
اس پر آلوسی فرماتے ہیں اَیْ دُمْ عَلٰی تِلَاوَۃِ ذٰلِکَ تَقَرُّبًا اِلَی اللّٰہِ تَعَالٰی بِتِلَاوَتِہٖ وَتَذَکُّرًا لِمَا فِیْ تَضَاعِیْفِہٖ مِنَ الْمَعَانِیْ وَتَذْکِیْرًا لِلنَّاسِ وَحَمْلًا لَہُمْ عَلَی الْعَمَلِ بِمَا فِیْہِ مِنَ الْاَحْکَامِ وَمَحَاسِنِ الْاٰدَابِ وَمَکَارِمِ الْاَخْلَاقِ۔ یعنی ہمیشہ سناؤ اور مداومت رکھو تلاوت قرآن اس پر آپ کی تقرب الی اللہ کے لیے اور مذاکرہ کے لیے اور لوگوں میں تذکیر پھیلانے کے لیے اور اس عمل پر آمادہ کرنے کو جو اس میں احکام اور محاسن آداب و مکارم اخلاق کا بیان ہے۔
وَاَقِمِ الصَّلٰوۃَ۔ اور ہمیشہ قیام نماز پر مداومت رکھو۔ اَیْ دَاوِمْ عَلٰی اِقَامَتِہَا۔ یعنی اسکی اقامت ہمیشہ رکھو۔
اِنَّ الصَّلٰوۃَ تَنْہٰی عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْکَرِ۔ بے شک نماز روکتی ہے بے حیائیوں اور برے افعال سے۔
کَاَنَّہٗ قِیْلَ وَصَلِّ بِہِمْ اِنَّ الصَّلٰوۃَ تَنْہَاھُمْ عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْکَرِ۔ گویا حکم ہے کہ نماز ان کے ساتھ ادا کرو بے شک یہ نماز انہیں فواحشات و منکرات سے روک دے گی۔
اس کا مطلب اگر نماز مانع فواحش نہ بھی مانی جائے تو اس حقیقت سے تو انکار نہیں ہو سکتا کہ مصلی جب تک نماز میں تکبیر و تسبیح قراءت و قوف اللہ تعالے کے حضور رکوع و سجود و قعدہ میں رہتا ہے وہ یقیناً خضوع و خشوع اور تعظیم الٰہی کرتا ہے تو گویا یہ حقیقت ناقابل انکار ہے کہ جو نماز کی طرف آئے گا وہ کم از کم ارتکاب فواحش کا مرتکب نہ ہوگا اور اپنے رب تعالے کی نافرمانی سے باز رہے گا۔
اور جو دن میں پانچ بار بارگاہ الٰہی میں حاضر ہو کر خشوع و خضوع سے تسبیح و تہلیل کرتا رہے اسے

کبھی نہ کبھی یہ محسوس ہوجائے گا کہ اپنے رب کے حضور سے میں ابھی ابھی آیا ہوں تو فحش و منکرات کیسے کروں۔

چنانچہ ابوحیان ابن عباس رضی اللہ عنہ سے اور کلبی اور ابن جریج اور حماد بن ابی سلیمان کا
ہیں اِنَّ الصَّلٰوۃَ تَنْھٰی عَنْ ذٰالِکَ مَادَامَ الْمُصَلِّیْ فِیْھَا۔ بیشک نماز روکتی ہے فواحش سے جب تک نمازی اس میں مشغول رہے۔

اور عبد بن حمید اور ابن جریر اور بیہقی شعب الایمان میں حسن سے راوی ہیں قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ لَّمْ تَنْھَہٗ صَلَاتُہٗ عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْکَرِ فَلَا صَلٰوۃَ لَہٗ۔ حضور رسول کریم نے فرمایا جسے نماز فواحش و منکرات سے نہ روکے اس کی نماز کامل نہیں۔

احمد و ابن حبان اور بیہقی حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے راوی ہیں جَآءَ رَجُلٌ اِلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اِنَّ فُلَانًا یُّصَلِّیْ بِاللَّیْلِ وَاِذَا اَصْبَحَ سَرَقَ قَالَ سَیَنْھَاہُ مَا تَقُوْلُ۔ ایک شخص نے حضور کی خدمت میں حاضر ہوکر عرض کی کہ حضور فلاں شخص رات بھر نماز پڑھتا ہے اور جب صبح کرتا ہے تو چوری کرتا ہے۔ حضور نے فرمایا وہ نماز عنقریب اس سے روک دے گی جو تو کہتا ہے۔ اور

اسی کی مؤید ایک اور حدیث ہے کہ ایک انصاری نوجوان حضور کے ساتھ نماز پڑھتے اور فواحشات میں سے کسی فحش کو نہ چھوڑتے چنانچہ حضور کی خدمت میں یہ حال عرض کیا حضور نے فرمایا اِنَّ صَلٰوتَہٗ سَتَنْھَاہُ فَلَمْ یَتْبَتْ اِلَّا تَابَ اس کی نماز اسے روک دے گی چنانچہ کچھ دن نہ گذرے کہ وہ تائب ہوگئے۔

وَلَذِکْرُ اللّٰہِ اَکْبَرُ۔ اور یقیناً اللہ کا ذکر بہت بڑا ہے۔
اس کے متعلق علامہ آلوسی بارہ قول نقل فرماتے ہیں۔

(۱) ابن عباس، ابن مسعود، ابن عمر اور ابوقرہ اور مجاہد اور عطیہ کہتے ہیں اَلْمَعْنٰی وَلَذِکْرُ اللّٰہِ اَکْبَرُ مِنْ ذِکْرِکُمْ اِیَّاہُ سُبْحٰنَہٗ۔ اس کے یہ معنی ہیں کہ اللہ تعالٰے کا ذکر بڑا ہے تمہارے ذکر کرنے سے جو تم اسے یاد کرتے ہو۔ ثُمَّ قَرَأَ فَاذْکُرُوْنِیْٓ اَذْکُرْکُمْ۔

(۲) اَخْرَجَ عَبْدُ بْنُ حُمَیْدٍ وَّابْنُ جَرِیْرٍ عَنْ اَبِیْ مَالِکٍ اَنَّہٗ قَالَ ذِکْرُ اللّٰہِ تَعَالَی الْعَبْدَ فِی الصَّلٰوۃِ اَکْبَرُ مِنَ الصَّلٰوۃِ۔ نماز میں ذکر الٰہی کرنا بندہ کے لیے نماز سے افضل ہے۔

(۳) وَجَوَّزَ اَنْ یَّکُوْنَ عَامًّا اَیْ اَکْبَرُ مِنْ کُلِّ شَیْءٍ۔ بعض نے یہ معنی لیے ہیں کہ اللہ کا ذکر ہر شے

سے افضل ہے۔

(۴) وَقِیْلَ الْمَعْنٰی وَلَذِکْرُ الْعَبْدِ لِلّٰہِ تَعَالٰی فِی الصَّلٰوۃِ اَکْبَرُ مِنْ سَائِرِ اَرْکَانِ الصَّلٰوۃِ۔ ذکر اللہ اکبر کے یہ معنی ہیں کہ بندہ کا ذکر اللہ تعالیٰ کے لیے تمام ارکان صلوٰۃ سے بڑا ہے۔

(۵) وَقِیْلَ اَیْ وَلَذِکْرُ الْعَبْدِ لِلّٰہِ تَعَالٰی فِی الصَّلٰوۃِ اَکْبَرُ مِنْ ذِکْرِہٖ اِیَّاہُ سُبْحٰنَہٗ خَارِجَ الصَّلٰوۃِ بندہ کا اللہ تعالیٰ کے لیے نماز میں ذکر کرنا خارج نماز میں ذکر سے اکبر و اعلیٰ ہے۔

(۶) وَقِیْلَ اَیْ وَلَذِکْرُ الْعَبْدِ لِلّٰہِ تَعَالٰی اَکْبَرُ مِنْ سَائِرِ اَعْمَالِہٖ۔ بندہ کا ذکر خالص اللہ تعالیٰ کے لیے بہت بڑی شان رکھتا ہے اسکے تمام اعمال صالح سے۔

(۷) امام احمد بن حنبل اور ابن منذر معاذ بن جبل سے راوی ہیں قَالَ مَا عَمِلَ اٰدَمِیٌّ عَمَلًا اَنْجٰی لَہٗ مِنْ عَذَابِ اللّٰہِ تَعَالٰی مِنْ ذِکْرِ اللّٰہِ تَعَالٰی۔ ذکر اللہ تعالیٰ کا۔ انسان کا کوئی عمل اللہ تعالیٰ کے عذاب سے نجات دینے والا نہیں ذکر اللہ کے مقابلہ میں۔

اس پر عرض کیا گیا وَلَا الْجِہَادُ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ تَعَالٰی؟ قَالَ وَلَا اَنْ یَّضْرِبَ بِسَیْفِہٖ حَتّٰی یَنْقَطِعَ لِاَنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی یَقُوْلُ فِیْ کِتَابِہٖ وَلَذِکْرُ اللّٰہِ اَکْبَرُ۔ اور کیا جہاد بھی اس سے بڑا نہیں؟ فرمایا اگرچہ تلوار سے قتال کرے یہانتک کہ شہید ہو جائے۔ تو بھی ذکر اللہ سے بڑا عمل نہیں۔ اس لیے کہ اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے ولذکر اللہ اکبر۔

(۸) وَاَخْرَجَ ابْنُ اَبِیْ شَیْبَۃَ وَابْنُ جَرِیْرٍ عَنْ اَبِی الدَّرْدَاءِ قَالَ اَلَا اُخْبِرُکُمْ بِخَیْرِ اَعْمَالِکُمْ وَاَحَبِّہَا اِلٰی مَلِیْکِکُمْ وَاَسْمَاہَا فِیْ دَرَجَاتِکُمْ وَخَیْرٍ مِّنْ اَنْ تَغْزُوْا عَدُوَّکُمْ فَیَضْرِبُوْا رِقَابَکُمْ وَتَضْرِبُوْا رِقَابَہُمْ وَخَیْرٍ مِّنْ اِعْطَاءِ الدَّنَانِیْرِ وَالدَّرَاہِمِ قَالُوْا وَمَا ہُوَ یَا اَبَا الدَّرْدَاءِ قَالَ ذِکْرُ اللّٰہِ تَعَالٰی وَلَذِکْرُ اللّٰہِ اَکْبَرُ لَا شَیْءَ اَفْضَلُ مِنْ ذِکْرِ اللّٰہِ۔

ابو درداء فرماتے ہیں کیا میں تمہیں تمام اعمال سے بہتر عمل اور اللہ تعالیٰ کا محبوب اور بلند درجہ تمہارے درجات میں جو عمل ہے وہ بتاؤں عرض کیا گیا وہ کونسا عمل ہے فرمایا وہ اللہ کا ذکر ہے جیسا کہ ارشاد ہے ولذکر اللہ اکبر۔ دنیا کی کوئی شے ذکر الٰہی سے بلند و بالا نہیں۔

(۹) ابن جریر حضرت سلمان سے راوی ہیں اَنَّہٗ سُئِلَ اَیُّ الْعَمَلِ اَفْضَلُ قَالَ اَمَا تَقْرَاُ الْقُرْاٰنَ وَلَذِکْرُ اللّٰہِ اَکْبَرُ لَا شَیْءَ اَفْضَلُ مِنْ ذِکْرِ اللّٰہِ۔ حضرت سلمان رضی اللہ عنہ سے سوال ہوا کہ کونسا عمل سب سے افضل ہے۔ فرمایا کیا تو نے قرآن میں نہیں پڑھا ولذکر اللہ اکبر۔ کوئی شے اللہ کے ذکر سے افضل نہیں ہے۔

(۱۰) سعید بن منصور اور ابن ابی شیبہ اور ابن المنذر اور حکم و بیہقی عنترہ سے راوی ہیں قَالَ قُلْتُ لِابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَیُّ الْعَمَلِ اَفْضَلُ قَالَ ذِكْرُ اللّٰهِ اَفْضَلُ وَمَا قَعَدَ قَوْمٌ فِیْ بَیْتٍ مِّنْ بُیُوْتِ اللّٰهِ یَدْرُسُوْنَ كِتَابَ اللّٰهِ وَیَتَعَاطُوْنَهٗ بَیْنَهُمْ اِلَّا ظَلَّتْهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ بِاَجْنِحَتِهَا وَكَانُوْا اَضْیَافَ اللّٰهِ تَعَالٰی مَا دَامُوْا فِیْهِ حَتّٰی یُفِیْضُوْا فِیْ حَدِیْثٍ غَیْرِهٖ وَمَا سَلَكَ رَجُلٌ طَرِیْقًا یَلْتَمِسُ فِیْهِ الْعِلْمَ اِلَّا سَهَّلَ اللّٰهُ لَهٗ طَرِیْقًا اِلَی الْجَنَّةِ۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے سوال ہوا عملوں میں بہترین عمل کونسا ہے فرمایا اللہ کا ذکر اور کوئی قوم اللہ کے گھر میں نہیں بیٹھتی درس و تدریس کتاب اللہ کے لیے مگر ملائکہ اپنے نورانی پر دل سے ان پر سایہ کرتے ہیں اور وہ اس وقت تک اللہ کے مہمان ہوتے ہیں جبتک وہ دوسرے معاملوں میں نہ مشغول ہوں اور کوئی آدمی تحصیل علم کو نہیں نکلتا مگر اللہ اس کے لیے جنت کی راہ سہل اور آسان کر دیتا ہے۔

(۱۱) ایک قول ہے کہ ذکر اللہ سے مراد ہی نماز ہے جیسا کہ قرآن پاک میں ہے فَاسْعَوْا اِلٰی ذِكْرِ اللّٰهِ۔

(۱۲) وَقِیْلَ الْمَعْنٰی وَلَذِكْرُ اللّٰهِ تَعَالٰی اَكْبَرُ عِنْدَ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْكَرِ۔ ایک قول میں ہے کہ فواحش و منکرات کے مقابلہ کے لیے اللہ کا ذکر بلند و بالا ہے۔

وَاللّٰهُ یَعْلَمُ مَا تَصْنَعُوْنَ۔ اور اللہ تعالے خود جانتا ہے جو کچھ تم کرتے ہو۔

بھلائی اور اطاعت سے تو وہ اس کا بدلہ دیتا ہے اور جو برائیوں سے کرتے ہو وہ اس کی سزا دیتا ہے۔ (روح المعانی جلد ۲۱)

وَلَا تُجَادِلُوْٓا اَهْلَ الْكِتٰبِ اِلَّا بِالَّتِیْ هِیَ اَحْسَنُ اِلَّا الَّذِیْنَ ظَلَمُوْا مِنْهُمْ وَقُوْلُوْٓا اٰمَنَّا بِالَّذِیْٓ اُنْزِلَ اِلَیْنَا وَاُنْزِلَ اِلَیْكُمْ وَاِلٰهُنَا وَاِلٰهُكُمْ وَاحِدٌ وَّنَحْنُ لَهٗ مُسْلِمُوْنَ۔ نہ جھگڑا کرو یہود و نصاری سے مگر ایسے طریقہ سے جو احسن اسلوب سے ہو مگر وہ جو ظالم ہیں ان میں سے ان سے کہہ دو ہم ایمان لائے اس کے ساتھ جو ہم پر اترا اور جو تم پر اترا اور ہمارا اور تمہارا الہ ایک ہے اور ہم اس کے لیے نگونسار ہیں

یعنی یہود و نصاری یا نصاری نجران سے جھگڑا نہ کرو کہ وہ اہل کتاب ہیں مگر ان سے ایسی گفتگو کرو جس میں اچھے خصائل کا مظاہرہ ہو، خشونت کے مقابلہ میں نرمی ہو غضب کے بجائے کظم غیظ ہو اور نصیحت و خیر خواہی مدنظر رہے۔

مگر جو اعتدا و عناد میں قبول حق سے منحرف ہوں اور انہیں رفق و لینت فائدہ نہ دے تو پھر ان سے غلظت کرو جیسا کہ قرآن پاک میں ہے وَاغْلُظْ عَلَیْهِمْ وَمَاْوٰىهُمْ جَهَنَّمُ۔

ابن جریر مجاہد سے راوی ہیں اِنَّ الَّذِیْنَ ظَلَمُوْا هُمُ الَّذِیْنَ اَثْبَتُوا الْوَلَدَ وَالشَّرِیْكَ اَوْ قَالُوْا یَدُ اللّٰهِ مَغْلُوْلَةٌ اَوْ اَنَّ اللّٰهَ سُبْحٰنَهٗ فَقِیْرٌ اَوْ اٰذَوْا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ۔ وہ لوگ جو ظالم ہیں وہ ایسے عیسائی ہیں جو اللہ تعالے کے لیے اولاد مانتے اور اس کا شریک بناتے ہیں یا کہتے ہیں اللہ تعالے کے ہاتھ مغلول ہیں یا معاذ اللہ۔ اللہ تعالے فقیر ہے یا حضور کو ایذا دیتے ہیں ان سے غلظت یعنی سختی جائز ہے۔

وَهٰذِهِ الْغِلْظَةُ الَّتِیْ تُفْهِمُ الْاٰیَةُ الْاِذْنَ بِهَا لَا تَصِلُ اِلَی الْقِتَالِ۔ اور یہ غلظت اس حد تک مفہوم آیت سے واضح ہے جو قتال تک نہ پہنچے اس لیے کہ وہ ظالم ہیں لیکن اہل کتاب ہیں۔

دوسری توجیہ یہ ہے کہ یہ سورۃ مبارکہ مکی ہے اور حکم جہاد مدینہ میں آیا اس بنا پر اس جگہ حکم قتال نہیں۔ بعض نے تصریح کی کہ اس سورۃ مبارکہ کی بعض آیتیں مدنی ہیں بنا بریں اِلَّا الَّذِیْنَ ظَلَمُوْا کا استثناء مدینہ میں ہی آیا۔

ابن زید فرماتے ہیں اِنَّ الْمُرَادَ بِاَهْلِ الْكِتَابِ مُؤْمِنُوْا اَهْلِ الْكِتَابِ وَبِالَّتِیْ هِیَ اَحْسَنُ مُوَافَقَتُهُمْ فِیْمَا حَدَّثُوْا بِهٖ مِنْ اَخْبَارِ اَوَائِلِهِمْ وَبِالَّذِیْنَ ظَلَمُوْا مَنْ بَقِیَ مِنْهُمْ عَلٰی كُفْرِهٖ۔

اور اس میں بھی اختلاف ہے کہ یہ آیت منسوخ الحکم ہے۔

ابو داؤد سے اس کا نسخ ثابت ہے۔

اور ابن جریر۔ ابن منذر۔ ابن ابی حاتم۔ ابن الانباری قتادہ سے راوی ہیں اِنَّهٗ قَالَ نَهٰی فِیْ هٰذِهِ الْاٰیَةِ عَنْ مُجَادَلَةِ اَهْلِ الْكِتَابِ ثُمَّ نُسِخَ ذٰلِكَ فَقَالَ سُبْحٰنَهٗ وَتَعَالٰی قَاتِلُوا الَّذِیْنَ لَا یُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَلَا بِالْیَوْمِ الْاٰخِرِ۔ خلاصہ یہ کہ اس آیت کریمہ میں اہل کتاب سے مجادلہ کی ممانعت ہے پھر حکم آگیا قَاتِلُوا الَّذِیْنَ لَا یُؤْمِنُوْنَ۔ اس سے پہلا حکم منسوخ ہو گیا۔

وَقَالَ فِیْ مَجْمَعِ الْبَیَانِ الصَّحِیْحُ اِنَّهَا غَیْرُ مَنْسُوْخَةٍ لِاَنَّ الْمُرَادَ بِالْجِدَالِ الْمُنَاظَرَةُ وَذٰلِكَ عَلَی الْوَجْهِ الْاَحْسَنِ هُوَ الْوَاجِبُ الَّذِیْ لَا یَجُوْزُ غَیْرُهٗ۔

وَقُوْلُوْا اٰمَنَّا بِالَّذِیْٓ اُنْزِلَ اِلَیْنَا۔ اور ان سے کہو ہم ایمان لائے اس پر جو ہماری طرف نازل ہوا مِنَ الْقُرْاٰنِ وَالَّذِیْٓ اُنْزِلَ اِلَیْكُمْ اَیْ بِالَّذِیْٓ اُنْزِلَ اِلَیْكُمْ مِّنَ التَّوْرَاةِ وَالْاِنْجِیْلِ۔

وَاَخْرَجَ الْبُخَارِیُّ وَالنَّسَائِیُّ وَغَیْرُهُمَا عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ كَانَ اَهْلُ الْكِتَابِ یَقْرَءُوْنَ الْكِتَابَ بِالْعِبْرَانِیَّةِ وَیُفَسِّرُوْنَهَا بِالْعَرَبِیَّةِ لِاَهْلِ الْاِسْلَامِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَا تُصَدِّقُوْا اَهْلَ الْكِتَابِ وَلَا تُكَذِّبُوْهُمْ وَقُوْلُوْا اٰمَنَّا بِالَّذِیْٓ اُنْزِلَ اِلَیْنَا وَاُنْزِلَ اِلَیْكُمْ۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اہل کتاب توریت کی تلاوت عبرانی میں کرتے اور اس کی تفسیر مسلمانوں کو عربی میں سناتے تو حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ جو کچھ سنائیں اس کی نہ تصدیق کرو نہ تکذیب بلکہ کہہ دیا کرو ہم اس پر ایمان لائے جو ہم پر اترا اور جو تم پر اترا۔

وَاِلٰهُنَا وَاِلٰهُكُمْ وَاحِدٌ وَّنَحْنُ لَهٗ مُسْلِمُوْنَ۔ اور ہمارا تمہارا خدا ایک ہے اور ہم اس کے لیے جھکے ہوئے ہیں۔

یعنی اس کی توحید میں ہم کسی کی شرکت نہیں مانتے اور ہم اسی کے حکم کے مطیع ہیں۔

وَكَذٰلِكَ اَنْزَلْنَا اِلَيْكَ الْكِتٰبَ فَالَّذِيْنَ اٰتَيْنٰهُمُ الْكِتٰبَ يُؤْمِنُوْنَ بِهٖ وَمِنْ هٰؤُلَاۤءِ مَنْ يُّؤْمِنُ بِهٖ وَمَا يَجْحَدُ بِاٰيٰتِنَاۤ اِلَّا الْكٰفِرُوْنَ۔ اور ایسے ہی نازل کی ہم نے تمہاری طرف کتاب تو وہ جنہیں ہم نے کتاب عطا فرمائی اس پر ایمان لاتے ہیں اور کچھ ان میں سے ہیں جو اس پر ایمان لاتے ہیں اور ہماری آیتوں سے منکر نہیں ہوتے مگر کافر۔

یعنی قرآن پاک آپ پر ایسے ہی نازل کیا گیا جیسے یہود کی طرف توریت نصاریٰ کی طرف انجیل اتاری تھی تو جنہیں توریت دی ان میں سے کچھ ایمان لائے جیسے حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھی۔

اس پر آلوسی فرماتے ہیں کہ هٰذَا يُؤَيِّدُ الْقَوْلَ بِاَنَّ الْاٰيَاتِ الْمَذْكُوْرَةَ مَدَنِيَّةٌ اِذْ كَوْنُهَا مَكِّيَّةً وَعَبْدُ اللّٰهِ مِمَّنْ اَسْلَمَ بَعْدَ الْهِجْرَةِ بِنَاءً عَلٰى اَنَّهٗ اِعْلَامٌ مِّنَ اللّٰهِ تَعَالٰى بِاِسْلَامِهِمْ فِي الْمُسْتَقْبِلِ۔ یہ سورۃ مکی ہے اور حضرت عبداللہ بن سلام اور ان کے اصحاب مدینہ میں ایمان لائے۔ تو اللہ تعالے نے اس سے پہلے ان کی خبر دی یہ غیبی خبروں میں سے ہے جو بہ اعلام الٰہی وقت سے قبل حاصل ہوئی تھی۔

اور اہل مکہ میں بعض ان میں سے ایمان لائے ہیں اور ہماری آیتوں کے منکر نہیں مگر وہ جو کفر میں سخت ہیں عربی میں جحود اس انکار کو کہتے ہیں جو واقف ہونے کے بعد بھی کیا جائے یعنی جان بوجھ کر مکر جانا۔ اور واقعہ بھی یہی تھا کہ یہود اچھی طرح جانتے تھے کہ حضور سید یوم النشور صلے اللہ علیہ وسلم اللہ تعالے کے سچے نبی ہیں کَمَا قَالَ تَعَالٰى يَعْرِفُوْنَهٗ كَمَا يَعْرِفُوْنَ اَبْنَآءَهُمْ وَاِنَّ فَرِيْقًا مِّنْهُمْ لَيَكْتُمُوْنَ الْحَقَّ وَهُمْ يَعْلَمُوْنَ۔

وَمَا كُنْتَ تَتْلُوْا مِنْ قَبْلِهٖ مِنْ كِتٰبٍ وَّلَا تَخُطُّهٗ بِيَمِيْنِكَ اِذًا لَّارْتَابَ الْمُبْطِلُوْنَ۔ اور اس سے قبل آپ کوئی کتاب نہ پڑھتے تھے اور نہ اپنے ہاتھ سے کچھ لکھتے تھے ایسا ہوتا تو باطل پرست ضرور

ہی شک کرتے۔

یعنی قرآن کریم کے نزول سے قبل آپ اگر لکھے پڑھے ہوتے تو یہ کتابی منکر دجاہلیہ شک ڈالتے کہ انہوں نے ہماری کتابوں سے لکھ لیا ہے۔ یا کہتے کہ ہماری کتابوں میں بنی آخر الزمان کی یہ صفت ہے کہ وہ امی ہوں گے نہ لکھیں گے نہ پڑھیں گے مگر انہیں اس شک کا بھی موقعہ نہ ملا۔

بَلْ هُوَ اٰيٰتٌۢ بَيِّنٰتٌ فِيْ صُدُوْرِ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ وَمَا يَجْحَدُ بِاٰيٰتِنَآ اِلَّا الظّٰلِمُوْنَ۔ بلکہ وہ روشن آیتیں ہیں ان کے سینوں میں جنہیں علم دیا گیا اور آیتوں کا انکار نہیں کرتے مگر دیدہ دانستہ انکار کرنے والے لوگ۔

یہاں ہُوَ ضمیر کا مرجع قرآن کریم ہے۔ اس صورت میں معنی یہ ہیں کہ قرآن کریم روشن آیتیں ہیں جو علماء اور حفاظ کے سینوں میں محفوظ ہیں۔ اور روشن آیت ہونے کے یہ معنی بھی ہو سکتے ہیں کہ وہ ظاہر الاعجاز ہیں اس لیے کہ یہ دو نوں صفتیں قرآن پاک کے ساتھ خاص ہیں اور کوئی کتاب ایسی نہیں جو معجزانہ شان سے اپنا مقابل معدوم کردے اور نہ ایسی کوئی کتاب ہے جو ہر زمانہ میں سینوں میں محفوظ ہو۔

سید المفسرین ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ ہو کی ضمیر کا مرجع سید عالم صلے اللہ علیہ وسلم ہیں تو اب یہ معنی ہوں گے کہ سید عالم صلے اللہ علیہ وسلم ان آیات بینات کے ساتھ موصوف ہیں جو ان لوگوں کے سینوں میں محفوظ ہیں جنہیں اہل کتاب میں سے علم دیا گیا کیونکہ وہ اپنی کتابوں میں حضور کی نعت وصفت پاتے ہیں۔ کما فی الخازن۔

وَقَالُوْا لَوْلَآ اُنْزِلَ عَلَيْهِ اٰيٰتٌ مِّنْ رَّبِّهٖ قُلْ اِنَّمَا الْاٰيٰتُ عِنْدَ اللّٰهِ وَاِنَّمَآ اَنَا نَذِيْرٌ مُّبِيْنٌ۔ اور بولے یہودی کیوں نہ اتاری گئیں ان پر نشانیاں فرما دیجئے نشانیاں اور معجزات تو اللہ کی طرف سے ہیں اور میں تو کھلا ڈر لانے والا ہوں۔

یعنی جیسے حضرت صالح کی تصدیق ناقہ سے ہوئی اور موسیٰ علیہ السلام کی عصا سے اس طرح حضور صلے اللہ علیہ وسلم پر کیوں نہ ایسی نشانیاں اتریں۔ حالانکہ شق قمر کا معجزہ تو اِقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ وَانْشَقَّ الْقَمَرُ میں منصوص ہے اور اس کے علاوہ ہزارہا معجزات احادیث سے ثابت ہیں جیسے حضرت ابو محمد بوصیری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

کَمْ اَبْرَأَتْ وَصِبًا بِاللَّمْسِ رَاحَتُهٗ

احادیث میں کنکریوں کا ابوجہل کی مٹھی میں کلمہ پڑھنا اور سَعْیُ الشَّجَر۔ نَطْقُ الْحَجَر۔ شَقُّ الْقَمَر بِاِشَارَتِہٖ۔ وغیرہ معجزات کا ظاہر ہونا موجود ہے۔

لیکن چونکہ نبوت کی تصدیق کے لیے معجزہ شرط نہیں اس وجہ میں حضور کی تصدیق کے لیے انہیں پیش نہیں کیا گیا بلکہ فرمایا۔

اَوَلَمْ یَکْفِہِمْ اَنَّاۤ اَنْزَلْنَا عَلَیْكَ الْكِتٰبَ یُتْلٰی عَلَیْهِمْ اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَرَحْمَةً وَّذِكْرٰی لِقَوْمٍ یُّؤْمِنُوْنَ۔ کیا یہ کافی نہیں کہ ہم نے آپ پر نازل فرمادی کتاب جو پڑھی جاتی ہے ان پر بیشک اس میں ضرور نعمت وعظمت ہے اور نصیحت ایمان والوں کے لیے۔

اس کا شان نزول یہ ہے۔

فریابی اور دارمی اور ابو داؤد اور ابن جریر اور ابن منذر اور ابن ابی حاتم یحیی بن جعدہ سے راوی ہیں قَالَ جَآءَ اُنَاسٌ مِّنَ الْمُسْلِمِیْنَ بِكُتُبٍ قَدْ كَتَبُوْا فِیْهَا بَعْضَ مَا سَمِعُوْهُ مِنَ الْیَهُوْدِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ كَفٰى بِقَوْمٍ حُمْقًا اَوْضَلَالَةً اَنْ یَّرْغَبُوْا عَمَّا جَآءَ بِهٖ نَبِیُّهُمْ اِلَیْهِمْ اِلٰى مَا جَآءَ بِهٖ غَیْرُهٗ اِلٰى غَیْرِهِمْ فَنَزَلَتْ۔

کچھ لوگ مسلمانوں میں سے شانہ کی ہڈی پر لکھ کر وہ چیزیں لائے جو انہوں نے یہودیوں سے سنیں تو حضور نے فرمایا وہ قوم احمق یا گمراہ ہے جو اپنے نبی کی لائی ہوئی تعلیم چھوڑ کر غیروں کی تعلیم کی طرف راغب ہو۔ اس وقت یہ آیت کریمہ نازل ہوئی اور ارشاد ہوا اَوَلَمْ یَکْفِہِمْ الخ

اس کے علاوہ اور بھی وہ روائتیں ہیں جن میں اس قسم کے مضامین ہیں جن سے ثابت ہوتا ہے۔ کہ حضور کی تعلیم کے مقابلہ میں کسی دوسرے مذہب کی تعلیم کو ترجیح دینا یا پسند کرنا گمراہی اور بیدینی اور ہلاکت میں پڑنا ہے۔

بامحاورہ ترجمہ چھٹا رکوع سورۂ عنکبوت پ ۲۱

قُلْ كَفٰى بِاللّٰهِ بَیْنِیْ وَبَیْنَكُمْ شَهِیْدًا یَعْلَمُ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا بِالْبَاطِلِ وَكَفَرُوْا بِاللّٰهِ اُولٰٓىٕكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ۝

فرما دیجئے اللہ کافی ہے میرے تمہارے مابین گواہ وہ جانتا ہے جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے اور وہ جو باطل پر یقین لائے اور اللہ کے منکر ہوئے وہی نقصان وخسران میں ہیں۔

وَیَسْتَعْجِلُوْنَكَ بِالْعَذَابِ وَلَوْلَاۤ اَجَلٌ مُّسَمًّى لَّجَآءَهُمُ الْعَذَابُ وَلَیَاْتِیَنَّهُمْ

اور تم سے عذاب کی جلدی کرتے ہیں اور اگر ایک مقررہ مدت نہ ہوتی تو ضرور ان پر عذاب آجاتا

بَغْتَةً وَّهُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ ۝

اور ضرور آئے گا ان پر اچانک ایسے حال میں کہ انہیں شعور بھی نہ ہوگا۔

يَسْتَعْجِلُوْنَكَ بِالْعَذَابِ وَاِنَّ جَهَنَّمَ لَمُحِيْطَةٌ بِالْكٰفِرِيْنَ ۝

تم سے جلدی کرتے ہیں عذاب اور بے شک جہنم گھیرے ہوئے ہے کافروں کو۔

يَوْمَ يَغْشٰهُمُ الْعَذَابُ مِنْ فَوْقِهِمْ وَمِنْ تَحْتِ اَرْجُلِهِمْ وَيَقُوْلُ ذُوْقُوْا مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ۝

جس دن ان پر چھائے گا عذاب ان کے اوپر اور ان کے پاؤں تلے سے اور فرمائے گا اللہ چکھو اپنی کرتوت کا مزہ۔

يٰعِبَادِيَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنَّ اَرْضِيْ وَاسِعَةٌ فَاِيَّايَ فَاعْبُدُوْنِ ۝

اے میرے بندو جو ایمان لائے بیشک میری زمین وسیع ہے تو پھر مجھی کو پوجو۔

كُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَةُ الْمَوْتِ ثُمَّ اِلَيْنَا تُرْجَعُوْنَ ۝

ہر جان کو موت کا مزہ چکھنا ہے پھر ہماری طرف لوٹ کر آؤ گے۔

وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَنُبَوِّئَنَّهُمْ مِّنَ الْجَنَّةِ غُرَفًا تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا نِعْمَ اَجْرُ الْعٰمِلِيْنَ ۝

اور وہ جو ایمان لائے اور نیک عمل کیے ضرور ہم انہیں جنت کے بالاخانوں میں جگہ دیں گے جن کے نیچے نہریں رواں ہوں گی نہریں ہمیشہ ان میں رہیں گے اور بہترین بدلہ ہے کام کرنے والوں کا۔

الَّذِيْنَ صَبَرُوْا وَعَلٰى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُوْنَ ۝

جنہوں نے صبر کیا اور وہ صرف اپنے رب ہی پر بھروسہ رکھتے ہیں۔

وَكَاَيِّنْ مِّنْ دَآبَّةٍ لَّا تَحْمِلُ رِزْقَهَا اللّٰهُ يَرْزُقُهَا وَاِيَّاكُمْ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ۝

اور بہت سے چلنے والے ہیں کہ اپنی روزی ساتھ نہیں رکھتے اللہ روزی دیتا ہے انہیں اور تمہیں اور وہ سنتا جانتا ہے۔

وَلَئِنْ سَاَلْتَهُمْ مَّنْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَسَخَّرَ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ لَيَقُوْلُنَّ اللّٰهُ فَاَنّٰى يُؤْفَكُوْنَ ۝

اور اگر تم ان سے پوچھو کہ کس نے بنائے آسمان اور زمین اور مسخر کیے چاند سورج ضرور کہیں گے کہ اللہ نے تو کہاں اوندھے پڑے ہو۔

اَللّٰهُ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ وَيَقْدِرُ لَهٗ اِنَّ اللّٰهَ بِكُلِّ شَيْءٍ

اللہ کشادہ کرتا ہے رزق جسے چاہے اپنے بندوں سے اور تنگ کرتا ہے بے شک اللہ سب کچھ

عَلِیْمٌ ۝
وَلَئِنْ سَاَلْتَهُمْ مَّنْ نَّزَّلَ مِنَ السَّمَآءِ
مَآءً فَاَحْیَا بِهِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا
لَیَقُوْلُنَّ اللّٰهُ قُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ بَلْ اَكْثَرُهُمْ
لَا یَعْقِلُوْنَ ۝

جانتا ہے۔
اور اگر تم ان سے پوچھو کون اتارتا ہے آسمان
سے پانی تو اس کے سبب زمین زندہ کرتا ہے
مرنے کے بعد ضرور کہیں گے اللہ فرمادیجئے سب
خوبیاں اللہ کو بلکہ ان کے اکثر بے عقل ہیں۔

لفظی ترجمہ

قُلْ۔کہہ دو	كَفٰی۔کافی ہے	بِاللّٰهِ۔اللہ	بَیْنِیْ۔میرے
وَ۔اور	بَیْنَكُمْ۔تمہارے درمیان	شَهِیْدًا۔گواہ	یَعْلَمُ۔جانتا ہے
مَا۔جو	فِیْ۔بیچ	السَّمٰوٰتِ۔آسمانوں	وَ۔اور
الْاَرْضِ۔زمین کے ہے	وَ۔اور	الَّذِیْنَ۔وہ جو	اٰمَنُوْا۔ایمان لائے
بِالْبَاطِلِ۔باطل پر	وَ۔اور	كَفَرُوْا۔کافر ہوئے	بِاللّٰهِ۔اللہ سے
اُولٰٓئِكَ۔تو یہی	هُمُ۔وہ ہیں	الْخٰسِرُوْنَ۔خسارے والے	وَ۔اور
یَسْتَعْجِلُوْنَكَ۔جلدی چاہتے ہیں آپ سے		بِالْعَذَابِ۔عذاب	وَ۔اور
لَوْ۔اگر	لَا۔نہ ہوتی	اَجَلٌ۔مدت	مُّسَمًّی۔مقرر
لَجَآءَ۔تو آتا	هُمُ۔انکے پاس	الْعَذَابُ۔ان کے پاس عذاب	وَ۔اور
لَیَاْتِیَنَّهُمْ۔تو ضرور آجاتا انکے پاس		بَغْتَةً۔اچانک	وَ۔اور
هُمْ۔وہ	لَا۔نہ	یَشْعُرُوْنَ۔سمجھتے ہونگے	یَسْتَعْجِلُوْنَكَ۔جلدی چاہتے
ہیں آپ سے	بِالْعَذَابِ۔عذاب	وَ۔اور	اِنَّ۔بیشک
جَهَنَّمَ۔جہنم	لَمُحِیْطَةٌ۔گھیرنے والی ہے	بِالْكٰفِرِیْنَ۔کافروں کو	یَوْمَ۔جس دن
یَغْشٰهُمُ۔ڈھانپے گا ان کو		الْعَذَابُ۔عذاب	مِنْ فَوْقِهِمْ۔انکے اوپر سے
وَ۔اور	مِنْ تَحْتِ۔نیچے	اَرْجُلِهِمْ۔انکے پاؤں سے	وَ۔اور
یَقُوْلُ۔کہے گا	ذُوْقُوْا۔چکھو	مَا۔جو	كُنْتُمْ۔تم
تَعْمَلُوْنَ۔کرتے تھے	یٰ۔اے	عِبَادِ۔بندو	یَ۔میرے

الَّذِیْنَ۔جو	اٰمَنُوْا۔ایمان لائے ہو	اِنَّ۔بیشک	اَرْضِیْ۔میری زمین
وَاسِعَۃٌ۔فراخ ہے	فَاِیَّایَ۔تو میری ہی	فَاعْبُدُوْنِ۔پوجا کرو	کُلُّ۔ہر
نَفْسٍ۔آدمی	ذَآئِقَۃُ۔چکھنے والا ہے	الْمَوْتِ۔موت	ثُمَّ۔پھر
اِلَیْنَا۔ہماری طرف	تُرْجَعُوْنَ۔پھیرے جاؤ گے	وَ۔اور	الَّذِیْنَ۔وہ جو
اٰمَنُوْا۔ایمان لائے	وَ۔اور	عَمِلُوا۔عمل کیے	الصّٰلِحٰتِ۔نیک
لَنُبَوِّئَنَّھُمْ۔تو ضرور ہم ان کو جگہ دیں گے		مِّنَ الْجَنَّۃِ۔جنت کے	غُرَفًا۔بالاخانوں میں
تَجْرِیْ۔چلتی ہیں	مِنْ تَحْتِھَا۔انکے نیچے	الْاَنْھٰرُ۔نہریں	خٰلِدِیْنَ۔ہمیشہ رہیں گے
فِیْھَا۔اس میں	وَ۔اور	نِعْمَ۔اچھا ہے	اَجْرُ۔بدلہ
الْعٰمِلِیْنَ۔عمل کرنے والوں کا	الَّذِیْنَ۔وہ جنہوں نے	صَبَرُوْا۔صبر کیا	وَ۔اور
عَلٰی۔اوپر	رَبِّھِمْ۔اپنے رب کے	یَتَوَکَّلُوْنَ۔توکل کرتے ہیں	وَ۔اور
کَاَیِّنْ۔کتنے ہی	مِّنْ دَآبَّۃٍ۔جانور ہیں کہ	لَا۔نہیں	تَحْمِلُ۔اٹھاتے
رِزْقَھَا۔اپنا رزق	اَللّٰہُ۔اللہ	یَرْزُقُھَا۔روزی دیتا ہے انکو	وَ۔اور
اِیَّا۔تم کو	کُمْ۔بھی	وَ۔اور	ھُوَ۔وہ ہے
السَّمِیْعُ۔سننے والا	الْعَلِیْمُ۔جاننے والا	وَ۔اور	لَئِنْ۔اگر
سَاَلْتَھُمْ۔تو پوچھے ان سے	مَّنْ۔کس نے	خَلَقَ۔پیدا کیے	السَّمٰوٰتِ۔آسمان
وَ۔اور	الْاَرْضَ۔زمین	وَ۔اور	سَخَّرَ۔تابع کیے
الشَّمْسَ۔سورج	وَ۔اور	الْقَمَرَ۔چاند	لَیَقُوْلُنَّ۔تو ضرور کہیں گے
اللّٰہُ۔اللہ نے	فَاَنّٰی۔تو کہاں	یُؤْفَکُوْنَ۔کہاں پھیرے جاتے ہیں	اَللّٰہُ۔اللہ
یَبْسُطُ۔فراخ کرتا ہے	الرِّزْقَ۔رزق	لِمَنْ۔جس کا	یَّشَآءُ۔چاہے
مِنْ عِبَادِہٖ۔اپنے بندوں سے	وَ۔اور	یَقْدِرُ۔تنگ کرتا ہے	لَہٗ۔اسکو
اِنَّ۔بیشک	اللّٰہَ۔اللہ	بِکُلِّ۔ہر چیز کو	شَیْءٍ۔چیز کو
عَلِیْمٌ۔جانتا ہے	وَ۔اور	لَئِنْ۔اگر	سَاَلْتَھُمْ۔تو پوچھے ان سے
مَّنْ۔کس نے	نَزَّلَ۔اتارا	مِنَ السَّمَآءِ۔آسمان سے	مَآءً۔پانی
فَاَحْیَا۔تو زندہ کیا	بِہٖ۔اس سے	الْاَرْضَ۔زمین کو	مِنْ بَعْدِ۔پیچھے
مَوْتِھَا۔اسکی موت کے	لَیَقُوْلُنَّ۔تو ضرور کہیں گے	اللّٰہُ۔اللہ نے	قُلِ۔کہہ

اَلْحَمْدُ ۔ سب خوبیاں لِلّٰہِ ۔ اللہ کی ہیں بَلْ ۔ بلکہ اَکْثَرُھُمْ ۔ انکے اکثر
لَا ۔ نہیں یَعْقِلُوْنَ سمجھتے

خلاصہ تفسیر چھٹا رکوع سورۃ عنکبوت ۔ پ ۲۱

قُلْ کَفٰی بِاللّٰہِ بَیْنِیْ وَبَیْنَکُمْ شَہِیْدًا ۔ فرما دیجئے میرے تمہارے مابین اللہ کافی ہے شہادت کیلئے اگر دلائل نبوت اور معجزات کے ذریعہ میری تصدیق نہیں کرتے تو میرے تمہارے مابین اللہ تعالیٰ کی گواہی کافی ہے۔

وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا بِالْبَاطِلِ وَکَفَرُوْا بِاللّٰہِ اُولٰٓئِکَ ھُمُ الْخٰسِرُوْنَ اور وہ جو باطل پرست ہیں اور اللہ کے ساتھ کفر کرتے ہیں یہ تو بڑے نقصان وخسران میں ہیں۔

یعنی جو بتوں کے پجاری اور باطل کو حق سمجھ رہے ہیں وہ اللہ کے منکر ہیں اور جو اس راہ پر لگے ہوئے ہیں وہ سوائے نقصان وخسران کیا حاصل کریں گے۔

پھر وہ تو ایسے ضدی ہٹیلے ہیں کہ عذاب کی پیشگوئی پر ایمان لانے کی بجائے ہٹ دھرمی کرتے اور کہتے ہیں جب عذاب ہم پر آنا ہے تو کب آئے گا اگر آپ سچے ہیں تو عذاب لائیے اس کا جواب دیا گیا۔

یَسْتَعْجِلُوْنَکَ بِالْعَذَابِ وَلَوْلَآ اَجَلٌ مُّسَمًّی لَّجَآءَھُمُ الْعَذَابُ وَلَیَاْتِیَنَّھُمْ بَغْتَةً وَّھُمْ لَا یَشْعُرُوْنَ ۔ اور جلدی کرتے ہیں عذاب کی اور اگر اس کے آنے میں ایک مدت مقرر نہ ہوتی تو ضرور ان پر عذاب آجاتا اور ایسا آتا کہ اچانک آتا کہ انہیں پتہ بھی نہ لگتا۔

مگر حکمت الٰہی میں ایک مدت ہے ورنہ ان کی سرکشی پر اچانک عذاب آتا کہ انہیں شعور بھی نہ ہوتا۔ چنانچہ وہ وقت مقررہ پر آیا بھی جیسے بدر کا عذاب اہل مکہ پر قحط عظیم وغیرہ چنانچہ پھر دوبارہ اسی کلمہ کا اعادہ فرمایا گیا۔

یَسْتَعْجِلُوْنَکَ بِالْعَذَابِ وَاِنَّ جَھَنَّمَ لَمُحِیْطَةٌ بِالْکٰفِرِیْنَ یَوْمَ یَغْشٰھُمُ الْعَذَابُ مِنْ فَوْقِھِمْ وَمِنْ تَحْتِ اَرْجُلِھِمْ وَیَقُوْلُ ذُوْقُوْا مَا کُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ۔ اور آپ سے جلدی مانگتے ہیں عذاب حالانکہ جہنم کافروں پر محیط ہے۔ جس دن چھائے گا ان پر عذاب اوپر سے اور پاؤں کے تلے سے اور اللہ فرمائیگا کہ اب چکھو اس کا بدلہ جو تم کرتے تھے۔

یعنی بطور تعجب ارشاد ہے کہ یہ کیا جلدی کر رہے ہیں حالانکہ جہنم انہیں گھیرے ہوئے ہے، یہ اس وقت

ارشاد ہوا جب کفار و مشرکین مکہ اور ان کے ساتھ اہل کتاب بھی اپنے نامحمود طریقے اور حسد اور عناد پر اتر آئے اور عذاب آخرت سے قطعاً نہ ڈرے اور جوش تعصب میں اہل ایمان کو ستانے لگے اور مسلمان ان تکالیف کو نہایت استقلال و صبر و استقامت سے برداشت کرتے رہے حتیٰ کہ ادا ارکان دین سے بھی سختی سے مانع ہونے لگے تو مسلمانوں کو ترک وطن کا حکم ہوا اور مسلمان بموجب حکم حبشہ اور مدینہ منورہ کی طرف ہجرت کر کے جانے لگے تو ارشاد ہوا۔

یٰعِبَادِیَ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡۤا اِنَّ اَرۡضِیۡ وَاسِعَۃٌ فَاِیَّایَ فَاعۡبُدُوۡنِ۔ اے میرے بندو بیشک میری زمین فراخ ہے تو میری ہی پوجا کرو۔

یہاں ایماندار بندوں کو ندا دی گئی ہے اور اشارۃً ارشاد ہے کہ ایسے گندے بندوں میں کیوں پڑے ہوئے ہو میری زمین تنگ نہیں ع ملک خدا تنگ نیست۔ پائے گدا لنگ نیست۔
یہاں سے نکل جاؤ اور اطمینان سے میری ہی عبادت کرو۔ چونکہ ترک وطن نفسیاتی طور پر ہر کس و ناکس پر بار گزرتا ہے پھر ایسی صورت میں جبکہ حبیب مکرم سید عالم صلے اللہ علیہ وسلم سے بھی مفارقت ہو یہ لازمی طور پر شاق گذرنا ہی تھا۔ پھر مسافرت کی صعوبتیں تنگ دستی کی کلفتیں یہ بھی سامنے تھیں ان سے تسکین و اطمینان دلانے کے لیے دنیا کی بے ثباتی اور حیات انسانی کی بے اعتباری ظاہر فرمانے کو ارشاد ہوا۔
کُلُّ نَفۡسٍ ذَآئِقَۃُ الۡمَوۡتِ ثُمَّ اِلَیۡنَا تُرۡجَعُوۡنَ۔ ہر جان کو ذائقہ موت چکھنا ہے پھر ہماری طرف ہی تو لوٹ کر آؤ گے۔

گویا ارشاد ہوا کہ اگر تم یہاں رہو گے تو موت سے محفوظ نہیں اور باہر نکلے تو موت لازمی ہے اور مرنے کے بعد وطن ہو یا پردیس دونوں برابر ہیں اور ہمارے پاس پلٹ کر آنا ہے لہذا بہتر یہی ہے کہ اللہ کی راہ میں مرو اور ہمارے پاس پہنچو کہ وہاں نہ غم مفارقت ہے نہ الم مہاجرت یہ دنیا چند روزہ ہے اس کے دن جدائی میں کٹے تو کیا اور مل جل کر رہے تو کیا اسی طرح تمہارے دشمنوں مخالفوں کا زور بھی چند روزہ ہے۔ دوسری بشارت بھی ہمارے متبعین کے لیے ہے چنانچہ ارشاد ہے۔
وَالَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَنُبَوِّئَنَّہُمۡ مِّنَ الۡجَنَّۃِ غُرَفًا تَجۡرِیۡ مِنۡ تَحۡتِہَا الۡاَنۡہٰرُ خٰلِدِیۡنَ فِیۡہَا۔ اور وہ جو ایمان لائے اور نیک عمل کیے انہیں ہم ضرور جگہ دیں گے جنت کے بالاخانوں میں جن کے نیچے نہریں رواں ہیں اور وہ ان میں ہمیشہ رہیں گے۔
یعنی اس ایمان اور ترک وطن کے صلے میں ہم تمہیں ایسا وطن دیں گے لَنُبَوِّئَنَّہُمۡ کے معنی اَیۡ لَنُنۡزِلَنَّہُمۡ ہیں جس میں تم بالاخانوں میں ہمیشہ رہو گے۔ غُرَفًا یعنی عَوَالِیَ الۡجَنَّۃِ بلند منزلوں میں رہو گے اور یہ رہنا ہمیشہ کے

لیے ہوگا اس سے خروج و فنا نہ ہوگا۔

نِعْمَ اَجْرُ الْعَامِلِیْنَ الَّذِیْنَ صَبَرُوْا وَعَلٰی رَبِّهِمْ یَتَوَکَّلُوْنَ۔ کیا اچھا بدلہ ہے عمل کرنے والوں کا جنہوں نے صبر کیا اور اپنے رب پر بھروسہ کیا۔

یعنی سفر اور ہجرت میں ہر تکلیف صبر و استقلال سے گوارہ کرتے ہیں اور اپنے رب پر بھروسہ کرتے ہیں اور حقیقت تو یہ ہے کہ گھر میں بھی بلا امداد الٰہی چارہ نہیں تو سفر میں بھی بہر حال وہی سب کا انیس ہے اس کے بعد تین آیتوں میں اس توکل اور رزاق حقیقی کی رزاقی کا اظہار ہے۔

اول آیت وَکَاَیِّنْ مِّنْ دَآبَّۃٍ لَّا تَحْمِلُ رِزْقَهَا اللّٰهُ یَرْزُقُهَا وَاِیَّاکُمْ وَهُوَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ۔ اور کتنے ہی زمین پر چلنے والے ایسے ہیں کہ اپنی روزی اٹھا کہ نہیں چلتے اللہ انہیں روزی دیتا ہے اور تمہیں بھی دیتا ہے اور وہ سنتا جانتا ہے۔

اور یہ حقیقت ہے کہ ہزاروں چار پائے وہ ہیں جو اپنی روزی کا کچھ انتظام نہیں کرتے اور انہیں بھی روزی ملتی ہے۔ پرند ہوائی ایسے ہیں جن کا گھر در نہیں مگر انہیں بھی روزی ملتی ہے تو پھر سمجھ لینا چاہیئے کہ جس رزاق نے اتنی مخلوق کی روزی اپنے ذمے رکھی ہے وہ سفر و حضر میں کیا ہمیں روزی نہ دے گا۔

اے کریمے کہ از خزانۂ غیب ۔۔۔ گبر و ترسا وظیفہ خور داری
دوستاں را کجا کنی محروم ۔۔۔ تو کہ با دشمناں نظر داری

دوسری آیت میں اس توکل کو اور بھی مستحکم فرمایا گیا چنانچہ ارشاد ہے۔

وَلَئِنْ سَاَلْتَهُمْ مَّنْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَسَخَّرَ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ لَیَقُوْلُنَّ اللّٰهُ فَاَنّٰی یُؤْفَکُوْنَ۔ اور اگر آپ ان سے پوچھیں کہ کس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا اور سورج چاند کو اس کے محور میں مسخر فرمایا تو ضرور کہیں گے اللہ نے تو پھر کہاں بھٹکتے پھرتے ہیں۔

یہ تعریضاً مشرکوں کے متعلق ارشاد ہے۔

تیسری آیت اَللّٰهُ یَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ یَّشَآءُ وَیَقْدِرُ لَهٗ اِنَّ اللّٰهَ بِکُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمٌ۔ اللہ ہی فراخ فرماتا ہے رزق جسے چاہے اپنے بندوں میں سے اور تنگ کرتا ہے جس پر چاہے بے شک اللہ ہر شئے سے خبردار ہے۔

اسی کے ید قدرت میں فراخی و تنگی رزق ہے اور وہی ہر شئے کا علم رکھتا ہے۔ پھر ارشاد ہے۔

وَلَئِنْ سَاَلْتَهُمْ مَّنْ نَّزَّلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَحْیَا بِهِ الْاَرْضَ مِنْ بَعْدِ مَوْتِهَا لَیَقُوْلُنَّ اللّٰهُ اور اگر آپ پوچھیں ان سے کہ کون آسمان سے پانی نازل کرتا ہے جس سے مردہ زمین اور بنجر میدان زندہ

ہوکر سرسبز و شاداب ہوتے ہیں خشک ہونے کے بعد تو ضرور کہیں گے اللہ۔
ان تینوں آیتوں میں مہاجرین کو اطمینان دلایا گیا اور مشرکین سے تعریض فرمائی پھر ارشاد ہے:۔
قُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ بَلْ اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْقِلُوْنَ۔ فرما دیجئے درحقیقت حمد حقیقی اللہ تعالیٰ ہی کو ہے بلکہ اکثر ان کے بے عقل ہیں۔

مختصر تفسیر اردو چھٹا رکوع سورۃ عنکبوت پ ۲۱

قُلْ كَفٰى بِاللّٰهِ بَيْنِيْ وَبَيْنَكُمْ شَهِيْدًا۔ فرما دیجئے میرے تمہارے مابین اللہ تعالیٰ کافی ہے شاہد یعنی گواہ ہونے میں۔
یعنی عالم ہے جو میری طرف سے انذار و تبلیغ میں سعی ہوئی اور جو کچھ تمہاری طرف سے میرے مقابلہ میں تکذیب و انکار رہا اس کا بدلہ ہر ایک کو وہی دے گا۔
يَعْلَمُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ۔ وہ جانتا ہے جو آسمانوں اور زمین میں ہے۔
یعنی میری شان تبلیغ اور تمہاری کیفیت تکذیب کا اسے علم ہے۔
آیۂ کریمہ کا شان نزول یہ ہے۔ مروی ہے اَنَّ كَعْبَ بْنَ اَشْرَفَ وَّمَعَهٗ قَالُوْا يَا مُحَمَّدُ مَنْ يَّشْهَدُ بِاَنَّكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ فَنَزَلَتْ۔ کعب بن اشرف اور اس کی ہم خیال جماعت بولی اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کون اس امر پر گواہ ہے کہ آپ اللہ کے رسول ہیں تو من جانب اللہ جواب ہوا کہ اے محبوب فرما دیجئے كَفٰى بِاللّٰهِ بَيْنِيْ وَبَيْنَكُمْ شَهِيْدًا۔
وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِالْبَاطِلِ وَكَفَرُوْا بِاللّٰهِ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ۔ اور وہ جو ایمان لائے باطل پر اور اللہ سے منکر ہوئے وہ نقصان و خسران میں ہیں۔
سید المفسرین ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں اٰمَنُوْا بِالْبَاطِلِ کے یہ معنی ہیں اَيْ لِغَيْرِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ وَهُوَ شَامِلٌ لِنَحْوِ عِيْسٰى وَالْمَلٰئِكَةِ عَلَيْهِمُ السَّلَامُ۔ وَالْبَاطِلُ فِي الْحَقِيْقَةِ عِبَادَتُهُمْ وَلَيْسَ الْبَاطِلُ هٰهُنَا مِثْلُهٗ فِيْ قَوْلِ حَسَّانَ۔ اَلَا كُلُّ شَيْءٍ مَا خَلَا اللّٰهَ بَاطِلٌ۔
وَقَالَ مُقَاتِلٌ اَيْ بِعِبَادَةِ الشَّيْطَانِ۔
اللہ کے سوا غیر خدا پر ایمان لا کر عبادت کرنا مثل عیسیٰ علیہ السلام اور ملائکہ علیہم السلام کو پوجنا خدا ماننا اور باطل حقیقت میں عبادت غیر اللہ کو ہی کہتے ہیں۔ جیسا کہ حضرت حسان نے فرمایا اَلَا كُلُّ شَيْءٍ

مَا خَلَا اللّٰہِ بَاطِلٌ۔ خبردار اللہ کے سوا سب باطل ہے (یہ مصرعہ حضرت حسان نے لبید بن ربیعہ کا نقل کیا ہے)

اور کَفَرُوْا بِاللّٰہِ کی مراد ایسے افعال ہیں جو موجبات ایمان لغیر اللہ کو متلزم ہوں۔

اُولٰٓئِکَ هُمُ الْخَاسِرُوْنَ۔ ایسے خیال باطل وفاسد پر رہنے والے نقصان وخسران میں ہیں۔

وَیَسْتَعْجِلُوْنَکَ بِالْعَذَابِ وَلَوْلَا اَجَلٌ مُّسَمًّی لَّجَآءَهُمُ الْعَذَابُ وَلَیَاْتِیَنَّهُمْ بَغْتَةً وَّهُمْ لَا یَشْعُرُوْنَ۔ اور وہ جلدی چاہتے ہیں عذاب اور اگر نہ ہوتی ایک مدت حکمت الٰہیہ میں مقرر تو آجاتا ان پر عذاب اور آتا بھی ایسا اچانک کہ انہیں خبر بھی نہ ہوتی۔

یعنی لوح محفوظ میں اس کا وقت نہ مقرر کر دیا ہوتا تو اچانک عذاب آجاتا۔ مگر ایک روایت میں ہے اِنَّهٗ تَعَالٰی وَعَدَ رَسُوْلَهٗ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَنْ لَّا یُعَذِّبَ قَوْمَهٗ بِعَذَابِ الْاِسْتِیْصَالِ وَاَنْ یُّؤَخِّرَ عَذَابَهُمْ اِلٰی یَوْمِ الْقِیٰمَةِ۔ اللہ تعالیٰ نے وعدہ فرمایا اپنے رسول پاک سے کہ وہ عذاب استیصال آپ کی قوم پر نہ فرمائے گا اور ایسا عذاب قیامت تک کے لیے مؤخر فرمایا گیا۔

ابن جبیر فرماتے ہیں اَلْمُرَادُ بِالْاَجَلِ یَوْمُ الْقِیَامَةِ۔ اجل سے مراد روز قیامت ہے۔

ابن سلام کہتے ہیں اَلْمُرَادُ بِهٖ اَجَلُ مَا بَیْنَ النَّفْخَتَیْنِ۔ اجل سے مراد نفخہ اولے اور ثانیہ کا درمیان ہے

وَقِیْلَ یَوْمُ بَدْرٍ۔ بعض نے کہا اس سے مراد یوم بدر ہے۔

وَلَیَاْتِیَنَّهُمْ بَغْتَةً وَّهُمْ لَا یَشْعُرُوْنَ۔ اور ان پر ضرور عذاب آئے گا اچانک اور انہیں اس کا پتہ بھی نہ چلے گا۔

کَعَذَابِ بَعْضِ الْعُقُوْبَاتِ النَّازِلَةِ عَلٰی بَعْضِ الْاُمَمِ بَیَاتًا وَّهُمْ نَآئِمُوْنَ اَوْ ضُحًی وَّهُمْ یَلْعَبُوْنَ مثل بعض عذابوں کے جو امم ماضیہ پر رات میں نازل ہوئے اس حال میں کہ وہ سو رہے تھے یا دن دہاڑے اس حال میں کہ کھیل کود میں مصروف تھے۔

اور یا عذاب بدر کہ انہیں اس کی قطعاً توقع نہ تھی کہ مسلمان ان پر غالب آئیں گے اور خلاف توقع مارے گئے۔

یَسْتَعْجِلُوْنَکَ بِالْعَذَابِ وَاِنَّ جَهَنَّمَ لَمُحِیْطَةٌ بِالْکَافِرِیْنَ۔ آپ سے عذاب کی جلدی کرتے ہیں اور بیشک جہنم ان پر محیط ہے جو کافر ہیں۔

یعنی یہ کیا جلدی کر رہے ہیں حالانکہ جہنم تو ان پر محیط ہے اس لیے کہ جس کے ایسے اعمال ہیں اس کے لیے جہنم کے سوا اور کیا ہوگا۔

یَوْمَ یَغْشٰهُمُ الْعَذَابُ مِنْ فَوْقِهِمْ وَمِنْ تَحْتِ اَرْجُلِهِمْ وَیَقُوْلُ ذُوْقُوْا مَا کُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ جس دن چھا جائے گا ان پر عذاب ان کے اوپر سے اور نیچے سے اور (اللہ فرمائے گا) چکھو بدلہ اس کا

جو تم کرتے رہے تھے۔

آلوسی فرماتے ہیں کانہ قیل یوم یاتیہم العذاب ویحل علیہم الذی اشیر الیہ باحاطۃ جہنم بہم یکون من الاحوال والاھوال مالا یفی بہ المقال۔ گویا فرمایا گیا کہ جس دن عذاب آجائے گا اور ان پر حلول کرے گا اس میں اشارہ ہے احاطۂ جہنم کی طرف جو حالات اور پریشانیاں ہوں وہ ایسی ہوں گی کہ وہ بیان سے باہر ہیں

ویقول۔ ای اللہ عزوجل وقیل الملک الموکل بہم۔ اور فرمائے اللہ عزوجل اور ایک قول ہے کہ وہ فرشتہ کہے جو ان پر مقرر ہوگا۔

ذوقوا ما کنتم تعملون۔ ای جزاء ما کنتم تعملون فی الدنیا علی الاستمرار من السیئات التی من جملتہا الاستعجال بالعذاب۔ چکھو جو کچھ تم کرتے رہے ہو یعنی اپنے ان اعمال کا بدلہ چکھو جو تم دنیا میں گناہوں سے مسلسل کرتے رہے ہو اور اس پر استعجال عذاب بھی کرتے رہے۔

یاعبادی الذین امنوا ان ارضی واسعۃ فایای فاعبدون اے میرے وہ بندو جو ایمان لائے ہو میری زمین وسیع ہے تو مجھی کو پوجو۔

آلوسی فرماتے ہیں نزلت علی ما روی عن مقاتل والکلبی فی المستضعفین من المؤمنین بمکۃ امروا بالھجرۃ عنہا وعلی ھذا اکثر المفسرین۔ مقاتل اور کلبی کی روایت کے مطابق یہ آیت کریمہ ضعیف وکمزور مکہ کے مسلمانوں کے حق میں نازل ہوئی اور انہیں مکہ سے ہجرت کا حکم دیا گیا اور اسی قول پر اکثر مفسرین ہیں۔

وعمم بعضہم الحکم فی کل من لا یتمکن من اقامۃ امور الدین کما ینبغی فی ارض لمانعتہ من جھۃ الکفرۃ او غیرھم فقال تلزمہ الھجرۃ الی ارض یتمکن فیہا من ذلک وروی ھذا عن ابن جبیر وعطاء ومجاھد ومالک بن انس۔

بعض نے اس حکم کو عام مانا وہ کہتے ہیں یہ حکم ہر اس موقعہ کے لیے ہے جبکہ امور دینیہ پر قائم رہنا مشکل ہو جائے اور جیسا چاہیئے ویسا عمل نہ کرسکے اور کفار کا زور ہو جائے تو اس وقت ہجرت کرنا لازم ہو جاتا ہے اس مقام کی طرف جہاں اپنے مذہب پر آزادی سے عمل کرسکے اور ایسا ہی ابن جبیر عطا مجاہد اور مالک بن انس کا قول ہے۔

فایای فاعبدون کے معنی میں آلوسی فرماتے ہیں ان ارضی واسعۃ فان لم تخلصوا الی العبادۃ فاخلصوھا لی فی غیرھا۔ یعنی میری زمین وسیع ہے تو اگر میری عبادت بالاخلاص ایک

جگہ کرنا دشوار ہو تو دوسری زمین میں چلے جاؤ۔

كُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَةُ الْمَوْتِ ثُمَّ إِلَيْنَا تُرْجَعُونَ ۔ ہر جان کو موت کا ذائقہ چکھنا ہے پھر ہماری طرف ہی پلٹ کر آنا ہے۔

اس آیۂ کریمہ میں بندوں کو اخلاص عبادت اور ہجرت کے لیے برانگیختہ کیا گیا ہے اس لیے کہ اس میں واضح فرمایا ہے کہ دنیا دار بقا نہیں اور اس کے بعد جہاں جانا ہے وہ دار جزا ہے تو گویا فرمایا گیا كُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَةُ الْمَوْتِ يَعْنِي وَاجِدَةٌ مَرَارَةَ الْمَوْتِ وَمُفَارَقَةَ الْبَدَنِ الْبَتَّةَ فَلَابُدَّ اَنْ تَذُوْقُوْهُ ثُمَّ تُرْجَعُوْنَ اِلٰى حُكْمِنَا وَجَزَائِنَا بِحَسْبِ اَعْمَالِكُمْ فَمَنْ كَانَتْ هٰذِهٖ عَاقِبَتُهٗ فَلَابُدَّ لَهٗ مِنَ التَّزَوُّدِ وَالْاِسْتِعْدَادِ ۔ ہر جان کو ذائقہ موت پانا ہے اور اس کی تلخی چکھنی ہے اور بدن سے مفارقت روح لازمی ہے تو لازمی ہے کہ موت کا مزہ چکھا جائے پھر بعد تراخی زمان یا رتبہ تمہیں سب کو اللہ کے حکم اور جزا کی طرف لوٹنا ہے جو بحسب عمل سب کو ملے گی تو جو ایسا ہے کہ اس کی عاقبت یہ ہے اسے لازم ہے کہ دار آخرت کا ذخیرہ جمع کرے اور وہاں کی نعمتیں حاصل کرنے کی استعداد پیدا کرے۔

وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَنُبَوِّئَنَّهُمْ مِّنَ الْجَنَّةِ غُرَفًا تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا نِعْمَ اَجْرُ الْعٰمِلِيْنَ ۔ اَلَّذِيْنَ صَبَرُوْا وَعَلٰى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُوْنَ ۔ اور وہ جو ایمان لائے اور نیک عمل کیے ہم ضرور انہیں اتاریں گے جنت کے بلند محلوں میں بہترین بدلہ ہے اچھے عمل والوں کا جو اذیت کفار و مشرکین پر صبر کر کے اپنے رب پر توکل کریں۔

لَنُبَوِّئَنَّهُمْ کے معنی آلوسی فرماتے ہیں اَيْ لَنُنْزِلَنَّهُمْ عَلٰى وَجْهِ الْاِقَامَةِ یعنی ہم اتاریں گے انہیں اور سکونت دیں گے۔

مِنَ الْجَنَّةِ غُرَفًا اَيْ عَلَالِيَّ وَقُصُوْرًا جَلِيْلَةً لَا قُصُوْرَ فِيْهَا وَهِيَ عَلٰى مَا رُوِيَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ مِنَ الدُّرِّ وَالزَّبَرْجَدِ وَالْيَاقُوْتِ ۔ یعنی بلند محلوں میں کہ اس کے مثل کوئی محل نہ ہو جیسا کہ ابن عباس فرماتے ہیں کہ وہ محل موتی اور زبرجد اور یاقوت کے ہوں گے۔

جن کے نیچے نہریں رواں ہوں گی اور وہ اس محل میں ہمیشہ رہیں۔

نِعْمَ اَجْرُ الْعٰمِلِيْنَ ۔ بہترین بدلہ ہے نیک عمل کرنے والوں کا جو صبر کرتے تھے اذیت مشرکین پر اور شدائد ہجرت پر کہ اس میں انہیں رنج و محن ہوئے۔

اور اپنے رب پر بھروسہ کے لیے تمام مصائب برداشت کرتے رہے۔

وَكَاَيِّنْ مِّنْ دَآبَّةٍ لَّا تَحْمِلُ رِزْقَهَا ۔ اور بہت سے زمین پر چلنے والے ہیں کہ وہ اپنی روزی اٹھا

کر نہیں چلتے۔

آیۂ کریمہ کا شانِ نزول حضور سے یہ ہے۔ اِنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَمَرَ الْمُؤْمِنِیْنَ الَّذِیْنَ کَانُوْا بِمَکَّۃَ اِلْھِجْرَۃِ اِلَی الْمَدِیْنَۃِ قَالُوْا کَیْفَ نَقْدِمُ بَلْدَۃً لَیْسَ فِیْھَا مَعِیْشَۃٌ فَنَزَلَتْ حضور نے مومنین کو مکہ سے ہجرت کا مدینہ کی طرف حکم دیا تو صحابہ نے عرض کی حضور ہم کیسے ایسے شہر کی طرف جائیں جہاں ہماری معاش کا نظام نہیں تو یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔

جس میں بتایا کہ زمین پر چلنے والے بہت سے ایسے ہیں کہ ادھر سے ادھر جاتے ہیں اور اپنی روزی اٹھا کر نہیں چلتے حتی کہ چیونٹی، چوہا، کوا، بلبل تو تمہیں بھی اسی بنا پر علم ہے۔

اَللّٰہُ یَرْزُقُھَا وَاِیَّاکُمْ وَھُوَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ اللہ ہی انہیں رزق دیتا ہے اور تمہیں بھی کہ وہ سنتا جانتا ہے چنانچہ ہر حاجتمند کو حالت اضطرار میں وہی اس کی روزی پہنچاتا ہے۔

وَلَئِنْ سَاَلْتَھُمْ مَّنْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَسَخَّرَ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ لَیَقُوْلُنَّ اللّٰہُ فَاَنّٰی یُؤْفَکُوْنَ۔ اور اگر آپ پوچھیں ان سے کس نے آسمان اور زمین پیدا کئے اور سورج چاند کو مسخر کیا تو ضرور کہیں گے اللہ نے تو کہاں بھٹک رہے ہو۔

یعنی جب اس سے انکار کسی کو بھی نہیں کہ فَعَّالٌ لِّمَا یُرِیْدُ وہی ہے اور خیر الرازقین بھی وہی ہے اور خلاق عالم وہی ایک ذات ہے۔ خالق کل شیئ اس کے سوا کوئی نہیں تو یہ ادھر اُدھر بھٹکنا بے عقلی اور جہالت ہے۔

اَللّٰہُ یَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ یَّشَآءُ مِنْ عِبَادِہٖ وَیَقْدِرُ لَہٗ اِنَّ اللّٰہَ بِکُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمٌ۔ کشادہ فرماتا ہے رزق جس کے لیے چاہے اور جس پر چاہے تنگ فرماتا ہے بے شک اللہ ہر شئے کا علم رکھتا ہے۔

اور اسی کے مطابق بسط رزق اور تنگی اپنی حکمت بالغہ سے فرماتا ہے۔ چنانچہ آلوسی فرماتے ہیں فَیَعْلَمُ اَنَّ کُلًّا مِّنَ الْبَسْطِ وَالْقَدْرِ فِیْ اَیِّ وَقْتٍ یُّوَافِقُ لَہُ الْحِکْمَۃُ وَالْمَصْلَحَۃُ فَیَفْعَلُ کُلًّا مِّنْھُمَا فِیْ وَقْتِہٖ اَوْ فَیَعْلَمُ مَنْ یَّلِیْقُ بِبَسْطِ الرِّزْقِ فَیَبْسُطُہٗ لَہٗ وَمَنْ یَّلِیْقُ بِقَدْرِہٖ فَیَقْدِرُ لَہٗ۔

وَلَئِنْ سَاَلْتَھُمْ مَّنْ نَّزَّلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَحْیَا بِہِ الْاَرْضَ مِنْ بَعْدِ مَوْتِھَا لَیَقُوْلُنَّ اللّٰہُ قُلِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ بَلْ اَکْثَرُھُمْ لَا یَعْقِلُوْنَ۔ اور اگر پوچھے تو ان سے کہ کون آسمان سے پانی برساتا ہے کہ اس سے مردہ زمین زندہ فرما کر سرسبز کرتا ہے تو ضرور کہیں گے اللہ ہی کرتا ہے تو فرما دیجئے اللہ کو ہی حمد ہے بلکہ اکثر ان کے بے عقل ہیں۔

یَعْنِیْ لَا یَعْقِلُوْنَ شَیْئًا مِّنَ الْاَشْیَاءِ فَلِذٰلِکَ لَا یَعْمَلُوْنَ بِمُقْتَضٰی قَوْلِھِمْ ھٰذَا فَیُشْرِکُوْنَ بِہٖ سُبْحٰنَہٗ اَخَسَّ مَخْلُوْقَاتِہٖ۔ یعنی انہیں کسی شے میں عقل نہیں اسی لیے وہ عمل نہیں کرتے اور اللہ کا شریک

ذلیل مخلوق کو بناتے ہیں۔

بامحاورہ ترجمہ ساتواں رکوع عنکبوت۔ پ ۲۱

وَمَا هٰذِهِ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَآ اِلَّا لَهْوٌ وَّلَعِبٌ وَاِنَّ الدَّارَ الْاٰخِرَةَ لَهِيَ الْحَيَوَانُ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ ○

اور کیا ہے یہ دنیا کی زندگی مگر کھیل کود اور بیشک آخرت کا گھر ضرور وہی ہے زندگی والا کاش وہ لوگ جانتے۔

فَاِذَا رَكِبُوْا فِي الْفُلْكِ دَعَوُا اللّٰهَ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ فَلَمَّا نَجّٰىهُمْ اِلَى الْبَرِّ اِذَا هُمْ يُشْرِكُوْنَ ○

تو جب کشتی میں سوار ہوتے ہیں تو اللہ کو پکارتے ہیں اسی کو خالص مان کر تو جب وہ انہیں بچالاتا ہے خشکی کی طرف تو شرک کرنے لگتے ہیں۔

لِيَكْفُرُوْا بِمَآ اٰتَيْنٰهُمْ وَلِيَتَمَتَّعُوْا فَسَوْفَ يَعْلَمُوْنَ ○

تاکہ ناشکری کریں ہماری دی ہوئی نعمتوں سے اور تاکہ تمتع حاصل کریں تو اب عنقریب جان لیں گے۔

اَوَلَمْ يَرَوْا اَنَّا جَعَلْنَا حَرَمًا اٰمِنًا وَّيُتَخَطَّفُ النَّاسُ مِنْ حَوْلِهِمْ اَفَبِالْبَاطِلِ يُؤْمِنُوْنَ وَبِنِعْمَةِ اللّٰهِ يَكْفُرُوْنَ ○

کیا نہ دیکھا انہوں نے کہ ہم نے حرم کی زمین پناہ بنائی اور اچک لیے جاتے ہیں ان کے گرد لوگ تو کیا باطل پر یقین لاتے ہیں اور اللہ کی نعمتوں سے کفران نعمت کرتے ہیں۔

وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا اَوْ كَذَّبَ بِالْحَقِّ لَمَّا جَآءَهٗ اَلَيْسَ فِيْ جَهَنَّمَ مَثْوًى لِّلْكٰفِرِيْنَ ○

اور کون بڑا ظالم ہے اس سے جو اللہ پر جھوٹ باندھے یا حق کی تکذیب کرے جب اس کے پاس آئے کیا نہیں جہنم میں ٹھکانہ کافروں کے لیئے۔

وَالَّذِيْنَ جَاهَدُوْا فِيْنَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا وَاِنَّ اللّٰهَ لَمَعَ الْمُحْسِنِيْنَ ○

اور وہ جو کوشش کریں ہماری راہ میں ضرور ہم انہیں اپنا راستہ دکھا دیں گے اور بے شک اللہ نیکوں کے ساتھ ہے۔

لفظی ترجمہ

وَ۔ اور | مَا۔ نہیں | هٰذِهِ۔ یہ | الْحَيٰوةُ۔ زندگی

الدُّنْیَا۔ دنیا کی　اِلَّا۔ مگر　لَھْوٌ۔ کھیل　وَّ۔ اور

لَعِبٌ۔ کود　وَ۔ اور　اِنَّ۔ بیشک　الدَّارَ۔ گھر

الْاٰخِرَۃَ۔ آخرت کا　لَھِیَ۔ یقیناً وہی　الْحَیَوَانُ۔ زندگی ہے　لَوْ۔ کاش

کَانُوْا۔ وہ ہوتے　یَعْلَمُوْنَ۔ جانتے　فَاِذَا۔ تو جب　رَکِبُوْا۔ سوار ہوتے ہیں

فِیْ۔ بیچ　الْفُلْکِ۔ کشتی کے　دَعَوُا۔ پکارتے ہیں　اللّٰہَ۔ اللہ کو

مُخْلِصِیْنَ۔ خالص کرکے　لَہُ۔ اسکے لیے　الدِّیْنَ۔ دین　فَلَمَّا۔ پھر جب

نَجّٰا۔ نجات دیتا ہے　ھُمْ۔ ان کو　اِلَی۔ طرف　الْبَرِّ۔ خشکی کی

اِذَا۔ تو اچانک　ھُمْ۔ وہ　یُشْرِکُوْنَ۔ شرک کرتے ہیں　لِیَکْفُرُوْا۔ تاکہ انکار کریں

بِمَا۔ اس کا جو　اٰتَیْنَا۔ دیا ہم نے　ھُمْ۔ ان کو　وَ۔ اور

لِیَتَمَتَّعُوْا۔ تاکہ فائدہ اٹھائیں　فَسَوْفَ۔ تو جلدی　یَعْلَمُوْنَ۔ جان لیں گے　اَوَ۔ کیا

لَمْ۔ نہ　یَرَوْا۔ دیکھا انہوں نے　اَنَّا۔ کہ ہم نے　جَعَلْنَا۔ بنایا

حَرَمًا۔ حرم　اٰمِنًا۔ امن والا　وَّ۔ اور　یُتَخَطَّفُ۔ اچکے جاتے ہیں

النَّاسُ۔ لوگ　مِنْ حَوْلِھِمْ۔ انکے گرداگرد　اَفَبِالْبَاطِلِ۔ کیا باطل کے ساتھ

یُؤْمِنُوْنَ۔ ایمان لاتے ہیں　وَ۔ اور　بِنِعْمَۃِ۔ انعام　اللّٰہِ۔ خداوندی کا

یَکْفُرُوْنَ۔ انکار کرتے ہیں　وَ۔ اور　مَنْ۔ کون　اَظْلَمُ۔ زیادہ ظالم ہے

مِمَّنِ۔ اس سے جو　افْتَرٰی۔ باندھے　عَلَی۔ اوپر　اللّٰہِ۔ اللہ کے

کَذِبًا۔ جھوٹ　اَوْ۔ یا　کَذَّبَ۔ جھٹلائے　بِالْحَقِّ۔ حق کو

لَمَّا۔ جب　جَآءَ۔ آئے　ہٗ۔ اسکے پاس　اَ۔ کیا

لَیْسَ۔ نہیں ہے　فِیْ۔ بیچ　جَھَنَّمَ۔ دوزخ کے　مَثْوًی۔ جگہ

لِّلْکٰفِرِیْنَ۔ کافروں کیلئے　وَ۔ اور　الَّذِیْنَ۔ جو　جَاھَدُوْا۔ کوشش کریں

فِیْنَا۔ ہمارے متعلق　لَنَھْدِیَنَّھُمْ۔ تو ضرور دکھائیں گے ہم ان کو　سُبُلَنَا۔ اپنی راہیں

وَ۔ اور　اِنَّ۔ بیشک　اللّٰہَ۔ اللہ　لَمَعَ۔ ساتھ

الْمُحْسِنِیْنَ۔ نیکوں کے ہے۔

خلاصہ تفسیر ساتواں رکوع سورۂ عنکبوت پ۲۱

وَمَا هٰذِهِ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَآ اِلَّا لَهْوٌ وَّلَعِبٌ۔ اور کیا ہے یہ دنیا مگر کھیل کود۔
یعنی دنیا ایسے ہی ہے جیسے بچے گھڑی بھر کھیلتے ہیں اور ان کا دل اس کھیل میں لگ جاتا ہے۔ پھر سب گھروندے چھوڑ چھاڑ چل دیتے ہیں ایسے ہی دنیا ہے۔
وَاِنَّ الدَّارَ الْاٰخِرَةَ لَهِيَ الْحَيَوَانُ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ۔ اور بے شک آخرت کا گھر وہی حقیقی زندگی کا گھر ہے کاش وہ جانتے۔

یعنی حقیقت دنیا و آخرت جانتے ہیں اور دنیا فانی ہے اور آخرت جاودانی تو فانی زندگی کو دوامی زندگی پر کبھی ترجیح نہ دیتے۔
فَاِذَا رَكِبُوْا فِي الْفُلْكِ دَعَوُا اللّٰهَ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ فَلَمَّا نَجّٰهُمْ اِلَى الْبَرِّ اِذَا هُمْ يُشْرِكُوْنَ۔ تو جب وہ کشتی میں سوار ہوتے ہیں (اور ڈوبنے کا اندیشہ ہوتا ہے تو باوجود اپنے شرک و عناد کے بتوں کو نہیں پکارتے بلکہ) اللہ کو پکارتے ہیں ایک اسی کو خالص مان کر (کہ وہی اس طوفان اور سمندر کے طغیان سے نجات دینے والا ہے۔
فَلَمَّا نَجّٰهُمْ اِلَى الْبَرِّ اِذَا هُمْ يُشْرِكُوْنَ٥ تو جب ہم انہیں بچالاتے ہیں خشکی کی طرف تو وہیں شرک کرنے لگتے ہیں۔

یعنی جب اندیشہ غرق نہیں رہتا اور پریشانی خشکی پر آنے سے ختم ہو جاتی ہے اور اطمینان مل جاتا ہے تو شرک کرنے میں دیر ہی نہیں لگاتے۔ واقعہ یہ ہے کہ مشرکین دریائی سفر میں جاتے ہوئے اپنا بت ساتھ لے جاتے لیکن جب باد مخالف چلنے لگتی اور کشتی کے غرق ہو جانے کا خطرہ لاحق ہو جاتا تو بتوں کو بھول جاتے بلکہ انہیں دریا میں پھینک دیتے اور رب حقیقی کو رَبَّنَا اَحْفِظْنَا رَبَّنَا اَحْفِظْنَا پکارنے لگتے اور جب خشکی پر آ جاتے تو وہی پرانا شرک شروع کر دیتے۔
لِيَكْفُرُوْا بِمَآ اٰتَيْنٰهُمْ وَلِيَتَمَتَّعُوْا فَسَوْفَ يَعْلَمُوْنَ۔ تاکہ کفران نعمت کریں ہماری دی ہوئی نعمت کی اور برتیں تو عنقریب جان لیں گے۔

یعنی مصیبت سے نجات پانے کا شکر کرنے کی بجائے ناشکری کرتے ہیں اور اپنی بت پرستی میں مشغول ہو جاتے ہیں برخلاف مومنین کے کہ وہ اللہ تعالےٰ کی نعمتوں کا اخلاص کے ساتھ شکر کرتے ہیں۔ تو کافروں کو

اس کا انجام معلوم ہو جائے گا۔

اَوَلَمْ يَرَوْا اَنَّا جَعَلْنَا حَرَمًا اٰمِنًا وَّيُتَخَطَّفُ النَّاسُ مِنْ حَوْلِهِمْ اَفَبِالْبَاطِلِ يُؤْمِنُوْنَ وَبِنِعْمَةِ اللّٰهِ يَكْفُرُوْنَ۔ کیا نہ دیکھا انہوں نے کہ ہم نے بنائی زمین حرم پناہ والی اور اچک لیے جاتے ہیں اس کے گرد کے لوگ تو کیا باطل کے ساتھ ہی ایمان رکھتے اور اللہ کی دی ہوئی نعمت سے ناشکری کرتے ہیں۔

یعنی اہل مکہ نے یہ نہ دیکھا کہ مَنْ دَخَلَهٗ كَانَ اٰمِنًا کے مطابق اہل حرم سکان مکہ معظمہ امن میں رہتے ہیں اور اس کے ماحول میں جو ہیں وہ قتل بھی کیے جاتے ہیں اور گرفتار بھی ہوتے ہیں مگر باوجود اس کے وہ بت پرست ہیں جو بالکل باطل ہے اور نعمت سے مراد سرور عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں یا پھر اسلام۔ اور مشرکین اس سے منکر ہیں۔

وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا اَوْ كَذَّبَ بِالْحَقِّ لَمَّا جَآءَهٗ اَلَيْسَ فِيْ جَهَنَّمَ مَثْوًى لِّلْكٰفِرِيْنَ۔ اور اس سے بڑھ کر کون ظالم ترین ہے جو اللہ پر جھوٹ باندھے یا حق کو جھٹلائے جب وہ اس کے پاس آئے کیا جہنم میں کافروں کا ٹھکانہ نہیں۔

یعنی اس سے زیادہ اظلم کون ہے جو اللہ کا شریک مانتے یا قرآن کریم اور نبی روف ورحیم کی تکذیب کرے تو یقینا ایسے مشرک اور کافروں کا ٹھکانہ جہنم ہے اَلَيْسَ استفہام انکاری ہے۔

وَالَّذِيْنَ جَاهَدُوْا فِيْنَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا وَاِنَّ اللّٰهَ لَمَعَ الْمُحْسِنِيْنَ۔ اور جنہوں نے ہماری راہ میں کوشش کی ضرور ہم انہیں اپنی راہیں دکھائیں گے اور بیشک اللہ نیکوں کے ساتھ ہے

سید المفسرین حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں یعنی جس نے ہماری راہ میں کوشش کی ہم اسے ثواب کی راہ دکھائیں گے۔

حضرت سعد بن عبد اللہ فرماتے ہیں جو اقامت سنت میں سعی کرے گا ہم اسے جنت کی راہ دکھائینگے اور اللہ نیکوں کے ساتھ ہے یعنی ان کی نصرت ومدد فرماتا ہے۔

مختصر تفسیر اردو ساتواں رکوع سورۃ عنکبوت پ ۲۱

وَمَا هٰذِهِ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَآ اِلَّا لَهْوٌ وَّلَعِبٌ وَاِنَّ الدَّارَ الْاٰخِرَةَ لَهِيَ الْحَيَوَانُ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ

اور کیا ہے یہ دنیا کی زندگی مگر کھیل کود اور بے شک آخرت کا گھر ہی دار حیات ہے کاش وہ جانتے۔

اس میں دنیا کی زندگی کی حقارت کی طرف اشارہ ہے۔ آلوسی فرماتے ہیں وَكَيْفَ لَا وَالدُّنْيَا لَا تَزِنُ

عِنْدَ اللهِ جَنَاحَ بَعُوْضَةٍ۔ اور کیوں نہیں جبکہ دنیا اللہ تعالےٰ کے نزدیک مچھر کے پر کی حیثیت نہیں رکھتی۔
فَقَدْ اَخْرَجَ التِّرْمِذِیُّ عَنْ سَہْلِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَوْ کَانَتِ الدُّنْیَا تَعْدِلُ عِنْدَ اللّٰہِ جَنَاحَ بَعُوْضَۃٍ مَّا سَقٰی کَافِرًا مِّنْھَا شَرْبَۃَ مَاءٍ۔ ترمذی شریف میں ہے سہل بن سعد نے کہا کہ فرمایا سید عالم صلے اللہ علیہ وسلم نے اگر دنیا مچھر کے بازو کے برابر بھی اللہ کے نزدیک حقیقت رکھتی تو کافر کو ایک گھونٹ پانی کی نہ پلائی جاتی۔

"مگر یہ کھیل کود ہے"۔ یَعْنِیْ اِلَّا کَمَا یَلْعَبُ بِہِ الصِّبْیَانُ یَجْتَمِعُوْنَ عَلَیْہِ وَیَبْتَہِجُوْنَ بِہٖ سَاعَۃً ثُمَّ یَتَفَرَّقُوْنَ عَنْہُ۔ یعنی جیسے بچے کھیل کود میں جمع ہو جاتے ہیں اور اس سے خوش ہوتے ہیں تھوڑی دیر پھر اس سے علیحدہ ہو کر چلے جاتے ہیں۔ یہ حال حیات دنیا کا ہے۔

وَاِنَّ الدَّارَ الْاٰخِرَۃَ لَھِیَ الْحَیَوَانُ۔ اور بے شک آخرت کا گھر ہی حقیقی حیات کا گھر ہے۔
اِذْ لَا یَعْرِضُ الْمَوْتُ وَالْفَنَاءُ لِمَنْ فِیْھَا۔ اس لیے کہ آخرت کے گھر میں جو ہے اس پر موت اور فنا عارض نہیں ہوتی۔
حَیَوَان اصل میں حَیَیَان تھا۔ دوسری یے کو واو سے بدل دیا اور یہ بدلنا خلاف قیاس ہے۔
لَوْ کَانُوْا یَعْلَمُوْنَ۔ اَیْ لَوْ کَانُوْا یَعْلَمُوْنَ لَمَا اٰثَرُوْا عَلَیْھَا الدُّنْیَا الَّتِیْ اَصْلُھَا عَدَمُ الْحَیَاۃِ۔ یعنی کاش وہ سمجھتے کہ دنیا سے تعلق کیسا ہے اس لیے کہ دنیا کی اصل ہی عدم حیات ہے۔ اور اس کی ناپائیداری اس سے ثابت ہے کہ جب وہ دریائی سفر کرتے ہیں تو حیات و موت کی کشمکش میں آجاتے ہیں چنانچہ ارشاد باری ہے۔

فَاِذَا رَکِبُوْا فِی الْفُلْکِ دَعَوُا اللّٰہَ مُخْلِصِیْنَ لَہُ الدِّیْنَ۔ تو جب سوار ہوتے ہیں کشتی میں تو پکارتے ہیں اللہ کو خالص طور پر۔
یَعْنِیْ لَا یَذْکُرُوْنَ اِلَّا اللّٰہَ عَزَّوَجَلَّ وَلَا یَدْعُوْنَ سِوَاہُ سُبْحٰنَہٗ لِعِلْمِھِمْ بِاَنَّہٗ لَا یَکْشِفُ الشَّدَائِدَ اِلَّا ھُوَ عَزَّوَجَلَّ۔ اس وقت سوائے اللہ عزوجل کے کوئی یاد نہیں رہتا اور اس کے سوا اور کسی کو نہیں پکارتے اس لیے کہ دل میں وہ سمجھتے ہیں کشف شدائد سوا اللہ عزوجل کوئی نہیں کر سکتا۔
فَلَمَّا نَجّٰھُمْ اِلَی الْبَرِّ اِذَا ھُمْ یُشْرِکُوْنَ۔ تو جب ہم انہیں نجات دیتے ہیں خشکی کی طرف تو شرک کرنے لگ جاتے ہیں۔
لِیَکْفُرُوْا بِمَا اٰتَیْنٰھُمْ وَلِیَتَمَتَّعُوْا فَسَوْفَ یَعْلَمُوْنَ۔ یہاں لام بمعنی کے ہے یعنی تا کہ وہ کفر کریں ہماری دی ہوئی نعمتوں سے اور حیات دنیا میں متمتع رہیں تو عنقریب جان لیں گے۔

أَيْ يُشْرِكُوْنَ لِيَكُوْنُوْا كَافِرِيْنَ بِمَا اٰتَيْنٰهُمْ مِنْ نِعْمَةِ النَّجَاةِ بِسَبَبِ شِرْكِهِمْ وَلِيَتَمَتَّعُوْا بِاجْتِمَاعِهِمْ عَلٰى عِبَادَةِ الْاَصْنَامِ ۔ تاکہ وہ شرک کر کے کافر رہیں ہماری نعمتوں سے اپنے شرک کے سبب اور بت پرستی پر راضی رہ کر چند روزہ زندگی پوری کریں۔ پھر اس کے بعد عنقریب اس کی سزا بروز قیامت پائیں۔

اَوَلَمْ يَرَوْا اَنَّا جَعَلْنَا حَرَمًا اٰمِنًا وَّيُتَخَطَّفُ النَّاسُ مِنْ حَوْلِهِمْ اَفَبِالْبَاطِلِ يُؤْمِنُوْنَ وَبِنِعْمَةِ اللّٰهِ يَكْفُرُوْنَ ۔ کیا وہ نہیں دیکھتے کہ ہم نے زمین حرم کو جائے امن بنایا اور اس کے گرد لوگ اچک لیے جاتے ہیں تو کیا باطل پر ایمان لاتے ہیں اور اللہ کی نعمتوں سے کفر کرتے ہیں۔

یعنی حرم پاک کو ایسا جائے امن بنایا کہ وہاں کے وحوش و طیور بھی مامون و محفوظ ہیں یہاں حرم سے مراد جائے حرم ہے یہ درحقیقت اس بات کا جواب ہے جو اہل مکہ نے حضور سے کی تھی۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ضحاک راوی ہیں جو آیہ کریمہ کا شان نزول ہے۔

اِنَّ اَهْلَ مَكَّةَ قَالُوْا يَا مُحَمَّدُ مَا يَمْنَعُنَا اَنْ نَّدْخُلَ فِيْ دِيْنِكَ اِلَّا مَخَافَةَ اَنْ يَّتَخَطَّفَنَا النَّاسُ لِقِلَّتِنَا وَالْعَرَبُ اَكْثَرُ مِنَّا فَمَتٰى بَلَغَهُمْ اِنَّا قَدْ دَخَلْنَا فِيْ دِيْنِكَ اُخْتُطِفْنَا فَكُنَّا اُكْلَةَ رَأْسٍ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ تَعَالٰى۔ مکہ والوں نے حضور سے عرض کیا ہمیں آپ کے دین میں کوئی وجہ مانع نہیں مگر صرف یہ خوف ہے کہ ہم قلیل ہیں اور عرب کافی ہیں تو جب انہیں خبر پہنچے گی کہ ہم آپ کے دین میں داخل ہو گئے ہیں تو وہ ہمیں اچک لیں گے اور ہلاک و قتل کر دیں گے۔

اس کے جواب میں یہ آیت کریمہ نازل ہوئی جس میں بتایا گیا کہ تم ایسی امن والی زمین پاک میں ہو جہاں تم اور وحوش و طیور اور سبزہ گھاس بھی محفوظ ہے پھر تمہارا یہ خوف لغو ہے۔

تو پھر یہ جانتے ہوئے بھی باطل یعنی بتوں کے اوپر ایمان لاتے اور اللہ تعالے پر کفران نعمت کرتے ہو اور شرک میں مبتلا ہو۔ پھر ارشاد ہے۔

وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا اَوْ كَذَّبَ بِالْحَقِّ لَمَّا جَآءَهٗ اَلَيْسَ فِيْ جَهَنَّمَ مَثْوًى لِّلْكَافِرِيْنَ وَالَّذِيْنَ جَاهَدُوْا فِيْنَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا وَاِنَّ اللّٰهَ لَمَعَ الْمُحْسِنِيْنَ۔ اور کون اس سے زیادہ ظالم ہے جو افتراء باندھے اللہ پر جھوٹا یا جھٹلائے حق کو جب وہ ان کے پاس آئے کیا ان کا ٹھکانہ جہنم میں نہیں جو کافر ہیں اور جو کوشش کریں ہمارے دین میں ضرور ہم انہیں اپنے راستوں کی ہدایت فرمائیں گے اور بے شک اللہ ضرور نیکوں کے ساتھ ہے۔

یعنی اللہ تعالے پر افتراء کرنا اور کہنا کہ اس جیسا اور بھی ہے یہ جھوٹ اور افتراء ہے اور اللہ پر جھوٹ افتراء کرنے والا ظالم ترین ہے اور ظاہر ہے ایسے لوگوں کا مثوی یعنی ٹھکانہ جہنم ہے۔

اور جو اللہ کی راہ میں کوشش کرے اور حق پر قائم رہے اس کے لیے وعدہ فرمایا گیا کہ ہم اسے اپنی راہیں دکھائیں گے جن کے ذریعہ ہماری جناب تک وہ پہنچ سکے بعض نے اس کے معنی کیے۔

اَلْمُرَادُ لَنَزِیْدَنَّھُمْ ھِدَایَۃً اِلٰی سُبُلِ الْخَیْرِ وَتَوْفِیْقًا لِسُلُوْکِھَا فَاِنَّ الْجِھَادَ ھِدَایَۃٌ اَوْ مُرَتَّبَۃٌ عَلَیْھَا وَقَدْ قَالَ تَعَالٰی وَالَّذِیْنَ اھْتَدَوْا زَادَھُمْ ھُدًی۔

اور حدیث میں ہے۔ مَنْ عَمِلَ بِمَا عَلِمَ وَرَّثَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی عِلْمَ مَالَمْ یَعْلَمْ۔

سدّی کہتے ہیں۔ اَلْمَعْنٰی وَالَّذِیْنَ جَاھَدُوْا بِالثَّبَاتِ عَلَی الْاِیْمَانِ لَنَھْدِیَنَّھُمْ سُبُلَنَا اِلَی الْجَنَّۃِ۔

ایک قول ہے۔ اَلْمَعْنٰی وَالَّذِیْنَ جَاھَدُوْا فِی الْغَزْوِ لَنَھْدِیَنَّھُمْ سُبُلَ الشَّھَادَۃِ وَالْمَغْفِرَۃِ۔

اور اللہ تعالےٰ نکوکاروں کے ساتھ ہے جس کا یہ فائدہ ہوگا کہ ان کی نصرت واعانت نیکوں کے ساتھ ہے۔

اس سورۃ مبارکہ کے ختم پر وَاِنَّ اللّٰہَ لَمَعَ الْمُحْسِنِیْنَ فرمایا گیا اور شروع اَحَسِبَ النَّاسُ اَنْ یُّتْرَکُوْا اَنْ یَّقُوْلُوْا اٰمَنَّا وَھُمْ لَا یُفْتَنُوْنَ سے فرمایا۔ اس میں تلمیحًا و اسطہ عقد ہے موحدین کے لیے۔

سُوْرَۃُ الرُّوْمِ

بامحاورہ ترجمہ پہلا رکوع سورۃ روم۔ پ ۲۱

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الٓمّٓ ۚ غُلِبَتِ الرُّوْمُ فِیْٓ اَدْنَی الْاَرْضِ وَھُمْ مِّنْ بَعْدِ غَلَبِھِمْ سَیَغْلِبُوْنَ ۝	الٓمّٓ۔ رومی مغلوب ہوئے پاس کی زمین میں اور وہ اپنی مغلوبی کے بعد عنقریب غالب ہوں گے۔
فِیْ بِضْعِ سِنِیْنَ لِلّٰہِ الْاَمْرُ مِنْ قَبْلُ وَمِنْ بَعْدُ وَیَوْمَئِذٍ یَّفْرَحُ الْمُؤْمِنُوْنَ ۝	چند سال میں حکم اللہ کا ہے آگے اور پیچھے اور اس دن ایمان والے خوش ہوں گے۔
بِنَصْرِ اللّٰہِ یَنْصُرُ مَنْ یَّشَآءُ وَھُوَ الْعَزِیْزُ الرَّحِیْمُ ۝	اللہ مددگار ہے اور وہ مدد کر دیتا ہے جس کی چاہے اور وہی عزت والا مہربان ہے۔
وَعْدَ اللّٰہِ لَا یُخْلِفُ اللّٰہُ وَعْدَہٗ وَلٰکِنَّ اَکْثَرَ النَّاسِ لَا یَعْلَمُوْنَ ۝	یہ اللہ کا وعدہ ہے وہ خلاف نہیں کرتا اپنا وعدہ لیکن اکثر لوگوں سے نہیں جانتے۔

يَعْلَمُوْنَ ظَاهِرًا مِّنَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَهُمْ عَنِ الْاٰخِرَةِ هُمْ غٰفِلُوْنَ ○

وہ جانتے ہیں آنکھوں کے سامنے کی ظاہری زندگی دنیا کی اور وہ آخرت سے غافل ہیں۔

اَوَلَمْ يَتَفَكَّرُوْا فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ مَّا خَلَقَ اللّٰهُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَآ اِلَّا بِالْحَقِّ وَاَجَلٍ مُّسَمًّى وَاِنَّ كَثِيْرًا مِّنَ النَّاسِ بِلِقَآئِ رَبِّهِمْ لَكٰفِرُوْنَ ○

کیا وہ نہیں سوچتے کہ اللہ نے ہی پیدا فرمائے آسمان اور زمین اور جو کچھ ان میں ہے مگر حق اور ایک مقررہ میعاد سے اور بے شک بہت سے لوگ اپنے رب سے ملنے کے منکر ہیں۔

اَوَلَمْ يَسِيْرُوْا فِي الْاَرْضِ فَيَنْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ كَانُوْٓا اَشَدَّ مِنْهُمْ قُوَّةً وَّاَثَارُوا الْاَرْضَ وَعَمَرُوْهَآ اَكْثَرَ مِمَّا عَمَرُوْهَا وَجَآءَتْهُمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ فَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيَظْلِمَهُمْ وَلٰكِنْ كَانُوْٓا اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ ○

اور کیا انہوں نے زمین کی سیر نہ کی کہ دیکھتے کہ ان سے پہلوں کا کیا انجام ہوا وہ ان سے زیادہ تھے قوت میں اور انہوں نے زمین جوتی اور آباد کی ان کی آبادی سے زیادہ اور ان کے پاس روشن نشانیاں لے کر رسول آئے تو نہ تھا اللہ ان پر ظلم کرنے والا لیکن وہ اپنی جانوں پر ظلم کرتے تھے۔

ثُمَّ كَانَ عَاقِبَةَ الَّذِيْنَ اَسَآءُوا السُّوْٓاٰى اَنْ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِ اللّٰهِ وَكَانُوْا بِهَا يَسْتَهْزِءُوْنَ ○

پھر جنہوں نے برائی کی ان کا انجام برائی سے ہوا کہ اللہ کی آیتیں جھٹلائیں اور ان سے مسخر کرتے تھے۔

لفظی ترجمہ

الٓمّٓ	غُلِبَتِ۔ مغلوب ہو گئے	الرُّوْمُ۔ رومی	فِيْ۔ بیچ
اَدْنَى۔ قریب کی	الْاَرْضِ۔ زمین کے	وَ۔ اور	هُمْ۔ وہ
مِنْ بَعْدِ۔ بعد	غَلَبِهِمْ۔ اپنے مغلوب ہونے کے	سَيَغْلِبُوْنَ۔ جلدی غالب آجائیں گے	
فِيْ۔ بیچ	بِضْعِ۔ چند	سِنِيْنَ۔ سالوں کے	لِلّٰهِ۔ اللہ ہی کا
الْاَمْرُ۔ حکم ہے	مِنْ قَبْلُ۔ پہلے بھی	وَ۔ اور	مِنْ بَعْدُ۔ پیچھے بھی
وَ۔ اور	يَوْمَئِذٍ۔ اس دن	يَّفْرَحُ۔ خوش ہوں گے	الْمُؤْمِنُوْنَ۔ مومن
بِنَصْرِ۔ مدد	اللّٰهِ۔ اللہ کی سے	يَنْصُرُ۔ مدد دیتا ہے	مَنْ۔ جسے
يَّشَآءُ۔ چاہے	وَ۔ اور	هُوَ۔ وہ	الْعَزِيْزُ۔ غالب

الرَّحِیْمُ۔ مہربان ہے	وَعْدَ۔ وعدہ ہے	اللّٰہِ۔ اللہ کا	لَا۔ نہیں
یُخْلِفُ۔ خلاف کرتا	اللّٰہُ۔ اللہ	وَعْدَہٗ۔ اپنے وعدے کا	وَ۔ اور
لٰکِنَّ۔ لیکن	اَکْثَرَ۔ اکثر	النَّاسِ۔ لوگ	لَا۔ نہیں
یَعْلَمُوْنَ۔ جانتے	یَعْلَمُوْنَ۔ جانتے ہیں	ظَاهِرًا۔ ظاہری	مِّنَ الْحَیٰوۃِ۔ زندگی
الدُّنْیَا۔ دنیا کی	وَ۔ اور	هُمْ۔ وہ	عَنِ الْاٰخِرَۃِ۔ آخرت سے
هُمْ۔ وہ	غٰفِلُوْنَ۔ غافل ہیں	اَوَ۔ کیا	لَمْ۔ نہ
یَتَفَکَّرُوْا۔ سوچا انہوں نے	فِیْ۔ بیچ	اَنْفُسِهِمْ۔ اپنی جانوں کے	مَا۔ نہیں
خَلَقَ۔ پیدا کیا	اللّٰہُ۔ اللہ نے	السَّمٰوٰتِ۔ آسمانوں	وَ۔ اور
الْاَرْضَ۔ زمین کو	وَ۔ اور	مَا۔ جو	بَیْنَهُمَا۔ انکے درمیان ہے
اِلَّا۔ مگر	بِالْحَقِّ۔ ساتھ حق کے	وَ۔ اور	اَجَلٍ۔ مدت
مُّسَمًّی۔ مقرر	وَ۔ اور	اِنَّ۔ بیشک	کَثِیْرًا۔ بہت سے
مِّنَ النَّاسِ۔ لوگ	بِلِقَآئِ۔ ملاقات	رَبِّهِمْ۔ اپنے رب سے	لَکٰفِرُوْنَ۔ منکر ہیں
اَوَ۔ کیا	لَمْ۔ نہ	یَسِیْرُوْا۔ پھرے وہ	فِی۔ بیچ
الْاَرْضِ۔ زمین کے	فَیَنْظُرُوْا۔ کہ دیکھتے	کَیْفَ۔ کیسا	کَانَ۔ ہوا
عَاقِبَۃُ۔ انجام	الَّذِیْنَ۔ انکا جو	مِنْ قَبْلِهِمْ۔ ان سے پہلے تھے	کَانُوْا۔ وہ
اَشَدَّ۔ زیادہ تھے	مِنْهُمْ۔ ان سے	قُوَّۃً۔ طاقت میں	وَّ۔ اور
اَثَارُوا۔ جوتا انہوں نے	الْاَرْضَ۔ زمین کو	وَ۔ اور	عَمَرُوْهَا۔ آباد کیا اسکو
اَکْثَرَ۔ زیادہ	مِمَّا۔ اس سے جو	عَمَرُوْ۔ آباد کیا انہوں نے	هَا۔ اس کو
وَ۔ اور	جَآءَتْهُمْ۔ آئے انکے پاس	رُسُلُهُمْ۔ انکے رسول	بِالْبَیِّنٰتِ۔ دلائل لے کر
فَمَا۔ تو نہیں	کَانَ۔ تھا	اللّٰہُ۔ اللہ	لِیَظْلِمَهُمْ۔ کہ ظلم کرتا ان پر
وَ۔ اور	لٰکِنْ۔ لیکن	کَانُوْا۔ تھے	اَنْفُسَهُمْ۔ اپنی جانوں پر
یَظْلِمُوْنَ۔ ظلم کرتے	ثُمَّ۔ پھر	کَانَ۔ ہوا	عَاقِبَۃَ۔ انجام
الَّذِیْنَ۔ ان کا جنہوں نے	اَسَآءُوا۔ برائی کی	السُّوْآٰی۔ برا	اَنْ۔ یہ کہ
کَذَّبُوْا۔ جھٹلایا	بِاٰیٰتِ۔ آیتوں	اللّٰہِ۔ اللہ کی کو	وَ۔ اور
کَانُوْا۔ تھے	بِهَا۔ ان سے	یَسْتَهْزِءُوْنَ۔ ٹھٹھا کرتے۔	

خلاصہ تفسیر پہلا رکوع۔ سورۃ روم۔ پ ۲۱

سورہ روم مکیہ ہے جیسا کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما اور ابن زبیر رضی اللہ عنہ اور ابن عطیہ وغیرہ سے مروی ہے لَاخِلَافَ فِیْ مَکِّیَّتِهَا وَلَمْ یَسْتَثْنُوْا مِنْهَا شَیْئًا۔ بلا خلاف یہ سورۃ مبارکہ مکیہ ہے اور اس میں کسی آیت کا بھی استثناء نہیں کیا گیا۔

حسن فرماتے ہیں هِیَ مَکِّیَّةٌ اِلَّا قَوْلَهٗ تَعَالٰی فَسُبْحَانَ اللّٰهِ حِیْنَ تُمْسُوْنَ وَحِیْنَ تُصْبِحُوْنَ وَهُوَ خِلَافُ مَذْهَبِ الْجُمْهُوْرِ وَالتَّفْسِیْرِ الْمُرْتَضٰی۔ یہ سورۃ مکیہ ہے مگر آیت فَسُبْحَانَ اللّٰهِ حِیْنَ تُمْسُوْنَ الاٰیۃ لیکن یہ قول خلاف مذہب جمہور اور مستند تفاسیر کے ہے۔

اور اس کی آیتیں ساٹھ ہیں اور بعض کے نزدیک انسٹھ آیات ہیں۔

اور سابقہ سورہ عنکبوت سے اس کا اتصال بقول جلال الدین سیوطی اس حکمت سے ہے کہ اس کے آخر میں وَالَّذِیْنَ جَاهَدُوْا فِیْنَا لَنَهْدِیَنَّهُمْ سُبُلَنَا وَاِنَّ اللّٰهَ لَمَعَ الْمُحْسِنِیْنَ۔ آیا ہے۔

اور اس سورۃ مبارکہ میں شروع نصاری اہل کتاب پر مومنین کو نصرت کا وعدہ دیا ہے اور مومنین کو فرح و سرور اس وعدہ سے ہوا اس لیے کہ دولت اہل جہاد کے لیے ہے دین و دنیا کی۔

اس سورۃ مبارکہ میں ۶ رکوع ۶۰ آیتیں، تین ہزار پانچ سو چونتیس حرف ہیں۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الٓمّٓ۔ غُلِبَتِ الرُّوْمُ۔ الف۔ لام۔ میم۔ مغلوب ہوگا روم۔

روم کی تحقیق پر آلوسی فرماتے ہیں هِیَ قَبِیْلَةٌ عَظِیْمَةٌ مِنْ وُلْدِ رُوْمِیِّ بْنِ یُوْنَانَ بْنِ عَلْجَانَ بْنِ یَافِثَ بْنِ نُوْحٍ عَلَیْهِ السَّلَامُ۔ روم ایک زبردست قبیلہ ہے اولاد رومی بن یونان بن علجان بن یافث بن نوح علیہ السلام کا۔

اور ایک قول ہے مِنْ وُلْدِ یَافَانَ بْنِ یَافِثَ۔ یہ قبیلہ اولاد یافان بن یافث سے تھا۔

اور ایک قول ہے مِنْ اَوْلَادِ رَعُوْیِلَ بْنِ عِیْصِ بْنِ اِسْحٰقَ بْنِ اِبْرَاهِیْمَ عَلَیْهِ السَّلَامُ۔ یہ قبیلہ اولاد رعویل بن عیص بن اسحق بن ابراہیم علیہ السلام کا تھا۔

اور جوہری کہتے ہیں مِنْ وُلْدِ رُوْمِ بْنِ عِیْصِ الْمُنْکُوْدِ۔ یہ قبیلہ روم بن عیص سے تھا۔

خلاصہ تفسیر۔ رکوع اول۔ سورۂ روم۔ پ ۲۱

الٓمّٓ۔ یہ ابتداء سورت کے حروف مقطعات ہیں۔ ان کی تشریح اول آچکی ہے۔ یہاں دوسری تصریح مناسبت مضمون سورۃ سے یہ ہے کہ الف سے مراد اسلام اور لام سے مراد اہل کتاب اور میم سے ان کا مغلوب ہونا ظاہر فرمایا گیا۔ گویا اس میں یہ اشارہ ہے کہ اگرچہ فی الحال رومی ایرانیوں سے مغلوب ہو گئے ہیں لیکن بالآخر رومی ایرانیوں پر غالب آئیں گے اور پھر مسلمان رومیوں اور ایرانیوں دونوں پر غالب آئیں گے
غُلِبَتِ الرُّوْمُ فِیْٓ اَدْنَی الْاَرْضِ وَهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ غَلَبِهِمْ سَیَغْلِبُوْنَ فِیْ بِضْعِ سِنِیْنَ۔

اس کا شان نزول یہ ہے کہ

فارس اور روم کے مابین جنگ تھی اور چونکہ اہل فارس مجوسی تھے اس لیے مشرکین عرب ان کا غالب ہونا پسند کرتے تھے۔

اور رومی اہل کتاب تھے مسلمان ان کا غلبہ پسند کرتے تھے۔

خسرو پرویز فارس کا تاجدار تھا اس نے رومیوں پر لشکر کشی کی اور قیصر روم جسے ہرقل کہتے تھے اور انگریز مورخ ہرکلوس لکھتے ہیں اس نے بھی لشکر دفاع کے لیے بھیجا۔

یہ لشکر سرزمین شام کے قریب مقابل ہوئے مختصر یہ کہ اہل فارس ان پر غالب ہوئے۔ مسلمان یہ خبر سن کر غمگین ہوئے اور کفار مکہ بہت خوش ہوئے اور مسلمانوں سے کہنے لگے کہ تم بھی اہل کتاب اور نصاریٰ بھی اہل کتاب تم دونوں مذہبی بھائی ہو۔ اور ہم بھی امّی اور اہل فارس بھی امی لہٰذا وہ ہمارے بھائی ہیں۔
چونکہ اہل فارس ہمارے بھائی کتابیوں پر غالب ہوئے تو جب ہماری جنگ ہوگی تو ہم بھی یقیناً تم پر غالب ہوں گے۔

اس پر یہ آیات کریمہ نازل ہوئیں ان میں خبر دی گئی کہ چند سال گذرتے ہیں کہ رومی اہل فارس پر غالب آجائیں گے۔ تو یہ آیتیں سن کر

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے کفار مکہ میں اعلان فرمادیا کہ خدا کی قسم رومی ضرور اہل فارس پر غلبہ پائیں گے اے مکہ والو تم اس نتیجہ جنگ سے خوش نہ ہو ہمیں ہمارے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے خبر دی ہے۔
اس پر ابی بن خلف آپ کے سامنے کھڑا ہو گیا اور سَو سَو اونٹ کی شرط ٹھہرانے لگا۔
آپ نے فیصلہ فرمایا کہ اگر نو سال میں اہل فارس غالب آجائیں تو ہمارے ذمہ ہوگا کہ ہم ابی کو سو اونٹ

دیں گے اور اگر رومی فارس پر غالب آجائیں تو ابی کے ذمہ ہوگا کہ وہ حضرت صدیق کو سو اونٹ دے۔

یہ واقعہ سنہ تھا جس پر آج لندن کے نرخ پر شرطیں کر کے لاکھوں روپیہ ادھر ادھر ہو جاتا ہے۔ اس وقت تک اس کی حرمت کا حکم نہ تھا۔ بعد میں عقود فاسدہ ربوا وغیرہ حرام ہوگیا۔

بعض ائمہ مثل امام ہمام ابوحنیفہ اور امام مالک رحمۃ اللہ علیہما اس طرف ہیں کہ اس قسم کے عقود حربی کفار وغیرہ کے ساتھ جائز ہیں اور اسی واقعہ کو اس کی علت پر دلیل لاتے ہیں۔

چنانچہ سات سال بعد یہ پیشگوئی صحیح ہوگئی اور صلح حدیبیہ یا بدر کے دن رومی اہل فارس پر غالب آگئے اور رومیوں نے مدائن میں اپنے گھوڑے باندھ دیے۔ اور عرق میں رومیہ نامی ایک شہر کی بنا رکھ دی۔

اور حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے شرط کے سو اونٹ ابی کی اولاد سے وصول کر لیے اس لیے کہ اس مدت کے پورے ہونے سے پہلے ابی مر چکا تھا۔

پھر حضور سید عالم صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت صدیق کو حکم دیا کہ یہ شرط کے حاصل کیے ہوئے اونٹ صدقہ کر دیں تو آپ نے صدقہ کر دیے۔

اس پیشگوئی کو حضور علیہ السلام کی تصدیق نبوت پر بین دلیل کہا گیا جو قرآن اور سید انام کی مصدق ہیں۔

(خازن۔ مدارک)

فِیْ اَدْنَی الْاَرْضِ۔ پاس کی زمین میں۔

یعنی شام کی اس سرزمین میں جو فارس کے قریب ہے

وَهُمْ مِّنْ بَعْدِ غَلَبِهِمْ سَيَغْلِبُوْنَ فِیْ بِضْعِ سِنِيْنَ۔ اور وہ اپنی مغلوبی کے بعد عنقریب غالب ہوں گے چند سال میں۔

عربی میں بضع کا اطلاق نو برس پر ہوتا ہے۔ چنانچہ اس نو سال کی مدت کے اندر ساتویں ہی برس رومی غالب آگئے اور فارس مغلوب ہوگئے۔

لِلّٰهِ الْاَمْرُ مِنْ قَبْلُ وَمِنْۢ بَعْدُ۔ اللہ کا ہی حکم ہے پہلا اور بعد کا۔

یعنی رومیوں کے غلبہ سے پہلے بھی اور اس کے بعد بھی حکم الٰہی کا ہی ظہور تھا۔

اہل فارس کا غلبہ بھی بحکم الٰہی تھا اور اہل روم کا پھر غلبہ یہ دونوں بحکم الٰہی تھے جو قضا و قدر کے ماتحت ہیں۔

گویا اس قادر و قیوم نے اول فارسیوں کو غالب کیا اور اسی نے کتابیوں کو ان پر غالب فرمایا۔ یوم بدر میں مسلمانوں کو مشرکوں پر اور اہل فارس پر غلبہ دے کر۔

وَيَوْمَئِذٍ يَّفْرَحُ الْمُؤْمِنُوْنَ بِنَصْرِ اللّٰهِ۔ اس دن ایمان والے خوش ہیں اللہ کی مدد سے۔

يَنْصُرُ مَنْ يَّشَآءُ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الرَّحِيْمُ ۔ وہ مدد کرتا ہے جس کی چاہے اور وہی عزت والا مہربان ہے
چنانچہ مسلمانوں کو اس دن فرح و سرور بخشا۔
وَعْدَ اللّٰهِ لَا يُخْلِفُ اللّٰهُ وَعْدَهٗ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ۔ اللہ کا وعدہ ہے اور وہ اپنا
وعدہ خلاف نہیں کرتا لیکن بہت لوگ نہیں جانتے۔
چنانچہ جو اس نے وعدہ کیا اسے پورا فرمایا مگر جاہل لوگ اس کی حکمتوں سے بے خبر ہیں۔
يَعْلَمُوْنَ ظَاهِرًا مِّنَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَهُمْ عَنِ الْاٰخِرَةِ هُمْ غٰفِلُوْنَ ۔ وہ تو ظاہری زندگی دنیا کو
جانتے ہیں اور آخرت سے غفلت میں پڑے ہوئے ہیں۔
یعنی ان کی نظر میں صرف اور صرف دنیا کی زندگی ہے اور بعث و نشر سے اتنے بے خبر ہیں کہ اسے مانتے
بھی نہیں چنانچہ ارشاد ہے۔
اَوَلَمْ يَتَفَكَّرُوْا فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ مَّا خَلَقَ اللّٰهُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَآ اِلَّا بِالْحَقِّ وَاَجَلٍ مُّسَمًّى
وَاِنَّ كَثِيْرًا مِّنَ النَّاسِ بِلِقَآئِ رَبِّهِمْ لَكٰفِرُوْنَ ۔ کیا انہوں نے غور و فکر اپنے جی میں نہ کیا کہ اللہ نے ہی پیدا
نہ کیے آسمان اور زمین اور جو کچھ ان کے مابین ہے اللہ تعالے نے عبث اور باطل نہیں بنائی ان کی تخلیق میں
بے شمار حکمتیں ہیں اور یہ سب کچھ ہمیشہ کے لیے نہیں بنایا بلکہ ایک مدت معین کر دی ہے جب وہ مدت پوری
ہو جائے گی تو یہ سب کچھ فنا ہوں گے اور وہ مدت قیامت کے قائم ہونے تک ہے اور یہ کافر اسے کیا
سمجھیں یہ تو بعث بعد الموت پر بھی ایمان نہیں رکھتے ۔ پھر ارشاد ہوا۔
اَوَلَمْ يَسِيْرُوْا فِى الْاَرْضِ فَيَنْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ كَانُوْٓا اَشَدَّ مِنْهُمْ قُوَّةً
وَّاَثَارُوا الْاَرْضَ وَعَمَرُوْهَآ اَكْثَرَ مِمَّا عَمَرُوْهَا وَجَآءَتْهُمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ فَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيَظْلِمَهُمْ
وَلٰكِنْ كَانُوْٓا اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ ۔ اور کیا انہوں نے زمین میں سیر نہ کی کہ دیکھتے کہ ان سے پہلے لوگوں کا کیا
انجام ہوا جو ان سے زیادہ زور دار اور طاقتور تھے اور زمین جوت کر انہوں نے آباد کی ان سے زیادہ زمینیں
اور ان کے پاس رسول آئے روشن نشانیاں لے کر تو اللہ کی یہ شان نہیں کہ ان پر ظلم کرتا لیکن وہ خود ہی
اپنی جانوں پر ظلم کرتے تھے۔
یعنی وہ قوم ان سے پہلے گذر چکی جو ان سے زیادہ دنیاوی معاملات میں ترقی کر چکی تھی۔ انہوں نے
ان سے زیادہ زمینیں آباد کیں اور ان سے زیادہ قوت والی تھیں اور جب ان کے پاس ہمارے رسول
نشانیاں لے کر آئے تو اپنی عقل کج خرام سے ان کی تکذیب پر اتر آئے آخر اسی تکذیب کی سزا میں ہلاک
کیے گئے ان کے اجڑے دیار اور ان کی بربادی کے آثار دیکھنے والوں کے لیے موجب عبرت ہیں اور یہ

ان کے کیے کی سزا ہے جیسا انہوں نے کیا ویسا ہی بدلہ پایا۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے نہ ظلم ہو سکتا ہے نہ اس نے ظلم کیا بلکہ انہوں نے اپنی جانوں پر بداعمالی کر کے ظلم کیا اس کی سزا پائی۔ اور وہ ہلاک ہوئے۔ چنانچہ ارشاد باری ہے۔

ثُمَّ كَانَ عَاقِبَةَ الَّذِيْنَ اَسَاۤءُوا السُّوْۤاٰى اَنْ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِ اللّٰهِ وَكَانُوْا بِهَا يَسْتَهْزِءُوْنَ پھر جنہوں نے حد بھر کی برائی کی ان کا انجام یہ ہوا کہ اللہ کی آیتیں جھٹلانے لگے اور ان کے ساتھ وہ تمسخر کیا کرتے تھے۔

مختصر تفسیر اردو پہلا رکوع۔ سورۃ روم۔ پ ۲۱

الٓمّٓ۔ غُلِبَتِ الرُّوْمُ فِيْ اَدْنَى الْاَرْضِ وَهُمْ مِّنْ بَعْدِ غَلَبِهِمْ سَيَغْلِبُوْنَ۔ فِيْ بِضْعِ سِنِيْنَ

الف۔ لام۔ میم اس کی تصریح اول آچکی ہے۔ علامہ آلوسی باب الاشارات میں فرماتے ہیں اَلْاَلِفُ اِشَارَةٌ اِلَى اُلْفَةِ طَبْعِ الْمُؤْمِنِيْنَ وَاللَّامُ اِلَى اللُّؤْمِ طَبْعِ الْكَافِرِيْنَ وَالْمِيْمُ اِلَى مَغْفِرَةِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ۔

یعنی روم مغلوب کیے جائیں گے فِيْ اَدْنَى الْاَرْضِ لَيْسَ اَقْرَبِهَا۔ قریب کی زمین میں اور وہ یعنی روم اس مغلوبیت کے بعد فارس پر عنقریب غالب ہوں گے۔ چند سالوں میں۔

غُلِبَتِ الرُّوْمُ۔ اس پر علامہ آلوسی فرماتے ہیں هِيَ قَبِيْلَةٌ عَظِيْمَةٌ مِّنْ وُّلْدِ رُوْمِيِّ بْنِ يُوْنَانَ بْنِ عَلْجَانَ بْنِ يَافِثَ بْنِ نُوْحٍ عَلَيْهِ السَّلَامُ۔ رومی ایک بہت بڑے قبیلے کا نام ہے جو رومی بن یونان بن علجان بن یافث بن نوح علیہ السلام کی اولاد سے تھا۔

وَقِيْلَ مِنْ وُّلْدِ رَعْوِيْلَ بْنِ عِيْصِ بْنِ اِسْحٰقَ بْنِ اِبْرَاهِيْمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ۔ ایک قول ہے کہ یہ اولاد رعویل بن عیص بن اسحاق بن ابراہیم علیہ السلام سے تھا۔

وَقِيْلَ مِنْ وُّلْدِ يَافَانَ بْنِ يَافِثَ۔ ایک قول ہے کہ وہ یافان بن یافث کی اولاد سے ہے۔

وَقَالَ الْجَوْهَرِيُّ مِنْ وُّلْدِ رُوْمِ بْنِ عِيْصِ۔ جوہری کی تحقیق میں وہ اولاد روم بن عیص سے ہے۔

صَادَفَتْ لَهَا وَاقِعَةٌ مَّعَ فَارِسَ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَغَلَبَتْهَا وَقَهَرَتْهَا فَارِسُ۔ عہد رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم میں فارس سے ان کا مقابلہ ہوا تو ان پر فارس غالب ہوا اور یہ مغلوب ہو گئے تھے۔

فِيْ اَدْنَى الْاَرْضِ۔ اَيْ اَقْرَبِهَا وَالْمُرَادُ بِالْاَرْضِ اَرْضُ الرُّوْمِ۔ اَدْنَى الْاَرْضِ سے مراد قریب کی زمین ہے اور وہ ارض روم ہے۔

وَقَدْ جَآءَ مِنْ طُرُقٍ عَدِيْدَةٍ اِنَّ الْحَرْبَ وَقَعَ بَيْنَ اَذْرُعَاتٍ وَّبُصْرٰی. متعدد روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ جنگ اذرعات اور بصری کے مابین واقع ہوئی تھی۔

وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ وَالسُّدِّیُّ بِالْاُرْدُنِ وَفَلَسْطِيْنَ۔ ابن عباس اور سدی کہتے ہیں یہ جنگ اردن اور فلسطین میں ہوئی۔

وَقَالَ مُجَاهِدٌ بِالْجَزِيْرَةِ يَعْنِي الْجَزِيْرَةَ الْعُمَرِيَّةَ لَا الْجَزِيْرَةَ الْعَرَبِ۔ مجاہد کہتے ہیں یہ جنگ جزیرہ عمریہ میں ہوئی تھی نہ کہ جزیرۂ عرب میں۔

ابن حجر مکی پہلے قول کو صحیح فرماتے ہیں۔

وَهُمْ مِّنْ بَعْدِ غَلَبِهِمْ سَيَغْلِبُوْنَ اور وہ یعنی روم والے فارس کے غلبہ کے بعد فارس پر غالب آئیں گے۔

فِي بِضْعِ سِنِيْنَ۔ چند سالوں میں۔

وَالْبِضْعُ مَا بَيْنَ الثَّلَاثِ اِلَى الْعَشْرِ۔ بضع کے متعلق آلوسی فرماتے ہیں یہ تین سے دس سال کے لیے مستعمل ہوتا ہے بقول اصمعی۔

اور مجمل میں ہے مَا بَيْنَ الْوَاحِدِ اِلَى التِّسْعَةِ۔ ایک سے نو تک کو بضع کہتے ہیں۔

وَقَالَ الْمُبَرِّدُ مَا بَيْنَ الْعَقْدَيْنِ فِي جَمِيْعِ الْاَعْدَادِ۔ مبرد کہتے ہیں تمام دہائیوں میں دو عددوں کے مابین کو بضع کہتے ہیں۔

اس کا واقعہ نزول اس طرح ہے

رُوِيَ اَنَّ فَارِسَ غَزَوُا الرُّوْمَ فَوَافَوْهُمْ بِاَذْرُعَاتٍ وَّبُصْرٰی فَغَلَبُوْا عَلَيْهِمْ فَبَلَغَ ذَالِكَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَصْحَابَهٗ وَهُمْ بِمَكَّةَ فَشَقَّ ذَالِكَ عَلَيْهِمْ وَكَانَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَكْرَهُ اَنْ يَّظْهَرَ الْاُمِّيُّوْنَ مِنَ الْمَجُوْسِ عَلٰى اَهْلِ الْكِتَابِ مِنَ الرُّوْمِ وَفَرِحَ الْكُفَّارُ بِمَكَّةَ وَشَمِتُوْا فَلَقُوْا اَصْحَابَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالُوْا اِنَّكُمْ اَهْلُ كِتَابٍ وَالنَّصَارٰى اَهْلُ كِتَابٍ وَّقَدْ ظَهَرَ اِخْوَانُنَا مِنْ اَهْلِ فَارِسَ عَلٰى اِخْوَانِكُمْ مِّنْ اَهْلِ الْكِتَابِ وَاِنَّكُمْ اِنْ قَاتَلْتُمُوْنَا لَنَظْهَرَنَّ عَلَيْكُمْ اَبَتَّةً فَاَنْزَلَ اللّٰهُ تَعَالٰى الٓمّٓ۔ غُلِبَتِ الرُّوْمُ الْاٰيَاتِ۔

روایت ہے کہ فارس نے رومیوں پر چڑھائی کی اور وہ اذرعات و بصری تک پہنچ گئے اور رومیوں پر غالب آ گئے اس واقعہ کی اطلاع جب حضور اور اصحاب کرام تک پہنچی اور یہ سب مکہ معظمہ میں تھے تو یہ خبر صحابہ کرام کو شاق معلوم ہوئی اور حضور سید عالم بھی اسے پسند نہ فرماتے تھے کہ امّی یعنی اہل فارس جو مجوسی ہیں وہ اہل کتاب پر غالب آئیں اور اس خبر سے مشرکین مکہ خوش ہوئے اور طعنہ دینے لگے مسلمانوں کو تو یہ حضور کے

اصحاب سے ملے اور بولے تم اہل کتاب اور نصاریٰ بھی اہل کتاب۔
اس وقت ہمارے بھائی جو اہل فارس ہیں تمہارے بھائی اہل کتاب پر غالب آگئے ہیں۔ اور اگر تم ہمارے ساتھ مقابلہ کرو گے تو اللہ تعالیٰ ہمیں تم پر فتحیاب فرمائے گا۔ تو یہ آیہ کریمہ نازل ہوئی اور فرمایا
الٓمّٓ۔ غُلِبَتِ الرُّوْمُ فِیْٓ اَدْنَى الْاَرْضِ وَهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ غَلَبِهِمْ سَيَغْلِبُوْنَ فِیْ بِضْعِ سِنِيْنَ الخ
فَخَرَجَ اَبُوْبَكْرٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اِلَى الْكُفَّارِ فَقَالَ اَفَرِحْتُمْ بِظُهُوْرِ اِخْوَانِكُمْ عَلٰى اِخْوَانِنَا فَلَا تَفْرَحُوْا وَلَا يُقِرَّنَّ اللّٰهُ عَيْنَكُمْ فَوَاللّٰهِ لَيَظْهَرَنَّ الرُّوْمُ عَلٰى فَارِسَ اَخْبَرَنَا بِذٰلِكَ نَبِيُّنَا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔
تو سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کفار کی طرف تشریف لائے اور فرمایا کیا تم اپنے مشرک بھائیوں کی فتح پر خوش ہو کہ ہمارے بھائیوں پر وہ غالب آگئے ہیں تو میں تمہیں کہتا ہوں کہ اس پر نہ اتراؤ اللہ تعالیٰ اس فتح پر تمہاری آنکھیں ٹھنڈی نہ کرے گا قسم بخدا عنقریب رومی فارس پر فتحیاب ہوں گے یہ غیبی اطلاع ہمیں ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے دی ہے۔ یہ سنکر
فَقَامَ اِلَيْهِ اُبَىُّ بْنُ خَلَفٍ فَقَالَ كَذَبْتَ فَقَالَ لَهٗ اَبُوْبَكْرٍ رَّضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنْتَ اَكْذَبُ يَا عَدُوَّ اللّٰهِ تَعَالٰى اُنَاحِبُكَ عَشْرَ قَلَائِصَ مِنِّیْ وَعَشْرَ قَلَائِصَ مِنْكَ۔ فَاِنْ ظَهَرَتِ الرُّوْمُ عَلٰى فَارِسَ غَرِمْتَ وَاِنْ ظَهَرَتْ فَارِسُ غَرِمْتُ اِلٰى ثَلَاثِ سِنِيْنَ فَنَاحَبَهٗ۔
آپ کی طرف ابی بن خلف کھڑا ہو کر بولا آپ غلط کہتے ہیں تو حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے فرمایا تو بڑا جھوٹ بولنے والا ہے اور اللہ کا دشمن ہے آ میں دس اونٹ اپنی طرف سے شرط رکھتا ہوں اور دس تو اپنی طرف سے رکھدے۔ اگر روم فارس پر تین سال تک غالب آگیا تو تیرے دس اونٹ میں لے لوں گا اور فارس رومیوں پر غالب آگیا تو میرے دس اونٹ تیرے ہو جائیں گے۔ چنانچہ یہ فیصلہ ہو گیا۔
ثُمَّ جَاءَ اَبُوْبَكْرٍ اِلَى النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَخْبَرَهٗ فَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ مَا هٰكَذَا ذَكَرْتُ اِنَّمَا الْبِضْعُ مَا بَيْنَ الثَّلَاثِ اِلَى التِّسْعِ فَزَايِدْهُ فِی الْخَطَرِ وَمَادِّهٖ فِی الْاَجَلِ۔
پھر حضرت صدیق رضی اللہ عنہ حضور کی خدمت میں حاضر آئے اور جو گفتگو ابی بن خلف سے ہوئی تھی وہ سنائی تو حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا صدیق تین سال نہیں اس لیے کہ بضع کا اطلاق تین سے نو تک ہوتا ہے لہذا مدت میں زیادتی کر لو اور اس پر یہ شرطیں کر لو۔
فَخَرَجَ اَبُوْبَكْرٍ فَلَقِیَ اُبَيًّا فَقَالَ لَعَلَّكَ نَدِمْتَ قَالَ لَا تَعَالَ اُزَايِدُكَ فِی الْخَطَرِ وَاُمَادُّكَ فِی الْاَجَلِ فَاجْعَلْهَا مِائَةَ قَلُوْصٍ اِلٰى تِسْعِ سِنِيْنَ۔

تو حضرت صدیق ابی بن خلف کی طرف پھر تشریف لے گئے تو ابی کہنے لگا شاید آپ اپنے عہد سے نادم ہیں آپ نے فرمایا نہیں بلکہ آؤ ہم زیادہ اونٹوں کی شرط کرتے ہیں یعنی سو سو اونٹ نو سال تک۔

فَقَالَ فَفَعَلْتُ فَلَمَّا اَرَادَ اَبُوْبَکْرٍ اَلْھِجْرَۃَ طَلَبَ مِنْہُ اُبَیٌّ کَفِیْلًا فَاَعْطَاہُ کَفِیْلًا بِالْخَطَرِ اِنْ غَلَبَ فَکَفَلَ بِہٖ اِبْنُہٗ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ فَلَمَّا اَرَادَ الْخُرُوْجَ اِلٰی اُحُدٍ طَلَبَہٗ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بِالْکَفِیْلِ فَاَعْطَاہُ کَفِیْلًا وَمَاتَ اُبَیٌّ مِنْ جُرْحٍ جَرَحَہُ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَظَھَرَتِ الرُّوْمُ عَلٰی فَارِسَ لَمَّا دَخَلَتِ السَّنَۃُ السَّابِعَۃُ۔

ابی بولا مجھے منظور ہے تو جب حضرت صدیق رضی اللہ عنہ ہجرت کے ارادہ سے مدینہ روانہ ہونے لگے تو ابی بن خلف نے ضمانتی طلب کیا آپ نے ضمانت عبد الرحمن اپنے بیٹے کی دیدی تو جب ابی غزوہ احد کے لیے نکلا تو حضرت عبد الرحمن نے اس سے ضمانت مانگی اس نے بھی ضمانت دیدی اور حضور کے ہاتھ سے وہ احد میں زخمی ہو کر مر گیا۔ پھر رومی ساتویں سال فارس پر غالب آگئے تو اس کے ورثاء نے ابوبکر صدیق کو سو اونٹ دیدیے۔

بعض روایتوں سے ظاہر ہوتا ہے کہ رومی یوم حدیبیہ میں غالب آئے۔

اور ترمذی کی روایت سے ثابت ہوتا ہے کہ جب یوم بدر آیا تو اسی دن روم فارس پر فتحیاب ہوئے اور حضرت صدیق شرط کے اونٹ لیکر بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئے تو

فَقَالَ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ تَصَدَّقْ بِہٖ۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حکم دیا کہ یہ سب اونٹ صدقہ کر دو۔

اب یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ یہ اونٹ کس لیے صدقہ کیے گئے؟ اگر یہ شرط قبل تحریم قمار تھی کہ جائز تھی اور چونکہ یہ سورۃ مکی ہے اور تحریم خمر اور میسر آخر نزول قرآن پر آئی تو یہ مال مشکوک بھی نہ تھا اور اگر بعد تحریم یہ شرط کی گئی تھی تو مال حرام کا صدقہ بھی جائز نہیں تھا۔

اگر کہا جائے کہ یہ مال حربی کا تھا اور عقود فاسدہ امام ابوحنیفہ اور امام محمد رحمہما اللہ کے نزدیک حربی سے ہیں تو اس پر آلوسی فرماتے ہیں کہ حضور نے مصلحت اسی میں دیکھی کہ یہ صدقہ کر دیے جائیں تو مال حلال کا صدقہ ہی ہوا۔

اور مسلک امام ابوحنیفہ اور امام محمد کے مطابق عقود فاسدہ دار الحرب میں مسلمین و کفار کے مابین جائز ہیں۔ بنابریں اس کے حلال و مباح ہونے میں کوئی تامل نہیں بشرطیکہ وہ دار الحرب میں کسی حربی سے کیا جائے جیسا کہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے ابی بن خلف کے ساتھ کیا تھا۔ کما فی روح المعانی د

وتفسیر النسفی۔

خلاصہ یہ کہ یہ رومیوں کو فتح فارس پر سلطنت خسرو پرویز میں ہوئی۔ کما قال الآلوسی۔

وَكَانَتْ كِلْتَا الْغَلَبَتَيْنِ فِي سَلْطَنَةِ خُسْرُو پَرْوِيْز۔ اور یہ دونوں غلبے خسرو پرویز کے عہد میں ہوئے

چنانچہ صاحب روضۃ الصفا فرماتے ہیں اَنَّهٗ لَمَّا مَضٰى مِنْ سَلْطَنَةِ خُسْرُو اَرْبَعَةَ عَشَرَ سَنَةً غَدَرَ الرُّوْمِيُّوْنَ بِمَلِكِهِمْ وَقَتَلُوْهُ مَعَ ابْنِهٖ بَنَاطُوْسَ وَهَرَبَ ابْنُهُ الْاٰخَرُ اِلٰى خُسْرُوْ فَجَهَّزَ مَعَهٗ ثَلَاثَةَ رُؤُسَاءَ اُوْلِىْ قَدْرٍ رَفِيْعٍ مَعَ عَسْكَرٍ عَظِيْمٍ فَدَخَلُوْا بِلَادَ الشَّامِ وَفَلَسْطِيْنَ وَبَيْتَ الْمَقْدِسِ وَاَسَرُوْا مَنْ فِيْهَا مِنَ الْاَسَاقِفَةِ وَغَيْرِهِمْ وَاَرْسَلُوْا اِلٰى خُسْرُوْ الصَّلِيْبَ الَّذِىْ كَانَ مَدْفُوْنًا عِنْدَهُمْ فِى التَّابُوْتِ مِنْ ذَهَبٍ وَكَذٰلِكَ اِسْتَوْلَوْا عَلَى الْاِسْكَنْدَرِيَّةِ وَبِلَادِ النُّوْبَةِ اِلٰى اَنْ وَصَلُوْا اِلٰى نَوَاحِى الْقُسْطُنْطِيْنِيَّةِ وَاَكْثَرُوا الْخَرَابَ وَجَهَدُوْا عَلٰى اِطَاعَةِ الرُّوْمِيِّيْنَ لِابْنِ قَيْصَرَ فَلَمْ تَحْصُلْ۔

جبکہ سلطنت خسرو کو چودہ برس گذر گئے تو رومیوں نے ان کے ملک پر چڑھائی کی اور انہیں معہ اس کے بیٹے ناطوس کے قتل کردیا اور دوسرا بیٹا خسرو کی طرف بھاگ گیا۔

پھر اس کے ساتھ تین رئیس بڑے معزز تیار ہوئے اور ایک بھاری لشکر کے ساتھ بلاد شام اور فلسطین اور بیت المقدس میں داخل ہوئے اور جتنے وہاں سردار تھے سب کو قید کرکے خسرو کی طرف بھیج دیے اور وہ صلیب جو سونے کے صندوق میں بند کرکے دفن کر رکھی تھی وہ بھی خسرو کی طرف بھیج دی حتیٰ کہ اسکندریہ اور بلاد نوبہ پر قبضہ کرتے کرتے نواحی قسطنطنیہ تک پہنچ گئے اور خوب جنگ رہی۔

اور رومیوں کے مطیع کرنے میں کافی جدوجہد کی گئی لیکن اس میں کامیابی نہ ہوئی۔

ایک قول یہ ہے کہ رومیوں نے اس وقت ایک شخص کو اپنا حاکم بنالیا تھا جس کا نام ہرقل تھا جسے انگریزی تواریخ میں ہرکلس کہتے ہیں یہ نہایت عادل اور خدا ترس تھا۔ اس نے جب فارس کی تخریبی کیفیت یہاں تک دیکھی کہ روم میں قتل و غارت عام ہونے لگا۔

تو یہ رویا اور بارگاہ الٰہی میں تخلیص روم کی دعا کی چنانچہ تیر دعا لنشانہ اجابت پر لگا اور اس نے خواب میں دیکھا کہ اس کے آگے خسرو پابجولاں لایا گیا ہے۔

اور اسے کوئی کہتا ہے کہ پرویز کے مقابلہ میں جلدی کر تجھے فتح و ظفر حاصل ہوگی چنانچہ ہرقل نے لشکر جمع کیا اور قسطنطنیہ سے نصیبین کی طرف روانہ ہوا جب خسرو نے سنا تو اس نے بھی بارہ ہزار کا لشکر جمع کیا جس میں اس کی قوم کے امرا بھی شامل تھے۔

پھر ہرقل نے ان سے مقابلہ کرکے ان کے نو ہزار لشکری اور رؤسا قتل کردیے۔ بعض روایات سے یہ

بھی ثابت ہوتا ہے کہ رومیوں نے اپنے گھوڑے مدائن میں باندھ دیے۔

آلوسی فرماتے ہیں وَرَأَیْنَا فِیْ بَعْضِ الْکُتُبِ اَنَّ سَبَبَ ظُهُوْرِ الرُّوْمِ عَلٰی فَارِسَ اَنَّ کِسْرٰی بَعَثَ اِلٰی اَمِیْرِهٖ شَهْرَیَارَ وَهُوَ الَّذِیْ وَلَّاهُ عَلٰی مُحَارَبَةِ الرُّوْمِ اَنِ اقْتُلْ اَخَاكَ فَرْخَانَ لِمَقَالَةٍ قَالَهَا وَهُوَ قَوْلُهٗ لَقَدْ رَأَیْتُنِیْ جَالِسًا عَلٰی سَرِیْرِ کِسْرٰی فَلَمْ یَقْتُلْهُ بَعَثَ اِلٰی فَارِسَ اَنِّیْ قَدْ عَزَلْتُ شَهْرَیَارَ وَوَلَّیْتُ اَخَاهُ فَرْخَانَ فَاطَّلَعَ فَرْخَانُ عَلٰی حَقِیْقَةِ الْحَالِ فَرَدَّ الْمُلْكَ اِلٰی اَخِیْهِ وَکَتَبَ شَهْرَیَارُ اِلٰی قَیْصَرَ مَلِكِ الرُّوْمِ فَتَعَاوَنَا عَلٰی کِسْرٰی فَغَلَبَتِ الرُّوْمُ فَارِسَ وَجَاءَ الْخَبَرُ فَفَرِحَ الْمُسْلِمُوْنَ وَکَانَ ذٰلِكَ مِنَ الْاٰیَاتِ الْبَیِّنَاتِ الْبَاهِرَةِ الشَّاهِدَةِ بِصِحَّةِ النُّبُوَّةِ وَکَوْنِ الْقُرْاٰنِ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ لِمَا فِیْ ذٰلِكَ مِنَ الْاِخْبَارِ عَنِ الْغَیْبِ الَّذِیْ لَا یَعْلَمُهٗ اِلَّا اللّٰهُ تَعَالٰی الْعَلِیْمُ الْخَبِیْرُ۔

میں نے بعض کتابوں میں دیکھا کہ روم کے غلبہ کا سبب فارس پر یہ ہوا کہ کسرے نے اپنے امیر شہریار کو حکم بھیجا کہ وہ اپنے بھائی فرخان کو قتل کر دے اور اسی وجہ میں اسے محاربہ روم پر والی حرب مقرر کیا تھا۔ تو اس نے چونکہ ایسا نہ کیا تو اس نے لشکر کو لکھا اور حکم دیا کہ میں شہریار کو معزول کر کے اس کے بھائی فرخان کو مقرر کرتا ہوں۔ فرخان نے اس واقعہ کی اطلاع شہریار کو دے دی۔

اس نے اپنے بھائی فرخان کو بھیجا اور قیصر روم کو لکھا کہ ہم تمہاری اعانت کریں گے چنانچہ اس طرح روم فارس پر غالب آگیا اور اس کی خبر جب مسلمانوں کو ملی تو وہ مسرور ہوئے۔

اس واقعہ میں آیات بینات سے باہر و ظاہر مشاہدہ حضور کی صحت نبوت کا ہوا اور قرآن کریم کی پوری تصدیق ہوئی کہ وہ یقیناً اللہ تعالے کی طرف سے ہے اور اس میں اخبار بالغیب ایسی ایسی ہیں جنہیں سوا اللہ کے کوئی بالذات نہیں جانتا اور وہ علیم و خبیر ہے جسے چاہے عطا فرماتا ہے۔

اور اس کے بعد صحیح روایات سے ثابت ہے کہ رومی اکثر مسلمان ہوئے۔ روح المعانی

اور یہ بھی روایت ہے کہ یہ آیۂ کریمہ دوبارنازل ہوئی۔

ایک بار مکہ معظمہ میں اور ایک بار یوم بدر میں۔

جیسا کہ ترمذی شریف میں ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔

لِلّٰهِ الْاَمْرُ مِنْ قَبْلُ وَمِنْ بَعْدُ۔ اللہ کا ہی حکم ہے اول اور آخر۔

اس پر آلوسی فرماتے ہیں اَیْ مِنْ قَبْلِ هٰذِهِ الْحَالَةِ وَمِنْ بَعْدِهَا یعنی موجودہ حالت سے قبل بھی اللہ کا ہی حکم تھا اور موجودہ حال کے بعد بھی اللہ کا ہی حکم ہوگا۔

یعنی زمانہ متقدم اور زمانہ متاخر ہیں بہرحال حکم الٰہی نافذ و صادر ہے۔
وَيَوْمَئِذٍ يَّفْرَحُ الْمُؤْمِنُوْنَ بِنَصْرِ اللّٰهِ يَنْصُرُ مَنْ يَّشَآءُ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الرَّحِيْمُ۔ اس دن مومن خوش ہوں گے جب اللہ کی نصرت سے روم فارس پر غالب ہوگا وہ جس کی چاہے مدد کرے اور وہ غالب اور رحم کرنے والا ہے۔
وَعْدَ اللّٰهِ لَا يُخْلِفُ اللّٰهُ وَعْدَهٗ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ۔ اللہ کا وعدہ وہ ہے کہ وہ وعدہ کے خلاف نہیں کرتا لیکن بہت سے لوگ نہیں جانتے۔
اور وہ اپنے جہل کی وجہ میں اسکی شیون قدرت نہیں سمجھتے۔
يَعْلَمُوْنَ ظَاهِرًا مِّنَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا۔ وہ تو ظاہری حیات دنیا ہی کو جانتے ہیں۔
یعنی دنیا کی سجاوٹ اور اس کی لذتوں ہی کو سمجھتے ہیں کہ یہی سب کچھ ہے اور اسی پر مٹے ہوئے ہیں اور اسی کے لیے کوشاں ہیں۔
وَهُمْ عَنِ الْاٰخِرَةِ هُمْ غٰفِلُوْنَ۔ اور وہ آخرت کے درجات سے بالکل غافل ہیں۔
آخرت کا تو ان کے دل میں خیال ہی نہیں گذرتا اس کے ذہن میں صرف اور صرف حیات دنیا ہے سب کچھ ہی اسی کے عیش و عشرت پر مٹا ہوا ہے۔ چنانچہ آگے ارشاد ہے۔
اَوَلَمْ يَتَفَكَّرُوْا فِیْۤ اَنْفُسِهِمْ مَا خَلَقَ اللّٰهُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَاۤ اِلَّا بِالْحَقِّ وَاَجَلٍ مُّسَمًّى (یہ استفہام انکار و استقباح ہے) کیا وہ اپنے دل میں سوچتے نہیں کہ اللہ نے آسمان اور زمین اور جو کچھ ان کے مابین ہے یوں ہی پیدا نہ فرمائے مگر حق اور ایک مقررہ مدت کے لیے۔
جیسے دوسری جگہ ایمان والوں کی شان بیان فرماتے ہوئے ارشاد ہوا وَيَتَفَكَّرُوْنَ فِیْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ هٰذَا بَاطِلًا۔ وہ فکر و تدبر کرتے ہیں خلق سما و ارض میں اور کہتے ہیں اے ہمارے رب تو نے سب کچھ عبث پیدا نہ فرمایا۔ بلکہ اپنی حکمت کا اظہار اس کے ذریعہ فرمایا ہے۔
حق کی تعریف میں صاحب روح المعانی فرماتے ہیں وَالْمُرَادُ بِالْحَقِّ هُوَ الثَّابِتُ الَّذِیْ يَحِقُّ اَنْ يَّثْبُتَ لَا مُحَالَةَ۔ حق اس ثابت شے کو کہتے ہیں جو موجب ثبوت ہو سکے۔
اور اَجَلٍ مُّسَمًّى کا عطف حق پر ہے یعنی ایک وقت معین کے لیے اللہ تعالےٰ نے انہیں مقدر فرمایا کہ ان کی بقا اس وقت تک لازمی ہوگی اور وہ وقت معین قیامت ہے اور اس کے بعد يَوْمَ تُبَدَّلُ الْاَرْضُ غَيْرَ الْاَرْضِ وَالسَّمٰوٰتُ مَطْوِيّٰتٌ کا ظہور ہوگا۔
یعنی اس دن اس زمین کو دوسری زمین سے بدل دیا جائے گا اور آسمان لپیٹ لیے جائیں جیسا کہ

ارشاد ہے یَوْمَ نَطْوِی السَّمَآءَ كَطَيِّ السِّجِلِّ لِلْكُتُبِ۔

لیکن جو حضور الٰہی میں حاضر ہونا ہی نہ مانتے ہوں وہ اس اعتقاد پر کیسے رہ سکتے ہیں اسی وجہ میں ارشاد ہے وَاِنَّ كَثِيْرًا مِّنَ النَّاسِ بِلِقَآئِ رَبِّهِمْ لَكٰفِرُوْنَ۔ اور بے شک بہت آدمیوں سے ایسے ہیں کہ اللہ تعالیٰ سے ملنے کے بھی منکر ہیں۔

یعنی مرنے کے بعد اٹھنے کو غلط سمجھتے ہیں اور بعث بعد الموت کو نہیں مانتے۔ حالانکہ وہ اس امر کے قائل ہیں کہ دنیا ابدی ہے نہ کہ قدیم جیسے فلاسفہ بھی ابدیت دنیا کے قائل ہیں انہیں تو بیخاً ارشاد ہے اَوَلَمْ يَسِيْرُوْا فِي الْاَرْضِ فَيَنْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ كَانُوْٓا اَشَدَّ مِنْهُمْ قُوَّةً وَّاَثَارُوا الْاَرْضَ وَعَمَرُوْهَآ اَكْثَرَ مِمَّا عَمَرُوْهَا وَجَآءَتْهُمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ فَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيَظْلِمَهُمْ وَلٰكِنْ كَانُوْٓا اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ۔ کیا نہ سیر کی انہوں نے زمین میں تو دیکھتے کہ کیسا ہوا ان کا انجام جو ان سے پہلے تھے اور ان سے قوت میں سخت اور آبادی میں زیادہ اور زمین کاشت کرنے میں ان سے کہیں زیادہ قوی ان کے پاس رسول آئے دلائل و بینات کے ساتھ تو اللہ کی یہ شان نہیں کہ ان پر ظلم کرتا لیکن وہ خود اپنی جانوں پر ظلم کرتے تھے۔

اَوَلَمْ يَسِيْرُوْا میں جو ہمزہ ہے یہ انکار توبیخی ہے یا ابطالی ہے۔

تو اس کے معنی یہ ہوئے اِنَّهُمْ قَدْ سَارُوْا فِیْ اَقْطَارِ الْاَرْضِ وَشَاهَدُوْا مِنَ الْاُمَمِ الْمُهْلَكَةِ كَعَادٍ وَّثَمُوْدَ۔ وہ یقیناً اقطار ارض میں پھرے ہیں اور انہوں نے ہلاک شدہ قوموں کے انجام دیکھے ہیں عاد و ثمود کی آبادی کے کھنڈروں کا مشاہدہ کیا ہے اور انہیں معلوم ہے کہ وہ ان سے کہیں زیادہ حیات دنیاوی میں متمتع تھے

وَاَثَارُوا الْاَرْضَ۔ یعنی زراعت اور کاشتکاری میں بہت بلند ہمت تھے۔

بعض نے کہا کنوئیں کھودنے میں بہت طاقتور تھے۔

بعض نے کہا کانیں کھودنے میں بہت زور آور تھے۔

الوحیوٰۃ کہتے ہیں وَاَثَارُوا الْاَرْضَ اَیْ اَبْقَوْا فِيْهَا اٰثَارًا۔ یعنی زمین میں اپنی یادگاریں چھوڑ گئے۔

وَعَمَرُوْهَا۔ یعنی تعمیرات میں سب سے زیادہ تھے۔ آلوسی فرماتے ہیں اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ كَانُوْا قَبْلَهُمْ يَصْنَعُوْنَ الْعِمَارَاتِ مِنَ الزِّرَاعَةِ وَالْغَرْسِ وَالْبِنَآءِ۔ یہ لوگ جو ان سے پہلے تھے اور فنون عمارت اور زراعت اور چاہ کنی اور تعمیر میں ان سے کہیں زیادہ دستگاہ رکھتے تھے۔

اور یہ اس اعتبار سے بھی صحیح ہے کہ اہل مکہ ان سے ہر صورت میں کمزور تھے اور وہ تو ایسی وادی کے

رہنے والے تھے جو غیر ذی ذرع ہے پھر انہیں اپنے دشمن کا ہر دم خطرہ تھا یخافون ان یتخطفہم الناس اور ان میں بھی رسل کرام معجزات باہرہ اور آیات واضحہ کے ساتھ تشریف لائے لیکن انہوں نے انکو جھٹلایا تو ہلاک کیے گئے۔

فما کان اللہ لیظلمہم۔ یعنی فما کان اللہ تعالیٰ شانہ لیہلکہم من غیر جرم یستند علیہ من قبلہم۔ یعنی اللہ تعالیٰ کی یہ شان نہیں کہ ان پر ظلم کرے یعنی بلا ایسے جرم کے جو سزا کا موجب ہو۔ جسے ظلم کہا جائے۔ حالانکہ اہل سنت کے اعتقاد میں ہے کہ

ان اھلاکہ تعالیٰ من غیر جرم لیس من الظلم فی شئی لانہ عزوجل مالک والمالک یفعل بملکہ ما یشاء۔ اللہ تعالے کا بغیر جرم ہلاک کرنا بھی ظلم نہیں ہو سکتا اس لیے کہ وہ عزوجل مالک مطلق ہے اور مالک اپنی ملک میں جو چاہے کر سکتا ہے اسے ظلم نہیں کہا جا سکتا۔

تو یہاں فما کان اللہ لیظلمہم کمال نزاہت ذات واجب تعالے کے لیے ارشاد ہوا اور پھر وہ اقوام تو پہلے ہی مرتکب کبائر تھیں چنانچہ ولکن کانوا انفسہم یظلمون۔ فرمایا گیا اور آگے ارشاد ہوا ثم کان عاقبۃ الذین اساءوا السوای ان کذبوا بایت اللہ وکانوا بہا یستھزءون

پھر ہوا انجام ان کا برا برائی کے بدلے یہ کہ جھٹلایا انہوں نے آیات اللہ کو اور وہ اس کے ساتھ استہزاء کرتے تھے۔

یعنی وہ سب سے بڑا گناہ یہ کرتے تھے کہ اللہ تعالے کی آیتوں کی تکذیب اور استہزاء کرتے تھے۔

با محاورہ ترجمہ دوسرا رکوع۔ سورۃ روم۔ پ ۲۱

اللہ یبدؤا الخلق ثم یعیدہ ثم الیہ ترجعون ۝	اللہ ہی ابتدا فرماتا ہے مخلوق کی پھر وہی اسے دوبارہ پیدا کرے گا پھر اسی کی طرف لوٹو گے۔
ویوم تقوم الساعۃ یبلس المجرمون ۝	اور جس دن قیامت ہو گی تو مایوس ہوں گے مجرم لوگ۔
ولم یکن لہم من شرکائہم شفعٰؤا وکانوا بشرکائہم کافرین ۝	اور نہ ہو گا ان کے معبودوں میں سے کوئی سفارشی اور ہوں گے یہ بھی اپنے معبودوں سے منکر۔
ویوم تقوم الساعۃ یومئذ	اور جس دن قیامت ہو گی اس دن سب جدا جدا

يَتَفَرَّقُوْنَ ٥
فَاَمَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ
فَهُمْ فِيْ رَوْضَةٍ يُّحْبَرُوْنَ ٥
وَاَمَّا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَكَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا
وَلِقَآئِ الْاٰخِرَةِ فَاُولٰٓئِكَ فِي الْعَذَابِ
مُحْضَرُوْنَ ٥
فَسُبْحٰنَ اللّٰهِ حِيْنَ تُمْسُوْنَ وَحِيْنَ
تُصْبِحُوْنَ ٥
وَلَهُ الْحَمْدُ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَ
عَشِيًّا وَّحِيْنَ تُظْهِرُوْنَ ٥
يُخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ وَيُخْرِجُ الْمَيِّتَ مِنَ
الْحَيِّ وَيُحْيِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا وَكَذٰلِكَ
تُخْرَجُوْنَ ٥

ہوں گے۔
لیکن وہ جو ایمان لائے اور نیک عمل کیے وہ
باغوں میں جشن کریں گے۔
اور وہ جو کافر ہوئے اور ہماری آیتوں کو جھٹلایا
اور آخرت کے ملنے کے منکر رہے وہ عذاب میں
گرفتار ہوں گے۔
اور اللہ کی تسبیح کرو جب تم شام کرو اور جب تم
صبح کرو۔
اور اسی کے لیے حمد ہے آسمان اور زمین میں اور
پچھلے پہر اور جب دن ڈھلے۔
نکالتا ہے زندہ کو میت سے اور نکالتا ہے
مردہ زندہ سے اور تروتازہ کرتا ہے زمین کو اس
بنجر ہو جانے کے اور ایسے ہی تم نکالے جاؤ گے

لفظی ترجمہ

اَللّٰهُ۔ اللہ	يَبْدَؤُا۔ پہلی بار پیدا کرتا ہے	الْخَلْقَ۔ مخلوق کو
ثُمَّ۔ پھر	يُعِيْدُهٗ۔ دوبارہ پیدا کرے گا اسکو	ثُمَّ۔ پھر
اِلَيْهِ۔ اسکی طرف	تُرْجَعُوْنَ لوٹائے جاؤ گے وَ۔ اور	يَوْمَ۔ جس دن
تَقُوْمُ۔ قائم ہوگی	السَّاعَةُ۔ قیامت يُبْلِسُ۔ مایوس ہو جائیں گے	الْمُجْرِمُوْنَ۔ مجرم لوگ
وَ۔ اور	لَمْ۔ نہ يَكُنْ۔ ہوں گے	لَهُمْ۔ انکے لیے
مِّنْ شُرَكَآئِهِمْ۔ انکے شریکوں سے	شُفَعٰٓؤُا۔ شفارسی	وَ۔ اور
كَانُوْا۔ ہوں گے	بِشُرَكَآئِهِمْ۔ اپنے شریکوں سے كٰفِرِيْنَ۔ منکر	وَ۔ اور
يَوْمَ۔ جسدن	تَقُوْمُ۔ قائم ہوگی السَّاعَةُ۔ قیامت	يَوْمَئِذٍ۔ اس دن
يَتَفَرَّقُوْنَ۔ جدا ہو جائیں گے	فَاَمَّا۔ تو پھر الَّذِيْنَ۔ وہ جو	اٰمَنُوْا۔ ایمان لائے۔

وَ - اور	عَمِلُوا - عمل کیے۔	الصّٰلِحٰتِ - اچھے	فَهُمْ - تو وہ
فِیْ - بیچ	رَوْضَةٍ - باغوں کے	یُحْبَرُوْنَ - عیش کرینگے	وَ - اور
اَمَّا - وہ	الَّذِیْنَ - جو	کَفَرُوْا - کافر ہوئے	وَ - اور
کَذَّبُوْا - جھٹلایا	بِاٰیٰتِنَا - ہماری آیتوں کو	وَ - اور	لِقَآئِ - ملاقات
الْاٰخِرَةِ - آخرت کو	فَاُولٰٓئِکَ - تو یہ	فِی - بیچ	الْعَذَابِ - عذاب کے
مُحْضَرُوْنَ - حاضر ہونگے	فَسُبْحٰنَ - تو پاکی بولو	اللّٰهِ - اللہ کی	حِیْنَ - جب
تُمْسُوْنَ - شام کرو	وَ - اور	حِیْنَ - جب	تُصْبِحُوْنَ - صبح کرو
وَ - اور	لَهُ - اسی کی	الْحَمْدُ - تعریف ہے	فِی - بیچ
السَّمٰوٰتِ - آسمانوں	وَ - اور	الْاَرْضِ - زمین کے	وَ - اور
عَشِیًّا - پچھلے پہر	وَّ - اور	حِیْنَ - جب	تُظْهِرُوْنَ - دن ڈھلے
یُخْرِجُ - نکالتا ہے	الْحَیَّ - زندہ کو	مِنَ الْمَیِّتِ - مردہ سے	وَ - اور
یُخْرِجُ - نکالتا ہے	الْمَیِّتَ - مردہ کو	مِنَ الْحَیِّ - زندہ سے	وَ - اور
یُحْیِ - زندہ کرتا ہے	الْاَرْضَ - زمین کو	بَعْدَ - بعد	مَوْتِهَا - اسکی موت کے
وَ - اور	کَذٰلِکَ - اسی طرح	تُخْرَجُوْنَ - نکالے جاؤگے تم	

خلاصہ تفسیر دوسرا رکوع۔ سورۃ روم پ ۲۱

اس رکوع میں مشکل لغات یہ ہیں۔

یُبْلِسُ الْمُجْرِمُوْنَ - ابلیس بھی اس سے مشتق ہے۔ مادہ بلس ہے۔ اس کے معنی یَسْکُتُوْنَ مُتَحَیِّرِیْنَ اٰیِسِیْنَ۔ محاورہ میں بولتے ہیں تَنَاظَرْتُهٗ فَاَبْلَسَ اِذَا سَکَتَ وَاَیِسَ مِنْ اَنْ یَّحْتَجَّ وَکَانُوْا بِشُرَکَآئِهِمْ کٰفِرِیْنَ - اَیْ یَکْفُرُوْنَ بِاٰلِهَتِهِمْ حِیْنَ یَئِسُوْا مِنْهُمْ یعنی خاموش۔ متحیر اور مایوس ہوں اس لیے کہ ان کے عقائد فاسدہ کی حقیقت منکشف ہو جائے گی۔

یَوْمَئِذٍ یَّتَفَرَّقُوْنَ - اس دن علیحدہ علیحدہ ہوں گے۔

خلاصہ تفسیر

اَللّٰہُ یَبْدَؤُا الْخَلْقَ ثُمَّ یُعِیْدُہٗ ثُمَّ اِلَیْہِ تُرْجَعُوْنَ۔ اللہ تعالیٰ ہی مخلوق کی خلق فرمانے میں ابتدا فرماتا ہے پھر مرنے کے بعد وہی دوبارہ پیدا کرے گا پھر اسی کی طرف تم سب کو لوٹ کر جانا ہے یہاں سے معاد یعنی حشر کا بیان ہے اور اسے مدلل کرنے کے لیے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ ہی مخلوق کو شروع سے پیدا کرتا ہے جبکہ تم بے جان ایک قطرہ کی صورت میں بنائے گئے تو اسی نے تم میں جان ڈالی۔ پھر یہ نہیں کہ پہلی بار پیدا کر کے پھر فارغ ہو گیا۔ بلکہ یہ شان تخلیق کی نئی شان سے ظاہر فرماتا ہے اس عالم کی بھاری بھاری چیزیں مثل آسمان و زمین اور کواکب و عناصر اربعہ کے اور علاوہ ازیں انسان و نباتات و حیوان وغیرہ کے بے شمار اشیاء پیدا فرماتا ہے اور یہ وہ ہیں جن کا نام و نشان بھی اول نہیں ہوتا وہی خالق ذوالجلال ہی ان کی ابتدائی تخلیق فرماتا ہے اور جو ابتداء خلق پر قادر ہے وہ ان کے فنا ہونے کے بعد ہر شئے کو دوبارہ فرما دے۔ حتیٰ کہ دوبارہ پیدا ہو کر عدالت الٰہی میں حاضری بھی ہوگی۔ چنانچہ ارشاد خداوندی ہے۔

وَیَوْمَ تَقُوْمُ السَّاعَۃُ یُبْلِسُ الْمُجْرِمُوْنَ۔ جس دن قیامت قائم ہو اس دن مجرمین و مشرکین مایوس ہو جائیں گے۔

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ یہاں مجرمین سے کون مراد ہیں مشرک کافر اور اہل اسلام میں سے فاسق و بدکار سب یا مخصوص فرقہ؟

تو غور کرنے سے سیاق مضمون خود ہی اس امر کی تصریح کرتا ہے کہ اس سے مراد وہی ہیں جن کے یہ اعتقاد ہیں کہ گائے کی دُم پکڑ کے دریاء عذاب سے پار ہو جائیں گے اور برہمن پنڈتوں نے اس عقیدہ کو مشرکین ہنود کے دل میں مرکوز کر دیا ہے۔

چنانچہ وہ دہرم آسماء اور بلونت سانڈ کا دان اپنی نجات کے لیے لازمی سمجھتے ہیں۔ اور بعض مہاراجہ یہ سمجھتے تھے کہ بیل پر سوار ہو کر پار ہو جائیں گے
بعض کا یہ گمان تھا کہ ہنومان جی بچا لیں گے۔

بعض عیسائی یہ عقیدہ رکھتے تھے کہ حضرت عیسٰی علیہ السلام ہمارے مسیح ہیں وہ ہمارے ہر قسم کے گناہوں کا کفارہ ہو چکے ہیں ان کا بپتسمہ یعنے اصطباغ لینے کے بعد مر کر خدا تعالےٰ کے داہنے طرف تخت

رب العالمین کا کنارہ دبا کر بیٹھ جائیں گے۔

ایسے ہی کفار مکہ لات و منات بعزی نائلہ، صائلہ پر تکیہ کیے ہوئے تھے، صابی جماعت ملائکہ عناصر اربعہ اور آفتاب کو قاضی الحاجات دافع مشکلات جانتے تھے۔

آج بھی مسلمانوں کا جاہل طبقہ تعزیہ اور دُلدل اور ذوالجناح اور شہزادہ گلگوں قبا شہید دشت کربلا کے گھوڑے کی نعل کو پوجتا اور اسے دافع کرب و بلا جانتا ہے اور کوئی علم اور استھان کو حاجت روا کہتا ہے۔ یہ سب جب میدان حشر میں انکی کس مپرسی مشاہدہ کریں گے اور

وَلَمْ يَكُنْ لَّهُمْ شُفَعَاءُ۔ اور انکی سفارش و شفاعت نہ کریں گے تو

وَكَانُوْا بِشُرَكَائِهِمْ كَافِرِيْنَ۔ وہ ان سفارشیوں سے مایوس ہو کر منکر ہو جائیں گے۔

اور کہیں گے کہ ہم دنیا میں حماقت کرتے تھے جو انہیں ایسا حمایتی جانتے تھے۔ چنانچہ دوسری جگہ ارشاد ہے

سَيَكْفُرُوْنَ بِعِبَادَتِهِمْ۔ قریب ہے کہ وہ ان کی عبادت سے منکر ہو جائیں گے۔

البتہ حضرات انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام علی الخصوص سید اکرم رحمت مجسم صلے اللہ علیہ وسلم اور ان کے متبعین کاملین اپنے پیروؤں اور مریدوں کی ضرور سفارش کریں گے اس لیے وہ جنہیں سیہ کاران امت کہا جاتا ہے یہ بارگاہ کبریائی کے باغی نہیں ہیں بلکہ باقتضاء بشریت ان سے خطائیں سرزد ہوئی ہیں انہوں نے اللہ تعالے کے سوا کسی کو معبود نہیں مانا اور جن کے لیے آیۂ کریمہ نازل ہوئی ہے وہ وہی ہیں جو اللہ تعالے کے ساتھ غیر اللہ کو بھی پوجتے یا اسے متصرف بالذات جانتے ہیں۔ چنانچہ آگے ارشاد خداوندی ہے۔

وَيَوْمَ تَقُوْمُ السَّاعَةُ يَوْمَئِذٍ يَّتَفَرَّقُوْنَ۔ اور جس دن قیام قیامت ہو اس دن یہ علیحدہ کر دیے جائیں گے۔

اور فرمانبردار گنہ گار علیحدہ ہو جائیں گے۔

فَاَمَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فَهُمْ فِيْ رَوْضَةٍ يُّحْبَرُوْنَ۔ تو جو ایمان لائے اور اچھے عمل کیے وہ بہشت میں چین کریں گے۔

اس لیے کہ مدار نجات ایمان اور نیک اعمال پر ہے

وَاَمَّا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَكَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا وَلِقَآئِ الْاٰخِرَةِ فَاُولٰٓئِكَ فِى الْعَذَابِ مُحْضَرُوْنَ۔ اور وہ جو کافر ہوئے اور ہماری آیتوں کی تکذیب کی اور آخرت میں ملنے کے منکر ہوئے وہ عذاب میں پھنسے ہوئے ہوں گے۔

اس میں شرک سے لے کر اصرار علی الکبائر، مشغل حرام وغیرہ سب داخل ہیں۔ چنانچہ کفار دنیا میں تکذیب آیات الٰہی کرتے اور انکار قیامت اور منکر حشر و نشر تھے اور حرام کو حلال سمجھتے تھے وہ عذاب میں محضر ہوں گے۔ محضر کہتے ہیں جبراً کسی کو عذاب میں پکڑ کر حاضر کرنے کو یعنے یُجْبَرُوْنَ وَیُسْتَدْنَوْنَ بِاِلْجَاءِ الْمَسَآءِ بِغْلَظَۃٍ فَظَاظَۃٍ۔ نیشاپوری۔

فَسُبْحٰنَ اللّٰہِ حِیْنَ تُمْسُوْنَ وَحِیْنَ تُصْبِحُوْنَ۔ تو اللہ کی تسبیح کرو جب تم شام کرو اور جب تم صبح کرو۔

اس میں مومنوں کی شان ظاہر فرمائی جس سے اس امر کی وضاحت ہے کہ کافر تکذیب آیات اور انکار لقاء آخرت کرتے ہیں اور مومن بہ پابندی وقت ہماری تسبیح و تہلیل کرتے ہیں۔ اگرچہ یہ بظاہر جملہ خبریہ ہے لیکن باعتبار معنی امر ہے۔ اس سے یہ حکم واضح ہوتا ہے کہ صبح سے شام تک اوقات عبادت میں تسبیح کرو۔ اور اس طرز بیان سے یہ بھی واضح ہو جاتا ہے کہ اللہ تعالے تسبیح کرانے کا محتاج نہیں بلکہ یہ مطیعین کی شان میں داخل ہے کہ وہ تسبیح کرتے ہیں اور منکرین کا حال یہ ہے کہ وہ تکذیب کرتے ہیں۔ تو اس صورت میں اسے جملہ خبریہ بھی مان لینا صحیح ہو سکتا ہے اگرچہ جمہور اسے بمعنی امر ہی لیتے ہیں۔ یعنے اس کے معنی یہ ہیں کہ ان اوقات میں تسبیح و تحمید کرو۔

شام کے وقت اور صبح کے وقت اور اس کے درمیانی اوقات ظہر و عصر کے وقت۔ گویا اس میں پانچوں نمازوں کے اوقات بہ اقتضاء نص بیان کیے گئے۔ اور آگے اسکی وضاحت اس طرح کی گئی۔

وَلَہُ الْحَمْدُ فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَعَشِیًّا وَّحِیْنَ تُظْهِرُوْنَ۔ اور اس کے لیے حمد ہے آسمانوں اور زمین میں اور پچھلے پہر اور جب دن ڈھلے۔

گویا فرمایا اللہ تعالے پاک اور منزہ ہے۔ پھر عَشِیًّا کا عطف فِی السَّمٰوٰتِ پر کیا گیا جس سے یہ معنی مستفاد ہوئے۔

کہ صبح اور شام اس کی تسبیح کرو اور ظہر و عصر کے وقت اس کی حمد بیان کرو اور اسکی خوبیاں بیان کرنا اس کے انعام و اطاعت کا شکر ادا کرنا ہے۔ چنانچہ

نبی کریم علیہ افضل الصلوۃ والتکریم نے فرمایا کہ جو صبح و شام سو بار سُبْحَانَ اللّٰہِ وَبِحَمْدِہٖ پڑھے اس روز اس کے برابر کسی کی نیکیاں نہ ہوں گی یہ حدیث متفق علیہ ہے۔

علماء محققین کی ایک جماعت کہتی ہے کہ یہ آیت مکہ میں نازل ہوئی اور اس وقت مسلمانوں پر نماز پنجگانہ فرض نہ تھی صرف اوقات مذکورہ صبح و شام میں تسبیح کر لینا ہی کافی تھا۔

مگر سید المفسرین ابن عباس رضی اللہ عنہ کے نزدیک اس سے مراد پنجگانہ نماز ہے اور قرآن کریم کا اسلوب بیان
ایسا ہے کہ نماز میں جو کچھ ہوتا ہے اسے بیان فرماکر بھی پنجگانہ مراد لیتا ہے۔
چنانچہ نماز میں تسبیح بھی ہے اور تحمید بھی رکوع بھی اور سجود بھی اس لیے کہیں تسبیح سے کہیں تحمید سے کہیں
رکوع سے اور کہیں سجدہ سے تعبیر فرماکر بیان کیا گیا اور اس سے مراد عموماً نماز ہی ہے۔
حِيْنَ تُمْسُوْنَ فرماکر مغرب اور عشا کا حکم دیا گیا۔
اور حِيْنَ تُصْبِحُوْنَ فرماکر صبح کی نماز فجر کا حکم دیا گیا۔
اور عَشِيًّا فرماکر نماز عصر مراد لی۔
اور تُظْهِرُوْنَ فرماکر ظہر کا حکم دیا گیا۔
البتہ یہ صحیح ہے کہ اول جبکہ نزول آیات ہوا اس وقت مکہ معظمہ میں ہر وقت کی نماز میں صرف
دو دو رکعت ہی تھیں۔
پھر جب مدینہ منورہ تشریف آوری تو چار تین اور دو رکعتوں کی تفصیل فرمائی گئی۔
چنانچہ حضرت ام المومنین صدیقہ رضی اللہ عنہا کی وہ حدیث جسے بخاری و مسلم نے نقل کیا اس امر کی
مؤید ہے فُرِضَتِ الصَّلٰوۃُ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ هَاجَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَفُرِضَتْ اَرْبَعًا
وَتُرِكَتْ صَلٰوةُ السَّفَرِ عَلَى فَرِيْضَةِ الْاُوْلٰى۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

مزید براں ان اسرار کی تصریح یہ بھی ہے۔ کہ
اول جو اوقات شغل و غفلت اور کاروبار دنیاوی تھے ان میں اللہ تعالے کی یاد رکھنے کے لیے یہ
اوقات مقرر فرمائے گئے۔
دوم اس وجہ سے کہ یہی اوقات تجدد نعماء الٰہی کے ہیں اس لیے ہر نعمت کی تجدید پر شکر نعمت
کے لیے یہ مقرر کیے گئے۔
سوم یہ کہ عالم غیب میں یہ اوقات اہل زمین کی عبادت و دعا و استغفار کے لیے مقبولیت و
قبولیت کے خاص وقت تھے۔
اس کے بعد مزید براں خود قرآن کریم بھی اس پر چند دلائل بیان فرماتا ہے جس سے بت پرستی کی مذمت
اور وہ انعام الٰہی جن کا حیات انسانی اور آرام و آسائش سے تعلق ہے ظہور ہوتا ہے چنانچہ ارشاد ہے
يُخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ وَيُخْرِجُ الْمَيِّتَ مِنَ الْحَيِّ۔ وہی اللہ تعالے ہے جو نکالتا ہے زندہ کو میت
سے اور میت کو زندہ سے خارج فرماتا ہے۔

یہ بت اور غیر خدا کی طاقت نہیں لہٰذا اسی کے لائق حمد و تسبیح و عبادت ہے۔
وَیُحْیِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا۔ اور وہی زندہ فرماتا ہے زمین کو اس کے مرنے کے بعد۔
یعنی جب زمین بنجر ہو چکی ہو تو اس پر سبزہ اگا کر اسے سرسبز و شاداب کرتا ہے۔ یہاں موت کا کچھ
تفصیل ہم پھر بیان کر دیتے ہیں اگرچہ اول بھی ہم بیان کر چکے ہیں۔

تعریف موت

از مفردات راغب اصفہانی و بیان اللسان و منجد

علامہ راغب اصفہانی فرماتے ہیں اَنْوَاعُ الْمَوْتِ بِحَسْبِ اَنْوَاعِ الْحَیٰوۃِ۔ موت کی اقسام،
حسب اقسام حیات ہیں۔
فَالْاَوَّلُ مَا هُوَ بِاِزَاءِ الْقُوَّةِ النَّامِیَةِ الْمَوْجُوْدَةِ فِی الْاِنْسَانِ وَالْحَیَوَانَاتِ وَالنَّبَاتَاتِ
پہلی قسم موت کی قوت نامیہ کے ازالہ کی صورت میں ہے جو انسان و حیوان اور نباتات میں ہوتی ہے
جیسے یُحْیِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا۔ فَاَحْیَیْنَا بِهٖ بَلْدَةً مَّیْتًا۔ یہاں ازالہ قوت نامیہ کے معنی
میں موت استعمال فرمایا گیا۔

زمین زندہ فرماتا ہے اس کے مرنے کے بعد اس سے مراد سبزہ نہ ہونا۔ سرسبز زمین کا بنجر ہو جانا
ہے جسے موت سے تعبیر کیا گیا۔
دوسری قسم اَلثَّانِیْ زَوَالُ الْقُوَّةِ الْحَاسَّةِ۔ زوال قوت حسیہ کو بھی موت سے تعبیر کیا گیا جیسے
یٰلَیْتَنِیْ مِتُّ قَبْلَ هٰذَا۔ اَئِذَا مَا مِتُّ لَسَوْفَ اُخْرَجُ حَیًّا۔ کفار کو مرنے کے بعد زندہ ہونے کا
حس نہ ہوا اس بنا پر وہ مردہ بصورت زندہ بتائے گئے۔
تیسری قسم۔ زَوَالُ الْقُوَّةِ الْعَاقِلَةِ وَهِیَ الْجَهَالَةُ۔ عقل کی قوت کا ازالہ بھی موت کے معنی میں
فرمایا گیا جیسے اِنَّكَ لَا تُسْمِعُ الْمَوْتٰی۔ ان بے عقلوں کو آپ اپنی نصیحت اور ہدایت کی آواز نہیں
سنا سکتے۔ یہاں عدم سماع موتیٰ جو مراد لیتے ہیں وہ غلط ہے بلکہ محاورہ اور عرف میں جاہل اور بے عقلوں
کے حق میں فرمایا گیا کہ وہ آپ کی ہدایت قبول کرنے کی طرف مائل نہیں ہو سکتے۔
چوتھی قسم موت کی حُزن مُکدِّر للحیات بھی ہے یعنی الیاس زندگی سے تنگ آجانا کر اپنے کو مردہ تصور
کرنا چنانچہ ارشاد ہے وَیَاْتِیْهِ الْمَوْتُ مِنْ كُلِّ مَكَانٍ وَّمَا هُوَ بِمَیِّتٍ۔
پانچویں قسم موت کی نیند ہے چنانچہ حدیث میں ہے اَلنَّوْمُ مَوْتٌ خَفِیْفٌ وَالْمَوْتُ نَوْمٌ ثَقِیْلٌ
نیند ہلکی موت ہے اور موت بھاری نیند ہے چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اسے وفات سے تعبیر فرمایا۔

وَهُوَ الَّذِیْ یَتَوَفّٰکُمْ بِاللَّیْلِ۔ اور اَللّٰہُ یَتَوَفَّی الْاَنْفُسَ حِیْنَ مَوْتِہَا وَالَّتِیْ لَمْ تَمُتْ فِیْ مَنَامِہَا۔ وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِیْنَ قُتِلُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ اَمْوَاتًا بَلْ اَحْیَاءٌ۔

فَقَدْ قِیْلَ نَفْیُ الْمَوْتِ ھُوَ عَنْ اَرْوَاحِھِمْ فَاِنَّہٗ نَبَّہٗ عَلٰی تَنَعُّمِہِمْ وَقِیْلَ نَفَاعَنْھُمْ الْحُزْنَ الْمَذْکُوْرَ فِیْ قَوْلِہٖ وَیَاْتِیْہِ الْمَوْتُ مِنْ کُلِّ مَکَانٍ وَقَوْلُہٗ کُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَۃُ الْمَوْتِ فَعِبَارَۃٌ عَنْ زَوَالِ الْقُوَّۃِ الْحَیْوَانِیَّۃِ وَاِبَانَۃِ الرُّوْحِ عَنِ الْجَسَدِ۔

چھٹی قسم۔ اِنَّکَ مَیِّتٌ وَّاِنَّھُمْ مَّیِّتُوْنَ۔ قِیْلَ مَعْنَاہُ سَتَمُوْتُ تَنْبِیْھًا اَنَّہٗ لَابُدَّ لِاَحَدٍ مِنَ الْمَوْتِ کَمَا قِیْلَ اَلْمَوْتُ خَتْمٌ فِیْ رِقَابِ الْعِبَادِ۔

وَقِیْلَ بَلِ الْمَیِّتُ ھٰھُنَا لَیْسَ بِاِشَارَۃٍ اِلٰی اِبَانَۃِ الرُّوْحِ عَنِ الْجَسَدِ بَلْ ھُوَ اِشَارَۃٌ اِلٰی مَا یَعْتَرِی الْاِنْسَانَ فِیْ کُلِّ حَالٍ مِّنَ التَّحَلُّلِ وَالنَّقْصِ فَاِنَّ الْبَشَرَ مَادَامَ فِی الدُّنْیَا یَمُوْتُ جُزْءًا فَجُزْءًا۔ وَقَدْ عَبَّرَ قَوْمٌ عَنْ ھٰذَا الْمَعْنٰی بِالْمَائِتِ وَفَصَلُوْا بَیْنَ الْمَیِّتِ وَالْمَائِتِ فَقَالُوْا اَلْمَائِتُ ھُوَ الْمُتَحَلِّلُ۔ اِنْتَھٰی

صاحب بیان اللسان موت کے معنی پر لکھتے ہیں

مَوَات :۔ بے جان چیز۔ مردہ۔ بنجر ویران زمین

صاحب منجد کہتے ہیں

اَلْمُنٰی اَلْمَوْتُ۔ اَلْقَصْدُ۔ قَدَّرَ اللّٰہُ تَعَالٰی اَیْ یُقَدِّرُہٗ۔ مُنٰی اور موت وہ قصد ہے جسے اللہ تعالے نے مقرر فرمایا۔ یعنی وقت مقررہ۔ چنانچہ امثلہ مذکورہ کے بعد ارشاد ہے۔

وَکَذٰلِکَ تُخْرَجُوْنَ۔ اور ایسے ہی تم زمین سے نکالے جاؤ گے۔

یعنی جیسے جڑی بوٹیاں بنجر زمین سے فنا ہونے کے بعد نکلتی ہیں ایسے ہی تم بھی نکالے جاؤ گے جسے حشر ونشر سے تعبیر کیا گیا۔ اور مسئلہ حشر ونشر واضح فرمایا۔

مختصر تفسیر اردو دوسرا رکوع۔ سورۃ روم پ ۲۱

اَللّٰہُ یَبْدَؤُا الْخَلْقَ ثُمَّ یُعِیْدُہٗ ثُمَّ اِلَیْہِ تُرْجَعُوْنَ۔ اللہ ہی ابتداءِ خلق فرماتا ہے پھر وہی دوبارہ پیدا کرے گا پھر اسی کی طرف تمہیں لوٹنا ہے۔

یَبْدَؤُا الْخَلْقَ پر آلوسی فرماتے ہیں اَیْ یُنْشِئُہُمْ جس کے معنی ابتداءً پیدا کرنا ہے۔ ثُمَّ یُعِیْدُہٗ پر

بِالْبَعْثِ فرماتے ہیں جس کے یہ معنی ہوتے ہیں پھر مرنے کے بعد تمہاری دوبارہ بعثت فرمائے گا ثُمَّ اِلَیْہِ تُرْجَعُوْنَ۔ اس کے یہ معنی ہیں کہ پھر تم جزاء و سزا کے لیے اللہ تعالےٰ کے حضور حاضر کیے جاؤ گے۔

وَیَوْمَ تَقُوْمُ السَّاعَۃُ یُبْلِسُ الْمُجْرِمُوْنَ۔ اور جس دن قیامت قائم ہوگی مجرم اس دن مایوس ہوں گے۔

یُبْلِسُ الْمُجْرِمُوْنَ کے معنی اگرچہ انقطاع حجت اور سکوت کے ہیں لیکن اس سے ملتے جلتے معنی ارباب لغت نے بھی کیے ہیں چنانچہ علامہ راغب اصفہانی کہتے ہیں۔ اَلْاِبْلَاسُ الْحُزْنُ الْمُعْتَرِضُ مِنْ شِدَّۃِ الْیَاسِ وَمِنْہُ اُشْتُقَّ اِبْلِیْسُ۔ ابلاس وہ حزن ہے جو انتہاء مایوسی پر عارض ہوتا ہے اور اسی سے ابلیس مشتق ہے۔

چنانچہ محاورہ میں بولتے ہیں اَبْلَسَ الرَّجُلُ آدمی اَبْلَسْ ہوگیا اِذَا یَئِسَ مِنْ کُلِّ خَیْرٍ جبکہ وہ ہر بھلائی سے مایوس ہو جائے چنانچہ حدیث میں بھی حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنے منصب قرب کے اظہار میں فرمایا وَاَنَا مُبَشِّرُھُمْ اِذَا یَئِسُوْا میں خوشخبری دینے والا ہوں ان کو جب کہ وہ مایوس ہو جائیں گے۔

وَلَمْ یَکُنْ لَّھُمْ مِّنْ شُرَکَآئِھِمْ شُفَعٰٓؤُا وَکَانُوْا بِشُرَکَآئِھِمْ کٰفِرِیْنَ۔ اور ہرگز نہ ہوں گے ان کے معبودوں سے سفارشی اور وہ خود اپنے معبودوں سے منکر ہوں گے۔

یعنی جنہیں وہ لوگ اللہ کا شریک گمان کرتے تھے یعنی بت اور بقول مقاتل ملائکہ علیہم السلام یا جن و شیاطین وہ بروز قیامت ان کی سفارش کے قابل نہ ہو سکیں گے یا ان کے سردار جن کی طرف ان کا خیال تھا کہ ہمارے آڑے آئیں گے جب ان سے مایوس ہو جائیں تو اس دن وہ ان سے منحرف و منکر ہو جائیں گے چنانچہ علامہ آلوسی فرماتے ہیں اَلْمَعْنٰی اَنَّھُمْ لَمْ یَشْفَعُوْا لَھُمْ مَعَ اَنَّھُمْ سَبَبُ کُفْرِھِمْ فِی الدُّنْیَا۔ آیہ کریمہ کے یہ معنی ہوئے کہ جو بروز قیامت شفاعت کا منصب بھی رکھتے ہوں جیسے ملائکہ اور انبیاء و اولیاء وہ سب ان کے کفر کے سبب جو وہ دنیا میں کرتے رہے ان کی شفاعت ہرگز نہ کریں گے۔

اس سے ثابت ہوا کہ شفاعت کا منصب تو حق ہے لیکن کفار و مشرکین کے لیے وہ ہرگز شفاعت نہ کریں گے۔

اور یہ امر بھی اس سے ثابت ہوا کہ شفاعت و سفارش انہی کی ہوگی جو سرکش نہیں تھے اور جنہوں نے اللہ تعالےٰ کے ساتھ کسی کو شریک نہ مانا تھا اور جو اس آیت کریمہ سے عام منصب شفاعت کا انکار کرے

وہ وَلَا تَنْفَعُ الشَّفَاعَۃُ عِنْدَہٗ اِلَّا لِمَنْ اَذِنَ لَہٗ اور مَنْ ذَا الَّذِیْ یَشْفَعُ عِنْدَہٗ اِلَّا بِاِذْنِہٖ
کا منکر ہے اور آگے کی آیت کریمہ میں اور وضاحت ہے۔
وَیَوْمَ تَقُوْمُ السَّاعَۃُ یَوْمَئِذٍ یَّتَفَرَّقُوْنَ۔ اور جس دن قیام قیامت ہو اس دن مومن و کافر
علیحدہ علیحدہ ہوں گے۔

جیسا کہ آلوسی فرماتے ہیں یَتَفَرَّقُوْنَ لِلْمُسْلِمِیْنَ وَالْکَافِرِیْنَ۔
چنانچہ ابن ابی حاتم حسن سے راوی ہیں اِنَّہٗ قَالَ فِیْ ذٰلِکَ ھٰؤُلَاءِ فِیْ عِلِّیِّیْنَ وَھٰؤُلَاءِ فِیْ اَسْفَلِ
السَّافِلِیْنَ وَالتَّفْصِیْلُ یُؤْذِنُ بِذٰلِکَ اَیْضًا۔
منصور نے فرمایا اس وقت اعلان ہو جائے کہ یہ جماعت اعلیٰ علیین والی ہے اور یہ جماعت اسفل
السافلین کے لیے ہے اس کی مزید توضیح آگے کی۔

فَاَمَّا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فَھُمْ فِیْ رَوْضَۃٍ یُّحْبَرُوْنَ۔ تو جو ایمان لائے اور نیک عمل
کرے وہ باغیچوں میں ممتاز ہو۔

بیان اللسان میں حبر کی تعریف یہ ہے حبر یہود کا عالم عیسائیوں کا پوپ۔ نیک آدمی۔
مفردات راغب میں ہے اَلْحِبْرُ الْاَثَرُ الْمُسْتَحْسَنُ۔ حبر اچھے نشان والے کو کہتے ہیں وَمِنْہُ مَا رُوِیَ یَخْرُجُ
مِنَ النَّارِ رَجُلٌ قَدْ ذَھَبَ حِبْرُہٗ وَسِبْرُہٗ اَیْ جَمَالُہٗ وَبَھَاؤُہٗ وَمِنْہُ سُمِّیَ الْحِبْرُ الشَّاعِرُ مُحَبَّرٌ وَثَوْبٌ حَبِیْرٌ
مُسْتَحْسَنٌ وَمِنْہُ اَرْضٌ مِحْبَارٌ وَالْحِبْرُ مِنَ النَّاسِ وَحِبْرُ فُلَانٍ بَقِیَ بِحَارِہٖ اَثَرٌ مُسْتَقْبَحٌ وَالْحِبْرُ الْعَالِمُ
لِمَا یَبْقٰی مِنْ اَثَرِ عُلُوْمِھِمْ فِیْ قُلُوْبِ النَّاسِ وَمِنْ اٰثَارِ اَفْعَالِھِمُ الْحَسَنَۃِ الْمُقْتَدٰی بِھَا قَالَ تَعَالٰی
اِتَّخَذُوْا اَحْبَارَھُمْ وَرُھْبَانَھُمْ اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰہِ وَاِلٰی ھٰذَا الْمَعْنٰی اَشَارَ اَمِیْرُ الْمُؤْمِنِیْنَ رَضِیَ
اللّٰہُ عَنْہُ بِقَوْلِہٖ اَلْعُلَمَاءُ بَاقُوْنَ مَا بَقِیَ الدَّھْرُ اَعْیَانُھُمْ مَفْقُوْدَۃٌ وَاٰثَارُھُمْ فِی الْقُلُوْبِ
مَوْجُوْدَۃٌ وَقَوْلُہٗ عَزَّ وَجَلَّ فِیْ رَوْضَۃٍ یُّحْبَرُوْنَ اَیْ یَفْرَحُوْنَ حَتّٰی یَظْھَرَ عَلَیْھِمْ حِبَارُ نَعِیْمِھِمْ
اور علامہ آلوسی کہتے ہیں۔ اَلرَّوْضَۃُ الْاَرْضُ ذَاتُ النَّبَاتِ وَالْمَاءِ۔ روضہ وہ زمین ہے جس پر سبزہ
اور پانی ہو۔

اس میں وہ فرح و انبساط سے رہیں گے۔

وَاَمَّا الَّذِیْنَ کَفَرُوْا وَکَذَّبُوْا بِاٰیٰتِنَا وَلِقَآءِ الْاٰخِرَۃِ فَاُولٰٓئِکَ فِی الْعَذَابِ مُحْضَرُوْنَ۔
اور وہ جنہوں نے کفر کیا اور ہماری آیتوں کو جھٹلایا اور آخرت کے ملنے سے منکر ہوئے یہ وہ ہیں جو ہمیشہ
عذاب میں رہیں گے۔

مُحْضَرُوْنَ کے معنی عَلَى الدَّوَامِ لَا يَغِيْبُوْنَ عَنْهُ اَبَدًا ہیں یعنی وہ عذاب میں ہر آن اس طرح رہیں گے کہ ان سے عذاب کبھی مخفی نہ ہو۔

اور وَالظَّاهِرُ اِنَّ الْفَسَقَةَ مِنْ اَهْلِ الْاِيْمَانِ غَيْرُ دَاخِلِيْنَ فِيْ اَحَدِ الْفَرِيْقَيْنِ ایمان والوں سے فاسق فاجر اس فرقہ میں داخل نہیں ہیں۔

فَسُبْحَانَ اللّٰهِ حِيْنَ تُمْسُوْنَ وَحِيْنَ تُصْبِحُوْنَ وَلَهُ الْحَمْدُ فِى السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَعَشِيًّا وَّحِيْنَ تُظْهِرُوْنَ۔ تو تسبیح و تنزیہ بیان کرو اللہ کی جب شام کرو اور جب صبح کرو اور اسی کے لیے حمد ہے آسمانوں اور زمین میں اور جب دن ڈھلے اور جب دوپہر کرو۔

اس آیہ کریمہ میں گویا یہ فرمایا کہ جب تم نے یہ جان لیا کہ انجام کفر و شرک کیا ہے اور جزاء اطاعت کیا تو اب تم پر لازم ہے کہ صبح و شام اللہ کی تسبیح نماز سے کرو اور اللہ کی حمد دوپہر اور دن ڈھلے کرو۔

وَلَهُ الْحَمْدُ اگرچہ جملہ خبریہ ہے لیکن اِنَّ الْاِخْبَارَ بِثُبُوْتِ الْحَمْدِ لَهٗ تَعَالٰى دَوُجُوْبُهٗ عَلَى الْمُمَيِّزِيْنَ مِنْ اَهْلِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ۔ یہ جملہ اگرچہ خبریہ ہے لیکن ثبوت حمد الٰہی کی خبر وجوب کی دلیل ہے اہل فہم کے لیے زمین و آسمان میں جو بھی ہیں۔

چنانچہ آلوسی لکھتے ہیں کَاَنَّهٗ قِيْلَ اِذَا صَحَّ وَاتَّضَحَ عَاقِبَةُ الْمُطِيْعِيْنَ وَالْعَاصِيْنَ فَقُوْلُوْا نُسَبِّحُ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْمَعْنٰى فَسَبِّحُوْهُ تَسْبِيْحًا فِى الْاَوْقَاتِ وَقِيْلَ الْمُرَادُ بِالتَّسْبِيْحِ الصَّلٰوةُ۔

اور ایک قول ہے کہ تسبیح سے مراد نماز ہے اور اس آیت کریمہ میں نماز پنجگانہ کا حکم ہے۔

چنانچہ عبد الرزاق اور فریابی اور ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم اور طبرانی اور حاکم ابی رزین سے راوی ہیں قَالَ جَاءَ نَافِعُ بْنُ الْاَزْرَقِ اِلَى ابْنِ عَبَّاسٍ فَقَالَ هَلْ نَجِدُ الصَّلٰوةَ الْخَمْسَ فِى الْقُرْاٰنِ فَقَالَ نَعَمْ فَقَرَأَ فَسُبْحَانَ اللّٰهِ حِيْنَ تُمْسُوْنَ۔ صَلٰوةُ الْمَغْرِبِ۔

وَحِيْنَ تُصْبِحُوْنَ۔ صَلٰوةُ الصُّبْحِ۔

وَعَشِيًّا۔ صَلٰوةُ الْعَصْرِ۔

وَحِيْنَ تُظْهِرُوْنَ۔ صَلٰوةُ الظُّهْرِ۔

نافع بن ازرق سید المفسرین ابن عباس رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر آئے اور پوچھا کہ کیا آپ پنجوقتہ نمازوں کا حکم قرآن پاک میں پاتے ہیں تو آپ نے فرمایا ہاں اور آیۂ کریمہ فَسُبْحَانَ اللّٰهِ حِيْنَ تُمْسُوْنَ تلاوت فرما کر نماز مغرب ثابت کی۔

اور حِيْنَ تُصْبِحُوْنَ۔ پڑھ کر نماز فجر اور

وَعَشِیًّا پڑھ کر نماز عصر اور
وَحِیْنَ تُظْہِرُوْنَ سے نماز ظہر ثابت فرمائی۔
اور ابن ابی شیبہ اور ابن جریر اور ابن المنذر سے مروی ہے قَالَ جَمَعَتْ ھٰذِہِ الْاٰیَۃُ مَوَاقِیْتَ الصَّلٰوۃِ۔ فرمایا اس آیت میں نمازوں کے اوقات جمع ہیں
فَسُبْحَانَ اللّٰہِ حِیْنَ تُمْسُوْنَ میں مغرب و عشاء وَحِیْنَ تُصْبِحُوْنَ میں نماز فجر ہے اور وَعَشِیًّا میں عصر ہے وَحِیْنَ تُظْہِرُوْنَ میں نماز ظہر ہے۔
وَذَھَبَ الْحَسَنُ اِلٰی ذٰلِکَ حَتّٰی اِنَّہٗ ذَھَبَ اِلٰی اَنَّ الْاٰیَۃَ مَدَنِیَّۃٌ لِمَا اَنَّہٗ یَرٰی فَرْضِیَّۃَ الْخَمْسِ بِالْمَدِیْنَۃِ وَاَنَّہٗ کَانَ الْوَاجِبُ بِمَکَّۃَ رَکْعَتَیْنِ فِیْ اَیِّ وَقْتٍ اِتَّفَقَتِ الصَّلٰوۃُ فِیْہِ۔ وَالصَّحِیْحُ اَنَّھَا فُرِضَتْ بِمَکَّۃَ وَدَلَّ عَلَیْہِ حَدِیْثُ الْمِعْرَاجِ دِلَالَۃً بَیِّنَۃً۔
حضرت حسن بھی اسی طرف ہیں حتی کہ وہ فرماتے ہیں کہ یہ آیت مدنی ہے اس لیے کہ صلوۃ خمس کی فرضیت مدینہ میں ہوئی اور مکہ میں دو رکعت ہی فرض تھیں اوقات نماز میں جس وقت بھی اتفاق ہو اور صحیح قول یہ ہے کہ پنجگانہ مکہ میں ہی فرض ہوئی جس پر حدیث معراج دلیل بین ہے۔
امام رازی فرماتے ہیں کہ تسبیح کا حمل تنزیہ پر ہے وَذٰلِکَ لِاَنَّ التَّنْزِیْہَ الْمَامُوْرَ بِہٖ یَتَنَاوَلُ التَّنْزِیْہَ بِالْقَلْبِ وَھُوَ الْاِعْتِقَادُ الْجَازِمُ وَبِاللِّسَانِ مَعَ ذٰلِکَ وَھُوَ الذِّکْرُ الْحَسَنُ وَبِالْاَرْکَانِ مَعَھُمَا جَمِیْعًا وَھُوَ الْعَمَلُ الصَّالِحُ۔ یہ اس لیے فرمایا گیا کہ تنزیہہ مامور بہ تنزیہ قلب ہے اور یہی اعتقاد ہے کہ کنج قلب میں سوا عظمت الٰہی کچھ نہ رہے۔ اور اس کے ساتھ زبان سے ذکر حسن اور ارکان و اعضاء سے اعمال صالحہ لازمی ہیں۔
لِاَنَّ الْاِنْسَانَ اِذَا اعْتَقَدَ شَیْئًا ظَھَرَ مِنْ قَلْبِہٖ عَلٰی لِسَانِہٖ وَاِذَا قَالَ ظَھَرَ صِدْقُہٗ فِیْ مَقَالِہٖ مِنْ اَحْوَالِ اَفْعَالِہٖ وَاللِّسَانُ تَرْجُمَانُ الْجَنَانِ وَالْاَرْکَانُ بُرْھَانُ اللِّسَانِ لٰکِنِ الصَّلٰوۃُ اَفْضَلُ اَعْمَالِ الْاَرْکَانِ وَھِیَ مُشْتَمِلَۃٌ عَلَی الذِّکْرِ بِاللِّسَانِ وَالْقَصْدِ بِالْجَنَانِ فَھُوَ تَنْزِیْہٌ فِی التَّحْقِیْقِ۔
اس لیے کہ جب انسان کسی چیز کو مان لیتا ہے اور اس کا دل اسے قبول کر لیتا ہے تو اس کی زبان پر اس کا ظہور ہو جاتا ہے اور جب وہ زبان سے اس کا اظہار کرتا ہے تو دل کی تصدیق واضح ہو جاتی ہے اس لیے کہ افعال اور زبان ہی ترجمان جنان ہوتے ہیں تو یہ تنزیہ ذات واجب تعالےٰ ہے اور اعضاء سے اس کا ظہور و صدور یہ برہان زبان ہے اس میں سب سے افضل نماز ہے اس لیے کہ یہ عبادت مشتمل ہے ذکر لسان و قصد بالجنان اور عمل بالارکان پر یقیناً۔ تو اب

فَاَمَّا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فَہُمْ فِیْ رَوْضَۃٍ یُّحْبَرُوْنَ کا یہ مطلب نکلا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اِذَا عَلِمْتُمْ اَنَّ ذٰلِکَ الْمَقَامَ لِمَنْ اٰمَنَ وَعَمِلَ الصّٰلِحٰتِ ۔ جب یہ جان لیا کہ اس مقام پر وہ پہنچا وہ ایمان اور عمل صالح کرے گا۔ اس لیے کہ

وَالْاِیْمَانُ تَنْزِیْہٌ بِالْجَنَانِ وَتَوْحِیْدٌ بِاللِّسَانِ وَالْعَمَلُ الصَّالِحُ اِسْتِعْمَالُ الْاَرْکَانِ فَالْکُلُّ تَنْزِیْہَاتٌ وَتَحْمِیْدَاتٌ ۔ ایمان دل کو منزہ کرتا ہے اور توحید زبان سے اور عمل صالح اعضا کا استعمال ہے تو سب مل کر تنزیہات و تحمیدات ہیں۔

چنانچہ امام احمد، ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم اور ابن السنی عَمَلُ یَوْمٍ وَّلَیْلٍ میں اور طبرانی ابن مردویہ اور بیہقی دعوات میں معاذ بن جبل اور انس رضی اللہ عنہ سے راوی ہیں کہ حضور نے فرمایا اَلَا اُخْبِرُکُمْ لِمَ سَمَّی اللّٰہُ تَعَالٰی اِبْرَاہِیْمَ خَلِیْلَہُ الَّذِیْ وَفّٰی لِاَنَّہٗ کَانَ یَقُوْلُ کُلَّمَا اَصْبَحَ وَاَمْسٰی سُبْحٰنَ اللّٰہِ حِیْنَ تُمْسُوْنَ وَحِیْنَ تُصْبِحُوْنَ وَلَہُ الْحَمْدُ فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَعَشِیًّا وَّحِیْنَ تُظْہِرُوْنَ تمہیں معلوم ہے کہ اللہ تعالیٰ نے شان ابراہیم علیہ السلام میں وَاِبْرَاہِیْمَ الَّذِیْ وَفّٰی کیوں فرمایا اس لیے کہ وہ صبح و شام سُبْحٰنَ اللّٰہِ حِیْنَ تُمْسُوْنَ وَحِیْنَ تُصْبِحُوْنَ ۔ اِلٰی اٰخِرِ الْاٰیَاتِ فرمایا کرتے تھے۔

اور ابو داؤد و طبرانی، ابن السنی، ابن مردویہ ابن عباس سے راوی ہیں کہ حضور نے فرمایا مَنْ قَالَ حِیْنَ یُصْبِحُ سُبْحٰنَ اللّٰہِ حِیْنَ تُمْسُوْنَ وَحِیْنَ تُصْبِحُوْنَ ۔ اِلٰی اٰخِرِ الْاٰیَۃِ وَکَذٰلِکَ تُخْرَجُوْنَ اَدْرَکَ مَا فَاتَہٗ فِیْ یَوْمِہٖ وَمَنْ قَالَہَا حِیْنَ یُمْسِیْ اَدْرَکَ مَا فَاتَہٗ مِنْ لَیْلَتِہٖ ۔ جو صبح و شام سُبْحَانَ اللّٰہِ حِیْنَ تُمْسُوْنَ وَحِیْنَ تُصْبِحُوْنَ ۔ وَکَذٰلِکَ تُخْرَجُوْنَ تک پڑھے جو کچھ دن رات میں اس سے عبادات فوت ہوئے سب پا لیے چنانچہ آگے ارشاد ہے۔

یُخْرِجُ الْحَیَّ مِنَ الْمَیِّتِ وَیُخْرِجُ الْمَیِّتَ مِنَ الْحَیِّ وَیُحْیِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِہَا وَکَذٰلِکَ تُخْرَجُوْنَ نکالتا ہے زندہ انسان نطفہ بے جان سے اور نکالتا ہے بے جان نطفہ زندہ انسان سے اور سرسبز و شاداب کرتا ہے بنجر زمین اس کے مرنے کے بعد اسی طرح تم بھی گھاس کی طرح مر کر زندہ ہو کر نکلو گے۔

موت کی تحقیق خلاصہ تفسیر میں بیان ہو چکی۔ آلوسی نے مختصر اور جامع تعریف کی چنانچہ فرمایا۔ یُخْرِجُ الْحَیَّ مِنَ الْمَیِّتِ الْاِنْسَانَ مِنَ النُّطْفَۃِ وَیُخْرِجُ الْمَیِّتَ مِنَ الْحَیِّ النُّطْفَۃَ مِنَ الْاِنْسَانِ وَھُوَ التَّفْسِیْرُ الْمَاْثُوْرُ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ وَابْنِ مَسْعُوْدٍ۔

اور مجاہد موت اور زندگی سے مراد کفر و اسلام لیتے ہیں چنانچہ فرماتے ہیں یُخْرِجُ الْمُؤْمِنَ مِنَ الْکَافِرِ وَیُخْرِجُ الْکَافِرَ مِنَ الْمُؤْمِنِ۔

وَیُحْیِ الْاَرْضَ (بِالنَّبَاتِ) بَعْدَ مَوْتِهَا (یُبْسِهَا) وَالْاِحْیَاءُ وَالْمَوْتُ مَجَازَانِ) وَکَذٰلِکَ تُخْرَجُوْنَ (اَیْ مِثْلَ ذٰلِکَ الْاِخْرَاجِ الْبَدِیْعِ الشَّانِ) تُخْرَجُوْنَ (مِنْ قُبُوْرِکُمْ) یعنی زندہ مومن مرد کافر سے نکالتا ہے اور مردہ کافر زندہ مومن سے اور زمین زندہ کرتا ہے سبزہ سے بعد موت یعنی خشک ہو جانے کے بعد ایسے ہی تم اپنی اپنی قبروں سے نکلو گے۔

بامحاورہ ترجمہ تیسرا رکوع سُورۃ روم۔ پ ۲۱

وَمِنْ اٰیٰتِهٖٓ اَنْ خَلَقَکُمْ مِّنْ تُرَابٍ ثُمَّ اِذَآ اَنْتُمْ بَشَرٌ تَنْتَشِرُوْنَ ۝

اللہ تعالے کے نشانہائے قدرت سے یہ بھی ہے کہ تمہیں پیدا کیا مٹی سے پھر تم بشر ہو کر منتشر و متصرف ہو۔

وَمِنْ اٰیٰتِهٖٓ اَنْ خَلَقَ لَکُمْ مِّنْ اَنْفُسِکُمْ اَزْوَاجًا لِّتَسْکُنُوْٓا اِلَیْهَا وَجَعَلَ بَیْنَکُمْ مَّوَدَّةً وَّرَحْمَةً اِنَّ فِیْ ذٰلِکَ لَاٰیٰتٍ لِّقَوْمٍ یَّتَفَکَّرُوْنَ ۝

اور اس کی نشانیوں سے یہ بھی ہے کہ تمہارے لیے پیدا کیے تمہیں ہیں سے جوڑے تاکہ تم سکون حاصل کرو اور آپس میں تمہارے اندر محبت و میلان ہو اور کیا ہم نے تمہارے جوڑوں میں مرد عورت کے اندر محبت و رحم بے شک اس میں ضرور نشانیاں ہیں سمجھنے والی قوم کے لیے۔

وَمِنْ اٰیٰتِهٖ خَلْقُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاخْتِلَافُ اَلْسِنَتِکُمْ وَاَلْوَانِکُمْ اِنَّ فِیْ ذٰلِکَ لَاٰیٰتٍ لِّلْعٰلِمِیْنَ ۝

اور اس کی نشانیوں سے یہ ہے کہ آسمان اور زمین کو پیدا کر کے ان میں زبانوں کے اختلاف اور رنگوں کے اختلاف رکھے بے شک اس میں زمانہ والوں کے لیے علامات و نشان ہیں۔

وَمِنْ اٰیٰتِهٖ مَنَامُکُمْ بِالَّیْلِ وَالنَّهَارِ وَابْتِغَآؤُکُمْ مِّنْ فَضْلِهٖ اِنَّ فِیْ ذٰلِکَ لَاٰیٰتٍ لِّقَوْمٍ یَّسْمَعُوْنَ ۝

اور اس کی نشانیوں سے یہ ہے کہ تمہارے سونے کے لیے رات اور استراحت و کسب معاش کے لیے دن بنایا جس میں تم اللہ کا فضل تلاش کرتے ہو بیشک اس میں نشانی ہے اس قوم کے لیے جو سنے۔

وَمِنْ اٰیٰتِہٖ یُرِیْکُمُ الْبَرْقَ خَوْفًا وَّطَمَعًا وَّیُنَزِّلُ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَیُحْیٖ بِہِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِہَا اِنَّ فِیْ ذٰلِکَ لَاٰیٰتٍ لِّقَوْمٍ یَّعْقِلُوْنَ ۝

اور اس کی نشانیوں سے یہ ہے کہ دکھاتا ہے تمہیں بجلی اور کڑک ڈرانے والی اور امید دلانے کے لیے اور اتارتا ہے آسمان سے پانی تو سرسبز و شاداب کرتا ہے اس سے زمین کو خشک اور بنجر ہو جانے کے بعد بے شک اس میں عقل والوں کے لیے بہت سی نشانیاں ہیں۔

وَمِنْ اٰیٰتِہٖ اَنْ تَقُوْمَ السَّمَآءُ وَالْاَرْضُ بِاَمْرِہٖ ثُمَّ اِذَا دَعَاکُمْ دَعْوَۃً مِّنَ الْاَرْضِ اِذَا اَنْتُمْ تَخْرُجُوْنَ ۝ وَلَہٗ مَنْ فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ کُلٌّ لَّہٗ قٰنِتُوْنَ ۝ وَھُوَ الَّذِیْ یَبْدَؤُا الْخَلْقَ ثُمَّ یُعِیْدُہٗ وَھُوَ اَھْوَنُ عَلَیْہِ وَلَہُ الْمَثَلُ الْاَعْلٰی فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَھُوَ الْعَزِیْزُ الْحَکِیْمُ ۝

اور اس کی نشانیوں میں سے ہے کہ اس کے حکم سے آسمان و زمین قائم ہیں پھر جب تمہیں ندا فرمائے گا زمین سے جبھی تم نکل آؤ گے۔
اور اسی کے لیے ہیں جو آسمانوں اور زمین میں ہیں سب کے سب اس کے زیر حکم ہیں۔
اور وہی ہے کہ اول بناتا ہے پھر اسے دوبارہ (مٹا کر) بنائے گا اور یہ (تمہارے نزدیک) اول پیدا کرنے سے زیادہ آسان ہونا چاہئے اور اس کے لیے بڑی بڑی مثالیں ہیں آسمان و زمین میں اور وہی عزت و حکمت والا ہے۔

لفظی ترجمہ

وَ۔ اور
مِنْ اٰیٰتِہٖ۔ اسکی نشانیوں سے ہے
اَنْ۔ یہ کہ
خَلَقَکُمْ۔ پیدا کیا تم کو
مِنْ تُرَابٍ۔ مٹی سے
ثُمَّ۔ پھر
اِذَا۔ ناگہاں
اَنْتُمْ۔ تم
بَشَرٌ۔ انسان
تَنْتَشِرُوْنَ۔ چلتے پھرتے ہو
وَ۔ اور
مِنْ اٰیٰتِہٖ۔ اس کی نشانیوں سے ہے
اَنْ۔ یہ کہ
خَلَقَ۔ پیدا کیں
لَکُمْ۔ تمہارے لیے
مِنْ اَنْفُسِکُمْ۔ تمہاری اپنی جانوں سے
اَزْوَاجًا۔ بیویاں
لِتَسْکُنُوْا۔ تاکہ تم سکون حاصل کرو
اِلَیْہَا۔ اسکی طرف
وَ۔ اور

جَعَلَ۔ بنائی بَیْنَکُمْ۔ تم میں مَّوَدَّۃً۔ محبت وَّ۔ اور

رَحْمَۃً۔ شفقت اِنَّ۔ بیشک فِیْ۔ بیچ ذٰلِکَ۔ اس کے

لَاٰیٰتٍ۔ نشانیاں ہیں لِّقَوْمٍ۔ انکے لیے یَّتَفَکَّرُوْنَ۔ جو سوچیں وَ۔ اور

مِنْ اٰیٰتِہٖ۔ اسکی نشانیوں سے ہے خَلْقُ۔ پیدائش السَّمٰوٰتِ۔ آسمانوں

وَ۔ اور الْاَرْضِ۔ زمین کی وَ۔ اور اِخْتِلَافُ۔ اختلاف

اَلْسِنَتِکُمْ۔ تمہاری زبانوں کا وَ۔ اور اَلْوَانِکُمْ۔ تمہارے رنگوں کا اِنَّ۔ بیشک

فِیْ۔ بیچ ذٰلِکَ۔ اسکے لَاٰیٰتٍ۔ نشان ہیں لِّلْعٰلِمِیْنَ۔ جہان کے لیے

وَ۔ اور مِنْ اٰیٰتِہٖ۔ اسکی نشانیوں سے ہے مَنَامُکُمْ۔ تمہارا سونا

بِالَّیْلِ۔ رات کو وَ۔ اور النَّهَارِ۔ دن کو وَ۔ اور

اِبْتِغَاؤُ۔ تلاش کرنا کُمْ۔ تمہارا مِّنْ فَضْلِہٖ۔ اس کے فضل سے

اِنَّ۔ بیشک فِیْ۔ بیچ ذٰلِکَ۔ اس کے لَاٰیٰتٍ۔ نشان ہیں

لِّقَوْمٍ۔ انکے لیے جو یَّسْمَعُوْنَ۔ سنیں وَ۔ اور مِنْ اٰیٰتِہٖ۔ اس کی نشانیوں

سے ہے یُرِیْکُمُ۔ دکھاتا ہے تم کو الْبَرْقَ۔ بجلی خَوْفًا۔ ڈر

وَّ۔ اور طَمَعًا۔ امید سے وَّ۔ اور یُنَزِّلُ۔ اتارتا ہے

مِنَ السَّمَآءِ۔ آسمان سے مَآءً۔ پانی فَیُحْیٖ۔ پھر زندہ کرتا ہے بِہٖ۔ اسکے ساتھ

الْاَرْضَ۔ زمین کو بَعْدَ۔ بعد مَوْتِهَا۔ اسکی موت کے اِنَّ۔ بیشک

فِیْ۔ بیچ ذٰلِکَ۔ اس کے لَاٰیٰتٍ۔ نشان ہیں لِّقَوْمٍ۔ ان کے لیے جو

یَّعْقِلُوْنَ۔ سوچیں وَ۔ اور مِنْ اٰیٰتِہٖ۔ اسکی نشانیوں سے ہے

اَنْ۔ یہ کہ تَقُوْمَ۔ کھڑے ہیں السَّمَآءُ۔ آسمان وَ۔ اور

الْاَرْضُ۔ زمین بِاَمْرِہٖ۔ اسکے حکم سے ثُمَّ۔ پھر اِذَا۔ جب

دَعَا۔ بلائے گا کُمْ۔ تم کو دَعْوَۃً۔ بلانا مِّنَ الْاَرْضِ۔ زمین سے

اِذَا۔ تو ناگہاں اَنْتُمْ۔ تم تَخْرُجُوْنَ۔ نکل آؤ گے وَ۔ اور

لَہٗ۔ اسی کا ہے مَنْ۔ جو فِیْ۔ بیچ السَّمٰوٰتِ۔ آسمانوں

وَ۔ اور الْاَرْضِ۔ زمین کے ہے کُلٌّ۔ ہر ایک لَہٗ۔ اسکے لیے

قٰنِتُوْنَ۔ فرمانبردار ہے وَ۔ اور ھُوَ۔ وہ الَّذِیْ۔ وہ ہے جو

يَبْدَؤُا ۔ پہلی بار پیدا کرتا ہے	الْخَلْقَ ۔ مخلوق کو	ثُمَّ ۔ پھر
يُعِيْدُهٗ ۔ دوبارہ پیدا کرے گا اسکو	وَ ۔ اور	هُوَ ۔ وہ
اَهْوَنُ ۔ زیادہ آسان ہے عَلَيْهِ ۔ اس پر	وَ ۔ اور	لَهٗ ۔ اس کی
الْمَثَلُ ۔ مثال الْاَعْلٰى ۔ بلند ہے	فِي ۔ بیچ	السَّمٰوٰتِ ۔ آسمانوں
وَ ۔ اور الْاَرْضِ ۔ زمین کے	وَ ۔ اور	هُوَ ۔ وہ ہے
الْعَزِيْزُ ۔ غالب الْحَكِيْمُ ۔ حکمت والا		

خلاصہ تفسیر تیسرا رکوع ۔ سورۃ روم ۔ پ ۲۱

وَمِنْ اٰيٰتِهٖٓ اَنْ خَلَقَكُمْ مِّنْ تُرَابٍ ثُمَّ اِذَآ اَنْتُمْ بَشَرٌ تَنْتَشِرُوْنَ ۔ اور اس کے نشانہائے قدرت سے یہ بھی ہے کہ تمہیں پیدا کیا مٹی سے پھر تم جبھی انسان بن کر پھیل رہے ہو۔

اس میں ابتداء تخلیق کا بیان ہے کہ تمہیں مٹی سے پیدا کیا یعنی آدم ابو البشر کو اول مٹی سے بنایا پھر ان سے اس کی تمام نسل پیدا ہوئی تو سب کی پیدائش مٹی سے ہی ہوئی۔ اگرچہ انسان نطفہ سے بنا مگر وہ مٹی سے ہی مانا جائے گا اس لیے کہ اغذیہ ترابی سے سب کی نشوونما ہے اور وہ تمام غذائیں اصل میں مٹی ہیں اور آخر میں مٹی ہی ہوں گی بنا بریں سب کی تخلیق مٹی سے مانی گئی۔ پھر دوسری نشانی کا بیان ہے۔

وَمِنْ اٰيٰتِهٖٓ اَنْ خَلَقَ لَكُمْ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ اَزْوَاجًا لِّتَسْكُنُوْٓا اِلَيْهَا وَجَعَلَ بَيْنَكُمْ مَّوَدَّةً وَّرَحْمَةً اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّتَفَكَّرُوْنَ ۔ اور اس کے نشانہائے قدرت سے یہ ہے کہ تمہارے لیے پیدا کیں تمہیں میں سے بیویاں تاکہ تم سکون حاصل کرو ان سے اور تم میں باہمی محبت پیدا کی اور رحمت بیشک اس میں بڑی نشانیاں ہیں غور کرنے والوں کے لیے۔

یعنی عورت مرد کا جوڑا ایک جنس سے پیدا فرمایا اگر غیر جنس سے پیدا کیا جاتا تو مودت و محبت نہ ہوتی اور غیر جنس ہونے سے نظام خانہ داری بھی صحیح نہ رہتا پھر تیسری نشانی بیان فرمائی۔

وَمِنْ اٰيٰتِهٖ خَلْقُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاخْتِلَافُ اَلْسِنَتِكُمْ وَاَلْوَانِكُمْ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّلْعٰلِمِيْنَ ۔ اور اس کے نشانہائے قدرت سے ہے آسمانوں اور زمین کا پیدا کرنا اور زبانوں کا اختلاف اور رنگوں کا اختلاف (یعنی تمہارے رنگوں کا علیحدہ علیحدہ ہونا) بے شک اس میں ضرور نشانیاں ہیں اہل علم کیلئے۔

یعنی اللہ تعالےٰ نے اپنا نشان قدرت آسمان و زمین بنا کر اس کے بسنے والوں کی زبانیں مختلف رکھیں اور

ہر ملک کے لوگوں کے رنگ مختلف بنائے جس سے چینی، ترکی، حبشی، سندھی، حجازی، مصری، شامی، نجدی ہیں زبان اور رنگ سے امتیاز ہوتا ہے پھر یہ بھی نشانی کا اظہار ہے۔

وَمِنْ اٰيٰتِهٖ مَنَامُكُمْ بِالَّيْلِ وَالنَّهَارِ وَابْتِغَآؤُكُمْ مِّنْ فَضْلِهٖ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّسْمَعُوْنَ۔ اور اس کے نشان ہائے قدرت سے ہے تمہارا رات کو سونا اور دن میں اس کے فضل سے روزی تلاش کرنا بیشک اس میں بڑی نشانیاں ہیں سننے والوں کے لیے۔

اور یہ قدرت کے نشان واضح ہیں کہ رات کو اگر نہ سویا جائے تو دن میں تلاش معاش میں دماغ معطل ہو جائے تمام کاروبار کا نظام بگڑ جائے اور اگر ہمیشہ شب ہی رہتی اور دن نہ ہوتا تو نظام معاش خراب ہو جاتا اور دن ہی رہتا اور رات نہ ہوتی تو اعضاء میں وہ کسل ہوتا کہ نظام معاش اور استراحت صحیح نہ رہتا علاوہ اس کے مرنے جلنے کا جو روزانہ سبق انسان حاصل کرتا ہے وہ بھی بھول جاتا۔

جیسے حضور نے فرمایا سوتے وقت بِاسْمِكَ اَحْيَا وَبِاسْمِكَ اَمُوْتُ پڑھ کر سویا کرو یعنی یہ کہا کرو الٰہی تیرے ہی نام کے ساتھ زندہ تھا اور تیرے ہی نام کے ساتھ مر رہا ہوں اور جب جاگو تو کہا کرو اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ اَحْيَانِيْ بَعْدَ مَا اَمَاتَنِيْ۔ سب حمد اس کے لیے ہے جس نے مجھے مار کر زندہ کیا۔

یہاں لِقَوْمٍ يَّسْمَعُوْنَ بھی اسی لیے فرمایا گیا کہ یہ حال سن کر وہ سمجھ سکیں کہ جیسے اب مر کر زندہ ہوئے ایسے ہی مر کر ایک دن حشر میں اٹھیں گے۔ پھر پانچواں نشان قدرت بیان فرمایا۔

وَمِنْ اٰيٰتِهٖ يُرِيْكُمُ الْبَرْقَ خَوْفًا وَّطَمَعًا وَّيُنَزِّلُ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَيُحْيٖ بِهِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّعْقِلُوْنَ۔ اور اس کی نشانیوں سے یہ بھی ہے کہ تمہیں بجلیاں دکھاتا ہے خوف اور امید کے لیے اور اتارتا ہے آسمان سے پانی تو زندہ فرماتا ہے اس سے زمین کو خشک ہونے کے بعد بیشک اس میں عقل والوں کے لیے نشانیاں ہیں۔

اس میں بجلی کا ذکر فرما کر اپنی قدرت کی نشانی بیان کی اس لیے کہ بجلی انسان کو خوفزدہ بھی کرتی ہے اور امید باران رحمت بھی دلاتی ہے پھر اس کے بعد جو بارش ہوتی ہے اس سے خشک زمین جو خاک اڑاتی تھی سرسبز و شاداب ہو جاتی ہے۔ يُحْيِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا میں موت کی تصریح ہم پہلے کر چکے ہیں اس کے بعد چھٹی اپنی شان قدرت بیان فرمائی۔

وَمِنْ اٰيٰتِهٖ اَنْ تَقُوْمَ السَّمَآءُ وَالْاَرْضُ بِاَمْرِهٖ ثُمَّ اِذَا دَعَاكُمْ دَعْوَةً مِّنَ الْاَرْضِ اِذَا اَنْتُمْ تَخْرُجُوْنَ۔ وَلَهٗ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ كُلٌّ لَّهٗ قٰنِتُوْنَ۔ اور اس کی نشانیوں سے یہ بھی ہے کہ آسمان و زمین اس کے حکم سے قائم ہیں پھر جب تمہیں وہ زمین سے بلائے گا تو جبھی تم نکل آؤ گے۔

اور اسی کا ہے جو آسمان اور زمین میں ہے سب اس کے آگے جھکے ہوئے ہیں۔

یہ بھی ظاہر ہے کہ آسمان و زمین محض اس کے حکم سے قائم ہیں اس میں انسانی و ملائکہ اور تصرف لعقل کو کچھ دخل نہیں اس میں نہ بنیادیں ہیں نہ آسمان کے لیے کوئی ستون ہے دوسری آیت کریمہ میں بھی حشر کا اعادہ فرمایا گیا کہ جب وہ قادر علی الاطلاق تمہیں زمین میں سے بلائے گا تو فوراً تم سب نکل آؤ گے اس لیے کہ جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے سب اسی کی ملک ہے اور اسی کے آگے نگونسار ہے اس کے بعد ساتویں شان قدرت میں بدء خلق کو ظاہر فرمایا۔

وَهُوَ الَّذِي يَبْدَأُ الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيدُهُ وَهُوَ أَهْوَنُ عَلَيْهِ وَلَهُ الْمَثَلُ الْأَعْلَىٰ فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَهُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ۔ اور وہی ذات ہے جو خلق کو ابتداءً پیدا کرتی ہے پھر اسے مار کر دوبارہ اٹھاتی ہے اور وہ اس کے لیے بہت آسان ہے اور اس کی شان بلند و بالا ہے آسمانوں اور زمین میں اور وہ زبردست حکمت والا ہے۔

یہ بھی اظہر من الشمس ہے کہ سب سے اول اسی نے سب کچھ بنایا اور وہی مٹا کر پھر زندہ کرے گا۔ اور جیسے اول بنانا مشکل نہ ہوا سے دوبارہ بنانا تو بہر حال آسان ہے اور اسکی شیون قدرت کی بڑی بلند و بالا مثالیں ہیں اس لیے کہ وہ زبردست حکمت والا ہے۔

مختصر تفسیر اردو تیسرا رکوع۔ سورۃ روم پ ۲۱

وَمِنْ آيَاتِهِ أَنْ خَلَقَكُمْ مِنْ تُرَابٍ ثُمَّ إِذَا أَنْتُمْ بَشَرٌ تَنْتَشِرُونَ۔ اور اس کے نشانہائے قدرت سے یہ ہے کہ تمہیں پیدا کیا مٹی سے پھر تم بصورت بشر پھیل گئے۔

یعنی اللہ تعالے کی روشن نشانیوں سے یہ ایک نشانی ہے کہ تمہیں زندہ پیدا فرمایا مٹی سے اور بے جان کو زندہ سے نکالا جیسے نطفہ کہتے ہیں پھر اس سے زندہ انسان نکالا جسے طفل کہتے ہیں یہ صریح دلیل ہے جماد کو جاندار کرنے کی اور احیاء ارض بعد الموت کی۔

اور تخلیق آدم علیہ السلام مٹی سے کی گئی پھر عام طور پر نطفہ کے ذریعہ پیدائش ہوئی تو وہ نطفہ درحقیقت مٹی سے ہی بنا ہے پھر اس سے عام مخلوق اور بشر بنے جو زمین میں پھیل گئے اور اپنی معاش و ضروریات کے لیے پھرنے لگے۔

یہاں اذا فجائیہ ہے۔ یہ پہلا نشان قدرت ظاہر فرمایا اس کے بعد چھ آیات قدرت کاملہ ظاہر فرمائے

چنانچہ دوسرا نشان قدرت اس طرح ظاہر فرمایا۔

وَمِنْ اٰیٰتِہٖۤ اَنْ خَلَقَ لَکُمْ مِّنْ اَنْفُسِکُمْ اَزْوَاجًا لِّتَسْکُنُوْۤا اِلَیْہَا وَجَعَلَ بَیْنَکُمْ مَّوَدَّۃً وَّرَحْمَۃً اِنَّ فِیْ ذٰلِکَ لَاٰیٰتٍ لِّقَوْمٍ یَّتَفَکَّرُوْنَ۔ اور اس کی نشانیوں سے یہ بھی ہے کہ اس نے تمہارے لیے تمہیں ہی سے جوڑا پیدا کیا تاکہ تم سکون پکڑو ان کی طرف اور کیا تم میں آپس میں محبت و رحمت کا رابطہ بیشک اس میں بھی غور و فکر والوں کے لیے نشان ہیں۔

یہاں بھی مِن تبعیضیہ ہے یعنی نشانیاں تو اللہ تعالٰے کی قدرت کاملہ کے لاکھوں بلکہ بے گنتی ہیں لیکن ان میں سے بعض یہ ہیں کہ تمہاری اصلی تخلیق حضرت حوا سے ہے اور وہ حضرت آدم علیہ السلام کی پسلی سے پیدا ہوئیں جیسا کہ آلوسی بھی فرماتے ہیں فَاِنَّ خَلْقَ اَصْلِ اَزْوَاجِکُمْ حَوَّاءَ مِنْ ضِلْعِ اٰدَمَ عَلَیْہِ السَّلَامُ مُتَضَمِّنٌ لِّخَلْقِھِمْ مِّنْ اَنْفُسِکُمْ۔ تو ثابت ہوا کہ انسان کی جنس سے ہی نسوانی طبقہ کی پیدائش ہے نہ کہ غیر چیز سے اور یہ اس لیے بھی ضروری تھا تاکہ لِتَسْکُنُوْۤا اِلَیْہَا سکون حاصل ہو یُقَالُ سَکَنَ اِلَیْہِ اِذَا مَالَ فَاِنَّ الْمُجَانَسَۃَ مِنْ دَوَاعِی النِّظَامِ وَالتَّعَارُفِ کَمَا اَنَّ الْمُخَالَفَۃَ مِنْ اَسْبَابِ التَّفَرُّقِ وَالتَّنَافُرِ۔

محاورہ میں سَکَنَ میلان کے معنی میں مستعمل ہے اور میلان مقتضی نظام و تعارف ہے جیسے مخالفت اسباب تفرق و تنافر سے ہے۔ اسی لیے فرمایا۔

وَجَعَلَ بَیْنَکُمْ مَّوَدَّۃً وَّرَحْمَۃً۔ اور کیا تمہارے اندر مودت و محبت اور رحمت۔

یعنی ازواج میں مرد عورتوں کے اندر محبت و الفت پیدا فرما دی تاکہ امور خانہ داری کا نظام پورا رہے حسن فرماتے ہیں اور مجاہد و عکرمہ بھی یہی کہتے ہیں اَلْمَوَدَّۃُ کِنَایَۃٌ عَنِ النِّکَاحِ وَالرَّحْمَۃُ کِنَایَۃٌ عَنِ الْوَلَدِ مودت کنایہ ہے نکاح سے اور رحمت سے کنایہ ہے اولاد کی طرف۔

اور ایک قول ہے کَوْنُ الْمَوَدَّۃِ بِمَعْنَی الْمَحَبَّۃِ کِنَایَۃً عَنِ النِّکَاحِ اَیِ الْجِمَاعِ۔ مودت بمعنی محبت کنایہ نکاح سے ہے، اور نکاح بمعنی جماع ہے۔

ایک قول ہے مَوَدَّۃٌ لِلشَّابَّۃِ وَرَحْمَۃٌ لِلْعَجُوْزِ۔ محبت جوان عورت کے لیے ہوتی ہے اور رحمت بڑھیا عورت کے ساتھ۔

ایک قول یہ بھی ہے مَوَدَّۃٌ لِلْکَبِیْرِ وَرَحْمَۃٌ لِلصَّغِیْرِ۔ مودت بڑے سے ہوتی ہے اور رحم چھوٹے کے ساتھ چنانچہ حدیث میں ہے مَنْ لَّمْ یَرْحَمْ صَغِیْرَنَا وَلَمْ یُوَقِّرْ کَبِیْرَنَا فَلَیْسَ مِنَّا۔ جو چھوٹے پر رحم نہ کرے اور بڑے کی تعظیم نہ کرے وہ ہم میں سے نہیں۔

اِنَّ فِیْ ذٰلِکَ لَاٰیٰتٍ لِّقَوْمٍ یَّتَفَکَّرُوْنَ۔ بے شک اس میں سوچنے والوں کے لیے نشانیاں ہیں۔

علامہ طیبی فرماتے ہیں لَمَّا كَانَ الْقَصْدُ مِنْ خَلْقِ الْاَزْوَاجِ وَالسُّكُوْنِ اِلَيْهَا وَاِلْقَاءِ الْمَحَبَّةِ بَيْنَ الزَّوْجَيْنِ لَيْسَ مُجَرَّدُ قَضَاءِ الشَّهْوَةِ الَّتِيْ يَشْتَرِكُ بِهَا الْبَهَائِمُ بَلْ تَكْثِيْرُ النَّسْلِ وَبَقَاءُ نَوْعِ الْمُتَفَكِّرِيْنَ خَاصِكَةً هُنَا۔ جبکہ خلق ازواج اور ان کے ساتھ سکون اور آپس میں میاں بیوی کی محبت رکھی گئی تو یہ مجرد قضاء شہوت کے لیے ہی نہیں ہے اس لیے کہ اس میں تو بہائم بھی شریک ہیں بلکہ اس سے مقصود تکثیر نسل اور بقاء نوع متفکرین بھی ہے۔ آگے ارشاد ہے جو علامات قدرت سے تیسری شان ہے۔

وَمِنْ اٰيٰتِهٖ خَلْقُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاخْتِلَافُ اَلْسِنَتِكُمْ وَاَلْوَانِكُمْ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّلْعٰلِمِيْنَ۔ اور اس کے نشانہائے قدرت سے آسمانوں اور زمین کا پیدا کرنا ہے اور زبانوں اور رنگوں کا اختلاف ہے بیشک اس میں اہل عالم کے لیے نشانیاں ہیں۔

زمین و آسمان میں رہنے والوں کے لیے اختلاف لسان والوان رکھ کر کسی کو عربی میں بولنے والا بنایا کسی کو فارسی میں کسی کو رومی میں وغیرہ وغیرہ

چنانچہ وہب کہتے ہیں اِنَّ الْاَلْسِنَةَ اِثْنَانِ وَسَبْعُوْنَ لِسَانًا فِيْ وُلْدِ حَامٍ سَبْعَةَ عَشَرَ وَفِيْ وُلْدِ سَامٍ تِسْعَةَ عَشَرَ وَفِيْ وُلْدِ يَافِثٍ سِتَّةٌ وَّثَلَاثُوْنَ۔

زبانیں بہتّر ہیں۔
حام کی اولاد میں سترہ اور
سام کی اولاد میں انیس اور
یافث کی اولاد میں چھتیس زبانیں ہیں۔

ایسے ہی رنگ اقوام کا حال ہے۔ گورا رنگ اور کالا رنگ اور متوسط گندمی رنگ مختلف قوموں میں رکھے گئے ہیں۔

اس میں بھی اس خالق مطلق کی شان قدرت کا مظاہرہ اہل علم کے لیے ہے جیسا کہ دوسری جگہ ارشاد ہے وَمَا يَعْقِلُهَا اِلَّا الْعٰلِمُوْنَ۔ حقیقت شان کو اہل علم ہی سمجھتے ہیں۔

اس کے بعد چوتھی شان کا اظہار ہے۔

وَمِنْ اٰيٰتِهٖ مَنَامُكُمْ بِالَّيْلِ وَالنَّهَارِ وَابْتِغَاؤُكُمْ مِّنْ فَضْلِهٖ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّسْمَعُوْنَ۔ اور اس کی نشانیوں سے تمہارا سونا رات کا ہے اور دن میں طلب معاش ہے اس کے فضل سے بیشک اس میں نشانیاں ہیں سننے والوں کے لیے۔

اس میں قادر مطلق کی شان نظر آتی ہے کہ لیل و نہار کو دو مفاد میں منقسم فرمایا۔ دن کو تلاش معاش کے

لیے اور شب کو اس تلاش میں جو محنت ہوتی ہے اور اس سے انسان فطرتاً تھک جاتا ہے اس کے دور کرنے کو رات بنادی اور رات آجانے کے بعد انسان کو سونے کی طرف مائل کر دیا یہ اس کی آیات قدرت ہیں لیکن ان کے لیے جو سنیں اور سمجھیں اب پانچویں شان کا بیان شروع فرمایا۔

وَمِنْ اٰیٰتِهٖ یُرِیْكُمُ الْبَرْقَ خَوْفًا وَّطَمَعًا وَّیُنَزِّلُ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَیُحْیٖ بِهِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیٰتٍ لِّقَوْمٍ یَّعْقِلُوْنَ۔ اور اس کی نشانیوں سے یہ ہے کہ وہ دکھاتا ہے تمہیں بجلی ڈرانے والی اور امید دلانے والی اور نازل کرتا ہے آسمان سے پانی تو سرسبز و شاداب کرتا ہے اس سے زمین کو خشک ہو جانے کے بعد بیشک اس میں بہت سی نشانیاں ہیں عقل والوں کے لیے۔

اس سے یہ بھی روشن اور واضح ہو جاتا ہے کہ جب خشک اور خاک شدہ گھاس سرسبز کر دی جاتی ہے تو انسان کو اس کے مرنے کے بعد دوبارہ زندہ کر دینا اس کی قدرت سے کیوں بعید ہو لیکن اس نظریہ کو عقلمند ہی سمجھ سکتے ہیں۔

اور یحیی بہ الارض کی تفسیر خلاصہ تفسیر میں بیان ہو چکی۔ پھر چھٹی شان کا بیان ہے۔

وَمِنْ اٰیٰتِهٖ اَنْ تَقُوْمَ السَّمَآءُ وَالْاَرْضُ بِاَمْرِهٖ ثُمَّ اِذَا دَعَاكُمْ دَعْوَةً مِّنَ الْاَرْضِ اِذَا اَنْتُمْ تَخْرُجُوْنَ۔ وَلَهٗ مَنْ فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ كُلٌّ لَّهٗ قٰنِتُوْنَ۔ اور اس کی نشانیوں سے ہے کہ آسمان و زمین قائم ہیں اس کے حکم سے پھر جب تمہیں زمین سے ندا کرے گا جبھی تم نکل پڑو گے اور اسی کی ملک ہیں جو آسمانوں اور زمین میں ہیں اور سب اس کے زیر فرمان ہیں۔

یعنی آسمان اور زمین بغیر کسی سہارے کے قائم ہیں اس میں صرف اور صرف اسی کا حکم ہے اور جب وہ تمہیں ایک ندا دے گا تو تم اپنی اپنی قبروں سے نکل پڑو گے اور وہ آواز صور اسرافیل کی آواز ہو گی۔ اس پر کسی شاعر نے خوب کہا ہے

وَفِیْ كُلِّ شَیْءٍ لَّهٗ اٰیَةٌ   تَدُلُّ عَلٰی اَنَّهٗ وَاحِدٌ

اب ساتویں شان کی نشانی کا بیان ہے۔

وَهُوَ الَّذِیْ یَبْدَؤُا الْخَلْقَ ثُمَّ یُعِیْدُهٗ وَهُوَ اَهْوَنُ عَلَیْهِ۔ اور وہی ہے تمام خلق کی ابتداء فرما کر اس کے فنا ہو جانے کے بعد پھر دوبارہ بنائے گا اور وہ تمہاری سمجھ میں بھی آسان ہے۔

اسی لیے تمہاری عقل ابتداء ایجاد کو مشکل سمجھتی ہے اور دوبارہ اسے بنانا آسان جانتی ہے لیکن یہ بے عقل جاہل ہماری ابتداء تخلیق کو مان کر دوبارہ بنانے کو مشکل بلکہ محال سمجھتے ہیں اس کے بعد ارشاد ہے۔

وَلَهُ الْمَثَلُ الْاَعْلٰی فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَهُوَ الْعَزِیْزُ الْحَكِیْمُ۔ اور اسی کے لیے ہیں سب

سے برتر شان آسمانوں اور زمین میں اور وہی عزت و حکمت والا ہے۔

بامحاورہ ترجمہ چوتھا رکوع سورۃ روم پ ۲۱

ضَرَبَ لَكُمْ مَّثَلًا مِّنْ اَنْفُسِكُمْ هَلْ لَّكُمْ مِّنْ مَّا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ مِّنْ شُرَكَآءَ فِيْ مَا رَزَقْنٰكُمْ فَاَنْتُمْ فِيْهِ سَوَآءٌ تَخَافُوْنَهُمْ كَخِيْفَتِكُمْ اَنْفُسَكُمْ كَذٰلِكَ نُفَصِّلُ الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يَّعْقِلُوْنَ ۝

مثال دیتا ہے تمہارے لیے تمہارے ہی حال سے کیا تمہارے لیے تمہارے ہاتھ کی ملکیت غلاموں سے کچھ شریک ہیں اس میں جو ہم نے تمہیں روزی دی تو تم سب اس میں برابر ہو ایسے کہ ان سے ڈرو جیسے آپس میں ایک دوسرے سے ڈرتے ہو ایسے ہی تفصیل سے ہم نشانیاں بیان کرتے ہیں عقل والوں کے لیے۔

بَلِ اتَّبَعَ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْٓا اَهْوَآءَهُمْ بِغَيْرِ عِلْمٍ فَمَنْ يَّهْدِيْ مَنْ اَضَلَّ اللّٰهُ وَمَا لَهُمْ مِّنْ نّٰصِرِيْنَ ۝

بلکہ وہ ظالم جو اپنی خواہشوں کے پیچھے ہو لیے بے جہالت سے تو کون اس کو ہدایت کرے جسے اللہ تعالیٰ نے گمراہ کیا اور ان کا کوئی مددگار نہیں۔

فَاَقِمْ وَجْهَكَ لِلدِّيْنِ حَنِيْفًا فِطْرَتَ اللّٰهِ الَّتِيْ فَطَرَ النَّاسَ عَلَيْهَا لَا تَبْدِيْلَ لِخَلْقِ اللّٰهِ ذٰلِكَ الدِّيْنُ الْقَيِّمُ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ۝

تو قائم کرو اپنا رخ دین کے لیے خالص اسی کے ہو کر یہ اللہ کی بنائی ہوئی فطرت ہے جس پر لوگوں کو قائم کیا نہیں بدل سکتا اللہ کی بنائی ہوئی چیز کو یہی سیدھا دین ہے لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے۔

مُنِيْبِيْنَ اِلَيْهِ وَاتَّقُوْهُ وَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَلَا تَكُوْنُوْا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ۝

رجوع لائے ہیں اسی کی طرف اور اسی سے ڈرتے ہیں اور قائم رکھو نماز اور نہ ہو مشرکوں سے۔

مِنَ الَّذِيْنَ فَرَّقُوْا دِيْنَهُمْ وَكَانُوْا شِيَعًا كُلُّ حِزْبٍ بِمَا لَدَيْهِمْ فَرِحُوْنَ ۝

ان میں سے جنہوں نے ٹکڑے ٹکڑے کر دیا اپنے دین کو اور ہو گئے گروہ گروہ ہر جماعت اپنی تعلیم پر ہی خوش ہے۔

وَاِذَا مَسَّ النَّاسَ ضُرٌّ دَعَوْا رَبَّهُمْ مُّنِيْبِيْنَ اِلَيْهِ ثُمَّ اِذَا اَذَاقَهُمْ مِّنْهُ رَحْمَةً

اور جب پہنچتی ہے لوگوں کو تکلیف پکارتے ہیں اپنے رب کو اس کی طرف رجوع ہو کر پھر جب ذائقہ آتا ہے

إِذَا فَرِيْقٌ مِّنْهُمْ بِرَبِّهِمْ يُشْرِكُوْنَ ۝

اس کی طرف رحمت کا تو جبھی ان میں سے ایک گروہ اپنے رب کا شریک بنا لیتا ہے۔

لِيَكْفُرُوْا بِمَآ اٰتَيْنٰهُمْ فَتَمَتَّعُوْا فَسَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ۝

تاکہ ناشکری کریں اس کی جو ہم نے دیا تو برت لو چند دن عیش کر لو عنقریب جان لو گے۔

اَمْ اَنْزَلْنَا عَلَيْهِمْ سُلْطٰنًا فَهُوَ يَتَكَلَّمُ بِمَا كَانُوْا بِهٖ يُشْرِكُوْنَ ۝

کیا ہم نے اتاری ہے ان پر کوئی سند کہ وہ بتاتی ہے ہمارے شریک۔

وَاِذَآ اَذَقْنَا النَّاسَ رَحْمَةً فَرِحُوْا بِهَا وَاِنْ تُصِبْهُمْ سَيِّئَةٌ بِمَا قَدَّمَتْ اَيْدِيْهِمْ اِذَا هُمْ يَقْنَطُوْنَ ۝

اور جب ہم چکھاتے ہیں لوگوں کو رحمت کا مزہ تو خوش ہوتے ہیں اس سے اور اگر کوئی برائی پہنچے ان کے ہاتھوں کی کرتوت سے جبھی مایوس ہو جاتے ہیں

اَوَلَمْ يَرَوْا اَنَّ اللّٰهَ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَآءُ وَيَقْدِرُ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ۝

کیا نہ دیکھا انہوں نے کہ اللہ وسیع کرتا ہے رزق جسے چاہے اور تنگ کرتا ہے جس پر چاہے بیشک اس میں نشانیاں ہیں ایمان لانے والوں کے لیے۔

فَاٰتِ ذَا الْقُرْبٰى حَقَّهٗ وَالْمِسْكِيْنَ وَابْنَ السَّبِيْلِ ذٰلِكَ خَيْرٌ لِّلَّذِيْنَ يُرِيْدُوْنَ وَجْهَ اللّٰهِ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۝

تو دور رشتہ داروں کو انکا حق اور مسکین اور مسافر کو یہ بہتر ہے ان کے لیے جو چاہتے ہیں اللہ کی رضا اور وہی کامیاب ہیں۔

وَمَآ اٰتَيْتُمْ مِّنْ رِّبًا لِّيَرْبُوَا فِيْٓ اَمْوَالِ النَّاسِ فَلَا يَرْبُوْا عِنْدَ اللّٰهِ وَمَآ اٰتَيْتُمْ مِّنْ زَكٰوةٍ تُرِيْدُوْنَ وَجْهَ اللّٰهِ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُضْعِفُوْنَ ۝

اور تم جو چیز زیادہ لینے کو دو کہ دینے والے کے مال بڑھیں تو نہ بڑھے گا وہ اللہ کے یہاں اور جو تم خیرات دو اللہ کی رضا چاہتے ہوئے تو ان لوگوں کے لیے دو چند اجر ہے۔

اَللّٰهُ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ ثُمَّ رَزَقَكُمْ ثُمَّ يُمِيْتُكُمْ ثُمَّ يُحْيِيْكُمْ هَلْ مِنْ شُرَكَآئِكُمْ مَّنْ يَّفْعَلُ مِنْ ذٰلِكُمْ مِّنْ شَيْءٍ سُبْحٰنَهٗ وَتَعٰلٰى عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ۝

اللہ وہ ہے جس نے تمہیں پیدا کیا پھر تمہیں رزق دیا پھر تمہیں مارے گا پھر تمہیں زندہ کرے گا کیا تمہارے شریکوں میں سے بھی کوئی ایسا ہے جو یہ کام کر سکے پاکی اور برتری ہے اسے ان کے شریکوں سے۔

لفظی ترجمہ

ضَرَبَ۔ بیان کی	لَکُمْ۔ تمہارے لیے	مَثَلًا۔ مثال	مِنْ اَنْفُسِکُمْ۔ تمہاری اپنی
جانوں سے	هَلْ۔ کیا	لَکُمْ۔ تمہارے لیے ہے	مِنْ مَّا۔ اس سے جو
مَلَکَتْ۔ مالک ہیں	اَیْمَانُکُمْ۔ تمہارے ہاتھ	مِنْ شُرَکَآءَ۔ کوئی شریک	فِیْ۔ بیچ
مَا۔ اس کے جو	رَزَقْنَا۔ دیا ہم نے	کُمْ۔ تم کو	فَاَنْتُمْ۔ تو تم
فِیْهِ۔ اس میں	سَوَآءٌ۔ برابر ہو	تَخَافُوْنَهُمْ۔ ڈرو تم ان سے	کَخِیْفَتِکُمْ۔ جیسے ڈرتے ہو تم
اَنْفُسَکُمْ۔ آپس میں	کَذٰلِکَ۔ ایسے ہی	نُفَصِّلُ۔ بیان کرتے ہیں ہم	الْاٰیٰتِ۔ آیتیں
لِقَوْمٍ۔ ان کے لیے جو	یَّعْقِلُوْنَ۔ سوچیں	بَلِ۔ بلکہ	اتَّبَعَ۔ پیروی کی
الَّذِیْنَ۔ انہوں نے جو	ظَلَمُوْٓا۔ ظالم ہیں	اَهْوَآءَ۔ خواہشات	هُمْ۔ اپنی کی
بِغَیْرِ۔ بغیر	عِلْمٍ۔ علم کے	فَمَنْ۔ تو کون	یَّهْدِیْ۔ ہدایت دے
مَنْ۔ اسکو جسے	اَضَلَّ۔ گمراہ کیا	اللّٰهُ۔ اللہ نے	وَ۔ اور
مَا۔ نہیں	لَهُمْ۔ انکے لیے	مِّنْ نّٰصِرِیْنَ۔ کوئی مددگار	فَاَقِمْ۔ تو قائم رکھ
وَجْهَکَ۔ اپنا چہرہ	لِلدِّیْنِ۔ دین کے لیے	حَنِیْفًا۔ خالص	فِطْرَتَ۔ پیدائش
اللّٰهِ۔ اللہ کی	الَّتِیْ۔ وہ جو	فَطَرَ۔ پیدا کیا	النَّاسَ۔ لوگوں کو
عَلَیْهَا۔ اس پر	لَا۔ نہیں ہے	تَبْدِیْلَ۔ تبدیلی	لِخَلْقِ۔ واسطے پیدائش
اللّٰهِ۔ اللہ کے	ذٰلِکَ۔ یہ	الدِّیْنُ۔ دین ہے	الْقَیِّمُ۔ سیدھا
وَ۔ اور	لٰکِنَّ۔ لیکن	اَکْثَرَ۔ اکثر	النَّاسِ۔ لوگ
لَا۔ نہیں	یَعْلَمُوْنَ۔ جانتے	مُنِیْبِیْنَ۔ رجوع کرنے ہوئے	اِلَیْهِ۔ اسکی طرف
وَ۔ اور	اتَّقُوْ۔ ڈرو	هُ۔ اس سے	وَ۔ اور
اَقِیْمُوا۔ قائم کرو	الصَّلٰوةَ۔ نماز	وَ۔ اور	لَا۔ نہ
تَکُوْنُوْا۔ ہو جاؤ تم	مِنَ الْمُشْرِکِیْنَ۔ مشرکوں میں سے		مِنَ الَّذِیْنَ۔ ان سے جنہوں نے
فَرَّقُوْا۔ ٹکڑے کیا	دِیْنَهُمْ۔ اپنے دین کو	وَ۔ اور	کَانُوْا۔ ہو گئے
شِیَعًا۔ فرقے فرقے	کُلُّ۔ ہر	حِزْبٍ۔ فرقہ	بِمَا۔ اس سے جو

لَدَيْهِمْ ۔ انکے پاس ہے
مَسَّ ۔ پہنچتی ہے
رَبَّهُمْ ۔ اپنے رب کو
إِذَا ۔ جب
إِذَا ۔ تو اچانک
يُشْرِكُونَ ۔ شرک کرتے ہیں
فَتَمَتَّعُوا ۔ تو فائدہ اٹھاؤ
أَنْزَلْنَا ۔ اتاری ہم نے
يَتَكَلَّمُ ۔ بیان کرتی ہے
يُشْرِكُونَ ۔ شرک کرتے
النَّاسَ ۔ لوگوں کو
وَ ۔ اور
بِمَا ۔ بسبب اسکے جو
هُمْ ۔ وہ
يَرَوْا ۔ دیکھا انہوں نے
الرِّزْقَ ۔ رزق
يَقْدِرُ ۔ تنگ کرتا ہے
لَآيَاتٍ ۔ نشان ہیں
ذَا الْقُرْبَىٰ ۔ رشتہ دار کو
وَ ۔ اور
لِلَّذِينَ ۔ انکے لیے جو
وَ ۔ اور
وَ ۔ اور
لِيَرْبُوَا ۔ تاکہ زیادتی ہو
فَلَا ۔ تو نہیں

فَرِحُونَ ۔ خوش ہیں
النَّاسَ ۔ لوگوں کو
مُنِيبِينَ ۔ رجوع کرتے ہوئے
أَذَاقَهُمْ ۔ چکھاتا ہے ان کو
فَرِيقٌ ۔ ایک فرقہ
لِيَكْفُرُوا ۔ تاکہ ناشکری کریں
فَسَوْفَ ۔ جلدی
عَلَيْهِمْ ۔ ان پر
بِمَا ۔ جو
وَ ۔ اور
رَحْمَةً ۔ رحمت
إِنْ ۔ اگر
قَدَّمَتْ ۔ آگے بھیجا
يَقْنَطُونَ ۔ مایوس ہوتے ہیں
أَنَّ ۔ کہ
لِمَنْ ۔ جس کے لیے
إِنَّ ۔ بیشک
لِقَوْمٍ ۔ انکے لیے جو
حَقَّهُ ۔ اس کا حق
ابْنَ السَّبِيلِ ۔ مسافر کو
يُرِيدُونَ ۔ چاہتے ہیں
أُولَٰئِكَ ۔ یہی
مَا ۔ جو
فِي ۔ بیچ
يَرْبُوا ۔ بڑھتا

وَ ۔ اور
ضُرٌّ ۔ کوئی تکلیف
إِلَيْهِ ۔ اس کی طرف
مِنْهُ ۔ طرف سے
مِنْهُمْ ۔ ان میں سے
بِمَا ۔ اسکی جو
تَعْلَمُونَ ۔ جانو گے تم
سُلْطَانًا ۔ کوئی دلیل
كَانُوا ۔ تھے
إِذَا ۔ جب
فَرِحُوا ۔ خوش ہوتے ہیں
تُصِبْهُمْ ۔ پہنچے انکو
أَيْدِيهِمْ ۔ انکے ہاتھوں نے
أَوَ ۔ کیا
اللَّهَ ۔ اللہ
يَشَاءُ ۔ چاہے
فِي ۔ بیچ
يُؤْمِنُونَ ۔ ایمان لائیں
وَ ۔ اور
ذَٰلِكَ ۔ یہ
وَجْهَ ۔ رضامندی
هُمُ ۔ وہ ہیں
آتَيْتُمْ ۔ دو تم
أَمْوَالِ ۔ مال
عِنْدَ ۔ نزدیک

إِذَا ۔ جب
دَعَوْا ۔ پکارتے ہیں
ثُمَّ ۔ پھر
رَحْمَةً ۔ رحمت
بِرَبِّهِمْ ۔ اپنے رب کے ساتھ
آتَيْنَاهُمْ ۔ دیا ہم نے انکو
أَمْ ۔ کیا
فَهُوَ ۔ تو وہ
بِهِ ۔ اسکے ساتھ
أَذَقْنَا ۔ ہم چکھاتے ہیں
بِهَا ۔ اس سے
سَيِّئَةٌ ۔ کوئی تکلیف
إِذَا ۔ تو اچانک
لَمْ ۔ نہ
يَبْسُطُ ۔ فراخ کرتا ہے
وَ ۔ اور
ذَٰلِكَ ۔ اس کے
فَآتِ ۔ تو دو
الْمِسْكِينَ ۔ مسکین
خَيْرٌ ۔ بہتر ہے
اللَّهِ ۔ اللہ کی
الْمُفْلِحُونَ ۔ نجات پانے والے
مِنْ رِبًا ۔ زیادہ لینے کے لیے
النَّاسِ ۔ لوگوں کیلیے
اللَّهِ ۔ اللہ کے

وَ۔ اور	مَا جو	اٰتَیْتُمْ۔ دو تم	مِّنْ زَکٰوۃٍ۔ زکوٰۃ کر
تُرِیْدُوْنَ۔ چاہتے ہو	وَجْہَ۔ رضامندی	اللّٰہِ۔ اللہ کی	فَاُولٰٓئِکَ تو یہی
ھُمْ۔ وہ ہیں	الْمُضْعِفُوْنَ۔ دگنا پانے والے	اَللّٰہُ۔ اللہ	الَّذِیْ۔ وہ ہے جس نے
خَلَقَکُمْ پیدا کیا تم کو	ثُمَّ۔ پھر	رَزَقَکُمْ۔ رزق دیا تم کو	ثُمَّ۔ پھر
یُمِیْتُکُمْ۔ مارے گا تم کو	ثُمَّ۔ پھر	یُحْیِیْکُمْ۔ زندہ کرے گا تم کو	ھَلْ۔ کیا ہے کوئی
مِنْ شُرَکَآئِکُمْ۔ تمہارے شریکوں سے		مَّنْ۔ جو	یَّفْعَلُ۔ کر سکے
مِنْ ذٰلِکُمْ۔ اس میں سے	مِّنْ شَیْءٍ۔ کوئی چیز	سُبْحٰنَہٗ۔ پاک ہے وہ	وَ۔ اور
تَعٰلٰی۔ بلند ہے	عَمَّا۔ اس سے	یُشْرِکُوْنَ۔ جو وہ شرک کرتے ہیں	

خلاصہ تفسیر چوتھا رکوع۔ سورۃ روم۔ پ ۲۱

ضَرَبَ لَکُمْ مَّثَلًا مِّنْ اَنْفُسِکُمْ۔ تمہارے لیے ایک مثال دیتا ہے تمہارے اپنے حال سے (اور وہ مثال یہ ہے کہ)

هَلْ لَّکُمْ مِّنْ مَّا مَلَکَتْ اَیْمَانُکُمْ مِّنْ شُرَکَآءَ فِیْ مَا رَزَقْنٰکُمْ فَاَنْتُمْ فِیْهِ سَوَآءٌ۔ تمہارے لیے کیا تمہارے ہاتھ کی ملک غلاموں میں سے کچھ شریک ہیں اس میں جو ہم نے تمہیں روزی دی تو تم سب اس میں برابر ہو یعنی کیا تمہارے غلام تمہارے ساجھی ہیں اور مال و متاع وغیرہ میں تم اور تمہارے غلام یکساں حق رکھتے ہیں اور تم ان کی اجازت کے بغیر اپنے مال میں تصرف کرنے سے قاصر ہو۔ اور تم اور وہ برابر ہیں حتی کہ تَخَافُوْنَهُمْ کَخِیْفَتِکُمْ اَنْفُسَکُمْ۔ تم ان سے ڈرو جیسے آپس میں ایک دوسرے سے ڈرتے ہو۔ مدعا یہ ہے کہ تم جس طرح اپنے غلاموں مملوکوں کو اپنا شریک بنانا گوارا نہیں کر سکتے تو کتنا ظلم ہے کہ اللہ تعالے کے مملوک اور مقتدر بندوں کو اس کا شریک اور برابر قرار دیتے ہو۔ گویا ارشاد ہے کہ اے مشرکو تم اللہ کے سوا جنہیں اپنا معبود بنا رہے ہو وہ سب اسکے بندے اور مملوک ہیں۔ تو اگر تم اپنے غلاموں مملوکوں کو اپنے برابر ہونا پسند نہیں کرتے تو اللہ تعالے کے مساوی قرار دینا کتنی بے انصافی اور ظلم ہے یہ اتنی واضح مثال ہے کہ خود ہی ارشاد فرمایا

کَذٰلِکَ نُفَصِّلُ الْاٰیٰتِ لِقَوْمٍ یَّعْقِلُوْنَ۔ ہم ایسی مفصل نشانیاں بیان کرتے ہیں عقلمندوں کے لیے۔ آگے ارشاد ہے۔

بَلِ اتَّبَعَ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا اَهْوَآءَ هُمْ بِغَيْرِ عِلْمٍ۔ بلکہ اتباع کرتے ہیں ظالم لوگ اپنی خواہشات کا اپنی جہالت سے۔

فَمَنْ يَّهْدِيْ مَنْ اَضَلَّ اللّٰهُ وَمَا لَهُمْ مِّنْ نّٰصِرِيْنَ۔ تو اسے کون ہدایت کرسکتا ہے جس کو اللہ نے گمراہ کیا اور ان کا کوئی مددگار نہیں۔

یعنی جو پیدائشی گمراہ ہو اسے کسی کی ہدایت فائدہ نہیں دے سکتی اور عذاب آخرت سے بچانے میں اس کا کوئی مددگار نہیں ہوسکتا اب حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ عام حکم ہے۔

فَاَقِمْ وَجْهَكَ لِلدِّيْنِ حَنِيْفًا۔ تو اپنا منہ سیدھا رکھو اللہ کی اطاعت کے لیے صرف اسی کے ہوکر یعنی خلوص کے ساتھ دین الٰہی پر استقامت و استقلال سے قائم رہو۔

فِطْرَتَ اللّٰهِ الَّتِيْ فَطَرَ النَّاسَ عَلَيْهَا لَا تَبْدِيْلَ لِخَلْقِ اللّٰهِ۔ فطرت الٰہی وہ ہے جس پر لوگوں کو پیدا کیا کوئی نہیں بدل سکتا اس کی پیدا کی ہوئی شان کو۔

فطرت سے مراد دین اسلام ہے۔ آیۂ کریمہ کے یہ معنی ہیں کہ اللہ تعالےٰ نے خلق کو ایمان پر پیدا کیا جیسا کہ بخاری و مسلم میں ہے كُلُّ مَوْلُوْدٍ يُّوْلَدُ عَلَى الْفِطْرَةِ ثُمَّ اَبَوَاهُ يُهَوِّدَانِهٖ اَوْ يُنَصِّرَانِهٖ اَوْ يُمَجِّسَانِهٖ۔ ہر پیدا ہونے والا فطرۃ اسلام پر پیدا ہوتا ہے پھر اس کے ماں باپ اسے یہودی کرلیں یا نصرانی و مجوسی بنالیں۔

تو لَا تَبْدِيْلَ لِخَلْقِ اللّٰهِ کے یہ معنی ہوئے کہ پیدائش کے وقت ہر ایک اپنی فطرت کے مطابق ہی ہوتا ہے اس وقت کسی کو بدلنے کا حق نہیں لہٰذا تم کو چاہیئے کہ اسی اپنی پیدائش پر قائم رہو۔ اس لیے کہ

ذٰلِكَ الدِّيْنُ الْقَيِّمُ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ۔ یہی سیدھا دین ہے مگر اکثر لوگ نہیں جانتے۔

یعنی دین قیم ہی پر قائم رہو اور جاہل اس حقیقت سے نابلد ہیں۔

مُنِيْبِيْنَ اِلَيْهِ وَاتَّقُوْهُ وَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَلَا تَكُوْنُوْا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ۔ اس کی طرف رجوع لاتے ہوئے اس سے ڈرو اور نماز قائم رکھو اور مشرکوں سے نہ ہو۔

انابت سے مراد یہ ہے کہ اللہ تعالےٰ کی طرف توبہ اور اطاعت کے ساتھ رجوع ہو اور اس کے ساتھ کسی غیر کی پوجا اور عبادت نہ کرو اور مشرک نہ ہو۔

مِنَ الَّذِيْنَ فَرَّقُوْا دِيْنَهُمْ وَكَانُوْا شِيَعًا كُلُّ حِزْبٍ بِمَا لَدَيْهِمْ فَرِحُوْنَ۔ ان میں سے وہ جنہوں نے اپنے دین کو ٹکڑے ٹکڑے کردیا اور فرقہ فرقہ ہوگئے ہر گروہ جس فرقہ کے پاس ہے اس پر خوش ہے۔

کوئی چکڑالوی ہے اور کوئی نجدی کوئی نیچری ہے اور کوئی وہابی کوئی غیر مقلد ہے کوئی رافضی خارجی کوئی معتزلی ہے اور کوئی اپنی جماعت کے سوا کسی کو اسلامی ہی نہیں مانتا۔ کوئی پرویزی ہے

ہے یہ

فرقہ بھی ابھی موجود ہے۔
غرضیکہ وجود الٰہی اور معبود حقیقی کی عبادت میں بھی اختلاف کر کے اپنے اپنے گروہ کے ساتھ خوش
ہے۔ کوئی تین نمازیں مانتا ہے کوئی دو ہی پر اکتفا کرتا ہے کوئی موجودہ نماز کو مولوی کی گھڑی ہوئی بتاتا
ہے سچ کو ہندو یا ترا بتاتا ہے۔ اور لطف کی بات یہ ہے کہ سب اپنی اپنی جماعت میں خوش ہیں
چنانچہ آگے ارشاد ہے۔
وَاِذَا مَسَّ النَّاسَ ضُرٌّ دَعَوْا رَبَّهُمْ مُّنِيْبِيْنَ اِلَيْهِ ثُمَّ اِذَا اَذَاقَهُمْ مِّنْهُ رَحْمَةً اِذَا فَرِيْقٌ
مِّنْهُمْ بِرَبِّهِمْ يُشْرِكُوْنَ - لِيَكْفُرُوْا بِمَا اٰتَيْنٰهُمْ فَتَمَتَّعُوْا فَسَوْفَ تَعْلَمُوْنَ - اور جب پہنچتی ہے لوگوں
کو تکلیف تو پکارتے ہیں اپنے رب کو اس کی طرف رجوع لاتے ہوئے پھر جب وہ انہیں اپنے پاس
سے رحمت کا مزہ دیتا ہے تو جبھی ان میں سے ایک گروہ اپنے رب کا شریک ٹھہرانے لگتا ہے، تاکہ
ہمارے دیے ہوئے کی ناشکری کریں تو عیش کر لو چند روز عنقریب جان لوگے۔
یعنی جب کسی مرض یا قحط یا اور کسی تکلیف میں مبتلا ہوتے ہیں تو صرف اللہ ہی کو پکارتے ہیں
اور جب رحمت الٰہی سے وہ آرام اور فراخی پاتے ہیں تو پھر وہی شرک کرنے لگتے ہیں تو انہیں فرما دیجئے
کہ چند روز دنیوی نعمتوں سے عیش کر لو پھر جان لوگے کہ تمہارا انجام کیا ہے اور آج اللہ کی نعمتوں سے
ناشکری کا کیا صلہ ملتا ہے۔
اَمْ اَنْزَلْنَا عَلَيْهِمْ سُلْطٰنًا فَهُوَ يَتَكَلَّمُ بِمَا كَانُوْا بِهٖ يُشْرِكُوْنَ - یا ہم نے ان پر کوئی سند اتاری
کہ وہ انہیں ہمارا شریک بتا رہی ہے۔
یعنی ان پر کوئی کتاب یا حجت نازل کی گئی ہے جو انہیں شرک کرنے کا حکم دیتی ہے حالانکہ ایسا نہیں
ہے نہ کوئی حجت ہے نہ کوئی سند محض اپنے توہمات باطلہ فاسدہ کاسدہ کے شکار ہیں۔
وَاِذَآ اَذَقْنَا النَّاسَ رَحْمَةً فَرِحُوْا بِهَا وَاِنْ تُصِبْهُمْ سَيِّئَةٌ بِمَا قَدَّمَتْ اَيْدِيْهِمْ اِذَا هُمْ
يَقْنَطُوْنَ - اور جب ہم لوگوں کو رحمت کا مزہ دیتے ہیں اس پر خوش ہوتے ہیں اور اگر انہیں کوئی برائی پہنچے
ان کی بداعمالیوں سے تو وہ ناامید ہو جاتے ہیں۔
رحمت حق سے تندرستی اور وسعت رزق کا جب انہیں مزہ آتا ہے خوش ہوتے ہیں اتراتے ہیں
اور جب ان کی کرتوت کے بدلے کوئی مصیبت آئے تو مایوس ہو جاتے ہیں اور یہ مومن کی شان سے بعید
ہے وہ جب فراخی ہو شکر کرتا ہے اور تنگی ہو تو صبر کرتا ہے۔
اَوَلَمْ يَرَوْا اَنَّ اللّٰهَ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَآءُ وَيَقْدِرُ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ

کیا انہوں نے نہ دیکھا کہ اللہ ہی کشادہ فرماتا ہے رزق جس کے لیے چاہے اور تنگ کرتا ہے اس میں ایمان والوں کے لیے نشانیاں ہیں۔

یعنی حقیقت یہی ہے کہ فراخی اور تنگی دونوں من جانب اللہ ہیں اور مومن دونوں شانوں سے اللہ تعالٰے کو ہی یاد کرتا ہے لہذا۔

فَاٰتِ ذَا الْقُرْبٰى حَقَّهٗ وَالْمِسْكِيْنَ وَابْنَ السَّبِيْلِ ذٰلِكَ خَيْرٌ لِّلَّذِيْنَ يُرِيْدُوْنَ وَجْهَ اللّٰهِ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۔ تو دے رشتہ داروں کو ان کا حق اور مسکین و مسافر کی خبر گیری کر یہ ان کے لیے بہتر ہے جو اللہ کی رضا چاہتے ہیں اور یہی لوگ کامیاب ہیں۔

یعنی صلہ رحمی اعزا و اقربا کے ساتھ اور مسکین اور مسافر کی ضرورت پوری کرنا یہ کامیابی کی نشانی ہے اور چونکہ یہاں امر ہے اس لیے صلہ رحمی واجب ہوئی کما فی المدارک۔ اس کے بعد باہمی لین دین کے متعلق حکم نافذ ہوا۔

وَمَآ اٰتَيْتُمْ مِّنْ رِّبًا لِّيَرْبُوَا۟ فِيْٓ اَمْوَالِ النَّاسِ فَلَا يَرْبُوْا عِنْدَ اللّٰهِ وَمَآ اٰتَيْتُمْ مِّنْ زَكٰوةٍ تُرِيْدُوْنَ وَجْهَ اللّٰهِ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُضْعِفُوْنَ ۔ اور تم جو چیز زیادہ لینے کو دو کہ لینے والے کے مال بڑھیں تو وہ اللہ کے یہاں نہ بڑھے گی اور جو تم خیرات دو اللہ کی رضا جوئی ہیں سو ان کا اجر دوچند ہے۔

لوگوں میں رواج تھا کہ وہ دوسرے احباب عزیز و آشنا کو کچھ دیتے تو یہ نیت رکھتے کہ یہ ہمیں اس سے زیادہ دے گا یہ رواج اگرچہ جائز ہے لیکن اس قسم کا لین دین ثواب آخرت سے خالی ہے اور اس میں برکت نہیں البتہ اللہ کے لیے کسی کی خدمت کرنا اس میں اجر دوچند ہے بلکہ دس گنا۔ مَنْ جَآءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهٗ عَشْرُ اَمْثَالِهَا۔

اَللّٰهُ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ ثُمَّ رَزَقَكُمْ ثُمَّ يُمِيْتُكُمْ ثُمَّ يُحْيِيْكُمْ هَلْ مِنْ شُرَكَآئِكُمْ مَّنْ يَّفْعَلُ مِنْ ذٰلِكُمْ مِّنْ شَيْءٍ سُبْحٰنَهٗ وَتَعٰلٰى عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ۔ اللہ ہی وہ ہے جس نے تمہیں پیدا کیا پھر تمہیں رزق دیا پھر تمہیں مارے گا پھر تمہیں جلائے گا۔ کیا تمہارے معبودوں میں بھی کوئی ایسا ہے جو ان کاموں میں سے کچھ کرے پاکی ہے اسے اور بلندی ہے اسے تمہارے اس شرک سے۔

یعنی پیدا کرنا رزق دینا، مارنا، جلانا یہ سب کام صرف اور صرف اللہ تعالٰے کا ہے مخلوق میں سے کسی کے اندر یہ قوت نہیں۔

مختصر تفسیر اردو چوتھا رکوع سورۃ روم پ۲۱

ضَرَبَ لَكُمْ مَّثَلًا مِّنْ اَنْفُسِكُمْ هَلْ لَّكُمْ مِّنْ مَّا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ مِّنْ شُرَكَآءَ فِيْ مَا رَزَقْنٰكُمْ فَاَنْتُمْ فِيْهِ سَوَآءٌ تَخَافُوْنَهُمْ كَخِيْفَتِكُمْ اَنْفُسَكُمْ كَذٰلِكَ نُفَصِّلُ الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يَّعْقِلُوْنَ۔ تمہارے لیے ایک مثال بیان کرتا ہے خود تمہارے اپنے حال سے کیا تمہارے لیے تمہارے اپنے ملک غلام تمہارے شریک ہیں اس میں جو ہم نے بخشش کی تمہیں تو تم سب اس میں برابر ہو کہ تم ان سے ڈرو جیسے آپس میں ایک دوسرے سے ڈرتے ہو ہم نشانیاں مفصل بیان کرتے ہیں عقل والوں کے لیے۔

اس میں مشرکین کو مخاطب کر کے ارشاد ہے کہ اے مشرکو تم اپنے حال پر غور کرو کہ تمہارے غلام جو تمہاری ملک ہیں کیا تمہارے ساجھی ہیں مال و متاع میں یکساں مساوی استحقاق رکھتے ہیں اور ایسے ہی مختار ہیں جیسے تم اگر ایسا ہے تو تم اپنے مملوکات میں بغیر ان غلاموں کی اجازت کے کچھ تصرف کرنے کا حق نہ رکھتے ہوگے۔

اس بیان سے یہ ثابت کرنا مقصود ہے کہ تم اپنے غلاموں کو کسی طرح اپنا شریک بنانا گوارا نہیں کر سکتے تو کس قدر جہالت و حماقت ہے کہ اپنے عارضی مملوک تو تم اپنے مساوی ماننے کو تیار نہیں اور اللہ تعالے جس کی ہر شے مملوک حقیقی ہے اسے تم اس کے سوا اپنا معبود بنا کر اس مالک حقیقی کا ساجھی اور شریک بناتے ہو حالانکہ تم بھی سمجھتے ہو کہ کائنات میں جو بھی ہے اس کا بندہ اور اس کی ملک ہے تو یہ شرک کرنا ان کا اپنی جانوں پر ظلم عظیم کرنا ہے۔ یہ ایک ایسی مثال ہے کہ جس میں ذرہ بھر بھی عقل ہے وہ اسے تسلیم کرے گا اور جو لوگ اپنی خواہشوں کے پیرو ہو کر اپنے اوپر ظلم کر رہے ہیں وہ درحقیقت اخروی عذاب سے بے خبر ہیں چنانچہ ارشاد ہے۔

بَلِ اتَّبَعَ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا اَهْوَآءَهُمْ بِغَيْرِ عِلْمٍ فَمَنْ يَّهْدِيْ مَنْ اَضَلَّ اللّٰهُ وَمَا لَهُمْ مِّنْ نّٰصِرِيْنَ۔ بلکہ یہ ظالم اپنی خواہشات کے پیرو ہو کر جہالت اور عذاب آخرت سے بے خبر ہونے کی بنا پر لگے ہوئے ہیں تو اسے کون ہدایت کرے جسے اللہ تعالے نے گمراہ ہی پیدا فرمایا اور ان کا کوئی بھی آخرت میں مددگار نہیں ہوگا۔

یعنی جنہیں خالق کل مالک کل نے گمراہ پیدا کیا اسے کوئی ہدایت نہیں کر سکتا اور ان کو عذاب آخرت سے بچانے میں کوئی مددگار نہیں اس کے بعد بظاہر حضور سے مخاطبہ فرما کر اپنے بندوں کو حکم دیا جاتا ہے چنانچہ ارشاد باری ہے۔

فَاَقِمْ وَجْهَكَ لِلدِّيْنِ حَنِيْفًا فِطْرَتَ اللّٰهِ الَّتِيْ فَطَرَ النَّاسَ عَلَيْهَا لَا تَبْدِيْلَ لِخَلْقِ اللّٰهِ ذٰلِكَ

الدِّیْنُ الْقَیِّمُ وَلٰکِنَّ اَکْثَرَ النَّاسِ لَا یَعْلَمُوْنَ - تو اپنا رخ سیدھا کرو دین الٰہی کے لیے صرف اسی ایک ذات کی طرف اللہ تعالےٰ کی فطرۃ وہ ہے جس پر لوگوں کو پیدا کیا ہے اسے کوئی نہیں بدلے یہی سیدھا دین ہے مگر بہت لوگ نہیں جانتے۔

یعنی خلوص کے ساتھ دین حق پر استقامت اور استقلال سے قائم رہو اور فطرت سے مراد دین اسلام ہے۔ چنانچہ ابن مردویہ حماد بن الصفا سے راوی ہیں فرماتے ہیں میں نے حضرت قتادہ سے اس آیت کریمہ کے متعلق سوال کیا تو آپ نے فرمایا کہ حضرت انس بن مالک نے فرمایا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا فِطْرَۃَ اللّٰہِ الَّتِیْ فَطَرَ النَّاسَ عَلَیْھَا۔ دِیْنُ اللّٰہِ تَعَالٰی۔

وَالْمُرَادُ بِفِطْرَتِھِمْ عَلٰی دِیْنِ الْاِسْلَامِ خَلْقُھُمْ قَابِلِیْنَ لَہٗ غَیْرَ نَابِیْنَ عَنْہُ وَلَا مُنْکِرِیْنَ لَہٗ لِکَوْنِہٖ مُجَاوِبًا لِلْعَقْلِ مُسَاوِقًا لِلنَّظْرِ الصَّحِیْحِ۔ اور اس سے مراد یہ ہے کہ دین اسلام پر سب کی پیدا وار ہے اسے ماننے ہوئے ہر ایک پیدا ہوا۔

فَفِی الصَّحِیْحَیْنِ عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَا مِنْ مَوْلُوْدٍ یُوْلَدُ اِلَّا عَلَی الْفِطْرَۃِ فَاَبَوَاہُ یُھَوِّدَانِہٖ اَوْ یُنَصِّرَانِہٖ اَوْ یُمَجِّسَانِہٖ۔

بخاری ومسلم میں حضرت ابوہریرہ سے مروی ہے کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کوئی پیدا ہونے والا نہیں پیدا ہوتا مگر فطرت اسلامیہ پر تو پھر اس کے ماں باپ اسے یہودی کرلیں یا نصرانی اور مجوسی۔

ایک حدیث میں یہ بھی ارشاد ہے کہ حضور نے فرمایا اَلشَّقِیُّ شَقِیٌّ فِیْ بَطْنِ اُمِّہٖ۔

اور لَا تَبْدِیْلَ لِخَلْقِ اللّٰہِ کے متعلق آلوسی فرماتے ہیں قِیْلَ الْمَعْنٰی لَا یَقْدِرُ اَحَدٌ عَلٰی اَنْ یُّغَیِّرَ خَلْقَ اللّٰہِ سُبْحٰنَہٗ وَفِطْرَتَہٗ عَزَّوَجَلَّ۔ یعنی کسی کو یہ قدرت نہیں کہ اللہ تعالےٰ کی تخلیق اور فطرت کو بدل سکے

ذٰلِکَ الدِّیْنُ الْقَیِّمُ وَلٰکِنَّ اَکْثَرَ النَّاسِ لَا یَعْلَمُوْنَ - یہ دین ایسا سیدھا اور مستوی ہے کہ اس میں کوئی کجی نہیں لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے۔

اور اگر جانتے تو ان پر لازم تھا کہ

مُنِیْبِیْنَ اِلَیْہِ وَاتَّقُوْہُ وَاَقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ وَلَا تَکُوْنُوْا مِنَ الْمُشْرِکِیْنَ - رجوع رہتے ہوئے اللہ تعالےٰ کی طرف توبہ اور اخلاص کے ساتھ اور اس سے ڈرتے اور نماز قائم رکھتے اور مشرکوں سے نہ ہوتے

مِنَ الَّذِیْنَ فَرَّقُوْا دِیْنَھُمْ وَکَانُوْا شِیَعًا کُلُّ حِزْبٍ بِمَا لَدَیْھِمْ فَرِحُوْنَ سے بے دین اور مشرکوں سے وہ ہیں جنہوں نے دین کے ٹکڑے ٹکڑے کیے اور فرقہ فرقہ ہو گئے۔ ہر فرقہ جس جماعت میں ہے خوش ہے اور اتراتا ہے۔

یعنی وہ فرقے جس طریقہ پر ہیں سمجھتے ہیں کہ ہم حق پر ہیں۔
وَاِذَا مَسَّ النَّاسَ ضُرٌّ دَعَوْا رَبَّهُمْ مُّنِيْبِيْنَ اِلَيْهِ ثُمَّ اِذَا اَذَاقَهُمْ مِّنْهُ رَحْمَةً اِذَا فَرِيْقٌ مِّنْهُمْ بِرَبِّهِمْ يُشْرِكُوْنَ۔ لِيَكْفُرُوْا بِمَا اٰتَيْنٰهُمْ فَتَمَتَّعُوْا فَسَوْفَ تَعْلَمُوْنَ۔ اور جب پہنچتی ہے لوگوں کو تکلیف تو پکارتے ہیں اپنے رب کو اس کی طرف جھکتے رجوع لاتے پھر جب وہ انہیں اپنے پاس سے رحمت کا مزہ دیتا ہے جبھی ان میں سے ایک گروہ اپنے رب کا شریک ٹھہرانے لگتا ہے تاکہ کفرانِ نعمت کرے ہماری دی ہوئی نعمت سے تو متمتع ہو لو برت لو چند سے پھر عنقریب اس کا انجام جان لو گے۔
ضُرٌّ سے مراد شدت وکرب ہے۔
دَعَوْا رَبَّهُمْ مُّنِيْبِيْنَ اِلَيْهِ۔ يَعْنِيْ رَاجِعِيْنَ اِلَيْهِ تَعَالٰى مِنْ دُعَاءِ غَيْرِهٖ عَزَّ وَجَلَّ مِنَ الْاَصْنَامِ وَغَيْرِهَا۔ اللہ تعالےٰ کی طرف رجوع لاتے ہیں اور اسی کو پکارتے ہیں پھر بت وغیرہ سب بھول جاتے ہیں ثُمَّ اِذَا اَذَاقَهُمْ مِّنْهُ رَحْمَةً خَلَاصًا مِّنْ تِلْكَ الشِّدَّةِ۔ پھر جب انہیں اس شدت ونکبت سے خلاصی مل جاتی ہے اِذَا فَرِيْقٌ مِّنْهُمْ بِرَبِّهِمْ يُشْرِكُوْنَ تو انہیں مخلصانہ پکارنے والوں کا ایک گروہ اللہ تعالےٰ کا شریک ٹھہرا لیتا ہے اور اس نجات کو بتوں ستاروں اور مثل اس کے کسی مخلوق کی طرف منسوب کر لیتا ہے اور مشرک ہو جاتا ہے۔

انتباہ

ان آیتوں کو بعض مسلمان نمابے دین اولیاءِ کرام اور انبیاءِ عظام پر منطبق کر لیتا ہے اور کہہ دیتا ہے کہ اولیاء وانبیاء کے توسل سے جو لوگ اپنی مشکلات میں استمداد کرتے ہیں وہ بھی اسی شمار میں ہیں یہ غلط اور بالکل غلط ہے۔

اس لیے کہ بتوں سے توسل کرنا جماد اور لا یعقل سے توسل کرنا ہے اور ان سے توسل ان کے تقرب اور محبوبیت کے طفیل ہے یہ دونوں برابر نہیں ہو سکتے لہٰذا یہ تشدد دیے جا ہے کہ جائز امور کو بھی اسی شرک کے مساوی قرار دیا جائے۔
پھر ان کا بتوں ستاروں پتھروں سے توسل اس لیے ہے کہ
لِيَكْفُرُوْا بِمَا اٰتَيْنٰهُمْ تاکہ ہمارے دیے ہوئے کے ساتھ کفر کریں۔ (چنانچہ توبیخاً ارشاد ہے)
فَتَمَتَّعُوْا فَسَوْفَ تَعْلَمُوْنَ۔ اچھا برت لو چند سے برت لو متمتع ہو لو عنقریب تم جان لو گے۔
پھر دوبارہ التفات توبیخی فرما کر ارشاد ہے۔
اَمْ اَنْزَلْنَا عَلَيْهِمْ سُلْطٰنًا فَهُوَ يَتَكَلَّمُ بِمَا كَانُوْا بِهٖ يُشْرِكُوْنَ۔ یا ہم نے ان پر اس لو جا پاٹ کی

کوئی سند اتاری ہے یعنی حجت یا کتاب علیحدہ نازل کی ہے کہ وہ انہیں ہمارے شریک بتا رہی ہے۔
لیکن صحیح یہ ہے کہ یہ سب کچھ انکے اوہام باطلہ فاسدہ کا سدہ رذیلہ خبیثہ ہیں اللہ تعالیٰ کی طرف سے
کوئی سند اور حجت نہیں آئی پھر ان کے تذبذب کا نقشہ اس طرح کھینچ کر بیان فرمایا گیا۔
وَإِذَا أَذَقْنَا النَّاسَ رَحْمَةً فَرِحُوا بِهَا وَإِنْ تُصِبْهُمْ سَيِّئَةٌ بِمَا قَدَّمَتْ أَيْدِيهِمْ إِذَا هُمْ
يَقْنَطُونَ اور جب ہم چکھاتے ہیں لوگوں کو رحمت سے تو خوش ہوتے اور اترانے ہیں اور اگر پہنچے انکو
برائی انکے اعمال کا بدلہ تو جبھی مایوس ہو جاتے ہیں۔
یعنی صحت۔ فراخی رزق دیکھ کر اتراتے اور خوش ہوتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ ہم جس طریقہ پر ہیں وہی صحیح ہے
اور جب تنگی قحط امساک باراں یا کوئی بیماری کی شکل میں ان پر مصیبت نازل ہوتی ہے تو علی الفور
مایوس ہو جاتے ہیں حالانکہ یہ سب کچھ ان کے عملوں کا نتیجہ ہوتا ہے اور مومن کی شان اس کے برعکس
ہوتی ہے اسے جب نعمت ملتی ہے تو بجائے اترانے کے اللہ کے حضور سجدہ شکر بجا لاتا ہے اور جب
تنگی سختی۔ کربت ونکبت آتی ہے تو اللہ تعالے کی رحمت کا امیدوار ہو کر اسی کے حضور اپنی دعایں یا اس کے
مقربین کے توسل سے فراخی طلب کرتا ہے آگے ارشاد ہے۔
أَوَلَمْ يَرَوْا أَنَّ اللَّهَ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَشَاءُ وَيَقْدِرُ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَاتٍ لِقَوْمٍ يُؤْمِنُونَ
کیا وہ نہیں دیکھتے کہ بے شک اللہ ہی فراخی رزق فرماتا ہے جسے چاہے اور تنگی بھی وہ کرتا ہے بیشک اس
میں نشانیاں ہیں ایمان والوں کے لیے۔
اس کے بعد ارشاد ہے کہ جب تم یہ سمجھ چکے ہو تو اب تم پر لازم ہے کہ
فَآتِ ذَا الْقُرْبَىٰ حَقَّهُ وَالْمِسْكِينَ وَابْنَ السَّبِيلِ ذَٰلِكَ خَيْرٌ لِلَّذِينَ يُرِيدُونَ وَجْهَ اللَّهِ
وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ۔
تو رشتہ داروں کو ان کے حق دو
اور مسکین غریب کی مدد کرو
اور مسافر بے وطن کی خدمت کرو۔
یہ بہتر ہے ان کے لیے جو اللہ تعالیٰ کی رضا جوئی کرتے ہیں اور وہی کامیاب ہیں۔
صاحب مدارک فرماتے ہیں کہ اس آیہ کریمہ سے محارم کے نفقہ کا وجوب ثابت ہوتا ہے اس لیے
کہ امر وجوب کے لیے آتا ہے۔
اور ذوالقربیٰ۔ مساکین۔ ابن السبیل کی خدمت میں احسان رکھنے کی بجائے رضائے الٰہی کا طالب

رہنا مسلمان کا مقتضا ہے۔ اور جو محمور ایمان پر ہے وہی کامیاب اور فلاح یافتہ ہیں
اس کے بعد ایک دستور اور رواج کی اصلاح کے لیے ارشاد ہے جو لوگوں میں مروج تھا کہ وہ دوست احباب اور برادری میں شادی بیاہ موت غمی میں اس نیت سے دیتے تھے کہ جتنا دیا ہے اس سے زاید حاصل کریں تو اگرچہ یہ جائز ہے لیکن اس قسم کا لین دین آخرت میں کسی ثواب کا موجب نہیں لہذا مومن جو کام کرے گا وہ خالصتہ لوجہ اللہ ہی کرے گا چنانچہ ارشاد ہے۔
وَمَا اٰتَیْتُمْ مِّنْ رِّبًا لِّیَرْبُوَا فِیْ اَمْوَالِ النَّاسِ فَلَا یَرْبُوْا عِنْدَ اللّٰهِ وَمَا اٰتَیْتُمْ مِّنْ زَكٰوةٍ تُرِیْدُوْنَ وَجْهَ اللّٰهِ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُضْعِفُوْنَ ۔ اور تم جو چیز زیادہ لینے کو دو کہ دینے والے کا مال بڑھے تو وہ اللہ کے یہاں نہ بڑھے گی (یعنی اس نیت سے دینا لینا مناسب نہیں اس کا اجر آخرت میں کچھ نہیں ہے) اور جو تم خیرات دو اللہ کی رضا جوئی میں تو وہ تمہارے لیے دونا ہے۔
اور دونا ہی نہیں بلکہ فَلَهٗ عَشْرُ اَمْثَالِهَا دس گنا بھی ہوگا اور وَاللّٰهُ یُضٰعِفُ لِمَنْ یَّشَآءُ اور ضعف در ضعف بھی ہوگا جسے اللہ چاہے۔ اب آخر رکوع میں اپنی قدرت مطلقہ کا مظاہرہ فرمایا جاتا ہے
اَللّٰهُ الَّذِیْ خَلَقَكُمْ ثُمَّ رَزَقَكُمْ ثُمَّ یُمِیْتُكُمْ ثُمَّ یُحْیِیْكُمْ هَلْ مِنْ شُرَكَآئِكُمْ مَّنْ یَّفْعَلُ مِنْ ذٰلِكُمْ مِّنْ شَیْءٍ سُبْحٰنَهٗ وَتَعٰلٰى عَمَّا یُشْرِكُوْنَ ۔ اللہ وہ اللہ ہے جس نے
تمہیں پیدا کیا
پھر تمہیں رزق دیا
پھر تمہیں موت دیگا
پھر تمہیں زندہ کرے گا
گویا فرمایا گیا کہ پیدا کرنا، روزی دینا، مارنا جلانا یہ سب کام اللہ تعالے ہی کے قبضہ میں ہیں تم جنہیں اللہ کے سوا معبود بنائے بیٹھے ہو اور انہیں اللہ کا شریک ٹھہراتے ہو ذرا بتاؤ تو کہ تمہارے معبودوں بتوں میں کوئی بھی ایسا ہے جو ان کاموں میں سے کچھ کر سکے۔ سُبْحٰنَهٗ پاکی ہے اس کی ذات کے لیے وَتَعٰلٰى اور بلندی و برتری ہے اسے شرک سے۔ تَعَالَى اللّٰهُ عَمَّا یَصِفُوْنَ۔
اور اس قسم کی خیر خیرات کی فضیلت میں کسی نے ایک شاندار رباعی کہی ہے جسے آلوسی نقل فرماتے ہیں

اِذَا جَادَتِ الدُّنْیَا عَلَیْكَ فَجُدْ بِهَا	عَلَى النَّاسِ طُرًّا اِنَّهَا تَتَقَلَّبُ
فَلَا الْجُوْدُ یُفْنِیْهَا اِذَا هِیَ اَقْبَلَتْ	وَلَا الْبُخْلُ یُبْقِیْهَا اِذَا هِیَ تَذْهَبُ

جب تجھ پر دنیا فراخ ہو تو تو بھی اس کے ذریعے احسان کر لوگوں پر کافی اور فراخ دلی سے اس لیے کہ

وہ جانے والی ہے
جب دنیا آرہی ہو تو سخاوت سے ختم نہیں ہوتی اور جب جانے لگے تو بخل اسے باقی نہیں رکھ سکتا۔

بامحاورہ ترجمہ پانچواں رکوع سورۂ روم پ ۲۱

ظَهَرَ الْفَسَادُ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ بِمَا كَسَبَتْ أَيْدِي النَّاسِ لِيُذِيقَهُمْ بَعْضَ الَّذِي عَمِلُوا لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُونَ ۝

ظاہر ہوا فساد خشکی اور تری میں ان برائیوں سے جو لوگوں کے ہاتھوں نے کیں تاکہ انہیں انکے بعض اعمال بدکا مزہ چکھائے شاید کہ وہ باز آئیں۔

قُلْ سِيرُوا فِي الْأَرْضِ فَانْظُرُوا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِينَ مِنْ قَبْلُ كَانَ أَكْثَرُهُمْ مُشْرِكِينَ ۝

آپ فرمائیں زمین میں سیر کرو دیکھو کیا انجام ہوا تم سے پہلوں کا ان میں اکثر مشرک تھے۔

فَأَقِمْ وَجْهَكَ لِلدِّينِ الْقَيِّمِ مِنْ قَبْلِ أَنْ يَأْتِيَ يَوْمٌ لَا مَرَدَّ لَهُ مِنَ اللَّهِ يَوْمَئِذٍ يَصَّدَّعُونَ ۝

تو اپنا منہ سیدھا کر عبادت کے لیے قبل اس کے کہ آئے وہ دن جسے کوئی نہیں ٹلا سکتا اللہ کے مقابلہ میں اس دن الگ پھٹ جائیں گے۔

مَنْ كَفَرَ فَعَلَيْهِ كُفْرُهُ وَمَنْ عَمِلَ صَالِحًا فَلِأَنْفُسِهِمْ يَمْهَدُونَ ۝

جو کفر کرے اس پر اس کے کفر کا وبال ہے اور جو اچھا کام کرے وہ اپنی جان کے لیے تیاری کرتے ہیں۔

لِيَجْزِيَ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ مِنْ فَضْلِهِ إِنَّهُ لَا يُحِبُّ الْكَافِرِينَ ۝

تاکہ صلہ دے ایمان والوں کو اور نیک عمل کرنیوالوں کو اپنے فضل سے بیشک وہ کافروں کو دوست نہیں رکھتا

وَمِنْ آيَاتِهِ أَنْ يُرْسِلَ الرِّيَاحَ مُبَشِّرَاتٍ وَلِيُذِيقَكُمْ مِنْ رَحْمَتِهِ وَلِتَجْرِيَ الْفُلْكُ بِأَمْرِهِ وَلِتَبْتَغُوا مِنْ فَضْلِهِ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ ۝

اور اس کی نشانیوں سے ہے کہ ہوائیں بھیجتا ہے مژدہ دینے کو اور تاکہ تمہیں اپنی رحمت کا ذائقہ دے اور اس لیے کہ کشتی چلے اس کے حکم سے اور اس لیے کہ اس کا فضل تلاش کرو اور تاکہ شکر گذار بنو۔

وَلَقَدْ أَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ رُسُلًا إِلَىٰ قَوْمِهِمْ فَجَاءُوهُمْ بِالْبَيِّنَاتِ فَانْتَقَمْنَا مِنَ الَّذِينَ أَجْرَمُوا وَكَانَ حَقًّا عَلَيْنَا

اور بے شک ہم نے تم سے پہلے کتنے رسول بھیجے ان کی قوم کی طرف تو وہ لائے ان کے پاس کھلی نشانیاں تو ہم نے بدلہ لیا ان سے جو مجرم تھے اور ہمارے ذمہ

نَصْرُ الْمُؤْمِنِيْنَ ۝

حق کرم ہے مومنوں کی مدد کرنا۔

اَللّٰهُ الَّذِيْ يُرْسِلُ الرِّيٰحَ فَتُثِيْرُ سَحَابًا فَيَبْسُطُهٗ فِي السَّمَآءِ كَيْفَ يَشَآءُ وَيَجْعَلُهٗ كِسَفًا فَتَرَى الْوَدْقَ يَخْرُجُ مِنْ خِلٰلِهٖ فَاِذَآ اَصَابَ بِهٖ مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖٓ اِذَا هُمْ يَسْتَبْشِرُوْنَ ۝

اللہ وہ ہے جو بھیجتا ہے ہوائیں کہ ابھارتی ہیں بادل پھر اسے پھیلا دیتا ہے آسمان میں جیسے چاہے اور کرتا ہے اسے پارہ پارہ تو تو دیکھے کہ اس میں بیچ میں سے مینہ نکل رہا ہے تو جب اسے پہنچاتا ہے جسے چاہے اپنے بندوں میں سے تو جبھی وہ خوشی کرتے ہیں۔

وَاِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلِ اَنْ يُّنَزَّلَ عَلَيْهِمْ مِّنْ قَبْلِهٖ لَمُبْلِسِيْنَ ۝

اگرچہ اس کے اتارنے سے پہلے آس توڑے ہوئے تھے۔

فَانْظُرْ اِلٰٓى اٰثٰرِ رَحْمَتِ اللّٰهِ كَيْفَ يُحْيِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا اِنَّ ذٰلِكَ لَمُحْيِ الْمَوْتٰى وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۝

تو دیکھو اللہ کی رحمت کے آثار کیسے زمین جلاتا ہے اس کے مرنے کے بعد بیشک اس طرح وہ مردوں کو زندہ کرے گا اور وہ ہر شے پر قادر ہے۔

وَلَئِنْ اَرْسَلْنَا رِيْحًا فَرَاَوْهُ مُصْفَرًّا لَّظَلُّوْا مِنْۢ بَعْدِهٖ يَكْفُرُوْنَ ۝

اور اگر ہم بھیجیں کوئی ہوا جس سے وہ کھیتی پیلی کردے تو ضرور اس کے بعد کفران نعمت کریں۔

فَاِنَّكَ لَا تُسْمِعُ الْمَوْتٰى وَلَا تُسْمِعُ الصُّمَّ الدُّعَآءَ اِذَا وَلَّوْا مُدْبِرِيْنَ ۝

تو بے شک آپ مردوں کو نہیں سناتے اور نہ بہروں کو پکارنا سناؤ جب وہ پشت پھیر کر لوٹیں۔

وَمَآ اَنْتَ بِهٰدِ الْعُمْيِ عَنْ ضَلٰلَتِهِمْ اِنْ تُسْمِعُ اِلَّا مَنْ يُّؤْمِنُ بِاٰيٰتِنَا فَهُمْ مُّسْلِمُوْنَ ۝

اور نہ تم اندھوں کو ان کی گمراہی سے راہ پر لاؤ تم تو اسی کو سناتے ہو جو ہماری آیتوں پر ایمان لائے تو وہ جھکے ہوئے مسلمان ہیں۔

لفظی ترجمہ

ظَهَرَ۔ ظاہر ہوا | اَلْفَسَادُ۔ فساد | فِي۔ بیچ | اَلْبَرِّ۔ خشکی

وَ۔ اور | اَلْبَحْرِ۔ تری کے | بِمَا۔ بسبب اسکے جو | كَسَبَتْ۔ کمایا

اَيْدِي۔ ہاتھوں | النَّاسِ۔ لوگوں نے | لِيُذِيْقَهُمْ۔ تاکہ چکھائے انکو | بَعْضَ۔ بعض

الَّذِیْ۔ اس کا جو　عَمِلُوْا۔ کیا انہوں نے　لَعَلَّهُمْ۔ تاکہ وہ　یَرْجِعُوْنَ۔ لوٹیں

قُلْ۔ کہو　سِیْرُوْا۔ سیر کرو　فِی۔ بیچ　الْاَرْضِ۔ زمین کے

فَانْظُرُوْا۔ تو دیکھو　کَیْفَ۔ کیسا　کَانَ۔ ہوا　عَاقِبَةُ۔ انجام

الَّذِیْنَ۔ ان کا جو　مِنْ قَبْلُ۔ پہلے تھے　کَانَ۔ تھے　اَکْثَرُ۔ اکثر

هُمْ۔ ان میں سے　مُّشْرِکِیْنَ۔ مشرک　فَاَقِمْ۔ تو قائم رکھ　وَجْهَكَ۔ اپنا چہرہ

لِلدِّیْنِ۔ دین　الْقَیِّمِ۔ سیدھے کیلئے　مِنْ قَبْلِ۔ پہلے　اَنْ۔ اس سے کہ

یَّاْتِیَ۔ آئے　یَوْمٌ۔ ایسا دن　لَّا۔ کہ نہیں　مَرَدَّ۔ واپس ہونا

لَهٗ۔ اس کو　مِنَ اللّٰهِ۔ اللہ سے　یَوْمَئِذٍ۔ اس دن　یَّصَّدَّعُوْنَ۔ الگ الگ

ہو جائیں گے　مَنْ۔ جو　کَفَرَ۔ کفر کرے　فَعَلَیْهِ۔ تو اس پر ہے

کُفْرُ۔ کفر　هٗ۔ اس کا　وَ۔ اور　مَنْ۔ جو

عَمِلَ۔ کام کرے　صَالِحًا۔ نیک　فَلِاَنْفُسِهِمْ۔ تو ان کے اپنے لیے ہے

یَمْهَدُوْنَ تیاری کرتے ہیں　لِیَجْزِیَ۔ تاکہ بدلہ دے　الَّذِیْنَ۔ ان کو جو　اٰمَنُوْا۔ ایمان لائے

وَ۔ اور　عَمِلُوا۔ عمل کیے　الصّٰلِحٰتِ اچھے　مِنْ فَضْلِهٖ۔ اپنے فضل سے

اِنَّهٗ۔ بیشک وہ　لَا۔ نہیں　یُحِبُّ۔ پسند کرتا　الْکٰفِرِیْنَ۔ کافروں کو

وَ۔ اور　مِنْ اٰیٰتِهٖ۔ اس کی نشانیوں سے ہے　اَنْ۔ یہ کہ

یُّرْسِلَ۔ بھیجتا ہے　الرِّیَاحَ۔ ہواؤں کو　مُبَشِّرٰتٍ۔ خوشخبری دینے والیاں

وَ۔ اور　لِیُذِیْقَکُمْ۔ تاکہ چکھائے تم کو　مِنْ رَّحْمَتِهٖ۔ اپنی رحمت سے

وَ۔ اور　لِتَجْرِیَ۔ تاکہ چلیں　الْفُلْكُ۔ کشتیاں　بِاَمْرِهٖ۔ اس کے حکم سے

وَ۔ اور　لِتَبْتَغُوْا۔ تاکہ ڈھونڈو　مِنْ فَضْلِهٖ۔ اس کے فضل سے

وَ۔ اور　لَعَلَّکُمْ۔ تاکہ تم　تَشْکُرُوْنَ۔ شکر کرو　وَ۔ اور

لَقَدْ۔ بیشک　اَرْسَلْنَا۔ بھیجا ہم نے　مِنْ قَبْلِكَ۔ تم سے پہلے　رُسُلًا۔ رسولوں کو

اِلٰی۔ طرف　قَوْمِهِمْ۔ انکی قوم کے　فَجَآءُوْ۔ تو لائے وہ　هُمْ۔ انکے پاس

بِالْبَیِّنٰتِ۔ روشن دلائل　فَانْتَقَمْنَا۔ تو بدلہ لیا ہم نے　مِنَ الَّذِیْنَ۔ ان سے جو　اَجْرَمُوْا۔ مجرم تھے

وَ۔ اور　کَانَ۔ ہے　حَقًّا۔ واجب　عَلَیْنَا۔ ہم پر

نَصْرُ۔ مدد کرنا　الْمُؤْمِنِیْنَ۔ مومنوں کی　اَللّٰهُ۔ اللہ　الَّذِیْ۔ وہ ہے

يُرْسِلُ ۔ بھیجتا ہے ‏ الرِّيَاحَ ۔ ہواؤں کو ‏ فَتُثِيْرُ ۔ تو اٹھاتی ہیں ‏ سَحَابًا ۔ بادل
فَيَبْسُطُهٗ ۔ تو پھیلاتا ہے ‏ فِيْ ۔ بیچ ‏ السَّمَآءِ ۔ آسمان کے ‏ كَيْفَ ۔ جیسا
يَشَآءُ ۔ چاہے ‏ وَ ۔ اور ‏ يَجْعَلُهٗ ۔ بناتا ہے اس کو ‏ كِسَفًا ۔ ٹکڑے ٹکڑے
فَتَرَى ۔ تو تو دیکھتا ہے ‏ الْوَدْقَ ۔ بارش کو ‏ يَخْرُجُ ۔ نکلتی ہے ‏ مِنْ خِلٰلِهٖ ۔ اسکے اندر سے
فَاِذَآ ۔ تو جب ‏ اَصَابَ ۔ پہنچاتا ہے ‏ بِهٖ ۔ وہ ‏ مَنْ ۔ جس کو
يَّشَآءُ ۔ چاہے ‏ مِنْ عِبَادِهٖ ۔ اپنے بندوں میں سے ‏ اِذَا ۔ تو اچانک
هُمْ ۔ وہ ‏ يَسْتَبْشِرُوْنَ ۔ خوش ہوتے ہیں ‏ وَ ۔ اور
اِنْ ۔ بیشک ‏ كَانُوْا ۔ تھے وہ ‏ مِنْ قَبْلِ ۔ پہلے ‏ اَنْ ۔ اس سے کہ
يُّنَزَّلَ ۔ اتارا جائے ‏ عَلَيْهِمْ ۔ ان پر ‏ مِنْ قَبْلِهٖ ۔ اس سے پہلے ‏ لَمُبْلِسِيْنَ ۔ نا امید
فَانْظُرْ ۔ تو دیکھ ‏ اِلٰى ۔ طرف ‏ اٰثٰرِ ۔ نشان ‏ رَحْمَتِ ۔ رحمت
اللّٰهِ ۔ اللہ کے ‏ كَيْفَ ۔ کیسے ‏ يُحْيِ ۔ زندہ کرتا ہے ‏ الْاَرْضَ ۔ زمین کو
بَعْدَ ۔ بعد ‏ مَوْتِهَا ۔ اسکی موت کے ‏ اِنَّ ۔ بیشک ‏ ذٰلِكَ ۔ یہ ہے
لَمُحْيِ ۔ زندہ کرنے والا ‏ الْمَوْتٰى ۔ مردوں کو ‏ وَ ۔ اور ‏ هُوَ ۔ وہ
عَلٰى ۔ اوپر ‏ كُلِّ ۔ ہر ‏ شَيْءٍ ۔ چیز کے ‏ قَدِيْرٌ ۔ قادر ہے
وَ ۔ اور ‏ لَئِنْ ۔ اگر ‏ اَرْسَلْنَا ۔ بھیجیں ہم ‏ رِيْحًا ۔ ہوا
فَرَاَوْ ۔ تو دیکھیں ‏ هُ ۔ اس کو ‏ مُصْفَرًّا ۔ زرد ‏ لَّظَلُّوْا ۔ تو ہو جائیں
مِنْ بَعْدِ ۔ بعد ‏ هٖ ۔ اس کے ‏ يَكْفُرُوْنَ ۔ کفر کرتے ہیں ‏ فَاِنَّكَ ۔ بیشک تو
لَا ۔ نہیں ‏ تُسْمِعُ ۔ سنا سکتا ‏ الْمَوْتٰى ۔ مردوں کو ‏ وَ ۔ اور
لَا ۔ نہیں ‏ تُسْمِعُ ۔ سنا سکتا ‏ الصُّمَّ ۔ بہروں کو ‏ الدُّعَآءَ ۔ پکار
اِذَا ۔ جب ‏ وَلَّوْا ۔ پھر جائیں ‏ مُدْبِرِيْنَ ۔ پیٹھ دے کر ‏ وَ ۔ اور
مَا ۔ نہیں ‏ اَنْتَ ۔ تو ‏ بِهٰدِ ۔ راہ دکھانے والا ‏ الْعُمْيِ ۔ اندھوں کو
عَنْ ضَلٰلَتِهِمْ ۔ ان کی گمراہی سے ‏ اِنْ ۔ نہیں ‏ تُسْمِعُ ۔ سناتا تو
اِلَّا ۔ مگر ‏ مَنْ ۔ اسکو جو ‏ يُّؤْمِنُ ۔ ایمان لائے ‏ بِاٰيٰتِنَا ۔ ہماری آیتوں پر
فَهُمْ ۔ تو وہ ‏ مُّسْلِمُوْنَ ۔ فرمانبردار ہیں ۔

خلاصہ تفسیر پانچواں رکوع۔ سورۃ روم پ۲۱

جب مشرکین متمردین ان قدرتوں میں سے کسی قدرت کا جواب نہ دے سکے اور ساکت و عاجز ہو کر رہ گئے دم مارنے کی مجال نہ رہی تو اب ارشاد ہوا

ظَهَرَ الْفَسَادُ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ بِمَا كَسَبَتْ أَيْدِي النَّاسِ لِيُذِيقَهُمْ بَعْضَ الَّذِي عَمِلُوا لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُونَ ۔ ظاہر ہو گیا فساد خشکی اور تری میں ان برائیوں سے جو لوگوں نے اپنے ہاتھوں سے کیں (یعنی کفر و شرک اور معاصی کے سبب ان پر قحط پڑا اور امساک باراں ہوا جس سے قلت پیداوار اور کاشت میں خرابیاں۔ تجارتوں میں نقصان اور جانوں کی اضاعت۔ جانوروں کی موت آتشزدگی اور غرق اور بے برکتی ہر شئے میں ظاہر ہوئی یہی فساد بر و بحر ہے)

تاکہ انہیں ہم ان کے بداعمال کا ذائقہ چکھائیں شاید وہ آئندہ کے لیے باز آجائیں۔ (اور کفر و شرک سے تائب ہوں)

قُلْ سِيرُوا فِي الْأَرْضِ فَانْظُرُوا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِينَ مِنْ قَبْلُ كَانَ أَكْثَرُهُمْ مُشْرِكِينَ

انہیں فرمایئے کہ زمین میں چل پھر کر دیکھو کہ کیسا ہوا انجام تم سے پہلوں کا ان میں اکثر مشرک تھے۔

اور اسی شرک کے سبب ہلاک کیے گئے ان کے مساکن و منازل آج ویران پڑے ہیں مکان ہیں مگر مکین نہیں اور زینت المکان بالمکین ہوتی ہے اس سے عبرت حاصل کرو۔ اس کے بعد ارشاد ہے جو بظاہر حضور سے مخاطبہ ہے اور اس میں قوم کو ہدایت فرمائی گئی چنانچہ ارشاد ہے۔

فَأَقِمْ وَجْهَكَ لِلدِّينِ الْقَيِّمِ مِنْ قَبْلِ أَنْ يَأْتِيَ يَوْمٌ لَا مَرَدَّ لَهُ مِنَ اللَّهِ يَوْمَئِذٍ يَصَّدَّعُونَ

تو اپنا رخ سیدھا اللہ کی عبادت کے لیے رکھو اس سے قبل کہ وہ دن آئے جسے اللہ تعالیٰ کی طرف سے ٹلنا نہیں (یعنی قیامت کا دن جو اللہ تعالےٰ نے مقرر فرما دیا ہے اور اسے کوئی ٹال نہیں سکتا) اس دن سب الگ الگ پھٹ جائیں گے۔

یعنی حساب کے بعد متفرق ہو کر جنتی جنت کی طرف اور دوزخی دوزخ کی طرف بھیج دیے جائیں گے اور اس دن۔

مَنْ كَفَرَ فَعَلَيْهِ كُفْرُهُ وَمَنْ عَمِلَ صَالِحًا فَلِأَنْفُسِهِمْ يَمْهَدُونَ ۔ جس نے کفر کیا اس پر اس کفر کا وبال اس کی جان پر ہو گا اور جو نیک کام کرے وہ اپنے ہی لیے تیاری کر رہے ہیں۔

یعنی کافر جہنم میں جا کر عذاب پائیں گے اور مومن نیک عمل کرنے والے منازل جنت میں راحت و آرام عیش و عشرت میں جائیں یہ معلہ ہے۔

لِيَجْزِيَ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ مِنْ فَضْلِهِ إِنَّهُ لَا يُحِبُّ الْكَافِرِينَ۔ تاکہ دے اللہ تعالے ایمان والوں کو اچھے عملوں کا بدلہ اپنے فضل سے بیشک وہ کافروں کو دوست نہیں رکھتا۔

نیکوں کو ثواب اور اجر عظیم اپنے فضل سے دیتا ہے اور کافروں پر غضب و عتاب کرتا ہے اس کے بعد اپنی شیون قدرت سے بعض نشانیں ظاہر فرماتا ہے چنانچہ اس آیت کریمہ میں تین نشانیں بیان فرمائیں

وَمِنْ آيَاتِهِ أَنْ يُرْسِلَ الرِّيَاحَ مُبَشِّرَاتٍ وَلِيُذِيقَكُمْ مِنْ رَحْمَتِهِ وَلِتَجْرِيَ الْفُلْكُ بِأَمْرِهِ وَلِتَبْتَغُوا مِنْ فَضْلِهِ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ۔ اور اسکی نشانیوں سے یہ ہے کہ

ہوائیں بھیجتا ہے مژدہ سناتی (یعنی سرد ہواؤں سے بارش اور کثرت پیداوار کی بشارت ملتی ہے)

اور یہ کہ تمہیں اپنی رحمت کا ذائقہ دے (فراخی و فراوانی سے)

اور اس لیے کہ کشتی اس کے حکم سے چلے (دریاؤں میں ان ہواؤں سے)

اور اس لیے کہ اس کا فضل تلاش کرو

یعنی سرد ہواؤں سے بارش ہو اور بارش سے دریا اور دریا میں کشتیاں چلیں تا کہ اس کا فضل یعنی تجارت و معاش دریائی سفروں سے حاصل کرو۔ اس آیت کریمہ میں کسب معاش کو فضل فرمایا اور جمعہ کے احکام میں بھی فَانْتَشِرُوا فِي الْأَرْضِ وَابْتَغُوا مِنْ فَضْلِ اللَّهِ فرمایا جس سے تجارت اور کسب معاش ہی مراد ہے اور حج کے احکام میں بھی ارشاد ہے وَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ أَنْ تَبْتَغُوا فَضْلًا مِنْ رَبِّكُمْ اس میں بھی حج کے ساتھ تجارت کرنے کی اجازت ہے۔

اور یہ سب اس لیے کہ تم شکر گذار ہو (یعنی اللہ تعالے کی نعمتوں کا شکر کرو اور اس کی توحید کو قبول کرو۔

اس کے بعد انبیاء کرام پر ایمان نہ لانے والوں کا حال پھر بیان کیا گیا۔

وَلَقَدْ أَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ رُسُلًا إِلَىٰ قَوْمِهِمْ فَجَاءُوهُمْ بِالْبَيِّنَاتِ فَانْتَقَمْنَا مِنَ الَّذِينَ أَجْرَمُوا وَكَانَ حَقًّا عَلَيْنَا نَصْرُ الْمُؤْمِنِينَ اور بے شک ہم نے تم سے پہلے کتنے رسول ان کی قوم کی طرف بھیجے تو وہ ان کے پاس کھلی نشانیاں لائے (جو ان رسولوں کی صدق رسالت پر دلیل واضح تھیں تو اس قوم میں سے بعض ایمان لائے اور بعض نے کفر کیا تو جنہوں نے کفر کیا

فَانْتَقَمْنَا مِنَ الَّذِينَ أَجْرَمُوا وَكَانَ حَقًّا عَلَيْنَا نَصْرُ الْمُؤْمِنِينَ۔ تو ہم نے بدلہ لیا مجرموں سے اور ہمارے ذمہ کرم پر ہے مومنین کی مدد کرنا۔

یعنی یہ ہم پر حق کرم ہے کہ مومنین کو عذاب سے محفوظ رکھیں اور یہ ہمارا انتقام ہے کہ مجرموں کو دنیا میں ہی عذاب سے ہلاک کردیں۔ آیۂ کریمہ میں نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کو آخرت کی کامیابی اور عدو پر فتح و نصرت کی بشارت ہے۔

ترمذی شریف میں ہے کہ جو بھائی اپنے مسلمان بھائی کی آبرو بچائے گا اللہ تعالے اسے بروز قیامت جہنم کی آگ سے محفوظ کرے گا اس پر حضور نے یہ آیت تلاوت فرمائی وَكَانَ حَقًّا عَلَيْنَا نَصْرُ الْمُؤْمِنِيْنَ اس کے بعد اپنی قدرت کاملہ کا اظہار فرمایا گیا۔

اَللّٰهُ الَّذِىْ يُرْسِلُ الرِّيٰحَ فَتُثِيْرُ سَحَابًا فَيَبْسُطُهٗ فِى السَّمَآءِ كَيْفَ يَشَآءُ وَيَجْعَلُهٗ كِسَفًا فَتَرَى الْوَدْقَ يَخْرُجُ مِنْ خِلٰلِهٖ فَاِذَآ اَصَابَ بِهٖ مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖۤ اِذَا هُمْ يَسْتَبْشِرُوْنَ وَاِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلِ اَنْ يُّنَزَّلَ عَلَيْهِمْ مِّنْ قَبْلِهٖ لَمُبْلِسِيْنَ فَانْظُرْ اِلٰۤى اٰثٰرِ رَحْمَتِ اللّٰهِ كَيْفَ يُحْىِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا اِنَّ ذٰلِكَ لَمُحْىِ الْمَوْتٰى وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَىْءٍ قَدِيْرٌ۔

اللہ وہ ہے کہ بھیجتا ہے ہوائیں کہ ابھارتی ہیں بادل پھر اسے پھیلا دیتا ہے آسمان میں جیسے چاہے (کم یا زیادہ اور جس طرف چاہے ان بادلوں کو ہانکتا ہے) اور انہیں پارہ پارہ کرتا ہے (یعنی کبھی ابر محیط بھیجتا ہے جس سے کالی گھٹا چھا جاتی ہے اور کبھی متفرق ٹکڑے ٹکڑے ہائے ابر کے نظر آتے ہیں) تو تم دیکھتے ہو کہ ان بادلوں میں سے مینہ نکل رہا ہے پھر جب اسے پہنچاتا ہے اپنے بندوں میں جس کی طرف چاہے تو وہ خوشی مناتے ہیں اگرچہ اس بارش سے پہلے وہ مایوس بیٹھے ہوئے تھے تو اللہ تعالے کی رحمت کے آثار دیکھو (یعنی وہ بارش رحمت الٰہی کے آثار دکھاتی ہے اور بندوں کو دکھاتی ہے کہ اس نے کس طرح بوندیاں برسا کر زمین کو سرسبز و شاداب کیا جسے قرآنی زبان میں ارشاد فرمایا۔

كَيْفَ يُحْىِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا۔ کیسے زندہ کیا زمین کو اس کے مرنے کے بعد۔

زمین کا مرنا خشک و بنجر ہوجانا ہے اور زندہ ہونا سرسبز و شاداب ہو کر کہیں پھل کہیں پھول اگانا ہے۔ یہ بیلا، چمبیلی، نسترن، ونسترن، گلاب اور نرگس کا مہکنا، امرود سیب سنگترہ مالٹا، انگور آم اور انواع و اقسام کے پھلوں سے متمتع کرنا زمین زندہ کرکے اپنے بندوں پر اپنی رحمت کے آثار دکھانا ہے اور اس میں فلسفۂ نشر بعد الموت کو بھی واضح فرمایا ہے۔ چنانچہ ارشاد ہے۔

اِنَّ ذٰلِكَ لَمُحْىِ الْمَوْتٰى وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَىْءٍ قَدِيْرٌ۔ اس میں یہ بھی ہے کہ ایسے ہی وہ مردوں کو زندہ کرے گا۔ اس لیے کہ وہ قادر مطلق سب کچھ کرسکتا ہے

اور یہ ہوائیں بارشیں لازمی طور پر سرسبز و شاداب کرنے والی نہیں ہوتیں بلکہ ان سے اگر مشیت الٰہی میں

نقصان پہنچانا ہو تو سرسبز کھیتیاں زرد پڑ جاتی ہیں چنانچہ ارشاد ہے۔
وَلَئِنْ اَرْسَلْنَا رِیْحًا فَرَاَوْهُ مُصْفَرًّا لَّظَلُّوْا مِنْۢ بَعْدِهٖ یَكْفُرُوْنَ ۔ اور اگر ہم کوئی ہوا بھیجیں (جو کھیتیوں کو مضر پڑے تو سرسبز و شاداب کھیتیوں کو) تم دیکھو گے کہ زرد پڑ گئی ہیں (تو اس میں تم اپنا کچھ زور نہیں لگا سکتے سوا اس کے کہ) اس حال کو دیکھ کر ناشکری کرنے لگو (اور پہلی نعمت سے بھی منکر ہو جاؤ)
حالانکہ ایمان کا مقتضا یہ تھا کہ اللہ تعالٰے پر ہر صورت میں بھروسہ کیا جاتا چنانچہ مومن کو جب نعمت پہنچتی ہے تو شکر بجالاتا ہے اور جب بلا آتی ہے تو صبر کرتا ہے اور دعا و استغفار کر کے اس کے دفعیہ کی سعی کرتا ہے۔

اس کے بعد اپنے حبیب لبیب جناب مصطفٰے علیہ التحیۃ والثنا کو بطور تسلیہ فرمایا جاتا ہے کہ آپ لوگوں کی محرومی اور ان کے بے ایمان ہونے پر غم نہ فرمائیں ہم نے کسی کے دل زندہ رکھے ہیں اور کسی کے مردہ دل ہیں جن کے دل مردہ ہو چکے ہیں وہ آپ کی ہدایت کبھی نہ سنیں گے چنانچہ ارشاد ہے۔
اِنَّكَ لَا تُسْمِعُ الْمَوْتٰى وَلَا تُسْمِعُ الصُّمَّ الدُّعَآءَ اِذَا وَلَّوْا مُدْبِرِیْنَ ۔ تو بے شک اے محبوب آپ ان مُردوں کو نہیں سنا سکتے اور نہ بہروں کو اپنی پکار سنائیں جبکہ وہ پیٹھ پھیر کر جائیں۔
یعنی جو مردہ دل ہیں اور جن کے کان قبول حق سے بہرے ہو چکے ہیں ان سے کسی طرح کے سمجھنے کی کوئی امید نہ رکھیے۔

اِشْتِبَاہ

اس کے معنی بعض جاہل ارباب قبور کو اپنی آواز نہ پہنچا مراد لیتے ہیں حالانکہ مفردات راغب میں لفظ مَوْتٰی بمعنی عدم تعقل بھی لیا گیا ہے جو تفصیل کے ساتھ ہم اول بیان کر چکے ہیں تو یہاں مَوْتٰی کا عدم سماع قبول ہدایت کا عدم مراد ہے جیسے اصم بہرہ سے مراد ضدی ہٹیلا ہے۔ چنانچہ سیاق آیت بھی اسی کا موید ہے۔
حَیْثُ قَالَ وَمَاۤ اَنْتَ بِهٰدِ الْعُمْیِ عَنْ ضَلٰلَتِهِمْ ۔ اور آپ حق دیکھنے سے اندھوں کو ان کی گمراہی سے راہ پر نہیں لا سکتے۔
اِنْ تُسْمِعُ اِلَّا مَنْ یُّؤْمِنُ بِاٰیٰتِنَا فَهُمْ مُّسْلِمُوْنَ ۔ آپ تو اسی کو سنانے والے ہیں جو ہماری آیتوں پر ایمان لائے اور وہی گردن رکھنے والے مسلمان ہیں۔
یہاں اندھوں سے بھی نافہم دل کے اندھے مراد ہیں۔
غرضیکہ آیات بینات میں مردوں سے کفار مراد ہیں جو دنیوی زندگی رکھتے ہیں مگر وعظ و نصیحت سے منتفع نہیں ہو سکتے اس میں وہ مردہ ہیں۔

پھر بکثرت احادیث ہیں جن سے مردوں کا سننا اور ان کی قبروں پر زائرین کا پہچاننا ثابت ہے۔

مختصر تفسیر اردو پانچواں رکوع سورۃ روم پ ۲۱

ظَهَرَ الْفَسَادُ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ بِمَا كَسَبَتْ أَيْدِي النَّاسِ لِيُذِيقَهُم بَعْضَ الَّذِي عَمِلُوا لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُونَ۔ فساد ظاہر ہوگیا خشکی اور تری میں بسبب لوگوں کی کرنیوں کے تاکہ چکھائیں ان کو ان کے عمل کا بدلہ شاید وہ باز آجائیں۔

ظہور فساد بر و بحر میں قحط اور موتیں اور آگ لگنا۔ غرق ہونا۔ لوٹ مار عام ہونا برکتیں کم ہوجانا منافع کی قلت اور نقصانات کی کثرت ہے۔

سید المفسرین ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں أَجْدَبَتِ الْأَرْضُ وَانْقَطَعَتْ مَادَّةُ الْبَحْرِ زمین خشک ہونا اور دریاؤں کا انقطاع فساد بر و بحر ہے۔

وَقَالُوا إِذَا انْقَطَعَ الْقَطْرُ عَمِيَتْ دَوَابُّ الْبَحْرِ۔ ایک قول یہ ہے کہ جب بارش بند ہوجاتی ہے تو دریائی جانور اندھے ہوجاتے ہیں۔

وَقَالَ مُجَاهِدٌ ظَهَرَ الْفَسَادُ فِي الْبَرِّ بِقَتْلِ ابْنِ آدَمَ أَخَاهُ وَفِي الْبَحْرِ بِأَخْذِ السُّفُنِ غَصْبًا۔ مجاہد کہتے ہیں ظہور فساد فی البر ابن آدم کا قتل اپنے بھائی کو ہے اور فساد فی البحر کشتیاں غاصبانہ طور پر پکڑنا ہے۔

قَالَ الضَّحَّاكُ كَانَتِ الْأَرْضُ خَضِرَةً مُونِقَةً لَا يَأْتِي ابْنُ آدَمَ شَجَرَةً إِلَّا وَجَدَ عَلَيْهَا ثَمَرَةً وَكَانَ مَاءُ الْبَحْرِ عَذْبًا وَكَانَ لَا يَفْتَرِسُ الْأَسَدُ الْبَقَرَ وَلَا الذِّئْبُ الْغَنَمَ فَلَمَّا قَتَلَ قَابِيلُ هَابِيلَ اقْشَعَرَّتْ مَا فِي الْأَرْضِ وَشَاكَتِ الْأَشْجَارُ وَصَارَ مَاءُ الْبَحْرِ مِلْحًا زُعَاقًا وَقَصَدَ الْحَيَوَانَاتُ بَعْضُهَا بَعْضًا۔

ضحاک کہتے ہیں کہ زمین سرسبز و شاداب تھی انسان کسی درخت پر نہ جاتا مگر پھل حاصل کرتا اور سمندر کا پانی شیریں تھا۔ اور شیر گاؤ کا شکار نہ کرتا تھا اور بھیڑیا بکری پر نہ پڑتا تو جب قابیل نے ہابیل کو قتل کردیا تو روئے زمین کی ہر شے لرز گئی اور درخت خشک ہوگئے اور سمندر کا پانی کھاری کڑوا ہوگیا اور حیوانات ایک دوسرے پر پڑ اٹھنے لگ گئے۔

وَذُكِرَ أَنَّ أَوَّلَ مَعْصِيَةٍ فِي الْبَحْرِ غَصْبُ الْجُلَنْدِيِّ كُلَّ سَفِينَةٍ تَمُرُّ عَلَيْهِ فَكَانَ تَخْصِيصُ الْأَمْرَيْنِ بِالذِّكْرِ لِذَلِكَ وَأَيًّا مَّا كَانَ۔ روایت ہے کہ پہلی معصیت دریا میں کھچوری بھری کشتیوں کا جلندی کے ہاتھوں غصب تھا جس کا ذکر قرآن کریم میں ہے۔

وَكَانَ وَرَآءَهُم مَّلِكٌ يَأْخُذُ كُلَّ سَفِينَةٍ غَصْبًا۔ بہرحال بہ اختلاف روات فساد بحر و بر اس طرح شروع ہوا کہ بندوں نے بداعمالیاں شروع کیں۔

بِمَا كَسَبَتْ أَيْدِي النَّاسِ۔ یعنی بسبب مَا فَعَلَهُ النَّاسُ مِنَ الْمَعَاصِي وَالذُّنُوبِ۔ یعنی لوگوں کے افعال معصیت کے سبب فساد ظاہر ہوا۔

لِيُذِيقَهُم بَعْضَ الَّذِي عَمِلُوا لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُونَ۔ تاکہ چکھائیں بعض ان لوگوں کو ان کی کرنی کا بدلہ اس لیے کہ شاید وہ باز آجائیں۔

ابن جریر اور ابن ابی حاتم قتادہ سے راوی ہیں كَانَ قَبْلَ أَنْ يُبْعَثَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا بُعِثَ عَلَيْهِ السَّلَامُ رَجَعَ مَنْ رَجَعَ مِنَ النَّاسِ عَنِ الضَّلَالِ وَالظُّلْمِ۔ یہ تمام فساد حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بعثت سے پہلے ہوا پھر جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بعثت ہوئی تو لوگوں میں سے جو لوٹ کر آئے وہ گمراہی و ظلم سے لوٹ کر ہدایت پر آگئے۔

وَقِيلَ كَانَ أَوَائِلَ الْبِعْثَةِ وَذٰلِكَ إِنَّ كُفَّارَ قُرَيْشٍ فَعَلُوا مَا فَعَلُوا مِنَ الْمَعَاصِي وَالْإِصْرَارِ عَلَى الشِّرْكِ وَإِيذَاءِ الرَّسُولِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَدَعَا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأُقْحِطُوا وَحَلَّ بِهِمْ مِنَ الْبَلَاءِ مَا حَلَّ فَأَخْبَرَ اللّٰهُ سُبْحَانَهُ، إِنَّ ذٰلِكَ بِسَبَبِ مَعَاصِيهِمْ لِيُذِيقَهُم بَعْضَ الَّذِي عَمِلُوا لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُونَ

ایک قول یہ ہے کہ اول زمانۂ بعثت میں کفار قریش نے جو کچھ سیاہ کاریاں کیں اور شرک پر مصر رہے اور حضور صلے اللہ علیہ وسلم کو ایذائیں پہنچائیں تو حضور نے ان کے لیے دعا فرمائی تو ان پر قحط پڑا اور بلائیں نازل ہوئیں اور اس کی اطلاع حضور صلے اللہ علیہ وسلم کو دی کہ یہ ان مشرکین کی معاصی کے سبب فساد آیا ہے کہ یہ اپنے افعال ذمیمہ کا مزہ چکھیں اور ان میں سے بعض باز آجائیں اور برے اعمال ترک کر دیں آگے ارشاد ہے۔

قُلْ سِيرُوا فِي الْأَرْضِ فَانظُرُوا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِينَ مِن قَبْلُ كَانَ أَكْثَرُهُم مُّشْرِكِينَ۔

فرمائیے انہیں کہ سیر کرو زمین میں تو دیکھو کیسا ہوا انجام ان کا جو پہلے گذر گئے جنکے اکثر مشرک تھے۔

آلوسی فرماتے ہیں مَسُوقٌ لِتَاكِيدِ سَبَبِ الْمَعَاصِي لِغَضَبِ اللّٰهِ تَعَالٰى وَنَكَالِهٖ حَيْثُ أُمِرُوا بِأَنْ يَسِيرُوا فَيَنْظُرُوا كَيْفَ أَهْلَكَ اللّٰهُ تَعَالَى الْأُمَمَ وَأَذَاقَهُمْ سُوءَ الْعَاقِبَةِ لِمَعَاصِيهِمْ۔ یہ سلسلہ بیان ہے معاصی کے سبب اللہ کے غضب اور عذاب کی وضاحت کا جس کے لیے حکم کیے گئے تھے کہ سیر کرو تو دیکھو کس طرح ہلاک کیا اللہ تعالےٰ نے پہلی امتوں کو اور انکے معاصی کا کیسا برا انجام ہوا اور ان میں کم مشرک نہ تھے بلکہ اکثریت مشرکین کی تھی جو تدمیر کی موجب ہوئی۔

اس کے بعد گویا یہ فرما کر ارشاد ہے اِذَا کَانَ الْاَمْرُ کَذٰلِکَ جب بات یہ ہے کہ شرک کی وجہ سے عذاب ونکال آتا ہے اور تدمیر مشرک بذریعہ عذاب ہوتی ہے تو تمہیں چاہیئے کہ

فَاَقِمْ وَجْهَكَ لِلدِّيْنِ الْقَيِّمِ مِنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَ يَوْمٌ لَّا مَرَدَّ لَهٗ مِنَ اللّٰهِ يَوْمَئِذٍ يَّصَّدَّعُوْنَ

کہ اب اپنا منہ سیدھا کر و سیدھے دین کی طرف قبل اس کے کہ آئے وہ دن کہ کوئی اللہ تعالےٰ کے مقابل اس دن کو نہیں ٹال سکتا اس دن سب علیحدہ علیحدہ ہو جائیں گے ۔

يَوْمٌ لَّا مَرَدَّ لَهٗ میں مَرَدَّ مصدر ہے بمعنی ردّ۔ تو اس کے معنی یہ ہوئے لَا يَرُدُّهٗ سُبْحٰنَهٗ بَعْدَ اَنْ يَّجِيْئَ بِهٖ ۔ اس دن کو اللہ تعالےٰ دفع نہ کرے گا جبکہ وہ آ جائے گا وَلَا رَدَّ لَهٗ مِنْ جِهَتِهٖ عَزَّ وَجَلَّ لِيُفِيْدَ اِنْتِفَاءَ رَدِّ غَيْرِهٖ تَعَالٰى ۔ اور چونکہ وہ دن اللہ تعالےٰ کا مقرر کردہ ہے اس لیے بندہ بھی اسے رد نہ کر سکے گا جب کہ وہ آ جائے گا ۔ جیسے حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لَا مَانِعَ لِمَا اَعْطَيْتَ ۔ کوئی نہیں روک سکتا جو اللہ عطا فرمائے ۔ اور

يَوْمَئِذٍ يَّصَّدَّعُوْنَ کے یہ معنی ہیں يَوْمَ اِذْ يَاْتِيْ يَتَفَرَّقُوْنَ تَفَرُّقَ الْاَشْخَاصِ وہ دن جب آ جائے تو علیحدہ علیحدہ ہو جائیں سب جیسے قرآن پاک میں ہے دوسرے مقام پر يَوْمَ يَكُوْنُ النَّاسُ كَالْفَرَاشِ الْمَبْثُوْثِ ۔ اور

يَصَّدَّعُوْنَ اصل میں يَتَصَدَّعُوْنَ ہے تؔ صاد کے ساتھ بدل کر صؔ کا ص میں ادغام کیا گیا ہے اور تَصَدُّع کے معنی تَفَرُّقُ اَجْزَاءِ الْاَوَانِیْ کے ہیں برتنوں کا ٹکڑے ٹکڑے ہونا۔ پھر یہ مطلق تفرق کے معنی میں استعمال ہونے لگا تو یہاں بھی وہی تفرق کے معنی دیگا یعنی يَتَفَرَّقُوْنَ فَرِيْقٌ فِي الْجَنَّةِ وَفَرِيْقٌ فِي السَّعِيْرِ ایک فریق جنت میں جائے گا اور ایک فریق جہنم میں ۔ پھر ارشاد ہے ۔

مَنْ كَفَرَ فَعَلَيْهِ كُفْرُهٗ وَمَنْ عَمِلَ صَالِحًا فَلِاَنْفُسِهِمْ يَمْهَدُوْنَ جو کفر کرے تو اس پر اس کا وبال و نکال ہے اور جو نیک عمل کرے تو وہ اپنی جان کے لیے عیش کی تیاری کرے گا ۔

اَیْ وَبَالُ كُفْرِهٖ وَهِيَ النَّارُ الْمُؤَبَّدَةُ ۔ یعنی وبال کفر دوامی ابدی آگ ہے ۔

اور نیکوں کا بدلہ يَمْهَدُوْنَ سے ظاہر فرمایا

يَمْهَدُوْنَ مِنْ مَهَدَ فِرَاشَهٗ وَطَّاَهٗ اَیْ يُوَطِّئُوْنَ لِاَنْفُسِهِمْ كَمَا يُوَطِّئُ الرَّجُلُ لِنَفْسِهٖ فِرَاشَهٗ لِئَلَّا يُصِيْبَهٗ فِيْ مَضْجَعِهٖ مَا يُنْبِيْهِ وَيُنَغِّصُ عَلَيْهِ مَرْقَدَهٗ مِنْ نُتُوْءٍ اَوْ قَضَضٍ اَوْ بَعْضِ مَا يُؤْذِي الرَّاقِدَ ۔ يَمْهَدُوْنَ ۔ مَهَدَ سے ہے اور وہ وہ بستر ہے جس پر سونے والا اپنے لیے آرام چاہتا ہے کہ اس کے لیٹنے میں کنکر کانٹا کچھ نہ چبھے ۔ نرم و گداز ہو ۔ تو خلاصہ معنی یہ ہوئے کہ اعمال صالحہ کرنے والا اپنے

لیے آرام حاصل کرے گا۔

اِنَّہٗ لَا یُحِبُّ الْکٰفِرِیْنَ۔ اور بیشک اللہ سرکش منکر کافر کو پسند نہیں کرتا۔

اور اس عدم محبت میں کنایہ ہے بغض کی طرف بعرف عام میں گویا فرمایا گیا کہ اِنَّہٗ لَا یُفْلِحُ عِنْدَہٗ تَعَالٰی اِلَّا الْمُؤْمِنُ الصَّالِحُ۔ اس کے بعد شیون قدرت سے اپنی قدرت مطلقہ کا اظہار فرمایا جاتا ہے۔

وَمِنْ اٰیٰتِہٖٓ اَنْ یُّرْسِلَ الرِّیَاحَ مُبَشِّرٰتٍ وَّلِیُذِیْقَکُمْ مِّنْ رَّحْمَتِہٖ وَلِتَجْرِیَ الْفُلْکُ بِاَمْرِہٖ وَلِتَبْتَغُوْا مِنْ فَضْلِہٖ وَلَعَلَّکُمْ تَشْکُرُوْنَ۔ اور اس کی نشانیوں سے یہ ہے کہ بھیجتا ہے ہوائیں بشارت دیتی اور اس لیے کہ تمہیں اپنی رحمت کا ذائقہ دے اور اس لیے کہ جاری کرے کشتی اپنے حکم سے اور اس لیے کہ تلاش کرو تم اللہ کے فضل سے اور اس لیے کہ تم شکر گذار بنو۔

عربی محاورہ میں ریاح اور ریح دونوں کے خواص جدا جدا ہیں اور ہواؤں کے تمام آٹھ ہیں چنانچہ آلوسی فرماتے ہیں

رِیَاحُ الْجَنُوْبِ وَمَھَبُّھَا مِنْ مَطْلَعِ سُھَیْلٍ اِلٰی الثُّرَیَّا۔ ریاح جنوب اور اس کی حرکت مطلع سہیل سے مطلع ثریا تک ہے۔

وَالصَّبَا وَمَھَبُّھَا مِنْ مَطْلَعِ الثُّرَیَّا اِلٰی بَنَاتِ نَعْشٍ۔ اور صبا اور اس کا تحرک مطلع ثریا سے بنات النعش تک ہے۔

وَالرِّیَاحُ الشِّمَالِ وَمَھَبُّھَا مِنْ بَنَاتِ النَّعْشِ اِلٰی مَسْقَطِ النَّسْرِ الطَّائِرِ فَاِنَّھَا رِیَاحُ الرَّحْمَۃِ اور ریاح شمال اس کی حرکت بنات نعش سے شروع ہے اور نسر پرندکے گرنے کے مقام تک ہے اور یہ تینوں ہوائیں ریاح رحمت ہیں۔

وَاَمَّا الدَّبُوْرُ وَمَھَبُّھَا مِنْ مَسْقَطِ النَّسْرِ الطَّائِرِ اِلٰی مَطْلَعِ سُھَیْلٍ فَرِیْحُ الْعَذَابِ۔ دبور کی حرکت نسر طائر کے گرنے سے مطلع سہیل تک ہے۔ یہ ہوا عذاب والی ہے۔

اور پہلی تین ہوائیں برسنے والے بادل لاکر جمع کرتی ہیں اس لیے انہیں رحمت فرمایا۔

اور ابوعبیدہ کہتے ہیں اَلشِّمَالُ عِنْدَ الْعَرَبِ لِلرَّوْحِ۔ ہوا شمال عرب کے نزدیک تازگی لانے والی ہے وَالْجَنُوْبُ لِلْاَمْطَارِ۔ اور ہوا جنوب بارشوں کے لیے ہے۔

وَالْاَنْدَاءُ وَالصَّبَا لِاِلْقَاحِ الْاَشْجَارِ۔ اور انداء و صبا درختوں کے پھل لاتی ہیں۔

وَالدَّبُوْرُ لِلْبَلَاءِ وَاَھْوَنُہٗ اَنْ تُثِیْرَ غُبَارًا عَاصِفًا یُقْذِیْ الْعُیُوْنَ وَھِیَ اَقَلُّھُنَّ ھُبُوْبًا۔ اور دبور بلا کے لیے ہے اور دبور میں ہلکی بلا یہ ہوتی ہے کہ غبار اڑ کر آنکھوں میں جاتا ہے اور یہ ادنیٰ درجہ اس کی حرکت کا ہے

اور طبرانی اور بیہقی اپنی سنن میں حضرت ابن عباس سے راوی ہیں کہ جب آندھیاں چلتیں تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم دعا فرماتے اَللّٰھُمَّ اجْعَلْھَا رِیَاحًا وَّلَا تَجْعَلْھَا رِیْحًا وَھُوَ مَبْنِیٌّ عَلٰی اَنَّ الرِّیَاحَ لِلرَّحْمَۃِ وَالرِّیْحُ لِلْعَذَابِ۔ الٰہی اس ہوا کو ریاح کر دے اور ریح نہ کر۔ یہ اس بنا پر دعا فرمائی کہ ریاح رحمت کے لیے ہوتی ہے اور ریح عذاب کے لیے۔

صاحب نہایہ کہتے ہیں اَلْعَرَبُ تَقُوْلُ لَا تَلْقَحُ السَّحَابُ اِلَّا مِنْ رِیَاحٍ مُّخْتَلِفَۃٍ فَکَاَنَّہٗ قَالَ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَللّٰھُمَّ اجْعَلْھَا لِقَاحًا لِلسَّحَابِ وَلَا تَجْعَلْھَا عَذَابًا۔ عرب کہتے ہیں ابر نہیں برستا مگر مختلف ہواؤں سے تو گویا حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے اسی محاورہ پر اپنی دعا میں فرمایا الٰہی اس ہوا کو ابر برسانے والی کر اور اسے عذاب نہ کر۔

اور محقق قول یہی ہے کہ ریاح کا اطلاق رحمت پر آتا ہے۔

اور ریح بھی عذاب و رحمت دونوں میں استعمال ہوتی ہے جیسے عذاب کے فصول میں ہے۔ رِیْحُ الْعَقِیْمِ اور رِیْحًا صَرْصَرًا۔ اور ریح بلا عذاب والی ہوا پر بھی بولا گیا قرآن پاک میں فرمایا وَجَرَیْنَ بِھِمْ بِرِیْحٍ طَیِّبَۃٍ اور وَلِسُلَیْمٰنَ الرِّیْحَ غُدُوُّھَا شَھْرٌ وَّرَوَاحُھَا شَھْرٌ۔ آگے ارشاد ہے۔

مُبَشِّرَاتٍ اَیْ بِالْمَطَرِ خوشخبری دینے والی بارش کی۔

وَلِیُذِیْقَکُمْ مِّنْ رَّحْمَتِہٖ۔ یَعْنِی الْمَنَافِعَ التَّابِعَۃَ لَھَا کَتَذْرِیَۃِ الْحُبُوْبِ وَتَخْفِیْفِ الْعُفُوْنَۃِ وَسَقْیِ الْاَشْجَارِ اِلٰی غَیْرِ ذٰلِکَ مِنَ اللُّطْفِ وَالنِّعَمِ۔ اور تا کہ ذائقہ دے تمہیں اپنی رحمت سے یعنی ان منافع سے متمتع کرے جو بارش کے تابع ہیں مثل دانہ کا بالوں میں بھرنا عفونت موسمی کا کم ہوجانا درختوں کا ترو تازہ ہونا وغیرہ وغیرہ لطف و رحمت سے۔

وَلِتَجْرِیَ الْفُلْکُ بِاَمْرِہٖ فِی الْبَحْرِ عِنْدَ ھُبُوْبِھَا بِاَمْرِہٖ عَزَّ وَجَلَّ۔ اور تا کہ چلائے کشتی دریا میں ہوا چلتے وقت حکم الٰہی سے۔

وَلِتَبْتَغُوْا مِنْ فَضْلِہٖ۔ اور تا کہ تلاش کرو تم اللہ کے فضل سے۔

اپنے معاش اس کشتی کے ذریعہ بِتِجَارَۃِ الْبَحْرِ دریائی تجارت کے ذریعہ۔ اور ابتغاء فضل سے مراد تلاش معاش اور تجارت ہی ہے چنانچہ جمعہ کے روز اذان خطبہ کے بعد بیع و شراء کی ممانعت فرماتے ہوئے فَاِذَا قُضِیَتِ الصَّلٰوۃُ فَانْتَشِرُوْا فِی الْاَرْضِ وَابْتَغُوْا مِنْ فَضْلِ اللّٰہِ فرمایا گیا جس کے صاف معنے یہ ہیں کہ جب نماز جمعہ ہو جائے تو زمین میں پھیل جاؤ یہ امر تشفیقی ہے کہ اگر معاش چاہو تو پھیل کر اللہ کا فضل تلاش کرو یعنی معاش تلاش کرو۔ اسی طرح حج کے احکام میں دوسرے پارہ کے اندر ارشاد ہے فَلَا جُنَاحَ

عَلَيْكُمْ اَنْ تَبْتَغُوْا فَضْلًا مِّنْ رَّبِّكُمْ۔ حج میں تم پر کوئی گناہ نہیں اگر تجارت کے ذریعہ معاش حاصل کرو۔
گویا یہ عقیدہ اسلام میں اہل اسلام کا ہرگز نہیں کہ حج کے ایام میں رہبانیت میں رہ کر تلاش معاش بالکل نہ کی جائے بلکہ ارکان حج ادا ہوں اور خالی اوقات میں تجارت وغیرہ بھی کی جائے تو گناہ نہیں۔
وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ۔ اور تاکہ اللہ کی نعمتوں سے متمتع ہو کر اس کا شکر ادا کرو۔

اس کے بعد حضور کے قلب اقدس کی تسکین کے لیے ارشاد ہے۔ کہ اے محبوب آپ سے قبل پہلی قوموں میں انکی ہی برادری سے رسول بھیجے اور وہ معجزات باہرہ لے کر آئے تھے تو لوگوں نے انہیں جھٹلایا پھر ہم نے انہیں عذاب سے ہلاک کر دیا البتہ یہ ہمارے ذمہ حق کرم ہے کہ ہم مومنین کی مدد فرماتے ہیں حیث قال تعالے۔

وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ رُسُلًا اِلٰى قَوْمِهِمْ فَجَآءُوْهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ فَانْتَقَمْنَا مِنَ الَّذِيْنَ اَجْرَمُوْا وَكَانَ حَقًّا عَلَيْنَا نَصْرُ الْمُؤْمِنِيْنَ۔ اور بے شک ہم نے تم سے پہلے رسول بھیجے ان کی قوم کی طرف تو وہ معجزات و دلائل کے ساتھ ان میں تشریف لائے (تو بعض ان میں سے ایمان لائے اور اکثر نے تکذیب کی) تو ہم نے انتقام لیا ان سے جو مجرم تھے اور یہ ہم پر حق کرم تھا ایمان والوں کی مدد کرنا۔
اور یہ انتقام حق و عدل خالص تھا چنانچہ آلوسی بھی فرماتے ہیں وَکَانَ الْاِنْتِقَامُ حَقًّا وَّعَدْلًا لَا ظُلْمًا وَّجَوْرًا

گویا حضور کی تسلی فرمائی گئی کہ اے محبوب اگر یہ ہدایت قبول نہیں کرتے تو آپ اس پر غم نہ فرمائیں آپ سے پہلے رسولوں میں بھی سرکشوں نے تکذیب کی اور وہ ہلاکت کو پہنچے اور مومن محفوظ رہے، پھر اپنی شیون قدرت کے بیان کی طرف استیناف فرمایا گیا۔
اَللّٰهُ الَّذِيْ يُرْسِلُ الرِّيٰحَ فَتُثِيْرُ سَحَابًا فَيَبْسُطُهٗ فِي السَّمَآءِ كَيْفَ يَشَآءُ۔ اللہ وہ ہے جو بھیجتا ہے ہوائیں کہ وہ ابر حرکت میں لاتی ہے تو وہ پھیل جاتے ہیں آسمان میں جیسے وہ چاہے۔
کبھی پھیلے ہوئے کبھی گھٹا کی طرح چھائے ہوئے کبھی ٹھہرے کبھی ادھر سے ادھر جاتے ہوئے۔
وَيَجْعَلُهٗ كِسَفًا۔ اور کرتا ہے اس ابر کو کسف یعنی ٹکڑے ٹکڑے کسفہ قطعہ کو کہتے ہیں۔
فَتَرَى الْوَدْقَ يَخْرُجُ مِنْ خِلٰلِهٖ۔ تو تو دیکھتا ہے ودق یعنی بارش کہ ان میں سے برستی ہے اور ابر کے تخلل سے پانی گرنے لگتا ہے۔

فَاِذَآ اَصَابَ بِهٖ مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖٓ اِذَا هُمْ يَسْتَبْشِرُوْنَ۔ تو جب پہنچتا ہے کسی زمین پر اس ابر سے جیسے چاہے اپنے بندوں سے تو وہ خوشیاں کرتے ہیں۔

وَاِنْ کَانُوْا مِنْ قَبْلِ اَنْ یُّنَزَّلَ عَلَیْهِمْ لَمُبْلِسِیْنَ۔ اگرچہ وہ ہوتے ہیں اس سے قبل اس کے برسنے سے مایوس و بد دل۔

ابلاس کے معنی ایاس کے ہیں اور ایاس نا امیدی کو کہتے ہیں۔ اور یہ حقیقت ہے کہ قلب انسان سرعت کے ساتھ منقلب ہو جاتا ہے ابلاس میں ہوتا ہے تو استبشار کی طرف بدل جاتا ہے یہی وجہ ہے کہ انسان کے دل کو قلب کہا جاتا ہے یَتَقَلَّبُ سَاعَةً بَعْدَ سَاعَةٍ چنانچہ ارشاد ہے۔

فَانْظُرْ اِلٰی اٰثَارِ رَحْمَتِ اللّٰهِ کَیْفَ یُحْیِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا اِنَّ ذٰلِکَ لَمُحْیِ الْمَوْتٰی وَهُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ تو دیکھ اللہ کے آثار رحمت کی طرف کہ کس طرح زندہ فرمایا زمین کو اس کے مرنے کے بعد بیشک ایسے ہی ضرور زندہ کرے گا مرے ہوؤں کو اور وہ سب کچھ کر سکتا ہے۔

گویا ارشاد ہے فَانْظُرْ لِاِحْیَائِهٖ تَعَالَی الْبَدِیْعِ لِلْاَرْضِ بَعْدَ مَوْتِهَا۔ تو دیکھو اللہ تعالے کا زندہ فرمانا زمین کو اس کے مرجانے کے بعد یعنی جبکہ زمین سرسبز و شاداب تھی اسے خشک کر کے بنجر بنا کر اس کی قوت نامیہ کو ضائع فرما کر پھر اسے زندہ کیا اس بدائع صنائع کے ساتھ سمجھ لو کہ اِنَّ ذٰلِکَ لَمُحْیِ الْمَوْتٰی ایسے ہی انسان وحیوان کی قوت نامیہ مٹا کر اسے خاک کر کے پھر زندہ کیا جائے گا وَهُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ۔ اور وہ قادر علی الاطلاق سب کچھ کرنے پر قادر ہے آگے ارشاد ہے۔

وَلَئِنْ اَرْسَلْنَا رِیْحًا فَرَاَوْهُ مُصْفَرًّا۔ اور اگر ہم بھیجیں ریاح کے بدلے ریح یعنی ایسی ہوا جو پانی برسانے کی بجائے سبزیوں کو زرد کر کے سکھا دے۔

گویا مقصود بیان یہ ہے کہ وَبِاللّٰهِ تَعَالٰی لَئِنْ اَرْسَلْنَا رِیْحًا حَارَّةً اَوْ بَارِدَةً فَضَرَبَتْ زَرْعَهُمْ بِالصَّفَارِ فَرَاَوْهُ مُصْفَرًّا بَعْدَ خُضْرَتِهٖ وَنَضَارَتِهٖ لَیَظَلُّنَّ مِنْ بَعْدِهٖ اَیْ مِنْ بَعْدِ الْاِرْسَالِ اَوْ مِنْ بَعْدِ اِصْفِرَارِ زَرْعِهِمْ اَوْ مِنْ بَعْدِ کَوْنِهِمْ رَاجِیْنَ مُسْتَبْشِرِیْنَ یَکْفُرُوْنَ۔

اللہ تعالے میں یہ قدرت ہے کہ اگر وہ ریح حار یا بارد ایسی بھیجدے کہ وہ کھیتیوں کو زرد کر دے جیسے سرد ہوا بھی ایسی ہوتی ہے کہ کاشت کو زرد کر دیتی ہے جیسے کہتے ہیں وا ہا مار گیا اور گرم تو گرم ہوتی ہی ہے تو سرسبز و شاداب کاشت سے خوشیاں منائی جارہی تھیں اور کاشتکار خوش تھا کہ اس سال پیداوار خوب ہوگی کہ وہا مار گیا یا لو لگ گئی اور کھیتیاں زرد پڑ گئیں تو فورًا ناشکری کرنے لگتے ہیں۔ حالانکہ

حَیْثُ کَانَ الْوَاجِبُ عَلَیْهِمْ اَنْ یَّتَوَکَّلُوْا عَلَی اللّٰهِ سُبْحٰنَهٗ فِیْ کُلِّ حَالٍ وَّیَلْجَئُوْا اِلَی اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ بِالْاِسْتِغْفَارِ اِذَا احْتَبَسَ عَنْهُمُ الْمَطَرُ وَلَا یَیْاَسُوْا مِنْ رَّوْحِ اللّٰهِ تَعَالٰی وَیُبَادِرُوْا اِلَی الشُّکْرِ بِالطَّاعَةِ اِذَا اَدْخَاهُمْ جَلَّ وَعَلَا بِرَحْمَتِهٖ وَلَا یُفْرِطُوْنَ بِالْاِسْتِبْشَارِ وَاَنْ یَّصْبِرُوْا عَلٰی بَلَائِهٖ تَعَالٰی اِذَا

اعْتَرَضَ زَرْعَهُمْ آفَةٌ وَلَا يَكْفُرُوا بِنِعَمَائِهِ جَلَّ شَأْنُهُ فَعَكَسُوا الْأَمْرَ وَأَبَوْا مَا يُجْدِيهِمْ وَأَتَوْا بِمَا يُؤْذِيهِمْ وَلَا يَخْفَى مَا فِي الْآيَاتِ مِنَ الدِّلَالَةِ عَلَى تَرْجِيحِ جَانِبِ الرَّحْمَةِ عَلَى جَانِبِ الْعَذَابِ فَلَا تَغْفُلْ۔

حالانکہ مومن پر یہ واجب تھا کہ اللہ پر ہر حال میں بھروسہ کرتا اور امساک باراں یا گرم ہوا یا دھا پڑنے پر اس کے حضور استغفار کرتا اور اس کی رحمت سے مایوس نہ ہوتا اور ہر حال میں شکر کی طرف مبادرت کرتا اور اطاعت کی طرف مائل رہتا اور جب اللہ تعالےٰ کی رحمت آئے تو خوشی منانے میں افراط نہ ہو اور بلا آئے تو صبر لازم ہے جب کھیتی پر کوئی آفت آئے تو اس کی نعمتوں سے ناشکر نہ بنیں۔

لیکن ان مشرکین کا معاملہ برعکس ہے کہ جب فراخی آتی ہے تو اللہ تعالےٰ سے منکر ہوتے ہیں اور جب بلا آتی ہے تو ناشکری کرتے ہیں۔ غرضیکہ آیات کریمہ میں اس امر کو واضح فرمایا گیا کہ فراخی و نعمت میں اللہ تعالےٰ کو بھول کر عیش میں نہ پھولے اور عذاب و بلا میں ناشکری نہ کرے۔ آگے حضور سید عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مزید تسلی فرمانے کے لیے ارشاد ہوا کہ لَا تَحْزَنْ لِعَدَمِ اهْتِدَائِهِمْ بِتَذْكِيرِكَ۔

فَإِنَّكَ لَا تُسْمِعُ الْمَوْتَىٰ۔ کہ اے محبوب ان کے ہدایت نہ قبول کرنے پر آپ غم نہ فرمائیں اس لیے کہ آپ ان مردوں کو اپنی آواز ہدایت نہیں سنا سکتے۔ یہاں موتی سے مراد بے عقل جاہل مشرکین ہیں۔

سیاق مضمون میں اول تسلی فرمائی گئی وَلَقَدْ أَرْسَلْنَا مِن قَبْلِكَ رُسُلًا إِلَىٰ قَوْمِهِمْ فرما کر فَانتَقَمْنَا مِنَ الَّذِينَ أَجْرَمُوا وَكَانَ حَقًّا عَلَيْنَا نَصْرُ الْمُؤْمِنِينَ فرما کر

اور پھر إِنَّكَ لَا تُسْمِعُ الْمَوْتَىٰ وَلَا تُسْمِعُ الصُّمَّ الدُّعَاءَ إِذَا وَلَّوْا مُدْبِرِينَ فرما کر مزید تسلی فرمائی گئی۔ اور اس کے بعد مفہوم کو واضح لائح اور روشن فرمانے کے لیے پھر ارشاد ہوا۔

وَمَا أَنتَ بِهَادِ الْعُمْيِ عَن ضَلَالَتِهِمْ إِن تُسْمِعُ إِلَّا مَن يُؤْمِنُ بِآيَاتِنَا فَهُم مُّسْلِمُونَ

یہاں مناسب معلوم ہوتا ہے کہ سماع موتی پر تفصیل سے بحث کی جائے۔ اس لیے کہ إِنَّكَ لَا تُسْمِعُ الْمَوْتَىٰ سے مخالف اپنی مقصد تائید حاصل کرنے کی سعی بے حاصل کرتا ہے اور قائل سماع موتے اپنا مقصد واضح کرتا ہے۔

علامہ آلوسی نے اس مقصد میں آیہ کریمہ کے ماتحت اول مخالف کے دلائل نقل فرمائے پھر قائل سماع موتے کے دلائل دیے اس کے بعد محاکمہ فرمایا ہے۔

ہم یہاں اول مخالف کے دلائل نقل کر کے پھر سماع موتی پر دلائل نقل کریں گے اس کے بعد محاکمۂ آلوسی پیش کریں گے۔ وَبِاللّٰهِ التَّوْفِيقُ

فَإِنَّكَ لَا تُسْمِعُ الْمَوْتٰى وَلَا تُسْمِعُ الصُّمَّ الدُّعَاءَ إِذَا وَلَّوْا مُدْبِرِيْنَ وَمَا أَنْتَ بِهَادِ الْعُمْيِ عَنْ ضَلَالَتِهِمْ إِنْ تُسْمِعُ إِلَّا مَنْ يُّؤْمِنُ بِاٰيٰتِنَا فَهُمْ مُّسْلِمُوْنَ۔ اور سورہ نمل میں بھی ارشاد ہے جو فاء تعقیب کے بغیر بعینہ یہی آیت ہے۔

إِنَّكَ لَا تُسْمِعُ الْمَوْتٰى وَلَا تُسْمِعُ الصُّمَّ الدُّعَاءَ إِذَا وَلَّوْا مُدْبِرِيْنَ وَمَا أَنْتَ بِهَادِ الْعُمْيِ عَنْ ضَلَالَتِهِمْ إِنْ تُسْمِعُ إِلَّا مَنْ يُّؤْمِنُ بِاٰيٰتِنَا فَهُمْ مُّسْلِمُوْنَ۔

اور ایک جگہ ارشاد ہے وَمَا أَنْتَ بِمُسْمِعٍ مَّنْ فِي الْقُبُوْرِ۔

ترجمہ آیہ کریمہ یہ ہے:۔ بیشک تمہارے سنائے نہیں سنتے مردے اور نہ تمہارے سنائے بہرے پکار سنیں جب پھریں پیٹھ پھیر کر اور تم نہیں اندھوں کو گمراہی سے ہدایت کرنے والے۔ تمہارے سنائے تو وہی سنتے ہیں جو ہماری آیتوں پر ایمان لاتے ہیں اور وہ مسلمان ہیں۔

اور تیسری آیت کا ترجمہ یہ ہے:۔ اور نہیں آپ سنانے والے انہیں جو قبروں میں ہیں۔

علامہ آلوسی فرماتے ہیں کہ یہاں میں وہ نقل کرتا ہوں جو سماع موتی کی بحث میں اجلہ علماء نے فرمایا۔

نُقِلَ عَنِ الْعَلَّامَةِ ابْنِ الْهُمَامِ إِنَّهُ قَالَ أَكْثَرُ مَشَائِخِنَا عَلٰى أَنَّ الْمَيِّتَ لَا يَسْمَعُ۔ اول علامہ ابن الہمام نے جو فرمایا وہ نقل کرتا ہوں کہ ہمارے اکثر مشائخ اسی پر متفق ہیں کہ میت خود نہیں سنتیں۔ اور انکی دلیل إِنَّكَ لَا تُسْمِعُ الْمَوْتٰى اور وَمَا أَنْتَ بِمُسْمِعٍ مَّنْ فِي الْقُبُوْرِ۔ ہے۔

وَلِذَا لَمْ يَقُوْلُوْا بِتَلْقِيْنِ الْقَبْرِ۔ اسی لیے انہوں نے تلقین علی القبر کے لیے نہیں کہا۔

وَقَالُوْا لَوْ حَلَفَ لَا يُكَلِّمُ فُلَانًا فَكَلَّمَهُ مَيِّتًا لَا يَحْنَثُ۔ چنانچہ وہ کہتے ہیں کہ یہ فقہ کا مسئلہ طے ہے کہ اگر کوئی قسم کھائے کہ میں فلاں سے بات نہ کروں گا اور اس کے مرنے کے بعد اس کی میت سے بولا تو حنث یمین لازم نہ آئے گا۔

وَحَكَى السَّفَارِيْنِيُّ فِي الْبُحُوْرِ الزَّاخِرَةِ إِنَّ عَائِشَةَ ذَهَبَتْ إِلٰى نَفْيِ سَمَاعِ الْمَوْتٰى وَوَافَقَهَا طَائِفَةٌ مِّنَ الْعُلَمَاءِ عَلٰى ذٰلِكَ۔ علامہ سفارینی بحور زاخرہ میں روایت کرتے ہیں کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نفی سماع موتی کی طرف گئیں اور ان کے ساتھ علماء کی ایک جماعت نے موافقت کی۔

اور اس قول کو قاضی ابو یعلی اکابر اصحاب حنابلہ نے ترجیح دی چنانچہ جامع کبیر میں ان کا یہ قول موجود ہے اور وہ آیۂ کریمہ إِنَّكَ لَا تُسْمِعُ الْمَوْتٰى سے حجت لیتے ہیں۔

یہ ہیں مختصر سے دلائل عدم سماع موتی پر اب ان اکابر علماء محققین کے دلائل ملاحظہ فرمائیں جو سماع موتی کے حامی ہیں وہو ہذا۔

قَالَ ابْنُ عَبْدِ الْبَرِّ اِنَّ الْاَكْثَرِيْنَ عَلٰی ذٰلِكَ ۔ ابن عبد البر فرماتے ہیں اکثرین محققین سماع موتیٰ کے قائل ہیں ان میں سے ابن جریر اور طبری، اور ابن قتیبہ وغیرہ ہیں۔

وَاحْتَجُّوْا بِمَا فِی الصَّحِیْحَیْنِ عَنْ اَنَسٍ عَنْ اَبِیْ طَلْحَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمَا قَالَ لَمَّا کَانَ یَوْمُ بَدْرٍ وَظَھَرَ عَلَیْھِمْ یَعْنِیْ مُشْرِکِیْ قُرَیْشٍ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَمَرَ بِبِضْعَۃٍ وَّعِشْرِیْنَ رَجُلًا وَفِیْ رِوَایَۃٍ اَرْبَعٍ وَّعِشْرِیْنَ رَجُلًا مِنْ صَنَادِیْدِ قُرَیْشٍ فَاُلْقُوْا فِیْ طُوًی اَیْ بِئْرٍ مِنْ اَطْوَاءِ بَدْرٍ وَاِنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نَادَاھُمْ

یَا اَبَا جَھْلِ بْنَ ھِشَامٍ

یَا اُمَیَّۃُ بْنُ خَلْفٍ

یَا عُتْبَۃُ بْنُ رَبِیْعَۃَ

اَلَیْسَ قَدْ وَجَدْتُّمْ مَّا وَعَدَ رَبُّکُمْ حَقًّا فَاِنِّیْ قَدْ وَجَدْتُّ مَا وَعَدَنِیْ رَبِّیْ حَقًّا ۔

فَقَالَ عُمَرُ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ مَا تُکَلِّمُ مِنْ اَجْسَادٍ لَّا اَرْوَاحَ لَھَا

فَقَالَ وَالَّذِیْ نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِیَدِہٖ مَا اَنْتُمْ بِاَسْمَعَ لِمَا اَقُوْلُ مِنْھُمْ ۔

ابن جریر اور طبری اور ابن قتیبہ بخاری و مسلم کی اس حدیث سے سند لیتے ہیں جو حضرت انس اور حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہما سے مروی ہے فرماتے ہیں جب یوم بدر ہوا اور مشرکین قریش پر مسلمان غالب آئے تو حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے چند اور بیس مقتولین مشرکین کے لیے حکم دیا اور ایک روایت میں ہے۔ کہ چوبیس مشرکین کے مقتولوں کے متعلق حکم دیا کہ انہیں بدر کے کنوئیں میں ڈال دیا جائے چنانچہ وہ ڈال دیے گئے۔ اور حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے ان کے نام لیکر آواز دی۔

اے ابا جہل بن ہشام

اے امیہ بن خلف

اے عتبہ بن ربیعہ

کیا تم نے نہ پالیا وہ جو تمہارے رب نے وعدہ کیا تھا سچ اور پورا ہم نے تو پا لیا جو ہمارے رب نے وعدہ فرمایا تھا حق حق۔

تو حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ عرض کرنے لگے حضور ان جسموں سے کلام فرما رہے ہیں جن میں روح نہیں ہے تو حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قسم ہے اس ذات کی جس کے ید قدرت میں محمد کی جان ہے تم ان سے زیادہ نہیں سنتے جو میں کہہ رہا ہوں۔

زَادَ فِیْ رِوَایَۃٍ لِمُسْلِمٍ عَنْ اَنَسٍ وَلٰکِنَّھُمْ لَا یَقْدِرُوْنَ اَنْ یُّجِیْبُوْا ۔ مسلم کی روایت میں یہ اور زائد ہے لیکن ان میں جواب کی طاقت نہیں۔

وَبِمَا اَخْرَجَہٗ اَبُو الشَّیْخِ مِنْ مُرْسَلِ عُبَیْدِ بْنِ مَرْزُوْقٍ قَالَ کَانَتْ اِمْرَاَۃٌ بِالْمَدِیْنَۃِ تَقُمُّ الْمَسْجِدَ فَمَاتَتْ فَلَمْ یَعْلَمْ بِھَا النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَمَرَّ عَلٰی قَبْرِھَا فَقَالَ عَلَیْہِ السَّلَامُ مَا ھٰذَا الْقَبْرُ فَقَالُوْا اُمُّ مِحْجَنٍ قَالَ الَّتِیْ کَانَتْ تَقُمُّ الْمَسْجِدَ قَالُوْا نَعَمْ فَصَفَّ النَّاسَ فَصَلّٰی عَلَیْھَا فَقَالَ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَیُّ الْعَمَلِ وَجَدْتِّ اَفْضَلَ؟ قَالُوْا یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اَتَسْمَعُ قَالَ مَا اَنْتُمْ بِاَسْمَعَ مِنْھَا فَذَکَرَ عَلَیْہِ السَّلَامُ اَنَّھَا اَجَابَتْہُ قَمُّ الْمَسْجِدِ۔

ایک عورت مدینہ منورہ کی مسجد میں جھاڑو دیتی تھی وہ انتقال کر گئی ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ایک روز اس کی قبر سے حضور گذرے تو قبر دیکھ کر فرمایا یہ کس کی قبر ہے؟ عرض کیا گیا ام محجن کی فرمایا وہ ام محجن جو مسجد کی صفائی کیا کرتی تھی؟ عرض کیا گیا جی ہاں۔ تو حضور نے صحابہ کی صفیں بنائیں اور اس پر نماز پڑھی پھر اسے مخاطب کر کے فرمایا کونسا عمل تم نے افضل پایا؟ صحابہ نے عرض کی حضور کیا ام محجن سنتی ہیں؟ حضور نے فرمایا تم اس سے زیادہ نہیں سن سکتے۔ پھر حضور نے فرمایا اس نے جواب دیا ہے کہ مسجد کو صاف کرنا

اور بیہقی اور حاکم حضرت ابو ہریرہ سے راوی ہیں اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَقَفَ عَلٰی مُصْعَبِ بْنِ عُمَیْرٍ وَعَلٰی اَصْحَابِہٖ حِیْنَ رَجَعَ مِنْ اُحُدٍ فَقَالَ اَشْھَدُ اَنَّکُمْ اَحْیَاءٌ عِنْدَ اللّٰہِ فَزُوْرُوْھُمْ وَسَلِّمُوْا عَلَیْھِمْ فَوَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِہٖ لَا یُسَلِّمُ عَلَیْھِمْ اَحَدٌ اِلَّا رَدُّوْا عَلَیْہِ اِلٰی یَوْمِ الْقِیٰمَۃِ۔

حضور صلے اللہ علیہ وسلم احد سے واپس تشریف لا کر حضرت مصعب بن عمیر اور انکے ساتھیوں کی لاشوں پر تشریف لائے اور فرمایا میں شہادت دیتا ہوں کہ بے شک تم زندہ ہو اللہ کے پاس تو ان پر حاضر ہو کر ان کی زیارت کیا کرو اور ان پر سلام کرو قسم بخدا کوئی انہیں سلام نہیں کرتا مگر وہ اس کو قیامت تک جواب دیتے رہیں گے۔ اس حدیث کی تصحیح حاکم و بیہقی نے کی۔

اور ابن عبد اللہ نے جو حدیث نکالی اس پر عبد الحق نے فرمایا کہ اس کی سند صحیح ہے اور وہ ابن عباس سے مرفوعاً راوی ہیں مَا مِنْ اَحَدٍ یَمُرُّ بِقَبْرِ اَخِیْہِ الْمُؤْمِنِ کَانَ یَعْرِفُہٗ فِی الدُّنْیَا یُسَلِّمُ عَلَیْہِ اِلَّا عَرَفَہٗ وَرَدَّ عَلَیْہِ۔ کوئی تم میں سے نہیں جو اپنے بھائی مومن کے اوپر سے گذرے جسے وہ دنیا میں جانتا تھا اور صاحب قبر کو سلام کہے مگر وہ اسے پہچانتا ہے اور اسے سلام کا جواب دیتا ہے۔

ابن اسحٰق کہتے ہیں کہ عبید اللہ بن ابی جعفر نے فرمایا کہ میت کو لیکر جب چلتے ہیں تو اس کی روح ایک فرشتہ کے ہاتھ میں ہوتی ہے۔ جو ہمراہ چلتا ہے جب میت کو قبر میں رکھدیا جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس روح

کو واپس جسم میں کر دیتا ہے۔ تاکہ فرشتے سوال و جواب کریں۔ سوال و جواب کے بعد فرشتہ کو حکم ہوتا ہے کہ وہ اس کی روح کو جہاں اللہ کا حکم ہے پہنچا دے۔

اور بخاری مسلم میں ہے کہ حضور نے فرمایا اِنَّ الْعَبْدَ اِذَا وُضِعَ فِیْ قَبْرِہٖ وَتَوَلّٰی عَنْہُ اَصْحَابُہٗ اِنَّہٗ لَیَسْمَعُ قَرْعَ نِعَالِہِمْ۔ بندہ کو جب قبر میں دفنا کر واپس ہوتے ہیں تو میت قدموں کی آواز سنتی ہے۔

اس پر اَفَاَنْتَ تُسْمِعُ الصُّمَّ اور بِھٰدِ الْعُمْیِ پیش کی گئی تو علامہ سہیلی نے جواب دیا کہ بالذات کوئی نہیں سنا سکتا اور ہدایت اندھے کو نہیں دے سکتا مگر اِنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی ھُوَالَّذِیْ یُسْمِعُ وَیَھْدِیْ۔ اللہ تعالیٰ میں سب کچھ قدرت ہے وہ سنا بھی سکتا ہے اور راہ بھی دکھا سکتا ہے۔ انتہی مختصراً۔

علامہ آلوسی نے منکرین سماع موتی کے اور اقوال بھی لکھے ہیں ہم نے بخوف طوالت انہیں چھوڑ دیا ہے آخر میں جو محاکمہ فرمایا ہے وہ تمام قضیہ کے فیصلہ کو کافی ہے۔

وَالْحَقُّ اِنَّ الْمَوْتٰی یَسْمَعُوْنَ فِی الْجُمْلَۃِ وَھٰذَا اَعْلٰی اَحَدِ وَجْھَیْنِ۔ صحیح یہی ہے کہ میت مزدہ سنتی ہے اور اس پر دو وجہوں سے ایک وجہ ہے۔

اَوَّلُھُمَا اَنْ یَّخْلُقَ اللّٰہُ عَزَّوَجَلَّ فِیْ بَعْضِ اَجْزَآءِ الْمَیِّتِ قُوَّۃً یَّسْمَعُ بِھَا مَتٰی شَآءَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَنَحْوَہٗ مِمَّا یَشَآءُ اللّٰہُ سُبْحٰنَہٗ سِمَاعَہٗ اِیَّاہُ وَلَا یَمْنَعُ مِنْ ذٰلِکَ کَوْنُہٗ تَحْتَ اَطْبَاقِ الثَّرٰی۔

پہلی وجہ تو یہ ہے کہ اللہ تعالےٰ بعض اجزاء میت کو وہ قوت پیدا فرما سکتا ہے جس کے ذریعہ وہ سن سکے جب اللہ چاہے اور ایسے ہی جو اللہ چاہے تو اسے سماعت دیدے اور اس سے اس کے تحت الثرٰی میں بھی ہونا مانع نہیں۔

وَثَانِیْھُمَا اَنْ یَّکُوْنَ ذٰلِکَ السَّمَاعُ لِلرُّوْحِ بِلَا وَاسِطَۃِ قُوَّۃٍ فِی الْبَدَنِ وَلَا یَمْتَنِعُ اَنْ تَسْمَعَ بَلْ اَنْ تُحِسَّ وَتُدْرِکَ مُطْلَقًا بَعْدَ مُفَارَقَتِھَا الْبَدَنَ بِدُوْنِ وَسَاطَۃِ قُوًی فِیْہِ۔

دوسری صورت یہ ہے کہ یہ سماع روحانی ہو بلا واسطہ قوت بدنیہ کے اور یہ ممتنع نہیں کہ روح مفارقت بدن کے بعد سن لے۔

بامحاورہ ترجمہ چھٹا رکوع سورۂ روم۔ پ ۲۱

اَللّٰہُ الَّذِیْ خَلَقَکُمْ مِّنْ ضُعْفٍ ثُمَّ جَعَلَ مِنْۢ بَعْدِ ضُعْفٍ قُوَّۃً ثُمَّ جَعَلَ مِنْۢ بَعْدِ	اللہ وہ ہے جس نے تمہیں پیدا کیا کمزوری سے پھر تمہیں ناتوانی کے بعد توانائی بخشی پھر توانائی کے بعد

قُوَّةٍ ضُعْفًا وَّشَيْبَةً يَخْلُقُ مَا يَشَآءُ وَهُوَ الْعَلِيْمُ الْقَدِيْرُ ٥

کمزوری دی اور بڑھاپا دیا وہ پیدا کرتا ہے جو چاہے اور وہ جاننے والا قدرت والا ہے۔

وَيَوْمَ تَقُوْمُ السَّاعَةُ يُقْسِمُ الْمُجْرِمُوْنَ ٥ مَا لَبِثُوْا غَيْرَ سَاعَةٍ كَذٰلِكَ كَانُوْا يُؤْفَكُوْنَ ٥

اور جس دن قیامت قائم ہوگی مجرم قسم کھائیں گے۔ کہ نہ رہے تھے مگر ایک ساعت اور ایسے ہی اوندھے جاتے ہیں۔

وَقَالَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ وَالْاِيْمَانَ لَقَدْ لَبِثْتُمْ فِيْ كِتٰبِ اللّٰهِ اِلٰى يَوْمِ الْبَعْثِ فَهٰذَا يَوْمُ الْبَعْثِ وَلٰكِنَّكُمْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ٥

اور بولے وہ جن کو علم اور ایمان ملا بیشک تم رہے اللہ کے لکھے میں اٹھنے کے دن تک تو یہ ہے وہ دن اٹھنے کا لیکن تم نہ جانتے تھے۔

فَيَوْمَئِذٍ لَّا يَنْفَعُ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا مَعْذِرَتُهُمْ وَلَا هُمْ يُسْتَعْتَبُوْنَ ٥

تو اس دن نہ نفع دے گی ظالموں کو معذرت ان کی اور نہ ان سے کوئی خوشامد پسند کرے۔

وَلَقَدْ ضَرَبْنَا لِلنَّاسِ فِيْ هٰذَا الْقُرْاٰنِ مِنْ كُلِّ مَثَلٍ وَلَئِنْ جِئْتَهُمْ بِاٰيَةٍ لَّيَقُوْلَنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا اِنْ اَنْتُمْ اِلَّا مُبْطِلُوْنَ ٥

اور بے شک ہم نے لوگوں کے لیے اس قرآن میں ہر قسم کی مثال بیان کی اور اگر تم ان کے پاس کوئی نشانی لاؤ تو ضرور کافر کہیں گے کہ تم نہیں مگر باطل پرست لوگ۔

كَذٰلِكَ يَطْبَعُ اللّٰهُ عَلٰى قُلُوْبِ الَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ ٥

ایسے ہی مہر کر دیتا ہے اللہ جاہلوں کے دلوں پر

فَاصْبِرْ اِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ وَّلَا يَسْتَخِفَّنَّكَ الَّذِيْنَ لَا يُوْقِنُوْنَ ٥

تو صبر کرو بے شک اللہ کا وعدہ سچا ہے اور تمہیں تیز نہ کر دیں ان کے انکار جو یقین نہیں رکھتے۔

لفظی ترجمہ

اَللّٰهُ ۔ اللہ	اَلَّذِيْ ۔ وہ ہے جس نے	خَلَقَكُمْ ۔ پیدا کیا تم کو	مِّنْ ضُعْفٍ ۔ کمزوری سے
ثُمَّ ۔ پھر	جَعَلَ ۔ بنائی	مِنْ بَعْدِ ۔ بعد	ضُعْفٍ ۔ کمزوری کے
قُوَّةً ۔ قوت	ثُمَّ ۔ پھر	جَعَلَ ۔ بنائی	مِنْ بَعْدِ ۔ بعد
قُوَّةٍ ۔ قوت کے	ضُعْفًا ۔ کمزوری	وَّ ۔ اور	شَيْبَةً ۔ بڑھاپا۔

يَخْلُقُ ۔ پیدا کرتا ہے   مَا ۔ جو   يَشَآءُ ۔ چاہے   وَ ۔ اور

هُوَ ۔ وہ ہے   الْعَلِيْمُ ۔ جاننے والا   الْقَدِيْرُ ۔ قدرت والا   وَ ۔ اور

يَوْمَ ۔ جس دن   تَقُوْمُ ۔ قائم ہوگی   السَّاعَةُ ۔ قیامت   يُقْسِمُ ۔ قسمیں کھائیں گے

الْمُجْرِمُوْنَ ۔ مجرم   مَا ۔ نہیں   لَبِثُوْا ۔ ٹھہرے   غَيْرَ ۔ سوائے

سَاعَةٍ ۔ ایک گھڑی کے   كَذٰلِكَ ۔ اسی طرح   كَانُوْا ۔ تھے   يُؤْفَكُوْنَ ۔ الٹے پھرتے

وَ ۔ اور   قَالَ ۔ بولے   الَّذِيْنَ ۔ وہ جو   اُوْتُوا ۔ دیے گئے

الْعِلْمَ ۔ علم   وَ ۔ اور   الْاِيْمَانَ ۔ ایمان   لَقَدْ ۔ بیشک

لَبِثْتُمْ ۔ ٹھہرے تم   فِيْ ۔ بیچ   كِتٰبِ ۔ تحریر   اللّٰهِ ۔ خداوندی کے

اِلٰى ۔ طرف   يَوْمِ ۔ دن   الْبَعْثِ ۔ قیامت کے   فَهٰذَا ۔ تو یہ ہے

يَوْمُ ۔ دن   الْبَعْثِ ۔ قیامت کا   وَ ۔ اور   لٰكِنَّكُمْ ۔ لیکن تم

كُنْتُمْ ۔ تھے   لَا ۔ نہ   تَعْلَمُوْنَ ۔ جانتے   فَيَوْمَئِذٍ ۔ تو اس دن

لَا ۔ نہ   يَنْفَعُ ۔ فائدہ دیگا   الَّذِيْنَ ۔ ان کو جو   ظَلَمُوْا ۔ ظالم ہیں

مَعْذِرَتُهُمْ ۔ ان کا عذر   وَ ۔ اور   لَا ۔ نہ   هُمْ ۔ انکو

يُسْتَعْتَبُوْنَ ۔ خوشامد کرنے کی اجازت ہوگی   وَ ۔ اور   لَقَدْ ۔ بیشک

ضَرَبْنَا ۔ بیان کیں   لِلنَّاسِ ۔ لوگوں کے لیے   فِيْ ۔ بیچ   هٰذَا ۔ اس

الْقُرْاٰنِ ۔ قرآن کے   مِنْ كُلِّ ۔ ہر طرح کی   مَثَلٍ ۔ مثالیں   وَ ۔ اور

لَئِنْ ۔ اگر   جِئْتَهُمْ ۔ لائے تو انکے پاس   بِاٰيَةٍ ۔ کوئی نشانی   لَيَقُوْلَنَّ ۔ تو ضرور کہیں گے

الَّذِيْنَ ۔ وہ جو   كَفَرُوْا ۔ کافر ہیں   اِنْ ۔ نہیں   اَنْتُمْ ۔ تم

اِلَّا ۔ مگر   مُبْطِلُوْنَ ۔ باطل پرست   كَذٰلِكَ ۔ اسی طرح   يَطْبَعُ ۔ مہر کرتا ہے

اللّٰهُ ۔ اللہ   عَلٰى ۔ اوپر   قُلُوْبِ ۔ دلوں   الَّذِيْنَ ۔ ان کے جو

لَا ۔ نہیں   يَعْلَمُوْنَ ۔ جانتے   فَاصْبِرْ ۔ تو صبر کر   اِنَّ ۔ بیشک

وَعْدَ ۔ وعدہ   اللّٰهِ ۔ اللہ   حَقٌّ ۔ سچا ہے   وَ ۔ اور

لَا ۔ نہ   يَسْتَخِفَّنَّكَ ۔ ہلکا کردیں تجھ کو   الَّذِيْنَ ۔ وہ جو

لَا ۔ نہیں   يُوْقِنُوْنَ ۔ یقین کرتے ۔

خلاصہ تفسیر چھٹا رکوع سورۂ روم پ ۲۱

اَللّٰهُ الَّذِیْ خَلَقَكُمْ مِّنْ ضُعْفٍ ۔ اللہ وہ ہے جس نے تمہیں کمزور پیدا کیا۔

یعنی اول جنین کی صورت میں بنایا کہ کیڑے کی طرح کلبلاتا رینگتا تھا۔

ثُمَّ جَعَلَ مِنْۢ بَعْدِ ضُعْفٍ قُوَّةً ۔ پھر کمزور جنین کو ناتوانی سے توانا کیا۔

یعنی پھر رحم مادر سے باہر آ کر شیر خوار رہا۔

ثُمَّ جَعَلَ مِنْۢ بَعْدِ قُوَّةٍ ضُعْفًا وَّشَیْبَةً ۔ پھر کیا قوت کے بعد کمزور اور بڑھاپا دیا۔

یعنی پھر جوان کر کے قوی بنا کر ضعیف کیا یعنی بوڑھا کیا۔ یہ تین کیفیتیں رحم مادر سے بڑھاپے تک انسان پر آتی ہیں ان کی تفصیل بیان کر کے اپنی قدرت کاملہ کا اظہار فرمایا۔

یَخْلُقُ اللّٰهُ مَا یَشَآءُ وَهُوَ الْعَلِیْمُ الْقَدِیْرُ ۔ پیدا کرتا ہے اللہ جو چاہے اور وہ علم و قدرت والا ہے۔

اس کے بعد کفار و مشرکین کا آخرت میں مکرنا اور دنیا کے قیام سے انکار کرنا ظاہر فرمایا کہ وہ آخرت کو دیکھ کر دنیا اور قبر کی مدت کا انکار کریں گے اور کہیں گے قسمیں کھائیں گے

وَیَوْمَ تَقُوْمُ السَّاعَةُ یُقْسِمُ الْمُجْرِمُوْنَ ۔ جس دن قیامت قائم ہو تو مجرم قسمیں کھائیں۔

مَا لَبِثُوْا غَیْرَ سَاعَةٍ ۔ اور کہیں نہ رہے تھے مگر ایک ساعت کے لیے۔

آخرت کی شان دیکھ کر انہیں دنیا اور قبر کا قیام ایک ساعت کے برابر معلوم ہوگا اور وہ اسے ایک گھڑی سے تعبیر کریں گے۔

كَذٰلِكَ كَانُوْا یُؤْفَكُوْنَ ۔ وہ ایسے ہی تھے غلط باتیں بنانے والے۔

یعنی دنیا میں جیسے غلط اور باطل باتوں پر جمے ہوئے تھے اور حق سے انحراف کرتے تھے کہیں بعث بعد الموت کے منکر ہوتے ایسے ہی اب قبر یا دنیا میں رہنے کے انکار پر قسم کھاتے ہیں اور اس طویل قیام کو ایک گھڑی کا قیام کر رہے ہیں۔ ان کی ایسی جھوٹی قسم پر اللہ تعالے انہیں اہل محشر میں رسوا فرمائے گا اور ان پر ثابت ہو جائے گا کہ بھری محفل میں یہ کس طرح دروغ حلفی کر رہے ہیں چنانچہ اس وقت

وَقَالَ الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ وَالْاِیْمَانَ لَقَدْ لَبِثْتُمْ فِیْ كِتٰبِ اللّٰهِ اِلٰی یَوْمِ الْبَعْثِ فَهٰذَا یَوْمُ الْبَعْثِ وَلٰكِنَّكُمْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ۔ اور کہیں وہ جنہیں علم و ایمان ملا کہ (تم جھوٹ بول رہے ہو) بیشک تم رہے اللہ کی لکھی ہوئی مدت دنیا و قبر میں بعثت کے دن تک (جس کا تم انکار کرتے تھے) تو یہ یوم بعث و حشر ہے لیکن تم جہالت میں تھے۔

یعنی تمہاری دنیا کی عمر قبر کے اندر رہنے کی مدت اللہ تعالٰی نے لوح محفوظ میں لکھ دی تھی اس کے مطابق تم قبروں میں رہے اور دنیا میں جئے اور وہ دن جسے یوم بعث کہا جاتا تھا اور تم اسے جھٹلاتے اور کہتے تھے۔ ءَ اِذَا مِتْنَا وَكُنَّا تُرَابًا ذٰلِكَ رَجْعٌ بَعِيْدٌ (جب ہم مر کر مٹی ہو جائیں گے اس کے بعد لوٹنا عقلاً بعید ہے) تو یہ دن بعث کا ہے مگر وہ جہالت سے نہیں جانتے آگے ارشاد ہے

فَيَوْمَئِذٍ لَّا يَنْفَعُ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا مَعْذِرَتُهُمْ وَلَا هُمْ يُسْتَعْتَبُوْنَ۔ تو اس دن نفع نہ دے گی ظالموں کو ان کی معذرت اور نہ ان کی طرف سے توبہ منظور۔

اِسْتِعْتَاب :- اِزَالَۃُ الْعَتَبِ كَالْعَطَاءِ وَالْاِسْتِعْطَاءِ عتاب پر بخشش مانگنے کی تحریک بھی انہیں کوئی نہ کرے

وَلَقَدْ ضَرَبْنَا لِلنَّاسِ فِیْ هٰذَا الْقُرْاٰنِ مِنْ كُلِّ مَثَلٍ وَلَئِنْ جِئْتَهُمْ بِاٰيَةٍ لَّيَقُوْلَنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا اِنْ اَنْتُمْ اِلَّا مُبْطِلُوْنَ۔ اور بے شک ہم نے دیں اس قرآن میں ہر قسم کی مثالیں اور اگر تم ان کے پاس کوئی نشان لاؤ تو ضرور کافر کہیں گے تم تو نرے باطل پر ہو۔

ہر قسم کی مثالیں اس لیے دی گئیں تاکہ انہیں تنبیہ ہو مگر وہ اپنی سیاہ باطنی اور قساوت قلبی سے کسی نصیحت سے فائدہ نہیں اٹھاتے بلکہ ہدایت کرنے والے کو باطل پر بتاتے ہیں۔

كَذٰلِكَ يَطْبَعُ اللّٰهُ عَلٰى قُلُوْبِ الَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ۔ ایسے ہی مہر کر دی ہے اللہ نے جاہلوں کے دلوں پر لہذا فَاصْبِرْ اِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ وَّلَا يَسْتَخِفَّنَّكَ الَّذِيْنَ لَا يُوْقِنُوْنَ۔ تو صبر کرو (منکروں کی ایذا و عداوت پر بیشک اللہ کا وعدہ سچا ہے اور نہ برانگیختہ کرے (انکار ان کا آپ کو) ان پر جو ایمان نہیں لاتے۔

یعنی یہ لوگ جنہیں آخرت کا یقین نہیں ہے اور بعث و حساب کے منکر ہیں ان کی شدتیں اور ان کے انکار و نالائق حرکات آپ کو طیش میں نہ لے آئے۔ ایسا نہ ہو کہ آپ ان کے حق میں عذاب کی دعا فرمانے میں عجلت فرمائیں اور اس سے وہ ہلاک ہو جائیں۔

مختصر تفسیر اردو چھٹا رکوع سورۃ روم۔ پ ۲۱

اَللّٰهُ الَّذِیْ خَلَقَكُمْ مِّنْ ضُعْفٍ۔ اللہ وہ ہے جس نے پیدا کیا تمہیں ضعف سے۔

یہ مبتدا و خبر ہے اس کے معنی یہ ہوئے کہ تمہاری ابتدا و ضعف سے ہے اور کمزوری اور ضعف کو انسان کی اساس قرار دیا گیا ہے جیسا کہ قرآن کریم میں ہے وَخُلِقَ الْاِنْسَانُ ضَعِيْفًا۔

مِنْ ضُعْفٍ میں مِن ابتدائیہ ہے اور ضُعف سے ضعیف شے مراد ہے اور وہ نطفہ ہے جیسے قرآن کریم نے

ماء مہین فرمایا پھر تدریجی ترقی کا ذکر فرمایا۔

ثُمَّ جَعَلَ مِنْ بَعْدِ ضُعْفٍ قُوَّةً - پھر اس قادر مطلق نے حالت ضعف سے قوت کی طرف بڑھایا۔

اس بیان میں بلوغ سے حلم تک اور تعلق روح بالابدان کو واضح فرمایا اس کے بعد ترقی سے تنزل کی حالت کا بیان فرمایا چنانچہ ارشاد فرمایا۔

ثُمَّ جَعَلَ مِنْ بَعْدِ قُوَّةٍ ضُعْفًا وَّشَيْبَةً - پھر کیا قوت کے بعد جوان کر کے انحطاط میں حتیٰ کہ شباب کے بعد شیب طاری کیا جیسے بڑھاپا کہتے ہیں۔

گویا انسان ابتداءً کمزور تھا اور پھر اس کی انتہا کو بھی کمزور فرمایا:

لفظ ضُعف . بفتح ضاد اور بضم ضاد مستعمل ہے۔ اس پر ارباب لغت کہتے ہیں اِنَّ الضُّعْفَ بِالضَّمِّ مَا كَانَ فِي الْبَدَنِ - ضاد کے پیش کے ساتھ ضعف اس کمزوری کے لیے مستعمل ہے جس کا تعلق بدن سے ہو۔ اور ضَعف بفتح ضاد اس کمزوری کے معنی میں مستعمل ہے جس کا تعلق عقل سے ہو اور اسکی دونوں قراءت ہیں لغت قریش میں بضم ضاد پڑھتے ہیں اور عاصم بھی بضم پڑھتے ہیں اور ابی عبدالرحمن اور جحدری بھی ایسے ہی پڑھتے ہیں اور ضحاک پہلے ضعف کو ضمہ سے اور باقی ضعف کو فتح سے پڑھتے ہیں۔ آگے ارشاد ہے

يَخْلُقُ مَا يَشَاءُ وَهُوَ الْعَلِيْمُ الْقَدِيْرُ - وہ پیدا فرماتا ہے جیسے چاہے وہ علم و قدرت والا ہے۔

اسکی مشیت و قدرت میں کسی کو دخل دینے کی مجال ہی نہیں اس کے بعد کیفیت قیامت کا اظہار شروع ہے وَيَوْمَ تَقُوْمُ السَّاعَةُ يُقْسِمُ الْمُجْرِمُوْنَ مَا لَبِثُوْا غَيْرَ سَاعَةٍ كَذٰلِكَ كَانُوْا يُؤْفَكُوْنَ۔ اور جب قیام قیامت ہو تو مجرمین مشرکین قسم کھائیں کہ ہم دنیا اور قبر میں ایک گھڑی سے زیادہ نہیں رہے۔ ایسے ہی سچ بولنے سے منحرف ہو کر جھوٹ بکیں گے۔

عربی میں ساعت زمان قلیل کے بھی ایک کو کہتے ہیں یا اچانک کسی امر کے ظاہر ہونے کو۔

وَرَوٰى غَيْرُ وَاحِدٍ عَنْ قَتَادَةَ اَنَّهُمْ يَعْنُوْنَ مَا لَبِثُوْا فِي الدُّنْيَا غَيْرَ سَاعَةٍ وہ دنیا کے قیام کو مراد لے کر کہیں گے کہ ہم ایک گھڑی سے زیادہ نہ رہے اور بَعْثَة مَا بَيْنَ النَّفْخَتَيْنِ کو کہتے ہیں۔ چنانچہ حدیث صحیح میں حضرت ابوہریرہ سے مروی ہے کہ حضور نے فرمایا مَا بَيْنَ النَّفْخَتَيْنِ اَرْبَعُوْنَ۔ نفخہ اولے اور ثانیہ کے مابین چالیس کی مدت ہے قِيْلَ اَرْبَعُوْنَ يَوْمًا يَا اَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ اَبَيْتُ قِيْلَ اَرْبَعُوْنَ شَهْرًا قَالَ اَبَيْتُ قِيْلَ اَرْبَعُوْنَ سَنَةً قَالَ اَبَيْتُ - آپ سے پوچھا گیا چالیس دن یا چالیس ماہ یا چالیس سال۔ چالیس سے کیا مراد ہے؟ آپ نے اَبَيْتُ فرمادیا وَعَنٰى بِقَوْلِهٖ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَبَيْتُ اَىْ اُمْتُنِعْتُ میں منع کیا گیا ہوں مِنْ بَيَانِ ذٰلِكَ لَكُمْ - اس امر کی وضاحت سے کرنے کے لیے۔

یا اس کے معنی یہ ہیں کہ ہیں حضور سے اسکی تصریح معلوم کرنے میں رہ گیا۔
اسی لیے کہا گیا ہے کہ لَا یُعْلَمُ اَهِیَ اَرْبَعُوْنَ سَنَۃً اَمْ اَرْبَعُوْنَ اَلْفَ سَنَۃٍ کوئی نہیں جانتا کہ
مابین النفختین چالیس سال ہیں یا چالیس ہزار سال۔
وَجُوِّزَ اَنْ یَّکُوْنُوْا عَدُّوْا مُدَّۃَ لِقَائِہِمْ فِی الدُّنْیَا سَاعَۃً لِعَدَمِ اِنْتِفَاعِہِمْ بِہَا وَالْکَثِیْرُ بِلَا نَفْعٍ
قَلِیْلٌ کَمَا اَنَّ الْقَلِیْلَ مَعَ النَّفْعِ کَثِیْرٌ۔ اور یہ بھی جائز رکھا ہے کہ مشرکین نے ساعۃ کہہ کر دنیا کے قیام کی مدت
مراد لی ہو اس لیے کہ اس قیام دنیا میں وہ نفع اخروی حاصل نہ کر سکے اور کثیر بلا نفع قلیل ہے جیسے قلیل نفع
کے ساتھ کثیر ہوتا ہے تو مَا لَبِثُوْا غَیْرَ سَاعَۃٍ تاسف و تحسر میں وہ کہیں گے کہ ایام حیات دنیا ضائع گئے۔
کَذٰلِکَ کَانُوْا یُؤْفَکُوْنَ۔ ایسے ہی جھوٹ یہ دنیا میں گھڑتے تھے۔
اس پر منجانب اللہ ارباب حشر کے مجمع میں انہیں رسوا کیا جائے گا اور ان کے آگے کہا جائے گا کہ
مفتریان کذاب یہ بک رہے ہیں کہ ہم گھڑی بھر ہی دنیا میں رہے تھے تو اس پر اہل علم و ایمان ان کے اس
قول کا رد کریں بحیث قال۔
وَقَالَ الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ وَالْاِیْمَانَ لَقَدْ لَبِثْتُمْ فِیْ کِتَابِ اللّٰہِ اِلٰی یَوْمِ الْبَعْثِ فَہٰذَا یَوْمُ
الْبَعْثِ وَلٰکِنَّکُمْ کُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ۔ اور کہیں وہ جنہیں ایمان و علم دیا گیا دنیا میں ان مشرکوں سے کہ بیشک
تم رہے دنیا میں علم اللہ اور لوح محفوظ میں لکھی ہوئی مدت تک (اور تم بعث و نشر کے وہاں منکر تھے) تو آج
دیکھ لو فَہٰذَا یَوْمُ الْبَعْثِ کہ یہ دن ہے بعث و نشر کا۔ وَلٰکِنَّکُمْ کُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ۔ لیکن تم اپنی جہالت کے
اندر رہ کر ان سے سچ نہیں جانتے تھے۔
فَیَوْمَئِذٍ لَّا یَنْفَعُ الَّذِیْنَ ظَلَمُوْا مَعْذِرَتُہُمْ۔ تو یہ دن وہ ہے کہ ظالموں کو ان کی معذرت نفع
نہ دے گی (یعنی وہ عذر جہالت اگر کریں تو وہ بھی ان کے لیے سود مند نہیں ہو سکتا)
وَلَا ہُمْ یُسْتَعْتَبُوْنَ۔ اور ان سے عتاب الٰہی کا دفع بھی نہ چاہا جائے گا۔ آلوسی فرماتے ہیں۔
اَیْ لَا یُقَالُ لَہُمْ اَرْضُوْا رَبَّکُمْ بِالتَّوْبَۃِ وَالطَّاعَۃِ کَمَا کَانَ یُقَالُ لَہُمْ ذٰلِکَ فِی الدُّنْیَا۔ یعنے
ان سے جیسے دنیا میں کہا جاتا تھا کہ اپنے رب کو توبہ و طاعت سے خوش کر لو آج وہ بھی موقعہ نہیں۔ اور
استعتاب۔ طلب عتبی ہے جو ازالۂ عتاب کو چاہ کر عطا و بخشش چاہنے کے معنی دیتا ہے۔
وَلَقَدْ ضَرَبْنَا لِلنَّاسِ فِیْ ہٰذَا الْقُرْاٰنِ مِنْ کُلِّ مَثَلٍ۔ اور بے شک دیں ہم نے لوگوں کو اس قرآن
میں بہت سی مثالیں ہر قسم کی۔
وَلَئِنْ جِئْتَہُمْ بِاٰیَۃٍ لَّیَقُوْلَنَّ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا اِنْ اَنْتُمْ اِلَّا مُبْطِلُوْنَ۔ اور اگر آپ لائیں ان پر کوئی

معجزہ یا نشان تو اسے قبول کرنے کی بجائے یہی کہیں گے تم تو کچھ نہیں مگر باطل پر ہو اس لیے کہ
كَذٰلِكَ يَطْبَعُ اللّٰهُ عَلٰى قُلُوْبِ الَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ ۔ ان کے دلوں پر اللہ نے ایسے ہی مہر کر دی ہے جہالت کی۔

اَیْ لَا یَطْلُبُوْنَ الْعِلْمَ وَلَا یَتَحَرَّوْنَ الْحَقَّ بَلْ یُصِرُّوْنَ عَلٰی خُرَافَاتٍ اِعْتِقَادِهَا۔ یعنی وہ اپنی جہالت ہیں رہ کر علم نہیں چاہتے اور حق نہیں ڈھونڈتے بلکہ مصر ہیں اپنی انہیں خرافات پر جن کے ساتھ یہ عقیدہ کر چکے ہیں۔ اس کے بعد حضور کو تسلی فرمائی جاتی ہے۔ چنانچہ ارشاد ہے۔

فَاصْبِرْ اِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ ۔ اے محبوب صبر فرمائیں بیشک اللہ کا وعدہ سچا ہے۔
اور وہ وعدہ نصرت کا اور غلبہ دین کا اور اعلاء کلمۃ الحق کا اور اس کا انجام لازم ہے کہ انہیں ان کی بداعمالیوں اور بدکرداریوں کی سزا دی جائے۔

وَلَا يَسْتَخِفَّنَّكَ الَّذِيْنَ لَا يُوْقِنُوْنَ ۔ اور نہ آپ کو ان کی سرکشی آمادہ کر دے ان کے لیے عذاب کی دعا پر کہ جب یہ یقین نہیں لاتے۔

سُوْرَةُ لُقْمَانُ

مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ اَرْبَعٌ وَّثَلَاثُوْنَ اٰيَةً وَّاَرْبَعُ رُكُوْعَاتٍ ۔ اس میں چونتیس آئتیں اور چار رکوع اور پانچ سو اڑتالیس کلمے اور دو ہزار ایک سو دس حرف ہیں۔
ایک روایت ہے کہ اس سورۃ مبارکہ میں دو آئتیں مدنی ہیں وَلَوْ اَنَّ مَا فِی الْاَرْضِ مِنْ شَجَرَةٍ اَقْلَامٌ سے دو

بامحاورہ ترجمہ پہلا رکوع۔ سورۃ لقمان۔ پ ٢١

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

الٓمّٓ ۚ تِلْكَ اٰيٰتُ الْكِتٰبِ الْحَكِيْمِ ۙ
الم۔ یہ حکمت والی کتاب کی آئتیں ہیں۔

هُدًى وَّرَحْمَةً لِّلْمُحْسِنِيْنَ ۙ
ہدایت اور رحمت ہیں نیکوں کے لیے۔

الَّذِيْنَ يُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَيُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ
وہ جو نماز قائم رکھیں اور زکوٰۃ دیں اور آخرت پر

وَهُمْ بِالْاٰخِرَةِ هُمْ يُوْقِنُوْنَ ۝	یقین لائیں۔
اُولٰٓئِكَ عَلٰى هُدًى مِّنْ رَّبِّهِمْ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۝	یہی اپنے رب کی ہدایت پر ہیں اور انہی کا کام بنا ہوا ہے
وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّشْتَرِيْ لَهْوَ الْحَدِيْثِ لِيُضِلَّ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ بِغَيْرِ عِلْمٍ ۖ وَّيَتَّخِذَهَا هُزُوًا ۚ اُولٰٓئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ ۝	اور کچھ وہ ہیں کہ خریدتے ہیں کھیل کی بات کہ اللہ کی راہ سے بہکا دیں بغیر جانے بوجھے اور اسے ہنسی بنالیں یہ ہیں جن کے لیے ذلت کا عذاب ہے۔
وَاِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِ اٰيٰتُنَا وَلّٰى مُسْتَكْبِرًا كَاَنْ لَّمْ يَسْمَعْهَا كَاَنَّ فِيْٓ اُذُنَيْهِ وَقْرًا ۚ فَبَشِّرْهُ بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ ۝	اور جب اس پر ہماری آیتیں پڑھی جائیں تو تکبر کرتا ہوا پھرے جیسے اس نے وہ سنی ہی نہیں جیسے اس کے کان بند ہیں تو اسے دردناک عذاب کا مژدہ دو۔
اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَهُمْ جَنّٰتُ النَّعِيْمِ ۝	بے شک جو ایمان لائے اور اچھے کام کیے ان کے لیے باغ نعمتوں والے ہیں۔
خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ۭ وَعْدَ اللّٰهِ حَقًّا ۭ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۝	کہ ہمیشہ رہیں اس میں اللہ کا وعدہ سچا ہے اور وہی عزت و حکمت والا ہے۔
خَلَقَ السَّمٰوٰتِ بِغَيْرِ عَمَدٍ تَرَوْنَهَا وَاَلْقٰى فِي الْاَرْضِ رَوَاسِيَ اَنْ تَمِيْدَ بِكُمْ وَبَثَّ فِيْهَا مِنْ كُلِّ دَاۗبَّةٍ ۭ وَاَنْزَلْنَا مِنَ السَّمَاۗءِ مَاۗءً فَاَنْۢبَتْنَا فِيْهَا مِنْ كُلِّ زَوْجٍ كَرِيْمٍ ۝	اسی نے آسمان بنائے بے ستونوں کے کہ تم دیکھ رہے ہو اور ڈالے زمین میں لنگر کہ تمہیں لے کر نہ کانپے اور پھیلائے اس نے زمین میں ہر قسم کے چوپائے اور اتارا ہم نے آسمان سے پانی تو اگائے ہم نے اس میں ہر قسم کے جوڑے۔
هٰذَا خَلْقُ اللّٰهِ فَاَرُوْنِيْ مَاذَا خَلَقَ الَّذِيْنَ مِنْ دُوْنِهٖ ۭ بَلِ الظّٰلِمُوْنَ فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ۝	یہ تو اللہ کا بنایا ہوا ہے تو وہ بھی مجھے دکھاؤ کہ کیا پیدا کیا انہوں نے جو اس کے سوا ہیں بلکہ ظالم کھلی ہوئی گمراہی میں ہیں۔

لفظی ترجمہ

الٓمّٓ — تِلْكَ۔ یہ — اٰيٰتُ۔ آیتیں ہیں — الْكِتٰبِ۔ کتاب

الْحَكِيْمِ۔ حکمت والی کی — هُدًى۔ ہدایت — وَّ۔ اور — رَحْمَةً۔ رحمت

لِلْمُحْسِنِیْنَ ۔ نیکوں کے لیے		الَّذِیْنَ ۔ وہ جو	یُقِیْمُوْنَ ۔ قائم کریں
الصَّلٰوۃَ ۔ نماز	وَ ۔ اور	یُؤْتُوْنَ ۔ دیں	الزَّکٰوۃَ ۔ زکوٰۃ
وَ ۔ اور	ھُمْ ۔ وہ	بِالْاٰخِرَۃِ ۔ آخرت پر	ھُمْ ۔ وہ
یُوْقِنُوْنَ ۔ یقین رکھیں	اُولٰٓئِکَ ۔ یہی لوگ	عَلٰی ۔ اوپر	ھُدًی ۔ ہدایت کے ہیں
مِّنْ رَّبِّھِمْ ۔ اپنے رب سے	وَ ۔ اور	اُولٰٓئِکَ ۔ یہی	ھُمُ ۔ وہ ہیں
الْمُفْلِحُوْنَ ۔ کامیاب	وَ ۔ اور	مِنَ النَّاسِ ۔ بعض لوگوں سے	
مَنْ ۔ ایسے ہیں جو	یَّشْتَرِیْ ۔ خریدتے ہیں	لَھْوَ ۔ کھیل کی	الْحَدِیْثِ ۔ بات
لِیُضِلَّ ۔ تاکہ گمراہ کرے	عَنْ سَبِیْلِ ۔ راہ	اللّٰہِ ۔ خدا سے	بِغَیْرِ ۔ بغیر
عِلْمٍ ۔ علم کے	وَّ ۔ اور	یَتَّخِذَ ۔ پکڑتا ہے	ھَا ۔ اس کو
ھُزُوًا ۔ ٹھٹھا	اُولٰٓئِکَ ۔ یہ ہیں	لَھُمْ ۔ کہ انکے لیے ہے	عَذَابٌ ۔ عذاب
مُّھِیْنٌ ۔ ذلیل کرنے والا	وَ ۔ اور	اِذَا ۔ جب	تُتْلٰی ۔ پڑھی جاتی ہیں
عَلَیْہِ ۔ اس پر	اٰیٰتُنَا ۔ ہماری آیتیں	وَلّٰی ۔ پھرتا ہے	مُسْتَکْبِرًا ۔ تکبر کرتا
کَاَنْ ۔ گویا کہ	لَّمْ ۔ نہیں	یَسْمَعْھَا ۔ سنا اسکو	کَاَنَّ ۔ گویا کہ
فِیْ ۔ بیچ	اُذُنَیْہِ ۔ اسکے کانوں کے	وَقْرًا ۔ بوجھ ہے	فَبَشِّرْہُ ۔ تو خوشخبری دو اسکو
بِعَذَابٍ ۔ عذاب	اَلِیْمٍ ۔ دردناک کی	اِنَّ ۔ بیشک	الَّذِیْنَ ۔ وہ جو
اٰمَنُوْا ۔ ایمان لائے	وَ ۔ اور	عَمِلُوا ۔ عمل کیے	الصّٰلِحٰتِ ۔ نیک
لَھُمْ ۔ انکے لیے	جَنّٰتُ ۔ باغ ہیں	النَّعِیْمِ ۔ نعمتوں کے	خٰلِدِیْنَ ۔ ہمیشہ رہیں
فِیْھَا ۔ اس ہیں	وَعْدَ ۔ وعدہ	اللّٰہِ ۔ اللہ کا	حَقًّا ۔ سچا ہے
وَ ۔ اور	ھُوَ ۔ وہ	الْعَزِیْزُ ۔ غالب ہے	الْحَکِیْمُ ۔ حکمت والا
خَلَقَ ۔ پیدا کیا اس نے	السَّمٰوٰتِ ۔ آسمانوں کو	بِغَیْرِ ۔ بغیر	عَمَدٍ ۔ ستونوں کے
تَرَوْنَھَا ۔ کہ دیکھتے ہو تم اسکو	وَ ۔ اور	اَلْقٰی ۔ ڈالے	فِی ۔ بیچ
الْاَرْضِ ۔ زمین کے	رَوَاسِیَ ۔ لنگر	اَنْ ۔ یہ کہ	تَمِیْدَ ۔ نہ حرکت کرے
بِکُمْ ۔ تمہارے ساتھ	وَ ۔ اور	بَثَّ ۔ پھیلائے	فِیْھَا ۔ اس ہیں
مِنْ کُلِّ ۔ ہر طرح کے	دَآبَّۃٍ ۔ چارپائے	وَ ۔ اور	اَنْزَلْنَا ۔ اتارا ہم نے
مِنَ السَّمَآءِ ۔ آسمان سے	مَآءً ۔ پانی	فَاَنْۢبَتْنَا ۔ تو اگائے ہم نے	فِیْھَا ۔ اس ہیں

مِنْ کُلِّ ۔ ہر طرح کے	زَوْجٍ ۔ جوڑے	کَرِیْمٍ ۔ بارونق	ھٰذَا ۔ یہ ہے
خَلْقُ ۔ پیدائش	اللّٰہِ ۔ اللہ کی	فَاَرُوْنِیْ ۔ تو دکھاؤ مجھے	مَاذَا ۔ کیا
خَلَقَ ۔ پیدا کیا ہے	الَّذِیْنَ ۔ انہوں نے	مِنْ دُوْنِہٖ ۔ جو اسکے سوا ہیں	بَلِ ۔ بلکہ
الظّٰلِمُوْنَ ۔ ظالم	فِیْ ۔ بیچ	ضَلٰلٍ ۔ گمراہی	مُّبِیْنٍ ۔ کھلی کے ہیں

خلاصہ تفسیر پہلا رکوع ۔ سورۃ لقمان ۔ پ ۲۱

الٓمّٓ ۚ تِلْکَ اٰیٰتُ الْکِتٰبِ الْحَکِیْمِ ۔ ھُدًی وَّرَحْمَۃً لِّلْمُحْسِنِیْنَ الَّذِیْنَ یُقِیْمُوْنَ الصَّلٰوۃَ وَ یُؤْتُوْنَ الزَّکٰوۃَ وَھُمْ بِالْاٰخِرَۃِ ھُمْ یُوْقِنُوْنَ ۝ اُولٰٓئِکَ عَلٰی ھُدًی مِّنْ رَّبِّھِمْ وَاُولٰٓئِکَ ھُمُ الْمُفْلِحُوْنَ

الٓمّٓ ۔ یہ حروف مقطعات سے ہے جس کی تصریح بیان ہو چکی ہے اور چونکہ اس کے معنی تاویلی منقولات کے تتبع میں کیے جا سکتے ہیں لہٰذا یہ تیسرا الٓمّٓ ہے ۔ یہاں تیسرے پہلو سے یہ معنی اشارات میں علامہ آلوسی نے یہ کیے ہیں ۔ الف سے مراد آلاءِ الٰہی اور لام سے مراد لطف جل شانہ اور میم سے مراد مجد عز و جل ہے ۔

تو گویا فرمایا گیا جو اس کتاب حکیم پر عمل کرے گا ۔ نماز قائم رکھے گا ۔ زکوٰۃ دے گا اس پر آلاءِ الٰہی اور لطف جلت پناہی اور مجد سبحانہ و تعالےٰ حاصل ہے پھر ارشاد ہے ۔

تِلْکَ اٰیٰتُ الْکِتٰبِ الْحَکِیْمِ ۔ یہ حکمت والی کتاب کی آئتیں ہیں جو
ھُدًی وَّرَحْمَۃً لِّلْمُحْسِنِیْنَ ۔ ہدایت و رحمت ہیں نیکوں کے لیے ۔
وہ نیک جو نماز قائم رکھیں اور زکوٰۃ دیں اور آخرت پر یقین لائیں ۔
اُولٰٓئِکَ عَلٰی ھُدًی مِّنْ رَّبِّھِمْ وَاُولٰٓئِکَ ھُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۔ یہ وہ ہیں جو اپنے رب کی ہدایت پر ہیں اور یہی لوگ کامیاب ہیں ۔

اس کے بعد مشرکین کی لغویت ما بی کا تذکرہ اور قصے کہانی سے دلچسپی رکھنے کا حال شروع فرمایا گیا ۔

شان نزول : ۔ سورۃ مبارکہ سے معلوم ہوتا ہے کہ نضر بن حارث کلدہ تجارت کے سلسلہ میں دوسرے ملکوں کی طرف جاتا تھا اسے اس سفر میں عجمیوں کی کتابیں مل گئیں یہ انہیں خرید لایا اور ان کا مطالعہ کر کے قریش کو قصے کہانیاں سناتا اور کہتا کہ رب کائنات اور محمد صلے اللہ علیہ وسلم تمہیں عاد و ثمود کے واقعات سناتے ہیں اور میں تمہیں رستم و اسفندیار اور شاہان فارس کی کہانیاں سناتا ہوں اسکی لغویت میں کچھ لوگ آ گئے اور ان کہانیوں کے سننے میں مشغول ہو گئے اور قرآن کریم سننے سے رہ گئے اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی ۔

وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّشْتَرِىْ لَهْوَ الْحَدِيْثِ لِيُضِلَّ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ بِغَيْرِ عِلْمٍ وَّيَتَّخِذَهَا هُزُوًا اُولٰٓئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ وَاِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِ اٰيٰتُنَا وَلّٰى مُسْتَكْبِرًا كَاَنْ لَّمْ يَسْمَعْهَا كَاَنَّ فِىْۤ اُذُنَيْهِ وَقْرًا فَبَشِّرْهُ بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ۔ اور کچھ لوگ ایسے ہیں کہ خریدتے ہیں کھیل کی باتیں کہ گمراہ کریں اللہ کی راہ سے بے سمجھے بوجھے اور اسے ہنسی بنالیں یہ وہ ہیں جن کے لیے ذلت کا عذاب ہے اور جب پڑھی جائیں اس پر ہماری آیتیں تو تکبر کرتا ہوا پھر جائے جیسے اس نے انہیں سنا ہی نہیں گویا اس کے دونوں کان بند ہیں تو اسے دردناک عذاب کی بشارت دو۔

یہ تمام توبیخی آیتیں نضر بن حارث اور اس کے اتباع کے حق میں ہیں یعنی یہ خود بھی دین سے جاہل اور اپنی جہالت سے دوسروں کو بھی اسلام میں داخل ہونے اور قرآن کریم سننے سے روکتا اور آیات الٰہی کے ساتھ تمسخر کرتا ہے تاکہ اور لوگ بھی التفات نہ کریں۔

وقر عربی میں بہرے پن کو کہتے ہیں یعنی اگرچہ سنتا ہے مگر آیات الٰہی کے سننے سے بہرا ہے تو ایسے خبیث کو عذاب کی بشارت دیجئے۔

آگے بموجب اسلوب بیان قرآن پاک مومنین کا مقام ظاہر فرمایا گیا اس لیے کہ قرآن پاک میں عام طور پر یہی طریقہ بیان ہے کہ اگر اول جہنمیوں کا ذکر لایا گیا ہے تو اس کے بعد جنتیوں کا تذکرہ ضرور فرمایا گیا اور اگر اول اہل جنت کا ذکر لایا گیا تو اس کے بعد اہل جہنم کا بیان فرمایا گیا چنانچہ اب اہل جنت کو بشارت ہے حیث قال

اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَهُمْ جَنّٰتُ النَّعِيْمِ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا وَعْدَ اللّٰهِ حَقًّا وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ۔ بے شک وہ جو ایمان لائے اور اچھے کام کیے ان کے لیے نعمتوں والے باغیچے ہیں ہمیشہ ان میں رہیں گے اللہ کا وعدہ حق ہے اور وہی عزت و حکمت والا ہے۔

اس آیۂ کریمہ میں اس طرف اشارہ فرمایا گیا کہ دنیا کی ہر نعمت میں زوال ہے اور ہر آسائش میں دوام نہیں لیکن اخروی نعمت میں خوف زوال و نکال نہیں جو نعمت جتنی بھی جیسے ملے گی وہ دوامی ہوگی۔ دنیا کی صحت و عافیت جوانی و فراخی وسعت رزق و دولت سب عارضی ہیں برائے چندے ہیں اور آخرت میں جنت کے پھل پھول اور تمام نعمتیں فصل و موسم کے ساتھ نہیں ہوں گی بلکہ ہمیشہ ہوں گی جب جنتی جس نعمت کی خواہش کرے گا اسے بلا تاخیر و تعویق حاصل ہوگی۔ اب اپنی قدرت مطلقہ کا مظاہرہ تخلیق سما سے فرمایا گیا چنانچہ ارشاد ہے۔

خَلَقَ السَّمٰوٰتِ بِغَيْرِ عَمَدٍ تَرَوْنَهَا وَاَلْقٰى فِى الْاَرْضِ رَوَاسِىَ اَنْ تَمِيْدَ بِكُمْ وَبَثَّ فِيْهَا مِنْ كُلِّ دَآبَّةٍ وَّاَنْزَلْنَا مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَنْۢبَتْنَا فِيْهَا مِنْ كُلِّ زَوْجٍ كَرِيْمٍ اللہ تعالٰی نے

آسمان بنائے بغیر ایسے ستون کے جو تمہیں نظر آئیں (یعنی اس کے نیچے کوئی ستون نہیں تمہاری نظر خود اس کی شاہد ہے) اور زمین میں لنگر ڈالے (بلند پہاڑوں کے) (رَوَاسِی جمع ہے راسیہ کی اور راسیہ لنگر کو کہتے ہیں جن سے سمندر میں جہاز قائم رہتے ہیں) کہ تمہیں لے کر نہ کانپے (اس لیے کہ اگر زمین ڈانواں ڈول ہو تو جو اس پر ہوں وہ بھی ہچکولے کھائیں گے اس لیے بلند پہاڑوں کے لنگر قائم فرما دیے گئے کہ وہ قائم رہے) اور اس زمین پر ہر طرح کے جانور پھیلا دیے (تاکہ ان سے دودھ، دہی، گھی حاصل کرو ان میں سے حلال جانوروں کے گوشت کھاؤ۔ سواری کرو۔ سامان لے جاؤ) اور ہم نے اپنے فضل سے آسمان سے پانی اتارا تو اس سے زمین میں ہر نفیس جوڑا اگایا (عمدہ عمدہ قسم کے نباتات پیدا کیے جو تم دیکھ رہے ہو) تو یہ اللہ کا بنایا ہوا ہے (تو اے مشرکو منکرو) مجھے دکھاؤ جو اس کے سوا اوروں نے بنایا (یعنی وہ بت جنہیں تم پوج رہے ہو اور مستحق عبادت قرار دیتے ہو ان کی بھی کوئی تخلیق دکھاؤ) بلکہ ظالم کھلی گمراہی میں ہیں۔

مختصر تفسیر اردو پہلا رکوع۔ سورۃ لقمان۔ پ ۲۱

الٓمّٓ۔ تِلْكَ اٰيٰتُ الْكِتٰبِ الْحَكِيْمِ هُدًى وَّرَحْمَةً لِّلْمُحْسِنِيْنَ الَّذِيْنَ يُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَيُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَهُمْ بِالْاٰخِرَةِ هُمْ يُوْقِنُوْنَ۔

الف۔ لام۔ میم۔ کی تصریح و تاویل خلاصہ تفسیر میں بیان ہو چکی۔

یہ آیتیں ہیں حکمت والی کتاب کی جو ہدایت اور رحمت ہے نیک لوگوں کے لیے وہ جو نماز ادا کرتے اور زکوۃ دیتے اور آخرت پر یقین رکھتے ہیں۔

ربط سورہ روم و لقمان

چونکہ آخر سورۃ روم میں وَلَقَدْ ضَرَبْنَا لِلنَّاسِ فِيْ هٰذَا الْقُرْاٰنِ مِنْ كُلِّ مَثَلٍ فرما کر اعجاز و جامعیت قرآن پاک کی طرف اشارہ تھا۔ اس کے بعد قوم کی سرکشی بیان فرما کر سورۃ ختم فرما دی تھی۔

اس سورۃ مبارکہ میں شروع سورۃ میں مقطعات کے ساتھ ابتدا فرما کر دعوی حقانیت قرآن کو مؤکد فرمایا گویا ارشاد ہوا۔

الٓمّٓ۔ اَنَا اللّٰهُ اور لٓ سے جبریل مراد لے کر فرمایا اُرْسِلَ بِوَسَاطَتِ جِبْرِيْلَ هٰذَا الْقُرْاٰنُ۔ مٓ سے مُحَمَّدٌ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کے نام کا اول لے کر فرمایا اِلٰى مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ گویا فرمایا۔ یہ کتاب اللہ تعالے نے جبریل کے واسطہ سے اپنے حبیب محمد صلے اللہ علیہ وسلم کی طرف نازل فرمائی

پھر اس کی صفت کی تصریح فرمائی۔

تِلْکَ اٰیٰتُ الْکِتٰبِ الْحَکِیْمِ۔ یہ آیات کتاب حکمت والی کی ہیں۔ (پھر اس کتاب کے مقاد ظاہر فرمائے گئے)

هُدًی وَّرَحْمَةً لِّلْمُحْسِنِیْنَ۔ یہ ہدایت اور رحمت ہے نیکوں کے لیے (پھر نیکوں کی تین صفات بیان فرمائی گئیں)

اَلَّذِیْنَ یُقِیْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَیُؤْتُوْنَ الزَّکٰوةَ۔ بے شک وہ ہیں جو نماز قائم رکھتے اور زکوۃ دیتے ہیں

وَهُمْ بِالْاٰخِرَةِ هُمْ یُوْقِنُوْنَ۔ اور وہ آخرت پر یقین رکھتے ہیں۔

گویا یہ فرمایا کہ مومن وہ ہے جو حکمت عملی کے ماتحت عبادت بدنی اور مالی نماز و زکوۃ کے ساتھ کرے اور حکمت نظری بِالْاٰخِرَةِ هُمْ یُوْقِنُوْنَ کے ساتھ پوری ہو جاتی ہے اس لیے کہ دار آخرت پر ایمان رکھتا ہے وہ اللہ تعالے کی تمام صفات پر ایمان رکھتا ہے جو دار آخرت میں سزا و جزا دینے والا ہے اور اسی طرح ملائکہ اور انبیاء اور کتب منزلہ پر بھی اس کا ایمان صحیح ہوگا جو دار آخرت کے لیے سعادت حاصل کرنے کے ہادی اور شقاوت سے مانع ہیں۔

اور چونکہ ایمان اور عمل صالح دونوں کا ہونا مومن و محسن میں ضروری ہے تو دار آخرت پر بھی مومن کا ایمان لازمی ہے اس لیے کہ نماز زکوۃ۔ اعمال صالحہ توشۂ آخرت ہیں تو جو آخرت کو نہ مانے اسے توشۂ آخرت کی کیا ضرورت ہے۔

پھر متقی اور محسن کی شان بھی واضح فرمادی چنانچہ پہلے پارہ کے پہلے رکوع میں هُدًی لِّلْمُتَّقِیْنَ فرماکر اَلَّذِیْنَ یُؤْمِنُوْنَ بِالْغَیْبِ وَیُقِیْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ یُنْفِقُوْنَ وَالَّذِیْنَ یُؤْمِنُوْنَ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَیْکَ وَمَآ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِکَ وَبِالْاٰخِرَةِ هُمْ یُوْقِنُوْنَ۔ فرمایا:

یعنی متقی کو یہ ہدایت فرماتا ہے اور وہ کون ہیں۔

۱:۔ غائبانہ اللہ تعالے پر ایمان لانے والے۔

۲:۔ نماز قائم رکھنے والے۔

۳:۔ اور ظاہر ہے کہ نماز بغیر حضور کی اتباع کے صحیح نہیں تو تیسری شرط حضور پر ایمان لانا بھی ہوئی۔

۴:۔ اللہ کے دیے سے خرچ کرنا۔

۵:۔ بِمَآ اُنْزِلَ عَلٰی مُحَمَّدٍ پر ایمان رکھنا

۶:۔ بِمَآ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِہٖ پر ایمان رکھنا۔

۷:- آخرت پر یقین رکھنا۔

۸:- پھر حضور پر اور بِمَآ اُنْزِلَ پر ایمان لانے کے ساتھ وَلٰکِنْ رَّسُوْلَ اللّٰہِ وَخَاتَمَ النَّبِیّٖنَ پر بھی ایمان ضروری ہوا تو یہ آٹھویں شرط ہو گئی۔

پھر یہ امر بھی سمجھ لینا ضروری ہے کہ تقوی سے احسان کا مرتبہ بالا ہے چنانچہ حدیث جبریل میں حضور سے روح الامین علیہ السلام نے اول اسلام کی تعریف پوچھی پھر ایمان کی تعریف پر سوال کیا پھر تیسری بار احسان کے متعلق استفسار کیا۔

جس کے جواب میں حضور نے فرمایا اَنْ تَعْبُدَ اللّٰہَ کَاَنَّکَ تَرَاہُ فَاِنْ لَّمْ تَکُنْ تَرَاہُ فَاِنَّہٗ یَرَاکَ احسان یہ ہے کہ اللہ کی عبادت یہ سمجھ کر کی جائے کہ گویا تم اسے دیکھ رہے ہو اور اگر یہ نہ ہو تو کم از کم یہ سمجھ لو کہ وہ مجھے دیکھ رہا ہے۔ جب وہ محسنین میں شمار ہوگا۔ تو اس کے بعد بشارت یہ ہے۔

اُولٰٓئِکَ عَلٰی ھُدًی مِّنْ رَّبِّھِمْ وَاُولٰٓئِکَ ھُمُ الْمُفْلِحُوْنَ۔ یہ لوگ اللہ تعالی کی ہدایت پر قائم ہیں اور پھر مؤکد فرمایا کہ یہی لوگ فلاح یافتہ کامیاب ہیں

اس کے بعد ان لوگوں کا تذکرہ فرمایا جاتا ہے جن کے عناد و اصرار علی الشرک کا ذکر سورہ روم میں وَلَئِنْ جِئْتَھُمْ بِاٰیَۃٍ لَّیَقُوْلَنَّ الَّذِیْنَ کَفَرُوْٓا میں فرمایا یہاں شروع سورت میں یہی ارشاد کیا گیا۔

وَمِنَ النَّاسِ مَنْ یَّشْتَرِیْ لَھْوَ الْحَدِیْثِ لِیُضِلَّ عَنْ سَبِیْلِ اللّٰہِ ۔ اور بعض لوگوں میں وہ ہیں جو لہو و لعب کی باتیں خریدتے ہیں تاکہ اللہ کی راہ سے بہکائیں۔

لہو الحدیث کی تفسیر بیضاوی شریف میں یہ ہے کہ مَا یُلْھِیْ وَلَا یَعْنِیْ کَالْاَحَادِیْثِ الَّتِیْ لَا اَصْلَ لَھَا وَالْاَسَاطِیْرِ الَّتِیْ لَا اِعْتِبَارَ فِیْھَا وَالْمَضَاحِکُ وَفُضُوْلُ الْکَلَامِ۔ لہو الحدیث لایعنی اور بے فائدہ کلام کو کہتے ہیں جس کی کوئی اصل نہ ہو اور وہ قصے کہانیاں جن میں کچھ عبرت نہ ہو اور ہنسانے والے لطیفے اور فضول گفتگو کو کہتے ہیں۔

حضرت سید المفسرین ابن عباس رضی اللہ عنہما اور ابن مسعود نے قسم کھا کر فرمایا کہ لہو الحدیث سے مراد راگ ہے (مدارک)

علامہ قرطبی فرماتے ہیں لہو الحدیث کی بہترین تفسیر راگ رنگ ہے۔ اور یہی صحابہ و تابعین کا قول ہے امام احمد و بخاری رحمہما اللہ نے الادب المفرد میں حضرت عبد اللہ بن مسعود سے روایت کیا کہ اس سے مراد غنا یعنی راگ ہے۔

علامہ طبری کہتے ہیں کہ اس سے مراد راگ ہے اور علماء و امصار راگ کے ممنوع و مکروہ ہونے

پر سب متفق ہیں۔ البتہ ابراہیم بن مسعود اور عبداللہ عنبری طبل جنگ، اور عید میں شادیوں میں دف کے ساتھ اعلان کو جائز کہتے ہیں۔

باقی شہوت انگیز مضامین کا گانا اسکی حرمت میں وہ بھی متفق ہیں۔ مگر ان اشعار کے مجوز ہیں جن میں دنیا سے نفرت اور اللہ تعالےٰ کی محبت ہو ان کے کہنے اور سننے کے مجوز ہیں خواہ وہ بہ الحان دلربا پڑھے جائیں یا بغیر الحان کے۔

عوارف المعارف اور احیاء العلوم وغیرہ میں اس کی اباحت پر تصریح ہے کہ یہ اہل اللہ کے لیے خصوصیت سے جائز ہے لیکن وہ اہل اللہ جن پر غلبہ حال ہو اور شوق وصال جمیل حقیقی غالب ہے ایسے لوگوں کے لیے مکان و زمان اور اہل مجلس کے اہل ہونے کی بھی قید ہے۔

برخلاف موجودہ صوفیاء کی مجالس سماع جن میں عوام کالانعام کا اجتماع ہوتا ہے اور ستار و سارنگی اور طبلہ سب ہی کچھ ہوتا ہے اس کے ممنوع ہونے میں کسی اہل علم نے انکار نہیں کیا (تفسیر احمدی)

شان نزول

ابن جریر ابن عباس رضی اللہ عنہ سے راوی ہیں کہ یہ آیت ایک قریشی کے متعلق نازل ہوئی۔ جو گانے والی لونڈیاں خرید کر لاتا اور انہیں گانے پر رکھتا۔

ایک روایت میں ابن عباس رضی اللہ عنہ سے یہ بھی ہے کہ یہ آیت نضر بن حارث کے حق میں نازل ہوئی یہ مغنیات خرید کر لاتا اور اس کے ذریعہ ان لوگوں کو گمراہ کرتا جو اسلام کی طرف مائل ہوتے تھے۔ انہیں شراب پلاتا گانا سنواتا اور کہتا بتاؤ یہ بہتر ہے یا وہ جس کی طرف تمہیں محمد صلی اللہ علیہ وسلم بلاتے ہیں انکی تعلیم میں نماز پڑھنا روزہ رکھنا اور جہاد کرنا ہے اور یہاں عیش ہی عیش ہے۔

بعض روایتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ نضر بن حارث بغرض تجارت سفر میں گیا تو وہاں سے عجمیوں کے قصوں کی کتابیں خرید لایا جس میں اسفندیار اور رستم کے قصے تھے اور لوگوں کو وہ سنا کر کہتا کہ محمد صلے اللہ علیہ وسلم عاد و ثمود کے قصوں کے سوا اور کیا سناتے ہیں۔

اور میں تمہیں رستم و اسفندیار کے حالات بتاتا ہوں۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی (مدارک) چنانچہ ارشاد ہے کہ یہ جاہل جو لہو الحدیث کے ساتھ تمہیں گمراہ کر کے اپنی جہالت کے ماتحت ایسی بے اصل باتیں کرتے ہیں اور آیات الٰہی کے ساتھ تمسخر کرتے ہیں۔

لِيُضِلَّ عَنْ سَبِيلِ اللّٰهِ بِغَيْرِ عِلْمٍ ۖ وَّيَتَّخِذَهَا هُزُوًا ۚ أُولٰٓئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ مُّهِينٌ۔ تاکہ اللہ کی راہ سے گمراہ کریں اور اپنی جہالت سے اس کا مذاق اڑاتے ہیں ان کے لیے ذلت کا عذاب ہے۔

علامہ آلوسی نے لہو الحدیث پر ایک مبسوط تقریر کی ہے حسب موقع ہم اسے پیش کرتے ہیں جس سے روایات سیر اور احادیث غناء وغیرہ کی تصریح ملتی ہے اور وہ لوگ جو شادی بیاہ میں گانے بجانے کے مجوز ہیں ان کے وضع کا تنقیہ کرتی ہے۔ وہو ہذا

وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّشْتَرِيْ لَهْوَ الْحَدِيْثِ ۔ كَاَنَّهٗ قِيْلَ مِنَ النَّاسِ هَادٍ وَّمَهْدِيٌّ وَمِنْهُمْ ضَالٌّ مُضِلٌّ يَّهْوَ الْحَدِيْثِ گویا ارشاد ہے کہ لوگوں میں سے ہدایت یافتہ ہیں اور انہیں میں ضال ومضل ہیں تو جو ضال ومضل ہیں وہ خریدتے ہیں لغو باتیں۔

اور لہو الحدیث پر فرماتے ہیں عَلٰی مَارُوِیَ عَنِ الْحَسَنِ كُلُّ مَا يَشْغَلُكَ عَنْ عِبَادَةِ اللّٰهِ تَعَالٰى بروایت حسن تعریف لہو الحدیث یہ ہے کہ ہر وہ بات جو اللہ کی عبادت سے غافل کرے وہی لہو الحدیث ہے وَذِكْرُهٗ مِنَ السَّمَرِ وَالْاَضَاحِيْكِ وَالْخُرَافَاتِ وَالْغِنَاءِ وَنَحْوِهَا۔ ایک قول یہ بھی ہے کہ لہو الحدیث رات میں افسانہ گوئی کرنا۔ مذاق کرنا۔ خرافات بکنا۔ گانا بجانا اور مثل اس کے ایسے لغو افعال میں پڑنا یہ سب لہو الحدیث ہے۔

اور لہو کی اضافت حدیث کی طرف اس لیے ہے کہ ہر منکربات دنیا والوں کی گفتگو اس میں شامل ہے جیسا کہ حدیث شریف میں ہے اَلْحَدِيْثُ فِي الْمَسْجِدِ يَاْكُلُ الْحَسَنَاتِ كَمَا تَاْكُلُ الْبَهِيْمَةُ الْحَشِيْشَ مسجد میں دنیا کی باتیں نیکیوں کو ایسے کھا جاتی ہیں جیسے جانور چارہ چرجاتا ہے۔

اسی بنا پر مِنَ النَّاسِ میں جو مِنْ ہے اسے بعض نے بیانیہ کہا ہے اور بعض نے تبعیضیہ بتایا ہے۔

وَعَنِ الضَّحَّاكِ اِنَّ لَهْوَ الْحَدِيْثِ الشِّرْكُ وَقِيْلَ السِّحْرُ ۔ ضحاک لہو الحدیث شرک کو کہتے ہیں اور ایک قول ہے کہ اس سے مراد سحر جادو ٹونا ٹوٹکا ہے۔

اور ابن ابی شیبہ اور ابن ابی الدنیا اور ابن جریر اور ابن منذر اور حاکم اور بیہقی شعب الایمان میں ابو الصہباء سے راوی ہیں قَالَ سَاَلْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ مَسْعُوْدٍ عَنْ قَوْلِهٖ تَعَالٰى وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّشْتَرِيْ لَهْوَ الْحَدِيْثِ قَالَ هُوَ وَاللّٰهِ الْغِنَاءُ ۔ فَتَكَرَّرَتْهٗ ۔ فرماتے ہیں میں نے عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے اس آیت کریمہ وَمِنَ النَّاسِ کے متعلق سوال کیا تو فرمایا خدا کی قسم لہو الحدیث غناء ہے اور یہی تفسیر بہت سے مفسرین نے کی۔

وَمَا اَخْرَجَهُ الْبُخَارِيُّ فِي الْاَدَبِ الْمُفْرَدِ وَابْنُ اَبِي الدُّنْيَا وَابْنُ جَرِيْرٍ وَابْنُ اَبِيْ حَاتِمٍ وَابْنُ مَرْدَوَيْهِ وَالْبَيْهَقِيُّ فِيْ سُنَنِهٖ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّهٗ قَالَ لَهْوُ الْحَدِيْثِ هُوَ الْغِنَاءُ وَاَشْبَاهُهٗ ۔ لہو الحدیث وہ غناء ہے اور اس جیسی چیزیں۔

وَاَخْرَجَ اِبْنُ عَسَاکِر عَنْ مَکْحُوْلٍ فِیْ قَوْلِہٖ تَعَالٰی مَنْ یَّشْتَرِیْ لَہْوَ الْحَدِیْثِ قَالَ الْجَوَارِیْ الضَّارِبَاتُ۔ لہو الحدیث خریدنے والی لونڈیا گانے بجانے والی ہیں۔

اور آدم ابن جریر اور بیہقی اپنی سنن میں مجاہد سے راوی ہیں اِنَّہٗ قَالَ فِیْہِ ہُوَاشْتِرَاؤُہٗ الْمُغَنِّیْ وَالْمُغَنِّیَۃِ وَالْاِسْتِمَاعُ اِلَیْہِ وَاِلٰی مِثْلِہٖ مِنَ الْبَاطِلِ۔ گانے والی لونڈیاں خریدنا اور ان سے گانا سننا اور مثل اس کے ایسے ہی باطل افعال مراد ہیں۔

اور ایک روایت میں بیہقی نے اپنی سنن میں ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے اس آیت کریمہ کا شان نزول یوں بیان فرمایا ھُوَ رَجُلٌ یَّشْتَرِیْ جَارِیَۃً تُغَنِّیْہِ لَیْلًا اَوْ نَہَارًا۔ وہ ایک آدمی تھا جس نے ایک لونڈی خریدی جو دن رات اسے گانا سناتی تھی۔

وَاشْتَہَرَ اَنَّ الْاٰیَۃَ نَزَلَتْ فِی النَّضْرِ بْنِ الْحَارِثِ۔ اور مشہور یہ ہے کہ یہ آیت نضر بن حارث کے متعلق نازل ہوئی۔

اور بروایت جریر ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یوں ہے کہ اِنَّہٗ اِشْتَرٰی قَیْنَۃً فَکَانَ لَا یَسْمَعُ بِاَحَدٍ یُرِیْدُ الْاِسْلَامَ اِلَّا انْطَلَقَ بِہٖ اِلٰی قَیْنَتِہٖ فَیَقُوْلُ اَطْعِمِیْہِ وَاَسْقِیْہِ وَغَنِّیْہِ وَیَقُوْلُ ھٰذَا خَیْرٌ مِّمَّا یَدْعُوْکَ اِلَیْہِ مُحَمَّدٌ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مِنَ الصَّلٰوۃِ وَالصِّیَامِ وَاَنْ یُّقَاتِلَ بَیْنَ یَدَیْہِ فَنَزَلَتْ۔

نضر بن حارث نے ایک لونڈی خریدی تو جب وہ سنتا کہ فلاں مسلمان ہوا چاہتا ہے تو اس لونڈی کو اس کے پاس بھیجتا اور کہہ دیتا کہ اسے خوب کھلا پلا اور گانا گا کر اسے فریفتہ کر دے پھر خود جا کر کہتا کہ یہ بہتر ہے یا وہ جو محمد صلے اللہ علیہ وسلم نماز۔ روزہ اور جہاد وغیرہ پیش کرتے ہیں جس میں محنت و فکر کے سوا اور کچھ نہیں۔

اور اس کے اسباب نزول واحدی، کلبی اور مقاتل سے یہ نقل فرماتے ہیں اِنَّہٗ کَانَ یَخْرُجُ تَاجِرًا اِلٰی فَارِسَ فَیَشْتَرِیْ اَخْبَارَ الْاَعَاجِمِ وَفِیْ بَعْضِ الرِّوَایَاتِ کُتُبَ الْاَعَاجِمِ فَیَرْوِیْہَا وَیُحَدِّثُ بِہَا قُرَیْشًا وَّیَقُوْلُ لَہُمْ اِنَّ مُحَمَّدًا عَلَیْہِ السَّلَامُ یُحَدِّثُکُمْ بِحَدِیْثِ عَادٍ وَّثَمُوْدَ وَاَنَا اُحَدِّثُکُمْ بِحَدِیْثِ رُسْتَمَ وَاِسْفَنْدِیَارَ وَاَخْبَارِ الْاَکَاسِرَۃِ فَیَسْتَمِعُوْنَ حَدِیْثَہٗ وَیَتْرُکُوْنَ اِسْتِمَاعَ الْقُرْاٰنِ فَنَزَلَتْ۔

نضر بن حارث تجارت کے لیے فارس کو گیا تو اخبار اعاجم وہاں سے خرید لایا اور بعض روایات میں ہے کہ عجمیوں کی تاریخ کی کتابیں لے آیا اور اس سے قریش کو سناتا اور ان سے کہتا محمد صلے اللہ علیہ وسلم تمہیں

عاد و ثمود کا قصہ سناتے ہیں اور رستم و اسفندیار کا حال اور اکاسرہ فارس کے حالات سناتا ہوں۔ تو یہ چیٹ پٹے اور نمکین افسانے سن کر قریش نے قرآن کریم سننا ترک کر دیا تو یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔

وَقِيلَ اِنَّمَا نَزَلَتْ فِي ابْنِ خَطَلٍ اِشْتَرٰى جَارِيَةً تُغَنِّيْ بِالسَّبَابِ۔ ایک قول ہے کہ یہ آیت کریمہ ابن خطل کے حق میں نازل ہوئی اس نے ایک لونڈی خریدی تھی جو گالیاں گایا کرتی تھی۔

اور یہ ناقابل انکار حقیقت ہے کہ نزول آیت کریمہ اس قسم کے گانے بجانے والیوں کے حق میں ہی ہے اس لیے کہ عورتوں کے حق میں زُيِّنَ لِلنَّاسِ حُبُّ الشَّهَوَاتِ مِنَ النِّسَاءِ بھی فرمایا گیا ہے۔

بحر میں ہے اِنْ اُرِيْدَ بِلَهْوِ الْحَدِيْثِ مَا يَقَعُ عَلَيْهِ الشِّرَاءُ كَالْجَوَارِي الْمُغَنِّيَاتِ وَكُتُبِ الْاَعَاجِمِ فَالْاِشْتِرَاءُ حَقِيْقِيَّةٌ۔ لہو حدیث میں جو شراء واقع ہوا وہ گانے والی لونڈیاں ہیں یا افسانوں کے مجموعہ ہیں تو اشتراء حقیقی لہو حدیث کا صحیح ہے۔

اَيْ مَنْ يَّشْتَرِيْ لَهْوَ الْحَدِيْثِ يَعْنِيْ ذَاتَ لَهْوِ الْحَدِيْثِ تو جو لہو و لعب کی باتوں کتاب کی شکل میں خریدے یا گانے بجانے کا سامان خریدے تو وہ اشتراء لہو حدیث ہوگا۔

علامہ خفاجی علیہ الرحمۃ بھی یہی فرماتے ہیں لَمَّا اشْتُرِيَتِ الْمُغَنِّيَةُ لِغِنَائِهَا كَانَ الْمُشْتَرٰى هُوَ الْغِنَاءُ نَفْسُهٗ فَتَدَبَّرْ۔ جب گانے والی گانے کے لیے خریدی تو خریدار نفس غنا کا ہوا۔ اب تو لہو الحدیث سے اشتراء غنا ہی لازم آیا

وَفِي الْاٰيَةِ عِنْدَ الْاَكْثَرِيْنَ ذَمٌّ لِلْغِنَاءِ بِاَعْلٰى صَوْتٍ وَقَدْ تَضَافَرَتِ الْاٰثَارُ وَكَلِمَاتُ كَثِيْرٍ مِّنَ الصَّحَابَةِ وَالْاَخْيَارِ عَلٰى ذَمِّهٖ مُطْلَقًا لَا فِيْ مَقَامٍ دُوْنَ مَقَامٍ۔ آیہ کریمہ میں اکثر مفسرین کے نزدیک غنا کی برائی کا بیان ہے جبکہ وہ بلند آواز سے کیا جائے اور اس پر بہت سی حدیثیں واضح آ رہی ہیں اور علماء کے اقوال بھی اس کی مخالفت میں مطلقاً وارد ہیں نہ یہ کہ کسی مقام پر ممنوع اور کسی جگہ جائز ہو۔

وَاَخْرَجَا اَيْضًا عَنِ الشَّعْبِيِّ قَالَ عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ اَنَّهٗ سُئِلَ عَنِ الْغِنَاءِ فَقَالَ لِلسَّائِلِ اَنْهَاكَ عَنْهُ وَاَكْرَهُهٗ لَكَ۔ شعبی فرماتے ہیں کہ قاسم بن محمد سے غنا کے متعلق سوال ہوا تو آپ نے سائل کو جواب دیا تجھے اس سے روکا گیا ہے اور تیرے لیے یہ مکروہ ہے۔

تو سائل نے عرض کیا اَحَرَامٌ هُوَ؟ حضور کیا وہ حرام ہے قَالَ اُنْظُرْ يَا ابْنَ اَخِيْ اِذَا مَيَّزَ اللّٰهُ تَعَالَى الْحَقَّ مِنَ الْبَاطِلِ فِيْ اَيِّهِمَا يَجْعَلُ سُبْحَانَهُ الْغِنَاءَ۔ آپ نے فرمایا اے بھتیجے جب اللہ تعالیٰ نے حق کو باطل سے متمیز کر دیا تو غنا کو حق میں رکھا یا باطل میں؟

اور یہ جواب نہایت جامع ہے اس لیے کہ حق عبادات و ریاضات و مجاہدات ہیں اور باطل عیاشی

فحاشی بے حیائی اور جملہ امور خلاف شرع ہیں تو اب خود ہی غور کر لیا جائے کہ مزامیر و غنا عبادات میں ہیں یا عیاشی فحاشی ہیں۔

ظاہر ہے کہ یہ افعال فحاشی میں داخل ہیں اور وہ باطل ہے تو غنا باطل میں داخل ہے نہ کہ حق میں۔ چنانچہ حدیث میں ہے لَعَنَ اللّٰہُ تَعَالٰی الْمُغَنِّیَ وَالْمُغَنّٰی لَہٗ۔ اللہ لعنت فرماتا ہے گانے والے پر اور جس کے لیے گایا جائے اس پر۔

وَفِی السُّنَنِ عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَلْغِنَاءُ یُنْبِتُ النِّفَاقَ فِی الْقَلْبِ کَمَا یُنْبِتُ الْمَاءُ الْبَقْلَ۔ غنا دل میں نفاق اس طرح پیدا کرتا ہے جیسے پانی چارا اگاتا ہے

ابن ابی الدنیا اور بیہقی ابی عثمان لیثی سے راوی ہیں کہ یزید بن ولید الناقص نے کہا یَا بَنِیْ اُمَیَّۃَ اِیَّاکُمْ وَالْغِنَاءَ فَاِنَّہٗ یُنْقِصُ الْحَیَاءَ وَیَزِیْدُ فِی الشَّھْوَۃِ وَیَھْدِمُ الْمُرُوْءَۃَ وَاِنَّہٗ لَیَنُوْبُ عَنِ الْخَمْرِ وَیَفْعَلُ مَا یَفْعَلُ السُّکْرُ فَاِنْ کُنْتُمْ لَا بُدَّ فَاعِلِیْنَ فَجَنِّبُوْہُ النِّسَاءَ فَاِنَّ الْغِنَاءَ دَاعِیَۃُ الزِّنَا۔

یزید بن ولید ناقص نے فرمایا اے بنی امیہ اپنے کو گانے بجانے سے مجتنب رکھو اس لیے کہ وہ حیا میں نقص لاتا اور شہوت بڑھاتا ہے اور مروت کو گرا کر شراب کی طرف لے جاتا ہے اور اس کا سننے والا وہی کام کرتا ہے جو نشہ میں کیے جاتے ہیں تو اگر لازمی طور پر ایسا کرنا ہے تو کم از کم عورتوں کو اس سے الگ رکھو لیے کہ گانا بجانا زنا کی طرف بلاتا ہے۔

ضحاک کہتے ہیں اَلْغِنَاءُ مُنْفِدَۃٌ لِلْمَالِ مُسْخِطَۃٌ لِلرَّبِّ مُفْسِدَۃٌ لِلْقَلْبِ۔ گانا مال ختم کرتا اور اللہ تعالےٰ کا غضب پیدا کرتا اور دل میں فساد لاتا ہے۔

سعید بن منصور اور احمد و ترمذی اور ابن ماجہ ابن جریر اور ابن المنذر اور ابن ابی حاتم۔ احمد۔ طبرانی وغیرہ ابی امامہ سے راوی ہیں کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لَا تَبِیْعُوا الْقَیْنَاتِ وَلَا تَشْتَرُوْھُنَّ وَلَا تُعَلِّمُوْھُنَّ وَلَا خَیْرَ فِیْ تِجَارَۃٍ فِیْھِنَّ وَثَمَنُھُنَّ حَرَامٌ فِیْ مِثْلِ ھٰذَا اُنْزِلَتْ ھٰذِہِ الْاٰیَۃُ وَمِنَ النَّاسِ مَنْ یَّشْتَرِیْ لَھْوَ الْحَدِیْثِ الخ

گانے والی لونڈیوں کی تجارت نہ کرو نہ انہیں خریدو نہ انہیں تعلیم دو ان کی تجارت میں بھلائی نہیں اور ان کی قیمت حرام ہے اسی کے بارہ میں وَمِنَ النَّاسِ مَنْ یَّشْتَرِیْ لَھْوَ الْحَدِیْثِ الآیہ نازل ہوئی ہے۔

وَقِیْلَ الْغِنَاءُ جَاسُوْسُ الْقَلْبِ وَسَارِقُ الْمُرُوْءَۃِ وَالْعُقُوْلِ یَتَغَلْغَلُ فِیْ سُوَیْدَاءِ الْقُلُوْبِ وَیَطَّلِعُ عَلٰی سَرَائِرِ الْاَفْئِدَۃِ وَیَدِبُّ عَلٰی اِلٰی بَیْتِ التَّخْیِیْلِ فَیُنْشِرُ مَا غُرِزَ فِیْھَا مِنَ الْھَوٰی وَ

وَالشَّهْوَةِ وَالسَّخَافَةِ وَالرُّعُوْنَةِ فَبَيْنَمَا تَرَى الرَّجُلَ وَعَلَيْهِ سِمَةُ الْوَقَارِ وَبَهَاءُ الْعَقْلِ وَبَهْجَةُ الْإِيْمَانِ وَوَقَارُ الْعِلْمِ وَكَلَامُهُ حِكْمَةٌ وَسُكُوْتُهُ عِبْرَةٌ فَإِذَا سَمِعَ الْغِنَاءَ نَقَصَ عَقْلُهُ وَحَيَاؤُهُ وَذَهَبَتْ مُرُوْءَتُهُ وَبَهَاؤُهُ فَيَسْتَحْسِنُ مَا كَانَ قَبْلَ السَّمَاعِ يَسْتَقْبِحُهُ وَيُبْدِيْ مِنْ أَسْرَارِهِ مَا كَانَ يَكْتُمُهُ وَيَنْتَقِلُ مِنْ بَهَاءِ السُّكُوْتِ وَالسُّكُوْنِ إِلَى كَثْرَةِ الْكَلَامِ وَالْهَذَيَانِ وَالْاِهْتِزَازِ كَأَنَّهُ جَانٌّ وَرُبَّمَا صَفَّقَ بِيَدَيْهِ وَدَقَّ الْأَرْضَ بِرِجْلَيْهِ وَهٰكَذَا تَفْعَلُ الْخَمْرُ إِلٰى غَيْرِ ذٰلِكَ ۔

اب اس کے حکم میں علماء کا اختلاف ہے ہمارے امام ہمام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ اور قاضی ابوالطیب اور قرطبی اور ماوردی اور علامہ قاضی عیاض رحمہم اللہ تو اس کی حرمت کا فتویٰ دیتے ہیں۔

اور ان کے اتباع میں صاحب فتاوی تاتارخانیہ کہتے ہیں اِعْلَمُوْا أَنَّ التَّغَنِّيَ حَرَامٌ فِيْ جَمِيْعِ الْأَدْيَانِ وَصَاحِبُ الْهِدَايَةِ وَالذَّخِيْرَةِ سَمَّاهُ كَبِيْرَةً هٰذَا فِي التَّغَنِّيْ لِلنَّاسِ فِيْ غَيْرِ الْأَعْيَادِ وَالْأَعْرَاسِ وَيَدْخُلُ فِيْهِ التَّغَنِّي الصُّوْفِيَّةُ فِيْ زَمَانِنَا فِي الْمَسَاجِدِ وَالدَّعَوَاتِ بِالْأَشْعَارِ وَالْأَذْكَارِ مَعَ اخْتِلَاطِ أَهْلِ الْأَهْوَاءِ وَالْأَمْرَدِ بَلْ هٰذَا أَشَدُّ مِنْ كُلِّ تَغَنٍّ لِأَنَّهُ مَعَ اعْتِقَادِ الْعِبَادَةِ۔

وَأَمَّا التَّغَنِّيْ وَحْدَهُ بِالْأَشْعَارِ لِدَفْعِ الْوَحْشَةِ أَوْ فِي الْأَعْيَادِ وَالْأَعْرَاسِ فَاخْتَلَفُوْا فِيْهِ وَالصَّوَابُ مَنْعُهُ مُطْلَقًا فِيْ هٰذَا الزَّمَانِ۔

وَفِي الدُّرِّ الْمُخْتَارِ التَّغَنِّيْ لِنَفْسِهِ لِدَفْعِ الْوَحْشَةِ لَا بَأْسَ بِهِ عِنْدَ الْعَامَّةِ عَلٰى مَا فِي الْعِنَايَةِ وَصَحَّحَهُ الْعَيْنِيُّ وَغَيْرُهُ قَالَ وَلَوْ كَانَ فِيْهِ وَعْظٌ وَحِكْمَةٌ فَجَائِزٌ۔

وَقَوْلُهُ لَا بَأْسَ بِهِ۔ لِمَا جَاءَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّهُ دَخَلَ عَلٰى أَخِيْهِ الْبَرَاءِ بْنِ مَالِكٍ۔ وَكَانَ مِنْ زُهَّادِ الصَّحَابَةِ وَكَانَ يَتَغَنّٰى۔ وَأُجِيْبَ بِأَنَّهُ يَجُوْزُ أَنْ يَكُوْنَ مُغَنِّيٌّ بِتَغَنِّيْ بِنَشِيْدِ الْأَشْعَارِ أَيِ الْمُبَاحَةِ۔ وَمِنْهُمْ مَنْ أَجَازَهُ فِي الْعُرْسِ كَمَا جَاءَ ضَرْبُ الدَّفِّ فِيْهِ وَمِنْهُمْ مَنْ أَبَاحَهُ مُطْلَقًا وَمِنْهُمْ مَنْ كَرِهَهُ مُطْلَقًا اِنْتَهٰى۔

امام ابوبکر طرطوسی اپنی کتاب تحریم السماع میں فرماتے ہیں إِنَّ الْإِمَامَ أَبَا حَنِيْفَةَ يَكْرَهُ الْغِنَاءَ وَيَجْعَلُهُ مِنَ الذُّنُوْبِ وَكَذٰلِكَ مَذْهَبُ أَهْلِ الْكُوْفَةِ سُفْيَانَ وَحَمَّادٍ وَإِبْرَاهِيْمَ وَالشَّعْبِيِّ وَغَيْرِهِمْ لَا اخْتِلَافَ بَيْنَهُمْ فِيْ ذٰلِكَ وَلَا نَعْلَمُ خِلَافًا بَيْنَ أَهْلِ الْبَصْرَةِ فِيْ كَرَاهَةِ ذٰلِكَ وَالْمَنْعِ مِنْهُ وَكَانَ مُرَادُهُ بِالْكَرَاهَةِ الْحُرْمَةَ وَالْمُتَقَدِّمُوْنَ كَثِيْرًا مَا يُرِيْدُوْنَ بِالْمَكْرُوْهِ الْحَرَامَ كَمَا فِيْ قَوْلِهٖ

تعالیٰ کُلُّ ذٰلِکَ کَانَ سَیِّئُہٗ عِنْدَ رَبِّکَ مَکْرُوْھًا۔

خلاصہ

مفہوم عبارات منقولہ یہ ہے کہ امام اعظم رحمۃ اللہ کے نزدیک غنی مکروہ ہے اور مکروہ سے مراد حرام ہے اور یہی مذہب اہل کوفہ اور اہل بصرہ کا ہے حضرت سفیان وحماد اور ابراہیم اور علامہ شعبی اسی مذہب پر ہیں۔ وَنَقَلَ عَلَیْہِ الرَّحْمَۃُ فِیْہِ اَیْضًا عَنِ الْاِمَامِ مَالِکٍ اَنَّہٗ نَھٰی عَنِ الْغِنَاءِ وَعَنْ اِسْتِمَاعِہٖ۔ اور امام مالک علیہ الرحمہ نے بھی غنا کو منع فرمایا اور حنابلہ بھی حرمت کے قائل ہیں۔

اور علامہ طرطوسی نے کتاب الرویۃ الفقہاء میں فرمایا اِنَّ الْاِمَامَ الشَّافِعِیَّ رَضِیَ اللہُ تَعَالیٰ عَنْہُ قَالَ اِنَّ الْغِنَاءَ لَھْوٌ مَکْرُوْہٌ یُشْبِہُ الْبَاطِلَ وَ مَنِ اسْتَکْثَرَ مِنْہُ فَھُوَ سَفِیْہٌ تُرَدُّ شَھَادَتُہٗ۔ امام شافعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں غنا لہو اور مکروہ ہے اور اس میں زیادتی کرنے والا سفیہ ہے اور اس کی شہادت مردود ہے۔

اور شرح کبیر للجامع الصغیر میں علامہ مناوی فرماتے ہیں اِنَّ مَذْھَبَ الشَّافِعِیِّ اِنَّہٗ مَکْرُوْہٌ تَنْزِیْھًا عِنْدَ اَمْنِ الْفِتْنَۃِ۔ غنا بلا مزامیر مکروہ تنزیہی ہے جبکہ فتنہ سے امن ہو یعنی لہو و لعب یا لغویاتوں سے نہ ہو۔

منہاج میں ہے یُکْرَہُ الْغِنَاءُ بِلَا اٰلَۃٍ۔ بلا مزامیر بھی غنا مکروہ ہے۔

گذشتہ اقوال فقہاء محققین سے تو واضح ہوتا ہے کہ ان کے نزدیک نفس غنا میں بھی حرمت کراہت اور کراہت تنزیہی ہے۔ رہا بالمزامیر اس کی حرمت میں سب متفق ہیں۔

اب وہ تحقیق بھی نقل کرنا ضروری ہے جس سے اباحت بالشرط نکلتی ہے۔

وَمِثْلُ الْاِخْتِلَافِ فِی الْغِنَاءِ الْاِخْتِلَافُ فِی السَّمَاعِ فَاَبَاحُوْا قَوْمٌ کَمَا اَبَاحُوا الْغِنَا وَاسْتَدَلُّوْا عَلٰی ذٰلِکَ بِمَا رَوَاہُ الْبُخَارِیُّ عَنْ عَائِشَۃَ رَضِیَ اللہُ عَنْھَا قَالَتْ دَخَلَ النَّبِیُّ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَعِنْدِیْ جَارِیَتَانِ تُغَنِّیَانِ بِغِنَاءِ بُعَاثٍ فَاضْطَجَعَ عَلَی الْفِرَاشِ وَحَوَّلَ وَجْھَہٗ۔ جیسے غنا میں اختلاف ہے۔ سماع میں بھی اختلاف ہے، جو اباحت کے قائل ہیں وہ حدیث عائشہ سے استدلال کرتے ہیں جو بخاری شریف میں ہے۔ فرماتی ہیں حضور تشریف لائے اور میرے پاس دو کنیزک تھیں جو گاتی تھیں تو حضور کروٹ لے کر آرام فرما ہوگئے اور ان کی طرف سے منہ پھیر لیا۔

وَفِیْ رِوَایَۃٍ لِمُسْلِمٍ تَسَجّٰی بِثَوْبِہٖ وَدَخَلَ اَبُوْبَکْرٍ فَانْتَھَرَنِیْ وَقَالَ مِزْمَارُ الشَّیْطَانِ عِنْدَ النَّبِیِّ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ۔ بروایت مسلم یوں ہے کہ حضور کپڑا لپیٹ کر آرام گزین تھے کہ صدیق اکبر

رضی اللہ عنہ حاضر آئے اور انہوں نے مجھے روکا (یعنی حضرت صدیقہ رضی اللہ عنہا کو) اور فرمایا شیطان کا راگ حضور کی موجودگی ہیں۔

فَاَقْبَلَ عَلَیْہِ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ دَعْھُمَا فَلَمَّا غَفَلَ غَمَزْتُھُمَا فَخَرَجَتَا وَکَانَ یَوْمَ عِیْدٍ۔ تو حضور نے صدیق رضی اللہ عنہ کی طرف رخ کر کے فرمایا چھوڑ دو انہیں تو حضور پھر ادھر سے بے توجہ ہو گئے تو حضرت سیدہ نے ان لونڈیوں کو کوچا لگایا تو وہ دونوں چلی گئیں اور وہ دن عید کا تھا۔

اس سے اباحت غنا و سماع کے حامی استدلال کرتے ہیں کہ یہاں غنا یا سماع تھا اور حضور حضرت صدیق کو ان کے مشغلہ سے روکنے کو منع فرمایا اس سے یہ ثابت بھی ہوتا ہے کہ مرد لونڈی کا گانا سن سکتا ہے اگرچہ وہ اس کی مملوکہ نہ ہو اس لیے کہ حضور نے ان کا گانا سنا اور حضرت صدیق کو منع کرنے سے روکا اور وہ گاتی رہیں، حتی کہ حضرت سیدہ کے اشارہ سے وہ گئیں۔

وَاِنْکَارُ اَبِیْ بَکْرٍ عَلٰی اِبْنَتِہٖ عَنْھُمَا مَعَ عِلْمِہٖ بِوُجُوْدِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَانَ یَظُنُّ اِنَّ ذٰلِکَ لَمْ یَکُنْ بِعِلْمِہٖ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ لِکَوْنِہٖ دَخَلَ فَوَجَدَہٗ مُغَطّٰی بِثَوْبِہٖ فَظَنَّہٗ نَائِمًا اور حضور کی موجودگی ہیں صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا منع فرمانا جب ہی جائز مانا جا سکتا ہے کہ حضرت صدیق نے حضور کو چادر لپیٹے آرام گزین پایا تھا تو آپ سمجھے کہ حضور خواب استراحت ہیں ہیں۔

وَفِیْ فَتْحِ الْبَارِیْ اِسْتَدَلَّ جَمَاعَۃٌ مِّنَ الصُّوْفِیَّۃِ بِھٰذَا الْحَدِیْثِ عَلٰی اِبَاحَۃِ الْغِنَاءِ وَسِمَاعِہٖ بِاٰلَۃٍ وَبِغَیْرِ اٰلَۃٍ۔ فتح الباری ہیں ہے کہ ایک جماعت صوفیاء اس حدیث سے اباحت غنا اور سماع باآلہ اور بلاآلہ کا استدلال کرتی ہے۔

اور بخاری ہیں جو روایت ہے وہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے ہے قَالَتْ دَخَلَ عَلَیَّ اَبُوْبَکْرٍ وَعِنْدِیْ جَارِیَتَانِ مِنْ جَوَارِی الْاَنْصَارِ تُغَنِّیَانِ بِمَا تَقَاوَلَتِ الْاَنْصَارُ یَوْمَ بُعَاثٍ قَالَتْ وَلَیْسَتَا بِمُغَنِّیَتَیْنِ فَقَالَ اَبُوْبَکْرٍ اَلْمَزَامِیْرُ الشَّیْطَانِ فِیْ بَیْتِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَذٰلِکَ یَوْمَ عِیْدٍ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَا اَبَا بَکْرٍ اِنَّ لِکُلِّ قَوْمٍ عِیْدًا وَھٰذَا عِیْدُنَا فَنَفَتْ عَنْھُمَا مِنْ طَرِیْقِ الْمَعْنٰی مَا اَثْبَتَتْہُ لَھُمَا بِاللَّفْظِ لِاَنَّ الْغِنَاءَ یُطْلَقُ عَلٰی رَفْعِ الصَّوْتِ وَعَلَی التَّرَنُّمِ الَّذِیْ تُسَمِّیْہِ الْعَرَبُ النَّصْبَ بِفَتْحِ النُّوْنِ وَسُکُوْنِ الْمُھْمَلَۃِ وَعَلٰی وَلَا یُسَمّٰی فَاعِلُہٗ مُغَنِّیًا وَاِنَّمَا یُسَمّٰی بِذٰلِکَ مَنْ یُّنْشِدُ بِتَمْطِیْطٍ وَتَکْسِیْرٍ وَتَھْیِیْجٍ وَتَشْوِیْقٍ بِمَا فِیْہِ تَعْرِیْضٌ بِالْفَوَاحِشِ اَوْ تَصْرِیْحٌ بِذٰلِکَ۔

اس پر علامہ قرطبی فرماتے ہیں۔

قولہا۔ تبیتنا بمغنیتین۔ ای لیبیتنا ممن یعرف الغنا کما تعرفہ المغنیات المعروفات بذلک وھذا منہما تجوز عن الغنا المعتاد عند المشتہرین بہ وھو الذی یحرک الساکن ویبعث الکامن۔

وھذا النوع اذا کان فی شعر فیہ وصف محاسن النساء والخمر وغیرھما من الامور المحرمۃ لا یختلف فی تحریمہ۔

واما ما ابتدعہ الصوفیۃ فی ذلک فمن قبیل ما لا یختلف فی تحریمہ لکن النفوس الشہوانیۃ غلبت علی کثیر ممن ینسب الی الخیر حتی لقد ظہرت فی کثیر منہم فعلات المجانین والصبیان حتی رقصوا الحرکات متطابعۃ وتقطیعات متلاحقۃ۔ وانتہی یقوم منہم الی ان جعلوھا من باب القرب وصالح الاعمال وان ذلک یثمر سنی الاحوال وھذا علی التحقیق من آثار الزندقۃ وقول اھل المخرفۃ واللہ تعالی المستعان انتہی کلام القرطبی۔

وقال بعض الاجلۃ

لیس فی الخبر اباحۃ مطلقا فیصار الی ما فیہ اباحۃ فی سرور شرعی کما فی الاعیاد والاعراس فھو دلیل لمن اجازہ فی العرس کما اجاز ضرب الدف فیہ۔

ومع ھذا اشار صلی اللہ علیہ وسلم بالتغافل بثوبہ وتحویل وجہہ الشریف الی ان الاعراض عن ذلک اولی۔

وسماع صوت الجاریۃ الغیر المملوکۃ بمثل ھذا الغناء اذا امنت الفتنۃ مما لا باس بہ فلیکن الخبر دلیلا علی جوازہ۔

ونحوہ التغنی فی قولہ علیہ السلام لیس منا من لم یتغن بالقرآن۔

وسفیان بن عیینۃ وابو عبیدۃ فسرا التغنی فی ھذا الحدیث بالاستغناء فکانہ قیل لیس منا من لم یستغن بالقرآن عن غیرہ وھو مع ھذا الغنی لذاتہ الوحشۃ عن نفسہ فی عقر دارہ ومثلہ ما روی عن عبد اللہ بن عوف انتہیت الی باب عمر رضی اللہ عنہ فسمعتہ یتغنی ۃ شعر

فکیف ثوائی بالمدینۃ بعد ما قضی وطرا منہا جمیل بن معمر

اراد بہ حینئذ الجمحی وکان خاصا بہ فلما استاذنت علیہ قال لی اسمعت ما قلت قلت نعم قال انا اذا خلونا قلنا ما یقول الناس فی بیوتہم۔

وَحَرَّمَ جَمَاعَةٌ السَّمَاعَ مُطْلَقًا۔

اور امام حجۃ الاسلام غزالی رحمۃ اللہ نے اس کے متعلق یہ فیصلہ کیا۔

اَلسِّمَاعُ اِمَّا مَحْبُوْبٌ بِاَنْ غَلَبَ عَلَى السَّامِعِ حُبُّ اللّٰهِ تَعَالٰى وَلِقَاؤُهٗ لِيَسْتَخْرِجَ بِهٖ اَحْوَالًا مِنَ الْمُكَاشَفَاتِ وَالْمُلَاطَفَاتِ۔ سماع اس صورت میں محبوب ہے اگر سامع پر حب الٰہی کا غلبہ ہو اور اس سے ملنے کا مشتاق ہو تاکہ مکاشفات و ملاطفات کے برازخ میں اس پر احوال ظاہر ہوں

وَاِمَّا مُبَاحٌ بِاَنْ كَانَ عِنْدَهٗ عِشْقٌ مُّبَاحٌ لِحَلِيْلَتِهٖ اَوْلَمْ يَغْلِبْ عَلَيْهِ حُبُّ اللّٰهِ تَعَالٰى وَلَا الْهَوٰى۔ اور دوسری جائز ہے اگر اس کے دل میں اپنی بیوی کا عشق مباح ہو اگرچہ اس پر حب اللہ غالب نہ ہو اور نہ خواہشات نفسانیہ کا غلبہ ہو۔

وَاِمَّا مُحَرَّمٌ بِاَنْ غَلَبَ عَلَيْهِ هَوًى مُحَرَّمٌ۔ اور اس صورت میں حرام ہے کہ اس سے خواہشات شہوانیہ کا غلبہ ہو۔ چنانچہ سعدی علیہ الرحمۃ نے بھی اسی نظریہ کے ماتحت فرمایا ہے۔

نہ دانم سماع اے برادر کہ چیست
مگر مستمع را بدانم کہ کیست

اگر مرد لہو است بازی و لاغ
قوی تر شود دیو ش اندر دماغ

وگر برج معنے بود طیر او
فرشتہ فرو ماند از سیر او

جہاں پر سماع است مستی و شور
ولیکن چہ داند در آئینہ کور

ترجمہ

سماع کو تو میں نہیں جانتا کہ کیا ہے مگر سننے والے کو سمجھتا ہوں کہ وہ کیسا ہوتا ہے۔

اگر وہ لہو و لعب اور کھیل کود کا شکار ہے تو اس محفل میں اس کا لہو اس کے دماغ پر مستولی ہو جائیگا۔

اور اگر مرد حق نوش حقیقت بنوش ہے تو فرشتہ اس کے طیران و سیران سے پیچھے رہ جائے گا۔

اور حقیقت تو یہ ہے کہ دنیا جہان میں سماع و مستی کا شور ہے۔ مگر جس کا آئینہ قلب اندھا ہو وہ اسے کیا جانے۔

وَسُئِلَ الْعِزُّ بْنُ عَبْدِ السَّلَامِ عَنْ اِسْتِمَاعِ الْاِنْشَادِ فِى الْمَحَبَّةِ وَالرَّقْصِ فَقَالَ اَلرَّقْصُ بِدْعَةٌ لَا يَتَعَاهَدُهٗ اِلَّا نَاقِصُ الْعَقْلِ فَلَا يَصْلُحُ اِلَّا لِلنِّسَاءِ۔ عز بن عبد السلام سے استفسار کیا گیا محبت میں اشعار سننے اور رقص کرنے کے متعلق تو آپ نے جواب دیا کہ رقص بدعت ہے اس کی طرف مائل نہ ہو گا مگر ناقص العقل یہ مناسب نہیں مگر مستورات میں رواج ہے۔

وَاَمَّا سَمَاعُ الْاِنْشَادِ الْمُحَرِّكِ لِلْاَحْوَالِ السَّنِیَّۃِ یُذَکِّرُ اُمُوْرَ الْاٰخِرَۃِ فَلَا بَاْسَ بِہٖ بَلْ یُنْدَبُ عِنْدَ الْفُتُوْرِ وَسَاٰمَۃِ الْقَلْبِ وَلَا یَحْضُرُ السَّمَاعَ مَنْ فِیْ قَلْبِہٖ ھَوًی خَبِیْثٌ فَاِنَّہٗ یُحَرِّکُ مَافِی الْقَلْبِ۔ اور وہ سماع جس میں احوال سنیہ اور ذکر امور آخرت کی تحریک ہو اس میں حرج نہیں بلکہ مستحسن ہے ایسی حالت میں جب کہ اخلاق میں فتور اور دلوں میں ناشائستگی پیدا ہو چکی ہو۔
اور وہ شخص محفل سماع میں نہ جائے جس کے دل میں خبیث خواہشات ہوں اس لیے کہ وہ جو دل ہوتا ہے اسی کو حرکت میں لاتا ہے۔
چنانچہ حجۃ الاسلام فرماتے ہیں۔
اَلسَّمَاعُ یَخْتَلِفُ بِاخْتِلَافِ السَّامِعِیْنَ وَالْمَسْمُوْعِ مِنْھُمْ۔ سماع کا حکم سامع اور مسموع منہم کی کیفیت پر مختلف ہے۔
وَھُمْ اِمَّا عَارِفُوْنَ بِاللّٰہِ۔ اور کیفیات مختلفہ عارف باللہ افراد میں بھی مختلف ہوتی ہیں۔
فَمَنْ غَلَبَ عَلَیْہِ الْخَوْفُ اَثَّرَ فِیْہِ السَّمَاعُ عِنْدَ ذِکْرِ الْمُخَوِّفَاتِ نَحْوُ حُزْنٍ وَّبُکَاءٍ وَّتَغَیُّرِ لَوْنٍ جس پر خوف الٰہی غالب ہو اس پر وہ سماع جس میں خوفناک ہی ہوں حزن و بکا لاتا ہے اور رنگ چہرہ کا متغیر ہو جاتا ہے۔
وَھُوَ اِمَّا خَوْفُ عِقَابٍ اَوْ فَوَاتُ ثَوَابٍ اَوْ اُنْسٍ اَوْ قُرْبٍ۔ وہ خوف عذاب یا فوات ثواب کے غم سے ایسا ہوتا ہے یا اس سے ان کا دل انس اور قرب کی طرف مائل ہوتا ہے۔
مختصر یہ کہ عارف کامل کے لیے سماع کے ہر پہلو میں رجوع الی اللہ ہی حاصل ہوتا ہے برخلاف عوام کالانعام کے کہ ان میں اثر ان کے خیالات فاسدہ کاسدہ رذیلہ خبیثہ کا ہی ہوتا ہے۔
وَلِھٰذَا لَمْ یَشْتَغِلِ النَّبِیُّوْنَ وَالصِّدِّیْقُوْنَ وَاَصْحَابُھُمْ سَمَاعَ الْمَلَاھِیْ وَالْغِنَا وَاقْتَصَرُوْا عَلٰی کَلَامِ رَبِّھِمْ سُبْحَانَہٗ۔ اسی وجہ میں ایسے لہو ولعب کی طرف انبیاء اور صدیقین اور ان کے اصحاب مشغول نہیں ہوئے وہ کلام اللہ کے سوا اور کسی کلام کو سننا پسند نہیں کرتے۔
غرضکہ خلاصہ کلام غزالی وہی ہے جو ہم شیخ سعدی کی رباعی میں بیان کر چکے ہیں۔
چنانچہ قاضی حسین حضرت شیخ الطائفہ جنید بغدادی قدس سرہ نقل فرماتے ہیں کہ آپ نے فرمایا۔
اَلنَّاسُ فِی السَّمَاعِ اِمَّا عَوَامٌ وَھُوَ حَرَامٌ عَلَیْھِمْ لِبَقَاءِ نُفُوْسِھِمْ۔ سماع میں شرکت کرنے والے یا عوام ہوتے ہیں ان پر وہ حرام ہے اس لیے کہ ان میں نفسانیت کا غلبہ ہوتا ہے۔
وَاِمَّا زُھَّادٌ وَھُوَ مُبَاحٌ لَھُمْ لِحُصُوْلِ مُجَاھَدَتِھِمْ۔ یا زاہد لوگ شریک ہوتے ہیں ان کے لیے

مباح ہے کہ اس سے مجاہدہ حاصل ہوتا ہے۔

وَاَمَّا عَارِفُوْنَ وَهُوَ مُسْتَحَبٌّ لَهُمْ لِحَيَاةِ قُلُوْبِهِمْ۔ یا عارف لوگ شرکت کرتے ہیں انکے لیے مستحب ہے کہ انہیں حیات قلب اور زندہ دلی حاصل ہوتی ہے۔

ایک قول حضرت جنید بغدادی سے یہ بھی ہے جبکہ آپ سے سماع کے متعلق سوال ہوا تو آپ نے فرمایا۔ هُوَ ضَلَالٌ لِلْمُبْتَدِیْ وَالْمُنْتَهِیْ لَا يَحْتَاجُ اِلَيْهِ۔ وہ مبتدی کے لیے گمراہی ہے اور منتہی اس کا محتاج نہیں

علامہ قشیری رحمہ اللہ فرماتے ہیں اِنَّ لِلسَّمَاعِ شَرَائِطُ۔ مِنْهَا مَعْرِفَةُ الْاَسْمَاءِ وَالصِّفَاتِ لِيَعْلَمَ صِفَاتَ الذَّاتِ مِنْ صِفَاتِ الْاَفْعَالِ وَمَا يَمْتَنِعُ فِی نَعْتِ الْحَقِّ سُبْحَانَهُ وَمَا يَجُوْزُ وَصْفُهُ تَعَالٰی بِهِ وَمَا يَجِبُ وَمَا يَصِحُّ اِطْلَاقُهُ عَلَيْهِ عَزَّ شَانُهُ مِنَ الْاَسْمَاءِ وَمَا يَمْتَنِعُ۔

سماع کے لیے شرائط ہیں ان میں سے معرفت اسماء اور صفات کا علم ضروری ہے تاکہ سامع صفات ذات وصفات افعال کا جاننے والا ہو اسماء میں سے اور سمجھتا ہو کہ اس لفظ میں کیا ممنوع ہے اور کیا نعت حق سبحانہ وتعالے کے لیے صحیح ہے۔

ثُمَّ قَالَ فَهٰذِهٖ شَرَائِطُ صِحَّةِ السَّمَاعِ عَلٰی لِسَانِ اَهْلِ التَّحْصِيْلِ مِنْ ذَوِی الْعُقُوْلِ پھر فرمایا یہ شرائط صحت سماع ذوی العقول اور اہل تحصیل کی زبان پر ہیں۔

وَاَمَّا عِنْدَ اَهْلِ الْحَقَائِقِ فَالشَّرْطُ فَنَاءُ النَّفْسِ بِصِدْقِ الْمُجَاهَدَةِ ثُمَّ حَيَاةُ الْقَلْبِ بِرُوْحِ الْمُشَاهَدَةِ فَمَنْ لَمْ تَتَقَدَّمْ بِالصِّحَّةِ مُعَامَلَتُهٗ وَلَمْ تَحْصُلْ بِالصِّدْقِ مَنَازِلَتُهٗ فَسَمَاعُهٗ ضِيَاعٌ۔

اور اہل حقائق کے لیے فناء نفس صدق مجاہدہ کے ساتھ شرط ہے پھر روح مشاہدہ کے ساتھ دل کا زندہ ہونا بھی لازمی ہے اور جو اس مقام پر اپنے معاملہ میں صحیح نہیں اور منازل صدق سے اسے حاصل نہیں اس کا سماع محض اضاعت ہے۔

اس کے بعد آخر بحث میں صاف فرماتے ہیں۔

وَبِهٖ يَتَبَيَّنُ تَحْرِيْمُ السَّمَاعِ عَلٰی اَكْثَرِ مُتَصَوِّفَةِ الزَّمَانِ لِفَقْدِ شُرُوْطِ الْقِيَامِ بِاٰدَابِهٖ اور اس سے ظاہر ہے کہ اکثر متصوفہ زمانہ کے لیے سماع کی حرمت واضح ہے اس لیے کہ ان میں شروط قیام ادائے مفقود ہے۔ پھر فرماتے ہیں۔

وَمِنَ الْعَجَبِ اَنَّهُمْ يَنْسِبُوْنَ السَّمَاعَ وَالتَّوَاجُدَ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَيَرْوُوْنَ عَنْ عَطِيَّةَ اَنَّهٗ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ عَلٰی اَصْحَابِ الصُّفَّةِ يَوْمًا فَجَلَسَ بَيْنَهُمْ وَقَالَ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ هَلْ فِيْكُمْ مَنْ يُنْشِدُنَا فَقَالَ وَاحِدٌ ۔ے

لَسَعَتْ حَیَّۃُ الْھَوٰی کَبِدِیْ　　فَلَا طَبِیْبَ لَہَا وَلَا رَاقِیْ
اِلَّا الْحَبِیْبُ الَّذِیْ شُغِفْتُ بِہٖ　　فَعِنْدَہٗ رُقْیَتِیْ وَتِرْیَاقِیْ
فَقَالَ عَلَیْہِ السَّلَامُ وَتَمَایَلَ حَتّٰی سَقَطَ الرِّدَاءُ الشَّرِیْفُ عَنْ مَنْکِبِہٖ فَاَخَذَہٗ اَصْحَابُ الصُّفَّۃِ تَقَسَّمُوْہُ فِیْمَا بَیْنَہُمْ بِاَرْبَعِمِائَۃِ قِطْعَۃٍ۔

سخت تعجب ہے ان صوفیوں نے سماع وتواجد کی نسبت حضور تک کر ڈالی اور حضرت عطیہ کے نام سے روایت کر ڈالی کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم ایک دن اصحاب صفہ پر تشریف لائے اور ان میں جلوہ افروز ہو کر فرمایا تم میں کوئی ہے جو ہمیں کچھ اشعار سنائے تو ایک ان میں سے کھڑے ہوئے اور مذکورہ رباعی سنائی جس کا ترجمہ علامہ نامی مولنا عبدالرحمن جامی کی طرف رباعی میں منسوب ہے وہ یہ ہے۔

بگزید مار عشقت جگر کباب مارا　　نہ طبیب می شناسد نہ فسونگرے دوا را
مگر آں حبیب دلبر کہ ربود دل زدستم　　بفسونگری گر آید بکند علاج ما را

اور اس روایت کو متاخرین صوفیا نے سند میں نقل کیا۔

کہ حضور کو اصحاب صفہ میں سے کسی دل سوختہ نے مذکورہ رباعی سنائی اور اس پر حضور کو اتنا تواجد ہوا کہ رداء مبارک دوش اقدس سے گر گئی اصحاب صفہ نے اسے اٹھالیا اور تبرکاً چار سو ٹکڑے کر کے آپس میں تقسیم کر لیا۔

علامہ آلوسی اس روایت کو غلط لکھتے ہیں چنانچہ کہتے ہیں۔ وَھُوَ لَعَمْرِیْ کِذْبٌ صَرِیْحٌ وَاِفْکٌ قَبِیْحٌ لَا اَصْلَ لَہٗ بِالْاِجْمَاعِ مُحَدِّثِیْ اَھْلِ السُّنَّۃِ وَمَا اَرَاہُ اِلَّا مِنْ وَضْعِ الزَّنَادِقَۃِ۔ یہ روایت قسم بخدا صاف جھوٹ اور گڑھت ہے اس کی کوئی اصل نہیں محدثین اہل سنت بالاجماع اسے بے اصل فرماتے ہیں اور میں اسے زنادقہ کی گھڑی ہوئی روایت سمجھتا ہوں۔

فَھٰذَا الْقُرْاٰنُ الْعَظِیْمُ یَتْلُوْہُ جِبْرِیْلُ عَلَیْہِ السَّلَامُ عَلَیْہِ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَیَتْلُوْہُ ھُوَ اَیْضًا اَلْبَتَّۃَ یہ قرآن کریم وہ محبوب ترین کلام ہے کہ حضرت جبریل علیہ السلام نے حضور پر تلاوت کیا اور حضور نے بھی جبریل کو سنایا۔ باقی یہ قصے جو تم نے سنے سُبْحٰنَکَ ھٰذَا بُھْتَانٌ عَظِیْمٌ۔

وَقَدْ حَرَّمَ بَعْضُ الْعُلَمَاءِ التَّصْفِیْقَ لِقَوْلِہٖ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّمَا التَّصْفِیْقُ لِلنِّسَاءِ وَلَعَنَ رَسُوْلُ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ الْمُتَشَبِّھَاتِ مِنَ النِّسَاءِ بِالرِّجَالِ وَالْمُتَشَبِّھِیْنَ مِنَ الرِّجَالِ بِالنِّسَاءِ۔ تالیاں بجانا عورتوں کا فعل ہے اور حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے عورتوں سے مشابہت مردوں کی اور عورتوں کو مشابہت مردوں کی کرنے والوں پر لعنت فرمائی۔

وَكَذٰلِكَ نَتْفُ الشُّعُوْرِ وَضَرْبُ الصُّدُوْرِ وَتَمْزِيْقُ الثِّيَابِ مُحَرَّمٌ۔ ایسے ہی بال نوچنا سینہ کوبی کرنا کپڑے پھاڑنا یہ بھی حرام ہے۔

وَاَىُّ ثَمْرَةٍ بِضَرْبِ الصُّدُوْرِ وَنَتْفِ الشُّعُوْرِ وَشَقِّ الْجُيُوْبِ اِلَّا رُعُوْنَاتٌ صَادِرَةٌ عَنِ النُّفُوْسِ۔ اور ضرب صدور، نتف شعور اور شق جیوب سے کیا حاصل ہوتا ہے سوائے رعونت نفسانیہ کے۔

اور مزامیر کے متعلق آخر میں یہ فیصلہ ہے۔

وَمِمَّا ذَكَرْنَا يُعْلَمُ مَا فِى الْاِسْتِدْلَالِ بِهَا عَلٰى حُرْمَةِ الْمَلَاهِىْ كَالرَّبَابِ وَالْجُنْكِ وَالطُّنْبُوْرِ وَالْكَمْنَجَةِ وَالْمِزْمَارِ وَغَيْرِهَا مِنَ الْاٰلَاتِ الْمُطْرِبَةِ بِنَاءً عَلٰى مَا رُوِىَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ وَالْحَسَنِ اَنَّهُمَا فَسَّرَا لَهْوَ الْحَدِيْثِ بِهَا نَعَمْ اِنَّهُ يَحْرُمُ اِسْتِعْمَالُهَا وَاسْتِمَاعُهَا لِغَيْرِ مَا ذُكِرَ فَقَدْ صَحَّ مِنْ طُرُقٍ خِلَافًا لِمَا وَهِمَ فِيْهِ ابْنُ حَزْمٍ الضَّالُّ وَالْمُضِلُّ۔

فَقَدْ عَلَّقَهُ الْبُخَارِىُّ وَوَصَلَهُ الْاِسْمَاعِيْلِىُّ وَاَحْمَدُ وَابْنُ مَاجَةَ وَاَبُوْ نُعَيْمٍ وَاَبُوْ دَاوٗدَ بِاَسَانِيْدَ صَحِيْحَةٍ لَا مَطْعَنَ فِيْهَا وَصَحَّحَهُ جَمَاعَةٌ اٰخَرُوْنَ مِنَ الْاَئِمَّةِ كَمَا قَالَهُ بَعْضُ الْحُفَّاظِ اَنَّهُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَيَكُوْنَنَّ مِنْ اُمَّتِىْ قَوْمٌ يَسْتَحِلُّوْنَ الْحَزَّ وَالْخَمْرَ وَالْمَعَازِفَ وَهُوَ صَرِيْحٌ فِىْ تَحْرِيْمِ جَمِيْعِ الْاٰلَاتِ اللَّهْوِ الْمُطْرِبَةِ وَمِمَّا يُشْبِهُ الصَّرِيْحَ فِىْ ذٰلِكَ مَا رَوَاهُ ابْنُ اَبِى الدُّنْيَا فِىْ كِتَابِ ذَمِّ الْمَلَاهِىْ عَنْ اَنَسٍ وَاَحْمَدُ وَالطَّبْرَانِىُّ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ وَاَبِىْ اُمَامَةَ مَرْفُوْعًا لَيَكُوْنَنَّ فِىْ هٰذِهِ الْاُمَّةِ خَسْفٌ وَقَذْفٌ وَمَسْخٌ وَذٰلِكَ اِذَا شَرِبُوا الْخُمُوْرَ وَاتَّخَذُوا الْقَيْنَاتِ وَضَرَبُوْا بِالْمَعَازِفِ۔

اور حرمت آلات ملاہی پر سید المفسرین ابن عباس اور حسن رضی اللہ عنہما نے لہو الحدیث کی تفسیر میں فرمایا کہ ان کا استعمال واستماع حرام ہے اور اس پر بخاری نے تعلیقا حدیث نقل کی اور احمد اور ابن ماجہ۔ ابو نعیم اور ابو داؤد نے باسانید صحیحہ حدیث نقل کی اور اس کی صحت دوسرے محدثین وائمہ نے تسلیم کی۔

وہ یہ ہے کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری امت میں ایسی قوم بھی ہوگی جو ریشم اور شراب اور مزامیر کو جائز کرے گی۔ اس سے صراحتا تمام مزامیر وآلات لہو مطربہ کی حرمت واضح ہے۔

اور ابن ابی الدنیا نے کتاب ذم الملاہی میں انس واحمد اور طبرانی نے ابن عباس سے اور ابو امامہ سے مرفوعًا نقل کی ہے کہ میری اس امت میں خسف اور مسخ ہوگا یہ جب ہوگا جب کہ شرابیں پی جائیں اور کنجریوں سے تعلقات قائم کیے جائیں اور گانے بجانے کے آلات رکھے جائیں

اور عز بن عبد السلام اور ابن دقیق العید نے جو روایت کہ يَوْمُ الْعِيْدِ كَانَا يُسْمَعَانِ ذٰلِكَ وَالظَّاهِرُ اَنَّهُ كَذِبٌ لَا اَصْلَ لَهُ۔ کہ عید بقر عید میں یہ چیزیں سنی جاتی تھیں یہ روایت خالص کذب ہے

اس کی کوئی اصل نہیں۔

اس کے بعد آخر میں وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّشْتَرِیْ لَهْوَ الْحَدِيْثِ پر فرماتے ہیں
وَاسْتَدَلَّ بَعْضُهُمْ بِالْاٰيَةِ عَلَى الْقَوْلِ بِاَنَّ لَهْوَ الْحَدِيْثِ الْكُتُبُ الَّتِیْ اِشْتَرَاهَا نَضْرُ بْنُ
الْحَرْثِ عَلٰى حُرْمَةِ مُطَالَعَةِ كُتُبِ تَوَارِيْخِ الْفُرْسِ الْقَدِيْمَةِ وَسِمَاعِ مَا فِيْهَا وَقِرَاءَتِهٖ۔
آیت کریمہ میں جو اشتراء لھو حدیث ہے اس سے وہ کتابیں مراد ہیں جو نضر بن حرث نے فارس سے خریدیں ان کے مطالعہ کی حرمت اور اسے سننا حرام فرمایا گیا۔ اس لیے کہ ان کتابوں میں کذب کا طومار ہے اور کذب کے طومار کو پڑھنا اضاعت وقت اور تشغل بغیر اللہ ہے اور تشغل بغیر اللہ پر اس آیۂ کریمہ سے حکم حرمت ہے چنانچہ آگے ارشاد ہے۔

لِيُضِلَّ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ بِغَيْرِ عِلْمٍ وَّيَتَّخِذَهَا هُزُوًا اُولٰٓئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ۔ تاکہ گمراہ کرے اللہ کی راہ سے اور اس دین کا مذاق اڑائے یہ وہ ہیں جن کے لیے ذلت کا عذاب ہے۔

آلوسی فرماتے ہیں وَالْمُرَادُ يَثْبُتُ عَلٰى ضَلَالِهٖ وَيَزِيْدُ فِيْهِ۔ اس سے یہ مراد ہے کہ لھو الحدیث کا اشتراء اس لیے کرتا ہے کہ وہ اپنی گمراہی پر قائم و ثابت رہ کر یہ زیادتی اور کرے اور لوگوں کو گمراہ کرے اور آیات اللہ کا مذاق اڑائے ایسے لوگوں کے لیے ذلت کا عذاب ہے۔

مُهِيْنٌ، اہانت سے ہے۔ آگے ارشاد ہے
وَاِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِ اٰيٰتُنَا وَلّٰى مُسْتَكْبِرًا كَاَنْ لَّمْ يَسْمَعْهَا كَاَنَّ فِیْٓ اُذُنَيْهِ وَقْرًا فَبَشِّرْهُ بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ۔ اور جب پڑھی جاتی ہیں اس پر ہماری آئتیں تو تکبر سے پھر جاتا ہے گویا اس نے وہ سنی ہی نہیں گویا اس کے کانوں میں ٹینٹ ہیں تو اسے دردناک عذاب کی بشارت دو۔

عربی میں وقر صمم کو کہتے ہیں اور صمم ہر اس ثقل کو کہتے ہیں جو مانع سماع ہو۔ تو گویا اس کا تکبر اسے ایسا بہرا بنادیتا ہے گو یا وہ سنتا ہوا بہرا ہے تو اسے دردناک عذاب کی خبر کا حکم ہے۔

اب جبکہ جہنمیوں کا ذکر ہو چکا تو اس کے بعد لازمی ہوا کہ مومنوں کا حال بھی بیان ہو اس لیے کہ کلام پاک کا یہی اسلوب بیان ہے چنانچہ ارشاد ہے۔

اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَهُمْ جَنّٰتُ النَّعِيْمِ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا وَعْدَ اللّٰهِ حَقًّا وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۔ بے شک وہ جو ایمان لائے اور نیک عمل کیے انکے لیے باغیچے ہیں نعمتوں کے ہمیشہ اس میں رہیں وعدہ اللہ کا سچا ہے اور وہ عزت والا حکمت والا ہے۔

یہاں جنت نعیم کا بالخصوص تذکرہ اس وجہ میں ہے کہ ابن ابی حاتم مالک بن دینار سے راوی ہیں جَنّٰتُ

النَّعِيمِ بَيْنَ جَنَّاتِ الْفِرْدَوْسِ وَبَيْنَ جَنَّاتِ عَدْنٍ وَفِيهَا جَوَارٍ خُلِقْنَ مِنْ وَرْدِ الْجَنَّةِ قِيلَ وَمَنْ يَسْكُنُهَا قَالَ الَّذِينَ هَمُّوا بِالْمَعَاصِي فَلَمَّا ذَكَرُوا عَظَمَتِي رَاقَبُونِي وَالَّذِينَ انْثَنَتْ أَصْلَابُهُمْ فِي خَشْيَتِي۔

جنات نعیم جنات الفردوس اور جنات عدن کے بیچ میں ہے اس میں وہ کنیزکیں ہوں گی جن کی پیدائش جنت کے گلاب سے ہو۔ عرض کیا گیا اس میں کون رہے گا فرمایا وہ جو گناہ کے لیے تیار ہو توجب اس کے آگے میری عظمت کا ذکر کیا جائے تو میری طرف جھک جائے اور وہ جن کی صلب میں تخمیر میرے خوف کی ہو۔

اور عزیز کی تعریف یہ ہے اَلَّذِي لَا يَغْلِبُهُ شَيْءٌ يَمْنَعُ مِنْ اِنْجَازِهٖ۔ عزیز وہ ہے جس پر کوئی غالب آکر سزا و جزا سے مانع نہ ہو سکے۔ اور

حکیم وہ ہے اَلَّذِي لَا يَفْعَلُ اِلَّا مَا تَقْتَضِيهِ الْحِكْمَةُ وَالْمَصْلَحَةُ۔ جو کوئی کام حکمت و مصلحت کے مقتضا کے خلاف نہ کرے۔ جیسے کہتے ہیں فِعْلُ الْحَكِيمِ لَا يَخْلُوا عَنِ الْحِكْمَةِ۔ آگے اپنی قدرت کاملہ اور حکمت عالیہ کا ذکر ہے۔

خَلَقَ السَّمٰوٰتِ بِغَيْرِ عَمَدٍ تَرَوْنَهَا وَاَلْقٰى فِي الْاَرْضِ رَوَاسِيَ اَنْ تَمِيْدَ بِكُمْ وَبَثَّ فِيْهَا مِنْ كُلِّ دَآبَّةٍ وَاَنْزَلْنَا مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَنْۢبَتْنَا فِيْهَا مِنْ كُلِّ زَوْجٍ كَرِيْمٍ۔ وہ عزیز و علیم وہ ہے کہ اس نے آسمانوں کو بلا ستون پیدا فرمایا جو تم دیکھ رہے ہو اور زمین میں میخیں قائم کیں تاکہ تمہیں جھکولے نہ دے اور پھیلایا ہر قسم کا جانور زمین میں اور اتارا آسمان سے پانی تو اگایا ہم نے اس زمین میں ہر قسم کے منافع والا جوڑا۔

عَمَد جمع ہے عماد کی جیسے اَهَب جمع ہے اِهَاب کی یعنی کھال۔ عمد ہر اس سہارے کو کہتے ہیں جس پر چھت قائم رہ سکے۔

تَرَوْنَهَا۔ یعنی تم دیکھ رہے ہو۔ اگر ستون ہوتا تو تم دیکھتے۔

رَوَاسِيَ۔ شَوَامِخ۔ ثَوَابِت یہ تمام میخ کے معنی میں مستعمل ہے۔

تَمِيْدَ۔ اضطراب کے معنی دیتا ہے یعنی لِئَلَّا تَمِيْدَ بِكُمْ اَیْ تَضْطَرِبَ یعنی اگر پہاڑوں کی میخیں نہ ہوتیں تو تم زمین پر قائم نہ رہ سکتے۔ سعدی نے خوب کہا ہے۔

زمین از تپ و لرزه آمد ستوه | فرو کوفت بر دامنش میخ کوه

وَبَثَّ کے معنی اَوْجَدَ وَاَظْهَرَ کے ہیں۔ وَاَصْلُ الْبَثِّ الْاِثَارَةُ وَالتَّفْرِيْقُ اور بث کے اصلی

معنی پھیلانے اور منتشر کرنے کے ہیں۔
وَاَنْزَلْنَا مِنَ السَّمَآءِ مَآءً سے مراد مطر و بارش ہے اور آسمان سے برسانا بلندی کی بنا پر فرمایا کہ ہر بلند سما ہے اور بارش بلندی سے آتی ہے اسی بنا پر وَاَنْزَلْنَا مِنَ السَّمَآءِ فرمایا۔
فَاَنْۢبَتْنَا فِیْهَا یعنی اس پانی کے ذریعہ زمین سے ہم نے اگایا ہر قسم کے سبزہ کا جوڑا۔
كَرِیْمٍ۔ یعنی شریف، کثیر المنفعت۔
اس کے بعد آسمان و زمین پر اپنی قدرت مطلقہ کا اظہار فرما کر ارشاد ہے۔
هٰذَا خَلْقُ اللّٰهِ فَاَرُوْنِیْ مَاذَا خَلَقَ الَّذِیْنَ مِنْ دُوْنِهٖ بَلِ الظّٰلِمُوْنَ فِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ۔
یہ تو اللہ تعالےٰ کی شان تخلیق ہے تو کون ہے ان میں سے جو اللہ کے سوا تمہارے معبود ہیں جو اس قسم کی تخلیق کر سکیں بلکہ ظالم و مشرک دور کی گمراہی میں ہیں۔ (کہ ہدایت پر نہیں آتے)

با محاورہ ترجمہ دوسرا رکوع سورۂ لقمان پ ۲۱

وَلَقَدْ اٰتَیْنَا لُقْمٰنَ الْحِكْمَةَ اَنِ اشْكُرْ لِلّٰهِ وَمَنْ یَّشْكُرْ فَاِنَّمَا یَشْكُرُ لِنَفْسِهٖ وَ مَنْ كَفَرَ فَاِنَّ اللّٰهَ غَنِیٌّ حَمِیْدٌ ۝

اور بے شک ہم نے لقمان کو حکمت عطا کی کہ اللہ کا شکر کر اور جو شکر کرے وہ اپنے بھلے کو شکر کرتا ہے اور جو کفران نعمت کرے تو بیشک اللہ بے پرواہ سب خوبیوں سے سراہا ہوا ہے۔

وَاِذْ قَالَ لُقْمٰنُ لِابْنِهٖ وَهُوَ یَعِظُهٗ یٰبُنَیَّ لَا تُشْرِكْ بِاللّٰهِ اِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِیْمٌ ۝

اور یاد کرو جب لقمان نے اپنے بیٹے کو کہا اور وہ اسکو نصیحت کرتا تھا اے بیٹے اللہ کا کسی کو شریک نہ کرنا بے شک شرک بڑا ظلم ہے۔

وَوَصَّیْنَا الْاِنْسَانَ بِوَالِدَیْهِ حَمَلَتْهُ اُمُّهٗ وَهْنًا عَلٰى وَهْنٍ وَّفِصٰلُهٗ فِیْ عَامَیْنِ اَنِ اشْكُرْ لِیْ وَلِوَالِدَیْكَ اِلَیَّ الْمَصِیْرُ ۝

اور ہم نے آدمی کو تاکید کی اس کے ماں باپ کے حق میں اس کی ماں نے اسے پیٹ میں رکھا کمزوری پہ کمزوری برداشت کر کے اور اس کا دودھ دو برس میں چھوٹنا ہے یہ کہ حق مان میرا اور اپنے ماں باپ کا آخر میری ہی طرف آنا ہے۔

وَاِنْ جَاهَدٰكَ عَلٰۤى اَنْ تُشْرِكَ بِیْ

اور اگر وہ تجھ سے کوشش کریں کہ میرا شریک ٹھہرائے

مَا لَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ فَلَا تُطِعْهُمَا وَ صَاحِبْهُمَا فِي الدُّنْيَا مَعْرُوْفًا وَّاتَّبِعْ سَبِيْلَ مَنْ اَنَابَ اِلَيَّ ثُمَّ اِلَيَّ مَرْجِعُكُمْ فَاُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ○

ایسی چیز کو جس کا تجھے علم نہیں تو ان کا کہنا نہ مان اور ان کا ساتھ دے دنیا میں اچھی طرح اور اس کی راہ کی پیروی کر جو میری طرف رجوع لایا پھر میری طرف ہی تمہیں واپس آنا ہے تو میں تم کو بتاؤں گا جو تم کرتے تھے۔

يٰبُنَيَّ اِنَّهَا اِنْ تَكُ مِثْقَالَ حَبَّةٍ مِّنْ خَرْدَلٍ فَتَكُنْ فِيْ صَخْرَةٍ اَوْ فِي السَّمٰوٰتِ اَوْ فِي الْاَرْضِ يَاْتِ بِهَا اللّٰهُ اِنَّ اللّٰهَ لَطِيْفٌ خَبِيْرٌ ○

اے میرے بیٹے گناہ اگر رائی کے برابر ہو پھر وہ ہو پتھر کی چٹان میں یا آسمانوں میں یا زمین میں کہیں ہو اللہ اسے لے آئے گا بے شک اللہ ہر باریکی کا جاننے والا خبردار ہے۔

يٰبُنَيَّ اَقِمِ الصَّلٰوةَ وَاْمُرْ بِالْمَعْرُوْفِ وَانْهَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَاصْبِرْ عَلٰى مَا اَصَابَكَ اِنَّ ذٰلِكَ مِنْ عَزْمِ الْاُمُوْرِ ○

اے میرے بیٹے نماز قائم رکھ اور اچھی بات کا حکم دے اور بری بات سے منع کر اور جو مصیبت تجھ پر آئے اس پر صبر کر بے شک یہ ہمت کے کام ہیں۔

وَلَا تُصَعِّرْ خَدَّكَ لِلنَّاسِ وَلَا تَمْشِ فِي الْاَرْضِ مَرَحًا اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ كُلَّ مُخْتَالٍ فَخُوْرٍ ○

اور کسی کے ساتھ گفتگو میں رخسارہ نہ پھیلا اور زمین میں اتراتا نہ چل بیشک اللہ کو اتراتا تکبر کرتا اچھا نہیں لگتا۔

وَاقْصِدْ فِيْ مَشْيِكَ وَاغْضُضْ مِنْ صَوْتِكَ اِنَّ اَنْكَرَ الْاَصْوَاتِ لَصَوْتُ الْحَمِيْرِ ○

اور درمیانہ روی اختیار کر اور پست رکھ اپنی آواز بے شک مکروہ آوازوں میں گدھے کی آواز ہے۔

لفظی ترجمہ

وَ۔ اور	لَقَدْ۔ بیشک	اٰتَيْنَا۔ دی ہم نے	لُقْمٰنَ۔ لقمان کو
الْحِكْمَةَ۔ حکمت	اَنِ۔ یہ کہ	اشْكُرْ۔ شکر کر	لِلّٰهِ۔ اللہ کا
وَ۔ اور	مَنْ۔ جو	يَّشْكُرْ۔ شکر کرے	فَاِنَّمَا۔ تو وہ
يَشْكُرُ۔ شکر کرے گا	لِنَفْسِهٖ۔ اپنے لیے	وَ۔ اور	مَنْ۔ جو

كَفَرَ۔ کفر کرے
حَمِيدٌ۔ تعریف کیا گیا
لُقْمَانُ۔ لقمان نے
يَعِظُهُ۔ نصیحت کرتا تھا اسکو
بِاللّٰهِ۔ اللہ کے ساتھ
عَظِيمٌ۔ بہت بڑا
بِوَالِدَيْهِ۔ اسکے ماں باپ کے متعلق
وَهْنًا۔ کمزوری
فِصَالُهُ۔ دودھ چھڑانا اس کا
اشْكُرْ۔ حق مان
إِلَيَّ۔ میری طرف ہی
جَاهَدَاكَ۔ جھگڑیں
تُشْرِكَ۔ تو شریک بنائے
لَكَ۔ تجھے
تُطِعْهُمَا۔ کہا مان انکا
الدُّنْيَا۔ دنیا کے
سَبِيلَ۔ راستے
ثُمَّ۔ پھر
تم کو
يٰبُنَيَّ۔ اے بیٹا
مِثْقَالَ۔ برابر
فِي۔ بیچ
السَّمٰوٰتِ۔ آسمانوں کے أَوْ۔ یا
يَأْتِ۔ تو لائے گا
اللّٰهُ۔ اللہ

فَإِنَّ۔ تو بیشک
وَ۔ اور
لِابْنِهِ۔ اپنے بیٹے کو
يٰبُنَيَّ۔ اے بیٹا
إِنَّ۔ بیشک
وَ۔ اور
عَلٰى۔ اوپر
فِي۔ بیچ
لِي۔ میرا
الْمَصِيرُ۔ پھرنا ہے
لَكَ۔ تجھ سے
بِي۔ میرا
بِهِ۔ اس کا
وَ۔ اور
مَعْرُوفًا۔ بھلائی سے
مَنْ۔ اس آدمی کے جو
إِلَيَّ۔ میری طرف ہے
بِمَا۔ جو
إِنَّهَا۔ وہ
حَبَّةٍ۔ ایک دانے
صَخْرَةٍ۔ پتھر کے
بِهَا۔ اسکو
لَطِيفٌ۔ باریک بین

اللّٰهَ۔ اللہ
إِذْ۔ جب
وَ۔ اور
لَا۔ نہ
الشِّرْكَ۔ شرک
وَصَّيْنَا۔ نصیحت کی ہم نے
حَمَلَتْهُ۔ اٹھایا اسکو
وَهْنٍ۔ کمزوری کے ساتھ
عَامَيْنِ۔ دو سال کے
وَ۔ اور
وَ۔ اور
عَلٰى۔ اوپر
مَا۔ اسکو جو
عِلْمٌ۔ کوئی علم
صَاحِبْهُمَا۔ ساتھ دے ان کا
وَ۔ اور
أَنَابَ۔ رجوع ہوا
مَرْجِعُكُمْ۔ تمہارا لوٹنا
كُنْتُمْ۔ تم
إِنْ۔ اگر
مِّنْ خَرْدَلٍ۔ رائی کے
أَوْ۔ یا
فِي۔ بیچ
اللّٰهُ۔ اللہ
خَبِيرٌ۔ خبردار ہے

غَنِيٌّ۔ بے پروا
قَالَ۔ کہا
هُوَ۔ وہ
تُشْرِكْ۔ شرک کرنا
لَظُلْمٌ۔ ظلم ہے
الْإِنْسَانَ۔ انسان کو
أُمُّهُ۔ اسکی ماں نے
وَ۔ اور
أَنِ۔ یہ کہ
لِوَالِدَيْكَ۔ اپنے ماں باپ کا
إِنْ۔ اگر
أَنْ۔ اس کے کہ
لَيْسَ۔ نہیں ہے
فَلَا۔ تو نہ
فِي۔ بیچ
اتَّبِعْ۔ پیروی کر
إِلَيَّ۔ میری طرف
فَأُنَبِّئُكُمْ۔ تو میں بتاؤں گا
تَعْمَلُونَ۔ کرتے تھے
تَكُ۔ ہو گا
فَتَكُنْ۔ پھر ہو وہ
فِي۔ بیچ
الْأَرْضِ۔ زمین کے
إِنَّ۔ بیشک
يٰبُنَيَّ۔ اے بیٹا

اَقِمِ۔ قائم کر	الصَّلٰوۃَ۔ نماز	وَ۔ اور	اْمُرْ۔ حکم کر
بِالْمَعْرُوْفِ۔ بھلائی کا	وَ۔ اور	انْہَ۔ روک	عَنِ الْمُنْکَرِ۔ برائی سے
وَ۔ اور	اصْبِرْ۔ صبر کر	عَلٰی۔ اوپر	مَا۔ اس کے جو
اَصَابَکَ۔ تکلیف آئے تجھ کو	اِنَّ۔ بیشک	ذٰلِکَ۔ یہ	مِنْ عَزْمِ۔ ہمت کے
الْاُمُوْرِ۔ کاموں سے ہے	وَ۔ اور	لَا۔ نہ	تُصَعِّرْ۔ چڑھا
خَدَّکَ۔ اپنا رخسارہ	لِلنَّاسِ۔ لوگوں کیلئے	وَ۔ اور	لَا۔ نہ
تَمْشِ۔ چل	فِی۔ بیچ	الْاَرْضِ۔ زمین کے	مَرَحًا۔ اکڑ کر
اِنَّ۔ بیشک	اللّٰہَ۔ اللہ	لَا۔ نہیں	یُحِبُّ۔ پسند کرتا
کُلَّ۔ ہر	مُخْتَالٍ۔ اکڑنے والے	فَخُوْرٍ۔ متکبر کو	وَ۔ اور
اقْصِدْ۔ درمیانہ رہ	فِی۔ بیچ	مَشْیِکَ۔ اپنی چال کے	وَ۔ اور
اغْضُضْ۔ نیچی رکھ	مِنْ صَوْتِکَ۔ اپنی آواز	اِنَّ۔ بیشک	اَنْکَرَ۔ بدترین
الْاَصْوَاتِ۔ سب آوازوں سے	لَصَوْتُ۔ آواز	الْحَمِیْرِ۔ گدھے کی ہے۔	

خلاصہ تفسیر دوسرا رکوع۔ سورۃ لقمان پ ۲۱

وَلَقَدْ اٰتَیْنَا لُقْمٰنَ الْحِکْمَۃَ۔ اور بیشک ہم نے عطا کی لقمان کو حکمت۔

محمد بن اسحاق حضرت لقمان کا نسب اس طرح بیان کرتے ہیں لقمان بن باعور بن ناحور بن تارخ۔

وہب کہتے ہیں حضرت لقمان حضرت ایوب علیہ السلام کے بھانجے ہیں۔

مقاتل کہتے ہیں لقمان حضرت ایوب علیہ السلام کی خالہ کے صاحبزادے ہیں۔

واقدی کی تحقیق یہ ہے کہ آپ بنی اسرائیل میں قاضی تھے۔

اور ایک قول سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ آپ کی عمر ایک ہزار سال کی ہوئی۔ آپ نے حضرت داؤد علیہ السلام کا زمانہ پایا اور آپ نے انہیں سے تعلیم لی اور اس زمانہ میں آپ نے منصب افتا ترک فرمایا۔ اس سے قبل آپ فتوی دیتے تھے۔

لقمان علیہ السلام کی نبوت میں اختلاف ہے۔

علماء کی ایک جماعت اس طرف ہے کہ آپ حکیم تھے نبی نہ تھے۔

اور حکمت عقل و فہم کو ہی کہتے ہیں۔
ایک قول ہے کہ حکمت وہ علم ہے جس کے مطابق عمل کیا جائے۔
بعض نے کہا حکمت معرفت اور اصابت رائے فی الامور کو کہتے ہیں۔
بعض نے کہا کہ حکمت ایسی شے ہے کہ اللہ تعالیٰ جس کے دل میں وہ ڈالتا ہے اس سے اس کا دل روشن ہو جاتا ہے۔

اَنِ اشْكُرْ لِلّٰهِ۔ تاکہ شکر کرے اللہ کا۔ کہ اس نے اسے حکمت کی دولت عطا کی اور جو شکر کرتا ہے اللہ اس کے لیے نعمت زیادہ فرماتا ہے جیسا کہ ارشاد ہے لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَاَزِيْدَنَّكُمْ چنانچہ ارشاد ہے۔
وَمَنْ يَّشْكُرْ فَاِنَّمَا يَشْكُرُ لِنَفْسِهٖ۔ اور جو شکر کرتا ہے وہ اپنی ہی جان کے بھلے کو شکر کرتا ہے۔
وَمَنْ كَفَرَ فَاِنَّ اللّٰهَ غَنِيٌّ حَمِيْدٌ۔ اور جو کفران نعمت کرے تو بے شک اللہ بے پرواہ سب خوبیوں سے سراہا گیا ہے۔

اس کے بعد حضرت لقمان علیہ السلام نے اپنے صاحبزادے کو جن کا نام انعم یا اشکم تھا تیرہ[۱۳] نصیحتیں فرمائی ہیں ان کو مفصل بیان فرمایا گیا ہے۔
اس لیے کہ انسان کا اعلیٰ مرتبہ یہ ہے کہ وہ کامل ہو اور دوسرے کو کامل بنائے۔
چنانچہ حضرت لقمان علیہ السلام کا کامل ہونا آتَيْنَاهُ الْحِكْمَةَ سے واضح ہو رہا ہے۔
اور صاحبزادہ کی تکمیل وَهُوَ يَعِظُهٗ سے ظاہر ہے۔
اور اس طریقہ نصیحت سے یہ امر بھی واضح ہو گیا کہ نصیحت اول گھر والوں اور قرابت والوں سے شروع ہونی چاہیئے۔ چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی یہی حکم ہوا جو وَاَنْذِرْ عَشِيْرَتَكَ الْاَقْرَبِيْنَ سے واضح ہے۔

دوسرے یہ امر بھی واضح ہو گیا کہ نصیحت کی ابتدا اکبر الکبائر شرک سے روکنے میں کی جائے۔ اس کے بعد اور نصیحتیں ہوں۔ چنانچہ حضرت لقمان علیہ السلام نے اپنے بیٹے کو نصیحت کرنے میں سب سے اول شرک سے روکنے پر زور دیا چنانچہ ارشاد ہے۔
نصیحت اول:۔ وَاِذْ قَالَ لُقْمٰنُ لِابْنِهٖ وَهُوَ يَعِظُهٗ يٰبُنَيَّ لَا تُشْرِكْ بِاللّٰهِ اِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيْمٌ۔ اور یاد کرو جب لقمان نے اپنے بیٹے سے وعظ و پند فرماتے ہوئے کہا اے میرے بیٹے اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرنا بے شک شرک بڑا ظلم ہے۔

اس لیے کہ اس میں غیر مستحق عبادت کو مستحق ماننا ہے اور ظلم وَضْعُ الشَّئِی عَلٰی غَیْرِ مَحَلِّہٖ کو کہتے ہیں تو شرک ظلم عظیم ہوا۔

نصیحت دوم:۔ وَوَصَّیْنَا الْاِنْسَانَ بِوَالِدَیْہِ حَمَلَتْہُ اُمُّہٗ وَھْنًا عَلٰی وَھْنٍ۔ اور ہم نے آدمی کو تاکید فرمائی اس کے ماں باپ کے حق میں اس کی ماں نے اسے پیٹ میں رکھا کمزوری پر کمزوری برداشت کر کے۔ لہٰذا ان کے حقوق بہر حال ملحوظ رکھے جائیں اس لیے کہ ایام حمل میں اس کا ضعف دن بدن ترقی پر ہوتا ہے جتنا حمل بڑھتا ہے اتنا ہی ضعف ترقی کرتا ہے حتیٰ کہ دردزہ سب سے زیادہ سخت ہے۔

نصیحت سوم:۔ وَفِصَالُہٗ فِیْ عَامَیْنِ اَنِ اشْکُرْ لِیْ وَلِوَالِدَیْكَ اِلَیَّ الْمَصِیْرُ۔ اس کا دودھ چھڑانا دو سال میں ہے اس حکمت میں میرا شکر کر اور اپنے ماں باپ کا شکر گزار ہو۔

کہ ہم نے ان کے دل میں تیری محبت ڈالی اور انہوں نے تجھے پرورش کیا آخر مجھی تک آنا ہے۔

نصیحت چہارم:۔ وَاِنْ جَاھَدٰكَ عَلٰی اَنْ تُشْرِكَ بِیْ مَا لَیْسَ لَكَ بِہٖ عِلْمٌ فَلَا تُطِعْھُمَا وَصَاحِبْھُمَا فِی الدُّنْیَا مَعْرُوْفًا وَّاتَّبِعْ سَبِیْلَ مَنْ اَنَابَ اِلَیَّ ثُمَّ اِلَیَّ مَرْجِعُكُمْ فَاُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ۔ اور اگر وہ دونوں تجھ سے کوشش کریں کہ میرا شریک ٹھہرائے اسے جس کا تجھے علم نہیں تو ان کی پیروی نہ کر اور دنیا میں اچھی طرح ان کا ساتھ دے اور اس کے راہ کی پیروی کر جو میری طرف لائے پھر میری ہی طرف تمہیں پھر آنا ہے تو میں بتا دوں گا جو تم کرتے تھے۔

سفیان بن عیینہ اس آیت کریمہ کی تفسیر میں فرماتے ہیں۔ جس نے پنجگانہ نمازیں ادا کیں اس نے اللہ تعالےٰ کا شکر ادا کر لیا اور جس نے پنجگانہ کے بعد والدین کی خدمت کی اور ان کے حق میں دعا کی اس نے والدین کا شکر بھی ادا کر لیا۔

اور مَا لَیْسَ لَكَ بِہٖ عِلْمٌ کے یہ معنی ہیں کہ جان بوجھ کر تو کوئی کسی کو میرا شریک ٹھہرا ہی نہیں سکتا اس لیے کہ اللہ تعالےٰ کا شریک محال ہے اب جو کسی کو میرا شریک بنائے گا تو بے علمی سے ہی ٹھہرائے گا اور ماں باپ بھی اگر کہیں گے تو جہالت سے ہی کہیں گے لہٰذا ان کی پیروی جائز نہیں۔

علامہ نخعی فرماتے ہیں کہ والدین کی اطاعت واجب ہے لیکن اگر وہ شرک کا حکم کریں تو اس میں ان کی اطاعت حرام ہے۔ اس لیے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اَلَا لَا طَاعَةَ لِمَخْلُوْقٍ فِیْ مَعْصِیَةِ الْخَالِقِ خالق کی نافرمانی میں کسی مخلوق کی اطاعت روا نہیں۔

اور شرک کے حکم سے مخالفت کے باوجود وَصَاحِبْھُمَا فِی الدُّنْیَا مَعْرُوْفًا کے یہ معنی ہیں کہ حسن اخلاق اور حسن سلوک اور تحمل و بردباری سے ان کی خدمت پھر بھی کی جائے۔

اور وَاتَّبِعْ سَبِيْلَ مَنْ اَنَابَ اِلَیَّ۔ سے مراد نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب کی راہ ہے

اس کو مذہب سنت وجماعت کہتے ہیں۔

آیۂ کریمہ وَوَصَّيْنَا الْاِنْسَانَ سے اِلَیَّ مَرْجِعُكُمْ فَاُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ تک نصیحت ضروری ہے

لیکن یہ حضرت لقمان علیہ السلام کا بیان نہیں ہے بلکہ انہوں نے جب اپنے صاحبزادے کو اللہ تعالےٰ کی شکر نعمت کا وعظ فرمایا اور شرک سے منع کیا تو اللہ تعالےٰ نے والدین کی اطاعت کی حد بیان فرما دی۔ اس لیے یہ بھی نصائح لقمان میں شمار کیا گیا۔ اب پھر وعظ لقمان علیہ السلام شروع ہے۔

نصیحت پنجم۔ يٰبُنَیَّ اِنَّهَا اِنْ تَكُ مِثْقَالَ حَبَّةٍ مِّنْ خَرْدَلٍ فَتَكُنْ فِیْ صَخْرَةٍ اَوْ فِی السَّمٰوٰتِ اَوْ فِی الْاَرْضِ يَاْتِ بِهَا اللّٰهُ اِنَّ اللّٰهَ لَطِيْفٌ خَبِيْرٌ۔ اے میرے بیٹے گناہ اگرچہ رائی کے برابر ہو اور وہ پتھر کی چٹان میں یا آسمانوں میں یا زمین میں کہیں ہو اللہ اسے لے آئے گا بے شک وہ ہر باریکی کا جاننے والا اور خبردار ہے۔

یعنی گناہ اور برائی کیسی ہی پوشیدہ جگہ میں ہو اللہ تعالےٰ سے مخفی نہیں رہ سکتی وہ علام الغیوب اور علیم بما فی الصدور ہے۔

نصیحت ششم:۔ يٰبُنَیَّ اَقِمِ الصَّلٰوةَ۔ اے میرے بیٹے نماز قائم رکھ

نصیحت ہفتم:۔ وَاْمُرْ بِالْمَعْرُوْفِ۔ اور اچھی بات کا حکم دے۔

نصیحت ہشتم:۔ وَانْهَ عَنِ الْمُنْكَرِ۔ اور بری بات سے منع کر۔

نصیحت نہم:۔ وَاصْبِرْ عَلٰى مَا اَصَابَكَ اِنَّ ذٰلِكَ مِنْ عَزْمِ الْاُمُوْرِ۔ اور جو کچھ تم پر افتاد ہو اس پر صبر کر بے شک یہ ہمت کے کام ہیں۔

خلاصہ یہ کہ ہر چیز صغیر و کبیر اس کے احاطہ علم میں ہے اور امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرنے میں مصائب و آلام بھی آئیں گے ان پر صبر کرنا ہمت کا کام ہے۔

نصیحت دہم:۔ وَلَا تُصَعِّرْ خَدَّكَ لِلنَّاسِ۔ اور کسی سے بات کرنے میں کج رخی نہ کر۔

نصیحت یازدہم:۔ وَلَا تَمْشِ فِی الْاَرْضِ مَرَحًا۔ اور زمین پر اتراتا ہوا نہ چل اس لیے کہ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ كُلَّ مُخْتَالٍ فَخُوْرٍ۔ بیشک اللہ اترانے والے اور متکبر کو پسند نہیں کرتا۔

نصیحت دوازدہم:۔ وَاقْصِدْ فِیْ مَشْيِكَ۔ اپنی چال نرم عاجزانہ رکھ

نصیحت سیزدہم:۔ وَاغْضُضْ مِنْ صَوْتِكَ اور اپنی آواز کچھ نیچی رکھ۔

یعنی امر بالمعروف اور نہی عن المنکر پر ایذا اگر پہنچے تو اس پر صبر ضروری ہے۔

اور غنی و فقیر امیر و کبیر منشی و دبیر جوان و پیر سب کے ساتھ یکساں عاجزانہ برتاؤ کیا جائے۔ رفتار نہ بہت تیز ہو نہ بالکل نرم اور آواز اونچی کر کے شور و شغب مناسب نہیں آخر میں فرمایا
اِنَّ اَنْکَرَ الْاَصْوَاتِ لَصَوْتُ الْحَمِیْرِ۔ بے شک آوازوں میں بری آواز گدھے کی ہے۔ چنانچہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم بلند آواز سے کلام ناپسند فرماتے تھے۔

مختصر تفسیر دوسرا رکوع سورۃ لقمان پ ۲۱

وَلَقَدْ اٰتَیْنَا لُقْمٰنَ الْحِکْمَۃَ۔ اور بے شک عطا فرمائی ہم نے لقمان کو حکمت۔
لقمان عجمی نام ہے نہ کہ عربی۔ یہ لقم سے مشتق ہے ان کے متعلق ۱۲ قول ہیں۔
اول۔ آپ باعور کے بیٹے ہیں۔ ھُوَ ابْنُ بَاعُوْرَا۔
دوسرا قول وہب کہتے ہیں بھانجے ہیں حضرت ایوب کے۔ قَالَ وَھْبٌ وَکَانَ اِبْنُ اُخْتِ اَیُّوْبَ عَلَیْہِ السَّلَامُ
تیسرا قول مقاتل کا ہے کَانَ ابْنَ خَالَتِہٖ۔ آپ ایوب علیہ السلام کی خالہ کے صاحبزادے ہیں۔
چوتھا قول قَالَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ السُّھَیْلِیُّ ھُوَ ابْنُ عُنْقَاءَ بْنِ سَرُوْنَ۔ آپ عنقا بن سرون کے بیٹے ہیں
پانچواں۔ کَانَ مِنْ اَوْلَادِ اٰزَرَ وَعَاشَ اَلْفَ سَنَۃٍ وَاَدْرَکَ دَاؤُدَ عَلَیْہِ السَّلَامُ وَاَخَذَ مِنْہُ الْعِلْمَ وَکَانَ یُفْتِیْ قَبْلَ مَبْعَثِہٖ فَلَمَّا بُعِثَ قَطَعَ الْفَتْوٰی فَقِیْلَ لَہٗ فَقَالَ اَلَا اَکْتَفِیْ اِذَا کُفِیْتُ۔ آپ آزر کی اولاد میں سے ہیں آپ کی عمر ایک ہزار سال کی ہوئی آپ نے حضرت داؤد علیہ السلام کو پایا اور آپ سے علم سیکھا آپ فتوی دیا کرتے تھے جب آپ کی بعثت ہوئی تو فتوی دینا ترک کر دیا لوگوں نے وجہ پوچھی فرمایا کیا میں کافی نہیں ہوں۔
چھٹا قول:۔ کَانَ قَاضِیًا فِیْ بَنِیْ اِسْرَآئِیْلَ۔ آپ بنی اسرائیل کے قاضی تھے۔
ساتواں وَنُقِلَ ذٰلِکَ عَنِ الْوَاقِدِیِّ اِلَّا اَنَّہٗ قَالَ وَکَانَ فِیْ زَمَانِہٖ بَیْنَ مُحَمَّدٍ وَعِیْسٰی عَلَیْھِمَا السَّلَامُ۔ واقدی نے گزشتہ خیال بیان کر کے یہ اور کہا کہ آپ کا زمانہ عیسیٰ اور حضور کے مابین کا ہے۔
آٹھواں قول:۔ قَالَ عِکْرِمَۃُ وَالشَّعْبِیُّ کَانَ نَبِیًّا۔ عکرمہ اور شعبی کہتے ہیں آپ نبی تھے وَالْاَکْثَرُوْنَ عَلٰی اَنَّہٗ کَانَ فِیْ زَمَنِ دَاؤُدَ عَلَیْہِ السَّلَامُ۔ اکثر اس طرف ہیں کہ آپ زمانہ داؤد علیہ السلام میں تھے وَلَمْ یَکُنْ نَبِیًّا۔ اور آپ نبی نہیں تھے۔
اس میں بھی اختلاف ہے کہ آپ غلام تھے یا آزاد؟

(۱۱) وَالاَكْثَرُوْنَ عَلٰى اَنَّهٗ كَانَ عَبْدًا

(۱۲) وَاخْتَلَفُوْا فَقِيْلَ كَانَ حَبَشِيًّا۔ بعض نے کہا آپ حبشی تھے وَرُوِيَ ذٰلِكَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ وَمُجَاهِدٍ

(۱۳) وَاَخْرَجَ ذٰلِكَ ابْنُ مَرْدَوَيْهِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ مَرْفُوْعًا وَذَكَرَ مُجَاهِدٌ فِيْ وَصْفِهٖ اِنَّهٗ كَانَ غَلِيْظَ الشَّفَتَيْنِ مُصَفَّحَ الْقَدَمَيْنِ۔

(۱۴) وَقِيْلَ كَانَ نُوْبِيًّا مُشَقَّقَ الرِّجْلَيْنِ ذَا مَشَافِرٍ وَجَاءَ ذٰلِكَ فِيْ رِوَايَةٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ وَابْنِ الْمُسَيَّبِ وَمُجَاهِدٍ۔

(۱۵) وَاَخْرَجَ ابْنُ اَبِيْ حَاتِمٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الزُّبَيْرِ قَالَ قُلْتُ لِجَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ مَا انْتَهٰى اِلَيْكُمْ مِنْ شَاْنِ لُقْمَانَ قَالَ كَانَ قَصِيْرًا اَفْطَسَ مِنَ النُّوْبَةِ۔

(۱۶) وَاَخْرَجَ هُوَ وَابْنُ جَرِيْرٍ وَابْنُ الْمُنْذِرِ عَنِ ابْنِ الْمُسَيَّبِ اِنَّهٗ قَالَ اِنَّ لُقْمَانَ كَانَ اَسْوَدَ مِنْ سُوْدَانِ مِصْرَ ذَا مَشَافِرٍ اَعْطَاهُ الْحِكْمَةَ وَمَنَعَهُ النُّبُوَّةَ۔

(۱۷) وَاخْتُلِفَ فِيْمَا كَانَ يُعَانِيْهِ مِنَ الْاَشْغَالِ فَقَالَ خَالِدُ بْنُ الرَّبِيْعِ كَانَ نَجَّارًا۔

(۱۸) وَفِيْ مَعَانِي الزَّجَّاجِ كَانَ نَجَّادًا بِالدَّالِ عَلٰى وَزْنِ كَتَّانٍ مَنْ يُعَالِجُ الْفُرُشَ وَالْوَسَائِدَ وَيَخِيْطُهُمَا۔

(۱۹) وَاَخْرَجَ ابْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ وَاَحْمَدُ فِي الزُّهْدِ وَابْنُ الْمُنْذِرِ عَنِ ابْنِ الْمُسَيَّبِ اَنَّهٗ كَانَ خَيَّاطًا

(۲۰) وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّهٗ كَانَ رَاعِيًا۔

(۲۱) وَقِيْلَ كَانَ يَحْتَطِبُ لِمَوْلَاهُ كُلَّ يَوْمٍ حُزْمَةً۔

منقولہ بالا روایات نقل کرکے آلوسی فرماتے ہیں ہمیں وثوق سے کوئی بات ان روایات سے حاصل نہیں ہوئی سوا اس ایک روایت کے جو مفسرین نے نقل کی۔

(۲۲) اِنَّهٗ كَانَ رَجُلًا صَالِحًا حَكِيْمًا وَلَمْ يَكُنْ نَبِيًّا۔ کہ لقمان ایک نیک آدمی تھے اور حکیم تھے اور نبی نہیں تھے۔ اور

وَلَقَدْ اٰتَيْنَا لُقْمَانَ الْحِكْمَةَ۔ میں حکمت کی عطا جو فرمائی گئی اس کے سات معنی ہیں۔

(۱) اَلْحِكْمَةُ عَلٰى مَا اَخْرَجَ ابْنُ مَرْدَوَيْهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَلْعَقْلُ وَالْفَهْمُ وَالْفِطْنَةُ۔ حکمت سے مراد عقل اور فہم رسا اور ذہن ہے۔

(۲) وَاَخْرَجَ الْفِرْيَابِيُّ وَاَحْمَدُ فِي الزُّهْدِ وَابْنُ جَرِيْرٍ وَابْنُ اَبِيْ حَاتِمٍ عَنْ مُجَاهِدٍ اِنَّهَا الْعَقْلُ وَالْفِقْهُ وَالْاِصَابَةُ فِي الْقَوْلِ۔ حکمت عقل اور تفقہ اور اصابت رائے کو کہتے ہیں۔

(۳) وَقَالَ الرَّاغِبُ هِیَ مَعْرِفَۃُ الْمَوْجُوْدَاتِ وَفِعْلُ الْخَیْرَاتِ۔ حکمت نام ہے موجودات کی معرفت اور نیک کاموں کی توفیق کا۔

(۴) وَقَالَ الْاِمَامُ هِیَ عِبَارَۃٌ عَنْ تَوْفِیْقِ الْعَمَلِ بِالْعِلْمِ۔ حکمت سے مراد توفیق عمل اور علم ہے۔

(۵) وَقَالَ اَبُوْ حَیَّانَ هِیَ الْمَنْطِقُ الَّذِیْ یَتَّعِظُ بِهٖ وَیُنَبِّهُ وَیَتَنَاقَلُهُ النَّاسُ لِذٰلِکَ۔ وہ منطق ہے جس کے ساتھ لوگوں کو وعظ اور تنبیہ کی جائے۔

وَقِیْلَ اِتْقَانُ الشَّیْءِ عِلْمًا وَّعَمَلًا۔ حکمت اس یقین کا نام ہے جو علم و عمل میں حاصل ہو۔

وَقِیْلَ کَمَالٌ حَاصِلٌ بِاسْتِکْمَالِ النَّفْسِ الْاِنْسَانِیَّۃِ بِاقْتِبَاسِ الْعُلُوْمِ النَّظْرِیَّۃِ وَاکْتِسَابِ الْمَلَکَۃِ التَّامَّۃِ عَلَی الْاَفْعَالِ الْفَاضِلَۃِ عَلٰی قَدْرِ طَاقَتِهَا۔ وہ کمال حاصل ہے نفس انسانیت کا اقتباس علوم نظریہ سے اور اکتساب ملکہ تامہ کا افعال فاضلہ میں بجد قدرت و طاقت۔

اور آپ کے وعظ پند و حکمت جو آپ نے اپنے صاحبزادے کو فرمائے قرآن کریم کے علاوہ بکلیں ارباب سیر نے انہیں نصائح سے اخذ کر کے لکھے ہیں وہ یہ ہیں۔

(اول) یَابُنَیَّ اِنَّ الدُّنْیَا بَحْرٌ عَمِیْقٌ وَقَدْ غَرِقَ فِیْهَا نَاسٌ کَثِیْرٌ فَاجْعَلْ سَفِیْنَتَکَ فِیْهَا تَقْوَی اللّٰهِ تَعَالٰی وَحَشْوُهَا الْاِیْمَانَ وَشِرَاعُهَا التَّوَکُّلَ عَلَی اللّٰهِ تَعَالٰی لَعَلَّکَ اَنْ تَنْجُوَ وَلَا اَرَاکَ نَاجِیًا۔ اے میرے بیٹے دنیا ایک گہرا دریا ہے اس میں بہت لوگ ڈوب چکے ہیں تجھے چاہیئے کہ اس میں اپنی کشتی اللہ کے خوف کی بنا اور اس میں ایمان اور اس کے تختے ایمان کے ہوں اور اس کی لکڑی توکل کی ہو تو امید ہے کہ تو نجات پا جائے گا۔

(۲) مَنْ کَانَ لَهٗ مِنْ نَفْسِهٖ وَاعِظٌ کَانَ لَهٗ مِنَ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ حَافِظٌ۔ جو اپنے نفس کے لیے واعظ ہو اللہ تعالےٰ اس کا محافظ ہے۔

(۳) مَنْ اَنْصَفَ النَّاسَ مِنْ نَفْسِهٖ زَادَهُ اللّٰهُ بِذٰلِکَ عِزًّا۔ جو اپنے لیے انصاف پسند کرے اللہ اسکی عزت زیادہ فرماتا ہے۔

(۴) وَالذُّلُّ فِیْ طَاعَۃِ اللّٰهِ اَقْرَبُ مِنَ التَّعَزُّزِ بِالْمَعْصِیَۃِ۔ اللہ کی اطاعت میں اپنے کو ذلیل سمجھنا معصیت سے علیحدہ رکھنے میں زیادہ قوت دیتا ہے۔

(۵) ضَرْبُ الْوَالِدِ لِوَلَدِهٖ کَالسَّمَادِ لِلزَّرْعِ۔ باپ کی مار اولاد کو مثل نلائی کے ہے جو کاشتکار اپنی کھیتی کو کرتا ہے۔

(۶) یَا بُنَیَّ اِیَّاکَ وَالدَّیْنَ فَاِنَّہٗ ذُلُّ النَّھَارِ وَھَمُّ اللَّیْلِ۔ اے میرے بیٹے قرض سے اپنے کو بچا کہ وہ دن کی ذلت اور رات کا غم ہے۔

(۷) یَا بُنَیَّ اُرْجُ اللّٰہَ عَزَّوَجَلَّ رَجَاءً لَا یُجَرِّیْکَ عَلٰی مَعْصِیَتِہٖ تَعَالٰی۔ اے میرے بیٹے اللہ تعالیٰ سے امید رکھو ہر مقصود کی تو تو معصیت الٰہی کی طرف نہ جا سکے گا۔

(۸) وَخَفِ اللّٰہَ سُبْحَانَہٗ خَوْفًا لَا یُایِسُکَ مِنْ رَحْمَۃِ اللّٰہِ تَعَالٰی۔ اور اللہ سے ڈر تا رہ رحمت الٰہی سے تجھے مایوسی نہ ہو گی۔

(۹) مَنْ کَذَبَ ذَھَبَ مَاءُ وَجْھِہٖ۔ جو جھوٹ بولے اس کے چہرے کی آبرو جاتی رہتی ہے۔

(۱۰) مَنْ سَاءَ خُلُقُہٗ کَثُرَ غَمُّہٗ۔ جس کا خلق برا ہو اس پر غم زیادہ رہتا ہے۔

(۱۱) نَقْلُ الصُّخُوْرِ مِنْ مَّوَاضِعِھَا اَیْسَرُ مِنْ اِفْھَامِ مَنْ لَّا یَفْھَمُ۔ بھاری چٹانوں کا اپنی جگہ سے ہٹانا آسان ہے اس کے سمجھانے سے جو نہ سمجھنا چاہے۔

(۱۲) یَا بُنَیَّ حَمَلْتُ الْجَنْدَلَ وَالْحَدِیْدَ وَکُلَّ شَیْءٍ ثَقِیْلٍ فَلَمْ اَحْمِلْ شَیْئًا ھُوَ اَثْقَلُ مِنْ جَارِ السُّوْءِ۔ اے میرے بیٹے لشکر اور لوہا اور ہر بھاری چیز اٹھائی جا سکتی ہے مگر برے ہمسایہ کی زیادتیاں سب سے بھاری ہوتی ہیں۔

(۱۳) وَذُقْتُ الْمُرَارَ فَلَمْ اَذُقْ شَیْئًا ھُوَ اَمَرُّ مِنَ الْفَقْرِ۔ میں نے بہت سی کڑوی چیزیں چکھیں مگر تنگدستی سے زیادہ میں نے تلخ کسی کو نہ پایا۔

(۱۴) یَا بُنَیَّ لَا تُرْسِلْ رَسُوْلَکَ جَاھِلًا فَاِنْ لَّمْ تَجِدْ حَکِیْمًا فَکُنْ رَسُوْلَ نَفْسِکَ اے میرے بیٹے جاہل پیامبر کبھی نہ بھیج اگر تجھے عقلمند ذکی و فہیم نہ ملے تو اپنے دل کو ہی اپنا پیامبر کر۔

(۱۵) یَا بُنَیَّ اِیَّاکَ وَالْکِذْبَ فَاِنَّہٗ شَھِیٌّ کَلَحْمِ الْعُصْفُوْرِ عَمَّا قَلِیْلٍ یُغْلِیْ صَاحِبَہٗ۔ اے میرے بیٹے اپنے کو دروغ بیانی سے بچا جیسے چڑیا کا گوشت کہ کم ہوتا ہے اور کھانے والے کو جوش میں لاتا ہے۔

(۱۶) یَا بُنَیَّ احْضُرِ الْجَنَائِزَ وَلَا تَحْضُرِ الْعُرْسَ فَاِنَّ الْجَنَائِزَ تُذَکِّرُکَ الْاٰخِرَۃَ وَالْعُرْسُ یُشَھِّیْکَ الدُّنْیَا۔ اے میرے بیٹے جنازوں میں ضرور شریک ہوا کر اور شادیوں میں نہ شریک ہو اس لیے کہ جنازہ آخرت یاد دلاتا ہے اور شادی بیاہ دنیا کی حرص بڑھاتے ہیں۔

(۱۷) یَا بُنَیَّ لَا تَاْکُلْ شِبْعًا فَاِنَّ اِلْقَاءَکَ اِیَّاہُ لِلْکَلْبِ خَیْرٌ مِّنْ اَنْ تَاْکُلَہٗ۔ اے میرے بیٹے شکم سیر ہو کر نہ کھایا کر اس لیے کہ تجھے لقمہ تر ڈالنے سے کتے کو ڈالنا بہتر ہے کہ وہ کھالے اور اپنے مالک کی حفاظت کرے۔

(۱۸) یَا بُنَیَّ لَا تَکُنْ حُلْوًا فَتُبْلَعَ وَلَا مُرًّا فَتُلْفَظَ۔ بیٹے نہ اتنا میٹھا بن کہ تجھے ہر کوئی نگل جائے

اور نہ اتنا کڑوا ہو کہ ہر ایک تھوک دے۔

(۱۹) لَا يَأْكُلْ طَعَامَكَ إِلَّا الْأَتْقِيَاءُ وَشَاوِرْ فِي أَمْرِكَ الْعُلَمَاءَ۔ تیرا کھانا سوا اتقیاء کے کوئی نہ کھا سکے اور اپنے معاملہ میں علماء سے مشورہ کیا کر۔

(۲۰) لَا خَيْرَ لَكَ فِي أَنْ تَتَعَلَّمَ مَا لَمْ تَعْلَمْ وَلَمَّا تَعْمَلْ بِمَا قَدْ عَلِمْتَ فَإِنَّ مَثَلَ ذٰلِكَ رَجُلٌ احْتَطَبَ حَطَبًا فَحَمَلَ حُزْمَةً وَذَهَبَ يَحْمِلُهَا فَعَجَزَ عَنْهَا فَضَمَّ إِلَيْهَا أُخْرٰى۔ تیرا تعلیم حاصل کرنا جاہل سے بہتر نہیں اور جب تو اس تعلیم پر عمل کیسے کا جو تونے جاہل سے لی تو وہ مثل ایسے آدمی کے ہوگا کہ لکڑیوں کا گٹھا بغیر اندازہ کیسے لے کر چلدیا راستہ میں تھک گیا تو دوسرے آدمی سے اٹھالیے گئے۔

(۲۱) يَا بُنَيَّ إِذَا تَوَاخَيْتَ رَجُلًا فَأَغْضِبْهُ قَبْلَ ذٰلِكَ فَإِنْ أَنْصَفَكَ عِنْدَ غَضَبِهِ وَإِلَّا فَاحْذَرْهُ۔ بیٹے جب تو برادرانہ رابطہ کسی سے کرے تو وہ اس سے پہلے غضب ناک ہو تو اگر انصاف کرے اس کے غصہ پر تو مناسب ہے ورنہ علیحدہ رہنے میں ہی بہتری ہے۔

(۲۲) لِتَكُنْ كَلِمَتُكَ طَيِّبَةً وَلْيَكُنْ وَجْهُكَ بَسِطًا تَكُنْ أَحَبَّ النَّاسِ مِمَّنْ يُعْطِيهِمُ الْعَطَاءَ۔ تیرے کلمات پاک ستھرے ہوں اور تو خندہ پیشانی ہو تو لوگوں میں محبوب ترین ہوگا اس سے جو بہت کچھ بخشش دیتا ہو۔

(۲۳) يَا بُنَيَّ أَنْزِلْ نَفْسَكَ مِنْ صَاحِبِكَ مَنْزِلَةَ مَنْ لَا حَاجَةَ لَهُ بِكَ وَلَا بُدَّ لَكَ مِنْهُ

(۲۴) يَا بُنَيَّ كُنْ كَمَنْ يَبْتَغِي مَحْمَدَةَ النَّاسِ وَلَا يَكْسِبُ ذَمَّهُمْ فَنَفْسُهُ مِنْهُ فِي عَنَاءٍ وَالنَّاسُ مِنْهُ فِي رَاحَةٍ۔ بیٹے ایسی زندگی بسر کر کہ کسی سے اپنی مدح نہ چاہ اور برائی کسی سے لے کہ اس سے اسکی جان غم میں ہو اور لوگ اس سے راحت میں ہوں۔

(۲۵) يَا بُنَيَّ اقْنَعْ بِمَا يَخْرُجُ مِنْ فِيكَ فَإِنَّكَ مَا سَكَتَّ تَسْلَمْ وَإِنَّمَا يَنْبَغِي لَكَ مِنَ الْقَوْلِ مَا يَنْفَعُكَ۔ خاموشی میں سلامتی ہے اور بولے اتنا ہی جو نفع رساں ہو۔

أَنِ اشْكُرْ لِلّٰهِ۔ تاکہ شکر کیسے اللہ کا۔

أَيْ أُشْكُرْ لِلّٰهِ۔ اَن تفسیریہ ہے زجاج کہتے ہیں کہ اَنْ مصدریہ ہے۔

وَمَنْ يَشْكُرْ فَإِنَّمَا يَشْكُرُ لِنَفْسِهِ۔ اور جو شکر گذار ہوگا وہ اپنے بھلے کے لیے ہوگا۔

اور وہ بھلا اس کے حق میں یہ ہوگا کہ یہ شکر موجب رحمت و مزید نعمت اور جنت الخلد میں فائدہ کا کا سبب ہوگا۔

وَمَنْ كَفَرَ فَإِنَّ اللّٰهَ غَنِيٌّ حَمِيدٌ۔ اور جو کفران نعمت کرے تو اللہ بے پرواہ ہے سراہا گیا۔

یعنی وہ تمام اشیاء سے غنی ہے اسے شکر کی بھی احتیاج نہیں کہ کفر اسے نقصان دے کفران نعمت کرنے والا اپنا بدلہ لے گا اور شکر گذار اپنا صلہ پائے گا۔

اور حمید ایسا حمید ہے کہ اگر کوئی بھی اس کی حمد نہ کرے تو جمیع مخلوقات زبان حال سے اس کی حمد کرتی ہے یہ حمید بروزن فعیل ہے جس کے معنی ہوتے ہیں محمود کے۔

جیسے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اَلْحَمْدُ رَأْسُ الشُّكْرِ لَمْ يَشْكُرِ اللّٰهَ تَعَالٰى عَبْدٌ لَّمْ يَحْمِدْهُ

اس کے بعد حضرت لقمان علیہ السلام کی نصیحتوں کا تذکرہ ہے۔

وَاِذْ قَالَ لُقْمَانُ لِابْنِهٖ وَهُوَ يَعِظُهٗ۔ اور جب کہا لقمان نے اپنے بیٹے کو نصیحت کرتے ہوئے۔

ابن لقمان کا نام طبری اور قتیبی نے ثاران بتایا ہے۔

ایک قول ہے کہ ماثان نام تھا۔

ایک قول ہے کہ انعم تھا۔

ایک قول ہے کہ اشکم تھا۔

ایک قول ہے کہ مشکم تھا۔

اور وہ وعظ کرتے تھے۔ وَعْظ بقول راغب زَجْرٌ مُقْتَرِنٌ بِتَخْوِيفٍ کو کہتے ہیں یعنی خوف دلانا اور نصیحت کرنا۔

وَقَالَ الْخَلِيلُ هُوَ التَّذْكِيرُ بِالْخَيْرِ فِيمَا يَرِقُّ لَهُ الْقَلْبُ۔ علامہ خلیل فرماتے ہیں وعظ تذکیر بالخیر کو کہتے ہیں جس کے سننے سے انسان کا دل نرم ہو۔

تو آپ نے پہلی نصیحت جو فرمائی وہ اجتناب عن الشرک کی فرمائی اس لیے کہ اکبر کبائر شرک ہی ہے چنانچہ فرمایا۔

يٰبُنَيَّ لَا تُشْرِكْ بِاللّٰهِ اِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيمٌ۔ اے میرے بیٹے اللہ کا شریک نہ ٹھہرانا بے شک شرک ظلم عظیم ہے۔

اس لیے کہ ظلم وَضْعُ الشَّيْءِ عَلٰى غَيْرِ مَحَلِّهٖ۔ کو کہتے ہیں تو غیر خدا کو خدا ماننا بے محل فعل ہے اسی لیے اسے ظلم عظیم فرمایا۔

بعض نے کہا کہ كَانَ ابْنُهٗ كَافِرًا وَلِذَا اَنَّهَاهُ عَنِ الشِّرْكِ فَلَمْ يَزَلْ يَعِظُهٗ حَتّٰى اَسْلَمَ وَكَذَا قِيلَ لِامْرَأَتِهٖ۔ ثاران یا ماثان کے متعلق کہتے ہیں کہ یہ کافر تھا تو آپ نے اسے شرک سے روکا اور نصیحت ہی فرماتے رہے حتیٰ کہ وہ مسلمان ہو گیا اور یہی آپ کی بیوی کا حال تھا۔

وَاَخْرَجَ اِبْنُ اَبِی الدُّنْیَا فِیْ نَعْتِ الْخَائِفِیْنَ عَنِ الْفَضْلِ الرَّقَاشِیْ قَالَ مَا زَالَ لُقْمَانُ یَعِظُ اِبْنَہٗ حَتّٰی مَاتَ۔ فضل رقاشی سے مروی ہے کہ حضرت لقمان اپنے بیٹے کو ہدایت کرتے رہے حتی کہ اس حال میں انتقال فرمایا۔

وَاَخْرَجَ عَنْ حَفْصِ الْکِنْدِیْ قَالَ وَضَعَ لُقْمَانُ جِرَابًا مِنْ خَرْدَلٍ وَجَعَلَ یَعِظُ اِبْنَہٗ مَوْعِظَۃً وَیُخْرِجُ خَرْدَلَۃً فَنَفِدَ الْخَرْدَلُ فَقَالَ یَا بُنَیَّ لَقَدْ وَعَظْتُکَ مَوْعِظَۃً لَوْ وَعَظْتُہَا جَبَلًا لَانْفَطَرَ فَانْفَطَرَ اِبْنُہٗ۔ حضرت لقمان نے ایک تھیلی میں رائی بھر لی اور اپنے بیٹے کو وعظ فرماتے اور ایک رائی کا نکالتے حتی کہ تمام دانے رائی کے ختم ہو گئے تو آپ نے فرمایا بیٹے میں نے تجھے اتنا وعظ سنایا کہ اگر میں پہاڑ کو اتنا وعظ کرتا تو وہ لرز جاتا تو بیٹا لرز گیا۔

وَقِیْلَ کَانَ مُسْلِمًا وَالنَّہْیُ عَنِ الشِّرْکِ تَحْذِیْرٌ لَہٗ عَنْ صُدُوْرِہٖ مِنْہُ فِی الْمُسْتَقْبِلِ۔ ایک قول ہے کہ وہ مسلمان تھا اور لقمان علیہ السلام اسے شرک کے حفظ ما تقدم کے لیے منع فرماتے تھے۔

اور اِنَّ الشِّرْکَ لَظُلْمٌ عَظِیْمٌ یہ لقمان علیہ السلام کا ہی ارشاد تھا اور شرک ظلم عظیم بایں معنی ہی ہے کہ ظلم کہتے ہیں وَضْعُ الشَّیْئِ فِیْ غَیْرِ مَوْضِعِہٖ کو اور اللہ تعالے کے برابر کسی غیر کو ماننا ظلم عظیم ہے کہ اس کے برابر کسی کا ہونا محالات سے ہے۔

اس کے بعد کلام مستانف ہے جو اثناء وصیت لقمان میں علی نہج الاستطراد اللہ تعالے نے فرمایا۔

وَوَصَّیْنَا الْاِنْسَانَ بِوَالِدَیْہِ۔ اور ہم نے انسان کو تاکید فرمائی اس کے والدین کے حقوق ہیں۔

اس لیے کہ مَنْ لَمْ یَشْکُرِ النَّاسَ لَمْ یَشْکُرِ اللہَ جو لوگوں کا شکر گذار نہیں اللہ کا بھی شکر گذار نہیں۔

حَمَلَتْہُ اُمُّہٗ وَہْنًا عَلٰی وَہْنٍ۔ اس کی ماں اسے اٹھائے رہتی ہے کمزوری پہ کمزوری میں۔

وہن سے مراد تَضْعُفُ ضَعْفًا مُتَزَایِدًا بِاِزْدِیَادِ ثِقْلِ الْحَمْلِ اِلٰی مُدَّۃِ الطَّلْقِ۔ کمزوری کا بڑھنا حمل کے بڑھنے میں وضع حمل تک۔

حاملہ پر تین ضعف طاری ہوتے ہیں اول ضعف حمل پھر ضعف دردزہ پھر ضعف نفاس۔

صاحب قاموس وہن کے معنی ضعف کرتے ہیں حیث قال اَلْوَہْنُ الضُّعْفُ فِی الْعَمَلِ۔

وَفِصَالُہٗ فِیْ عَامَیْنِ۔ اور اس کا دودھ پلانا دو سال میں ہے۔

آلوسی کہتے ہیں وَظَاہِرُ الرِّوَایَۃِ اِنَّ مُدَّۃَ الرِّضَاعِ عَامَانِ ظاہر آیت کا مفہوم یہی ہے کہ رضاعت کی مدت دو سال ہے وَاِلٰی ذٰلِکَ ذَہَبَ الشَّافِعِیُّ وَالْاِمَامُ اَحْمَدُ وَاَبُوْ یُوْسُفَ وَمُحَمَّدٌ وَہُوَ مُخْتَارُ الطَّحَاوِیْ اسی طرف امام شافعی امام احمد بن حنبل اور ابو یوسف اور محمد بھی اسی طرف ہیں اور علامہ طحاوی بھی ایسے ہی مانتے ہیں

وَرُوِیَ عَنْ مَالِكٍ وَذَهَبَ الْإِمَامُ اَبُوْحَنِيْفَةَ اِلٰى اَنَّ مُدَّةَ الرِّضَاعِ الَّذِیْ يَتَعَلَّقُ بِهِ التَّحْرِيْمُ هُوَ ثَلَاثُوْنَ شَهْرًا لِقَوْلِهٖ تَعَالٰى وَحَمْلُهٗ وَفِصَالُهٗ ثَلٰثُوْنَ شَهْرًا - امام مالک اور ابوحنیفہ رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ دودھ حرام تیس ماہ ہیں ہوتا ہے اس لیے کہ اللہ تعالے کا ارشاد ہے کہ حمل اور رضاعت تیس ماہ ہیں ہے حضرت صدیقہ سے مروی ہے کہ اَلْوَلَدُ لَا يَبْقٰى فِیْ بَطْنِ اُمِّهٖ اَكْثَرَ مِنْ سَنَتَيْنِ - بچہ ماں کے پیٹ ہیں دوسال سے زائد نہیں رہ سکتا۔

بہرحال اقل مدت حمل چھ ماہ اور اکثر مدت حمل دوسال ہوسکتی ہے۔ اور رضاعت دو سال کے بعد ختم کردینی چاہیئے اور تیس ماہ کے بعد اسے پلانا حرام ہے۔

اب وصیت وتاکید جو حقوق والدین ہیں ہے اسے فرمایا گیا۔

اَنِ اشْكُرْ لِیْ وَلِوَالِدَيْكَ - یہ کہ شکر میرا بھی ماننے اور اپنے والدین کا بھی۔

گویا یہ ارشاد ہوا وَوَصَّيْنَا الْاِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ بِشُكْرِهِمَا وَذِكْرِ شُكْرِ اللّٰهِ تَعَالٰى لِاَنَّ صِحَّةَ شُكْرِهِمَا تَتَوَقَّفُ عَلٰى شُكْرِهٖ عَزَّوَجَلَّ كَمَا قِيْلَ فِیْ لَا يَشْكُرُ اللّٰهَ تَعَالٰى مَنْ لَا يَشْكُرُ النَّاسَ - گویا ہمارا شکر والدین کا شکر ادا کیے بغیر مکمل نہیں جو والدین کا مشکور نہیں وہ اللہ تعالی کا بھی مشکور نہیں ہے۔

چنانچہ اللہ تعالے کا شکر تو صلوۃ وصیام ہوا اور حضرت سفیان بن عیینہ سے مروی ہے مَنْ صَلَّى الصَّلٰوةَ الْخَمْسَ فَقَدْ شَكَرَ اللّٰهَ وَمَنْ دَعَا لِوَالِدَيْهِ فِیْ اَدْبَارِهَا فَقَدْ شَكَرَهُمَا جو شخص پنج وقتہ نماز ادا کرے وہ اللہ تعالے کا شکر گذار ہے اور جو بعد صلوۃ الخمس اپنے والدین کے لیے دعا کرے وہ والدین کا شکر گذار ہے۔

اِلَیَّ الْمَصِيْرُ - آخر میری طرف ہی ان کا لوٹنا ہے۔

اَیْ اِلَیَّ الرُّجُوْعُ لَا اِلٰى غَيْرِیْ فَاُجَازِيْكَ عَلٰى مَا صَدَرَ عَنْكَ مِمَّا يُخَالِفُ اَمْرِیْ - یعنی میری طرف آنا ہے کسی اور طرف تو جا نہیں سکتے تو ہیں ہی جو کچھ تم میرے حکم کی خلاف ورزی کروگے اس کا بدلہ دوں گا۔

وَاِنْ جَاهَدٰكَ عَلٰى اَنْ تُشْرِكَ بِیْ مَا لَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ فَلَا تُطِعْهُمَا وَصَاحِبْهُمَا فِی الدُّنْيَا مَعْرُوْفًا وَّاتَّبِعْ سَبِيْلَ مَنْ اَنَابَ اِلَیَّ ثُمَّ اِلَیَّ مَرْجِعُكُمْ فَاُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ - اور اگر وہ تجھ سے اصرار کریں اس پر کہ میرے ساتھ شریک کرے اسے جس کا تجھے علم نہیں تو اس معاملہ میں ان کی اطاعت نہ کر اور ان کی خدمت کر جو دنیا میں کی جاتی ہے اور اس راہ کا پیروہ جو میری طرف لوٹا کر لائے پھر تمہارا لوٹنا میری طرف ہی ہے تو میں بتاؤں گا جو کچھ تم عمل کرتے تھے۔

یہ آیت کریمہ حضرت سعد بن ابی وقاص کی شان میں نازل ہوئی چنانچہ ابو یعلی اور طبرانی اور ابن مردویہ اور

ابن عساکر ابی عثمان نہدی سے راوی ہیں اَنَّ سَعْدَ بْنَ اَبِیْ وَقَّاصٍ قَالَ اُنْزِلَتْ فِیَّ هٰذِهِ الْاٰیَةُ وَاِنْ جَاهَدَاكَ الْاٰیَۃ

كُنْتُ رَجُلًا بَرًّا بِاُمِّیْ فَلَمَّا اَسْلَمْتُ قَالَتْ یَا سَعْدُ وَمَا هٰذَا الَّذِیْ اَرَاكَ قَدْ اَحْدَثْتَ لَتَدَعَنَّ دِیْنَكَ هٰذَا اَوْ لَا اٰكُلُ وَلَا اَشْرَبُ حَتّٰی اَمُوْتَ فَتُعَیَّرُ بِیْ فَیُقَالُ یَا قَاتِلَ اُمِّهٖ۔

قُلْتُ لَا تَفْعَلِیْ یَا اُمَّهْ فَاِنِّیْ لَا اَدَعُ دِیْنِیْ هٰذَا الشَّیْئَ۔ فَمَكَثَتْ یَوْمًا وَّلَیْلَةً لَا تَاْكُلُ فَاَصْبَحَتْ قَدْ جَهَدَتْ فَمَكَثَتْ یَوْمًا وَّلَیْلَةً لَا تَاْكُلُ فَاَصْبَحَتْ قَدِ اشْتَدَّ جَهْدُهَا فَلَمَّا رَاَیْتُ ذٰلِكَ قُلْتُ یَا اُمَّهْ تَعْلَمِیْنَ وَاللّٰهِ لَوْ كَانَتْ لَكِ مِائَةُ نَفْسٍ فَخَرَجَتْ نَفْسًا نَفْسًا مَا تَرَكْتُ دِیْنِیْ هٰذَا الشَّیْئَ فَاِنْ شِئْتِ فَكُلِیْ وَاِنْ شِئْتِ لَا تَاْكُلِیْ فَلَمَّا رَاَتْ ذٰلِكَ اَكَلَتْ فَنَزَلَتْ هٰذِهِ الْاٰیَةُ۔

حضرت سعد بن ابی وقاص فرماتے ہیں یہ آیت کریمہ وَاِنْ جَاهَدَاكَ الخ میرے حق میں نازل ہوئی۔ میں اپنی والدہ کا خدمتگزار بیٹا تھا تو جب میں مسلمان ہو گیا تو میری والدہ بولیں اے سعد میں یہ کیا دیکھ رہی ہوں کہ تو نے تو نئی بات کر ڈالی۔ میں ضرور تجھ سے یہ دین ترک کراؤں گی یا میں کھانا پینا ترک کر دوں گی حتی کہ مر جاؤں۔ تو پھر تجھے لوگ ملامت کرتے ہوئے ماں کا قاتل کہیں گے۔

میں نے اپنی والدہ سے کہا ایسا نہ کرو اس لیے کہ میں یہ دین کبھی نہ چھوڑوں گا اور کسی وجہ سے مرتد نہ ہوں گا غرضکہ رات اور دن فاقہ سے گذرا صبح جب دیکھا تو ماں کی حالت کمزور ہو گئی تھی پھر ایک رات دن اور گذر گیا کہ نہ کچھ کھایا نہ پیا اور حالت اور سخت کمزور ہو گئی۔

تو میں نے کہا اماں جان تمہیں سمجھنا چاہئے کہ میں قسم بخدا اگر تم میں سو جان ہوں اور وہ ایک ایک کر کے نکلے تو بھی میں اپنا یہ دین کبھی ترک نہ کروں گا آپ کی مرضی ہے کھائیں یا نہ کھائیں۔

جب ماں نے دیکھا کہ سعد مذہب اسلام ترک نہ کرے گا تو آخر کھانا پینا ترک کر دیا تو اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔

یہ پہلا مرن برت تھا جو ام سعد نے رکھا جیسے آج کانگرسی رکھتے ہیں۔

وَذَكَرَ بَعْضُهُمْ اَنَّ هٰذِهٖ وَمَا قَبْلَهَا اَعْنِیْ قَوْلَهٗ تَعَالٰی وَوَصَّیْنَا الْاِنْسَانَ بِوَالِدَیْهِ۔ نَزَلَتَا فِیْهِ بعض کا قول ہے کہ یہ آیت اور اس سے پہلی آیت وَوَصَّیْنَا الْاِنْسَانَ۔ یہ دونوں حضرت سعد کے حق میں نازل ہوئیں بعض نے کہا کہ یہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی شان میں نازل ہوئی فَاِنَّ اِسْلَامَ سَعْدٍ كَانَ بِسَبَبِ اِسْلَامِهٖ اس لیے کہ سعد کا اسلام لانا حضرت صدیق کے اسلام لانے پر ہوا چنانچہ

واحدی عطاء سے اور وہ ابن عباس سے راوی ہیں کہ قَالَ اِنَّهٗ یُرِیْدُ بِمَنْ اَنَابَ اَبُوْبَكْرٍ وَّذٰلِكَ

إِنَّهُ حِيْنَ اَسْلَمَ اَتَاهُ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَوْفٍ وَسَعِيْدُ بْنُ زَيْدٍ وَعُثْمَانُ وَطَلْحَةُ وَالزُّبَيْرُ فَقَالُوْا لِاَبِیْ بَكْرٍ اٰمَنْتَ وَصَدَّقْتَ مُحَمَّدًا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اَبُوْ بَكْرٍ نَعَمْ فَاَتَوْا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاٰمَنُوْا وَصَدَّقُوْا فَاَنْزَلَ اللّٰهُ تَعَالٰى يَقُوْلُ لِسَعْدٍ وَاتَّبِعْ سَبِيْلَ مَنْ اَنَابَ اِلَیَّ يَعْنِیْ اَبَا بَكْرٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ۔

بِمَنْ اَنَابَ اِلَیَّ سے مراد حضرت صدیق رضی اللہ عنہ ہیں اور یہ واقعہ یوں ہے کہ جب ابوبکر اسلام لے آئے تو عبدالرحمن بن عوف اور سعید بن زید اور عثمان وطلحہ اور زبیر آئے اور حضرت ابوبکر سے پوچھا کہ کیا تم حضور پر ایمان لے آئے ہو؟ آپ نے فرمایا ہاں۔

تو یہ پانچوں دربار رسالت میں حاضر آئے اور ایمان قبول کیا تو اللہ تعالے نے فرمایا وَاتَّبِعْ سَبِيْلَ مَنْ اَنَابَ اِلَیَّ۔

اس کے بعد نصائح لقمان علیہ السلام پھر شروع ہیں۔

يَا بُنَیَّ اِنَّهَا اِنْ تَكُ مِثْقَالَ حَبَّةٍ مِّنْ خَرْدَلٍ فَتَكُنْ فِیْ صَخْرَةٍ اَوْ فِی السَّمٰوٰتِ اَوْ فِی الْاَرْضِ يَاْتِ بِهَا اللّٰهُ اِنَّ اللّٰهَ لَطِيْفٌ خَبِيْرٌ۔ اے بیٹے اگر وہ گناہ رائی کے دانہ برابر ہو اور وہ کسی چٹان میں ہو یا آسمانوں میں یا زمین میں تو اسے اللہ لے آئے بیشک اللہ لطیف وخبیر ہے۔

اس کے متعلق یہ روایت ہے کہ لقمان علیہ السلام سے ان کے بیٹے نے دریافت کیا کہ اَرَاَيْتَ الْحَبَّةَ تَقَعُ فِیْ مَغَاصِ الْبَحْرِ اَيَعْلَمُهَا اللّٰهُ تَعَالٰى تو آپ نے فرمایا يَا بُنَیَّ اِنَّهَا اَیِ الَّتِیْ سَاَلْتَ عَنْهَا اِنْ تَكُ مِثْقَالَ حَبَّةٍ مِّنْ خَرْدَلٍ الخ

ابا جان اگر ایک دانہ دریا کی گہرائی میں ڈال دیا جائے تو کیا اللہ تعالے اسے بھی جانتا ہے تو آپ نے فرمایا بیٹے تو جس کے متعلق سوال کر رہا ہے وہ ایسا خبیر ولطیف ہے کہ اگر رائی کے دانہ کے برابر تیری کوئی خصلت ومعصیت ہو اور وہ کسی چٹان میں یا آسمانوں اور زمین میں ہو تو اللہ تعالے اسے بھی پکڑ لے گا۔

گویا یہ فرمایا کہ وہ رائی کے برابر عالم علوی میں ہو یا سفلی میں یا زمین کی اندھیریوں میں ہو یا آسمان کی پہنائیوں میں تو اللہ تعالے سے وہ بھی مخفی نہیں ہے۔

سید المفسرین ابن عباس اور سدی کہتے ہیں اِنَّ هٰذِهِ الصَّخْرَةَ هِیَ الَّتِیْ عَلَيْهَا الْاَرْضُ۔ فَتَكُنْ فِیْ صَخْرَةٍ سے مراد یہ وہ صخرۂ اولے ہے جس پر زمین قائم ہے جیسا کہ ابن مردویہ ابن عباس سے روایت کرتے ہیں اَلْاَرْضُ عَلٰى نُوْنٍ وَالنُّوْنُ عَلٰى بَحْرٍ وَالْبَحْرُ عَلٰى صَخْرَةٍ خَضْرَاءَ وَخُضْرَةُ الْمَاءِ مِنْهَا وَالصَّخْرَةُ عَلٰى قَرْنِ ثَوْرٍ وَذٰلِكَ الثَّوْرُ عَلَى الثَّرٰى وَلَا يَعْلَمُ مَا تَحْتَ الثَّرٰى اِلَّا اللّٰهُ تَعَالٰى۔

زمین مچھلی پر ہے اور مچھلی دریا پر ہے اور دریا سبز صخرہ پر ہے اور سمندر کی سبزی اسی صخرہ سے ہے اور صخرہ ایک گاؤ کے سینگ پر ہے اور وہ گاؤ ثری پر ہے اور سوا اللہ تعالیٰ کے کسی کو یہ علم نہیں کہ ثری کس چیز پر ہے۔

ایک قول ہے کہ صخرہ ہوا پر ہے۔

ایسی روایتوں کے متعلق ابن عطیہ کہتے ہیں کہ کُلُّ ذٰلِکَ ضَعِیْفٌ لَایَثْبُتُ سَنَدُہٗ۔ ایسی سب روایات ضعیف ہیں ان کی سند ثابت نہیں۔

اگر یہ روایتیں تسلیم بھی کر لی جائیں تو وَالْاَقْوٰی عِنْدِیْ وَضْعُ هٰذِهِ الْاَخْبَارِ وَنَحْوِهَا فَلَیْسَتِ الْاَرْضُ اِلَّا فِیْ حِجْرِ الْمَآءِ وَلَیْسَ الْمَآءُ اِلَّا فِیْ جَوْفِ الْهَوَآءِ وَیَنْتَهِی الْاَمْرُ اِلٰی عَرْشِ الرَّحْمٰنِ جَلَّ وَعَلَا وَالْکُلُّ فِیْ کَفِّ قُدْرَةِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ۔ سب سے زیادہ قوی یہ روایت بنالی جائے تو ٹھیک ہے کہ زمین پانی کی گود میں ہے اور پانی جوف ہوا میں ہے اور اس کی انتہا عرش رحمٰن تک ہو اور اس سے اونچے تک اور یہ سب کچھ ید قدرت الٰہی میں ہے۔

اور یَاْتِ بِهَا اللّٰهُ بھی اسی توجیہ کی تائید میں ہے اس لیے کہ جب سب کچھ ید قدرت میں ہے۔ تو اس کا لے آنا کیا مشکل ہے چنانچہ یُحْضِرُهَا وَیُحَاسِبُ عَلَیْهَا اس کے معنی آلوسی نے کیے۔

اِنَّ اللّٰهَ لَطِیْفٌ خَبِیْرٌ۔ یَعْنِیْ یَصِلُ عِلْمُهٗ تَعَالٰی اِلٰی کُلِّ خَفِیٍّ خَبِیْرٌ عَالِمٌ بِکُنْهِهٖ۔

ایک روایت ہے کہ رائی کا دانہ حضرت لقمان نے وعظ کہتے ہوئے اٹھایا اور یرموک میں لائے یہ ایک جنگل ہے ملک شام میں اور آپ نے اسے اس میدان میں ڈالا اور ایک مدت بعد اسے یاد کیا اور ہاتھ پھیلایا تو ایک مکھی اڑ کر آئی اور وہ دانہ اس نے آپ کی ہتھیلی میں ڈال دیا۔ یہ بھی سیر کی ایک روایت ہے وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِحَقِیْقَةِ الْحَالِ۔

بہرکیف ہم ایسا ہونا تحت قدرت قادر مانتے ہیں رہا یہ کہ ہوا یا نہیں یہ اللہ ہی جانتا ہے۔

یٰبُنَیَّ اَقِمِ الصَّلٰوةَ وَاْمُرْ بِالْمَعْرُوْفِ وَانْهَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَاصْبِرْ عَلٰی مَاۤ اَصَابَكَ اِنَّ ذٰلِكَ مِنْ عَزْمِ الْاُمُوْرِ۔ اے بیٹے نماز قائم رکھ اور حق بات کا حکم دے اور بری بات سے منع کر اور جو مصیبت و ایذا پہنچے اس پر صبر کر بے شک یہ بہت بلند درجہ کا کام ہے۔

اس آیت کریمہ میں چار نصیحتیں فرمائی گئیں۔

اول نماز قائم رکھنا۔

دوم امر بالمعروف کرنا

سوم نہی عن المنکر۔
چہارم حق گوئی پر جو اذیت و مصائب آئیں ان پر صبر کرنا انہیں برداشت کرنا۔
یہ چاروں کام بلند ہیں۔
نماز کے لیے تو وَاِنَّهَا لَكَبِيرَةٌ ارشاد قرآنی ہے۔ اس کے بعد ارشاد ہے۔
وَلَا تُصَعِّرْ خَدَّكَ لِلنَّاسِ۔ اور نہ پھلا اپنا منہ تکبر سے لوگوں کے دکھانے کو۔
آلوسی فرماتے ہیں يَعْنِي لَا تُمِلْهُ عَنْهُمْ وَلَا تُوَلِّهِمْ صَفْحَةَ وَجْهِكَ كَمَا يَفْعَلُهُ الْمُتَكَبِّرُوْنَ۔ لوگوں سے بے التفاتی نہ کر اور ان سے منہ پھیر کر نہ چل جیسے متکبر لوگ کرتے ہیں۔
صَعَر ایک مرض ہے جو اونٹ کو ہوتا ہے جس سے وہ گردن اونچی کر لیتا ہے تو اس لفظ سے استعارہ تکبر سے کیا گیا۔
وَلَا تَمْشِ فِي الْاَرْضِ مَرَحًا۔ اور نہ چل زمین میں اتراتا ہوا
مَرَح۔ فرح و بطر کو کہتے ہیں۔
اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ كُلَّ مُخْتَالٍ فَخُوْرٍ۔ بے شک اللہ نہیں پسند فرماتا ہر اترانے والے متکبر کو۔
راغب کہتے ہیں اَلتَّكَبُّرُ عَنْ تَخَيُّلِ فَضِيْلَةٍ تَرَاءَتْ لِلْاِنْسَانِ مِنْ نَفْسِهٖ۔ تکبر وہ گھمنڈ ہے جو انسان اپنی بڑائی کے لیے لوگوں کو دکھلائے۔
وَاقْصِدْ فِيْ مَشْيِكَ۔ اپنی رفتار درمیانی کر۔
شرح جامع صغیر للمناوی میں حضور صلے اللہ علیہ وسلم سے ہے سُرْعَةُ الْمَشْيِ تُذْهِبُ بَهَاءَ الْمُؤْمِنِ۔ رفتار کی تیزی مومن کا وقار لے جاتی ہے۔ علامہ مناوی فرماتے ہیں اَيْ هَيْبَتَهٗ وَجَمَالَهٗ اَيْ تُوْرِثُهٗ حَقَارَةً فِيْ اَعْيُنِ النَّاسِ۔ یعنی تیز رفتاری ہیبت و جمال ختم کر دیتی ہے اور لوگوں کی نظروں میں وہ حقیر ہو جاتا ہے۔ یعنی تکبر کے ساتھ چلنا حقارت کا موجب ہے۔
وَاغْضُضْ مِنْ صَوْتِكَ۔ اَيْ اُنْقُصْ مِنْهُ وَاقْصِدْ۔ یعنی آواز میں چیخ اور سیٹی نہ ہو جیسے کسی شاعر نے کہا
جَهِيْرُ الْكَلَامِ جَهِيْرُ الْعُطَاسِ جَهِيْرُ الرُّوَاءِ جَهِيْرُ النَّعَمِ
اِنَّ اَنْكَرَ الْاَصْوَاتِ لَصَوْتُ الْحَمِيْرِ۔ بے شک منکر و مکروہ آواز یقیناً گدھے کی آواز ہے۔
کہ اس کی نہیق میں یکسانیت نہیں ہوتی۔ بلکہ نیچی اونچی چیخ سے بدنمائی ہو جاتی ہے۔

بامحاورہ ترجمہ تیسرا رکوع سورۃ لقمان پ ۲۱

اَلَمْ تَرَوْا اَنَّ اللّٰهَ سَخَّرَ لَكُمْ مَّا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ وَاَسْبَغَ عَلَيْكُمْ نِعَمَهٗ ظَاهِرَةً وَّبَاطِنَةً وَّمِنَ النَّاسِ مَنْ يُّجَادِلُ فِي اللّٰهِ بِغَيْرِ عِلْمٍ وَّلَا هُدًى وَّلَا كِتٰبٍ مُّنِيْرٍ ○	کیا نہ دیکھا تم نے کہ اللہ نے تمہارے لیے مسخر کیے جو آسمانوں اور زمین میں ہیں اور تمہیں پوری دیں اپنی نعمتیں ظاہر و باطن اور بعض آدمی اللہ کے معاملہ میں جھگڑتے ہیں بغیر علم کے اور نہ ہدایت اور روشن کتاب کے۔
وَاِذَا قِيْلَ لَهُمُ اتَّبِعُوْا مَا اَنْزَلَ اللّٰهُ قَالُوْا بَلْ نَتَّبِعُ مَا وَجَدْنَا عَلَيْهِ اٰبَآءَنَا اَوَلَوْ كَانَ الشَّيْطٰنُ يَدْعُوْهُمْ اِلٰى عَذَابِ السَّعِيْرِ ○	اور جب ان سے کہا جائے کہ پیروی کرو جو اللہ نے اتارا تو کہتے ہیں بلکہ ہم تو اتباع کریں گے جس پر پایا ہم نے اپنے باپ دادا کو کیا اگرچہ شیطان ہی بلاتا ہو انہیں جہنم کے عذاب کی طرف۔
وَمَنْ يُّسْلِمْ وَجْهَهٗۤ اِلَى اللّٰهِ وَهُوَ مُحْسِنٌ فَقَدِ اسْتَمْسَكَ بِالْعُرْوَةِ الْوُثْقٰى وَاِلَى اللّٰهِ عَاقِبَةُ الْاُمُوْرِ ○	اور جو جھکائے اپنا منہ اللہ کی طرف اور ہو وہ نیکوکار تو بے شک اس نے مضبوط تھامی گرہ اور اللہ کی طرف ہے سب کاموں کی انتہا۔
وَمَنْ كَفَرَ فَلَا يَحْزُنْكَ كُفْرُهٗ اِلَيْنَا مَرْجِعُهُمْ فَنُنَبِّئُهُمْ بِمَا عَمِلُوْا اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ○	اور جو کفر کرے تو تم اس کے کفر سے غم نہ کرو انہیں ہماری طرف ہی لوٹنا ہے تو ہم انہیں بتا دیں گے جو وہ کرتے تھے بے شک اللہ جانتا ہے ان کے دلوں کی بات کو۔
نُمَتِّعُهُمْ قَلِيْلًا ثُمَّ نَضْطَرُّهُمْ اِلٰى عَذَابٍ غَلِيْظٍ ○	ہم انہیں کچھ متمتع کریں گے پھر انہیں بے بس کرکے سخت عذاب کی طرف لے جائیں گے۔
وَلَئِنْ سَاَلْتَهُمْ مَّنْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ لَيَقُوْلُنَّ اللّٰهُ قُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ بَلْ اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ○	اور اگر پوچھو ان سے کس نے بنائے آسمان اور زمین ضرور کہیں گے اللہ نے فرما دیجئے سب خوبیاں اللہ کو ہیں بلکہ ان کے اکثر نہیں جانتے۔
لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اِنَّ اللّٰهَ	اللہ کے لیے ہے جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے

هُوَ الْغَنِیُّ الْحَمِیْدُ ۝

بیشک اللہ ہی غنی ہے سراہا گیا۔

وَلَوْ اَنَّ مَا فِی الْاَرْضِ مِنْ شَجَرَۃٍ اَقْلَامٌ وَّالْبَحْرُ یَمُدُّہٗ مِنْۢ بَعْدِہٖ سَبْعَۃُ اَبْحُرٍ مَّا نَفِدَتْ کَلِمٰتُ اللّٰہِ ؕ اِنَّ اللّٰہَ عَزِیْزٌ حَکِیْمٌ ۝

اور اگر زمین میں جتنے درخت ہیں سب قلم ہو جائیں اور سمندر اس کی سیاہی ہو اس کے بعد سات سمندر اور تو نہ ختم ہوں گی اللہ کی باتیں بے شک اللہ عزت و حکمت والا ہے۔

مَا خَلْقُکُمْ وَلَا بَعْثُکُمْ اِلَّا کَنَفْسٍ وَّاحِدَۃٍ ؕ اِنَّ اللّٰہَ سَمِیْعٌۢ بَصِیْرٌ ۝

تم سب کا پیدا کرنا نہیں اور نہ تمہیں قیامت میں اٹھانا مگر ایسا ہے جیسا ایک جان کا اٹھانا بیشک اللہ سنتا دیکھتا ہے۔

اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰہَ یُوْلِجُ الَّیْلَ فِی النَّہَارِ وَ یُوْلِجُ النَّہَارَ فِی الَّیْلِ وَسَخَّرَ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ ۫ کُلٌّ یَّجْرِیْۤ اِلٰۤی اَجَلٍ مُّسَمًّی وَّاَنَّ اللّٰہَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِیْرٌ ۝

کیا تو نے نہ دیکھا کہ بے شک اللہ رات لاتا ہے دن کے حصے میں اور دن لاتا ہے رات کے حصے میں اور مسخر کیے سورج اور چاند ہر ایک اپنی مقررہ میعاد تک چلتے ہیں اور بے شک اللہ تمہارے کاموں سے خبردار ہے۔

ذٰلِکَ بِاَنَّ اللّٰہَ ہُوَ الْحَقُّ وَاَنَّ مَا یَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِہِ الْبَاطِلُ ۙ وَاَنَّ اللّٰہَ ہُوَ الْعَلِیُّ الْکَبِیْرُ ۝

یہ اس لیے کہ اللہ ہی حق ہے اور اس کے سوا جنہیں پوجتے ہو سب باطل ہیں اور اللہ ہی بلند اور بڑائی والا ہے۔

لفظی ترجمہ

اَ۔ کیا	لَمْ۔ نہ	تَرَوْا۔ دیکھا تم نے	اَنَّ۔ بیشک
اللّٰہَ۔ اللہ نے	سَخَّرَ۔ تابع کیا	لَکُمْ۔ تمہارے لیے	مَّا۔ جو کچھ
فِی۔ بیچ	السَّمٰوٰتِ۔ آسمانوں کے ہے	وَ۔ اور	مَا۔ جو
فِی۔ بیچ	الْاَرْضِ۔ زمین کے ہے	وَ۔ اور	اَسْبَغَ۔ پوری کیں
عَلَیْکُمْ۔ تم پر	نِعَمَہٗ۔ اپنی نعمتیں	ظَاہِرَۃً۔ ظاہری	وَّ۔ اور
بَاطِنَۃً۔ باطنی	وَ۔ اور	مِنَ النَّاسِ۔ بعض لوگوں میں سے	

مَنْ ۔ جو
بِغَیْرِ ۔ بغیر
ھُدًی ۔ ہدایت
مُّنِیْرٍ ۔ روشن کے
لَھُمْ ۔ ان کو
اللّٰہُ ۔ اللہ نے
مَا ۔ اسکی جو
اَوَ ۔ کیا
یَدْعُوْ ۔ بلاتا
السَّعِیْرِ ۔ دوزخ کی
وَجْھَہٗ ۔ اپنا چہرہ
ھُوَ ۔ وہ ہو
بِالْعُرْوَۃِ ۔ کڑا
اللّٰہِ ۔ اللہ کی ہے
مَنْ ۔ جو
کُفْرُہٗ ۔ اس کا کفر
بِمَا ۔ اس کی جو
عَلِیْمٌ ۔ جانتا ہے
قَلِیْلًا ۔ تھوڑا
اِلٰی ۔ طرف
لَئِنْ ۔ اگر
السَّمٰوٰتِ ۔ آسمانوں
اللّٰہَ ۔ اللہ
وَ ۔ اور
فِی ۔ بیچ

یُّجَادِلُ ۔ جھگڑتا ہے
عِلْمٍ ۔ علم کے
وَّ ۔ اور
وَ ۔ اور
اتَّبِعُوْا ۔ پیروی کرو
قَالُوْا ۔ کہتے ہیں
وَجَدْنَا ۔ پایا ہم نے
لَوْ ۔ اگرچہ
ھُمْ ۔ ان کو
وَ ۔ اور
اِلَی ۔ طرف
مُحْسِنٌ ۔ نیک
الْوُثْقٰی ۔ مضبوط
عَاقِبَۃُ ۔ انجام
کَفَرَ ۔ کفر کرے
اِلَیْنَا ۔ ہماری طرف ہے
عَمِلُوْا ۔ عمل کیے انہوں نے
بِذَاتِ ۔ جو راز
ثُمَّ ۔ پھر
عَذَابٍ ۔ عذاب
سَاَلْتَھُمْ ۔ تو ان سے پوچھے
وَ ۔ اور
ھُوَ ۔ وہ ہے
لَوْ ۔ اگر
الْاَرْضِ ۔ زمین کے ہے

فِی ۔ بیچ
وَّ ۔ اور
لَا ۔ نہ
اِذَا ۔ جب
مَا ۔ اسکی جو
بَلْ ۔ بلکہ
عَلَیْہِ ۔ اس پہ
کَانَ ۔ ہو
اِلٰی ۔ طرف
مَنْ ۔ جو
اللّٰہِ ۔ اللہ کی
فَقَدِ ۔ تو بیشک
وَ ۔ اور
الْاُمُوْرِ ۔ سب کاموں کا
فَلَا ۔ تو نہ
مَرْجِعُھُمْ ۔ ان کا لوٹنا
اِنَّ ۔ بیشک
الصُّدُوْرِ ۔ سینوں میں ہے
نَضْطَرُّ ۔ بے بس کرینگے
غَلِیْظٍ ۔ سخت کی
مَنْ ۔ کس نے
الْاَرْضَ ۔ زمین کو
الْغَنِیُّ ۔ بے پروا
اَنَّ ۔ بیشک
مِنْ شَجَرَۃٍ ۔ درخت

اللّٰہِ ۔ اللہ کے
لَا ۔ نہ
کِتٰبٍ ۔ کتاب
قِیْلَ ۔ کہا جاتا ہے
اَنْزَلَ ۔ آتارا
نَتَّبِعُ ۔ پیروی کرینگے ہم
اٰبَآءَنَا ۔ اپنے باپ دادا کو
الشَّیْطٰنُ ۔ شیطان
عَذَابِ ۔ عذاب
یُّسْلِمْ ۔ فرمانبردار کرے
وَ ۔ اور
اسْتَمْسَکَ ۔ تھاما اس نے
اِلَی ۔ طرف
وَ ۔ اور
یَحْزُنْکَ ۔ غمگین کرے تجھ کو
فَنُنَبِّئُھُمْ ۔ تو ہم خبر دینگے انکو
اللّٰہَ ۔ اللہ
نُمَتِّعُھُمْ ۔ ہم فائدہ دینگے ان کو
ھُمْ ۔ ان کو
وَ ۔ اور
خَلَقَ ۔ پیدا کیا
اِنَّ ۔ بیشک
الْحَمِیْدُ ۔ تعریف کیا گیا
مَا ۔ جو
اَقْلَامٌ ۔ قلمیں ہوں

وَ۔اور	اَلْبَحْرُ۔سمندر	يَمُدُّهٗ۔سیاہی ہوں	هٗ۔اس کی
مِنْ بَعْدِهٖ۔بعد	هٖ۔اس کے	سَبْعَةُ۔سات	اَبْحُرٍ۔سمندر اور بھی
مَا۔تو نہ	نَفِدَتْ۔ختم ہوں	كَلِمٰتُ۔کلمات	اللّٰهِ۔اللہ کے
اِنَّ۔بیشک	اللّٰهَ۔اللہ	عَزِيْزٌ۔غالب ہے	حَكِيْمٌ۔حکمت والا
مَا۔نہیں	خَلْقُكُمْ۔تمہاری پیدائش	وَ۔اور	لَا۔نہ
بَعْثُكُمْ۔تمہارا اٹھنا	اِلَّا۔مگر	كَنَفْسٍ۔مانند جان	وَّاحِدَةٍ۔جان ایک کی
اِنَّ۔بیشک	اللّٰهَ۔اللہ	سَمِيْعٌ۔سننے والا	بَصِيْرٌ۔دیکھنے والا ہے
اَ۔کیا	لَمْ۔نہ	تَرَ۔دیکھا تونے کہ	اَنَّ۔بیشک
اللّٰهَ۔اللہ	يُوْلِجُ۔داخل کرتا ہے	الَّيْلَ۔رات کو	فِي۔بیچ
النَّهَارِ۔دن کے	وَ۔اور	يُوْلِجُ۔داخل کرتا ہے	النَّهَارَ۔دن کو
فِي۔بیچ	الَّيْلِ۔رات کے	وَ۔اور	سَخَّرَ۔تابع کیا
الشَّمْسَ۔سورج	وَ۔اور	الْقَمَرَ۔چاند کو	كُلٌّ۔ہر ایک
يَّجْرِيْ۔چلتا ہے	اِلٰى۔طرف	اَجَلٍ۔مدت	مُّسَمًّى۔مقرر کی
وَ۔اور	اِنَّ۔بیشک	اللّٰهَ۔اللہ	بِمَا۔جو
تَعْمَلُوْنَ۔تم کرتے ہو اس سے	خَبِيْرٌ۔خبردار ہے	ذٰلِكَ۔یہ	بِاَنَّ۔اس لیے کہ
اللّٰهَ۔اللہ	هُوَ۔وہی	الْحَقُّ۔حق ہے	وَ۔اور
اِنَّ۔بیشک	مَا۔جس کو	يَدْعُوْنَ۔پکارتے ہیں	مِنْ دُوْنِهٖ۔اس کے سوا
الْبَاطِلُ۔وہ باطل ہے	وَ۔اور	اِنَّ۔بیشک	اللّٰهَ۔اللہ
هُوَ۔وہی ہے	الْعَلِيُّ۔بلند	الْكَبِيْرُ۔بڑا۔	

خلاصہ تفسیر تیسرا رکوع۔ سورۃ لقمان پ ۲۱

اَلَمْ تَرَوْا اَنَّ اللّٰهَ سَخَّرَ لَكُمْ مَّا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ وَاَسْبَغَ عَلَيْكُمْ نِعَمَهٗ ظَاهِرَةً وَّبَاطِنَةً

کیا تم نے نہ دیکھا کہ اللہ نے تمہارے لیے مسخر فرمائے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے اور تمہیں بھرپور دیں اپنی نعمتیں ظاہری وباطنی۔

آسمانوں میں چاند سورج ستارے ہمارے لیے پیدا فرما کر ایسے مسخر کیے کہ اپنے اپنے محور میں کام کر رہے ہیں اور ہم ان سے فائدہ حاصل کرتے ہیں۔

اور زمین میں دریا۔ نہریں سمندر کانیں پہاڑ درخت پھل پھول چوپائے وغیرہ ہیں جو ہمارے کام آتے ہیں اور اسباغ نعم ظاہرہ یہ کہ تندرستی اور اعضاء کی سلامتی حواس کی صحت حسن صورت وغیرہ۔

اور باطنی نعمتوں سے مراد علم معرفت وملکات فاضلہ ہے۔

سید المفسرین ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ نعمت ظاہرہ سے مراد اسلام و قرآن ہے۔ اور نعمت باطنہ یہ کہ ہمارے معاصی پر پردہ ڈالا ہوا ہے کہ ہم رسوائی سے محفوظ ہیں اور سزائے اعمال میں کوئی عجلت نہیں فرمائی۔

بعض نے نعمت ظاہری سے رزق مراد لیا اور باطنی سے حسن خلق۔

بعض نے نعمت ظاہرہ سے احکام شرعیہ میں نرمی مراد لی اور باطنہ سے شفاعت۔

بعض نے نعمت ظاہرہ سے غلبہ اسلام۔ دشمنوں پر فتحیابی مراد لی اور نعمت باطنہ سے ملائکہ کے امور و کام۔

بعض نے نعمت ظاہرہ سے غلبہ اسلام اور اتباع رسول کرام مراد لیا اور باطنہ سے ان کی محبت۔

وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يُّجَادِلُ فِي اللّٰهِ بِغَيْرِ عِلْمٍ وَّلَا هُدًى وَّلَا كِتٰبٍ مُّنِيْرٍ۔ اور بعض لوگوں میں سے وہ ہیں جو اللہ کے معاملہ میں جھگڑتے ہیں بغیر علم اور عقل کے اور کسی روشن کتاب کے بغیر۔

اور ظاہر ہے کہ جب بغیر علم وعقل اور دلیل روشن کے کوئی بات کہی جائے گی وہ جہل اور نادانی ہی ہوگی اور جہل و نادانی سے شان الٰہی میں لب کشائی کرنا ظلم خالص اور بے جا کو اس ہے۔

آیۂ کریمہ کا شان نزول یہ ہے کہ نضر بن حارث اور ابی بن خلف وغیرہ سرکش باوجود جہالت اور لاعلمی کے نبی کریم صلے اللہ علیہ سے اللہ تعالےٰ کی ذات وصفات پر جھگڑتے اور بکواس کرتے تھے اس پر ارشاد ہوا۔

وَاِذَا قِيْلَ لَهُمُ اتَّبِعُوْا مَاۤ اَنْزَلَ اللّٰهُ قَالُوْا بَلْ نَتَّبِعُ مَا وَجَدْنَا عَلَيْهِ اٰبَآءَنَا اَوَلَوْ كَانَ الشَّيْطٰنُ يَدْعُوْهُمْ اِلٰى عَذَابِ السَّعِيْرِ۔ اور جب ان سے کہا جائے کہ پیروی کرو جو اللہ نے نازل کیا تو کہتے ہیں بلکہ ہم تو اس کی پیروی کریں گے جس پر ہم نے اپنے باپ دادا کو پایا۔

یعنی ہم اپنے آباؤ اجداد کے طریقہ پر رہیں گے اس کے سوا ہمیں کوئی تعلیم منظور نہیں حالانکہ یہ ان کی جہالت تھی چنانچہ ارشاد ہوا۔

اَوَلَوْ كَانَ الشَّيْطٰنُ يَدْعُوْهُمْ اِلٰى عَذَابِ السَّعِيْرِ۔ یہ اندھی تقلید غلط ہے کیا اگرچہ شیطان انکو

جہنم کے عذاب کی طرف بلاتا ہو جب بھی بلا غور و تامل اسی گمراہی پر جمے رہیں گے۔

وَمَنْ يُّسْلِمْ وَجْهَهٗٓ اِلَى اللّٰهِ وَهُوَ مُحْسِنٌ فَقَدِ اسْتَمْسَكَ بِالْعُرْوَةِ الْوُثْقٰى وَاِلَى اللّٰهِ عَاقِبَةُ الْاُمُوْرِ وَمَنْ كَفَرَ فَلَا يَحْزُنْكَ كُفْرُهٗ اِلَيْنَا مَرْجِعُهُمْ فَنُنَبِّئُهُمْ بِمَا عَمِلُوْا اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ نُمَتِّعُهُمْ قَلِيْلًا ثُمَّ نَضْطَرُّهُمْ اِلٰى عَذَابٍ غَلِيْظٍ۔

اور جو جھکائے اپنا منہ اللہ کی طرف حالانکہ ہو وہ نیکو کار تو بے شک اس نے مضبوط گرہ تھامی اور اللہ کی طرف ہے سب کاموں کا انجام اور جو کفر کرے تو تمہیں ان کا کفر غمگین نہ کرے انہیں ہماری طرف ہی لوٹ کر آنا ہے تو ہم انہیں بتا دیں گے جو کچھ وہ کرتے تھے بیشک اللہ جانتا ہے ان کے دلوں کی باتوں کو ہم متمتع ہونے دیتے ہیں کچھ دن پھر انہیں مضطر کر کے سخت عذاب کی طرف لے جائیں گے۔

یعنی باپ دادا اگر شیطان ہیں تو بھی ان کی ہی پیروی کرتے رہیں گے سن لو جو دین خالص اللہ کے لیے قبول کرے گا اور اس کی عبادت و اطاعت میں مشغول رہے گا اور اللہ تعالے کا خوف دل میں رکھے گا وہی محسن ہے اور جو محسن یعنی نیکو کار ہے وہی اللہ تعالے کی اطاعت کی گرہ مضبوط تھامنے والا ہے۔

آگے اپنے حبیب جناب مصطفی کو تسلی فرمائی جاتی ہے کہ اے محبوب جو آپ کی تعلیم سے انحراف کر کے کافر ہو تو اس کا کفر آپ کو کیوں غمگین کرے فیصلہ تو ہمارے ہاتھ میں ہے اور انہیں آخر ہماری طرف ہی آنا ہے اس وقت ہم انہیں ان کے عملوں کا بدلہ دے کر بتا دیں گے کہ بہ برے عمل تھے۔

ابھی برائے چند سے ہم دنیا سے متمتع ہونے کے لیے مہلت دیتے ہیں تاکہ دنیا کے مزے لیں پھر وہ اس عذاب جہنم میں گرفتار ہوں گے جس سے رہائی نہیں پاسکیں گے۔

وَلَئِنْ سَاَلْتَهُمْ مَّنْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ لَيَقُوْلُنَّ اللّٰهُ قُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ بَلْ اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ

اور اگر تم ان سے پوچھو کس نے بنائے آسمان اور زمین تو ضرور کہیں گے اللہ نے آپ فرمائیے سب خوبیاں اللہ کو ہیں بلکہ اکثر ان کے نہیں جانتے۔

گویا فرمایا جس چیز کے وہ اقراری ہیں اسی اقرار پر انہیں الزام دیجئے کہ جب اللہ تعالے کو خالق السماوات والارض مانتے ہو تو وہی لا شریک لہ ہے اس لیے کہ اس کی شیون قدرت میں کوئی مماثل نہیں ہے تو لازم آیا کہ اسی کی حمد کی جائے اسی کا شکر ادا ہو اس کے سوا کسی اور کی عبادت نہ کی جائے مگر عقل کج خرام انہیں غلط راستے لے جارہی ہے اور یہ نہیں سمجھتے۔ آگے ارشاد ہے۔

لِلّٰهِ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اِنَّ اللّٰهَ هُوَ الْغَنِیُّ الْحَمِیْدُ۔ اللہ کی ملک ہے جو آسمانوں اور زمین میں ہے بے شک اللہ بے نیاز ہے اور سب خوبیوں سے سراہا گیا۔

یعنی آسمانوں اور زمین میں جو کچھ بھی ہے سب اسی کی ملک ہے جتنی مخلوق ہے سب اس کے مملوک اور بندے ہیں تو اس کے سوا کوئی مستحق عبادت نہیں اور اس کی شئیون قدرت اتنی ہیں کہ ارشاد ہے۔

وَلَوْ اَنَّ مَا فِی الْاَرْضِ مِنْ شَجَرَةٍ اَقْلَامٌ وَّالْبَحْرُ يَمُدُّهٗ مِنْۢ بَعْدِهٖ سَبْعَةُ اَبْحُرٍ مَّا نَفِدَتْ كَلِمٰتُ اللّٰهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَزِیْزٌ حَكِیْمٌ۔ اور اگر زمین کے سب درخت قلمیں ہو جائیں اور سمندر اس کی سیاہی ہو اس کے پیچھے سات سمندر اور بھی ہو جائیں تو اللہ کے کلمات ختم نہ ہوں بیشک اللہ عزت والا حکمت والا ہے۔

یعنی تمام مخلوق اللہ تعالےٰ کے کلمات لکھے اور وہ تمام قلم اور سمندروں کی سیاہی لکھتے لکھتے ختم ہو جائے تو بھی کلمات الٰہی ختم نہ ہوں اور وہ ایسا عزت وحکمت والا ہے کہ اس کی معلومات غیر متناہی ہیں۔

آیۂ کریمہ کا شان نزول یہ ہے کہ

جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہجرت فرما کر مدینہ طیبہ تشریف لائے تو علماء یہود واحبار نصاریٰ آپ کی خدمت میں حاضر آئے اور بولے ہم نے سنا ہے آپ فرماتے ہیں وَمَاۤ اُوْتِیْتُمْ مِّنَ الْعِلْمِ اِلَّا قَلِیْلًا۔ یعنے تمہیں تھوڑا علم دیا گیا ہے تو اس سے آپ کی مراد ہم لوگ ہیں یا صرف آپ اپنی قوم کو فرماتے ہیں۔

حضور نے فرمایا اس مخاطبہ میں تم لوگ اور میری قوم سب شریک ہے تو وہ بولے کیا آپ کی کتاب میں یہ نہیں ہے کہ ہمیں توریت دی گئی ہے اور اس میں ہر شے کا علم ہے۔ حضور نے فرمایا بیشک ہے لیکن ہر شے کا علم بھی علم الٰہی کے حضور قلیل ہے۔

اور تمہیں تو اللہ تعالےٰ نے اتنا علم دیا ہے کہ اس پر عمل کرو اور نفع پاؤ۔

علماء یہود کہنے لگے آپ یہ کیسے فرما رہے ہیں آپ کا تو یہ قول بھی ہے کہ مَنْ یُّؤْتَ الْحِكْمَةَ فَقَدْ اُوْتِیَ خَیْرًا كَثِیْرًا جسے حکمت دی گئی اسے خیر کثیر دی گئی تو علم قلیل اور خیر کثیر دونوں کیسے مساوی ہو سکتے ہیں۔

اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔

اس تقدیر پر یہ آیت کریمہ مدنی ہوگی۔

ایک قول یہ ہے کہ یہود نے قریش سے کہا تھا کہ مکہ میں جا کر حضور سے یہ سوال کریں۔ تو اس تقدیر پر یہ آیت کریمہ مکی ہوگی۔

ایک قول یہ ہے کہ مشرکین نے کہا تھا کہ قرآن اور جو کچھ محمد صلے اللہ علیہ وسلم لاتے ہیں عنقریب تمام ہو جائے گا پھر قصہ ختم اس پر اللہ تعالےٰ نے ان کے جواب میں ارشاد فرمایا۔ آگے ارشاد ہے۔

مَا خَلْقُكُمْ وَلَا بَعْثُكُمْ اِلَّا كَنَفْسٍ وَّاحِدَةٍ ؕ اِنَّ اللّٰهَ سَمِیْعٌۢ بَصِیْرٌ۔ تم سب کا پیدا کرنا اور قیامت کے دن اٹھانا ایسا ہے جیسا ایک جان کا بنانا بیشک اللہ سنتا دیکھتا ہے۔

یعنی اللہ تعالیٰ پر کچھ مشکل نہیں اس کی قدرت یہ ہے کہ ایک کُن سے سب کچھ پیدا کر دے۔

اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ يُوْلِجُ الَّيْلَ فِي النَّهَارِ وَيُوْلِجُ النَّهَارَ فِي الَّيْلِ وَسَخَّرَ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ كُلٌّ يَّجْرِيْٓ اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى وَّاَنَّ اللّٰهَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ۔ کیا نہ دیکھا تو نے کہ اللہ رات لاتا ہے دن کے حصے میں اور دن لاتا ہے رات کے حصہ میں اور اس نے سورج اور چاند مسخر کیے ہر ایک ایک مقررہ وقت اور میعاد تک چلتا ہے اور بیشک اللہ تمہارے کاموں سے خبردار ہے۔

یعنی رات دن اور چاند سورج کی رفتار ایک کی گھٹا کر دوسرے میں بڑھاتا ہے جس سے رات دن چھوٹے بڑے ہوتے ہیں اور پھر انہیں ایک معین وقت میں مسخر کیا جس کے ذریعہ تم لیل و نہار کے حساب رکھتے ہو۔ اور یہ سب ایک مقررہ مدت قیامت تک یہ نظام ہے اور وہ تمہارے ہر فعل سے خبردار ہے یہ سب مظاہر قدرت اس لیے ہیں کہ

ذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ هُوَ الْحَقُّ وَاَنَّ مَا يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهِ الْبَاطِلُ وَاَنَّ اللّٰهَ هُوَ الْعَلِيُّ الْكَبِيْرُ۔

یہ سب کچھ اس لیے کہ (تم سمجھ سکو) کہ اللہ ہی حق ہے (اور وہی قادر علی الاطلاق ہے اور وہی مستحق عبادت ہے) اور اس کے سوا تم جسے پوجتے ہو وہ باطل ہے (اور فنا ہونے والا ان میں سے کوئی مستحق عبادت نہیں) اور بیشک اللہ ہی بلند و بڑائی والا ہے۔

مختصر تفسیر اردو تیسرا رکوع سورۃ لقمان پ ۲۱

اَلَمْ تَرَوْا اَنَّ اللّٰهَ سَخَّرَ لَكُمْ مَّا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ وَاَسْبَغَ عَلَيْكُمْ نِعَمَهٗ ظَاهِرَةً وَّبَاطِنَةً

کیا نہیں دیکھتے کہ اللہ نے تمہارے لیے مسخر کیے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے اور پورا کیا تم پر اپنی نعمتوں کو ظاہری طور پر اور باطنی طریقہ سے۔

سورۃ لقمان سے قبل جو مشرکین سے مخاطبہ تھا اور جس طرح توبیخا انہیں ان کے اصرار شرک پر ارشاد تھا وہی بیان پھر شروع فرمایا تاکہ دلائل توحید اور واضح ہوں۔

سَخَّرَ لَكُمْ پر آلوسی فرماتے ہیں یہ تسخیر سے ہے اور تسخیر کے معنی راغب یہ کرتے ہیں کہ وہ کسی شے پر ایسا قبضہ ہونا ہے جو اپنی غرض مخصوص پر کامیاب کر دے قہراً ہو یا انقیاداً۔

اور ارشاد العقل السلیم میں اس کے معنی یہ ہیں اَلْمُرَادُ بِهٖ اِمَّا جَعْلُ الْمُسَخَّرِ بِحَيْثُ يَنْفَعُ الْمُسَخَّرَ لَهٗ اَعَمُّ مِنْ اَنْ يَّكُوْنَ مُنْقَادًا لَهٗ يَتَصَرَّفُ فِيْهِ كَيْفَ يَشَآءُ وَيَسْتَعْمِلُهٗ كَيْفَ يُرِيْدُ كَعَامَّةِ مَا فِي الْاَرْضِ مِنَ

اَلْاَشْیَاءِ الْمُسَخَّرَۃِ لِلْاِنْسَانِ الْمُسْتَعْمَلَۃِ لَہٗ مِنَ الْجَمَادِ وَالْحَیَوَانِ اَوْ لَا یَکُوْنُ کَذٰلِکَ بَلْ یَکُوْنُ سَبَبًا لِحُصُوْلِ مُرَادِہٖ مِنْ غَیْرِ اَنْ یَکُوْنَ لَہٗ دَخْلٌ فِیْ اِسْتِعْمَالِہٖ کَجَمِیْعِ مَا فِی السَّمٰوَاتِ مِنَ الْاَشْیَاءِ الَّتِیْ یَنُطْتُ بِھَا مَصَالِحُ الْعِبَادِ مَعَاشًا اَوْ مَعَادًا۔

اور لَکُمْ کے معنی یہ ہیں اَیْ لِاَجْلِکُمْ فَاِنَّ جَمِیْعَ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ مِنَ الْکَائِنَاتِ مُسَخَّرَۃٌ لِلّٰہِ تَعَالٰی مُسْتَتْبِعٌ لِمَنَافِعِ الْخَلْقِ وَمَا یَسْتَعْمِلُہُ الْاِنْسَانُ حَسْبَمَا یَشَاءُ۔

اَسْبَغَ۔ اَیْ اَتَمَّ وَاَوْسَعَ عَلَیْکُمْ نِعَمَہٗ۔ اَسْبَغَ کے معنی ہیں بھرپور اور واسع طور پر اپنی نعمتیں تمہیں عطا کیں اور نِعَم جمع نعمت کی ہے۔

ظَاھِرَۃً وَّبَاطِنَۃً۔ یعنی محسوس طریقہ سے اور عقل میں آنے والی صورت سے اور غیر محسوس طریقہ سے وَعَنْ مُجَاھِدٍ اَلنِّعْمَۃُ الظَّاھِرَۃُ ظُھُوْرُ الْاِسْلَامِ وَالنُّصْرَۃُ عَلَی الْاَعْدَاءِ۔ نعمت ظاہرہ غلبۂ اسلام اور دشمن پر مدد ملنا ہے۔

اور نعمت باطنہ اَلْاِمْدَادُ مِنَ الْمَلٰٓئِکَۃِ عَلَیْھِمُ السَّلَامُ۔ نعمت باطنی ملائکہ کے ذریعہ مدد ہے۔

وَعَنِ الضَّحَّاکِ اَلظَّاھِرَۃُ حُسْنُ الصُّوْرَۃِ وَامْتِدَادُ الْقَامَۃِ وَتَسْوِیَۃُ الْاَعْضَاءِ۔ نعمت ظاہری اچھی صورت ملنا، قد وقامت عطا ہونا اعضاء کا مناسب عطا ہونا ہے۔

وَالْبَاطِنَۃُ الْقَلْبُ وَالْعَقْلُ وَالْفَھْمُ۔ اور نعمت باطنی قلب اور عقل اور سمجھ کا عطا ہونا ہے۔

ایک قول یہ ہے اَلظَّاھِرَۃُ نِعَمُ الدُّنْیَا وَالْبَاطِنَۃُ نِعَمُ الْاٰخِرَۃِ۔ ظاہری نعمت دنیا کے لذائذ ہیں اور باطنی آخرت کے انعامات۔

ایک قول یہ ہے اَلظَّاھِرَۃُ نَحْوُ اِرْسَالِ الرُّسُلِ وَاِنْزَالِ الْکُتُبِ وَالتَّوْفِیْقِ لِقَبُوْلِ الْاِسْلَامِ وَالْاِتْیَانِ بِہٖ وَالثَّبَاتِ عَلٰی قَدَمِ الصِّدْقِ وَلُزُوْمِ الْعُبُوْدِیَّۃِ۔ نعمت ظاہری رسولوں کا بھیجنا کتب سماوی کا نازل کرنا ان کے قبول کی توفیق دینا ان کی اطاعت پر آکر ثابت قدم رہنا اور اپنی عبودیت کو لازم جاننا ہے۔

اور باطنی نعمت یہ ہے کہ ارواح پر نور لم یزلی پر کا ورود ہونا اور نور النور کا ظہور۔

اَخْرَجَ الْبَیْھَقِیُّ فِیْ شُعَبِ الْاِیْمَانِ عَنْ عَطَاءٍ قَالَ سَاَلْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمَا عَنْ قَوْلِہٖ تَعَالٰی وَاَسْبَغَ عَلَیْکُمْ نِعَمَہٗ ظَاھِرَۃً وَّبَاطِنَۃً قَالَ ھٰذِہٖ مِنْ کُنُوْزِ عِلْمِیْ سَاَلْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ۔

اَمَّا الظَّاھِرَۃُ فَمَا سَوّٰی مِنْ خَلْقِکَ وَاَمَّا الْبَاطِنَۃُ فَمَا سَتَرَ مِنْ عَوْرَتِکَ وَلَوْ اَبْدَاھَا

تقلاک اھلک فمن سواھم۔

اور بروایت ابن مردویہ اور دیلمی اور بیہقی اور ابن النجار ابن عباس سے ہے کہ انہوں نے کہا سالت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن قولہ واسبغ علیکم نعمہ الخ قال اما الظاھرۃ فالاسلام وما سوی من خلقک وما اسبغ من الرزق والباطنۃ فما ستر من مساوی عملک۔

اقوال مذکورہ کی وضاحت جو بعض حدیثوں سے ملتی ہے وہ ابن ابی حاتم اور بیہقی مقاتل کی روایت یہی ہے کہ نعمت ظاہرہ اسلام ہے اور نعمت باطنہ یہ ہے کہ وہ ستار العیوب ہمارے معاصی کا ستر فرماتا ہے۔

ومن الناس من یجادل فی اللہ بغیر علم ولا ھدی ولا کتاب منیر۔ اور بعض آدمی وہ ہیں جو اللہ تعالے کے معاملہ میں بلا علم وعقل اور بلا دلیل کتاب منیر جھگڑتے ہیں۔

یعنی لبعض آدمیوں سے مراد وہ انسان نما حیوان نضر بن حارث اور ابی بن خلف ہیں جو حضور سے جھگڑتے تھے توحید اور صفات الٰہی میں جہالت سے انہیں نہ علم تھا نہ عقل اور نہ کوئی کتاب روشن جس سے دلیل پیش کرتے بلکہ

واذا قیل لھم اتبعوا ما انزل اللہ قالوا بل نتبع ما وجدنا علیہ اباءنا۔ جب ان سے کہا جائے کہ اللہ کے نازل کیے کی پیروی کرو تو بولتے ہیں ہم تو اسی کی پیروی کریں گے جس پر ہم نے اپنے باپ دادا کو پایا۔

اس کا جواب ارشاد ہے۔

اولو کان الشیطان یدعوھم الی عذاب السعیر۔ اگرچہ تمہارے باپ دادا کو شیطان جہنم کی طرف ہی کیوں نہ بلاتا ہو۔

مگر تم ایسے اندھے مقلد ہو کہ بغیر سوچے سمجھے اسی جہالت کے گڑھے میں جاؤ گے۔ ایسے ہی تو بیجا دوسری جگہ ارشاد ہوا۔ اولو کان اباؤھم لا یعقلون شیئا ولا یھتدون۔ یہ مشرکین کے اس بیان کا رد ہے جو انہوں نے کہا تھا بل نتبع ما الفینا علیہ اباءنا۔ اس کے بعد ارشاد ہے۔

ومن یسلم وجھہ الی اللہ وھو محسن فقد استمسک بالعروۃ الوثقی والی اللہ عاقبۃ الامور۔ اور جو اپنے کو سپرد کر دے اللہ تعالےٰ کی طرف اور ہو وہ نیک نیت نیکوکار تو یقیناً اس نے تھام لی مضبوط رسی دین کی اور اللہ تعالیٰ ہی کی طرف تمام عملوں کا انجام ہے۔

ومن یسلم کے معنی ہیں بان فوض الیہ تعالیٰ جمیع امورہ واقبل علیہ سبحانہ بقلبہ وقالبہ فالاسلام کالتسلیم والتفویض۔ یعنی ایسا جھکے کہ تمام امور اللہ تعالےٰ کی طرف سونپ دے اور اس کی طرف قلب

اور غالب یعنی جسم سے متوجہ ہو جائے تو اس کا اسلام صحیح اسلام ہے۔
وَجْہَہٗ سے مراد اپنی ذات ہے یعنی جس کا وجود دل اور جسم کے ساتھ اللہ تعالےٰ کی طرف جھک گیا۔
وَہُوَ مُحْسِنٌ۔ واو حالیہ ہے یعنی دراں حالیکہ وہ محسن یعنی نیکوکار ہو اپنے عمل میں۔
تو بے شک اس نے تھامی رسی اللہ کی دین کی۔
فَقَدِ اسْتَمْسَكَ بِالْعُرْوَةِ الْوُثْقٰى۔ تَعَلَّقَ ثُمَّ تَعَلَّقَ بِاَوْثَقِ مَا يُتَعَلَّقُ بِهٖ مِنَ الْاَسْبَابِ۔ وہ مضبوطی سے متعلق ہوگیا اللہ کے ساتھ۔
آگے فرماتے ہیں هٰذَا تَشْبِيْهٌ مُرَكَّبٌ حَيْثُ شَبَّهَ حَالَ الْمُتَوَكِّلِ عَلَى اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ الْمُفَوِّضِ اِلَيْهِ اُمُوْرَهٗ كُلَّهَا الْمُحْسِنِ فِيْ اَعْمَالِهٖ كَمَنْ تَرَقّٰى فِيْ جَبَلٍ شَاهِقٍ اَوْ تَدَلّٰى مِنْهُ فَتَمَسَّكَ بِاَوْثَقِ عُرْوَةٍ مِنْ حَبْلٍ مَتِيْنٍ مَاْمُوْنِ الْاِنْقِطَاعِ۔
گویا یہ ایسی تشبیہ ہے جو مرکب ہے جو متوکل علی اللہ کے حال پر پوری صادق آتی ہے یعنی جس نے اپنے تمام امور اللہ تعالےٰ کے سپرد کر دیے اور وہ محسن یعنی مخلص ہے اپنے اعمال میں اس جیسا ہے جو بلند پہاڑ پر چڑھتا اترتا بھی اسی کے بھروسہ پر رکھتا ہے تو یقیناً اس نے مضبوط رسی اللہ کی تھام لی جو منقطع ہونے سے مامون و محفوظ ہے۔
وَاِلَى اللّٰهِ عَاقِبَةُ الْاُمُوْرِ۔ اور حقیقت تو یہ ہے کہ ہر کام کا انجام اللہ تعالیٰ کے قبضہ قدرت میں ہے
اَلْاُمُوْرِ میں جو الف لام ہے وہ استغراقی ہے۔ یعنی انسان کا کوئی فعل ایسا نہیں جس کا انجام اللہ تعالےٰ کے قبضہ قدرت میں نہیں۔
اس کے بعد کفار کی سرکشی پر حضور کو تسلی فرمائی جاتی ہے چنانچہ ارشاد ہے۔
وَمَنْ كَفَرَ فَلَا يَحْزُنْكَ كُفْرُهٗ اِلَيْنَا مَرْجِعُهُمْ فَنُنَبِّئُهُمْ بِمَا عَمِلُوْا اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ
اور جو کفر کرتے ہیں تو آپ ان کے کفر سے غمگین نہ ہوں انہیں سب کو ہماری ہی طرف آنا ہے تو ہم انہیں ان کے عملوں کا بدلہ دے کر بتا دیں گے۔
آلوسی اسی مفہوم کو اس طرح فرماتے ہیں اَیْ فَلَا يُهِمَّنَّكَ ذٰلِكَ اِلَيْنَا لَا اِلٰى غَيْرِنَا مَرْجِعُهُمْ رُجُوْعُهُمْ بِالْبَعْثِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فَنُنَبِّئُهُمْ بِمَا عَمِلُوْا اَیْ بِعَمَلِهِمْ اَوْ بِالَّذِیْ عَمِلُوْهُ فِی الدُّنْيَا مِنَ الْكُفْرِ وَالْمَعَاصِیْ بِالْعَذَابِ وَالْعِقَابِ۔
وَقِيْلَ اِلَيْنَا مَرْجِعُهُمْ فِی الدَّارَيْنِ فَنُجَازِيْهِمْ بِالْاِهْلَاكِ وَالتَّعْذِيْبِ۔ ایک قول یہ ہے کہ ہماری طرف انہیں لوٹ کر آنا ہے تو ہم بدلہ دیں گے ان کے عملوں کا ہلاک کر کے یا عذاب میں مبتلا کر کے۔

إِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ۔ بے شک اللہ جانتا ہے ان کے دلوں کا حال۔
إِنَّهٗ عَزَّوَجَلَّ عَلِيْمٌ بِالضَّمَائِرِ فَمَا ظَنُّكَ بِغَيْرِهَا
نُمَتِّعُهُمْ قَلِيْلًا۔ برتنے چندے انہیں ہم مہلت دیتے ہیں۔
يَعْنِيْ تَمْتِيْعًا قَلِيْلًا اَوْ زَمَانًا قَلِيْلًا۔ چند دن انہیں دنیا میں لذائذ دنیا سے متمتع کرتے ہیں۔
ثُمَّ نَضْطَرُّهُمْ اِلٰى عَذَابٍ غَلِيْظٍ۔ پھر ہم اسے اضطرار کی حالت میں سخت عذاب میں ڈالیں گے
وَالْمُرَادُ بِالْاِضْطِرَارِ اَيْ اَلْاِلْجَاءُ اِلْزَامُهُمْ ذٰلِكَ الْعَذَابَ الشَّدِيْدَ۔ اضطرار سے یہ مراد ہے
کہ ان کی بداعمالیاں ان پر ثابت کرکے انہیں ایسے عذاب میں مبتلا کریں گے اَلَّذِيْ لَا يَقْدِرُ عَلَى الْاِنْفِكَاكِ
مِنْهُ اَلْحَيُّ اَلْبَتَّةَ۔ جس سے ان کا بچنا ممکن ہی نہ ہو اور وہ اس سے علیحدہ ہونے کی قدرت ہی نہ رکھیں۔
چنانچہ حدیث میں ہے جس سے اضطرار کا مفہوم واضح ہوتا ہے۔ آلوسی فرماتے ہیں۔
وَفِي الْاِنْتِصَافِ تَفْسِيْرُ هٰذَا الْاِضْطِرَارِ مَا فِي الْحَدِيْثِ مِنْ اَنَّهُمْ لِشِدَّةِ مَا يُكَابِدُوْنَ مِنَ
النَّارِ يَطْلُبُوْنَ الْبَرْدَ فَيُرْسَلُ عَلَيْهِمُ الزَّمْهَرِيْرُ فَيَكُوْنُ اَشَدَّ عَلَيْهِمْ مِنَ اللَّهَبِ فَيَتَمَنَّوْنَ عَوْدَ
اللَّهَبِ اِضْطِرَارًا فَهُوَ اِخْتِيَارٌ عَنْ اِضْطِرَارٍ۔ وَبِاَذْيَالِ هٰذِهِ الْبَلَاغَةِ تَعَلَّقَ الْكِنْدِيُّ حَيْثُ قَالَ
يَرَوْنَ الْمَوْتَ قُدَّامًا وَخَلْفًا ۔۔۔ فَيَخْتَارُوْنَ وَالْمَوْتُ اِضْطِرَارًا
یعنی اضطرار اس حال کو کہتے ہیں کہ جہنمی جب آگ سے گھبرا جائیں اور ان کے کلیجے بھن جائیں تو وہ ٹھنڈک
طلب کریں تو ان پر زمہریر ڈالا جائے تاکہ حرارت سے اشد برودت محسوس کریں تو وہ پھر اسی آگ کی تمنا کریں
یہ ہے اضطرار کا مفہوم اسے کندی نے بلاغت کلام سے بیان کیا چنانچہ کہتا ہے۔
دیکھیں گے جہنمی آگے پیچھے موت تو موت ہی اضطرار میں اختیار کریں گے۔
لیکن قرآن کریم میں ارشاد ہے ثُمَّ لَا يَمُوْتُ فِيْهَا وَلَا يَحْيٰى۔
آگے پھر اپنی شان قدرت پر مشرکوں کا اعتراف جبلی ظاہر کیا گیا۔
وَلَئِنْ سَاَلْتَهُمْ مَّنْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ لَيَقُوْلُنَّ اللّٰهُ قُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ بَلْ اَكْثَرُهُمْ
لَا يَعْلَمُوْنَ۔ اور جب ان سے پوچھیں کہ کس نے آسمانوں اور زمین کو بنایا تو ضرور کہیں گے اللہ نے فرما
دیجئے کہ سب تعریف اللہ تعالیٰ کو ہے بلکہ ان کے اکثر نہیں جانتے۔
یعنی کوئی مشرک بت پرست اس عقیدہ سے منکر نہیں سب اس بات کو مانتے ہیں کہ آسمان اور
زمین کا خالق اللہ تعالیٰ ہی ہے لیکن اپنی جہالت سے غیر کے پجاری بنے ہوئے ہیں تو اے محبوب۔
قُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ بَلْ اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ۔ فرما دیجئے کہ سب تعریف اللہ تعالیٰ کو ہے بلکہ اکثر ان

کے جہالت میں ہیں۔ پھر ارشاد ہے۔

لِلّٰهِ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اِنَّ اللّٰهَ هُوَ الْغَنِیُّ الْحَمِیْدُ۔ اللہ ہی کا ہے جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے بیشک اللہ بے نیاز حمد کیا گیا ہے۔

یعنی سب کائنات بنانے اور اس میں ہر قسم کا تصرف فرماتے ہیں سوا اللہ تعالے کے کوئی مختار و مجاز نہیں تو اسی وجہ میں اس کے سوا کوئی مستحق عبادت بھی نہیں اور اسی وجہ میں اس کا شریک محال ہے اور وہ غنی اور ہر شئے سے بے پرواہ ہے۔ اور وہی مستحق حمد کامل ہے۔

حمید کی مزید تفسیر روح المعانی میں یہ ہے جو نہایت ہی جامع ہے اَلْمُسْتَحِقُّ لِلْحَمْدِ وَاِنْ لَّمْ یَحْمَدْهُ جَلَّ وَعَلَا اَحَدٌ اَوِ الْمَحْمُوْدُ بِالْفِعْلِ یَحْمَدُهٗ کُلُّ مَخْلُوْقٍ بِلِسَانِ الْحَالِ۔ مستحق حمد وہ ایسا ہے کہ اگرچہ اس کی حمد کوئی بھی نہ کرے تو وہ پھر بھی محمود بالفعل ہے اور مخلوق کا ذرہ ذرہ زبان حال سے اس کی حمد میں رطب اللسان ہے

ہر گیاہے کہ از زمیں روید　　　وحدہ لاشریک لہ گوید

اور کسی نے کہا ہے

برگ درختان سبز در نظر ہوشیار　　　ہر ورق دفتر یست از معرفت کردگار

اور ابن الصلت کی زبان سے بھی یہی نکلا ہے

وَفِیْ کُلِّ شَیْءٍ لَهٗ اٰیَةٌ　　　تَدُلُّ عَلٰی اَنَّهٗ وَاحِدٌ

اب مشرکین کے سرغنے اور یہودیوں کے علماء کا ایک خاص اعتراض تھا اس کے جواب کی طرف رجوع فرمایا گیا۔ چنانچہ شان نزول آیۂ کریمہ سے پتہ چلتا ہے جیسے ابن جریر عکرمہ سے راوی ہیں۔

قَالَ سَاَلَ اَهْلُ الْکِتٰبِ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الرُّوْحِ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ سُبْحَانَهٗ وَیَسْئَلُوْنَکَ عَنِ الرُّوْحِ قُلِ الرُّوْحُ مِنْ اَمْرِ رَبِّیْ وَمَا اُوْتِیْتُمْ مِّنَ الْعِلْمِ اِلَّا قَلِیْلًا۔ اہل کتاب نے حضور صلے اللہ علیہ وسلم سے روح کے متعلق سوال کیا تو یہ آیت کریمہ نازل ہوئی اور آپ سے روح کے متعلق سوال کرتے ہیں فرما دیجئے روح میرے رب کے امر سے ہے اور تمہیں علموں میں سے تھوڑا سا دیا گیا ہے۔ یہ سن کر یہود بارگاہ رسالت میں حیی بن اخطب کو لے کر آئے۔

اس نے عرض کیا تَزْعَمُ اَنَّا لَمْ نُؤْتَ مِنَ الْعِلْمِ اِلَّا قَلِیْلًا وَقَدْ اُوْتِیْنَا التَّوْرٰةَ وَهِیَ الْحِکْمَةُ وَمَنْ یُّؤْتَ الْحِکْمَةَ فَقَدْ اُوْتِیَ خَیْرًا کَثِیْرًا۔ حیی بن اخطب نے عرض کی حضور آپ کا یہ دعویٰ ہے کہ ہمیں جو علم دیا گیا وہ تھوڑا ہے اور ہمیں توریت ملی جو حکمت ہی حکمت ہے اور جسے حکمت مل گئی اسے خیر کثیر عطا ہو گئی تو یہ آیۂ کریمہ نازل ہوئی۔

وَلَوْ اَنَّ مَا فِی الْاَرْضِ مِنْ شَجَرَۃٍ اَقْلَامٌ وَّالْبَحْرُ یَمُدُّہٗ مِنْ بَعْدِہٖ سَبْعَۃُ اَبْحُرٍ مَّا نَفِدَتْ کَلِمٰتُ اللّٰہِ۔ اور اگر جو کچھ زمین میں درخت ہیں سب قلم ہوں اور دریا اس کی سیاہی اور اس کے بعد ساتوں دریا بھی ہوں تو اللہ کے کلمات ختم نہ ہوں۔

یعنی اللہ تعالےٰ کے کلمات اس قدر غیر متناہی ہیں کہ ساتوں دریا سیاہی بن جائیں اور دنیا کے تمام درخت قلم ہو جائیں تب بھی وہ ختم نہ ہوں۔

وَالْمُرَادُ بِکَلِمَاتِہٖ تَعَالٰی کَلِمَاتُ عِلْمِہٖ سُبْحَانَہٗ وَحِکْمَتِہٖ جَلَّ شَانُہٗ۔ اور کلمات اللہ سے مراد علم سبحانہٗ و تعالےٰ ہے اور حکمت الٰہی ہے۔

ایک روایت یہ ہے کہ قریش کا ایک وفد مدینہ گیا اور اس نے یہود کا یہ سوال پیش کیا تو اس سے یہ آیت کریمہ مکی ثابت ہوتی ہے۔

پہلی روایت کے ماتحت یہ آیت کریمہ مدنی معلوم ہوتی ہے۔

وَفِیْ رِوَایَۃٍ اَنَّہٗ نَزَلَ بِمَکَّۃَ قَوْلُہٗ تَعَالٰی وَیَسْئَلُوْنَکَ عَنِ الرُّوْحِ فَلَمَّا ھَاجَرَ عَلَیْہِ السَّلَامُ اَتَاہُ اَحْبَارُ الْیَہُوْدِ فَقَالُوْا بَلَغَنَا اَنَّکَ تَقُوْلُ وَمَا اُوْتِیْتُمْ مِّنَ الْعِلْمِ اِلَّا قَلِیْلًا۔ اَفَعَنَیْتَنَا اَمْ قَوْمَکَ؟ فَقَالَ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کُلًّا عَنَیْتُ۔ فَقَالُوْا اَلَسْتَ تَتْلُوْا فِیْمَا جَاءَکَ اِنَّا اُوْتِیْنَا التَّوْرَاۃَ وَفِیْھَا عِلْمُ کُلِّ شَیْءٍ فَقَالَ عَلَیْہِ السَّلَامُ ھُوَ فِیْ عِلْمِ اللّٰہِ قَلِیْلٌ وَقَدْ اٰتَاکُمْ مَا اِنْ عَمِلْتُمْ بِہٖ نَجَوْتُمْ۔

ایک روایت میں ہے کہ آیہ وَیَسْئَلُوْنَکَ عَنِ الرُّوْحِ قُلِ الرُّوْحُ مِنْ اَمْرِ رَبِّیْ وَمَا اُوْتِیْتُمْ مِّنَ الْعِلْمِ اِلَّا قَلِیْلًا۔ مکہ میں نازل ہوئی جب حضور ہجرت فرما کر مدینہ تشریف لے آئے تو احبار یہود حاضر ہوئے اور کہنے لگے ہمیں معلوم ہوا ہے کہ آپ وَمَا اُوْتِیْتُمْ مِّنَ الْعِلْمِ اِلَّا قَلِیْلًا فرماتے ہیں یعنی تم علم نہیں دیئے گئے مگر تھوڑا تو اس سے آپ کی مراد اپنی قوم سے ہے یا ہم سے؟ تو حضور نے فرمایا نہیں اس سے میری مراد تم اور میری قوم سب ہیں۔

تو وہ کہنے لگے کیا آپ نے اپنے قرآن میں یہ نہ پڑھا کہ ہمیں توریت عطا ہوئی اور اس میں تمام اشیاء کا علم ہے تو حضور نے فرمایا وہ علم اللہ کے علم میں کم ہے اور تمہیں جو دیا تو وہ اتنا ہے کہ تم اس پر عمل کر کے نجات پا جاتے۔ قَالُوْا یَا مُحَمَّدُ کَیْفَ تَزْعَمُ ھٰذَا وَاَنْتَ تَقُوْلُ وَمَنْ یُّؤْتَ الْحِکْمَۃَ فَقَدْ اُوْتِیَ خَیْرًا کَثِیْرًا۔ فَکَیْفَ یَجْتَمِعُ۔ احبار یہود بولے یہ آپ کا دعویٰ کیونکر صحیح ہو سکتا ہے جبکہ آپ یہ بھی کہتے ہیں مَنْ یُّؤْتَ الْحِکْمَۃَ فَقَدْ اُوْتِیَ خَیْرًا کَثِیْرًا۔ جسے حکمت دی گئی بے شک اسے خیر کثیر دے دی گئی۔ تو یہ دونوں باتیں

کیسے جمع ہوں گی۔

تو حضور نے جواب دیا ھٰذَا عِلْمٌ قَلِیْلٌ وَخَیْرٌ کَثِیْرٌ۔ یہ علم کے اعتبار سے قلیل ہے اور خیر کے اعتبار سے کثیر ہے۔ اس وقت یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔

ایک قول یہ ہے کہ مشرکین مکہ کا یہ گمان باطل تھا کہ کلام اللہ اب ختم ہو جائے گا تو حضور کی تعلیم بھی ختم ہو جائے گی اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔ اور اس آیت کریمہ میں جس کے اندر روح کا جواب دیا گیا اس میں یہ بھی بتا دیا کہ علم دو قسم کے ہیں۔

ایک عالم امر۔

دوسرا عالم کون۔

عالم کون میں نشو و نما ترقی و تنزل تغیر و تبدل سب کچھ ہے جیسے انسان حیوان چرند پرند وغیرہ اور عالم امر میں نشو و نما تنزل و تغیر نہیں اس میں ابدیت ہے جیسے آسمان زمین چاند سورج سیارہ روح۔ کہ ان کی ایک حالت رہتی ہے اسے ابدیت حاصل ہے۔

چنانچہ موت کا طیران بھی روح پر نہیں ہوتا بلکہ اجسام تک محدود رہتا ہے۔ روح کا صرف انتقال من المکان الی المکان ہوتا ہے۔ آگے ارشاد ہے۔

مَا خَلْقُکُمْ وَلَا بَعْثُکُمْ اِلَّا کَنَفْسٍ وَّاحِدَةٍ اِنَّ اللّٰہَ سَمِیْعٌ بَصِیْرٌ۔ نہیں تمہارا پیدا کرنا اور مرنے کے بعد اٹھانا مگر ایسا جیسے ایک جان کا پیدا کرنا اور اٹھانا بے شک اللہ سنتا دیکھتا ہے۔

یعنی اللہ تعالے کی قدرت کاملہ پیدا کرنا اور مرنے کے بعد اٹھانا سب کا ایسا ہی آسان ہے جیسے ایک جان کا پیدا کرنا اور مرنے کے بعد اٹھانا اس لیے کہ اس کی قدرت کمال یہ ہے کہ لفظ کن فرما کر سب پیدا کر دے اور کلمہ کن فرما کر سب کو فنا کر دے وہ سمیع مطلق ہے ہر مسموعات کا سننے والا اور بصیر مطلق ہے کہ سب مبصرات اس کی نظر میں ہیں۔

یہ جواب ہے مشرکین کا جبکہ انہوں نے دین پر طعن کر کے کہا وَاَسِرُّوْا قَوْلَکُمْ لِئَلَّا یَسْمَعَ اِلٰہُ مُحَمَّدٍ۔ اپنی باتیں مخفی رکھو کہیں محمد صلے اللہ علیہ وسلم کا خدا نہ سن لے تو یہ آیت کریمہ نازل ہوئی اور ارشاد ہوا وَاَسِرُّوْا قَوْلَکُمْ اَوِ اجْھَرُوْا بِہٖ اِنَّہٗ عَلِیْمٌ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ۔

وَعَنْ مُقَاتِلٍ اِنَّ کُفَّارَ قُرَیْشٍ قَالُوْا اِنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی خَلَقَنَا اَطْوَارًا نُطْفَةً عَلَقَةً مُضْغَةً لَحْمًا فَکَیْفَ یَبْعَثُنَا خَلْقًا جَدِیْدًا فِیْ سَاعَةٍ وَّاحِدَةٍ فَنَزَلَتْ۔ مقاتل سے ہے کہ کفار قریش نے کہا تھا کہ اللہ تعالے نے ہمیں چار طور پر پیدا کر کے انسان بنایا۔ اول نطفہ پھر علقہ

پھر مضغہ پھر تخم تو اب جب ہم خاک ہو جائیں گے تو یہ چاروں کیفیات ایک آن واحد میں کیسے بدلیں گی۔ اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی جس میں یہ بھی بتایا کہ تمہاری پیدائش اور بعث بعد الموت ہمارے لئے آسان ہے اور انہوں نے جو کہا تھا کہ ان باتوں کو مخفی رکھو کہیں آلہ محمد نہ سن لے اس کا جواب بھی دے دیا کہ اِنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی سَمِیْعٌ بِقَوْلِہِمْ ذٰلِکَ بَصِیْرٌ بِمَا یُضْمِرُوْنَہٗ۔ وہ سمیع تمہارے خفیہ علانیہ اقوال کا ہے۔ اور جو کچھ تم دل میں چھپائے ہوئے ہو اس کا بھی دیکھنے والا ہے۔

اس کے بعد اَلَمْ تَرَ فرما کر سید المخاطبین سید عالم صلے اللہ علیہ وسلم سے مخاطبہ ہوا ہے یا عام خطاب ہے اسے جس میں بھی صلاحیت ہو خطاب کی۔ اَلَمْ تَرَ بمعنے اَلَمْ تَعْلَمْ ارشاد ہے کہ

اِنَّ اللّٰہَ یُوْلِجُ الَّیْلَ فِی النَّھَارِ وَیُوْلِجُ النَّھَارَ فِی الَّیْلِ۔

ایلاج۔ عربی میں داخل کرنے کو کہتے ہیں تو یہ معنی ہوئے۔

بے شک اللہ داخل کرتا ہے رات کو دن میں اور داخل فرماتا ہے دن کو رات میں۔

آیہ کریمہ میں رات کو دن پر مقدم فرمانے کی حکمت علامہ آلوسی یہ بتاتے ہیں وَقَدَّمَ الَّیْلَ عَلَی النَّھَارِ لِمُنَاسَبَتِہٖ لِعَالَمِ الْاِمْکَانِ الْمُظْلِمِ مِنْ حَیْثُ اِمْکَانِہِ الذَّاتِیِّ۔ رات کو دن پر مقدم کرنا مناسبت عالم امکان سے کہ وہ امکان ذاتی میں مظلم تھا۔

وَفِیْ بَعْضِ الْاٰثَارِ کَانَ الْعَالَمُ فِیْ ظُلْمَۃٍ فَرَشَّ اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِمْ مِّنْ نُّوْرِہٖ۔ بعض احادیث سے ثابت ہے کہ عالم ظلمت میں تھا تو اللہ تعالے نے اپنا نور اس پر چھڑکا تو اسی وجہ میں اصل ظلمت کو روشنی پر مقدم فرمایا۔

وَسَخَّرَ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ کُلٌّ یَّجْرِیْ اِلٰٓی اَجَلٍ مُّسَمًّی وَّاَنَّ اللّٰہَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِیْرٌ۔ اور مسخر کیا سورج اور چاند ہر ایک اپنی معینہ مدت میں چل رہے ہیں ایک مقررہ مدت تک اور اللہ تعالے جو کچھ تم کرتے ہو اس سے خبردار ہے۔

یعنی ان میں شان ابدیت ہے یہ بالاستمرار مقررہ مدت قیامت تک یکساں چلتے رہیں گے اور وہ چونکہ واجب الوجود ہے بنا بریں وہ تمہارے ہر قسم کے اعمال سے خبردار ہے۔

ذٰلِکَ بِاَنَّ اللّٰہَ ھُوَ الْحَقُّ وَاَنَّ مَا یَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِہِ الْبَاطِلُ وَاَنَّ اللّٰہَ ھُوَ الْعَلِیُّ الْکَبِیْرُ

یہ اس لیے کہ تمہیں ثابت ہو جائے کہ اللہ تعالے ہی حق ہے اور اس لیے کہ تمہیں معلوم ہو جائے کہ جسے اس کے سوا پوجتے ہو باطل ہے اور اس لیے کہ تم سمجھ لو کہ بے شک اللہ ہی بلند اور سب سے بڑا ہے۔

آیۂ کریمہ میں تین باتیں الوہیت شان پر واضح فرمائیں۔

اول هُوَ الْحَقُّ - یعنی وہی حق اور واجب الوجود ہے۔

دوسرے اَنَّ مَا یَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهِ الْبَاطِلُ - اور جسے تم اُس کے ماننے ہو وہ معدوم فی حدذاتہ ہے اور وہ ممکنات سے ہے اور معدوم فی حدذاتہ اور ممکن فی الوجود واجب الوجود نہیں ہو سکتا تو اللہ تعالٰے ہی واجب الوجود اور قدیم ازلی سرمدی ہے۔

تیسرے اَنَّ اللّٰهَ هُوَ الْعَلِيُّ الْكَبِيْرُ - یہ وہی اللہ تعالٰے ہے جو تمام اشیاء سے بلند اور سب سے بڑا ہے تو اس کے سوا کوئی متصف بصفات الوہیت نہیں ہو سکتا چنانچہ آلوسی بھی یہی فرماتے ہیں۔

وَوَجْهُ سَبَبِيَّةِ الْاُوْلٰى لِمَا ذُكِرَ اَنَّ كَوْنَهٗ تَعَالٰى وَحْدَهٗ وَاجِبُ الْوُجُوْدِ فِيْ حَدِّ ذَاتِهٖ يَسْتَلْزِمُ اَنْ يَكُوْنَ هُوَ سُبْحَانَهٗ وَحْدَهُ الْمُوْجِدُ لِسَائِرِ الْمَصْنُوْعَاتِ الْبَدِيْعَةِ الشَّاْنِ فَيَدُلُّ عَلٰى كَمَالِ قُدْرَتِهٖ عَزَّ وَجَلَّ وَحْدَهٗ وَالْاِيْجَابُ قَدْ اَبْطَلَ الْاُصُوْلَ وَمَنْ صَدَرَتْ عَنْهُ جَمِيْعُ هَاتِيْكَ الْمَصْنُوْعَاتِ لَا بُدَّ مِنْ اَنْ يَكُوْنَ كَامِلُ الْعِلْمِ عَلٰى مَا بُيِّنَ فِي الْكَلَامِ۔

وَوَجْهُ سَبَبِيَّةِ الثَّالِثِ لِذٰلِكَ اَنَّ كَوْنَهٗ تَعَالٰى وَحْدَهٗ عَلِيًّا عَلٰى جَمِيْعِ الْاَشْيَاءِ مُتَسَلِّطًا عَلَيْهَا مُتَنَزِّهًا عَنْ اَنْ يَكُوْنَ لَهٗ سُبْحَانَهٗ شَرِيْكٌ اَوْ يَتَّصِفُ بِنَقْصٍ عَزَّ وَجَلَّ يَسْتَلْزِمُ كَوْنَهٗ تَعَالٰى وَحْدَهٗ وَاجِبُ الْوُجُوْدِ فِيْ ذَاتِهٖ وَقَدْ سَمِعْتُ الْكَلَامَ فِيْهِ

چنانچہ لبید نے بھی یہی شان الوہیت مانی ہے

اَلَا كُلُّ شَيْءٍ مَا خَلَا اللّٰهَ بَاطِلٌ ۔۔۔ وَكُلُّ نَعِيْمٍ لَا مُحَالَةَ زَائِلٌ

بامحاورہ ترجمہ چوتھا رکوع سورۂ لقمان پ ۲۱

اَلَمْ تَرَ اَنَّ الْفُلْكَ تَجْرِيْ فِي الْبَحْرِ بِنِعْمَتِ اللّٰهِ لِيُرِيَكُمْ مِّنْ اٰيٰتِهٖ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّكُلِّ صَبَّارٍ شَكُوْرٍ	کیا نہ دیکھا تو نے کہ کشتی دریا میں چلتی ہے اللہ کے فضل سے تاکہ دکھائے وہ تمہیں اپنی کچھ نشانیاں بے شک اس میں نشانیاں ہیں ہر بڑے صبر کرنے والے شکر گزار کے لیے۔
وَاِذَا غَشِيَهُمْ مَّوْجٌ كَالظُّلَلِ دَعَوُا اللّٰهَ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ فَلَمَّا نَجّٰهُمْ اِلَى الْبَرِّ فَمِنْهُمْ مُّقْتَصِدٌ	اور جب انہیں گھیر لیتی ہے کوئی موج مثل پہاڑوں کے تو اللہ کو ہی خالص عقیدہ سے پکارتے ہیں تو جب انہیں نجات دیتا ہے خشکی کی طرف تو ان میں سے کوئی

وَمَا يَجْحَدُ بِاٰيٰتِنَآ اِلَّا كُلُّ خَتَّارٍ كَفُوْرٍ ۝
يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمْ وَاخْشَوْا يَوْمًا لَّا يَجْزِيْ وَالِدٌ عَنْ وَّلَدِهٖ ۡ وَلَا مَوْلُوْدٌ هُوَ جَازٍ عَنْ وَّالِدِهٖ شَيْـًٔا ۭ اِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ فَلَا تَغُرَّنَّكُمُ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا ۪ وَلَا يَغُرَّنَّكُمْ بِاللّٰهِ الْغَرُوْرُ ۝
اِنَّ اللّٰهَ عِنْدَهٗ عِلْمُ السَّاعَةِ ۚ وَيُنَزِّلُ الْغَيْثَ ۚ وَيَعْلَمُ مَا فِي الْاَرْحَامِ ۭ وَمَا تَدْرِيْ نَفْسٌ مَّاذَا تَكْسِبُ غَدًا ۭ وَمَا تَدْرِيْ نَفْسٌۢ بِاَيِّ اَرْضٍ تَمُوْتُ ۭ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌ خَبِيْرٌ ۝

اعتدال پر رہتا ہے اور نہ انکار کرے گا ہماری آیتوں کا مگر وہی جو بڑا انہونا ناشکرا ہے۔
اے لوگو ڈرو اپنے رب سے اور خوف کرو اس دن کا جس میں کوئی باپ اپنی اولاد کے کام نہ آئے اور نہ کوئی بچہ اپنے باپ کو کچھ نفع دے سکے بے شک اللہ کا وعدہ سچ ہے تو نہ دھوکہ دے تمہیں زندگی دنیا کی اور نہ دھوکہ دے تمہیں کوئی اللہ کے علم پر وہ بڑا فریبی ہے۔
بے شک اللہ کے پاس ہے علم قیامت اور اتارتا ہے وہی بارش اور جانتا ہے جو کچھ ماں کے پیٹ میں ہے اور نہیں جانتی کوئی جان کہ کل کیا کرے گی اور نہیں جانتی کوئی جان کہ کس زمین میں مرے گی بے شک اللہ جاننے والا بتلانے والا ہے۔

لفظی ترجمہ

اَ ۔ کیا	لَمْ ۔ نہ	تَرَ ۔ دیکھا تونے کہ	اَنَّ ۔ بیشک
الْفُلْكَ ۔ کشتیاں	تَجْرِيْ ۔ چلتی ہیں	فِيْ ۔ بیچ	الْبَحْرِ ۔ دریا کے
بِنِعْمَتِ ۔ احسان	اللّٰهِ ۔ خداوندی سے	لِيُرِيَكُمْ ۔ تاکہ دکھلائے تم کو	مِّنْ اٰيٰتِهٖ ۔ اپنے نشان
اِنَّ ۔ بیشک	فِيْ ۔ بیچ	ذٰلِكَ ۔ اس کے	لَاٰيٰتٍ ۔ نشانیاں ہیں
لِّكُلِّ ۔ واسطے ہر ایک	صَبَّارٍ ۔ صبر کرنے والے	شَكُوْرٍ ۔ شکر گذار کے	وَ ۔ اور
اِذَا ۔ جب	غَشِيَهُمْ ۔ ڈھانپتی ہے ان کو	مَّوْجٌ ۔ موج	كَالظُّلَلِ ۔ مانند پہاڑوں کی
دَعَوُا ۔ تو پکارتے ہیں	اللّٰهَ ۔ اللہ کو	مُخْلِصِيْنَ ۔ خالص کرکے	لَهُ ۔ اس کے لیے
الدِّيْنَ ۔ دین	فَلَمَّا ۔ پھر جب	نَجّٰىهُمْ ۔ نجات دیتا ہے	هُمْ ۔ ان کو
اِلَى ۔ طرف	الْبَرِّ ۔ جنگل کی	فَمِنْهُمْ ۔ تو بعض ان سے	مُّقْتَصِدٌ ۔ میانہ رو ہیں

وَ۔ اور — مَا۔ نہیں — یَجْحَدُ۔ انکار کرتا — بِاٰیٰتِنَا۔ ہماری آیتوں کا
اِلَّا۔ مگر — کُلُّ۔ ہر ایک — خَتَّارٍ۔ بے وفا — کَفُوْرٍ۔ ناشکرا
یٰاَیُّھَا۔ اے — النَّاسُ۔ لوگو — اتَّقُوْا۔ ڈرو — رَبَّکُمْ۔ اپنے رب سے
وَ۔ اور — اخْشَوْا۔ ڈرو — یَوْمًا۔ اس دن سے کہ — لَا۔ نہ
یَجْزِیْ۔ کام آئے گا — وَالِدٌ۔ باپ — عَنْ وَّلَدِہٖ۔ اپنے بیٹے کے — وَ۔ اور
لَا۔ نہ — مَوْلُوْدٌ۔ بچہ — ھُوَ۔ وہ — جَازٍ۔ کام آنے والا ہے
عَنْ وَّالِدِہٖ۔ اپنے باپ کے — شَیْئًا۔ کچھ بھی — اِنَّ۔ بیشک
وَعْدَ۔ وعدہ — اللّٰہِ۔ اللہ کا — حَقٌّ۔ سچا ہے — فَلَا۔ تو نہ
تَغُرَّنَّکُمُ۔ دھوکہ دے تمکو — الْحَیٰوۃُ۔ زندگی — الدُّنْیَا۔ دنیا کی — وَ۔ اور
لَا۔ نہ — یَغُرَّنَّکُمْ۔ دھوکہ دے تم کو — بِاللّٰہِ۔ اللہ کے متعلق — الْغَرُوْرُ۔ دھوکے باز
اِنَّ۔ بیشک — اللّٰہَ۔ اللہ — عِنْدَہٗ۔ اس کے پاس ہے — عِلْمُ۔ علم
السَّاعَۃِ۔ قیامت کا — وَ۔ اور — یُنَزِّلُ۔ اتارتا ہے — الْغَیْثَ۔ بارش
وَ۔ اور — یَعْلَمُ۔ جانتا ہے — مَا۔ جو — فِیْ۔ بیچ
الْاَرْحَامِ۔ رحموں کے ہے — وَ۔ اور — مَا۔ نہیں — تَدْرِیْ۔ جانتا
نَفْسٌ۔ کوئی آدمی — مَّاذَا۔ کیا — تَکْسِبُ۔ کرے گا — غَدًا۔ کل
وَ۔ اور — مَا۔ نہیں — تَدْرِیْ۔ جانتا — نَفْسٌ۔ کوئی آدمی
بِاَیِّ۔ کونسی — اَرْضٍ۔ زمین میں — تَمُوْتُ۔ مرے گا — اِنَّ۔ بیشک
اللّٰہَ۔ اللہ — عَلِیْمٌ۔ جاننے والا — خَبِیْرٌ۔ خبر والا ہے۔

خلاصہ تفسیر چوتھا رکوع۔ سورۃ لقمان۔ پ ۲۱

اَلَمْ تَرَ اَنَّ الْفُلْکَ تَجْرِیْ بِنِعْمَتِ اللّٰہِ لِیُرِیَکُمْ مِّنْ اٰیٰتِہٖ اِنَّ فِیْ ذٰلِکَ لَاٰیٰتٍ لِّکُلِّ صَبَّارٍ شَکُوْرٍ
کیا نہ دیکھا تونے کہ کشتی دریا میں چلتی ہے اللہ کے فضل سے تاکہ وہ تمہیں دکھائے اپنی نشانیاں بیشک اس میں نشانیاں ہیں ہر ایک صبر کرنے والے شکر گذار کے لیے۔

نعمت اللہ سے مراد اللہ تعالیٰ کی رحمت اور اس کا فضل و احسان ہے اور من آیاتہ سے قدرت کی

کچھ نشانیاں دکھاتا بحر و بر میں ظاہر ہے اور صبّار سے مراد وہ ہے جو بلاؤں پر صبر کرے اور اللہ کی نعمتوں کا شکر گذار ہو اور صبر و شکر دونوں صفتیں مومن کی ہیں تو قدرت کا مشاہدہ مومن ہی کر سکتا ہے۔

وَإِذَا غَشِيَهُم مَّوْجٌ كَالظُّلَلِ دَعَوُا اللَّهَ مُخْلِصِينَ لَهُ الدِّينَ۔ اور جب انہیں ڈھانپ لیتی ہیں موجیں مثل ابروں کے تو پکارتے ہیں اللہ کو خالص و مخلص طریقہ سے۔

یعنی جب کفار پر دریا کی موجیں آتی ہیں اس وقت بت وغیرہ سب کو چھوڑ کر صرف اور صرف اللہ کو ہی پکارتے ہیں اور اس کے حضور تضرع و زاری کرتے ہوئے اور اس سے الحاد و دعا کرتے ہیں اور ما سوی اللہ کو بھول جاتے ہیں۔

فَلَمَّا نَجَّاهُمْ إِلَى الْبَرِّ فَمِنْهُم مُّقْتَصِدٌ وَمَا يَجْحَدُ بِآيَاتِنَا إِلَّا كُلُّ خَتَّارٍ كَفُورٍ۔ تو جب ہم انہیں نجات دیتے ہیں خشکی کی طرف تو ان میں سے کوئی اعتدال پر رہتا ہے اور نہیں انکار کرتا ہماری آیتوں کا مگر ہر بڑا بے وفا ناشکرا۔

مقتصد اعتدال پسند کو کہتے ہیں یہاں اس کے یہ معنی ہیں کہ بعض تو اپنے ایمان و اخلاص پر قائم رہتے ہیں اور کفر نہیں کرتے اور بعض ایسے ناشکرے بے وفا ہوتے ہیں کہ خشکی پر آتے ہی پھر وہی نا ہنجاری اور بدکرداری پر اتر آتے ہیں۔

آیۂ کریمہ کا شان نزول یہ ہے کہ

عکرمہ بن ابی جہل جس سال مکہ فتح ہوا تو وہ سمندر کی طرف بھاگ گئے وہاں انہیں باد مخالف نے گھیر لیا اور جان خطرے میں پڑ گئی تو عکرمہ نے کہا اگر اللہ ہمیں اس خطرے سے نجات دے تو میں ضرور حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ پر بیعت اسلام کر دوں گا چنانچہ فضل الٰہی ہوا ہوا کا رخ بدل گیا آپ اس بلا سے نجات پاتے ہی بارگاہ رسالت میں حاضر آئے اور مخلصانہ ایمان لے آئے۔

اور بعض وہ تھے جنہوں نے حضرت عکرمہ کے ساتھ عہد کیا لیکن بعد میں اپنی اسی جہالت پر رہے تو یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔

يَا أَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوا رَبَّكُمْ وَاخْشَوْا يَوْمًا لَّا يَجْزِي وَالِدٌ عَن وَلَدِهِ وَلَا مَوْلُودٌ هُوَ جَازٍ عَن وَالِدِهِ شَيْئًا إِنَّ وَعْدَ اللَّهِ حَقٌّ فَلَا تَغُرَّنَّكُمُ الْحَيَاةُ الدُّنْيَا وَلَا يَغُرَّنَّكُم بِاللَّهِ الْغَرُورُ۔ اے لوگو! ڈرو اپنے رب سے اور خوف کرو اس دن سے جس میں کوئی باپ اپنے بچہ کے کام نہ آئے اور نہ کوئی بچہ اپنے باپ کو کچھ نفع پہنچا سکے بے شک اللہ کا وعدہ سچا ہے تو نہ دھوکہ دے تمہیں زندگی دنیا کی اور نہ دھوکہ دے تمہیں اللہ کے حلم پر فریب کار۔

یَاَیُّھَا النَّاسُ میں اہل مکہ مخاطب ہیں انہیں فرمایا جاتا ہے کہ وہ دن قیامت کا ہے اس دن ہر انسان نفسی نفسی کہتا ہوگا اور باپ بیٹے کی حمایت نہ کر سکے گا اور بیٹا باپ کی خدمت کرنے سے معذور ہوگا نہ مسلمان ماں باپ کافر اولاد کی حمایت کر سکیں گے۔

اِنَّ وَعْدَ اللّٰہِ حَقٌّ۔ یہ وعدہ ضرور پورا ہوگا۔ اور بعث وحساب وجزا کا وعدہ ضرور پورا ہونا ہے تو دنیا کی فانی نعمتوں اور لذتوں کے دھوکہ میں نہ آنا اور ان پر اگر شیفتہ ہوگئے تو شیطان ایسا مفتری ہے کہ دور دراز کی امیدوں میں تمہیں معصیت شعار کر دے گا۔

اس کے بعد علم خمس والی آیۂ کریمہ ہے جس کا شان نزول یہ ہے کہ

حارث بن عمرو حضور کی خدمت میں آیا اور کہنے لگا قیامت کب ہوگی۔

اور میں نے کھیتی بوئی ہے فرمائیں مینہ کب برسے گا۔

میری عورت حاملہ ہے بتائیں اس کے پیٹ میں کیا ہے۔ لڑکا ہے یا لڑکی

یہ بھی فرمائیں کل کیا ہوگا۔ اور میں کل کیا کروں گا۔

میں یہ جانتا ہوں کہ میں کہاں پیدا ہوا آپ مجھے فرمائیں کہ میں کہاں مروں گا۔

اس کے جواب میں یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔

اِنَّ اللّٰہَ عِنْدَہٗ عِلْمُ السَّاعَۃِ وَیُنَزِّلُ الْغَیْثَ وَیَعْلَمُ مَا فِی الْاَرْحَامِ وَمَا تَدْرِیْ نَفْسٌ مَّاذَا تَکْسِبُ غَدًا وَمَا تَدْرِیْ نَفْسٌۢ بِاَیِّ اَرْضٍ تَمُوْتُ اِنَّ اللّٰہَ عَلِیْمٌ خَبِیْرٌ۔

بے شک اللہ کے پاس ہے علم قیامت کا۔

اور برساتا ہے وہی مینہ۔

اور جانتا ہے جو کچھ رحموں میں ہے۔

اور کوئی جان نہیں جانتی کہ کل کیا کرے گا۔

اور کوئی جان نہیں جانتی کہ کس زمین میں مرے گا۔

بے شک اللہ جاننے والا بتانے والا ہے۔

آیۂ کریمہ میں حارث بن عمرو کے پانچوں سوالات کا صرف ایک ہی جواب دیا کہ کوئی نبی ولی غوث قطب ملائکہ بالذات کسی چیز کا علم نہیں رکھتے۔ اور جب یہ واضح ہے کہ ذاتی علم سوا اللہ تعالے کے کسی کو حاصل نہیں تو حارث کا ہمارے حبیب سے سوال کرنا محض بے معنی ہے۔

اگرچہ یہ ضروری ہے کہ جسے چاہے اللہ تعالے اپنے نبی ولی اور محبوبوں کو جب چاہے جتنا چاہے

جیسے چاہے خبر دار کر سکتا ہے اس لیے کہ وہ قادر علی الاطلاق ہے۔
چنانچہ حارث بن عمرو کو جواب دیتے ہیں اس کی مسئولہ پانچ چیزوں کے متعلق فرمادیا کہ
قیامت کب ہو گی اسے اللہ جانتا ہے۔
بارش برسانے والا وہی ہے اس کے سوا کوئی نہیں برسا سکتا تو وہی اس کا وقت اور کمیت وکیفیت کو جانتا ہے
ماں کے رحم میں کیا ہے لڑکی ہے یا لڑکا اس کا علم ذاتی اللہ تعالےٰ کو حاصل ہے۔
کل کیا ہو گا اور انسان کیا کمائے گا اس پر کیا گزرے گی یہ بھی اللہ تعالےٰ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ وہ کہاں اور کب اور کس زمین پر مرے گا کہاں دفن ہو گا یہ بھی علم الٰہی میں ہے اگرچہ مسلمان یہ عقیدہ رکھتا ہے کہ ؎

دو چیز آدمی را کشد زور زور　　　یکے آب و دانہ دوم خاک گور

اور مذکورہ علوم خمس اور اس کے علاوہ سب کچھ اللہ کے ہی علم میں ہے اور وہی جانتا ہے اور وہی بندوں کو بتاتا ہے چنانچہ سورۂ جن میں اللہ تبارک وتعالےٰ نے بلا استثنیٰ علوم خمس ارشاد فرمایا عَالِمُ الْغَیْبِ فَلَا یُظْهِرُ عَلٰی غَیْبِهٖۤ اَحَدًا اِلَّا مَنِ ارْتَضٰی مِنْ رَّسُوْلٍ۔ ہم ہی تمام غیوب کے عالم ہیں خواہ علوم خمس ہوں یا اس کے علاوہ اور ہم اپنے غیب کسی پر ظاہر نہیں کرتے مگر جس کے ساتھ راضی ہو جائیں اپنے رسولوں میں سے محبوبوں میں سے اسے بتا دیتے ہیں۔
تو خلاصہ مفہوم آیۂ کریمہ یہ نکلا کہ بغیر اللہ تعالےٰ کے بتائے ان چیزوں کا علم کسی کو نہیں اور اپنے محبوبوں مقربوں نبیوں رسولوں میں سے جسے پسند فرمائے اس کو بتانے پر قادر ہے۔
اس سے یہ عقیدہ مستنبط ہوا کہ علم غیب اللہ تعالےٰ شانہٗ کے ساتھ خاص ہے اور انبیاء اولیاء کو غیب کا علم بعطاء الٰہی بطریق معجزہ وکرامت عطا ہوتا ہے۔ اور بعطاء الٰہی کسی نبی ولی کو بطریق معجزہ وکرامت علم غیب ہونا اس اختصاص کے منافی نہیں اس پر آیات کثیرہ اور احادیث دلالت کرتی ہیں۔
چنانچہ بارش کا وقت اور حمل میں کیا ہے اور کل کو کیا کرنا ہے اور کہاں مرنا ہے ان امور کی خبریں بکثرت انبیاء اولیاء نے دی ہیں اور قرآن وحدیث میں وہ مذکور ہیں۔
حضرت خلیل الانبیاء ابراہیم علیہ السلام کو فَبَشَّرْنٰهُ بِاِسْحٰقَ وَمِنْ وَّرَآءِ اِسْحٰقَ یَعْقُوْبَ کی بشارت ملی۔
حضرت زکریا علیہ السلام کو حضرت یحییٰ کی بشارت ملی یٰزَکَرِیَّاۤ اِنَّا نُبَشِّرُكَ بِغُلٰمِ اِسْمُهٗ یَحْیٰی

سے قرآن کریم میں ثبوت موجود ہے۔

حضرت مریم علیہا السلام کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی بشارت دی گئی قَالَ اِنَّمَآ اَنَا رَسُوْلُ رَبِّكِ لِاَهَبَ لَكِ غُلٰمًا زَكِيًّا۔

تو ملائکہ کو بھی ان چیزوں کا علم ہوتا ہے کہ فلاں حمل میں کیا ہے۔

اور ان کو بھی جنہیں فرشتوں نے اطلاعیں دیں اور ان سب کا جاننا قرآن کریم سے ثابت ہے۔

تو آیۂ کریمہ کے قطعاً یہی معنی ہوں گے کہ بغیر اللہ تعالیٰ کے بتائے کسی کو علم غیب نہیں ہو سکتا اور جب وہ مطلع فرما دے تو نبی ولی کو علم ہوتا ہے (منتخب از خازن۔ بیضاوی۔ احمدی۔ روح البیان)

یہ مبحث تفصیل سے ہم اول بیان کر چکے ہیں۔ اب مفصل بقدر ضرورت تفسیر میں آگے ملاحظہ کیجئے۔

مختصر تفسیر اردو چوتھا رکوع۔ سورۃ لقمان پ ۲۱

اَلَمْ تَرَ اَنَّ الْفُلْكَ تَجْرِیْ فِی الْبَحْرِ بِنِعْمَتِ اللّٰهِ لِیُرِیَكُمْ مِّنْ اٰیٰتِهٖ اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیٰتٍ لِّكُلِّ صَبَّارٍ شَكُوْرٍ۔ کیا نہ دیکھا تو نے کہ کشتی دریا میں چلتی ہے اللہ کی رحمت اور احسان سے تاکہ تمہیں دکھائے اپنی نشانیوں سے بے شک اس میں نشانیاں ہیں ہر صبر کرنے والے شکر گذار کے لیے۔

یہ دوسرا استشہاد قدرت ہے اور اللہ عزوجل کی حکمت غایت۔ یہاں نعمۃ اللہ سے مراد احسان الٰہی ہے اور لِیُرِیَكُمْ مِّنْ اٰیٰتِهٖ سے مراد بعض دلائل الوہیت اور قدرت مطلقہ کا مظاہرہ ہے۔

اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیٰتٍ بے شک اس میں نشانیاں ہیں صبار و شکور کے لیے۔ صبار سے کنایہ ہے ان مومن سے جو بہ مقتضائے ایمان بہت صبر کرنے والا اور شکر گذار ہو۔

وَاِذَا غَشِیَهُمْ مَّوْجٌ كَالظُّلَلِ۔ اور جب ڈھانپ لے انہیں موج مثل ابر کے۔

یہاں ظلل جو جمع ہے ظلہ کی اس سے مراد مَا اَظَلَّ مِنَ السَّحَابِ اَوْ جَبَلٍ ہے یعنی جو گھیر لے مثل ابر یا پہاڑ کے وہ مراد ہے۔

راغب کے نزدیک اَلظُّلَّةُ السَّحَابَةُ تُظِلُّ۔ ظلہ سے مراد ابر ہے جو سایہ کر کے گھیر لیتا ہے۔

دَعَوُا اللّٰهَ مُخْلِصِیْنَ لَهُ الدِّیْنَ۔ پکارتے ہیں اللہ کو خالص و مخلص طریقہ سے۔

فَلَمَّا نَجّٰهُمْ اِلَى الْبَرِّ فَمِنْهُمْ مُّقْتَصِدٌ۔ پھر جب ہم انہیں خشکی کی طرف نجات دیتے ہیں تو ان میں سے کچھ لوگ قائم رہتے ہیں۔

وَمَا یَجْحَدُ بِاٰیٰتِنَآ اِلَّا کُلُّ خَتَّارٍ کَفُوْرٍ۔ اور ہماری آیتوں سے انکار نہیں کرتا مگر بے وفا وعدہ شکن اور ناشکرا۔ اور

مُقْتَصِدٌ سے مراد سالک القصد ہے اپنے ارادہ پر قائم رہنے والا اَیِ الطَّرِیْقُ الْمُسْتَقِیْمُ لَا یَعْدِلُ عَنْہُ لِغَیْرِہٖ وَاسْتِقَامَۃُ الطَّرِیْقِ یعنی سیدھے راستہ پر مضبوطی سے قائم رہنے والا کہ اس سے منحرف ہو کر کسی دوسرے طریقہ کی طرف نہ آجائے۔

آلوسی فرماتے ہیں موجوں میں پھنسنے والے دو قسم پر منقسم فرمائے۔ فَمِنْهُمْ مُّقْتَصِدٌ ایک تو مقتصد دوسرا جاحد تو مقتصد وہ جس کا بیان ہو چکا۔

اور جاحد وہ جو اپنے عہد سے منحرف ہو کر دھوکہ کرنے والا ہو۔ چنانچہ فرماتے ہیں وَالْخَتَّارُ مِنَ الْخَتْرِ وَهُوَ اَشَدُّ الْغَدْرِ۔

مفردات میں راغب بھی یہی تعریف کرتے ہیں چنانچہ وہ کہتے ہیں اَلْخَتْرُ الْغَدْرُ اور وَمَا یَجْحَدُ کے معنی وَمَا یَکْفُرُ ہیں۔ اِلَّا کُلُّ خَتَّارٍ یعنی اِلَّا کُلُّ غَدَّارٍ کَفُوْرٍ یعنی مُبَالِغٌ فِیْ کُفْرَانِ نِعَمِ اللّٰہِ تَعَالٰی۔

فَمِنْهُمْ مُّقْتَصِدٌ میں مِن تبعیضیہ ہے۔ یہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ عکرمہ بن ابی جہل کا واقعہ سدی مصعب بن سعید اپنے والد سے راوی ہیں۔

قَالَ لَمَّا کَانَ فَتْحُ مَکَّۃَ اَمَرَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ النَّاسَ اَنْ یَّکُفُّوْا عَنْ قَتْلِ اَهْلِهَا اِلَّا اَرْبَعَۃَ نَفَرٍ مِّنْهُمْ قَالَ اقْتُلُوْهُمْ وَاِنْ وَّجَدْتُّمُوْهُمْ مُتَعَلِّقِیْنَ بِاَسْتَارِ الْکَعْبَۃِ عِکْرِمَۃُ بْنُ اَبِیْ جَهْلٍ وَعَبْدُ اللّٰہِ بْنُ خَطَلٍ وَقَیْسُ بْنُ جَنَابَۃَ وَعَبْدُ اللّٰہِ بْنُ اَبِیْ سَرْحٍ۔

فَاَمَّا عِکْرِمَۃُ فَرَکِبَ الْبَحْرَ فَاَصَابَتْهُمْ رِیْحٌ عَاصِفَۃٌ فَقَالَ اَهْلُ السَّفِیْنَۃِ اَخْلِصُوْا فَاِنَّ اٰلِهَتَکُمْ لَا تُغْنِیْ عَنْکُمْ شَیْئًا هٰهُنَا فَقَالَ عِکْرِمَۃُ لَئِنْ لَّمْ یُنَجِّنِیْ فِی الْبَحْرِ اِلَّا الْاِخْلَاصُ مَا یُنَجِّیْنِیْ فِی الْبَرِّ غَیْرُہٗ۔ اَللّٰهُمَّ اِنَّ لَکَ عَلَیَّ عَهْدًا اِنْ اَنْتَ عَافَیْتَنِیْ مِمَّا اَنَا فِیْهِ اَنْ اٰتِیَ مُحَمَّدًا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ حَتّٰی اَضَعَ یَدِیْ فِیْ یَدِہٖ فَلَاَجِدَنَّہٗ عَفُوًّا کَرِیْمًا۔ فَجَاءَ وَاَسْلَمَ۔

جب فتح مکہ ہوا تو حضور نے لوگوں کو حکم دیدیا کہ اب اپنے ہاتھ قتل اہل مکہ سے روک لیے جائیں مگر چار آدمیوں کے لیے کہ وہ ضرور قتل کیے جائیں اگرچہ انہیں کعبہ کے پردوں میں پاؤ۔ عکرمہ بن ابی جہل عبداللہ بن خطل قیس بن جنابہ اور عبداللہ بن ابی سرح۔

لیکن عکرمہ دریائی سفر میں چل دیے۔ راستہ میں انہیں ریح عاصف نے گھیر لیا تو کشتی والے کہنے لگے

اب خالص و مخلص طور پر اللہ کو پکارو۔ اس لیے کہ تمہارے یہ بت تمہیں اس بلا سے نجات نہیں دے سکتے۔
تو عکرمہ کہنے لگے اگر یہ بت یہاں مدد نہیں دے سکتے سوا اللہ تعالے شانہ کے تو یہ بت خشکی میں بھی نجات نہیں دے سکتے سوا اللہ تعالے کے۔
الٰہی! میرا تیرے ساتھ عہد ہے کہ اگر تو مجھے اس بلا سے نجات دیدے تو میں بارگاہ رسالت میں حاضر آکر ان کے دست حق پرست میں ہاتھ دے کر قلادہ غلامی ڈالوں گا اور میں نے حضور کو مجسم عفو و کرم پایا ہے
چنانچہ اس طوفان سے نجات پائی اور بموجب عہد حاضر آکر شرف اسلام سے مشرف ہوگئے یہ تو
فَمِنْهُمْ مُقْتَصِدٌ ہیں۔
اور بقیہ تین یہ اپنی خباثت پر جمے رہے یہ جاحد اور ختار کفور ہیں۔
اس کے بعد حکم تقوی فرمایا جارہا ہے اور یوم قیامت کا خوف دلایا جارہا ہے چنانچہ ارشاد ہے۔
يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمْ وَاخْشَوْا يَوْمًا لَّا يَجْزِيْ وَالِدٌ عَنْ وَّلَدِهٖ ۡ وَلَا مَوْلُوْدٌ هُوَ جَازٍ عَنْ وَّالِدِهٖ شَيْـًٔا ۭ اِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ فَلَا تَغُرَّنَّكُمُ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا ۪ وَلَا يَغُرَّنَّكُمْ بِاللّٰهِ الْغَرُوْرُ۔ اے لوگو ڈرو
اپنے رب سے اور خوف کرو اس دن کا جب کہ نہ کافی ہو کوئی باپ اپنی اولاد کے لیے اور نہ کوئی اولاد کچھ اپنے باپ کو کافی ہو بے شک اللہ کا وعدہ حق ہے تو نہ دھوکہ دے تمہیں دنیا کی زندگی اور نہ دھوکہ میں ڈالے تم کو اللہ کے متعلق وہ بڑا دھوکے باز۔
یہ حکم تقوی علی سبیل الموعظہ اور بطریق تذکیر ہے اس میں یوم عظیم کا ذکر فرما کر دلائل وحدانیت واضح فرمائے اور لَا يَجْزِيْ جزی سے بمعنی قضی ہے یعنی کوئی اپنی مصیبت میں والد سے اعانت نہ لے گا اور
اِنَّ اللّٰهَ عِنْدَهٗ عِلْمُ السَّاعَةِ ۚ وَيُنَزِّلُ الْغَيْثَ ۚ وَيَعْلَمُ مَا فِي الْاَرْحَامِ ۭ وَمَا تَدْرِيْ نَفْسٌ مَّاذَا تَكْسِبُ غَدًا ۭ وَمَا تَدْرِيْ نَفْسٌۢ بِاَيِّ اَرْضٍ تَمُوْتُ ۭ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌ خَبِيْرٌ۔
بے شک اللہ تعالے کے پاس ہے علم قیامت۔
اور وہی مینہ برساتا ہے۔
اور جانتا ہے جو کچھ رحموں میں ہے۔
اور کوئی جان نہیں جانتی کہ کل کیا کرے گی۔
اور کوئی جان نہیں جانتی کہ کس زمین پر مرے گا۔
بیشک اللہ ہی جاننے والا اور بتانے والا ہے۔
اس کا شان نزول علامہ آلوسی یہ بتاتے ہیں۔

اَخْرَجَ ابْنُ الْمُنْذِرِ عَنْ عِكْرِمَةَ اَنَّ رَجُلًا يُقَالُ لَهُ الْوَارِثُ بْنُ عَمْرٍو جَاءَ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا مُحَمَّدُ مَتٰى قِيَامُ السَّاعَةِ۔

وَقَدْ اُجْدِبَتْ بِلَادُنَا فَمَتٰى تُخْصِبُ۔

وَقَدْ تَرَكْتُ اِمْرَاَتِىْ حُبْلٰى فَمَا تَلِدُ۔

وَقَدْ عَلِمْتُ مَا كَسَبْتُ الْيَوْمَ فَمَاذَا اَكْسِبُ غَدًا۔

وَقَدْ عَلِمْتُ بِاَيِّ اَرْضٍ وُلِدْتُ فَبِاَيِّ اَرْضٍ اَمُوْتُ

فَنَزَلَتْ هٰذِهِ الْاٰيَةُ۔

مشرکوں میں ایک شخص تھا جسے حارث بن عمرو یا وارث بن عمرو کہتے تھے۔ یہ حضور کی خدمت میں حاضر آیا اور بولا حضور قیامت کب قائم ہوگی؟

اور زمینیں ہمارے شہروں کی خشک ہو چکی ہیں اب یہ کب تر و تازہ ہوں گی یعنی بارش کب ہوگی۔؟

اور میں اپنی بیوی کو حاملہ چھوڑ کر آیا ہوں تو اس سے کیا ہوگا لڑکا یا لڑکی؟

اور میں جانتا ہوں کہ آج میں نے کیا کیا تو فرمائیے کل میں کیا کروں گا؟

اور مجھے معلوم ہے کہ میں کس جگہ پیدا ہوا فرمائیے میں کس زمین پر مروں گا۔

تو اس کے جواب میں یہ آیت کریمہ نازل ہوئی اور اس میں واضح فرمایا کہ ایسے بے معنی اور لایعنی سوالات ہمارے حبیب سے کیوں کیے جاتے ہیں سنو اور کان کھول کر سن لو کہ علم قیامت اللہ تعالے کے پاس ہے۔

اور وہی بارش برساتا ہے۔

اور وہی خوب جانتا ہے کہ حاملہ کے حمل میں لڑکی ہے یا لڑکا مومن ہے یا کافر اس کی زندگی کتنی ہے اس کا رزق کس قدر ہے۔

اور وہی اپنے علم ذاتی میں جانتا ہے کہ انسان کل کیا کرے گا۔

اور وہی جانتا ہے کہ انسان کس زمین میں مرے گا۔

اور وہی جاننے والا خبر دینے والا ہے۔

اس آیۂ کریمہ سے علم الخمس کا استنباط کیا جاتا ہے۔

اور اس پر وہ احادیث پیش کی جاتی ہیں جن میں یہ مضمون ملتا ہے کہ حضور نے فرمایا ان پانچ باتوں کی ہر شے کے علم کی کنجیاں اللہ نے حضور سید یوم النشور صلی اللہ علیہ وسلم کو عطا کیں۔

جیسے احمد طبرانی ابن عمر رضی اللہ عنہما سے راوی ہیں کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اُوْتِيْتُ مَفَاتِيْحَ

كُلِّ شَيْءٍ اِلَّا الْخَمْسُ اِنَّ اللّٰهَ عِنْدَهٗ عِلْمُ السَّاعَةِ الاٰیۃ

اور احمد ابو یعلی۔ ابن جریر ابن المنذر ابن مردویہ ابن مسعود سے راوی ہیں اُوْتِیَ نَبِیُّکُمْ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَفَاتِیْحَ کُلِّ شَیْءٍ غَیْرَ الْخَمْسِ اِنَّ اللّٰهَ عِنْدَهٗ عِلْمُ السَّاعَةِ الاٰیۃ

اور ابن مردویہ علی کرم اللہ وجہہ سے راوی ہیں قَالَ لَمْ یُعَمَّ عَلٰی نَبِیِّکُمْ اِلَّا الْخَمْسُ مِنْ سَرَائِرِ الْغَیْبِ هٰذِهِ الْاٰیَةُ فِیْ اٰخِرِ لُقْمَانَ اِنَّ اللّٰهَ عِنْدَهٗ عِلْمُ السَّاعَةِ اِلٰی اٰخِرِ السُّوْرَةِ۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا تمہارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے کچھ مخفی نہ کیا گیا مگر پانچ اسرار غیبیہ یہ آیت سورۂ لقمان کے آخر میں آخر سورۃ تک ہے اِنَّ اللّٰهَ عِنْدَهٗ عِلْمُ السَّاعَةِ۔ الخ

اور ایک حدیث ابن جریر ابن ابی حاتم میں قتادہ سے ہے جو مفصل اور واضح ہے۔ قَالَ فِی الْاٰیَةِ خَمْسٌ مِّنَ الْغَیْبِ اِسْتَاْثَرَ اللّٰهُ تَعَالٰی بِهِنَّ فَلَمْ یُطْلِعْ عَلَیْهِنَّ مَلَكًا مُّقَرَّبًا وَّلَا نَبِیًّا مُّرْسَلًا اِنَّ اللّٰهَ عِنْدَهٗ عِلْمُ السَّاعَةِ وَلَا یَدْرِیْ اَحَدٌ مِّنَ النَّاسِ مَتٰی تَقُوْمُ السَّاعَةُ فِیْ اَیِّ سَنَةٍ وَّلَا فِیْ شَهْرٍ اَلَیْلًا اَمْ نَهَارًا۔

وَیُنَزِّلُ الْغَیْثَ فَلَا یَعْلَمُ اَحَدٌ مَتٰی یَنْزِلُ الْغَیْثُ اَلَیْلًا اَمْ نَهَارًا۔

وَیَعْلَمُ مَا فِی الْاَرْحَامِ فَلَا یَعْلَمُ اَحَدٌ مَّا فِی الْاَرْحَامِ اَذَكَرٌ اَمْ اُنْثٰی اَحْمَرُ اَوْ اَسْوَدُ۔

وَلَا تَدْرِیْ نَفْسٌ مَّاذَا تَكْسِبُ غَدًا اَخَیْرًا اَمْ شَرًّا۔

وَمَا تَدْرِیْ نَفْسٌ بِاَیِّ اَرْضٍ تَمُوْتُ لَیْسَ اَحَدٌ مِنَ النَّاسِ یَدْرِیْ اَیْنَ مَضْجَعُهٗ مِنْ اَفِیْ بَحْرٍ اَمْ فِیْ بَرٍّ فِیْ سَهْلٍ اَمْ فِیْ جَبَلٍ۔

فرماتے ہیں آیہ کریمہ میں پانچ چیزیں وہ ہیں جو اللہ تعالے نے اپنے لیے مخصوص فرمائیں تو اُن کوئی ملک مقرب اور نبی مرسل مطلع نہیں ہوتا وہ یہ ہیں۔

اِنَّ اللّٰهَ عِنْدَهٗ عِلْمُ السَّاعَةِ۔ بے شک اللہ کے پاس ہے علم قیامت کا تو نہیں جانتا کوئی کہ قیامت کب قائم ہوگی کس سنہ میں ہوگی اور کس مہینہ میں رات میں ہوگی یا دن میں۔

وَیُنَزِّلُ الْغَیْثَ۔ اور وہی مینہ برساتا ہے تو کوئی نہیں جان سکتا کہ کب بارش ہوگی رات میں ہوگی یا دن میں۔

وَیَعْلَمُ مَا فِی الْاَرْحَامِ اور وہی جانتا ہے کہ رحم مادر میں جو کچھ ہے اس کے سوا کوئی نہیں جان سکتا کہ لڑکا ہے یا لڑکی گورا ہے یا کالا۔

وَمَا تَدْرِیْ نَفْسٌ مَّاذَا تَكْسِبُ غَدًا۔ اور کوئی نہیں جان سکتا کہ کل کیا کرے گا بھلی بات یا بری بات نیکی

یا بدی؟

وَمَا تَدْرِیْ نَفْسٌ بِاَیِّ اَرْضٍ تَمُوْتُ ۔ اور کوئی نہیں جانتا کہ کس زمین پر مرے گا۔ لَیْسَ اَحَدٌ مِّنَ النَّاسِ یَدْرِیْ اَیْنَ مَضْجَعُہٗ مِنَ الْاَرْضِ اَفِیْ بَحْرٍ اَمْ فِیْ بَرٍّ فِیْ سَہْلٍ اَمْ فِیْ جَبَلٍ ۔ کوئی نہیں جانتا لوگوں میں سے کہ اس کی خواب گاہ کہاں ہے زمین میں ہے یا دریا میں خشکی میں ہے یا جنگل میں یا پہاڑ میں

اس کے بعد آلوسی فرماتے ہیں۔

وَالَّذِیْ یَنْبَغِیْ اَنْ یُّعْلَمَ اَنَّ کُلَّ غَیْبٍ لَا یَعْلَمُہٗ اِلَّا اللّٰہُ عَزَّوَجَلَّ وَلَیْسَ الْمُغَیَّبَاتُ مَحْصُوْرَۃً بِھٰذِہِ الْخَمْسِ اور بات تو یہ ہے کہ ہمارے عقیدے میں تمام غیوب وہ ہیں جسے اللہ تعالےٰ کے سوا ذاتی طور پر کوئی نہیں جانتا اور مغیبات صرف ان پانچ علوم میں محصور نہیں۔

تو اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اللہ تعالےٰ نے ان پانچ ہی کو خصوصیت سے کیوں بیان فرمایا اس پر علامہ آلوسی فرماتے ہیں۔ وَاِنَّمَا خُصَّتْ بِالذِّکْرِ لِوُقُوْعِ السُّؤَالِ عَنْھَا اَوْ لِاَنَّھَا کَثِیْرًا مَّا تَشْتَاقُ النُّفُوْسُ اِلَی الْعِلْمِ بِھَا۔

یہ خصوصی مذاکرہ علم خمس کا اس وجہ میں فرمایا گیا کہ وارث بن عمرو یا حارث بن عمرو نے انہیں باتوں کا سوال اٹھایا تھا تو اس کے سوال کا جواب دیدیا گیا کہ یہ چیزیں وہ ہیں جن کا علم بالذات اللہ تعالےٰ ہی جانتا ہے البتہ وہ جسے چاہے عطا فرما سکتا ہے۔

یا اس وجہ میں ان پانچ باتوں کا ذکر فرمایا کہ اکثر لوگ ان چیزوں کے شائق ہوتے ہیں۔

وَذَکَرَ الْقُسْطَلَانِیُّ ۔ ذَکَرَہٗ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ خَمْسًا وَّاِنْ کَانَ الْغَیْبُ لَا یَتَنَاھٰی لِاَنَّ الْعَدَدَ لَا یَنْفِیْ زَائِدًا عَلَیْہِ ۔ علامہ قسطلانی نے ذکر فرمایا کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے پانچ علموں کا ہی ذکر فرمایا اگرچہ غیب تو لتنے ہیں کہ ان کی انتہا ہی نہیں ہے اور چونکہ ایک عدد معین منافی زوائد نہیں ہوتا اس لیے اس میں حصر فی الخمس لازم نہیں آتا۔

پھر فرماتے ہیں۔

وَاِنَّہٗ یَجُوْزُ اَنْ یُّطْلِعَ اللّٰہُ تَعَالٰی بَعْضَ اَصْفِیَائِہٖ عَلٰی اِحْدٰی ھٰذِہِ الْخَمْسِ وَیَرْزُقَہُ عَزَّوَجَلَّ الْعِلْمَ بِذٰلِکَ فِی الْجُمْلَۃِ وَعِلْمُ الْخَاصِّ بِہٖ جَلَّ وَعَلَا مَا کَانَ عَلٰی وَجْہِ الْاِحَاطَۃِ وَالشُّمُوْلِ لِاَحْوَالِ کُلٍّ مِّنْھَا وَتَفْصِیْلِہٖ عَلٰی وَجْہِ الْاَتَمِّ۔

اور یہ یقیناً جائز ہے کہ اللہ تعالےٰ اپنے بعض اولیاء کو کسی غیب سے مطلع فرمادے عام اس سے کروہ علم خمس میں سے ہو یا دوسرے علوم سے اور اللہ تعالےٰ قادر ہے اس پر کہ ان علموں میں سے یا علوم

خاص میں سے علی وجہ الاتم مطلع فرما کر اس پر جسے چاہے محیط فرما دے۔

پھر شرح مناوی کبیر للجامع الصغیر میں اسی حدیث بریدہ پر جس میں خَمْسٌ لَّا يَعْلَمُهُنَّ اِلَّا اللّٰهُ ہے بحث کرتے ہوئے مذکور ہے۔

فَلَا يُنَافِيْهِ اِطِّلَاعُ اللّٰهِ تَعَالٰى بَعْضَ خَوَاصِّهٖ عَلٰى بَعْضِ الْمُغَيَّبَاتِ حَتّٰى مِنْ هٰذِهِ الْخَمْسِ لِاَنَّهَا جُزْئِيَّاتٌ مَّعْدُوْدَةٌ وَّ اِنْكَارُ الْمُعْتَزِلَةِ لِذٰلِكَ مُكَابَرَةٌ - یہ منافی نہیں کہ اللہ تعالے بعض اپنے خواص کو بعض مغیبات سے اطلاع دیدے حتیٰ کہ علم خمس میں سے بھی اس لیے کہ وہ جزئیات معدودہ ہیں اور اس سے معتزلہ کا انکار محض مکابرہ ہے۔

اور اس قسم کے مغیبات کا عطا فرمانے کی روائتیں شفا شریف اور مواہب لدنیہ میں موجود ہیں جیسے ثابت ہے کہ حضور نے بطریق معجزہ بہت سے مغیبات سے اطلاع دی۔

پھر جس چیز کا علم بہ عطاء الٰہی حاصل ہو سکتا ہے وہ علم انبیاء کرام کو بطریق اولے حاصل ہونا چاہیئے جیسے بخاری شریف میں ہے انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور نے فرمایا۔

اِنَّ اللّٰهَ وَكَّلَ بِالرَّحِمِ مَلَكًا يَقُوْلُ يَا رَبِّ نُطْفَةٌ يَا رَبِّ عَلَقَةٌ يَا رَبِّ مُضْغَةٌ اِذَا اَرَادَ اللّٰهُ تَعَالٰى اَنْ يَّقْضِيَ خَلْقَهٗ قَالَ اَذَكَرٌ اَمْ اُنْثٰى شَقِيٌّ اَمْ سَعِيْدٌ فَمَا الرِّزْقُ وَالْاَجَلُ فَيُكْتَبُ فِيْ بَطْنِ اُمِّهٖ - فَحِيْنَئِذٍ يَعْلَمُ الْمَلَكُ بِذٰلِكَ وَمَنْ شَاءَ اللّٰهُ تَعَالٰى مِنْ خَلْقِهٖ عَزَّ وَجَلَّ وَهٰذَا لَا يُنَافِي الْاِخْتِصَاصَ وَالْاِسْتِئْثَارَ -

اللہ تعالے ایک فرشتہ کو رحم پر مقرر فرماتا ہے وہ عرض کرتا ہے الٰہی اب نطفہ ہے الٰہی اب علقہ ہے الٰہی اب مضغہ ہے جب اللہ تعالے ارادہ فرماتا ہے کہ اس کی تخلیق فرمائے تو فرشتہ عرض کرتا ہے لڑکی ہو یا لڑکا شقی ہو یا نیک اس کا رزق کتنا ہو اس کی زندگی کتنی ہو تو یہ تمام باتیں ماں کے پیٹ میں ہی بچے کی پیشانی پر لکھ دی جاتی ہیں۔

تو اس وقت ان تمام امور سے فرشتہ واقف ہوتا ہے اور جسے اپنی مخلوق سے اللہ چاہے واقف کرتا ہے تو یہ چیزیں اختصاص کے منافی نہیں ہیں اس لیے کہ تمام معلومات لبعطاء الٰہی ہیں۔

امام اہل سنت اعلیٰ حضرت بریلوی قدس سرہ الدولۃ المکیۃ میں فرماتے ہیں۔ کہ ان پانچ غیوب کے سوا غیب اور بہت کثرت سے ہیں حتیٰ کہ ان پانچ کے جملہ افراد سب مل کر بھی اور غیبوں کا ہزاروں حصہ ہیں تو اللہ تعالے غیب کا غیب ہے اور وہ ہر چیز پہ شاہد ہے اور۔

اس کی ہر صفت غیب ہے۔

اور برزخ غیب ہے۔
بہشت غیب ہے۔
دوزخ غیب ہے۔
جنت غیب ہے۔
حساب غیب ہے۔
نامۂ اعمال غیب ہے۔
قیامت کے میدان میں جمع کیا جانا غیب ہے۔
قبروں سے اٹھانا غیب ہے
فرشتے غیب ہیں
ان کے سوا اللہ تعالٰی کے لشکر غیب ہیں۔
ان کے سوا اور ایسے ایسے غیب ہیں جن کی جنسیں تک ہم نہیں گنا سکتے۔
غرضکہ بے گنتی وہ غیب ہیں جو ان پانچ سے بڑھ کر ہیں۔
مگر اللہ سبحانہ و تعالٰی نے اس آیت کریمہ میں ان کا ذکر نہیں فرمایا صرف یہی پانچ غیب کا بیان کیا اس کی وجہ بظاہر یہ معلوم ہوتی ہے کہ یہ پانچ غیب وخفا کے اندر زیادہ داخل ہیں۔
حالانکہ یہ وجہ نہیں بلکہ بات یہ ہے کہ وہ زمانہ کاہنوں کا تھا۔
اور اس زمانہ کے کافر علم غیب جاننے کا دعویٰ رکھتے تھے۔
رمل سے نجوم سے قیافہ سے عیافہ سے زجر سے طب سے پانسوں سے اور ان کے سوا اپنی ہوسوں سے بڑا اندھیریوں میں مخفی تھیں جن کا تعلق آخرت اور ملائکہ سے کچھ نہ تھا۔
اور نہ ان چیزوں کے جاننے کی ان گمراہ فنون میں کوئی راہ تھی اندھے تھے اور اندھیریوں میں ٹکراتے پھرتے تھے وہ یہی کہا کرتے تھے کہ
مینہ کب ہوگا کہاں ہوگا۔
پیٹ کا بچہ لڑکی ہے یا لڑکا۔
اور کل کیا کمایا جائے گا تجارت کا کیا حال ہوگا۔
اور مسافر گھر واپس آئے گا یا وہاں ہی کسی جگہ مر جائے گا۔
یہ چار چیزیں خاص طور پر وہ لوگ اپنی مرکز بحث پہ لاتے اور سوالات کرتے تھے۔

ان کے ساتھ علم قیامت کو بھی شامل فرما کر کہا کہ یہ بھی انہیں باتوں کی جنس سے تھا چنانچہ يَسْئَلُوْنَكَ عَنِ السَّاعَةِ اَيَّانَ مُرْسٰهَا۔ عَمَّ يَتَسَآءَلُوْنَ عَنِ النَّبَاِ الْعَظِيْمِ الَّذِيْ هُمْ فِيْهِ مُخْتَلِفُوْنَ میں ان کی پریشان خیالیاں ظاہر کی گئیں۔

اس لیے کہ جس کی موت ان کے سوالات میں تھی وہ فرداً فرداً تھی اور قیامت تمام اہل زمین کی موت ہے اور جو فن نجوم سے واقف ہے وہ خوب سمجھتا ہے کہ اس فن کے زعم پر ستاروں کی دلالت عام حادثوں کی بہ نسبت خاص کی بہت زائد ہے۔

اور کسی ایک گھر کی خرابی یا ایک شخص کی موت کے لیے ان کے پاس کوئی ایسا قاعدہ نہیں جس پر وہ اپنے زعم میں بھی یقین کر سکیں۔

اس لیے کہ ستاروں کی نظریں اور جوگ اور باہمی نسبتیں جزئی باتوں میں اکثر ایک دوسرے کے خلاف پڑتی ہیں بلکہ سب کے زائچہ پیدائش یا عمر کے زائچہ سال میں بہت کم ایسا اتفاق ہوتا ہے کہ جو ستارہ کسی گھر میں ہو یا اس کی طرف دیکھ رہا ہو وہ ضعف و قوۃ کی باہمی مزاحمت سے خالی ہو۔

تو اگر ایک طرف سے وہ بدی پر دلالت کرتا ہے تو دوسری جانب سے بھلائی پر اور اس فن والے صرف اٹکل دوڑاتے ہوئے ایک جانب کو ترجیح دیدیتے ہیں اور جدھر کا پلہ ان کے نزدیک جھکتا ہے اس پر حکم لگا دیتے ہیں۔

مگر ظاہر ہے کہ عالم میں انقلاب عام کے لیے ان کے یہاں ایک قاعدہ مقرر ہے اسے قران اعظم کہتے ہیں یعنی دونوں اونچے ستارے زحل اور مشتری کا تینوں بروج آتشی حمل۔ اسد۔ قوس سے کسی کے اول میں جمع ہوتا۔

جیسا کہ زمانہ طوفان نوح علیہ السلام میں ہوا۔

اور حساب سے ظاہر ہے کہ آنے والے قران بھی یوں ہی معلوم ہو سکتے ہیں اور یہ کہ وہ کتنے برس کے بعد ہوگا اور کیا ہوگا۔

اور یہ کہ کس برج کے کس درجہ کس دقیقہ میں ہوگا اور کس طرف ہوگا اور کتنے دن رہے گا اور ایک ستارہ دوسرے کو چھپالے گا یا کھلا رہے گا اور اس کے سوا اس سے اور کیا باتیں پیش ہوں گی۔

اس لیے کہ نجوم مسخرات بہ حساب قویم ہیں جیسا کہ قرآن پاک میں ارشاد ہے ذٰلِكَ تَقْدِيْرُ الْعَزِيْزِ الْعَلِيْمِ۔ یہ ایک مضبوط حساب کے باندھے ہوئے ہیں۔ یہ زبردست جاننے والے کا اندازہ مقرر فرمایا ہوا ہے۔

تو گویا ذکر قیامت فرما کر ان کے دلائل کی بیخ کنی فرما دی گئی اور بتایا کہ تمہارے علموں اور وہموں کی اگر کچھ حقیقت ہوتی جیسا کہ تم اپنے اوہام میں سمجھے ہوئے ہو تو کسی ایک شخص کی موت جاننے سے تمہیں قیامت کا علم زیادہ آسانی سے حاصل ہوتا۔

مگر تم نہیں جانتے محض اٹکل سے جو ذہن میں آتا ہے لکھتے ہو۔

اور حسابات کے تحت یہ امر ثابت ہے کہ اگر دنیا باقی رہی تو علویین کا قران اعظم ۱۸۸۴ھ کے بعد ضرور واقع ہوگا جو ہماری اس تاریخ سے ۲۳ ذی قعدہ ۱۸۷۰ھ کی آدھی رات کے قریب حمل کے تیسرے درجہ میں ہوگا۔

پھر ظہور امام مہدی علیہ الرحمۃ اسی صدی کے آخر میں ہونا چاہیئے چنانچہ لسان الحقائق سید المکاشفین امام اجل شیخ اکبر محی الدین بن عربی اپنی کتاب الدر المکنون والجواہر المصئون میں فرماتے ہیں۔

اِذَا دَارَ الزَّمَانُ عَلٰی حُرُوْفٍ بِبِسْمِ اللّٰہِ فَالْمَهْدِیُّ قَامَا

وَیَخْرُجُ بِالْحَطِیْمِ عَقِیْبَ صَوْمٍ اَلَا فَاقْرَاْہُ مِنْ عِنْدِیْ السَّلَامَا

یعنی جب زمانہ دور بسم اللہ کے حروف پر ہوگا تو امام مہدی علیہ الرحمۃ قائم ہوں گے۔

اور حطیم میں بعد روزہ کے خروج فرمائیں گے تو میری جانب سے انہیں سلام عرض کرنا

لیکن جو حدیث میں ہے اِنَّ عُمْرَ الدُّنْیَا سَبْعَۃُ اٰلَافِ سَنَۃٍ اَنَا فِیْ اٰخِرِهَا اَلْفًا۔ رَوَاہُ الطَّبْرَانِیُّ فِی الْکَبِیْرِ وَالْبَیْهَقِیُّ فِیْ دَلَائِلِ النُّبُوَّۃِ عَنِ الضَّحَّاکِ بْنِ اَمَلِ الْجُهَنِیِّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ۔

دنیا کی عمر سات ہزار برس ہے پچھلے ہزار میں ہم ہیں۔

پھر یہ امر بھی قابل غور ہے کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا خَمْسٌ لَا یَعْلَمُهُنَّ اِلَّا اللّٰہُ پانچ باتیں ایسی ہیں جنہیں اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔

اور اللہ تعالے نے فرمایا قُلْ لَّا یَعْلَمُ مَنْ فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ الْغَیْبَ اِلَّا اللّٰہُ۔ اے محبوب آپ فرما دیں کہ آسمان وزمین میں کوئی غیب نہیں جانتا سوا اللہ تعالے کے۔

تو نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے خاص پانچ چیزوں کو فرمایا اور اللہ عزوجل نے عام حکم فرمایا اور ہم دونوں فرمانوں پر ایمان رکھتے ہیں اس لیے کہ

خاص عام کی نفی نہیں کرتا

تو ان پانچ کو کوئی نہیں جانتا سوا اللہ تعالے کے اور اس کے سوا اور غیب جو ان علوم خمسہ سے علو

وشرف میں دقت و لطافت میں کہیں زائد ہیں انہیں بھی کوئی نہیں جانتا سوا اللہ تعالےٰ کے۔
بلکہ میں تو یہ عقیدہ رکھتا ہوں کہ کوئی کچھ نہیں جانتا سوا اللہ تعالےٰ کے۔ بلکہ حقیقی وجود کسی کے لیے نہیں سوا واجب الوجود جلت وعظمت کے۔
اور نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے اہل عرب کے تمام مقولوں میں سب سے زیادہ سچا قول لبید کو فرمایا جو اس نے کہا ہے

اَلَا کُلُّ شَیْءٍ مَا خَلَا اللّٰہَ بَاطِلٌ

خبردار رہو ہر شے اللہ تعالےٰ کے سوا بے حقیقت ہے۔
اور اسلام میں عوام کے اندر مسلّم ہے کہ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کے معنی یہ ہیں کہ اللہ کے سوا کوئی سچا معبود نہیں
اور خواص میں اس کے معنی یہ ہیں لَا مَقْصُوْدَ اِلَّا اللّٰہُ۔ اللہ کے سوا کوئی مقصود ہی نہیں۔
اور اخص الخواص کے نزدیک اس کے معنی ہیں لَا مَشْھُوْدَ اِلَّا اللّٰہُ۔ اللہ کے سوا کوئی نظر ہی نہیں آتا۔
اور منتہی درجات عرفان کے نزدیک لَا مَوْجُوْدَ اِلَّا اللّٰہُ معنے ہیں کہ اللہ تعالےٰ کے سوا کوئی موجود ہی نہیں اور اہل اسلام میں یہ سب معنی حق ہیں۔
مگر ایمان کا مدار لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ پر ہے۔
اور صلاح کا مدار لَا مَعْبُوْدَ اِلَّا اللّٰہُ پر ہے۔
اور سلوک کا مدار لَا مَقْصُوْدَ اِلَّا اللّٰہُ پر ہے۔
اور وصول الی اللہ کا مدار لَا مَوْجُوْدَ اِلَّا اللّٰہُ پر ہے۔
رَزَقَنَا اللّٰہُ مِنْ جَمِیْعِھَا حَظًّا وَافِیًا بِمَنِّہٖ وَکَرَمِہٖ اٰمِیْن۔
اور حضرت سواد بن قارب رضی اللہ عنہ نے حضور کی خدمت میں یہ اشعار پڑھے۔

فَاَشْھَدُ اَنَّ اللّٰہَ لَا شَیْءَ غَیْرُہٗ — وَاَنَّکَ مَاْمُوْنٌ عَلٰی کُلِّ غَائِبٖ
وَاَنَّکَ اَدْنَی الْمُرْسَلِیْنَ شَفَاعَۃً — اِلَی اللّٰہِ یَا ابْنَ الْاَکْرَمِیْنَ الْاَطَائِبٖ
فَکُنْ لِیْ شَفِیْعًا یَوْمَ لَا ذُوْ شَفَاعَۃٍ
سِوَاکَ بِمُغْنٍ عَنْ سَوَادِ بْنِ قَارِبٖ

میں گواہی دیتا ہوں کہ بے شک اللہ ہی اللہ ہے اور اس کے سوا کوئی نہیں اور بے شک آپ تمام مغیبات کے امین ہیں۔
اور بے شک آپ اے طیب و طاہر آباء و امہات کے فرزند تمام رسولوں سے زیادہ شفاعت میں اللہ کے قریب ہیں۔

تو آپ میرے سفارشی بن جائیں اس دن جس دن کوئی سفارشی نہ ہو اور کوئی سواد بن قارب کو نفع نہیں پہنچا سکتا۔

یہ رباعی مسند امام احمد میں ہے۔ اب اس کی شرح لطیف بھی ملاحظہ فرمائیں۔

اول: حضرت سواد بن قارب نے اپنی شہادت میں اللہ تعالٰے کے سوا ہر چیز کے وجود کی نفی فرمائی۔

دوم: حضور عالم غیوب کی ذات گرامی کو غیبوں کا علم ثابت کیا بلکہ علوم غیبیہ کا امین بنایا۔ اور جب تمام غیوب میں سے یہ پانچ نہیں معلوم اسے علوم غیبیہ کیسے ہو سکتے ہیں؟

سوم: اس عقیدہ کا اعتراف فرمایا کہ حضور کو منصب شفاعت عطا ہو چکا جیسا کہ خود حضور نے بھی فرمایا جو مسلم شریف میں ہے وَاُعْطِیْتُ الشَّفَاعَۃَ مجھے شفاعت کا منصب عطا ہوا۔ اور وَلَا تَنْفَعُ الشَّفَاعَۃُ اِلَّا لِمَنْ اَذِنَ لَہٗ کسی کی شفاعت نفع نہیں دے گی مگر اس کی جسے اذن دیدیا گیا۔

اور ارشاد ہے وَلَوْ اَنَّھُمْ اِذْ ظَّلَمُوْا اَنْفُسَھُمْ جَآءُوْکَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰہَ وَاسْتَغْفَرَ لَھُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰہَ تَوَّابًا رَّحِیْمًا۔ اور وَاسْتَغْفِرْ لِذَنْبِکَ وَلِلْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ۔ اور اپنے خاص علاقہ والوں اور مسلمان مردوں اور مسلمان عورتوں کے لیے بخشش طلب فرمائیں۔

چہارم: یہ کہ سواد بن قارب رضی اللہ عنہ کے عقیدہ میں حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی شفاعت سب سے قریب تر ہے۔

پنجم: یہ کہ سواد بن قارب نے حضور سے فریاد کی اور اس طرح حضور سے فریاد کرنا سنت صحابہ ہوئی۔

ششم: یہ کہ حضرت سواد بن قارب کے نزدیک شفاعت حضور ہی پر منحصر ہے حضور کے سوا کسی کو شفاعت کا حق نہیں جیسا کہ حضور نے فرمایا اَنَا صَاحِبُ شَفَاعَتِھِمْ وَلَا فَخْرَ۔ میں ہی تمام انبیاء کی شفاعت کا مالک ہوں اور یہ میں فخر کے طور پر نہیں فرماتا۔

ہفتم: یہ کہ سواد بن قارب کے نزدیک حضور کا دامن ہی پکڑنا کام آئے گا۔

ان تمام فضائل و فواضل کا خلاصہ پھر بھی یہی نکلتا ہے کہ جو کچھ جیسے جتنا عطا ہوا وہ سب بعطائے الٰہی ہوا۔ تو مسئلہ واضح ہو گیا کہ بموجب تحقیق ائمہ کرام آیۂ کریمہ میں نفی اس کی ہے کہ کوئی بذات خود بے عطائے الٰہی اپنے لیے علم غیب مانے۔

بحث مذکورہ سے بحمدہ تعالٰے واضح ہو گیا۔ لیکن اِنَّ اللّٰہَ عِنْدَہٗ عِلْمُ السَّاعَۃِ الخ پر یہ سوال پیدا ہو سکتا ہے کہ اگرچہ اللہ تعالٰے جسے چاہے یہ علم دے سکتا ہے مگر اس کا ثبوت کہاں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے یہ علم کسی کو دیا بھی ہے۔

اور یہ آیت کریمہ ان لوگوں کے لیے خاص دستاویز ہے جو تنقیص علم مصطفی کرنے میں ہی اسلام سمجھتے ہیں اور بے سمجھے بوجھے پڑھ دیتے ہیں اور اس سے وہ اپنے خیال کے مطابق یہ ثابت کرتے ہیں کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم عالم جمیع اشیاء نہیں ہیں۔

حالانکہ اصولاً یہ امر ثابت ہے کہ قرآن کریم اور احادیث میں جہاں ایسے کلام ہیں ان سے نفی اس علم کی مقصود ہے جو بلا عطاء الٰہی ہو اور جو علم حق سبحانہ و تعالے خود تعلیم فرما دے اس کی نفی ہرگز نہیں عَالِمُ الْغَیْبِ فَلَا یُظْهِرُ عَلٰی غَیْبِهٖۤ اَحَدًا اِلَّا مَنِ ارْتَضٰی مِنْ رَّسُوْلٍ میں اِلَّا حرف استثناء اسی طرف مشیر ہے کہ بلا عطاء الٰہی کسی پر علم غیب ظاہر نہیں اور بہ عطائے الٰہی جس پر اللہ راضی ہو اس پر غیوب کا انکشاف فرما دیتا ہے۔

اب ہم مذکورہ علوم خمس پر احادیث سے استشہاد کرتے ہیں اور علیحدہ علیحدہ حدیث پیش کرتے ہیں۔ وَهَا اَنَا اَشْرَعُ فِی الْمَقْصُوْدِ بِعَوْنِ الْمَعْبُوْدِ۔

علم قیامت حضور کو حاصل تھا

مشکوٰۃ المصابیح۔ کتاب الایمان کی پہلی حدیث ہے۔

کہ جب روح الامین نے حضور سے سوال کیا کہ فَاَخْبِرْنِیْ بِالسَّاعَةِ۔ حضور قیامت کب ہوگی تو فرمایا مَا الْمَسْئُوْلُ عَنْهَا بِاَعْلَمَ مِنَ السَّائِلِ۔ جبریل اس سے جتنے تم واقف ہو میں بھی اتنا ہی واقف ہوں دریافت کرنا زائد ہے۔ اور آیۂ کریمہ اِنَّ اللّٰهَ عِنْدَهٗ عِلْمُ السَّاعَةِ تلاوت فرمائی۔

اس پر صاحب اشعۃ اللمعات شیخ عبد الحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ فرماتے ہیں۔

"مراد آن ست کہ بے تعلیم الٰہی بحساب عقل اینہا را نہ داند آنہا از امور غیب اند کہ جز خدا آنرا کسے نداند مگر آنکہ وے تعالے از نزد خود کسے را بوحی والہام بداناند۔"

اس کا مفہوم ایک فارسی دان ہی سمجھ سکتا ہے کہ جسے جناب حق سبحانہ نے یہ علم تعلیم فرما دیا اس سے اس آیت میں علم کی نفی نہیں ہے بلکہ صرف اس شخص سے نفی کی گئی ہے جو اٹکل سے ان علوم کے جاننے کا دعوے دار ہو۔

علامہ ابراہیم بیجوری رحمۃ اللہ شرح قصیدہ بردہ میں فرماتے ہیں وَلَمْ یَخْرُجْ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الدُّنْیَا اِلَّا بَعْدَ اَنْ عَلَّمَهُ اللّٰهُ تَعَالٰی بِهٰذِهِ الْاُمُوْرِ الْخَمْسَةِ۔ حضور دنیا سے تشریف نہ لے گئے مگر بعد اس کے کہ اللہ تعالیٰ نے یہ امور خمسہ بھی تعلیم فرما دیے۔

ابریز شریف میں ہے قُلْتُ لِلشَّیْخِ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ فَاِنَّ عُلَمَاءَ الظَّاهِرِ مِنَ الْمُحَدِّثِیْنَ وَغَیْرِهِمْ

اِخْتَلَفُوْا فِی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ھَلْ کَانَ یَعْلَمُ الْخَمْسَ الْمَذْکُوْرَاتِ فِیْ قَوْلِہٖ تَعَالٰی اِنَّ اللّٰہَ عِنْدَہٗ عِلْمُ السَّاعَۃِ فَقَالَ کَیْفَ یَخْفٰی اُمُوْرُ الْخَمْسِ عَلَیْہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَالْوَاحِدُ مِنْ اَھْلِ التَّصَرُّفِ مِنْ اُمَّتِہِ الشَّرِیْفَۃِ لَا یُمْکِنُہُ التَّصَرُّفُ اِلَّا بِمَعْرِفَۃِ ھٰذِہِ الْخَمْسِ۔

میں نے اپنے شیخ عبد العزیز عارف رحمۃ اللہ سے عرض کیا کہ علماء ظاہر محدثین وغیرہ کا اس مسئلہ میں اختلاف ہے کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم کو ان پانچ چیزوں کا علم تھا جن کا تذکرہ اِنَّ اللّٰہَ عِنْدَہٗ عِلْمُ السَّاعَۃِ میں ہے تو شیخ رحمۃ اللہ نے فرمایا کہ ان پانچوں کا علم حضور پر کیسے مخفی ہو سکتا ہے جب کہ ایک صاحب تصرف امتی کو بغیر ان پانچوں کے علم کے تصرف کرنا ممکن نہیں۔

اس جواب سے واضح ہوا کہ حضور اور حضور کے خدام ان پانچوں پر بعطاء الٰہی عالم تھے۔

تفسیر روح البیان میں ہے یَسْئَلُوْنَکَ عَنِ السَّاعَۃِ اَیَّانَ مُرْسٰھَا کے تحت قَدْ ذَھَبَ بَعْضُ الْمَشَائِخِ اِلٰی اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَانَ یَعْرِفُ وَقْتَ السَّاعَۃِ بِاِعْلَامِ اللّٰہِ تَعَالٰی وَھُوَ لَا یُنَافِی الْحَصْرَ فِی الْاٰیَۃِ۔ بعض مشائخ کرام اسی طرف گئے کہ حضور وقت قیامت جانتے تھے اور اللہ تعالے کے بتانے سے اور یہ اس حصر کے منافی نہیں جو آیۂ کریمہ میں ہے۔

فتوحات وہبیہ شرح اربعین نووی میں ہے فَاِنْ قِیْلَ قَوْلُہٗ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بُعِثْتُ اَنَا وَالسَّاعَۃُ کَھَاتَیْنِ یَدُلُّ عَلٰی اَنَّ عِنْدَہٗ مِنْھَا عِلْمًا وَالْاٰیَاتُ تَقْتَضِیْ اَنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی تَفَرَّدَ بِعِلْمِھَا فَالْجَوَابُ کَمَا قَالَ الْحَلِیْمِیُّ اَنَّ مَعْنَاہُ اَنَا النَّبِیُّ الْاٰخِرُ فَلَا یَلِیْنِیْ نَبِیٌّ اٰخَرُ وَاِنَّمَا تَلِیْنِیْ الْقِیٰمَۃُ وَالْحَقُّ کَمَا قَالَ جَمْعٌ اِنَّ اللّٰہَ سُبْحَانَہٗ وَتَعَالٰی لَمْ یَقْبِضْ نَبِیَّنَا عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ حَتّٰی اَطْلَعَہٗ عَلٰی کُلِّ مَا اَبْھَمَ عَنْہُ اِلَّا اَنَّہٗ اَمَرَہٗ بِکَتْمِ بَعْضٍ وَالْاِعْلَامِ بِبَعْضٍ۔

عبارات مذکورہ سے واضح ولائح ہو گیا کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم کو باعلام الٰہی وقت قیامت کا علم تھا مگر اس کے کتمان کا حضور کو حکم تھا۔

اور حضور دنیا سے تشریف لے جانے سے قبل ان تمام علوم پر مطلع کر دیے گئے جو آپ پر مبہم تھے ان میں سے بعض علوم ظاہر فرمانے کا اذن تھا اور بعض کے مخفی رکھنے کا۔

اب وَیُنَزِّلُ الْغَیْثَ (بارش کے علم کے) متعلق بھی حدیث ملاحظہ ہو۔

مشکوٰۃ شریف میں ترمذی میں ایک طویل حدیث نواس بن سمعان کی روایت سے بَابُ الْعَلَامَاتِ بَیْنَ یَدَیِ السَّاعَۃِ میں حضور صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔

ثُمَّ یُرْسِلُ اللّٰہُ مَطَرًا لَا یَکُنُّ مِنْہُ بَیْتُ مَدَرٍ وَّلَا وَبَرٍ۔ پھر اللہ تعالے ایک مینہ بھیجے گا

جس سے کوئی گھر شہر اور گاؤں کا خالی نہ رہے گا۔

اور اسی مشکوٰۃ میں باب لَا یَقُوْمُ السَّاعَۃُ اِلَّا عَلٰی شِرَارِ النَّاسِ میں عبد اللہ بن عمر کی روایت ہے جس میں یہ الفاظ ہیں ثُمَّ یُرْسِلُ اللّٰہُ مَطَرًا کَاَنَّہُ الطَّلُّ فَیَنْبُتُ مِنْہُ اَجْسَادُ النَّاسِ۔ پھر اللہ تعالیٰ مثل شبنم ایک بارش بھیجے گا جس سے تمام مردہ جسم دوبارہ اُگ آئیں گے۔

ان ہر دو احادیث سے واضح ہو گیا کہ حضور نے قبل از وقت بارش کی خبر دی اور اس کا اظہار فرمایا۔ اور یہ علم حضور کے صدقہ میں حضور کے خدام کو بھی حاصل تھا۔

تفسیر عرائس البیان میں ہے جو اسی آیۂ کریمہ کے تحت منقول ہے۔

وَلٰکِنَّ کَثِیْرًا مَّا سَمِعْتُ مِنَ الْاَوْلِیَاءِ یَقُوْلُ تُمْطِرُ السَّمَاءُ غَدًا اَوْ لَیْلًا فَیُمْطِرُ کَمَا قَالَ کَمَا سَمِعْنَا اِنَّ یَحْیٰی بْنَ مُعَاذٍ کَانَ عَلٰی رَاْسِ قَبْرِ وَلِیٍّ وَقْتَ دَفْنِہٖ وَقَالَ لِعَامَّۃٍ مَنْ حَضَرَ اِنَّ ھٰذَا الرَّجُلَ مِنْ اَوْلِیَاءِ اللّٰہِ اِلٰھِیْ اِنْ کُنْتَ صَادِقًا فَاَنْزِلْ عَلَیْنَا الْمَطَرَ قَالَ الرَّاوِیْ فَنَظَرْتُ اِلَی السَّمَاءِ وَمَا رَاَیْتُ فِیْھَا رَاحَۃَ سَحَابٍ فَاَنْشَاَ اللّٰہُ سُبْحَانَہٗ سَحَابَۃً مِّثْلَ تُرْسٍ فَمَطَرَتْ فَرَجَعْنَا مُبْتَلِّیْنَ۔

میں نے اکثر اولیاء سے سنا کہ کل مینہ برسے گا بارات کو تو وہ برسا اور اس روز برسا جس کی بابت فرمایا اور ہم نے سنا کہ یحییٰ بن معاذ ایک ولی کے دفن کے وقت قبر پر تشریف فرما تھے آپ نے حاضرین جنازہ سے فرمایا یہ جو دفن کیا گیا ہے اللہ کا ولی ہے۔

یا الٰہی اگر میں سچا ہوں تو مینہ برسا دے۔ راوی کہتے ہیں میں نے آسمان پر نظر ڈالی تو بادل کا پتہ نہ تھا کہ اللہ تعالیٰ نے بادل پیدا کیا اور مینہ برسایا ہم لوگ بھیگتے ہوئے وہاں سے لوٹے۔

اب وَیَعْلَمُ مَا فِی الْاَرْحَامِ۔ پر رحموں کے اندر جو ہے اس پر بھی حضور صلے اللہ علیہ وسلم مطلع باعلام الٰہی تھے۔

چنانچہ حضور نے حضرت امام مہدی کے پیدا ہونے کی خبر دی جو صحیح حدیثوں سے ثابت ہے اور یہ خبر اس وقت دی گئی ہے جبکہ نطفہ بھی پشت پدر سے رحم مادر میں نہ آیا۔

ایسے ہی حضور نے سید الشہداء امام حسین علی جدہ وعلیہ السلام کی ولادت کی خبر پیدا ہونے سے قبل دی۔ چنانچہ مشکوٰۃ باب المناقب اہل البیت میں بروایت ام فضل وارد ہے۔

کہ ام فضل حضور کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور عرض کیا آج میں نے نہایت ناپسندیدہ خواب دیکھا ہے حضور نے فرمایا وہ کیا دیکھا ہے؟

عرض کی حضور میں نے دیکھا کہ حضور کے جسم پاک سے ایک ٹکڑا کاٹا گیا اور میری گود میں رکھ دیا گیا حضور نے فرمایا یہ خواب تو نہایت مبارک ہے انشاء اللہ سیدہ زہرا کے لڑکا ہوگا اور وہ تمہاری گود میں دیا جائے گا چنانچہ ایسا ہی ہوا حدیث مبارک کے یہ الفاظ ہیں تَلِدُ فَاطِمَۃُ اِنْ شَاءَ اللّٰہُ غُلَامًا یَکُوْنُ فِیْ حِجْرِكِ۔

صاحب تفسیر عرائس البیان آیہ کریمہ کے تحت فرماتے ہیں۔

وَسَمِعْتُ اَیْضًا مِنْ بَعْضِ اَوْلِیَاءِ اللّٰہِ اِنَّہٗ اَخْبَرَ مَا فِی الرَّحِمِ مِنْ ذَکَرٍ وَّ اُنْثٰی وَرَاَیْتُ بِعَیْنِیْ مَا اَخْبَرَہٗ میں نے بعض اولیاء کرام سے جو کچھ رحم میں تھا اس کی پیشگوئی سنی کہ لڑکا ہوگا یا لڑکی اور میں نے حسب پیشگوئی اس کی ولادت آنکھوں سے دیکھی۔

پھر ڈاکٹر لوگ ایکس ریز کے ذریعہ بتا دیتے ہیں کہ لڑکی ہے یا لڑکا ایک بچہ ہے یا دو۔

حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی بستان المحدثین میں فرماتے ہیں۔

"نقل میکنند کہ والد شیخ ابن حجر را فرزند نمی زیست کشیدہ خاطر بحضور شیخ رسید فرمود از پشت تو فرزندے خواہد برآمد کہ بعلم خود دنیا را پُرکند۔"

شیخ ابن حجر عسقلانی کے والد کی اولاد زندہ نہ رہتی تھی ایک روز آپ رنجیدہ ہو کر اپنے شیخ کے حضور حاضر ہوئے شیخ نے فرمایا تیری پشت سے ایسا فرزند ارجمند پیدا ہوگا جس کے علم سے دنیا پُر ہوگی چنانچہ حسب پیشگوئی علامہ ابن حجر عسقلانی پیدا ہوئے۔

اور وَمَا تَدْرِیْ نَفْسٌ مَّاذَا تَكْسِبُ غَدًا سے کل کی بات یہ بھی ملاحظہ ہو۔

مشکوٰۃ شریف باب معجزات میں عمرو بن اخطب انصاری سے مروی ہے۔

صَلّٰی بِنَا رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَوْمًا الْفَجْرَ وَصَعِدَ عَلَی الْمِنْبَرِ فَخَطَبَنَا حَتّٰی حَضَرَتِ الْعَصْرُ ثُمَّ نَزَلَ فَصَلّٰی ثُمَّ صَعِدَ عَلَی الْمِنْبَرِ حَتّٰی غَرَبَتِ الشَّمْسُ فَاَخْبَرَنَا بِمَا هُوَ كَائِنٌ اِلٰی یَوْمِ الْقِیٰمَۃِ قَالَ فَاَعْلَمُنَا اَحْفَظُنَا رَوَاہُ مُسْلِمٌ۔

حضور نے ہمیں ایک دن فجر کی نماز پڑھا کر منبر پر چڑھ کر خطبہ دیا حتی کہ عصر ہوگئی آپ منبر سے اترے نماز ادا کی اور پھر منبر پر جلوہ افروز ہوئے حتی کہ سورج غروب ہوگیا تو حضور نے قیامت تک جو ہونا تھا وہ سب بیان کیا۔ فرماتے ہیں اب ہم میں زیادہ عالم وہ ہے جس نے وہ خطبہ زیادہ یاد رکھا۔

اس حدیث سے کل کی خبر ہی نہیں بلکہ قیامت تک کی خبر دینا ثابت ہے۔

اور اگر غدا کے ماتحت ہی سند مطلوب ہے تو مشکوٰۃ باب مناقب علی بن ابی طالب میں یہ حدیث ہے

قَالَ یَوْمَ خَیْبَرَ لَاُعْطِیَنَّ ھٰذِہِ الرَّایَۃَ غَدًا رَجُلًا یَفْتَحُ اللّٰہُ عَلٰی یَدَیْہِ یُحِبُّ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ وَیُحِبُّہُ اللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗ. غزوہ خیبر پر حضور نے فرمایا یہ جھنڈا کل ہم ایک ایسے شخص کو دیں گے جس کے ہاتھ سے اللہ فتح عطا فرمائے گا۔ اللہ اور رسول اسے محبوب رکھتے ہیں اور وہ اللہ اور رسول سے محبت رکھتا ہے چنانچہ دوسرے دن وہ جھنڈا حضرت شیر خدا اسد اللہ کرم اللہ وجہہ کو عطا فرمایا اور خیبر فتح ہوا اس روایت کے راوی سہل بن سعد ہیں۔

یہاں بطور دفع دخل مقدر اس امر کا صاف کر دینا بھی ضروری ہے کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے ان لڑکیوں کو جنہوں نے اپنے مقتول آباء پر یوم بعاث کا مرثیہ کرتے ہوئے جب گایا۔

وَفِیْنَا نَبِیٌّ یَعْلَمُ مَا فِیْ غَدٍ

تو منع فرمایا کہ یہ مصرعہ چھوڑ کر باقی گاؤ۔ اس پر بعض یہ شبہ ڈالتے ہیں کہ یَعْلَمُ مَا فِیْ غَدٍ گانے سے حضور نے روکا اور یہ روکنا نفی تقریری ہے لہذا یہ کہنا جائز نہیں کہ حضور کو کل کا علم ہے۔

اس کا جواب مرقاۃ المفاتیح شرح مشکوۃ میں ہے جو ملاحظہ فرمالیں۔

وَاِنَّمَا مَنَعَ الْقَائِلَۃَ بِقَوْلِہَا وَفِیْنَا نَبِیٌّ یَعْلَمُ مَا فِیْ غَدٍ لِکَرَاھَۃِ نِسْبَۃِ عِلْمِ الْغَیْبِ اِلَیْہِ لِاَنَّہٗ لَا یَعْلَمُ الْغَیْبَ اِلَّا اللّٰہُ وَاِنَّمَا یَعْلَمُ الرَّسُوْلُ مِنَ الْغَیْبِ مَا اَعْلَمَہٗ.

اَوْ لِکَرَاھَۃِ اَنْ یُّذْکَرَ فِیْ اَثْنَاءِ ضَرْبِ الدُّفِّ.

اَوْ اَثْنَاءِ مَرْثِیَۃِ الْقَتْلٰی لِعُلُوِّ مَنْصِبِہٖ عَنْ ذٰلِکَ۔

لڑکیوں کو حضور نے اس واسطے منع فرمایا کہ انہوں نے غیب کی نسبت مطلقاً حضور کی طرف کر دی تھی حالانکہ حضور کو تمام علوم بتعلیم الٰہی حاصل ہوئے تھے۔

یا اس واسطے کہ حضور نے اس بات سے کراہت کی کہ دف بجاتے ہوئے آپ کا ذکر کیا جائے۔

یا مرثیہ گانے میں آپ کی ثنا کی جائے اس لیے کہ یہ آپ کے علو منصب کے خلاف ہے۔

اب وَمَا تَدْرِیْ نَفْسٌ بِاَیِّ اَرْضٍ تَمُوْتُ (کس زمین میں مرے گا) اس کے متعلق بھی معلوم کیجئے۔

مشکوۃ المصابیح۔ عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ قَالَ لَمَّا بَعَثَہٗ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِلَی الْیَمَنِ خَرَجَ مَعَہٗ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یُوْصِیْہِ وَمُعَاذٌ رَاکِبٌ وَرَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَمْشِیْ تَحْتَ رَاحِلَتِہٖ فَلَمَّا فَرَغَ قَالَ یَا مُعَاذُ اِنَّکَ عَسٰی اَنْ لَّا تَلْقَانِیْ بَعْدَ عَامِیْ ھٰذَا وَلَعَلَّکَ اَنْ تَمُرَّ بِمَسْجِدِیْ ھٰذَا وَقَبْرِیْ فَبَکٰی مُعَاذٌ خَشَعًا لِفِرَاقِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ۔

فرماتے ہیں جب حضرت معاذ کو یمن کی طرف بھیجا تو حضور صلے اللہ علیہ وسلم خود ان کے ساتھ وصیت

فرمانے تشریف لائے اور جب وصیت فرما چکے تو فرمایا اے معاذ قریب ہے کہ اس سال کے بعد ہماری تمہاری ملاقات نہ ہو اور شاید کہ تم میری اس مسجد اور قبر پر گذرو۔

حضرت معاذ یہ کلمات جانگداز سنکر فراق حضور کے خیال سے بیقرار ہو کر رونے لگے۔

حدیث مذکورہ سے بای ارض تموت کی تصریح واضح ہے۔

شیخ ولی الدین ابو عبد اللہ محمد بن عبد اللہ خطیب تبریزی اکمال فی اسماء الرجال میں امام شافعی رحمہ اللہ کے حال میں لکھتے ہیں۔

قَالَ الْمُزَنِيُّ دَخَلْتُ عَلَى الشَّافِعِيِّ فِي عِلَّتِهِ الَّتِي مَاتَ فِيْهِ فَقُلْتُ كَيْفَ اَصْبَحْتَ قَالَ اَصْبَحْتُ مِنَ الدُّنْيَا رَاحِلًا وَلِاِخْوَانِي مُفَارِقًا وَلِكَاسِ الْمَنِيَّةِ شَارِبًا وَبِسُوْءِ اَعْمَالِي مُلَاقِيًا وَعَلَى اللّٰهِ وَارِدًا۔ مزنی فرماتے ہیں میں حضرت امام شافعی رضی اللہ عنہ کی عیادت کو آیا جبکہ آپ اس مرض میں تھے جس میں آپ نے انتقال فرمایا۔

میں نے عرض کی آج کیسی صبح فرمائی تو ارشاد ہوا ایسی صبح کی ہے کہ میں دنیا سے سفر کرنے والا ہوں اپنے بھائیوں سے جدا ہونے والا ہوں۔ موت کا جام پینے والا ہوں اپنے سوء اعمال سے ملنے والا ہوں اللہ تعالے کے حضور پیش ہونے والا ہوں۔

فَلَا اَدْرِيْ اَرُوْحِيْ يَصِيْرُ اِلَى الْجَنَّةِ فَاُهَنِّيْهَا اَوْ اِلَى النَّارِ فَاُعَزِّيْهَا ثُمَّ بَكٰى وَاَنْشَاَ يَقُوْلُ۔

وَلَمَّا قَسَا قَلْبِيْ وَضَاقَتْ مَذَاهِبِيْ	جَعَلْتُ رِجَائِيْ نَحْوَ عَفْوِكَ سُلَّمَا
تَعَاظَمَنِيْ ذَنْبِيْ فَلَمَّا قَرَنْتُهٗ	بِعَفْوِكَ رَبِّيْ كَانَ عَفْوُكَ اَعْظَمَا
فَمَا زِلْتَ ذَا عَفْوٍ عَنِ الذَّنْبِ لَمْ تَزَلْ	تَجُوْدُ وَتَعْفُوْ مِنَّةً وَتَكَرُّمَا
فَلَوْلَاكَ لَمْ يَسْلَمْ مِنْ اِبْلِيْسَ عَابِدٌ	وَكَيْفَ وَقَدْ اَغْوٰى صَفِيَّكَ اٰدَمَا

ترجمہ

تو اب میں نہیں جانتا کہ میری روح جنت میں جائے گی کہ میں اسے مبارک دوں یا آگ میں جائے گی کہ میں اس سے تعزیت کروں۔ پھر آپ رونے لگے اور یہ شعر پڑھنے لگے۔

جب میرا دل سخت ہو گیا اور میرے راستے تنگ ہو گئے تو میں نے تیری معافی کی طرف امید اپنی کو سیڑھی بنایا۔

مجھے میرے گناہ بڑے نظر آئے جب میں نے ان کو تیرے عفو کے مقابل رکھا تو تیری بخشش بہت بڑی نظر آنے لگی۔

تو ہمیشہ سے معاف کرنے والا ہے اور اپنے کرم اور احسان سے ہمیشہ سے لوگوں کے گناہ معاف کرتا رہا ہے۔

اگر تیری مدد شامل حال نہ ہو تو شیطان سے کوئی عابد نہ بچے اور کس طرح بچ سکتا ہے جبکہ اس نے آدم صفی اللہ کو دھوکا دے دیا۔

اس روایت سے ثابت ہے کہ حضرت امام شافعی رحمہ اللہ نے اپنی وفات کی اطلاع امام مزنی (اپنے شاگرد) کو دی۔

سُوْرَۃُ السَّجْدَۃ

مکّی ہے۔ اس میں تین رکوع اور تیس آیت ہیں۔

بامحاورہ ترجمہ پہلا رکوع سورۃ سجدہ پ ۲۱

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ؕ

الٓمّٓ ۚ تَنْزِیْلُ الْکِتٰبِ لَا رَیْبَ فِیْہِ مِنْ رَّبِّ الْعٰلَمِیْنَ ؕ

الٓمّٓ۔ کتاب کا اتارنا بلاشک رب عالم کی طرف سے ہے۔

اَمْ یَقُوْلُوْنَ افْتَرٰىہُ ۚ بَلْ ہُوَ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّکَ لِتُنْذِرَ قَوْمًا مَّآ اَتٰىہُمْ مِّنْ نَّذِیْرٍ مِّنْ قَبْلِکَ لَعَلَّہُمْ یَہْتَدُوْنَ ؕ

کیا کہتے ہیں یہ ان کی بنائی ہوئی ہے بلکہ وہی حق ہے تمہارے رب کی طرف سے کہ تم ڈراؤ اس قوم کو جس کے پاس تم سے پہلے کوئی ڈر سنانے والا نہ آیا تاکہ وہ راہ پر آئیں۔

اَللّٰہُ الَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضَ وَمَا بَیْنَہُمَا فِیْ سِتَّۃِ اَیَّامٍ ثُمَّ اسْتَوٰی عَلَی الْعَرْشِ ؕ مَا لَکُمْ مِّنْ دُوْنِہٖ مِنْ وَّلِیٍّ وَّلَا شَفِیْعٍ ؕ اَفَلَا تَتَذَکَّرُوْنَ ؕ

اللہ وہ ہے جس نے آسمان اور زمین بنائے اور جو کچھ ان میں ہے چھ دن میں پھر استویٰ فرمایا عرش پر نہیں تمہارا اس کے سوا کوئی حمایتی نہ سفارشی تو کیا تم ہوش نہیں کرتے۔

يُدَبِّرُ الْاَمْرَ مِنَ السَّمَآءِ اِلَى الْاَرْضِ ثُمَّ يَعْرُجُ اِلَيْهِ فِيْ يَوْمٍ كَانَ مِقْدَارُهٗ اَلْفَ سَنَةٍ مِّمَّا تَعُدُّوْنَ ○

کام کی تدبیر فرماتا ہے آسمان سے زمین تک پھر اسی کی طرف عروج فرمائے گا اس دن جس کی مقدار ہزار برس ہے تمہاری گنتی میں۔

ذٰلِكَ عٰلِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ الْعَزِيْزُ الرَّحِيْمُ ○

یہ ہے عالم غیب وشہادت عزت ورحمت والا ہے۔

الَّذِيْٓ اَحْسَنَ كُلَّ شَيْءٍ خَلَقَهٗ وَبَدَاَ خَلْقَ الْاِنْسَانِ مِنْ طِيْنٍ ○

جس نے بنائی ہر شے بہترین اور ابتدا انسان کی پیدائش کی مٹی سے۔

ثُمَّ جَعَلَ نَسْلَهٗ مِنْ سُلٰلَةٍ مِّنْ مَّآءٍ مَّهِيْنٍ ○

پھر بنائی اس کی نسل ذلیل پانی کے خلاصہ سے۔

ثُمَّ سَوّٰىهُ وَنَفَخَ فِيْهِ مِنْ رُّوْحِهٖ وَجَعَلَ لَكُمُ السَّمْعَ وَالْاَبْصَارَ وَالْاَفْـِٕدَةَ قَلِيْلًا مَّا تَشْكُرُوْنَ ○

پھر اسے ٹھیک کیا اور اس میں اپنی طرف سے روح پھونکی اور تمہیں کان اور آنکھیں اور دل دیے بہت ہی کم شکر گذار ہو۔

وَقَالُوْٓا ءَاِذَا ضَلَلْنَا فِي الْاَرْضِ ءَاِنَّا لَفِيْ خَلْقٍ جَدِيْدٍ بَلْ هُمْ بِلِقَآءِ رَبِّهِمْ كٰفِرُوْنَ ○

اور بولے کیا جب ہم مٹی میں مل جائیں گے کیا ہم پھر نئے بنیں گے بلکہ وہ اپنے رب کے حضور حاضر ہونے سے منکر ہیں۔

قُلْ يَتَوَفّٰىكُمْ مَّلَكُ الْمَوْتِ الَّذِيْ وُكِّلَ بِكُمْ ثُمَّ اِلٰى رَبِّكُمْ تُرْجَعُوْنَ ○

فرما دیجیے تمہیں وفات دیتا ہے موت کا فرشتہ جو تم پر مقرر ہے پھر اپنے رب کی طرف واپس جاؤ گے۔

لفظی ترجمہ

الٓمّٓ	تَنْزِيْلُ۔ اتاری گئی ہے	اَلْكِتٰبِ۔ کتاب	لَا۔ نہیں
رَيْبَ۔ شک	فِيْهِ۔ اس میں	مِنْ رَّبِّ۔ پروردگار	الْعٰلَمِيْنَ۔ جہانوں سے
اَمْ۔ کیا	يَقُوْلُوْنَ۔ کہتے ہیں	افْتَرٰىهُ۔ بنا لیا ہے	هٗ۔ اس کو
بَلْ۔ بلکہ	هُوَ۔ وہ	الْحَقُّ۔ حق ہے	مِنْ رَّبِّكَ۔ تیرے رب سے
لِتُنْذِرَ۔ کہ تو ڈرائے	قَوْمًا۔ اس قوم کو	مَّآ۔ کہ نہیں	اَتٰىهُمْ۔ آیا ان کے پاس

مِنْ نَّذِيْرٍ ۔ کوئی ڈرانیوالا　مِنْ قَبْلِكَ ۔ تجھ سے پہلے　لَعَلَّهُمْ ۔ تاکہ وہ　يَهْتَدُوْنَ ۔ ہدایت پائیں

اَللّٰهُ ۔ اللہ　الَّذِيْ ۔ وہ ہے جس نے　خَلَقَ ۔ پیدا کیا　السَّمٰوٰتِ ۔ آسمانوں

وَ ۔ اور　الْاَرْضَ ۔ زمین کو　وَ ۔ اور　مَا ۔ جو

بَيْنَهُمَا ۔ انکے درمیان ہے　فِيْ ۔ بیچ　سِتَّةِ ۔ چھ　اَيَّامٍ ۔ دن کے

ثُمَّ ۔ پھر　اسْتَوٰى ۔ قرار پکڑا　عَلَى ۔ اوپر　الْعَرْشِ ۔ عرش کے

مَا ۔ نہیں　لَكُمْ ۔ تمہارے لیے　مِنْ دُوْنِهٖ ۔ اسکے سوا　مِنْ وَّلِيٍّ ۔ کوئی دوست

وَّ ۔ اور　لَا ۔ نہ　شَفِيْعٍ ۔ سفارشی　اَفَلَا ۔ کیا پھر نہیں

تَتَذَكَّرُوْنَ ۔ نصیحت لیتے تم　يُدَبِّرُ ۔ تدبیر کرتا ہے　الْاَمْرَ ۔ کام کی

مِنَ السَّمَآءِ ۔ آسمان سے　اِلَى ۔ طرف　الْاَرْضِ ۔ زمین کی　ثُمَّ ۔ پھر

يَعْرُجُ ۔ چڑھتا ہے　اِلَيْهِ ۔ طرف اسکی　فِيْ ۔ بیچ　يَوْمٍ ۔ ایسے دن کے

كَانَ ۔ کہ ہے　مِقْدَارُهٗ ۔ اندازہ اس کا　اَلْفَ ۔ ہزار　سَنَةٍ ۔ سال

مِمَّا ۔ اس سے جو　تَعُدُّوْنَ ۔ تم گنتے ہو　ذٰلِكَ ۔ یہ ہے　عٰلِمُ ۔ جاننے والا

الْغَيْبِ ۔ غیب　وَ ۔ اور　الشَّهَادَةِ ۔ حاضر کا　الْعَزِيْزُ ۔ غالب

الرَّحِيْمُ ۔ مہربان　الَّذِيْ ۔ وہ جس نے　اَحْسَنَ ۔ اچھا کیا　كُلَّ شَيْءٍ ۔ ہر شے کی

خَلَقَهٗ ۔ پیدائش کو　وَ ۔ اور　بَدَاَ ۔ شروع کیا　خَلْقَ ۔ پیدائش

الْاِنْسَانِ ۔ انسان کو　مِنْ طِيْنٍ ۔ مٹی سے　ثُمَّ ۔ پھر　جَعَلَ ۔ بنایا

نَسْلَهٗ ۔ اس کی نسل کو　مِنْ سُلٰلَةٍ ۔ خلاصہ　مِنْ مَّآءٍ ۔ پانی　مَّهِيْنٍ ۔ ذلیل سے

ثُمَّ ۔ پھر　سَوّٰىهُ ۔ برابر کیا اسکو　وَ ۔ اور　نَفَخَ ۔ پھونکی

فِيْهِ ۔ اس میں　مِنْ رُّوْحِهٖ ۔ اپنی روح　وَ ۔ اور　جَعَلَ ۔ بنائے

لَكُمُ ۔ تمہارے لیے　السَّمْعَ ۔ کان　وَ ۔ اور　الْاَبْصَارَ ۔ آنکھیں

وَ ۔ اور　الْاَفْئِدَةَ ۔ دل　قَلِيْلًا ۔ تھوڑا　مَّا ۔ جو

تَشْكُرُوْنَ ۔ شکر کرتے ہو تم　وَ ۔ اور　قَالُوْٓا ۔ بولے　ءَاِذَا ۔ کیا جب

ضَلَلْنَا ۔ مل جائینگے ہم　فِي ۔ بیچ　الْاَرْضِ ۔ زمین کے　ءَاِنَّا ۔ کیا ہم

لَفِيْ ۔ بیچ　خَلْقٍ ۔ پیدائش　جَدِيْدٍ ۔ نئی کے ہونگے　بَلْ ۔ بلکہ

هُمْ ۔ وہ　بِلِقَآءِ ۔ ملاقات　رَبِّهِمْ ۔ اپنے رب سے　كٰفِرُوْنَ ۔ منکر ہیں

قُلْ۔ کہہ دو یَتَوَفّٰکُمْ۔ فوت کرتا ہے تم کو مَّلَكُ۔ فرشتہ
الْمَوْتِ۔ موت کا الَّذِیْ۔ جو وُكِّلَ۔ مقرر کیا گیا ہے بِكُمْ۔ تم پر
ثُمَّ۔ پھر اِلٰی۔ طرف رَبِّكُمْ۔ اپنے رب کی تُرْجَعُوْنَ۔ پھیرے جاؤ گے

خلاصہ تفسیر پہلا رکوع سورۃ سجدہ۔ پ۲۱

الٓمّٓ۔ الف میں اشارہ آلاء الٰہی کی طرف ہے۔
لام سے اشارہ لطف حق جل شانہ کی طرف ہے۔
میم۔ سے مجد الٰہی کی طرف اشارہ ہے۔
تَنْزِیْلُ الْكِتٰبِ لَا رَیْبَ فِیْهِ مِنْ رَّبِّ الْعٰلَمِیْنَ۔ اتارنا کتاب کا جس میں کوئی شک وشبہ نہیں رب العالمین کی طرف سے ہے۔
یہ سورۃ مبارکہ سورۃ السجدہ ہے۔ مکی ہے سوائے تین آیتوں کے اَفَمَنْ كَانَ مُؤْمِنًا كَمَنْ كَانَ فَاسِقًا سے جو شروع ہیں۔ اس سورت میں تیس آیتیں اور تین سو اسی کلمے اور ایک ہزار پانچ سو اٹھارہ حرف ہیں اس میں قرآن کریم کی معجزانہ شان کا اظہار ہے کہ یہ کلام پاک ایسا معجزانہ ہے کہ اس میں شک کرنے والا اس کے مثل ایک سورت یا چھوٹی سی آیت بھی کوئی بنا کر نہیں لا سکتا اور بڑے بڑے فصحاء بلغاء اس کے مقابلہ سے عاجز ہیں۔

ربط آیات

اس سے پہلی سورت میں توحید اور حشر و نشر کے دلائل بیان فرمائے تھے اب اس سورۃ مبارکہ میں رسالت کا تذکرہ فرمایا گیا چنانچہ تَنْزِیْلُ الْكِتٰبِ لَا رَیْبَ فِیْهِ مِنْ رَّبِّ الْعٰلَمِیْنَ۔ فرما کر ارشاد ہوا کہ اس کتاب کا نزول جس کے بر حق ہونے میں کسی عاقل فہیم کو غور و تامل کے بعد کسی قسم کا شبہ نہیں ہو سکتا اور اسے ماننا پڑتا ہے کہ یہ کلام اس بے مثل ذات کا کلام ہے جس کی مثل کوئی نہیں تو اس کلام کا مثل بھی محال ہے۔

اور رب العالمین فرما کر اس طرف اشارہ فرما دیا گیا کہ اللہ تعالےٰ شانہ جیسے تمام جہان کا پالنے والا ہے اور نشو و نما جسمانی کرنے والا ہے ایسے ہی وہ روحانیات کا بھی رب ہے اور اس کی حکمت یہ مقتضا تھا کہ انسانی شائستگی کے لیے وہ ایک ایسی کتاب نازل فرماتا جو اظہر من الشمس اور ابین من الامس ہوتی اور

اس میں معاش و معاد کی مکمل تعلیم ہوتی اور اپنی صداقت میں آپ ہی گواہ ہوتی چنانچہ قرآن پاک ان تمام صفات سے متصف ہے۔

اگرچہ قسی القلب ختار و کفور جاحد و جاہل اپنی تیرہ بختی سے اسے تسلیم نہ کریں اور کہتے پھریں کہ یہ کتاب محمد صلے اللہ علیہ وسلم نے خود ہی بنالی ہے اللہ تعالے نے نازل نہیں فرمائی انہیں بھی لَارَيْبَ فِيْهِ مِنْ رَّبِّ الْعَالَمِيْن فرما کر اگرچہ جواب دیدیا مگر جن کے حصہ میں ایمان نہیں وہ اس کی تابانی اس کے لمعات کے آگے خفاش چشم ہیں۔ آگے ارشاد ہے۔

اَمْ يَقُوْلُوْنَ افْتَرَاهُ بَلْ هُوَ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّكَ لِتُنْذِرَ قَوْمًا مَّا اَتَاهُمْ مِّنْ نَّذِيْرٍ مِّنْ قَبْلِكَ لَعَلَّهُمْ يَهْتَدُوْنَ۔ کیا کہتے ہیں مشرکین یہ کتاب مقدس ان کی گھڑی ہوئی ہے (یعنی سید الانبیاء محمد مصطفیٰ صلے اللہ علیہ وسلم نے اسے تصنیف فرمایا ہے بلکہ حقیقت یہ ہے) کہ وہی حق ہے تمہارے رب کی طرف سے کہ تم ڈراؤ ایسے لوگوں کو جن کے پاس تم سے پہلے کوئی ڈر سنانے والا نہ آیا۔

یعنی جو لوگ زمانۂ فترت کے ہیں یہ زمانہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بعد سے سید الانبیا صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت تک تھا اس زمانہ میں اللہ کی طرف سے کوئی رسول نہیں آیا۔

اس لیے یہ غلط فہمی پیدا کرنا غلط ہے کہ حضور صرف عرب ہی کے لیے مبعوث ہوئے تھے بلکہ لِتُنْذِرَ قَوْمًا اس لیے فرمایا تاکہ سب سے اول انہیں کی طرف سے اعتراض ہوا تھا۔ ورنہ دوسری آیت میں ارشاد ہے وَمَا اَرْسَلْنَاكَ اِلَّا كَافَّةً لِّلنَّاسِ بَشِيْرًا وَّنَذِيْرًا۔ اے محبوب ہم نے آپ کو تمام انسانوں کے لیے بشیر و نذیر بنا کر بھیجا ہے۔

اور تَبَارَكَ الَّذِيْ نَزَّلَ الْفُرْقَانَ عَلٰى عَبْدِهٖ لِيَكُوْنَ لِلْعَالَمِيْنَ نَذِيْرًا اس سے بھی حضور کی بعثت تمام عالم کے لیے ثابت ہے اور خود حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے بھی فرمایا کہ میں تمام عالم کے لیے نبی کیا گیا ہوں۔

البتہ آیت کریمہ سے یہ ضرور ثابت ہوتا ہے کہ حضور سے قبل اور بعد عیسیٰ علیہ السلام کے کوئی بھی نبی مبعوث نہیں ہوا۔

اس کے بعد وہ باتیں ارشاد ہیں جن کا پہنچانا رسول پر فرض ہے چنانچہ ارشاد ہے۔

اَللّٰهُ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا فِيْ سِتَّةِ اَيَّامٍ ثُمَّ اسْتَوٰى عَلَى الْعَرْشِ مَا لَكُمْ مِّنْ دُوْنِهٖ مِنْ وَّلِيٍّ وَّلَا شَفِيْعٍ اَفَلَا تَتَذَكَّرُوْنَ۔ اللہ ہی وہ ہے جس نے آسمان اور زمین اور جو کچھ ان کے بیچ میں ہے چھ دن میں بنائے پھر عرش پر استوٰی فرمایا (جیسا استواء اسکی شایان شان ہے)

تمہارا اس کے سوا کوئی حمایتی سفارشی نہیں (یعنی اے گروہ کفار جب تم اللہ کی راہ رضا اختیار نہ کرو اور ایمان نہ لاؤ تو نہ تمہیں کوئی مددگار ملے گا جو تمہاری مدد کر سکے نہ کوئی سفارشی جو تمہاری شفاعت کرے) تو کیا تم نصیحت نہیں مانتے۔

يُدَبِّرُ الْاَمْرَ مِنَ السَّمَآءِ اِلَى الْاَرْضِ ثُمَّ يَعْرُجُ اِلَيْهِ فِىْ يَوْمٍ كَانَ مِقْدَارُهٗٓ اَلْفَ سَنَةٍ مِّمَّا تَعُدُّوْنَ۔ کام کی تدبیر فرماتا ہے آسمان سے زمین تک (یعنی دنیا میں قیامت تک ہونے والے کاموں کی اپنے حکم وامر اور قضاؤ قدر سے تدبیر فرماتا ہے) پھر رجوع فرمائے گا اس کی طرف اس دن کہ جس کی مقدار ہزار برس ہے تمہاری گنتی میں۔

یعنی امور تدبیر فناء دنیا کی بعد اس دن فرمائے گا جو دن تمہاری گنتی کے حساب سے ایک ہزار برس کے برابر ہوگا اور وہ دن قیامت ہے اور اس دن کی درازی ہزار برس اور خَمْسِيْنَ اَلْفَ سَنَةٍ پچاس ہزار برس جو فرمائی گئی وہ بعض کا فروں پر ہزار برس معلوم ہوگی اور بعض کو پچاس ہزار برس کے برابر چنانچہ سورۂ معارج میں ہے تَعْرُجُ الْمَلٰٓئِكَةُ وَالرُّوْحُ اِلَيْهِ فِىْ يَوْمٍ كَانَ مِقْدَارُهٗ خَمْسِيْنَ اَلْفَ سَنَةٍ۔

حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ یہی دن کافر پر ہزار برس سے پچاس ہزار برس تک کا معلوم ہوگا اور مومن پر یہ دن اتنا ہلکا ہوگا کہ ایک نماز فرض ادا کرنے کے برابر بلکہ اس سے بھی ہلکا۔ اس کی حقیقت اس شعر کے مطابق ہے جو کسی نے کہا ہے

دن عیش کے گھڑیوں میں گذر جاتے ہیں کیسے ! ایام مصیبت کے تو کاٹے نہیں کٹتے

درحقیقت یہ یوم قیامت کی ہولناک کیفیت کی مثال دی ہے۔

اور ثُمَّ يَعْرُجُ اِلَيْهِ کے یہ معنی ہیں کہ جب عالم فنا ہو جائے گا اور نیا عالم پیدا ہوگا جیسا کہ ارشاد ہے يَوْمَ تُبَدَّلُ الْاَرْضُ وَالسَّمٰوٰتُ وَبَرَزُوْا لِلّٰهِ الْوَاحِدِ الْقَهَّارِ پھر يَعْرُجُ اِلَيْهِ یعنی يَرْجِعُ اِلَيْهِ ہوگا۔ یعنی التفات مشیت اس طرف ہوگا اور اس دن کی حقیقی مقدار اللہ ہی جانتا ہے۔ باعتبار کرب و اضطراب یہ دن کسی پر ایک ہزار برس کے برابر ہوگا کسی پر پچاس ہزار برس کے برابر اور کسی مومن مطیع پر دو رکعت فرض ادا کرنے کے برابر یہ ساری مقداریں سختی اور وحشت و دہشت و ہیبت و کربت کے اعتبار سے ہیں۔ پھر ارشاد ہے۔

ذٰلِكَ عٰلِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ الْعَزِيْزُ الرَّحِيْمُ الَّذِىْٓ اَحْسَنَ كُلَّ شَىْءٍ خَلَقَهٗ وَبَدَاَ خَلْقَ الْاِنْسَانِ مِنْ طِيْنٍ ثُمَّ جَعَلَ نَسْلَهٗ مِنْ سُلٰلَةٍ مِّنْ مَّآءٍ مَّهِيْنٍ ثُمَّ سَوّٰىهُ وَنَفَخَ فِيْهِ مِنْ رُّوْحِهٖ وَجَعَلَ لَكُمُ السَّمْعَ وَالْاَبْصَارَ وَالْاَفْئِدَةَ قَلِيْلًا مَّا تَشْكُرُوْنَ۔

"یہ ہے ہر غائب و حاضر کا جاننے والا عزت و رحمت والا وہ جس نے جو چیز بنائی خوب بنائی"
اور حسب اقتضاء حکمت بنائی اور ہر جاندار کو وہ صورت عطا کی جو اس کے لیے بہتر ہے اور اسے ایسے اعضا دیے جو اس کی معاش کے لیے مناسب ہیں۔

"اور انسان کی پیدائش ابتداءً مٹی سے فرمائی"۔ چنانچہ آدم علیہ السلام کو مٹی سے بنایا۔ "پھر اس کی نسل رکھی ایک بے قدر پانی کے خلاصہ سے"۔

یعنی نطفہ سے اور آدم علیہ السلام کی پیدائش گارے سے شروع کی اور انہیں کسی فرد بشر کے نطفہ سے نہیں بنایا بلکہ اسے خاک سے بنایا اگرچہ خاک کے ساتھ پانی وغیرہ اور بھی اجزاء عنصری تھے مگر چونکہ مٹی کا عنصر غالب تھا اس اعتبار سے تغلیباً مِنْ طِيْنٍ فرمادیا۔

اور لفظ بَدَاَ سے یہ بھی دفع دخل مقدر کردیا کہ فلاسفہ کا یہ وہم غلط ہے کہ انواع اور مادیات قدیم نہیں ہیں حکماء یونان اس توہم کے شکار ہیں چنانچہ اس کا رد علم کلام کی بڑی کتابوں میں زور کے ساتھ کردیا گیا ہے۔

ثُمَّ جَعَلَ نَسْلَهٗ مِنْ سُلٰلَةٍ مِّنْ مَّآءٍ مَّهِيْنٍ۔ اس میں اجراء نسل کا دستور بتایا کہ پھر ہم نے اس کی نسل کو نکھرے ہوئے بے قدر پانی سے جاری کیا جسے مَنی کہتے ہیں۔ منی ایک ایسا پانی ہے جو انسانی اخلاط کا نچوڑ ہے۔ اور اتنا بے قدر ہے کہ انسان اس سے نفرت کرتا ہے بدن یا کپڑے پر لگ جاتی ہے تو بغیر دھوئے اسے ناپاک سمجھتا ہے۔

اور نسل کو نسل اس لیے کہتے ہیں کہ وہ انسان سے نکلتی ہے۔ نَسَلَ الصُّوْفُ نُسُوْلًا سَقَطَ (قاموس) نسل۔ ذریت سُمِّيَتْ بِهٖ لِاَنَّهَا تُنْسَلُ مِنْهُ اَیْ تَنْفَصِلُ۔ سُلٰلَۃ۔ سَلّ سے ہے جس کے معنی کھینچنے کے ہیں سَيْفٌ مَسْلُوْلٌ، تلوار کھنچی ہوئی۔

وَالسُّلَالَۃُ مَا اُسْتُخْرِجَ مِنْ اٰدَمَ (مجمع البحار) منی کو سلالہ اسی بنا پر کہتے ہیں کہ وہ انسان کے جسم میں سے کھینچتی ہے۔ مَهِيْن کے معنی ضعیف کے ہیں یا حقیر کے یا قلیل کے۔ (قاموس)
ثُمَّ سَوّٰىهُ وَنَفَخَ فِيْهِ مِنْ رُّوْحِهٖ۔ پھر اسے شکم مادر میں ٹھیک کیا۔
سر کی جگہ سر گوشت کے مضغہ میں سے بنایا کان کی جگہ کان آنکھ کی جگہ آنکھ ناک کی جگہ ناک ہڈی پٹھے بال کھال ایک تناسب سے بنائے اور ہر چیز کو اس انداز سے بنایا کہ علم تشریح کے واقف ہونے کے بعد عاقل کو اس بات کا اقرار ہی کرنا پڑتا ہے یہ اس مدبر حکیم باکمال کی صنعت کاری ہے فَتَبَارَكَ اللّٰهُ اَحْسَنُ الْخَالِقِيْنَ۔

وَنَفَخَ فِيْهِ مِنْ رُّوْحِهٖ۔ اور اس میں اپنی طرف کی روح پھونکی۔

اور بے جان و بے حس ہونے کے بعد اسے حساس اور جاندار بنا دیا۔

مِنْ رُّوْحِهٖ کے یہ معنی نہیں کہ اللہ تعالےٰ نے اپنی یا اپنی جان کا کوئی ٹکڑا اس میں ڈال دیا بلکہ یہ معنے ہیں کہ وہ روح جو اللہ تعالےٰ کی عمدہ اور لطیف چیزوں میں کی ایک چیز ہے وہ اس میں ڈال دی اور روح کو اپنی طرف اسکی خوبی و لطافت اور شرافت کے لیے مضاف کر دیا۔ جیسے حاکم بادشاہ اپنے خاص ملازم کو عزت دینے کے لیے کہدیا کرتے ہیں کہ یہ ہمارا آدمی ہے۔

وَجَعَلَ لَكُمُ السَّمْعَ وَالْاَبْصَارَ وَالْاَفْـِٕدَةَ۔ اور کی تمہارے لیے شنوائی و بینائی یعنی حواس ظاہری عطا فرمائے وَالْاَفْـِٕدَةَ اور دل دیا یعنی قوائے باطنیہ و مدرکات عطا کیے مگر باوجود اس کے کہ ہم نے ان نعمتوں سے تمہیں نوازا پھر بھی

قَلِيْلًا مَّا تَشْكُرُوْنَ تم بہت ہی کم اللہ تعالےٰ کا شکریہ ادا کرتے ہو۔ اور ان تمام نعمتوں کو اپنے گھر کی باتیں خیال کرتے ہو۔

آیۂ کریمہ میں روح پھونکنے سے پہلے تک تو غائب کے صیغوں سے تعبیر کیا اور ثُمَّ سَوّٰىهُ فرمایا۔ اور روح پھونکنے کے بعد جَعَلَ لَكُمُ خطاب کے صیغے سے مخاطبہ فرمایا۔ اس لیے کہ قبل نفخ روح بے جان سے مخاطبہ نہیں تھا جب روح آگئی تو قابل خطاب سے خطاب فرمایا۔

مشرکین مکہ مندرجہ ذیل توہمات باطلہ کاسدہ فاسدہ کے شکار تھے۔

اول ان کا گمان تھا کہ حضور نے یہ کلام خود گھڑا ہے۔

دوسرے ان کے گمان فاسد میں اللہ تعالےٰ کے ساتھ اور چیزیں بھی شریک تھیں۔ ان دونوں کا جواب شافی کافی دے دیا گیا۔

اب تیسری بات یہ تھی کہ حشر ممکن نہیں اس کا جواب ان کے شبہ کو نقل کر کے دیا گیا۔

وَقَالُوْٓا ءَاِذَا ضَلَلْنَا فِی الْاَرْضِ ءَاِنَّا لَفِیْ خَلْقٍ جَدِیْدٍ۔ مشرکین کہتے ہیں کہ کیا ہم جب مرکز زمین میں گم ہو جائیں گے یعنی بدن کے اجزا متفرق و منتشر ہو کر فنا ہو جائیں گے تو کیا پھر دوبارہ زندہ ہوں گے اس پر ارشاد ہے کہ یہی نہیں۔

بَلْ هُمْ بِلِقَآءِ رَبِّهِمْ كٰفِرُوْنَ۔ بلکہ یہ تو اپنے رب سے ملنے کے بھی منکر ہیں۔ پھر جواب دیا گیا۔

قُلْ يَتَوَفّٰىكُمْ مَّلَكُ الْمَوْتِ الَّذِیْ وُكِّلَ بِكُمْ اے محبوب انہیں فرما دیجئے کہ ایک روز ملک الموت فرشتہ جو تمہاری جان قبض کرنے پر معین کیا گیا ہے تمہاری جان قبض کرے گا اور اس پر تو تمہارا بھی یقین ہے یعنی مرنا تو یقینی سمجھتے ہیں۔

اب رہا دوبارہ زندہ ہونا اس کے متعلق یہ سمجھ لو کہ جس نے نیست سے نابود کیا ہے وہ بار دگر زندہ کرنے پر کیوں قادر نہیں اسی لیے فرمایا

ثُمَّ اِلٰی رَبِّکُمۡ تُرۡجَعُوۡنَ ۔ پھر تم اپنے رب کے پاس لوٹ کر جاؤ گے۔

بعث بعد الموت کے منکر شہوات نفسانیہ کی اسی وجہ میں شمار ہوتے ہیں کہ انہیں آخرت کی فکر ہی لاحق نہیں ہوتی۔

مختصر تفسیر اردو پہلا رکوع سورۃ سجدہ پ ۲۱

الٓمّٓ ۔ تَنۡزِیۡلُ الۡکِتٰبِ لَا رَیۡبَ فِیۡہِ مِنۡ رَّبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ ۔ اتارنا کتاب کا جس میں کوئی شک نہیں رب العالمین کی طرف سے ہے۔

الٓمّٓ ۔ کی تفسیر تو خلاصہ تفسیر میں بیان ہو چکی ۔ آلوسی نے مزید یہ بھی کہا کہ

الٓمّٓ ۔ اِنۡ جُعِلَ اِسۡمًا لِلسُّوۡرَۃِ اَوِ الۡقُرۡاٰنِ اَیۡ ھٰذَا الٓمّٓ ۔ اور تَنۡزِیۡلُ الۡکِتٰبِ فرما کر خبر بعد خبر فرمائی اور لَا رَیۡبَ فِیۡہِ خبر ثالث ہے مِنۡ رَّبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ خبر رابع ہے۔

گویا اس کا مفہوم یوں ہوا اَیِ الۡمُسَمّٰی بِالٓمّٓ اَلۡکِتَابُ الۡمُنَزَّلُ لَا رَیۡبَ فِیۡہِ کَائِنٌ مِّنۡ رَّبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ ۔ یا اس کی یوں عبارت بنے گی کَوۡنُہٗ مُنَزَّلًا مِّنۡ رَّبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ لَا لِلتَّنۡزِیۡلِ وَلِلۡکِتَابِ کَاَنَّہٗ قِیۡلَ لَا رَیۡبَ فِیۡ ذٰلِکَ اَیۡ فِیۡ کَوۡنِہٖ مُنَزَّلًا مِّنۡ رَّبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ ۔

اَمۡ یَقُوۡلُوۡنَ افۡتَرٰىہُ ۔ کیا کہتے ہیں کہ یہ گھڑ لیا ہے۔

فَاِنَّ قَوۡلَھُمۡ ھٰذَا مُفۡتَرٰی اِنۡکَارٌ لِاَنۡ یَکُوۡنَ مِنۡ رَّبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ اَیۡ فَالۡاَنۡسَبُ اَنۡ یَکُوۡنَ نَفۡیُ الرَّیۡبِ عَمَّا اَنۡکَرُوۡہُ ۔

بَلۡ ھُوَ الۡحَقُّ مِنۡ رَّبِّکَ ۔ بلکہ وہ حق ہے تمہارے رب کی طرف سے۔

لِتُنۡذِرَ قَوۡمًا مَّاۤ اَتٰھُمۡ مِّنۡ نَّذِیۡرٍ مِّنۡ قَبۡلِکَ لَعَلَّھُمۡ یَھۡتَدُوۡنَ ۔ تاکہ ڈرائیں آپ اپنی اس قوم کو جس کے پاس آپ سے پہلے کوئی ڈرانے والا نہیں آیا۔

یعنی عیسیٰ علیہ السلام کے بعد سے بعثت سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم تک زمانہ فترت رہا کہ اس میں کسی نبی کی بعثت نہ ہوئی اور یہ قوم قریشی ہی تھی ۔ اِنَّہٗ لَمۡ یُبۡعَثۡ اِلَیۡھِمۡ رَسُوۡلٌ مِّنۡھُمۡ قَبۡلَ رَسُوۡلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ وَکَانُوۡا مُلَازِمِیۡنَ بِشَرَائِعِ الرُّسُلِ مِنۡ قَبۡلُ وَاِنۡ کَانُوۡا مُقَصِّرِیۡنَ فِی الۡبَحۡثِ عَنۡھَا

لَا یَتَّمَادِیْنِ اِبْرَاھِیْمَ وَاِسْمَاعِیْلَ عَلَیْھِمَا السَّلَامُ ۔ کہ اس میں حضور سے قبل کوئی رسول مبعوث نہ ہوا اور یہ دین ابراہیم و اسمٰعیل کے پیرو تھے۔

وَاَنَّھُمْ لَمْ یَزَالُوْا عَلٰی ذٰلِکَ اِلٰی اَنْ نَشَأَ فِی الْعَرَبِ عِبَادَۃُ الْاَصْنَامِ الَّتِیْ اَحْدَثَھَا فِیْھِمْ عَمْرٌو الْخُزَاعِیُّ لَعَنَہُ اللّٰہُ فَلَمْ یَبْقَ مِنْھُمْ عَلَی الْمِلَّۃِ الْحَنِیْفِیَّۃِ اِلَّا الْقَلِیْلُ اَوْ اَقَلُّ مِنَ الْقَلِیْلِ۔

اور یہ لوگ اسی مذہب حنیف پر تھے کہ ان میں بت پرستی کا رواج دینے والا ایک شخص عمرو الخزاعی لعنہ اللہ پیدا ہوا اور اس نے بت پرستی کو ایسے رواج دیا کہ اس سے اقل قلیل ہی لوگ بچے۔

اور ان میں اللہ تعالیٰ کی عبادت کی طرف مائل کرنے والے زید بن عمرو بن نفیل عدوی تھے جو حضرت سعید کے والد تھے جو عشرہ مبشرہ میں سے ایک تھے۔ اور انہوں نے حضور پر قبل بعثت ہی ایمان قبول کیا تھا اور اظہار نبوت سے قبل ہی انتقال فرما گئے تھے اور یہ وہ زمانہ تھا جب کہ قریش بناء کعبہ کر رہے تھے اور یہ زمانہ بعثت سے پانچ سال قبل تھا اور اس زمانہ میں ملت ابراہیم و اسمٰعیل جاری تھی چنانچہ ہشام بن عروہ اپنے باپ سے اور وہ اسماء بنت ابی بکر سے راوی ہیں قَالَتْ لَقَدْ رَاَیْتُ زَیْدَ بْنَ عَمْرِو بْنِ نُفَیْلٍ مُسْنِدًا ظَھْرَہٗ اِلَی الْکَعْبَۃِ یَقُوْلُ یَا مَعْشَرَ قُرَیْشٍ وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِہٖ مَا اَصْبَحَ اَحَدٌ مِّنْکُمْ عَلٰی دِیْنِ اِبْرَاھِیْمَ غَیْرِیْ ۔ حضرت اسماء فرماتی ہیں کہ میں نے حضرت زید بن عمرو بن نفیل کو دیکھا کہ کعبۃ اللہ سے پشت لگائے فرما رہے تھے اے قریشیو! قسم اس ذات مقدس کی جس کے ید قدرت میں میری جان ہے میں تم میں سے کسی کو اپنے سوا دین ابراہیم پر نہیں پاتا۔

اور حضرت موسیٰ بن عقبہ نے مغازی میں ذکر کیا اَنَّ زَیْدَ بْنَ عَمْرٍو وَکَانَ یَعِیْبُ عَلٰی قُرَیْشٍ ذَبْحَھُمْ لِغَیْرِ اللّٰہِ تَعَالٰی ۔ زید بن عمرو قریش کو ملامت کرتے اور ذبح لغیر اللہ سے روکتے۔

وَصَحَّ اَنَّہٗ کَانَ لَا یَاْکُلُ مِنْ ذَبَائِحِ الْمُشْرِکِیْنَ الَّتِیْ اُھِلَّ بِھَا لِغَیْرِ اللّٰہِ ۔ اور یہ صحیح ہے کہ آپ مشرکین کے وہ ذبیحہ نہیں کھاتے تھے جس پر عند الذبح غیر اللہ کا نام لیا جاتا تھا۔

یعنی اہلال لغیر اللہ کا یہ مفہوم ہے کہ بِسْمِ اللّٰہِ اَللّٰہُ اَکْبَرُ کی بجائے بتوں کے نام لیے جائیں اور کہیں بِسْمِ مَنَاتَ ، بِسْمِ لَاتَ ، بِسْمِ عُزّٰی ، بِسْمِ نَائِلَۃَ ، بِسْمِ صَائِلَۃَ ۔ وغیرہ۔ اسے طیالسی نے بھی ذکر کیا۔

اور زید بن عمرو بن نفیل کی طرح قس بن ساعدۃ الایادی بھی مومن تھے اور دعوت توحید دیتے تھے اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں قبل بعثت حاضر رہے اور قبل بعثت ہی انتقال فرما گئے ان کا دین ملت حنیف پر تھا یہ معمر تھے۔

علامہ سجستانی فرماتے ہیں کہ ان کی عمر تین سو اسی سال کی ہوئی۔

اور مرزبانی کہتے ہیں یہ چھ سو سال کی عمر پاکر مرے۔

حافظ ابن حجر اصابہ فی معرفۃ الصحابہ میں فرماتے ہیں قَدْ اَفْرَدَ بَعْضُ الرُّوَاةِ طَرِيْقَ قِسٍّ وَفِيْهِ شِعْرُهُ وَخُطْبَتُهُ وَهُوَ فِي الطِّوَالَاتِ لِلطَّبْرَانِيِّ وَغَيْرِهَا۔

وَاَمَّا الْعَرَبُ غَيْرُ الْمُعَاصِرِيْنَ فَلَعَلَّهُمْ مِّنْ عَهْدِ اِسْمَاعِيْلَ عَلَيْهِ السَّلَامُ نَبِيٌّ مِّنْهُمْ بَلْ لَمْ يُرْسَلْ اِلَيْهِمْ نَبِيٌّ مُرْسَلًا وَمُوْسٰى وَعِيْسٰى وَغَيْرُهُمَا مِنْ اَنْبِيَاءِ بَنِيْ اِسْرَائِيْلَ عَلَيْهِمُ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ لَمْ يُبْعَثُوْا اِلَيْهِمْ عَلَى الْاَظْهَرِ۔

وَخَالِدُ بْنُ سِنَانَ الْعَبَسِيُّ عِنْدَ الْاَكْثَرِيْنَ لَيْسَ بِنَبِيٍّ وَخَبَرُ وُرُوْدِ بِنْتٍ لَّهُ عَجُوْزٍ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَوْلُهُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَهَا مَرْحَبًا بِابْنَةِ نَبِيٍّ ضَيَّعَهُ قَوْمُهُ وَنَحْوُهُ مِنَ الْاَخْبَارِ مِمَّا لِلْحُفَّاظِ فِيْهِ مَقَالٌ لَا يَصْلُحُ مَعَهُ الْاِسْتِدْلَالُ۔

خلاصہ یہ کہ زمانہ فترت میں حضرت اسماعیل علیہ السلام کے بعد سے عہد سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم تک عرب میں انکے معاصرین کے علاوہ کوئی نبی نہیں آیا۔

اور خالد بن سنان عبسی اکثر محققین کے نزدیک نبی نہ تھا اور وہ حدیث جس میں اس کی بیٹی بڑھیا کا حضور کی خدمت میں آنا اور حضور کا فرمانا کہ مبارک ہے وہ بیٹی نبی کی جسے اس کی قوم نے ضائع کر دیا اور اس قسم کی اور اخبار ان سے استناد صحیح نہیں۔

لَعَلَّهُمْ يَهْتَدُوْنَ۔ اَيْ لِاَجْلِ اَنْ يَّهْتَدُوْا بِاِنْذَارِكَ اِيَّاهُمْ اَوْ رَاجِيًا لِاهْتِدَائِهِمْ۔ یعنی ان کے سبب سے وہ ہدایت پائیں گے اور آپ کی تنذیر سے امید ہے کہ وہ ہدایت پا جائیں۔

اَللّٰهُ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا فِيْ سِتَّةِ اَيَّامٍ ثُمَّ اسْتَوٰى عَلَى الْعَرْشِ مَا لَكُمْ مِّنْ دُوْنِهٖ مِنْ وَّلِيٍّ وَّلَا شَفِيْعٍ اَفَلَا تَتَذَكَّرُوْنَ۔ اللہ وہ ہے جس نے پیدا فرمائے آسمان و زمین اور جو کچھ ان میں ہے چھ دن میں پھر عرش پر استواء فرمایا نہیں تمہارے لیے اس کے سوا کوئی حمایتی نہ سفارشی تو کیا تم نہیں سنتے۔

سِتَّةِ اَيَّامٍ اور استوی علی العرش کی بحث سلف و خلف کے مذہب کی روشنی میں اول بیان ہو چکی آیۂ کریمہ میں اپنی قدرت کاملہ کا اظہار فرماتے ہوئے ارشاد ہے کہ مَا لَكُمْ مُّجَاوِزِيْنَ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ اَيْ رِضَاهُ سُبْحٰنَهُ وَطَاعَتَهُ تَعَالٰى وَلِيٌّ وَّلَا شَفِيْعٌ اَيْ لَا يَنْفَعُكُمْ هٰذَانِ مِنَ الْخَلْقِ عِنْدَهُ دُوْنَ رِضَاهُ جَلَّ جَلَالُهُ۔

یعنی اللہ تعالےٰ کی رضا کے بغیر ان کافروں کا حمایتی اور سفارشی نہیں ہو سکتا تو آیہ کریمہ کے حاصل معنی یہ ہوئے مَا لَکُمْ وَلِیٌّ وَّلَا نَاصِرٌ غَیْرُ اللہِ تَعَالیٰ۔ تمہارا کوئی حمایتی اور مددگار سوا اللہ تعالےٰ کے کوئی نہیں۔ یہ اس خیال فاسد کا جواب ہے جو مشرکین ظاہر کرتے اور کہتے تھے اپنے معبودوں کے لیے۔

یَقُوْلُوْنَ فِیْ اٰلِھَتِہِمْ ھٰٓؤُلَآءِ شُفَعَآؤُنَا وَیَزْعُمُوْنَ اِلٰہٗ کُلِّ وَاحِدٍ مِّنْہَا شَفِیْعٌ لَّہُمْ۔ کہ یہ ہمارے سفارشی ہیں اللہ کے حضور اور ان کا گمان باطل تھا کہ ہر ایک بت ان کی سفارش کرے گا تو ارشاد ہوا۔

اَفَلَا تَتَذَکَّرُوْنَ۔ اَیْ اَفَلَا تَسْمَعُوْنَ ھٰذِہٖ الْمَوَاعِظَ۔ کیا تم یہ نصیحتیں نہیں سنتے اور وہ دھیان ہی نہیں کرتے۔

یُدَبِّرُ الْاَمْرَ مِنَ السَّمَآءِ اِلَی الْاَرْضِ ثُمَّ یَعْرُجُ اِلَیْہِ فِیْ یَوْمٍ کَانَ مِقْدَارُہٗٓ اَلْفَ سَنَۃٍ مِّمَّا تَعُدُّوْنَ تدبیر فرماتا ہے کام کی آسمان سے زمین تک پھر چڑھتا ہے اس کام کو بعد تدبیر کے ایک دن میں جس کی مقدار ہزار برس ہے تمہاری گنتی میں۔

اور سماء الی الارض سے مراد ابتداء اور انتہا ہے۔ یعنی اپنی حکمت بالغہ سے زمین و آسمان کے نظام میں تدبیر فرماتا ہے

اور تدبیر الامر سے مراد امر دنیا اور شیون قدرت ہیں۔ اور تدبیر اصل میں نظر کو کہتے ہیں جس سے عاقبت امر محمود ہو جائے۔

ثُمَّ یَعْرُجُ اِلَیْہِ۔ اَیْ یَصْعَدُ وَیَرْتَفِعُ ذٰلِکَ الْاَمْرُ بَعْدَ تَدْبِیْرِہٖ۔ پھر ان کاموں کو چڑھاتا ہے اور بلند فرماتا ہے بعد اس کی تدبیر کے۔ حقیقت میں یہ عروج و صعود مجازاً فرمائے گئے۔

فِیْ یَوْمٍ کَانَ مِقْدَارُہٗٓ اَلْفَ سَنَۃٍ مِّمَّا تَعُدُّوْنَ۔ ایک دن میں جس کی مقدار تمہاری گنتی میں ایک ہزار برس ہو۔

یہاں الف سنۃ سے مراد ہزار برس حقیقی نہیں ہیں بلکہ اس دن کی شدت و کربت اور کیفیت عذاب سے وہ ہزار برس کے برابر معلوم ہوگا اور ایسے ہی کسی کو پچاس ہزار برس کے برابر اور مومنین کو وہ دن اتنا ہی معلوم ہوگا جتنی دیر میں ایک وقت کا فرض ادا کیا جائے یا دو نفل پڑھے جائیں اس کے بعد ارشاد ہے

ذٰلِکَ عٰلِمُ الْغَیْبِ وَالشَّھَادَۃِ الْعَزِیْزُ الرَّحِیْمُ الَّذِیْٓ اَحْسَنَ کُلَّ شَیْءٍ خَلَقَہٗ وَبَدَاَ خَلْقَ الْاِنْسَانِ مِنْ طِیْنٍ ثُمَّ جَعَلَ نَسْلَہٗ مِنْ سُلٰلَۃٍ مِّنْ مَّآءٍ مَّھِیْنٍ ثُمَّ سَوّٰہُ وَنَفَخَ فِیْہِ مِنْ رُّوْحِہٖ وَجَعَلَ لَکُمُ السَّمْعَ وَالْاَبْصَارَ وَالْاَفْئِدَۃَ قَلِیْلًا مَّا تَشْکُرُوْنَ۔

یہ تو ہے پوشیدہ اور علانیہ کا جاننے والا غالب رحم فرمانے والا جس نے ہر شے اچھی صورت میں اور

شان میں پیدا کی اور انسان کی پیدائش کی ابتدا مٹی سے فرمائی پھر اس کی نسل بڑھائی خلاصہ سے ناپاک پانی کے یعنی منی سے پھر برابر کیا اس کے اعضاء کو مناسب طور سے رحم مادر میں اور پھونکی اس میں اپنی روح سے اور کیا تمہارے لیے سماعت اور بصارت اور دل دگر باوجود ان نعمتوں کی عطا کرنے کے تم بہت کم شکر ادا کرتے ہو۔

عربی میں ذریت کو ہی نسل کہتے ہیں اور نسل کو نسل اس وجہ میں کہا جاتا ہے کہ تَنْسَلُ وَتَنْفَصِلُ وہ علیحدہ ہو کر پھیلتی ہے۔

سُلَالَہ: عربی میں خلاصہ کو کہتے ہیں اور اصل میں اس کا استعمال نکھارنے کے موقعہ پر ہوتا ہے۔

مَاءٍ مَّهِيْنٍ۔ اس پانی کو کہتے ہیں جو کسی کام آنے والا نہ ہو اس سے مراد منی ہے۔

ثُمَّ سَوّٰهُ: اَیْ عَدَلَہٗ بِتَكْمِيْلِ اَعْضَائِهٖ فِي الرَّحِمِ وَتَصْوِيْرِهَا فِي الرَّحِمِ عَلٰى مَا يَنْبَغِيْ لِيْ پھر برابر کیے رحم مادر میں اور تصویر شکل وشباہت کی جیسی اس کے لیے مناسب تھی۔

علامہ ابوبکر رازی اسی تسویہ پر غور کرنے کو عرفان کا ایک درجہ قرار دیتے ہیں چنانچہ فرماتے ہیں مَنْ عَرَفَ نَفْسَهٗ فَقَدْ عَرَفَ رَبَّهٗ۔

اور نفخ روح میں روح کو اپنی طرف مضاف کرنا تعظیماً ہے جیسے بیت الکعبہ کو بیت اللہ کہا گیا حالانکہ ذات واجب الوجود تعالیٰ شانہ زمان ومکان سے منزہ ہے۔ اعلیٰ حضرت امام اہل سنت بریلوی رحمہ اللہ نے اس عقیدہ کو اپنے ایک شعر میں نہایت لطیف پہلو سے واضح کیا فرماتے ہیں۔

وہی لامکاں کے مکیں ہوئے سر عرش تخت نشیں ہوئے

وہ نبی ہیں جن کے ہیں یہ مکاں وہ خدا ہے جس کا مکاں نہیں

چنانچہ روح کے متعلق ارباب کلام نے تصریح کی اِنَّ الرُّوْحَ جِسْمٌ لَطِيْفٌ كَالْهَوَاءِ سَارٍ فِي الْبَدَنِ مثل سَرَيَانِ مَاءِ الْوَرْدِ فِي الْوَرْدِ وَالنَّارِ فِي الْفَحْمِ۔ روح ایک جسم لطیف ہے مثل ہوا کے جو بدن انسان میں ایسے سیران کرتی ہے جیسے گلاب میں گلاب کا پانی یا انگاروں میں آگ۔

اور اس میں علامہ ابن قیم رحمہ اللہ نے تقریباً سو دلائل بیان کیے ہیں۔

وَجَعَلَ لَكُمُ السَّمْعَ۔ یہاں عجیب لطافت بیان کا مظاہرہ ہے جو اہل علم کے لیے موجب لطف ہے اول ارشاد ہوا جس میں ضمائر غائب کے ہیں ثُمَّ جَعَلَ نَسْلَهٗ مِنْ سُلَالَةٍ مِّنْ طِيْنٍ۔ ثُمَّ سَوّٰهُ۔ وَنَفَخَ فِيْهِ مِنْ رُّوْحِهٖ۔ تک سب ضمیر غائب کے ہیں۔

اور بعد نفخ روح جَعَلَ لَكُمُ السَّمْعَ فرما کر مخاطب کی ضمیر سے مکالمہ فرمایا یہ التفات خطاب بعد نفخ روح

ہوا یعنی نفخ روح سے اول اہلیت مخاطبہ نہ تھی اسی وجہ میں غائب کی ضمیریں لائی گئیں اور نفخ روح ہو گیا تو انسان قابل مخاطبہ ہوا تو وَجَعَلَ لَكُمُ ارشاد ہوا اس لیے کہ اب انسان میں صلاحیت تخاطب آگئی۔ آخر میں قَلِيلًا مَّا تَشْكُرُونَ۔ فرمایا کہ انسان کے کفران نعمت کو ظاہر فرمایا گیا اور بتایا کہ او انسان تجھ پر ہم نے یہ یہ احسان فرمائے مگر تو شکر گذار نہ بنا الا ما شاء اللہ آگے ارشاد ہے۔

وَقَالُوا ءَإِذَا ضَلَلْنَا فِي الْأَرْضِ ءَإِنَّا لَفِي خَلْقٍ جَدِيدٍ بَلْ هُم بِلِقَاءِ رَبِّهِمْ كَافِرُونَ۔ اور مشرک بولے کیا جب ہم خاک میں مل جائیں گے کیا ہم پھر نئی پیداوار میں ہوں گے بلکہ وہ تو اپنے رب کے حضور حاضری سے ہی منکر ہیں۔

یہ کلام متانفت ہے مشرکین کے اباطیل کے اظہار میں۔ ضَلَّ يَضِلُّ کی تحقیق ہم اول بیان کر چکے ہیں یہاں اتنا ظاہر کر دینا مناسب معلوم ہوتا ہے کہ وَلَا الضَّالِّينَ۔ اور ءَإِذَا ضَلَلْنَا۔ وَأَنَا مِنَ الضَّالِّينَ۔ أَلَمْ يَجْعَلْ كَيْدَهُمْ فِي تَضْلِيلٍ۔ وَوَجَدَكَ ضَالًّا۔ تَاللَّهِ إِنَّكَ لَفِي ضَلَالِكَ الْقَدِيمِ۔ إِنَّ أَبَانَا لَفِي ضَلَالٍ مُّبِينٍ۔ ان تمام مقامات پر ہر جگہ علیحدہ علیحدہ معنی مراد ہیں۔ کہیں گمراہ کے کہیں خاک میں ملنے کے کہیں از خود رفتہ محبت کے کہیں اپنی قوت سے کمزور ہونے کے۔

چنانچہ ءَإِذَا ضَلَلْنَا فِي الْأَرْضِ میں ضَمَنَا فِيهَا بِأَنْ صِرْنَا تُرَابًا مَخْلُوطًا کے ہیں یعنی مشرکین کہتے تھے کہ جب ہم خاک میں مل جائیں گے یا مٹی میں غائب ہو جائیں گے تو کیا پھر نئی پیداوار میں آئیں گے یہی استبعاد نہیں کرتے تھے۔

بَلْ هُمْ۔ بلکہ وہ تو اپنی کفر کی اندھیریوں میں اتنے گم ہیں کہ بعث بعد الموت کے بھی منکر ہیں۔ چنانچہ ءَإِذَا استفہام انکاری میں استعمال کیا اور جواب میں ارشاد ہوا۔

قُلْ يَتَوَفَّاكُم مَّلَكُ الْمَوْتِ الَّذِي وُكِّلَ بِكُمْ ثُمَّ إِلَىٰ رَبِّكُمْ تُرْجَعُونَ۔ فرما دیجئے اے محبوب تمہاری روح قبض کرتا ہے وہ فرشتہ جو تم پر مقرر ہے پھر اپنے رب کے حضور لوٹ کر جاؤ گے

وفات۔ عربی میں پورا پورا لینے کے معنی دیتا ہے تو یہاں یہ معنی ہوئے کہ اللہ تعالے کا فرشتہ تمہاری جان پوری طرح لیتا ہے کہ ذرہ بھر تمہارے اجسام میں نہیں رہتی اور اس وفات میں تم میں سے کوئی باقی نہ رہے گا چنانچہ وفات کے معنی میں ارباب لغت کہتے ہیں اَصْلُ التَّوَفِّي اَخْذُ الشَّيْءِ بِتَمَامِهِ۔

ابن ابی حاتم اور ابو الشیخ ابو جعفر محمد بن علی رضی اللہ عنہ سے راوی ہیں۔ قَالَ دَخَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى رَجُلٍ مِّنَ الْاَنْصَارِ يَعُوْدُهٗ فَاِذَا مَلَكُ الْمَوْتِ عَلَيْهِ السَّلَامُ عِنْدَ رَأْسِهٖ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا مَلَكَ الْمَوْتِ اِرْفَقْ بِصَاحِبِيْ فَاِنَّهٗ مُؤْمِنٌ۔

فَقَالَ اَبْشِرْ یَا مُحَمَّدُ فَاِنِّیْ بِکُلِّ مُؤْمِنٍ رَفِیْقٌ وَاعْلَمْ یَا مُحَمَّدُ اِنِّیْ لَا اَقْبِضُ رُوْحَ ابْنِ اٰدَمَ فَیَصْرُخُ اَهْلُہٗ فَاَقُوْمُ فِیْ جَانِبٍ مِّنَ الدَّارِ فَاَقُوْلُ وَاللّٰهِ مَا لِیْ مِنْ ذَنْبٍ وَاِنَّ لِیْ لَعَوْدَةً وَعَوْدَةً اَلْحَذَرُ اَلْحَذَرُ وَمَا خَلَقَ اللّٰهُ تَعَالٰی مِنْ اَهْلِ بَیْتٍ وَلَا مَدَرٍ وَلَا شَعْرٍ وَلَا وَبَرٍ فِیْ بَرٍّ وَلَا بَحْرٍ اِلَّا وَاَنَا اَتَصَفَّحُهُمْ ... لَا اَقْدِرُ اَقْبِضُ رُوْحَ بَعُوْضَةٍ حَتّٰی یَکُوْنَ اللّٰهُ تَبَارَکَ وَتَعَالٰی الَّذِیْ یَاْمُرُ بِقَبْضِهٖ۔

حضور صلے اللہ علیہ وسلم ایک انصاری کی عیادت کو تشریف لائے تو آپ نے ملاحظہ فرمایا کہ ملک الموت سرہانے کھڑا ہے تو حضور نے فرمایا

اے ملک الموت میرے اس صحابی کے ساتھ نرمی کرنا کہ یہ مومن ہے۔

ملک الموت نے عرض کی حضور خوش ہو جائیں کہ میں ہر مومن کے ساتھ نرمی کرتا ہوں۔ اور حضور میں کسی ابن آدم کی روح قبض نہیں کرتا کہ اس کے اہل رونے لگتے ہیں تو میں گھر کی ایک جانب کھڑا ہو جاتا ہوں اور کہتا ہوں قسم بخدا یہ میری زیادتی نہیں ہے سوا اس کے کہ میں بار بار آنا اور ڈراتا ہوں اور اللہ تعالےٰ نے کوئی گھر میدان یا جنگل میں کوئی پیدا نہ فرمایا اور نہ دریا میں کوئی جاندار چھوڑا حضور قسم بخدا میں مچھر کی جان بھی نکال لینے پر قادر نہیں جبتک اللہ تعالےٰ مجھے حکم نہ دے۔

اور ایسا ہی طبرانی اور ابو نعیم اور ابن منذر نے آیہ کریمہ اَللّٰہُ یَتَوَفَّی الْاَنْفُسَ کی تصریح میں فرمایا اِنَّ اَفْعَالَ الْعِبَادِ کُلَّهَا مَخْلُوْقَةٌ لَهٗ جَلَّ وَعَلَا لَا مَدْخَلَ لِلْعِبَادِ فِیْهَا۔ بندوں کے تمام افعال اللہ تعالےٰ کے پیدا کیے ہوئے ہیں بندوں کا ان میں دخل نہیں۔

اپنے بھیجے ہوؤں کی طرف تَوَفَّتْهُ رُسُلُنَا یا ملائکہ کی طرف اَلَّذِیْنَ تَتَوَفّٰهُمُ الْمَلٰٓئِکَةُ ظَالِمِیْٓ اَنْفُسِهِمْ وغیرہ جو ارشاد ہے یہ سب ماجرا الٰہی ہے۔

ثُمَّ اِلٰی رَبِّکُمْ تُرْجَعُوْنَ۔ پھر تم اپنے رب کی طرف ہی لوٹو گے۔

یعنی حساب وکتاب جزا و سزا کے لیے تمہیں اپنے رب کے حضور پیش ہونا ہے۔

ءَاِذَا ضَلَلْنَا فِی الْاَرْضِ کہہ کر استبعاد عقلی کرتا یہ ان مشرکوں کی جہالت ہے اس لیے کہ اِنَّ الْقَادِرَ عَلَی الْاِمَاتَةِ قَادِرٌ عَلَی الْاِحْیَاءِ۔ جیسے مارنے کی قدرت ہے وہ زندہ کرنے پر بھی قادر ہے۔ آگے ارشاد ہے۔

بامحاورہ ترجمہ دوسرا رکوع سورۃ سجدہ پ ۲۱

وَلَوْ تَرٰىٓ اِذِ الْمُجْرِمُوْنَ نَاكِسُوْا رُءُوْسِهِمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ رَبَّنَآ اَبْصَرْنَا وَسَمِعْنَا فَارْجِعْنَا نَعْمَلْ صَالِحًا اِنَّا مُوْقِنُوْنَ ○

اور اگر تم دیکھو جبکہ مجرم سر نیچے ڈالے ہوں گے اپنے رب کے حضور اور کہیں گے لے ہمارے رب ہم نے دیکھا اور سنا تو ہمیں بھیج دے دنیا میں کہ ہم نیک کام کریں بیشک اب ہم یقین للئے۔

وَلَوْ شِئْنَا لَاٰتَيْنَا كُلَّ نَفْسٍ هُدٰىهَا وَلٰكِنْ حَقَّ الْقَوْلُ مِنِّيْ لَاَمْلَئَنَّ جَهَنَّمَ مِنَ الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ اَجْمَعِيْنَ ○

اور اگر ہم چاہتے تو ضرور دیتے ہر جان کو ہدایت لیکن بات قرار پا چکی کہ ضرور جہنم بھروں گا جنوں اور آدمیوں سے سب سے۔

فَذُوْقُوْا بِمَا نَسِيْتُمْ لِقَآءَ يَوْمِكُمْ هٰذَا اِنَّا نَسِيْنٰكُمْ وَذُوْقُوْا عَذَابَ الْخُلْدِ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ○

تو اب چکھو بدلہ اس کا جو تم اس دن کی حاضری بھولے ہوئے تھے ہم نے بھی تمہیں بھلا دیا تو چکھو عذاب ہمیشہ کا اپنے کیے کا بدلہ۔

اِنَّمَا يُؤْمِنُ بِاٰيٰتِنَا الَّذِيْنَ اِذَا ذُكِّرُوْا بِهَا خَرُّوْا سُجَّدًا وَّسَبَّحُوْا بِحَمْدِ رَبِّهِمْ وَهُمْ لَا يَسْتَكْبِرُوْنَ ○

ہماری آیتوں پر وہی ایمان لاتے ہیں کہ جب انکو یاد دلائی جائے تو سجدہ میں گر جاتے ہیں اور تسبیح کرتے ہیں اپنے رب کی اس کی پاکی کہتے ہوئے اور وہ تکبر نہیں کرتے۔

تَتَجَافٰى جُنُوْبُهُمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ خَوْفًا وَّطَمَعًا وَّمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ ○

ان کی کروٹیں جدا رہتی ہیں خواب گاہوں سے اور پکارتے ہیں اپنے رب کو ڈرتے اور امید رکھتے اور ہمارے دیے ہیں سے خیرات کرتے ہیں۔

فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّآ اُخْفِيَ لَهُمْ مِّنْ قُرَّةِ اَعْيُنٍ جَزَآءًۢ بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ○

تو کوئی جان نہیں جانتی جو چھپا رکھی ہے ان کی آنکھ کی ٹھنڈک بدلہ ان کے کاموں کا۔

اَفَمَنْ كَانَ مُؤْمِنًا كَمَنْ كَانَ فَاسِقًا لَا يَسْتَوٗنَ ○

تو کیا جو ہے مومن وہ اس جیسا ہے جو بے حکم ہے یہ برابر نہیں۔

اَمَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ

لیکن جو ایمان لائے اور نیک کام کیے تو ان کے

فَلَهُمْ جَنّٰتُ الْمَاْوٰى نُزُلًا بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ○ | لیے جنت بسنے کو ہے انکے عملوں کے بدلے مہمانی۔
وَاَمَّا الَّذِيْنَ فَسَقُوْا فَمَاْوٰىهُمُ النَّارُ | رہے وہ جو فاسق ہیں ان کا ٹھکانا آگ ہے جب
كُلَّمَا اَرَادُوْا اَنْ يَّخْرُجُوْا مِنْهَا اُعِيْدُوْا | اس میں سے نکلنا چاہیں پھر لوٹا دیے جائیں اس میں
فِيْهَا وَقِيْلَ لَهُمْ ذُوْقُوْا عَذَابَ النَّارِ | اور کہا جائے انہیں چکھو عذاب جہنم جسے تم جھٹلاتے
الَّذِيْ كُنْتُمْ بِهٖ تُكَذِّبُوْنَ ○ | تھے۔

وَلَنُذِيْقَنَّهُمْ مِّنَ الْعَذَابِ الْاَدْنٰى | اور ہم انہیں چکھائیں گے کچھ نزدیک کا عذاب اس
دُوْنَ الْعَذَابِ الْاَكْبَرِ لَعَلَّهُمْ | بڑے عذاب سے پہلے جسے دیکھنے والا امید کرے
يَرْجِعُوْنَ ○ | کہ ابھی باز آئیں گے۔

وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ ذُكِّرَ بِاٰيٰتِ رَبِّهٖ | اور اس سے زیادہ ظالم کون ہے جسے اس کے رب
ثُمَّ اَعْرَضَ عَنْهَا اِنَّا مِنَ الْمُجْرِمِيْنَ | کی آیتوں سے نصیحت کی گئی پھر اس نے منہ پھیر لیا
مُنْتَقِمُوْنَ ○ | بےشک مجرموں سے بدلہ لینے والے ہیں۔

لفظی ترجمہ

وَ۔ اور	لَوْ۔ اگر	تَرٰی۔ دیکھے تو	اِذْ۔ جب
الْمُجْرِمُوْنَ۔ مجرم	نَاكِسُوْا۔ جھکائے ہونگے	رُءُوْسِهِمْ۔ اپنے سر	عِنْدَ۔ پاس
رَبِّهِمْ۔ رب اپنے کے	رَبَّنَا۔ اے ہمارے رب	اَبْصَرْنَا۔ ہمنے دیکھا	وَ۔ اور
سَمِعْنَا۔ ہمنے سنا	فَارْجِعْنَا۔ تو لوٹا ہم کو	نَعْمَلْ۔ ہم کام کرینگے	صَالِحًا۔ اچھے
اِنَّا۔ بیشک ہم	مُوْقِنُوْنَ۔ یقین لائے	وَ۔ اور	لَوْ۔ اگر
شِئْنَا۔ ہم چاہتے	لَاٰتَيْنَا۔ تو دیتے	كُلَّ۔ ہر	نَفْسٍ۔ جان کو
هُدٰىهَا۔ ہدایت	هَا۔ اس کی	وَ۔ اور	لٰكِنْ۔ لیکن
حَقَّ۔ حق ہوئی	الْقَوْلُ۔ بات	مِنِّيْ۔ مجھ سے کہ	لَاَمْلَئَنَّ۔ ضرور بھروں گا میں
جَهَنَّمَ۔ دوزخ	مِنَ الْجِنَّةِ۔ جنوں	وَ۔ اور	النَّاسِ۔ آدمیوں سے
اَجْمَعِيْنَ۔ سب سے	فَذُوْقُوْا۔ تو چکھو	بِمَا۔ بدلہ اس کا جو	نَسِيْتُمْ۔ بھولے تم
لِقَاءَ۔ ملاقات	يَوْمِكُمْ۔ اپنے دن	هٰذَا۔ اس کی	اِنَّا۔ بیشک ہم

نَسِّیْنٰکُمْ ۔ بھلا دیں گے تم کو   وَ ۔ اور   ذُوْقُوْا ۔ چکھو

عَذَابَ ۔ عذاب   الْخُلْدِ ۔ ہمیشہ کا   بِمَا ۔ بدلہ اس کا جو   کُنْتُمْ ۔ تھے تم

تَعْمَلُوْنَ ۔ عمل کرتے   اِنَّمَا ۔ اسکے سوا نہیں   یُؤْمِنُ ۔ ایمان لاتے ہیں   بِاٰیٰتِنَا ۔ ہماری آیتوں پر

الَّذِیْنَ ۔ وہ کہ   اِذَا ۔ جب   ذُکِّرُوْا ۔ نصیحت کیے جائیں   بِہَا ۔ انکے ساتھ

خَرُّوْا ۔ تو گر پڑیں   سُجَّدًا ۔ سجدے میں   وَّ ۔ اور   سَبَّحُوْا ۔ تسبیح کہتے ہیں

بِحَمْدِ ۔ ساتھ حمد   رَبِّہِمْ ۔ اپنے رب کے   وَ ۔ اور   ہُمْ ۔ وہ

لَا ۔ نہیں   یَسْتَکْبِرُوْنَ ۔ تکبر کرتے   تَتَجَافٰی ۔ الگ رہتے ہیں   جُنُوْبُہُمْ ۔ انکے پہلو

عَنِ الْمَضَاجِعِ بستروں سے   یَدْعُوْنَ ۔ پکارتے ہیں   رَبَّہُمْ ۔ اپنے رب کو   خَوْفًا ۔ خوف

وَّ ۔ اور   طَمَعًا ۔ امید سے   وَ ۔ اور   مِمَّا ۔ اس سے جو

رَزَقْنٰہُمْ ۔ ہم نے ان کو دیا ہے وہ   یُنْفِقُوْنَ ۔ خرچ کرتے ہیں   فَلَا ۔ تو نہیں

تَعْلَمُ ۔ جانتا   نَفْسٌ ۔ کوئی آدمی   مَّا ۔ جو   اُخْفِیَ ۔ چھپائی گئی ہے

لَہُمْ ۔ ان کے لیے   مِّنْ قُرَّۃِ ۔ ٹھنڈک   اَعْیُنٍ ۔ آنکھوں کی   جَزَآءً ۔ بدلہ

بِمَا ۔ اس کا جو   کَانُوْا ۔ تھے   یَعْمَلُوْنَ ۔ عمل کرتے   اَفَمَنْ ۔ تو کیا جو

کَانَ ۔ ہو   مُؤْمِنًا ۔ مومن   کَمَنْ ۔ وہ اس جیسا ہے جو   کَانَ ۔ ہو

فَاسِقًا ۔ فاسق   لَا ۔ نہیں ہیں   یَسْتَوٗنَ ۔ برابر   اَمَّا ۔ پھر وہ

الَّذِیْنَ ۔ جو   اٰمَنُوْا ۔ ایمان لائے   وَ ۔ اور   عَمِلُوا ۔ عمل کیے

الصّٰلِحٰتِ ۔ اچھے   فَلَہُمْ ۔ تو انکے لیے   جَنّٰتُ ۔ جنت ہیں   الْمَاْوٰی ۔ رہنے کے

نُزُلًا ۔ مہمانی ہے   بِمَا ۔ اس کی جو   کَانُوْا ۔ تھے وہ   یَعْمَلُوْنَ ۔ عمل کرتے

وَ ۔ اور   اَمَّا ۔ رہے   الَّذِیْنَ ۔ وہ جو   فَسَقُوْا ۔ فاسق ہیں

فَمَاْوٰىہُمُ ۔ تو انکی جگہ   النَّارُ ۔ آگ ہے   کُلَّمَا ۔ جب بھی   اَرَادُوْا ۔ ارادہ کرینگے

اَنْ ۔ یہ کہ   یَّخْرُجُوْا ۔ نکل جائیں   مِنْہَا ۔ اس سے   اُعِیْدُوْا ۔ لوٹائے جائینگے

فِیْہَا ۔ اس میں   وَ ۔ اور   قِیْلَ ۔ کہا جائے گا   لَہُمْ ۔ انکو

ذُوْقُوْا ۔ چکھو   عَذَابَ ۔ عذاب   النَّارِ ۔ آگ کا   الَّذِیْ ۔ وہ جسکو

کُنْتُمْ ۔ تم   بِہٖ ۔ تھے   تُکَذِّبُوْنَ ۔ جھٹلاتے   وَ ۔ اور

لَنُذِیْقَنَّہُمْ ۔ ضرور چکھائیں گے ہم ان کو   مِّنَ الْعَذَابِ ۔ عذاب   الْاَدْنٰی ۔ ہلکا

دُوْنَ۔ پہلے	اَلْعَذَابِ۔ عذاب	اَلْاَکْبَرِ۔ بڑے سے	لَعَلَّھُمْ۔ تاکہ وہ		
یَرْجِعُوْنَ۔ لوٹ آئیں	وَ۔ اور	مَنْ۔ کون	اَظْلَمُ۔ زیادہ ظالم ہے		
مِمَّنْ۔ اس سے جو	ذُکِّرَ۔ نصیحت دیا گیا	بِاٰیٰتِ۔ ساتھ آیات	رَبِّہٖ۔ اپنے رب کے		
ثُمَّ۔ پھر	اَعْرَضَ۔ منہ پھیرا	عَنْھَا۔ اس سے	اِنَّا۔ بیشک ہم		
مِنَ الْمُجْرِمِیْنَ۔ مجرموں سے		مُنْتَقِمُوْنَ۔ بدلہ لینے والے ہیں۔			

خلاصہ تفسیر دوسرا رکوع سورۃ سجدہ پ ۲۱

وَلَوْ تَرٰی اِذِ الْمُجْرِمُوْنَ۔ اگر آپ دیکھیں جب مجرم (یعنی کفار و مشرکین)
نَاکِسُوْا رُءُوْسِھِمْ عِنْدَ رَبِّھِمْ۔ اپنے رب کے حضور سر نیچے کیے ہوں گے۔
نکس کا معنی آلوسی لکھتے ہیں مُطْرِقُوْھَا مِنَ الْحَیَآءِ وَالْخِزْیِ۔ اپنے افعال و کردار سے شرمندہ و نادم ہو کر عرض کرتے ہوں گے۔

رَبَّنَآ اَبْصَرْنَا وَسَمِعْنَا فَارْجِعْنَا نَعْمَلْ صَالِحًا اِنَّا مُوْقِنُوْنَ۔ اے ہمارے رب ہم نے دیکھا اور سنا ہمیں پھر بھیج کہ نیک عمل کریں ہمیں یقین آگیا۔
یعنی جن باتوں سے ہم انکار کرتے تھے اور مرنے کے بعد اٹھنے کو غلط جانتے تھے آج ہم نے دیکھ لیا کہ تیرے تمام وعید حق ہیں ہم اپنی جہالت سے دنیا میں منکر تھے اور تیرے رسولوں کی تکذیب کرتے تھے اور وہ جو کہتے تھے اسے غلط سمجھتے تھے تو اب چونکہ ہم ایمان لے آئے ہیں تو اب ہمیں دنیا میں بھیج تاکہ تیرے رسولوں کی تعلیم کے مطابق ہم نیک عمل کریں۔ لیکن اس وقت کا ایمان لانا اور اعتراف صداقت کرنا انہیں کچھ کام نہ دے گا آگے ارشاد۔

وَلَوْ شِئْنَا لَاٰتَیْنَا کُلَّ نَفْسٍ ھُدٰھَا وَلٰکِنْ حَقَّ الْقَوْلُ مِنِّیْ لَاَمْلَئَنَّ جَھَنَّمَ مِنَ الْجِنَّۃِ وَالنَّاسِ اَجْمَعِیْنَ۔ اور اگر ہم چاہتے تو ہر جان کو ہدایت عطا فرماتے لیکن میرا فیصلہ ہو چکا ہے کہ ضرور جہنم بھر دونگا جنوں اور آدمیوں سے سب سے۔
یعنی اگر ہماری مشیت ہوتی تو ہم ایسا لطف و کرم فرماتے کہ سب ہدایت قبول کر لیتے لیکن ہم نے جبلی کافروں پر وہ لطف نہ فرمایا اور ہمارا فیصلہ ان کے حق میں یہی ہو چکا کہ ہم ان سے جہنم بھر دیں خواہ جنوں سے ہوں یا انسانوں سے۔

پھر جب وہ جہنم میں پہنچ کر عذاب میں مبتلا ہو جائیں تو انہیں خازنین جہنم کہیں۔
فَذُوقُوا بِمَا نَسِيتُمْ لِقَاءَ يَوْمِكُمْ هَٰذَا إِنَّا نَسِينَاكُمْ وَذُوقُوا عَذَابَ الْخُلْدِ بِمَا كُنتُمْ تَعْمَلُونَ۔ اب چکھو بدلہ اس کا کہ تم اس دن کو اپنی حاضری بھولے ہوئے تھے (اور دنیا پر تمہارا یقین تھا کہ یہی سب کچھ ہے مرے بعد کچھ نہیں) لہذا ہم نے بھی تمہیں بھلا دیا تو اب عذاب کے مزے لیتے رہو جو ہمیشہ ہمیش تم پر رہے گا بدلہ تمہاری کرنی کا۔
اور تمہاری پکار پر التفات نہ ہوگا۔
إِنَّمَا يُؤْمِنُ بِآيَاتِنَا الَّذِينَ إِذَا ذُكِّرُوا بِهَا خَرُّوا سُجَّدًا وَسَبَّحُوا بِحَمْدِ رَبِّهِمْ وَهُمْ لَا يَسْتَكْبِرُونَ تَتَجَافَىٰ جُنُوبُهُمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ يَدْعُونَ رَبَّهُمْ خَوْفًا وَطَمَعًا وَمِمَّا رَزَقْنَاهُمْ يُنفِقُونَ۔ ایمان تو ہماری آیتوں پر وہی لاتے ہیں کہ جب وہ انہیں یاد دلائی جائیں سجدہ میں گر جاتے ہیں (اور خشوع و خضوع سے نعمت اسلام پر شکر گذار ہوتے ہیں) اور اپنے رب کی تعریف کرتے ہوئے اس کی پاکی بیان کرتے ہیں اور تکبر نہیں کرتے اور ان کی کروٹیں خواب گاہوں سے جدا رہتی ہیں (یعنی پچھلی رات استراحت کو چھوڑ کر اللہ کی یاد کی طرف رجوع ہو جاتے ہیں اور تہجد ہیں) اپنے رب کو پکارتے ہیں ڈرتے اور امید کرتے (یعنی عذاب سے خائف رحمت کے امیدوار رہتے ہیں اور ہمارے دئے ہوئے میں سے کچھ خیرات بھی کرتے ہیں۔

اس آیۂ کریمہ کا شان نزول

بروایت انس بن مالک رضی اللہ عنہ یہ ہے کہ یہ آیت انصاریوں کے حق میں نازل ہوئی اور میں بھی انہیں میں سے ہوں۔ ہمارا یہ طریقہ تھا کہ مغرب کے بعد ہم لوگ گھر نہ آتے تھے جب تک حضور کی معیت میں عشا کی نماز ادا نہ کر لیتے۔

ایک روایت میں ہے کہ اس آیت کریمہ میں تہجد گذاروں کی فضیلت بیان ہوئی۔
اور حقیقت بھی یہی ہے کہ تہجد ایک ایسی مقبول عبادت ہے کہ اس میں بندے کا اور رب تعالیٰ کا خاص تعلق ہوتا ہے اسی وجہ میں حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔
أَفْشُوا السَّلَامَ وَأَطْعِمُوا الطَّعَامَ وَصِلُوا الْأَرْحَامَ وَصَلُّوا بِاللَّيْلِ وَالنَّاسُ نِيَامٌ سلام روی پھیلاؤ۔ کھانے کھلاؤ اور صلہ رحمی کرو اور رات میں عبادت کرو جبکہ لوگ سو رہے ہوں۔

اس پچھلی شب کی دعا شبی پر کسی عارف باللہ نے خوب فرمایا۔

دلا بسوز کہ سوز تو کارہا بکند | دعائیم شبی دفع صد بلا بکند

فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّا أُخْفِيَ لَهُم مِّن قُرَّةِ أَعْيُنٍ جَزَاءً بِمَا كَانُوا يَعْمَلُونَ۔ تو کوئی نہیں جانتی جو

آنکھ کی ٹھنڈک ان کے لیے مخفی رکھی گئی ہے بدلہ ان کے اعمال صالحہ کا۔

یعنی عبادت کے صلہ میں جو راحتیں نعمتیں بخششیں مومنوں پر ہوں گی جن سے ان کی آنکھیں ٹھنڈی اور کلیجے سکھ میں ہوں گے اسے دنیا کی کسی شے سے نظیر نہیں دی جا سکتی ہے وہاں کی نعمتوں کی صفت حضور نے ان لفظوں میں فرمائی مَالَا عَیْنٌ رَأَتْ وَلَا اُذُنٌ سَمِعَتْ وَلَا خَطَرَ عَلٰی قَلْبِ بَشَرٍ۔

اَفَمَنْ کَانَ مُؤْمِنًا کَمَنْ کَانَ فَاسِقًا لَا یَسْتَوٗنَ۔ تو کیا جو ایمان لایا ہے وہ اس جیسا ہو سکتا ہے جو بے حکم ہے یہ برابر نہیں۔

آیت کریمہ کا شان نزول یہ ہے کہ

حضرت اسد اللہ شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ولید بن عقبہ بن ابی معیط کسی بات میں جھگڑ پڑا باتیں بڑھ گئیں ولید بگڑ کر کہنے لگا کہ صاحبزادے خاموش رہو تم ابھی بچے ہو میں بوڑھا گرگ باراں دیدہ، زباں آور ہوں میری سنان زبان تم سے تیز تر ہے اور میں تم سے زیادہ بہادر ہوں۔ میرا جتہ تم سے طاقتور ہے۔

حضرت شیر خدا رضی اللہ عنہ نے فرمایا تم خاموش رہو کہ تم فاسق ہو۔ مومن اور فاسق مساوی نہیں ہو سکتے۔ گویا آپ نے فرمایا جن باتوں پر تو نازاں ہے انسان کے لیے وہ قابل مدح نہیں انسان کا شرف ایمان وتقویٰ میں ہے تو اس پر اللہ تعالےٰ نے حضرت شیر خدا کی تائید میں یہ آیۂ کریمہ نازل فرمائی۔

اَمَّا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فَلَهُمْ جَنّٰتُ الْمَاْوٰی نُزُلًا بِمَا کَانُوْا یَعْمَلُوْنَ۔ جو ایمان لائے اور نیک عمل کیے ان کے لیے بسنے والے باغ ہیں ان کے اعمال کے صلہ میں مہمانداری ہو گی۔

یعنی مومنین صالحین کی جنت الماوی میں مہمانداری ہو گی۔

وَاَمَّا الَّذِیْنَ فَسَقُوْا فَمَاْوٰهُمُ النَّارُ کُلَّمَا اَرَادُوْا اَنْ یَّخْرُجُوْا مِنْهَا اُعِیْدُوْا فِیْهَا وَقِیْلَ لَهُمْ ذُوْقُوْا عَذَابَ النَّارِ الَّذِیْ کُنْتُمْ بِهٖ تُکَذِّبُوْنَ وَلَنُذِیْقَنَّهُمْ مِّنَ الْعَذَابِ الْاَدْنٰی دُوْنَ الْعَذَابِ الْاَکْبَرِ لَعَلَّهُمْ یَرْجِعُوْنَ۔ وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ ذُکِّرَ بِاٰیٰتِ رَبِّهٖ ثُمَّ اَعْرَضَ عَنْهَا اِنَّا مِنَ الْمُجْرِمِیْنَ مُنْتَقِمُوْنَ۔

رہے وہ جو کافر و فاسق ہیں ان کا ٹھکانہ جہنم ہے جب بھی وہ اس میں سے نکلنا چاہیں گے اسی میں لوٹا دیے جائیں گے اور ان سے فرمایا جائے گا چکھو اس آگ کا عذاب جسے تم جھٹلاتے تھے اور ہم ضرور انکو چکھائیں گے کچھ نزدیک کا عذاب اس بڑے عذاب سے پہلے جسے دیکھنے والا امید کرے کہ شاید ابھی واپس کر دیے جائیں گے۔ اور اس سے بڑھ کر ظالم کون جسے اس کے رب کی آیتوں سے نصیحت کی گئی پھر اس نے ان سے انحراف کیا بے شک ہم مجرموں سے بدلہ لینے والے ہیں۔

فاسق سے مراد نافرمان کافر ہیں۔

اور قریب کے عذاب سے دنیا کا عذاب مراد ہے یعنی وہ قتل بھی کیے جائیں اور گرفتار بھی ہوں۔ قحط و امراض وغیرہ میں مبتلا کیے جائیں چنانچہ ایسا ہوا حضور کی ہجرت کے قبل قریش امراض و مصائب اور قحط میں مبتلا ہوئے اور بعد ہجرت مقتول و گرفتار ہوئے پھر سات برس قحط کی ایسی مصیبت میں مبتلا رہے کہ ہڈیاں اور مردار کتے تک کھا گئے۔

اور عذاب اکبر سے مراد عذاب آخرت ہے۔

اور ظالم وہ لوگ ہیں جنہوں نے آیات الٰہی پر غور نہ کیا اور ان سے فائدہ نہ اٹھایا انہیں ضرور سزا دی جائے گی۔

مختصر تفسیر اردو دوسرا رکوع سورۃ سجدہ پ۲۱

وَلَوْ تَرٰۤى اِذِ الْمُجْرِمُوْنَ نَاكِسُوْا رُءُوْسِهِمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ۔ اور اگر آپ دیکھیں جبکہ مجرمین منکرین اپنے رب کے حضور گردن جھکائے ہوئے ہوں۔

یہ مجرمین وہی مشرکین ہوں گے جو دنیا میں کہتے تھے ءَاِذَا ضَلَلْنَا فِى الْاَرْضِ ءَاِنَّا لَفِیْ خَلْقٍ جَدِیْدٍ یا جنس مجرمین مراد ہیں۔

نَاكِسُوْا رُءُوْسِهِمْ کے معنی مُطْرِقُوْهَا مِنَ الْحَيَاءِ وَالْخِزْيِ ہیں۔ یعنی شرم و خجالت سے ان کی گردنیں جھکی ہوں گی۔

عِنْدَ رَبِّهِمْ۔ اللہ تعالیٰ کے حضور جبکہ حساب لیا جائے اور ان پر انکے اعمال کی قباحتیں ظاہر ہو جائیں۔ جنہیں وہ دنیا میں اچھا سمجھتے تھے تو بارگاہ حق میں عرض کریں۔

رَبَّنَآ اَبْصَرْنَا وَسَمِعْنَا فَارْجِعْنَا نَعْمَلْ صَالِحًا اِنَّا مُوْقِنُوْنَ۔ اے ہمارے رب ہم نے دیکھ لیا اور سنا یعنی اب ہم دیکھنے سننے والے ہو گئے اس سے قبل ہم فی الواقع اندھے بہرے تھے کسی شے کا ہمیں ادراک ہی نہ تھا لہٰذا

فَارْجِعْنَا۔ فِى الدُّنْيَا ہم کو اب دنیا میں بھیج دیجئے کہ نیک عمل کریں اس لیے کہ

اِنَّا مُوْقِنُوْنَ۔ اب ہمیں یقین آگیا۔ اس پر ارشاد ہوا۔

وَلَوْ شِئْنَا لَاٰتَيْنَا كُلَّ نَفْسٍ هُدٰىهَا وَلٰكِنْ حَقَّ الْقَوْلُ مِنِّیْ لَاَمْلَئَنَّ جَهَنَّمَ مِنَ الْجِنَّةِ وَ

النَّاسِ اَجْمَعِيْنَ۔ اگر ہم چاہتے تو ہر جان کو اس کی ہدایت یہی مبعوث فرماتے لیکن ہماری طرف سے فیصلہ حتمی ہو چکا ہے کہ ضرور ہم جہنم کو جنوں اور انسانوں سے سب سے پُر کریں گے۔

گویا آیۂ کریمہ کی یہ عبارت ہوئی وَلَوْشِئْنَا اٰتَیْنَا کُلَّ نَفْسٍ هُدَاهَا لَاٰتَیْنَا هَا اِیَّاهُ لٰکِنْ تَحَقَّقَ الْقَوْلُ مِنِّیْ لَاَمْلَئَنَّ جَهَنَّمَ فَبِمُوْجِبِ ذٰلِكَ الْقَوْلِ لَمْ نَشَأْ اِعْطَاءَ الْهُدٰی عَلَی الْعُمُوْمِ بَلْ مَنَعْنَاهُ مِنْ اَتْبَاعِ اِبْلِیْسَ الَّذِیْنَ اَنْتُمْ مِنْ جُمْلَتِهِمْ حَیْثُ صَرَفْتُمْ اِخْتِیَارَكُمْ اِلَی الْغَیِّ بِاِغْوَائِهٖ مَشِیْئَتُنَا لِاَفْعَالِ الْعِبَادِ مَنُوْطَةٌ بِاخْتِیَارِهِمْ اِیَّاهَا فَلَمَّا لَمْ تَخْتَارُوا الْهُدٰی وَاخْتَرْتُمُ الضَّلَالَ لَمْ نَشَأْ اِعْطَاءَهٗ لَكُمْ۔

یعنی اگر ہم چاہتے ہر جان کو ہدایت فرمانا تو ضرور اسے ہدایت بخشتے لیکن ہمارا فیصلہ قطعی ہو چکا تھا کہ ضرور ہم جہنم کو بھی مملو فرمائیں گے تو بموجب اس فیصلہ کے ہم نے ہدایت سب کو عطا نہیں کی بلکہ اتباع ابلیس سے منع فرمایا پھر ان میں سے جو اپنے خیال و اختیار سے گمراہی کی طرف گیا وہ گمراہ ہوا یہ گمراہی ان کی اپنے اختیار کے ماتحت ہوئی اور ضلالت ان کے حصہ میں آئی انہیں ہم نے ہدایت نہیں دی لہذا

فَذُوْقُوْا بِمَا نَسِیْتُمْ لِقَاءَ یَوْمِكُمْ هٰذَا اِنَّا نَسِیْنٰكُمْ وَذُوْقُوْا عَذَابَ الْخُلْدِ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ۔ اب چکھو اس کا بدلہ جو تم نے بھلایا آج کے دن کا ملنا ہم نے بھی تمہیں بھلا دیا اور چکھو مزہ عذاب دوامی کا بدلہ اس کا جو کچھ تم کرتے رہے دنیا میں۔

یہ بطریق تہدید و توبیخ ارشاد ہے کہ اب شرمندگی سے نکس رؤس کرنا سر جھکانا خجالت وانفعال کا مظاہرہ کرنا بیکار ہے جبکہ تم اول ہمارے ملنے کے خلاف تھے تو آج تمہارا تسلیم کرنا بے کار ہے آج ہم نے تمہیں بھلا دیا اور ترک فرما دیا تمہیں عذاب میں جو دوامی ہے تو اب عذاب چکھتے رہو جیسے دنیا میں تم انکار لقاء پر قائم تھے۔

اِنَّمَا یُؤْمِنُ بِاٰیٰتِنَا الَّذِیْنَ اِذَا ذُكِّرُوْا بِهَا خَرُّوْا سُجَّدًا وَّسَبَّحُوْا بِحَمْدِ رَبِّهِمْ وَهُمْ لَا یَسْتَكْبِرُوْنَ۔ ہماری آیتوں پر تو وہی ایمان لاتے ہیں کہ جب انہیں نصیحت کی جائے تو سجدہ کرتے گر جاتے ہیں اور تسبیح و تہلیل کے ساتھ تنزیہ الٰہی بیان کرتے ہیں اور تکبر نہیں کرتے۔

آیۂ کریمہ میں گویا مشرکین و مجرمین کو فرمایا ہے اِنَّكُمْ لَا تُؤْمِنُوْنَ بِاٰیٰتِنَا الدَّالَّةِ عَلٰی شُئُوْنِنَا وَلَا تَعْمَلُوْنَ بِمُوْجِبِهَا عَمَلًا صَالِحًا وَلَوْ اَرْجَعْنَاكُمْ اِلَی الدُّنْیَا۔ تم کبھی ایمان لانے والے نہیں ہماری ان آیتوں پر جو ہمارے شئون قدرت پر دلالت کرتی ہیں اور تم کبھی ان کے موجبات پر عمل نہیں کرو گے اگرچہ تمہیں دنیا میں لوٹایا جائے۔

اور جو ہماری آیتوں پر ایمان لانے والے ہیں وہ وہ ہیں کہ جب انہیں تذکیر و نصیحت اور وعظ کیا جائے تو سَقَطُوْا سَاجِدِیْنَ تَوَاضُعًا لِلّٰہِ تَعَالٰی وَخُشُوْعًا وَخَوْفًا مِّنْ عَذَابِہٖ عَزَّ وَجَلَّ گر جاتے ہیں وہ سجدہ کرتے ہوئے اللہ کے حضور تواضع اور خشوع و خوف عذاب الٰہی سے۔

ابوحیان کہتے ہیں ھٰذِہِ السَّجْدَۃُ مِنْ عَزَائِمِ سُجُوْدِ الْقُرْاٰنِ یہ سجدہ کی آیت قرآن کریم کے تمام آیات سے زیادہ اہم ہے۔

اور ابن جریج اور مجاہد کہتے ہیں اِنَّ الْاٰیَۃَ نَزَلَتْ بِسَبَبِ قَوْمٍ مِّنَ الْمُنَافِقِیْنَ کَانُوْا اِذَا اُقِیْمَتِ الصَّلٰوۃُ خَرَجُوْا مِنَ الْمَسْجِدِ۔ یہ آیت کریمہ منافقین کے متعلق نازل ہوئی تو وہ لوگ ایسا کرتے کہ جب جماعت کھڑی ہوتی تو مسجد سے باہر نکل جایا کرتے اور اس سے یہ بھی لازم آتا ہے کہ یہ آیت کریمہ مدنیہ ہے۔ اور

وَسَبَّحُوْا بِحَمْدِ رَبِّہِمْ وَھُمْ لَا یَسْتَکْبِرُوْنَ کے یہ معنی ہیں کہ وَنَزَّھُوْہُ تَعَالٰی عَنْ ذٰلِکَ عَنْ کُلِّ مَا لَا یَلِیْقُ بِہٖ سُبْحٰنَہٗ۔ اور اللہ تعالے کی ذات کی تنزیہ کرتے ہیں ہر اس صفت سے جو اس کے لائق نہیں ہے۔ اور ایمان و اطاعت سے تکبر نہیں کرتے اس لیے کہ جو متکبر ہوتا ہے وہ آیات الٰہی ایسے سنتا ہے گویا سنی ہی نہیں۔

تَتَجَافٰی جُنُوْبُہُمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ یَدْعُوْنَ رَبَّہُمْ خَوْفًا وَّطَمَعًا وَّمِمَّا رَزَقْنٰہُمْ یُنْفِقُوْنَ ان کے پہلو خواب گاہوں سے الگ رہتے ہیں وہ پکارتے ہیں اپنے رب کو خوف اور امید سے اور ہمارے دیے ہوئے سے خرچ کرتے ہیں۔

یہاں سے جملہ مستانفہ شروع فرمایا گیا تاکہ بقیہ محاسن مومنین کا بھی بیان ہو جائے۔

تجافی۔ عربی میں بُعد کے معنی میں مستعمل ہے چونکہ یہاں پہلوئے مومنین کو خوابگاہوں سے دور بتانا مقصود ہے اس لیے تجافی فرمایا گیا۔

اور جُنوب۔ جنب کی جمع ہے۔ راغب مفردات میں کہتے ہیں اَصْلُ الْجَنْبِ الْجَارِحَۃُ ثُمَّ یُسْتَعَارُ فِی النَّاحِیَۃِ الَّتِیْ تَلِیْہَا۔ جنب کے اصلی معنی جارحہ کے ہیں پھر استعارۃً اسے ایک طرف کے معنی میں لے لیا جو قریب کی سمت ہو۔

اور مضاجع۔ جمع ہے مضجع کی اور مضجع اَمَاکِنُ الْاِتِّکَاءِ۔ یعنی تکیہ لینے کی جگہ کو کہتے ہیں جو سونے کے وقت لی جائے تو خلاصہ معنی یہ ہوئے تَنَحّٰی وَتَرْتَفِعُ جُنُوْبُہُمْ عَنْ مَوَاضِعِ النَّوْمِ وَھٰذَا کِنَایَۃٌ عَنْ تَرْکِہِمُ النَّوْمَ۔ اپنے پہلو ہٹا لیتے ہیں نیند کے مقام سے اور یہ کنایہ ترک نوم سے ہے

چنانچہ عبداللہ بن رواحہ نے حضور کی نعت میں کہا۔

نَبِيٌّ تَجَافَىٰ جَنْبُهُ عَنْ فِرَاشِهِ ۔۔۔۔ إِذَا اسْتَثْقَلَتْ بِالْمُشْرِكِينَ الْمَضَاجِعُ

وہ نبی ہے جس کے پہلو بستر سے اس وقت بھی الگ رہتے ہیں جب کہ مشرکین کے بستر بھی بوجھل ہو جاتے ہیں۔

اور مشہور اس کے معنی یہ ہیں اَلتَّجَافِىْ اَلْقِيَامُ لِصَلٰوةِ النَّوَافِلِ بِاللَّيْلِ وَهُوَ قَوْلُ حَسَنٍ وَمُجَاهِدٍ وَمَالِكٍ وَالْاَوْزَاعِىِّ یعنی مجاہد اور مالک اور اوزاعی کہتے ہیں تجافی سے مراد نوافل باللیل کے لیے قیام کرنا ہے۔

اور احادیث صحیحہ سے بھی اسی کی تائید ملتی ہے۔

احمد اور ترمذی۔ نسائی اور ابن ماجہ اور محمد بن نصر اپنی کتاب الصلوۃ میں اور ابن جریر اور ابن ابی حاتم اور امام حاکم اور ابن مردویہ اور بیہقی شعب الایمان میں حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ

قَالَ كُنْتُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِىْ سَفَرٍ فَاَصْبَحْتُ يَوْمًا قَرِيْبًا مِنْهُ وَنَحْنُ نَسِيْرُ فَقُلْتُ يَا نَبِيَّ اللّٰهِ اَخْبِرْنِىْ بِعَمَلٍ يُدْخِلُنِى الْجَنَّةَ وَيُبَاعِدُنِىْ مِنَ النَّارِ قَالَ لَقَدْ سَأَلْتَ عَنْ عَظِيْمٍ وَاِنَّهُ لَيَسِيْرٌ عَلٰى مَنْ يَسَّرَهُ اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ تَعْبُدُ اللّٰهَ وَلَا تُشْرِكُ بِهٖ شَيْئًا وَتُقِيْمُ الصَّلٰوةَ وَتُؤْتِى الزَّكٰوةَ وَتَصُوْمُ رَمَضَانَ وَتَحُجُّ الْبَيْتَ۔

ثُمَّ قَالَ اَلَا اَدُلُّكَ عَلٰى اَبْوَابِ الْخَيْرِ اَلصَّوْمُ جُنَّةٌ وَالصَّدَقَةُ تُطْفِئُ الْخَطِيْئَةَ وَصَلٰوةُ الرَّجُلِ فِىْ جَوْفِ اللَّيْلِ ثُمَّ قَالَ تَتَجَافٰى جُنُوْبُهُمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ۔

فرماتے ہیں میں حضور کی معیت میں ایک سفر میں تھا تو ایک دن صبح کے قریب ہم سفر کر رہے تھے تو میں نے عرض کی حضور کوئی ایسا عمل فرمایئے جو مجھے جنت میں داخل کر دے اور جہنم سے دور رکھے تو حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا معاذ تم نے بڑا بھاری سوال کیا ہے اور وہ اس پر آسان ہے جس پر اللہ آسان فرما دے۔

اللہ کی عبادت ایسی کر کہ اس میں کسی غیر کو ذرہ بھر شریک نہ کرے۔

اور نماز قائم رکھو۔

اور زکوۃ دیتا رہ۔

اور رمضان کے روزے رکھو۔

اور حج بیت اللہ کرو
پھر فرمایا معاذ تجھے ابواب خیر کی راہ نمائی کیوں نہ کروں یاد رکھ
روزہ ڈھال ہے جہنم سے۔
اور صدقہ خطاؤں کی شدت اور حرارت سرد کر دیتا ہے
اور مومن کا شب کے درمیان نفل ادا کرنا سب سے بڑی عبادت ہے
پھر آپ نے آیت کریمہ تَتَجَافٰی جُنُوْبُهُمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ آخر تک تلاوت فرمائی
اور ابو درداء فرماتے ہیں اور قتادہ وضحاک یہ کہتے ہیں اس سے مراد یہ ہے کہ مومن عشا اور فجر کی نماز ادا کرے اور جماعت سے پڑھے۔
اور حسن و عطاء سے مروی ہے کہ اَنْ لَّا يَنَامَ الرَّجُلُ حَتّٰى يُصَلِّيَ الْعِشَاءَ۔ آدمی عشا پڑھنے سے قبل نہ سوئے تو تَتَجَافٰی جُنُوْبُهُمْ کی تعریف میں داخل ہے۔
اور ایک روایت میں ہے کہ یہ آیۂ کریمہ انصار کی تعریف میں نازل ہوئی چنانچہ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں نَزَلَتْ فِيْنَا مَعَاشِرَ الْاَنْصَارِ كُنَّا نُصَلِّي الْمَغْرِبَ فَلَا نَرْجِعُ اِلٰى رِحَالِنَا حَتّٰى نُصَلِّيَ الْعِشَاءَ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔ یہ آیت ہم انصار کے حق میں نازل ہوئی اس لیے کہ ہم مغرب پڑھ کر اپنی خوابگاہوں کی طرف نہ جاتے تھے جب تک ہم عشا حضور کے ساتھ نہ پڑھ لیتے۔
وَالْجُمْهُوْرُ عَوَّلُوْا عَلٰى مَا هُوَ الْمَشْهُوْرُ فِيْ فَضْلِ التَّهَجُّدِ مَا لَا يُحْصٰى مِنَ الْاَخْبَارِ۔ اور جمہور اس طرف ہیں کہ اس آیت کریمہ میں تہجد کی فضیلت بیان کی گئی ہے اور اس پر بے گنتی احادیث وارد ہیں
يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ خَوْفًا وَّطَمَعًا وَّمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ۔ پکارتے ہیں اپنے رب کو خوف عذاب سے اور امید رحمت سے اور جو ہم انہیں دیں اس سے خرچ کرتے ہیں۔
یعنی بے نیازی سے خوف کرتے ہوئے رحمت کی امید رکھتے ہوئے ہمارے دیے ہوئے میں سے نیکی کے کاموں میں خرچ کرتے ہیں۔
فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّاۤ اُخْفِيَ لَهُمْ مِّنْ قُرَّةِ اَعْيُنٍ جَزَآءًۢ بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ۔ تو کوئی جان نہیں جانتی جو مخفی رکھا ہے ہم نے ان کے لیے آنکھوں کی ٹھنڈک بدلہ ان کے نیک عملوں کا۔
یعنی جو ان نیک بندوں کے لیے ہم نے نعمتیں مخفی رکھی ہیں اسے کوئی جان نہیں جانتی۔ البتہ ملک مقرب اور نبی مرسل اس سے واقف ہیں اس لیے کہ یہ جانوں سے بلند ہیں وہ نعمتیں وہ ہیں جن کے ظاہر ہونے پر آنکھیں ٹھنڈی ہوں گی۔

چنانچہ حضرت ابوہریرہ سے ایک حدیث بخاری و مسلم میں ہے۔ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ اللّٰہُ تَعَالٰی اَعْدَدْتُ لِعِبَادِیَ الصَّالِحِیْنَ مَا لَا عَیْنٌ رَاَتْ وَلَا اُذُنٌ سَمِعَتْ وَلَا خَطَرَ عَلٰی قَلْبِ بَشَرٍ بَلْہَ مَا اَطْلَعْتُکُمْ عَلَیْہِ اِقْرَءُوْا اِنْ شِئْتُمْ فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّا اُخْفِیَ لَہُمْ مِّنْ قُرَّۃِ اَعْیُنٍ۔

حضور سے مروی ہے کہ اللہ تعالےٰ نے فرمایا ہے کہ میں نے اپنے بندوں صالحین کے لیے وہ نعمتیں تیار رکھی ہیں جو نہ کسی آنکھ نے دیکھیں نہ کسی کان نے سنیں نہ کسی دل میں ان کا خطرہ آیا بلکہ وہ نعمتیں وہ جن کی میں تمہیں اطلاع دیتا ہوں اور اگر چاہو تو یہ آیت کریمہ پڑھ لو فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّا اُخْفِیَ لَہُمْ مِّنْ قُرَّۃِ اَعْیُنٍ الخ

اس کے بعد جو آیت کریمہ ہے وہ حضرت شیر خدا اسد اللہ کرم اللہ وجہہ الکریم کے ایک واقعہ کی تائید میں ہے چنانچہ

عبدالرحمن بن ابی لیلےٰ سے ابن ابی حاتم اور سدی راوی ہیں اِنَّمَا نَزَلَتْ فِیْ عَلِیٍّ کَرَّمَ اللّٰہُ وَجْہَہٗ وَالْوَلِیْدِ بْنِ عُقْبَۃَ وَلَمْ یَذْکُرْ مَا جَرٰی۔ یہ آیت کریمہ علی کرم اللہ وجہہ اور ولید بن عقبہ کے معاملہ میں نازل ہوئی آگے واقعہ بیان نہیں کیا۔

اور ایک روایت میں ہے

اِنَّمَا نَزَلَتْ فِیْ عَلِیٍّ کَرَّمَ اللّٰہُ وَجْہَہٗ وَرَجُلٍ مِّنْ قُرَیْشٍ وَلَمْ یُسَمِّہٖ۔ ایک روایت میں ہے کہ یہ آیت حضرت علی اور ایک قریشی کے معاملہ میں نازل ہوئی اس میں نام اس قریشی کا نہیں بتایا۔

اور تفسیر کشاف میں ہے کہ اس کا نزول یوں ہے۔

اِنَّہٗ شَجَرَ بَیْنَ عَلِیٍّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ وَالْوَلِیْدِ بْنِ عُقْبَۃَ یَوْمَ بَدْرٍ کَلَامٌ فَقَالَ لَہُ الْوَلِیْدُ اُسْکُتْ فَاِنَّکَ صَبِیٌّ اَنَا اَشَبُّ مِنْکَ شَبَابًا وَاَجْلَدُ مِنْکَ جَلَدًا وَاَذْرَبُ مِنْکَ لِسَانًا وَاَحَدُّ مِنْکَ سِنَانًا وَاَشْجَعُ مِنْکَ جَنَانًا وَاَمْلَأُ مِنْکَ حَشْوًا فِیْ اَھْلِ بَیْتِہٖ۔

فَقَالَ لَہٗ عَلِیٌّ کَرَّمَ اللّٰہُ وَجْہَہٗ اُسْکُتْ فَاِنَّکَ فَاسِقٌ فَنَزَلَتْ۔

حضرت شیر خدا اور ولید کے مابین بدر والے دن جھگڑا ہوا تو ولید بولا تم خاموش رہو کہ ابھی بچے ہو اور میں تم سے بڑھکر جوان ہوں اور کوڑے مارتے میں طاقتور ہوں اور زبان میں چرب لسان ہوں اور نیزہ میں بھی تم سے بہتر ہوں اور دل کے لحاظ سے بھی تمہارے مقابلہ میں قوی ہوں اور جماعت میں بھی زیادہ ہوں۔

تو حضرت بشیر غدانے فرمایا خاموش رہ کہ تو فاسق ہے تو اس کی تصدیق میں یہ آیت کریمہ نازل ہوئی
اَفَمَنْ كَانَ مُؤْمِنًا كَمَنْ كَانَ فَاسِقًا لَا يَسْتَوٗنَ - کیا جو مومن ہے وہ مثل اس کے ہے جو فاسق
ہے دونوں برابر نہیں ہیں۔
اَصْلُ الْفِسْقِ الْخُرُوْجُ - فسق کے معنی ہیں خروج کے فَسَقَتِ الثَّمَرَةُ اِذَا خَرَجَتْ مِنْ قِشْرِهَا
محاورہ میں فسقت الثمرۃ جب بولتے ہیں جبکہ اس کا گودا گٹھلی اس کے چھلکے سے نکل آئے۔
تو اس آیت کریمہ میں واضح فرمایا کہ مومن کے اوصاف حسنہ فاسق کے احوال قبیحہ سے مساوی نہیں ہو سکتے
اَمَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فَلَهُمْ جَنّٰتُ الْمَاْوٰى نُزُلًا بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ - جو ایمان
والے ہیں اور نیک عمل کرنے والے ان کے جنت الماوٰی ہے اس میں وہ رہیں گے اپنے نیک کاموں
کے بدلے میں۔
یہاں جنت کو ماوٰی کے ساتھ مضاف اس لیے کیا گیا کہ ماوٰی اس مکان مخصوص کا نام ہے جو
جنت میں ہے جیسے جنت عدن۔
وَقِيْلَ جَنَّةُ الْمَاْوٰى لِمَا رُوِيَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّهَا تَاْوِيْ اِلَيْهَا اَرْوَاحُ الشُّهَدَآءِ - ابن عباس
فرماتے ہیں جنت الماوٰی وہ ہے جہاں ارواح شہداء سکون لیں۔
وَرُوِيَ اَنَّهَا مِنْ يَمِيْنِ الْعَرْشِ - ایک روایت ہے کہ جنت الماوی عرش کی داہنی جانب ہے۔
نُزُلًا - اَيْ ثَوَابًا وَّهُوَ فِي الْاَصْلِ مَا يُعَدُّ لِلنَّازِلِ مِنَ الطَّعَامِ وَالشَّرَابِ - نزلا کے معنی مہمانداری
اور ثواب کے ہیں اصل میں نزل وہ ہے جو طعام و شراب کی تیاری سے متعلق ہے یعنی اطعمہ و انعمہ لذیذہ نفیسہ
لطیفہ ان کے لیے ہوں۔ یعنی اعلی نعمتوں سے ان کی مہمانداری ہوگی۔
بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ - اَيْ بِسَبَبِ الَّذِيْ كَانُوْا يَعْمَلُوْنَهٗ فِي الدُّنْيَا مِنَ الْاَعْمَالِ الصَّالِحَةِ -
یعنی ان کے نیک اعمال کے سبب انہیں یہ نعمتیں عطا ہوں گی۔
وَاَمَّا الَّذِيْنَ فَسَقُوْا فَمَاْوٰىهُمُ النَّارُ كُلَّمَاۤ اَرَادُوْۤا اَنْ يَّخْرُجُوْا مِنْهَاۤ اُعِيْدُوْا فِيْهَا - اور فاسق ان کا
مسکن و ماوی آگ میں ہے جب کبھی وہ نکلنا چاہیں اس سے دھکیل دیے جائیں اسی آگ میں۔
يَعْنِيْ كُلَّمَا شَارَفُوا الْخُرُوْجَ مِنْهَا وَقَرُبُوْا مِنْهُ اُعِيْدُوْا فِيْهَا وَدُفِعُوْا اِلٰى قَعْرِهَا - جب وہ
نکلنے کے لیے اوپر کی طرف آئیں اور نکلنا چاہیں تو اس لیے اس میں ڈال دیے جائیں اور جہنم کے گڑھے میں
دفع کر دیے جائیں۔
فَقَدْ رُوِيَ اَنَّهُمْ يَضْرِبُهُمْ لَهَبُ النَّارِ فَيَرْتَفِعُوْنَ اِلٰى اَعْلَاهَا حَتّٰى اِذَا قَرُبُوْا مِنْ بَابِهَا وَاَرَادُوْا

اَنْ یَّخْرُجُوْا عَنْهَا یَضْرِبُهُمُ اللَّهَبُ فَیَهْوُوْنَ اِلٰی قَعْرِهَا وَهٰکَذَا یُفْعَلُ بِهِمْ اَبَدًا۔ روایت ہے کہ انہیں جہنم کی لپیٹ اوپر کو لاتی تھی کہ جب وہ باب جہنم کے قریب آئیں اور نکلنے کا ارادہ کریں تو دوسری لپیٹ انہیں جہنم کے گڑھے کی طرف لے جاتی ایسا ہی ان کے لیے ہوتا رہے گا۔

وَقِیْلَ لَهُمْ ذُوْقُوْا عَذَابَ النَّارِ الَّذِیْ كُنْتُمْ بِهٖ تُكَذِّبُوْنَ اور انہیں کہا جاتے کہ چکھو اب اس آگ کا عذاب جسے تم جھٹلاتے تھے۔

یہ فرمانا بغرض توبیخ ہوگا اور اس میں استمرار کا اقتضا بھی ہے تاکہ دوام وابدیت بھی واضح ہو۔

وَلَنُذِیْقَنَّهُمْ مِّنَ الْعَذَابِ الْاَدْنٰى دُوْنَ الْعَذَابِ الْاَكْبَرِ لَعَلَّهُمْ یَرْجِعُوْنَ۔ اور ہم ضرور انہیں پہلا عذاب دنیا میں دیں گے بڑے عذاب سے پہلے تاکہ وہ دنیا میں راہ پر آجائیں۔

عذَابَ الْاَدْنٰى سے مراد عذاب اقرب ہے۔

وَقِیْلَ الْاَقَلُّ وَهُوَ عَذَابُ الدُّنْیَا وَهُوَ اَقْرَبُ مِنْ عَذَابِ الْاٰخِرَةِ وَاَقَلُّ مِنْهُ۔ عذاب ادنیٰ سے مراد بڑے عذاب سے کم عذاب ہے اور وہ عذاب دنیا ہے جو عذاب آخرت سے پہلے ہے اور اس سے کم ہے۔

اور اس میں مختلف اقوال ہیں چنانچہ نسائی اور ایک جماعت کے نزدیک بروایت ابن مسعود اس سے مراد تنگی اور قحط ہے۔

اور نخعی مقاتل اور طبرانی ابن مسعود سے راوی ہیں کہ اس سے مراد یوم بدر کا عذاب ہے۔

اور حسن بن علی رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ وہ عذاب قتل بالسیف اور بھوکا مرنا ہے۔

اور مسلم اور عبداللہ بن احمد اپنی مسند میں اور ابوعوانہ اپنی صحیح میں ابی بن کعب سے راوی ہیں کہ اس سے مراد مصائب دنیا اور روم اور بطشہ و دخان ہے۔

اور ابن المنذر، ابن جریر ابن عباس سے راوی ہیں هُوَ مَصَائِبُ الدُّنْیَا وَاَسْقَامُهَا وَبَلَایَاهَا۔

اور ابن مردویہ ابی ادریس خولانی سے راوی ہیں قَالَ سَاَلْتُ عُبَادَةَ بْنَ الصَّامِتِ عَنْ قَوْلِهٖ وَلَنُذِیْقَنَّهُمْ فَقَالَ سَاَلْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ عَنْهَا فَقَالَ هِیَ الْمَصَائِبُ وَالْاَسْقَامُ وَالْاَضْرَارُ عَذَابٌ لِّلْمُسْرِفِ فِی الدُّنْیَا دُوْنَ عَذَابِ الْاٰخِرَةِ قُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَمَا هِیَ لَنَا قَالَ زَكٰوةٌ وَطَهُوْرٌ۔

عبادہ بن صامت فرماتے ہیں کہ میں نے وَلَنُذِیْقَنَّهُمْ کی آیت کریمہ کے متعلق حضور سے سوال کیا تو فرمایا وہ مصائب دنیا اور امراض و تکالیف ہیں اس کے لیے جو معاصی میں حد سے زیادہ ہو گیا ہو۔

اسے دنیا میں عذاب آخرت سے پہلے عذاب ہو گا۔

میں نے عرض کی حضور ہمارے اس سے بچے رہنے کا کیا طریقہ ہے ؟ فرمایا زکوۃ اور طہارت

اور اکبر سے مراد عذاب یوم قیامت ہے جہنم میں۔

بعض کے نزدیک اخروی عذاب سے قبل خروج دجال۔ خروج دابۃ الارض۔ خروج مہدی وغیرہ ہے لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُوْنَ کے یہ معنے ہیں ۔ اَیْ لَعَلَّ مَنْ بَقِیَ مِنْهُمْ یَتُوْبُ قَالَهٗ ابْنُ مَسْعُوْدٍ۔ شائد وہ دین کی طرف لوٹ آئیں جو اس عذاب سے بچیں کما قال ابن مسعود۔

اور زمخشری کہتے ہیں۔ لَعَلَّهُمْ يُرِيْدُوْنَ الرُّجُوْعَ وَيَطْلُبُوْنَهٗ۔ شاید وہ واپس آنا چاہیں اور اللہ تعالےٰ سے بخشش طلب کر لیں۔

وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ ذُكِّرَ بِاٰيٰتِ رَبِّهٖ ثُمَّ اَعْرَضَ عَنْهَا اِنَّا مِنَ الْمُجْرِمِيْنَ مُنْتَقِمُوْنَ۔ اور اس سے زیادہ ظالم کون ہے جب نصیحت کی جائے ہماری آیتوں سے پھر وہ اس سے انحراف کرے ہم مجرمین سے انتقام لیں گے۔

ظاہر ہے کہ آیات الٰہی سن کر بھی جو اپنی گمراہی پر اڑا رہے وہ اظلم ترین خلائق ہے اس کے لیے وعید شدید ہے کہ اس پر عذاب شدید ہو گا۔

بامحاورہ ترجمہ تیسرا رکوع سورۃ سجدہ پ ۲۱

وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ فَلَا تَكُنْ فِيْ مِرْيَةٍ مِّنْ لِّقَآئِهٖ وَجَعَلْنٰهُ هُدًى لِّبَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ وَجَعَلْنَا مِنْهُمْ اَئِمَّةً يَّهْدُوْنَ بِاَمْرِنَا لَمَّا صَبَرُوْا وَكَانُوْا بِاٰيٰتِنَا يُوْقِنُوْنَ ۝

اور بے شک ہم نے موسیٰ کو کتاب عطا فرمائی تو تم اس سے ملنے میں شک نہ کرو اور ہم نے اسے بنی اسرائیل کے لیے ہدایت کیا اور ہم نے ان میں سے کچھ امام بنائے کہ ہدایت کریں ہمارے حکم سے جبکہ انہوں نے صبر کیا اور وہ ہماری آیتوں پر پورا یقین رکھتے ہیں۔

اِنَّ رَبَّكَ هُوَ يَفْصِلُ بَيْنَهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فِيْمَا كَانُوْا فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ ۝

بیشک تمہارا رب فیصلہ کرے گا ان میں قیامت کے دن جس بات میں وہ اختلاف کرتے تھے۔

اَوَلَمْ يَهْدِ لَهُمْ كَمْ اَهْلَكْنَا مِنْ قَبْلِهِمْ

اور کیا انہیں ہدایت نہ ہوئی کہ ہم نے کتنی ہی سنگتیاں

مِّنَ الْقُرُوْنِ يَمْشُوْنَ فِيْ مَسٰكِنِهِمْ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ اَفَلَا يَسْمَعُوْنَ ○

ہلاک کردیں ان سے پہلے کہ آج ان کے گھروں میں چل پھر رہے ہیں بے شک اس میں ضرور نشانیاں ہیں تو کیا سنتے نہیں۔

اَوَلَمْ يَرَوْا اَنَّا نَسُوْقُ الْمَآءَ اِلَى الْاَرْضِ الْجُرُزِ فَنُخْرِجُ بِهٖ زَرْعًا تَاْكُلُ مِنْهُ اَنْعَامُهُمْ وَاَنْفُسُهُمْ اَفَلَا يُبْصِرُوْنَ ○

اور کیا نہیں دیکھتے کہ ہم پانی بھیجتے ہیں زمین خشک کی طرف تو نکالتے ہیں اس سے کھیتی کہ اس میں سے ان کے چوپائے کھائیں اور وہ خود بھی تو کیا انہیں نظر نہیں آتا۔

وَيَقُوْلُوْنَ مَتٰى هٰذَا الْفَتْحُ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ○

اور کہتے ہیں یہ فیصلہ کب ہوگا اگر تم سچے ہو۔

قُلْ يَوْمَ الْفَتْحِ لَا يَنْفَعُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْۤا اِيْمَانُهُمْ وَلَا هُمْ يُنْظَرُوْنَ ○

فرمادیجئے فیصلہ کا دن وہ ہے کہ کافروں کو اس دن ایمان نفع نہ دے گا اور انہیں مہلت نہ ملے گی۔

فَاَعْرِضْ عَنْهُمْ وَانْتَظِرْ اِنَّهُمْ مُّنْتَظِرُوْنَ ○

تو ان سے منہ پھیر لو اور انتظار کرو بے شک انہیں بھی انتظار کرنا ہے۔

لفظی ترجمہ

وَ۔ اور	لَقَدْ۔ بے شک	اٰتَیْنَا۔ دی ہم نے	مُوْسٰی۔ موسیٰ کو
اَلْکِتٰبَ۔ کتاب	فَلَا۔ تو نہ	تَکُنْ۔ ہو تو	فِیْ۔ بیچ
مِرْیَۃٍ۔ شک کے	مِّنْ لِّقَآئِہٖ۔ اس کی ملاقات سے		وَ۔ اور
جَعَلْنٰہُ۔ بنایا ہم نے اس کتاب کو		ھُدًی۔ ہدایت	لِّبَنِیْۤ۔ واسطے اولاد
اِسْرَآءِیْلَ۔ یعقوب کے	وَ۔ اور	جَعَلْنَا۔ بنائے ہم نے	مِنْہُمْ۔ ان میں سے
اَئِمَّۃً۔ امام جو	یَّھْدُوْنَ۔ ہدایت دیتے	بِاَمْرِنَا۔ ہمارے حکم سے	لَمَّا۔ جب
صَبَرُوْا۔ صبر کیا	وَ۔ اور	کَانُوْا۔ تھے	بِاٰیٰتِنَا۔ ہماری آیتوں کا
یُوْقِنُوْنَ۔ یقین کرتے	اِنَّ۔ بیشک	رَبَّکَ۔ تیرا رب	ھُوَ۔ وہ
یَفْصِلُ۔ فیصلہ کرے گا	بَیْنَہُمْ۔ ان میں	یَوْمَ۔ دن	الْقِیٰمَۃِ۔ قیامت کے
فِیْمَا۔ جس میں	کَانُوْا۔ وہ تھے	فِیْہِ۔ اس میں	یَخْتَلِفُوْنَ۔ اختلاف کرتے

اَوَ ۔ کیا	لَمْ ۔ نہ	یَھْدِ ۔ ہدایت ہوئی	لَھُمْ ۔ ان کو
کَمْ ۔ کتنے	اَھْلَکْنَا ۔ ہلاک کیے ہم نے	مِنْ قَبْلِھِمْ ۔ ان سے پہلے	مِّنَ الْقُرُوْنِ ۔ کئی زمانے
یَمْشُوْنَ ۔ کہ چلتے ہیں	فِیْ ۔ بیچ	مَسٰکِنِھِمْ ۔ ان کے گھروں کے	اِنَّ ۔ بیشک
فِیْ ۔ بیچ	ذٰلِکَ ۔ اس کے	لَاٰیٰتٍ ۔ نشانیاں ہیں	اَفَلَا ۔ تو کیا نہیں
یَسْمَعُوْنَ ۔ سنتے	اَوَ ۔ کیا	لَمْ ۔ نہ	یَرَوْا ۔ دیکھا انہوں نے
اَنَّا ۔ کہ ہم	نَسُوْقُ ۔ چلاتے ہیں	الْمَآءَ ۔ پانی کو	اِلَی ۔ طرف
الْاَرْضِ ۔ زمین	الْجُرُزِ ۔ خشک کی	فَنُخْرِجُ ۔ تو نکالتے ہیں ہم	بِہٖ ۔ اس سے
زَرْعًا ۔ کھیتی کہ	تَاْکُلُ ۔ کھاتے ہیں	مِنْہُ ۔ اس سے	اَنْعَامُھُمْ ۔ ان کے مویشی
وَ ۔ اور	اَنْفُسُھُمْ ۔ وہ خود بھی	اَفَلَا ۔ تو کیا نہیں	یُبْصِرُوْنَ ۔ دیکھتے
وَ ۔ اور	یَقُوْلُوْنَ ۔ کہتے ہیں	مَتٰی ۔ کب ہے	ھٰذَا ۔ یہ
الْفَتْحُ ۔ فیصلہ	اِنْ ۔ اگر	کُنْتُمْ ۔ ہو تم	صٰدِقِیْنَ ۔ سچے
قُلْ ۔ کہہ دیں	یَوْمَ ۔ دن	الْفَتْحِ ۔ فیصلے کا وہ ہے کہ	لَا ۔ نہ
یَنْفَعُ ۔ نفع دے گا	الَّذِیْنَ ۔ ان کو جو	کَفَرُوْا ۔ کافر ہیں	اِیْمَانُھُمْ ۔ ان کا ایمان
وَ ۔ اور	لَا ۔ نہ	ھُمْ ۔ وہ	یُنْظَرُوْنَ ۔ مہلت دیے جائیں
فَاَعْرِضْ ۔ تو منہ پھیر	عَنْھُمْ ۔ ان سے	وَ ۔ اور	اِنْتَظِرْ ۔ انتظار کر
اِنَّھُمْ ۔ بیشک وہ بھی	مُنْتَظِرُوْنَ ۔ انتظار میں ہیں		

خلاصہ تفسیر تیسرا رکوع سورۃ سجدہ پ ۲۱

وَلَقَدْ اٰتَیْنَا مُوْسَی الْکِتٰبَ ۔ اور بے شک دی ہم نے موسیٰ کو کتاب (یعنی توریت)
فَلَا تَکُنْ فِیْ مِرْیَۃٍ مِّنْ لِّقَآئِہٖ ۔ تو نہ ہو تو شک میں اس کے ملنے سے۔
یعنی اس میں شک نہ کر کہ موسیٰ کو توریت ملی یا نہ ملی۔ دوسرے معنی یہ ہو سکتے کہ تمہیں حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ملنے اور ان میں ملاقات ہونے میں شک نہ کرنا چاہئے جیسا کہ شب معراج حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حضرت موسیٰ علیہ السلام سے ملاقات ہوئی جس کا تذکرہ احادیث میں آتا ہے۔
وَجَعَلْنٰہُ ھُدًی لِّبَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ وَجَعَلْنَا مِنْھُمْ اَئِمَّۃً یَّھْدُوْنَ بِاَمْرِنَا لَمَّا صَبَرُوْا وَ

كَانُوْا بِاٰيٰتِنَا يُوْقِنُوْنَ ۔ اور ہم نے اسے (یعنی حضرت موسیٰ کو یا توریت کو) بنی اسرائیل کے لیے ہدایت کیا اور کیا ہم نے ان میں سے (یعنی بنی اسرائیل میں سے کچھ) امام کہ ہمارے حکم سے ہدایت کریں (اور لوگوں کو خدا کی فرمانبرداری و طاعت اور اللہ تعالیٰ کے دین اور اس کی شریعت کا اتباع توریت کے احکام کی تعمیل کرائیں اور یہ امام انبیاء بنی اسرائیل تھے یا انبیاء بنی اسرائیل کے متبع تھے)

اور لَمَّا صَبَرُوْا ۔ جبکہ انہوں نے صبر کیا۔

ان مصائب پر جو انہیں دین پر چلنے پر دشمنوں سے پہنچے۔ اس آیت کریمہ سے بھی یہ مستفاد ہوا کہ طاعت حق پر صبر کرنے کا ثمرہ امامت اور پیشوائی ہے۔

وَكَانُوْا بِاٰيٰتِنَا يُوْقِنُوْنَ ۔ اور وہ ہماری آیتوں پر یقین رکھتے ہیں۔

اِنَّ رَبَّكَ هُوَ يَفْصِلُ بَيْنَهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فِيْمَا كَانُوْا فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ ۔ بے شک تمہارا رب ان میں فیصلہ کرے گا بروز قیامت جس بات میں وہ اختلاف کرتے تھے۔

(یعنی امور دین میں سے حق و باطل کی جماعتیں علیحدہ علیحدہ ممتاز فرما دے گا۔ یا جو منکر ہیں ان پر واضح کر دے گا کہ جن کے وہ منکر تھے (وہی حق پر تھے اور یہ باطل پر تھے)

اَوَلَمْ يَهْدِ لَهُمْ كَمْ اَهْلَكْنَا مِنْ قَبْلِهِمْ مِّنَ الْقُرُوْنِ يَمْشُوْنَ فِيْ مَسٰكِنِهِمْ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ اَفَلَا يَسْمَعُوْنَ ۔ اور کیا انہیں اس پر ہدایت نہ ہوئی کہ ہم نے ان سے پہلے کتنی بستیاں ہلاک کر دیں کہ آج یہ ان کے گھروں میں چل پھر رہے ہیں بے شک اس میں ضرور نشانیاں ہیں تو کیا وہ سنتے نہیں ہیں۔

(یعنی کیا اہل مکہ کو اس سے ہدایت نہیں ہوئی کہ ان سے پہلے قوم عاد۔ قوم ثمود۔ قوم لوط اور کتنی شکستیں ہم نے ان کی گمراہی سرکشی کی وجہ میں ہلاک کر دیں کہ آج یہ اہل مکہ جب تجارت کے سلسلہ میں ملک شام کو سفر کرتے ہیں تو ان ہلاک شدہ اقوام کے منازل و بلاد پر سے گزرتے ہیں اور ان کے کھنڈر اور محلوں کے آثار سے ان کو مرثیہ خواں پاتے ہیں یہ ایسی چیزیں ہیں جن میں نشانیاں ہیں مگر یہ سن کر عبرت حاصل نہیں کرتے اور پند پذیر نہیں ہوتے۔

اَوَلَمْ يَرَوْا اَنَّا نَسُوْقُ الْمَآءَ اِلَى الْاَرْضِ الْجُرُزِ فَنُخْرِجُ بِهٖ زَرْعًا تَاْكُلُ مِنْهُ اَنْعَامُهُمْ وَاَنْفُسُهُمْ اَفَلَا يُبْصِرُوْنَ ۔ کیا وہ نہیں دیکھتے کہ ہم پانی چلاتے ہیں ارض جرز یعنی خشک زمین میں تو اس سے کھیتی نکالتے ہیں کہ اس میں سے ان کے چوپائے اور وہ خود بھی کھاتے ہیں تو کیا انہیں کچھ سوجھتا نہیں ہے۔

یعنی وہ زمین جسے بنجر کہتے ہیں عربی میں اسے ارض جرز بولتے ہیں جس پر سبزہ کا نام و نشان بھی نہ ہو اس پر جب رحمت الٰہی سے پانی چلنے لگتا ہے تو اس میں سبزہ کھیتی اگتی ہے جس سے ان کے جانوروں کو بھوسہ چارہ میسر آتا ہے اور لوگوں کے لیے اس سے گندم، جو، چنا مل جاتا ہے اس پر بھی وہ ایسے ... ہو گئے ہیں کہ اللہ تعالےٰ کی کمال قدرت کا اعتراف نہیں کرتے اور نہیں سمجھتے کہ وہ قادر برحق جو خشک زمین سے سبزہ نکالنے پر قادر ہے ایسے ہی مردوں کو زندہ کرنا اس کی قدرت سے بعید نہیں لیکن بجائے اعتراف کے متمسخرانہ طور پر کہتے ہیں۔

وَیَقُوْلُوْنَ مَتٰی هٰذَا الْفَتْحُ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ۔ اور کہتے ہیں یہ فیصلہ کب ہوگا اگر تم سچے ہو۔

چونکہ مسلمانوں کی طرف سے یہ جواب مشرکین کو ملتا تھا کہ اللہ تعالےٰ عنقریب ہم میں اور تم میں فیصلہ کرے گا اور مطیع و سرکش کا امتیاز ہوگا۔

یعنی بروز قیامت جب ہم پر رحمت و بخشش ہوگی اور تم پر عذاب جہنم تو تمہیں واضح ہو جائے گا کہ کون باطل پر تھا اور کون حق پر۔ تو کفار بطور استہزاء و تمسخر کہتے مَتٰی هٰذَا الْفَتْحُ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ ان کا جواب زبان مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء سے دلایا جاتا ہے۔

قُلْ یَوْمَ الْفَتْحِ لَا یَنْفَعُ الَّذِیْنَ كَفَرُوْۤا اِیْمَانُهُمْ وَلَا هُمْ یُنْظَرُوْنَ۔ فَاَعْرِضْ عَنْهُمْ وَانْتَظِرْ اِنَّهُمْ مُّنْتَظِرُوْنَ۔ فرما دیجئے فیصلہ کے دن کافروں کو ان کا ایمان لانا نفع نہ دے گا اور نہ انہیں مہلت ملے تو ان سے اعراض فرمائیں اور انتظار کیجئے بے شک انہیں بھی انتظار کرنا ہے۔

یعنی جب یوم فتح یعنی عذاب کا دن آئے گا تو اس وقت یہ لوگ توبہ و معذرت ہی نہیں کریں گے بلکہ کہیں گے رَبَّنَا غَلَبَتْ عَلَیْنَا شِقْوَتُنَا وَكُنَّا قَوْمًا ضَآلِّیْنَ رَبَّنَاۤ اَخْرِجْنَا مِنْهَا فَاِنْ عُدْنَا فَاِنَّا ظٰلِمُوْنَ۔ تو اس دن کا یہ ایمان ان کے حق میں نفع نہ دے گا بلکہ جواب ملے گا۔ اِخْسَـُٔوْا فِیْهَا وَلَا تُكَلِّمُوْنِ۔ بات نہ کرو اور اپنے نقصان و خسران میں پڑے رہو۔

اور اگر یوم فتح سے مراد فتح مکہ ہے یا فتح بدر تو جب اس میں یہ قتل کر دیے گئے تو اب یہ بے کار ہو گئے اس لیے کہ توبہ بحین حیات دنیا مفید ہے اور بعد قتل کسی کی توبہ مفید نہیں۔

تو انہیں چھوڑیے ان کی باتوں کی طرف التفات نہ فرمائیں اور ان پر عذاب کا انتظار کیجئے اور انہیں بھی انتظار کرنا ہے۔

مختصر تفسیر اردو تیسرا رکوع سورۃ سجدہ پ ۲۱

وَلَقَدْ اٰتَیْنَا مُوْسَی الْکِتَابَ فَلَا تَکُنْ فِیْ مِرْیَةٍ مِّنْ لِّقَآئِہٖ۔ اور بیشک ہم نے عطا فرمائی موسیٰ کو کتاب تو نہ ہو تو شک میں اس کے ملنے سے۔

اس سے مراد توریت کے ملنے میں شک کرنا بھی ہے

اور بعض نے اس سے مراد قرآن کریم لیا۔

اور آیت کریمہ کے معنی پر آلوسی یہ کہتے ہیں اِنَّا اٰتَیْنَا مُوْسٰی مِثْلَ مَا اٰتَیْنَاکَ مِنَ الْکِتَابِ وَلَقَّیْنَاہُ مِنَ الْوَحْیِ مِثْلَ مَا لَقَّیْنَاکَ مِنَ الْوَحْیِ فَلَا تَکُنْ فِیْ شَکٍّ مِّنْ اَنَّکَ لَقِیْتَ مِثْلَہٗ۔

اور بعض اس طرف گئے مثل ابن عباس اور طبرانی اور ابن مردویہ کے اِنَّہٗ قَالَ فِی الْاٰیَةِ اَیْ مِنْ لِّقَآءِ مُوْسٰی۔ موسیٰ علیہ السلام کی ملاقات میں شک نہ کر۔

اور ابن منذر وغیرہ بھی اسی طرف ہیں۔

اور ابن ابی حاتم ابو العالیہ سے بھی اسی قول کی تائید میں ہیں بلکہ یہ بھی کہتے ہیں۔ فَقِیْلَ لَہٗ اَوَلَقِیَ عَلَیْہِ السَّلَامُ مُوْسٰی قَالَ نَعَمْ اَلَا تَرٰی اِلٰی قَوْلِہٖ تَعَالٰی وَاسْئَلْ مَنْ اَرْسَلْنَا قَبْلَکَ مِنْ رُّسُلِنَا وَاَرَادَ بِلِقَآئِہٖ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِیَّاہُ لَیْلَةَ الْمِعْرَاجِ کَمَا ذَکَرَہٗ فِی الصَّحِیْحَیْنِ۔ آپ سے پوچھا گیا کیا موسیٰ علیہ السلام سے حضور کی ملاقات ہوئی؟ تو ابو العالیہ نے فرمایا ہاں کیا تجھے نظر نہیں آتا فرمان الٰہی وَاسْئَلْ مَنْ اَرْسَلْنَا قَبْلَکَ مِنْ رُّسُلِنَا۔ اس میں اللہ تعالےٰ کی مراد لقاء مصطفیٰ علیہ السلام لیل اسراء میں موسیٰ علیہ السلام سے ہے جیسا کہ صحیحین میں مذکور ہے۔

وَجَعَلْنَاہُ ھُدًی لِّبَنِیْٓ اِسْرَآئِیْلَ۔ اور کیا ہم نے اس کتاب تورات کو ہدایت بنی اسرائیل کے لیے۔

یعنی توریت بنی اسرائیل کے لیے ہادی بنائی گئی ضلالت سے۔

وَجَعَلْنَا مِنْھُمْ اَئِمَّةً یَّھْدُوْنَ بِاَمْرِنَا لَمَّا صَبَرُوْا وَکَانُوْا بِاٰیٰتِنَا یُوْقِنُوْنَ۔ اور بھیجے ان میں سے ہم نے امام کہ ہدایت کریں ہمارے حکم سے اور صبر کریں مصائب پر اور راور وہ ہماری آیتوں پر یقین رکھتے تھے

اس پر قتادہ کہتے ہیں کہ یہ بنی اسرائیل میں سے بعض رؤساء غیر تھے نہ کہ انبیاء کرام۔

اور ایک قول یہ بھی ہے کہ اس سے مراد وہ نبی ہیں جو بنی اسرائیل میں گذرے۔

اور بِاَمْرِنَا سے مراد وہی ہیں جو نبی نہ تھے بلکہ تبلیغ احکام توریت کرنے والے تھے جیسا کہ قرآن پاک

میں بھی امت مرحومہ میں سے چنے گئے اور فرمایا گیا وَلْتَكُنْ مِّنْكُمْ أُمَّةٌ يَّدْعُوْنَ إِلَى الْخَيْرِ وَيَأْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ۔

لَمَّا صَبَرُوْا۔ اس لیے ارشاد ہوا کہ حق گوئی پہ مخالفین کی طرف سے شدت او اکراہ ہوا کرتا ہے لیکن حق نوش حق نیوش افراد ان سختیوں کو برداشت کرتے ہیں اور محور ایمان سے ان کے قدم متزلزل نہیں ہوتے چنانچہ ارشاد ہے۔

وَكَانُوْا بِاٰيٰتِنَا يُوْقِنُوْنَ ۔ اور وہ ہماری آیتوں پہ یقین رکھتے ہیں۔

اس کے بعد ارشاد ہے جس میں حضور صلے اللہ علیہ وسلم کو تسلی دی گئی ہے چنانچہ ارشاد ہے۔

اِنَّ رَبَّكَ هُوَ يَفْصِلُ بَيْنَهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فِيْمَا كَانُوْا فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ ۔ بے شک تیرا رب حق و باطل والوں میں فیصلہ فرمائے گا بروز قیامت جن باتوں میں وہ اختلاف کر رہے ہیں۔

یہ فیصلہ مومنین و مشرکین میں کیا جائے گا یا انبیاء کرام اور منکرین کے مابین ہوگا۔

اَوَلَمْ يَهْدِ لَهُمْ كَمْ اَهْلَكْنَا مِنْ قَبْلِهِمْ مِّنَ الْقُرُوْنِ يَمْشُوْنَ فِيْ مَسٰكِنِهِمْ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ اَفَلَا يَسْمَعُوْنَ ۔ کیا انہیں ہدایت نہ ہوئی اس سے کہ ہم نے کتنی بستیاں ان سے پہلے ہلاک کر ڈالیں کہ گذرتے ہیں ان کے مساکن و اماکن سے بے شک اس میں ہماری نشانیاں ہیں تو کیا سنتے نہیں۔

گویا یوں ارشاد ہے اَيْ اَغَفَلُوْا وَلَمْ يَفْعَلِ الْهِدَايَةَ لَهُمْ اَوَلَمْ يُبَيِّنْ لَهُمْ مَاٰلَ اَمْرِهِمْ اَوْعِظَمَ تَقِي الْحَقِّ كَثْرَةُ مَنْ اَهْلَكْنَا اَوْ كَثْرَةُ اِهْلَاكِ مَنْ اَهْلَكْنَا مِنَ الْقُرُوْنِ الْمَاضِيَةِ مِثْلَ عَادٍ وَّثَمُوْدَ وَقَوْمِ لُوْطٍ۔

اَوَلَمْ میں ہمزہ انکار کے لیے ہے۔ یعنی یہ غافل ہلاک اقوام ماغبیہ سے بھی ہدایت نہیں لیتے اور ان پہ شرک و کفر کا مآل ظاہر نہ ہوا۔ باآنکہ یہ لوگ جب شام کی طرف تجارت کو سفر کرتے ہیں تو قوم عاد و ثمود اور قوم لوط کی بستیاں ویران دیکھتے اور ان پہ سے گذرتے ہیں اور ان کے مکانوں کے کھنڈرات دیکھتے ہیں بے شک ان تمام بستیوں کی ہلاکت میں زبردست نشان ہیں تو ان سے وہ نصیحت حاصل نہیں کرتے

آگے دوسرا نشان قدرت بیان فرمایا۔

اَوَلَمْ يَرَوْا اَنَّا نَسُوْقُ الْمَآءَ اِلَى الْاَرْضِ الْجُرُزِ فَنُخْرِجُ بِهٖ زَرْعًا تَاْكُلُ مِنْهُ اَنْعَامُهُمْ وَاَنْفُسُهُمْ اَفَلَا يُبْصِرُوْنَ ۔ کیا وہ نہیں دیکھتے کہ ہم پانی چلاتے ہیں ارض جرز یعنی بنجر زمین میں تو نکالتے ہیں اس پانی سے کھیتی کہ کھاتے ہیں اس سے ان کے چوپائے اور وہ خود کیا انہیں سجھائی نہیں دیتا۔

نَسُوْقُ الْمَآءَ ۔ کے معنی ہیں نَسُوْقُ السَّحَابَ بادلوں کے ذریعہ پانی چلایا جاتا ہے یا بذریعہ سیل و انہار یا چشموں سے۔

اور اَرْض جُرُزاً یعنی اَلَّتِیْ جُرِزَ نَبَاتُھَا اَیْ قُطِعَ ۔ وہ زمین جس سے سبزہ منقطع ہو گیا ہو کذافی اللغۃ
اور مجمع البیان میں ہے اَلْاَرْضُ الْجُرُزُ اَیِ الْیَابِسَۃُ الَّتِیْ لَیْسَ فِیْھَا نَبَاتٌ لِاِنْقِطَاعِ الْاَمْطَارِ عَنْھَا
ارض جرز وہ ہے جو بوجہ بارش نہ ہونے کے خشک ہو کر بنجر ہو جائے۔
اور رجل جروز بہت کھانے والے آدمی کو بھی کہتے ہیں۔
راغب مفردات میں کہتے ہیں اَلْجُرُزُ مُنْقَطِعُ النَّبَاتِ۔ ارض جرز منقطع النبات کو کہتے ہیں۔
بعض اس طرف گئے ہیں مثل ابن ابی حاتم اور حسن کے اِنَّھَا قَرْیَۃٌ بَیْنَ الْیَمَنِ وَالشَّامِ۔ یہ ایک بستی ہے یمن اور شام کے مابین۔
اور ابن جریر و ابن المنذر اور ابن ابی شیبہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے راوی ہیں اِنَّھَا اَرْضٌ بِالْیَمَنِ یہ زمین یمن میں ہے۔
تو ایسی زمین میں ہم کھیتی اگاتے ہیں جس سے چارپائے چرتے ہیں اور آدمی اس کا دانہ اپنے کھانے کو لیتے ہیں۔
اَفَلَا یُبْصِرُوْنَ ۔ اَیْ اَلَا یُبْصِرُوْنَ فَلَا یُبْصِرُوْنَ ذٰلِکَ لِیَسْتَدِلُّوْا بِہٖ عَلٰی کَمَالِ قُدْرَتِہٖ تَعَالٰی وَ فَضْلِہٖ عَزَّ وَجَلَّ کیا وہ نہیں دیکھتے اور انہیں سجھائی نہیں دیتا تاکہ کمال قدرت و فضل الٰہی پر استدلال کریں
اس کے بعد چونکہ مشرکین علی وجہ التکذیب والاستہزاء مومنین سے پوچھتے تھے کہ وہ وقت کب آئے گا جبکہ حق و باطل واضح ہو گا تو اس کا جواب ان کا قول نقل کر کے دیا جاتا ہے۔
وَیَقُوْلُوْنَ مَتٰی ھٰذَا الْفَتْحُ اِنْ کُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ ۔ اور کہتے ہیں مشرکین بطور استہزاء کہ کب یہ معاملہ کھلے گا اگر تم سچے ہو۔ یہ استہزاء آیت کریمہ اِنَّ رَبَّکَ ھُوَ یَفْصِلُ بَیْنَھُمْ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ فِیْمَا کَانُوْا فِیْہِ یَخْتَلِفُوْنَ کا کرتے تھے۔
اور ابن جریر و ابن ابی حاتم قتادہ سے راوی ہیں قَالَ الصَّحَابَۃُ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اِنَّ لَنَا یَوْمًا یُوْشِکُ اَنْ نَسْتَرِیْحَ فِیْہِ وَنَتَنَعَّمَ فِیْہِ صحابہ مشرکین سے فرمایا کرتے تھے کہ ایک دن تمہارے ایسے وہ آئے گا کہ تم لوٹ کر دنیا میں آنا چاہو گے اور اس دن تم سے بدلہ لیا جائے گا۔
فَقَالَ الْمُشْرِکُوْنَ مَتٰی ھٰذَا الْفَتْحُ ۔ تو مشرکین کہتے کہ وہ دن کب آئے گا۔ کہ جب اللہ تعالیٰ ہمارا تمہارا فیصلہ کرے گا۔ اس کا جواب ارشاد ہوا۔
قُلْ یَوْمَ الْفَتْحِ لَا یَنْفَعُ الَّذِیْنَ کَفَرُوْٓا اِیْمَانُھُمْ وَلَا ھُمْ یُنْظَرُوْنَ ۔ فرما دیجئے وہ فتح کا دن وہ ہو گا کہ کافر ذلیل کو اس دن ان کا ایمان لانا فائدہ نہ دے گا اور نہ وہ مہلت دیئے جائیں گے۔

ابن ابی شیبہ اور ابن جریر اور ابن منذر۔ ابن ابی حاتم مجاہد سے ناقل ہیں قُلْ یَوْمَ الْفَتْحِ یوم القیامۃ۔ یوم فتح سے مراد یوم قیامت ہے۔

گویا مفہوم عبارت یہ ہوا قیل لہم لا تستعجلوا بہ ولا تستہزؤا مکانی بکم وقد حصلتم فی ذلک الیوم وآمنتم فلم ینفعکم ایمانکم وا ستنظرتم فی ادراک العذاب فلم تنظروا۔

مشرکین کو فرمایا گیا ہے کہ جلدی نہ کرو اور مذاق نہ اڑاؤ تم گویا اس دن میں آگئے ہو اور یہ نہیں وہ دن ملے برابر ہے اور تم ایمان لا چکے مگر تمہیں اور اک عذاب کے بعد تمہارا ایمان نفع نہیں دیگا تم مہلت چاہ رہے ہو مگر تمہیں مہلت نہیں مل رہی ہے۔

بعض مفسرین نے یوم فتح سے مراد فتح مکہ لیا ہے۔

بعض نے یوم بدر بھی کہا ہے لیکن وَهٰذَا اَقْرَبُ مِنْ اُسْلُوْبِ التَّحَکُّمِ۔ اس کے بعد ارشاد ہے فَاَعْرِضْ عَنْهُمْ۔ ان سے اعراض کیجیے وَلَا تُبَالِ بِتَکْذِیْبِهِمْ۔ اور ان کی تکذیب کی پرواہ نہ کیجیے۔

چنانچہ ابن عباس اس آیت کریمہ کو آیات سیف سے منسوخ قرار دیتے ہیں۔

وَانْتَظِرْ۔ اور انتظار فرمائیے نصرت الٰہی کا اور ان کی ہلاکت کا۔

اِنَّهُمْ مُّنْتَظِرُوْنَ۔ وہ بھی اپنے گمان میں منتظر ہیں۔ یہ ایسے ہی ارشاد ہے جیسے دوسری جگہ فرمایا فَتَرَبَّصُوْا اِنَّا مَعَكُمْ مُّتَرَبِّصُوْنَ یا جیسے ارشاد ہے۔ هَلْ يَنْظُرُوْنَ اِلَّاۤ اَنْ يَّاْتِيَهُمُ اللّٰهُ فِيْ ظُلَلٍ مِّنَ الْغَمَامِ۔ گویا یوں ارشاد ہوا وَانْتَظِرْ مَا یَحِلُّ بِهِمْ اَنَّهُمْ مُّنْتَظِرُوْنَ۔

سُوْرَةُ الْاَحْزَابِ مَدَنِيَّةٌ

بیہقی کہتے ہیں بروایت ابن عباس نَزَلَتْ سُوْرَةُ الْاَحْزَابِ بِالْمَدِيْنَةِ یہ سورۃ مدینہ میں نازل ہوئی۔ اور ابن مردویہ ابن زبیر سے بھی روایت نقل کرکے فرماتے ہیں کہ اس سورت میں ۷۳ آیات ہیں طبری نے بھی اسی قول کو اجماعی لکھا ہے۔

اور بعض روایات ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے مروی ہیں جس میں یہ واقعہ موجود ہے کہ زربن حبیش نے کہا کہ احزاب کی ۷۳ آیات ہیں۔ تو آپ نے فرمایا۔ اَقُطُّ وَلَقَدْ رَاَیْتُهَا وَاِنَّهَا لَتُعَادِلُ سُوْرَةَ الْبَقَرَةِ وَلَقَدْ قَرَاْنَا فِیْهَا اَلشَّیْخُ وَالشَّیْخَةُ اِذَا زَنَیَا فَارْجُمُوْهُمَا اَلْبَتَّةَ نَکَالًا مِّنَ اللّٰهِ وَاللّٰهُ عَزِیْزٌ حَکِیْمٌ۔

اسے بعض نے منسوخ قرار دیا۔ اور بعض روایتوں سے ثابت ہوتا ہے کَانَتْ فِیْ صَحِیْفَۃٍ عِنْدَ عَائِشَۃَ فَاَکَلَھَا الدَّاجِنُ۔ ان روایتوں سے متعلق آلوسی روح المعانی میں فرماتے ہیں۔ فَمِنْ وَضْعِ الْمَلَاحِدَۃِ ذٰلِکَ ہم ایسی روایتیں ملاحدہ کی گھڑی ہوئی ہیں۔ جو خالص کذب ہیں۔

غرضکہ ایسی جتنی روایتیں مروی ہیں جن سے قرآن کریم پر تحریف کا الزام آئے یا ثابت ہو کہ فلاں آیت ضائع ہو گئی فلاں آیت بکری چر گئی یہ سب روایات موضوع اور کذب اور ملاحدہ تنبیہ رافضیہ کی گھڑی ہوئی ہیں۔ قرآن کریم وہ ہے جس کی محافظت اللہ تعالےٰ نے اپنے ذمہ لی اور فرمایا۔

اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّکْرَ وَاِنَّا لَہٗ لَحٰفِظُوْنَ۔ ہم نے ہی اس قرآن کو نازل کیا اور ہم ہی اس کے محافظ ہیں اِنَّہٗ لَکِتٰبٌ عَزِیْزٌ لَّا یَاْتِیْہِ الْبَاطِلُ مِنْ بَیْنِ یَدَیْہِ وَلَا مِنْ خَلْفِہٖ۔ یہ عزت والی کتاب ہے اس کے آگے پیچھے سے باطل نہیں آ سکتا۔

اس میں ۷۳ آیت اور ۹ رکوع ہیں۔

بامحاورہ ترجمہ پہلا رکوع سورۃ احزاب پ ۲۱

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

یٰاَیُّھَا النَّبِیُّ اتَّقِ اللّٰہَ وَلَا تُطِعِ الْکٰفِرِیْنَ وَالْمُنٰفِقِیْنَ اِنَّ اللّٰہَ کَانَ عَلِیْمًا حَکِیْمًا ۝

اے غیبی خبریں بتلانے والے اللہ کا خوف رکھو اور کافروں اور منافقوں کی نہ سنو بے شک اللہ علم و حکمت والا ہے

وَّاتَّبِعْ مَا یُوْحٰٓی اِلَیْکَ مِنْ رَّبِّکَ اِنَّ اللّٰہَ کَانَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِیْرًا ۝

اور پیروی رکھنا اس کی جو تمہیں وحی ہوتی ہے تمہارے رب کی طرف سے بے شک اللہ اے لوگو تمہارے کام دیکھ رہا ہے۔

وَّتَوَکَّلْ عَلَی اللّٰہِ وَکَفٰی بِاللّٰہِ وَکِیْلًا ۝

اور اے محبوب اللہ پر بھروسہ رکھو اور اللہ کافی ہے کام بنانے والا۔

مَا جَعَلَ اللّٰہُ لِرَجُلٍ مِّنْ قَلْبَیْنِ فِیْ جَوْفِہٖ وَمَا جَعَلَ اَزْوَاجَکُمُ الّٰٓئِیْ تُظٰھِرُوْنَ مِنْھُنَّ اُمَّھٰتِکُمْ وَمَا جَعَلَ اَدْعِیَآءَکُمْ اَبْنَآءَکُمْ ذٰلِکُمْ قَوْلُکُمْ بِاَفْوَاھِکُمْ وَاللّٰہُ یَقُوْلُ الْحَقَّ

اللہ نے نہیں رکھے کسی آدمی کے اندر دو دل اور نہیں کیا تمہاری بیبیوں کو جنہیں تم ماں کے برابر کہہ دو تمہاری ماں اور نہ تمہارے لے پالک بچے کو تمہارا بیٹا بنایا یہ تمہارا اپنے منہ کا کہنا ہے اور اللہ حق فرماتا

وَهُوَ يَهْدِي السَّبِيْلَ ٥ اُدْعُوْهُمْ لِاٰبَآئِهِمْ هُوَ اَقْسَطُ عِنْدَ اللّٰهِ فَاِنْ لَّمْ تَعْلَمُوْٓا اٰبَآءَهُمْ فَاِخْوَانُكُمْ فِي الدِّيْنِ وَمَوَالِيْكُمْ وَلَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ فِيْمَآ اَخْطَاْتُمْ بِهٖ وَلٰكِنْ مَّا تَعَمَّدَتْ قُلُوْبُكُمْ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ٥

ہے اور وہی راہ دکھاتا ہے۔
انہیں پکارو ان کے باپ کا ہی کہہ کر یہ اللہ کے نزدیک بہت منصفانہ بات ہے اور اگر تم نہ جانو ان کے والدین کو تو وہ دین میں تمہارے بھائی ہیں اور بشر ہونے کے لحاظ سے تمہارے چچازاد اور نہیں گناہ تم پہ جو نادانستہ تم سے سرزد ہوا لیکن وہ گناہ ہے جو دل کے قصد سے کرو اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

اَلنَّبِيُّ اَوْلٰى بِالْمُؤْمِنِيْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ وَاَزْوَاجُهٗٓ اُمَّهٰتُهُمْ وَاُولُوا الْاَرْحَامِ بَعْضُهُمْ اَوْلٰى بِبَعْضٍ فِيْ كِتٰبِ اللّٰهِ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُهٰجِرِيْنَ اِلَّآ اَنْ تَفْعَلُوْٓا اِلٰٓى اَوْلِيٰٓئِكُمْ مَّعْرُوْفًا كَانَ ذٰلِكَ فِي الْكِتٰبِ مَسْطُوْرًا ٥ وَاِذْ اَخَذْنَا مِنَ النَّبِيّٖنَ مِيْثَاقَهُمْ وَمِنْكَ وَمِنْ نُّوْحٍ وَّاِبْرٰهِيْمَ وَمُوْسٰى وَعِيْسَى ابْنِ مَرْيَمَ وَاَخَذْنَا مِنْهُمْ مِّيْثَاقًا غَلِيْظًا ٥ لِيَسْئَلَ الصّٰدِقِيْنَ عَنْ صِدْقِهِمْ وَاَعَدَّ لِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابًا اَلِيْمًا ٥

یہ نبی زیادہ مالک ہے مومنین کا ان کی جانوں سے اور اس کی بیبیاں ان کی مائیں ہیں اور رشتہ والے بعض سے بعض قریب ہیں کتاب اللہ میں بہ نسبت اور مومنین اور مہاجرین کے مگر یہ کہ تم اپنے دوستوں پر کوئی احسان کرو یہ کتاب میں لکھا ہے۔
اور جب ہم نے نبیوں سے عہد لیا وہ وقت اے محبوب یاد کیجئے اور تم سے بھی عہد لیا اور نوح سے اور ابراہیم سے اور موسیٰ سے اور عیسیٰ ابن مریم سے اور ہم نے ان سے یہ عہد سخت لیا۔
تاکہ سچوں سے ان کے سچ کا سوال کرے اور اللہ نے کافروں کے لیے دردناک عذاب تیار کر رکھا ہے۔

لفظی ترجمہ

یَآاَیُّھَا ۔ اے	اَلنَّبِیُّ ۔ نبی	اِتَّقِ ۔ ڈر	اللّٰہَ ۔ اللہ سے
وَ ۔ اور	لَا ۔ نہ	تُطِعِ ۔ کا مان	الْکٰفِرِیْنَ ۔ کافروں
وَ ۔ اور	الْمُنٰفِقِیْنَ ۔ منافقوں کا	اِنَّ ۔ بیشک	اللّٰہَ ۔ اللہ

كَانَ ۔ ہے عَلِيمًا ۔ جاننے والا حَكِيمًا ۔ حکمت والا وَ ۔ اور
اتَّبِعْ ۔ پیروی کر مَا ۔ اسکی جو يُوحَىٰ ۔ وحی کی گئی اِلَيْكَ ۔ تیری طرف
مِنْ رَّبِّكَ ۔ تیرے رب سے اِنَّ ۔ بیشک اللّٰهَ ۔ اللہ
كَانَ ۔ ہے بِمَا ۔ اس سے جو تَعْمَلُونَ ۔ تم کرتے ہو خَبِيرًا ۔ خبردار
وَ ۔ اور تَوَكَّلْ ۔ بھروسہ کر عَلَىٰ ۔ اوپر اللّٰهِ ۔ اللہ کے
وَ ۔ اور كَفَىٰ ۔ کافی ہے بِاللّٰهِ ۔ اللہ وَكِيلًا ۔ کارساز
مَا ۔ نہیں جَعَلَ ۔ بنائے اللّٰهُ ۔ اللہ نے لِرَجُلٍ ۔ کسی آدمی
مِّنْ قَلْبَيْنِ ۔ دو دل فِي ۔ بیچ جَوْفِهٖ ۔ پیٹ اسکے کے وَ ۔ اور
مَا ۔ نہیں جَعَلَ ۔ بنایا اَزْوَاجَكُمُ ۔ تمہاری بیویوں کو الّٰئِیْ ۔ وہ
تُظٰهِرُوْنَ ۔ کہ ظہار کرو تم مِنْهُنَّ ۔ ان سے اُمَّهٰتِكُمْ ۔ تمہاری مائیں
وَ ۔ اور مَا ۔ نہیں جَعَلَ ۔ بنایا اَدْعِيَآءَكُمْ ۔ تمہارے لے پالکوں کو
اَبْنَآءَ ۔ بیٹے كُمْ ۔ تمہارے ذٰلِكُمْ ۔ یہ قَوْلُكُمْ ۔ بات ہے
بِاَفْوَاهِكُمْ ۔ تمہارے مونہوں کی وَ ۔ اور اللّٰهُ ۔ اللہ يَقُوْلُ ۔ کہتا ہے
الْحَقَّ ۔ حق وَ ۔ اور هُوَ ۔ وہ يَهْدِي ۔ دکھاتا ہے
السَّبِيلَ ۔ راستہ اُدْعُوْ ۔ پکارو هُمْ ۔ ان کو لِاٰبَآئِهِمْ ۔ ان کے باپوں کے نام پر
هُوَ ۔ وہ اَقْسَطُ ۔ بہت انصاف کی بات ہے عِنْدَ ۔ نزدیک اللّٰهِ ۔ اللہ کے
فَاِنْ ۔ پھر اگر لَّمْ ۔ نہ تَعْلَمُوْا ۔ جانو تم اٰبَآءَ ۔ باپ
هُمْ ۔ ان کے فَاِخْوَانُكُمْ ۔ تو بھائی ہیں تمہارے فِي ۔ بیچ
الدِّيْنِ ۔ دین کے وَ ۔ اور مَوَالِيكُمْ ۔ دوست ہیں تمہارے وَ ۔ اور
لَيْسَ ۔ نہیں عَلَيْكُمْ ۔ تم پر جُنَاحٌ ۔ گناہ فِيمَا ۔ اس میں جو
اَخْطَاْتُمْ ۔ غلطی سے کہو بِهٖ ۔ تم وَ ۔ اور لٰكِنْ ۔ لیکن
مَّا ۔ اس پر جو تَعَمَّدَتْ ۔ جان بوجھ کر کریں قُلُوْبُكُمْ ۔ تمہارے دل وَ ۔ اور
كَانَ ۔ ہے اللّٰهُ ۔ اللہ غَفُوْرًا ۔ بخشنے والا رَّحِيمًا ۔ مہربان
اَلنَّبِيُّ ۔ نبی اَوْلٰى ۔ زیادہ خیرخواہ ہے بِالْمُؤْمِنِيْنَ ۔ مومنوں کا مِنْ اَنْفُسِهِمْ ۔ ان کی اپنی
جانوں سے وَ ۔ اور اَزْوَاجُهٗ ۔ اسکی بیویاں اُمَّهٰتُهُمْ ۔ انکی مائیں ہیں

وَ۔ اور	اُولُوا الْاَرْحَامِ۔ قرابت والے		بَعْضُهُمْ۔ بعض انکے
اَوْلٰى۔ زیادہ حقدار ہیں	بِبَعْضٍ۔ بعض کے	فِیْ۔ بیچ	كِتَابِ۔ کتاب
اللّٰهِ۔ اللہ کے	مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ۔ مومنوں سے		وَ۔ اور
الْمُهٰجِرِیْنَ۔ مہاجروں سے	اِلَّا۔ مگر	اَنْ۔ یہ کہ	تَفْعَلُوْا۔ کرو تم
اِلٰى۔ طرف	اَوْلِیٰٓئِكُمْ۔ اپنے دوستوں کی	مَّعْرُوْفًا۔ بھلائی	كَانَ۔ ہے
ذٰلِكَ۔ یہ	فِی۔ بیچ	الْكِتٰبِ۔ کتاب کے	مَسْطُوْرًا۔ لکھا ہوا
وَ۔ اور	اِذْ۔ جب	اَخَذْنَا۔ لیا ہم نے	مِنَ النَّبِیّٖنَ۔ نبیوں سے
خاص	مِیْثَاقَهُمْ۔ انکا عہد	وَ۔ اور	مِنْكَ۔ تجھ سے
وَ۔ اور	مِنْ نُّوْحٍ۔ نوح سے	وَ۔ اور	اِبْرٰهِیْمَ۔ ابراہیم
وَ۔ اور	مُوْسٰى۔ موسی	وَ۔ اور	عِیْسٰى۔ عیسی
ابْنِ۔ بیٹے	مَرْیَمَ۔ مریم سے	وَ۔ اور	اَخَذْنَا۔ لیا ہم نے
مِنْهُمْ۔ ان سے	مِّیْثَاقًا۔ عہد	غَلِیْظًا۔ مضبوط	لِیَسْــَٔلَ۔ تاکہ پوچھے
الصّٰدِقِیْنَ۔ سچوں کو	عَنْ صِدْقِهِمْ۔ انکے سچ کے متعلق		وَ۔ اور
اَعَدَّ۔ تیار کیا	لِلْكٰفِرِیْنَ۔ کافروں کے لیے	عَذَابًا۔ عذاب	اَلِیْمًا۔ دردناک

خلاصہ تفسیر پہلا رکوع سورۃ احزاب پ۲۱

یٰٓاَیُّهَا النَّبِیُّ اتَّقِ اللّٰهَ وَلَا تُطِعِ الْكٰفِرِیْنَ وَالْمُنٰفِقِیْنَ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِیْمًا حَكِیْمًا۔ اے غیب کی خبریں دینے والے اللہ کا بدستور خوف رکھنا اور کافروں منافقوں کی باتوں میں نہ آنا بے شک اللہ علم و حکمت والا ہے۔

یٰٓاَیُّهَا النَّبِیُّ۔ میں منادیٰ نبی ہے اور نبی کے معنی غیب کی خبریں دینے والے ہیں یعنی مقصود ندا یہ ہے کہ آپ ہماری طرف سے خبریں دینے والے اور ہمارے تمام اسرار کے امین ہیں لہٰذا آپ ہمارا خطاب ہمارے محبوب بندوں کو پہنچانے والے ہیں۔

یہاں یا موسیٰ یا عیسیٰ یا یحییٰ کی مثل حضور کو یا محمد نہیں کہا بلکہ نام کی بجائے محض منصب مصطفیٰ سے خطاب فرمایا اس سے مقصود حضور کی تکریم اور احترام اور آپ کی فضیلت ظاہر کرنا ہے (مدارک بنسفی

روح المعانی۔ خازن)

اور اِتَّقِ اللّٰہ میں استمرار و دوام مضمر ہے اس وجہ میں اس کے معنی یہ ہی صحیح ہیں کہ جیسا خوف آپ کے قلب اقدس میں ہے ویسا ہی خوف رکھیں اور مشرکین و منافقین کی بات نہ سنیں۔

اس کا شان نزول ایک واقعہ پر روشنی ڈالتا ہے اور وہ یہ ہے کہ ابوسفیان بن حرب اور عکرمہ بن ابوجہل اور ابوالاعور سلمی غزوہ احد کے بعد مدینہ طیبہ آئے اور منافقین کے سردار عبداللہ بن ابی بن سلول (لعنہ اللہ) کے گھر مقیم ہوئے۔

پھر حضور کی گفتگو کی درخواست کی اور امن طلب کیا حضور نے انہیں امن دیدیا۔

پھر یہ بارگاہ رسالت میں حاضر آئے اور عرض پیرا ہوئے کہ لات و منات اور عزیٰ وغیرہ بتوں کی جنہیں ہم پوجتے ہیں برائی نہ کہیں بلکہ یہ اعلان کر دیں کہ ان کی شفاعت انکے پجاریوں کے لیے ہے۔ تو ہم لوگ آپ کی اور آپ کے رب کی شان میں کچھ نہ کہیں گے۔

یہ سن کر حضور سید عالم صلے اللہ علیہ وسلم کبیدہ خاطر ہوئے اور صحابہ کرام ان کے قتل پر آمادہ ہو گئے۔ لیکن حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے انہیں قتل کرنے کی اجازت نہ دی اور فرمایا جبسے ہم امان دے چکے انہیں تم قتل نہیں کر سکتے البتہ انہیں مدینہ سے نکال دو۔

چنانچہ فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے انہیں شہر بدر کر دیا۔

اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔ اس میں اگرچہ خطاب حضور سید یوم النشور صلی اللہ علیہ وسلم سے ہے لیکن اس مخاطبہ میں اہمیت حکم مقصود ہے اور حکم عامۃً امت مرحومہ کو ہے کہ جب ہمارے حبیب نے ان مشرکین کو امن دیدیا ہے تو تمہیں اس کی پاسداری کرنا لازم ہے اور نقض عہد تمہارے لیے روا نہیں ہاں اس پر پابند رہو کہ کفار و مشرکین اور منافقین کی خلاف شرع بات نہ مانی جائے۔

پھر یَاۤاَیُّہَا النَّبِیُّ فرما کر کیوں ندا فرمائی یَا نَبِیَّ اللّٰہ کیوں نہ فرمایا اس پر ارباب نحو و معانی نے یہ تصریح فرمائی جو ایک لطیف مفہوم واضح کرتی ہے۔

یہ قاعدہ ہے کہ جب منادیٰ معرف باللام ہو تو اس پر حرف ندا کا داخل کرنا ممنوع ہے اس لیے کہ یا بھی آلۂ تعریف ہے اور الف لام بھی معرفہ بناتا ہے لہذا دونوں کا اجتماع جائز نہیں اس کے جواز کے لیے منادیٰ اور حرف ندا یا کے مابین اَیُّہَا مذکر کے لیے فاصل لاتے ہیں اور مؤنث کے لیے ایتہا لاتے ہیں اس پر اعتراض تھا کہ یَا اَللّٰہ میں بھی یَا اَیُّہَا اللّٰہ کہنا ضروری تھا۔ اس پر کافیہ وغیرہ میں تصریح ہے کہ یَا اَللّٰہ خصوصی طور پر مستثنیٰ ہے۔

اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِيْمًا حَكِيْمًا ۔ بے شک اللہ تعالٰے علم والا حکمت والا ہے۔

یہ فرما کر اس امر کا اظہار فرما دیا کہ تم اسباب ظاہر کے ماتحت جو خیال کرتے ہو کہ مصلحتاً اس وقت ہمیں جھک جانا چاہیئے یا اس وقت مشرکین کی قوت کے مقابلہ کی ہم میں سکت نہیں یہ سب تخیلات باطل ہیں حقیقت حال کا علم اللہ تعالٰے کو ہے اور وہی حکمت و علم پر محیط ہے۔ پھر ارشاد ہوا۔

وَاتَّبِعْ مَا يُوْحٰى اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرًا ۔ اور پیروی کرتے رہو اس کی جو تمہارے رب کی طرف سے تمہیں وحی ہوتی ہے اور اے لوگو بیشک اللہ تمہارے ہر عمل دیکھ رہا ہے۔

یعنی تمہارا یہی فرض ہے کہ جو ہم اپنے حبیب پر وحی کریں تم اس کا اتباع کرو اور اچھی طرح سمجھ لو کہ تمہارے ظاہر باطن تمام عمل اللہ تعالٰے جانتا ہے۔ پھر حضور سے خصوصی مخاطبہ ہے اور ارشاد ہے۔

وَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ وَكَفٰى بِاللّٰهِ وَكِيْلًا ۔ اور اے محبوب اللہ پر توکل کرو اور اللہ کافی ہے تمہارے کام بنانے میں۔

تمہیں علل و اسباب ظاہری پر نظر ڈالنے کی ضرورت نہیں تمہارا کارساز صرف وہی تمہارا رب ہے۔

اس کے بعد جو آیہ کریمہ ہے اس کا شان نزول یہ ہے کہ

ایک شخص ابو معمر حمید فہری تھا جس کا حافظہ اتنا قوی تھا کہ جو کچھ سنتا تھا یاد کر لیتا تھا قریش اس کے متعلق یہ عقیدہ رکھتے تھے کہ اس کے دو دل ہیں۔ اور وہ خود بھی یہ دعوی کرتا تھا کہ میرے دو دل ہیں اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے مجھ میں زیادہ دانش و بینش ہے۔

لیکن جب بدر میں ہزیمت مشرکین ہوئی تو ابو معمر بھی اس شان سے بھاگا کہ ایک جوتی پیر میں تھی اور ایک جوتی ہاتھ میں۔

اسی حال میں ابوسفیان سے ملا۔ ابوسفیان نے پوچھا کیا حال ہے۔ گھبرایا ہوا کہنے لگا لوگ بھاگ گئے اور میں بھی اسی افراتفری بھاگ نکلا ہوں۔

ابوسفیان بولا تیری جوتی ایک ہاتھ میں اور ایک پیر میں ہے۔ اس کی کیا وجہ ہے۔

یہ سن کر ابو معمر نے دیکھا اور بولا میں ایسی بدحواسی میں بھاگا ہوں کہ مجھے اس کا ہوش ہی نہ رہا کہ جوتی ایک ہاتھ میں اور ایک پیر میں ہے۔ میں تو دونوں جوتیاں پیر میں ہی سمجھ رہا تھا۔

اس سے قریش کو معلوم ہوا کہ اس کے دو دل نہیں اگر ہوتے تو یہ اتنا بدحواس نہ ہوتا۔

ایک قول یہ ہے کہ منافقین حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے دو دل مانتے تھے اور کہتے تھے کہ ان کا ایک دل ہمارے ساتھ ہے اور ایک دل اپنے اصحاب کے ساتھ۔

نیز زمانہ جاہلیت میں جب کوئی اپنی بیوی سے ظہار کرتا اور لسے یہ لوگ طلاق سمجھتے تھے اور اس بیوی کو ظہار کرنے والے کی ماں قرار دیتے تھے۔
ایسے ہی جب کوئی کسی غیر کی اولاد کو بیٹا کہہ دیتا تو اسے حقیقی بیٹا مان لیتے تھے۔
اور اسے شریک میراث قرار دیتے تھے۔
اور اس کی بیوی کو صلبی بیٹے کی طرح فرضی باپ پر حرام جانتے تھے ان عقائد کے رد میں یہ آیات بینات نازل ہوئیں حیث قال۔

مَا جَعَلَ اللّٰهُ لِرَجُلٍ مِّنْ قَلْبَيْنِ فِيْ جَوْفِهٖ وَمَا جَعَلَ اَزْوَاجَكُمُ الّٰٓئِيْ تُظٰهِرُوْنَ مِنْهُنَّ اُمَّهٰتِكُمْ وَمَا جَعَلَ اَدْعِيَآءَكُمْ اَبْنَآءَكُمْ ذٰلِكُمْ قَوْلُكُمْ بِاَفْوَاهِكُمْ وَاللّٰهُ يَقُوْلُ الْحَقَّ وَهُوَ يَهْدِي السَّبِيْلَ

نہیں کیے اللہ تعالے نے ایک آدمی میں دو دل کہ ایک میں خوف الٰہی ہو اور دوسرے میں کچھ اور اور نہیں کیں تمہاری وہ بیویاں جنہیں تم ماں کہہ دو تمہاری مائیں (یعنی ظہار سے عورت ماں کی مثل حرام نہیں ہو جاتی)

تعریف ظہار

ظہار کہتے ہیں اپنی منکوحہ کو کسی ایسی عورت سے تشبیہ دینے کو جو اس کے لیے ہمیشہ کے واسطے حرام ہو اور یہ تشبیہ ایسے عضو میں ہو جس کا دیکھنا چھونا جائز نہیں مثلاً
کسی نے اپنی بیوی سے کہا کہ تو میری ماں کی پیٹھ یا پیٹ کی مثل ہے تو ایسا کہنے والا مظاہر ہو گیا۔
مسئلہ:۔ ظہار سے نکاح پر اثر نہیں پڑتا لیکن مظاہر پر کفارہ ادا کرنا لازم ہوتا ہے۔
اور کفارہ ادا کرنے سے پہلے مظاہر کو اپنی بیوی سے علیحدہ رہنا اور اس سے متمتع نہ ہونا لازم ہے۔

ظہار کا کفارہ

مظاہر کو دو مہینہ متواتر روزہ رکھنا لازم ہے۔
اگر یہ نہ کر سکے تو ساٹھ مسکینوں کا کھانا کھلانا لازم ہے۔
سب سے اول اور آسان یہ تھا کہ ایک غلام آزاد کرے لیکن آجکل غلام شرعی ہی میسر نہیں تو تو آزاد کرنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔
اس کفارہ کے بعد عورت سے قربت اور تمتع حلال ہے (ہدایہ)
وَمَا جَعَلَ اَدْعِيَآءَكُمْ اَبْنَآءَكُمْ۔ اور نہیں کیا تمہارے لے پالکوں کو تمہارا بیٹا۔
اگرچہ لوگ اسے تمہارا بیٹا کہیں جیسے حضرت زید کہ مشرکین مکہ آپ کو حضور کا بیٹا کہتے تھے یہ قول تمہارا اپنے منہ کا کہا ہوا ہے۔ یعنی بیوی کو ماں کے مثل کہہ دینا یا لے پالک کو بیٹا کہہ دینا

یہ حقیقت بات ہے نہ بیوی ماں ہو سکتی ہے نہ دوسرے کی اولاد بیٹا بیٹی ہو سکتی ہے۔
حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے جب حضرت زینب بنت جحش سے نکاح کیا تو یہود و منافقین میں چہ میگوئیاں
ہونے لگیں اوران کی زبان طعن کھلی کہ حضور نے اپنے بیٹے زید کی بیوی سے شادی کرلی۔
اس لیے کہ حضرت زینب بنت جحش حضرت زید کے نکاح میں تھیں اور حضرت زید ام المومنین خدیجۃ الکبریٰ
رضی اللہ عنہا کے زرخرید غلام تھے آپ نے انہیں حضرت سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم کو ہبہ کر دیا حضور نے حضرت
زید کو آزاد کر دیا لیکن وہ حضور ہی کی خدمت میں رہے حضور آپ پہ شفقت فرماتے اور اولاد کی طرح ان کی نگرانی
فرماتے لوگ حضرت زید کو حضور کا فرزند کہنے لگے۔
پھر جب حضرت زید اور حضرت زینب کی موافقت نہ رہی تو انہوں نے طلاق دیدی حضور نے اس کے بعد
حضرت زینب رضی اللہ عنہا کو اپنے عقد میں لے لیا تو مشرکین اپنے رواج کے مطابق طعن کرنے لگے اس کا رد اس
آیت کریمہ میں فرمایا گیا۔
وَاللّٰهُ يَقُوْلُ الْحَقَّ وَهُوَ يَهْدِي السَّبِيْلَ۔ اور اللہ حق فرماتا ہے اور وہی راہ دکھاتا ہے حق کی۔
لہٰذا واضح ہو گیا کہ لے پالک کو ان کے والدین کے ساتھ منسوب کیا جائے اور کسی پالنے والے کی طرف
منتسب نہ کیا جائے بلکہ۔
اُدْعُوْهُمْ لِاٰبَآئِهِمْ هُوَ اَقْسَطُ عِنْدَ اللّٰهِ۔ انہیں ان کے باپ کا ہی کہہ کر پکارو (جن سے وہ پیدا ہوا) یہ اللہ
کے نزدیک زیادہ انصاف ہے۔
فَاِنْ لَّمْ تَعْلَمُوْٓا اٰبَآءَهُمْ۔ تو اگر تمہیں ان کے باپ معلوم نہ ہوں (اور انہیں تم اس وجہ میں ان کے باپ
کی طرف نسبت نہ کر سکو تو)
فَاِخْوَانُكُمْ فِي الدِّيْنِ۔ تو وہ دین میں تمہارے بھائی ہیں (تو تم انہیں دینی بھائی کہو اور وہ جس کے متبنّیٰ
یا لے پالک ہیں اس کا بیٹا نہ کہو) وَمَوَالِيْكُمْ۔ اور ہمچازاد۔
وَلَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ فِيْمَآ اَخْطَاْتُمْ بِهٖ وَلٰكِنْ مَّا تَعَمَّدَتْ قُلُوْبُكُمْ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا۔ اور تم پر اس
میں گناہ نہیں جو نادانستہ تم سے سرزد ہو لیکن وہ گناہ ہے جو دل کے قصد سے کرو (یعنی ہمارے حکم کے نفاذ سے
قبل تم نے جو متبنی یا لے پالک کو بلا ارادہ پالنے والے کا بیٹا کہہ دیا یا کسی کی اولاد کو غیر کی اولاد بنا دیا تو اس صورت
میں تم پہ گناہ نہیں البتہ ممانعت کے بعد بھی ایسا ہی کرو گے تو تم پہ جرم گناہ عائد ہو گا) اور اللہ تعالےٰ بخشنے والا
اور مہربان ہے۔
اسکے بعد منصب مصطفی اور مقام و شان اعلیٰ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ظاہر فرمایا تاکہ منافقین و معاندین

وحاسدین کی زبان بند ہو۔ چنانچہ ارشاد ہے۔
اَلنَّبِیُّ اَوْلٰی بِالْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ اَنْفُسِہِمْ وَاَزْوَاجُہٗٓ اُمَّہٰتُہُمْ وَاُولُوا الْاَرْحَامِ بَعْضُہُمْ اَوْلٰی بِبَعْضٍ فِیْ کِتٰبِ اللّٰہِ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُہٰجِرِیْنَ اِلَّآ اَنْ تَفْعَلُوْٓا اِلٰٓی اَوْلِیٰٓئِکُمْ مَّعْرُوْفًا کَانَ ذٰلِکَ فِی الْکِتٰبِ مَسْطُوْرًا۔ یہ نبی مسلمانوں کا ان کی جان سے زیادہ مالک ہے۔

یعنی دنیا و دین میں تمام امور میں ان کا حکم سب پر نافذ و صادر ہے اور سب پر ان کی اطاعت واجب ہے اسی لیے وَمَآ اٰتٰکُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْہُ وَمَا نَہٰکُمْ عَنْہُ فَانْتَہُوْا دوسرے مقام پر فرما کر ان کی اطاعت کو اطاعت مطلقہ قرار دے دیا اور ان کے حکم کے مقابل خواہشات نفسانیہ کی پیروی واجب الترک ہے۔

دوسرے یہ معنی بھی ہو سکتے ہیں کہ یہ نبی کریم مومنین پر ان کی جانوں سے زیادہ راحت و رحمت اور لطف و کرم فرماتے ہیں اور سب سے زیادہ تمہارے لیے نافع اور تمہاری ترقی مدارج میں حریص ہیں جیسا کہ ارشاد ہے حَرِیْصٌ عَلَیْکُمْ بِالْمُؤْمِنِیْنَ رَءُوْفٌ رَّحِیْمٌ۔

بخاری و مسلم میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں ہر مومن کے لیے دنیا و آخرت میں سب سے اولیٰ ہوں اگر چاہو تو اَلنَّبِیُّ اَوْلٰی بِالْمُؤْمِنِیْنَ پڑھو۔ چنانچہ

قراءت ابن مسعود میں اَوْلٰی مِنْ اَنْفُسِہِمْ کے ساتھ وَہُوَ اَبٌ لَّہُمْ بھی ہے۔

اور بقول مجاہد یہ بھی ہے کہ تمام انبیاء کرام اپنی امت کے باپ ہوتے ہیں اور اس رشتہ سے مسلمان آپس میں بھائی بھائی ہیں اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ اِخْوَۃٌ۔

اور وہ اپنے نبی کی دینی اولاد قرار پاتے ہیں اور اسی وجہ میں آگے ارشاد ہے۔

وَاَزْوَاجُہٗٓ اُمَّہٰتُہُمْ۔ اور ان کی بیبیاں ان کی مائیں ہیں۔ (باعتبار حرمت و تعظیم اور نکاح کے ہمیشہ کے لیے حرام ہیں۔ باقی دیگر امور میں مثل وراثت اور پردہ وغیرہ کے ان کا وہی حکم ہے جو اجنبی عورتوں کا۔ اور ان کی بیٹیوں کو مومنین کی بہن اور ان کے بھائیوں کو اور بہنوں کو مومنین کے ماموں اور خالہ نہیں کہا جائے گا

وَاُولُوا الْاَرْحَامِ بَعْضُہُمْ اَوْلٰی بِبَعْضٍ فِیْ کِتٰبِ اللّٰہِ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُہٰجِرِیْنَ اِلَّآ اَنْ تَفْعَلُوْٓا اِلٰٓی اَوْلِیٰٓئِکُمْ مَّعْرُوْفًا کَانَ ذٰلِکَ فِی الْکِتٰبِ مَسْطُوْرًا۔ اور رشتہ والے ایک دوسرے سے زیادہ قریب ہیں اللہ کی کتاب میں بہ نسبت اور مسلمانوں اور مہاجروں کے مگر یہ کہ تم اپنے دوستوں پر کوئی احسان کرو یہ کتاب میں لکھا ہے۔

یعنی اور رشتہ دار باعتبار توارث ایک دوسرے سے قریب ہیں مگر اجنبی کتنا ہی محبوب و مرغوب ہو دینی برادری کے ذریعہ ورثہ کا حقدار نہیں ہو سکتا اور اگر کسی دوست کے مورث اعلیٰ مدد کرنا چاہے تو

بطور احسان وہ اسے ہبہ کر سکتا ہے اور اگر وصیت کر جائے تو تہائی متروکہ پر نفاذ وصیت ہو سکتا ہے خلاصہ یہ ہے کہ متروکہ میں بعد ادائے دین و تجہیز و تکفین اول ذوی الفروض میں تقسیم ہوگا پھر عصبات میں پھر نسبی ذوی الفروض پر رد ہوگا پھر ذوی الارحام میں پھر مولی الموالات میں کما فی تفسیر احمدی

اور کَانَ ذٰلِکَ فِی الْکِتٰبِ مَسْطُوْرًا۔ سے مراد لوح محفوظ ہے جس میں سب سے پہلے مسطور و منضبط ہے۔

وَاِذْ اَخَذْنَا مِنَ النَّبِیّٖنَ مِیْثَاقَهُمْ وَمِنْكَ وَمِنْ نُّوْحٍ وَّاِبْرٰهِیْمَ وَمُوْسٰى وَعِیْسَى ابْنِ مَرْیَمَ وَاَخَذْنَا مِنْهُمْ مِّیْثَاقًا غَلِیْظًا۔ لِیَسْئَلَ الصّٰدِقِیْنَ عَنْ صِدْقِهِمْ وَاَعَدَّ لِلْكٰفِرِیْنَ عَذَابًا اَلِیْمًا۔ اور اے محبوب یاد فرمایئے جب ہم نے نبیوں سے عہد لیا اور تم سے اور نوح اور ابراہیم اور موسیٰ اور عیسیٰ بن مریم سے اور ہم نے ان سے مضبوط عہد لیا تاکہ سچوں سے ان کے سچ کا سوال کرے اور اس نے کافروں کے لیے دردناک عذاب تیار کر رکھا ہے۔

انبیاء سے جو عہد لیا وہ تبلیغ رسالت اور دین حق کی دعوت کا تھا۔

اور خصوصیت سے اپنے حبیب پاک جناب سید الانبیاء سے بھی یہی عہد لیا۔

یہاں سید عالم صلے اللہ علیہ وسلم کا ذکر دوسرے انبیاء پر مقدم کرنا اس سبب سے ہے کہ حضور کی فضیلت سب پر ظاہر رہے۔

اور نوح نجی اللہ۔ ابراہیم خلیل اللہ۔ موسیٰ کلیم اللہ اور عیسیٰ روح اللہ کے نام لے کر وَاَخَذْنَا مِنْهُمْ مِّیْثَاقًا غَلِیْظًا وہ مضبوط عہد ان سے یا ان کی تصدیق کرنے والوں سے لینا مراد ہے۔

اس میں لِیَسْئَلَ الصّٰدِقِیْنَ میں یہ سوال انہیں انبیاء سے کیا جائے گا جو انہوں نے اپنی قوم سے فرمایا اور تبلیغ کی یا مومنین سے ان کی تصدیق کا سوال ہوگا۔

یا انبیاء کرام کو جو ان کی امتوں نے جواب دیے وہ پوچھے جائیں گے اور اس کے بدلہ میں منکرین کی تذلیل ہو اور آخر میں فرمادیا کہ کفار و مشرکین کے لیے دردناک عذاب تیار کیا ہوا ہے۔

مختصر تفسیر اردو پہلا رکوع سورۃ احزاب پ ۲۱

یٰۤاَیُّهَا النَّبِیُّ اتَّقِ اللّٰهَ وَلَا تُطِعِ الْكٰفِرِیْنَ وَالْمُنٰفِقِیْنَ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِیْمًا حَكِیْمًا۔ اے غیب کی خبریں بتانے والے محبوب اللہ سے ڈرتے رہو اور کافروں منافقوں کی نہ سننا بے شک وہ

سب کچھ جاننے والا حکمت والا ہے۔

اس سورۂ مبارکہ میں اللہ تعالے نے اپنے حبیب کو منادی بالوصف فرمایا اور نام مبارک تعظیماً وتفخیماً نہیں لیا یعنی یا محمد نہیں کہا بلکہ یٰاَیُّھَا النَّبِیُّ فرمایا۔ نبی حضور کی صفت ہے جو نبأ سے مشتق ہے نبأ خبر کو کہتے ہیں تو نبی کے معنی خبر دینے والے ہوئے اور خبر وہی خبر ہوتی ہے جس کا علم سننے والے کو نہ ہو اور وہ اس سے مخفی ہو تو معنی صحیح یہی ہوئے کہ اے غیب کی خبریں بتلانے والے

اور اللہ تعالے نے حضور کو ہی منادی بالوصف کیا برخلاف دیگر انبیاء کرام کہ انہیں نام لے کر مخاطب کیا جیسے یٰمُوْسٰی۔ یٰیَحْیٰی یٰاٰدَمُ۔ یٰعِیْسٰی وغیرہ بقول شاعر

یا آدم ست بہر خطاب ابوالبشر　　　یا اَیُّھَا النَّبِیُّ خطاب محمد است

اور جہاں قرآن کریم میں حضور کا نام پاک ہے وہ بطور اخبار ہے جس میں لوگوں کو تعلیم مقصود ہے کہ یہ ہمارے رسول ہیں جیسے فرمایا مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ۔ محمد صلے اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں۔

وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ۔ ہمارے محبوب محمد صلے اللہ علیہ وسلم رسول ہیں۔

وَاٰمِنُوْا بِمَا نُزِّلَ عَلٰی مُحَمَّدٍ۔ اس میں بھی حکم ہے کہ ایمان لاؤ اس پر جو محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوا

یَاْتِیْ مِنْۢ بَعْدِی اسْمُہٗۤ اَحْمَدُ۔ عیسٰی علیہ السلام نے بشارت دی کہ میرے بعد جو تشریف لائیں گے ان کا نام مبارک احمد ہے۔

بہرحال قرآن پاک میں یہ چار ہی مقام ہیں جہاں بطور تعلیم یا بطریق خبر نام پاک لیا گیا باقی تمام مقامات پر تعظیماً حضور کی صفات سے حضور کا تعارف کرایا گیا۔

لَقَدْ جَآءَکُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِکُمْ۔

لَقَدْ مَنَّ اللّٰہُ عَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ اِذْ بَعَثَ فِیْھِمْ رَسُوْلًا۔

وَقَالَ الرَّسُوْلُ یٰرَبِّ اِنَّ قَوْمِی اتَّخَذُوْا۔

اَلنَّبِیُّ اَوْلٰی بِالْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ اَنْفُسِھِمْ۔

یٰۤاَیُّھَا النَّبِیُّ لِمَ تُحَرِّمُ مَآ اَحَلَّ اللّٰہُ لَکَ۔

یٰۤاَیُّھَا النَّبِیُّ اتَّقِ اللّٰہَ۔

یٰۤاَیُّھَا الْمُزَّمِّلُ۔

یٰۤاَیُّھَا الْمُدَّثِّرُ۔

یٰسٓ۔ وَالْقُرْاٰنِ الْحَکِیْمِ۔

طٰہٰ۔ مَا اَنْزَلْنَا عَلَیْكَ الْقُرْاٰنَ لِتَشْقٰی۔

عَفَی اللّٰہُ عَنْكَ۔

وَاتَّبِعْ مَا یُتْلٰی عَلَیْكَ مِنَ الْکِتٰبِ۔ وَغَیْرِ ذٰلِكَ

اور اِتَّقِ اللّٰہَ جو یَا اَیُّھَا النَّبِیُّ کے بعد فرمایا اس سے مراد دوام وثبات علی الایمان ہے حیث قَالَ وَالْمَقْصُوْدُ الدَّوَامُ وَالثَّبَاتُ عَلَیْھَا۔ وَقِیْلَ الْاِزْدِیَادُ مِنْھَا فَاِنَّ لَھَا بَابًا وَعَرْضًا عَرِیْضًا لَایُنَالُ مُرَادُہٗ۔ آگے ارشاد ہے۔

وَلَا تُطِعِ الْکٰفِرِیْنَ۔ اور نہ اتباع کرنا کافرین مجاہرین کا کفر ہیں۔

وَالْمُنٰفِقِیْنَ۔ اور نہ منافقوں کی سننا۔

شان نزول

آیۂ کریمہ کا یہ ہے کہ ابن جریر ضحاک سے اور وہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ فرماتے ہیں۔

اِنَّ اَھْلَ مَکَّۃَ مِنْھُمُ الْوَلِیْدُ بْنُ مُغِیْرَۃَ وَشَیْبَۃُ بْنُ رَبِیْعَۃَ دَعَوُا النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَنْ یَّرْجِعَ عَنْ قَوْلِہٖ عَلٰی اَنْ یُّعْطُوْہُ شَطْرَ اَمْوَالِھِمْ وَفِیْ رِوَایَۃٍ وَیُزَوِّجُہٗ شَیْبَۃُ بِنْتَہٗ وَخَوَّفُوْہُ الْمُنَافِقُوْنَ وَالْیَھُوْدُ بِالْمَدِیْنَۃِ اِنْ لَّمْ یَرْجِعْ قَتَلُوْہُ فَنَزَلَتْ۔

اہل مکہ میں سے ولید بن مغیرہ اور شیبہ بن ربیعہ نے حضور کو بلایا کہ وہ اپنے فرمان سے رجوع کر لیں تو ہم اپنے مال سے حصہ مقرر کر دیں گے اور ایک روایت میں ہے کہ شیبہ نے اپنی بیٹی دینے کا بھی لالچ دیا اور منافقین ویہود مدینہ کا خوف بھی دلایا کہ اگر وہ ہمارے معبودوں کی مخالفت ترک نہ فرمائیں گے تو وہ قتل پر آمادہ ہو جائیں گے تو یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔

اور بروایت ثعلبی اور واحدی شان نزول بلا اسناد اس طرح مروی ہے کہ

اَنَّ اَبَا سُفْیَانَ بْنَ حَرْبٍ وَعِکْرَمَۃَ ابْنَ اَبِیْ جَھْلٍ وَاَبَا الْاَعْوَرِ السُّلَمِیَّ اِسْمُہٗ اَبَا عَمْرِو بْنَ اَبَا سُفْیَانَ قَدِمُوْا عَلَیْہِ عَلَیْہِ السَّلَامُ فِیْ زَمَانِ الْمُوَادَعَۃِ الَّتِیْ کَانَتْ بَیْنَہٗ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَبَیْنَھُمْ وَقَامَ مَعَھُمْ عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ اُبَیٍّ وَمُعَتِّبُ بْنُ قُشَیْرٍ وَالْجَدُّ بْنُ قَیْسٍ فَقَالُوْا لِرَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اُرْفُضْ ذِکْرَ اٰلِھَتِنَا وَقُلْ اِنَّھَا تَشْفَعُ وَتَنْفَعُ وَنَدَعُكَ وَرَبَّكَ فَشَقَّ ذٰلِكَ عَلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَالْمُؤْمِنِیْنَ وَھَمُّوْا بِقَتْلِھِمْ فَنَزَلَتْ۔

ابوسفیان اور عکرمہ اور ابوالاعور جس کا نام عمرو بن ابوسفیان تھا یہ لوگ حضور کی خدمت میں حاضر آئے اور ان کے ساتھ عبداللہ بن ابی اور معتب بن قشیر اور جد بن قیس بھی شامل ہوئے اور حضور سے عرض کی آپ

ہمارے معبودوں کی مخالفت چھوڑ کر اتنا فرمادیں کہ یہ بھی شفاعت کریں گے اور نفع دیں گے تو ہم بھی آپ کو اور آپ کے خدا کو برا کہنا چھوڑ دیں گے۔

توحضور کو یہ مطالبہ ناگوار گزرا اور صحابہ پر بھی شاق ہوا حتی کہ وہ ان کے قتل پر آمادہ ہو گئے تو پھر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔

اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِيْمًا حَكِيْمًا۔ بے شک اللہ خوب جاننے والا مصالح ومفاسد دین ودنیا کو تو آپ کو وہ حکم نہیں دیتا مگر مصالح ومفاسد کے علم کے ماتحت تو وہ آپ کو نہیں روکتا مگر اس کے فسادات کی وجہ ہیں اور آپ کو حکم نہیں دیتا مگر بہ مقتضاء حکمت بالغہ۔

وَاتَّبِعْ مَا يُوْحٰى اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرًا۔ بے شک اور پیروی کیجئے اس کی جو آپ کی طرف وحی ہوئی آپ کے رب کی طرف سے۔

یعنی یہ عبارت یوں بنے گی اِتَّبِعْ فِيْ كُلِّ مَا تَاْتِيْ وَتَذَرُ مِنْ اُمُوْرِ الدِّيْنِ مَا يُوْحٰى اِلَيْكَ مِنَ الْاٰيَاتِ الَّتِيْ مِنْ جُمْلَتِهَا۔

چنانچہ صاحب المعانی فرماتے ہیں هٰذِهِ الْاٰيَةُ الْاٰمِرَةُ بِتَقْوَى اللّٰهِ تَعَالٰى النَّاهِيَةُ عَنْ اِطَاعَةِ الْكَفَرَةِ وَالْمُنَافِقِيْنَ۔ یہ آیت اللہ تعالے کے ساتھ تقوی کا حکم کرتی اور اطاعت کفار سے مانع ہے اور منافقین سے احتراز کا حکم دیتی ہے۔

اِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرًا۔ بیشک اللہ جو کچھ تم کرتے ہو اس سے خبردار ہے۔

قِيْلَ الْخِطَابُ لِلرَّسُوْلِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالْجَمْعُ لِلتَّعْظِيْمِ۔ ایک قول تو اس کے متعلق یہ ہے کہ یہ خطاب حضور صلے اللہ علیہ وسلم کو ہے اور صیغہ جمع تعظیم کے لیے لایا گیا ہے۔

اور ابو البقاء کہتے ہیں اِنَّمَا جَاءَ بِالْجَمْعِ لِاَنَّهُ عَنٰى بِقَوْلِهٖ تَعَالٰى اِتَّبِعْ مَا يُوْحٰى۔ يَعْنِيْ اِتَّبِعْ اَنْتَ وَاَصْحَابُكَ۔ یہ صیغہ جمع کے لیے ہے اس لیے کہ اس میں اِتَّبِعْ مَا يُوْحٰى کی طرح یہ حکم ہے۔ یعنی پیروی کیجئے آپ اور آپ کے اصحاب۔

وَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ۔ اور اللہ پر بھروسہ کیجئے۔ يَعْنِيْ فَوِّضْ جَمِيْعَ اُمُوْرِكَ اِلَيْهِ عَزَّ وَجَلَّ۔ وَكَفٰى بِاللّٰهِ وَكِيْلًا۔ اور کافی ہے اللہ ہر امر میں تمہارا محافظ۔

اس کے بعد جو آیت کریمہ ہے اس کا شان نزول احمد اور ترمذی اور ابن جریر اور ابن المنذر اور ابن ابی حاتم اور حاکم اور ابن مردویہ اور ضیا مختار میں ابن عباس رضی اللہ عنہما سے راوی ہیں قَالَ قَامَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمًا يُصَلِّيْ فَخَطَرَ خَطْرَةً فَقَالَ الْمُنَافِقُوْنَ الَّذِيْنَ يُصَلُّوْنَ مَعَهٗ اَلَا تَرٰى اِنَّ لَهٗ قَلْبَيْنِ

قَلْبًا مَّعَكُمْ وَقَلْبًا مَّعَهُمْ فَنَزَلَتْ۔ فرماتے ہیں کہ حضور ایک دن نماز کے لیے کھڑے ہوئے تو کوئی خطرہ لاحق ہوگیا منافقین جو نماز کے اندر حضور کے پیچھے تھے بولے حضور کے دو قلب ہیں ایک قلب تمہارے ساتھ ہے اور دوسرا مسلمانوں کے ساتھ تو یہ آیۂ کریمہ نازل ہوئی۔

اور مقاتل اپنی تفسیر میں اور اسمٰعیل بن ابی زیاد الشامی وغیرہ کہتے ہیں۔ نَزَلَتْ فِیْ اَبِیْ مَعْمَرٍ الْفِهْرِیِّ كَانَ اَهْلُ مَكَّةَ یَقُوْلُوْنَ لَهٗ قَلْبَانِ مِنْ قُوَّةِ حِفْظِهٖ وَكَانَتِ الْعَرَبُ تَزْعَمُ اَنَّ كُلَّ لَبِیْبٍ اَدِیْبٍ لَهٗ قَلْبَانِ حَقِیْقَةً۔ اَبُوْ مَعْمَرٍ هٰذَا اِشْتَهَرَ بَیْنَ اَهْلِ مَكَّةَ بِذِی الْقَلْبَیْنِ وَهُوَ عَلٰی مَا فِی الْاِصَابَةِ جَمِیْلُ بْنُ اُسَیْدٍ مُصَغَّرُ الْاَسَدِ۔

یہ آیت کریمہ ابی معمر الفہری کے حق میں نازل ہوئی یہ مکہ والوں میں سے تھا وہ کہتے تھے کہ اس کے دو قلب ہیں قوت حافظہ کی وجہ سے اور عرب یہی گمان کرتے تھے کہ ہر لبیب ذہین کے دو دل ہوتے ہیں اور ابو معمر اہل مکہ میں ذوالقلبین مشہور تھا۔ اور اصابہ فی معرفۃ الصحابہ میں ہے کہ یہ جمیل بن اسید کے متعلق مشہور تھا کہ وہ ذی القلبین ہے۔ اسید تصغیر ہے اسد کی۔

اور ایک روایت میں ہے ابی معمر یا جمیل بن اسید خود کہا کرتا تھا کہ اِنَّ لِیْ قَلْبَیْنِ اَفْهَمُ بِاَحَدِهِمَا اَكْثَرَ مِمَّا یَفْهَمُ مُحَمَّدٌ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَرُوِیَ اَنَّهٗ لَمَّا هُزِمَ یَوْمَ بَدْرٍ مَرَّ بِاَبِیْ سُفْیَانَ وَهُوَ مُعَلِّقٌ اِحْدٰی نَعْلَیْهِ بِیَدِهٖ وَالْاُخْرٰی فِیْ رِجْلِهٖ فَقَالَ لَهٗ اَبُوْ سُفْیَانَ مَا فَعَلَ النَّاسُ فَقَالَ هُمْ بَیْنَ مَقْتُوْلٍ وَهَارِبٍ فَقَالَ لَهٗ مَا بَالُ اِحْدٰی نَعْلَیْكَ فِیْ رِجْلِكَ وَالْاُخْرٰی فِیْ یَدِكَ فَقَالَ مَا ظَنَنْتُ اِلَّا اَنَّهُمَا فِیْ رِجْلَیَّ فَاَكْذَبَ اللّٰهُ تَعَالٰی قَوْلَهٗ وَقَوْلَهُمْ۔

ابی معمر یا جمیل بن اسید کہا کرتا تھا کہ میرے دو قلب ہیں ایک دل کے ذریعہ (معاذ اللہ) حضور صلے اللہ علیہ وسلم سے زیادہ سمجھتا ہوں۔

روایت کہ جب یوم بدر میں ہزیمت ہوئی تو ابی معمر ابوسفیان کے پاس سے گزرا اور ایسے حال میں گزرا کہ ایک جوتی ہاتھ میں لٹکائی ہوئی تھی اور ایک جوتی پیر میں پہنے ہوئے تھا تو ابوسفیان نے کہا اے ابومعمر یہ کیا حال ہے کہ ایک جوتی ہاتھ میں ہے اور ایک پہن رکھی ہے۔ ابومعمر کہنے لگا میرا خیال تو یہی تھا کہ میں دونوں جوتیاں پہنے ہوئے ہوں۔ اللہ تعالے نے آیت کریمہ میں تکذیب کی اور فرمایا۔

مَا جَعَلَ اللّٰهُ لِرَجُلٍ مِّنْ قَلْبَیْنِ فِیْ جَوْفِهٖ۔ نہیں کیا اللہ نے کسی آدمی کے اندر دو دل۔

حسن سے مروی ہے کہ ایک جماعت اس خیال پر تھی کہ اَلْوَاحِدُ مِنْهُمْ نَفْسٌ تَاْمُرُنِیْ وَنَفْسٌ تَنْهَانِیْ۔ ایک دل انسان میں وہ ہے جو کسی فعل کے کرنے کا حکم دیتا ہے اور ایک دل وہ ہے جو منع کرتا ہے۔

یہاں لفظ جعل بمعنے خلق ہے وَالْمُرَادُ مَا خَلَقَ سُبْحٰنَهٗ لِاَحَدٍ اَوْلِذِیْ قَلْبٍ مِّنَ الْحَیَوَانِ مُطْلَقًا قَلْبَیْنِ۔ مَا جَعَلَ اللّٰهُ لِرَجُلٍ کے معنی مَا خَلَقَ اللّٰهُ سُبْحَانَهٗ ہیں۔ یعنی نہیں پیدا کیے اللہ تعالےٰ نے کسی ذی قلب میں دو قلب۔

حقیقت یہ ہے کہ قلب سے مراد وہ مضغہ ہے صنوبریہ جو جوف صدر میں بنایا گیا۔

اور نفس ناطقہ وہ ہے جسے نفس حیوانیہ کہتے ہیں اس سے لازمی طور پر روح متعلق ہے اور روح ایک جسم لطیف بخاریہ ہے جو اجزاء اغذیہ کے لطیف جزوں سے متکون ہوتی ہے۔

وَقَدْ ذَکَرَ غَیْرُ وَاحِدٍ اَنَّ اَوَّلَ عُضْوٍ یُّخْلَقُ هُوَ الْقَلْبُ فَاِنَّهٗ اَلْمَجْمَعُ لِلرُّوْحِ۔ اکثر اس طرف ہیں کہ سب سے پہلا عضو جو پیدا کیا جاتا ہے وہ قلب ہے۔ اور وہی روح کا مقام ہے فَیَجِبُ اَنْ یَّکُوْنَ التَّعَلُّقُ اَوَّلًا بِهٖ ثُمَّ بِوَاسِطَتِهٖ بِالدِّمَاغِ وَالْکَبِدِ وَبِسَائِرِ الْاَعْضَاءِ۔ فَیَتْبَعُ الْقُوٰی بِاَسْرِهَا مِنْهُ وَذٰلِكَ یَمْنَعُ التَّعَدُّدَ۔ تو لازم ہوا کہ تمام اعضاء کا اول تعلق قلب سے ہو پھر قلب کے واسطہ سے دماغ کا اور جگر کا پھر تمام اعضاء کا تو منبع قوی اسی کو مانا گیا ہے اور یہی مسلم ہے کہ وہ ایک ہے اور اس کا دو ہونا ممنوع ہے اور یہی فرمان حبیب اکرم صلے اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے حَیْثُ قَالَ۔

اِنَّ فِیْ جَسَدِ اٰدَمَ لَمُضْغَةً اِنْ صَلُحَتْ صَلُحَتِ الْجَسَدُ کُلُّهٗ وَاِنْ فَسَدَتْ فَسَدَتِ الْجَسَدُ کُلُّهٗ اَلَا وَهِیَ الْقَلْبُ۔ انسان کے جسم میں ایک مضغہ ہے اگر وہ صحیح ہے تو تمام جسم صحیح ہے اور اگر اس میں فساد ہو جائے تو تمام جسم میں فساد ہو جاتا ہے۔ خبردار رہو وہ قلب ہے۔

وَمَا جَعَلَ اَزْوَاجَکُمُ الّٰٓـِٔیْ تُظٰهِرُوْنَ مِنْهُنَّ اُمَّهٰتِکُمْ اور نہ تم لوگوں کی بیبیوں کو جن سے تم ظہار کر لیتے ہو تمہاری ماں بنایا۔

تظاہرون۔ جمع مذکر حاضر ہے اور صیغہ مضارع کا ہے اس کا مصدر ظہار ہے۔ ظہار کے معنی شرعی کسی کا اپنی بیوی سے کہہ دینا کہ تو مجھ پر ایسی ہے جیسی میری ماں کی پشت۔ یہ لفظ ظہر سے مشتق ہے اور ظہر پشت کو کہتے ہیں۔

اصلیّت ظہار

اسلام سے قبل عرب کا ایک رواج تھا جسے ظہار کہتے ہیں۔

وہ اس قسم کے الفاظ سے واقع ہوتا تھا جب مرد عورت کو کہہ دے کہ تیری پیٹھ مجھے اپنی ماں کی جگہ ہے جس کا یہ مطلب ہوتا کہ تو میری ماں کی جگہ ہے۔

اس جملہ کے کہہ دینے سے ان کے نزدیک عورت مرد سے جدا ہو جاتی تھی۔ اور آج بھی بے علم

طبقہ ایسا ہی سمجھتا ہے۔ لیکن قانون اسلام میں اسے طلاق کی جگہ نہیں مانا گیا۔
بلکہ اس کا کفارہ مقرر کیا گیا جو اٹھائیسویں پارہ کی سورہ مجادلہ میں مذکور ہے جس میں ارشاد ہے۔
وَالَّذِيْنَ يُظٰهِرُوْنَ مِنْ نِّسَآئِهِمْ ثُمَّ يَعُوْدُوْنَ لِمَا قَالُوْا فَتَحْرِيْرُ رَقَبَةٍ مِّنْ قَبْلِ اَنْ يَّتَمَآسَّا ذٰلِكُمْ تُوْعَظُوْنَ بِهٖ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ فَمَنْ لَّمْ يَجِدْ فَصِيَامُ شَهْرَيْنِ مُتَتَابِعَيْنِ مِنْ قَبْلِ اَنْ يَّتَمَآسَّا فَمَنْ لَّمْ يَسْتَطِعْ فَاِطْعَامُ سِتِّيْنَ مِسْكِيْنًا۔

اور جو لوگ اپنی بیویوں سے ظہار کرتے ہیں پھر لوٹ کر اسے اپنی بیوی رکھتے ہیں یا وہی کام کرتے ہیں جو کہہ چکے ہیں کہ نہیں کریں گے تو ایک دوسرے کو چھونے سے پہلے ایک غلام آزاد کرے مسلمانوں تم کو یہ نصیحت کی جاتی ہے کہ اس پر کاربند رہو اور اللہ تمہارے عملوں سے خبردار ہے تو جیسے غلام نہ میسر ہو جیسا کہ فی زماننا شرعی غلام معدوم ہے تو ایک دوسرے کو چھونے سے پہلے مسلسل ساٹھ روزے رکھے اور جسے اس کی طاقت نہ ہو تو ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلائے۔

یہ آیت کریمہ ہے جس سے فقہا نے ظہار کے جزئیات نکالے۔ اور
دوسری رسم قبیح یہ بھی تھی کہ لے پالک کو عام طور پر پالنے والے کی اولاد تصور کرتے تھے آگے اس کا بھی رد فرمایا اور ارشاد ہوا
وَمَا جَعَلَ اَدْعِيَآءَكُمْ اَبْنَآءَكُمْ ذٰلِكُمْ قَوْلُكُمْ بِاَفْوَاهِكُمْ وَاللّٰهُ يَقُوْلُ الْحَقَّ وَهُوَ يَهْدِى السَّبِيْلَ اُدْعُوْهُمْ لِاٰبَآئِهِمْ هُوَ اَقْسَطُ عِنْدَ اللّٰهِ فَاِنْ لَّمْ تَعْلَمُوْٓا اٰبَآءَهُمْ فَاِخْوَانُكُمْ فِى الدِّيْنِ وَمَوَالِيْكُمْ۔ اور نہیں کیا تمہارے لے پالکوں کو تمہارا بیٹا یہ بات تمہارے اپنے منہ کی ہے اور اللہ تو حق بات فرماتا ہے اور وہی لوگوں کو سیدھا راستہ دکھاتا ہے۔

اَدْعِيَآء جمع دعیّ کی ہے جیسے انقیا جمع نقیّ کی ہے۔ دعیّ منہ بولے بیٹے کو کہتے ہیں جیسے ہماری زبان میں متبنّیٰ کہا جاتا ہے۔
هُوَ اَقْسَطُ۔ هُوَ ضمیر راجع ادعوا کی مصدر کی طرف جس طرح اِعْدِلُوْا هُوَ اَقْرَبُ لِلتَّقْوٰى میں ہو راجع ہے عدل کی طرف جو مصدر ہے اعدلوا کا۔
اَقْسَطُ۔ افعل التفضیل کا صیغہ ہے جو مشتق ہے قسط ہے اس کے معنی عدل کے ہیں۔
خلاصہ مفہوم آیت یہ ہوا کہ اپنی بیوی کو ماں کے برابر کہنے والا ظہار کرنے والا ہے اس سے بیوی کے نکاح پر اثر نہیں پڑتا بلکہ اس کہنے پر کفارہ ادا کرنا لازمی ہے۔ غلام شرعی اگر میسر ہو اسے آزاد کرے یا ساٹھ روزے رکھے یا ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلائے اس سے قبل بیوی سے قربت حرام ہے۔

ایسے ہی جیسے منہ بولا بیٹا کہہ دیا وہ درحقیقت بیٹا نہیں ہو سکتا یہ رسم مشرکین میں تھی۔ اسلام میں اس کی کچھ اصل نہیں ہے۔ چنانچہ

اُدْعُوْهُمْ لِاٰبَآئِهِمْ هُوَ اَقْسَطُ عِنْدَ اللّٰهِ۔ میں وضاحت ہے کہ اسے اپنے باپ کی طرف ہی منسوب کرو یہی انصاف ہے۔

اَخْرَجَ الشَّيْخَانِ وَالتِّرْمِذِيُّ وَالنَّسَائِيُّ وَغَيْرُهُمْ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّ زَيْدَ بْنَ حَارِثَةَ مَوْلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا كُنَّا نَدْعُوْهُ اِلَّا زَيْدُ بْنُ مُحَمَّدٍ حَتّٰى نَزَلَ الْقُرْاٰنُ اُدْعُوْهُمْ لِاٰبَآئِهِمْ۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ ہم زید بن حارثہ کو جو حضور کے غلام آزاد شدہ تھے انہیں زید بن محمد ہی کہتے تھے حتیٰ کہ آیت کریمہ میں ممانعت آگئی اور ارشاد ہوا اُدْعُوْهُمْ لِاٰبَآئِهِمْ۔

فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْتَ زَيْدُ بْنُ حَارِثَةَ بْنِ شَرَاحِيْلَ۔ چنانچہ حضور نے بھی فرمایا تم زید بن حارثہ بن شراحیل ہو۔

اس کا مفصل واقعۂ نزول

یہ ہے کہ ابن مردویہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے راوی ہیں۔

اِنَّهٗ كَانَ فِيْ اَخْوَالِهٖ بَنِيْ مَعْنٍ مِّنْ بَنِيْ ثُعَلٍ مِنْ طَيٍّ فَاُصِيْبَ فِيْ نَهْبٍ مِّنْ طَيٍّ فَقُدِّمَ بِهٖ سُوْقَ عُكَاظٍ وَانْطَلَقَ حَكِيْمُ بْنُ حِزَامِ ابْنِ خُوَيْلِدٍ اِلٰى عُكَاظٍ يَتَسَوَّقُ بِهَا فَاَوْصَتْهُ عَمَّتُهٗ خَدِيْجَةُ اَنْ يَّبْتَاعَ لَهَا غُلَامًا ظَرِيْفًا عَرَبِيًّا اِنْ قَدَرَ عَلَيْهِ فَلَمَّا قَدِمَ وَجَدَ زَيْدًا يُبَاعُ فِيْهَا فَاَعْجَبَهٗ ظَرْفُهٗ فَابْتَاعَهٗ فَقَدِمَ بِهٖ عَلَيْهَا وَقَالَ لَهَا اِنِّيْ قَدِ ابْتَعْتُ لَكِ غُلَامًا ظَرِيْفًا عَرَبِيًّا فَاِنْ اَعْجَبَكِ فَخُذِيْهِ وَاِلَّا فَدَعِيْهِ فَاِنَّهٗ قَدْ اَعْجَبَنِيْ۔ وہ اپنے ننہال بنی معن میں تھے اور بنی معن جو بنی ثعل سے تھے ان کی شاخ بنی طے پر کسی جنگ میں ایسی افتاد پڑی کہ زید اس میں غلام بنا کر سوق عکاظ میں لائے گئے۔

اور حکیم بن حزام بن خویلد بطور سیر سوق عکاظ میں آئے انہیں ان کی پھوپھی حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے کہہ رکھا تھا کہ کوئی اچھا عقلمند غلام عربی میرے لیے اگر ممکن ہو تو خرید لو۔

حکیم بن حزام جب اس بازار عکاظ میں آئے تو حضرت زید کو بکتا ہوا دیکھا آپ کو وہ پسند آگئے اور خرید کر حضرت خدیجہ کی خدمت میں لائے اور کہا میں نے تمہارے لیے ایک غلام خریدا جو ذہین اور عربی ہے اگر تمہیں پسند ہو رکھ لو ورنہ رہنے دو۔

فَلَمَّا رَاَتْهُ خَدِيْجَةُ اَعْجَبَهَا فَاَخَذَتْهُ۔ حضرت خدیجہ نے جب انہیں دیکھا پسند کر لیا اور اپنے پاس رکھ لیا

فَتَزَوَّجَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَھُوَ عِنْدَھَا۔ پھر حضور کا عقد حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا سے ہو گیا اور زید ان کے پاس تھے۔

فَاَعْجَبَ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ظَرْفُہٗ فَاسْتَوْھَبَہٗ مِنْھَا اِنَّہٗ کَانَ اِبْنُ ثَمَانٍ حِیْنَ وُھِبَ حضور کو حضرت زید کی ذہانت پسند آگئی اور حضرت ام المومنین خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا سے فرمایا اس غلام کو ہمیں ہبہ کر دو۔

فَقَالَتْ اَھَبُہٗ لَکَ فَاِنْ اَرَدْتَّ عِتْقَہٗ فَالْوَلَاءُ لِیْ۔ حضرت ام المومنین نے عرض کی حضور ہبہ تو میں کرتی ہوں لیکن جب حضور اس کے آزاد فرمانے کا ارادہ فرمائیں تو اس کی ولا میرے حق میں ہو گی۔

فَاَبٰی عَلَیْھَا عَلَیْہِ السَّلَامُ۔ اس سے حضور نے انکار فرمایا آخر ش ام المومنین نے بلا شرط ہبہ کر دیا۔

فَوَھَبَتْہُ لَہٗ اِنْ شَاءَ اَعْتَقَ وَاِنْ شَاءَ اَمْسَکَ۔ اور کہہ دیا حضور چاہیں آزاد کریں اور چاہیں تو غلام بنا کر ہی رکھیں۔

فَشَبَّ عِنْدَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ۔ پھر وہ حضور کی غلامی میں ہی جوان ہوئے۔

ثُمَّ اَنَّہٗ خَرَجَ فِیْ اِبِلٍ لِاَبِیْ طَالِبٍ بِاَرْضِ الشَّامِ فَمَرَّ بِاَرْضِ قَوْمِہٖ۔ پھر ایک بار حضرت زید ابو طالب کے اونٹوں کے ساتھ ارض شام کی طرف گئے اور اپنی قوم کی زمین پر گذرے۔

فَعَرَفَہٗ عَمُّہٗ تو حضرت زید کے چچا نے انہیں پہچان لیا۔

فَقَامَ اِلَیْہِ پس وہ آپ کے پاس کھڑا ہوا۔

فَقَالَ مَنْ اَنْتَ یَا غُلَامُ۔ چچا نے پوچھا لڑکے تو کون ہے۔

قَالَ غُلَامٌ مِّنْ اَھْلِ مَکَّۃَ۔ حضرت زید نے کہا میں اہل مکہ سے ہوں۔

قَالَ مِنْ اَنْفُسِھِمْ۔ چچا نے کہا کیا انہیں میں سے ہو۔

قَالَ لَا۔ زید نے کہا نہیں۔

قَالَ فَحُرٌّ اَنْتَ اَمْ مَمْلُوْکٌ۔ چچا نے کہا تو آزاد ہے یا غلام۔

قَالَ بَلْ مَمْلُوْکٌ۔ حضرت زید نے کہا نہیں میں غلام مملوک ہوں۔

قَالَ لِمَنْ۔ چچا نے پوچھا کس کا غلام ہے۔

قَالَ لِمُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ۔ حضرت زید نے کہا میں محمد بن عبد اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا غلام مملوک ہوں۔

فَقَالَ لَہٗ اَعَرَبِیٌّ اَنْتَ اَمْ عَجَمِیٌّ۔ چچا نے پوچھا تو عربی ہے یا عجمی۔

قَالَ عَرَبِیٌّ۔ زید نے فرمایا عربی النسل ہوں
قَالَ مِمَّنْ اَصْلُكَ۔ چچا نے پوچھا کس قبیلہ سے تیری اصل ہے۔
قَالَ مِنْ كَلْبٍ۔ زید نے فرمایا میں قبیلہ بنی کلب سے ہوں۔
قَالَ مِنْ اَیِّ كَلْبٍ۔ چچا نے پوچھا کونسا بنی کلب تیرا قبیلہ ہے۔
قَالَ مِنْ بَنِیْ عَبْدِ وُدٍّ۔ زید نے کہا بنی عبد ودّ سے۔
قَالَ وَیْحَكَ اِبْنُ مَنْ اَنْتَ۔ چچا نے کہا ہائے افسوس تو کس کا بیٹا ہے۔
قَالَ اِبْنُ حَارِثَةَ بْنِ شَرَاحِیْلَ۔ حضرت زید نے کہا میں حارثہ بن شراحیل کا ہوں۔
قَالَ فَاَیْنَ اُصِبْتَ۔ چچا نے کہا تو کہاں گرفتار ہوا
قَالَ فِیْ اَخْوَالِیْ۔ زید نے کہا اپنے ننھیال میں
قَالَ وَمَنْ اَخْوَالُكَ۔ چچا نے پوچھا تیرے ننھیال کون ہیں
قَالَ طَیٌّ۔ زید نے کہا بنی طے۔
قَالَ مَا اسْمُ اُمِّكَ۔ چچا نے کہا تیری ماں کا کیا نام ہے۔
قَالَ سُعْدٰی۔ حضرت زید نے کہا میری ماں سُعدیٰ ہے۔
فَالْتَزَمَهٗ وَقَالَ اِبْنُ حَارِثَةَ وَدَعَا اَبَاهُ فَقَالَ یَا حَارِثَةُ هٰذَا اِبْنُكَ۔ تو چچا نے حضرت زید کو گلے لگا یا اور کہا حارثہ کا بیٹا۔ اور انکے باپ کو بلا کر کہا اے حارثہ یہ تمہارا بیٹا ہے۔
فَاَتَاهُ حَارِثَةُ فَلَمَّا نَظَرَ اِلَیْهِ عَرَفَهٗ۔ حارثہ جب آئے اور دیکھا تو اپنے لخت جگر زید کو پہچان لیا۔
قَالَ كَیْفَ صُنْعُ مَوْلَاكَ اِلَیْكَ۔ باپ نے پوچھا کیسا برتاؤ ہے تیرے مولی کا تیرے ساتھ
قَالَ یُؤْثِرُنِیْ عَلٰی اَهْلِهٖ وَوَلَدِهٖ۔ حضرت زید نے فرمایا میرے ساتھ بیوی بچوں سے زاید محبت کرتے ہیں
فَرَكِبَ مَعَهٗ اَبُوْهُ وَعَمُّهٗ وَاَخُوْهُ حَتّٰی قَدِمُوْا مَكَّةَ فَلَقُوْا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ
پھر حضرت زید کے ساتھ حارثہ اور زید کے چچا اور بھائی سوار ہو کر مکہ آئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی۔
فَقَالَ لَهٗ حَارِثَةُ یَا مُحَمَّدُ اَنْتُمْ اَهْلُ حَرَمِ اللّٰهِ تَعَالٰی وَجِیْرَانُهٗ وَعِنْدَ بَیْتِهٖ تَفُكُّوْنَ الْعَانِیَ وَتُطْعِمُوْنَ الْاَسِیْرَ اِبْنِیْ عِنْدَكَ فَامْنُنْ عَلَیْنَا وَاَحْسِنْ عَلَیْنَا فِیْ فِدَائِهٖ فَاِنَّكَ اِبْنُ سَیِّدِ قَوْمِهٖ وَاِنَّا سَنَرْفَعُ اِلَیْكَ فِی الْفِدَاءِ مَا اَحْبَبْتَ۔ اور حارثہ نے بارگاہ رسالت میں عرض کی حضور آپ اللہ کے حرم والے اور اس کے ہمسایہ ہیں اور اللہ کے گھر کے پاس آپ قیدیوں کو آزاد فرماتے اور اسیروں کو کھلاتے ہیں میرا بیٹا حضور کے پاس ہے تو آپ ہم پر احسان فرمائیں اور سلوک کریں اس کے آزاد کرنے میں آپ ابن سید

قوم ہیں اور ہم لوگ دست سوال بخشش کے لیے بلند کیے ہوئے ہیں اور وہ مانگتے ہیں جو مجھے محبوب ہے (یعنی اپنا بیٹا آپ سے طلب کرتا ہوں)

فَقَالَ لَہٗ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اُعْطِیْکُمْ خَیْرًا مِّنْ ذٰلِکَ حضور نے فرمایا ہم اس سے بہتر آپ کو عطا فرماتے ہیں۔

قَالُوْا وَمَا ھُوَ۔ حارثہ نے عرض کی وہ کیا ہے۔

قَالَ اُخَیِّرُہٗ فَاِنْ اخْتَارَکُمْ فَخُذُوْہُ بِغَیْرِ فِدَاءٍ وَاِنِ اخْتَارَنِیْ فَکُفُّوْا عَنْہُ۔ فرمایا میں زید کو مختار کرتا ہوں۔ اگر وہ تمہیں اختیار کرے لے جاؤ اور اگر وہ مجھے منظور کرے تو تم اس کے لے جانے سے باز آجاؤ۔

فَقَالَ جَزَاکَ اللّٰہُ تَعَالٰی خَیْرًا فَقَدْ اَحْسَنْتَ۔ حارثہ خوش ہو کر عرض کرنے لگا حضور اللہ آپ کو جزاء خیر عطا کرے آپ نے بڑا احسان فرمایا۔

فَدَعَاہُ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ یَا زَیْدُ اَتَعْرِفُ ھٰؤُلَآءِ۔ حضور نے زید کو بلا کر فرمایا کیا تم انہیں جانتے ہو۔

قَالَ نَعَمْ ھٰذَا اَبِیْ وَعَمِّیْ وَاَخِیْ۔ زید نے عرض کی حضور میں انہیں جانتا ہوں یہ میرا باپ ہے اور یہ چچا اور بھائی ہیں۔

فَقَالَ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَہُمْ مَّنْ قَدْ عَرَفْتَہُمْ۔ تو حضور نے فرمایا تو یہ وہ ہیں جنہیں تم جانتے ہو۔

فَاِنِ اخْتَرْتَہُمْ فَاذْہَبْ مَعَہُمْ وَاِنِ اخْتَرْتَنِیْ فَاَنَا مَنْ تَعْلَمُ۔ تو اگر تو انہیں چاہتا ہے تو ان کے ساتھ جا اور اگر مجھے چاہتا ہے تو میں وہ ہوں جسے تو جانتا ہے۔

قَالَ لَہٗ زَیْدٌ مَا اَنَا بِمُخْتَارٍ عَلَیْکَ اَحَدًا اَبَدًا اَنْتَ مِنِّیْ بِمَکَانِ الْوَالِدِ وَالْعَمِّ۔ حضرت زید نے عرض کی حضور میں کسی کو آپ کے مقابلہ میں کبھی نہیں چاہتا آپ میرے حق میں باپ چچا کے برابر ہیں۔

یہ سنتے ہی حارثہ اور چچا حضرت زید سے کہنے لگے۔

اَیَا زَیْدُ اَتَخْتَارُ الْعُبُوْدِیَّۃَ۔ اے زید کیا تجھے غلامی پسند ہے۔

قَالَ مَا اَنَا بِمُفَارِقٍ ھٰذَا الرَّجُلِ۔ حضرت زید نے جواب دیا غلامی ہو یا کچھ اور میں اس ہستی کی جدائی کبھی گوارا نہیں کر سکتا۔

فَلَمَّا رَاٰی رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ حِرْصَہٗ عَلَیْہِ قَالَ اشْہَدُوْا اَنَّہٗ حُرٌّ وَاِنَّہٗ اِبْنِیْ یَرِثُنِیْ وَاَرِثُہٗ۔ جب حضور نے حضرت زید میں حرص فیض صحبت پائی تو فرمایا تم گواہ رہو زید آزاد ہے اور وہ میرے بیٹے کے قائم مقام ہے اور میرے فیوض کا وہ وارث ہے اور میں اس کے جذبات حاصل کروں گا

فَطَابَتْ نَفْسُ اَبِیْہِ وَعَمِّہٖ لَمَّا رَاٰوْا مِنْ کَرَامَتِہٖ عَلَیْہِ عَلَیْہِ السَّلَامُ ۔ یہ سن کر باپ اور چچا کا دل خوش ہو گیا جبکہ حضور کا کرم اس شان کا دیکھا۔

فَلَمْ یَزَلْ فِی الْجَاھِلِیَّۃِ یُدْعٰی زَیْدُ بْنُ مُحَمَّدٍ حَتّٰی نَزَلَ الْقُرْاٰنُ اُدْعُوْھُمْ لِاٰبَآئِھِمْ ۔ تو زمانۂ جاہلیت میں عموماً حضرت زید کو زید بن محمد ہی کہا جاتا رہا حتیٰ کہ آیۂ کریمہ اُدْعُوْھُمْ لِاٰبَآئِھِمْ نازل ہوئی۔ اس کے بعد فَدُعِیَ زَیْدُ بْنُ حَارِثَۃَ ۔ زید بن حارثہ آپ کو پکارا گیا۔ اس پر حکم کے بعد ارشاد ہے۔

ھُوَ اَقْسَطُ عِنْدَ اللّٰہِ ۔ یہی عین انصاف ہے اللہ کے نزدیک۔

فَاِنْ لَّمْ تَعْلَمُوْٓا اٰبَآءَھُمْ فَاِخْوَانُکُمْ فِی الدِّیْنِ وَمَوَالِیْکُمْ ۔ تو تم اگر نہیں جانتے ان کے آباؤ اجداد کو تو وہ دین میں تمہارے بھائی ہیں اور دوست۔

اس کے معنی یہ ہیں وَاَوْلِیَآءُکُمْ فِیْہِ فَادْعُوْھُمْ بِالْاُخُوَّۃِ وَالْمَوْلُوِیَّۃِ بِتَاوِیْلِھِمَا بِالْاُخُوَّۃِ وَالْوَلَایَۃِ فِی اللّٰہِ وَلَیْسَ عَلَیْکُمْ جُنَاحٌ فِیْمَآ اَخْطَاْتُمْ بِہٖ وَلٰکِنْ مَّا تَعَمَّدَتْ قُلُوْبُکُمْ وَکَانَ اللّٰہُ غَفُوْرًا رَّحِیْمًا ۔ اور تم پر کوئی گناہ نہیں جو غلطی سے ایسا کہہ دو لیکن دل کے قصد سے گناہ ہے۔ یعنی غلطی سے کسی کی اولاد کو کسی کی طرف منسوب کر دیا تو گناہ نہیں البتہ قصداً کسی کی اولاد کو کسی کی طرف منتسب کر دیا تو وہ گناہ ہے۔

چنانچہ حضرت صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور نے فرمایا اِنِّیْ لَسْتُ اَخَافُ عَلَیْکُمُ الْخَطَاءَ وَلٰکِنْ اَخَافُ عَلَیْکُمُ الْعَمَدَ ۔ میں تم سے تمہاری خطا پر خائف نہیں لیکن قصداً جو تم سے سرزد ہوا اس کا خوف ہے۔

ایک حدیث میں ہے حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وُضِعَ عَنْ اُمَّتِی الْخَطَاءُ وَالنِّسْیَانُ وَمَا اُکْرِھُوْا عَلَیْہِ ۔ میری امت سے خطا و نسیان اور اکراہاً جو کرایا جائے وہ معاف کیا گیا۔

بہر حال قصداً کسی غیر کی طرف کسی کو منسوب کرنا شرعاً ممنوع اور سخت ممنوع ہے۔ اور سہواً معاف ہے۔

وَکَانَ اللّٰہُ غَفُوْرًا رَّحِیْمًا ۔ اسی لیے فرمایا کہ اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

وَیُعْلَمُ مِنَ الْاٰیَۃِ اَنَّہٗ لَا یَجُوْزُ انْتِسَابُ الشَّخْصِ اِلٰی غَیْرِ اَبِیْہِ وَعَدَّ ذٰلِکَ بَعْضُھُمْ مِّنَ الْکَبَائِرِ ۔ مفہوم آیت سے یہ امر واضح ہوتا ہے کہ انتساب الی غیر ابیہ کبائر میں ہے۔

چنانچہ شیخین اور ابو داؤد سعد بن ابی وقاص سے راوی ہیں اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنِ ادَّعٰی اِلٰی غَیْرِ اَبِیْہِ وَھُوَ یَعْلَمُ اَنَّہٗ غَیْرُ اَبِیْہِ فَالْجَنَّۃُ عَلَیْہِ حَرَامٌ ۔ جو کسی کو کسی کے باپ کے علاوہ منسوب کرے اور جانتا ہو کہ یہ اس کا باپ نہیں تو اس پر جنت حرام ہے۔

دوسری حدیث شیخین سے ہے مَنِ ادَّعٰی اِلٰی غَیْرِ اَبِیْہِ اَوِ انْتَمٰی اِلٰی غَیْرِ مَوَالِیْہِ فَعَلَیْہِ لَعْنَۃُ اللّٰہِ وَالْمَلٰٓئِکَۃِ وَالنَّاسِ اَجْمَعِیْنَ لَا یَقْبَلُ اللّٰہُ مِنْہُ صَرْفًا وَّلَا عَدْلًا ۔

بہر حال انتساب الی الغیر سخت گناہ ہے اس سے اجتناب لازمی ہے۔ اس کے بعد حضور سید یوم النشور کا منصب جلیل واضح کیا گیا چنانچہ ارشاد ہے۔

اَلنَّبِیُّ اَوْلٰی بِالْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ اَنْفُسِہِمْ وَاَزْوَاجُہٗ اُمَّھٰتُہُمْ ۔ یہ نبی زیادہ احق و اقرب ہیں مومنین کے ساتھ ان کی جانوں سے اور ان کی بیویاں مومنین کی مائیں ہیں۔

یعنی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام احق و اقرب بلکہ اس سے بھی از روئے ولایت و نصرت ان سے قریب تر ہیں فَاِنَّہٗ عَلَیْہِ السَّلَامُ لَا یَاْمُرُھُمْ وَلَا یَرْضٰی مِنْھُمْ اِلَّا بِمَا فِیْہِ صَلَاحُھُمْ وَنَجَاتُھُمْ ۔ اس لیے کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی طرف سے مومنین کو کوئی حکم نہیں ہوتا مگر وہی جس میں ان کی اصلاح اور نجات ہو برخلاف نفس کے کہ وہ امارۃ بالسوء بھی ہوتا ہے۔

بنا بریں ظاہر ہو گیا کہ حضور اَوْلٰی بِالْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ اَنْفُسِہِمْ ہیں اور اَفْضَلُ مِنْ کُلِّ النَّاسِ بھی ہیں۔

وَقَدْ اَخْرَجَ الْبُخَارِیُّ وَغَیْرُہٗ عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللہُ عَنْہُ اَنَّہٗ قَالَ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَا مِنْ مُؤْمِنٍ اِلَّا اَنَا اَوْلَی النَّاسِ بِہٖ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ اِقْرَءُوْا اِنْ شِئْتُمْ اَلنَّبِیُّ اَوْلٰی بِالْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ اَنْفُسِہِمْ فَاَیُّمَا مُؤْمِنٍ تَرَکَ مَالًا فَلْیَرِثْہُ عُصْبَتُہٗ مَنْ کَانُوْا فَاِنْ تَرَکَ دَیْنًا اَوْ ضَیَاعًا (اَیْ عِیَالًا) فَلْیَاْتِنِیْ فَاَنَا مَوْلَاہُ۔

حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں ہر مومن کے لیے اولی الناس ہوں دنیا و آخرت میں اگر پڑھنا چاہو تو اَلنَّبِیُّ اَوْلٰی بِالْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ اَنْفُسِہِمْ پڑھ لو تو جو مومن مال چھوڑے تو اس میں اس کے عصبات متصرف ہیں اور اگر قرض یا عیال چھوڑے تو اسے میرے پاس لاؤ میں اس کا کفیل ہوں۔

آیت کریمہ کا شان نزول یہ ہے اِنَّہٗ عَلَیْہِ السَّلَامُ اَرَادَ غَزْوَۃَ تَبُوْکَ فَاَمَرَ النَّاسَ بِالْخُرُوْجِ فَقَالَ اُنَاسٌ مِّنْھُمْ نَسْتَاْذِنُ اٰبَاءَنَا وَاُمَّھَاتِنَا فَنَزَلَتْ ۔ حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے غزوہ تبوک کا ارادہ فرمایا اور لوگوں کو حکم دیا کہ تیاری کریں تو بعض لوگوں نے عرض کیا ہم والدین سے اجازت لیں تو چلیں گے اس وقت یہ آیت کریمہ نازل ہوئی جس میں تنبیہ فرمائی گئی کہ سرکار کے حکم کے مقابل باپ بھائی ماں کیا چیز ہیں ہمارے یہ نبی تمہاری جانوں تمہارے مالوں اولادوں سب سے زیادہ احق ہیں۔

اور ان کی ازواج مطہرات کا یہ احترام ہے کہ وہ ہمیشہ کے لیے امت پر ماں کی طرح حرام ہیں۔ اور نظر ڈالنا ان کی خلوت میں جانا ان کے ورثہ میں حق طلب کرنا یہ سب وہ امور ہیں جن میں ان کا حکم اجنبی کا ہے یَعْنِیْ مُنَزَّلَاتٌ مَنْزِلَۃَ اُمَّھَاتِہِمْ فِیْ تَحْرِیْمِ النِّکَاحِ وَاسْتِحْقَاقِ التَّعْظِیْمِ ۔

چنانچہ فریابی اور حاکم اور ابن مردویہ اور بیہقی اپنی سنن میں ابن عباس رضی اللہ عنہما کے متعلق راوی ہیں

اِنَّہٗ کَانَ یَقْرَأُ اَلنَّبِیُّ اَوْلٰی بِالْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ اَنْفُسِہِمْ وَھُوَاَبٌ لَّہُمْ وَاَزْوَاجُہٗ اُمَّھَاتُہُمْ۔ حضرت ابن عباس آیت کریمہ اَلنَّبِیُّ اَوْلٰی بِالْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ اَنْفُسِہِمْ میں یہ جملے اور پڑھتے ہیں وَھُوَاَبٌ لَّہُمْ جس سے ثابت ہوتا ہے کہ حضور امت کے حق میں باپ ہیں اور آپ کی ازواج مائیں ہیں۔

اور حضرت ابی بن کعب کے مصحف میں آیۂ کریمہ یوں تھی اَلنَّبِیُّ اَوْلٰی بِالْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ اَنْفُسِہِمْ وَاَزْوَاجُہٗ اُمَّھَاتُہُمْ وَھُوَاَبٌ لَّہُمْ۔

صاحب روح المعانی اس پر فرماتے ہیں۔ وَاِطْلَاقُ الْاَبِ عَلَیْہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لِاَنَّہٗ سَبَبٌ لِلْحَیَاۃِ الْاَبَدِیَّۃِ کَمَا اَنَّ الْاَبَ سَبَبٌ لِلْحَیَاۃِ بَلْ ھُوَ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَحَقُّ بِالْاُبُوَّۃِ مِنْہُ۔

اور باپ کا اطلاق حضور پر اس لیے کیا گیا کہ حضور حیات ابدیہ کے سبب ہیں جیسے عام باپ اولاد کے پیدا ہونے کا سبب ہے بلکہ حضور باپ سے زیادہ اپنی امت پر حق رکھتے ہیں۔

اور مجاہد کہتے ہیں کُلُّ نَبِیٍّ اَبٌ لِّاُمَّتِہٖ۔ ہر نبی اپنی امت کا باپ ہے۔ یہی وجہ ہے کہ حضرت لوط علیہ السلام نے امت کی لڑکیوں کو ھٰٓؤُلَآءِ بَنَاتِیْ فرمایا تھا۔

ابن سعد حضرت ام سلمہ سے راوی ہیں کہ آپ نے فرمایا اَنَا اُمُّ الرِّجَالِ مِنْکُمْ وَالنِّسَاءِ وَعَلَیْہِ یَکُوْنُ مَا ذُکِرَ وَجْہُ التَّشْبِیْہِ بِالنِّسْبَۃِ اِلَی الرِّجَالِ وَاَمَّا بِالنِّسْبَۃِ اِلَی النِّسَاءِ فَھُوَ اِسْتِحْقَاقُ التَّعْظِیْمِ۔ میں لوگوں کی مائیں ہیں اس میں جو تشبیہ دی گئی ہے وہ بالنسبۃ الی الرجال ہے اور بالنسبۃ الی النساء وہ استحقاق تعظیم ہے۔

وَاُولُوا الْاَرْحَامِ بَعْضُہُمْ اَوْلٰی بِبَعْضٍ فِیْ کِتَابِ اللّٰہِ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُھَاجِرِیْنَ اِلَّآ اَنْ تَفْعَلُوْٓا اِلٰٓی اَوْلِیٰٓئِکُمْ مَّعْرُوْفًا کَانَ ذٰلِکَ فِی الْکِتٰبِ مَسْطُوْرًا۔ اور رشتہ دار کتاب اللہ کی رو سے تمام مومنین اور مہاجرین سے بڑھ کر ایک دوسرے کے حق دار ہیں مگر یہ کہ تم اپنے دوستوں کے ساتھ سلوک کرنا چاہو تو یہ علیحدہ بات ہے۔ یہی حکم کتاب اللہ میں مسطور ہے۔

مطلب یہ ہے کہ اولوالارحام بحق قرابت اَوْلٰی بِالْمِیْرَاثِ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ بِحَقِّ الدِّیْنِ وَمِنَ الْمُھَاجِرِیْنَ بِحَقِّ الْھِجْرَۃِ۔

آلوسی کہتے ہیں اُولُوا الْاَرْحَامِ اَیْ ذَوِی الْقَرَابَاتِ الشَّامِلُوْنَ لِلْعَصَبَاتِ لَا مَا یُقَابِلُھُمْ بَعْضُہُمْ اَوْلٰی بِبَعْضٍ فِی النَّفْعِ بِمِیْرَاثٍ وَغَیْرِہٖ مِنَ النَّفْعِ الْمَالِیِّ اَوْ فِی التَّوَارُثِ۔ اولوالارحام وہ رشتہ دار ہیں جو عصبات کے ساتھ میراث میں شریک ہیں نہ یہ کہ مراتب ایمان میں محض رشتہ کے سبب ایک دوسرے سے افضل ہو۔

اور مومنین و مہاجرین پر اس آیت کریمہ میں فضیلت نہیں بلکہ بحق القرابت اولی فی کل نفع او بالمیراث۔

اِلَّآ اَنْ تَفْعَلُوْٓا اِلٰٓی اَوْلِیٰٓئِکُمْ مَّعْرُوْفًا۔ مگر یہ کہ تم اپنے دوستوں کی طرف سلوک کرنا چاہو۔
یہ حکم کتاب اللہ یعنی لوح محفوظ یا قرآن کریم میں مسطور ہے۔ گویا یہ ارشاد ہے۔

اَلْقَرِیْبُ اَوْلٰی مِنَ الْاَجْنَبِیِّ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُهَاجِرِیْنَ فِیْ کُلِّ نَفْعٍ مِّنْ مِیْرَاثٍ وَصَدَقَةٍ وَهَدِیَّةٍ وَنَحْوِ ذٰلِکَ اِلَّا فِی الْوَصِیَّةِ۔

وَاِذْ اَخَذْنَا مِنَ النَّبِیّٖنَ مِیْثَاقَهُمْ وَمِنْکَ وَمِنْ نُّوْحٍ وَّاِبْرٰهِیْمَ وَمُوْسٰی وَعِیْسَی ابْنِ مَرْیَمَ وَاَخَذْنَا مِنْهُمْ مِّیْثَاقًا غَلِیْظًا۔ اور یاد فرمائیں اے محبوب اس وقت کو جب ہم نے تمام نبیوں سے تبلیغ رسالت کا عہد لیا اور خاص طور پر تم سے اور نوح اور ابراہیم اور موسیٰ اور مریم کے بیٹے عیسیٰ سے اور ان سے پکا عہد لیا۔

وَاِذْ۔ اَیْ اُذْکُرْ وَقْتَ اَخَذْنَا مِنَ النَّبِیّٖنَ کَافَّةً عُهُوْدَهُمْ بِتَبْلِیْغِ الرِّسَالَةِ وَالشَّرَائِعِ وَالدُّعَاءِ اِلَی الدِّیْنِ الْحَقِّ۔

وَاَخْرَجَ ابْنُ جَرِیْرٍ وَابْنُ اَبِیْ حَاتِمٍ عَنْ قَتَادَةَ اَنَّهٗ سُبْحٰنَهٗ اَخَذَ مِنَ النَّبِیّٖنَ عُهُوْدَهُمْ بِتَصْدِیْقِ بَعْضِهِمْ بَعْضًا وَاتِّبَاعِ بَعْضِهِمْ بَعْضًا۔

وَفِیْ رِوَایَةٍ اُخْرٰی عَنْهُ اَنَّهٗ اَخَذَ اللّٰهُ تَعَالٰی مِیْثَاقَهُمْ بِتَصْدِیْقِ بَعْضِهِمْ بَعْضًا وَاتِّبَاعِ بَعْضِهِمْ بَعْضًا وَبِاِعْلَانِ بِاَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ وَاِعْلَانِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَنْ لَّا نَبِیَّ بَعْدَهٗ۔

یعنی اس عہد کو یاد فرمائیں جو تمام انبیاء سے تبلیغ رسالت اور تصدیق بعض کو بعض کے لیے اور دوسری روایت میں وہی عہد اور مزید یہ کہ اس امر کا اعلان کریں کہ محمد صلے اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں اور حضور سے یہ عہد مزید لیا گیا کہ وہ اعلان فرمائیں کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا۔

اور آیۂ کریمہ میں مِنْکَ فرما کر حضور کے ذکر کو مخصوص فرمانے کی وجہ وجیہ یہ معلوم ہوتی ہے کہ حضور کی فضیلت تمام مشاہیر انبیاء پر بھی ہے باآنکہ وہ رسولوں میں اولوالعزم ہیں اس کے علاوہ بزار حضرت ابوہریرہ سے رضی اللہ عنہ یہ حدیث بھی لاتے ہیں اَنَّهُمْ خِیَارُ وُلْدِ اٰدَمَ عَلَیْهِمُ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ۔ یہ انبیاء ہیں اور اولاد آدم میں بہترین ہستی ہیں۔

وَتَقْدِیْمُ نَبِیِّنَا صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَعَ اَنَّهٗ اٰخِرُهُمْ بَعْثَةً لِلْاِیْذَانِ بِمَزِیْدِ خَطَرِهِ الْجَلِیْلِ اَوْ لِتَقَدُّمِهٖ فِی الْخَلْقِ۔ اور ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو مقدم کیا باآنکہ بعثت کے اعتبار سے حضور آخر انبیاء ہیں لیکن پیدائش میں خلق اللہ سے اول۔

چنانچہ ابن ابی عاصم اور ضیا مختار میں حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے راوی ہیں کہ حضور نے فرمایا بُدِئَ بِیَ الْخَلْقُ وَکُنْتُ اٰخِرَھُمْ فِی الْبَعْثِ۔ مخلوق کی ابتداء مجھ سے کی گئی اور میں بعثت میں سب کے آخر ہوں اسی وجہ میں جامی کہتے ہیں۔

اے ختم رسل قرب تو معلوم شد ... دیر آمدۂ زراہ دور آمدۂ!

اور ایسی بہت سی احادیث ہیں جس میں حضور نے فرمایا کُنْتُ نَبِیًّا وَاٰدَمُ بَیْنَ الرُّوْحِ وَالْجَسَدِ میں اس وقت نبی تھا جب آدم روح و جسد میں تھے۔

اور ابن مردویہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے راوی ہیں قِیْلَ یَارَسُوْلَ اللہِ مَتٰی اُخِذَ مِیْثَاقُکَ قَالَ وَاٰدَمُ بَیْنَ الرُّوْحِ وَالْجَسَدِ۔ عرض کیا گیا حضور سے یہ میثاق کب لیا گیا فرمایا جب کہ آدم علیہ السلام روح و جسد میں تھے۔

اور وَاَخَذْنَا مِنْھُمْ مِّیْثَاقًا غَلِیْظًا۔ اور ان سے ہم نے پکا عہد لیا۔

یہاں میثاق غلیظ سے مراد یمین اللہ ہے یعنی قسمیں لے لی گئیں۔

لِیَسْئَلَ الصّٰدِقِیْنَ عَنْ صِدْقِھِمْ وَاَعَدَّ لِلْکٰفِرِیْنَ عَذَابًا اَلِیْمًا۔ تاکہ آخر کار اللہ سچوں یعنی پیغمبروں سے ان کے سچ یعنی تبلیغ رسالت پر سوال کرے اور ان سے منکروں کے لیے دردناک عذاب تیار کر رکھا ہے۔

اَلْمُرَادُ مِنَ الصّٰدِقِیْنَ النَّبِیُّوْنَ الَّذِیْنَ اُخِذَ مِیْثَاقُھُمْ۔ صادقین سے مراد وہ نبی ہیں جن سے عہد لیا گیا۔ گویا ان سے سوال ہوگا کہ انہوں نے تبلیغ فرمائی اس سے کفار و منکرین بھری محفل میں رسوا و ذلیل کیے جائیں گے۔

بامحاورہ ترجمہ دوسرا رکوع سورۂ احزاب پ ۲۱

یٰۤاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اذْکُرُوْا نِعْمَةَ اللہِ عَلَیْکُمْ اِذْ جَآءَتْکُمْ جُنُوْدٌ فَاَرْسَلْنَا عَلَیْھِمْ رِیْحًا وَّجُنُوْدًا لَّمْ تَرَوْھَا وَکَانَ اللہُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِیْرًا ۝

اے ایمان والو اللہ کے اس احسان کو یاد کرو جو اس نے تم پر کیا تھا جبکہ تم پر لشکر کے لشکر آ چڑھے تو ہم نے ان پر آندھی بھیجی اور وہ لشکر بھیجا جو تمہیں دکھائی نہ دیتا تھا اور اللہ جو کچھ تم کر رہے تھے دیکھ رہا تھا

اِذْ جَآءُوْکُمْ مِّنْ فَوْقِکُمْ وَمِنْ اَسْفَلَ مِنْکُمْ

جب دشمن آ پڑے تمہارے اوپر سے اور تمہارے

وَإِذْ زَاغَتِ الْأَبْصَارُ وَبَلَغَتِ الْقُلُوبُ الْحَنَاجِرَ وَتَظُنُّونَ بِاللَّهِ الظُّنُونَا ○

نیچے کے رخ سے اور خوف سے تمہاری آنکھیں پتھرا گئیں اور کلیجے منہ کو آ گئے اور تمہارے گمان اللہ کے ساتھ بدل گئے۔

هُنَالِكَ ابْتُلِيَ الْمُؤْمِنُونَ وَزُلْزِلُوا زِلْزَالًا شَدِيدًا ○

اس موقعہ پر امتحان کیا اللہ نے مومنوں کا اور خوب ہی سختی سے ہلایا۔

وَإِذْ يَقُولُ الْمُنَافِقُونَ وَالَّذِينَ فِي قُلُوبِهِمْ مَرَضٌ مَا وَعَدَنَا اللَّهُ وَرَسُولُهُ إِلَّا غُرُورًا ○

اور جب بولے منافق اور وہ جن کے دلوں میں مرض نفاق تھا کہ جو وعدہ اللہ نے اور اسکے رسول نے کیا وہ کچھ نہ تھا مگر دھوکہ۔

وَإِذْ قَالَتْ طَائِفَةٌ مِنْهُمْ يَا أَهْلَ يَثْرِبَ لَا مُقَامَ لَكُمْ فَارْجِعُوا وَيَسْتَأْذِنُ فَرِيقٌ مِنْهُمُ النَّبِيَّ يَقُولُونَ إِنَّ بُيُوتَنَا عَوْرَةٌ وَمَا هِيَ بِعَوْرَةٍ إِنْ يُرِيدُونَ إِلَّا فِرَارًا ○

اور جب کہنے لگی ایک جماعت ان میں سے اے اہل یثرب تم نہیں ٹھہر سکو گے دشمن کے مقابلہ میں تو لوٹ جاؤ اور اجازت طلب کرنے لگے ایک گروہ والے ان میں سے نبی سے اور کہنے لگے بے شک ہمارے گھر غیر محفوظ ہیں اور وہ غیر محفوظ نہ تھے مگر ان کا ارادہ اس بہانے بھاگ جانے کا تھا۔

وَلَوْ دُخِلَتْ عَلَيْهِمْ مِنْ أَقْطَارِهَا ثُمَّ سُئِلُوا الْفِتْنَةَ لَآتَوْهَا وَمَا تَلَبَّثُوا بِهَا إِلَّا يَسِيرًا ○

اور اگر ایسے ہی لشکر آ گھسیں اطراف مدینہ سے پھر ان سے وہ فتنۂ کفر چاہیں تو ضرور وہ ادھر آ جائیں اور نہ کریں اس میں دیر مگر تھوڑی۔

وَلَقَدْ كَانُوا عَاهَدُوا اللَّهَ مِنْ قَبْلُ لَا يُوَلُّونَ الْأَدْبَارَ وَكَانَ عَهْدُ اللَّهِ مَسْئُولًا ○

اور بے شک وہ اللہ سے عہد کر چکے تھے اس سے پہلے کہ نہ پیٹھ دیں گے اور اللہ کا عہد پوچھا جائیگا۔

قُلْ لَنْ يَنْفَعَكُمُ الْفِرَارُ إِنْ فَرَرْتُمْ مِنَ الْمَوْتِ أَوِ الْقَتْلِ وَإِذًا لَا تُمَتَّعُونَ إِلَّا قَلِيلًا ○

فرما دیجئے تمہارا بھاگنا نفع نہ دے گا اگر بھاگو گے موت سے یا قتل سے اور اب دنیا میں نفع نہ دیے جاؤ گے مگر تھوڑا۔

قُلْ مَنْ ذَا الَّذِي يَعْصِمُكُمْ مِنَ اللَّهِ إِنْ أَرَادَ بِكُمْ سُوءًا أَوْ أَرَادَ بِكُمْ رَحْمَةً وَلَا يَجِدُونَ لَهُمْ مِنْ دُونِ اللَّهِ وَلِيًّا

فرما دیجئے کون ہے جو تمہیں اللہ کے حکم سے بچائے اگر وہ تمہارے ساتھ برائی کا ارادہ کرے یا تم پر رحم فرمائے اور نہ پائیں گے وہ اللہ کے سوا حامی اور نہ

وَّلَا نَصِيْرًا ۝
قَدْ يَعْلَمُ اللّٰهُ الْمُعَوِّقِيْنَ مِنْكُمْ وَ
الْقَآئِلِيْنَ لِاِخْوَانِهِمْ هَلُمَّ اِلَيْنَا
وَلَا يَاْتُوْنَ الْبَاْسَ اِلَّا قَلِيْلًا ۝

اَشِحَّةً عَلَيْكُمْ فَاِذَا جَآءَ الْخَوْفُ
رَاَيْتَهُمْ يَنْظُرُوْنَ اِلَيْكَ تَدُوْرُ اَعْيُنُهُمْ
كَالَّذِيْ يُغْشٰى عَلَيْهِ مِنَ الْمَوْتِ فَاِذَا
ذَهَبَ الْخَوْفُ سَلَقُوْكُمْ بِاَلْسِنَةٍ
حِدَادٍ اَشِحَّةً عَلَى الْخَيْرِ اُولٰٓئِكَ لَمْ
يُؤْمِنُوْا فَاَحْبَطَ اللّٰهُ اَعْمَالَهُمْ وَكَانَ
ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ يَسِيْرًا ۝
يَحْسَبُوْنَ الْاَحْزَابَ لَمْ يَذْهَبُوْا وَ
اِنْ يَّاْتِ الْاَحْزَابُ يَوَدُّوْا لَوْ اَنَّهُمْ
بَادُوْنَ فِي الْاَعْرَابِ يَسْاَلُوْنَ عَنْ اَنْۢبَآئِكُمْ
وَلَوْ كَانُوْا فِيْكُمْ مَّا قٰتَلُوْٓا اِلَّا قَلِيْلًا ۝

مددگار۔
بے شک اللہ جانتا ہے جہاد سے روکنے والوں کو تم میں سے اور کہنے والوں کو اپنے بھائیوں سے ہماری طرف چلے آؤ اور جنگ کی تکلیفیں نہیں پڑتے مگر تھوڑے۔
تمہارے معاملہ میں درگذر کرتے ہیں تو جب آتا ہے خوف تو دیکھتے ہیں تمہاری طرف ان کی آنکھیں پھر رہی ہوتی ہیں مثل اس کے جیسے موت نے گھیرا ہو تو جب یہ خوف چلا جاتا ہے طعنہ دیتے ہیں تمہیں سخت زبان سے مال غنیمت کے لالچ میں یہ لوگ ایمان لائے ہی نہیں تو اللہ نے ان کے اکارت کر دیے اور یہ اللہ پر آسان ہے۔
کیا وہ سمجھ رہے ہیں کہ لشکر کفار ابھی نہیں گیا اور اگر لشکر دوبارہ آجائے تو چاہیں گے کہ کسی طرح گاؤں میں جا کر دہقانی بستی میں پہنچ کر تمہاری خبر پوچھیں اگر وہ تم میں رہتے بھی تو نہ لڑتے مگر کم۔

لفظی ترجمہ

يٰٓاَيُّهَا۔ اے	الَّذِيْنَ۔ وہ جو	اٰمَنُوا۔ ایمان لائے ہو	اُذْكُرُوْا۔ یاد کرو
نِعْمَةَ۔ احسان	اللّٰهِ۔ اللہ کا	عَلَيْكُمْ۔ تم پر	اِذْ۔ جبکہ
جَآءَتْكُمْ۔ آئے تمہارے پاس	جُنُوْدٌ۔ لشکر	فَاَرْسَلْنَا۔ تو بھیجی ہم نے	عَلَيْهِمْ۔ ان پر
رِيْحًا۔ ہوا	وَ۔ اور	جُنُوْدًا۔ ایسے لشکر کہ	لَمْ۔ نہ
تَرَوْ۔ دیکھا تم نے	هَا۔ ان کو	وَ۔ اور	كَانَ۔ ہے
اللّٰهُ۔ اللہ	بِمَا۔ اسکو جو	تَعْمَلُوْنَ۔ کرتے ہو تم	بَصِيْرًا۔ دیکھنے والا

اِذْ۔جب   جَآءُوْ۔آئے   کُمْ۔تم پر   مِّنْ فَوْقِکُمْ۔تمہارے

اوپر سے   وَ۔اور   مِنْ اَسْفَلَ۔نیچے کے رخ سے

مِنْکُمْ۔تم سے   وَ۔اور   اِذْ۔جب   زَاغَتِ۔پتھرا گئیں

الْاَبْصَارُ۔آنکھیں   وَ۔اور   بَلَغَتِ۔پہنچے   الْقُلُوْبُ۔دل

الْحَنَاجِرَ۔ہنسلی کو   وَ۔اور   تَظُنُّوْنَ۔خیال کیا تم نے   بِاللّٰہِ۔اللہ کے متعلق

الظُّنُوْنَا۔برا گمان کرنا   هُنَالِكَ۔اس وقت   ابْتُلِیَ۔آزمائے گئے   الْمُؤْمِنُوْنَ۔مومن

وَ۔اور   زُلْزِلُوْا۔ہلائے گئے   زِلْزَالًا۔ہلانا   شَدِیْدًا۔سخت

وَ۔اور   اِذْ۔جب   یَقُوْلُ۔کہنے لگے   الْمُنٰفِقُوْنَ۔منافق

وَ۔اور   الَّذِیْنَ۔وہ کہ   فِیْ۔بیچ   قُلُوْبِهِمْ۔انکے دلوں کے

مَّرَضٌ۔بیماری ہے   مَا۔نہیں   وَعَدَ۔وعدہ کیا   نَا۔ہم سے

اللّٰهُ۔اللہ نے   وَ۔اور   رَسُوْلُهٗ۔اسکے رسول نے   اِلَّا۔مگر

غُرُوْرًا۔دھوکے کا   وَ۔اور   اِذْ۔جب   قَالَتْ۔کہا

طَّآئِفَةٌ۔ایک جماعت نے   مِّنْهُمْ۔ان میں سے   یٰۤا۔اے   اَهْلَ یَثْرِبَ۔یثرب کے

رہنے والو   لَا۔نہیں   مُقَامَ۔مقابلہ ہوسکے گا   لَكُمْ۔تم سے

فَارْجِعُوْا۔تو واپس ہوجاؤ   وَ۔اور   یَسْتَاْذِنُ۔اجازت مانگتا تھا   فَرِیْقٌ۔ایک فرقہ

مِّنْهُمُ۔ان میں سے   النَّبِیَّ۔نبی سے   یَقُوْلُوْنَ۔کہتے تھے   اِنَّ۔بیشک

بُیُوْتَنَا۔ہمارے گھر   عَوْرَةٌ۔غیر محفوظ ہیں   وَ۔اور   مَا۔نہیں تھے

هِیَ۔وہ   بِعَوْرَةٍ۔غیر محفوظ   اِنْ۔نہیں   یُّرِیْدُوْنَ۔چاہتے

اِلَّا۔مگر   فِرَارًا۔بھاگنا   وَ۔اور   لَوْ۔اگر

دُخِلَتْ۔داخل ہوں   عَلَیْهِمْ۔ان پر   مِّنْ اَقْطَارِهَا۔اسکے کناروں سے

ثُمَّ۔پھر   سُئِلُوا۔انسے مطالبہ ہو   الْفِتْنَةَ۔فتنے کا   لَاٰتَوْهَا۔تو ارتکاب کریں اسکا

وَ۔اور   مَا۔نہ   تَلَبَّثُوْا۔ٹھہریں   بِهَا۔اسکے مقابل

اِلَّا۔مگر   یَسِیْرًا۔تھوڑے   وَ۔اور   لَقَدْ۔بیشک

كَانُوْا۔تھے   عَاهَدُوا۔عہد کرچکے   اللّٰهَ۔اللہ سے   مِنْ قَبْلُ۔اس سے پہلے

لَا۔کہ نہ   یُوَلُّوْنَ۔پھیریں گے   الْاَدْبَارَ۔پیٹھ   وَ۔اور

کَانَ۔ ہے	عَهْدُ۔ عہد	اللّٰہِ۔ اللہ کا	مَسْئُوْلًا۔ پوچھا گیا
قُلْ۔ کہہ	لَنْ۔ ہرگز نہ	یَنْفَعَکُمُ۔ فائدہ دیگا تم کو	الْفِرَارُ۔ بھاگنا
اِنْ۔ اگر	فَرَرْتُمْ۔ تم بھاگو	مِنَ الْمَوْتِ۔ موت سے	اَوِ۔ یا
الْقَتْلِ۔ قتل سے	وَ۔ اور	اِذًا۔ اس وقت	لَا۔ نہ
تُمَتَّعُوْنَ۔ فائدہ دیے جاؤ گے	اِلَّا۔ مگر	قَلِیْلًا۔ تھوڑا	قُلْ۔ کہہ
مَنْ۔ کون ہے	ذَا الَّذِیْ۔ وہ جو	یَعْصِمُکُمْ۔ بچائے تم کو	مِّنَ اللّٰہِ۔ اللہ سے
اِنْ۔ اگر	اَرَادَ۔ ارادہ کرے	بِکُمْ۔ تمہارے متعلق	سُوْٓءًا۔ برائی کا
اَوْ۔ یا	اَرَادَ۔ ارادہ کرے	بِکُمْ۔ تمہارے متعلق	رَحْمَۃً۔ رحمت کا
وَ۔ اور	لَا۔ نہیں	یَجِدُوْنَ۔ پائیں گے وہ	لَهُمْ۔ اپنے لیے
مِّنْ دُوْنِ۔ سوا	اللّٰہِ۔ اللہ کے	وَلِیًّا۔ دوست	وَّ۔ اور
لَا۔ نہ	نَصِیْرًا۔ مددگار	قَدْ۔ بیشک	یَعْلَمُ۔ جانتا ہے
اللّٰہُ۔ اللہ	الْمُعَوِّقِیْنَ۔ دیر کرنیوالوں کو	مِنْکُمْ۔ تم میں سے	وَ۔ اور
الْقَآئِلِیْنَ۔ کہنے والوں کو	لِاِخْوَانِهِمْ۔ اپنے بھائیوں سے	هَلُمَّ۔ آ جاؤ	اِلَیْنَا۔ ہماری طرف
وَ۔ اور	لَا۔ نہیں	یَاْتُوْنَ۔ آتے	الْبَاْسَ۔ لڑائی کو
اِلَّا۔ مگر	قَلِیْلًا۔ تھوڑے	اَشِحَّۃً۔ بخیل ہیں	عَلَیْکُمْ۔ تم پر
فَاِذَا۔ پھر جب	جَآءَ۔ آتا ہے	الْخَوْفُ۔ خوف	رَاَیْتَهُمْ۔ دیکھتا ہے تو ان کو
یَنْظُرُوْنَ۔ دیکھتے ہیں	اِلَیْکَ۔ تیری طرف	تَدُوْرُ۔ پھرتی ہیں	اَعْیُنُهُمْ۔ انکی آنکھیں
کَالَّذِیْ۔ جیسے اسکی جس پر	یُغْشٰی۔ غشی	عَلَیْهِ۔ ہو	مِنَ الْمَوْتِ۔ موت کی
فَاِذَا۔ پھر جب	ذَهَبَ۔ چلا جاتا ہے	الْخَوْفُ۔ خوف	سَلَقُوْکُمْ۔ طعنہ دیتے ہیں تم کو
بِاَلْسِنَۃٍ۔ ساتھ زبانوں	حِدَادٍ۔ تیز کے	اَشِحَّۃً۔ بخیل ہیں	عَلَی۔ اوپر
الْخَیْرِ۔ بھلائی کے	اُولٰٓئِکَ۔ یہ لوگ	لَمْ۔ نہیں	یُؤْمِنُوْا۔ ایمان لائے
فَاَحْبَطَ۔ تو ضائع کردیے	اللّٰہُ۔ اللہ نے	اَعْمَالَهُمْ۔ ان کے عمل	وَ۔ اور
کَانَ۔ ہے	ذٰلِکَ۔ یہ	عَلَی۔ اوپر	اللّٰہِ۔ اللہ کے
یَسِیْرًا۔ آسان	یَحْسَبُوْنَ۔ خیال کرتے ہیں	الْاَحْزَابَ۔ لشکروں کو کہ	لَمْ۔ نہیں
یَذْهَبُوْا۔ گئے	وَ۔ اور	اِنْ۔ اگر	یَّاْتِ۔ آ جائیں

اَلْاَحْزَابُ۔ لشکر
یَوَدُّوْا۔ پسند کرتے ہیں
لَوْ۔ کاش
اَنَّهُمْ۔ وہ
بَادُوْنَ۔ رہنے والے ہوں
فِیْ۔ بیچ
اَلْاَعْرَابِ۔ دیہاتیوں کے
یَسْاَلُوْنَ۔ پوچھیں
عَنْ اَنْبَآئِ۔ خبریں
کُمْ۔ تمہاری
وَ۔ اور
لَوْ۔ اگر
کَانُوْا۔ ہوتے
فِیْکُمْ۔ تم میں تو
مَّا۔ نہ
قٰتَلُوْا۔ لڑتے
اِلَّا۔ مگر
قَلِیْلًا۔ تھوڑے۔

خلاصہ تفسیر دوسرا رکوع سورۃ احزاب پ ۲۱

جُنُوْدٌ۔ جُند کی جمع ہے اور جند لشکر کو کہتے ہیں

اِذْ جَآءُوْکُمْ مِّنْ فَوْقِکُمْ وَمِنْ اَسْفَلَ مِنْکُمْ۔ فوق سے مراد وادی کے اوپر کا حصہ ہے اور اسفل سے مراد اس کا عکس یعنی نیچے کا حصہ۔

زَاغَتْ کے معنی مَالَتْ ہیں، زَاغَتِ الشَّمْسُ مَالَتِ الشَّمْسُ بولتے ہیں، پھر نا اسکے معنی بنتے ہیں۔

وَبَلَغَتِ الْقُلُوْبُ الْحَنَاجِرَ۔ حناجر۔ حنجرہ کی جمع ہے اور حنجرہ انتہاء حلقوم کو کہتے ہیں یعنی اردو میں کلیجہ منہ کو آنا یا ناک میں دم آنا۔

وَتَظُنُّوْنَ بِاللّٰهِ الظُّنُوْنَا۔ یہاں قیاس کا مقتضی تھا کہ ظُنُوْنَا کی جگہ ظن بولا جائے اس لیے کہ ظن مصدر ہے اور مصدر جمع نہیں ہوتا مگر چونکہ دراصل یہ مصدر نہیں بلکہ اسم ہے اس لیے جمع لایا گیا اور مراعات فواصل کی وجہ سے اس پر الف لام زیادہ کر دیا اور الظنونا فرمایا گیا۔

یُغْشٰی غشا سے ہے کسی چیز پر چھا جانا۔ یُغْشٰی عَلَیْهِ الْمَوْتُ موت نے اسے گھیرا ہوا ہے۔

سَلَقُوْکُمْ بِاَلْسِنَةٍ۔ سَلَقُوْا مشتق ہے سَلق سے اور سلق اصل میں گھوڑے کے اس زخم کو کہتے ہیں جو خشک ہو کر جلد پر سخت نشان چھوڑ جائے لیکن اب عرف میں زبان درازی طعن و تشنیع کے معنی میں ہی استعمال ہوتا ہے۔ چنانچہ بدزبان عورت کو سَلِیْقَہ بولتے ہیں جب کہ درشت زبانی کرے تو سَلَقَہٗ بِالْکَلَامِ بولتے ہیں۔

حِدَادٍ جمع حدید کی ہے یہ بھی چرب زبانی پر بولتے ہیں رَجُلٌ حَدِیْدٌ تیز فہم۔ زود خشم اور دلاور۔ اَشِحَّةً جمع ہے شحیح کی اور شحیح بخیل کو کہتے ہیں۔

لَوْ اَنَّهُمْ بَادُوْنَ بَادُوْنَ کے معنی خارجون کے ہیں جو بدو کی طرف یعنی دیہات جنگل میں ہو یعنی خارجون

اِلَی اَلْبَدْوِ۔ گاؤں میں نکلنے والے۔

عَنْ اَنْبَائِکُمْ۔ یہ نبأ سے مشتق ہے۔ نبأ خبر کو کہتے ہیں۔

یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اذْکُرُوْا نِعْمَۃَ اللّٰہِ عَلَیْکُمْ اِذْ جَآءَتْکُمْ جُنُوْدٌ فَاَرْسَلْنَا عَلَیْھِمْ رِیْحًا وَّ جُنُوْدًا لَّمْ تَرَوْھَا وَکَانَ اللّٰہُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِیْرًا ۔ اے ایمان والو اللہ کا وہ احسان یاد کرو جو تم پر اس نے فرمایا جب تم پر کچھ لشکر آئے تو ہم نے ان پر آندھی بھیجی اور وہ لشکر بھیجے جو تمہیں نظر نہ آئے اور اللہ تمہارے کام دیکھتا ہے۔

یہ احسان جو یاد دلایا گیا وہ جنگ احزاب میں ہوا یہی جنگ احزاب جنگ خندق کے نام سے مشہور ہے یہ جنگ احد کے غزوہ سے ایک سال بعد میں ہوئی اس جنگ میں منافقین نے حضور صلے اللہ علیہ وسلم اور مسلمانوں کا مدینہ طیبہ میں محاصرہ کر لیا تھا اور اِذْ جَآءَتْکُمْ جُنُوْدٌ سے مراد قریش اور غطفان اور یہود قریظہ اور بنی نضیر کے لشکر ہیں۔

اس حال میں مسلمان گھرے ہوئے خندقوں میں بلا آب ودانہ پڑے ہوئے تھے کہ یکایک ایک زبردست آندھی آئی جس سے ان لشکروں کے گھوڑے بدک گئے ان کے خیمے الٹ گئے اور اللہ تعالے کی طرف سے لشکر ملائکہ بھی امداد کے لیے بھیجا گیا جسے جُنُوْدًا لَّمْ تَرَوْھَا فرمایا گیا۔ کہ وہ مسلمانوں اور منافقوں کو نظر نہیں آتا تھا۔

غزوۂ احزاب

کا مختصر بیان یہ ہے کہ

یہ غزوہ شوال ۴ھ یا ۵ھ ہجری میں ہوا۔ یہود بنی نضیر کو جب جلاوطن کیا گیا تو ان کے سرغنے مکہ معظمہ میں مشرکین کے قریش کے پاس پہنچے اور انہیں حضور سید عالم صلے اللہ علیہ وسلم کے خلاف اکسایا اور جنگ کے لیے آمادہ کیا اور ان سے وعدہ کیا کہ ہم تمہارے ساتھ جنگ میں ہوں گے اور تمہارا ساتھ دیں گے حتی کہ اس جنگ میں مسلمانوں کو مٹا کر چین لیں گے۔

ابوسفیان نے ان کی یہ تحریک قدر کی نگاہ سے دیکھی اور چونکہ بے دین وقت پر اسلام کے مقابلہ کے لیے ہمیشہ ایک ہو جایا کرتے ہیں اَلْکُفْرُ مِلَّۃٌ وَّاحِدَۃٌ اسی وجہ میں حضور نے فرمایا۔ ابوسفیان نے غیر مبہم الفاظ میں کہا کہ ہمیں دنیا میں وہ سب سے زیادہ محبوب ہے جو سید عالم صلے اللہ علیہ وسلم کی دشمنی میں ہمارا ہمنوا ہو۔ پھر قریش نے ان یہودیوں سے پوچھا کہ تم پہلی کتاب والے ہو بتاؤ ہم حق پر ہیں یا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم یہود نے اپنے حسد و عناد میں مداہنت کی اور کہا تم ہی حق پر ہو اس جواب پر قریش بہت خوش ہوئے اور آیۂ کریمہ نازل ہوئی۔

اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ اُوْتُوْا نَصِيْبًا مِّنَ الْكِتٰبِ يُؤْمِنُوْنَ بِالْجِبْتِ وَالطَّاغُوْتِ وَيَقُوْلُوْنَ لِلَّذِيْنَ كَفَرُوْا هٰۤؤُلَآءِ اَهْدٰى مِنَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا سَبِيْلًا۔ کیا نہ دیکھا تم نے انہیں جن کو کتاب کا ایک حصہ ملا ایمان لاتے وہ بت اور شیطان پر اور کافروں کو کہتے ہیں کہ یہ مسلمانوں سے زیادہ ہدایت پر ہیں۔ پ۵ ملنساء

غرضکہ یہ یہودی قبائل بنی غطفان اور بنی قیس اور بنی غیلان وغیرہ میں گئے۔ اور وہی تحریک پیش کی اور سب کو اپنے موافق کر لیا۔ علاوہ اس کے انہوں نے جابجا دورے کیے اور عرب کے قبائل کو اسلام کے مقابلہ کے لیے برانگیختہ کر لیا۔

جب سب کو اپنی حمایت میں تیار کر لیا تو قبیلہ خزاعہ کے چند لوگ حضور کی خدمت میں حاضر آئے اور کفار و یہود کی اس خفیہ سازش کی اطلاع دی حضور نے بھی بہ مشورہ سلمان فارسی رضی اللہ عنہ تیاری شروع کی اور خندق کھدوائی شروع کر دی۔

اس خندق کنی میں حضور بھی مسلمانوں کے ساتھ رہے۔

اس کے بعد جب مسلمان فارغ ہو گئے تو اچانک مشرکین نے چوبیس ہزار کی تعداد میں مدینہ منورہ کا محاصرہ کر لیا۔ صرف وہ خندق ہی ان کافروں اور مسلمانوں میں حائل تھی۔

مشرکین چونکہ خندق کنی سے ناواقف تھے یہ طریقہ حفاظت دیکھ کر متغیر ہوئے۔ آخر کار انہوں نے تیر اندازی شروع کی اور یہ محاصرہ پندرہ یا چوبیس روز رہا۔ مسلمانوں پر مشرکین کا خوف غالب آ گیا وہ گھبرائے اور سخت پریشان ہو گئے تو اللہ تعالے سے ان کی مدد اس صورت میں ہوئی کہ ان پر تیز آندھی آئی اور وہ نہایت سرد تھی ادھر اندھیری رات اس میں مشرکین کے خیمے اڑنے لگے طنابیں ٹوٹ گئیں میخیں اکھڑ گئیں برتن اور بھانڈے الٹ گئے۔ لشکر کے آدمی آدمی پر گرنے لگے گھوڑے اپنی پچھاڑیاں توڑ کر بھاگنے لگے۔

اس پر وہ لشکر ملائکہ آیا جو انہیں نظر نہ آیا مگر انہوں نے انہیں جکڑ دیا۔ ان کے دل بلیوں اچھلنے لگے ان پر دہشت و وحشت اتنی مسلط ہوئی کہ وہ بھاگ پڑے جس کا جدھر منہ اٹھا بھاگ پڑا۔

اس جنگ میں ملائکہ نے مقاتلہ نہیں کیا مگر مشرکین کو جھنجھوڑ ڈالا۔

اس کے بعد حضور نے حضرت حذیفہ بن یمان کو خبر لینے کے لیے بھیجا۔ رات نہایت سرد تھی مگر آپ بہ تعمیل ارشاد مسلح ہو کر روانہ ہوئے حضور نے بوقت روانگی آپ کے چہرے اور بدن پر دست نوری پھیرا جس سے آپ پر سردی کا اثر نہ ہو سکا۔

غرضکہ آپ دشمن کے لشکر میں پہنچ گئے۔ یہاں تیز ہوا کے ساتھ سنگریزے اڑ اڑ کر لوگوں کے اوپر لگ رہے

تھے۔ ان کی آنکھوں میں گرد پڑ رہی تھی عجیب پریشانی کا عالم تھا۔ لشکر کفار کا سردار ابو سفیان ہوا کا یہ حال دیکھ کر اٹھا اور قریش کو پکار کر متنبہ کرنے لگا کہ جاسوس سے ہشیار رہو ہر شخص اپنے برابر والے کو دیکھ لے۔

یہ اعلان سن کر ہر شخص نے اپنے برابر والے کو دیکھنا جانچنا شروع کر دیا۔

حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ نے دانائی سے اپنے برابر والے سے پوچھ لیا تو کون ہے اس نے جواب دیا میں فلاں فلاں کا بیٹا ہوں۔

اس کے بعد ابو سفیان نے کہا اے گروہ قریش تم ٹھہرنے کے مقام پر نہیں ہو گھوڑے اور اونٹ ہلاک ہو چکے ہیں۔ بنی قریظہ اپنے عہد سے پھر چکے ہیں اور ہمیں ان کی طرف سے اندیشہ ناک خبریں پہنچی ہیں۔

ہوا نے جو حال کیا ہے وہ تم دیکھ رہے ہو میری رائے میں یہی بہتر ہے کہ اب یہاں سے کوچ کر لو اور میں تو جاتا ہوں یہ کہہ کر ابو سفیان اپنی اونٹنی پر سوار ہوا اور لشکر میں الرحیل الرحیل یعنی اب کوچ کرو کوچ کرو کا شور ہر طرف مچ گیا۔

اور ہوا ہر لمحہ اتنی تیز ہو رہی تھی کہ ہر چیز کو الٹے دیتی تھی۔

مختصر یہ کہ یہ لشکر بھاگ پڑا اور ایسی سراسیمگی میں بھاگا کہ اپنا سامان بار کر کے لے جانا بھی میسر نہ ہوا۔ اور بہت کچھ سامان چھوڑ گیا۔

وَكَانَ اللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرًا۔ اور اللہ تعالے تمہاری تدابیر اور عمل دیکھ رہا تھا۔

یعنی تمہارا خندق کھودنا اور ہمارے حبیب کی فرمانبرداری میں ثابت قدم رہنا یہ سب علم اللہ ہے۔

اِذْ جَآءُوْكُمْ مِّنْ فَوْقِكُمْ وَمِنْ اَسْفَلَ مِنْكُمْ وَاِذْ زَاغَتِ الْاَبْصَارُ وَبَلَغَتِ الْقُلُوْبُ الْحَنَاجِرَ وَتَظُنُّوْنَ بِاللّٰهِ الظُّنُوْنَا۔ جب کافر تم پر آئے تمہارے اوپر سے اور تمہارے نیچے سے اور جبکہ ٹھٹک کر رہ گئیں نگاہیں اور کلیجے منہ کو آگئے اور تم اللہ پر طرح طرح کے گمان کرنے لگے امید و یاس کے۔

یعنی وادی مدینہ کی بالائی جانب مشرق سے قبیلہ اسد اور غطفان کے لوگ زیر قیادت مالک بن عوف نضری اور عیینہ بن حصن فزاری ایک ہزار کی جمعیت لے کر آگئے اور ان کے ساتھ طلیحہ بن خویلد اسدی بنی اسد کی جمعیت لے کر اور حیی بن اخطب یہود بنی قریظہ کی جمعیت لے کر آچڑھے۔

اور وادی زیریں مغربی سے قریش اور بنی کنانہ بسر کردگی ابو سفیان بن حرب آگئے۔

اور اس وقت لوگوں کی آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ گئیں اور شدت رعب و ہیبت سے حیرت میں آگئیں اور کلیجے منہ کو آگئے اور خوف و اضطراب کی حد ہو گئی اور تم اللہ تعالے پر طرح طرح کے گمان امید و یاس میں کرنے لگے اور منافق تو اس خیال میں جم گئے کہ اب مسلمانوں کا نام و نشان نہ رہے گا اس لیے کہ کفار کی اتنی

بڑی جمعیت کا مقابلہ مسلمان نہیں کر سکتے اور اللہ تعالےٰ کا وعدہ نصرت یونہی مسلمانوں کو امیدوار بنائے ہوئے تھا ورنہ بات کچھ نہ تھی۔

هُنَالِكَ ابْتُلِيَ الْمُؤْمِنُونَ وَزُلْزِلُوا زِلْزَالًا شَدِيدًا ۔ وہ جگہ تھی کہ مسلمانوں کی جانچ ہوئی اور خوب زبردستی سے جھنجھوڑے گئے۔

اور ان کا صبر و اخلاص محک امتحان پر لایا گیا۔

وَإِذْ يَقُولُ الْمُنَافِقُونَ وَالَّذِينَ فِي قُلُوبِهِمْ مَرَضٌ مَا وَعَدَنَا اللَّهُ وَرَسُولُهُ إِلَّا غُرُورًا ۔ اور جب منافق کہنے لگے اور جن کے دلوں میں مرض نفاق تھا جو وعدہ دیا ہمیں اللہ و رسول نے وہ کچھ نہ تھا سوائے فریب کے۔

یعنی جن کا ایمان ضعف اعتقاد اور مرض نفاق سے خراب ہو چکا تھا وہ بکنے لگے اور یہ کہنے والا معتب بن قشیر تھا اس نے یہ دس بارہ پندرہ ہزار کا لشکر جرار دیکھ کر کہا کہ حضور سید عالم اور انکے خدا کی طرف سے تو ہمیں فتح فارس و روم کا وعدہ ہے۔ اور حال یہ ہے کہ ہم میں سے کسی کی مجال ہی نہیں کہ اپنے ڈیرے سے باہر نکل سکے تو یہ وعدہ نرا دھوکہ ہی تھا۔

وَإِذْ قَالَتْ طَائِفَةٌ مِنْهُمْ يَا أَهْلَ يَثْرِبَ لَا مُقَامَ لَكُمْ فَارْجِعُوا ۔ اور جب منافقین کے ایک گروہ نے کہا اے اہل یثرب یہاں تمہارے قیام کی جگہ نہیں تم گھروں کو واپس چلو۔

مدینہ منورہ کو یثرب کہنے والے منافق تھے اس بنا پر اسلام میں مدینہ طیبہ کو طیبہ طابہ۔ مدینہ منورہ کہنے کا حکم ہے اور یثرب کہنے کی ممانعت ہے۔

حدیث میں ہے کہ حضور نے مدینہ طیبہ کو یثرب کہنے سے منع فرمایا اس لیے کہ لفظ یثرب کے معنے اچھے نہیں ہیں۔ علی قاری رحمۃ اللہ نے تو یہاں تک کہا کہ جو مدینہ منورہ کو یثرب کہے اسے چاہئے کہ ستر بار استغفار کرے۔

وَيَسْتَأْذِنُ فَرِيقٌ مِنْهُمُ النَّبِيَّ يَقُولُونَ إِنَّ بُيُوتَنَا عَوْرَةٌ وَمَا هِيَ بِعَوْرَةٍ إِنْ يُرِيدُونَ إِلَّا فِرَارًا ۔ اور مسلمانوں میں سے بھی ایک گروہ سید عالم صلے اللہ علیہ وسلم سے اذن مانگنے لگا یہ بہانہ بنا کر کہ ہمارے گھر غیر محفوظ ہیں اور وہ غیر محفوظ نہ تھے وہ نہ چاہتے تھے مگر بھاگنا۔

منافقوں کی باتوں میں آ کر بنی حارثہ اور بنی سلیم اتنے متاثر ہو گئے کہ دونوں قبیلہ بہانہ سازی سے لشکر اسلام سے بھاگنے کا ارادہ کر چکے تھے۔ اس پر ان کی کیفیت کا اظہار فرمایا گیا اور ارشاد ہوا۔

وَلَوْ دُخِلَتْ عَلَيْهِمْ مِنْ أَقْطَارِهَا ثُمَّ سُئِلُوا الْفِتْنَةَ لَآتَوْهَا وَمَا تَلَبَّثُوا بِهَا إِلَّا يَسِيرًا ۔

اور اگر اطراف مدینہ سے ان پر فوجیں داخل ہو جائیں پھر ان سے فتنہ یعنی کفر کرانا چاہیں تو ضرور وہ ان کے کفر پر آجائیں اور نہ دیر کریں مگر تھوڑی۔

یعنی ایسے کچے خیال والے جیسے قبیلہ بنی حارثہ اور بنی سلمہ اتنے متلون مزاج ہیں کہ اگر ان پر فوجیں ٹوٹ پڑیں اور ان سے کفر کا مطالبہ کریں تو ضرور وہ کفر میں آجائیں۔ سئلوا الفتنۃ میں فتنہ سے مراد کفر ہے، جیسے دوسری جگہ ارشاد ہے وَقَاتِلُوْهُمْ حَتّٰى لَا تَكُوْنَ فِتْنَةٌ وَّيَكُوْنَ الدِّيْنُ لِلّٰهِ۔ یہاں بھی فتنہ سے مراد کفر و شرک ہے۔

اور کچھ دیر نہ لگائیں اور اسلام سے منحرف ہو جائیں با آنکہ

وَلَقَدْ كَانُوْا عَاهَدُوا اللّٰهَ مِنْ قَبْلُ لَا يُوَلُّوْنَ الْاَدْبَارَ وَكَانَ عَهْدُ اللّٰهِ مَسْئُوْلًا۔ اور بیشک وہ اللہ سے عہد کر چکے تھے کہ نہ پلٹیں گے ایڑیوں کے بل اور اللہ کا عہد پوچھا جائے گا۔

یعنی اول وہ عہد کر چکے تھے کہ اسلام سے منحرف نہ ہوں گے تو بروز قیامت اللہ تعالےٰ ان سے دریافت فرمائے گا کہ تم نے ایفاء عہد کیوں نہ کیا۔ آگے ارشاد ہے۔

قُلْ لَّنْ يَّنْفَعَكُمُ الْفِرَارُ اِنْ فَرَرْتُمْ مِّنَ الْمَوْتِ اَوِ الْقَتْلِ وَاِذًا لَّا تُمَتَّعُوْنَ اِلَّا قَلِيْلًا۔

اے محبوب فرما دیجئے تمہیں یہ بھاگنا ہرگز نفع نہ دے گا اگر موت یا قتل کے خوف سے بھاگو تم بھاگ کر بھی دنیا سے متمتع نہ ہو سکو گے مگر تھوڑے وقت کیلئے۔

اس لیے کہ اگر ان کے لیے قتل مقدر ہے تو بھاگنا بے سود ہے اور اگر موت مقدر ہے تو اس سے بچنا ناممکن ہے رہا دنیا کی زندگی میں رہنا یہ چند روزہ ہوتی ہے۔ قُلْ مَتَاعُ الدُّنْيَا قَلِيْلٌ۔

اور اگر چاہو کہ بھاگنے سے قتل یا موت سے بچ جاؤ گے یہ ناممکن ہے۔ البتہ اگر وقت نہیں آیا ہے تو بھاگ کر بھگوڑے کیوں بنتے ہو گھمسان میں بھی نہیں مر سکتے اور اگر وقت آگیا ہے تو وَلَوْ كُنْتُمْ فِيْ بُرُوْجٍ مُّشَيَّدَةٍ اگرچہ تم مضبوط برجوں میں کیوں نہ محفوظ ہو موت وہاں بھی نہ چھوڑے گی۔

قُلْ مَنْ ذَا الَّذِيْ يَعْصِمُكُمْ مِّنَ اللّٰهِ اِنْ اَرَادَ بِكُمْ سُوْٓءًا اَوْ اَرَادَ بِكُمْ رَحْمَةً وَّلَا يَجِدُوْنَ لَهُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلِيًّا وَّلَا نَصِيْرًا۔ فرما دیجئے وہ کون ہے جو اللہ کا حکم تم پر سے ٹال دے اگر وہ تمہارا برا ارادہ فرما چکا ہے یا تمہارے ساتھ مہربانی کا ارادہ کر چکا ہے اور وہ اللہ کے سوا کسی کو اپنا حامی نہ پائیں گے اور نہ مددگار۔

یعنی جسے اللہ ہلاک کرنا چاہے تو اسے کوئی نہیں روک سکتا اور اگر مشیت الٰہی میں امن و عافیت ہو تو اسے کوئی نقصان نہیں دے سکتا۔

قَدْ يَعْلَمُ اللّٰهُ الْمُعَوِّقِيْنَ مِنْكُمْ وَالْقَآئِلِيْنَ لِاِخْوَانِهِمْ هَلُمَّ اِلَيْنَا وَلَا يَاْتُوْنَ الْبَاْسَ اِلَّا قَلِيْلًا۔

بے شک اللہ جانتا ہے تمہارے ان کو جو جہاد سے روکتے ہیں اور اپنے بھائیوں سے کہتے ہیں ہماری طرف چلے آؤ اور لڑائی میں نہیں آتے مگر تھوڑے۔

یعنی ان لوگوں کو اللہ تعالے جانتا ہے جو مسلمانوں کو کہتے ہیں کہ حضور کو چھوڑ کر علیحدہ ہو جاؤ اور ان کا ساتھ چھوڑ دو جہاد میں شرکت نہ کرو اس لیے کہ اس میں جان کا خطرہ ہے۔

شان نزول

سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ آیت کریمہ منافقین کے حق میں نازل ہوئی انہیں یہود نے پیغام دیا تھا کہ تم کیوں اپنی جانیں ابوسفیان کے لشکر کے ہاتھوں ہلاک کرا رہے ہو اس کے لشکری اس مرتبہ اگر تمہیں پا گئے تو تم میں سے کسی کو باقی نہ چھوڑیں گے۔

ہمیں تمہارا اندیشہ ہے کیونکہ تم ہمارے بھائی ہو اور ہمارے ہمسایہ لہذا تم ہمارے پاس آجاؤ یہ خبر پاکر عبداللہ بن ابی بن سلول منافق اور اس کے ساتھی مومنین کو ابوسفیان اور اس کے ساتھیوں سے ڈرا کر رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کا ساتھ دینے سے روکنے لگے اور انہوں نے بہت کوشش کی لیکن جس قدر انہوں نے کوشش کی مومنین کا ثبات واستقلال اور بڑھتا گیا۔

اَشِحَّةً عَلَيْكُمْ فَاِذَا جَآءَ الْخَوْفُ رَاَيْتَهُمْ يَنْظُرُوْنَ اِلَيْكَ تَدُوْرُ اَعْيُنُهُمْ كَالَّذِيْ يُغْشٰى عَلَيْهِ مِنَ الْمَوْتِ فَاِذَا ذَهَبَ الْخَوْفُ سَلَقُوْكُمْ بِاَلْسِنَةٍ حِدَادٍ اَشِحَّةً عَلَى الْخَيْرِ اُولٰٓئِكَ لَمْ يُؤْمِنُوْا فَاَحْبَطَ اللّٰهُ اَعْمَالَهُمْ وَكَانَ ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ يَسِيْرًا - تم میں ٹال بال کرتے ہیں تو جب ڈر کا وقت آئے تم انہیں دیکھو گے کہ تمہاری طرف یوں نظر کرتے ہیں کہ ان کی آنکھیں پھر رہی ہیں جیسے کسی پر موت چھائی ہو تو جب ڈر کا وقت نکل جائے تمہیں طعنے دینے لگیں تیز زبانوں سے مال غنیمت کے لالچ میں یہ لوگ ایمان لائے ہی نہیں تو اللہ نے ان کے عمل اکارت کر دیے اور یہ اللہ کو آسان ہے۔

یعنی لشکر کفار کا غلبہ دیکھ کر مذبذب ہونے لگے اور جب امن اور غنیمت حاصل ہونے لگی تو زوردار لفظوں میں کہتے ہیں کہ ہمیں حصہ زیادہ دو اس لیے کہ تم ہماری ہی وجہ سے کفار پر غالب ہوئے ہو یہ لوگ مومن نہیں اگرچہ زبانوں سے ایمان کا اظہار کرتے رہیں اس لیے کہ حقیقت میں وہ مومن نہ تھے اس لیے انکے تمام ظاہری عمل اور جہاد وغیرہ کے اجر سب باطل کر دیے گئے اور اللہ تعالے پر یہ سب آسان ہے۔

يَحْسَبُوْنَ الْاَحْزَابَ لَمْ يَذْهَبُوْا وَاِنْ يَّاْتِ الْاَحْزَابُ يَوَدُّوْا لَوْ اَنَّهُمْ بَادُوْنَ فِي الْاَعْرَابِ يَسْاَلُوْنَ عَنْ اَنْۢبَآئِكُمْ وَلَوْ كَانُوْا فِيْكُمْ مَّا قٰتَلُوْٓا اِلَّا قَلِيْلًا۔ وہ سمجھ رہے ہیں کہ کافروں کے لشکر ابھی نہیں

گئے اور اگر لشکر دوبارہ آئیں تو ان کی خواہش ہوگی کہ کسی طرح کسی گاؤں میں نکل کر تمہاری خبریں پوچھتے اور اگر وہ تم میں رہتے جب بھی نہ لڑتے مگر تھوڑے۔

یعنی منافقین کا اپنی بزدلی کے باعث یہ گمان ہے کہ کفار قریش قبیلہ غطفان و یہود میدان چھوڑ کر بھاگے نہیں اگرچہ فی الواقع وہ بھاگ چکے ہیں اور ان کی یہ آرزو ہے کہ جنگل میں کسی گاؤں کے اندر روپوش ہو کر مدینہ طیبہ کے آنے جانے والوں سے خبریں لیں کہ مسلمانوں کا کیا انجام ہوا اور کفار کے مقابلہ میں ان کی کیا حالت رہی اور اگر وہ تم میں ریاکاری سے رہتے تو عذر رکھنے کے لیے ملے رہیں تاکہ کہہ سکیں کہ ہم بھی تمہارے ساتھ جنگ میں شریک تھے۔

مختصر تفسیر اردو دوسرا رکوع سورۂ احزاب پ ۲۱

یَآاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اذْکُرُوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ عَلَیْکُمْ "اے ایمان والو یاد کرو اس نعمت کو جو اللہ نے تمہیں دی"۔ یہاں سے قصہ احزاب شروع کیا گیا اور وہی واقعہ خندق ہے۔

یہ بقول ابن اسحٰق شوال ۵ھ میں ہوا۔

وَقَالَ مَالِكٌ سَنَةَ اَرْبَعٍ۔ بقول مالک ۴ھ تھا۔

اور نعمت بمعنی انعام ہے۔

اِذْ جَآءَتْکُمْ جُنُوْدٌ۔ جب آگئے تم پر لشکر۔

جنود سے مراد لشکر ہیں اور وہ لشکر کیا تھے اس کی تصریح یہ ہے۔

(۱) وَهُمْ قُرَیْشٌ یَقُوْدُهُمْ اَبُوْسُفْیَانُ۔ وہ قریش مکہ تھے جن کا قائد ابو سفیان تھا

(۲) وَبَنُوْ اَسَدٍ یَقُوْدُهُمْ طُلَیْحَةُ۔ اور قبیلہ بنی اسد جسے طلیحہ لے کر چڑھا تھا۔

(۳) وَغَطَفَانُ یَقُوْدُهُمْ عُیَیْنَةُ۔ اور قبیلہ غطفان کو عیینہ لے کر آیا تھا۔

(۴) وَبَنُوْ عَامِرٍ یَقُوْدُهُمْ عَامِرُ بْنُ الطُّفَیْلِ۔ قبیلہ بنی عامر کو عامر بن طفیل لایا تھا۔

(۵) وَبَنُوْ سُلَیْمٍ یَقُوْدُهُمْ اَبُو الْاَعْوَرِ السُّلَمِیُّ۔ اور قبیلہ سلیم کو ابو الاعور سلمی لے آیا۔

(۶) وَبَنُو النَّضِیْرِ رُؤَسَآئُهُمْ۔ اور قبیلہ بنی نضیر کو ان کے سردار لے آئے جو حیی بن اخطب اور ابناء ابی الحقیق تھے۔

(۷) وَبَنُوْ قُرَیْظَةَ سَیِّدُهُمْ کَعْبُ بْنُ اَسَدٍ۔ بنی قریظہ کو ان کا سردار کعب بن اسد لے آیا۔

اور بنو قریظہ کے ساتھ حضور کا معاہدہ بھی تھا۔ مگر حیی بن اخطب کی کوشش سے انہوں نے نقض عہد کیا اور یہ اسلام کی مخالفت پر شریک ہو گئے۔

وَكَانَ مَجْمُوعُهُمْ عَشَرَةَ الآفٍ فِي قَوْلٍ۔ ان کی مجموعی تعداد ایک قول سے دس ہزار تھی۔

وَخَمْسَةَ عَشَرَ اَلْفًا فِي اٰخَرَ۔ اور ایک قول سے پندرہ ہزار تھی۔

وَقِيْلَ ذُهَاءَ اِثْنَيْ عَشَرَ اَلْفًا۔ ایک قول ہے کہ تقریباً بارہ ہزار تھی۔

فَلَمَّا سَمِعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِاِتْيَانِهِمْ حَفَرَ خَنْدَقًا قَرِيْبًا مِّنَ الْمَدِيْنَةِ مُحِيْطًا بِهَا بِاِشَارَةِ سَلْمَانَ الْفَارِسِيِّ۔ جب حضور کو ان کے آنے کا علم ہوا تو آپ نے بمشورہ سلمان فارسی مدینہ کے چاروں طرف خندق کھدوایا اور اس کی کھدائی دس آدمیوں میں چالیس گز مقرر فرمائی یعنے دس دس آدمی مل کر چالیس گز خندق کھودیں۔

ثُمَّ خَرَجَ عَلَيْهِ السَّلَامُ فِي ثَلٰثَةِ الآفٍ مِّنَ الْمُسْلِمِيْنَ فَضَرَبَ مُعَسْكَرَهٗ وَالْخَنْدَقُ بَيْنَهٗ وَبَيْنَ الْقَوْمِ۔ پھر حضور تین ہزار مسلمانوں کے ساتھ نکلے اور لشکر بنایا اور خندق دشمن (یعنی کفار) اور مسلمانوں کے مابین حائل تھا۔

وَاَمَرَ بِالذَّرَارِيِّ وَالنِّسَاءِ فَرُفِعُوْا فِي الْاٰطَامِ۔ اور بچوں اور عورتوں کو خیموں میں محفوظ کر لیا۔

وَاشْتَدَّ الْخَوْفُ وَظَنَّ الْمُؤْمِنُوْنَ كُلَّ ظَنٍّ وَنَجَمَ النِّفَاقُ كَمَا قَصَّ اللّٰهُ تَعَالٰى۔ اور مسلمانوں پر شدید خوف مستولی ہو گیا اور مسلمانوں میں طرح طرح کے گمان پیدا ہو گئے اور جیسا کہ اللہ تعالےٰ نے بیان فرمایا وَتَظُنُّوْنَ بِاللّٰهِ الظُّنُوْنَا۔

فَاَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ رِيْحًا وَّجُنُوْدًا لَّمْ تَرَوْهَا وَكَانَ اللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرًا۔ تو بھیجی ہم نے ان پر آندھی اور لشکر ملائکہ جسے تم نہ دیکھتے تھے اور اللہ تمہاری تدبیریں دیکھ رہا تھا۔

یہ واقعہ ایک ماہ تک رہا دونوں فریق سوائے تیر اندازی اور سنگباری کے مقابلہ پر نہیں آئے دشمن خندق کے پرے تیر اندازی اور سنگباری کرتا رہا اور مسلمان ادھر سے جواب دیتے رہے۔

اِلَّا اَنَّ فَوَارِسَ مِنْ قُرَيْشٍ۔ مگر کچھ قریشی گھوڑے سوار۔

مِنْهُمْ عَمْرُو بْنُ عَبْدِ وَدٍّ وَكَانَ يُعَدُّ بِاَلْفِ فَارِسٍ۔ ان میں سے عمرو بن عبدود ایک ہزار کا رسالہ لے کر نکلا ہوا تھا۔

وَعِكْرِمَةُ بْنُ اَبِيْ جَهْلٍ۔ عکرمہ ابو جہل کا بیٹا۔

وَضِرَارُ بْنُ الْخَطَّابِ۔ ضرار خطاب کا بیٹا۔

وَهُبَيْرَةُ بْنُ اَبِي وَهْبٍ۔ ہبیرہ ابو وہب کا بیٹا

وَنَوْفَلُ بْنُ عَبْدِ اللہِ۔ نوفل عبداللہ کا بیٹا

ثُمَّ رَكِبُوا خُيُولَهُمْ وَتَيَمَّمُوا مِنَ الْخَنْدَقِ مَكَانًا ضَيِّقًا فَضَرَبُوا خُيُولَهُمْ فَاقْتَحَمُوا فَجَالَتْ بِهِمْ فِي السَّبْخَةِ بَيْنَ الْخَنْدَقِ وَسَلْعٍ۔ یہ سب گھوڑوں پر سوار ہو کر تنگ راستوں سے چلے اور گھوڑوں کو ایڑ لگائی جس سے خندق میں ان کے لیے خندق اور سلع کے درمیان راہ بن گئی۔

فَخَرَجَ عَلِيُّ بْنُ اَبِي طَالِبٍ كَرَّمَ اللهُ تَعَالَى وَجْهَهُ فِي نَفَرٍ مِّنَ الْمُسْلِمِيْنَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمْ حَتّٰى اَخَذَ عَلَيْهِمُ الثَّغْرَةَ الَّتِي اقْتَحَمُوا مِنْهَا فَاقْبَلَتِ الْفُرْسَانُ مَعَهُمْ وَقَتَلَ عَلِيٌّ كَرَّمَ اللهُ وَجْهَهُ عَمْرًا فِي قِصَّةٍ مَّشْهُوْرَةٍ فَانْهَزَمَتْ خَيْلُهُ حَتّٰى اقْتَحَمَتْ مِنَ الْخَنْدَقِ هَارِبَةً وَقُتِلَ مَعَ عَمْرٍو مُنَبِّهُ بْنُ عُثْمَانَ وَنَوْفَلُ بْنُ عَبْدِ الْعُزّٰى۔

تو حضرت علی بن ابی طالب کرم اللہ وجہہ مسلمانوں کی ایک جماعت کے ساتھ نکلے اور ان کے سردار کو پکڑ لیا جو مسلمانوں پر چڑھائی کرتا ہوا خندق سے پار آ گیا تھا پھر گھوڑے سوار مسافر آ گئے۔ چنانچہ حضرت علی نے عمرو بن عبدود کو قتل کر دیا تو ان کے گھوڑے بھاگے حتی کہ خندق پر بھاگتے ہوئے جمع ہو گئے اور عمرو بن عبدود کے بعد منبہ بن عثمان بن عبدالدار اور نوفل بن عبد العزی بھی مارے گئے۔

ایک روایت ہے کہ نوفل کو خندق میں پایا تو مسلمانوں نے تیر اور پتھر مار کر اسے قتل کر دیا تو مشرکین میں شور ہوا کہ اجمل قوم ہمارا مار دیا ہمیں چاہیئے کہ ہم اس کا بدلہ لیں۔

اور ابن اسحق راوی ہیں کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے نوفل کو دیکھ کر اس کی ہنسلی پر نیزہ مارا حتی کہ وہ خندق ہی مر گیا۔

اور مشرکین نے اس کی لاش خریدنے کا ارادہ کر کے حضور کی خدمت میں دس ہزار بھیجے حضور نے فرمایا یہ لاش تمہارے آدمی کی ہے لے جاؤ ہم مردار کی قیمت نہیں لیتے۔ آگے ارشاد ہے۔

فَاَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ رِيْحًا وَّجُنُوْدًا لَّمْ تَرَوْهَا وَكَانَ اللهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرًا۔ تو بھیجی اللہ نے ان پہ آندھی اور وہ لشکر جسے تم ہرگز نہ دیکھ سکتے تھے اور اللہ جو تم تدابیر کر رہے تھے سب دیکھ رہا تھا۔

یعنی اللہ تعالے نے ان پہ آندھی بھیجی اور لشکر ملائکہ جس کی تعداد ایک ہزار تھی۔

رُوِيَ اَنَّ اللهَ تَعَالٰى بَعَثَ عَلَيْهِمْ صَبًا بَارِدَةً فَاَخْفَرَتْهُمْ وَسَفَتِ التُّرَابَ فِي وُجُوْهِهِمْ وَاَمَرَ الْمَلٰئِكَةَ عَلَيْهِمُ السَّلَامُ فَقَلَعَتِ الْاَوْتَادَ وَقَطَعَتِ الْاَطْنَابَ وَاَطْفَاَتِ النِّيْرَانَ وَ

الْاَقْدَارَ الْقُدُوْرَ دَمَاجَتِ الْخَیْلُ بَعْضُہَا فِیْ بَعْضٍ وَقَذَفَ فِیْ قُلُوْبِہِمُ الرُّعْبَ وَکَبَّرَتِ الْمَلٰٓئِکَۃُ فِیْ جَوَانِبِ عَسْکَرِھِمْ۔ فَقَالَ طُلَیْحَۃُ بْنُ خُوَیْلِدٍ الْاَسَدِیُّ۔

روایت ہے اللہ نے ان پر باد صبا بھیجی جو اتنی سرد تھی کہ انہیں ٹھٹھرا دیا اور اتنی تیز تھی کہ ان کے چہروں پر مٹی چڑھ گئی اور ملائکہ کو حکم ہوا کہ ان کی میخیں اکھاڑ دیں اور خیموں کی طنابیں کاٹ دیں اور آگ سرد کر دیں اور ان کے کھانے ہنڈیاں الٹ دیں اور گھوڑوں کو ایسا بدکائیں کہ ایک گھوڑا دوسرے گھوڑے کو لات مارتا ہوا بھاگے۔ اور مشرکین کے دلوں میں مسلمانوں کا رعب ڈال دیا اور ملائکہ لشکر کی ایک سمت سے نعرہ تکبیر بلند کرنے لگے یہاں تک کہ گھبرا کر طلیحہ بن خویلد بول پڑا۔

اَمَّا مُحَمَّدٌ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَدْ بَدَاکُمْ بِالسِّحْرِ فَالنَّجَاۃُ النَّجَاۃُ فَانْھَزَمُوْا۔ محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے تمہارے مقابلہ کے لیے جادو سے ابتدا کی۔ خدارا ہمیں نجات دو ہمیں نجات دو اور وہ سب بھاگ پڑے۔

وَقَالَ حُذَیْفَۃُ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ وَقَدْ ذَھَبَ لِیَاْتِیَ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِخَبَرِ الْقَوْمِ خَرَجْتُ اِذَا دَنَوْتُ مِنْ عَسْکَرِ الْقَوْمِ نَظَرْتُ فِیْ ضَوْءِ نَارٍ لَّھُمْ تُوْقَدُ وَاِذَا رَجُلٌ اَدْھَمُ ضَخْمٌ یَقُوْلُ بِیَدِہٖ عَلَی النَّارِ وَیَمْسَحُ خَاصِرَتَہٗ وَیَقُوْلُ الرَّحِیْلُ الرَّحِیْلُ لَا مُقَامَ لَکُمْ وَاِذَا الرَّجُلُ فِیْ عَسْکَرِھِمْ مَا یُجَاوِزُ عَسْکَرَھُمْ شِبْرًا فَوَاللّٰہِ اِنِّیْ لَاَسْمَعُ صَوْتَ الْحِجَارَۃِ فِیْ رِحَالِہِمْ وَفُرُشِہِمْ وَالرِّیْحُ تَضْرِبُہُمْ ثُمَّ خَرَجْتُ نَحْوَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا صِرْتُ فِیْ نِصْفِ الطَّرِیْقِ اَوْ نَحْوِ ذٰلِکَ اِذَا اَنَا بِنَحْوِ عِشْرِیْنَ فَارِسًا مُتَعَمِّمِیْنَ فَقَالُوْا اَخْبِرْ صَاحِبَکَ اِنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی کَفَاہُ الْقَوْمَ۔

حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ وہ دشمن کے لشکر میں تشریف لے گئے تاکہ حضور کو وہاں کا حال آ کر سنائیں فرماتے ہیں جب میں گیا تو دشمن کے لشکر کے قریب جب ہوا تو میں نے ایک روشنی دیکھی جو مشرکین کے تاپنے کے لیے الاؤ کی صورت میں روشن کر رکھی تھی اور ان میں ایک سیاہ فام لحیم و شحیم آدمی کو دیکھا کہ آگ ہاتھ میں لے کر الٹ پلٹ کر رہا ہے اور اپنی کمر پر مل رہا ہے اور پکار رہا ہے یہاں سے کوچ کرو تم یہاں نہیں رہ سکتے اور وہ آدمی ابھی ایک بالشت نہ بڑھا تھا کہ میں نے پتھروں کی آواز ان کے کجاووں اور بستروں میں سنی، اور ہوا اتنی تیز تھی کہ انہیں مار رہی تھی۔

پھر میں حضور کی طرف واپس آ رہا تھا اور آدھا راستہ عبور کیا تھا کہ بیس سوار عوام کی صورت میں میں نے دیکھے۔ انہوں نے مجھ سے کہا اپنے صاحب و آقا کو خبر دو کہ اللہ تعالٰی آپ کے اور آپ کی قوم کے

لیے کافی ہے

یہ حذیفہ بن یمان ان صحابہ میں سے ہیں جو حضور کے معتمدین خاص سے تھے۔

اِکْمَالُ فِی اَسْمَاءِ الرِّجَالِ۔ ھُوَ حُذَیْفَۃُ بْنُ الْیَمَانِ وَاِسْمُ الْیَمَانِ حُسَیْلٌ بِالتَّصْغِیْرِ وَالْیَمَانُ لَقَبُہٗ وَکُنْیَتُہٗ حُذَیْفَۃُ وَاَبُوْعَبْدِ اللّٰہِ الْعَبْسِیُّ بِفَتْحِ الْعَیْنِ وَسُکُوْنِ الْبَاءِ۔

ھُوَصَاحِبُ سِرِّ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ رَوٰی عَنْہُ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ وَعَلِیُّ بْنُ اَبِیْ طَالِبٍ وَاَبُو الدَّرْدَاءِ وَغَیْرُھُمْ مِّنَ الصَّحَابَۃِ وَالتَّابِعِیْنَ مَاتَ بِالْمَدَائِنِ وَبِھَا قَبْرُہٗ سَنَۃَ خَمْسٍ وَّثَلَاثِیْنَ وَقِیْلَ سِتٍّ وَثَلٰثِیْنَ۔ بَعْدَ قَتْلِ عُثْمَانَ بِاَرْبَعِیْنَ لَیْلَۃً۔

حضرت حذیفہ بن یمان یہ اسم الیمان حُسیل ہیں اور یمان ان کا لقب ہے اور حذیفہ کنیت اور ابوعبداللہ عبسی۔

یہ حضور کے خاص راز دار تھے ان سے عمر فاروق اور حضرت علی اور ابوالدرداء وغیرہ نے صحابہ و تابعین نے روایات کیں۔

آپ کا انتقال مدائن میں ہوا اور ۳۵ھ میں وہیں مدفون ہوئے۔ اور ایک روایت میں ہے کہ آپ کا انتقال ۳۶ھ میں ہوا۔

وَکَانَ اللّٰہُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِیْرًا۔ اور اللہ تمہارے کام دیکھ رہا تھا۔

مِنْ حَفْرِ الْخَنْدَقِ وَتَرْتِیْبِ مَبَادِی الْحَرْبِ وَاِعْلَاءِ لِکَلِمَاتِ اللّٰہِ تَعَالٰی۔ خندق کھودنے اور لڑائی کے مبادیات کی ترتیب اور اعلاء کلمۃ الحق کے لیے تجاویز مرتب کرنا یہ سب کام اللہ تعالیٰ دیکھ رہا تھا۔

اِذْ جَاءُوْکُمْ مِّنْ فَوْقِکُمْ۔ جب وہ آگئے تمہارے اوپر کی سمت سے۔

یَعْنِیْ مِنْ اَعْلَی الْوَادِیْ مِنْ جِھَۃِ الْمَشْرِقِ وَالْجَائِیْ مِنْ ذٰلِکَ بَنُوْغَطْفَانَ وَمَنْ تَابَعَھُمْ مِنْ اَھْلِ نَجْدٍ وَبَنُوْقُرَیْظَۃَ وَبَنُوالنَّضِیْرِ۔ بالائی سمت سے آنے والے قبیلہ غطفان اور ان کے متبع اہل نجد سے تھے اور یہودیں سے بنو قریظہ اور قبیلہ بنی نضیر کے لوگ تھے۔

وَمِنْ اَسْفَلَ مِنْکُمْ۔ اور نیچے سے تمہارے۔

یَعْنِیْ مِنْ اَسْفَلِ الْوَادِیْ مِنْ قِبَلِ الْمَغْرِبِ۔ وادی کے نیچے کی سمت مغربی سے۔

وَالْجَائِیْ مِنْ ذٰلِکَ قُرَیْشٌ وَمَنْ شَایَعَھُمْ مِنَ الْاَحَابِیْشِ وَبَنِیْ کِنَانَۃَ وَاَھْلِ تِھَامَۃَ

یہ آنے والے قریش تھے اور جنہیں اعلان کرکے بلایا
حبشیوں سے اور
قبیلہ بنی کنانہ
اور اہل تہامہ یعنی مکہ والے تھے۔
ایک قول یہ بھی ہے کہ اوپر کی طرف سے آنے والے بنو قریظہ تھے
اور نیچے کے رخ سے آنے والے
قریش اور
بنی اسد اور
قبیلہ غطفان اور
سلیم تھے

اور اس بیان سے مقصود یہ ہے کہ کِنَایَۃٌ عَنِ الْاِحَاطَۃِ مِنْ جَمِیْعِ الْجَوَانِبِ۔ کہ کنایۃً بتایا کہ ہر طرف سے گھیر لیا گیا تھا مدینہ والوں کو اور منافقین اور مشرکین نے گھیرا جیسا کہ دوسری جگہ فرمایا یَغْشَاھُمُ الْعَذَابُ مِنْ فَوْقِہِمْ وَمِنْ تَحْتِ اَرْجُلِہِمْ۔

وَاِذْ زَاغَتِ الْاَبْصَارُ وَبَلَغَتِ الْقُلُوْبُ الْحَنَاجِرَ وَتَظُنُّوْنَ بِاللّٰہِ الظُّنُوْنَا۔ اور جب آنکھیں پتھرا گئیں اور دہشت سے حیرت میں محو ہو گئیں اور کلیجہ منہ کو آگیا اور لوگ طرح طرح کی بدظنی کرنے لگے زَاغَتْ کا ترجمہ آلوسی کرتے ہیں اَیْ حِیْنَ مَالَتِ الْاَبْصَارُ عَنْ سَنَنِہَا وَانْحَرَفَتْ عَنْ مُسْتَوٰی نَظَرِہَا حَیْرَۃً وَّدَھْشَۃً۔ اس کا خلاصہ وہی ہے جو ہم نے ترجمہ میں ظاہر کیا۔

اور فراء کہتے ہیں اَیْ حِیْنَ مَالَتْ عَنْ کُلِّ شَیْئٍ فَلَمْ تَلْتَفِتْ اِلَّا اِلٰی عَدُوِّھَا اس کے حاصل معنی بھی وہی ہیں جو ہم نے ترجمہ میں لکھ دیے۔

وَبَلَغَتِ الْقُلُوْبُ الْحَنَاجِرَ۔ یَعْنِیْ خَافَتْ خَوْفًا شَدِیْدًا اَوْ فَزِعَتْ فَزَعًا عَظِیْمًا۔ یعنی خوف شدید اور انتہائی گھبراہٹ کا حال۔ محاورہ اردو میں کلیجہ منہ کو آنا کہتے ہیں۔

مسند احمد بن حنبل میں حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے ہے قَالَ قُلْنَا یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ ھَلْ مِنْ شَیْئٍ نَقُوْلُہٗ وَقَدْ بَلَغَتِ الْقُلُوْبُ الْحَنَاجِرَ قَالَ نَعَمْ اَللّٰھُمَّ اسْتُرْ عَوْرَاتِنَا وَاٰمِنْ رَوْعَاتِنَا ہم نے عرض کی حضور کیا ہمیں ایسی حالت میں کچھ کہنا چاہیے جبکہ کلیجہ منہ کو آرہا ہو اور پریشانی کی شدت ہو فرمایا ہاں۔ اَللّٰھُمَّ اسْتُرْ عَوْرَاتِنَا وَاٰمِنْ رَوْعَاتِنَا۔ کہنا چاہیے۔

قَالَ فَضَرَبَ اللّٰهُ تَعَالٰی دُبُوْرَ اَعْدَآئِہٖ بِالرِّیْحِ فَھَزَمَھُمُ اللّٰهُ تَعَالٰی بِالرِّیْحِ۔ فرماتے ہیں
پھر اللہ تعالے نے آندھی سے دشمن کا منہ پھیر دیا اور انہیں بھگا دیا۔

وَتَظُنُّوْنَ بِاللّٰهِ الظُّنُوْنَا۔ اور تم اللہ کے ساتھ مختلف گمان کرنے لگے۔

مخلصین تو وہ تھے جو اپنے محور ایمان پہ ثابت رہے اور وہ یقین رکھتے تھے کہ اللہ تعالے اپنا وعدہ پورا فرمائے گا اور وہ رکن دین کو بلند کرے گا اور اپنے حبیب پاک کی نصرۃ فرمائے گا تو مومن تو جب نصرت آئی تو بول پڑے ھٰذَا مَا وَعَدَنَا اللّٰهُ وَرَسُوْلُہٗ۔

اور بعض وہ تھے جو اس امتحان میں خوفزدہ ہو کر اپنے قدم متزلزل کر بیٹھے تھے اور تکالیف کے متحمل نہیں رہے تھے۔

ظنون جمع ظن کی ہے یہ وہ مصدر ہے جو قلیل و کثیر پر شامل ہے۔

اور منافقین مختلف ظن میں پڑ گئے اور کہنے لگے اَنَّ مُحَمَّدًا صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَاَصْحَابَہٗ یُسْتَأْصَلُوْنَ۔ حضور صلے اللہ علیہ وسلم اور ان کے اصحاب کو یہ لشکر جڑ سے اکھاڑ دے گا۔

وَاَیْقَنَ الْمُؤْمِنُوْنَ اِنَّ مَا وَعَدَنَا اللّٰهُ وَرَسُوْلُہٗ حَقٌّ وَاِنَّہٗ سَیُظْھِرُہٗ عَلَی الدِّیْنِ کُلِّہٖ
اور مومنین اس یقین پر قائم تھے کہ جو اللہ اور اس کے رسول کا وعدہ ہے وہ حق ہے اور وہ عنقریب تمام ادیان پر اسلام کو غالب کرے گا۔

البتہ بعض مسلمانوں کا یہ گمان بھی ہو گیا کہ شائد اللہ تعالے اپنی بے نیازی دکھائے اور کفار کی مدد کر دے۔ آگے ارشاد ہے۔

ھُنَالِکَ ابْتُلِیَ الْمُؤْمِنُوْنَ وَزُلْزِلُوْا زِلْزَالًا شَدِیْدًا۔ اس موقعہ پر مومنین کو امتحان میں ڈالا گیا اور انہیں جھنجھوڑ دیا۔

یعنی یہ وہ موقعہ تھا جس میں مومن اور منافق مخلص و راسخ سب ظاہر ہو گئے تو یہ امتحان بقول ضحاک بھوک میں ہوا۔

وَعَلٰی مَا رُوِیَ عَنْ مُجَاھِدٍ بِشِدَّۃِ الْحِصَارِ۔ بقول مجاہد حصار کی سختی میں یہ امتحان ہوا۔

وَعَلٰی مَا قِیْلَ بِالصَّبْرِ عَلَی الْاِیْمَانِ۔ ایک قول یہ ہے کہ ایمان پر استقلال و صبر کے ذریعہ امتحان ہوا

وَزُلْزِلُوْا زِلْزَالًا شَدِیْدًا۔ اور جھنجھوڑے گئے سخت جھنجھوڑ میں۔

یَعْنِیْ اِضْطَرَبُوْا اِضْطِرَابًا شَدِیْدًا مِنْ شِدَّۃِ الْفَزَعِ وَکَثْرَۃِ الْاَعْدَآءِ۔ یعنی وہ مضطرب کر دیئے گئے سخت اضطرار و اضطراب میں شدۃ فزع اور دشمن کی کثرت سے۔

ضحاک کہتے ہیں زُلْزِلُوا عَنْ اَمَاکِنِہِمْ حَتّٰی لَمْ یَکُنْ لَّہُمْ اِلَّا مَوْضِعُ الْخَنْدَقِ۔ وہ اپنے رہنے کی جگہ سے ہلا دیے گئے حتیٰ کہ سوا خندقوں کے کوئی جگہ نہ تھی۔

وَاِذْ یَقُوْلُ الْمُنٰفِقُوْنَ وَالَّذِیْنَ فِیْ قُلُوْبِہِمْ مَّرَضٌ مَّا وَعَدَنَا اللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗۤ اِلَّا غُرُوْرًا۔

اور یاد فرمایئے وہ واقعہ جبکہ منافقوں اور ان لوگوں نے جن کے دلوں میں نفاق کا مرض تھا کہا اللہ اور اس کے رسول نے ہم سے وعدہ نہ کیا مگر نرا باطل۔

یعنی ہماری فتوحات اور کفار پر غالب ہونے کی جو بشارتیں دی گئیں وہ نری باطل اور دھوکہ ہی تھیں غرور کا اطلاق باطل پر ہوتا ہے۔

روایت ہے کہ صحابہ کرام جب خندق کھود رہے تھے تو کھدائی میں ایک چٹان گول ایسی نکلی جو نہایت سخت پتھر کی تھی اور معول یعنی کدال سے وہ ٹوٹتی نہ تھی فَشَکَوْا اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ تو صحابہ نے حضور سے عرض کیا۔

فَاَخَذَ الْمِعْوَلَ مِنْ سَلْمَانَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ فَضَرَبَہَا ضَرْبَۃً بَرِقَتْ مِنْہَا بَرْقَۃٌ اَضَاءَ مِنْہَا مَا بَیْنَ لَابَتَیِ الْمَدِیْنَۃِ حَتّٰی لَکَاَنَّ مِصْبَاحًا فِیْ جَوْفِ لَیْلٍ مُّظْلِمٍ فَکَبَّرَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَکَبَّرَ الْمُسْلِمُوْنَ۔ تو حضور نے کدال حضرت سلمان فارسی سے لے کر اس چٹان پر مار کر چھوڑ دی تو اس چٹان سے ایک بجلی سی چمکی جس نے مدینہ کے کنارے تک روشن کر دیے گویا اندھیری رات میں چراغ روشن ہو گیا تو حضور نے نعرۂ تکبیر لگایا اور صحابہ نے بھی تکبیر کہی۔

پھر وہی کدال دوبارہ ماری تو وہ چٹان ٹوٹی اور اس سے اتنا تیز نور نکلا کہ مدینہ کے اندر تیز روشنی ہو گئی۔ تو حضور نے پھر نعرۂ تکبیر فرمایا اور صحابہ نے نعرہ لگایا۔

ثُمَّ ضَرَبَہَا الثَّالِثَۃَ فَکَسَرَہَا وَبَرِقَتْ بَرْقَۃٌ اَضَاءَ مِنْہَا مَا بَیْنَ لَابَتَیْہَا فَکَبَّرَ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَکَبَّرَ الْمُسْلِمُوْنَ۔ پھر تیسری بار حضور نے کدال ماری تو وہ چٹان ریزہ ریزہ ہو گئی اور اس سے اتنا نور نکلا کہ مدینہ کے کنارے خوب روشن ہو گئے اور حضور نے تکبیر فرمائی اور صحابہ کرام نے بھی تکبیر کہی۔ پھر صحابہ نے حضور سے سوال کیا۔

فَقَالَ عَلَیْہِ السَّلَامُ اَضَاءَ لِیْ فِی الْاُوْلٰی قُصُوْرُ الْحِیْرَۃِ وَمَدَائِنُ کِسْرٰی کَاَنَّہَا اَنْیَابُ الْکِلَابِ فَاَخْبَرَنِیْ جِبْرِیْلُ عَلَیْہِ السَّلَامُ اَنَّ اُمَّتِیْ ظَاہِرَۃٌ عَلَیْہَا۔

تو حضور نے فرمایا مجھ پر پہلی ضرب میں اللہ نے حیرہ کے محل اور کسریٰ کی بستیاں روشن فرمائیں اور جبریل نے مجھے خبر دی کہ میرے امتی ان مقامات پر غالب آئیں گے۔

وَاَضَاءَ لِیَ الثَّانِیَۃَ قُصُوْرَ الْحِمْیَرِ مِنْ اَرْضِ الرُّوْمِ کَاَنَّھَا اَنْیَابُ الْکِلَابِ وَاَخْبَرَنِیْ جِبْرِیْلُ عَلَیْہِ السَّلَامُ اَنَّ اُمَّتِیْ ظَاھِرَۃٌ عَلَیْھَا فَابْشِرُوْا بِالنُّصْرَۃِ فَاسْتَبْشَرَ الْمُسْلِمُوْنَ۔

وَاَضَاءَ لِیَ فِی الثَّالِثَۃِ قُصُوْرَ صَنْعَاءَ کَاَنَّھَا اَنْیَابُ الْکِلَابِ وَاَخْبَرَنِیْ جِبْرِیْلُ اَنَّ اُمَّتِیْ ظَاھِرَۃٌ عَلَیْھَا۔

دوسری ضرب میں مجھ پر روم کے قبیلہ حمیر کے محل روشن ہوئے جیسے کتے کے کیلے چمکتے ہیں اور جبریل نے مجھے خبر دی کہ میری امت اس پر غالب آئے گی تم اللہ کی مدد سے خوش ہو جاؤ تو مسلمان خوش ہو گئے۔

اور تیسری ضرب میں قصور صنعاء ایسے روشن ہوئے جیسے کتے کے کیلے چمکتے ہیں اور جبریل نے بشارت دی کہ میری امت یہاں بھی غالب آئے گی

تو ایک شخص انصار میں سے تھا جسے معتب بن قشیر کہتے تھے اور یہ منافق تھا کہنے لگا اَیَعِدُنَا مُحَمَّدٌ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَنْ یُّفْتَحَ لَنَا مَدَائِنُ الْیَمَنِ وَبِیْضُ الْمَدَائِنِ وَقُصُوْرُ الرُّوْمِ وَاَحَدُنَا لَایَسْتَطِیْعُ اَنْ یَّقْضِیَ حَاجَتَہٗ اِلَّا قُتِلَ ھٰذَا وَاللّٰہِ الْغُرُوْرُ فَاَنْزَلَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَاِذْ یَقُوْلُ الْمُنَافِقُوْنَ

حضور ہم سے وعدہ تو یہ فرما رہے ہیں کہ ہمارے لیے یمن کی بستیاں اور سفید محل مدائن کے اور روم کے قصور فتح ہوں گے اور حال یہ ہے کہ ہم میں کسی کو اتنی طاقت نہیں کہ قضائے حاجت کو بھی نکل سکے کہ علی الفور قتل ہی ہو خدا کی قسم یہ محض دھوکہ اور باطل دعوے ہے اس پر یہ آیۂ کریمہ نازل ہوئی وَاِذْ یَقُوْلُ الْمُنَافِقُوْنَ وَالَّذِیْنَ فِیْ قُلُوْبِھِمْ مَّرَضٌ مَّا وَعَدَنَا اللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗ اِلَّا غُرُوْرًا۔

ایک روایت یہ ہے کہ منافقین نے جب یہ سنا کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے حیرہ اور مدائن کسریٰ کی فتوحات کی بشارت دی ہے تو وہ کہنے لگے۔

اَلَا تَعْجَبُوْنَ یُحَدِّثُکُمْ وَیَعِدُکُمْ وَیُمَنِّیْکُمُ الْبَاطِلَ اَنَّہٗ یُبْصِرُ مِنْ یَّثْرِبَ قُصُوْرَ الْحِیْرَۃِ وَمَدَائِنَ کِسْرٰی وَاَنَّھَا تُفْتَحُ لَکُمْ وَاَنْتُمْ تَحْفِرُوْنَ الْخَنْدَقَ وَلَا تَسْتَطِیْعُوْنَ اَنْ تَبْرُزُوْا فَاَنْزَلَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَاِذْ یَقُوْلُ الْمُنَافِقُوْنَ وَوَجْہُ الْجَمْعِ عَلَی الْقَوْلِ بِاَنَّ الْقَائِلَ وَاحِدٌ اَنَّ الْبَاقِیْنَ رَاضِیْنَ بِذٰلِکَ فَتَابِعُوْہُ مِنْہُ۔

کیا تم یہ باتیں پسند کرتے ہو جو تم سے کی جا رہی ہیں اور تمہیں وعدے دیے جا رہے ہیں اور تمہیں باطل طریقہ پر امیدوار بنایا جا رہا ہے اور حضور صلے اللہ علیہ وسلم یثرب سے قصور حیرہ اور مدائن کسریٰ دیکھ لیتے ہیں اور تمہیں بشارت دیتے ہیں کہ وہ تمہارے لیے فتح ہوں گے اور حال یہ ہے کہ تم خندق کھود کر اپنی جانیں بچا رہے ہو اور تم میں اتنی بھی طاقت نہیں کہ خندقوں سے باہر بھی نکل سکو تو یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔

اور وَاِذْ یَقُوْلُ الْمُنَافِقُوْنَ میں جو جمع کے ساتھ فرمایا گیا باآنکہ کہنے والا صرف ایک تھا جس کا نام معتب بن قشیر تھا اور یہی ایک منافق کہنے والا تھا۔

اس کی وجہ جمع کی یہ ہے کہ اگرچہ کہنے والا ایک تھا مگر تمام منافق اس کے کہنے پر خوش تھے اور اس کی بات قبول کر رہے تھے۔

اور سب منافقین استہزاء میں شریک تھے۔

وَاِذْ قَالَتْ طَّآئِفَةٌ مِّنْهُمْ یَآ اَهْلَ یَثْرِبَ لَا مُقَامَ لَكُمْ فَارْجِعُوْا وَیَسْتَاْذِنُ فَرِیْقٌ مِّنْهُمُ النَّبِیَّ یَقُوْلُوْنَ اِنَّ بُیُوْتَنَا عَوْرَةٌ وَمَا هِیَ بِعَوْرَةٍ اِنْ یُّرِیْدُوْنَ اِلَّا فِرَارًا۔ اور وہ واقعہ یاد فرمائیے جبکہ ایک جماعت منافقین نے کہا اے اہل یثرب تمہارا یہاں ٹھہرنا مناسب نہیں تو تمہیں چاہیئے کہ واپس جاؤ اس پر ایک جماعت نے ان میں سے اجازت طلب کی اور کہا ہمارے گھر غیر محفوظ ہیں اور وہ غیر محفوظ نہ تھے اور ان کا ارادہ ہی جگہ سے بھاگنے کا تھا۔

یہ جماعت رأس المنافقین عبداللہ بن ابی بن سلول کی تھی کما قال السدی۔

اور بقول مقاتل یہ قبیلہ بنو سلمہ تھا۔

ایک قول ہے اوس بن رومان تھا جو اوس بن قبطی کے قبیلہ اور بنو حارثہ سے تھے۔

آیۂ کریمہ میں منہم کی ضمیر منافقین کی طرف ہے۔

اور یَآ اَهْلَ یَثْرِبَ کہنے والے منافق تھے اور یہ نام حضور کی تشریف آوری سے قبل مدینہ منورہ کا تھا

ابو عبیدہ یثرب مدینہ کے کنارہ ایک بقعہ تھا اسے یثرب کہا جاتا تھا۔

وَقِیْلَ اِسْمُ اَرْضِهَا وَهُوَ عَلَیْهَا مَمْنُوْعٌ وَلَا یَنْبَغِیْ تَسْمِیَةُ الْمَدِیْنَةِ بِذٰلِكَ۔ ایک قول ہے کہ مدینہ کے زمین کو یثرب کہا جاتا تھا اور اب اسے یثرب کہنا ممنوع ہے اور وہ مسلمان کو چاہیئے بھی نہیں کہ مدینہ پاک کو یثرب کہے۔ چنانچہ

احمد اور ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے راوی ہیں قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَنْ سَمَّی الْمَدِیْنَةَ یَثْرِبَ فَلْیَسْتَغْفِرِ اللّٰهَ تَعَالٰی هِیَ طَابَةٌ هِیَ طَابَةٌ هِیَ طَابَةٌ۔ حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو مدینہ کا نام یثرب کہے اسے چاہیئے کہ استغفار کرے یہ مدینہ طابہ ہے یہ مدینہ طابہ ہے یہ مدینہ طابہ ہے۔

اور ابن مردویہ ابن عباس سے راوی ہیں کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لَا تَدْعُوْهَا یَثْرِبَ فَاِنَّهَا طَیْبَةُ یَعْنِی الْمَدِیْنَةَ وَمَنْ قَالَ یَثْرِبَ فَلْیَسْتَغْفِرِ اللّٰهَ تَعَالٰی ثَلَاثَ مَرَّاتٍ هِیَ طَیْبَةٌ هِیَ

طِيْبَةٌ هِيَ طِيْبَةٌ۔ اسے یثرب کہہ کر نہ پکارو اس لیے کہ وہ طیبہ ہے یعنی مدینہ اور جو اس مدینہ کو یثرب کہے اسے چاہیے کہ تین بار استغفار کرے وہ طیبہ ہے وہ طیبہ ہے وہ طیبہ ہے۔

وَفِي الْحَوَاشِي الْخَفَاجِيِّ اِنَّ تَسْمِيَتَهَا بِهِ مَكْرُوْهَةٌ كَرَاهَةَ تَنْزِيْهِيَّةٍ۔ حواشی خفاجی میں ہے کہ مدینہ پاک کو یثرب کہنا مکروہ تنزیہی ہے۔

وَذُكِرَ فِيْ وَجْهِهِ ذٰلِكَ اِنَّ هٰذَا الْاِسْمَ يُشْعِرُ بِالتَّثْرِيْبِ وَهُوَ اللَّوْمُ وَالتَّعْيِيْرُ۔ اور اس کی وجہ یہ بتائی گئی کہ یثرب مشعر بہ تثریب ہے اور تثریب ملامت اور شرمندہ کرنے کو کہتے ہیں۔ جیسے قرآن پاک میں ارشاد ہے لَا تَثْرِيْبَ عَلَيْكُمُ الْيَوْمَ۔ آج کے دن تمہیں ملامت نہیں

علامہ راغب مفردات میں کہتے ہیں اَلتَّثْرِيْبُ التَّقْرِيْعُ بِالذَّنْبِ وَالثَّرْبُ شَحْمَةٌ رَقِيْقَةٌ تثریب گناہ کے الزام پر مستعمل ہے اور ثرب پتلی جھلی کو کہتے ہیں۔

وَقِيْلَ يَثْرِبُ اِسْمُ رَجُلٍ مِنَ الْعَمَالِقَةِ وَبِهِ سُمِّيَتِ الْمَدِيْنَةُ وَكَانَ يُقَالُ لَهَا اَثْرِبُ۔ ایک قول ہے کہ یثرب ایک شخص کا نام تھا جو قوم عمالقہ سے تھا اور اسی کے نام پر یہ نام رکھا گیا اور اسے اثرب کہتے تھے۔

اور طبرسی شریف مرتضیٰ سے ناقل ہے کہ مدینہ کے متعدد نام تھے اس میں سے یثرب۔ طیبہ۔ طابہ۔ دار سکینہ۔ جائزہ۔ مجبورہ۔ محبہ۔ محبوبہ۔ عذراء۔ مرحومہ۔ قاصمہ۔ منیبہ بھی ہیں۔

تو منافقین نے ان ناموں میں سے یثرب پسند کیا مُخَالِفَةً بِهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَا عَلِمُوْا مِنْ كَرَاهِيَتِهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ لِهٰذَا الْاِسْمِ۔ حضور کی مخالفت کرنے کے لیے جبکہ وہ جانتے تھے کہ حضور اس نام سے کراہت فرماتے ہیں۔

لَا مُقَامَ لَكُمْ فَارْجِعُوْا۔ یعنی یہاں تمہیں ٹھہرنا مناسب نہیں یا۔ لَا يُمْكِنُ لَكُمُ الْاِقَامَةُ۔ یا تمہارا قیام یہاں ممکن نہیں۔ لہذا۔

فَارْجِعُوْا اِلٰى مَنَازِلِكُمْ بِالْمَدِيْنَةِ لِيَكُوْنَ ذٰلِكَ اَسْلَمَ لَكُمْ مِنَ الْقَتْلِ۔ اپنے گھروں میں جاکر محفوظ ہو جاؤ تاکہ قتل وغیرہ سے سلامت رہو۔

اس مشورہ سے ان کی مراد جنگ سے فرار ہوتا تھا۔

وَقِيْلَ الْمَعْنٰى لَا مُقَامَ لَكُمْ فِيْ دِيْنِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَارْجِعُوْا اِلٰى مَا كُنْتُمْ عَلَيْهِ مِنَ الشِّرْكِ اَوْ فَارْجِعُوْا عَمَّا بَايَعْتُمُوْهُ عَلَيْهِ۔ ایک قول یہ ہے کہ لَا مُقَامَ لَكُمْ سے یہ مراد تھی کہ تمہارا دین محمدی میں رہنا مناسب نہیں لہذا اپنے شرک پر لوٹ آؤ۔ یا منحرف ہو جاؤ حضور کی بیعت سے۔

غرضکہ منافق تو تھے ہی اتنا سہارا پا کر پلٹ گئے اور
وَيَسْتَأْذِنُ فَرِيقٌ مِّنْهُمْ تو ان میں کا ایک فریق حضور سے اجازت جانے کی مانگنے لگا۔ یہ اجازت مانگنے والا گروہ بقول ابن عباس اور جابر بن عبد اللہ بنو حارث بن حرث کے لوگ تھے۔
اور ایک قول ہے کہ اوس بن قیظی نے ایک آدمی اول بھیجا کہ اجازت لے۔
سدی کہتے ہیں اوس بن قیظی اور ابا عرابہ بن اوس نے سب سے پہلے اجازت طلب کی۔
وَقِيلَ الْمُسْتَأْذِنُ بَنُو حَارِثَةَ وَبَنُو سَلِمَةَ اِسْتَأْذَنُوهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ فِي الرُّجُوعِ مُتَمَثِّلِينَ بِأَمْرِ أُولٰئِكَ الْقَائِلِينَ يَا أَهْلَ يَثْرِبَ۔ ایک قول یہ ہے کہ یہ اجازت مانگنے والے منافقین میں سے بنو حارثہ اور بنو سلمہ تھے جو متبع بھی اپنے کو ظاہر کرتے تھے اور اجازت بھی طلب کر رہے تھے یہی وہ تھے جنھوں نے یا اہل یثرب لا مقام لکم کہا تھا اور بہانہ یہ تراشا کہ
إِنَّ بُيُوتَنَا عَوْرَةٌ۔ ہمارے گھر غیر محفوظ ہیں خطرہ ہے کہ چور نہ آجائیں تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے
وَمَا هِيَ بِعَوْرَةٍ۔ اور حال یہ ہے (کہ یہ سب بہانہ تھا) ان کے گھر غیر محفوظ نہ تھے لیکن
إِنْ يُرِيدُونَ إِلَّا فِرَارًا۔ وہ نہیں چاہتے تھے مگر بھاگنا۔
أَيْ هَرَبًا مِنَ الْقِتَالِ وَنُصْرَةِ الْمُؤْمِنِينَ۔ یعنی وہ بھاگنا چاہتے تھے جہاد سے اور مومنین کی مدد سے چنانچہ ان کی اندرونی کیفیت بیان فرمائی جاتی ہے۔
وَلَوْ دُخِلَتْ عَلَيْهِمْ مِنْ أَقْطَارِهَا ثُمَّ سُئِلُوا الْفِتْنَةَ لَآتَوْهَا وَمَا تَلَبَّثُوا بِهَا إِلَّا يَسِيرًا۔
اور اگر داخل ہو جائیں فوجیں مدینہ کے اطراف سے پھر ان سے فتنہ یعنی کفر چاہیں تو ضرور آجائیں ان کے کفر میں اور اس میں دیر نہ کریں مگر تھوڑی۔
اقطار۔ قطر کی جمع ہے یعنی مدینہ کے کناروں سے یا ہر جانب سے ثُمَّ سُئِلُوا الْفِتْنَةَ۔ فتنہ کے معنی ضحاک قتال کرتے ہیں یعنی پھر وہ مقاتلہ مسلمانوں سے چاہیں تو لاتوہا فوراً وہ سب آمادہ ہو جائیں اور دیر نہ کریں مگر تھوڑی تاکہ اسلحہ وغیرہ سے چاق چوبند ہو جائیں تو آیت کریمہ کی عبارت یہ ہوئی۔
وَلَوْ دُخِلَتِ الْمَدِينَةُ مِنْ أَقْطَارِهَا وَاشْتَدَّ الْحَرْبُ الْحَقِيقِيُّ ثُمَّ سُئِلُوا الْفِتْنَةَ وَالْحَرْبَ لِمُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَسَارَعُوا إِلَيْهَا وَلَمْ يَلْبَثُوا فِي بُيُوتِهِمْ بِحِفْظِهَا إِلَّا يَسِيرًا۔ قِيلَ قَدْرَ مَا يَأْخُذُونَ سِلَاحَهُمْ۔

یعنی اگر وہ داخل ہو جائیں مدینہ میں چاروں طرف سے اور لڑائی زور پکڑ جائے پھر ان سے قتل و قتال کو حضور کے مقابلہ کے لیے کہا جائے تو اڑ کر اس طرف جائیں اور اپنے گھروں میں نہ ٹھہریں مگر تھوڑی دیر تاکہ

آلات حرب جمع کرلیں۔
اور حسین اور مجاہد اور قتادہ فتنہ کے معنی شرک کہتے ہیں۔
ایک قول میں فتنہ کے معنی ردّۃ اور کفر کی طرف پلٹنے کے ہیں۔
یعنی وَلَوْ دُخِلَتْ عَلَیْہِمْ ثُمَّ سُئِلُوا الشِّرْکَ لَاَشْرَکُوْا وَمَا اَخَّرُوْہُ اِلَّا یَسِیْرًا۔ اگر وہ ان پر داخل ہوں پھر ان سے وہ شرک طلب کریں تو یہ مشرک ہو جائیں اور تاخیر نہ کریں مگر تھوڑی تاکہ تیاری کرلیں۔
وَلَقَدْ کَانُوْا عَاھَدُوا اللّٰہَ مِنْ قَبْلُ لَا یُوَلُّوْنَ الْاَدْبَارَ وَکَانَ عَھْدُ اللّٰہِ مَسْئُوْلًا۔ اور بے شک وہ اس سے پہلے عہد کر چکے تھے کہ پیٹھ نہ پھیریں گے اور اللہ کا عہد پوچھا جائے گا۔
یعنی بنو حارثہ اور بنو سلمہ آج اجازت لے کر بھاگنا چاہتے ہیں یہ عہد کر چکے تھے یوم خندق سے پہلے لاو
ابن عباس فرماتے ہیں کہ ان لوگوں نے لیلۃ العقبہ میں حضور سے عہد کیا تھا کہ ہم حضور کا اتباع کریں گے مگر آج یہ پھر منحرف ہو گئے۔ تو اس عہد کے متعلق ان سے سوال کیا جائے گا اور قیامت کے دن پوری باز پرس ہوگی۔ آگے ارشاد ہے۔
قُلْ لَّنْ یَّنْفَعَکُمُ الْفِرَارُ اِنْ فَرَرْتُمْ مِّنَ الْمَوْتِ اَوِ الْقَتْلِ وَاِذًا لَّا تُمَتَّعُوْنَ اِلَّا قَلِیْلًا۔ اے محبوب آپ فرما دیں کہ ہرگز تمہیں نفع نہ دے گا بھاگنا اگر تم بھاگے موت سے یا قتل سے تو ایسی صورت میں تم متمتع نہ ہو گے مگر تھوڑے۔
یعنی یہ جنگ و قتل سے بھاگنا نفع نہیں دے سکتا اور قضاؤ قدر الٰہی پر غالب نہیں آسکتا جسے جس حال میں مرنا ہے وہ اسی حال میں مرے گا اگر قتل ہونا مقدر ہے تو بہر حال قتل ہوگا اور اگر کسی اور صورت میں مرنا ہے بہر حال مرے گا حیلہ جوئی اور موت سے بچنے کے پہلو نکالنا اس کے لیے فائدہ مند نہیں ہو سکتے چنانچہ ارشاد ہے۔
قُلْ مَنْ ذَا الَّذِیْ یَعْصِمُکُمْ مِّنَ اللّٰہِ اِنْ اَرَادَ بِکُمْ سُوْٓءًا اَوْ اَرَادَ بِکُمْ رَحْمَۃً وَلَا یَجِدُوْنَ لَہُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰہِ وَلِیًّا وَّلَا نَصِیْرًا۔ فرما دیجئے کون ہے جو تمہیں بچالے اگر اللہ چاہے تمہارے ساتھ برائی اور کون ہے جو تکلیف دے اگر اللہ چاہے تم پر رحم فرمانا۔ نہیں پائیں گے وہ اپنے لیے اللہ کے سوا اپنا حمایتی نہ مددگار۔
مَنْ ذَا الَّذِیْ استفہام انکاری ہے یعنی کوئی نہیں اللہ کے سوا تمہارا برا بھلا کرنے والا یعنی اللہ تعالیٰ ہی تم پر سے بلا ٹال سکتا ہے اور وہی تم پر رحم فرما سکتا ہے اور اس کے سوا کوئی نہیں جو تمہاری تکلیف دفع کر سکے یا تمہیں بلا سے بچا سکے۔

قَدْ يَعْلَمُ اللّٰهُ الْمُعَوِّقِيْنَ مِنْكُمْ وَالْقَائِلِيْنَ لِاِخْوَانِهِمْ هَلُمَّ اِلَيْنَا۔ اللہ خوب جانتا ہے نافرمانی کرنے والوں کو تم میں سے اور کہنے والوں کو اپنے بھائیوں سے آجاؤ ہماری طرف۔

معوقین کے معنی اَلْمُتَثَبِّطِيْنَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ہیں یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نافرمانوں منافقین کو اللہ خوب جانتا ہے۔ اور

قَائِلِيْنَ لِاِخْوَانِهِمْ۔ اپنے بھائیوں سے کہنے والوں کو جانتا ہے۔ یعنی اَقْبِلُوْا اِلَيْنَا اَوْ قَرِّبُوْا اَنْفُسَكُمْ اِلَيْنَا۔

شان نزول:۔ آیت کریمہ

ابن سائب فرماتے ہیں کہ یہ آیت عبداللہ بن ابی اور معتب بن قشیر اور ان لوگوں کے حق میں نازل ہوئی جو منافقین میں سے خندقوں سے نکل کر مدینہ چلے گئے تھے۔

انہیں منافقوں نے کہا تھا وَيْحَكَ اِجْلِسْ وَلَا تَخْرُجْ وَيَكْتُبُوْنَ اِلٰى اِخْوَانِهِمْ فِي الْعَسْكَرِ اَنِ ائْتُوْنَا فَاِنَّا نَنْتَظِرُكُمْ۔ جو ان کے پاس آیا اس سے کہا تجھ پر افسوس ہے تو کہاں جا پھنسا بیٹھ جا اور گھر سے باہر نہ نکل۔

اور انہوں نے اپنی برادری کے لوگوں کو لکھ کر بھیجا جو لشکر میں تھے کہ آجاؤ ہمارے پاس ہم تمہارے منتظر ہیں۔ ایک قول ہے کہ

هٰؤُلَاءِ الْيَهُوْدُ كَانُوْا يَقُوْلُوْنَ لِاَهْلِ الْمَدِيْنَةِ تَعَالَوْا اِلَيْنَا وَكُوْنُوْا مَعَنَا۔ یہ لوگ یہودی تھے جو اہل مدینہ میں سے انہیں کہتے تھے کہ ہماری طرف آجاؤ اور ہمارے ساتھ مل جاؤ۔ اس لیے کہ وہ انکے نفاق کو جانتے تھے۔

اور معوقین سے مراد وہی ہیں جو صفت نفاق میں مشترک تھے اور حضور کے ساتھ کفر کرنا پسند کرتے تھے۔ اور هَلُمَّ کا معنی اَقْبِلُوْا اِلَيْنَا ہے۔

وَلَا يَاْتُوْنَ الْبَاْسَ اِلَّا قَلِيْلًا۔ اور نہیں آئیں گے وہ حرب وقتال میں مگر تھوڑے۔

یعنی اس جماعت کے لوگ نہیں آئیں گے مگر دکھاوے کے لیے تھوڑے آجائیں گے تاکہ لوگ انہیں دیکھیں اور سمجھیں کہ یہ بھی آئے ہوئے ہیں۔

اَشِحَّةً عَلَيْكُمْ۔ بخل کرنے والا تمہارے اوپر۔

اشحۃ جمع ہے شحیح کی یہ خلاف قیاس بروزن فعیل ہے۔ تنگ نظر کے معنی میں آتا ہے۔ جیسے ضنین واضنا اور خلیل واخلاء۔

فَاِذَا جَآءَ الْخَوْفُ رَاَیْتَهُمْ یَنْظُرُوْنَ اِلَیْكَ تَدُوْرُ اَعْیُنُهُمْ كَالَّذِیْ یُغْشٰى عَلَیْهِ مِنَ الْمَوْتِ تو جب دشمن کا خوف آتا ہے اور توقع ہوتی ہے کہ اہل مدینہ کا استیصال ہو جائے گا تو دیکھو گے انہیں کہ آنکھیں پھر رہی ہیں شدت خوف سے گویا کہ ان پر موت چھائی ہوئی ہے۔

اس کی عبارت یہ ہے اَیْ یَنْظُرُوْنَ نَظْرًا كَائِنًا كَنَظْرِ الْمَغْشِیِّ عَلَیْهِ مِنْ مُعَالَجَةِ سَكَرَاتِ الْمَوْتِ حَذَرًا وَّخَوْفًا۔ یعنی وہ دیکھنے لگتے ہیں نشہ والی آنکھ سے جبکہ نشہ میں مخمور ہو سکرات موت میں ڈرتے ہوئے اور خوفزدہ حالت میں۔

وَقِیْلَ مَعْنَى الْاٰیَةِ اِذَا جَآءَ الْخَوْفُ مِنَ الْقِتَالِ وَظَهَرَ الْمُسْلِمُوْنَ عَلٰٓی اَعْدَآئِهِمْ رَاَیْتَهُمْ یَنْظُرُوْنَ اِلَیْكَ تَدُوْرُ اَعْیُنُهُمْ فِیْ رُؤُسِهِمْ وَتَجُوْلُ وَتَضْطَرِبُ رَجَآءَ اَنْ یَّلُوْحَ مِنْهُمْ مَفَرٌّ لِاَنَّهُمْ یَحْضُرُوْنَ عَلٰى نِیَّةِ شَرٍّ لَا عَلٰى نِیَّةِ خَیْرٍ۔

مگر پہلا قول ظاہر آیت سے منطبق ہے۔

فَاِذَا ذَهَبَ الْخَوْفُ سَلَقُوْكُمْ بِاَلْسِنَةٍ حِدَادٍ اَشِحَّةً عَلَى الْخَیْرِ اُولٰٓئِكَ لَمْ یُؤْمِنُوْا فَاَحْبَطَ اللّٰهُ اَعْمَالَهُمْ وَكَانَ ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ یَسِیْرًا۔ تو جب وہ خوف جاتا رہے تو طعنہ زنی کرتے ہوئے زبان درازی کرتے ہیں اور بخل کے ساتھ مال غنیمت کے حریص بنتے ہیں یہ لوگ وہ ہیں جو ہرگز ایمان نہیں لائے تو اللہ تعالے نے ان کا کفر ظاہر فرما کر ان کے سب عمل ضائع کر دیے اور احباط عمل اس کے لیے آسان ہے۔ کہ وہ بے نیاز ہے۔

سَلَقُوْكُمْ کے معنی اٰذَوْكُمْ بِالْكَلَامِ وَخَاصَمُوْكُمْ تمہیں گفتگو سے اذیت دیتے اور جھگڑتے ہیں فرا اور قتادہ کہتے ہیں بَسَطُوْا اَلْسِنَتَهُمْ فِیْكُمْ وَقْتَ قِسْمَةِ الْغَنِیْمَةِ یَقُوْلُوْنَ اَعْطُوْنَا اَعْطُوْنَا فَلَسْتُمْ اَحَقَّ بِهَا مِنَّا۔ زبان پھیلا کر مال غنیمت تقسیم ہوتے وقت بولتے ہیں ہمیں دو ہمیں دو اس لیے کہ تم ہم سے زیادہ حقدار نہیں۔

وَقَالَ یَزِیْدُ بْنُ رُوْمَانَ بَسَطُوْا اَلْسِنَتَهُمْ فِیْ اَذَاكُمْ وَسَبِّكُمْ وَتَنْقِیْصِ مَا اَنْتُمْ عَلَیْهِ مِنَ الدِّیْنِ۔ یزید بن رومان کہتے ہیں مسلمانوں کی اذیت کے لیے زبان کھولتے اور برا کہتے ہیں اور انکے دین کی تنقیص کرتے ہیں۔

وَقَالَ بَعْضُ الْاَجِلَّةِ اَصْلُ السَّلْقِ بَسْطُ الْعُضْوِ سَوَآءٌ كَانَ یَدًا اَوْ لِسَانًا فَسَلْقُ اللِّسَانِ اِعْلَانُ الطَّعْنِ وَالذَّمِّ۔ بعض اجلہ نے کہا اصل میں سلق عضو کھولنا ہے عام اس سے کہ وہ ہاتھ ہو یا لسان تو سلق اللسان طعن اور برائی کرنا ہے۔

ابن عباس رضی اللہ عنہ بھی یہی معنے کہتے ہیں چنانچہ فرماتے ہیں اَلسَّلْقُ فِی الْاٰیَۃِ الطَّعْنُ بِاللِّسَانِ سلق جو آیت میں ہے وہ زبان سے طعن کرنا ہے۔

اور اشحۃ کے معنی اَیْ بُخَلَاءَ حَرِیْصِیْنَ عَلٰی مَالِ الْغَنَائِمِ۔

چنانچہ ان کی بدخصلت ظاہر فرما کر فیصلہ فرما دیا

اُولٰٓئِکَ لَمْ یُؤْمِنُوْا۔ یہ لوگ ہرگز ایمان نہیں لائے اس لیے کہ فَاِنَّھُمْ مُّنَافِقُوْنَ وہ منافق ہیں ظاہری ایماندار بنتے ہیں اور دل میں کفر دبائے ہوئے ہیں۔

فَاَحْبَطَ اللّٰہُ اَعْمَالَھُمْ۔ تو اللہ تعالےٰ نے ان کی باطل پرستی ظاہر فرما کر ان کے سب عمل حبط کردیے اور یہ اللہ تعالےٰ کے لیے آسان ہے اس لیے کہ وہ بے نیاز ہے۔

یَحْسَبُوْنَ الْاَحْزَابَ لَمْ یَذْھَبُوْا وَاِنْ یَّاْتِ الْاَحْزَابُ یَوَدُّوْا لَوْ اَنَّھُمْ بَادُوْنَ فِی الْاَعْرَابِ یَسْاَلُوْنَ عَنْ اَنْبَآئِکُمْ وَلَوْ کَانُوْا فِیْکُمْ مَّا قٰتَلُوْٓا اِلَّا قَلِیْلًا۔ گمان کرتے ہیں کہ دشمن کے لشکر نہیں گئے حالانکہ وہ چلے بھی گئے اور اگر دشمن کے لشکر پھر آموجود ہوں تو یہ لوگ اسی کو پسند کریں گے کہ کاش کسی طرف کو جنگل میں نکل جائیں اور بستیوں میں رہیں اور وہاں سے ان جانبازوں کی خبر معلوم کریں اور اگر کسی مجبوری سے انہیں تم میں رہنا بھی پڑے تو دشمن سے نہ لڑیں مگر تھوڑی چھیڑ چھاڑ کرنے کو تھوڑی دیر۔

اس آیت کریمہ میں ان کی بزدلی ظاہر کی گئی ہے کہ جبتک لڑائی رہی اپنے نفاق اور بزدلی کے سبب بھاگوں بھاگ کرتے رہے اور جب دیکھا کہ مسلمان فتحیاب ہوگئے تو مال غنیمت میں اپنا حق جتلانے کے لیے چلی کٹی باتیں بنانے لگے کہ تم نے ایسا کونسا کارنمایاں کیا ہے جو ہم نے نہیں کیا ہم نہ ہوتے تو تم فتحیاب ہی نہ ہوسکتے تھے۔

بامحاورہ ترجمہ تیسرا رکوع سورۃ احزاب پ ۲۱

وَلَقَدْ کَانَ لَکُمْ فِیْ رَسُوْلِ اللّٰہِ اُسْوَۃٌ حَسَنَۃٌ لِّمَنْ کَانَ یَرْجُو اللّٰہَ وَالْیَوْمَ الْاٰخِرَ وَذَکَرَ اللّٰہَ کَثِیْرًا ۝	اور بے شک تمہارے لیے اللہ کے رسول میں بہترین نمونہ ہے اس آدمی کے لیے جو اللہ تعالےٰ اور قیامت کے دن کی ملاقات کا یقین رکھتا ہو اور اللہ کو بہت زیادہ یاد کرے۔
وَلَمَّا رَاَ الْمُؤْمِنُوْنَ الْاَحْزَابَ قَالُوْا	اور جب مومنوں نے لشکروں کو دیکھا تو پکار اٹھے

هٰذَا مَا وَعَدَنَا اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ وَصَدَقَ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ وَمَا زَادَهُمْ اِلَّآ اِيْمَانًا وَّتَسْلِيْمًا ۝

یہ وہی ہے جو وعدہ دیا تھا ہمیں اللہ اور اس کے رسول نے اور ان کا ایمان اور فرمانبرداری اور زیادہ بڑھ گئی۔

مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ رِجَالٌ صَدَقُوْا مَا عَاهَدُوا اللّٰهَ عَلَيْهِ فَمِنْهُمْ مَّنْ قَضٰى نَحْبَهٗ وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّنْتَظِرُ وَمَا بَدَّلُوْا تَبْدِيْلًا ۝

مومنوں میں سے کچھ مرد ایسے ہیں کہ انہوں نے سچ کر دکھایا جو انہوں نے اللہ سے عہد کیا تھا تو بعض ان میں سے وہ ہیں جو اپنا کام پورا کر چکے اور بعض ان میں سے انتظار میں ہیں اور انہوں نے اپنے ارادہ میں کوئی تبدیلی نہیں کی۔

لِيَجْزِيَ اللّٰهُ الصّٰدِقِيْنَ بِصِدْقِهِمْ وَيُعَذِّبَ الْمُنٰفِقِيْنَ اِنْ شَآءَ اَوْ يَتُوْبَ عَلَيْهِمْ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ۝

تاکہ اللہ سچے لوگوں کو ان کے سچ کا بدلہ دے اور سزا دے منافقوں کو اگر چاہے یا ان کی توبہ قبول فرمائے بے شک اللہ ہے بخشنے والا مہربان۔

وَرَدَّ اللّٰهُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِغَيْظِهِمْ لَمْ يَنَالُوْا خَيْرًا وَكَفَى اللّٰهُ الْمُؤْمِنِيْنَ الْقِتَالَ وَكَانَ اللّٰهُ قَوِيًّا عَزِيْزًا ۝

اور اللہ نے کافروں کو واپس کر دیا کہ وہ اپنا غصہ نہ نکال سکے اور نہ انہیں کوئی بھلائی ملی اور اللہ نے مومنوں کو لڑائی سے بچا لیا اور ہے اللہ طاقتور غالب۔

وَاَنْزَلَ الَّذِيْنَ ظَاهَرُوْهُمْ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ مِنْ صَيَاصِيْهِمْ وَقَذَفَ فِيْ قُلُوْبِهِمُ الرُّعْبَ فَرِيْقًا تَقْتُلُوْنَ وَتَاْسِرُوْنَ فَرِيْقًا ۝

اور اہل کتاب کے ان آدمیوں کو انکے قلعوں سے اتار لایا جنہوں نے کافروں کی مدد کی تھی اور ان کے دلوں میں رعب ڈال دیا تم کچھ لوگوں کو قتل کرتے تھے اور کچھ لوگوں کو قید کرتے تھے۔

وَاَوْرَثَكُمْ اَرْضَهُمْ وَدِيَارَهُمْ وَاَمْوَالَهُمْ وَاَرْضًا لَّمْ تَطَـُٔوْهَا وَكَانَ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرًا ۝

اور تمہیں ان کی زمینوں اور گھروں اور مالوں کا وارث بنا دیا اور ان زمینوں کا بھی جن پہ تمہارے قدم نہ لگے اور اللہ ہر چیز پہ قادر ہے۔

لفظی ترجمہ

وَ۔ اور	لَقَدْ۔ بیشک	کَانَ ہے	لَکُمْ تمہارے لیے

فِیْ ۔ بیچ	رَسُوْلِ ۔ رسول	اللّٰہِ ۔ اللہ کے	اُسْوَۃٌ ۔ نمونہ
حَسَنَۃٌ ۔ اچھا	لِمَنْ ۔ اسکے لیے جو	کَانَ ۔ ہے	یَرْجُوا ۔ امید رکھتا
اللّٰہَ ۔ اللہ کی	وَ ۔ اور	الْیَوْمَ ۔ دن	الْاٰخِرَ ۔ آخرت کی
وَ ۔ اور	ذَکَرَ ۔ یاد کرے	اللّٰہَ ۔ اللہ کو	کَثِیْرًا ۔ بہت
وَ ۔ اور	لَمَّا ۔ جب	رَاٰ ۔ دیکھا	الْمُؤْمِنُوْنَ ۔ مومنوں نے
الْاَحْزَابَ ۔ لشکروں کو	قَالُوْا ۔ بول اٹھے	ھٰذَا ۔ یہ	مَا ۔ وہ ہے جو
وَعَدَ ۔ وعدہ دیا	نَا ۔ ہم کو	اللّٰہُ ۔ اللہ نے	وَ ۔ اور
رَسُوْلُہٗ ۔ اسکے رسول نے	وَ ۔ اور	صَدَقَ ۔ سچ کہا	اللّٰہُ ۔ اللہ نے
وَ ۔ اور	رَسُوْلُہٗ ۔ اسکے رسول نے	وَ ۔ اور	مَا ۔ نہ
زَادَ ۔ زیادہ ہوا	ھُمْ ۔ ان کو	اِلَّا ۔ مگر	اِیْمَانًا ۔ ایمان
وَّ ۔ اور	تَسْلِیْمًا ۔ فرمانبرداری	مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ ۔ مومنوں میں سے کچھ	
رِجَالٌ ۔ مرد ہیں جنہوں نے	صَدَقُوْا ۔ سچ کر دکھایا	مَا ۔ جو	عَاھَدُوا ۔ عہد کیا تھا انہوں نے
اللّٰہَ ۔ اللہ سے	عَلَیْہِ ۔ اس کا	فَمِنْھُمْ ۔ تو بعض ان سے	مَّنْ ۔ وہ ہیں جو
قَضٰی ۔ پورا کر چکے	نَحْبَہٗ ۔ اپنا کام	وَ ۔ اور	مِنْھُمْ ۔ بعض ان سے
مَّنْ ۔ وہ ہیں جو	یَّنْتَظِرُ ۔ منتظر ہیں	وَ ۔ اور	مَا ۔ نہ
بَدَّلُوْا ۔ تبدیل کیا انہوں نے	تَبْدِیْلًا ۔ کوئی تبدیلی	لِیَجْزِیَ ۔ تاکہ بدلہ دے	اللّٰہُ ۔ اللہ
الصّٰدِقِیْنَ ۔ سچوں کو	بِصِدْقِھِمْ ۔ انکے سچ کا	وَ ۔ اور	یُعَذِّبَ ۔ سزا دے
الْمُنٰفِقِیْنَ ۔ منافقوں کو	اِنْ ۔ اگر	شَآءَ ۔ چاہے	اَوْ ۔ اور
یَتُوْبَ ۔ توبہ قبول کرے	عَلَیْھِمْ ۔ ان کی	اِنَّ ۔ بیشک	اللّٰہَ ۔ اللہ
کَانَ ۔ ہے	غَفُوْرًا ۔ بخشنے والا	رَّحِیْمًا ۔ مہربان	وَ ۔ اور
رَدَّ ۔ لوٹا دیا	اللّٰہُ ۔ اللہ نے	الَّذِیْنَ ۔ ان کو	کَفَرُوْا ۔ جو کافر ہیں
بِغَیْظِھِمْ ۔ انکے غصے کے ساتھ	لَمْ ۔ نہ	یَنَالُوْا ۔ پائی انہوں نے	خَیْرًا ۔ کوئی بھلائی
وَ ۔ اور	کَفَی ۔ کفایت کی	اللّٰہُ ۔ اللہ نے	الْمُؤْمِنِیْنَ ۔ مومنوں سے
الْقِتَالَ ۔ لڑائی کی	وَ ۔ اور	کَانَ ۔ ہے	اللّٰہُ ۔ اللہ
قَوِیًّا ۔ طاقتور	عَزِیْزًا ۔ غالب	وَ ۔ اور	اَنْزَلَ ۔ اتارا

اَلَّذِیْنَ۔ ان کو جنہوں نے	ظَاهَرُوْ۔ مدد کی	هُمْ۔ ان کی	مِنْ اَهْلِ الْکِتَابِ۔ اہل
کتاب ہیں سے	مِنْ صَیَاصِیْهِمْ۔ ان کے قلعوں سے		وَ۔ اور
قَذَفَ۔ ڈالا	فِیْ۔ بیچ	قُلُوْبِهِمُ۔ انکے دلوں کے	الرُّعْبَ۔ رعب
فَرِیْقًا۔ ایک گروہ کو	تَقْتُلُوْنَ۔ تم قتل کرتے تھے	وَ۔ اور	تَاْسِرُوْنَ۔ قید کرتے تھے
فَرِیْقًا۔ ایک گروہ کو	وَ۔ اور	اَوْرَثَکُمْ۔ وارث بنایا تم کو	اَرْضَهُمْ۔ ان کی زمین کا
وَ۔ اور	دِیَارَ۔ گھروں	هُمْ۔ ان کے کا	وَ۔ اور
اَمْوَالَهُمْ۔ انکے مالوں کا	وَ۔ اور	اَرْضًا۔ اس زمین کا کہ	لَمْ۔ نہ
تَطَئُوْ۔ روندا تم نے	هَا۔ اس کو	وَ۔ اور	کَانَ۔ ہے
اللّٰهُ۔ اللہ	عَلٰی۔ اوپر	کُلِّ۔ ہر	شَیْءٍ۔ چیز کے
قَدِیْرًا۔ قادر			

خلاصہ تفسیر تیسرا رکوع سورۃ احزاب پ۲۱

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِیْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِّمَنْ كَانَ یَرْجُوا اللّٰهَ وَالْیَوْمَ الْاٰخِرَ وَذَكَرَ اللّٰهَ كَثِیْرًا ۔ بے شک تمہارے لیے اللہ کے رسول میں تمام اچھے خصائل ہیں اس کیلئے جو اللہ کے حضور حاضری کا امیدوار ہو اور قیامت کے دن کا یقین رکھے اور اللہ کی یاد کثرت سے کرے۔

آیۂ کریمہ میں اتباع مصطفٰے کی تعلیم ہے چنانچہ فرمایا کہ دین حقہ کی اعانت اسی میں ہے کہ ہمارے رسول کی اداؤں پر مٹ جاؤ اور ان کی تعلیم پر پوری طرح کاربند رہو اور ان کی اتباع میں کوتاہی نہ کرو ان کا ساتھ نہ چھوڑو مصائب پر صبر کرو ہمارے حبیب کے طریقوں پر چلو اور ہر موقع پر اللہ کا ذکر کرو خوشی کا موقعہ ہو یا غمی کا۔ تنگی میں ہو یا فراخی میں اس کی یاد سے غافل نہ ہو۔

وَلَمَّا رَاَ الْمُؤْمِنُوْنَ الْاَحْزَابَ قَالُوْا هٰذَا مَا وَعَدَنَا اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ وَصَدَقَ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ وَمَا زَادَهُمْ اِلَّا اِیْمَانًا وَّتَسْلِیْمًا ۔ اور جب مسلمانوں نے کافروں کے لشکر دیکھے تو بولے یہ ہے وہ جو ہمیں وعدہ دیا اللہ اور اس کے رسول نے اور سچ فرمایا اللہ اور اس کے رسول نے ان کا اس سے ایمان بھی بڑھا اور تسلیم ورضا پر قائم رہے۔

یعنی جب صحابہ کرام پر مشرکین و منافقین کے لشکر چڑھے تو صحیح الایمان لوگوں کے ایمان اور بھی زیادہ

مضبوط ہو گئے اور کہنے لگے یہ اللہ اور اس کے رسول کے وعدہ کے مطابق سختی آئی جیسا کہ فرمایا تھا کہ کچھ بلا آئے
تو صبر کرنا دشمن کے لشکر تم پر ٹوٹ پڑیں تو اللہ کا ذکر کرنا انجام کار تم ہی فتحیاب ہو گئے۔

تو اللہ کا وعدہ سچا ہوا اب فتحیابی ہماری ہوتی ہے کیونکہ اس کے بعد وعدہ ہے کہ تمہاری مدد کی جائے
گی جیسا کہ ارشاد ہے اَمْ حَسِبْتُمْ اَنْ تَدْخُلُوا الْجَنَّۃَ وَلَمَّا یَاْتِکُمْ مَّثَلُ الَّذِیْنَ خَلَوْا مِنْ قَبْلِکُمْ۔

یہ وہ پیشگوئی تھی جو حضور نے دس یوم پہلے کی تھی چنانچہ حضرت ابن عباس فرماتے ہیں کہ سید عالم صلی اللہ
علیہ وسلم نے صحابہ کرام کو فرمایا تھا کہ نو یا دس راتوں میں تم پر دشمن لشکر لے کر آئے گا اس وقت تمہیں ثابت قدم
رہنا ہو گا تو صحابہ نے دیکھا کہ اس مدت میں دشمن کا لشکر چڑھا تو سب بولے کہ

ھٰذَا مَا وَعَدَنَا اللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗ۔ یہ وہ ہے جس کا ہمیں وعدہ اللہ اور اس کے رسول نے دیا

وَصَدَقَ اللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗ۔ اور بے شک اللہ اور اس کے رسول نے سچ فرمایا تھا۔ یعنی جو اس کے وعدے
ہیں سب سچے ہیں اور سب یقیناً پورے ہوں گے۔ اب دشمن تو آ گیا اب ہماری مدد بھی ہو گی اور ہم ضرور دشمن
پر فتحیاب ہوں گے۔

مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ رِجَالٌ صَدَقُوْا مَا عَاھَدُوا اللّٰہَ عَلَیْہِ فَمِنْھُمْ مَّنْ قَضٰی نَحْبَہٗ وَمِنْھُمْ مَّنْ
یَّنْتَظِرُ وَمَا بَدَّلُوْا تَبْدِیْلًا۔ مومنین میں سے کچھ وہ مرد ہیں جنہوں نے سچا کر دیا جو عہد اللہ سے کیا تھا تو
ان میں سے کوئی اپنی منت پوری کر چکا اور کوئی منتظر ہے اور وہ ذرہ نہیں بدلے۔

جو لوگ اپنا وعدہ پورا کر چکے یہ حضرت عثمان غنی اور حضرت طلحہ حضرت سعید بن زید حضرت حمزہ سید الشہداء
حضرت مصعب وغیرہ ہیں رضوان اللہ علیہم اجمعین۔

انہوں نے نذر مانی تھی کہ جب حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جہاد کا موقعہ ملے گا تو ثابت قدم رہینگے
حتیٰ کہ شہید ہو جائیں گے اور پیچھے نہ پلیٹیں گے۔ ان کی شان میں ارشاد ہے فَمِنْھُمْ مَّنْ قَضٰی نَحْبَہٗ
نَحْب۔ عربی میں نذر و منت کو کہتے ہیں۔ یعنی انسان کا اپنے اوپر کسی عمل کو واجب کر لینا۔

تو یہ لوگ جہاد پر ثابت قدم رہے حتیٰ کہ بعض ان میں سے شہید بھی ہو گئے جیسے حمزہ اور مصعب رضی اللہ
عنہما اور مِنْھُمْ مَّنْ یَّنْتَظِرُ سے مراد وہ ہیں جو ابھی منتظر شہادت ہیں جیسے حضرت عثمان حضرت علی حضرت طلحہ
رضی اللہ عنہم۔

اور یہ ذرہ بھر نہ بدلے بلکہ اپنے عہد پر ویسے ہی ثابت قدم رہے گویا شہید ہو جانے والے اور شہادت
کا انتظار کرنے والے دونوں محبوبان خدا سے ہیں۔

اس آیت کریمہ میں منافقین پر اور جو مریض القلب لوگ تھے ان پر تعریض بھی ہے کہ تم اپنے عہد پر

قائم نہ رہے اور اِنَّ بُیُوْتَنَا عَوْرَةٌ کا بہانہ بنا کر جنگ سے فرار ہوئے۔

لِیَجْزِیَ اللّٰهُ الصّٰدِقِیْنَ بِصِدْقِهِمْ وَ یُعَذِّبَ الْمُنٰفِقِیْنَ اِنْ شَآءَ اَوْ یَتُوْبَ عَلَیْهِمْ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ غَفُوْرًا رَّحِیْمًا۔ وَ رَدَّ اللّٰهُ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا بِغَیْظِهِمْ لَمْ یَنَالُوْا خَیْرًا وَ كَفَى اللّٰهُ الْمُؤْمِنِیْنَ الْقِتَالَ وَ كَانَ اللّٰهُ قَوِیًّا عَزِیْزًا۔ تاکہ اللہ سچوں کو ان کے سچ کا صلہ دے اور منافقوں کو عذاب کرے اگر چاہے یا انہیں توبہ کی توفیق بخشے بے شک اللہ بخشنے والا مہربان ہے اور اللہ نے کافروں کو ان کے دلی غیظ و غضب کے ساتھ رد فرمایا حتی کہ کچھ بھلائی نہ پائی اور اللہ مسلمانوں کے لیے لڑائی میں کفایت فرماتا ہے اور اللہ زبردست عزت والا ہے۔

آیۂ کریمہ وَرَدَّ اللّٰهُ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا میں قبیلہ غطفان اور قریش کی طرف اشارہ ہے جن کا اول ذکر ہو چکا اور لَمْ یَنَالُوْا خَیْرًا میں ان کا ناکام بے نیل مرام واپس ہونے کی طرف اشارہ ہے۔

اور وَكَفَى اللّٰهُ الْمُؤْمِنِیْنَ میں اللہ تعالیٰ کی غیبی حمایت کی طرف اشارہ ہے جو ملائکہ کی تکبیروں سے دشمن کے پاؤں اکھڑے اور وہ بھاگ پڑے۔

وَ اَنْزَلَ الَّذِیْنَ ظَاهَرُوْهُمْ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ مِنْ صَیَاصِیْهِمْ وَ قَذَفَ فِیْ قُلُوْبِهِمُ الرُّعْبَ فَرِیْقًا تَقْتُلُوْنَ وَ تَاْسِرُوْنَ فَرِیْقًا وَ اَوْرَثَكُمْ اَرْضَهُمْ وَ دِیَارَهُمْ وَ اَمْوَالَهُمْ وَ اَرْضًا لَّمْ تَطَئُوْهَا وَ كَانَ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرًا۔

اور جو ان مشرکین کی مدد کے لیے اہل کتاب سے آئے تھے انہیں ان کے صیصہ سے یعنی قلعوں سے اتارا اور ان کے دلوں میں رعب ڈالا ان میں کا ایک گروہ تم نے قتل کیا اور ایک گروہ قیدی بنایا اور ہم نے تمہیں وارث بنایا ان کی زمینوں کا اور ان کے گھروں کا اور ان کے مالوں کا اور وہ زمین بھی تمہیں ملے گی جس پر تم نے ابھی قدم نہیں رکھا ہے اور اللہ ہر شے پر قادر ہے۔

وَ اَنْزَلَ الَّذِیْنَ ظَاهَرُوْهُمْ سے مراد وہ اہل کتاب ہیں جو بنی قریظہ سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مقابل کفار کی اعانت کو آئے اور غطفان وغیرہ انہوں نے بھی کفار کی مدد کی تھی۔

صَیَاصِیْ۔ صیصۃ کی جمع ہے اسے استعارۃ قلعے کے معنی میں استعمال کرتے ہیں دراصل صَیصَہ کہتے ہیں اس چیز کو جس کی وجہ سے حفاظت ہو سکے۔

جیسے بیل کے سینگ اور مرغ کے پنجے کے اوپر کے کانٹے کو صیصہ کہتے ہیں کہ ان چیزوں کے ذریعے وہ اپنی حفاظت کرتے ہیں۔

یہاں مِنْ صَیَاصِیْهِمْ فرما کر غزوہ بنی قریظہ کی طرف اشارہ فرمایا گیا یہ غزوہ آخر ذیقعدہ سنہ ۴ھ یا ۵ھ میں

ہوا جب غزوہ خندق میں راتوں رات دشمنوں کے لشکر بھاگ گئے تھے جن کا ذکر اس سے پہلے رکوع میں ہو چکا ہے۔ اسی شب کی صبح کو
حضور صلے اللہ علیہ وسلم جب معہ صحابہ مدینہ طیبہ تشریف لے آئے اور ہتھیار کھول دیئے اسی روز ظہر کے وقت حضور سر اقدس دھو رہے تھے کہ جبریل امین حاضر ہوئے اور عرض کیا حضور نے ہتھیار کھول دیئے مگر فرشتوں نے تو چالیس روز سے ہتھیار نہیں رکھے۔ اللہ تعالے نے آپ کو بنی قریظہ کی طرف جانے کا حکم فرماتا ہے۔
یہ سن کر حضور نے حکم دیا کہ فوراً اعلان کردو جو ہمارا فرمانبردار ہے وہ نماز عصر بنی قریظہ میں پہنچ کر پڑھے۔
حضور یہ اعلان کرا کر بنی قریظہ کی طرف روانہ ہو گئے۔
اور مسلمان اعلان سنتے ہی بنی قریظہ کی طرف روانہ ہونے لگے حتیٰ کہ بعض نماز عشاء کے بعد پہنچے لیکن انہوں نے بہ تعمیل حکم نبوی نماز عصر ادا نہ کی تھی اس لیے کہ حضور کا حکم تھا کہ نماز عصر بنی قریظہ میں جا کر ادا کی جائے۔
چنانچہ اس روز صحابہ میں سے اکثر نے عشا پڑھ کر عصر ادا کی اور اس پر اللہ تعالے نے انکی گرفت نہ کی اور نہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے باز پرس فرمائی۔
غرضکہ لشکر اسلام نے پچیس روز تک بنی قریظہ کا محاصرہ رکھا اور آخر وہ تنگ آگئے اور اللہ تعلے نے ان کے دلوں میں رعب ڈال دیا۔
حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا تم میرے حکم پر قلعہ سے اترنے کے لیے آمادہ ہو یا نہیں؟ تو یہود نے انکار کیا۔
تو حضور نے فرمایا کیا قبیلہ اوس کے سردار سعد بن معاذ کے حکم پر اتر دگے یا نہیں؟ تو انہوں نے اقرار کیا
چنانچہ حضور نے سعد بن معاذ کو ان کے بارے میں حکم دینے پر مامور فرمایا۔
حضرت سعد نے حکم دیا کہ ان کے مرد قتل کر دیئے جائیں اور عورتیں بچے قید کیے جائیں۔
مختصر یہ کہ بازار مدینہ میں خندق کھودی گئی اور ان سب کو وہاں لاکر قتل کیا گیا۔
ان لوگوں میں بنی نضیر کا سردار حیی بن اخطب اور بنی قریظہ کا سردار کعب بن اسد بھی تھا۔ ان کی کل تعداد چھ سو یا سات سو تھی (مدارک، جمل)
فَرِيقًا تَقْتُلُونَ وَتَأْسِرُونَ فَرِيقًا - میں مقاتلین اور عورتیں اور بچے مراد ہیں جو قید کیے گئے۔
وَأَوْرَثَكُمْ أَرْضَهُمْ وَدِيَارَهُمْ وَأَمْوَالَهُمْ - میں نقد اور سامان اور مویشی مراد ہیں جو لطور غنیمت

مسلمانوں کے قبضہ میں آئے۔

اور دَارَضًا لَّمْ تَطَئُوْهَا سے مراد خیبر ہے جو فتح قریظہ کے بعد مسلمانوں کے قبضہ میں آیا۔

یا قیامت تک جو فتوحات ہوں وہ سب مراد ہیں۔

مختصر تفسیر اردو تیسیر رکوع سورۃ احزاب پ۲۱

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِّمَنْ كَانَ يَرْجُوا اللّٰهَ وَالْيَوْمَ الْاٰخِرَ وَذَكَرَ اللّٰهَ كَثِيْرًا۔ بیشک تمہارے لیے اللہ کے رسول میں خصلت حسنہ ہے جو خوف رکھتا ہے اللہ کے حضور حاضری کا اور قیامت کے دن کا اور یاد کرتا ہو اللہ کی بہت۔

ظاہر عبارت میں مومنین مخلصین سے خطاب ہے گویا ارشاد ہے وَاللّٰهِ لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ خَصْلَةٌ حَسَنَةٌ مِنْ حَقِّهَا اَنْ يُّؤْتَسٰى وَيُقْتَدٰى بِهَا كَالثَّبَاتِ فِي الْحَرْبِ وَمُقَاسَاةِ الشَّدَائِدِ لیعنی بے شک تمہارے لیے اس اللہ کے رسول میں خصلت حسنہ ہیں اور وہ مستحق ہیں اس کے کہ ان سے موانست کرو اور ان کی ہی اقتداء کرو جیسے میدان جنگ میں ثابت قدمی اور ہر قسم کی شدید تکالیف کی برداشت اور یہ اتباع عام ہے تمام افعال میں جب تک اس امر کا علم نہ ہو جائے کہ یہ حضور کے خصائص سے ہے جیسے چار سے اوپر نکاح وغیرہ۔

چنانچہ حضور کے اسوۂ حسنہ کا اتباع صحابہ کرام اس حد تک کرتے تھے کہ عبادات نافلہ میں بھی حضور کی پیروی مقدم رکھتے تھے۔

ابن ماجہ، ابن ابی حاتم حفص بن عاصم سے راوی ہیں قَالَ قُلْتُ لِعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا رَاَيْتُكَ فِي السَّفَرِ لَا تُصَلِّيْ قَبْلَ الصَّلٰوةِ وَلَا بَعْدَهَا فَقَالَ يَا ابْنَ اَخِيْ صَحِبْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَذَا وَكَذَا فَلَمْ اَرَاهُ يُصَلِّيْ قَبْلَ الصَّلٰوةِ وَلَا بَعْدَهَا وَيَقُوْلُ اللّٰهُ تَعَالٰى لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ۔

حفص بن عاصم فرماتے ہیں میں نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے پوچھا حضرت میں نے آپ کو دیکھا ہے کہ آپ نے سفر میں فرض نماز سے اول اور آخر نفلیں نہیں پڑھیں۔

تو آپ نے فرمایا اے بھتیجے میں حضور کی معیت میں کہاں کہاں رہا تو میں نے حضور کو سفر میں فرض سے اول اور آخر نفلیں پڑھتے نہیں دیکھا اور اللہ تعالے فرماتا ہے لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ

اور عبدالرزاق اپنی مصنف میں قتادہ سے راوی ہیں قَالَ هَمَّ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنْ يَنْهٰى عَنِ الْحِبَرَةِ فَقَالَ رَجُلٌ اَلَيْسَ قَدْ رَاَيْتَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَلْبَسُهَا قَالَ عُمَرُ بَلٰى قَالَ الرَّجُلُ اَلَمْ يَقُلِ اللّٰهُ تَعَالٰى لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ فَتَرَكَ ذٰلِكَ عُمَرُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ

فرماتے ہیں حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حبرہ لباس کی مما نعت فرمانے کا ارادہ کیا تو ایک شخص بولے کیا آپ نے حضور کو حبرہ پہنتے نہیں دیکھا حضرت عمر نے فرمایا ہاں بے شک حضور نے پہنا ہے تو وہ آدمی کہنے لگا کیا اللہ تعالے نے نہیں فرمایا لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ یہ سن کر حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے منع کا ارادہ ترک فرما دیا۔

لِمَنْ كَانَ يَرْجُوا اللّٰهَ وَالْيَوْمَ الْاٰخِرَ۔ یہ اس کے لیے ہے جو اپنے دل میں اللہ تعالے سے امید ثواب رکھتا ہے اور قیامت کو حق جانتا ہے۔

صاحب فرائد فرماتے ہیں يُمْكِنُ اَنْ يَّكُوْنَ التَّقْدِيْرُ يَرْجُوا رَحْمَةَ اللّٰهِ اَوْ رِضَا اللّٰهِ وَثَوَابَ الْيَوْمِ الْاٰخِرِ۔ اس کے معنی ممکن ہیں یہ ہوں جو امیدوار رحمت الٰہی اور رضا کا ہو اور ثواب یوم آخرت کا امیدوار ہو۔

وَالظَّاهِرُ اَنَّ الرَّجَاءَ عَلٰى هٰذَا بِمَعْنَى الْخَوْفِ۔ اور ظاہر معنی یہ ہیں کہ رجا بمعنی خوف ہو۔

وَذَكَرَ اللّٰهَ كَثِيْرًا۔ اور اللہ کی یاد کثرت سے کرے۔

علامہ نووی فرماتے ہیں۔ اِنَّ ذِكْرَ اللّٰهِ تَعَالٰى الْمُعْتَبَرَ شَرْعًا مَا يَكُوْنُ فِيْ ضِمْنِ جُمْلَةٍ مُّفِيْدَةٍ۔ كَسُبْحَانَ اللّٰهِ۔ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ وَنَحْوِ ذٰلِكَ۔ اللہ تعالے کا ذکر اس حال میں معتبر ہے جبکہ مفید جملوں میں کیا جائے جیسے سُبْحَانَ اللّٰهِ اور اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ اور لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اور اَللّٰهُ اَكْبَرُ اور لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ۔ یا مثل اس کے۔

وَاِنَّهُمْ قَدْ اَجْمَعُوْا عَلٰى اَنَّ الذِّكْرَ الْمُتَعَبَّدَ بِمَعْنَاهُ لَا يُثَابُ صَاحِبُهٗ مَا لَمْ يَسْتَحْضِرْ مَعْنَاهُ فَالْمُتَلَفِّظُ بِنَحْوِ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَلَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اِذَا كَانَ غَافِلًا عَنِ الْمَعْنٰى غَيْرَ مُلَاحِظٍ لَّهٗ وَمُسْتَحْضِرًا اِيَّاهُ لَا يُثَابُ اِجْمَاعًا۔ وَالنَّاسُ عَنْ هٰذَا غَافِلُوْنَ۔

اور اس پر اجماع ہے کہ ذکر جب تک اس کے معنی نہ سمجھے ذاکر کو اس کا ثواب نہیں ملتا مثلاً سبحان اللہ اور لا الٰہ الا اللہ کہنے والا اگر معنی سے غافل ہے تو اسے اجماعًا ثواب نہیں ملتا۔

اور عوام اس سے غافل ہیں۔

وَلَمَّا رَاَ الْمُؤْمِنُوْنَ الْاَحْزَابَ قَالُوْا هٰذَا مَا وَعَدَنَا اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ وَصَدَقَ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ

وَمَازَادَهُمْ اِلَّا اِیْمَانًا وَّتَسْلِیْمًا۔ اور جب دیکھا ایمان والوں نے لشکروں کو یہ ہے وہ جس کا وعدہ ہم سے اللہ نے فرمایا تھا اور سچ فرمایا اللہ اور اس کے رسول نے اور نہ بڑھا انہیں مگر ایمان و تسلیم

یہ ایمان والوں کی شان رضا و تسلیم تھی جو قرآن پاک میں سورۂ بقرہ میں ارشاد ہوئی۔ اَمْ حَسِبْتُمْ اَنْ تَدْخُلُوا الْجَنَّۃَ وَلَمَّا یَاْتِکُمْ مَّثَلُ الَّذِیْنَ خَلَوْا مِنْ قَبْلِکُمْ مَسَّتْہُمُ الْبَاْسَاۗءُ وَالضَّرَّاۗءُ۔ یہ پیشگوئی اس واقعہ سے قبل فرمائی گئی۔

اس کا خلاصہ یہ ہے کہ کافر تمہارا نرغہ کریں گے اور تمہیں ان سے مقابلہ کرنا پڑے گا اور جنگ کی تکالیف برداشت کرنی ہوں گی اس سے گھبرانا نہیں اس لیے کہ انجام کار خدا تمہیں فتح دے گا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا اور سچے مسلمان اس پر مطمئن تھے۔

اور بحر میں ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ الْاَحْزَابَ سَائِرُوْنَ اِلَیْکُمْ تِسْعًا اَوْ عَشْرًا اَیْ فِیْ اٰخِرِ تِسْعِ لَیَالٍ اَوْ عَشْرٍ اَیْ مِنْ وَقْتِ الْاِخْبَارِ اَوْ مِنْ غُرَّۃِ الشَّہْرِ فَلَمَّا رَاَوْہُمْ قَدْ اَقْبَلُوا الْمِیْعَادَ قَالُوْا ذٰلِکَ فَمُرَادُہُمْ بِذٰلِکَ مَاوَعَدَ بِہٖ ہٰذَا الْخَبَر

حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنے اصحاب کو مطلع فرما دیا تھا کہ لشکر دشمن کے تمہیں گھیر لیں گے نو یا دس تک یعنی یہ خبر حضور نے مہینہ کی پہلی تاریخ دی اور فی الواقع دشمن نو دس تاریخ میں مدینہ پر آ گیا تو صحابہ نے یہ دیکھ کر کہا کہ یہ بموجب حضور کی پیشگوئی کے ظہور ہوا اس سے ثابت ہو گیا کہ اللہ اور اس کا رسول صادق الوعد ہے تو اس اطلاع کو دیکھ کر صحابہ کا ایمان صبر و رضا بڑھ گیا۔

اس سے بعض نے استدلال کیا کہ ایمان کم زیادہ ہوتا ہے لیکن یہ صحیح نہیں اور ایمان گھٹنے بڑھنے کے جو منکر ہیں وہ کہتے ہیں۔

اِنَّ الزِّیَادَۃَ فِیْ مَا یُؤْمَنُ بِہٖ لَا فِیْ نَفْسِ الْاِیْمَانِ وَالْبَحْثُ فِیْ ذٰلِکَ مَشْہُوْرٌ وَفِیْ کُتُبِ عِلْمِ الْکَلَامِ عَلٰی وَجْہِ الْبَسْطِ مَسْطُوْرٌ۔

زیادتی اس میں ہوتی ہے جس پر ایمان لایا جائے نہ کہ نفس ایمان میں اور اس مبحث پر کتب علم الکلام میں بسیط بحث مسطور ہے۔

اور اہلسنت و جماعت ارباب احناف کا یہی عقیدہ ہے۔

مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ رِجَالٌ صَدَقُوْا مَا عَاھَدُوا اللّٰہَ عَلَیْہِ۔ ایمان والوں میں سے بعض آدمی وہ ہیں کہ انہوں نے جو اللہ تعالیٰ سے وعدہ کیا تھا اس میں سچے نکلے۔

یعنی عہد کے مطابق پورے اترے اور شہید ہو گئے جس کا تذکرہ آگے ہے۔

فَمِنْهُمْ مَّنْ قَضٰى نَحْبَهٗ وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّنْتَظِرُ وَمَا بَدَّلُوْا تَبْدِيْلًا۔ اور ان میں سے بعض وہ تھے کہ جنہوں نے اپنی منت پوری کر دی۔ اور شہید ہو گئے اور بعض ان میں سے وہ ہیں جو شہادت کے منتظر ہیں اور وہ اپنے عہد میں ذرہ بھر نہیں بدلے۔

آگے اس جنگ کی وجہ بیان فرمائی گئی۔

لِيَجْزِيَ اللّٰهُ الصّٰدِقِيْنَ بِصِدْقِهِمْ وَيُعَذِّبَ الْمُنٰفِقِيْنَ اِنْ شَآءَ اَوْ يَتُوْبَ عَلَيْهِمْ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا۔ (یہ لڑائی اس لیے پیش آئی) کہ خدا سچے مسلمانوں کو ان کے سچ کا بدلہ دے اور منافقوں کو چاہے سزا دے یا چاہے ان کو توبہ کی توفیق دے اور وہ توبہ کریں اور اللہ تعالی ان کی توبہ قبول کرلے بے شک اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

آگے انجام جنگ کا بیان ہے۔

وَرَدَّ اللّٰهُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِغَيْظِهِمْ لَمْ يَنَالُوْا خَيْرًا وَكَفَى اللّٰهُ الْمُؤْمِنِيْنَ الْقِتَالَ وَكَانَ اللّٰهُ قَوِيًّا عَزِيْزًا۔ اور اللہ نے کافروں کو مدینہ سے رد کر دیا اور وہ اپنے غصے میں جلتے ہوئے نہٹ گئے اور وہ اس مہم سے کچھ بھلائی حاصل نہ کرسکے اور اللہ تعالے نے اپنی مدد سے مسلمانوں کو لڑنے کی نوبت نہ آنے دی اور اللہ زبردست اور غالب ہے۔

وَاَنْزَلَ الَّذِيْنَ ظَاهَرُوْهُمْ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ مِنْ صَيَاصِيْهِمْ وَقَذَفَ فِيْ قُلُوْبِهِمُ الرُّعْبَ فَرِيْقًا تَقْتُلُوْنَ وَتَاْسِرُوْنَ فَرِيْقًا۔ وَاَوْرَثَكُمْ اَرْضَهُمْ وَدِيَارَهُمْ وَاَمْوَالَهُمْ وَاَرْضًا لَّمْ تَطَـُٔوْهَا وَكَانَ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرًا۔

اور اہل کتاب سے جو لوگ (یعنی یہودی) مشرکین کے مددگار ہوئے تھے خدا نے انہیں ان کی گڑھیوں سے نیچے اتار دیا اور ان کے دلوں میں مسلمانوں کا رعب اور دھاک بٹھا دی کہ تم بے دھڑک ان کے بعض کو قتل کرو اور بعض کو قیدی بناؤ اور ان کی زمین اور ان کے گھروں اور ان کے مالوں کا اور نیز اس سر زمین کا جس میں تم نے ابھی قدم تک نہ رکھے (یعنی خیبر) تمہیں مالک کر دیا اور اللہ ہر چیز پر قادر ہے۔

نحبہ اور نحب بقول امام راغب اَلنَّذْرُ الْمَحْكُوْمُ بِوُجُوْبِهٖ ہے یعنی ایسی نذر جو اپنے ذمہ واجب کر لی جائے۔ محاورہ میں بولتے ہیں فُلَانٌ قَضٰى نَحْبَهٗ اَیْ وَفٰى بِنَذْرِهٖ۔ فلاں نے نحب کر دیا یعنی اپنی نذر پوری کر دی۔ اور

صَدَقُوْا مَا عَاهَدُوا اللّٰهَ عَلَيْهِ کا شان نزول

امام احمد اور مسلم اور ترمذی اور نسائی حضرت انس رضی اللہ عنہ سے ناقل ہیں قَالَ غَابَ عَمِّيْ اَنَسٌ

بنی النضر عن بدر فشق علیہ وقال اول مشھد شھدہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غبت عنہ لئن اراني اللہ تعالیٰ مشھدا مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فیما بعد لیرین اللہ تعالیٰ ما اصنع فشھد یوم احد فاستقبلہ سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ فقال یا ابا عمرو این قال واھا لریح الجنۃ اجدھا دون احد فقاتل حتی قتل فوجد فی جسدہ بضع وثمانون من ضربۃ وطعنۃ ورمیۃ انزلت ھذہ الاٰیۃ من المؤمنین رجال صدقوا ما عاھدوا اللہ علیہ ۔

حضرت انس فرماتے ہیں کہ میرے چچا انس بن نضر بدر سے رہ گئے تو ان پر یہ غیر حاضری بہت شاق گذری اور فرمایا پہلا میدان جس میں حضور شریک تھے اس سے میں علیحدہ رہا اب اگر اللہ نے کوئی میدان دکھایا جس میں حضور کی معیت ہو اس کے بعد تو میں دکھادوں گا کہ کیا کرتا ہوں تو احد کا جنگ جب ہوا تو حضور کے ساتھ آپ بھی شریک ہوئے تو سعد بن معاذ نے آپ کو دیکھ کر فرمایا اے ابا عمرو کہاں آگئے تو آپ نے فرمایا آہا میں احد کے پیچھے سے جنت کی خوشبو پا رہا ہوں ۔ اور پھر میدان احد میں آپ نے مشرکین سے مقاتلہ فرمایا حتیٰ کہ شہید ہوگئے تو آپ کے جسم پر چند اوپر اسّی زخم تھے تلوار، نیزے اور تیر کے اس وقت یہ آیت کریمہ نازل ہوئی من المؤمنین رجال صدقوا ما عاھدوا اللہ علیہ ۔

اور تفسیر کشاف میں یوں ہے نذر رجال من الصحابۃ انھم اذا لقوا حربا مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ثبتوا وقاتلوا حتی یستشھدوا ای تذروا الثبات التام القتال الذی یفضی بحسب العادۃ الی نیل الشھادۃ وھم عثمان بن عفان وطلحۃ بن عبید اللہ وسعید بن زید بن عمرو بن نفیل وحمزۃ ومصعب بن عمیر وغیرھم رضی اللہ عنھم ۔

صحابہ کرام میں سے چند لوگوں نے منت مانی کہ اگر وہ حضور کی معیت میں کسی جنگ میں گئے تو ثابت قدمی کے ساتھ دشمن سے مقاتلہ کریں گے یہاں تک کہ شہید ہو جائیں گے یہ نذر ماننے والے حضرت عثمان بن عفان اور طلحہ بن عبید اللہ اور سعید بن زید بن عمرو بن نفیل اور حمزہ سید الشہداء اور مصعب بن عمیر وغیرہ رضوان اللہ علیہم اجمعین تھے ۔

اور بقول کلبی یہ نذر ماننے والے وہ ستر بیعت عقبہ کرنے والے اصحاب تھے ۔
اور صدقوا کے معنی اَتَوا بالصِّدق کے ہیں یعنی سچائی اور صداقت ایمان کے ساتھ جنہوں نے

شرکت کی اور
فَمِنْهُمْ مَّنْ قَضٰى نَحْبَهٗ۔ سے دو جماعتیں مراد ہیں ایک وہ جو بموجب نذر میدان میں شہید ہو گئے اور دوسرے وہ جو میدان میں لڑے اور شہادت کی آرزو میں گھمسان کرتے رہے اور شہید نہیں ہوئے
چنانچہ ابن منذر اور ابن عساکر اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہما سے راوی ہیں قَالَتْ دَخَلَ طَلْحَةُ بْنُ عُبَيْدِ اللّٰهِ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا طَلْحَةُ اَنْتَ مِمَّنْ قَضٰى نَحْبَهٗ۔ حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں آئے تو حضور نے فرمایا اے طلحہ تم ان میں سے ہو جنہوں نے اپنا عہد پورا کر دیا۔
اور ترمذی حضرت معاذ سے راوی ہیں سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ طَلْحَةُ مِمَّنْ قَضٰى نَحْبَهٗ۔ طلحہ وہ ہیں جنہوں نے اپنی نذر پوری کر دی۔
اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ فرماتے تھے ذَاكَ اَمْرُؤٌ نَزَلَ فِيْهِ كِتَابُ اللّٰهِ فَمِنْهُمْ مَّنْ قَضٰى نَحْبَهٗ وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّنْتَظِرُ۔ طلحہ ان میں سے ہیں جن کی شان میں فَمِنْهُمْ مَّنْ قَضٰى نَحْبَهٗ نازل ہوا۔
ابو نعیم اور ابن مردویہ حضرت صدیقہ رضی اللہ عنہا سے راوی ہیں اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ سَرَّهٗ اَنْ يَّنْظُرَ اِلٰى رَجُلٍ يَّمْشِيْ عَلَى الْاَرْضِ قَدْ قَضٰى نَحْبَهٗ فَلْيَنْظُرْ اِلٰى طَلْحَةَ۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا جو چاہے کہ زمین پر چلتا ہوا اس شخص کو دیکھے جس نے اپنی نذر پوری کر دی ہے تو وہ طلحہ کو دیکھے۔
وَمَا بَدَّلُوْا تَبْدِيْلًا۔ کے معنی یہ ہیں کہ وہ اپنے عہد میں منافقوں کی طرح نہیں بدلے۔
لِيَجْزِيَ اللّٰهُ الصّٰدِقِيْنَ بِصِدْقِهِمْ۔ تاکہ بدلہ دے اللہ سچوں کو ان کی سچائی کا اور وہ بدلہ جنت ہے۔
وَيُعَذِّبَ الْمُنٰفِقِيْنَ۔ اور عذاب دے منافقوں کو ان کے نفاق کا۔
اِنْ شَآءَ۔ اگر اللہ چاہے انہیں عذاب دینا۔
اَوْ يَتُوْبَ عَلَيْهِمْ۔ یا انہیں توفیق توبہ دے کر ان کی توبہ قبول کرے اور عذاب نہ دے بلکہ رحم فرمائے۔
اور اس میں اِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ فِي الدَّرْكِ الْاَسْفَلِ مِنَ النَّارِ معارض نہیں اس لیے کہ یہ مقام یوم آخرت کا ہے اور توبہ عین حیات دنیا میں ہوتی ہے۔
ایسے ہی اِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ اَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ میں ہے اس مشرک کے لیے وعید ہے جو بحالت شرک مر گیا۔ اس کی بخشش نہیں ایسے ہی منافق ہے جو بحالت نفاق مر گیا اس کو نجات نہیں مگر اگر مشیت الٰہی میں اس کے لیے توبہ ہو تو بعد توبۃ النصوح وہ منافق نہیں رہتا اس کی توبہ اور اس کا نفاق معاف ہو سکتا ہے۔

گویا مفہوم آیۂ کریمہ یہ ہے وَيُعَذِّبَ الْمُنَافِقِيْنَ اِنْ شَآءَ اَنْ يُّمِيْتَهُمْ عَلٰى نِفَاقِهِمْ اَوْ يَتُوْبَ عَلَيْهِمْ بِنَقْلِهِمْ مِنَ النِّفَاقِ اِلَى الْاِيْمَانِ ۔ یعنی منافقوں کو اگر عذاب دینا چاہے تو انہیں ان کے نفاق پر ہی مار دے یا توبہ کی توفیق دے کر انہیں نفاق سے ایمان کی طرف حیات دنیا میں ہی لے آئے۔

اور آگے اپنی صفت ظاہر فرما دی کہ

اِنَّ اللّٰهَ كَانَ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ۔ جو توبہ کی توفیق سے متمتع ہو گیا اس کے لیے اللہ تعالیٰ بخشنے والا مہربان ہے۔

وَرَدَّ اللّٰهُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِغَيْظِهِمْ لَمْ يَنَالُوْا خَيْرًا ۔ اور رد کر دیا اللہ نے کفر والوں کو ان کے دلوں کی جلن کے ساتھ وہ ہرگز کچھ بھلائی حاصل نہ کر سکے۔

اور بے نیل مرام انہیں ہزیمت ہوئی گویا یہ ارشاد ہے کہ فَكَانَ عَاقِبَةُ الَّذِيْنَ صَدَقُوْا مَا عَاهَدُوا اللّٰهَ عَلَيْهِ اَنْ جَزَاهُمُ اللّٰهُ بِصِدْقِهِمْ وَرَدَّ اَعْدَائَهُمْ ۔ مومنین کی صداقت سے انجام یہ ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں ان کی ثابت قدمی کے بدلہ میں ان کے دشمن کو ہزیمت دی اور وہ اپنے دل کا غیظ و غضب لیے لیے لوٹے کہ اپنے مقصد میں ذرہ بھر کامیاب نہ ہوئے اور بے نیل مرام بھاگے اور مسلمان ان کے ظلم و استبداد سے بچ گئے۔ آگے ارشاد ہے۔

وَكَفَى اللّٰهُ الْمُؤْمِنِيْنَ الْقِتَالَ وَكَانَ اللّٰهُ قَوِيًّا عَزِيْزًا ۔ اور کافی ہو گیا اللہ مومنوں کے لیے قتل و قتال سے اور اللہ قوت والا اور غالب علی کل شئی ہے۔

اور وہ کفایت و حمایت اللہ تعالےٰ کی طرف سے یہی ہوئی کہ ریح اور ملائکہ کی مدد آ گئی۔ چنانچہ ابن جریر و ابن ابی حاتم حضرت قتادہ سے راوی ہیں بِالرِّيْحِ وَالْمَلٰٓئِكَةِ عَلَيْهِمُ السَّلَامُ ۔

اور ایک قول یہ ہے کہ وہ اعانت حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کے ہاتھ سے عمرو بن عبد ودّ کا قتل تھا۔ یا فَاَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ رِيْحًا وَّجُنُوْدًا لَّمْ تَرَوْهَا سے اعانت الٰہی تھی۔

وَكَانَ اللّٰهُ قَوِيًّا عَزِيْزًا ۔ اور اللہ تعالےٰ قوت والا غالب ہے۔ آگے ارشاد ہے۔

وَاَنْزَلَ الَّذِيْنَ ظَاهَرُوْهُمْ مِّنْ اَهْلِ الْكِتَابِ مِنْ صَيَاصِيْهِمْ وَقَذَفَ فِيْ قُلُوْبِهِمُ الرُّعْبَ فَرِيْقًا تَقْتُلُوْنَ وَتَاْسِرُوْنَ فَرِيْقًا ۔ اور جو مدد کو آئے اہل کتاب اس حزب مردودہ کے (یعنی بنی قریظہ یا بنی نضیر) اپنے قلعوں سے اتار دیا اور ڈال دیا اللہ نے ان کے دلوں میں رعب تو ایک جماعت کو تم نے قتل کیا اور ایک جماعت کو قیدی بنایا۔

صَيَاصِي جمع ہے صیصہ کی وَهِيَ كُلُّ مَا يُمْتَنَعُ بِهٖ تو صیصہ ہر وہ چیز ہے جو محافظت کرے۔ چنانچہ يُقَالُ لِقَرْنِ الثَّوْرِ وَالظَّبْيِ وَشَوْكَةِ الدِّيْكِ الَّتِيْ فِيْ رِجْلِهٖ كَالْقَرْنِ الصَّغِيْرِ گائے کے سینگ

کو بھی صیصہ کہتے ہیں اور مرغ کے کانٹے کو جو پہنچے کے اوپر مثل سینگ کے ہوتا ہے اسے بھی صیصہ بولتے ہیں اور صیصہ کا اطلاق جولاہوں کے اس آلہ کو بھی کہتے ہیں جو لوہے کے تاروں کا سوت سلجھانے کے لیے ہوتا ہے اور درخت کی جڑ کو بھی صیصہ بولتے ہیں۔

وَقَذَفَ فِیْ قُلُوْبِهِمُ الرُّعْبَ۔ اور ڈال دیا دشمن کے دل میں رعب۔

یعنی خوف شدید حتیٰ کہ انھوں نے اپنی جانیں قتل کے لیے پیش کر دیں اور اپنے اہل و اولاد کو قید کرانا منظور کر لیا۔ چنانچہ ارشاد ہے۔

فَرِیْقًا تَقْتُلُوْنَ وَتَاْسِرُوْنَ فَرِیْقًا۔ ایک فریق کو تم نے قتل کیا اور ایک فریق کو قیدی بنایا۔

اس کی تفصیل یہ ہے کہ

لَمَّا کَانَتْ صَبِیْحَةَ اللَّیْلَةِ الَّتِیْ اِنْهَزَمَ فِیْهَا الْاَحْزَابُ وَقَدْ رَجَعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَالْمُسْلِمُوْنَ اِلٰی دَاخِلِ الْمَدِیْنَةِ اَتٰی جِبْرِیْلُ مُعْتَجِرًا بِعِمَامَةٍ اِسْتَبْرَقٍ عَلٰی بَغْلَةٍ عَلَیْهَا رِحَالَةٌ عَلَیْهَا قَطِیْفَةٌ مِنْ دِیْبَاجٍ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ عِنْدَ زَیْنَبَ بِنْتِ جَحْشٍ تَغْسِلُ رَاْسَهُ الشَّرِیْفَ وَقَدْ غَسَلَتْ شِقَّهٗ فَقَالَ اَوَقَدْ وَضَعْتَ السِّلَاحَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ نَعَمْ فَقَالَ عَفَا اللّٰهُ عَنْكَ مَا وَضَعَتِ الْمَلٰٓئِكَةُ عَلَیْهِمُ السَّلَامُ السِّلَاحَ بَعْدُ مَا رَجَعْتُ اِلَی الْاٰنِ فِیْ طَلَبِ الْقَوْمِ۔

وَاِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰی یَاْمُرُكَ بِالْمَسِیْرِ اِلٰی بَنِیْ قُرَیْظَةَ وَاِنِّیْ عَامِدٌ اِلَیْهِمْ فَمُزَلْزِلٌ بِهِمْ حُصُوْنَهُمْ۔ جب اس شب کی صبح ہوئی جس میں احزاب مشرکین بھاگ پڑے اور حضور مع صحابہ مدینہ کے اندر آگئے تو روح الامین عمامۂ استبرق باندھے ایک خچر پر جس پر زین کسا ہوا تھا اس پر دیبا کی جھول تھی سوار ہو کر بارگاہ رسالت میں حاضر آئے اور حضور حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کے یہاں سر اقدس دھو رہے تھے اور پہلوئے مبارک کا غسل فرما لیا تھا۔

تو جبریل امین نے عرض کیا حضور کیا اسلحات اتار دیے فرمایا ہاں عرض کیا اللہ معاف فرمائے ملائکہ علیہم السلام نے تو اب تک ہتھیار نہیں رکھے۔

اور اللہ تعالے کا حکم ہے کہ بنی قریظہ کی طرف تشریف لے جائیں اور میں بھی اسی طرف جا رہا ہوں تاکہ ان کے قلعے ہلا دوں۔

فَاَمَرَ عَلَیْهِ السَّلَامُ مُؤَذِّنًا فَاَذَّنَ فِی النَّاسِ مَنْ کَانَ سَامِعًا مُطِیْعًا فَلَا یُصَلِّیَنَّ الْعَصْرَ اِلَّا فِیْ بَنِیْ قُرَیْظَةَ وَاسْتَعْمَلَ عَلَی الْمَدِیْنَةِ ابْنَ اُمِّ مَکْتُوْمٍ وَقَدَّمَ عَلِیَّ بْنَ اَبِیْ طَالِبٍ کَرَّمَ اللّٰهُ

وَجْهَهٗ بِرَايَتِهٖ اِلَيْهِمْ وَابْتَدَرَهَا النَّاسُ فَسَارَ كَرَّمَ اللّٰهُ وَجْهَهٗ حَتّٰى اِذَا دَنٰى مِنَ الْحُصُوْنِ سَمِعَ مِنْهَا مَقَالَةً قَبِيْحَةً لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرَجَعَ حَتّٰى لَقِيَهٗ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ لَا عَلَيْكَ اَنْ تَدْنُوْا مِنْ هٰؤُلَاءِ الْاَخَابِثِ۔

تو حضور نے منادی والے کو حکم دیا تو اس نے اعلان کیا کہ جو حکم سننے والا اور اطاعت کرنے والا ہے وہ مدینہ میں عصر نہ پڑھے بنی قریظہ پر پہنچ کر عصر ادا کرے اور مدینہ پر عامل مدینہ حضرت ابن ام مکتوم کو مقرر فرمایا اور جھنڈا لے کر حضرت علی کرم اللہ وجہہ آگے آگے چلے اور لوگوں نے اعلان سنتے ہی بنی قریظہ کی طرف روانگی شروع کر دی۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ راستہ عبور کرتے ہوئے قریظہ کے قلعوں سے ایک قلعہ پر سے گذرے تو وہاں حضور کی شان میں کچھ قبیح الفاظ سنے تو آپ وہاں سے لوٹے اور حضور کی خدمت میں حاضر آکر عرض کی حضور ان خبیثوں کی طرف سے نہ گذریں۔

حضور نے فرمایا میرا خیال ہے کہ تم نے ان سے کچھ اذیت آمیز باتیں سنی ہیں۔

حضرت علی نے عرض کیا حضور یہ صحیح ہے تو حضور نے فرمایا ادھر ہی سے چلو اگر مجھے دیکھیں گے تو ایسی بیہودہ باتیں نہ کریں گے۔

فَلَمَّا دَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ حُصُوْنِهِمْ قَالَ يَا اِخْوَانَ الْقِرَدَةِ هَلْ اَخْزَاكُمُ اللّٰهُ تَعَالٰى وَاَنْزَلَ بِكُمْ نِقْمَتَهٗ۔ جب حضور ان کے قلعوں کے قریب سے گذرے تو فرمایا اے بندروں کے بھائیو! کیا اللہ تعالے نے تمہیں ذلیل کر دیا اور تم پر عذاب نازل فرمایا۔

یہ لفظ حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے ان کے پہلوں کے حال پر فرمائے تھے جو قرآن پاک میں ہیں کُوْنُوْا قِرَدَةً خَاسِئِيْنَ۔ تو چونکہ یہ بھی اسی برادری سے تھے اس لیے حضور نے اخوان القردۃ فرمایا۔ تو اس پہ قلعہ سے یہودی بولے۔

يَا اَبَا الْقَاسِمِ مَا كُنْتَ جَهُوْلًا وَفِيْ رِوَايَةٍ فَحَّاشًا وَكَانَ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَدْ مَرَّ بِنَفَرٍ مِّنْ اَصْحَابِهٖ بِالصُّوْرَيْنِ قَبْلَ اَنْ يَصِلَ اِلَيْهِمْ۔ اے ابو القاسم آپ تو ایسے الفاظ فرمانے والے نہیں تھے۔

اور حضور اپنے اصحاب ان سے علیحدہ راستے پر لے جا رہے تھے۔ پھر حضور نے فرمایا۔

هَلْ مَرَّ بِكُمْ اَحَدٌ۔ کیا تمہارے ساتھ کوئی اور بھی اس راہ سے گذرا۔

قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَدْ مَرَّ بِنَا دِحْيَةُ الْكَلْبِيُّ عَلٰى بَغْلَةٍ بَيْضَاءَ عَلَيْهَا رِحَالَةٌ عَلَيْهَا قَطِيْفَةُ دِيْبَاجٍ۔ عرض کیا حضور ہماری راہ سے دحیہ کلبی سپید خچر پر گذرے اس پر زین کسا ہوا تھا اور زین پر دیبا کی

روئیں دار جھول پڑی ہوئی تھی۔

فَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ ذٰلِكَ جِبْرِيْلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ بُعِثَ اِلٰى بَنِيْ قُرَيْظَةَ يُزَلْزِلُ بِهِمْ حُصُوْنَهُمْ وَيَقْذِفُ الرُّعْبَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ۔ حضور نے فرمایا یہ جبریل تھے بنی قریظہ کے قلعوں میں زلزلہ ڈالنے اور ان کے دلوں میں مسلمانوں کا رعب پیدا فرمانے تشریف لے گئے ہیں۔

غرضکہ جب حضور صلے اللہ علیہ وسلم ان کے اس کنویں پر پہنچے جسے وہ بیرانا کہتے تھے اور لوگ وہاں جمع ہو رہے تھے چنانچہ اجتماع عشاء کے بعد تک ہوتا رہا اور بموجب حکم رسالت مآب صلے اللہ علیہ وسلم کسی نے عصر ادا نہیں کی مگر بنی قریظہ پہنچ کر تو جب سب آپہنچے تو عشاء کے بعد عصر پڑھی۔

فَمَا عَابَهُمُ اللّٰهُ تَعَالٰى بِذٰلِكَ فِيْ كِتَابِهٖ وَلَا عَنَّفَهُمْ رَسُوْلُهٗ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔ تو اس تاخیر وقضا عصر پر اللہ تعالےٰ نے قرآن پاک میں ان پر عیب لگایا نہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کوئی سختی فرمائی۔

وَحَاصَرَهُمْ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَمْسًا وَّعِشْرِيْنَ لَيْلَةً۔ حضور نے ان کا محاصرہ پچیس رات فرمایا

وَقِيْلَ اِحْدٰى وَعِشْرِيْنَ۔ ایک قول ہے کہ اکیس دن محاصرہ رکھا۔

وَقِيْلَ خَمْسَ عَشْرَةَ۔ ایک قول میں پندرہ دن ہیں۔ اور ایک قول ہے پچیس دن۔

اور یہ حصار ان پر سخت رہا وَخَافُوْا اَشَدَّ الْخَوْفِ۔ اور یہودی بہت سخت خائف ہوگئے۔

اور اس حصار میں حیی بن اخطب بھی پھنس گیا جب کہ قریش اور غطفان کعب بن اسد کے ساتھ عہد کر چکے تھے۔

فَلَمَّا اَيْقَنُوْا بِاَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غَيْرُ مُنْصَرِفٍ عَنْهُمْ حَتّٰى يُنَاجِزَهُمْ قَالَ لَهُمْ كَعْبُ بْنُ اَسَدٍ يَا مَعْشَرَ يَهُوْدَ قَدْ نَزَلَ بِكُمْ مِّنَ الْاَمْرِ مَا تَرَوْنَ وَاِنِّيْ عَارِضٌ عَلَيْكُمْ خِلَالًا ثَلَاثًا فَخُذُوْا اَيَّهَا شِئْتُمْ۔

جب انہیں یقین ہوگیا کہ حضور بغیر فیصلہ کیے واپس نہ لوٹیں گے تو کعب بن اسد نے کہا اے یہودیو! تم پر جو مصیبت آئی ہے تم دیکھ رہے ہو اب میں تین باتیں تمہارے سامنے رکھتا ہوں ان میں سے جو چاہو قبول کر لو۔

قَالُوْا وَمَا هِيَ؟ یہودیوں نے کہا وہ کیا تجویزیں ہیں؟

قَالَ لَهُمْ كَعْبٌ نُتَابِعُ هٰذَا الرَّجُلَ وَنُصَدِّقُهٗ فَوَاللّٰهِ لَقَدْ تَبَيَّنَ لَكُمْ اَنَّهٗ نَبِيٌّ مُّرْسَلٌ وَاَنَّهُ الَّذِيْ تَجِدُوْنَهٗ فِيْ كِتَابِكُمْ فَتَاْمَنُوْنَ عَلٰى دِمَائِكُمْ وَاَمْوَالِكُمْ وَاَبْنَائِكُمْ وَنِسَائِكُمْ۔ کعب بن اسد نے کہا پہلی تجویز تو یہ ہے کہ ہم اس نبی صادق و مصدوق کا اتباع کریں اور خدا کی قسم تم پر روشن ہو چکا

ہے کہ یہ نبی مرسل ہیں اور وہی ہیں جنکی نعت تمہاری کتاب میں موجود ہے ایسی صورت میں تم مامون الام رہوگے تمہارا مال تمہاری اولاد اور عورتیں سب محفوظ رہیں گی۔

یہ سن کر بدبخت یہودی کہنے لگے لَا نُفَارِقُ حُكْمَ التَّوْرَاةِ اَبَدًا وَلَا نَسْتَبْدِلُ بِهٖ غَيْرَهٗ ہم حکم توریت سے کبھی علیحدہ نہ ہوں گے اور اس کے سوا کسی اور کتاب کو نہ مانیں گے۔

یہ سن کر کعب بن اسد نے کہا۔

فَاِذَا اَبَيْتُمْ عَلٰى هٰذِهٖ فَلْنَقْتُلْ اَبْنَاءَنَا وَنِسَاءَنَا ثُمَّ نَخْرُجُ اِلٰى مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَصْحَابِهٖ مُصْلِتِيْنَ بِالسُّيُوْفِ لَمْ نَتْرُكْ وَرَاءَنَا ثِقْلًا حَتّٰى يَحْكُمَ اللّٰهُ بَيْنَنَا وَبَيْنَهُمْ فَاِنْ نَهْلِكْ نَهْلِكْ وَلَمْ نَتْرُكْ وَرَاءَنَا نَسْلًا نَخْشٰى عَلَيْهِ وَاِنْ نَظْهَرْ فَلَعَمْرِيْ لَنَتَّخِذَنَّ النِّسَاءَ وَالْاَبْنَاءَ۔

قَالُوْا نَقْتُلُ هٰؤُلَاءِ الْمَسَاكِيْنَ فَمَا خَيْرُ الْعَيْشِ بَعْدَهُمْ۔

کعب بن اسد نے کہا اگر تمہیں یہ منظور نہیں تو پھر ہمیں چاہئے کہ اول اپنے بیٹے اور عورتیں قتل کردیں پھر ہم حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم اور ان کے اصحاب پر تلواریں سونت کر نکلیں اور پھر ہمارے پیچھے کوئی بوجھ تو ہوگا نہیں پھر جو اللہ تعالے کی مرضی ہو وہ ہو اگر ہم ہلاک ہوگئے تو ہلاک ہوگئے ہم اپنے پیچھے کوئی نسل تو چھوڑ نہیں رہے جس کا ہمیں خوف ہو اور اگر ہم فتح یاب ہوگئے تو اپنی جان کی قسم ہم عورتیں اور بیٹے پکڑ لیں گے۔

تو انہوں نے کہا۔

نَقْتُلُ هٰؤُلَاءِ الْمَسَاكِيْنَ فَمَا خَيْرُ الْعَيْشِ بَعْدَهُمْ۔ ہم ان بھولوں مسکینوں کو قتل کردیں پھر تو ہماری زندگی میں کیا بھلائی ہوگی؟

تو کعب بولے

فَاِنْ اَبَيْتُمْ عَلٰى هٰذِهٖ فَاِنَّ اللَّيْلَةَ لَيْلَةُ السَّبْتِ وَاِنَّهٗ عَسٰى اَنْ يَّكُوْنَ مُحَمَّدٌ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَصْحَابُهٗ قَدْ اَمِنُوْنَا فِيْهَا۔ اگر یہ تجویز بھی منظور نہیں تو آج رات ہفتہ کی ہے اور ممکن ہے اس رات حضور کی طرف سے امن ہو۔

ثُمَّ اِنَّهُمْ بَعَثُوْا اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنِ ابْعَثْ اِلَيْنَا اَبَا لُبَابَةَ بْنَ عَبْدِ الْمُنْذِرِ اَخَا بَنِيْ عَمْرِو بْنِ عَوْفٍ وَكَانَ حُلَفَاءُ الْاَوْسِ نَسْتَشِيْرُهٗ فِيْ اَمْرِنَا۔ پھر انہوں نے حضور کی طرف پیغام بھیجا کہ ہماری طرف ابولبابہ بن عبد المنذر کو بھیج دیجئے۔ یہ اوس قبیلہ کے حلیف تھے ہم ان سے اپنے معاملہ میں مشورہ کرلیں۔

فَاَرْسَلَہٗ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ اِلَیْہِمْ ۔ تو حضور نے ابولبابہ کو ان کی طرف بھیجدیا۔

فَلَمَّا رَاٰہُ قَامَ اِلَیْہِ الرِّجَالُ وَجَھَشَ اِلَیْہِ النِّسَآءُ وَالصِّبْیَانُ یَبْکُوْنَ ۔ تو جب انہوں نے ان کو دیکھا تو ان کی طرف سب مرد کھڑے ہوگئے اور عورتیں مضطربانہ ان کی طرف بڑھیں اور سب بچے روتے ہوئے آئے۔

وَقَالُوْا لَہٗ یَا اَبَا لُبَابَۃَ اَتَرٰی اَنْ نَّنْزِلَ عَلٰی حُکْمِ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ نَعَمْ وَاَشَارَ بِیَدِہٖ اِلٰی حَلْقِہٖ اَنَّہُ الذَّبْحُ ۔ سب نے حضرت ابولبابہ سے کہا کیا آپ کی رائے ہے کہ ہم حضور کی طرف جا کر ان کے حکم کی پیروی کرلیں آپ نے زبان سے تو ہاں کہا اور اشارہ سے حلق کٹنے کا اور ان کے ذبح ہونے کا ایما فرمایا۔

فَعَرَفَ اَنَّہٗ قَدْ خَانَ اللّٰہَ تَعَالٰی وَرَسُوْلَہٗ عَلَیْہِ السَّلَامُ فَلَمْ یَرْجِعْ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَذَھَبَ اِلَی الْمَدِیْنَۃِ وَرَبَطَ نَفْسَہٗ بِجِذْعٍ فِی الْمَسْجِدِ حَتّٰی نَزَلَتْ تَوْبَتُہٗ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ۔

آپ نے بعد میں محسوس کیا کہ یہ میری طرف سے اللہ اور اس کے رسول کے ساتھ خیانت ہوئی تو آپ بارگاہ رسالت میں آنے کی بجائے مدینہ منورہ گئے اور مسجد نبوی کے ایک ستون سے اپنے کو باندھ دیا حتی کہ آپ کے لیے توبہ نازل ہوئی، رضی اللہ عنہ۔

مختصر یہ کہ بنی قریظہ اور قبیلہ اوس آپس میں حلیف تھے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں فرمایا۔

اَلَا تَرْضَوْنَ یَا مَعْشَرَ الْاَوْسِ اَنْ یَّحْکُمَ فِیْہِمْ رَجُلٌ مِّنْکُمْ ۔ اے اوس والو کیا تم اس میں خوش ہو کہ ان میں تمہارے قبیلہ کا آدمی ہی فیصلہ کرے۔

قَالُوْا بَلٰی ۔ یہ سن کر سب نے بطیب خاطر منظور کیا۔

قَالَ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَذَاکَ اِلٰی سَعْدِ بْنِ مُعَاذٍ وَکَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَدْ جَعَلَہٗ فِیْ خَیْمَۃٍ لِامْرَاَۃٍ مِنْ اَسْلَمَ یُقَالُ لَھَا رُفَیْدَۃُ فِیْ مَسْجِدِہٖ وَکَانَتْ تُدَاوِی الْجَرْحٰی وَتَحْتَسِبُ بِنَفْسِھَا عَلٰی خِدْمَۃِ مَنْ کَانَتْ بِہٖ ضَیْعَۃٌ مِّنَ الْمُسْلِمِیْنَ وَقَدْ کَانَ سَعْدٌ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَدْ اُصِیْبَ یَوْمَ الْخَنْدَقِ رَمَاہُ رَجُلٌ مِّنْ قُرَیْشٍ یُقَالُ لَہٗ اِبْنُ الْعَرِقَۃِ بِسَھْمٍ فَاَصَابَ الْاَکْحَلَ فَقَطَعَہٗ فَدَعَا اللّٰہَ تَعَالٰی فَقَالَ اَللّٰھُمَّ لَا تُمِتْنِیْ حَتّٰی تُقِرَّ عَیْنِیْ مِنْ قُرَیْظَۃَ۔

تو حضور نے فرمایا تو یہ سعد بن معاذ ہیں اور حضور نے حضرت سعد کو ایک عورت کے خیمہ میں ٹھہرایا ہوا تھا ان کا نام رفیدہ تھا یہ مسلمان ہو چکی تھیں اور مسجد میں زخمیوں کی مرہم پٹی کی خدمت انجام دیتی تھیں اور

اس خدمت سے اپنے لیے امید ثواب رکھتی تھیں اور حضرت سعد بن معاذ کو یوم خندق میں ابن عرفہ قریشی کے تیر سے رگ اکحل پر تیر لگا تھا تو آپ نے بارگاہ الٰہی میں دعا کی تھی کہ الٰہی مجھے اس وقت تک موت نہ آئے جبتک قریظہ کے انجام سے میری آنکھیں ٹھنڈی نہ ہوں۔

اور بنی قریظہ نے قلعہ سے بحکم حضرت سعد بن معاذ اترنے کا اقرار کر لیا تھا اور حضور نے ان کے تقرر پر رضامندی کا اظہار فرما دیا تھا چنانچہ آپ مسجد سے اپنی قوم اوس کی طرف گدھے پر سوار ہو کر تشریف لائے اور انہوں نے آپ کے لیے چمڑے کی کترنوں سے بھرا ہوا گدہ بچھایا۔

آپ جمیل و جسیم تھے پھر یہ لوگ حضرت سعد کے ساتھ حضور کی خدمت میں حاضر آئے اور کہنے لگے یا

اَبَا عَمْرٍو اَحْسِنْ فِیْ مَوَالِیْكَ فَاِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِنَّمَا وَلَّاكَ لِتُحْسِنَ فِیْهِمْ

اے ابا عمرو (یہ حضرت سعد کی کنیت ہے) اپنے دوستوں پر احسان کیجئے اس لیے کہ حضور نے تمہیں ان پر حاکم مقرر فرمایا ہے تاکہ تم ان میں حسن سلوک سے پیش آؤ۔

فَلَمَّا اَكْثَرُوْا عَلَیْهِ قَالَ لَقَدْ اٰنَ لِسَعْدٍ اَنْ لَّا تَاْخُذَهٗ فِی اللّٰهِ تَعَالٰی لَوْمَةُ لَائِمٍ فَرَجَعَ بَعْضُ مَنْ كَانَ مَعَهٗ مِنْ قَوْمِهٖ اِلٰی دَارِ بَنِیْ الْاَشْهَلِ فَنَعٰی اِلَیْهِمْ رِجَالَ بَنِیْ قُرَیْظَةَ قَبْلَ اَنْ یَّصِلَ اِلَیْهِمْ سَعْدٌ عَنْ كَلِمَةِ الَّتِیْ سَمِعَ مِنْهُ۔

جب اکثریت جمع ہو گئی تو حضرت سعد نے فرمایا بے شک اب سعد پر یہ لازم ہے کہ حقوق اللہ میں اسے کسی ملامت کا خطرہ نہ ہو۔ یہ سن کر قوم کے بعض افراد دار بنی اشہل میں گئے اور موت کی خبر بنی قریظہ کو سنا دی قبل اس کے کہ حضرت سعد ان تک پہنچتے ان کلمات کے ماتحت جو انہوں نے حضرت سعد بن معاذ کی زبان سے سنے۔

یعنی لَقَدْ اٰنَ لِسَعْدٍ اَنْ لَّا تَاْخُذَهٗ فِی اللّٰهِ تَعَالٰی لَوْمَةُ لَائِمٍ۔ جس کے معنی صاف تھے کہ حقوق اللہ کے مقابلہ میں سعد پر کسی قسم کی ملامت کا اثر نہیں ہو سکتا۔

فَلَمَّا انْتَهٰی سَعْدٌ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَالْمُسْلِمِیْنَ قَالَ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قُوْمُوْا اِلٰی سَیِّدِكُمْ۔ تو جب حضرت سعد حضور کی خدمت میں اور مسلمانوں کے پاس تشریف لائے تو حضور نے فرمایا اپنے سردار کی تعظیم کو کھڑے ہو جاؤ۔

یہ حکم سن کر مہاجرین قریش یہ سمجھے کہ حضور نے انصار کو تعظیم کرنے کا حکم دیا ہے اور انصار سمجھے کہ یہ حکم حضور نے عام دیا ہے چنانچہ سب تعظیم کو کھڑے ہو گئے۔ اور کہنے لگے۔

یَا اَبَا عَمْرٍو اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَدْ وَلَّاكَ اَمْرَ قُرَیْظَةَ مَوَالِیْكَ لِتَحْكُمَ

بِقَتْلِكُمْ فِيْهِمْ ۔ اے ابا عمرو حضور نے آپ کے ہاتھ میں حکومت قریظہ دیدی ہے اب آپ کو اختیار ہے جو چاہیں فیصلہ فرمائیں۔

فَقَالَ سَعْدٌ عَلَيْكُمْ عَهْدَ اللّٰهِ تَعَالٰى وَمِيْثَاقَهٗ اِنَّ الْحُكْمَ فِيْهِمْ لَمَا حَكَمْتُ ۔ حضرت سعد نے فرمایا تم پر اللہ تعالے کا عہد اور پیمان ہے تو ان میں حکم وہی ہے جو اللہ کا حکم ہے سب نے یہ سن کر جواب دیا بیشک۔ آپ نے فرمایا۔

وَعَلٰى مَنْ هٰهُنَا فِى النَّاحِيَةِ الَّتِىْ فِيْهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ مُعْرِضٌ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ۔ اور ان پر جو لوگ اس جگہ حضور کے گرد و نواح میں ہیں اور حضور سے منحرف ہیں وہی حکم ہوگا جو منحرف کا ہوتا ہے۔

تو حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بیشک یہ صحیح ہے۔

قَالَ سَعْدٌ فَاِنِّىْ اَحْكُمُ فِيْهِمْ اَنْ تُقْتَلَ الرِّجَالُ وَتُقْسَمَ الْاَمْوَالُ وَتُسْبَى الذَّرَارِىُّ وَالنِّسَاءُ

حضرت سعد نے فرمایا تو میں حکم دیتا ہوں کہ ان کے مرد قتل کیے جائیں ان کا مال بطور غنیمت تقسیم ہو ان کی ذریت قید کی جائے ان کی عورتیں لونڈیاں بنائی جائیں۔

فَكَبَّرَ النَّبِىُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ لَقَدْ حَكَمْتَ فِيْهِمْ بِحُكْمِ اللّٰهِ ۔ یہ فیصلہ بہترین فیصلہ ہے حضور نے نعرۂ تکبیر لگاتے ہوئے فرمایا بیشک تم نے اللہ کے حکم کے موافق فیصلہ دیا۔

پھر وہ سب دار بنت الحرث میں قید کر دیے گئے۔ اور بنت الحرث بنی نجار میں سے ایک مسلمان عورت تھیں۔

ثُمَّ خَرَجَ اِلٰى سُوْقِ الْمَدِيْنَةِ هِىَ سُوْقُهَا الْيَوْمَ فَخَنْدَقَ بِهَا خَنَادِقَ ثُمَّ بَعَثَ اِلَيْهِمْ تُضْرَبُ اَعْنَاقُهُمْ فِىْ تِلْكَ الْخَنَادِقِ وَفِيْهِمْ عَدُوُّ اللّٰهِ حُيَيُّ بْنُ اَخْطَبَ وَكَعْبُ بْنُ اَسَدٍ رَاْسُ الْقَوْمِ وَهُمْ سِتُّمِائَةٍ وَالْمُسْتَكْثِرُ لَهُمْ يَقُوْلُ كَانُوْا بَيْنَ الثَّمَانِ مِائَةٍ وَالتِّسْعِ مِائَةٍ ۔ پھر حضور بازار مدینہ میں تشریف لائے یہ وہی بازار ہے جو آج بھی مدینہ میں ہے اور خندق کھدوا کر ان قریظہ والوں کو قتل کیا گیا انہیں میں حیی بن اخطب اور کعب بن اسد بھی تھے جو اس قوم کے سردار بنے ہوئے تھے ان کی کل تعداد چھ سو تھی اور جو زیادہ بتانے والے ہیں ان کے بیان کے مطابق آٹھ سو نو سو کے مابین تھی۔

ایک روایت ہے کہ

حضرت ثابت بن قیس بن شماس رضی اللہ عنہ نے حضور سے زبیر بن باطا القرظی کو طلب کیا اس لیے کہ انہوں نے زمانہ جاہلیت میں یوم بعاث میں ان پر احسان کیا تھا۔ چنانچہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ثابت

بن قیس وہ تمہارے لیے ہے۔

چنانچہ ثابت بن قیس بن شماس زبیر کے پاس آئے اور فرمایا حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے تیرا خون بخش دیا ہے اور وہ میں تجھے معاف کرتا ہوں۔

زبیر بن باطا قرظی بولا شَیْخٌ کَبِیْرٌ فَمَا یَصْنَعُ بِالْحَیَاۃِ وَلَا اَھْلَ لَہٗ وَلَا وَلَدَ میں ضعیف العمر بڈھا ہو چکا نہ میری بیوی ہے نہ بچہ میں زندہ رہ کر کیا کروں گا۔

فَاَتٰی ثَابِتٌ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ فِدَاکَ اَبِیْ وَاُمِّیْ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ وَھَبْ لِیْ اِمْرَأَتَہٗ وَوَلَدَہٗ۔ حضرت ثابت بن قیس حضور کی خدمت میں آئے اور عرض کیا میرے ماں باپ حضور پر نثار زبیر بن باطا قرظی کے بیوی بچے بھی عطا ہوں۔

قَالَ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ھُمْ لَکَ۔ حضور نے اس کے بیوی بچے بھی عطا فرما دیے۔

تو حضرت ثابت بن قیس زبیر کے پاس آئے اور فرمایا مجھے حضور نے تیرے بیوی بچے بھی بخش دیے ہیں اب میں تجھے بخشتا ہوں۔

تو زبیر بن باطا قرظی بولا اَھْلُ بَیْتٍ فِی الْحِجَازِ لَا مَالَ لَھُمْ فَمَا بَقَاءُ ھُمْ عَلٰی ذٰلِکَ۔ میرے گھر والے پریشان و بدحال ہیں ان کے پاس کچھ مال نہیں تو ان کی جان بخشی کا کیا فائدہ ہے۔

تو حضرت ثابت بن قیس نے اس کا مال طلب کیا حضور نے وہ بھی عطا فرما دیا۔ آپ نے زبیر سے فرمایا تیرا مال بھی حضور نے مجھے بخش دیا ہے وہ میں تجھے دیتا ہوں۔

تو زبیر بن باطا قرظی کہنے لگا۔ اَیْ ثَابِتُ مَا فَعَلَ الَّذِیْ کَانَ فِیْ وَجْھِہٖ مِرْاٰۃٌ صِیْنِیَّۃٌ یَتَمَرَّاٰیْ فِیْھَا عَذَارَی الْحَیِّ کَعْبُ بْنُ اَسَدٍ اے ثابت کعب بن اسد کا کیا گیا۔؟

آپ نے فرمایا وہ قتل ہو چکا۔

پھر زبیر نے پوچھا عزال بن سموال کا کیا ہوا؟

آپ نے فرمایا وہ بھی قتل ہو گیا۔

پھر زبیر نے کہا۔ بنی کعب بن قریظہ اور بنی عمرو بن قریظہ کا کیا حشر ہوا؟

آپ نے فرمایا وہ بھی قتل کر دیے گئے۔

یہ سن کر زبیر بن باطا قرظی کہنے لگا اے ثابت اب تجھے اختیار ہے کہ مجھے بھی انہیں سے ملا دے خدا کی قسم اب زندگی کا مزہ نہیں اور مجھے ان کی جدائی پر صبر نہیں۔

چنانچہ حضرت ثابت اسے لائے اور قتل کر دیا۔

جب حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے ان کی باتیں سنیں تو فرمایا اسے اس کے دوستوں نے ہلاک کیا۔

حضرت ثابت بن قیس نے فرمایا یَلْقَاهُمْ وَاللّٰهِ فِیْ جَهَنَّمَ خَالِدِیْنَ فِیْهَا مُخَلَّدِیْنَ۔ اللہ کی قسم انہیں انکے دوستوں سے ملا دیا اللہ نے جہنم میں ڈال دیا ہمیشہ ہمیش کے لیے۔

ایسے ہی سلمٰی بنت اقیس ام المنذر نے حضور سے سوال کیا کہ رفاعہ بن سموال قرظی کو مجھے عطا فرمادیں تو حضور نے انہیں بخش دیا۔

یہ وہ سلمٰی ہیں جو سلیط بن قیس کی بہن اور حضور کی خالہ ہیں۔ انہوں نے حضور کے ساتھ دونوں قبلوں کی طرف نماز ادا کی اور دست حق پرست پر عورتوں کے ساتھ حضور کی بیعت کی۔

ان کے کنبہ میں سے اولاد ذکور مارے جاچکے تھے مگر عورتیں باقی تھیں۔ سوا ایک عورت کے جسے لُبابہ زوجہ الحکم قرظی کہا جاتا تھا۔ اسے خلاد بن سوید نے چکی اٹھاکر ماری تھی اس سے وہ مرگئی۔

اس کے بعد حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے ان کے مال ان کی عورتیں اور ان کی اولادیں سب مسلمانوں میں تقسیم فرمادیں۔

اس دن تقاسم غنائم میں حضور نے دو صورتیں تقسیم کی رکھیں۔

دو حصہ گھوڑوں کے لیے اور ایک حصہ پیادہ فوج کے لیے گویا سواروں کو تین حصے اور پیادہ پا کو ایک حصہ دیا گیا۔

اور اس میں سے خمس علیحدہ نکالا گیا۔

گویا گھوڑے کے دو حصہ اور گھوڑے والے کا ایک حصہ اور پیادہ پا جس کے پاس گھوڑا نہیں تھا ایک ہی حصہ رکھا گیا۔

اور اس غزوہ میں چھتیس سوار تھے۔

اور قیدی چھ سو پچاس تھے۔

اور لونڈیوں میں سے حضور نے اپنے لیے ریحانہ بنت عمر کو منتخب کیا۔

اور یہ مرتے دم تک حضور کی غلامی میں رہیں۔

حضور نے ان کی زندگی میں انہیں چند بار فرمایا کہ اس کا عقد کردیا جائے۔

توانہوں نے عرض کردیا کہ اپنی ملک سے مجھے حضور ردّ نہ فرمائیں یہ میرے لیے ذلت کا موجب ہے حضور کی غلامی کا شرف میرے لیے بہت بڑی نعمت ہے تو پھر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے انہیں نکاح کے لیے فرمانا ترک کردیا۔

اور جب ان کے اسلام کی خبر ابن شعبہ لائے تو حضور کو بڑی مسرت ہوئی۔
مختصر یہ کہ قریظہ کی جنگ سے فیصلہ ابی آخر ذیقعدہ میں ہوئی گو غزوۂ خندق اور قریظہ ایک ہی سنہ میں ہوا۔ اور جب قریظہ کا انجام پورا ہو گیا تو حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کا وہ زخم جو اکحل پر تھا جوش دینے لگا اور اسی زخم سے آپ شہید ہوئے۔ آگے ارشاد ہے

وَاَوْرَثَكُمْ اَرْضَهُمْ وَدِيَارَهُمْ وَاَمْوَالَهُمْ وَاَرْضًا لَّمْ تَطَئُوْهَا وَكَانَ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرًا۔ اور مالک و قابض کیا تمہیں ان کی مزروعہ زمینوں اور گھروں اور مالوں پر اور قابض کرے گا اس زمین پر جس پر تم ابھی پہنچے نہیں اور اللہ ہر شے پر قادر ہے۔

اس ملکیت سے مراد قریظہ کی ارض مزروعہ اور ان کے قلعے ہیں اور مال سے مراد ان کی نقدیاں اور ان کے مولیشی وغیرہ ہیں اس سلسلہ میں ایک طویل حدیث میں ہے کہ حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے ان کے قتل کا حکم دے کر ان کی عورتوں کے قید کا حکم دیا پھر ان کی اراضی مزروعہ صرف مہاجرین کے لیے تقسیم فرمائی۔

اور جب انصار نے عرض کیا کہ یہ زمین ہمیں کیوں نہیں دی گئی تو آپ نے فرمایا اِنَّكُمْ ذَوُوْا عِقَارٍ وَاِنَّ الْمُهَاجِرِيْنَ لَا عِقَارَ لَهُمْ ۔ تم صاحب زراعت ہو اور مہاجرین کے پاس مزروعہ زمین نہیں ہے۔
فَاَمْضٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حُكْمَهٗ۔ اور حضور نے ان کے فیصلہ کو منظور فرمایا۔
اور اَرْضًا لَّمْ تَطَئُوْهَا سے مراد۔ زمین خیبر ہے جو بعد فتح بنی قریظہ حاصل ہوئی

اور قتادہ کہتے ہیں اس سے مراد زمین مکہ ہے۔
حسن کہتے ہیں اس سے مراد ارض روم و فارس ہے۔
ایک قول ہے کہ اس سے مراد یمن ہے۔
عکرمہ کہتے ہیں اس سے مراد قیامت تک جتنی زمین مسلمان فتح کریں گے سب ہے۔
آخر میں اپنی قدرت مطلقہ کا اظہار فرمانے کو وَكَانَ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرًا فرما دیا۔

بامحاورہ ترجمہ چوتھا رکوع سورۃ احزاب پ ۲۱

يٰاَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِكَ اِنْ كُنْتُنَّ تُرِدْنَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا وَزِيْنَتَهَا فَتَعَالَيْنَ اُمَتِّعْكُنَّ وَاُسَرِّحْكُنَّ سَرَاحًا جَمِيْلًا	(اے غیب بتانے والے) نبی اپنی بیبیوں سے فرما دو کہ اگر تم دنیا کی زندگی اور اس کی آرائش چاہتی ہو تو آؤ میں تمہیں مال دوں اور اچھی طرح چھوڑ دوں۔

وَاِنْ كُنْتُنَّ تُرِدْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَالدَّارَ الْاٰخِرَةَ فَاِنَّ اللّٰهَ اَعَدَّ لِلْمُحْسِنٰتِ مِنْكُنَّ اَجْرًا عَظِيْمًا ۝

اور اگر تم اللہ اور اس کے رسول اور آخرت کا گھر چاہتی ہو تو اللہ نے نیکی والیوں کے لیے تم میں سے بڑا درجہ تیار کیا ہے۔

يٰنِسَآءَ النَّبِيِّ مَنْ يَّاْتِ مِنْكُنَّ بِفَاحِشَةٍ مُّبَيِّنَةٍ يُّضٰعَفْ لَهَا الْعَذَابُ ضِعْفَيْنِ وَكَانَ ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ يَسِيْرًا ۝

اے نبی کی بیبیو جو تم میں صریح حیا کے خلاف کوئی حرکت کرے اس پر اوروں سے دگنا عذاب ہوگا اور یہ اللہ پر آسان ہے۔

لفظی ترجمہ

يَاَيُّهَا - اے	النَّبِيُّ - نبی	قُلْ - کہہ دیں	لِاَزْوَاجِكَ - اپنی بیویوں سے
اِنْ - اگر	كُنْتُنَّ - ہو تم	تُرِدْنَ - چاہتی	الْحَيٰوةَ - زندگی
الدُّنْيَا - دنیا کی	وَ - اور	زِيْنَتَهَا - اسکی زینت	فَتَعَالَيْنَ - تو آجاؤ
اُمَتِّعْكُنَّ - میں سامان دوں تمکو	وَ - اور	اُسَرِّحْكُنَّ - چھوڑوں تم کو	سَرَاحًا - چھوڑنا
جَمِيْلًا - اچھا	وَ - اور	اِنْ - اگر	كُنْتُنَّ - ہو تم
تُرِدْنَ - چاہتی	اللّٰهَ - اللہ کو	وَ - اور	رَسُوْلَهٗ - اسکے رسول کو
وَ - اور	الدَّارَ - گھر	الْاٰخِرَةَ - پچھلے کو	فَاِنَّ - تو بیشک
اللّٰهَ - اللہ نے	اَعَدَّ - تیار کیا	لِلْمُحْسِنٰتِ - نیک عورتوں کیلئے	مِنْكُنَّ - تم میں سے
اَجْرًا - اجر	عَظِيْمًا - بڑا	يٰ - اے	نِسَآءَ - عورتو
النَّبِيِّ - نبی کی	مَنْ - جو	يَّاْتِ - ارتکاب کرے	مِنْكُنَّ - تم میں سے
بِفَاحِشَةٍ - بےحیائی	مُّبَيِّنَةٍ - کھلی کا	يُّضٰعَفْ - دُگنا ملے	لَهَا - اس کو
الْعَذَابُ - عذاب	ضِعْفَيْنِ - دگنی گنا	وَ - اور	كَانَ - ہے
ذٰلِكَ - یہ	عَلَى - اوپر	اللّٰهِ - اللہ کے	يَسِيْرًا - آسان

خلاصہ تفسیر چوتھا رکوع سورۃ احزاب پ ۲۱

يٰاَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِكَ اِنْ كُنْتُنَّ تُرِدْنَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا وَزِيْنَتَهَا فَتَعَالَيْنَ اُمَتِّعْكُنَّ وَ

اَسَرِّحْكُنَّ سَرَاحًا جَمِيلًا۔ اے غیب بتانے والے محبوب اپنی بیویوں سے فرما دیجئے اگر تم دنیا کی زندگی اور اس کی آرائش چاہتی ہو تو آؤ میں تمہیں مال دوں اور اچھی طرح چھوڑ دوں۔

آیۂ کریمہ کا شان نزول یہ ہے کہ

حضور کی ازواج مطہرات نے حضور سے دنیوی ساز وسامان طلب کیے اور اپنے نفقوں میں زیادتی کی درخواست کی اس لیے کہ یہاں تو کمال زہد تھا اور سامان دنیا اور اس کا جمع کرنا قصداً گوارہ نہ تھا اگرچہ آپ کی شان اقدس تو یہ تھی کہ ؎

مالک کونین ہیں گو پاس کچھ رکھتے نہیں   دو جہاں کی نعمتیں ہیں ان کے خالی ہاتھ میں

تو حضور سراپا نور صلے اللہ علیہ وسلم کو ازواج کا یہ مطالبہ ناگوار ہوا۔ اس پر آیۂ کریمہ نازل ہوئی۔ اور ازواج مطہرات کو اختیار دیدیا گیا۔

اس وقت حضور کی نو بیویاں تھیں۔ ان میں پانچ قریشیہ تھیں۔

حضرت عائشہ بنت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہما۔

حضرت حفصہ بنت فاروق رضی اللہ عنہا۔

حضرت ام حبیبہ بنت ابوسفیان رضی اللہ عنہا۔

حضرت ام سلمہ بنت امیہ رضی اللہ عنہا۔

حضرت سودہ بنت زمعہ رضی اللہ عنہا۔

اور چار غیر قریشیہ تھیں

حضرت زینب بنت جحش اسدیہ رضی اللہ عنہا۔

حضرت میمونہ بنت حارث ہلالیہ رضی اللہ عنہا۔

حضرت صفیہ بنت حیی بن اخطب خیبریہ رضی اللہ عنہا۔

حضرت جویریہ بنت حارث مصطلقیہ رضی اللہ عنہا۔

حضور سید عالم صلے اللہ علیہ وسلم نے نزول آیۂ کریمہ کے بعد سب سے پہلے حضرت صدیقہ رضی اللہ عنہا کو یہ آیت سنا کر اختیار دیا اور فرمایا جواب میں جلدی نہ کرو اور اپنے والدین سے مشورہ کر کے جو رائے ہو اس پر عمل کرو۔

حضرت صدیقہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا حضور کے معاملہ میں مشورہ کیسا میں عرض کرتی ہوں کہ میں اللہ اور اس کے رسول کو اور دار آخرت کو چاہتی ہوں۔

اس کے بعد تمام ازواج مطہرات نے بھی یہی جواب عرض کیا۔
اس واقعہ سے فقہاء نے مندرجہ ذیل مسائل مستنبط کیے۔
اول جس عورت کو اس کا خاوند اَمْرُکِ بِیَدِکِ کہہ کر مجاز کردے اور وہ اپنے خاوند کو ہی اختیار کرلے تو طلاق واقع نہ ہوگی۔
اور اگر وہ اپنے نفس کو اختیار کرلے تو احناف کے نزدیک طلاق بائن واقع ہوگی بعد میں بتراضی طرفین عقد ہوسکتا ہے۔
دوسرا مسئلہ وَاُسَرِّحْکُنَّ سَرَاحًا جَمِیْلًا سے یہ مستنبط ہوا کہ
جو عورت بعد نکاح مدخولہ ہوچکی یا خلوت صحیحہ کے بعد طلاق دی گئی تو اسے کچھ کپڑا دینا مستحب ہے جسے تسریح باحسان کہتے ہیں۔
اور کپڑوں کی تعداد تین تک ہے دوپٹہ۔ کرتہ۔ پاجامہ۔
تیسرا مسئلہ یہ بھی نکلتا ہے کہ
جس عورت کا مہر مقرر نہ کیا گیا ہو اور اسے قبل دخول یا خلوت صحیحہ سے قبل طلاق دی جائے تو یہ جوڑا دینا واجب ہے اور نصف مہر مثل دینا بھی لازم ہے
اور سراحًا جمیلًا سے یہ حکم بھی مستفاد ہوا کہ اسے بغیر ضرر کے علیحدہ کیا جائے آگے ارشاد ہے۔
وَاِنْ کُنْتُنَّ تُرِدْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَالدَّارَ الْاٰخِرَةَ فَاِنَّ اللّٰهَ اَعَدَّ لِلْمُحْسِنٰتِ مِنْكُنَّ اَجْرًا عَظِیْمًا ۔ یٰنِسَآءَ النَّبِیِّ مَنْ یَّاْتِ مِنْكُنَّ بِفَاحِشَةٍ مُّبَیِّنَةٍ یُّضٰعَفْ لَهَا الْعَذَابُ ضِعْفَیْنِ وَكَانَ ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ یَسِیْرًا ۔ اور اگر تم اللہ اور اس کے رسول اور دار آخرت کو چاہتی ہو تو بے شک اللہ نے بڑا اجر تیار کر رکھا ہے تمہاری نیکی والیوں کے لیے۔ اے نبی کی بیویو جو تم میں سے صریح حیا کے خلاف کوئی حرکت کرے اس پر اوروں سے دونا عذاب ہوگا اور یہ اللہ کو آسان ہے۔
اختیار سپرد کرنے میں ایک پہلو مخالف ایک موافق ہوتا ہے تو پہلی آیت میں مخالف پہلو ظاہر فرمایا گیا اور اس آیت کریمہ میں موافق پہلو دکھایا یعنی اتباع سید اکرم صلے اللہ علیہ وسلم۔ اس کا بدلہ اَعَدَّ لِلْمُحْسِنٰتِ مِنْكُنَّ اَجْرًا عَظِیْمًا ۔ میں ظاہر فرما دیا۔
اس کے بعد ازواج مطہرات کی خصوصیات کا بیان ہے جو تمام دنیا کی عورتوں سے علیحدہ ہیں جیسے قَالَ یٰنِسَآءَ النَّبِیِّ مَنْ یَّاْتِ مِنْكُنَّ الخ۔ آیۂ کریمہ میں فاحشۂ مبینہ سے مراد اطاعت زوج میں کوتاہی کرنا ہے خواہ اس کے اندر خاوند کے ساتھ کج خلقی ہو خواہ بدکاری۔ تو اس آیۂ کریمہ میں اللہ تعالے ازواج انبیاء کو

اس سے پاک رکھنا ہے۔

اور ظاہر ہے کہ ازواج مطہرات کا مطہرات ہی ہونا ضروری ہے اس لیے کہ جب انبیاء مطہر ہیں، تو ازواج کا مطہرات ہونا اصول قرآن کریم سے لازمی ہے جیسا کہ ارشاد ہے۔

اَلْخَبِيْثٰتُ لِلْخَبِيْثِيْنَ وَالْخَبِيْثُوْنَ لِلْخَبِيْثٰتِ وَالطَّيِّبٰتُ لِلطَّيِّبِيْنَ وَالطَّيِّبُوْنَ لِلطَّيِّبٰتِ

خبیث عورتیں خبیث مردوں کے لیے ہیں اور خبیث مرد خبیث عورتوں کے لیے ایسے ہی پاک عورتیں پاک مردوں کے لیے ہیں اور پاک مرد پاک عورتوں کے لیے۔

چونکہ نزول آیت قصۂ افک پر ہے اسی بنا پر آگے ارشاد ہے اُولٰٓئِكَ مُبَرَّءُوْنَ مِمَّا يَقُوْلُوْنَ یہ عورتیں منافقوں کی بکواس سے بری ہیں۔

اب یہ سمجھ لینا بھی ضروری ہے کہ مورد آیت جب خاص ہو تو اس کا حکم ہمیشہ عام ہوا کرتا ہے جبتک مخصص نہ ہو بنابریں اگرچہ قصۂ افک پر آیۂ کریمہ کا نزول ہے مگر اس کا حکم ہمیشہ کے لیے عام ہے۔ اور ظاہر ہے۔ جن کے رتبے ہیں سوا ان کو سوا مشکل ہے۔

جس کی فضیلت زیادہ ہوتی ہے اس سے اگر قصور واقع ہو تو وہ قصور بھی اوروں کے قصور سے اہم اور سخت قرار دیا جاتا ہے جیسے ایک عالم کا گناہ جاہل کے گناہ سے زیادہ قبیح ہوتا ہے۔ اسی وجہ میں آزادوں کی سزا شریعت میں غلاموں سے زیادہ مقرر ہے۔

اور یہ حقیقت ہے کہ نبی علیہ السلام کی ازواج تمام جہان کی عورتوں سے زیادہ افضل ترین ہیں اسلیے ان کی ادنیٰ لغزش بھی سخت گرفت کے قابل ہے۔

اب یہ سوال اشتباہ پیدا کرتا ہے کہ لفظ فَاحِشَۃٍ مُّبَيِّنَۃٍ اس جگہ کیوں فرمایا گیا اس لیے کہ عام طور پر فاحشہ کا لفظ زنا و لواطت پر استعمال ہوتا ہے۔

حالانکہ معانی میں اس کی تصریح ہے اس قاعدہ سے اس کے معنی تین طرح لیے جاتے ہیں۔

لفظ فاحشہ جب معرفہ ہو کر وارد ہو تو اس سے زنا و لواطت مراد ہوتی ہے۔

اور اگر نکرہ غیر موصوفہ ہو کر لایا جائے تو اس سے ہر قسم کے گناہ مراد ہوتے ہیں۔

اور جب نکرہ موصوف ہو کر وارد ہو تو اس سے شوہر کی نافرمانی اور فساد معشرت مراد ہوتا ہے۔

آیۂ کریمہ میں فاحشہ نکرہ موصوفہ ہے اس لیے یہاں مراد شوہر کی اطاعت میں کوتاہی اور کج خلقی مراد ہے کما قال ابن عباس رضی اللہ عنہما (جمل)

مختصر تفسیر اردو چوتھا رکوع سورۂ احزاب پ۲۱

یٰاَیُّھَا النَّبِیُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِكَ اِنْ كُنْتُنَّ تُرِدْنَ الْحَیٰوةَ الدُّنْیَا وَزِیْنَتَھَا فَتَعَالَیْنَ اُمَتِّعْكُنَّ وَ اُسَرِّحْكُنَّ سَرَاحًا جَمِیْلًا۔ اے غیب بتلانے والے فرما دیجئے اپنی بیویوں کو اگر تم چاہتی ہو آسائش و فراخی دنیا کی زندگی میں اور اس کا مال و دولت تو آؤ میں تمہیں مال دوں اور اچھی طرح رخصت کر دوں۔

حیات دنیا سے وسعت و تنعم مراد ہے اور زینتہا سے مال و دولت سونا چاندی مراد ہے اور فتعالین کے یہ معنی ہیں کہ آؤ اپنے ارادہ و اختیار کے ساتھ۔

اُمَتِّعْكُنَّ یَعْنِیْ اُعْطِكُنَّ مُتْعَةَ الطَّلَاقِ۔ یعنی آؤ میں تمہارے مطالبہ کے مطابق تمہیں مال بھی دیدوں اور آرام سے بلا کسی اذیت کے رخصت بھی کر دوں۔

آلوسی کہتے ہیں وَالْمُتْعَةُ لِلْمُطَلَّقَةِ الَّتِیْ لَمْ یُدْخَلْ بِھَا وَلَمْ یُفْرَضْ لَھَا فِی الْعَقْدِ وَاجِبَةٌ عِنْدَ اَبِیْ حَنِیْفَةَ رَحِمَہُ اللہُ۔ متعہ ایسی مطلقہ عورت کے لیے جو مدخولہ بھی نہیں ہوئی اور اس کا مہر بھی عقد میں مقرر نہ ہوا واجب ہے امام صاحب کے نزدیک۔

وَلِسَائِرِ الْمُطَلَّقَاتِ مُسْتَحَبَّةٌ اور باقی تمام مطلقہ عورتوں کے لیے مستحب ہے

اور متعہ کی کتنی مقدار ہے اس پر فرماتے ہیں۔

وَالْمُتْعَةُ دِرْعٌ وَّخِمَارٌ وَّمِلْحَفَةٌ۔ متعہ ایک قمیص ایک دوپٹہ اور پاجامہ وغیرہ ہے جو حسب استطاعت دینا چاہیئے جو قیمت میں شرعی مہر کی نصف قیمت کا ہو

وَلَا یُنْقَصُ مِنْ خَمْسَةِ دَرَاھِمَ۔ اور پانچ درہم سے کم کا لباس نہ ہو اس لیے کہ کم سے کم مقدار مہر دس درہم ہے کما فی الکشاف۔

اور درہم ساڑھے تین ماشہ چاندی کا ہوتا ہے جو اس زمانہ کے حساب سے ۹ رکا تقریباً ہوا تو چار پانچ روپیہ کے اندر تینوں کپڑے دینے واجب یا مستحب ہیں۔

اور اُسَرِّحْكُنَّ۔ اور رخصت کر دوں تم کو

وَالتَّسْرِیْحُ فِی الْاَصْلِ مُطْلَقُ الْاِرْسَالِ ثُمَّ كُنِیَ بِهٖ عَنِ الطَّلَاقِ اَیْ وَاُطَلِّقْكُنَّ سَرَاحًا اَیْ طَلَاقًا جَمِیْلًا اَیْ ذَا حُسْنٍ كَثِیْرٍ بِاَنْ یَّكُوْنَ سُنِّیًّا لَاضِرَارَ فِیْهِ كَمَا فِی الطَّلَاقِ الْبِدْعِیِّ الْمَعْرُوْفِ عِنْدَ الْفُقَھَاءِ۔ تسریح اصل میں مطلق چھوڑنے کو کہتے ہیں پھر اس سے طلاق مراد لی جانے لگی تو اسر حکن کے معنی یہ

ہوئے کہ طلاق دوں تمہیں اچھی طرح بلا ضرر و غصہ کے جسے طلاق بدعی فقہا کے نزدیک کہتے ہیں۔
بعض نے کہا وَالسَّرَاحُ الْاِخْرَاجُ مِنَ الْبُيُوْتِ۔ سراح گھروں سے نکال دینے کو کہتے ہیں۔
آیۂ کریمہ کا شان نزول یہ ہے اَنَّ اَزْوَاجَہٗ عَلَیْہِ السَّلَامُ سَاَلْنَہٗ ثِیَابَ الزِّیْنَۃِ وَزِیَادَۃَ النَّفَقَۃِ
کہ ازواج مطہرات نے حضور سے اچھا لباس اور نفقہ میں فراخی طلب کی تھی اس پر یہ آیۂ کریمہ نازل ہوئی۔
اور احمد و مسلم اور نسائی اور ابن مردویہ بطریق ابی الزبیر جابر رضی اللہ عنہ سے راوی ہیں قَالَ اَقْبَلَ اَبُوْبَکْرٍ رَضِیَ
اللّٰہُ عَنْہُ وَالنَّاسُ بِبَابِہٖ جُلُوْسٌ وَالنَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ جَالِسٌ فَلَمْ یُؤْذَنْ لَہٗ ثُمَّ اُذِنَ لِاَبِیْ بَکْرٍ وَّ
رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُمَا فَدَخَلَا وَالنَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ جَالِسٌ وَحَوْلَہٗ نِسَاؤُہٗ وَھُوَ سَاکِتٌ فَقَالَ عُمَرُ
لَاُکَلِّمَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَعَلَّہٗ یَضْحَکُ۔
فَقَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ لَوْ رَاَیْتَ ابْنَۃَ زَیْدٍ یَعْنِیْ اِمْرَاَتَہٗ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ سَاَلَتْنِی النَّفَقَۃَ اٰنِفًا فَوَجَاْتُ
عُنُقَھَا فَضَحِکَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ حَتّٰی بَدَا نَاجِذُہٗ وَقَالَ ھُنَّ حَوْلِیْ یَسْاَلْنَنِی النَّفَقَۃَ فَقَامَ
اَبُوْبَکْرٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اِلٰی عَائِشَۃَ لِیَضْرِبَہَا وَقَامَ عُمَرُ اِلٰی حَفْصَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہَا کِلَاھُمَا یَقُوْلَانِ تَسْاَلَانِ
النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَا لَیْسَ عِنْدَہٗ فَنَہَاھُمَا رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ۔

حضرت جابر فرماتے ہیں کہ ابوبکر صدیق حضور کی خدمت میں آئے اور لوگ باب عالی پر جمع تھے اور حضور اندر جلوہ افروز تھے تو آپ کی اجازت نہ ملی پھر سیدنا صدیق رضی اللہ عنہ نے اجازت طلب کی تو صدیق اور فاروق رضی اللہ عنہما کو اجازت مل گئی۔
اور حضور جہاں رونق افروز تھے وہاں حضور کے گرد ازواج حاضر تھیں اور حضور خاموش تھے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضور کو متبسم کرنے کی غرض سے عرض کیا اور ازواج کی طرف تخاطب فرماتے ہوئے فرمایا انہیں کوئی بات نہیں کرنی چاہیے۔
پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا حضور میری بیوی اگر مجھ سے نفقہ کی وسعت طلب کرے تو میں اس کی گردن توڑ دوں۔
یہ سن کر حضور نے تبسم فرمایا حتی کہ دندان مبارک روشن ہو گئے۔
پھر فرمایا یہ سب ہمارے گرد جمع ہیں اور ہم سے نفقہ میں زیادتی طلب کر رہی ہیں۔
تو حضرت صدیق حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی فہمائش کو اٹھے اور حضرت عمر سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا کی طرف بڑھے اور فرمایا تم حضور سے وہ سوال کرتی ہو جو حضور کو دل میں ناپسند ہے۔ تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے صدیق و فاروق کو روک دیا کہ انہیں کچھ نہ کہو یہ ازواج مطہرات ہیں اور ام المومنین۔

اس کے بعد تمام ازواج نے متفقہ طور پر فیصلہ کیا اور فَقُلْنَ وَاللّٰہِ لَا نَسْأَلُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بَعْدَ ھٰذَا الْمَجْلِسِ مَا لَیْسَ عِنْدَہٗ۔ تمام ازواج نے عرض کیا خدا کی قسم ہم حضور سے اس مجلس کے بعد کوئی ایسا سوال نہ کریں گی جو حضور کے نزدیک پسند نہ ہو

پھر اللہ تعالےٰ نے ازواج مطہرات پر اختیار نازل فرمایا اور ارشاد ہوا یَا اَیُّھَا النَّبِیُّ قُلْ لِاَزْوَاجِكَ اِنْ كُنْتُنَّ تُرِدْنَ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ اِلٰی اٰخِرِ الْاٰیَۃِ۔

تو یہ حکم اول حضرت صدیقہ رضی اللہ عنہا پر ظاہر فرمایا اور حکم دیا کہ میں تمہیں جو حکم آلہی سناتا ہوں اسے میں چاہتا ہوں کہ جواب میں عجلت نہ کرو جبتک اپنے والدین سے مشورہ نہ کر لو۔

سیدہ صدیقہ ام المومنین رضی اللہ عنہا نے پوچھا مَا ھُوَ؟ حضور وہ کیا بات ہے

تو حضور نے یہ آیت کریمہ تلاوت فرمائی یَا اَیُّھَا النَّبِیُّ قُلْ لِاَزْوَاجِكَ تو یہ سن کر سیدہ بلا تامل جواب دیا اَفِیْكَ اَسْتَامِرُ اَبَوَیَّ۔ بَلْ اَخْتَارُ اللّٰہَ تَعَالٰی وَرَسُوْلَہٗ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ۔ وَاَسْأَلُكَ اَنْ لَّا تَذْكُرَ لِامْرَأَۃٍ مِّنْ نِّسَائِكَ مَا اخْتَرْتُ۔ حضور آپ کے معاملہ میں والدین سے استشارہ کس لیے۔ بلکہ میں بلا تامل عرض کرتی ہوں کہ میں نے اللہ اور اس کے رسول کو اختیار کیا۔ اب حضور ایک سوال ہے وہ یہ کہ ازواج میں میرا یہ جواب ظاہر نہ فرمایا جائے۔

حضور نے فرمایا اِنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی لَمْ یَبْعَثْنِیْ مُتَعَنِّتًا وَلٰكِنْ بَعَثَنِیْ مُعَلِّمًا مُّبَشِّرًا لَا تَسْأَلُنِیْ امْرَأَۃٌ مِّنْھُنَّ عَمَّا اَخْبَرْتِنِیْ اِلَّا اَخْبَرْتُھَا۔ اللہ نے مجھے رنج میں ڈالنے والا مبعوث نہیں فرمایا بلکہ مجھے معلم و مبشر بنا کر بھیجا ہے مجھ سے کوئی بیوی اس معاملہ میں اگر سوال کریگی تو میں اسے صاف بتا دوں گا۔

ایک روایت میں ابن جریر اور ابن ابی حاتم حضرت قتادہ اور حسن سے راوی ہیں اَنَّہٗ لَمَّا نَزَلَتْ اٰیَۃُ التَّخْیِیْرِ كَانَ تَحْتَہٗ عَلَیْہِ السَّلَامُ تِسْعُ نِسْوَۃٍ خَمْسٌ مِّنْ قُرَیْشٍ عَائِشَۃُ وَحَفْصَۃُ وَاُمُّ حَبِیْبَۃَ بِنْتُ اَبِیْ سُفْیَانَ وَسَوْدَۃُ بِنْتُ زَمْعَۃَ وَاُمُّ سَلَمَۃَ بِنْتُ اَبِیْ اُمَیَّۃَ۔ جب آیت تخییر نازل ہوئی اس وقت حضور کی نو بیویاں تھیں جن میں پانچ قریشی تھیں۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بنت ابوبکر۔

حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا بنت عمر۔

حضرت ام حبیبہ بنت ابی سفیان رضی اللہ عنہا۔

حضرت سودۃ بنت زمعہ رضی اللہ عنہا۔

حضرت ام سلمہ بنت امیہ رضی اللہ عنہا۔

اور چار متعدد قبائل سے تھیں وَكَانَ مِنْهُنَّ صَفِيَّةُ بِنْتُ حُيَيٍّ الْخَيْبَرِيَّةُ وَمَيْمُوْنَةُ بِنْتُ الْحَارِثِ الْهِلَالِيَّةُ وَزَيْنَبُ بِنْتُ جَحْشٍ الْاَسَدِيَّةُ وَجُوَيْرِيَّةُ بِنْتُ الْحٰرِثِ مِنْ بَنِي الْمُصْطَلِقِ۔

چنانچہ خیبر سے حضرت صفیہ بنت حیی تھیں۔

اور قبیلہ ہلالیہ سے حضرت میمونہ بنت الحرث تھیں۔

اور قبیلہ بنی اسد سے حضرت زینب بنت جحش تھیں۔

اور قبیلہ مصطلق سے حضرت جویریہ بنت الحرث تھیں۔

سب سے پہلے آیۂ تخییر حضور نے حضرت صدیقہ کو سنائی۔

فَلَمَّا اخْتَارَتِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَالدَّارَ الْاٰخِرَةَ رُئِيَ الْفَرَحُ فِيْ وَجْهِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَتَتَابَعْنَ كُلُّهُنَّ عَلٰى ذٰلِكَ ۔ جب سیدہ نے اللہ اور اس کے رسول اور دار آخرت کو قبول کر لیا تو روئے اقدس پر آثار فرحت دیکھے گئے پھر تمام ازواج نے اسی پر اتفاق کیا۔

فَلَمَّا خَيَّرَهُنَّ وَاخْتَرْنَ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ وَرَسُوْلَهٗ وَالدَّارَ الْاٰخِرَةَ شَكَرَهُنَّ اللّٰهُ جَلَّ شَانُهٗ عَلٰى ذٰلِكَ اِذْ قَالَ سُبْحَانَهٗ: لَا يَحِلُّ لَكَ النِّسَاءُ مِنْ بَعْدُ وَلَا اَنْ تَبَدَّلَ بِهِنَّ مِنْ اَزْوَاجٍ وَّلَوْ اَعْجَبَكَ حُسْنُهُنَّ۔

توجب ازواج مطہرات نے اللہ اور اس کے رسول اور دار آخرت کو لطیب خاطر اختیار کیا تو اللہ تعالے نے بھی ان کے ساتھ یہ کرم فرمایا کہ حضور سید یوم النشور صلی اللہ علیہ وسلم کو انہیں نو ازواج کے ساتھ پابند فرمایا چنانچہ ارشاد ہوا "اب لے محبوب آپ کے لیے اس کے بعد کوئی عورت حلال نہیں اور نہ آپ طلاق دے کر کسی اور کو اس کے بدلے لیں اگرچہ آپ کو اس کا حسن پسند بھی ہو"

گویا اللہ تعالے نے نو ازواج میں ہی حضور کے اہلبیت محصور فرما دیے۔

یہ واقعہ اس وقت کا ہے جبکہ مدینہ سے احزاب مشرکین کا رد ہو گیا اور نضیر و قریظہ پر فتح حاصل ہو گئی تو ازواج مطہرات یہ سمجھیں کہ یہود کی نفیس اشیاء اور خزائن جب حضور کے ہاتھ آچکے ہیں تو ہمیں بھی ان سے متمتع ہونا چاہیئے۔

اس طرف خیال نہ گیا کہ انبیاء کرام خزائن دنیا سے بے نیاز ہوتے ہیں چنانچہ تمام ازواج حضور کے گرد حاضر آئیں اور عرض کرنے لگیں۔

يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ بَنَاتُ كِسْرٰى وَقَيْصَرَ فِي الْحُلِيِّ وَالْحُلَلِ وَالْاِمَاءِ وَالْخَوَلِ وَنَحْنُ عَلٰى مَا تَرَاهُ مِنَ الْفَاقَةِ وَالضِّيْقِ وَالَمَ قَلْبَهُ الشَّرِيْفَ عَلَيْهِ السَّلَامُ بِمُطَالَبَتِهِنَّ لَهٗ بِتَوْسِعَةِ الْحَالِ وَاَنْ تُعَامِلَهُنَّ بِمَا تُعَامِلُ بِهِ الْمُلُوْكُ وَاَبْنَاءُ الدُّنْيَا اَزْوَاجَهُمْ فَاَمَرَهُ اللّٰهُ تَعَالٰى بِاَنْ يَّتْلُوَ عَلَيْهِنَّ مَا نَزَلَ فِيْ اَمْرِهِنَّ

حضور قیصر و کسریٰ کی لڑکیاں زیورات و مکلف لباس سے مزین ہیں اور ہم جس حال میں ہیں حضور دیکھ ملاحظہ فرما رہے ہیں اور اس گفتگو میں اتنا زور دیا کہ حضور کے خاطر اقدس پر گراں گذرا۔

گویا انہوں نے یہ خواہش کی کہ جب معمولی عارضی ارباب سلطنت تیں یہ فراخی ہے تو حضور جب کہ شہنشاہ کونین ہیں تو ہمارے لیے شاہانہ فراخیاں کیوں نہ ہوں۔

اور حقیقت بھی یہی ہے کہ حضور اگر پسند فرماتے تو سب کچھ ممکن تھا لیکن وہاں تو غایت زہد و قناعت تھا دنیا اور دنیا کی نعمتوں سے تنفر و تجنب تھا۔ آگے ارشاد ہے۔

وَاِنْ كُنْتُنَّ تُرِدْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَالدَّارَ الْاٰخِرَةَ فَاِنَّ اللّٰهَ اَعَدَّ لِلْمُحْسِنٰتِ مِنْكُنَّ اَجْرًا عَظِيْمًا۔ اور اگر تم اللہ اور اس کے رسول کو اختیار کرتی ہو اور آخرت کا گھر چاہتی ہو تو بے شک اللہ نے نیکو کاروں کے لیے تم میں سے زبردست بدلہ رکھا ہے۔

یعنی اگر تم اللہ اور اس کے رسول کی محبت میں نعم عقبیٰ چاہتی ہو تو وہ اجر وہ ہے جس کی حد نہیں۔

اب اس میں غور طلب امر یہ ہے کہ اس تخییر میں تفویض طلاق تھی یا کیا اس پر علامہ ابن ہمام فرماتے ہیں

اِنَّهٗ لَمْ يَكُنْ تَفْوِيْضُ الطَّلَاقِ وَاِنَّمَا كَانَ تَخْيِيْرًا لَهُنَّ بَيْنَ الْاِرَادَتَيْنِ عَلٰى اَنَّهُنَّ اِنْ اَرَدْنَ الدُّنْيَا فَارَقَهُنَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَمَا يُنْبِئُ عَنْهُ قَوْلُهٗ تَعَالٰى فَتَعَالَيْنَ اُمَتِّعْكُنَّ وَاُسَرِّحْكُنَّ سَرَاحًا جَمِيْلًا۔

یہ تفویض طلاق نہیں تھی بلکہ تخییر تھی ازواج مطہرات کو کہ اگر وہ دنیا چاہتی ہیں تو حضور انہیں علیحدہ کر دیں جیسا کہ آیۂ کریمہ میں ہے فَتَعَالَيْنَ تو آؤ میں تمہیں رخصت کر دوں آرام سے بلا اذیت پہنچائے۔

اور اگر تم اللہ و رسول اور دار آخرت چاہتی ہو تو اللہ نے تمہارے لیے عقبیٰ میں بڑے درجات رکھے ہیں اس کے بعد ازواج مطہرات کا منصب جلیل ظاہر فرمایا جاتا ہے چنانچہ ارشاد ہے۔

يٰنِسَآءَ النَّبِيِّ مَنْ يَّاْتِ مِنْكُنَّ بِفَاحِشَةٍ مُّبَيِّنَةٍ يُّضٰعَفْ لَهَا الْعَذَابُ ضِعْفَيْنِ وَكَانَ ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ يَسِيْرًا۔ اے نبی کی بیبیو جو بھی تم میں سے کسی کبیرہ کی مرتکب ہو تو بروز قیامت اسے دو چند عذاب ہوگا اور یہ اللہ پر آسان ہے۔

فاحشہ مبینہ سے مراد زوج کی نافرمانی ہے جس سے معاشرہ میں خرابی پڑے۔

بعض اس طرف گئے ہیں كَمَا اَخْرَجَ الْبَيْهَقِيُّ فِي السُّنَنِ عَنْ مُقَاتِلِ بْنِ سُلَيْمَانَ۔ فاحشہ مبینہ سے مراد عام معصیت ہے اور ایسے مطالبات جو خاوند پر شاق گذریں۔

بعض نے اس سے مراد زنا لیا۔

لیکن زنا ازواج سے جزماً ممنوع الوقوع ہے فَاِنَّ الْاَنْبِیَآءَ صَانَ اللّٰہُ تَعَالٰی ذَوْجَاتِہِمْ عَنْ ذٰلِکَ
اس لیے کہ انبیاء کرام کی ازواج کو اس سے اللہ تعالےٰ نے معصوم و محفوظ رکھا ہے۔
اور یُضٰعَفْ لَہَا الْعَذَابُ ان کے علو مرتبت کے لحاظ سے فرمایا گیا۔ چنانچہ علامہ روح المعانی فرماتے ہیں
وَسَبَبُ تَضْعِیْفِ الْعَذَابِ اِنَّ الذَّنْبَ مِنْہُنَّ اَقْبَحُ فَاِنَّ زِیَادَۃَ قُبْحِہٖ تَابِعَۃٌ لِزِیَادَۃِ فَضْلِ
الْمُذْنِبِ وَالنِّعْمَۃِ عَلَیْہِ وَذٰلِکَ ظَاہِرَۃٌ فِیْہِنَّ۔ دو چند عذاب اس لیے کہ ان سے کوئی گناہ قبیح نہیں بلکہ
اقبح ہے اس لیے کہ قبح کی زیادتی مذنب کی زیادۃ فضل و نعمت پر موقوف ہے اور یہ ازواج مطہرات
میں ظاہر ہے اس لیے کہ وہ ازواج نبی ہیں۔
وَلِذٰلِکَ جُعِلَ حَدُّ الْحُرِّ ضِعْفَ حَدِّ الرَّقِیْقِ۔ اسی لیے آزاد کی حد غلام سے دوچند ہوتی ہے۔
اور یہی حال عالم کا ہے بمقابلہ جاہل کے۔
وَرُوِیَ عَنْ زَیْنِ الْعَابِدِیْنَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اَنَّہٗ قَالَ لَہٗ رَجُلٌ اَنْتُمْ اَہْلُ بَیْتٍ مَغْفُوْرٌ لَکُمْ
فَغَضِبَ وَقَالَ نَحْنُ اَحْرٰی اَنْ یُجْرٰی فِیْنَا مَا اَجْرَی اللّٰہُ تَعَالٰی فِیْ اَزْوَاجِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ
مِنْ اَنْ نَکُوْنَ کَمَا تَقُوْلُ اِنَّا نَرٰی لِمُحْسِنِنَا ضِعْفَیْنِ مِنَ الْاَجْرِ وَلِمُسِیْئِنَا ضِعْفَیْنِ مِنَ الْعَذَابِ
وَقَرَأَ ہٰذِہِ الْاٰیَۃَ۔
حضرت زین العابدین رضی اللہ عنہ سے ایک شخص نے کہا آپ تو اہل بیت سے ہیں آپ کے لیے تو
بخشش ہی بخشش ہے تو آپ اس پر غضب ناک ہوئے اور فرمایا ہم آزاد بھی ایسے ہیں جیسے ازواج النبی صلے
اللہ علیہ وسلم ثواب کے معاملہ میں۔
ہمیں جہاں دو چند ثواب ہے وہاں ہم پر عذاب بھی دو چند ہے پھر یُضٰعَفْ لَہَا الْعَذَابُ
ضِعْفَیْنِ آیۂ کریمہ تلاوت فرمائی۔
وَکَانَ ذٰلِکَ عَلَی اللّٰہِ یَسِیْرًا۔ اور یہ اللہ تعالےٰ کے لیے آسان ہے۔

بحمد اللہ پارہ ۲۱ ختم ہوا

پارہ ۲۲

بامحاورہ ترجمہ چوتھا رکوع سورۃ احزاب پ۲۲

وَمَنْ يَّقْنُتْ مِنْكُنَّ لِلّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَتَعْمَلْ صَالِحًا نُّؤْتِهَاۤ اَجْرَهَا مَرَّتَيْنِ وَاَعْتَدْنَا لَهَا رِزْقًا كَرِيْمًا ○

اور جو تم میں فرمانبردار رہے اللہ اور رسول کی اور عمل کرے نیک ہم اسے اوروں سے دونا ثواب دیں گے اور ہم نے اس کے لیے عزت کی روزی رکھی ہے۔

يٰنِسَآءَ النَّبِيِّ لَسْتُنَّ كَاَحَدٍ مِّنَ النِّسَآءِ اِنِ اتَّقَيْتُنَّ فَلَا تَخْضَعْنَ بِالْقَوْلِ فَيَطْمَعَ الَّذِيْ فِيْ قَلْبِهٖ مَرَضٌ وَّقُلْنَ قَوْلًا مَّعْرُوْفًا ○

اے نبی کی بیویو تم اور عورتوں کی طرح نہیں اگر اللہ سے ڈرو تو نرمی کر دبات میں کہ دل کا بیمار کچھ لالچ کرے اور اچھی بات کرو۔

وَقَرْنَ فِيْ بُيُوْتِكُنَّ وَلَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِيَّةِ الْاُوْلٰى وَاَقِمْنَ الصَّلٰوةَ وَاٰتِيْنَ الزَّكٰوةَ وَاَطِعْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ اِنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيْرًا ○

اور اپنے گھروں میں قرار پکڑو اور بے پردہ نہ رہو جیسے اگلی جاہلیت کی بے پردگی کی طرح اور نماز قائم رکھو اور زکوٰۃ دو اور پیروی کرو اللہ و رسول کی اللہ تو یہی چاہتا ہے کہ تم سے ہر ناپاکی دور فرما دے اے نبی کے گھر والو اور تمہیں پاک کر کے خوب ستھرا کر دے۔

وَاذْكُرْنَ مَا يُتْلٰى فِيْ بُيُوْتِكُنَّ مِنْ اٰيٰتِ اللّٰهِ وَالْحِكْمَةِ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ لَطِيْفًا خَبِيْرًا ○

اور یاد کرو جو تمہارے گھروں میں پڑھی جاتی ہیں اللہ کی آیتیں اور حکمت بے شک اللہ ہر باریکی جانتا خبردار ہے۔

لفظی ترجمہ

مَنْ۔ جو　　يَّقْنُتْ۔ فرمانبردار رہے۔　　مِنْكُنَّ۔ تم میں سے

لِلّٰہِ ۔ اللہ کی	وَ ۔ اور	رَسُوْلِہٖ ۔ اسکے رسول کی	وَ ۔ اور
تَعْمَلْ ۔ عمل کرے	صَالِحًا ۔ اچھے	نُؤْتِہَا ۔ ہم دینگے اس کو	اَجْرَہَا ۔ اس کا اجر
مَرَّتَیْنِ ۔ دگنا	وَ ۔ اور	اَعْتَدْنَا ۔ تیار کیا ہم نے	لَہَا ۔ اس کے لیے
رِزْقًا ۔ رزق	کَرِیْمًا ۔ اچھا	یٰا ۔ اے	نِسَآءَ ۔ بیویو
النَّبِیِّ ۔ نبی کی	لَسْتُنَّ ۔ نہیں ہو تم	کَاَحَدٍ ۔ دوسری	مِّنَ النِّسَآءِ ۔ عورتوں جیسی
اِنِ ۔ اگر	اتَّقَیْتُنَّ ۔ تم پرہیزگار رہو	فَلَا ۔ تو نہ	تَخْضَعْنَ ۔ نرم کرو
بِالْقَوْلِ ۔ بات	فَیَطْمَعَ ۔ کہ لالچ کریگا	الَّذِیْ ۔ وہ کہ	فِیْ ۔ بیچ
قَلْبِہٖ ۔ اس کے دل کے	مَرَضٌ ۔ بیماری ہے	وَ ۔ اور	قُلْنَ ۔ کہو
قَوْلًا ۔ بات	مَّعْرُوْفًا ۔ بھلی	وَ ۔ اور	قَرْنَ ۔ ٹھہری رہو
فِیْ ۔ بیچ	بُیُوْتِکُنَّ ۔ اپنے گھروں کے	وَ ۔ اور	لَا ۔ نہ
تَبَرَّجْنَ ۔ بے پردہ نکلو	تَبَرُّجَ ۔ بے پردہ نکلنا	الْجَاہِلِیَّۃِ ۔ جاہلیت	الْاُوْلٰی ۔ پہلی کا
وَ ۔ اور	اَقِمْنَ ۔ قائم کرو	الصَّلٰوۃَ ۔ نماز	وَ ۔ اور
اٰتِیْنَ ۔ دو	الزَّکٰوۃَ ۔ زکوٰۃ	وَ ۔ اور	اَطِعْنَ ۔ کہا مانو
اللّٰہَ ۔ اللہ کا	وَ ۔ اور	رَسُوْلَہٗ ۔ اس کے رسول کا	اِنَّمَا ۔ اسکے سوا نہیں
یُرِیْدُ ۔ چاہتا ہے	اللّٰہُ ۔ اللہ	لِیُذْہِبَ ۔ کہ لے جائے	عَنْکُمُ ۔ تم سے
الرِّجْسَ ۔ گندگی	اَہْلَ ۔ اے اہل	الْبَیْتِ ۔ بیت	وَ ۔ اور
یُطَہِّرَ ۔ پاک کرے	کُمْ ۔ تم کو	تَطْہِیْرًا ۔ پاک کرنا	وَ ۔ اور
اذْکُرْنَ ۔ یاد کرو	مَا ۔ جو	یُتْلٰی ۔ پڑھا جاتا ہے	فِیْ ۔ بیچ
بُیُوْتِکُنَّ ۔ تمہارے گھروں کے	مِنْ اٰیٰتِ ۔ آیات	اللّٰہِ ۔ الٰہی سے	وَ ۔ اور
الْحِکْمَۃِ ۔ حکمت سے	اِنَّ ۔ بیشک	اللّٰہَ ۔ اللہ	کَانَ ۔ ہے
لَطِیْفًا ۔ باریک بین	خَبِیْرًا ۔ خبردار		

خلاصہ تفسیر چوتھا رکوع سورۃ احزاب پ ۲۲

وَمَنْ يَّقْنُتْ مِنْكُنَّ لِلّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَتَعْمَلْ صَالِحًا نُّؤْتِهَآ اَجْرَهَا مَرَّتَيْنِ وَاَعْتَدْنَا

لَهَا رِزْقًا كَرِيْمًا۔ اور جو تم میں فرمانبردار رہے اللہ اور اس کے رسول کی اور اچھے عمل کرے ہم اسے اوروں سے دگنا ثواب دیں گے اور ہم نے اس کے لیے عزت کی روزی تیار کر رکھی ہے۔

یہاں مَن عام ہے مگر مذکور عنہ کے زمرہ میں ہے اس لیے سیاق مضمون کے لحاظ سے مِنْكُنَّ میں مخاطب ازواج نبی ہیں تو مَن کی عمومیت زمرۂ ازواج طیبات تک ہے۔ گویا یوں ارشاد ہے کہ اے نبی علیہ السلام کی بیویو عام طور پر ہماری طرف سے ایک نیکی کے بدلے دس نیکیاں مقرر ہیں لیکن یہ تمہاری خصوصیت ہے کہ تمہارے لیے ایک نیکی پر بیس گنا اجر ہے۔

اسی لیے تمہارا شرف تمہاری فضیلت تمام جہان کی عورتوں پر ہے۔ اسی لیے تمہارے عمل میں بھی دو جہتیں ہیں۔ ایک ادائے فریضہ و طاعت۔

دوسرے ہمارے حبیب اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی رضاجوئی میں قناعت اور حسن معاشرت کے ساتھ حضور کو خوش رکھنا۔ اور جو رزق کریم کا تمہارے ساتھ وعدہ ہے وہ انعم و اطعمہ جنت ہیں

اس کے بعد ازواج مطہرات کے منصب جلیل کو واضح فرمایا اور یہ منصب منصوص قطعی ہے اس کے خلاف جو بھی کسی زوجہ مطہرہ کی شان میں کسی قسم کی گستاخی کرے گا وہ منکر قرآن حکیم قرار پائے گا اور ظاہر ہے کہ منکر قرآن مسلمان نہیں رہتا۔

پھر ازواج مطہرات میں کسی زوجہ مکرمہ کی شان میں گستاخانہ کلمہ کہنا اسی لیے کفر ہے کہ آیۂ کریمہ ان کی فضیلت میں مطلقاً ناطق ہے۔ اس کے ساتھ ہی ان کے لیے گفتگو کرنے کا قانون بھی نافذ کر دیا گیا چنانچہ ارشاد ہے۔

يَا نِسَاءَ النَّبِيِّ لَسْتُنَّ كَأَحَدٍ مِّنَ النِّسَاءِ إِنِ اتَّقَيْتُنَّ فَلَا تَخْضَعْنَ بِالْقَوْلِ فَيَطْمَعَ الَّذِي فِي قَلْبِهِ مَرَضٌ وَقُلْنَ قَوْلًا مَّعْرُوفًا۔ اے نبی کی بیویو تم اور عورتوں کی طرح نہیں ہو اگر اللہ سے ڈرو تو بات میں ایسی نرمی نہ کرو کہ دل کا بیمار کچھ لالچ کرے اور اچھی بات کہو۔

آیۂ کریمہ میں ازواج مطہرات کو منادیٰ فرما کر لَسْتُنَّ كَأَحَدٍ مِّنَ النِّسَاءِ فرمایا جس کے صریح معنی یہ ہوئے کہ تم عام عورتوں کی طرح نہیں بلکہ تمہارا مرتبہ سب سے بلند ہے۔ اسی وجہ میں تمہیں امہات المومنین بنایا اور وَأَزْوَاجُهُ أُمَّهَاتُهُمْ فرمایا۔

لیکن یہ امومیت اعزازیہ ہے نہ کہ حقیقتاً اس لیے ماں ہو جانے کے معنی یہ نہیں ہیں کہ تم پردہ بھی امتیوں سے نہ کرو بلکہ تم جب پس پردہ کسی غیر سے گفتگو بھی کرو تو ایسی طرح کرو کہ تمہارے لہجہ میں نزاکت کا اظہار اور گفتگو میں لوچ نہ ہو بلکہ گفتگو میں سادگی ہو عفت مآب خواتین کے لیے یہی شایاں ہے۔

اور تمہاری گفتگو جس سے بھی ہو اس میں پند و نصائح اور دین و دیانت اور اسلام کی تعلیم ہونی چاہیے

نیکی وسعادت کی تلقین ہونی چاہیئے۔

اور آج ہم تمہیں حجاب کا بھی حکم دیتے ہیں چنانچہ ارشاد ہے۔

وَقَرْنَ فِیْ بُیُوْتِکُنَّ وَلَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِیَّةِ الْاُوْلٰی۔ اور اپنے گھروں میں قرار پکڑو اور بے پردہ نہ رہو جیسے پہلے ایام جاہلیت میں بے پردہ تھیں۔

اگلی جاہلیت سے مراد اسلام سے قبل کا زمانہ ہے۔ یہ وہ زمانہ تھا جس زمانہ میں عورتیں بناؤ سنگار کر کے اتراتی نکلتیں اور اپنے حسن وزینت کا ایسے ہی مظاہرہ کرتی تھیں جیسے آج چودہویں صدی میں مغرب زدہ خواتین اور جدید تہذیب کی لڑکیاں کرتی ہیں۔

یورپ میں تو سرخی پاؤڈر شریف لیڈی نہیں کرتیں بلکہ وہاں کی آوارہ عورتیں اس کے استعمال کی خوگر ہیں مگر یہاں تو ہماری بہو بیٹیاں بیویاں عام طور پر اسے ضروریات معاشرت میں داخل کر چکی ہیں پھر گھر میں رہ کر اپنی تزئین اس حال میں بھی کر لیں تو شکوہ نہیں ہمارا تو یہ حال ہے کہ باہر نکلتے وقت اسے لازمۂ حیات قرار دیتی ہیں۔

اسی بنا پر تبرج فرما کر بتا دیا کہ ایسے مظاہرہ حسن وزینت نہ کرو جیسے زمانۂ جاہلیت میں غیر مردوں کو اپنی زینت دکھائی جاتی تھی۔

ان کی جاہلیت کے لباس بھی ایسے ہوتے تھے جن سے جسم کے اعضاء نہ چھپتے تھے گویا جاہلیت اولیٰ کا اثر جاہلیت اخری میں لوٹ کر آگیا اور حضور نے آخر زمانہ کی عورتوں کا حال بیان فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا تھا کہ وہ کَاسِیَاتٌ عَارِیَاتٌ ہوں گی یعنی کپڑے پہنے ہوئے ننگے جسم والیاں۔

تو ازواج مطہرات سے ابتداءً امر فرمائی گئی تاکہ عامۂ امت کی خواتین سمجھ لیں کہ جب اخص الخواص خواتین امہات المومنین پر یہ قانون نافذ ہے تو ہم تو ان کی باندیاں ہیں ہمارے لیے یہ قانون زیادہ اہمیت رکھتا ہے جیسے حضرت مولائے کائنات سیدنا علی کرم اللہ وجہہ کو مخاطب فرما کر لَكَ الْاُوْلٰی وَعَلَيْكَ الثَّانِيَةُ فرمایا یعنی علی غیر عورت پر پہلی نظر تو تمہیں معاف ہے کہ وہ بلا قصد پڑتی ہے مگر دوسری نظر تمہارے لیے گناہ ہے حضرت شیر خدا پر یہ حکم اس لیے نہ تھا کہ آپ معاذ اللہ غیر عورتوں کو گھورتے تھے بلکہ اس لیے آپ کو مخاطب فرما کر یہ حکم دیا گیا تاکہ عوام کی آنکھیں غیر عورت پر نظر ڈالنے سے خود بخود رک جائیں اور وہ سمجھ لیں کہ جب قاتل مرحب فاتح خیبر اسد اللہ شیر خدا کو یہ حکم ہے تو ہم پر اس کا اتباع سب سے زیادہ لازم ہے۔

اسی طرح ازواج مطہرات کو یہ حکم دے کر عامۂ خواتین پر اہمیت کے حکم واضح فرما دی آگے ارشاد ہے۔

وَاَقِمْنَ الصَّلٰوةَ وَاٰتِیْنَ الزَّکٰوةَ وَاَطِعْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ۔ اور نماز قائم رکھو اور زکوٰۃ دو اور

اللہ اور اس کے رسول کی پیروی کرو۔
اِنَّمَا یُرِیْدُ اللّٰہُ لِیُذْھِبَ عَنْکُمُ الرِّجْسَ اَھْلَ الْبَیْتِ وَیُطَھِّرَکُمْ تَطْھِیْرًا۔ اللہ تو یہی چاہتا ہے کہ تم سے ہر ناپاکی دور فرمادے اے نبی کے گھر والو اور تمہیں پاک کرکے خوب ستھرا کردے۔
سیاق مضمون ازواج مطہرات کے ساتھ تخاطب ظاہر کر رہا ہے لیکن یہاں لِیُذْھِبَ عَنْکُنَّ الرِّجْسَ کی بجائے عَنْکُمُ الرِّجْسَ ارشاد ہوا اور یُطَھِّرَکُنَّ کی بجائے وَیُطَھِّرَکُمْ جمع مذکر مخاطب کے ساتھ تخاطب کیا اس کی وجہ سوا اس کے اور کوئی معلوم نہیں ہوتی کہ اہل بیت میں صرف ازواج ہی نہیں ہیں۔ بلکہ شہزادہ کونین سید تا حسنین اور بنت رسول سیدہ زہرا اور شیر خدا اسد اللہ اور سید نا صدیق و فاروق سب گھر والے ہیں اس لیے تغلیباً سب کے حق میں تطہیر کا وعدہ دینے کے لیے یُطَھِّرَکُمْ اور لِیُذْھِبَ عَنْکُمْ فرمادیا تاکہ مرد عورت سب شامل ہوجائیں۔ اور ازواج کے ساتھ اہل بیت اطہار میں سب ہی شمار ہوں۔
یہی حضرت امام ابو منصور ماتریدی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اہل بیت میں سب داخل ہیں۔ اب آگے ارشاد ہے۔
وَاذْکُرْنَ مَا یُتْلٰی فِیْ بُیُوْتِکُنَّ مِنْ اٰیٰتِ اللّٰہِ وَالْحِکْمَۃِ اِنَّ اللّٰہَ کَانَ لَطِیْفًا خَبِیْرًا۔ اور یاد کرو جو تمہارے گھروں میں پڑھی جاتی ہیں اللہ کی آیتیں اور حکمت بیشک اللہ لطیف و خبیر ہے۔
اس سے مراد قرآن کریم اور سنت رسول رحیم علیہ افضل الصلوۃ و اکمل التسلیم کی تعلیم دینا مراد ہے

مختصر تفسیر اردو چوتھا رکوع سورۃ احزاب پ۲۲

وَمَنْ یَّقْنُتْ مِنْکُنَّ لِلّٰہِ وَرَسُوْلِہٖ وَتَعْمَلْ صَالِحًا نُّؤْتِھَآ اَجْرَھَا مَرَّتَیْنِ وَاَعْتَدْنَا لَھَا رِزْقًا کَرِیْمًا۔ اور جو خشوع و خضوع کرے تم میں سے اللہ اور اس کے رسول کے لیے اور نیک عمل کرے میں اسے دوں گا اس کا بدلہ دوچند اور اس کے لیے ہم نے تیار کر رکھا ہے عزت دار رزق۔
یَقْنُتْ۔ قنوت سے ہے اور قنوت سکوت کو بھی کہتے ہیں اور خشوع اور خضوع کو بھی اس سے مراد امتثال اوامر اور اجتناب نواہی ہے۔
اور مِنْکُنَّ لِلّٰہِ وَرَسُوْلِہٖ فرماکر اس امر کا اظہار فرمادیا کہ تعظیم و تکریم سید عالم صلے اللہ علیہ وسلم غیر منفک ہے اطاعت الٰہی سے۔

اگر اللہ تعالیٰ کی اطاعت ہو اور سید عالم صلے اللہ علیہ وسلم کا اتباع نہ ہو تو وہ اطاعت لغو اور بے معنی اور بے فائدہ ہے۔

لِلّٰہ کا عطف رسول پر جو ہے اس میں واو معیت کا ہے۔ ایسے ہی اَطِیْعُوا اللّٰہَ وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ میں بھی واؤ معیت کا ہے اطاعت آلٰہی بلا اطاعت رسالت پناہی بے کار ہے علامہ آلوسی فرماتے ہیں وَذِکْرُہٗ اللّٰہِ اِنَّمَا ھُوَ لِتَعْظِیْمِ الرَّسُوْلِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَجْعَلُ طَاعَتَہٗ غَیْرَ مُنْفَکَّۃٍ عَنْ طَاعَۃِ اللّٰہِ عَزَّوَجَلَّ۔

تو جب اطاعت مع اطاعت سید اکرم صلے اللہ علیہ وسلم ہو تو نُؤْتِہَا اَجْرَھَا مَرَّتَیْنِ تو وعدہ کیا گیا کہ ہم اسے اس اطاعت آلٰہی اور امتثال امر رسالت پناہی کے سبب اسے دہرا اجر دیں گے۔

ابن ابی حاتم ربیع بن انس سے راوی ہیں اِنَّہٗ قَالَ فِیْ حَاصِلِ مَعْنَی الْاٰیَتَیْنِ اِنَّہٗ مَنْ عَصٰی مِنْکُنَّ فَاِنَّہٗ یَکُوْنُ الْعَذَابُ عَلَیْہَا الضِّعْفُ مِنْہُ عَلٰی سَائِرِ نِسَاءِ الْمُؤْمِنِیْنَ وَمَنْ عَمِلَ صَالِحًا فَاِنَّ الْاَجْرَلَہَا الضِّعْفُ عَلٰی سَائِرِ نِسَاءِ الْمُسْلِمِیْنَ۔

آیت کریمہ کے حاصل معنی یہ ہوئے کہ جو حضور کی نافرمانی کرے گی تم میں سے اس پر عذاب بھی دنیا کے مومنہ عورتوں سے دوچند ہے اور جو نیک عمل کرے اس کا اجر بھی تمام مسلم خواتین سے دوچند ہے۔

تو عام اعمال صالحہ پر فی عمل جہاں دس نیکیاں مسلمان مرد عورت کے لیے ہیں وہاں خصوصی طور پر ازواج مطہرات کے لیے بیس گنا اجر کا وعدہ ہوا۔

اور اگر دس سے زیادہ کسی کو اجر ملا تو ازواج مطہرات کو اس سے دوچند اجر لازمی ہے اور اس تضعیف کی وجہ صاف ہے کہ ازواج کے علومرتبت اور خصوصیت کی بنا پر یہ تخفیض ہے گویا یہ بتانا مقصود ہے کہ ازواج مطہرات اور عام مومنہ عورتیں برابر نہیں۔

اور چونکہ بشارت مطلق ہے تو یہ بھی نہیں کہا جا سکتا کہ اعمال ازواج حین حیات سید اکرم صلے اللہ علیہ وسلم تک دوچند درجہ پر ہوں گے نہیں بلکہ ان کے اعمال صالحہ کا اجر بعد وفات بھی بالضعف ہوتا رہے گا کما قال الآلوسی فی روح المعانی۔

وَالظَّاھِرُ اَنَّ ذٰلِکَ لَیْسَ بِالنِّسْبَۃِ اِلٰی اَعْمَالِھِنَّ الصَّالِحَۃِ الَّتِیْ عَمِلْنَہَا فِیْ حَیَاتِہٖ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَطْ بَلْ یُضَاعَفُ اَجْرُھُنَّ عَلَیْہَا وَعَلَی الْاَعْمَالِ الصَّالِحَۃِ الَّتِیْ یَعْمَلْنَہَا بَعْدَ وَفَاتِہٖ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ۔

وَاَعْتَدْنَا لَہَا رِزْقًا کَرِیْمًا۔ اور ہم نے تیار کر رکھا ہے ان کے لیے عزت والا رزق۔

يَّعۡفِیۡ فِی الۡجَنَّۃِ زِیَادَۃً عَلٰی اَجۡرِھَا الۡمُضَاعَفِ رِزۡقًا کَرِیۡمًا۔ عَظِیۡمُ الۡقَدۡرِ رَفِیۡعُ الۡخَطَرِ مَرۡضِیًّا لِصَاحِبِہٖ۔ جنت میں ان کا اجر دو چند سر چند ہو جو نہایت عظیم القدر رفیع الخطر ہو۔

آگے ازواج مطہرات کی دوسری خصوصیت کا بیان ہے جو تمام عورتوں سے علیحدہ ہے۔

یٰنِسَآءَ النَّبِیِّ لَسۡتُنَّ کَاَحَدٍ مِّنَ النِّسَآءِ اِنِ اتَّقَیۡتُنَّ فَلَا تَخۡضَعۡنَ بِالۡقَوۡلِ فَیَطۡمَعَ الَّذِیۡ فِیۡ قَلۡبِہٖ مَرَضٌ وَّقُلۡنَ قَوۡلًا مَّعۡرُوۡفًا۔ اے نبی کی بیویوں تم اور عورتوں جیسی نہیں اگر تم تقوی کرو تو نرم کلام کرو کہ اس کے دل میں طمع پیدا ہو جس کا دل بیمار ہے اور جو کچھ کہو قول معروف پر از نصیحت کہو۔

اِنِ اتَّقَیۡتُنَّ سے مراد حکم الٰہی کی مخالفت سے ڈرنا اور رضا حبیب اکرم صلے اللہ علیہ وسلم میں رہنا ہے۔

اور لَا تَخۡضَعۡنَ بِالۡقَوۡلِ کے یہ معنی ہیں لَا تَلِنَّ الۡکَلَامَ وَلَا تُرَقِّقۡنَہٗ۔ نہ نرمی کرو اپنی گفتگو میں اور نہ نزاکت دکھاؤ بات کرنے میں چنانچہ مروی ہے۔ عَنۡ بَعۡضِ اُمَّھَاتِ الۡمُؤۡمِنِیۡنَ اِنَّھَا کَانَتۡ تَضَعُ یَدَھَا عَلٰی فِیۡھَا اِذَا کَلَّمَتۡ اَجۡنَبِیًّا تُغَیِّرُ صَوۡتَھَا بِذٰلِکَ خَوۡفًا مِنۡ اَنۡ یَّسۡمَعَ رَخِیۡمًا لَیِّنًا۔

بعض امہات المومنین جب اجنبی سے کلام فرماتیں تو اپنے منہ پر ہاتھ رکھ کر اپنی آواز بدل لیتیں اس خوف سے کہ سننے والا آواز باریک اور نرم نہ سن لے۔

فَیَطۡمَعَ الَّذِیۡ فِیۡ قَلۡبِہٖ مَرَضٌ۔ تاکہ جو بیمار دل منافق ہیں ان کی نیت گندی نہ ہو۔

سید المفسرین ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اس کی تفسیر میں اعشی کے قول کو پیش کیا ہے۔

حَافِظٌ لِلۡفَرۡجِ رَاضٍ بِالتُّقٰی　　وَلَیۡسَ مِمَّنۡ قَلۡبُہٗ فِیۡہِ مَرَضٌ

ازواج کی یہ شان تھی کہ با عصمت با عفت تھیں اور تقوی کے ساتھ راضی وہ ان سے نہ تھیں جن کے دل بیمار ہوں۔

یعنی جن کے دل میں شہوت و زنا کا مرض ہو۔

قتادہ اپنی تفسیر میں فرماتے ہیں جن کے دل میں نفاق ہو۔

ابن منذر اور ابن ابی حاتم زید بن علی رضی اللہ عنہما سے راوی ہیں کہ آپ نے فرمایا اَلۡمَرَضُ مَرَضَانِ فَمَرَضُ زِنَا وَمَرَضُ نِفَاقٍ۔ مرض دو ہیں مرض زنا اور مرض نفاق۔

وَقُلۡنَ قَوۡلًا مَّعۡرُوۡفًا کے معنی یہ روح المعانی میں یوں ہے وَقُلۡنَ قَوۡلًا مَّعۡرُوۡفًا حَسَنًا بَعِیۡدًا عَنِ الرِّیۡبَۃِ غَیۡرَ مُطۡمِعٍ لِاَحَدٍ۔ اور گفتگو کرو تو اچھی نصیحت کی جو کسی قسم کے شک اور خواہش سے بعید ہو۔

اس کے بعد تیسرا حکم اول ازواج کے لیے نافذ ہے جو بعد میں عامۂ مومنات کے لیے بھی عام ہو گیا حیث قال تعالے۔

وَقَرْنَ فِیْ بُیُوْتِکُنَّ ۔ اور قرار پکڑو اپنے گھروں میں۔

اس کے معنی اِقْرَرْنَ بنتے ہیں۔ یہ قَرَّ یَقِرُّ سے ہے اس میں یہ تعلیل ہوئی کہ پہلی را حذف ہوئی اور قاف پر فتح لاکر ہمزہ حذف کردیا اس لیے کہ حرکت قاف کی وجہ سے ہمزہ زائد تھا۔ قَرْنَ ہوگیا۔

چنانچہ ترمذی۔ بزار ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے حضور کا فرمان نقل کرتے ہیں۔ اِنَّ الْمَرْأَۃَ عَوْرَۃٌ فَاِذَا خَرَجَتْ مِنْ بَیْتِھَا اِسْتَشْرَفَھَا الشَّیْطَانُ وَاَقْرَبُ مَا تَکُوْنُ مِنْ رَحْمَۃِ رَبِّھَا وَھِیَ فِیْ قَعْرِ بَیْتِھَا عورت سراپا عورت ہے تو جب وہ اپنے گھر سے نکلتی ہے تو شیطان اس کے پیچھے اچکتا ہے اور رحمت الٰہی کے قریب وہ ہوتی ہے جو اپنے گھر کے گوشہ میں رہے۔

وَاَخْرَجَ الْبَزَّارُ عَنْ اَنَسٍ قَالَ جِئْنَ النِّسَاءُ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقُلْنَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ ذَھَبَ الرِّجَالُ بِالْفَضْلِ وَالْجِھَادِ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ فَھَلْ لَنَا عَمَلٌ نُدْرِکُ بِہٖ فَضْلَ الْمُجَاھِدِیْنَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ فَقَالَ عَلَیْہِ السَّلَامُ مَنْ قَعَدَ مِنْکُنَّ فِیْ بَیْتِھَا فَاِنَّھَا تُدْرِکُ عَمَلَ الْمُجَاھِدِیْنَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ تَعَالٰی۔

فرماتے ہیں حضور کی خدمت اقدس میں عورتیں حاضر ہوئیں اور عرض کیا حضور مرد تو جہاد فی سبیل اللہ کے ذریعہ بڑھ گئے کیا ہمارے لیے بھی کوئی ایسا عمل ہے جس سے ہم مجاہدین کی فضیلت حاصل کرسکیں فرمایا جو تم میں سے اپنے گھر میں بیٹھے وہ عمل مجاہدین فی سبیل اللہ کا اجر پائے گی۔

اس پر علامہ آلوسی فرماتے ہیں وَقَدْ یَحْرُمُ عَلَیْھِنَّ الْخُرُوْجُ بَلْ قَدْ یَکُوْنُ کَبِیْرَۃً کَخُرُوْجِھِنَّ لِزِیَارَۃِ الْقُبُوْرِ اِذَا عَظُمَتْ مَفْسَدَتُہٗ وَخُرُوْجِھِنَّ وَلَوْ اِلَی الْمَسْجِدِ وَقَدِ اسْتَعْطَرْنَ وَتَزَیَّنَّ اِذَا تَحَقَّقَتْ اَمَّا اِذَا ظُنَّتْ فَھُوَ حَرَامٌ غَیْرُ کَبِیْرَۃٍ۔ بے شک عورتوں پر حرام بلکہ کبیرہ گناہ ہے گھر سے نکلنا جیسا ان کا زیارت قبور کے لیے جانا جبکہ فتنہ کا خطرہ ہو اور مسجد کی طرف جانا بھی ممنوع ہے جبکہ خوشبو سے معطر ہوکر اور زیورات ولباس سے مزین ہوکر نکلیں تو حرام ہے اور اگر مفسدہ ومظنہ فتنہ نہ ہو تب بھی ممنوع ہے اگرچہ کبیرہ نہیں۔ البتہ حج اور زیارت والدین یا عیادت مریض جو رشتہ میں ہو اور تعزیت اموات اقارب وغیرہ کے لیے خروج جائز ہے بشرطیکہ زینت وتعطر نہ ہو۔

وَلَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاھِلِیَّۃِ الْاُوْلٰی ۔ اور نہ اتراتی نکلو جہالت کے زمانہ کی طرح۔

عربی میں تبرّج اور خروج میں فرق ہے۔ خروج گھر سے سادگی کے ساتھ بضرورت نکلنا ہے اور تبرّج بقول مجاہد اور قتادہ اور ابن ابی نجیح مشی بتبختر ہے یعنی بناؤ سنگار کرکے اتراتے ہوئے نکلنا تبرّج ہے مبرّد کہتے ہیں اَلتَّبَرُّجُ اَنْ تُبْدِیَ مِنْ مَحَاسِنِھَا مَا یَجِبُ عَلَیْھَا سَتْرُہٗ۔ تبرج اس مظاہرہ کو کہتے

ہیں جس میں عورت اپنے وہ محاسن ظاہر کرے جن کا ستر اس پر واجب ہے۔

قَالَ اللَّیْثُ یُقَالُ تَبَرَّجَتِ الْمَرْأَةُ اِذَا اَبْدَتْ مَحَاسِنَهَا مِنْ وَجْهِهَا وَجَسَدِهَا۔ لیث فرماتے ہیں تبرج یہ ہے کہ عورت اپنے چہرے اور جسم کے محاسن اغیار پر ظاہر کرے۔

اور جاہلیت اولیٰ سے مراد ایام جاہلیت کی تہذیب ہے جو زمانہ اولیٰ میں تھی اور موجودہ زمانہ میں لوٹ کر پھر آگئی۔

اور ابن جریر، ابن ابی حاتم اور حاکم اور ابن مردویہ اور بیہقی شعب الایمان میں ابن عباس رضی اللہ عنہما سے راوی ہیں اَلْجَاهِلِیَّةُ مَا بَیْنَ نُوْحٍ وَّاِدْرِیْسَ عَلَیْهِمَا السَّلَامُ وَكَانَتْ اَلْفَ سَنَةٍ۔ جاہلیت کا زمانہ نوح اور ادریس علیہما السلام کے زمانہ کے مابین ایک ہزار سال کا زمانہ ہے۔

قَالَ وَاِنَّ بَطْنَیْنِ مِنْ وُلْدِ اٰدَمَ كَانَ اَحَدُهُمَا یَسْكُنُ السَّهْلَ وَالْاٰخَرُ یَسْكُنُ الْجِبَالَ۔ اولاد آدم علیہ السلام میں سے ایک قبیلہ میدان میں رہتا اور ایک پہاڑوں میں۔

وَكَانَ نِسَاءُ السَّهْلِ وَرِجَالُهُ عَلَى الْعَكْسِ فَاتَّخَذَ اَهْلُ السَّهْلِ عِیْدًا یَجْتَمِعُوْنَ اِلَیْهِ فِی السَّنَةِ فَتَبَرَّجَ النِّسَاءُ لِلرِّجَالِ وَالرِّجَالُ لَهُنَّ وَاِنَّ رَجُلًا مِّنْ اَهْلِ الْجَبَلِ هَجَمَ عَلَیْهِمْ فِیْ عِیْدِهِمْ فَرَاَى النِّسَاءَ وَصَبَاحَتَهُنَّ فَاَتٰى اَصْحَابَهٗ وَاَخْبَرَهُمْ بِذٰلِكَ فَتَحَوَّلُوْا اِلَیْهِنَّ فَنَزَلُوْا لَهُنَّ فَظَهَرَتِ الْفَاحِشَةُ فِیْهِنَّ

تو میدان میں رہنے والی عورتیں اور مرد سالانہ پہاڑ پر عید کرتے یعنی میلہ بناتے تو عورتیں مردوں کے لیے اور مرد عورتوں کے لیے بے حیائی کا مظاہرہ کرتے۔

پھر ایک پہاڑی آدمی اس میلے میں آیا اور اس نے ہجوم کیا تو عورتوں کی صباحت و تزیین دیکھی اور اس نے اوروں کو خبر کی وہ بھی اس طرف رجوع ہو گئے حتیٰ کہ بے حیائی ان میں عام ہو گئی۔ اس طرف آیۂ کریمہ میں تَبَرُّجَ الْجَاهِلِیَّةِ الْاُوْلٰى فرما کر اشارہ فرمایا۔

بعض اس پر زور دیتے ہیں کہ مشرکین مکہ میں زمانۂ جاہلیت کی بے حیائی اور بے پردگی مراد ہے۔

غرضکہ اس حکم حجاب کے بعد ازواج مطہرات حج کے لیے بھی گھر سے نہ نکلیں۔

چنانچہ عبداللہ بن حمید اور ابن المنذر محمد بن سیرین سے راوی ہیں قَالَ نُبِّئْتُ اَنَّهٗ قِیْلَ لِسَوْدَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا زَوْجِ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَا لَكِ لَا تَحُجِّیْنَ وَلَا تَعْتَمِرِیْنَ كَمَا یَفْعَلُ اَخَوَاتُكِ فَقَالَتْ قَدْ حَجَجْتُ وَاعْتَمَرْتُ وَاَمَرَنِیَ اللّٰهُ تَعَالٰى اَنْ اَقِرَّ فِیْ بَیْتِیْ فَوَاللّٰهِ لَا اَخْرُجُ مِنْ بَیْتِیْ حَتّٰى اَمُوْتَ

حضرت ام المومنین سودہ رضی اللہ عنہا زوجہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا گیا حضور آپ نہ حج کرتی ہیں نہ عمرہ جیسے اور کرتی ہیں آپ نے فرمایا میں حج کر چکی ہوں اور عمرہ بھی اب اللہ نے مجھے حکم دیا ہے

کریں اپنے گھر میں قرار پکڑوں تو قسم بخدا اب میں گھر سے باہر نہ نکلوں گی حتی کہ مر جاؤں۔
راوی فرماتے ہیں فَوَاللّٰہِ مَا خَرَجَتْ مِنْ بَابِ حُجْرَتِہَا حَتّٰی اُخْرِجَتْ جَنَازَتُہَا۔ خدا کی قسم آپ گھر کے دروازے سے باہر نہ تشریف لائیں یہاں تک کہ جنازہ ہی نکلا۔
اور یہ حضرت سودہ رضی اللہ عنہا کا اجتہاد تھا۔
اس لیے کہ دیگر ازواج مطہرات حج کو تشریف لے گئیں سوا حضرت زینب بنت جحش اور حضرت سودہ بنت زمعہ رضی اللہ عنہما کے
وَاَقِمْنَ الصَّلٰوۃَ وَاٰتِیْنَ الزَّکٰوۃَ وَاَطِعْنَ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ۔ اور نماز قائم رکھو اور زکوۃ دیتی رہو اور اللہ و رسول کی پیروی کرتی رہو۔
اس میں عبادت بدنی اور عبادت مالی کی پابندی کا حکم دیا گیا۔
آگے ارشاد ہے جو ازواج مطہرات اور اہلبیت اطہار کے لیے مشترک خصوصیت کی دلیل ہے حیث قال
اِنَّمَا یُرِیْدُ اللّٰہُ لِیُذْہِبَ عَنْکُمُ الرِّجْسَ اَہْلَ الْبَیْتِ وَیُطَہِّرَکُمْ تَطْہِیْرًا۔ اللہ تو یہی چاہتا ہے کہ تم سے ہر قسم کی برائی دُور لے جائے لے اہلبیت اور تمہیں پاک کر دے خوب پاک کر نے کار۔
رجس کی تعریف میں مفسرین کے نو قول ہیں۔
(۱) وَالرِّجْسُ فِی الْاَصْلِ الْقَذَرُ وَاُرِیْدَ بِہٖ ھٰہُنَا عِنْدَ کَثِیْرٍ الذَّنْبُ مَجَازًا۔ رجس اصل میں گندی شے کو کہتے ہیں اور اس جگہ اس سے مراد اکثر کے نزدیک مجازاً گناہ ہے۔
(۲) وَقَالَ السُّدِّیُّ الْاِثْمُ۔ سدی کہتے ہیں کہ رجس سے مراد اثم یعنی ہر گناہ ہے۔
(۳) وَقَالَ الزُّجَاجُ الرِّجْسُ الْفِسْقُ۔ زجاج کے نزدیک رجس سے مراد فسق ہے۔
(۴) وَقَالَ ابْنُ زَیْدٍ الشَّیْطَانُ۔ ابن زید کہتے ہیں اس سے مراد شیطان ہے۔
(۵) وَقَالَ الْحَسَنُ الشِّرْکُ۔ حسن کے نزدیک رجس شرک ہے۔
(۶) وَقِیْلَ الشَّکُّ۔ ایک قول ہے کہ رجس شک ہے۔
(۷) وَقِیْلَ الْبُخْلُ وَالطَّمَعُ۔ ایک قول ہے کہ رجس بخل ہے اور طمع۔
(۸) وَقِیْلَ الْاَھْوَاءُ وَالْبِدَعُ۔ ایک قول ہے کہ رجس حرص و ہوا اور ارتکاب بدعات ہے۔
(۹) وَقِیْلَ اِنَّ الرِّجْسَ یَقَعُ عَلَی الْاِثْمِ وَعَلَی الْعَذَابِ وَعَلَی النَّجَاسَۃِ وَعَلَی النَّقَائِصِ۔ ایک قول ہے کہ رجس کا اطلاق اثم اور عذاب پر بھی ہوتا ہے اور نجاست پر بھی اور ہر قسم کی ناقص باتوں پر بھی رجس کہہ دیتے ہیں۔

وَالْمُرَادُ بِهٖ هٰهُنَا مَا يَعُمُّ كُلَّ ذٰلِكَ۔ احسن قول یہ ہے کہ یہاں رجس سے مراد گناہ۔ فسق۔ توسوس شیطانی اور شرک وشک اور بخل وطمع اور حرص وہوا وبدعات سب ہی سے پاک کرنا ہے۔

اب اہل البیت میں الف لام کونسا ہے اس کی تحقیق یہ ہے کہ

وَالْ فِيْهِ لِلْجِنْسِ اَوْلِلْاِسْتِغْرَاقِ وَالْمُرَادُ بِالتَّطْهِيْرِ۔

قِيْلَ التَّحْلِيَةُ بِالتَّقْوٰى

وَقِيْلَ اِنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الذُّنُوْبَ وَالْمَعَاصِيْ فِيْمَا نَهَاكُمْ وَيُحَلِّيْكُمْ بِالتَّقْوٰى تَحْلِيَةً بَلِيْغَةً فِيْمَا اَمَرَكُمْ۔ یہ الف لام جنسی ہے یا استغراقی۔ اور تطہیر سے مراد ایک قول کے مطابق تزیین بالتقوی ہے اور ایک قول میں اس کے معنی یہ ہوئے کہ اللہ تو یہی چاہتا ہے کہ تم سے تمام گناہ جن سے تمہیں منع کیا یہ دور کردے اور تمہیں تقوی کی زینتوں سے مزین کرے جس کا تمہیں حکم دیا گیا ہے۔

اور آیۂ کریمہ کا خلاصہ یہ نکلتا ہے گویا ارشاد ہے يُرِيْدُ اللّٰهُ اِذْهَابَ الرِّجْسِ عَنْكُمْ وَيُطَهِّرَكُمْ اللہ تم سے ہر قسم کی گندگی دور کرکے تمہیں پاک اور ستھرا کرنا چاہتا ہے۔

اب یہ بحث کہ ازواج مطہرات اہلبیت میں ہیں یا نہیں؟

اس کے متعلق روح البیان میں آلوسی نے مختلف فیہ اقوال نقل کرکے واضح کیا ہے کہ اکثر نے ازواج کو داخل اہلبیت مانا ہے اور بعض نہیں مانتے۔

نہ ماننے والے حدیث ثقلین سے استناد کرتے ہیں اس میں ایک چادر کے اندر ایک گھر میں حضرت ام سلمہ کے یہاں سیدہ فاطمہ زہراء اور علی اور حسن وحسین رضوان اللہ علیہم اجمعین کو حضور نے لیا اور فرمایا اَللّٰهُمَّ اِنَّ هٰؤُلَاءِ اَهْلُ بَيْتِيْ فرمایا تو معلوم ہوا کہ اہل بیت صرف سیدہ اور حسن وحسین اور حضرت علی ہی ہیں۔ باقی ازواج مطہرات نہیں۔

لیکن یہ سب اخبار آحاد ہیں نص قطعی جو آیت قرآنی ہے اس میں سیاق وسباق یہی کہتا ہے کہ اہلبیت میں ازواج امہات المومنین اور سیدہ زہراء وحسنین اور حضرت علی سب داخل ہیں۔ چنانچہ بعض روائتیں وہ بھی ہیں جن سے ازواج کا اہل بیت سے ہونا ثابت ہے۔

اِنَّهٗ عَلَيْهِ السَّلَامُ ضَمَّ اِلٰى اَهْلِ الْكِسَاءِ عَلِيٍّ وَفَاطِمَةَ وَالْحَسَنَيْنِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا۔ حضور نے چادر میں صرف حضرت زہراء وحسنین اور حضرت علی کو ہی لیا تو بقیہ بنات اس چادر میں نہ تھیں تو اگر چادر میں لینا ہی مستلزم اہلبیت ہے تو بقیہ بنات کے متعلق کیا کہا جائے گا۔

پھر حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا اَمَا اَنَا مِنْ اَهْلِ الْبَيْتِ فَقَالَ بَلٰى اِنْ شَاءَ اللّٰهُ تَعَالٰى

حضور کیا ہم ازواج اہل بیت سے نہیں فرمایا کیوں نہیں انشاء اللہ
ایک روایت میں ہے اَنَّهَا قَالَتْ لَہٗ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلَسْتُ مِنْ اَهْلِكَ قَالَ بَلٰى وَاَدْخَلَهَا عَلَيْهِ السَّلَامُ اَدْخَلَهَا الْكِسَاءَ بَعْدَ مَا قَضٰى دُعَائَهٗ لَهُمْ ۔ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا حضور کیا میں آپ کے اہل سے نہیں ؟ فرمایا کیوں نہیں اور حضور نے آپ کو بھی چادر میں لے لیا دعا فرمانے کے بعد۔
پھر آل نسبی اور آل سببی کے فرق کے ساتھ تو حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ بھی اہل بیت میں ہیں جیسا کہ حضور نے فرمایا سَلْمَانُ مِنَّا اَهْلَ الْبَيْتِ۔
اور حضرت واثلہ رضی اللہ عنہ نے حضور سے عرض کیا اَنَا مِنْ اَهْلِكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ اَنْتَ مِنْ اَهْلِيْ ۔ واثلہ رضی اللہ عنہ نے حضور سے عرض کیا کیا میں حضور کے اہل سے ہوں۔ فرمایا ہاں تم میرے اہل سے ہو۔
اور لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ اور وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيْرًا کی بجائے عَنْكُنَّ الرِّجْسَ وَيُطَهِّرَكُنَّ نہ لانے کی وجہ ظاہر کی گئی اَلْمُرَادُ هُوَ نِسَاؤُهُ الْمُطَهَّرَاتُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُنَّ وَضَمِيْرُ جَمْعِ الْمُذَكَّرِ لِتَغْلِيْبِهٖ عَلَيْهِ السَّلَامُ عَلَيْهِنَّ ۔ اسے ہم اول خلاصہ تفسیر میں بیان کر چکے ہیں۔
آخر میں تمام روایات کے نقل کے بعد علامہ آلوسی لکھتے ہیں۔
وَيَدْخُلُ فِيْ ذٰلِكَ اَزْوَاجُهٗ وَالْاَرْبَعَةُ اَهْلُ الْكِسَاءِ وَعَلِيٌّ كَرَّمَ اللّٰهُ وَجْهَهٗ مَعَ مَالَهٗ مِنَ الْقَرَابَةِ مِنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ۔ اس میں ازواج مطہرات اور چاروں اہل کساء اور علی کرم اللہ وجہہ معہ اس قرابت کے جو حضور صلے اللہ علیہ وسلم سے رکھتے ہیں سب داخل ہیں۔
وَاذْكُرْنَ مَا يُتْلٰى فِيْ بُيُوْتِكُنَّ مِنْ اٰيٰتِ اللّٰهِ وَالْحِكْمَةِ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ لَطِيْفًا خَبِيْرًا ۔ اور ذکر کرو بطور وعظ و نصیحت اس کا جو پڑھا جاتا ہے تمہارے گھروں میں قرآن کریم سے اور سنت نبی رحیم سے بیشک اللہ لطیف و خبیر ہے۔
یہاں آیات اللہ سے مراد قرآن حکیم ہے اور حکمت سے مراد سنت نبی کریم ہے۔

بامحاورہ ترجمہ پانچواں رکوع سورۃ احزاب پ۲۲

اِنَّ الْمُسْلِمِيْنَ وَالْمُسْلِمَاتِ وَالْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ وَالْقَانِتِيْنَ وَالْقَانِتَاتِ

بے شک مسلمان مرد اور مسلمان عورتیں اور مومن مرد اور مومنہ عورتیں اور فرمانبردار مرد اور فرمانبردار

وَالصّٰدِقِيْنَ وَالصّٰدِقٰتِ وَالصّٰبِرِيْنَ وَالصّٰبِرٰتِ وَالْخٰشِعِيْنَ وَالْخٰشِعٰتِ وَالْمُتَصَدِّقِيْنَ وَالْمُتَصَدِّقٰتِ وَالصّٰٓئِمِيْنَ وَالصّٰٓئِمٰتِ وَالْحٰفِظِيْنَ فُرُوْجَهُمْ وَالْحٰفِظٰتِ وَالذّٰكِرِيْنَ اللّٰهَ كَثِيْرًا وَّالذّٰكِرٰتِ اَعَدَّ اللّٰهُ لَهُمْ مَّغْفِرَةً وَّاَجْرًا عَظِيْمًا ۝

عورتیں اور سچے مرد اور سچی عورتیں اور صابر مرد اور صابر عورتیں اور عاجزی کرنے والے مرد اور عاجزی کرنے والی عورتیں اور خیرات کرنے والے مرد اور خیرات کرنے والی عورتیں اور روزہ دار مرد اور روزہ دار عورتیں اور محافظت کرنے والے شرمگاہوں کی اور محافظت کرنے والیاں اور اللہ کو بہت یاد کرنے والے مرد اور اللہ کو بہت یاد کرنے والی عورتیں ان کے لیے اللہ نے بخشش اور بڑا اجر تیار کر رکھا ہے۔

وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَّلَا مُؤْمِنَةٍ اِذَا قَضَى اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗٓ اَمْرًا اَنْ يَّكُوْنَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ مِنْ اَمْرِهِمْ وَمَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًا مُّبِيْنًا ۝

اور نہ کسی مومن مرد کو اور نہ کسی مومنہ عورت کو یہ اختیار ہے کہ جب اللہ اور اس کا رسول کچھ حکم فرمائیں تو انہیں اپنے معاملہ میں کچھ اختیار رہے اور جو نافرمانی کرے اللہ اور رسول کی وہ بیشک صریح گمراہی میں بہکا۔

وَاِذْ تَقُوْلُ لِلَّذِيْٓ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاَنْعَمْتَ عَلَيْهِ اَمْسِكْ عَلَيْكَ زَوْجَكَ وَاتَّقِ اللّٰهَ وَتُخْفِيْ فِيْ نَفْسِكَ مَا اللّٰهُ مُبْدِيْهِ وَتَخْشَى النَّاسَ وَاللّٰهُ اَحَقُّ اَنْ تَخْشٰىهُ فَلَمَّا قَضٰى زَيْدٌ مِّنْهَا وَطَرًا زَوَّجْنٰكَهَا لِكَيْ لَا يَكُوْنَ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ حَرَجٌ فِيْٓ اَزْوَاجِ اَدْعِيَآئِهِمْ اِذَا قَضَوْا مِنْهُنَّ وَطَرًا وَكَانَ اَمْرُ اللّٰهِ مَفْعُوْلًا ۝

اور اے محبوب وہ واقعہ یاد کیجئے جب آپ فرما رہے تھے اسے جسے اللہ نے نعمت دی اور آپ نے اسے نعمت دی کہ اپنی بیوی کو اپنے پاس رہنے دے اور اللہ سے ڈر اور تم اپنے دل میں مخفی رکھتے تھے وہ جسے اللہ کو ظاہر کرنا تھا اور تم لوگوں کے طعن سے خائف تھے اور اللہ زیادہ حقدار ہے کہ اس سے خوف کیا جائے تو جب زید کی غرض اس سے نکل گئی تو وہ ہم نے تمہارے نکاح میں دے دی تاکہ نہ ہو مومنین پر کچھ حرج لے پالکوں کی بیویوں میں جب ہو جائے ان سے ان کا کام ختم ہو جائے اور اللہ کا حکم ہو کر رہنا تھا۔

مَا كَانَ عَلَى النَّبِيِّ مِنْ حَرَجٍ فِيمَا فَرَضَ اللّٰهُ لَهُ سُنَّةَ اللّٰهِ فِي الَّذِينَ خَلَوْا مِنْ قَبْلُ وَكَانَ اَمْرُ اللّٰهِ قَدَرًا مَّقْدُوْرًا ۝

نہیں ہے نبی پہ کوئی حرج اس بات میں جو اللہ نے اس کے لیے مقرر فرمادی اللہ کا دستور چلا آرہا ہے ان میں جو پہلے گذر گئے اور اللہ کا کام مقرر شدہ ہے۔

الَّذِينَ يُبَلِّغُوْنَ رِسَالَاتِ اللّٰهِ وَيَخْشَوْنَهُ وَلَا يَخْشَوْنَ اَحَدًا اِلَّا اللّٰهَ وَكَفٰى بِاللّٰهِ حَسِيْبًا ۝

وہ جو پہنچاتے ہیں اللہ کے پیام اور اس سے ڈرتے ہیں اور اللہ کے سوا کسی سے نہیں ڈرتے اور اللہ کافی ہے حساب لینے والا۔

مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَا اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ وَكَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمًا ۝

محمد تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں لیکن اللہ کے رسول ہیں اور سب سے آخری نبی اور اللہ سب کچھ جانتا ہے۔

لفظی ترجمہ

اِنَّ۔ بے شک اَلْمُسْلِمِيْنَ۔ فرمانبرداری کرنے والے مرد وَ۔ اور
اَلْمُسْلِمَاتِ فرمانبرداری کرنے والی عورتیں وَ اور اَلْمُؤْمِنِيْنَ ایمان لانے
والے مرد وَ۔ اور اَلْمُؤْمِنَاتِ۔ ایمان لانے والی عورتیں
وَ۔ اور اَلْقَانِتِيْنَ۔ عاجزی کرنے والے مرد وَ۔ اور
اَلْقَانِتَاتِ۔ عاجزی کرنے والی عورتیں وَ۔ اور الصَّادِقِيْنَ۔ سچ بولنے
والے مرد وَ۔ اور الصَّادِقَاتِ۔ سچ بولنے والی عورتیں
وَ۔ اور الصَّابِرِيْنَ۔ صبر کرنے والے مرد وَ۔ اور
الصَّابِرَاتِ۔ صبر کرنے والی عورتیں وَ۔ اور اَلْخَاشِعِيْنَ۔ ڈرنے والے
مرد وَ۔ اور اَلْخَاشِعَاتِ۔ ڈرنے والی عورتیں
وَ۔ اور اَلْمُتَصَدِّقِيْنَ۔ صدقہ کرنے والے مرد وَ۔ اور
اَلْمُتَصَدِّقَاتِ۔ صدقہ کرنے والی عورتیں وَ۔ اور الصَّائِمِيْنَ۔ روزہ رکھنے
والے مرد وَ۔ اور الصَّائِمَاتِ۔ روزہ رکھنے والی عورتیں۔

وَ۔ اور   اَلْحَافِظِیْنَ۔ حفاظت کرنے والے مرد   فُرُوْجَهُمْ۔ اپنی شرمگاہوں کی

وَ۔ اور   اَلْحَافِظَاتِ۔ حفاظت کرنے والی عورتیں   وَ۔ اور

اَلذَّاکِرِیْنَ۔ ذکر کرنے والے   اللّٰهَ۔ اللہ کا   کَثِیْرًا وَّ۔ بہت اور

اَلذَّاکِرَاتِ۔ ذکر کرنے والیاں   اَعَدَّ۔ تیار کیا   اللّٰهُ۔ اللہ نے

لَهُمْ۔ ان کے لیے   مَّغْفِرَةً۔ بخشش   وَّ۔ اور   اَجْرًا۔ اجر

عَظِیْمًا۔ بڑا   وَ۔ اور   مَا۔ نہیں   کَانَ۔ ہے

لِمُؤْمِنٍ۔ واسطے کسی مومن مرد   وَ۔ اور   لَا۔ نہ   مُؤْمِنَةٍ۔ مومن عورت کیلئے

اِذَا۔ جب کہ   قَضَی۔ فیصلہ کردے   اللّٰهُ۔ اللہ   وَ۔ اور

رَسُوْلُهٗ۔ اس کا رسول   اَمْرًا۔ کسی کام کا   اَنْ۔ یہ کہ   یَّکُوْنَ۔ ہو

لَهُمُ۔ ان کے لیے   الْخِیَرَةُ۔ اختیار   مِنْ اَمْرِ۔ کام   هِمْ۔ ان کے کا

وَ۔ اور   مَنْ۔ جو   یَّعْصِ۔ نافرمانی کرے   اللّٰهَ۔ اللہ کی

وَ۔ اور   رَسُوْلَهٗ۔ اسکے رسول کی   فَقَدْ۔ تو بیشک   ضَلَّ۔ گمراہ ہوا

ضَلٰلًا۔ گمراہی   مُّبِیْنًا۔ کھلی   وَ۔ اور   اِذْ۔ جب

تَقُوْلُ۔ تو کہتا تھا   لِلَّذِیْٓ۔ اس کو کہ   اَنْعَمَ۔ انعام کیا   اللّٰهُ۔ اللہ نے

عَلَیْهِ۔ اس پر   وَ۔ اور   اَنْعَمْتَ۔ انعام کیا تو نے   عَلَیْهِ۔ اس پر

اَمْسِكْ۔ روک رکھ   عَلَیْكَ۔ اپنے لیے   زَوْجَكَ۔ اپنی بیوی   وَ۔ اور

اتَّقِ۔ ڈر   اللّٰهَ۔ اللہ سے   وَ۔ اور   تُخْفِیْ۔ چھپاتا تھا تو

فِیْ۔ بیچ   نَفْسِكَ۔ اپنے دل کے   مَا۔ جو   اللّٰهُ۔ اللہ

مُبْدِیْهِ۔ ظاہر کرنے والا تھا   وَ۔ اور   تَخْشَی۔ تو ڈرتا تھا   النَّاسَ۔ لوگوں سے

وَ۔ اور   اللّٰهُ۔ اللہ   اَحَقُّ۔ زیادہ حقدار ہے   اَنْ۔ یہ کہ

تَخْشٰ۔ ڈرے تو   هُ۔ اس سے   فَلَمَّا۔ تو جب   قَضٰی۔ پوری کرلی

زَیْدٌ۔ زید نے   مِّنْهَا۔ اس سے   وَطَرًا۔ حاجت   زَوَّجْنٰکَهَا۔ تو نکاح اس کا

تجھ سے   لِکَیْلَا۔ تاکہ نہ   یَکُوْنَ۔ ہو   عَلَی۔ اوپر

الْمُؤْمِنِیْنَ۔ مومنوں کے   حَرَجٌ۔ تنگی   فِیْ۔ بیچ   اَزْوَاجِ۔ بیویوں

اَدْعِیَآئِ۔ لے پالکوں   هِمْ۔ انکے ہیں   اِذَا۔ جبکہ   قَضَوْا۔ پوری کرلیں

مِنْهُنَّ۔ ان سے
وَطَرًا۔ حاجت
وَ۔ اور
كَانَ۔ ہے

اَمْرُ۔ حکم
اللّٰهِ۔ اللہ کا
مَفْعُوْلًا۔ پورا ہونے والا
مَا۔ نہیں

كَانَ۔ ہے
عَلَى۔ اوپر
النَّبِيِّ۔ نبی کے
مِنْ حَرَجٍ۔ کوئی حرج

فِيْمَا۔ اس میں جو
فَرَضَ۔ مقرر کر دیا
اللّٰهُ۔ اللہ نے
لَهٗ۔ اس کے لیے

سُنَّةَ۔ طریقہ
اللّٰهِ۔ اللہ کا
فِي۔ بیچ
الَّذِيْنَ۔ ان کے جو

خَلَوْا۔ گزرے
مِنْ قَبْلُ۔ پہلے
وَ۔ اور
كَانَ۔ ہے

اَمْرُ۔ حکم
اللّٰهِ۔ اللہ کا
قَدَرًا۔ اندازہ
مَّقْدُوْرًا۔ کیا ہوا

اِنَّ۔ بیشک
الَّذِيْنَ۔ وہ جو
يُبَلِّغُوْنَ۔ پہنچاتے ہیں
رِسٰلٰتِ۔ پیغام

اللّٰهِ۔ اللہ کا
وَ۔ اور
يَخْشَوْنَهٗ۔ ڈرتے ہیں اس سے
وَ۔ اور

لَا۔ نہیں
يَخْشَوْنَ۔ ڈرتے
اَحَدًا۔ کسی سے
اِلَّا۔ سوا

اللّٰهَ۔ اللہ کے
وَ۔ اور
كَفٰى۔ کافی ہے
بِاللّٰهِ۔ اللہ

حَسِيْبًا۔ حساب لینے والا
مَا۔ نہیں
كَانَ۔ ہیں
مُحَمَّدٌ۔ محمد

اَبَا۔ باپ
اَحَدٍ۔ کسی کے
مِّنْ رِّجَالِكُمْ۔ تمہارے مردوں میں سے

وَ۔ اور
لٰكِنْ۔ لیکن
رَّسُوْلَ۔ رسول ہیں
اللّٰهِ۔ اللہ کے

وَ۔ اور
خَاتَمَ۔ ختم کرنے والے
النَّبِيّٖنَ۔ نبیوں کے
وَ۔ اور

كَانَ۔ ہے
اللّٰهُ۔ اللہ
بِكُلِّ۔ ہر
شَيْءٍ۔ چیز کو

عَلِيْمًا۔ جاننے والا۔

خلاصہ تفسیر پانچواں رکوع سورۃ احزاب پ ۲۲

اِنَّ الْمُسْلِمِيْنَ وَالْمُسْلِمٰتِ وَالْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ وَالْقٰنِتِيْنَ وَالْقٰنِتٰتِ وَالصّٰدِقِيْنَ وَالصّٰدِقٰتِ وَالصّٰبِرِيْنَ وَالصّٰبِرٰتِ وَالْخٰشِعِيْنَ وَالْخٰشِعٰتِ وَالْمُتَصَدِّقِيْنَ وَالْمُتَصَدِّقٰتِ وَالصَّآئِمِيْنَ وَالصّٰٓئِمٰتِ وَالْحٰفِظِيْنَ فُرُوْجَهُمْ وَالْحٰفِظٰتِ وَالذّٰكِرِيْنَ اللّٰهَ كَثِيْرًا وَّالذّٰكِرٰتِ اَعَدَّ اللّٰهُ لَهُمْ مَّغْفِرَةً وَّاَجْرًا عَظِيْمًا

مسلمین و مسلمات۔ مومنین و مومنات۔ قانتین و قانتات۔ صادقین و صادقات۔ صابرین

صابرات۔ خاشعین وخاشعات۔ متصدقین ومتصدقات۔ صائمین وصائمات۔ حافظین فروج وحافظات۔ ذاکرین وذاکرات۔

یہ دس مراتب مرد وعورت کے برابر بیان فرمائے گئے۔

آیت کریمہ کا شان نزول یہ ہے کہ

حضرت اسماء بنت عمیس جب اپنے شوہر جعفر بن ابی طالب کے ساتھ حبشہ سے واپس آئیں تو ازواج مطہرات سے مل کر انہوں نے دریافت کیا کہ عورتوں کے حق میں بھی کوئی آیت نازل ہوئی یا نہیں؟

سب نے جواب دیا کہ نہیں۔

تو حضرت اسماء نے حضور سید عالم صلے اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ عورتیں بڑے خسران و نقصان میں ہیں۔ حضور نے فرمایا کیوں؟

اسماء نے عرض کیا مردوں کے ذکر تو ہر پہلو سے آتے ہیں لیکن عورتوں کا ذکر خیر کے ساتھ قرآن پاک میں کہیں نہیں آیا۔

اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی اس میں جہاں دس مراتب مردوں کے بیان فرمائے وہاں وہی دس مراتب عورتوں کے بھی بیان ہوئے۔

ان مراتب میں سب سے اول درجہ اسلام کا ہے جو بلا اطاعت خدا اور رسول کے مکمل نہیں ہوتا۔

دوسرا درجہ ایمان کا ہے کہ وہ عقائد صحیحہ اور ظاہر و باطن کے موافق ہوئے بغیر پورا نہیں ہوتا۔

تیسرا درجہ قنوت کا ہے جو خالص اطاعت ہے۔

چوتھا درجہ صدق کا ہے جو صدق نیت وصدق کلام وصدق اعمال سے پورا ہوتا ہے۔

پانچواں درجہ صبر کا ہے جس کے ذریعہ احکام کی پابندی اور منہیات سے احتراز کیا جاتا ہے خواہ نفس پر وہ کتنا ہی شاق گذرے مگر رضاء الٰہی کے لیے وہ ضرور کیا جائے۔

چھٹا درجہ خشوع کا ہے جس کے ذریعہ طاعتوں عبادتوں میں قلوب وجوارح کے ساتھ مومن متواضع بن جاتا ہے۔

ساتواں درجہ صدقہ کا ہے جو اللہ تعالےٰ کی عطا کی ہوئی روزی سے اس کی راہ میں بطریق فرض زکوٰۃ اور بطور نفل خیرات دینا ہے۔

آٹھواں درجہ صوم کا ہے یہ بھی فرض و نفل دونوں کو شامل ہے۔

چنانچہ حدیث میں ہے کہ جو ہر ہفتہ ایک درم صدقہ کرے وہ متصدقین سے ہے اور جو ہر مہینہ ایام

بیض کے تین روزے رکھے وہ صائمین میں شمار کیا جاتا ہے۔

نویں درجہ میں عفت وعصمت کا بیان ہوا وہ یہ ہے کہ مرد عورت اپنی عصمت محفوظ رکھے اور جو حرام ہے اس سے اجتناب کرے۔

دسواں مرتبہ ذکر کا ہے۔ یہ تسبیح وتہلیل، تحمید وتکبیر وقرات کلام پاک اور علم دین پڑھنا پڑھانا اور نماز پنجگانہ ادا کرنا۔ وعظ ونصیحت۔ ذکر ولادت رحمت مجسم صلے اللہ علیہ وسلم کرنا وہ نعت خوانی جو حدود شریعت میں ہوں کرنا یہ سب ذکر الٰہی میں داخل ہیں۔

چنانچہ روایت میں ہے کہ بندہ ذاکرین میں جب شمار ہوتا ہے جبکہ وہ کھڑے بیٹھے لیٹے ہر حال میں اللہ کا ذکر کرتا رہے۔

ایسی صفات سے متصف انسان کے لیے اللہ تعالےٰ نے بخشش اور بڑا ثواب تیار کر رکھا ہے۔

اس کے بعد حضرت زینب بنت جحش اسدیہ رضی اللہ عنہا اور ان کے بھائی عبد اللہ بن جحش اور انکی والدہ امیمہ بنت عبد المطلب کے واقعہ میں فرمان الٰہی ہے۔ امیمہ حضور سید عالم صلے اللہ علیہ وسلم کی پھوپھی ہیں چنانچہ ارشاد ہے۔

وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَّلَا مُؤْمِنَةٍ اِذَا قَضَى اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗۤ اَمْرًا اَنْ يَّكُوْنَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ مِنْ اَمْرِهِمْ ؕ وَمَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًا مُّبِيْنًا۔ اور نہیں حق کسی مومن مرد اور مومنہ عورت کو جبکہ اللہ اور اس کا رسول کچھ حکم فرمائے اپنے معاملہ میں کسی قسم کے اختیار کا اور جو حکم نہ مانے اللہ اور اس کے رسول کا وہ بیشک صریح گمراہی میں بہکا۔

واقعہ یہ تھا کہ حضرت زید بن حارثہ کو حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے آزاد کیا مگر وہ حضور کے فیض صحبت سے علیحدگی پسند نہ کرتے ہوئے خدمت اقدس میں ہی رہے حضور کو بھی یہ محبوب تھے۔

جب یہ خدمت والا سے علیحدہ نہ ہوئے تو حضور نے حضرت زینب بنت جحش کے لیے ان کے رشتہ کا پیام دیا۔ اس پیام کو اول حضرت زینب اور ان کے بھائی عبد اللہ بن جحش نے منظور نہیں کیا اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔

چنانچہ جب حضرت زینب اور ان کے بھائی نے یہ حکم سنا علی الفور راضی ہو گئے اور حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت زید سے آپ کا نکاح کر دیا۔ حضور نے حضرت زینب کا مہر دس دینار، ساٹھ درہم اور ایک جوڑا اور پچاس مد کھانا تیس صاع کھجور میں رکھا۔

اس مقدار یہ حساب کرنے سے ثابت ہوتا ہے کہ حضور نے مہر کی یہ مقدار بھی رکھی جو آج کل کے

حساب سے

دس دینار چار سو کے تقریباً ہوتے ہیں۔
ساٹھ درم تیس روپے کے ہوتے ہیں۔
جوڑا تقریباً بیس روپیہ کا۔
ڈیڑھ من کھانا تین دیگ ۲۴۰ کے۔
تیس صاع کھجور پونے دو من اسی روپیہ کی۔

تو موجودہ زمانے کی قیمت کے لحاظ سے نو سو سے قریب مہر ہوا۔

اس آیت کریمہ سے مندرجہ ذیل احکام مستنبط ہوئے۔

مومن پر حضور کی اطاعت ہر امر میں لازم ہے۔

مومن حضور کے حکم کے مقابلہ میں اپنی خواہش کا مختار نہیں

اس کے بعد دوسرا واقعہ بیان فرمایا گیا۔

وَاِذْ تَقُوْلُ لِلَّذِیْٓ اَنْعَمَ اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاَنْعَمْتَ عَلَیْہِ اَمْسِكْ عَلَیْكَ زَوْجَكَ وَاتَّقِ اللّٰہَ وَ تُخْفِیْ فِیْ نَفْسِكَ مَا اللّٰہُ مُبْدِیْہِ وَتَخْشَی النَّاسَ وَاللّٰہُ اَحَقُّ اَنْ تَخْشٰىہُ ۔ اور یاد فرمائیں اے محبوب جب آپ نے فرمایا اسے جسے اللہ نے نعمت دی اور تم نے اسے نعمت دی کہ اپنی بیوی کو اپنے پاس رہنے دے اور اللہ سے ڈر اور تم اپنے دل میں چھپائے ہوئے تھے وہ جسے اللہ ظاہر کرنا چاہتا تھا اور تمہیں لوگوں سے طعن و تشنیع کا خطرہ تھا اور اللہ زیادہ حق دار ہے کہ اس سے ڈرو۔

شان نزول آیت کریمہ کا یہ ہے کہ

حضرت زید کا عقد زینب سے ہو چکا تو حضور کو وحی آئی کہ زینب آپ کی ازواج مطہرات میں داخل ہوں گی اللہ تعالے کو یہی منظور ہے۔ اس کے متعلق سیر کی روائتیں متعدد ہیں جو قطعًا بے احتیاطی کی بنا پر مروی ہیں۔ اصلیت اتنی اور صرف اتنی ہے کہ مشیت الٰہی میں حضرت زینب کا ازواج میں داخل ہونا تھا اس کے اسباب یہ ہوئے کہ زید اور حضرت زینب میں موافقت نہ ہوئی حضرت زید نے بارگاہ رسالت میں شکایت کی کہ زینب سخت کلامی اور تیز زبانی کرتی ہے اور میری اطاعت سے منحرف رہتی ہے اور باعتبار خاندان اپنے کو مجھ سے بڑا کہتی ہیں ایسا بارہا اتفاق ہوا۔

حضور حضرت زید کو سمجھاتے رہے اس وقت یہ آیت کریمہ نازل ہوئی کہ زینب پر تکبر وایذا کے شوہر کا الزام جو زید لگا رہے ہیں اس پر آپ انہیں اللہ کا خوف دلاتے ہیں اور فرماتے ہیں اپنی بیوی کو اپنے پاس رکھ۔

اور جو حقیقت ہم نے وحی سے واضح کر دی ہے اسے آپ اپنے دل میں مخفی رکھے ہوئے ہیں اور یہ اخفاء محض اس خوف سے آپ فرما رہے ہیں کہ مشرکین متبنیٰ کو بیٹے کے قائم مقام سمجھ کر اس کی بیوی کو پالنے والے پر حرام سمجھتے ہیں اور ہم اس رسم کو دفع کرنے کے لیے زینب کا عقد تم سے کریں گے تاکہ قیامت تک مومنین میں یہ رکاوٹ نہ رہے۔

آپ صرف اللہ سے ڈریں اور ان جاہلوں کے طعن و تشنیع کی پرواہ نہ کریں۔

اور اَنْعَمَ اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ اَنْعَمْتَ عَلَیْہِ میں اللہ تعالےٰ کا انعام وہ اسلام ہے جو حضرت زید کو دیا اور اَنْعَمْتَ عَلَیْہِ سے مراد حضور کا وہ انعام ہے جو حضرت زید پر حضور نے انہیں آزاد کر کے اپنی پرورش میں لیا اور ان کی اتنی ہمدردی اور نگہداشت فرمائی کہ عرب میں آپ زید بن محمد مشہور تھے۔ اسے اَدْعِیَاء کہتے ہیں یعنی منہ بولا بیٹا یا لے پالک یا متبنیٰ۔

اور تُخْفِیْ فِیْ نَفْسِکَ کے یہ معنی بھی ہو سکتے ہیں کہ جب آپ کو معلوم ہے کہ زینب سے زید کا نباہ نہیں ہو سکتا اس لیے کہ وہ مشیت الٰہی میں آپ کی بیوی بننے والی ہیں۔

تو آپ اسے چھپا رہے ہیں اور زید کو فرما رہے ہیں اَمْسِکْ عَلَیْکَ زَوْجَکَ وَاتَّقِ اللّٰہَ۔ لیکن اللہ تعالےٰ اس حقیقت کو واضح فرمائے گا کہ وہ آپ کی ازواج میں آئیں گی۔

چنانچہ آگے ارشاد ہے۔

فَلَمَّا قَضٰی زَیْدٌ مِّنْہَا وَطَرًا زَوَّجْنٰکَہَا لِکَیْ لَا یَکُوْنَ عَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ حَرَجٌ فِیْۤ اَزْوَاجِ اَدْعِیَآئِہِمْ اِذَا قَضَوْا مِنْہُنَّ وَطَرًا وَکَانَ اَمْرُ اللّٰہِ مَفْعُوْلًا۔ تو جب پورا کر دیا زید نے اپنا ارادہ (یعنی زینب کو طلاق دے دی) تو بعد عدت ہم نے اسے تمہارے نکاح میں دے دیا کہ مسلمانوں میں یہ رسم نہ رہے اور ان میں اس سے حرج نہ واقع ہو اور یہ تو اللہ کا حکم پورا ہی ہونا تھا۔

کہ لے پالک ادعیاء یعنی منہ بولا بیٹا حقیقی بیٹے کے برابر نہ ہو اور اس کی بیوی پالنے والے پر حرام نہ رہے۔

چنانچہ جو اندیشہ حضور کو حضرت زینب سے نکاح کر لینے میں عوام کے طعن کا تھا کہ منہ بولے بیٹے کی بیوی سے نکاح کر لیا اسے دفع فرما دیا کہ امر مباح میں طعن عوام کی پرواہ نہ کرنی چاہیئے ایسے ہی آج بھی مریدہ سے پیر اگر نکاح کرلے تو عوام اسے بھی قابل اعتراض قرار دیتے ہیں حالانکہ شرعاً مریدہ سے پیر کا نکاح شاگردہ سے استاد کا عقد مباح ہے۔ چنانچہ حضرت سید عالم صلے اللہ علیہ وسلم نے عقد فرما لیا۔

اس رشتہ کا پیام حضرت زید ہی لے کر گئے حضرت زینب رضی اللہ عنہا نے سن کر گردن جھکا لی اور جواب دیا کہ اللہ اور اس کے رسول کے حکم پر میری رائے کو کوئی دخل نہیں اس لیے کہ مَا کَانَ لِمُؤْمِنٍ وَّلَا مُؤْمِنَۃٍ

اِذَا قَضَی اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَمْرًا اَنْ یَّکُوْنَ لَهُمُ الْخِیَرَةُ حکم قرآن حکیم ہے۔ پھر آپ نے نوافل پڑھنے شروع کر دیے کہ یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔

اس شادی کا ولیمہ حضور سید عالم صلے اللہ علیہ وسلم نے نہایت اہتمام و وسعت کے ساتھ کیا اس کے بعد عوام کی زبان اعتراض بند کرنے کو ارشاد باری تعالے ہوا۔

مَاکَانَ عَلَی النَّبِیِّ مِنْ حَرَجٍ فِیْمَا فَرَضَ اللّٰهُ لَهٗ سُنَّةَ اللّٰهِ فِی الَّذِیْنَ خَلَوْا مِنْ قَبْلُ وَکَانَ اَمْرُ اللّٰهِ قَدَرًا مَّقْدُوْرًا اِۨلَّذِیْنَ یُبَلِّغُوْنَ رِسٰلٰتِ اللّٰهِ وَیَخْشَوْنَهٗ وَلَا یَخْشَوْنَ اَحَدًا اِلَّا اللّٰهَ وَکَفٰی بِاللّٰهِ حَسِیْبًا۔ نہیں کوئی حرج نبی پر اس بات میں جو اللہ نے اس کے لیے مباح و جاری فرمائی اللہ کا قانون چلا آرہا ہے ان میں جو پہلے گذر چکے اور اللہ کا حکم مقرر کیا ہوا معمول یہ ہے وہ جو اللہ کے پیام لاتے اور اس سے ڈرتے ہیں اور اس کے سوا کسی کا خوف نہیں کرتے اور اللہ کافی ہے حساب لینے والا۔

آیۂ کریمہ میں اس امر کی وضاحت کی گئی ہے کہ اللہ تعالے کی طرف سے جو امور مباح ہیں اور باب نکاح میں جو وسعتیں رکھ دی گئی ہیں ان پر عمل کرنے میں کوئی حرج نہیں۔

چنانچہ انبیاء کرام کو باب نکاح میں امتیوں سے زیادہ وسعت دی گئی ہے امتی چار سے زیادہ نکاح یک وقت کرنے کا مجاز نہیں مگر نبی اس سے زیادہ نکاح کرنے کا مجاز ہے۔

چنانچہ حضرت داؤد علیہ السلام کی سو بیویاں تھیں اور حضرت سلیمان علیہ السلام کی تین سو اور یہ ان کی خصوصیات تھیں ان کے سوا اوروں کو جائز نہیں نہ کسی کو ان کے اس اقدام پر کسی قسم کے اعتراض کا حق ہے اس لیے کہ احکام الٰہی اس کی حکمت کے ماتحت ہوتے ہیں۔ آیۂ کریمہ میں یہود کا رد ہے جنہوں نے حضور صلے اللہ علیہ وسلم پر چار سے زیادہ نکاح کرنے پر طعن کیا تھا۔

آیۂ کریمہ میں انہیں بتایا گیا کہ یہ حضور سید عالم صلے اللہ علیہ وسلم کے لیے خاص اجازت ہے جیسے انبیاء سالقہ کے لیے تعدد ازواج میں خاص احکام تھے۔

مَاکَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِکُمْ وَلٰکِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِیّٖنَ وَکَانَ اللّٰهُ بِکُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمًا۔ نہیں محمد صلے اللہ علیہ وسلم تمہارے مردوں میں کسی کے باپ ہاں اللہ کے رسول اور سب نبیوں میں آخری نبی ہیں۔

اس سے یہ ثابت کیا کہ جب ہمارے محبوب مردوں میں کسی کے باپ نہیں تو حضرت زید کے باپ وہ کیسے ہو سکتے ہیں اور جب زید بیٹے ہی نہیں تو ان کی منکوحہ بعد طلاق آپ کے لیے کیوں حلال نہیں۔ یہ صحیح ہے کہ قاسم اور طیب اور طاہر اور ابراہیم حضور کے فرزند تھے مگر اس عمر کو نہیں پہنچے جس میں

انہیں رجال یعنی مردوں میں شمار کیا جاتا بلکہ وہ ایام طفولیت میں ہی وفات پا گئے۔
اور یہ صحیح ہے کہ سب رسول ناصح شفیق اور واجب التوقیر لازم الطاعۃ ہونے کے لحاظ سے اپنی امت کے باپ کہلائے جاتے ہیں بلکہ ان کے حقوق حقیقی باپ سے کہیں زیادہ ہیں لیکن اس لحاظ سے ان کی امت حقیقی اولاد نہیں ہو سکتی۔ اور نہ حقیقی اولاد کے تمام احکام وراثت وغیرہ ان کے لیے ثابت۔
اور وَخَاتَمَ النَّبِیّٖنَ آخر میں اس لیے فرمایا گیا کہ علم اللہ میں مدعیان کذاب کا ظہور تھا تو یہ بتا کر تمام راہیں بند فرما دیں اور مطلقا خاتم نبوت ذات گرامی کو قرار دے کر دروازہ نبوت بند کر دیا اور بتا دیا کہ اب جو بھی دعویٰ نبوت کرے اور خاتم الانبیاء کے بعد اپنے کو مورد وحی مانے اور منصب نبوت پر متمکن ہو وہ خارج از اسلام ہے۔
مسیلمہ۔ اسود عنسی، طلیحہ، محمد بن تومرت حتیٰ کہ کذاب قادیاں وغیرہ سب اسلام میں مرتد اور خارج از اسلام ہیں اور ان کے متبعین کا بھی وہی حکم ہے جو مدعیان کذاب کا ہے۔
حتیٰ کہ جو جماعت ایسے مدعی مفتری کو مجدد یا ولی بھی کہے وہ بھی خارج از اسلام ہے۔
اس لیے کہ وہ اسے مجدد کہنے والے ہیں جو کذاب و مفتری مدعی نبوت ہے تو جیسے شیطان کو نیک ماننے والا بھی شیطان ہے ایسے ہی مدعی نبوت کو مجدد تو مجدد بھلا مانس ماننے والا بھی بے انجام ہے۔

مختصر تفسیر اردو پانچواں رکوع سورۃ احزاب پ ۲۲

(۱) اِنَّ الْمُسْلِمِیْنَ وَالْمُسْلِمٰتِ۔ بے شک مسلمان مرد اور مسلمان عورتیں
تو جو اسلام میں داخل ہو کر حکم الٰہی کے آگے جھکے ہوئے ہیں خواہ وہ مرد ہوں یا عورت
(۲) وَالْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ۔ اور ایمان والے مرد اور ایمان والی عورتیں۔
یعنی جو تصدیق فرض ہے اس کے مصدق مرد ہوں یا عورتیں۔
(۳) وَالْقٰنِتِیْنَ وَالْقٰنِتٰتِ۔ اور ہمیشگی رکھنے والے اطاعت الٰہی میں مرد ہوں یا عورتیں۔
اور اس پر قائم رہیں۔
(۴) وَالصّٰدِقِیْنَ وَالصّٰدِقٰتِ اور سچ بولنے والے اور سچ بولنے والیاں۔
اپنے اقوال میں جن میں سچ بولنا واجب ہے قول و عمل میں
(۵) وَالصّٰبِرِیْنَ وَالصّٰبِرٰتِ۔ اور صبر کرنے والے اور صبر کرنے والیاں۔

ہر قسم کے مکارہ پر اور عبادات میں ترک معاصی پر۔

(۶) وَالْخَاشِعِيْنَ وَالْخَاشِعَاتِ۔ تواضع کرنے والے اور تواضع کرنے والیاں۔

اللہ تعالیٰ کے حضور دل اور اعتقاد سے۔

(۷) وَالْمُتَصَدِّقِيْنَ وَالْمُتَصَدِّقَاتِ۔ اور صدقہ دینے والے اور صدقہ دینے والیاں۔

زکوٰۃ مفروضہ اور صدقہ نافلہ سے۔

(۸) وَالصَّائِمِيْنَ وَالصَّائِمَاتِ اور روزہ رکھنے والے اور روزہ رکھنے والیاں۔

یعنی صوم مشروع فرض ہو یا نفل۔

وَقِيْلَ مَنْ تَصَدَّقَ فِيْ كُلِّ اُسْبُوْعٍ بِدِرْهَمٍ فَهُوَ مِنَ الْمُتَصَدِّقِيْنَ وَصَامَ الْبِيْضَ مِنْ كُلِّ شَهْرٍ فَهُوَ مِنَ الصَّائِمِيْنَ۔ جو ہر ہفتہ میں ایک درہم صدقہ دیتا رہے وہ متصدقین سے ہے اور ہر مہینہ ایام بیض یعنی تیرہ چودہ پندرہ قمری تاریخ میں روزہ رکھتا رہے وہ صائمین سے ہے۔

(۹) وَالْحَافِظِيْنَ فُرُوْجَهُمْ وَالْحَافِظَاتِ۔ اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرنے والے اور محافظت کرنیوالیاں۔

ہر اس طریقہ سے جس سے اللہ راضی نہ ہو۔

(۱۰) وَالذَّاكِرِيْنَ اللّٰهَ كَثِيْرًا وَّالذَّاكِرَاتِ اور اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنے والے اور ذکر کرنے والیاں۔

عبدالرزاق اور سعید بن منصور اور عبد بن حمید اور ابن منذر اور ابن ابی حاتم مجاہد سے راوی ہیں قَالَ لَا يُكْتَبُ الرَّجُلُ مِنَ الذَّاكِرِيْنَ اللّٰهَ كَثِيْرًا حَتّٰى يَذْكُرَ اللّٰهَ تَعَالٰى قَائِمًا وَّقَاعِدًا وَّمُضْطَجِعًا

یعنی انسان وَالذَّاكِرِيْنَ اللّٰهَ كَثِيْرًا میں نہیں لکھا جاتا حتیٰ کہ اللہ کا ذکر کھڑے بیٹھے اور لیٹے نہ کرے۔

اور ابوداؤد اور نسائی اور ابن ماجہ وغیرہ ابی سعید خدری سے راوی ہیں اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا اَيْقَظَ الرَّجُلُ اِمْرَاَتَهٗ مِنَ اللَّيْلِ فَصَلَّيَا رَكْعَتَيْنِ كَانَا تِلْكَ اللَّيْلَةَ مِنَ الذَّاكِرِيْنَ اللّٰهَ كَثِيْرًا وَّالذَّاكِرَاتِ حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب آدمی اپنی بیوی کو جگائے اور رات میں دونوں دو رکعت پڑھیں تو دونوں اس رات میں ذاکرین اللہ کثیرا اور ذاکرات میں ہوں گے۔

وَقِيْلَ الْمُرَادُ بِذِكْرِ اللّٰهِ تَعَالٰى ذِكْرُ اٰلَائِهٖ وَنِعَمِهٖ۔ اور ایک قول ہے کہ ذکر سے مراد اللہ تعالیٰ کی بخششوں اور نعمت کا ذکر ہے۔

یہ دس صفات ایسی ہیں جن میں ذکور و اناث مساوی ہیں ان کا تذکرہ فرما کر اس کا اجر بیان فرمایا۔

اَعَدَّ اللّٰهُ لَهُمْ مَّغْفِرَةً وَّاَجْرًا عَظِيْمًا۔ تیار کر رکھا ہے اللہ نے ان کے لیے ان کے ان اعمال کے بدلہ میں زبردست اجر۔

آیت کریمہ کا شان نزول۔

اَخْرَجَ اَحْمَدُ وَالنَّسَائِیُّ وَغَیْرُھُمَا عَنْ اُمِّ سَلَمَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھَا قَالَتْ قُلْتُ لِلنَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَا لَنَا لَا نُذْکَرُ فِی الْقُرْاٰنِ کَمَا یُذْکَرُ الرِّجَالُ فَلَمْ یَرُعْنِیْ مِنْہُ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ذَاتَ یَوْمٍ اِلَّا نِدَائُہٗ عَلَی الْمِنْبَرِ وَھُوَ یَقُوْلُ اِنَّ الْمُسْلِمِیْنَ وَالْمُسْلِمَاتِ اِلٰی اٰخِرِ الْاٰیَۃِ۔

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں میں نے حضور سے عرض کیا یا رسول اللہ ہمارے لیے کیا بات ہے کہ قرآن پاک میں ویسے ذکر نہیں جیسے مردوں کا ذکر ہوتا ہے۔

تو حضور نے ایک روز منبر پر بلا رعایت فرمایا اِنَّ الْمُسْلِمِیْنَ وَالْمُسْلِمَاتِ الخ

دوسری روایت شان نزول۔

اَخْرَجَ التِّرْمِذِیُّ وَحَسَّنَہٗ وَالطَّبْرَانِیُّ وَعَبْدُ بْنُ حُمَیْدٍ وَاٰخَرُوْنَ عَنْ اُمِّ عُمَارَۃَ الْاَنْصَارِیَّۃِ اَنَّھَا اَتَتِ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ مَا اَرٰی کُلَّ شَیْءٍ اِلَّا لِلرِّجَالِ وَمَا اَرَی النِّسَاءَ یُذْکَرْنَ بِشَیْءٍ فَنَزَلَتْ اِنَّ الْمُسْلِمِیْنَ وَالْمُسْلِمَاتِ الخ

حضرت ام عمارہ انصاریہ حضور کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور عرض کیا کوئی بات نہیں مگر مردوں کے لیے ہے اور عورتوں کا ذکر قرآن پاک میں کسی فضیلت کے ساتھ نہیں تو یہ آیت کریمہ نازل ہوئی اِنَّ الْمُسْلِمِیْنَ وَالْمُسْلِمَاتِ الخ

اور اَعَدَّ اللّٰہُ لَھُمْ میں جو ضمیر مذکر لائی گئی وہ تغلیب ذکور کی وجہ سے اناث پر لائے۔

وَمَا کَانَ لِمُؤْمِنٍ وَّلَا مُؤْمِنَۃٍ اِذَا قَضَی اللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗ اَمْرًا اَنْ یَّکُوْنَ لَھُمُ الْخِیَرَۃُ مِنْ اَمْرِھِمْ

اور نہیں کوئی حق مومن مرد اور مومنہ عورت کو جب کہ حکم دے اللہ اور اس کا رسول کسی کام کا یہ کہ ہوا نہیں اس میں کچھ اختیار۔

کہ جو چاہیں جیسے چاہیں کریں بلکہ ان پر واجب ہے کہ امتثال امر کریں اور انقیاد حکم میں جھک جائیں اس آیت کریمہ میں حکم الٰہی اور حکم رسالت پناہی کو جمع کر کے اس لیے ظاہر فرمایا کہ اِنَّہٗ لِلرَّسُوْلِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اور وَلِلّٰہِ عَزَّوَجَلَّ کہ درحقیقت اطاعت رسول اکرم ہی اول ہے اور اطاعت الٰہی تو برائے تعظیم لائی گئی ہے

اور حقیقت بھی یہی ہے اس لیے کہ اللہ تعالے کے ماننے میں ہمارے لیے حضور کا ہی واسطہ ہے حضور سے قبل زمانہ فترت میں چھ سو سال ہم بتوں کے ہی پرستار تھے حضور کے بتانے سے ہی ہم نے اللہ تعالے کو مانا۔ قرآن کریم ہم نے نازل ہوتے نہ دیکھا نہ دیکھ سکتے تھے حضور کے ہی فرمان سے قرآن کو کلام الٰہی

مانا تو کلمہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ بھی حضور کی ہی تعلیم کے ماتحت ہم پڑھ رہے ہیں۔

اگر ہم اپنی عقل سے پڑھتے تو اول محمد رسول اللہ پڑھتے پھر لا الہ الا اللہ کہتے۔

لیکن جن کا اتباع ہم نے کیا ان کی تعلیم ہی یہ ہوئی کہ اول لا الہ الا اللہ کہو پھر محمد رسول اللہ پڑھو اس لیے ہمارے کلمہ میں اول شہادت توحید ہے اس کے بعد شہادت رسالت۔

آگے ارشاد ہے۔

وَمَنْ یَّعْصِ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًا مُّبِیْنًا۔ اور جو نافرمانی کرے اللہ اور اس کے رسول کی وہ کھلی گمراہی میں بہکا۔

اس کا شان نزول ایک روایت میں یہ ہے جس کو ابن عباس اور قتادہ اور مجاہد وغیرہ سے روایت کیا

نَزَلَتْ فِیْ زَیْنَبَ بِنْتِ جَحْشٍ مِّنْ عَمَّتِہٖ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اُمَیْمَۃَ بِنْتِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ وَاَخِیْھَا عَبْدِ اللّٰہِ خَطَبَھَا رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لِمَوْلَاہُ زَیْدِ بْنِ حَارِثَۃَ وَقَالَ اِنِّیْ اُرِیْدُ اَنْ اُزَوِّجَکِ زَیْدَ بْنَ حَارِثَۃَ فَاِنِّیْ قَدْ رَضِیْتُہٗ لَکِ فَاَبَتْ وَقَالَتْ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ لٰکِنِّیْ لَا اَرْضَاہُ لِنَفْسِیْ وَاَنَا قَوْمِیْ وَبِنْتُ عَمَّتِکَ فَلَمْ اَکُنْ لِاَفْعَلَ۔

یہ آیہ کریمہ حضرت زینب بنت جحش کے معاملہ میں نازل ہوئی یہ پھوپھی آنحضرت کی امیمہ بنت عبد المطلب کی بیٹی تھیں۔ ان کے بھائی عبد اللہ تھے حضور نے انہیں پیام دیا اپنے غلام آزاد شدہ حضرت زید بن حارثہ کے لیے اور فرمایا میں چاہتا ہوں کہ تمہیں زید بن حارثہ سے منسوب کروں اور میں اس میں خوش ہوں۔

تو حضرت زینب نے اس سے انکار کیا اور عرض کیا حضور میں اپنے لیے زید بن حارثہ کو پسند نہیں کرتی میں بلند خاندان سے ہوں اور آپ کی پھوپھی کی لڑکی ہوں میں تو اس رشتہ کے لیے تیار نہیں۔

ایک روایت میں یہ اور زیادہ ہے قَالَتْ اَنَا خَیْرٌ مِّنْہُ حَسَبًا وَّ کَانَ فَھَمَّا اَخُوْھَا عَبْدُ اللّٰہِ عَلٰی ذٰلِکَ فَلَمَّا نَزَلَتِ الْاٰیَۃُ رَضِیَا وَسَلَّمَا فَاَنْکَحَھَا رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بَعْدَ اَنْ جَعَلَتْ اَمْرَھَا بِیَدِہٖ وَسَاقَ عَلَیْھَا عَشَرَۃَ دَنَانِیْرَ وَسِتِّیْنَ دِرْھَمًا مَھْرًا وَّخِمَارًا وَّمِلْحَفَۃً وَّدِرْعًا وَاِزَارًا وَّخَمْسِیْنَ مُدًّا مِّنْ طَعَامٍ وَّثَلَاثِیْنَ صَاعًا مِّنْ تَمْرٍ۔

حضرت زینب نے عرض کیا حضور میں زید سے حسب میں افضل ہوں اور اس پر آپ کے بھائی عبد اللہ نے بھی موافقت کی جب یہ آیت کریمہ نازل ہوئی تو دونوں راضی ہو گئے اور حضور کے حکم کے آگے جھک گئے۔

حضور نے یہ عقد حضرت زید سے کر دیا اور ان کا مہر دس دینار اور ساٹھ درہم رکھا اور ایک دوپٹہ اور

چادر یا جامہ اور پچاس مد کھانا (عرب میں مُد سوا سیر کا ایک پیمانہ ہے) اور تیس صاع کھجوریں دیں۔

ایک روایت میں ابن ابی حاتم ابن زید سے ہے۔

قَالَ نَزَلَتْ فِیْ اُمِّ کُلْثُوْمِ بِنْتِ عُقْبَۃَ بْنِ اَبِیْ مُعَیْطٍ وَکَانَتْ اَوَّلَ اِمْرَأَۃٍ ھَاجَرَتْ مِنَ النِّسَآءِ فَوَھَبَتْ نَفْسَھَا لِلنَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَزَوَّجَھَا زَیْدَ بْنَ حَارِثَۃَ فَسَخِطَتْ ھِیَ وَ اَخُوْھَا وَقَالَتْ اِنَّمَا اَرَدْنَا رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَزَوَّجَھَا عَبْدَہٗ۔

یہ آیت حضرت ام کلثوم بنت عقبہ بن ابی معیط کے حق میں نازل ہوئی اور یہ پہلی خاتون ہیں جو اپنے خاندان کے ساتھ ہجرت کی اور اپنے کو حضور کے اختیار میں دیا حضور نے ان کا عقد زید بن حارثہ سے کر دیا تو یہ اور ان کے بھائی ناراض ہوئے اور حضرت ام کلثوم نے کہا ہم نے تو حضور کے سپرد کر دیا تھا جب حضور نے اپنے غلام سے یہ رشتہ کر دیا تو ہمیں کیا عذر ہو سکتا ہے۔

وَاِذْ تَقُوْلُ لِلَّذِیْٓ اَنْعَمَ اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاَنْعَمْتَ عَلَیْہِ اَمْسِکْ عَلَیْکَ زَوْجَکَ وَاتَّقِ اللّٰہَ وَ تُخْفِیْ فِیْ نَفْسِکَ مَا اللّٰہُ مُبْدِیْہِ وَتَخْشَی النَّاسَ وَاللّٰہُ اَحَقُّ اَنْ تَخْشٰہُ۔ اور وہ وقت یاد فرمائیے جب آپ نے اسے فرمایا جس پر اللہ تعالٰے نے انعام کیا اور تم نے انعام کیا روکے رہ اپنے اوپر اپنی بیوی کو اور اللہ سے ڈر اور مخفی رکھا تم نے اپنے دل میں وہ راز جسے اللہ ظاہر فرمانے والا ہے اور خطرہ محسوس کیا آپ نے لوگوں کے طعن کا اور اللہ زیادہ حقدار ہے اس کا کہ اس سے ڈریں۔

یہ واقعہ حضور کی زندگی کا اہم واقعہ ہے

اس کی تفصیل یہ ہے کہ حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا حضور کی پھوپھی زاد بہن تھیں ان کی والدہ کا نام امیمہ تھا یہ حضور کے جد امجد حضرت عبد المطلب کی صاحبزادی تھیں۔

دوسری طرف حضرت زید بن حارثہ تھے اگرچہ یہ شریف گھرانے کی اولاد تھے مگر بچپن میں ان کو کسی نے پکڑ لیا اور غلام بنا کر فروخت کر دیا۔ حضور نے انہیں خرید لیا اور آزاد کر کے اپنے پاس رکھا حتیٰ کہ متبنیٰ کر لیا۔ ابھی تک متبنیٰ کے متعلق کوئی حکم من جانب اللہ نافذ نہیں ہوا تھا۔ اور رسم کے مطابق متبنیٰ کے ساتھ حقیقی بیٹوں کے سے برتاؤ کیے جاتے تھے۔

قصہ مختصر یہ کہ حضور نے ان کا نکاح حضرت زینب کے ساتھ کرنا پسند فرمایا اور یہ حضور کا وہ انعام تھا جس پر وَاَنْعَمْتَ عَلَیْہِ ارشاد ہوا اور اَنْعَمَ اللّٰہُ عَلَیْہِ سے مراد ان کا ایمان لانا ہے اور اس کے علاوہ انعام متبنیٰ کیا اگرچہ حضرت زینب کو یہ رشتہ پسند نہ تھا مگر حکم سرکار کے لیے تسلیم کر لیا۔ حضرت زینب کے مقابلہ میں حضرت زید اتنے وجیہ نہ تھے جتنی حضرت زینب تھیں۔

قصہ مختصر باہمی موافقت نہ ہوئی اور زید زینب کو چھوڑنے اور طلاق دینے پر آمادہ ہوگئے بارگاہ رسالت
میں یہ بات پہنچی حضور نے حضرت زید کو فرمایا أَمْسِكْ عَلَيْكَ زَوْجَكَ ۔
اپنی بیوی کو اپنے پاس رکھ ۔ مگر جب میاں بیوی کے تعلقات ناموافق ہوجاتے ہیں اور دلوں میں فرق آجاتا ہے
تو لطف نہیں رہتا ۔ آخر حضرت زید نے زینب کو طلاق دیدی ۔
اب حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے پیش نظر کئی باتیں تھیں ۔
سب سے پہلے حضرت زینب اپنی پھوپھی زاد بہن کی دلجوئی کہ انہیں حضور نے حضرت زید سے بیاہا تھا
اور اب طلاق ہوگئی تھی ۔
دوسرے بذریعہ وحی یہ اطلاع بھی سامنے تھی کہ متبنی کی بیوی سے عقد نہ کرنے کی رسم بد مٹائی جائے ۔
پہلے عرب میں متبنی کرنا ممنوع نہیں تھا بلکہ متبنی کے حقوق مشرکین میں حقیقی بیٹے کے برابر سمجھے جاتے
تھے اسے مٹانا بھی منظور تھا اور اس کے لیے لازمی تھا کہ متبنی کی بیوی سے بعد اتمام عدت عقد کیا جائے تاکہ عوام
اسے حقیقی بیٹے کی طرح نہ سمجھیں ۔
اور اس کا بھی بہترین طریقہ ہو سکتا تھا کہ حضور خود اس پر عمل فرما کر نمونہ بنیں اور لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللّٰهِ
أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ ۔ کا بھی یہی مقتضیٰ تھا ۔
اور اس ذریعہ سے دلجوئی بھی حضرت زینب کی ہوجاتی تھی ۔
اگرچہ مخالفین کی طرف سے انواع و اقسام کے الزام بھی حضور پر لگائے جانے یقینی تھے ۔
لیکن امور مباح میں عوام کی لسانی طعنہ زنی اور بدزبانی کی پرواہ نہیں کی جاتی اگرچہ حضور کو بھی باقتضاء بشری
یہ محسوس ہوتا تھا کہ لوگ کیا کہیں گے ۔
چنانچہ بعض روایات اسرائیلی سے واقعات پر کچھ رنگ آمیزی بھی کی گئی جو محض خرافات ہیں ۔
بہرحال پہلوئے اصلاح غالب رہا اور حضور نے حضرت زینب رضی اللہ عنہا سے نکاح کر لیا تاکہ قیامت
تک کے لیے یہ نظیر قائم ہوجائے اور کوئی اپنے متبنی کی بیوی سے بعد طلاق و عدت نکاح کرنے میں نہ
ہچکچائے اور متبنی جسے عربی زبان میں ادعیاء فرمایا وہ صلبی بیٹے کی جگہ نہ پائے ۔
چنانچہ مَا اللّٰهُ مُبْدِيْهِ وَتَخْشَى النَّاسَ کے معنی پر روح المعانی میں ہے اَیْ تَخَافُ مِنْ اِعْتِرَاضِهِمْ
آپ عوام کے طعنوں سے خائف ہیں ۔
ایک قول یہ ہے کہ تَسْتَحْيِيْ مِنْ قَوْلِهِمْ اَنَّ مُحَمَّدًا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَزَوَّجَ زَوْجَةَ ابْنِهِ وَالْمُرَادُ
بِالنَّاسِ الْجِنْسُ وَ الْمُنَافِقُوْنَ ۔ آپ شرماتے ہیں ان کے اس کہنے سے کہ محمد صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنے بیٹے

کی بیوی سے نکاح کر لیا اور ناس سے مراد عام لوگ ہیں اور منافقین۔ آگے ارشاد ہے۔
وَاللّٰهُ اَحَقُّ اَنْ تَخْشٰاهُ۔ یَعْنِیْ وَاللّٰهُ تَعَالٰی وَحْدَهٗ اَحَقُّ اَنْ تَخْشَاهُ فِیْ کُلِّ اَمْرٍ تَفْعَلُ مَا اَبَاحَهٗ سُبْحَانَهٗ لَكَ وَاَذِنَ لَكَ فِیْهِ۔ اللہ تعالیٰ زیادہ حقدار ہے کہ اس سے ہر کام میں خوف کیا جائے اور آپ بے خوف ہو کر وہ کام کریں جسے اللہ تعالیٰ نے آپ پر مباح کیا اور اجازت دی۔
اور اس پہلو سے عتاب دکھایا کہ آپ نے باوجود اس کے کہ آپ جانتے تھے کہ زینب مطلقہ ہوں گی اور حضور اس سے عقد کریں گے پھر آپ نے اَمْسِكْ عَلَيْكَ زَوْجَكَ کیوں فرمایا اس عتاب میں ترک اولیٰ کے پہلو پر عتاب ہے۔

یا اس بنا پر ارشاد ہے کہ اے محبوب جبکہ آپ کا رابطہ بلا واسطہ اللہ تعالیٰ سے ہے تو آپ کو کسی غیر کا خطرہ لانے کی کیا حاجت تھی آپ کو تو اپنے رب سے ہی ڈرنا چاہیے اور کسی کے طعن و تشنیع سے بے نیاز رہنا چاہیے پھر آپ کو جب ہم نے شارع بنا کر بھیجا ہے تو آپ کا جاری کردہ اسوہ حسنہ ہے اور دوسروں کے رواج محض رواج ہیں لہذا بلا خوف لومۃ لائم آپ اپنا اسوہ حسنہ جاری فرمائیں چنانچہ ارشاد ہے۔
فَلَمَّا قَضٰی زَیْدٌ مِّنْهَا وَطَرًا۔ تو جب زید زینب سے قطع تعلق کر چکے اور طلاق دیدی۔

عربی میں وطر حاجت کو کہتے ہیں اس کی جمع اوطار ہے اور قضاء وطر کنایہ ہے طلاق سے یعنی جب زید طلاق دے چکے اور عدۃ گذر گئی چنانچہ آلوسی بھی یہی کہتے ہیں اَیْ فَلَمَّا قَضٰی زَیْدٌ مِّنْهَا وَطَرًا وَانْقَضَتْ عِدَّتُهَا۔ تو پھر
زَوَّجْنٰكَهَا۔ نکاح کیا ہم نے تم سے اس کا۔
اَیْ جَعَلْنٰهَا زَوْجَةً لَّكَ بِلَا وَاسِطَةِ عَقْدٍ وَّ اَوْ وِکَالَةٍ یعنی ہم نے زینب کو بلا واسطہ عقد و وکالت آپ کی بیوی بنایا۔
فَقَدْ صَحَّ مِنْ حَدِیْثِ الْبُخَارِیِّ وَالتِّرْمِذِیِّ اَنَّهَا رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا کَانَتْ تَفْخَرُ عَلٰی اَزْوَاجِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ تَقُوْلُ زَوَّجَکُنَّ اَهَالِیْکُنَّ وَزَوَّجَنِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی مِنْ فَوْقِ سَبْعِ سَمٰوٰتٍ
بخاری و ترمذی کی روایت سے اس دعویٰ کی تصحیح ہوتی ہے کہ حضرت زینب رضی اللہ عنہا اس پر فخر فرماتی تھیں اور ازواج النبی سے کہتی تھیں تمہارے عقد تمہارے اہل نے حضور سے کیے اور میرا عقد اللہ تعالیٰ نے سات آسمانوں کے اوپر کیا۔
اور ابن جریر شعبی سے راوی ہیں قَالَ کَانَتْ تَقُوْلُ لِلنَّبِیِّ عَلَیْهِ السَّلَامُ اِنِّیْ لَاَدُلُّ عَلَیْكَ بِثَلَاثٍ مَا مِنْ نِّسَائِكَ امْرَاَةٌ تَدُلُّ بِهِنَّ۔

اِنَّ جِدِّیْ وَجَدُّكَ وَاحِدٌ
وَاِنِّیْ اَنْكَحَكَ اللّٰهُ اِیَّایَ مِنَ السَّمَآءِ
وَالسَّفِیْرُ جِبْرِیْلُ عَلَیْهِ السَّلَامُ

حضرت زینب رضی اللہ عنہا حضور سے فخریہ عرض کرتی تھیں ہیں حضور پر ازواج مطہرات میں تین طرح سے افضل ہوں۔

اول میرے جدّ اور حضور کے جدّ ایک ہیں۔
اور میرا نکاح اللہ تعالے نے آسمان پر کیا۔
اور میرا سفیر جبریل علیہ السلام ہے

وَلَعَلَّهَا اَرَادَتْ سَفَارَتَهُ عَلَیْهِ السَّلَامُ بَیْنَ اللّٰهِ وَبَیْنَ رَسُوْلِهٖ۔ اور یہ سفارت اللہ تعالے اور حضور علیہ السلام کے مابین ہی ہوگی۔

ورنہ یہ عقد بظاہر سفارت زید رضی اللہ عنہ سے ہی ہوا تھا۔ جیسا کہ احمد اور مسلم اور نسائی وغیرہ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے راوی ہیں قَالَ لَمَّا انْقَضَتْ عِدَّةُ زَیْنَبَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لِزَیْدٍ اِذْهَبْ فَاذْكُرْهَا عَلَیَّ۔ فَانْطَلَقَ قَالَ فَلَمَّا رَأَیْتُهَا عَظُمَتْ فِیْ صَدْرِیْ فَقُلْتُ یَا زَیْنَبُ اَبْشِرِیْ اَرْسَلَنِیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَذْكُرُكِ قَالَتْ مَا اَنَا بِصَانِعَةٍ شَیْئًا حَتّٰی اُوَامِرَ رَبِّیْ فَقَامَتْ اِلٰی مَسْجِدِهَا وَنَزَلَ الْقُرْاٰنُ وَجَآءَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَدَخَلَ بِغَیْرِ اِذْنٍ۔

فرماتے ہیں جب حضرت زینب کی عدۃ گذر گئی تو حضور نے حضرت زید کو فرمادیا تم جاؤ اور میرا تذکرہ کرو۔ آپ تشریف لے گئے اور جب حضرت زینب کو دیکھا تو فرماتے ہیں میرے دل میں ان کی عظمت پیدا ہو گئی۔ میں نے کہا زینب آپ کو بشارت ہو کہ مجھے حضور نے آپ سے مذاکرہ عقد کے لیے بھیجا ہے حضرت زینب نے فرمایا

"میں کچھ نہیں کروں گی جب تک میرا رب مجھے کوئی حکم نہ دے"۔

اور آپ مصلے پر اٹھ کر تشریف لے گئیں اور آیۂ کریمہ نازل ہوئی۔

اور وحی کے بعد حضور بلا اجازت حضرت زینب رضی اللہ عنہا کے پاس تشریف لائے اس لیے کہ زَوَّجْنٰكَهَا وحی میں آچکا تھا۔

چنانچہ طبرانی اور بیہقی اپنی سنن میں اور ابن عساکر بطریق ابن زید الاسدی راوی ہیں۔

عَنْ مَنْكُوْرٍ مَوْلٰی زَیْنَبَ قَالَتْ طَلَّقَنِیْ زَیْدٌ فَبَتَّ طَلَاقِیْ فَلَمَّا انْقَضَتْ عِدَّتِیْ لَمْ اَشْعُرْ اِلَّا وَرَسُوْلُ اللّٰہِ عَلَیْہِ السَّلَامُ قَدْ دَخَلَ عَلَیَّ وَاَنَا مَكْشُوْفَةُ الشَّعْرِ فَقُلْتُ هٰذَا مِنَ السَّمَآءِ دَخَلْتَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ بِلَا خِطْبَةٍ وَلَا شَهَادَةٍ فَقَالَ اللّٰہُ الْمُزَوِّجُ وَجِبْرِیْلُ الشَّاهِدُ۔

آپ اپنے غلام آزاد شدہ سے تذکرہ فرما رہی تھیں کہ مجھے زید نے طلاق دیدی تھی۔ تو جب میری عدت پوری ہوگئی تو میرا خیال کچھ نہ تھا نہ کوئی ارادہ تھا کہ اچانک حضور بلا اجازت مانگے تشریف لے آئے اور میں بال کھولے بیٹھی تھی۔

تو میں نے عرض کیا کیا حضور یہ آسمانی حکم کے ماتحت ہے کہ حضور بلا خطبہ و اجازت اور شہادت تشریف لے آئے فرمایا اللہ نے یہ نکاح تم سے کیا ہے اور جبریل شاہد ہیں۔

اسی بنا پر بعض نے زَوَّجْنٰكَهَا کے معنے اَمَرْنَاكَ بِتَزَوُّجِهَا کیے ہیں۔ چنانچہ اس کی حکمت آگے بیان کی لِكَیْ لَا یَكُوْنَ عَلَى الْمُؤْمِنِیْنَ حَرَجٌ فِیْۤ اَزْوَاجِ اَدْعِیَآئِهِمْ اِذَا قَضَوْا مِنْهُنَّ وَطَرًا وَكَانَ اَمْرُ اللّٰہِ مَفْعُوْلًا۔ تاکہ نہ رہے مومنین پر حرج ادعیاء منہ بولے بیٹوں کی بیویوں سے نکاح کرنے میں جبکہ وہ بعد طلاق و عدت فارغ ہو چکی ہوں۔ اور اللہ کا حکم تو پورا ہی ہونے والا ہوتا ہے۔

حَرَجٌ کے معنی ضیق و اثم ہیں۔

اَدْعِیَآئِهِمْ۔ اَلَّذِیْنَ تَبَنَّوْهُمْ وہ جنہیں متبنی کیا جائے۔

اِذَا قَضَوْا مِنْهُنَّ وَطَرًا۔ یَعْنِیْ اِذَا طَلَّقَهُنَّ الْاَدْعِیَاءُ وَانْقَضَتْ عِدَّتُهُنَّ فَاِنَّ لَهُمْ فِیْ رَسُوْلِ اللّٰہِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ۔

مَا كَانَ عَلَى النَّبِیِّ مِنْ حَرَجٍ فِیْمَا فَرَضَ اللّٰہُ لَهٗ۔ نہیں ہے نبی پر کوئی حرج یعنی گناہ اس میں جو اللہ نے اس کے لیے مقرر کر دیا۔

فِیْمَا فَرَضَ کے معنی قتادہ کہتے ہیں فِیْمَا اَحَلَّ لَهٗ، جو اللہ نے حلال فرمایا اسے۔

سُنَّةَ اللّٰہِ فِی الَّذِیْنَ خَلَوْا مِنْ قَبْلُ وَكَانَ اَمْرُ اللّٰہِ قَدَرًا مَّقْدُوْرًا۔ اللہ کا طریقہ ان میں یونہی جاری تھا جو تم سے پہلے گذرے (خَلَوْا بمعنی مَضَوْا ہیں جو گذر چکے) اور اللہ کے احکام مقرر شدہ ہیں جو ہو کر ہی رہتے ہیں۔

یعنی وہ انبیاء جو اول گذر چکے ان میں بھی یہ احکام جاری تھے۔ چنانچہ وَقَدْ كَانَتْ تَحْتَهُمُ الْمَهَائِرُ وَالسَّرَارِیْ وَكَانَتْ لِدَاوٗدَ عَلَیْہِ السَّلَامُ مِائَةُ امْرَاَةٍ وَثَلٰثُمِائَةِ سُرِّیَّةٍ وَلِسُلَیْمَانَ عَلَیْہِ السَّلَامُ ثَلٰثُمِائَةِ امْرَاَةٍ وَسَبْعُمِائَةِ سُرِّیَّةٍ

سابقہ انبیاء کے تحت مہر والی بیویاں اور لونڈیاں تھیں۔
چنانچہ حضرت داؤد علیہ السلام کی سو بیویاں اور تین سو لونڈیاں تھیں۔
اور سلیمان علیہ السلام کی تین سو بیویاں اور سات سو لونڈیاں تھیں۔
اور ابن سعد محمد بن کعب قرظی سے راوی ہیں اَنَّہٗ کَانَ لَہٗ عَلَیْہِ السَّلَامُ اَلْفُ اِمْرَأَۃٍ۔ حضرت سلیمان علیہ السلام کی ایک ہزار بیوی تھی۔
وَیُرْوٰی اَنَّ الْیَھُوْدَ قَالُوْا عَابُوْہُ وَحَاشَاہُ مِنَ الْعَیْبِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِکَثْرَۃِ النِّکَاحِ وَکَثْرَۃِ الْاَزْوَاجِ فَرَدَّ اللّٰہُ بِقَوْلِہٖ سُبْحٰنَہٗ سُنَّۃَ اللّٰہِ فِی الَّذِیْنَ خَلَوْا مِنْ قَبْلُ۔
روایت ہے کہ یہودیوں نے حضور پر عیب لگانا چاہا کثرۃ نکاح اور کثرۃ ازواج کا اور حضور کی ذات اقدس اس سے منزہ ہے تو اللہ تعالےٰ نے ان کا رد کیا اور فرمایا ہمارے حبیب پر تو بیویاں کرنے پر تم ان پر عیب لگاتے ہو۔ ان سے قبل کے نبی تو وہ ہیں جنہیں اللہ تعالےٰ نے اس سے کہیں زیادہ نکاح حلال فرمائے اور اس میں ننانوے بکریوں کے کنایہ کی طرف اشارہ ہے۔
اِنَّ ھٰذَا اَخِیْ لَہٗ تِسْعٌ وَّتِسْعُوْنَ نَعْجَۃً وَّلِیَ نَعْجَۃٌ وَّاحِدَۃٌ۔ تو وہ سوویں بیوی جس کا نام اوریا یا اَیْسبہ تھا۔ اگرچہ محققین کے نزدیک یہ ایسے قصے ہیں کہ لَا اَصْلَ لَھَا۔
اور بعض نے کہا سُنَّۃَ اللّٰہِ فِی الَّذِیْنَ خَلَوْا میں اشارہ ہے اس قصہ کی طرف جس میں حضرت سیدنا داؤد علیہ السلام کا ایک عورت اوریا کا واقعہ ہے جس کی تفصیل تئیسویں پارہ سورۃ ص میں آئیگی۔
بِالَّذِیْنَ یُبَلِّغُوْنَ رِسٰلٰتِ اللّٰہِ وَیَخْشَوْنَہٗ وَلَا یَخْشَوْنَ اَحَدًا اِلَّا اللّٰہَ وَکَفٰی بِاللّٰہِ حَسِیْبًا۔ وہ گذرے ہوئے انبیاء پہنچاتے تھے پیام الٰہی اور اس سے ڈرتے تھے اور کسی سے نہ ڈرتے تھے مگر اللہ سے اور اللہ کافی ہے حساب لینے والا۔
یعنی ان کا طریقہ بھی یہی تھا کہ حکم الٰہی پہنچانے میں کسی کا خوف نہ کرتے تھے اور اللہ تعالےٰ کو ہی حساب لینے والا اور سزا وجزا میں کافی سمجھتے تھے۔
اس کے بعد حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی خصوصیت خاتمیت پر ارشاد ہے۔
مَاکَانَ مُحَمَّدٌ اَبَا اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِکُمْ وَلٰکِنْ رَّسُوْلَ اللّٰہِ وَخَاتَمَ النَّبِیّٖنَ وَکَانَ اللّٰہُ بِکُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمًا۔ نہیں محمد صلے اللہ علیہ وسلم کسی کے باپ تمہارے مردوں میں سے لیکن اللہ کے رسول اور آخری نبی ہیں اور اللہ ہر شے کا جاننے والا ہے۔
اس آیت کریمہ میں اول ابوّت سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم سے مردوں کے حق میں انکار فرمایا گیا۔

اس لیے کہ مشرکین یہ بکواس کرتے تھے اِنَّ مُحَمَّدًا عَلَیْہِ السَّلَامُ تَزَوَّجَ زَوْجَۃَ اِبْنِہٖ زَیْدٍ یَعْنِیْ کَوْنُ زَیْدٍ اِبْنَہُ الَّذِیْ یُحَرِّمُ نِکَاحُ زَوْجَتِہٖ عَلَیْہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ۔ کہ محمد صلے اللہ علیہ وسلم اپنے بیٹے زید کی بیوی سے نکاح کرلیا۔

اس آیت کریمہ میں نفی فرمادی گئی کہ زید وہ بیٹے نہیں جس کی بیوی کا نکاح حضور پہ حرام ہو اس لیے کہ تمہارے رسم ورواج میں لے پالک منہ بولا متبنی بیٹا ہوتا ہے لیکن شریعت مطہرہ میں وہ بیٹا نہیں ہوتا بلکہ ہمارے حبیب محمد صلے اللہ علیہ وسلم کسی مرد کے تم میں سے باپ نہیں تو زید کے لیے وہ کیسے باپ ہو سکتے ہیں۔

رِجَال۔ جمع ہے رَجُلٌ کی۔

اور قاموس میں ہے اَلذَّکَرُ اِذَا احْتَلَمَ وَشَبَّ اَوْ ھُوَ رَجُلٌ سَاعَۃَ یُوْلَدُ۔ ذکر جب کہ بالغ ہو کر جوان ہو جائے اسے کہتے ہیں یا وہ رجل ہوتا ہے پیدا ہونے کے بعد سے بلوغ پر۔

اور لِلرِّجَالِ نَصِیْبٌ مِّمَّا تَرَکَ الْوَالِدٰنِ وَالْاَقْرَبُوْنَ اور وَاِنْ کَانَ رَجُلٌ یُّوْرَثُ کَلٰلَۃً میں میراث کے لیے لفظ رجال عام لایا گیا۔ لیکن اگر اس کے معنی بالغ ونابالغ کے لیے عام مان لیے جائیں تو وَالْمُسْتَضْعَفِیْنَ مِنَ الرِّجَالِ وَالنِّسَآءِ وَالْوِلْدَانِ کے کیا معنی ہوں گے۔

اس لیے آیہ کریمہ میں رجال۔ نساء ولدان علیحدہ علیحدہ فرمایا گیا۔ یعنی بالغ مرد اور عورتیں اور بچے۔ تو معلوم ہوا کہ رجال بالغ پہ صحیح مستعمل ہے۔

پھر علامہ زمخشری جو امام لغت ہیں اور علوم عربیہ کے بڑے راسخ مانے گئے ہیں وہ بھی یہی فرماتے ہیں یَدُلُّ عَلٰی اَنَّ الرَّجُلَ ھُوَ الذَّکَرُ الْبَالِغُ۔ رجل ذکر بالغ کو ہی کہتے ہیں۔ پھر استدراک فرمایا گیا۔

وَلٰکِنْ رَّسُوْلَ اللّٰہِ۔ باپ تو کسی بالغ مرد کے نہیں البتہ اللہ کے رسول ہیں۔

روح المعانی میں ہے اِسْتِدْرَاکٌ مِّنْ نَّفْیِ کَوْنِہٖ عَلَیْہِ السَّلَامُ اَبَا اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِہِمْ عَلٰی وَجْہٍ یَّقْتَضِیْ حُرْمَۃَ الْمُصَاھَرَۃِ وَنَحْوِھَا اِلٰی اِثْبَاتِ کَوْنِہٖ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَبًا لِّکُلِّ وَاحِدٍ مِّنَ الْاُمَّۃِ فِیْمَا یَرْجِعُ اِلٰی وُجُوْبِ التَّوْقِیْرِ وَالتَّعْظِیْمِ لَہٗ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَوُجُوْبِ الشَّفَقَۃِ وَالنَّصِیْحَۃِ لَھُمْ عَلَیْہِ عَلَیْہِ السَّلَامُ فَاِنَّ کُلَّ رَسُوْلٍ اَبٌ لِّاُمَّتِہٖ فِیْمَا یَرْجِعُ اِلٰی ذٰلِکَ۔

استدراک ہے اس امر کی نفی کے بعد کہ حضور کسی بالغ مرد کے باپ ہیں اور ایسے باپ ہیں جو مقتضی حرمت مصاہرۃ ہو پھر اثبات فرمایا کہ حضور امت کے ہر فرد کے باپ ہیں جس کے لحاظ سے حضور کی توقیر وتعظیم ہر امتی پہ واجب ہے اور شفقت ونصیحت ہر امتی پہ حضور کے ذمہ ہے اس لیے کہ ہر رسول

اپنے امتی کا باپ ہوتا ہے۔ تو اس استدراک سے یہ فائدہ ہوا کہ حقیقی باپ تو حضور کسی بالغ مرد کے نہیں
مگر مجازی باپ شان رسالت کے لحاظ سے حضور سب کے باپ ہیں۔
اور یہ ابوت۔ ابوت کاملہ ہے جو تمام رسل کرام کی ابوت سے بلند ہے اور حضور کی ہی ایک ذات
ہے جو آخر النبیین ہے چنانچہ ارشاد ہے۔
وَخَاتَمَ النَّبِيِّيْنَ وَكَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمًا۔ اور وہ آخر ہیں تمام نبیوں کے اور اللہ ہر شے کا
جاننے والا ہے۔
اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے اس ابوت کا سلب فرمایا جس ابوت سے حضور اور متبنی کے درمیان
حرمت مصاہرت ہو۔ حالانکہ حضور کی ابوت عام ہے کَانَ اَبَا كُلِّ وَاحِدٍ مِّنْكُمْ وَاٰبَا اَبْنَائِكُمْ وَاَبْنَاءِ
اَبْنَائِكُمْ وَهٰكَذَا اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ بِحَيْثُ يَجِبُ لَهٗ عَلَيْكُمْ وَعَلٰى مَنْ تَنَاسَلَ مِنْكُمْ اِحْتِرَامُهٗ وَ
تَوْقِيْرُهٗ۔ حضور تمہارے سب کے باپ اور بیٹے پوتوں کے باپ ہیں قیامت تک جو بھی پیدا ہوں
سب کے باپ ہیں اس حیثیت سے کہ سب پر حضور کا احترام و وقار لازم ہے۔
اور مِنْ رِّجَالِكُمْ اس لیے ارشاد ہوا تاکہ یہ وہم بھی اٹھ جائے کہ حضور اپنے صاحبزادوں میں سے ان کے
بھی باپ نہیں جو مبلغ رجال تک پہنچ گئے ہوں بلکہ جتنے صاحبزادے ہوئے وہ طفولیت میں انتقال فرما گئے
تو جب حقیقی صلبی صاحبزادہ بھی طفولیت میں انتقال فرما گئے تو لے پالک متبنی کا بیٹا ہونا کیسے صحیح ہو
سکتا ہے۔ اسی بنا پر بعض روایتیں اس کی شاہد ہیں کہ اگر حضور آخر النبیین نہ ہوتے تو آپ کے صاحبزادے
جوان ہونے پر ضرور نبی ہوتے۔
جیسے ابراہیم اسدی حضرت انس رضی اللہ عنہ سے راوی ہیں قَالَ كَانَ اِبْرَاهِيْمُ يَعْنِيْ ابْنَ النَّبِيِّ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ مَلَأَ الْمَهْدَ وَلَوْ بَقِيَ لَكَانَ نَبِيًّا لٰكِنْ لَّمْ يَبْقَ لِاَنَّ نَبِيَّكُمْ اٰخِرُ الْاَنْبِيَاءِ
عَلَيْهِمُ السَّلَامُ۔ فرماتے ہیں ابراہیم علیہ السلام ابن النبی صلے اللہ علیہ وسلم نے گود بھری اور اگر وہ زندہ
رہتے تو ضرور نبی ہوتے لیکن نہیں رہنے اس لیے کہ تمہارے نبی آخر انبیاء ہیں
بخاری میں بطریق محمد بن بشیر بن اسماعیل بن ابی خالد سے مروی ہے۔ قُلْتُ لِعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِيْ اَوْفٰى
اَرَاَيْتَ اِبْرَاهِيْمَ ابْنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَاتَ صَغِيْرًا وَلَوْ قُضِيَ اَنْ يَّكُوْنَ بَعْدَ مُحَمَّدٍ صَلَّى
اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَبِيٌّ عَاشَ ابْنُهٗ اِبْرَاهِيْمُ وَلٰكِنْ لَّا نَبِيَّ بَعْدَهٗ۔
فرماتے ہیں حضرت عبداللہ بن ابی اوفیٰ سے میں نے عرض کیا آپ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی زیارت
کی فرمایا وہ تو طفولیت میں ہی انتقال فرما گئے اور ان کا حضور کے بعد رہنا مقدر ہوتا حضور کے بعد تک

وہ نبی ہوتے لیکن حضور کے بعد نبی ہونا ہی نہ تھا۔

پھر احمد وکیع سے بروایت اسماعیل راوی ہیں سَمِعْتُ ابْنَ اَبِیْ اَوْفٰی یَقُوْلُ لَوْکَانَ بَعْدَ النَّبِیِّ نَبِیٌّ مَا مَاتَ ابْنُہٗ۔ میں نے ابن ابی اوفی سے سنا کہ فرماتے تھے اگر حضور کے بعد نبی ہوتا تو حضور کے صاحبزادے انتقال نہ فرماتے۔

۔ ابن ماجہ میں ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ہے لَمَّا مَاتَ اِبْرَاھِیْمُ ابْنُ النَّبِیِّ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ صَلّٰی عَلَیْہِ وَقَالَ اِنَّ لَہٗ مُرْضِعًا فِی الْجَنَّۃِ وَلَوْعَاشَ لَکَانَ صِدِّیْقًا نَبِیًّا۔

جب حضرت ابراہیم صاحبزادہ والاتبار نے انتقال فرمایا تو حضور نے اس پر نماز جنازہ پڑھی اور فرمایا ان کے لیے جنت میں دودھ پلانے والی مقرر ہے اور اگر یہ زندہ رہتے تو ضرور صدیق نبی ہوتے۔

اور بعض محدثین نے ان تمام روایتوں کو باطل قرار دیا۔

قسطلانی انہیں ضعیف کہتے ہیں۔

اور ابن مندہ بھی انہیں غریب بتاتے ہیں۔

اور نووی تہذیب الاسماء واللغات میں ان کی صحت میں توقف کرتے ہیں۔

بعض متقدمین لَوْعَاشَ اِبْرَاھِیْمُ لَکَانَ نَبِیًّا بَاطِلٌ۔ فرماتے ہیں اور آگے کہتے ہیں فَقَدْ وَلَدَ نُوْحٌ عَلَیْہِ السَّلَامُ غَیْرَ نَبِیٍّ وَلَوْ لَمْ یَلِدِ النَّبِیُّ اِلَّا نَبِیًّا لَکَانَ کُلُّ اَحَدٍ نَبِیًّا۔ نوح علیہ السلام کی اولادیں ہوئیں اور وہ نبی نہ تھیں اور اگر نبی سے نبی ہی ہوتا تو سب کے سب نبی ہونے ضروری تھے۔

لٰکِنَّ الظَّاھِرَ اِنَّ ھٰذَا الْاَمْرَ فِیْ اِبْرَاھِیْمَ خَاصَّۃً بِاَنْ یَّکُوْنَ قَدْ سَبَقَ فِیْ عِلْمِ اللہِ تَعَالٰی اَنَّہٗ لَوْعَاشَ لَجَعَلَہٗ جَلَّ وَعَلَا نَبِیًّا لَا لِکَوْنِہٖ ابْنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بَلْ لِاَمْرٍ ھُوَ جَلَّ شَانُہٗ بِہٖ اَعْلَمُ وَاللہُ یَعْلَمُ حَیْثُ یَجْعَلُ رِسَالَتَہٗ۔

بظاہر یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ یہ حکم لَکَانَ صِدِّیْقًا نَبِیًّا کا علی الخصوص حضرت ابراہیم علیہ السلام کے حق میں ہے اس صورت میں کہ علم اللہ میں یہ تھا کہ اگر وہ زندہ رہیں تو اللہ تعالےٰ انہیں نبی بنائے گا۔ نہ یہ کہ ابن النبی ہونے کی وجہ سے آپ صدیق نبی ہیں بلکہ حکم الٰہی کا ان کے حق میں یہ فیصلہ علم الٰہی میں پہلے ہی تھا۔ واللہ اعلم۔

آگے خاتم کی تحقیق ملاحظہ ہو

وَالْخَاتَمُ اِسْمُ اٰلَۃٍ لِمَا یُخْتَمُ بِہٖ کَالطَّابِعِ لِمَا یُطْبَعُ بِہٖ فَمَعْنٰی خَاتَمُ النَّبِیِّیْنَ الَّذِیْ خُتِمَ النَّبِیُّوْنَ بِہٖ وَمَآلُہٗ اٰخِرُ النَّبِیِّیْنَ۔ خاتم اسم آلہ ہے جس سے کسی کو ختم کیا جائے جیسے طابع جس سے طبع

کیا جائے تو معنی خاتم النبیین یہ ہیں کہ ان پر نبی و نبوت ختم ہو گئے یہ حاصل معنی آخر النبیین ہوئے۔

اور جمہور خاتم بکسر تا دکہتے ہیں تو اس سے اسم فاعل ہوتا ہے تو معنی یہ ہوئے کہ خاتم وہ ہے جو نبیوں کو ختم کرے اور اس سے مراد نبیوں کا آخر نبی ہے۔

اور ابن مسعود فرماتے ہیں وَالْمُرَادُ بِالنَّبِيِّ مَا هُوَ اَعَمُّ مِنَ الرَّسُوْلِ فَيَلْزَمُ مِنْ كَوْنِهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَاتَمَ النَّبِيِّيْنَ كَوْنُهٗ خَاتَمُ الْمُرْسَلِيْنَ وَالْمُرَادُ بِكَوْنِهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَاتَمُهُمْ اِنْقِطَاعُ حُدُوْثِ وَصْفِ النُّبُوَّةِ فِىْ اَحَدٍ مِّنَ الثَّقَلَيْنِ بَعْدَ تَحَلِّيْهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِهَا فِىْ هٰذِهِ النَّشْاَةِ۔

خلاصہ مفہوم یہ ہے کہ حضور کا خاتم النبیین ہونا خاتم المرسلین کے معنی ہیں ہے تو اس سے لازم آیا کہ وصف نبوت کا حدوث ہی حضور کے نبی ہونے کے بعد منقطع ہو گیا۔

اور اس تحقیق کے بعد اس امر پہ نہیں ہو سکتی کہ نزول عیسیٰ علیہ السلام بھی نہ ہو اس لیے کہ وہ پہلے ہی نبی ہیں حضور سے اول ہی تھے۔

اور حضرت خضر کی بقا پر بھی اعتراض نہیں ہو سکتا۔

اور جیسا کہ صحیح حدیث میں صحیحین میں ہے اِنَّ عِيْسٰى يَنْزِلُ حَكَمًا عَدْلًا يَكْسِرُ الصَّلِيْبَ وَيَقْتُلُ الْخِنْزِيْرَ وَيَضَعُ الْجِزْيَةَ۔ تو یہ نزول سابقہ نبوت کے ساتھ ہوگا نہ کہ جدید نبوت کے ساتھ

علامہ خفاجی فرماتے ہیں اَلظَّاهِرُ اَنَّ الْمُرَادَ مِنْ كَوْنِهٖ عَلٰى دِيْنِ نَبِيِّنَا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاِنَّمَا يَحْكُمُ بِمَا يَتَلَقّٰى عَنْ نَبِيِّنَا عَلَيْهِ السَّلَامُ وَلِذَا لَمْ يَتَقَدَّمْ لِاِمَامَةِ الصَّلٰوةِ مَعَ الْمَهْدِيِّ۔ آپ کا نزول ہمارے حضور کے دین پر ہوگا اور آپ وہی احکام جاری کریں گے جو حضور سے آپ کو ملیں گے اسی وجہ میں آپ حضرت امام مہدی علیہ الرحمۃ والرضوان پر امام نہ ہوں گے کہ حضور کا ارشاد ہے اِمَامُكُمْ مِنْكُمْ تَكْرِمَةَ اللّٰهِ هٰذِهِ الْاُمَّةَ۔

اور یہ عقیدہ خالص الحاد ہے کہ کسی نبی یا رسول کا عزل ہو اور کسی وقت نبی رسول نہ رہے البتہ وصف تبلیغ احکام وحی سے نہیں رہتے جیسے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام قبل رفع الی السماء نبی رسول تھے اور آسمان میں بھی نبی رسول ہیں اور بعد نزول الی الارض بھی نبی رسول ہیں حتیٰ کہ بعد وفات بھی نبی و رسول رہیں گے۔

كَمَا قَالَ الْخَفَاجِيُّ۔ وَلَعَلَّهٗ اَرَادَ اَنَّهٗ لَا يَبْقٰى لَهٗ وَصْفُ تَبْلِيْغِ الْاَحْكَامِ عَنْ وَحْيٍ كَمَا كَانَ لَهٗ قَبْلَ الرَّفْعِ فَهُوَ عَلَيْهِ السَّلَامُ نَبِيٌّ رَسُوْلٌ قَبْلَ الرَّفْعِ وَفِى السَّمَآءِ وَبَعْدَ النُّزُوْلِ وَبَعْدَ الْمَوْتِ اَيْضًا۔

آگے فرماتے ہیں۔

وَبَقَاءُ النُّبُوَّةِ وَالرِّسَالَةِ بَعْدَ الْمَوْتِ فِىْ حَقِّهٖ وَحَقِّ غَيْرِهٖ مِنَ الْاَنْبِيَاءِ وَالْمُرْسَلِيْنَ عَلَيْهِمُ السَّلَامُ حَقِيْقَةً مِّمَّا ذَهَبَ اِلَيْهِ غَيْرُ وَاحِدٍ فَاِنَّ الْمُتَّصِفَ بِهِمَا وَكَذَا بِالْاِيْمَانِ هُوَ الرُّوْحُ وَهِىَ

بَاقِيَۃٌ لَا تَتَغَیَّرُ بِمَوْتِ الْبَدَنِ۔

ثُمَّ ذَهَبَ الْاَشْعَرِیُّ كَمَا قَالَ النَّسَفِیُّ اِلٰی اَنَّهُمَا بَعْدَ الْمَوْتِ بَاقِیَانِ حُكْمًا۔ ابوالحسن اشعری بھی اسی طرف ہیں علامہ نسفی بھی یہی کہتے ہیں کہ نبی ورسول بعد موت باقی رہتے ہیں حکم کی حیثیت میں۔

علامہ سفارینی اپنی کتاب بحور الذاخرہ میں فرماتے ہیں جو نسفی نے کہا ہے

وَقِیْلَ اَنَّہٗ عَلَیْہِ السَّلَامُ یَاْخُذُ الْاَحْكَامَ مِنْ نَبِیِّنَا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ شَفَاهًا بَعْدَ نُزُوْلِہٖ وَهُوَ فِیْ قَبْرِہِ الشَّرِیْفِ عَلَیْہِ السَّلَامُ ۔ ایک قول ہے کہ حضرت علیہ السلام حضور سے احکام بالمشافہ لیں گے جبکہ آپ نازل ہوں گے اور حضور سید عالم صلے اللہ علیہ وسلم قبر مبارک میں جلوہ فرما ہوں گے اور اس پر حدیث ابویعلی بھی مؤید ہے وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِہٖ لَیَنْزِلَنَّ عِیْسَی بْنُ مَرْیَمَ ثُمَّ لَئِنْ قَامَ عَلٰی قَبْرِیْ وَقَالَ یَا مُحَمَّدُ لَاُجِیْبَنَّہٗ ۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا قسم اس ذات کی جس کے ید قدرت میں میری جان ہے یقیناً عیسیٰ بن مریم نازل ہوں گے پھر اگر وہ میری قبر پر کھڑے ہوکر یا محمد کہیں گے تو ضرور میں انہیں جواب دوں گا۔

پھر حضور صلے اللہ علیہ وسلم سے بعد وفات جاگتے ہوئے کملاء امت نے مکالمہ بھی کیا۔ چنانچہ شیخ سراج الدین بن الملقن طبقات الاولیاء میں فرماتے ہیں۔

قَالَ الشَّیْخُ عَبْدُ الْقَادِرِ الْجِیْلَانِیُّ قُدِّسَ سِرُّہٗ۔ رَاَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَبْلَ الظُّہْرِ فَقَالَ لِیْ یَا بُنَیَّ لِمَ لَا تَتَكَلَّمُ قُلْتُ یَا اَبَتَاہُ اَنَا رَجُلٌ اَعْجَمُ كَیْفَ اَتَكَلَّمُ عَلٰی فُصَحَاءِ بَغْدَادَ فَقَالَ افْتَحْ فَاكَ فَفَتَحْتُہٗ فَتَفَلَ فِیْہِ سَبْعًا وَقَالَ تَكَلَّمْ عَلَی النَّاسِ وَادْعُ اِلٰی سَبِیْلِ رَبِّكَ بِالْحِكْمَۃِ وَالْمَوْعِظَۃِ الْحَسَنَۃِ۔

فَصَلَّیْتُ الظُّہْرَ وَجَلَسْتُ وَحَضَرَنِیْ خَلْقٌ كَثِیْرٌ فَارْتُجَّ عَلَیَّ فَرَاَیْتُ عَلِیًّا كَرَّمَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَجْہَہٗ قَائِمًا بِاِزَائِیْ فِی الْمَجْلِسِ فَقَالَ لِیْ یَا بُنَیَّ لِمَ لَا تَتَكَلَّمُ قُلْتُ یَا اَبَتَاہُ قَدِ ارْتُجَّ عَلَیَّ فَقَالَ افْتَحْ فَاكَ فَفَتَحْتُہٗ فَتَفَلَ فِیْہِ سِتًّا فَقُلْتُ لِمَ لَا تُكَمِّلُہَا سَبْعًا فَقَالَ اَدَبًا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ثُمَّ تَوَارٰی عَنِّیْ فَقُلْتُ غَوَّاصُ الْفِكْرِ یَغُوْصُ فِیْ بَحْرِ الْقَلْبِ عَلٰی دُرَرِ الْمَعَارِفِ فَیَسْتَخْرِجُہَا اِلٰی سَاحِلِ الصَّدْرِ۔

حضور سیدی عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے حضور سید عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت کی ظہر سے قبل مجھے حضور نے فرمایا اے بیٹے تم تقریر کیوں نہیں کرتے۔

میں نے عرض کیا ابا جان میں عجمی ہوں فصحاء بغداد کے روبرو کیسے کلام کروں؟

حضور نے فرمایا منہ کھول میں نے منہ کھولا حضور نے سات بار میرے منہ میں تھتکارا اور فرمایا اب تم تقریر کرو اور لوگوں کو اللہ کے راستے کی طرف بلاؤ حکمت اور اچھی طرح وعظ کر کے۔

میں نے ظہر پڑھی اور بیٹھ گیا کہ میرے گرد مجمع کثیر آگیا جس سے میرا دل ہل گیا۔

تو میں نے شیر خدا اسد اللہ کرم اللہ وجہہ کو دیکھا کہ میرے برابر قیام فرما ہیں اور فرما رہے ہیں بیٹے کیوں نہیں بولتے میں نے عرض کیا ابا جان میرا دل مجمع سے ہل گیا ہے۔

تو آپ نے فرمایا منہ کھولو میں نے منہ کھولا آپ نے چند بار میرے منہ میں تھتکارا میں نے عرض کی ابا جان سات بار آپ نے کیوں نہیں تھتکارا۔

حضرت اسد اللہ نے فرمایا حضور کے ادب میں سات پورے نہیں کیے پھر آپ نظروں سے غائب ہو گئے۔ پھر میں بولا اور ایسا بولا کہ غواص فکر بحر قلب میں غوطہ لگا کر معارف کے موتی ساحل صدر پر لا رہا تھا۔ انتہی

ایسے ہی ترجمہ شیخ میں خلیفہ بن موسی النہر ملکی جو شرف زیارت سرور عالم سے بارہا مشرف ہوئے ہیں اور جاگتے سوتے آپ کو زیارت ہوئی ہے فرماتے ہیں۔ مجھے حضور کی زیارت جاگتے سوتے ایک رات میں سترہ بار بھی ہوئی ہے۔

اور ایک بار مجھے ارشاد ہوا یَا خَلِیْفَۃُ لَا تَفْخَرْ مِنِّیْ فَکَثِیْرٌ مِّنَ الْاَوْلِیَآءِ مَاتَ بِحَسْرَۃِ رُؤْیَتِیْ اے خلیفہ میری کثرت زیارت پہ فخر نہ کرنا بہت سے اولیاء وہ ہیں جو ہماری ایک جھلک کی آرزو میں مر گئے ہیں۔

شیخ تاج الدین بن عطاء اللہ لطائف المنن میں فرماتے ہیں لَوْ حُجِبَ عَنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ طَرْفَۃَ عَیْنٍ مَا عَدَدْتُ نَفْسِیْ مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ۔ اگر مجھ سے جمال مصطفے ایک پلک جھپکنے تک محجوب ہو تو میں اپنے کو مسلمان بھی نہ سمجھوں۔

جامی علیہ الرحمۃ بھی یہی فرماتے ہیں ؎

گرچہ صد مرحلہ دور است زپیش نظرم وَجْھُہٗ فِیْ نَظَرِیْ کُلَّ غَدَاۃٍ وَّعَشِیٍّ

اور امام جلال الدین سیوطی اپنی کتاب تنویر الحلک میں منکرین رویت سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم بہ جاگتے ہوئے دلائل دیتے ہیں اور استدلال میں ابتداء حدیث بخاری و مسلم اور ابو داؤد پیش کرتے ہیں۔ جو حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہے۔

قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ رَاٰنِیْ فِی الْمَنَامِ فَسَیَرَانِیْ فِی الْیَقْظَۃِ وَلَا

يَتَمَثَّلُ الشَّيْطَانُ بِيْ۔

حضور نے فرمایا جس نے مجھے خواب میں دیکھا وہ عنقریب جاگتے ہوئے بھی دیکھے گا اور شیطان میری صورت میں متمثل ہوکر نہیں آسکتا۔

اور ایسا ہی طبرانی نے حدیث مالک بن عبد اللہ خثعمی اور حدیث ابی بکرہ سے روایت کیا اور دارمی نے حدیث ابی قتادہ سے ایسا ہی کہا۔

اور امام ابومحمد بن ابی جمرہ اپنی تعلیقات میں صحیح بخاری کی حدیث پر فرماتے ہیں هٰذَا الْحَدِيْثُ يَدُلُّ عَلٰى اَنَّ مَنْ يَرَاهُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِى النَّوْمِ فَسَيَرَاهُ فِى الْيَقْظَةِ وَهَلْ هٰذَا عَلٰى عُمُوْمِهٖ فِىْ حَيَاتِهٖ وَبَعْدَ مَمَاتِهٖ عَلَيْهِ السَّلَامُ اَوْهٰذَا كَانَ فِىْ حَيَاتِهٖ وَهَلْ ذٰلِكَ لِكُلِّ مَنْ رَاٰهُ مُطْلَقًا اَوْخَاصٌّ بِمَنْ فِيْهِ الْاَهْلِيَّةُ وَالْاِتِّبَاعُ بِسُنَّتِهٖ عَلَيْهِ السَّلَامُ۔ اَللَّفْظُ يُعْطِى الْعُمُوْمَ وَمَنْ يَدَّعِى الْخُصُوْصَ فِيْهِ بِغَيْرِ مُخَصِّصٍ مِنْهُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَمُتَعَسِّفٌ وَالْحَالُ الْكَلَامُ فِىْ ذٰلِكَ۔

یہ حدیث اس امر پر دال ہے کہ جس نے حضور کی زیارت کا شرف خواب میں حاصل کیا وہ یقیناً جاگتے ہوئے بھی مشرف ہوگا اب چند سوالات اس پر آتے ہیں وہو ہذا۔

کیا یہ مژدہ زیارت عموماً بحین حیات کے لیے ہے یا بعد وفات بھی ہے۔

اور کیا یہ بشارت صرف بحین حیات تک ہے۔

اور کیا یہ ہر اس شخص کے لیے ہے جس نے زیارت کی یا خاص ہے اس کے لیے جو متبع سنت ہو اور اس شرف کا اہل ہو۔

اس کا جواب صرف اور صرف یہ ہے کہ حدیث کے لفظ عموم کا فائدہ دے رہے ہیں۔

اور جو اس میں تخصیص کرتا ہے وہ بغیر مخصص تخصیص کر رہا ہے یعنی حضور نے عموماً بلا مخصص جس امر کی بشارت دی اس میں تخصیص کرنے والا متعسف ہے۔ اس بحث پر امام محمد بن ابی جمرہ نے بہت طویل بحث فرما کر پھر فرمایا۔

وَقَدْ ذُكِرَ عَنِ السَّلَفِ وَالْخَلَفِ وَهَلُمَّ جَرًّا مِمَّنْ كَانُوْا رَاَوْهُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِى النَّوْمِ وَكَانُوْا مِمَّنْ يُصَدِّقُوْنَ بِهٰذَا الْحَدِيْثِ فَرَاَوْهُ بَعْدَ ذٰلِكَ فِى الْيَقْظَةِ وَسَاَلُوْهُ عَنْ اَشْيَاءَ كَانُوْا مُتَشَوِّشِيْنَ فَاَخْبَرَهُمْ بِتَفْرِيْجِهَا۔

اور ان سلف وخلف نے مسلسل بیان کیا جنہوں نے حضور کی زیارت خواب میں کی انہوں نے اس حدیث کی تصدیق کی اور انہوں نے بحالت بیداری بھی اس کے بعد زیارت کی اور حضور سے ان چیزوں کے

متعلق سوال کیا جس میں انہیں تشویش تھی تو حضور نے ان کی تفریح خاطر فرمادی۔

چنانچہ امام جلال الدین سیوطی اس قسم کی بہت سی احادیث نقل فرما کر آخر میں فرماتے ہیں۔

فَحَصَلَ مِنْ مَجْمُوعِ هٰذَا الْكَلَامِ وَالنُّقُولِ وَالْاَحَادِيثِ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَيٌّ بِجَسَدِهٖ وَرُوْحِهٖ وَاِنَّهٗ يَتَصَرَّفُ وَيَسِيْرُ حَيْثُ شَاءَ فِي اَقْطَارِ الْاَرْضِ وَفِي الْمَلَكُوْتِ وَهُوَ بِهَيْئَتِهِ الَّتِيْ كَانَ عَلَيْهَا قَبْلَ وَفَاتِهٖ لَمْ يَتَبَدَّلْ مِنْهُ شَيْءٌ وَاِنَّهٗ مُغَيَّبٌ عَنِ الْاَبْصَارِ كَمَا غُيِّبَتِ الْمَلٰئِكَةُ مَعَ كَوْنِهِمْ اَحْيَاءً بِاَجْسَادِهِمْ فَاِذَا اَرَادَ اللّٰهُ تَعَالٰى رَفْعَ الْحِجَابِ عَمَّنْ اَرَادَ اِكْرَامَهٗ بِرُؤْيَتِهٖ رَاٰهُ عَلٰى هَيْئَتِهِ الَّتِيْ هُوَ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْهَا لَا مَانِعَ مِنْ ذٰلِكَ وَلَا دَاعِيَ اِلَى التَّخْصِيْصِ بِرُؤْيَةِ الْمِثَالِ۔

تو ان تمام بحثوں اور نقول احادیث کے بعد نتیجہ کلام یہ نکلا کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم بجسد العنصری زندہ ہیں اور حضور کی روح مبارک اس سے وابستہ ہے اور بیشک وہ ہستی مقدس متصرف ہے اور جہاں چاہے اور جب چاہے جیسے چاہے جس طرف چاہے اقطار ارض اور ملکوت میں سیر فرماتی ہے۔

اور حضور اسی ہیئت میں آج بھی ہیں جیسے قبل وفات تھے ہرگز آپ کا کچھ متبدل نہیں ہوا البتہ اب حضور عام نظروں سے مخفی ہیں جیسے ملائکہ کہ با وجود جسم و حیات کے مخفی ہیں تو جب اللہ چاہتا ہے اس سے رفع حجاب فرما دیتا ہے جس پر رویت و زیارت کا اکرام فرماوے وہ حضور کی اسی ہیئت میں زیارت کرتا ہے کہ جس حال میں حضور تھے۔

اس میں کوئی مانع نہیں اور نہ اس پر داعیہ تخصیص ہے رویت مثال کا۔

وَذَهَبَ رَحِمَهُ اللّٰهُ تَعَالٰى اِلٰى نَحْوِ هٰذَا فِيْ سَائِرِ الْاَنْبِيَاءِ عَلَيْهِمُ السَّلَامُ فَقَالَ اِنَّهُمْ اَحْيَاءٌ رُدَّتْ اِلَيْهِمْ اَرْوَاحُهُمْ بَعْدَمَا قُبِضُوْا وَاُذِنَ لَهُمْ فِي الْخُرُوْجِ مِنْ قُبُوْرِهِمْ وَالتَّصَرُّفِ فِي الْمَلَكُوْتِ الْعُلْوِيِّ وَالسُّفْلِيِّ۔ اس کے بعد فرماتے ہیں کہ یہ تمام انبیاء کرام کی بھی شان ہے کہ وہ زندہ ہیں ان کی روحیں بعد قبض روح لوٹادی جاتی ہیں اور انہیں اپنی قبروں سے نکل کر تصرف ملکوت علوی و سفلی کا اختیار ہوتا ہے۔

اس پر بہت سی احادیث نقل فرماتے ہیں جو ان کے اس دعوی پر شاہد ہیں چنانچہ ابن حبان اپنی تاریخ میں اور طبرانی کبیر میں اور ابو نعیم نے حلیہ میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے نقل کیا۔

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا مِنْ نَبِيٍّ يَمُوْتُ فَيُقِيْمُ فِيْ قَبْرِهٖ اِلَّا اَرْبَعِيْنَ صَبَاحًا۔

حضور نے فرمایا کوئی نبی اپنی قبر میں چالیس دن سے زیادہ نہیں رہتا۔

عبد الرزاق اپنی مصنف میں سفیان ثوری سے اور وہ ابی المقدام سعید بن مسیب سے راوی ہیں۔

قَالَ مَا مَكَثَ نَبِيٌّ فِي الْاَرْضِ اَكْثَرَ مِنْ اَرْبَعِيْنَ يَوْمًا۔ کوئی نبی چالیس دن سے زیادہ وفات کے بعد

زمین میں نہیں رہتا۔

اور حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنی ذات اقدس کے متعلق فرمایا اَنَا اَکْرَمُ عَلٰی رَبِّیْ مِنْ اَنْ یَّتْرُکَنِیْ فِیْ قَبْرِیْ بَعْدَ ثَلَاثٍ۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے یہ عزت عطا فرمائی کہ میں اپنی قبر میں تین دن سے زیادہ رہوں گا اور بعض نے تین کے بجائے کوئی دو دن بھی بتائے۔

اور شیخ صفی الدین بن ابی منصور اور شیخ عبد القادر شیخ ابو العباس طنجی سے راوی ہیں اَنَّہٗ رَاَی السَّمَآءَ وَالْاَرْضَ وَالْعَرْشَ وَالْکُرْسِیَّ مَمْلُوْئَۃً مِّنْ رَّسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ۔ اور پھر آپ نے یہ شعر پڑھا سہ

کَالشَّمْسِ فِیْ کَبِدِ السَّمَآءِ وَضَوْءُ ھَا ‏ ‏ ‏ ‏ ‏ ‏ ‏ ‏ يُغْشِي الْبِلَادَ مَشَارِقًا وَّمَغَارِبًا

یعنی حضور کی جلوہ ریزی سے زمین۔ آسمان۔ عرش وکرسی سب مملو ہیں۔

جیسے سورج آسمان پر ہوتا ہے اور اس کی روشنی تمام آبادیوں کو مشرق و مغرب میں گھیرے ہوئے ہے۔

اور اس حدیث میں اختلاف الفاظ بھی ہے۔ جیسے مَنْ رَاٰنِیْ فَقَدْ رَاٰنِیْ۔ اور مَنْ رَاٰنِیْ فَقَدْ رَاَی الْحَقَّ اس کے یہی معنی نکلتے ہیں۔ کَانَ رُؤْیَاہُ صَحِیْحَۃً۔ حضور کا خواب میں دیکھنا یقیناً صحیح ہے۔

اور جب شہدا کے حق میں قرآن پاک میں ارشاد ہے بَلْ اَحْیَآءٌ عِنْدَ رَبِّھِمْ یُرْزَقُوْنَ۔ فَہِیَ بَلْ اَحْیَآءٌ وَلٰکِنْ لَّا تَشْعُرُوْنَ تو حَیَاۃُ نَبِیِّنَا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَکْمَلُ وَاَتَمُّ مِنْ حَیَاۃِ سَائِرِھِمْ عَلَیْھِمُ السَّلَامُ۔ وَھِیَ فَوْقَ حَیَاۃِ الشُّھَدَآءِ بِکَثِیْرٍ۔ ہمارے حضور کی زندگی اکمل واتم ہے سب کی حیات سے حتیٰ کہ وہ حیات شہداء کی حیات سے بھی بلند ہے (روح المعانی)

اور حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے خاتم النبیین ہونے پر آلوسی کہتے ہیں وَکَوْنُہٗ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ خَاتَمَ النَّبِیِّیْنَ مِمَّا نَطَقَ بِہِ الْکِتَابُ وَصَدَعَتْ بِہِ السُّنَّۃُ وَاَجْمَعَتْ عَلَیْہِ الْاُمَّۃُ فَیُکَفَّرُ مُدَّعِیْ خِلَافِہٖ وَیُقْتَلُ اِنْ اَصَرَّ۔

اور حدیث میں اس مسئلہ پر احمد اور بخاری اور مسلم اور نسائی اور ابن مردویہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے راوی ہیں اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ مَثَلِیْ وَمَثَلُ الْاَنْبِیَآءِ مِنْ قَبْلِیْ کَمَثَلِ رَجُلٍ بَنٰی دَارًا بِنَآءً فَاَحْسَنَہٗ وَاَجْمَلَہٗ اِلَّا مَوْضِعَ لَبِنَۃٍ مِّنْ زَاوِیَۃٍ مِّنْ زَوَایَاھَا فَجَعَلَ النَّاسُ یَطُوْفُوْنَ بِہٖ یَتَعَجَّبُوْنَ لَہٗ وَیَقُوْلُوْنَ ھَلَّا وُضِعَتْ ھٰذِہِ اللَّبِنَۃُ فَاَنَا اللَّبِنَۃُ وَاَنَا خَاتَمُ النَّبِیِّیْنَ وَعَنْ جَابِرٍ مَّرْفُوْعًا نَحْوَ ھٰذَا۔

وَکَذَا عَنْ اُبَیِّ بْنِ کَعْبٍ وَّاَبِیْ سَعِیْدِ الْخُدْرِیِّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمْ۔

وَلِلشَّیْخِ مُحْیِ الدِّیْنِ عَرَبِیْ قُدِّسَ سِرُّہٗ کَلَامٌ فِیْ حَدِیْثِ اللَّبِنَۃِ قَدِ انْتَقَدَہٗ عَلَیْہِ جَمَاعَۃٌ مِنَ الْاَجِلَّۃِ فَعَلَیْکَ بِالتَّمَسُّکِ بِالْکِتَابِ وَالسُّنَّۃِ وَاللّٰہُ تَعَالٰی الْحَافِظُ مِنَ الْوُقُوْعِ فِی الْفِتْنَۃِ۔

وَکَانَ اللّٰہُ بِکُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمًا۔ اور اللہ ہر شے کا جاننے والا ہے۔

عام اس سے کہ وہ موجود ہو یا معدوم اس کا وہ علیم ہے فَیَعْلَمُ مُشْتَمَنَۃَ الْاَحْکَامِ وَالْحِکَمِ الَّتِیْ تُبَیِّتُ بِمَا سَبَقَ وَالْحِکْمَۃَ فِیْ کَوْنِہٖ عَلَیْہِ السَّلَامُ خَاتَمَ النَّبِیِّیْنَ۔ تو اللہ تعالٰے تمام احکام کی حکمت کا بھی عالم ہے اور حضور کے خاتم النبیین ہونے میں جو حکمت ہے اسے بھی وہی جانتا ہے۔

بامحاورہ ترجمہ چھٹا رکوع سورۃ احزاب پ ۲۲

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اذْكُرُوا اللّٰهَ ذِكْرًا كَثِیْرًا وَّ سَبِّحُوْهُ بُكْرَةً وَّ اَصِیْلًا ○	اے ایمان والو اللہ کو بہت یاد کرو اور صبح و شام اس کی پاکی بولو۔
هُوَ الَّذِیْ یُصَلِّیْ عَلَیْكُمْ وَ مَلٰٓىٕكَتُهٗ لِیُخْرِجَكُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ وَ كَانَ بِالْمُؤْمِنِیْنَ رَحِیْمًا ○	وہی ہے کہ درود بھیجتا ہے تم پر اور اس کے فرشتے تا کہ تمہیں نکالے اندھیریوں سے روشنی کی طرف اور وہ مومنین پر مہربان ہے۔
تَحِیَّتُهُمْ یَوْمَ یَلْقَوْنَهٗ سَلٰمٌ وَّ اَعَدَّ لَهُمْ اَجْرًا كَرِیْمًا ○	ان کے لیے ملتے وقت کی تواضع سلام ہے اور تیار کر رکھا ہے ان کے لیے عزت کا ثواب۔
یٰۤاَیُّهَا النَّبِیُّ اِنَّاۤ اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا وَّ مُبَشِّرًا وَّ نَذِیْرًا ○	اے غیب کی خبریں بتانے والے بے شک ہم نے بھیجا تمہیں شاہد اور خوشخبری دیتا اور ڈر سناتا۔
وَّ دَاعِیًا اِلَى اللّٰهِ بِاِذْنِهٖ وَ سِرَاجًا مُّنِیْرًا ○	اور بلانے والا اللہ کی طرف اس کے حکم سے اور چمکا دینے والا چراغ۔
وَ بَشِّرِ الْمُؤْمِنِیْنَ بِاَنَّ لَهُمْ مِّنَ اللّٰهِ فَضْلًا كَبِیْرًا ○	اور خوشخبری دو ایمان والوں کو کہ ان کے لیے اللہ کا بڑا فضل ہے۔
وَ لَا تُطِعِ الْكٰفِرِیْنَ وَ الْمُنٰفِقِیْنَ وَ دَعْ اَذٰىهُمْ وَ تَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ وَ كَفٰى بِاللّٰهِ وَكِیْلًا ○	اور نہ مانو کافروں اور منافقوں کی بات اور در گذر فرماؤ ان کی ایذاؤں سے اور اللہ پر بھروسہ رکھو اور اللہ کافی ہے کارساز۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا نَكَحْتُمُ الْمُؤْمِنَاتِ ثُمَّ طَلَّقْتُمُوهُنَّ مِنْ قَبْلِ أَنْ تَمَسُّوهُنَّ فَمَا لَكُمْ عَلَيْهِنَّ مِنْ عِدَّةٍ تَعْتَدُّونَهَا فَمَتِّعُوهُنَّ وَسَرِّحُوهُنَّ سَرَاحًا جَمِيلًا ۝

اے ایمان والو جب تم نکاح کرو مومنہ عورتوں سے پھر انہیں طلاق دو بے ہاتھ لگائے تو نہیں تم پر کچھ عدت جسے گنو تو انہیں کچھ فائدہ دو اور حسن سلوک سے انہیں چھوڑ دو۔

يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ إِنَّا أَحْلَلْنَا لَكَ أَزْوَاجَكَ اللَّاتِي آتَيْتَ أُجُورَهُنَّ وَمَا مَلَكَتْ يَمِينُكَ مِمَّا أَفَاءَ اللَّهُ عَلَيْكَ وَبَنَاتِ عَمِّكَ وَبَنَاتِ عَمَّاتِكَ وَبَنَاتِ خَالِكَ وَبَنَاتِ خَالَاتِكَ اللَّاتِي هَاجَرْنَ مَعَكَ وَامْرَأَةً مُؤْمِنَةً إِنْ وَهَبَتْ نَفْسَهَا لِلنَّبِيِّ إِنْ أَرَادَ النَّبِيُّ أَنْ يَسْتَنْكِحَهَا خَالِصَةً لَكَ مِنْ دُونِ الْمُؤْمِنِينَ قَدْ عَلِمْنَا مَا فَرَضْنَا عَلَيْهِمْ فِي أَزْوَاجِهِمْ وَمَا مَلَكَتْ أَيْمَانُهُمْ لِكَيْلَا يَكُونَ عَلَيْكَ حَرَجٌ وَكَانَ اللَّهُ غَفُورًا رَحِيمًا ۝

اے غیب دان نبی ہم نے تمہارے لیے حلال کیں وہ بیویاں جنہیں تم مہر دو اور وہ کنیز جو اللہ نے تمہیں غنیمت میں دیں اور تمہارے ہاتھ کا مال اور تمہارے چچا کی بیٹیاں اور پھوپھیوں کی بیٹیاں اور ماموں کی بیٹیاں اور خالاؤں کی بیٹیاں جنہوں نے تیرے ساتھ ہجرت کی اور وہ عورت مومنہ جو اپنے کو نبی کے حضور نذر کرے اگر نبی اسے نکاح میں لانا چاہیں یہ خاص تمہارے لیے ہے اور مومنوں کو نہیں ہمیں معلوم ہے جو ہم نے مسلمانوں پر مقرر کیا ہے ان کی بیویوں اور ان کے ہاتھ کے مال یعنی کنیزوں میں تاکہ نہ ہو تم پر کوئی تنگی اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

تُرْجِي مَنْ تَشَاءُ مِنْهُنَّ وَتُؤْوِي إِلَيْكَ مَنْ تَشَاءُ وَمَنِ ابْتَغَيْتَ مِمَّنْ عَزَلْتَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكَ ذَلِكَ أَدْنَى أَنْ تَقَرَّ أَعْيُنُهُنَّ وَلَا يَحْزَنَّ وَيَرْضَيْنَ بِمَا آتَيْتَهُنَّ كُلُّهُنَّ وَاللَّهُ يَعْلَمُ مَا فِي قُلُوبِكُمْ وَكَانَ اللَّهُ عَلِيمًا حَلِيمًا ۝

پیچھے ہٹاؤ جسے چاہو ان میں سے اور اپنے پاس جگہ دو جسے چاہو اور جسے تم چاہو ان میں سے کنارے کر دو تو نہیں گناہ تم پر یہ اس کے نزدیک تر ہے کہ ان کی آنکھیں ٹھنڈی ہوں اور غم نہ کریں اور راضی رہیں اس پر جو کچھ تم انہیں عطا فرماؤ اور اللہ جانتا ہے جو تمہارے سب کے دلوں میں ہے اور اللہ علم و حلم والا ہے۔

لَا يَحِلُّ لَكَ النِّسَاءُ مِنْ بَعْدُ وَلَا أَنْ تَبَدَّلَ بِهِنَّ مِنْ أَزْوَاجٍ وَلَوْ أَعْجَبَكَ

نہیں حلال ان کے بعد تمہیں اور عورتیں اور نہ یہ کہ ان کے عوض اور بیویاں بدلو اگرچہ پسند آئے تمہیں ان کا

حُسْنُهُنَّ اِلَّا مَا مَلَكَتْ يَمِيْنُكَ ۗ وَكَانَ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ رَّقِيْبًا ۝

حسن مگر کنیز تمہارے ہاتھ کا مال ہے اور اللہ ہر چیز پر نگہبان ہے۔

لفظی ترجمہ

يٰاَيُّهَا۔ اے	الَّذِيْنَ۔ وہ جو	اٰمَنُوا۔ ایمان لائے ہو	اذْكُرُوا۔ ذکر کرو
اللّٰهَ۔ اللہ کا	ذِكْرًا۔ ذکر	كَثِيْرًا۔ بہت	وَ۔ اور
سَبِّحُوْهُ۔ پاکی بولو اس کی	بُكْرَةً۔ صبح	وَّ۔ اور	اَصِيْلًا۔ شام
هُوَ۔ وہ	الَّذِيْ۔ وہ ہے جو	يُصَلِّيْ۔ درود بھیجتا ہے	عَلَيْكُمْ۔ تم پر
وَ۔ اور	مَلٰٓئِكَتُهٗ۔ اسکے فرشتے	لِيُخْرِجَكُمْ۔ تاکہ تم کو نکالے	مِّنَ الظُّلُمٰتِ۔ اندھیروں سے
اِلَى۔ طرف	النُّوْرِ۔ روشنی کی	وَ۔ اور	كَانَ۔ ہے وہ
بِالْمُؤْمِنِيْنَ۔ مومنوں پر	رَحِيْمًا۔ مہربان	تَحِيَّتُهُمْ۔ ان کا تحفہ	يَوْمَ۔ جس دن
يَلْقَوْنَهٗ۔ ملیں گے اسے	سَلٰمٌ۔ سلام ہوگا	وَ۔ اور	اَعَدَّ۔ تیار کیا
لَهُمْ۔ ان کے لیے	اَجْرًا۔ اجر	كَرِيْمًا۔ اچھا	يٰاَيُّهَا۔ اے
النَّبِيُّ۔ نبی	اِنَّا۔ بیشک	اَرْسَلْنَا۔ بھیجا ہم نے	كَ۔ تجھ کو
شَاهِدًا۔ شاہد	وَّ۔ اور	مُبَشِّرًا۔ خوشخبری دیتا	وَّ۔ اور
نَذِيْرًا۔ ڈرسناتا	وَ۔ اور	دَاعِيًا۔ بلانے والا	اِلَى۔ طرف
اللّٰهِ۔ اللہ کی	بِاِذْنِهٖ۔ اسکے حکم سے	وَ۔ اور	سِرَاجًا۔ چراغ
مُّنِيْرًا۔ روشن	وَ۔ اور	بَشِّرِ۔ خوشخبری دے	الْمُؤْمِنِيْنَ۔ مومنوں کو
بِاَنَّ۔ کہ بیشک	لَهُمْ۔ انکے لیے ہے	مِّنَ اللّٰهِ۔ اللہ سے	فَضْلًا۔ فضل
كَبِيْرًا۔ بڑا	وَ۔ اور	لَا۔ نہ	تُطِعِ۔ کہا مان
الْكٰفِرِيْنَ۔ کافروں کا	وَ۔ اور	الْمُنٰفِقِيْنَ۔ منافقوں کا	وَ۔ اور
دَعْ۔ درگزر کر	اَذٰا۔ تکلیف	هُمْ۔ ان کی سے	وَ۔ اور
تَوَكَّلْ۔ بھروسہ کر	عَلَى۔ اوپر	اللّٰهِ۔ اللہ کے	وَ۔ اور
كَفٰى۔ کافی ہے	بِاللّٰهِ۔ اللہ	وَكِيْلًا۔ کارساز	يٰاَيُّهَا۔ اے

الَّذِیْنَ ۔ وہ جو	اٰمَنُوْا ایمان لائے ہو	اِذَا ۔ جب	نَکَحْتُمُ ۔ نکاح کرو تم
الْمُؤْمِنٰتِ ۔ مومن عورتوں سے	ثُمَّ ۔ پھر	طَلَّقْتُمُوْ ۔ طلاق دو	هُنَّ ۔ ان کو
مِنْ قَبْلِ پہلے	اَنْ ۔ اس سے کہ	تَمَسُّوْ ۔ ہاتھ لگاؤ تم	هُنَّ ۔ ان کو
فَمَا ۔ تو نہیں	لَکُمْ ۔ تمہارے لیے	عَلَیْهِنَّ ۔ ان پر	مِنْ عِدَّةٍ ۔ کوئی عدت
تَعْتَدُّوْنَهَا ۔ کہ تم انکی عدت شمار کرو		فَمَتِّعُوْ ۔ تو فائدہ دو	هُنَّ ۔ ان کو
وَ ۔ اور	سَرِّحُوْ ۔ چھوڑ دو	هُنَّ ۔ ان کو	سَرَاحًا ۔ چھوڑنا
جَمِیْلًا ۔ اچھا	یٰاَیُّهَا ۔ اے	النَّبِیُّ ۔ نبی	اِنَّا ۔ بیشک ہم نے
اَحْلَلْنَا ۔ حلال کیں	لَکَ ۔ تیرے لیے	اَزْوَاجَکَ ۔ تیری بیویاں	الّٰتِیْٓ ۔ وہ کہ
اٰتَیْتَ ۔ دیا تو نے	اُجُوْرَ ۔ حق مہر	هُنَّ ۔ ان کا	وَ ۔ اور
مَا ۔ جو	مَلَکَتْ ۔ ملک میں آئیں	یَمِیْنُکَ ۔ تیرے ہاتھ میں	مِمَّا ۔ اس سے جو
اَفَآءَ ۔ غنیمت دی	اللّٰهُ ۔ اللہ نے	عَلَیْکَ ۔ تجھ کو	وَ ۔ اور
بَنٰتِ ۔ بیٹیاں	عَمِّکَ ۔ تیرے چچا کی	وَ ۔ اور	بَنٰتِ ۔ بیٹیاں
عَمّٰتِکَ ۔ تیری پھوپھیوں کی	وَ ۔ اور	بَنٰتِ ۔ بیٹیاں	خَالِکَ ۔ تیرے ماموں کی
وَ ۔ اور	بَنٰتِ ۔ بیٹیاں	خٰلٰتِکَ ۔ تیری خالاؤں کی	الّٰتِیْ ۔ وہ جنہوں نے
هَاجَرْنَ ۔ ہجرت کی	مَعَکَ ۔ تیرے ساتھ	وَ ۔ اور	اِمْرَاَةً ۔ عورت
مُّؤْمِنَةً ۔ مومن	اِنْ ۔ اگر	وَّهَبَتْ ۔ بخش دے	نَفْسَهَا ۔ اپنا نفس
لِلنَّبِیِّ ۔ نبی کو	اِنْ ۔ اگر	اَرَادَ ۔ چاہے	النَّبِیُّ ۔ نبی
اَنْ ۔ یہ کہ	یَّسْتَنْکِحَهَا ۔ نکاح کرے	خَالِصَةً ۔ یہ خاص اجازت ہے	لَّکَ ۔ تیرے لیے
مِنْ دُوْنِ ۔ سوائے	الْمُؤْمِنِیْنَ ۔ مومنوں کے	قَدْ ۔ بیشک	عَلِمْنَا ۔ ہم نے جانا
مَا ۔ جو	فَرَضْنَا ۔ فرض کیا ہم نے	عَلَیْهِمْ ۔ ان پر	فِیْٓ ۔ بیچ
اَزْوَاجِهِمْ ۔ انکی بیویوں کے	وَ ۔ اور	مَا ۔ جو	مَلَکَتْ ۔ مالک ہیں
اَیْمَانُهُمْ ۔ انکے ہاتھ	لِکَیْ ۔ تاکہ	لَا ۔ نہ	یَکُوْنَ ۔ ہو
عَلَیْکَ ۔ تجھ پر	حَرَجٌ ۔ تنگی	وَ ۔ اور	کَانَ ۔ ہے
اللّٰهُ ۔ اللہ	غَفُوْرًا ۔ بخشنے والا	رَّحِیْمًا ۔ مہربان	تُرْجِیْ ۔ دور کرے تو
مَنْ ۔ جسے	تَشَآءُ ۔ چاہے	مِنْهُنَّ ۔ ان میں سے	وَ ۔ اور

تُدْنِیْ ۔ قریب کرے	اِلَیْکَ ۔ اپنی طرف	مَنْ ۔ جسے	تَشَآءُ ۔ چاہے
وَ ۔ اور	مَنِ ۔ جسے	ابْتَغَیْتَ ۔ چاہے	مِمَّنْ ۔ ان سے جنہیں
عَزَلْتَ ۔ دور کیا	فَلَا ۔ تو نہیں	جُنَاحَ ۔ گناہ	عَلَیْکَ ۔ تجھ پر
ذٰلِکَ ۔ یہ	اَدْنٰی ۔ بہت قریب ہے	اَنْ ۔ یہ کہ	تَقَرَّ ۔ ٹھنڈی رہیں
اَعْیُنُهُنَّ ۔ انکی آنکھیں	وَ ۔ اور	لَا ۔ نہ	یَحْزَنَّ ۔ غم کھائیں
وَ ۔ اور	یَرْضَیْنَ ۔ خوش رہیں	بِمَا ۔ اس پر جو	اٰتَیْتَهُنَّ ۔ تو ان کو دے
کُلُّهُنَّ ۔ سب کو	وَ ۔ اور	اللّٰهُ ۔ اللہ	یَعْلَمُ ۔ جانتا ہے
مَا ۔ جو	فِیْ ۔ بیچ	قُلُوْبِكُمْ ۔ تمہارے دلوں کے ہے	وَ ۔ اور
کَانَ ۔ تھا	اللّٰهُ ۔ اللہ	عَلِیْمًا ۔ جاننے والا	حَلِیْمًا ۔ حلم والا
لَا ۔ نہیں	یَحِلُّ ۔ حلال	لَكَ ۔ تیرے لیے	النِّسَآءُ ۔ عورتیں
مِنْ بَعْدُ ۔ انکے بعد	وَ ۔ اور	لَا ۔ نہ	اَنْ ۔ یہ کہ
تَبَدَّلَ ۔ تبدیل کرے تو	بِهِنَّ ۔ انکے ساتھ	مِنْ اَزْوَاجٍ ۔ بیویاں	وَ ۔ اور
لَوْ ۔ اگرچہ	اَعْجَبَكَ ۔ پسند آئے تجھ کو	حُسْنُهُنَّ ۔ ان کا حسن	اِلَّا ۔ مگر
مَا ۔ جو	مَلَكَتْ ۔ مالک ہو	یَمِیْنُكَ ۔ تیرا ہاتھ	وَ ۔ اور
کَانَ ۔ ہے	اللّٰهُ ۔ اللہ	عَلٰی ۔ اور	کُلِّ ۔ ہر
شَیْءٍ ۔ شے کے	رَّقِیْبًا ۔ نگہبان		

خلاصہ تفسیر چھٹا رکوع سورۃ احزاب پ ۲۲

یَاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اذْكُرُوا اللّٰهَ ذِكْرًا كَثِیْرًا وَّ سَبِّحُوْهُ بُكْرَةً وَّاَصِیْلًا اے ایمان والو اللہ کی یاد کثرت سے کرو اور صبح و شام اس کی تسبیح کرو۔

ذکر کثیر سے مراد اللہ تعالےٰ کی یاد دل میں رکھنا ہے اور تسبیح بکرۃ یعنی صبح وَاَصِیْلًا یعنی شام اس لیے خصوصیت سے کرنے کا حکم ہے کہ صبح و شام کے اوقات ان ملائکہ کے جمع ہونے کے اوقات ہیں جو روز و شب جمع ہوتے ہیں یعنی جو فرشتے عصر کے بعد سے صبح تک رہتے ہیں وہ صبح دوسرے فرشتوں سے ملتے ہیں اور صبح کے فرشتے عصر تک رہ کر جاتے ہیں، تو فجر اور عصر کی عبادت ایسی ہے جس پر ملائکہ

گواہی دیتے ہیں۔
ایک قول یہ بھی ہے کہ اطراف لیل و نہار کا تذکرہ کرنے سے مداومت ذکر کی طرف اشارہ ہے۔
هُوَ الَّذِيْ يُصَلِّيْ عَلَيْكُمْ وَمَلٰٓئِكَتُهٗ لِيُخْرِجَكُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ وَكَانَ بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَحِيْمًا
وہ ذات وہ ہے کہ درود بھیجتی ہے تم پر اور اس کے فرشتے تاکہ تمہیں نکالے اندھیریوں سے اجالے کی طرف
اور وہ مسلمانوں پر مہربان ہے۔

آیۂ کریمہ کا شان نزول،

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب آیۂ کریمہ اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ الخ نازل ہوئی تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا حضور جب آپ کو اللہ تعالے کوئی شرف وفضل عطا فرماتا ہے تو آپ کے نیازمندوں کو بھی بطفیل سامی نوازتا ہے مگر اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ میں غلاموں کو کوئی شرف نہیں عطا ہوا اس پر یہ آیۂ کریمہ نازل ہوئی۔
اور ارشاد ہوا کہ ہم اپنے حبیب پر درود بھیج کر تمہیں کفر و معصیت اور نا خدا شناسی کی اندھیریوں سے نور حق و ہدایت اور معرفت الٰہی کی روشنی کی طرف ہدایت فرماتے ہیں اور ہم تو ایمان والوں پر مہربان ہی مہربان ہیں۔
تَحِيَّتُهُمْ يَوْمَ يَلْقَوْنَهٗ سَلٰمٌ وَاَعَدَّ لَهُمْ اَجْرًا كَرِيْمًا۔ ان کی دعا ملنے والے دن سلام ہے اور ان کے لیے عزت کا ثواب تیار کر رکھا ہے۔
ملنے کے دن سے مراد یا یوم انتقال ہے یا قبروں سے نکلنے کا دن یا جنت میں داخل ہونے کا دن،
روایت ہے کہ جب ملک الموت قبض روح مومن کرنے آتے ہیں تو فرماتے ہیں تیرا رب تجھے سلام فرماتا ہے۔
اور یہ بھی روایت ہے کہ مومنین جب قبروں سے نکلیں گے تو ملائکہ ان پر سلام کہیں گے کما قال تعالٰی سَلٰمٌ عَلَيْكُمْ طِبْتُمْ فَادْخُلُوْهَا خٰلِدِيْنَ رحمل۔ خازن)
يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ اِنَّآ اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا وَّمُبَشِّرًا وَّنَذِيْرًا وَّدَاعِيًا اِلَى اللّٰهِ بِاِذْنِهٖ وَسِرَاجًا مُّنِيْرًا
اے غیب کی خبریں دینے والے نبی بے شک ہم نے تمہیں بھیجا شاہد مطلق اور خوشخبری دینے والا اور ڈر سنانے والا اور بلانے والا اللہ کی طرف اس کے حکم سے اور چمکا دینے والا آفتاب۔
شاہد کا ترجمہ گواہ بھی ہے اور شاہد اسی وجہ ہیں گواہ کو کہتے ہیں کہ موقعہ کا مشاہدہ کیے ہوتا ہے۔ تو شاہد کا ترجمہ حاضر و ناظر ہی ہوگا۔

مفردات راغب میں ہے ہمارے اس دعویٰ پر تائید ہے وہ فرماتے ہیں اَلشُّهُوْدُ وَالشَّهَادَةُ الْحُضُوْرُ مَعَ الْمُشَاهَدَةِ اِمَّا بِالْبَصَرِ اَوْبِالْبَصِیْرَةِ شہود اور شہادت کے معنی حاضر ہونا مع ناظر ہونے کے ہیں عام اس سے کہ بصر کے ساتھ ہو یا بصیرت کے ساتھ۔

حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم چونکہ شاہد مطلق ہیں اس لیے اِنَّا اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا تنوین تنکیر کے ساتھ فرمایا یعنی آپ تمام عالم کی طرف مبعوث ہیں کَمَا قَالَ تَعَالٰی وَمَا اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا كَافَّةً لِّلنَّاسِ بَشِیْرًا وَّ نَذِیْرًا۔ توجیہ آپ کی رسالت رسالت عامہ ہے جیسا کہ سورۃ نور کی پہلی آیت میں لِیَكُوْنَ لِلْعٰلَمِیْنَ نَذِیْرًا فرمایا۔

تو حضور پر قیامت تک ہونے والی ہر شے منکشف ہونی لازم ہوئی تاکہ آپ شاہد خلق ہوں اور ایسے شاہد ہوں کہ ہر مشہود کے اعمال وافعال اور احوال تصدیق وتکذیب ہدایت وضلال پر آپ واقف ہوں اور فَكَیْفَ اِذَا جِئْنَا مِنْ كُلِّ اُمَّةٍ بِشَهِیْدٍ وَّجِئْنَا بِكَ عَلٰی هٰۤؤُلَآءِ شَهِیْدًا کے مصداق حضور اور صرف حضور ہوں۔ تفسیر ابوالسعود وجمل میں یہی تصریح ہے۔

اور مُبَشِّرًا میں یہ امر واضح ہوا کہ حضور ایمان والوں کو جنت کی خوشخبری اور وہاں کی عیش وآرام کی تصریح فرمانے والے ہیں۔

وَنَذِیْرًا میں کفار نابکار کو جہنم کا ڈر سنانے والے ہیں اور وہاں کی تکالیف کی وضاحت فرمانیوالے ہیں۔

اور دَاعِیًا اِلَی اللّٰهِ بِاِذْنِهٖ سے اس امر کو واضح فرمایا کہ خلق کو طاعت الٰہی کی دعوت بحکم رب الارباب آپ دینے والے ہیں۔

وَسِرَاجًا مُّنِیْرًا کے لفظی ترجمہ سے چراغ معنی بنتے ہیں لیکن تفسیر القرآن بالقرآن کے ماتحت سراج کے معنی آفتاب ہی صحیح ہیں تَبٰرَكَ الَّذِیْ جَعَلَ فِی السَّمَآءِ بُرُوْجًا وَّجَعَلَ فِیْهَا سِرٰجًا وَّقَمَرًا مُّنِیْرًا۔ اس آیت کریمہ میں سراج آفتاب کو فرمایا اور وَجَعَلْنَا فِیْهَا سِرَاجًا وَّهَّاجًا سورج کے لیے فرمایا بہرحال سراج سے مراد آفتاب ہی ہے سورۃ نوح میں تو صاف وَجَعَلَ الشَّمْسَ سِرَاجًا ہی ارشاد ہے لہٰذا سراجًا منیرًا کے معنی چمکا دینے والا آفتاب حضور کی ذات بابرکات کو اللہ تعالے نے فرمایا اور حضور غوث پاک رضی اللہ عنہ نے بھی اپنے قصیدہ میں فرمایا ؎

اَفَلَتْ شُمُوْسُ الْاَوَّلِیْنَ وَشَمْسُنَا   اَبَدًا عَلٰی اُفُقِ الْعُلٰی لَا تَغْرُبُ

اور شیخ صفی الدین ابن ابی منصور نے شیخ ابوالعباس طنجی کا جو شعر فرمایا اس میں بھی یہی ہے ؎

كَالشَّمْسِ فِیْ كَبِدِ السَّمَآءِ وَضَوْءُهَا   یُغْشِی الْبِلَادَ مَشَارِقًا وَّمَغَارِبًا

اور میرا تو یہ عقیدہ ہے کہ سراج وہاج تو آفتاب عالمتاب کی تعریف میں ارشاد ہوا ہے لیکن نور مجسم تاجدار عرب و عجم رحمت دوعالم صلے اللہ علیہ وسلم تو درحقیقت وہ نور ہیں کہ ایسے ایسے ہزار آفتاب اس نبوت کے نور سے منتیر ہوئے اور اس آفتاب حق نے تو کفر و شرک کے ظلمات شدیدہ کو اپنے نور حقیقت افروز سے مٹا دیا اور خلق میں معرفت توحید الٰہی تک پہنچنے کی راہیں روشن کر دیں اور وادی ضلالت کی تاریک راہوں میں گم ہوتے والوں کو اپنے انوار ہدایت سے راہ پر قائم کر دیا اور اپنے نور نبوت سے ضمائر و بصائر اور قلوب و ارواح کو روشن و منور فرما دیا۔

حقیقت یہ ہے کہ یہ وجود جسے سراج منیر فرمایا وہ وجود ہے جس نے ہزارہا سراج وہاج بنا دیے اس لیے تو آپ کی شان میں ارشاد ہوا تاکہ سمجھنے والا سمجھ لے کہ یہی وہ منور کائنات ہے جس کے نور کی تیزی بارگاہ احدیت کا مشاہدہ کرا سکتی ہے یہی وہ منیر ہے جس کا استنار حقیقت کی حقیقت کو ہم پہ روشن و واضح کرتا ہے چنانچہ انہی کو ارشاد ہوا کہ

وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِيْنَ بِاَنَّ لَهُمْ مِّنَ اللّٰهِ فَضْلًا كَبِيْرًا اے محبوب ایمان والوں کو بشارت دو کہ ان کے لیے اللہ کا بڑا فضل ہے۔

کہ اس نے اس سراج منیر کو اس غیب کی خبریں دینے والے کو اس شاہد کائنات کو اس مبشر اعظم کو اس نذیر عالم کو اس داعی الی اللہ کو اس سراج منیر کو تم پہ مبعوث فرمایا جس کی ادنیٰ صفت یہ ہے جو بوصیری نے کی

كَالزَّهْرِ فِيْ تَرَفٍ وَالْبَدْرِ فِيْ شَرَفٍ وَالْبَحْرِ فِيْ كَرَمٍ وَالدَّهْرِ فِيْ هِمَمٍ

جس کے حضور تمام انبیاء کرام اور بارگاہ قدس کے تمام ملک عظام جھولیاں پھیلائے ہوئے ہیں۔

وَكُلُّهُمْ مِّنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ مُلْتَمِسٌ غَرْفًا مِّنَ الْبَحْرِ اَوْ رَشْفًا مِّنَ الدِّيَمِ

اشعار منقولہ کی شرح ہماری شرح قصیدہ "الطیب الوردہ علی قصیدۃ البردۃ" میں ملاحظہ فرمائیں۔

اب آگے ارشاد ہے۔

وَلَا تُطِعِ الْكَافِرِيْنَ وَالْمُنَافِقِيْنَ وَدَعْ اَذَاهُمْ وَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ وَكَفٰى بِاللّٰهِ وَكِيْلًا۔ اور نہ پیروی کرنا کافروں اور منافقوں کی اور ان کی ایذارسانی سے درگذر فرمائیں اور اللہ پہ بھروسہ رکھیں اور وہ اللہ کافی ہے تمہارا کارساز۔

اس لیے کہ ابھی ہم نے حکم جہاد نافذ نہیں فرمایا تو جب تک حکم جہاد نہ آئے ان کی ایذارسانی سے درگذر فرمائیں پھر جب حکم قتال آجائے اس وقت اس پر عمل فرمائیں۔

یہ حکم دینا نہ دینا حکمت الٰہی کے ماتحت ہے جسے اللہ اور اس کا حبیب جانتا ہے ہمارا کام اتباع اور محض

اتباع ہے۔ اس کے بعد چند احکام خواتین اسلام کے حق میں مومنوں پر نافذ کیے گئے چنانچہ ارشاد ہے۔

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اِذَا نَكَحْتُمُ الْمُؤْمِنٰتِ ثُمَّ طَلَّقْتُمُوْهُنَّ مِنْ قَبْلِ اَنْ تَمَسُّوْهُنَّ فَمَا لَكُمْ عَلَیْهِنَّ مِنْ عِدَّةٍ تَعْتَدُّوْنَهَا فَمَتِّعُوْهُنَّ وَ سَرِّحُوْهُنَّ سَرَاحًا جَمِیْلًا۔ اے ایمان والو جب تم مسلمان عورتوں سے نکاح کرو پھر انہیں بلا خلوت صحیحہ طلاق دو تو تمہارے لیے کچھ عدت نہیں جسے گنو تو انہیں کچھ فائدہ دو اور اچھی طرح حسن سلوک سے چھوڑ دو

تَمَسُّوْهُنَّ کی تفسیر پہلے ہم کر چکے ہیں۔ اس آیۂ کریمہ میں یہ واضح کیا گیا ہے کہ اگر عورت کو قبل قربت و خلوت صحیحہ طلاق دی جائے تو اس پر عدت واجب نہیں۔

خلوت صحیحہ قربت و مجامعت کے حکم میں ہے۔ لہٰذا اگر میاں بیوی تخلیہ میں ایک جگہ ہو گئے تو عدت واجب ہو گئی اگرچہ مباشرت ہو یا نہ ہو۔

دوسرے یہ بھی معلوم ہوا کہ یہ حکم مومنہ کے لیے ہے اور کتابیہ کے لیے بھی تبعًا یہی حکم ہے اور یہ بھی اس حکم سے مستفاد ہوا کہ نکاح مومنہ سے کرنا بہتر ہے اگرچہ کتابیہ سے بھی جائز ہے۔ اور

مَتِّعُوْهُنَّ سَرَاحًا جَمِیْلًا کے تحت یہ تصریح ہے کہ اگر مہر مقرر ہو چکا ہو تو نصف یعنی آدھا مہر قبل خلوت صحیحہ واجب ہے اور اگر مہر کا تعین نہیں ہوا تھا تو ایک جوڑا تین کپڑوں کا دینا واجب ہے۔

اور سَرِّحُوْهُنَّ سے یہ مفہوم ہوا کہ اسے اچھی طرح چھوڑ دو کا یہ مطلب ہے کہ ان کے حقوق ادا کر دو اور انکو کوئی ضرر نہ پہنچاؤ نہ انہیں روکو اس لیے کہ ان پر عدت نہیں ہے۔

پھر حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے لیے خاص احکام نافذ کیے گئے چنانچہ ارشاد ہے۔

یٰۤاَیُّهَا النَّبِیُّ اِنَّاۤ اَحْلَلْنَا لَكَ اَزْوَاجَكَ الّٰتِیْۤ اٰتَیْتَ اُجُوْرَهُنَّ وَ مَا مَلَكَتْ یَمِیْنُكَ مِمَّاۤ اَفَآءَ اللّٰهُ عَلَیْكَ وَ بَنٰتِ عَمِّكَ وَ بَنٰتِ عَمّٰتِكَ وَ بَنٰتِ خَالِكَ وَ بَنٰتِ خٰلٰتِكَ الّٰتِیْ هَاجَرْنَ مَعَكَ۔ اے غیب بتانے والے نبی ہم نے حلال فرمائیں تمہارے لیے تمہاری وہ بیویاں جن کو تم مہر دو اور تمہاری چلو کہ کنیزیں جو اللہ نے تمہیں غنیمت میں دیں اور تمہارے چچا کی بیٹیاں اور پھوپھیوں کی بیٹیاں اور ماموں کی بیٹیاں اور خالاؤں کی بیٹیاں جنہوں نے تمہارے ساتھ ہجرت کی۔

اٰتَیْتَ اُجُوْرَهُنَّ سے ثابت ہوا کہ مہر کی تعجیل اور عقد میں تعین افضل ہے۔

اور یہ کہ مہر شرط حلت ہو ایسا نہیں۔ اسی وجہ میں مہر کو معجل طریقہ پر دینا یا مہر معجل مقرر کرنا افضل اور اولیٰ ہے واجب نہیں کما فی تفسیر احمدی ملا جیون علیہ الرحمۃ۔

اور مَا مَلَكَتْ یَمِیْنُكَ سے یہاں مراد حضرت صفیہ اور حضرت جویریہ ہیں جنہیں حضور نے آزاد فرما کر

ان سے نکاح کر لیا۔ یہاں ازواج منکوحہ اور کنیزکوں کا علیحدہ علیحدہ حکم ہے اس کی تفصیل یہ ہے کہ جہاد میں غنائم جو آئیں ان میں کنیزیں مملوک بملک یمین ہوتی ہیں خواہ وہ خریدی جائیں یا ہبہ کے طور پر آئیں یا وراثت میں ملیں یا وصیت سے حاصل ہوں سب حلال ہیں۔

یہاں ان کا تذکرہ فضیلت کے لیے ہے۔ ایسے ہی ہَاجَرْنَ مَعَكَ بھی بطور فضیلت بیان کیا گیا اس لیے کہ ہجرت کے علاوہ بھی جو مملوکات ہیں وہ بھی حلال ہیں۔

اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ یہ حکم حضور کے لیے خاص ہو اور وہ حلت اس قید کے ساتھ ہو کہ وہ ہجرت کرنے والیاں ہوں حضور کی معیت میں جیسے حضرت ام ہانی بنت ابوطالب تھیں۔

اور بنات عم چچا کی لڑکی بنات عمات پھوپھیوں کی لڑکیاں و بنات خال ماموں کی بیٹیاں بنات خالات خالاؤں کی اولاد تو عموماً شریعت مطہرہ میں حلال ہیں یعنی ان سے نکاح جائز ہے ہَاجَرْنَ مَعَكَ کی تصریح برائے فضیلت ہے۔ آگے ارشاد ہے۔

وَامْرَاَةً مُّؤْمِنَةً اِنْ وَّهَبَتْ نَفْسَهَا لِلنَّبِيِّ اِنْ اَرَادَ النَّبِيُّ اَنْ يَّسْتَنْكِحَهَا خَالِصَةً لَّكَ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِيْنَ - اور ہر ایمان والی خاتون اگر وہ اپنے کو نبی کی نذر کرے اگر نبی اسے نکاح میں لانا چاہیں حلال ہے یہ خاص آپ کے لیے ہے امت کے لیے نہیں۔

اس کا یہ مطلب ہے کہ اللہ تعالے نے حضور کے لیے اس مومنہ عورت کو بھی حلال فرمایا جو بغیر مہر اور بغیر شروط نکاح اپنے کو حضور کی خدمت میں ہبہ کرے اور حضور اسے نکاح میں لانا منظور فرمائیں۔

سید المفسرین ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ اس میں آئندہ کے حکم کا بیان ہے اس لیے کہ وقت نزول آیت حضور کی ازواج میں سے کوئی بھی ایسی نہ تھیں جو ہبہ کے ذریعہ سے مشرف بہ زوجیت ہوئی ہوں اور جن مومنہ عورتوں نے اپنے کو حضور سید عالم صلے اللہ علیہ وسلم کی نذر کر دیا وہ حضرت میمونہ بنت حارث اور حضرت خولہ بنت حکیم اور حضرت ام شریک اور حضرت زینب بنت خزیمہ ہیں۔ (تفسیر احمدی)

اور اس قسم کا نکاح بے مہر خاص حضور کے لیے جائز ہے امت کے لیے نہیں۔ امت پہ بہر حال مہر واجب ہے خواہ وہ مہر معین نہ کریں یا قصداً مہر کی نفی کر دیں۔

قَدْ عَلِمْنَا مَا فَرَضْنَا عَلَيْهِمْ فِيْٓ اَزْوَاجِهِمْ وَمَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُمْ لِكَيْلَا يَكُوْنَ عَلَيْكَ حَرَجٌ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا۔ ہمیں معلوم ہے جو ہم نے مسلمانوں پر فرض کیا ہے ان کی بیویوں اور ان کی مملوکہ کنیزوں میں تاکہ نہ ہو تم پر کوئی تنگی اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

یعنی بیویوں کے حق میں جو کچھ مقرر فرمایا ہے مہر اور گواہ اور باریاں یہ سب واجب ہیں اور چار تک

عورتوں تک نکاح کرنا جائز ہے۔
اس سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک شرعًا مہر کی مقدار مقرر ہے اور وہ دس درہم ہیں جس سے کم کرنا ممنوع ہے

نوٹ

درہم ساڑھے تین ماشہ چاندی کا ہوتا ہے تو ۳۵ ماشہ چاندی مہر میں لازمی ہے اس سے کم کرنا جائز نہیں اور زیادہ جتنا چاہے بتراضی طرفین جائز ہے جیسا کہ احادیث میں ہے۔
لِکَیْلَا یَکُوْنَ عَلَیْکَ حَرَجٌ۔ اور وہ خصوصیت جو حضور کی ہے وہ صرف حضور تک ہی محدود ہے اور وہ یہ کہ محض ہبہ سے بغیر مہر حلال ہیں۔ دوسروں کے لیے نہیں۔
تُرْجِیْ مَنْ تَشَآءُ مِنْهُنَّ وَتُـْٔوِیْٓ اِلَیْكَ مَنْ تَشَآءُ وَمَنِ ابْتَغَیْتَ مِمَّنْ عَزَلْتَ فَلَا جُنَاحَ عَلَیْكَ ذٰلِكَ اَدْنٰٓى اَنْ تَقَرَّ اَعْیُنُهُنَّ وَلَا یَحْزَنَّ وَیَرْضَیْنَ بِمَآ اٰتَیْتَهُنَّ كُلُّهُنَّ وَاللّٰهُ یَعْلَمُ مَا فِیْ قُلُوْبِكُمْ وَكَانَ اللّٰهُ عَلِیْمًا حَلِیْمًا ۔ پیچھے ہٹاؤ ان میں سے جسے چاہو اور اپنے پاس جگہ دو جسے چاہو اور جسے تم نے کنارے کر دیا تھا اسے تمہارا جی چاہے تو اس میں بھی تم پر کچھ گناہ نہیں یہ حکم اس لیے نزدیک تر ہے کہ ان کی آنکھیں ٹھنڈی ہوں اور غم نہ کریں اور تم انہیں جو کچھ عطا فرماؤ اس پر وہ سب راضی رہیں اور اللہ جانتا ہے جو تم سب کے دلوں میں ہے اور اللہ علم و حلم والا ہے۔
تُرْجِیْ۔ اِرْجَاء سے ماخوذ ہے اور ارجاء کہتے ہیں موخر کرنے کو یعنی پیچھے ہٹانے کو۔ یہاں ترجی سے مراد مضاجعت ترک کرنا ہے یعنی ہمبستری میں کسی کو علیحدہ کر دینا۔
وَتُـْٔوِیْٓ اِلَیْكَ۔ تُؤْوِیْ مشتق ہے اَیْوَاء سے اور ایواء کہتے ہیں جگہ دینے کو
وَمَنِ ابْتَغَیْتَ مِمَّنْ عَزَلْتَ۔ اِبْتَغَیْتَ کے یہاں معنی طَلَبْتَ کے ہیں اور عَزَلْتَ کے معنی تَرَکْتَ ہیں۔ خلاصہ تفسیر آیت یہ ہوا کہ اے محبوب آپ کو اختیار دیا گیا ہے کہ جس بیوی کو چاہیں پاس رکھیں اور ازواج میں باری مقرر کریں یا نہ کریں۔
لیکن باوجود اس کے حضور ہمیشہ ازواج مطہرات کے ساتھ عدل فرماتے اور سب کی باریاں برابر رکھتے سوا حضرت سودہ رضی اللہ عنہا کے کہ آپ نے اپنی باری کا دن حضرت ام المومنین صدیقہ رضی اللہ عنہا کو دے دیا تھا اور بارگاہ رسالت میں عرض کر دیا تھا کہ میرے لیے یہی کافی ہے کہ میرا حشر امہات المؤمنین میں ہو۔
چنانچہ حضرت صدیقہ فرماتی ہیں کہ یہ آیت ان خواتین کے حق میں نازل ہوئی جنہوں نے اپنے کو حضور

کے سپرد کر دیا تھا اور منجانب اللہ حضور کو مختار کیا گیا کہ ان میں سے جسے چاہیے حضور قبول فرمائیں تزویج کریں اور جس سے چاہیں انکار فرمادیں۔

وَمَنِ ابْتَغَيْتَ مِمَّنْ عَزَلْتَ کے یہ معنی ہیں کہ جسے حضور ازواج میں سے معزول یا ساقط القسم کردیں اسے جب چاہیں اپنے پاس بلالیں اور اسے نوازیں اس میں حضور مختار ہیں۔

اور وَاللّٰهُ يَعْلَمُ مَا فِي قُلُوبِكُمْ۔ کا یہ مفہوم ہے کہ جب وہ یہ جان لیں گی کہ یہ تفویض اور اختیار آپ کو منجانب اللہ عطا ہوا ہے جو اِنْ كُنْتُنَّ تُرِدْنَ اللّٰهَ اور اِنْ كُنْتُنَّ تُرِدْنَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا میں ہے۔ تو ان کے دل مطمئن ہو جائیں گے یا یہ معنی ہیں کہ عزل و نصب کا ازواج میں جو اختیار حضور کو ملا ہے وہ من جانب اللہ ملا ہے۔

اس کے بعد ازواج مطہرات کے حق میں ان کے اس ایثار کے بعد یہ حکم نازل ہوا اور نصاب نو کے اندر ختم فرمادیا چنانچہ ارشاد ہے

لَا يَحِلُّ لَكَ النِّسَآءُ مِنْ بَعْدُ وَلَآ اَنْ تَبَدَّلَ بِهِنَّ مِنْ اَزْوَاجٍ وَّلَوْ اَعْجَبَكَ حُسْنُهُنَّ اِلَّا مَا مَلَكَتْ يَمِيْنُكَ وَكَانَ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ رَّقِيْبًا۔ ان کے بعد اور عورتیں تمہیں حلال نہیں اور نہ یہ کہ ان کے عوض اور بیویاں بدلو اگرچہ تمہیں ان کا حسن پسند آئے مگر کنیز جو آپ کی مملوک ہو اور اللہ ہر چیز پر نگہبان ہے۔

بعد ان نو بیویوں کے جن کے اسماء گرامی ہم پہلے لکھ چکے ہیں جو حضور کے نکاح میں تھیں جنہوں نے اللہ اور اس کے رسول کو اختیار کر لیا تھا اور تارک دنیا ہو گئی تھیں۔

اس کے علاوہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے لیے ازواج کا نصاب نو تک رکھ دیا گیا جیسے امت کے لیے چار کا نصاب ہے۔

اور وَلَآ اَنْ تَبَدَّلَ بِهِنَّ مِنْ اَزْوَاجٍ۔ کے یہ معنی ہیں کہ انہیں طلاق دے کر ان کی جگہ دوسری عورتوں سے نکاح بھی ممنوع فرمادیا، یہ احترام تھا ازواج مطہرات کا۔ اس لیے کہ جب حضور نے بحکم الٰہی انہیں اختیار دیا تھا کہ اللہ و رسول اور یوم آخرت قبول کرو یا دنیا لے لو۔ تو انہوں نے بہ طیب خاطر ترک دنیا کر کے اللہ رسول اور دار آخرت قبول کیا تھا اس پر ان کا یہ احترام ہوا کہ حضور کو ان کے علاوہ اور رشتہ کی بھی ممانعت ہو گئی اور حضور نے بھی انہیں نو پر قناعت فرمائی اور آخر تک یہی نو بیویاں رہیں۔

حضرت صدیقہ اور ام سلمہ فرماتی ہیں کہ آخر میں حضور کے لیے حلال کر دیا گیا تھا کہ جتنی عورتیں چاہیں ان سے نکاح فرمالیں۔ اس روایت کے لحاظ سے یہ آیۂ کریمہ منسوخ الحکم ہے اور اس کی ناسخ وہی آیت ہے اِنَّآ اَحْلَلْنَا لَكَ اَزْوَاجَكَ الّٰتِيْۤ الخ

اور مملوکہ کی حلت اس آیۂ کریمہ میں بھی موجود ہے۔
چنانچہ حضرت ماریہ قبطیہ حضور کی ملک میں آئیں اور ان سے حضور کے فرزند حضرت ابراہیم علیہ السلام کی ولادت ہوئی جنہوں نے طفولیت میں ہی وفات پائی۔
اور وَکَانَ اللّٰہُ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ رَّقِیْبًا۔ فرما کر اس امر کی وضاحت فرمائی کہ نگہبانی سب کی ہمارے ہی ہاتھ میں ہے۔

مختصر تفسیر اُردو چھٹا رکوع سورۃ احزاب پ۲۲

یَا اَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اذْکُرُوا اللّٰہَ ذِکْرًا کَثِیْرًا وَسَبِّحُوْهُ بُکْرَةً وَّاَصِیْلًا۔ اے ایمان والو اللہ کی یاد بہت کرو اور اس کی تسبیح صبح و شام کرو۔
آلوسی فرماتے ہیں بِمَا هُوَ جَلَّ وَعَلَا اَهْلُهٗ مِنَ التَّهْلِیْلِ وَالتَّحْمِیْدِ وَالتَّمْجِیْدِ وَالتَّقْدِیْسِ اس شان سے اس کی یاد کرو جس شان کا وہ اہل ہے تہلیل و تحمید و تمجید و تقدیس میں۔
ذِکْرًا کَثِیْرًا۔ یَعُمُّ اَغْلَبَ الْاَوْقَاتِ وَالْاَحْوَالِ ہر وقت اور ہر حال میں اس کا ذکر کرو۔
چنانچہ ابن عباس فرماتے ہیں اَلذِّکْرُ الْکَثِیْرُ اَنْ لَّا یَنْسٰی جَلَّ شَانُهٗ۔ ذکر کثیر سے یہ مراد ہے کہ اپنے رب کو کسی حال میں نہ بھولے۔
اور ایک قول یہ ہے کہ اسماء حسنیٰ کے ساتھ اس کی یاد کرے اور جو امور اس کے لائق نہیں ان سے اسے منزہ جانے۔
مقاتل کہتے ہیں ذکر سے مراد یہ ہے کہ ہر وقت کہتا رہے سُبْحَانَ اللّٰہِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ وَلَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ۔ مَنْ قَالَ ذٰلِکَ ثَلَاثِیْنَ مَرَّةً فَقَدْ ذَکَرَ اللّٰہَ تَعَالٰی ذِکْرًا کَثِیْرًا۔ جو تیس بار یہ پڑھے وہ ذکر کثیر کرنے والوں میں ہے۔
اور مجمع البیان میں واحدی سے بسند ضحاک بن مزاحم ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے قَالَ جَاءَ جِبْرِیْلُ عَلَیْهِ السَّلَامُ اِلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ یَا مُحَمَّدُ قُلْ سُبْحَانَ اللّٰہِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ وَلَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ عَدَدَ مَا عَلِمَ وَزِنَةَ مَا عَلِمَ وَمِلْءَ مَا عَلِمَ۔
فَاِنَّهٗ مَنْ قَالَهَا کُتِبَ لَهٗ سِتُّ خِصَالٍ۔

كُتِبَ مِنَ الذَّاكِرِيْنَ اللّٰهَ تَعَالٰى كَثِيْرًا۔ وَكَانَ اَفْضَلُ مِنْ ذِكْرِهٖ بِاللَّيْلِ وَالنَّهَارِ وَكَانَ لَهٗ غَرْسًا فِي الْجَنَّةِ۔ وَتَحَاتَتْ عَنْهُ خَطَايَاهُ كَمَا تَحَاتَتْ وَرَقُ الشَّجَرِ الْيَابِسَةِ۔ وَيَنْظُرُ اللّٰهُ تَعَالٰى اِلَيْهِ وَمَنْ نَظَرَ اللّٰهُ تَعَالٰى اِلَيْهِ لَمْ يُعَذِّبْهُ۔ كَذَا اَرَاَيْتُهٗ فِيْ مُدَوَّنَةٍ فَلَا تَغْفُلْ۔

فرماتے ہیں حضرت روح الامین حضور سید عالم صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا آپ فرمائیں سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ عَدَدَ مَا عَلِمَ وَزِنَةَ مَا عَلِمَ وَمِلْءَ مَا عَلِمَ۔

جو یہ پڑھے گا اسے چند خصلتیں عطا ہوں گی

(۱) اللہ کے بہت ذکر کرنے والوں میں اس کا نام لکھا جائے گا۔

(۲) اور وہ رات دن کے ذاکروں سے افضل ہو۔

(۳) اور اس کے ذکر کا جنت میں ایک پودا اگایا جائے۔

(۴) اور اس کی تمام خطائیں گر جائیں جیسے سوکھے درخت کے پتے گرتے ہیں۔

(۵) اور اللہ اس کی طرف بہ نظر رحمت دیکھے۔

(۶) اور جس کی طرف اللہ بہ نظر رحمت دیکھ لے وہ عذاب سے محفوظ رہے۔

وَسَبِّحُوْهُ بُكْرَةً وَّاَصِيْلًا۔ اور اس کی تسبیح و تنزیہ صبح و شام کرو۔ یعنی اول نہار سے آخر نہار تک

آلوسی فرماتے ہیں فَضْلُهُمَا عَلٰى سَائِرِ الْاَوْقَاتِ لِكَوْنِهِمَا تَحْضُرُهُمَا مَلَائِكَةُ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ

یہ صبح و شام کی تسبیح کی تخصیص محض اس لیے ہے کہ ان دونوں وقتوں میں ملائکہ لیل و نہار موجود ہوتے ہیں

اور ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں اِنَّ الْمُرَادَ بِالتَّسْبِيْحِ الصَّلٰوةُ اَيْ بِاِطْلَاقِ الْجُزْءِ عَلَى الْكُلِّ وَالتَّسْبِيْحِ بُكْرَةً وَّاَصِيْلًا صَلٰوةُ الْفَجْرِ وَالْعِشَاءِ۔ تسبیح سے مراد نماز ہے یہاں جزء کا اطلاق کل پر کیا گیا ہے اور صبح کی تسبیح سے مراد فجر کی نماز ہے اور شام کی تسبیح سے مراد عشاء ہے۔

اور قتادہ کہتے ہیں کہ ابن عباس کے قول میں دو وقت جو رکھے ہیں اس سے نماز صبح اور نماز عصر مراد ہے

بعض نے کہا صبح و شام کی نماز کہہ کر تمام نمازیں مراد لی گئی ہیں۔

نماز فجر نماز عصر یا فجر اور عشاء یہ نمازیں اور نمازوں سے افضل ہیں اور طاعت بدنیہ میں یہ خاص ہیں

آگے ارشاد ہے۔

هُوَ الَّذِيْ يُصَلِّيْ عَلَيْكُمْ وَمَلٰٓئِكَتُهٗ۔ وہی ہے جو درود بھیجتا ہے تم پر اور اس کے ملائکہ۔

حضرت ابن عباس فرماتے ہیں یہ درود اللہ تعالے کی طرف سے بمعنی رحمت ہے اور ملائکہ کی طرف

بخشش طلب کرنا اور مؤمنین جن و انس کی طرف سے دعا کرنا ہے۔

وَكَانَ بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَحِيْمًا سے اس امر کی طرف دلالت ہے کہ اِنَّ الْمُرَادَ بِالصَّلٰوةِ الرَّحْمَةُ۔ کہ صلوٰۃ سے مراد رحمت ہے۔

آیۂ کریمہ کا شانِ نزول یہ ہے۔ مَا اَخْرَجَهُ عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ وَابْنُ الْمُنْذِرِ قَالَ لَمَّا نَزَلَتْ اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ قَالَ اَبُوْبَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ مَا اَنْزَلَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْكَ خَيْرًا اِلَّا اَشْرَكَنَا فِيْهِ فَنَزَلَتْ هُوَ الَّذِيْ يُصَلِّيْ عَلَيْكُمْ وَمَلٰٓئِكَتُهٗ۔ جب آیۂ کریمہ اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ نازل ہوئی تو صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا حضور حبیب اللہ تعالےٰ نے آپ پر کوئی فضیلت نازل کی تو ہمیں اس میں شریک فرمایا لیکن اس آیت کریمہ میں ہمیں شریک نہیں کیا گیا تو اللہ تعالےٰ نے یہ آیت کریمہ نازل فرمائی هُوَ الَّذِيْ يُصَلِّيْ عَلَيْكُمْ وَمَلٰٓئِكَتُهٗ۔

لِيُخْرِجَكُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ۔ تاکہ تمہیں نکالے ظلمات سے نور کی طرف۔

یعنی ظلمات کفر و معاصی سے نور ایمان وطاعت کی طرف۔

وَقَالَ الطَّبْرَسِيُّ۔ مِنَ الْجَهْلِ بِاللّٰهِ اِلٰى مَعْرِفَتِهٖ عَزَّ وَجَلَّ فَاِنَّ الْجَهْلَ اَشْبَهُ شَيْءٍ بِالظُّلْمَةِ وَالْمَعْرِفَةَ اَشْبَهُ شَيْءٍ بِالنُّوْرِ۔ طبرسی کہتے ہیں يُخْرِجُكُمْ سے مراد جہل سے نکالنا ہے معرفت الٰہی کی طرف اس لیے کہ جہل زیادہ تر مشابہ ہے ظلمت سے اور معرفت اشبہ ہے نور کے ساتھ۔

وَقَالَ ابْنُ زَيْدٍ اَيْ مِنَ الضَّلٰلَةِ اِلَى الْهُدٰى۔ ابن زید کہتے ہیں اس سے مراد گمراہی سے نکال کر ہدایت کی طرف لانا ہے۔

وَقَالَ مُقَاتِلٌ مِنَ الْكُفْرِ اِلَى الْاِيْمَانِ۔ مقاتل کہتے ہیں کفر سے نکال کر ایمان کی طرف مراد ہے۔

وَقِيْلَ مِنَ النَّارِ اِلَى الْجَنَّةِ۔ ایک قول ہے کہ جہنم سے جنت کی طرف لے جانا مراد ہے۔

وَكَانَ بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَحِيْمًا۔ اور اللہ ایمان والوں پر مہربان ہے۔

يَعْنِيْ كَانَ سُبْحَانَهٗ بِكَافَّةِ الْمُؤْمِنِيْنَ الَّذِيْنَ اَنْتُمْ مِّنْ زُمْرَتِهِمْ كَامِلُ الرَّحْمَةِ۔ اللہ تعالےٰ تمام مومنین پر جو ایمان والوں کے زمرہ میں ہیں کامل الرحمۃ ہے۔

تَحِيَّتُهُمْ يَوْمَ يَلْقَوْنَهٗ سَلٰمٌ وَّاَعَدَّ لَهُمْ اَجْرًا كَرِيْمًا۔ ان کے لیے اکرام ہے جس دن وہ خدا سے ملیں گے سلام کا۔ اور ان کے لیے عزت والا اجر ہے۔

تحیۃ۔ مصدر ہے جو مضاف ہے مفعول کی طرف۔ تو اس کے معنی ہوئے مَا يُحَيَّوْنَ بِهٖ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ یعنی وہ اکرام جس سے تمہاری زندگی تازہ ہو بروز قیامت۔

تحیہ۔ محاورہ میں حَیَّاکَ اللّٰہُ کے معنی و تبات ہے جس کے معنی ہوتے ہیں اللہ تجھے عمر دے، جیسے اردو میں عمرت دراز باد " فارسی کا مقولہ بول دیتے ہیں یا عمر دراز ہو کہہ دیتے ہیں۔
پھر ہر دعائیہ جملہ تحیۃ کہلانے لگا۔

آلوسی کہتے ہیں رُوِیَ اَنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی یَقُوْلُ سَلَامٌ عَلَیْکُمْ عِبَادِیْ اَنَا عَنْکُمْ رَاضٍ فَھَلْ اَنْتُمْ عَنِّیْ رَاضُوْنَ فَیَقُوْلُوْنَ بِاَجْمَعِہِمْ یَا رَبَّنَا رَاضُوْنَ کُلَّ الرِّضَا۔ روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں میرے بندوں تم پر سلام ہو تم سے ہم راضی ہیں تو کیا تم بھی ہم سے راضی ہو تو سب عرض کریں اے ہمارے رب ہم راضی ہیں پوری رضا کے ساتھ۔

اور ایک روایت میں ہے اِنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی یَقُوْلُ اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ مَرْحَبًا بِعِبَادِی الْمُؤْمِنِیْنَ الَّذِیْنَ اَرْضَوْنِیْ فِیْ دَارِ الدُّنْیَا بِاتِّبَاعِ اَمْرِیْ۔ اللہ تعالیٰ فرماتے السلام علیکم مبارک ہو میرے ان بندوں کو جنہوں نے مجھے دنیا میں راضی رکھا اور میرے حکم کا اتباع کیا۔

ایک قول یہ بھی ہے تَحِیَّتُہُمُ الْمَلٰئِکَۃُ عَلَیْہِمُ السَّلَامُ بِذٰلِکَ اِذَا دَخَلُوا الْجَنَّۃَ کَمَا قَالَ تَعَالٰی وَالْمَلٰئِکَۃُ یَدْخُلُوْنَ مِنْ کُلِّ بَابٍ سَلَامٌ عَلَیْکُمْ۔ کہ ملائکہ کی طرف سے مومنین پر تحیہ سلام کے ساتھ ہو جب وہ جنت میں داخل ہوں جیسا کلام پاک میں ارشاد ہے کہ ملائکہ اہل جنت پر دروازے سے داخل ہوں اور سلام علیکم کہیں۔

اور ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے ہے اِنَّہٗ قَالَ اِذَا جَآءَ مَلَکُ الْمَوْتِ لِقَبْضِ رُوْحِ الْمُؤْمِنِ قَالَ رَبُّکَ یُقْرِئُکَ السَّلَامَ۔ جب ملک الموت مومن کی روح قبض کرنے آئیں تو کہیں تیرے رب نے تجھے سلام فرمایا ہے۔

راغب کہتے ہیں یَوْمَ یَلْقَوْنَہٗ سے مراد ملاقات الٰہی ہے بروز قیامت۔

طبرسی کہتے ہیں وہ ملاقات اجر ہے من جانب اللہ۔

قتادہ کہتے ہیں اِنَّہُمْ یَوْمَ دُخُوْلِہِمُ الْجَنَّۃَ یُحَیِّیْ بَعْضُہُمْ بَعْضًا بِالسَّلَامِ اَیْ سَلِمْنَا وَسَلِمْتَ مِنْ کُلِّ مَخُوْفٍ۔ یہ تحیہ جنت میں داخل ہونے کے دن ہو گی جب جنتی آپس میں سلام سلام کہیں جس کے معنے یہ ہوں گے کہ ہم بھی سلامت رہے اور تم بھی ہر خوف سے سلامتی میں رہے۔

وَاَعَدَّ لَہُمْ اَجْرًا کَرِیْمًا اور تیار ہے ان کے لیے بھاری اجر۔

اَیْ ہَیَّأَ لَہُمْ عَزَّوَجَلَّ ثَوَابًا حَسَنًا۔

یَا اَیُّہَا النَّبِیُّ اِنَّا اَرْسَلْنٰکَ شَاہِدًا اے غیب بتانے والے نبی بیشک ہم نے بھیجا تمہیں شاہد

آیہ کریمہ پر روح المعانی میں ہے۔ عَلٰی مَنْ بُعِثْتَ تُرَاقِبُ اَحْوَالَہُمْ وَتُشَاهِدُ اَعْمَالَہُمْ وَتَتَحَمَّلُ عَنْہُمُ الشَّہَادَۃَ بِمَا صَدَرَ عَنْہُمْ مِنَ التَّصْدِیْقِ وَالتَّکْذِیْبِ وَسَائِرِ مَا ہُمْ عَلَیْہِ مِنَ الْہُدٰی وَالضَّلَالِ وَتُؤَدِّیْہَا یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ اَدَاءً مَقْبُوْلًا فِیْمَا لَہُمْ وَمَا عَلَیْہِمْ وَہُوَ حَالٌ مُقَدَّرَۃٌ وَاِنِ اعْتُبِرَ الْاِرْسَالُ اَمْرًا مُمْتَدًّا اِلٰی اِعْتِبَارِ التَّحَمُّلِ وَالْاَدَاءِ فِی الشَّہَادَۃِ۔

یعنی حضور کی ذات مقدس کی بعثت ان کے احوال پر عبور رکھنے اور ان کے اعمال کے مشاہدہ کے لیے کی گئی اور آپ کی ذات ان کی گواہی پر متحمل ہے جو ان سے تصدیق و تکذیب کا صدور ہوا اور جس طرح وہ ہدایت و ضلال پر ہیں ان کی حالت پر بروز قیامت حضور شہادت دیں گے۔

چنانچہ حضرت ابوبکر اور انس اور حذیفہ اور سمرہ اور ابوالدرداء سے مروی ہے کہ حضور نے فرمایا لَیَرِدَنَّ عَلَیَّ نَاسٌ مِنْ اَصْحَابِی الْحَوْضَ حَتّٰی اِذَا رَاَیْتُہُمْ وَعَرَفْتُہُمْ اُخْتُلِجُوْا دُوْنِیْ فَاَقُوْلُ یَا رَبِّ اُصَیْحَابِیْ اُصَیْحَابِیْ فَیُقَالُ لِیْ اِنَّکَ لَا تَدْرِیْ مَا اَحْدَثُوْا بَعْدَکَ۔ ایک جماعت حوض پر گذرے حتی کہ جب میں انہیں دیکھوں اور پہچان لوں تو مجھ سے علیحدہ کیے جائیں تو میں عرض کروں اے میرے رب یہ میرے لوگ ہیں تو مجھ سے کہا جائے حضور آپ کو معلوم نہیں کہ انہوں نے آپ کے بعد کیا کیا۔

اس سے بعض حضور کا عدم مشاہدہ ثابت کرتے ہیں۔ مگر یہ نہیں سمجھتے کہ جس ہستی کو قیام قیامت سے قبل یہ علم ہے کہ فرشتے یہ کہیں گے اور ہم یہ فرمائیں گے انہیں اس چیز کا علم کیوں نہ ہو جو بعد میں امت کی طرف سے حدوث میں آئے۔

مگر بعض مسلمان اس قسم کی تنقیص شان کو اپنے ایمان کی جلا کا موجب جانتے ہیں واللہ الہادی۔

چنانچہ آلوسی کہتے ہیں نَعَمْ قَدْ یُقَالُ اَنَّہٗ عَلَیْہِ السَّلَامُ یَعْلَمُ بِطَاعَاتٍ وَمَعَاصِیْ تَقَعُ بَعْدَہٗ مِنْ اُمَّتِہٖ لٰکِنْ لَا یَعْلَمُ اَعْیَانَ الطَّائِعِیْنَ وَالْعَاصِیْنَ۔ ہاں یہ بھی کہا جاتا ہے کہ حضور علیہ السلام ان طاعات و معاصی کا علم رکھتے ہیں جو آپ کی امت سے آپ کی وفات کے بعد واقع ہوئے لیکن فرمانبرداروں اور نافرمانوں کو نہیں جانتے۔

لیکن یہ عقیدہ بھی اہلسنت وجماعت کا ہے۔

اِنَّہٗ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ حَیٌّ بِرُوْحِہٖ وَجَسَدِہٖ یَسِیْرُ حَیْثُ شَاءَ فِیْ اَقْطَارِ الْاَرْضِ وَالْمَلَکُوْتِ تَنْبَنِیْ عَلٰی مَا عَلِمْتَ حَیَاتَہٗ۔ کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم روح وجسم کے ساتھ زندہ ہیں اور مجاز ہیں جہاں چاہیں جیسے چاہیں جب چاہیں اقطار ارض و ملکوت کی سیر فرمائیں تو اس پر مبنی ہے کہ حضور سب کے حال سے ان کے اعمال سے بھی واقف ہیں۔

وَاَشَارَ بَعْضُ سَادَاتِ الصُّوْفِيَّۃِ اِلٰی اَنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی قَدْ اَطْلَعَہٗ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَلٰی اَعْمَالِ الْعِبَادِ فَنَظَرَ اِلَیْہَا وَلِذٰلِکَ اُطْلِقَ عَلَیْہِ عَلَیْہِ السَّلَامُ شَاھِدًا۔ اور بعض سادات صوفیہ نے اس امر کی طرف اشارہ فرمایا کہ اللہ تعالےٰ نے حضور کو اعمال عباد پر مطلع فرمایا اور حضور نے ان کا معائنہ کیا اسی بنا پر حضور کو شاہد فرمایا گیا۔

اور مولانا جلال الدین رومی رحمہ اللہ نے بھی اپنی مثنوی میں فرمایا۔

در نظر بودش مقامات العباد ۔۔۔ زاں سبب نامش خدا شاہد نہاد

وَقِیْلَ الْمُرَادُ شَاھِدًا عَلٰی جَمِیْعِ الْاُمَمِ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ بِاَنَّ اَنْبِیَآءَھُمْ قَدْ بَلَّغُوْھُمُ الرِّسَالَۃَ وَدَعَوْھُمْ اِلَی اللّٰہِ وَشَھَادَتُہٗ بِذٰلِکَ بِمَا عَلِمَہٗ مِنْ کِتَابِہِ الْمَجِیْدِ۔ ایک قول ہے کہ شاہدًا سے مراد یہ ہے کہ آپ تمام امم پر بروز قیامت اس امر کے شاہد ہوں گے کہ انبیاء کرام نے تبلیغ رسالت فرمائی اور انہیں توحید الٰہی کی طرف بلایا اور یہ شہادت حضور کی قرآن کریم کے ذریعہ ہوگی۔

بعض نے کہا شہادت حضور کی کلمۂ شہادت ہے۔

بہرحال اِنَّآ اَرْسَلْنٰکَ شَاھِدًا حضور کے منصب جلیل کے لیے بنص صریح قرآن کریم میں ہے اب اس کے معنی تاویلی کیے جائیں یا حقیقی معنی کی طرف رجوع ہوں۔

معنی حقیقی جو نص سے ثابت ہیں وہ یہی ہیں کہ حضور شاہد مطلق ہیں اور شاہد وہی ہے جو مشاہدہ کرکے شہادت دے اب وہ مشاہدہ کسی صورت میں ہو حضور کے لیے ثابت ہے اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام شاہد علی الاطلاق ہیں۔

وَمُبَشِّرًا وَّنَذِیْرًا وَّدَاعِیًا اِلَی اللّٰہِ بِاِذْنِہٖ وَسِرَاجًا مُّنِیْرًا۔ اور بشارت دینے والا مومنین کو اور ڈر سنانے والا کفار و مشرکین و منافقین کو اور اللہ کی طرف بلانے والا اس کے حکم سے اور چمکا دینے والا آفتاب۔

آلوسی فرماتے ہیں۔ وَمُبَشِّرًا ۔ تُبَشِّرُ الطَّائِعِیْنَ بِالْجَنَّۃِ ۔ بشارت جنت کی دینے والے اپنے اتباع کرنے والوں کو

وَنَذِیْرًا ۔ تُنْذِرُ الْکَافِرِیْنَ وَالْعَاصِیْنَ بِالنَّارِ۔ ڈر سنانے والے کافروں اور عاصیوں کو جہنم کا۔

وَدَاعِیًا اِلَی اللّٰہِ بِاِذْنِہٖ ۔ اور بلانے والے اللہ کے اقرار کی طرف اس کی وحدانیت کی طرف اس کے حکم سے اور تمام ان احکام کی طرف دعوت دینے والے جو ایمان لانے کے بعد اس پر واجب ہوتے ہیں۔

وَسِرَاجًا مُّنِیْرًا ۔ یَسْتَضِیْئُ بِہِ الضَّالُّوْنَ فِیْ ظُلُمَاتِ الْجَھْلِ وَالْغَوَایَۃِ وَیَقْتَبِسُ مِنْ نُوْرِہٖ

اَنْوَکَ الْمُهْتَدِیْنَ اِلٰی مَنَاہِجِ الرُّشْدِ وَاَکْبُهٰذَا اٰیۃً۔ یعنی الیسا روشن آفتاب جو گمراہوں کو ظلمات جہل وگمراہی سے روشنیٔ ایمان کی طرف لانے والا ہے اور اس نور سے عالم میں انوار ہدایت اور بھلائی کا اقتباس کیا جاتا ہے۔

وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِیْنَ بِاَنَّ لَهُمْ مِّنَ اللّٰهِ فَضْلًا کَبِیْرًا۔ اور ایمان والوں کو بشارت دیجئے کہ ان کے لیے اللہ تعالےٰ کی طرف سے بڑا فضل ہے۔

کہ ان پر شاہد علی الاطلاق، مبشر جنت، نذیر جہنم، داعی الی اللہ اور سراج منیر جیسی صفات والا نبی خاتم الانبیاء امام الکل فی الکل ہادی سبل مبعوث فرمایا اسی بنا پر امت مرحومہ کی فضیلت میں ارشاد ہوا وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِیْنَ بِاَنَّ لَهُمْ مِنَ اللّٰهِ فَضْلًا کَبِیْرًا۔ دوسری جگہ فرمایا وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فِیْ رَوْضٰتِ الْجَنّٰتِ لَهُمْ مَّا یَشَآءُوْنَ عِنْدَ رَبِّهِمْ ذٰلِكَ هُوَ الْفَضْلُ الْکَبِیْرُ وَقِیْلَ اَلْمَعْنٰی فَضْلًا عَلٰی سَائِرِ الْاُمَمِ فِی الرُّتْبَۃِ وَالشَّرْفِ

اَوْزِیَادَۃً عَلٰی اُجُوْرِ اَعْمَالِهِمْ بِطَرِیْقِ الْفَضْلِ وَالْاِحْسَانِ۔

اور شان نزول میں ہے۔

اَخْرَجَ اِبْنُ جَرِیْرٍ وَاِبْنُ عِکْرِمَۃَ عَنِ الْحَسَنِ قَالَ لَمَّا نَزَلَ لِیَغْفِرَ لَكَ اللّٰهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِكَ وَمَا تَاَخَّرَ قَالُوْا یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَدْ عَلِمْنَا مَا یُفْعَلُ بِكَ فَمَاذَا یُفْعَلُ بِنَا فَاَنْزَلَ اللّٰهُ وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِیْنَ بِاَنَّ لَهُمْ مِّنَ اللّٰهِ فَضْلًا کَبِیْرًا۔

عکرمہ وحسن فرماتے ہیں جب آیۂ کریمہ لِیَغْفِرَ لَكَ اللّٰهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِكَ وَمَا تَاَخَّرَ نازل ہوئی تو صحابہ نے عرض کیا حضور کا تو ہمیں معلوم ہو گیا کہ اللہ تعالےٰ کا آپ سے کیا رابطہ ہے تو اب ہمارا حال بھی معلوم ہونا چاہیئے کہ آخرت میں کیا حشر ہو گا تو وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِیْنَ بِاَنَّ لَهُمْ مِّنَ اللّٰهِ فَضْلًا کَبِیْرًا کی بشارت نازل ہوئی کہ اے محبوب ایمان والوں کو بشارت دیجئے کہ ان کے لیے اللہ تعالےٰ کی طرف سے بڑا فضل ہے۔

وَلَا تُطِعِ الْکٰفِرِیْنَ وَالْمُنٰفِقِیْنَ وَدَعْ اَذٰهُمْ وَتَوَکَّلْ عَلَی اللّٰهِ وَکَفٰی بِاللّٰهِ وَکِیْلًا۔ اور نہ اتباع کرو کافروں اور منافقوں کی خواہشات کا اور نہ ارادہ کرو ان کی ایذاؤں کا۔

روح المعانی میں ہے نَهْیٌ عَنْ مُدَارَاتِهِمْ فِیْ اَمْرِ الدَّعْوَۃِ وَنَهْیُ الْجَانِبِ فِی التَّبْلِیْغِ وَالْمُسَامَحَۃِ فِی الْاِنْذَارِ۔

وَدَعْ اَذٰهُمْ۔ اَیْ لَا تُبَالِ بِاِیْذَائِهِمْ اِیَّاكَ بِسَبَبِ اِنْذَارِكَ اِیَّاهُمْ وَاصْبِرْ عَلٰی مَا یَنَالُكَ مِنْهُمْ

آپ کی حق گوئی پر ان کی طرف سے جو ایذاء اور تکالیف پہنچیں ان پہ صبر کریں۔
یہ اول حکم تھا پھر آیات سیف سے منسوخ الحکم ہوگیا۔
وَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ وَكَفٰى بِاللّٰهِ وَكِيْلًا۔ اور اللہ پر بھروسہ رکھو اور وہ کافی ہے تمہارا کارساز
اس پر علامہ طیبی طیب اللہ ثراہ فرماتے ہیں۔ مَا رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ وَالْإِمَامُ اَحْمَدُ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ قَالَ لَقِيْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ فَقُلْتُ اَخْبِرْنِيْ عَنْ صِفَةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي التَّوْرَاةِ قَالَ وَاللّٰهِ اِنَّهٗ لَمَوْصُوْفٌ فِي التَّوْرَاةِ بِبَعْضِ صِفَتِهٖ فِي الْقُرْاٰنِ۔ يَا اَيُّهَا النَّبِيُّ اِنَّا اَرْسَلْنَاكَ شَاهِدًا وَّمُبَشِّرًا وَّنَذِيْرًا وَحِرْزًا لِلْمُؤْمِنِيْنَ اَنْتَ عَبْدِيْ وَرَسُوْلِيْ سَمَّيْتُكَ الْمُتَوَكِّلَ لَيْسَ بِفَظٍّ وَّلَا غَلِيْظٍ وَلَا صَخَّابٍ فِي الْاَسْوَاقِ وَلَا يَدْفَعُ بِالسَّيِّئَةِ السَّيِّئَةَ وَلٰكِنْ يَعْفُوْ وَيَصْفَحُ وَلَنْ يَّقْبِضَهُ اللّٰهُ تَعَالٰى حَتّٰى يُقِيْمَ بِهِ الْمِلَّةَ الْعَوْجَاءَ وَيَفْتَحَ بِهٖ اَعْيُنًا عُمْيًا وَّاٰذَانًا صُمًّا وَّقُلُوْبًا غُلْفًا۔

اور یہی روایت حضرت عبداللہ بن سلام سے ہے۔
اس کے بعد حضور کے لیے خصوصی احکام طلاق اور اس کا حکم عدۃ واضح کیا جاتا ہے۔
يَا اَيُّهَا النَّبِيُّ اِذَا نَكَحْتُمُ الْمُؤْمِنٰتِ ثُمَّ طَلَّقْتُمُوْهُنَّ مِنْ قَبْلِ اَنْ تَمَسُّوْهُنَّ فَمَا لَكُمْ عَلَيْهِنَّ مِنْ عِدَّةٍ تَعْتَدُّوْنَهَا فَمَتِّعُوْهُنَّ وَسَرِّحُوْهُنَّ سَرَاحًا جَمِيْلًا۔ اے غیب بتانے والے نبی جب تم مومنہ خواتین سے نکاح کرو پھر انہیں قبل خلوت صحیحہ طلاق دو تو ان پر کوئی عدت نہیں جو گنی جائے تو انہیں کچھ دے کر آرام سے اچھی طرح رخصت کردو۔
یہاں نکاح سے بالاتفاق عقد مراد ہے اور مفہوم نکاح میں اختلاف ہے۔
بعض کہتے ہیں نکاح وطی اور عقد کے معنی میں مشترک ہے۔
بعض کہتے ہیں نکاح حقیقتاً عقد کے معنی دیتا ہے اور مجازاً وطی کے معنی میں بھی مستعمل ہے۔
اور راغب کہتے ہیں هُوَ حَقِيْقَةٌ فِي الْعَقْدِ ثُمَّ اسْتُعِيْرَ لِلْجِمَاعِ۔ نکاح کے معنی حقیقت میں عقد ہیں اور استعارۃً اسے جماع کے معنی میں لیا گیا۔
حضرت علامہ زمخشری کہتے ہیں اَلنِّكَاحُ الْوَطْءُ وَتَسْمِيَةُ الْعَقْدِ نِكَاحًا لِمُلَابَسَتِهٖ بِهٖ مِنْ حَيْثُ اَنَّهٗ طَرِيْقٌ لَهٗ۔ نکاح بمعنی وطی مستعمل ہے اور عقد کو نکاح اس بنا پر کہتے ہیں کہ وہ ذریعہ وطی ہے۔
اس کی مثال فرماتے ہیں وَنَظِيْرُهٗ تَسْمِيَةُ الْخَمْرِ اِثْمًا لِاَنَّهَا سَبَبٌ فِي اقْتِرَافِ الْاِثْمِ۔ خمر کو اثم بولتے ہیں جیسے يَسْئَلُوْنَكَ عَنِ الْخَمْرِ وَالْمَيْسِرِ قُلْ فِيْهِمَا اِثْمٌ كَبِيْرٌ۔ اس لیے کہ وہ سبب ہے اقتراف اثم کا

آگے فرماتے ہیں وَلَمْ یَرِدْ فِیْ کِتَابِ اللّٰہِ لَفْظُ النِّکَاحِ اِلَّا فِیْ مَعْنَی الْعَقْدِ لِاَنَّہٗ فِیْ حَقِّ الْوَطْیِ

اور کتاب اللہ میں لفظ نکاح کہیں نہیں آیا مگر عقد کے معنی ہیں اس لیے کہ وہ وطی کی علت کے لیے ہوتا ہے

جیسے فرمایا حَتّٰی تَنْکِحَ زَوْجًا غَیْرَہٗ یہاں حاصل معنی وطی ہیں۔

تو آیہ کریمہ کے معنی یہ ہوئے یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اِذَا عَقَدْتُمْ عَلَی الْمُؤْمِنٰتِ وَتَزَوَّجْتُمُوْهُنَّ ثُمَّ طَلَّقْتُمُوْهُنَّ مِنْ قَبْلِ اَنْ تُجَامِعُوْهُنَّ فَمَا لَكُمْ عَلَیْهِنَّ مِنْ عِدَّةٍ بِاَیَّامٍ یَتَرَبَّصْنَ بِاَنْفُسِهِنَّ فِیْهَا تَسْتَوْفُوْنَ عَدَدَهَا عَلٰی اَنْ تَعْتَدُّوْنَ مُطَارِعٌ عَدٌّ۔

اور فَمَا لَكُمْ اس لیے فرمایا اِنَّ الْعِدَّةَ حَقُّ الْاَزْوَاجِ کہ عدۃ زوج کے حق میں ہے۔ اسی وجہ میں ایام عدۃ کا نان و نفقہ خاوند کے ذمہ ہے۔

بعض کے نزدیک عدۃ حق شرع ہے چنانچہ ہدایہ میں ہے اِنَّمَا حَقُّ الشَّرْعِ وَلِہٰذَا لَا تَسْقُطُ لَوْ اَسْقَطَهَا الزَّوْجُ وَلَا یَحِلُّ لَهَا الْخُرُوْجُ وَلَوْ اَذِنَ۔ عدۃ حق شرع ہے اسی وجہ میں یہ ساقط نہیں ہوتی اگرچہ خاوند ساقط کر دے اور عورت کو گھر سے نکلنا جائز نہیں اگرچہ خاوند اسے نکلنے کی اجازت دیدے۔

اور پھر اگرچہ طلاق مباح ہے لیکن ابوداؤد۔ ابن ماجہ۔ حاکم۔ طبرانی۔ ابن عدی ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مرفوعاً راوی ہیں اَبْغَضُ الْحَلَالِ اِلَی اللّٰہِ الطَّلَاقُ۔

اس پر ابن ہمام فرماتے ہیں کہ طلاق بلاوجہ دینا مکروہ ہے مگر کسی وجہ معقول کے باعث دے سکتا ہے اس لیے کہ طلاق درحقیقت کفران نعمت نکاح ہے۔

اسی وجہ میں ابوداؤد کی روایت میں ہے مَا اَحَلَّ اللّٰہُ شَیْئًا اَبْغَضُ اِلَیْہِ مِنَ الطَّلَاقِ جو کچھ اللہ تعالیٰ نے حلال فرمایا اس میں مبغوض ترین طلاق ہے اور جب کسی وجہ سے طلاق دے دی گئی تو ارشاد ہے۔

فَمَتِّعُوْهُنَّ۔ تو انہیں مالی اعانت سے متمتع کرو اَیْ فَاَعْطُوْهُنَّ وَهِیَ فِی الْمَشْهُوْرِ دِرْعٌ اَیْ قَمِیْصٌ وَخِمَارٌ وَهُوَ مَا تُغَطِّیْ بِهِ الْمَرْاَۃُ رَاْسَهَا وَمِلْحَفَةٌ هِیَ مَا تَلْتَحِفُ بِهِ مِنْ قَرْنِهَا اِلٰی قَدَمِهَا وَلَعَلَّهَا مَا یُقَالُ لَہٗ اِزَارُ الْیَوْمِ۔ یعنی اسے قمیص اوڑھنی اور پاجامہ دو۔

اور بدائع میں ہے اَدْنٰی مَا تَکْتَسِیْ بِهِ الْمَرْاَۃُ وَتَسْتَتِرُ عِنْدَ الْخُرُوْجِ۔ کم سے کم اتنا لباس دیا جائے کہ وہ گھر سے نکلتے وقت مستور ہو سکے۔

وَسَرِّحُوْهُنَّ سَرَاحًا جَمِیْلًا۔ اور انہیں اپنے گھروں سے اچھی طرح رخصت کرو۔ اس لیے ان پر تمہارے لیے عدۃ نہیں ہے۔

تسریح محاورہ عرب میں اونٹ چرانے کو کہتے ہیں اور سرح اس درخت کو کہتے ہیں جس میں پھل ہوں پھر ہر جانور کے چرانے اور آزاد چھوڑ دینے کے معنی میں مستعمل ہو گیا۔

یہاں اس کے معنی ہیں اچھے الفاظ کے ساتھ انہیں اپنے گھروں سے نکالو جو اذیت وغیرہ سے خالی ہو ایک قول یہ ہے کہ سراح جمیل یہ ہے کہ اَنْ لَّا تَطْلُبُوْهُنَّ بِمَا اٰتَیْتُمُوْهُنَّ جو کچھ اسے ایام زوجیت میں دیدیا ہے اسے واپس نہ لو۔

اس کے بعد حضور سے مخاطبہ فرما کر مخصوص حکم دیا جاتا ہے۔

یٰۤاَیُّهَا النَّبِیُّ اِنَّاۤ اَحْلَلْنَا لَكَ اَزْوَاجَكَ الّٰتِیْۤ اٰتَیْتَ اُجُوْرَهُنَّ وَ مَا مَلَكَتْ یَمِیْنُكَ مِمَّاۤ اَفَآءَ اللّٰهُ عَلَیْكَ وَ بَنٰتِ عَمِّكَ وَ بَنٰتِ عَمّٰتِكَ وَ بَنٰتِ خَالِكَ وَ بَنٰتِ خٰلٰتِكَ الّٰتِیْ هَاجَرْنَ مَعَكَ۔ اے غیب کی خبریں دینے والے نبی ہم نے تمہارے لیے حلال کیں وہ بیویاں جن کا مہر تم نے ادا کر دیا اور جو آپ کی مملوک ہیں اللہ کے دیے ہوئے غنیمت سے اور آپ کی چچا کی بیٹیاں اور آپ کی پھوپھی کی بیٹیاں اور ماموں کی بیٹیاں اور خالاؤں کی بیٹیاں جو آپ کے ساتھ ہجرت میں آئیں اور ملک یمین میں اول اسلام شراء ثابت نہیں اسی بنا پر بعض متورعین نے شراء کے بعد عقد کیا۔

لیکن حضرت ماریہ بنت شمعون قبطیہ رضی اللہ عنہا خریدی نہ گئیں بلکہ انہیں امیر قبط جریج بن مینا نے ہدیہ پیش کیا یہ اسکندریہ اور مصر کا حکمران تھا اور اہل حرب کے ہدایا امام کے لیے حکم فے میں داخل ہیں۔

ایسے ہی ایک سریہ میں زینب بنت جحش ہبہ میں آئیں رضی اللہ عنہا۔

اور بنات العم اور بنات العمات اور بنات خال و بنات خالات کا تذکرہ اس لیے فرمایا کہ فَهُنَّ اَفْضَلُ مِنْ غَیْرِهِنَّ۔ یہ غیروں سے افضل ہیں۔

اور ہَاجَرْنَ مَعَكَ کی قید مقارنت کے لیے ہے جیسے اَسْلَمْتُ مَعَ سُلَیْمٰنَ فرمایا گیا حالانکہ بلقیس تبلیغ سلیمان علیہ السلام سے اسلام میں آئیں اور سلیمان علیہ السلام نبی تھے۔

ابو حیان محاورہ بتاتے ہیں یُقَالُ دَخَلَ فُلَانٌ مَعِیْ وَ خَرَجَ مَعِیْ اَیْ کَانَ عَمَلُهٗ كَعَمَلِیْ وَاِنْ لَمْ یَقْتَرِنَا فِی الزَّمَانِ۔

اور بعض نے تحریم نکاح غیر مہاجرہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے لیے اول اول مانا بعد میں اس حکم کو منسوخ قرار دیا۔

اور قتادہ کہتے ہیں هَاجَرْنَ مَعَكَ کے یہ معنی ہیں اَیْ اَسْلَمْنَ مَعَكَ وَ عَلٰی هٰذَا لَا یَحْرُمُ عَلَیْهِ السَّلَامُ اِلَّا الْكَافِرَاتُ۔

بَاجُوْرَهُنَّ اور آتَیْتَ معَکَ۔ یعنی جو آپ پر ایمان لائیں وہ حلال ہیں اسی بنا پر حضور پر کا فرات حلال نہ تھیں
اُجُوْرَهُنَّ کے یہ معنی ہیں کہ وہ ازواج جن کے مہر حضور نے ادا کر دیے تھے۔
جیسے حضرت عائشہ اور حفصہ اور سودہ رضی اللہ عنہن تھیں۔
وَمَا مَلَکَتْ یَمِیْنُکَ مِمَّآ اَفَآءَ اللّٰہُ میں حضرت ریحانہ ہیں۔
محمد بن اسحق کہتے ہیں اَنَّہٗ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَمَّا فَتَحَ قُرَیْظَۃَ اِصْطَفَاھَا لِنَفْسِہٖ فَکَانَتْ عِنْدَہٗ حَتّٰی تُوُفِّیَتْ عِنْدَہٗ وَھِیَ فِیْ مِلْکِہٖ۔ حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے جب قریظہ فتح فرمایا تو حضرت ریحانہ کو حضور نے اپنے لیے چن لیا تھا تو وہ حضور کے پاس انتقال تک رہیں۔
اور وہ ازواج جو قرشیہ ہیں اور حضور کے عقد میں آئیں چھ ہیں، باقی دوسرے قبائل سے ہیں۔
وَامْرَاَۃً مُّؤْمِنَۃً اِنْ وَّھَبَتْ نَفْسَھَا لِلنَّبِیِّ اِنْ اَرَادَ النَّبِیُّ اَنْ یَّسْتَنْکِحَھَا خَالِصَۃً لَّکَ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِیْنَ۔ اور کوئی مومنہ عورت اگر ہبہ کرے اپنے نفس کو نبی کے لیے اگر نبی چاہیں اس سے نکاح کرنا یہ خالص آپ کے لیے ہے سوا مومنین کے۔
تو آیت کریمہ کی یہ عبارت ہوئی وَیَحِلُّ لَکَ اِمْرَاَۃٌ اور اَحْلَلْنَا لَکَ اِمْرَاَۃً مُّؤْمِنَۃً اور حلال ہے آپ کے لیے یا حلال کی ہم نے آپ کے لیے ہر مومنہ عورت۔ اگر وہ آپ کو اپنا نفس ہبہ کرے اور آپ بھی اسے نکاح میں لانا پسند فرمائیں یہ حکم صرف آپ کے لیے ہے مومنین امت کے لیے نہیں۔
اِنْ اَرَادَ النَّبِیُّ اَنْ یَّسْتَنْکِحَھَا کے معنی ہیں نبی قبول فرمائیں۔ طلب النکاح کنایہ ہے قبول سے اس میں واہبہ کے متعلق اختلاف ہے۔
ابن عباس اور قتادہ اور عکرمہ فرماتے ہیں۔ یہ ہبہ فرمانے والی حضرت میمونہ بنت الحرث ہلالیہ تھیں۔ یہ ہجرت کے ساتویں سال خیبر کے بعد کا واقعہ ہے تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ان کے لیے مکہ معظمہ سے دس میل کے فاصلہ پر مقام سرف میں مکان بنایا۔
علی بن حسین رضی اللہ عنہما اور ضحاک و مقاتل سے ہے ام شریک غزیہ بنت جابر بن حکم الدوسی اور عروہ اور شعبی کہتے ہیں ھِیَ زَیْنَبُ بِنْتُ خُزَیْمَۃَ مِنَ الْاَنْصَارِ کَانَتْ تُدْعٰی فِی الْجَاھِلِیَّۃِ اُمَّ الْمَسَاکِیْنِ لِاِطْعَامِھَا اِیَّاھُمْ وَکَانَ ذٰلِکَ فِیْ سَنَۃِ ثَلَاثٍ وَلَمْ تَلْبَثْ عِنْدَہٗ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِلَّا قَلِیْلًا حَتّٰی تُوُفِّیَتْ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھَا۔
وہ حضرت بنت خزیمہ انصاریہ تھیں یہ زمانۂ جاہلیت میں ام المساکین مشہور تھیں اس لیے کہ آپ غربا کے لیے کھانا بنوا کر تقسیم کرتی تھیں اور یہ ۳ھ کا واقعہ ہے اور آپ حضور کے پاس زیادہ نہ رہیں یہاں

تک کہ انتقال فرما گئیں رضی اللہ عنہا۔

اور ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ اور بیہقی اپنی سنن میں حضرت صدیقہ رضی اللہ عنہا سے راوی ہیں۔
قَالَتْ اَلَّتِیْ وَهَبَتْ نَفْسَهَا لِلنَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَوْلَةُ بِنْتُ حَكِيْمٍ وَقَدْ اَرْجَاهَا عَلَيْهِ السَّلَامُ فَتَزَوَّجَهَا عُثْمَانُ بْنُ مَظْعُوْنٍ بِاِذْنِهٖ۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں وہ جنہوں نے اپنے کو حضور کے لیے ہبہ کیا وہ خولہ بنت حکیم تھیں حضور نے انہیں قبول نہ کیا اور حضرت عثمان بن مظعون نے باجازت حضور ان کو اپنے عقد میں لے لیا۔

چنانچہ حضرت عروہ بن زبیر فرماتے ہیں کہ حضرت خولہ بنت حکیم نے جب حضور کو اپنے نفس کا ہبہ کیا تو حضور نے قبول نہ فرمایا تو حضرت صدیقہ نے سفارش کرتے ہوئے عرض کیا اَمَا تَسْتَحِیْ الْمَرْاَةُ اَنْ تَهَبَ نَفْسَهَا لِلرِّجَالِ۔ کیا اس عورت کو غیرت نہیں آتی کہ وہ اپنا نفس ہبہ کرے کسی کو اور وہ قبول نہ کرے۔ فَلَمَّا نَزَلَتْ تُرْجِیْ مَنْ تَشَآءُ مِنْهُنَّ۔ جسے آپ چاہیں علیحدہ کریں یا اپنے قرب کے شرف سے نوازیں تو صدیقہ نے عرض کیا یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَا اَرٰی رَبَّكَ اِلَّا یُسَارِعُ لَكَ فِیْ هَوَاكَ۔ حضور میں آپ کے رب کو نہیں دیکھتی مگر وہ آپ کی مرضی پر عجلت فرماتا ہے۔

ابن سعد ابن ابی عون سے راوی ہیں کہ لیلے بنت الحطیم نے اپنا نفس حضور کو ہبہ کیا اور بہت سی خواتین نے حضور کی خدمت میں اپنے کو پیش کیا فَلَمْ نَسْمَعْ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَبِلَ مِنْهُنَّ اَحَدًا۔ مگر ہم نے نہیں سنا کہ حضور نے کسی کو بھی قبول فرمایا ہو۔

ابن ابی حاتم۔ ابن جریر اور طبرانی اور ابن مردویہ اور بیہقی سنن میں ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بھی یہی فرماتے ہیں لَمْ يَكُنْ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِمْرَاَةٌ وَهَبَتْ نَفْسَهَا لَهٗ يَحْتَمِلُ نَفْيَ الْقَبُوْلِ وَيَحْتَمِلُ نَفْيَ الْهِبَةِ۔ حضور کی خدمت میں کسی خاتون نے اپنے کو پیش نہیں کیا مگر حضور کی طرف سے نفی قبول ہی رہا۔

خَالِصَةً لَّكَ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِيْنَ۔ فرمانا حضور کے شرف خدمت کے لیے تھا اور حضور کی ذات تقدس مآب ہی اس شرف کے ساتھ مختص تھی۔ گو مقصود ارشاد ہی یہ تھا اَیْ خَالِصٌ لَّكَ اِحْلَالُهَا۔ خَالِصَةً۔ خَالِصَةً اَیْ خُلُوْصًا۔

اور زجاج بھی یہی کہتے ہیں اَیْ اَحْلَلْنَاهَا خَالِصَةً لَّكَ لَا يَحِلُّ لِاَحَدٍ غَيْرِكَ فِی الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ۔

قَدْ عَلِمْنَا مَا فَرَضْنَا عَلَيْهِمْ فِیْ اَزْوَاجِهِمْ وَمَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُمْ لِكَيْلَا يَكُوْنَ عَلَيْكَ حَرَجٌ

وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا۔ بے شک ہم جانتے ہیں جو ہم نے مسلمانوں پر مقرر کیا ہے ان کی بیویوں اور ان کی مملوکات کنیزوں میں اور آپ کی خصوصیت یوں ہے کہ تم پر کوئی تنگی نہ ہو اور اللہ تعالیٰ بخشنے والا مہربان ہے۔

یعنی بیویوں کے حق میں جو کچھ مہر مقرر کیا ہے اور گواہ اور باری کا واجب ہونا اور چار حرّہ عورتوں تک کو نکاح میں لانا۔

اس سے معلوم ہوا کہ مہر کی مقدار شرعاً اللہ تعالیٰ کے نزدیک مقرر ہے اور وہ دس درہم ہیں جس سے کم مہر مقرر کرنا ممنوع ہے جس کا حکم احادیث سے ثابت ہے۔

اور حضور کے لیے جو حلال کی گئیں وہ محض بطور ہبہ بلا مہر حلال تھیں۔ آگے ارشاد ہے۔

تُرْجِيْ مَنْ تَشَآءُ مِنْهُنَّ وَتُـٔوِيْٓ اِلَيْكَ مَنْ تَشَآءُ ۭ وَمَنِ ابْتَغَيْتَ مِمَّنْ عَزَلْتَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكَ۔ علیحدہ کرو جسے چاہو اور اپنے سایہ میں رکھو جسے چاہو ان میں سے علیحدہ کر دو تو آپ پر کچھ گناہ نہیں۔

تُرْجِيْ لیا گیا ہے ارجاء سے اور ارجاء کہتے ہیں تاخیر کو یہاں ترک معیّت مراد ہے۔

حاصل معنی آیہ کریمہ کے یہ ہیں کہ آپ کو اختیار دیا گیا ہے جس بیوی کو چاہیں پاس رکھیں اور باری مقرر کریں یا نہ کریں۔ لیکن باوجود اس اختیار کے حضور اپنی ازواج مطہرات میں عدل فرماتے تھے۔ سوا حضرت سودہ رضی اللہ عنہا کے کہ انہوں نے اپنی باری کا دن حضرت صدیقہ رضی اللہ عنہا کو دے دیا تھا۔ اور بارگاہ رسالت میں عرض کر دیا تھا کہ میرے لیے یہی کافی ہے کہ بروز حشر آپ کی ازواج میں ہوں۔

تُرْجِيْ کے معنی ہیں اَیْ تُؤَخِّرُ مَنْ تَشَآءُ مِنْ نِّسَآئِكَ وَتَتْرُكُ مُضَاجَعَهَا۔

وَتُـٔوِيْٓ اِلَيْكَ مَنْ تَشَآءُ۔ یَعْنِیْ وَتَضُمُّ اِلَيْكَ مَنْ تَشَآءُ مِنْهُنَّ وَتُضَاجِعُهَا۔

وَقَالَ بَعْضُهُمُ الْاِرْجَاءُ وَالْاِیْوَاءُ اَلطَّلَاقُ فِیْمَا بَیْنَنَا وَلٰکِنْ۔

اس کے معنی حسن فرماتے ہیں مِنْهُنَّ لِنِسَاءِ الْاُمَّۃِ وَالْمَعْنٰی تَتْرُكُ النِّکَاحَ مَنْ تَشَآءُ مِنْ نِّسَآئِكَ فَلَا تَنْکِحْ وَتَنْکِحُ مِنْهُنَّ مَنْ تَشَآءُ (روح المعانی)

وَعَنْ زَیْدِ بْنِ اَسْلَمَ وَالطَّبَرِیِّ اَنَّہٗ لِلْوَاهِبَاتِ اَنْفُسَهُنَّ اَیْ تَقْبَلُ مَنْ تَشَآءُ مِنَ الْمُؤْمِنَاتِ اللَّاتِیْ یَهَبْنَ اَنْفُسَهُنَّ لَكَ فَتُؤْوِیْهَا اِلَیْكَ وَتَتْرُكُ مَنْ تَشَآءُ مِنْهُنَّ فَلَا تَقْبَلُهَا۔

وَمَنِ ابْتَغَيْتَ مِمَّنْ عَزَلْتَ۔ اور جسے آپ چاہیں ان میں سے علیحدہ کر دیں تو آپ پر کچھ گناہ نہیں یعنی جس سے چاہیں مضاجعت فرمائیں اور جس سے چاہیں علیحدگی اختیار کریں اس میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام پر کچھ گناہ نہیں۔

ذٰلِكَ اَدْنٰٓى اَنْ تَقَرَّ اَعْيُنُهُنَّ وَلَا يَحْزَنَّ وَيَرْضَيْنَ بِمَآ اٰتَيْتَهُنَّ كُلُّهُنَّ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ مَا فِیْ قُلُوْبِكُمْ وَكَانَ اللّٰهُ عَلِيْمًا حَلِيْمًا - یہ اس سے نزدیک تر ہے کہ ان کی آنکھیں ٹھنڈی ہوں اور غم نہ کریں اور راضی رہیں اس پر جو کچھ تم انہیں عطا فرماؤ اور اللہ جانتا ہے جو تم سب کے دلوں میں ہے اور اللہ علم و علم والا ہے۔

یعنی جب وہ سمجھ لیں گی کہ یہ حکم اور تفویض کا اختیار جو بھی دیا گیا ہے وہ اللہ تعالے کی طرف سے عطا ہوا ہے تو ان کے دل مطمئن ہو جائیں گے۔

اس کے بعد تبدیل حکم پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔ حَیْثُ قَالَ

لَا يَحِلُّ لَكَ النِّسَآءُ مِنْۢ بَعْدُ وَلَآ اَنْ تَبَدَّلَ بِهِنَّ مِنْ اَزْوَاجٍ وَّلَوْ اَعْجَبَكَ حُسْنُهُنَّ اِلَّا مَا مَلَكَتْ يَمِيْنُكَ وَكَانَ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ رَّقِيْبًا - اب کوئی عورت عورتوں میں سے ان کے بعد آپ کو حلال نہیں اور نہ یہ حلال کہ ان کے عوض اور بیویاں بدلو اگرچہ ان کا حسن آپ کو پسند آئے مگر وہ مملوکہ کنیزیں کہ وہ حلال ہیں اور اللہ ہر چیز پر نگران و محافظ ہے۔

یعنی ان نو بیویوں کے بعد جو آپ کے نکاح میں ہیں حلال نہیں جنہیں آپ نے اختیار دیدیا تھا کہ دنیا پسند کریں یا اللہ اور اس کے رسول کو تو انہوں نے دنیا کے مقابل اللہ اور اس کے رسول کو اختیار کیا اور نہ یہ اختیار ہے کہ کسی بیوی کے بدلے اور بیوی کرو اگرچہ وہ کتنی ہی حسین ہو یعنی ان کے لیے طلاق بھی ممنوع ہے کہ انہیں طلاق دے کر دوسری بیوی کرو اور اللہ آپ کا نگہبان ہے۔

یہ ازواج مطہرات کی اللہ اور رسول کو ترجیح دینے کے احترام میں حکم آیا۔ چنانچہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے بقیۃ العمر انہیں پر اکتفا فرمایا۔

بلکہ بعد میں حضور کے لیے حلال بھی کر دیا گیا جیسا کہ حضرت عائشہ اور ام سلمہ سے مروی ہے کہ آپ جتنی عورتوں سے چاہیں نکاح فرمائیں اور اس آیت کریمہ کی ناسخ آیت اِنَّآ اَحْلَلْنَا لَكَ اَزْوَاجَكَ الّٰتِیْٓ اٰتَيْتَ اُجُوْرَهُنَّ ہے۔

اب رہا یہ کہ یہ آیت قرآن کریم میں پہلے ہے اور لَا يَحِلُّ لَكَ النِّسَآءُ بعد میں ہے تو اس کی وجہ یہ ہے کہ ترتیب نزول علیحدہ ہے اور ترتیب جمع قرآن علیحدہ لہذا ترتیب جمع میں یہ مقدم موخر ہے ترتیب نزول میں پہلی آیت لَا يَحِلُّ لَكَ النِّسَآءُ ہے پھر اِنَّآ اَحْلَلْنَا لَكَ ہے چنانچہ آلوسی فرماتے ہیں۔

اَخْرَجَ الشَّيْخَانِ وَاَبُوْدَاؤُدَ وَالنَّسَائِیُّ وَغَيْرُهُمْ عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَسْتَاْذِنُ فِیْ يَوْمِ الْمَرْاَةِ مِنَّا بَعْدَ اَنْ اُنْزِلَتْ هٰذِهِ الْاٰيَةُ تُرْجِیْ مَنْ تَشَآءُ

مِنْهُنَّ فَقِيْلَ لَهَا مَا كُنْتِ تَقُوْلِيْنَ قَالَتْ كُنْتُ اَقُوْلُ لَهٗ اِنْ كَانَ ذَالِكَ اِلَيَّ فَاِنِّيْ لَا اُرِيْدُ اَنْ اُوْثِرَ عَلَيْكَ اَحَدًا فَتَاَمَّلْهُ مَعَ حِكَايَةِ الْاِتِّفَاقِ السَّابِقِ۔

وَعَنْ عَلِيٍّ كَرَّمَ اللّٰهُ وَجْهَهٗ وَابْنِ عَبَّاسٍ وَاُمِّ سَلَمَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا وَالضَّحَّاكِ اِنَّهَا مَنْسُوْخَةٌ وَرُوِيَ ذٰلِكَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا۔

اَخْرَجَ اَبُوْدَاؤُدَ فِيْ نَاسِخِهٖ وَالتِّرْمِذِيُّ وَصَحَّحَهٗ وَالنَّسَائِيُّ وَالْحَاكِمُ وَصَحَّحَهٗ اَيْضًا وَابْنُ الْمُنْذِرِ وَغَيْرُهُمْ عَنْهَا قَالَتْ لَمْ يَمُتْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰى اَحَلَّ اللّٰهُ لَهٗ اَنْ يَتَزَوَّجَ مِنَ النِّسَآءِ مَا شَآءَ اِلَّا مُحَرَّمًا۔

اَخْرَجَ ابْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ وَعَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ وَابْنُ الْمُنْذِرِ وَابْنُ اَبِيْ حَاتِمٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ شَدَّادٍ اَنَّهٗ قَالَ فِيْ قَوْلِهٖ تَعَالٰى وَلَا اَنْ تَبَدَّلَ الخ ذٰلِكَ لَوْ طَلَّقَهُنَّ لَمْ يَحِلَّ لَهٗ اَنْ يَّسْتَبْدِلَ وَقَدْ كَانَ يَنْكِحُ بَعْدَ مَا نَزَلَتْ هٰذِهِ الْاٰيَةُ مَا شَآءَ وَنَزَلَتْ وَتَحْتَهٗ تِسْعُ نِسْوَةٍ ثُمَّ تَزَوَّجَ بَعْدُ اُمَّ حَبِيْبَةَ بِنْتَ اَبِيْ سُفْيَانَ وَجُوَيْرِيَةَ بِنْتَ الْحَارِثِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا۔

بامحاورہ ترجمہ ستانواں رکوع سورۂ احزاب پ ۲۲

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَدْخُلُوْا بُيُوْتَ النَّبِيِّ اِلَّاۤ اَنْ يُّؤْذَنَ لَكُمْ اِلٰى طَعَامٍ غَيْرَ نٰظِرِيْنَ اِنٰىهُ وَلٰكِنْ اِذَا دُعِيْتُمْ فَادْخُلُوْا فَاِذَا طَعِمْتُمْ فَانْتَشِرُوْا وَلَا مُسْتَاْنِسِيْنَ لِحَدِيْثٍ اِنَّ ذٰلِكُمْ كَانَ يُؤْذِي النَّبِيَّ فَيَسْتَحْيٖ مِنْكُمْ وَاللّٰهُ لَا يَسْتَحْيٖ مِنَ الْحَقِّ وَاِذَا سَاَلْتُمُوْهُنَّ مَتَاعًا فَسْئَلُوْهُنَّ مِنْ وَّرَآءِ حِجَابٍ ذٰلِكُمْ اَطْهَرُ لِقُلُوْبِكُمْ وَقُلُوْبِهِنَّ وَمَا كَانَ لَكُمْ اَنْ تُؤْذُوْا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَلَاۤ اَنْ تَنْكِحُوْۤا اَزْوَاجَهٗ مِنْۢ بَعْدِهٖۤ اَبَدًا اِنَّ ذٰلِكُمْ	اے ایمان والو! نبی کے گھروں میں بلا اجازت نہ داخل ہو کھانے کی طرف بلائے جاؤ تو اس کے پکنے کی راہ نہ دیکھو لیکن جب بلائے جاؤ تو داخل ہو تو جب کھا چکو تو متفرق ہو جاؤ نہ یہ کہ باتیں کرتے ہیں دل بہلاؤ بے شک اس میں ہمارے نبی کو تکلیف ہوتی ہے وہ تمہارا لحاظ فرماتے ہیں اور اللہ حق بات کہنے میں نہیں شرماتا اور جب تم ان سے برتنے کی کوئی چیز مانگو تو پردے سے مانگو یہ تمہارے لیے زیادہ ستھرائی ہے تمہارے دلوں اور ان کے دلوں کی اور اور تمہیں نہیں چاہئے کہ اللہ کے رسول کو تکلیف دو اور نہ یہ کہ ان کے بعد ان کی بیویوں سے کبھی نکاح

كَانَ عِنْدَ اللّٰهِ عَظِيْمًا ۝ اِنْ تُبْدُوْا شَيْئًا اَوْ تُخْفُوْهُ فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمًا ۝ لَا جُنَاحَ عَلَيْهِنَّ فِيْٓ اٰبَآئِهِنَّ وَلَآ اَبْنَآئِهِنَّ وَلَآ اِخْوَانِهِنَّ وَلَآ اَبْنَآءِ اِخْوَانِهِنَّ وَلَآ اَبْنَآءِ اَخَوٰتِهِنَّ وَلَا نِسَآئِهِنَّ وَلَا مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُنَّ وَاتَّقِيْنَ اللّٰهَ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ شَهِيْدًا ۝

کرو بیشک یہ اللہ کے نزدیک بڑی بات ہے۔
اگر تم کچھ ظاہر کرو یا چھپاؤ تو اللہ سب کچھ جانتا ہے
ہاں گناہ نہیں ان پر ان کے باپوں سے اور بیٹوں سے
اور نہیں گناہ ان کے بھائیوں سے اور بھتیجوں سے
اور بھانجوں سے اور اپنی مذہبی عورتوں سے بے
پردہ رہیں اور مملوک کنیزوں سے اور اللہ سے
ڈرتی رہو بے شک اللہ پر ہر شے سامنے ہے۔

اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا ۝

بے شک اللہ اور اس کے فرشتے درود بھیجتے ہیں
نبی پر اے ایمان والو درود بھیجو ان پر اور خوب سلام
بھیجو۔

اِنَّ الَّذِيْنَ يُؤْذُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ لَعَنَهُمُ اللّٰهُ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ وَاَعَدَّ لَهُمْ عَذَابًا مُّهِيْنًا ۝

بے شک وہ لوگ جو ایذا دیتے ہیں اللہ اور اس کے
رسول کو ان پر لعنت ہے اللہ کی دنیا اور آخرت
میں اور تیار کیا ہے ان کے لیے ذلت کا عذاب۔

وَالَّذِيْنَ يُؤْذُوْنَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ بِغَيْرِ مَا اكْتَسَبُوْا فَقَدِ احْتَمَلُوْا بُهْتَانًا وَّاِثْمًا مُّبِيْنًا ۝

اور وہ جو ایذا دیتے ہیں مومن مردوں کو اور مومنہ
عورتوں کو بغیر اس کے کہ وہ کچھ کریں تو بے شک
انہوں نے بہتان اور کھلا گناہ اپنے سر لیا۔

لفظی ترجمہ

يٰٓاَيُّهَا ۔ اے	الَّذِيْنَ ۔ وہ جو	اٰمَنُوْا ۔ ایمان لائے ہو	لَا ۔ نہ
تَدْخُلُوْا ۔ داخل ہو	بُيُوْتَ ۔ گھروں میں	النَّبِيِّ ۔ نبی کے	اِلَّا ۔ مگر
اَنْ ۔ یہ کہ	يُؤْذَنَ ۔ اجازت ہو	لَكُمْ ۔ تم کو	اِلٰى ۔ طرف
طَعَامٍ ۔ کھانے کی	غَيْرَ ۔ نہ	نٰظِرِيْنَ ۔ انتظار کرنے والے	اِنٰىهُ ۔ اس کے پکنے کا
وَ ۔ اور	لٰكِنْ ۔ لیکن	اِذَا ۔ جب	دُعِيْتُمْ ۔ بلائے جاؤ
فَادْخُلُوْا ۔ تو داخل ہو	فَاِذَا ۔ تو جب	طَعِمْتُمْ ۔ کھا لو	فَانْتَشِرُوْا ۔ تو چلے جاؤ

وَ ۔ اور　لَا ۔ نہ　مُسْتَاْنِسِيْنَ ۔ دل بہلانے والے

لِحَدِيْثٍ ۔ باتوں میں　اِنَّ ۔ بیشک　ذٰلِكُمْ ۔ یہ　كَانَ ۔ ہے

يُؤْذِي ۔ تکلیف دیتا　النَّبِيَّ ۔ نبی کو　فَيَسْتَحْيٖ ۔ تو وہ شرماتا ہے　مِنْكُمْ ۔ تم سے

وَ ۔ اور　اللّٰهُ ۔ اللہ　لَا ۔ نہیں　يَسْتَحْيٖ ۔ شرماتا

مِنَ الْحَقِّ ۔ حق سے　وَ ۔ اور　اِذَا ۔ جب　سَاَلْتُمُوْهُنَّ ۔ مانگو تم ان

سے کوئی　مَتَاعًا ۔ سامان　فَاسْئَلُوْا ۔ تو مانگو　هُنَّ ۔ ان سے

مِنْ وَّرَآءِ ۔ پیچھے　حِجَابٍ ۔ پردے کے　ذٰلِكُمْ ۔ یہ　اَطْهَرُ ۔ بہت پاکیزہ ہے

لِقُلُوْبِكُمْ ۔ تمہارے دلوں کے لیے　وَ ۔ اور　قُلُوْبِهِنَّ ۔ ان کے دلوں

کے لیے　وَ ۔ اور　مَا ۔ نہیں

كَانَ ۔ ہے　لَكُمْ ۔ تمہارا حق　اَنْ ۔ یہ کہ　تُؤْذُوْا ۔ تکلیف دو

رَسُوْلَ ۔ رسول　اللّٰهِ ۔ خدا کو　وَ ۔ اور　لَا ۔ نہ

اَنْ ۔ یہ کہ　تَنْكِحُوْٓا ۔ نکاح کرو　اَزْوَاجَهٗ ۔ اسکی بیویوں سے　مِنْ بَعْدِهٖٓ ۔ اسکے بعد

اَبَدًا ۔ کبھی بھی　اِنَّ ۔ بیشک　ذٰلِكُمْ ۔ یہ　كَانَ ۔ ہے

عِنْدَ ۔ نزدیک　اللّٰهِ ۔ اللہ کے　عَظِيْمًا ۔ بڑی بات　اِنْ ۔ اگر

تُبْدُوْا ۔ تم ظاہر کرو　شَيْئًا ۔ کسی چیز کو　اَوْ ۔ یا　تُخْفُوْهُ ۔ چھپاؤ اس کو

فَاِنَّ ۔ تو بیشک　اللّٰهَ ۔ اللہ　كَانَ ۔ ہے　بِكُلِّ ۔ ہر

شَيْءٍ ۔ چیز کو　عَلِيْمًا ۔ جاننے والا　لَا ۔ نہیں　جُنَاحَ ۔ گناہ

عَلَيْهِنَّ ۔ ان پر　فِيْ ۔ بیچ　اٰبَآئِهِنَّ ۔ انکے باپوں کے　وَ ۔ اور

لَا ۔ نہ　اَبْنَآئِهِنَّ ۔ انکے بیٹوں کے　وَ ۔ اور　لَا ۔ نہ

اِخْوَانِهِنَّ ۔ انکے بھائیوں کے　وَ ۔ اور　لَا ۔ نہ　اَبْنَآءِ ۔ بیٹوں

اِخْوَانِهِنَّ ۔ انکے بھائیوں کے　وَ ۔ اور　لَا ۔ نہ　اَبْنَآءِ ۔ بیٹوں

اَخَوٰتِهِنَّ ۔ انکی بہنوں کے　وَ ۔ اور　لَا ۔ نہ　نِسَآئِهِنَّ ۔ انکی عورتوں کے

وَ ۔ اور　لَا ۔ نہ　مَا ۔ جو　مَلَكَتْ ۔ مالک ہیں

اَيْمَانُهُنَّ ۔ ان کے ہاتھ　وَ ۔ اور　اتَّقِيْنَ ۔ ڈرو　اللّٰهَ ۔ اللہ سے

اِنَّ ۔ بیشک　اللّٰهَ ۔ اللہ　كَانَ ۔ ہے　عَلٰى ۔ اوپر

کُلِّ۔ ہر	شَیْءٍ۔ چیز کے	شَہِیْدًا۔ گواہ	اِنَّ۔ بیشک
اللّٰہَ۔ اللہ	وَ۔ اور	مَلٰٓئِکَتَہٗ۔ اسکے فرشتے	یُصَلُّوْنَ۔ درود بھیجتے ہیں
عَلَی۔ اوپر	النَّبِیِّ۔ نبی کے	یٰٓاَیُّہَا۔ اے	الَّذِیْنَ۔ وہ جو
اٰمَنُوْا۔ ایمان لائے ہو	صَلُّوْا۔ درود بھیجو	عَلَیْہِ۔ اس پر	وَ۔ اور
سَلِّمُوْا۔ سلام کہو	تَسْلِیْمًا۔ سلام کہنا	اِنَّ۔ بیشک	الَّذِیْنَ۔ وہ جو
یُؤْذُوْنَ۔ تکلیف دیتے ہیں	اللّٰہَ۔ اللہ کو	وَ۔ اور	رَسُوْلَہٗ۔ اس کے رسول کو
لَعَنَہُمُ۔ لعنت ہے ان پر	اللّٰہُ۔ اللہ کی	فِی۔ بیچ	الدُّنْیَا۔ دنیا
وَ۔ اور	الْاٰخِرَۃِ۔ آخرت کے	وَ۔ اور	اَعَدَّ۔ تیار کیا
لَہُمْ۔ ان کے لیے	عَذَابًا۔ عذاب	مُّہِیْنًا۔ ذلیل کرنے والا	وَ۔ اور
الَّذِیْنَ۔ وہ جو	یُؤْذُوْنَ۔ تکلیف دیتے ہیں	الْمُؤْمِنِیْنَ۔ مومنوں کو	وَ۔ اور
الْمُؤْمِنٰتِ۔ مومن عورتوں کو	بِغَیْرِ۔ بغیر	مَا۔ اس کے جو	اکْتَسَبُوْا۔ کمایا انہوں نے
فَقَدِ۔ تو بیشک	احْتَمَلُوْا۔ اٹھایا انہوں نے	بُہْتَانًا۔ بہتان	وَ۔ اور
اِثْمًا۔ گناہ	مُّبِیْنًا۔ ظاہر		

خلاصہ تفسیر ساتواں رکوع سورۃ احزاب پ ۲۲

یٰٓاَیُّہَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَدْخُلُوْا بُیُوْتَ النَّبِیِّ اِلَّآ اَنْ یُّؤْذَنَ لَکُمْ اِلٰی طَعَامٍ غَیْرَ نٰظِرِیْنَ اِنٰىهُ وَلٰکِنْ اِذَا دُعِیْتُمْ فَادْخُلُوْا فَاِذَا طَعِمْتُمْ فَانْتَشِرُوْا وَلَا مُسْتَاْنِسِیْنَ لِحَدِیْثٍ۔ اے ایمان والو نبی کے گھروں میں داخل نہ ہو جبتک تمہیں اجازت نہ ملے کھانے کی بلائے جاؤ تو اس کے پکنے کی گھڑیاں نہ گنو لیکن جب بلائے جاؤ تو حاضر ہو جاؤ اور جب کھاچکو تو منتفرق ہو جاؤ اور باتوں میں بیٹھے دل نہ بہلاؤ۔

آیۂ کریمہ سے واضح ہوا کہ گھر مرد کا ہوتا ہے اس لیے اس میں داخلہ کی اجازت مرد سے ہی لینی چاہئے شوہر کے گھر کو اگرچہ عورت کا گھر بھی کہہ دیتے ہیں مگر یہ محض اس لحاظ سے کہ وہ اس میں سکونت کا حق رکھتی ہے اسی لحاظ سے دوسری جگہ گھر کی نسبت عورت کی طرف بھی کی گئی ہے کما قال تعالٰی وَاذْکُرْنَ مَا یُتْلٰی فِیْ بُیُوْتِکُنَّ۔

چنانچہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے مکانات جن میں ازواج مطہرات کی سکونت تھی اور حضور کی وفات کے بعد بھی وہ اپنی حین حیات تک انہیں میں رہیں لیکن وہ ملک حضور کے ہی تھے اور حضور نے ان میں سے کوئی حجرہ کسی زوجہ مطہرہ کو ہبہ بھی نہیں فرمایا بلکہ انہیں ان حجرات میں سکونت کی اجازت تھی۔
اسی وجہ میں ان کے انتقال کے بعد ازواج کے ورثاء کو نہیں دیے بلکہ مسجد نبوی میں ملا دیئے تاکہ وقف میں اور اس کے حکم میں آکر لَانَرِثُ وَلَانُوْرَثُ والی حدیث صادق آجائے اور اس کا نفع عام مسلمانوں کو پہنچے۔
اور لَاتَدْخُلُوْا بُیُوْتَ النَّبِیِّ فرما کر یہ بھی ظاہر فرمادیا کہ عورتوں پر پردہ لازم ہے اور غیر مرد کو کسی گھر میں بلا اجازت داخل ہونا جائز نہیں۔
اگرچہ مورد حکم ازواج مطہرات اور بیوت نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے لیے خاص ہے لیکن اس کا حکم عام ہے تو تمام مسلمان عورتوں پر یہ حکم عائد ہوتا ہے۔
آیۂ کریمہ کا شان نزول یہ ہے کہ جب حضور نے حضرت زینب رضی اللہ عنہا سے نکاح کیا تو ولیمہ کی عام دعوت فرمائی تو لوگ کھانے آئے اور کھا کر چلے گئے آخر میں تین آدمی ایسے تھے جو کھانے سے فارغ ہو کر بھی نہ گئے اور طویل سلسلہ گفتگو کا شروع کر دیا۔
مکان تنگ تھا مستورات کو ان کی وجہ سے تکلیف ہوئی اور حضور صلے اللہ علیہ وسلم انہیں جانے کا حکم اپنے وسعت خلق سے نہیں دیتے تھے۔ آخرش حضور ازواج مطہرات کے حجروں میں تشریف لے گئے تھوڑی دیر بعد جب تشریف لائے تو وہ تینوں بدستور مصروف گفتگو تھے۔
حضور پھر تشریف لے گئے اور وہ بعد میں چلے گئے تو حضور دولت سرائے میں تشریف لائے۔ اور دروازہ پر پردہ ڈال دیا تو یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔ اور اگلی آیت کریمہ میں حضور کے کمال حیا اور شان کرم کو واضح فرمایا گیا۔

اِنَّ ذٰلِکُمْ کَانَ یُؤْذِی النَّبِیَّ فَیَسْتَحْیٖ مِنْکُمْ وَاللّٰہُ لَایَسْتَحْیٖ مِنَ الْحَقِّ۔ اس میں بے شک ہمارے نبی کو تکلیف ہوئی اور وہ اپنے خلق سے تمہارا لحاظ فرماتے رہے اور اللہ حق فرمانے میں کسی کا لحاظ نہیں فرماتا۔ جیسے ہمارے حبیب کو باوجود [illegible] رت کے اپنے اصحاب کو جانے کا حکم نہیں فرماتے بلکہ حسن آداب سے انہیں اشارہ جانے کا فرمایا کہ خود تشریف لے گئے اور زبان مبارک سے نہیں فرمایا کہ "نان کہ خوردی خانہ برو۔ نہ تو کہ دم خانہ گرد"۔ یہ وسعت خلق کا اعلیٰ ترین مظاہرہ تھا۔
اس سے یہ مسئلہ بھی نکلا کہ کسی کے گھر کھانے جائے تو وہاں جم کر نہ بیٹھے بلکہ فارغ ہونے کے بعد واپس ہو

ہو جائے اس لیے کہ وہاں بیٹھا رہنا اہل خانہ کے لیے تکلیف کا موجب ہوتا ہے۔
اور صاحب خانہ آئے ہوئے کو با قتضائے خلق اگرچہ جانے کو نہیں کہتا مگر مسلمان کو خود خیال کرنا چاہئے
اس کے بعد ازواج مطہرات کے احترام پر ارشاد ہے۔
وَاِذَا سَاَلْتُمُوْهُنَّ مَتَاعًا فَاسْئَلُوْهُنَّ مِنْ وَّرَآءِ حِجَابٍ ذٰلِكُمْ اَطْهَرُ لِقُلُوْبِكُمْ وَقُلُوْبِهِنَّ۔ اور
جب تم ان سے برتنے کی کوئی چیز طلب کرو تو پردے کے باہر سے طلب کرو اس میں تمہارے دلوں اور ان
کے دلوں کی ستھرائی ہے۔
اس لیے کہ انسان کی جبلت میں وساوس وخطرات لازم ہوتے ہیں اس کا سدباب پردے سے ہی ہو سکتا
ہے اور یہی صورت امن کی ہے۔
وَمَا كَانَ لَكُمْ اَنْ تُؤْذُوْا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَلَآ اَنْ تَنْكِحُوْٓا اَزْوَاجَهٗ مِنْۢ بَعْدِهٖٓ اَبَدًا اِنَّ ذٰلِكُمْ
كَانَ عِنْدَ اللّٰهِ عَظِيْمًا۔ اور تمہیں یہ مناسب نہیں کہ اللہ کے رسول کو ایذا دو اور کوئی ایسا کام کرو جو ہمارے
حبیب اقدس کی خاطر پر گراں گذرے) حتیٰ کہ تم انہیں اپنی ماں برابر سمجھتے ہوئے) ان سے کبھی نکاح بھی نہ کرنا)
بیشک یہ اللہ کے نزدیک بڑی سخت بات ہے۔
اس لیے کہ یہ حق انبیاء کرام ہے کہ جو خاتون حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے عقد میں آچکی وہ بمنزلہ ماں ہو گئی
اور ظاہر ہے کہ ماں سے عقد نہیں ہو سکتا اسی لیے ازواج مطہرات امت پر ہمیشہ کے لیے حرام ہیں اسی طرح
وہ کنیزیں جو باریاب بارگاہ رسالت ہو چکی ہیں اور حضور کی قربت سے سرفراز ہو چکی ہیں وہ بھی بمنزلہ ماں ہیں
ان سے بھی عقد حرام اور ہمیشہ کے لیے حرام ہے۔
اس حکم سے حضور کی عظمت کا مظاہرہ فرمانا مقصود ہے تاکہ ہر مسلمان سمجھ لے کہ آپ کی عزت وعظمت
امت پر واجب ہے
اِنْ تُبْدُوْا شَيْئًا اَوْ تُخْفُوْهُ فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمًا۔ اگر تم کوئی کام ظاہر کرو یا چھپاؤ تو بیشک
اللہ سب کچھ جانتا ہے۔
اس لیے کہ علام الغیوب والشہادۃ ہے اس کا علم ہر شے پر محیط ہے۔
اب جو ارشاد ہے اس کا شان نزول یہ ہے کہ جب احکام حجاب نازل ہوئے تو خواتین کے باپ
بیٹے بھائی اور قریبی رشتہ والوں کو خیال ہوا کہ جب پردہ اور حجاب کا حکم عام ہے تو اس کا اثر ہم پر بھی پڑتا
ہے چنانچہ انہوں نے حضور کی خدمت میں عرض کیا کہ اب پردہ کا حکم آچکا ہے تو کیا ہم بھی اپنی ماؤں بہنوں
بیٹیوں سے پردہ کے ساتھ بات کریں گے اس پر یہ آیۂ کریمہ نازل ہوئی اور ارشاد ہوا۔

لَا جُنَاحَ عَلَيْهِنَّ فِیْٓ اٰبَآئِهِنَّ وَلَآ اَبْنَآئِهِنَّ وَلَآ اِخْوَانِهِنَّ وَلَآ اَبْنَآءِ اِخْوَانِهِنَّ وَلَآ اَبْنَآءِ اَخَوٰتِهِنَّ وَلَا نِسَآئِهِنَّ وَلَا مَا مَلَكَتْ اَیْمَانُهُنَّ وَاتَّقِیْنَ اللّٰهَ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ شَهِیْدًا

کوئی مضائقہ نہیں ان کے باپ اور بیٹوں اور بھائیوں اور بھتیجوں بھانجوں کے سامنے آنے میں اور اپنی دینی عورتوں اور اپنی کنیزکوں میں اور اللہ سے ڈرتی رہو بے شک ہر چیز اللہ کے سامنے ہے۔

یعنی باپ بیٹے بھائی بھتیجے بھانجوں سے پردہ ضروری نہیں اور مسلمان عورتوں سے اور اپنی مملوکہ کنیزکوں سے بھی پردہ نہیں اور کافرہ عورت سے پردہ مومنہ عورت پر ضروری ہے اس لیے کہ وہ مثل مرد اجنبی کے ہے (جمل)

اور حقیقی چچا۔ ماموں کی یہاں صراحت اس لیے نہیں کی گئی کہ وہ باپ کے حکم میں ہیں۔

اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا

بے شک اللہ اور اس کے فرشتے درود بھیجتے ہیں اس غیب بتانے والے نبی پر اے ایمان والو درود بھیجو ان پر اور خوب سلام کہو۔

صَلُّوا صیغہ امر ہے جو وجوب کا متقاضی ہے اسی بنا پر حضور پر درود بھیجنا ہر مسلمان پر واجب ہے بلکہ بقول معتمد مسلمانوں پر ہر مجلس میں آپ کا ذکر کرنے والے اور سننے والے پر ایک مرتبہ درود واجب ہے اور ایک بار سے زیادہ پڑھنا مستحب ہے۔

اسی وجہ میں التحیات کے اندر اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ اَیُّهَا النَّبِیُّ پڑھنا واجب ہے۔

اور اس کے بعد جو درود پڑھا جاتا ہے وہ سنت ہے اس درود میں آل پاک پر بھی درود ہوتا ہے۔ اور اس کے ماتحت اصحاب اور مومنین و اولیاء کاملین پر درود بھیجا جائے تو مستحسن ہے۔ البتہ اگر حضور کا نام پاک لے کر درود بھیجے بغیر ان پر اگر درود بھیجا جائے تو مکروہ ہے۔ اور درود میں حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ آل و اصحاب کا ذکر متوارث ہے۔

بلکہ بعض نے تو یہ کہا کہ جس درود میں آل پاک کا ذکر نہ ہو وہ مقبول نہیں۔

اور درود شریف میں چند پہلو ہیں۔

ایک درود اللہ تعالے کی طرف سے ہے اس سے مراد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تکریم ہے

اور اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ کے معنی علماء کرام یہ کرتے ہیں

کہ الٰہی محمد صلے اللہ علیہ وسلم کو عظمت عطا فرما اور دنیا میں ان کا دین غالب اور بلند فرما کر ان کی شریعت کو بقا دے اور آخرت میں ان کی شفاعت قبول کر کے اولین و آخرین پر ان کی فضیلت کا اظہار فرما کہ انبیاء

و مرسلین اور ملائکہ مقربین اور تمام خلائق پر ان کی شان بلند فرما۔

حدیث میں ہے کہ سید عالم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا درود خواں جب مجھ پر درود بھیجتا ہے تو اس کے لیے فرشتے بخشش کی دعا کرتے ہیں۔

مسلم شریف میں ہے مَنْ صَلّٰی عَلَیَّ مَرَّۃً صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ عَشْرًا جو مجھ پر ایک بار درود پڑھتا ہے اللہ اس پر دس رحمتیں نازل فرماتا ہے۔

ترمذی شریف میں ہے اَلْبَخِیْلُ الَّذِیْ مَنْ ذُکِرْتُ عِنْدَہٗ فَلَمْ یُصَلِّ عَلَیَّ۔ بخیل وہ ہے جس کے آگے میرا ذکر کیا جائے اور وہ مجھ پر درود نہ پڑھے۔

عام اس سے کہ درود کے لفظ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ ہوں۔ یا اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ ہوں یا درود تاج ہو یا بعد کے تصنیف کیے ہوئے ہوں اس لیے کہ سب کے الفاظ عظمت شانِ مصطفیٰ میں کم یا زیادہ ہیں۔

اِنَّ الَّذِیْنَ یُؤْذُوْنَ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ لَعَنَھُمُ اللّٰہُ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ وَاَعَدَّ لَھُمْ عَذَابًا مُّھِیْنًا۔ بے شک وہ جو ایذا دیتے ہیں اللہ اور اس کے رسول کو ان پر اللہ کی لعنت ہے دنیا و آخرت میں اور اللہ نے ان کے لیے ذلت کا عذاب تیار کر رکھا ہے۔

یہ ایذا دینے والے کفار ہیں جو اللہ تعالےٰ کی شان میں وہ بکواس کرتے ہیں جس سے وہ منزہ ہے مثلاً عیسیٰ علیہ السلام و عزیر علیہ السلام کو خدا کا بیٹا کہنا ملائکہ کو خدا کی بیٹیاں قرار دینا۔

اور اللہ کے رسول کو ایذا دینے والے وہ ہیں جو شان مصطفیٰ کی تنقیص کرتے ہیں حضور کے علم کے مقابلہ میں شیطان اور ملک الموت کے علم کو نصوص قطعی سے مانتے ہیں اور حضور کے لیے وہ علم منصوص نہیں جانتے حضور کے اصحاب کی شان میں گستاخیاں کرنے والے۔ صدیق و فاروق و ذو النورین کو غاصب و غادر کہنے والے یہ سب اللہ کے رسول کو ایذا دینے والے ہیں۔

اس قسم کی جماعتوں پر اللہ کی لعنت دنیا اور آخرت میں ہے اور ان کے لیے ذلت کا عذاب تیار ہے وَالَّذِیْنَ یُؤْذُوْنَ الْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ بِغَیْرِ مَا اکْتَسَبُوْا فَقَدِ احْتَمَلُوْا بُھْتَانًا وَّاِثْمًا مُّبِیْنًا۔ اور جو ایذا دیتے ہیں مومنین اور مومنات کو بغیر کچھ کیے تو بے شک انہوں نے بہتان اور کھلا ہوا گناہ سر لیا۔

آیۂ کریمہ کا شان نزول یہ ہے کہ منافقین کی جماعت میں ایسے لوگ بھی تھے جو حضرت شیر خدا اسد اللہ کی بدگوئی کر کے انہیں ایذا دیتے تھے۔

حضرت فضیل فرماتے ہیں کہ جانوروں کو ایذا دینا بھی بلا کسی قصور کے جائز نہیں تو مومنین و مومنات کو ایذا دینا کس قدر بدترین جرم ہے۔

مختصر تفسیر اردو ستاتواں رکوع سورۃ احزاب پ ۲۲

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَدْخُلُوا بُيُوتَ النَّبِيِّ إِلَّا أَنْ يُؤْذَنَ لَكُمْ إِلَىٰ طَعَامٍ غَيْرَ نَاظِرِينَ إِنَاهُ ۔ اے ایمان والو نبی کے گھروں میں بلا اجازت داخل نہ ہو کھانے کا انتظار نہ کرتے رہو۔

اکثر مفسرین کے نزدیک یہ حکم اس دن نازل ہوا جب حضور نے حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا سے عقد فرمایا تھا۔

چنانچہ امام احمد اور عبد بن حمید اور بخاری اور مسلم، نسائی اور ابن جریر ابن المنذر اور ابن ابی حاتم ابن مردویہ اور بیہقی اپنی سنن میں بطریق انس بن مالک راوی ہیں۔

قَالَ لَمَّا تَزَوَّجَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ زَيْنَبَ بِنْتَ جَحْشٍ دَعَا الْقَوْمَ فَطَعِمُوا ثُمَّ جَلَسُوا يَتَحَدَّثُونَ وَإِذَا هُوَ كَأَنَّهُ يَتَهَيَّأُ لِلْقِيَامِ فَلَمْ يَقُومُوا فَلَمَّا رَأَى ذٰلِكَ قَامَ فَلَمَّا قَامَ قَامَ مَنْ قَامَ وَقَعَدَ ثَلَاثَةُ نَفَرٍ فَجَاءَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِيَدْخُلَ فَإِذَا الْقَوْمُ جُلُوسٌ ثُمَّ إِنَّهُمْ قَامُوا فَانْطَلَقْتُ فَجِئْتُ فَأَخْبَرْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُمْ قَدِ انْطَلَقُوا فَجَاءَ حَتَّى دَخَلَ فَذَهَبْتُ أَدْخُلُ فَأَلْقَى الْحِجَابَ بَيْنِي وَبَيْنَهُ فَأَنْزَلَ اللهُ تَعَالَىٰ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا الخ

فرماتے ہیں جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا سے عقد فرمایا تو قوم کو ولیمہ میں بلایا تو وہ آئے اور کھانا کھا کر بیٹھے باتیں کرتے رہے۔ اتفاق سے حضور تنگی مکان کی وجہ میں انہیں رخصت کرنا چاہتے تھے جب حضور نے ملاحظہ کیا کہ وہ ابھی نہیں جا رہے تو حضور خود لٹھے تو بہت سے حضور کے ساتھ کھڑے ہو گئے۔ اور تین پھر بھی بیٹھے رہے تو حضور بیوت ازواج میں دوبارہ دورہ فرما کر تشریف لائے تو بدستور بیٹھے ہوئے تھے حضور پھر تشریف لے گئے تو وہ بھی اٹھے اور چلے گئے انس رضی اللہ عنہ حضور کے خادم خاص فرماتے ہیں کہ میں نے حضور کی خدمت میں اطلاع دی کہ وہ چلے گئے ہیں تو حضور تشریف لائے اور دروازہ حجرہ پر پردہ ڈال دیا۔ اس وقت یہ آیت کریمہ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَدْخُلُوا بُيُوتَ النَّبِيِّ إِلَّا أَنْ يُؤْذَنَ لَكُمْ نازل ہوئی۔

آلوسی فرماتے ہیں اَلنَّہْیُ لِلتَّحْرِیْمِ۔ یہ نہی حرمت کے لیے کی گئی۔
گویا مفہوم آیت یہ ہوا لَاتَدْخُلُوْهَا فِیْ وَقْتٍ مِّنَ الْاَوْقَاتِ اِلَّا وَقْتَ اَنْ یُّؤْذَنَ لَكُمْ۔
اِلٰى طَعَامٍ غَیْرَ نٰظِرِیْنَ اِنٰىهُ۔ اور کھانے کا انتظار نہ کرو۔
یَعْنِیْ غَیْرَ مُنْتَظِرِیْنَ نُضْجَهٗ۔ یعنی کھانا پکنے کا انتظار نہ کرو جب تک تمہیں دعوت طعام نہ دی جائے۔

وَلٰكِنْ اِذَا دُعِیْتُمْ فَادْخُلُوْا فَاِذَا طَعِمْتُمْ فَانْتَشِرُوْا وَلَا مُسْتَاْنِسِیْنَ لِحَدِیْثٍ۔ لیکن جب تم بلائے جاؤ تو حاضر آؤ اور جب کھانے سے فارغ ہو جاؤ تو وہاں سے منتشر ہو جاؤ اور باتیں کرنے میں دل نہ بہلاؤ۔

اَیْ لِحَدِیْثِ بَعْضِكُمْ بَعْضًا اَوْلِحَدِیْثِ اَهْلِ الْبَیْتِ۔ یعنی اِدھر اُدھر کی باتوں میں یا گھر کے قصہ قضیہ سنانے میں وقت ضائع نہ کرو۔ اس لیے کہ

اِنَّ ذٰلِكُمْ كَانَ یُؤْذِی النَّبِیَّ فَیَسْتَحْیٖ مِنْكُمْ وَاللّٰهُ لَا یَسْتَحْیٖ مِنَ الْحَقِّ۔ یہ تمہارا طریقہ ہمارے نبی کی تکلیف کا موجب ہے اور وہ اپنی وسعت خلق سے تمہیں صاف طور پر فرمانے شرم کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ (اپنے حبیب کی حمایت حق سے) نہیں شرم کرتا۔

اس کے بعد ازواج مطہرات کی حرمت کا اظہار ہے۔

وَاِذَا سَاَلْتُمُوْهُنَّ مَتَاعًا فَسْئَلُوْهُنَّ مِنْ وَّرَآءِ حِجَابٍ۔ اور جب تم ازواج مطہرات سے کوئی برتنے کی چیز طلب کرو تو پردہ سے طلب کرو۔

یعنی اگرچہ ازواج مطہرات تمہاری مائیں ہیں لیکن حقیقی ماں کی طرح نہیں بلکہ احترام میں وہ ماں کے بجائے ہیں مگر ان کا احترام یہ ہے کہ ان سے جو کچھ طلب کرو پردہ سے کرو۔

آیۂ کریمہ کا شان نزول یہ ہے جیسے بخاری اور ابن جریر اور ابن مردویہ نے انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے قَالَ قَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ یَارَسُوْلَ اللّٰهِ یَدْخُلُ عَلَیْكَ الْبَرُّ وَالْفَاجِرُ فَلَوْ اَمَرْتَ اُمَّهَاتِ الْمُؤْمِنِیْنَ بِالْحِجَابِ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ تَعَالٰى اٰیَةَ الْحِجَابِ۔ فرمایا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کی حضور آپ پر نیک اور فاجر آتے ہیں لہٰذا اگر امہات المومنین کو حجاب کا حکم فرما دیا جائے تو بہتر ہے تو آیۂ حجاب نازل ہوئی۔

وَكَانَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ حَرِیْصًا عَلٰى حِجَابِهِنَّ وَمَا ذَاكَ اِلَّا حُبًّا لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ۔ فاروق اعظم پردہ کے معاملہ میں بہت حریص تھے اور اس کی وجہ صرف حضور صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

سے محبت تھی۔

ابن جریر حضرت عائشہ ام المومنین سے راوی ہیں رضی اللہ عنہا۔ اِنَّ اَزْوَاجَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کُنَّ یَخْرُجْنَ بِاللَّیْلِ اِذْ یَزَّدْنَ اِلَی الْمَنَاصِعِ وَھُوَ صَعِیْدٌ اَفْیَحُ وَکَانَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ یَقُوْلُ لِلنَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَحْجِبْ نِسَاءَکَ فَلَمْ یَکُنْ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَفْعَلُ فَخَرَجَتْ سَوْدَۃُ بِنْتُ زَمْعَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہَا لَیْلَۃً مِّنَ اللَّیَالِیْ عِشَاءً وَکَانَتْ اِمْرَاَۃً طَوِیْلَۃً فَنَادَاھَا عُمَرُ بِصَوْتِہِ الْاَعْلٰی قَدْ عَرَفْنَاکِ یَا سَوْدَۃُ حِرْصًا اَنْ یُّنْزَلَ الْحِجَابُ فَاَنْزَلَ اللّٰہُ تَعَالَی الْحِجَابَ وَذٰلِکَ اَحَدُ مُوَافِقَاتِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ۔

صدیقہ فرماتی ہیں کہ ازواج مطہرات رات میں قضاء حاجت کو نکلا کرتی تھیں اور وہ جنگل میں جاتی تھیں اور حضرت فاروق رضی اللہ عنہ اسے پسند نہ فرماتے اور حضور سے پردہ کے لیے عرض کرتے مگر حضور بغیر نزول حکم پردہ پر ازواج مطہرات کو پردہ کا حکم نہ دیتے۔

ایک دن ام المومنین حضرت سودہ رضی اللہ عنہا عشاء کے وقت رات میں نکلیں آپ قد میں طویل تھیں تو فاروق اعظم نے انہیں دیکھ کر آواز بلند فرمایا میں نے سودہ تمہیں پہچان لیا ہے اس غرض سے کہ حکم حجاب نازل ہوئے۔

چنانچہ اللہ تعالےٰ نے آیہ حجاب نازل فرمائی اور یہ منجملہ ان آیات کے ایک آیت ہے جو فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی موافقت میں نازل ہوئی۔

اور آیات حجاب کا نزول ۵ھ میں ہوا کَمَا قَالَ ابْنُ سَعْدٍ عَنْ اَنَسٍ سَنَۃَ خَمْسٍ مِّنَ الْھِجْرَۃِ اور صالح بن کیسان فرماتے ہیں اِنَّ فِیْ ذٰلِکَ فِیْ ذِی الْقَعْدَۃِ۔ یہ حکم ۵ھ ذیقعدہ میں نازل ہوا

ذٰلِکُمْ اَطْھَرُ لِقُلُوْبِکُمْ وَقُلُوْبِھِنَّ۔ یہ تمہارے دلوں اور ان کے دلوں کے لیے بہترین تطہیر ہے۔ خواطر شیطانیہ سے جو انسان کے دل میں توسوس پیدا کرتا ہے۔ اور اس قسم کے توسوسات ایذائے قلب مبارک کا موجب ہیں چنانچہ حدیث میں بھی ہے اَلنَّظْرُ سَھْمٌ مِّنْ سِھَامِ اِبْلِیْسَ۔ نظر ایک زہریلا تیر ہے شیطانی تیروں سے۔

وَمَا کَانَ لَکُمْ اَنْ تُؤْذُوْا رَسُوْلَ اللّٰہِ۔ اور تمہیں زیبا نہیں کہ ایذا دو کسی قسم کی اللہ کے رسول کو یعنی ایسی کوئی بات کہ جین حیات سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم میں جو آپ کو مکروہ محسوس ہو یا جس سے آپ کو اذیت پہنچے اور حین حیات میں ہی اس کی احتیاط نہ ہو بلکہ بعد وفات بھی نبی کا پاس ادب رکھنا ضروری ہے چنانچہ ارشاد ہے۔

وَلَاۤ اَنۡ تَنۡكِحُوۡۤا اَزۡوَاجَهٗ مِنۡۢ بَعۡدِهٖۤ اَبَدًا ؕ اِنَّ ذٰلِكُمۡ كَانَ عِنۡدَ اللّٰهِ عَظِيۡمًا۔ اور نہ نکاح کرو تم ازواج مطہرات سے حضور کی وفات کے بعد بھی یہ تمہاری حرکت اللہ کے نزدیک بہت بھاری گستاخی ہے

یعنی حضور کو ایذا دینا ان کی ازواج مطہرات سے ان کے بعد نکاح کا خیال کرنا اللہ تعالے کے نزدیک بہت بھاری گستاخی اور ایذا رسانی ہے۔ اور اس قسم کا خیال کفر ہے۔

وَفِيۡهِ مِنۡ تَعۡظِيۡمِهٖ تَعَالٰى لِشَانِ رَسُوۡلِهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيۡهِ وَسَلَّمَ وَاِيۡجَابِ حُرۡمَتِهٖ حَيًّا وَّمَيِّتًا مَالَا يَخۡفٰى۔ اس حکم میں اللہ تعالے کی طرف سے شان حبیب اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت کا مظاہرہ اور آپ کی حرمت حیات و وفات سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم میں واجب کی گئی ہے۔

اِنۡ تُبۡدُوۡا شَيۡــًٔـا اَوۡ تُخۡفُوۡهُ فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِكُلِّ شَىۡءٍ عَلِيۡمًا۔ اگر تم ظاہر کرو کچھ یا مخفی طور پر تو بیشک اللہ سب جاننے والا ہے۔

یعنی ازواج مطہرات کے متعلق نکاح وغیرہ کی باتیں علانیہ کرو یا اپنے دل میں اس کا خیال مخفی رکھو دونوں قسم کے خیال اللہ تعالے کے علم میں ہیں اس کا شان نزول یہ ہے کہ بعض منافقین نے کہا جبکہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے ام سلمہ اور حضرت حفصہ سے عقد فرمایا تو وہ کہنے لگے مَا بَالُ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيۡهِ وَسَلَّمَ يَتَزَوَّجُ نِسَاءَنَا وَاللّٰهِ لَوۡ قَدۡ مَاتَ لَجَعَلۡنَا السِّهَامَ عَلٰى نِسَائِهٖ۔ حضور نے ہمارے خاندان کی عورتیں نکاح میں لی ہیں خدا کی قسم اگر حضور کی وفات ہو گئی تو ہم حصہ ڈالیں گے حضور کی ازواج پر۔ معاذ اللہ۔

اور ابن جریر ابن عباس سے راوی ہیں اِنَّ رَجُلًا اَتٰى بَعۡضَ اَزۡوَاجِ النَّبِىِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيۡهِ وَسَلَّمَ فَكَلَّمَهَا وَهُوَ ابۡنُ عَمِّهَا فَقَالَ النَّبِىُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيۡهِ وَسَلَّمَ لَا تَقُوۡمَنَّ هٰذَا الۡمَقَامَ بَعۡدَ يَوۡمِكَ هٰذَا فَقَالَ يَا رَسُوۡلَ اللّٰهِ اِنَّهَا ابۡنَةُ عَمِّىۡ وَاللّٰهِ مَا قُلۡتُ لَهَا مُنۡكَرًا وَّلَا قَالَتۡ لِىۡ قَالَ النَّبِىُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيۡهِ وَسَلَّمَ قَدۡ عَرَفۡتُ ذٰلِكَ اِنَّهٗ لَيۡسَ اَحَدٌ اَغۡيَرَ مِنَ اللّٰهِ تَعَالٰى وَاِنَّهٗ لَيۡسَ اَحَدٌ اَغۡيَرَ مِنِّىۡ فَمَضٰى ثُمَّ قَالَ مَنَعَنِىۡ مِنۡ كَلَامِ ابۡنَةِ عَمِّىۡ لَاَتَزَوَّجَنَّهَا مِنۡ بَعۡدِهٖ فَاَنۡزَلَ اللّٰهُ تَعَالٰى فَاَعۡتَقَ ذٰلِكَ الرَّجُلُ رَقَبَةً وَحَمَلَ عَلٰى عَشَرَةِ اَبۡعِرَةٍ فِىۡ سَبِيۡلِ اللّٰهِ وَحَجَّ مَاشِيًا مِنۡ كَلِمَتِهٖ۔

ایک شخص حضور کی بعض ازواج کے پاس آ کر گفتگو کر رہا تھا اور وہ چچا کا بیٹا بھائی تھا تو حضور نے اسے فرمایا آج کے بعد تم اس جگہ نہ کھڑے ہونا اس نے عرض کیا حضور وہ میرے چچا کی بیٹی ہے خدا کی قسم میں نے اس سے کوئی بات ایسی نہیں کی اور نہ اس نے مجھ سے کوئی خاص گفتگو کی حضور نے فرمایا میں جانتا ہوں کہ تو نے کوئی گفتگو ایسی نہیں کی لیکن کوئی اللہ سے زیادہ غیرت والا نہیں اور مجھ سے زیادہ غیرت والا تم میں نہیں پھر وہ چلا گیا اور کہنے لگا حضور نے مجھ سے سختی کی میرے چچا کی لڑکی سے بات کرنے میں۔

اب میں ضرور اس سے رشتہ کروں گا حضور کے بعد۔

تو یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔

آیت کریمہ سن کر اس نے ایک غلام آزاد کیا اور دس اونٹ اللہ کی راہ میں دیے اور پاپیادہ حج کیا۔

اور یہ ایک شخص طلحہ نامی تھا جس نے یہ کہا۔

اور یہ طلحہ وہ نہیں جو عشرہ مبشرہ سے تھے۔ بلکہ یہ دوسرے طلحہ ہیں۔ اب ان کا استثناء فرمایا جاتا ہے

جن سے حجاب واجب نہیں چنانچہ ارشاد ہے۔

لَاجُنَاحَ عَلَيْهِنَّ فِيْ اٰبَآئِهِنَّ وَلَآ اَبْنَآئِهِنَّ وَلَآ اِخْوَانِهِنَّ وَلَآ اَبْنَآءِ اِخْوَانِهِنَّ وَلَا نِسَآئِهِنَّ وَلَا مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُنَّ وَاتَّقِيْنَ اللّٰهَ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ شَهِيْدًا۔ نہیں گناہ خواتین پر اپنے باپوں کے سامنے آنے میں نہ اپنے بیٹوں سے نہ اپنے بھائیوں سے اور نہ بھائیوں کی اولاد سے اور نہ اپنی ہم مذہب عورتوں سے اور نہ مملوک غلاموں سے اور اللہ سے ڈریں بے شک اللہ تعالیٰ ہر شے دیکھنے والا ہے۔

آیت کریمہ کا شان نزول یہ ہے

لَمَّا نَزَلَتْ اٰيَةُ الْحِجَابِ قَالَ الْاٰبَآءُ وَالْاَبْنَآءُ وَالْاَقَارِبُ اَوَنَحْنُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ نُكَلِّمُهُنَّ اَيْضًا مِنْ وَّرَآءِ الْحِجَابِ۔ جب آیت حجاب نازل ہوئی تو باپ بیٹے اور اقارب بولے حضور کیا ہم بھی اپنی بیٹیوں بہنوں سے پردہ کے ساتھ بات کریں گے۔

فَنَزَلَتْ۔ تو یہ آیت کریمہ نازل ہوئی جس میں بتایا گیا کہ جلباب بغیر تم ان کے سامنے ہو سکتی ہو اور ابداءً زینت ان پر ممنوع نہیں۔ گویا حکم ہو گیا کہ

كُلُّ ذِيْ رَحِمٍ مُّحَرَّمٍ مِّنْ نَسَبٍ اَوْ رَضَاعٍ ہر وہ ذی رحم جس سے نسب کے ماتحت نکاح حرام ہے یا رضاعت سے وہ حرام ہو اس سے پردہ ضروری نہیں۔

اور آیت کریمہ میں چچا ماموں کا ذکر اس لیے ضروری نہ تھا کہ یہ بمنزلہ والدین ہیں چنانچہ آلوسی فرماتے ہیں

وَلَمْ يَذْكُرِ الْعَمَّ وَالْخَالَ لِاَنَّهُمَا بِمَنْزِلَةِ الْوَالِدَيْنِ اَوْلِاَنَّهُ اِكْتَفٰى عَنْ ذِكْرِهِمَا بِذِكْرِ اَبْنَآءِ الْاِخْوَةِ وَاَبْنَآءِ الْاَخَوَاتِ۔

وَلَا نِسَآئِهِنَّ سے یہ مراد ہے اَيِ النِّسَآءِ الْمُؤْمِنَاتِ یعنی مومنہ عورتوں سے پردہ ضروری نہیں

چنانچہ ابن عباس اور ابن زید و مجاہد فرماتے ہیں وَالْاِضَافَةُ اِلَيْهِنَّ بِاعْتِبَارِ اَنَّهُنَّ عَلٰى دِيْنِهِنَّ فَيَحْتَجِبْنَ عَلَى الْكَافِرَاتِ وَلَوْ كِتَابِيَّاتٍ۔ نسائہن میں اضافت ان کی طرف بایں وجہ ہے کہ وہ ان کے دین پر ہیں اور کافرات سے پردہ ضروری ہے اگرچہ کتابیہ ہی کیوں نہ ہوں۔

وَلَا مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُنَّ میں ظاہر ہے کہ غلام اور لونڈی دونوں سے حجاب نہیں لیکن علامہ خفاجی فرماتے ہیں مَذْهَبُ اَبِيْ حَنِيْفَةَ اِنَّهٗ مَخْصُوْصٌ بِالْاِمَاءِ۔ مذہب امام ابوحنیفہ میں اس سے مراد صرف کنیزیں ہیں نہ کہ غلام۔

اور قاضی عیاض رحمہ اللہ حجاب کے احکام میں فرماتے ہیں فَرْضُ الْحِجَابِ مِمَّا اخْتُصِصْنَ بِهٖ فَهُوَ فَرْضٌ عَلَيْهِنَّ بِلَا خِلَافٍ فِي الْوَجْهِ وَالْكَفَّيْنِ فَلَا يَجُوْزُ لَهُنَّ كَشْفُ ذٰلِكَ فِيْ شَهَادَةٍ وَلَا غَيْرِهَا۔ جن سے حجاب فرض ہے ان پر بلا خلاف منہ اور ہاتھوں کا چھپانا فرض ہے اور ان کا کھولنا شہادت وغیرہ میں بھی ممنوع ہے۔ چنانچہ مؤطا میں ہے۔

اِنَّ حَفْصَةَ لَمَّا تُوُفِّيَ عُمَرُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ سَتَرَتْهَا النِّسَاءُ عَنْ اَنْ يُّرٰى شَخْصُهَا وَاِنَّ زَيْنَبَ بِنْتَ جَحْشٍ جُعِلَتْ لَهَا الْقُبَّةُ فَوْقَ نَعْشِهَا لِتَسْتُرَ شَخْصَهَا۔ حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا نے بعد وفات فاروق اعظم رضی اللہ عنہ مستورات سے بھی پردہ شروع کیا ایسی صورت میں کہ آپ کا قد و قامت کوئی بھی نہ دیکھے۔

اور حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا نے آپ کے جنازہ کے لیے گہوارہ بنایا تھا تاکہ آپ کا قد بھی مستور رہے جیساکہ زنانہ جنازہ پر آج بھی قمچیوں کا گہوارہ بناتے ہیں یا بعض جگہ لکڑی کا گہوارہ ہوتا ہے جس سے میت کا قد و قامت مستور رہتا ہے۔

اور بحر میں ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہا نے ارادہ فرمایا کہ حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کے جنازہ میں سوائے محرموں کے کوئی شریک نہ کیا جائے تو حضرت اسماء بنت عمیس نے مشورہ دیا کہ گہوارہ بنا دیا جائے چنانچہ انہوں نے اس کا طریقہ بتایا جیساکہ بلاد حبشہ میں آپ نے دیکھا تھا چنانچہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے وہ گہوارہ بنوایا۔ اور یہ سنت فاروقی آج تک مسلمانوں میں رائج ہے۔

وَرُوِيَ اَنَّهٗ صُنِعَ ذٰلِكَ فِيْ جَنَازَةِ فَاطِمَةَ بِنْتِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

ایک روایت میں ہے کہ یہ گہوارہ سیدہ زہرا رضی اللہ عنہا کے جنازہ کے لیے بنایا گیا۔

اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا۔ بے شک اللہ اور اس کے فرشتے درود بھیجتے ہیں اس نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر اے ایمان والو تم بھی درود بھیجو اور سلام۔

آیت کریمہ کا طریق بیان حضور کے بسر رفعت و عظمت کی وہ شان دکھا رہا ہے جس کی نظیر نہیں ملتی اور جملہ اسمیہ سے تعبیر کرنا اس امر کی طرف دلالت کرتا ہے کہ اس درود کو دوام و استمرار کے ساتھ

حضور کی خدمت میں پیش کیا جائے۔

اور جملہ اسمیہ باعتبار لیصلون فصل مضارع کے مؤید تجدد بھی ہوتا ہے تو اس سے یہ بھی مستفاد ہوا کہ حضور پر درود نئے نئے آداب و القاب کے ساتھ بھیجا جائے

تو درود تاج پڑھتے ہیں صَاحِبُ التَّاجِ وَالْمِعْرَاجِ وَالْبُرَاقِ وَالْعَلَمِ۔ دَافِعُ الْبَلَاءِ وَالْوَبَاءِ وَالْقَحْطِ وَالْمَرَضِ وَالْاَلَمِ میں القاب و آداب شاہی کا تجدد ہوا

درود تاریہ پڑھتے ہوئے صَلِّ صَلَاةً كَامِلَةً عَلٰى سَيِّدِنَا وَنَبِيِّنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ تَنْحَلُّ بِهِ الْعُقَدُ وَتَنْفَرِجُ بِهِ الْكُرَبُ وَتُقْضٰى بِهِ الْحَوَائِجُ وَتُنَالُ بِهِ الرَّغَائِبُ وَحُسْنُ الْخَوَاتِمِ وَيُسْتَسْقَى الْغَمَامُ بِوَجْهِهِ الْكَرِيْمِ۔ جیسے الفاظ کے ساتھ کیا گیا جو آیت کریمہ کے اقتضاء سے مستفاد ہوتا ہے چنانچہ آلوسی روح المعانی میں فرماتے ہیں

اِنَّ الْجُمْلَةَ تُفِيْدُ الدَّوَامَ نَظَرًا اِلٰى صَدْرِهَا مِنْ حَيْثُ اِنَّهَا جُمْلَةٌ اِسْمِيَّةٌ وَتُفِيْدُ التَّجَدُّدَ وَنَظَرًا اِلٰى عَجُزِهَا مِنْ حَيْثُ اِنَّهُ جُمْلَةٌ فِعْلِيَّةٌ فَيَكُوْنُ مَفَادُهَا اِسْتِمْرَارُ الصَّلٰوةِ وَتَجَدُّدُهَا وَقْتًا فَوَقْتًا۔

اور پھر يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ فرمایا يُصَلُّوْنَ عَلٰى مُحَمَّدٍ نہیں کہا اس لیے کہ یہ درود مختص کرنا تھا حضور کے لیے تمام انبیاء کرام میں سے جن میں فخامت و کرامت اور علو قدر آپ کی ذات اقدس کی پوری طرح واضح ہو جائے۔

اور وَمَلَائِكَتَهُ فرمایا یہ ملائکہ عظمت کے لیے ہے اس لیے کہ و ملائکتہ عام ہے اور ملائکہ میں اضافت الی اللہ ہے اس سے بھی حضور کی عظمت شان واضح ہے۔

اب صلوٰۃ کے معنی میں اختلاف ہے۔ اس لیے کہ ایک صلوٰۃ اللہ تعالے کی طرف سے ہے اور ایک ملائکہ کی طرف سے اس پر

ایک قول تو یہ ہے کہ هِيَ مِنْهُ عَزَّ وَجَلَّ ثَنَاؤُهُ عَلَيْهِ عِنْدَ مَلَائِكَتِهِ وَتَعْظِيْمُهُ یعنی اللہ تعالے کی صلوٰۃ ملائکہ پر حضور کی عظمت شان کے اظہار کے لیے ہے۔

اور بخاری ابو العالیہ وغیرہ سے اور ربیع بن انس سے اور بیہقی شعب الایمان میں فرماتے ہیں۔ وَتَعْظِيْمُهُ تَعَالٰى اِيَّاهُ فِي الدُّنْيَا بِاِعْلَاءِ ذِكْرِهِ وَاِظْهَارِ دِيْنِهِ وَاِبْقَاءِ لِشَرِيْعَتِهِ وَفِي الْاٰخِرَةِ بِتَشْفِيْعِهِ فِيْ اُمَّتِهِ وَاِجْزَالِ اَجْرِهِ وَمَثُوْبَتِهِ وَاِبْدَاءِ فَضْلِهِ لِلْاَوَّلِيْنَ وَالْاٰخِرِيْنَ بِالْمَقَامِ الْمَحْمُوْدِ وَتَقْدِيْمِهِ عَلٰى كَافَّةِ الْمُقَرَّبِيْنَ الشُّهُوْدِ۔

اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے حضور کے لیے اظہار تعظیم اعلاء ذکر کے لیے دنیا میں اور غلبۂ دین و القاء عمل شریعت کے واسطے ہے۔

اور آخرت میں امت کی شفاعت اور جزا اجر اور ثواب اعمال اور ابداء فضیلت اولین و آخرین پر مقام محمود اور حضور کی تقدیم تمام مقربین پر فرمانے کے لیے ہے۔

ایک قول یہ ہے کہ ملائکہ کی طرف سے حضور کے لیے دعا مقصود ہے اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے رحمت۔

اور بعض نے کہا اَلصَّوَابُ اِنَّ الصَّلٰوۃَ لُغَۃً بِمَعْنٰی وَاحِدٍ وَّھُوَ الْعَطْفُ ثُمَّ ھُوَ بِالنِّسْبَۃِ اِلَیْہِ تَعَالٰی الرَّحْمَۃُ وَاِلَی الْمَلَائِکَۃِ عَلَیْھِمُ السَّلَامُ الْاِسْتِغْفَارُ وَاِلَی الْاٰدَمِیِّیْنَ الدُّعَاءُ۔

صحیح یہ ہے کہ صلوٰۃ از روئے لغت ایک معنی میں ہے۔

اور وہ عطف ہے ایک دوسرے پر لیکن بالنسبۃ الی اللہ وہ بمعنی رحمت ہے۔

اور بالنسبۃ الی الملائکۃ بمعنی استغفار ہے۔

اور بالنسبۃ الی الانسان بمعنی دعا ہے۔

اب آگے ارشاد ہے۔

یٰۤاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا۔ اے ایمان والو درود بھیجو ان پر اور سلام اس پر آلوسی فرماتے ہیں اَیْ عَظِّمُوْا شَانَہٗ عَاطِفِیْنَ اِلَیْہِ فَاِنَّکُمْ اَوْلٰی بِذٰلِکَ یعنی سرکار ابد قرار کی شان عظمت میں مبالغہ کرو یہ تمہارے لیے بہتر ہے۔

چنانچہ عبد الرزاق اور ابن ابی شیبہ اور امام احمد اور عبد بن حمید اور بخاری اور مسلم اور ابو داؤد اور ترمذی اور نسائی اور ابن ماجہ اور ابن مردویہ کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ سے راوی ہیں۔

قَالَ قَالَ رَجُلٌ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اَمَّا السَّلَامُ عَلَیْکَ فَقَدْ عَلِمْنَا فَکَیْفَ الصَّلٰوۃُ عَلَیْکَ قَالَ قُلْ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ اَللّٰھُمَّ بَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ۔

فرماتے ہیں ایک صحابی نے عرض کی حضور سلام تو ہمیں معلوم ہے لیکن صلوٰۃ حضور پر کیسے ہو تو فرمایا یوں کہو اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ الخ

امام مالک امام احمد اور بخاری و مسلم ابو داؤد و نسائی اور ابن ماجہ وغیرہ ابو حمید ساعدی سے راوی ہیں کہ صحابہ نے عرض کیا حضور ہم آپ پر درود کس طرح بھیجیں تو حضور نے فرمایا۔

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّاَزْوَاجِهٖ وَذُرِّيَّتِهٖ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ وَبَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّاَزْوَاجِهٖ وَذُرِّيَّاتِهٖ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ۔ کہا کرو

ایسی بہت سی حدیثیں ہیں منجملہ اس کے یہ بھی ہے کہ حضور نے فرمایا اَللّٰهُمَّ صَلَوٰتَكَ وَرَحْمَتَكَ وَبَرَكَاتِكَ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا جَعَلْتَهَا عَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ۔

اب صلوٰۃ کے معنی کے اعتبار سے روح المعانی میں یہ تصریح ہے

وَفَهِمُوْا اَنَّ الصَّلٰوةَ مِنْهُ عَزَّ وَجَلَّ وَمِنْ مَلٰٓئِكَتِهٖ عَلَيْهِ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ نَوْعٌ مِنْ تَعْظِيْمٍ لَائِقٍ بِشَانِ ذٰلِكَ النَّبِيِّ الْكَرِيْمِ عَلَيْهِ مِنَ اللّٰهِ تَعَالٰى اَفْضَلُ الصَّلٰوةِ وَاَكْمَلُ التَّسْلِيْمِ لَمْ يَدْرُوا اللَّائِقَ مِنْهُمْ مِنْ كَيْفِيَّاتِ تَعْظِيْمِ ذٰلِكَ الْجَنَابِ وَسَيِّدِ ذَوِي الْاَلْبَابِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلٰوةً وَّسَلَامًا يَسْتَغْنِي عَنِ الْحِسَابِ فَسَاَلُوْا عَنْ كَيْفِيَّاتِ ذٰلِكَ التَّعْظِيْمِ فَاَرْشَدَهُمْ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ اِلٰى مَا عَلِمَ اَنَّهٗ اَوْلٰى اَنْوَاعِهٖ وَهُوَ بِهِمْ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ۔ فَقَالَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قُوْلُوْا۔

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ۔ اِلٰى اٰخِرِهٖ مَا فِيْ بَعْضِ الرِّوَايَاتِ الصَّحِيْحَةِ وَفِيْهِ اِيْمَاءٌ اِلٰى اَنَّكُمْ عَاجِزُوْنَ عَنِ التَّعْظِيْمِ اللَّائِقِ بِيْ فَاطْلُبُوْهُ مِنَ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ لِيْ۔

تو یہ سمجھا گیا کہ صلوٰۃ من جانب اللہ اور من ملائکہ علیہ السلام یہ ایک قسم کی تعظیم ہے جو شان مصطفی کے لائق ہے اور کامل تسلیم ہے اس لیے کہ کوئی نہیں جانتا کہ تعظیم سرور عالم کی کیا کیفیت ہے اس لیے کہ آپ کی تعظیم و تکریم میں تو حساب ہی گم ہے تو صحابہ نے حضور سے ہی سوال کیا کہ صلوٰۃ حضور پہ کیوں کر ہو تو حضور نے انہیں راہ نمائی فرمائی اس لیے کہ حضور علیہ السلام مومنین کے لیے رؤف و رحیم ہیں چنانچہ فرمایا تم کہا کرو اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ اِلٰى اٰخِرِهٖ۔ جیسا کہ صحیح روایات سے منقول ہے۔

اور اس میں اس امر کی طرف اشارہ ہے کہ تم عاجز ہو اس تعظیم سے جو شان والا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لائق ہے تو تم اللہ تعالے سے ہی میرے لیے صلوٰۃ طلب کر لیا کرو۔

اور ایک قول حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی طرف منسوب ہے آپ نے فرمایا اَلْعَجْزُ عَنْ دَرْكِ الْاِدْرَاكِ اِدْرَاكٌ۔ ادراک ذات مصطفی سے عاجزی ادراک ہے۔

چنانچہ الفاظ صلوٰۃ میں اس قسم کے الفاظ بھی جائز کیے گئے۔ اَللّٰهُمَّ صَلِّ اَنْتَ عَلٰى رَسُوْلِكَ لِاَنَّا اَعْلَمُ بِمَا يَلِيْقُ بِهٖ وَبِمَا اَرَدْتَّهٗ لَهٗ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

وَيَكْفِيْ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ۔ اور یہ بھی کافی ہے اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ۔ لِاَنَّهٗ اِتَّفَقَتْ عَلَيْهِ

الرِّوَایَاتُ فِیْ بَیَانِ الْکَیْفِیَّۃِ۔ اس لیے کہ روایات بیان کیفیت میں اس پر متفق ہیں۔
چنانچہ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ اور صَلَّی اللّٰہُ عَلٰی مُحَمَّدٍ وغیرہ پڑھ سکتے ہیں۔

اَقُوْلُ وَبِاللّٰہِ التَّوْفِیْقُ

تشہد میں چونکہ اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ اَیُّھَا النَّبِیُّ آیا ہے اور یہ نماز میں واجب ہے تو اس کے معنی میں اگر باختلاف الفاظ درود ہو تو افضل ہے جیسے

اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ۔ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْکَ یَاحَبِیْبَ اللّٰہِ۔ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْکَ یَاخَیْرَ خَلْقِ اللّٰہِ۔ صَلَّی اللّٰہُ عَلٰی بَیْتِ رَسُوْلِ اللّٰہِ۔ چنانچہ آگے ارشاد ہے۔

وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا۔ اور خوب سلام بھیجو۔

آلوسی فرماتے ہیں اَیْ وَقُوْلُوْا اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ اَیُّھَا النَّبِیُّ وَنَحْوَہٗ۔ اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ اَیُّھَا النَّبِیُّ یا اس کے مثل درود پڑھو۔

علامہ شہاب خفاجی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں۔ کہ درود کے وجوب کی وجہ مجھ پر یہ ظاہر ہوئی کہ۔

اِنَّ السَّلَامَ عَلَیْہِ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ یُسَلِّمُہٗ عَمَّا یُؤْذِیْہِ فَلَمَّا جَاءَتْ ھٰذِہِ الْاٰیَۃُ عَقِیْبَ ذِکْرِ مَا یُؤْذِی النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ۔ حضور پر سلام سلامتی کے لیے وارد ہوا ان اذیتوں سے جو حضور کو پہنچائی جاتی تھیں۔

پھر جب ان ایذا پہنچانے والوں پر لعنتیں آئیں اور آیہ کریمہ اِنَّ الَّذِیْنَ یُؤْذُوْنَ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ لَعَنَھُمُ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ کے نزول کے بعد اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ نازل ہوئی۔

وَالْاَذِیَّۃُ اِنَّمَا ھِیَ مِنَ الْبَشَرِ وَقَدْ صَدَرَتْ مِنْھُمْ فَنَاسَبَ التَّخْصِیْصُ بِھِمْ وَالتَّاکِیْدُ اور اذیت انسان کی طرف سے ہے اور اسی سے صادر ہوئی تو حضور کے لیے ہی یہ تخصیص ہوئی اور تاکید مومنین کو فرمادی گئی۔

اسی بنا پر علامہ قرطبی درود کو کلمہ کے موافق عمر میں ایک بار واجب کہتے ہیں چنانچہ فرماتے ہیں وَاجِبَۃٌ فِی الْعُمْرِ کَکَلِمَۃِ التَّوْحِیْدِ۔

لیکن جمہور جن میں امام ابو حنیفہ اور مالک وغیرہ ہیں وہ کہتے ہیں وَاجِبَۃٌ فِی التَّشَھُّدِ مُطْلَقًا تشہد میں درود واجب ہے

ایک قول ہے کہ وَاجِبَۃٌ فِیْ مُطْلَقِ الصَّلٰوۃِ۔ درود ہر نماز میں مطلقاً واجب ہے۔

اور قاضی ابوبکر بن بکیر کہتے ہیں یَجِبُ الْاِکْثَارُ مِنْھَا مِنْ غَیْرِ تَعْیِیْنٍ بِعَدَدٍ۔ درود کی کثرت کرنی

بلا تعیین عدد واجب ہے۔

ایک قول ہے کہ تَجِبُ فِی کُلِّ مَجْلِسٍ مَرَّۃً وَاِنْ تَکَرَّرَ ذِکْرُہٗ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مرارًا ہر مجلس میں درود ایک بار پڑھنا واجب ہے۔

ایک قول ہے تَجِبُ فِی کُلِّ دُعَاءٍ۔ ہر دعا میں درود واجب ہے۔

ایک قول ہے تَجِبُ کُلَّمَا ذُکِرَ عَلَیْہِ السَّلَامُ وَبِہٖ قَالَ جَمْعٌ مِّنَ الْحَنَفِیَّۃِ مِنْہُمُ الطَّحَاوِیُّ۔ علامہ طحاوی اور حنفیوں کے نزدیک واجب ہے جب بھی حضور علیہ السلام کا ذکر آئے۔

اور جو درود ذکر حضور کے وقت نہ پڑھے وہ بخیل ہے اَلْبَخِیْلُ الَّذِیْ مَنْ ذُکِرْتُ عِنْدَہٗ فَلَمْ یُصَلِّ عَلَیَّ۔

اور جنہوں نے ان روایات کو ضعیف کہا وہ غلط اس لیے کہ صلوا صلوا امر ہے اور اطلاق امر مفید تکرار و وجوب ہے اس کے علاوہ حدیث کے دلائل بھی وجوب پر دلالت کرتے ہیں۔

چنانچہ حدیثوں میں درود نہ پڑھنے والے کو بخیل فرمایا اور فَقَدْ جَفَانِی بھی ارشاد ہوا وَھُوَ عِنْدَ الْاَکْثَرِ مِنْ عَلَامَاتِ الْوُجُوْبِ۔ اسی وجہ میں اکثر فقہاء اسے واجب کہتے ہیں۔

اور صحابہ میں سے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نماز میں تشہد پڑھتے ہوئے حضور پر درود بھیجے پھر اپنے لیے دعا کرے۔

اور ابو مسعود بدری اور ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں لَا تَکُوْنُ صَلٰوۃٌ اِلَّا بِقِرَاءَتِہٖ وَتَشَھُّدٍ وَصَلٰوۃٍ عَلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ۔ نماز ہی نہیں ہوتی مگر قراءت اور تشہد اور درود کے ساتھ بلکہ فرماتے ہیں فَاِنْ نَسِیْتَ مِنْ ذٰلِکَ شَیْئًا فَاسْجُدْ سَجْدَتَیْنِ بَعْدَ السَّلَامِ۔ اگر ان میں سے کچھ بھی بھول جائے تو اسے بعد سلام سجدہ سہو کرنا چاہیئے۔

اور بیہقی کہتے ہیں مَنْ لَّمْ یُصَلِّ عَلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِی التَّشَھُّدِ فَلْیُعِدْ صَلٰوتَہٗ اَوْ قَالَ لَمْ تُجْزِیْ صَلٰوتُہٗ۔ جو حضور پر درود تشہد میں نہ پڑھے اسے اپنی نماز دہرانی ضروری ہے یا فرمایا اس کی نماز پوری نہیں ہوئے۔

اور یہ بھی ایک قول ہے اِذَا تَرَکَھَا عَمَدًا اَبْطَلْتُ صَلٰوتَہٗ اَوْ سَھْوًا رَجَوْتُ اَنْ تُجْزِئَہٗ۔ اگر قصدًا درود التحیات میں ترک کر دے تو نماز باطل ہو گی اور اگر بھولے سے رہ گیا تو میں امید کرتا ہوں کہ پوری ہو جائے۔

علامہ نووی اپنی کتاب روضہ میں کیفیت درود بیان کرتے ہیں کہ درود میں حضور پر بہترین طریقہ

سے درود پیش کیا جائے۔
چنانچہ امام رافعی فرماتے ہیں کہ علامہ مروزی نے کہا کہ درود میں اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّاٰلِ مُحَمَّدٍ کُلَّمَا ذَکَرَکَ الذَّاکِرُوْنَ وَکُلَّمَا سَھَا عَنْہُ الْغَافِلُوْنَ۔ کہا جائے
قاضی حسین فرماتے ہیں درود میں اچھا طریقہ یہ ہے کہ جامع ہو جیسے اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ کَمَا ھُوَ اَھْلُہٗ وَمُسْتَحِقُّہٗ۔
علامہ بارزی فرماتے ہیں افضل درود یہ ہے اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ اَفْضَلَ صَلَوَاتِکَ وَعَدَدَ مَعْلُوْمَاتِکَ۔
کمال ابن ہمام فرماتے ہیں اَللّٰھُمَّ صَلِّ اَبَدًا اَفْضَلَ صَلَوٰتِکَ عَلٰی سَیِّدِنَا عَبْدِکَ وَنَبِیِّکَ وَرَسُوْلِکَ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَسَلِّمْ عَلَیْہِ تَسْلِیْمًا وَّزِدْہُ شَرَفًا وَّتَکْرِیْمًا وَّاَنْزِلْہُ الْمَنْزِلَ الْمُقَرَّبَ عِنْدَکَ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ۔
غرضکہ درود میں جتنے الفاظ بھی جامع جمع کر لیے جائیں وہ افضل و بہتر ہیں یہی وجہ ہے کہ درود تنجینا درود تاج درود ناجیہ اور متاخرین نے جتنے درود لکھے وہ سب انہی منقولہ روایات کے تتبع میں تالیف کیے اور یہ تالیف مبارک و مستحسن ہے۔
چنانچہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں اِذَا صَلَّیْتُمْ عَلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَاَحْسِنُوا الصَّلٰوۃَ عَلَیْہِ فَاِنَّکُمْ لَا تَدْرُوْنَ لَعَلَّ ذٰلِکَ یُعْرَضُ عَلَیْہِ قَالُوْا فَعَلِّمْنَا قَالَ قُوْلُوْا اَللّٰھُمَّ اجْعَلْ صَلَوٰتَکَ وَرَحْمَتَکَ وَبَرَکَاتِکَ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ وَاِمَامِ الْمُتَّقِیْنَ وَخَاتَمِ النَّبِیِّیْنَ مُحَمَّدٍ عَبْدِکَ وَرَسُوْلِکَ اِمَامِ الْخَیْرِ وَقَائِدِ الْخَیْرِ وَرَسُوْلِ الرَّحْمَۃِ اَللّٰھُمَّ ابْعَثْہُ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا یَغْبِطُہٗ بِہِ الْاَوَّلُوْنَ وَالْاٰخِرُوْنَ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَاٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ۔
اور در منثور میں ایک حدیث ہے جس میں حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ تُعْرَضُ عَلَیَّ صَلٰوتُکُمْ وَاَسْمَاءُکُمْ وَنَسَبُکُمْ۔ جب تم درود پڑھتے ہو تو مجھ پر تمہارے درود کے ساتھ تمہارے نام اور تم بھی پیش کیے جاتے ہو۔
علاوہ اس کے درود خواں کی آواز تک پہنچنا حدیث سے ثابت ہے جیسے فرمایا بَلَغَنِیْ صَوْتُہٗ حَیْثُ کَانَ۔ درود خواں کی آواز مجھ پر پہنچتی ہے جہاں بھی وہ ہو۔
یعنی وہ شرق میں ہو یا غرب میں جنوب میں ہو یا شمال میں ہند میں ہو یا سندھ میں مصر میں ہو یا چین

ہیں۔ غرضکہ حیثُ کانَ فرماکر قرب و بعد اپنی نسبت سے مساوی فرمادیا۔

اب یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ یہ درود صرف حضور پر ہی بھیجا جائے یا دیگر انبیاء علیہم السلام پر بھی بھیجا جا سکتا ہے۔؟

اس کا جواب احادیث سے یہ ہے کہ سب پر درود بھیجا جائے چنانچہ عبد بن حمید اور ابن المنذر مجاہد سے راوی ہیں لَمَّا نَزَلَتِ الْاٰیَۃُ قَالَ اَبُوْبَکْرٍ مَا اَنْزَلَ اللّٰہُ عَلَیْکَ خَیْرًا اِلَّا اَشْرَکَنَا فِیْہِ جب آیہ کریمہ اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ نازل ہوئی تو صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا حضور آپ پر کوئی بھلائی نہیں آئی مگر اس میں ہمیں شریک کیا گیا لیکن یہاں ہم شریک نہیں کیے گئے۔

فَنَزَلَتْ ھُوَ الَّذِیْ یُصَلِّیْ عَلَیْکُمْ وَمَلٰئِکَتُہٗ۔ اللہ تعالے کی وہ ذات ہے کہ درود بھیجتا ہے تم پر بھی اور اس کے ملائکہ بھی۔

بنا بریں وَالصَّلٰوۃُ فِیْھَا عَلَی الْاَنْبِیَآءِ مَا عَدَا نَبِیِّنَا عَلَیْہِ وَعَلَیْھِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ جَائِزَۃٌ بِلَا کِرَاھَۃٍ۔ ثابت ہوا کہ ہماری طرف سے درود تمام انبیاء پر بھی حضور علیہ السلام کے علاوہ بلا کراہت جائز ہے۔

چنانچہ بسند صحیح علامہ مجد اللغوی ناقل ہیں کہ حضور نے فرمایا اِذَا صَلَّیْتُمْ عَلَی الْمُرْسَلِیْنَ فَصَلُّوْا عَلَیَّ مَعَھُمْ فَاِنِّیْ رَسُوْلٌ مِّنَ الْمُرْسَلِیْنَ۔ جب تم مرسلین کرام پر درود پڑھو تو مجھ پر بھی ان کے ساتھ درود بھیجو اس لیے کہ میں بھی ایک رسول ہوں مرسلین کرام سے۔

اور عبد الرزاق اور قاضی اسماعیل اور ابن مردویہ اور بیہقی شعب الایمان میں ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے راوی ہیں کہ حضور سید یوم النشور صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا صَلُّوْا عَلٰی اَنْبِیَآءِ اللّٰہِ وَرُسُلِہٖ فَاِنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی بَعَثَنِیْ کَمَا بَعَثَھُمْ۔ تمام انبیاء الٰہی اور مرسلین پر درود بھیجو اس لیے کہ اللہ تعالے نے انہیں بھی مبعوث فرمایا ہے جیسے مجھے مبعوث کیا۔

اور غیر نبی پر درود نہ پڑھنے پر صرف مالک سے ایک روایت ہے کہ وہ کہتے ہیں لَا یُصَلّٰی عَلٰی غَیْرِ نَبِیِّنَا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ۔ سوائے ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے کسی پر درود نہ پڑھا جائے۔

اس کے جواب میں اقوال علماء مضطرب ہیں۔

بعض کہتے ہیں مطلقاً جائز ہے۔

چنانچہ قاضی عیاض رحمہ اللہ فرماتے ہیں اور اس پر عامہ علماء بھی متفق ہیں اور اس کا استدلال آیہ کریمہ ھُوَ الَّذِیْ یُصَلِّیْ عَلَیْکُمْ وَمَلٰئِکَتُہٗ سے ہے۔

اور حضور کا فرمان بھی اس کا مؤید ہے جیسے کہ فرمایا اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی اٰلِ اَبِیْ اَوْفٰی۔

اور ہاتھ اٹھا کر حضور نے فرمایا اَللّٰھُمَّ اجْعَلْ صَلٰوتَكَ وَرَحْمَتَكَ عَلٰی اٰلِ سَعْدِ بْنِ عُبَادَةَ۔

اور ابن حبان بخبر صحیح راوی ہیں اِنَّ اِمْرَأَةً قَالَتْ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلِّ عَلَيَّ وَعَلٰی زَوْجِيْ فَفَعَلَ۔ ایک خاتون نے حضور سے التجا کی کہ مجھ پر اور میرے خاوند پر درود فرمائیے یعنی رحمت کی دعا کیجئے تو حضور نے دعا کی۔

اور مسلم شریف میں ہے اِنَّ الْمَلٰٓئِكَةَ تَقُوْلُ لِرُوْحِ الْمُؤْمِنِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْكَ وَعَلٰی جَسَدِكَ

ملائکہ روح مومن کو فرماتے ہیں اللہ کی رحمت تجھ پر اور تیرے جسم پر۔

لیکن یہ تمام درود غیر نبی پر تبعًا ہیں اتباعِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم میں پڑھے جاتے ہیں اور بالاستقلال جائز نہیں ہے۔

چنانچہ تنویر الابصار میں ہے وَلَا يُصَلِّيْ عَلٰی غَيْرِ الْاَنْبِيَاءِ وَالْمَلٰٓئِكَةِ اِلَّا بِطَرِيْقِ التَّبَعِ۔

چنانچہ حضرت عمر بن عبد العزیز نے اپنے عمال کو حکم لکھا تھا کہ لوگ اپنے خلفاء اور موالی کو درود میں برابر رکھتے ہیں حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی جب تمہیں ہمارا حکم ملے تو سب کو حکم دیدو کہ ان کا درود حضور پر خاص ہو اور مسلمانوں کے لیے عام طور پر دعا ہو۔

اور جو لوگ غیر نبی پر درود کے مانع ہیں ان کا استدلال یہ ہے کہ

لفظ اَلصَّلٰوةُ صَارَ شِعَارًا لِتَعْظِيْمِ الْاَنْبِيَاءِ وَتَوْقِيْرِهِمْ فَلَا تُقَالُ لِغَيْرِهِمْ اِسْتِقْلَالًا۔ لفظ صلوٰۃ حضور کے لیے شعار ہو چکا ہے عظمت انبیاء کے لیے اور ان کے وقار کے لیے لہذا غیر نبی پر درود نہ ہو بالاستقلال بلکہ تبعًا۔

جیسے محمد عزوجل کہنا ممنوع ہے اس لیے کہ لفظ عزوجل خالص اللہ تعالے کے لیے ہے ایسے ہی لفظ صلوٰۃ مخصوص ہے انبیاء کرام کے لیے۔

حالانکہ یہ ناقابل انکار حقیقت ہے کہ حضور عزیز وجلیل ہیں لیکن چونکہ عزوجل اللہ تعالے کے لیے شعار ہو چکا ہے ایسے ہی صلوٰۃ حضور کے لیے شعار ہے فَلَا يُشَارِكُهُ فِيْهِ غَيْرُهُ۔

اور ایسا ہی ابو الیمن بن عساکر کہتے ہیں حیث قال لَهٗ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ يُّصَلِّيَ عَلٰی غَيْرِهٖ مُطْلَقًا لِاَنَّهٗ حَقُّهٗ وَمَنْصَبُهٗ فَلَهُ التَّصَرُّفُ فِيْهِ كَيْفَ شَاءَ بِخِلَافِ اُمَّتِهٖ اِذْ لَيْسَ لَهُمْ اَنْ يُّؤْثِرُوْا غَيْرَهٗ

حضور صلے اللہ علیہ وسلم کو اختیار تھا اس لیے کہ یہ ان کا حق اور منصب ہے تو آپ کو اختیار تصرف ہے درود میں جس طرح چاہیں بخلاف امت کے کہ اسے حق نہیں کہ جسے چاہے شریک کر سکے۔

اور امام بیہقی نے فرمایا اَلْقَوْلُ بِالْمَنْعِ عَلٰی مَا اِذَا جُعِلَ ذٰلِكَ تَعْظِيْمًا وَتَحِيَّةً وَبِالْجَوَازِ عَلَيْهِمَا اِذَا

كَانَ دُعَاءً وَتَبَرُّكًا منع کا قول بھی صحیح ہے اگر وہ درود تعظیم و تحبب کے لیے کیا جائے اور جواز بھی ہے اگر اس درود کو بہ نیت تبرک و دعا پڑھے۔

اور حنابلہ کہتے ہیں اِنَّ الصَّلٰوةَ عَلَى الْاٰلِ مَشْرُوْعَةٌ تَبْعًا وَجَائِزَةٌ اِسْتِقْلَالًا وَعَلَى الْمَلٰئِكَةِ وَاَهْلِ الطَّاعَةِ عُمُوْمًا جَائِزَةٌ۔ درود آل اطہار پر مشروع ہے بہ تبعیت سید دو عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اور بالاستقلال اگر آل پاک پر پڑھا جائے تو جائز ہے اور ملائکہ اور اہل طاعت پر بھی عمومًا جائز ہے۔

اور صحیح حدیث سے تشہد میں اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ چونکہ مروی ہے بنا برایں ندا یا رسول اللہ کے ساتھ درود خوانی ممنوع نہیں آگے ارشاد ہے۔

اِنَّ الَّذِيْنَ يُؤْذُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ لَعَنَهُمُ اللّٰهُ فِى الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ وَاَعَدَّ لَهُمْ عَذَابًا مُّهِيْنًا بے شک وہ جو ایذا دیتے ہیں اللہ اور اس کے رسول کو لعنت فرماتا ہے اللہ ان پر دنیا و آخرت میں اور تیار کیا ہے ان کے لیے ذلت کا عذاب۔

یہاں اللہ تعالے کو ایذا پہنچانے سے یہ مراد ہے کہ اس کی شان میں ایسے ناپسندیدہ الفاظ کہیں جیسے یہود و نصاریٰ نے کہے اور مشرکین نے بکواس کی کہ يَدُ اللّٰهِ مَغْلُوْلَةٌ اور مسیح ابن اللہ ہے اور ملائکہ خدا تعالے کی بیٹیاں ہیں اور بت اللہ کے شریک ہیں تَعَالَى اللّٰهُ عَنْ ذٰلِكَ عُلُوًّا كَبِيْرًا۔

اور حضور صلے اللہ علیہ وسلم کو ایذا دینے سے یہ مراد ہے کہ آپ کو شاعر ساحر کاہن مجنون کہا اور یہ صفتیں ایسی رکیک ہیں کہ حضور کو ان سے واسطہ ہی نہیں۔

ایک قول ہے کہ ایذا سے مراد کسر رباعیات چہرہ اقدس پر پتھر مارنا ہے جیسا کہ غزوہ احد میں ہوا۔

ایک قول ہے کہ ایذا سے مراد حضور پر نکاح صفیہ بنت حیی پر طعن کرنا ہے۔

ان سب پر اللہ کی لعنت ہے جس کی وجہ سے وہ رحمت سے بعید ہیں اور دنیا و آخرت میں ذلیل ہیں اور راہ ہدایت سے محروم اور آخرت میں عذاب جہنم میں ذلیل ہوں گے۔

وَالَّذِيْنَ يُؤْذُوْنَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ بِغَيْرِ مَا اكْتَسَبُوْا فَقَدِ احْتَمَلُوْا بُهْتَانًا وَّاِثْمًا مُّبِيْنًا۔ اور وہ جو ایذا دیتے ہیں مومنین و مومنات کو بغیر کسی گناہ کے تو بے شک وہ بہتان اور کھلا گناہ اپنے سر لیتے ہیں۔

یعنی مومنین و مومنات پر ایسے الزام تراشنے جن کا ان سے دور کا بھی واسطہ نہ ہو یہ ایذا دینا ہے چنانچہ اسی لیے بِغَيْرِ مَا اكْتَسَبُوْا فرمایا یعنی نا کردہ گناہ کسی کے ذمہ لگانا۔

چنانچہ آلوسی اس کے ماتحت فرماتے ہیں اَىْ بِغَيْرِ جِنَايَةٍ۔ بغیر کسی گناہ کے انہیں گناہ گار قرار دینا ہے

یہ اذیت ہے اور جو اذیت دینے والا ہے اس نے
فَقَدِ احْتَمَلُوْا۔ یقیناً اٹھایا فعل شنیع یا ماھُوَ کَالبُہْتَانِ اَیِ الکِذْبِ یا جھوٹا اتہام لگایا ہو
سخت گناہ ہے۔

شان نزول آیت کریمہ یہ ہے
نَزَلَتْ فِی مُنَافِقِیْنَ کَانُوْا یُؤْذُوْنَ عَلِیًّا کَرَّمَ اللّٰہُ وَجْھَہٗ۔ یہ آیت منافقین کے حق میں نازل
ہوئی وہ حضرت اسد اللہ کرم اللہ وجہہ پر اتہامات لگا کر ایذا دیتے تھے۔
اور ابن جریر ضحاک سے اور وہ ابن عباس سے راوی ہیں قَالَ نَزَلَتْ فِی عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ اُبَیٍّ وَنَاسٍ
مَّعَہٗ قَذَفُوْا عَائِشَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھَا فَخَطَبَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَقَالَ مَنْ یَّعْذِرُنِیْ
مِنْ رَجُلٍ یُّؤْذِیْنِیْ وَیَجْمَعُ فِیْ بَیْتِہٖ مَنْ یُّؤْذِیْنِیْ فَنَزَلَتْ۔ فرمایا یہ آیت عبد اللہ بن ابی اور اسکی جماعت
کے لیے نازل ہوئی جبکہ اس نے سیدہ صدیقہ رضی اللہ عنہا پر الزام لگایا جو اس سے قبل قصۂ افک میں
مفصل بیان ہو چکا تو حضور نے خطبہ دیا اور فرمایا کون مجھے اس شخص سے معذور رکھے گا جو مجھے ایذا دیتا ہے
اور اس کے گھر مجتمع ہوتا ہے جو مجھے اذیت پہنچاتا ہے تو یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔
اور ابن جریر ابن ابی حاتم حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے راوی ہیں کہ نَزَلَتْ فِی الَّذِیْنَ طَعَنُوْا
عَلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِیْ اَخْذِ صَفِیَّۃَ بِنْتِ حُیَیٍّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھَا۔ یہ جب نازل ہوئی جبکہ
منافقین نے حضور پر طعن کی حضرت صفیہ بنت حیی کے عقد پر تو یہ آیت نازل ہوئی۔
غرضکہ آیت کریمہ کے شان نزول میں متعدد روایات ہیں۔
خلاصہ یہ کہ کسی آیت کا مورد خاص ہونے سے حکم خاص نہیں ہوتا بلکہ جب تک مخصص نہ ہو حکم ہمیشہ
عام ہی ہوتا ہے۔ بنا بریں کسی پر بہتان تراشی کرنا بنص صریح سخت گناہ اور فعل شنیع ہے۔

بامحاورہ ترجمہ آٹھواں رکوع سورۃ احزاب پ ۲۲

ل

یٰۤاَیُّھَا النَّبِیُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِکَ وَبَنٰتِکَ وَ
نِسَآءِ الْمُؤْمِنِیْنَ یُدْنِیْنَ عَلَیْھِنَّ مِنْ جَلَابِیْبِھِنَّ
ذٰلِکَ اَدْنٰۤی اَنْ یُّعْرَفْنَ فَلَا یُؤْذَیْنَ وَکَانَ
اللّٰہُ غَفُوْرًا رَّحِیْمًا ۝

اے غیب دان نبی اپنی بیبیوں اور بیٹیوں اور مسلمانوں
کی عورتوں سے فرما دو کہ اپنی چادروں کا ایک حصہ
اپنے منہ پر ڈالے رہیں یہ اس سے نزدیک تر ہے کہ
ان کی پہچان ہو تو ستائی نہ جائیں اور اللہ بخشنے والا

مہربان ہے۔

لَئِنْ لَّمْ يَنْتَهِ الْمُنٰفِقُوْنَ وَالَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ وَّالْمُرْجِفُوْنَ فِي الْمَدِيْنَةِ لَنُغْرِيَنَّكَ بِهِمْ ثُمَّ لَا يُجَاوِرُوْنَكَ فِيْهَآ اِلَّا قَلِيْلًا ۝

اگر نہ باز آئے منافق اور وہ جن کے دلوں میں مرض ہے
اور جھوٹ اڑانے والے مدینہ میں تو ضرور ہم تمہیں ان
پر غالب کریں گے پھر وہ مدینہ میں تمہارے پاس نہ
رہیں گے مگر تھوڑے دن۔

مَلْعُوْنِيْنَ اَيْنَمَا ثُقِفُوْٓا اُخِذُوْا وَقُتِّلُوْا تَقْتِيْلًا ۝

ملعون ہیں جہاں بھی ملیں پکڑے جائیں اور گن گن
کر قتل کیے جائیں۔

سُنَّةَ اللّٰهِ فِي الَّذِيْنَ خَلَوْا مِنْ قَبْلُ وَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّةِ اللّٰهِ تَبْدِيْلًا ۝

اللہ کا دستور ہے ان لوگوں میں جو پہلے گذر گئے
اور ہرگز نہ پاؤ گے اللہ کی سنت کا بدلنا۔

يَسْئَلُكَ النَّاسُ عَنِ السَّاعَةِ قُلْ اِنَّمَا عِلْمُهَا عِنْدَ اللّٰهِ وَمَا يُدْرِيْكَ لَعَلَّ السَّاعَةَ تَكُوْنُ قَرِيْبًا ۝

لوگ تم سے قیامت کو پوچھتے ہیں تم فرماؤ اس کا
علم تو اللہ کے پاس ہے اور تم کیا جانو شاید قیامت
پاس ہی ہو۔

اِنَّ اللّٰهَ لَعَنَ الْكٰفِرِيْنَ وَاَعَدَّ لَهُمْ سَعِيْرًا ۝

اللہ نے کافروں پر لعنت کی اور ان کے لیے بھڑکتی
آگ تیار کر رکھی ہے۔

خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا لَا يَجِدُوْنَ وَلِيًّا وَّلَا نَصِيْرًا ۝

ہمیشہ اس میں رہیں گے نہ پائیں گے کوئی حمایتی اور
مددگار۔

يَوْمَ تُقَلَّبُ وُجُوْهُهُمْ فِي النَّارِ يَقُوْلُوْنَ يٰلَيْتَنَآ اَطَعْنَا اللّٰهَ وَاَطَعْنَا الرَّسُوْلَا ۝

جس دن منہ الٹ پلٹ ہو کر آگ میں ڈالے جائیں
کہیں گے اے کاش ہم اطاعت کر لیتے اللہ کی اور
اطاعت کر لیتے رسول کی۔

وَقَالُوْا رَبَّنَآ اِنَّآ اَطَعْنَا سَادَتَنَا وَكُبَرَآءَنَا فَاَضَلُّوْنَا السَّبِيْلَا ۝

اور کہیں گے اے ہمارے رب بیشک ہم نے
پیروی کی اپنے سرداروں کی۔
تو انہوں نے ہمیں گمراہ کر دیا۔

رَبَّنَآ اٰتِهِمْ ضِعْفَيْنِ مِنَ الْعَذَابِ وَالْعَنْهُمْ لَعْنًا كَبِيْرًا ۝

اے ہمارے رب انہیں آگ کا دونا عذاب دے
اور انہیں اپنی رحمت سے دور کر۔

لفظی ترجمہ

يَا أَيُّهَا۔ اے　النَّبِيُّ۔ نبی　قُلْ۔ فرما دیجئے　لِأَزْوَاجِكَ۔ اپنی بیویوں سے
وَ۔ اور　بَنَاتِكَ۔ اپنی بیٹیوں سے　وَ۔ اور　نِسَاءِ۔ عورتوں
الْمُؤْمِنِينَ۔ مومنوں کی سے　يُدْنِينَ۔ لٹکا کر رکھیں　عَلَيْهِنَّ۔ اپنے اوپر　مِنْ جَلَابِيبِهِنَّ۔ اپنی چادریں
ذٰلِكَ۔ یہ　أَدْنَىٰ۔ بہت قریب ہے　أَنْ۔ یہ کہ　يُعْرَفْنَ۔ پہچانی جائیں
فَلَا۔ تو نہ　يُؤْذَيْنَ۔ تکلیف دی جائیں　وَ۔ اور　كَانَ۔ ہے
اللهُ۔ اللہ　غَفُورًا۔ بخشنے والا　رَحِيمًا۔ مہربان　لَئِنْ۔ اگر
لَمْ۔ نہ　يَنْتَهِ۔ باز آئے　الْمُنَافِقُونَ۔ منافق　وَ۔ اور
الَّذِينَ۔ وہ کہ　فِي۔ بیچ　قُلُوبِهِمْ۔ انکے دلوں کے　مَرَضٌ۔ بیماری ہے
وَ۔ اور　الْمُرْجِفُونَ۔ افواہیں اڑانے والے　فِي۔ بیچ　الْمَدِينَةِ۔ مدینہ کے
لَنُغْرِيَنَّكَ۔ تو غلبہ دیں گے ہم آپ کو ضرور　بِهِمْ۔ ان پر　ثُمَّ۔ پھر
لَا۔ نہ　يُجَاوِرُونَكَ۔ پاس رہ سکیں گے آپ کے　فِيهَا۔ اس میں
إِلَّا۔ مگر　قَلِيلًا۔ تھوڑے　مَلْعُونِينَ۔ لعنتی ہیں　أَيْنَمَا۔ جہاں کہیں
ثُقِفُوا۔ پائے جائیں　أُخِذُوا۔ پکڑے جائیں　وَ۔ اور　قُتِّلُوا۔ قتل کیے جائیں
تَقْتِيلًا۔ گن گن کر　سُنَّةَ۔ طریقہ ہے　اللهِ۔ اللہ کا　فِي۔ بیچ
الَّذِينَ۔ ان کے جو　خَلَوْا۔ گذر چکے　مِنْ قَبْلُ۔ پہلے　وَ۔ اور
لَنْ۔ ہرگز نہ　تَجِدَ۔ پائے گا تو　لِسُنَّةِ۔ طریقہ　اللهِ۔ خداوندی میں
تَبْدِيلًا۔ کوئی تبدیلی　يَسْأَلُكَ۔ پوچھتے ہیں آپ سے　النَّاسُ۔ لوگ　عَنِ السَّاعَةِ۔ قیامت
کے متعلق　قُلْ۔ کہہ دیں　إِنَّمَا۔ اس کے سوا نہیں　عِلْمُهَا۔ اس کا علم
عِنْدَ۔ پاس　اللهِ۔ اللہ کے ہے　وَ۔ اور　مَا۔ کیا
يُدْرِيكَ۔ معلوم نہیں　لَعَلَّ۔ شاید　السَّاعَةَ۔ قیامت　تَكُونُ۔ ہو
قَرِيبًا۔ قریب　إِنَّ۔ بیشک　اللهَ۔ اللہ نے　لَعَنَ۔ لعنت کی
الْكَافِرِينَ۔ کافروں پر　وَ۔ اور　أَعَدَّ۔ تیار کیا　لَهُمْ۔ انکے لیے

سَعِیْرًا۔ بھڑکتا جہنم	خَالِدِیْنَ۔ ہمیشہ رہیں	فِیْہَا۔ اس میں	اَبَدًا۔ ہمیشہ تک
لَا۔ نہیں	یَجِدُوْنَ۔ پائیں گے کوئی	وَلِیًّا۔ دوست	وَّ۔ اور
وَّلَا۔ نہ	نَصِیْرًا۔ مددگار	یَوْمَ۔ جس دن	تُقَلَّبُ۔ الٹ پلٹ ہوں
وُجُوْہُہُمْ۔ انکے چہرے	فِی۔ بیچ	النَّارِ۔ آگ کے	یَقُوْلُوْنَ۔ کہیں گے
یٰا۔ اے	لَیْتَنَا۔ کاش	اَطَعْنَا۔ ہم کہا مانتے	اللّٰہَ۔ اللہ کا
وَ۔ اور	اَطَعْنَا۔ کہا مانتے	الرَّسُوْلَا۔ رسول کا	وَ۔ اور
قَالُوْا۔ کہیں گے	رَبَّنَا۔ اے ہمارے رب	اِنَّا۔ ہم نے	اَطَعْنَا۔ کہا مانا
سَادَتَنَا۔ اپنے سرداروں	وَ۔ اور	کُبَرَآءَنَا۔ اپنے بڑوں کا	فَاَضَلُّوْنَا۔ تو گمراہ کیا انہوں
نے ہم کو	السَّبِیْلَا۔ راہ سے	رَبَّنَا۔ اے ہمارے رب	اٰتِہِمْ۔ دے ان کو
ضِعْفَیْنِ۔ دگنا	مِنَ الْعَذَابِ۔ عذاب	وَ۔ اور	الْعَنْہُمْ۔ لعنت کر ان پہ
لَعْنًا۔ لعنت	کَبِیْرًا۔ بڑی۔		

خلاصہ تفسیر آٹھواں رکوع سورۃ احزاب پ ۲۲

یٰاَیُّہَا النَّبِیُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِکَ وَبَنٰتِکَ وَنِسَآءِ الْمُؤْمِنِیْنَ یُدْنِیْنَ عَلَیْہِنَّ مِنْ جَلَابِیْبِہِنَّ اے غیب کی خبریں بتلانے والے نبی اپنی بیویوں اور بیٹیوں اور مومنین کی عورتوں کو حکم دیجئے کہ وہ اپنی چادروں کا ایک حصہ اپنے منہ پر ڈالے رہیں۔

اور سر اور چہرے کو چھپائے رہیں جب کسی حاجت کے لیے وہ نکلیں۔

عربی میں جلباب مقنع چادر یا ایسے کپڑے کو کہتے ہیں جو سر سے پیر تک جسم کو چھپالے چنانچہ برقعہ بھی اس میں آسکتا ہے اور ترکی برقعہ پر بھی اس کا اطلاق ہو سکتا ہے بشرطیکہ وہ بدن ڈھلنپنے اور ستر قائم رکھنے کے لیے بنایا جائے۔

آیۂ کریمہ کا منشا حجاب وستر ہے لہذا ہر وہ کپڑا جو ملبوسات پر ڈالا جائے اور اسے پوری طرح چھپا لے وہ جلباب ہے۔

ذٰلِکَ اَدْنٰی اَنْ یُّعْرَفْنَ فَلَا یُؤْذَیْنَ وَکَانَ اللّٰہُ غَفُوْرًا رَّحِیْمًا۔ یہ اس سے نزدیک تر ہے کہ ان کی پہچان ہو تو نہ ستائی جائیں اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

یعنی حرہ اور کنیز میں اس سے قریب تر اور پہچان نہیں چونکہ منافقین کنیزوں لونڈیوں کی طرف آوازے کستے تھے اور پردہ میں کوئی امتیازی شان نہ تھی تو وہ آوازہ حرہ خواتین پر بھی کس دیتے اور جب معلوم ہوتا کہ یہ لونڈی نہ تھی تو شرمندہ ہو کر رہ جاتے تو اللہ تعالیٰ نے لونڈی اور آزاد عورت میں جلباب کو مابہ الامتیاز رکھا تا کہ وہ ستائے جانے آوازے لگنے سے محفوظ رہیں اور اس سے پہلی بے پردگی معاف ہے اس لیے کہ اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

لَئِنْ لَّمْ یَنْتَہِ الْمُنٰفِقُوْنَ وَالَّذِیْنَ فِیْ قُلُوْبِہِمْ مَّرَضٌ وَّالْمُرْجِفُوْنَ فِی الْمَدِیْنَۃِ لَنُغْرِیَنَّکَ بِہِمْ ثُمَّ لَا یُجَاوِرُوْنَکَ فِیْہَآ اِلَّا قَلِیْلًا۔ اگر باز نہ آئے منافق اور وہ لوگ جن کے دلوں میں بداخلاقی کی بیماری ہے اور وہ جو مدینہ میں دل ہلا دینے والے فتنے اٹھاتے ہیں تو ضرور ہم ان پر مسلمانوں کو غلبہ دیں گے پھر وہ تمہارے پاس مدینہ میں نہ رہ سکیں گے مگر تھوڑے دن۔

یہاں منافقوں کو تین قسموں پر ظاہر فرمایا۔

ایک تو وہ جو بظاہر مسلمان ہیں اور بباطن دشمن ہیں۔

دوسرے منافق وہ جو گندے خیالات زنا و فسق و فجور کے ساتھ اپنے دلوں میں رنگ بڑھائے ہوئے ہیں اور ہیں بھی منافق

تیسرے وہ جو اپنی بدباطنی سے اسلامی لشکروں کے متعلق جھوٹی خبریں اڑا کر مومنین کے دل ہلا دینے میں کوشش کرتے ہیں بلا وجہ یک دیتے ہیں کہ فلاں جگہ مسلمانوں کو ہزیمت ہوگئی فلاں جگہ مسلمان قتل کر دیے گئے فلاں جگہ مسلمانوں پر لشکر آیا اس سے ان کا منشا مسلمانوں میں کمزوری اور انتشار اور پریشانی بڑھانا ہوتا ہے چنانچہ فرمایا اور زجراً و توبیخاً فرمایا۔

لَئِنْ لَّمْ یَنْتَہِ الْمُنٰفِقُوْنَ۔ اگر یہ منافق باز نہ آئے اور ایسی ہی ناشائستہ حرکات کرتے رہے تو تمہیں اے مسلمانوں ہم ان پر ضرور غلبہ دیں گے بلکہ پھر وہ مدینہ میں تھوڑے ہی دن رہ سکیں گے وہاں سے نکال دیے جائیں گے اور مدینہ کی زمین کو ان سے پاک اور خالی کرا لیا جائے گا اس لیے کہ

مَلْعُوْنِیْنَ اَیْنَمَا ثُقِفُوْٓا اُخِذُوْا وَقُتِّلُوْا تَقْتِیْلًا۔ وہ دھتکارے ہوئے لعنت کیے گئے ایسا جہاں کہیں بھی وہ ملیں گے پکڑے جائیں گے اور چن چن کر قتل ہوں گے۔

اس لیے کہ وہ فتنہ پرداز اور اسلام کے دشمن ہیں۔ اور

سُنَّۃَ اللّٰہِ فِی الَّذِیْنَ خَلَوْا مِنْ قَبْلُ وَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّۃِ اللّٰہِ تَبْدِیْلًا۔ اللہ تعالیٰ کا یہی دستور چلا آ رہا ہے ان لوگوں میں جو پہلے گذر گئے اور تم اللہ کا دستور بدلتا نہ پاؤ گے۔

یعنی امم ماضیہ میں بھی منافقین تھے اور جب انہوں نے ایسی ناشائستگی کی تو اللہ تعالے کا یہی عمل رہا کہ انہیں جہاں وہ ملے ہلاک کر دیا گیا اب بھی ایسا کیا جائے گا اللہ کے اس طریقہ کو کوئی بدلنے کی طاقت ہی نہیں رکھتا۔

یَسْئَلُكَ النَّاسُ عَنِ السَّاعَةِ قُلْ اِنَّمَا عِلْمُهَا عِنْدَ اللّٰهِ وَمَا يُدْرِيْكَ لَعَلَّ السَّاعَةَ تَكُوْنُ قَرِيْبًا۔ آپ سے لوگ قیامت کو پوچھتے ہیں فرمادیجئے اس کا علم بالذات اللہ تعالے کو ہی ہے اور تم کو کیا معلوم شاید قیامت عنقریب ہی ہو جائے۔

شان نزول آیۂ کریمہ یہ ہے کہ مشرکین تو بطریق استہزاء و تمسخر قیامت کا سوال کرتے تھے کہ کب ہوگی۔ اور اہل کتاب یہودی اس سوال کو امتحاناً لاتے تھے اس لیے کہ توریت میں انہیں معلوم تھا کہ علم قیامت مخفی رکھا گیا ہے تو اللہ تعالے نے اپنے حبیب نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کو حکم دیا کہ ان پر کوئی بات ظاہر نہ کریں تاکہ یہود کی دہن دوزی اور مشرکین پر تہدید ہو جائے۔

اِنَّ اللّٰهَ لَعَنَ الْكٰفِرِيْنَ وَاَعَدَّ لَهُمْ سَعِيْرًا۔ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا لَا يَجِدُوْنَ وَلِيًّا وَّلَا نَصِيْرًا۔ بیشک اللہ نے لعنت فرمائی کافروں پر اور ان کے لیے بھڑکتی آگ تیار کر رکھی ہے اس میں ہمیشہ رہیں گے اس میں نہ کوئی حمایتی پائیں گے نہ مددگار۔

یعنی وہ کافر و منافق اللہ کی رحمت سے بعید کر دیے گئے اب اس جماعت کا نہ کوئی مددگار ہے نہ حمایتی ہے جو انہیں خدائی عذاب سے بچا سکے آگے ارشاد ہے۔

يَوْمَ تُقَلَّبُ وُجُوْهُهُمْ فِي النَّارِ يَقُوْلُوْنَ يٰلَيْتَنَآ اَطَعْنَا اللّٰهَ وَاَطَعْنَا الرَّسُوْلَا۔ جس دن ان کے منہ الٹ کر کے آگ میں تلے جائیں گے تو کہہ رہے ہوں گے ہائے ہم نے کسی طرح اللہ کا حکم مانا ہوتا اور رسول کی پیروی کی ہوتی۔

اور ہم اس عذاب میں مبتلا نہ ہوتے اور کہیں گے۔

وَقَالُوْا رَبَّنَآ اِنَّآ اَطَعْنَا سَادَتَنَا وَكُبَرَآءَنَا فَاَضَلُّوْنَا السَّبِيْلَا۔ اور کہیں گے اے ہمارے رب ہم نے پیروی کی اپنے سرداروں اور قوم کے بڑوں کی تو انہوں نے ہمیں گمراہ کیا۔

یعنی قوم کے سرداروں اور قوم کے بڑی عمر والے لوگوں اور اپنی جماعت کے عالموں نے ہمیں کفر کی تعلیم دے کر بہکا دیا اور گمراہ کر دیا۔

رَبَّنَآ اٰتِهِمْ ضِعْفَيْنِ مِنَ الْعَذَابِ وَالْعَنْهُمْ لَعْنًا كَبِيْرًا۔ اے ہمارے رب انہیں آگ کا دونا عذاب دے اور ان پر بڑی لعنت کر۔

اس لیے کہ یہ خود گمراہ تھے اور انہوں نے ہی ہمیں گمراہ کیا لہٰذا ان پر عذاب بھی ہم سے دو چند کیا جائے۔

مختصر تفسیر اردو آٹھواں رکوع سورۃ احزاب پ ۲۲

یَاأَیُّهَا النَّبِیُّ قُلْ لِأَزْوَاجِكَ وَبَنَاتِكَ وَنِسَاءِ الْمُؤْمِنِینَ یُدْنِینَ عَلَیْهِنَّ مِنْ جَلَابِیبِهِنَّ
اے غیب کی خبر بتانے والے نبی فرما دیجئے اپنی بیویوں اور بیٹیوں کو اور مومنین کی عورتوں کو کہ وہ اپنی چادروں کا ایک حصہ اپنے اوپر رکھیں۔

آیت کریمہ کے ماتحت آلوسی نقل کرتے ہیں اِنَّهٗ کَانَتِ الْحُرَّةُ وَالْاَمَةُ تَخْرُجَانِ لَیْلًا لِقَضَاءِ الْحَاجَةِ فِی الْغِیْطَانِ وَبَیْنَ النَّخِیْلِ مِنْ غَیْرِ اِمْتِیَازٍ بَیْنَ الْحَرَائِرِ وَالْاِمَاءِ وَکَانَ فِی الْمَدِیْنَةِ فُسَّاقٌ یَتَعَرَّضُوْنَ لِلْاِمَاءِ وَرُبَّمَا یَتَعَرَّضُوْنَ لِلْحَرَائِرِ۔ مدینہ میں فساق کی ایک جماعت تھی کہ لونڈیوں سے متعرض ہوتی تھی اور اس حکم سے پہلے آزاد خواتین اور لونڈیاں قضاء حاجت کے لیے کھجوروں کے جھنڈوں میں جایا کرتی تھیں اور لباس میں آزاد اور لونڈیوں کے اندر کوئی امتیاز نہ ہوتا تھا تو فساق مدینہ جہاں باندیوں سے چھیڑ چھاڑ کرتے کبھی آزاد خواتین سے بھی متعرض ہو جاتے تھے تو آزاد خواتین کو حکم ہوا کہ وہ جلباب کے ساتھ اپنے کو ممتاز کریں تاکہ فساق ان کی طرف جرأت نہ کریں۔

وَالْجَلَابِیْبُ جَمْعُ جِلْبَابٍ۔ وَهُوَ عَلٰی مَا رُوِیَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَلَّذِیْ یَسْتُرُ مِنْ فَوْقٍ اِلٰی اَسْفَلَ
جلابیب، جلباب کی جمع ہے اور وہ بقول ابن عباس رضی اللہ عنہ وہ کپڑا ہے جو سر سے لے کر پاؤں تک عورت کو چھپا لے۔

وَقَالَ ابْنُ جُبَیْرٍ اَلْمِقْنَعَةُ۔ ابن جبیر کہتے ہیں وہ مقنع ہے۔

وَقِیْلَ اَلْمِلْحَفَةُ۔ ایک قول ہے کہ جلباب ملحفہ ہے، جسم کو لپیٹ دینے والا لباس۔

وَقِیْلَ کُلُّ ثَوْبٍ تَلْبَسُهُ الْمَرْاَةُ فَوْقَ ثِیَابِهَا۔ ایک قول ہے کہ یہ ہر وہ کپڑا ہے جسے عورت اپنے اوپر پہنے وہ جلباب ہے۔

وَقِیْلَ کُلُّ مَا تَسْتَتِرُ بِهٖ مِنْ کِسَاءٍ اَوْ غَیْرِهٖ۔ ایک قول ہے کہ ہر وہ چیز جس سے پردہ کیا جائے مثلاً چادر ہو یا کچھ اور

وَقِیْلَ هُوَ ثَوْبٌ اَوْسَعُ مِنَ الْخِمَارِ دُوْنَ الرِّدَاءِ۔ ایک قول ہے کہ وہ کپڑا ہے جو دوپٹہ سے بڑا چادر کی طرح ہو وہ جلباب ہے۔

آیت کریمہ کی تفسیر میں ابوحبان کسائی سے ناقل ہیں آئی یَتَقَنَّعْنَ بِمَلَاحِفِهِنَّ مُنْضَمَّةً عَلَيْهِنَّ یعنی کپڑا اوڑھے رہیں اپنی چادر سے اور اس میں لپٹی رہیں چنانچہ قتادہ کہتے ہیں
تَلْوِی الْجِلْبَابَ فَوْقَ الْجَبِیْنِ وَتَشُدُّ هٗ ثُمَّ تَعْطِفُهٗ عَلَى الْاَنْفِ وَاِنْ ظَهَرَتْ عَيْنَاهَا وَلٰكِنْ تَسْتُرُ الصَّدْرَ وَمُعْظَمَ الْوَجْهِ۔

اور ابن جریر اور ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ کہتے ہیں تُغَطِّی وَجْهَهَا مِنْ فَوْقِ رَأْسِهَا بِالْجِلْبَابِ وَتُبْدِی عَيْنًا وَّاحِدَةً۔ منہ سارا ڈھکا رہے سر کے اوپر سے جلباب کے ساتھ اور ایک آنکھ راستہ دیکھنے کو کھلی ہو۔
عبدالرزاق ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی روایت نقل کرتے ہیں کہ جب یُدْنِیْنَ عَلَیْهِنَّ مِنْ جَلَابِیْبِهِنَّ نازل ہوئی تو انصار کی عورتیں نکلتیں ان پر سیاہ چادر ہوتی۔
اور ایک نفیس نکتہ اس آیت کریمہ سے بیان فرماتے ہیں۔ فِی الْاٰیَۃِ رَدٌّ عَلٰی مَنْ زَعَمَ مِنَ الشِّیْعَۃِ اَنَّہٗ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ لَمْ یَکُنْ لَّہٗ مِنَ الْبَنَاتِ اِلَّا فَاطِمَۃُ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی اَبِیْہَا وَعَلَیْہَا وَسَلَّمَ وَاَمَّا رُقَیَّۃُ وَاُمُّ کُلْثُوْمٍ فَرَبِیْبَتَاہُ عَلَیْہِ السَّلَامُ۔ اس آیت کریمہ میں شیعوں کے اس زعم باطل کا رد بھی ہے جو وہ کہتے ہیں کہ حضور کی صاحبزادیاں نہ تھیں سوا حضرت سیدہ زہراء رضی اللہ عنہا کے اور حضرت رقیہ اور ام کلثوم یہ دونوں ربیبہ تھیں۔
یعنی حضور کی ازواج پہلے خاوندوں کی بیٹیاں لائی تھیں۔
تو آیۂ کریمہ میں یٰۤاَیُّهَا النَّبِیُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِكَ وَبَنٰتِكَ کیوں فرمایا وَبِنْتِكَ فرمانا تھا اور بنات کے بعد عامۂ مومنین کی خواتین کے لیے وَنِسَآءِ الْمُؤْمِنِیْنَ ارشاد ہوا۔
تو ثابت ہوا کہ حضور کی متعدد صاحبزادیاں تھیں کم از کم تین ضرور تھیں اس لیے کہ جمع مَافَوْقَ الْاِثْنَیْنِ پر آتی ہے تو ثابت ہوا کہ حضرات شیعہ کا خیال غلط ہے بلکہ بنات النبی تین تھیں۔ سیدہ زہراء۔ سیدہ رقیہ سیدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہن۔
فَلَا یُؤْذَیْنَ۔ تو جلباب لینے کے بعد وہ نہ ستائی جائیں گی۔
اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔ یعنی اس سے پہلی فروگذاشت معاف ہے اللہ کثیر الرحمۃ ہے۔
لَئِنْ لَّمْ یَنْتَهِ الْمُنٰفِقُوْنَ وَالَّذِیْنَ فِیْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ وَّالْمُرْجِفُوْنَ فِی الْمَدِیْنَةِ لَنُغْرِیَنَّكَ بِهِمْ ثُمَّ لَا یُجَاوِرُوْنَكَ فِیْهَاۤ اِلَّا قَلِیْلًا۔ اگر نہ باز آئے منافق اور وہ جن کے دلوں میں مرض فسق ہے اور جھوٹی باتیں اڑانے والے مدینہ میں تو ضرور ہم ان پر غلبہ دیں گے تمہیں اور آپ کے وہ قریب نہ رہ سکیں گے مگر تھوڑے ہی دن۔

یعنی منافقین اگر ایذا دینے والے کاموں سے باز نہ آئے اور وہ لوگ جو ضعیف الایمان ہونے کی وجہ سے بیدینی کے کاموں کی طرف مائل ہیں اور وہ یہودی جو لشکر اسلام کے متعلق بڑی خبریں اڑانے والے ہیں جن سے مومنین کے دل ہل جائیں تو ہم عنقریب ان پر مسلمانوں کو غالب کر کے انہیں مدینہ سے نکال دیں گے۔ رجف و ارجاف اصل میں زلزلہ کو کہتے ہیں یا اس حرکت کو جس سے زلزلہ آئے یہاں اس سے اخبار کاذبہ اڑانا مقصود ہے جس سے دلوں میں تزلزل واقع ہو اور مسلمان مضطرب ہوں۔

ابن منذر، مالک بن دینار سے راوی ہیں قَالَ سَاَلْتُ عِكْرِمَةَ عَنِ الَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ فَقَالَ هُمْ اَصْحَابُ الْفَوَاحِشِ۔ فرماتے ہیں میں نے حضرت عکرمہ سے اَلَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ کے متعلق دریافت کیا تو فرمایا وہ بے حیائی کے عادی لوگ ہیں۔

وَعَنْ عَطَاءٍ اَنَّ فَسَّرَهُمْ بِذٰلِكَ عطا نے بھی یہی تفسیر کی۔

اور عبد بن حمید نے فرمایا اِنَّ الَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ وَالْمُرْجِفُوْنَ جَمِيْعًا هُمُ الْمُنَافِقُوْنَ فَهُوَ الْعَطْفُ مَعَ الْاِتِّحَادِ بِالذَّاتِ لِتَغَايُرِ الصِّفَاتِ عَلٰى حَدٍّ۔

وہ لوگ جن کے دل مریض ہیں اور مرجفین یہ سب منافقین کی جماعت تھی اسی وجہ میں اتحاد کیلئے عطف کیا گیا اور ان میں صفات متغایر تھیں اس لیے علیحدہ علیحدہ بیان فرمایا۔

گویا ان میں وہ بھی ہیں جو بظاہر نیک اور بباطن بے ایمان ہیں۔

اور وہ بھی ہیں کہ مسلمان بنے ہوئے ہیں اور فسق و فجور اور بیدینی پر مائل ہیں۔

اور وہ بھی ہیں جو مسلمان بن کر مسلمانوں میں ایسی باتیں اڑاتے ہیں جن سے ان کے دل ہل جائیں مثلاً خبر اڑا دی کہ مسلمانوں کا فلاں لشکر مارا گیا فلاں جگہ مسلمان ہزیمت کے شکار ہو گئے وغیرہ وغیرہ یہ تینوں درحقیقت یکساں منافق ہیں تو اگر یہ ایسی حرکتوں سے باز نہ آئے تو۔

لَنُغْرِيَنَّكَ بِهِمْ ثُمَّ لَا يُجَاوِرُوْنَكَ اِلَّا قَلِيْلًا۔ ہم یقیناً ان پر مسلمانوں کو ان پر غلبہ دیں گے پھر یہ اے محبوب آپ کے پاس نہ رہ سکیں گے مگر تھوڑے دن۔

لَنُغْرِيَنَّكَ پر آلوسی لکھتے ہیں اَیْ لَنَاْمُرَنَّكَ اِلٰى قِتَالِهِمْ وَاِجْلَائِهِمْ اَوْ فِعْلِ مَا يَضْطَرُّهُمْ اِلَى الْجَلَاءِ۔ یعنی ہم تمہیں ان سے مقابلہ کے لیے بلائیں گے اور انہیں تمہارے ہاتھوں جلا وطن کر دیں گے یا ایسی کوئی تحریک اٹھائیں گے جس سے وہ مضطر ہو جائیں مدینہ چھوڑنے پر۔

محاورہ میں بولتے ہیں اَغْرَاهُ بِكَذَا اِذَا اَدَّعَاهُ اِلٰى تَنَاوُلِهِ بِالتَّحْرِيْضِ عَلَيْهِ۔

راغب کہتے ہیں۔ غَرَا بِكَذَا اَیْ هَيَّجَ بِهِ وَحَضَّ

سید المفسرین ابن عباس فرماتے ہیں اَیْ لَنُسَلِّطَنَّكَ عَلَيْهِمْ ہم تمہیں ان پر مسلط کر دیں گے۔ اور یہی معنی قریب قریب پہلی عبارتوں کے ہیں۔

ثُمَّ لَا يُجَاوِرُوْنَكَ۔ پھر وہ آپ کے جوار رحمت میں نہ رہیں گے۔

اور جوار رسول سے بعد اشد ترین مصیبت ہے۔

فِيْهَا اِلَّا قَلِيْلًا۔ یعنی مدینہ پاک میں نہ رہ سکیں گے مگر تھوڑے دن۔

اِلَّا قَلِيْلًا کے معنی زَمَانًا اَوْ جِوَارًا قَلِيْلًا۔ پھر ارشاد ہے یہ سب اس لیے کہ

مَلْعُوْنِيْنَ اَيْنَمَا ثُقِفُوْا اُخِذُوْا وَقُتِّلُوْا تَقْتِيْلًا۔ وہ لعنت کیے گئے اور رحمت سے دور ہیں جہاں بھی وہ پکڑیں جائیں گرفتار کر کے قید کیے جائیں اور قتل کر دیے جائیں۔

کہ یہ لوگ فتنہ بردار منافق ہیں۔

سُنَّةَ اللّٰهِ فِي الَّذِيْنَ خَلَوْا مِنْ قَبْلُ وَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّةِ اللّٰهِ تَبْدِيْلًا۔ اللہ کا دستور ہے امم ماضیہ میں ایسا ہی ہوتا رہا کہ جب انہوں نے فساد کی کوشش کی تو ہلاک کیے گئے تو اے حبیب آپ اللہ کے دستور میں آپ تبدیلی نہ پائیں گے۔

گویا یہ ارشاد ہوا اَیْ لَيْسَتْ هٰذِهِ السُّنَّةُ مِثْلَ الْحُكْمِ الَّذِيْ يَتَبَدَّلُ وَيَنْسَخُ فَاِنَّ النَّسْخَ يَكُوْنُ فِي الْاَحْكَامِ اَمَّا الْاَفْعَالُ وَالْاَخْبَارُ فَلَا تُنْسَخُ۔ یعنی یہ دستور ان احکام کی طرح نہیں کہ وقتاً فوقتاً بدلتے اور نسخ ہوتے ہیں اس لیے کہ نسخ احکام میں ہوتا ہے لیکن افعال و اخبار میں کوئی نسخ نہیں۔

چنانچہ ابن ابی حاتم فرماتے ہیں كَانَ النِّفَاقُ عَلٰى ثَلَاثَةِ اَوْجُهٍ۔ نفاق مثل نفاق عبداللہ بن سلول وَنِفَاقُ الَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ وَنِفَاقُ الْمُرْجِفِيْنَ وَهُمْ مُنَافِقُوْنَ يُكَابِرُوْنَ النِّسَاءَ يَتَّبِعُوْنَهُنَّ فَيَغْلِبُوْهُنَّ عَلٰى اَنْفُسِهِنَّ فَيَفْجُرُوْنَ بِهِنَّ۔ یہ تینوں قسم منافقوں کی ہیں۔

بڑا منافق راس المنافقین عبداللہ بن سلول ہے۔

اور اس کی ذریت میں وہ دل کے روگی۔

اور تیسرے منافق مُرْجِفُوْنَ فِي الْمَدِيْنَةِ وہ ہیں جو عورتوں پر غلبہ کرتے اور ان کے پیچھے لگتے ہیں پھر انہیں مرتکب فجور بناتے ہیں آگے ارشاد ہے۔

يَسْئَلُكَ النَّاسُ عَنِ السَّاعَةِ۔ آپ سے اے محبوب قیامت کے متعلق پوچھتے ہیں۔

یہ سوال مشرکین تھا بطریق استہزاء و استعجال اور منافق یہی سوال بطور تعنت کرتے اور یہودی یہی سوال کرتے مگر بطور امتحان اس لیے کہ وہ توریت میں پڑھ چکے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے وقت ساعت

اور اس کی مدت قیام کے اظہار کو مخفی رکھنے کا حکم دیا تھا تو حضور سے وہ امتحاناً پوچھتے تھے کہ دیکھیں بتلاتے ہیں یا نہیں۔

اگر بتا دیں گے تو ہم انکار نبوت کرنے میں حق بجانب ہوں گے اور نہ بتائیں گے تو اگرچہ وہ سچے ہوں لیکن عوام میں ان کی مخالفت کر سکیں گے کہ نبی ہو کر قیامت کی خبر بھی نہیں بتا سکے۔

چنانچہ اللہ تعالےٰ نے اپنے حبیب پاک کو فرمایا کہ اے حبیب آپ انہیں جواب دیجئے۔

قُلْ اِنَّمَا عِلْمُهَا عِنْدَ اللّٰهِ وَمَا يُدْرِيْكَ لَعَلَّ السَّاعَةَ تَكُوْنُ قَرِيْبًا۔ فرما دیجئے اس کا علم تو اللہ کے پاس ہے اور تمہیں کیا خبر شاید قیامت قریب ہو۔

اس طرز بیان وجواب میں مشرکین ومنافقین اور یہود کو تہدید ہے کہ تم میں ایک جماعت ہمارے حبیب کا امتحان لینا چاہتی ہے جیسے یہود۔ ایک منکر قیامت ہونے کی وجہ میں عجلت چاہتی ہے اور ایک استہزاءً سوال کر رہی ہے جیسے منافقین ومشرکین ان سب کے لیے۔

اِنَّ اللّٰهَ لَعَنَ الْكٰفِرِيْنَ وَاَعَدَّ لَهُمْ سَعِيْرًا۔ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا لَا يَجِدُوْنَ وَلِيًّا وَّلَا نَصِيْرًا

بیشک اللہ نے لعنت کی ہے کافر ہوں یا ان کے ہمنوا اور ان کے لیے کر رکھا ہے بھڑکتا ہوا جہنم جس میں ہمیشہ رہیں گے اور نہ پائیں گے اس وقت اپنا کارساز نہ کوئی مددگار۔

جو انہیں اس عذاب سے بچائے یا امداد کرے۔ اس کے بعد اس دن کی اجمالی تعریف بیان فرمائی ہے چنانچہ ارشاد ہے۔

يَوْمَ تُقَلَّبُ وُجُوْهُهُمْ فِي النَّارِ يَقُوْلُوْنَ يٰلَيْتَنَآ اَطَعْنَا اللّٰهَ وَاَطَعْنَا الرَّسُوْلَا۔ جس دن وہ اوندھے منہ جہنم میں ڈالے جائیں تو کہیں ہائے افسوس ہم اللہ کی اطاعت اور رسول کی پیروی کر لیتے۔

تو اس کے شکار نہ ہوتے اور مبتلائے مصیبت ہونے سے بچ جاتے۔

وَقَالُوْا رَبَّنَآ اِنَّآ اَطَعْنَا سَادَتَنَا وَكُبَرَآءَنَا فَاَضَلُّوْنَا السَّبِيْلَا۔ رَبَّنَآ اٰتِهِمْ ضِعْفَيْنِ مِنَ الْعَذَابِ وَالْعَنْهُمْ لَعْنًا كَبِيْرًا۔ اور کہیں اے ہمارے رب ہم نے پیروی کی اپنے سرداروں اور قوم کے بڑے بوڑھوں کی تو انہوں نے ہماری راہ ماری اور گمراہ کر دیا اے ہمارے رب ان پر دو چند عذاب کر اور ان پہ بڑی لعنت فرما۔

کہ انہوں نے ہمیں گمراہ کیا اور سیدھی راہ سے بھٹکایا۔

بامحاورہ ترجمہ نواں رکوع سورۃ احزاب پ ۲۲

يَآ اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَكُوْنُوْا كَالَّذِيْنَ اٰذَوْا مُوْسٰى فَبَرَّاَهُ اللّٰهُ مِمَّا قَالُوْا وَكَانَ عِنْدَ اللّٰهِ وَجِيْهًا ○

اے ایمان والوں ان جیسے نہ ہونا جنہوں نے موسیٰ کو ستایا تو اللہ نے اسے بری فرمایا اس بات سے جو انہوں نے کہی اللہ کے نزدیک آبرو والا ہے۔

يَآ اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَقُوْلُوْا قَوْلًا سَدِيْدًا ○ يُّصْلِحْ لَكُمْ اَعْمَالَكُمْ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِيْمًا ○

اے وہ لوگو جو ایمان ... اللہ سے ڈرو اور سیدھی بات کرو۔ تمہارے اعمال تمہارے سنوارے گا اور تمہارے گناہ بخش دے گا اور جو فرمانبرداری کرے اللہ اور اس کے رسول کی تو اس نے بڑی کامیابی حاصل کی۔

اِنَّا عَرَضْنَا الْاَمَانَةَ عَلَى السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَالْجِبَالِ فَاَبَيْنَ اَنْ يَّحْمِلْنَهَا وَاَشْفَقْنَ مِنْهَا وَحَمَلَهَا الْاِنْسَانُ اِنَّهٗ كَانَ ظَلُوْمًا جَهُوْلًا ○

بے شک ہم نے امانت پیش کی آسمانوں پر اور زمین اور پہاڑوں پر تو انہوں نے اس کے اٹھانے سے انکار کیا اور اس سے ڈر گئے اور اٹھا لیا اسے انسان نے بے شک وہ نا عاقبت اندیش اور نادان ہے۔

لِّيُعَذِّبَ اللّٰهُ الْمُنٰفِقِيْنَ وَالْمُنٰفِقٰتِ وَالْمُشْرِكِيْنَ وَالْمُشْرِكٰتِ وَيَتُوْبَ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ○

تاکہ اللہ عذاب دے منافق مردوں کو اور منافق عورتوں کو اور مشرک مردوں اور مشرک عورتوں کو اور اللہ توبہ قبول فرمائے مومن مردوں اور مومن عورتوں کی اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

لفظی ترجمہ

يَآ اَيُّهَا۔ اے — اَلَّذِيْنَ۔ وہ جو — اٰمَنُوْا۔ ایمان لائے ہو — لَا۔ نہ
تَكُوْنُوْا۔ ہو جاؤ — كَالَّذِيْنَ۔ انکی طرح جنہوں نے — اٰذَوْا۔ تکلیف دی — مُوْسٰى۔ موسیٰ کو

فَبَرَّاَہُ ۔ تو بری کیا اسے	اللّٰہُ ۔ اللہ نے	مِمَّا ۔ اس سے جو	قَالُوْا ۔ انہوں نے کہا
وَ ۔ اور	کَانَ ۔ ہے وہ	عِنْدَ ۔ پاس	اللّٰہِ ۔ اللہ کے
وَجِیْھًا ۔ عزت والا	یٰٓاَیُّھَا ۔ اے	الَّذِیْنَ ۔ وہ جو	اٰمَنُوْا ۔ ایمان لائے ہو
اتَّقُوْا ۔ ڈرو	اللّٰہَ ۔ اللہ سے	وَ ۔ اور	قُوْلُوْا ۔ کہو
قَوْلًا ۔ بات	سَدِیْدًا ۔ سیدھی	یُصْلِحْ ۔ درست کرے گا	لَکُمْ ۔ تمہارے لیے
اَعْمَالَکُمْ ۔ تمہارے عمل	وَ ۔ اور	یَغْفِرْ ۔ بخشے گا	لَکُمْ ۔ تم کو
ذُنُوْبَکُمْ ۔ تمہارے گناہ	وَ ۔ اور	مَنْ ۔ جو	یُّطِعِ ۔ فرمانبرداری کرے
اللّٰہَ ۔ اللہ کی	وَ ۔ اور	رَسُوْلَہٗ ۔ اس کے رسول کی	فَقَدْ ۔ تو بیشک
فَازَ ۔ کامیاب ہوا	فَوْزًا ۔ کامیابی	عَظِیْمًا ۔ بڑی	اِنَّا ۔ بیشک ہم نے
عَرَضْنَا ۔ پیش کیا	الْاَمَانَۃَ ۔ امانت کو	عَلَی ۔ اوپر	السَّمٰوٰتِ ۔ آسمانوں
وَ ۔ اور	الْاَرْضِ ۔ زمین کے	وَ ۔ اور	الْجِبَالِ ۔ پہاڑوں کے
فَاَبَیْنَ ۔ تو انکار کیا انہوں نے	اَنْ ۔ یہ کہ	یَّحْمِلْنَھَا ۔ اٹھائیں اس کو	وَ ۔ اور
اَشْفَقْنَ ۔ ڈر گئے	مِنْھَا ۔ اس سے	وَ ۔ اور	حَمَلَھَا ۔ اٹھالیا اس کو
الْاِنْسَانُ ۔ انسان نے	اِنَّہٗ ۔ بیشک وہ	کَانَ ۔ ہے	ظَلُوْمًا ۔ ظالم
جَھُوْلًا ۔ نادان	لِیُعَذِّبَ اللّٰہُ ۔ تاکہ سزا دے اللہ	الْمُنٰفِقِیْنَ ۔ منافق مردوں	وَ ۔ اور
الْمُنٰفِقٰتِ ۔ منافق عورتوں	وَ ۔ اور	الْمُشْرِکِیْنَ ۔ مشرک مردوں	وَ ۔ اور
الْمُشْرِکٰتِ ۔ مشرک عورتوں کو	وَ ۔ اور	یَتُوْبَ ۔ توبہ قبول کرے	اللّٰہُ ۔ اللہ
عَلَی ۔ اوپر	الْمُؤْمِنِیْنَ ۔ مومن مردوں	وَ ۔ اور	الْمُؤْمِنٰتِ ۔ مومن عورتوں کے
وَ ۔ اور	کَانَ ۔ ہے	اللّٰہُ ۔ اللہ	غَفُوْرًا ۔ بخشنے والا
رَّحِیْمًا ۔ مہربان			

خلاصہ تفسیر نواں رکوع سورۃ احزاب پ ۲۲

یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَکُوْنُوْا کَالَّذِیْنَ اٰذَوْا مُوْسٰی فَبَرَّاَہُ اللّٰہُ مِمَّا قَالُوْا وَکَانَ عِنْدَ اللّٰہِ وَجِیْھًا ۔ اے ایمان والو ان جیسے نہ ہونا جنہوں نے موسیٰ کو ستایا تو اللہ نے اسے بری کیا اس بات

سے جو انہوں نے کہی اور موسیٰ اللہ کے نزدیک آبرو والا ہے۔

آیت کریمہ میں موسیٰ علیہ السلام کی نظیر دے کر مومنین کو تنبیہ کی گئی ہے کہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کا ادب واحترام بجالاؤ اور کوئی کام ایسا نہ کرو جو ہمارے حبیب کے رنج وملال کا باعث ہو۔

اور کالَّذِیْنَ اٰذَوْا مُوْسٰی میں اس واقعہ کی طرف اشارہ ہے جو بنی اسرائیل نے کہا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام اپنی حیا و شرم کی وجہ سے اپنا جسم اطہر کسی پر ظاہر نہ فرماتے تھے۔ بنی اسرائیل کا یہ حال تھا کہ سب ننگے آپس میں نہاتے رہتے تھے جب انہوں نے دیکھا کہ موسیٰ علیہ السلام ان کے ساتھ بدن کھول کر غسل نہیں فرماتے تو انہوں نے عیب لگایا اور کہا موسیٰ علیہ السلام کو برص ہے اسی وجہ میں وہ ہمارے ساتھ نہیں نہاتے اور الگ رہتے ہیں۔

تو اس الزام سے اللہ تعالےٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اس طرح بری کیا کہ آپ لب دریا اوٹ میں کپڑے اتار کر غسل فرمارہے تھے کپڑے ایک پتھر پر رکھ دیئے تھے جب آپ غسل سے فارغ ہوئے کپڑے لینے کے لیے بڑھے تو پتھر وہاں سے چل دیا آپ اس کے پیچھے دوڑے اور ثَوْبِیْ حَجَرُ ثَوْبِیْ حَجَرُ فرماتے رہے بنی اسرائیل نے آپ کو دیکھ لیا اور جو الزام آپ پر لگایا تھا اس سے شرمندہ ہوئے اس لیے کہ آپ کا جسد نوری ہر قسم کے عیب اور داغ سے پاک تھا۔

وَکَانَ عِنْدَ اللّٰہِ وَجِیْھًا اور موسیٰ اللہ کے نزدیک آبرو والا ہے۔

یعنی آپ صاحب جاہ ومنزلت ہیں اور مستجاب الدعوات ہیں

یٰۤاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰہَ وَقُوْلُوْا قَوْلًا سَدِیْدًا۔ اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور سیدھی بات کہو۔

یعنی سچی اور حق وانصاف کے ساتھ گفتگو کرو اور اپنی زبان اور کلام کی حفاظت رکھو جو بھلائی اور اصلاح کی جڑ ہے۔

یُّصْلِحْ لَکُمْ اَعْمَالَکُمْ وَیَغْفِرْ لَکُمْ ذُنُوْبَکُمْ وَمَنْ یُّطِعِ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِیْمًا۔ اگر ایسا کرو گے تو تمہارے لیے تمہارے اعمال سنوار دے گا اور تمہارے گناہ بخش دے گا اور جو اللہ اور اس کے رسول کی اتباع کرے گا اس نے بڑی کامیابی پائی۔

یعنی تمہیں نیکیوں کی توفیق دے گا اور تمہاری عبادتیں قبول فرمائے گا اور تم کامیابی کے مدارج حاصل کرو گے

اِنَّا عَرَضْنَا الْاَمَانَۃَ عَلَی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَالْجِبَالِ فَاَبَیْنَ اَنْ یَّحْمِلْنَھَا وَاَشْفَقْنَ مِنْھَا وَحَمَلَھَا الْاِنْسَانُ اِنَّہٗ کَانَ ظَلُوْمًا جَھُوْلًا بے شک ہم نے امانت پیش کی آسمانوں اور زمین اور پہاڑوں پر تو انہوں

نے اس کے اٹھانے سے انکار کیا اور اس سے ڈر گئے اور آدمی نے اٹھالی بیشک وہ اپنی جان مشقت میں ڈالنے والا ناعاقبت اندیش اور نادان ہے۔

سید المفسرین ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں امانت سے مراد اطاعت و ادائے فرائض ہیں جنہیں اللہ تعالے آسمان، زمین، پہاڑوں پر پیش کیا کہ اگر وہ اطاعت کرتے ہوئے انہیں ادا کریں گے تو ثواب دیئے جائیں گے نہ ادا کریں گے تو عذاب کیے جائیں گے

حضرت ابن مسعود فرماتے ہیں امانت نمازیں ادا کرنا۔ زکوٰۃ دینا۔ رمضان کے روزے رکھنا۔ حج بیت اللہ کرنا۔ سچ بولنا۔ ناپ تول کو ایمانداری سے پورا کرنا لوگوں کی امانتوں میں عدل و دیانت ملحوظ رکھنا ہے۔

بعض نے کہا امانت سے مراد وہ تمام قانون ہیں جن کا حکم دیا گیا اور جن کی ممانعت کی گئی۔

حضرت عمرو بن عاص فرماتے ہیں امانت سے مراد اعضاء کان ہاتھ پاؤں وغیرہ ہیں۔

اور صوفیائے کرام کے نزدیک امانت محبت و عشق کی تھی۔

بہر حال یہ امانت جو بھی تھی جس قسم کی بھی تھی اللہ تعالے نے اعیان سماوات وارض وجبال پر پیش فرما کر ارشاد کیا تم ان امانتوں کی حفاظت کرو گے سب نے عرض کیا الٰہی ذمہ داری کیا ہے فرمایا یہ کہ اگر تم انکی ذمہ داری لے کر ادا کرو گے تمہیں اس کا اجر ملے گا نافرمانی کرو گے سزا دی جائے گی تو سب خوفزدہ ہو کر بولے الٰہی ہم تیرے حکم کے مطیع ہیں نہ ثواب چاہتے ہیں نہ عذاب۔

ان کا یہ عرض کرنا بر بناء خوف تھا اور اللہ تعالے کی طرف سے یہ امانت بطور تخییر پیش کی گئی تھی انہیں اختیار تھا قبول کریں یا نہ کریں تو انہوں نے اپنے میں یہ قوت نہ پائی۔ اور اگر ان پر لازم کیا جاتا تو ان کو مجال انکار نہ تھی تو اللہ تعالے نے یہ امانت آدم صفی علیہ السلام کے پیش کی اور فرمایا آسمان زمین پہاڑ اس کا بار نہ اٹھا سکے کیا تم اس کا بار اٹھاؤ گے حضرت آدم علیہ السلام نے اقرار کر لیا۔

آسماں بار امانت نتوانست کشید قرعۂ فال بنام من دیوانہ زدند

لِّيُعَذِّبَ اللَّهُ الْمُنَافِقِينَ وَالْمُنَافِقَاتِ وَالْمُشْرِكِينَ وَالْمُشْرِكَاتِ وَيَتُوبَ اللَّهُ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ وَكَانَ اللَّهُ غَفُورًا رَّحِيمًا ۔ تاکہ اللہ عذاب دے منافق مردوں اور منافق عورتوں کو اور مشرک مردوں اور مشرک عورتوں کو اور اللہ توبہ قبول فرمائے مسلمان مردوں اور مومنہ عورتوں کی اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

گویا فرمایا کہ اس امانت کے بعد منافقین کا نفاق مشرکین کا شرک بآسانی ظاہر ہو جائے گا اور اللہ تعالے ان پر حجت قائم فرما کر عذاب دیگا اور مومنین کو مقبول فرمائے گا (خازن)

مختصر تفسیر اردو تواں رکوع سورۂ احزاب پ۲۲

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَكُونُوا كَالَّذِينَ آذَوْا مُوسَىٰ فَبَرَّأَهُ اللَّهُ مِمَّا قَالُوا ۚ وَكَانَ عِنْدَ اللَّهِ وَجِيهًا

اے ایمان والو! نہ ہونا ان کی طرح جنہوں نے اذیت دی موسیٰ کو تو اللہ نے انہیں بری فرمایا اس سے جو وہ کہتے تھے اور موسیٰ عند اللہ بڑے مرتبہ والے تھے۔

اس کے متعلق ایک قول تو یہ ہے کہ آیہ کریمہ حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا سے جب حضور نے عقد فرمایا اور منافقین نے اعتراضات کیے اس وقت نازل ہوئی۔

اور ایک قول یہ ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے جسم اطہر پر بنی اسرائیل نے عیب لگایا تھا اس کی نظیر یہاں دی گئی ہے چنانچہ امام احمد اور بخاری و ترمذی اور ایک جماعت بطریق حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ

قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ مُوسَىٰ عَلَيْهِ السَّلَامُ كَانَ رَجُلًا حَيِيًّا سِتِّيرًا لَا يُرَىٰ مِنْ جِلْدِهِ شَيْءٌ اسْتِحْيَاءً مِنْهُ فَآذَاهُ مَنْ آذَاهُ مِنْ بَنِي إِسْرَائِيلَ وَقَالُوا مَا يَسْتَتِرُ هٰذَا التَّسَتُّرَ إِلَّا مِنْ عَيْبٍ بِجِلْدِهِ إِمَّا بَرَصٌ وَإِمَّا أُدْرَةٌ وَإِمَّا آفَةٌ وَإِنَّ اللَّهَ تَعَالَىٰ أَرَادَ أَنْ يُبَرِّأَهُ مِمَّا قَالُوا وَإِنَّ مُوسَىٰ عَلَيْهِ السَّلَامُ خَلَا يَوْمًا وَحْدَهُ فَوَضَعَ ثِيَابَهُ عَلَىٰ حَجَرٍ ثُمَّ اغْتَسَلَ فَلَمَّا فَرَغَ أَقْبَلَ إِلَىٰ ثِيَابِهِ لِيَأْخُذَهَا وَإِنَّ الْحَجَرَ عَدَا بِثَوْبِهِ فَأَخَذَ مُوسَىٰ عَلَيْهِ السَّلَامُ عَصَاهُ وَطَلَبَ الْحَجَرَ فَجَعَلَ يَقُولُ ثَوْبِي حَجَرُ ثَوْبِي حَجَرُ حَتَّىٰ انْتَهَىٰ إِلَىٰ الْمَلَإِ مِنْ بَنِي إِسْرَائِيلَ فَرَأَوْهُ عُرْيَانًا أَحْسَنَ مَا خَلَقَ اللَّهُ تَعَالَىٰ وَبَرَّأَهُ مِمَّا يَقُولُونَ وَقَامَ الْحَجَرُ فَأَخَذَ ثَوْبَهُ فَلَبِسَهُ وَطَفِقَ بِالْحَجَرِ ضَرْبًا بِعَصَاهُ فَذٰلِكَ قَوْلُهُ تَعَالَىٰ۔

کہ حضور نے فرمایا کہ موسیٰ علیہ السلام بہت زیادہ حیادار تھے نہایت پردہ پوش تھے حتی کہ کوئی آپ کی جلد اقدس کا کوئی حصہ نہ دیکھ سکتا تھا آپ کے انتہائی حیا کی وجہ سے تو بنی اسرائیل نے یہ نیت ایذا کہنا شروع کر دیا کہ موسیٰ علیہ السلام اتنی حیا جو کرتے ہیں وہ درحقیقت آپ کے جسم میں کوئی عیب ہے اسے مخفی رکھنا چاہتے ہیں یا تو آپ کو برص یعنی پھلبہری ہے یا خصیے بڑھے ہوئے ہیں یا کوئی سخت مرض ہے۔ اور اللہ نے چاہا کہ ان کا یہ الزام دفع ہو اور آپ اس سے بری ہوں۔

چنانچہ ایک روز آپ تنہائی میں غسل کے لیے تشریف لائے کپڑے اتار کر پتھر پر رکھے اور غسل فرما

کر کپڑے پہننے کو پتھر کی طرف آئے تو پتھر آپ کے کپڑے لے کر چلا۔ موسیٰ علیہ السلام عصا لے کر اس کی طرف چلے اور فرماتے جاتے تھے اے پتھر میرے کپڑے اے پتھر میرے کپڑے حتیٰ کہ آپ اس کے تعاقب میں وہاں تک تشریف لائے جہاں ایک جماعت بنی اسرائیل کی موجود تھی انہوں نے آپ کو عریاں دیکھ لیا اور جن عیبوں سے آپ کو ملوث کہتے تھے ان سے آپ کو پاک پایا تو اللہ تعالےٰ نے ان کے الزام سے اس بہانہ آپ کو پاک فرما دیا۔ پتھر ٹھہر گیا آپ نے اس پتھر کو مارا یہ ہے وہ واقعہ جس کی طرف فَبَرَّاَهُ اللّٰهُ مِمَّا قَالُوْا فرمایا۔

ایک قول یہ ہے کہ حضرت ہارون کی وفات پر بنی اسرائیل نے آپ کے ذمہ ان کا قتل لگایا اور کہا کہ ہارون چونکہ ہمارے محبوب تھے اس لیے موسیٰ نے انہیں مار دیا جیسا کہ۔

ابن منیع اور ابن جریر اور ابن المنذر اور ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ اور حاکم بسند صحیح ابن عباس رضی اللہ عنہما سے راوی ہیں کہ حضرت شیر خدا اسد اللہ کرم اللہ وجہہ الکریم نے فرمایا کہ آیہ کریمہ اس واقعہ کی طرف اشارہ کر رہی ہے کہ

صَعِدَ مُوْسٰی وَھٰرُوْنُ عَلَیْھِمَا السَّلَامُ الْجَبَلَ فَمَاتَ ھٰرُوْنُ فَقَالَ بَنُوْ اِسْرَائِیْلَ لِمُوْسٰی اَنْتَ قَتَلْتَہٗ کَانَ اَشَدُّ حُبًّا لَنَا مِنْکَ وَاَلْیَنُ فَاٰذَوْہُ مِنْ ذٰلِکَ فَاَمَرَ اللّٰهُ تَعَالٰی الْمَلٰٓئِکَۃَ عَلَیْھِمُ السَّلَامُ فَحَمَلُوْہُ فَمَرُّوْا بِہٖ عَلٰی مَجَالِسِ بَنِیْ اِسْرَائِیْلَ وَتَکَلَّمَتِ الْمَلٰٓئِکَۃُ عَلَیْھِمُ السَّلَامُ بِمَوْتِہٖ فَبَرَّاَہُ اللّٰهُ تَعَالٰی فَانْطَلَقُوْا بِہٖ فَدَفَنُوْہُ وَلَمْ یُعْرَفْ قَبْرُہٗ اِلَّا الرَّخَمُ وَاِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰی جَعَلَہٗ اَصَمَّ وَاَبْکَمَ۔

وَفِیْ رِوَایَۃٍ لِابْنِ عَبَّاسٍ وَّاُنَاسٍ مِّنَ الصَّحَابَۃِ اِنَّ اللّٰهَ اَوْحٰی اِلٰی مُوْسٰی اِنِّیْ مُتَوَفٍّ ھٰرُوْنَ فَاْتِ جَبَلَ کَذَا فَانْطَلَقَا نَحْوَ الْجَبَلِ فَاِذَا ھُمْ بِشَجَرَۃٍ وَّبَیْتٍ فِیْہِ سَرِیْرٌ عَلَیْہِ فُرُشٌ وَّرِیْحٌ طَیِّبَۃٌ فَلَمَّا نَظَرَ ھٰرُوْنُ اِلٰی ذٰلِکَ الْجَبَلِ وَالْبَیْتِ وَمَا فِیْہِ اَعْجَبَہٗ فَقَالَ یٰمُوْسٰی اِنِّیْ اُحِبُّ اَنْ اَنَامَ عَلٰی ھٰذَا السَّرِیْرِ قَالَ نَمْ عَلَیْہِ قَالَ نَمْ مَعِیْ فَلَمَّا نَامَا اَخَذَ ھٰرُوْنَ الْمَوْتُ فَلَمَّا قُبِضَ رُفِعَ ذٰلِکَ الْبَیْتُ وَذَھَبَتْ تِلْکَ الشَّجَرَۃُ وَرُفِعَ السَّرِیْرُ اِلَی السَّمَآءِ فَلَمَّا رَجَعَ مُوْسٰی اِلٰی بَنِیْ اِسْرَائِیْلَ قَالُوْا قَتَلَ ھٰرُوْنَ وَحَسَدَہٗ لِحُبِّ بَنِیْ اِسْرَائِیْلَ لَہٗ وَکَانَ ھٰرُوْنُ اَکَفَّ عَنْھُمْ وَاَلْیَنَ لَھُمْ وَکَانَ فِیْ مُوْسٰی بَعْضُ الْغِلْظَۃِ عَلَیْھِمْ فَلَمَّا بَلَغَہٗ ذٰلِکَ قَالَ وَیْحَکُمْ اَفَتَرَوْنَ اَقْتُلُہٗ فَلَمَّا کَثَرُوْا عَلَیْہِ قَامَ فَصَلّٰی رَکْعَتَیْنِ ثُمَّ دَعَا اللّٰهَ تَعَالٰی فَنَزَلَ بِالسَّرِیْرِ حَتّٰی نَظَرُوْا اِلَیْہِ بَیْنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ فَصَدَّقُوْہُ۔

پہلی روایت سے دوسری روایت زیادہ واضح ہے کہ اللہ تعالےٰ نے موسیٰ علیہ السلام کو وحی کی کہ

ہارون کو وفات ہوگی لہٰذا تم فلاں پہاڑ پر آؤ۔

چنانچہ موسیٰ و ہارون دونوں اس پہاڑ پر چلے کہ وہاں ایک درخت نظر آیا اور ایک گھر جس میں ایک مسہری نفیس بستر سے سجی ہوئی ملی جو خوشبو سے معطر تھا جب ہارون علیہ السلام نے پہاڑ پر سامان دیکھا تو بہت پسند کیا اور حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کہا جی چاہتا ہے کہ میں اس پر سو جاؤں۔

موسیٰ علیہ السلام نے کہا سو جاؤ تو حضرت ہارون نے عرض کیا آپ بھی میرے ساتھ سوئیں آپ بھی لیٹ گئے کہ اچانک ہارون علیہ السلام پر موت آگئی جب آپ کی روح قبض ہوگئی تو وہ گھر اٹھا اور وہ درخت بھی چلا گیا اور وہ مسہری بھی آسمان کی طرف اٹھ گئی۔

موسیٰ علیہ السلام تنہا بنی اسرائیل میں جب تشریف لائے تو وہ وفات ہارون سن کر بولے آپ نے انہیں مار ڈالا۔

موسیٰ علیہ السلام نے یہ سن کر انہیں کہا افسوس ہے تم پر کیا مجھ پر افتراء کرتے ہو کہ میں نے انہیں مار دیا وہ بولے چونکہ ہارون ہمیں محبوب تھے اور ہم سے نرم برتاؤ فرماتے تھے اس لیے آپ نے ایسا کیا اور موسیٰ علیہ السلام ان کے ساتھ کچھ غلظت اور سختی فرماتے تھے تو انہوں نے آپ پر الزام لگایا کہ حضرت ہارون کو موسیٰ علیہ السلام نے قتل کر دیا ہے۔

آپ نے کھڑے ہو کر دوگانہ ادا فرمایا پھر بارگاہ الٰہی میں دعا کی چنانچہ وہ مسہری اتری اور آسمان و زمین میں معلق ٹھہر گئی اور سب نے دیکھ کر آپ کی تصدیق کی کہ فی الواقع ہارون علیہ السلام کی وفات ہو ہوگئی ہے تو فَبَرَّأَهُ اللّٰهُ مِمَّا قَالُوا میں اسی طرف اشارہ ہے۔

اس کے علاوہ بعض روایات میں ہے کہ آپ پر الزام زنا لگایا گیا معاذ اللہ تو اللہ تعالیٰ نے بری فرمایا بعض نے قصہ قارون جس کا مفصل حال سورہ قصص میں بیان ہو چکا اس طرف اسے منسوب کیا۔

بعض نے آپ کے ذمہ سحر اور جنون کا الزام رکھا۔

بہرحال الزام یقیناً بنی اسرائیل نے لگایا اور آپ کو اللہ تعالیٰ نے اس الزام سے پاک کیا۔ اور کیوں نہ کرتا جب کہ

وَكَانَ عِنْدَ اللّٰهِ وَجِيْهًا آپ اللہ کے نزدیک جاہ و منزلت رکھتے تھے۔

وَجِيْهًا کے معنی آلوسی کرتے ہیں كَانَ ذَا جَاهٍ وَّمَنْزِلَةٍ عِنْدَهٗ عَزَّ وَجَلَّ۔ آپ اللہ کے نزدیک ذی جاہ و منزلت تھے۔

اور قطرب بھی ایسا ہی کہتے ہیں كَانَ رَفِيْعَ الْقَدْرِ موسیٰ علیہ السلام بلند عزت تھے۔

ابن زید کہتے ہیں کانَ مَقْبُولًا۔ آپ اللہ کے مقبول تھے۔

اور ابن ابی حاتم حسن سے راوی ہیں اِنَّہٗ قَالَ وَجِیْھًا مُسْتَجَابُ الدَّعَوَاتِ۔ وجیہا کے معنی مستجاب الدعوات ہے۔

بعض نے کہا مَا سَأَلَ شَیْئًا اِلَّا اُعْطِیَ اِلَّا الرُّؤْیَۃَ فِی الدُّنْیَا۔ آپ نے جو بھی اللہ تعالے سے طلب کیا وہ ضرور دیا گیا سوا رویت فی الدنیا کے۔ جب کہ آپ نے عرض کیا رَبِّ اَرِنِیْ اَنْظُرْ اِلَیْکَ تو اس کا جواب لَنْ تَرَانِیْ ملا۔

بعض نے کہا وجیہا کے معنی یہ ہیں کہ اللہ تعالے نے آپ سے کلام فرما کر کلیم اللہ بنایا آگے ارشاد ہے یَا اَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰہَ وَقُوْلُوْا قَوْلًا سَدِیْدًا یُّصْلِحْ لَکُمْ اَعْمَالَکُمْ وَیَغْفِرْ لَکُمْ ذُنُوْبَکُمْ وَمَنْ یُّطِعِ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِیْمًا۔ اے ایمان والو اللہ سے ڈرو اور جب بات کرو نرم طریقہ سے بولو تمہارے اعمال درست کرے گا اور تمہارے گناہ بخش دے گا اور جو اطاعت کرے اللہ اور اس کے رسول کی وہ یقیناً دین و دنیا میں کامیاب ہوا۔

اِتَّقُوا اللّٰہَ کا معنی ہے اللہ کا خوف رکھو ہر حرکت و عمل میں خصوصًا ان باتوں میں جو حضور کو ایذا دینے والی ہیں اور اپنا کلام نرم رکھو اور حضور کو اذیت دینے والے مکالمہ سے اجتناب کرو۔

چنانچہ قتادہ اور مقاتل کہتے ہیں اِنَّ الْمَعْنٰی وَقُوْلُوْا قَوْلًا سَدِیْدًا فِیْ شَانِ الرَّسُوْلِ عَلَیْہِ السَّلَامُ وَزَیْدٍ وَزَیْنَبَ حضور کی شان میں اور حضرت زید و زینب کے معاملہ میں اپنی زبان روکو اور نا ملائم الفاظ سے اجتناب کرو

اور قول سدید سے بعض نے کلمہ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مراد لیا۔

اور اس کے بعد اس کا اجر و ثواب فرمایا۔

یُصْلِحْ لَکُمْ اَعْمَالَکُمْ وَیَغْفِرْ لَکُمْ ذُنُوْبَکُمْ۔ تمہارے اعمال میں صلاحیت قبول بخشی جائے گی اور اس کا ثواب دیا جائے گا۔

جیسا کہ ابن عباس نے فرمایا اور تمہارے گناہ بخش دیے جائیں گے، تمہاری استقامت اور اعمال صالحہ کفارہ ہوں گے تمہارے گناہوں کے۔ اور

مَنْ یُّطِعِ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِیْمًا۔ اور جو اطاعت کرے اللہ اور اس کے رسول کی وہ دارین میں کامیاب ہے۔

یعنی اللہ و رسول کے اوامر و مناہی میں جو اتباع کرے وہ زبردست کامیاب ہے۔

اِنَّا عَرَضْنَا الْاَمَانَۃَ عَلَی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَالْجِبَالِ فَاَبَیْنَ اَنْ یَّحْمِلْنَهَا وَاَشْفَقْنَ مِنْهَا وَحَمَلَهَا الْاِنْسَانُ اِنَّهٗ کَانَ ظَلُوْمًا جَهُوْلًا بے شک ہم نے پیش کیا اپنی امانت کو آسمانوں اور زمین اور پہاڑوں پر تو وہ انکاری ہوئے اس کے اٹھانے سے اور ڈرے اس سے اور اٹھالیا اسے انسان نے بیشک وہ اپنے اوپر زیادتی کرنے والا نا عاقبت اندیش تھا۔

اس سے پہلے اللہ تعالے نے عظمت شان اطاعت الٰہی اور اتباع رسالت پناہی ظاہر فرمائی تھی پھر عذاب الیم سے نجات پانے والوں اور احکام کی رعایت کرنے والوں کی زبردست کامیابی بیان کی اس کے بعد امانت کا ذکر فرمایا۔

یہ دراصل مصدر ہے جیسے امن اور امان۔

گویا تنبیہ کی گئی کہ حقوق اللہ کی حفاظت اور اس امانت کا خاص خیال رکھا جائے اس کی استعداد اجرام فلکیہ اور اعیان ارضیہ وجبال میں نہیں تھی اسی وجہ ہیں ان کی طرف سے اباء و معذرت ظاہر کی گئی اس لیے کہ تکالیف شرعیہ اور صعوبت اوامر کے یہ قابل ہی نہ تھے یہی وجہ تھی کہ ان پر امر تخییری ہوا اور اگر یہ امانت اٹھانا ان پر بطریق تکلیف ہوتا تو انہیں شعور و ادراک بھی دیا جاتا اسی بنا پر ارشاد ہے۔

وَحَمَلَهَا الْاِنْسَانُ۔ اس امانت کو انسان نے اٹھالیا۔

اس لیے کہ وہ ذی شعور و ادراک تھا اور اس میں ظلوم و جہول بھی تھے یا اس کی فطرت میں تھا کہ وہ مفرط فی الظلم اور مبالغ فی الجہل بھی ہے۔

نوجوان میں اپنی فطرت سلیمہ اور قبول امر میں سابق ہوگا اس سے انکا امتیاز ہو جائے گا جو اوامر و نواہی پر عمل نہ کریں گے۔ چنانچہ فرمایا۔

لِیُعَذِّبَ اللّٰهُ الْمُنٰفِقِیْنَ وَالْمُنٰفِقٰتِ وَالْمُشْرِکِیْنَ وَالْمُشْرِکٰتِ وَیَتُوْبَ اللّٰهُ عَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ وَکَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِیْمًا۔ تاکہ عذاب دیے جائیں اللہ کی طرف سے منافق مرد اور منافق عورتیں اور مشرک مرد اور مشرک عورتیں اور توبہ قبول فرمائے اللہ مومن مردوں کی اور مومنہ عورتوں کی اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

آلوسی کہتے ہیں لِیُعَذِّبَ اللّٰهُ تَعَالٰی بَعْضَ اَفْرَادِ الَّذِیْنَ لَمْ یُرَاعُوْهَا وَلَمْ یُقَابِلُوْهَا بِالطَّاعَۃِ بعض ان افراد کو اللہ تعالے عذاب دے گا جو اطاعت اوامر و مناہی کی رعایت نہیں کریں گے۔

اور وَیَتُوْبَ اللّٰهُ عَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ۔ توبہ قبول کرے گا مومنین و مومنات کی

اور وہ بخشنے والا مہربان ہے۔

اب امانت کے مفہوم کے متعلق جو اقوال ہیں وہ پیش خدمت ہیں۔

پہلا قول اَلْاِمَانَۃُ الطَّاعَۃُ لِاَنَّھَا لَازِمَۃُ الْوُجُوْدِ کَمَا اَنَّ الْاِمَانَۃَ لَازِمَۃُ الْاَدَاءِ۔ امانت سے مراد طاعت ہے اس لیے کہ وہ لازمۃ وجود ہے جیسے امانت لازمۃ ادا ہے۔

دوسرا قول اَلْاِمَانَۃُ الْفَرَائِضُ۔ امانت سے مراد فرائض ہیں۔

تیسرا قول اَلْاِمَانَۃُ الصَّلٰوۃُ۔ امانت سے مراد نماز ہے چنانچہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے ہے۔

اِنَّہٗ اِذَا دَخَلَ وَقْتُ الصَّلٰوۃِ اِصْفَرَّ وَجْھُہُ الشَّرِیْفُ وَتَغَیَّرَ لَوْنُہٗ فَسُئِلَ عَنْ ذٰلِکَ فَقَالَ اِنَّہٗ دَخَلَ عَلَیَّ وَقْتُ اِمَانَۃٍ عَرَضَھَا اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَالْجِبَالِ فَاَبَیْنَ اَنْ یَّحْمِلْنَھَا وَاَشْفَقْنَ مِنْھَا وَقَدْ حَمَلْتُھَا اَنَا مَعَ ضُعْفِیْ فَلَا اَدْرِیْ کَیْفَ اُؤَدِّیْھَا۔

آپ کا یہ حال تھا کہ جب نماز کا وقت ہوتا آپ کے چہرۂ اقدس کا رنگ زرد ہو جاتا اور رنگ بدل جاتا تو آپ سے پوچھا گیا کہ یہ کیا بات ہے حضرت۔ تو آپ فرماتے کہ یہ وقت اداء امانت کا ہے اور اس امانت کا جسے اللہ تعالےٰ نے آسمانوں اور زمین اور پہاڑوں پر جب پیش کی تو وہ صاف خائف ہو کر انکاری ہو گئے اب میں باوجود ضعف کے نہیں جانتا کہ اس امانت فرضی کو کیسے ادا کروں۔

چوتھا قول یہ ہے اَلصَّلٰوۃُ وَالصِّیَامُ وَالْغُسْلُ مِنَ الْجَنَابَۃِ۔ امانت سے مراد نماز روزہ اور غسل جنابت ہے۔

چنانچہ عبدالرزاق۔ عبد بن حمید۔ زید بن اسلم سے راوی ہیں کہ حضور نے فرمایا اَلْاِمَانَۃُ ثَلٰثٌ اَلصَّلٰوۃُ وَالصِّیَامُ وَالْغُسْلُ مِنَ الْجَنَابَۃِ۔ امانت سے مراد تین چیزیں ہیں نماز۔ روزہ اور غسل جنابت۔

چھٹا قول سدی اور ضحاک سے ہے اِنَّھَا اِمَانَاتُ النَّاسِ الْمَعْرُوْفَۃُ وَالْوَفَاءُ بِالْعُھُوْدِ۔ اس سے مراد امانات مشہورہ اور ایفاء عہود ہیں۔

ساتواں قول ہے ھِیَ کَلِمَۃُ التَّوْحِیْدِ لِاَنَّھَا الْمَدَارُ الْاَعْظَمُ لِلتَّکْلِیْفَاتِ الشَّرْعِیَّۃِ۔ امانت سے مراد کلمۂ توحید ہے اس لیے کہ اس پر تمام تکلیفات شرعیہ کا مدار ہے۔ اگر کلمہ توحید نہیں تو کوئی بھی عبادت نہیں ہے۔

آٹھواں قول ہے کہ امانت سے مراد اعضاء انسان ہیں جس نے اعضاء کی محافظت کی وہ امین امانت ہے اور جس نے ان اعضاء کو بے جا استعمال کیا وہ خائن ہے۔ اعضاء میں شرمگاہ عورت و مرد بھی داخل ہیں۔ چنانچہ حکیم ترمذی عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے راوی ہیں کہ حضور نے فرمایا۔

أَوَّلُ مَا خَلَقَ اللّٰهُ تَعَالٰى مِنَ الْإِنْسَانِ فَرْجُهٗ ثُمَّ قَالَ هٰذِهٖ أَمَانَتِيْ عِنْدَكَ فَلَا تَضَعْهَا إِلَّا فِيْ حَقِّهَا فَالْفَرْجُ أَمَانَةٌ وَالسَّمْعُ أَمَانَةٌ وَالْبَصَرُ أَمَانَةٌ۔

اور آباء سے مراد اظہار عجز ہے۔ چنانچہ

ابن منذر اور ابن ابی حاتم اور ابن الانباری ابن جریج سے راوی ہیں کہ حضور نے فرمایا۔ إِنَّ اللّٰهَ لَمَّا خَلَقَ السَّمٰوَاتِ وَالْأَرْضَ وَالْجِبَالَ قَالَ إِنِّيْ فَارِضٌ فَرِيْضَةً وَخَالِقٌ جَنَّةً وَّنَارًا وَثَوَابًا لِمَنْ أَطَاعَنِيْ وَعِقَابًا لِمَنْ عَصَانِيْ فَقَالَتِ السَّمٰوَاتُ خَلَقْتَنِيْ فَسَخَّرْتَ فِيَّ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ وَالنُّجُوْمَ وَالسَّحَابَ وَالرِّيْحَ فَأَنَا مُسَخَّرَةٌ عَلٰى مَا خَلَقْتَنِيْ لَا أَحْمِلُ فَرِيْضَةً وَّلَا أَبْغِيْ ثَوَابًا وَلَا عِقَابًا وَنَحْوَ ذٰلِكَ قَالَتِ الْأَرْضُ وَالْجِبَالُ۔

اللہ تعالٰی نے جب آسمان زمین اور پہاڑ پیدا فرمائے تو سب سے ارشاد ہوا میں کچھ فرائض فرض کرنے والا ہوں اور جنت و دوزخ اور ثواب و عذاب بھی مقرر کردوں گا۔ ثواب مطیع کے لیے عذاب نافرمان کے لیے تو اس پر آسمان و زمین اور پہاڑوں نے عرض کیا الٰہی تو نے ہمیں پیدا کر کے مسخر فرمایا ہے اور سورج چاند ستارے بھی مسخر کیے بادل اور ہوائیں بھی مسخر فرمائیں تو ہم سب اپنی خلقت میں تیرے مسخر ہیں مگر ایسے فرائض کی ہم میں استعداد و قوت نہیں ہے اور ہم ثواب اور عذاب کے بھی طالب نہیں ہیں۔

فَلْيُعْلَمْ مِمَّا ذُكِرَ أَنَّ الْإِبَاءَ لَمْ يَكُنْ مَعْصِيَةً لِأَنَّهٗ لَمْ يَكُنْ هُنَاكَ تَكْلِيْفٌ بَلْ تَخْيِيْرٌ

اور جو کچھ فرمایا گیا ظاہر ہے کہ اس میں اباء و انکار ہرگز معصیت و نافرمانی نہ تھا اس لیے کہ یہاں انہیں مکلف نہیں کیا گیا تھا بلکہ تخییر دے کر ارشاد ہوا تھا کہ اگر تم چاہو تو تم پر بھی یہ فرض مقرر کر دیا جائے۔ تو انہوں نے عاجزانہ طور پر انکار کر دیا۔ اس کی تصریح

ابن جریر اور ابن منذر اور ابن ابی حاتم اس طرح روایت کرتے ہیں إِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى عَرَضَ الْأَمَانَةَ عَلَى السَّمَاءِ الدُّنْيَا فَأَبَتْ ثُمَّ الَّتِيْ تَلِيْهَا فَأَبَتْ حَتّٰى فَرَغَ مِنْهَا ثُمَّ الْأَرَضِيْنَ ثُمَّ الْجِبَالَ ثُمَّ عَرَضَهَا عَلٰى اٰدَمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَقَالَ نَعَمْ بَيْنَ أُذُنِيْ وَعَاتِقِيْ الخ

اللہ تعالٰی نے امانت فرائض آسمان دنیا پر پیش کی تو اس نے عاجزی سے انکار کیا پھر اس کے قریب والے آسمان پر پیش کی اس نے اپنی نااہلی ظاہر کر دی غرضیکہ پھر زمین پر پیش کیا پھر پہاڑوں پر پیش کیا جب سب نے اپنی عدم استعداد کا اظہار کر دیا تو حضرت آدم علیہ السلام پر پیش کیا آپ نے عرض کیا ہاں یہ امانت میرے سر اور کندھوں پر ہے۔

اور ابن جوزی کہتے ہیں لَمَّا خَلَقَ اللّٰہُ عَزَّوَجَلَّ اٰدَمَ عَلَیْہِ السَّلَامُ وَنَفَخَ فِیْہِ الرُّوْحَ مُثِّلَتْ لَہُ الْاَمَانَۃُ بِصَخْرَۃٍ۔ جب اللہ تعالےٰ نے آدم علیہ السلام کو پیدا کیا اور ان میں نفخ روح کر دیا تو امانت الٰہی کو متمثل بصخرہ یعنی ایک چٹان کی صورت میں کر کے۔

ثُمَّ قَالَ لِلسَّمٰوٰتِ اَحْمِلِیْ ھٰذِہٖ فَاَبَتْ وَقَالَتْ اِلٰہِیْ لَا طَاقَۃَ لِیْ بِھَا۔ پھر آسمانوں کو فرمایا کیا تم یہ اٹھا سکتے ہو انہوں نے انکار کرتے ہوئے عرض کیا الٰہی ہمیں اس کی طاقت نہیں۔

وَقَالَ سُبْحٰنَہٗ لِلْاَرْضِ اَحْمِلِیْھَا فَقَالَتْ لَا طَاقَۃَ لِیْ بِھَا۔ پھر اللہ تعالےٰ نے زمین کو فرمایا اسے اٹھا اس نے بھی عرض کی الٰہی مجھ میں طاقت نہیں۔

وَقَالَ تَعَالٰی لِلْجِبَالِ اَحْمِلِیْھَا فَقَالَ لَا طَاقَۃَ لِیْ بِھَا۔ پھر اللہ تعالےٰ نے پہاڑوں کو فرمایا کہ اس امانت کو اٹھاؤ انہوں نے عرض کیا الٰہی مجھ میں اس کی طاقت نہیں۔

فَاَقْبَلَ اٰدَمُ عَلَیْہِ السَّلَامُ فَحَرَّکَھَا بِیَدِہٖ تو آدم علیہ السلام آئے اور اس چٹان کو ہاتھ سے ہلایا پھر عرض کیا۔

لَوْ شِئْتَ لَحَمَلْتُھَا فَحَمَلَھَا حَتّٰی بَلَغَتْ حِقْوَیْہِ ثُمَّ وَضَعَھَا عَلٰی عَاتِقِہٖ فَلَمَّا اَھْوٰی لِیَضَعَھَا نُوْدِیَ مِنْ جَانِبِ الْعِزِّ یَا اٰدَمُ مَکَانَکَ لَا تَضَعْھَا فَھٰذِہِ الْاَمَانَۃُ قَدْ بَقِیَتْ فِیْ عُنُقِکَ وَعُنُقِ اَوْلَادِکَ اِلٰی یَوْمِ الْقِیٰمَۃِ وَلَکُمْ عَلَیْھَا ثَوَابٌ فِیْ حَمْلِھَا وَعِقَابٌ فِیْ تَرْکِھَا۔

الٰہی اگر تیری مشیت ہو تو میں اسے اٹھا لوں غرضیکہ اٹھا لیا حتیٰ کہ وہ آپ کی کمر تک پہنچا پھر اسے کندھوں پر رکھا تو جب آپ اس کے بوجھ سے جھکے چاہتے تھے کہ اسے اتار دیں تو اللہ عزوجل کی طرف سے ندا آئی اے آدم اپنی جگہ رہو اور اب اس امانت کو اٹھانے کے بعد نہ گراؤ۔ یہ وہ امانت ہے جو آپ کی اور آپ کی اولاد کی گردن پہ ہے قیامت تک رہے گی اور اس کا ثواب اتباع میں ملے گا اور عذاب اس کے ترک میں ہو گا۔

اور متمثل بصخرہ ہونا ایسا ہی ہے جیسے موت کے متعلق ہے کہ وہ مینڈھے کی صورت میں لائی جائے اور ذبح کر دی جائے۔

اِنَّہٗ کَانَ ظَلُوْمًا جَھُوْلًا۔ یعنی اسے ملائکہ مزید ظلم و جہل کا مجسمہ جانتے تھے۔

یا یہ معنی ہیں کَانَ ظَلُوْمًا لِنَفْسِہٖ حَیْثُ حَمَلَھَا عَلٰی ضُعْفِہٖ وہ اپنی جان پہ باوجود ضعف زیادتی کرنے والا تھا اور

جَھُوْلًا۔ یا یہ معنی کہ جس کی برداشت سے اجسام قویہ عاجز ہوئے اسے ناعاقبت اندیش انسان نے اٹھا لیا۔

نواں قول امانت کے معنی ہیں یہ بھی ہے اَلْمُرَادُ بِالْاَمَانَۃِ مُطْلَقُ الْاِنْقِیَادِ۔ امانت سے مراد مطلق انقیاد واتباع ہے۔

اور دسواں قول یہ ہے اَلْاَمَانَۃُ تَجَلِّیَاتِہٖ عَزَّ وَجَلَّ بِاَسْمَائِہِ الْحُسْنٰی وَصِفَاتِہِ الْعُلْیَا امانت سے مراد تجلیات عزوجل ہیں اسماء حسنیٰ اور اس کی بلند صفات کے ساتھ۔

وَکَانَ اللّٰہُ غَفُوْرًا رَّحِیْمًا۔ اور اللہ تعالیٰ بخشنے والا مہربان ہے۔

باب الاشارات میں آلوسی شیخ اکبر ابن عربی کا قول نقل کرتے ہیں اِنَّ الْاَمَانَۃَ الَّتِیْ عُرِضَتْ عَلَی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَالْجِبَالِ فَاَبَیْنَ اَنْ یَّحْمِلْنَھَا ھِیَ السَّعَۃُ لِمَعْرِفَۃِ اللّٰہِ تَعَالٰی ۔ یہ امانت عرفان عرفان الٰہی ہے جس کا بار سوا انسان کوئی نہ اٹھا سکا۔

سُوْرَۃُ سَبَا

با محاورہ ترجمہ پہلا رکوع سورۃ سبا پ ۲۲

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ لَہٗ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ وَلَہُ الْحَمْدُ فِی الْاٰخِرَۃِ وَھُوَ الْحَکِیْمُ الْخَبِیْرُ ہ	سب تعریفیں اللہ ہی کو ہیں کہ اس کی ملک ہیں جو آسمانوں اور زمین میں ہے اور اسی کی تعریف ہے آخرت میں اور وہی حکمت والا خبردار ہے۔
یَعْلَمُ مَا یَلِجُ فِی الْاَرْضِ وَمَا یَخْرُجُ مِنْھَا وَمَا یَنْزِلُ مِنَ السَّمَآءِ وَمَا یَعْرُجُ فِیْھَا وَھُوَ الرَّحِیْمُ الْغَفُوْرُ ہ	جانتا ہے جو کچھ جاتا ہے زمین میں اور جو کچھ اس سے نکلتا ہے اور جو برستا ہے آسمان سے اور جو چڑھتا ہے اس میں اور وہی مہربان بخشنے والا ہے۔
وَقَالَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا لَا تَاْتِیْنَا السَّاعَۃُ قُلْ بَلٰی وَرَبِّیْ لَتَاْتِیَنَّکُمْ عٰلِمِ الْغَیْبِ لَا یَعْزُبُ عَنْہُ مِثْقَالُ ذَرَّۃٍ فِی السَّمٰوٰتِ وَلَا فِی الْاَرْضِ وَلَآ اَصْغَرُ مِنْ ذٰلِکَ وَلَآ	اور بولے وہ جو کافر ہیں نہیں آئے گی ہم پر قیامت فرما دیجئے ضرور آئے گی میرے رب کی قسم جو غیب بالذات جاننے والا ہے نہیں پوشیدہ اس سے ذرہ بھر آسمانوں اور زمین میں اور نہ ذرہ سے چھوٹی نہ بڑی

اِلَّا فِیْ كِتٰبٍ مُّبِیْنٍ ٥

مگر صاف بتلانے والی کتاب میں ہے۔

لِّیَجْزِیَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اُولٰٓئِكَ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّرِزْقٌ كَرِیْمٌ ٥

تاکہ صلہ دے ایمان والوں کو اور نیک عمل کرنے والوں کو یہ ہیں جن کے لیے بخشش ہے اور عزت والا رزق۔

وَالَّذِیْنَ سَعَوْ فِیْٓ اٰیٰتِنَا مُعٰجِزِیْنَ اُولٰٓئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ مِّنْ رِّجْزٍ اَلِیْمٌ ٥

اور وہ جو ہماری آیتوں میں کوشش کرتے ہیں عاجز کرنے کی یہ وہ ہیں جن کے لیے عذاب ہے سخت دردناک۔

وَیَرَى الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ الَّذِیْٓ اُنْزِلَ اِلَیْكَ مِنْ رَّبِّكَ هُوَ الْحَقَّ وَیَهْدِیْٓ اِلٰى صِرَاطِ الْعَزِیْزِ الْحَمِیْدِ ٥

اور دیکھتے ہیں وہ جنہیں علم ملا جو کچھ تمہاری طرف نازل ہوا تمہارے رب کے پاس سے وہی حق ہے اور وہ بتاتا ہے راہ سب خوبیوں والے سراہے گئے کی۔

وَقَالَ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا هَلْ نَدُلُّكُمْ عَلٰى رَجُلٍ یُّنَبِّئُكُمْ اِذَا مُزِّقْتُمْ كُلَّ مُمَزَّقٍ اِنَّكُمْ لَفِیْ خَلْقٍ جَدِیْدٍ ٥

اور کافر بولے کیا ہم ایسا آدمی بتائیں جو تمہیں خبر دے کہ جب تم ٹکڑے ہو کر ریزہ ریزہ ہو جاؤ تو تم پھر نئے پیداوار میں آؤگے۔

اَفْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا اَمْ بِهٖ جِنَّةٌ بَلِ الَّذِیْنَ لَا یُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ فِی الْعَذَابِ وَالضَّلٰلِ الْبَعِیْدِ ٥

کیا اللہ پر اس نے جھوٹ باندھا یا اسے جنوں ہے بلکہ وہ ایمان نہیں لاتے آخرت پر وہ عذاب اور دور کی گمراہی میں ہیں۔

اَفَلَمْ یَرَوْا اِلٰى مَا بَیْنَ اَیْدِیْهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ مِّنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ اِنْ نَّشَاْ نَخْسِفْ بِهِمُ الْاَرْضَ اَوْ نُسْقِطْ عَلَیْهِمْ كِسَفًا مِّنَ السَّمَآءِ اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیَةً لِّكُلِّ عَبْدٍ مُّنِیْبٍ ٥

تو کیا نہ دیکھا جو ان کے آگے اور پیچھے ہے آسمان و زمین میں اگر ہم چاہیں تو انہیں دھنسا دیں زمین میں یا ان پر ٹکڑا گرا دیں آسمان سے بے شک اس میں نشانی ہے ہر رجوع لانے والے متبرک کے لیے۔

لفظی ترجمہ

اَلْحَمْدُ۔ سب تعریفیں   لِلّٰهِ۔ اللہ ہی کو ہیں   الَّذِیْ وہ کہ   لَهٗ۔ اسی کا ہے

مَا - جو فِی - بیچ السَّمٰوٰتِ - آسمانوں کے ہے وَ - اور

مَا - جو فِی - بیچ الْاَرْضِ - زمین کے ہے وَ - اور

لَهُ - اسی کی الْحَمْدُ - تعریف ہے فِی - بیچ الْاٰخِرَةِ - آخرت کے

وَ - اور هُوَ - وہ ہے الْحَكِيْمُ - حکمت والا الْخَبِيْرُ - خبردار

يَعْلَمُ - جانتا ہے مَا - جو يَلِجُ - داخل ہوتا ہے فِی - بیچ

الْاَرْضِ - زمین کے وَ - اور مَا - جو يَخْرُجُ - نکلتا ہے

مِنْهَا - اس سے وَ - اور مَا - جو يَنْزِلُ - اترتا ہے

مِنَ السَّمَآءِ - آسمان سے وَ - اور مَا - جو يَعْرُجُ - چڑھتا ہے

فِيْهَا - اس میں وَ - اور هُوَ - وہ الرَّحِيْمُ - رحم کرنے والا

الْغَفُوْرُ - بخشنے والا ہے وَ - اور قَالَ - کہا الَّذِيْنَ - انہوں نے جو

كَفَرُوْا - کافر ہیں لَا - نہیں تَاْتِيْنَا - آئے گی ہمارے پاس السَّاعَةُ - قیامت

قُلْ - کہہ بَلٰى - کیوں نہیں وَ - قسم ہے رَبِّیْ - میرے رب کی

لَتَاْتِيَنَّكُمْ - ضرور آئے گی تمہارے پاس عٰلِمِ - وہ جاننے والا ہے الْغَيْبِ - غیب کا

لَا - نہیں يَعْزُبُ - چھپی رہتی عَنْهُ - اس سے مِثْقَالُ - برابر

ذَرَّةٍ - ایک ذرہ کے فِی - بیچ السَّمٰوٰتِ - آسمانوں وَ - اور

لَا - نہ فِی - بیچ الْاَرْضِ - زمین کے وَ - اور

لَا - نہ اَصْغَرُ - چھوٹی مِنْ ذٰلِكَ - اس سے وَ - اور

لَا - نہ اَكْبَرُ - بڑی اِلَّا - مگر فِی - بیچ

كِتٰبٍ - کتاب مُّبِيْنٍ - روشن کے ہے لِيَجْزِیَ - تاکہ بدلہ دے الَّذِيْنَ - ان کو

اٰمَنُوْا - جو ایمان لائے وَ - اور عَمِلُوا - عمل کیے الصّٰلِحٰتِ - نیک

اُولٰٓئِكَ - یہ لوگ لَهُمْ - ان کے لیے مَّغْفِرَةٌ - بخشش ہے وَّ - اور

رِزْقٌ - رزق كَرِيْمٌ - اچھا وَ - اور الَّذِيْنَ - وہ جو

سَعَوْا - کوشش کریں فِیْ - بیچ اٰيٰتِنَا - ہماری آیتوں کے مُعٰجِزِيْنَ - عاجز کرنے والے

اُولٰٓئِكَ - ان کے لیے لَهُمْ - ان کے لیے عَذَابٌ - عذاب ہے مِّنْ رِّجْزٍ - سخت

اَلِيْمٌ - دردناک وَ - اور يَرَى - دیکھتے ہیں الَّذِيْنَ - وہ جنہیں

اُوْتُوا۔ دیا گیا	اَلْعِلْمَ۔ علم	اَلَّذِیْ۔ وہ جو	اُنْزِلَ۔ اتارا گیا
اِلَیْكَ۔ آپ کی طرف	مِنْ رَّبِّكَ۔ تمہارے رب سے ھُوَ الْحَقُّ۔ حق ہے		وَ۔ اور
یَھْدِیْ۔ راہ دکھاتا ہے	اِلٰی۔ طرف	صِرَاطِ۔ راہ	اَلْعَزِیْزِ۔ غالب
اَلْحَمِیْدِ۔ تعریف کیے گئے کی	وَ۔ اور	قَالَ۔ کہا	اَلَّذِیْنَ۔ انہوں نے جو
کَفَرُوْا۔ کافر ہیں	ھَلْ۔ کیا	نَدُلُّکُمْ۔ بتائیں ہم تم کو	عَلٰی۔ وہ
رَجُلٍ۔ آدمی جو	یُنَبِّئُکُمْ۔ بتاتا ہے تم کو	اِذَا۔ جب	مُزِّقْتُمْ۔ ٹکڑے ہو جاؤ گے تم
کُلَّ۔ پوری طرح	مُمَزَّقٍ۔ ٹکڑے	اِنَّکُمْ۔ بیشک تم	لَفِیْ۔ بیچ
خَلْقٍ۔ پیدائش	جَدِیْدٍ۔ نئی کے ہو گئے	اَفْتَرٰی۔ کیا باندھا	عَلَی۔ اوپر
اللّٰہِ۔ اللہ کے	کَذِبًا۔ جھوٹ	اَمْ۔ یا	بِہٖ۔ وہ
جِنَّۃٌ۔ دیوانہ ہے	بَلْ۔ بلکہ	اَلَّذِیْنَ۔ وہ جو	لَا۔ نہیں
یُؤْمِنُوْنَ۔ ایمان لاتے	بِالْاٰخِرَۃِ۔ آخرت پر	فِیْ۔ بیچ	اَلْعَذَابِ۔ عذاب
وَ۔ اور	اَلضَّلٰلِ۔ گمراہی	اَلْبَعِیْدِ۔ دور میں ہیں	اَفَلَمْ۔ کیا نہ
یَرَوْا۔ دیکھا انہوں نے	اِلٰی۔ طرف	مَا۔ اسکی جو	بَیْنَ۔ آگے
اَیْدِیْھِمْ۔ ان کے ہے	وَ۔ اور	مَا۔ جو	خَلْفَھُمْ۔ پیچھے انکے ہے
مِّنَ السَّمَآءِ۔ آسمان سے	وَ۔ اور	اَلْاَرْضِ۔ زمین سے	اِنْ۔ اگر
نَّشَاْ۔ ہم چاہیں تو	نَخْسِفْ۔ دھنسا دیں	بِھِمُ۔ ان کو	اَلْاَرْضَ۔ زمین میں
اَوْ۔ یا	نُسْقِطْ۔ گرا دیں	عَلَیْھِمْ۔ ان پہ	کِسَفًا۔ ٹکڑا
مِّنَ السَّمَآءِ۔ آسمان سے	اِنَّ۔ بیشک	فِیْ۔ بیچ	ذٰلِكَ۔ اس کے
لَاٰیَۃً۔ نشانی ہے	لِّکُلِّ۔ ہر	عَبْدٍ۔ بندے	مُّنِیْبٍ۔ رجوع کرنیوالے کے

خلاصہ تفسیر پہلا رکوع۔ سورۃ سبا۔ پ ۲۲

سورہ سبا مکی ہے سوا ایک آیت وَیَرَی الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ کے۔
اس میں چھ رکوع ۵۴ آیتیں، آٹھ سو بیس کلمے ایک ہزار پانچ سو بارہ حرف ہیں۔
اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ لَہٗ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ وَلَہُ الْحَمْدُ فِی الْاٰخِرَۃِ وَھُوَ الْحَکِیْمُ

الْحَمِيْدُ۔ سب تعریفیں ہیں اس کی ذات جل وعلا کو جس کی ملک میں ہے جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے اور اسی کی تعریف ہے آخرت میں۔

یعنی ہر چیز کا مالک وخالق اور حاکم ومتصرف وہی اللہ تعالیٰ ہے اور ہر خوبی اسی کو زیبا ہے تو وہی حمد و ثنا کا مستحق وسزاوار ہے اور جس حمد کا دنیا میں مستحق ہے ایسا ہی آخرت میں بھی وہی مستحق حمد وثنا ہے چنانچہ دنیا میں تو بندوں پر اس کی حمد واجب ہے اس لیے کہ یہ دار عمل ہے اور آخرت میں اہل جنت نعمتوں کے سرور اور راحت کی خوشی میں اس کی حمد کریں گے۔

اور وہ حکمت والا خبردار ہے۔

يَعْلَمُ مَا يَلِجُ فِي الْأَرْضِ وَمَا يَخْرُجُ مِنْهَا وَمَا يَنْزِلُ مِنَ السَّمَاءِ وَمَا يَعْرُجُ فِيهَا وَهُوَ الرَّحِيمُ الْغَفُورُ۔ جانتا ہے جو کچھ زمین میں جاتا ہے اور جو زمین سے نکلتا ہے اور جو آسمان سے اترتا ہے اور جو اس میں چڑھتا ہے اور وہی ہے مہربان بخشنے والا۔

زمین میں داخل ہونے والا بارش کا پانی اور مردے اور دفینے ہیں یہ سب اللہ تعالیٰ کے علم میں ہیں اور زمین سے نکلنے والا سبزہ اور درخت چشمے اور کانیں اور یوم حشر مردے ہیں ان کا علم بھی اس علیم وخبیر کو ہے اور زمین سے آسمان کی طرف جانے والا ابر ہے جو شعاع شمسی سے سمندر سے بخارین کر اٹھتا ہے اس سے اولے بھی بنتے ہیں پھر اس سے انواع واقسام کی برکتیں نازل ہوتی ہیں اور بندے کی دعائیں اور ملائکہ بھی اس میں داخل ہیں کہ وہ زمین سے بندوں کی دعائیں لے کر چڑھتے ہیں۔ اور وہ مہربان بھی ہے اور بخشنے والا بھی۔

وَقَالَ الَّذِينَ كَفَرُوا لَا تَأْتِينَا السَّاعَةُ قُلْ بَلَىٰ وَرَبِّي لَتَأْتِيَنَّكُمْ۔ اور کافر بولے ہم پر قیامت نہ آئے گی آپ فرما دیں کیوں نہیں قسم بخدا ضرور تم پر آئے گی۔

یعنی مشرکین نے جب قیامت سے انکار کیا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان سے اس کے آنے کو قطعی یقینی ظاہر فرمایا اور ارشاد ہوا۔

عَالِمِ الْغَيْبِ لَا يَعْزُبُ عَنْهُ مِثْقَالُ ذَرَّةٍ فِي السَّمَاوَاتِ وَلَا فِي الْأَرْضِ وَلَا أَصْغَرُ مِنْ ذَٰلِكَ وَلَا أَكْبَرُ إِلَّا فِي كِتَابٍ مُبِينٍ۔ غیب جاننے والا ہے اس سے مخفی نہیں ذرہ بھر کوئی چیز آسمانوں میں اور نہ زمین میں اور نہ اس سے چھوٹی اور نہ بڑی مگر ایک بتلانے والی کتاب میں ہے۔

یعنی اللہ تبارک وتعالیٰ غیب جاننے والا ہے اس سے کوئی چیز مخفی نہیں تو قیامت کا آنا اور اس کے قائم ہونے کا وقت بھی اس کے علم میں ہے اور یہ تمام امور روشن کتاب یعنی لوح محفوظ میں

ہیں۔ لَا یَعۡزُبُ عَنۡهُ۔ عزب کے لغوی معنی دور ہونے کے ہیں یا غائب ہونے کے۔ محاورہ میں بولتے ہیں عَزَبَ عَنِّیۡ فُلَانٌ اَیۡ بَعُدَ وَغَابَ۔ فلاں مجھ سے دور ہو گیا یا غائب ہو گیا۔

اور اونٹ چراگاہ میں دور چلا جائے تو عَزَبَتِ الۡاِبِلُ فِی الۡمَرۡعٰی بولتے ہیں۔

اور عزب بفتحتین تجرد کے معنی میں بھی مستعمل ہے۔ عَزَبَ الرَّجُلُ۔ مرد مجرد ہے عَزَبَتِ الۡمَرۡاَۃُ عورت بلا مرد ہے تَعَزَّبَ فُلَانٌ اَیۡ تَاَهَّلَ کے معنی میں بھی آتے ہیں۔

لِیَجۡزِیَ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اُولٰٓئِكَ لَهُمۡ مَّغۡفِرَةٌ وَّرِزۡقٌ كَرِیۡمٌ۔ تاکہ صلہ دے انہیں جو ایمان لائے اور اچھے کام کیے ان کے لیے بخشش ہے اور عزت کا رزق۔

یعنی ان کے لیے جنت ہے اور وہاں کی نعمتیں۔

وَالَّذِیۡنَ سَعَوۡا فِیۡۤ اٰیٰتِنَا مُعٰجِزِیۡنَ اُولٰٓئِكَ لَهُمۡ عَذَابٌ مِّنۡ رِّجۡزٍ اَلِیۡمٌ۔ اور جنہوں نے ہماری آیتوں میں ہرانے کی کوشش کی ان کے لیے سخت عذاب دردناک ہے۔

یعنی آیات الٰہی میں طعن کر کے انہیں شعر و سحر وغیرہ بتا کر لوگوں کو ان سے روکنا چاہتے تھے آیۂ کریمہ کی تفصیل اس سورۂ مبارکہ کے رکوع پنجم میں مذکور ہوا ہے۔

وَیَرَی الَّذِیۡنَ اُوۡتُوا الۡعِلۡمَ الَّذِیۡۤ اُنۡزِلَ اِلَیۡكَ مِنۡ رَّبِّكَ هُوَ الۡحَقَّ وَیَهۡدِیۡۤ اِلٰی صِرَاطِ الۡعَزِیۡزِ الۡحَمِیۡدِ۔ یعنی اصحاب رسول یا مومنین اہل کتاب جنہیں علم ملا مثل عبداللہ بن سلام اور ان کے ساتھیوں کے وہ دیکھتے ہیں کہ جو کچھ تمہاری طرف تمہارے رب کے پاس سے اترا وہی حق ہے اور ہدایت کرتا ہے اس راہ کی جو عزت والے خوبیوں والے کی ہے۔

یعنی یہودی اور مومنین اہل کتاب اور صحابہ کرام کو معلوم ہے کہ قرآن کریم سچا راہ نما اور حق ہے۔

وَقَالَ الَّذِیۡنَ كَفَرُوۡا هَلۡ نَدُلُّكُمۡ عَلٰی رَجُلٍ یُّنَبِّئُكُمۡ اِذَا مُزِّقۡتُمۡ كُلَّ مُمَزَّقٍ اِنَّكُمۡ لَفِیۡ خَلۡقٍ جَدِیۡدٍ۔ اور کافر بولے کہ کیا ہم تمہیں ایسا آدمی بتائیں جو تمہیں مطلع کرے جب تم پرزہ پرزہ ہو کر ریزہ ریزہ ہو جاؤ تو تمہیں پھر نئی پیداوار میں آنا ہے۔

یہ کفار کا متعجبانہ قول تھا جو آپس میں کہتے تھے کہ تم نے وہ مرد عجیب بھی دیکھا یعنی حضور سید عالم صلے اللہ علیہ وسلم جو فرماتے ہیں کہ جب تم ریزہ ریزہ ہو جاؤ گے تو پھر دوبارہ بنائے جاؤ گے یعنی وہ ایسی عجیب و غریب باتیں کرتے ہیں تو اللہ تعالےٰ آگے اس کا رد فرماتا ہے۔

مُمَزَّقٍ۔ مصدر ہے اور تمزیق اور فرق ایک معنی دیتا ہے۔ کپڑے کے ٹکڑے ٹکڑے کر دینے کے لیکن تمزیق میں مبالغہ ہے۔

اَفْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا اَمْ بِهٖ جِنَّةٌ ؕ بَلِ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ فِى الْعَذَابِ وَالضَّلٰلِ الْبَعِيْدِ کیا اللہ پر اس نے یعنی حبیب اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے جھوٹ باندھا یا اسے (معاذ اللہ) جنون ہے بلکہ جو آخرت پر ایمان نہیں لاتے وہ عذاب اور دور کی گمراہی میں ہیں۔

یعنی ہمارے حبیب کی ان باتوں کو کیا کافر افترا سمجھتے ہیں یا انہیں جنون اور سودا کا مریض سمجھتے ہیں بلکہ حقیقت یہ ہے کہ یہ منکرین گمراہ ہیں اور عذاب آخرت میں مبتلا ہونے والے ہیں بعث و حساب کا انکار ہی انہیں عذاب میں مبتلا کرے گا۔

اَفَلَمْ يَرَوْا اِلٰى مَا بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ مِّنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ ؕ اِنْ نَّشَاْ نَخْسِفْ بِهِمُ الْاَرْضَ اَوْ نُسْقِطْ عَلَيْهِمْ كِسَفًا مِّنَ السَّمَآءِ ؕ اِنَّ فِىْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لِّكُلِّ عَبْدٍ مُّنِيْبٍ ۔ تو کیا نہ دیکھا انہوں نے جو ان کے آگے اور پیچھے ہے آسمان اور زمین ہیں ہم چاہیں تو انہیں زمین میں دھنسا دیں یا ان پر آسمان کا ٹکڑا گرا دیں بیشک اس میں نشانی ہے ہر رجوع لانے والے بندے کے لیے۔

یعنی کیا وہ اندھے ہیں کہ انہوں نے آسمان اور زمین کی طرف نگاہ نہیں ڈالی اور اپنے آگے پیچھے دیکھا ہی نہیں جو انہیں معلوم ہوتا کہ وہ ہر سمت سے احاطہ میں ہیں اور اقطار زمین و آسمان سے باہر نہیں جا سکتے اور خدا کی ملکیت سے باہر نہیں نکل سکتے انہیں ان پاؤں سے نکل کر کہیں بھاگنے کی راہ نہیں۔ انہوں نے کس قدر جرأت کی ہے کہ آیات اور اللہ کے رسول کی تکذیب کی اور یہ ایسا خطرناک جرم کیا ہے کہ اگر انہیں اس جرم میں زمین میں دھنسا دیا جائے یا آسمان کا ٹکڑا ان پر ڈال دیا جائے تو وہاں کہاں بچ کر جائیں گے ان کے سامنے قارون کا انجام موجود ہے انہیں سوچنا چاہیئے انہیں موجودات میں اللہ تعالیٰ کی نشانیاں ہیں نظر و فکر والوں کے لیے۔

مختصر تفسیر اردو پہلا رکوع سورہ سبا پ ۲۲

بروایت ابن عباس و قتادہ یہ سورۃ مکی ہے اور اس کے مکی ہونے پر اجماع ہے۔

ابن عطیہ کہتے ہیں مَكِّيَّةٌ اِلَّا قَوْلُهٗ تَعَالٰى وَيَرَى الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ تمام سورۃ مکی ہے مگر آیہ کریمہ وَيَرَى الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ مکی نہیں ہے۔

اور ابن الحصار کہتے ہیں هٰذَا مَا يَدُلُّ عَلٰى اَنَّ هٰذِهِ الْقِصَّةَ مَدَنِيَّةٌ لِاَنَّ مُهَاجَرَةَ فَرْوَةَ بَعْدَ اِسْلَامِ ثَقِيْفٍ سَنَةَ تِسْعٍ ۔ یہ قصہ مدنی ہے اس لیے کہ مہاجرہ فروہ بعد اسلام قبیلہ ثقیف سنہ ۹ ہجری میں تھے۔

اس کے شان نزول پر آلوسی لکھتے ہیں۔

اَنَّ سَبَبَ نُزُوْلِهَا اَنَّ اَبَا سُفْیَانَ قَالَ لِکُفَّارِ مَکَّۃَ لَمَّا سَمِعُوْا لِیُعَذِّبَ اللّٰهُ الْمُنَافِقِیْنَ وَالْمُنَافِقَاتِ وَالْمُشْرِکِیْنَ وَالْمُشْرِکَاتِ کَانَّ مُحَمَّدًا مُتَوَعِّدُنَا بِعَذَابٍ بَعْدَ اَنْ نَمُوْتَ وَ یُخَوِّفُنَا بِالْبَعْثِ وَاللَّاتِ وَالْعُزّٰی لَا تَاْتِیْنَا السَّاعَۃُ اَبَدًا وَلَا نُبْعَثُ۔

فَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی قُلْ یَا مُحَمَّدُ بَلٰی وَرَبِّیْ لَتُبْعَثُنَّ قَالَہٗ مُقَاتِلٌ وَبَاقِی السُّوْرَۃِ تَهْدِیْدٌ وَتَخْوِیْفٌ وَمِنْ هٰذَا ظَهَرَتِ الْمُنَاسَبَۃُ بَیْنَ هٰذِهِ السُّوْرَۃِ وَالَّتِیْ قَبْلَهَا۔

ابو سفیان نے کفار مکہ سے کہا جب یہ آیت سنی لِیُعَذِّبَ اللّٰهُ الْمُنَافِقِیْنَ وَالْمُنَافِقَاتِ کہ یہ آیتیں سنا کر حضور صلے اللہ علیہ وسلم ہم کو عذاب کا وعدہ دے رہے ہیں ہمارے مرنے کے بعد بعث ونشر سے ڈرا رہے ہیں اور قسم ہے لات وعزیٰ کی ہم پر قیامت کبھی نہ آئے گی۔ نہ ہم مر کر اٹھیں گے تو اللہ تعالے نے فرمایا اے محبوب انہیں فرما دیجئے بے شک یقیناً تم مر کر اٹھائے جاؤ گے یہ قول مقاتل کا ہے۔ اور باقی سورۃ میں تہدید وتخویف ہے اور اس سے پہلی سورت اور اس سورت مبارکہ میں مناسبت بھی پائی جاتی ہے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۝

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ لَهٗ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ وَلَهُ الْحَمْدُ فِی الْاٰخِرَۃِ وَهُوَ الْحَکِیْمُ الْخَبِیْرُ۔ سب تعریفیں اس اللہ کے لیے ہیں جس کی ملک میں وہ سب کچھ ہے جو آسمانوں میں ہے اور زمین میں ہے اور اس کے لیے حمد آخرت میں بھی ہے اور وہ حکمت والا خبردار ہے۔

یعنی اس عزوجل کے لیے جو تعریفیں ہیں وہ از روئے تخلیق وتملیک اور تصرف وایجاد واعدام اور احیاء وامانت میں ہیں اور وہ محمود نعیم دنیا کے ساتھ ہے اور وہ ایسا ہی محمود نعیم آخرت پر بھی ہے چنانچہ جنتی جنت میں داخل ہو کر اس طرح حمد کریں گے۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ صَدَقَنَا وَعْدَهٗ وَاَوْرَثَنَا الْاَرْضَ نَتَبَوَّاُ مِنَ الْجَنَّۃِ حَیْثُ نَشَاءُ۔ اور اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ اَذْهَبَ عَنَّا الْحَزَنَ اِنَّ رَبَّنَا لَغَفُوْرٌ شَکُوْرُ نِ الَّذِیْ اَحَلَّنَا دَارَ الْمُقَامَۃِ مِنْ فَضْلِهٖ۔

اور نعم دنیوی حاصل کرنے پر ان کی یہ حمد ہے اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ هَدَانَا لِهٰذَا چنانچہ حدیث میں ہے اِنَّ اَهْلَ الْجَنَّۃِ یُلْهَمُوْنَ التَّسْبِیْحَ کَمَا یُلْهَمُوْنَ النَّفَسَ۔

چنانچہ علامہ زمخشری فرماتے ہیں اِنَّ الْاَوَّلَ وَاجِبٌ لِاَنَّهٗ عَلٰی نِعْمَۃٍ مُتَفَضَّلٍ بِهَا وَالثَّانِیْ لَیْسَ بِوَاجِبٍ لِاَنَّهٗ عَلٰی نِعْمَۃٍ وَاجِبَۃِ الْاِیْصَالِ اِلٰی مُسْتَحِقِّهَا۔ دنیا میں شکر نعمت واجب ہے اس لیے کہ دنیا میں اسے

اپنے فضل سے نعمتیں عطا کی گئیں اور آخرت کی نعمتیں واجبۃ الایصال ہیں مستحق نعمت کے لیے اور یہ معتزلہ کا خیال ہے۔

اور اہل سنت کے عقیدہ میں نعم اخروی اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہی عطا ہوں گی۔

وَهُوَ الْحَكِيمُ اور وہ حکمت والا ہے۔

اور حقیقت یہ ہے کہ امور دارین کا مدبر حقیقی وہی ذات سبحانہ وتعالیٰ ہے اور اس کے تمام کام حکمت سے خالی نہیں۔

الْخَبِيرُ۔ اور تمام عالم کے بواطن اور مکنونات سے وہی خبردار ہے۔

يَعْلَمُ مَا يَلِجُ فِي الْأَرْضِ وَمَا يَخْرُجُ مِنْهَا وَمَا يَنْزِلُ مِنَ السَّمَاءِ وَمَا يَعْرُجُ فِيهَا وَهُوَ الرَّحِيمُ الْغَفُورُ

وہ جانتا ہے جو زمین کے اندر جاتا ہے اور جو اس سے نکلتا ہے اور جو کچھ آسمان سے اترتا ہے اور جو چڑھتا ہے آسمان میں اور وہ مہربان و بخشش فرمانے والا ہے۔

اس میں حکیم و خبیر کی مزید توضیح ہے گویا ارشاد ہے کہ وہ ایسا خبردار ہے کہ جو زمین میں جانے والی چیزیں مثل بارش وغیرہ کے ہیں انہیں بھی خوب جانتا ہے کہ یہ پانی بارش کا زمین میں پہنچ کر کیا کرے گا مکانات کی بنیادیں ڈھیلی کرے گا یا سبزہ اگلائے گا دلدل کرے گا یا باغ وبہار لائے گا اور زمین سے جو کچھ نکلتا ہے اس سے بھی خبردار ہے کہ کتنی گھاس لگے گی کتنے پھول اور پھل آئیں گے۔ کتنا غلہ پیدا ہوگا اور آسمان سے کتنا مینہ برسا اور اس سے کتنا برف بنا اور کتنے اولے بن کر ژالہ باری کے موجب ہوئے کتنی برودت بڑھی کتنی بجلیاں گریں اور تمام مقادیر اس کے احاطہ علم میں ہیں۔

وَمَا يَخْرُجُ فِيهَا۔ زمین سے کتنے بخرات اور دخان اٹھے کتنے اعمال عبادیں سے نیک عمل گئے اور کتنے بدعمل۔ کتنی دعائیں مقبول ہونے کو چڑھیں کتنی رد کی گئیں کتنے ملائکہ زمین پہ آتے ہوئے چڑھے۔

اور وہ مہربان بخشنے والا ہے۔

روح المعانی میں ہے مَا يَخْرُجُ مِنْهَا مِنَ النَّبَاتِ قَالَهُ السُّدِّيُّ وَمَا يَدْخُلُ فِيهَا مِنَ الْأَمْوَاتِ وَمَا يَخْرُجُ مِنْ جَوَاهِرِ الْمَعَادِنِ۔

وُلُوج کے معنی دخول کے ہیں اور خروج کے معنی نکلنے کے ہیں۔

اور مَا يَنْزِلُ مِنَ السَّمَاءِ وَمَا يَعْرُجُ فِيهَا أَيْ مِنَ الْمَلٰئِكَةِ قَالَهُ السُّدِّيُّ۔

مَا يَنْزِلُ۔ الْمَطَرُ وَالثَّلْجُ وَالْبَرَدُ وَالصَّاعِقَةُ وَالْمَقَادِيرُ وَنَحْوُهَا أَيْضًا۔

وَمَا يَعْرُجُ فِيهَا۔ أَيْ مِنَ الْمَلٰئِكَةِ وَالْأَبْخِرَةِ وَالْأَدْخِنَةِ وَأَعْمَالِ الْعِبَادِ وَأَدْعِيَتِهِمْ وَنَحْوِهَا أَيْضًا۔

وَيُرَادُ بِالسَّمَاءِ جِهَةُ الْعُلُوِّ مُطْلَقًا۔ آسمان سے مراد بلندی کی جہت مطلقا ہے۔

وَهُوَ الرَّحِيْمُ الْغَفُوْرُ۔ رحیم وغفور ہے لِلْمُفَرِّطِيْنَ فِي اَدَاءِ مَوَاجِبِ شُكْرِهَا۔ اب منکرین قیامت کارد فرمایا جاتا ہے۔

وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَا تَاْتِيْنَا السَّاعَةُ۔ اور کافر بولے ہم پر کبھی قیامت نہ آئے گی۔

اس میں ان کا انکار جنس لبشر سے قاطبۃ قیامت آنے پر تھا اور اتیان قیامت کی نفی سے وجود قیامت کا انکار مقصود تھا اور یہ استہزاء وتمسخراً وہ یہ کہتے تھے۔ جیسے مَتٰى هٰذَا الْوَعْدُ بھی کہا یہ بھی استہزاء ہی کہا گیا اس کا جواب زبان مصطفٰے علیہ التحیۃ والثناء سے دیا گیا اور ارشاد ہوا۔

قُلْ بَلٰى وَرَبِّيْ لَتَاْتِيَنَّكُمْ۔ اے محبوب فرمادیجئے تم انکار کرو یا نہ کرو وہ قیامت ضرور ضرور آئے گی میرے رب کی قسم۔

گو اس پر تاکید علی اتم الوجوہ فرما کر اس کا آنا یقینی اذعانی حتمی ظاہر فرمایا۔

اور اس کا وقت اور دن تمہیں معلوم نہیں ہو سکتا اس لیے کہ

عَالِمِ الْغَيْبِ لَا يَعْزُبُ عَنْهُ مِثْقَالُ ذَرَّةٍ فِي السَّمٰوٰتِ وَلَا فِي الْاَرْضِ وَلَا اَصْغَرُ مِنْ ذٰلِكَ وَلَا اَكْبَرُ اِلَّا فِيْ كِتٰبٍ مُّبِيْنٍ۔ غیب کا بالذات جاننے والا وہی ہے اس سے رائی کے دانہ برابر کچھ مخفی نہیں آسمانوں میں نہ زمین میں اور نہ اس سے چھوٹی کوئی شے اور نہ بڑی کوئی شے مگر روشن کتاب میں ہے۔

لَا يَعْزُبُ کے ترجمہ میں مفسرین کہتے ہیں اَیْ لَا يَبْعُدُ وَمِنْهُ رَوْضٌ عَزِيْبٌ اَیْ بَعِيْدٌ مِّنَ النَّاسِ یعنی اس سے کچھ بعید اور مخفی نہیں۔ محاورہ میں بولتے ہیں رَوْضٌ عَزِيْبٌ۔ باغیچہ عزیب ہے یعنی بعید ہے لوگوں سے (آبادی سے)

مِثْقَالُ ذَرَّةٍ۔ یعنی سرخ چیونٹی سے کم مقدار۔ آسمانوں اور زمین میں اور ذرہ سے کم مقدار یا بڑی مقدار سب اس کے حیطہ علم میں یعنی کتاب مبین یعنی لوح محفوظ میں مسطور ہے لان الكتاب هو علم الله تعالىٰ یہاں جیسے لَا يَعْزُبُ عَنْهُ مِثْقَالُ ذَرَّةٍ ارشاد ہے دوسری جگہ فرمایا وَمَا تَسْقُطُ مِنْ وَّرَقَةٍ اِلَّا يَعْلَمُهَا وَلَا حَبَّةٍ فِيْ ظُلُمٰتِ الْاَرْضِ وَلَا رَطْبٍ وَّلَا يَابِسٍ اِلَّا فِيْ كِتٰبٍ مُّبِيْنٍ۔

لِيَجْزِيَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اُولٰٓئِكَ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّرِزْقٌ كَرِيْمٌ۔ تاکہ صلہ دے انہیں جو ایمان لائے اور نیک عمل کریں یہ وہ ہیں جن کے لیے بخشش ہے اور عزت کا رزق۔

اس فرق کا نتیجہ یہ ہے کہ جنتی جہنمی دونوں کے مابین امتیاز ہوگا اس کے بعد ایمان والوں کو جنت میں عزت کا رزق اور نعمتیں ملیں گی اور بخشش کے مستحق ہوں گے۔ آگے منکرین کا تذکرہ ہے۔

وَالَّذِیْنَ سَعَوْا فِیْ اٰیٰتِنَا مُعٰجِزِیْنَ اُولٰٓئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ مِّنْ رِّجْزٍ اَلِیْمٌ ۔ اور وہ لوگ جو ہماری آیتوں کی مخالفت میں کوشش کرتے ہیں اور دلائل قرآنی کو کمزور بنانا چاہتے ہیں ان کے لیے ذلت کا عذاب ہے۔

معاجزین پر آلوسی لکھتے ہیں اَیْ مُسَابِقِیْنَ یَحْسَبُوْنَ اَنَّهُمْ یُعْجِزُوْنَنَا۔

عکرمہ کہتے ہیں مُرَاغِمِیْنَ

ابن زید کہتے ہیں۔ مُجَاهِدِیْنَ فِیْ اِبْطَالِهَا۔

جن کا خلاصہ مفہوم یہی ہے کہ آیات الٰہی پر اعتراضات لایعنی کر کے اس کے ابطال کی جو سعی کرنے والے ہیں ان کے لیے عذاب اور ذلت کا مصیبت اور بلائیں ہیں۔

رجز کے معنی بقول قتادہ مطلق عذاب کے ہیں۔

اس کے بعد اہل کتاب اور مومنین کی شہادت پیش کی گئی چنانچہ ارشاد ہے۔

وَیَرَی الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ الَّذِیْٓ اُنْزِلَ اِلَیْكَ مِنْ رَّبِّكَ هُوَ الْحَقَّ وَیَهْدِیْٓ اِلٰی صِرَاطِ الْعَزِیْزِ الْحَمِیْدِ ۔ اور دیکھتے جانتے ہیں وہ جنہیں علم دیا گیا کہ جو آپ پر نازل ہوا آپ کے رب کی طرف سے وہی حق ہے اور راہنمائی کرتا ہے عزت والے تعریف کیے گئے کی راہ کی طرف۔

اس کی تفسیر میں روح المعانی لکھتے ہیں اَیْ وَیَعْلَمُ اُولُوا الْعِلْمِ مِنْ اَصْحَابِ الرَّسُوْلِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَمَنْ یَّطَأُ اَعْقَابَهُمْ مِنْ اُمَّتِهٖ عَلَیْهِ السَّلَامُ وَمَنْ اٰمَنَ مِنْ عُلَمَاءِ اَهْلِ الْكِتَابِ كَمَا رُوِیَ عَنْ قَتَادَةَ كَعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ سَلَامٍ وَكَعْبٍ وَاَحْزَابِهِمَا رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمْ ۔

اَلَّذِیْٓ اُنْزِلَ اِلَیْكَ مِنْ رَّبِّكَ ۔ اَیِ الْقُرْاٰنُ ۔

هُوَ الْحَقُّ ۔ مَعْطُوْفٌ عَلٰی مَا قَبْلِهٖ مَسُوْقٌ لِلْاِسْتِشْهَادِ بِاُولِی الْعِلْمِ عَلَی الْجَهَلَةِ السَّاعِیْنَ فِی الْاٰیَاتِ ۔ یعنی اہل علم اصحاب رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم اور ان کے متبعین امت سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم سے ہیں یا وہ علماء اہل کتاب جو ایمان لائے جیسے بقول قتادہ مثل عبد اللہ بن سلام اور حضرت کعب احبار اور ان کی مثل رضی اللہ عنہم جو کتاب یعنی قرآن کریم کو حق جانتے تھے۔

اس پر عطف کر کے سیاق مضمون میں استشہاد کیا گیا اہل علم کا ان جاہلوں پر جو آیات کلام اللہ کے ابطال میں ساعی ہیں۔

چونکہ جہلاء عرب کا یہ وہم تھا کہ قیامت نہیں آئے گی لیکن اہل علم جانتے تھے کہ وہ حق ہے اور قیامت ضرور آئے گی اور منکرین حشر و نشر باطل پر ہیں۔

اور وہ قرآن پاک کو جانتے تھے کہ یہ قطعی ہدایت کرنے والی ہے اس عزیز حمید کی راہ کی طرف۔
عزیز کی صفت یہ ہے اَلَّذِیْ یَقْھَرُ وَلَا یُقْھَرُ۔
اور حمید کے معنی یہ اَلْمَحْمُوْدُ فِیْ جَمِیْعِ شُیُوْنِہٖ عَزَّوَجَلَّ۔
عزیز وہ ہے جو سب پر غالب ہو اور کسی سے مغلوب نہ ہو اور حمید وہ ہے جو اپنی تمام شانوں میں قابل ستائش ہو جل جلالہ۔
اور صراط سے مراد توحید و تقوی کی راہ ہے آگے ارشاد ہے۔
وَقَالَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا ھَلْ نَدُلُّکُمْ عَلٰی رَجُلٍ یُّنَبِّئُکُمْ اِذَا مُزِّقْتُمْ کُلَّ مُمَزَّقٍ اِنَّکُمْ لَفِیْ خَلْقٍ جَدِیْدٍ
اور کافر بولے کیا تمہیں وہ آدمی بتائیں جو خبر دیتا ہے کہ جب تم ریزہ ریزہ ہو جاؤ گے تو نئی پیداوار میں آؤ گے۔
کفار مکہ آپس میں بہ طریق تعجب و استہزاء کہتے کہ وہ آدمی یعنی جناب مصطفی علیہ التحیہ والثناء کی بھی تم نے سنی وہ کہتے ہیں جب تم مر کر ریزہ ریزہ ہو جاؤ گے تو تمہاری بعثت اور تم پہ حشر ہوگا اور تم دوبارہ اٹھو گے ان کی مُزِّقْتُمْ سے مراد تھی اِذَا مِتُّمْ وَتَفَرَّقَتْ اَجْسَادُکُمْ جب تم مر کر اپنے جسموں سے ریزہ ریزہ ہو جاؤ یعنی جب تم گل کر مٹی ہو جاؤ گے۔
اِنَّکُمْ لَفِیْ خَلْقٍ جَدِیْدٍ۔ تو تمہاری نئی پیداوار ہوگی۔
اَفْتَرٰی عَلَی اللّٰہِ کَذِبًا اَمْ بِہٖ جِنَّۃٌ۔ کیا تمہارا یہ گمان ہے کہ وہ اللہ پر افتراء فرما رہے ہیں یا انہیں جنون ہے
یعنی انہوں نے کہا نہ معلوم یہ شخص یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالے پر جھوٹ افتراء کرتے ہیں یا انہیں کوئی جنون ہے اس کا جواب اللہ تعالی کی طرف سے دیا گیا۔
بَلِ الَّذِیْنَ لَا یُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَۃِ فِی الْعَذَابِ وَالضَّلٰلِ الْبَعِیْدِ۔ بلکہ جو لوگ آخرت کا یقین نہیں رکھتے وہ عذاب اور پرلے درجہ کی گمراہی میں ہیں۔
یعنی ہمارے حبیب نے نہ افتراء باندھا ہے نہ انہیں جنون ہے بلکہ یہ خود گمراہی جنون اور بد اعتقادی کی گمراہی کے شکار ہیں۔ پھر تو بیخا ارشاد ہے۔
اَفَلَمْ یَرَوْا اِلٰی مَا بَیْنَ اَیْدِیْھِمْ وَمَا خَلْفَھُمْ مِّنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ اِنْ نَّشَاْ نَخْسِفْ بِھِمُ الْاَرْضَ اَوْ نُسْقِطْ عَلَیْھِمْ کِسَفًا مِّنَ السَّمَآءِ اِنَّ فِیْ ذٰلِکَ لَاٰیَۃً لِّکُلِّ عَبْدٍ مُّنِیْبٍ۔ تو کیا ان لوگوں نے وہ چیزیں نہ دیکھیں جو ان کے آگے پیچھے ہیں آسمان اور زمین سے ہم چاہیں تو انہیں زمین میں دھنسا دیں یا ان پر آسمان کے ٹکڑے گرا دیں۔ بے شک اس میں نشانیاں ہیں جن میں ایمان والے اور خدا کی طرف رجوع لانے والے کے لیے بڑی عبرت ہے
آیۂ کریمہ میں اللہ تعالے نے ان کے وہم و گمان اور اقوال واہیہ کا ابطال فرمایا چنانچہ آلوسی روح المعانی

میں فرماتے ہیں۔

كأنه قيل ليس الامر كما زعموا بل هم في كمال اختلال العقل وغاية الضلال عن الفهم والادراك الذي هو الجنون حقيقة وفيما يؤدي اليه ذالك من العذاب حيث انكروا حكمة الله تعالى في خلق العالم وكذبوه عز وجل في وعده ووعيده وتعرضوا لسخطه سبحانه۔

گویا اللہ تعالے نے جواب میں فرمایا مشرکین نے جو کہا کہ وہ افتراء کرتے ہیں یا انہیں جنون ہے یہ بات قطعاً نہیں بلکہ وہ خود اپنے اختلال عقل اور غایت گمراہی میں ہیں۔ فہم سلیم اور ادراک میں مجنون ہیں اور یہی حقیقتاً جنون ہے اور اس سے جو ان کے لیے صلہ ہے وہ عذاب ہے اس لیے کہ وہ حکمت الٰہیہ سے انکار کرتے ہیں اور تخلیق عالم کے معاملہ میں اللہ تعالے کی تکذیب کرتے ہیں اور اس کے وعدہ وعید سے منحرف ہیں تو ان پر اللہ تعالے کا غیظ و غضب ہے اسی وجہ میں آگے ارشاد ہے۔

اَفَلَمْ يَرَوْا اِلٰى مَا بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ مِّنَ السَّمَاۤءِ وَالْاَرْضِ۔ یہ اندھے کیا نہیں دیکھتے کہ ان کے آگے پیچھے آسمان اور زمین ہے جو انہیں گھیرے ہوئے ہے۔

اِنْ نَّشَاْ نَخْسِفْ بِهِمُ الْاَرْضَ اَوْ نُسْقِطْ عَلَيْهِمْ كِسَفًا مِّنَ السَّمَاۤءِ۔ اگر ہم چاہیں تو انہیں زمین میں دھنسا دیں یا ان پر آسمان کا ٹکڑا ڈال کر انہیں کچل دیں۔

آلوسی فرماتے ہیں۔ والمعنى اعموا فلم ينظروا الى ما احاط بجوانبهم من السماء والارض ولم يتفكروا انهم اشد خلقا ام هي وانا ان نشا نخسف بهم الارض كما خسفنا ها بقارون او نسقط عليهم كسفا اي قطعا من السماء كما اسقطنا على اصحب الايكة لتكذيبهم بالايات بعد ظهور البينات۔

آیۂ کریمہ کا مفہوم منطوق یہ ہے کہ اللہ تعالے فرماتا ہے کیا یہ اندھے ہیں انہیں نظر نہیں آتا کہ ان کے چاروں جانب جسنے گھیر رکھا ہے وہ آسمان وزمین ہے یہ اتنا نہیں سوچتے کہ ان سے کہیں زیادہ شدید تر یہ مخلوق ہے اور اس کے مقابل کچھ نہیں اور ہم وہ قادر و قیوم ہیں کہ اگر چاہیں تو انہیں زمین میں دھنسا دیں جیسے قارون کو دھنسایا تھا یا ان پر کسف سما دیہ یعنی آسمان کا ٹکڑا ان پر ڈال دیں جیسے اصحاب ایکہ پر ڈالا اور یہ سب تکذیب آیات الٰہی کی سزا تھی جبکہ ان پر دلائل روشن آئے تو ماننے کی بجائے تکذیب کرنے کی جرأت کر بیٹھے ایسا ہی ان کا حشر ہوگا۔

اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لِّكُلِّ عَبْدٍ مُّنِيْبٍ۔ بے شک اس میں اللہ تعالے کی نشانی ہے اور عبرت ہے ایمان والے رجوع لانے والے کے لیے۔

بامحاورہ ترجمہ دوسرا رکوع سورۃ سبا پ ۲۲

وَلَقَدْ اٰتَيْنَا دَاوٗدَ مِنَّا فَضْلًا يٰجِبَالُ اَوِّبِيْ مَعَهٗ وَالطَّيْرَ وَاَلَنَّا لَهُ الْحَدِيْدَ ۙ

اور بے شک ہم نے دیا داؤد کو اپنا بڑا فضل اے پہاڑو! اس کے ساتھ اللہ کی طرف رجوع کرو اور اے پرندو! اور ہم نے نرم کیا اس کے لیے لوہا۔

اَنِ اعْمَلْ سٰبِغٰتٍ وَّقَدِّرْ فِي السَّرْدِ وَاعْمَلُوْا صَالِحًا ؕ اِنِّيْ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ۝

تاکہ وسیع زرہیں بنائے اور اس کی کڑیاں اندازے سے بنائے اور تم سب نیکی کرو بے شک میں جو کچھ تم کرتے ہو دیکھتا ہوں۔

وَلِسُلَيْمٰنَ الرِّيْحَ غُدُوُّهَا شَهْرٌ وَّرَوَاحُهَا شَهْرٌ ۚ وَاَسَلْنَا لَهٗ عَيْنَ الْقِطْرِ ؕ وَمِنَ الْجِنِّ مَنْ يَّعْمَلُ بَيْنَ يَدَيْهِ بِاِذْنِ رَبِّهٖ ؕ وَمَنْ يَّزِغْ مِنْهُمْ عَنْ اَمْرِنَا نُذِقْهُ مِنْ عَذَابِ السَّعِيْرِ ۝

اور سلیمان کے لیے ہوا مسخر کی اس کی صبح کی سیر ایک مہینہ کی راہ اور شام کی منزل ایک مہینہ کی راہ سے تھی اور بہایا ہم نے اس کے لیے چشمہ پگھلے ہوئے تانبے کا اور جنوں میں سے وہ جو اس کے آگے کام کرتے اس کے رب کے حکم سے اور جو منحرف ہو ان میں سے ہمارے حکم سے ہم اسے بھڑکتی آگ کا عذاب چکھائیں گے۔

يَعْمَلُوْنَ لَهٗ مَا يَشَآءُ مِنْ مَّحَارِيْبَ وَتَمَاثِيْلَ وَجِفَانٍ كَالْجَوَابِ وَقُدُوْرٍ رّٰسِيٰتٍ ؕ اِعْمَلُوْٓا اٰلَ دَاوٗدَ شُكْرًا ؕ وَقَلِيْلٌ مِّنْ عِبَادِيَ الشَّكُوْرُ ۝

بناتے اس کے لیے جو وہ چاہتا اونچے اونچے محل اور تصویریں اور لگن بڑے حوضوں کے برابر اور لنگر دار دیگیں عمل کرو اے داؤد شکر کے ساتھ اور بہت کم ہیں میرے بندوں میں شکر گذار۔

فَلَمَّا قَضَيْنَا عَلَيْهِ الْمَوْتَ مَا دَلَّهُمْ عَلٰى مَوْتِهٖٓ اِلَّا دَآبَّةُ الْاَرْضِ تَاْكُلُ مِنْسَاَتَهٗ ۚ فَلَمَّا خَرَّ تَبَيَّنَتِ الْجِنُّ اَنْ لَّوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ الْغَيْبَ مَا لَبِثُوْا فِي الْعَذَابِ الْمُهِيْنِ ۝

تو جب حکم بھیجا ہم نے اس پر موت کا نہیں بتایا ہم نے جنوں کو اس کی موت کا حال مگر زمین کی دیمک نے کہ اس کا عصا کھاتی تھی تو جب سلیمان زمین پر گر پڑے ظاہر ہوا جنوں پر تو پکارے کہ اگر وہ غیب جانتے تو اس خواری کے عذاب میں نہ ہوتے۔

لَقَدْ كَانَ لِسَبَإٍ فِيْ مَسْكَنِهِمْ اٰيَةٌ جَنَّتٰنِ عَنْ يَّمِيْنٍ وَّشِمَالٍ كُلُوْا مِنْ رِّزْقِ رَبِّكُمْ وَاشْكُرُوْا لَهٗ بَلْدَةٌ طَيِّبَةٌ وَّرَبٌّ غَفُوْرٌ ۝

بے شک ملک سبا کے لیے ان کی آبادی میں نشانی تھی دو باغ دائیں بائیں اپنے رب کا رزق کھاؤ اور شکر کرو اس کا پاکیزہ شہر اور بخشنے والا رب۔

فَاَعْرَضُوْا فَاَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ سَيْلَ الْعَرِمِ وَبَدَّلْنٰهُمْ بِجَنَّتَيْهِمْ جَنَّتَيْنِ ذَوَاتَيْ اُكُلٍ خَمْطٍ وَّاَثْلٍ وَّشَيْءٍ مِّنْ سِدْرٍ قَلِيْلٍ ۝

تو انہوں نے منہ پھیرا تو ہم نے بھیجا ان پر زور کا بہاؤ پانی کا اور بدل دیا ہم نے ان دو باغوں کے بدلے دو باغ جن میں بکٹھا میوہ اور جھاؤ اور کچھ بیریاں تھیں۔

ذٰلِكَ جَزَيْنٰهُمْ بِمَا كَفَرُوْا وَهَلْ نُجٰزِيْ اِلَّا الْكَفُوْرَ ۝ وَجَعَلْنَا بَيْنَهُمْ وَبَيْنَ الْقُرَى الَّتِيْ بٰرَكْنَا فِيْهَا قُرًى ظَاهِرَةً وَّقَدَّرْنَا فِيْهَا السَّيْرَ سِيْرُوْا فِيْهَا لَيَالِيَ وَاَيَّامًا اٰمِنِيْنَ ۝

یہ ہم نے بدلہ دیا انہیں ان کی ناشکری کا اور ناشکری کی سزا ہی یہ ہے اور ہم نے کیے ان میں اور ان شہروں میں جن میں ہم نے برکت رکھی سر راہ کتنے شہر اور مقرر کیا ہم نے منزل کے انداز سے پر چلو ان میں راتوں اور دنوں میں امن و امان سے۔

فَقَالُوْا رَبَّنَا بٰعِدْ بَيْنَ اَسْفَارِنَا وَظَلَمُوْا اَنْفُسَهُمْ فَجَعَلْنٰهُمْ اَحَادِيْثَ وَمَزَّقْنٰهُمْ كُلَّ مُمَزَّقٍ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّكُلِّ صَبَّارٍ شَكُوْرٍ ۝

تو بولے لے ہمارے رب ہمارے سفر میں دوری ڈال اور انہوں نے اپنی جانوں پر ظلم کیا تو ہم نے انہیں افسانہ کر دیا اور انہیں ہم نے پراگندہ کر دیا پریشان کر کے بے شک اس میں ضرور نشانیاں ہیں ہر بڑے صبار شکر گذار کے لیے۔

وَلَقَدْ صَدَّقَ عَلَيْهِمْ اِبْلِيْسُ ظَنَّهٗ فَاتَّبَعُوْهُ اِلَّا فَرِيْقًا مِّنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ۝

اور بے شک سچ کر دکھایا ان پر ابلیس نے اپنا گمان تو اس کے پیرو ہو گئے مگر ایک گروہ مومنین میں سے۔

وَمَا كَانَ لَهٗ عَلَيْهِمْ مِّنْ سُلْطٰنٍ اِلَّا لِنَعْلَمَ مَنْ يُّؤْمِنُ بِالْاٰخِرَةِ مِمَّنْ هُوَ مِنْهَا فِيْ شَكٍّ وَرَبُّكَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ حَفِيْظٌ ۝

اور نہیں تھا ان پر شیطان کا قابو مگر اس لیے کہ ہم دکھا دیں کہ کون ایمان لایا آخرت پر ان میں سے جو شک میں ہیں اور تمہارا رب ہر شے پر نگہبان ہے۔

لفظی ترجمہ

وَ۔ اور | لَقَدْ۔ بیشک | اٰتَیْنَا۔ دیا ہم نے | دَاوٗدَ۔ داؤد کو

مِنَّا۔ اپنی طرف سے | فَضْلًا۔ فضل | یٰا۔ اے | جِبَالُ۔ پہاڑو

اَوِّبِیْ۔ رجوع کرو | مَعَہٗ۔ اس کے ساتھ | وَ۔ اور | الطَّیْرُ۔ اے پرندو

وَ۔ اور | اَلَنَّا۔ نرم کیا ہم نے | لَہٗ۔ اسکے لیے | الْحَدِیْدُ۔ لوہا

اَنِ۔ یہ کہ | اعْمَلْ۔ بنا | سٰبِغٰتٍ۔ کھلی درعیں | وَّ۔ اور

قَدِّرْ۔ اندازہ رکھ | فِی۔ بیچ | السَّرْدِ۔ پرونے کے | وَ۔ اور

اعْمَلُوْا۔ عمل کرو | صَالِحًا۔ نیک | اِنِّیْ۔ بیشک میں | بِمَا۔ اس سے جو

تَعْمَلُوْنَ۔ کرتے ہو تم | بَصِیْرٌ۔ دیکھنے والا ہوں | وَ۔ اور | لِسُلَیْمٰنَ۔ سلیمان کے لیے

الرِّیْحَ۔ ہوا تابع کی | غُدُوُّ۔ پہلا پہر | هَا۔ اس کا رستہ | شَهْرٌ۔ ایک مہینے کا

وَ۔ اور | رَوَاحُهَا۔ پچھلا پہر | شَهْرٌ۔ ایک مہینہ | وَ۔ اور

اَسَلْنَا۔ بہا دیا ہم نے | لَہٗ۔ اس کے لیے | عَیْنَ۔ چشمہ | الْقِطْرِ۔ تانبے کا

وَ۔ اور | مِنَ الْجِنِّ۔ جنوں میں سے | مَنْ۔ وہ بھی تھے جو | یَّعْمَلُ۔ کام کرتے

بَیْنَ۔ آگے | یَدَیْہِ۔ اس کے | بِاِذْنِ۔ حکم | رَبِّہٖ۔ اسکے رب سے

وَ۔ اور | مَنْ۔ جو | یَّزِغْ۔ ٹیڑھا ہو | مِنْهُمْ۔ ان میں سے

عَنْ اَمْرِنَا۔ ہمارے حکم سے | نُذِقْهُ۔ چکھاتے ہم اسکو | مِنْ عَذَابِ۔ عذاب

السَّعِیْرِ۔ جلنے کا | یَعْمَلُوْنَ۔ بناتے | لَہٗ۔ اس کے لیے | مَا۔ جو

یَشَآءُ۔ چاہتا | مِنْ مَّحَارِیْبَ۔ اونچے اونچے محل | وَ۔ اور

تَمَاثِیْلَ۔ تصویریں | وَ۔ اور | جِفَانٍ۔ لگن | كَالْجَوَابِ۔ حوضوں جیسے

وَ۔ اور | قُدُوْرٍ۔ دیگیں | رّٰسِیٰتٍ۔ لنگر دار | اِعْمَلُوْٓا۔ کرو

اٰلَ۔ اے آل | دَاوٗدَ۔ داؤد | شُكْرًا۔ شکر | وَ۔ اور

قَلِیْلٌ۔ تھوڑے ہیں | مِّنْ عِبَادِیَ۔ میرے بندے | الشَّكُوْرُ۔ شکر گزار

فَلَمَّا۔ پھر جب | قَضَیْنَا۔ بھیجا ہم نے | عَلَیْہِ۔ اس پر | الْمَوْتَ۔ موت کو

مَا ۔ نہ | دَلَّهُمْ ۔ خبر ہوئی انکو | عَلٰی ۔ اوپر | مَوْتِهٖ ۔ موت اسکی کے

اِلَّا ۔ مگر | دَآبَّةُ ۔ دیمک | الْاَرْضِ ۔ زمین کی نے | تَاْكُلُ ۔ کھا گئی

مِنْسَاَتَهٗ ۔ اسکی لاٹھی | فَلَمَّا ۔ تو جب | خَرَّ ۔ وہ گرا | تَبَيَّنَتِ ۔ تو معلوم ہوا

الْجِنُّ ۔ جنوں کو | اَنْ ۔ یہ کہ | لَوْ ۔ اگر | كَانُوْا ۔ وہ ہوتے

يَعْلَمُوْنَ ۔ جانتے | الْغَيْبَ ۔ غیب کو | مَا ۔ تو نہ | لَبِثُوْا ۔ ٹھہرے رہتے

فِی ۔ بیچ | الْعَذَابِ ۔ عذاب | الْمُهِيْنِ ۔ رسوا کرنے والے کے | لَقَدْ ۔ بیشک

كَانَ ۔ تھی | لِسَبَاٍ ۔ سبا کے لیے | فِیْ ۔ بیچ | مَسْكَنِهِمْ ۔ انکے گھروں کے

اٰيَةٌ ۔ نشانی | جَنَّتٰنِ ۔ دو باغ تھے | عَنْ يَّمِيْنٍ ۔ دائیں | وَّ ۔ اور

شِمَالٍ ۔ بائیں | كُلُوْا ۔ کھاؤ | مِنْ رِّزْقِ ۔ رزق | رَبِّكُمْ ۔ اپنے رب کا

وَاشْكُرُوْا ۔ اور شکر کرو | لَهٗ ۔ اس کا | بَلْدَةٌ ۔ شہر ہے | طَيِّبَةٌ ۔ پاکیزہ

وَ ۔ اور | رَبٌّ ۔ رب | غَفُوْرٌ ۔ بخشنے والا | فَاَعْرَضُوْا ۔ تو منہ پھیرا انہوں نے

فَاَرْسَلْنَا ۔ تو بھیجا ہم نے | عَلَيْهِمْ ۔ ان پر | سَيْلَ ۔ سیلاب | الْعَرِمِ ۔ بانی کا

وَ ۔ اور | بَدَّلْنٰهُمْ ۔ بدل دیے ہمنے انکو | بِجَنَّتَيْهِمْ ۔ دو باغوں کے بدلے | جَنَّتَيْنِ ۔ دو باغ

ذَوَاتَیْ ۔ جن میں | اُكُلٍ ۔ پھل تھے | خَمْطٍ ۔ کسیلے | وَّ ۔ اور

اَثْلٍ ۔ جھاؤ | وَّ ۔ اور | شَیْءٍ ۔ کچھ | مِّنْ سِدْرٍ ۔ بیریاں

قَلِيْلٍ ۔ تھوڑی سی | ذٰلِكَ ۔ یہ | جَزَيْنٰهُمْ ۔ بدلہ دیا ہمنے | هُمْ ۔ ان کو

بِمَا ۔ اس کا جو | كَفَرُوْا ۔ کفر کیا انہوں نے | وَ ۔ اور | هَلْ ۔ ایسا نہیں

نُجٰزِیْ ۔ بدلہ دیتے ہم | اِلَّا ۔ مگر | الْكَفُوْرَ ۔ ناشکروں کو | وَ ۔ اور

جَعَلْنَا ۔ بنائیں ہم نے | بَيْنَهُمْ ۔ انکے درمیان | وَ ۔ اور | بَيْنَ ۔ درمیان

الْقُرَى ۔ ان بستیوں | الَّتِیْ ۔ کہ جو | بٰرَكْنَا ۔ برکت رکھی ہم نے | فِيْهَا ۔ اس میں

قُرًى ۔ بستیاں | ظَاهِرَةً ۔ سر راہ | وَّ ۔ اور | قَدَّرْنَا ۔ اندازہ کیا ہم نے

فِيْهَا ۔ اس میں | السَّيْرَ ۔ چلنے کا | سِيْرُوْا ۔ چلو | فِيْهَا ۔ ان میں

لَيَالِیَ ۔ رات | وَاَيَّامًا ۔ اور دن | اٰمِنِيْنَ ۔ امن سے | فَقَالُوْا ۔ تو بولے

رَبَّنَا ۔ اے ہمارے رب | بٰعِدْ ۔ دوری کر | بَيْنَ ۔ درمیان | اَسْفَارِنَا ۔ ہمارے سفروں کے

وَ ۔ اور | ظَلَمُوْا ۔ ظلم کیا انہوں نے | اَنْفُسَهُمْ ۔ اپنی جانوں پر | فَجَعَلْنٰهُمْ ۔ تو بنایا ہم نے انکو

اَحَادِيْثَ ۔ افسانے | وَ ۔ اور | مَزَّقْنٰا ۔ توڑا ہم نے | هُمْ ۔ ان کو

كُلَّ ۔ پوری طرح | مُمَزَّقٍ ۔ توڑنا | اِنَّ ۔ بیشک | فِیْ ۔ بیچ

ذٰلِكَ ۔ اس کے | لَاٰيٰتٍ ۔ نشان ہیں | لِّكُلِّ ۔ ہر ایک | صَبَّارٍ ۔ صبر کرنے والے

شَكُوْرٍ ۔ شکر کرنیوالے کے | وَ ۔ اور | لَقَدْ ۔ بیشک | صَدَّقَ ۔ سچ کر دکھایا

عَلَيْهِمْ ۔ ان پر | اِبْلِيْسُ ۔ ابلیس نے | ظَنَّهٗ ۔ اپنا گمان | فَاتَّبَعُوْهُ ۔ تو پیروی کی انہوں نے اس کی

اِلَّا ۔ مگر | فَرِيْقًا ۔ ایک جماعت | مِّنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ۔ مومنوں کی سے

وَ ۔ اور | مَا ۔ نہیں | كَانَ ۔ تھا | لَهٗ ۔ اس کا

عَلَيْهِمْ ۔ ان پر | مِّنْ سُلْطٰنٍ ۔ کوئی غلبہ | اِلَّا ۔ مگر | لِنَعْلَمَ ۔ تاکہ ظاہر کریں ہم

مَنْ ۔ اس کو جو | يُّؤْمِنُ ۔ ایمان رکھے | بِالْاٰخِرَةِ ۔ آخرت پر | مِمَّنْ ۔ اس سے کہ

هُوَ ۔ وہ | مِنْهَا ۔ اس سے | فِیْ ۔ بیچ | شَكٍّ ۔ شک کے ہے

وَ ۔ اور | رَبُّكَ ۔ تیرا رب | عَلٰى ۔ اوپر | كُلِّ ۔ ہر

شَیْءٍ ۔ چیز کے | حَفِيْظٌ ۔ نگران ہے ۔

اس رکوع کی نادر لغات

اَوِّبِیْ ۔ رجوع لاؤ | اَلَنَّا ۔ نرم کیا ہم نے

حَدِيْدَ ۔ لوہا | اِعْمَلْ سٰبِغٰتٍ ۔ فراخ بناؤ

وَقَدِّرْ فِی السَّرْدِ ۔ کڑیاں برابر کی | غُدُوُّهَا ۔ صبح اس کی

وَرَوَاحُهَا ۔ اور شام اس کی | وَاَسَلْنَا لَهٗ ۔ جاری کیا ہم نے اس کے لیے

عَيْنَ الْقِطْرِ ۔ چشمہ پگھلے ہوئے تانبہ کا | وَمَنْ يَّزِغْ ۔ اور جو کجی کرے

سَعِيْرِ ۔ بھڑکتی آگ | مَحَارِيْبَ ۔ اونچے محل

تَمَاثِيْلَ ۔ تصاویر | جِفَانٍ ۔ لگن

كَالْجَوَابِ ۔ مثل حوض کے | وَقُدُوْرٍ رّٰسِيٰتٍ ۔ دیگیں لنگر دار

دَآبَّةُ الْاَرْضِ ۔ زمین کی دیمک | مِنْسَاَتَهٗ ۔ اس کی لکڑی کو

خَرَّ ۔ گر گیا | عَذَابِ الْمُهِيْنِ ۔ خواری کا عذاب

سَبَاٌ ۔ بلادِ یمن کا ایک شہر جس کی ملکہ بلقیس تھی اور وہ بعد میں سیلاب سے تباہ ہوگیا۔

سَیْلَ الْعَرِمِ ۔ بہاؤ مصیبت کا — ذَوَاتَیْ اُکُلٍ خَمْطٍ ۔ کھٹے میوے

اَثْلٍ ۔ جھاؤ کا درخت — سِدْرٍ ۔ بیری

کَفُوْرٍ ۔ ناشکرا — قَدَّرْنَا ۔ اندازہ کردیا ہم نے

سَیْرُ ۔ منزل کا مقام — مَزَّقْنٰھُمْ ۔ ریزہ ریزہ کردیا یا منتشر کردیا

خلاصہ تفسیر دوسرا رکوع سورۂ سبا پ۲۲

وَلَقَدْ اٰتَیْنَا دَاوٗدَ مِنَّا فَضْلًا ۔ اور بے شک ہم نے داؤد کو اپنا بڑا فضل دیا۔

یعنی نبوت اور کتاب زبور عطا کی۔

ایک قول ہے کہ فضل سے مراد ملک اور حکومت ہے۔

ایک قول ہے اس سے مراد صوت حَسن ولحن دل افروز ہے اور اسکے ساتھ آپ کے ہاتھ میں لوہا نرم ہونا ہے

یٰجِبَالُ اَوِّبِیْ مَعَہٗ وَالطَّیْرَ ۔ اے پہاڑو اور پرندو داؤد کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع لاؤ۔

اور جب وہ تسبیح الٰہی کی نغمہ سنجی کریں تو تم بھی ان کی ہمنوائی میں نغمہ سنج ہو جاؤ۔ چنانچہ جب حضرت داؤد علیہ السلام تسبیح فرماتے تو پہاڑوں سے بھی تسبیح کی آواز سنی جاتی اور پرند و مرغانِ خوش الحان دل رُبا میں شریک ہوتے تھے۔

اگرچہ موجودہ دور آزادی کا مسلمان ان چیزوں کو گوش توہم واشتباہ سے سن کر تاویلات کی دلدل میں پھنس جاتا ہے لیکن جبکہ ہمارے سامنے لاؤڈ سپیکر کا مائیکروفون اور ریڈیو زندہ شہادت ہے کہ بے جان جماد محض ہماری آواز کی طرف رجوع ہو کر اس آواز کو برقی قوت سے دوبالا بلکہ دس گنا کر دیتے ہیں قوت برقیہ نبوت تو اس سے کہیں زیادہ اقوی ہے اس کے ذریعہ اگر ایسا ہوا تو استبعاد عقلی کیوں واللہ الہادی ٹیلیفون ہماری آواز لے کر یہاں سے لندن جاسکے تو نبوت کی قوت باطن سے کیوں مستبعد ہو۔

فلاسفہ اس کے قائل ہیں کہ مادی قوت کے مقابل روحانی قوت بہت قوی ہے تو پھر عقل کے پیروؤں کو گنجائش انکار نہیں رہنی چاہیئے۔

یٰجِبَالُ اَوِّبِیْ ۔ میں حکم حکیم علی الاطلاق ہے اور اسپیکر میں ، ریڈیو میں اور ٹیلیفون میں حکم برقِ مادی ہے اور دونوں کا فرق اتنا ہے جتنا خالق و مخلوق میں ہے۔ ایسے ہی آگے جو ارشاد ہے وہ بھی ماننے کے قابل ہے۔

چنانچہ ارشاد ہے۔

وَاَلَنَّا لَہُ الْحَدِیْدَ اَنِ اعْمَلْ سٰبِغٰتٍ وَّقَدِّرْ فِی السَّرْدِ وَاعْمَلُوْا صَالِحًا اِنِّیْ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِیْرٌ

اور ہم نے نرم کیا اس کے لیے لوہا کہ بناؤ وسیع زرہیں اور ان کی کڑیاں انداز سے سے رکھو اور تم سب نیکی کرو۔ بیشک میں تمہارے سب کام دیکھ رہا ہوں۔

سَرْد۔ عربی میں چمڑا جوڑنا۔ سوراخ کرنا۔ زرہ بننا۔ مسلسل باتیں کرنا۔ لگاتار روزے رکھنا کے معنی دیتا ہے یہاں سَرد زرہ بننے کے معنی میں لایا گیا۔

وَقَدِّرْ فِی السَّرْدِ۔ زرہ کی کڑیاں مساوی رکھنے کے معنی میں لایا گیا۔

اور سَابِغَہ فراخ زرہ کو کہتے ہیں۔ سَابِغَات اس کی جمع ہے۔

آگے نیک عمل کرنے کی ہدایت کی گئی۔

اس کے ماتحت مفسرین کہ اللہ تعالے نے آپ کو یہ معجزہ عطا فرمایا تھا کہ آپ کے دست مبارک میں لوہا موم کی طرح نرم ہو جاتا تھا اور آپ اس سے جو چاہتے بغیر آگ کی مدد اور بغیر ٹھونکے پیٹے بنا لیتے۔ اس کا سبب یہ بیان کیا گیا کہ جب آپ بنی اسرائیل کے بادشاہ ہوئے تو آپ کا طریقہ یہ تھا کہ آپ لوگوں کے تاثرات ووجدانیات کی جستجو فرمانے کو لوگوں میں ایسی شان سے نکلتے کہ آپ کو کوئی نہ پہچان سکے پھر آپ کو جب کوئی ملتا تو دریافت فرماتے کہ داؤد کیسا ہے تو سب لوگ تعریف کرتے۔

تو اللہ تعالے نے ایک فرشتہ بصورت انسان بھیجا حضرت داؤد علیہ السلام نے اس سے دریافت فرمایا تو اس نے کہا داؤد ہیں تو بہت اچھے مگر کاش ان میں یہ خصلت نہ ہوتی کہ وہ اپنے اہل وعیال کا خرچا بیت المال سے کرتے ہیں۔

تو آپ کو محسوس ہوا کہ فی الواقع یہ نہ ہونا چاہیئے آپ نے بارگاہ الٰہی میں دعا کی کہ کوئی ایسا سبب کر دے کہ آپ جس کے ذریعہ بیت المال سے بے نیاز ہو جائیں۔

دعا مستجاب ہوئی اور اللہ تعالے نے آپ کے لیے لوہا نرم کر دیا اور صنعت زرہ سازی کا علم عطا فرمایا چنانچہ آپ ہی پہلے ہیں جنہوں نے زرہ سازی شروع کی۔

آپ دن میں ایک زرہ بنا لیتے وہ چار ہزار درہم کو فروخت ہوتی اس سے آپ اپنے اور اہل وعیال کے اخراجات پورے فرما کر فقراء ومساکین پر بچا ہوا خرچ فرماتے۔ اسی کی طرف آیت کریمہ میں ارشاد ہے وَاَلَنَّا لَہُ الْحَدِیْدَ۔

اس کے بعد حضرت سلیمان علیہ السلام کا تذکرہ شروع ہے۔

وَلِسُلَيْمٰنَ الرِّيْحَ غُدُوُّهَا شَهْرٌ وَّرَوَاحُهَا شَهْرٌ۔ اور سلیمان کے لیے ہوا مسخر کی جس کی صبح کی منزل ایک ماہ کی راہ اور شام کی منزل ایک ماہ کی راہ ہے۔

آپ دمشق سے روانہ ہوتے تو دوپہر کو قبلولہ اصطخر میں فرماتے جو ملک فارس میں ہے اور دمشق سے ایک مہینہ کی راہ پر ہے۔ پھر شام سے اصطخر سے روانہ ہو کر رات کابل میں آرام فرماتے یہ بھی تیز سوار کے لیے ایک ماہ کا راستہ ہے۔

وَاَسَلْنَا لَهٗ عَيْنَ الْقِطْرِ۔ اور ہم نے اس کے لیے یعنی سلیمان کے لیے پگھلے ہوئے تانبہ کا چشمہ بہایا۔

جو تین روز سرزمین یمن میں پانی کی طرح جاری رہا۔

ایک قول یہ ہے کہ ہر مہینہ میں تین روز یہ چشمہ جاری رہتا تھا۔

ایک قول ہے کہ جیسے حضرت داؤد علیہ السلام کے لیے لوہے کو نرم کیا ایسے ہی حضرت سلیمان علیہ السلام کے لیے تانبہ پگھلایا۔

وَمِنَ الْجِنِّ مَنْ يَّعْمَلُ بَيْنَ يَدَيْهِ بِاِذْنِ رَبِّهٖ وَمَنْ يَّزِغْ مِنْهُمْ عَنْ اَمْرِنَا نُذِقْهُ مِنْ عَذَابِ السَّعِيْرِ۔ اور جنوں میں سے وہ بھی تھے جو سلیمان علیہ السلام کے آگے اللہ کے حکم سے کام کرتے تھے اور وہ بھی تھے جو اللہ کے حکم سے نافرمانی کرتے ہم انہیں بھڑکتی آگ کا عذاب چکھائیں گے۔

ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالے نے جنات کو حضرت سلیمان علیہ السلام کا تابع کر دیا تھا اور بعض وہ تھے جو نافرمان تھے ان کے لیے وعید شدید عذاب جہنم کا بھڑکتی آگ کا سنایا۔

یَزِغْ۔ زیغ سے ہے اور زیغ کجی اور نافرمانی کے معنی میں مستعمل ہے۔

آگے یہ تصریح ہے کہ وہ جن کیا کام کرتے تھے اور اس کی تفصیلات ارشاد ہیں۔

يَعْمَلُوْنَ لَهٗ مَا يَشَآءُ مِنْ مَّحَارِيْبَ وَتَمَاثِيْلَ وَجِفَانٍ كَالْجَوَابِ وَقُدُوْرٍ رّٰسِيٰتٍ۔

مَحَارِیْب۔ محراب کی جمع ہے۔

اور تَمَاثِیْل۔ تمثال کی یعنی تصویر کے معنی میں ہے۔

اور جفان لگن کو کہتے ہیں۔

اور جَوَاب۔ بڑا حوض اور کسی سوالی کے مقابل جواب دینا۔

قُدُوْر۔ قدر کی جمع ہے۔ ہانڈی۔ دیگچی لیکن جب وہ رَاسِیَات کے ساتھ مضاف ہو گئی جو سر کے معنی میں ہے تو قدور الراسیات۔ اونچے سر کے دیگچے جو لنگر دار دیگ پر بولی جائے۔ تو آیۂ کریمہ کا ترجمہ یہ ہوا۔ سلیمان کے لیے بناتے جو وہ چاہتے اونچے اونچے محراب اور عمارتیں اور تصویریں اور بڑے بڑے

لگن مثل حوض کے اور دیگیں لنگر دار۔
تو خلاصہ یہ نکلا کہ وہ جن بحکم سلیمان علیہ السلام عالی شان محرابوں والی عمارتیں اور مسجدیں بناتے
چنانچہ بیت المقدس بھی اسی زمانہ کی عمارت ہے۔
اور تصاویر درندوں پرندوں وغیرہ کی تانبے اور بلور اور پتھر وغیرہ سے بناتے جو شریعت سلیمانی
میں حرام نہ تھا آج شریعت محمدی میں یہ صنعت حرام ہے۔
اور صنعت کاری میں وہ اتنے بڑھ چکے تھے کہ ایک ایک لگن مثل حوض کے بنا ڈالتے جس پر ایک
ایک ہزار آدمی بیٹھ کر کھا سکیں۔
اور دیگیں ایسی شان کی بناتے کہ ایک جگہ سے ان کا ہٹانا دشوار تھا۔ سیڑھیاں لگا کر ان پر چڑھتے
اس کا ایک نمونہ تو اجمیر شریف میں غریب نواز کے آستانہ پر ملتا ہے کہ یہاں دو دیگیں ہیں ایک دیگ میں تو
ڈیڑھ سو بوری چاول پکتا ہے اور دوسری میں تقریبًا پچاس بوری۔
یہ دیگیں یمن میں تھیں اس پر ارشاد ہے کہ ہم نے فرمایا۔
اِعْمَلُوْاآلَ دَاوٗدَ شُکْرًا وَ قَلِیْلٌ مِّنْ عِبَادِیَ الشَّکُوْرُ۔ اے داؤد کے گھر والو عمل کرو شکر کرتے ہوئے
اور میرے بندوں میں کم ہیں شکر گذار۔
گویا یہ نعمتیں عطا فرما کر ارشاد ہے کہ ان نعمتوں کا شکر کرو جو ہم نے تمہیں دی ہیں۔
اس کے بعد جو تذکرہ ہے اس کا واقعہ یہ ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام نے بارگاہ الٰہی میں دعا کی تھی
کہ ان کی وفات کا حال جنوں پر ظاہر نہ ہو تاکہ لوگوں کو پتہ چل جائے کہ جن علم غیب نہیں جانتے۔ پھر آپ محراب
میں داخل ہوئے اور حسب عادت نماز کے لیے اپنے عصا پر تکیہ لگا کر کھڑے ہو گئے جنات حسب دستور اپنی
خدمتوں میں مشغول رہے اور یہ سمجھتے رہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام زندہ ہیں۔ ایسے حال میں ایک مدت تک
کھڑے رہے۔ اور جنات کے لیے یہ تمدد زمانہ اس وجہ میں موجب حیرت نہ ہوا کہ وہ بارہا دیکھ چکے تھے کہ حضرت
سلیمان علیہ السلام دو دو ماہ بلکہ اس سے بھی زیادہ مدت تک مسلسل عبادت فرمایا کرتے تھے اور آپ کی دعا
بہت ہی دراز ہوتی تھی۔
اس بار آپ کا قیام عصا کے ساتھ ایک سال تک رہا جنات وفات پر مطلع نہ ہوئے اور اپنی خدمت
میں مشغول رہے حتیٰ کہ بحکم الٰہی دیمک نے آپ کا عصا کھا لیا اور آپ کا جسم مبارک جو عصا کے سہارے پر
کھڑا تھا زمین پر آیا اور انہیں آپ کی وفات کا علم ہوا چنانچہ ارشاد ہے۔
فَلَمَّا قَضَیْنَا عَلَیْہِ الْمَوْتَ مَا دَلَّھُمْ عَلٰی مَوْتِہٖٓ اِلَّا دَآبَّۃُ الْاَرْضِ تَاْکُلُ مِنْسَاَتَہٗ فَلَمَّا خَرَّ

تَبَيَّنَتِ الْجِنُّ اَنْ لَّوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ الْغَيْبَ مَا لَبِثُوْا فِي الْعَذَابِ الْمُهِيْنِ۔ توجب ہم نے اس پر موت کا حکم بھیجا جنوں کو اس کی موت نہ بتائی مگر زمین کی دیمک نے کہ اس نے وہ عصا کھا لیا پھر جب سلیمان زمین پہ گر پڑے جنوں کو وہ حال ظاہر ہوگیا (کہنے لگے) اگر ہم غیب جانتے ہوتے تو اس خواری کے عذاب میں نہ ہوتے۔

گویا اس بے خبری سے جنوں کو علم ہوا کہ وہ غیب نہیں جانتے اگر انہیں غیب کا علم ہوتا تو ضرور وفات سلیمان سے باخبر ہوتے۔

غرضیکہ بعد وفات سلیمان علیہ السلام بھی وہ ایک سال تک مشقت کے ساتھ تعمیر میں مصروف رہے۔

روایت ہے کہ حضرت داؤد علیہ السلام نے بیت المقدس کی بنا اس مقام پر رکھی تھی جہاں حضرت موسیٰ علیہ السلام نے خیمہ نصب کیا تھا۔

پھر داؤد علیہ السلام کی وفات ہوگئی اور بنا بیت المقدس ناتمام رہ گئی۔ لیکن بوقت وفات آپ نے اپنے صاحبزادے حضرت سلیمان علیہ السلام کو اس عمارت کی تکمیل کی وصیت فرمائی۔

مختصر یہ کہ آپ نے اجنہ کو اس عمارت کی تکمیل کا حکم دیا حتیٰ کہ آپ کی وفات کا وقت بھی آ گیا اور تعمیر ناتمام رہی تو آپ نے دعا کی کہ میری وفات کا انہیں علم نہ ہوتا کہ یہ عمارت مکمل ہو جائے اور انہیں جو علم غیب کا دعویٰ ہے وہ بھی باطل ہو جائے اور یہ مصروف تعمیر رہیں۔

حضرت سلیمان علیہ السلام کی عمر جب تیرہ سال کی تھی تو آپ سریر آرائے سلطنت ہوئے اور چالیس سال آپ نے سلطنت فرمائی آپ کی کل عمر مبارک ترپن سال کی ہوئی تھی۔

اس کے بعد ملک سبا کا تذکرہ شروع فرمایا جاتا ہے چنانچہ ارشاد ہے۔

لَقَدْ كَانَ لِسَبَاٍ فِيْ مَسْكَنِهِمْ اٰيَةٌ جَنَّتٰنِ عَنْ يَّمِيْنٍ وَّشِمَالٍ كُلُوْا مِنْ رِّزْقِ رَبِّكُمْ وَاشْكُرُوْا لَهٗ بَلْدَةٌ طَيِّبَةٌ وَّرَبٌّ غَفُوْرٌ۔ بے شک سبا کے لیے ان کی آبادی میں نشانی تھی دو باغ داہنے اور بائیں (ہم نے انہیں فرمایا) اپنے رب کا رزق کھاؤ اور اس کا شکر کرو پاکیزہ شہر اور بخشنے والا رب۔

سبا عرب کا ایک قبیلہ ہے جو اپنے دادا کے نام سے مشہور ہے اور دادا سبا بن یشجب بن یعرب بن قحطان ہے۔

ان کی آبادی حدود یمن میں تھی۔

ان کی بستی میں اللہ تعالیٰ نے انہیں ایسی نعمتیں عطا کی تھیں کہ ہر رہنے والے کے دائیں بائیں دو باغ اور ایسے بار آور کہ اگر کوئی ایک جگہ سے خالی ٹوکری لے کر چلتا تو بغیر ہاتھ سے توڑے پھلوں سے وہ ٹوکری

بھر جاتی اور اس میں قسم قسم کے میوے بھر جاتے۔

تو انہیں حکم ہوا کہ ہماری بخشی ہوئی نعمت کا شکر کرو ہم نے تمہیں پاک بستی دی جس میں نہ مچھر نہ مکھی نہ موذی جانور۔ لطیف آب و ہوا صاف ستھری زمین جس میں نہ کھٹمل نہ پسو۔ سانپ نہ بچھو غرضکہ عجیب و غریب صحت افزا جگہ تھی۔ بلکہ ہوا میں یہ لطافت کہ اگر کوئی باہر کا مسافر جوؤں سے لدا ہوا آجاتا تو اس بستی میں آتے ہی سب جوئیں مر جاتیں جیسے کشمیر جاتے ہوئے پیر پنجال کی گھاٹی سے عبور کرتے ہوئے تمام لالیاں گرمی والے رفع دفع ہو جاتے ہیں۔

حضرت ابن عباس فرماتے ہیں کہ یہ شہر صنعاء سے تین فرسخ کے فاصلہ پر تھا۔

غرضکہ انہوں نے ناشکری کی چنانچہ ارشاد ہے۔

فَاَعۡرَضُوۡا فَاَرۡسَلۡنَا عَلَیۡہِمۡ سَیۡلَ الۡعَرِمِ وَ بَدَّلۡنٰہُمۡ بِجَنَّتَیۡہِمۡ جَنَّتَیۡنِ ذَوَاتَیۡ اُکُلٍ خَمۡطٍ وَّ اَثۡلٍ وَّ شَیۡءٍ مِّنۡ سِدۡرٍ قَلِیۡلٍ۔ ذٰلِکَ جَزَیۡنٰہُمۡ بِمَا کَفَرُوۡا وَ ہَلۡ نُجٰزِیۡۤ اِلَّا الۡکَفُوۡرَ۔ تو انہوں نے روگردانی کیا اور منہ پھیرا تو ہم نے ان پر زور کا طوفان پانی کا بھیجا اور ان کے باغوں کو بدل کر دو باغ ایسے بدل دیئے جن میں کسیلا کھٹا میوہ اور جھاؤ اور کچھ تھوڑی سی بیریاں چھوڑ دیں۔

تو انہوں نے شکر گذاری سے اتنا اعراض کیا کہ انبیاء کرام کی تکذیب شروع کر دی۔

حضرت وہب کہتے ہیں اس بستی میں تیرہ نبی دعوت حق دینے کے لیے مبعوث ہوئے جنہوں نے اللہ تعالے کی نعمتیں انہیں یاد دلائیں اور اس کے عذاب سے ڈرایا مگر انہوں نے ان کی تکذیب میں کوئی دقیقہ نہ اٹھا رکھا بلکہ صاف کہہ دیا کہ ہم نہیں جانتے کہ ہم پر اللہ تعالے کی کوئی نعمت ہے یہ جو کچھ ہے ہماری حسن تدبیر سے ہے آپ اپنے خدا سے کہہ دیں کہ وہ اگر ایسی قوت رکھتا ہے تو ہم سے ان نعمتوں کو روک دے۔

سیل العرم۔ عظیم سیلاب یا زبردست پانی کا بہاؤ اللہ تعالے نے ان پر بھیجا جس سے ان کے تمام باغ اور سارا مال غرق ہو گیا اور ان کے رہنے کی وہ نفیس کوٹھیاں ریت کے اندر دفن ہو گئیں۔

غرضکہ ایسے تباہ ہوئے کہ ملک سبا ایک افسانہ بن کر رہ گیا اور اہل عرب کے لیے وہ مثل بن گیا۔

اُکُلٍ خَمۡطٍ۔ بدمزہ نہایت بدمزہ کو کہتے ہیں۔

اَثۡلٍ۔ عربی میں جھاؤ کے درخت کو کہتے ہیں جو نہ پھول دے نہ پھلے نہ اس کا سایہ ہو۔

سِدۡرٍ۔ عربی میں بیری کی جھاڑی کو کہتے ہیں چنانچہ ارشاد ہے کہ یہ ان کی ناشکری کا نتیجہ تھا جیسا کہ فلل

ذٰلِکَ جَزَیۡنٰہُمۡ بِمَا کَفَرُوۡا وَ ہَلۡ نُجٰزِیۡۤ اِلَّا الۡکَفُوۡرَ۔ یہ بدلہ ہم نے انہیں ان کی ناشکری کا

دیا اور کسی کو نقصان نہیں دیتے اور سزا جب ہی دیتے ہیں جب وہ ناشکر ہو جائے۔

یہاں بِجَنَّتَیْہِمْ جَنَّتَیْنِ فرما کر بطریق مشاکلت ارشاد ہوا کہ ان کے دو باغ ایسے باغ ہو گئے جیسے ویرانوں میں جھاڑ بیاں جم جاتی ہیں اور وحشت ناک جنگل ہوتے ہیں اس قسم کے باغ بنا دیئے یہ ان کے کفر کی سزا دی گئی۔

وَجَعَلْنَا بَيْنَهُمْ وَبَيْنَ الْقُرَى الَّتِي بَارَكْنَا فِيهَا قُرًى ظَاهِرَةً وَقَدَّرْنَا فِيهَا السَّيْرَ سِيرُوا فِيهَا لَيَالِيَ وَأَيَّامًا آمِنِينَ۔ اور ہم نے کیسے تھے ان میں (یعنی ملک سبا میں) اور ان شہروں میں جن میں ہم نے برکت رکھی سر راہ کتنے شہر اور ان میں ایک سے دوسری بستی تک انداز سے بستیاں رکھیں ان میں چلو راتوں میں اور دنوں میں امن و امان سے۔

یعنی شہر سبا سے شام تک رہنے والوں کو اتنی وسیع نعمتیں اور پانی اور سایہ دار درخت اور چشمے عنایت کیے گئے تھے کہ سبا سے شام کے ملک تک جانے والے کو راستے کے لیے ناشتہ اور پانی ہمراہ لے جانے کی حاجت نہ تھی اور بستیاں ایسی قریب قریب رکھی تھیں کہ سفر کرنے والا صبح چلے تو دوپہر کو کسی بستی میں پہنچ جائے جہاں لسے اپنی تمام ضروریات مل سکتی تھیں اور آسانی سے سفر تمام ہو جائے غرضکہ یمن سے ملک شام تک تمام سفر آسانی سے پورا ہوتا تھا تو اللہ تعالے نے انہیں جتایا کہ تم سفر امن و امان سے کرتے ہو یہ ہماری بخشش ہے۔

اس پر متمولوں کے اندر حسد پیدا ہوا کہ ایسی آبادی کی صورت میں ہمارے اور غریبوں کے درمیان کوئی امتیاز ہی نہیں رہا۔ پاس پاس بستیاں ہیں جو چلے ہے خراماں خراماں ہوا خوری کرتا چلا جاتا ہے۔ چند قدم پر دوسری بستی آجاتی ہے وہاں آرام کرکے پھر ہر کس و ناکس آگے چل دیتا ہے نہ تکان سفر محسوس ہوتی ہے نہ منزل کی کوفت۔

اگر منزلیں دور دور ہوتیں تو مدت سفر بھی دراز ہوتی ہم متمول لوگ جنگلوں بیابانوں سے گذرتے ہمارے ساتھ ناشتہ ہوتا پانی بھی ساتھ ہوتا سواریاں اور خدام ہمراہ ہوتے لطف سیر کے علاوہ امیر و غریب میں امتیاز ہوتا۔

یہ سوچ کر انہوں نے کہا جس کا تذکرہ ان آیتوں میں ہے۔

فَقَالُوا رَبَّنَا بَاعِدْ بَيْنَ أَسْفَارِنَا وَظَلَمُوا أَنْفُسَهُمْ فَجَعَلْنَاهُمْ أَحَادِيثَ وَمَزَّقْنَاهُمْ كُلَّ مُمَزَّقٍ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَاتٍ لِكُلِّ صَبَّارٍ شَكُورٍ۔ تو بولے لسے ہمارے رب ہماری منزلوں میں دوری ڈال دے اور انہوں نے خود اپنے اوپر ظلم کیا تو ہم نے ان کی (یہ پر فضا آبادی) افسانہ بنا دی اور انہیں ایسا

منتشر کیا کہ پورے پریشان ہو گئے بے شک اس میں ضرور نشانیاں ہیں ہر بڑے صبر کرنے والے اور بڑے شکر گذار کے لیے۔

گویا انہوں نے چاہا کہ یمن اور شام کے درمیان جنگل اور بیابان اور دشوار گذار راہ ہو جائے کہ بغیر توشہ اور پانی کے سفر ہی نہ ہو سکے۔ چنانچہ عذاب الٰہی آیا اور ان کی ناشکری کا انہیں بدلہ ملا ان بیانوں میں بعد والوں کے لیے نشانیاں ہیں کہ ان کے احوال سنکر عبرت حاصل کریں کہ کیسی منظم اور خوش حال بستیاں تھیں اب قبیلہ قبیلہ منتشر ہو گیا اور تمام بستیاں ایک ہی سیلاب میں غرق ہو گئیں اور لوگ بے خانماں ہو کر جدا جدا آبادیوں سے جا بسے۔

تاریخ سے ثابت ہوتا ہے کہ قبیلہ غسان شام میں اور قبیلہ ازل یمن عمان میں اور خزاعہ تہامہ میں اور آل خزیمہ عراق میں اور اوس وخزرج کا دادا عمرو بن عامر مدینہ میں جا بسے۔

ان آیات کے اخیر میں لِّكُلِّ صَبَّارٍ شَكُورٍ جو ارشاد ہے اس سے مومن کی صفت بیان فرمائی ہے کہ صبر و شکر صفت مومن ہے جب وہ بلا و مصائب میں مبتلا ہوتا ہے صبر کرتا ہے اور جب نعمت پاتا ہے شکر کرتا ہے۔

آگے ارشاد ہے کہ شیطان کا گمان اہل سبا پر صحیح ہو گیا کہ انسان کو شہوت اور حرص اور غضب کے ذریعہ آسانی سے گمراہ کیا جا سکتا ہے۔ چنانچہ اہل سبا کو اس نے اسی ذریعہ سے تباہ و برباد کر دیا۔ چنانچہ ارشاد باری تعالے ہے۔

وَلَقَدْ صَدَّقَ عَلَيْهِمْ إِبْلِيسُ ظَنَّهُ فَاتَّبَعُوهُ إِلَّا فَرِيقًا مِّنَ الْمُؤْمِنِينَ وَمَا كَانَ لَهُ عَلَيْهِم مِّن سُلْطَانٍ إِلَّا لِنَعْلَمَ مَن يُؤْمِنُ بِالْآخِرَةِ مِمَّنْ هُوَ مِنْهَا فِي شَكٍّ وَرَبُّكَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ حَفِيظٌ۔

اور بیشک سچ کر دکھایا شیطان نے اپنا گمان تو وہ اس کے پیچھے ہو لیے مگر ایک جماعت جو مسلمانوں میں سے تھی اور شیطان کا ان پر کچھ گمان نہ تھا مگر ہم نے (گمراہ اور ایمان والوں میں) یہ فرق یوں دکھایا کہ ہم دکھا دیں کہ کون آخرت پر ایمان لاتا ہے اور کون اس سے شک میں ہے اور تمہارا رب ہر شئے پر نگہبان ہے۔

گویا یہ فرمایا کہ اہل سبا شیطان کے مکر و فریب میں آئے اور اس کی پیروی کرنے سے تباہ ہوئے اور جو مومن تھے اس کے دام تزویر میں نہ آئے۔

حسن فرماتے ہیں کہ شیطان نے نہ کسی پر تلوار کھینچی نہ کوڑے مارے صرف جھوٹے وعدوں اور باطل امیدوں پر اہل باطل کو گمراہ کر دیا اور وہ اس کے متبع ہو گئے مگر مومن اس کے اتباع سے مجتنب رہے۔

تو اللہ تعالے نے اپنی شان بے نیازی کا اظہار فرماکر مؤمنین کو دکھا دیا کہ شک میں پڑنے والے شیطان کے یوں متبع ہوتے ہیں اور ایمان والے اس حال میں بھی اپنے ایمان پر قائم رہتے ہیں۔

مختصر تفسیر اردو دوسرا رکوع۔ سورۃ سبا پ ۲۲

وَلَقَدْ اٰتَیْنَا دَاوٗدَ مِنَّا فَضْلًا۔ بے شک ہم نے اپنا فضل داؤد پر فرمایا۔

اس کے ایک معنی تو یہ ہیں کہ اٰتَیْنَاہُ بِحُسْنِ اِنَابَتِہٖ وَصِحَّۃِ تَوْبَتِہٖ فَضْلًا اَیْ نِعْمَۃً وَاِحْسَانًا ان کے رجوع خالص اور صحیح رجوع پر اللہ تعالے نے نعمت کا احسان فرمایا۔

وَقِیْلَ فَضْلًا وَزِیَادَۃً عَلٰی سَائِرِ الْاَنْبِیَاءِ الْمُتَقَدِّمِیْنَ عَلَیْہِ۔ دوسرا قول یہ ہے کہ آپ کو فضیلت اور زیادہ مرتبت آپ سے پہلے انبیاء پر عطا ہوئی۔

اور انبیاء بنی اسرائیل۔ تیسرا قول یہ ہے کہ انبیاء بنی اسرائیل پر آپ کو فضیلت عطا ہوئی۔

اَوْمَا عَدَا اَنْبِیَآءَنَا عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ لِاَنَّہٗ مَا مِنْ فَضِیْلَۃٍ فِیْ اَحَدٍ مِّنَ الْاَنْبِیَاءِ عَلَیْھِمُ السَّلَامُ اِلَّا وَقَدْ اُوْتِیَ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ مِثْلَھَا بِالْفِعْلِ اَوْ تَمَکَّنَ مِنْھَا فَلَمْ یَعْتَبِرْ لِاِظْھَارِھَا چوتھا قول یہ ہے کہ ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے سوا سب پر فضیلت دی اس لیے کہ حضور کے لیے جتنی فضیلتیں کسی نبی کو انبیاء میں سے عطا ہوئیں وہ سب ان جیسی حضور کو ملیں عام اس سے کہ وہ بالفعل ہوں یا بالقوۃ تو ان کے اظہار کی حضور کو اجازت نہ ہو۔

اور یہاں حضرت داؤد اور سلیمان علیہما السلام کی معجزانہ شانوں کا تذکرہ پہلے رکوع کی مناسبت سے فرمایا گیا اس کے آخر میں لَاٰیَۃً لِّکُلِّ عَبْدٍ مُّنِیْبٍ ارشاد تھا اس وجہ میں داؤد و سلیمان علیہما السلام کی انابت کی بنا پر ان کا تذکرہ فرمایا گیا۔ گویا اللہ تعالے نے فرمایا لَا تَسْتَبْعِدُوْا ھٰذَا فَقَدْ تَفَضَّلْنَا عَلٰی عَبِیْدِنَا قَدِیْمًا ھٰکَذَا وَکَذَا۔ فَلَمَّا فَرَغَ التَّمْثِیْلَ لَہٗ عَلَیْہِ السَّلَامُ رَجَعَ التَّمْثِیْلُ بِھِمْ بِسَبَاءٍ وَمَا کَانَ مِنْ ھَلَاکِھِمْ بِالْکُفْرِ وَالْعُتُوِّ۔ اے منکرو ہماری شان قدرت پر استبعاد عقل نہ کرو بے شک ہم نے اپنے بندوں کو بڑی بڑی فضیلتیں عطا فرمائی ہیں جو پہلے گذرے ہیں منجملہ اس کے داؤد علیہ السلام کو یہ اور سلیمان علیہ السلام کو یہ۔

جب ان دو ہستیوں کی فضیلت سے مثال دیدی تو پھر ملک سبا کو مثال میں پیش فرمایا اور جو کچھ ان کی ہلاکت ان کے کفر اور نافرمانی سے ہوئی۔

پھر ارشاد ہے کہ ہم نے داؤد علیہ السلام کے لیے پہاڑوں اور پرندوں کو حکم دیا کہ داؤد علیہ السلام کے نغمات تسبیح کی طرف تم بھی رجوع لاؤ چنانچہ ارشاد ہوا۔

یٰجِبَالُ اَوِّبِیْ مَعَہٗ وَالطَّیْرَ۔ اے پہاڑو رجوع لاؤ ان کے ساتھ اور اے پرندو۔

اس کی تفسیر میں آلوسی کہتے ہیں۔ اے پنچھیو تم بھی داؤد علیہ السلام کے ساتھ تسبیح کرو۔

ابن عباس۔ قتادہ۔ ابن زید اور ابن جریر ابی میسرہ سے فرماتے ہیں وَالظَّاھِرُ اَنَّہٗ عَرَبِیٌّ مِنَ التَّاوِیْبِ وَالْمُرَادُ رَجِّعِیْ مَعَہُ التَّسْبِیْحَ۔ اور یہ اول لغت عربی ہے تاویب سے اور اس سے مراد ہے رجوع کرنا ان کے ساتھ تسبیح میں گویا حکم ہوا کہ اے پہاڑو اور پرندو تم ان کی آواز پر تسبیح کرو۔

چنانچہ مروی ہے کہ اَنَّہٗ عَلَیْہِ السَّلَامُ کَانَ اِذَا سَبَّحَ سَبَّحَتِ الْجِبَالُ مِثْلَ تَسْبِیْحِہٖ بِصَوْتٍ تُسْمَعُ مِنْھَا جب داؤد علیہ السلام تسبیح کرتے تو پہاڑ بھی آپ کے ساتھ تسبیح کرتے ایسی آواز سے کہ وہ سنی جاتی۔ وَلَا یُعْجِزُ اللّٰہُ عَزَّوَجَلَّ اَنْ یَّجْعَلَھَا بِحَیْثُ تُسَبِّحُ بِصَوْتٍ یُّسْمَعُ وَقَدْ سَبَّحَ الْحَصٰی فِیْ کَفِّ نَبِیِّنَا عَلَیْہِ السَّلَامُ وَسُمِعَ تَسْبِیْحُہٗ وَکَذَا فِیْ کَفِّ اَبِیْ بَکْرٍ رَّضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ۔ اور اس میں اللہ تعالےٰ قادر ہے جس سے چاہے جیسے چاہے جب چاہے جتنی چاہے تسبیح کی قوت دے کر اس سے تسبیح کرا سکتا ہے۔ اور ایسی تسبیح جس کی آواز دوسرے سنیں ورنہ وَاِنْ مِّنْ شَیْءٍ اِلَّا یُسَبِّحُ بِحَمْدِہٖ وَلٰکِنْ لَّا تَفْقَھُوْنَ تَسْبِیْحَھُمْ تو صاف قرآن مجید میں موجود ہے۔

اور کنکریوں نے دست اقدس سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم میں تسبیح کی اور ایسے ہی دست صدیق اکبر میں تسبیح کی۔ رضی اللہ عنہ

آگے آلوسی فرماتے ہیں وَلَا یَبْعُدُ عَلٰی ھٰذَا اَنْ یُّقَالَ اِنَّہٗ تَعَالٰی خَلَقَ فِیْھِمَا الْفَھْمَ اَوَّلًا فَنَادَاھَا کَمَا یُنَادٰی اُولُو الْفَھْمِ وَاَمَرَھَا۔ اور یہ مستبعد نہیں اگر مان لیا جائے کہ اللہ تعالےٰ نے پہاڑ اور طیر میں اول فہم پیدا فرمایا ہو پھر انہیں حکم دیا ہو جیسے اہل فہم کو حکم دیا جاتا ہے۔

اور اس کے نظائر عقلی ہم خلاصہ تفسیر میں بیان کر چکے ہیں۔ اس پر علامہ آلوسی نے ایک طویل بحث کی ہے فَلْیَنْظُرْ فِیْہِ مَنْ شَآءَ۔

وَاَلَنَّا لَہُ الْحَدِیْدَ۔ اور نرم کیا ہم نے ان کے لیے لوہا۔

اَیْ وَجَعَلْنَاہُ فِیْ یَدِہٖ کَالشَّمْعِ وَالْعَجِیْنِ یُصَرِّفُہٗ کَمَا یَشَآءُ مِنْ غَیْرِ نَارٍ وَّلَا ضَرْبٍ مِّطْرَقَۃٍ یعنی آپ کے دست اقدس میں لوہا موم کی طرح نرم ہو کر گندھے آٹے کی صورت ہو جاتا تو آپ جس طرح میں چاہتے اسے بناتے بغیر آگ کی تپائی اور ہتھوڑے کی ضرب کے۔

اَنِ اعْمَلْ سَابِغَاتٍ، یہ کہ بنائیں اس سے زرہ۔
گویا معنی یہ ہوئے۔ اَلَنَّا لَہُ الْحَدِیْدَ لِعَمَلِ سَابِغَاتٍ لوہا ہم نے دست داؤد میں زرہ بنانے کو نرم فرمایا۔ اور سابغات لغت عرب میں زرہ کو کہتے ہیں کَمَا قَالَ الْاٰلُوْسِی وَالسَّابِغَاتُ الدُّرُوْعُ۔
وَقَدِّرْ فِی السَّرْدِ۔ اور اندازہ رکھو اس کی بنائی میں۔
سرد عربی میں بننے کو کہتے ہیں اَلسَّرْدُ نَسْجٌ فِی الْاَصْلِ اور زرہ میں چونکہ کڑیاں بنی جاتی ہیں اس لیے قَدِّرْ فِی السَّرْدِ فرمایا یَعْنِیْ اِقْتَصِدْ فِیْ نَسْجِ الدُّرُوْعِ بِحَیْثُ تَتَنَاسَبُ حَلَقُھَا۔ زرہ بنانے میں اس کا خیال رکھو کہ کڑیاں برابر کی ہوں۔
اور ابن عباس۔ ابن جریر۔ ابن منذر۔ ابن ابی حاتم فرماتے ہیں اَیْ اِجْعَلْ حِلَقَھَا عَلٰی مَقَادِیْرَ مُتَنَاسِبَۃٍ۔ اس کی کڑیوں کو ایک اندازہ پر رکھو مروی ہے۔
اِنَّہٗ عَلَیْہِ السَّلَامُ کَانَ یَعْمَلُ الْحِلَقَ مِنْ غَیْرِ فَرْجٍ۔ حضرت داؤد علیہ السلام بغیر جھال لگائے کڑیوں کو جوڑتے اور وہ بے جوڑ ہوتی تھیں۔
وَحُکِیَ اَنَّہٗ عَلَیْہِ السَّلَامُ اَوَّلُ مَنْ صَنَعَ الدِّرْعَ حِلَقًا وَکَانَتْ قَبْلُ صَفَائِحَ۔ رُوِیَ ذٰلِکَ عَنْ قَتَادَۃَ۔ قتادہ فرماتے ہیں اول جس نے زرہ کڑیوں سے بنائی وہ داؤد علیہ السلام ہیں اس سے پہلے لوہے کے پترے جوڑے جاتے تھے۔
زرہ کی ابتداء کا حال یہ ہے کہ جیسے مقاتل نقل کرتے ہیں۔
اِنَّہٗ عَلَیْہِ السَّلَامُ حِیْنَ مَلَکَ عَلٰی بَنِیْ اِسْرَائِیْلَ یَخْرُجُ مُتَنَکِّرًا فَیَسْئَلُ النَّاسَ عَنْ حَالِہٖ فَعَرَضَ لَہٗ مَلَکٌ فِیْ صُوْرَۃِ اِنْسَانٍ فَسَاَلَہٗ فَقَالَ نِعْمَ الْعَبْدُ لَوْلَا خَلَّۃٌ فِیْہِ فَقَالَ وَمَا ھِیَ قَالَ یَرْزُقُ مِنْ بَیْتِ الْمَالِ وَلَوْ اَکَلَ مِنْ عَمَلِ یَدِہٖ تَمَّتْ فَضَائِلُہٗ فَدَعَا اللّٰہَ تَعَالٰی اَنْ یُّعَلِّمَہٗ صَنْعَۃً وَیُسَھِّلَھَا عَلَیْہِ فَعَلَّمَہٗ صَنْعَۃَ الدِّرْعِ وَاَلَانَ لَہُ الْحَدِیْدَ وَکَانَ یُنْفِقُ ثُلُثَ الْمَالِ فِیْ مَصَالِحِ الْمُسْلِمِیْنَ وَکَانَ یَفْرُغُ مِنَ الدِّرْعِ فِیْ بَعْضِ یَوْمٍ اَوْ فِیْ بَعْضِ لَیْلٍ وَثَمَنُھَا اَلْفُ دِرْھَمٍ۔
حضرت داؤد علیہ السلام اپنے عیب کے تجسس میں بھیس بدل کر قوم میں نکلتے اور پوچھتے داؤد کیسے آدمی ہیں تو سب تعریف ہی کرتے۔
ایک روز ایک فرشتہ انسانی صورت میں آپ کو ملا آپ نے اس سے بھی دریافت کیا اس نے کہا داؤد بندہ تو اچھا ہے اور بالکل ہی اچھا ہوتا اگر ایک کمی بھی نہ ہوتی آپ نے فرمایا وہ کیا کمی ہے؟

اس نے کہا وہ بیت المال سے کھانا پیتا ہے۔ اگر وہ اپنے ہاتھ سے کما کر کھاتا تو یہ اس کی فضیلت پوری طرح مکمل ہو جاتی۔

آپ نے بارگاہ الٰہی میں دعا کی کہ کوئی ایسی صنعت تعلیم فرمائے کہ آسانی سے وہ روزی حاصل کریں تو اللہ تعالیٰ نے زرہ بنانا تعلیم فرمایا اور آپ کے ہاتھ میں لوہا نرم کر دیا۔

تو آپ یہی کام کرتے اور دن کے کچھ حصہ میں یا رات کی کسی ساعت میں زرہ تیار کر لیتے اور اس زرہ کی قیمت ایک ہزار درہم ہوتی اس میں سے آپ تہائی مال مصالح مسلمین میں خرچ فرماتے۔

اور حکیم ترمذی نوادر الاصول میں اور ابن ابی حاتم ابن شوذب سے راوی ہیں۔

قَالَ كَانَ دَاوٗدُ عَلَيْهِ السَّلَامُ يَرْفَعُ فِيْ كُلِّ يَوْمٍ دِرْعًا فَيَبِيْعُهَا بِسِتَّةِ اٰلَافِ دِرْهَمٍ اَلْفَانِ لَهٗ وَلِاَهْلِهٖ وَاَرْبَعَةُ اٰلَافٍ يُطْعِمُ مِنْهَا بَنِيْ اِسْرَائِيْلَ الْخُبْزَ الْحَوَارِيْ۔ حضرت داؤد علیہ السلام ہر روز ایک زرہ تیار کرتے وہ چھ ہزار درہم کو بکتی اس میں سے دو ہزار اپنے لیے اور اہل و عیال کے لیے صرف کرتے اور چار ہزار اپنے لشکریوں خدمتگزاروں کے کھانے میں صرف فرماتے۔

مجمع البیان میں ایک روایت ہے کہ آپ نے تین سو ساٹھ زرہیں تیار کر کے تین لاکھ ساٹھ ہزار درہم میں فروخت کر دیں اور آپ بیت المال سے مستغنی ہو گئے۔

وَاعْمَلُوْا صَالِحًا اِنِّيْ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ۔ اور عمل صالح کرو ہم تمہارے عمل دیکھ رہے ہیں۔

یہ داؤد علیہ السلام اور بنی اسرائیل سب کے لیے حکم ہے۔ اس کے بعد سلیمان علیہ السلام کا تذکرہ شروع فرمایا۔

وَلِسُلَيْمٰنَ الرِّيْحَ غُدُوُّهَا شَهْرٌ وَّرَوَاحُهَا شَهْرٌ۔ اور سلیمان کے لیے مسخر کی ہوا کہ اس سے سیر صبح کی ایک ماہ کے راستہ پر تھی اور شام کی سیر ایک ماہ کے راستہ کی تھی۔

آلوسی لکھتے ہیں۔ اَیْ وَسَخَّرْنَا لَهُ الرِّيْحَ یعنی جیسے اَلَنَّا لَهُ الْحَدِيْدَ داؤد علیہ السلام کے لیے فرمایا تھا ایسے ہی وَسَخَّرْنَا لِسُلَيْمٰنَ الرِّيْحَ ارشاد ہوا۔

روح المعانی میں ہے فَكَاَنَّهٗ قِيْلَ مَا ذَكَرْنَا لِدَاوٗدَ وَلِسُلَيْمٰنَ الرِّيْحَ فَاِنَّهَا كَانَتْ لَهٗ كَالْمَمْلُوْكِ الْمُخْتَصِّ بِالْمَالِكِ يَاْمُرُهَا بِمَا يُرِيْدُ وَيُسَيِّرُ عَلَيْهَا حَيْثُمَا شَاءَ۔ گویا ارشاد ہے کہ جیسے ہم نے داؤد علیہ السلام کے لیے پہاڑ طیر مسخر کیے اور لوہا نرم فرمایا ایسے ہی سلیمان علیہ السلام کے لیے ہوا مسخر کی جو آپ کی مملوک خاص تھی آپ اسے جو حکم فرماتے وہ اس کی تعمیل کرتی جہاں چاہتے تھے اس کے ذریعہ تشریف لے جاتے۔

گویا جیسے ایروپلین پٹرول اور گیس کے ذریعہ اڑتا ہے بلا تشبیہ ایسے ہی سلیمانی سواری بلا پٹرول اور مشین اور گیس کے اتنی تیز رفتار ہوتی کہ صبح کی سیر میں ایک ماہ کی مسافت قطع فرماتے اور شام کی سیر میں بھی ایک ماہ کے بُعد مسافت قطع کرتے۔ چنانچہ احمد زہد میں حسن سے راوی ہیں۔

اِنَّہٗ قَالَ فِی الْاٰیَۃِ کَانَ سُلَیْمَانُ عَلَیْہِ السَّلَامُ یَغْدُوْ مِنْ بَیْتِ الْمَقْدَسِ فَیَقِیْلُ بِاِصْطَخَرَ ثُمَّ یَرُوْحُ مِنْ اِصْطَخَرَ فَیَقِیْلُ بِقَلْعَۃِ خُرَاسَانَ۔ حضرت سلیمان علیہ السلام بیت المقدس سے صبح کی سیر کو نکلتے تو اصطخر میں دوپہر کو آرام فرماتے اور اصطخر سے صبح چلتے تو قلعہ خراسان میں آ کر قیلولہ فرماتے ؎

اس ہوا کی تعریف میں بعض پرانے اشعار جنہیں وہب بن منبہ نے بحر میں نقل کیا۔ وہب فرماتے ہیں وَجَدْتُّ اَبْیَاتًا مَنْقُوْرَۃً فِیْ صَخْرَۃٍ بِاَرْضِ کَسْکَرَ لِبَعْضِ اَصْحَابِ سُلَیْمَانَ عَلَیْہِ السَّلَامُ دیکھی میں نے چند بیت ایک پتھر پر کندہ پائے ارض کسکر میں جو بعض اصحاب سلیمان علیہ السلام کے تھے اور وہ یہ ہیں ؎

۱:۔ وَنَحْنُ وَلَا حَوْلَ سِوٰی حَوْلَ رَبِّنَا	نَرُوْحُ مِنَ الْاَوْطَانِ مِنْ اَرْضِ تَدْمُرِ
۲:۔ اِذَا نَحْنُ رُحْنَا کَانَ رَیْثُ رَوَاحِنَا	مَسِیْرَۃَ شَہْرٍ وَالْغُدُوُّ لِاٰخَرِ
۳:۔ اُنَاسٌ شَرَوُا اللّٰہِ طَوْعًا نُفُوْسَہُمْ	بِنَصْرِ ابْنِ دَاؤٗدَ النَّبِیِّ الْمُطَہَّرِ
۴:۔ لَہُمْ فِیْ مَعَالِی الدِّیْنِ فَضْلٌ وَرِفْعَۃٌ	وَاِنْ نُسِبُوْا یَوْمًا فَمِنْ خَیْرِ مَعْشَرِ
۵:۔ مَتٰی تَرْکَبُ الرِّیْحَ الْمُطِیْعَۃَ اَسْرَعَتْ	مُبَادَرَۃً عَنْ شَہْرِہَا لَمْ تُقَصِّرِ
۶:۔ تُظِلُّہُمْ طَیْرٌ صُفُوْفٌ عَلَیْہِمْ	مَتٰی رَفْرَفَتْ مِنْ فَوْقِہِمْ لَمْ تُنَفَّرِ

(۱) اور ہم بغیر پناہ کے سوا اپنے رب کی پناہ کے چلتے ہیں اپنے وطن و زمین تدمر سے۔

(۲) جب ہم چلتے ہیں تو چلنے کی ہماری مدت ایک ماہ کے بُعد مسافت پر صبح کی ہوتی۔ (ریث مدۃ سفر)

(۳) لوگ خوشی سے اپنی جانیں اللہ کے سپرد کر کے ابن داؤد سلیمان نبی کی مدد سے چلتے تھے۔

(۴) ان کی زندگی دین کی بلندیوں کے ساتھ تھی اور اگر دلوں کی طرف منسوب کریں تو وہ بلحاظ تمام بہترین جماعت تھی۔

(۵) جب ہم مطیع ہوا پر سوار ہوں تو اس کی سرعت سیر ایک ماہ سے کم نہیں ہوتی۔

(۶) پرند صف بستہ اس پر سایہ کیے ہوتے ہیں جب وہ اترتی ہے بلندی سے تو ناگوار نہیں گذرتا۔

اور حضرت وہب رضی اللہ عنہ نے یہ بھی فرمایا کہ آپ کا مستقر یعنی ایروڈرام تدمر تھا اور اسی جبل نے میدان میں اونچے اونچے ستون رخام ابیض اور اشقر کے قائم کیے تھے۔
اور تدمر یہ عوام کی مشہور ہے اور علامہ ثعلبی نے اپنی تفسیر میں یہی نام ایک رباعی کے ساتھ ظاہر فرمایا وہ رباعی یہ ہے ؎

اِلَّا سُلَيْمَانُ اِذْ قَالَ الْاِلٰهُ لَهٗ ۔۔۔ قُمْ فِي الْبَرِيَّةِ فَاصْدُدْهَا عَنِ الْفَنَدِ

وَخَيِّسِ الْجِنَّ اِنِّيْ قَدْ اَذِنْتُ لَهُمْ ۔۔۔ يَبْنُوْنَ تَدْمُرَ بِالصُّفَّاحِ وَالْعَمَدِ

قاموس میں تدمر بروزن تنصر ہے اور تنصر بنت حسان ابن اذینہ ہے اور اسی کے نام کے ساتھ اس شہر کا نام رکھا گیا۔

وَاَسَلْنَا لَهٗ عَيْنَ الْقِطْرِ۔ اور جاری کیا ہم نے اس کے لیے چشمہ تانبہ کا۔
قطر پر روح المعانی میں ہے اَيِ النُّحَاسُ الذَّائِبُ۔ قطر سے مراد پگھلا ہوا تانبہ ہے یہ قَطَرَ يَقْطُرُ قِطْرًا اَوْ قُطْرًا بِسُكُوْنِ الطَّاءِ سے ہے۔
وَقِيْلَ الْفِلِزَّاتُ النُّحَاسُ وَالْحَدِيْدُ وَغَيْرُهُمَا۔ ایک قول ہے اس سے مراد تانبہ لوہے کی دھات ہیں
وَاُرِيْدَ بِعَيْنِ الْقِطْرِ مَعْدَنُ النُّحَاسِ بعض نے کہا عین القطر تانبہ کی کان ہے۔
مگر وَاَسَلْنَا لَهٗ عَيْنَ الْقِطْرِ سے مراد بہانا ہے پگھلا کر جیسے وَاَلَنَّا لَهُ الْحَدِيْدَ فرمایا گیا۔ فَنَبَعَ كَمَا يَنْبُعُ الْمَاءُ مِنَ الْعَيْنِ فَلِذٰلِكَ سُمِّيَ عَيْنَ الْقِطْرِ۔ وہ ابلتا تھا جیسے پانی چشمہ سے ابلتا ہے اسی لیے اسے عین القطر یعنی تانبہ کا چشمہ فرمایا۔
روح المعانی میں ہے وَمَعْنٰى اَسَلْنَا اَذَبْنَا۔ اسلن کے معنی پگھلانا ہی ہیں۔
فَالْمَعْنٰى اَذَبْنَا لَهُ النُّحَاسَ عَلٰى نَحْوِ مَا كَانَ الْحَدِيْدُ يَلِيْنُ لِدَاوٗدَ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَكَانَتِ الْاَعْمَالُ تَتَاَتّٰى مِنْهُ وَهُوَ بَارِدٌ دُوْنَ نَارٍ وَلَمْ يُلِنْهُ وَلَا اَذَابَهٗ لِاَحَدٍ قَبْلَهٗ۔ تو معنی یہ ہوئے کہ اَسَلْنَا یعنی اَذَبْنَا النُّحَاسَ جاری کیا ہم نے یعنی پگھلا دیا ہم نے تانبہ اسی طرح جیسے لوہا ید داؤد میں نرم کر دیا تھا تو اس سے کام ہوتا رہا وہ ٹھنڈا بغیر آگ کے ہی کام میں آتا اس سے نہ نرم کیا جاتا نہ پگھلایا جاتا۔
آخر میں لکھتے ہیں وَالظَّاهِرُ الْمُؤَيَّدُ بِاٰيَاتِ اللّٰهِ تَعَالٰى جَعَلَهٗ فِيْ مَعْدَنِهٖ عَيْنًا تَسِيْلُ كَعُيُوْنِ الْمَاءِ بیان کا قرینہ یہ ظاہر کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تانبہ کا چشمہ اس کی کان سے ایسے ہی جاری فرما دیا تھا جیسے پانی کا چشمہ جاری ہوتا ہے۔
ابن منذر حضرت عکرمہ سے راوی ہیں اِنَّهٗ قَالَ فِي الْاٰيَةِ اَسَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى لَهُ الْقِطْرَ ثَلَاثَةَ اَيَّامٍ

یَسِیْلُ کَمَا یَسِیْلُ الْمَاءُ۔ اللہ تعالٰی نے تین دن یہ چشمہ تانبہ کا ایسے جاری کیا جیسے پانی کا چشمہ بہتا ہے۔
وَقِیْلَ اِلٰی اَیْنَ قَالَ لَا اَدْرِیْ۔ اور پوچھا گیا کہ یہ چشمہ کہاں تک جاری تھا تو جواب دیا معلوم نہیں۔
اور ابن عباس اور سدی اور مجاہد فرماتے ہیں قَالُوْا اُجْرِیَتْ لَہٗ عَلَیْہِ السَّلَامُ ثَلَاثَۃَ اَیَّامٍ
بِلَیَالِیْھِنَّ وَکَانَتْ بِاَرْضِ الْیَمَنِ۔ یہ چشمہ سلیمان علیہ السلام کے لیے تین رات دن جاری کیا گیا اور یہ
یمن میں تھا۔ اور ایک روایت میں ہے کہ ارض صنعاء میں یہ چشمہ تھا۔
اور یہ قول بھی ہے کہ کَانَ یَسِیْلُ فِی الشَّھْرِ ثَلَاثَۃَ اَیَّامٍ ہر مہینہ میں تین دن یہ چشمہ چلتا تھا۔
وَمِنَ الْجِنِّ مَنْ یَّعْمَلُ بَیْنَ یَدَیْہِ بِاِذْنِ رَبِّہٖ وَمَنْ یَّزِغْ مِنْھُمْ عَنْ اَمْرِنَا نُذِقْہُ مِنْ
عَذَابِ السَّعِیْرِ۔ اور جنوں میں سے وہ بھی تھے جو بحکم الٰہی آپ کے سامنے کام کرتے اور جو کجرو تھے اور
حکم الٰہی سے سرتابی کرتے تھے انہیں ہم بھڑکتی آگ کا عذاب چکھائیں گے۔
یزغ کے معنی پر ایک قول یہ ہے کہ وَمَنْ یَّعْدِلْ مِنْھُمْ عَمَّا اَمَرْنَاہُ بِہٖ مِنْ طَاعَۃِ سُلَیْمَانَ
عَلَیْہِ السَّلَامُ۔ اور جو ان میں سے نافرمانی کرتا اس حکم کی جو اسے دیا جاتا اطاعت سلیمان علیہ السلام پر۔
دوسرا قول یہ ہے فَمَنْ یَّمِلْ وَیَصْرِفْ نَفْسَہٗ۔ جو منہ پھیرتا اور من مانی کرتا تو ہم اسے عذاب نار
کا ذائقہ آخرت میں چکھائیں گے۔
بعض نے کہا اَلْمُرَادُ نُعَذِّبُہٗ فِی الدُّنْیَا۔ اس سے مراد دنیا میں ہی عذاب دینا ہے۔
سدی راوی ہیں۔ اِنَّہٗ عَلَیْہِ السَّلَامُ کَانَ مَعَہٗ مَلَکٌ بِیَدِہٖ سَوْطٌ مِّنْ نَّارٍ کُلَّمَا اسْتَعْصٰی
عَلَیْہِ جِنِّیٌّ ضَرَبَہٗ مِنْ حَیْثُ لَا یَرَاہُ الْجِنُّ۔ حضرت سلیمان علیہ السلام کے ساتھ ایک فرشتہ آگ کا کوڑا لیے
ہوتا جب کوئی جن قصور کرتا وہ ایسے ایسے مارتا کہ جن مارنے والے کو نہ دیکھ سکتا۔
ایک قول ہے کہ جو جن حکم کے خلاف کرتا جلا دیا جاتا۔
اور یہ عقلاً مستبعد نہیں اس لیے کہ جن آگ کی مخلوق ہے تو عنصر نار سے انہیں سزا دینا قرین عقل ہے۔
یَعْمَلُوْنَ لَہٗ مَا یَشَآءُ مِنْ مَّحَارِیْبَ وَتَمَاثِیْلَ وَجِفَانٍ کَالْجَوَابِ وَقُدُوْرٍ رّٰسِیٰتٍ بناتے
وہ جو چاہتے بلند محرابیں اور تصویریں اور لگن حوض جیسے اور لنگر دار دیگیں۔
محاریب۔ محراب کی جمع ہے وہ بقول عطیہ قصر کے معنی میں مستعمل ہے۔ وَیُطْلَقُ عَلَی الْمَکَانِ
الْمَعْرُوْفِ الَّذِیْ یَقِفُ بِحِذَائِہٖ الْاِمَامُ۔ اور اس کا اطلاق اس حصہ معروف پر ہوتا ہے جہاں امام
کھڑا ہوتا ہے۔ وَھُوَ مِمَّا اُحْدِثَ فِی الْمَسَاجِدِ وَلَمْ یَکُنْ فِی الصَّدْرِ۔ اور وہ عموماً مساجد میں بنائی جاتی
ہے اور یہ طریقہ صدر اول میں نہ تھا۔

اسی بنا پر فقہاء نے محراب کے اندر کھڑے ہو کر نماز گذارنا مکروہ لکھا ہے بلکہ محراب سے پیر باہر رکھ کر کھڑا ہونا چاہیئے تاکہ کراہت لازم نہ آئے۔

اور ابن منذر اور قتادہ کہتے ہیں تَفْسِیْرُ هَا بِالْقُصُوْرِ وَ الْمَسَاجِدِ۔ محل اور مساجد پر اس کا اطلاق ہوتا ہے۔

وَتَمَاثِيْلَ۔ اور تصویریں۔

ضحاک کہتے ہیں كَانَتْ صُوَرُ حَيَوَانَاتٍ۔ وہ جانوروں کی تصویریں ہوتی تھیں۔

وَقَالَ الزَّمَخْشَرِيُّ صُوْرَةُ الْمَلٰئِكَةِ وَالْاَنْبِيَاءِ وَالصُّلَحَاءِ كَانَتْ تُعْمَلُ فِي الْمَسَاجِدِ مِنْ نُّحَاسٍ وَصُفْرٍ وَزُجَاجٍ وَرُخَامٍ لِيَرَاهَا النَّاسُ فَيَعْبُدُوْا نَحْوَ عِبَادَتِهِمْ وَكَانَتْ اِتِّخَاذُ الصُّوَرِ فِيْ ذٰلِكَ الشَّرْعِ جَائِزًا۔

زمخشری اور ضحاک اور ابوالعالیہ کہتے ہیں کہ وہ ملائکہ کی تصاویر اور انبیاء و صلحاء کی تصویریں ہوتی تھیں اور یہ مسجدیں بناتے تھے تانبہ پیتل اور شیشہ اور سنگ رخام سے تاکہ لوگ انہیں دیکھیں اور ان جیسی عبادت کی طرح اور یہ تصاویر پرستی اس شرع میں جائز تھی۔

چنانچہ حکیم ترمذی نوادرالاصول میں ابن عباس سے راوی ہیں قَالَ فِي الْاٰيَةِ اتَّخَذَ سُلَيْمَانُ عَلَيْهِ السَّلَامُ تَمَاثِيْلَ مِنْ نُّحَاسٍ فَقَالَ يَا رَبِّ انْفُخْ فِيْهَا الرُّوْحَ فَاِنَّهَا اَقْوٰى عَلَى الْخِدْمَةِ فَنَفَخَ اللّٰهُ تَعَالٰى فِيْهَا الرُّوْحَ فَكَانَتْ تَخْدِمُهُ وَاِسْفَنْدِيَارُ مِنْ بَقَايَاهُمْ۔

سلیمان علیہ السلام نے تانبہ کی صورتیں بنا کر دعا کی الٰہی ان میں نفخ روح فرما دے کہ یہ خدمت میں زیادہ قوی ہوگی تو اللہ تعالٰے نے نفخ روح فرما دیا تو وہ خدمت کرتی تھیں اسی کے بقایا میں اسفندیار بھی ہے۔ اس کے بعد آلوسی فرماتے ہیں۔

هٰذَا مِنَ الْعَجَبِ الْعُجَابِ وَلَا يَنْبَغِيْ اِعْتِقَادُ صِحَّتِهٖ۔ یہ اسفندیار کا اسی کے بقایہ سے ہے یہ عجیب ترین چیز ہے اس پر اعتقاد صحت روایت نازیبا ہے۔

وَاَمَّا مَا رُوِيَ مِنْ اَنَّهُمْ عَمِلُوْا لَهٗ عَلَيْهِ السَّلَامُ اَسَدَيْنِ فِيْ اَسْفَلِ كُرْسِيِّهٖ وَنَسْرَيْنِ فَوْقَهٗ فَاِذَا اَرَادَ اَنْ يَّصْعَدَ بَسَطَ الْاَسَدَانِ لَهٗ ذِرَاعَيْهِمَا وَاِذَا قَعَدَ اَظَلَّهُ النَّسْرَانِ بِاَجْنِحَتِهِمَا فَاَمْرٌ غَيْرُ مُسْتَبْعَدٍ فَاِنَّ ذٰلِكَ يَكُوْنُ بِاٰلَاتٍ تَتَحَرَّكُ عِنْدَ الصُّعُوْدِ وَعِنْدَ الْقُعُوْدِ فَتَتَحَرَّكُ الذِّرَاعَيْنِ وَالْاَجْنِحَةُ وَقَدِ اسْتَنْبَطَتْ صَنَائِعُ الْبَشَرِ اِلٰى مِثْلِ ذٰلِكَ فِي الْغَرَابَةِ۔

اور یہ جو روایت ہے کہ آپ کی کرسی کے نیچے جنوں نے دو شیر بنائے تھے اور دو عقاب جیسے

باز کہتے ہیں کرسی کے اوپر بناتے تھے۔

تو جب آپ بلندی کی طرف چڑھنے کا ارادہ فرماتے تو وہ شیر اپنے بازو پھیلا دیتے اور جب آپ اتر کر بیٹھنا چاہتے تو عقاب آپ پر سایہ کرتے اپنے بازؤں سے۔

یہ روایت ایسی ہے جو عقلاً مستبعد نہیں اس لیے کہ ایسے آلات ہو سکتے ہیں جو صعود و ہبوط میں حرکت کریں اور دور موجودہ میں دور انسانی کی ایجادات حد کو پہنچ چکی ہیں

ایروپلین جب اترتا ہے تو اس کے جوف سے بڑے بڑے پٹھے باہر نکل آتے ہیں اور اڑنا چاہتا ہے تو وہ پٹھے خود بخود اس کے جوف میں داخل ہو جاتے ہیں۔

پھر وہ تین تین سو آدمیوں کو معہ سامان لے کر پندرہ ہزار فٹ بلندی پر پرواز کرتا ہے اور دس دن کی راہ چار گھنٹہ میں قطع کر لیتا ہے۔

لاہور سے ڈھاکہ جانے کے لیے ہم رات کے ۱۲ بجے سوار ہوئے اور ساڑھے تین بجے ڈھاکہ کے ایروڈرام میں جا اترے یہ راستہ اہل جہاز کے ذریعہ تقریباً دس دن کا ہے۔

پھر فلاسفہ نے طلسمات کے ذریعہ بڑے بڑے حیرت ناک مظاہرے کیے۔ آلوسی فرماتے ہیں۔

وَعَلَى الْبَابِ الشَّهِيْرَةِ بِبَابِ الطِّلَسْمِ مِنْ اَبْوَابِ بَغْدَادَ تِمْثَالُ حَيَّةٍ يَزْعُمُوْنَ اَنَّهٗ لِمَنْعِ الْحَيَّاتِ عَنِ الْاَذٰى اَهْلَ دَاخِلِ بَغْدَادَ وَنَحْنُ قَدْ شَاهَدْنَا مِرَارًا اُنَاسًا لَسَعَتْهُمُ الْحَيَّاتُ فَمِنْهُمْ مَنْ لَمْ يَتَاَذَّ وَمِنْهُمْ مَنْ تَاَذّٰى يَسِيْرًا وَلَمْ نُشَاهِدْ مَوْتَ اَحَدٍ مِّنْ ذٰلِكَ۔

باب الطلسم کے نام سے ایک دروازہ منجملہ اور دروازوں کے بغداد شریف میں ہے اس پر ایک سانپ کی تصویر ہے لوگوں کا یہ خیال ہے کہ وہ وہاں کے سانپوں کو بغداد کے اندر ایذار سانی سے مانع ہے اور آلوسی کہتے ہیں کہ میں نے بارہا مشاہدہ کیا کہ لوگوں کو جب سانپ ڈستا ہے تو ان میں سے بہت ایسے ہیں جن پر کوئی اثر نہیں ہوتا اور بعض کو اگر اثر ہوا بھی تو معمولی سا ہوتا ہے اور میں نے سانپ سے کسی کو وہاں مرتے نہ دیکھا۔

اس کے بعد کہتے ہیں کہ ممکن ہے کہ بغداد کے اندر ایسی قسم کے سانپ ہوں جن میں زہر کم ہوتا ہو۔

اور میں کہتا ہوں

کہ یہ اثر کرامت شاہ بغداد کا ہو سکتا ہے کہ آپ کی برکت سے وہاں کا سانپ ڈستا ہی نہ ہو۔ اور اگر ڈس بھی لیتا ہو تو وہ زہر کی پوٹلی جو اس کے گلے میں ہوتی ہے اس سے زہر نہ ڈال سکتا ہو اور اثر نہ طلسمات ہے نہ ان کے ضعف زہر کا بلکہ حضور غوث الثقلین شاہ بغداد کا تصرف ہے جیسے کرامت

کہا جا سکتا ہے۔ اس لیے کہ کرامت الاولیاء حق ہے اور وہاں سلیمانی معجزات وہ تماثیل پیدا کرتی ہوں۔ بہر حال تصرفات انبیاء و اولیاء بھی مسلم ہیں اور ایجادات اہل مادہ بھی لپنے وجود میں موثر ہیں یہ کام حسن عقیدہ اور مادہ پرستی کی لعنت کے مابین ہے۔

اور ایک قول ہے کہ کَانَتْ تَمَاثِيلُ صُوَرَةِ شَجَرٍ أَوْ حَيَوانَاتٍ مَحْذُوفَةِ الرُّؤُوسِ مِمَّا يَجُوزُ فِي شَرْعِنَا۔ وہ تصویریں درختوں اور مقطوع الراس حیوانوں کی ہاتے تھے اور ایسی تصویریں ہمارے شریعت میں بھی جائز ہے۔

اور اس میں ہماری شریعت مطہرہ میں کوئی فرق نہیں عام اس سے کہ تصویر سایہ دار ہو یا بلا سایہ جیسے کاغذ پر یا دیوار پر نقش کی جاتی ہے دونوں حرام ہیں حیث قال روح المعانی۔

وَلَافَرْقَ عِنْدَنَا بَيْنَ اَنْ تَكُوْنَ الصُّوْرَةُ ذَاتَ ظِلٍّ وَاَنْ لَّا تَكُوْنَ كَذٰلِكَ كَصُوْرَةِ الْفَرَسِ الْمَنْقُوْشَةِ عَلٰى كَاغَذٍ اَوْجِدَارٍ مِّثْلًا۔

اور اس حرمت کی علت اور مجوزین نصاویر کی حیثیت آگے فرماتے ہیں۔

وَحَكٰى كَلَبِيٌّ فِي الْهِدَايَةِ اَنَّ قَوْمًا اَجَازُوا التَّصْوِيْرَ۔

وَحَكَاهُ النَّحَّاسُ اَيْضًا وَكَذَا ابْنُ الْفَرَسِ وَاحْتَجُّوْا بِهٰذِهِ الْاٰيَةِ وَاَنْتَ تَعْلَمُ اَنَّهُ وَرَدَ فِي شَرْعِنَا مِنْ تَشْدِيْدِ الْوَعِيْدِ عَلَى الْمُصَوِّرِيْنَ (كَمَا قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ الْمُصَوِّرِيْنَ اَشَدُّ عَذَابًا يَوْمَ الْقِيٰمَةِ۔ وَسِوٰى ذٰلِكَ اَحَادِيْثُ شَتّٰى) فَلَا يُلْتَفَتُ اِلٰى هٰذَا الْقَوْلِ وَلَا يَصِحُّ الْاِحْتِجَاجُ بِالْاٰيَةِ۔

وَكَانَتْ حُرْمَةُ التَّمَاثِيْلِ لِاَنَّهُ بِمُرُوْرِ الزَّمَانِ اِتَّخَذَهَا الْجَهَلَةُ مِمَّا يُعْبَدُ وَظَنُّوْا وُجُوْدَهَا فِي الْمَعَابِدِ بِذٰلِكَ فَشَاعَتْ عِبَادَةُ الْاَصْنَامِ اَوْسَدَّ الْبَابَ التَّشْبِيْهِ بِمُتَّخِذِي الْاَصْنَامِ بِالْكُلِّيَّةِ۔

کلبی ہدایہ سے حاکی ہیں کہ ایک جماعت مجوز تصویر ہے۔

اور نحاس بھی یہی کہتے ہیں اور ایسا ہی ابن الفرس نے کہا اور ان کا احتجاج اس آیت سے ہے۔ لیکن تمہیں معلوم ہے کہ ہماری شریعت میں اس کی حرمت پر وعید شدید ہے۔

جیسا کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مصورین قیامت کے روز سخت عذاب میں مبتلا ہونگے اس کے سوا اور بھی احادیث موجود ہیں۔

تو ہمیں چاہیئے کہ ہم ایسے اقوال کی طرف التفات نہ کریں اور آیت کریمہ سے اس کے جواز پر احتجاج

بھی صحیح نہیں ہے۔

اور یہ حرمت جو شریعت مطہرہ میں ہے اس کی وجہ وجیہ صحیح ہے۔ اس لیے کہ مرور ایام کے بعد جاہل لوگ اسے پوجنے لگتے ہیں اور عبادت گاہوں میں اسے بغرض عبادت رکھتے ہیں پھر بت پرستی شائع و ذائع ہو جاتی ہے۔

یا اس کی حرمت کی وجہ سد باب تشبیہ متخذی الاصنام ہے۔

اَقُوْلُ وَبِاللّٰہِ التَّوْفِیْقُ

موجودہ دور میں قائد اعظم محمد علی جناح کی تصویر کو میں نے خود سلام کہتے۔ اور ہار پھول چڑھاتے دیکھا حالانکہ مرحوم جناح کے وہم میں بھی یہ بات نہ تھی حتیٰ کہ ان کا مجسمہ بنانا بھی تجویز ہوا ہے جس پر مرکزی جمعیت نے مخالفت آواز اٹھائی اور وہ ارادہ ملتوی ہوا۔

بہت سے مرید اپنے پیروں کی تصاویر کو مرقعہ شریف کہتے اور صبح اٹھتے ہی اس کی زیارت کرنا ہی عبادت سمجھتے ہیں والعیاذ باللہ تعالےٰ۔

وَجِفَانٍ کَالْجَوَابِ۔ اور لگن مثل حوض کے۔

جِفَان۔ جفن کی جمع ہے وَھِیَ مَا یُوْضَعُ فِیْہِ الطَّعَامُ مُطْلَقًا۔ جفنہ اس برتن کو کہتے ہیں جس میں کھانا نکالا جائے اردو میں اسی کو لگن کہتے ہیں

وَقَالَ بَعْضُ اللُّغَوِیِّیْنَ الْجَفْنَۃُ اَعْظَمُ الْقِصَاعِ وَیَلِیْھَا الْقَصْعَۃُ وَھِیَ مَا تُشْبِعُ الْعَشَرَۃَ وَیَلِیْھَا الصَّحْفَۃُ وَھِیَ مَا تُشْبِعُ الْخَمْسَۃَ وَیَلِیْھَا الْمِیْکَلَۃُ وَھِیَ مَا تُشْبِعُ الْاِثْنَیْنِ وَالثَّلَاثَۃَ وَیَلِیْھَا الصَّحِیْفَۃُ وَھِیَ مَا تُشْبِعُ الْوَاحِدَ۔

اور بعض نے کہا ارباب لغت سے جفنہ بڑی رکابی ہے اس کے عرض و طول کی یہ شان ہے کہ اس پر دس آدمی بیٹھ کر کھا سکیں جیسے سینی اس سے ادنیٰ وہ ہے جس پر پانچ بیٹھ سکیں اس سے ادنیٰ مثکلہ ہے جس پر دو آدمی کھا سکیں یا تین اور اس سے ادنیٰ صحیفہ ہے جس پر ایک کھا سکے جیسے پلیٹ یا رکابی بولتے ہیں۔

لیکن یہ جفان وہ تھے جن کی تشبیہ کالجواب ہے۔ اور جَوَاب جمع ہے جابیہ کی جو جابیہ سے ہے یہ حوض جیسے تھے چنانچہ اس کی وسعت پر فرماتے ہیں وَذُکِرَ فِیْ سَعَۃِ جِفَانِ سُلَیْمَانَ عَلَیْہِ السَّلَامُ اِنَّمَا کَانَ عَلَی الْوَاحِدَۃِ مِنْھَا اَلْفُ رَجُلٍ۔ جفان سلیمانی کی وسعت پر مروی ہے کہ وہ اتنا لمبا چوڑا ہوتا تھا کہ ایک ایک لگن پر ہزار ہزار آدمی بیٹھ کر کھاتے تھے۔

وَقُدُوْرٍ رَّاسِيَاتٍ۔ اور دیگیں لنگر دار

قدور جمع قِدر کی ہے اور قِدر هُوَ مَا يُطْبَخُ فِيْهِ مِنْ فَخَارٍ اَوْ غَيْرِهَا وَهُوَ عَلٰى شَكْلٍ مَخْصُوْصٍ

قِدر وہ ہے جس میں تحریبہ طور پر پکاتے ہیں اور وہ مخصوص طرزپر بنتی ہیں۔

رَّاسِيَاتٍ۔ ثَابِتَاتٍ عَلَى الْاَثَافِيْ لَا تُنْزَلُ عَنْهَا لِعِظَمِهَا قَالَهُ قَتَادَةُ۔ بقول قتادہ راسیات

کے معنی ہیں قائم رہنے والی اپنے چولھوں پر۔

اَثافی چولھے کو کہتے ہیں اتنی بلند دیگیں اپنے عریض و طویل ہونے کی وجہ سے اس سے انسان چڑھکر

نہ اتر سکے جیسی غریب نواز کے آستانہ پر اجمیر شریف میں دیگیں ہیں۔

ایک قول ہے كَانَتْ عَظِيْمَةً كَالْجِبَالِ۔ وہ پہاڑ کی طرح بھاری اور بڑی ہوتی تھیں۔

وَقُدِّمَتِ الْجِفَانُ عَلَى الْقُدُوْرِ مَعَ اَنَّ الْقُدُوْرَ اٰلَةُ الطَّبْخِ وَالْجِفَانُ اٰلَةُ الْاَكْلِ وَالطَّبْخُ قَبْلَ

الْاَكْلِ۔ یہ اعتراض پیدا ہوتا ہے کہ جفان کو قدر پر مقدم کیوں کیا حالانکہ قدر پکانے کا آلہ ہے اور جفان کھانے

کھانے کا آلہ ہے اور کھانے سے پہلے طبخ ہوتا ہے۔

اس کا جواب روح المعانی میں یہ دیا کہ

لَمَّا يَتَّنِ الْجِفَانَ اِشْتَاقَ اِلٰى حَالِ الْقُدُوْرِ فَذَكَرَ لِلْمُنَاسَبَةِ۔ جب لگنوں کی کیفیت بیان کی

گئی تو دیگوں کی کیفیت معلوم کرنے کا اشتیاق پیدا ہوا کہ جن لگنوں میں وہ کھانا اتار اگیا اس کی دیگیں

کیسی ہوں گی تو مناسبت بیان سے قدور کو مؤخر کیا گیا۔

اِعْمَلُوْا اٰلَ دَاوٗدَ شُكْرًا وَقَلِيْلٌ مِّنْ عِبَادِيَ الشَّكُوْرُ۔ عمل کرو اے داؤد والو اور میرے بندوں

میں شکر گذار کم ہیں۔

اس میں اس امر کا اظہار ہے کہ عمل بندہ کا حق ہے تاکہ وہ شکر کے لیے ہو نہ کہ امید و خوف کے لیے

احمد زہد میں اور ابن منذر اور بیہقی شعب الایمان میں مغیرہ بن عتبہ سے راوی ہیں۔

قَالَ قَالَ دَاوٗدُ عَلَيْهِ السَّلَامُ يَا رَبِّ هَلْ بَاتَ اَحَدٌ مِّنْ خَلْقِكَ اَطْوَلَ ذِكْرًا مِّنِّيْ

فَاَوْحَى اللّٰهُ تَعَالٰى اِلَيْهِ اَلضِّفْدَعُ وَاَنْزَلَ سُبْحَانَهٗ عَلَيْهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ اِعْمَلُوْا اٰلَ دَاوٗدَ شُكْرًا فَقَالَ

دَاوٗدُ عَلَيْهِ السَّلَامُ كَيْفَ اُطِيْقُ شُكْرَكَ وَاَنْتَ الَّذِيْ تُنْعِمُ عَلَيَّ ثُمَّ تَرْزُقُنِيْ عَلَى النِّعْمَةِ الشُّكْرَ

فَالنِّعْمَةُ مِنْكَ وَالشُّكْرُ مِنْكَ فَكَيْفَ اُطِيْقُ شُكْرَكَ فَقَالَ جَلَّ وَعَلَا يَا دَاوٗدُ الْاٰنَ عَرَفْتَنِيْ حَقَّ

مَعْرِفَتِيْ۔

حضرت داؤد علیہ السلام نے عرض کی الٰہی کیا کوئی تیری مخلوق میں مجھ سے زیادہ ذکر کرنے والا ہے۔ تو

اللہ تعالے نے بلبڈک کے متعلق وحی فرمائی اور حکم فرمایا اے داؤد والو شکر کرتے ہوئے عمل کرو تو داؤد علیہ السلام نے عرض کی الٰہی شکر میں میں کیسے مقابلہ کر سکتا ہوں تو وہ منعم حقیقی ہے کہ مجھ پر انعام بھی فرماتا ہے اور رزق بھی دیتا ہے اور حقیقتاً شکر بھی تیری عطا و توفیق سے ہے اور نعمت بھی تیری طرف سے ہے تو میں ان نعمتوں سے شکر میں کیسے مقابلہ کروں؟

تو اللہ تعالے نے فرمایا اے داؤد اب تو نے مجھے پہچانا جو پہچاننے کا حق ہے۔

وَقَلِيلٌ مِّنْ عِبَادِيَ الشَّكُورُ۔ اور میرے بندوں میں کم شکر گزار ہیں۔

شکر گزار وہ ہے کہ يَشْكُرُ عَلٰى أَحْوَالِهٖ كُلِّهَا۔ شکر گزار تو وہ ہے جو ہر حال میں شکر کرے۔

کشاف میں ہے شکر گزار وہ ہے کہ ادائے شکر میں متوفر ہو اور اس کا دل، زبان، اعضاء سب اعترافاً اور اعتقاداً شکر کریں۔

سدی کہتے ہیں هُوَ مَنْ يَّشْكُرُ عَلَى الشُّكْرِ شُكْرًا۔ شکر گزار وہ ہے کہ اس کا شکر کرے کہ اس نے توفیق شکر بخشی ہے۔ اشعار ذیل سے شکر کی تعریف واضح ہوتی ہے۔

۱:۔ إِذَا كَانَ شُكْرِيْ نِعْمَةَ اللّٰهِ نِعْمَةً ۔۔۔ عَلَيَّ لَهٗ فِيْ مِثْلِهَا يَجِبُ الشُّكْرُ

۲:۔ فَكَيْفَ بُلُوْغُ الشُّكْرِ إِلَّا بِفَضْلِهٖ ۔۔۔ وَإِنْ طَالَتِ الْأَيَّامُ وَاتَّسَعَ الْعُمُرُ

۳:۔ إِذَا مَسَّ بِالنَّعْمَاءِ عَمَّ سُرُوْرُهَا ۔۔۔ وَإِنْ مَسَّ بِالضَّرَّاءِ أَعْقَبَهَا الْأَجْرُ

ترجمہ

۱:۔ میرا شکر جب اللہ کی نعمت پر ہو تو وہ بھی نعمت ہے اس شکر پر اس کے مثل شکر واجب ہے۔

۲:۔ تو کیسے پہنچ سکتا ہے شکر تک مگر اس کے فضل سے اگرچہ دن طویل ہو جائیں اور عمر وسیع۔

۳:۔ جب نعمتیں پہنچتی ہیں ان کا سرور عام ہوتا ہے اور اگر تکلیفیں آتی ہیں تو اس کے بعد اجر ہے۔

فَلَمَّا قَضَيْنَا عَلَيْهِ الْمَوْتَ مَا دَلَّهُمْ عَلٰى مَوْتِهٖٓ إِلَّا دَابَّةُ الْأَرْضِ تَأْكُلُ مِنْسَاتَهٗ۔ جب ہم نے نافذ کیا اس پر حکم موت کا نہ مطلع کیا ان کی موت پر مگر زمین کے کیڑے دیمک نے کہ کھالیا اس نے سلیمان کا عصا۔
قَضَيْنَا کے معنی أَوْقَعْنَا عَلٰى سُلَيْمَانَ الْمَوْتَ۔ یعنی سلیمان علیہ السلام پر موت کا حکم نافذ کیا تو جن اس سے واقف نہ ہوئے اور برابر کام کرتے رہے۔

اور دَابَّةُ الْأَرْضِ، ہر زمین پر چلنے والے کو بولتے ہیں لیکن آلوسی روح المعانی میں لکھتے ہیں وَالْمُرَادُ بِدَابَّةِ الْأَرْضِ الْأَرَضَةُ بِفَتَحَاتٍ وَهِيَ دُوَيْبَةٌ تَأْكُلُ الْخَشَبَ وَتُسَمّٰى سُرْفَةً بِضَمِّ السِّيْنِ وَإِسْكَانِ الرَّاءِ وَبِالْفَاءِ۔ یہاں دابۃ الارض سے مراد ارضہ ہے وہ ایک چھوٹا سا کیڑا ہے جو لکڑی کو اندر ہی اندر

کھاتا ہے اسے شرفہ کہتے ہیں۔

وَفِی حَیَاۃِ الْحَیَوَانِ عَنِ ابْنِ السِّکِّیْتِ اَنَّھَا دُوَیْبَّۃٌ سَوْدَاءُ الرَّأْسِ وَسَائِرُھَا اَحْمَرُ تَتَّخِذُ لِنَفْسِھَا بَیْتًا مُّرَبَّعًا مِنْ دِقَاقِ الْعِیْدَانِ تَضُمُّ بَعْضَھَا اِلٰی بَعْضٍ بِلُعَابِھَا ثُمَّ تَدْخُلُ فِیْہِ وَتَمُوْتُ

حیوۃ الحیوان میں ابن سکیت سے ہے کہ وہ ایک چھوٹا سا کیڑا ہے جس کا سر سیاہ اور باقی سرخ رنگ ہوتا ہے وہ اپنے لیے مربع گھر کھجور کے درخت میں اس کے بورے سے بناتا ہے۔ عیدان کھجور کے تنے کو کہتے ہیں پھر وہ اس کا منہ بند کرتا ہوا اندر چلا جاتا ہے اور مر جاتا ہے۔

اور دیمک کا نام بحر میں سوسۃ الخشب لکھا ہے۔

منسأتہ پر لکھتے ہیں وَالْمِنْسَاۃُ الْعَصَا۔ منسأتہ عصا۔ لکڑی۔ سوٹی کو کہتے ہیں۔

تو اس جانور نے جب آپ کا عصا نیچے سے کھا لیا جس کے سہارے آپ قیام فرما تھے تو آپ زمین پر آئے یعنی گر پڑے۔

فَلَمَّا تَبَیَّنَتِ الْجِنُّ اَنْ لَّوْ کَانُوْا یَعْلَمُوْنَ الْغَیْبَ مَا لَبِثُوْا فِی الْعَذَابِ الْمُھِیْنِ۔ تو جب ظاہر ہوا جنوں نے کہا کہ اگر ہم غیب جانتے اس ذلت کے عذاب میں مبتلا نہ رہتے۔

چونکہ جنوں کو اس امر کا زعم تھا کہ ہم غیب جانتے ہیں تو ایک سال تک مصیبت میں مبتلا نہ رہتے۔

وائلفہ یہ ہے کہ

اِنَّہٗ کَانَ مِنْ عَادَۃِ سُلَیْمَانَ عَلَیْہِ السَّلَامُ اَنْ یَّعْتَکِفَ فِیْ مَسْجِدِ بَیْتِ الْمُقَدَّسِ الْمُدَدَ الطِّوَالَ فَتَنَادَدَنَا اَحَدٌ لَمْ یُصْبِحِ الْاَدَائِیْ فِیْ مِحْرَابِہٖ شَجَرَۃً ثَابِتَۃً قَدْ اَنْطَقَھَا اللہُ تَعَالٰی فَیَسْاَلُھَا لِاَیِّ شَیْءٍ اَنْتِ فَتَقُوْلُ ھٰکَذَا حَتّٰی اَصْبَحَ ذَاتَ یَوْمٍ فَرَاَی الْخَرْنُوْبَۃَ فَسَاَلَھَا فَقَالَتْ نَبَتُّ لِخَرَابِ ھٰذَا الْمَسْجِدِ فَقَالَ مَا کَانَ اللہُ لِیُخْرِبَہٗ وَاَنَا حَیٌّ۔ اَنْتِ الَّتِیْ عَلٰی وَجْھِکِ ھَلَاکِیْ وَخَرَابُ بَیْتِ الْمُقَدَّسِ۔

فَنَزَعَھَا وَغَرَسَھَا فِیْ حَائِطِہٖ وَاتَّخَذَ مِنْھَا عَصًا وَقَالَ اَللّٰھُمَّ اَعْمِ عَلَی الْجِنِّ مَوْتِیْ حَتّٰی یَعْلَمُوْا اَنَّھُمْ لَا یَعْلَمُوْنَ الْغَیْبَ کَمَا یُمَوِّھُوْنَ وَقَالَ لِمَلَکِ الْمَوْتِ اِذَا اُمِرْتَ بِیْ فَاَعْلِمْنِیْ فَقَالَ اُمِرْتُ بِکَ وَقَدْ بَقِیَ مِنْ عُمْرِکَ سَاعَۃٌ فَدَعَا الْجِنَّ فَبَنَوْا عَلَیْہِ صَرْحًا مِنْ قَوَارِیْرَ لَیْسَ لَہٗ بَابٌ فَقَامَ یُصَلِّیْ مُتَّکِئًا عَلٰی عَصَاہُ فَقُبِضَ رُوْحُہٗ وَھُوَ مُتَّکِیٌٔ عَلَیْھَا وَکَانَتِ الْجِنُّ تَجْتَمِعُ حَوْلَ مِحْرَابِہِ الَّذِیْ صَلّٰی فِیْہِ فَلَمْ یَکُنْ شَیْطَانٌ یَنْظُرُ اِلَیْہِ فِیْ صَلَاتِہٖ اِلَّا احْتَرَقَ۔ فَمَرَّ جِنِّیٌّ فَلَمْ یَسْمَعْ صَوْتَہٗ ثُمَّ رَجَعَ فَلَمْ یَسْمَعْ فَنَظَرَ اِذَا سُلَیْمَانُ قَدْ خَرَّ مَیِّتًا فَفَتَحُوْا عَنْہُ

فَلَمَّا قَضَيْنَا عَلَيْهِ الْمَوْتَ مَا دَلَّهُمْ عَلَىٰ مَوْتِهِ إِلَّا دَابَّةُ الْأَرْضِ تَأْكُلُ مِنْسَأَتَهُ ۖ فَلَمَّا خَرَّ تَبَيَّنَتِ الْجِنُّ أَن لَّوْ كَانُوا يَعْلَمُونَ الْغَيْبَ مَا لَبِثُوا فِي الْعَذَابِ الْمُهِينِ

حضرت سلیمان علیہ السلام کی عادت کریمہ تھی کہ مسجد میں بیت المقدس کے لمبی لمبی مدت تک اعتکاف فرمایا کرتے تھے تو جب مدت قریب آئی تو صبح آپ نے محراب میں ایک درخت قائم ہوا پایا جسے اللہ تعالے نے بولنے کی طاقت عطا فرمائی تھی آپ نے اس سے دریافت کیا کس لیے تو ظاہر ہوا تو اس نے کہا میں اس لیے ظاہر ہوا ہوں۔

حتیٰ کہ ایک دن آپ نے صبح کی تو آپ نے خرنوب کو دیکھا یعنی کانٹے دار جھاڑی تو بولی یہ درخت مسجد کے خراب کرنے کو آگی ہے۔ تو سلیمان علیہ السلام نے فرمایا اللہ کی یہ شان نہیں کہ اسے خراب کرے اور میں یہاں زندہ ہوں۔ تو وہ درخت ہے کہ تیری صورت سے میری ہلاکت اور بیت المقدس کی خرابی نظر آتی ہے تو اسے اکھاڑ دیا اور اسکے ارد گرد کے کانٹوں کو کاٹا اور اس سے آپ نے اپنا عصا بنایا اور دعا کی الٰہی مجھ سے جنوں کو ایسا اندھا کر کہ وہ میری موت سے بے خبر رہیں اور جو انہیں یہ توہم ہے کہ وہ غیب جانتے ہیں وہ انہیں معلوم ہو جائے کہ فی الواقع یہ غیب نہیں جانتے۔

اور آپ نے ملک الموت سے فرمایا کہ جب تجھے میری روح قبض کرنے کا حکم ہو تو مجھے خبر کر دینا تو ملک الموت بولے حضور مجھے حکم ہو چکا ہے اب آپ کی عمر میں ایک گھنٹہ باقی ہے تو آپ نے جنوں کو بلا کر حکم دیا کہ ایک مکان شیشہ کا ایسا بنایا جائے جس میں کوئی دروازہ نہ ہو اور آپ اس عصا کے سہارے قیام میں کھڑے ہو گئے اسی حالت میں آپ کی روح قبض ہو گئی، آپ اسی طرح تکیہ لگائے کھڑے رہ گئے اور جن اس شیشہ کی عمارت کے چاروں طرف جمع ہوتے اور جب دیکھتے تو چل جاتے۔

آخر ایک جن وہاں سے گذرا تو اس نے سلیمان علیہ السلام کی آواز نہ سنی پھر واپس ہو گیا اور پھر آیا تو آواز نہ سنی اور دیکھا کہ حضرت سلیمان علیہ السلام زمین پر ہیں سب جنوں نے مل کر وہ عمارت کھولی تو دیکھا کہ وہ عصا جس کے تکیہ پر آپ قیام پذیر تھے اسے دیمک کھا چکی ہے۔

اب انہوں نے کوشش کی کہ اس عصا کو دیمک نے کب سے کھایا اس کی مدت کا حساب کرنے کو ایک دیمک اس عصا پر چھوڑی اس نے رات اور دن میں جتنا کھایا اس سے حساب کیا تو معلوم ہوا کہ آپ کو انتقال فرمائے ایک سال گذر چکا ہے اور وہ آپ کو زندہ سمجھ کر ایک سال تک کام کرتے رہے

ہیں۔ اس وقت ان پر ظاہر ہوا کہ اگر جن غیب جانتے تو اس مشقت میں ایک سال تک نہ رہتے۔
ایک روایت ہے اِنَّ دَاوٗدَ عَلَيْهِ السَّلَامُ اَسَّسَ بِنَاءَ بَيْتِ الْمُقَدَّسِ فِیْ مَوْضِعِ فُسْطَاطِ مُوْسٰی عَلَيْهِ السَّلَامُ فَمَاتَ قَبْلَ اَنْ يُّتِمَّهٗ فَوَصّٰى بِهٖ اِلٰى سُلَيْمَانَ فَاَمَرَ الْجِنَّ بِاِتْمَامِهٖ فَلَمَّا بَقِیَ مِنْ عُمُرِهٖ سَنَةٌ سَاَلَ اَنْ يُّعْمِیَ عَلَيْهِمْ مَوْتَهٗ حَتّٰى يَفْرُغُوْا مِنْهُ وَتَبْطُلُ دَعْوَاهُمْ عِلْمَ الْغَيْبِ۔
داؤد علیہ السلام نے بناء بیت المقدس اس جگہ فرمائی جہاں موسیٰ علیہ السلام کے خیمے نصب تھے۔ تو آپ کا انتقال قبل اتمام ہوا تو آپ نے حضرت سلیمان علیہ السلام کو وصیت کی کہ وہ اسے پورا کریں تو جب آپ کی عمر میں سے ایک سال باقی رہ گیا تو آپ نے دعا کی کہ میری موت کا علم جنوں کو نہ ہو حتی کہ وہ بیت المقدس مکمل کر دیں اور انکا دعویٰ علم غیب بھی باطل ہو جائے۔

ایک روایت میں ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کعبۃ اللہ مکمل فرمانے کے بعد چالیس سال بعد بیت المقدس کی تعمیر شروع کی پھر وہ خراب ہو گیا۔ پھر حضرت داؤد علیہ السلام نے دوبارہ تعمیر شروع کی اور اتمام سے قبل آپ کی وفات ہو گئی تو سلیمان علیہ السلام نے تکمیل فرمائی۔

اس کے علاوہ بہت سی روایتیں ہیں جو بخوف طوالت نقل نہیں کیں۔

مختصر یہ کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کی عمر مبارک ۵۳ سال کی ہوئی۔
وَمَلَكَ بَعْدَ اَبِيْهِ وَعُمُرُهٗ ثَلَاثَ عَشَرَةَ سَنَةً۔ اور سریر آرائے سلطنت ۱۳ سال کی عمر میں بعد وفات حضرت داؤد علیہ السلام ہوئے۔
وَابْتَدَاَ فِیْ بِنَاءِ بَيْتِ الْمُقَدَّسِ لِاَرْبَعِ سِنِيْنَ مَضَيْنَ مِنْ مُلْكِهٖ۔ اور تعمیر بیت المقدس بادشاہ ہونے کے چار سال بعد شروع کی۔

اب بعد ذکر داؤد و سلیمان علیہما السلام اور ان کے شکر اور فضل کے اسلوب بیان کے مطابق تقاضا تھا کہ منکرین اور کفران نعمت کرنے والوں کا بھی ذکر ہو اچنانچہ سبا کا تذکرہ شروع فرمایا۔
لَقَدْ كَانَ لِسَبَاٍ فِیْ مَسْكَنِهِمْ اٰيَةٌ جَنَّتٰنِ عَنْ يَّمِيْنٍ وَّشِمَالٍ كُلُوْا مِنْ رِّزْقِ رَبِّكُمْ وَاشْكُرُوْا لَهٗ بَلْدَةٌ طَيِّبَةٌ وَّرَبٌّ غَفُوْرٌ۔ بے شک سبا والوں کو ان کے رہنے کی جگہ میں ہماری نشانی تھی۔ "باغ دائیں بائیں کھاؤ اپنے رب کا رزق اور اس کا شکر کرو پاک بستی اور رب بخشنے والا۔"

سبا اصل میں ایک آدمی کا نام ہے وہ سبا بن یشجب تھا۔

اور بعض احادیث میں ہے عَنْ فَرْوَةَ ابْنِ مُسَيْكٍ قَالَ اَتَيْتُ النَّبِیَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَخْبِرْنِیْ عَنْ سَبَا اَرَجُلٌ هُوَ اَمِ امْرَاَةٌ فَقَالَ هُوَ رَجُلٌ مِّنَ الْعَرَبِ

عَشَرَةً تَيَامَنَ مِنْهُمْ سِتَّةٌ وَتَشَاءَمَ مِنْهُمْ أَرْبَعَةٌ ۔ فَأَمَّا الَّذِيْنَ تَيَامَنُوْا فَالْأَزْدُ وَكِنْدَةُ وَ مَذْحِجٌ وَالْأَشْعَرِيُّوْنَ وَأَنْمَارٌ وَمِنْهُمْ بَجِيْلَةُ ۔

وَأَمَّا الَّذِيْنَ تَشَاءَمُوْا فَعَامِلَةُ وَغَسَّانُ وَلَخْمٌ وَجُذَامٌ ۔

فروہ بن مسیک فرماتے ہیں میں حضور کی خدمت میں حاضر آیا اور عرض کیا حضور سبا کے متعلق مجھے فرمائیں کہ وہ مرد تھا یا عورت ؟

تو حضور نے فرمایا وہ عرب کے لوگوں میں سے تھا اس سے دس خاندان نکلے اس میں سے چھ ایمان لائے اور چار کافر ہوئے ۔

جو ایمان لائے وہ قبیلہ اَزد اور کِندہ اور مذحج اور اشعریون اور انمار اور بجیلہ ہیں

اور وہ چار جو کافر ہوئے وہ قبیلہ عاملہ اور غسان اور لخم اور جذام ہیں

اور شرح قصیدہ عبد المجید بن عبدون میں ہے جو عبد الملک بن عبد اللہ بن لوبرون حضرمی اللیثی سے ہے اِنَّ سَبَا بْنَ يَشْجُبَ أَوَّلُ مُلُوْكِ الْيَمَنِ فِيْ قَوْلٍ وَاسْمُهُ عَبْدُ شَمْسٍ وَإِنَّمَا سُمِّيَ سَبَا لِأَنَّهُ أَوَّلُ مَنْ سَبَى السَّبْيَ مِنْ وُلْدِ قَحْطَانَ وَكَانَ مُلْكُهُ أَرْبَعَمِائَةٍ وَأَرْبَعًا وَثَمَانِيْنَ سَنَةً ثُمَّ سُمِّيَ بِهِ الْحَيُّ ۔ سبا بن یشجب یمن کے پہلے بادشاہ ہیں اور ایک قول ہے کہ اس کا نام عبد شمس تھا اور سبا اس لیے کہا جانے لگا کہ سب سے اول جس نے وجود الٰہی کا انکار کیا وہ یہی شخص قبیلہ قحطان کی اولاد سے تھا اس کی حکومت چار سو چوراسی سال رہی پھر یہ گاؤں کے امراء کہلانے لگے ۔

ان کی بستی اور مکانات کی تعریف میں ہے ۔

فِيْ مَسْكَنِهِمْ اٰيَةٌ ۔ ان کے رہنے والی جگہوں میں نشانی تھی ۔

اور یہ مقام بلاد یمن میں صنعا سے تین میل کے فاصلہ پر تھا یا تین دن کی بعد مسافت تھی اور نشانی سے مراد علامات قدرت الٰہی ہیں جس سے وجود صانع مطلق معلوم ہو ۔

جَنَّتَانِ عَنْ يَمِيْنٍ وَّشِمَالٍ ۔ دو باغ دائیں بائیں ۔

اس سے مراد یا تو یہ ہے کہ جَمَاعَتَانِ مِنَ الْبَسَاتِيْنِ جَمَاعَةٌ عَنْ يَمِيْنِ بَلَدِهِمْ وَجَمَاعَةٌ عَنْ شِمَالِهِ ۔ آبادی کے دائیں بائیں باغات تھے ۔

یا اس سے مراد بُسْتَانُ كُلِّ رَجُلٍ مِنْهُمْ عَنْ يَمِيْنِ مَسْكَنِهِ وَشِمَالِهِ دو باغ ہیں ہر ایک مکان کے دائیں بائیں جیسے کہ کوٹھیوں میں ہوتے ہیں ۔

بہر حال وہ بستی نہایت سرسبز و شاداب تھی اور ارشاد تھا کہ اپنے رب کا دیا ہوا رزق کھاؤ اور اس کا شکر

کہ وہ پاک بستی اور ستھرے رزق اور رب غفور کی نعمتیں۔
اس بستی کے لوگوں کی ہدایت و اصلاح کے لیے تیرہ نبی مبعوث ہوئے جو انہیں دعوت الی اللہ دیتے رہے اور نعماء الٰہی یاد دلاتے رہے تو انہوں نے صاف جواب دیدیے مَا نَعۡرِفُ لِلّٰهِ نِعۡمَةً۔ ہم اللہ کی طرف سے کوئی نعمت نہیں مانتے۔

جیسے آج بھی طبقۂ جہلاء میں سے بعض کہہ دیتے ہیں کہ اللہ نے ہمیں کیا دیا محنت کی تو ہم نے پیدا کیا یہ نہیں سمجھتے کہ یہ محنت کی قوت بھی تو منجانب اللہ ہے ورنہ اگر ہاتھ پیر شل ہو جائیں تو کمانے والا کیا کما سکتا ہے۔

اور اس قسم کے انکار کفر ہی نہیں بلکہ اعظم کفر ہیں۔
ابو حیان فرماتے ہیں اَعۡرَضُوۡا عَمَّا جَاءَ بِهِ اِلَيۡهِمۡ اَنۡبِيَاؤُهُمُ الثَّلٰثَةَ عَشَرَ حَيۡثُ دَعَوۡهُمۡ اِلَى اللّٰهِ تَعَالٰى وَذَكَّرُوۡهُمۡ نِعۡمَتَهٗ فَكَذَّبُوۡهُمۡ وَقَالُوۡا مَا نَعۡرِفُ لِلّٰهِ نِعۡمَةً۔ تو پھر ان پر عذاب آیا چنانچہ ارشاد ہے۔

فَاَرۡسَلۡنَا عَلَيۡهِمۡ سَيۡلَ الۡعَرِمِ۔ تو بھیجا ہم نے ان پر سیل عرم۔
یعنی سخت سیلاب وَقِيۡلَ الۡعَرِمُ الۡمَطَرُ الشَّدِيۡدُ۔ عرم سخت بارش کو کہتے ہیں۔
وَقِيۡلَ هُوَ اسۡمُ الۡجُرۡذِ الَّذِىۡ نَقَبَ عَلَيۡهِمۡ سَدَّهُمۡ فَصَارَ سَبَبًا لِتَسَلُّطِ السَّيۡلِ عَلَيۡهِمۡ وَهُوَ الۡفَاْرُ الۡاَعۡمٰى الَّذِىۡ يُقَالُ لَهُ الۡخُلۡدُ۔ ایک قول ہے کہ عرم اس فصیل کا نام ہے جس میں سوراخ کیا اور وہ انکے لیے سیل کا سبب ہوا اور وہ اندھے چوہے تھے جنہیں چھچھوندر کہتے تھے۔

ضحاک اور قتادہ کہتے ہیں هُوَ اسۡمُ الۡوَادِىۡ الَّذِىۡ كَانَ يَاۡتِى السَّيۡلُ مِنۡهُ وَبُنِىَ السَّدُّ فِيۡهِ۔ وہ جنگل جس میں سیلاب آیا یہ ایک میدان پہاڑوں کے بیچ میں تھا اس کے جانب فصیل بنائی تھی پانی پہاڑوں سے بند کر کے جمع ہو اور اس سے باغات سیراب ہوں۔

اس فصیل کو چھچھوندر نے نیچے سے کھوکھلا کر دیا اور ان سوراخوں میں سے پانی جو چلا تو تمام فصیل کو بہا کر لے گیا اور باغات ویران کر دیے۔

مفصل روایت یہ ہے کہ جب بلقیس ملک سبا کی ملکہ ہوئی تو قوم انتی غیر نستعلیق تھی کہ جنگل کے پانی پر باہمی مقاتلہ کرتی تو بلقیس نے تخت چھوڑ دیا اور ایک مکان میں چلی گئی تو قوم نے یہ چاہا کہ یہ واپس آکر تخت نشین ہو۔ بلقیس نے کہا تم بیوقوف بے عقل لوگ ہو اور میرا کہا بھی نہیں سنتے تو پھر میں تخت نشینی کس پر کروں؟

سب نے متفق ہو کر کہا کہ اب ہم تیرے حکم کی پیروی کریں گے چنانچہ ایک جنگل تھا پہاڑوں کے بیچ میں جس کا عرض و طول تین دن کی مسافت پر تھا بلقیس نے حکم دیا کہ اس وادی پر پہاڑ سے پہاڑ تک ایک فصیل بناؤ۔

چنانچہ انہوں نے بڑی چٹانوں سے پتھروں سے اس فصیل کو تیار کیا اور جو پانی بارش کا اترا وہ سب اس میں جمع ہوا اس فصیل میں بہت سی نہروں کے لیے راستے رکھے جو شہر میں پانی پہنچاتیں جو بارہ نہروں پر مشتمل تھی غرضکہ خوب شادابی ہوئی ہر طرف سبزہ ہی تھا پھل پھول کافی ہونے لگے۔

اس فصیل کا انجینئر حمیر تھا جو یمنیوں کا ابوالقبائل بھی تھا۔

بعض کہتے ہیں اس کا بنانے والا لقمان الاکبر ابن عاد تھا جس نے چنائی میں پتھروں کے اندر سکہ پگھلایا تھا اور لوہا ڈالا تھا اور یہ ایک فرسخ لمبی چوڑی فصیل بنی تھی۔

اور اس فصیل سے اس قدر فراوانی ہوئی کہ حَتّٰی اِنَّ الْمَرْأَةَ تَخْرُجُ وَعَلٰی رَأْسِهَا الْمِكْتَلُ فَتَحْمِلُ بَيَدَيْهَا وَتَسِيْرُ فَيَمْتَلِئُ الْمِكْتَلُ مِمَّا يَتَسَاقَطُ مِنْ اَشْجَارِ بَسَاتِيْنِهِمْ اِلٰى اَنْ اَعْرَضُوْا عَنِ الشُّكْرِ وَكَذَّبُوا الْاَنْبِيَاءَ عَلَيْهِمُ السَّلَامُ فَسَلَّطَ اللّٰهُ عَلٰى سَدِّهِمُ الْخُلْدَ فَوَلَدَ فِيْهِ فَخَرَقَهٗ فَاَرْسَلَ سُبْحٰنَهٗ سَيْلًا عَظِيْمًا فَحَمَلَ السَّدَّ وَذَهَبَ بِالْجِنَانِ وَكَثِيْرٍ مِّنَ النَّاسِ۔

آدمی اپنے سر پر ٹوکری لے کر نکلتا اور چلتا تو پھل گر گر کر اس ٹوکری کو بھر دیتے حتیٰ کہ انہوں نے اللہ کی ان نعمتوں سے اعراض کیا اور انبیاء کرام کی تکذیب کی تو اللہ تعالےٰ نے ان کے اس پانی پر جسے فصیل بھی کہتے ہیں چھچھوندریں مسلط فرما دیں انہوں نے وہاں بچے دیے اور فصیل میں چھید کر ڈالے پھر ایک زبردست سیلاب جسے سیل عرم فرمایا ہے بھیج دیا اس نے فصیل کو اٹھا کر پھینک دیا اور وہ پانی جو ان کے لیے موجب رحمت تھا زحمت و عذاب بن گیا اس نے تمام باغ بہا دیے اور بہت سی آبادی ہلاک کر ڈالی جس کا مختصر سا نمونہ اس سال اور اس سے گذشتہ سال ۵۵ء میں سیالکوٹ، لاہور اور سندھ و ٹھٹھہ و کراچی میں وہ ظہور پذیر ہوا۔

یہ سیلاب عہد ملک ذی الاذعار بن حسان میں آیا جو حضور صلے اللہ علیہ وسلم اور عیسیٰ علیہ السلام کے زمانہ کے بیچ میں تھا۔ اس کے بعد جو حشر ہوا اس کا بیان ہے۔

وَبَدَّلْنٰهُمْ بِجَنَّتَيْهِمْ جَنَّتَيْنِ ذَوَاتَیْ اُكُلٍ خَمْطٍ وَّاَثْلٍ وَّشَیْءٍ مِّنْ سِدْرٍ قَلِيْلٍ۔ اور بدل دیا ہم نے ان باغوں کے بدلے دو باغ جو کسیلے کڑوے پھل والے تھے اور جھاؤ کے درخت اور کچھ تھوڑ بیری کی جھاڑیاں۔

یعنی اَذْهَبْنَا جَنَّتَیْهِمْ وَاٰتَیْنٰا بَدَلَهَا۔ وہ باغ تباہ کر کے اس کی جگہ جنگلی جڑی بوٹیاں اگا دیں چنانچہ کسیلے کڑوے پھل والے درخت جیسے اَثل یعنی جھاؤ اور خرفہ بھی جھاؤ کے درخت کا دوسرا نام ہے اور اسم بھی جھاؤ ہی کو کہتے ہیں۔

اور ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں الخمط الاراک میٹھے ذائقہ والا درخت اراک ہے اور وہ پیلو کا درخت ہے جو اکثر قبرستانوں میں ہوتا ہے جس کی مسواک بھی بناتے ہیں اور اسے پنجاب میں وَن کہتے ہیں۔ ان درختوں کے باغ بدل دیے۔

اور حکماء میں داؤد انطاکی نے بھی کہا ثمرہ کالحمص۔ اس کا پھل چنے جیسا ہوتا ہے۔

وَشَیْءٍ مِّنْ سِدْرٍ قَلِیْلٍ۔ اور کچھ بیری کی جھاڑیاں۔

یہ دو قسم کی ہوتی ہے ایک بیری ہے جسے ضال کہتے ہیں اور دوسری وہ ہے جسے بنق کہتے ہیں۔ اس کے پتے سے کپڑے دھوتے ہیں اور اس کا پھل عناب کی طرح ہوتا ہے۔

بہر حال یہ حال اس جنت ارضی کا اعمال طالح اور تکذیب انبیاء سے ہوا چنانچہ ارشاد ہے۔

ذٰلِكَ جَزَیْنٰهُمْ بِمَا كَفَرُوْا وَهَلْ نُجٰزِیْ اِلَّا الْكَفُوْرَ۔ یہ بدلہ دیا ہم نے ان کے کفر کا اور ہم سزا نہیں دیتے مگر ناشکروں منکروں کو۔

یعنی ان میں تیرہ انبیاء تبلیغ و ہدایت کے لیے مبعوث فرمائے اور ہر قسم کی نعمتوں سے متمتع فرمایا۔ مگر وہ سرکشی اور انحراف سے باز نہ آئے تو پھر ہم نے انہیں یہ سزا دی۔

اب یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام اور سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے مابین کا زمانہ زمانۂ فترۃ ہے اور اس پر جمہور کا اتفاق ہے کہ لَا نَبِیَّ بَیْنَ نَبِیِّنَا وَعِیْسٰی عَلَیْهِمَا السَّلَامُ۔ حضور اور عیسیٰ علیہما السلام کے درمیانی زمانہ میں کوئی نبی نہیں لیکن

وَمِنَ النَّاسِ مَنْ قَالَ بَیْنَهُمَا عَلَیْهِمَا السَّلَامُ اَرْبَعَةُ اَنْبِیَاءَ ثَلَاثَةٌ مِّنْ بَنِیْ اِسْرَائِیْلَ وَوَاحِدٌ مِّنَ الْعَرَبِ وَهُوَ خَالِدُ الْعَبَسِیُّ وَهُوَ قَدْ بُعِثَ لِقَوْمِهٖ وَبَنُوْ اِسْرَائِیْلَ لَمْ یُبْعَثُوْا لِلْعَرَبِ۔ بعض نے کہا کہ زمانۂ فترۃ میں چار نبی آئے ہیں تین بنی اسرائیل سے اور ایک عرب سے خالد العبسی اور وہ اپنی قوم کی طرف مبعوث ہوئے اور بنی اسرائیل عرب میں مبعوث نہیں ہوئے۔

اور یہ تیرہ نبی ان کی قوم سبا بن یشجب سے تشریف لائے تھے حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ نے اس قوم کی گمراہی کی وجہ سے اسے ہلاک فرمایا۔ اسی لیے وَهَلْ نُجٰزِیْ فرمایا کہ ہل بمعنی نفی ظاہر فرمایا۔

وَجَعَلْنَا بَیْنَهُمْ وَبَیْنَ الْقُرَی الَّتِیْ بٰرَكْنَا فِیْهَا قُرًی ظَاهِرَةً وَّقَدَّرْنَا فِیْهَا السَّیْرَ۔ اور کیے

ہم نے ان کے اندر مسلسل شہر کہ ان میں کھلی آبادیاں تھیں اور جانے آنے کی مقداریں مقرر۔

یَعْنِیْ جَعَلْنَا نِسْبَۃَ بَعْضِہَا اِلٰی بَعْضٍ عَلٰی مِقْدَارٍ مُّعَیَّنٍ مِّنَ السَّیْرِ۔ قِیْلَ مَنْ سَارَ مِنْ قَرْیَۃٍ صَبَاحًا وَصَلَ اِلٰی اُخْرٰی وَقْتَ الظَّہِیْرَۃِ وَالْقَیْلُوْلَۃِ وَمَنْ سَارَ بَعْدَ الظُّہْرِ وَصَلَ اِلٰی اُخْرٰی عِنْدَ الْغُرُوْبِ فَلَا یَحْتَاجُ لِحَمْلِ زَادٍ وَّلَا مَبِیْتٍ فِیْ اَرْضٍ خَالِیَۃٍ وَلَا یَخَافُ مِنْ عَدُوٍّ وَّنَحْوِہٖ۔

یعنی ہم نے آبادیاں مناسبت کے حساب سے مقدار معین پر رکھی تھیں۔

چنانچہ ایک قول ہے کہ جو ایک گاؤں سے صبح روانہ ہوتو ظہر کے وقت دوسری آبادی میں جا کر قیلولہ کرتا اور جو بعد ظہر روانہ ہوتا تو مغرب کے وقت دوسری آبادی میں پہنچ جاتا۔

تو ناشتہ اور راحلہ اور بستر لے جانے کی حاجت نہ ہوتی اور کثرت آبادی کی وجہ سے کسی چور اور ڈاکو کا بھی خطرہ نہ ہوتا۔

وَقِیْلَ کَانَ بَیْنَ قَرْیَتَیْنِ مِیْلٌ۔ ایک قول ہے کہ دونوں آبادیوں کے مابین ایک میل کا فاصلہ ہوتا تھا۔ گویا بوجہ قرب منزل کسی کو یہ محسوس نہ ہوتا تھا کہ سفر کیا ہے چنانچہ ارشاد ہے۔

سِیْرُوْا فِیْہَا لَیَالِیَ وَاَیَّامًا اٰمِنِیْنَ۔ سفر کرو ان شہروں میں راتوں اور دنوں میں امن وامان سے۔

یہاں رات کو مقدم کرنا اس حکمت سے ہے کہ دن کی بہ نسبت رات میں مظنۂ خوف زیادہ ہوتا ہے۔

قتادہ کہتے ہیں کَانُوْا یَسِیْرُوْنَ مَسِیْرَۃَ اَرْبَعَۃِ اَشْہُرٍ فِیْ اَمَانٍ۔ چار ماہ کی مدت سفر ایسے ہی امان سے گذرتی تھی تو یہ نعمت بھی گوارانہ ہوئی اور بنی اسرائیل کی طرح انہوں نے بھی کفران نعمت کیا چنانچہ انہوں نے لَنْ نَّصْبِرَ عَلٰی طَعَامٍ وَّاحِدٍ کہہ کر مشقت اور مصیبت مول لی انہوں نے مسلسل آبادیوں کو پسند نہ کیا اور کہا۔

فَقَالُوْا رَبَّنَا بٰعِدْ بَیْنَ اَسْفَارِنَا وَظَلَمُوْا اَنْفُسَہُمْ فَجَعَلْنٰہُمْ اَحَادِیْثَ وَمَزَّقْنٰہُمْ کُلَّ مُمَزَّقٍ اِنَّ فِیْ ذٰلِکَ لَاٰیٰتٍ لِّکُلِّ صَبَّارٍ شَکُوْرٍ۔ تو وہ بولے اے ہمارے رب ہمارے سفروں میں بُعد کردے اور انہوں نے اپنی جانوں پر ظلم کیا تو ہم نے ان کی یہ بستیاں افسانہ کردیں اور علیحدہ علیحدہ کردیں بیشک اس میں نشانیاں ہیں ہماری ہر صبر کرنے والے شکر گذار کے لیے۔

علامہ روح المعانی فرماتے ہیں کَمَا طَالَ بِہِمْ مُدَّۃُ النِّعْمَۃِ بَطِرُوْا وَمَلُّوْا وَاَکْثَرُ الَّذِیْنَ ہُوْا اِذْنِیْ عَلٰی اتِّصَالِ الْعِمَارَاتِ وَفَصْلِ الْمَفَاوِزِ الْقِفَارِ وَفِیْ ضِمْنِ ذٰلِکَ اِظْہَارُ الْقَادِرِیْنَ مِنْہُمْ عَلٰی قَطْعِہَا بِرُکُوْبِ الرَّوَاحِلِ وَتَزَوُّدِ الْاَزْوَادِ الْفَخْرَ وَالْکِبْرَ عَلَی الْفُقَرَآءِ الْعَاجِزِیْنَ عَنْ ذٰلِکَ فَجَعَلَ اللّٰہُ تَعَالٰی لَہُمُ الْاِجَابَۃَ بِتَخْرِیْبِ الْقُرَی الْمُتَوَسِّطِ وَجَعْلِہَا بَلْقَعًا لَا یُسْمَعُ فِیْہَا دَاعٍ وَّلَا مُجِیْبٌ۔

جب سبا والوں پر نعمتیں وسیع ہوئیں اور ان سے ان کا جی بھر گیا تو انہیں ان تنگیوں کی طرف التفات ہوا جو ان نعمتوں کے مقابل ادنیٰ تھیں آبادیوں کے قرب سے گھبرائے اور یہ چاہا کہ جنگل اور میدان بیچ میں ہوں اور ہم جب چلیں تو سواریاں خیمے اور کھانے پینے کے سامان ہمراہ ہوں تاکہ غریب لوگوں میں ہمارا امتیاز رہے۔

یہ جو کچھ انہوں نے وہ بلسان الحال ہی کہا لیکن لَعَجَّلَ اللّٰهُ لَهُمُ الْإِجَابَةَ۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے اس قول کو جلد منظور فرما کر ان کی آبادیاں خراب کر ڈالیں اور جہاں مسلسل بستیاں اور گاؤں آباد تھے وہاں جنگل و بیابان ہو گئے اور ایسے بیابان ہوئے کہ کوئی کسی کی آواز بھی نہ سن سکے اور کوئی مصیبت میں پھنس جائے تو کوئی اس کی مدد بھی نہ کر سکے چنانچہ ارشاد ہے۔

وَظَلَمُوا أَنفُسَهُمْ۔ انہوں نے کفران نعمت کر کے خود ہی اپنی جانوں پر ظلم کیا اور نعمائے الٰہی سے محروم ہوئے اور ان کی یہ سرسبزی شادابی افسانہ بن کر رہ گئی۔ اور تمام قبائل متفرق ہو گئے۔

تمزیق کے معنی خلاصہ تفسیر میں بیان ہو چکے۔

آلوسی فرماتے ہیں۔ یہاں تمزیق سے مراد ان کی تفریق ہے یعنی بعید بعید آبادیاں ہو گئیں۔

چنانچہ کشاف میں ہے۔ لَحِقَ غَسَّانُ بِالشَّامِ۔ قبیلہ بنی غسان شام سے جاملے۔

وَأَنْمَارُ بِيَثْرِبَ۔ اور قبیلہ انمار مدینہ والوں سے مل گیا

وَجُذَامُ بِتِهَامَةَ۔ اور قبیلہ جذام تہامہ سے جاملا۔

وَالْأَزْدُ بِعُمَانَ۔ اور قبیلہ ازد عمان میں چلا گیا

اور تحریر میں ہے۔

وَقَعَ مِنْهُمْ قُضَاعَةُ بِمَكَّةَ۔ بنی قضاعہ مکہ چلا گیا۔

وَالْأَسَدُ بِالْبَحْرَيْنِ۔ اور قبیلہ اسد بحرین میں آ گیا

علامہ میدانی کلبی سے اور وہ ابو صالح سے راوی ہیں۔

إِنَّ طَرِيفَةَ الْكَاهِنَةَ قَدْ رَأَتْ فِي كَهَانَتِهَا أَنَّ سَدَّ مَأْرِبَ سَيَخْرَبُ وَأَنَّهُ سَيَأْتِي سَيْلُ الْعَرِمِ فَيُخَرِّبُ الْجَنَّتَيْنِ فَبَاعَ عَمْرُو بْنُ عَامِرٍ أَمْوَالَهُ وَسَارَ هُوَ وَقَوْمُهُ حَتَّى انْتَهَوْا إِلَى مَكَّةَ فَأَقَامُوا بِهَا وَبِمَا حَوْلَهَا فَأَصَابَتْهُمُ الْحُمَّى وَكَانُوا بِبَلَدٍ لَا يَدْرُونَ فِيهِ الْحُمَّى فَدَعَوْا طَرِيفَةَ فَشَكَوْا إِلَيْهَا الَّذِي أَصَابَهُمْ فَقَالَتْ لَهُمْ أَصَابَنِي الَّذِي تَشْكُونَ وَهُوَ مُفَرِّقٌ بَيْنَنَا قَالُوا فَمَاذَا تَأْمُرِينَ قَالَتْ مَنْ كَانَ مِنْكُمْ ذَا هَمٍّ بَعِيدٍ وَجَمَلٍ شَدِيدٍ وَمَزَادٍ جَدِيدٍ فَلْيَلْحَقْ بِقَصْرِ عُمَانَ الْمُشَيَّدِ فَكَانَتْ

أَزْدُ بِعُمَّانَ۔

ثُمَّ قَالَتْ مَنْ كَانَ مِنْكُمْ ذَا جَلَدٍ وَقَسْرٍ وَصَبْرٍ عَلَى أَزَمَاتِ الدَّهْرِ فَلْيَلْحَقْ بِالْأَرَاكِ مِنْ بَطْنِ مُرٍّ فَكَانَتْ خُزَاعَةُ۔

ثُمَّ قَالَتْ مَنْ كَانَ مِنْكُمْ يُرِيدُ الرَّاسِيَاتِ فِي الْوَحَلِ الْمُطْعِمَاتِ فِي الْمَحَلِّ فَلْيَلْحَقْ بِيَثْرِبَ فَكَانَتِ الْأَوْسُ وَالْخَزْرَجُ۔

ثُمَّ قَالَتْ مَنْ كَانَ مِنْكُمْ يُرِيدُ الْخَمْرَ وَالْخَمِيرَ وَالْمُلْكَ وَالتَّأْمِيرَ وَيَلْبَسُ الدِّيبَاجَ وَالْحَرِيرَ فَلْيَلْحَقْ بِبُصْرَى وَغُوَيْرٍ وَهُمَا مِنْ أَرْضِ الشَّامِ۔

فَكَانَ الَّذِي سَكَنُوهَا آلُ جَفْنَةَ مِنْ غَسَّانَ۔

ثُمَّ قَالَتْ مَنْ كَانَ مِنْكُمْ يُرِيدُ الثِّيَابَ الرِّقَاقَ وَالْخَيْلَ الْعِتَاقَ وَكُنُوزَ الْأَرْزَاقِ وَالدَّمَ الْمُهْرَاقَ فَلْيَلْحَقْ بِأَرْضِ الْعِرَاقِ فَكَانَ الَّذِي سَكَنُوهَا آلُ جُذَيْمَةَ الْأَبْرَشِ وَمَنْ كَانَ بِالْحِيرَةِ وَآلُ مُحَرِّقٍ۔

وَالْحَقُّ أَنَّ تَمَزُّقَهُمْ وَتَفَرُّقَهُمْ فِي الْبِلَادِ كَانَ بَعْدَ إِرْسَالِ السَّيْلِ۔

طریفہ ایک کاہنہ تھی اس نے اپنی کہانت سے دیکھا کہ ملک سبا کی سد مآرب عنقریب خراب ہو جائے گی اور اس پر زبردست سیلاب آئے گا اور وہ ان باغوں کی تباہی کا موجب ہوگا جو سکان ملک سبا کے دائیں بائیں سرسبز و شاداب ہیں۔

چنانچہ جب اس کے خاوند عمرو بن عامر کو معلوم ہوا اس نے اپنا سب مال بیچ ڈالا اور معہ اپنی قوم کے وہاں سے نکل کر مکہ اور اس کے مضافات میں جا بسا۔ یہاں انہیں بخار کی وبا پڑی اور چونکہ یہ ایسی بستی سے آئے تھے جو بخار وغیرہ سے واقف ہی نہ تھے تو انہوں نے طریفہ کو بلا کر یہ شکوہ کیا اس نے کہا تمہیں تنہا یہ بخار نہیں آیا مجھے بھی اس بخار نے گھیر رکھا ہے اور یہ ہمارے تمہارے مابین جدائی اور مفارقت کا موجب ہے تو قوم نے کہا اب تیرا کیا مشورہ ہے۔

طریفہ بولی تم میں سے جو صابر اور بلاکش ہے اسے چاہئے کہ پیلو کے پھلوں پر قناعت کرے۔ اور بطن مر میں رہے چنانچہ خزاعہ نے یہ گوارہ کر لیا۔

اور جو دور دراز راہ اور اونٹوں کا سفر منظور کرے اسے چاہئے کہ قعر عمان میں چلا جائے۔ چنانچہ ازد کا قبیلہ وہاں چلا گیا۔

پھر کہنے لگی اور جو چاہتا ہے کہ پہاڑوں میں رہے اور کیچڑ گارے میں کھاتے پیتے اسے چاہیئے کہ

کھجوروں کے علاقہ یثرب میں رہے چنانچہ اوس اور خزرج وہاں آباد ہو گئے۔
پھر بولی جو تم میں شراب اور خمیر اور حکومت چاہتا ہے اور دیبا اور ریشم پہننا پسند کرتا ہے اسے چاہئے کہ بصری میں رہے اور یہ بستی شام میں ہے یہاں آل جفنہ قبیلہ غسان سے جا کر آباد ہو گئے۔
پھر کہنے لگی جو تم میں باریک لباس اور تیز گھوڑے اور خزانوں کا خواہشمند ہو اور خون بہنے کی بہاریں دیکھنا چاہے اسے عراق میں چلا جانا چاہئے چنانچہ آل جذیمہ الابرش یہاں آ بسے۔
غرضکہ یہ تمزیق و تفریق قبائل بعد سیل عرم ہوئی۔
اس کے ساتھ روح المعانی میں اس قصہ کو ذرا طویل کر کے بھی لکھا ہے۔
اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیٰتٍ لِّكُلِّ صَبَّارٍ شَكُوْرٍ۔ اس تمزیق و تفریق میں البتہ نشانیاں ہیں ہر صبر کرنے والے شکر گذار کے لیے۔
وَلَقَدْ صَدَّقَ عَلَیْهِمْ اِبْلِیْسُ ظَنَّهٗ فَاتَّبَعُوْهُ اِلَّا فَرِیْقًا مِّنَ الْمُؤْمِنِیْنَ۔ اور بیشک سچ کر دکھایا ان پر شیطان نے اپنا گمان تو متبع ہو گئے اس کے مگر ایک جماعت ایمان والوں کی۔
روح المعانی میں ہے اَیْ حَقَّقَ عَلَیْهِمْ ظَنَّهٗ اَوْ وَجَدَ ظَنَّهٗ صَادِقًا۔ یعنی شیطان نے اپنا گمان سچ کر دکھایا یا اس نے اپنا گمان سچا پایا۔ یعنی اہل سبا پر شیطان کا گمان سچا ہو گیا اور اہل سبا اس کے متبع ہو گئے مگر ایک جماعت جو مومن تھی اس نے شیطان کی پیروی نہ کی۔
وَمَا كَانَ لَهٗ عَلَیْهِمْ مِّنْ سُلْطٰنٍ۔ اور نہیں اس شیطان کا کوئی تسلط و اینیاز اپنے توسوس کا ان پر۔
اِلَّا لِنَعْلَمَ مَنْ یُّؤْمِنُ بِالْاٰخِرَةِ مِمَّنْ هُوَ مِنْهَا فِیْ شَكٍّ وَرَبُّكَ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ حَفِیْظٌ۔ مگر یہ کہ ہم دکھا دیں جو ایمان لائے آخرت پر اور کون ان میں سے شک میں ہے اور تیرا رب ہر شے کا محافظ ہے۔
گویا ارشاد ہوا کہ یہ سب کچھ ضروری نہ تھا مگر یہ دکھلانے کو کہ ایمان پر کون ہے اور گمراہ کون ہے۔
وَرَبُّكَ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ حَفِیْظٌ۔ اور اے محبوب تیرا رب ہر شے کا محافظ اور وکیل ہے جو قائم ہے تمام احوال و شیون پر۔

بامحاورہ ترجمہ تیسرا رکوع سورۃ سبا پ۲۲

قُلِ ادْعُوا الَّذِیْنَ زَعَمْتُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ لَا یَمْلِكُوْنَ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ	اے محبوب فرما دیجئے پکارو انہیں جنہیں اللہ کے سوا معبود سمجھے ہوئے ہو وہ ذرہ بھر کے مالک نہیں

فِی السَّمٰوٰتِ وَلَا فِی الْاَرْضِ وَمَا لَهُمْ فِیْهِمَا مِنْ شِرْكٍ وَّمَا لَهٗ مِنْهُمْ مِّنْ ظَهِیْرٍ ۝ وَلَا تَنْفَعُ الشَّفَاعَةُ عِنْدَهٗۤ اِلَّا لِمَنْ اَذِنَ لَهٗ حَتّٰۤى اِذَا فُزِّعَ عَنْ قُلُوْبِهِمْ قَالُوْا مَاذَا قَالَ رَبُّكُمْ قَالُوا الْحَقَّ وَهُوَ الْعَلِیُّ الْكَبِیْرُ ۝

آسمانوں اور نہ زمین میں اور نہیں ان دونوں میں ان کا کچھ حصہ اور نہ ان میں سے کوئی مددگار۔
اور نہ نفع دے گی شفاعت اللہ کے حضور کسی کی مگر جس کے لیے اس کا اذن ہوتی کہ جب ان کے دلوں کی گھبراہٹ دور ہو جائے کہیں ایک دوسرے سے تمہارے رب نے کیا فرمایا کہیں جو فرمایا حق فرمایا اور وہی بلند و بالا ہے۔

قُلْ مَنْ یَّرْزُقُكُمْ مِّنَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ قُلِ اللّٰهُ وَاِنَّاۤ اَوْ اِیَّاكُمْ لَعَلٰى هُدًى اَوْ فِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ ۝

فرمائیں انہیں کون تمہیں رزق دیتا ہے آسمانوں اور زمین میں فرما دیجئے اللہ اور ہم یا تم یا تو ہدایت پر ہیں یا کھلی گمراہی ہیں۔

قُلْ لَّا تُسْــَٔلُوْنَ عَمَّاۤ اَجْرَمْنَا وَلَا نُسْــَٔلُ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ ۝

فرما دیجئے تم ہمارے گناہ ہیں اگر ہم نے کوئی جرم کیا تو تم نہ پوچھے جاؤ گے اور تمہارے عمل سے ہم نہ پوچھے جائیں گے۔

قُلْ یَجْمَعُ بَیْنَنَا رَبُّنَا ثُمَّ یَفْتَحُ بَیْنَنَا بِالْحَقِّ وَهُوَ الْفَتَّاحُ الْعَلِیْمُ ۝

فرما دیجئے اللہ ہمیں تمہیں سب کو جمع کرے گا پھر ہمارے تمہارے مابین فیصلہ کرے گا حق اور وہی بڑا فیصلہ کرنے والا جاننے والا ہے۔

قُلْ اَرُوْنِیَ الَّذِیْنَ اَلْحَقْتُمْ بِهٖ شُرَكَآءَ كَلَّا بَلْ هُوَ اللّٰهُ الْعَزِیْزُ الْحَكِیْمُ ۝

فرما دیجئے مجھے وہ شریک دکھاؤ جو تم اس سے ملاتے ہو ہرگز نہیں بلکہ وہی ہے عزت والا حکمت والا۔

وَمَاۤ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا كَآفَّةً لِّلنَّاسِ بَشِیْرًا وَّنَذِیْرًا وَّلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا یَعْلَمُوْنَ ۝

اور نہیں بھیجا ہم نے تمہیں مگر ایسی رسالت سے جو تمام لوگوں کے لیے ہے خوشخبری دیتا اور ڈر سناتا لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے۔

وَیَقُوْلُوْنَ مَتٰى هٰذَا الْوَعْدُ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ ۝

اور کہتے ہیں یہ وعدہ کب آئے گا اگر تم سچے ہو۔

قُلْ لَّكُمْ مِّیْعَادُ یَوْمٍ لَّا تَسْتَاْخِرُوْنَ عَنْهُ سَاعَةً وَّلَا تَسْتَقْدِمُوْنَ ۝

فرما دیجئے تمہارے لیے ایک ایسے دن کا وعدہ ہے کہ جس سے تم ایک ساعت نہ ہٹ سکو گے اور نہ

آگے بڑھ سکو گے۔

لفظی ترجمہ

قُلْ۔ کہو — اُدْعُوا۔ بلاؤ — الَّذِیْنَ۔ ان کو جنکو — زَعَمْتُمْ۔ تم نے خیال کر رکھا ہے

مِنْ دُوْنِ۔ سوا — اللّٰہِ۔ اللہ کے — لَا۔ نہیں — یَمْلِکُوْنَ۔ مالک ہیں

مِثْقَالَ۔ برابر — ذَرَّۃٍ۔ ایک ذرہ کے — فِی۔ بیچ — السَّمٰوٰتِ۔ آسمانوں کے

وَ۔ اور — لَا۔ نہ — فِی۔ بیچ — الْاَرْضِ۔ زمین کے

وَ۔ اور — مَا۔ نہیں — لَھُمْ۔ انکی — فِیْھِمَا۔ ان میں

مِنْ شِرْکٍ۔ کوئی شراکت — وَ۔ اور — مَا۔ نہیں — لَہٗ۔ اس کا

مِنْھُمْ۔ ان میں سے — مِنْ ظَھِیْرٍ۔ کوئی مددگار — وَ۔ اور — لَا۔ نہیں

تَنْفَعُ۔ نفع دیتی — الشَّفَاعَۃُ۔ سفارش — عِنْدَہٗ۔ اس کے پاس — اِلَّا۔ مگر

لِمَنْ۔ اس کو کہ — اَذِنَ۔ اجازت دے — لَہٗ۔ اس کو — حَتّٰی۔ یہانتک کہ

اِذَا۔ جب — فُزِّعَ۔ گھبراہٹ دور ہوتی ہے — عَنْ قُلُوْبِھِمْ۔ ان کے دلوں سے

قَالُوْا۔ کہتے ہیں — مَاذَا۔ کیا — قَالَ۔ فرمایا — رَبُّکُمْ۔ تمہارے رب نے

قَالُوا۔ کہتے ہیں — الْحَقَّ۔ حق — وَ۔ اور — ھُوَ۔ وہ ہے

الْعَلِیُّ۔ بلند — الْکَبِیْرُ۔ بڑا — قُلْ۔ کہہ دو — مَنْ۔ کون

یَرْزُقُکُمْ۔ رزق دیتا ہے تم کو — مِنَ السَّمٰوٰتِ آسمانوں سے — وَ۔ اور

الْاَرْضِ۔ زمین سے — قُلِ۔ کہہ — اللّٰہُ۔ اللہ — وَ۔ اور

اِنَّا۔ ہم — اَوْ۔ یا — اِیَّاکُمْ۔ تم — لَعَلٰی۔ اوپر

ھُدًی۔ ہدایت کے ہیں — اَوْ۔ یا — فِیْ۔ بیچ — ضَلٰلٍ۔ گمراہی

مُّبِیْنٍ۔ ظاہر کے — قُلْ۔ کہہ دیں — لَا۔ نہ — تُسْئَلُوْنَ۔ پوچھے جاؤ گے تم

عَمَّا۔ اس سے جو — اَجْرَمْنَا۔ ہم نے جرم کیا — وَ۔ اور — لَا۔ نہ

نُسْئَلُ۔ پوچھے جائیں گے ہم — عَمَّا۔ اس سے جو — تَعْمَلُوْنَ۔ تم کرتے ہو — قُلْ۔ کہہ دیں

یَجْمَعُ۔ جمع کرے گا — بَیْنَنَا۔ ہمارے درمیان — رَبُّنَا۔ ہمارا رب — ثُمَّ۔ پھر

يَفْتَحُ۔ فیصلہ کرے گا	بَيْنَنَا۔ ہمارے درمیان	بِالْحَقِّ۔ ساتھ حق کے	وَ۔ اور
هُوَ۔ وہ ہے	الْفَتَّاحُ۔ فیصلہ کرنیوالا	الْعَلِيمُ۔ جاننے والا	قُلْ۔ کہو
أَرُونِيَ۔ دکھاؤ مجھے	الَّذِينَ۔ وہ جنہیں	أَلْحَقْتُمْ۔ تم ملاتے ہو	بِهٖ۔ اسکے ساتھ
شُرَكَاءَ۔ شریک	كَلَّا بَلْ۔ ہرگز بلکہ	هُوَ۔ وہ ہے	اللّٰهُ۔ اللہ
الْعَزِيزُ۔ غالب	الْحَكِيمُ۔ حکمت والا	وَ۔ اور	مَا۔ نہیں
أَرْسَلْنَا۔ بھیجا ہم نے	كَ۔ تجھ کو	إِلَّا۔ مگر	كَافَّةً۔ تمام
لِلنَّاسِ۔ لوگوں کیلئے	بَشِيرًا۔ خوشخبری دینے والا	وَّ۔ اور	نَذِيرًا۔ ڈرسنانے والا
وَ۔ اور	لٰكِنَّ۔ لیکن	أَكْثَرَ۔ اکثر	النَّاسِ۔ لوگ
لَا۔ نہیں	يَعْلَمُونَ۔ جانتے	وَ۔ اور	يَقُولُونَ۔ کہتے ہیں
مَتٰى۔ کب ہوگا	هٰذَا۔ یہ	الْوَعْدُ۔ وعدہ	إِنْ۔ اگر
كُنْتُمْ۔ ہو تم	صٰدِقِينَ۔ سچے	قُلْ۔ کہو	لَكُمْ۔ تمہارے لیے
مِيعَادُ۔ وعدہ ہے	يَوْمٍ۔ ایک دن کا کہ	لَّا۔ نہ	تَسْتَأْخِرُونَ۔ پیچھے رہوگے
عَنْهُ۔ اس سے	سَاعَةً۔ ایک گھڑی	وَّ۔ اور	لَا۔ نہ
تَسْتَقْدِمُونَ۔ آگے بڑھوگے۔			

خلاصہ تفسیر نمبر ۳ رکوع۔ سورۃ سبا۔ پ ۲۲

قُلِ ادْعُوا الَّذِينَ زَعَمْتُمْ مِّنْ دُونِ اللّٰهِ۔ آپ فرمادیں اے محبوب آپ مکہ معظمہ کے کافروں سے جو اللہ کے سوا غیروں کو اپنا معبود گمان کیے ہوئے ہیں۔

لَا يَمْلِكُونَ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ فِي السَّمٰوٰتِ وَلَا فِي الْأَرْضِ وَمَا لَهُمْ فِيهِمَا مِنْ شِرْكٍ وَّمَا لَهٗ مِنْهُمْ مِّنْ ظَهِيرٍ۔ وہ ذرہ بھر کے مالک نہیں آسمانوں اور زمین میں اور نہ ان کا ان میں کوئی حصہ ہے اور نہ اللہ کی طرف سے ان کا کوئی مددگار ہوگا۔ بلکہ وہ بت اپنی مصیبتوں میں پھنسے ہوئے ہونگے۔

باذن الٰہی جیسے انبیاء اولیاء گنا ہگاروں کے مددگار ہوں گے

چنانچہ ارشاد ہے۔

وَلَا تَنْفَعُ الشَّفَاعَةُ عِنْدَهٗ إِلَّا لِمَنْ أَذِنَ لَهٗ حَتّٰى إِذَا فُزِّعَ عَنْ قُلُوبِهِمْ قَالُوا مَاذَا قَالَ

رَبُّکُمْ قَالُوا الْحَقَّ وَھُوَ الْعَلِیُّ الْکَبِیْرُ۔ اور نہیں فائدہ دے گی اس کے حضور کسی کی شفاعت مگر اس کی جو ماذون بالشفاعت ہو حتیٰ کہ جب اذن دے کر ان کے دلوں کی گھبراہٹ دور فرما دی جائے تو ایک دوسرے سے کہیں تمہارے رب نے کیا فرمایا تو کہیں جو فرمایا وہ حق فرمایا اور وہی بلندی اور بڑائی کا مالک ہے یعنی بہ طریق استبشار مشرکین کہیں کہ تمہارے لیے تو شفاعت کا حکم مل گیا اس لیے کہ تم ایمان والے ہو ایمان والوں کی شفاعت کرو گے تو اس پہ مومن صالحین جواب دیں گے کہ جو حکم دیا وہ حق ہے اور وہ بلند و بالا ہے۔

یہاں وَھُوَ الْعَلِیُّ الْکَبِیْرُ ارشاد ہے دوسری جگہ اِنَّ اللّٰہَ لَھُوَ الْعَلِیُّ الْکَبِیْرُ ہے۔

ایک فرقہ تفضیلیہ کا اس کے معنی کرتا ہے کہ اس سے مراد حضرت علی ہیں کرم اللہ وجہہ۔ حالانکہ آیت کریمہ کا مفہوم منطوق واضح کر رہا ہے کہ یہاں سیاق و سباق میں حضرت شیر خدا سے کوئی بھی تعلق نہیں مگر وہ معنی کرتے ہیں کہ بیشک اللہ وہ علی زیر دست ہے اور یہ جہالت واضح ہے جو کفر ہے۔ آگے ارشاد ہے قُلْ مَنْ یَّرْزُقُکُمْ مِّنَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ قُلِ اللّٰہُ۔ فرما دیجئے کون ہے جو تمہیں روزی دیتا ہے آسمانوں اور زمین سے بتا دیجئے وہ اللہ ہی ہے۔

یعنی آسمان سے بارش کر کے اور زمین سے سبزہ اگا کر رزق دینے والا اللہ تعالے ہے۔
وَاِنَّآ اَوْ اِیَّاکُمْ لَعَلٰی ھُدًی اَوْ فِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ۔ اور بے شک ہم یا تم یا تو ضرور ہدایت پر ہیں یا کھلی ہوئی گمراہی میں۔

اس لیے کہ اس سوال کا بجز اس کے اور کوئی جواب نہیں اس لیے کہ کافر و مومن دو فریق ہیں یا ان میں سے ایک ہدایت پر ہے۔ یا تم ہدایت پہ ہو یا ہم اور یہ امر اظہر من الشمس ہے کہ جو اللہ تعالے کو رزق دینے والا پانی برسانے والا مخلوق کا پالنے والا سبزہ اگانے والا جانتا ہے وہ بے جان جماد محض کی پوجا کیونکر کس لیے کرے گا وہ تو دنیا میں سے کسی ذرہ کو بھی کسی چیز کا مالک و مختار نہیں سمجھ سکتا اور جو اللہ تعالے کے سوا کسی غیر کو متصرف بالذات سمجھتا ہے وہ یقیناً کھلی گمراہی میں ہے۔
قُلْ لَّا تُسْئَلُوْنَ عَمَّآ اَجْرَمْنَا وَلَا نُسْئَلُ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ۔ انہیں فرما دیجئے کہ ہم نے تمہارے وہم میں اگر کوئی جرم کیا ہے تو اس کی تم سے پرسش نہ ہو گی اور نہ تمہارے کرتوت سے ہم سے باز پرس ہو گی بلکہ ہر شخص سے اس کے عمل کا سوال ہو گا اور ہر ایک اپنے اپنے عمل کی جزا و سزا پائے گا جیسا کہ ارشاد ہے وَلَا تَزِرُ وَازِرَۃٌ وِّزْرَ اُخْرٰی کوئی جان دوسرے کی ذمہ دار نہ ہو گی۔
قُلْ یَجْمَعُ بَیْنَنَا رَبُّنَا ثُمَّ یَفْتَحُ بَیْنَنَا بِالْحَقِّ وَھُوَ الْفَتَّاحُ الْعَلِیْمُ۔ فرما دیجئے ہمارا رب ہم سب کو

جمع فرما کر تمہارا ہمارا صحیح فیصلہ کرے گا اور وہی بڑا انصاف کرنے والا سب کچھ جانتا ہے۔

یعنی اللہ تعالیٰ سب کو جمع فرما کر فیصلہ سنائے گا اور اہل حق کو جنت میں اور سب اہل باطل کو جہنم میں داخل کرے گا۔

قُلْ اَرُوْنِیَ الَّذِیْنَ اَلْحَقْتُمْ بِہٖ شُرَکَآءَ کَلَّا بَلْ ھُوَ اللّٰہُ الْعَزِیْزُ الْحَکِیْمُ - فرما دیجئے مجھے دکھاؤ وہ شریک جنہیں تم اللہ تعالیٰ سے ملائے ہوئے ہو بالکل غلط بات ہے بلکہ وہی اللہ ہے عزت والا اور حکمت والا۔

یعنی ان بتوں کو ہمیں دکھاؤ جن کو تم پوجتے ہو اور اللہ کی عبادت میں شریک کرتے ہو تاکہ میں دیکھوں کہ وہ کس قابل ہیں کیا پیدا کر سکتے ہیں کس طرح روزی دیتے ہیں کیسے آسمان سے مینہ برساتے اور زمین سے سبزہ اگاتے ہیں اور حقیقت یہ ہے کہ یہ کچھ نہیں کر سکتے اور جب یہ صحیح ہے تو اس وحدہ لاشریک کا نہیں شریک ٹھہرانا کہاں کی عقلمندی ہے اور کہاں کی انسانیت ہے یہ خطاء عظیم اور صریح گمراہی اور ضلال مبین ہے آگے ارشاد ہے۔

وَمَآ اَرْسَلْنٰکَ اِلَّا کَآفَّۃً لِّلنَّاسِ بَشِیْرًا وَّنَذِیْرًا وَّلٰکِنَّ اَکْثَرَ النَّاسِ لَا یَعْلَمُوْنَ - اور اے محبوب ہم نے تمہیں نہ بھیجا مگر تمام آدمیوں کے لیے خوشخبری دیتا اور ڈر سناتا لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے

اس آیت کریمہ سے واضح ہوتا ہے کہ حضور سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم کی رسالت عام ہے اور تمام لوگ آپ کی رسالت کے احاطہ میں ہیں گورے ہوں یا کالے عجمی ہوں یا عربی پہلے ہوں یا پچھلے سب کے لیے آپ رسول ہیں اور وہ سب آپ کے امتی چنانچہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے بھی فرمایا کہ مجھے پانچ خصوصیات ایسی عطا کی گئی ہیں کہ مجھ سے پہلے کسی نبی کو نہ ملیں۔

اول ایک ماہ کی مسافت کے رعب سے میری مدد کی گئی۔

دوسرے جُعِلَتْ لِیَ الْاَرْضُ مَسْجِدًا وَّطَھُوْرًا - تمام زمین میرے لیے مسجد اور پاک کی گئی تاکہ میرا امتی جہاں نماز کا وقت پائے ادا کرے۔

تیسرے مجھ پر اُحِلَّتْ لِیَ الْغَنَائِمُ - تمام غنیمتیں حلال کیں جو مجھ سے پہلے کسی پر حلال نہ تھیں۔

چوتھے مجھے شفاعت کا مرتبہ عطا ہوا۔

پانچواں ہر نبی اپنی قوم کے لیے مبعوث ہوا اور میں تمام انسانوں کی طرف مبعوث ہوا۔

اس حدیث میں حضور کے فضائل خصوصی کا بیان ہے جن میں سب سے بڑی فضیلت یہ ہے کہ آپ کی رسالت عام رسالت عامہ ہے۔

وَلٰكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ - لیکن کافر سے نہیں جانتے اور آپ کی مخالفت اپنی جہالت سے کرتے ہیں۔

وَيَقُوْلُوْنَ مَتٰى هٰذَا الْوَعْدُ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ - اور کافر کہتے ہیں یہ وعدہ قیامت کب آئے گا اگر تم سچے ہو۔ تو قیامت قائم کرکے دکھاؤ۔

قُلْ لَّكُمْ مِّيْعَادُ يَوْمٍ لَّا تَسْتَاْخِرُوْنَ عَنْهُ سَاعَةً وَّلَا تَسْتَقْدِمُوْنَ - اے محبوب انہیں فرما دیجئے تمہارے لیے ایک ایسے دن کا وعدہ ہے جس سے تم نہ ایک گھڑی پیچھے ہٹ سکو نہ آگے بڑھ سکو وہ تمہارے لیے لازمی ہے۔

یعنی اس وقت اگر تم مہلت چاہو تو تاخیر ممکن نہیں اور اگر جلدی چاہو تو تقدم ناممکن ہے بہر صورت ایسے وعدہ کا اپنے وقت پورا ہونا لازمی ہے۔

مختصر تفسیر اردو تیسرا رکوع۔ سورۃ سبا۔ پ ۲۲

قُلِ ادْعُوا الَّذِيْنَ زَعَمْتُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ لَا يَمْلِكُوْنَ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ فِى السَّمٰوٰتِ وَلَا فِى الْاَرْضِ وَمَا لَهُمْ فِيْهِمَا مِنْ شِرْكٍ وَّمَا لَهٗ مِنْهُمْ مِّنْ ظَهِيْرٍ - فرما دیجئے تم پکارو انہیں جنہیں اللہ کے سوا معبود سمجھے ہوئے ہو وہ ذرہ بھر کے مالک نہیں آسمانوں میں نہ زمین میں اور نہ وہ شریک ہیں زمین و آسمان میں اور نہ اللہ کی طرف سے انہیں کوئی مددگار۔

روح المعانی میں ہے قُلْ يَا مُحَمَّدُ لِلْمُشْرِكِيْنَ الَّذِيْنَ ضُرِبَ لَهُمُ الْمَثَلُ بِقِصَّةِ سَبَا الْمَعْرُوْفَةِ عِنْدَهُمْ بِالنَّقْلِ فِىْ اَخْبَارِهِمْ وَاَشْعَارِهِمْ تَنْبِيْهًا عَلٰى بُطْلَانِ مَا هُمْ عَلَيْهِ وَتَبْكِيْتًا لَّهُمْ ادْعُوا الَّذِيْنَ زَعَمْتُمْ - اَىْ زَعَمْتُمُوْهُمْ اٰلِهَةً

مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ - رُوِىَ اَنَّ ذٰلِكَ نَزَلَ عِنْدَ الْجُوْعِ اَصَابَ قُرَيْشًا لَا يَمْلِكُوْنَ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ مِنْ خَيْرٍ وَّشَرٍّ وَّنَفْعٍ وَّضُرٍّ كَيْفَ يَكُوْنُوْنَ اٰلِهَةً تُعْبَدُ -

فِى السَّمٰوٰتِ وَلَا فِى الْاَرْضِ - ذِكْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ لِلتَّعْمِيْمِ عُرْفًا فَيُرَادُ بِهِمَا جَمِيْعُ الْمَوْجُوْدَاتِ

وَمَا لَهُمْ اَىْ لِاٰلِهَتِهِمْ -

فِيْهِمَا مِنْ شِرْكٍ - اى شركة ما لا خلقا ولا ملكا ولا تصرفا -

وَمَا لَهٗ مِنْهُمْ مِّنْ ظَهِيْرٍ - اَىْ مِنْ اٰلِهَتِهِمْ مُعِيْنٍ يُعِيْنُهٗ سُبْحَانَهٗ فِىْ تَدْبِيْرِ اَمْرِهَا -

اے محبوب ان مشرکوں سے فرمائیے جو قصہ سبا کی مشہور مثال جانتے ہیں ان کے خیال کے بطلان اور تبکیت کے لیے کہ انہیں پکارو جنہیں تم اپنے زعم میں اِلٰہ کہتے ہو اللہ کے سوا۔

بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ اس آیۂ کریمہ کا نزول اس وقت ہوا جبکہ قریش مکہ پر قحط آیا اور وہ بھوکوں مرنے لگے تو ارشاد ہوا کہ جو ذرہ بھر نفع و ضرر کے مالک نہیں وہ کیسے الٰہ ہو سکتے ہیں جو پوجے جائیں۔ آسمانوں اور زمین میں ان کی کہیں ملکیت نہیں

یہاں آسمان اور زمین کو بطور تعمیم فرمایا ورنہ اس سے مراد جمیع موجودات ہے کہ اس میں وہ کسی چیز میں اللہ تعالےٰ کے شریک نہیں حتیٰ کہ تمہارے معبودوں کی طرف سے کوئی بھی اللہ تعالےٰ کا تدبیر امور میں معاون بھی نہیں اور نہ ہو سکتا ہے۔

اس لیے کہ خالق کل مالک کل تو ایک ہی ہو سکتا ہے اور اسے نہ کسی کی اعانت کی احتیاج اور نہ کوئی اس کے تدبیر امور میں معین ہو سکتا ہے۔ سُبۡحٰنَہٗ وَتَعَالٰی عَمَّا یُشۡرِکُوۡنَ ۔

وَلَا تَنۡفَعُ الشَّفَاعَۃُ عِنۡدَہٗۤ اِلَّا لِمَنۡ اَذِنَ لَہٗ ۔ اور کسی کی سفارش اس کے حضور نفع نہیں دے سکتی مگر جسے اجازت ہو۔

آلوسی فرماتے ہیں وَالۡمُرَادُ نَفۡیُ الشَّفَاعَۃِ اٰلِہَتِہِمۡ لَہُمۡ لٰکِنۡ ذُکِرَ ذٰلِکَ عَلٰی وَجۡہٍ عَامٍ لِیَکُوۡنَ طَرِیۡقًا بُرۡھَانِیًّا۔ اَیۡ لَا تَنۡفَعُ الشَّفَاعَۃُ فِیۡ حَالٍ مِّنَ الۡاَحۡوَالِ اَوۡ کَائِنَۃٍ لِمَنۡ کَانَتۡ اِلَّا کَائِنَۃً لِشَافِعٍ اُذِنَ لَہٗ فِیۡہَا مِنَ النَّبِیِّیۡنَ وَالۡمَلٰٓئِکَۃِ وَنَحۡوِھِمۡ مِّنَ الۡمُسۡتَاھِلِیۡنَ بِمَقَامِ الشَّفَاعَۃِ۔

یہاں لَا تَنۡفَعُ الشَّفَاعَۃُ میں جو نفی شفاعت ہے اس سے مراد مشرکین کے معبودات باطلہ ہیں لیکن یہاں علی وجہ العام جو ذکر فرمایا وہ اس لیے کہ طریقہ برہان واضح ہو جائے یعنی آیۂ کریمہ کا مفہوم عام ہو کہ کوئی شفاعت کسی حال میں نفع بخش نہیں جبتک وہ ماذون بالشفاعت نہ ہو نبی ہو یا ملک یا نبی اس کے کوئی ولی غوث قطب جو مقام شفاعت کے اہل ہیں۔

اور اس سے یہ امر بھی واضح اور مبین ہو گیا کہ لَا یُؤۡذَنُ لَہُمۡ فِی الشَّفَاعَۃِ لِلۡکُفَّارِ۔ کہ کفار کے لیے شفاعت کا کبھی اذن نہ ہوگا اس لیے کہ وہ اہل شفاعت نہیں۔

حَتّٰۤی اِذَا فُزِّعَ عَنۡ قُلُوۡبِہِمۡ قَالُوۡا مَاذَا ۙ قَالَ رَبُّکُمۡ ؕ قَالُوا الۡحَقَّ ۚ وَھُوَ الۡعَلِیُّ الۡکَبِیۡرُ۔

فُزِّعَ۔ صیغہ ہے باب تفعیل سے جو سلب کے لیے آتا ہے تو یہاں تفزیع بمعنی ازالۂ فزع ہے تو اس کے معنی یہ ہوئے۔

یہاں تک کہ جب ان کے دلوں سے گھبراہٹ جاتی رہے تو کہیں تمہارے رب نے کیا فرمایا تو کہیں

سچ اور حق فرمایا اور وہ بلند و بالا ہے۔

یعنی جب شفاعت کرنے والوں کے دلوں سے پریشانی رفع ہو جائے اور جن کی شفاعت ہو گی وہ مطمئن ہوں تو وہ آپس میں ایک دوسرے سے کہیں مَاذَا قَالَ رَبُّكُمْ فِي شَأْنِ الْإِذْنِ بِالشَّفَاعَةِ ہمارے رب نے اجازت شفاعت میں کیا حکم دیا تو شفعاء جواب دیں قَالَ تَعَالَىٰ الْقَوْلَ الْحَقَّ وَهُوَ الْإِذْنُ بِالشَّفَاعَةِ لِمَنِ ارْتَضَىٰ۔ ہمارے رب نے حق فرمایا اور اجازت شفاعت ہے اس کے لیے جس کے حق میں اس کی رضا ہے۔

وَهُوَ الْعَلِيُّ الْكَبِيرُ۔ اور وہ بلند و بالا ہے۔

قَالُوهُ اعْتِرَافًا بِعَظَمَةِ جَنَابِ الْعِزَّةِ جَلَّ جَلَالُهُ۔ وہ علی الکبیر بطور اعتراف کہیں جو عظمت رب العزۃ جل جلالہ کے لیے ہے۔

زجاج کہتے ہیں، اس کی تفسیر یہ ہے کہ اِنَّ جِبْرِيْلَ عَلَيْهِ السَّلَامُ لَمَّا نَزَلَ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْوَحْيِ ظَنَّتِ الْمَلٰئِكَةُ عَلَيْهِمُ السَّلَامُ اَنَّهُ نَزَلَ بِشَيْءٍ مِّنْ اَمْرِ السَّاعَةِ فَفَزِعَتْ لِذٰلِكَ فَلَمَّا انْكَشَفَ عَنْهَا الْفَزَعُ قَالُوْا مَاذَا قَالَ رَبُّكُمْ سَاَلَتْ لِاَيِّ شَيْءٍ نَزَلَ جِبْرِيْلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَالُوا الْحَقَّ۔

جبریل علیہ السلام جب حضور کی طرف نازل ہوئے وحی لے کر تو ملائکہ نے گمان کیا کہ قیامت کا حکم لے کر جبریل حاضر آئے ہیں تو اس سے ملائکہ گھبرائے تو جب انہیں منکشف ہوا کہ قیامت کا حکم لے کر نہیں آئے تو ان کی گھبراہٹ رفع ہو گئی تو انہوں نے سوال کیا کہ کیا حکم الٰہی لائے جو جبریل فرمائیں جو حکم بھی ملا وہ حق ہے۔

اور قتادہ اور مقاتل ابن السائب سے راوی ہیں کہ ملائکہ گھبرا جائیں تو جبریل علیہ السلام ہر آسمان پہ گذر کر ان کی گھبراہٹ رفع کرنے کو فرمائیں کہ وہ وحی تھی۔

علامہ طیبی فرماتے ہیں وَذٰلِكَ اِنَّ الْمُشْرِكِيْنَ لَمَّا ادَّعَوْا شَفَاعَةَ الْاٰلِهَةِ وَالْمَلَائِكَةِ وَاُجِيْبُوْا بِقَوْلِهٖ تَعَالٰى قُلِ ادْعُوا الَّذِيْنَ زَعَمْتُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ مِنَ الْاَصْنَامِ وَالْمَلٰئِكَةِ وَسَمَّوْتُمُوْهُمْ بِاسْمِهٖ تَعَالٰى وَالْتَجَاُوْا اِلَيْهِمْ فَاِنَّهُمْ لَا يَمْلِكُوْنَ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ فِي السَّمٰوٰتِ وَلَا فِي الْاَرْضِ وَلَا تَنْفَعُ الشَّفَاعَةُ مِنْ هُوَ لَاءِ اِلَّا لِلْمَلٰئِكَةِ لٰكِنْ مَّعَ الْاِذْنِ وَالْفَزَعِ الْعَظِيْمِ وَهُوَ لَا يَشْفَعُوْنَ اِلَّا لِلْمُؤْمِنِيْنَ۔

یہ اس وقت کا واقعہ ہے جب مشرکین بتوں اور ملائکہ کو شفاعت کے لیے پکاریں گے اور جواب دیئے جائیں گے کہ ان سے کہو کہ انہیں پکارو جنہیں تم اپنے زعم میں اللہ کے سوا معبود سمجھے ہوئے ہو بتوں اور فرشتوں میں سے اور انہیں خدا کے نام سے موسوم کیا

وہ حقیقتاً ذرہ برابر بھی آسمانوں اور زمین میں اختیار نہیں رکھتے دوسروں کو تم اپنا معبود سمجھتے ہو۔
اور ان کی شفاعت نفع دے سکتی ہے مگر ملائکہ کو وہ باذن الٰہی شفاعت کریں گے اور بعد رفع فزع اکبر
شفاعت کریں گے انہیں کی جن کی شفاعت مرضی الٰہی سے ہو۔

وَعَنِ ابْنِ اَبِیْ حَاتِمٍ عَنْ زَیْدِ بْنِ اَسْلَمَ۔ اور ابن ابی حاتم زید بن اسلم سے راوی ہیں کہ آیۂ کریمہ
میں جو ارشاد ہے وہ یہ ہے کہ حَتّٰۤی اِذَا فُزِّعَ الشَّیْطَانُ عَنْ قُلُوْبِهِمْ فَقَادَتَهُمْ وَاَمَانِیْهِمْ وَمَا كَانَ
یُضِلُّهُمْ بِهٖ قَالُوْا مَاذَا قَالَ رَبُّكُمْ قَالُوا الْحَقَّ وَهُوَ الْعَلِیُّ الْكَبِیْرُ ثُمَّ قَالَ هٰذَا فِیْ بَنِیْۤ اٰدَمَ اَیْ كُفَّارُهُمْ
عِنْدَ الْمَوْتِ اَقَرُّوْا حِیْنَ لَا یَنْفَعُهُمُ الْاِقْرَارُ۔

جب شیاطین کے دلوں سے گھبراہٹ جاتی رہے گی تو ان باتوں سے جنسے کہ وہ گمراہ کرتے تھے اور اپنی
آرزوؤں سے تو کہیں گے تمہارے رب نے کیا فرمایا تو وہ کہیں حق فرمایا اور وہ بلند و بالا ہے۔
فرماتے ہیں یہ کفار بنی آدم کہیں گے موت کے وقت جبکہ انہیں ان کا اقرار فائدہ مند نہ ہوگا۔

قُلْ مَنْ یَّرْزُقُكُمْ مِّنَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ قُلِ اللّٰهُ وَاِنَّاۤ اَوْ اِیَّاكُمْ لَعَلٰى هُدًى اَوْ فِیْ
ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ۔ فرما دیجئے کون تمہیں روزی دیتا ہے آسمانوں اور زمین سے فرمائیے اللہ ہی دیتا ہے اب
ہم یا تم ہدایت پر ہیں یا کھلی گمراہی ہیں۔

یہ امر ہے حضور صلے اللہ علیہ وسلم کو تبکیت للمشرکین کے لیے کہ تم سمجھتے ہو کہ تمہارے معبود ذرہ
بھر کے مالک نہیں آسمانوں میں نہ زمین میں اور تم سمجھتے ہو کہ رزاق مطلق اللہ عزوجل ہے اس سے کسی
کو انکار کی جرأت نہیں۔

تو اب دونوں فریقوں میں سے یعنی مومنین و موحدین اور مشرکین و ملحدین میں سے کون ہدایت پر
ہے یا ہم ہدایت پر ہیں یا تم بہرحال ایک ہدایت پر ہے اور ایک کھلی گمراہی کا شکار ہے اور صاف ظاہر
ہے کہ ہدایت پر وہی فرقہ ہے جو اللہ تعالٰے کی رزاقی اور وحدانیت کو مان رہا ہے اور وہ یقیناً گمراہ ہے
جو اللہ تعالٰے کے سوا پتھر بت جماد لا یعقل کی الوہیت کا معترف ہے۔ لہٰذا فرما دیجئے۔

قُلْ لَّا تُسْئَلُوْنَ عَمَّاۤ اَجْرَمْنَا وَلَا نُسْئَلُ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ۔ کہ جو جرم ہم کریں اس سے تم پر باز پرس
نہیں اور جو تم کر رہے ہو اس کے متعلق ہم سے سوال نہ ہوگا۔

یہ آخر فیصلہ اور ابلغ انصاف ہے کہ تمہارے گمان باطل ہیں اگر ہم جرم کریں گے تو تم سے اس کی
باز پرس نہ ہوگی اسی کی طرح تمہارے کرتوت اور بداعمالی کا ہم سے جواب طلب نہ ہوگا۔ یہ آیۂ کریمہ ایسے
ہی حکم میں ہے جیسے لَكُمْ دِیْنُكُمْ وَلِیَ دِیْنِ پر علم ہے کہ منسوخ الحکم اور مامور التلاوت ہے چنانچہ

روح المعانی میں ہے۔ وَزَعَمَ بَعْضُهُمْ اِنَّهَا مِنْ بَابِ الْمُتَارَكَةِ وَاِنَّهَا مَنْسُوْخَةٌ بِاٰيَةِ السَّيْفِ۔ آگے ارشاد ہے۔
قُلْ يَجْمَعُ بَيْنَنَا رَبُّنَا ثُمَّ يَفْتَحُ بَيْنَنَا بِالْحَقِّ وَهُوَ الْفَتَّاحُ الْعَلِيْمُ۔ انہیں فرما دیجئے کہ ہمیں تمہیں اللہ تعالے جمع فرمائے گا بروز قیامت پھر فیصلہ دے گا ہمارے تمہارے مابین اور وہ بہترین فیصلہ دینے والا اور علم والا ہے۔
یعنی حشر و نشر کے بعد بروز قیامت فیصلہ صحیح ہو جائے گا کہ کون جہنم میں جاتا ہے اور کون جنت میں اور اس کا فیصلہ ہی صحیح ہو جائے گا اس لیے کہ وہ سب کچھ جانتا ہے۔
قُلْ اَرُوْنِيَ الَّذِيْنَ اَلْحَقْتُمْ بِهٖ شُرَكَآءَ كَلَّا بَلْ هُوَ اللّٰهُ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ۔ اے محبوب انہیں یہ تو فرمائیے کہ مجھے ان کی حیثیت تو دکھاؤ جنہیں تم اللہ کے ساتھ ملا کر اس کا شریک بنا رہے ہو افسوس ہے تم پر بلکہ وہ اللہ سب پر غالب زبردست ہے اور حکمت والا ہے۔
آلوسی فرماتے ہیں وَالْمَعْنٰى مَا زَعَمْتُمُوْهُ شَرِيْكًا اَبْرِزُوْا لِلْعُيُوْنِ وَهُوَ حَجَرٌ وَخَشَبٌ تَمَّتْ فَضِيْحَتُكُمْ گویا فرمایا کہ ان سے فرمائیے کہ جن پر تمہارا گمان شریک الٰہی ہونے کا ہے ان کی حقیقت آنکھوں پر ظاہر ہے کہ وہ لکڑی اور پتھر ہیں تو تمہارے گمان کی فضیحت تو واضح ہو گئی۔
پیپل، کیلا، تلسی، کنیر، پتھر، روڑا، چٹان، چاند، سورج، ستارے یہی تو وہ ہیں جنہیں تم معبود سمجھے بیٹھے ہو اور ان کی حقیقت واضح ہے کہ وہ اپنی مکھی اڑانے کی استعداد نہیں رکھتے تو کتنی جہالت اور کس قدر حماقت ہے کہ ایسے جماد بے جان کو اس قادر ذو الجلال کے برابر شریک کرتے ہو۔
یہاں لفظ کَلَّا فرما کر ردع زعم مشرکین کیا گیا جیسے ابراہیم علیہ السلام نے اُفٍّ لَّكُمْ وَلِمَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ فرما کر ملامت فرمائی تھی۔ ایسے ہی یہاں کَلَّا فرما کر انہیں جھڑک دیا۔ اس کے معنی ہشت کے بھی ہو سکتے ہیں جیسے بے سمجھ کی بات کا جواب ہشت کہہ کر دے دیتے ہیں ایسے ہی عربی میں کَلَّا اور اُفٍّ لَّكُمْ بولتے ہیں۔
وَمَا اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا كَآفَّةً لِّلنَّاسِ بَشِيْرًا وَّنَذِيْرًا وَّلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ۔ اور نہیں بھیجا ہم نے تمہیں اے محبوب مگر تم لوگوں کے لیے بشارت دیتا اور ڈر سناتا اور لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے۔
اس پر کافۃ للناس سے مراد ابن ابی شیبہ اور ابن المنذر مجاہد سے راوی ہیں اَنَّهٗ قَالَ فِي الْاٰيَةِ اِلَى النَّاسِ جَمِيْعًا کہ اس سے مراد تمام لوگوں کے لیے بشیر و نذیر ہے۔
اور ابن ابی حاتم محمد بن کعب سے راوی ہیں اَنَّهٗ قَالَ اَیْ لِلنَّاسِ كَافَّةً۔

اور ایسا ہی عبد بن حمید اور ابن جریر اور ابن ابی حاتم قتادہ سے راوی ہیں اَرْسَلَ اللّٰہُ تَعَالٰی مُحَمَّدًا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِلَی الْعَرَبِ وَالْعَجَمِ فَاَکْرَمُھُمْ عَلَی اللّٰہِ تَعَالٰی اَطْوَعُھُمْ لَہٗ۔ اللہ تعالٰی نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو عرب و عجم کی طرف بھیجا انہیں اللہ کے نزدیک ان میں سب سے زیادہ مکرم ہوا سکے سب سے زیادہ اطاعت گذار ہیں۔

ابن عباس سے مروی ہے اِلَی الْعَرَبِ وَالْعَجَمِ وَسَائِرِ الْاُمَمِ۔ حضور کی بعثت عرب و عجم اور تمام امتوں کی طرف ہے۔

علامہ خفاجی فرماتے ہیں۔ وَاَصْلُہٗ مَا اَرْسَلْنَاکَ بِشَیْءٍ مِّنَ الْاَشْیَاءِ اِلَّا لِتَبْلِیْغِ النَّاسِ کَافَّۃً اصل معنے یہ ہیں کہ ہم نے تمہیں نہیں بھیجا کسی شے کی طرف مگر تمام لوگوں کی تبلیغ کے لیئے۔

اور ابوحیان کہتے ہیں مَا اَرْسَلْنَاکَ اِلَّا کَافًّا وَمَانِعًا لِلنَّاسِ عَنِ الْکُفْرِ وَالْمَعَاصِیْ۔ اس کے معنی یہ ہیں کہ ہم نے نہیں بھیجا آپ کو مگر روکنے والا اور منع کرنے والا لوگوں کو کفر و معاصی سے۔

اور علامہ زمخشری کہتے ہیں اَیْ مَا اَرْسَلْنَاکَ اِلَّا رِسَالَۃً کَافِیَۃً اَیْ عَامَّۃً لَھُمْ مُحِیْطَۃً بِہِمْ لِاَنَّھَا اِذَا شَمَلَتْھُمْ فَقَدْ کَفَّتْھُمْ عَنْ اَنْ یَّخْرُجَ مِنْھَا اَحَدٌ مِّنْھُمْ۔ ہم نے تمہیں نہ بھیجا مگر بھیجا عام۔ کہ آپ کی رسالت ان پر محیط ہے اس لیے کہ جب سب پر محیط ہو گی تو ہر ایک کو روکا جا سکے گا اور یہ حضور کی تبلیغ کا اثر عام ہے۔

گویا یہ حکم ایسا ہے جیسا کہ دوسری جگہ فرمایا قُلْ یٰٓاَیُّھَا النَّاسُ اِنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ اِلَیْکُمْ جَمِیْعًا۔ تو حضور متبعین کو بشارت دیتے اور ڈرسانے تشریف لائے۔ لیکن جو مصر علے الغی والضلال ہیں وہ نہیں جانتے۔

وَیَقُوْلُوْنَ مَتٰی ھٰذَا الْوَعْدُ اِنْ کُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ۔ اور کہتے ہیں کب ہو گا یہ وعدہ پورا اگر تم سچے ہو۔ اس میں مشرکین کا تخاطب حضور صلے اللہ علیہ وسلم اور مومنین سے ہے۔ اس کا جواب اللہ تعالٰی کی طرف سے یہ دیا گیا۔

قُلْ لَّکُمْ مِّیْعَادُ یَوْمٍ لَّا تَسْتَاْخِرُوْنَ عَنْہُ سَاعَۃً وَّلَا تَسْتَقْدِمُوْنَ۔ کہ اے محبوب اور اے ایمان والو انہیں کہہ دو کہ تمہارا دن مقرر ہے جو ایک دن نہ پیچھے ہو گا نہ آگے۔

علامہ طیبی فرماتے ہیں ھُوَ مِنْہُ سَاَلُوْا عَنْ وَقْتِ اِرْسَاءِ السَّاعَۃِ وَاُجِیْبُوْا عَنْ اَحْوَالِھِمْ فِیْھَا۔ یہ ان کے سوال کا جواب ہے جو انہوں نے قیامت کے وقت کے متعلق پوچھا تھا اس کا جواب دیا گیا۔ گویا ارشاد ہوا۔

دَعُوا السُّؤَالَ عَنْ وَقْتِ اِرْسَائِھَا فَاِنَّ کَیْنُوْنَتَہَا لَابُدَّ مِنْہُ بَلْ سَلُوْا عَنْ اَحْوَالِ اَنْفُسِکُمْ

حَیْثُ تَکُوْنُوْنَ مَبْهُوْتِیْنَ مُتَحَیِّرِیْنَ فِیْهَا مِنْ هَوْلِ مَا تُشَاهِدُوْنَ فِیْهِ اَلْیَقُ بِحَالِکُمْ مِنْ اَنْ تَسْئَلُوْا عَنْهُ وَهُوَ کَمَا تَرٰی۔

گویا ارشاد ہوا کہ چھوڑو اس کا سوال کہ وہ کب آئے گی اس لیے کہ وہ تو ضرور آنی ہے جسے قیامت کہتے ہیں بلکہ تمہیں یہ پوچھنا چاہئیے کہ اس وقت تمہاری جانوں پر کیا بنے گی جب کہ تم مبہوت و متحیر ہو گے ان احوال و اہوال سے جو دیکھو گے۔ تو یہ زیادہ مناسب ہے کہ اس کی بابت پوچھے اس سے کہ اس کا وقت پوچھ رہے ہو۔

وَتَرَی النَّاسَ سُکٰرٰی۔ وَتَرَی الْاَرْضَ هَامِدَةً۔ فَاِذَآ اَنْزَلْنَا عَلَیْهَا الْمَآءَ اهْتَزَّتْ وَرَبَتْ۔ وَتَرَی الْجِبَالَ تَحْسَبُهَا جَامِدَةً وَّهِیَ تَمُرُّ مَرَّ السَّحَابِ۔ یَوْمَ نَطْوِی السَّمَآءَ کَطَیِّ السِّجِلِّ لِلْکُتُبِ۔ یَوْمَ تُبَدَّلُ الْاَرْضُ غَیْرَ الْاَرْضِ وَالسَّمٰوٰتُ مَطْوِیّٰتٌ وَغَیْرُهٗ وَغَیْرُهٗ۔

اِذَا الشَّمْسُ کُوِّرَتْ وَاِذَا النُّجُوْمُ انْکَدَرَتْ وَاِذَا الْجِبَالُ سُیِّرَتْ وَاِذَا الْعِشَارُ عُطِّلَتْ وَاِذَا الْجَحِیْمُ سُعِّرَتْ۔ اِذَا السَّمَآءُ انْشَقَّتْ۔ اِلٰی غَیْرِ النِّهَایَةِ۔ ان تمام نقشوں کو بھلا کر اپنی ڈھٹائی سے کہتے ہیں جیسا کہ ارشاد ہے۔

بامحاورہ ترجمہ چوتھا رکوع۔ سورہ سبا پ ۲۲

وَقَالَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا لَنْ نُّؤْمِنَ بِهٰذَا الْقُرْاٰنِ وَلَا بِالَّذِیْ بَیْنَ یَدَیْهِ وَلَوْ تَرٰٓی اِذِ الظّٰلِمُوْنَ مَوْقُوْفُوْنَ عِنْدَ رَبِّهِمْ یَرْجِعُ بَعْضُهُمْ اِلٰی بَعْضِ نِ الْقَوْلَ یَقُوْلُ الَّذِیْنَ اسْتُضْعِفُوْا لِلَّذِیْنَ اسْتَکْبَرُوْا لَوْلَآ اَنْتُمْ لَکُنَّا مُؤْمِنِیْنَ ۝

اور کافر بولے ہم ہرگز ایمان نہ لائیں گے اس قرآن پر اور نہ ان کتابوں پر جو اس سے آگے تھیں اور اگر تم دیکھو کہ جب ظالم اپنے رب کے پاس کھڑے کیے جائیں گے ان میں ایک دوسرے پر بات ڈالے گا وہ جو کمزور تھے ان سے کہیں گے جو متکبر تھے اگر تم نہ ہوتے تو ہم ضرور ایمان لے آتے۔

قَالَ الَّذِیْنَ اسْتَکْبَرُوْا لِلَّذِیْنَ اسْتُضْعِفُوْٓا اَنَحْنُ صَدَدْنٰکُمْ عَنِ الْهُدٰی بَعْدَ اِذْ جَآءَکُمْ بَلْ کُنْتُمْ مُّجْرِمِیْنَ ۝

اور جو متکبر لوگ تھے وہ ان سے کہیں جو کمزور تھے کیا ہم نے تمہیں روک رکھا تھا ایمان و ہدایت سے بعد اس کے کہ آئی تمہارے پاس وہ ہدایت بلکہ تم خود مجرم تھے۔

وَقَالَ الَّذِيْنَ اسْتُضْعِفُوْا لِلَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْا بَلْ مَكْرُ الَّيْلِ وَالنَّهَارِ اِذْ تَاْمُرُوْنَنَآ اَنْ نَّكْفُرَ بِاللّٰهِ وَنَجْعَلَ لَهٗٓ اَنْدَادًا ؕ وَاَسَرُّوا النَّدَامَةَ لَمَّا رَاَوُا الْعَذَابَ ؕ وَجَعَلْنَا الْاَغْلٰلَ فِيْٓ اَعْنَاقِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ؕ هَلْ يُجْزَوْنَ اِلَّا مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۝

اور کہیں گے وہ جو کمزور تھے ان سے جو متکبر تھے کہ بلکہ تو لیل و نہار کے انقلاب کا داؤں تھا جبکہ تم ہمیں حکم دیتے تھے کہ اللہ کا انکار کرو اور اس کے برابر دوسرا معبود مانیں اور دل ہی دل میں پچھتانے لگے جب عذاب دیکھا اور ہم نے ڈال دیے طوق ان کی گردنوں میں جو منکر تھے ان کا کوئی بدلہ نہیں مگر وہی جو کچھ وہ کرتے تھے

وَمَآ اَرْسَلْنَا فِيْ قَرْيَةٍ مِّنْ نَّذِيْرٍ اِلَّا قَالَ مُتْرَفُوْهَآ ۙ اِنَّا بِمَآ اُرْسِلْتُمْ بِهٖ كٰفِرُوْنَ ۝

اور ہم نے کسی بستی میں کوئی ڈر سنانے والا بھیجا تو وہاں کے متمول آسودہ حالوں نے یہی کہا کہ تم جو دے کر بھیجے گئے ہو ہم اس کے منکر ہیں۔

وَقَالُوْا نَحْنُ اَكْثَرُ اَمْوَالًا وَّاَوْلَادًا ۙ وَّمَا نَحْنُ بِمُعَذَّبِيْنَ ۝

اور بولے ہم مال اور اولاد میں سب سے زیادہ ہیں اور ہم پر عذاب نہیں آسکتا۔

قُلْ اِنَّ رَبِّيْ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَآءُ وَيَقْدِرُ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ۝

اے محبوب آپ فرمادیں میرا رب بے شک رزق وسیع کرتا ہے جس کے لیے چاہے۔ اور تنگی کرتا ہے لیکن بہت لوگ نہیں جانتے۔

لفظی ترجمہ

وَ۔ اور	قَالَ۔ بولے	الَّذِيْنَ۔ وہ جو	كَفَرُوْا۔ کافر تھے
لَنْ۔ ہرگز نہ	نُّؤْمِنَ۔ ایمان لائیں گے ہم	بِهٰذَا۔ اس	الْقُرْاٰنِ۔ قرآن پر
وَ۔ اور	لَا۔ نہ	بِالَّذِيْ۔ ان کتابوں پر جو	بَيْنَ يَدَيْهِ۔ اس سے پہلے ہیں
وَ۔ اور	لَوْ۔ اگر	تَرٰى۔ دیکھے تو	اِذِ۔ جب
الظّٰلِمُوْنَ۔ ظالم	مَوْقُوْفُوْنَ۔ کھڑے ہوں گے	عِنْدَ۔ نزدیک	رَبِّهِمْ۔ اپنے رب کے
يَرْجِعُ۔ لوٹائے گا	بَعْضُهُمْ۔ بعض ان کا	اِلٰى۔ طرف	بَعْضِ۔ بعض کی
الْقَوْلَ۔ بات کو	يَقُوْلُ۔ کہیں گے	الَّذِيْنَ۔ وہ جو	اسْتُضْعِفُوْا۔ کمزور تھے

لِلَّذِیْنَ۔ انکو جو	اسْتَکْبَرُوْا۔ متکبر تھے	لَوْ۔ اگر	لَا۔ نہ
اَنْتُمْ۔ ہوتے تم	لَکُنَّا۔ توہوتے ہم	مُؤْمِنِیْنَ۔ مومن	قَالَ۔ کہیں گے
الَّذِیْنَ وہ جو	اسْتَکْبَرُوْا۔ متکبر تھے	لِلَّذِیْنَ۔ ان کو جو	اسْتُضْعِفُوْا۔ کمزور تھے
اَ۔ کیا	نَحْنُ۔ ہم نے	صَدَدْنَا۔ روکا تھا	کُمْ۔ تم کو
عَنِ الْهُدٰی۔ ہدایت سے	بَعْدَ۔ بعد اسکے کہ	اِذْ۔ جب	جَآءَ۔ آئی
کُمْ۔ تمہارے پاس	بَلْ۔ بلکہ	کُنْتُمْ۔ تھے تم	مُجْرِمِیْنَ۔ مجرم
وَ۔ اور	قَالَ۔ کہیں گے	الَّذِیْنَ۔ وہ جو	اسْتُضْعِفُوْا۔ کمزور تھے
لِلَّذِیْنَ۔ ان کو جو	اسْتَکْبَرُوْا۔ متکبر تھے	بَلْ۔ بلکہ	مَکْرُ۔ تدبیریں
الَّیْلِ۔ رات	وَ۔ اور	النَّهَارِ۔ دن کی	اِذْ۔ جب
تَاْمُرُوْ۔ حکم دیتے تھے تم	نَا۔ ہم کو	اَنْ۔ یہ کہ	نَّکْفُرَ۔ کفر کریں ہم
بِاللّٰهِ۔ اللہ کے ساتھ	وَ۔ اور	نَجْعَلَ۔ بنائیں ہم	لَہٗ۔ اسکے لیے
اَنْدَادًا۔ شریک	وَ۔ اور	اَسَرُّوا۔ چھپائیں گے	النَّدَامَۃَ۔ ندامت کو
لَمَّا۔ جب کہ	رَاَوُا۔ دیکھیں گے	الْعَذَابَ۔ عذاب	وَ۔ اور
جَعَلْنَا۔ کیے ہم نے	الْاَغْلٰلَ۔ طوق	فِیْ۔ بیچ	اَعْنَاقِ۔ گردنوں
الَّذِیْنَ۔ ان کے جو	کَفَرُوْا۔ کافر ہیں	هَلْ۔ نہیں	یُجْزَوْنَ۔ بدلہ دیے جاؤ گے
اِلَّا۔ مگر	مَا۔ جو	کَانُوْا۔ تھے	یَعْمَلُوْنَ۔ وہ عمل کرتے
وَ۔ اور	مَا۔ نہ	اَرْسَلْنَا۔ بھیجا ہم نے	فِیْ۔ بیچ
قَرْیَۃٍ۔ کسی بستی کے	مِّنْ نَّذِیْرٍ۔ کوئی ڈرانے والا	اِلَّا۔ مگر	قَالَ۔ کہا
مُتْرَفُوْ۔ دولتمندوں	هَا۔ اسکے نے	اِنَّا۔ بیشک ہم	بِمَا۔ اسکے ساتھ جو
اُرْسِلْتُمْ۔ بھیجے گئے ہو تم	بِہٖ۔ اس کے ساتھ	کٰفِرُوْنَ۔ انکار کرتے ہیں	وَ۔ اور
قَالُوْا۔ بولے	نَحْنُ۔ ہم	اَکْثَرُ۔ زیادہ ہیں	اَمْوَالًا۔ مال ہیں
وَّ۔ اور	اَوْلَادًا۔ اولاد ہیں	وَّ۔ اور	مَا۔ نہ
نَحْنُ۔ ہم	بِمُعَذَّبِیْنَ۔ سزا دیے جائیں	قُلْ۔ کہہ	اِنَّ۔ بیشک
رَبِّیْ۔ میرا رب	یَبْسُطُ۔ فراخ کرتا ہے	الرِّزْقَ۔ رزق	لِمَنْ۔ جس کے لیے
یَّشَآءُ۔ چاہے	وَ۔ اور	یَقْدِرُ۔ تنگ کرتا ہے	وَ۔ اور

وَلٰكِنَّ۔ لیکن أَكْثَرَ۔ اکثر النَّاسِ۔ لوگ لَا۔ نہیں
يَعْلَمُونَ۔ جانتے

خلاصہ تفسیر چوتھا رکوع۔ سورۃ سبا پ ۲۲

وَقَالَ الَّذِينَ كَفَرُوا لَن نُّؤْمِنَ بِهَٰذَا الْقُرْآنِ وَلَا بِالَّذِي بَيْنَ يَدَيْهِ۔ اور کافر بولے ہم ہرگز ایمان نہ لائیں گے اس قرآن پر اور نہ ان کتابوں پر جو اس سے پہلے نازل ہوئیں۔

یعنی توریت و انجیل اور زبور گویا وہ اپنے حسد باطنی کے ماتحت نہ قرآن کریم مانتے تھے نہ توریت وانجیل وزبور پر ایمان لاتے تھے۔

وَلَوْ تَرَىٰ إِذِ الظَّالِمُونَ مَوْقُوفُونَ عِندَ رَبِّهِمْ يَرْجِعُ بَعْضُهُمْ إِلَىٰ بَعْضٍ الْقَوْلَ۔ اور اگر تم دیکھو جب ظالم کھڑے ہوں اپنے رب کے پاس ان میں ایک دوسرے پر باتیں لوٹائے گا۔

یعنی جو لوگ گمراہ ہوئے وہ گمراہ کرنے والوں پر بات ڈالیں گے اور گمراہی کی ذمہ داری ان پر تھوپیں گے اور کہیں گے۔

يَقُولُ الَّذِينَ اسْتُضْعِفُوا لِلَّذِينَ اسْتَكْبَرُوا لَوْلَا أَنتُمْ لَكُنَّا مُؤْمِنِينَ ۝ کمزور غربا متکبر لوگوں سے کہیں اگر تم نہ ہوتے اور ہمیں گمراہ نہ کرتے تو ہم ضرور ایمان لانیوالوں میں ہوتے۔

یعنی غرباء قوم اپنے سرداروں سے کہیں گے کہ اگر تم ہمیں ایمان لانے سے نہ روکتے تو ہم ضرور ہی مومن ہوتے۔

قَالَ الَّذِينَ اسْتَكْبَرُوا لِلَّذِينَ اسْتُضْعِفُوا أَنَحْنُ صَدَدْنَاكُمْ عَنِ الْهُدَىٰ بَعْدَ إِذْ جَاءَكُم بَلْ كُنتُم مُّجْرِمِينَ۔ وہ جو متکبر تھے ان سے کہیں جو کمزور تھے کیا ہم نے تمہیں روکا تھا ہدایت قبول کرنے سے بعد اس کے کہ وہ ہدایت تمہارے پاس آئی۔ بلکہ تم خود مجرم تھے۔

اس پر غرباء ضعیف جواب دیں گے۔

وَقَالَ الَّذِينَ اسْتُضْعِفُوا لِلَّذِينَ اسْتَكْبَرُوا بَلْ مَكْرُ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ إِذْ تَأْمُرُونَنَا أَن نَّكْفُرَ بِاللَّهِ وَنَجْعَلَ لَهُ أَندَادًا ۚ وَأَسَرُّوا النَّدَامَةَ لَمَّا رَأَوُا الْعَذَابَ وَجَعَلْنَا الْأَغْلَالَ فِي أَعْنَاقِ الَّذِينَ كَفَرُوا هَلْ يُجْزَوْنَ إِلَّا مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ۔ اور کہیں ضعیف لوگ متکبر سرداروں سے کہیں گے اگر تم ہمیں گمراہ نہ کرتے۔ تو تمہارے شب و روز کے مکر اور ہمیں شرک پر ابھارنے والے کون تھے)

یہی تمہارے میل و تہار کے مکر تھے جس سے تم ہمیں شرک کی طرف بلاتے اور حکم کرتے کہ اللہ سے کفر کریں اور اس کے برابر بتوں کو معبود ٹھہرائیں۔ اب دل ہی دل میں اپنی ندامت کیے ہوئے موجب عذاب دیکھا اور ہم نے ڈال دیے ان کے گلوں میں طوق آگ کے جو منکر تھے کیا ایسے منکروں کا سوا اس کے اور کیا ہے یہی کہ جیسا کیا ویسا پایا۔

آیۂ کریمہ میں ضعیف اور متمول متکبر تابع و متبوع کا تذکرہ ہے۔ ان میں بہکانے والے اور بہک کر ایمان نہ لانے والوں کا ذکر ہے اور کافر لوگوں کی سزا جہنم فرمائی ہے اور اس امر کا بھی اظہار فرمایا ہے کہ بہکانے والے اور بہکنے والے دونوں کی سزا یہی ہے کہ وہ جہنم میں جائیں آگے ارشاد ہے۔

وَمَآ اَرۡسَلۡنَا فِیۡ قَرۡیَۃٍ مِّنۡ نَّذِیۡرٍ اِلَّا قَالَ مُتۡرَفُوۡهَآ ۙ اِنَّا بِمَآ اُرۡسِلۡتُمۡ بِهٖ کٰفِرُوۡنَ۔ اور ہم نے جب کبھی کسی شہر میں کوئی ڈر سنانے والا بھیجا تو وہاں کے مالدار آسودہ حال یہی بولے کہ تم جو لے کر بھیجے گئے ہم اس سے منکر اور کفر کرتے ہیں۔

اس میں سید عالم صلے اللہ علیہ وسلم کی تسکین خاطر فرمائی گئی کہ آپ ان منکروں کی تکذیب و انکار سے رنجیدہ نہ ہوں کفار کا انبیاء علیہم السلام کے ساتھ یہی طور طریقہ رہا ہے اور مالدار لوگ یہی اپنے مال و اولاد کے غرور میں تکذیب انبیاء کرتے رہے ہیں۔

آیۂ کریمہ کا شان نزول

دو شخص آپس میں شریک تجارت تھے ان میں سے ایک ملک شام کو گیا اور ایک مکہ مکرمہ میں رہا جب نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم مبعوث ہوئے اور اس نے ملک شام میں حضور کی بعثت کی خبر سنی تو اپنے شریک کو خط لکھا اور حضور کا مفصل حال معلوم کیا اس کے شریک نے جواب میں حضور صلے اللہ علیہ وسلم کا اعلان نبوت لکھ کر بتایا کہ ان کی پیروی ابھی تک چھوٹے درجے کے غریب و حقیر لوگوں نے کی ہے بڑے متمول اور صنادید ابھی پیرو نہیں ہوئے۔

جب یہ جواب شام میں اسے ملا وہ علی الفور تجارتی کام چھوڑ کر مکہ مکرمہ آیا اور آتے ہی اپنے شریک سے کہا مجھے حضور کی خدمت میں جانا ہے چنانچہ پتہ لے کر وہ حاضر دربار ہوا اور عرض کی حضور آپ دنیا کو کیا دعوت دیتے ہیں اور جو آپ کی پیروی کرے اس سے کیا چاہتے ہیں۔ حضور نے جواب انہیں فرمایا وہ یہ تھا کہ بت پرستی چھوڑ کر ایک وحدہٗ لاشریک کی عبادت بجا لانا ہوں پھر حضور نے اسے احکام اسلام بتلائے۔

یہ گفتگو اس کے دل میں اثر کر گئی وہ توریت و انجیل کا عالم تھا بے ساختہ عرض کرنے لگا میں

گواہی دیتا ہوں کہ آپ بے شک اللہ کے رسول ہیں۔
حضور نے فرمایا تو نے کیسے جانا کہ ہم سچے رسول ہیں۔
اس نے عرض کی کہ جب کبھی کوئی نبی آیا اس کے اتباع کے لیے اول غریب لوگ ہی آگے آتے ہیں یہ سنت اللہ ہمیشہ سے جاری رہی ہے۔
اس پر یہ آیت نازل ہوئی اور منکروں کا بیان بھی فرمایا۔
وَقَالُوْا نَحْنُ اَكْثَرُ اَمْوَالًا وَّاَوْلَادًا وَّمَا نَحْنُ بِمُعَذَّبِيْنَ۔ اور منکر لوگ بولے ہم اولاد اور مال میں زیادہ ہیں اور ہم پر عذاب نہیں ہو سکتا۔
یعنی جب دنیا میں ہم خوشحال ہیں تو یہ اس بات کی دلیل ہے کہ اللہ ہمارے افعال سے خوش ہے تو آخرت میں بھی ہم پر عذاب نہ ہوگا اللہ تعالےٰ ان کے اس خیال کا جواب دیتا ہے
قُلْ اِنَّ رَبِّيْ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَآءُ وَيَقْدِرُ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ۔ اے محبوب فرما دیجئے کہ بے شک میرا رب رزق کشادہ کرتا ہے جس کے لیے چاہے اور تنگی فرماتا ہے جس پر چاہے لیکن بہت لوگ نہیں جانتے۔
یعنی فراخی و وسعت بھی بطور ابتلا و امتحان ہوتی ہے تو کشادگی رزق رضاء الٰہی کی دلیل نہیں ایسے ہی تنگی و عسرت اللہ تعالےٰ کی ناراضگی پر دلیل نہیں۔ فراخی گنہگار پر بھی ہوتی ہے اور متبع احکام پر بھی۔ یہ سب اس کی حکمت ہے اسے ثواب آخرت پر قیاس کرنا جہالت ہے۔

مختصر تفسیر اُردو چوتھا رکوع سورۃ سبا پ۲۲

وَقَالُوا لَنْ نُّؤْمِنَ بِهٰذَا الْقُرْاٰنِ وَلَا بِالَّذِيْ بَيْنَ يَدَيْهِ۔ اور کافر بولے ہم ہرگز اس قرآن اور اس سے پہلے جو کتابیں ہیں ان پر ایمان نہیں لاتے۔
یعنی زبور کو مانتے ہیں نہ انجیل اور توریت کو نہ قرآن کریم کو چنانچہ ارشاد ہے۔
وَلَوْ تَرٰۤى اِذِ الظّٰلِمُوْنَ مَوْقُوْفُوْنَ عِنْدَ رَبِّهِمْ يَرْجِعُ بَعْضُهُمْ اِلٰى بَعْضِ نِ الْقَوْلَ۔ اور اگر تم دیکھو جبکہ ظالم مشرک اپنے رب کے حضور کھڑے ایک دوسرے پر بات ڈال رہے ہوں۔
یہ مخاطبہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم سے ہے یا ہر اس مومن سے ہے جو وہاں حاضر ہو تو خلاصہ مفہوم آیت یہ ہوا وَلَوْ تَرٰۤى اِذْ هُمْ مَوْقُوْفُوْنَ عِنْدَ رَبِّهِمْ اَیْ فِیْ مَوْقِفِ الْمُحَاسَبَۃِ یعنی جب وہ محاسبہ کے میدان

ہیں کھڑے ہوں تو اگر تم اے محبوب یا ایمان والو دیکھو کہ
یَرْجِعُ بَعْضُهُمْ اِلٰى بَعْضِ نِ الْقَوْلَ - اَیْ یَتَحَاوَرُوْنَ وَیَتَرَاجَعُوْنَ الْقَوْلَ - یعنی ایک دوسرے پر بات
ڈالیں گے وہ کیا بات ڈالیں گے اسے آگے ظاہر فرمایا جاتا ہے۔
یَقُوْلُ الَّذِیْنَ اسْتُضْعِفُوْا لِلَّذِیْنَ اسْتَكْبَرُوْا لَوْلَآ اَنْتُمْ لَكُنَّا مُؤْمِنِیْنَ - کمزور کہیں اپنے متکبر
سرداروں سے جو دنیا میں تھے اگر تم نہ ہوتے تو ہم ضرور ایمان لے آتے۔
یعنی تمہاری طرف سے اگر غی و ضلالت کی تحریک نہ ہوتی اور تم ہمیں ہدایت قبول کرنے سے نہ روکتے
تو ہم جو تعلیم حضور صلے اللہ علیہ وسلم لائے تھے ضرور مانتے اور ایمان لے آتے تو متکبر کہیں اور متمولین قوم
کے سردار جواب میں کہیں گے۔
قَالَ الَّذِیْنَ اسْتَكْبَرُوْا لِلَّذِیْنَ اسْتُضْعِفُوْا اَنَحْنُ صَدَدْنٰكُمْ عَنِ الْهُدٰى بَعْدَ اِذْ جَآءَكُمْ
بَلْ كُنْتُمْ مُّجْرِمِیْنَ - بولیں متکبر ضعیف لوگوں سے کیا ہم نے تمہیں ہدایت سے روکا بعد اس کے کہ جب
تمہیں ہدایت آئی بلکہ تم خود ہی مجرم تھے۔
گویا وہ اس سے صاف انکار کردیں اور بطریق استفہام انکار کہیں ہم نے تمہیں کب روکا تھا بلکہ تم
خود ہی جرم و شرک کے عادی و خوگر تھے تو اس پر غربا و کمزور جواب دیں۔
وَقَالَ الَّذِیْنَ اسْتُضْعِفُوْا لِلَّذِیْنَ اسْتَكْبَرُوْا بَلْ مَكْرُ الَّیْلِ وَالنَّهَارِ اِذْ تَاْمُرُوْنَنَآ اَنْ نَّكْفُرَ
بِاللّٰهِ وَنَجْعَلَ لَهٗۤ اَنْدَادًا - اور کہیں وہ جو ضعیف تھے ان سے جو متکبر اور سردار تھے کہ تمہاری چالیں ہمارے
ساتھ دن رات رہیں جب تم ہمیں حکم کرتے تھے کہ ہم اللہ کی نافرمانی کریں اور اس کے مقابل غیر کو خدا بنائیں
اس قسم کی باہمی باتیں ہوں اس کے بعد آخری نتیجہ بیان فرمایا جاتا ہے۔
وَاَسَرُّوا النَّدَامَةَ لَمَّا رَاَوُا الْعَذَابَ وَجَعَلْنَا الْاَغْلٰلَ فِیْۤ اَعْنَاقِ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا هَلْ یُجْزَوْنَ
اِلَّا مَا كَانُوْا یَعْمَلُوْنَ - اور وہ چھپائیں اپنی ندامت جبکہ عذاب دیکھیں اور کیا ہم نے طوق ان کی گردنوں میں
جو کافر ہوئے کیا بدلہ دیا جاتا انہیں مگر وہی جو انہوں نے کیا۔
یعنی وہ شرما کر اپنی ندامت چھپائیں گے اور عذاب دیکھ کر پچھتائیں گے اور مبہوت ہو کر رہ جائیں گے
اس وقت ان میں بولنے جواب دینے کی طاقت ہی نہ رہے۔ تو اللہ تعالے فرماتا ہے۔
هَلْ یُجْزَوْنَ - یہاں ہَلْ نافیہ ہے جس کے معنی ہوتے ہیں اَیْ لَا یُجْزَوْنَ اِلَّا مِثْلَ الَّذِیْنَ كَانُوْا یَعْمَلُوْنَ
مِنَ الشَّرِّ یعنی ہماری طرف سے کوئی بدلہ نہیں مگر وہی جیسا وہ عمل کرتے رہے وَحَاصِلُهٗ لَا یُجْزَوْنَ اِلَّا
شَرًّا - آگے ارشاد ہے۔

وَمَاۤ اَرْسَلْنَا فِیْ قَرْیَةٍ مِّنْ نَّذِیْرٍ اِلَّا قَالَ مُتْرَفُوْهَاۤ اِنَّا بِمَاۤ اُرْسِلْتُمْ بِهٖ كٰفِرُوْنَ۔ اور جو بھی بستی ہے اس میں ہم نے اپنا نذیر بھیجا مگر متمول یہی کہتے رہے کہ ہم تمہاری رسالت سے منکر ہیں۔

یعنی مشرکین وغیرہ میں آج ہی انکار نہیں کر رہے بلکہ ہمیشہ یہ لیسے ہی منکر وجود رہے ہیں اور ان کے مالدار خصوصیت سے انکاری رہے چنانچہ آیت کریمہ میں حضور کو تسلی دی گئی کہ لے محبوب ان صنادید مکہ کی مخالفت پر کچھ غم نہ فرمائیں یہ آپ کے اگر مخالف ہیں تو آپ سے پہلے انبیاء کرام کے پہلے لوگ مخالف رہے ہیں اور مترفین یعنی متمولین کو خاص طور پر اس لیے بیان کیا کہ وہ عموماً آفت مال سے متاثر ہو کر اپنی شہوات اور طمع دنیا میں منہمک رہے ہیں۔

برخلاف غرباء اور فقراء قوم کے کہ ان میں قبولیت کا مادہ ہوتا ہے۔ چنانچہ حدیث ہرقل میں بھی غرباء کا ایمان لانا جب بیان ہوا تو اس نے کہا یہ علامت تو ان کی صداقت و ہدایت کی ہے پہلے نبیوں پہ بھی غرباء ہی کثرت سے ایمان لائے اور متمولین تو برسر پرخاش ہی رہے۔

چنانچہ اہل مکہ قریش کا یہی قول تھا کہ ہم مال و اولاد کے اعتبار سے زیادہ ہیں ہمیں عذاب نہیں ہو سکتا۔ جیسا کہ ارشاد ہے۔

وَقَالُوْا نَحْنُ اَكْثَرُ اَمْوَالًا وَّاَوْلَادًا وَّمَا نَحْنُ بِمُعَذَّبِیْنَ۔ اور مالدار قریش بولے ہم مال و اولاد میں زیادہ ہیں لہذا ہم معذب نہیں ہوں گے۔

اس لیے کہ ان کا یہ عقیدہ تھا کہ جو دنیا میں عزت سے بسر کرے گا وہ آخرت میں بھی عزت سے ہی رہے گا۔ وہ یہ بھی کہتے تھے کہ اِنَّ الْمَالَ وَالْوَلَدَ یَدْفَعُ الْعَذَابَ عَنْهُمْ۔ اور عام مشرکین بھی کہتے تھے کہ اِنَّ الْمُنْعَمَ عَلَیْهِ فِی الدُّنْیَا مُنْعَمٌ عَلَیْهِ فِی الْاٰخِرَةِ۔ دنیا میں عیش و عشرت سے رہنے والا آخرت میں بھی عیش ہی کرے گا۔

حالانکہ قرآن کریم کا ارشاد ہے کہ ہم سے کفر کرنے والوں کے لیے ہم دنیا اتنی فراخ کرتے ہیں کہ ان کے گھر چاندی کی چھتوں کے ہوتے ان کے مکانوں کی سیڑھیاں سونے کی اور ان کے بیٹھنے کے تخت سونے کے ہوتے اور یہ سب دنیا ہی دنیا کے لیے ہے اور آخرت کی نعمتیں امت کے مومنین کے لیے ہیں۔

وَلَوْلَاۤ اَنْ یَّكُوْنَ النَّاسُ اُمَّةً وَّاحِدَةً لَّجَعَلْنَا لِمَنْ یَّكْفُرُ بِالرَّحْمٰنِ لِبُیُوْتِهِمْ سُقُفًا مِّنْ فِضَّةٍ وَّمَعَارِجَ عَلَیْهَا یَظْهَرُوْنَ وَلِبُیُوْتِهِمْ اَبْوَابًا وَّسُرُرًا عَلَیْهَا یَتَّكِـُٔوْنَ وَزُخْرُفًا وَاِنْ كُلُّ ذٰلِكَ لَمَّا مَتَاعُ الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَةُ عِنْدَ رَبِّكَ لِلْمُتَّقِیْنَ۔

چنانچہ آخر میں ارشاد ہے کہ اے محبوب انہیں مطلع کر دیجئے اور قُلْ اِنَّ رَبِّیْ یَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ یَّشَآءُ وَیَقْدِرُ وَلٰکِنَّ اَکْثَرَ النَّاسِ لَا یَعْلَمُوْنَ. فرما دیجئے کہ میرا رب فراخ کرتا ہے رزق جسے چاہے اور تنگ کرتا ہے جس پر چاہے لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے۔ یہ فراخی و تنگی اس کی حکمت کے ماتحت ہے ایک احمق فارغ البال وسیع الحال ہوتا ہے اور ایک عالم دانہ دانہ کو ترستا ہے کسی نے خوب کہا ہے ؎

وَمِنَ الدَّلِیْلِ عَلَی الْقَضَآءِ وَحُکْمِہٖ ۔۔۔ بُؤْسُ اللَّبِیْبِ وَطِیْبُ عَیْشِ الْاَحْمَقِ

بامحاورہ ترجمہ پانچواں رکوع سورۂ سبا پ ۲۲

وَمَآ اَمْوَالُکُمْ وَلَآ اَوْلَادُکُمْ بِالَّتِیْ تُقَرِّبُکُمْ عِنْدَنَا زُلْفٰٓی اِلَّا مَنْ اٰمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا فَاُولٰٓئِکَ لَہُمْ جَزَآءُ الضِّعْفِ بِمَا عَمِلُوْا وَھُمْ فِی الْغُرُفٰتِ اٰمِنُوْنَ ہ	اور نہیں تمہارے مال اور اولاد اس قابل کہ تمہیں ہمارے قریب پہنچا سکیں مگر وہ جو ایمان لائے اور عمل صالح کریں تو وہی اس قابل ہیں کہ ان کے لیے دو چند بدلہ ہے ان کے عملوں کا صلہ اور وہ بالاخانوں میں امن سے ہیں۔
وَالَّذِیْنَ یَسْعَوْنَ فِیْٓ اٰیٰتِنَا مُعٰجِزِیْنَ اُولٰٓئِکَ فِی الْعَذَابِ مُحْضَرُوْنَ	اور وہ جو کوشش کریں ہماری آیتوں میں ہرانے کی یہ وہ ہیں کہ عذاب میں حاضر کیے جائیں۔
قُلْ اِنَّ رَبِّیْ یَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ یَّشَآءُ مِنْ عِبَادِہٖ وَیَقْدِرُ لَہٗ وَمَآ اَنْفَقْتُمْ مِّنْ شَیْءٍ فَھُوَ یُخْلِفُہٗ وَھُوَ خَیْرُ الرّٰزِقِیْنَ ہ	فرما دیجئے میرا رب بیشک وسیع کرتا ہے رزق جس کے لیے چاہے اپنے بندوں میں اور تنگی فرماتا ہے اور جو تم خرچ کرتے ہو کسی چیز کو اللہ کے لیے وہ اس کے بدلے میں دیگا اور وہ بہتر رزاق ہے۔
وَیَوْمَ یَحْشُرُھُمْ جَمِیْعًا ثُمَّ یَقُوْلُ لِلْمَلٰٓئِکَۃِ اَھٰٓؤُلَآءِ اِیَّاکُمْ کَانُوْا یَعْبُدُوْنَ ہ	اور جس دن ان سب کو اٹھائے گا پھر فرشتوں سے فرمائے گا کیا یہ تمہیں پوجتے تھے۔
قَالُوْا سُبْحٰنَکَ اَنْتَ وَلِیُّنَا مِنْ دُوْنِہِمْ بَلْ کَانُوْا یَعْبُدُوْنَ الْجِنَّ اَکْثَرُھُمْ بِہِمْ مُّؤْمِنُوْنَ	کہیں پاکی ہے تجھے تو ہمارا مالک ہے نہ وہ بلکہ وہ جنوں کو پوجتے تھے اکثر ان کے انہیں پر ایمان رکھتے تھے۔

فَالْيَوْمَ لَا يَمْلِكُ بَعْضُكُمْ لِبَعْضٍ نَّفْعًا
وَّلَا ضَرًّا وَّيَقُوْلُ لِلَّذِيْنَ ظَلَمُوْا ذُوْقُوْا
عَذَابَ النَّارِ الَّتِيْ كُنْتُمْ بِهَا تُكَذِّبُوْنَ ۝
وَاِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِمْ اٰيٰتُنَا بَيِّنٰتٍ قَالُوْا
مَا هٰذَا اِلَّا رَجُلٌ يُّرِيْدُ اَنْ يَّصُدَّكُمْ عَمَّا
كَانَ يَعْبُدُ اٰبَآؤُكُمْ وَقَالُوْا مَا هٰذَآ
اِلَّآ اِفْكٌ مُّفْتَرًى وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لِلْحَقِّ
لَمَّا جَآءَهُمْ اِنْ هٰذَآ اِلَّا سِحْرٌ مُّبِيْنٌ ۝
وَمَآ اٰتَيْنٰهُمْ مِّنْ كُتُبٍ يَّدْرُسُوْنَهَا
وَمَآ اَرْسَلْنَآ اِلَيْهِمْ قَبْلَكَ مِنْ نَّذِيْرٍ ۝
وَكَذَّبَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ وَمَا بَلَغُوْا
مِعْشَارَ مَآ اٰتَيْنٰهُمْ فَكَذَّبُوْا
رُسُلِيْ فَكَيْفَ كَانَ نَكِيْرِ ۝

تو آج نہیں قوت رکھتے تم میں بعض بعض کے
نفع کی نہ نقصان کی اور ہم فرمائیں گے ان مشرکوں
کو اس آگ کا عذاب چکھو جسے تم جھٹلاتے تھے۔
اور جب ان پر پڑھی جائیں ہماری آیتیں روشن
تو کہتے ہیں یہ نہیں مگر ایک آدمی کہ تمہیں روکتا ہے
اس سے جو پوجتے تھے تمہارے باپ دادا اور کہتے
ہیں یہ کچھ نہیں مگر گھڑا ہوا افترا اور کافر بولے سچائی
سے جب ان کے پاس آیا یہ کیا ہے مگر کھلا جادو۔
اور جو ہم نے کتابیں انہیں دیں جنہیں پڑھتے ہوں نہ
تم سے قبل ان کے پاس کوئی ڈر سنانے والا آیا۔
اور جھٹلایا ان سے اگلوں نے اور یہ اس کے دسویں
حصہ کو بھی نہ پہنچے جو ہم نے انہیں دیا تھا تو انہوں
نے ہمارے رسولوں کو جھٹلایا تو کیسا ہوا میرے
انکار کا بدلہ۔

لفظی ترجمہ

وَ۔ اور	مَا۔ نہیں	اَمْوَالُكُمْ۔ تمہارے مال	وَ۔ اور
لَا۔ نہ	اَوْلَادُكُمْ۔ تمہاری اولاد	بِالَّتِیْ۔ ایسی کہ	تُقَرِّبُكُمْ۔ نزدیک کرے تمہیں
عِنْدَنَا۔ ہمارے	زُلْفٰی قریب	اِلَّا۔ مگر	مَنْ۔ جو
اٰمَنَ۔ ایمان لائے	وَ۔ اور	عَمِلَ۔ عمل کرے	صَالِحًا۔ اچھے
فَاُولٰٓئِكَ۔ تو یہ لوگ	لَهُمْ۔ ان کے لیے	جَزَآءُ۔ بدلہ ہے	الضِّعْفِ۔ دگنا
بِمَا۔ جو	عَمِلُوْا۔ عمل کیے	وَ۔ اور	هُمْ۔ وہ
فِیْ۔ بیچ	الْغُرُفٰتِ۔ بالاخانوں کے	اٰمِنُوْنَ۔ امن میں ہوں	وَ۔ اور
الَّذِیْنَ۔ وہ جو	يَسْعَوْنَ۔ کوشش کرتے ہیں	فِیْ۔ بیچ	اٰيٰتِنَا۔ ہماری آیتوں کے

مُعَاجِزِیْنَ۔ عاجز کرنے والے　اُولٰٓئِكَ۔ یہ لوگ　فِی۔ بیچ
الْعَذَابِ۔ عذاب کے　مُحْضَرُوْنَ۔ حاضر کیے جائیں گے　قُلْ۔ کہہ دیں
اِنَّ۔ بیشک　رَبِّیْ۔ میرا رب　یَبْسُطُ۔ فراخ کرتا ہے　الرِّزْقَ۔ رزق
لِمَنْ۔ جس کا　یَّشَآءُ۔ چاہے　مِنْ عِبَادِهٖ۔ اپنے بندوں میں سے
وَ۔ اور　یَقْدِرُ۔ تنگ کرتا ہے　لَهٗ۔ اسکے لیے　وَ۔ اور
مَا۔ جو　اَنْفَقْتُمْ۔ تم خرچ کرو　مِّنْ شَیْءٍ۔ کوئی چیز　فَهُوَ۔ تو وہ
یُخْلِفُهٗ۔ اس کا بدل دیتا ہے　وَ۔ اور　هُوَ۔ وہ ہے
خَیْرُ۔ بہتر　الرّٰزِقِیْنَ۔ رزق دینے والا　وَ۔ اور　یَوْمَ۔ جس دن
یَحْشُرُ۔ اکٹھا کریگا　هُمْ۔ ان کو　جَمِیْعًا۔ سب کو　ثُمَّ۔ پھر
یَقُوْلُ۔ کہے گا　لِلْمَلٰٓئِكَةِ۔ فرشتوں کو　اَ۔ کیا　هٰٓؤُلَآءِ۔ یہ وہ ہیں
اِیَّا۔ خاص　كُمْ۔ تمہاری　كَانُوْا۔ ہی　یَعْبُدُوْنَ۔ پوجا کرتے تھے
قَالُوْا۔ کہیں گے　سُبْحٰنَكَ۔ تو پاک ہے　اَنْتَ۔ تو　وَلِیُّنَا۔ ہمارا مالک ہے
مِنْ دُوْنِهِمْ۔ ان کے سوا　بَلْ۔ بلکہ　كَانُوْا۔ وہ تھے
یَعْبُدُوْنَ۔ پوجتے　الْجِنَّ۔ جنوں کو　اَكْثَرُ۔ اکثر　هُمْ۔ ان کے
بِهِمْ۔ ان پر　مُّؤْمِنُوْنَ۔ ایمان لانیوالے ہیں　فَالْیَوْمَ۔ تو آج　لَا۔ نہیں
یَمْلِكُ۔ مالک ہوگا　بَعْضُكُمْ۔ بعض تمہارا　لِبَعْضٍ۔ بعض کے　نَّفْعًا۔ نفع
وَّ۔ اور　لَا۔ نہ　ضَرًّا۔ نقصان کا　وَ۔ اور
یَقُوْلُ۔ کہیگا　لِلَّذِیْنَ۔ انکو جو　ظَلَمُوْا۔ ظالم ہیں　ذُوْقُوْا۔ چکھو
عَذَابَ۔ عذاب　النَّارِ۔ آگ کا　الَّتِیْ۔ وہ کہ　كُنْتُمْ۔ تھے تم
بِهَا۔ اسکو　تُكَذِّبُوْنَ۔ جھٹلاتے　وَ۔ اور　اِذَا۔ جب
تُتْلٰی۔ پڑھی جاتی ہیں　عَلَیْهِمْ۔ ان پر　اٰیٰتُنَا۔ ہماری آیتیں　بَیِّنٰتٍ۔ روشن
قَالُوْا۔ کہتے ہیں　مَا۔ نہیں　هٰذَا۔ یہ　اِلَّا۔ مگر
رَجُلٌ۔ ایک آدمی جو　یُّرِیْدُ۔ چاہتا ہے　اَنْ۔ یہ کہ　یَّصُدَّ۔ روک دے
كُمْ۔ تم کو　عَمَّا۔ اس سے کہ　كَانَ۔ تھے　یَعْبُدُ۔ عبادت کرتے
اٰبَآؤُكُمْ۔ تمہارے باپ دادا　وَ۔ اور　قَالُوْا۔ بولے

مَا - نہیں	ھٰذَا - یہ	اِلَّا - مگر	اِفْکٌ - جھوٹ
مُّفْتَرًی - گھڑا ہوا	وَ - اور	قَالَ - بولے	الَّذِیْنَ - وہ جو
کَفَرُوْا - کافر ہیں	لِلْحَقِّ - حق کے متعلق	لَمَّا - جب	جَآءَ - آیا
ھُمْ - ان کے پاس	اِنْ - نہیں	ھٰذَا - یہ	اِلَّا - مگر
سِحْرٌ - جادو	مُّبِیْنٌ - ظاہر	وَ - اور	مَا - جو
اٰتَیْنٰهُمْ - دیں ہم نے	ھُمْ - ان کو	مِنْ کُتُبٍ - کتابیں	یَدْرُسُوْنَهَا - کہ پڑھیں ان کو
وَ - اور	مَا - نہ	اَرْسَلْنَا - بھیجا ہم نے	اِلَیْهِمْ - انکی طرف
قَبْلَكَ - تم سے پہلے	مِنْ نَّذِیْرٍ - کوئی ڈرانے والا	وَ - اور	کَذَّبَ - جھٹلایا
الَّذِیْنَ - انہوں نے جو	مِنْ قَبْلِهِمْ - ان سے پہلے تھے	وَ - اور	مَا - نہ
بَلَغُوْا - پہنچے وہ	مِعْشَارَ - دسویں حصہ کو	مَا - جو	اٰتَیْنٰهُمْ - دیا ہم نے انکو
ھُمْ - ان کو	فَکَذَّبُوْا - تو جھٹلایا انہوں نے	رُسُلِیْ - میرے رسولوں کو	فَکَیْفَ - تو کیسا
کَانَ - ہوا	نَکِیْرِ - میرا جھٹلانا		

خلاصہ تفسیر پانچواں رکوع سورۃ سبا پ ۲۲

وَمَآ اَمْوَالُكُمْ وَلَآ اَوْلَادُكُمْ بِالَّتِیْ تُقَرِّبُكُمْ عِنْدَنَا زُلْفٰۤی اِلَّا مَنْ اٰمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا فَاُولٰٓئِكَ لَهُمْ جَزَآءُ الضِّعْفِ بِمَا عَمِلُوْا وَهُمْ فِی الْغُرُفٰتِ اٰمِنُوْنَ۔ اور نہیں تمہارے مال اور اولاد اس قابل کہ تمہیں ہمارے قرب تک پہنچائیں مگر وہ جو ایمان لائے اور نیک عمل کرے ان کے لیے دو چند بدلہ ہے ان کے عمل کا اور وہ بالاخانوں میں امن سے ہوں گے۔ تو لے ایک ایک نیکی کے بدلے دس دس نیکیاں ملیں گی۔

مطلب صاف ہے کہ تم نے جو کہا نَحْنُ اَکْثَرُ اَمْوَالًا وَّاَوْلَادًا۔ تو یہ خیال خام ہے مال و اولاد کسی کے لیے تقرب الٰہی کا موجب نہ ہوا نہ ہو سکتا ہے سوائے اس کے کہ مومن صالح کا ایمان موجب تقرب ہوتا ہے اور اس کا مال بھی سبب قرب بن جاتا ہے کہ وہ اسے راہ خدا میں خرچ کرتا ہے ایسے ہی اولاد کہ مومن اسے نیک تعلیم دیتا ہے علم دین سکھاتا ہے متقی متورع بناتا ہے ورنہ مال و اولاد دونوں سبب عذاب بھی ہو سکتے ہیں جب کہ اسے لہو لعب میں خرچ کرے اس سے حرام حاصل کرے اور اولاد کو برے راستہ پر چلائے چنانچہ ارشاد ہے۔

وَالَّذِیْنَ یَسْعَوْنَ فِیْٓ اٰیٰتِنَا مُعٰجِزِیْنَ اُولٰٓئِکَ فِی الْعَذَابِ مُحْضَرُوْنَ - اور وہ جو ہماری آیتوں میں سعی کرے کمزور کرنے کی وہ عذاب میں پھنسے گا۔

اور یَسْعَوْنَ فِیْٓ اٰیٰتِنَا سے مراد قرآن کریم پر زبان طعن دراز کرنا مراد ہے اور اس سے یہ خیال کرنا کہ ہم ایسے لغو اور باطل طریقہ سے لوگوں کو ایمان لانے سے روک لیں گے اور ہمارا یہ مکر اسلام پر چل جائے گا اس سے ہم اسلام کو کمزور کر لیں گے۔

مَثَلُ الَّذِیْنَ یُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ کَمَثَلِ حَبَّةٍ اَنْۢبَتَتْ سَبْعَ سَنَابِلَ فِیْ کُلِّ سُنْۢبُلَةٍ مِّائَةُ حَبَّةٍ وَاللّٰهُ یُضٰعِفُ لِمَنْ یَّشَآءُ - مثال اس کی جو اللہ کی راہ میں خرچ تو لیسے ایک ایک نیکی کے بدلے دس دس نیکیاں ملیں گی اور مضعف فرما کر سات سو تک کی مثال دے کر اس سے بھی زیادہ کا امیدوار بنانا اور وہ جنت کے جھروکوں میں امن و امان سے ہوں۔

پھر آخرت کے متعلق ان کا یہ عقیدہ کہ مرنے کے بعد اٹھنا ہی نہیں ہے تو عذاب ثواب کیسا یہ محض باطل اور لغو ہے ایسے لوگ عذاب میں پھنسیں گے اور ان کی مکاریاں اور عیاریاں ان کے کسی کام نہ آئیں گی۔

قُلْ اِنَّ رَبِّیْ یَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ یَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ وَیَقْدِرُ لَهٗ وَمَآ اَنْفَقْتُمْ مِّنْ شَیْءٍ فَهُوَ یُخْلِفُهٗ وَهُوَ خَیْرُ الرّٰزِقِیْنَ - فرما دیجئے بے شک میرا رب وسیع رزق فرماتا ہے جس پر چاہے اپنے بندوں میں سے اور تنگی فرماتا ہے جس کے لیے چاہے۔

اپنی حکمت سے یعنی جس کے لیے علم اللہ میں وسعت رزق تھی اس پر وسعت اور جس کے لیے تنگی رزق مقدر کی گئی اس کے لیے تنگی رزق ہوتی ہے۔

وَمَآ اَنْفَقْتُمْ مِّنْ شَیْءٍ فَهُوَ یُخْلِفُهٗ وَهُوَ خَیْرُ الرّٰزِقِیْنَ - اور جو کچھ خرچ کرو اللہ کی راہ میں وہ اس کا بدلہ دے گا اور وہ سب سے بہتر رزق دینے والا ہے۔

اور یہ بدلہ دنیا میں بھی ملتا ہے اور آخرت میں تو ضرور ہی ملے گا۔ پھر یہ انفاق فی سبیل اللہ کا بدلہ صرف مسلمان کے ہی لیے ہے کافر کو نہیں اس لیے کہ کافر جو بھی خرچ کرتا ہے اس پر صاف وعید شدید ہے فَلَنْ یُّقْبَلَ مِنْ اَحَدِهِمْ مِّلْءُ الْاَرْضِ ذَهَبًا وَّلَوِ افْتَدٰی بِهٖ وہ ہرگز ہرگز قبول نہ ہو گا اگرچہ روئے زمین سونے سے بھر کر بھی بدلہ دے مومن کے لیے بخاری و مسلم میں ہے کہ اللہ تعالے فرماتا ہے خرچ کرو تم پر خرچ کیا جائے گا۔

دوسری حدیث میں ہے۔ صدقہ سے مال کم نہیں ہوتا۔ معاف کرنے سے عزت بڑھتی ہے اور

تواضع سے مرتبہ بلند ہوتا ہے اور وہ خیر الرازقین یہ این معنی ہے کہ جو کوئی کسی کو دیتا ہے جیسے بادشاہ لشکر کو، آقا غلام کو یا صاحب خانہ اپنے عیال کو وہ سب اللہ تعالےٰ کی پیدا کی ہوئی اور اسی کی بخشی ہوئی روزی سے دیتا ہے۔ رزق اور اس سے منتفع ہونے کے اسباب وہی پیدا فرماتا ہے اسی بنا پر رزاق حقیقی وہی ہے یوں مجازاً کسی کا رزق کسی کے ذریعہ ہو۔ سعدی علیہ الرحمۃ نے خوب کہا ہے۔

نہ کس میدہاند نہ کس میبدہد　　　　غدامے دہاند غدا میبدہد

وَيَوْمَ يَحْشُرُهُمْ جَمِيعًا ثُمَّ يَقُولُ لِلْمَلٰٓئِكَةِ أَهٰٓؤُلَآءِ إِيَّاكُمْ كَانُوا يَعْبُدُونَ۔ اور جس دن محشور فرمائے گا ان سب کو پھر فرمائے گا فرشتوں سے کیا یہ لوگ تمہیں کو پوجتے تھے۔

یعنی مشرکین کو محشور فرما کر اللہ تعالےٰ ملائکہ سے فرمائے گا کہ یہ لوگ تمہیں اپنا معبود بناتے تھے تو کیا تمہیں معلوم ہے کہ یہ تمہاری پوجا کرتے تھے تو ملائکہ کرام عرض کریں جیسا کہ ارشاد ہے۔

قَالُوا سُبْحٰنَكَ أَنْتَ وَلِيُّنَا مِنْ دُونِهِمْ بَلْ كَانُوا يَعْبُدُونَ الْجِنَّ أَكْثَرُهُمْ بِهِمْ مُؤْمِنُونَ فَالْيَوْمَ لَا يَمْلِكُ بَعْضُكُمْ لِبَعْضٍ نَفْعًا وَلَا ضَرًّا وَنَقُولُ لِلَّذِينَ ظَلَمُوا ذُوقُوا عَذَابَ النَّارِ الَّتِي كُنْتُمْ بِهَا تُكَذِّبُونَ۔

فرشتے عرض کریں تیرے وجہ منیر کو پاکی ہے تو ہمارا ولی اور دوست ہے نہ کہ وہ بلکہ وہ جنوں کو پوجتے تھے ان میں کے اکثر انہیں پر ایمان لائے ہوئے تھے تو آج تم میں سے ایک دوسرے کے بھلے برے کا کچھ اختیار نہ رکھے گا اور ہم فرمائیں گے ظالموں سے اس آگ کا عذاب چکھو جسے تم دنیا میں جھٹلاتے تھے۔

ملائکہ جواب میں عرض کریں الٰہی ہم تیرے چاہنے والے ہیں ہماری ان سے کوئی دوستی نہیں پھر ہم ان کی پوجا پاٹ سے کیسے خوش ہو سکتے تھے ہم ان سے اور ان کی پوجا سے بری ہیں البتہ یہ شیاطین کے پجاری تھے ان ہی کے یہ مطیع تھے اور یہ غیر خدا کو پوج کر مشرک ہوئے آج وہ جھوٹے معبود اپنے پجاریوں کو کچھ نفع و نقصان پہنچانے کے مالک نہیں اور اپنی پوجا پاٹ کرنے والوں کی کوئی مدد نہیں کر سکتے تو اس کے بعد اللہ تعالےٰ کی طرف سے ارشاد ہے کہ تم عذاب جہنم کی بھی تکذیب کرتے تھے لہٰذا آج عذاب جہنم کا مزہ چکھو اور دیکھو کہ وہ عذاب سچا تھا یا نہیں۔

مشرکین مکہ عذاب و ثواب کا استہزاء کرتے اور کہتے تھے ءَإِذَا مِتْنَا وَكُنَّا تُرَابًا ذٰلِكَ رَجْعٌ بَعِيدٌ۔ جب ہم مر کر مٹی ہو جائیں گے تو عقل سے بعید ہے کہ پھر زندہ ہوں اور یہ بھی کہتے کہ یہ یعنی حضور صلے اللہ علیہ وسلم کیا ہیں ایک آدمی ہی تو ہیں جس کا تذکرہ آگے ہے۔

وَإِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِمْ اٰيٰتُنَا بَيِّنٰتٍ قَالُوا مَا هٰذَا إِلَّا رَجُلٌ يُرِيدُ أَنْ يَصُدَّكُمْ عَمَّا كَانَ

يَعْبُدُ اٰبَآؤُكُمْ وَقَالُوْا مَا هٰذَآ اِلَّآ اِفْكٌ مُّفْتَرًى وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لِلْحَقِّ لَمَّا جَآءَهُمْ اِنْ هٰذَآ اِلَّا سِحْرٌ مُّبِيْنٌ۔ اور جب پڑھی جائیں ان پر ہماری روشن آیتیں تو کہتے ہیں یہ کیا ہیں ایک آدمی کی طرف سے کہ وہ روکنا چاہتا ہے تمہیں تمہارے باپ دادا کے معبودوں سے اور کہتے ہیں یہ کچھ نہیں مگر صرف جوڑا ہوا بہتان ہے اور کافروں نے کہا حق کے لیے جب ان کے پاس آیا یہ کچھ نہیں مگر کھلا ہوا جادو ہے۔

یعنی جب دنیا میں ان پر آیات قرآنیہ زبان مصطفی علیہ التحیۃ والثنا سے سنائی گئیں تو اپنے حسد وعناد باطنی سے بکنے لگے کہ حضور کیا ہیں ایک آدمی اور یہ آیتیں جنہیں وہ خدا کا کلام بتاتے ہیں یہ سب گھڑے ہوئے افتراء وبہتان ہیں معاذ اللہ کلام اللہ نہیں ہیں۔

حالانکہ انہوں نے اپنی کفر کی ظلمت میں یہ بھی بک دیا اور کلام حق کی شان میں کہہ دیا جب کہ ان سے اس کا مقابلہ نہ ہو سکا تو جادو سے تشبیہ دے دی اور کلام حق تعالےٰ کو سحر مبین کہہ دیا۔ چنانچہ آگے اس کا جواب ارشاد ہے۔

وَمَآ اٰتَيْنٰهُمْ مِّنْ كُتُبٍ يَّدْرُسُوْنَهَا وَمَآ اَرْسَلْنَآ اِلَيْهِمْ قَبْلَكَ مِنْ نَّذِيْرٍ۔ اور حال یہ ہے کہ ہم نے انہیں کتابیں دیں جنہیں وہ پڑھتے ہوں اور اے محبوب آپ سے قبل ہم نے ان کے پاس کوئی ڈر سنانے والا بھی نہیں بھیجا۔

یعنی مشرکین عرب کو نہ کتاب الٰہی سے کچھ ملا نہ آپ سے قبل ان میں کوئی رسول آیا جس کے ذریعہ وہ اپنے دین کی نسبت دین الٰہی کرتے۔ تو یہ بلاشبہ اپنے خیال کی پیروی کر رہے ہیں جو ان کا فریب نفس اور اتباع ہوا ہے۔

اس کے بعد کفار مکہ سے پہلے کفار کا حال اجمالاً بیان فرما کر اظہار فرمایا ہے کہ یہ ان کے مقابل کیا ہیں ہم نے انہیں تباہ وہلاک کر دیا تو ان کا ہلاک کرنا کیا دشوار ہے۔ چنانچہ ارشاد ہے۔

وَكَذَّبَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ وَمَا بَلَغُوْا مِعْشَارَ مَآ اٰتَيْنٰهُمْ فَكَذَّبُوْا رُسُلِيْ فَكَيْفَ كَانَ نَكِيْرِ۔ اور ان سے پہلوں نے بھی نبیوں کو جھٹلایا تھا اور یہ ان کے دسویں کو بھی نہیں پہنچے جو ہم نے انہیں دیا تھا تو انہوں نے میرے رسولوں کی تکذیب کی تو اس انکار کا انجام کیا ہوا۔

یعنی پہلے مشرکوں نے بھی قریش مکہ کی طرح ہمارے رسولوں کی تکذیب کی اور انہیں ہم نے جو قوت وکثرت مال واولاد عطا کی تھی ان کے مقابل تو یہ قریش مکہ دسواں حصہ بھی نہیں ان سے پہلے جو تھے وہ مال واولاد اور دولت میں ان سے دس گنے سے بھی زیادہ تھے تو جب انہوں نے میرے رسولوں کی

تکذیب کی تو اس انکار کے بدلہ میں میرے عذاب کو ان کی کوئی قوت نہ روک سکی اور ان کے کام ان کا کفر و شرک نہ آسکا تو ان کی کیا حقیقت ہے۔

زُلفیٰ بروزن کُبریٰ ہے قربت کے معنی میں مصدر ہے۔

یُخلِفُہٗ یہ اِخلاف سے لیا گیا ہے ایک چیز کے جانے کے بعد دوسری چیز اس کے قائم مقام کرنے کے معنی دیتا ہے۔

کُتُبٍ یَدْرُسُوْنَهَا۔ کُتُب کتاب کی جمع ہے اور یَدْرُسُوْنَهَا۔ درس سے مشتق ہے جو پڑھنے کے معنی میں آتا ہے۔

مِعْشَارَ۔ عُشر سے لیا گیا ہے اور عُشر دسویں حصہ کو کہتے ہیں جیسے مِرْبَاع رُبع سے لے کر چوتھے حصہ کے معنی دیتا ہے۔

مختصر تفسیر اردو پانچواں رکوع سورۃ سبا پ۲۲

وَمَآ اَمْوَالُكُمْ وَلَآ اَوْلَادُكُمْ بِالَّتِیْ تُقَرِّبُكُمْ عِنْدَنَا زُلْفٰٓی۔ اور تمہارے مال اولاد ذریعہ نہیں ہو سکتے ہمارے حضور قریب کرنے کا۔

یہ جملہ مستانفہ اللہ تعالےٰ کی طرف سے ہے اس میں عامۃ الناس مخاطب ہیں اور اس میں اس امر کی نفی کی گئی ہے جس وہم میں مشرکین تھے اور کہتے تھے نَحْنُ اَكْثَرُ اَمْوَالًا وَّاَوْلَادًا وَّمَا نَحْنُ بِمُعَذَّبِیْنَ ہم مال و اولاد میں زیادہ ہیں اور ہم معذب نہیں ہو سکتے۔ وَهٰذَا النَّفْیُ اَنْ تَكُوْنَ كَثْرَةُ الرِّزْقِ سَبَبًا لِلْقُرْبِ وَالْكَرَامَةِ وَیَكُوْنُ الْخِطَابُ لِلْكَفَرَةِ۔ اس میں کفار کو ارشاد ہے کہ کثرت اموال و اولاد موجب تقرب نہیں ہو سکتے۔

زُلفیٰ سے مراد تقرب ہے۔ زلفۃ التقرب۔

چنانچہ آگے استثناء فرما کر مومنین کا درجہ ظاہر کیا۔

اِلَّا مَنْ اٰمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا فَاُولٰٓئِكَ لَهُمْ جَزَآءُ الضِّعْفِ بِمَا عَمِلُوْا وَهُمْ فِی الْغُرُفٰتِ اٰمِنُوْنَ

مگر جو ایمان لایا اور نیک عمل کیے اس کے لیے اس عمل کا بدلہ دو چند ہے اور وہ بالا خانوں میں امن و امان سے جنت میں ہوں گے۔

یہ اگر استثناء منفصل لیا جائے تو خطاب مومن و کافر کے لیے عام مانا جائے گا اور اگر خطاب خاص

کفار سے لیا جائے تو استثناء منقطع لیا جاسکتا ہے تو آیۂ کریمہ کے یہ معنی ہوں گے لٰکِنْ مَنْ اٰمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا فَاِیْمَانُہٗ وَعَمَلُہٗ یُقَرِّبَانِہٖ ۔ تو خلاصہ معنی یہ ہوئے۔

وَمَآ اَمْوَالُکُمْ وَلَآ اَوْلَادُکُمْ بِتَقْوٰی اِلَّا الْمُؤْمِنِیْنَ تمہارے مال واولاد تقرب کے موجب نہیں مگر مومن کے لیے کہ انہیں خیرات وصدقات کا صلہ دو چند سے سات سو گنے تک ملے گا۔

اَیْ لَہُمْ اَنْ یُجَازِیَہُمُ اللّٰہُ تَعَالٰی الضِّعْفَ اَیِ الثَّوَابَ الْمُضَاعَفَ فَیُجَازِیْہِمْ عَلَی الْحَسَنَۃِ بِعَشْرِ اَمْثَالِہَا اَوْ بِاَکْثَرَ اِلٰی سَبْعِمِائَۃِ ضِعْفٍ یعنی وہ حقدار ہیں کہ اللہ تعالیٰ انہیں ثواب مضاعف دس گنے سے زائد سات سو گنا تک عطا فرماوے۔

اور یہ بدلہ ان کے ایمان اور عمل صالح کا ہے اور وہ غرفات جنت میں اور بلند محلوں میں ہر قسم کی تکالیف ومکروہات سے مامون ومصئون ہوں گے۔

وَالَّذِیْنَ یَسْعَوْنَ فِیْٓ اٰیٰتِنَا مُعٰجِزِیْنَ اُولٰٓئِکَ فِی الْعَذَابِ مُحْضَرُوْنَ۔ اور وہ جو ہماری آیتوں کی تکذیب میں سعی کرتے ہیں اس زعم باطل سے کہ آیات آلہی اور انبیاء پر غالب آجائیں گے یہ لوگ عذاب میں مبتلا ہوں گے۔

آلوسی فرماتے ہیں وَالَّذِیْنَ یَسْعَوْنَ فِیْٓ اٰیٰتِنَا بِالرَّدِّ وَالطَّعْنِ فِیْہَا۔ وہ لوگ جو ہماری آیتوں میں طعن اور رد کی سعی کرتے ہیں

مُعٰجِزِیْنَ بِحَسْبِ ظَنِّہِمُ الْبَاطِلِ۔ اللہ عزوجل اور انبیاء علیہم السلام کو ہرانا چاہتے ہیں اپنے زعم باطل میں اللہ تعالیٰ یا انبیاء علیہم السلام کو۔

فَحَاصِلُہٗ زَاعِمِیْنَ سَبْقَہُمْ وَعَدَمَ قُدْرَۃِ اللّٰہِ تَعَالٰی۔ اور انبیاء علیہم السلام۔ خلاصہ یہ کہ ان کا گمان تھا کہ اللہ تعالیٰ اور انبیاء علیہم السلام کو ان پر کوئی قدرت حاصل نہیں۔

اُولٰٓئِکَ فِی الْعَذَابِ مُحْضَرُوْنَ۔ لَا یَجِدُ مِنْہُمْ مَا یَتَلَوَّلُوْا عَلَیْہِ نَفْعًا۔ ایسے لوگ عذاب میں ایسے پھنسیں گے کہ اس سے نجات پانے کا کوئی ذریعہ بھی نہ ملے گا۔

قُلْ اِنَّ رَبِّیْ یَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ یَّشَآءُ مِنْ عِبَادِہٖ وَیَقْدِرُ لَہٗ۔ فرما دیجئے بیشک میرا رب کشادہ فرماتا ہے رزق جس پر چاہے اپنے بندوں سے اور تنگ کرتا ہے جسکے لیے چاہے۔

اَیْ یُوَسِّعُہٗ سُبْحَانَہٗ عَلَیْہِ تَارَۃً وَّیُضَیِّقُہٗ عَلَیْہِ اُخْرٰی فَلَا تَخْشَوُا الْفَقْرَ وَاَنْفِقُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ وَتَقَرَّبُوْا لَدَیْہِ عَزَّ وَجَلَّ بِاَمْوَالِکُمْ وَتَعَرَّضُوْا لِنَفَحَاتِہٖ جَلَّ وَعَلَا یعنی کبھی وہ اپنے فضل سے رزق فراخ فرما دیتا ہے اور کبھی اس پر تنگ فرما دیتا ہے تو تم نہیں

چاہیئے فقر و فاقہ کا خوف نہ کرو اور اللہ کی راہ میں خرچ کر کے تقرب الی اللہ اپنے مالوں کے ذریعہ حاصل کر کے نفحات رحمت سے متمتع ہو۔ اس لیے کہ

وَمَا اَنْفَقْتُمْ مِّنْ شَیْءٍ فَهُوَ يُخْلِفُهٗ وَهُوَ خَيْرُ الرّٰزِقِيْنَ۔ جو کچھ اس کیلئے خرچ کرو گے تو وہ اس کے بدلے میں تمہیں اجر دے گا۔

اِمَّا فِی الدُّنْيَا بِالْكَمَالِ كَمَا هُوَ الظَّاهِرُ اَوْ بِالْقَنَاعَةِ الَّتِیْ هِیَ كَنْزٌ لَّا يَفْنٰی۔ خواہ وہ چیز دنیا میں ملے جیسا کہ ظاہر ہے یا قناعت سے کہ وہ ایسا خزانہ ہے کہ کبھی فنا ہی نہیں ہوتا۔ اور وہ بہترین رزاق ہے۔

بخاری مسلم میں ہے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا مِنْ عِبَادٍ يُّصْبِحُ الْعِبَادُ فِيْهِ اِلَّا مَلَكَانِ يَنْزِلَانِ فَيَقُوْلُ اَحَدُهُمَا اَللّٰهُمَّ اَعْطِ مُنْفِقًا خَلَفًا وَيَقُوْلُ الْاٰخَرُ اَللّٰهُمَّ اَعْطِ مُمْسِكًا تَلَفًا۔ حضور نے فرمایا ہر صبح دو فرشتے نازل ہو کر دعا کرتے ہیں الٰہی تیری راہ میں خرچ کرنے والے کو بہتر بدلہ دے دوسرا دعا کرتا ہے الٰہی بخیل و ممسک کا مال تلف کر دے۔

اور بیہقی شعب الایمان میں جابر بن عبد اللہ سے راوی ہیں کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا كُلُّ مَا اَنْفَقَ الْعَبْدُ لِنَفَقَتِهٖ فَعَلَی اللّٰهِ تَعَالٰی خَلَفًا ضَامِنًا اِلَّا نَفَقَتَهٗ فِیْ بُنْيَانٍ اَوْ مَعْصِيَةٍ۔ ہر صدقہ اور خرچ کا بدلہ دینے کا اللہ تعالے ذمہ لیتا ہے مگر مکان بنانے یا گناہ کرنے میں جو خرچ کیا جائے وہ بے اجر ہے۔

اور بخاری شریف میں۔ ابن مردویہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے راوی ہیں کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی اَنْفِقْ يَا ابْنَ اٰدَمَ اُنْفِقْ عَلَيْكَ۔ اللہ تعالے فرماتا ہے اے ابن آدم خرچ کر ہم تجھ پر خرچ کریں گے۔

نوادر الاصول میں حکیم ترمذی راوی ہیں کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اِنَّ الْمَعُوْنَةَ تَنْزِلُ مِنَ السَّمَآءِ عَلٰی قَدْرِ الْمَئُوْنَةِ

اور حضرت زبیر رضی اللہ عنہ سے ایک طویل حدیث ہے جس میں حضور نے فرمایا کہ اللہ تعالی فرماتا ہے اَنْفِقْ اُنْفِقْ عَلَيْكَ وَوَسِّعْ اُوَسِّعْ عَلَيْكَ وَلَا تُضَيِّقْ اُضَيِّقْ عَلَيْكَ وَلَا تُصِرَّ فَاُصِرَّ عَلَيْكَ وَلَا تَخْزُنْ فَاُخْزَنَ عَلَيْكَ اِنَّ بَابَ الْاَرْزَاقِ مَفْتُوْحٌ مِّنْ فَوْقِ سَبْعِ سَمٰوَاتٍ مُتَوَاصِلٌ اِلَی الْعَرْشِ لَا يُغْلَقُ لَيْلًا وَّلَا نَهَارًا يُنَزِّلُ اللّٰهُ تَعَالٰی مِنْهُ الرِّزْقَ عَلٰی كُلِّ امْرِئٍ بِقَدْرِ نِيَّتِهٖ

وَعَطِيَّتِہٖ وَصَدَقَتِہٖ وَنَفَقَتِہٖ فَمَنْ اَکْثَرَ اُکْثِرَ لَہٗ وَمَنْ اَقَلَّ اُقِلَّ لَہٗ وَمَنْ اَمْسَکَ اُمْسِکَ عَلَیْہِ یَا زُبَیْرُ فَکُلْ وَاَطْعِمْ وَلَا تُوْکِ فَیُوْکَیٰ عَلَیْکَ وَلَا تُحْصِیْ فَیُحْصٰی عَلَیْکَ وَلَا تَقْتُرْ فَیُقْتَرُ عَلَیْکَ وَلَا تُعَسِّرْ فَیُعَسَّرُ عَلَیْکَ الْحَدِیْث۔

خلاصہ مفہوم حدیث یہ ہے کہ حضور نے فرمایا خرچ کر تجھ پر خرچ کیا جائے گا توسیع کر تجھے وسعت ملے گی تنگی نہ کر ورنہ تجھ پر تنگی ہوگی۔ صدقہ کر کہ کہیں تجھ پر سختی نہ ہو جمع نہ کر کہیں تیری بداعمالیاں جمع نہ ہو جائیں بے شک رزق کا دروازہ ساتویں آسمان سے عرش تک کھلا ہوا ہے اور وہ رات دن میں بند نہیں ہوتا جو کثرت سے خرچ کرے اللہ اس کے مال میں برکت دیتا ہے جو خرچ میں کمی کرے اللہ اس کے مال میں کمی کرتا ہے۔

جو ممسک ہو اس پر رزق میں امساک ہوتا ہے اللہ تعالے ہر بندے پر اس کی نیت اور خیرات وصدقات کے مطابق رزق عطا فرماتا ہے جو خوب خرچ کرے اللہ اس کے مال میں کثرت کرتا ہے جو کم خرچ کرے اللہ اس کے رزق میں کمی کرتا ہے۔ اے زبیر کھا اور کھلا اور مشک کا منہ بند نہ کر کہ تجھ پر رزق بند ہو جائے گا اور گن گن کر نہ رکھ کہ تجھ کو گن کر ہی دیا جائے گا اور تنگی سے خرچ نہ کر کہ تجھ پر تنگی ہوگی سختی نہ کر کہ تجھ پر سختی ہوگی۔ الی آخر الحدیث

اور وَھُوَ خَیْرُ الرّٰزِقِیْنَ۔ فرمانے سے یہ مسئلہ بھی حل ہو گیا کہ رزق دینے ہبہ کرنے والے کو مجازاً رازق کہا جا سکتا ہے، مگر حقیقتاً رزاق مطلق سوا ذات واجب تعالے کے کوئی نہیں ہو سکتا۔ اور غیر خدا کو رازق بایں اعتبار کہا جا سکتا ہے کہ وہ ایصال رزق کا واسطہ ہے۔

وَیَوْمَ یَحْشُرُھُمْ جَمِیْعًا ثُمَّ یَقُوْلُ لِلْمَلٰٓئِکَۃِ اَھٰٓؤُلَآءِ اِیَّاکُمْ کَانُوْا یَعْبُدُوْنَ۔ اور جس دن محشور کریں ہم سب کو پھر کہیں فرشتوں سے کیا یہ تمہیں پوجتے تھے۔

یعنی مستکبرین اور مستضعفین اور جو غیر اللہ کے پجاری ہیں سب یوم حشر میں جمع کیے جائیں۔ یہاں یَوْمَ، ظرف ہے مضمر کے لیے جو متقدم ہے تو گو اس کے معنی یہ ہوئے وَاذْکُرْ یَوْمَ یَحْشُرُھُمْ جَمِیْعًا۔ یاد فرمائیں اس دن کو جب ہم سب کو محشور فرما کر ملائکہ سے فرمائیں۔ اَھٰٓؤُلَآءِ اِیَّاکُمْ کَانُوْا یَعْبُدُوْنَ۔

چنانچہ مروی ہے کہ تمام مخلوق بعد حشر موقف میں کھڑی ہو اور ان سے سات ہزار برس تک کلام نہ ہو حتیٰ کہ حضور شافع یوم النشور صلی اللہ علیہ وسلم شفاعت کے لیے کھڑے ہوں تو اس وقت اللہ تعالے ملائکہ سے یہ فرمائے جس کا ذکر ہو چکا۔

جیسے عیسیٰ علیہ السلام سے ارشاد ہوء اَنْتَ قُلْتَ لِلنَّاسِ اتَّخِذُوْنِیْ وَاُمِّیَ اِلٰهَیْنِ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ۔

اور اہل عرب میں شرک کی ابتداء یہ ہے جیسے علامہ ابن الوردی اپنی تاریخ میں لکھتے ہیں کہ

اِنَّ سَبَبَ حُدُوْثِ عِبَادَةِ الْاَصْنَامِ فِی الْعَرَبِ اَنَّ عَمْرَو بْنَ لُحَیٍّ مَرَّ بِقَوْمٍ بِالشَّامِ فَرَاٰهُمْ یَعْبُدُوْنَ الْاَصْنَامَ فَسَاَلَهُمْ فَقَالُوْا لَهٗ هٰذِهٖ اَرْبَابٌ نَتَّخِذُهَا عَلٰی شَكْلِ الْهَیَاكِلِ الْعَلَوِیَّةِ فَنَسْتَنْصِرُ بِهَا وَنَسْتَسْقِیْ فَتَبِعَهُمْ وَاَتٰی بِصَنَمٍ مَعَهٗ اِلَی الْحِجَازِ وَسَوَّلَ لِلْعَرَبِ فَعَبَدُوْهُ وَاسْتَمَرَّتْ عِبَادَةُ الْاَصْنَامِ فِیْهِمْ اِلٰی اَنْ جَاءَ الْاِسْلَامُ۔

وَحَدَثَتْ عِبَادَةُ عِیْسٰی عَلَیْهِ السَّلَامُ بَعْدَ ذٰلِكَ بِزَمَانٍ كَثِیْرٍ فَظُهُوْرُ قُصُوْدِهِمْ عَنْ رُتْبَةِ الْمَعْبُوْدِیَّةِ وَتَنَزُّهِهِمْ عَنْ عِبَادَتِهِمْ یُظْهِرُ حَالُ سَائِرِ الشُّرَكَاءِ بِطَرِیْقِ الْاَوْلَوِیَّةِ۔

عرب میں بت پرستی جاری ہونے کا بانی عمرو بن لحی ہے یہ اپنی قوم کے ساتھ ملک شام گیا تو اس نے دیکھا کہ وہ بت پوج رہے ہیں اس نے ان سے پوچھا ان لوگوں نے کہا کہ یہ ہمارے رب ہیں جنہیں ہم نے اختیار کیا ہے اور ان کی شکلیں بلند اور لطیف بنائی ہیں تو ان سے ہم مدد مانگتے اور بارش طلب کرتے ہیں۔ عمرو بن لحی اور اس کی قوم نے ان کی پیروی کی اور اپنے ساتھ ایک بت حجاز میں لے آیا اور عرب لوگ بھی اسے پسند کرنے لگے۔

مختصر یہ کہ وہ بھی بت پرستی کرنے لگ گئے اور اس طرح بت پرستی ان میں جاری ہوگئی حتیٰ کہ عہد اسلام آیا اور ان کے بعد حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پرستاری عیسائیوں میں پیدا ہوئی۔ الی آخرہ۔ غرضکہ ملائکہ جناب باری میں عرض کریں جس کا تذکرہ آگے آتا ہے۔

قَالُوْا سُبْحَانَكَ اَنْتَ وَلِیُّنَا مِنْ دُوْنِهِمْ بَلْ كَانُوْا یَعْبُدُوْنَ الْجِنَّ اَكْثَرُهُمْ بِهِمْ مُّؤْمِنُوْنَ

ملائکہ عرض کریں الٰہی تیرے وجہ منبر کو پاکی ہے تو ہی ہمارا والی ہے ان سے ہمارا کیا واسطہ بلکہ وہ جنوں اور شیاطین کو پوجتے تھے اکثر ان کے ان پر ایمان رکھتے تھے۔

اس کی تفسیر روح المعانی میں یہ ہے اَیْ اَنْتَ الَّذِیْ نُوَالِیْهِ مِنْ دُوْنِهِمْ لَا مُوَالَاةَ بَیْنَنَا وَبَیْنَهُمْ كَاَنَّهُمْ بَیَّنُوْا بِذٰلِكَ بَرَاءَتَهُمْ مِنَ الرِّضَا بِعِبَادَتِهِمْ۔ یعنی فرشتے عرض کریں الٰہی تو وہ ہے جس سے ہماری دوستی ہے نہ کہ یہ لوگ ان سے ہمارا کوئی واسطہ نہیں گویا ان سے اور ان کی عبادت سے براءت ظاہر کریں گے اور عرض کریں گے۔

بَلْ كَانُوْا یَعْبُدُوْنَ الْجِنَّ۔ بلکہ وہ تو جن و شیاطین کو پوجتے تھے اور انہی پر ایمان رکھتے تھے ان

میں سے ایک جماعت انہیں بنات اللہ کہتی تھی جیسا کہ ارشاد ہے وَجَعَلُوا بَيْنَهُ وَبَيْنَ الْجِنَّةِ نَسَبًا
اس پر ارشاد ہے۔
فَالْيَوْمَ لَا يَمْلِكُ بَعْضُكُمْ لِبَعْضٍ نَّفْعًا وَّلَا ضَرًّا۔ آج کے دن ان میں کا ایک دوسرے کو نہ نفع دے سکتا ہے نہ نقصان۔

یعنی نہ ملائکہ سے انہیں نفع پہنچ سکتا ہے نہ نقصان بلکہ جناب باری کی طرف سے ارشاد ہو جیسا کہ فرمایا
وَنَقُولُ لِلَّذِينَ ظَلَمُوا ذُوقُوا عَذَابَ النَّارِ الَّتِي كُنْتُمْ بِهَا تُكَذِّبُونَ۔ اور ہم فرمائیں انہیں جو ظالم و مشرک ہیں چکھو اس آگ کا عذاب جسے تم جھٹلاتے تھے۔

اور کہتے تھے عذاب و ثواب مرنے کے بعد کچھ نہیں ہے آگے ارشاد ہے۔

وَإِذَا تُتْلَى عَلَيْهِمْ آيَاتُنَا بَيِّنَاتٍ قَالُوا مَا هَٰذَا إِلَّا رَجُلٌ يُرِيدُ أَنْ يَصُدَّكُمْ عَمَّا كَانَ يَعْبُدُ آبَاؤُكُمْ وَقَالُوا مَا هَٰذَا إِلَّا إِفْكٌ مُّفْتَرًى وَقَالَ الَّذِينَ كَفَرُوا لِلْحَقِّ لَمَّا جَاءَهُمْ إِنْ هَٰذَا إِلَّا سِحْرٌ مُّبِينٌ۔ اور جب پڑھی جاتی ہیں ان پر ہماری روشن آیتیں تو کہتے ہیں یہ کیا ہے ایک آدمی جو چاہتا ہے کہ تمہیں روک دے اس سے جنہیں تمہارے باپ دادا پوجتے تھے اور مشرک بولے یہ قرآن کیا ہے مگر نرا دھوکہ اور بہتان اور کافر بولے اس حق سے جو ان کے پاس ہمارا حبیب لایا یہ کچھ نہیں مگر کھلا جادو۔

یعنی جب حضور کی زبان مبارک سے آیات قرآن مشرکین نے سنیں جن میں بطلان شرک اور احقاق توحید ہے تو وہ حضور سید عالم صلے اللہ علیہ وسلم کی شان میں بکنے لگے (قاتلہم اللہ) یہ کچھ نہیں مگر ایک آدمی ہیں اور ان کا منشا یہ ہے کہ تمہیں اپنے پرانے مذہب سے روک دیں اور جنہیں تمہارے باپ دادا پوجتے تھے ان کی پرستش سے باز رکھیں اور ساتھ ہی کلام پاک کی شان میں بولے کہ یہ قرآن بھی کچھ نہیں مگر گھڑا ہوا بہتان ہے جسے اللہ تعالے کی طرف منسوب کیا جاتا ہے۔

اور عام کفار بھی کہنے لگے اس کتاب حق کی شان میں جب وہ ان کے سامنے آئی اور وہ اس کے مقابلہ سے عاجز آگئے تو بول پڑے یہ کچھ نہیں مگر کھلا جادو ہے۔

اس پر جناب باری تعالے عز اسمہ فرماتا ہے کہ یہ بکواس تو وہ جب کرتے جبکہ ان کے پاس پہلی بھیجی ہوئی کوئی کتاب آچکی ہوتی چنانچہ ارشاد ہے۔

وَمَا آتَيْنَاهُمْ مِنْ كُتُبٍ يَدْرُسُونَهَا وَمَا أَرْسَلْنَا إِلَيْهِمْ قَبْلَكَ مِنْ نَذِيرٍ۔ اور نہ دی ہم نے انہیں کوئی کتاب کہ اسے پڑھتے اور نہ بھیجا ہم نے ان کی طرف تم سے قبل کوئی ڈر سنانے والا۔

یعنی کفار مکہ کو ہم نے کوئی کتاب بھی نہ دی اور ان کے پاس آپ سے پہلے کوئی رسول بھی نہ آیا اسلئے

الزامی جواب قرآن پاک میں اور بھی دیے ہیں چنانچہ ارشاد ہے اَمْ اَنْزَلْنَا عَلَيْهِمْ سُلْطَانًا فَهُوَ يَتَكَلَّمُ بِمَا كَانُوْا بِهٖ يُشْرِكُوْنَ - ایک جگہ ارشاد ہے اَمْ اٰتَيْنٰهُمْ كِتٰبًا مِّنْ قَبْلِهٖ فَهُمْ بِهٖ مُسْتَمْسِكُوْنَ یہ اس لیے الزام دیا گیا کہ ہر منکر کسی دلیل سے انکار کرتا ہے لیکن ان کے پاس تو کوئی دلیل ہی نہیں سوا اپنے عناد اور حسد کے کہ اس سے ہی جو چاہتا ہے وہ بک دیتے ہیں۔

دوسری بات یہ کہ مشرکین مکہ میں حضور سے قبل کوئی رسول بھی نہ آیا کہ اس کے بیانات و ہدایات کے خلاف حضور کی تعلیم قرار دے سکتے تو ان کے انکار پر ان کے پاس کوئی وجہ و جیہہ موجود نہیں

وَكَذَّبَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ وَمَا بَلَغُوْا مِعْشَارَ مَآ اٰتَيْنٰهُمْ فَكَذَّبُوْا رُسُلِيْ فَكَيْفَ كَانَ نَكِيْرِ۔ اور ان سے پہلے جنہوں نے ہمارے رسولوں کی تکذیب کی (اور اس کی سزا میں وہ ہلاک ہوئے) ان کی قوت و تمول اور درازی عمر میں یہ مکہ والے تو دسویں درجہ کو بھی نہیں پہنچے تو انہوں نے ہمارے رسولوں کی تکذیب کی تو کیا ہوا ان کے انکار کا نتیجہ۔

یہی کہ وہ تباہ و برباد ہو گئے اور ان کی تدمیر ایسی ہوئی کہ وہ افسانہ بن کر رہ گئے تو انہیں ڈرنا چاہیئے۔ اس لیے کہ سرکار ابد قرار صلے اللہ علیہ وسلم خاتم الانبیاء ہیں ان کے بعد کوئی نبی نہیں آ سکتا اور ان کی تکذیب تمام انبیاء کرام کی تکذیب ہے تو مشرکین مکہ اگر ہمارے نبی آخر الزمان کی تکذیب کر رہے ہیں تو یہ مکذب جمیع انبیاء ہیں تو ان پر عذاب بھی سب سے زیادہ ہوگا اور یہ اشد ترین کفار ہیں۔

ایسے جو خاتم الانبیاء علیہ التحیہ والثناء کا منکر ہو کر کسی غیر کو نبی یا مسیح موعود مانتا ہے وہ عقیدہ اساسی کا منکر ہو کر قطعی مرتد قرار پاتا ہے۔

بامحاورہ ترجمہ چھٹا رکوع۔ سورۃ سبا پ ۲۲

قُلْ اِنَّمَآ اَعِظُكُمْ بِوَاحِدَةٍ اَنْ تَقُوْمُوْا لِلّٰهِ مَثْنٰى وَفُرَادٰى ثُمَّ تَتَفَكَّرُوْا مَا بِصَاحِبِكُمْ مِّنْ جِنَّةٍ اِنْ هُوَ اِلَّا نَذِيْرٌ لَّكُمْ بَيْنَ يَدَيْ عَذَابٍ شَدِيْدٍ	فرما دیجئے میں تمہیں ایک نصیحت کرتا ہوں کہ اللہ کے لیے کھڑے ہو دو دو یا اکیلے پھر سوچو کہ تمہارے ان صاحب میں کوئی بات جنون کی ہے یا نہیں وہ تو تمہیں ڈر سنانے والے ہیں کہ تمہارے آگے سخت عذاب ہے۔
قُلْ مَا سَاَلْتُكُمْ مِّنْ اَجْرٍ فَهُوَ	اے محبوب فرما دیجئے کہ میں نے تم سے اس تعلیم پر

لَـكُمْ اِنْ اَجْرِيَ اِلَّا عَلَى اللّٰهِ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ شَهِيْدٌ ۝
قُلْ اِنَّ رَبِّيْ يَقْذِفُ بِالْحَقِّ عَلَّامُ الْغُيُوْبِ ۝
قُلْ جَآءَ الْحَقُّ وَمَا يُبْدِئُ الْبَاطِلُ وَمَا يُعِيْدُ ۝
قُلْ اِنْ ضَلَلْتُ فَاِنَّمَآ اَضِلُّ عَلٰى نَفْسِيْ وَاِنِ اهْتَدَيْتُ فَبِمَا يُوْحِيْٓ اِلَيَّ رَبِّيْ اِنَّهٗ سَمِيْعٌ قَرِيْبٌ ۝
وَلَوْ تَرٰٓى اِذْ فَزِعُوْا فَلَا فَوْتَ وَاُخِذُوْا مِنْ مَّكَانٍ قَرِيْبٍ ۝
وَقَالُوْٓا اٰمَنَّا بِهٖ وَاَنّٰى لَهُمُ التَّنَاوُشُ مِنْ مَّكَانٍ بَعِيْدٍ ۝
وَقَدْ كَفَرُوْا بِهٖ مِنْ قَبْلُ وَيَقْذِفُوْنَ بِالْغَيْبِ مِنْ مَّكَانٍ بَعِيْدٍ ۝
وَحِيْلَ بَيْنَهُمْ وَبَيْنَ مَا يَشْتَهُوْنَ كَمَا فُعِلَ بِاَشْيَاعِهِمْ مِّنْ قَبْلُ اِنَّهُمْ كَانُوْا فِيْ شَكٍّ مُّرِيْبٍ ۝

کچھ بدلا مانگا ہو تو تمہارے لیے ہے میرا بدلا نہیں مگر اللہ تعالےٰ پر اور وہی ہر چیز پر گواہ ہے۔
انہیں فرما دیجئے کہ بیشک میرا رب القا فرماتا ہے حق کا وہ بہت جاننے والا ہے غیبوں کا۔
فرما دیجئے حق آیا اور باطل نہ پلیٹ کر آئے اور نہ واپس لوٹے۔
فرما دیجئے اگر میں بہکا تو اپنے ہی لیے بہکا اور اگر میں نے راہ پائی تو اس کے ذریعہ جو مجھے وحی کی میرے رب نے بے شک وہ سننے والا قریب ہے۔
اور تو دیکھے جب گھبراہٹ میں مبتلا ہوں تو کوئی بچنے کی راہ نہیں اور پکڑے جائیں گے قریب سے۔
اور کہیں گے ہم اس پر ایمان لائے لیکن حال یہ ہوگا کہ اب وہ ایمان حاصل نہیں کر سکتے دور سے
اور بے شک وہ کفر کر چکے ہیں اللہ سے پہلے ہی اور اب دور سے غیب کی بات پھینک رہے ہیں۔
اور حائل ہو چکی ہے ان میں اور اس ایمان میں جسے چاہتے ہیں جیسے ان کے پہلے گروہوں سے کیا گیا بے شک وہ شک میں اور دھوکے میں ہیں۔

لفظی ترجمہ

قُلْ ۔ کہہ	اِنَّمَا ۔ اسکے سوا نہیں	اَعِظُكُمْ ۔ میں نصیحت کرتا ہوں تم کو	
بِوَاحِدَةٍ ۔ ایک بات کی	اَنْ ۔ یہ کہ	تَقُوْمُوْا ۔ کھڑے ہو تم	لِلّٰهِ ۔ اللہ کے لیے
مَثْنٰى ۔ دو دو	وَ ۔ اور	فُرَادٰى ۔ اکیلے	ثُمَّ ۔ پھر
تَتَفَكَّرُوْا ۔ سوچو کہ	مَا ۔ نہیں ہے	بِصَاحِبِكُمْ ۔ تمہارا صاحب	مِنْ جِنَّةٍ ۔ دیوانہ

اِنْ ۔ نہیں	ھُوَ ۔ وہ	اِلاَّ ۔ مگر	نَذِیْرٌ ۔ ڈرانے والا
لَکُمْ ۔ تمہارے لیے	بَیْنَ ۔ پہلے	عَذَابٍ ۔ عذاب	شَدِیْدٍ ۔ سخت کے
قُلْ ۔ کہو	مَا ۔ جو	سَاَلْتُکُمْ ۔ مانگوں میں تم سے	مِنْ اَجْرٍ ۔ کوئی مزدوری
فَھُوَ ۔ تو وہ	لَکُمْ ۔ تمہارے ہی لیے ہے	اِنْ ۔ نہیں	اَجْرِیَ ۔ میرا اجر
اِلاَّ ۔ مگر	عَلَی ۔ اوپر	اللّٰہِ ۔ اللہ کے	وَھُوَ ۔ اور وہ
عَلٰی ۔ اوپر	کُلِّ ۔ ہر	شَیْءٍ ۔ چیز کے	شَھِیْدٌ ۔ گواہ ہے
قُلْ ۔ کہو	اِنَّ ۔ بیشک	رَبِّیْ ۔ میرا رب	یَقْذِفُ ۔ ڈالتا ہے
بِالْحَقِّ ۔ حق کو	عَلاَّمُ ۔ جاننے والا ہے	الْغُیُوْبِ ۔ غیبوں کا	قُلْ ۔ کہہ
جَآءَ ۔ آیا	الْحَقُّ ۔ حق	وَ ۔ اور	مَا ۔ نہیں
یُبْدِئُ ۔ شروع ہوگا	الْبَاطِلُ ۔ باطل	وَ ۔ اور	مَا ۔ نہ
یُعِیْدُ ۔ لوٹے گا	قُلْ ۔ کہہ	اِنْ ۔ اگر	ضَلَلْتُ ۔ میں گمراہ ہوں
فَاِنَّمَا ۔ تو	اَضِلُّ ۔ میری گمراہی	عَلٰی ۔ اوپر	نَفْسِیْ ۔ میرے ہے
وَ ۔ اور	اِنِ ۔ اگر	اھْتَدَیْتُ ۔ میں ہدایت پر ہوں	فَبِمَا ۔ تو اس سے جو
یُوْحِیْ ۔ وحی کرتا ہے	اِلَیَّ ۔ میری طرف	رَبِّیْ ۔ میرا رب	اِنَّہٗ ۔ بیشک وہ
سَمِیْعٌ ۔ سننے والا	قَرِیْبٌ ۔ قریب ہے	وَ ۔ اور	لَوْ ۔ اگر
تَرٰی ۔ تو دیکھے	اِذْ ۔ جب	فَزِعُوْا ۔ وہ گھبرائیں	فَلاَ ۔ تو نہ
فَوْتَ ۔ بچنا ہے	وَ ۔ اور	اُخِذُوْا ۔ پکڑے جائیں گے	مِنْ مَّکَانٍ ۔ جگہ
قَرِیْبٍ ۔ قریب سے	وَ ۔ اور	قَالُوْا ۔ کہیں گے	اٰمَنَّا ۔ ہم ایمان لائے
بِہٖ ۔ اس پر	وَ ۔ اور	اَنّٰی ۔ کہاں ہے	لَھُمُ ۔ ان کے لیے
التَّنَاوُشُ ۔ حاصل کرنا	مِنْ مَّکَانٍ ۔ جگہ	بَعِیْدٍ ۔ دور سے	وَ ۔ اور
قَدْ ۔ بیشک	کَفَرُوْا ۔ کفر کیا انہوں نے	بِہٖ ۔ اس کا	مِنْ قَبْلُ ۔ پہلے
وَ ۔ اور	یَقْذِفُوْنَ ۔ پھینکتے ہیں	بِالْغَیْبِ ۔ غیب کی باتیں	مِنْ مَّکَانٍ ۔ جگہ
بَعِیْدٍ ۔ دور سے	وَ ۔ اور	حِیْلَ ۔ حائل ہوگا	بَیْنَھُمْ ۔ ان کے
وَ ۔ اور	بَیْنَ ۔ درمیان	مَا ۔ اسکے جو	یَشْتَھُوْنَ ۔ چاہیں گے
کَمَا ۔ جیسا کہ	فُعِلَ ۔ کیا گیا	بِاَشْیَاعِھِمْ ۔ انکے ساتھیوں سے	مِنْ قَبْلُ ۔ پہلے

اِنَّهُمْ۔ بیشک وہ　　كَانُوْا۔ تھے　　فِیْ۔ بیچ　　شَكٍّ۔ شک
مُرِیْبٍ۔ دھوکے والے کے۔

نادِر لغات

اس رکوع کی لغات نادرہ اول سمجھ لینی چاہئیں
اَعِظُكُمْ۔ وعظ سے ہے۔ اس کے معنی نصیحت کے ہیں۔
مَثْنٰى وَفُرَادٰى۔ مثنیٰ کے معنی دو دو کے ہیں اور فرادیٰ کے معنی ایک ایک کے
یَقْذِفُ۔ قذف سے ہے اور قذف کہتے ہیں کسی چیز کے پھینک مارنے کو یہاں حق کو باطل پر پھینک مارنا مراد ہے۔
وَمَا یُبْدِئُ الْبَاطِلُ وَمَا یُعِیْدُ۔ یہ عربی کا ایک محاورہ ہے جو ایسی جگہ بولتے ہیں جہاں ایک چیز اس درجہ ہٹ جائے کہ اس کا اثر و نشان بھی نہ رہے جیسے کسی شاعر نے کہا۔

اِنْقَرَضَ اَهْلُهٗ عَبِیْدٌ　　لَیْسَ یُبْدِئُ وَیُعِیْدُ

تو اس جگہ یہ بتانا مقصود ہے کہ دین باطل ایسا ہٹا کہ اس کا مطلقًا اثر ہی نہ رہا۔
وَاَنّٰى لَهُمُ التَّنَاوُشُ۔ تناوش کہتے ہیں کسی چیز کو آسانی سے لینے کو تو معنی ہوئے مِنْ اَیْنَ لَهُمْ اَنْ یَّتَنَاوَلُوا الْاِیْمَانَ تَنَاوُلًا سَهْلًا۔ کہاں ان کے لیے اب وہ وقت آسکتا ہے کہ وہ ایمان آسانی سے حاصل کر سکیں۔
كَمَا فُعِلَ بِاَشْیَاعِهِمْ۔ اشیاع کہتے ہیں اشباہ کو اور اشباہ ہمجنس کے معنی دیتا ہے۔
مُرِیْبٍ۔ رَیب سے ہے اور ریب کہتے ہیں شک و شبہ کو

خلاصہ تفسیر چھٹا رکوع سورۃ سبا۔ پ۲۲

قُلْ اِنَّمَاۤ اَعِظُكُمْ بِوَاحِدَةٍ اَنْ تَقُوْمُوْا لِلّٰهِ مَثْنٰى وَفُرَادٰى۔ اے محبوب فرما دیجئے ہیں تو تمہیں نصیحت کرتا ہوں اور وہ صرف ایک ہی نصیحت ہے یہ کہ تم اللہ کے لیے کھڑے ہو دو دو اور ایک ایک۔

یعنی اگر تم میری اس ایک نصیحت پر عامل رہے تو تم پر حق واضح ہو جائے گا اور تم توسوس شیطانی اور توہم دیگر اہی سے نجات پا جاؤ گے وہ نصیحت یہ ہے کہ تم طلب حق کی نیت سے اپنے آپ کو عصبہ داری اور تعصب قومی سے خالی کر کے اللہ کے لیے قائم ہو جاؤ۔ دو دو تاکہ باہم مشورہ کر سکو اور تنہا ایک ایک تاکہ متوحش نہ ہو اور اطمینان سے دل میں انصاف کرو۔

ثُمَّ تَتَفَكَّرُوا مَا بِصَاحِبِكُمْ مِّنْ جِنَّةٍ إِنْ هُوَ إِلَّا نَذِيرٌ لَّكُمْ بَيْنَ يَدَيْ عَذَابٍ شَدِيدٍ

تم پھر تم غور کرو اور سوچو کہ تمہارے اس سردار میں جنون کی کوئی بات ہے کہ نہیں وہ تو نہ جنون کے مریض ہیں نہ کچھ اور مگر تمہیں ڈر سنانے والے ہیں ایک سخت عذاب کا جو تمہارے آگے ہے۔

اور سید عالم صلے اللہ علیہ وسلم کی نسبت غور کرو کہ کیا جیسا کفار کہتے ہیں اور آپ پر جنون کی نسبت کرتے ہیں اس میں کسی پہلو سے بھی شائبہ صداقت ہے یا محض حسد ورزی وعناد پروری ہے اور قریش کے اونچے داعوں سے تواز ن کر و کہ ان میں ایک بھی سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم کی عقل و نظر کے مساوی ہے ایک بھی ان میں ان جیسا صاحب الرائے اور ذہین ہے کوئی ان کے مقابلہ کا صادق وامین ہے۔ دنیا میں کوئی بھی ان جیسا پاک نفس ہے۔

جب تمہارا ضمیر فیصلہ کر دے اور تمہارے ذہن میں مرکوز ہو جائے کہ حضور تو حضور ہی ہیں اور اپنی صفات میں یکتا اور بے نظیر ہیں تو تم انہیں نبی اللہ مانو اور وہ جس آنے والے عذاب سے ڈراتے ہیں یعنی عذاب قیامت سے اس کا یقین کرو۔ پھر اپنے حبیب پاک کو ارشاد ہے۔

قُلْ مَا سَأَلْتُكُمْ مِّنْ أَجْرٍ فَهُوَ لَكُمْ إِنْ أَجْرِيَ إِلَّا عَلَى اللَّهِ وَهُوَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ شَهِيدٌ۔ فرما دیجئے میں نے تم سے اس تعلیم پر کچھ اجر مانگا ہو تو وہ تمہیں مبارک رہے میرا اجر تو اللہ پر ہی ہے اور وہ ہر شے پر گواہ ہے یعنی تبلیغ رسالت وہدایت پر میں تم سے کوئی اجر طلب نہیں کرتا اور جو کچھ تم دیتے ہو وہ تمہارے لیے ہے اور وہ ذات پاک شہید علی کل شئے ہے۔

قُلْ إِنَّ رَبِّي يَقْذِفُ بِالْحَقِّ عَلَّامُ الْغُيُوبِ قُلْ جَاءَ الْحَقُّ وَمَا يُبْدِئُ الْبَاطِلُ وَمَا يُعِيدُ۔ فرما دیجئے بیشک میرا رب حق کا القا فرماتا ہے بہت جاننے والا سب غیبوں کا فرما دیجئے حق آگیا اور باطل کی نہ ابتدا ہو نہ پھر کر آئے۔

اللہ تعالے اپنے انبیاء کی طرف بذریعہ وحی القاء فرماتا ہے کہ وہ سب غیبوں کا جاننے والا ہے اور جَاءَ الْحَقُّ سے مراد قرآن و اسلام ہے اور جب نور اسلام آگیا تو اس کے بعد نہ کفر کی ابتدا رہی اور نہ اس کا اعادہ ہو سکتا ہے۔

قُلْ اِنْ ضَلَلْتُ فَاِنَّمَا اَضِلُّ عَلٰى نَفْسِىْ وَاِنِ اهْتَدَيْتُ فَبِمَا يُوْحِىْٓ اِلَىَّ رَبِّىْ اِنَّهٗ سَمِيْعٌ قَرِيْبٌ ۔ انہیں فرمادیجئے کہ اگر میں بہکا تو اپنے پر بہکا اور اگر میں نے راہ پائی تو اس کے سبب کہ میرا رب میری طرف وحی فرماتا ہے بیشک وہ سننے والا قریب ہے

کفارِ مکہ حضور سید عالم صلے اللہ علیہ وسلم سے کہتے تھے کہ (معاذ اللہ) آپ گمراہ ہوگئے ہیں اس کا جواب اللہ تعالےٰ نے حضور سے کہلوایا کہ انہیں فرمادیجئے کہ اگر تمہارے گمان باطل میں میں بہکا ہوا ہوں تو اس کا وبال میرے اوپر ہے اور اگر میں راہ پر ہوں تو اس کا سبب وحی الٰہی ہے جو مجھے کی جاتی ہے جس میں حکمت و بیان حق ہے اس لیے کہ راہ یاب ہوتا اللہ تعالےٰ کی توفیق و ہدایت پر ہے۔

اور متفقۃ الامر یہ ہے کہ تمام انبیاء کرام معصوم ہوتے ہیں ان سے گناہ نہیں ہو سکتا اور حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم تو سید الرسل افضل الکل ہیں تمام خلق کو نیک راہیں آپ کی ہی اتباع سے ملتی ہیں باوجود جلالت منزلت و رفعت مرتبت آپ کو حکم الٰہی ہوا کہ نسبت علی سبیل الفرض اپنے نفس کی طرف فرمائیں تاکہ لوگ سمجھ لیں کہ ضلالت کا منشا نفس انسان ہے جبکہ اسے اس پر چھوڑ دیا جاتا ہے تو ضلالت پیدا ہوتی ہے اور ہدایت حضرت حق کی رحمت و موہبت سے حاصل ہوتی ہے اس کا مبدأ و منشا نفس نہیں اور وہ اتنا قریب اور سمیع ہے کہ ہر ہدایت یافتہ اور گمراہ کو جانتا ہے اور اس کے عمل و کردار سے پوری طرح باخبر ہے۔

کوئی کتنا ہی چھپ کر کوئی عمل کرے مگر اللہ تعالےٰ سے وہ مخفی نہیں ہو سکتا۔

عرب کے ایک مایۂ ناز شاعر جب اسلام لے آئے تو کفارِ مکہ نے انہیں طعنہ کیا اور کہا کہ تم اپنے دین سے پھر گئے باآنکہ تم بڑے شاعر اور ماہر لسان تھے۔

انہوں نے کہا ہاں یہ صحیح ہے کہ میں ماہر زبان اور شاعر تھا مگر وہ کلام مجھ پر غالب آگیا اور حضور سے جب میں نے تین آیتیں سنیں تو میں نے ایڑی چوٹی کا زور لگایا کہ اس کے قافیہ پر میں تین شعر کہوں۔ لیکن نہ کہہ سکا تو مجھے یقین آگیا کہ فی الواقع یہ کلام بشر نہیں ہے وہ تین آیتیں یہ ہیں۔

قُلْ اِنَّ رَبِّىْ يَقْذِفُ بِالْحَقِّ عَلَّامُ الْغُيُوْبِ ۝ قُلْ جَآءَ الْحَقُّ وَمَا يُبْدِئُ الْبَاطِلُ وَمَا يُعِيْدُ ۝ قُلْ اِنْ ضَلَلْتُ فَاِنَّمَآ اَضِلُّ عَلٰى نَفْسِىْ وَاِنِ اهْتَدَيْتُ فَبِمَا يُوْحِىْٓ اِلَىَّ رَبِّىْ اِنَّهٗ سَمِيْعٌ قَرِيْبٌ (روح البیان)

وَلَوْ تَرٰٓى اِذْ فَزِعُوْا فَلَا فَوْتَ وَاُخِذُوْا مِنْ مَّكَانٍ قَرِيْبٍ ۔ اور اگر تو دیکھے جب وہ گھبراہٹ میں ڈالے جائیں گے تو پھر بچ کر نہ نکل سکیں گے اور پکڑ لیے جائیں گے قریب سے۔

یہاں فزع سے مراد کفار کا مرنے کا بعد کا وقت ہے یا قبر سے اٹھنے کا یا میدان بدر میں ذلیل ہونے کا اور فلا فوت۔ محاورہ میں ایسے موقعہ پر بولتے ہیں جب بھاگنے بچنے اور چھپنے کی کوئی جگہ نہ مل سکے چنانچہ کفار جیاں بھی ہوں اس دن انہیں چھپنے بچنے کی کوئی جگہ نہ ملے۔

اور فزعوا کے معنی اضطراب و اضطرار کے ہیں تو اس وقت وہ گھبرائے ہوئے ہوں اور گھبراہٹ میں پڑے جائیں اس وقت وہ معترف ہوں اور ایمان کی طرف میلان کریں جیسا کہ ارشاد ہے۔

وَقَالُوْا اٰمَنَّا بِہٖ وَاَنّٰی لَہُمُ التَّنَاوُشُ مِنْ مَّکَانٍ بَعِیْدٍ ۔ اور کہیں گے ہم اس پر ایمان لائے یعنی سید عالم صلے اللہ علیہ وسلم پر۔ حالانکہ اب وہ ایمان کہاں سے حاصل کر سکتے ہیں اب تو وہ دور ہو چکے۔

یعنی توبہ کا دروازہ بند ہو چکا۔ دار العمل سے نکل کر دار الجزاء میں آ چکے اب نہ توبہ ہے نہ ایمان اب تو جیسا کیا اس کا بدلہ ملے گا یہ سب کچھ عذاب دیکھنے سے پہلے پہلے تھا۔

وَقَدْ کَفَرُوْا بِہٖ مِنْ قَبْلُ وَیَقْذِفُوْنَ بِالْغَیْبِ مِنْ مَّکَانٍ بَعِیْدٍ ۔ بے شک وہ کفر کر چکے اس وقت سے پہلے اور بے دیکھے غیب کی ڈینگ مارتے تھے دور سے۔

یعنی نہ کچھ دیکھا نہ دیکھ سکتے تھے لیکن ہمارے حبیب کی شان میں بے سوچے سمجھے بکتے تھے کہ وہ شاعر ہیں ساحر ہیں کاہن ہیں حالانکہ انہوں نے حضور سے شعر و سحر اور کہانت کا کبھی صدور نہ دیکھا مگر حقیقت آشنائی کے مقام سے بعید رہ کر دور سے ہی بولیاں ٹھولیاں پھینکتے تھے۔

وَحِیْلَ بَیْنَہُمْ وَبَیْنَ مَا یَشْتَہُوْنَ کَمَا فُعِلَ بِاَشْیَاعِہِمْ مِّنْ قَبْلُ اِنَّہُمْ کَانُوْا فِیْ شَکٍّ مُّرِیْبٍ ۔ اور روک کر دی گئی ان میں اور توبہ و ایمان میں جسے وہ اب چاہتے ہیں جیسے ان کے پہلوں سے کیا گیا تھا۔

اشیاع سے مراد ان جیسے لوگ ہیں جو پہلے گذر چکے وہ ہیں وہ بھی دھوکہ ڈالنے والے اور شک میں تھے یہ بھی ایسے ہی ہیں۔

مختصر تفسیر اردو چھٹا رکوع سورۃ سبا پ ۲۲

قُلْ اِنَّمَا اَعِظُکُمْ بِوَاحِدَۃٍ ۔ فرما دیجئے میں تو تمہیں ایک ہی نصیحت کرتا ہوں۔

آلوسی فرماتے ہیں اَیْ مَا اُرْشِدُکُمْ وَاَنْصَحُ لَکُمْ اِلَّا بِخَصْلَۃٍ وَّاحِدَۃٍ ۔ میری نصیحت و ہدایت تمہارے لیے صرف ایک ہی ہے اور وہ یہ ہے کہ

اَنْ تَقُوْمُوْا لِلّٰہِ مَثْنٰی وَفُرَادٰی ۔ تم اللہ کے لیے دو دو ایک ایک ہو کر قائم ہو جاؤ۔

روح المعانی میں اس کی تفسیر یہ ہے اَنْ تَجِدُّوْا وَتَجْتَہِدُوْا فِی الْاَمْرِ بِاِخْلَاصٍ لِوَجْہِ اللہِ تَعَالٰی
یہ کہ تم سعی وکوشش کرو امور اسلامی میں خالصاً لوجہ اللہ۔

مَثْنٰی وَفُرَادٰی سے مراد یہ ہے کہ مُتَفَرِّقِیْنَ اِثْنَیْنِ اِثْنَیْنِ وَاحِدًا وَاحِدًا فَاِنَّ فِی الْاِزْدِحَامِ عَلَی الْاَغْلَبِ تَشْوِیْشُ الْخَاطِرِ وَالْمَنْعُ مِنَ الْفِکْرِ وَتَخْلِیْطُ الْکَلَامِ وَقِلَّۃُ الْاِنْصَافِ کَمَا ھُوَ مُشَاھَدٌ فِی الدُّرُوْسِ الَّتِیْ تَجْتَمِعُ فِیْھَا الْجَمَاعَۃُ فَاِنَّہٗ لَا یَکَادُ یُوْقَفُ فِیْھَا عَلٰی تَحْقِیْقٍ

دو دو ایک ایک متفرق ہو کر غور کرو اس لیے کہ اکثر اژدحام متوحش خاطر ہو جاتا ہے اور غور کرنے میں رکاوٹ ڈال دیتا ہے اور مختلط گفتگو سے انصاف پر نظر نہیں رہتی جیسے اکثر دیکھا گیا ہے کہ اکثر مدرسوں میں کہ اس میں جماعتیں ہوتی ہیں تو تحقیق کا موقف نہیں رہتا۔

ثُمَّ تَتَفَکَّرُوْا مَا بِصَاحِبِکُمْ مِّنْ جِنَّۃٍ۔ پھر غور وفکر سے نتیجہ اخذ کرو کہ ایسا عظیم نظام جو دنیا اور آخرت پر حاوی ہو اس کا دعوی ایک مجنون کیسے کر سکتا ہے۔

پھر دلائل وبرہان ایسے مسکت کیوں کر دے سکتا ہے۔

اور جب سب نے دیکھ بھی لیا کہ اِنَّہٗ عَلَیْہِ السَّلَامُ اَرْجَحُ النَّاسِ عَقْلًا وَاَصْدَقُھُمْ قَوْلًا وَاَذْکَاھُمْ نَفْسًا وَاَفْضَلُھُمْ عِلْمًا وَاَحْسَنُھُمْ عَمَلًا وَاَجْمَعُھُمْ لِلْکَمَالَاتِ الْبَشَرِیَّۃِ وَجَبَ اَنْ تُصَدِّقُوْہُ فِیْ دَعْوَاہُ۔ حضور صلے اللہ علیہ وسلم از روئے عقل سب سے زیادہ عقیل وفہیم ہیں سب سے زیادہ کلام میں سچے ہیں سب سے اپنی ذات میں اذکی ہیں سب سے زیادہ علم میں افضل ہیں سب سے زیادہ عمل میں بہتر ہیں اور سب سے زیادہ کمالات بشری کے جامع ہیں تو تم پر واجب ولازم ہے کہ ان کے دعوی کی تصدیق کرو۔

پھر اس کے ساتھ یہ فضائل بھی ان میں ہیں کہ بطور معجزہ بے جان پتھر بھی ان کے آگے جھکتا ہے

سَلَّکَ الشَّجَرُ نَطَقَ الْحَجَرُ شَقَّ الْقَمَرُ بِاِشَارَتِہٖ

اعلی حضرت قدس سرہ نے اپنے نعتیہ کلام میں خوب فرمایا

چاند شق ہو پیڑ بولیں جانور سجدے کریں
بارک اللہ مرجع عالم یہی سرکار ہے!

جن کو سوئے آسماں پھیلا کے جل تھل کر دیے
صدقہ ان ہاتھوں کا پیارے ہم کو بھی درکار ہے

اسی لیے ثُمَّ تَتَفَکَّرُوْا فرمایا کہ پھر غور کرو تا کہ تم سمجھ سکو کہ مَا بِصَاحِبِکُمْ مِّنْ جِنَّۃٍ اس تمہارے صاحب کی طرف جنون کی نسبت کرنا غلط ہے بلکہ تم پر واضح اور روشن ہو جائے گا کہ

اِنْ ھُوَ اِلَّا نَذِیْرٌ لَّکُمْ بَیْنَ یَدَیْ عَذَابٍ شَدِیْدٍ۔ وہ مجنون نہیں مگر روشن طریقہ سے

ڈرسنانے والے ہیں کہ تمہارے آگے شدید عذاب آرہا ہے۔

اور عذاب شدید سے مراد ھُوَ عَذَابُ الْاٰخِرَۃِ فَاِنَّہٗ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَبْعُوْثٌ فِیْ نَسَمِ السَّاعَۃِ وَجَاءَ بُعِثْتُ اَنَا وَالسَّاعَۃُ کَہَاتَیْنِ وَضَمَّ عَلَیْہِ السَّلَامُ الْوُسْطٰی وَالسَّبَّابَۃَ عذاب قیامت ہے اس لیے کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم آثارات ساعۃ کے مخبر ہیں چنانچہ حدیث میں ہے کہ حضور نے فرمایا میں ایسے حال میں مبعوث ہوا کہ قیامت اس طرح سامنے ہے اور یہ فرماتے ہوئے حضور نے سبابہ اور وسطیٰ ملا کر دکھائیں۔ یعنے فرمایا جیسے کلمہ کی انگلی اور بڑی انگلی تمہارے سامنے ہے اور ساتھ ساتھ ہیں آگے ارشاد ہے۔

قُلْ مَا سَاَلْتُكُمْ مِّنْ اَجْرٍ فَهُوَ لَكُمْ اِنْ اَجْرِيَ اِلَّا عَلَى اللّٰهِ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ شَهِيْدٌ۔ یعنے جب بھی میں تم سے تبلیغ رسالت پر کچھ مانگوں تو وہ تمہارے ہی فائدے کے لیے ہے۔ اَیْ اَلَّذِیْ سَاَلْتُكُمْ مِنَ الْاَجْرِ فَهُوَ لَكُمْ وَثَمَرَتُہٗ لِتَعُوْدَ اِلَیْكُمْ۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں اِشَارَۃٌ اِلَی الْمَوَدَّۃِ فِی الْقُرْبٰی فِیْ قَوْلِہٖ تَعَالٰی قُلْ لَّآ اَسْئَلُكُمْ عَلَیْهِ اَجْرًا اِلَّا الْمَوَدَّةَ فِی الْقُرْبٰى۔ اس میں اس طرف اشارہ ہے کہ اجر تبلیغ کا تم سے مطالبہ صرف مودۃ فی القربیٰ ہی ہے جیسا کہ اللہ تعالے نے ارشاد فرمایا کہ اے محبوب انہیں فرما دیجئے کہ میں تم سے اجر تبلیغ میں کوئی بدلہ نہیں چاہتا مگر مودۃ فی القربیٰ۔

اس میں قربیٰ سے حضور کے قریبی مراد ہیں اور دوسری آیت کریمہ میں ہے مَاۤ اَسْئَلُكُمْ عَلَیْهِ مِنْ اَجْرٍ اِلَّا مَنْ شَآءَ اَنْ یَّتَّخِذَ اِلٰى رَبِّهٖ سَبِیْلًا۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ مودّۃ فی القربیٰ اتخاذ سبیل الی اللہ میں ہے۔

یہی وجہ ہے محبت قربیٰ جزو ایمان ہے اور جزو ایمان مومن کے لیے ہی فائدہ دے گا اور چونکہ اللہ تعالیٰ ہر شے پر مطلع ہے تو وہ صدق و خلوص نیت سے واقف ہے اسی لیے فرمایا وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ شَهِيْدٌ اور قربیٰ میں صدیق و فاروق عثمان و علی و حسنین امہات المومنین سب داخل ہیں۔

اور حضرت امام زین العابدین رضی اللہ عنہ بھی یہی فرماتے ہیں

سِتَّۃٌ لِیْ اَجْمَعُ مَعْشَرًا بَلْ اَقْرَبَائِیْ کُلُّہُمْ

فِی الْقَبْرِ اِشْفَعْ یَا شَفِیْعُ بِالصَّادِ وَالنُّوْنِ وَالْقَلَمِ

آگے ارشاد ہے۔

قُلْ اِنَّ رَبِّیْ یَقْذِفُ بِالْحَقِّ عَلَّامُ الْغُیُوْبِ۔ اے محبوب آپ فرمادیں میرا رب وحی فرماتا ہے

حق کے ساتھ اور وہ غیوب کا خوب جاننے والا ہے۔
قذف بالحق سے مراد علامہ سدی وحی کے ذریعہ حکم دنیا مراد لیتے ہیں۔
اور قتادہ اس سے مراد قرآن کریم لیتے ہیں۔
اور قذف کی تعریف یہ ہے اَلرَّمْیُ بِدَفْعٍ شَدِیْدٍ۔ وَھُوَ ھٰھُنَا مَجَازٌ عَنِ الْاِلْقَاءِ۔ قذف بمعنی رمی شدید آتا ہے لیکن اس کے معنی مجازی القاء کے ہیں۔
اور اس میں یَقْذِفُ بِالْحَقِّ جو فرمایا یہاں پ بے زائد ہے تو معنی یہ ہوئے اِنَّ رَبِّیْ یُلْقِی الْوَحْیَ وَیُنَزِّلُہٗ عَلٰی قَلْبِ مَنْ یَّجْتَبِیْہِ مِنْ عِبَادِہٖ سُبْحَانَہٗ وَتَعَالٰی۔ بے شک میرا رب وحی فرماتا ہے اور اپنا حکم ہر اس شخص کے قلب پر نازل کرتا ہے جسے اپنے بندوں میں سے چن لے۔
ایک قول ہے کہ قذف متضمن بمعنی امر ہے ایسی صورت میں ب زائد نہیں ہوگی تو معنی یہ ہوں گے اِنَّ رَبِّیْ یُلْقِیْ مَا یُلْقِیْ اِلٰی اَنْبِیَائِہٖ عَلَیْھِمُ السَّلَامُ مِنَ الْوَحْیِ بِالْحَقِّ لَا بِالْبَاطِلِ۔
عَلَّامُ الْغُیُوْبِ ۔ یہ خبر ثانی ہے یعنی ہو علام الغیوب وہ خوب جاننے والا ہے غیبوں کا اب آگے ارشاد ہے۔
قُلْ جَآءَ الْحَقُّ وَمَا یُبْدِئُ الْبَاطِلُ وَمَا یُعِیْدُ ۔ فرما دیجئے حق یعنی اسلام آگیا اور توحید عام ہو گئی یا قرآن آگیا اور توحید کا سکہ جم گیا اور باطل یعنی کفر و شرک گیا اور اس کے دلائل مضمحل ہو گئے اور ایسے ہو گئے کہ ان کا اثر بھی باقی نہ رہا۔
یہ محاورہ میں ہلاکت حی پر بولا جاتا ہے تو جیسے زندہ ہلاک ہو کر ہمیشہ کے لیے معدوم ہو جاتا ہے ایسے ہی دلائل قرآن و اسلام اور براہین توحید کے مقابل اب کفر و شرک زندہ نہیں ہو سکتا اور اس سے دنیا و آخرت میں نفع نہیں پہنچ سکتا۔
بعض نے اس سے مراد بت لیا چنانچہ ابی سلیمان کہتے ہیں اِنَّ الْمَعْنٰی اِنَّ الصَّنَمَ لَا یَبْتَدِئُ مِنْ عِنْدِہٖ کَلَامًا ۔ باطل سے مراد صنم ہے اس لیے کہ صنم بولنے کے لیے بنا ہی نہیں اور اس سے کلام ہو ہی نہیں سکتا پھر ارشاد ہے۔
قُلْ اِنْ ضَلَلْتُ فَاِنَّمَآ اَضِلُّ عَلٰی نَفْسِیْ وَاِنِ اھْتَدَیْتُ فَبِمَا یُوْحِیْٓ اِلَیَّ رَبِّیْ اِنَّہٗ سَمِیْعٌ قَرِیْبٌ ۔ انہیں فرما دیجئے کہ اگر میں بہکا حق سے تو اس کا بار مجھ پر ہے اور اگر میں ہدایت پر رہا تو اس وحی کی نسبت سے جو میرے رب نے مجھے کی اور وہ بیشک سننے والا قریب ہے۔
یعنی اگر تمہارے گمان باطل میں میں ہدایت سے ہٹا ہوا ہوں تو یہ ہٹنا میرے اوپر ہی ہے اور اگر میں

ہدایت پر ہوں تو یہ ہدایت منجانب اللہ ہے جو وحی کے ذریعہ میرے رب نے کی اور وہ سننے والا اور قریب ہے۔

گویا مقصد ارشاد یہ ہے کہ قُلْ اِنْ ضَلَلْتُ فَاِنَّمَآ اَضِلُّ عَلٰی نَفْسِیْ اَیْ بِسَبَبِ نَفْسِیْ وَاِنِ اهْتَدَیْتُ فَاِنَّمَا اَهْتَدِیْ لِنَفْسِیْ بِهُدٰی اٰیٰتِ اللّٰهِ وَتَوْفِیْقِهٖ سُبْحَانَہٗ۔

علامہ زمخشری اس کا حکم عام فرماتے ہیں اور کہتے ہیں وَاِنَّمَا اَمَرَ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَنْ یُّسْنِدَهٗ اِلٰی نَفْسِهٖ لِاَنَّ الرَّسُوْلَ اِذَا دَخَلَ تَحْتَ مَعَ جَلَالَتِهٖ مَحَلِّهٖ وَسَدَادِ طَرِیْقَتِهٖ کَانَ غَیْرُهٗ اَوْلٰی بِهٖ حضور کا اپنی ذات اقدس کی طرف ضلالت کا منسوب کرنا بحکم الٰہی ہے اس لیے کہ رسول بھی جبکہ اس میں مع جلالۃ محل وسداد طریقت کے داخل ہو سکتا ہے تو غیر بطریق اولیٰ داخل ہے۔

علامہ رازی فرماتے ہیں اَیْ اِنَّ ضَلَالَ نَفْسِیْ کَضَلَالِکُمْ لِاَنَّهٗ صَادِرٌ مِّنْ نَفْسِیْ وَوَبَالُهٗ عَلَیْهَا وَاَمَّا اهْتِدَائِیْ فَلَیْسَ کَاهْتِدَائِکُمْ بِالنَّظْرِ وَالْاِسْتِدْلَالِ وَاِنَّمَا هُوَ مِنْ وَحْیِ الْمُنِیْرِ۔ میرے نفس کی گمراہی تمہارے جیسی ہے کیونکہ وہ میرے نفس سے ہے اور اسکا وبال اسی پر ہے اور میرا ہدایت پانا تمہاری ہدایت جیسا نہیں اس لیے کہ تمہاری ہدایت نظر واستدلال سے ہے اور ہدایت انبیاء کرام بذریعہ وحی منیر ہے۔

اِنَّهٗ سَمِیْعٌ قَرِیْبٌ اس لیے فرمایا کہ ذات واجب تعالیٰ شانہ سے کوئی شے مخفی نہیں وہ ہر ہدایت یافتہ اور گمراہ کو جانتا ہے۔

وَلَوْ تَرٰی اِذْ فَزِعُوْا فَلَا فَوْتَ وَاُخِذُوْا مِنْ مَّکَانٍ قَرِیْبٍ اور آپ دیکھیں جبکہ وہ گھبراہٹ میں ڈالے جائیں تو وہ بچ کر نہ جاسکیں گے اور جہنم کے لیے پکڑے جائیں گے قریب سے۔

اس میں حضور کے لیے خطاب ہے یا ہر اس سے مخاطبہ ہے جس کی رویت صحیح ہو اور اِذْ فَزِعُوْا سے مراد کفار کی گھبراہٹ ہے۔

ابن ابی حاتم مجاہد سے راوی ہیں کہ اس سے مراد یوم قیامت ہے۔

ابن منذر کہتے ہیں اِنَّهٗ فِی الدُّنْیَا عِنْدَ الْمَوْتِ حِیْنَ عَایَنُوا الْمَلٰٓئِکَةَ عَلَیْهِمُ السَّلَامُ۔ اس سے مراد دنیا میں مرنے کا وقت ہے جب وہ ملائکہ عذاب کو دیکھیں گے۔

اور عبد بن حمید ضحاک سے راوی ہیں اِنَّهٗ یَوْمُ بَدْرٍ فَقِیْلَ هُوَ فَزَعُ الْحَرْبِ۔ اس سے مراد یوم بدر میں جنگ کی گھبراہٹ ہے۔

اور فَلَا فَوْتَ کے معنی یہ ہیں فَلَا یَفُوْتُوْنَ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ۔ یعنی وہ اللہ تعالیٰ سے بھاگ

نہیں سکتے اور

وَاُخِذُوْا مِنْ مَّكَانٍ قَرِيْبٍ۔ وہ قریب سے پکڑے جائیں گے جہنم کی طرف

وَقَالُوْٓا اٰمَنَّا بِهٖ وَاَنّٰى لَهُمُ التَّنَاوُشُ مِنْ مَّكَانٍ بَعِيْدٍ۔ اور کافر کہیں ہم ایمان لائے اللہ عزوجل پر یا حضور صلے اللہ علیہ وسلم پر لیکن کہاں حاصل ہوسکتا ہے انہیں ایمان اب دور سے۔

یعنی ایمان کے جہاں مکلف تھے وہاں ایمان نہ لائے اب عذاب دیکھ کر آمنا کہتے ہیں اور یہ مقام جزا ہے موقع جزا پر ایمان حاصل نہیں ہوسکتا۔

تناوش کے معنی راغب اصفہانی تناول کرتے ہیں یعنی ایمان حاصل کرنا۔

زمخشری مجاہد سے ناقل ہیں هُوَ تَنَاوُلُ سَهْلِ الشَّيْئِ۔ تناوش کا معنی آسانی سے کسی چیز کا حاصل کرنا۔ تو فرمایا وَاَنّٰى کہاں آسان ہے انہیں اب ایمان کا حاصل کرنا مقام بعید سے یعنی وہ وقت جب کہ ایمان مل سکتا تھا وہ اب دور چلا گیا اور جب وقت توبہ اور ایمان کا تھا اس وقت انہوں نے کیا کیا اسے فرمایا جاتا ہے۔

وَقَدْ كَفَرُوْا مِنْ قَبْلُ وَيَقْذِفُوْنَ بِالْغَيْبِ مِنْ مَّكَانٍ بَعِيْدٍ۔ اور اس سے پہلے یہ کفر کیا کرتے تھے اور غیب پر بولیاں ٹھولیاں پھینکتے تھے دور سے۔

يَعْنِيْ كَانُوْا يَرْجُمُوْنَ بِالْمَظْنُوْنِ وَيَتَكَلَّمُوْنَ بِمَا لَمْ يَظْهَرْ لَهُمْ۔ اپنے گمان باطل سے وہ باتیں کرتے تھے جن کی حقیقت ان پر ظاہر نہ تھی یعنی کبھی کہتے اللہ کے شریک ہیں بت ہیں کبھی بولتے یہ رسول (معاذ اللہ) جادوگر اور کاہن و شاعر ہیں کبھی کہتے کہ ملائکہ اللہ تعالے کی بیٹیاں ہیں تَعَالَى اللّٰهُ عَنْ ذٰلِكَ عُلُوًّا كَبِيْرًا۔

آج اٰمَنَّا بِهٖ کہتے ہیں تو آج آمنا کہہ کر ایمان کہاں حاصل کر سکتے ہیں بلکہ

وَحِيْلَ بَيْنَهُمْ وَبَيْنَ مَا يَشْتَهُوْنَ كَمَا فُعِلَ بِاَشْيَاعِهِمْ مِّنْ قَبْلُ اِنَّهُمْ كَانُوْا فِيْ شَكٍّ مُّرِيْبٍ اور حائل ہوگیا ان میں اور اس میں جو وہ چاہ رہے ہیں جیسا کہ ان کے مشابہ پہلے کافروں پر حائل ہوا بے شک وہ شک و شبہ میں پڑے ہوئے ہیں۔

ابن عباس فرماتے ہیں حِيْلَ بَيْنَهُمْ وَبَيْنَ مَا يَشْتَهُوْنَ سے مراد حشر کے دن رجوع الی الدنیا کی آرزو ہے۔

حسن فرماتے ہیں اس سے مراد ایمان مقبول ہے

قتادہ کہتے ہیں طاعۃ اللہ مراد ہے۔

سدی کہتے ہیں تو یہ مراد ہے۔
مجاہد کہتے ہیں اس سے مراد اہل و مال اور اولاد کے ذریعہ نجات چاہنا مراد ہے۔
اور اشیاع بمعنی اشباہ ہے اور اس سے اصحاب فیل کے ساتھ جو ہوا وہ ہے۔

سُوْرَۃُ فَاطِرٍ

وَتُسَمّٰى سُوْرَۃُ الْمَلٰٓئِکَۃِ۔ اس سورۃ کا نام سورۃ ملائکہ بھی ہے۔
یہ بروایت ابن عباس رضی اللہ عنہما مکیہ ہے۔
اور مجمع البیان میں حسن فرماتے ہیں کہ یہ مکی ہے مگر دو آیتیں اِنَّ الَّذِیْنَ یَتْلُوْنَ کِتٰبَ اللّٰہِ اور وَاَوْرَثْنَا الْکِتَابَ یہ مکی نہیں ہیں۔
اس میں ۴۶ آیت ہیں اور بروایت شامی ۴۵ آیت ہیں۔

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۝

بامحاورہ ترجمہ پہلا رکوع سورۃ فاطر پ۲۲

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ فَاطِرِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ جَاعِلِ الْمَلٰٓئِکَۃِ رُسُلًا اُولِیْٓ اَجْنِحَۃٍ مَّثْنٰی وَثُلٰثَ وَرُبٰعَ یَزِیْدُ فِی الْخَلْقِ مَا یَشَآءُ اِنَّ اللّٰہَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ۝

تمام تعریفیں اللہ کے لیے ہیں جس نے آسمان و زمین پیدا کیے اور فرشتوں کو رسول کرنے والا جنکے دو دو تین تین چار چار پر ہیں بڑھاتا ہے آفرینش میں جو چاہے بیشک اللہ ہر چیز پر قادر ہے۔

مَا یَفْتَحِ اللّٰہُ لِلنَّاسِ مِنْ رَّحْمَۃٍ فَلَا مُمْسِکَ لَہَا وَمَا یُمْسِکْ فَلَا مُرْسِلَ لَہٗ مِنْۢ بَعْدِہٖ وَہُوَ الْعَزِیْزُ الْحَکِیْمُ ۝

جو کھولے اللہ لوگوں کے لیے رحمت سے اس کا کوئی روکنے والا نہیں اور جو روک لے تو نہیں کوئی چھوڑنے والا اس کے بعد اور وہی عزت و حکمت والا ہے۔

یٰٓاَیُّہَا النَّاسُ اذْکُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰہِ عَلَیْکُمْ

اے لوگو یاد کرو اللہ کی نعمت جو تم پر کی گئی کیا اللہ

هَلْ مِنْ خَالِقٍ غَيْرُ اللّٰهِ يَرْزُقُكُمْ مِّنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ فَاَنّٰى تُؤْفَكُوْنَ ۝

کے سوا اور بھی کوئی خالق ہے کہ روزی دے تمہیں آسمان و زمین سے نہیں کوئی معبود اس کے سوا تو تم کہاں اوندھے جاتے ہو۔

وَاِنْ يُّكَذِّبُوْكَ فَقَدْ كُذِّبَتْ رُسُلٌ مِّنْ قَبْلِكَ وَاِلَى اللّٰهِ تُرْجَعُ الْاُمُوْرُ ۝

اور اگر یہ تمہیں جھٹلائیں تو بے شک جھٹلائے گئے کتنے رسول تم سے پہلے اور اللہ کی طرف ہی سب کام پھرتے ہیں۔

يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ فَلَا تَغُرَّنَّكُمُ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا وَلَا يَغُرَّنَّكُمْ بِاللّٰهِ الْغَرُوْرُ ۝

اے لوگو بے شک اللہ کا وعدہ سچ ہے تو نہ دھوکہ دے تمہیں دنیا کی زندگی اور نہ فریب دے تمہیں اللہ کے نام پر وہ بڑا فریبی ہے۔

اِنَّ الشَّيْطٰنَ لَكُمْ عَدُوٌّ فَاتَّخِذُوْهُ عَدُوًّا اِنَّمَا يَدْعُوْا حِزْبَهٗ لِيَكُوْنُوْا مِنْ اَصْحٰبِ السَّعِيْرِ ۝

بے شک شیطان تمہارا دشمن ہے تو تم بھی اسے دشمن سمجھو وہ بلاتا ہے اپنے گروہ کو تا کہ ہو جائیں وہ دوزخیوں میں سے۔

اَلَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَهُمْ عَذَابٌ شَدِيْدٌ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّاَجْرٌ كَبِيْرٌ ۝

کافروں کے لیے سخت عذاب ہے اور جو ایمان لائے اور نیک عمل کئے ان کے لیے بخشش اور بڑا ثواب ہے۔

لفظی ترجمہ

اَلْحَمْدُ۔ تمام تعریفیں	لِلّٰهِ۔ اللہ ہی کی ہیں جو	فَاطِرِ۔ پیدا کرنے والا ہے	السَّمٰوٰتِ۔ آسمانوں
وَ۔ اور	الْاَرْضِ۔ زمین کا	جَاعِلِ۔ بنانے والا ہے	الْمَلٰٓئِكَةِ۔ فرشتوں کو
رُسُلًا۔ پیغام رساں	اُولِيْٓ اَجْنِحَةٍ۔ پروں والے	مَّثْنٰى۔ دو دو	وَ۔ اور
ثُلٰثَ۔ تین تین	وَ۔ اور	رُبٰعَ۔ چار چار	يَزِيْدُ۔ بڑھاتا ہے
فِي۔ بیچ	الْخَلْقِ۔ پیدائش کے	مَا۔ جو	يَشَآءُ۔ چاہے
اِنَّ۔ بیشک	اللّٰهَ۔ اللہ	عَلٰى۔ اوپر	كُلِّ۔ ہر
شَيْءٍ۔ چیز کے	قَدِيْرٌ۔ قادر ہے	مَا۔ جو	يَفْتَحِ۔ کھولے

اللهُ ۔ اللہ　لِلنَّاسِ ۔ لوگوں کے لیے　مِنْ رَّحْمَتِہٖ ۔ اپنی رحمت سے

فَلَا ۔ تو نہیں　مُمْسِكَ ۔ کوئی روکنے والا　لَهَا ۔ اس کو　وَ ۔ اور

مَا ۔ جو　يُمْسِكْ ۔ روک لے　فَلَا ۔ تو نہیں کوئی　مُرْسِلَ ۔ بھیجنے والا

لَہٗ ۔ اس کو　مِنْ بَعْدِہٖ ۔ اسکے بعد　وَ ۔ اور　هُوَ ۔ وہ

الْعَزِيْزُ ۔ غالب ہے　الْحَكِيْمُ ۔ حکمت والا　يٰٓاَيُّهَا ۔ اے　النَّاسُ ۔ لوگو

اذْكُرُوْا ۔ یاد کرو　نِعْمَتَ ۔ نعمت　اللهِ ۔ اللہ کی　عَلَيْكُمْ ۔ اپنے اوپر

هَلْ ۔ کیا کوئی　مِنْ خَالِقٍ پیدا کرنیوالا ہے　غَيْرُ ۔ سوا　اللهِ ۔ اللہ کے جو

يَرْزُقُكُمْ رزق دے تم کو　مِّنَ السَّمَآءِ ۔ آسمان سے　وَ ۔ اور　الْاَرْضِ ۔ زمین سے

لَا ۔ نہیں　اِلٰہَ ۔ کوئی معبود　اِلَّا ۔ مگر　هُوَ ۔ وہی

فَاَنّٰى ۔ تو کہاں　تُؤْفَكُوْنَ ۔ پھیرے جاتے ہو　وَ ۔ اور　اِنْ ۔ اگر

يُكَذِّبُوْ جھٹلائیں　كَ ۔ تجھ کو　فَقَدْ ۔ تو بیشک　كُذِّبَتْ جھٹلائے گئے

رُسُلٌ ۔ رسول　مِّنْ قَبْلِكَ ۔ تجھ سے پہلے　وَ ۔ اور　اِلَى ۔ طرف

اللهِ ۔ اللہ کی　تُرْجَعُ ۔ لوٹائے جاتے ہیں　الْاُمُوْرُ ۔ سب کام　يٰٓاَيُّهَا ۔ اے

النَّاسُ ۔ لوگو　اِنَّ ۔ بیشک　وَعْدَ ۔ وعدہ　اللهِ ۔ اللہ کا

حَقٌّ ۔ سچا ہے　فَلَا ۔ تو نہ　تَغُرَّنَّكُمُ ۔ دھوکہ دے تمہیں　الْحَيٰوةُ ۔ زندگی

الدُّنْيَا ۔ دنیا کی　وَ ۔ اور　لَا ۔ نہ　يَغُرَّنَّكُمْ ۔ دھوکہ دے تم کو

بِاللهِ ۔ اللہ کے متعلق　الْغَرُوْرُ ۔ دھوکے باز　اِنَّ ۔ بیشک　الشَّيْطٰنَ ۔ شیطان

لَكُمْ ۔ تمہارا　عَدُوٌّ ۔ دشمن ہے　فَاتَّخِذُوْهُ ۔ تو بناؤ اسے　عَدُوًّا ۔ دشمن

اِنَّمَا ۔ اس کے سوا نہیں　يَدْعُوْا ۔ کہ بلاتا ہے وہ　حِزْبَہٗ ۔ اپنے لشکر کو　لِيَكُوْنُوْا ۔ تاکہ ہوں وہ

مِنْ اَصْحٰبِ السَّعِيْرِ ۔ دوزخ والوں سے　الَّذِيْنَ ۔ وہ جو　كَفَرُوْا ۔ کافر ہوئے

لَهُمْ ۔ ان کے لیے　عَذَابٌ ۔ عذاب ہے　شَدِيْدٌ ۔ سخت　وَ ۔ اور

الَّذِيْنَ ۔ وہ جو　اٰمَنُوْا ۔ ایمان لائے　وَ ۔ اور　عَمِلُوا ۔ عمل کیے

الصّٰلِحٰتِ ۔ اچھے　لَهُمْ ۔ ان کے لیے　مَّغْفِرَةٌ ۔ بخشش ہے　وَّ ۔ اور

اَجْرٌ ۔ اجر　كَبِيْرٌ ۔ بڑا

خلاصہ تفسیر پہلا رکوع سورۃ فاطر پ ۲۲

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ فَاطِرِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ۔ سب خوبیاں اللہ تعالیٰ کو جو آسمانوں اور زمین کو بنانے والا ہے۔

جَاعِلِ الْمَلٰٓئِكَةِ رُسُلًا اُولِیْٓ اَجْنِحَةٍ مَّثْنٰى وَ ثُلٰثَ وَ رُبٰعَ۔ فرشتوں کو رسول کرنے والا اپنے انبیاء کی طرف، جن کے دو دو تین تین چار چار پر ہیں

یَزِیْدُ فِی الْخَلْقِ مَا یَشَآءُ۔ زیادہ کرے آفرینش میں جو چاہے۔

ان فرشتوں میں اور ان کے سوا اور مخلوق میں۔

اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ۔ مَا یَفْتَحِ اللّٰهُ لِلنَّاسِ مِنْ رَّحْمَةٍ فَلَا مُمْسِكَ لَهَا۔ بے شک اللہ ہر شے پر قادر ہے۔ اللہ جو رحمت کھولتا ہے لوگوں کے لیے اس کا کوئی روکنے والا نہیں۔

جیسے بارش کہ اسے کوئی نہیں روک سکتا ایسے ہی رزق اور صحت وغیرہ کے۔

وَمَا یُمْسِكْ فَلَا مُرْسِلَ لَهٗ مِنْۢ بَعْدِهٖ وَهُوَ الْعَزِیْزُ الْحَكِیْمُ۔ یٰۤاَیُّهَا النَّاسُ اذْكُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ عَلَیْكُمْ۔ اور جو کچھ وہ روک لے تو اس کے روکنے کے بعد اس کا کوئی چھوڑنے والا نہیں اور وہی عزت اور حکمت والا ہے اے لوگو اپنے اوپر اللہ کا احسان یاد کرو۔

کہ اس نے تمہارے لیے زمین کو فرش بنایا آسمان کو بغیر کسی ستون کے قائم کیا، راہ مستقیم دکھائی اور دعوت الی اللہ دینے کے لیے اپنے رسولوں کو بھیجا اور تم پر رزق کے دروازے کھولے کیا ایسا احسان کرنے والا سوا اللہ تعالیٰ کے ہے۔

هَلْ مِنْ خَالِقٍ غَیْرُ اللّٰهِ یَرْزُقُكُمْ مِّنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ۔ کیا ہے کوئی خالق اللہ کے سوا جو تمہیں رزق دے آسمان اور زمین سے۔

مینہ برسا کر انواع و اقسام کے نباتات پیدا کر کے۔

لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ فَاَنّٰى تُؤْفَكُوْنَ۔ نہیں کوئی معبود مگر وہی اللہ تو تم کہاں اوندھے جاتے ہو۔

باآنکہ تم جانتے ہو کہ وہی خالق و رازق ہے پھر ایمان سے اور اس کی توحید سے کیوں منحرف ہو کر اوندھے راستہ چل رہے ہو۔

اس کے بعد اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی تسلی کے لیے ارشاد ہے۔

وَاِنْ يُّكَذِّبُوْكَ فَقَدْ كُذِّبَتْ رُسُلٌ مِّنْ قَبْلِكَ وَاِلَى اللّٰهِ تُرْجَعُ الْاُمُوْرُ اے محبوب اگر یہ تمہیں جھٹلائیں۔ اور آپ کی نبوت ورسالت کو نہ مانیں اور ہماری توحید اور بعث وحساب اور عذاب آخرت کا انکار کریں تو آپ سے پہلے جتنے رسول آئے انہیں بھی یہ جھٹلا چکے ہیں۔

مگر انہوں نے صبر کیا آپ بھی صبر فرمائیں۔ کفار کا دستور انبیاء کرام کے ساتھ ہمیشہ سے ایسا ہی رہا ہے بلکہ آپ کے خاتم الانبیاء ہونے کی تکذیب کرنے والے اور خاتم النبیین کے معنی میں تاویلات بعیدہ بھی کرنے والے پیدا ہوں گے جو آپ کے منصب کے خلاف ہی نہ ہوں گے بلکہ قرآن میں بھی دست اندازی کریں گے۔ اور کہیں گے کہ آپ کا خاتم النبیین ہونا بایں معنی ہے کہ آپ ہر مدعی نبوت کی تصدیق کریں گے خواہ وہ آپ سے پہلے نبی ہوئے یا آپ کے بعد۔ خاتم کے معنی آخر نبی کے نہ لیں گے جیسے محمد بن تومرت۔ اتیق اخرس۔ طلیحہ۔ مسیلمہ کذاب۔ اسود عنسی حتیٰ کہ غلام احمد کادیانی جو مرزا تھا اور کادیاں میں پیدا ہوا اعاذنا اللہ تعالےٰ۔

اور سب کام اللہ کی طرف پھرتے ہیں۔ جس سے تکذیب کرنے والے سزا پائیں گے اور وہی اللہ اپنے نبیوں کی مدد فرمائے گا۔ اب ارشاد عام ہے۔

يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ اِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ۔ اے لوگوں بے شک اللہ کا وعدہ سچا ہے۔

اور قیامت ضرور آئے گی مرنے کے بعد تم ضرور اٹھائے جاؤگے اور آخرت میں تمہارے اعمال کا حساب ضرور ہوگا اور ہر ایک کو اس کے اعمال صالح کی جزا اور اعمال طالح کی سزا ضرور ملے گی۔

فَلَا تَغُرَّنَّكُمُ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا۔ تمہیں دھوکہ نہ دے دنیا کی زندگی۔

کہ اس کی لذتوں میں مشغول رہ کر آخرت کو بھول جاؤ۔

وَلَا يَغُرَّنَّكُمْ بِاللّٰهِ الْغَرُوْرُ۔ اور تمہیں اللہ کے حکم کے ساتھ شیطان فریب نہ دے۔

یعنی وہ لعین ابلیس تمہارے دلوں میں یہ وسوسہ نہ ڈال دے کہ خوب گناہ کرو۔ اللہ تعالےٰ رحیم کریم حلیم ہے وہ تمہاری خطاؤں سے درگذر فرمائے گا۔ اور یہ یقینی بات ہے کہ اللہ تعالےٰ رحیم کریم حلیم ہے لیکن شیطان کے فریب کاری یہ ہے کہ وہ بندوں کو اس سے صالح اعمال سے روکتا ہے۔ اور عصیان شعاری پر جرأت دلاتا ہے لہٰذا اس سے ہوشیار رہو اس لیے کہ

اِنَّ الشَّيْطٰنَ لَكُمْ عَدُوٌّ فَاتَّخِذُوْهُ عَدُوًّا۔ بے شک شیطان تمہارے حق میں دشمن ہے تو تم بھی اسے دشمن ہی سمجھو۔

اور ظاہر ہے کہ دشمن کے فریب میں آنے والا خراب ہی ہوتا ہے لہٰذا اس کا فریب نظر میں رکھو

اور اپنے ارحم الراحمین کی اطاعت میں مشغول رہو اور وہ اپنے متبع گروہ کو کفر کی طرف بلاتا ہے۔
اِنَّمَا یَدْعُوْا حِزْبَہٗ لِیَکُوْنُوْا مِنْ اَصْحٰبِ السَّعِیْرِ۔ اور اس کا بلانا اپنے متبعین کو کفر کی طرف اس لیے ہے کہ وہ جہنم والے ہو جائیں۔
اس کے بعد شیطان کے پیروکاروں اور اس کے مخالفین کا حال مفصل بیان فرمایا جاتا ہے۔
اَلَّذِیْنَ کَفَرُوْا لَھُمْ عَذَابٌ شَدِیْدٌ۔ وہ جو کافر ہیں ان کے لیے سخت عذاب ہے۔
یعنی متبعین شیطان خدا کے منکر کافر ہیں وہ سخت عذاب کے مستحق ہیں۔
وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَھُمْ مَّغْفِرَۃٌ وَّ اَجْرٌ کَبِیْرٌ۔ اور جو ایمان لائے اور نیک عمل کئے ان کے لیے بخشش اور بڑا ثواب ہے۔
فاطر۔ فطر سے مشتق ہے۔ اور فطر کہتے ہیں مطلق شق کو یعنی پھاڑنے کو خواہ طولا کوئی چیز پھاڑ دی جائے یا عرض میں تو فاطر السماوات آسمانوں کا پھاڑنے والا تاکہ وہاں سے روحیں اتریں۔ اور زمین کا پھاڑنے والا تاکہ اس سے اجسام کا خروج ہو۔
آیہ کریمہ میں فاطر سے مراد مُبدِع اور موجد ہے یعنی کتم عدم سے منصہ شہود پر لانے والا اور فاطر اللہ تعالےٰ کی صفت ہے۔

مختصر تفسیر اُردو پہلا رکوع سُورۃ فاطر پ۲۲

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ فَاطِرِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ۔ سب تعریفیں اللہ تعالےٰ کو ہیں جو موجد سما وارض ہے
آلوسی اس کی تفسیر میں فرماتے ہیں اَیْ مُوْجِدُ لَّھُمَا مِنْ غَیْرِ مِثَالٍ یُحْتَذٰی بِہٖ وَلَا قَانُوْنٍ یُنْتَحٰی
یعنی آسمان و زمین کا موجد بلا ایسی مثال کے جو مقابلہ میں ہو اور نہ کسی قانون کے جو اس کے مقابل ہو۔
فَالْفِطْرُ الْاِبْدَاعُ۔
وَقَالَ الرَّاغِبُ ھُوَ اِیْجَادُہٗ تَعَالَی الشَّیْءَ وَاِبْدَاعُہٗ عَلٰی ھَیْئَۃٍ مُتَرَشِّحَۃٍ لِفِعْلٍ مِّنَ الْاَفْعَالِ فطر یہ اللہ تعالےٰ کی ایجاد ہے کسی شے کی اور اس کی ابداع اس کی ہیئت پر جو افعال الٰہی کے کسی فعل سے ہو۔

لغت فطر کی تصریح پر اہل عرب کی طرف سے وضاحت

عبد بن حمید اور بیہقی شعب الایمان میں ابن عباس رضی اللہ عنہما سے راوی ہیں قَالَ نَسِیْتُ لَا اَدْرِیْ مَا فَاطِرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ حَتّٰی اَتَانِیْ اَعْرَابِیَّانِ یَخْتَصِمَانِ فِیْ بِئْرٍ فَقَالَ اَحَدُھُمَا اَنَا فَطَرْتُھَا اَیْ

اِبْتَدَاْتُهَا فَاَصْلُ الْفَطْرِ الشَّقُّ - فرماتے ہیں مجھے معلوم نہ تھا کہ فاطر السموات والارض کا کیا مفہوم ہے
تو دو اعرابی جھگڑتے ہوئے آئے ایک کوئیں پر تو ایک ان میں سے کہنے لگا میں نے اس کا فطر کیا تھا۔
جس کے یہ معنی مراد لیے کہ میں نے اس کی ابتداء کی تھی۔
اور فطر کے اصل معنی چیرنے کے ہیں۔

وَقَالَ الرَّاغِبُ الشَّقُّ طُوْلًا ثُمَّ تَجُوْزُ بِہٖ عَمَّا تَقَدَّمَ وَشَاعَ فِیْہِ حَتّٰی صَارَ حَقِیْقَۃً اَیْضًا۔

وَقِیْلَ فِیْ ذٰلِكَ كَاَنَّہٗ تَعَالٰی شَقَّ الْعَدَمَ بِاِخْرَاجِہِمَا مِنْہُ - اس میں یہ بتایا گیا کہ گویا اللہ تعالی نے عدم کو چیر کر زمین و آسمان خارج فرمائے۔

وَیَكُوْنُ اِشَارَۃً اِلَی الْاَمْطَارِ وَالنَّبَاتِ - اور اس میں اشارہ ہے بارشوں کی طرف آسمان سے اور نبات کی طرف زمین سے۔

تو گویا آیۂ کریمہ میں ارشاد ہے اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ فَاطِرِ السَّمٰوٰتِ بِالْاَمْطَارِ وَفَاطِرِ الْاَرْضِ بِالنَّبَاتِ تمام خوبیاں اللہ تعالے کے لیے ہیں جو آسمانوں کو چیرتا ہے بارش کے ساتھ اور زمین کو چیرتا ہے سبزیوں کے ساتھ۔

جَاعِلِ الْمَلٰٓئِكَۃِ رُسُلًا - کرنے والا ہے فرشتوں کو رسول

اس پر دو قول ہیں۔ یُحْتَمَلُ اَنْ یَّكُوْنَ مَعْنَاہُ جَاعِلِ الْمَلٰٓئِكَۃِ عَلَیْہِمُ السَّلَامُ وَسَائِطَ بَیْنَہٗ وَبَیْنَ اَنْبِیَائِہٖ وَالصَّالِحِیْنَ مِنْ عِبَادِہٖ یُبَلِّغُوْنَ اِلَیْہِمْ رِسَالَتَہٗ سُبْحٰنَہٗ بِالْوَحْیِ وَالْاِلْہَامِ وَالرُّؤْیَا الصَّادِقَۃِ - ایک قول تو یہ ہے کہ ملائکہ علیہم السلام کو ذریعہ بناتا ہے اپنے اور انبیاء کرام کے مابین اور اپنے صالح بندوں کو ان کی رسالت پہنچاتا ہے جو انہیں وحی اور الہام اور رویا صادقہ سے پہنچی۔

دوسرا قول یہ ہے کہ جَاعِلُہُمْ وَسَائِطَ بَیْنَہٗ وَبَیْنَ خَلْقِہٖ عَزَّ وَجَلَّ یُوْصِلُوْنَ اِلَیْہِمْ اٰثَارَ قُدْرَتِہٖ وَصُنْعِہٖ كَالْاَمْطَارِ وَالرِّیَاحِ وَغَیْرِہِمَا وَھُمُ الْمَلٰٓئِكَۃُ الْمُوَكَّلُوْنَ بِاُمُوْرِ الْعَالَمِ۔ ذریعہ بناتا ہے ان میں اور اللہ کی مخلوق میں کہ انہیں آثار قدرت اور صنعت کمال مثل بارش اور ہوا وغیرہ کے پہنچاتے ہیں اور وہ وہی ملائکہ ہیں جو مؤکل ہیں امور عالم پہ جن کا تذکرہ فالمدبرات امرا فرما کر سورہ نازعات میں بتایا گیا ہے۔

وَقَالَ الْاِمَامُ اِنَّ الْحَمْدَ یَكُوْنُ عَلَی النِّعَمِ وَنِعَمُہٗ تَعَالٰی عَاجِلَۃٌ وَّاٰجِلَۃٌ وَّھُوَ فِیْ سُوْرَۃِ سَبَا اِشَارَۃٌ اِلٰی نِعْمَۃِ الْاِیْجَادِ وَالْحَشْرِ وَدَلِیْلُہٗ یَعْلَمُ مَا یَلِجُ فِی الْاَرْضِ وَمَا یَخْرُجُ مِنْہَا وَمَا یَنْزِلُ مِنَ السَّمَآءِ وَمَا یَعْرُجُ فِیْہَا۔

حمد اللہ کی نعمتوں پر اور اللہ تعالیٰ کی نعمتیں عاجل اور آجل یعنی فوراً اور دیر سے ظاہر ہوتی ہیں اور وہ جو سورۃ سبا میں ہے وہ اشارہ ہے نعمت ایجاد اور حشر کی طرف اور اس کی دلیل آیۂ کریمہ یَعْلَمُ مَا یَلِجُ فِی الْاَرْضِ الخ ہے۔

اور اس سورۃ مبارکہ میں حمد سے اشارہ ہے اس نعمت کی طرف جو آخرت میں باقی ہو اور جَاعِلِ الْمَلٰٓئِکَۃِ رُسُلًا کے یہ معنی ہیں کہ یَجْعَلُہُمْ سُبْحٰنَہٗ رُسُلًا یَتَلَقَّوْنَ عِبَادَ اللّٰہِ تَعَالٰی کَمَا قَالَ سُبْحٰنَہٗ تَتَلَقّٰہُمُ الْمَلٰٓئِکَۃُ فَیَجُوْزُ اَنْ یَّکُوْنَ الْمَعْنٰی اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ شَاقِّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ لِنُزُوْلِ الْاَرْوَاحِ مِنَ السَّمَآءِ وَخُرُوْجِ الْاَجْسَادِ مِنَ الْاَرْضِ وَجَاعِلِ الْمَلٰٓئِکَۃِ رُسُلًا فِیْ ذٰلِکَ الْیَوْمِ یَتَلَقَّوْنَ عِبَادَہٗ۔

اللہ تعالیٰ نے ملائکہ کو رسول بنایا کہ وہ اللہ کے بندوں سے ملیں جیسے ارشاد تتلقاہم الملائکۃ ملیں گے ان سے فرشتے تو یہ معنی جائز ہوں گے جو کیے جائیں الحمد للہ الخ

سب حمد اللہ کو ہیں جو آسمان و زمین کا نزول ارواح کے لیے چیرنے والا ہے بروز قیامت کہ وہ آسمان سے اتریں اور زمین کا چیرنے والا ہے خروج اجساد کے لیے کہ وہ زمین سے نکلیں گے اور ملائکہ کو رسول اس دن بنایا جائے گا کہ وہ بندوں سے مل کر کہیں ھٰذَا یَوْمُکُمُ الَّذِیْ کُنْتُمْ تُوْعَدُوْنَ۔

تو پہلی سورۃ سبا کے مضمون سے سورۃ فاطر کا یہ ربط ہوا کہ

سبا میں ارشاد ہوا وَحِیْلَ بَیْنَہُمْ وَبَیْنَ مَا یَشْتَہُوْنَ کَمَا فُعِلَ بِاَشْیَاعِہِمْ مِّنْ قَبْلُ اِنَّہُمْ کَانُوْا فِیْ شَکٍّ مُّرِیْبٍ بروز قیامت اللہ تعالیٰ مشرکوں اور قبولیت توبہ کے مابین آڑ فرمائے گا اور مشرک مشرکوں میں ہی رہ جائیں اس لیے کہ وہ ریب و شک میں ہی رہتے تھے تو ان آنے والوں میں انقطاع رجا قبولیت فرمادیا گیا۔

اب سورۃ فاطر میں حال مومنین بیان کرنے سے اول ارسال ملائکہ کی بشارت دی اس لیے تُفْتَحُ اَبْوَابُ الرَّحْمَۃِ لَہُمْ۔ مومنین کے لیے ابواب کھول دیے جائیں گے۔

اسی وجہ میں مفسرین نے فاطر اللہ تعالیٰ کی صفت فرمائی۔ اور اضافت اضافت محضہ رکھی آگے ارشاد ہے جو صفت ہے ملائکہ کی چنانچہ ارشاد ہے۔

اُوْلِیْٓ اَجْنِحَۃٍ۔ وہ ملائکہ جو رسل بنائے جائیں گے وہ پر اور بازو والے ہوں گے۔

مَثْنٰی وَثُلٰثَ وَرُبٰعَ۔ دو دو تین تین چار چار اس سے یہ مراد ہے کہ ہم ذو اجنحہ متعددہ متفاوتہ فی العدد حسب تفاوت مَا لَہُمْ مِّنَ الْمَرَاتِبِ یَنْزِلُوْنَ بِہَا وَیَعْرُجُوْنَ اَوْ یُسْرِعُوْنَ بِہَا حَیْثُ یَاْمُرُہُمُ اللّٰہُ

وہ فرشتے پر والے ہوں گے اور وہ پر متفاوت ہوں گے گنتی میں بموجب تفاوت مرتبہ کے ان کے ذریعہ وہ اتریں گے اور چڑھیں گے اور تیزی سے جائیں گے جب کہ وہ حکم کیے جائیں اور یہ ایسی مخلوق ہے جس کے دو پر بھی ہیں اور تین بھی اور چار بھی حسب مراتب۔

چنانچہ شیخین اور ترمذی ابن مسعود سے راوی ہیں کہ لَقَدْ رَاٰی مِنْ اٰیٰتِ رَبِّهِ الْكُبْرٰی کی تفسیر میں ہے رَاٰی جِبْرِیْلَ لَهٗ سِتُّ مِائَةِ جَنَاحٍ۔ حضور نے جبریل امین کو دیکھا ان کے چھ سو پر تھے۔

اور ترمذی مسروق سے اور وہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے راوی ہیں کہ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمْ يَرَ جِبْرِيْلَ فِيْ صُوْرَتِهٖ اِلَّا مَرَّتَيْنِ مَرَّةً عِنْدَ سِدْرَةِ الْمُنْتَهٰى وَمَرَّةً فِيْ جِيَادٍ لَهٗ سِتُّمِائَةِ جَنَاحٍ قَدْ سَدَّ الْاُفُقَ۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت جبریل علیہ السلام کو ان کی اصلی صورت میں دو بار ملاحظہ فرمایا ایک بار سدرۃ المنتہی پر اور ایک بار جیاد میں آپ کے چھ سو پر تھے جنہوں نے افق سما کو ڈھانپ رکھا تھا (روح المعانی)

بہر حال ملائکہ ذوا جنحہ ہیں اور ان کی صفت یہ ہے جو ارباب شرائع نے کی۔

اِنَّ الْمَلٰٓئِكَةَ عَلَيْهِمُ السَّلَامُ اَجْسَامٌ لَطِيْفَةٌ نُوْرِيَّةٌ يَقْدِرُوْنَ عَلَى التَّشَكُّلِ بِالصُّوَرِ الْمُخْتَلِفَةِ وَعَلَى الْاَفْعَالِ الشَّاقَّةِ۔ بے شک ملائکہ علیہم السلام اجسام لطیفہ نوریہ ہیں انہیں قدرت دی گئی ہے کہ وہ صور مختلفہ پر متشکل ہوں اور سخت سے سخت مشکل کاموں پر غالب ہوتے ہیں۔

اور فلاسفہ اپنے عقل کے خر لنگ پر جب تحقیق کو نکلے تو انہوں نے یہ کہا اِنَّ الْمَلٰٓئِكَةَ هِيَ عُقُوْلٌ الْمُجَرَّدَةُ۔ ملائکہ عقول مجردہ کا نام ہے۔

ایسے ہی اشراقیین نے بھی اپنے عقلی چکر سے بہت لمبی بحث کر ڈالی ہے۔ مختصر یہ کہ اس کے بعد ارشاد الٰہی ہے۔

يَزِيْدُ فِي الْخَلْقِ مَا يَشَآءُ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ۔ اپنی خلق میں جو چاہے بڑھا دے بے شک اللہ ہر شے پر قادر ہے۔

یہاں زجاج کہتے ہیں هٰذَا فِي الْاَجْنِحَةِ الَّتِيْ لِلْمَلٰٓئِكَةِ اَيْ يَزِيْدُ فِيْ خَلْقِ الْاَجْنِحَةِ لِلْمَلٰٓئِكَةِ مَا يَشَآءُ فَيَجْعَلُ لِكُلٍّ سِتَّةَ اَجْنِحَةٍ اَوْ اَكْثَرَ۔ یہاں یزید فرما کر ملائکہ کے لیے ارشاد ہوا یعنی خلق اجنحہ میں ملائکہ کے لیے جو چاہے زیادہ کر دے تو ان میں چھ پر یا اس سے زاید بھی پیدا کرے۔

اور حسن فرماتے ہیں یزید دفع توہم کے لیے ہے کہ کوئی یہ نہ سمجھے کہ اللہ تعالیٰ نے چار سے زائد نہیں فرما سکتا۔

اور سید المفسرین ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں یَزِیْدُ فِی خَلْقِ الْمَلٰئِکَۃِ وَالْاَجْنِحَۃِ مَا یَشَآءُ۔ اللہ تعالےٰ ملائکہ کے پیدا فرمانے میں جیسے زیادہ کرنے پر قادر ہے ایسے ہی پر جتنے چاہے فرما دے۔

بعض نے یَزِیْدُ فِی الْخَلْقِ کی یوں تفسیر کی۔

اَلْخَلْقُ خَلْقُ الْاِنْسَانِ مَا یَشَآءُ الْخُلْقَ الْحَسَنَ اَوِ الصَّوْتَ الْحَسَنَ اَوِ الْخَطَّ الْحَسَنَ اَوِ الْمَلَاحَۃَ فِی الْعَیْنِ اَوْفِی الْاَنْفِ اَوْ فِی الْوَجْہِ اَوْ خِصَّۃَ الرُّوْحِ اَوْ جُعُوْدَۃَ الشَّعْرِ وَحُسْنِہٖ اَوِ الْعَقْلِ اَوِ الْعِلْمِ اَوِ الْمَتْعَۃِ اَوِ الْعِفَّۃِ فِی الْفُقَرَآءِ وَحَلَاوَۃِ النُّطْقِ۔

یزید فی الخلق سے مراد خلق انسانی ہے وہ چاہے خلق حسن بڑھا دے یا خوش آواز کر دے یا ناک نقشے حسین کر دے یا چشم سرگیں بخش دے یا ناک سے حسن دوبالا فرما دے یا خد و خال سے حسین کر دے یا روح لطیف میں مزید لطافت بخشدے یا بال گھنگریالے کر دے یا حسن عقل یا جوہر علم عطا فرما دے یا عفت کی دولت سے مالا مال کر دے یا حلاوۂ نطق بخش دے اور آخر میں اِنَّ اللّٰہَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ فرما دیا۔ پھر ارشاد ہے۔

مَا یَفْتَحِ اللّٰہُ لِلنَّاسِ مِنْ رَّحْمَۃٍ فَلَا مُمْسِکَ لَہَا وَمَا یُمْسِکْ فَلَا مُرْسِلَ لَہٗ مِنْۢ بَعْدِہٖ وَھُوَ الْعَزِیْزُ الْحَکِیْمُ۔ جو کچھ اللہ کھولے اپنی رحمت سے لوگوں کے لیے تو اسے روکنے والا کوئی نہیں اور جو کچھ روکے تو کوئی اسے چھوڑنے والا نہیں اس کے بعد اور وہ غالب اور حکمت والا ہے۔

اس کے معنی علامہ آلوسی یہ کر رہے ہیں اَیْ اَیُّ شَیْءٍ یَفْتَحُ اللّٰہُ تَعَالٰی مِنْ خَزَائِنِ رَحْمَتِہٖ اَیُّ رَحْمَۃٍ کَانَتْ مِنْ نِعْمَۃٍ وَصِحَّۃٍ وَاَمْنٍ وَّعِلْمٍ وَحِکْمَۃٍ اِلٰی غَیْرِ ذٰلِکَ مِمَّا لَا یُحَاطُ بِہٖ یعنی جو شئے بھی اللہ تعالےٰ اپنے خزانہ رحمت سے کھولے خواہ وہ نعمت صحت ہو یا امن و علم اور حکمت وغیرہ سے جس کی حد نہیں۔

وَاَخْرَجَ اِبْنُ اَبِیْ حَاتِمٍ عَنِ السُّدِّیِّ اَلرَّحْمَۃُ الْمَطَرُ۔ سدی فرماتے ہیں رحمت سے مراد بارش ہے

وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَلتَّوْبَۃُ۔ ابن عباس فرماتے ہیں رحمت سے مراد قبولیت توبہ ہے۔

فَلَا مُمْسِکَ لَہَا۔ تو اسے کوئی نہیں روک سکتا۔ یعنی اللہ تعالےٰ کی کسی قسم کی رحمت کو کوئی روکنے پر قادر نہیں۔

وَمَا یُمْسِکْ فَلَا مُرْسِلَ لَہٗ مِنْۢ بَعْدِہٖ وَھُوَ الْعَزِیْزُ الْحَکِیْمُ۔ اور جو رحمت اللہ تعالےٰ

روک دے تو اس سے کوئی جاری نہیں کر سکتا اور اللہ تعالے غالب حکمت والا ہے۔
کہ وہ اپنی حکمت و مصالح سے جو چاہے کرے۔
آیۂ کریمہ پر ابن منذر عامر بن عبد قیس سے راوی ہیں کہ آپ نے فرمایا اَرْبَعُ آیَاتٍ فِیْ کِتَابِ
اللہِ تَعَالٰی اِذَا قَرَأْتُھُنَّ فَمَا اُبَالِیْ مَا اُصْبِحُ عَلَیْہِ وَاُمْسِیْ۔
مَا یَفْتَحِ اللہُ لِلنَّاسِ مِنْ رَّحْمَۃٍ فَلَا مُمْسِکَ لَھَا وَمَا یُمْسِکْ فَلَا مُرْسِلَ لَہٗ مِنْ بَعْدِہٖ۔
وَاِنْ یَّمْسَسْکَ اللہُ بِضُرٍّ فَلَا کَاشِفَ لَہٗ اِلَّا ھُوَ وَاِنْ یُّرِدْکَ بِخَیْرٍ فَلَا رَادَّ لِفَضْلِہٖ۔
وَسَیَجْعَلُ اللہُ بَعْدَ عُسْرٍ یُّسْرًا۔
وَمَا مِنْ دَآبَّۃٍ فِی الْاَرْضِ اِلَّا عَلَی اللہِ رِزْقُھَا۔
وَبَعْدَ مَا بَیَّنَ سُبْحَانَہٗ اَنَّہُ الْمُوْجِدُ لِلْمُلْکِ وَالْمَلَکُوْتِ وَالْمُتَصَرِّفُ فِیْھِمَا عَلَی الْاِطْلَاقِ
اَمَرَ النَّاسَ قَاطِبَۃً اَوْ اَھْلَ مَکَّۃَ۔
چار آیتیں ہیں قرآن کریم میں جب میں نے انہیں پڑھا تو اب مجھے پرواہ نہیں رہی کہ شام کیا
ہوتی ہے اور صبح کیسی۔
پہلی آیت مَا یَفْتَحِ اللہُ لِلنَّاسِ مِنْ رَّحْمَۃٍ۔
اور دوسری آیت وَاِنْ یَّمْسَسْکَ اللہُ بِضُرٍّ فَلَا کَاشِفَ لَہٗ
اور تیسری آیت سَیَجْعَلُ اللہُ بَعْدَ عُسْرٍ یُّسْرًا۔
اور چوتھی آیت وَمَا مِنْ دَآبَّۃٍ فِی الْاَرْضِ اِلَّا عَلَی اللہِ رِزْقُھَا۔
اس کے علاوہ جس پر آیتیں اور بھی ہیں مثلاً اِنَّ مَعَ الْعُسْرِ یُسْرًا اِنَّ مَعَ الْعُسْرِ یُسْرًا۔ اس پر
امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

اِذَا اشْتَدَّتْ بِکَ الْبَلْوٰی فَفَکِّرْ فِیْ اَلَمْ نَشْرَحْ
فَعُسْرٌ بَیْنَ یُسْرَیْنِ اِذَا فَکَّرْتَہٗ فَافْرَحْ

یعنی جب تجھ پر بلاؤں کی شدت ہو تو سورۃ اَلَمْ نَشْرَحْ میں غور کر۔ اس لیے کہ ایک تنگی دو آسانیوں
کے درمیان ہے جب تو اس پر غور کرے گا تو خوش ہوگا۔
یعنی جب اَلَمْ نَشْرَحْ کی تلاوت کی جائے گی تو اِنَّ مَعَ الْعُسْرِ یُسْرًا اِنَّ مَعَ الْعُسْرِ یُسْرًا میں غور کرنے
کے بعد واضح ہوگا کہ مَعَ الْعُسْرِ یُسْرًا کے ساتھ مَعَ الْعُسْرِ آیا ہے تو اس کے اول میں عسر یسرا کے بعد عسر ہے
پھر یسر ہے تو ایک عسر یعنی سختی اول آخر کے دو یسر یعنی آسانی کے بیچ میں ہے اس کے بعد اللہ تعالیٰ

ان اپنی نعمتوں کو یاد دلاتا ہے جو بندوں پر فرمائیں چنانچہ ارشاد ہے۔
یٰۤاَیُّهَا النَّاسُ اذْكُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ عَلَیْكُمْ هَلْ مِنْ خَالِقٍ غَیْرُ اللّٰهِ یَرْزُقُكُمْ مِّنَ السَّمَآءِ وَ الْاَرْضِ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ فَاَنّٰى تُؤْفَكُوْنَ۔ اے لوگو اللہ کی وہ نعمت یاد کرو جو اس نے تمہیں دی کیا ہے کوئی پیدا کرنے والا سوا اللہ کے جو تمہیں روزی دیتا ہے آسمان اور زمین سے نہیں کوئی معبود مگر وہی تو کہاں اوندھے جا رہے ہو۔
سید المفسرین ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں وَقَدْ جَعَلَ الْخِطَابَ لِمَنْ سَمِعَ اُذْكُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ عَلَیْكُمْ حَیْثُ اَسْكَنَكُمْ حَرَمَهٗ وَمَنَعَكُمْ مِّنْ جَمِیْعِ الْعَالَمِ وَالنَّاسُ یُتَخَطَّفُوْنَ مِنْ حَوْلِكُمْ یعنی ہر اس شخص کو ہے جو اس خطاب کو سنے کہ یاد کرو اللہ کی نعمت جو تم پر فرمائی اور تمہیں حرم میں ٹھہرایا اور تمہیں محفوظ کیا تمام عالم سے حالانکہ لوگ تمہارے گرد اگرد اچک لیے جاتے ہیں۔
تو کیا اللہ تعالے کے سوا کوئی اور ایسا خالق جو تمہیں روزی دے آسمان سے بارشوں کے ذریعہ اور زمین سے سبزہ اگا کر یہاں استفہام انکاری سے یہ ثابت ہوا کہ لَاخَالِقَ اِلَّا اللّٰهُ تَعَالٰی۔ کوئی خالق نہیں مگر اللہ تعالے۔ پھر ارشاد ہے۔
فَاَنّٰى تُؤْفَكُوْنَ۔ تو کہاں اوندھے پھر رہے ہو۔
گویا ارشاد ہے اِذَا تَبَیَّنَ تَفَرُّدُهٗ تَعَالٰی بِالْاُلُوْهِیَّةِ وَالْخَالِقِیَّةِ وَالرَّازِقِیَّةِ فَمِنْ اَیِّ وَجْهٍ تُصْرَفُوْنَ عَنِ التَّوْحِیْدِ اِلَی الشِّرْكِ۔ جب تفرد ذات واجب تعالے الوہیت اور خالقیت و رازقیت کے دلائل سے واضح ہو چکی تو پھر کس وجہ سے تم توحید سے شرک کی طرف پلٹ رہے ہو۔
اس کے بعد ارشاد ہے جس میں حضور کو تسلی دی گئی ہے۔
وَ اِنْ یُّكَذِّبُوْكَ فَقَدْ كُذِّبَتْ رُسُلٌ مِّنْ قَبْلِكَ وَ اِلَى اللّٰهِ تُرْجَعُ الْاُمُوْرُ اے محبوب اگر وہ تمہاری تکذیب کریں (تو انوکھی بات نہیں) آپ سے پہلے رسولوں کی بھی تکذیب کی گئی ہے اور آخر سب کے کام اللہ کی طرف لوٹیں گے۔
آلوسی فرماتے ہیں وَاِنِ اسْتَمَرُّوْا عَلٰی اَنْ یُّكَذِّبُوْكَ فِیْمَا بَلَّغْتَ اِلَیْهِمْ مِنَ الْحَقِّ الْمُبِیْنِ بَعْدَ مَا اَقَمْتَ عَلَیْهِمُ الْحُجَّةَ وَاَلْقَمْتَهُمُ الْحَجَرَ فَتَاَسَّ بِاُولٰٓئِكَ الرُّسُلِ فِی الصَّبْرِ فَقَدْ كَذَّبَهُمْ قَوْمُهُمْ وَصَبَرُوْا۔ اور اگر یہ اس بات پر جمے رہیں کہ تکذیب ہی کریں اس کی جو روشن حق انہیں پہنچا بعد قیام حجت قاطعہ کے تو پہلے رسول بھی صبر فرماتے رہے اور ان کی قوم ان کی تکذیب کرتی رہی اور وہ صبر ہی کرتے رہے۔ آپ بھی صبر فرمائیں۔

آخر یہ کہاں جائیں گے ان کا مرجع کسی غیر معبود کی طرف نہیں بلکہ ہماری طرف ہی انہیں آنا ہے پھر ہم انہیں وہی بدلہ دیں گے جو ان کے قابل ہوگا اور وہ عذاب ہے۔ اب عام مخاطبہ کے ساتھ عوام کو تخاطب ہے چنانچہ ارشاد ہے۔

یَا اَیُّهَا النَّاسُ اِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ فَلَا تَغُرَّنَّكُمُ الْحَیٰوةُ الدُّنْیَا وَلَا یَغُرَّنَّكُمْ بِاللّٰهِ الْغَرُوْرُ اے غفلت شعار لوگو بے شک اللہ کا وعدہ سچا ہے تو تمہیں دنیا کی زندگی اور اس کے لذائذ دھوکہ نہ دیں اور شیطان تمہیں اللہ کی طرف سے دھوکے میں ڈالے۔

گویا آیہ کریمہ میں خطاب عام فرما کر ارشاد ہوا تم دنیا کی عیش و عشرت سے دھوکے میں نہ پڑنا کہ بس جو کچھ ہے یہی ہے اور حیات دنیوی کے کھیل میں مشغول نہ ہو جانا اور اس وہم میں نہ پڑنا کہ اللہ تعالیٰ غفور وکریم اور رؤف و رحیم ہے۔

یہ توہمات اللہ تعالیٰ کی ایک صفت سے شیطان تم میں پیدا کرتا ہے کہ وہ غفور و رحیم رؤف و کریم ہے جو چاہو کرو وہ بخش دے گا۔ بلکہ وہ جبار و قہار و منتقم بھی ہے چنانچہ ارشاد ہے۔

اِنَّ الشَّیْطٰنَ لَكُمْ عَدُوٌّ فَاتَّخِذُوْهُ عَدُوًّا بے شک شیطان تمہارا دشمن ہے تو تم بھی اسے اپنا دشمن ہی جانو۔

اس کے اس توسوس میں نہ مبتلا ہو یا آنکہ وہ غفور بھی ہے کریم بھی ہے رؤف بھی ہے رحیم بھی ہے۔ لیکن صرف انہی صفتوں پر بھروسہ کر کے گناہ کرنے والے مرجیہ ہیں۔ چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

اَلْاِیْمَانُ بَیْنَ الْخَوْفِ وَالرَّجَا۔ مومن کا ایمان خوف بے نیازی اور امید بخشش کے مابین ہے۔

اِنَّمَا یَدْعُوْا حِزْبَهٗ لِیَكُوْنُوْا مِنْ اَصْحٰبِ السَّعِیْرِ۔ شیطان تو اپنی جماعت اور اپنے متبعین کو ایسے ہی راہ پر بلاتا ہے کہ وہ اسی راہ چل کر جہنم والے ہو جائیں۔

اور تلذذ دنیا اور اتباع ہوا میں تباہ رہیں۔ لہذا یاد رکھو دو فرقے ہیں ایک کافر دوسرے مومن۔ لہذا

اَلَّذِیْنَ كَفَرُوْا لَهُمْ عَذَابٌ شَدِیْدٌ۔ جو کافر فرقہ ہے اس کے لیے عذاب شدید ہے۔

وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّاَجْرٌ كَبِیْرٌ۔ اور جو مومن ہیں اور نیک عمل ان کے لیے بخشش ہے اور بڑا ثواب۔

بامحاورہ ترجمہ دوسرا رکوع سورۃ فاطر پ ۲۲

اَفَمَنْ زُیِّنَ لَهٗ سُوْٓءُ عَمَلِهٖ فَرَاٰهُ تو کیا وہ جسے اس کا عمل بد اغوائے شیطانی سے

حَسَنًا فَاِنَّ اللّٰهَ يُضِلُّ مَنْ يَّشَآءُ
وَيَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ فَلَا تَذْهَبْ
نَفْسُكَ عَلَيْهِمْ حَسَرٰتٍ اِنَّ اللّٰهَ
عَلِيْمٌ بِمَا يَصْنَعُوْنَ ۝

اچھا کر دکھایا اور وہ خواہش نفسانی کی پیروی کر کے
اسے اچھا سمجھتا ہے۔ بات یہ ہے کہ اللہ جسے چاہے
گمراہ کر دے اور ہدایت دے جسے چاہے تو نہ
جلے تمہاری جان ان پر افسوس کرتے کرتے بے
شک اللہ ان کے کرتوت خوب جانتا ہے

وَاللّٰهُ الَّذِيْٓ اَرْسَلَ الرِّيٰحَ فَتُثِيْرُ
سَحَابًا فَسُقْنٰهُ اِلٰى بَلَدٍ مَّيِّتٍ
فَاَحْيَيْنَا بِهِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا
كَذٰلِكَ النُّشُوْرُ ۝

اور اللہ وہ ہے جو ہوائیں چلاتا ہے پھر ہوائیں بادل
ابھارتی ہیں تو سیراب کرتے ہیں ہم بنجر زمین تو
زندہ کرتے ہیں ہم اس سے زمین کو مرنے یعنی بنجر
ہونے کے بعد ایسے ہی مُردوں کا نشر ہوگا۔

مَنْ كَانَ يُرِيْدُ الْعِزَّةَ فَلِلّٰهِ الْعِزَّةُ
جَمِيْعًا اِلَيْهِ يَصْعَدُ الْكَلِمُ الطَّيِّبُ
وَالْعَمَلُ الصَّالِحُ يَرْفَعُهٗ وَالَّذِيْنَ يَمْكُرُوْنَ
السَّيِّاٰتِ لَهُمْ عَذَابٌ شَدِيْدٌ وَ
مَكْرُ اُولٰٓئِكَ هُوَ يَبُوْرُ ۝

جو عزت چاہتا ہے تو تمام عزت اللہ کے لیے
ہے اسی کی طرف پہنچتی ہیں پاک باتیں اور نیک
عمل اور جو مکر گانٹھتے ہیں گناہوں کے لیے ان کے
لیے سخت سزا ہے۔ اور ان کا مکر تمام کا تمام ملیا
میٹ ہوگا۔

وَاللّٰهُ خَلَقَكُمْ مِّنْ تُرَابٍ ثُمَّ مِنْ
نُّطْفَةٍ ثُمَّ جَعَلَكُمْ اَزْوَاجًا وَمَا تَحْمِلُ
مِنْ اُنْثٰى وَلَا تَضَعُ اِلَّا بِعِلْمِهٖ وَمَا
يُعَمَّرُ مِنْ مُّعَمَّرٍ وَّلَا يُنْقَصُ مِنْ
عُمُرِهٖٓ اِلَّا فِيْ كِتٰبٍ اِنَّ ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ يَسِيْرٌ ۝

اور اللہ نے تمہیں پیدا کیا مٹی سے پھر نطفہ سے
پھر تمہیں کیا جوڑا جوڑا اور جس عورت کو حمل ہوتا
ہے وہ نہیں جنتی مگر اللہ کے علم میں ہے اور جو کسی
کی عمر زیادہ ہوتی ہے یا کم مگر سب کتاب میں ہے
اور یہ سب اللہ پر مشکل نہیں بلکہ آسان ہے۔

وَمَا يَسْتَوِي الْبَحْرٰنِ هٰذَا عَذْبٌ فُرَاتٌ
سَآئِغٌ شَرَابُهٗ وَهٰذَا مِلْحٌ اُجَاجٌ وَمِنْ
كُلٍّ تَاْكُلُوْنَ لَحْمًا طَرِيًّا وَّتَسْتَخْرِجُوْنَ
حِلْيَةً تَلْبَسُوْنَهَا وَتَرَى الْفُلْكَ
فِيْهِ مَوَاخِرَ لِتَبْتَغُوْا مِنْ فَضْلِهٖ
وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ۝

اور سمندر دونوں قسم کے ہیں ایک میٹھا خوشگوار
ایک کھاری کڑوا اور باوجود اس کے تم کھاتے ہو
دونوں دریاؤں سے مچھلی جس کا تازہ گوشت ہوتا
ہے اور اس میں سے زیور موتیوں کے نکالتے ہو
جو پہنتے ہو اور کشتیاں تو دیکھتا ہے کہ دریا میں پانی
پھاڑتی چلی جاتی ہیں تاکہ تم خدا کا فضل تلاش کرو

اور اللہ کے شکر گذار بنو۔

يُوْلِجُ الَّيْلَ فِي النَّهَارِ وَيُوْلِجُ النَّهَارَ فِي الَّيْلِ وَسَخَّرَ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ كُلٌّ يَّجْرِيْ لِاَجَلٍ مُّسَمًّى ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمْ لَهُ الْمُلْكُ وَالَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهِ مَا يَمْلِكُوْنَ مِنْ قِطْمِيْرٍ	داخل کرتا ہے رات کے حصہ کو دن میں اور دن کو رات میں اور سورج اور چاند کو اپنی تسخیر میں لے رکھا ہے یہ سب ایک مقرر وقت تک ہیں یہ ہے اللہ تمہارا رب جس کی سب ملک ہے اور وہ جو پوجتے ہیں اس کے سوا وہ کھجور کی چھلی پر بھی قبضہ نہیں رکھتے۔
اِنْ تَدْعُوْهُمْ لَا يَسْمَعُوْا دُعَآءَكُمْ وَلَوْ سَمِعُوْا مَا اسْتَجَابُوْا لَكُمْ وَيَوْمَ الْقِيٰمَةِ يَكْفُرُوْنَ بِشِرْكِكُمْ وَلَا يُنَبِّئُكَ مِثْلُ خَبِيْرٍ	اگر تم انہیں بلاؤ تو نہ سنیں گے تمہاری آواز اور اگر خود وہ سنیں تو جواب نہ دے سکیں گے اور قیامت کے دن انکار کریں گے تمہارے شرک سے اور وہ تمہیں نہیں بتا سکتے مثل اس خبیر کے۔

لفظی ترجمہ

اَ۔ کیا	فَمَنْ۔ پھر جو آدمی کہ	زُيِّنَ۔ خوشنما معلوم ہوئے	لَهٗ۔ اس کو
سُوْٓءُ۔ برے	عَمَلِهٖ۔ عمل اس کے	فَرَاٰهُ۔ تو دیکھا انکو	حَسَنًا۔ اچھے
فَاِنَّ۔ تو بیشک	اللّٰهَ۔ اللہ	يُضِلُّ۔ گمراہ کرتا ہے	مَنْ۔ جسے
يَّشَآءُ۔ چاہے	وَ۔ اور	يَهْدِيْ۔ ہدایت دیتا ہے	مَنْ۔ جسے
يَّشَآءُ۔ چاہے	فَلَا۔ تو نہ	تَذْهَبْ۔ چلی جائے	نَفْسُكَ۔ تیری جان
عَلَيْهِمْ۔ ان پر	حَسَرٰتٍ۔ افسوس کرنے	اِنَّ۔ بیشک	اللّٰهَ۔ اللہ
عَلِيْمٌ۔ جانتا ہے	بِمَا۔ جو وہ	يَصْنَعُوْنَ۔ کرتے ہیں	وَ۔ اور
اللّٰهُ۔ اللہ	الَّذِيْٓ۔ وہ ہے جس نے	اَرْسَلَ۔ بھیجا	الرِّيٰحَ۔ ہواؤں کو
فَتُثِيْرُ۔ تو اٹھاتی ہیں	سَحَابًا۔ بادل	فَسُقْنٰهُ۔ پھر لے جاتے ہیں ہم اس کو	
اِلٰى۔ طرف	بَلَدٍ۔ شہر	مَّيِّتٍ۔ مردہ کے	فَاَحْيَيْنَا۔ تو زندہ کیا ہم نے

بِہٖ - اس سے | اَلْاَرْضَ - زمین کو | بَعْدَ - بعد | مَوْتِھَا - اسکے مرنے کے
کَذٰلِکَ - اسی طرح ہے | النُّشُوْرُ - اٹھنا | مَنْ - جو | کَانَ - ہے
یُرِیْدُ - چاہتا | الْعِزَّۃَ - عزت | فَلِلّٰہِ - تو اللہ ہی کے لیے ہے | الْعِزَّۃُ - عزت
جَمِیْعًا - ساری | اِلَیْہِ - اسی کی طرف | یَصْعَدُ - چڑھتے ہیں | الْکَلِمُ - کلمات
الطَّیِّبُ - پاکیزہ | وَ - اور | الْعَمَلُ - عمل | الصَّالِحُ - نیک
یَرْفَعُہٗ - اٹھاتا ہے اسکو | وَ - اور | الَّذِیْنَ - وہ جو | یَمْکُرُوْنَ - مکر کرتے ہیں
السَّیِّاٰتِ - برے | لَھُمْ - انکے لیے | عَذَابٌ - عذاب ہے | شَدِیْدٌ - سخت
وَ - اور | مَکْرُ - مکر | اُولٰٓئِکَ - ان کا | ھُوَ - وہ
یَبُوْرُ - برباد ہوگا | وَ - اور | اللّٰہُ - اللہ نے | خَلَقَکُمْ - پیدا کیا تم کو
مِنْ تُرَابٍ - مٹی سے | ثُمَّ - پھر | مِنْ نُّطْفَۃٍ - نطفہ سے | ثُمَّ - پھر
جَعَلَکُمْ - بنایا تم کو | اَزْوَاجًا - جوڑے | وَ - اور | مَا - نہیں
تَحْمِلُ - حاملہ ہوتی | مِنْ اُنْثٰی - کوئی مادہ | وَ - اور | لَا - نہیں
تَضَعُ - جنتی | اِلَّا - مگر | بِعِلْمِہٖ - اسکے علم میں ہے | وَ - اور
مَا - نہیں | یُعَمَّرُ - عمر دیا جاتا | مِنْ مُّعَمَّرٍ - کوئی عمر رسیدہ | وَلَا یُنْقَصُ مِنْ عُمُرِہٖ اور نہیں جو کم کی عمر زیادہ ہوئی اسکا
اِلَّا - مگر | فِیْ - بیچ | کِتٰبٍ - کتاب کے ہے | اِنَّ - بیشک | ذٰلِکَ - یہ
عَلَی - اوپر | اللّٰہِ - اللہ کے | یَسِیْرٌ - آسان ہے | وَ - اور
مَا - نہیں | یَسْتَوِی - برابر ہیں | الْبَحْرٰنِ - دو دریا | ھٰذَا - یہ
عَذْبٌ - میٹھا ہے | فُرَاتٌ - خوش ہضم | سَآئِغٌ - خوشگوار ہے | شَرَابُہٗ - اس کا پانی
وَ - اور | ھٰذَا - یہ | مِلْحٌ - نمکین ہے | اُجَاجٌ - کڑوا
وَ - اور | مِنْ - ہر | کُلٍّ - ایک میں سے | تَاْکُلُوْنَ - کھاتے ہو
لَحْمًا - گوشت | طَرِیًّا - تازہ | وَ - اور | تَسْتَخْرِجُوْنَ - نکالتے ہو
حِلْیَۃً - زیور کہ | تَلْبَسُوْنَھَا - پہنتے ہو اسکو | وَ - اور | تَرَی - دیکھتا ہے تو
الْفُلْکَ - کشتی کو | فِیْہِ - اس میں | مَوَاخِرَ - پانی پھاڑتی | لِتَبْتَغُوْا - تاکہ تم ڈھونڈو
مِنْ فَضْلِہٖ - اس کا فضل | وَ - اور | لَعَلَّکُمْ - تاکہ تم | تَشْکُرُوْنَ - شکر کرو
یُوْلِجُ - داخل کرتا ہے | الَّیْلَ - رات کو | فِیْ - بیچ | النَّھَارِ - دن کے

وَ۔اور	يُوْلِجُ۔داخل کرتا ہے	النَّهَارَ۔دن کو	فِيْ۔بیچ
الَّيْلِ۔رات کے	وَ۔اور	سَخَّرَ۔تابع کیا	الشَّمْسَ۔سورج
وَ۔اور	الْقَمَرَ۔چاند کو	كُلٌّ۔ہر ایک	يَّجْرِيْ۔چلتا ہے
لِاَجَلٍ۔مدت	مُّسَمًّى۔مقرر تک	ذٰلِكُمُ۔یہ ہے تمہارا	اللّٰهُ۔اللہ
رَبُّكُمْ۔تمہارا رب	لَهُ۔اسی کی	الْمُلْكُ۔بادشاہی ہے	وَ۔اور
الَّذِيْنَ۔وہ جنہیں	تَدْعُوْنَ۔تم پکارتے ہو	مِنْ دُوْنِهٖ۔اس کے سو	مَا۔نہیں
يَمْلِكُوْنَ۔مالک ہیں	مِنْ قِطْمِيْرٍ۔کھجور کی گٹھلی کے چھلکے کے		اِنْ۔اگر
تَدْعُوْ۔تم پکارو	هُمْ۔ان کو	لَا۔نہ	يَسْمَعُوْا۔سنیں گے
دُعَاءَ۔پکار	كُمْ۔تمہاری	وَ۔اور	لَوْ۔اگر
سَمِعُوْا۔سن بھی لیں تو	مَا۔نہ	اسْتَجَابُوْا۔جواب دیں	لَكُمْ۔تم کو
وَ۔اور	يَوْمَ۔دن	الْقِيٰمَةِ۔قیامت کے	يَكْفُرُوْنَ۔کفر کرینگے
بِشِرْكِكُمْ۔تمہارے شرک کا	وَ۔اور	لَا۔نہ	يُنَبِّئُكَ۔بتائے گا تجھ کو
مِثْلُ۔مثل	خَبِيْرٍ۔خبر والے کے		

حل لغات نادرہ

اس رکوع میں بعض لغات دقیق ہیں انہیں اول سمجھ لینا ضروری ہے۔

لَا تَذْهَبْ نَفْسُكَ عَلَيْهِمْ حَسَرٰتٍ۔ حسرات مفعول لہ ہے تذہب کا اي للحسرات اور علیہم صلہ ہے تذہب کا۔ محاورہ ہے هَلَكَ عَلَيْهِ حُبًّا دَمَاتَ عَلَيْهِ حُزْنًا۔ تو اس اعتبار سے اسکے معنی ہوئے اے محبوب ان کی جہالت پر افسوس کرتے کرتے کہیں آپ جان نہ دیدیں، بلکہ آپ صبر سے انتظار فرمائیں۔

اِلَيْهِ يَصْعَدُ الْكَلِمُ الطَّيِّبُ وَالْعَمَلُ الصَّالِحُ يَرْفَعُهٗ

يَصْعَدُ بمعنی يَصِلُ ہے یعنی پہنچتا ہے

اور الْكَلِمُ چونکہ اسم جنس ہے اسی لیے اس کی صفت الطیب کا مذکر لانا جائز ہوا۔ اور یرفع کا فاعل محذوف اللہ ہے اور ضمیر منصوب راجع ہے العمل الصالح کی طرف۔

وَالَّذِيْنَ يَمْكُرُوْنَ السَّيِّاٰتِ میں السیئات صفت ہے مفعول مطلق محذوف کی تو اس کے

معنی یہ ہوں گے یَمْکُرُوْنَ مَکْرَ السَّیِّئَاتِ۔
هُوَ یَبُوْرُ کے معنے یَهْلِكُ وَیَفْسُدُ۔ کے ہیں بمعنی رائیگاں۔
هٰذَا عَذْبٌ فُرَاتٌ سَائِغٌ۔ عَذْبٌ شیریں فُرَاتٌ وہ پانی جس سے تشنگی رفع ہو اور تشنگی کی تیزی مٹے سَائِغٌ وہ جو اپنی شیریں اور باذائقہ ہونے کی وجہ سے آسانی کے ساتھ گلے میں اتر جائے۔
وَهٰذَا مِلْحٌ اُجَاجٌ۔ مِلْحٌ کھاری۔ اُجَاجٌ نہایت تلخ جو اپنے کھاری پنے کی وجہ سے گلا جلادے۔
لَحْمًا طَرِیًّا۔ لحم گوشت طری تازہ اور یہاں لحم طری سے مراد مچھلی کا گوشت ہے۔
فِیْهِ مَوَاخِرَ۔ مواخر ماخرہ کی جمع ہے اور ماخر اس کشتی کو کہتے ہیں جو چلنے میں آواز کرتی ہے یا جو اپنے سینہ سے پانی پھاڑتی ہے یہ مشتق ہے مخر سے اور مخر کہتے ہیں پھاڑنے کو محاورہ ہے تمخر البحر ای تشق۔
مِنْ قِطْمِیْرٍ۔ قطمیر اس جھلی کو کہتے ہیں جو کھجور کی گٹھلی پر ہوتی ہے اور عرب نے اسے حقیر چیز پر ضرب المثل بنا لیا جیسے اردو میں تل رائی۔ رتی بولتے ہیں۔
ذٰلِكَ عَلَی اللّٰهِ بِعَزِیْزٍ۔ لغت میں عزیز غالب کے معنی میں ہے محاورہ میں بولتے ہیں مَنْ عَزَّ بَزَّ ای مَنْ غَلَبَ سَلَبَ۔ اس جگہ دشوار کے معنی میں ہے یعنی یہ بات اللہ پر دشوار نہیں۔ اب مختصر خلاصہ ملاحظہ کیجیے۔

خلاصہ تفسیر دوسرا رکوع سورۃ فاطر پ ۲۲

اَفَمَنْ زُیِّنَ لَهٗ سُوْٓءُ عَمَلِهٖ فَرَاٰهُ حَسَنًا۔ تو کیا وہ جس کی نظر میں اس کا برا کام اچھا دکھایا گیا تو اس نے اسے بھلا سمجھا۔
ہدایت یافتہ کے برابر ہو جائے گا۔ ہرگز نہیں برے کام کو اچھا سمجھنے والا ہدایت یافتہ کی طرح کیسے ہو سکتا ہے اس لیے کہ وہ تو بدکار سے بدرجہا بدتر ہے۔
اس لیے کہ براکام کرنے والا اپنے اس کام کو برا جانتا ہے اور یہ اس برے کام کو اچھا سمجھتا ہے۔
آیہ کریمہ کا شان نزول:۔
یہ آیت کریمہ ابوجہل وغیرہ مشرکین مکہ کے حق میں نازل ہوئی جو اپنے مشرکانہ اور کفریہ جیسے قبیح افعال کو تو سوسِ شیطانی سے اچھا سمجھتے تھے۔

ایک قول یہ ہے کہ آیۂ کریمہ اصحاب بدعت گمراہ طریقہ پر چلنے والوں کے حق میں نازل ہوئی جن میں جن میں روافض و خوارج وغیرہ گمراہ فرقے داخل ہیں جو اپنی بد اطواریوں کو اچھا جانتے تھے اور آج بھی جو ایسے ہیں وہ بھی انہیں میں داخل ہیں جیسے کہ مرزائی نجدی لامذہب۔ چکڑالوی پرویزی نیچری دہریئے اور شرابی جواری بھی اسی حکم میں داخل ہیں۔ البتہ وہ اس حکم میں داخل نہیں جو مرتکب کبائر تو ہیں مگر انہیں گناہ سمجھتے ہیں۔

فَإِنَّ اللّٰهَ يُضِلُّ مَنْ يَّشَاءُ وَيَهْدِيْ مَنْ يَّشَاءُ فَلَا تَذْهَبْ نَفْسُكَ عَلَيْهِمْ حَسَرَاتٍ

اللہ جسے چاہے گمراہ کرے اور ہدایت دے جسے چاہے تو اے حبیب ان کی حالت پر افسوس کرتے کرتے آپ اپنی جان نہ دیں۔

اور اس کا رنج نہ فرمائیں کہ فلاں ایمان نہیں لایا اور حق قبول نہیں کیا اور ہدایت سے محروم رہا۔ خلاصہ یہ کہ آپ ان کے کفر و گمراہی سے ہلاک ہونے کا غم نہ فرمائیں۔

إِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌ بِمَا يَصْنَعُوْنَ۔ اللہ ان کے کرتوت اور کوتک خوب جانتا ہے۔

اس کا بدلہ ہم ہی انہیں دیں گے۔ اس کے بعد اپنی کمال قدرت کا بیان فرما کر اپنا تعارف فرمایا جاتا ہے۔ چنانچہ ارشاد ہے۔

وَاللّٰهُ الَّذِيْ أَرْسَلَ الرِّيَاحَ فَتُثِيْرُ سَحَابًا فَسُقْنَاهُ إِلٰى بَلَدٍ مَّيِّتٍ فَأَحْيَيْنَا بِهِ الْأَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا كَذٰلِكَ النُّشُوْرُ۔ اور اللہ وہ اللہ ہے جس نے ہوائیں چھوڑیں جو بادل اٹھاتی ہیں پھر اسے رواں کرتا ہے کسی مردہ خزاں رسیدہ شہر کی طرف۔ بلد میت سے مراد وہ آبادی ہے جس میں سبزہ اور کھیتی خشک ہوگئی ہو اور خشکی کی وجہ سے وہاں کی زمین بنجر اور مردہ ہوچکی ہو

فَأَحْيَيْنَا بِهِ۔ تو اس کے سبب ہم زندہ فرماتے ہیں زمین کو اس کے مردہ اور بنجر ہوجانے کے بعد۔ یعنی اس کا میت ہونا عدم تخضر اور سبزہ نہ رہنا ہے اور زندہ کرنا سرسبز و شاداب فرمانا ہے اور اسی شان قدرت کا نقشہ دکھا کر آگے ارشاد ہے۔

كَذٰلِكَ النُّشُوْرُ۔ یونہی حشر میں تمہارا نشر یعنی مرے بعد زندہ ہونا ہے۔

چنانچہ حدیث میں ہے کہ ایک صحابی نے سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ اللہ تعالیٰ انسان کو مرنے کے بعد کس طرح زندہ فرمائے گا۔ حضور نے فرمایا کیا تیرا کبھی ایسے جنگل سے بھی گذر ہوا جو سرسبز و شاداب تھا اور وہاں سبزہ کا نشان بھی نہ رہا پھر دوبارہ جب وہاں سے گذرا تو اسے لہلہاتا ہوا اور سرسبز و شاداب پایا۔

عرض کیا بیشک ایسا دیکھنے میں آیا ہے حضور نے فرمایا ایسے ہی اللہ تعالےٰ مردوں کو زندہ فرمائے گا یہی اس کی شان قدرت کا مظاہرہ ہے۔ آگے ارشاد ہے۔

مَنْ كَانَ يُرِيْدُ الْعِزَّةَ فَلِلّٰهِ الْعِزَّةُ جَمِيْعًا۔ جو عزت کا خواہشمند ہے تو عزت تمام اللہ تعالیٰ کے ید قدرت میں ہے۔

دنیا و آخرت کی تمام عزتیں اس کے قبضہ قدرت میں ہیں جسے چاہے عزت دے اور جسے چاہے ذلت دے تُعِزُّ مَنْ تَشَاءُ وَتُذِلُّ مَنْ تَشَاءُ بِيَدِكَ الْخَيْرُ۔ تو عزت کے طلبگار کو ہر قسم کی عزت اللہ سے مانگنی چاہیئے۔ چنانچہ حدیث شریف میں ہے کہ حضرت رب العزت تبارک وتعالےٰ ہر روز فرماتا ہے کہ جسے عزت دارین کی خواہش ہے اسے چاہیئے کہ وہ رب العزت کی اطاعت کرے اس لیے کہ ذریعہ عزت ایمان اور اعمال صالح ہیں چنانچہ آگے ارشاد ہے۔

اِلَيْهِ يَصْعَدُ الْكَلِمُ الطَّيِّبُ وَالْعَمَلُ الصَّالِحُ يَرْفَعُهٗ۔ اسی کی طرف پہنچتا ہے پاکیزہ کلام اور عمل صالح اسے بلند کرتا ہے۔

یعنی نیک کلام اور نیک عمل محل قبول و رضا تک پہنچتا ہے اور پاکیزہ کلام سے مراد کلمہ توحید اور تسبیح وتحمید اور تکبیر ہے كَمَا قَالَ الْحَاكِمُ وَالْبَيْهَقِيُّ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا۔

وَالَّذِيْنَ يَمْكُرُوْنَ السَّيِّاٰتِ لَهُمْ عَذَابٌ شَدِيْدٌ وَمَكْرُ اُولٰٓئِكَ هُوَ يَبُوْرُ۔ اور وہ جو بری چالیں اور گناہ کرتے ہیں ان کے لیے سخت عذاب ہے۔

ایسے مکر وگناہ کرنے والوں سے مراد قریش ہیں جو دار الندوہ میں جمع ہوکر حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے لیے قید کرنے کے منصوبے کرتے اور قتل کے مکر اور داؤں چلاتے اور حضور کو جلا وطن کرنے کی تدابیر سوچتے تھے ان کا مفصل بیان سورۃ انفال میں ہوچکا ہے۔

وَمَكْرُ اُولٰٓئِكَ هُوَ يَبُوْرُ۔ اور ان کا مکر برباد و رائیگاں ہوگا اور وہ اپنی چالوں میں کامیاب نہ ہوں گے۔

چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ حضور ان کی چالوں شرارتوں سے محفوظ رہے اور انہوں نے اپنے کرتوت کی بدر میں سزائیں پائیں قید بھی ہوئے اور قتل بھی کیے گئے اور مکہ معظمہ سے نکالے بھی گئے اس کے بعد تخلیق انسانی کی کیفیت کا بیان ہے چنانچہ ارشاد ہے۔

وَاللّٰهُ خَلَقَكُمْ مِّنْ تُرَابٍ ثُمَّ مِنْ نُّطْفَةٍ ثُمَّ جَعَلَكُمْ اَزْوَاجًا۔ اور اللہ نے تمہیں بنایا مٹی سے (یعنی تمہاری اصل حضرت آدم صفی علیہ السلام سے ہے) اور وہ مٹی سے ہی مخلوق کیے گئے ہیں اور تم بھی مٹی سے پیدا کیے گئے مِنْهَا خَلَقْنٰكُمْ) پھر پانی کی بوند یعنی نطفہ سے پھر تمہیں جوڑا جوڑا کیا یعنی مرد

اور عورت بنایا۔

وَمَا تَحْمِلُ مِنْ اُنْثٰی وَلَا تَضَعُ اِلَّا بِعِلْمِہٖ وَمَا یُعَمَّرُ مِنْ مُّعَمَّرٍ وَّلَا یُنْقَصُ مِنْ عُمُرِہٖ اِلَّا فِیْ کِتٰبٍ۔ اور جو بھی حمل رہے اور نہیں جنتی کوئی عورت مگر اس کے علم میں ہے اور جس بڑی عمر والے کو عمر دی جائے یا کسی کی عمر کم رکھی جائے یہ سب ایک کتاب میں ہے۔

یعنی لوح محفوظ میں، حضرت قتادہ فرماتے ہیں کہ معمرہ ہے جس کی عمر ساٹھ سال تک ہو جائے اور کم عمرہ ہے جو اس سے قبل انتقال کرے۔

اِنَّ ذٰلِكَ عَلَی اللّٰہِ یَسِیْرٌ۔ بے شک یہ اللہ کو آسان ہے۔

یعنی عمر بڑھانا گھٹانا اسے لوح محفوظ میں اجل وعمل کے ساتھ مکتوب فرمانا اس کی کمال قدرت کا ادنی سا کرشمہ ہے۔

وَمَا یَسْتَوِی الْبَحْرٰنِ ھٰذَا عَذْبٌ فُرَاتٌ سَآئِغٌ شَرَابُہٗ وَھٰذَا مِلْحٌ اُجَاجٌ وَمِنْ کُلٍّ تَاْکُلُوْنَ لَحْمًا طَرِیًّا وَّتَسْتَخْرِجُوْنَ حِلْیَۃً تَلْبَسُوْنَھَا۔ اور دونوں سمندر یکساں نہیں (بلکہ دونوں میں اتنا فرق ہے کہ) یہ میٹھا خوشگوار پینے والا ہے اور یہ کھاری کڑوا اور ہر ایک سمندر سے تم کھاتے ہو تازہ گوشت مچھلی کا اور انہیں سمندروں سے تم نکالتے ہو گہنا زیور موتیوں کا اور مرجان کا جو پہنے جاتے ہیں۔

وَتَرَی الْفُلْكَ فِیْہِ مَوَاخِرَ لِتَبْتَغُوْا مِنْ فَضْلِہٖ وَلَعَلَّکُمْ تَشْکُرُوْنَ۔ اور تو کشتیوں کو دیکھتا ہے کہ پانی چیرتی ہیں (دریا میں چلتے ہوئے آواز کرتی ہیں اور ایک ہی ہوا میں آتی ہیں اور جاتی بھی ہیں) تاکہ تم اس کا فضل تلاش کرو (اور اپنی تجارت کے ذریعہ نفع حاصل کرو) اور تاکہ تم شکر گذار ہو (اور اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کو مانو)

یُوْلِجُ الَّیْلَ فِی النَّھَارِ وَیُوْلِجُ النَّھَارَ فِی الَّیْلِ وَسَخَّرَ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ کُلٌّ یَّجْرِیْ لِاَجَلٍ مُّسَمًّی رات لاتا ہے دن کے حصہ میں (تو دن بڑھ جاتا ہے) اور دن لاتا ہے رات کے حصہ میں (تو رات بڑھ جاتی ہے حتی کہ بڑھنے والے دن یا رات کی مقدار پندرہ گھنٹہ تک پہنچ جاتی ہے اور گھٹنے والا نو گھنٹہ کا رہ جاتا ہے) اور مسخر کیے اس نے چاند سورج ہر ایک مقرر میعاد تک چلتا ہے (یعنی روز قیامت تک تو جب قیامت آئے گی تو ان کا چلنا موقوف ہو جائے گا اور یہ نظام باقی نہ رہے گا)

ذٰلِکُمُ اللّٰہُ رَبُّکُمْ لَہُ الْمُلْكُ وَالَّذِیْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِہٖ مَا یَمْلِکُوْنَ مِنْ قِطْمِیْرٍ اِنْ تَدْعُوْھُمْ لَا یَسْمَعُوْا دُعَآءَکُمْ۔ یہ ہے اللہ تمہارا رب اسی کی ملکیت مطلقہ ہے اور اس کے سوا جنہیں تم پوجتے ہو (بت وغیرہ) وہ دانہ خرما کی گٹھلی کی چھلکی تک کے مالک نہیں تم انہیں پکارو تو وہ تمہاری

پکارنہ سنیں (کیونکہ وہ بے جان جماد محض ہیں)
وَلَوْ سَمِعُوْا مَا اسْتَجَابُوْا لَكُمْ وَلَا يُنَبِّئُكَ مِثْلُ خَبِيْرٍ۔ اور بالفرض سن بھی لیں تو تمہاری حاجت روانہ کر سکیں (کیونکہ وہ اصلاً قدرت واختیار نہیں رکھتے) اور قیامت کے دن وہ تمہارے شرک اور پکارنے سے منکر ہوں گے) اور اظہار بیزاری کریں گے (اور کہہ دیں گے کہ ہم انہیں جانتے ہی نہیں) اور تمہیں کوئی خبر نہ دے سکے گا اس خبردار کی طرح (جو عَلِيْمٌۢ بِمَا يَصْنَعُوْنَ ہے اسے دارین کے احوال اور بت پرستوں کی پرستش سب معلوم ہے۔)

مختصر تفسیر اُردو دوسرا رکوع سُورۃ فاطر پ۲۲

اَفَمَنْ زُيِّنَ لَهٗ سُوْٓءُ عَمَلِهٖ۔ کیا وہ جسے پسندیدہ ہوئے اس کے برے عمل
آلوسی کہتے ہیں اَيْ حُسِّنَ لَهٗ عَمَلُهُ السَّيِّئُ۔
فَرَاٰهُ حَسَنًا تو وہ انہیں اچھا جانتا ہے فَاعْتَقَدَهٗ بِسَبَبِ التَّزْيِيْنِ تو شیطان کے بہکانے سے برے افعال کو اچھا سمجھتا ہے خلاصہ مفہوم آیت یہ ہے۔
اَهُمَا اَيِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ مُتَسَاوِيَانِ فَالَّذِيْ زُيِّنَ لَهُ الْكُفْرُ مِنْ جِهَةِ عَدُوِّهِ الشَّيْطَانِ فَاعْتَقَدَهٗ حَسَنًا وَانْهَمَكَ فِيْهِ كَمَنِ اسْتَقْبَحَهٗ وَاجْتَنَبَهٗ وَاخْتَارَ الْاِيْمَانَ وَالْعَمَلَ الصَّالِحَ اَيْ مَا هُمَا مُتَسَاوِيَانِ لِيَكُوْنَ الَّذِيْ زُيِّنَ لَهُ الْكُفْرُ كَمَنِ اسْتَقْبَحَهٗ
کیا وہ جو کافر ہوا اور وہ جو ایمان لایا اور عمل صالح کرتا رہا دونوں مساوی ہو سکتے ہیں تو جسے کفر اچھا معلوم ہوا شیطان کے توسوس سے اور اس نے اس کفر کے ساتھ اچھا اعتقاد کر لیا اور اسی میں منہمک ہو گیا اس جیسا نہیں ہو سکتا جو کفر کو قبیح جان کر اس سے مجتنب رہا اور اس نے ایمان اختیار کیا۔ اور عمل صالح کیے۔

یعنی دونوں مساوی نہیں جسے کفر اچھا نظر آیا اور وہ جس نے کفر کو قبیح سمجھا۔ اور ایسی استفہام انکاری آیات قرآن کریم میں متعدد جگہ ہیں۔

جیسے اَفَمَنْ كَانَ عَلٰى بَيِّنَةٍ مِّنْ رَّبِّهٖ كَمَنْ زُيِّنَ لَهٗ سُوْٓءُ عَمَلِهٖ۔
اَفَمَنْ يَّعْلَمُ اَنَّمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ الْحَقُّ كَمَنْ هُوَ اَعْمٰى۔
اَوَمَنْ كَانَ مَيْتًا فَاَحْيَيْنٰهُ وَجَعَلْنَا لَهٗ نُوْرًا يَّمْشِيْ بِهٖ فِي النَّاسِ كَمَنْ مَّثَلُهٗ فِي

الظُّلُمٰتِ۔
فَاِنَّ اللّٰهَ یُضِلُّ مَنْ یَّشَآءُ وَیَهْدِیْ مَنْ یَّشَآءُ۔ تو بے شک اللہ گمراہ کرتا ہے جسے چاہے اور ہدایت دیتا ہے جسے چاہے۔

تو جب ہدایت و ضلالت مشیت الٰہی کے ماتحت ہے تو اے حبیب

فَلَا تَذْهَبْ نَفْسُكَ عَلَیْهِمْ حَسَرٰتٍ۔ آپ اپنی جان ان پر حسرت و افسوس کرتے ہوئے دیں
آلوسی کہتے ہیں اِنَّہٗ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ کَانَ حَرِیْصًا عَلٰی اِیْمَانِ الْقَوْمِ وَاَنْ یُّسْلِكَ الضَّالِّیْنَ فِیْ زُمْرَةِ الْمُهْتَدِیْ فَقِیْلَ لَهٗ عَلَیْهِ السَّلَامُ عَلٰی سَبِیْلِ الْاِنْكَارِ۔ اَفَمَنْ زُیِّنَ لَهٗ سُوْٓءُ عَمَلِهٖ مِنْ هٰذَیْنِ الْفَرِیْقَیْنِ كَمَنْ لَّمْ یُزَیَّنْ لَهٗ فَلَا بُدَّ اَنْ یُّقِرَّ عَلَیْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ بِالنَّفْیِ وَیَقُوْلُ لَا۔ فَحِیْنَئِذٍ یُّقَالُ لَهٗ فَاِذَا كَانَ كَذٰلِكَ فَلَا تَذْهَبْ نَفْسُكَ عَلَیْهِمْ حَسَرٰتٍ فَاِنَّ اللّٰهَ یُضِلُّ مَنْ یَّشَآءُ وَیَهْدِیْ مَنْ یَّشَآءُ فَفِیْهِ تَقْدِیْمٌ وَّتَاْخِیْرٌ۔

بے شک حضور صلے اللہ علیہ وسلم حریص تھے اپنی قوم کے ایمان لانے پر اور آپ چاہتے تھے کہ ان گمراہوں کو ہدایت یافتہ لوگوں کے طریقہ پر چلائیں۔

تو حضور صلے اللہ علیہ وسلم کو بر سبیل انکار ارشاد ہوا اَفَمَنْ زُیِّنَ لَهٗ سُوْٓءُ عَمَلِهٖ تو ان دو فرقوں میں سے جس کا ایک ہدایت پر ہے دوسرا کافر کیا یہ دونوں برابر ہو سکتے ہیں۔

تو لازمی طور پر حضور کی طرف سے نفی میں لا ہی عرض کیا گیا تو اس موقع پر ارشاد ہوا کہ جب یہ بات ہے تو آپ ان کے مومن ہونے کی حرص نہ فرمائیں اور اپنی جان پاک ان کی حسرت میں ہلاک نہ کریں۔ اس لیے کہ جسے اللہ چاہے ہدایت پر لائے اور جسے چاہے گمراہ بنائے یہ تقدم و تاخر لطریق لف ونشر غیر مرتب کے ہے۔ آگے ارشاد ہے۔

اِنَّ اللّٰهَ عَلِیْمٌۢ بِمَا یَصْنَعُوْنَ۔ بے شک اللہ ان کے کرتوت خوب جانتا ہے۔

لہٰذا اَلَّذِیْنَ كَفَرُوْا لَهُمْ عَذَابٌ شَدِیْدٌ۔ جو کافر ہیں ان کے لیے سخت عذاب ہے۔

وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّاَجْرٌ كَبِیْرٌ۔ اور جو ایمان لائے اور نیک عمل کیے ان کے لیے بخشش اور بڑا اجر ہے۔

اس کا شان نزول بروایت ابن عباس رضی اللہ عنہما یہ ہے
نَزَلَتْ فِیْ اَبِیْ جَهْلٍ وَّمُشْرِكِیْ مَكَّةَ۔ یہ آیت مشرکین مکہ اور ابوجہل کے حق میں نازل ہوئی۔
وَاَخْرَجَ جَرِیْرٌ عَنِ الضَّحَّاكِ اَنَّهَا نَزَلَتْ فِیْ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ وَاَبِیْ جَهْلٍ حَیْثُ هَدَی

اللہُ عُمَرَ وَاَضَلَّ اَبَاجَھْلٍ ۔ جریر ضحاک سے راوی ہیں کہ یہ آیات سیدنا عمر رضی اللہ عنہ اور ابوجہل کے متعلق نازل ہوئیں کہ حضرت عمر کو اللہ تعالےٰ نے ہدایت دی اور ابوجہل کو گمراہ کیا۔ آگے اللہ تعالیٰ کی قدرت کاملہ کا بیان ہے۔

وَاللّٰہُ الَّذِیْ اَرْسَلَ الرِّیَاحَ فَتُثِیْرُ سَحَابًا فَسُقْنٰہُ اِلٰی بَلَدٍ مَّیِّتٍ فَاَحْیَیْنَا بِہِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِہَا کَذٰلِکَ النُّشُوْرُ۔ اور اللہ وہ ہے جو ہوائیں بھیجتا ہے تو بادل چلاتا ہے تو سیراب کرتا ہے مردہ شہروں کو کہ ہم اس کے ذریعہ زندہ کرتے ہیں زمین اس کے مرنے بنجر اور خشک ہوجانے کے بعد ایسے ہی مُردوں کا نشر ہے۔

اس قسم کا بیان سورۃ روم میں بھی ہے اَللّٰہُ الَّذِیْ یُرْسِلُ الرِّیَاحَ فَتُثِیْرُ سَحَابًا۔ اور سورۃ اعراف میں بھی ہے وَھُوَالَّذِیْ یُرْسِلُ الرِّیَاحَ بُشْرًا بَیْنَ یَدَیْ رَحْمَتِہٖ۔

فَسُقْنٰہُ اِلٰی بَلَدٍ مَّیِّتٍ سے مراد قطعہ زمین ہے جس پر سبزہ نہ ہو۔

مَیِّت کی تعریف کلیات ابوالبقا کفوی میں ہے اَلْمَیْتُ بِالتَّخْفِیْفِ ھُوَالَّذِیْ مَاتَ وَالْمَیِّتُ بِالتَّشْدِیْدِ وَالْمَائِتُ ھُوَالَّذِیْ لَمْ یَمُتْ بَعْدُ۔ مَیْت اسے کہتے ہیں جو مرجائے اور مَیِّت اسے کہتے ہیں جو بعد میں نہ مرے جیسے سبزہ گھاس وغیرہ اس پر کسی شاعر نے بھی کہا ہے

وَمَنْ یَّکُ ذَاروحٍ فَذَالِکَ مَیِّتٌ   وَمَاالْمَیْتُ اِلَّا مَنْ اِلَی الصَّبْرِ یُحْمَلُ

تو اِلٰی بَلَدٍ مَّیِّتٍ بِالتَّشْدِیْدِ اسی لیے ارشاد ہوا کہ وہ سرسبز ہوکر ہرا بھرا ہوجاتا ہے چنانچہ اس کی تفصیلی تحقیق ہم اول بیان کرچکے ہیں۔

فَاَحْیَیْنَا بِہِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِہَا۔ تو ہم زندہ کرتے ہیں اس سے زمین کو اس کے مرنے کے بعد یعنی خشک ہونے کے بعد آلوسی فرماتے ہیں اَیْ بِالْمَطَرِ النَّازِلِ مِنْہُ الْمَدْلُوْلُ عَلَیْہِ السَّحَابُ فَاِنَّ بَیْنَہُمَا تَلَازُمًا فِی الذِّھْنِ کَمَا فِی الذِّھْنِ کَمَا فِی الْخَارِجِ اَوْبِالسَّحَابِ فَاِنَّہٗ سَبَبُ السَّبَبِ وَاِحْیَاءُ الْاَرْضِ اِنْبَاتُ الشَّجَرِ وَالْکَلَاءِ فِیْہَا یعنی بارش برسنے والی جو بادل سے آتی ہے وہ سبب ہوتی ہے زمین کی زندگی کا جسے سرسبزی کہتے ہیں جس سے چارہ گھاس پیدا ہوتا ہے۔

کَذٰلِکَ النُّشُوْرُ ایسے ہی تم زمین سے اٹھوگے۔

آیۂ کریمہ سے پہلی آیت میں اَحْیَیْنَا فرماکر اپنی ذات پاک کا تعارف کرایا اور اپنے افعال میں سے ایک فعل ارسال ریاح ظاہر کیا پھر گویا ارشاد ہوا۔

اَنَا الَّذِیْ عَرَفْتَنِیْ سُقْتُ السَّحَابَ وَاَحْیَیْتُ الْاَرْضَ۔ اس کے پہلے جملہ میں اپنی تعریف

فعل عجیب کے ساتھ فرمائی اور دوسرے جملہ میں تذکیر نعمت کی گئی۔ اور فرمایا اِنَّ کَمَالَ تَحَقُّقِ الرِّیَاحِ وَالسُّحُبِ بِالسَّوْقِ وَالْاِحْیَاءِ۔

اور نہایہ ابن اثیر میں ہے یُقَالُ نَشَرَ الْمَیِّتُ یَنْشُرُ نُشُوْرًا اِذَا عَاشَ بَعْدَ الْمَوْتِ وَاَنْشَرَهُ اللّٰهُ تَعَالٰی اَحْیَاهُ۔ نشر میت پر جب کہا جاتا ہے تو بعد موت زندہ کرنے کے معنی ہی ہوتے ہیں۔

وَقَالَ الرَّاغِبُ قِیْلَ نَشَرَ اللّٰهُ تَعَالَی الْمَیِّتَ وَاَنْشَرَهُ بِمَعْنًی وَالْحَقِیْقَةُ اَنَّ نَشَرَ اللّٰهِ تَعَالَی الْمَیِّتَ یُسْتَعَارُ مِنْ نَشْرِ الثَّوْبِ اَیْ بَسْطِهٖ۔ نشر اللہ تعالیٰ کا میت کے لیے معنی میں مستعمل ہے اور حقیقت یہ ہے کہ میت کا نشر بمعنی زندہ کرنا مستعار ہے نشر ثوب سے یعنی اس کے معنی کپڑا پھیلانے کے ہیں۔

وَالْمُرَادُ بِالنُّشُوْرِ هٰهُنَا اِحْیَاءُ الْاَمْوَاتِ فِیْ یَوْمِ الْحِسَابِ اور کَذٰلِکَ النُّشُوْرُ سے مراد اس جگہ مردوں کا یوم قیامت زندہ کرنا ہے۔

گویا فرمایا کہ جیسے بادلوں کو اللہ تعالیٰ بنجر اور مردہ زمین کی طرف ہانکتا ہے ایسے ہی اللہ تعالیٰ روح اور حیات کو بدن انسان کی طرف ہانکے گا اور بدن مٹی میں ملا ہوا ہوگا جیسے گھاس وغیرہ خشک ہو کر زمین میں مل جاتی ہے اسی وجہ میں بعض کے نزدیک یہ باعتبار کیفیت تشبیہ ہے۔

چنانچہ ابن جریر وغیرہ عبداللہ بن مسعود سے راوی ہیں قَالَ یَقُوْمُ مَلَکُ الصُّوْرِ بَیْنَ السَّمَاءِ وَالْاَرْضِ فَیَنْفُخُ فَلَا یَبْقٰی خَلْقٌ لِلّٰهِ فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اِلَّا مَنْ شَآءَ اللّٰهُ تَعَالَی اِلَّا مَاتَ ثُمَّ یُرْسِلُ اللّٰهُ تَعَالٰی مِنْ تَحْتِ الْعَرْشِ مَاءً کَمَنِیِّ الرِّجَالِ فَتَنْبُتُ اَجْسَامُهُمْ مِنْ ذٰلِکَ الْمَاءِ ثُمَّ قَرَءَ الْاٰیَةَ ثُمَّ یَقُوْمُ مَلَکٌ فَیَنْفُخُ فِیْهِ فَتَنْطَلِقُ کُلُّ نَفْسٍ اِلٰی جَسَدِهَا۔

ملک صور آسمان و زمین کے مابین کھڑا ہو کر صور پھونکے جس سے اللہ تعالیٰ کی مخلوق سے سب مر جائیں سوا اس ہستی کے جسے اللہ چاہے۔

پھر اللہ تعالیٰ تحت عرش سے پانی مثل منی کے بھیجے تو اس سے اجسام اگیں پھر آیہ کریمہ تلاوت فرمائی پھر فرشتہ کھڑا ہو کر نفخ صور کرے تو ہر جان چلنے لگے اپنے جسم کی طرف۔

اور مسلم شریف کی حدیث میں مرفوعاً اس طرح ہے یُنْزِلُ اللّٰهُ تَعَالٰی مَطَرًا کَاَنَّهُ الطَّلُّ فَیَنْبُتُ اَجْسَادُ النَّاسِ وَنَبَاتُ الْاَجْسَادِ مِنْ عَجْبِ الذَّنَبِ عَلٰی مَا وَرَدَ فِی الْاٰثَارِ۔ اللہ تعالیٰ مثل شبنم بارش فرمائے جس سے لوگوں کے اجسام اگیں اور اجساد کے لگنے کی ابتدا عجب ذنب یعنی ریڑھ کی ہڈی سے ہو جیسا کہ اکثر احادیث سے ثابت ہے۔

وَقَالَ اَبُوْ زَيْدِ الْوَقْوَاقِيْ هُوَ جَوْهَرٌ فَرْدٌ يَبْقٰى مِنْ هٰذِهِ النَّشْاَةِ لَا يَتَغَيَّرُ۔ ابوزید دقواقی کہتے ہیں کہ ہر مخلوق کے جسم سے ایک جوہر باقی رہتا ہے جو متغیر نہیں ہوتا اس پر نشاۃ ثانیہ ہوگی۔
اس کے علاوہ فلاسفہ کے بہت سے اقوال عجیب عجیب ہیں منجملہ
ایک قول فلسفیوں کا یہ بھی ہے هُوَ الْعَقْلُ الْهَيُوْلَانِيْ جس پر نشاۃ ثانی ہوگی وہ ہیولانی ہے اور بعض نے کہا وہی ہیولا ہے۔
غزالی کہتے ہیں اِنَّمَا هُوَ النَّفْسُ وَعَلَيْهَا تَنْشَاُ النَّشْاَةُ الْاٰخِرَةُ۔ وہ نفس ہی ہے جس پر نشاۃ ثانیہ ہوگی وغیرہ وغیرہ بہت سے اقوال ہیں لیکن علامہ آلوسی فرماتے ہیں۔ وَاَيُّ حَاجَةٍ اِلَى التَّاْوِيْلِ بَعْدَ التَّصْدِيْقِ بِقُدْرَةِ الْمَلِكِ الْوَهَّابِ جَلَّ شَانُهٗ۔ ان تاویلات بعیدہ کی کیا حاجت ہے جبکہ قدرت قادر کی ہم تصدیق کر چکے ہیں۔
لہذا بہر حال جیسے جس طرح اور جب چاہے وہ کَذٰلِكَ النُّشُوْرُ فرما چکا ہے لہذا مرنے کے بعد زندہ ہونا ہے آگے ارشاد ہے جس میں عبدۃ الاوثان مشرکین کے اوہام باطلہ کا رد ہے کہ تم جن بتوں سے عزت حاصل کرنا چاہتے ہو یہ تمہارا وہم باطل ہے حیث قال سبحانہ
مَنْ كَانَ يُرِيْدُ الْعِزَّةَ فَلِلّٰهِ الْعِزَّةُ جَمِيْعًا۔ جو عزت چاہے تو ہر قسم کی عزت اللہ تعالیٰ کے لیے ہے آلوسی فرماتے ہیں اَلْعِزَّةُ الشَّرَفُ وَالْمَنْعَةُ مِنْ قَوْلِهِمْ اَرْضٌ عَزَازٌ اَيْ صَلْبَةٌ۔ عزت شرف دولت کو کہتے ہیں جیسے محاورہ میں اَرْضٌ عَزَازٌ بولتے ہیں یعنی سخت زمین۔ آیت کا

شان نزول

یہ ہے کہ مشرکین بتوں سے عزت مانگتے تھے جیسا کہ قرآن پاک میں ہے وَاتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اٰلِهَةً لِّيَكُوْنُوْا لَهُمْ عِزًّا۔
اور ارشاد ہے لَا يَتَّخِذِ الْمُؤْمِنُوْنَ الْكٰفِرِيْنَ اَوْلِيَآءَ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِيْنَ اَيَبْتَغُوْنَ عِنْدَهُمُ الْعِزَّةَ فَلِلّٰهِ الْعِزَّةُ جَمِيْعًا۔
یہاں بھی مشرکین کو فرمادیا گیا فَلِلّٰهِ الْعِزَّةُ جَمِيْعًا۔ گویا تنبیہ فرمادی گئی اور ارشاد ہوا مَنْ كَانَ يُرِيْدُ الْعِزَّةَ فَلْيَطْلُبْهَا مِنَ اللّٰهِ تَعَالٰى فَلِلّٰهِ وَحْدَهٗ لَا لِغَيْرِهِ الْعِزَّةُ فَهُوَ سُبْحَانَهٗ يَتَصَرَّفُ فِيْهَا كَمَا يُرِيْدُ۔ جو بھی عزت چاہے اسے چاہئے کہ اللہ تعالیٰ سے مانگے اس لیے کہ اللہ تعالیٰ کی ذات اور ایک ذات ہے نہ کہ کوئی اور اور وہی منفرد ہے جیسے چاہے جسے چاہے عزت دے۔
اور اس بیان سے اس فرمان الٰہی کی نفی نہیں ہوتی جو ارشاد ہے وَلِلّٰهِ الْعِزَّةُ وَلِرَسُوْلِهٖ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ

لِاَنَّ مَا لِلّٰہِ تَعَالٰی وَحْدَہٗ الْعِزَّۃُ بِالذَّاتِ وَمَا لِلرَّسُوْلِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ الْعِزَّۃُ بِوَاسِطَۃِ قُرْبِہٖ مِنَ اللّٰہِ تَعَالٰی وَمَا لِلْمُؤْمِنِیْنَ الْعِزَّۃُ بِوَاسِطَۃِ الرَّسُوْلِ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ۔

اس لیے کہ جو عزت صرف اللہ تعالےٰ کی ہے وہ بالذات ہے۔

اور جو عزت حضور سید یوم النشور صلے اللہ علیہ وسلم کو ہے وہ بواسطۂ قرب الٰہی ہے۔

اور جو عزت مومنین کو ہے وہ بواسطہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔

اِلَیْہِ یَصْعَدُ الْکَلِمُ الطَّیِّبُ وَالْعَمَلُ الصَّالِحُ یَرْفَعُہٗ۔ اسی کی طرف چڑھتا ہے کلام طیب اور عمل صالح اسے بلند کرتا ہے۔

کلمۂ طیب اللہ کے حضور پہنچتا ہے اور نیک عمل اسے بلند کرتا ہے۔

اور کلمۂ طیب سے کیا مراد ہے اس کے متعلق متعدد رائے ہیں۔

کشاف میں ہے ابن عباس فرماتے ہیں کلمہ طیب سے مراد لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ ہے اور اسی پر مدار نجات ہے اور یہی وسیلۂ نعیم مقیم ہے۔

اور ابن جریر ابن منذر۔ ابن ابی حاتم اور بیہقی وغیرہ کلمہ طیب کی تفسیر میں ذکر اللہ مطلقاً فرماتے ہیں۔

اور ایک قول ہے کلمۂ طیب سے مراد سُبْحَانَ اللّٰہِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ وَلَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ کہنا ہے۔

اور یہی ابن مردویہ۔ دیلمی ابو ہریرہ سے مروی ہے۔

اور ابن ابی حاتم شہر بن حوشب سے راوی ہیں کہ کلمۂ طیب سے مراد قرآن کریم ہے۔

ایک قول ہے کہ اس سے مراد ثنائے حسن ہے جو مومنین صالحین کی کی جائے۔

ایک قول ہے کہ کلمۂ طیّب سے وہ دعا مراد ہے جس میں کسی پر ظلم نہ ہو۔

اور صعود سے مراد قبول ہے۔

اور وَالْعَمَلُ الصَّالِحُ یَرْفَعُہٗ کے یہ معنی ہیں کہ کلمۂ طیب کو عمل صالح بلند کرتا ہے۔

اور ایک قول ہے کہ وَاللّٰہُ تَعَالٰی یَتَقَبَّلُ مِنْ کُلِّ مَنِ اتَّقَی الشِّرْکَ۔ اللہ تعالےٰ ہر اس کلمہ کو قبول فرماتا ہے جس میں شرک سے اجتناب ہو۔

اور ایک حدیث میں ہے لَا یَقْبَلُ اللّٰہُ قَوْلًا اِلَّا بِعَمَلٍ وَلَا یَقْبَلُ قَوْلًا وَعَمَلًا اِلَّا بِنِیَّۃٍ وَلَا یَقْبَلُ قَوْلًا وَعَمَلًا وَنِیَّۃً اِلَّا بِاِصَابَۃِ السُّنَّۃِ۔ اللہ کسی قول کو قبول نہیں فرماتا مگر عمل کے ساتھ اور کوئی قول وعمل قبول نہیں مگر نیت کے ساتھ اور قول وعمل اور نیت مقبول نہیں مگر اتباع سنت سے۔

وَالَّذِیْنَ یَمْکُرُوْنَ السَّیِّاٰتِ لَهُمْ عَذَابٌ شَدِیْدٌ۔ اور وہ جو برائی کے داؤں گاتے ہیں ان کے لیے سخت عذاب ہے۔

مکر السیئات سے مراد بقول ابوالعالیہ ان لوگوں کی چالیں ہیں جو وہ دار الندوہ میں جمع ہو کر حضور کے خلاف چلتے تھے جس کا تذکرہ دوسری جگہ فرمایا گیا۔ اِذْ یَمْکُرُ بِکَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا لِیُثْبِتُوْکَ اَوْ یَقْتُلُوْکَ اَوْ یُخْرِجُوْکَ۔ اس آیت کریمہ میں حکایت حال ماضیہ ہے۔ اس کے بعد ارشاد ہے۔

وَمَکْرُ اُولٰٓئِکَ هُوَ یَبُوْرُ۔ اور ان کا مکر ہی برباد ہوگا۔

بوار کے اصل معنی انتہا کساد ہے یا ہلاک ہے۔ یہاں فساد سے استعارہ کیا گیا یعنی ان کا مکر فاسد ہوگا اور وَمَکَرُوْا وَمَکَرَ اللّٰهُ وَاللّٰهُ خَیْرُ الْمٰکِرِیْنَ میں اس امر کا اظہار ہے کہ ان کا مکر فاسد ہوجانے کے بعد اللہ تعالے کا مکر جو خفیہ تدبیر کے معنی میں ہے ایسا غالب آیا کہ انہیں مکہ معظمہ سے نکالا قتل کیا گیا قید کیا گیا ان کی لاشیں قلیب بدر میں ڈالی گئیں۔ اب تخلیق النسانی پر کلام فرمایا گیا۔

وَاللّٰهُ خَلَقَکُمْ مِّنْ تُرَابٍ ثُمَّ مِنْ نُّطْفَةٍ ثُمَّ جَعَلَکُمْ اَزْوَاجًا۔ اور اللہ نے تمہیں پیدا کیا مٹی سے پھر نطفہ سے پھر تمہیں جوڑا کیا۔

یہ دلیل ہے مسئلہ بعث و نشر پر اس میں فرمایا گیا کہ خلق آدم علیہ السلام کے ساتھ تمہاری تخلیق اجمالی فرما کر پھر تخلیق تفصیلی نطفہ سے فرمائی پھر تمہاری قسمیں ذکور و اناث میں بنائیں جیسا کہ دوسری جگہ بھی ارشاد ہے اَوْ یُزَوِّجُهُمْ ذُکْرَانًا وَّاِنَاثًا۔

اور ابن ابی حاتم سدی سے اور قتادہ سے راوی ہیں اِنَّہٗ قَدْ زَوَّجَکُمُ الزَّوْجِیَّةَ وَزَوَّجَ بَعْضَکُمْ بَعْضًا۔ زوجیت مقرر فرما کر بعض کو بعض کا جوڑا بنایا۔

وَمَا تَحْمِلُ مِنْ اُنْثٰی وَلَا تَضَعُ اِلَّا بِعِلْمِهٖ۔ اور کوئی حاملہ نہیں ہوتی اور بچہ نہیں جنتی مگر اللہ کے علم میں ہے۔

وَمَا یُعَمَّرُ مِنْ مُّعَمَّرٍ وَّلَا یُنْقَصُ مِنْ عُمُرِهٖٓ اِلَّا فِیْ کِتٰبٍ اِنَّ ذٰلِکَ عَلَی اللّٰهِ یَسِیْرٌ۔ اور جس بڑی عمر والے کو عمر دی جائے یا جس کسی کی عمر کم ہوتی کسی کی عمر میں مگر وہ کتاب میں ہے اور اللہ تعالیٰ پر یہ آسان ہے۔

معمر کی تعریف میں آلوسی لکھتے ہیں وَالْمُعَمَّرُ هُوَ الَّذِیْ جَعَلَ اللّٰهُ لَهٗ عُمُرًا طَوِیْلًا اَوْ قَصِیْرًا معمر وہ ہے جسے اللہ تعالے عمر طویل دے یا قصیر وَلَا مَانِعَ اَنْ یَّکُوْنَ الْمُعَمَّرُ وَمَنْ یُّنْقَصُ مِنْ عُمُرِهٖ شَخْصًا وَّاحِدًا۔ اور اس میں کوئی مانع نہیں کہ کوئی طویل عمر ہو یا جس کی عمر میں کمی ہو اس سے مراد یہ ہے کہ ایک شخص کی عمر سو سال کی لکھی گئی پھر اس کے نیچے لکھ دیا گیا کہ ایک دن یا دو دن

اس پہ گذریں۔
ایک قول یہ ہے کہ کمی یا زیادتی عمر میں باعتبار اسباب مختلفہ ہوتی ہے اور وہ لوح محفوظ میں لکھی ہوتی ہے چنانچہ ایسا ہی حدیث میں ہے۔ اَلصَّدَقَةُ تَزِيْدُ فِي الْعُمُرِ۔ صدقہ عمر میں ترقی کر دیتا ہے یہ اسباب مختلفہ کی صورت ہے۔
چنانچہ آلوسی فرماتے ہیں فَيَجُوْزُ اَنْ يَّكُوْنَ اَحَدٌ مُّعَمَّرًا اَىْ مُزَادًا فِىْ عُمُرِهٖ اِذَا عَمِلَ عَمَلًا وَّيُنْقَصُ مِنْ عُمُرِهٖ اِذَا لَمْ يَعْمَلْهُ وَهٰذَا الْاٰيَةُ مُمْتَنَّةٌ تَغَيُّرُ التَّقْدِيْرِ لِاَنَّهٗ فِىْ تَقْدِيْرِهٖ تَعَالٰى مُعَلَّقٌ یہ جائز ہے کہ ایک شخص کی عمر بڑی ہو تو اس کی عمر بڑی ہو سکتی ہے جبکہ وہ عمل صالح کرے اور عمر میں نقص آسکتا ہے اگر وہ نیک عمل نہ کرے اور اس تغیر و تبدل سے تغییر تقدیر لازم نہیں آتی اس لیے کہ اس کے لیے تقدیر اللہ میں ایسا ہی معلق تھا۔
وَلِذَا اَجَازَ الدُّعَاءُ بِطُوْلِ الْعُمُرِ۔ اسی لیے طول عمر کی دعا جائز ہے۔
وَقَالَ كَعْبٌ لَوْ اَنَّ عُمَرَ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُ دَعَا اللّٰهَ تَعَالٰى اَخَّرَ اَجَلَهٗ۔ کعب احبار فرماتے ہیں کہ اگر عمر رضی اللہ عنہ دعا کرتے تو یقیناً ان کی موت کا وقت موخر ہو جاتا۔ اور اِذَا جَآءَ اَجَلُهُمْ لَا يَسْتَاْخِرُوْنَ سَاعَةً وَّلَا يَسْتَقْدِمُوْنَ کے خلاف بھی نہ ہوتا اس لیے کہ اجل مشیت الٰہی پر موقوف ہے اور یہی تقدیر ہے تو اگر مشیت میں طوالت عمر دعا پر معلق ہوتی تو آپ دعا کرتے اور طوالت عمر معلق بالدعا نہ تھی تو دعا بھی نہیں کی۔
چنانچہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اِنَّ الصَّدَقَةَ وَالصِّلَةَ تَعْمُرَانِ الدِّيَارَ وَتَزِيْدَانِ فِى الْاَعْمَارِ۔ صدقہ اور صلہ رحمی گھروں کو آباد کرتے اور عمریں بڑھاتے ہیں۔ یعنی عمر میں برکت ہوتی ہے۔
اور اِلَّا فِىْ كِتَابٍ سے مراد لوح محفوظ ہے كَمَا قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُمَا هُوَ اللَّوْحُ الْمَحْفُوْظُ اور بعض نے کہا کتاب سے مراد صحیفہ انسان ہے۔
چنانچہ ابن منذر اور ابن ابی حاتم سے مروی ہے کہ حضرت حذیفہ بن اسید الغفاری فرماتے ہیں قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدْخُلُ الْمَلَكُ عَلَى النُّطْفَةِ بَعْدَ مَا تَسْتَقِرُّ فِى الرَّحِمِ بِاَرْبَعِيْنَ اَوْ بِخَمْسٍ وَّاَرْبَعِيْنَ لَيْلَةً فَيَقُوْلُ يَا رَبِّ اَشَقِىٌّ اَمْ سَعِيْدٌ اَذَكَرٌ اَمْ اُنْثٰى فَيَقُوْلُ اللّٰهُ تَعَالٰى وَيُكْتَبُ ثُمَّ يُكْتَبُ عَمَلُهٗ وَرِزْقُهٗ وَاَجَلُهٗ وَاَثَرُهٗ وَمُصِيْبَتُهٗ ثُمَّ تُطْوَى الصَّحِيْفَةُ فَلَا يُزَادُ فِيْهَا وَلَا يُنْقَصُ مِنْهَا۔
ابن منذر اور ابن ابی حاتم حضرت حذیفہ بن اسید غفاری سے راوی ہیں کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے

فرمایا کہ (صحیفۃ الانسان) یہ ہے کہ فرشتہ بعد استقرار حمل کے چالیس دن یا پچاس یا پنتالیس رات گذر جانے کے بعد نطفہ پر آتا ہے اور وہ بارگاہ رب الارباب میں عرض کرتا ہے الٰہی اسے شقی لکھوں یا سعید مرد لکھوں یا عورت تو جو حکم ہوتا ہے وہی وہ لکھ دیتا ہے پھر اس کے عمل اس کا رزق اور عمر اور اثرات زندگی اور مصائب وغیرہ سب لکھ دیتا ہے پھر وہ صحیفہ لپیٹ دیا جاتا ہے اس سے کم زیادہ پھر نہیں ہوتا اور اس نظام حیات کو بیان فرما کر ارشاد ہوا۔

اِنَّ ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ يَسِيْرٌ۔ بے شک یہ اللہ پر آسان ہے۔

اس لیے کہ اللہ تعالے علل و اسباب سے مستغنی ہے اور ایسے بعث و نشر بھی اس پر آسان ہے اب آگے ارشاد ہے۔

وَمَا يَسْتَوِي الْبَحْرَانِ هٰذَا عَذْبٌ فُرَاتٌ۔ اور دو دریا مساوی نہیں یہ عذب ہے پاک ستھرا ہے۔ فُرات مسکن عطش اور مزیل تشنگی ہے۔

علامہ راغب کہتے ہیں اَلْفُرَاتُ الْمَآءُ الْعَذْبُ۔ فرات اور ماء عذب ایک ہی چیز ہے۔

سَآئِغٌ شَرَابُهٗ۔ سَهْلُ الْاِنْحِدَارِ جو حلق میں آسانی سے اترنے والا ہے۔

وَهٰذَا مِلْحٌ اُجَاجٌ۔ اور یہ نمکین ہے کڑوا۔ ارباب لغت مِلْحٌ اور مَالِحٌ میں فرق کرتے ہیں۔ ملح وہ پانی ہے جو قدرتی طور پر سمندر کے پانی کی طرح کھاری اور کڑوا ہو اور مَالِح وہ پانی ہے جس میں نمک ڈال کر اس کا ذائقہ بدلا جائے۔

اور اُجَاج اسے کہتے ہیں جو شدید الملوحۃ اور شدید المرارت ہو یعنی وہ پانی جو اپنی ملوحت سے گلا جلا ڈالے۔ یہ مثال اللہ تعالے نے کافر اور مومن پر دی آگے ارشاد ہے۔

وَمِنْ كُلٍّ تَاْكُلُوْنَ لَحْمًا طَرِيًّا۔ اور کڑوے میٹھے پانی سے تم کھاتے ہو تازہ گوشت۔

آلوسی کہتے ہیں اَیْ غَضًّا جَدِيْدًا وَهُوَ السَّمَكُ۔ تازہ بتازہ گوشت یعنی مچھلی۔

اس پر مالک اور ثوری فرماتے ہیں۔ کہ آیہ کریمہ سے یہ استدلال ہوتا ہے کہ لحم طری اور لحم البقر دونوں علیحدٰہ ہیں اس لیے کہ لحم طری سے مراد مچھلی ہے اور لحم سے مراد ذبیحہ گاؤ اور دابہ ہے بنا بریں مَنْ حَلَفَ لَا يَاْكُلُ لَحْمًا وَاَكَلَ السَّمَكَ لَا يَحْنَثُ۔ جو قسم کھائے کہ گوشت نہیں کھائے گا اور مچھلی کھالے تو اس پر حنث یمین لازم نہیں آئے گا۔

وَلِذٰلِكَ لَا يَحْنَثُ مَنْ حَلَفَ لَا يَرْكَبُ دَابَّةً فَرَكِبَ كَافِرًا مَعَ اَنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى سَمَّاهُ دَابَّةً فِيْ قَوْلِهٖ سُبْحَانَهٗ اِنَّ شَرَّ الدَّوَآبِّ عِنْدَ اللّٰهِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا۔ اسی وجہ میں حانث نہ ہو گا جو قسم کھائے

کہ دابہ پر سوار نہ ہوگا اور کافر پر سوار ہو جائے یا آنکہ اللہ تعالے نے کافر کو فرمایا اِنَّ شَرَّ الدَّوَابِّ عِنْدَ اللّٰہِ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا۔ تو دابہ کافر بھی ہے مگر قسم میں مراد کافر نہیں بنا بریں حانث نہ ہوگا۔

وَتَسْتَخْرِجُوْنَ حِلْیَۃً تَلْبَسُوْنَہَا۔ اور نکالتے ہو اس دریا سے زیورات کہ انسے پہنتے ہو۔

وَالْحِلْیَۃُ الَّتِیْ تُسْتَخْرَجُ مِنَ الْبَحْرِ الْمِلْحِ اللُّؤْلُؤُ وَالْمَرْجَانُ وَیَلْبَسُ ذٰلِکَ الرِّجَالُ وَالنِّسَاءُ وَ اِنِ اخْتَلَفَتْ کَیْفِیَّۃُ اللُّبْسِ۔ اور حلیہ وہ زیور ہے جو کھاری سمندر سے موتی اور مونگا نکال کر زیور کی شکل میں استعمال ہوتا ہے اگرچہ ان کے پہننے کے طریقے علیحدہ ہیں۔

وَلَا نَعْلَمُ حِلْیَۃً تُسْتَخْرَجُ مِنَ الْبَحْرِ الْعَذْبِ۔ اور میٹھے سمندر سے یہ زیور موتی مونگا ہم نے نکلتے نہیں دیکھا حالانکہ اللہ تعالے یَخْرُجُ مِنْہُمَا اللُّؤْلُؤُ وَالْمَرْجَانُ فرما رہا ہے یہ بطور مقاربت ارشاد ہے یا جیسے مچھلی کی ہڈی سے تلوار کا قبضہ بھی بنتا ہے اور وہ میٹھے کھاری دونوں دریاؤں سے نکالی جاتی ہے اور مچھلی کی ہڈی سے زیورات بھی بنتے ہیں۔

اور علامہ خفاجی فرماتے ہیں لَا مَانِعَ مِنْ اَنْ یَّخْرُجَ اللُّؤْلُؤُ مِنَ الْمِیَاہِ الْعَذْبِ وَاِنْ لَّمْ یَرَہٗ نا ممکن تو یہ بھی نہیں کہ موتی میٹھے پانی سے بھی نکلتے ہوں اگرچہ دیکھے نہیں گئے۔

وَتَرَی الْفُلْکَ فِیْہِ مَوَاخِرَ لِتَبْتَغُوْا مِنْ فَضْلِہٖ وَلَعَلَّکُمْ تَشْکُرُوْنَ۔ اور تو کشتی دیکھتا ہے کہ اس میں اس کے چلتے وقت پانی چیرتے جانے کی آواز ہے (جیسے عربی میں شواق الماء کہتے ہیں)

راغب کہتے ہیں یُقَالُ مَخَرَتِ السَّفِیْنَۃُ مَخْرًا وَّمُخُوْرًا اِذَا شَقَّتِ الْمَاءَ بِجُؤْجُئِہَا جب پانی اپنی حرکت میں کشتی سے پھٹتا جاتا ہے اسے مَخَرَتِ السَّفِیْنَۃُ کہتے ہیں۔

اور صاحب کشاف کہتے ہیں یُقَالُ مَخَرَتِ السَّفِیْنَۃُ الْمَاءَ وَیُقَالُ لِلسَّحَابِ بَنَاتُ مَخْرٍ لِاَنَّہَا تَمْخَرُ الْہَوَاءَ وَالشِّقُّ الَّذِیْ اِشْتَقَّتْ مِنْہُ السَّفِیْنَۃُ قَرِیْبٌ مِّنَ الْمَخْرِ لِاَنَّہَا لَتَشُقُّ الْمَاءَ کَاَنَّہَا تَقْشُرُہٗ کَمَا تَمْخَرُہٗ۔

اور ایک قول ہے کہ اَلْمَخْرُ صَوْتُ جَرْیِ الْفُلْکِ مخر کشتی کے چلنے سے جو پانی میں آواز ہوتی ہے اسے کہتے ہیں چنانچہ سورۂ نحل میں بھی ہے وَتَرَی الْفُلْکَ مَوَاخِرَ فِیْہِ۔

وَلِتَبْتَغُوْا مِنْ فَضْلِہٖ۔ اور تاکہ ڈھونڈو اس کے فضل سے۔

اس ملک سے اس ملک میں سفر کر کے اپنے تجارتی منافع حاصل کرو۔ اور

وَلَعَلَّکُمْ تَشْکُرُوْنَ۔ اور تاکہ تم شکر کرو ہماری نعمتوں پر آگے ارشاد ہے۔

یُوْلِجُ الَّیْلَ فِی النَّہَارِ وَیُوْلِجُ النَّہَارَ فِی الَّیْلِ۔ داخل کرتا ہے رات کا حصہ دن میں اور داخل کرتا ہے

دن کا حصہ رات میں۔ یعنی کبھی دن بڑا کر دیتا ہے کبھی رات طویل فرما دیتا ہے۔
وَسَخَّرَ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ كُلٌّ يَّجْرِيْ لِاَجَلٍ مُّسَمًّى ۔ اور سورج اور چاند مسخر فرمائے کہ ہر ایک چل رہا ہے ایک مقررہ مدت تک۔
یعنی ان کا طلوع و غروب قیامت تک کے لیے مقرر ہے یا سورج کی مدت سیر ایک سال ہے اور چاند کی سیر ایک ماہ مقرر ہے آگے ارشاد ہے۔
ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمْ لَهُ الْمُلْكُ وَالَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ مَا يَمْلِكُوْنَ مِنْ قِطْمِيْرٍ
یہ ہے اللہ ہے جو رب ہے تمہارا اسی کی ملک ہے اور وہ جو اس کے سوا پوجتے ہو وہ مالک نہیں کھجور کی گٹھلی کے چھلکے برابر۔
ذٰلِكُمُ اللّٰهُ کے یہ معنے ہیں ذٰلِكُمُ الْعَظِيْمُ الشَّاْنِ الَّذِيْ اَبْدَعَ هٰذِهِ الصَّنَائِعَ الْبَدِيْعَةَ
یہ وہ اللہ ہے جس کی عظیم شانیں اس کی صنعت کمال سے ظاہر ہیں کہیں میٹھے کڑوے سمندر بنائے اور کہیں ان میں سے موتی اور مرجان نکال کر پہننے کے زیور پیدا کیے کہیں سمندر میں کشتی جہاز چلائے جو آواز پیدا دیتے ہوئے پانی چیرتے چلتے ہیں جس کے ذریعہ تم اپنی تجارتوں میں ترقی کر رہے ہو کہیں اپنی شیون قدرت سے رات دن میں داخل کر کے دن بڑا کیا کہیں دن رات میں ڈال کر رات بڑھائی پھر چاند سورج ایسے مسخر کیے کہ
كُلٌّ فِيْ فَلَكٍ يَّسْبَحُوْنَ ہر ایک اپنا اپنے محور پر چل رہا ہے چنانچہ سورج سال بھر میں اپنا دورہ ختم کرتا ہے اور چاند وہی دورہ ایک ماہ میں پورا کر لیتا ہے اور ان کے دورے ایک مقرر وقت تک ہیں جو قیامت تک ہے جب وہ دن آئے گا ختم ہو جائیں گے۔
یہ سب شانیں تمہارے رب جل مجدہ کی ہیں جو لائق پرستش ہے اور جنہیں مشرک پوجتے ہیں ان میں شانِ مالکیت کھجور کی گٹھلی کی جھلی پر بھی نہیں۔
قطمیر عربی زبان میں خرمے کی گٹھلی پر جو جھلی ہوتی ہے اسے کہتے ہیں مَا اَخْرَجَ ابْنُ جَرِيْرٍ وَغَيْرُهٗ عَنْ مُجَاهِدٍ لِفَافَةُ النَّوَاةِ وَهِيَ الْقِشْرُ الْاَبْيَضُ الرَّقِيْقُ الَّذِيْ بَيْنَ التَّمْرِ وَالنَّوَاةِ۔
اور ابن جریر، ابن منذر کہتے ہیں قطمیر وہ ہے جو کھجور کے سر پر ایک ٹوپی ہوتی ہے اِنَّهُ الْقُمْعُ الَّذِيْ هُوَ عَلٰى رَاْسِ التَّمْرَةِ۔
اور عبد بن حمید قتادہ سے نقل کرتے ہیں کہ وہ چھلکا ہے جو کھجور کی گٹھلی کے سر پر ہوتا ہے۔
ایک قول ہے کہ وہ لہسن کا چھلکا ہے هُوَ قِشْرُ الثُّوْمِ۔

بہر حال اس سے مراد کم سے کم مقدار و مالیت کی چیز ہے گویا جیسے اردو میں بولتے ہیں وہ تو ذرہ بھر کا بھی مالک نہیں ایسے ہی مَا يَمْلِكُوْنَ مِنْ قِطْمِيْرٍ فرما کر یہ بتانا مقصود ہے کہ معبودات باطل باطل محض ہیں ان کی پوجا پاٹ بھی باطل ہے۔ معبود حقیقی وہی ذات ہے جو منفرد بالالوہیت ہے جو ایک اور صرف ایک ہے چنانچہ آگے ارشاد ہے۔

اِنْ تَدْعُوْهُمْ لَا يَسْمَعُوْا دُعَآءَكُمْ وَلَوْ سَمِعُوْا مَا اسْتَجَابُوْا لَكُمْ وَيَوْمَ الْقِيٰمَةِ يَكْفُرُوْنَ بِشِرْكِكُمْ وَلَا يُنَبِّئُكَ مِثْلُ خَبِيْرٍ۔ اور اگر تم انہیں پکارو تو تمہاری پکار نہ سن سکیں (اور اگر پوجو تو تمہارے پوجا سے وہ بے خبر ہیں) اور اگر سن بھی لیں تو تمہاری حاجت پوری نہ کر سکیں اور بروز قیامت تمہاری پوجا پاٹ شرک سے وہ منکر ہوں۔

یعنی اگر بروز قیامت اللہ تعالیٰ بتوں کو بولنے کی استعداد دے بھی دے تو وہ کہیں مَا كُنْتُمْ اِيَّانَا تَعْبُدُوْنَ۔ تم ہماری پوجا ہی نہ کرتے تھے۔

آیۂ کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے ملائکہ کے قول کو بیان فرمایا جو پہلی سورت میں آچکا ہے۔

وَيَوْمَ يَحْشُرُهُمْ جَمِيْعًا ثُمَّ يَقُوْلُ لِلْمَلٰٓئِكَةِ اَهٰٓؤُلَآءِ اِيَّاكُمْ كَانُوْا يَعْبُدُوْنَ قَالُوْا سُبْحٰنَكَ اَنْتَ وَلِيُّنَا مِنْ دُوْنِهِمْ بَلْ كَانُوْا يَعْبُدُوْنَ الْجِنَّ اَكْثَرُهُمْ بِهِمْ مُّؤْمِنُوْنَ۔ جس دن ہم سب کو محشور فرمائیں پھر فرمائیں ملائکہ سے کیا یہ تمہیں پوجتے تھے۔ سب ملائکہ عرض کریں الٰہی تیرے وجہ منیر کو پاکی ہے تو ہی ہمارا مالک ہے بلکہ یہ تو جنوں کی پوجا کرتے تھے اور انہی پر ان کا ایمان تھا۔

وَلَا يُنَبِّئُكَ مِثْلُ خَبِيْرٍ۔ اور یہ اس خبیر و بصیر کی طرح تجھے اے سننے والے خبر نہیں دے سکتے۔ يُنَبِّئُكَ میں خطاب حضور سے بھی ہو سکتا ہے۔

اور لَا يُخْبِرُكَ اَيُّهَا السَّامِعُ بھی جائز ہے۔

بہر حال حضور کو علم خبیر کی طرف سے ہی عطا ہوا اور ہر سننے والے کو جو کچھ معلومات ہوتی ہیں وہ تمام اس خبیر و علیم بصیر و سمیع کی طرف سے ہی ہیں۔

بامحاورہ ترجمہ تیسرا رکوع سورۃ فاطر پ ۲۲

يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اَنْتُمُ الْفُقَرَآءُ اِلَى اللّٰهِ وَاللّٰهُ هُوَ الْغَنِيُّ الْحَمِيْدُ ۝

اے لوگو تم محتاج ہو اللہ کے اور اللہ ہی غنی ہے اور سراہا گیا۔

إِنْ يَشَأْ يُذْهِبْكُمْ وَيَأْتِ بِخَلْقٍ جَدِيدٍ ۝ وَمَا ذَٰلِكَ عَلَى اللَّهِ بِعَزِيزٍ ۝

اگر وہ چاہے تو تمہیں لے جائے اور لے آئے نئی مخلوق اور یہ اللہ پر دشوار نہیں۔

وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِزْرَ أُخْرَىٰ ۚ وَإِنْ تَدْعُ مُثْقَلَةٌ إِلَىٰ حِمْلِهَا لَا يُحْمَلْ مِنْهُ شَيْءٌ وَلَوْ كَانَ ذَا قُرْبَىٰ ۗ

اور نہیں کوئی بوجھ اٹھانے والی جان جو دوسرے کا بوجھ اٹھائے اور اگر بلائے اپنا بوجھ اٹھانے کو اپنے بوجھ کی طرف تو اس کے بوجھ میں سے کوئی کچھ نہ اٹھائے گا اگرچہ وہ قریبی رشتہ دار ہو۔

إِنَّمَا تُنْذِرُ الَّذِينَ يَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَيْبِ وَأَقَامُوا الصَّلَاةَ ۚ وَمَنْ تَزَكَّىٰ فَإِنَّمَا يَتَزَكَّىٰ لِنَفْسِهِ ۚ وَإِلَى اللَّهِ الْمَصِيرُ ۝

اے محبوب تمہارا ڈر سنانا انہیں کے لیے مفید ہے جو بے دیکھے اپنے رب سے ڈرتے ہیں اور نماز قائم رکھتے ہیں اور جو ستھرا ہوا تو اپنی جان کے لیے ستھرا ہوا اور اللہ کی طرف پھرنا ہے۔

وَمَا يَسْتَوِي الْأَعْمَىٰ وَالْبَصِيرُ ۝

اور نہیں برابر اندھا اور آنکھ والا۔

وَلَا الظُّلُمَاتُ وَلَا النُّورُ ۝

اور نہیں برابر اندھیریاں اور نور۔

وَلَا الظِّلُّ وَلَا الْحَرُورُ ۝

اور نہ سایہ اور نہ تیز دھوپ۔

وَمَا يَسْتَوِي الْأَحْيَاءُ وَلَا الْأَمْوَاتُ ۝

اور نہیں برابر زندہ اور مردے۔

إِنَّ اللَّهَ يُسْمِعُ مَنْ يَشَاءُ ۖ وَمَا أَنْتَ بِمُسْمِعٍ مَنْ فِي الْقُبُورِ ۝ إِنْ أَنْتَ إِلَّا نَذِيرٌ ۝

بے شک اللہ سناتا ہے جسے چاہے اور نہیں تم اپنی قوت سے سنانے والے قبر والوں کو۔ تم تو ڈر ہی سنانے والے ہو۔

إِنَّا أَرْسَلْنَاكَ بِالْحَقِّ بَشِيرًا وَنَذِيرًا ۚ وَإِنْ مِنْ أُمَّةٍ إِلَّا خَلَا فِيهَا نَذِيرٌ ۝

بے شک ہم نے بھیجا تمہیں حق کے ساتھ خوشخبری دیتا اور ڈر سناتا اور کوئی گروہ نہیں مگر ہم نے اس میں ڈر سنانے والا بھیجا۔

وَإِنْ يُكَذِّبُوكَ فَقَدْ كَذَّبَ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ جَاءَتْهُمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنَاتِ وَبِالزُّبُرِ وَبِالْكِتَابِ الْمُنِيرِ ۝

اور اگر تمہیں یہ جھٹلائیں تو تم سے پہلے بھی جھٹلائے گئے ہیں جب ان میں ان کے رسول آئے روشن دلیلیں لے کر اور صحیفے اور چمکتی کتاب لے کر۔

ثُمَّ أَخَذْتُ الَّذِينَ كَفَرُوا ۖ فَكَيْفَ كَانَ نَكِيرِ ۝

پھر میں نے کافروں کو پکڑا تو کیسا ہوا ان کے انکار کا انجام۔

لفظی ترجمہ

یَاَیُّہَا ۔ اے　النَّاسُ ۔ لوگو　اَنْتُمُ ۔ تم　الْفُقَرَآءُ ۔ محتاج ہو

اِلَی ۔ طرف　اللّٰہِ ۔ اللہ کی　وَ ۔ اور　اللّٰہُ ۔ اللہ

ھُوَ ۔ وہی ہے　الْغَنِیُّ ۔ بے نیاز　الْحَمِیْدُ ۔ تعریف کیا گیا　اِنْ ۔ اگر

یَّشَاْ ۔ چاہے　یُذْھِبْکُمْ ۔ لے جائے تم کو　وَ ۔ اور　یَاْتِ ۔ لے آئے

بِخَلْقٍ ۔ مخلوق　جَدِیْدٍ ۔ نئی　وَ ۔ اور　مَا ۔ نہیں

ذٰلِکَ ۔ یہ　عَلَی ۔ اوپر　اللّٰہِ ۔ اللہ کے　بِعَزِیْزٍ ۔ مشکل

وَ ۔ اور　لَا ۔ نہ　تَزِرُ ۔ اٹھائے گی　وَازِرَۃٌ ۔ کوئی جان

وِزْرَ ۔ بوجھ　اُخْرٰی ۔ دوسرے کا　وَ ۔ اور　اِنْ ۔ اگر

تَدْعُ ۔ پکارے　مُثْقَلَۃٌ ۔ کوئی بوجھل　اِلٰی ۔ طرف　حِمْلِہَا ۔ اپنے بوجھ کی

لَا ۔ نہ　یُحْمَلْ ۔ اٹھایا جائے　مِنْہُ ۔ اس سے　شَیْءٌ ۔ کچھ

وَ ۔ اور　لَوْ ۔ اگرچہ　کَانَ ۔ ہو وہ　ذَا قُرْبٰی ۔ رشتہ دار

اِنَّمَا ۔ اس کے سوا نہیں　تُنْذِرُ ۔ تو ڈراتا ہے　الَّذِیْنَ ۔ ان کو جو　یَخْشَوْنَ ۔ ڈرتے ہیں

رَبَّہُمْ ۔ اپنے رب سے　بِالْغَیْبِ ۔ بن دیکھے　وَ ۔ اور　اَقَامُوا ۔ قائم کرتے ہیں

الصَّلٰوۃَ ۔ نماز　وَ ۔ اور　مَنْ ۔ جو　تَزَکّٰی ۔ پاک ہوا

فَاِنَّمَا ۔ تو وہ　یَتَزَکّٰی ۔ پاک ہوا　لِنَفْسِہٖ ۔ اپنی جان کے لیے　وَ ۔ اور

اِلَی ۔ طرف　اللّٰہِ ۔ اللہ کی　الْمَصِیْرُ ۔ لوٹنا ہے　وَ ۔ اور

مَا ۔ نہیں　یَسْتَوِی ۔ برابر　الْاَعْمٰی ۔ اندھا　وَ ۔ اور

الْبَصِیْرُ ۔ دیکھنے والا　وَ ۔ اور　لَا ۔ نہ　الظُّلُمٰتُ ۔ اندھیرے

وَ ۔ اور　لَا ۔ نہ　النُّوْرُ ۔ روشنی　وَ ۔ اور

لَا ۔ نہ　الظِّلُّ ۔ سایہ　وَ ۔ اور　لَا ۔ نہ

الْحَرُوْرُ ۔ گرمی　وَ ۔ اور　مَا ۔ نہیں　یَسْتَوِی ۔ برابر

الْاَحْیَآءُ ۔ زندے　وَ ۔ اور　لَا ۔ نہ　الْاَمْوَاتُ ۔ مردے

اِنَّ ۔ بیشک	اللّٰہَ ۔ اللہ	یُسْمِعُ ۔ سناتا ہے	مَنْ ۔ جسے
یَّشَآءُ ۔ چاہے	وَ ۔ اور	مَا ۔ نہیں	اَنْتَ ۔ تو
بِمُسْمِعٍ ۔ سنانے والا	مَنْ ۔ اسے جو	فِی ۔ بیچ	الْقُبُوْرِ ۔ قبروں کے ہیں
اِنْ ۔ نہیں	اَنْتَ ۔ تو	اِلَّا ۔ مگر	نَذِیْرٌ ۔ ڈرانے والا
اِنَّآ ۔ بیشک ہم نے	اَرْسَلْنَا ۔ بھیجا	کَ ۔ تجھ کو	بِالْحَقِّ ۔ حق کے ساتھ
بَشِیْرًا ۔ خوشخبری دیتا	وَّ ۔ اور	نَذِیْرًا ۔ ڈر سناتا	وَ ۔ اور
اِنْ ۔ نہیں	مِّنْ اُمَّۃٍ ۔ کوئی امت	اِلَّا ۔ مگر	خَلَا ۔ گزرا
فِیْھَا ۔ اس میں	نَذِیْرٌ ۔ ڈرانے والا	وَ ۔ اور	اِنْ ۔ اگر
یُّکَذِّبُوْ ۔ جھٹلائیں	کَ ۔ تجھ کو	فَقَدْ ۔ تو بیشک	کَذَّبَ ۔ جھٹلایا
الَّذِیْنَ ۔ انہوں نے جو	مِنْ قَبْلِھِمْ ۔ ان سے پہلے تھے	جَآءَتْھُمْ ۔ آئے انکے پاس	رُسُلُھُمْ ۔ ان کے رسول
بِالْبَیِّنٰتِ ۔ روشن دلائل	وَ ۔ اور	بِالزُّبُرِ ۔ صحیفوں	وَ ۔ اور
بِالْکِتٰبِ ۔ کتاب	الْمُنِیْرِ ۔ روشن لے کر	ثُمَّ ۔ پھر	اَخَذْتُ ۔ پکڑا میں نے
الَّذِیْنَ ۔ ان کو جو	کَفَرُوْا ۔ کافر تھے	فَکَیْفَ ۔ تو کیسا	کَانَ ۔ ہوا
نَکِیْرِ ۔ میرا انکار			

خلاصہ تفسیر تیسرا رکوع سورۃ فاطر پ ۲۲

یٰٓاَیُّھَا النَّاسُ اَنْتُمُ الْفُقَرَآءُ اِلَی اللّٰہِ وَاللّٰہُ ھُوَ الْغَنِیُّ الْحَمِیْدُ اے لوگو تم اللہ کی طرف محتاج ہو اور اللہ غنی و سراہا گیا ہے۔

یہاں اَنْتُمُ الْفُقَرَآءُ اِلَی اللّٰہِ سے یہ مراد ہے کہ تم سب اللہ کے فضل و احسان کے حاجتمند ہو اور تمام مخلوق اسی کی محتاج ہے۔ حضرت ذوالنون مصری فرماتے ہیں کہ خلق اس کی ہر طرح محتاج ہے اور حقیقت یہی ہے کہ سب کی ہستی و بقا اسی کے کرم سے ہے۔

اِنْ یَّشَاْ یُذْھِبْکُمْ وَیَاْتِ بِخَلْقٍ جَدِیْدٍ وَمَا ذٰلِکَ عَلَی اللّٰہِ بِعَزِیْزٍ اگر وہ چاہے تو تمہیں لے جائے اور فنا کر دے اور نئی مخلوق لے آئے اور یہ اللہ تعالےٰ پر کچھ دشوار نہیں۔

یعنی اگر وہ چاہے تو تمہیں معدوم اور فنا کر دے کیونکہ وہ بے نیاز ہے اور غنی بالذات ہے اور

تمہارے بجائے جو مطیع و فرمانبردار ہو لے آئے۔

وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰی۔ اور کوئی جان بوجھ اٹھانے والی دوسرے کا بوجھ نہ اٹھائے گی۔
مطلب یہ ہے کہ قیامت کے دن ہر ایک کا گناہ اسی کے ذمہ ہوگا جو اس نے کیے اور کوئی جان کسی دوسرے کے عوض گرفتار نہ ہوگی۔ البتہ جو گمراہ کرنے والے ہیں یا کسی کو غلط راہ پر لگانے والے ہیں وہ اپنی تبلیغ گمراہی کے سبب ماخوذ ہوں گے اور جتنے ان کے سبب گمراہ ہوئے سب کا بار ان پر ہوگا جیسا کہ کلام پاک میں ہے وَلَيَحْمِلُنَّ اَثْقَالَهُمْ مَّعَ اَثْقَالِهِمْ تو یہ درحقیقت ان کے اپنے کیے کی سزا ہے نہ کہ دوسروں کے اعمال کی۔

وَاِنْ تَدْعُ مُثْقَلَةٌ اِلٰى حِمْلِهَا لَا يُحْمَلْ مِنْهُ شَيْءٌ وَّلَوْ كَانَ ذَا قُرْبٰى۔ اور اگر کوئی بوجھ والی اپنا بوجھ بٹانے کو بلائے تو اس کے بوجھ میں سے کوئی کچھ نہ بٹا سکے گا اگرچہ قریبی رشتہ دار ہو۔
یعنی قریبی رشتہ میں باپ ماں۔ بیٹا بھائی کوئی ہو وہ گناہوں کا بوجھ نہ بٹا سکے گا چنانچہ سید المفسرین ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں بیٹے ماں باپ کے لپٹیں اور ماں باپ بیٹے کے لپٹیں کہ ہمارے گناہوں کا کچھ بوجھ بٹا لیں تو وہ جواب دے دیں کہ ہمارے امکان اور قوت سے یہ بات بلند ہے اسلیے کہ ہمارا اپنا بوجھ ہی کم نہیں ہے۔

اِنَّمَا تُنْذِرُ الَّذِيْنَ يَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَيْبِ وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَمَنْ تَزَكّٰى فَاِنَّمَا يَتَزَكّٰى لِنَفْسِهٖ وَاِلَى اللّٰهِ الْمَصِيْرُ۔ اے محبوب تمہارا ڈر سنانا انہیں کو کام دے گا جو بے دیکھے اپنے رب سے ڈرتے ہیں اور نماز قائم رکھتے ہیں اور جو ستھرا اور پاکیزہ رہا تو وہ اپنے ہی بھلے کو ستھرا ہوا اور ان کا اللہ ہی کی طرف لوٹنا ہے۔
یعنی جو بدیوں سے بچا اور نیک عمل کیے اس نیکی کا فائدہ اسے ہی ملے گا بہرحال پاکیزگی سے مراد گناہوں سے بچنا ہے کہ انجام کار یہی ہے کہ سب کو اللہ کے حضور حاضر ہونا ہے۔

وَمَا يَسْتَوِي الْاَعْمٰى وَالْبَصِيْرُ وَلَا الظُّلُمٰتُ وَلَا النُّوْرُ وَلَا الظِّلُّ وَلَا الْحَرُوْرُ۔ اور نہیں برابر اندھا اور آنکھ والا اس سے مراد عالم اور جاہل ہے یا کافر اور مومن) اور نہ اندھیریاں (یعنی کفر کی ظلمتیں) اور نہ روشنی (یعنی ایمان کا اجالا) اور نہ سایہ (یعنی جنت یا حق دلائل) اور نہ تیز دھوپ (یعنی جہنم یا باطل پھر ارشاد ہے۔

وَمَا يَسْتَوِي الْاَحْيَاءُ وَلَا الْاَمْوَاتُ۔ اور نہیں برابر زندہ اور مردے۔
یعنی مومن کہ نور ایمان سے زندہ ہیں اور نہ کافر کہ جہالت کفر میں مرے ہوئے ہیں یا علماء و جہال مراد ہیں۔

اِنَّ اللّٰهَ يُسْمِعُ مَنْ يَّشَآءُ وَمَآ اَنْتَ بِمُسْمِعٍ مَّنْ فِى الْقُبُوْرِ اِنْ اَنْتَ اِلَّا نَذِيْرٌ بے شک اللہ جسے چاہے سنا دے (یعنی جسے ہدایت دینا منظور ہو اسے توفیق گوش قبول عطا فرما دیتا ہے) اور تم خود اپنی قوت سے نہیں سنا سکتے انہیں جو قبروں میں پڑے ہیں (یعنی وہ کفار جو مردوں کی طرح اپنے دل کی میت لیے قبر جسم میں پڑے ہیں انہیں آپ کی نصیحت اثر انداز نہیں ہو سکتی۔

یہاں مردہ سے تشبیہ کفار کو دی گئی گویا فرمایا جیسے مردہ سنی ہوئی بات سے نفع نہیں اٹھا سکتا اور پند پذیر ہونے سے محروم رہتا ہے ایسے ہی یہ کافر ہیں)

اس آیت کریمہ سے مردوں کے نہ سننے پر استدلال کرنا جہل ہے یہ تمام مثالیں مسلمانوں اور کافروں اور اسلام اور کفر کی ہیں چنانچہ آگے فرمایا۔

اِنْ اَنْتَ اِلَّا نَذِيْرٌ اِنَّآ اَرْسَلْنٰكَ بِالْحَقِّ بَشِيْرًا وَّنَذِيْرًا۔ اے محبوب تم تو عذاب الٰہی سے ڈرانے والے ہو (آگے لوگوں کو اختیار ہے کہ سنیں یا نہیں) ہم نے بیشک آپ کو خوشنودی خدا کی خوشخبری دینے والا اور عذاب سے ڈرانے والا بنا کر بھیجا ہے اور کوئی گروہ نہیں جس میں ڈرانے والا نہ گذرا ہو چنانچہ ارشاد الٰہی ہے۔

وَاِنْ مِّنْ اُمَّةٍ اِلَّا خَلَا فِيْهَا نَذِيْرٌ وَاِنْ يُّكَذِّبُوْكَ فَقَدْ كَذَّبَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ جَآءَتْهُمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ وَبِالزُّبُرِ وَبِالْكِتٰبِ الْمُنِيْرِ۔ اور اگر یہ منکرین کفار آپ کو جھٹلائیں تو جو لوگ ان سے پہلے ہو گذرے وہ بھی اپنے وقت میں اپنے پیغمبروں کو جھٹلا چکے ہیں (با آنکہ) ان کے پیغمبر ان کے پاس معجزے اور صحیفے اور ایسی کتابیں لے کر آئے جن میں نور ہدایت تھا مگر اس پر بھی جھٹلاتے رہے۔

ثُمَّ اَخَذْتُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فَكَيْفَ كَانَ نَكِيْرِ۔ پھر ہم نے بھی ان کو پکڑ لیا (جو تم نے اے محبوب دیکھ لیا) کہ ہماری ناخوشی ان کے حق میں کیسی زبوں حالی کا موجب ہوئی۔

اب چند لغات کا حل بھی سمجھ لیں

وَمَا ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ بِعَزِيْزٍ۔ لغت میں عزیز غالب کو کہتے ہیں۔ محاورہ میں بولتے ہیں مَنْ عَزَّ بَزَّ اَىْ مَنْ غَلَبَ سَلَبَ۔ تو وَمَا ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ بِعَزِيْزٍ کے یہ معنی ہوئے کہ موجود لوگوں کو فنا کر دینا اور نئی مخلوق کا لے آنا اللہ تعالے پر غالب نہیں اس لیے کہ اللہ غالب سب پر غالب ہے۔

مُثْقَلَةٌ۔ صفت ہے موصوف محذوف کی اَىْ نَفْسٌ مُّثْقَلَةٌ۔ اور مثقلہ وہ ہے جسے گناہوں کے بوجھ نے گراں بار کر دیا ہو۔

وَلَا الظِّلُّ وَلَا الْحَرُوْرُ۔ ظل سایہ۔ حرور بر وزن فعول بہ حر سے مشتق ہے اور حر گرمی کو کہتے ہیں۔

چنانچہ محاورہ میں جو گرم ہوا دن میں چلے اسے سموم کہتے ہیں اور جو شب میں چلے اسے حرور بولتے ہیں۔ مگر یہاں ظل کا مقابل ہے جو دھوپ سے کیا گیا۔

اِلَّا خَلَا۔ خلا معنی کے معنی ذہنیا ہے اس کی اصل خلو تھی واو متحرک اپنے ماقبل کے مفتوح ہونے کی وجہ سے الف کے ساتھ بدل گیا۔

مختصر تفسیر اُردو تیسرا رکوع۔ سورۃ فاطر پ ۲۲

یَا اَیُّهَا النَّاسُ اَنْتُمُ الْفُقَرَآءُ اِلَى اللّٰهِ وَاللّٰهُ هُوَ الْغَنِیُّ الْحَمِیْدُ ۔ اے لوگو تم سب اللہ کے محتاج ہو اور اللہ غنی حمد کیا گیا ہے۔

یہاں الفقراء پر الف لام جنس ہے یا استغراقی۔ کَاَنَّهُمْ لِكَثْرَةِ اِفْتِقَارِهِمْ وَشِدَّةِ اِحْتِيَاجِهِمْ هُمُ الْفُقَرَآءُ۔ گویا تمام کے تمام کثرت افتقار اور شدۃ احتیاج میں اللہ کے حضور فقیر ہیں۔

اس لیے کہ قرآن کریم میں انسان کو ضعیف فرمایا گیا وَخُلِقَ الْاِنْسَانُ ضَعِيْفًا۔ اور جنوں پر یہ حکم نہیں آتا اس لیے کہ وہ محتاج مطاعم و ملابس نہیں ہیں جیسے انسان وہ مطاعم و ملابس میں محتاج لہے اللہ ہے اسی وجہ میں جن قوم کو لوگوں میں داخل نہیں فرمایا لیکن تغلیبا جن اور انسان سب ہی مفتقر الی اللہ ہیں

چنانچہ علامہ طیبی فرماتے ہیں اَلَّذِیْ یَقْتَضِیْهِ النَّظْمُ الْجَلِیْلُ اَنْ یُّحْمَلَ التَّعْرِیْفُ فِی النَّاسِ عَلَی الْعَهْدِ وَفِی الْفُقَرَآءِ عَلَی الْجِنْسِ لِاَنَّ الْخَاطِبِیْنَ هُمُ الَّذِیْنَ خُوْطِبُوْا فِیْ قَوْلِهٖ تَعَالٰی ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمْ لَهُ الْمُلْكُ ۔ اَیْ ذٰلِكُمُ الْمَعْبُوْدُ هُوَ الَّذِیْ وُصِفَ بِصِفَاتِ الْجَلِیْلِ لَا الَّذِیْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ وَاَنْتُمْ اَشَدُّ الْخَلَائِقِ اِحْتِیَاجًا اِلَیْهِ عَزَّ وَجَلَّ۔

آیۂ کریمہ کا مقتضی یہ ہے کہ النّاس کا الف لام عہد ذہنی ہو اور الفقراء کا الف لام جنسی ہو اس لیے کہ مخاطبہ میں جن و انس سب ہی داخل ہیں جیسے ذلکم اللہ ربکم لہ الملک کے یہی معنی ہیں یہ ہے تمہارا سب کا معبود جس کی صفت جلیل بیان ہوئی نہ کہ وہ جسے تم پوجتے ہو اس کے سوا اور تم سخت ترین خلائق ہو کر بھی محتاج الی اللہ عزوجل ہو۔

وَهُوَ الْغَنِیُّ الْحَمِیْدُ۔ اور اللہ تعالیٰ ہر شئے سے غنی ہے اور سراہا گیا۔ منعم جمیع موجودات ہے اور وہی مستحق حمد ہے۔

اور یہاں غنی کو حمید پر مقدم کرنے میں مناسبت خاص ہے اس لیے کہ غنی فقیر کو اس وقت تک

نفع نہیں دے سکتا جبتک جوّاد اور منعم نہ ہو تو ذات واجب تعالیٰ شانہ غنی ہی نہیں بلکہ جوّاد اور حمید بھی ہے اور ایسی صفت والا ہی مستحق حمد ہے۔

آیۂ کریمہ کا شان نزول یہ ہے کہ

اَنَّہٗ لَمَّا کَثُرَ مِنَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ الدُّعَاءُ وَکَثْرَۃُ الْاِصْرَارِ مِنَ الْکُفَّارِ قَالُوْا لَعَلَّ اللّٰہَ تَعَالٰی مُحْتَاجٌ لِعِبَادَتِنَا فَنَزَلَتْ۔ جب حضور صلے اللہ علیہ وسلم سے دعا کرنے اور اللہ کے حضور سوال کرنے پر اصرار ہوا تو کفار کہنے لگے شائد اللہ تعالےٰ اپنے بندوں کی دعا کا محتاج ہے تو یہ آیت کریمہ نازل ہوئی اور ارشاد ہوا

اِنْ یَّشَاْ یُذْھِبْکُمْ۔ اگر وہ چاہے تو تمہیں دنیا سے لے جائے اَیْ اِنْ یَّشَاْ سُبْحَانَہٗ اِذْھَابَکُمْ اَیُّھَا النَّاسُ۔

وَیَاْتِ بِخَلْقٍ جَدِیْدٍ۔ اور لے آئے نئی مخلوق اَیْ بِعَالَمٍ غَیْرِ النَّاسِ لَا تَعْرِفُوْنَہٗ ھٰذَا اِذَا کَانَ الْخِطَابُ عَامًّا اَوْ اِنْ یَّشَاْ یُذْھِبْکُمْ اَیُّھَا الْمُشْرِکُوْنَ اَوِ الْعَرَبُ وَیَاْتِ بِخَلْقٍ جَدِیْدٍ لَیْسُوْا عَلٰی صِفَتِکُمْ بَلْ مُسْتَمِرُّوْنَ عَلٰی طَاعَتِہٖ وَتَوْحِیْدِہٖ۔

یعنی وہ مخلوق لے آئے لوگوں کے علاوہ جنہیں تم نہ جانتے ہو۔ یہ معنی اس صورت میں ہیں جب کہ خطاب عام ہو یا اس کے یہ معنی ہیں کہ اگر وہ چاہے تو اے مشرکو یا اے عرب والو تمہیں فنا کر دے اور تمہاری جگہ ایسی مخلوق لے آئے جو تمہاری طرح ہٹیلی ضدی نہ ہو بلکہ وہ ہمیشہ ہماری اطاعت اور توحید پر قائم رہے۔

وَمَا ذٰلِکَ عَلَی اللّٰہِ بِعَزِیْزٍ۔ اور ایسا کر دینا اللہ تعالےٰ پر دشوار نہیں اس لیے کہ اس کے کمال قدرت سے یہ ہے کہ اِذَا اَرَادَ شَیْئًا اَنْ یَّقُوْلَ لَہٗ کُنْ فَیَکُوْنُ۔ جب وہ ارادہ فرمائے کسی شے کے ہونے کا تو کُنْ حکم دیتا ہے تو وہ علی الفور ہو جاتی ہے لہٰذا اس کی مشیت اگر تمہارے فنا کرنے اور دوسری مخلوق لانے کی طرف منعطف ہو جائے تو اس کے کمال قدرت سے یہ کیا بعید ہے۔

وَلَا تَزِرُ وَازِرَۃٌ وِّزْرَ اُخْرٰی۔ اور کوئی گناہ گار جان نہیں اٹھا سکتی دوسرے گناہگار کا بوجھ آلوسی فرماتے ہیں اَیْ لَا تَحْمِلُ نَفْسٌ اٰثِمَۃٌ اِثْمَ نَفْسٍ اُخْرٰی بَلْ تَحْمِلُ کُلُّ نَفْسٍ وِزْرَھَا اور سورۂ سجدہ اور عنکبوت میں جو ارشاد ہے وہ اس کے منافی نہیں حیث قال وَلَیَحْمِلُنَّ اَثْقَالَھُمْ وَاَثْقَالًا مَّعَ اَثْقَالِھِمْ فَاِنَّہٗ فِی الضَّالِّیْنَ الْمُضِلِّیْنَ وَھُمْ یَحْمِلُوْنَ اِثْمَ اِضْلَالِھِمْ مَعَ اِثْمِ

مِنْ ذَالِہِمْ وَکُلٌّ ذٰلِكَ اٰثَامُهُمْ لَيْسَ فِيْهَا شَیْءٌ مِّنْ اٰثَامِ غَيْرِهِمْ۔ وہ ضرور اٹھائیں گے اپنے بوجھ اپنے بوجھوں کے ساتھ اس لیے کہ وہ گمراہ ہو کر گمراہ کرنے والے ہیں تو وہ گمراہ کرنے کا بوجھ بھی اپنی گمراہی کے گناہ کے ساتھ اٹھائیں گے اور یہ ان کا اپنا ہی بار گناہ ہے نہ کہ دوسروں کے گناہ کا بوجھ۔

وَاِنْ تَدْعُ مُثْقَلَةٌ اِلٰى حِمْلِهَا لَا يُحْمَلْ مِنْهُ شَیْءٌ وَّلَوْ كَانَ ذَا قُرْبٰى۔ اور اگر بلائے بوجھ والا اپنے گناہوں کے بوجھ کے لیے کسی کو تو وہ کچھ بوجھ نہ اٹھائے اگرچہ وہ قریبی رشتہ دار ہی ہو۔

اس آیت کریمہ کا شان نزول یہ ہے کہ

اِنَّ الْوَلِيْدَ بْنَ الْمُغِيْرَةِ قَالَ لِقَوْمٍ مِّنَ الْمُؤْمِنِيْنَ اُكْفُرُوْا بِمُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعَلَیَّ وِزْرُكُمْ۔ ولید بن مغیرہ مومنین سے کہتا کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم سے انکار کرو اور اس کا گناہ میرے ذمہ ہے۔

اس کے جواب میں ارشاد ہوا وَاِنْ تَدْعُ مُثْقَلَةٌ اِلٰى حِمْلِهَا الخ اور وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰى بھی اسی مضمون کا حامل ہے۔

گویا خلاصہ مفہوم یہ ہوا کہ اِنَّہٗ لَا مُسْتَغَاثَ مِنْ هَوْلِ ذٰلِكَ الْيَوْمِ۔ کہ اس دن کوئی مستغاث نہ ہوگا ہول قیامت پر۔

وَلَوْ كَانَ ذَا قُرْبٰى۔ اگرچہ جسے پکارے وہ قریبی رشتہ دار ہی کیوں نہ ہو اس کے بعد ارشاد ہے۔

اِنَّمَا تُنْذِرُ الَّذِيْنَ يَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَيْبِ۔ آپ تو اے محبوب انہیں اپنے رب کے عذاب سے ڈرانے والے ہیں جو اپنے رب سے غائبانہ ڈرتے اور۔

وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ۔ نماز قائم رکھتے ہیں۔

چنانچہ آلوسی فرماتے ہیں اَیْ يَخْشَوْنَهٗ تَعَالٰى غَائِبِيْنَ عَنْ عَذَابِهٖ سُبْحَانَهٗ۔ جو اللہ تعالیٰ سے ڈرتے ہیں عذاب غائبانہ سن کر اور نماز قائم رکھتے ہیں اَیْ رَاعَوْهَا كَمَا يَنْبَغِیْ۔

وَمَنْ تَزَكّٰى فَاِنَّمَا يَتَزَكّٰى لِنَفْسِهٖ وَاِلَى اللّٰهِ الْمَصِيْرُ۔ اور جو گناہوں سے پاکی حاصل کرے آپ کے انذار و تنذیر سے تو وہ اپنے بھلے کے لیے پاکی حاصل کرے گا اور ماننے نہ ماننے والے سب کو اللہ تعالیٰ کی طرف ہی پہنچنا ہے۔

کسی اور جگہ تو ٹھکانہ نہیں تو وہی اعمال طالح کی سزا دے گا اور اعمال صالح کی جزا عطا فرمائے گا۔ اس کے بعد کافر و مومن کا فرق اور دونوں میں عدم تساوی مثالوں سے بیان فرمائی جاتی ہے چنانچہ ارشاد الٰہی ہے۔

وَمَا يَسْتَوِي الْاَعْمٰى وَالْبَصِيْرُ۔ اور برابر نہیں اندھا اور آنکھ والا یعنی اندھا کافر اور آنکھ والا مومن مساوی المراتب نہیں ہو سکتا جیسے پہلے فرمایا تھا وَمَا يَسْتَوِي الْبَحْرٰنِ میٹھا کڑوا دریا برابر نہیں۔ وَالْاَعْمٰى وَالْبَصِيْرُ مَثَلَانِ لِلْكَافِرِ وَالْمُؤْمِنِ كَمَا قَالَ قَتَادَةُ وَالسُّدِّيُّ وَغَيْرُهُمَا۔

ایک قول یہ بھی ہے کہ یہ تشبیہ بت اور اللہ تعالیٰ کی ہے گویا فرمایا گیا جس جماد بے جان کے تم پجاری ہو وہ اور اللہ تعالیٰ کی ذات دونوں مساوی نہیں ہو سکتے دوسری مثال میں پھر ارشاد ہے۔

وَلَا الظُّلُمٰتُ وَلَا النُّوْرُ۔ اور تاریکی اور نور برابر نہیں ہو سکتے۔

یعنی جہالت کی اندھیریاں اور حق کے انوار مساوی نہیں۔ تیسری مثال فرمائی گئی۔

وَلَا الظِّلُّ وَلَا الْحَرُوْرُ۔ اور ثواب عمل کا سایہ اور گرمی عذاب بھی برابر نہیں۔

یا جنت اور جہنم برابر نہیں۔ صاحب کشاف کہتے ہیں اَلْحَرُوْرُ السَّمُوْمُ اِلَّا اَنَّ السَّمُوْمَ يَكُوْنُ بِالنَّهَارِ وَالْحَرُوْرُ بِاللَّيْلِ وَالنَّهَارِ۔ وَقِيْلَ بِاللَّيْلِ الْحَرُوْرُ۔ یا سَموم ہے جو دن میں چلتی ہے اور حرور رات دن میں برابر چلتی ہے اور ایک قول ہے کہ حرور رات میں گرم ہوا جو چلتی ہے اسے کہتے ہیں اور سموم دن میں ہوا گرم جو چلتی ہے جسے لو بھی کہتے ہیں وہ ہے۔

اس کے بعد چوتھی مثال ارشاد فرمائی گئی۔

وَمَا يَسْتَوِي الْاَحْيَآءُ وَلَا الْاَمْوَاتُ۔ اور زندہ اور مردے مساوی نہیں۔

یہ مثال بھی مومن اور کافر کی ہے احیاء وہ مومن ہیں جو حضور کی بعثت کے بعد دین اسلام میں داخل ہوئے اور اموات وہ ہیں جو مصر علی الشرک رہے اور تکبر میں مر گئے۔

علامہ طیبی فرماتے ہیں اور بعض مفسرین فرماتے ہیں یہ مثال علماء اور جہلاء کے لیے ہے علماء سے مراد وہ ہیں جو علم کی چاشنی حاصل کر کے زندہ ہیں اور جہلاء وہ اموات ہیں جو زہر جہالت سے مر گئے۔

اِنَّ اللّٰهَ يُسْمِعُ مَنْ يَّشَآءُ۔ بے شک اللہ ہدایت سنا دیتا ہے جسے چاہے اور گوش قبول کھول دیتا ہے۔

وَمَا اَنْتَ بِمُسْمِعٍ مَّنْ فِي الْقُبُوْرِ۔ اور آپ اے محبوب اسے ہدایت کی آواز نہیں سنا سکتے جو اپنے جسم کی قبر میں ہے۔

یہ ترشیحاً مثال ہے ان کی جو مصر علی الشرک ہیں اور اپنے کفر میں مرے ہوئے ہیں اور اتباعاً انکے ایمان سے حضور صلے اللہ علیہ وسلم کو فرما دیا کہ ان کے ایمان لانے کی امید نہ فرمائیں چنانچہ روح المعانی میں آلوسی فرماتے ہیں تَرْشِيْحٌ لِتَمْثِيْلِ الْمُصِرِّيْنَ عَلَى الْكُفْرِ بِالْاَمْوَاتِ وَاِتْبَاعٌ فِيْ اِقْنَاطِهٖ عَلَيْهِ

السَّلَامُ مِنْ اِیْمَانِہِمْ۔

وَمَا اَنْتَ بِمُسْمِعٍ مَّنْ فِی الْقُبُوْرِ پھر کہتے ہیں۔ وَالْمُرَادُ بِالْسَّمَاعِ هٰهُنَا مَا اُرِیْدَ بِهٖ فِیْ سَابِقَتِهٖ وَلَا یَاْبٰی اِرَادَۃُ سَمَاعِ الْمَعْرُوْفِ مَا وَرَدَ فِیْ حَدِیْثِ التَّقْیِیْدِ لِاَنَّ الْمُرَادَ نَفْیُ الْاِسْمَاعِ بِطَرِیْقِ الْعَادَۃِ۔ یہاں سماع سے مراد وہی مثالوں کے مطابق ہے اور اس سے ہرگز سماع موتی مراد نہیں اس لیے کہ حدیث قلیب بدر والی سے ثابت ہے کہ حضور نے مقتولین کفار کو پکارا اور حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے جب عرض کیا کہ حضور کیسے ندا فرما رہے ہیں اَجْسَادٌ لَّا اَرْوَاحَ فِیْهِمْ یہ تو جسم ہی جسم ہیں ان میں روح نہیں جو سننے کی استعداد رکھتی ہے تو حضور نے جواب دیا وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِہٖ لَاَنْتُمْ بِاَسْمَعَ مِنْهُمْ۔ قسم بخدا لشے لایزال تم ان سے زیادہ نہیں سنتے۔

چنانچہ حدیث قلیب بدریہ ہے جو مشکوۃ المصابیح فی المعجزات میں منقول ہے۔

یَقُوْلُ عُمَرُ یُحَدِّثُنَا عَنْ اَهْلِ بَدْرٍ قَالَ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ کَانَ یُرِیْنَا مَصَارِعَ اَهْلِ بَدْرٍ بِالْاَمْسِ یَقُوْلُ هٰذَا مَصْرَعُ فُلَانٍ غَدًا اِنْ شَآءَ اللّٰهُ تَعَالٰی وَهٰذَا مَصْرَعُ فُلَانٍ غَدًا اِنْ شَآءَ اللّٰهُ تَعَالٰی قَالَ عُمَرُ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ وَالَّذِیْ بَعَثَهٗ بِالْحَقِّ مَا اَخْطَؤُوا الْحُدُوْدَ الَّتِیْ حَدَّهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَجُعِلُوْا فِیْ بِئْرٍ بَعْضُهُمْ عَلٰی بَعْضٍ فَانْطَلَقَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰی انْتَهٰی اِلَیْهِمْ فَقَالَ یَا فُلَانَ بْنَ فُلَانٍ وَیَا فُلَانَ بْنَ فُلَانٍ هَلْ وَجَدْتُمْ مَّا وَعَدَکُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ حَقًّا فَاِنِّیْ قَدْ وَجَدْتُّ مَا وَعَدَنِیَ اللّٰهُ حَقًّا۔ فَقَالَ عُمَرُ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ کَیْفَ تُکَلِّمُ اَجْسَادًا لَّا اَرْوَاحَ فِیْهَا فَقَالَ مَا اَنْتُمْ بِاَسْمَعَ لِمَا اَقُوْلُ مِنْهُمْ غَیْرَ اَنَّهُمْ لَا یَسْتَطِیْعُوْنَ اَنْ یَّرُدُّوْا عَلَیَّ شَیْئًا رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

حضرت فاروق اعظم فرماتے ہیں کہ حضور نے بدر میں کفار کے گرنے کی جگہ رات میں ہمیں دکھائی اور فرمایا یہ فلاں کے تڑپنے کا مقام ہے یہ فلاں کے تڑپنے کی جگہ ہے تو قسم اس ذات پاک کی جس نے حضور کو حق کے ساتھ مبعوث کیا کہ جو حدیں حضور نے بتائیں اسی جگہ وہ لاشیں تڑپیں پھر انہیں اس کنویں میں ایک پر ایک لاش ڈال دی۔

پھر حضور صلے اللہ علیہ وسلم اس کنویں پر تشریف لائے (جسے قلیب بدر کہتے ہیں) اور وہاں حضور نے نام لے کر ندا فرمائی اے فلاں فلاں کے بیٹے اے فلاں فلاں کے بیٹے کیا تم نے پالیا جو تم سے اللہ اور رسول نے وعدہ کیا پورا پورا تو ہم نے بیشک پالیا جو ہم سے ہمارے رب نے وعدہ کیا۔

تو حضرت عمر نے عرض کی حضور جسموں سے کیسے کلام فرما رہے ہیں ان میں تو روحیں نہیں ہیں۔

توحضور صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم ان سے زیادہ نہیں سنتے جو میں ان سے کہہ رہا ہوں سوا اسکے کہ وہ جواب نہیں دے سکتے۔ یہ حدیث مسلم میں ہے۔

اور دوسری حدیثوں میں وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِہٖ بھی آیا ہے کہ حضور نے یہ قسم فرمایا۔

مختصر یہ کہ مَا اَنْتَ بِمُسْمِعٍ مَّنْ فِی الْقُبُوْرِ۔ سے سماع موتیٰ سے انکار غلط ہے اور یہ عقیدہ فاسدہ ہے اور جو لطیف و نفیس طرز سے مومن کافر کی تشبیہات دی گئیں وہ کلام پاک ہی کا حصہ ہے۔

اول تشبیہ مومن اور کافر کی بحرین سے دی گئی اور اس میں عذب فرات کو ملح اجاج پر تفضیلت عطا فرمائی ہے۔

پھر اعمیٰ و بصیر سے تمثیل دی گئی۔ پھر ظلمات اور نور سے پھر ظل اور حرور سے پھر احیاء و اموات سے اور یہ ظاہر ہے کہ کافر اعمیٰ نہیں اور ہر مومن بصیر نہیں دونوں بظاہر اعمیٰ و بصیر ہوتے نہیں ایسے ہی ہر جگہ ظلمت نہیں ہوتی اور ہر مقام پر نور نہیں ہوتا ایسے ہی ہر وقت ظل یا تو ران حرور نہیں ہوتا ایسے ہی ہر مومن احیاء نہیں اور ہر کافر بظاہر اموات نہیں ہوتا اس میں ترقیات کی نسبتیں ہیں۔

جو اعمیٰ و بصیر سے بڑھتے بڑھتے ظلمات و نور اور ظل و حرور تک تشبیہی ترقی کی اور انتہا احیاء و اموات پر فرمائی۔

اور آخر میں وَمَا اَنْتَ بِمُسْمِعٍ مَّنْ فِی الْقُبُوْرِ فرما کر ظاہر فرمایا کہ

حق و باطل ایسے ہے آنکھ والا اور اندھا۔

اور ظلمات و نور ایسے ہے جیسے جہالت اور علم

اور ظل و حرور ایسے ہے جیسے ثواب و عقاب

تو ظلمات منافی نور ہے ایسے ہی کافر و جاہل مخالف مومن ہے وقس علی ہذا۔

اور جیسے احیاء میں اشارہ مومنین کی طرف ہے اور اموات میں اشارہ کافر کی طرف۔ اور آخر میں فیصلہ ہے کہ

اِنَّ اللّٰہَ یُسْمِعُ مَنْ یَّشَآءُ۔ بیشک اللہ جسے چاہے گوش قبول عطا فرما دے۔

اور آپ بلا مشیت الٰہی اور بغیر عطائے اذن کسی کا فرمردہ دل کو ہدایت کی طرف نہیں لا سکتے۔

جیسا کہ ارشاد ہو چکا ہے اِنَّکَ لَا تَہْدِیْ مَنْ اَحْبَبْتَ وَلٰکِنَّ اللّٰہَ یَہْدِیْ مَنْ یَّشَآءُ اے محبوب آپ اپنی قوت و ارادے سے کسی کو ہدایت نہیں فرماتے بلکہ جسے اللہ چاہے اسے آپ کے ذریعہ ہدایت ملتی ہے۔

ورنہ ابوجہل ابولہب۔ امیہ بن خلف۔ ابن سلول سب ہدایت پر ہوتے اس لیے کہ آپ کے
وجود باجود کو ہم نے رحمت عالم بنایا ہے اور صرف اور صرف مظہر رحمت ہیں اور ہماری ذات مظہر
رحمت و زحمت ہے ہم رحمٰن و رحیم بھی ہیں اور جبار و قہار بھی لیکن آپ رؤف و رحیم اور حریص علی الایمان
ہیں اس لیے ہم آپ کی نعت یوں فرماتے ہیں۔

إِنْ أَنْتَ إِلَّا نَذِيرٌ آپ نہیں مگر ڈرانے والے۔

اسی وجہ ہیں مَا عَلَيْكَ إِلَّا أَنْ تُبَلِّغَ وَتُنْذِرَ آپ پر یہ بار نہیں کہ آپ تبلیغ و تنذیر کے بعد ہدایت
وعدم ہدایت کے بھی ذمہ دار ہوں بلکہ آپ جسے ڈرائیں ہدایت فرمائیں اس کے لیے اگر اللہ چاہے کہ
ہدایت ہو تو وہ سن کر ہدایت پر آجائے گا۔

اور جسے اللہ نہ چاہے کہ اسے ہدایت ہو وہ گمراہ ہی رہے گا بلکہ اس کے دل پر مہر ضلالت ہوگی
لہذا آپ پر یہ بار نہیں ہوگا کہ آپ اس کی ضلالت کے متعلق مسئول ہوں اس لیے کہ
إِنَّا أَرْسَلْنَاكَ بِالْحَقِّ بَشِيرًا وَنَذِيرًا۔ بے شک ہم نے آپ کو حق کے ساتھ بشارت دیتا
اور ڈر سناتا بھیجا ہے۔

اور یہی ہماری عادت مستمرہ ہے۔ چنانچہ
وَإِنْ مِنْ أُمَّةٍ إِلَّا خَلَا فِيهَا نَذِيرٌ۔ اور کوئی جماعت زمانہ ماضیہ میں ایسی نہ گذری مگر اس میں ہمارا
نذیر گذرا۔ یہاں خلا بمعنی مضیٰ ہے۔

اب یہ کہ وہ نذیر نبی ہی آیا یا عالم۔

اس پر صاحب روح المعانی فرماتے ہیں مِنْ نَبِيٍّ أَوْ عَالِمٍ يُنْذِرُهَا۔
وَقِيلَ خُصَّ النَّذِيرُ بِالذِّكْرِ لِأَنَّ الْبِشَارَةَ لَا تَكُونُ إِلَّا بِالسَّمْعِ فَهُوَ مِنْ خَصَائِصِ الْأَنْبِيَاءِ
عَلَيْهِمُ السَّلَامُ فَالْبَشِيرُ نَبِيٌّ أَوْ نَاقِلٌ عَنْهُ بِخِلَافِ النِّذَارَةِ فَإِنَّهَا تَكُونُ سَمْعًا وَعَقْلًا فَلِذَا
وُجِّهَ النَّذِيرُ فِي كُلِّ أُمَّةٍ۔

ایک قول یہ ہے کہ نذیر کا تکرار ارشاد فرمایا گیا وَإِنْ مِنْ أُمَّةٍ إِلَّا خَلَا فِيهَا نَذِيرٌ اس لیے کہ بشارت
نہیں ہو سکتی جب تک بشیر سمع وطاعت کا اہل نہ ہو اسی وجہ ہیں بشیر ہونا خصائص انبیاء سے ہے۔ تو
بشیر یا نبی ہو سکتا ہے یا نبی کے احکام کا ناقل۔
برخلاف نذارت کے کہ وہ سن کر بھی ہو سکتی ہے اور عقل کی روشنی سے بھی۔
اسی لیے ہر جماعت میں نذیر کا آنا فرمایا۔

اور یہ عقیدہ باطل ہے کہ تمام حیوانات و بہائم میں بھی انبیاء یا علماء آئے ہیں وَرَاَیْتُ فِیْ بَعْضِ الْکُتُبِ اِنَّ الْقَوْلَ بِذٰلِکَ کُفْرٌ وَالْعِیَاذُ بِاللّٰہِ ۔

وَاِنْ یُّکَذِّبُوْکَ فَقَدْ کَذَّبَ الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِہِمْ جَآءَتْہُمْ رُسُلُہُمْ بِالْبَیِّنٰتِ وَبِالزُّبُرِ وَبِالْکِتٰبِ الْمُنِیْرِ ثُمَّ اَخَذْتُ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا فَکَیْفَ کَانَ نَکِیْرِ۔ اور اگر یہ سرکش آپ کی تکذیب کریں تو فَلَا یَحْزُنْکَ مِنْ تَکْذِیْبِ ہٰٓؤُلَآءِ اِیَّاکَ۔ تو آپ غمگین نہ ہوں ان کے جھٹلانے سے یہ تو ہمیشہ سے اپنے نبیوں کی تکذیب کرتے آئے ہیں اور جب تکذیب کی ہے جبکہ وہ نبی معجزات باہرہ اور صحف ساطعہ مثل ابراہیم علیہ السلام کے لائے اور روشن کتاب مثل توریت و انجیل و قرآن کریم کے لائے یہ تکذیب ہی کرتے رہے۔ آخر ش

ثُمَّ اَخَذْتُ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا فَکَیْفَ کَانَ نَکِیْرِ میں نے ان کافروں کی گرفت کی تو ان کا انکار ان کے لیے ان پر ہی وبال ہوا۔

اس آیہ کریمہ میں حضور کو تسلیہ ارشاد ہوا کہ ان کی تکذیب کی آپ پرواہ نہ کریں۔

بامحاورہ ترجمہ چوتھا رکوع سورۂ فاطر پ ۲۲

اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰہَ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَخْرَجْنَا بِہٖ ثَمَرٰتٍ مُّخْتَلِفًا اَلْوَانُہَا وَمِنَ الْجِبَالِ جُدَدٌۢ بِیْضٌ وَّحُمْرٌ مُّخْتَلِفٌ اَلْوَانُہَا وَغَرَابِیْبُ سُوْدٌ ۔

کیا تو نے نہ دیکھا کہ اللہ نے نازل کیا آسمان سے پانی تو ہم نے اس سے نکالے پھل جن کے رنگ مختلف ہیں اور پہاڑوں میں راستے ہیں سفید اور سرخ مختلف رنگوں کے اور بہت سے گہرے سیاہ کالے۔

وَمِنَ النَّاسِ وَالدَّوَآبِّ وَالْاَنْعَامِ مُخْتَلِفٌ اَلْوَانُہٗ کَذٰلِکَ اِنَّمَا یَخْشَی اللّٰہَ مِنْ عِبَادِہِ الْعُلَمٰٓؤُا اِنَّ اللّٰہَ عَزِیْزٌ غَفُوْرٌ ۔

اور لوگوں میں اور چوپایوں میں اور جانوروں میں مختلف رنگ ایسے ہی رکھے اللہ سے تو ڈرتے ہیں اس کے بندوں میں وہی جو علم والے ہیں بے شک اللہ عزت والا ہے۔ بخشنے والا ہے۔

اِنَّ الَّذِیْنَ یَتْلُوْنَ کِتٰبَ اللّٰہِ وَاَقَامُوا الصَّلٰوۃَ وَاَنْفَقُوْا مِمَّا رَزَقْنٰہُمْ

بے شک وہ جو پڑھتے ہیں اللہ کی کتاب اور نماز قائم رکھتے ہیں اور خرچ کرتے ہیں ہمارے دیے

سِرًّا وَّعَلَانِيَةً يَّرْجُوْنَ تِجَارَةً لَّنْ تَبُوْرَ ۝

ہوئے ہیں سے پوشیدہ اور علانیہ امید رکھتے ہیں ایسی تجارت کی جس میں ٹوٹا نہ ہو۔

لِيُوَفِّيَهُمْ اُجُوْرَهُمْ وَيَزِيْدَهُمْ مِّنْ فَضْلِهٖ اِنَّهٗ غَفُوْرٌ شَكُوْرٌ ۝

تاکہ پورا دیا جائے انہیں بدلہ ان کا اور اپنے فضل سے اور زیادہ عطا کرے بے شک وہ بخشنے والا قدر کرنے والا ہے۔

وَالَّذِيْۤ اَوْحَيْنَاۤ اِلَيْكَ مِنَ الْكِتٰبِ هُوَ الْحَقُّ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ اِنَّ اللّٰهَ بِعِبَادِهٖ لَخَبِيْرٌۢ بَصِيْرٌ ۝

اور وہ کتاب جو ہم نے وحی فرمائی تمہاری طرف وہ حق ہے تصدیق کرتی ہے اس کی جو اس سے پہلے آئی بے شک اللہ اپنے بندوں سے خبردار دیکھنے والا ہے

ثُمَّ اَوْرَثْنَا الْكِتٰبَ الَّذِيْنَ اصْطَفَيْنَا مِنْ عِبَادِنَا فَمِنْهُمْ ظَالِمٌ لِّنَفْسِهٖ وَمِنْهُمْ مُّقْتَصِدٌ وَمِنْهُمْ سَابِقٌۢ بِالْخَيْرٰتِ بِاِذْنِ اللّٰهِ ذٰلِكَ هُوَ الْفَضْلُ الْكَبِيْرُ ۝

پھر ہم نے وارث کیا کتاب کا انہیں جنہیں چنا ہم نے اپنے بندوں سے تو ان میں کوئی ظلم کرتا ہے اپنی جان پر اور ان میں سے کوئی درمیانہ چال پر ہے اور ان میں سے کوئی بھلائیوں میں سبقت لے جانا ہے اللہ کے حکم سے یہ ہے بڑا فضل

جَنّٰتُ عَدْنٍ يَّدْخُلُوْنَهَا يُحَلَّوْنَ فِيْهَا مِنْ اَسَاوِرَ مِنْ ذَهَبٍ وَّلُؤْلُؤًا وَلِبَاسُهُمْ فِيْهَا حَرِيْرٌ ۝

بسنے کے باغ ہیں داخل ہوں گے وہ ان میں سونے کے کنگن اور موتی پہنائے جائیں گے اور ان کا لباس ریشم ہو۔

وَقَالُوا الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْۤ اَذْهَبَ عَنَّا الْحَزَنَ اِنَّ رَبَّنَا لَغَفُوْرٌ شَكُوْرُ ۝

اور کہیں گے سب حمد اللہ کے لیے جس نے ہمارا غم ہم سے دور کیا بے شک ہمارا رب بخشنے والا قدر فرمانے والا ہے۔

الَّذِيْۤ اَحَلَّنَا دَارَ الْمُقَامَةِ مِنْ فَضْلِهٖ لَا يَمَسُّنَا فِيْهَا نَصَبٌ وَّلَا يَمَسُّنَا فِيْهَا لُغُوْبٌ ۝

وہ جس نے اتارا ہمیں آرام کی جگہ اپنے فضل سے نہیں پہنچتی ہمیں اس میں کوئی تکلیف اور نہ اس میں کوئی تکان۔

وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَهُمْ نَارُ جَهَنَّمَ لَا يُقْضٰى عَلَيْهِمْ فَيَمُوْتُوْا وَلَا يُخَفَّفُ

اور وہ جو کافر ہوئے ان کے لیے ہے آگ جہنم کی نہ موت آئے انہیں کہ مر جائیں اور نہ تخفیف

عَنْهُم مِّنْ عَذَابِهَا كَذٰلِكَ نَجْزِي كُلَّ كَفُوْرٍ ۝

ہو ان کے عذاب میں ایسے ہی بدلہ دیتے ہیں ہم ہر سرکش کو۔

وَهُمْ يَصْطَرِخُوْنَ فِيْهَا رَبَّنَا أَخْرِجْنَا نَعْمَلْ صَالِحًا غَيْرَ الَّذِيْ كُنَّا نَعْمَلُ أَوَلَمْ نُعَمِّرْكُمْ مَّا يَتَذَكَّرُ فِيْهِ مَنْ تَذَكَّرَ وَجَآءَكُمُ النَّذِيْرُ فَذُوْقُوْا فَمَا لِلظّٰلِمِيْنَ مِنْ نَّصِيْرٍ ۝

اور چیختے ہوں اس میں لے ہمارے رب ہمیں نکال کہ نیک عمل کریں سوا ان عملوں کے جو کرتے تھے اور کیا ہم نے تمہیں عمر نہ دی تھی کہ سمجھنا ہو تو اس میں سمجھ لیں اور آئے تم میں نذیر۔ تو چکھو اب عذاب کہ ظالموں کا کوئی مددگار نہیں

لفظی ترجمہ

اَ۔ کیا	لَمْ۔ نہ	تَرَ۔ دیکھا تو نے	اَنَّ۔ بیشک
اللّٰہَ۔ اللہ نے	اَنْزَلَ۔ اتارا	مِنَ السَّمَآءِ۔ آسمان سے	مَآءً۔ پانی
فَاَخْرَجْنَا۔ تو نکالے ہم نے	بِہٖ۔ اسکے ساتھ	ثَمَرٰتٍ۔ پھل	مُّخْتَلِفًا۔ مختلف ہیں
اَلْوَانُھَا۔ انکے رنگ	وَ۔ اور	مِنَ الْجِبَالِ۔ پہاڑوں کی	جُدَدٌ۔ دھاریاں ہیں
بِیْضٌ۔ سفید	وَ۔ اور	حُمْرٌ۔ سرخ	مُّخْتَلِفٌ۔ مختلف ہیں
اَلْوَانُھَا۔ انکے رنگ	وَ۔ اور	غَرَابِیْبُ۔ گہری	سُوْدٌ۔ سیاہ
وَ۔ اور	مِنَ النَّاسِ۔ لوگوں میں سے		وَ۔ اور
الدَّوَآبِّ۔ جانوروں	وَ۔ اور	الْاَنْعَامِ۔ چارپایوں سے	مُخْتَلِفٌ۔ مختلف ہیں
اَلْوَانُہٗ۔ اس کے رنگ	کَذٰلِکَ۔ اسی طرح ہیں	اِنَّمَا۔ اسکے سوا نہیں	یَخْشَی۔ ڈرتے ہیں
اللّٰہَ۔ اللہ سے	مِنْ عِبَادِہِ۔ اس کے بندے		الْعُلَمٰٓؤُا۔ علم والے
اِنَّ۔ بیشک	اللّٰہَ۔ اللہ	عَزِیْزٌ۔ غالب ہے	غَفُوْرٌ۔ بخشنے والا
اِنَّ۔ بیشک	الَّذِیْنَ۔ وہ جو	یَتْلُوْنَ۔ پڑھتے ہیں	کِتٰبَ۔ کتاب
اللّٰہِ۔ اللہ کی	وَ۔ اور	اَقَامُوا۔ قائم رکھیں	الصَّلٰوۃَ۔ نماز
وَ۔ اور	اَنْفَقُوْا۔ خرچ کریں	مِمَّا۔ اس سے	رَزَقْنٰھُمْ۔ جو ہم نے انکو دیا
سِرًّا۔ پوشیدہ	وَّ۔ اور	عَلَانِیَۃً۔ ظاہر	یَّرْجُوْنَ۔ امید رکھتے ہیں

تِجَارَۃً۔ ایسی تجارت کی جو لَنْ۔ ہرگز نہ تَبُوْرَ۔ برباد ہو لِیُوَفِّیَہُمْ۔ تاکہ پورا دے انکو

اُجُوْرَ۔ اجر ھُمْ۔ ان کے وَ۔ اور یَزِیْدَ۔ زیادہ دے

ھُمْ۔ ان کو مِنْ فَضْلِہٖ۔ اپنے فضل سے اِنَّہٗ۔ بیشک وہ

غَفُوْرٌ۔ بخشنے والا شَکُوْرٌ۔ قدردان ہے وَ۔ اور الَّذِیْ۔ وہ جو

اَوْحَیْنَا۔ وحی کی ہم نے اِلَیْکَ۔ تیری طرف مِنَ الْکِتٰبِ۔ کتاب ھُوَ۔ وہ

الْحَقُّ۔ حق ہے مُصَدِّقًا۔ تصدیق کرتی ہے لِمَا۔ اس کی جو بَیْنَ یَدَیْہِ۔ پہلے اس سے ہے

اِنَّ۔ بیشک اللّٰہَ۔ اللہ بِعِبَادِہٖ۔ اپنے بندوں سے لَخَبِیْرٌ۔ خبردار

بَصِیْرٌ۔ دیکھنے والا ہے ثُمَّ۔ پھر اَوْرَثْنَا۔ وارث بنایا ہمنے الْکِتٰبَ۔ کتاب کا

الَّذِیْنَ۔ ان کو جنہیں اصْطَفَیْنَا۔ چنا ہم نے مِنْ عِبَادِنَا۔ اپنے بندوں سے فَمِنْہُمْ۔ تو بعض ان سے

ظَالِمٌ۔ ظالم ہیں لِنَفْسِہٖ۔ اپنی جان کیلیے وَ۔ اور مِنْہُمْ۔ کچھ ان سے

مُقْتَصِدٌ۔ میانہ رو ہیں وَ۔ اور مِنْہُمْ۔ کچھ ان سے سَابِقٌ۔ بڑھنے والے ہیں

بِالْخَیْرٰتِ۔ نیکیوں کی طرف بِاِذْنِ۔ حکم اللّٰہِ۔ خدا سے ذٰلِکَ۔ یہ

ھُوَ۔ وہ ہے الْفَضْلُ۔ فضل الْکَبِیْرُ۔ بڑا جَنّٰتُ۔ باغ ہیں

عَدْنٍ۔ ہمیشہ کے یَدْخُلُوْنَہَا۔ داخل ہوں گے اس میں یُحَلَّوْنَ۔ پہنائے جائیں فِیْہَا۔ اس میں

مِنْ اَسَاوِرَ۔ کنگن مِنْ ذَھَبٍ۔ سونے کے وَ۔ اور لُؤْلُؤًا۔ موتی

وَ۔ اور لِبَاسُہُمْ۔ لباس ان کا فِیْہَا۔ اس میں حَرِیْرٌ۔ ریشم ہوگا۔

وَ۔ اور قَالُوا۔ کہیں گے الْحَمْدُ۔ سب تعریفیں لِلّٰہِ۔ اللہ کو ہیں

الَّذِیْ۔ وہ جو اَذْھَبَ۔ لے گیا عَنَّا۔ ہم سے الْحَزَنَ۔ غم

اِنَّ۔ بیشک رَبَّنَا۔ ہمارا رب لَغَفُوْرٌ۔ بخشنے والا شَکُوْرٌ۔ قدردان ہے

الَّذِیْ۔ وہ جس نے اَحَلَّنَا۔ اتارا ہمیں دَارَ۔ گھر الْمُقَامَۃِ۔ قیام ہیں

مِنْ فَضْلِہٖ۔ اپنے فضل سے لَا۔ نہیں یَمَسُّنَا۔ پہنچے گی ہمیں فِیْہَا۔ اس میں

نَصَبٌ۔ بھوک وَ۔ اور لَا۔ نہ یَمَسُّنَا۔ پہنچے ہمیں

فِیْہَا۔ اس میں تکان لُغُوْبٌ۔ تکان وَ۔ اور الَّذِیْنَ۔ وہ جو

کَفَرُوْا۔ کافر ہیں لَہُمْ۔ ان کے لیے نَارُ۔ آگ ہے جَہَنَّمَ۔ جہنم کی

لَا۔ نہ یُقْضٰی۔ فیصلہ ہو عَلَیْہِمْ۔ ان کا کہ فَیَمُوْتُوْا۔ مرجائیں

وَ - اور | لَا - نہ | یُخَفَّفُ - کم کیا جائے گا | عَنْهُمْ - ان سے
مِّنْ عَذَابِهَا - اس کا عذاب | كَذٰلِكَ - اسی طرح | نَجْزِیْ - بدلہ دیتے ہیں ہم
كُلَّ - ہر | كَفُوْرٍ - ناشکرے کو | وَ - اور | هُمْ - وہ
یَصْطَرِخُوْنَ - چیختے ہونگے | فِیْهَا - اس میں | رَبَّنَا - اے ہمارے رب | اَخْرِجْنَا - نکال ہم کو
نَعْمَلْ - ہم عمل کرینگے | صَالِحًا - نیک | غَیْرَ - سوا | الَّذِیْ - اس کے جو
كُنَّا - تھے ہم | نَعْمَلُ - عمل کرتے | اَوَ - کیا | لَمْ - نہ
نُعَمِّرْكُمْ - عمر دی ہم نے | كُمْ - تم کو | مَا - اتنی کہ | یَتَذَكَّرُ - نصیحت لیتا
فِیْهِ - اس میں | مَنْ - جو | تَذَكَّرَ - نصیحت لینا چاہتا | وَ - اور
جَآءَ - آیا | كُمُ - تمہارے پاس | النَّذِیْرُ - ڈرانے والا | فَذُوْقُوْا - تو چکھو
فَمَا - کہ نہیں ہے | لِلظّٰلِمِیْنَ - ظالموں کا | مِنْ نَّصِیْرٍ - کوئی مددگار

خلاصہ تفسیر چوتھا رکوع سورۃ فاطر پ ۲۲

اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً - کیا نہ دیکھا تو نے کہ اللہ نے آسمان سے پانی نازل کیا۔ یعنی بارش نازل فرمائی۔

فَاَخْرَجْنَا بِهٖ ثَمَرٰتٍ مُّخْتَلِفًا اَلْوَانُهَا - تو نکالے ہم نے اس سے پھل رنگ برنگ۔

یعنی سبز، سرخ، زرد مثل انار، سیب، انجیر، انگور، انار، کھجور، کیلا، سنگترہ، ناشپاتی، چکوترہ یعنی بگوگوشہ، بیر، فالسے، موسمی، آم، خربوزہ، تربوز، لوکاٹ، خوبانی، لیچی، ارنڈ، ککڑی، سرداد غیرہ وغیرہ کے بیشمار۔

وَمِنَ الْجِبَالِ جُدَدٌ بِیْضٌ وَّ حُمْرٌ مُّخْتَلِفٌ اَلْوَانُهَا وَغَرَابِیْبُ سُوْدٌ - اور پہاڑوں میں راستے ہیں سفید اور سرخ مختلف اللون اور کالے بھجنگ۔

یعنی پھلوں میں جیسے مختلف الالوان ہیں ایسے ہی پہاڑوں میں راستے سفید پتھر والے سفید، سرخ پتھر والے سرخ رنگ کے اور سیاہ پتھر والے پہاڑوں میں سیاہ رنگ کے راستے۔ یہاں اللہ تعالے نے اپنے نشانہائے قدرت اور آثار صنعت ظاہر فرمائے تاکہ اس کی ذات وصفات پر استدلال کیا جاسکے

وَمِنَ النَّاسِ وَالدَّوَآبِّ وَالْاَنْعَامِ مُخْتَلِفٌ اَلْوَانُهٗ كَذٰلِكَ اِنَّمَا یَخْشَى اللّٰهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمٰٓؤُا اِنَّ اللّٰهَ عَزِیْزٌ غَفُوْرٌ - اور بعض آدمیوں اور جانوروں اور چوپایوں کے رنگ ایسے

ہی مختلف ہیں اللہ سے ڈرتے والے بندوں میں وہی ہیں جو علم رکھتے ہیں بے شک اللہ عزت والا اور بخشنے والا ہے۔

علماء پر خوف و خشیتہ کا حصر اس وجہ سے فرمایا کہ وہ صفات الٰہی اور عظمت کو جانتے ہیں اسی سے علم کا تفاوت کچھ زیادہ کی نسبت سے ہے جتنا علم زیادہ ہوا اتنا ہی خوف بھی زیادہ ہوا ہے۔ اسٹیج پر بولنے والے واعظ قسم کے علماء اس تعریف میں داخل نہیں کہ وہ محض پیشہ ور کاسب اموال ہیں۔

وہ علماء جو خشیتہ الٰہی کے ماتحت اپنے لیل و نہار گذارتے ہیں وہ اخص الخواص ہیں موجودہ دور میں پیشہ ور زیادہ ہیں اور خوف و خشیت والے معدوم نہیں لیکن نادر ہیں اور اللہ تعالے عزت والا بخشنے والا ہے جسے چاہے معاف فرمادے۔

اِنَّ الَّذِیْنَ یَتْلُوْنَ کِتٰبَ اللّٰہِ وَاَقَامُوا الصَّلٰوۃَ وَاَنْفَقُوْا مِمَّا رَزَقْنٰھُمْ سِرًّا وَّعَلَانِیَۃً یَّرْجُوْنَ تِجَارَۃً لَّنْ تَبُوْرَ۔ بے شک وہ جو پڑھتے ہیں اللہ کی کتاب اور قائم رکھتے ہیں نماز اور ہمارے دیے سے خرچ کرتے ہیں پوشیدہ اور ظاہر امید رکھتے ہیں ایسی تجارت کی جس میں ہرگز نقصان نہیں۔

یہ ان اہل علم کی تعریف ہے جو کتاب اللہ پڑھتے نماز قائم رکھتے اور جو اللہ کے دیے ہوئے رزق میں سے تنہا خوری کی بجائے غرباء و مساکین اور یتامی پر خرچ کرتے ہیں اور یہ خرچ علانیہ و پوشیدہ وہ کرتے ہیں اور کتاب اللہ سے مراد قرآن کریم ہے جسے وہ سمجھ کر اللہ تعالے کی جبروت اور اس کی عزت و شان جانتے ہیں پھر ان میں اللہ تعالے کی طرف سے اس خیرات میں ایسی تجارت کی امید ہے جس میں نقصان و خسران کا احتمال نہیں آگے ارشاد ہے۔

لِیُوَفِّیَھُمْ اُجُوْرَھُمْ وَیَزِیْدَھُمْ مِّنْ فَضْلِہٖ اِنَّہٗ غَفُوْرٌ شَکُوْرٌ۔ تاکہ ان کے نیک عمل کا پورا پورا ثواب دے اور اپنے فضل سے اور زیادہ عطا فرمائے بے شک وہ بخشنے والا قدر فرمانے والا ہے جبکہ وہ امید رکھتے ہیں تو ان کی امید سے بھی زیادہ انہیں بخشا جائے۔

وَالَّذِیْٓ اَوْحَیْنَآ اِلَیْکَ مِنَ الْکِتٰبِ ھُوَ الْحَقُّ مُصَدِّقًا لِّمَا بَیْنَ یَدَیْہِ اِنَّ اللّٰہَ بِعِبَادِہٖ لَخَبِیْرٌۢ بَصِیْرٌ۔ اور وہ جو ہم نے تمہاری طرف وحی فرمائی کتاب وہی حق ہے اور پہلی کتابوں کی تصدیق کرتی ہے بے شک وہ اپنے بندوں سے خبردار اور دیکھنے والا ہے۔

وحی کے ذریعہ جو کتاب کا ذکر ہے اس سے مراد قرآن کریم ہے اور کاف تخاطب کا حضور کی طرف ہے یعنی سید عالم صلے اللہ علیہ وسلم کی امت کو یہ کتاب عطا فرمائی جیسے تمام کتابوں پر فضیلت ہے۔ اور جن کی امت تمام امم ماضیہ سے اشرف ہے اور اللہ تعالے تمام کے تمام لوگوں کے ظاہر و باطن کو

جاننے والا ہے۔

ثُمَّ اَوْرَثْنَا الْكِتَابَ الَّذِيْنَ اصْطَفَيْنَا مِنْ عِبَادِنَا فَمِنْهُمْ ظَالِمٌ لِّنَفْسِهٖ وَمِنْهُمْ مُّقْتَصِدٌ وَمِنْهُمْ سَابِقٌۢ بِالْخَيْرَاتِ بِاِذْنِ اللّٰهِ ذٰلِكَ هُوَ الْفَضْلُ الْكَبِيْرُ۔ پھر ہم نے وارث کیا کتاب کا اپنے چنے ہوئے بندوں کو (یعنی حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے امتیوں کو یہ کتاب عطا فرمائی جنہوں تمام امتوں پر فضیلت ہے اور سید عالم صلے اللہ علیہ وسلم کی بلندی اور نیاز مندی کی شرافت سے وہ نوازے گئے ان کے مختلف مدارج و مراتب ہیں) تو ان میں کوئی اپنی جان پر ظلم کرتا ہے اور ان میں کوئی درمیانہ روی میں ہے اور ان میں کوئی وہ ہے جو بھلائیوں میں سبقت لے گیا یہی وہ فضیلت ہے جو اللہ کا بڑا فضل ہے۔

حضرت سید المفسرین ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ یہ تین گروہ وہ ہیں جن کی تفصیل یہ ہے۔

سبقت لے جانے والا گروہ مومن و مخلص ہے۔

اور مقتصد گروہ یعنی میانہ روی میں رہنے والا گروہ وہ ہے جس کے عمل ہیں مگر ریا سے ملوث ہیں۔

اور ظالم لنفسہ یعنی اپنی جان پر ظلم کرنے والا وہ گروہ ہے جو نعمات الٰہی کا منکر تو نہیں لیکن شکر بھی بجا نہ لائے۔

حضور سید یوم النشور صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

ہمارا سابق بالخیرات تو سابق ہی ہے

اور مقتصد ناجی ہے۔

اور ظالم مغفور۔

دوسری حدیث میں فرمایا۔

نیکیوں میں سبقت لے جانے والا بے حساب جنت میں جائیگا۔

اور مقتصد سے حساب ہوگا لیکن اس کے حساب میں آسانی ہوگی۔

اور ظالم حساب میں روکا جائے گا جس سے اسے پریشانی ہو مگر وہ بھی جنت میں داخل ہوگا۔

حضرت ام المؤمنین صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا۔

سابق عہد رسالت کے وہ عشرہ مبشرہ ہیں جن کے لیے حضور نے بشارت جنت دی۔

اور مقتصد وہ اصحاب ہیں جو حضور کے طریقہ پر عامل رہے۔

اور ظالم لنفسہ ہم تم لوگ ہیں۔ یہاں ام المؤمنین کا یہ فرمانا کمال انکسار کا مظاہرہ ہے کہ اپنے کو آپ تیسرے طبقہ میں شمار فرما رہی ہیں۔

باآنکہ آپ جلالت مرتبت ہیں وہ ہیں جو آیت تطہیر بتارہی ہے اس لیے کہ سیاق آیۂ تطہیر ازواج مطہرات کے لیے ہے جو یٰنِسَآءَ النَّبِیِّ لَسْتُنَّ كَاَحَدٍ مِّنَ النِّسَآءِ سے شروع ہوکر اِنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَيْتِ پر ختم ہے اور اس کے علاوہ مفسرین نے بہت کچھ لکھا ہے جو مختصر تفسیر میں بیان ہوگا۔

پھر ہر سہ گروہ کے لیے ارشاد ہے۔

جَنّٰتُ عَدْنٍ يَّدْخُلُوْنَهَا يُحَلَّوْنَ فِيْهَا مِنْ اَسَاوِرَ مِنْ ذَهَبٍ وَّلُؤْلُؤًا وَّلِبَاسُهُمْ فِيْهَا حَرِيْرٌ۔ ہمیشہ آباد رہنے کے باغیچے ہیں جن میں یہ (ہر سہ گروہ) داخل ہوں (اور ان ہر سہ گروہ کو) سونے کے کنگن اور موتی کے زیور پہنائے جائیں گے اور ان کا لباس وہاں ریشم ہوگا۔

اور جنت میں داخل ہونے کے بعد ان کا یہ بیان ہو جس کا تذکرہ فرمایا گیا۔

وَقَالُوا الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْٓ اَذْهَبَ عَنَّا الْحَزَنَ اِنَّ رَبَّنَا لَغَفُوْرٌ شَكُوْرُ نِ الَّذِيْٓ اَحَلَّنَا دَارَ الْمُقَامَةِ مِنْ فَضْلِهٖ لَا يَمَسُّنَا فِيْهَا نَصَبٌ وَّلَا يَمَسُّنَا فِيْهَا لُغُوْبٌ۔ اور کہیں گے سب تعریفیں اللہ تعالےٰ کو جس نے ہمارا غم دور کیا (اور ہمیں اپنے فضل و کرم سے بخش دیا) بے شک ہمارا رب بخشنے والا قدر فرمانے والا ہے۔

(یعنی ہمیں عذاب جہنم کا خوف اور گناہوں کا غم تھا یا جو ہمنے عمل کیے ان کا فکر تھا کہ قبول ہوں گے یا نہیں اور ہول قیامت کی فکر تھی کہ وہاں کیا ہوگا اس پر وہ بخشش دیکھ کر حمد الٰہی کریں گے اور کہیں گے کہ) وہ جس نے ہمیں آرام کی جگہ اتارا اور یہ سب اس کے فضل سے ہے کہ ہمیں نہ کوئی تکلیف پہنچی اور نہ ہمیں اس میں کوئی ناپسندیدگی محسوس ہوتی

وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَهُمْ نَارُ جَهَنَّمَ لَا يُقْضٰى عَلَيْهِمْ فَيَمُوْتُوْا وَلَا يُخَفَّفُ عَنْهُمْ مِّنْ عَذَابِهَا كَذٰلِكَ نَجْزِيْ كُلَّ كَفُوْرٍ۔ اور وہ جو کافر رہے ان کے لیے آگ جہنم کی ہے نہ انہیں قضا آئے کہ مرجائیں اور نہ ان پر ان کا عذاب کچھ ہلکا کیا جائے ہم ایسی ہی سزا دیتے ہیں ہر ناشکرے کو۔

دوسری جگہ ارشاد ہے ثُمَّ لَا يَمُوْتُ فِيْهَا وَلَا يَحْيٰى۔ پھر وہ نہ مریں نہ زندہ رہیں مرنا تو یوں نہیں کہ اگر مرجائیں تو عذاب سے نجات پائیں اور جینا یوں نہیں کہ وہاں کی تکالیف سے موت پسند کریں اور عذاب جہنم میں ان کی چیخ و پکار سے تخفیف بھی نہ ہو چنانچہ آگے ارشاد ہے۔

وَهُمْ يَصْطَرِخُوْنَ فِيْهَا رَبَّنَآ اَخْرِجْنَا نَعْمَلْ صَالِحًا غَيْرَ الَّذِيْ كُنَّا نَعْمَلُ۔ وہ اس جہنم میں چیخیں اور پکاریں کہ اے ہمارے رب ہمیں نکال تاکہ ہم اچھے عمل کریں ان اعمال کے خلاف جو ہم

پہلے کر چکے ہیں۔ اس کے جواب میں ارشاد ہو۔
اَوَلَمْ نُعَمِّرْكُمْ مَّا يَتَذَكَّرُ فِيْهِ مَنْ تَذَكَّرَ وَجَآءَكُمُ النَّذِيْرُ فَذُوْقُوْا فَمَا لِلظّٰلِمِيْنَ مِنْ نَّصِيْرٍ۔ کیا ہم نے تمہیں وہ عمر نہ دی تھی جس میں سمجھ لیتا جسے سمجھنا ہوتا اور ڈر سنانے والا تم میں تشریف لایا تو اب چکھو عذاب کہ ظالموں کے لیے کوئی مددگار نہیں۔
یعنی ہم نے تمہیں عمریں دیں اور اپنے حبیب محمد صلے اللہ علیہ وسلم تم میں بھیجے مگر تم نے ان کی دعوت قبول نہ کی ان کی فرمانبرداری کی طرف تم نہ جھکے۔ لہذا اب عذاب اپنے اعمال کے بدلے قبول کرو اور سزا کا مزہ چکھو ہمارے یہاں ظلم کی مدد نہیں ہے۔

مختصر تفسیر اردو چوتھا رکوع سورۃ فاطر پ ۲۲

تفسیر سے پہلے چند لغات کا حل سمجھ لینا ضروری ہے وھو ہذا۔
جُدَدٌ۔ جمع جُدَّةٌ کی ہے جُدَّہ خط اور راستے کو کہتے ہیں۔ گدھے کی لپشت پر جو ریڑھ کی ہڈی دم تک ہوتی ہے اس پر ایک خط سیاہ ہوتا ہے اسے جُدَّۃُ الْحِمَارِ کہتے ہیں۔
چادر پر جو دھاریاں ہوتی ہیں اسے عربی میں کِسَآءٌ مُّجَدَّدٌ بولتے ہیں۔
آیہ کریمہ میں وَمِنَ الْجِبَالِ جُدَدٌۢ بِيْضٌ جو فرمایا اس سے پہاڑوں کے طبقے مراد ہیں۔
بِیْضٌ جمع ہے اَبْيَضُ کی اور اَبْيَض سفید رنگ کو کہتے ہیں۔ اس کی اصل بُيْضٌ ہے یے سلامت رکھنے کو بے کے ضمہ کو کسرہ سے بدل دیا۔ بِيْضٌ اس لیے پڑھا گیا۔
حُمْرٌ جمع ہے حَمْرَآءُ کی اور حَمْرَآءُ مؤنث ہے احمر کا اور احمر کے معنی سرخ رنگ کے ہیں۔
غَرَابِيْبُ سُوْدٌ۔ غَرَابِيْب جمع ہے غِرْبِيْبٌ کی اور غربیب سخت سیاہ کو کہتے ہیں جیسے اردو میں کالا بھوچنگ بولتے ہیں اور تیز سرخ کو لال بھبوکا کہتے ہیں تو یہاں غَرَابِيْبُ سُوْد فرما کر غرابیب تاکید کے لیے لایا گیا اور بطور مبالغہ تاکید کو مؤکد پر مقدم کیا گیا۔
كَذٰلِكَ۔ کا کاف مختلف کے مصدر محذوف کی صفت کے متعلق ہے تو عبارت یوں ہوئی مُخْتَلِفٌ اِخْتِلَافًا كَائِنًا كَذٰلِكَ اَیْ كَاخْتِلَافِ الثِّمَارِ وَالْجِبَالِ۔
اِنَّمَا يَخْشَى اللّٰهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمٰٓؤُا۔ یہاں اَلْعُلَمٰٓؤُا۔ یخشی کا فاعل ہے اور اللہ مفعول ہے۔
جَنّٰتُ عَدْنٍ۔ یہ بدل ہے اَلْفَضْلُ الْكَبِيْرُ سے یا مبتدا ہے اور خبر یدخلونہا ہے۔

يُحَلَّوْنَ فِيْهَا مِنْ اَسَاوِرَ میں يُحَلَّوْنَ دوسری خبر ہے جنت عدن کی یا حال۔ اَسَاوِر جمع ہے اسورۃ کی اور اسورہ کا مفرد سوار ہے۔ سوار زیور کو کہتے ہیں۔

وَلُؤْلُؤًا۔ اس کا عطف يُحَلَّوْنَ مِنْ اَسَاوِرَ پر ہے۔

اَذْهَبَ عَنَّا الْحَزَنَ۔ حَزَن بفتحتین اور حُزْن بضم حاء وسکون زا۔ دونوں کے معنے رنج وغم کے ہیں۔

اَحَلَّنَا دَارَ الْمُقَامَةِ۔ مُقَامَة صیغہ مفعول ہے یعنی اقامہ مستعمل ہے۔ اس لیے کہ صیغہ اسم مفعول اکثر مصدر کے معنی میں مستعمل ہوتا ہے۔ خواہ کسی باب سے ہو جیسے رَبِّ اَدْخِلْنِیْ مُدْخَلَ صِدْقٍ وَّاَخْرِجْنِیْ مُخْرَجَ صِدْقٍ اور مَزَّقْنٰهُمْ كُلَّ مُمَزَّقٍ۔ اور یہ اس لیے کہ مصدر حقیقت میں مفعول ہی ہوتا ہے اسی وجہ میں مفعول کا مصدر کے قائم مقام ہونا جائز ہے۔

لَا يَمَسُّنَا فِيْهَا نَصَبٌ وَّلَا يَمَسُّنَا فِيْهَا لُغُوْبٌ۔ نَصَبٌ یعنی تعب اور مشقت آتا ہے اور لغوب یعنی تکان اور درماندگی مستعمل ہے۔

فَيَمُوْتُوْا۔ دراصل فَيَمُوْتُوْنَ تھا۔ فَ کے بعد اَنْ ناصبہ جو مقدر ہے اس کی وجہ سے نون اعرابی حذف ہو گیا ہے۔

وَهُمْ يَصْطَرِخُوْنَ۔ اِصْطِرَاخ مصدر ہے باب افتعال کا مشتق ہے صراخ کہتے ہیں چیخنے کو یا چلانے کو چونکہ مستغیث بھی بوقت استغاثہ بلند آواز سے فریاد کرتا ہے اسی لیے اسے اصطراخ کہتے ہیں۔ اور اس کے معنی ہیں يَسْتَغِيْثُوْنَ۔

اب مختصر تفسیر اردو چوتھا رکوع سورۂ فاطر پ۲۲ شروع ہے۔

اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً۔ کیا نہ دیکھا تو نے کہ بیشک اللہ نے نازل فرمایا آسمان سے پانی۔ یعنی اس کی قدرت کا یہ مشاہدہ نہ کیا کہ اس قادر وقیوم نے آسمان سے بارش کی۔

یہ استفہام تقریری ہے جو رویت قلبی کے بعد ہر انسان پر واضح ہے یعنی بارش کا ہونا اگرچہ آنکھ بھی دیکھتی ہے لیکن دل کی آنکھ اس کی قدرت کا مشاہدہ کرتی ہے کہ بلندی سے اسفال کی طرف پانی برسانا اسی قادر علی الاطلاق کا کام ہے اور پھر وہ بیکار نہیں بلکہ۔

فَاَخْرَجْنَا بِهٖ ثَمَرٰتٍ مُّخْتَلِفًا اَلْوَانُهَا۔ اور اس پانی سے ہم نکالتے ہیں ایسے پھل کہ جن کے رنگ مختلف ہیں۔

اَیْ اَنْوَاعٌ مِّنَ التُّفَّاحِ وَالرُّمَّانِ وَالْعِنَبِ وَالتِّيْنِ وَغَيْرِهَا مِمَّا لَا يُحْصٰى۔ یعنی اقسام سیب

اور انار اور انگور اور انجیر وغیرہ اور پھر ان کے ذائقوں کا اختلاف اور ان کے رنگ زرد، سرخ، سبز وغیرہ یعنی ایک پانی سے کتنے رنگ پھلوں میں رنگے۔ ایسے ہی

وَمِنَ الْجِبَالِ جُدَدٌ بِيضٌ وَحُمْرٌ مُّخْتَلِفٌ أَلْوَانُهَا وَغَرَابِيبُ سُودٌ۔ اور پہاڑوں سے راستے سفید سرخ مختلف رنگوں والے۔

جُدَدٌ۔ جُدّہ کی جمع ہے وَهِيَ الطَّرِيقَةُ مِنْ جَدَّهُ إِذَا قَطَعَهُ۔ وہ راستہ ہے۔ جَدّہ کہتے ہیں جب راستہ کاٹ لیا جائے۔

وَقَالَ أَبُو الْفَضْلِ هِيَ مِنَ الطَّرَائِقِ مَا يُخَالِفُ لَوْنُهُ لَوْنَ مَا يَلِيهِ وَمِنْهُ جُدَّةُ الْحِمَارِ لِلْخَطِّ الَّذِي فِي وَسْطِ ظَهْرِهِ يُخَالِفُ لَوْنَهُ۔ ابو الفضل کہتے ہیں وہ راستوں میں جو مختلف رنگ ہوتے ہیں اسے جُدّہ بولتے ہیں۔ اور گدھے کی پشت پر جو ایک خط ہوتا ہے اسے بھی جدّہ بولتے ہیں۔

اور ابن الازرق نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے جدہ کے متعلق پوچھا تو آپ نے فرمایا طَرَائِقُ طَرِيقَةٌ بَيْضَاءُ وَطَرِيقَةٌ خَضْرَاءُ۔ وہ راستے ہیں ایک راستہ سپید ہے کہیں راستہ سبز ہے۔

صاحب لوامع کہتے ہیں هُوَ جَمْعُ جَدِيدٍ بِمَعْنَى آثَارٍ جَدِيدَةٍ وَاضِحَةِ الْأَلْوَانِ۔

اور غرابیب غربیب کی جمع ہے وہ دور کی سیاہی ہے هُوَ الَّذِي أَبْعَدُ فِي السَّوَادِ وَأَغْرَبُ مِنْهُ وَمِنْهُ الْغُرَابُ۔ خلاصہ یہ کہ سخت سیاہ جیسے کالا بھجنگ کہتے ہیں اور اسی وجہ میں غُراب کوے کو کہتے ہیں چنانچہ حدیث میں ہے إِنَّ اللَّهَ يُبْغِضُ الشَّيْخَ الْغِرْبِيبَ وَهُوَ الَّذِي يَخْضِبُ بِالسَّوَادِ اللہ تعالیٰ شیخ غربیب کو بغض سے دیکھتا ہے اور شیخ غربیب وہ ہے جو بڈھا ہو کر بالوں پر سیاہ خضاب کرے اور مَنْ سَوَّدَ شَعْرَهُ سَوَّدَ اللَّهُ وَجْهَهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ بھی فرمایا گیا۔

وَمِنَ النَّاسِ وَالدَّوَابِّ وَالْأَنْعَامِ مُخْتَلِفٌ أَلْوَانُهُ كَذَٰلِكَ۔ اور لوگوں سے اور دواب اور چارپایوں سے بھی مختلف رنگ ہیں ایسے ہی۔

جیسے پھلوں اور پھولوں میں اور یہ سب صانع مطلق کی صنعت و رنگ آمیزی ہے بقول شاعر

رنگ وہ رنگتے ہیں جس رنگ کا رنگنا مشکل
روپ وہ بھرتے ہیں جس روپ کا بھرنا ہے کٹھن

ان تمام علامات قدرت کا بیان فرما کر ارشاد ہے۔

إِنَّمَا يَخْشَى اللَّهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمَاءُ۔ اللہ سے ڈرنے والے اس کے بندوں میں علماء ہی ہیں۔ یعنی جیسے رنگ اور طبائع کا اختلاف ہے ایسے ہی بندوں میں خشیۃ اللہ کے درجات کا بھی اختلاف ہے۔ ایسے ہی ابن منذر ابن جریج سے روایت کرتے ہیں إِنَّهُ قَالَ فِي الْآيَةِ كَمَا اخْتَلَفَتْ هَٰذِهِ الْأَنْعَامُ

تَخْتَلِفُ النَّاسُ فِيْ خَشْيَۃِ اللّٰہِ عَزَّوَجَلَّ۔

وَالْمُرَادُ بِالْعُلَمَاءِ الْعَالِمُوْنَ بِاللّٰہِ عَزَّوَجَلَّ لَا الْعَارِفُوْنَ بِالنَّحْوِ وَالصَّرْفِ مَثَلًا فَمَدَارُ الْخَشْیَۃِ ذَالِکَ الْعِلْمُ لَا ھٰذِہِ الْمَعْرِفَۃُ فَکُلُّ مَنْ کَانَ اَعْلَمُ بِہٖ تَعَالٰی کَانَ اَخْشٰی۔

علماء سے مراد وہ ہیں جو اللہ تعالےٰ کا عرفان رکھیں نہ کہ وہ جو نحو و صرف کے عالم ہیں تو مدار خشیت علم وعرفان الٰہی ہے نہ کہ وہ معرفت جو صرف و نحو وغیرہ منطق و تاریخ سے متعلق ہو تو ہر وہ شخص جو اللہ تعالےٰ کا عرفان زیادہ رکھتا ہے وہی اللہ تعالےٰ کی خشیت زیادہ رکھتا ہے۔

رَوَی الدَّارِمِیُّ عَنْ عَطَاءٍ قَالَ قَالَ مُوْسٰی عَلَیْہِ السَّلَامُ یَا رَبِّ اَیُّ عِبَادِکَ اَحْکَمُ قَالَ الَّذِیْ یَحْکُمُ لِلنَّاسِ کَمَا یَحْکُمُ لِنَفْسِہٖ۔

قَالَ یَا رَبِّ اَیُّ عِبَادِکَ اَغْنٰی قَالَ اَرْضَاھُمْ بِمَا قَسَمْتُ لَہٗ۔

قَالَ یَا رَبِّ اَیُّ عِبَادِکَ اَخْشٰی قَالَ اَعْلَمُھُمْ بِیْ۔

دارمی حضرت عطا سے راوی ہیں فرماتے ہیں کہ موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا اے میرے رب تیرے کونسے بندے صحیح حکم دینے والے ہیں فرمایا جو لوگوں پر وہی حکم کریں جو اپنے نفس پر حکم کرتے ہیں۔ عرض کیا اے میرے رب کونسے بندے سب سے زیادہ بے پرواہ غنی ہیں فرمایا جو میری تقسیم پر راضی ہیں موسیٰ نے عرض کی الٰہی کونسے تیرے بندے زیادہ تجھ سے خوف کرتے ہیں فرمایا جو میری شیون قدرت کو زیادہ جاننے والے ہیں۔

اس روایت سے بھی یہی ثابت ہوتا ہے کہ علما وہی ہیں جو دین کا علم رکھتے ہیں اور اسی مفہوم کو حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اَنَا اَخْشَاکُمْ لِلّٰہِ وَاَتْقَاکُمْ لَہٗ۔ میں سب سے زیادہ اللہ سے ڈرنے والا اور منہیات سے اجتناب کرنے والا ہوں۔

اِنَّ اللّٰہَ عَزِیْزٌ غَفُوْرٌ۔ بے شک اللہ غالب اور بخشنے والا ہے۔

یہ آیت کریمہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی شان میں نازل ہوئی اور آپ کی خشیت عام طور پر ظاہر ہوچکی ہے۔ آگے ارشاد ہے۔

اِنَّ الَّذِیْنَ یَتْلُوْنَ کِتَابَ اللّٰہِ وَاَقَامُوا الصَّلٰوۃَ وَاَنْفَقُوْا مِمَّا رَزَقْنٰھُمْ سِرًّا وَّعَلَانِیَۃً یَّرْجُوْنَ تِجَارَۃً لَّنْ تَبُوْرَ۔ وہ لوگ جو اللہ کی کتاب کی تلاوت کرتے اور نماز قائم رکھتے اور ہمارے دیے سے خفیہ و علانیہ خرچ کرتے ہیں اور امیدوار ہیں ایسی تجارت کے جس میں ہرگز ٹوٹا نہیں۔

یَتْلُوْنَ کِتَابَ اللّٰہِ وَاَقَامُوا الصَّلٰوۃَ پر آلوسی فرماتے ہیں یُدَاوِمُوْنَ عَلٰی قِرَاءَتِہٖ حَتّٰی صَارَ

سِیْمَاہُمْ یعنی کتاب کی تلاوت اور نماز ادا کرتے ہیں حتی کہ ان کی پیشانیوں پر نشان ہیں۔

علامہ عبد الغنی بن سعید ثقفی اپنی تفسیر میں ابن عباس رضی اللہ عنہما سے راوی ہیں اِنَّہَا نَزَلَتْ فِیْ حُصَیْنِ بْنِ الْحٰرِثِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ الْقُرَشِیِّ تُنْوَاتُ الْعِبْرَۃُ بِعُمُوْمِ اللَّفْظِ۔ یہ آیت حضرت حصین بن حارث کی شان میں نازل ہوئی لیکن عبرت عموم لفظ کے ساتھ ہوتی ہے۔

بنا بریں یہ بشارت ہر اس مومن کے لیے عام ہے جو ان صفات سے متصف ہو۔

اور سدی کہتے ہیں ھُمْ اَصْحَابُ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ۔

اور عطا فرماتے ہیں کہ اس تعریف میں عامۂ مومنین داخل ہیں اور یہی قول راجح ہے۔ کہ اس میں اول درجہ کے اندر صحابہ کرام ہیں۔

اور ایک قول ہے کہ یَتْلُوْنَ کِتٰبَ اللّٰہِ سے مراد یَتَّبِعُوْنَہٗ فَیَعْمَلُوْنَ بِمَا فِیْہِ۔ اِنَّ الَّذِیْنَ یَتْلُوْنَ کِتٰبَ اللّٰہِ سے مراد یہ ہے کہ اتباع کتاب کرتے ہوئے جو کچھ اس میں ہے اس پر عمل کریں۔

گو مفہوم آیت سے یہ معنی متبادر ہوتے ہیں کہ کتاب اللہ پڑھتے ہوئے اس کے مخارج و حقوق کا لحاظ رکھنے والے اسی تعریف میں داخل ہیں اسی لیے حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا رُبَّ قَارِیٍٔ لِلْقُرْاٰنِ وَالْقُرْاٰنُ یَلْعَنُہٗ۔ بہت سے قرآن ایسے پڑھتے ہیں کہ قرآن ان پر لعنت کرتا ہے۔

اور جبکہ اللہ تعالےٰ نے اول خشیۃ الٰہی کا ذکر فرمایا جو عمل بالقلب ہے اس کے بعد عمل اللسان اور عمل جوارح ہے پھر عبادت مالی ہے۔

اور یُنْفِقُوْنَ سِرًّا وَّعَلَانِیَۃً سے یہ امر واضح ہوا کہ اخلاص کے ساتھ خرچ کرنے والا پوشیدہ خرچ کرے یا علانیہ دونوں میں ماجور ہے البتہ یہ فرق ضرور ہے کہ

اَلسِّرُّ فِی الْاِنْفَاقِ الْمَسْنُوْنِ وَالْعَلَانِیَۃُ فِی الْاِنْفَاقِ الْمَفْرُوْضِ۔ صدقات مسنونہ پوشیدہ کرنے مسنون ہیں اور صدقات مفروضہ مثل زکوۃ وغیرہ کے علانیہ دینے بہتر ہیں۔ مگر اسراف سے بچتے ہوئے وَلَمْ یَبْسُطُوْٓا اَیْدِیَہُمْ کُلَّ الْبَسْطِ آگے ارشاد ہے۔

یَرْجُوْنَ تِجَارَۃً لَّنْ تَبُوْرَ۔ امید رکھتے ہیں اپنے رب کے ساتھ ایسی تجارت کی جس میں کھوٹ اور نقصان نہیں ہے۔

اَیْ مُعَامَلَۃً مَّعَ اللّٰہِ بِنَیْلِ رِبْحِ الثَّوَابِ۔ یعنی اللہ تعالےٰ سے معاملہ رکھنا ثواب کا نفع حاصل کرنے کو اسی بنا پر روح المعانی میں ہے۔ اِنَّ التِّجَارَۃَ مَجَازٌ عَمَّا ذُکِرَ۔ یہاں مجازًا التجارۃ فرمایا گیا۔ اور لَنْ تَبُوْرَ کے یہاں معنی ہیں لَنْ تَکْسُدَ وَلَنْ تَہْلِکَ بِالْخُسْرَانِ۔ اللہ سے جو معاملہ کیا جائے

وہ بیت کے کھوٹ سے نہ ہو تو وہ ضائع نہیں ہوتا اور اس میں نقصان و خسران کا احتمال نہیں۔
چنانچہ قتادہ اس کی تفسیر میں فرماتے ہیں اَلتِّجَارَۃُ بِالْجَنَّۃِ اَنَّھَا مَجَازٌ عَنِ الرِّبْحِ۔ آگے ارشاد ہے۔
لِیُوَفِّیَھُمْ اُجُوْرَھُمْ وَیَزِیْدَھُمْ مِّنْ فَضْلِہٖ اِنَّہٗ غَفُوْرٌ شَکُوْرٌ۔ تاکہ پورا پورا دیا جائے
ان کا بدلہ اور زائد عطا ہو اس کے فضل سے بے شک وہ بخشنے والا قدردان ہے۔
وَیَزِیْدَھُمْ مِّنْ فَضْلِہٖ پر مفسرین نے متعدد پہلو بیان فرمائے۔
مِنْ فَضْلِہٖ عَلٰی ذٰلِکَ مِنْ خَزَائِنِ رَحْمَتِہٖ مَا یَشَاءُ۔
ابی وائل کہتے ہیں زِیَادَتُہٗ تَعَالٰی اِیَّاھُمْ بِتَشْفِیْعِھِمْ فِیْمَنْ اَحْسَنَ اِلَیْھِمْ۔
ضحاک کہتے ہیں بِتَفْسِیْحِ الْقُلُوْبِ۔ کشادگی دلوں میں پیدا فرمانا۔
حدیث میں ہے بِتَضْعِیْفِ حَسَنَاتِھِمْ نیکیوں میں ضعف فرمانا وَیَزِیْدَھُمْ مِّنْ فَضْلِہٖ ہے
ایک قول ہے بِالنَّظَرِ اِلٰی وَجْھِہِ الْکَرِیْمِ۔ جمال الٰہی حاصل ہونا۔
وَالَّذِیْ اَوْحَیْنَا اِلَیْکَ مِنَ الْکِتَابِ ھُوَ الْحَقُّ مُصَدِّقًا لِّمَا بَیْنَ یَدَیْہِ اِنَّ اللّٰہَ
بِعِبَادِہٖ لَخَبِیْرٌ بَصِیْرٌ۔ اور وہ کتاب جو وحی فرمائی ہم نے وہ حق ہے تصدیق کرتی ہے ان کتابوں کی جو
آپ سے پہلے آئیں بے شک اللہ اپنے بندوں کے احوال سے خبردار ہے اور ہر ایک کو دیکھنے والا۔
یہاں کتاب سے مراد قرآن کریم ہے اور مِن برائے تبیین ہے اس لیے کہ حضور سے تخاطب میں
وحی کا تذکرہ مخصوص قرآن کریم کے لیے ھُوَ الْحَقُّ وہ حق ہے یعنی لَارَیْبَ فِیْہِ اس کے سچ ہونے میں
کوئی شک و شبہ نہیں اور
مُصَدِّقًا لِّمَا بَیْنَ یَدَیْہِ۔ تصدیق فرماتا ہے ان کتابوں کی جو پہلے اتریں۔
اَیْ لِمَا تَقَدَّمَ مِنَ الْکُتُبِ السَّمَاوِیَّۃِ۔ اور مصدقًا پر نصب اس لیے آیا کہ وہ حالیہ ہے یعنی
یہ کتاب حق ہے در انحالیکہ پہلی کتابوں کی تصدیق کرتی ہے۔
اِنَّ اللّٰہَ بِعِبَادِہٖ لَخَبِیْرٌ بَصِیْرٌ۔ اور بے شک اللہ محیط ہے بواطن امور اور ظواہر امور عباد سے
اور خبردار ہے اور دیکھنے والا جیسا کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اِنَّ اللّٰہَ لَا یَنْظُرُ اِلٰی اَعْمَالِکُمْ
وَاِنَّمَا یَنْظُرُ اِلٰی قُلُوْبِکُمْ۔
ثُمَّ اَوْرَثْنَا الْکِتَابَ الَّذِیْنَ اصْطَفَیْنَا مِنْ عِبَادِنَا۔ پھر وارث کیا ہم نے کتاب کا ان بندوں
کو جنہیں ہم نے چنا۔
اس جگہ بھی کتاب سے مراد عند الجمہور قرآن کریم ہے اور ثُمَّ اَوْرَثْنَا سے مراد ہے ثُمَّ اَعْطَیْنَا

مِنْ غَیْرِکَدٍّ وَّتَعَبٍ فِیْ طَلَبِہٖ۔ پھر ہم نے بلا محنت و تعب وہ قرآن کریم عطا فرمایا اپنے چنے ہوئے بندوں کو۔

اس سے مراد بقول ابن عباس رضی اللہ عنہما امت مرحومہ ہے اس لیے کہ اسے اللہ تعالیٰ نے تمام امتوں میں سے چنا ہے اور اسے امت وسط فرمایا لِیَکُوْنُوْا شُھَدَآءَ عَلَی النَّاسِ اور حضور کی ذات اقدس کو اکرم الرسل اور افضل الرسل فرمایا اور یہاں ثُمَّ اگرچہ تراخی کے لیے لیکن یہ تراخی رتبی ہے جیساکہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم سے مخاطبہ میں ارشاد ہے اِنَّآ اَرْسَلْنٰکَ بِالْحَقِّ بَشِیْرًا وَّنَذِیْرًا وَاِنْ مِّنْ اُمَّۃٍ اِلَّا خَلَا فِیْھَا نَذِیْرٌ۔ اور دوسری جگہ ارشاد ہے وَاِنَّہٗ لَفِیْ زُبُرِ الْاَوَّلِیْنَ۔

گویا اس امر کا بیان ہے کہ امم سابقہ کو بھی ہم نے کتاب دی اور بعد میں اپنے چنے ہوئے بندوں کو جو عطا فرمائی وہ اُمتِ محمدی ہے جسے قرآن کریم عطا کیا۔

فَمِنْھُمْ ظَالِمٌ لِّنَفْسِہٖ وَمِنْھُمْ مُّقْتَصِدٌ وَّمِنْھُمْ سَابِقٌ بِالْخَیْرٰتِ بِاِذْنِ اللّٰہِ۔ پھر ان میں متعدد فرقے ہوگئے۔

بعض وہ ہوئے جو اپنی جان پر ظلم کرنے والے ہیں۔

اور بعض درمیانہ رو ہیں۔

اور بعض بھلائیوں میں سبقت لے گئے۔

اس پر مفسرین کے متعدد قول ہیں۔

ظَالِمٌ لِّنَفْسِہٖ۔ وہ ہے جو کتاب پر عمل کرنے میں کوتاہی کرے اور اپنی جان پر ظلم کرے۔

اور مُقْتَصِدٌ وہ جو متردد ہو عمل کرنے اور مخالفت میں تو کبھی عمل کرے کبھی مخالفت کرے اور اصل میں معنی اقتصاد توسط کے ہیں اتباع احکام میں۔

اور سَابِقٌ بِالْخَیْرٰتِ ثواب اور جنت حاصل کرنے میں مسابقت کرنے والے یعنی بھلائیوں کے سبب اور اعمال صالحہ کے ذریعہ جنت کے مستحق ہوں۔

اور ایک قول ہے ظَالِمٌ لِّنَفْسِہٖ سے مراد معصیت شعار ہے۔

اور مقتصد درمیانہ رو۔

اور سَابِقٌ بِالْخَیْرٰتِ اعمال صالحہ میں آگے نکلنے والے۔

اور حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔

وَالظَّالِمُ لِنَفْسِہٖ مَنْ خَفَّتْ حَسَنَاتُہٗ۔ جو اعمال صالحہ میں کم ہو۔

وَالْمُقْتَصِدُ مَنِ اسْتَوَتْ جس کی نیکی اور گناہ برابر ہوں۔
وَالسَّابِقُ مَنْ رَجَحَتْ جس کی نیکیاں زیادہ ہوں۔
حضرت معاذ فرماتے ہیں۔
وَالظَّالِمُ لِنَفْسِہٖ الَّذِیْ مَاتَ عَلٰی کَبِیْرَۃٍ لَمْ یَتُبْ مِنْھَا۔ جو توبہ سے قبل معصیت شعاری ہیں مرجائے وہ ظالم لنفسہ ہے۔
وَالْمُقْتَصِدُ مَنْ مَاتَ عَلٰی صَغِیْرَۃٍ وَلَمْ یُصِبْ کَبِیْرَۃً لَمْ یَتُبْ مِنْھَا۔ مقتصد وہ ہے جو صغائر کے ارتکاب میں مرجائے اور کبائر کی حد تک نہ پہنچا ہو اور صغیرہ سے توبہ بھی نہ کی ہو۔
وَالسَّابِقُ مَنْ مَاتَ تَائِبًا مِّنْ صَغِیْرَۃٍ وَکَبِیْرَۃٍ اَوْ لَمْ یُصِبْ ذٰلِکَ سابق بالخیرات وہ ہے جو صغیرہ و کبیرہ سے توبہ کرکے مرے یا ایسے صغائر و کبائر کا اتفاق ہی نہ ہوا ہو۔
ایک قول یہ ہے کہ اَلظَّالِمُ لِنَفْسِہٖ الْعَاصِیُ الْمُسْرِفُ۔ ظالم لنفسہ وہ ہے جو عصیاں شعار ہو۔
اور مقتصد وہ ہے جو کبائر سے پرہیز کرے۔
اور سابق وہ ہے جو مطلقاً متقی اور پرہیزگار ہو۔
اور ایسے ایسے بہت سے اقوال ہیں۔
بعض نے اس کی تفسیر میں تینتالیس اقوال تک لکھے ہیں
لیکن تفاسیر کے تتبع سے یہ واضح ہوتا ہے اِنَّ الْاَصْنَافَ الثَّلَاثَۃَ مِنْ اَھْلِ الْجَنَّۃِ کہ تینوں قسم اہل جنت کی ہیں۔
چنانچہ امام احمد اور طیالسی اور عبد بن حمید اور ابن جریر اور ابن المنذر اور ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ اور بیہقی اور ترمذی حضرت ابو سعید خدری سے راوی ہیں کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ثُمَّ اَوْرَثْنَا الْکِتٰبَ الَّذِیْنَ اصْطَفَیْنَا مِنْ عِبَادِنَا فَمِنْھُمْ ظَالِمٌ لِّنَفْسِہٖ وَمِنْھُمْ مُّقْتَصِدٌ وَمِنْھُمْ سَابِقٌ بِالْخَیْرٰتِ بِاِذْنِ اللّٰہِ ھٰؤُلَاۗءِ کُلُّھُمْ بِمَنْزِلَۃٍ وَّاحِدَۃٍ وَّکُلُّھُمْ فِی الْجَنَّۃِ۔ آیت کریمہ کی تلاوت فرماکر بتایا کہ یہ سب جنتی ہونے میں بمنزلہ واحد ہیں اور سب جنتی ہیں۔
اور طبرانی اور ابن مردویہ اسامہ بن زید سے ناقل ہیں کہ حضور نے آیت کریمہ پڑھ کر فرمایا یہ تمام اس امت کے افراد ہیں اور سب جنتی ہیں۔
اور ابن النجار حضرت انس رضی اللہ عنہ سے راوی ہیں کہ حضور نے فرمایا۔ سَابِقُنَا سَابِقٌ وَمُقْتَصِدُنَا نَاجٍ وَظَالِمُنَا مَغْفُوْرٌ۔ ہمارے سابق تو سابق ہی ہیں اور مقتصد نجات یافتہ ہیں اور ہمارے ظالم

بخشنے ہوئے ہیں۔

اور امام احمد عبد بن حمید اور ابن جریر اور ابن المنذر اور ابن ابی حاتم اور طبرانی اور حاکم اور ابن مردویہ اور بیہقی حضرت ابی درداء سے راوی ہیں فرماتے ہیں سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی ثُمَّ اَوْرَثْنَا الْکِتَابَ الَّذِیْنَ اصْطَفَیْنَا مِنْ عِبَادِنَا فَمِنْھُمْ ظَالِمٌ لِّنَفْسِہٖ وَمِنْھُمْ مُّقْتَصِدٌ وَمِنْھُمْ سَابِقٌ بِالْخَیْرَاتِ بِاِذْنِ اللّٰہِ فَاَمَّا الَّذِیْنَ سَبَقُوْا فَاُولٰٓئِکَ یَدْخُلُوْنَ الْجَنَّۃَ بِغَیْرِ حِسَابٍ وَاَمَّا الَّذِیْنَ اقْتَصَدُوْا فَاُولٰٓئِکَ الَّذِیْنَ یُحَاسَبُوْنَ حِسَابًا یَسِیْرًا وَاَمَّا الَّذِیْنَ ظَلَمُوْا اَنْفُسَھُمْ فَاُولٰٓئِکَ یُحْبَسُوْنَ فِیْ طُوْلِ الْمَحْشَرِ ثُمَّ ھُمُ الَّذِیْنَ تَلَقَّاھُمُ اللّٰہُ بِرَحْمَتِہٖ فَھُمُ الَّذِیْنَ یَقُوْلُوْنَ الْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْٓ اَذْھَبَ عَنَّا الْحَزَنَ اِنَّ رَبَّنَا لَغَفُوْرٌ شَکُوْرٌ۔

حضور نے آیت کریمہ ثُمَّ اَوْرَثْنَا الْکِتَابَ الَّذِیْنَ اصْطَفَیْنَا۔ تلاوت فرما کر اسکی تفصیل فرمائی

وہ لوگ جو سابق ہیں وہ تو جنت میں بلا حساب داخل ہوں گے۔

اور مقتصدین یہ ہلکا حساب دے کر جنت میں جائیں گے۔

اور ظالم لنفسہ ان کا حساب طول محشر تک ہو پھر اللہ تعالے انہیں اپنی رحمت سے ملے گا۔

تو وہ یہی لوگ ہیں جو کہیں گے اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْٓ اَذْھَبَ عَنَّا الْحَزَنَ اِنَّ رَبَّنَا لَغَفُوْرٌ شَکُوْرٌ۔

اور طبرسی کہتا ہے اِنَّ ھٰذَا التَّرْتِیْبَ عَلٰی مَقَامَاتِ النَّاسِ فَاِنَّ اَحْوَالَ الْعِبَادِ ثَلَاثٌ مَعْصِیَۃٌ ثُمَّ تَوْبَۃٌ ثُمَّ قُرْبَۃٌ فَاِذَا عَصَی الْعَبْدُ فَھُوَ ظَالِمٌ فَاِذَا تَابَ فَھُوَ مُقْتَصِدٌ فَاِذَا صَحَّتْ تَوْبَتُہٗ وَکَثُرَتْ مُجَاھَدَتُہٗ فَھُوَ سَابِقٌ۔

اس ترتیب میں مقامات ہیں لوگوں کے اس لیے کہ احوال عباد تین ہیں۔

پہلے معصیت۔ پھر توبہ۔ پھر قربت۔

تو جب بندہ معصیت کرے تو وہ ظالم ہے تو جب توبہ کرے تو وہ مقتصد ہے اور جب اس کی توبہ صحیح ہو گئی اور مجاہدہ کثرت سے ہو گیا تو وہ سابق ہے۔

ذٰلِکَ ھُوَ الْفَضْلُ الْکَبِیْرُ۔ یہ ہے اللہ تعالے کا بڑا فضل۔

جس میں بندے کے عمل اور کسب کو دخل نہیں ہے۔

جَنّٰتُ عَدْنٍ یَّدْخُلُوْنَھَا یُحَلَّوْنَ فِیْھَا مِنْ اَسَاوِرَ مِنْ ذَھَبٍ وَّلُؤْلُؤًا وَلِبَاسُھُمْ فِیْھَا حَرِیْرٌ۔ بسنے والے باغ ان میں داخل ہوں زیور پہنائے جائیں اس میں کنگن سونے کے اور موتیوں کے اور ان کا لباس اس میں ریشم ہو۔

حَرِیر ۔ ابریشم کو کہتے ہیں جو ریشمی کیڑا شہتوت کے پتے کھا کر بناتا ہے۔
اس سے ثابت ہوا کہ جو موجودہ ریشم ہے مثلاً دل کی پیاس۔ آنکھ کا نشہ وغیرہ جاپانی سلک سن گلکہ انڈیا بوسکی۔ فلش۔ لیڈی منٹن وغیرہ کا ہوتا ہے وہ ریشم نہیں بلکہ یہ درختوں کی چھال اور سن وغیرہ سے بنتا ہے یہ وہ نہیں جو مردوں کے لیے حرام ہے۔ ابریشم کا بنا ہوا سلک صرف مرد پر حرام ہے۔
اور سونے کے کنگن اور موتیوں کا جڑاؤ زیور جنت میں جنتیوں کو ملے گا دنیا میں یہ مردوں پر حرام ہے کما صرح فی مجمع البیان۔
اور جنتی جنت میں داخل ہونے کے بعد کہیں گے جس کا ذکر آگے فرمایا جاتا ہے۔
وَقَالُوا الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ اَذْهَبَ عَنَّا الْحَزَنَ اِنَّ رَبَّنَا لَغَفُوْرٌ شَكُوْرُ نِ الَّذِیْ اَحَلَّنَا دَارَ الْمُقَامَةِ مِنْ فَضْلِهٖ لَا یَمَسُّنَا فِیْهَا نَصَبٌ وَّلَا یَمَسُّنَا فِیْهَا لُغُوْبٌ (اور جنت میں داخل ہونے والے کہیں) سب ہی تعریفیں اللہ کے لیے ہیں جو ہم سے حزن و ملال لے گیا (اور ہمیں بے فکر کیا) بیشک ہمارا رب بخشنے والا اقدر دان ہے جس نے ہمیں اتارا ہمیشہ کے مقام والے گھر میں اپنے فضل سے جس میں ہمیں نہ تکلیف پہنچی اور نہ کوئی قلبی کوفت۔
حُزن ۔ تقلب قلب اور خوف عاقبت کو کہتے ہیں۔
اور قاسم بن محمد کہتے ہیں کہ حضرت ابودرداء نے فرمایا حُزن سے مراد اہوال قیامت ہے اور جو کچھ ظلم نفس سے مصیبتیں آئیں۔
اور حاکم اور ابن ابی حاتم ابن عباس رضی اللہ عنہما سے راوی ہیں کہ حزن سے مراد آگ ہے۔
ضحاک فرماتے ہیں حُزن سے مراد حزن الموت ہے تو اَذْهَبَ عَنَّا الْحَزَنَ اس وقت کہیں گے جب موت ذبح کر دی جائے۔
اور قتادہ کہتے ہیں حزن یہ ہے کہ اَنْ لَّا تُقْبَلَ اَعْمَالُهُمْ حزن اس وقت ہوگا جب کہ اعمال قبول نہ ہوں۔
اس کے علاوہ اور بہت سے اقوال ہیں بہر حال جس چیز کا فکر تھا جب وہ ٹل گیا تو کہیں گے اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ اَذْهَبَ عَنَّا الْحَزَنَ۔
اِنَّ رَبَّنَا لَغَفُوْرٌ شَكُوْرٌ۔ کے یہ معنی ہیں کہ بے شک ہمارا رب بخشش فرمانے والا ہے مطیعوں کی ابن منذر ابن عباس سے اس کی تفسیر فرماتے ہیں غَفَرَ لَنَا الْعَظِیْمَ مِنْ ذُنُوْبِنَا وَشَكَرَ لَنَا الْقَلِیْلَ مِنْ اَعْمَالِنَا۔ اللہ تعالیٰ بخشش فرمانے والا ہے ہمارے گناہ کو اور چشم پوشی کرنے والا ہے ہمارے

عملوں کی کمی سے۔

اَلَّذِیْٓ اَحَلَّنَا دَارَ الْمُقَامَۃِ مِنْ فَضْلِہٖ۔ جس نے ہمیں آتار رہنے کے گھر میں اپنے فضل سے، جس سے کبھی نکلنا نہ ہو اور وہ جنت ہے۔ اور مِنْ فَضْلِہٖ سے مراد انعام الٰہی ہے۔ اس لیے کہ عمل اگرچہ سبب ہیں دخول جنت کے لیکن بغیر فضل الٰہی کوئی عمل کامیاب نہیں ہو سکتا۔

لَا یَمَسُّنَا فِیْھَا نَصَبٌ وَّلَا یَمَسُّنَا فِیْھَا لُغُوْبٌ۔ نہیں پہنچتی ہمیں کوئی تکان اور نہیں چھوتی ہمیں اس میں کوئی آفت۔

اس کی تفسیر میں علامہ آلوسی فرماتے ہیں مَلَالٌ وَّفُتُوْرٌ وَّھُوَ نَتِیْجَۃُ النَّصَبِ وَقَالَ بَعْضُھُمُ النَّصَبُ الْجِسْمَانِیُّ وَاللُّغُوْبُ التَّعَبُ النَّفْسَانِیُّ۔ جسمانی تکان کو نصب کہتے ہیں اور نفسانی کوفت کو لغوب کہتے ہیں اور ابن جریر حضرت قتادہ سے راوی ہیں کہ نصب درد کو کہتے ہیں۔

وَالَّذِیْنَ کَفَرُوْا لَھُمْ نَارُ جَھَنَّمَ لَا یُقْضٰی عَلَیْھِمْ فَیَمُوْتُوْا وَلَا یُخَفَّفُ عَنْھُمْ مِّنْ عَذَابِھَا کَذٰلِکَ نَجْزِیْ کُلَّ کَفُوْرٍ۔ اور وہ جو کافر ہوئے ان کے لیے جہنم کی آگ ہے ان پر دوسری موت کا حکم نہ دیا جائے کہ وہ مریں تاکہ عذاب سے استراحت حاصل کریں اور نہ تخفیف ہو ان کے عذاب میں ایسے ہی بدلہ دیتے ہیں ہم ہر سرکش منکر کو۔

یعنی جیسا کہ قرآن پاک میں دوسری جگہ ارشاد ہے ثُمَّ لَا یَمُوْتُ فِیْھَا وَلَا یَحْیٰی۔ عذاب جہنم میں جہنمی کا یہ حال ہوتا ہے کہ نہ مرتا ہے نہ جیتا ہے۔

یہاں ایسے واضح الفاظ میں فرمایا کہ کافروں کے لیے جہنم ہے وہاں وہ چاہیں گے کہ مر جائیں لیکن مرنے کے بعد پھر مرنا کہاں اگر موت کے بعد پھر موت آتی تو کافر کے لیے عذاب کی کوئی اہمیت ہی نہ ہوتی اسی لیے فرمایا لَا یُقْضٰی عَلَیْھِمْ فَیَمُوْتُوْا۔ ان پر موت کا حکم نہیں کیا جائے گا کہ وہ مر کر عذاب سے نجات پائیں بلکہ ان کا عذاب ابدالآباد تک رہے گا اور نہ جہنمی جہنم میں پکارتے ہوں گے جس کی تفصیل آگے آتی ہے۔

وَھُمْ یَصْطَرِخُوْنَ فِیْھَا رَبَّنَآ اَخْرِجْنَا نَعْمَلْ صَالِحًا غَیْرَ الَّذِیْ کُنَّا نَعْمَلُ۔ وہ چیختے ہوں گے جہنم میں کہ اے ہمارے رب ہمیں نکال اس جہنم سے کہ اب ہم نیک عمل کریں ان عملوں کے سوا جو ہم پہلے کرتے تھے۔

اس سے ان کی مراد یہ ہوگی کہ وہ پکاریں اَخْرِجْنَا مِنَ النَّارِ وَرُدَّنَا اِلَی الدُّنْیَا نَعْمَلْ صَالِحًا کَانَّھُمْ اَرَادُوْا بِالْعَمَلِ الصَّالِحِ التَّوْحِیْدَ وَاِمْتِثَالَ اَمْرِ الرَّسُوْلِ عَلَیْہِ السَّلَامُ وَالْاِنْقِیَادِ لَہٗ۔ یعنی الٰہی ہمیں جہنم سے نکال کر دنیا میں واپس بھیج دے کہ وہاں عمل صالح کریں گویا وہ چاہیں گے عمل صالح یعنی اعتراف

توحید اور اتباع امر حضور سید عالم صلے اللہ علیہ وسلم اور آپ کا پیرو ہونا اور کلمۂ توحید پڑھنا اس کے جواب میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے تو بیخا جواب ہو۔

اَوَلَمْ نُعَمِّرْكُمْ مَا يَتَذَكَّرُ فِيْهِ مَنْ تَذَكَّرَ وَجَآءَكُمُ النَّذِيْرُ فَذُوْقُوْا فَمَا لِلظّٰلِمِيْنَ مِنْ نَّصِيْرٍ

کیا تمہیں ہم نے عمر نہیں دی دنیا میں کہ جو تم میں ہدایت قبول کرنا چاہے وہ کر لے اور تم میں ہماری طرف سے نذیر یعنی انبیاء کرام تشریف لائے (تو جب ان کی تذکیر سے تم پند پذیر نہ ہوئے) تو اب چکھو عذاب کا مزہ آج ظالم یعنی کافر کا کوئی مددگار نہیں۔

يَصْطَرِخُوْنَ۔ باب افتعال سے ہے اس کا مبدا اشتقاق صرخ ہے اس کے معنی شِدَّةُ الصِّيَاحِ سختی سے چیخنا اور یہ اصل میں اصترخ تھا تو یصترخون پڑھا جاتا۔ لیکن ت کو ط سے بدل لیا گیا یصطرخون ہوگیا اس کا استعمال اکثر استغاثہ کے معنی میں ہے اور مستغیث ہمیشہ پکارتا اور چیختا ہے۔

چنانچہ قتادہ اس کی تفسیر میں يَسْتَغِيْثُوْنَ فرماتے ہیں۔

اور وہ عمر جس کا تذکرہ فرمایا گیا۔ اس کی مقدار بقول سیدنا علی کرم اللہ وجہہ ساٹھ سال ہے۔

اور احمد و بخاری اور نسائی سہل بن سعد سے راوی ہیں کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اَعْذَرَ اللّٰهُ تَعَالٰى اِلَى امْرِءٍ اَخَّرَ عُمْرَهٗ حَتّٰى بَلَغَ سِتِّيْنَ سَنَةً۔ اللہ تعالیٰ بندہ کو اس کی آخر عمر تک مہلت دیتا ہے حتیٰ کہ ساٹھ سال تک پہنچے۔

ایک قول ہے وہ مدت پچاس سال تک ہے۔

ایک روایت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ہے اِنَّهٗ سِتٌّ وَّاَرْبَعُوْنَ سَنَةً۔ یہ عمر چھیالیس سال تک ہے۔

عبد بن حمید اور ابن ابی حاتم حسن سے راوی ہیں اِنَّهٗ اَرْبَعُوْنَ سَنَةً۔ وہ چالیس سال تک عمر ہے۔

گویا یہ ارشاد ہوا عَمَّرْنَاكُمْ وَجَآءَكُمُ النَّذِيْرُ۔ تمہیں عمر دی اور اپنا نذ

اور اَوَلَمْ نُعَمِّرْكُمْ کے یہ معنے ہیں کہ اَلَمْ نُمْهِلْكُمْ وَنُعَمِّرْكُمْ کیا ہم نے [illegible] دی اور عمر نہ عطا فرمائی۔

بامحاورہ ترجمہ پانچواں رکوع سورۂ فاطر پ ۲۲

اِنَّ اللّٰهَ عٰلِمُ غَيْبِ السَّمٰوٰتِ بے شک اللہ جاننے والا ہے۔ بے آسمانوں

وَالْاَرْضِ اِنَّهٗ عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ۝ هُوَ الَّذِيْ جَعَلَكُمْ خَلٰٓئِفَ فِي الْاَرْضِ فَمَنْ كَفَرَ فَعَلَيْهِ كُفْرُهٗ وَلَا يَزِيْدُ الْكٰفِرِيْنَ كُفْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ اِلَّا مَقْتًا وَلَا يَزِيْدُ الْكٰفِرِيْنَ كُفْرُهُمْ اِلَّا خَسَارًا ۝

اور زمین کے بے شک وہ جانتا ہے دلوں کی بات کو۔ وہی اللہ ہے جس نے تمہیں جانشین کیا زمین میں پہلوں کا تو جو کفر کرے تو وہ کفر اسی پہ ہے اور نہیں بڑھائے گا کافروں کو ان کا کفر مگر ان کے رب کے حضور بیزاری اور نہیں بڑھائے گا اللہ ان کو مگر نقصان۔

قُلْ اَرَءَيْتُمْ شُرَكَآءَكُمُ الَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَرُوْنِيْ مَاذَا خَلَقُوْا مِنَ الْاَرْضِ اَمْ لَهُمْ شِرْكٌ فِي السَّمٰوٰتِ اَمْ اٰتَيْنٰهُمْ كِتٰبًا فَهُمْ عَلٰى بَيِّنَتٍ مِّنْهُ بَلْ اِنْ يَّعِدُ الظّٰلِمُوْنَ بَعْضُهُمْ بَعْضًا اِلَّا غُرُوْرًا ۝

انہیں فرمائیے بھلا کیا تم دیکھتے ہو اپنے ان شریکوں کو جنہیں اللہ کے سوا پوجتے ہو مجھے دکھاؤ انہوں نے زمین میں کونسا حصہ بنایا یا ان کا ساجھا ہے آسمانوں میں کیا ہم نے دی ہے انہیں کوئی کتاب تو وہ اس کی روشن دلیلوں پر ہیں بلکہ وعدہ دیتے ہیں ظالم ایک دوسرے کو اور یہ محض دھوکہ ہے۔

اِنَّ اللّٰهَ يُمْسِكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ اَنْ تَزُوْلَا وَلَئِنْ زَالَتَآ اِنْ اَمْسَكَهُمَا مِنْ اَحَدٍ مِّنْ بَعْدِهٖ اِنَّهٗ كَانَ حَلِيْمًا غَفُوْرًا ۝

بے شک اللہ روکے ہوئے ہے آسمانوں اور زمین کو کہ نہ ہل سکیں اور اگر وہ ہل جائیں تو انہیں کون روک سکتا ہے اللہ کے سوا بے شک وہ حلم والا اور بخشنے والا ہے۔

وَاَقْسَمُوْا بِاللّٰهِ جَهْدَ اَيْمَانِهِمْ لَئِنْ جَآءَهُمْ نَذِيْرٌ لَّيَكُوْنُنَّ اَهْدٰى مِنْ اِحْدَى الْاُمَمِ فَلَمَّا جَآءَهُمْ نَذِيْرٌ مَّا زَادَهُمْ اِلَّا نُفُوْرًا ۝

اور قسم کھائی انہوں نے اللہ کی اپنی قسموں میں حد کی کوشش سے کہ اگر آئے کوئی ڈر سنانے والا ان کے پاس تو وہ ضرور سب میں بیگانے راہ پر ہوں گے تو جب آیا ان کے پاس نذیر تو نہ بڑھایا انہوں نے مگر نفرت کرنا۔

اسْتِكْبَارًا فِي الْاَرْضِ وَمَكْرَ السَّيِّئِ وَلَا يَحِيْقُ الْمَكْرُ السَّيِّئُ اِلَّا بِاَهْلِهٖ فَهَلْ يَنْظُرُوْنَ اِلَّا سُنَّتَ الْاَوَّلِيْنَ فَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّتِ اللّٰهِ تَبْدِيْلًا

تکبر سے اپنے کو اونچا کرنا زمین میں اور برائی کے داؤ گانٹھنا اور نہیں پڑتا برا مکر مگر برائی کرنے والے پر تو کیا انتظار میں ہیں مگر پرانی طرح کی ہلاکت کے تو ہرگز تم اللہ کے دستور کو بدلتا نہ پاؤ گے۔

وَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّتِ اللّٰهِ تَحْوِيْلًا ○	اور ہرگز اللہ کا قانون تم ٹلتا نہ پاؤ گے۔
اَوَلَمْ يَسِيْرُوْا فِي الْاَرْضِ فَيَنْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ وَكَانُوْا اَشَدَّ مِنْهُمْ قُوَّةً ۗ وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعْجِزَهٗ مِنْ شَيْءٍ فِي السَّمٰوٰتِ وَلَا فِي الْاَرْضِ ۗ اِنَّهٗ كَانَ عَلِيْمًا قَدِيْرًا ○	کیا نہ سیر کی تم نے زمین میں کہ دیکھتے ان سے پہلوں کا کیا انجام ہوا اور وہ ان سے سخت تھے زور میں اور اللہ وہ نہیں کہ جس کے قابو سے کوئی نکل سکے آسمانوں میں اور نہ زمین میں بے شک وہ علم و قدرت والا ہے۔
وَلَوْ يُؤَاخِذُ اللّٰهُ النَّاسَ بِمَا كَسَبُوْا مَا تَرَكَ عَلٰى ظَهْرِهَا مِنْ دَآبَّةٍ وَّلٰكِنْ يُّؤَخِّرُهُمْ اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى ۚ فَاِذَا جَآءَ اَجَلُهُمْ فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِعِبَادِهٖ بَصِيْرًا ○	اور اگر اللہ لوگوں کے کرتوت پکڑے تو زمین پر کسی چلنے والے کو نہ چھوڑے لیکن اس نے چھوڑ رکھا ہے ایک مقرر میعاد تک تو جب وقت آئے گا تو بے شک اللہ کی نگاہ میں سب بندے ہیں۔

لفظی ترجمہ

اِنَّ۔ بیشک	اللّٰهَ۔ اللہ	عَالِمُ۔ جاننے والا ہے	غَيْبِ۔ غیب
السَّمٰوٰتِ۔ آسمانوں	وَ۔ اور	الْاَرْضِ۔ زمین کے	اِنَّهٗ۔ بیشک وہ
عَلِيْمٌ۔ جاننے والا ہے	بِذَاتِ الصُّدُوْرِ۔ سینوں کی باتیں		هُوَ۔ وہ
الَّذِيْ۔ وہ ہے جس نے	جَعَلَكُمْ۔ بنایا تم کو	خَلٰٓئِفَ۔ جانشین	فِي۔ بیچ
الْاَرْضِ۔ زمین کے	فَمَنْ۔ تو جو	كَفَرَ۔ کفر کرے	فَعَلَيْهِ۔ تو اس پر ہے
كُفْرُهٗ۔ اس کا کفر	وَ۔ اور	لَا۔ نہیں	يَزِيْدُ۔ بڑھاتا
الْكٰفِرِيْنَ۔ کافروں کو	كُفْرُ۔ کفر	هُمْ۔ ان کا	عِنْدَ۔ نزدیک
رَبِّهِمْ۔ ان کے رب کے	اِلَّا۔ مگر	مَقْتًا۔ ناراضگی	وَ۔ اور
لَا۔ نہیں	يَزِيْدُ۔ بڑھاتا	الْكٰفِرِيْنَ۔ کافروں کو	كُفْرُ۔ کفر
هُمْ۔ ان کا	اِلَّا۔ مگر	خَسَارًا۔ نقصان	قُلْ۔ کہہ
اَ۔ کیا	رَاَيْتُمْ۔ دیکھا تم نے	شُرَكَآءَ۔ شریکوں	كُمْ۔ اپنے کو
الَّذِيْنَ۔ وہ جن کو	تَدْعُوْنَ۔ پکارتے ہو	مِنْ دُوْنِ۔ سوا	اللّٰهِ۔ اللہ کے

اَرُوْنِیْ - دکھاؤ	نِیْ - مجھ کو	مَاذَا - کیا	خَلَقُوْا - پیدا کیا انہوں نے
مِنَ الْاَرْضِ - زمین سے	اَمْ - یا	لَھُمْ - انکا	شِرْکٌ - ساجھا ہے
فِی - بیچ	السَّمٰوٰتِ - آسمانوں کے	اَمْ - کیا	اٰتَیْنٰھُمْ - دی ہم نے
ھُمْ - ان کو	کِتٰبًا - کتاب کوئی	فَھُمْ - تو وہ	عَلٰی - اوپر
بَیِّنَتٍ - دلیل کے ہیں	مِنْہُ - اس سے	بَلْ - بلکہ	اِنْ - نہیں
یَعِدُ - وعدہ دیتے	الظّٰلِمُوْنَ - ظالم	بَعْضُھُمْ - بعض انکے	بَعْضًا - بعض کو
اِلَّا - مگر	غُرُوْرًا - دھوکے کا	اِنَّ - بیشک	اللّٰہَ - اللہ
یُمْسِکُ - روکے ہوئے ہے	السَّمٰوٰتِ - آسمانوں	وَ - اور	الْاَرْضَ - زمین کو
اَنْ - یہ کہ	تَزُوْلَا - ہل جائیں	وَ - اور	لَئِنْ - اگر
زَالَتَا - ہل جائیں تو	اِنْ - نہ	اَمْسَکَھُمَا - روک سکے انکو	مِنْ اَحَدٍ - کوئی بھی
مِنْ بَعْدِہٖ - اسکے بعد	اِنَّہٗ - بیشک وہ	کَانَ - ہے	حَلِیْمًا - حوصلے والا
غَفُوْرًا - بخشنے والا	وَ - اور	اَقْسَمُوْا - قسمیں کھائیں انہوں نے	بِاللّٰہِ - اللہ کی
جَھْدَ - مضبوط	اَیْمَانِھِمْ - قسمیں	لَئِنْ - اگر	جَآءَ - آئے
ھُمْ - انکے پاس	نَذِیْرٌ - ڈرانے والا	لَیَکُوْنُنَّ - تو ضرور ہوں	اَھْدٰی - زیادہ ہدایت والے
مِنْ اِحْدَی - ایک	الْاُمَمِ - امتوں سے	فَلَمَّا - تو جب	جَآءَ - آیا
ھُمْ - ان کے پاس	نَذِیْرٌ - ڈرانے والا	مَّا - نہ	زَادَ - زیادہ کیا
ھُمْ - ان کو	اِلَّا - مگر	نُفُوْرًا - نفرت	اِسْتِکْبَارًا - تکبر سے
فِی - بیچ	الْاَرْضِ - زمین کے	وَ - اور	مَکْرَ - تدبیر
السَّیِّئِ - بری سے	وَ - اور	لَا - نہیں	یَحِیْقُ - گھیرتی
الْمَکْرُ - تدبیر	السَّیِّئُ - بری	اِلَّا - مگر	بِاَھْلِہٖ - اسکے کرنے والے کو
فَھَلْ - تو نہیں	یَنْظُرُوْنَ - انتظار کرتے	اِلَّا - مگر	سُنَّتَ - طریقے
الْاَوَّلِیْنَ - پہلوں کا	فَلَنْ - تو ہرگز نہ	تَجِدَ - پائے گا تو	لِسُنَّتِ - طریقے
اللّٰہِ - اللہ کے ہیں	تَبْدِیْلًا - کوئی تبدیلی	وَ - اور	لَنْ - ہرگز نہ
تَجِدَ - پائے گا تو	لِسُنَّتِ - طریقے	اللّٰہِ - اللہ کے ہیں	تَحْوِیْلًا - ٹلنا
اَوَ - کیا	لَمْ - نہ	یَسِیْرُوْا - چلے پھرے	فِی - بیچ

اَلْاَرْضِ۔ زمین کے	فَيَنْظُرُوْا۔ کر دیکھیں	كَيْفَ۔ کیسا	كَانَ۔ ہوا
عَاقِبَةُ۔ انجام	الَّذِيْنَ۔ ان کا جو	مِنْ قَبْلِهِمْ۔ ان سے پہلے تھے	وَ۔ اور
كَانُوْا۔ تھے وہ	اَشَدَّ۔ زیادہ سخت	مِنْهُمْ۔ ان سے	قُوَّةً۔ قوت ہیں
وَ۔ اور	مَا۔ نہیں	كَانَ۔ ہے	اللّٰهُ۔ اللہ کہ
لِيُعْجِزَهٗ۔ عاجز کر سے اس کو	مِنْ شَيْءٍ۔ کوئی چیز	فِي۔ بیچ	السَّمٰوٰتِ۔ آسمانوں کے
وَ۔ اور	لَا۔ نہ	فِي۔ بیچ	الْاَرْضِ۔ زمین کے
اِنَّهٗ۔ بیشک وہ	كَانَ۔ ہے	عَلِيْمًا۔ جاننے والا	قَدِيْرًا۔ قدرت والا
وَ۔ اور	لَوْ۔ اگر	يُؤَاخِذُ۔ پکڑے	اللّٰهُ۔ اللہ
النَّاسَ۔ لوگوں کو	بِمَا۔ بدلے	كَسَبُوْا۔ انکی کمائی کے تو	مَا۔ نہ
تَرَكَ۔ چھوڑے	عَلٰى۔ اوپر	ظَهْرِ۔ پیٹھ	هَا۔ اس کی کے
مِنْ دَآبَّةٍ۔ کوئی جاندار	وَ۔ اور	لٰكِنْ۔ لیکن	يُّؤَخِّرُ۔ مہلت دیتا ہے
هُمْ۔ ان کو	اِلٰى۔ طرف	اَجَلٍ۔ مدت	مُّسَمًّى۔ مقرر کی
فَاِذَا۔ تو جب	جَآءَ۔ آئے گی	اَجَلُهُمْ۔ انکی مدت	فَاِنَّ۔ تو بیشک
اللّٰهَ۔ اللہ	كَانَ۔ ہے	بِعِبَادِهٖ۔ اپنے بندوں کو	بَصِيْرًا۔ دیکھنے والا

خلاصہ تفسیر پانچواں رکوع سورۃ فاطر پ ۲۲

اِنَّ اللّٰهَ عَالِمُ غَيْبِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اِنَّهٗ عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ۔ بیشک اللہ جاننے والا ہے پوشیدہ امور آسمانوں اور زمین کے بیشک وہ جانتا ہے دل کی باتیں۔

اس جگہ غیب ذاتی مراد ہے اس لیے کہ غیب ذاتی سوا اللہ تعالےٰ کے کوئی نہیں جانتا اور غیب عطائی جیسے جتنا اللہ تبارک و تعالےٰ دے وہ انبیاء و اولیاء کو حاصل ہے۔

هُوَ الَّذِيْ جَعَلَكُمْ خَلٰٓئِفَ فِي الْاَرْضِ فَمَنْ كَفَرَ فَعَلَيْهِ كُفْرُهٗ وَلَا يَزِيْدُ الْكٰفِرِيْنَ كُفْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ اِلَّا مَقْتًا وَلَا يَزِيْدُ الْكٰفِرِيْنَ كُفْرُهُمْ اِلَّا خَسَارًا۔ وہ ذات وہ ہے جس نے تمہیں زمین میں پہلوں کا جانشین کیا (اوران کی متروکہ زمین و جائداد اور مفبوضات کا مالک و متصرف بنایا اوران کی آمدنی اور منافع تمہارے لیے مباح کیے تاکہ تم ایمان و طاعت کر کے شکر گذار بنو) تو جو کفر کرے اور

سرکش رہے تو اسی پر اس کفر کا بار ہے (یعنی جو شکر گذار نہ بنے اور ہماری نعمتوں پہ سر نہ جھکائے تو اس پر اس کفر کی مار اور سزا ہے) اور کافروں کو نہ بڑھائے گا ان کے رب کے حضور مگر بیزاری (یعنی ان کے کفر کا وبال انہیں پر پڑے گا جس سے بیزار ہو کر کہیں گے رَبَّنَا اَخْرِجْنَا نَعْمَلْ صَالِحًا غَيْرَ الَّذِىْ كُنَّا نَعْمَلُ اور يٰلَيْتَنِىْ اَطَعْنَا اللّٰهَ وَاَطَعْنَا الرَّسُوْلَا) پھر دوبارہ ارشاد ہے۔ کہ کافروں کو ان کا کفر نہ بڑھائے گا مگر نقصان و خسران۔ یعنی آخرت میں ان پر غضب الٰہی ہوگا اور اپنے کیے پر افسوس اور حسرت کریں گے۔ آگے ارشاد ہے

قُلْ اَرَاَيْتُمْ شُرَكَآءَكُمُ الَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَرُوْنِىْ مَاذَا خَلَقُوْا مِنَ الْاَرْضِ اَمْ لَهُمْ شِرْكٌ فِى السَّمٰوٰتِ۔ انہیں فرمائیے کیا تم دیکھتے ہو کہ تمہارے شرکاء بت جنہیں تم اللہ کے سوا پوجتے ہو مجھے دکھاؤ کہ انہوں نے زمین میں سے کونسا حصہ پیدا کیا یا ان کے لیے آسمانوں میں کوئی ساجھا یا شرکت ہے۔

اگر ساجھا ہے تو آسمانوں میں ان کا دخل عمل ہوگا اور اگر نہیں اور یقیناً نہیں تو انہیں مستحق عبادت کیسے سمجھتے ہو اگر یہ نہیں تو دوسری بات یہ ہے کہ

اَمْ اٰتَيْنٰهُمْ كِتٰبًا فَهُمْ عَلٰى بَيِّنَتٍ مِّنْهُ بَلْ اِنْ يَّعِدُ الظّٰلِمُوْنَ بَعْضُهُمْ بَعْضًا اِلَّا غُرُوْرًا۔ کیا ہم نے انہیں دی ہے کوئی کتاب کہ وہ اس کی روشنی اور براہین پر ہیں۔

اور جب یہ بھی نہیں اور یقیناً نہیں تو ہم فرماتے ہیں۔

بلکہ بات یہ ہے کہ یہ ظالم آپس میں ایک دوسرے کو جو وعدہ دیتے ہیں وہ نرا فریب ہے۔

یعنی ان میں جو سرکش ہیں وہ بہکانے کے لیے اپنے متبعین کو دھوکہ دیتے ہیں اور اپنے بتوں کی طرف سے انہیں باطل اور لایعنی بے اصل امیدیں دلاتے ہیں۔ اور حقیقت یہی ہے کہ

اِنَّ اللّٰهَ يُمْسِكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ اَنْ تَزُوْلَا۔ بے شک اللہ اپنی قدرت سے روکے ہوئے ہے آسمانوں اور زمین کو کہ اپنی جگہ سے نہ ہلیں۔

یعنی آسمان اور زمین میں قدرت الٰہی سے اپنی جگہ قائم ہیں اور ہل نہیں سکتے۔

وَلَئِنْ زَالَتَآ اِنْ اَمْسَكَهُمَا مِنْ اَحَدٍ مِّنْ بَعْدِهٖ اِنَّهٗ كَانَ حَلِيْمًا غَفُوْرًا۔ اور اگر وہ ہل جائیں تو انہیں کوئی نہیں روک سکتا اللہ تعالے کے سوا بیشک وہی حلیم و غفور ہے۔

یعنی آسمان و زمین کا قیام قبضۂ قدرت الٰہی میں ہے اور یہ اس کا حلم و شان غفاری ہے ورنہ ہمارے اعمال و افعال پر اگر وہ غضب فرمادے تو زمین و آسمان ہل جائیں اور یہ بت اور معبودات باطلہ دھرے کے دھرے رہ جائیں اور کچھ نہ کر سکیں۔ آگے ارشاد ہے۔

وَاَقْسَمُوْا بِاللّٰهِ جَهْدَ اَیْمَانِهِمْ لَئِنْ جَآءَهُمْ نَذِیْرٌ لَّیَكُوْنُنَّ اَهْدٰى مِنْ اِحْدَى الْاُمَمِ اور انہوں نے اللہ کی قسمیں کھا کھا کر اپنی قسموں کو پختہ دکھایا (اور کہا) اگر ان کے پاس کوئی ڈر سنانے والا آیا تو ضرور وہ ہدایت پر ہوں گے کسی نہ کسی گروہ سے زیادہ۔

آیہ کریمہ کا شان نزول بتاتا ہے کہ قبل بعثت جناب مصطفی علیہ التحیہ والثنا تمام قریش یہود و نصاریٰ کی مذمت کرتے تھے کہ انہوں نے بڑی غلطی کی کہ اپنے رسولوں کو جھٹلایا اور مضبوط قسمیں کھا کر کہا کہ اللہ ان پر لعنت کرے جنہوں نے اپنے رسول کا اتباع نہیں کیا خدا کی قسم اگر ہمارے پاس خدا کا بھیجا ہوا کوئی رسول آئے تو ہم ضرور ان کی پیروی کریں گے اور اتنا اتباع کریں گے کہ یہود و نصاریٰ کے متبع گروہ پر سبقت لے جائیں گے لیکن ان کی یہ قسمیں بھی رکھی رہ گئیں اور جب سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم ان میں تشریف لائے تو متکبرانہ صورت میں منحرف ہو گئے چنانچہ ارشاد ہے۔

فَلَمَّا جَآءَهُمْ نَذِیْرٌ مَّا زَادَهُمْ اِلَّا نُفُوْرَا ِۨاسْتِكْبَارًا فِی الْاَرْضِ وَمَكْرَ السَّیِّئِ۔ تو جب ان کے پاس ڈر سنانے والا تشریف لایا (یعنی سید المرسلین حبیب رب العالمین جب ان میں جلوہ آرائے ہدایت ہوئے تو بموجب اپنی قسم کے اتباع کرنے کے بجائے) انہوں نے نفرت کا اظہار کیا اور اپنی ضد پر اڑے رہے اور ایمان نہ بڑھایا (حق و ہدایت قبول کر کے بلکہ اپنے کو زمین میں اونچا کرنا چاہا اور برے داؤں چلنے کی ٹھانی۔

یعنی شرک و کفر کو فروغ دینا چاہا یا مکر اور فریب سے حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ برائیاں کرنے کی ٹھانی مگر چاہ کن را چاہ در پیش کے مطابق ہوا کیا اسے یہاں بیان فرمایا جاتا ہے۔

وَلَا یَحِیْقُ الْمَكْرُ السَّیِّئُ اِلَّا بِاَهْلِهٖ۔ برے مکر اور فریب اسی کو گھیرتے ہیں جو وہ چالیں چلے۔

چنانچہ یہ مکار میدان بدر میں مارے گئے اور قید کیے گئے چنانچہ آگے ارشاد ہے۔

فَهَلْ یَنْظُرُوْنَ اِلَّا سُنَّتَ الْاَوَّلِیْنَ فَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّتِ اللّٰهِ تَبْدِیْلًا وَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّتِ اللّٰهِ تَحْوِیْلًا۔ تو کیا انتظار کر رہے ہیں یہ کافر مگر اسی عذاب کا جو ان سے اگلوں اور پہلوں پر آیا (جس کا نقشہ شام و عراق اور یمن کے سفروں میں یہ دیکھتے ہیں کہ ان سے پہلی قوموں پر کیسے ہلاکت آئی چنانچہ ارشاد ہے) فَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّتِ اللّٰهِ تَبْدِیْلًا۔ تو ہرگز تم اللہ کے دستور کو بدلتا نہ پاؤ گے اور ہرگز قانون الٰہی ٹلتا نہ دیکھو گے۔

جس قوم نے بھی انبیاء و مرسلین کی تکذیب کی ان کا جو حشر ہوا وہی ان کا ہوگا۔

اَوَلَمْ یَسِیْرُوْا فِی الْاَرْضِ فَیَنْظُرُوْا كَیْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ وَكَانُوْۤا اَشَدَّ

مِنْهُمْ قُوَّةً۔ کیا یہ زمین میں سفر نہیں کرتے کہ دیکھتے ان سے پہلوں کا کیا انجام ہوا حالانکہ وہ ان سے قوت و طاقت میں بہت اشد اور سخت تھے۔

یعنی تباہ شدہ آبادیاں اور ان کے کھنڈر سفر کرنے والوں کی نظر میں ہیں کہ ان مکہ والوں سے قوت اور زور میں سخت تھے مگر جب بطش الٰہی آیا تو بھاگ کر بھی جان نہ بچا سکے اور کسی جگہ انہیں پناہ نہ ملی۔

وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعْجِزَهٗ مِنْ شَيْءٍ فِي السَّمٰوٰتِ وَلَا فِي الْاَرْضِ اِنَّهٗ كَانَ عَلِيْمًا قَدِيْرًا۔ اور اللہ وہ نہیں کہ جس کی گرفت سے کوئی شئے نکل سکے آسمانوں میں اور نہ زمین میں بے شک وہ علم و قدرت والا ہے۔

یعنی جسے اللہ عذاب دینا چاہے یا جس پر اپنا قہر نازل فرمائے تو اس سے بچ کر نکل جانے والا کوئی نہیں اس کی شان وسیع القدرت ہے۔

وَلَوْ يُؤَاخِذُ اللّٰهُ النَّاسَ بِمَا كَسَبُوْا مَا تَرَكَ عَلٰى ظَهْرِهَا مِنْ دَآبَّةٍ وَّلٰكِنْ يُّؤَخِّرُهُمْ اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى فَاِذَا جَآءَ اَجَلُهُمْ فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِعِبَادِهٖ بَصِيْرًا۔ اور اگر گرفت فرمائے اللہ لوگوں کی کرنیوں پر تو پشت زمین پر کوئی چلنے والا نہ چھوڑے لیکن خدائی گرفت ایک مقررہ میعاد پر ہے اسی لیے اس وقت تک انہیں ڈھیل دے رہی ہے تو جب وہ وقت مقرر آئے گا تو بے شک اللہ کے سب بندے اس کی نگاہ میں ہیں۔

یعنی اللہ تعالےٰ بندوں کے معاصی پر گرفت فرمائے تو کوئی بھی نہ بچے۔

لیکن اجل مسمی یعنی قیامت کا دن اس کے لیے مقرر ہے اس دن ان کے اعمال کا بدلہ دیا جائے گا جو عذاب کا مستحق ہے وہ عذاب پائے گا اور جو لائق کرم ہے اس پر رحم و کرم ہوگا۔ غرضکہ کائنات کا ذرہ ذرہ اس کے آگے ہے۔

اس رکوع کی لغات نادرہ کی تصریح اول سمجھ لیں پھر تفسیر عرض ہوگی۔

لغاتِ نادِرہ

مَا زَادَهُمْ اِلَّا نُفُوْرَا۟ اِسْتِكْبَارًا۔ استکبار مفعول لہ ہے اس کے معنی یہ ہیں اَیْ لِاَجْلِ الْاِسْتِكْبَارِ فِي الْاَرْضِ۔ زمین میں تکبر کرنا۔

وَمَكْرَ السَّيِّئِ۔ مکر کی اضافت السیئ کی طرف اضافت جنس کی ہے نوع کی طرف جیسے علم الفقہ۔ یہاں السیئ فعل مقدر کی وجہ سے منصوب ہے جس کے معنی یہ ہوں گے وَمَكَرُوْا مَكْرَ السَّيِّئِ۔

مَقْتًا۔ اَشَدُّ الْاِحْتِقَارِ وَالْبُغْضِ وَالْغَضَبِ۔

اَرُوْنِیْ۔ یَعْنِیْ اَخْبِرُوْنِیْ مجھے بتاؤ۔

اَرَاَیْتُمْ۔ یَعْنِیْ اَخْبِرُوْنِیْ۔ مجھے بتاؤ۔

اِنَّ اللّٰہَ یُمْسِکُ السَّمٰوٰتِ۔ اَیْ اِنَّ اللّٰہَ یَحْفَظُ السَّمٰوٰتِ۔ اللہ حفاظت فرما رہا ہے آسمانوں اور زمین کی گرنے اور ہلنے سے۔

بعض نے زوال کی تفسیر اِنْتِقَال عَنِ الْمَکَانِ کی ہے۔ گویا انہوں نے یوں تفسیر کی اِنَّ اللّٰہَ یَمْنَعُ السَّمٰوٰتِ مِنْ اَنْ تَنْتَقِلَ عَنْ مَکَانِہَا فَتَرْتَفِعَ اَوْ تَنْخَفِضَ وَیَمْنَعُ الْاَرْضَ اَیْضًا مِنْ اَنْ تَنْتَقِلَ کَذٰلِکَ۔

مَازَادَھُمْ اِلَّا نُفُوْرًا۔ تَبَاعُدًا عَنِ الْحَقِّ وَھَرَبًا مِنْہُ۔ حق سے دوری اور ہدایت سے بھاگنا۔

وَمَکْرَ السَّیِّئِ۔ ھُوَ الْخِدَاعُ الَّذِیْ یَرُوْمُوْنَہٗ بِرَسُوْلِ اللّٰہِ۔

وَلَا یَحِیْقُ الْمَکْرُ۔ اَیْ لَا یُحِیْطُ۔ نہیں گھیرتا مکر مگر مکار کو۔

راغب کہتے ہیں لَا یُصِیْبُ وَلَا یَنْزِلُ۔ نہیں پہنچتا مکر کا اثر مگر اسی کو جو مکر کرے۔

اس کی اصل حاق ہے۔ عربی میں اس پر مثال ہے مَنْ حَفَرَ بِئْرًا لِاَخِیْہِ وَقَعَ فِیْہَا۔ فارسی میں اس کا ترجمہ ہے۔ چاہ کن را چاہ درپیش۔ یعنی جو اپنے بھائی کے لیے کنواں کھودتا ہے خود آپ اس میں گرتا ہے

مختصر تفسیر اردو پانچواں رکوع سورۃ فاطر پ۲۲

اِنَّ اللّٰہَ عَالِمُ غَیْبِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اِنَّہٗ عَلِیْمٌ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ بے شک اللہ جانتا ہے مخفیات سماوی وارضی کو بے شک وہ دلوں کے مخفی امور جانتا ہے۔

یعنی ہر غیب سماوی وارضی اللہ تعالےٰ سے مخفی نہیں اور وہ مضمرات صدور کا بھی جاننے والا ہے اس سے یہ امر بھی ثابت ہو گیا کہ جس کے دل میں کفر متمکن ہے اسے بھی اللہ تعالےٰ جانتا ہے تو فَمَا لِلظّٰلِمِیْنَ مِنْ نَّصِیْرٍ فرمانا صحیح ہے کہ ظالم یعنی مشرک وکافر جس کے دل میں کفر کے سوا ایمان نہیں وہ اللہ تعالیٰ کی نصرت کا مستحق نہیں اور چونکہ اللہ تعالےٰ کا علم محیط بالاشیاء ہے تو جس کا وہ نصیر ہے وہ وہی ہے جس کے دل میں ایمان آسکتا ہے اور جو علم الٰہی میں مشرک اور کافر ہے اس کے لیے اللہ تعالےٰ کی طرف سے نفی نصرت کا اعلان ہے۔

هُوَ الَّذِیْ جَعَلَکُمْ خَلٰٓئِفَ فِی الْاَرْضِ فَمَنْ کَفَرَ فَعَلَیْہِ کُفْرُہٗ وَلَا یَزِیْدُ الْکٰفِرِیْنَ کُفْرُھُمْ عِنْدَ رَبِّھِمْ اِلَّا مَقْتًا وَلَا یَزِیْدُ الْکٰفِرِیْنَ کُفْرُھُمْ اِلَّا خَسَارًا۔ وہ ذات وہ ہے جس نے بنایا تمہیں خلیفہ زمین میں تو جو کفر کرے اس پر اس کا کفر ہے اور کافروں کو نہیں بڑھاتا ان کا کفران کے رب کے حضور مگر سخت ناپسندیدگی اور غضب اور کافر کے لیے اس کا کفر نقصان ہی بڑھاتا ہے۔

یعنی اللہ تعالے نے تمہیں زمین میں تم سے پہلی امتوں کے متروکہ جائداد اور مال پر وارث بنایا تاکہ تم شکر گذاری کرو۔ تو جو اس عطاء نعمت پر بھی سرکشی اور کفر کرے تو اس پر اس کے کفر کا وبال ہے۔ یہ خطاب عام ہے یا اہل مکہ کے لیے اور خلائف جمع خلیفہ کی ہے۔ یہاں لَا یَزِیْدُ الْکٰفِرِیْنَ کُفْرُھُمْ کی تکرار ہے یہ اس لیے کہ پہلا کفر دنیا میں موجب اشد احتقار اور بغض وغضب کا موجب ہے اور دوسرے کفر سے آخرت کا بدلہ نقصان وخسران مراد ہے آگے ارشاد ہے۔

قُلْ اَرَءَیْتُمْ شُرَکَآءَکُمُ الَّذِیْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ مَا ذَا خَلَقُوْا مِنَ الْاَرْضِ اَمْ لَھُمْ شِرْکٌ فِی السَّمٰوٰتِ اَمْ اٰتَیْنٰھُمْ کِتٰبًا فَھُمْ عَلٰی بَیِّنَتٍ مِّنْہُ بَلْ اِنْ یَّعِدُ الظّٰلِمُوْنَ بَعْضُھُمْ بَعْضًا اِلَّا غُرُوْرًا۔ انہیں فرمائیں بھلا بتاؤ تو تمہارے وہ شریک جنہیں تم پوجتے ہو اللہ کے سوا تو مجھے دکھاؤ انہوں نے کیا پیدا کیا زمین سے یا ان کا کچھ ساجھا ہے آسمانوں میں یا لائے ہیں ہم انکے پاس وہ کتاب جس کی روشنی پر وہ ہیں بلکہ یہ ظالم ایک دوسرے کو جھوٹا وعدہ دیتے ہیں۔

قُلْ اَرَءَیْتُمْ کے معنی ہیں حقیقت استفہام عن الرویۃ ہے یعنی اَخْبِرُوْنِیْ یا یہ معنی ہیں اَعْلِمْتُمْ کیا تم جانتے ہو ھٰذِہِ الَّتِیْ تَدْعُوْنَھَا مَا ھِیَ انہیں جن کی تم پوجا پاٹ کرتے ہو یہ کیا ہیں۔ انہوں نے آسمان وزمین میں کونسا حصہ بنایا ہے یا وہ آسمانوں میں سے کسی حصہ کے شریک ہیں جس کی وجہ سے وہ بھی مستحق عبادت ہو گئے اور جب ایسا نہیں اور یقینا نہیں تو یقینا کوئی کتاب ناطق تمہارے پاس ہو گی جس کے اوپر تمہارا عمل ہو گا۔

اور حقیقت یہ ہے کہ یہ کچھ بھی نہیں بلکہ یہ وعدہ ایک دوسرے کو دیتے ہیں کہ یہ بت اللہ کے ہاں شفاعت کرنے والے ہیں ان تمام عبدۃ الاصنام کو ایسے ہی جھوٹے وعدہ دیتے ہیں وَھُوَ تَغْرِیْرُ الْاَسْلَافِ لِلْاَخْلَافِ وَاِضْلَالُ الرُّؤَسَاءِ لِلْاَتْبَاعِ بِاَنَّھُمْ شُفَعَاءُ عِنْدَ اللّٰہِ تَعَالٰی یَشْفَعُوْنَ لَھُمْ بِالتَّقَرُّبِ اِلَیْھِمْ۔

اِنَّ اللّٰہَ یُمْسِکُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ اَنْ تَزُوْلَا بے شک اللہ محافظت کرتا ہے آسمانوں اور زمین کی ان کے ہلنے اور ہٹنے سے۔

یُمْسِکُ کے معنی زجاج کے نزدیک یَمْنَعُ کے ہیں۔ یعنی اِنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی یَمْنَعُ السَّمٰوَاتِ مِنْ اَنْ تَنْتَقِلَ عَنْ مَکَانِہِمَا فَتَرْتَفِعَ اَوْ تَنْخَفِضَ وَ یَمْنَعُ الْاَرْضَ اَیْضًا مِنْ اَنْ تَنْتَقِلَ کَذٰلِکَ۔

اور عبد بن حمید اور ایک جماعت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے راوی ہیں کہ یہ زوال سے روکنا ہے جیسا بھی بلنفنا د حرکت ہو۔

اور ایک قول ہے ذُرَا السَّمَاءَ دَوْرًا اَنَّہُمَا فَہُمَا سَاکِنَاتٍ وَالَّتِیْ اِنْتَہَتْ بِالنُّجُوْمِ اَفْلَاکُہُمَا وَہِیَ غَیْرُ السَّمَاوَاتِ۔ ان کا زوال ان کا چکر ہے اس لیے کہ زمین و آسمان ساکن ہیں اور دائرۂ نجوم فلکی ہیں جو آسمانوں کے علاوہ ہیں۔

چنانچہ سعید بن منصور اور ابن جریر اور ابن منذر اور عبد بن حمید شقیق سے راوی ہیں قَالَ قِیْلَ لِابْنِ مَسْعُوْدٍ اِنَّ کَعْبًا یَقُوْلُ اِنَّ السَّمَاءَ تَدُوْرُ فِیْ قُطْبِہٖ مِثْلَ قُطْبَۃِ الرَّحٰی فِیْ عَمُوْدٍ عَلٰی مَنْکِبِ مَلِکٍ۔ ابن مسعود فرماتے ہیں کہ حضرت کعب نے کہا آسمان اپنے قطب بین چکی کی طرح پھرتا ہے اور اس کا کیلہ ایک فرشتے کے کندھے پر ہیں۔ تو آپ نے فرمایا غلط ہے اس لیے کہ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے اِنَّ اللّٰہَ یُمْسِکُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ اَنْ تَزُوْلَا۔

اس میں فلاسفہ قدیم و جدید کے بہت اختلافات ہیں بہر حال قرآن کریم یُمْسِکُ السَّمٰوَاتِ وَ الْاَرْضَ فرما رہا ہے بنابریں جو اپنی باطل قیاس آرائیاں کر کے زمین کا پھرنا مانتے ہیں ہمارے یہاں یہ مسلّم نہیں اس لیے خلاف نص ہے۔

وَلَئِنْ زَالَتَا اِنْ اَمْسَکَہُمَا مِنْ اَحَدٍ مِّنْ بَعْدِہٖ اِنَّہٗ کَانَ حَلِیْمًا غَفُوْرًا۔ اور اگر وہ ہل جائیں تو کون انہیں روک سکتا ہے اس کے سوا بیشک وہ حلیم و غفور ہے۔

یعنی اگر اس کا زلزلہ ساعت آجائے تو کون ہے جو انہیں سنبھال سکے اور جب وہ وقت آئے گا تو کوئی سنبھال ہی نہ سکے گا جبکہ طی سماوات اور نسف جبال ہوگا یہ اس کا حلم اور بخشش ہے کہ تمہارے اعمال پر چشم پوشی فرماتا ہے۔

آگے ارشاد ہے کہ قریش مکہ نے قبل بعثت نبی علیہ السلام جب ایک جماعت کو اہل کتاب سے دیکھا کہ وہ اپنے رسولوں کی تکذیب کرتے ہیں تو وہ کہنے لگے۔

لَعَنَ اللّٰہُ تَعَالَی الْیَہُوْدَ وَالنَّصَارٰی اَتَتْہُمُ الرُّسُلُ فَکَذَّبُوْہُمْ فَوَاللّٰہِ لَئِنْ جَاءَنَا رَسُوْلٌ لَنَکُوْنَنَّ اَہْدٰی مِنْ اِحْدَی الْاُمَمِ۔ اللہ کی لعنت ہو یہود و نصاریٰ پر کہ ان کے پاس رسول آئے تو انہوں نے تکذیب کی خدا کی قسم اگر ہمارے اوپر رسول آیا تو ہم سب سے زیادہ ہدایت

اور اتباع میں ثابت ہوں گے۔

چنانچہ حبیب سید الابرار صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تو یہ بھی انہیں کی طرح منحرف ہو گئے۔
اب اس کا ذکر فرمایا جاتا ہے۔

وَاَقْسَمُوْا بِاللّٰهِ جَهْدَ اَيْمَانِهِمْ لَئِنْ جَآءَهُمْ نَذِيْرٌ لَّيَكُوْنُنَّ اَهْدٰى مِنْ اِحْدَى الْاُمَمِ

اور انہوں نے مضبوط قسمیں کھائیں کہ اگر ان میں کوئی نذیر تشریف لایا تو وہ ہدایت قبول کرنے میں پہلی امتوں سے زیادہ ہوں گے۔

فَلَمَّا جَآءَهُمْ نَذِيْرٌ مَّا زَادَهُمْ اِلَّا نُفُوْرَا اِۨسْتِكْبَارًا فِى الْاَرْضِ وَمَكْرَ السَّيِّئِ وَلَا يَحِيْقُ الْمَكْرُ السَّيِّئُ اِلَّا بِاَهْلِهٖ۔ تو جب ان میں ہماری طرف سے نذیر تشریف لائے تو ان میں کچھ زیادہ نہ بڑھا مگر تباعد عن الحق اور اس سے بھاگنا اور تکبر سے اپنے کو اونچا کرنا زمین میں اور حضور کی ذات سے لوگوں میں مکاری کر کے اپنی خداع اور چالیں چلنا اور مکر نہیں گھیرتا مگر مکار کو۔

یعنی ان میں حضور سید یوم النشور صلی اللہ علیہ وسلم نذیر بن کر تشریف لائے تو وہ اپنی پختہ قسمیں سب فراموش کر بیٹھے اور حضور کی تعلیم سے بھاگنے لگے اور نئی نئی چالیں چلنے لگے۔

مکر کی تعریف قتادہ کے نزدیک شرک ہے۔

اور بعض کے نزدیک مکر سے مراد سازش کرنا مخالفت میں خفیہ چالیں چلنا ہے۔

وَلَا يَحِيْقُ الْمَكْرُ السَّيِّئُ اِلَّا بِاَهْلِهٖ۔ اور مکر نہیں گھیرتا مگر مکر کرنے والے کو۔ اَیْ لَا یُحِیْطُ

راغب کہتے ہیں اَیْ لَا یُصِیْبُ وَلَا یَنْزِلُ۔ گویا خلاصہ یہ ہے جو عربی فارسی کی ضرب المثل سے واضح ہوتا ہے مَنْ حَفَرَ لِاَخِیْهِ جُبًّا وَقَعَ فِیْهِ مُكِبًّا۔ جو اپنے بھائی کے لیے کنواں کھودے وہ منہ کے بل اس میں جائے جیسے فارسی والے بولتے ہیں چاہ کندہ را چاہ در پیش۔

اسی بنا پر ارشاد الٰہی ہے اِنَّمَا بَغْيُكُمْ عَلٰى اَنْفُسِكُمْ۔ لَا تَبْغُوْا وَلَا تَبْغُوْا بَاغِيًا۔

وَقَدْ حَاقَ مَكْرُ هٰؤُلَآءِ بِهِمْ يَوْمَ بَدْرٍ۔ اور اس مکر نے ان کفار کو بدر والے دن گھیرا قتل ہوئے اور قیدی بنائے گئے۔

وَالْاٰيَةُ عَامَّةٌ عَلَى الصَّحِيْحِ وَاللّٰهُ تَعَالٰى يُمْهِلُ وَلَا يُهْمِلُ وَرَآءَ الدُّنْيَا الْاٰخِرَةُ وَسَيَعْلَمُ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا اَیَّ مُنْقَلَبٍ يَّنْقَلِبُوْنَ اور بقول صحیح چونکہ آیۂ کریمہ عام ہے اور اللہ تعالیٰ ڈھیل دیتا ہے دنیا میں اس کے بعد پھر نہ چھوڑے جائیں گے اور وہ یوم آخرت ہے جیسا کہ ارشاد ہے وَ سَيَعْلَمُ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا الخ

اَسْاَلُ اللّٰہَ تَعَالٰی بِحُرْمَۃِ حَبِیْبِہِ الْاَعْظَمِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَنْ یَّدْفَعَ وَیَرْفَعَ عَنَّا مَکْرَ الْمَاکِرِیْنَ وَاَنْ یُّعَامِلَہُمْ فِی الدُّنْیَا وَالدِّیْنِ بِعَدْلِہٖ اِنَّہٗ سُبْحٰنَہُ الْقَوِیُّ الْمَتِیْنُ۔

فَهَلْ يَنْظُرُوْنَ اِلَّا سُنَّتَ الْاَوَّلِیْنَ فَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّتِ اللّٰهِ تَبْدِیْلًا وَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّتِ اللّٰهِ تَحْوِیْلًا

تو کیا انتظار کر رہے ہیں مگر پہلوں کی طرح عذاب کا تو ہر گز نہ پائے گا تو پہلے طریقہ میں تبدیلی یعنی عذاب کا ٹلنا اور نہ پائے گا تو اللہ کے دستور میں کوئی تحویل۔

کہ عذاب مکذبین سے پلٹ کر کسی اور کی طرف چلا جائے۔

اَوَلَمْ يَسِيْرُوْا فِی الْاَرْضِ فَيَنْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ وَكَانُوْٓا اَشَدَّ مِنْهُمْ قُوَّةً۔ کیا انہوں نے زمین میں سیر نہ کی کہ انہوں نے دیکھا ہو کہ کیا ہوا انجام ان کا جو ان سے پہلے تھے اور وہ قوت میں ان سے سخت تھے۔

اس میں جریان سنۃ اللہ پر استشہاد ہے تعذیب مکذبین پر جو وہ سیر شام اور یمن و عراق کرتے ہوئے امم ماضیہ کی عمارتوں کے کھنڈر اور ان کی ہلاکت کی علامتیں دیکھیں۔ یہاں اَوَلَمْ میں ہمزہ استفہام انکاری ہے اور وہ قوم اہل مکہ سے زیادہ قوی تھے۔

وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعْجِزَهٗ مِنْ شَيْءٍ فِی السَّمٰوٰتِ وَلَا فِی الْاَرْضِ اِنَّهٗ كَانَ عَلِيْمًا قَدِيْرًا۔ اور اللہ وہ نہیں کہ اس کی گرفت سے کوئی نکل جائے آسمانوں اور زمین میں بے شک وہ علم والا اور قدرت والا ہے۔

وَلَوْ يُؤَاخِذُ اللّٰهُ النَّاسَ بِمَا كَسَبُوْا مَا تَرَكَ عَلٰى ظَهْرِهَا مِنْ دَآبَّةٍ وَّلٰكِنْ يُّؤَخِّرُهُمْ اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى فَاِذَا جَآءَ اَجَلُهُمْ فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِعِبَادِهٖ بَصِيْرًا۔ اور اگر اللہ گرفت کرے ان کی کرنیوں پر تو نہ چھوڑے زمین کی پشت پر کسی چلنے والے کو لیکن وقت مؤخر کر رکھا ہے ایک معین مدت تک تو جب وقت مقررہ آئے گا تو اللہ کی نظر میں بندے ہیں۔

یعنی اگر اللہ تعالے گرفت فرمانا چاہے تو روئے زمین پر کوئی نہ رہے مگر عذاب کا ایک وقت معہود ہے اور وقت معہود روز قیامت تک ہے۔ اور قیامت کے قیام پر ہر بندہ اللہ تعالیٰ کے حضور حاضر ہوگا۔ اس دن نیک پر نیکیوں کا اجر اور بد پہ برائی کا عذاب ہوگا۔ اور ہر ایک عمل خیر و شر کا بدلہ دیا جائے گا۔

سورۃ یٰسٓ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

بامحاورہ ترجمہ پہلا رکوع سورہ یٰسٓ پ ۲۲

یٰسٓ ۝ — اے انسان کامل۔

وَالْقُرْاٰنِ الْحَکِیْمِ ۝ — حکمت والے قرآن کی قسم۔

اِنَّکَ لَمِنَ الْمُرْسَلِیْنَ ۝ — بے شک آپ بھیجے گئے ہو۔

عَلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ ۝ — مستقیم راہ پر۔

تَنْزِیْلَ الْعَزِیْزِ الرَّحِیْمِ ۝ — اتارا ہوا عزت والے رحم فرمانے والے کا۔

لِتُنْذِرَ قَوْمًا مَّآ اُنْذِرَ اٰبَآؤُهُمْ فَهُمْ غٰفِلُوْنَ ۝ — تاکہ تم ڈر سناؤ اس قوم کو جس کے ماں باپ نہ ڈرائے گئے تو وہ غفلت میں ہیں۔

لَقَدْ حَقَّ الْقَوْلُ عَلٰٓی اَكْثَرِهِمْ فَهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ ۝ — بیشک ثابت ہو چکی بات ان کے اکثر پر تو وہ ایمان نہ لائیں گے۔

اِنَّا جَعَلْنَا فِیْٓ اَعْنَاقِهِمْ اَغْلٰلًا فَهِیَ اِلَی الْاَذْقَانِ فَهُمْ مُّقْمَحُوْنَ ۝ — ہم نے ان کی گردنوں میں طوق لعنت کر دیے ہیں تو وہ ٹھوڑیوں تک ہیں تو وہ منہ اٹھائے رہ گئے۔

وَجَعَلْنَا مِنْۢ بَیْنِ اَیْدِیْهِمْ سَدًّا وَّمِنْ خَلْفِهِمْ سَدًّا فَاَغْشَیْنٰهُمْ فَهُمْ لَا یُبْصِرُوْنَ ۝ — اور ہم نے کر دی ہے ان کے آگے دیوار اور ان کے پیچھے ایک دیوار اور ڈھانپ دیا ہم نے انہیں تو وہ کچھ نہیں دیکھ سکتے۔

وَسَوَآءٌ عَلَیْهِمْ ءَاَنْذَرْتَهُمْ اَمْ لَمْ تُنْذِرْهُمْ لَا یُؤْمِنُوْنَ ۝ — اور یکساں ہے انہیں اگر تم انہیں ڈراؤ یا نہ ڈراؤ وہ ایمان نہ لائیں گے۔

اِنَّمَا تُنْذِرُ مَنِ اتَّبَعَ الذِّكْرَ وَخَشِيَ الرَّحْمٰنَ بِالْغَيْبِ فَبَشِّرْهُ بِمَغْفِرَةٍ وَّاَجْرٍ كَرِيْمٍ ○
اِنَّا نَحْنُ نُحْيِ الْمَوْتٰى وَنَكْتُبُ مَا قَدَّمُوْا وَاٰثَارَهُمْ وَكُلَّ شَيْءٍ اَحْصَيْنٰهُ فِيْۤ اِمَامٍ مُّبِيْنٍ ○

آپ تو اے محبوب اسی کو ڈر سنائیں جو نصیحت پر چلے اور رحمان سے ڈرے بغیر دیکھے تو اسے بشارت دیجئے بخشش اور عزت والے ثواب کی
ہم زندہ کریں گے مردوں کو اور ہم لکھ رہے ہیں جو انہوں نے آگے بھیجا اور نشانیاں جو چھوڑ گئے اور ہر چیز ہم نے گن رکھی ہے ایک بتلانے والی کتاب ہیں۔

لفظی ترجمہ

يٰسٓ۔ اے انسان کامل
وَ۔ قسم ہے
اَلْقُرْاٰنِ۔ قرآن
اَلْحَكِيْمِ۔ حکمت والے کی
اِنَّكَ۔ بیشک آپ
لَمِنَ الْمُرْسَلِيْنَ۔ پیغمبروں سے ہیں
عَلٰى۔ اوپر
صِرَاطٍ۔ راہ
مُّسْتَقِيْمٍ۔ سیدھی کے
تَنْزِيْلَ۔ اتاری گئی ہے
الْعَزِيْزِ۔ غالب
الرَّحِيْمِ۔ رحم والے کی طرف سے
لِتُنْذِرَ۔ تاکہ تو ڈرائے
قَوْمًا۔ اس قوم کو کہ
مَّا۔ نہیں
اُنْذِرَ۔ ڈرائے گئے
اٰبَاؤُهُمْ۔ باپ دادا
هُمْ۔ ان کے
فَهُمْ۔ تو وہ
غٰفِلُوْنَ۔ بےخبر ہیں
لَقَدْ۔ بیشک
حَقَّ۔ حق ہوئی
الْقَوْلُ۔ بات
عَلٰى۔ اوپر
اَكْثَرِ۔ اکثر
هِمْ۔ ان کے کے
فَهُمْ۔ تو وہ
لَا۔ نہیں
يُؤْمِنُوْنَ۔ ایمان لاتے
اِنَّا۔ بیشک
جَعَلْنَا۔ بنائے ہم نے
فِیْ۔ بیچ
اَعْنَاقِهِمْ۔ انکی گردنوں کے
اَغْلٰلًا۔ طوق
فَهِيَ۔ تو وہ
اِلَى۔ طرف
الْاَذْقَانِ۔ ٹھوڑیوں کے ہیں
فَهُمْ۔ تو وہ
مُّقْمَحُوْنَ۔ منہ اٹھائے ہیں
وَ۔ اور
جَعَلْنَا۔ بنائی ہم نے
مِنْ بَيْنِ اَيْدِيْهِمْ۔ ان کے آگے
سَدًّا۔ دیوار
وَّ۔ اور
مِنْ خَلْفِهِمْ۔ انکے پیچھے
سَدًّا۔ دیوار
فَاَغْشَيْنٰهُمْ۔ تو ہم نے ان کو ڈھانپا
فَهُمْ۔ تو وہ
لَا۔ نہیں
يُبْصِرُوْنَ۔ دیکھتے
وَ۔ اور
سَوَآءٌ۔ برابر ہے
عَلَيْهِمْ۔ ان کے اوپر
ءَ۔ کیا
اَنْذَرْتَهُمْ۔ ڈرائے تو انکو
اَمْ۔ یا
لَمْ۔ نہ

تُنْذِرُ - ڈرائے تو	ھُمْ - ان کو	لَا - نہیں	یُؤْمِنُوْنَ - ایمان لائیں گے
اِنَّمَا - تو صرف	تُنْذِرُ - ڈراتا ہے	مَنِ - اس کو جو	اتَّبَعَ - پیروی کرے
الذِّکْرَ - نصیحت کی	وَ - اور	خَشِیَ - ڈرے	الرَّحْمٰنَ - رحمٰن سے
بِالْغَیْبِ - بغیر دیکھے	فَبَشِّرْہُ - تو خوشخبری دو	ہُ - اس کو	بِمَغْفِرَۃٍ - بخشش کی
وَ - اور	اَجْرٍ - اجر	کَرِیْمٍ - اچھے کی	اِنَّا - بیشک
نَحْنُ - ہم	نُحْیِ - زندہ کرتے ہیں	الْمَوْتٰی - مردوں کو	وَ - اور
نَکْتُبُ - ہم لکھتے ہیں	مَا - جو	قَدَّمُوْا - آگے بھیجا انہوں نے	وَ - اور
آثَارَ - نشانات	ھُمْ - ان کے	وَ - اور	کُلَّ - ہر
شَیْءٍ - چیز	اَحْصَیْنٰہُ - گنا ہم نے اسکو	فِیْ - بیچ	اِمَامٍ - کتاب
مُّبِیْنٍ - روشن کے			

خلاصہ تفسیر پہلا رکوع سورۃ یٰسٓ پ ۲۲

یہ سورۃ مبارکہ مکیہ ہے اس میں پانچ رکوع۔ تراسی آئتیں سات سو انیتیس کلمے اور تین ہزار حروف ہیں۔

مختصر فضائل سورۃ یٰسٓ شریف

ترمذی شریف میں ہے کہ ہر چیز کے لیے ایک قلب ہوتا ہے اور قرآن کریم کا قلب یٰسٓ ہے جس نے سورہ یٰسین پڑھی اللہ تعالے اس کے لیے دس بار قرآن کریم پڑھنے کا ثواب لکھتا ہے۔ اگرچہ یہ حدیث غریب ہے اور اس کی اسناد میں ایک راوی مجہول ہے۔ لیکن فضائل میں مسلّم ہے علاوہ ازیں دوسری احادیث صحیحہ اس کی مؤید ہیں۔

چنانچہ ابو داؤد میں ہے کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے کہا اپنے اموات پر یٰسین پڑھا کرو اسی بنا پر جان کندن اور سکرات موت کے وقت یٰسین پڑھی جاتی ہے۔ اس کے باقی فضائل مختصر تفسیر میں ملاحظہ کریں۔

یٰسٓ وَالْقُرْاٰنِ الْحَکِیْمِ اِنَّکَ لَمِنَ الْمُرْسَلِیْنَ ۔ اے انسان کامل قسم ہے حکمت والے قرآن کی بے شک آپ صراط مستقیم پر بھیجے گئے ہیں۔

انسان کامل سے مراد سرورِ عالم صلے اللہ علیہ وسلم ہیں اور واؤ قسمیہ کے بعد مقسم بہ قرآن کریم لاکر ارشاد ہے کہ آپ اللہ کی طرف سے سیدھے اور سچے راستے پر مبعوث ہوئے ہیں جس کے ذریعہ مومن منزل مقصود تک پہنچے گا اور سیدھا سچا راستہ توحید کا راستہ ہے اور تمام انبیاء کرام علیہم السلام اسی راہ پر رہے ہیں۔ آیت کریمہ میں کفار کے اس جملے کا بھی رد ہے جو انہوں نے حضور صلے اللہ علیہ وسلم سے کہا تھا کہ لَسْتَ مُرْسَلًا۔ آپ رسول نہیں۔ اللہ تعالے جواب میں فرماتا ہے وَالْقُرْاٰنِ الْحَكِيْمِ اِنَّكَ لَمِنَ الْمُرْسَلِيْنَ عَلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ۔

اس کے بعد ارشاد ہے

تَنْزِيْلَ الْعَزِيْزِ الرَّحِيْمِ لِتُنْذِرَ قَوْمًا مَّا اُنْذِرَ اٰبَاۗؤُهُمْ فَهُمْ غٰفِلُوْنَ۔ یہ قرآن عزت والے رحم فرمانے والے کا اتارا ہوا ہے تاکہ تم ڈر سناؤ اس قوم کو جس کے باپ دادا نہ ڈرائے گئے تو وہ غافل بے خبر ہیں۔

یعنی اس قوم کو ہدایت کرنے کے لیے یہ قرآن پاک نازل ہوا جس قوم کے آباؤ اجداد میں کوئی نبی تشریف نہ لایا۔ چنانچہ یہ حال قوم قریش کا تھا کہ ان میں حضور سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم سے قبل کوئی رسول نہیں آئے اور ان کے آباؤ اجداد غفلت کی ظلمت میں ہی رہے لیکن ان میں چونکہ امام الکل ہادی سبل سید الرسل تشریف لاچکے ہیں تو۔

لَقَدْ حَقَّ الْقَوْلُ عَلٰۤى اَكْثَرِهِمْ فَهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ۔ اب بیشک ان میں ان کے اکثر پر بات ثابت ہو چکی ہے تو وہ ایمان نہ لائیں گے۔

یعنی حکم الٰہی اور قضاؤ قدر علم نہی ان کے کافر رہنے اور جہنمی ہونے پر جاری ہو چکی ہے جیسا کہ ارشاد ہے لَاَمْلَئَنَّ جَهَنَّمَ مِنَ الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ اَجْمَعِيْنَ۔ جو کفر پر اپنے اختیار سے مصر ہیں اور حق کے ماننے سے منکر ہیں ان سے ضرور میں جہنم بھر دوں گا جنوں سے بھی اور ایسے آدمیوں سے بھی اور وہ مشیت الٰہی سے ایمان نہ لائیں گے اس پر ایک مثال دی گئی چنانچہ ارشاد ہے۔

اِنَّا جَعَلْنَا فِيْۤ اَعْنَاقِهِمْ اَغْلٰلًا فَهِيَ اِلَى الْاَذْقَانِ فَهُمْ مُّقْمَحُوْنَ۔ ہم نے کر دیے ہیں ان کی گردنوں میں طوق (لعنت کے) کہ وہ ان کی ٹھوڑیوں تک ہیں تو یہ اوپر کو منہ اٹھائے رہ گئے۔

اس مثال سے یہ ظاہر فرمانا مقصود ہے کہ وہ اپنے کفر میں ایسے راسخ ہیں کہ پند و نصائح اور آیات وہدایت کسی سے منتفع نہیں ہو سکتے جیسے وہ شخص جس کی گردن میں غل کی قسم کا طوق پڑا ہو جو ٹھوڑی تک پہنچتا ہے اور اس کی وجہ سے وہ سر نہیں جھکا سکتے۔ یہی حال ان کا ہے کہ کسی طرح ان کو حق کی طرف

التفات نہیں ہوتا اور اس کے حضور سر نہیں جھکاتے۔

بعض مفسرین کہتے ہیں کہ یہ ان کی حقیقت کا حال ہے جہنم میں انہیں اسی طرح کا عذاب کیا جائیگا جیسا دوسری جگہ ارشاد ہے وَالْاَغْلٰلُ فِیْٓ اَعْنَاقِہِمْ۔

آیت کریمہ کا شان نزول

ابوجہل اور اس کے دو بنی مخزوم کے دوستوں نے قسم کھائی کہ اگر وہ سید عالم صلے اللہ علیہ وسلم کو نماز میں دیکھے تو پتھر سے سر کچل دے گا تو جب اس نے حضور کو نماز پڑھتے دیکھا تو وہ ایک بھاری پتھر لے کر چلا تو اس کے ہاتھ گردن سے چپکے رہ گئے یہ دیکھ کر وہ اپنے دوستوں کی طرف واپس ہوا اور واقعہ بیان کیا یہ سن کر اس کے دوست ولید بن مغیرہ نے کہا

یہ کام میں کروں گا چنانچہ وہ پتھر لے کر چلا حضور صلے اللہ علیہ وسلم ابھی نماز میں ہی تھے جب یہ قریب پہنچا اللہ تعالٰی نے اسے اندھا کر دیا اور بینائی سلب کر لی یہ حضور کی آواز سنتا تھا اور کچھ دیکھ نہ سکتا تھا پریشان ہو کر اپنے دوستوں کی طرف واپس آیا تو وہ بھی اسے نظر نہ آئے آخر ش اس کے دوستوں نے اسے پکارا اور پوچھا کیا کر آیا بولا مجھے آواز آتی تھی مگر حضور نظر نہ آئے۔

ابوجہل کے دوسرے دوست نے ہمت کی اور کہا کہ یہ کام میں کروں گا چنانچہ وہ پورے وثوق کے ساتھ چلا اور قریب پہنچ کر الٹے پاؤں واپس ہوا اور نہایت بدحواسی میں بھاگتا ہوا آ کر اوندھا گرا دوستوں نے پوچھا کہ تیرے ساتھ کیا ہوا۔ بولا حضور کے میرے مابین ایک بہت بڑا اژدہا دیکھا لات و عزیٰ کی قسم اگر میں ذرا بھی آگے بڑھتا تو وہ مجھے کھا جاتا (خازن۔ جمل)

وَجَعَلْنَا مِنْۢ بَیْنِ اَیْدِیْہِمْ سَدًّا وَّمِنْ خَلْفِہِمْ سَدًّا فَاَغْشَیْنٰہُمْ فَہُمْ لَا یُبْصِرُوْنَ۔ اور ہم نے کر دی ہے ان کے آگے دیوار اور ان کے پیچھے دیوار اور انہیں اوپر سے ڈھانک دیا ہے تو انہیں کچھ بھی نہیں سوجھتا۔

یہ بھی ایک تمثیل ہے کہ جیسے کسی شخص کے لیے دونوں طرف دیواریں ہوں اور ہر طرف سے راستہ بند ہو وہ کیسے مقصود تک پہنچ سکتا ہے ایسے ہی ان کفار کے آگے پیچھے جہالت اور تکبر کی دیواریں ہیں۔ ایمان کی راہ بند ہے جہالت کے بند قید میں محبوس ہیں وہ آیات الٰہی اور پند و نصائح سننے سے محروم ہیں۔ چنانچہ آگے ارشاد ہے جس میں ان کے کفر پر مہر لگا دی گئی ہے

وَسَوَآءٌ عَلَیْہِمْ ءَاَنْذَرْتَہُمْ اَمْ لَمْ تُنْذِرْہُمْ لَا یُؤْمِنُوْنَ۔ اور یکساں ہے ان پر کہ آپ انکو ڈرائیں نصیحت فرمائیں یا نہ ڈرائیں وہ ایمان نہیں لائیں گے۔

یعنی جبکہ وہ اصلی کافر ہیں انہیں آپ کی نصیحت کرنا نہ کرنا یکساں ہیں اس لیے کہ

اِنَّمَا تُنْذِرُ مَنِ اتَّبَعَ الذِّكْرَ وَخَشِيَ الرَّحْمٰنَ بِالْغَيْبِ فَبَشِّرْهُ بِمَغْفِرَةٍ وَّاَجْرٍ كَرِيْمٍ

آپ تو اسی کو ڈر سنائیں جو نصیحت پر چلے اور رحمٰن سے بغیر دیکھے غائبانہ ڈرے تو اسے بخشش اور عزت کے ثواب کی بشارت دو۔

عزت کے ثواب سے مراد جنت ہے اور یہ اسی کے لیے ہے جو غائبانہ اپنے رب سے ڈرنے والا ہے

اِنَّا نَحْنُ نُحْيِ الْمَوْتٰى وَنَكْتُبُ مَا قَدَّمُوْا وَاٰثَارَهُمْ وَكُلَّ شَيْءٍ اَحْصَيْنٰهُ فِيْٓ اِمَامٍ مُّبِيْنٍ

بے شک ہم مردوں کو زندہ کریں گے اور ہم لکھ رہے ہیں جو انہوں نے آگے بھیجا اور جو نشانیاں پیچھے چھوڑ گئے اور ہر چیز ہم نے گن رکھی ہے ایک بتانے والی کتاب ہیں۔

یعنی مردوں کو زندہ کرنے کے بعد ان کا محاسبہ ہوگا کہ دنیا کی زندگانی ہیں کتنی نیکی اور کتنی بدی کی ہے تاکہ اس کے مطابق جزا و سزا مرتب ہو۔

وَاٰثَارَهُمْ سے مراد وہ طریقے ہیں جو حیات دنیا ہیں انہوں نے نکلے مثلاً ناچ رنگ یا جاجوئے کے نیئے نیئے طریقے جنہیں اصطلاح شرعیہ ہیں بدعت سیئہ کہتے ہیں چنانچہ ان کی نوعیت حدیث ہیں ہے۔

مَنْ سَنَّ سُنَّةً حَسَنَةً فَلَهٗ اَجْرُهَا وَاَجْرُ مَنْ عَمِلَ بِهَا مِنْ غَيْرِ اَنْ يُّنْقَصَ مِنْ اُجُوْرِهِمْ شَيْئًا وَمَنْ سَنَّ سُنَّةً سَيِّئَةً فَلَهٗ وِزْرُهَا وَوِزْرُ مَنْ عَمِلَ بِهَا مِنْ غَيْرِ اَنْ يُّنْقَصَ مِنْ اَوْزَارِهِمْ شَيْئًا۔ یعنی نیک طریقہ جو صلحاء اولیاء اللہ کی اتباع ہیں جاری کرے اسے اس کا اجر ملے گا اور جتنے اس پر عمل کریں گے اور سب کے ثوابوں کے برابر اسے ثواب ملے گا اور برا طریقہ رائج کرنے والا خود گنہگار ہوگا اور جتنے اس کے ساتھ خراب ہوئے ان سب کا عذاب علیحدہ علیحدہ ہوگا اور اس بانی پر ان سب کے گناہوں کے برابر عذاب ہوگا۔

اس سے معلوم ہوا کہ صدہا امور خیر ایسے ہیں کہ اللہ کے نیک بندوں نے جاری کیے انہیں ناجائز کہنا ناجائز ہے یہ امور اگرچہ بدعت ہیں لیکن بدعت حسنہ ہیں اور صدہا امور مثل سینما۔ ڈانس بے حیائی کی محفلوں کے ایسے ہیں کہ پہلے نہ تھے وہ بدعت سیئہ ہیں۔ اور مذموم ہیں۔

بعض نے مسجد ہیں آنے کے قدم کی فضیلت بیان کی ہے۔

آیت کریمہ کا شان نزول

بنی سلمہ مدینہ طیبہ کے کنارے پر رہتے تھے انہوں نے چاہا کہ مسجد نبوی کے قریب آبسیں تو انہیں

حضور نے فرمایا مکان نہ بدلو وہاں سے آنے میں تمہارے قدم لکھے جائیں گے اور ثواب زیادہ ملے گا اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔

وَاٰثَارَهُمْ اور اِمَامٍ مُّبِيْنٍ سے مراد لوح محفوظ ہے۔

لغاتِ نادرہ

اس رکوع میں چند ایک لغات نادرہ ہیں پہلے ان کو سمجھ لیں

اَعْنَاق۔ جمع ہے عُنُق کی۔ عنق گردن کو کہتے ہیں۔

اَغْلَال۔ جمع ہے غُلّ کی۔ غلّ کہتے ہیں طوق کو۔

اَذْقَان۔ جمع ہے ذقن کی۔ ذقن کہتے ہیں ٹھوڑی کو۔

فَهُمْ مُّقْمَحُوْنَ۔ مقمح اُسے کہتے ہیں جو سر اوپر کو اٹھائے ہو جو اونٹ پانی کے لیے سر نیچا نہ کرے اسے بعیر قامح بولتے ہیں۔ قَمَحَ الْبَعِيْرُ قُمُوْحًا اِذَا رَفَعَ رَاْسَهٗ عَنِ الْحَوْضِ وَلَمْ يَشْرَبْ۔

اِمَامٍ مُّبِيْنٍ۔ امام مفرد بھی ہے اور جمع بھی۔ مفرد ہونے کی صورت میں حجاب اور کتاب کے وزن پر ہے اور جمع ہونے کی صورت میں بروزن جبال اور جبال ہے۔

امام پیشوا کو کہتے ہیں اور شارع عام کو۔

مُبِيْنٍ یعنی مُظہر ہے۔

مختصر تفسیر اُردو پہلا رکوع سورۃ یٰس پ ۲۲

امام احمد ابوداؤد و نسائی۔ ابن ماجہ۔ طبرانی معقل بن یسار سے راوی ہیں اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يٰسٓ قَلْبُ الْقُرْاٰنِ وَعَدَّ ذٰلِكَ اُحُدٌ اَسْمَائِهَا۔ حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یٰسین قرآن کریم کا دل ہے اور اس لیے اس سورۃ کا نام سورۃ یٰس فرمایا۔

اور فرمایا لَعَلَّ هٰذَا هُوَ السِّرُّ فِي الْاَمْرِ الْوَارِدِ فِيْ صَحِيْحِ الْاَخْبَارِ بِقِرَاءَتِهَا عَلَى الْمَوْتٰى لِمُحْتَضِرِيْنَ اس سورۃ مبارک کے لیے حکم ہے کہ اسے مرنے والوں پر تلاوت کریں۔

اور ابو نصر سنجری حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے راوی ہیں فرماتی ہیں قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ

صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ سُوْرَۃٌ فِی الْقُرْاٰنِ تُدْعٰی الْعَظِیْمَۃَ عِنْدَ اللہِ وَیُدْعٰی صَاحِبُھَا الشَّرِیْفَ عِنْدَ اللہِ یَشْفَعُ صَاحِبُھَا یَوْمَ الْقِیَامَۃِ فِیْ اَکْثَرِ مِنْ رَبِیْعَۃَ وَمُضَرَ وَھِیَ سُوْرَۃُ یٰسٓ - قرآن کریم میں ایک سورت ہے جو اللہ تعالیٰ کے نزدیک عظیمہ ہے اور اس کا پڑھنے والا اللہ تعالیٰ کے حضور ایسا شرافت والا ہے کہ قیامت کے دن ربیع و مضر کے لوگوں سے زیادہ کی شفاعت کرے گا اور وہ سورۂ یٰسین ہے۔

سعید بن منصور اور بیہقی حبان بن عطیہ سے راوی ہیں اِنَّ رَسُوْلَ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ سُوْرَۃُ یٰسٓ تُدْعٰی فِی التَّوْرَاۃِ الْمُعِمَّۃَ تَعُمُّ صَاحِبَھَا بِخَیْرِ الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ وَتُکَابِدُ عِنْدَ بَلْوٰی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ وَتَدْفَعُ عَنْہُ اَھَاوِیْلَ الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ وَتُدْعٰی الْمُدَافِعَۃُ الْقَاضِیَۃُ تَدْفَعُ عَنْ صَاحِبِھَا کُلَّ سُوْءٍ وَتَقْضِیْ لَہٗ کُلَّ حَاجَۃٍ۔

حضور نے فرمایا سورۂ یٰسٓ توریت میں معمّہ کہلاتی ہے اس کے پڑھنے والے کو دنیا و آخرت کی بھلائیاں اور یہ دنیا و آخرت کی بلاؤں سے حفاظت کرتی ہے اور دنیا و آخرت کے ہول سے محفوظ رکھتی ہے۔ اور ہر قسم کی مصیبتیں جو اس کے لیے مقرر ہوں دفع کرتی ہے اور اس کی تمام حاجتیں پوری کرتی ہے۔

اور محمد بن عبدالرحمن بن ابی بکر جدعانی سلیمان بن رفاع سے بھی یہی روایت کرتے ہیں۔

اس کے مکی ہونے پر ابن الفریس اور نحاس اور ابن مردویہ اور بیہقی ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں، اور

بعض نے اس کے مکی ہونے پر اس آیت کا استثنیٰ کیا۔ اِنَّا نَحْنُ نُحْیِ الْمَوْتٰی وَنَکْتُبُ مَا قَدَّمُوْا وَاٰثَارَھُمْ ان کا دعویٰ ہے کہ یہ آیت مدینہ میں نازل ہوئی۔ اور واقعہ بطور شان نزول یہ بتاتے ہیں۔ لَمَّا اَرَادَ بَنُوْ سَلِمَۃَ النُّقْلَۃَ اِلٰی قُرْبِ مَسْجِدِ النَّبِیِّ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَکَانُوْا فِیْ نَاحِیَۃِ الْمَدِیْنَۃِ فَقَالَ عَلَیْہِ السَّلَامُ اِنَّ اٰثَارَکُمْ تُکْتَبُ فَلَمْ یَنْتَقِلُوْا۔

قبیلہ بنی سلمہ نے جو نواحی مدینہ میں رہتے تھے جب ارادہ کیا کہ وہ وہاں سے منتقل ہو کر مسجد نبوی کے قریب آجائیں تو حضور نے فرمایا تمہارے قدم لکھے جاتے ہیں جن کا تمہیں زیادہ ثواب ہے تو وہ وہاں سے منتقل نہ ہوئے اس وقت یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔

اور وَاِذَا قِیْلَ لَھُمْ اَنْفِقُوْا مِمَّا رَزَقَکُمُ اللہُ۔ یہ منافقین کے لیے نازل ہوئی بنا بریں یہ آیت بھی مدنی ہے۔

بہر حال اس پر صحت کے متعلق کچھ نہیں کہا جا سکتا۔ اس سورۂ مبارکہ میں تراسی آیتیں ہیں۔

اور اس کے فضائل میں بہت سی احادیث ہیں علاوہ ان کے جو بیان ہو چکیں یہ بھی ہیں کہ معقل بن یسار سے یہ حدیث ہے۔
لَا يَقْرَأُهَا عَبْدٌ يُرِيْدُ اللهَ تَعَالٰى وَالدَّارَ الْاٰخِرَةَ اِلَّا غُفِرَ لَهٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ اسے بندہ اللہ کے واسطے اور آخرت کی نجات کے لیے جب پڑھتا ہے تو اس کے سب گناہ بخش دیے جاتے ہیں۔
اور ترمذی دارمی حدیث انس سے راوی ہیں مَنْ قَرَاَ يٰسٓ كَتَبَ اللهُ لَهٗ بِقِرَاءَتِهَا قِرَاءَةَ الْقُرْاٰنِ عَشْرَ مَرَّاتٍ۔ جو سورۃ یٰسین پڑھتا ہے اللہ تعالیٰ اسے دس قرآنوں کا ثواب عطا فرماتا ہے۔ وَذَكَرَ بَعْضُهُمْ اَنَّ مَنْ قَرَاَهَا اُعْطِيَ مِنَ الْاَجْرِ كَمَنْ قَرَاَ الْقُرْاٰنَ اِثْنَتَيْنِ وَعِشْرِيْنَ مَرَّةً جو سورۃ یٰسین پڑھے اسے اللہ تعالیٰ بائیس قرآن کی تلاوت کا اجر عطا فرماتا ہے۔
اور بیہقی شعب الایمان میں ابو قلابہ سے روایت کرتے ہیں جو کبار تابعین سے ہیں اِنَّ مَنْ قَرَاَهَا فَكَاَنَّمَا قَرَاَ الْقُرْاٰنَ اِحْدٰى عَشَرَ مَرَّةً۔ جو سورۃ یٰسین ایک بار تلاوت کرے اس نے گویا گیارہ قرآن ختم کیے۔
اور ایک حدیث مرفوع سے بھی جس کے راوی ابن عباس، معقل بن یسار، عقبہ بن عامر، اور ابوہریرہ اور انس رضی اللہ عنہم ہیں دس بار قرآن پڑھنے کا اجر ثابت ہے۔
اب فاطر کے بعد سورۃ یٰسین کا اتصال کس ربط کی بنا پر ہے۔
اس کے متعلق امام جلال الدین سیوطی فرماتے ہیں کہ سورۃ فاطر میں وَجَاءَكُمُ النَّذِيْرُ اور وَاَقْسَمُوْا بِاللهِ جَهْدَ اَيْمَانِهِمْ لَئِنْ جَاءَهُمْ نَذِيْرٌ اور فَلَمَّا جَاءَهُمْ نَذِيْرٌ فرمایا جس سے مراد ذات مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثنا ہے۔
اور مشرکین مکہ نے حضور سے اعراض و انکار کیا اور تکذیب کی تو اس سورۃ مبارکہ میں قسمیں یاد فرما کر حضور کی صحت رسالت ظاہر کر کے اِنَّكَ لَمِنَ الْمُرْسَلِيْنَ عَلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ اور لِتُنْذِرَ قَوْمًا مَّا اُنْذِرَ اٰبَاؤُهُمْ فَهُمْ غٰفِلُوْنَ جو مشرکین کے گمان باطلہ عاطلہ فاسدہ کاسدہ کے رد میں بیان کیا گیا ہے۔
اور فاطر میں وَسَخَّرَ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ كُلٌّ يَّجْرِيْ لِاَجَلٍ مُّسَمًّى فرمایا تو اس سورۃ مبارکہ میں وَالشَّمْسُ تَجْرِيْ لِمُسْتَقَرٍّ لَّهَا اور وَالْقَمَرَ قَدَّرْنٰهُ مَنَازِلَ ارشاد ہوا
لہذا فاطر سے یٰسین کے مضمون کا یہ ربط ہے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

یٰسٓ اے سردار عالم یا اے انسان کامل۔
آلوسی فرماتے ہیں اَلْکَلَامُ فِیْہِ کَالْکَلَامِ فِی الٓمّٓ وَنَحْوِہٖ مِنَ الْحُرُوْفِ الْمُقَطَّعَاتِ فِیْ اَوَائِلِ السُّوْرَةِ اِعْرَابًا۔ یٰسٓ پر بھی الٓمّٓ کی طرح بہت کچھ تاویلی معنی ہو سکتے ہیں اور ایسے ہی دوسرے حروف مقطعہ کے جو سورۃ کے اول ہیں ہیں۔
چنانچہ ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید اور ابن جریر اور ابن منذر اور ابن ابی حاتم چند طرق سے سید المفسرین ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت سے ناقل ہیں کہ یٰسین کے معنی یا انسان ہیں۔ روح المعانی
اور ابوحیان کہتے ہیں کہ عرب میں تصغیر انسان انیسیان ہے وَھُوَ دَلِیْلٌ عَلٰی اَنَّ الْاِنْسَانَ مِنَ النِّسْیَانِ وَاَصْلُہُ النِّسْیَانُ۔ انسان کی تصغیر انیسیان ہے اور یہ اس پر دلیل ہے کہ انسان نسیان سے ہے اور اس کی اصل نسیان ہے۔
وَمَعَ ذٰلِکَ لَا یَجُوْزُ التَّصْغِیْرُ فِیْ اَسْمَاءِ الْاَنْبِیَاءِ عَلَیْہِمُ السَّلَامُ کَمَا لَا یَجُوْزُ فِیْ اَسْمَاءِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ۔ اور یہ بھی ہے کہ تصغیر اسماء انبیاء میں ایسے ہی ناجائز ہے جیسے کہ اسماء الٰہی کی تصغیر ممنوع ہے۔
اس کا جواب یہ ہے کہ اِنَّمَا یَمْتَنِعُ مِنَّا وَاَمَّا مِنَ اللّٰهِ تَعَالٰی فَلَہٗ سُبْحَانَہٗ اَنْ یُّطْلِقَ عَلٰی نَفْسِہٖ عَزَّ وَجَلَّ وَعُظَمَاءِ خَلْقِہٖ مَا اَرَادَ وَیُحْمَلُ حِیْنَئِذٍ عَلٰی مَا یَلِیْقُ کَالتَّعْظِیْمِ وَالتَّحْبِیْبِ وَنَحْوِہٖ مِنْ مَّعَانِ التَّصْغِیْرِ کَمَا قَالَ ابْنُ الْفَارِضِ

مَا قُلْتُ حُبَیِّیَ مِنَ التَّحْقِیْرِ — بَلْ یَعْذُبُ اسْمُ الشَّیْءِ بِالتَّصْغِیْرِ

یہ تصغیر اگر ہماری طرف سے ہو تو ممنوع ہے لیکن اگر منجانب اللہ اگر ہو تو وہ مختار مطلق ہے اور اپنی معظم مخلوق کو جس طرح چاہے مخاطب کرے اور یہ مخاطبہ جیسا کہ اس کی شایان شان ہے وہ مثل تعظیم ہی ہے یا بطریق تحبیب اور اس میں تصغیر بھی ہے۔
چنانچہ ایک جماعت اس طرف ہے کہ ایسان بمعنی انسان اور لفظ یٰسین پر اجماعًا کہا گیا کہ یہ ایا سین ہے۔ اس میں یا حرف اور سین انسان کے مقام کا ایک نام ہے۔
اور اسکی تائید سید المفسرین ابن عباس رضی اللہ عنہما کے اس قول سے ہوتی ہے جو آپ نے حٰمٓ، عٓسٓقٓ وغیرہ حروف مقطعات میں فرمایا اِنَّھَا حُرُوْفٌ مِنْ جُمْلَةِ اَسْمَائِہٖ تَعَالٰی کَرَحِیْمٍ وَعَلِیْمٍ وَسَمِیْعٍ وَقَدِیْرٍ وَنَحْوِ ذٰلِکَ۔ یہ تمام حروف اسماء الٰہی سے ہیں رحیم، علیم، سمیع، قدیر۔

اور مثل اس کے ہیں۔
چنانچہ بعض نے مثل ابن جبیر کے کہا کہ یٰسین اسماء سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم سے ایک نام ہے جیسا کہ سید حمیری کے اس شعر سے ظاہر ہے۔

یَا نَفْسُ لَا تَمْحَضِیْ بِالْوُدِّ جَاهِدَةً عَلَى الْمَوَدَّةِ اِلَّا آلَ یَاسِیْنَا

اور زجاج کہتے ہیں اَلنَّصْبُ عَلٰی تَقْدِیْرِ اُتْلُ یٰسِیْنَ وَهٰذَا عَلٰی قَوْلِ سِیْبَوَیْہِ اِنَّہٗ اِسْمٌ لِلسُّوْرَۃِ۔ یٰسین میں مقدر اُتل ہے یعنی حکم ہے اُتْلُ یٰسِیْن۔ یٰسین پڑھا اور یہ بموجب قول سیبویہ ہے نام سورۃ کا ہے۔

وَالْقُرْاٰنِ الْحَکِیْمِ اِنَّکَ لَمِنَ الْمُرْسَلِیْنَ۔ اور قسم قرآن حکمت والے کی بے شک آپ نبی مرسل ہیں۔

وَالْقُرْاٰنِ میں واو قسمیہ ہے ابتدا ہے اور حکیم سے مراد حکمت والا ہے یعنی اس کا ہر بیان بیان حکمت ہے۔

اِنَّکَ لَمِنَ الْمُرْسَلِیْنَ۔ بیشک آپ ہی ہمارے نبی مرسل ہیں۔

یہ جواب قسم ہے اور اس میں رد ہے مشرکین کے انکار رسالت کا چنانچہ آلوسی فرماتے ہیں۔ جَوَابُ لِلْقَسَمِ وَالْجُمْلَۃُ لِرَدِّ اِنْکَارِ الْکَفَرَۃِ رِسَالَتَہٗ عَلَیْہِ السَّلَامُ فَقَدْ قَالُوْا لَسْتَ مُرْسَلًا چنانچہ اس کا تذکرہ پہلے ہو چکا فَلَمَّا جَآءَهُمْ نَذِیْرٌ مَّا زَادَهُمْ اِلَّا نُفُوْرَاِنِ اسْتِکْبَارًا فِی الْاَرْضِ وَمَکْرَ السَّیِّئِ۔ یعنی جب ہمارا نذیر تشریف لایا تو ان میں کچھ نہ بڑھا مگر نفور و استکبار زمین میں اور برے داؤں۔ تو اللہ تعالے نے ان کے رد میں فرمایا۔ اے انسان کامل یا اے سردار عالم قرآن حکمت والے کی قسم بے شک آپ ہمارے مرسلین سے ہیں۔ اور

عَلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ۔ یہ خبر ثانی ہے کہ مرسلین سے ہیں اور سیدھے راہ پر ہیں۔

اس لیے کہ ہر شخص جانتا ہے کہ مرسلین کرام ہی جب ہوتے ہیں جب وہ صراط مستقیم پر ہوں تو یہاں اس تصریح کی ضرورت نہ تھی مگر بغرض اعلام فرمایا کہ ہمارے حبیب ان صفات سے متصف ہیں

تَنْزِیْلَ الْعَزِیْزِ الرَّحِیْمِ۔ یہ قرآن نازل کیا ہوا ہے غالب رحم فرمانے والے کا۔

لِتُنْذِرَ قَوْمًا مَّآ اُنْذِرَ اٰبَآؤُهُمْ فَهُمْ غٰفِلُوْنَ۔ تاکہ اس قوم کو آپ ڈر سنائیں جن کے آباؤ اجداد ڈر نہ سنائے گئے اور غافل ہیں۔

یہاں آبا سے مراد قریب کے آباؤ اجداد ہیں اس لیے کہ بعید آباء کو تو حضرت سیدنا اسمٰعیل

ذبیح اللہ شریعت ابراہیم کی تبلیغ فرما چکے تھے۔ عہد عیسیٰ علیہ السلام کے بعد ایک مدید زمانہ فترت گذرا جس میں تعلیم عیسیٰ علیہ السلام نسیًا منسیًا کر دی گئی اور آپ کی شریعت میں سے سوا نام عیسائیت کچھ باقی نہیں رہا تھا۔

تو آیۂ کریمہ سے یہ ثابت ہوا کہ قریش میں نذیر تشریف نہیں لائے یعنی رسول نہیں آئے اور غیر نبی کے ذریعہ انذار و تنذیر رہی جیسے زید بن عمرو بن نفیل۔ قس بن ساعدہ وغیرہ اور وَاِنْ مِّنْ اُمَّۃٍ اِلَّا خَلَا فِیْھَا نَذِیْرٌ کا بھی یہی مقصد ہے۔

اسی وجہ میں فترت کے معنی ہی یہ ہیں کہ ارسال رسل نہیں ہوا نہ کہ مطلقًا انذار بھی نہ رہا تو ان کے آباء اقرب کو کسی رسول کی طرف سے انذار نہیں ہوا اور غیر نبی کے انذار و تنذیر کو انہوں نے قبول نہیں کیا اور غافل ہی رہے۔

لَقَدْ حَقَّ الْقَوْلُ عَلٰۤی اَکْثَرِھِمْ فَھُمْ لَا یُؤْمِنُوْنَ۔ اور بے شک ثابت ہو گیا قول الٰہی اور وہ ایمان نہ لائے۔ یعنے۔

حَقَّ الْقَوْلُ کے معنی لَقَدْ ثَبَتَ وَوَجَبَ الَّذِیْ قُلْتُ لِاِبْلِیْسَ یَوْمَ قَالَ لَاُغْوِیَنَّھُمْ اَجْمَعِیْنَ وَھُوَ لَاَمْلَئَنَّ جَھَنَّمَ مِنَ الْجِنَّۃِ وَالنَّاسِ اَجْمَعِیْنَ۔ بے شک ثابت وواجب ہو گیا وہ قول جو ہمنے ابلیس کو فرمایا جبکہ اس نے کہا رَبِّ بِمَآ اَغْوَیْتَنِیْ لَاُغْوِیَنَّھُمْ اَجْمَعِیْنَ۔ اے میرے رب تونے مجھے دھتکار دیا ہے تو اب میں ان بندوں کو سب کو گمراہ کروں گا اِلَّا عِبَادَكَ الصّٰلِحِیْنَ۔ سوا تیرے چیدہ نیک بندوں کے۔

تو اللہ تعالےٰ کی طرف سے ارشاد ہوا کہ ضرور میں جنوں اور لوگوں سے جہنم بھروں گا اور عَلٰۤی اَکْثَرِھِمْ سے مراد وہ ہیں جو علم اللہ میں جہنم کے لیے ہی پیدا کیے گئے چنانچہ اس کی تصریح دوسری آیت میں ہے اِنَّ الَّذِیْنَ حَقَّتْ عَلَیْھِمْ کَلِمَتُ رَبِّكَ لَا یُؤْمِنُوْنَ۔ وہ جن کے لیے واجب و ثابت ہو چکا حکم تیرے رب کا وہ ایمان نہیں لا سکتے۔ ان کے لیے مثال میں واضح فرمایا۔

اِنَّا جَعَلْنَا فِیْۤ اَعْنَاقِھِمْ اَغْلٰلًا فَھِیَ اِلَی الْاَذْقَانِ فَھُمْ مُّقْمَحُوْنَ۔ ہم نے کر دی ہیں ان کی گردنوں میں مشکیں تو وہ ان کی ٹھوڑیوں تک ہیں تو وہ منہ اٹھائے رہ گئے ہیں۔

اس مثال میں عربی محاورہ کے ماتحت منکرین نے حیوانیت دکھائی ہے۔

اَعْنَاقٌ عُنُقٌ کی جمع ہے وَھُوَ الْجِیْدُ یہ ایک قسم کی پھانسی یا پھندا ہے۔

اَغْلَالٌ غُلٌّ کی جمع ہے بالضم یہ اس موقعہ پر بولتے ہیں جبکہ کسی کے ہاتھ باندھ کر گردن سے باندھ دیے

جائیں اور راغب اصفہانی کہتے ہیں اِنَّہٗ مَا یُقَیَّدُ بِہٖ فَیُجْعَلُ الْاَعْضَاءُ وَسْطَہٗ۔ ایسے قید کرنے کو اغلال کہتے ہیں جبکہ اس کے اعضاء گٹھڑی کی طرح باندھ دیے جائیں۔

فَهِیَ اِلَى الْاَذْقَانِ۔ تو وہ پھانسی یا پھندا ٹھوڑی تک ہے۔

اَذْقَان جمع ذَقَن کی ہے اور ذقن ٹھوڑی کو کہتے ہیں۔

فَهُمْ مُقْمَحُوْنَ۔ مقمح کی تعریف نہایہ میں ہے اَلَّذِیْ یَرْفَعُ رَاْسَہٗ وَیَغُضُّ بَصَرَہٗ۔ مقمح وہ ہے جس کا سر اٹھا ہوا اور آنکھیں بند ہوں۔

ابو عبیدہ کہتے ہیں یُقَالُ قَمَحَ الْبَعِیْرُ قُمُوْحًا اِذَا رَفَعَ رَاْسَہٗ عَنِ الْحَوْضِ وَلَمْ یَشْرَبْ وَالْجَمْعُ قِمَاحٌ۔ محاورہ میں بولتے ہیں قمح البعیر اونچا منہ کر لیا اونٹ نے جبکہ وہ حوض سے منہ اونچا کر لے اور پانی نہ پئے اس کی جمع قماح ہے۔

اور لیث کہتے ہیں ھُوَ رَفْعُ الْبَعِیْرِ رَاْسَہٗ اِذَا شَرِبَ الْمَاءَ الْکَرِیْہَ ثُمَّ یَعُوْدُ کا سو وہ اونٹ کا سر اونچا کرنا ہے جب وہ کریہ پانی پیئے پھر اسکو لوٹا دے۔

وَالْمَعْرُوْفُ فِی الْقَمْحِ الرَّفْعُ۔ اور مشہور قمح کے معنی سر اونچا کرنے کے ہیں۔

پھر دوسری مثال میں منکرین مشرکین کا حال ظاہر فرمایا۔

وَجَعَلْنَا مِنْۢ بَیْنِ اَیْدِیْہِمْ سَدًّا وَّمِنْ خَلْفِہِمْ سَدًّا فَاَغْشَیْنٰہُمْ فَہُمْ لَا یُبْصِرُوْنَ۔ اور کر دی ہم نے ان کے آگے ایک دیوار اور ان کے پیچھے ایک دیوار اور ڈھانپ دیا ہم نے انہیں کہ کچھ نہ دیکھ سکیں۔

مِنْۢ بَیْنِ اَیْدِیْہِمْ۔ یَعْنِیْ مِنْ قُدَّامِہِمْ ان کے آگے سَدًّا عَظِیْمًا۔ بھاری دیوار

وَمِنْ خَلْفِہِمْ یَعْنِیْ مِنْ وَّرَائِہِمْ۔ یعنے پیچھے اور یہ آگے پیچھے اس امر کا کنایہ ہے کہ وہ ہر پہلو سے اندھے ہیں۔

فَاَغْشَیْنٰہُمْ۔ یَعْنِیْ فَغَطَّیْنَا بِمَا جَعَلْنَاہُ مِنَ السَّدِّ۔ تو ڈھانپ دیا ہم نے انہیں دیوار سے۔

فَہُمْ لَا یُبْصِرُوْنَ۔ بِسَبَبِ ذٰلِکَ لَا یَقْدِرُوْنَ عَلَى اِبْصَارِ شَیْءٍ مَّا اَصْلًا۔ اس سبب سے وہ کسی شے کے دیکھنے سمجھنے پر قادر ہی نہیں۔

لفظ سَدًّا۔ بالضم اور بالفتح دونوں طرح پڑھتے ہیں۔ اس پر یہ تفریع ہے کہ مَا کَانَ مِنْ عَمَلِ النَّاسِ فَھُوَ بِالْفَتْحِ۔ سد اگر لوگوں کے عمل سے ہو تو بفتح سین پڑھتے ہیں وَمَا کَانَ مِنْ خَلْقِ اللّٰہِ تَعَالٰی فَھُوَ بِالضَّمِّ۔ اور اگر اللہ تعالے کی تخلیق سے ہو تو بضم سین پڑھیں گے۔

فَاَغْشَیْنٰاھُمْ کو بِالْعَیْنِ بھی پڑھا گیا ہے مِنَ الْعِشَاءِ وَھُوَ ضُعْفُ الْبَصَرِ فَاَعْشَیْنٰا ھُمْ عشا سے ہے جو ضعف بصر کے معنی میں آتا ہے۔

چنانچہ آیۂ کریمہ کا شان نزول ابن مردویہ اور ابو نعیم دلائل میں ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ بتاتے ہیں کَانَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقْرَأُ فِی الْمَسْجِدِ فَیَجْھَرُ بِالْقِرَاءَۃِ فَتَاَذّٰی مِنْہُ نَاسٌ مِّنْ قُرَیْشٍ حَتّٰی قَامُوْا لِیَاْخُذُوْہُ فَاِذَا اَیْدِیْھِمْ مَجْمُوْعَۃٌ اِلٰی اَعْنَاقِھِمْ وَاِذَا ھُمْ لَا یُبْصِرُوْنَ فَجَاءُوْا اِلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالُوْا نُنْشِدُكَ اللّٰہَ تَعَالٰی وَالرَّحِمَ یَا مُحَمَّدُ قَالَ اَوَلَمْ یَکُنْ بَطْنٌ مِّنْ بُطُوْنِ قُرَیْشٍ اِلَّا وَلِلنَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِیْھِمْ قَرَابَۃٌ فَدَعَا النَّبِیُّ عَلَیْہِ السَّلَامُ حَتّٰی ذَھَبَ ذٰلِكَ عَنْھُمْ فَنَزَلَتْ یٰسٓ وَالْقُرْاٰنِ الْحَکِیْمِ اِنَّكَ لَمِنَ الْمُرْسَلِیْنَ عَلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ تَنْزِیْلَ الْعَزِیْزِ الرَّحِیْمِ لِتُنْذِرَ قَوْمًا مَّا اُنْذِرَ اٰبَاؤُھُمْ فَھُمْ غٰفِلُوْنَ لَقَدْ حَقَّ الْقَوْلُ عَلٰی اَکْثَرِھِمْ فَھُمْ لَا یُؤْمِنُوْنَ.... اِلٰی وَسَوَاءٌ عَلَیْھِمْ ءَاَنْذَرْتَھُمْ اَمْ لَمْ تُنْذِرْھُمْ لَا یُؤْمِنُوْنَ۔ فَلَمْ یُؤْمِنْ مِنْ ذٰلِكَ النَّفَرِ اَحَدٌ۔

حضور سید عالم صلے اللہ علیہ وسلم مسجد میں بالجہر قراءت فرماتے تھے تو لوگ قریش کے اسے ناگوار محسوس کرتے تھے حتی کہ وہ کھڑے ہوگئے تاکہ مواخذہ کریں کہ منجانب اللہ حضور کا یہ معجزہ ظہور پذیر ہوا کہ ان کی مشکیں بندھ گئیں اور ہاتھ گردن میں لپٹ گئے اور اندھے ہوگئے۔

مجبور ہوکر بارگاہ رسالت میں آئے اور پکارے کہ حضور آپ کو خدا کی قسم ہم پر رحم فرمائیں کیا آپ قریش نہیں ہیں اور یہ حضور کے قرابتی تھے حضور نے ان کے لیے خلاصی کی دعا فرمائی اور وہ کھل گئے۔

اس وقت یٰسٓ وَالْقُرْاٰنِ الْحَکِیْمِ سے اَمْ لَمْ تُنْذِرْھُمْ لَا یُؤْمِنُوْنَ تک نازل ہوا۔

یہ غالباً پہلا حکم ہے جس میں مشرکین کے لیے ایسی دعا کی ممانعت نہیں ہوئی بلکہ صرف لَا یُؤْمِنُوْنَ ہی فرمایا گیا ہے۔

اس کے بعد وَلَا تُصَلِّ عَلٰی اَحَدٍ مِّنْھُمْ مَّاتَ اَبَدًا وَّلَا تَقُمْ عَلٰی قَبْرِہٖ اور وَلَا تُصَلِّ عَلَیْھِمْ اِنَّ صَلٰوتَكَ سَکَنٌ لَّھُمْ کا حکم آیا۔ چنانچہ ان نابکاروں میں سے بموجب پیشگوئی قرآن کریم ایک بھی ایمان نہ لایا۔

اور دوسری روایت شان نزول یہ ہے۔

رُوِیَ اَنَّ الْاٰیَتَیْنِ نَزَلَتَا فِیْ بَنِیْ مَخْزُوْمٍ وَذٰلِكَ اَنَّ اَبَا جَھْلٍ حَمَلَ حَجَرَ الْیَنَالَ بِھَا مَا یُرِیْدُ بِرَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَھُوَ یُصَلِّیْ فَاَثْبَتَتْ یَدُہٗ اِلٰی عُنُقِہٖ حَتّٰی عَادَ اِلَی اَصْحَابِہٖ

وَالْحَجَرُ فَذَالِكَ قَوْلُهُ بِيَدِهٖ فَمَا فَكُّوْهُ اِلَّا بِجُهْدٍ فَاَخَذَهٗ مَخْزُوْمِيٌّ اٰخَرُ فَلَمَّا دَنَا مِنَ الرَّسُوْلِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ طَمَسَ اللّٰهُ تَعَالٰى بَصَرَهٗ فَعَادَ اِلٰى اَصْحَابِهٖ فَلَمْ يُبْصِرْهُمْ حَتّٰى نَادَوْهُ فَقَامَ ثَالِثٌ فَقَالَ لَاَشْدَخَنَّ رَاْسَهٗ ثُمَّ اَخَذَ الْحَجَرَ وَانْطَلَقَ فَرَجَعَ الْقَهْقَرٰى يَنْكُصُ عَلٰى عَقِبَيْهِ حَتّٰى خَرَّ عَلٰى قَفَاهُ مَغْشِيًّا عَلَيْهِ فَقِيْلَ لَهٗ مَا شَاْنُكَ قَالَ عَظِيْمٌ رَاَيْتُ الرَّجُلَ فَلَمَّا دَنَوْتُ مِنْهُ فَاِذَا فَحْلٌ مَا رَاَيْتُ فَحْلًا اَعْظَمَ مِنْهُ حَالَ بَيْنِيْ وَبَيْنَهٗ فَوَاللَّاتِ وَالْعُزّٰى لَوْ دَنَوْتُ مِنْهُ لَاَكَلَنِيْ۔

اِنَّا جَعَلْنَا فِيْٓ اَعْنَاقِهِمْ اَغْلٰلًا اور وَجَعَلْنَا مِنْۢ بَيْنِ اَيْدِيْهِمْ سَدًّا یہ دونوں آیتیں قبیلہ بنی مخزوم کے حق میں نازل ہوئیں۔ واقعہ یہ ہے کہ ابوجہل نے ایک پتھر اٹھایا اور لے کر چلا اسی ارادے سے کہ حضور پر اسے ڈال دے۔ اس وقت حضور صلے اللہ علیہ وسلم نماز میں تھے تو ابوجہل کے ہاتھ گردن میں لپٹ گئے حتیٰ کہ یہ اپنے قبیلہ والوں میں واپس آگیا اور پتھر اس کے ہاتھوں سے چمٹا ہوا تھا ہر چند کوشش کی گئی مگر پتھر علیحدہ نہ ہوا آخر ش بڑی کوشش کے بعد وہ علیحدہ ہوا۔

تو ایک اور مخزومی کھڑا ہوا اور اس نے پتھر اٹھایا جب حضور کے قریب پہنچا تو اللہ تعالیٰ نے اسے اندھا کر دیا۔ پھر اکر اپنے آدمیوں میں واپس آیا مگر اس کے ساتھی نظر نہ آئے یہاں تک کہ انہوں نے اسے پکارا۔ آخر ان میں سے تیسرا سرکش اٹھا اور دعوے کرنے لگا میں سر اقدس پر پتھر مار دوں گا بھلا پھر پتھر لے کر چلا اور قریب پہنچ کر الٹے پاؤں ایڑیوں پر واپس ہوا حتیٰ کہ غش کھا کر گر گیا ساتھیوں نے اس سے پوچھا تجھے کیا ہوا بولا ایک بھاری بھرکم آدمی میں نے دیکھا جب میں قریب حضور پہنچا تو ایک بہت بڑا سانڈ میں نے دیکھا کہ اس جیسا سانڈ کبھی نہ دیکھا تھا وہ میرے اور حضور کے مابین حائل تھا قسم لات و عزیٰ کی اگر میں اور قریب ہوتا تو وہ مجھے کھا جاتا۔

فحل منجد میں ہر جانور کے نر کو بھی کہتے ہیں اَلْفَحْلُ الذَّكَرُ مِنْ كُلِّ حَيَوَانٍ۔ اس اعتبار سے اژدر بھی ہو سکتا ہے۔

اس پر علامہ آلوسی فرماتے ہیں فَجَعْلُ الْغُلِّ يَكُوْنُ اِسْتِعَارَةً عَنْ مَنْعِ مَنْ اَرَادَ اَذَاهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَجَعْلُ السَّدِّ اِسْتِعَارَةً عَنْ سَلْبِ قُوَّةِ الْاَبْصَارِ كَمَا قِيْلَ۔

وَقَالَ السُّدِّيُّ اَلسَّدُّ ظُلْمَةٌ حَالَتْ فَمَنَعَتِ الرُّؤْيَةَ۔ کہ غل جس کی جمع اغلال ہے یہ استعارہ ہے روکنے کا اسے جو حضور کو اذیت دینا چاہے۔ اور سد سے بھی استعارہ کیا گیا سلب قوت ابصار سے۔

اور سدی کہتے ہیں کہ سد وہ ظلمت ہے جو حائل ہو جائے اور دیکھنے سے روکے۔ آگے ارشاد ہے۔
وَسَوَاءٌ عَلَيْهِمْ ءَأَنذَرْتَهُمْ أَمْ لَمْ تُنذِرْهُمْ لَا يُؤْمِنُونَ۔ اور برابر ہے ان کے لیے آپ انہیں ڈر سنائیں یا نہ سنائیں وہ ایمان نہ لائیں گے۔
یہ وہی مضمون ہے جو سورہ کے پہلے رکوع میں صاف آچکا اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا سَوَاءٌ عَلَيْهِمْ ءَأَنذَرْتَهُمْ أَمْ لَمْ تُنذِرْهُمْ لَا يُؤْمِنُونَ خَتَمَ اللّٰهُ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ وَعَلٰى سَمْعِهِمْ وَعَلٰى أَبْصَارِهِمْ غِشَاوَةٌ۔ وہ جو کفر کر رہے ہیں برابر ہے ان کے لیے کہ آپ ڈر سنائیں یا نہ سنائیں وہ ایمان نہ لائیں گے (اس لیے کہ اللہ تعالیٰ نے) ان کے دلوں پر مہر کر دی ہے (تا کہ نصیحت اندر نہ جائے اور کفر باہر نہ آئے) اور مہر کر دی ہے ان کے کانوں پر (تا کہ آیات سن کر قبول کرنے کے قابل بھی نہ رہیں) اور ان کی آنکھوں پہ غشا جہالت ہے (وہ اس کی دھندلاہٹ سے دیکھ بھی نہیں سکتے)
وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ۔ اور ان کے لیے زبردست عذاب (مقدر ہو چکا) ہے۔ آگے ارشاد ہے۔
اِنَّمَا تُنْذِرُ مَنِ اتَّبَعَ الذِّكْرَ وَخَشِيَ الرَّحْمٰنَ بِالْغَيْبِ فَبَشِّرْهُ بِمَغْفِرَةٍ وَّاَجْرٍ كَرِيْمٍ۔ آپ تو اسی کو ڈرائیں جو نصیحت مانیں اور رحمٰن سے غائبانہ ڈرے تو اسے خوشخبری دیجیے بخشش کی اور عزت والے بدلہ کی۔
جس کی شان یہ ہوگی جیسے قتادہ فرماتے ہیں اَجْرٍ كَرِيْمٍ بِالْجَنَّةِ وَالْمُرَادُ نَعِيْمُهَا الشَّامِلُ لِمَا لَا عَيْنٌ رَأَتْ وَلَا اُذُنٌ سَمِعَتْ وَلَا خَطَرَ عَلٰى قَلْبِ بَشَرٍ وَّاَجَلُّ جَمِيْعِ ذَالِكَ رُؤْيَتُهُ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ اجر کریم سے مراد جنت ہے اور اس کی وہ نعمتیں جو اس جنت میں ہوں وہ ایسی ہوں کہ نہ کسی آنکھ نے دیکھی نہ کسی کان نے سنی اور نہ کسی دل میں خطرہ بھی آیا ہو اور سب سے بڑی نعمت رویت الٰہی کا شرف ہے۔
اِنَّا نَحْنُ نُحْيِ الْمَوْتٰى وَنَكْتُبُ مَا قَدَّمُوْا وَاٰثَارَهُمْ وَكُلَّ شَيْءٍ اَحْصَيْنٰهُ فِيْٓ اِمَامٍ مُّبِيْنٍ۔ ہم ہی ہیں جو مردہ کو زندہ کرنے اور جو کچھ وہ (دنیا کی زندگی میں عمل و صدقات سے) آگے بھیجے وہ لکھتے ہیں اور اس کے نشان (عام اس سے کہ برے اعمال کے رواج دینے سے ہو یا اس کے اچھے برے قدموں سے ہو) اور ہر شئے حفاظت میں لوح محفوظ کے اندر ہے۔
یہ مشرکین و مومنین کے لیے ترہیب و ترغیب ہے اور مشرکوں کے لیے وعید اور مومنوں کے لیے وعدہ ہے۔ اور چونکہ مشرکین اس غلط فہمی میں تھے اور کہتے تھے۔ اِنْ هِيَ اِلَّا حَيَاتُنَا الدُّنْيَا نَمُوْتُ وَنَحْيَا وَمَا نَحْنُ بِمَبْعُوْثِيْنَ۔ آگے کچھ نہیں صرف یہ دنیا کی زندگی ہے جس میں ہم مرتے جیتے

ہیں اس کے بعد ہماری بعثت نہیں ہو گی اس کا جواب دیا گیا اور ارشاد ہوا کہ اس گمان باطل میں نہ رہنا ہم ہی ہیں جو تمہیں مرنے کے بعد زندہ کریں گے۔

اور جو کچھ حیات دنیا میں تم اچھے برے عمل کرو گے سب ہم لکھتے ہیں۔

وَاٰثَارَھُمْ۔ اور تمہارے نشان جو تم چھوڑ کر مرو گے عام اس سے کہ وہ طریقہ نیک ہو یا بد سب ہمارے پاس لکھا ہوا ہے

اعمال حسن جیسے تعلیم و تعلم کا سلسلہ جاری کر کے چھوڑ گئے۔

یا دینی کتاب لکھ کر دنیا سے گئے۔

یا مدرسہ بنا کر وقف کر گئے۔

یا ہتیار فی سبیل اللہ طیار کرا کر چھوڑ گئے۔

یا عید میلاد النبی کا سلسلہ جاری کر گئے۔

یا بزرگان دین کی فاتحہ کے لیے کچھ وقف کر گئے۔

یا مسجد تعمیر کر کے انتقال کیا۔

یا برے رواج مروج کرنے کو کلب بنا گئے جہاں ڈانس کیے جائیں یا گانا بجانا ہو۔

یا شراب نوشی کی جگہ تعمیر کر گیا۔

یا جوئے بازی زناکاری کا اڈہ قائم کر گیا۔

یا ایسے قانون بنا کر مر گیا جس میں ظلم و عدوان اور شر و فساد نشو و نما پائیں۔

دونوں قسم کے اعمال خدا تعالیٰ لکھ رہا ہے۔

چنانچہ ابن ابی حاتم جریر بن عبد اللہ بجلی سے راوی ہیں کہ حضور نے فرمایا مَنْ سَنَّ سُنَّۃً حَسَنَۃً فَلَہٗ اَجْرُھَا وَاَجْرُ مَنْ عَمِلَ بِھَا مِنْ بَعْدِہٖ مِنْ غَیْرِ اَنْ یُّنْقَصَ مِنْ اُجُوْرِھِمْ شَیْئًا وَمَنْ سَنَّ سُنَّۃً سَیِّئَۃً کَانَ عَلَیْہِ وِزْرُھَا وَوِزْرُ مَنْ عَمِلَ بِھَا مِنْ بَعْدِہٖ لَا یُنْقَصُ مِنْ اَوْزَارِھِمْ شَیْئًا ثُمَّ تَلَا وَنَکْتُبُ مَا قَدَّمُوْا وَاٰثَارَھُمْ۔

جو کوئی اچھا طریقہ جاری کرے اسے اس کا اجر اور جو اس پر عمل کریں اس کے بعد ان کا اجر بھی بلا نقص اجر عاملین اسے ملے گا۔ اس کو صدقہ جاریہ کہتے ہیں۔

اور جو برا طریقہ جاری کرے گا اس کا اس پر عذاب ہے اور جو اس برے طریقہ پر چلیں اس کے بعد ان کا عذاب بھی اس پر ہے بلا نقص عذاب عاملین پھر یہ آیت کریمہ تلاوت فرمائی وَنَکْتُبُ مَا

قَدَّمُوْا وَاٰثَارَهُمْ۔
انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اس آیت کریمہ میں جمعہ میں حاضر ہونے والوں کے قدموں کی فضیلت بیان فرمائی گئی ہے۔
اور بعض اس طرف گئے کہ اس میں مسجد کی طرف مطلقاً آنے والوں کے قدموں کی فضیلت ہے۔
اور عبدالرزاق اور ابن جریر اور ابن المنذر اور ترمذی لبطریق حسن حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے راوی ہیں قَالَ كَانَتْ بَنُوْ سَلَمَةَ فِیْ نَاحِيَةٍ مِّنَ الْمَدِيْنَةِ فَاَرَادُوْا اَنْ يَّنْتَقِلُوْا اِلٰى قُرْبِ الْمَسْجِدِ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ تَعَالٰى اِنَّا نَحْنُ نُحْيِ الْمَوْتٰى الخ فَدَعَاهُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اِنَّهٗ يُكْتَبُ اٰثَارُكُمْ ثُمَّ تَلَا عَلَيْهِمُ الْاٰيَةَ فَتَرَكُوْا۔
فرماتے ہیں قبیلہ بنو سلمہ مدینہ پاک کے ایک کنارے میں آباد تھے انہوں نے چاہا کہ وہاں سے منتقل ہو کر مسجد نبوی کے قریب آجائیں تو اللہ تعالے نے اِنَّا نَحْنُ نُحْيِ الْمَوْتٰى وَنَكْتُبُ مَا قَدَّمُوْا وَاٰثَارَهُمْ الخ آیت نازل فرمائی۔
تو حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے انہیں بلا کر فرمایا کہ تمہارا مدینہ کے کنارے سے یہاں آنا مفید نہیں ہے کیونکہ تمہارے قدم لکھے جاتے ہیں اور اس پر یہ آیت کریمہ نازل فرمائی اور یہ سن کر بنو سلمہ نے تبدیلی رہائش کا ارادہ ترک کر دیا۔
اور امام احمد اس واقعہ کو زہد میں اور ابن ماجہ وغیرہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس طرح راوی ہیں کہ انصار مدینہ کے مکان مسجد نبوی سے دور تھے تو انہوں نے منتقل ہو کر قرب مسجد میں آباد ہو جانا چاہا تو یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔ یہ سن کر انصار بولے بَلْ نَمْكُثُ مَكَانَنَا پھر ہم اپنے مکانوں میں ہی رہیں گے۔
روح المعانی میں ہے وَالظَّاهِرُ اَنَّ الْمُرَادَ بِالْكِتَابَةِ الْكِتَابَةُ فِیْ صُحُفِ الْمَلٰٓئِكَةِ الْكِرَامِ الْكَاتِبِيْنَ۔ لکھنے سے مراد کراماً کاتبین کا صحیفوں میں لکھنا ہے۔
وَفَسَّرَ بَعْضُهُمُ الْكِتَابَةَ بِالْحِفْظِ اَیْ نَحْفَظُ ذٰلِكَ وَنُثْبِتُهٗ فِیْ عِلْمِنَا لَا نَنْسَاهُ۔ بعض مفسرین نے اپنی تفسیر میں کتابت سے محافظت الٰہی مراد لیا یعنی اللہ تعالے کے علم میں سب کے اعمال ہیں۔
وَكُلَّ شَیْءٍ اَحْصَيْنَاهُ فِیْ اِمَامٍ مُّبِيْنٍ۔ اور ہر شے لکھی ہوئی ہے بیان وحفاظت میں۔ یعنی ہمارے سامنے روشن اور واضح ہے۔
قتادہ مجاہد سے اور ابن زید سے روایت فرماتے ہیں اَللَّوْحُ الْمَحْفُوْظُ۔ اس سے مراد لوح محفوظ ہے وَهُوَ بَيَانُ كُلِّ شَیْءٍ فِيْهِ۔ اور ہر شے کا اس میں بیان ہے۔

یہاں شیعہ حضرات کا خیال بھی خالی از دلچسپی نہ ہوگا ملاحظہ کریں

علامہ آلوسی فرماتے ہیں وَحُکِیَ لِیْ عَنْ بَعْضِ غُلَاۃِ الشِّیْعَۃِ اِنَّ الْمُرَادَ بِالْاِمَامِ الْمُبِیْنِ عَلِیٌّ کَرَّمَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَجْھَہٗ وَاِحْصَاؤُہٗ کُلَّ شَیْءٍ۔ بعض شیعہ نے مجھ سے کہا کہ امام مبین سے مراد حضرت علی کرم اللہ وجہہ ہیں اور انہوں نے ہر شے کا احصا فرمایا ہے۔ اس میں ہم کہتے ہیں

لَیْسَ عَلَی اللّٰہِ بِمُسْتَنْکِرٍ اَنْ یَّجْمَعَ الْعَالَمَ فِیْ وَاحِدٍ

اللہ تعالیٰ کی قدرت کاملہ سے یہ بعید نہیں کہ تمام عالم ایک میں جمع ہو جائے۔

لیکن خزائن معلومات مثل لوح محفوظ کسی ولی میں آجانا جب ممکن ہے تو سینۂ مولا علی میں آجانا مستبعد نہیں وَلَا یَخْفٰی مَا فِیْ ذٰلِکَ مِنْ عَظِیْمِ الْجَھْلِ بِالْکِتَابِ الْجَلِیْلِ نَسْاَلُ اللّٰہَ الْعَفْوَ وَالْعَافِیَۃَ لیکن یہ امر اہل علم پر مخفی نہیں کہ آیہ کریمہ کی تفسیر میں وَکُلَّ شَیْءٍ اَحْصَیْنٰہُ فِیْ اِمَامٍ مُّبِیْنٍ پڑھ کر ایسی جہالت کی جائے میں اللہ تعالیٰ سے عفو و عافیت طلب کرتا ہوں۔

وَکَمَالُ عَلِیٍّ کَرَّمَ اللّٰہُ وَجْھَہٗ لَا یُنْکِرُہٗ اِلَّا نَاقِصُ الْعَقْلِ عَدِیْمُ الدِّیْنِ۔ اور حضرت مولائے کائنات علی کرم اللہ وجہہ کے کمالات کا وہی منکر ہوگا جو ناقص العقل بے دین ہو۔

اس طرز تردید میں علامہ آلوسی بغدادی ہمیں طریقہ تردید تعلیم دے گئے جو ہمارے لیے سبق آموز ہے رد کتنے مہذب اور محتاط رویہ سے فرمایا کہ حضرت شیر خدا اسد اللہ کرم اللہ وجہہ کی عظمت بھی ہاتھ سے نہ گئی اور غلو شیعہ کا رد بھی ہو گیا۔

بامحاورہ ترجمہ دوسرا رکوع سورۃ یٰس پ ۲۲

وَاضْرِبْ لَھُمْ مَّثَلًا اَصْحٰبَ الْقَرْیَۃِ اِذْ جَآءَھَا الْمُرْسَلُوْنَ ۝	اور انہیں مثال دو اس شہر والوں کی جب ان کے پاس آئے ہمارے بھیجے ہوئے۔
اِذْ اَرْسَلْنَآ اِلَیْھِمُ اثْنَیْنِ فَکَذَّبُوْھُمَا فَعَزَّزْنَا بِثَالِثٍ فَقَالُوْٓا اِنَّآ اِلَیْکُمْ مُّرْسَلُوْنَ ۝	جب ہم نے بھیجے ان کی طرف دو مرسل پھر انہوں نے انہیں جھٹلایا تو ہم نے تیسرے سے زور دیا تو بولے وہ سب بے شک ہم تمہاری طرف بھیجے گئے ہیں۔
قَالُوْا مَآ اَنْتُمْ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُنَا وَمَا	بولے تم تو نہیں مگر ہم جیسے بشر اور کچھ اتارا نہیں

اَنْزَلَ الرَّحْمٰنُ مِنْ شَیْءٍ اِنْ اَنْتُمْ اِلَّا تَكْذِبُوْنَ ○	کیا رحمٰن نے تم تو نرے جھوٹے ہو۔
قَالُوْا رَبُّنَا یَعْلَمُ اِنَّآ اِلَیْكُمْ لَمُرْسَلُوْنَ ○	وہ بولے ہمارا رب جانتا ہے کہ ہم تمہاری طرف بھیجے گئے ہیں۔
وَمَا عَلَیْنَآ اِلَّا الْبَلٰغُ الْمُبِیْنُ ○	اور ہمارے ذمہ سوا حکم پہنچا دینے کے کچھ نہیں۔
قَالُوْٓا اِنَّا تَطَیَّرْنَا بِكُمْ لَئِنْ لَّمْ تَنْتَهُوْا لَنَرْجُمَنَّكُمْ وَلَیَمَسَّنَّكُمْ مِّنَّا عَذَابٌ اَلِیْمٌ ○	بولے ہم تم سے بدشگونی لیتے ہیں اگر تم باز نہ آئے تو ہم ضرور تم پر پتھراؤ کریں گے اور ضرور تمہیں ہمارے ہاتھوں دکھ پہنچے گا۔
قَالُوْا طَآئِرُكُمْ مَّعَكُمْ اَئِنْ ذُكِّرْتُمْ بَلْ اَنْتُمْ قَوْمٌ مُّسْرِفُوْنَ ○	وہ بولے تمہاری بدشگونی تمہارے ساتھ ہے کیا ہماری نصیحت سے بدکتے ہو بلکہ تم حد سے بڑھنے والے ہو۔
وَجَآءَ مِنْ اَقْصَا الْمَدِیْنَةِ رَجُلٌ یَّسْعٰی قَالَ یٰقَوْمِ اتَّبِعُوا الْمُرْسَلِیْنَ ○	اور آیا شہر کے کنارے سے ایک شخص دوڑتا ہوا کہنے لگا اے میری قوم پیروی کرو بھیجے ہوؤں کی۔
اتَّبِعُوْا مَنْ لَّا یَسْئَلُكُمْ اَجْرًا وَّهُمْ مُّهْتَدُوْنَ ○	جبکہ وہ پیروی پر تم سے کوئی بدلہ نہیں مانگتے اور وہ ہدایت پر ہیں۔

لفظی ترجمہ

وَ۔ اور	اَضْرِبْ۔ بیان کر	لَهُمْ۔ انکے لیے	مَثَلًا۔ مثال
اَصْحٰبَ۔ رہنے والوں	الْقَرْیَةِ۔ بستی کی	اِذْ۔ جب	جَآءَ۔ آئے
هَا۔ انکے پاس	الْمُرْسَلُوْنَ۔ بھیجے ہوئے	اِذْ۔ جب	اَرْسَلْنَا۔ بھیجے ہم نے
اِلَیْهِمُ۔ ان کی طرف	اثْنَیْنِ۔ دو پیغمبر	فَكَذَّبُوْ۔ تو جھٹلایا	هُمَا۔ ان کو
فَعَزَّزْنَا۔ تو ہم نے غلبہ دیا	بِثَالِثٍ۔ تیسرے سے	فَقَالُوْا۔ تو کہا انہوں نے	اِنَّا۔ بیشک ہم
اِلَیْكُمْ۔ تمہاری طرف	مُرْسَلُوْنَ۔ بھیجے گئے ہیں	قَالُوْا۔ بولے	مَا۔ نہیں
اَنْتُمْ۔ تم	اِلَّا۔ مگر	بَشَرٌ۔ آدمی ہو	مِّثْلُنَا۔ ہمارے جیسے
وَ۔ اور	مَا۔ نہیں	اَنْزَلَ۔ اتاری	الرَّحْمٰنُ۔ رحمٰن نے

مِنْ شَیْءٍ ۔ کوئی چیز | اِنْ ۔ نہیں تم | اَنْتُمْ ۔ تم | اِلَّا ۔ مگر
تَکْذِبُوْنَ ۔ جھوٹ بولتے ہو | قَالُوْا ۔ انہوں نے کہا | رَبُّنَا ۔ ہمارا رب | یَعْلَمُ ۔ جانتا ہے
اِنَّا ۔ بیشک ہم | اِلَیْکُمْ ۔ تمہاری طرف | لَمُرْسَلُوْنَ ۔ بھیجے گئے ہیں | وَ ۔ اور
مَا ۔ نہیں | عَلَیْنَا ۔ ہم پر | اِلَّا ۔ مگر | الْبَلٰغُ ۔ پہنچانا
الْمُبِیْنُ ۔ ظاہر | قَالُوْا ۔ بولے | اِنَّا ۔ بیشک ہم نے | تَطَیَّرْنَا ۔ بدشگونی لی
بِکُمْ ۔ تم سے | لَئِنْ ۔ اگر | لَّمْ ۔ نہ | تَنْتَھُوْا ۔ باز آئے
لَنَرْجُمَنَّکُمْ ۔ تو ہم سنگسار کریں گے تم کو | وَ ۔ اور | لَیَمَسَّنَّکُمْ ۔ ضرور پہنچے کا تم
کو | مِنَّا ۔ ہم سے | عَذَابٌ ۔ عذاب | اَلِیْمٌ ۔ دردناک
قَالُوْا ۔ انہوں نے کہا | طَائِرُ ۔ بدشگونی | کُمْ ۔ تمہاری | مَعَکُمْ ۔ تمہارے ساتھ ہے
اَئِنْ ۔ اگر | ذُکِّرْتُمْ ۔ تم نصیحت دیے جاؤ | بَلْ ۔ بلکہ | اَنْتُمْ ۔ تم
قَوْمٌ ۔ قوم ہو | مُّسْرِفُوْنَ ۔ حد سے بڑھنے والی | وَ ۔ اور | جَآءَ ۔ آیا
مِنْ اَقْصَا ۔ دور کنارے | الْمَدِیْنَۃِ ۔ شہر سے | رَجُلٌ ۔ ایک آدمی | یَّسْعٰی ۔ دوڑتا
قَالَ ۔ اس نے کہا | یٰقَوْمِ ۔ اے میری قوم | اتَّبِعُوا ۔ پیروی کرو | الْمُرْسَلِیْنَ ۔ پیغمبروں کی
اتَّبِعُوْا ۔ تابعداری کرو | مَنْ ۔ اسکی جو | لَّا ۔ نہیں | یَسْئَلُکُمْ ۔ مانگتا تم سے
اَجْرًا ۔ مزدوری | وَّ ۔ اور | ھُمْ ۔ وہ | مُّھْتَدُوْنَ ۔ ہدایت پر ہیں

خلاصہ تفسیر دوسرا رکوع ۔ سورہ یٰسٓ ۔ پ ۲۲

وَاضْرِبْ لَهُمْ مَّثَلًا اَصْحٰبَ الْقَرْیَةِ ۔ اور انہیں مثال دو اس شہر والوں کی ۔

یہ شہر انطاکیہ تھا ۔ اس کی شان یہ تھی کہ اس میں چشمہ اور پہاڑ کافی تھے اس شہر کا دور بارہ میل میں تھا اس کی شہر پناہ سنگین تھی ۔

اِذْ جَآءَهَا الْمُرْسَلُوْنَ ۔ جب ان کے پاس ہمارے بھیجے ہوئے آئے ۔

جن کے نام صادق اور صدوق تھے اور یہ حضرت عیسٰی علیہ السلام کے حواری تھے آپ نے انہیں ہدایت فرما کر انطاکیہ بھیجا تھا اس لیے کہ یہ لوگ بت پرست تھے ۔ انہوں نے وہاں پہنچ کر انہیں بتایا کہ ہم دعوت حق دینے آئے ہیں ۔ شہر کے کنارے انہیں ضعیف العمر بزرگ ملے جن کا نام حبیب نجار تھا بکریا

چرا تے تھے۔ انہوں نے ان سے پوچھا کہ تم کیسے آئے ہو اور کہاں سے آئے ہو۔

انہوں نے بتایا کہ ہم حضرت عیسٰی علیہ السلام کے فرستادہ ہیں ہماری ہدایت صرف یہ ہے کہ یہ قوم بت پرستی چھوڑ کر ایک وحدہ لاشریک کی پیروی کرے۔

حبیب نجار نے اس پر نشانی طلب کی انہوں نے کہا نشانی یہ ہے کہ ہم بیماروں کو صحت یاب کرتے ہیں نابینا کو بینا کرتے ہیں مبروص یعنی برص جسے پنجابی میں پھلبہری کہتے ہیں اسے صحت یاب کر دیتے ہیں۔

چنانچہ حبیب نجار کا ایک بیٹا دو سال سے بیمار تھا انہوں نے اسے پیش کیا فرستادوں نے اس پر ہاتھ پھیرا وہ تندرست ہو گیا حبیب یہ دیکھ کر ایمان لے آئے۔

یہ خبر آبادی میں مشہور ہو گئی اور ایک کثیر جماعت نے ان کے ہاتھ سے شفا پائی حتیٰ کہ یہ خبر بادشاہ تک پہنچی اس نے انہیں طلب کر لیا اور ان سے دریافت کیا کہ ہمارے معبودوں کے سوا بھی کوئی اور معبود ہے جس کی طرف تم بلاتے ہو۔

انہوں نے بیباکانہ جواب دیا کہ ہاں وہ معبود وہ ہے جس نے تجھے اور تیرے بتوں کو پیدا کیا اس پر لوگ بگڑ گئے اور ان کے درپے ہو گئے غرض کہ انہیں مارا پیٹا اور بادشاہ نے انہیں قید کر دیا۔

جب حضرت عیسٰی علیہ السلام نے یہ قصہ سنا تو حضرت شمعون کو انطاکیہ بھیجا اور فرمایا تم اجنبی بنکر ان کی رہائی کی تدبیر کرو۔

آپ بالکل اجنبیانہ انداز سے انطاکیہ پہنچے اور حکمت عملی سے مصاحبین و وزراء سے ملے اور ان میں ایسے غلا ملا ہوئے کہ دوستانہ تعلقات ہو گئے۔

رفتہ رفتہ اپنی رسائی بادشاہ تک پیدا کر لی بادشاہ ان سے مانوس ہو گیا۔

ایک روز باتیں کرتے ہوئے حضرت شمعون نے پوچھا کہ وہ دو آدمی جو قید کیے گئے ہیں آپ نے ان کی بات بھی سنی یا یونہی سنی سنائی پر انہیں قید کیا ہے۔

بادشاہ بولا میری ان کی گفتگو تفصیلی نہیں ہوئی جب انہوں نے نیا خدا اور نیا دین ظاہر کیا تو مجھے غصہ آ گیا اور میں نے قید کر دیا۔

حضرت شمعون نے مشورۃً فرمایا کہ بادشاہ کا خیال ہو تو انہیں بلایا جائے اور معلوم کیا جائے کہ ان کا دعویٰ ہی دعویٰ ہے یا ان کے پاس کوئی برہان بھی ہے۔

مشورہ معقول سمجھ کر بادشاہ نے انہیں بلایا اور پوچھا کہ تمہیں کس نے بھیجا ہے وہ بولے اس اللہ نے جو خالق کل اور مالک کل ہے اور رزاق مطلق ہے جس کا کوئی شریک نہیں۔

حضرت شمعون نے فرمایا اس کی کچھ مختصر صفت بیان کرو انہوں نے کہا وہ فعال لما یرید ہے اور احکم الحاکمین ہے جو چاہتا ہے حکم دیتا ہے۔

حضرت شمعون نے فرمایا تمہارے دعویٰ کی صداقت پہ کیا نشانی ہے۔

دونوں بولے جو بادشاہ چاہے ہم وہی پیش کریں گے۔

بادشاہ نے ایک اندھا لڑکا بلایا اور کہا اس کی آنکھیں ٹھیک کرلو وانہوں نے دعا کی اور وہ انکھیارا ہو گیا۔

اس کے بعد حضرت شمعون نے بادشاہ سے فرمایا کہ اب ہمیں اس کے جواب میں اپنے تئیں سے کہنا چاہئے کہ وہ بھی ایسا ہی ایک اندھا سوانکھا کریں تاکہ تیری عزت بھی ہو اور ان کی بھی۔

بادشاہ نے حضرت شمعون سے کہا آپ سے کیا چھپاؤں اور کیوں چھپاؤں حقیقت یہ ہے کہ ہمارے معبود تو خود آنکھ نہیں رکھتے دوسرے کو آنکھ کہاں سے دیں گے ان کی نہ زبان ہے نہ کان پھر وہ کسی کا نہ کچھ بگاڑ سکتے ہیں نہ کسی کا کچھ بنا سکتے ہیں۔

پھر بادشاہ نے ان دونوں حواریوں سے کہا اگر تمہارا خدا مردے زندہ کردے تو ہم اس پہ ایمان لے آئیں گے۔

حواری بولے مردہ زندہ کرنا ہی نہیں وہ تو ایسا قادر ہے کہ جو تو چاہے وہ کر دے گا۔

بادشاہ نے ایک زمیندار کے لڑکے کو بلایا جسے مرے ہوئے سات دن ہو چکے تھے اس کا جسم پھول گیا تھا لاش متعفن تھی حواریوں سے کہا اسے زندہ کرادو۔

حواریوں نے دعا کی بحکم الٰہی وہ زندہ ہو گیا۔

اس سے بادشاہ نے پوچھا کہ مرنے کے بعد تو کہاں تھا؟

لڑکا بولا میں مشرک تھا مجھے جہنم کی سات وادیوں میں داخل کیا گیا تھا۔

میں تمہیں متنبہ کرتا ہوں کہ جس دین پر تم لوگ ہو یہ بہت برا دین ہے۔ تم ایمان لاؤ میں گواہی لاتا ہوں۔ میرے لیے ابواب سماء یہ کھلے اور ایک حسین جوان مجھے نظر آیا جس نے ان تینوں آدمیوں کی اتباع کی تعلیم دی۔

اور میرا واقعہ یہ ہے کہ جو میں نے بیان کردیا۔

بادشاہ نے پوچھا وہ تین کون ہیں۔

حضرت شمعون کی طرف اشارہ کرکے لڑکا بولا یہ

اور حواریوں کی طرف اشارہ کر کے کہنے لگا اور دو یہ ہیں۔

بادشاہ نے حیرت میں آ کر متعجبانہ طور سے دیکھنا شروع کیا۔

حضرت شمعون سمجھ گئے کہ زندہ شدہ لڑکے کی بات بادشاہ پر اثر کر گئی ہے۔

پھر آپ نے بھی اسے نصیحت کی حتیٰ کہ وہ ایمان لے آیا اور اس کی قوم کے کچھ آدمی ایمان لے آئے اور کچھ سرکش رہے ان پر ایسا عذاب آیا کہ ہلاک ہو گئے چنانچہ اس قصہ کو اجمالاً یہاں بیان فرمایا گیا جیسا کہ ارشاد ہے۔

اِذْ اَرْسَلْنَآ اِلَیْهِمُ اثْنَیْنِ فَكَذَّبُوْهُمَا۔ جب ہم نے بھیجے ان کی طرف دو تو تکذیب کی ان دونوں کی یہ دو جن کا ذکر ہے بقول وہب حواری تھے ایک کا نام یوحنا تھا اور دوسرے کا نام بولس۔

اور بقول کعب ان کا نام ایک کا صادق تھا اور دوسرے کا صدوق۔ تو جب انہیں جھٹلایا تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

فَعَزَّزْنَا بِثَالِثٍ فَقَالُوْٓا اِنَّآ اِلَیْكُمْ مُّرْسَلُوْنَ۔ تو ہم نے تیسرے سے ان پر زور دیا اور تینوں نے انطاکیہ والوں سے کہا کہ بے شک تمہاری طرف بھیجے گئے ہیں۔

عززنا سے مراد تقویت و طاقت ہے گویا ارشاد ہے کہ ہم نے حضرت شمعون کو ان کا تیسرا ساتھی بنا کر بھیجا کہ ان دو کو تائید حاصل ہو۔ اب یہ تینوں نے فرمایا کہ ہم تمہاری ہدایت کے لیے بھیجے گئے ہیں تو قوم بولی جس کا ذکر آگے آتا ہے۔

قَالُوْا مَآ اَنْتُمْ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُنَا وَمَآ اَنْزَلَ الرَّحْمٰنُ مِنْ شَیْءٍ اِنْ اَنْتُمْ اِلَّا تَكْذِبُوْنَ۔ بولے تم کیا ہو ہمارے جیسے آدمی اور رحمٰن نے کچھ نہ اتارا تم کچھ نہیں مگر نرا جھوٹ بول رہے ہو۔

جب صادق صدوق اور شمعون نے خلاف جواب سنا تو بولے اور بلام تاکید کہنے لگے جس کا ذکر آگے آ رہا ہے۔

قَالُوْا رَبُّنَا یَعْلَمُ اِنَّآ اِلَیْكُمْ لَمُرْسَلُوْنَ۔ وہ تینوں بولے ہمارا رب جانتا ہے کہ بے شک ہم ضرور تمہاری طرف بھیجے گئے ہیں۔

وَمَا عَلَیْنَآ اِلَّا الْبَلٰغُ الْمُبِیْنُ۔ اور ہمارے ذمہ صاف حکم پہنچا دینا ہے۔

یعنی دلائل واضحہ اور براہین ساطعہ سے تمہیں بتا دیں کہ وہ مردوں کو جلانے والا اور اندھوں کو انکھیارا کرنے والا ہے اس پر بھی وہ راہ راست پر نہ آئے تو امساک باراں کا عذاب ان پر آیا جس سے یہ ہوا کہ قبول ہدایت کی بجائے اور بگڑ گئے حتیٰ کہ کہنے لگے۔

قَالُوْا اِنَّا تَطَيَّرْنَا بِكُمْ لَئِنْ لَّمْ تَنْتَهُوْا لَنَرْجُمَنَّكُمْ وَلَيَمَسَّنَّكُمْ مِّنَّا عَذَابٌ اَلِيْمٌ - بولے ہم تمہیں منحوس قدم سمجھتے ہیں اب سمجھ لو اگر تم باز نہ آئے تو ہم ضرور تمہیں پتھروں سے ماریں گے اور تمہیں بیشک ہمارے ہاتھوں دکھ پہنچے گا۔

بدشگونی یا نحوست سے یہ مراد ہے کہ جب سے تم ہمارے اندر آئے ہو بارش بند ہوگئی یہ تمہاری نحوست ہے حالانکہ امساک باراں کی وجہ ان کی سرکشی تھی جب انہوں نے ہدایت قبول نہ کی تو امساک باراں کا عذاب ان پر آیا چنانچہ حواریوں نے انہیں جواب دیا۔

قَالُوْا طَائِرُكُمْ مَّعَكُمْ اَئِنْ ذُكِّرْتُمْ بَلْ اَنْتُمْ قَوْمٌ مُّسْرِفُوْنَ - حواریوں نے فرمایا کہ تمہاری بدشگونی اور نحوست تمہارے بداعمال کی وجہ سے تمہارے ساتھ ہے کیا جب تمہیں نصیحت کی گئی تو اس سے بدشگونی لیتے ہو بلکہ تم حد سے بڑھنے والے ہو۔

یعنی جب تمہیں اسلام کی دعوت دی گئی تو تم چمکتے ہوئے اس آواز سے بدک گئے اور اپنی گمراہی اور طغیان میں پڑ گئے ہو یہ تمہاری نحوست ہے

وَجَاءَ مِنْ اَقْصَى الْمَدِيْنَةِ رَجُلٌ يَّسْعٰى - اور آیا شہر انطاکیہ کے کنارے سے ایک آدمی دوڑتا ہوا

یعنی حبیب نجار جو شہر کے کنارے ایک پہاڑ کے غار میں رہتے تھے جب انہوں نے سنا کہ قوم کے لوگ ان بھیجے ہوئے حواریوں کی تکذیب کر رہی ہے تو وہ غار سے نکل کر دوڑے ہوئے قوم میں تشریف لائے

قَالَ يٰقَوْمِ اتَّبِعُوا الْمُرْسَلِيْنَ - اتَّبِعُوْا مَنْ لَّا يَسْئَلُكُمْ اَجْرًا وَّهُمْ مُّهْتَدُوْنَ - اور کہنے لگے اے میری قوم پیروی کرو ان کی جو بھیجے ہوئے ہیں اور ان کی پیروی کرو جو تم سے کوئی معاوضہ نہیں مانگتے اور وہ راہ پر ہیں۔

یعنی حبیب نجار نے قوم کو ہدایت کی اور بتایا کہ یہ تم سے کچھ نہیں مانگتے بلکہ تمہاری خیر اندیشی میں تمہیں نصیحت فرماتے ہیں۔

اس رکوع کی خاص لغات کی تصریح ملاحظہ فرمائیں

وَاضْرِبْ لَهُمْ مَّثَلًا - قرآن کریم میں ضرب المثل کا استعمال دو معنی میں ہوا ہے ایک کسی حالت غریبہ کو ایسی حالت کے ساتھ جو پہلی حالت کی مانند ہے تطبیق دینے ہیں۔

دوسری کسی حالت غریبہ کو بے قصد تطبیق لوگوں کے لیے بیان کرتے ہیں پہلی کی مثال ہے ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا لِّلَّذِيْنَ كَفَرُوا امْرَاَتَ نُوْحٍ وَّامْرَاَتَ لُوْطٍ - اور دوسری کی وَضَرَبْنَا لَكُمُ الْاَمْثَالَ ہے۔

فَعَزَّزْنَا بِثَالِثٍ - عَزَّزْنَا محاورہ میں قَوَّيْنَا کے معنی میں بولا جاتا ہے۔ عَزَّ الْمَطَرُ الْاَرْضَ -

اِنَّا تَطَيَّرْنَا بِكُمْ۔ طیرہ بدشگونی کے معنی میں آتا ہے جیسے حدیث میں ہے۔ لَا عَدْوٰی وَلَا طِيَرَةَ
لَنَرْجُمَنَّكُمْ۔ رجم کہتے ہیں پتھروں سے مارنے کو۔
قَوْمٌ مُّسْرِفُوْنَ۔ مسرف حد سے بڑھنے والے کو کہتے ہیں۔
اَقْصَا الْمَدِيْنَةِ۔ اقصا کنارے کا پرلا حصہ مراد ہے۔

مختصر تفسیر اردو دوسرا رکوع سورۃ یٰسٓ پ ۲۲

وَاضْرِبْ لَهُمْ مَّثَلًا اَصْحٰبَ الْقَرْيَةِ۔ اور مثال میں بتائیں انہیں قریہ والوں کا حال یعنی انہیں ڈرسنائیں اور مثال دیجئے۔ وَضَرْبُ الْمَثَلِ يُسْتَعْمَلُ تَارَةً فِىْ تَطْبِيْقِ حَالَةٍ غَرِيْبَةٍ بِاُخْرٰى مِثْلِهَا كَمَا فِىْ قَوْلِهٖ تَعَالٰى ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا لِّلَّذِيْنَ كَفَرُوا امْرَاَةَ نُوْحٍ۔
وَاُخْرٰى فِىْ حَالَةٍ غَرِيْبَةٍ وَبَيَانِهَا لِلنَّاسِ مِنْ غَيْرِ قَصْدٍ اِلٰى تَطْبِيْقِهَا لِنَظِيْرَةٍ لَهَا كَمَا فِىْ قَوْلِهٖ تَعَالٰى وَضَرَبْنَا لَكُمُ الْاَمْثَالَ۔ اس کی تصریح ہم خلاصہ تفسیر میں بیان کر چکے ہیں۔
اِذْ جَآءَهَا الْمُرْسَلُوْنَ۔ جب آئے اس قریہ میں بھیجے ہوئے۔
یہ بدل اشتمال ہے اصحاب قریہ سے۔ یہاں اِذْ جَآءَهَا فرمایا۔ اِذْ جَآءَهُمْ نہیں فرمایا۔ اس میں اس طرف اشارہ ہے کہ وہ مرسلین اس قریہ کی قیام گاہ پر آئے۔
اور یہ بھیجے ہوئے جو آئے تھے وہ قتادہ وغیرہ اجلہ مفسرین کے نزدیک حضرت عیسٰی علیہ السلام کے بھیجے ہوئے حواری تھے بَعَثَهُمْ حِيْنَ رُفِعَ اِلَى السَّمَآءِ۔ آپ نے انہیں اس وقت بھیجا جبکہ آپ آسمان کی طرف گئے۔
وَنِسْبَةُ اِرْسَالِهِمْ اِلَيْهِ تَعَالٰى فِىْ قَوْلِهٖ سُبْحَانَهٗ اِذْ اَرْسَلْنَآ اِلَيْهِمُ اثْنَيْنِ۔ اور ان کے بھیجنے کی نسبت اللہ تعالےٰ کی طرف آیۂ کریمہ میں ہے جیسا کہ ارشاد ہے۔ جب ہم نے بھیجا اس قریہ والوں کی طرف ان دو کو یہ اس بنا پر ہے کہ ان کا بھیجنا بحکم الٰہی تھا۔
اور سید المفسرین ابن عباس رضی اللہ عنہما اور حضرت کعب احبار فرماتے ہیں کہ هُمْ رُسُلُ اللّٰهِ تَعَالٰى یہ اللہ تعالیٰ کے رسول ہی تھے۔
اور بعض اجلہ مفسرین فرماتے ہیں کہ اللہ تعالےٰ نے انہیں اتباع شریعت عیسٰی علیہ السلام پر بھیجا تھا جیسے حضرت ہارون علیہ السلام کو حضرت موسیٰ علیہ السلام کا خلیفہ فرمایا چنانچہ ارشاد ہوا۔

اِذْ اَرْسَلْنَا اِلَیْهِمُ اثْنَیْنِ فَکَذَّبُوْهُمَا فَعَزَّزْنَا بِثَالِثٍ فَقَالُوْا اِنَّا اِلَیْکُمْ مُّرْسَلُوْنَ جب ہم نے بھیجا ان کی طرف دو کو تو جھٹلایا انہوں نے تو ہم نے قوت دی انہیں تیسرے کے ساتھ تو وہ بولے ہم تمہاری طرف بھیجے ہوئے ہیں۔

تو چونکہ اہل قریہ یہ عقیدہ رکھتے تھے کہ بشریت منافی رسالت ہے بنا بریں وہ جھٹلانے پر آمادہ ہوئے تو انہوں نے انہیں کہا ہم اللہ تعالیٰ کی طرف سے آئے ہیں۔

وَاسْتَدَلَّ الْبَعْضُ عَلٰی ذٰلِکَ بِظُهُوْرِ الْمُعْجِزَةِ کَاِبْرَاءِ الْاَکْمَهِ وَاِحْیَاءِ الْمَیِّتِ عَلٰی اَیْدِیْهِمْ کَمَا جَاءَ فِیْ بَعْضِ الْاٰثَارِ وَالْمُعْجِزَةُ مُخْتَصَّةٌ بِالنَّبِیِّ عَلٰی مَا قُرِّیَ فِی الْکَلَامِ۔

اسی بنا پر بعض نے ان پر استدلال کیا ظہور معجزہ کی وجہ میں نبوت کا جیسا کہ انہوں نے اندھا انکھیارا کیا اور ان کے سامنے مردہ زندہ کیا جیسا کہ بعض احادیث سے ثابت ہے۔

اور معجزہ کے متعلق ارباب کلام یہ عقیدہ بتاتے ہیں کہ وہ مختص بالنبی ہوتا ہے۔

حالانکہ معجزہ اور کرامت دونوں کا ظہور یکساں ہوتا ہے البتہ اگر نبی سے سرزد ہو تو معجزہ ہے اور اگر ولی سے صادر ہو تو اسے کرامت کہتے ہیں۔

لہٰذا اگر وہ حواری مانے جائیں تو بطریق کرامت ان سے یہ خرق عادت ظاہر ہوا اور اگر انہیں رسول الٰہی مانا جائے تو مذکورہ امور معجزہ مانے جائیں گے۔

اب یہ سوال کہ وہ کون تھے ان کے نام کیا تھے ؟

اس پر ایک قول تو یہ ہے کہ ایک کا نام یوحنا تھا اور دوسرے کا نام بولس تھا۔

اور مقاتل کہتے ہیں ایک کا نام اومان تھا اور دوسرے کا بولس۔

اور شعیب الجبائی کہتے ہیں ایک کا نام شمعون تھا اور دوسرے کا نام یوحنا۔

اور وہب اور کعب فرماتے ہیں ایک کا نام صادق تھا اور دوسرے کا نام صدوق تھا۔

ایک اور قول ہے کہ ایک کا نام ناردص تھا اور دوسرے کا نام ماردص۔

اور یہ اس قریہ میں جب تشریف لائے تھے اس وقت یہ سب کے سب بت پرست تھے۔

اور فَعَزَّزْنَا پر آلوسی فرماتے ہیں اَیْ قَوَّیْنَاهُمَا وَشَدَّدْنَا ۔ قوت دی ہم نے ان دو کو تیسرے سے اور مضبوط کیا۔

محاورہ بتاتے ہیں یُقَالُ تَعَزَّزَ لَحْمُ النَّاقَةِ اِذَا صَلُبَ جب اونٹنی کا گوشت سخت ہو جائے تو کہتے ہیں تَعَزَّزَ لَحْمُ النَّاقَةِ۔

اور محاورہ ہے جب بارش سے زمین نرم ہو جائے تو بولتے ہیں عَزَّزَ الْمَطَرُ الْاَرْضَ۔
اور سخت زمین کو ارض عزاز بولتے ہیں۔
اور یہ تیسرے بروایت ابن عباس شمعون الصفا تھے۔
اور بعض نے کہا سمعان تھے۔
اور وہب و کعب کہتے ہیں وہ تیسرے شلوم تھے۔
اور شعیب جبائی کے نزدیک وہ بولس تھے۔
تو اہل انطاکیہ اپنے عقیدہ کے موافق ان سے بولے۔
قَالُوْا مَا اَنْتُمْ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُنَا وَمَا اَنْزَلَ الرَّحْمٰنُ مِنْ شَیْءٍ اِنْ اَنْتُمْ اِلَّا تَكْذِبُوْنَ (جب ہم نے بھیجا تو) وہ کہنے لگے تم ہمارے جیسے بشر ہی تو ہو اور رحمٰن نے کچھ نازل نہیں فرمایا تم نرے جھوٹے ہو۔
یعنی تم پر کوئی وحی نہیں آئی اور تم ہماری مثل بشر ہو کر نبی و رسول کیسے ہو سکتے ہو۔ اس بیان سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ اگرچہ وہ بت پرست تھے لیکن الوہیت خداوندی اور بتوں کے قائل تھے ان کا انکار اگر تھا تو رسالت اور توحید سے تھا اور بتوں سے توسل کے قائل تھے چنانچہ وہ کہتے تھے لَا اِلٰہَ وَ رِسَالَتَہٗ
چنانچہ بعض احادیث سے ثابت ہے کہ وہ کہتے تھے اَلَيْسَ اِلٰهٌ سِوٰى اٰلِهَتِنَا۔ کیا ہمارا کوئی اور خدا ہو سکتا ہے سوا ہمارے معبودوں کے جو بت تھے۔
اسی وجہ سے وہ کہہ بیٹھے اِنْ اَنْتُمْ اِلَّا تَكْذِبُوْنَ۔ تم کچھ نہیں مگر نرے جھوٹے ہو اور وہ وَمَا اَنْزَلَ الرَّحْمٰنُ محض حکایۃً کہتے تھے۔
اس پر ان مرسلوں نے تیسری بار لام تاکید کے ساتھ اپنا دعوی مؤکد کیا۔ اور فرمایا۔
قَالُوْا رَبُّنَا يَعْلَمُ اِنَّآ اِلَيْكُمْ لَمُرْسَلُوْنَ۔ فرمایا انہوں نے ہمارا رب جانتا ہے کہ ہم تمہاری طرف ضرور بھیجے ہوئے ہیں۔
یہ استشہاد بعلم اللہ فرما کر اپنا مرسل ہونا ثابت کیا گویا فرمایا رَبُّنَا يَعْلَمُ لَا اَنْتُمْ۔ ہمارا رب جانتا اگرچہ تم نہیں جانتے کہ ہم ضرور تمہاری طرف بھیجے گئے ہیں پھر فرمایا۔
وَمَا عَلَيْنَآ اِلَّا الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ۔ اور ہمارے ذمہ کچھ نہیں سوا ظاہر تبلیغ دین حق کے پہنچا۔
یعنی اگر تم ہماری ہدایت اور نصیحت قبول کرو تو تمہارے حق میں بہتر ہے اور اگر قبول نہ کرو گے تو ہم اپنے عہدہ سے سبکسار ہو گئے ہم پر تمہاری گمراہی و انکار کا کچھ مواخذہ نہ ہوگا۔
اور ان ابراء اکمہ اور احیاء میت کا دعوی پیش کیا۔

یہ معجزہ اس صورت میں مانا جائے گا جبکہ انہیں رسول تسلیم کر لیا جائے۔ ورنہ عادت کے خلاف امور بطریق کرامت مانے جاسکتے ہیں۔

مختصر یہ کہ جب ان دو کو قید کر لیا تو حضرت شمعون ابنبی بن کر تشریف لائے جس کی تفصیل ہم خلاصہ تفسیر میں بیان کر چکے ہیں۔

اور شاہ انطاکیہ معہ اکثر قوم کے لوگوں کے مشرف بہ اسلام ہو گیا تو سرکش لوگ اپنی ضد پر اڑے رہے اور ان کے پاس جواب نہ تھا تو اللہ تعالیٰ نے ان پر امساک باراں فرمایا جیسا کہ مقاتل کا قول ہے اور بعض نے کہا اَسْرَعَ فِیْہِمُ الْجُذَامُ عِنْدَ تَکْذِیْبِہِمُ الرُّسُلَ عَلَیْہِمُ السَّلَامُ ان پر جذام یعنی کوڑھ مسلط ہو گیا تکذیب رسل کرام علیہم السلام کی سزا میں تو کہنے لگے۔

قَالُوْا اِنَّا تَطَیَّرْنَا بِکُمْ لَئِنْ لَّمْ تَنْتَہُوْا لَنَرْجُمَنَّکُمْ وَلَیَمَسَّنَّکُمْ مِّنَّا عَذَابٌ اَلِیْمٌ۔ ہم تم سے بدشگونی لیتے ہیں اور تمہیں منحوس کہتے ہیں اگر تم اس تبلیغ و ہدایت سے باز نہ آئے تو تمہیں پتھر ماریں گے اور ضرور ہم تمہیں سخت عذاب اور تکلیف پہنچائیں گے۔

تطیّر اصل میں نحوست اور بدشگونی کے معنی میں مستعمل ہے۔

اور رجم پتھروں سے ہلاک کرنے کو کہتے ہیں۔

تو اس قسم کی دھمکیاں انہوں نے دیں۔

اس کے جواب میں انہوں نے بے پرواہ ہو کر جواب دیا۔

قَالُوْا طَائِرُکُمْ مَّعَکُمْ ءَاِنْ ذُکِّرْتُمْ بَلْ اَنْتُمْ قَوْمٌ مُّسْرِفُوْنَ۔ انہوں نے فرمایا تمہاری نحوست تمہارے ساتھ ہے (کہ کفر میں پڑے ہو یہ بدشگونی اسی وجہ میں لے رہے ہو) کہ ہم نے نصیحت کی تو تم بگڑ گئے اور ہدایت سے بدک گئے درحقیقت تم حد سے بڑھ جانے والے لوگ ہو۔

یعنی تمہاری عادت میں اسراف اور حد سے متجاوز ہونا اور اپنی معصیت شعاری میں منہمک رہنا ہے اسی وجہ میں تم بدشگونی لیتے ہو۔

وَجَآءَ مِنْ اَقْصَی الْمَدِیْنَۃِ رَجُلٌ یَّسْعٰی۔ اور آیا شہر کے بعید حصہ سے ایک شخص بھاگا ہوا۔

یہاں رَجُلٌ پر تنوین تعظیمی ہے۔

اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ یہ تنوین تنکیر ہو کہ اس سے اس امر کا اظہار ہو کہ وہ بھیجے ہوئے انہیں نہیں پہچان سکے تھے (کہ وہ کون ہے)

ان کا نام ابن عباس اور ابی مجاز اور کعب احبار اور مجاہد اور مقاتل، حبیب نجّار بتلاتے ہیں۔ یہ اسرائیلی

کے بیٹے تھے چنانچہ روح المعانی میں ہے

وَاسْمُہٗ عَلٰی مَا رُوِیَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ وَاَبِیْ مَجَازٍ وَکَعْبِ الْاَحْبَارِ وَمُجَاھِدٍ وَّمُقَاتِلٍ حَبِیْبٌ وَّھُوَ ابْنُ اِسْرَائِیْلَ۔

اور بعض نے کہا وہ ابن مری تھے۔

وَکَانَ عَلَی الْمَشْھُوْرِ نَجَّارًا۔

وَقِیْلَ کَانَ حَرَّاثًا۔

وَقِیْلَ کَانَ قَصَّارًا۔

وَقِیْلَ کَانَ اِسْکَافًا

وَقِیْلَ نَحَّاتًا لِلْاَصْنَامِ

وَیُمْکِنُ اَنْ یَّکُوْنَ جَامِعًا لِھٰذِہِ الصِّفَاتِ۔

بعض نے کہا وہ مری کے بیٹے تھے۔

یوں مشہور تر کھان تھے۔

ایک قول ہے وہ کاشتکار تھے۔

ایک قول ہے کہ دھوبی تھے۔

بعض نے کہا کہ وہ موچی کا کام کرتے تھے۔

بعض نے کہا کہ وہ بت تراش تھے۔

اور ممکن ہے وہ ان تمام صفات کے جامع ہوں۔

ان کے حالات میں بعض نے لکھا ہے اِنَّہٗ کَانَ فِیْ غَارٍ مُؤْمِنًا یَعْبُدُ رَبَّہٗ عَزَّوَجَلَّ فَلَمَّا سَمِعَ اَنَّ قَوْمَہٗ کَذَّبُوا الرُّسُلَ جَاءَ یَسْعٰی۔ اَیْ یَعْدُوْ وَیُسْرِعُ فِیْ مَشْیِہٖ حِرْصًا عَلٰی نُصْحِ قَوْمِہٖ۔ یہ ایک غار میں رہتے تھے مومن تھے اپنے رب کی عبادت میں مشغول رہتے تھے۔ انھوں نے جب سنا کہ قوم نے ان مرسلین کو جھٹلایا تو وہ دوڑتے ہوئے دور سے آئے قوم کو نصیحت کرنے کی غرض سے۔

وَقِیْلَ اِنَّہٗ سَمِعَ اَنَّ قَوْمَہٗ عَزَمُوْا عَلٰی قَتْلِ الرُّسُلِ فَقَصَدَ وَجْہَ اللّٰہِ تَعَالٰی بِالذَّبِّ عَنْھُمْ فَسَعٰی ھٰھُنَا مِثْلُھَا فِیْ قَوْلِہٖ تَعَالٰی وَسَعٰی لَھَا سَعْیَھَا۔

ایک قول ہے کہ جب حبیب نے سنا کہ ان کی قوم ان تینوں کے قتل پر آمادہ ہے تو روکنے کے

لیے انہوں نے اللہ کے حضور دعا کی کہ وہ اس ارادے سے باز آئیں اور دوڑتے ہوئے قوم میں آئے جیسا کہ دوسری جگہ ارشاد ہے کہ ان کے لیے وہ دوڑتا ہوا آیا۔

ابن ابی لیلے سے بحر میں مروی ہے کہ سُبَّاقُ الْاُمَمِ ثَلَاثَۃٌ لَمْ یَکْفُرُوْا فَطْرَفَۃَ عَیْنٍ عَلِیُّ بْنُ اَبِیْ طَالِبٍ وَصَاحِبُ یٰسٓ وَمُؤْمِنُ اٰلِ فِرْعَوْنَ۔

پہلی امتوں میں تین ہیں کہ جنہوں نے قطعا کفر نہ کیا۔ حضرت علی بن ابی طالب اور صدیق اکبر اور ایک آل فرعون کا مومن۔

زمخشری کہتے ہیں اِنَّہٗ مِمَّنْ اٰمَنَ بِرَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَمَا اٰمَنَ تُبَّعُ الْاَکْبَرُ وَوَرَقَۃُ بْنُ نَوْفَلٍ وَغَیْرُھُمَا۔

وہ ان لوگوں میں سے ہے جو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم پر ایمان لائے جیسے تبع اکبر اور ورقہ بن نوفل وغیرہما۔ رضی اللہ عنہم

ایک قول ہے کہ حبیب نجار کو جذام تھا ان کی قیام گاہ شہر سے باہر تھی یہ ستر سال تک بت پوجتے رہے اور اپنے جذام یعنی کوڑھ سے نجات کی دعا کرتے رہے مگر اچھے نہ ہوئے۔

تو جب ان حواریوں نے انہیں دعوت اسلام دی تو حبیب نجار نے ان سے کہا تمہاری صداقت پر کیا دلیل ہے؟

حواریوں نے کہا ہم اپنے رب قادر سے جس مریض کے لیے دعا کرتے ہیں تو وہ صحت یاب ہو جاتا ہے۔

تو حبیب نے اپنے مرض کے لیے کہا انہوں نے دعا کی وہ فوراً صحت یاب ہو گئے اور کہنے لگے اِنَّ ھٰذَا لَعَجَبًا لِیْ سَبْعُوْنَ سَنَۃً اَدْعُوْا ھٰذِہِ الْاٰلِھَۃَ فَلَمْ تَسْتَطِعْ تَفْرِیْجَہٗ فَکَیْفَ یُفَرِّجُہٗ رَبُّکُمْ فِیْ غَدَاۃٍ وَّاحِدَۃٍ۔

یہ عجیب بات ہے کہ مجھے ستر سال دعا کرتے ہو گئے ان پتھروں سے تو وہ قطعاً مرض سے نجات دینے پر قادر نہ ہوئے اور تمہارا رب البتہ ہے کہ مجھے ایک صبح میں ہی اس مہلک مرض سے نجات دیتا ہے

حواری بولے رَبُّنَا عَلٰی مَا یَشَآءُ قَدِیْرٌ وَھٰذِہٖ لَا تَنْفَعُ شَیْئًا وَّلَا تَضُرُّ۔ ہمارا رب جو چاہے اس پر قادر ہے اور یہ بت نہ کچھ نفع دے سکتے ہیں نہ نقصان۔

فَاٰمَنَ وَدَعَوْا رَبَّھُمْ سُبْحٰنَہٗ فَکَشَفَ عَزَّوَجَلَّ مَا بِہٖ کَاَنْ لَّمْ یَکُنْ بِہٖ بَاْسٌ۔ تو وہ ایمان لے آئے اور حواریوں نے اللہ تعالے سے دعا کی تو اللہ تعالے نے ان کی تکلیف ایسی دفع کی کہ گویا

کبھی وہ تکلیف ہی نہ تھی۔

پھر حبیب اپنی کمائی اساس البیت لے آئے اور شام تک اپنا آدھا مال صدقہ کر دیا اور آدھا اپنے لیے رکھ لیا۔

تو جب قوم ان مرسلین کے قتل پر آمادہ ہوئی تو یہ آبادی کے کنارے سے دوڑتے ہوئے پہنچے تو فرمانے لگے۔

قَالَ يٰقَوْمِ اتَّبِعُوا الْمُرْسَلِيْنَ اتَّبِعُوْا مَنْ لَّا يَسْـَٔلُكُمْ اَجْرًا وَّهُمْ مُّهْتَدُوْنَ - بولا اے میری قوم پیروی کرو ان کی جو مرسلین ہیں اور تم سے کچھ معاوضہ نہیں مانگتے اور وہ راہ پر ہیں۔

یعنی انہیں کسی معاوضہ کا لالچ نہیں بلکہ صرف لوجہ اللہ تبلیغ ہدایت کرتے ہیں لہٰذا ایسے خالص و مخلص لوگوں کا اتباع کرو جن کے ذریعہ تم بھی ہدایت پر آجاؤ۔

اس پر قوم نے حبیب نجار سے کہا تو کیا تو بھی ان کے دین پر ہے اور ان کے معبود پر ایمان لے آیا ہے؟ اس کے جواب میں حبیب نجار نے فرمایا۔

بحمد اللہ و فضلہ بائیسواں پارہ تفسیر کا ختم ہوا

فقیر قادری ابو الحسنات سید محمد احمد قادری اشرفی

۱۹۵۶ء

تفسیر الحسنات بآیات بینات" مؤلفہ مفسر قرآن حضرت علامہ ابوالحسنات سید محمد احمد قادری رحمۃ اللہ علیہ کے مطالعہ کا شرف حاصل ہوا سبحان اللہ تفسیری محاسن کا حسین و جمیل مرقع ہے۔ کیوں نہ ہو جس کے مؤلف فاضل اجل عالم بے بدل ثقہ قاری علامہ ابوالحسنات سید محمد احمد قدس اللہ سرہ العزیز جو آبا عن جد وارث علوم قرآن و حدیث ہیں۔ فنون متداولہ عقلیہ و نقلیہ کے ماہر قرآن کریم حافظ اور قاری تفسیر و حدیث فقہ اور تصوف کے علوم کے جامع بلکہ طب یونانی کے بھی حکیم فاضل طبیب حاذق۔ صالح متقی شریعت و طریقت کے حامل تصنیف و تالیف میں بے مثال آپ کی بڑی تفسیر کیسی نفیس اور عمدہ ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ صحیح معنی میں جسے تفسیر کہا جا سکتا ہے وہ تفسیر الحسنات ہے لفظی ترجمہ میں لغات قرآن کو حل کر دیا اور بامحاورہ ترجمہ فرما کر قرآن پاک کے مفہوم کو آسان کر دیا۔ شان نزول تحریر فرما کر مطالب قرآن کو مزید واضح فرما دیا۔ افسوس ہے کہ بحال فقیر کو بالاستیعاب مطالعہ کا موقع نہیں ملا۔ لیکن جو کچھ دیکھا جہاں تک دیکھا صفحات اوراق پر جواہر پارے اور دُر ہائے نایاب بکھرے ہوئے پائے۔ سورۃ ق تک حضرت مؤلف قدس سرہ تفسیر الحسنات لکھنے پائے تھے کہ رب العلمین کی بارگاہ عظمت میں حاضری کا وقت آ گیا۔ اے کاش بقیہ تفسیر بھی مکمل ہو جاتی تو ہمارے اس دینی علمی سرمایہ میں مزید نعمتیں نصیب ہوتیں۔ بر نوع او رضینا بقضاء اللہ جو کچھ ہمیں ملا ہم اس پر اللہ کا شکر ادا کرتے ہیں۔ اور حضرت مؤلف علیہ الرحمۃ کے لخت جگر صاحبزادہ سید خلیل احمد قادری دامت برکاتہم العالیہ کے اس احسان عظیم پر ان کا شکریہ ادا کرتے ہیں کہ انہوں نے اپنے والد ماجد علیہ الرحمۃ کے اس علمی خزانہ کو محفوظ کیا اور تفسیر الحسنات کو حسن و خوبی کے ساتھ زیور تصحیح و ترتیب سے آراستہ کر کے تشنگان علوم تک پہنچا دیا۔ اللہ حضرت مؤلف رحمۃ اللہ علیہ کو ان کے اسلاف کرام کی طرح جنات الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے اور صاحبزادہ امین الحسنات سید محمد خلیل احمد قادری اشرفی دامت برکاتہم العالیہ کو صحت و عافیت کے ساتھ زندہ و سلامت رکھے کہ وہ اپنے اسلاف کرام کی بہترین نشانی ہیں۔

فقیر سید احمد سعید کاظمی غفرلہ

سرٹیفکیٹ

تفسیر الحسنات کی
آیات و معانی کو حرفاً حرفاً پڑھا۔ میں تصدیق کرتا ہوں کہ اس
کے متن میں کسی قسم کی کوئی غلطی نہیں ہے۔

تصدیق کنندہ

صاحبزادہ مشتاق الرحمٰن ہاشمی

خطیب جامع مسجد حنفیہ فاروقیہ "اسلام پورہ" لاہور
و رکن اسلامی قرأت کمیٹی حکومت پاکستان

پارہ ۲۳

بامحاورہ ترجمہ نصف دوسرا رکوع سورۂ یٰسٓ پ ۲۳

وَمَالِیَ لَآ اَعْبُدُ الَّذِیْ فَطَرَنِیْ وَاِلَیْہِ تُرْجَعُوْنَ ○

اور مجھے کیا ہوا کہ نہ پوجوں اسے جس نے مجھے پیدا کیا اور تمہیں اسی کی طرف پلٹنا ہے۔

ءَاَتَّخِذُ مِنْ دُوْنِہٖٓ اٰلِھَۃً اِنْ یُّرِدْنِ الرَّحْمٰنُ بِضُرٍّ لَّا تُغْنِ عَنِّیْ شَفَاعَتُھُمْ شَیْئًا وَّلَا یُنْقِذُوْنِ ○

کیا میں اختیار کروں اس کے سوا اور خدا اگر چاہے رحمٰن میرا کچھ برا تو نہ مستغنی کرے گی ان بتوں کی سفارش مجھے اور نہ وہ مجھے بچا سکیں۔

اِنِّیْٓ اِذًا لَّفِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ ○

میں بیشک ایسی صورت میں کھلی گمراہی میں ہوں۔

اِنِّیْٓ اٰمَنْتُ بِرَبِّکُمْ فَاسْمَعُوْنِ ○

میں ایمان لایا تمہارے رب پر تو سنو۔

قِیْلَ ادْخُلِ الْجَنَّۃَ قَالَ یٰلَیْتَ قَوْمِیْ یَعْلَمُوْنَ ○

اس سے فرمایا گیا جنت میں داخل ہو۔
کہا اس نے اے کاش میری قوم جانتی۔

بِمَا غَفَرَ لِیْ رَبِّیْ وَجَعَلَنِیْ مِنَ الْمُکْرَمِیْنَ ○

جیسی بخشش کی میرے رب نے اور مجھے کیا عزت والوں میں۔

وَمَآ اَنْزَلْنَا عَلٰی قَوْمِہٖ مِنْ بَعْدِہٖ مِنْ جُنْدٍ مِّنَ السَّمَآءِ وَمَا کُنَّا مُنْزِلِیْنَ ○

اور نہیں اتارا ہم نے اس کی قوم پر اس کے بعد کوئی لشکر آسمان سے اور نہ ہم لشکر اتارنے والے تھے

اِنْ کَانَتْ اِلَّا صَیْحَۃً وَّاحِدَۃً فَاِذَا ھُمْ خٰمِدُوْنَ ○

وہ تو بس ایک ہی چیخ تھی تو وہ ٹھنڈے پڑ کر رہ گئے۔

یٰحَسْرَۃً عَلَی الْعِبَادِ مَا یَاْتِیْھِمْ مِّنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا کَانُوْا بِہٖ یَسْتَھْزِءُوْنَ ○

حسرت ان بندوں پر جب آتا ہے ان کے پاس کوئی رسول تو ماننے کی بجائے ان کا استہزاء ہی کرتے ہیں

اَلَمْ یَرَوْا کَمْ اَھْلَکْنَا قَبْلَھُمْ مِّنَ الْقُرُوْنِ اَنَّھُمْ اِلَیْھِمْ لَا یَرْجِعُوْنَ ○

کیا نہ دیکھا انہوں نے ہم نے کتنے ہلاک کر دیے ان سے پہلی جماعتیں کہ وہ اب ان کی طرف پلٹنے

وَاِنْ كُلٌّ لَّمَّا جَمِيْعٌ لَّدَيْنَا مُحْضَرُوْنَ ۝

والے نہیں۔
اور جتنے بھی ہیں سب کے سب ہمارے پاس حاضر کیے جائیں گے۔

لفظی ترجمہ

وَ۔ اور	مَا۔ کیا ہے	لِیَ۔ مجھے کہ	لَا۔ نہ
اَعْبُدُ۔ پوجا کروں	الَّذِیْ۔ اسکی جس نے	فَطَرَ۔ پیدا کیا	نِیْ۔ مجھ کو
وَ۔ اور	اِلَیْہِ۔ اس کی طرف	تُرْجَعُوْنَ۔ تم لوٹائے جاؤ گے	ءَ۔ کیا
اَتَّخِذُ۔ پکڑلوں میں	مِنْ دُوْنِہٖ۔ اس کے سوا	اٰلِھَۃً۔ معبود	اِنْ۔ اگر
یُّرِدْنِ۔ چاہے میرے متعلق	الرَّحْمٰنُ۔ رحمن	بِضُرٍّ۔ کوئی تکلیف	لَّا۔ تو
تُغْنِ۔ بچائے گی	عَنِّیْ۔ مجھے	شَفَاعَتُھُمْ۔ ان کی شفاعت	شَیْئًا۔ کچھ بھی
وَّ۔ اور	لَا۔ نہ	یُنْقِذُوْنِ۔ مجھے بچائیں	اِنِّیْ۔ بیشک میں
اِذًا۔ اس وقت	لَّفِیْ۔ بیچ	ضَلٰلٍ۔ گمراہی	مُّبِیْنٍ۔ ظاہر میں ہوں گا
اِنِّیْ۔ بیشک میں	اٰمَنْتُ۔ ایمان لایا	بِرَبِّکُمْ۔ تمہارے رب پہ	فَاسْمَعُوْنِ۔ تو سنو
قِیْلَ۔ کہا گیا	ادْخُلِ۔ داخل ہو جا	الْجَنَّۃَ۔ جنت میں	قَالَ۔ کہنے لگا
یٰلَیْتَ۔ اے کاش	قَوْمِیْ۔ میری قوم	یَعْلَمُوْنَ۔ جانتی	بِمَا۔ جو
غَفَرَ۔ بخشا	لِیْ۔ مجھ کو	رَبِّیْ۔ میرے رب نے	وَ۔ اور
جَعَلَنِیْ۔ بنایا مجھ کو	مِنَ الْمُکْرَمِیْنَ۔ عزت والوں سے		وَ۔ اور
مَا۔ تو	اَنْزَلْنَا۔ اتارا ہم نے	عَلٰی۔ اوپر	قَوْمِہٖ۔ اسکی قوم کے
مِنْ بَعْدِہٖ۔ اسکے بعد	مِنْ جُنْدٍ۔ کوئی لشکر	مِّنَ السَّمَآءِ۔ آسمان سے	وَ۔ اور
مَا۔ نہیں	کُنَّا۔ تھے ہم	مُنْزِلِیْنَ۔ اتارنے والے	اِنْ۔ نہیں
کَانَتْ۔ تھی	اِلَّا۔ مگر	صَیْحَۃً۔ چنگھاڑ	وَّاحِدَۃً۔ ایک
فَاِذَا۔ تو ناگہاں	ھُمْ۔ وہ	خٰمِدُوْنَ۔ بجھ گئے	یٰحَسْرَۃً۔ اے حسرت
عَلَی۔ اوپر	الْعِبَادِ۔ بندوں کے	مَا۔ نہ	یَاْتِیْھِمْ۔ آیا انکے پاس

مِنْ رَّسُوْلٍ ۔ کوئی رسول	اِلَّا ۔ مگر	کَانُوْا تھے	بِہٖ ۔ اس سے
یَسْتَھْزِءُوْنَ ٹھٹھا کرتے	اَ ۔ کیا	لَمْ ۔ نہ	یَرَوْا ۔ دیکھا انہوں نے
کَمْ ۔ کتنے	اَھْلَکْنَا ۔ ہلاک کیے ہم نے	قَبْلَھُمْ ۔ ان سے پہلے	مِّنَ الْقُرُوْنِ ۔ زمانے
اَنَّھُمْ ۔ بیشک وہ	اِلَیْھِمْ ۔ ان کی طرف	لَا ۔ نہیں	یَرْجِعُوْنَ ۔ لوٹتے
وَ ۔ اور	اِنْ ۔ بیشک	کُلٌّ ۔ ہر ایک	لَّمَّا ۔ اس وقت
جَمِیْعٌ ۔ اکٹھے ہو کر	لَّدَیْنَا ۔ ہمارے پاس	مُحْضَرُوْنَ ۔ حاضر کیے جائیں	

خلاصہ تفسیر نصف دوسرا رکوع سورۃ یٰسٓ پ ۲۳

وَمَالِیَ لَآ اَعْبُدُ الَّذِیْ فَطَرَنِیْ وَاِلَیْہِ تُرْجَعُوْنَ (حبیب نجار نے اپنی قوم سے فرمایا) اور مجھے کیا ہوا کہ نہ پوجوں میں اسے جس نے مجھے پیدا کیا اور تمہیں سب کو اسی کی طرف واپس ہونا ہے۔

جب حبیب نجار نے قوم میں آکر قوم کو سمجھایا اور بتایا کہ ان رسولوں کی مخالفت نہ کرو وہ ہدایت پر ہیں اور تمہیں صحیح اور سچی دعوت دے رہے ہیں تو قوم نے بگڑ کر حبیب نجار سے کہا معلوم ہوتا ہے تم بھی انہیں کے خدا پر ایمان لاچکے ہو تو حبیب نجار نے جواب دیا کہ میں کیوں ایمان نہ لاتا جبکہ ان کی ہدایت سے میں سمجھ چکا کہ ان کا جو معبود ہے وہی قادر علی الاطلاق ہے اور وہ قادر علی کل شے ہے اور ایک دن اسی کے حضور مجھے اور تمہیں سب کو حاضر ہونا ہے۔ ابتداء ہستی سے اس کی نعمتیں ہم پر ہیں اور انجام کار اسی کے فضل سے ہماری بخشش ہوگی ایسے مالک حقیقی قادر تحقیقی کی عبادت و اطاعت نہ کرنا کیا معنی اور اس کی اطاعت سے انحراف کس عقل کے تحت ہے اس کی نسبت اعتراض کرنا کہاں کی ذہانت اور عقلمندی ہے ہر کس و ناکس ادنیٰ غور و تامل کے بعد اس کے حق نعمت اور احسان کو سمجھ سکتا ہے۔

ءَاَتَّخِذُ مِنْ دُوْنِہٖٓ اٰلِھَۃً اِنْ یُّرِدْنِ الرَّحْمٰنُ بِضُرٍّ لَّا تُغْنِ عَنِّیْ شَفَاعَتُھُمْ شَیْئًا وَّلَا یُنْقِذُوْنِ اِنِّیْٓ اِذًا لَّفِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ ۔ کیا میں پکڑوں اللہ کے سوا اور آلہ کہ اگر رحمٰن میرے ساتھ چاہے برائی تو ان بتوں کی سفارش مجھے مستغنی نہ کر سکے اور میرے کام نہ آئے اور وہ بت مجھے عذاب سے نہ بچا سکیں میں جب تو کھلی گمراہی میں ہوں۔

اگر سمجھ بوجھ کر بھی بتوں کا پرستار بنوں۔

یہ مضمون حبیب نجار سے سن کر قوم کے لوگ یکبارگی ان پر حملہ آور ہوگئے اور ان پر سنگ باری شروع

کر دی اور آپ کو گرا کر پتھروں سے شہید کر دیا آپ کی قبر مبارک آج تک انطاکیہ میں ہے۔

آپ کا یہ حال جب قوم نے شروع کیا تو آپ نے جلدی سے ہر سہ مرسلین عیسیٰ علیہ السلام کو مخاطب کرتے ہوئے عرض کیا

اِنِّیْ اٰمَنْتُ بِرَبِّکُمْ فَاسْمَعُوْنِ۔ میں آپ کے رب پر ایمان لا چکا ہوں اچھی طرح سن لیجئے۔

یعنی آپ میرے ایمان کے شاہد رہیں اور اللہ کے حضور میرے ایمان کی گواہی دیں۔ اس کے بعد بطریق اکرام اللہ تعالیٰ کی طرف سے حبیب کو یہ بشارت ملی۔

قِیْلَ ادْخُلِ الْجَنَّۃَ۔ اور فرمایا گیا اے حبیب جنت میں جا۔

جب آپ داخل جنت ہو گئے اور وہاں کی نعمتیں دیکھیں تو قوم کی ضلالت پر افسوس کرتے ہوئے فرمایا جس کا ذکر آگے آتا ہے۔

قَالَ یٰلَیْتَ قَوْمِیْ یَعْلَمُوْنَ بِمَا غَفَرَلِیْ رَبِّیْ وَجَعَلَنِیْ مِنَ الْمُکْرَمِیْنَ۔ حبیب نجار نے جنت میں پہنچ کر کہا کسی طرح میری قوم جان سکتی ہے جو میرے رب نے میرے ساتھ کرم فرمائی اور مجھے عزت والوں میں کیا۔

یہ حضرت حبیب نجار کی تمنا بیان فرمائی گئی کہ وہ داخل ناز و نعمت الٰہی ہو کر یہ آرزو کرتے تھے کہ کاش میری قوم میرے اس ناز و نعم کو جان لے کہ اللہ تعالیٰ نے حبیب نجار پر کیا کرم فرمایا اور کیسی عزت دی تاکہ ان مرسلین کے دین کی طرف انہیں بھی رغبت ہو۔

مختصر یہ کہ جب حبیب شہید ہو چکے تو اس کے کیفر کردار پر منجانب اللہ تاخیر و تعویق نہ ہوئی اور عذاب کسی لشکر کی صورت میں نازل نہ ہوا چنانچہ ارشاد ہے۔

وَمَا اَنْزَلْنَا عَلٰی قَوْمِہٖ مِنْ بَعْدِہٖ مِنْ جُنْدٍ مِّنَ السَّمَآءِ وَمَا کُنَّا مُنْزِلِیْنَ اِنْ کَانَتْ اِلَّا صَیْحَۃً وَّاحِدَۃً فَاِذَا ھُمْ خٰمِدُوْنَ۔ اور ہم نے نہیں نازل فرمایا اس قوم پر حبیب نجار کے بعد کوئی لشکر آسمان سے اور نہ ہمیں وہاں کوئی لشکر اتارنا تھا وہ تو بس ایک ہی چنگھاڑ تھی تو جبھی وہ ٹھنڈے ہو کر رہ گئے۔

یعنی انطاکیہ کے سرکش اور قاتلین حبیب نجار سے انتقام لینے کے لیے ہم نے نہ آسمان سے کوئی لشکر اتارا نہ ہمیں ان کے لیے کوئی لشکر اتارنا ہی تھا چنانچہ اس قوم کی ہلاکت کے لیے بس ایک چنگھاڑ تھی جس کی وجہ سے ایسے ٹھنڈے ہو کر رہ گئے جیسے آگ بجھ کر سرد ہو جاتی ہے اس کے بعد اللہ تعالیٰ کی طرف سے ان پر افسوس فرمایا گیا اور ارشاد ہوا۔

يُحَسْرَةً عَلَى الْعِبَادِ مَا يَأْتِيهِم مِّن رَّسُولٍ إِلَّا كَانُوا بِهِ يَسْتَهْزِءُونَ۔ افسوس ہے ان بندوں پر ان پر کوئی رسول نہ آیا مگر اس کا استہزاء ہی کرتے رہے۔

جمع کے صیغہ سے یہاں اس لیے فرمایا کہ یہی فقط ایسے نہیں تھے بلکہ ان کے علاوہ اور قومیں بھی جو ہلاک ہوئیں سب کا یہی وطیرہ تھا کہ وہ رسولوں کے ساتھ استہزاء اور مذاق ہی کرتے تھے حالانکہ وہ جانتے ہیں کہ ہمارے رسولوں کی تکذیب انہیں ہلاک ہی کرکے چھوڑتی ہے چنانچہ ارشاد ہے۔

اہل انطاکیہ اور ان کی مثل جو بھی رسولوں کی تکذیب کرنے والے تھے سب ہی ہلاک ہوئے لوط ہو یا ثمود عاد ہو یا اہل مدین فرعون ہو یا نمرود شداد ہو یا قارون اب سوال اہل مکہ کا ہے انہیں سبق عبرت حاصل کرنا چاہیئے۔ چنانچہ ارشاد ہے۔

اَوَلَمْ يَرَوْا كَمْ اَهْلَكْنَا قَبْلَهُم مِّنَ الْقُرُوْنِ اَنَّهُمْ اِلَيْهِمْ لَا يَرْجِعُوْنَ وَاِنْ كُلٌّ لَّمَّا جَمِيْعٌ لَّدَيْنَا مُحْضَرُوْنَ۔ کیا نہ دیکھا انہوں نے کہ ہم نے ان سے پہلے کتنی قومیں ہلاک کردیں اور وہ اب ان کی طرف پلٹ کر آنے والی نہیں اور یقیناً جتنے بھی ہیں سب کے سب ہمارے سامنے حاضر لائے جائینگے یعنی اہل مکہ نے کیا نہیں دیکھا جو ہمارے حبیب سید الانبیاء صلے اللہ علیہ وسلم کی تکذیب کرتے ہیں کہ جو اپنی عمارتوں کے کھنڈر شام و یمن اور عراق میں چھوڑ گئے ہیں ایسے ہلاک ہوئے کہ اب وہ واپس آکر اپنا حال بیان نہیں کرسکتے ان سے سبق عبرت لینا چاہیئے تھا اس کی بجائے اور سرکشی کررہے ہیں انہیں یقین رکھنا چاہیئے تھا کہ تمام امتیں بروز حشر ہمارے حضور حساب دینے کے موقف پر حاضر کی جائیں گی۔

بعض نادر لغات کی تصریح پہلے سمجھ لینا ضروری ہے

وَمَالِیَ۔ اس کے معنی ہیں کیا ہے میرے لیے۔ یا مجھے کیا ہوا۔

فَطَرَنِیْ۔ فطر پیدا کرنے کے معنی دیتا ہے۔

یُنْقِذُوْنِ۔ نقذ سے ہے۔ سلامتی آسائش کے معنی دیتا ہے ولاہم ینقذون۔ انہیں نجات نہیں ہوسکتی

مُکْرَمِیْنَ۔ اکرام اعزاز کو کہتے ہیں۔ مکرمین عزت والوں میں۔

جُنْدٍ۔ لشکر کے معنی میں مستعمل ہے۔

صَیْحَۃً۔ چنگھاڑ۔ چیخ

خٰمِدُوْنَ۔ خامد آگ سرد ہونے کے معنی دیتا ہے خمود سے مشتق ہے آگ بجھ جانیکے معنی دیتا ہے۔

مُحْضَرُوْنَ۔ حضور سے ہے حاضر ہوں گے۔

مختصر تفسیر اردو نصف دوسرا رکوع سورۃ یٰس پ ۲۳

وَمَالِیَ لَآ اَعْبُدُ الَّذِیْ فَطَرَنِیْ وَاِلَیْہِ تُرْجَعُوْنَ اور مجھے کیا ہوا کہ اسے نہ پوجوں جس نے مجھے پیدا کیا اور اسی کی طرف تمہیں پلٹ کر جانا ہے۔

علامہ آلوسی اس کی تفسیر میں فرماتے ہیں اَیْ اَیُّ شَیْءٍ لِیْ اِذَا لَمْ اَعْبُدْ خَالِقِیْ وَاِلَیْہِ تُرْجَعُوْنَ تُرَدُّوْنَ عِنْدَ الْبَعْثِ فَیُجْزِیْکُمْ بِکُفْرِکُمْ یعنی کیا وجہ ہے میرے لیے جبکہ وہ میرا خالق ہے اور میں اس کی عبادت نہ کروں با آنکہ مجھے اسی کی طرف پلٹنا ہے اس وقت جبکہ اس کے حضور پہنچو گے بوقت بعثت تو اپنے کفر پر سزا پاؤ گے

بعض نے یہ تفسیر کی اَیْ مَالِیْ فَلَا اَعْبُدُ الَّذِیْ مَنَّ عَلَیَّ بِنِعْمَۃِ الْاِیْجَادِ وَنِعْمَۃِ الْاِنْتِقَامِ مِنْکُمْ وَالتَّشَفِّیْ مِنْ غَیْظِکُمْ اِذْ تُرْجَعُوْنَ اِلَیْہِ فَیُجْزِیْکُمْ بِکُفْرِکُمْ وَتَکْذِیْبِکُمُ الرُّسُلَ وَعِنَادِکُمْ۔

آگے حبیب نجار کا بیان بطریق انکار اور نفی جنس آلہہ پر علی الاطلاق ہے۔

ءَاَتَّخِذُ مِنْ دُوْنِہٖٓ اٰلِھَۃً۔ کیا میں بھی اللہ تعالےٰ کے سوا غیروں کو خدا مان لوں۔

اس میں بت پرستوں کی حماقت ظاہر کی گئی گویا فرمایا جیسے تم احمق ہو اور بت پرستی کرتے ہو ایسے ہی میں بھی تمہاری طرح جاہل اور احمق ہو جاؤں۔ حالانکہ یہ حقیقت ہے کہ

اِنْ یُّرِدْنِ الرَّحْمٰنُ بِضُرٍّ لَّا تُغْنِ عَنِّیْ شَفَاعَتُھُمْ شَیْئًا وَّلَا یُنْقِذُوْنِ اِنِّیْٓ اِذًا لَّفِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ۔ اگر رحمان چاہے کوئی میری برائی تو تمہیں کسی کی سفارش مستغنی نہیں کرے گی اور نہ تمہیں اس عذاب سے خلاصی ملے گی میں ایسی گمراہی میں رہتا ہوا کھلی گمراہی میں ہوں گا۔

یعنی اگر میں تمہاری خاطر سے اللہ تعالےٰ کے سوا غیر کی پوجا کروں تو کھلی گمراہی میں ہوں گا اور شرک کا بدلہ نفع تو ہرگز نہیں لیکن دفع ضرر پر بھی یہ قادر نہیں لہذا اے مرسلین کرام۔

اِنِّیْٓ اٰمَنْتُ بِرَبِّکُمْ فَاسْمَعُوْنِ۔ میں تو تمہارے رب کے ساتھ ایمان لے آیا ہوں سنو۔

اور میرے شاہد رہو یا یہ کہ میں بت پرستی ترک کر کے تمہارے خالق اور رب پر ایمان لایا ہوں تم سنو کہ یہ بت باطل ہیں یا یہ معنی ہیں کہ فَاسْمَعُوْا قَوْلِیْ فَاِنِّیْ لَآ اُبَالِیْ بِمَا یَکُوْنُ مِنْکُمْ عَلٰی ذٰلِکَ۔ سن لو میرا بیان مجھے تم سے جو کچھ تکالیف پہنچے گیں مجھے اس کی پرواہ نہیں ایمان باللہ کے مقابلہ میں۔

چنانچہ جب حضرت حبیب نجار اپنا بیان قوم کو دے چکے تو ابن عباس اور کعب احبار اور وہب

بن منبہ اور حاکم ابن مسعود سے راوی ہیں لَمَّا قَالَ صَاحِبُ يٰسٓ يَا قَوْمِ اتَّبِعُوا الْمُرْسَلِيْنَ خَنَقُوْهُ لِيَمُوْتَ فَالْتَفَتَ اِلَى الْاَنْبِيَاءِ فَقَالَ اِنِّيْ اٰمَنْتُ بِرَبِّكُمْ فَاسْمَعُوْنِ اَيْ فَاشْهَدُوْا فَالْخِطَابُ فِيْهَا لِلرُّسُلِ بِطَرِيْقِ التَّلْوِيْنِ۔

جب حبیب نجار نے قوم کو ہدایت کی اور کہا اے میری قوم بھیجے ہوؤں کی پیروی کرو تو قوم نے ان کا گلا گھونٹا تاکہ وہ مر جائیں پھر ان ہر سہ مرسلین کی طرف مخاطب ہو کر کہا کہ میں آپ کے رب پر ایمان لے آیا ہوں لہذا آپ سن لیں اور گواہ رہیں۔

وَطَلَبُ السَّمَاعِ مِنْهُمْ لِيَشْهَدُوْا لَهٗ بِالْاِيْمَانِ عِنْدَ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ۔ اور فَاسْمَعُوْنِ کہہ کر ان کو سنانا اس لیے تھا کہ وہ اللہ تعالیٰ کے حضور گواہ رہیں جیسا کہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا قول ہے۔

اب ان کے شہید ہو جانے کے بعد انہیں جو بشارت ہوئی اس کا ذکر ہے۔

قِيْلَ ادْخُلِ الْجَنَّةَ۔ انہیں فرمایا گیا جنت میں داخل ہو جاؤ۔

آلوسی اس پر فرماتے ہیں وَالظَّاهِرُ اَنَّ الْاَمْرَ اِذْنٌ لَهٗ بِدُخُوْلِ الْجَنَّةِ حَقِيْقَةً۔ آیہ کریمہ سے ظاہر ہوتا ہے کہ حبیب نجار کو دخول جنت کا حکم ملا وَفِيْ ذٰلِكَ اِشَارَةٌ اِلٰى اَنَّ الرَّجُلَ قَدْ فَارَقَ الدُّنْيَا اور اس میں اس امر کی طرف بھی اشارہ ہے کہ حبیب نجار دنیا سے جا چکے تھے۔

فَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ اَنَّهٗ بَعْدَ اَنْ قَالَ مَا قَالَ قَتَلُوْهُ بِوَطْءِ الْاَرْجُلِ حَتّٰى خَرَجَ قَصَبُهٗ مِنْ دُبُرِهٖ وَاُلْقِيَ فِيْ بِئْرٍ۔ ابن مسعود فرماتے ہیں کہ وہ جب اِنِّیْ آمَنْتُ بِرَبِّكُمْ فرما چکے تو انہیں شہید کرنے کے لیے پیروں سے رگڑا حتیٰ کہ ان کی ریڑھ کی ہڈی کولہوں سے باہر آ گئی۔ اور آپ کو کنوئیں میں ڈال دیا۔

وَقَالَ السُّدِّيُّ رَمَوْهُ بِالْحِجَارَةِ وَهُوَ يَقُوْلُ اَللّٰهُمَّ اهْدِ قَوْمِيْ حَتّٰى مَاتَ۔ سدی کہتے ہیں کہ ان کو پتھروں سے مارنا شروع کیا اور حبیب کہتے رہے الٰہی میری قوم کو ہدایت فرما حتیٰ کہ وہ شہید ہو گئے۔

وَقَالَ الْكَلْبِيُّ رَمَوْهُ فِيْ حُفْرَةٍ وَرَدُّوْا التُّرَابَ عَلَيْهِ فَمَاتَ۔ حبیب نجار کو ایک گڑھے میں ڈال کر مٹی ڈالنی شروع کی کہ وہ شہید ہو گئے۔

وَعَنِ الْحَسَنِ حَرَّقُوْهُ حَتّٰى مَاتَ وَعَلَّقُوْهُ فِيْ سُوْرِ الْمَدِيْنَةِ وَقَبْرُهٗ فِيْ اَنْطَاكِيَّةَ۔ حسن بصری فرماتے ہیں انہیں جلا کر جان سے مار کر شہر کے میدان میں لٹکا دیا اور آپ کی قبر مبارک انطاکیہ میں ہے۔

وَقِيْلَ نَشَرُوْهُ بِالْمِنْشَارِ حَتّٰى خَرَجَ مِنْ بَيْنِ رِجْلَيْهِ وَدُخُوْلُهُ الْجَنَّةَ بَعْدَ الْمَوْتِ دُخُوْلُ رُوْحِهٖ وَطَوَافُهٗ فِيْهَا كَدُخُوْلِ سَائِرِ الشُّهَدَاءِ۔ ایک قول ہے کہ آپ کو آرہ رکھ کر ایسے شہید کیا کہ وہ آرہ دونوں پیروں کے بیچ سے نکلا اور دخول جنت بعد موت ہوا روحانی طور پر اور ان کا

آزاد پھرنا اس جنت میں ایسا ہی ہے جیسے تمام شہداء کرام کا پھرنا ہے۔
اور قِيْلَ ادْخُلِ الْجَنَّةَ پر عبد بن حمید اور ابن جریر اور ابن المنذر اور ابن ابی حاتم فرماتے ہیں کہ اُدْخُلُوا کے معنی وَجَبَتْ لَهُ الْجَنَّةُ کیے ہیں کہ ان پر جنت واجب ہو گئی۔
اور ایک قول حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ سے یہ بھی ہے لَمَّا اَرَادَ قَوْمُهٗ قَتْلَهٗ رَفَعَهُ اللّٰهُ تَعَالٰی اِلَى السَّمَاءِ حَيًّا كَمَا رُفِعَ عِيْسٰى عَلَيْهِ السَّلَامُ اِلَى السَّمَاءِ فَهُوَ فِي الْجَنَّةِ لَا يَمُوْتُ اِلَّا بِفَنَاءِ السَّمٰوٰتِ هَلَاكِ الْجَنَّةِ فَاِذَا اَعَادَ اللّٰهُ تَعَالٰى الْجَنَّةَ اُعِيْدَ لَهٗ دُخُوْلُ الْجَنَّةِ فَالْاَمْرُ كَمَا فِي الْاَوَّلِ وَالْجُمْهُوْرُ عَلٰى اَنَّهٗ قُتِلَ
جبکہ آپ کی قوم نے قتل کا ارادہ اللہ تعالے آپ کو آسمان پر زندہ اٹھا لیا جیسے حضرت عیسٰی علیہ السلام کو آسمان پر اٹھا لیا اب وہ جنت میں ہیں اور مریں گے نہیں مگر جب آسمان اور جنت فنا ہوں گے قیامت کے روز نفخہ صور کے وقت تو جب جنت اور آسمان دوبارہ بنائے جائیں گے تو یہ بھی دوبارہ جنت میں جائیں گے تو اُدْخُلِ الْجَنَّةَ کا اول کے لیے ہے اور جمہور اسی طرف ہیں کہ حبیب نجار شہید کیے گئے۔
اور اس پر ابن عطیہ باخبار المتواترۃ اور روایات کثیرہ سے زور دیتے ہیں۔
اور قول قتادہ اَدْخَلَهُ اللّٰهُ الْجَنَّةَ وَهُوَ فِيْهَا حَيٌّ يُرْزَقُ لَيْسَ نَصٌّ فِيْ نَفْيِ الْقَتْلِ۔ اور حضرت قتادہ کا یہ قول کہ اللہ تعالے نے انہیں جنت میں داخل فرما دیا اور اس میں زندہ رزق دیے جاتے ہیں یہ نفی قتل پر نص نہیں۔ اور یہ بات بھی صحیح معلوم ہوتی ہے اس لیے کہ جنت میں بعد انتقال بھی جو داخل ہوتا ہے وہ نعیم جنت سے متمتع ہوتا ہے۔
اور وَهُوَ فِيْهَا حَيٌّ يُرْزَقُ اگر یہ قول قتادہ حبیب کے حق میں ہے تو بَلْ اَحْيَاءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُوْنَ عام شہداء کے حق میں بھی موجود ہے۔ بہرحال قول قتادہ حَيٌّ بِالْجِسْمِ کی دلیل نہیں ہوا۔ آگے ارشاد ہے۔
قَالَ يٰلَيْتَ قَوْمِيْ يَعْلَمُوْنَ بِمَا غَفَرَ لِيْ رَبِّيْ وَجَعَلَنِيْ مِنَ الْمُكْرَمِيْنَ۔ کہا حبیب نجار نے اے کاش میری قوم جان لیتی جو بخشش مجھ پر میرے رب نے فرمائی اور مجھے عزت والوں میں داخل فرمایا۔
روح المعانی میں ہے وَاِنَّمَا تَمَنّٰى عِلْمَ قَوْمِهٖ بِحَالِهٖ لِيَحْمِلَهُمْ ذٰلِكَ عَلَى اكْتِسَابِ مِثْلِهٖ بِالتَّوْبَةِ عَنِ الْكُفْرِ وَالدُّخُوْلِ فِي الْاِيْمَانِ وَالطَّاعَةِ۔ قوم تک اپنے حال کا علم ہونے کی تمنا کرنا اس غرض سے تھا کہ وہ بھی اکتساب عمل میں مثل حبیب کے آمادہ ہو اور توبہ کر کے کفر سے مجتنب ہو جائے اور اطاعت الٰہی کرنے لگے اور مومن بن جائے۔
اب آگے اہل انطاکیہ کے کیفر کردار کا تذکرہ ہے۔

وَمَا اَنْزَلْنَا عَلٰی قَوْمِہٖ مِنْۢ بَعْدِہٖ مِنْ جُنْدٍ مِّنَ السَّمَآءِ وَمَا کُنَّا مُنْزِلِیْنَ ۔ اور ہم نے حبیب کی قوم پر ان کے بعد کوئی لشکر نہیں بھیجا جو آسمان سے آکر انہیں ہلاک کرتا اور نہ ہم آسمان سے ان کیلئے لشکر اتارنے والے ہی تھے۔

یعنی حبیب کی قوم پر ہم لشکر آسمان سے اتارنے والے نہ تھے کہ اسے ہلاک کرے۔

مِنْ بَعْدِہٖ پر آلوسی فرماتے ہیں اَیْ مِنْ بَعْدِ قَتْلِہٖ وَقِیْلَ مِنْ بَعْدِ رَفْعِہٖ اِلَی السَّمَآءِ حَیًّا۔ یعنی حضرت حبیب نجار کے بعد یعنی قتل یا زندہ آسمان پر چلے جانے کے بعد۔

جُنْدٍ یعنی لشکر ہم نے نازل نہ کرنا تھا۔ جند پر لغت میں ہے وَالْجُنْدُ الْعَسْکَرُ۔ جند لشکر ہے۔

وَالظَّاھِرُ اِنَّ الْمُرَادَ بِھٰذَا الْجُنْدِ جُنْدُ الْمَلٰٓئِکَۃِ اَیْ مَا اَنْزَلْنَا لِاِھْلَاکِھِمْ مَلَائِکَۃً۔ اور ظاہر ہے کہ اس جگہ لشکر سے مراد لشکر ملائکہ ہے یعنی ارشاد الٰہی یہ ہے کہ ہم ان کے ہلاک کرنے کو لشکر ملائکہ نازل فرمانے والے نہ تھے۔

چنانچہ حکمت الٰہی میں جب سب کی ہلاکت منظور ہوتی ہے تو اس کے اسباب بھی مقرر ہوتے ہیں پھر اسی کے مطابق ہلاکت کا عذاب بھی مقدر ہوتا ہے جیسے سابقہ امتوں پر خصب سے عذاب آیا خصب کہتے ہیں دھنسنے یا مکان کے گرنے کو تو وہ مکانوں میں ہی رہ گئے اور زمین میں دھنسا دیے گئے۔

بعض پر عذاب آیا محض چنگھاڑ سے ان کے کلیجے پھٹ گئے۔

اور بعض پر عذاب آیا زمین کے اندر چلے گئے جیسے خسف کہتے ہیں۔

اور بعض مسخ کر دیے گئے جیسے کُوْنُوْا قِرَدَۃً خَاسِئِیْنَ۔

اور بعض غرق طوفان کیے گئے۔

اور بعض پر ملائکہ نازل ہوئے جنہوں نے انہیں مارا جیسے بدر میں۔

کسی پر آندھی آئی ریح عاصف اور ریح صرصر۔

چنانچہ اہل انطاکیہ پر محض صیحہ آیا یعنی چنگھاڑ۔ چنانچہ ارشاد ہے۔

اِنْ کَانَتْ اِلَّا صَیْحَۃً وَّاحِدَۃً فَاِذَا ھُمْ خَامِدُوْنَ۔ وہ کچھ نہیں مگر ایک چنگھاڑ تھی کہ اچانک سب ٹھنڈے ہو گئے۔

اَیْ قَطَعْنَا عَنْھُمُ الرِّسَالَۃَ حِیْنَ فَعَلُوْا مَا فَعَلُوْا وَلَمْ نُعْبَأْ بِھِمْ وَاَھْلَکْنَاھُمْ۔ یعنی ہم نے ان سے رسالت منقطع کر دی جبکہ انہوں نے ہمارے رسول شہید کیے اور ہم کسی کی پرواہ نہیں کرتے اور ان کو ہلاک کر دیتے ہیں۔

صیحہ کا واقعہ آلوسی لکھتے ہیں۔ اِنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی بَعَثَ عَلَیْہِمْ جِبْرِیْلَ عَلَیْہِ السَّلَامُ حَتّٰی اَخَذَ بِعَضَادَتَیْ بَابِ الْمَدِیْنَۃِ فَصَاحَ بِہِمْ صَیْحَۃً وَّاحِدَۃً فَمَاتُوْا جَمِیْعًا۔ اللہ تعالیٰ نے اہل انطاکیہ پر حضرت روح الامین مبعوث فرمائے آپ نے دروازہ شہر کا کنارہ پکڑ کر ایک چنگھاڑ ماری جس سے سب مر کے مرے رہ گئے جیسے فَاِذَا ہُمْ خَامِدُوْنَ فرمایا

خمود کہتے ہیں آگ ٹھنڈی ہو جانے کو تو ان کی آتش کفران کے ساتھ ہی ٹھنڈی ہو گئی۔ چنانچہ لبید شاعر کہتا ہے۔

وَمَا الْمَرْءُ اِلَّا کَالشِّہَابِ وَضَوْءُہٗ ۔۔۔ یَحُوْرُ رَمَادًا بَعْدَ اِذْ ہُوَ سَاطِعٗ

وَفِیْ بَعْضِ الْاٰثَارِ اَنَّہٗ اٰمَنَ الْمَلِکُ وَاٰمَنَ قَوْمٌ مِّنْ حَوَاشِیْہِ وَمَنْ لَّمْ یُؤْمِنْ ہَلَکَ بِالصَّیْحَۃِ۔ بعض احادیث میں ہے کہ انطاکیہ کا بادشاہ اور اس کے حاشیہ نشین ایمان لے آئے اور جو ایمان لائے وہ چنگھاڑ سے ہلاک ہو گئے اس پر من جانب اللہ ان کے لیے اظہار حسرت و افسوس رہا ہے حیث قال تعالیٰ۔

یٰحَسْرَۃً عَلَی الْعِبَادِ مَا یَاْتِیْہِمْ مِّنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا کَانُوْا بِہٖ یَسْتَہْزِءُوْنَ۔ اے افسوس بندوں پر ان میں کوئی رسول نہ آیا مگر انہوں نے ان سے استہزاء و تمسخر ہی کیا۔

بہ قول ابن جریر وغیرہ قتادہ کے نزدیک ملائکہ کا ہے یعنی ملائکہ نے افسوس کیا اور کہا کہ کتنے بد نصیب یہ بندے نکلے کہ ان میں جو رسول بھی تشریف لایا انہوں نے ان کا استہزاء ہی کیا حتیٰ کہ ہلاک ہی ہوئے۔

اب جناب رب العزت اپنی جباری جبروتی شان کا مظاہر فرماتا ہے چنانچہ ارشاد ہے۔

اَلَمْ یَرَوْا کَمْ اَہْلَکْنَا قَبْلَہُمْ مِّنَ الْقُرُوْنِ اَنَّہُمْ اِلَیْہِمْ لَا یَرْجِعُوْنَ وَاِنْ کُلٌّ لَّمَّا جَمِیْعٌ لَّدَیْنَا مُحْضَرُوْنَ۔ کیا انہوں نے نہ دیکھا کہ کتنی قومیں ہم نے ان سے پہلے ہلاک کر دیں کہ اب وہ ان کی طرف واپس آنے والی نہیں اور یقیناً سب ہمارے حضور حاضر لائے جائیں گے۔

قرون۔ قرن کی جمع ہے اور یہ قوم کے معنی میں مستعمل ہے جو ایک وقت میں جمع ہوں حیث قال الآلوسی وَالْقُرُوْنُ جَمْعُ قَرْنٍ وَہُمُ الْقَوْمُ الْمُقْتَرِنُوْنَ فِیْ زَمَنٍ وَّاحِدٍ کَعَادٍ وَّثَمُوْدَ وَغَیْرِہِمْ۔ قرون جمع قرن کی ہے اور وہ ایک وقت میں ایک زمانہ میں جمع ہونے والی قوم ہے جیسے قوم عاد و قوم ثمود وغیرہ۔ زجاج کہتے ہیں کیا نہ دیکھا اکثر یار ان سے پہلے لوگوں کی ہلاکت کو کہ وہ اب ان کی طرف لوٹ کر آنے والے نہیں۔

مُحْضَرُوْنَ کے معنی ابن سلام مُعَذَّبُوْنَ کرتے ہیں۔

بامحاورہ ترجمہ تیسرا رکوع سورۃ یٰسٓ ۔ پ ۲۳

وَاٰیَةٌ لَّهُمُ الْاَرْضُ الْمَیْتَةُ اَحْیَیْنٰهَا وَاَخْرَجْنَا مِنْهَا حَبًّا فَمِنْهُ یَاْكُلُوْنَ ۝

اور ان کے لیے نشانی بنجر زمین ہے جو مردہ ہے ہم نے اسے زندہ کیا اور اس سے دانہ نکالا تو اس سے تم کھاتے ہو۔

وَجَعَلْنَا فِیْهَا جَنّٰتٍ مِّنْ نَّخِیْلٍ وَّاَعْنَابٍ وَّفَجَّرْنَا فِیْهَا مِنَ الْعُیُوْنِ ۝

اور کیے ہم نے اس میں باغ کھجوروں اور انگوروں کے اور ہم نے اس میں جاری کیے کچھ چشمے۔

لِیَاْكُلُوْا مِنْ ثَمَرِهٖ وَمَا عَمِلَتْهُ اَیْدِیْهِمْ اَفَلَا یَشْكُرُوْنَ ۝

تاکہ کھائیں اس کے پھلوں سے اور یہ انکے ہاتھوں کے بنائے ہوئے نہیں تو کیا شکر نہیں کریں گے۔

سُبْحٰنَ الَّذِیْ خَلَقَ الْاَزْوَاجَ كُلَّهَا مِمَّا تُنْۢبِتُ الْاَرْضُ وَمِنْ اَنْفُسِهِمْ وَمِمَّا لَا یَعْلَمُوْنَ ۝

پاکی ہے اسے جس نے بنائے تمام جوڑے ان چیزوں سے جنہیں زمین اگاتی ہے اور ان کی جانوں سے اور ان سے جنہیں وہ نہیں جانتے۔

وَاٰیَةٌ لَّهُمُ الَّیْلُ نَسْلَخُ مِنْهُ النَّهَارَ فَاِذَا هُمْ مُّظْلِمُوْنَ ۝

اور ان کے لیے ایک نشانی رات ہے کہ ہم اس سے دن کھینچ لاتے ہیں تو وہ اندھیرے میں ہیں۔

وَالشَّمْسُ تَجْرِیْ لِمُسْتَقَرٍّ لَّهَا ذٰلِكَ تَقْدِیْرُ الْعَزِیْزِ الْعَلِیْمِ ۝

اور سورج چلتا ہے اپنے مستقر میں یہ مقرر کیا ہوا ہے زبردست علم والے کا۔

وَالْقَمَرَ قَدَّرْنٰهُ مَنَازِلَ حَتّٰی عَادَ كَالْعُرْجُوْنِ الْقَدِیْمِ ۝

اور چاند کے لیے ہم نے منزلیں مقرر کیں حتیٰ کہ لوٹ آتا ہے جیسے کھجور کی پرانی ڈالی۔

لَا الشَّمْسُ یَنْۢبَغِیْ لَهَاۤ اَنْ تُدْرِكَ الْقَمَرَ وَلَا الَّیْلُ سَابِقُ النَّهَارِ وَكُلٌّ فِیْ فَلَكٍ یَّسْبَحُوْنَ ۝

سورج کو نہیں زیبا کہ چاند کو پکڑ لے اور نہ رات دن پر سبقت لے جائے اور ہر ایک ایک گھیرے میں تیر رہا ہے۔

وَاٰیَةٌ لَّهُمْ اَنَّا حَمَلْنَا ذُرِّیَّتَهُمْ فِی الْفُلْكِ الْمَشْحُوْنِ ۝

اور ان کے لیے ایک نشانی یہ ہے کہ ہم نے ان کی ذریت کی پشت میں سوار کیا بھری کشتی کے اندر۔

وَخَلَقْنَا لَهُمْ مِّنْ مِّثْلِهٖ مَا یَرْكَبُوْنَ ۝

اور ان کے لیے ویسی ہی کشتیاں بنا دیں جن پر سوار

سوار ہوتے ہیں۔

وَاِنْ نَّشَاْ نُغْرِقْهُمْ فَلَا صَرِيْخَ لَهُمْ وَلَا هُمْ يُنْقَذُوْنَ ۝

اور اگر ہم چاہیں تو انہیں غرق کر دیں تو نہ کوئی ان کا فریاد رس ہو اور نہ انہیں کوئی بچانے والا۔

اِلَّا رَحْمَةً مِّنَّا وَمَتَاعًا اِلٰى حِيْنٍ ۝

مگر ہماری رحمت اور ایک مدت تک کے لیے برتنا۔

وَاِذَا قِيْلَ لَهُمُ اتَّقُوْا مَا بَيْنَ اَيْدِيْكُمْ وَمَا خَلْفَكُمْ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ۝

اور جب انہیں کہا جائے ڈرو اس سے جو تمہارے آگے ہے اور جو تمہارے پیچھے ہے تاکہ تم رحم کیے جاؤ۔

وَمَا تَاْتِيْهِمْ مِّنْ اٰيَةٍ مِّنْ اٰيٰتِ رَبِّهِمْ اِلَّا كَانُوْا عَنْهَا مُعْرِضِيْنَ ۝

اور جب آتی ہے کوئی نشانی ان کے رب کی نشانیوں سے مگر اس سے اعراض کرتے ہیں۔

وَاِذَا قِيْلَ لَهُمْ اَنْفِقُوْا مِمَّا رَزَقَكُمُ اللّٰهُ قَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَنُطْعِمُ مَنْ لَّوْ يَشَآءُ اللّٰهُ اَطْعَمَهٗٓ اِنْ اَنْتُمْ اِلَّا فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ۝

اور جب ان سے کہا جائے اللہ کے دیے ہوئے میں کچھ خرچ کرو تو وہ کہتے ہیں جو کافر ہیں ان سے جو ایمان والے ہیں کیا ہم اسے کھلائیں جسے اللہ چاہتا تو کھلا دیتا تم تو نہیں مگر کھلی گمراہی میں۔

وَيَقُوْلُوْنَ مَتٰى هٰذَا الْوَعْدُ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ۝

اور کہتے ہیں کب آئے گا یہ وعدہ اگر تم سچے ہو۔

مَا يَنْظُرُوْنَ اِلَّا صَيْحَةً وَّاحِدَةً تَاْخُذُهُمْ وَهُمْ يَخِصِّمُوْنَ ۝

کیا منتظر ہو مگر ایک چیخ کے کہ انہیں پکڑ لے گی اور وہ دنیا کے جھگڑوں میں پھنسے ہوں گے۔

فَلَا يَسْتَطِيْعُوْنَ تَوْصِيَةً وَّلَآ اِلٰٓى اَهْلِهِمْ يَرْجِعُوْنَ ۝

تو نہ طاقت ہو گی ان میں وصیت کی اور نہ اپنے گھر پلٹ کر جائیں۔

لفظی ترجمہ

وَ۔ اور	اٰيَةٌ۔ نشانی ہے	لَهُمُ۔ ان کے لیے	الْاَرْضُ۔ زمین
الْمَيْتَةُ۔ مردہ	اَحْيَيْنَا۔ زندہ کیا ہم نے	هَا۔ اس کو	وَ۔ اور
اَخْرَجْنَا۔ نکالے ہم نے	مِنْهَا۔ اس سے	حَبًّا۔ دانے	فَمِنْهُ۔ تو اس سے
يَاْكُلُوْنَ۔ وہ کھاتے ہیں	وَ۔ اور	جَعَلْنَا۔ بنائے ہم نے	فِيْهَا۔ اس میں

جَنّٰتٍ - باغ	مِّنْ نَّخِیْلٍ - کھجوروں	وَّ - اور	اَعْنَابٍ - انگوروں کے
وَ - اور	فَجَّرْنَا - پھاڑ سے بہنے	فِیْهَا - اس میں	مِنَ الْعُیُوْنِ - چشمے
لِیَاْکُلُوْا - تاکہ کھائیں	مِنْ ثَمَرِهٖ - اس کا پھل	وَ - اور	مَا - نہ
عَمِلَتْهُ - بنایا اس کو	اَیْدِیْهِمْ - انکے ہاتھوں نے	اَ - کیا	فَلَا - پھر نہیں
یَشْکُرُوْنَ - شکر کرتے	سُبْحٰنَ - پاک ہے	الَّذِیْ - وہ جس نے	خَلَقَ - پیدا کیے
الْاَزْوَاجَ - جوڑے	کُلَّهَا - ہر قسم کے	مِمَّا - اس سے جو	تُنْبِتُ - اگاتی ہے
الْاَرْضُ - زمین	وَ - اور	مِنْ اَنْفُسِهِمْ - ان کی جانوں سے	
وَ - اور	مِمَّا - اس سے جو	لَا - نہیں	یَعْلَمُوْنَ - جانتے
وَ - اور	اٰیَةٌ - نشانی ہے	لَّهُمُ - ان کے لیے	الَّیْلُ - رات
نَسْلَخُ - ہم کھینچتے ہیں	مِنْهُ - اس سے	النَّهَارَ - دن	فَاِذَا - تو اچانک
هُمْ - وہ	مُّظْلِمُوْنَ - اندھیرے میں ہیں	وَ - اور	الشَّمْسُ - سورج
تَجْرِیْ - چلتا ہے	لِمُسْتَقَرٍّ - اپنے مدار پر	لَّهَا - جو اسکے لیے ہے	ذٰلِكَ - یہ
تَقْدِیْرُ - اندازہ ہے	الْعَزِیْزِ - غالب	الْعَلِیْمِ - جاننے والے کا	وَ - اور
الْقَمَرَ - چاند	قَدَّرْنٰ - مقرر کیں ہم نے	هُ - اس کی	مَنَازِلَ - منزلیں
حَتّٰی - یہاں تک کہ	عَادَ - ہو گیا	كَالْعُرْجُوْنِ - مانند ٹہنی	الْقَدِیْمِ - پرانی کے
لَا - نہ تو	الشَّمْسُ - سورج کو	یَنْبَغِیْ - لائق	لَهَا - ہے
اَنْ - یہ کہ	تُدْرِكَ - پالے	الْقَمَرَ - چاند کو	وَ - اور
لَا - نہ	الَّیْلُ - رات	سَابِقُ - آگے بڑھنے والی ہے	النَّهَارِ - دن سے
وَ - اور	كُلٌّ - ہر ایک	فِیْ - بیچ	فَلَكٍ - آسمان کے
یَّسْبَحُوْنَ - تیرتے ہیں	وَ - اور	اٰیَةٌ - نشانی ہے	لَّهُمْ - ان کے لیے
اَنَّا - کہ ہم نے	حَمَلْنَا - اٹھایا	ذُرِّیَّتَهُمْ - انکی اولاد کو	فِی - بیچ
الْفُلْكِ - کشتی	الْمَشْحُوْنِ - بھری ہوئی کے	وَ - اور	خَلَقْنَا - پیدا کیے ہم نے
لَهُمْ - ان کے لیے	مِّنْ مِّثْلِهٖ - اسی جیسے	مَا - کہ وہ	یَرْكَبُوْنَ - سوار ہوں
وَ - اور	اِنْ - اگر	نَّشَاْ - ہم چاہیں تو	نُغْرِقْهُمْ - انہیں غرق کریں
فَلَا - تو نہ ہو	صَرِیْخَ - بچانے والا	لَهُمْ - ان کو	وَ - اور

لَا ۔ نہ | ھُمْ ۔ وہ | یُنْقَذُوْنَ ۔ بچائے جائیں | اِلَّا ۔ مگر
رَحْمَۃً ۔ رحمت | مِّنَّا ۔ ہماری طرف سے | وَ ۔ اور | مَتَاعًا ۔ برتنا
اِلٰی ۔ ایک | حِیْنٍ ۔ وقت تک | وَ ۔ اور | اِذَا ۔ جب
قِیْلَ ۔ کہا جاتے | لَھُمْ ۔ ان کو | اتَّقُوْا ۔ ڈرو | مَا ۔ اس سے جو
بَیْنَ اَیْدِیْکُمْ ۔ تمہارے آگے ہے | وَ ۔ اور | مَا ۔ جو
خَلْفَکُمْ ۔ تمہارے پیچھے ہے | لَعَلَّکُمْ ۔ تاکہ تم | تُرْحَمُوْنَ ۔ رحم کیے جاؤ | وَ ۔ اور
مَا ۔ نہیں | تَاْتِیْھِمْ ۔ آتی انکے پاس | مِّنْ اٰیَۃٍ ۔ کوئی نشانی | مِّنْ اٰیٰتِ ۔ نشانیوں
رَبِّھِمْ ۔ ان کے رب سے | اِلَّا ۔ مگر | کَانُوْا ۔ تھے | عَنْھَا ۔ اس سے
مُعْرِضِیْنَ ۔ منہ پھیرتے | وَ ۔ اور | اِذَا ۔ جب | قِیْلَ ۔ کہا جائے
لَھُمْ ۔ ان کو | اَنْفِقُوْا ۔ خرچ کرو | مِمَّا ۔ اس سے جو | رَزَقَکُمُ ۔ دیا تم کو
اللّٰہُ ۔ اللہ نے | قَالَ ۔ تو کہتے ہیں | الَّذِیْنَ ۔ وہ جو | کَفَرُوْا ۔ کافر ہیں
لِلَّذِیْنَ ۔ انکو جو | اٰمَنُوْا ۔ مومن ہیں | اَ ۔ کیا | نُطْعِمُ ۔ کھلائیں ہم
مَنْ ۔ اس کو کہ | لَوْ ۔ اگر | یَشَآءُ ۔ چاہے | اللّٰہُ ۔ اللہ
اَطْعَمَہٗ ۔ تو کھلائے اس کو | اِنْ ۔ نہیں | اَنْتُمْ ۔ تم | اِلَّا ۔ مگر
فِیْ ۔ بیچ | ضَلٰلٍ ۔ گمراہی | مُّبِیْنٍ ۔ ظاہر کے | وَ ۔ اور
یَقُوْلُوْنَ ۔ کہتے ہیں | مَتٰی ۔ کب ہوگا | ھٰذَا ۔ یہ | الْوَعْدُ ۔ وعدہ
اِنْ ۔ اگر | کُنْتُمْ ۔ ہو تم | صٰدِقِیْنَ ۔ سچے | مَا ۔ نہیں
یَنْظُرُوْنَ ۔ انتظار کرتے | اِلَّا ۔ مگر | صَیْحَۃً ۔ چنگھاڑ | وَّاحِدَۃً ۔ ایک کا
تَاْخُذُھُمْ ۔ کہ پکڑے | ھُمْ ۔ ان کو | وَ ۔ اور | ھُمْ ۔ وہ
یَخِصِّمُوْنَ ۔ جھگڑتے ہوں | فَلَا ۔ تو نہیں | یَسْتَطِیْعُوْنَ ۔ طاقت رکھیں گے
تَوْصِیَۃً ۔ وصیت کی | وَّ ۔ اور | لَا ۔ نہ | اِلٰی ۔ طرف
اَھْلِھِمْ ۔ اپنے گھر کے | یَرْجِعُوْنَ ۔ لوٹیں گے ۔

خلاصہ تفسیر تیسرا رکوع سورۃ یٰسٓ ۔ پ ۲۳

وَاٰیَۃٌ لَّھُمُ الْاَرْضُ الْمَیْتَۃُ اَحْیَیْنٰھَا وَاَخْرَجْنَا مِنْھَا حَبًّا فَمِنْہُ یَاْکُلُوْنَ ۔ اور ایک نشانی

ان کے لیے مردہ زمین ہے ہم نے اسے زندہ کیا اور نکالا اس سے دانہ تو اس میں سے کھاتے ہیں۔
جب وہ زمین جو اپنا سبزہ خشک کر کے مردہ ہو جاتی ہے اسے پھر سر سبز کر کے زندہ کر دیتا ہے یہ اس بات پر دلالت ہے کہ اللہ تعالیٰ اسی طرح مردوں کو زندہ فرمائے گا اور پانی برسا کر اس سبزہ سے دانہ یعنی جوار باجرہ گندم چنا کی نکالتا ہے جسے سب کھاتے ہیں۔
وَجَعَلْنَا فِيهَا جَنّٰتٍ مِّنْ نَّخِيلٍ وَّاَعْنَابٍ وَّفَجَّرْنَا فِيهَا مِنَ الْعُيُوْنِ لِيَاْكُلُوْا مِنْ ثَمَرِهٖ وَمَا عَمِلَتْهُ اَيْدِيْهِمْ اَفَلَا يَشْكُرُوْنَ۔ اور کیے ہم نے اس میں باغ انگوروں اور کھجوروں کے اور بہائے ہم نے اس میں کچھ چشمے تاکہ کھاؤ اس کے پھلوں سے اور یہ وہ نہیں جو ان کے ہاتھ بنائیں تو کیا شکر نہیں کرتے۔
یعنی اس زمین میں جو باغ بنائے وہ کھجور، انگور، انار، کیلہ، سنگترہ، مالٹا، سیب، ناکھ، ناشپاتی اور کیا کیا پھل اور یہ ظاہر ہے کہ یہ چیزیں کوئی اپنے ہاتھوں سے بنانے پر قدرت نہیں رکھتا تو ان نعمتوں کا شکر بجا نہ لائیں گے۔
سُبْحٰنَ الَّذِيْ خَلَقَ الْاَزْوَاجَ كُلَّهَا مِمَّا تُنْۢبِتُ الْاَرْضُ وَمِنْ اَنْفُسِهِمْ وَمِمَّا لَا يَعْلَمُوْنَ
پاکی ہے اسے جس نے بنائے جوڑے ہر چیز کے جو زمین اگاتی ہے یعنی ہر درخت اور پھل پھول سب کے نر مادہ بنائے اور تمام اصناف و اقسام جڑی بوٹی میں چمبیلی چمبیلا۔ نیم نیمڑی۔ املا۔ املی وغیرہ سب نر مادہ بنائے یہ اس کی قدرت ہے۔
وَمِنْ اَنْفُسِهِمْ وَمِمَّا لَا يَعْلَمُوْنَ۔ اور ان کی جانوں سے اور ان چیزوں سے جن کی خبر نہیں۔
یعنی آدمیوں اور جانوروں میں ذکور وانات مرد و عورت۔ شیر شیرنی۔ طوطا طوطی چڑا چڑی وغیرہ بنائے اس کے بعد پانچویں نشانی ظاہر فرمائی جاتی ہے چنانچہ ارشاد ہے۔
وَاٰيَةٌ لَّهُمُ الَّيْلُ نَسْلَخُ مِنْهُ النَّهَارَ فَاِذَا هُمْ مُّظْلِمُوْنَ۔ اور ان کے لیے ایک نشانی رات ہے کھینچتے ہیں ہم اس سے دن کہ وہ جبھی اندھیرے میں ہوتے ہیں۔
یعنی دن میں آرام سے کام کرتے چلتے پھرتے ہوتے ہیں کہ یک لخت رات آجاتی ہے۔ اور اندھیرا ہو جاتا ہے اس سے یہ بھی ثابت ہوا کہ آسمان و زمین کے مابین جو فضا ہے وہ تاریک ہے اور آفتاب کی روشنی اسے روشن اور منور کرتی ہے جب آفتاب غروب ہو جاتا ہے تو وہی تاریکی جو اصل میں فضاؤں کے اندر ہے ظاہر ہو جاتی ہے اور تاریکی ہی تاریکی رہ جاتی ہے۔
اس کے بعد چھٹی نشانی کا اظہار ہے۔
وَالشَّمْسُ تَجْرِيْ لِمُسْتَقَرٍّ لَّهَا ذٰلِكَ تَقْدِيْرُ الْعَزِيْزِ الْعَلِيْمِ۔ اور سورج چلتا ہے اپنے مستقر کو

جو اس کا ہے یہ تعین و تقرر ہے زبردست علم والے کا۔
مستقر اس حد کو کہتے ہیں جہاں تک چلنے کی حد ہو اور یہ مقدار ہیں مقرر ہیں قیامت کے لیے جو عزیز و علیم نے مقرر کی ہیں یہ بھی اس کی قدرت کاملہ کی ایک نشانی ہے۔ پھر ساتویں نشانی کا بیان ہے۔
وَالْقَمَرَ قَدَّرْنَاهُ مَنَازِلَ حَتّٰى عَادَ كَالْعُرْجُوْنِ الْقَدِيْمِ۔ اور چاند کی بھی ہم نے منزلیں مقرر کیں حتیٰ کہ پلٹ آتا ہے جیسے کھجور کی پرانی ڈال۔
چنانچہ چاند کی اٹھائیس منزلیں ہیں جنہیں وہ طے کر کے لوٹ آتا ہے۔
یہ ہر شب ایک منزل طے کرتا ہے اور اگر تیس کا مہینہ ہو تو آخری منزل میں دو شب رہ کر طلوع ہوتا ہے اگر انتیس کا ہو تو زرد رنگ کا باریک خط بن کر ظاہر ہوتا ہے جیسے کھجور کی ڈال خشک ہو کر زرد رہ جاتی ہے۔
لَا الشَّمْسُ يَنْبَغِيْ لَهَا اَنْ تُدْرِكَ الْقَمَرَ وَلَا الَّيْلُ سَابِقُ النَّهَارِ وَكُلٌّ فِيْ فَلَكٍ يَّسْبَحُوْنَ ہ
سورج کو اختیار نہیں کہ چاند کو پکڑ لے اور نہ رات دن پر سبقت لے جائے اور ہر ایک اپنے اپنے دائرے میں تیر رہے ہیں۔
یعنی شب میں جو اس کے ظہور نور کا وقت ہے یعنی جب چاندنی چھٹک رہی ہوتی ہے تو سورج میں یہ قوت نہیں کہ اس کے ساتھ مل جائے اور چاند کے نور کو مغلوب کر سکے اور نہ چاند میں یہ قوت کہ سورج کی تابانی اس میں مل کر سر د کر سکے اس لیے کہ ہر ایک کے ظہور نور کا وقت ہے جو دن رات کے نام سے موسوم ہے اور رات کے لیے چاند اور دن کے لیے سورج ہے جو اپنے دائرہ سے اسی وقت نور پھینکے گا جو اس کا وقت ہے۔
اور یہ بھی نہیں ہو سکتا کہ دن کا وقت پورا ہونے سے پہلے چاند اپنی نور بیزی کر سکے یا رات پوری ہونے سے قبل سورج اپنی نور بیزی رات میں کر دے۔
اگرچہ فلاسفہ کی تحقیق سے معلوم ہوتا ہے کہ چاند کسب نور سورج سے کرتا ہے۔ اور ہمیں اس کے رد کی حاجت نہیں اس لیے کہ جب ہر ایک اپنے اپنے دائرے اور فلک میں ہیں۔ برج شمس کے مقابل آ کر اگر مستنیر ہو جائیں تو ہمارے خلاف نہیں۔ اس لیے کہ قرآن کریم کا دعویٰ بہر حال صحیح ثابت ہوتا ہے کہ چاند سورج ایسے گھیرے ہوئے ہیں کہ محور چھوڑ کر سورج چاند سے آگے نہیں آ سکتا نہ سورج سے آگے چاند آ سکتا ہے پھر آٹھویں نشانی کا بیان ہوتا ہے۔
وَاٰيَةٌ لَّهُمْ اَنَّا حَمَلْنَا ذُرِّيَّتَهُمْ فِي الْفُلْكِ الْمَشْحُوْنِ وَخَلَقْنَا لَهُمْ مِّنْ مِّثْلِهٖ مَا يَرْكَبُوْنَ

اور ایک نشانی ان کے لیے یہ ہے کہ انہیں سوار کیا ہم نے معہ ان کی ذریت کے بھری کشتی میں اور ان کے لیے اس کشتی کی مثل بنا دی جس پر سوار ہوتے ہیں۔

اس کشتی سے مراد کشتی نوح علیہ السلام ہے جو کہ منزل کی تھی جس کی تفصیل ہم سورہ ہود میں بیان کر چکے ہیں بارہویں پارہ کے چھٹے رکوع میں دیکھیں۔ اس کشتی میں ان کے اجداد سوار کیے گئے تھے اور ان کی ذریتیں ان کی پشت میں تھیں آگے ارشاد ہے۔

وَاِنْ نَّشَاْ نُغْرِقْهُمْ فَلَا صَرِيْخَ لَهُمْ وَلَا هُمْ يُنْقَذُوْنَ اِلَّا رَحْمَةً مِّنَّا وَمَتَاعًا اِلٰى حِيْنٍ ۝

اور اگر ہم چاہتے تو انہیں غرق کر دیتے تو نہ کوئی ان کی فریاد کو پہنچتا اور نہ وہ بچائے جاتے مگر ہماری رحمت سے اور ایک وقت تک انہیں متاع دنیا کا برتنا ہے۔

یعنی کشتی میں سوار ہو کر بھی ہماری رحمت سے نجات ہے ورنہ اگر ہم چاہیں تو کشتی سمیت غرق کر دیں مگر ہماری رحمت اور حیات مستعار جو مقدر و مقرر ہے اس کی وجہ سے محفوظ رہتے ہیں۔

وَاِذَا قِيْلَ لَهُمُ اتَّقُوْا مَا بَيْنَ اَيْدِيْكُمْ وَمَا خَلْفَكُمْ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ۔ اور جب ان سے فرمایا جائے ڈرو اس سے جو تمہارے سامنے ہے اور جو تمہارے پیچھے آ رہا ہے تاکہ تم رحم کیے جاؤ۔

سامنے سے مراد عذاب دنیا ہے اور پیچھے سے مراد عذاب آخرت ہے اس کے بعد مشرکین کفار نابکار کی عادت مستمرہ کا تذکرہ ہے چنانچہ ارشاد ہے۔

وَمَا تَاْتِيْهِمْ مِّنْ اٰيَةٍ مِّنْ اٰيٰتِ رَبِّهِمْ اِلَّا كَانُوْا عَنْهَا مُعْرِضِيْنَ وَاِذَا قِيْلَ لَهُمْ اَنْفِقُوْا مِمَّا رَزَقَكُمُ اللّٰهُ قَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اَنُطْعِمُ مَنْ لَّوْ يَشَآءُ اللّٰهُ اَطْعَمَهٗۤ اِنْ اَنْتُمْ اِلَّا فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ۔ وَيَقُوْلُوْنَ مَتٰى هٰذَا الْوَعْدُ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ۔ اور جب ان کے رب کی کوئی نشانی ان کے پاس آتی ہے تو اس سے انحراف کرتے ہیں اور جب انہیں فرمایا جائے اللہ کے عطا کیے ہوئے سے کچھ اس کی راہ میں خرچ کرو تو وہ کہتے ہیں جو کافر ہیں ان سے جو مومن ہیں کہ کیا ہم اسے کھلائیں جسے اللہ چاہے تو کھلا دے تم کچھ نہیں مگر کھلی گمراہی میں ہو اور کہتے ہیں کب آئے گا تمہارا یہ وعدہ اگر تم سچے ہو۔

یعنی ان کی عادت مستمرہ تھی کہ ان کے سامنے جب کبھی کوئی آیت آتی تو صاف اعراض و انحراف اور روگردانی کرنے کی طرف جاتے۔

اور اس سے اگلی آیت کا شان نزول یہ ہے کہ

کفار قریش سے مسلمانوں نے کہا تم کم از کم وہ حصہ اپنے مالوں کا مسکینوں پر خرچ کرو جو تم نے

بزعم خود اللہ کے لیے نکالا ہے۔ اس پر انہوں نے جواب دیا کہ ہم انہیں کیوں دیں جنہیں اللہ دینا چاہتا تو
تو دیدیتا اور کھلاتا پلاتا۔

اس سے ان کا مطلب یہ تھا کہ جب اللہ تعالے کو ہی یہ منظور ہے کہ وہ مسکین و محتاج رہیں
تو ہمیں دینا اور ان کی محتاجگی دفع کرنا مشیت الٰہی کے خلاف ہوگا۔

لہٰذا ہم اس وجہ سے نہیں دیتے یہ جواب کھولے کھوٹے بدر ابہانہ یا بیمار تھے جو بخیل و کنجوس
تھے اپنا مال خرچ کرنے سے بچانے کے لیے یہ بہانہ بنا لیا یا بطور تمسخر یہ بکواس کرتے تھے۔

حالانکہ یہ محض خیال باطل تھا۔ حقیقت یہ ہے کہ دنیا دار الامتحان ہے۔ فقیر کی آزمائش صبر سے
اور امیر کی آزمائش صرف سے ہوتی ہے۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ مکہ مکرمہ میں ایک جماعت زندیقوں کی تھی جب ان سے
کہا جاتا کہ مسکینوں کو صدقہ دو تو وہ یہ جواب دیتے کہ ہم کیسے دے سکتے ہیں جب کہ اللہ ہی کی طرف سے
وہ محتاج بنائے گئے ہیں۔

ان کے حق میں یہ آیت کریمہ تعریضاً نازل ہوئی انہیں گمراہ فرمایا۔

یا مشرکین مسلمانوں کو کھلی گمراہی میں بتلاتے۔

اور تیسری آیت منکرین بعث و نشر کے رد میں نازل ہوئی۔

وہ کہتے تھے اور حضور سے اور صحابہ کرام سے استہزاء کرتے تھے کہ وہ آپ کا وعدہ قیامت
اور حشر و نشر کب پورا ہوگا۔ اگر تم سچے ہو تو جلدی پورا کرو۔ اس کا جواب اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے۔
مَا يَنْظُرُوْنَ اِلَّا صَيْحَةً وَّاحِدَةً تَاْخُذُهُمْ وَهُمْ يَخِصِّمُوْنَ فَلَا يَسْتَطِيْعُوْنَ
تَوْصِيَةً وَّلَآ اِلٰٓى اَهْلِهِمْ يَرْجِعُوْنَ۔ یہ انتظار نہیں کرتے مگر ایک چنگھاڑ کا جو انہیں اچانک پکڑ لے
گی اور یہ دنیا کے جھگڑوں میں پھنسے ہوں گے تو جب ان میں اتنی بھی قوت نہ ہوگی کہ وصیت بھی کر
سکیں اور نہ اپنے گھر پلٹ کر جا سکیں۔

جس کی کیفیت دوسری جگہ فرمائی ہے يَوْمَ تَرَوْنَهَا تَذْهَلُ كُلُّ مُرْضِعَةٍ عَمَّآ اَرْضَعَتْ
وَتَضَعُ كُلُّ ذَاتِ حَمْلٍ حَمْلَهَا۔ الخ اس کی تفسیر سورہ حج میں دیکھیں سترہویں پارہ میں۔ چنانچہ حدیث میں
اس کی کیفیت یوں بیان فرمائی گئی کہ قیامت ایسے اچانک آئے گی کہ مشتری اور بائع کے مابین کپڑا
پڑا ہوگا اور سودا ہونے سے پہلے قیامت ہو جائے۔

اور لوگ اپنے دنیاوی کاموں میں مصروف ہوں گے کہ قیامت آجائے گی اسی لیے صیحۃ واحدۃ

فرمایا کہ حضرت اسرافیل علیہ السلام ادھر نفخہ صور فرمائیں گے تو پہلے نفخہ میں قیامت برپا ہو جائے گی اور سب جہاں کے تہاں مرے رہ جائیں نو بھاگ کر گھر پہنچنا یا کسی سے وصیت کرنا کہاں ہوگا۔

اب نادر لغات کی تصریح ملاحظہ فرمائیں۔

وَاٰیَۃٌ لَّھُمُ الْاَرْضُ الْمَیْتَۃُ۔ یہاں ارض میتہ سے مراد بنجر زمین ہے یا خزاں رسیدہ سبزہ

فَجَّرْنَا۔ فجر اور تفجیر دونوں ایک معنی میں ہیں یعنی بہنا یا بہلے جانا۔

مِنَ الْعُیُوْنِ۔ اصل میں تھا بَعْضًا مِّنَ الْعُیُوْنِ۔ یہاں مِن تبعیضیہ ہے

سُبْحٰنَ الَّذِیْ خَلَقَ۔ سبحان علم ہے تسبیح کا اور تسبیح کے معنی تبعید کے ہیں یہ مشتق ہے سَبَحَ فِی الْاَرْضِ وَالْمَاءِ اِذَا اَبْعَدَ فِیْھِمَا۔ اور اسی سے فَرَسٌ سَبُوْحٌ ہے اَیْ وَاسِعُ الْجَرْیِ نَئَا اَسْبَحَ سُبْحَانَہٗ۔

نَسْلَخُ۔ سلخ کہتے ہیں کھال اتارنے کو۔ نَسْلَخُ مِنْہُ النَّھَارَ یعنی ضیاء نہار کا لباس اتار دیتے ہیں تو فَاِذَا ھُمْ مُّظْلِمُوْنَ۔

وَالشَّمْسُ تَجْرِیْ لِمُسْتَقَرٍّ لَّھَا۔ لِمُسْتَقَرٍّ کا لام بمعنی الی ہے مستقر ٹھکانے کو کہتے ہیں۔

حَتّٰی عَادَ کَالْعُرْجُوْنِ الْقَدِیْمِ۔ عَادَ بمعنی رَجَعَ ہے۔ عُرْجُوْن تیلی ٹیڑھی ٹہنی کو کہتے ہیں۔ عرجون بروزن فعلون یہ التورج سے مشتق ہے اور التورج کسی چیز کے ٹیڑھا ہونے کو کہتے ہیں۔

یَسْبَحُوْنَ۔ سباحۃ سے مشتق ہے اور سباحۃ کہتے ہیں آسانی وسہولت سے چلنے کو۔

فَلَا صَرِیْخَ۔ صریخ کہتے ہیں فریادرسی کو یا فریاد کے پہنچنے والے کو۔

یَخِصِّمُوْنَ۔ اصل میں یَخْتَصِمُوْنَ تھا۔ ت ساکن کر کے صاد میں ادغام کر دیا اجتماع ساکنین کی وجہ سے ت کو کسرہ کی حرکت دیدی۔

مختصر تفسیر اردو تیسرا رکوع سورۃ یٰسٓ۔ پ ۲۳

وَاٰیَۃٌ لَّھُمُ الْاَرْضُ الْمَیْتَۃُ۔ اور ایک نشانی ان کے لیے مری ہوئی زمین ہے۔

اس میں لَھُمْ میں ضمیر جمع جو ہے وہ کفار اہل مکہ کی طرف ہے اور مَیتۃ جو فرمایا ہے وہ بایں اعتبار کہ مَیتۃ کا محاورہ جب زمین پر استعمال ہوتا ہے تو اس سے مراد زمین غیر مخضر ہوتی ہے یعنی زندہ زمین وہ ہے جس پہ سبزہ پھول پھل وسبزہ زار و مرغزار ہو اور مردہ زمین وہ ہے جس پر خاک اڑ رہی ہو اور سبزہ کا نام نہ ہو۔ جیسے اردو عرف میں بنجر یا خزاں رسیدہ کہتے ہیں۔ اور وہی میّت جب انسان پر مستعمل ہو تو کسی جگہ اس

سے مراد عدم تعقل اور جہالت لیتے ہیں جیسے اِنَّکَ لَا تُسْمِعُ الْمَوْتٰی اور اِنَّکَ مَیِّتٌ وَّاِنَّھُمْ مَّیِّتُوْنَ وغیرہ میں بے عقل جاہل مراد ہیں۔

اور کسی جگہ قبض روح کے موقعہ پر مستعمل ہے۔ یہاں ارض میتہ کے بعد احییناہا فرمانا یوں ضروری تھا کہ کفار کہ منکر حشر تھے اور کہتے تھے اِنْ ھِیَ اِلَّا حَیَاتُنَا الدُّنْیَا نَمُوْتُ وَنَحْیَا وَمَا نَحْنُ بِمَبْعُوْثِیْنَ اس کے جواب میں ارشاد ہوا کہ ہماری کمال قدرت کی ایک نشانی مری زمین ہے کہ اس پر سبزہ نہیں ہوتا پھر بغیر تخم پاشی کے ہم اسے

اَحْیَیْنٰھَا وَاَخْرَجْنَا مِنْھَا حَبًّا فَمِنْهُ یَاْکُلُوْنَ۔ زندہ کرتے ہیں اور اس سے دانے نکالتے ہیں گندم چاول چنا یا جرہ جوار مکی وغیرہ کہ اس سے کھاتے ہیں۔

وَجَعَلْنَا فِیْھَا جَنّٰتٍ مِّنْ نَّخِیْلٍ وَّاَعْنَابٍ وَّفَجَّرْنَا فِیْھَا مِنَ الْعُیُوْنِ لِیَاْکُلُوْا مِنْ ثَمَرِهٖ وَمَا عَمِلَتْهُ اَیْدِیْھِمْ اَفَلَا یَشْکُرُوْنَ۔ اور کیے ہم نے اس زمین میں باغیچے کھجوروں اور انگوروں سے اور بہار کیے ہم نے اس زمین میں چشمے تاکہ تم کھاؤ اس کے پھلوں سے اور نہیں بناتے یہ پھل اور دلانے ان کے ہاتھوں نے تو کیا ان نعمتوں پر شکر نہیں کرتے۔

جنّات۔ جنت کی جمع ہے۔ راغب کہتے ہیں اَلْجَنَّةُ کُلُّ بُسْتَانٍ ذِیْ شَجَرٍ یَسْتُرُ بِاَشْجَارِهٖ الْاَرْضَ جنت ہر وہ باغ ہے جس کے درخت زمین کو ڈھانپ لیں۔

اور فجّرنا فیہا اَیْ شَقَقْنَا فِی الْاَرْضِ۔ فجرنا فیہا کے یہ معنی ہیں کہ ہم نے زمین میں پھاڑے مِنَ الْعُیُوْنِ چشمے اور چونکہ چشمے عام طور پر نہیں ہوتے اسی لیے من تبعیضیہ لائے کہ چشمے عام نہ ہوں بلکہ بعض بعض مقامات پر مانے جائیں۔

اور ان سے جو پھل ہوں وہ کھائے جائیں۔

اور وَمَا عَمِلَتْهُ اَیْدِیْھِمْ میں اگر مَا موصولہ مانا جائے تو یہ معنی ہوں گے کہ باغوں کی سیرابی ڈول جیسی سے تمہارے ہاتھ کرتے ہیں جو کنویں تالاب نہروں سے پانی نکالتے ہیں اور باغوں میں پہنچاتے ہیں۔

اور اگر مَا نافیہ لیا جائے تو ضمیر ثمر کی طرف راجع مانی جائے گی تو معنی یہ ہوں گے کہ ان پھلوں کو تمہارے ہاتھ نہیں بناتے بلکہ ہم بقدرت سے انہیں رنگ آمیزی کرتے اور اپنی صنعت دکھاتے ہیں کہ کوئی پھل سبز کوئی زرد کوئی نارنجی کوئی سرخ اور کیا کیا شکل میں ہوتے ہیں۔

چنانچہ سعید بن منصور اور ابن منذر سے مروی ہے اِنَّهٗ قَالَ وَجَدُوْهَا مَعْمُوْلًا لَمْ تَعْمَلْهُ اَیْدِیْھِمْ یَعْنِی الْفُرَاتَ وَالدِّجْلَةَ وَنَهْرَ بَلْخٍ فَاَشْبَاهَهَا فرماتے ہیں کہ نہروں میں فرات و دجلہ اور نہر بلخ بنی

بنائی پاتے ہو اس میں تمہارے ہاتھوں نے کچھ عمل نہیں کیا پھر ان تمام نعمتوں کو دیکھ بھی رہے ہو۔
اَفَلَا تَشْكُرُوْنَ۔ کیا تم شکر نہیں کرتے۔
اس کے بعد استینافًا اپنی تنزیہ ظاہر فرما کر منکرین کے ترک شکر کی قباحت ظاہر فرمائی اور اپنی حقیقت اور صنعت کمال کا بیان کیا چنانچہ ارشاد ہے۔
سُبْحٰنَ الَّذِیْ خَلَقَ الْاَزْوَاجَ كُلَّهَا مِمَّا تُنْۢبِتُ الْاَرْضُ وَمِنْ اَنْفُسِهِمْ وَمِمَّا لَا يَعْلَمُوْنَ۔ پاک ہے وہ ذات اور منزہ ہے ہر قسم کی برائی اور نقص سے (یعنی اُسَبِّحُ سُبْحَانَہٗ اَیْ اُنَزِّهُهٗ عَمَّا لَا يَلِيْقُ بِهٖ عَقْدًا وَّ عَمَلًا تَنْزِيْهًا خَاصًّا بِهٖ حَقِيْقًا بِشَانِهٖ عَزَّ شَانُهٗ۔ میں پاکی بیان کرتا ہوں اس ذات کی ہر اس صفت سے جو اس کی شان کے لائق نہیں۔)
جس نے پیدا فرمایا جوڑا ہر اس چیز کا جسے زمین اگاتی ہے اور جانداروں سے جوڑے پیدا فرمائے مرد عورت کے اور انہیں بنایا جنہیں کوئی نہیں جانتا۔
جیسے دوسری جگہ فرمایا وَيَخْلُقُ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ وہ ایسی ایسی مخلوق پیدا فرماتا ہے جسے تم نہیں جانتے چنانچہ اجمالاً چند مخلوق اول ظاہر فرمائیں وَالْخَيْلَ وَالْبِغَالَ وَالْحَمِيْرَ لِتَرْكَبُوْهَا وَزِيْنَةً گھوڑے گدھے خچر ہم نے پیدا کیے کہ تم ان پر سوار ہو اور اپنی زینت کے لیے رکھو اس کے علاوہ ایسی ایسی سواریاں ہم پیدا فرمائیں گے جنہیں تم نہیں جانتے چنانچہ سائیکل۔ موٹر سائیکل۔ ریل۔ انجن۔ ایروپلین یہ علم اللہ نے پیدا کرتی تھیں اور ہمیں ان کا علم بھی نہ تھا اور نہ معلوم ابھی کیا پیدا فرمائی جائیں۔ اس کے بعد دوسری نشانی کا بیان فرمایا جاتا ہے۔
وَاٰيَةٌ لَّهُمُ الَّيْلُ نَسْلَخُ مِنْهُ النَّهَارَ فَاِذَا هُمْ مُّظْلِمُوْنَ۔ اور ایک نشانی ان کے لیے رات ہے کہ اس سے کھینچ کر دن لاتے ہیں تو پھر وہ اندھیروں میں ہوتے ہیں۔
نَسْلَخُ۔ سلخ سے ہے علامہ قطب فرماتے ہیں اِنَّ السَّلْخَ قَدْ يَكُوْنُ بِمَعْنَى النَّزْعِ نَحْوُ سَلَخْتُ الْاِهَابَ عَنِ الشَّاةِ وَقَدْ يَكُوْنُ بِمَعْنَى الْاِخْرَاجِ نَحْوُ سَلَخْتُ الشَّاةَ مِنَ الْاِهَابِ وَالشَّاةُ مَسْلُوْخَةٌ۔ سلخ کبھی کھینچنے کے معنی میں مستعمل ہوتا ہے جیسے سَلَخْتُ الْاِهَابَ عَنِ الشَّاةِ بولتے ہیں کھینچی میں نے کھال بکری سے اور کبھی بمعنی اخراج استعمال کرتے ہیں جیسے سَلَخْتُ الشَّاةَ مِنَ الْاِهَابِ وَالشَّاةُ مَسْلُوْخَةٌ نکالا میں نے بکری کو کھال سے تو ایسی صورت میں بکری کھال سے نکلی ہوئی ہوگی۔
تو جب بمعنی اخراج بولیں گے تو اخراج النہار من اللیل کہیں گے نکالا دن رات سے اور اگر سلخ بمعنی تنزع لیں گے تو تَنْزِعُ ضَوْءَ الشَّمْسِ عَنِ الْهَوَاءِ۔ سورج کی روشنی ہوا سے کھینچ لی۔

اسی بناپر رات دن کی تحقیق میں آلوسی فرماتے ہیں۔ اِنَّ الْاَصْلَ الظُّلْمَۃُ وَالنُّوْرُ طَارِیٌ عَلَیْھَا یَسْتُرُھَا
بِضَوْئِہٖ۔ اصل میں فضا میں ظلمت ہے اور نور شمس اس پر طاری ہو کہ اپنی روشنی سے تاریکی کو مستور کر
دیتا ہے چنانچہ حدیث میں بھی اسی کی تائید ملتی ہے۔

امام احمد اور ترمذی عبداللہ بن عمرو بن عاص سے راوی ہیں قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ
عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ اِنَّ اللّٰہَ خَلَقَ الْخَلْقَ فِیْ ظُلْمَۃٍ ثُمَّ اَلْقٰی عَلَیْھِمْ مِّنْ نُّوْرِہٖ فَمَنْ اَصَابَہٗ مِنْ
نُّوْرِہٖ اِھْتَدٰی وَمَنْ اَخْطَأَہٗ ضَلَّ۔ فرماتے ہیں میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ فرماتے تھے کہ
اللہ تعالیٰ نے مخلوق کو اندھیرے میں پیدا فرمایا پھر ان پر اپنا نور ڈالا تو جسے اس نور سے کچھ پہنچ گیا۔ وہ
ہدایت پا گیا اور جو اس نور سے بھٹک گیا گمراہ ہو گیا۔ چنانچہ آیۂ کریمہ میں بھی یہی ترتیب بیان ہے۔

وَالشَّمْسُ تَجْرِیْ لِمُسْتَقَرٍّ لَّھَا ذٰلِکَ تَقْدِیْرُ الْعَزِیْزِ الْعَلِیْمِ وَالْقَمَرَ قَدَّرْنٰہُ مَنَازِلَ حَتّٰی
عَادَ کَالْعُرْجُوْنِ الْقَدِیْمِ۔ اور ایک نشان ان کے لیے یہ ہے۔ آلوسی فرماتے ہیں عَطْفٌ عَلَی اللَّیْلِ
اَیْ وَاٰیَۃٌ لَّھُمُ الشَّمْسُ۔ یعنی وَالشَّمْسُ تَجْرِیْ کا عطف وَاٰیَۃٌ لَّھُمُ اللَّیْلُ نَسْلَخُ مِنْہُ النَّھَارَ پر ہے۔
اس اعتبار سے آیۂ کریمہ کے یہ معنی ہوں گے۔

اور ایک نشانی سورج ہے کہ تیزی سے چلتا یا تیر رہا ہے اپنی حد معین میں سال کے اندر یہ معین حد
ہے اس غالب علم والے کی اور چاند کے لیے مقرر کیں ہم نے منزلیں یہاں تک کہ وہ واپس پلٹتا ہے
مثل پرانی شاخ کے۔

تعریف مستقر

لِمُسْتَقَرٍّ لَّھَا لِحَدٍّ مُّعَیَّنٍ تَنْتَھِیْ اِلَیْہِ مِنْ فَلَکِھَا فِیْ اٰخِرِ السَّنَۃِ شَبَّہٗ بِمُسْتَقَرِّ الْمُسَافِرِ
اِذَا قَطَعَ مَسِیْرَہٗ مِنْ حَیْثُ اَنَّ فِیْ کُلٍّ اِنْتِھَاءً اِلٰی مَحَلٍّ مُّعَیَّنٍ وَاِنَّ لِلْمُسَافِرِ قَرَارًا دُوْنَھَا۔
وَرُوِیَ ھٰذَا عَنِ الْکَلْبِیِّ وَاخْتَارَہٗ اِبْنُ قُتَیْبَۃَ وَالْمُسْتَقَرُّ عَلَیْہِ اِسْمُ مَکَانٍ وَاللَّامُ بِمَعْنٰی اِلٰی
وَجُوِّزَ اَنْ تَکُوْنَ تَعْلِیْلِیَّۃً اَوْ لِمُنْتَھًی لَّھَا مِنَ الْمَشَارِقِ الْیَوْمِیَّۃِ وَالْمَغَارِبِ لِاَنَّھَا تَتَقَصَّاھَا
مَشْرِقًا مَّغْرِبًا حَتّٰی تَبْلُغَ اَقْصَاھَا ثُمَّ تَرْجِعُ وَذٰلِکَ حَدُّھَا وَمُسْتَقَرُّھَا لِاَنَّھَا لَا تَعْدُوْہُ۔

مستقر حد معین ہے جہاں تک اس کی سیر منتہی ہوتی ہے اپنے دائرے میں سال کے آخر تک اسے مستقر
مسافر سے تشبیہ دی کہ جب وہ اپنی سیر قطع کر لیتا ہے تو جیسے ہر ایک سیاح کے لیے ایک انتہاء سفر ہوتی
ہے مقام معین تک اگرچہ مسافر اس کے علاوہ بھی ٹھہر جاتا ہے۔
اور کلبی و قتیبہ مستقر کو اسم مکان کہتے ہیں اور لمستقر کے لام کو بمعنی الی مانتے ہیں۔

بعض نے لام تعلیل کہا یا یہی معنی مانا کہ یہ منتہی لہا ہے کہ مشارق یومیہ سے مغارب تک اس کی رفتار کی حد ہے اس لیے کہ یہ سیر مشرق سے مشرق اور مغرب سے مغرب تک پوری ہوتی ہے حتیٰ کہ یہ اپنے مستقر کی انتہا کو پہنچ جاتا ہے پھر واپس آجاتا ہے تو یہ اس کی سیر کی حد ہے اور مستقر اس لیے فرمایا کہ اس سے آگے نہیں جاتا۔

ایک قول یہ ہے کہ تجری لیلتہا وھو برج الاسد۔ رات میں یہ برج اسد میں سیر ان کرتا ہے۔

اور واحدی کہتے ہیں۔ وعلیٰ ھذا مستقرھا انتہاء سیرھا عند انقضاء الدنیا وھذا اختیار الزجاج۔ سورج کا مستقر یہ ہے کہ اس کی انتہاء سیر دنیا کے آخر تک ہے اور اس قول کو زجاج نے لیا۔

اور صحاح میں حضرت ابوذر غفاری سے ایک حدیث ہے جس میں وہ فرماتے ہیں۔

کنت مع النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی المسجد عند غروب الشمس فقال یا ابا ذر اتدری این تذھب ھذہ الشمس قلت اللہ ورسولہ اعلم قال تذھب تسجد فتستاذن فیؤذن لھا ویوشک ان تسجد فلا یقبل منھا وتستاذن فلا یؤذن لھا فیقال لھا ارجعی من حیث جئت فتطلع من مغربھا فذالک قولہ تعالیٰ والشمس تجری لمستقر لھا۔

میں غروب شمس کے وقت حضور کی خدمت میں مسجد کے اندر حاضر تھا حضور نے فرمایا اے ابوذر کیا تجھے معلوم ہے کہ یہ سورج کہاں گیا میں نے عرض کیا اللہ اور اس کا رسول ہی جانتے ہے۔

حضور نے فرمایا یہ جاتا ہے کہ سجدہ کرے تو وہ اجازت طلب کرتا ہے تو اسے اجازت دی جاتی ہے۔ اور قریب ہے کہ وہ سجدہ کرے تو اس سے وہ سجدہ قبول نہ ہو اور پھر اجازت طلب کرے تو اسے اجازت نہ ملے اور کہا جائے لسے جا جیسے آیا تھا تو وہ طلوع ہوگا اپنے مغرب سے یہ ہے اللہ تعالیٰ کا فرمان۔ والشمس تجری لمستقر لھا۔

ایک روایت میں ہے اتدرون این تذھب ھذہ الشمس قالوا اللہ ورسولہ اعلم قال ان ھذہ تجری حتی تنتہی الی مستقرھا تحت العرش فتخر ساجدۃ الحدیث۔ اور ایسی بہت سی روائتیں ہیں۔

اور احمد اور بخاری اور ابوداؤد اور ترمذی اور نسائی اور ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ اور ابن مردویہ اور بیہقی حضرت ذر سے روایت کرتے ہیں۔

قال سألت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن قولہ تعالیٰ والشمس تجری لمستقر لھا۔

قَالَ مُسْتَقَرُّهَا تَحْتَ الْعَرْشِ فَالْمُسْتَقَرُّ اِسْمُ مَكَانٍ وَالظَّاهِرُ اَنَّ لِلشَّمْسِ فِيْهِ قَرَارًا حَقِيْقَةً
قَالَ النَّوَوِيُّ قَالَ جَمَاعَةٌ بِظَاهِرِ الْحَدِيْثِ۔
قَالَ الْوَاحِدِيُّ وَعَلٰى هٰذَا الْقَوْلِ اِذَا غَرَبَتِ الشَّمْسُ كُلَّ يَوْمٍ اِسْتَقَرَّتْ تَحْتَ الْعَرْشِ اِلٰى اَنْ تَطْلُعَ۔

اب خلاصہ مفہوم عبارت حدیث و اقوال نووی یہ ہے

کہ حضور نے فرمایا کیا تمہیں معلوم ہے کہ بعد غروب سورج کہاں جاتا ہے صحابہ کرام نے عرض کیا اللہ اور اس کا رسول ہی خوب جانتا ہے۔
حضور نے فرمایا یہ سورج چلتا چلتا اپنے مستقر تک پہنچتا ہے یعنی عرش کے نیچے اور سربسجود ہو جاتا ہے۔
اور دیگر محدثین حضرت ابوذر سے راوی ہیں کہ آپ نے فرمایا میں نے سید عالم صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم سے آیت کریمہ وَالشَّمْسُ تَجْرِيْ لِمُسْتَقَرٍّ لَّهَا کے متعلق سوال کیا تو فرمایا اس کا مستقر تحت عرش ہے۔
اس پر شراح فرماتے ہیں کہ مستقر اسم مکان ہے اور یہ ظاہر ہے کہ سورج کے لیے اس میں حقیقتاً قرار ہے
اس پر امام نووی اور واحدی اور ایک جماعت ظاہر الفاظ سے یہی معنی لے رہی ہے۔
اس پر بعض نے کہا دن بھر کے بعد جب سورج غروب ہوتا ہے تو عرش کے نیچے ٹھہرتا ہے حتیٰ کہ صبح پھر طلوع ہو جاتا ہے۔

اور اہل ہیئت کی تحقیق استقرائی علیحدہ ہے۔

اس کے متعلق یہاں کچھ لکھنا طوالت مضمون کے سوا اور کچھ فائدہ نہیں دے گا اس لیے اسے ہم یہاں لکھنا بیکار سمجھتے ہیں۔ سوا اس کے سورج کا غروب اور طلوع وہ ہے کہ جس پر رات کا طویل ہونا اور دن کا بڑھنا ہے۔ اور رات دن کا طول و قصر خط استواء کے نزدیک ہے۔
چنانچہ بلاد بلغاریہ میں باعتبار عرض بلد نوّے درجہ تک ہے تو وہاں اس وقت تک طلوع رہتا ہے جب تک بروج شمالیہ اس کے مقابل رہیں اور ایسے ہی اس وقت تک غروب رہتا ہے جبتک بروج جنوبیہ اس کے مقابل نہ آئیں تو ایسے مقامات پر آدھا سال غروب اور آدھا سال طلوع رہتا ہے۔

اس کی تحقیق کتب ہیئت میں مفصل موجود ہے

اور اجلہ محققین کہتے ہیں اِنَّ نُوْرَ جَمِيْعِ الْكَوَاكِبِ ثَوَابِتِهَا وَسَيَّارَاتِهَا مُسْتَفَادٌ مِّنْ ضَوْءِ الشَّمْسِ وَهُوَ مُفَاضٌ عَلَيْهَا مِنَ الْفَيَّاضِ الْمُطْلَقِ جَلَّ جَلَالُهٗ وَعَمَّ نَوَالُهٗ۔ تمام کواکب ثوابت و سیارہ ضوء شمس سے مستفید ہیں اور اس کو افاضہ فیض مطلق جل جلالہ سے ہے۔ آگے ارشاد ہے۔

وَالْقَمَرَ قَدَّرْنَاهُ مَنَازِلَ حَتّٰى عَادَ كَالْعُرْجُوْنِ الْقَدِيْمِ اور چاند کے لیے منزلیں مقرر کیں حتیٰ کہ وہ طے منازل کے بعد لوٹ آتا ہے مثل پرانی ڈالی کے۔

آلوسی فرماتے ہیں وَالْمَنَازِلُ جَمْعُ مَنْزِلٍ۔ منازل منزل کی جمع ہے اور اس سے مراد چاند کی مسافت قطع کرنا ہے جو ایک رات دن میں ہوتی ہے۔

اہل ہند کے حساب سے ستائیس منزل ہیں۔

اس لیے کہ چاند ان ستائیس برجوں کو ستائیس دن میں قطع کرتا ہے اور تین برجوں کو حذف مانتے ہیں اس لیے کہ وہ تنصیف میں ناقص ہیں اور اصطلاح اہل تنجیم میں اسے ناقص ہی کہتے ہیں۔

اور اہل عرب کے حساب سے اٹھائیس بروج میں اس کا دورہ مانا گیا ہے اس حساب سے انتیس والے دن میں اسے پورا کر لیتے ہیں غرضیکہ اس طرح قمری حساب سے انتیس اور تیس کا مہینہ ہوتا ہے۔

اور شمسی حساب سے انتیس تیس اور اکتیس کا مہینہ بن جاتا ہے۔ اہل نجوم میں اسے ایک شعر میں جمع کیا گیا ہے

لا و لا لب لا و لا لا ششں مہ است   لل کط و لل لا شہور کو تہ است

اور اس کا حساب شمسی انگلیوں کی اٹھان اور گھائیوں سے بھی پورا نکلتا ہے۔ مٹھی بند کر کے انگلیوں کی اٹھان اور گھائیوں پر گنا جائے تو

جنوری ۳۱۔ گھائی میں فروری ۲۸۔ یا ۲۹ ہوگا۔ مارچ ۳۱۔ اپریل ۳۰۔ مئی ۳۱۔ جون ۳۰۔ جولائی ۳۱۔ اگست ۳۱۔ ستمبر ۳۰۔ اکتوبر ۳۱۔ نومبر ۳۰۔ دسمبر ۳۱۔

یہ بحث ہیئت کے فن سے متعلق ہے اس لیے ہم اسی پر اکتفا کرتے ہیں۔

اس فن کے متعلق صاحب روضہ فرماتے ہیں

مَنِ اعْتَقَدَ اَنَّ النَّوْءَ يُمْطِرُ حَقِيْقَةً صَارَ مُرْتَدًّا وَاِنْ اَرَادَ بِهٖ اَنَّ النَّوْءَ سَبَبٌ يُنْزِلُ اللّٰهُ تَعَالٰى بِهِ الْمَاءَ حَسْبَمَا عَلِمَ وَقَدَّرَ فَهُوَ لَيْسَ بِكُفْرٍ بَلْ مُبَاحٌ۔ لٰكِنْ قَالَ عَبْدُ الْبَرِّ هُوَ وَاِنْ كَانَ مُبَاحًا كُفْرٌ بِنِعْمَةِ اللّٰهِ تَعَالٰى۔ وَجَهْلٌ بِلَطِيْفِ حِكْمَتِهٖ۔

جو یہ عقیدہ رکھے کہ نوء ستارے نے بارش کی حقیقۃً تو وہ مرتد ہے اور اگر یہ عقیدہ کرے کہ نوء سبب ہے اس کا کہ اللہ تعالے بارش کرے جیسا اس کے علم میں ہے اور اس نے بارش مقدر فرمائی ہے تو کفر نہیں بلکہ مباح ہے۔ لیکن علامہ عبد البر فرماتے ہیں اس عقیدہ کا رکھنا اگرچہ مباح ہے لیکن نعمت الٰہی سے کفر و انکار ضرور لازم آتا ہے۔ اور لطائف حکمت الٰہی سے جہل ہے۔

اور صحیحین میں زید بن خالد جہنی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اَثَرُ السَّمَآءِ هَلْ تَدْرُوْنَ مَا قَالَ رَبُّکُمْ قَالُوا اللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗ اَعْلَمُ قَالَ اَصْبَحَ مِنْ عِبَادِیْ مُؤْمِنٌ بِیْ وَکَافِرٌ فَاَمَّا مَنْ قَالَ مُطِرْنَا بِفَضْلِ اللّٰہِ تَعَالٰی وَرَحْمَتِہٖ فَذٰلِکَ مُؤْمِنٌ بِیْ وَکَافِرٌ بِالْکَوْکَبِ وَاَمَّا مَنْ قَالَ مُطِرْنَا بِنَوْءِ کَذَا فَهُوَ کَافِرٌ بِیْ وَمُؤْمِنٌ بِالْکَوْکَبِ۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا آسمانی اثر کے متعلق تمہیں معلوم ہے کہ تمہارے رب عزوجل نے کیا فرمایا ہے صحابہ نے عرض کیا اللہ اور اس کا رسول ہی خوب جانتا ہے۔

فرمایا اللہ تعالٰے فرماتا ہے میرے بندوں سے صبح مومن ہوتے ہیں اور کافر ہوتے ہیں تو جو کہے کہ ہم پر بارش کی اللہ نے اپنے فضل سے اور رحمت سے یہ مجھ پر ایمان لانے والا ہے اور ستارہ سے منکر ہے اور جو کہے ہم پر بارش ہوئی فلاں ستارے کے اثر سے تو وہ کافر ہے میرا اور مومن ہے ستارے کا۔

اس پر علامہ آلوسی فرماتے ہیں وَظَاهِرُہٗ اَنَّ الْکُفْرَ مُقَابِلُ الْاِیْمَانِ فَیُحْمَلُ عَلٰی مَا اِذَا اَرَادَ الْقَائِلُ مَا سَمِعْتَ اَوَّلًا وَاللّٰہُ تَعَالٰی الْحَافِظُ عَنْ کُلِّ سُوْءٍ لَا رَبَّ غَیْرُہٗ وَلَا یُرْجٰی اِلَّا خَیْرُہٗ۔

خلاصہ یہ ہے کہ حدیث میں کفر مقابل ایمان بیان ہوا ہے تو ظاہر ہے کہ نجومیوں پر عقیدہ رکھنا اللہ تعالٰے سے کفر کرنا ہے۔ اللہ ہر برائی سے حفاظت کرنے والا ہے۔ ہمارا رب اس کے سوا کوئی نہیں اور اس سے ہماری امید نہیں مگر بھلائی کی۔

اور قمر کیا ہے عرف عام میں ایک ستارہ ہے چنانچہ سات سیارہ یہ ہیں

قمر است وعطارد وزہرہ شمس مریخ ومشتری وزحل

لیکن قمر وہ سیارہ ہے جو سیارہ شمس کے ماتحت متغیر ہوتا ہے اور اس کا نام قمر صرف تین رات سے چھبیسویں رات تک ہے اس کے علاوہ اسے ہلال کہا جاتا ہے چنانچہ وَالْقَمَرَ قَدَّرْنٰہُ مَنَازِلَ کے بعد ارشاد ہے۔

حَتّٰی عَادَ کَالْعُرْجُوْنِ الْقَدِیْمِ جتنی کہ لوٹ آتا ہے مثل پرانی ٹہنی کے۔

یعنی اواخر شہر میں اور قرب شمس میں مثل عرجون قدیم ہوتا ہے۔ عرجون اس لکڑی کو کہتے ہیں جو سوکھ کر ٹیڑھی ہو جائے۔ چنانچہ رویت ہلال کے وقت چاند ایک گول کمان کی طرح خط نظر آتا ہے اور ایسے ہی آخری تاریخوں میں ہوتا ہے آگے ارشاد ہے۔

لَا الشَّمْسُ یَنْبَغِیْ لَهَا اَنْ تُدْرِکَ الْقَمَرَ وَلَا اللَّیْلُ سَابِقُ النَّهَارِ وَکُلٌّ فِیْ فَلَکٍ یَّسْبَحُوْنَ۔

سورج کو یہ قدرت نہیں کہ چاند کو پکڑلے اور رات دن سے مسابقت نہیں کر سکتی اور دونوں

اپنے اپنے دائرے میں چل رہے ہیں۔
گویا ارشاد ہے کہ سورج کو یہ طاقت نہیں کہ چلتے چلتے چاند کو پالے۔ چنانچہ بعض فضلا نے حاشیہ بیضاوی پر ارقام فرمایا ہے۔
حرف النفی علی الشمس للدلالة علی انها مسخرة لا یتیسر لها الا ما ارید بها۔ حرف نفی یعنے لا۔ سورج پر اس لیے لایا گیا تاکہ دلیل واضح ہو کہ سورج مسخر بقدرت الٰہی ہے اسے اپنے ارادہ سے چلنا آسان نہیں۔ تو خلاصہ مفہوم کلام یہ ہوا کہ
ان الشمس لیس لها قدرة علی ادراك القمر وسرعة المسیر التی هی ضد لحرکتها الخاصة بل القدرة علیها لله سبحانه فهو فاعل لحرکتها حقیقة۔ سورج میں قوت وقدرت نہیں ادراک قمر پر اور اپنی رفتار میں سرعت حاصل کرنے کی بلکہ دونوں رفتار بالضد ہیں اور دونوں پر قدرت سبحانہ محرک حقیقی ہے۔
روی العیاشی فی تفسیره بالاسناد عن الاشعث بن حاتم قال کنت بخراسان حیث اجتمع الرضا رضی الله عنه والمامون والفضل بن سهل فی الایوان بمرو فوضعت المائدة۔
عیاشی اپنی تفسیر میں اشعث بن حاتم سے راوی ہیں فرماتے ہیں میں خراسان میں تھا کہ مقام مرو میں حضرت موسی رضا اور مامون اور فضل بن سہل محل میں جمع ہوئے دستر خوان بچھا اور
حضرت موسی رضا نے فرمایا ان رجلا من بنی اسرائیل سالنی بالمدینة۔ فقال النهار خلق قبل ام اللیل فما عندکم فارادوا الکلام فلم یکن عنده لهم شیء۔ ایک آدمی نے جو بنی اسرائیل سے تھا مجھ سے پوچھا کہ رات پہلے پیدا ہوئی یا دن۔ تو سب نے جواب کی کوشش کی مگر ٹھیک جواب ان سے نہ بنا۔
فقال الفضل للرضا اخبرنا بها اصلحك الله تعالی قال نعم من القرآن ام من الحساب قال له الفضل من جهة الحساب۔ تو فضل نے حضرت رضا سے عرض کیا آپ فرمائیں آپ نے فرمایا ہاں میں بتاؤں گا۔
مگر یہ بتادو کہ حساب سے جواب دوں یا قرآن کریم سے۔
تو حضرت فضل نے عرض کیا حساب سے فرمائیں تو حضرت موسی رضا نے فرمایا۔
قد علمت یا فضل ان طالع الدنیا السرطان والکواکب فی مواضع شرفها۔ فزحل فی المیزان والمشتری فی السرطان والمریخ فی الجدی والشمس فی الحمل والزهرة فی الحوت وعطارد

فِی السُّنْبُلَۃِ وَالْقَمَرُ فِی الثَّوْرِ وَتَکُوْنُ الشَّمْسُ فِی الْعَاشِرِ وَسْطَ السَّمَآءِ فَالنَّهَارُ قَبْلَ اللَّیْلِ۔

اے مفضل تم جانتے ہو کہ طالع دنیا سرطان ہے۔
اور تمام کواکب اپنے مواضع شرف میں ہوتے ہیں۔
تو زحل میزان میں ہوتا ہے۔
اور مشتری سرطان میں۔
اور مریخ جدی میں۔
اور شمس حمل میں۔
اور زہرہ حوت میں۔
اور عطارد سنبلہ میں
اور قمر ثور میں۔
اور شمس درجہ دہم میں وسط سما میں ہے۔
تو دن رات سے قبل ہے۔

وَمِنَ الْقُرْاٰنِ قَوْلُہٗ تَعَالٰی وَلَا اللَّیْلُ سَابِقُ النَّهَارِ اَیِ اللَّیْلُ قَدْ سَبَقَتْہُ النَّهَارُ اھ قرآن کریم سے بھی اللہ تعالے کا ارشاد ہے وَلَا اللَّیْلُ سَابِقُ النَّهَارِ یعنی رات پر نہار کی مسابقت ہے۔
وَرَاَی الْمُنَجِّمُوْنَ اَنَّ اِبْتِدَاءَ الدَّوْرَۃِ دَائِرَۃُ نِصْفِ النَّهَارِ وَذٰلِکَ مُوَافِقَۃٌ لِمَا ذُکِرَ
اور منجموں کے نزدیک ابتداء دورہ دائرۂ نصف النہار ہے اور وہ روایت مذکورہ کے موافق ہے۔
اور وَلَا اللَّیْلُ سَابِقُ النَّهَارِ کا بھی یہی مفہوم ہے کہ اِنَّ اللَّیْلَ مَسْبُوْقٌ لَا سَابِقٌ۔ کہ رات مسبوق ہے نہ کہ سابق۔
وَکُلٌّ فِیْ فَلَکٍ یَّسْبَحُوْنَ۔ اور دونوں اپنے دائرہ میں چل رہے ہیں۔
راغب۔ مجری الکوکب کو فلک کہتے ہیں۔
یَسْبَحُوْنَ کے معنی یَسِیْرُوْنَ فِیْہِ بِانْبِسَاطٍ ہیں۔ یعنی فراخی سے چلنے کے ہیں۔
اور سباحت پانی میں تیرنے کو بھی کہتے ہیں۔
وَاٰیَۃٌ لَّهُمْ اَنَّا حَمَلْنَا ذُرِّیَّتَهُمْ فِی الْفُلْکِ الْمَشْحُوْنِ وَخَلَقْنَا مِنْ مِّثْلِہٖ مَا یَرْکَبُوْنَ۔ اور ان کے لیے یہ بھی ایک نشانی ہے کہ ہم نے ان کی اولاد کو بھری کشتی میں سوار کیا اور پیدا کیا ہم نے انکے لیے مثل اس کشتی کے جس پر سوار ہوتے ہیں۔

یہاں ذریت سے مراد ان کی اولادیں ہیں۔ راغب کہتے ہیں اَلذُّرِّیَّۃُ اَصْلُھَا الصِّغَارُ مِنَ الْاَوْلَادِ ذریت سے اصل چھوٹی اولاد مراد ہے۔

اور اس میں تین قول ہیں فَقِیْلَ ھُوَ مِنْ ذَرَاَ اللّٰہُ الْخَلْقَ۔ ایک قول یہ ہے کہ جسے اللہ مخلوق میں پیدا فرمائے وہ ذریت ہے۔

ایک قول یہ ہے کہ اَصْلُہٗ ذُرُوْیَّۃٌ۔ اصل ذریت کی ذُرُوْیَّۃٌ ہے۔

وَقِیْلَ ھُوَ فُعْلِیَّۃٌ مِنَ الذَّرِّ نَحْوُ قُمْرِیَّۃٍ۔ ایک قول ہے کہ ذریت بروزن فعلیۃ ہے جو ذر سے ہے جیسے قمریۃ ہے۔

اور فِی الْفُلْکِ سے مراد کشتی ہے اسے کشتی بقول مجمع البیان والے اسی لیے کہتے ہیں کہ تَدُوْرُ فِی الْمَآءِ یہ پانی میں تیرتی اور دورہ کرتی ہے۔

مَشْحُوْنِ کے معنی مملو کے ہیں یعنی بھری ہوئی۔

ایک قول یہ بھی ہے جو باوردی اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی طرف منسوب ہے وہ یہ ہے اَلذُّرِّیَّۃُ النُّطَفُ وَالْفُلْکُ الْمَشْحُوْنُ بُطُوْنُ النِّسَآءِ۔ ذریت سے مراد نطفہ ہے اور فلک المشحون سے مراد بطون نسوانی ہیں جن میں حمل رہتا ہے لیکن یہ توجیہ صحیح نہیں اور اس کا انتساب حضرت شیر خدا رضی اللہ عنہ کی طرف صحیح نہیں۔

وَخَلَقْنَا لَھُمْ مِّنْ مِّثْلِہٖ مَا یَرْکَبُوْنَ سے مراد اونٹ ہے کہ وہ سفینہ بری ہے چنانچہ سفائن و اسراب بحار ہا چنانچہ یہی قول حسن اور عبداللہ بن شداد کا ہے۔

اور سید المفسرین ابن عباس فرماتے ہیں کہ یہاں سفینہ سے مراد کشتی نوح علیہ السلام ہے حَیْثُ قَالَ اِنَّ الْمُرَادَ بِالْفُلْکِ سَفِیْنَۃُ نُوْحٍ عَلَیْہِ السَّلَامُ اِنَّ النَّعْرِیْفَ لِلْعَھْدِ فِیْ عِبَارَۃٍ عَمَّا سَمِعْتَ۔

وَاِنْ نَّشَاْ نُغْرِقْھُمْ فَلَا صَرِیْخَ لَھُمْ وَلَا ھُمْ یُنْقَذُوْنَ اِلَّا رَحْمَۃً مِّنَّا وَمَتَاعًا اِلٰی حِیْنٍ۔ اور اگر ہم چاہتے تو انہیں غرق کر دیتے تو کوئی ان کا مغیث نہیں ہوگا جو ان کی محافظت کرے اور نہ کوئی انہیں نجات دے موت سے مگر ہماری طرف سے رحمت ہے اور ایک مدت کے لیے انہیں زندگی گذارنا۔

صَرِیْخَ بمعنی مغیث و محافظ ہے یعنی جب ہم غرق کریں تو ڈوبنے سے کوئی بچانے والا نہیں ہو سکتا کَمَا قَالَ الْمُجَاھِدُ وَقَتَادَۃُ۔

اور وَلَا یُنْقَذُوْنَ کے معنی ہیں نہ نجات دینے والا موت سے آلوسی فرماتے ہیں اَیْ لَا یَنْجُوْنَ مِنَ الْمَوْتِ بِہٖ بَعْدَ وُقُوْعِہَا۔

اِلَّا رَحْمَۃً میں استثناء مفرغ ہے۔ یعنی لَا یُغَاثُوْنَ وَلَا یُنْقَذُوْنَ لِشَیْءٍ مِّنَ الْاَشْیَاءِ اِلَّا لِرَحْمَۃٍ عَظِیْمَۃٍ مِّنْ قِبَلِنَا دَاعِیَۃٍ اِلَی الْاِغَاثَۃِ وَالْاِنْقَاذِ۔

وَاِذَا قِیْلَ لَھُمُ اتَّقُوْا مَا بَیْنَ اَیْدِیْکُمْ وَمَا خَلْفَکُمْ لَعَلَّکُمْ تُرْحَمُوْنَ۔ اور جب کہا جائے انہیں کہ ڈرو اس عذاب سے جو تمہارے آگے اور جو پیچھے ہے تاکہ تم رحم کیے جاؤ۔

یہ اہل مکہ کو بطریق انذار ارشاد ہے۔

قتادہ اور مقاتل کہتے ہیں مَا بَیْنَ اَیْدِیْکُمْ سے مراد عَذَابُ الْاُمَمِ الَّتِیْ قَبْلَکُمْ ہے یعنی پہلی امتوں پر جو عذاب آئے وہ مراد ہیں۔

اور وَمَا خَلْفَکُمْ سے عذاب آخرت مراد ہے۔

اور مجاہد کہتے ہیں مَا بَیْنَ اَیْدِیْھِمْ سے مراد مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذُنُوْبِھِمْ ہے اور وَمَا خَلْفَھُمْ سے مراد مَا یَاْتِیْ مِنْھَا ہے۔

اور حضرت حسن بصری کا یہی قول ہے۔

اور ایک قول ہے کہ مَا بَیْنَ اَیْدِیْھِمْ سے مراد نوازل سماوی ہیں اور مَا خَلْفَھُمْ سے مراد نوائب ارضی ہیں

اور ایک قول ہے کہ مَا بَیْنَ اَیْدِیْھِمْ وہ نکالیف مراد ہیں جنہیں دیکھ کر سمجھا جا سکے اور وہم وگمان میں آئیں اور مَا خَلْفَھُمْ سے مراد وہ نکالیف ہیں جن کا گمان وحسبان بھی نہ ہو۔

تو خلاصہ مضمون یہ ہوا کہ تم ان عذابوں سے ڈرو جن کا تمہیں حسبان وگمان ہو اور ان سے بھی کہ جن کا گمان بھی تمہیں نہ ہو۔

اور لَعَلَّکُمْ تُرْحَمُوْنَ سے مراد نجات ان عذابوں سے ہے جو ان پر آسکتے ہیں آگے ارشاد ہے۔

وَمَا تَاْتِیْھِمْ مِّنْ اٰیَۃٍ مِّنْ اٰیٰتِ رَبِّھِمْ اِلَّا کَانُوْا عَنْھَا مُعْرِضِیْنَ۔ اور نہیں آتی ان کے پاس کوئی آیت آیات الٰہی سے مگر وہ اس سے اعراض وانحراف کرتے ہیں۔

گویا یہ ارشاد ہے وَاِذَا قِیْلَ لَھُمُ اتَّقُوا الْعَذَابَ اَوِ اتَّقُوْا مَا یُوْجِبُہٗ اَعْرَضُوْا لِاَنَّھُمْ اِعْتَادُوْہُ وَتَمَرَّنُوْا عَلَیْہِ۔ وَمَا نَافِیَۃٌ وَصِیْغَۃُ الْمُضَارِعِ لِلدِّلَالَۃِ عَلَی الْاِسْتِمْرَارِ۔ جب انہیں کہا جاتا ہے کہ عذاب سے ڈرو اور ایسے کاموں سے اجتناب کرو جو موجب عذاب ہیں تو اعراض وانحراف ہی کرتے ہیں اس لیے کہ انہیں تعلیم اسلام سے عناد اور ضد ہے۔ یہاں مَا نافیہ ہے اور یاتیہم صیغہ مضارع اس لیے لایا گیا کہ ان کے تمرد وقساوت کی ہمیشگی پر دلالت کرے۔

اور دوسری تفسیر میں اس سے زیادہ وضاحت کی چنانچہ ارشاد ہے اَیْ مَا تَنَزَّلَ الْوَحْیُ بِاٰیَۃٍ

مِنَ الْاٰیَاتِ النَّاطِقَۃِ بِذٰلِکَ اِلَّا کَانُوْا عَنْھَا مُعْرِضِیْنَ عَلٰی وَجْہِ التَّکْذِیْبِ وَالْاِسْتِھْزَاءِ یعنی ان کی طرف بذریعہ وحی کوئی آیت آیات ناطقہ سے نازل نہیں ہوتی مگر اس سے اعراض کرتے اور تکذیب و استہزاء ہی کرتے ہیں

وَاِذَا قِیْلَ لَھُمْ اَنْفِقُوْا مِمَّا رَزَقَکُمُ اللّٰہُ قَالَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا لِلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اَنُطْعِمُ مَنْ لَّوْ یَشَآءُ اللّٰہُ اَطْعَمَہٗ اِنْ اَنْتُمْ اِلَّا فِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ۔ اور جب انہیں کہا جائے کہ خرچ کرو اس میں سے جو اللہ نے تمہیں عطا فرمایا تھا تو کافر کہتے ہیں مومنوں کو کیا ہم انہیں کھلائیں جنہیں اگر اللہ چاہتا تو کھلا دیتا تمہارا خیال نہیں مگر کھلی گمراہی ہے۔

اس کے معنی صاحب روح المعانی اس طرح کرتے ہیں۔

اِذَا قِیْلَ لَھُمْ بِطَرِیْقِ النَّصِیْحَۃِ وَالْاِرْشَادِ اِلٰی مَا فِیْہِ نَفْعُھُمْ اَنْفِقُوْا بَعْضَ مَا اٰتَاکُمُ اللّٰہُ مِنْ فَضْلِہٖ عَلَی الْمُحْتَاجِیْنَ فَاِنَّ ذٰلِکَ فَاِنَّ مِمَّا یَرُدُّ الْبَلَاءَ وَیَدْفَعُ الْمَکَارِہَ۔ یعنی جب انہیں بطور نصیحت و خیر اندیشی کہا جاتا ہے ان کے نفع کے لیے کہ کچھ اس میں سے اللہ کے لیے خرچ کرو جو تمہیں اللہ نے دیا اپنے فضل سے محتاجوں پر اس لیے کہ خیرات و صدقات بلائیں دفع کرتے ہیں اور مکروہات و مصائب کو رفع کرتے ہیں۔

تو کافر بطریق استہزاء و تمسخر کہتے ہیں (آپ لوگوں کا تو یہ اعتقاد ہے کہ جسے اللہ چاہے اسے فراخی سے رزق دیتا ہے) تو اللہ چاہتا تو جس کے لیے چاہتا رزق دیتا (ہم اسے کیوں دیں) تم اس خیال میں کھلے گمراہ ہو۔

آیہ کریمہ کا شان نزول یہ ہے کہ اِنَّ الْاٰیَۃَ نَزَلَتْ فِیْ قَوْمٍ مِّنَ الزَّنَادِقَۃِ لَا یُؤْمِنُوْنَ بِالصَّانِعِ وَاَنْکَرُوْا وُجُوْدَہٗ تَقُوْلُھُمْ لَوْ یَشَآءُ اللّٰہُ مِنْ بَابِ الْاِسْتِھْزَاءِ بِالْمُسْلِمِیْنَ۔ یہ آیت قوم زنادقہ کے لیے نازل ہوئی وہ صانع مطلق پر ایمان نہیں رکھتے تھے اور اللہ تعالٰے کے منکر ہو کر بطریق استہزاء مسلمانوں سے یہ کہتے تھے۔

اور زندیق کسلے کہتے ہیں اس کی تعریف آلوسی فرماتے ہیں اَلزِّنْدِیْقُ مُنْکِرُ الصَّانِعِ۔ زندیق وہ ہے جو صانع مطلق کا منکر ہو۔

اور حسن اور ابو خالد سے مروی ہے اِنَّ الْاٰیَۃَ نَزَلَتْ فِی الْیَھُوْدِ اُمِرُوْا بِالْاِنْفَاقِ عَلَی الْفُقَرَاءِ فَقَالُوْا ذٰلِکَ۔

وَیَقُوْلُوْنَ مَتٰی ھٰذَا الْوَعْدُ اِنْ کُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ۔ اور کہتے ہیں کب ہوگا یہ وعدہ پورا اگر تم سچے ہو۔ یہ مطالبہ کفار مشرکین کا اس لیے تھا کہ وہ بعث یعنی مرنے کے بعد اٹھنے اور زندہ ہونے کے منکر

تھے تو یہ سوال بطریق استہزاء وانکار تھا۔

اور اس میں ان کا مخاطبہ حضور سرورِ عالم صلے اللہ علیہ وسلم سے تھا اور مومنین بھی اس مخاطبہ میں شامل تھے۔ اس کا جواب منجانب اللہ دیا گیا۔

مَا يَنْظُرُوْنَ اِلَّا صَيْحَةً وَّاحِدَةً تَاْخُذُهُمْ وَهُمْ يَخِصِّمُوْنَ فَلَا يَسْتَطِيْعُوْنَ تَوْصِيَةً وَّلَا اِلٰى اَهْلِهِمْ يَرْجِعُوْنَ۔ یہ وعدہ پورا ہونے کا کیا انتظار کر رہے ہیں مگر ایک چنگھاڑ کا کہ وہ اچانک انہیں پکڑلے گی ایسے حال میں کہ وہ آپس میں جھگڑ رہے ہوں گے تو وہ کسی قسم کی وصیت بھی نہ کر سکیں گے اور نہ واپس اپنے گھر جا سکیں گے۔

صیحہ عظیم سے مراد نفخہ صور اولے ہے جس سے روئے زمین کی سب مخلوق ہلاک ہو جائے گی۔ آلوسی فرماتے ہیں وَهِيَ النَّفْخَةُ الْاُوْلٰى فِي الصُّوْرِ الَّتِيْ يَمُوْتُ بِهَا اَهْلُ الْاَرْضِ۔ اور یہ صیحہ لازمی طور پر ہونے والا ہے یہ اسی کے منتظر ہیں۔

تَاْخُذُهُمْ۔ انہیں یہ جب پکڑے گا تو سب کو ہلاک کر دے گا۔

وَهُمْ يَخِصِّمُوْنَ۔ یعنی يَتَخَاصَمُوْنَ وَيَتَنَازَعُوْنَ فِيْ مُعَامَلَاتِهِمْ وَمَتَاجِرِهِمْ لَا يَخْطُرُ بِبَالِهِمْ شَيْءٌ جیسا کہ دوسری جگہ ارشاد ہے فَاَخَذَتْهُمُ السَّاعَةُ بَغْتَةً وَّهُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ۔

چنانچہ ابن جریر اور ابن ابی حاتم ابن عمر سے راوی ہیں لَيُنْفَخَنَّ فِي الصُّوْرِ وَالنَّاسُ فِيْ طُرُقِهِمْ وَاَسْوَاقِهِمْ وَمَجَالِسِهِمْ حَتّٰى اِنَّ الثَّوْبَ لَيَكُوْنُ بَيْنَ الرَّجُلَيْنِ يَتَسَاوَمَانِ فَمَا يُرْسِلُهُ اَحَدُهُمَا مِنْ يَدِهٖ حَتّٰى يُنْفَخَ فِيْهِ اَيْ فِي الصُّوْرِ فَيُصْعَقُ مِنْهُ۔ صور جب پھونکا جائے گا تو لوگ اس وقت بازاروں میں، راستوں میں، اپنی بیٹھکوں میں بے فکر بیٹھے ہوں گے حتی کہ کپڑا پھیلائے دکھا رہے ہوں تو خریدار ہاتھ سے کپڑا نہ چھوڑ سکے گا کہ نفخہ صور سے سب ہلاک ہو جائیں گے اسی قسم کی اور حدیثیں ہیں جن کا یہی مضمون ہے۔

تو یہ کیفیت ایسی اچانک آئے کہ کسی کو وصیت کرنے یا اپنے اہل و عیال میں جانے کی بھی مہلت نہ ملے گی۔ والعیاذ باللہ تعالے۔

بامحاورہ ترجمہ چوتھا رکوع سورہ یٰسٓ پ۲۳

وَنُفِخَ فِي الصُّوْرِ فَاِذَا هُمْ مِّنَ الْاَجْدَاثِ　　　اور پھونکا جائے گا صور تو فوراً قبروں سے اپنے

اِلٰی رَبِّہِمۡ یَنۡسِلُوۡنَ ۝

رب کی طرف رینگنے لگیں گے۔

قَالُوۡا یٰوَیۡلَنَا مَنۡۢ بَعَثَنَا مِنۡ مَّرۡقَدِنَا
ہٰذَا مَا وَعَدَ الرَّحۡمٰنُ وَ صَدَقَ الۡمُرۡسَلُوۡنَ ۝

کہیں گے ہائے افسوس کس نے ہمیں اٹھا دیا ہماری
قبروں سے یہ وہ وعدہ ہے جو رحمان نے کیا تھا
اور سچ فرمایا رسولوں نے۔

اِنۡ کَانَتۡ اِلَّا صَیۡحَۃً وَّاحِدَۃً فَاِذَا ہُمۡ جَمِیۡعٌ
لَّدَیۡنَا مُحۡضَرُوۡنَ ۝

وہ نہ ہوگی مگر ایک ہی چیخ تو فوراً وہ سب ہمارے
حضور آجائیں گے۔

فَالۡیَوۡمَ لَا تُظۡلَمُ نَفۡسٌ شَیۡئًا وَّ لَا تُجۡزَوۡنَ
اِلَّا مَا کُنۡتُمۡ تَعۡمَلُوۡنَ ۝

تو آج کے دن نہیں ہوگا ظلم کسی جان پہ کچھ اور تم
نہ دیے جاؤ گے بدلہ مگر اپنی کرنی کا۔

اِنَّ اَصۡحٰبَ الۡجَنَّۃِ الۡیَوۡمَ فِیۡ شُغُلٍ فٰکِہُوۡنَ ۝

بے شک جنت والے آج کے دن اپنی عیش
میں پھل کھاتے ہوں گے۔

ہُمۡ وَ اَزۡوَاجُہُمۡ فِیۡ ظِلٰلٍ عَلَی الۡاَرَآئِکِ
مُتَّکِـُٔوۡنَ ۝

وہ اور ان کی بیویاں سائے میں تخت نشین
تکیہ لگائے ہوں گے۔

لَہُمۡ فِیۡہَا فَاکِہَۃٌ وَّ لَہُمۡ مَّا یَدَّعُوۡنَ ۝

ان کے لیے اس میں پھل ہوں گے اور ان کے
لیے سب کچھ ہے جو وہ مانگیں۔

سَلٰمٌ ۟ قَوۡلًا مِّنۡ رَّبٍّ رَّحِیۡمٍ ۝

سلام ہے ان پر رب رحیم کا کہا ہوا۔

وَ امۡتَازُوا الۡیَوۡمَ اَیُّہَا الۡمُجۡرِمُوۡنَ ۝

اور الگ ہو جاؤ آج کے دن اے مجرمو۔

اَلَمۡ اَعۡہَدۡ اِلَیۡکُمۡ یٰبَنِیۡۤ اٰدَمَ اَنۡ لَّا تَعۡبُدُوا
الشَّیۡطٰنَ ۚ اِنَّہٗ لَکُمۡ عَدُوٌّ مُّبِیۡنٌ ۝

تم سے کیا عہد نہ لیا تھا اے ابن آدم میں نے کہ
شیطان کو نہ پوجنا بے شک وہ دشمن ہے تمہارا
کھلا کھلا۔

وَّ اَنِ اعۡبُدُوۡنِیۡ ؕ ہٰذَا صِرَاطٌ مُّسۡتَقِیۡمٌ ۝

اور میری ہی پرستش کرنا یہ سیدھا راستہ ہے۔

وَ لَقَدۡ اَضَلَّ مِنۡکُمۡ جِبِلًّا کَثِیۡرًا ؕ اَفَلَمۡ تَکُوۡنُوۡا
تَعۡقِلُوۡنَ ۝

اور بے شک گمراہ کیے تم میں سے اس نے بہت
سی خلقت کو کیا تمہیں عقل نہ تھی

ہٰذِہٖ جَہَنَّمُ الَّتِیۡ کُنۡتُمۡ تُوۡعَدُوۡنَ ۝

یہ ہے وہ جہنم جس کا تم سے وعدہ تھا۔

اِصۡلَوۡہَا الۡیَوۡمَ بِمَا کُنۡتُمۡ تَکۡفُرُوۡنَ ۝

داخل ہو اس جہنم میں اپنے کفر کے بدلے میں۔

اَلۡیَوۡمَ نَخۡتِمُ عَلٰۤی اَفۡوَاہِہِمۡ وَ تُکَلِّمُنَاۤ

آج کے دن ہم مہر کردیتے ہیں ان کے مونہوں پر اور

أَيْدِيهِمْ وَتَشْهَدُ أَرْجُلُهُمْ بِمَا كَانُوا يَكْسِبُونَ ۝ وَلَوْ نَشَاءُ لَطَمَسْنَا عَلَىٰ أَعْيُنِهِمْ فَاسْتَبَقُوا الصِّرَاطَ فَأَنَّىٰ يُبْصِرُونَ ۝ وَلَوْ نَشَاءُ لَمَسَخْنَاهُمْ عَلَىٰ مَكَانَتِهِمْ فَمَا اسْتَطَاعُوا مُضِيًّا وَلَا يَرْجِعُونَ ۝

بات کریں گے ہم سے ان کے ہاتھ اور شہادت دیں گے ان کے پیر جو کچھ وہ کرتے تھے۔ اور اگر ہم چاہتے تو مٹا دیتے ان کی آنکھیں تو بعجلت چلتے راستہ کی طرف تو انہیں کیا نظر آتا۔ اور اگر ہم چاہتے تو ان کی صورتیں مسخ کر دیتے ان کی جگہ پر تو نہ آگے بڑھ سکتے نہ پیچھے پلٹتے۔

لفظی ترجمہ

وَ۔ اور	نُفِخَ۔ پھونکا جائے گا	فِی۔ بیچ	الصُّوْرِ۔ صور کے
فَاِذَا۔ تو اچانک	هُمْ۔ وہ	مِّنَ الْاَجْدَاثِ۔ قبروں سے	اِلٰی۔ طرف
رَبِّهِمْ۔ اپنے رب کی	يَنْسِلُوْنَ۔ رینگیں گے	قَالُوْا۔ کہیں گے	يٰوَيْلَنَا۔ ہائے افسوس
مَنْ۔ کس نے	بَعَثَنَا۔ اٹھایا ہم کو	مِنْ مَّرْقَدِنَا۔ ہماری خوابگاہوں سے	
هٰذَا۔ یہ	مَا۔ وہ ہے جو	وَعَدَ۔ وعدہ دیا	الرَّحْمٰنُ۔ رحمٰن نے
وَ۔ اور	صَدَقَ۔ سچ کہا	الْمُرْسَلُوْنَ۔ پیغمبروں نے	اِنْ۔ نہیں
كَانَتْ۔ ہوگی	اِلَّا۔ مگر	صَيْحَةً۔ چنگھاڑ	وَّاحِدَةً۔ ایک
فَاِذَا۔ تو اچانک	هُمْ۔ وہ	جَمِيْعٌ۔ سب	لَّدَيْنَا۔ ہمارے پاس
مُحْضَرُوْنَ۔ حاضر کیے جائیں	فَالْيَوْمَ۔ تو آج	لَا۔ نہ	تُظْلَمُ۔ ظلم کیا جائے گا
نَفْسٌ۔ کوئی آدمی	شَيْئًا۔ کچھ بھی	وَ۔ اور	لَا۔ نہ
تُجْزَوْنَ۔ بدلہ دیے جاؤ گے	اِلَّا۔ مگر	مَا۔ جو	كُنْتُمْ۔ تھے تم
تَعْمَلُوْنَ۔ عمل کرتے	اِنَّ۔ بیشک	اَصْحٰبَ الْجَنَّةِ۔ جنت والے	الْيَوْمَ۔ آج
فِیْ۔ بیچ	شُغُلٍ۔ عیش کے	فٰكِهُوْنَ۔ خوش ہونگے	هُمْ۔ وہ
وَ۔ اور	اَزْوَاجُهُمْ۔ انکی بیویاں	فِیْ۔ بیچ	ظِلٰلٍ۔ سایوں کے
عَلَى۔ اوپر	الْاَرَآئِكِ۔ تختوں کے	مُتَّكِـُٔوْنَ۔ تکیہ لگائے ہونگے	لَهُمْ۔ ان کے لیے
فِيْهَا۔ اس میں	فَاكِهَةٌ۔ میوے ہونگے	وَّ۔ اور	لَهُمْ۔ انکے لیے

مَا ۔ جو	يَدَّعُوْنَ ۔ مانگیں	سَلٰمٌ ۔ سلام کی	قَوْلًا ۔ بات ہوگی
مِنْ رَّبٍّ ۔ رب	رَّحِيْمٍ ۔ رحیم سے	وَ ۔ اور	امْتَازُوا ۔ الگ ہوجاؤ
اَلْيَوْمَ ۔ آج	اَيُّهَا ۔ اے	الْمُجْرِمُوْنَ ۔ مجرمول	اَ ۔ کیا
لَمْ ۔ نہ	اَعْهَدْ ۔ عہد لیا میں نے	اِلَيْكُمْ ۔ تم سے	يٰ ۔ اے
بَنِيْ ۔ اولاد	اٰدَمَ ۔ آدم	اَنْ ۔ یہ کہ	لَا ۔ نہ
تَعْبُدُوا ۔ عبادت کرو	الشَّيْطٰنَ ۔ شیطان کی	اِنَّهٗ ۔ بیشک وہ	لَكُمْ ۔ تمہارا
عَدُوٌّ ۔ دشمن ہے	مُّبِيْنٌ ۔ کھلا کھلا	وَ ۔ اور	اَنِ ۔ یہ کہ
اعْبُدُوْ ۔ عبادت کرو	نِيْ ۔ میری	هٰذَا ۔ یہ ہے	صِرَاطٌ ۔ راستہ
مُّسْتَقِيْمٌ ۔ سیدھا	وَ ۔ اور	لَقَدْ ۔ بیشک	اَضَلَّ ۔ گمراہ کیا اس نے
مِنْكُمْ ۔ تم میں سے	جِبِلًّا ۔ خلقت	كَثِيْرًا ۔ بہت کو	اَفَلَمْ ۔ کیا نہیں
تَكُوْنُوْا ۔ تھے تم	تَعْقِلُوْنَ ۔ سوچتے	هٰذِهٖ ۔ یہ	جَهَنَّمُ ۔ جہنم
الَّتِيْ ۔ وہ ہے کہ	كُنْتُمْ ۔ تھے تم	تُوْعَدُوْنَ ۔ وعدہ دیے جاتے	اِصْلَوْا ۔ داخل ہو
هَا ۔ اس میں	اَلْيَوْمَ ۔ آج	بِمَا ۔ بدلہ اس کا کہ	كُنْتُمْ ۔ تھے تم
تَكْفُرُوْنَ ۔ کفر کرتے	اَلْيَوْمَ ۔ آج	نَخْتِمُ ۔ ہم مہر کریں گے	عَلٰى ۔ اوپر
اَفْوَاهِهِمْ ۔ انکے مونہوں کے	وَ ۔ اور	تُكَلِّمُنَا ۔ بولیں گے ہم سے	اَيْدِيْهِمْ ۔ انکے ہاتھ
وَ ۔ اور	تَشْهَدُ ۔ گواہی دینگے	اَرْجُلُهُمْ ۔ انکے پاؤں	بِمَا ۔ بدلہ اس کا کہ
كَانُوْا ۔ تھے	يَكْسِبُوْنَ ۔ کمائی کرتے	وَ ۔ اور	لَوْ ۔ اگر
نَشَاءُ ۔ ہم چاہیں	لَطَمَسْنَا ۔ تو مٹا دیں	عَلٰى ۔ ان کی	اَعْيُنِهِمْ ۔ آنکھیں
فَاسْتَبَقُوا ۔ تو دوڑیں	الصِّرَاطَ ۔ راستہ کی طرف	فَاَنّٰى ۔ تو کہاں	يُبْصِرُوْنَ ۔ دیکھیں گے
وَ ۔ اور	لَوْ ۔ اگر	نَشَاءُ ۔ ہم چاہیں	لَمَسَخْنٰهُمْ ۔ تو مسخ کردیں ان کو
عَلٰى ۔ اوپر	مَكَانَتِهِمْ ۔ ان کی جگہ کے	فَمَا ۔ تو نہ	اسْتَطَاعُوْا ۔ طاقت رکھیں
مُضِيًّا ۔ آگے بڑھنے کی	وَّ ۔ اور	لَا ۔ نہ	يَرْجِعُوْنَ ۔ پیچھے پلٹنے کی

خلاصہ تفسیر چوتھا رکوع سورۃ یٰس ۔ پ ۲۳

وَنُفِخَ فِي الصُّوْرِ فَاِذَا هُمْ مِّنَ الْاَجْدَاثِ اِلٰى رَبِّهِمْ يَنْسِلُوْنَ قَالُوْا يٰوَيْلَنَا مَنْ بَعَثَنَا مِنْ

مَّرْقَدِنَا۔ اور پھونکا جائے گا صور تو فوراً وہ قبروں سے اپنے رب کی طرف گرتے پڑتے پہونچیں گے کہیں گے ہائے افسوس کس نے اٹھا دیا ہمیں ہمارے مرقد سے۔

یہ نفخہ ثانیہ کا ذکر ہے پہلا نفخہ تمام کو ہلاک کریگا اور دوسرا نفخہ مُردوں کو جلانے اور اٹھانے کے لیے ہوگا اور دونوں نفخوں کے درمیان چالیس سال کا فاصلہ ہوگا۔ اس وقت کفار کہیں گے یٰوَیْلَنَا مَنْ بَعَثَنَا مِنْ مَّرْقَدِنَا یعنی اے افسوس ہمیں کس نے سوتے ہوئے جگا دیا اپنی خوابگاہ سے۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ دونوں نفخوں کے مابین یہ چالیس سالہ مدت ان کے لیے سوئے رہنے کی ہوگی اس مدت میں انہیں کوئی عذاب نہ ہوگا جب دوسرے نفخہ کے بعد جاگیں گے اور اہوال قیامت دیکھیں تو گھبرا کر چیخیں اور کہیں یٰوَیْلَنَا مَنْ بَعَثَنَا مِنْ مَّرْقَدِنَا۔

ایک قول یہ ہے کہ عذاب قیامت سے انہیں عذاب قبر ہلکا محسوس ہوگا اس وجہ میں وہ افسوس کریں اور کہیں کہ جس عذاب میں ہم تھے وہ آسان تھا آج یہ عذاب جو ہم پر آیا وہ خطرناک ہے۔

اس وقت ان امور کا جن کا تعلق بعث و نشر سے ہے اقرار کریں لیکن اب یہ اقرار ان کے لیے موجب نجات نہ ہو چنانچہ وہ سراسیمگی اور پریشانی میں کہیں۔

هٰذَا مَا وَعَدَ الرَّحْمٰنُ وَصَدَقَ الْمُرْسَلُوْنَ۔ یہ وہ ہے جس کا رحمان نے وعدہ فرمایا اور رسولوں نے سچ فرمایا تھا۔

لیکن انکا یہ کہنا اسوقت کوئی فائدہ نہ دیگا یہ کہنا ایسے ہی ہے جیسے فرعون نے غرق کے وقت اٰمَنْتُ اَنَّهٗ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا الَّذِیْۤ اٰمَنَتْ بِهٖ بَنُوْۤا اِسْرَآءِیْلَ وَاَنَا مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ کہا تھا۔ یہ آواز نفخہ ثانیہ کے موقع پر ایک ہولناک ہوگی چنانچہ ارشاد ہے۔

اِنْ كَانَتْ اِلَّا صَیْحَةً وَّاحِدَةً فَاِذَا هُمْ جَمِیْعٌ لَّدَیْنَا مُحْضَرُوْنَ ٥ نہیں ہوگی وہ آواز مگر چیخ تو فوراً وہ سب کے سب ہمارے حضور حاضر ہو جائیں گے تاکہ ان سے ان کے اعمال کا حساب لیا جائے اور انہیں یہ بھی فرما دیا جائے۔

فَالْیَوْمَ لَا تُظْلَمُ نَفْسٌ شَیْــٴًـا وَّلَا تُجْزَوْنَ اِلَّا مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ اِنَّ اَصْحٰبَ الْجَنَّةِ الْیَوْمَ فِیْ شُغُلٍ فٰكِهُوْنَ

آج کے دن کسی جان پر ظلم نہ ہوگا مگر اپنی کرنی کا بدلہ دیا جائیگا بیشک جنت والے آج کے دن عیش میں پھل کھاتے ہوں گے یعنی انواع و اقسام کی نعمتوں سے متمتع ہوں گے اور قسم قسم کی خوشیاں انہیں ہوں گی۔ یہ شغل ان کے لیے ہوں گے۔ کہیں حسینان جنت کے طرب انگیز نغمات ہوں گے اور کہیں انعمہ و اطعمہ لذیذہ ہوں گے جن کو پہلے کبھی دیکھا سنا نہ ہوگا۔ اور پھر کہیں

سبزہ زار کی دلنواز فضائیں فرحت انگیز ہوائیں انہیں خوش کریں گی۔

هُمْ وَاَزْوَاجُهُمْ فِیْ ظِلٰلٍ عَلَی الْاَرَآئِكِ مُتَّكِـُٔوْنَ لَهُمْ فِیْهَا فَاكِهَةٌ وَّلَهُمْ مَّا یَدَّعُوْنَ سَلٰمٌ قَوْلًا مِّنْ رَّبٍّ رَّحِیْمٍ ۔ وہ جنتی اور ان کی بیویاں سایوں میں ہوں تخت پر تکیہ لگائے ان کے لیے اس میں میوے ہیں اور ان کے لیے ہے اس میں جو مانگیں ان پر سلام ہوگا رب تعالے رحم والے کا فرمایا ہوا۔

یعنی جنت میں زریں تخت ہوں گے جن پر مسند زریں لگی ہو ان پہ جنتی اور ان کی بیویاں ہوں اور اللہ عزوجل کی طرف سے ان پر سلام اور امن وامان کی بشارتیں ہوں بہ لواسطہ ملائکہ ہوں یا اللہ تعالی ہی کی طرف سے بشارتیں ہوں۔

وَامْتَازُوا الْیَوْمَ اَیُّهَا الْمُجْرِمُوْنَ ۔ اور آج کے دن جدا جدا ہو جاؤ اے مجرمو۔

جس وقت مومن جنت کی طرف روانہ ہوں اس وقت یہ حکم جہنمیوں کو دیا جائے کہ راہ میں نہ کھڑے رہو الگ الگ پھٹ جاؤ اور مومنین کے ساتھ نہ رہو۔

ایک قول یہ ہے کہ جہنمیوں کو حکم ہو کہ جہنم میں الگ الگ اپنے مقام عذاب میں چلے جاؤ۔

اَلَمْ اَعْهَدْ اِلَیْكُمْ یٰبَنِیْۤ اٰدَمَ اَنْ لَّا تَعْبُدُوا الشَّیْطٰنَ اِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِیْنٌ وَّاَنِ اعْبُدُوْنِیْ هٰذَا صِرَاطٌ مُّسْتَقِیْمٌ ۔ کیا تم سے عہد نہ لیا تھا اے بنی آدم اس کا کہ شیطان کو نہ پوجو گے بے شک وہ تمہارا کھلا دشمن ہے اور میری ہی بندگی کرنا یہ سیدھی راہ ہے۔

یعنی بوساطت انبیاء کرام تم سے کیا یہ عہد نہ لیا تھا کہ شیطان کی پرستاری نہ کرنا وہ تمہارا دشمن ہے اور میری عبادت میں کسی کو شریک نہ کرنا مگر تم نے عہد شکنی کی اور میرے سوا اس کی اطاعت کی۔

وَلَقَدْ اَضَلَّ مِنْكُمْ جِبِلًّا كَثِیْرًا اَفَلَمْ تَكُوْنُوْا تَعْقِلُوْنَ ۔ اور بے شک گمراہ کر دیا تم میں سے بہت سی خلقت کو تو کیا تمہیں عقل نہ تھی۔

یعنی اس کے بہکانے گمراہ کرنے کا تمہیں شعور نہ ہوا۔ اس کے بعد جب وہ جہنم میں چلے جائیں تو پھر ان سے کہا جائے گا۔

هٰذِهٖ جَهَنَّمُ الَّتِیْ كُنْتُمْ تُوْعَدُوْنَ اِصْلَوْهَا الْیَوْمَ بِمَا كُنْتُمْ تَكْفُرُوْنَ ۔ یہ وہ جہنم ہے جس کا تم سے وعدہ تھا آج کے دن اس میں جاؤ بدلہ ہے تمہارے کفر کا۔

یعنی اب بھگتو جیسا تم نے کیا اس کی سزا اب برداشت کرو اور آج تمہیں انکار واقرار کا موقع نہیں ہے اس لیے کہ

اَلْیَوْمَ نَخْتِمُ عَلٰۤى اَفْوَاهِهِمْ وَتُكَلِّمُنَاۤ اَیْدِیْهِمْ وَتَشْهَدُ اَرْجُلُهُمْ بِمَا كَانُوْا یَكْسِبُوْنَ ۔ آج ہم مہر کر

دیں گے ہم ان کے مونہوں پر اور ان کے ہاتھ ہم سے بات کریں گے اور ان کے پیر ان کے کرتوت کی گواہی دیں گے۔

پھر تو منہ پر ایسی مہر لگائی جائے گی کہ وہ بول نہ سکیں اور جھوٹا جواب نہ دے سکیں کہ ہم مشرک نہ تھے اور ہم نے رسولوں کو نہیں جھٹلایا۔ اس کی شہادت ان کے ہاتھ پیر دیں گے اور بتائیں گے کہ انہوں نے فلاں بت کو پوجا فلاں پتھر کو پوجا۔

وَلَوْ نَشَآءُ لَطَمَسْنَا عَلٰٓی اَعْیُنِهِمْ فَاسْتَبَقُوا الصِّرَاطَ فَاَنّٰی یُبْصِرُوْنَ وَلَوْ نَشَآءُ لَمَسَخْنٰهُمْ عَلٰی مَكَانَتِهِمْ فَمَا اسْتَطَاعُوْا مُضِیًّا وَّلَا یَرْجِعُوْنَ۔ اور اگر ہم چاہتے تو ان کی آنکھیں مٹا دیتے پھر مجلت سے راہ کی طرف جاتے تو انہیں کچھ نہ سوجھتا اور اگر ہم چاہتے تو انہیں ان کی جگہ ان کی صورتیں مسخ کر دیتے تو نہ آگے بڑھ سکتے نہ پیچھے لوٹ سکتے۔

یعنی اندھا کرنا علیحدہ ہے یہاں طمس بعین فرمایا کہ آنکھوں کا نشان بھی نہ رہتا لیکن ایسا نہیں کیا گیا بلکہ اپنے فضل سے نعمت بصر ان کے پاس رہی اور ان کی صورت بھی مسخ کر کے انہیں بندر اور سور بنایا بلکہ انہیں مہلت نہ دی۔

بعض لغات نادرہ کی تفصیل

اَجْدَاث۔ جَدث کی جمع ہے قبر کو کہتے ہیں۔

یَنْسِلُوْنَ۔ نسلان سے مشتق ہے۔ تیزی سے چلنے کے معنی میں مستعمل ہے۔

مَرْقَد۔ مصدر میمی ہے یا ظرف مکان۔ یہ رقاد سے مشتق ہے اور رقاد سونے کو کہتے ہیں۔

فِیْ شُغُلٍ۔ شغل اس حالت کو کہتے ہیں جو آدمی کو اور طرف متوجہ ہونے سے روک دے اس میں چار لغت ہیں۔ شُغُل بضمتین، شَغَل بفتحتین، شُغْل بضم شین اور سکون غین کے ساتھ۔

ظِلَالٍ۔ جمع ظل کی ہے۔ سایہ کے معنی میں مستعمل ہے۔

وَلَهُمْ مَّا یَدَّعُوْنَ اصل میں یَدْتَعُوْنَ بروزن یَفْتَعِلُوْنَ۔ ت کو دال سے بدل کر دال میں ادغام کیا واؤ کا ضمہ ماقبل کو دیدیا اجتماع ساکنین کی وجہ سے ایک واؤ حذف ہو گیا۔

سَلٰمٌ قَوْلًا۔ اس کا معنی ہے یُقَالُ لَهُمْ قَوْلًا مِّنْ رَّبٍّ رَّحِیْمٍ

جِبِلًّا كَثِیْرًا۔ جبل۔ ج۔ ب۔ ل مشدد سے مرکب ہے یہ ہمیشہ اجتماع کے معنی دیتا ہے مخلوق کو جبل اسی واسطے کہا گیا کہ اس میں اجسام کا اجتماع ہوتا ہے۔ چنانچہ جس بکری کے تھنوں میں دودھ جمع ہوتا ہوا سے شاۃ مُجِلًّا کہتے ہیں۔

مختصر تفسیر اردو چوتھا رکوع سورۃ یٰسٓ پ ۲۳

وَنُفِخَ فِی الصُّوْرِ فَاِذَا ھُمْ مِّنَ الْاَجْدَاثِ اِلٰی رَبِّھِمْ یَنْسِلُوْنَ۔ اور پھونکا جائے صور میں تو فوراً وہ سب اپنی قبروں سے نکل کر جلدی جلدی اپنے رب کی طرف چلیں گے۔

یہ نفخہ ثانیہ کا ذکر ہے اس میں اور پہلے نفخہ میں چالیس سال کی مدت کا فرق ہوگا۔

اور اَجداث جدث کی جمع ہے۔ جدث قبر کو کہتے ہیں۔ اجداث سے مراد قبریں ہیں۔ جدث بفتحتین اِلٰی رَبِّھِمْ۔ یعنی مالک امر کی طرف ۔

یَنْسِلُوْنَ۔ یُسْرِعُوْنَ بِطَرِیْقِ الْاِجْبَارِ یعنی جلدی جلدی حکم الٰہی سے مجبور ہو کر چلیں گے۔

قَالُوْا یٰوَیْلَنَا مَنْۢ بَعَثَنَا مِنْ مَّرْقَدِنَا۔ بولیں گے اے افسوس کس نے ہمیں اٹھا دیا ہماری خوابگاہ سے رقاد مصدر بھی ہے یا ظرف مکان ہے اور یہاں مفرد کہہ کر جمع مراد ہے یعنی مرقد سے مراقد مراد ہے اور مرقد سے مراد مقام استراحت ہے۔

وَیَجُوْزُ اَنْ یَّکُوْنَ الْمَرْقَدُ عَلٰی حَقِیْقَتِہٖ وَالْقَوْمُ لِاخْتِلَاطِ عُقُوْلِھِمْ ظَنُّوْا اَنَّھُمْ کَانُوْا نِیَامًا وَلَمْ یَکُنْ لَھُمْ اِدْرَاکٌ بِعَذَابِ الْقَبْرِ لِذٰلِکَ فَاسْتَفْھَمُوْا عَنْ مُوْقِظِھِمْ۔ یہ بھی جائز ہے کہ مرقد سے مراد حقیقی ہو اور اختلاط عقول سے وہ یہ گمان کریں کہ سو رہے ہیں اور انہیں اس مدت میں ادراک عذاب قبر ہی نہ ہو تو وہ نفخہ ثانیہ پر یہ سمجھیں کہ سونے سے اب جاگے ہیں تو اس وقت یٰوَیْلَنَا کہیں۔

اور فریابی عبداللہ بن حمید اور ابن جریر اور ابن منذر اور ابن ابی حاتم ابی بن کعب سے راوی ہیں کہ آپ نے فرمایا یَنَامُوْنَ قَبْلَ الْبَعْثِ نَوْمَۃً۔ نفخہ ثانیہ سے قبل وہ سو رہے ہوں جس کی مدت پہلی روایتوں میں چالیس سال تک ہے۔

اور ابن عباس فرماتے ہیں اِنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی یَرْفَعُ عَنْھُمُ الْعَذَابَ بَیْنَ النَّفْخَتَیْنِ فَیَرْقُدُوْنَ فَاِذَا بُعِثُوْا بِالنَّفْخَۃِ الثَّانِیَۃِ وَشَاھَدُوا الْاَھْوَالَ قَالُوْا ذٰلِکَ۔ اللہ تعالےٰ دونوں نفخوں کے مابین عذاب اٹھا لے گا تو وہ سو جائیں گے تو جب وہ اٹھائے جائیں نفخہ ثانیہ سے اور اہوال قیامت دیکھیں تو یہ کہیں یٰوَیْلَنَا مَنْۢ بَعَثَنَا مِنْ مَّرْقَدِنَا۔

اور سب کچھ دیکھ کر تصدیقاً کہیں لیکن وہ تصدیق انہیں اس وقت فائدہ نہ دے گی۔

ھٰذَا مَا وَعَدَ الرَّحْمٰنُ وَصَدَقَ الْمُرْسَلُوْنَ۔ یہ ہے وہ جو رحمٰن نے وعدہ دیا اور اس کے رسولو

نے سچ فرمایا تھا۔

آلوسی فرماتے ہیں اَیْ هٰذَا الَّذِیْ وَعَدَ الرَّحْمٰنُ وَالَّذِیْ صَدَّقَ الْمُرْسَلُوْنَ اَیْ فِیْهِ مِنْ قَوْلِهِمْ صَدَّقْتُ زَیْدًا الحدیث۔ یعنی یہ وہ ہے جس کا وعدہ رحمٰن یعنی رب العزت جل مجدہ نے دیا اور یہ ہے جس کی مرسلین کرام نے تصدیق کی۔

اور ابن زید کہتے ہیں هٰذَا الْجَوَابُ مِنْ قِبَلِ الْكُفَّارِ عَلٰى اَنَّهُمْ اَجَابُوْا اَنْفُسَهُمْ حَيْثُ تَذَكَّرُوْا مَا سَمِعُوْهُ مِنَ الْمُرْسَلِيْنَ عَلَيْهِمُ السَّلَامُ۔ یہ کفار کی جانب سے کہا جائے گا جبکہ انہیں انبیاء کرام کی نصیحتیں یاد آئیں گی۔

اِنْ كَانَتْ اِلَّا صَيْحَةً وَّاحِدَةً فَاِذَا هُمْ جَمِيْعٌ لَّدَيْنَا مُحْضَرُوْنَ فَالْيَوْمَ لَا تُظْلَمُ نَفْسٌ شَيْئًا وَّلَا تُجْزَوْنَ اِلَّا مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ۔ یہ نفخہ نہ ہو گا مگر چنگھاڑ ایک تو فوراً سب ہمارے حضور حاضر ہوں گے تو آج کے دن کسی جان پر ظلم نہ ہو گا کچھ اور انہیں بدلہ نہ ملے گا مگر اسی کا جو وہ کرتے تھے۔

اِنْ كَانَتْ کے معنی مَا كَانَتْ ہیں یہاں اِنْ نافیہ ہے اور صیحہ وہ آواز ہے جو نفخۂ اسرافیل سے پیدا ہو گی اور ایک قول ہے کہ اس نفخہ میں اَيَّتُهَا الْعِظَامُ النَّخِرَةُ وَالْاَوْصَالُ الْمُتَقَطِّعَةُ وَالشُّعُوْرُ الْمُتَمَزِّقَةُ اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى يَاْمُرُكُنَّ اَنْ تَجْتَمِعْنَ لِفَصْلِ الْقَضَاءِ۔ آواز ہو گی۔ اے گلی ہوئی ہڈیوں اور علیحدہ کیے ہوئے جوڑو اور خاک میں ملے ہوئے بالوں اللہ حکم فرماتا ہے کہ تم سب جمع ہو جاؤ۔

اس آواز کے بعد حساب کے لیے طرفۃ العین میں سب جمع ہو جائیں گے پھر ارشاد ہو گا۔
فَالْيَوْمَ لَا تُظْلَمُ نَفْسٌ شَيْئًا۔ تو آج تم ذرہ بھر ظلم نہ کیے جاؤ گے۔

اور تمہارے اعمال نیک و بد کا تمہیں بدلہ ملے گا اب ظاہر ہے کہ جیسا دنیا کی زندگی میں کیا ہو گا ویسا ہی بدلہ ملے گا مگر۔

اِنَّمَا يُوَفَّى الصّٰبِرُوْنَ اَجْرَهُمْ بِغَيْرِ حِسَابٍ اور يُوَفِّی الْمُؤْمِنُوْنَ اُجُوْرَهُمْ وَيَزِيْدُهُمْ مِّنْ فَضْلِهٖ سے معلوم ہوتا ہے کہ مومنین و صابرین کے اجر کا کوئی حساب ہی نہیں اور مومنین کے اجر پر اضعافاً مضاعفہ کا وعدہ ہے تو کیا مشرکین کے بد اعمال پر بھی وَيَزِيْدُهُمْ ہے۔

اس کا جواب یہ ہے کہ قرآن کریم میں نیکیوں کی جزا پر ازدیاد اجر ہے اور مشرکین کی زجر پر مثل جرم سزا ہے یہ رحمت خاص ہے جیسا کہ ارشاد ہے مَنْ جَاءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهٗ عَشْرُ اَمْثَالِهَا وَمَنْ جَاءَ بِالسَّيِّئَةِ فَلَا يُجْزٰى اِلَّا مِثْلَهَا۔ نیکی کا بدلہ دس گنا ہے اور برائی کا اس کی مثل۔ وہی یہاں ارشاد ہے وَلَا تُجْزَوْنَ اِلَّا مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ۔ عمل کے مطابق ہی تمہیں بدلہ ملے گا۔ چنانچہ آلوسی فرماتے ہیں اِنَّ الصَّالِحَ لَا يُنْقَصُ ثَوَابُهٗ

وَالظَّالِمِ لَا يَزِيْدُ عِقَابَهُ۔ آگے ارشاد ہے۔

اِنَّ اَصْحٰبَ الْجَنَّةِ الْيَوْمَ فِيْ شُغُلٍ فٰكِهُوْنَ هُمْ وَاَزْوَاجُهُمْ فِيْ ظِلٰلٍ عَلَى الْاَرَآئِكِ مُتَّكِـُٔوْنَ لَهُمْ فِيْهَا فَاكِهَةٌ وَّلَهُمْ مَّا يَدَّعُوْنَ سَلٰمٌ قَوْلًا مِّنْ رَّبٍّ رَّحِيْمٍ بے شک جنت والے اپنی عیش میں ایسے مسرور ہوں کہ انہیں جہنمیوں کے مصائب کی طرف التفات ہی نہ ہو تو اپنی مسندوں پر اپنی بیویوں کے ساتھ ٹھنڈے سایہ میں تکیہ لگا کے بیٹھے ہوں ان کے لیے ہر قسم کے پھل اور میوے ہوں اور جو وہ چاہیں سلام کی آوازیں ان کے رب رحیم کی طرف سے آئیں۔

شغل کی تعریف یہ ہے کہ وہ ایسے حال میں منہمک ہوں کہ اپنے عیش کے سوا سب سے بے خبر ہوں وَالشُّغُلُ هُوَ الشَّاْنُ الَّذِيْ يَصُدُّ الْمَرْءَ وَيَشْغَلُهُ عَمَّا سِوَاهُ مِنْ شُؤُوْنِهِ بِمَكُوْنِهِ اِنَّهُمْ عِنْدَهُ مِنَ الْكُلِّ اِمَّا لِاِيْجَابِهِ كَمَالَ الْمَسَرَّةِ اَوْ كَمَالَ الْمُسَاءَةِ۔

ابن کیسان فرماتے ہیں ضِيَافَةُ اللّٰهِ وَهِيَ يَوْمُ الْجُمُعَةِ فِي الْفِرْدَوْسِ الْاَعْلٰى عِنْدَ كُثُبِ الْمِسْكِ وَهُنَاكَ يَتَجَلّٰى سُبْحَانَهُ لَهُمْ فَيَرَوْنَهُ جَلَّ شَانُهُ جَمِيْعًا۔ وہ ایک دعوت منجانب اللہ جمعہ کے روز ہوا کرے گی فردوس اعلیٰ میں اور مشکی ٹیلوں پر جنتی بیٹھے ہوں تو اس وقت اللہ تعالیٰ اپنی تجلّے سب پر فرمائے گا۔

حرمیان اور ابو عمرو شُغُل کو بضم شین و سکون الغین پڑھتے ہیں۔

اور حجازی قراءت میں شُغُل بضمتین ہے جیسا کہ قراء کہتے ہیں۔

اور مجاہد اور ابو اسمال اور ابن ہبیرہ ابن خالویہ سے ناقل ہیں کہ وہ شَغَل بفتحتین تبلاتے ہیں۔

اور ابو الفضل رازی شَغْل بفتح شین و اسکان الغین پڑھتے ہیں۔

هُمْ وَاَزْوَاجُهُمْ فِيْ ظِلٰلٍ۔ وہ اور ان کی بیویاں سایہ میں ہوں گے۔

آلوسی فرماتے ہیں وَاَنْتَ تَعْلَمُ اَنَّ الظِّلَّ بِالْمَعْنَى الَّذِيْ تُعْتَبَرُ فِيْهِ الشَّمْسُ لَا يُتَصَوَّرُ فِي الْجَنَّةِ اِذْ لَا شَمْسَ فِيْهَا۔ تو جانتا ہے کہ ظل بمعنی سایہ جو سورج سے مانا جاتا ہے وہ یہاں متصور نہیں ہے۔ اس لیے کہ جنت میں سورج نہیں ہوگا۔ سورج تو دنیا میں ہی ہے۔

چنانچہ ابن قیم اپنی کتاب حادی الارواح میں ابن عباس رضی اللہ عنہما سے راوی ہیں اَنَّهُ سُئِلَ مَا اَرْضُ الْجَنَّةِ قَالَ مَرْمَرَةٌ بَيْضَاءُ مِنْ فِضَّةٍ كَاَنَّهَا مِرْاٰةٌ قِيْلَ وَمَا نُوْرُهَا قَالَ اَمَا رَاَيْتَ السَّاعَةَ الَّتِيْ قَبْلَ طُلُوْعِ الشَّمْسِ فَذٰلِكَ نُوْرُهَا اِلَّا اَنَّهَا لَيْسَ فِيْهَا شَمْسٌ وَّلَا زَمْهَرِيْرٌ۔ سوال کیا گیا جنت کی زمین کیسی ہوگی فرمایا مرمر کے رنگ پر سفید چاندی کی گویا کہ آئینہ ہے عرض کیا گیا اور اس میں نور کس چیز کا ہوگا

فرمایا جیسے ساعت نہار دیکھی جاتی ہے طلوع شمس سے قبل تو ایسا ہی وہاں نور ہوگا مگر وہاں سورج بھی نہ ہوگا اور
سخت سردی بھی نہ ہوگی اور ایسا ہی ابن عطیہ نے کہا۔
اور حدیث میں ہے مَا يَدُلُّ عَلَى اَنَّ حُوْرَاءَ مِنْ حُوْرِ الْجَنَّةِ لَوْ ظَهَرَتْ لَاَضَاءَتْ مِنْهَا الدُّنْيَا اگر
حورعین جنت والی اگر اپنا حسن ظاہر کر دے تو دنیا روشن و منور ہو جائے۔
اور ابن ماجہ میں اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ سے ایک حدیث ہے قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلَا هَلْ مُشَمِّرٌ لِلْجَنَّةِ فَاِنَّ الْجَنَّةَ لَا خَطَرَ لَهَا اَیْ لَا عَدْلَ وَلَا مِثْلَ وَهِيَ وَرَبِّ الْكَعْبَةِ نُوْرٌ يَتَلَأْلَأُ
الْحَدِيْثَ۔
شیخین کی روایت میں ہے اَنَّهٗ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ فِي الْجَنَّةِ شَجَرَةً يَسِيْرُ الرَّاكِبُ فِيْ
ظِلِّهَا مِائَةَ عَامٍ لَا يَقْطَعُهَا فَاقْرَءُوْا اِنْ شِئْتُمْ وَظِلٍّ مَّمْدُوْدٍ حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جنت میں
ایک درخت ہے کہ گھوڑے سوار اس کے سایہ میں سو برس تک جائے گا اور وہ سایہ منقطع نہ ہوگا اگر چاہو
تو قرآن میں پڑھ لو وَظِلٍّ مَّمْدُوْدٍ اس کا سایہ بڑھتا ہوا ہو۔
اور ابن ابی الدنیا سید المفسرین ابن عباس رضی اللہ عنہما سے آیۂ کریمہ کی تفسیر میں راوی ہیں یعنی قَالَ
اَلظِّلُّ الْمَمْدُوْدُ شَجَرَةٌ فِي الْجَنَّةِ عَلٰى سَاقٍ قَدْرُ مَا يَسِيْرُ الرَّاكِبُ الْمُجِدُّ فِيْ ظِلِّهَا مِائَةَ عَامٍ فِيْ كُلِّ
نَوَاحِيْهَا۔ وہ ظل ممدود اس جنت کے درخت کا سایہ ہوگا جس کی مقدار یہ ہوگی کہ اس کے سایہ میں سوار
سو برس تک جا سکے گا۔
عَلَى الْاَرَائِكِ مُتَّكِئُوْنَ۔ مسندوں پر تکیہ لگائے بیٹھے ہوں۔
ارائک۔ اریکہ کی جمع ہے اور یہ سریر کا دوسرا نام ہے۔
وَقِيْلَ الْوِسَادَةُ۔ ایک قول ہے کہ وہ وسادہ ہے یعنی گاؤ تکیہ کما قال الطبرسی۔
وَقَالَ الزُّهْرِيُّ كُلُّ مَا اتُّكِئَ عَلَيْهِ فَهُوَ اَرِيْكَةٌ۔ ہر وہ چیز جس کا تکیہ لگایا جائے وہ اریکہ ہے۔
اور ابن عباس فرماتے ہیں لَا تَكُوْنُ اَرِيْكَةً حَتّٰى يَكُوْنَ السَّرِيْرُ فِي الْحَجَلَةِ فَاِنْ كَانَ سَرِيْرٌ بِغَيْرِ
حَجَلَةٍ لَا تَكُوْنُ اَرِيْكَةً وَاِنْ كَانَتْ حَجَلَةً بِغَيْرِ سَرِيْرٍ لَمْ تَكُنْ اَرِيْكَةً فَالسَّرِيْرُ فِي الْحَجَلَةِ اَرِيْكَةٌ۔ جب
تک مسہری پردہ دار نہ ہو اس وقت تک اریکہ نہیں کہا جاتا اور اگر چارپائی بغیر مسہری کے ہو تو وہاں اریکہ
نہیں ہوتا تو چارپائی مع مچھر دانی کے جہاں ہو وہاں اریکہ ہوتا ہے۔
اور حادی الارواح میں ہے لَا تَكُوْنُ اَرِيْكَةً اِلَّا اَنْ يَّكُوْنَ السَّرِيْرُ فِي الْحَجَلَةِ وَاَنْ يَّكُوْنَ عَلَى
السَّرِيْرِ فِرَاشٌ وَفِي الصِّحَاحِ الْاَرِيْكَةُ سَرِيْرٌ مُنَجَّدٌ مُّزَيَّنٌ فِيْ قُبَّةٍ اَوْ بَيْتٍ۔ اریکہ نہیں ہوتا مگر اس سریر

پر جو مسہری کے پردوں میں ہو اگرچہ سریر پر بستر ہو اور صحاح میں ہو کہ اریکہ چارپائی کو مزین کرنے والا ہے جو قبہ میں یا گھر میں ہو۔

وَقَالَ الرَّاغِبُ اَلْاَرِيْكَةُ حَجَلَةٌ عَلَى السَّرِيْرِ وَالْجَمْعُ اَرَائِكُ۔ اریکہ مسہری ہے جو چارپائی پر ہوتے ہیں اور اس کی جمع ارائک ہے۔

وَيَجُوْزُ اَنْ يُّقَالَ اِنَّ اَهْلَ الْجَنَّةِ تَارَةً يَّتَّكِئُوْنَ عَلَى الْاَرَائِكِ وَاُخْرٰى يَتَّكِئُوْنَ عَلَى السُّرُرِ الَّتِيْ لَيْسَتْ بِاَرَائِكَ وَسَيَاْتِيْ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ مَا دَادَ فِيْ وَصْفِ سُرُرِهِمْ رَزَقَنَا اللّٰهُ تَعَالٰى وَاِيَّاكُمُ الْجُلُوْسَ عَلٰى هٰاتِيْكَ السُّرُرِ وَالْاِتِّكَاءِ مَعَ الْاَزْوَاجِ عَلَى الْاَرَائِكِ۔

اور یہ جائز ہے اگر کہا جائے کہ اہل جنت کبھی ارائک پر تکیہ لگائے ہوں اور کبھی چارپائیوں پر بغیر تکیہ ہوں اور اس کی مفصل بحث غالباً سورہ دہر میں آئے گی۔ ان شاء اللہ جو کچھ اوصاف سریر میں اللہ ہمیں اور تمہیں ان مسہریوں پر بیٹھنا لیٹنا نصیب کرے اپنے جوڑوں کے ساتھ۔

اور یہ ظاہر ہے کہ ازواج سے مراد وہی ازواج مومنات ہیں جو ایمان و اعمال صالحات کے ساتھ دنیا میں تھیں۔

اور ایک قول یہ بھی ہے کہ ازواج سے مراد وہ ازواج ہیں جن سے اللہ تعالے نے ہمارا تزوج فرمایا اور وہ حورعین ہیں۔

اور وہ بیویاں جو مومنہ تھیں اور ان کے خاوند کفار تھے وہ تو ہمیشہ کے لیے جہنم میں جائیں گے اور وہ مومنہ بیویاں جنت میں جائیں گی جیسے فرعون کی بیوی حضرت آسیہ۔

ان کی بابت حدیث میں آیا ہے کہ وہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی ازواج میں ہوں گی چنانچہ علامہ آلوسی فرماتے ہیں فَقَدْ جَاءَ فِي الْاَخْبَارِ اَنَّهَا تَكُوْنُ زَوْجَةَ نَبِيِّنَا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

لَهُمْ فِيْهَا فَاكِهَةٌ وَّلَهُمْ مَّا يَدَّعُوْنَ سَلٰمٌ قَوْلًا مِّنْ رَّبٍّ رَّحِيْمٍ۔ ان کے لیے اس جنت میں پھل ہوں اور ان کے لیے ہر وہ نعمت ہو جو وہ چاہیں اور سلام اللہ کے فرمان سے ان کے رب رحیم کا۔

اس پر آلوسی فرماتے ہیں بَيَانٌ لِّمَا يَتَمَتَّعُوْنَ بِهٖ فِي الْجَنَّةِ مِنَ الْمَاٰكِلِ وَالْمَشَارِبِ وَمَا يَتَلَذَّذُوْنَ بِهٖ مِنَ الْمَلَاذِّ الْجِسْمَانِيَّةِ وَالرُّوْحَانِيَّةِ۔ اس میں اس امر کا بیان ہے کہ جنت میں جتنی جس چیز کی تمنا اور خواہش کریں کھانے کی اشیا اور پینے کی چیزوں کی اور جو چیزیں تلذذ جسمانی اور روحانی کی ہیں سب انہیں حاصل ہوں گی۔ آگے فرماتے ہیں فَكَاَنَّهٗ قِيْلَ اِذَا كَانَ حَالُهُمْ مَّا ذُكِرَ فَكَيْفَ يَصْنَعُوْنَ فِيْ اَمْرِ مَاْكَلِهِمْ فَاُجِيْبَ بِقَوْلِهٖ سُبْحٰنَهٗ وَتَعَالٰى لَهُمْ فِيْهَا فَاكِهَةٌ۔ تو گویا کہا گیا کہ جب یہ حال ان کا ہو گا جیسا کہ بیان ہو چکا تو کیسے ان کے اکل و

شرب کا حال ہوگا تو آیۂ کریمہ میں جواب دیا گیا۔
لَهُمْ فِيهَا فَاكِهَةٌ وَّلَهُمْ مَّا يَدَّعُونَ - اَىْ مَا يَدَّعُونَ بِهٖ لِاَنْفُسِهِمْ اَىْ لَهُمْ كُلُّ مَا يَطْلُبُهٗ اَحَدٌ لِنَفْسِهٖ
یعنی جو وہ چاہیں اپنے نفسوں کے لیے۔
یَدَّعُوْنَ۔ اصل میں یَدْتَعِیُوْنَ بروزن یفتعلون تھا۔ یدّعون۔ صیغہ جمع مذکر غائب باب افتعال سے ہے
اس کی اصل یدتعیون ہے۔ دال واقع ہوئی باب افتعال کے فے کلمہ میں تاء افتعال کو دال سے بدل دیا
یَدَّعِیُوْنَ ہو گیا۔ پھر ضمہ یا پر بعد کسرہ کے ثقیل تھا اسے دور کرنے کے بعد عین کلمہ کو کسرہ دے دیا پھر اجتماع
ساکنین یا اور واو میں ہوا اس لیے یا گرا دی یدعون ہو گیا۔
اور ابو عبیدہ کہتے ہیں اَلْعَرَبُ تَقُوْلُ اُدْعُ اِلَىٰ مَا شِئْتَ بِمَعْنٰى تَمَنَّ عرب کہتے ہیں اُدْعُ عَلٰى مَا شِئْتَ
یعنی تَمَنَّ عَلٰى مَا شِئْتَ مانگ کیا مانگتا ہے کہتے ہیں۔
زجاج کہتے ہیں هُوَ مَاْخُوْذٌ مِّنَ الدُّعَاءِ اَىْ كُلُّ مَا يَدَّعُوْنَهٗ اَهْلُ الْجَنَّةِ يَاْتِيْهِمْ۔ مَا يَدَّعُوْنَ
دعا سے ماخوذ ہے، اس کے یہ معنی ہیں کہ جو کچھ وہ مانگیں گے انہیں ملے گا۔ اور قرآن کریم میں دوسری جگہ
واضح طور پر ارشاد ہے وَلَكُمْ فِيْهَا مَا تَشْتَهِيْٓ اَنْفُسُكُمْ وَلَكُمْ فِيْهَا مَا تَدَّعُوْنَ تمہارے لیے اس جنت
میں ہے جو تمہارا دل چاہے اور جو تم چاہو وہ ملے گا۔
سَلٰمٌ قَوْلًا مِّنْ رَّبٍّ رَّحِيْمٍ۔ رب رحیم کا کلام سلام کے ساتھ ہوگا۔
اس پر آلوسی فرماتے ہیں اَىْ سَلٰمٌ يُقَالُ لَهُمْ قَوْلًا مِّنْ جِهَةِ رَبٍّ رَّحِيْمٍ اَىْ يُسَلِّمُ عَلَيْهِمْ مِنْ
جِهَتِهٖ تَعَالٰى بِلَا وَاسِطَةٍ تَعْظِيْمًا لَهُمْ۔ جنتیوں کو سلام کے ساتھ رب تعالیٰ شانہ کی طرف سے بلا
واسطہ کلام ہو ان کی عزت و عظمت کے اظہار کے لیے۔
چنانچہ ابن ماجہ اور ایک جماعت محدثین کہتے ہیں قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَا اَهْلُ
الْجَنَّةِ فِىْ نَعِيْمِهِمْ اِذْ سَطَعَ لَهُمْ نُوْرٌ فَرَفَعُوْا رُءُوْسَهُمْ فَاِذَا الرَّبُّ قَدْ اَشْرَفَ عَلَيْهِمْ مِنْ فَوْقِهِمْ
فَقَالَ اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ يَا اَهْلَ الْجَنَّةِ وَذٰلِكَ قَوْلُ اللّٰهِ تَعَالٰى سَلٰمٌ قَوْلًا مِّنْ رَّبٍّ رَّحِيْمٍ۔
حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جنتی اپنی نعمتوں میں ہوں گے کہ یک لخت ان پر ایک نور متجلی ہو
وہ اسے دیکھنے کے لیے اپنے سر اٹھائیں تو دیکھیں کہ رب جل مجدہ ان کی طرف جلوہ ریزی فرما رہا ہے
اور ان پر سلام ارشاد ہو رہا ہے کہ سلامتی ہے تم پر اے جنت والو۔ یہی قرآن پاک میں ارشاد ہے سَلٰمٌ
قَوْلًا مِّنْ رَّبٍّ رَّحِيْمٍ۔
قَالَ فَيَنْظُرُ اِلَيْهِمْ وَيَنْظُرُوْنَ اِلَيْهِ فَلَا يَلْتَفِتُوْنَ اِلٰى شَىْءٍ مِّنَ النَّعِيْمِ مَا دَامُوْا يَنْظُرُوْنَ اِلَيْهِ

حَتّٰی یَحْتَجِبَ عَنْھُمْ وَیَبْقٰی نُوْرُہٗ وَبَرَکَتُہٗ عَلَیْھِمْ فِیْ دِیَارِھِمْ۔ فرمایا جنتیوں کی طرف نظر رحمت رحمٰن ہو اور جنتی اس ذات کی طرف ایسے دیکھتے ہیں ہو ہوں کہ کسی نعمت کی طرف ان کا التفات نہ رہے۔ جبتک وہ جمال الٰہی دیکھ رہے ہوں حتی کہ ان کی طرف سے حجاب جمال ہو اور اس کا نور اور برکت ان پر باقی رہے اور جنت کے درو دیوار پر وہ تجلی نور بیز رہے۔

اور ایک قول یہ ہے کہ یہ تجلی بواسطہ ملائکہ ہو جیسا کہ ارشاد ہے وَالْمَلٰئِکَۃُ یَدْخُلُوْنَ عَلَیْھِمْ مِنْ کُلِّ بَابٍ سَلَامٌ عَلَیْکُمْ۔ آگے ارشاد ہے۔

وَامْتَازُوا الْیَوْمَ اَیُّھَا الْمُجْرِمُوْنَ۔ اور آج کے دن تم مومنین سے علیحدہ ہو جاؤ اے مجرموں۔

اَیْ اِنْفَرِدُوْا عَنِ الْمُؤْمِنِیْنَ اِلٰی مَصِیْرِکُمْ اِلَی النَّارِ۔ مومنین سے تم اے مشرکوں کافروں اور جہنمیوں علیحدہ ہو جاؤ اپنے جہنم کی طرف پہنچنے کے لیے۔

عبد بن حمید قتادہ سے راوی ہیں اَیْ اِعْتَزِلُوْا عَنْ کُلِّ خَیْرٍ۔ ہر بھلائی سے کنارہ کش ہو جاؤ۔ ضحاک کہتے ہیں لِکُلِّ کَافِرٍ بَیْتٌ مِّنَ النَّارِ یَکُوْنُ فِیْہِ لَا یَرٰی وَلَا یُرٰی۔ ہر کافر کے لیے جہنم میں ایک ایسا گھر ہو کہ اس میں جہنمی نہ کچھ دیکھ سکے اور نہ اسے کوئی دیکھ سکے پھر ارشاد ہو۔

اَلَمْ اَعْھَدْ اِلَیْکُمْ یٰبَنِیْٓ اٰدَمَ اَنْ لَّا تَعْبُدُوا الشَّیْطٰنَ اِنَّہٗ لَکُمْ عَدُوٌّ مُّبِیْنٌ وَّاَنِ اعْبُدُوْنِیْ ھٰذَا صِرَاطٌ مُّسْتَقِیْمٌ۔ کیا تم سے اقرار نہ لیا تھا اے بنی آدم یہ کہ شیطان کو نہ پوجنا بے شک وہ تمہارا کھلا دشمن ہے اور یہ کہ مجھے ہی پوجنا یہی سیدھا راستہ ہے۔

اسی قسم کے دوسری جگہ بھی قرآن پاک میں احکام ہیں وَلَا تَتَّبِعُوْا خُطُوٰتِ الشَّیْطٰنِ اِنَّہٗ لَکُمْ عَدُوٌّ مُّبِیْنٌ۔ اور ارشاد ہے یٰبَنِیْٓ اٰدَمَ لَا یَفْتِنَنَّکُمُ الشَّیْطٰنُ کَمَآ اَخْرَجَ اَبَوَیْکُمْ مِّنَ الْجَنَّۃِ اس کے بعد ارشاد ہے۔

وَلَقَدْ اَضَلَّ مِنْکُمْ جِبِلًّا کَثِیْرًا اَفَلَمْ تَکُوْنُوْا تَعْقِلُوْنَ۔ اور بے شک گمراہ کر دیے تم میں سے اکثر گروہ تو کیا تمہیں عقل نہیں۔

یہ توبیخاً ارشاد ہے اور جِبِلّ کی تعریف علامہ راغب مفردات میں اَلْجَمَاعَۃُ الْعَظِیْمَۃُ فرماتے ہیں۔ اور ضحاک اُمّت عظیمہ کہتے ہیں جس کی مقدار دس ہزار ہو۔

ھٰذِہٖ جَھَنَّمُ الَّتِیْ کُنْتُمْ تُوْعَدُوْنَ۔ اِصْلَوْھَا الْیَوْمَ بِمَا کُنْتُمْ تَکْفُرُوْنَ۔ آلوسی کہتے ہیں اَیْ ھٰذِہٖ الَّتِیْ تَرَوْنَھَا اَلَمْ تَزَالُوْا تُوْعَدُوْنَ بِدُخُوْلِھَا عَلٰی اَلْسِنَۃِ الرُّسُلِ عَلَیْھِمُ السَّلَامُ وَالْمُبَلِّغِیْنَ عَنْھُمْ بِمُقَابَلَۃِ عِبَادَۃِ الشَّیْطَانِ۔ یعنی یہ جہنم جو تم دیکھ رہے ہو وہ تمہارے لیے دوامی طور پر

وعدہ دیا گیا ہے کہ اس میں جاؤ گے اور یہ خبر تمہیں انبیاء کرام اور رسل عظام اور مبلغین ذوی الاحترام کی زبانی تمہیں پہنچ چکی ہے۔

اِصْلَوْهَا الْيَوْمَ۔ آج کے دن تم اس میں جاؤ۔ جیسا کہ دوسری جگہ ارشاد ہے ذُقْ اِنَّكَ اَنْتَ

طبرسی اس کے معنی فرماتے ہیں اَلْزِمُوا الْعَذَابَ بِهَا وَاَصْلُ الصَّلَا اَللُّزُوْمُ وَمِنْهُ الْمُصَلِّى الَّذِىْ يَجِيْئُ فِىْ اَثَرِ السَّابِقِ لِلُزُوْمِهٖ اَثَرَهٗ۔

بِمَا كُنْتُمْ تَكْفُرُوْنَ۔ اور یہ تمہارے اس کفر کا صلہ ہے جو کرتے رہے تھے يَعْنِىْ كُفْرُكُمُ الْمُسْتَمِرُّ فِى الدُّنْيَا۔ یعنی وہ تمہارا کفر جو دنیا میں تم کرتے رہے تھے۔

اَلْيَوْمَ نَخْتِمُ عَلٰٓى اَفْوَاهِهِمْ وَتُكَلِّمُنَآ اَيْدِيْهِمْ وَتَشْهَدُ اَرْجُلُهُمْ بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ۔ آج ہم نے مہر کر دی ان کے منہ پر اور بولیں گے ہمارے ساتھ ان کے ہاتھ اور گواہی دیں گے ان کے پیر جو کچھ وہ کیا کرتے تھے۔

یہ کنایہ ہے منع تکلم سے یہ ضروری نہیں ہے کہ مہر بمعنی حقیقی منہ پر لگانا محقق ہو یہ ایسے ہی ہے جیسے مہر سکوت بولتے ہیں یا کہتے ہیں سب کے منہ پر مہر سکوت لگ گئی یہ سب عدم تکلم سے کنایہ ہے تو معنی یہ ہوئے کہ اَلْيَوْمَ نَمْنَعُ اَفْوَاهَهُمْ مِّنَ الْكَلَامِ مَنْعًا شَبِيْهًا بِالْخَتْمِ۔ آج منہ سے کلام ممنوع ہے مثل مہر کے۔

اور جو کچھ حیات دنیا میں کیا ہے وہ سب ہاتھ پیر ہی بتا دیں گے   نے خوب کہا ہے۔

دیا کسی نے نہ ساتھ میرا مجھی پہ چھیڑا خطا کا رکھا۔

الگ الگ ہو گئے سب اعضا مصیبتوں میں پھنسا کے مجھ کو

آلوسی فرماتے ہیں اَىْ بِالَّذِىْ اسْتَمَرُّوْا عَلٰى كَسْبِهٖ فِى الدُّنْيَا۔ یعنی جن اعمال سے دنیا میں وابستہ تھے ان کا حال ہاتھ پیروں سے ظاہر ہوگا یہ ایسا ہی ہے جیسا کہ کلام پاک میں متعدد جگہ ارشاد ہوا۔ يَوْمَ يَنْظُرُ الْمَرْءُ مَا قَدَّمَتْ يَدَاهُ اور وَمَا عَمِلَتْ اَيْدِيْهِمْ اور بِمَا كَسَبَتْ اَيْدِى النَّاسِ وَاِذًا علم آیات مبارکہ سے واضح ہے۔

اور سر سے پیر تک جو کچھ بذریعہ اعضاء انسان سے اعمال سرزد ہوتے ہیں وہ سب ان کی طرف اعمال منسوب فرمائے گئے۔ چنانچہ ابن جریر اور ابن ابی حاتم حضرت ابی موسیٰ اشعری سے راوی ہیں يُدْعَى الْكَافِرُ وَالْمُنَافِقُ لِلْحِسَابِ فَيَعْرِضُ رَبُّهٗ عَلَيْهِ عَمَلَهٗ فَيَجْحَدُ وَيَقُوْلُ اَىْ رَبِّ وَعِزَّتِكَ لَقَدْ كَتَبَ عَلَىَّ هٰذَا الْمَلَكُ مَا لَمْ اَعْمَلْ۔ کافر اور منافق حساب کے لیے بلایا جائے تو اللہ ان پر

ان کے عمل پیش فرمائے تو وہ صاف انکار کر دے اور عرض کرے اے میرے رب تیری عزت وجلال کی قسم یہ سب فرشتے نے لکھ دیا ہے میں نے ہرگز ایسا نہیں کیا۔

فَیَقُوْلُ لَہٗ الْمَلَکُ اَمَا عَمِلْتَ کَذَا فِیْ یَوْمِ کَذَا فِیْ مَکَانِ کَذَا۔ تو فرشتہ کہے کیا تو نے فلاں دن ایسا نہیں کیا فلاں مقام پر ایسا نہیں کیا۔

فَیَقُوْلُ لَا وَعِزَّتِکَ اَیْ رَبِّ مَا عَمِلْتُہٗ۔ تو کافر اور منافق کہے نہیں تیری عزت وجلال کی قسم میں نے ایسا نہیں کیا۔

فَاِذَا فَعَلَ ذٰلِکَ خُتِمَ عَلٰی فِیْہِ فَاِنِّیْ اَحْسِبُ اَوَّلَ مَا تَنْطِقُ مِنْہُ فَخِذُہُ الْیُمْنٰی۔ ثُمَّ تَلَا اَلْیَوْمَ نَخْتِمُ عَلٰی اَفْوَاہِھِمْ الخ جب وہ ایسا انکار کرے تو اس کے منہ پر مہر کر دی جائے اور ارشاد ہو کہ میں حساب اس سے لوں گا جو اول کلام کرے اس کے جسم سے اس کی ران داہنی طرف کی پھر الیوم نختم علی افواہہم تلاوت فرمائی۔

دوسری حدیث مسلم اور ترمذی اور بیہقی کی ابوسعید اور ابوہریرہ رضی اللہ عنہما سے ہے جو مرفوع طریقہ سے بیان کی اِنَّہٗ یَلْقَی الْعَبْدَ رَبَّہٗ فَیَقُوْلُ اللّٰہُ تَعَالٰی لَہٗ اَلَمْ اُکْرِمْکَ۔ بندہ اللہ کے حضور حاضر ہو۔ تو ارشاد کیا میں نے تجھے عزت نہ دی تھی۔

فَیَقُوْلُ اٰمَنْتُ بِکَ وَبِکِتَابِکَ وَبِرَسُوْلِکَ وَصَلَّیْتُ وَصُمْتُ وَتَصَدَّقْتُ وَیُثْنِیْ بِخَیْرٍ مَا اسْتَطَاعَ۔ تو وہ عرض کرے الٰہی میں تجھ پر ایمان لایا تیری کتاب پر ایمان لایا تیرے رسول پر ایمان لایا میں نے نماز پڑھی روزہ رکھا اور اپنی استطاعت کے مطابق صدقہ کیا اور اپنی طاقت کے مطابق اچھی ثنا کی۔

فَیَقُوْلُ اَلَا نَبْعَثُ شَاھِدَنَا عَلَیْکَ فَیُفَکِّرُ فِیْ نَفْسِہٖ مَنِ الَّذِیْ یَشْھَدُ عَلَیَّ فَیُخْتَمُ عَلٰی فِیْہِ وَیُقَالُ لِفَخِذِہٖ اِنْطِقِیْ فَتَنْطِقُ فَخِذُہٗ وَلَحْمُہٗ وَعِظَامُہٗ بِعَمَلِہٖ۔ تو ارشاد کیا ہم تجھ پر اپنا گواہ نہ پیش کریں تو کافر اپنے دل میں سوچے کہ کون مجھ پر گواہی دے گا۔ تو اس کے منہ پر مہر کر دی جائے اور اس کی ران کو حکم ہو کہ بولے تو وہ کلام کرے اور اس کا گوشت اور ہڈیاں بولنے لگیں اور اس کے اعمال بیان کریں۔

یہ بولنا قادر مطلق کی قدرت مطلقہ سے ہوگا اور اس کی نظیر انسان کی قدرت ضعیفہ حادثہ سے بھی ملتی ہے جیسے گراموفون کے ریکارڈ اور ریڈیو کی آواز یہ جماد محض اور بیجان عنصری چیز ہے اور انسان کے ادنیٰ تصرف کے بعد بولتی اور کلام کرتی ہے۔

بعض روایات سے واضح ہوتا ہے کہ بندہ اپنے جرائم پر گواہ طلب کرے تو اللہ تعالےٰ اس کے منہ پر مہر لگا کر اس کے اعضاء سے شہادت دلائے۔

اسی مضمون کی ایک حدیث جسے احمد اور مسلم اور ابن ابی الدنیا انس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ اَلْیَوْمَ نَخْتِمُ عَلٰٓی اَفْوَاهِهِمْ پر یہ واقعہ ہوا کہ کُنَّا عِنْدَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَضَحِكَ حَتّٰی بَدَتْ نَوَاجِذُہٗ قَالَ اَتَدْرُوْنَ مِمَّ ضَحِكْتُ قُلْنَا لَا یَارَسُوْلَ اللّٰہِ۔ ہم بارگاہ رسالت میں حاضر تھے کہ حضور نے ضحک فرمایا حتی کہ دندان مبارک ظاہر ہوگئے فرمایا تمہیں معلوم ہے ہم کس بات پر ہنسے سب نے عرض کیا حضور ہمیں معلوم نہیں۔

قَالَ مِنْ مُخَاطَبَةِ الْعَبْدِ رَبَّہٗ یَقُوْلُ یَارَبِّ اَلَمْ تُجِرْنِیْ مِنَ الظُّلْمِ فَیَقُوْلُ بَلٰی فَیَقُوْلُ اِنِّیْ لَا اُجِیْزُ عَلَی الَّا شَاهِدًا مِنِّیْ۔ فرمایا بندے کی اس بات پر ہمیں ہنسی آئی کہ وہ اپنے رب سے عرض کرے گا اے میرے رب کیا ظالم سے تو نے امن نہ دی فرمایا جائے کیوں نہیں تو بندہ عرض کرے مجھ پر اثبات جرم میں صرف ایک فرشتہ کی گواہی گذری ہے۔ تو

فَیَقُوْلُ کَفٰی بِنَفْسِكَ عَلَیْكَ شَهِیْدًا وَبِالْکِرَامِ الْکَاتِبِیْنَ شُهُوْدًا فَیُخْتَمُ عَلٰی فِیْہِ وَیُقَالُ لِاَرْکَانِہٖ اِنْطِقِیْ فَتَنْطِقُ بِاَعْمَالِہٖ ثُمَّ یُخَلّٰی بَیْنَہٗ وَبَیْنَ الْکَلَامِ۔ تو اللہ تعالے فرمائے تیری جان تیری گواہی کے لیے کافی ہے اور ہمارے کراماً کاتبین کی شہادتیں پھر اس کے منہ پر مہر کر دی جائے اور اعضاء کو حکم ہو کہ بولو تو ہر عضو اس کے اعمال پر بولے پھر اس میں اور اس کے بولنے میں تخلیہ ہو جائے اب آگے ارشاد ہے۔

وَلَوْ نَشَآءُ لَطَمَسْنَا عَلٰٓی اَعْیُنِهِمْ فَاسْتَبَقُوا الصِّرَاطَ فَاَنّٰی یُبْصِرُوْنَ وَلَوْ نَشَآءُ لَمَسَخْنٰهُمْ عَلٰی مَکَانَتِهِمْ فَمَا اسْتَطَاعُوْا مُضِیًّا وَّلَا یَرْجِعُوْنَ۔ اور اگر ہم چاہتے تو ان کی آنکھیں مٹا دیتے تو کہاں سے وہ دیکھتے اور اگر ہم چاہتے تو ان کی صورتیں بدل دیتے ان کی جگہ پر تو طاقت نہ رکھتے پہنچنے کی اور نہ واپس آنے کی۔

عربی محاورہ میں طمس ازالۂ اثر کو کہتے ہیں یہاں اس سے مراد آنکھوں کی روشنی محو ہو جانا ہے۔ کہ کچھ دیکھ نہ سکیں۔

چنانچہ ابن جریر سے مروی ہے وَلَوْ نَشَآءُ لَطَمَسْنَا عَلٰٓی اَعْیُنِهِمْ اَعْمَیْنَاهُمْ وَاَضْلَلْنَاهُمْ عَنِ الْهُدٰی فَاَنّٰی یُبْصِرُوْنَ فَکَیْفَ یَهْتَدُوْنَ۔

اور وَلَوْ نَشَآءُ لَمَسَخْنٰهُمْ اَیْ لَحَوَّلْنَا صُوَرَهُمْ اِلٰی صُوْرَةٍ اُخْرٰی قَبِیْحَةٍ۔ اگر ہم چاہتے ان کی صورتیں بصورت قبیح مسخ فرما دیتے۔

اور عَلٰی مَکَانَتِهِمْ۔ اَیْ لَوْ نَشَآءُ لَاَهْلَکْنٰهُمْ فِیْ مَسَاکِنِهِمْ۔ یعنی اگر ہم چاہتے ان کی صورتیں ہم ہلاک

کر بیٹھے ان کے مکانوں ہیں۔
فَمَا اسْتَطَاعُوْا مُضِيًّا تو ان میں گذرنے کی بھی ہوتی نہ طاقت اَیْ ذَهَابًا اِلٰى مَقَاصِدِهِمْ
وَلَا يَرْجِعُوْنَ ۔ اور نہ لوٹ کر دین اسلام میں آنے کے قابل ہوں۔

بامحاورہ ترجمہ پانچواں رکوع سورہ یٰسٓ پ ۲۳

وَمَنْ نُّعَمِّرْهُ نُنَكِّسْهُ فِي الْخَلْقِ اَفَلَا يَعْقِلُوْنَ ۝

اور جسے عمر دیں بڑی اسے الٹا پھیر دیں پیدائش میں تو کیا عقل نہیں رکھتے۔

وَمَا عَلَّمْنٰهُ الشِّعْرَ وَمَا يَنْۢبَغِيْ لَهٗ اِنْ هُوَ اِلَّا ذِكْرٌ وَّقُرْاٰنٌ مُّبِيْنٌ ۝

اور ہم نے اسے (یعنی محبوب کو) نہیں سکھایا شعر اور نہ ہی وہ ان کے شایان شان ہے وہ قرآن نہیں مگر نصیحت اور روشن پڑھنے والا۔

لِّيُنْذِرَ مَنْ كَانَ حَيًّا وَّيَحِقَّ الْقَوْلُ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ ۝

تاکہ ڈراوے اسے جو زندہ ہے اور ثابت ہو ہمارا قول کافروں پر۔

اَوَلَمْ يَرَوْا اَنَّا خَلَقْنَا لَهُمْ مِّمَّا عَمِلَتْ اَيْدِيْنَآ اَنْعَامًا فَهُمْ لَهَا مٰلِكُوْنَ ۝

کیا نہ دیکھا انہوں نے کہ ہم نے پیدا کیے اپنے ہاتھ سے بنائے چوپائے تو وہ ان کے مالک ہیں۔

وَذَلَّلْنٰهَا لَهُمْ فَمِنْهَا رَكُوْبُهُمْ وَمِنْهَا يَاْكُلُوْنَ ۝

اور دست نگر کیا ہم نے انہیں ان کے لیے تو کسی پر سوار ہوتے ہیں اور کسی کو کھاتے ہیں۔

وَلَهُمْ فِيْهَا مَنَافِعُ وَمَشَارِبُ اَفَلَا يَشْكُرُوْنَ ۝

اور ان کے لیے ان میں بہت سے منافع ہیں اور پینے کی چیزیں ہیں تو شکر نہ کریں گے۔

وَاتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اٰلِهَةً لَّعَلَّهُمْ يُنْصَرُوْنَ ۝

اور پکڑے انہوں نے اللہ کے سوا اور خدا اس امید پر کہ ان کی مدد کریں۔

لَا يَسْتَطِيْعُوْنَ نَصْرَهُمْ وَهُمْ لَهُمْ جُنْدٌ مُّحْضَرُوْنَ ۝

نہیں طاقت رکھتے وہ ان کی مدد کی اور وہ ان کے لشکر گرفتار حاضر آئیں گے۔

فَلَا يَحْزُنْكَ قَوْلُهُمْ اِنَّا نَعْلَمُ مَا يُسِرُّوْنَ وَمَا يُعْلِنُوْنَ ۝

تو تم ان کی بات کا غم نہ کرو ہم جانتے ہیں جو وہ خفیہ کرتے ہیں اور جو ظاہر کرتے ہیں۔

أَوَلَمْ يَرَ الْإِنسَانُ أَنَّا خَلَقْنٰهُ مِن نُّطْفَةٍ فَإِذَا هُوَ خَصِيمٌ مُّبِينٌ ۝

کیا نہ دیکھا آدمی نے کہ ہم نے پیدا کیا اسے نطفہ سے تو اب وہ کھلا جھگڑالو ہے۔

وَضَرَبَ لَنَا مَثَلًا وَّنَسِيَ خَلْقَهُ ۖ قَالَ مَن يُحْيِي الْعِظَامَ وَهِيَ رَمِيمٌ ۝

اور ہمارے لیے مثال دیتا ہے اور بھول گیا اپنی پیدائش کی حقیقت۔ بولتا ہے کون زندہ کرے گا گلی ہڈیاں۔

قُلْ يُحْيِيهَا الَّذِي أَنشَأَهَا أَوَّلَ مَرَّةٍ ۖ وَّهُوَ بِكُلِّ خَلْقٍ عَلِيمٌ ۝

فرما دیجئے زندہ کرے گا انہیں وہی جس نے اول بار انہیں زندہ کیا اور وہ ہر قسم کی پیدائش جانتا ہے

الَّذِي جَعَلَ لَكُم مِّنَ الشَّجَرِ الْأَخْضَرِ نَارًا فَإِذَا أَنتُم مِّنْهُ تُوقِدُونَ ۝

جس نے کیا تمہارے لیے سرسبز درخت سے آگ کہ تم اسے سلگاتے ہو۔

أَوَلَيْسَ الَّذِي خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضَ بِقٰدِرٍ عَلٰى أَن يَخْلُقَ مِثْلَهُم ۚ بَلٰى وَهُوَ الْخَلّٰقُ الْعَلِيمُ ۝

کیا وہ اللہ نہیں قادر جس نے آسمانوں کو بنایا اور زمین کو پیدا کیا اس پر کہ از سر نو اس جیسا پھر بنا دے بے شک وہ سب کچھ بنا سکتا ہے اور علم والا ہے

إِنَّمَا أَمْرُهُ إِذَا أَرَادَ شَيْئًا أَن يَقُولَ لَهُ كُن فَيَكُونُ ۝

اس کا کام یہی ہے جب ارادہ کرے کسی چیز کا تو فرماتا ہے اسے ہو جا تو وہ فوراً ہو جاتی ہے۔

فَسُبْحٰنَ الَّذِي بِيَدِهِ مَلَكُوتُ كُلِّ شَيْءٍ وَّإِلَيْهِ تُرْجَعُونَ ۝

تو پاکی ہے اسے جس کے قبضہ میں ہر ملکیت ہے اور اسی کی طرف تمہیں واپس جانا ہے۔

لفظی ترجمہ

وَ۔ اور	مَنْ۔ جسے	نُعَمِّرْهُ۔ ہم بڑی عمر دیں	هُ۔ اس کو
نُنَكِّسْهُ۔ الٹا پھیریں ہم اسے	فِي۔ بیچ	الْخَلْقِ۔ پیدائش کے	أَ۔ کیا
فَلَا۔ پھر نہیں	يَعْقِلُونَ۔ عقل کرتے	وَ۔ اور	مَا۔ نہیں
عَلَّمْنٰهُ۔ سکھایا ہم نے اسکو	الشِّعْرَ۔ شعر	وَ۔ اور	مَا۔ نہ وہ
يَنْبَغِي۔ لائق ہے	لَهُ۔ اس کے	إِنْ۔ نہیں	هُوَ۔ وہ
إِلَّا۔ مگر	ذِكْرٌ۔ نصیحت	وَّ۔ اور	قُرْآنٌ۔ قرآن

مُبِیْنٌ ۔ روشن　لِیُنْذِرَ ۔ تاکہ ڈرائے　مَنْ ۔ اس کو جو　کَانَ ۔ ہو
حَیًّا ۔ زندہ　وَّ ۔ اور　یَحِقَّ ۔ حق کرے　الْقَوْلُ ۔ بات
عَلَی ۔ اوپر　الْکٰفِرِیْنَ ۔ کافروں کے　اَوَ ۔ کیا　لَمْ ۔ نہ
یَرَوْا ۔ دیکھا انہوں نے کہ　اَنَّا ۔ ہم نے　خَلَقْنَا ۔ پیدا کیے　لَھُمْ ۔ انکے لیے
مِمَّا ۔ اس سے　عَمِلَتْ ۔ جو بنائے　اَیْدِیْنَا ۔ ہمارے ہاتھوں نے　اَنْعَامًا ۔ جانور
فَھُمْ ۔ تو وہ　لَھَا ۔ ان کے　مٰلِکُوْنَ ۔ مالک ہیں　وَ ۔ اور
ذَلَّلْنٰھَا ۔ تابع کیا ہم نے انکو　لَھُمْ ۔ ان کا　فَمِنْھَا ۔ تو بعض اس سے　رَکُوْبُھُمْ ۔ انکی سواریاں ہیں
وَ ۔ اور　مِنْھَا ۔ بعض سے　یَاْکُلُوْنَ ۔ وہ کھاتے ہیں　وَ ۔ اور
لَھُمْ ۔ ان کے لیے　فِیْھَا ۔ اس میں　مَنَافِعُ ۔ فائدے ہیں　وَ ۔ اور
مَشَارِبُ ۔ پینا ہے　اَفَلَا ۔ تو کیا نہیں　یَشْکُرُوْنَ ۔ شکر کرتے　وَ ۔ اور
اتَّخَذُوْا ۔ پکڑے انہوں نے　مِنْ دُوْنِ ۔ سوا　اللّٰہِ ۔ اللہ کے　اٰلِھَۃً ۔ معبود
لَعَلَّھُمْ ۔ تاکہ وہ　یُنْصَرُوْنَ ۔ مدد کیے جائیں　لَا ۔ نہیں　یَسْتَطِیْعُوْنَ ۔ طاقت رکھتے
نَصْرَ ۔ مدد　ھُمْ ۔ ان کی کی　وَ ۔ اور　ھُمْ ۔ وہ
لَھُمْ ۔ ان کا　جُنْدٌ ۔ لشکر ہیں　مُّحْضَرُوْنَ ۔ حاضر کیے گئے　فَلَا ۔ تو نہ
یَحْزُنْکَ ۔ غم میں ڈالے تجھکو　قَوْلُھُمْ ۔ انکی بات　اِنَّا ۔ ہم　نَعْلَمُ ۔ جانتے ہیں
مَا ۔ جو　یُسِرُّوْنَ ۔ چھپاتے ہیں　وَ ۔ اور　مَا ۔ جو
یُعْلِنُوْنَ ۔ ظاہر کرتے ہیں　اَوَ ۔ کیا　لَمْ ۔ نہ　یَرَ ۔ دیکھا
الْاِنْسَانُ ۔ انسان نے　اَنَّا ۔ کہ ہم نے　خَلَقْنَا ۔ پیدا کیا　ہُ ۔ اس کو
مِنْ نُّطْفَۃٍ ۔ نطفہ سے　فَاِذَا ۔ تو ناگہاں　ھُوَ ۔ وہ ہے　خَصِیْمٌ ۔ جھگڑالو
مُّبِیْنٌ ۔ کھلا　وَ ۔ اور　ضَرَبَ ۔ بیان کی　لَنَا ۔ ہمارے لیے
مَثَلًا ۔ مثال　وَّ ۔ اور　نَسِیَ ۔ بھول گیا　خَلْقَہٗ ۔ اپنی پیدائش
قَالَ ۔ بولا　مَنْ ۔ کون　یُّحْیِ ۔ زندہ کرے گا　الْعِظَامَ ۔ ہڈیوں کو
وَ ۔ اور　ھِیَ ۔ وہ ہوں　رَمِیْمٌ ۔ بوسیدہ　قُلْ ۔ کہہ دیجیے
یُحْیِیْھَا ۔ زندہ کرے گا انکو　الَّذِیْٓ ۔ وہ جس نے　اَنْشَاَ ۔ پیدا کیا　ھَا ۔ ان کو
اَوَّلَ ۔ پہلی　مَرَّۃٍ ۔ مرتبہ　وَّ ۔ اور　ھُوَ ۔ وہ

بِکُلِّ۔ ہر چیز	خَلْقٍ۔ مخلوق کو	عَلِیْمٌ۔ جاننے والا ہے	اَلَّذِیْ۔ وہ جس نے
جَعَلَ۔ بنائی	لَکُمْ۔ تمہارے لیے	مِّنَ الشَّجَرِ۔ درخت	الْاَخْضَرِ۔ سبز سے
نَارًا۔ آگ	فَاِذَا۔ تو اچانک	اَنْتُمْ۔ تم	مِّنْهُ۔ اس سے
تُوْقِدُوْنَ۔ جلاتے ہو	اَوَ۔ کیا	لَیْسَ۔ نہیں	اَلَّذِیْ۔ وہ جس نے
خَلَقَ۔ پیدا کیا	السَّمٰوٰتِ۔ آسمانوں	وَ۔ اور	الْاَرْضَ۔ زمین کو
بِقٰدِرٍ۔ قادر	عَلٰی۔ اوپر	اَنْ۔ اس کے کہ	یَّخْلُقَ۔ پیدا کرے
مِثْلَهُمْ۔ انکی مثل	بَلٰی۔ کیوں نہیں	وَ۔ اور	هُوَ۔ وہ ہے
الْخَلّٰقُ۔ پیدا کرنے والا	الْعَلِیْمُ۔ جاننے والا	اِنَّمَا۔ اسکے سوا نہیں	اَمْرُهٗ۔ اس کا حکم
اِذَا۔ جب	اَرَادَ۔ ارادہ کرتا ہے	شَیْئًا۔ کسی چیز کا	اَنْ۔ یہ کہ
یَّقُوْلَ۔ کہتا ہے	لَهٗ۔ اس کو	کُنْ۔ ہو جا	فَیَکُوْنُ۔ تو ہو جاتا ہے۔
فَسُبْحٰنَ۔ تو پاک ہے	الَّذِیْ۔ وہ کہ	بِیَدِهٖ۔ اسکے ہاتھ میں ہے	مَلَکُوْتُ۔ بادشاہی
کُلِّ۔ ہر	شَیْءٍ۔ چیز کی	وَ۔ اور	اِلَیْهِ۔ اسی کی طرف
تُرْجَعُوْنَ۔ تم لوٹائے جاؤ گے۔			

خلاصہ تفسیر پانچواں رکوع سورۃ یٰسٓ پ ۲۳

وَمَنْ نُّعَمِّرْهُ نُنَکِّسْهُ فِی الْخَلْقِ اَفَلَا یَعْقِلُوْنَ ۔ اور جسے ہم عمر دیں اسے اس کی تخلیق میں الٹا پھیر دیں تو کیا عقل سے کام نہیں لیتے۔

یعنی طویل العمر ہونے کے بعد ضعف و ناتوانی اُن پر لوٹ آتی ہے جیسے بچہ اٹھتے بیٹھتے گرتا ہے ایسا ہی طویل العمر ناتوان بڈھا بھی چلنے بیٹھتے گرنے پڑنے لگتا ہے اور حواس میں اتنا ضعف ہو جاتا ہے کہ بہکی بہکی باتیں کرنے لگ جاتا ہے تو منکروں کو عقل سے کام لینا چاہئے کہ جس قادر علی الاطلاق میں انسان کے احوال زندگی بدلنے کی اتنی طاقت ہے کہ طفولیت کے ضعف و ناتوانی کو شباب اور جوانی کی آہن شکن قوتوں سے بدل کر ویسا ہی ضعیف و ناتوان بنا دیتا ہے اور جوانی کی تمام قوتیں سلب کر کے اسے ایسا حقیر و ناتوان بنا دیتا ہے کہ نشست و برخاست میں بھی بچے کی طرح سہارے کا محتاج ہو جاتا ہے اور عقل بھی کام نہیں کرتی۔ حافظہ بھی جواب دیدیتا ہے حتی کہ اعزہ و اقربا کی پہچان بھی نہیں رہتی تو جو اتنا عظیم

انقلاب کرنے پر قادر ہے وہ آنکھ دے کر ملمس اعین پر بھی قادر ہے صورت بخش کر مسخ بھی کرنے کی قدرت رکھتا ہے اور موت دے کر زندہ کرنے کی قوت بھی رکھتا ہے۔

وَمَا عَلَّمْنٰهُ الشِّعْرَ وَمَا يَنْۢبَغِيْ لَهٗ ۭ اِنْ هُوَ اِلَّا ذِكْرٌ وَّقُرْاٰنٌ مُّبِيْنٌ. اور ہم نے انہیں شعر نہیں سکھایا اور نہ انہیں وہ شایان شان ہے وہ تو نہیں مگر نصیحت اور روشن قرآن ہے۔

اس کے معنی یہ ہو سکتے ہیں کہ اللہ تعالٰے نے حضور کو شعر گوئی کی تعلیم نہیں دی۔

یا یہ معنی ہو سکتے ہیں کہ قرآن کریم میں شعر گوئی کی تعلیم نہیں بلکہ وہ نصیحت اور روشن ہدایت ہے۔

الشعر سے مراد باقتضاء الف لام لغو کلام اور کاذب بیان ہے خواہ وہ کلام موزون اور مقفٰے ہو یا غیر موزوں تک بندی ہو۔

جیسے شاعر اور ماثر کا ایک قصہ ہے کہ کوئی شاعر باغ میں گلگشت کر رہا تھا کہ اچانک ایک تک بند آگیا اور شاعر سے پوچھنے لگا تو کیستی ؟

تو شاعر نے جواب دیا مَن شاعرم مگر تو کیستی ؟

اس نے جواب دیا من ماثرم

شاعر سے پوچھا آپ کون ہیں اس نے کہا میں شاعر ہوں لیکن تو بتا کہ تو کون ہے اس نے جواب دیا کہ میں ماثر ہوں۔

شاعر نے کہا ماثر کیا ہوتا ہے تو اس نے کہا شاعر کیا ہوتا ہے۔

اس کے جواب میں شاعر نے کہا شاعر وہ ہے جو شعر کہے تو اس نے اس کے وزن پر جواب دیدیا کہ ماثر وہ ہے جو مثر کہے۔

شاعر نے پوچھا مثر کیا ہوتا ہے اس نے کہا شعر کیا ہوتا ہے۔

شاعر نے کہا شعر یہ ہے رفتار تو شرمندہ کند کبک دری را

ماثر نے کہا مثر ایسے ہوتا ہے مربار تو مرمندہ کند مرم مری را

خلاصہ یہ کہ لغو شاعری شایان شان اقدس نہ تھی اسی بنا پر وَمَا عَلَّمْنٰهُ الشِّعْرَ فرمایا کہ لغو کلام کاذب بندشوں پر ہم نے اپنے حبیب کو نہیں سکھایا۔

اس میں اس امر کی طرف اشارہ ہے کہ حضور سید یوم النشور صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالی نے علوم اولین وآخرین سے نوازا اور کشف حقائق پر قوت دی چنانچہ حضور کے معلومات نفس الامر ہیں اور آپ کے کلام میں کذب شعری نہیں۔

اس میں وہ شعر جو کلام موزون سے ہو اس کی نفی لازم نہیں آتی جیسے حضور نے میدان جنگ میں یہ شعر کلام موزون میں فرمایا۔

اَنَا النَّبِیُّ لَا کَذِبْ اَنَا ابْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبْ

تعمیر مسجد نبوی کے موقعہ پر ایک پتھر سے انگشت سبابہ میں ضرب آگئی اور وہ خون دینے لگی تو آپ نے فرمایا۔

وَمَا اَنْتِ اِلَّا اِصْبَعٌ دُمِیْتِ وَفِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ مَا لَقِیْتِ

آیہ کریمہ کا شان نزول

کفار مکہ نے کہا تھا کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم شاعر ہیں اور جس کلام کو وہ کلام الٰہی بتاتے ہیں وہ شعر ہے اس سے مراد یہ تھی کہ کلام اللہ کو کلام کاذب قرار دیں جیسا کہ قرآن کریم میں ارشاد ہے کہ کفار نے کہا بَلِ افْتَرَاہُ بَلْ ھُوَ شَاعِرٌ اس کا رد اس آیت کریمہ میں فرمایا کہ وَمَا عَلَّمْنٰہُ الشِّعْرَ وَمَا یَنْبَغِیْ لَہٗ یعنی ہم نے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کو ایسی باطل گوئی کا ملکہ ہی نہیں دیا اور یہ کتاب حکیم اشعار واکاذیب پر مشتمل ہی نہیں ہے۔

یہ کفار زبان سے بدذوق اور نظم عروض سے ناواقف تو نہ تھے کہ نثر کو نظم کہہ دیں مگر اپنے عناد کے ماتحت جانتے بوجھتے کلام پاک کو شعر عروض بتانے کی جرأت کر بیٹھے اور کسی کلام کا محض وزن عروض پر ہونا قابل اعتراض نہیں ہوتا۔

اس سے ثابت ہوا کہ ان بے دینوں کا کلام پاک کو شعر کہنے سے کلام کاذب بتانا مقصود تھا۔

(مدارک۔ جمل۔ روح البیان)

حضرت شیخ اکبر قدس سرہ نے اس آیت کریمہ کے معنی میں فرمایا کہ مفہوم آیت یہ ہے کہ ہم نے اپنے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو کلام مجمل عطا نہیں فرمایا اور ہم نے ان کے ساتھ اجمالاً خطاب بھی نہیں کیا کہ اس کے معنی مخفی رہنے کا احتمال ہو بلکہ ایسا صاف اور صریح کلام فرمایا ہے کہ جس سے تمام حجاب اٹھ جائیں اور علوم روشن ہوں۔

اور چونکہ شعر میں اجمال ہوتا ہے اس لیے شعر کے علم کی نفی فرما کر اس کے معنی بیان فرما دیے اور صاف ظاہر کر دیا کہ کلام اللہ کیا ہے۔

اِنْ ھُوَ اِلَّا ذِکْرٌ وَّقُرْاٰنٌ مُّبِیْنٌ۔ وہ نصیحت اور روشن کلام ہے۔ تاکہ

لِیُنْذِرَ مَنْ کَانَ حَیًّا وَّیَحِقَّ الْقَوْلُ عَلَی الْکٰفِرِیْنَ۔ تاکہ وہ کلام اسے ڈرائے جو ایمانی زندگی میں

ہے اور کافروں پر بات ثابت ہو جائے۔

یعنی کہاں شعر و نغز گوئی اور کہاں صاف وصریح حق و ہدایت۔ یہ آسمانی کتاب تو تمام علوم کی جامع ہے برخلاف شعر کے کہ وہ مجموعۂ اکاذیب ہے (ماخوذ از کبریت احمر)

مَنْ کَانَ حَیًّا سے مراد زندہ دل مومن ہے کہ وہ ایمان کے ساتھ زندہ ہے اور اس کے مقابل کافر مردہ ہے کہ وہ زہر کفر و شرک سے مرا ہوا ہے اس پر حکم الٰہی قائم ہو چکا ہے آگے ارشاد ہے۔

اَوَلَمْ یَرَوْا اَنَّا خَلَقْنَا لَهُمْ مِّمَّا عَمِلَتْ اَیْدِیْنَاۤ اَنْعَامًا فَهُمْ لَهَا مٰلِكُوْنَ۔ کیا نہ دیکھا انہوں نے کہ ہم نے اپنے ید قدرت کے بنائے ہوئے چوپائے ان کے لیے پیدا کیے تو وہ ان کے مالک ہیں۔

وَذَلَّلْنٰهَا لَهُمْ فَمِنْهَا رَكُوْبُهُمْ وَمِنْهَا یَاْكُلُوْنَ۔ اور انہیں ان کا دست نگر کر دیا کہ کسی پر سوار ہوتے ہیں اور کسی کو کھاتے ہیں۔

وَلَهُمْ فِیْهَا مَنَافِعُ وَمَشَارِبُ اَفَلَا یَشْكُرُوْنَ۔ اور ان کے لیے ان چوپایوں میں کئی طرح کے منافع ہیں اور پینے کی چیزیں ہیں تو کیا شکر گذار نہ ہوں گے۔

یعنی چوپائے پیدا کر کے انہیں انسان کے لیے مسخر اور زیر حکم کیا اور ان میں ان کے لیے متعدد منافع رکھے کہ کھال سے لباس اور فرش بنائیں اون اتار کر کمبل تیار کریں اور دودھ نکال کر پئیں اسے جما کر اس سے مکھن بنائیں ہڈیوں سے کھاد کا کام لیں آنتوں سے روئی دھنکنے کے لیے تانت بنائیں اور متعدد کام میں لائیں گوشت کھائیں اور ماء اللحم تیار کریں وغیرہ وغیرہ منفعتیں حاصل کریں تو اللہ تعالیٰ کی ایسی بیش بہا نعمتوں کا معائنہ کر کے بھی شکر نہیں کرتے اور ایسے خالق و مالک و رازق کے ہوتے ہوئے بھی

وَاتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اٰلِهَةً لَّعَلَّهُمْ یُنْصَرُوْنَ لَا یَسْتَطِیْعُوْنَ نَصْرَهُمْ وَهُمْ لَهُمْ جُنْدٌ مُّحْضَرُوْنَ۔ اور وہ اللہ کے سوا دوسرے خدا ٹھہراتے ہیں اس امید پر کہ وہ ان کی مدد کریں کبھی طاقت نہیں رکھتے کہ کسی کی وہ مدد کریں بلکہ وہ ان کے لشکر گرفتار شدہ بارگاہ الٰہی میں حاضر آئیں گے۔

یعنی اللہ کے سوا بتوں کو معبود بنانے والے ایسی امید میں ان کی پوجا کرتے ہیں کہ ان سے انہیں مدد ملے گی اور بوقت مصیبت وہ ان کی اعانت کریں گے حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ ان کی اعانت ممکن ہی نہیں کیونکہ وہ جماد محض اور بے جان ہیں ان میں بولنے تک کی قدرت نہیں بے شعور محض اور ذلیل پتھر ہیں بلکہ ان کافروں کی پوجا پاٹ کی وجہ سے وہ بھی جہنم میں ڈال دیے جائیں گے تاکہ ان پر واضح ہو جائے کہ ان کے فعل ذمیم کی سزا انہیں تو ملی مگر ان کے معبود بھی انہیں کے ساتھ جہنم میں ہیں۔ اس کے بعد حضور صلے اللہ علیہ وسلم سے خطاب ہے چنانچہ ارشاد ہے۔

فَلَا یَحْزُنْکَ قَوْلُھُمْ اِنَّا نَعْلَمُ مَا یُسِرُّوْنَ وَمَا یُعْلِنُوْنَ۔ تو (اے محبوب) تم ان کی اس بات کا غم نہ کرو ہم جانتے ہیں جو وہ چھپاتے ہیں اور ظاہر کرتے ہیں۔

اس میں حضور صلے اللہ علیہ وسلم کو تسلی کے طور پر ارشاد فرمایا گیا کہ کفار کی تکذیب و انکار اور ان کی ایذا دہی سے آپ غمگین نہ ہوں ہم ان کے خفیہ و علانیہ تمام عمل جانتے ہیں اسکی انہیں سزا دیں گے۔

آگے ارشاد ہے جو عاص بن وائل یا ابو جہل اور بقول مشہور ابی بن خلف جمحی کو اس کے انکار بعثت کے جواب میں ہے وہ کہتا تھا اِنْ ھٰذَا اِلَّا حَیٰوتُنَا الدُّنْیَا نَمُوْتُ وَنَحْیَا وَمَا نَحْنُ بِمَبْعُوْثِیْنَ۔ ہم دنیا کی زندگی میں مرتے جیتے ہیں اس کے بعد مر کر اٹھنا غلط ہے چنانچہ جواب دیا گیا۔

اَوَلَمْ یَرَ الْاِنْسَانُ اَنَّا خَلَقْنٰہُ مِنْ نُّطْفَۃٍ فَاِذَا ھُوَ خَصِیْمٌ مُّبِیْنٌ وَضَرَبَ لَنَا مَثَلًا وَّنَسِیَ خَلْقَہٗ قَالَ مَنْ یُّحْیِ الْعِظَامَ وَھِیَ رَمِیْمٌ۔ کیا آدمی نے نہ دیکھا کہ ہم نے اسے نطفہ کے ایک قطرہ سے پیدا کیا تو اب وہ کھلا جھگڑالو ہے اور ہم پر مثال دیتا ہے اور اپنی پیدائش کو بھول گیا کہتا ہے کون زندہ کرے گا گلی ہڈیاں جو ریزہ ریزہ ہو جائیں گی۔

اس کا واقعہ یہ ہے کہ عاص بن وائل یا ابو جہل یا ابی بن خلف جمحی حضور سے بحث و تحقیق کے لیے آیا اور اپنے ہاتھ میں ایک گلی ہوئی ہڈی لایا اسے چٹکی سے توڑتا اور ہوا میں مل کر اڑاتا اور حضور سے عرض کرتا آپ کے خیال میں اس ہڈی کے ریزے زندہ ہوں گے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں یہ زندہ ہوں گے اور تجھ جیسے سرکش جھگڑالو کو زندہ کر کے اللہ تعالیٰ جہنم میں ڈالے گا اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی اور ارشاد ہوا۔

قُلْ یُحْیِیْھَا الَّذِیْٓ اَنْشَاَھَآ اَوَّلَ مَرَّۃٍ وَّھُوَ بِکُلِّ خَلْقٍ عَلِیْمٌ۔ اے محبوب اسے فرما دیجئے کہ گلی ہڈی وہی زندہ کرے گا جس نے پہلی بار انہیں بنایا اور اسے ہر پیدائش کا علم ہے۔

یعنی گلی ہڈی کا بکھر جانے کے بعد اللہ تعالے کی قدرت سے زندگی قبول کرنا اپنی نادانی سے محال جانتا ہے وہ کتنا احمق ہے کہ اپنی ابتداء کو نہیں دیکھتا کہ اسے اللہ تعالے نے ہڈی سے بھی حقیر تر قطرہ سے پیدا کیا اس میں جان ڈالی اسے پروان چڑھایا حتی کہ آدمی بنا دیا تو آج وہ غرور و نخوت سے اس کی قدرت کا منکر ہے اور ہمارے حبیب سے جھگڑتا ہے اتنا نہیں دیکھتا کہ قطرہ بے جان میں جان ڈالنا جس کے لیے آسان ہے ہڈی کو زندہ کر دینا اسے کیا مشکل ہے اور وہ ہر قسم کی خلق کا عالم ہے حتی کہ وہ گلی ہڈی ہاتھ سے مسل کر مثال دیتا ہے حالانکہ

نِ الَّذِیْ جَعَلَ لَکُمْ مِّنَ الشَّجَرِ الْاَخْضَرِ نَارًا فَاِذَآ اَنْتُمْ مِّنْہُ تُوْقِدُوْنَ۔ جس نے تمہارے لیے

سر سبز درخت سے آگ پیدا کر دی جسے تم سلگاتے ہو۔

ایک تحقیق اس کی یہ ہے کہ ریل کا کوئلہ کان کی شکل میں جو نکلتا ہے وہ سر سبز درختوں کے سیلاب میں بہ جانے کے بعد حرارت ارضی سے سیاہ ہو کر نکلتا ہے تو سر سبز درخت جیسے سلگایا جائے تو آگ بن جاتا ہے۔

دوسری تحقیق یہ ہے کہ عرب میں دو درخت ہوتے ہیں جو جنگلوں میں پائے جاتے ہیں ایک کا نام مرخ ہے اور دوسرے کا نام عفار ان کی خاصیت یہ ہے کہ جب ان کی سبز شاخیں کاٹ کر ایک دوسرے سے رگڑیں تو ان سے آگ نکلتی ہے باآنکہ وہ اتنی تر ہوتی ہیں کہ ان سے پانی ٹپکتا ہے۔

اس میں قدرت الٰہی کی یہ عجیب صنعت ہے کہ آگ پانی ایک جا جمع ہیں نہ پانی آگ بجھاتا ہے نہ آگ پانی خشک کرتی ہے۔

تو اس قادر مطلق کی قدرت کاملہ سے کیا بعید ہے اگر وہ ایک جسم کو موت کے بعد پھر زندہ کر دے پھر یہ شان قدرت دیکھ کر بھی اگر انکار کیا جائے تو اسے عناد اور جہل کے سوا کیا کہا جائے گا آگے ارشاد ہے اَوَلَیْسَ الَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ بِقٰدِرٍ عَلٰٓی اَنْ یَّخْلُقَ مِثْلَهُمْ بَلٰی وَهُوَ الْخَلّٰقُ الْعَلِیْمُ اِنَّمَآ اَمْرُهٗٓ اِذَآ اَرَادَ شَیْئًا اَنْ یَّقُوْلَ لَهٗ كُنْ فَیَكُوْنُ فَسُبْحٰنَ الَّذِیْ بِیَدِهٖ مَلَكُوْتُ كُلِّ شَیْءٍ وَّاِلَیْهِ تُرْجَعُوْنَ۔ کیا وہ جس نے آسمان اور زمین بنائے ان جیسے اور نہیں بنا سکتا۔ کیوں نہیں اور وہ بڑا پیدا کرنے والا سب کچھ جانتا ہے اور اس کا کام تو یہی ہے کہ جب کسی چیز کو چاہتا ہے تو اسے فرماتا ہے ہو جا وہ فوراً ہو جاتی ہے تو پاکی ہے اس کے وجہ منیر کو جس کے ید قدرت میں ہر چیز کا قبضہ ہے اور تم اسی کی طرف پھیرے جاؤ گے۔

خلاصہ یہ کہ وجود مخلوقات اس کے حکم کے تابع ہے اور آخرت میں تمہیں سب کو اسی کی طرف لوٹ کر جانا ہے۔

لغاتِ نادرہ

نُعَمِّرْهُ۔ یہ عمر سے ماخوذ ہے اور عمر زندگی کو کہتے ہیں۔

نُنَكِّسْهُ۔ نکس سے ماخوذ ہے۔ اوندھا کرنے اور بدپرہیزی سے صحت مند ہو کر الٹا مرض کی طرف لوٹ جانے کے معنی دیتا ہے۔

یَحِقَّ الْقَوْلُ - حق کے معنی ہیں ثبوت و وجوب کے جیسے حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا غسل یَوْمِ الْجُمُعَۃِ حَقٌّ عَلٰی کُلِّ مُسْلِمٍ - اس کے معنی ہیں کہ غسل جمعہ ثابت و واجب ہے ہر مسلم پر۔
وَذَلَّلْنٰھَا لَھُمْ - اس کے معنی ہیں صَیَّرْنٰھَا شُقَادَۃً - اس لیے کہ ذلت کے معنی مغلوب و عاجز کے ہیں اور عجز اطاعت و انقیاد کو لازم ہے۔
خَصِیْمٌ - بروزن فعیل مبالغہ کا صیغہ ہے اس کے معنی شدید الخصومت ہیں یعنی بڑا جھگڑالو۔
رَمِیْمٌ - یہ بھی مبالغہ کا صیغہ ہے بہت پرانی بوسیدہ ہڈی مبالغہ میں مذکر مؤنث یکساں ہیں رَمِیْمَۃٌ یہاں کہنا ضروری نہیں۔
تُوْقِدُوْنَ - وَقد سے ہے آگ کا لپٹیں مارنا اور بھڑکنا - بہت سخت گرمی - تُوْقِدُوْنَ سلگانے کے معنی میں آتا ہے۔

مختصر تفسیر اردو پانچواں رکوع سورۃ یٰسٓ پ ۲۳

وَمَنْ نُّعَمِّرْہُ نُنَکِّسْہُ فِی الْخَلْقِ اَفَلَا یَعْقِلُوْنَ - اور جس کی عمر ہم بڑھائیں اسے پہلی عمر میں پلٹ دیتے ہیں تو کیا تمہیں عقل نہیں۔
یعنی عمر بڑھا کر پھر اسے ایسی حالت ضعف میں پلٹتے ہیں کہ انتہاء ضعف کی وجہ سے وہ چلنے پھرنے سے بھی معذور ہو جاتا ہے۔
چنانچہ حضرت سفیان فرماتے ہیں اِنَّ التَّنَکُّسَ فِیْ سِنِّ ثَمَانِیْنَ سَنَۃً - طفولیت کی ناتواں عمر کی طرف پلٹنا اسی سال کی عمر میں ہوتا ہے۔
اور صحیح یہ ہے کہ زمانۂ ضعف انسان پر باختلاف امزجہ و عوارض یکساں عمر پر نہیں آتا کسی کو ساٹھ کی عمر میں کسی کو ستر کی عمر میں اور کسی کو اسی سال بلکہ نوے سال بلکہ سو سال کی عمر میں ضعف آتا ہے۔ بہر حال جوانی اور شباب کے ایام گذر جانے کے بعد ایک نہ ایک عمر میں انسان کو اسی ضعف میں پلٹنا پڑتا ہے جو ضعف ایام طفولیت میں ہوتا ہے۔
نکس کے معنی پلٹنے کے ہیں یعنی ایام طفولیت میں بچہ کی سمجھ بوجھ صحیح نہیں ہوتی پھر جوانی اور شباب میں فہیم و عقیل ہو جاتا ہے پھر عمر شیب میں اس کی عقل اور فہم و فراست بھی جواب دے دیتی ہیں اور اعضاء بھی اتنے ضعیف ہو جاتے ہیں کہ بچوں کی طرح اٹھنے بیٹھنے میں تکلف ہوتا ہے۔ تو

جس قادر مطلق ہیں یہ قدرت ہے وہ طمس و مسخ پر کیوں قادر نہیں۔

وَمَا عَلَّمْنٰهُ الشِّعْرَ وَمَا يَنْۢبَغِيْ لَهٗ اِنْ هُوَ اِلَّا ذِكْرٌ وَّقُرْاٰنٌ مُّبِيْنٌ لِّيُنْذِرَ مَنْ كَانَ حَيًّا وَّيَحِقَّ الْقَوْلُ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ۔ اور ہم نے اپنے حبیب کو شعر نہ سکھایا اور نہ یہ ان کی شایان شان ہے یہ تو شعر نہیں مگر نصیحت اور قرآن روشن ہے تاکہ ڈر سنائے اس قوم کو جو روح ایمان کے ساتھ زندہ ہے۔ اور قوم کفار پر حق ثابت ہو جائے۔

آیۂ کریمہ میں اس امر کو واضح فرمایا گیا کہ یہ قرآن حکیم منفی بہ جمیع منافع دینیہ و دنیویہ ہے اس میں اور شعر میں ثریا اور ثری جیسا فرق ہے یہی وجہ ہے کہ باعتبار الفاظ بھی اس میں نہ وزن شعری ہے نہ قافیہ بندی اور باعتبار معنی بھی شعر نہیں اس لیے کہ شعر نام ہے تخیلات منفرہ کا اور اس میں سوا استعارات کاذبہ کچھ نہیں ہوتا چنانچہ شعر یہ ہے۔

ٹانکا کوئی بھیر ٹوٹ گیا زخم جگر کا   تھمتا نہیں ایک دم جو لہو دیدۂ تر کا

بھلا غور فرمائیں کہ دیدۂ تر کا لہو اور زخم جگر کا ٹانکا اس میں کہاں کی حقیقت ہے اول تو جگر اس چیز کا نام ہے جس میں ٹانکا لگنا ہی ممکن نہیں کہ وہ تو مضغہ کا ہے ٹانکا ہمیشہ جلد میں لگ سکتا ہے نہ کہ مضغہ یا علقہ میں۔ اور اگر چہ

یہ صحیح ہے کہ بخارات جگر سے جب اٹھتے ہیں تو آنسو آجاتے ہیں نہ کہ خونِ جگر کا آنکھوں سے بہنے لگے ایسے ہی فارسی کے شعرا کا حال ہے چنانچہ بڑا فاضل شاعر کہتا ہے۔

گر بہ بازیچہ شوم مجرم ارباب کلام   خندہ بر جوہر فرد است دلیل تقسیم

یعنی دہن معشوق جسے ہم نقطہ کے مشابہ مانتے ہیں اور نقطہ وہ ہے جس کی تجزی نہ ہو آج ہمارے فرضی معشوق کے ہنسنے سے ثابت ہو گیا کہ جزو لایتجزی بھی منقسم ہو سکتا ہے۔

یہاں اس امر پر غور کیا جائے کہ دہن معشوق کو اگر شعرا نقطہ مان کر جزو لایتجزی فرض کرلیں۔ تو اہل نظر اسے کبھی جزو لایتجزی ماننے کے لیے تیار نہیں۔

ایسے ہی عربی شعرا خیالات فاسدہ کاسدہ کا مظاہرہ کر گئے ہیں چنانچہ ابو نواس کہتا ہے۔

تَبَدّٰى فِي الظَّلَامِ فَقُلْتُ بَدْرًا   تَجَلّٰى فِي السَّوَادِ عَلَى الْعِبَادِ

یہاں بھی اکاذیب کا طومار ہے بھلا کسی کا کسی کے سامنے آنے سے چاند کا منظر نور کے ساتھ کہاں سے آسکتا ہے اور اندھیرے میں روشنی کا متخیل ہونا کیسے ممکن ہے۔

اور یہاں حضور کی ذات اقدس کو عیوب سے پاک کرنا مقصود ہے چنانچہ امام محمد بوصیری رحمہ

فرماتے ہیں۔

خُلِقْتَ مُبَرَّأً مِّنْ کُلِّ عَیْبٍ　　　　کَاَنَّکَ قَدْ خُلِقْتَ کَمَا تَشَاءُ

بہرحال آیۂ کریمہ میں یہ بتایا کہ حضور سید عالم صلے اللہ علیہ وسلم کو جو تعلیم دی گئی وہ قرآنی تعلیم ہے اور اس میں اس امر کا رد کیا گیا جو کفار مکہ نے کہا تھا کہ اِنَّ الْقُرْاٰنَ شِعْرٌ وَّ اَلنَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ شَاعِرٌ وَغَرَضُھُمْ مِنْ ذٰلِکَ اَنَّ مَا جَآءَ بِہٖ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ مِنَ الْقُرْاٰنِ اِفْتِرَاءٌ وَتَخْیِیْلٌ وَّحَاشَاہُ ثُمَّ حَاشَاہُ مِنْ ذٰلِکَ۔ قرآن کریم شعر ہے اور نبی صلے اللہ علیہ وسلم شاعر ہیں اور اس کہنے سے ان کی غرض یہ تھی کہ حضور جو کلام الٰہی لائے اور جسے قرآن فرمایا وہ معاذ اللہ افتراء و تخیل ہے اور یہ خیال مشرکین کا محض خیال فاسد و کاسد تھا اسی لیے ارشاد ہوا۔

وَمَا یَنْۢبَغِیْ لَہٗ۔ ایسے اشعار جو افتراء محض اور خیالات کا مجموعہ ہیں وہ ہمارے حبیب کو زیبا نہیں۔
صاحب مواہب لدنیہ فرماتے ہیں کہ بعض اس طرف گئے کہ جامع کمال ہونے کے اعتبار سے حضور شعر فرمانے پر اگرچہ قادر تھے لیکن آپ پر شعر گوئی حرام کردی گئی۔ چنانچہ وہ لکھتے ہیں۔
اِنَّ مِنَ النَّاسِ مَنْ ذَھَبَ اِلٰی اَنَّہٗ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَانَ لَا یُحْسِنُ الشِّعْرَ اِلَّا اَنَّہٗ یَحْرُمُ عَلَیْہِ اَنْ یُّنْشِدَہٗ۔ آلوسی اس کی تائید میں لکھتے ہیں نَحْوُ الْقَوْلِ بِحُرْمَۃِ اِنْشَاءِ الشِّعْرِ مَقْبُوْلٌ۔ ہاں شاعری کی حرمت والا قول مقبول ہے۔

اور حضور کا مقام تمام انبیاء کے مقام سے بلند ہے اس لیے قدرت علی الشعر حضور کے لیے ماننی ضروری ہے۔ اس لیے کہ حضرت آدم صفی علیہ السلام نے اپنے بیٹے کے قتل کے وقت یہ رباعی فرمائی۔

تَغَیَّرَتِ الْبِلَادُ وَمَنْ عَلَیْھَا　　　　فَوَجْہُ الْاَرْضِ مُغْبَرٌّ قَبِیْحٌ

تَغَیَّرَ کُلُّ ذِیْ طَعْمٍ وَّلَوْنٍ　　　　وَقَلَّ بَشَاشَۃُ الْوَجْہِ الصَّبِیْحِ

اور ابن حاجب لکھتے ہیں کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم کا سب میں بڑا معجزہ قرآن کریم ہے اگر حضور شعر فرماتے تو قرآن کریم پر مشرکین کی تہمت آسکتی تھی اس لیے حضور صلے اللہ علیہ وسلم کا شاعر نہ ہونا بھی ایک معجزہ ہے۔

اور یوم حنین میں حضور کا

اَنَا النَّبِیُّ لَا کَذِبْ　　　　اَنَا ابْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبْ

فرمانا اس پر اعتراض کرنا قابل تسلیم نہیں اس لیے کہ اسے شعر نہیں کہہ سکتے بلکہ کلام مقفی کہیں گے جو علی سبیل القصد زبان درفشاں پر جاری ہو گیا۔

اور ایسے کلام موزون اکثر حضور نے فرمائے اس لیے کہ آپ افصح العرب والعجم ہیں چنانچہ حدیث میں بھی ایسے الفاظ مقفیٰ آتے ہیں حَیْثُ قَالَ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ
کَلِمَتَانِ خَفِیْفَتَانِ عَلَی اللِّسَانِ ثَقِیْلَتَانِ فِی الْمِیْزَانِ حَبِیْبَتَانِ اِلَی الرَّحْمٰنِ سُبْحَانَ اللّٰہِ وَبِحَمْدِہٖ سُبْحَانَ اللّٰہِ الْعَظِیْمِ۔
وَرُوِیَ اَنَّہٗ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَصَابَ اِصْبَعَہُ الشَّرِیْفَۃَ حَجَرٌ فِیْ بَعْضِ غَزَوَاتِہٖ فَدُمِیَتْ فَتَمَثَّلَ بِقَوْلِ الْوَلِیْدِ بْنِ مُغِیْرَۃَ عَلٰی مَا قَالَہُ ابْنُ ہِشَامٍ فِی السِّیْرَۃِ وَابْنِ رَوَاحَۃَ عَلٰی مَا صَحَّحَہُ ابْنُ الْجَوْزِیِّ۔

مَا اَنْتِ اِلَّا اِصْبَعٌ دُمِیْتِ وَفِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ مَا لَقِیْتِ

سیرت ابن ہشام میں ابن رواحہ سے مروی ہے جس کی تصحیح ابن جوزی بھی کرتے ہیں کہ حضور کی انگشت مبارک پتھر سے کسی غزوہ میں زخمی ہوگئی اور خون دینے لگی تو حضور نے فرمایا کہ تو کیا ہے مگر ایک انگلی جو خون دے رہی ہے، حالانکہ اللہ کے راستہ میں تجھے تکلیف پہنچی جو پہنچی اور حضور نے ابن رواحہ کا یہ شعر بھی پڑھا۔

یَبِیْتُ یُجَافِیْ جَنْبَہٗ عَنْ فِرَاشِہٖ اِذَا اسْتَثْقَلَتْ بِالْمُشْرِکِیْنَ الْمَضَاجِعُ

وَرُوِیَ اَنَّہٗ عَلَیْہِ السَّلَامُ اَنْشَدَ۔ حضور نے یہ شعر بھی پڑھا

سَتُبْدِیْ لَکَ الْاَیَّامُ مَا کُنْتَ جَاہِلًا
وَیَاْتِیْکَ مَنْ لَّمْ تُزَوِّدْ بِالْاَخْبَارِ

اس پر صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا۔ لَیْسَ ھٰکَذَا یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اے اللہ کے رسول شعر اس طرح نہیں فَقَالَ عَلَیْہِ السَّلَامُ اِنِّیْ وَاللّٰہِ مَا اَنَا بِشَاعِرٍ وَّلَا یَنْبَغِیْ لِیْ حضور نے فرمایا میں قسم بخدا شاعر نہیں اور شاعری میری شایان شان بھی نہیں

بیہقی اپنی سنن میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے راوی ہیں قَالَتْ مَا جَمَعَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بَیْتَ شِعْرٍ قَطُّ اِلَّا بَیْتًا وَّاحِدًا۔

تَفَاءَلْ بِمَا تَہْوٰی یَکُنْ فَلَقَلَّمَا یُقَالُ لِشَیْءٍ کَانَ اِلَّا تَحَقَّقَ

قَالَتْ عَائِشَۃُ وَلَمْ یَقُلْ تَحَقَّقَا لِئَلَّا یُعْرِبَہٗ فَیَصِیْرَ شِعْرًا

حضرت عائشہ صدیقہ نے فرمایا حضور نے کبھی مصرعہ کا شعر نہیں فرمایا مگر ایک بیت اور مثال میں مذکورہ شعر سنا کر فرمایا کہ اس میں تحققا حضور نے اس لیے نہیں فرمایا کہ کہیں وزن شعری میں پورا نہ ہوجائے

بلکہ تحقق فرمایا۔

بہرحال خلاصہ مقصد سمجھنے کے لیے اس امر کا جاننا ضروری ہے کہ ایک طرف حضور نے شعر و اشعار پسند نہیں فرمائے جیسا مسند احمد بن حنبل میں ہے جیسے حضرت ام المومنین صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کَانَ اَبْغَضُ الْحَدِیْثِ اِلَیْہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ الشِّعْرُ حضور کے نزدیک باتوں میں شعر سب سے زیادہ مبغوض تھا۔

صحیحین میں حضرت ابوہریرہ سے مروی ہے اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ لَاَنْ یَّمْتَلِئَ جَوْفُ اَحَدِکُمْ قَیْحًا خَیْرٌ لَّہٗ مِنْ اَنْ یَّمْتَلِئَ شِعْرًا حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمہارے جوف بطن میں اگر راد پیپ بھر جائے تو اس سے بہتر ہے کہ اس میں شعر بھرا ہو۔

اس کے مقابلہ میں غنیل سے مروی ہے اِنَّہٗ قَالَ کَانَ الشِّعْرُ اَحَبَّ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مِنْ کَثِیْرٍ مِّنَ الْکَلَامِ حضور کو دوسرے کلام سے شعر محبوب ترین تھا۔

اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اکثر شعراء کے کلام پسند آتے تھے۔ چنانچہ بارگاہ رسالت میں ایک غلام بارگاہ نے یہ رباعی سنائی

لَسَعَتْ حَیَّۃُ الْہَوٰی کَبِدِیْ	فَلَا طَبِیْبَ لَہٗ وَلَا رَاقِ
اِلَّا الْحَبِیْبُ الَّذِیْ شُغِفْتُ بِہٖ	فَعِنْدَہٗ رُقْیَتِیْ وَتِرْیَاقِیْ

اس کا ترجمہ علامہ نامی عبدالرحمٰن جامی نے رباعی میں فرمایا۔

بگزید مار عشقت جگر کباب مارا	نہ طبیب می شناسد نہ فسونگرے دوا را
مگر آں حبیب دل برکہ ربود دل ز دستم	بفسونگری گر آید بکند علاج مارا

لبید کا یہ شعر حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے بہت پسند فرمایا تھا

اَلَا کُلُّ شَیْءٍ مَا خَلَا اللّٰہَ بَاطِلٌ	وَکُلُّ خَلْقٍ لَا مُحَالَۃَ زَائِلٌ

حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ استاذ الشعراء حضور کے محبوب نعت خواں تھے چنانچہ انہوں نے حضور کی منقبت میں کہا

مَا اِنْ مَدَحْتُ مُحَمَّدًا بِمَقَالَتِیْ	لٰکِنْ مَدَحْتُ مَقَالَتِیْ بِمُحَمَّدٍ

آپ فرماتے ہیں،

وَشَقَّ لَہٗ مِنْ اِسْمِہٖ لِیُجِلَّہٗ	فَذُوالْعَرْشِ مَحْمُوْدٌ وَھٰذَا مُحَمَّدٌ

اور آپ کا یہ شعر ہے:

وَضَمَّ الْإِلٰہُ اسْمَ النَّبِیِّ مَعَ اسْمِہٖ اِذْ قَالَ فِی الْخَمْسِ الْمُؤَذِّنُ اَشْہَدُ

حضرت مولا کائنات شیر خدا کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں۔

تَغَیَّرَتِ الْمَوَدَّۃُ وَالْاِخَاءُ وَقَلَّ الصِّدْقُ وَانْقَطَعَ الرَّجَاءُ

آپ کا ایک شعر یہ بھی ہے۔

اِنِ افْتَخَرْتَ بِاٰبَاءٍ مَضَوْا سَلَفًا قُلْنَا صَدَقْتَ وَلٰکِنْ بِئْسَمَا وَلَدُوْا

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔

جُدْ بِلُطْفِکَ یَا اِلٰہِیْ مَنْ لَہٗ زَادٌ قَلِیْلٌ مُفْلِسٌ بِالصِّدْقِ یَاْتِیْ عِنْدَ بَابِکَ یَا جَلِیْلُ

حضرت امام زین العابدین رضی اللہ عنہ کا شعر ہے۔

اِنْ نِلْتِ یَا رِیْحَ الصَّبَا یَوْمًا اِلٰی اَرْضِ الْحَرَمِ

بَلِّغْ سَلَامِیْ رَوْضَۃً فِیْہَا النَّبِیُّ الْمُحْتَرَمُ

تو نتیجہ یہ نکلا کہ وہ اشعار جو حضور صلے اللہ علیہ وسلم کو مبغوض تھے وہ تھے جن میں بے معنی لایعنی مجموعہ اکاذیب اور تخیلات و توہمات کا اجتماع ہو۔

اور جو اشعار ہدایت آمیز مضامین سے پر ہوں جن میں توحید و رسالت کے فضائل ہوں جو مناقب و مناعت سید الکونین کا مجموعہ ہوں وہ محمود و مستحسن ہیں چنانچہ حضور کی نعت میں حسان جب اشعار پڑھتے تو مسجد نبوی میں آپ کے لیے منبر لگا یا جاتا اور حضور دعا دیتے اور فرماتے اَللّٰہُمَّ اَیِّدِ الْحَسَّانَ بِرُوْحِ الْقُدُسِ۔ الٰہی حسان کی مدد روح قدس کے ساتھ فرما۔

اور وہ اشعار جن میں ہزلیات و فواحشات مملو ہوں ان سے بہتر ہے کہ انسان کے جوف میں راد پیپ بھرا ہو چنانچہ سورۂ شعراء میں جہاں مذمت شعر ہے وہاں تصریح موجود ہے۔ وَالشُّعَرَاءُ یَتَّبِعُہُمُ الْغَاوُوْنَ۔ اَلَمْ تَرَ اَنَّہُمْ فِیْ کُلِّ وَادٍ یَّہِیْمُوْنَ۔ وہ شعراء جو اپنی غوایت و خواہشات کے تلبع میں وہ وادی فحش و غوایت میں سرگرداں رہتے ہیں۔

جیسے حماسہ۔ متنبی۔ سبعہ معلقہ کا مجموعہ یا دعبل۔ ابو العتاہیہ۔ ابو نواس وغیرہ کے اشعار اور فرزدق ابو الفراس کے اشعار۔

بعد اسلام حضرت حسان رضی اللہ عنہ کے اشعار۔ لبید کے اشعار۔ امام زین العابدین اور امام شافعی اور حضرت صدیق و فاروق و مولا علی کرم اللہ وجہہ۔ امام محمد بوصیری وغیرہ وغیرہ کے اشعار جو منقبت سید دو عالم صلے اللہ علیہ وسلم میں ہیں یہ سراسر محمود ہیں۔ اردو میں اعلیٰ حضرت بریلوی قدس سرہ کا نعتیہ کلام

حسن میاں کا کلام۔ حافظ پیلی بھیتی کا کلام۔ کیفت کا مجموعہ مناعت یہ سب پسندیدہ بارگاہ رسالت ہیں تو خلاصہ کلام یہ نکلا کہ وہ شاعری جو انبیاء، اولیاء کی منقبت میں ہو تاریخی مضامین کا مجموعہ ہو وہ سب مستحسن ہے اور وہ شاعری جس میں کسی خیالی فرضی معشوق کے رخساروں کو سیب آنکھوں کو لیموں سے بھوؤں کو شمشیر سے تشبیہ دے کر کمر کو معدوم قرار دے کر دہن کو نقطہ بنا کر بتایا جائے اور تضییع اوقات کے سوا اس کا کچھ حاصل نہ ہو ایسے اشعار سے بہتر ہے کہ انسان کے جوف میں راد پیپ بھر جائے۔

اور حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے اس کلام کو جو یوم حنین میں اَنَا النَّبِیُّ لَاکَذِبْ اَنَا ابْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبْ فرمایا تھا اسے عروض کے قاعدہ میں شعر نہیں مانا گیا بلکہ اسے کلام منثور ہی کہا۔

اس لیے کہ اس شعر میں ایک مصرعہ کی تقطیع تین بار مستفعلن کہنے سے پوری ہوتی ہے دونوں مصرعے چھ بار مستفعلن کہنے سے پورے ہوتے ہیں۔

اور یہاں مستفعلن کے بعد لاکذب پر پورا مستفعلن نہیں آتا۔ گویا دونوں مصرعوں میں تین مستفعلن آتے ہیں۔

وَاَصْلُہٗ مَاکَانَ عَلٰی مُسْتَفْعِلَنْ سِتَّ مَرَّاتٍ شِعْرًا وَلَا یُسَمّٰی قَائِلُہٗ رَاجِزًا وَّلَا شَاعِرًا۔ اسی لیے اس کا قائل نہ راجز کہلائے گا نہ شاعر۔

اور اس میں دعوی استحالہ کذب علی النبی کی طرف اشارہ ہے۔ گویا اس فرمانے سے اس امر کا اظہار ہے اَنَا النَّبِیُّ وَالنَّبِیُّ لَایَکْذِبْ فَلَسْتُ بِکَاذِبٍ فِیْمَا اَقُوْلُ حَتّٰی اَنْہَزِمَ وَاَنَا مُتَیَقِّنٌ اِنَّ الَّذِیْ وَعَدَنِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی مِنَ النَّصْرِ حَقٌّ فَلَا یَجُوْزُ عَلَیَّ الْفِرَارُ۔ ہم نبی ہیں اور نبی جھوٹ نہیں کہتا تو میں جھوٹا نہیں اس دعوی میں جو فرما چکا اور میں اس پر یقین رکھتا ہوں جو میرے رب نے مجھ سے وعدہ فرمایا ایسی صورت میں یہ ان سے انہزام جائز نہیں چنانچہ آگے ارشاد ہے۔

اِنْ ھُوَ اِلَّا ذِکْرٌ وَّقُرْاٰنٌ مُّبِیْنٌ۔ یہاں اِن نافیہ کے ساتھ فرمایا یہ قرآن کریم نہیں ہے مگر نصیحت اور آسمانی کتاب روشن۔ یعنی یہ کلام شعر نہیں ہے بلکہ کلام الٰہی ہے۔

لِیُنْذِرَ مَنْ کَانَ حَیًّا وَّیَحِقَّ الْقَوْلُ عَلَی الْکٰفِرِیْنَ۔ تاکہ یہ کلام انہیں ڈرائے جو زندہ ہیں اور عذاب واجب کرے اس پر جو کافر ہیں اور حیات ایمانی سے مردہ ہیں۔

یہاں لفظ حیّ فرما کر تشبیہ دی حیات ایمان سے اس لیے کہ مومنین ہی بعد موت حیات ملنے کا اور کفار اِنْ ھِیَ اِلَّا حَیَاتُنَا الدُّنْیَا نَمُوْتُ وَنَحْیٰی وَمَا نَحْنُ بِمَبْعُوْثِیْنَ کا عقیدہ رکھتے ہیں۔

یعنی وہ اپنے اعتقاد کے ماتحت کہتے تھے یہ زندگی دنیا کی ہی زندگی ہے اسی میں جینا ہے اور اسی میں

مرنا اور ہم آخرت میں عذاب نہیں پائیں گے۔ اسی عقیدہ پر وہ مصر تھے۔ اس کے بعد بطریق استفہام انکار ارشاد ہے۔

اَوَلَمْ يَرَوْا اَنَّا خَلَقْنَا لَهُمْ مِّمَّا عَمِلَتْ اَيْدِيْنَآ اَنْعَامًا فَهُمْ لَهَا مٰلِكُوْنَ وَذَلَّلْنٰهَا لَهُمْ فَمِنْهَا رَكُوْبُهُمْ وَمِنْهَا يَاْكُلُوْنَ وَلَهُمْ فِيْهَا مَنَافِعُ وَمَشَارِبُ اَفَلَا يَشْكُرُوْنَ۔ کیا نہیں دیکھتے وہ کہ ہم نے پیدا کیا ان کے لیے اپنے ید قدرت سے چار پائے اور انہیں ان کے ملک کیا اور انہیں ان کے لیے ہر طرح مسخر کر دیا تو ان میں بعض کو سواری میں لیتے اور بعض کو ذبح کر کے کھاتے ہیں اور ان کے لیے ان میں اور منافع بھی ہیں کھانے پہننے کے۔

یعنی ید قدرت سے چار پائے بنا کر ان پر انسان کو قابض کیا اور اتنا مقہور فرمایا کہ ان پر سوار ہو کر سیر کریں اور ذبح کر کے ان کا گوشت استعمال کریں۔ اون اتار کر سویٹر جراب۔ ٹوپ جراب مفلر چادریں بنائیں اور چلڑ رنگ کر جوتیاں اور سوٹ کیس فرش وغیرہ تیار کریں۔ دودھ نکال کر مکھن دہی کھویا پنیر کھائیں وغیرہ وغیرہ۔

تو اس کی قدرت کاملہ کا معائنہ کرتے ہوئے بھی شکر ادا نہیں کرتے۔ باوجودیکہ یہ صنعت ایسی ہے کہ بندہ اس کا مقابلہ کرنے سے قاصر ہے پھر ارشاد ہے۔

وَاتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اٰلِهَةً لَّعَلَّهُمْ يُنْصَرُوْنَ لَا يَسْتَطِيْعُوْنَ نَصْرَهُمْ وَهُمْ لَهُمْ جُنْدٌ مُّحْضَرُوْنَ۔ اور اللہ کے سوا انہوں نے غیر خدا ٹھہرا لئے اس امید پر کہ ان کی مدد ہو ان میں مدد کی طاقت ہی نہیں اور وہ مشرکوں کے ساتھ جماعت کی جماعت حاضر کی جائے۔

ابن ابی حاتم اور ابن منذر حسن اور قتادہ سے راوی ہیں اَلْمَعْنٰى اَنَّ الْمُشْرِكِيْنَ جُنْدٌ لِاٰلِهَتِهِمْ فِي الدُّنْيَا مُحْضَرُوْنَ لِلنَّارِ فِي الْاٰخِرَةِ۔ وَهُمْ لَهُمْ جُنْدٌ مُّحْضَرُوْنَ کے یہ معنی ہیں کہ مشرکین کے لشکر اپنے معبودوں کے لیے دنیا میں جیسے جمع ہوتے ہیں آخرت میں جہنم کی آگ کے لیے سب حاضر کیے جائیں گے اعانت و نصرت کہاں سے کریں گے۔

اس کے بعد حضور صلے اللہ علیہ وسلم کو تسلیۃً ارشاد ہے۔

فَلَا يَحْزُنْكَ قَوْلُهُمْ اِنَّا نَعْلَمُ مَا يُسِرُّوْنَ وَمَا يُعْلِنُوْنَ۔ اے محبوب آپ کو ان کے اقوال غمگین نہ کریں ہم جانتے ہیں جو کچھ وہ خفیہ کرتے ہیں اور جو کچھ علانیہ کرتے ہیں۔

یعنی جب ان کا یہ حال اپنے رب عزوجل کے ساتھ ہے کہ اس کے مقابل انہوں نے غیر خدا بنا لیے تو آپ ان کے اس قول سے غمگین نہ ہوں کہ وہ آپ کی شان میں بکتے ہیں کہ هُوَ شَاعِرٌ هُوَ سَاحِرٌ

مَّجْنُوْنٌ ۔ وہ شاعر ہیں ساحر ہیں۔ مجنون ہیں۔ تو جب وہ اپنی سخافت عقل سے ایسا ایسا کہتے اور انواع واقسام کی بکواس کرتے ہیں ان کا خفیہ اعلانیہ ہر فعل ہمیں معلوم ہے ہم ان کے ہر عمل کا بدلہ دیں گے اور انہیں جہنم میں ڈالیں گے۔

اور ان کا مرنے کے بعد اٹھنے کا انکار بھی ان کی بے عقلی کی صاف نشانی ہے ورنہ ہم بتلاتے ہیں کہ انکا انکار بعث اسی بنا پر ہے کہ وہ مرکر مٹی میں مل جائیں گے اور مٹی میں جان پڑنا محال ہے اسی لیے تو انہوں نے کہا مَنْ یُّحْیِی الْعِظَامَ وَھِیَ رَمِیْمٌ ۔ ءَاِذَا مِتْنَا وَكُنَّا تُرَابًا ذٰلِكَ رَجْعٌۢ بَعِيْدٌ ۔ لیکن اس امر پر غور نہیں کرتے کہ ان کی ابتدا کس چیز سے ہوئی چنانچہ ارشاد ہے۔

اَوَلَمْ يَرَ الْاِنْسَانُ اَنَّا خَلَقْنٰهُ مِنْ نُّطْفَةٍ فَاِذَا هُوَ خَصِيْمٌ مُّبِيْنٌ ۔ کیا نہ دیکھا انسان نے کہ ہم نے اسے پیدا کیا نطفہ سے تو وہ کھلا جھگڑالو ہے۔

آیہ کریمہ سے واضح ہوتا ہے کہ انکار بعث بعد الموت جو کرتا ہے وہ اپنی ابتداء تخلیق سے بےخبر ہے اس لیے کہ اس کی ابتداء نطفہ سے ہوئی ہے اور نطفہ وہ ذلیل وقلیل قطرہ ہے جس میں جان نہیں ہے اور اتنا ناپاک ہے کہ کپڑے یا جسم پر لگ جائے تو بغیر پاک کیئے نماز نہ ہو۔

خَلَقْنٰهُ مِنْ نُّطْفَةٍ ۔ اس آیت کریمہ میں دلیل بعث بعد الموت ہے چنانچہ آلوسی فرماتے ہیں اَیْ اَلَمْ یَتَفَکَّرِ الْاِنْسَانُ وَلَمْ يَعْلَمْ اَنَّا خَلَقْنٰهُ مِنْ نُّطْفَةٍ ۔ کیا وہ انسان جو بعث بعد الموت کا منکر ہے اس نے غور نہ کیا کہ وہ پیدا ہی نطفہ سے ہوا تھا جو بے جان اور جماد محض ہے۔

تو جب قطرۂ بے جان سے اول پیدا کیا گیا تو اس کے بعد دوبارہ پیدا کرنا اس قادر قیوم پر کیوں کر مشکل سمجھا جاتا ہے۔

بلکہ اگر غور کیا جائے تو ماننا پڑتا ہے کہ ابتداء تخلیق مشکل ہے اور دوبارہ بنانا تو آسان ہے مگر فَاِذَا هُوَ خَصِيْمٌ مُّبِيْنٌ ۔ وہ ہے کہ بلا دلیل جھگڑتا اور انکار کرتا ہے۔

گویا آیۂ کریمہ میں یہ فرمایا گیا کہ انسان نے کیا یہ نہ دیکھا کہ ہم نے اسے اخس اشیاء سے اور قطرۂ نہیں سے جب بنایا تو آج وہ ہمارے سامنے جھگڑتا ہوا آرہا ہے اور وَنَسِيَ خَلْقَهٗ قَالَ مَنْ يُّحْيِ الْعِظَامَ وَهِيَ رَمِيْمٌ ۔ اپنی ابتدا بھول گیا اور کہتا ہے کون ہڈیاں زندہ کرے گا جب وہ بوسیدہ اور مٹی ہوں گی۔ اس کا جواب فرمایا گیا کہ اے محبوب قُلْ يُحْيِيْهَا الَّذِيْٓ اَنْشَاَهَآ اَوَّلَ مَرَّةٍ ۔ فرمادیجئے وہی زندہ کرے گا جس نے پہلی بار اسے زندہ فرمایا۔

یہاں انسان سے مراد جنس ہے اور خصیم سے مراد وہ کافر ہے جو منکر بعث بعد الموت ہے۔

چنانچہ آیہ کریمہ کے شان نزول میں ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں جَاءَ الْعَاصُ بْنُ وَائِلٍ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِعَظْمٍ حَائِلٍ فَفَتَّہٗ بِیَدِہٖ فَقَالَ یَا مُحَمَّدُ اَیُحْیِی اللّٰہُ تَعَالٰی ھٰذَا بَعْدَ مَا اَرَمَ قَالَ نَعَمْ یَبْعَثُ اللّٰہُ تَعَالٰی ھٰذَا ثُمَّ یُمِیْتُکَ ثُمَّ یُحْیِیْکَ ثُمَّ یُدْخِلُکَ نَارَ جَھَنَّمَ فَنَزَلَتِ الْاٰیَاتُ۔

عاص بن وائل حضور کی خدمت میں ایک گلی ہڈی لے کر آیا اور اسے چٹکی میں ملتا ہوا بولا حضور کیا اللہ اسے بھی زندہ کرے گا جو گل کر مٹی ہو گئی ہے حضور نے فرمایا ہاں اللہ اسے زندہ کرے گا پھر تجھے موت دے گا پھر زندہ فرمائے گا پھر تجھے جہنم میں داخل فرمائے گا تو یہ آیتیں اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس کے جواب میں نازل ہوئیں۔

اور ابن مردویہ کی روایت میں ہے کہ آنے والا اور یہ سوال کرنے والا ابی بن خلف تھا یہ وہی ابی ہے جسے حضور نے یوم احد میں قتل فرمایا۔

اور درمنثور میں بھی ایسا ہی ابی مالک اور مجاہد اور قتادہ اور سدی اور عکرمہ سے منقول ہے۔

اور ایک روایت میں ہے کہ یہ آنے والا ابوجہل بن ہشام تھا۔

ایک روایت میں ہے کہ عبداللہ بن ابی تھا۔

اور ایک روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ امیہ بن خلف تھا۔

اور ممکن ہے کہ اختلاف روات کی وجہ یہ ہو کہ یہ تمام کافر علیحدہ علیحدہ یہ اعتراض لائے ہوں۔ اب آگے ارشاد ہے۔

وَضَرَبَ لَنَا مَثَلًا وَّنَسِیَ خَلْقَہٗ قَالَ مَنْ یُّحْیِ الْعِظَامَ وَھِیَ رَمِیْمٌ قُلْ یُحْیِیْھَا الَّذِیْٓ اَنْشَاَھَآ اَوَّلَ مَرَّۃٍ وَھُوَ بِکُلِّ خَلْقٍ عَلِیْمُ۔ اور ہمارے لیے کہاوت بناتا ہے اور اپنی پیدائش کو بھولتا ہے اور کہتا ہے کون ہڈیاں زندہ کرے گا جبکہ وہ بوسیدہ ہو کر مٹی ہو چکی ہوں گی۔ اے محبوب فرما دیجیے انہیں وہی زندہ کرے گا جس نے اول اسے بنایا اور ہر قسم کی تخلیق کا عالم ہے۔

یعنی اللہ تعالیٰ کی شیون قدرت پر انواع و اقسام کی مثال دے کر بعث بعد الموت پر استبعاد عقلی پیش کرتا ہے حالانکہ یہ حقیقت ہے کہ معدوم کو کتم عدم سے منصۂ شہود پر لانا جتنا مشکل ہے اتنا دوبارہ بنانا دشوار نہیں ہوتا۔

اور یہ باعتبار مثال یا بنسبت الی المخلوق کہا جا سکتا ہے اس لیے کہ وہ خالق مطلق تو وہ ذات ہے کہ اس کے لیے سوا اتباع کے کوئی شے محال ہی نہیں۔

البتہ ممتنع بالذات جیسے کہا جاتا ہے وہ کذب ہے کہ وہ صدق سے متباین ہے اور صفت صدق باری تعالیٰ ازلی ابدی سرمدی قدیم ہے ایسے ہی ذات واجب تعالیٰ شانہ احد ہے اس کا ثانی محال ہے۔ لہٰذا تخلیق ثانی بھی محال ہے وقِس علی ہٰذا۔

تو علاوہ ممتنعات کے وہ ہر شئے پر قادر علی الاطلاق ہے۔

اسی لیے اپنے حبیب پاک سید عالم صلے اللہ علیہ وسلم کو فرمایا قُل اے محبوب فرما دیجئے یُحْیِیْہَا الَّذِیْٓ اَنْشَاَھَآ اَوَّلَ مَرَّۃٍ وَّھُوَ بِکُلِّ خَلْقٍ عَلِیْمٌ۔ وہ مرنے کے بعد ان سب کو زندہ فرمائے گا جنہیں اول زندہ کیا اور وہ تمام خلق کو جانتا ہے۔

یہاں یہ شبہ پیدا ہوتا ہے کہ جب سب کچھ پیدا فرما سکتا ہے تو حضور کا نظیر بھی پیدا فرما سکتا ہے حالانکہ یہ محال ہے اس لیے کہ ان کے متعلق وعدہ فرما دیا گیا کہ وَلٰکِنْ رَّسُوْلَ اللّٰہِ وَخَاتَمَ النَّبِیّٖنَ۔ وہ ہمارے رسول اور آخری نبی ہیں۔

اور خاتم کے معنی آخر زبان مصطفیٰ ہی سے ہم نے لیے ہیں اس لیے کہ حضور نے خود فرمادیا اَنَا خَاتَمُ الْاَنْبِیَاءِ وَلَا نَبِیَّ بَعْدِیْ۔ ہم آخری نبی ہیں اب ہمارے بعد کوئی نبی نہیں ہو سکتا اور اللہ تعالےٰ نے فرمادیا وَمَنْ اَصْدَقُ مِنَ اللّٰہِ قِیْلًا۔ کون ہے کلام میں اللہ سے زیادہ سچا۔ بنا بریں حضور کا نظیر بھی ممتنع ہے اور جو حضور کے بعد نبی ملانے وہ منکر کلام الٰہی ہے اور کلام الٰہی کا انکار ردۃ خالص ہے۔

البتہ فلاسفہ کا ایک اشکال ضرور قابل غور ہے کہ ہڈیوں میں حیات ہے یا نہیں؟ اگر ہڈی میں حیات ہے تو اس پر موت اثر پذیر ہوگی جیسے اعضاء انسانی پر موت آتی ہے تو وہ زندہ ہو گئے اور اس کا فرنے مَنْ یُّحْیِ الْعِظَامَ وَھِیَ رَمِیْمٌ کہا تھا۔

اس پر جالینوس خود اپنے کلام میں مضطرب ہے چنانچہ ابن زہر کتاب التیسیر میں لکھتا ہے۔

اِضْطَرَبَ کَلَامُ جَالِیْنُوْسَ فِی الْعِظَامِ ھَلْ لَّھَا اِحْسَاسٌ اَمْ لَا۔ جالینوس اس میں مضطرب ہے کہ ہڈیوں میں احساس ہے یا نہیں۔ اس پر ابن زہر لکھتا ہے۔

وَالَّذِیْ ظَھَرَلِیْ اِنَّ لَھَا حِسًّا بَطِیْئًا۔ اور جو میری تحقیق میں آیا ہے وہ یہ ہے کہ ہڈی میں حس بطی ہے۔ لیکن خود ہی آگے کہتا ہے وَلَیْتَ شِعْرِیْ مَا یَمْنَعُھَا مِنَ التَّعَفُّنِ۔ لیکن تعجب ہے کہ جب اس میں حس بطی ہے تو مانع تعفن کیا ہے۔

اسی بنا پر فقہاء کی تحقیق میں ہے اِنَّ الْعِظَامَ لَا حَیَاۃَ فِیْھَا یَنْبَنِیْ عَلَیْھَا الْحُکْمُ بِطَھَارَتِھَا مِنَ الْمَیْتَۃِ اِذِ الْمَوْتُ زَوَالُ الْحَیٰوۃِ فَحَیْثُ لَمْ تَحُلَّھَا الْحَیَاۃُ لَمْ یَحُلَّھَا الْمَوْتُ فَلَمْ تَکُنْ نَجَسَۃً۔ ہڈیاں وہ ہیں

کہ ان میں حیات نہیں اسی بنا پر ان کی طہارت تسلیم کی گئی خواہ وہ زندہ کی ہوں یا میتہ کی۔ اس لیے کہ موت نام ہے زوال حیات کا توجب حلول حیات ہڈیوں میں نہیں تو حلول موت بھی نہیں اسی وجہ میں وہ نجس بھی نہیں
وَيُوَضِّحُ مَنْ ذَهَبَ مِنَ الْفُقَهَاءِ إِلَى اَنَّ الْعِظَامَ لَا حَيَاةَ فِيْهَا بَنَى عَلَيْهَا الْحُكْمَ بِطَهَارَتِهَا مِنَ الْمَيْتَةِ إِذَا الْمَوْتُ زَوَالُ الْحَيٰوةِ فَحَيْثُ لَمْ تَحِلَّهَا الْحَيَاةُ لَمْ يَحِلَّهَا الْمَوْتُ فَلَمْ تَكُنْ نَجِسَةً۔

وَهُوَ بِكُلِّ خَلْقٍ عَلِيْمٌ۔ اور وہ ہر خلق کا عالم ہے۔ آگے ارشاد ہے۔

الَّذِىْ جَعَلَ لَكُمْ مِّنَ الشَّجَرِ الْاَخْضَرِ نَارًا فَاِذَآ اَنْتُمْ مِّنْهُ تُوْقِدُوْنَ۔ وہ قادر وہ ہے جس نے تمہارے لیے ہرے درخت سے آگ بنائی کہ تم اسے دھکاتے ہو۔

اس پر علامہ آلوسی فرماتے ہیں وَالْمَشْهُوْرُ اَنَّ الْمُرَادَ بِهٰذَا الشَّجَرِ الْمَرْخُ وَالْعَفَارُ يُتَّخَذُ مِنَ الْمَرْخِ وَهُوَ ذَكَرٌ الزَّنْدُ الْاَعْلٰى وَمِنَ الْعَفَارِ بِفَتْحِ الْعَيْنِ وَهُوَ اُنْثَى الزَّنْدِ السُّفْلٰى وَيُسْحَقُ الْاَوَّلُ عَلَى الثَّانِىْ وَهُمَا خَضْرَاوَاتٌ يَقْطُرُ مِنْهُمَا الْمَاءُ فَتَنْقَدِحُ النَّارُ بِاِذْنِ اللّٰهِ تَعَالٰى۔

مشہور یہ ہے کہ اس درخت سے مراد شجر مرخ اور عفار ہے۔ مرخ مذکر ہے اور عفار مؤنث جب مرخ کو عفار پر گھسیں تو دونوں سبز پانی ٹپکاتے ہوتے ہیں تو اللہ تعالےٰ کے حکم سے ان سے آگ چمکنے لگتی ہے۔ اور علامہ زمخشری وغیرہ کہتے ہیں مرخ بمنزلہ نر ہے اور عفار بمنزلہ انثیٰ ہے۔

اور ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں اور کلبی بھی یہی کہتے ہیں کہ فِىْ كُلِّ شَجَرٍ نَارٌ اِلَّا الْعُنَّابَ کہ مرخ وعفار ہی پر کیا موقوف ہے ہر درخت میں آگ ہوتی ہے سوا عناب کے۔

چنانچہ علامہ خفاجی اپنے حسب حال فرماتے ہیں

اَيَا شَجَرَ الْعُنَّابِ نَارُكَ اُوْقِدَتْ بِقَلْبِىْ وَمَا الْعُنَّابُ مِنْ شَجَرِ النَّارِ

اے عناب کے درخت تیری آگ بھی بھڑک اٹھی میرے دل میں اور عناب آگ والے درخت سے نہیں ہے۔

اور مرخ وعفار کی خصوصیت سے یوں مثال دی کہ ان سے آگ کے سوا کچھ نہیں پیدا ہوتا۔

اَوَلَيْسَ الَّذِىْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ بِقٰدِرٍ عَلٰٓى اَنْ يَّخْلُقَ مِثْلَهُمْ بَلٰى وَهُوَ الْخَلّٰقُ الْعَلِيْمُ اِنَّمَآ اَمْرُهٗٓ اِذَآ اَرَادَ شَيْئًا اَنْ يَّقُوْلَ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ فَسُبْحٰنَ الَّذِىْ بِيَدِهٖ مَلَكُوْتُ كُلِّ شَىْءٍ وَّاِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ۔ کیا نہیں ہے اس پر قادر جس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا فرمایا کہ مثل ان کی پیدا فرمادے۔ کیوں نہیں وہ قادر ہے اور زبردست خلاق علم والا ہے اور اس کا تو یہی کام ہے کہ جب ارادہ فرماتا ہے کسی شے کا تو حکم فرمادیتا ہے کہ ہو جا تو وہ فی الفور ہو جاتی ہے۔

اَوَلَیْسَ میں استفہام انکاری ہے جس سے منکرین پر قیام حجت مقصود ہے جیسے دوسری جگہ ارشاد ہے اَوَلَیْسَ الَّذِیْ اَنْشَأَهَا اَوَّلَ مَرَّةٍ یا جیسے فرمایا اَلَّذِیْ جَعَلَ لَکُمْ مِّنَ الشَّجَرِ الْاَخْضَرِ نَارًا۔ اس بیان سے مقصود دفع توہم ہے اور بَلٰی فرما کر اس امر کا اظہار فرمایا گیا کہ بے شک وہ ذات علی کل شیٔ قدیر ہے اور وہ ایجاد اور عالم وقادر علی الاطلاق ہے۔

بلکہ اس کی شان قدرت تو یہ ہے کہ ایجاد میں وہ کسی مادہ کا محتاج نہیں بلکہ کُن فرما کر معدوم کو کتم عدم سے منصۂ شہود پہ لے آتا ہے بلکہ معظمین سلف تو یہ کہتے ہیں کہ کن بھی فرمانا ضروری نہیں اس کی شئون قدرت تو اتنی بلند ہیں کہ افہام مخلوق کی وہاں پہ رسائی نہیں ہمیں یہی مناسب ہے کہ اس کی شئون قدرت میں کلام بند کریں اور اعتراف کی گردن جھکائیں اور بارگاہ تعالیٰ شانہ میں عرض کریں۔

فَسُبْحٰنَ الَّذِیْ بِیَدِهٖ مَلَکُوْتُ کُلِّ شَیْءٍ وَّاِلَیْهِ تُرْجَعُوْنَ۔ تنزیہ اور پاکی ہے اس ذات واجب الوجود کو جس کے ید قدرت میں ملک و ملکوت ہے اور اس کی ملکیت ملکیت تام ہے ہر شے پہ اور اسی کی طرف تمہیں یعنی مومنین کو لوٹ کر جانا ہے، اور منکرین کو بھی پہنچنا ہے۔

آیۂ کریمہ میں ملکوت فرما کر ملکیت تام پہ مبالغہ فرمایا گیا۔

اور بعض نے ملکوت کی تفسیر میں یہ بھی کہا کہ عالم امر و غیب دونوں اس کے قبضۂ قدرت میں ہیں۔

اور وَاِلَیْهِ تُرْجَعُوْنَ۔ میں خطاب عام ہے مومنین و مشرکین کو۔

اور بعض نے کہا کہ اس میں خطاب مشرکین سے ہی ہے اور توبیخاً الٰہی کو فرمایا اور آیات بینات میں ملخصًا علامت واضحہ ہے معاد جسمانی پہ اور شبہ مشرکین کا پورا دفع ہے۔

اور مسئلہ معاد مہمات مسائل دین سے تھا جیسے اس سورت مبارکہ میں علی الخصوص واضح اور لائح فرما دیا گیا۔ اسی وجہ میں اس سورت مبارکہ کو اجلہ علماء نے قلب قرآن فرمایا۔

تحقیق الروح والانسان

اِعْلَمْ اَوَّلًا اَنَّ الْمُسْلِمِیْنَ اِخْتَلَفُوْا فِیْ اَنَّ الْاِنْسَانَ مَا هُوَ؟ پہلے اس امر کا جاننا ضروری ہے کہ مسلمانوں میں اس امر پہ اختلاف ہے کہ انسان کیا ہے؟

فَقِیْلَ هُوَ هٰذَا الْهَیْکَلُ الْمَحْسُوْسُ مَعَ اَجْزَاءٍ سَارِیَةٍ فِیْهِ سِرْیَانَ مَاءِ الْوَرْدِ فِی الْوَرْدِ وَالنَّارِ فِی الْفَحْمِ وَهُوَ جِسْمٌ لَطِیْفٌ نُوْرَانِیٌّ۔ تو بعض نے کہا وہ یہی ہیکل محسوس ہے معہ اجزاء ساریہ کے اس میں جو سریان ایسے ہے جیسے گلاب میں گلاب کا پانی یا کوئلہ میں آگ۔ اور روح ایک جسم لطیف ہے جو نورانی ہے وَلَا نَعْلَمُ حَقِیْقَةَ هٰذَا الْجِسْمِ وَهُوَ الرُّوْحُ اور اس کے جسم کی حقیقت نہیں جانتے سوا اس کے

کہ وہ روح ہے اور اللہ تعالیٰ نے قُلِ الرُّوْحُ مِنْ اَمْرِ رَبِّیْ فرمایا ہے۔

تو عالم کون تو وہ ہے جس کی تخلیق اور نشو و نما تدریجی ہے جیسے جسم انسان حیوان اور درخت تھمر وغیرہ اور عالم امر وہ ہے جس کی تخلیق یک لخت ہے اور اس کی نشو و نما ایک بار ہے جیسے ملک فلک نجوم و سیارہ عرش و کرسی لوح و قلم اور روح۔

چنانچہ روح کے متعلق جب سوال کیا گیا تو جناب باری تعالیٰ کی طرف سے حضور کو ارشاد ہوا وَيَسْئَلُوْنَكَ عَنِ الرُّوْحِ قُلِ الرُّوْحُ مِنْ اَمْرِ رَبِّیْ۔ آپ سے روح کے متعلق پوچھتے ہیں کہ یہ کیا ہے فرما دیجئے امر رب سے ہے۔ اسی کو عالم امر کہتے ہیں۔ آلوسی بغدادی فرماتے ہیں۔

عِنْدَ مُعْظَمِ السَّلَفِ الصَّالِحِ يَيْنَهُ وَبَيْنَ الْبَدَنِ عِلَاقَةٌ تُعَبَّرُ عَنْهَا بِالرُّوْحِ الْحَيْوَانِيَّةِ وَهُوَ بُخَارٌ لَطِيْفٌ اِذَا فَسَدَ وَخَرَجَ عَنِ الصَّلَاحِيَّةِ لَاَنْ يَكُوْنَ عِلَاقَةً تَخْرُجُ الرُّوْحُ عَنِ الْبَدَنِ خُرُوْجًا اِضْطِرَارِيًّا وَتَزُوْلُ الْحَيَاةُ وَمَادَامَ بَاقِيًا عَلَى الْوَجْهِ الَّذِیْ يُصْلِحُ بِهِ لَاَنْ تَكُوْنَ عِلَاقَةً تَبْقَى الرُّوْحُ وَالْحَيَاةُ۔

معظمین سلف صالحین کے نزدیک روح و بدن میں جو علاقہ ہوتا ہے اسے روح حیوانیہ کہتے ہیں اور وہ ایک لطیف بخار ہے جب وہ فاسد ہو کر صلاحیت نہیں رکھتا تو روح بدن سے اضطراری حالت میں خارج ہو جاتی ہے اور حیات انسانی کا زوال ہو جاتا ہے اور جبتک وہ روح حیوانی باقی رہتی ہے بدن میں صلاحیت رہتی ہے اور روح و حیات کا علاقہ ہوتا ہے۔

علامہ امام قرطبی اپنی مولفہ تذکرہ میں فرماتے ہیں کہ روح کے لیے اول و آخر کی نسبت نہیں یَعْنِیْ اَنَّهٗ لَا يَفْنِیْ ذَاتٌ فَارَقَ الْبَدَنَ الْمَحْسُوْسَ۔ وَذَكَرَ فِيْهَا اَنَّ مَنْ قَالَ اِنَّهٗ يَفْنِیْ فَهُوَ مُلْحِدٌ۔ برایں معنی کہ وہ فانی نہیں اگرچہ بدن محسوس سے وہ علیحدہ ہو جاتی ہے اور اسی تذکرہ میں فرمایا کہ جو روح کو فانی کہے وہ ملحد ہے۔ ایسے ایسے بہت سے احتمالات ہیں جو فلاسفہ نے نکالے چونکہ ایسے مضامین سے مذہبی تعلق کم ہے لہذا ہم اسے نظر انداز کر کے کلام الٰہی کی طرف رجوع کرتے ہیں۔

جیسا حضرت ابراہیم خلیل علیہ السلام کے واقعہ میں ہے رَبِّ اَرِنِیْ كَيْفَ تُحْیِ الْمَوْتٰی اے میرے رب مجھے دکھا دے کہ کس طرح مردہ کو زندہ فرماتا ہے۔

اور ارشاد ہے اَيَحْسَبُ الْاِنْسَانُ اَنْ لَّنْ نَّجْمَعَ عِظَامَهٗ۔ بَلٰی قٰدِرِيْنَ عَلٰی اَنْ نُّسَوِّیَ بَنَانَهٗ کیا انسان اس گمان و خیال میں ہے کہ ہم اس کی ہڈیاں جمع نہ فرمائیں گے۔ کیوں ہم قادر ہیں اس پر کہ اسکے جوڑ بھی صحیح کر دیں۔ چنانچہ ایسا ہی لیلیین میں ارشاد ہوا۔

اَوَلَیْسَ الَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ بِقٰدِرٍ عَلٰٓی اَنْ یَّخْلُقَ مِثْلَهُمْ بَلٰی وَهُوَ الْخَلّٰقُ الْعَلِیْمُ
کیا وہ جس نے آسمان و زمین بنائے قادر نہیں اس پر کہ پیدا کر دے اس جیسا دوبارہ۔ بَلٰی فرما کر ارشاد ہے
کیوں نہیں وہ خلاق اور علم والا ہے۔
بلکہ وہ ایسا خلاق ہے کہ اسے اتمام اجزا کی بھی احتیاج نہیں۔ بلکہ
اِنَّمَآ اَمْرُهٗٓ اِذَآ اَرَادَ شَیْئًا اَنْ یَّقُوْلَ لَهٗ کُنْ فَیَكُوْنُ۔ اس کی شان تخلیق یہ ہے کہ جب کسی شئے کا
ارادہ فرماتا ہے حکم دیتا ہے کہ ہو جا وہ ہو جاتی ہے اور کتم عدم سے منصۂ شہود پر آجاتی ہے۔
اس کی تحقیق دقیق ایسی عمیق ہے کہ فلاسفہ اپنے توہمات میں ہیں اور معتزلہ اپنے خیالات میں ہیں
اور اس مبحث پر اقوال کثیر ہیں جن کے لکھنے سے سوائے خوف اضلال و ضلال کچھ حاصل نہیں اس لیے
وہ سب مضامین ترک کر دیے گئے۔
اور صوفیائے عظام نے یٰسٓ سے مراد سیادت نبی الانبیا علیہ التحیہ والثنا لی اور اس کے یہ معنے
کیے یَا سَیِّدَ الْخَلْقِ اور حضور کی ہستی بمنزلہ قلب قرار دی اور عالم کو بمنزلہ ابدان بنایا۔
چنانچہ شیخ اکبر قدس سرہ نے فرمایا
اَمَا الْقُرْاٰنُ وَالسَّبْعُ الْمَثَانِیْ وَرُوْحُ الرُّوْحِ لَا رُوْحُ الْاَوَانِیْ
وَلَا اَحَدٌ اَکْمَلُ مِنَ النَّبِیِّ عَلَیْهِ السَّلَامُ۔ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلٰی هٰذَا الْاِنْعَامِ۔

سُوْرَةُ الصّٰٓفّٰتِ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

بامحاورہ ترجمہ پہلا رکوع سورۃ الصافات پ ۲۳

وَالصّٰٓفّٰتِ صَفًّا ۝ فَالزّٰجِرٰتِ زَجْرًا ۝ فَالتّٰلِیٰتِ ذِكْرًا ۝

قسم ہے ان غازیوں کی جو صف بستہ کھڑے ہوتے ہیں
تو اپنے گھوڑوں کو ڈانٹتے ہیں
اور تلاوت کرتے ہوئے ذکر میں مشغول ہیں۔

اِنَّ اِلٰهَكُمْ لَوَاحِدٌ ○

بے شک تم سب کا معبود ایک ہے

رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا وَ رَبُّ الْمَشَارِقِ ○

آسمانوں اور زمین اور جو کچھ ان میں ہے سب کا رب ہے اور سورج کے نکلنے کی جگہ کا رب ہے۔

اِنَّا زَيَّنَّا السَّمَآءَ الدُّنْيَا بِزِيْنَةِ ۨالْكَوَاكِبِ ○

بے شک ہم نے آسمان دنیا کو مزین کیا ستاروں کی تزیین سے۔

وَحِفْظًا مِّنْ كُلِّ شَيْطٰنٍ مَّارِدٍ ○

اور محافظت کی ہر سرکش شیطان سے۔

لَا يَسَّمَّعُوْنَ اِلَى الْمَلَاِ الْاَعْلٰى وَيُقْذَفُوْنَ مِنْ كُلِّ جَانِبٍ ○

نہیں سن سکتے ملأ اعلیٰ کی باتیں اور مارے جاتے ہیں ہر طرف سے۔

دُحُوْرًا وَّلَهُمْ عَذَابٌ وَّاصِبٌ ○

اور دھتکارے جاتے ہیں اور ان کے لیے لازمی عذاب ہے۔

اِلَّا مَنْ خَطِفَ الْخَطْفَةَ فَاَتْبَعَهٗ شِهَابٌ ثَاقِبٌ ○

مگر شاذ و نادر کوئی چھپ کر سننا چاہے تو اس کے پیچھے چمکتا انگارا لگتا ہے۔

فَاسْتَفْتِهِمْ اَهُمْ اَشَدُّ خَلْقًا اَمْ مَّنْ خَلَقْنَا اِنَّا خَلَقْنٰهُمْ مِّنْ طِيْنٍ لَّازِبٍ ○

تو اے محبوب ان سے پوچھئے کہ کیا ان کا پیدا کرنا مشکل ہے یا ان کا جو ہم نے پیدا کیں بے شک ہم نے پیدا کیا ان کو چپکنے والی مٹی سے۔

بَلْ عَجِبْتَ وَيَسْخَرُوْنَ ○

اے محبوب آپ ان کے انکار پر تعجب کرتے ہیں اور وہ تمسخر کرتے ہیں۔

وَاِذَا ذُكِّرُوْا لَا يَذْكُرُوْنَ ○

اور جب انہیں نصیحت کریں وہ نصیحت قبول نہیں کرتے۔

وَاِذَا رَاَوْا اٰيَةً يَّسْتَسْخِرُوْنَ ○

اور جب آپ کا معجزہ دیکھتے ہیں تو تمسخر کرتے ہیں۔

وَقَالُوْا اِنْ هٰذَا اِلَّا سِحْرٌ مُّبِيْنٌ ○

اور کہتے ہیں یہ کچھ نہیں مگر کھلا جادو ہے۔

ءَاِذَا مِتْنَا وَكُنَّا تُرَابًا وَّعِظَامًا ءَاِنَّا لَمَبْعُوْثُوْنَ ○

بھلا کیا جب ہم مر جائیں گے اور مٹی ہو جائیں گے اور ہڈیاں تو کیا ہم زندہ ہوں گے۔

اَوَاٰبَآؤُنَا الْاَوَّلُوْنَ ○

کیا ہمارے پہلے باپ دادا بھی اٹھائے جائیں گے۔

قُلْ نَعَمْ وَاَنْتُمْ دَاخِرُوْنَ ○

اے محبوب فرما دیجئے کہ ہاں اور تم اس وقت ذلیل ہو۔

ناتواں ہوگئے۔

فَاِنَّمَا هِیَ زَجْرَةٌ وَّاحِدَةٌ فَاِذَا هُمْ يَنْظُرُوْنَ ۝

وہ تو ایک جھڑکی ہوگی جس سے تم سب زندہ ہو کر دیکھتے ہوگئے۔

وَقَالُوْا يٰوَيْلَنَا هٰذَا يَوْمُ الدِّيْنِ ۝

اور قیامت کے منکر کہیں گے ہائے افسوس یہ تو وہی سزا کا دن ہے۔

هٰذَا يَوْمُ الْفَصْلِ الَّذِيْ كُنْتُمْ بِهٖ تُكَذِّبُوْنَ ۝

اللہ فرمائے یہ وہ دن ہے فیصلہ کا جس کی تم تکذیب کرتے تھے۔

لفظی ترجمہ

وَ۔ قسم ہے | الصّٰٓفّٰتِ۔ صف باندھنے والے فرشتوں کی | صَفًّا۔ آراستہ ہوکر

فَالزّٰجِرٰتِ۔ پھر ڈانٹنے والوں کی | زَجْرًا۔ جھڑک کر | فَالتّٰلِيٰتِ۔ پھر پڑھنے والوں کی

ذِكْرًا۔ ذکر کو | اِنَّ۔ بیشک | اِلٰهَكُمْ۔ تمہارا معبود

لَوَاحِدٌ۔ ایک ہے | رَبُّ۔ رب ہے | السَّمٰوٰتِ۔ آسمانوں | وَ۔ اور

الْاَرْضِ۔ زمین کا | وَ۔ اور | مَا۔ جو | بَيْنَهُمَا۔ انکے درمیان ہے

وَ۔ اور | رَبُّ۔ رب ہے | الْمَشَارِقِ۔ مشرقوں کا | اِنَّا۔ بیشک ہم نے

زَيَّنَّا۔ زینت دی | السَّمَآءَ۔ آسمان | الدُّنْيَا۔ دنیا کو | بِزِيْنَةِ۔ زینت

نِ الْكَوَاكِبِ۔ ستاروں کی | وَ۔ اور | حِفْظًا۔ حفاظت | مِّنْ كُلِّ۔ ہر ایک

شَيْطٰنٍ۔ شیطان | مَّارِدٍ۔ سرکش سے | لَا۔ نہیں | يَسَّمَّعُوْنَ۔ سن سکتے

اِلَى۔ طرف | الْمَلَاِ۔ مجلس | الْاَعْلٰى۔ بلندی کی | وَ۔ اور

يُقْذَفُوْنَ۔ مارے جاتے ہیں | مِنْ كُلِّ۔ ہر ایک | جَانِبٍ۔ طرف سے | دُحُوْرًا۔ دھتکارے ہوئے

وَ۔ اور | لَهُمْ۔ ان کے لیے | عَذَابٌ۔ عذاب ہے | وَّاصِبٌ۔ لازم ہونے والا

اِلَّا۔ مگر | مَنْ۔ جس نے | خَطِفَ۔ اچک لیا | الْخَطْفَةَ۔ کچھ اچکنا

فَاَتْبَعَهٗ۔ تو پیچھے لگا اسکے | شِهَابٌ۔ شعلہ | ثَاقِبٌ۔ چمکتا ہوا | فَاسْتَفْتِهِمْ۔ تو پوچھو انسے

اَ۔ کیا | هُمْ۔ وہ | اَشَدُّ۔ سخت ہیں | خَلْقًا۔ پیدائش میں

اَمْ۔ یا	مَنْ۔ جو	خَلَقْنَا۔ ہم نے پیدا کیا	اِنَّا۔ بیشک ہم نے
خَلَقْنٰھُمْ۔ ان کو پیدا کیا	مِّنْ طِیْنٍ۔ مٹی	لَّازِبٍ۔ چپکنے والی سے	
بَلْ۔ بلکہ	عَجِبْتَ۔ تُو نے تعجب کیا	وَ۔ اور	یَسْخَرُوْنَ۔ وہ مذاق کرتے ہیں
وَ۔ اور	اِذَا۔ جب	ذُکِّرُوْا۔ نصیحت کیے جائیں	لَا۔ نہیں
یَذْکُرُوْنَ۔ نصیحت لیتے	وَ۔ اور	اِذَا۔ جب	رَاَوْا۔ دیکھتے ہیں
اٰیَۃً۔ کوئی معجزہ	یَّسْتَسْخِرُوْنَ۔ تو وہ ٹھٹھا کرتے ہیں		وَ۔ اور
قَالُوْا۔ بولے	اِنْ۔ نہیں	ھٰذَا۔ یہ	اِلَّا۔ مگر
سِحْرٌ۔ جادو	مُّبِیْنٌ۔ ظاہر	ءَ۔ کیا	اِذَا۔ جب
مِتْنَا۔ ہم مر جائینگے	وَ۔ اور	کُنَّا۔ ہو جائیں گے	تُرَابًا۔ مٹی
وَّ۔ اور	عِظَامًا۔ ہڈیاں	ءَ۔ کیا	اِنَّا۔ ہم
لَمَبْعُوْثُوْنَ۔ اٹھائے جائینگے	اَوَ۔ کیا	اٰبَآؤُ۔ باپ دادا	نَا۔ ہمارے
الْاَوَّلُوْنَ۔ پہلے	قُلْ۔ کہہ دیں	نَعَمْ۔ ہاں	وَ۔ اور
اَنْتُمْ۔ تم	دَاخِرُوْنَ۔ ذلیل ہو گے	فَاِنَّمَا۔ اسکے سوا نہیں	ھِیَ۔ وہ
زَجْرَۃٌ۔ ڈانٹ ہوگی	وَّاحِدَۃٌ۔ ایک	فَاِذَا۔ تو اچانک	ھُمْ۔ وہ
یَنْظُرُوْنَ۔ دیکھتے ہونگے	وَ۔ اور	قَالُوْا۔ کہیں گے	یٰوَیْلَنَا۔ ہائے افسوس
ھٰذَا۔ یہ ہے	یَوْمُ۔ دن	الدِّیْنِ۔ قیامت کا	ھٰذَا۔ یہ ہے
یَوْمُ۔ دن	الْفَصْلِ۔ فیصلے کا	الَّذِیْ۔ وہ کہ	کُنْتُمْ۔ تھے تم
بِہٖ۔ اس کو	تُکَذِّبُوْنَ۔ جھٹلاتے۔		

خلاصہ تفسیر پہلا رکوع سورۃ صافات پ ۲۳

یہ سورۃ مکیہ ہے۔ اس میں پانچ رکوع ایک سو بیاسی آیتیں ہیں آٹھ سو ساٹھ کلمے تین ہزار آٹھ سو چھپن حرف ہیں۔

وَالصّٰٓفّٰتِ صَفًّا فَالزّٰجِرٰتِ زَجْرًا۔ اس آیت میں اللہ تعالےٰ نے قسم یاد فرمائی متعدد گروہ کی چنانچہ بعض کے نزدیک اس سے مراد گروہ ملائکہ ہیں جو نماز پڑھنے والوں کی طرح صف بستہ کھڑے ہو کر اس

کے حکم کے منتظر رہتے ہیں۔

بعض نے کہا اس سے مراد گروہ علماء ہے یا جماعت اولیا جو تہجد اور تمام نمازوں میں صفیں باندھ کر مصروف عبادت ہوتے ہیں۔

بعض نے کہا اس سے مراد غازیوں کے گروہ ہیں جو راہ خدا میں کفن بر دوش صف بستہ دشمنان دین سے مقابلہ و مقاتلہ کرتے ہیں (مدارک)

فَالزّٰجِرٰتِ زَجْرًا کے بھی متعدد مفہوم ہیں۔

پہلی تقدیر پر جھڑک کر چلانے والے وہ ملائکہ ہو سکتے ہیں جو ابر و باد پر متصرف ہیں اور انہیں ہانکتے ہیں۔

دوسری تقدیر پر وہ علماء و اولیاء ہیں جو وعظ و پند اور تزکیہ کے ذریعہ لوگوں کو زجر و توبیخ کرتے اور راہ ہدایت پر چلاتے ہیں۔

اور بر تقدیر ثالث وہ غازی جو میدان جنگ میں اپنی سواریاں دوڑاتے اور زجر کرتے ہوئے انکو ہانکتے ہیں

فَالتّٰلِیٰتِ ذِکْرًا۔ اور قسم ان جماعتوں کی کہ قرآن پڑھنے والیاں ہیں ہماری یاد میں۔

اِنَّ اِلٰهَكُمْ لَوَاحِدٌ رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَیْنَهُمَا وَرَبُّ الْمَشَارِقِ بے شک تمہارا معبود یقیناً ایک ہے مالک آسمانوں اور زمین کا اور جو کچھ ان میں ہے اور مالک مشرقوں کا۔

یعنی آسمان اور زمین اور ان کے اندر جتنی کائنات ہے اور جس قدر حدود و جہات ہیں سب کا وہی ایک مالک ہے تو دوسرا اس کے مقابل کس قدر اور کس طرح مستحق عبادت ہو سکتا ہے۔ اور یہی وجہ ہے کہ وہ شریک سے پاک و منزہ ہے۔

اِنَّا زَیَّنَّا السَّمَآءَ الدُّنْیَا بِزِیْنَةِ ۨالْكَوَاكِبِ وَحِفْظًا مِّنْ كُلِّ شَیْطٰنٍ مَّارِدٍ۔ بیشک ہم نے آسمان دنیا کو تاروں کی زینت سے آراستہ فرمایا اور محافظت سماوی کے لیے ہر شیطان سرکش سے حفاظت کیے ہیں۔

سماء دنیا وہ ہے جسے آسمان اول کہا جائے اور وہ اور آسمانوں سے زمین کے قریب ہے اور سب آسمانوں میں جو کچھ ہے اس کی محافظت کو نافرمان شیاطین سے ملائکہ پاسبان مقرر فرمائے ہیں چنانچہ جب شیاطین آسمان پر جانے کا ارادہ کرتے ہیں تو فرشتے ان پر شہاب مارتے ہیں جس سے وہ دفع ہو جاتے ہیں اور آسمان پر نہیں جا سکتے اور یہ جانا اس غرض سے ہوتا تھا کہ ملائکہ کی گفتگو سن کر کاہنوں کے ذریعے عوام میں غلط فہمیاں پیدا کریں۔ چنانچہ ارشاد ہے۔

لَا یَسَّمَّعُوْنَ اِلَى الْمَلَاِ الْاَعْلٰى وَ یُقْذَفُوْنَ مِنْ كُلِّ جَانِبٍ دُحُوْرًا وَّ لَهُمْ عَذَابٌ وَّاصِبٌ اِلَّا

مَنْ خَطِفَ الْخَطْفَةَ فَاَتْبَعَهٗ شِهَابٌ ثَاقِبٌ۔ نہیں کان لگا سکتے ملا اعلیٰ کی طرف اور ہر طرف سے وہ مارے جاتے ہیں اور انہیں مردود و مطرود کرنے کو مقرر ہیں اور ان کے لیے ہمیشہ کا عذاب ہے مگر جو ایک آدھ بار بھنک اچک لے چلا تو چمکتا انگارا اس کے پیچھے لگا۔

یعنی شیاطین اڑکر آسمان تک پہنچ کر ملائکہ کی گفتگو نہیں سن سکتے جب وہ وہاں کی خبریں لینے کو اڑتے ہیں تو انگاروں کے گرز ان پر گرتے ہیں اور اگر کوئی شیطان مکالمہ ملائکہ کی گفتگو سن کر لے بھاگا تو اس کے پیچھے شہابہ سماوی چمکتا ہوا چلا تا کہ اسے جلادے اس کی تحقیق تفسیر عزیزی میں مولانا شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی نے مفصل بیان فرمائی ہے۔ آگے حضور سے مخاطبہ ہے۔

فَاسْتَفْتِهِمْ اَهُمْ اَشَدُّ خَلْقًا اَمْ مَّنْ خَلَقْنَا اِنَّا خَلَقْنٰهُمْ مِّنْ طِيْنٍ لَّازِبٍ۔ اے محبوب ان سے پوچھئے کیا ان کی پیدائش زیادہ مضبوط ہے یا ہماری اور مخلوق آسمانوں اور فرشتوں وغیرہ کی بے شک ہم نے انہیں چپکتی ہوئی مٹی سے بنایا ہے۔

یعنی کفار مکہ سے پوچھئے کہ جس قادر مطلق کو آسمان و زمین جیسی زبردست اور عظیم الجثہ مخلوق پیدا کرنا کچھ مشکل نہیں تو انسانوں کا پیدا کر دینا اسے کیا دشوار ہے اور ان کے ضعف اور ذلت کی یہ بڑی دلیل ہے کہ ان کی پیدائش کا اصل مادہ مٹی ہے اور وہ بھی چپکتی ہوئی ہے تو اب جسم کے گل جانے اور مٹی ہو جانے کے بعد اسی مٹی سے دوبارہ پیدا کرنا کیوں ناممکن ہے۔

بَلْ عَجِبْتَ وَيَسْخَرُوْنَ وَاِذَا ذُكِّرُوْا لَا يَذْكُرُوْنَ۔ بلکہ تم متعجب ہوا اور وہ تمسخر کرتے ہیں اور سمجھائے نہیں سمجھتے۔

وَاِذَا رَاَوْا اٰيَةً يَّسْتَسْخِرُوْنَ وَقَالُوْا اِنْ هٰذَا اِلَّا سِحْرٌ مُّبِيْنٌ ءَاِذَا مِتْنَا وَكُنَّا تُرَابًا وَّعِظَامًا ءَاِنَّا لَمَبْعُوْثُوْنَ اَوَاٰبَاۗؤُنَا الْاَوَّلُوْنَ۔ اور جب دیکھتے ہیں کوئی نشان ٹھٹھا کرتے ہیں اور کہتے ہیں یہ کچھ نہیں مگر کھلا جادو ہے بھلا کیا ہم مر کر مٹی اور ہڈیاں ہو جائیں گے کیا ہم زندہ اٹھائے جائیں گے اور کیا ہمارے باپ دادا بھی زندہ ہوں گے۔

یعنی آپ اس پر متعجب ہیں کہ ایسے واضح الدلالۃ معجزات بینات کے باوجود وہ کیسے تکذیب کی جرأت کرتے ہیں اور مرنے کے بعد اٹھنے کا مذاق اڑاتے ہیں اور آپ سے تمسخر کرتے ہیں۔ شق قمر رجعت شمس مری گوہ کے زندہ ہونے کلمہ شہادت پڑھنے۔ دعا سے عین امساک باراں میں موسلادھار بارش ہونے وغیرہ وغیرہ معجزات کو جادو کہہ رہے ہیں۔

اور مرنے کے بعد مٹی اور ہڈی رہ جانے کے بعد دوبارہ زندہ ہونا اور ان کے باپ دادا کا جینا ان کو

مستبعد نظر آتا تھا۔ اس لیے اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب لبیب صلی اللہ علیہ وسلم کو فرمایا۔
قُلْ نَعَمْ وَاَنْتُمْ دَاخِرُوْنَ۔ فرما دیجئے ہاں اور تم ذلت کے ساتھ اٹھو گے۔
یعنی تم زندہ ضرور کیے جاؤ گے لیکن انتہائی ذلت میں۔
فَاِنَّمَا هِيَ زَجْرَةٌ وَّاحِدَةٌ فَاِذَا هُمْ يَنْظُرُوْنَ وَقَالُوْا يٰوَيْلَنَا هٰذَا يَوْمُ الدِّيْنِ هٰذَا يَوْمُ الْفَصْلِ الَّذِيْ كُنْتُمْ بِهٖ تُكَذِّبُوْنَ۔ وہ تو ایک جھٹکا ہی ہے کہ جبھی دیکھتے رہ جائیں گے اور کہیں گے ہائے مصیبت (یہ کیا ہوا انہیں جواب ملے گا) یہ ہے وہ فیصلہ کا دن جسے تم جھٹلاتے تھے۔
یعنی وہ ایک ہولناک آواز ہوگی جسے نفخہ ثانیہ کہتے ہیں اس کے بعد جب سب اٹھیں گے اور اپنے افعال کا نقشہ سامنے آئے گا تو افسوس کریں گے تو فرشتے کہیں گے کہ یہی وہ دن فیصلہ کا ہے جس کی تم تکذیب کرتے تھے۔

حلِ لغاتِ نادرہ

وَالصّٰٓفّٰتِ صَفًّا۔ صف باندھے لشکروں کی قسم۔ اس میں واؤ قسمیہ ہے اور صافات اصل میں صافِفَات تھا۔ پہلی ف کو ساکن کرکے دوسری ف میں ادغام کر دیا۔ صفاً مفعول مطلق ہے جو اپنے عامل کی تاکید کرتا ہے۔
فَالزّٰجِرٰتِ زَجْرًا۔ پھر گھوڑوں کو زور سے ڈانٹ کر ہانکنے والے۔ زجر عربی زبان میں جانور کے ہانکنے کو کہتے ہیں۔ اور آدمی کو کسی فعل سے باز رکھنے یا جھڑکی دینے میں استعمال کرتے ہیں۔ محاورہ ہے زَجَرَ الْبَعِيْرَ فَانْزَجَرَهٗ زَجْرًا اِذَا حَثَثْتَهٗ لِيَمْضِيَ۔ وَزَجَرْتُ فُلَانًا عَنْ سُوْءٍ فَانْزَجَرَ اَيْ نَهَيْتُهٗ فَانْتَهٰى۔ یہ بھی مفعول مطلق ہے۔
فَالتّٰلِيٰتِ ذِكْرًا۔ اور تلاوت کرنے والے از روئے ذکر۔ تلاوۃ اسی سے ماخوذ ہے اور یہ بھی مفعول مطلق ہے۔
وَحِفْظًا اس کے معنی ہیں حَفِظْنَاهَا حِفْظًا۔ ہم نے اس کی محافظت کی حفظ تام۔
لَا يَسَّمَّعُوْنَ اِلَى الْمَلَاِ الْاَعْلٰى۔ نہیں سن سکتے ملاء اعلیٰ تک۔ یسّمّعون اصل میں یتسمعون تھا ت کو سین سے بدل کر سین کو سین میں ادغام کر دیا اس لیے کہ دونوں مخرج میں مشترک ہیں تسمع کہتے ہیں کان لگا کر سننے کو۔ ملأ اعلیٰ سے مراد فرشتے ہیں کیونکہ ان کا مقام سکونت آسمان ہے۔
دُحُوْرًا وَّلَهُمْ عَذَابٌ وَّاصِبٌ۔ دھتکارے ہوئے ان کے لیے مسلسل عذاب ہے۔

دحور کہتے ہیں سخت ذلت کو اور بعض کے نزدیک دحور ہانکنے اور نکالنے کے معنی دیتا ہے۔ محاورہ میں بولتے ہیں دَحَرْتُہٗ دَحْرًا وَدُحُوْرًا اَیْ دَفَعْتُہٗ وَطَرَدْتُہٗ۔ یہ مفعول مطلق ہے فعل محذوف کا اَیْ یُدْحَرُوْنَ دُحُوْرًا جیسے قرآن کریم میں دوسری جگہ مَلُوْمًا مَّدْحُوْرًا۔ فرمایا گیا۔

وَاصِبٌ کہتے ہیں دائم اور لازم کو اور اس کی مزید تحقیق سورہ نحل میں وَلَہُ الدِّیْنُ وَاصِبًا سے مل جاتی ہے۔ پوری آیت یہ ہے رکوع ۷ وَلَہٗ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَلَہُ الدِّیْنُ وَاصِبًا اور اسی کا ہے جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے۔ اور اسی کی فرمانبرداری لازم ہے۔

یہاں دین سے مراد طاعت ہے اور وَاصِب کے معنی دائم ولازم ہیں۔ محاورہ میں بولتے ہیں وَصَبَ الشَّیْءُ یَصِبُ وُصُوْبًا اِذَا اَدَامَ وَلَازَمَ۔

وَلَہُمْ عَذَابٌ وَّاصِبٌ۔ بَعِیْدُ الْمَسَافَۃِ یعنی وہ جنگل جس کی مسافت بعید ہو یا جس کی انتہا نہ ہو۔ اور علیل و بیمار کو واصب اس وقت کہتے ہیں جبکہ اس کا مرض طول پکڑ جائے اور حمی لازمہ کو بھی حمّٰی واصبہ کہتے ہیں۔

اِلَّا مَنْ خَطِفَ الْخَطْفَۃَ۔ خَطِفَ خَطْفَۃً۔ تیز چلا۔ اچک لے جانا۔ بجلی سے چکا چوند ہونا۔ جھپٹ کر لے جانا۔

فَاَتْبَعَہٗ شِہَابٌ ثَاقِبٌ۔ پیچھے لگتا ہے چمکتا تارا۔ یہ وہ شہاب یا تارہ ہے جو آسمان سے ٹوٹتا ہے۔ ثاقب نہایت روشن۔ یہ ثُقب سے مشتق ہے۔ اس کے معنی سوراخ کے ہیں چونکہ شہاب بھی اپنے نور کی تیزی سے ہوا میں سوراخ کر کے باہر نکلتا ہے۔ اس وجہ سے اسے ثاقب بولتے ہیں۔ یہ وہ گرینڈ بم ہے جو ملائکہ شیاطین پر مارتے ہیں۔

طِیْنٍ لَّازِبٍ چپکنے والی مٹی۔

فَاِنَّمَا ھِیَ زَجْرَۃٌ وَّاحِدَۃٌ۔ وہ تو ایک جھٹکا یا جھڑکی ہے۔ زجر کے معنی ہلا دینے یا جھڑکنے کے ہیں زجر۔ روکنا۔ منع کرنا۔ ڈانٹنا۔ دفع کرنا۔ جھڑکنا۔

مختصر تفسیر اردو پہلا رکوع سورہ صافات پ ۲۳

وَالصّٰٓفّٰتِ صَفًّا فَالزّٰجِرٰتِ زَجْرًا فَالتّٰلِیٰتِ ذِکْرًا اِنَّ اِلٰہَکُمْ لَوَاحِدٌ۔ قسم ہے صف باندھنے والوں کی اور ڈانٹ کر ہانکنے والوں کی اور تلاوت ذکر الٰہی سے کرنے والوں کی بیشک

تمہارا رب ایک ہی ہے۔

یہ قسمیں اللہ تعالےٰ نے یاد فرمائیں۔ ملائکہ مقربین کی جیسا کہ ابن عباس ابن مسعود۔ مسروق۔ مجاہد۔ عکرمہ۔ قتادہ۔ سدی نے فرمایا اور ابو مسلم نے بھی ایسا ہی کہا۔

بعض نے کہا یہ لفظ مشعر التانیث ہے۔ اور ملائکہ اس سے مبرا و منزّہ ہے۔ البتہ یہ ہو سکتا ہے کہ اسے جمع الجمع کے معنی میں لیا جائے تو یہ بمعنی صافہ لیا جائے گا جس کے معنی طائفہ یا جماعت کے ہونگے

وَذٰلِكَ بِاعْتِبَارِ تَقَدُّمِ الرُّتْبَةِ وَالْقُرْبِ مِنْ حَظِيْرَةِ الْقُدُسِ۔ اور اَلصَّافَّاتُ الْقَائِمَاتُ صُفُوْفًا لِلْعِبَادَةِ۔

بعض نے کہا اس سے مراد نماز کی صف باندھنے والے ہیں۔

بعض نے کہا صافات سے مراد ہوا میں اپنے پروں سے صف باندھنے والے ملائکہ مراد ہیں جو منتظر امر الٰہی ہوتے ہیں۔

بعض نے کہا وہ پرند مراد ہیں جو صف بستہ فضاء ہوائیہ میں پرواز کرتے ہیں جیسے ارشاد الٰہی ہے وَ الطَّيْرُ صَافَّاتٍ۔

اور زاجرات سے مراد وہ ملائکہ ہیں جو مدبرات امور ہیں جن کا تذکرہ فَالْمُدَبِّرَاتِ اَمْرًا میں ہے۔
اور زجر اصل میں بمعنی دفع مستعمل ہے اور یہ بمعنی چلانے اور کسی کام سے روکنے کے معنی بھی دیتا ہے۔
بعض نے زجر سے مراد بندوں کا روکنا بھی معاصی سے مراد لیا خواہ وہ بالہام خیر ہو اور زجر شیطان کے لیے یہ ہے کہ وہ وسوسہ اور اغوا سے رکا رہے اور استراق سمع سے باز رہے۔

قتادہ کہتے ہیں کہ زاجرات سے مراد آیات الٰہیہ ہیں جو قرآن کریم میں ہیں۔

اور تالیات سے مراد ملائکہ ہیں۔

ابو صالح فرماتے ہیں اس سے مراد وہ ملائکہ ہیں جو اللہ تعالےٰ کے پاس سے احکام قرآن لوگوں کے لیے لاتے ہیں۔

اِنَّ اِلٰهَكُمْ لَوَاحِدٌ بے شک تمہارا معبود ایک ہے۔

یہ جواب قسم ہے جس کے یہ معنی بنتے ہیں کہ وحدۃ صانع مطلق دلیل نقلی و عقلی سے جب ثابت ہو چکی تو واضح ہو گیا کہ معبود حقیقی ایک اللہ تعالےٰ ہے۔ ع

وَفِيْ كُلِّ شَيْءٍ لَهٗ اٰيَةٌ تَدُلُّ عَلٰى اَنَّهٗ وَاحِدٌ

جبکہ ہر شے میں اس کے وجود واحد کے دلائل ہیں تو ثابت ہوا کہ وہی ایک معبود حقیقی ہے۔

رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا وَرَبُّ الْمَشَارِقِ۔ مالک ہے آسمانوں اور زمین کا اور جو کچھ اس بیں ہے اور مالک مشارق کا ہے۔

یہاں مشارق سے مراد مشارق شمس ہیں۔ اس لیے کہ مشارق شمس سال بھر کے دنوں کے برابر ہیں۔ اس لیے کہ ہر دن طلوع شمس ایک نئے مشرق سے ہوتا ہے اور غروب بھی نئی جگہ ہوتا ہے۔

اسی بنا پر حضرت خطیب الانبیاء ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام نے نمرود پر حجت قائم کرنے کو فرمایا تھا اِنَّ اللّٰهَ يَاْتِیْ بِالشَّمْسِ مِنَ الْمَشْرِقِ فَاْتِ بِهَا مِنَ الْمَغْرِبِ فَبُهِتَ الَّذِیْ كَفَرَ۔

چنانچہ ابن عطیہ فرماتے ہیں اِنَّ مَشَارِقَ الشَّمْسِ مِائَةٌ وَّثَمَانُوْنَ۔ مشارق شمس ایک سو اسّی ہیں۔ اس لیے کہ مشارق شمس رأس سرطان سے شروع ہوتا ہے۔

اور یہ پہلا برج بروج صیف کا ہے اور یہ راس جدی تک جاتی ہے اور جدی اول برج بروج شتا کی ہے۔

اور راس جدی سے راس سرطان تک متحد ہے اس اعتبار سے ایک سو اسّی مشرق ہوتے ہیں اور اگر تغایر مشرق کا اعتبار کیا جائے تو تین سو ساٹھ مشرق ہوں گے۔ اس لیے کہ سن شمسی باعتبار عدد چھ دن زیادہ کا ہوتا ہے۔

اور رب المشرقین ورب المغربین جو فرمایا وہ باعتبار مشرق صیف اور مشرق شتا ہے ایسے ہی مغربین کا حال ہے۔ آگے ارشاد ہے۔

اِنَّا زَيَّنَّا السَّمَآءَ الدُّنْيَا بِزِيْنَةِ نِ الْكَوَاكِبِ۔ ہم نے آسمان دنیا کو مزین کیا کواکب کی تزیین سے

اس سے مراد اقرب سما ہے جو اپنی زمین سے قریب ہے۔

اور اجلّ فلاسفہ کے نزدیک
قمر تنہا آسمان دنیا پر ہے۔ اور
عطارد آسمان دوئم پر ہے اور
زہرہ آسمان سوئم پر ہے اور
شمس آسمان چہارم پر ہے اور
مریخ آسمان پنجم پر ہے اور
مشتری آسمان ششم پر ہے اور
زحل آسمان ہفتم پر ہے اور

ثوابت اس فلک پر ہیں جو آسمان ہفتم سے اوپر ہے جسے اصطلاح شرع میں کرسی کہتے ہیں۔
یہ ساتوں سیارے ایک شعر میں منظوم ہیں۔

قمر است و عطارد و زہرہ　　شمس۔ مریخ۔ مشتری و زحل

وَحِفْظًا مِّنْ كُلِّ شَيْطَانٍ مَّارِدٍ۔ اور حفاظت کی ہم نے ان کی ہر سرکش شیطان سے
آلوسی فرماتے ہیں کَاَنَّہٗ قِیْلَ اِنَّا خَلَقْنَا الْکَوَاکِبَ زِیْنَۃً لِّلسَّمَاءِ وَحِفْظًا لَّھَا۔ گویا فرمایا گیا بے شک ہم نے تارے زینت سما کے لیے بنائے اور ان کے محافظ مقرر کیے تاکہ سرکش شیاطین وہاں تک نہ پہنچ سکیں۔

مَارِدٍ بہتریوں سے معرا کو کہتے ہیں حَیْثُ قَالَ وَالْمَارِدُ کَالْمَرِیْدِ الْمُتَعَرِّیْ عَنِ الْخَیْرَاتِ مِنْ قَوْلِھِمْ شَجَرٌ اَمْرَدُ اِذَا تَعَرّٰی مِنَ الْوَرَقِ۔ جیسے بولتے ہیں شجر امرد جبکہ اس میں پتے نہ رہیں۔
وَمِنْہُ قِیْلَ رَمْلَۃٌ مَرْدَاءُ اِذَا لَمْ تُنْبِتْ شَیْئًا۔ اسی کے ماتحت رملۃ مرداء بولتے ہیں جب کہ اس میں کچھ پیداوار نہ ہو۔
وَمِنْہُ الْاَمْرَدُ لِتَجَرُّدِہٖ عَنِ الشَّعْرِ۔ اسی سے امرد ہے کہ اس کے چہرہ پر سبزہ نہ اُگے اور بلا ریش ہی رہ جائے۔

اور ارباب شرائع نے مارد کی تفسیر خارج عن الطاعۃ کے لیے اس لیے کہ وہ اطاعت سے معرّی ہوتا ہے۔

لَا یَسَّمَّعُوْنَ اِلَی الْمَلَاِ الْاَعْلٰی۔ نہیں سن سکتے ملأ اعلیٰ کی باتیں۔
یَسَّمَّعُوْنَ یعنی یَتَسَمَّعُوْنَ۔ اور یہ اصل میں تسمعون ہی ہے تؔ کو سینؔ میں ادغام کر دیا پھر وہ یَسَّمَّعُوْنَ ہو گیا۔

اور ملأ اصل میں جماعت کو کہتے ہیں جیسے وَقَالَ الْمَلَاُ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا۔ وَقَالَ الْمَلَاُ مِنْ قَوْمِ فِرْعَوْنَ وغیرہ ارشاد ہے۔ اور یہاں ملأ اعلیٰ سے مراد جماعت ملائکہ علیہم السلام ہے جیسا کہ سدی نے کہا اور ملاء اعلی من جہۃ العلو اعلیٰ ہے اور من جہت السفلی ملاء اسفل ہے جس میں انس و جن رہتے ہیں تو اس کے یہ معنی ہوئے لَا یَتَمَکَّنُوْنَ مِنَ السَّمَاعِ۔

وَیُقْذَفُوْنَ مِنْ کُلِّ جَانِبٍ دُحُوْرًا وَّلَھُمْ عَذَابٌ وَّاصِبٌ۔ اور مارے جاتے ہیں ہر سمت سے مطرود و مردود کرنے کو اور ان کے لیے دوامی عذاب ہے۔
یعنی وہ شیاطین رجم کیے جاتے ہیں جوانب سما سے جبکہ وہ چڑھ کر آسمانی خبریں لینے کا ارادہ کرتے

ہیں۔ دُحور عربی میں دفع کرنے اور دور کر دینے کے معنی میں مستعمل ہے۔

اور واصب بمعنی دائم آتا ہے۔

اِلَّا مَنْ خَطِفَ الْخَطْفَةَ فَاَتْبَعَهٗ شِهَابٌ ثَاقِبٌ۔ مگر ان شیاطین میں سے جو بھی آواز کی بھنک اچک کر جانا چاہے تو اس کے پیچھے شہاب ثاقب لگ جاتا ہے۔

خطف عربی میں اختلاس اور لپکے سے کسی چیز کے اچک لینے کو کہتے ہیں یا جلدی سے لے لینے کو کہتے ہیں اور یہاں اختلاس سے مراد کلام ملائکہ کو چرا کر کانوں تک پہنچانا ہے تو جب شیاطین کلام ملائکہ چرا کر چلتے ہیں تو ان کے پیچھے شہاب لگتا ہے۔ شہاب اصل میں وہ شعلہ ہے جو آگ کی طرح دھکتا ہوا آسمان سے نکلتا ہے اور اسے تارا ٹوٹنا کہتے ہیں۔

اور ثاقب بمعنی روشن مستعمل ہے اور یہ نجوم سماویہ نہیں ہیں بلکہ یہ ایک شعاع ہے جو شیاطین کے جلانے کو ملائکہ پھینکتے ہیں۔

اس لیے کہ کواکب سماویہ تو ایک ایک تارا زبردست پہاڑ کے برابر ہے۔

اور فلاسفہ کی تحقیق میں ثوابت کی یہ شان ہے کہ ایک ایک تارا دنیائے زمین سے بڑا ہے پھر ظاہر ہے کہ اگر تارے ہی ٹوٹتے تو آج آسمان پر تھوڑے سے ہی رہ جاتے۔

اور قرآن کریم میں یہ بھی ارشاد ہے وَلَقَدْ زَيَّنَّا السَّمَآءَ الدُّنْيَا بِمَصَابِيْحَ وَجَعَلْنٰهَا رُجُوْمًا لِّلشَّيٰطِيْنِ سماء دنیا کو چراغوں سے مزین فرمایا اور شیاطین کے لیے رجوم علیحدہ رکھے۔

اور اِنَّا زَيَّنَّا السَّمَآءَ الدُّنْيَا بِزِيْنَةِ ۨالْكَوَاكِبِ وَحِفْظًا مِّنْ كُلِّ شَيْطٰنٍ مَّارِدٍ۔ سماء دنیا کو کواکب سے مزین فرمایا اور سرکش شیاطین کے لیے علیحدہ نظام رکھا۔ کہ استراق سمع نہ کر سکیں۔ اور شیاطین کی راہ بند ہو جائے۔

اس کے بعد حضور کو ارشاد ہے کہ ان مشرکین سے پوچھئے اس لیے کہ استفتا بمعنی استخبار آتا ہے چنانچہ مشرکین مکہ سے دریافت کرنے کا حکم ہوا اور ارشاد ہوا۔

فَاسْتَفْتِهِمْ اَهُمْ اَشَدُّ خَلْقًا اَمْ مَّنْ خَلَقْنَا اِنَّا خَلَقْنٰهُمْ مِّنْ طِيْنٍ لَّازِبٍ۔ تو ان مشرکوں سے پوچھو کہ کیا وہ مشکل ہیں بنانے میں یا جو ہم نے بنائے ہم نے انہیں پیدا کیا چپکتی مٹی سے۔

ابن منذر وغیرہ قتادہ سے راوی ہیں اَللَّازِبُ يَلْزِقُ بِالْيَدِ اِذَا مَسَّ بِهَا۔ لازب وہ ہے جو ہاتھ لگانے سے چپکے۔

اور طبری کہتے ہیں خُلِقَ اٰدَمُ مِنْ تُرَابٍ وَّمَآءٍ وَّهَوَآءٍ وَّنَارٍ وَّهٰذَا كُلُّهٗ اِذَا خُلِطَ صَارَ طِيْنًا

لَازِبًا۔ آدم علیہ السلام کی تخلیق مٹی۔ پانی۔ ہوا۔ آگ سے ہوئی اور یہ سب جب مل گئے تو طین لازب یعنی چکنی مٹی ہوگئی۔ اور لغت میں طین لازب کو لازم اور لاتب بھی کہتے ہیں اور ان سب کے معنی ایک ہی ہیں۔

وَاَخْرَجَ عَبْدُ بْنُ حُمَیْدٍ وَابْنُ الْمُنْذِرِ عَنْ مُجَاهِدٍ اَنَّہٗ قَالَ لَازِبٌ اَیْ لَازِمٌ مُنْتِنٌ وَلَعَلَّ وَصْفَہٗ بِمُنْتِنٍ مَاْخُوْذٌ مِّنْ قَوْلِہٖ تَعَالٰی مِنْ حَمَاٍ مَّسْنُوْنٍ۔ لازب سے مراد سڑی مٹی ہے اور غالبًا اسے سڑی مٹی اس لیے کہا گیا کہ دوسری جگہ ارشاد ہے مِنْ حَمَاٍ مَّسْنُوْنٍ۔

لٰکِنْ اَخْرَجَ ابْنُ اَبِیْ حَاتِمٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّہٗ قَالَ اللَّازِبُ وَالْحَمَاُ وَالطِّیْنُ وَاحِدٌ کَانَ اَوَّلُہٗ تُرَابًا ثُمَّ صَارَ حَمَاً مَّسْنُوْنًا ثُمَّ صَارَ طِیْنًا لَازِبًا فَخَلَقَ اللّٰہُ مِنْہُ اٰدَمَ عَلَیْہِ السَّلَامُ لازب اور حما اور طین ایک ہی چیز ہے اول یہ تراب تھی پھر حما منتن بنی پھر طین لازب یعنی چکنی مٹی ہوئی تو اللہ تعالٰے نے حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا فرمایا۔

بہرحال جو مٹی سے پیدا کیا جس میں صلابت و قوت ہی نہ تھی تو جس خالق مطلق نے طین لازب سے بنایا اور بے نظیر بنایا تو یہ منکرین بعث کس دلیل سے منکر ہیں کہ دوبارہ ہمیں نہیں بنایا جاسکتا۔ اور کہتے ہیں ءَاِذَا مِتْنَا وَكُنَّا تُرَابًا وَّعِظَامًا ءَاِنَّا لَمَبْعُوْثُوْنَ۔ اس پر باری کی طرف سے ارشاد ہے بَلْ عَجِبْتَ وَيَسْخَرُوْنَ۔ آپ تعجب کرتے ہیں کہ واضح دلیل یہ کیوں قبول نہیں کرتے اور وہ آپ کا تمسخر اڑا رہے ہیں۔

وَاِذَا ذُكِّرُوْا لَا يَذْكُرُوْنَ وَاِذَا رَاَوْا اٰيَةً يَّسْتَسْخِرُوْنَ وَقَالُوْٓا اِنْ هٰذَآ اِلَّا سِحْرٌ مُّبِيْنٌ۔ اور جب وہ نصیحت کیے جاتے ہیں تو نصیحت قبول نہیں کرتے اور جب کوئی معجزہ دیکھتے ہیں تو اپنے تمسخر میں اور بڑھ جاتے ہیں۔

شان نزول:۔ آیت کا یہ ہے کہ

اِنَّ رُکَانَۃَ رَجُلٌ مِّنَ الْمُشْرِکِیْنَ مِنْ اَہْلِ مَکَّۃَ لَقِیَہُ الرَّسُوْلُ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِیْ جَبَلٍ خَالٍ یَرْعٰی غَنَمًا لَہٗ وَکَانَ مِنْ اَقْوَی النَّاسِ فَقَالَ لَہٗ یَا رُکَانَۃُ اَرَاَیْتَ اِنْ صَرَعْتُکَ اَتُؤْمِنُ بِیْ فَقَالَ نَعَمْ فَصَرَعَہٗ ثَلَاثًا ثُمَّ عَرَضَ لَہٗ بَعْضَ الْاٰیَاتِ دَعَا عَلَیْہِ السَّلَامُ شَجَرَۃً فَاَقْبَلَتْ فَلَمْ یُؤْمِنْ وَجَاءَ اِلٰی مَکَّۃَ فَقَالَ یَا بَنِیْ ہَاشِمٍ سَاحِرُوْا بِصَاحِبِکُمْ اَہْلَ الْاَرْضِ فَنَزَلَتْ فِیْہِ وَاَخْزَابِہٖ۔

وَیَسْتَسْخِرُوْنَ قُرِئَ یَسْتَسْحِرُوْنَ بِالْحَاءِ الْمُہْمَلَۃِ اَیْ یَعُدُّوْنَہَا سِحْرًا۔

رکانہ مشرکین مکہ سے ایک شخص تھا جو حضور سے ایک پہاڑ پر ملا جہاں اس کی بکریاں چرائی جاتی تھیں اور یہ قوی ہیکل آدمی تھا حضور نے فرمایا اے رکانہ اگر میں تجھے پچھاڑ دوں تو تو ایمان لے آئے گا اس نے کہا ہاں حضور نے اسے تین بار پچھاڑا۔ پھر چند ایک اور معجزات ظاہر فرمائے۔ ایک درخت کو بلایا تو وہ آگیا مگر یہ ایمان نہ لایا اور مکہ میں آکر کہنے لگا اے ابناء ہاشم تمہارے صاحب زمین والوں پر جادو کرتے ہیں اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔

وَقَالُوْٓا اِنْ هٰذَآ اِلَّا سِحْرٌ مُّبِيْنٌ۔ اور بولے یہ کچھ نہیں مگر کھلا جادو ہے۔

یعنی جب حضور صلے اللہ علیہ وسلم سے آیات باہرہ دیکھیں تو بجائے ایمان لانے اور اعتراف حق کرنے کے بولا یہ تو کھلا جادو ہے اور کہنے لگا۔

ءَاِذَا مِتْنَا وَكُنَّا تُرَابًا وَّعِظَامًا ءَاِنَّا لَمَبْعُوْثُوْنَ اَوَ اٰبَآؤُنَا الْاَوَّلُوْنَ۔ جب ہم مر جائیں گے اور مٹی ہو جائیں گے اور ہڈیاں رہ جائیں گی تو کیا ہم پھر زندہ اٹھائے جائیں گے اور کیا ہمارے باپ دادا جو پہلے ہیں۔

یعنی اَنُبْعَثُ اِذَا مِتْنَا۔ اور اسی کے ساتھ کہنے لگے اَوَ اٰبَآؤُنَا الْاَوَّلُوْنَ مَبْعُوْثُوْنَ اَيْضًا

یہاں اپنے زندہ ہونے کا محال ظاہر کرتے ہوئے بعث آباء کو زیادہ مستبعد کرنا مقصود ہے اس لیے کہ وہ ان سے پہلے مر چکے تھے تو ان سے ان کا زندہ ہونا زیادہ مستبعد تھا اس لیے اَوَ اٰبَآؤُنَا الْاَوَّلُوْنَ کہا۔ اس کے جواب میں اللہ تعالے نے اپنے حبیب پاک کو فرمایا۔

قُلْ نَعَمْ وَاَنْتُمْ دَاخِرُوْنَ۔ اے محبوب فرما دیجئے ہاں تم اور تمہارے باپ دادا سب اٹھائے جائیں گے اور حال یہ ہے کہ تمہارا اٹھنا ایسے حال میں ہوگا کہ تم سب ذلیل اور بے بس ہو گے۔

گویا عبارت یوں ہی قُلْ نَعَمْ اَىْ تُبْعَثُوْنَ كُلُّكُمْ وَالْحَالُ اَنْتُمْ صَاغِرُوْنَ اَذِلَّآءُ۔ اور یہ جواب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ابی بن خلف کو اس وقت دیا جبکہ وہ ایک بوسیدہ ہڈی لے کر اپنی چٹکی میں اس کے ذرات مل کر دکھا رہا تھا اور حضور سے عرض کر رہا تھا۔

فَقَالَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَعَمْ وَيَبْعَثُكَ وَيُدْخِلُكَ جَهَنَّمَ۔ تو حضور نے فرمایا ہاں خدا کی قسم اللہ تجھے اٹھائے گا اور جہنم میں داخل فرمائے گا۔

اس کے بعد نوعیت بعث بعد الموت کی تفصیل بیان فرمائی گئی چنانچہ ارشاد ہوا۔

فَاِنَّمَا هِىَ زَجْرَةٌ وَّاحِدَةٌ فَاِذَا هُمْ يَنْظُرُوْنَ۔ اور یہ بعث ایک چنگھاڑ سے ہوگی تو اپنے اپنے مرقدوں میں پڑے پڑے دیکھیں گے۔

محاورہ عرب میں زجرۃ صیحہ کے معنی میں مستعمل ہے اور صیحہ اس آواز کو کہتے ہیں جو چرواہے اپنے جانوروں کے ہانکتے میں لگاتے ہیں۔

آلوسی فرماتے ہیں۔ وَالزَّجْرَۃُ الصَّیْحَۃُ مِنْ زَجْرِ الرَّاعِیْ غَنَمَہٗ صَاحَ عَلَیْھَا۔ اور یہ نفخہ ثانیہ ہوگا جب صور اسرافیل دوبارہ پھونکا جائے گا تو اس وقت سب لپنے اپنے مرقدوں میں زندہ ہو کر دیکھتے رہ جائیں گے اور یہ دیکھنا ایسا ہی ہوگا جیسے دنیا میں دیکھتے تھے اَیْ فَاِذَا ھُمْ قِیَامٌ مِّنْ مَّرَاقِدِھِمْ اَحْیَاءٌ یُبْصِرُوْنَ کَمَا کَانُوْا فِی الدُّنْیَا۔ اور اس وقت دیکھیں گے

وَقَالُوْا یٰوَیْلَنَا ھٰذَا یَوْمُ الدِّیْنِ ھٰذَا یَوْمُ الْفَصْلِ الَّذِیْ کُنْتُمْ بِہٖ تُکَذِّبُوْنَ۔ تو کہیں گے ہائے ہلاکت ہماری یہ تو وہی بدلہ کا دن ہے۔ دین بمعنی جزا ہے جیسے کَمَا تَدِیْنُ تُدَانُ بولا جاتا ہے جس کے معنی جیسے کرنی ویسے بھرنی ہے۔ یعنی اس وقت حسرت و افسوس کے ساتھ مشرکین کہیں گے ہائے خرابی یہ تو وہی دن ہے جس دن ہمیں ہمارے اعمال کا بدلہ ملنا تھا۔

ان بدنصیبوں کو اس دن یقین آئے گا جب آنکھوں سے دیکھ لیں گے اور یہ دن وہ ہوگا کہ اب یقین آنا نہ آنا بیکار ہوگا۔ چنانچہ ملائکہ فرمائیں گے۔

ھٰذَا یَوْمُ الْفَصْلِ الَّذِیْ کُنْتُمْ بِہٖ تُکَذِّبُوْنَ۔ یہ وہ فیصلہ کا دن ہے جس کی تم تکذیب کرتے تھے اب تم کتنی ہی معذرت کرو آج تمہاری شنوائی نہیں ہے بقول شخصے۔

آگے کے دن پاچھے گئے اور پی سے کیا نہ ہیت
اب پچھتائے کیا ہوت ہے چڑیاں چگ گئیں کھیت

بامحاورہ ترجمہ دوسرا رکوع صافات پ ۲۳

اُحْشُرُوا الَّذِیْنَ ظَلَمُوْا وَاَزْوَاجَھُمْ وَمَا کَانُوْا یَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ فَاھْدُوْھُمْ اِلٰی صِرَاطِ الْجَحِیْمِ ○ وَقِفُوْھُمْ اِنَّھُمْ مَّسْئُوْلُوْنَ ○ مَا لَکُمْ لَا تَنَاصَرُوْنَ ○

حاضر کرو انہیں جو ظلم کرتے رہے اور ان کے ساتھیوں کو اور انہیں جو پوجے جاتے تھے اللہ کے سوا پھیرے چلو انہیں جہنم کی راہ کی طرف۔ اور ٹھہرا رکھو انہیں وہ پوچھے جائیں گے۔ کہ اب تمہیں کیا ہوا کہ ایک دوسرے کی مدد نہیں کرتے ہو۔

بَلْ هُمُ الْيَوْمَ مُسْتَسْلِمُوْنَ ۝

بلکہ وہ اس دن نیچی گردن کیے ہوں۔

وَاَقْبَلَ بَعْضُهُمْ عَلٰى بَعْضٍ يَّتَسَآءَلُوْنَ ۝

اور ان کا ایک دوسرے کی طرف متوجہ ہو کر پوچھے گا۔

قَالُوْٓا اِنَّكُمْ كُنْتُمْ تَاْتُوْنَنَا عَنِ الْيَمِيْنِ ۝

تو وہ آپس میں کہیں تمہیں ہم پر دائیں طرف سے
آ آ کر بہکاتے تھے۔

قَالُوْا بَلْ لَّمْ تَكُوْنُوْا مُؤْمِنِيْنَ ۝

وہ کہیں بلکہ تم ہی مومن نہ تھے۔

وَمَا كَانَ لَنَا عَلَيْكُمْ مِّنْ سُلْطٰنٍ بَلْ كُنْتُمْ قَوْمًا طٰغِيْنَ ۝

اور نہیں تھا ہمارا زور تم پر بلکہ تم سرکش تھے۔

فَحَقَّ عَلَيْنَا قَوْلُ رَبِّنَآ اِنَّا لَذَآئِقُوْنَ ۝

تو پورا ہو گیا ہم پر وعدہ اسکے عذاب کا فرمان الٰہی
سے اب ہمیں ذائقہ عذاب چکھنا ہے۔

فَاَغْوَيْنٰكُمْ اِنَّا كُنَّا غٰوِيْنَ ۝

تو ہم نے تمہیں گمراہ کیا ہم سب گمراہ تھے۔

فَاِنَّهُمْ يَوْمَئِذٍ فِي الْعَذَابِ مُشْتَرِكُوْنَ ۝

تو وہ اس دن عذاب میں سب مشترک ہونگے۔

اِنَّا كَذٰلِكَ نَفْعَلُ بِالْمُجْرِمِيْنَ ۝

ایسا ہی ہمارا کام مجرموں کے ساتھ ہوتا ہے۔

اِنَّهُمْ كَانُوْٓا اِذَا قِيْلَ لَهُمْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ
يَسْتَكْبِرُوْنَ ۝

یہ ایسے سرکش تھے کہ جب ان سے کہا جاتا کہ کوئی
معبود نہیں مگر اللہ تو یہ تکبر کرتے تھے۔

وَيَقُوْلُوْنَ اَئِنَّا لَتَارِكُوْٓا اٰلِهَتِنَا لِشَاعِرٍ
مَّجْنُوْنٍ ۝

اور کہتے کیا ہم اپنے معبودوں کو چھوڑ کر ایک شاعر
مجنون کے پیرو ہو جائیں۔

بَلْ جَآءَ بِالْحَقِّ وَصَدَّقَ الْمُرْسَلِيْنَ ۝

بلکہ وہ آئے ہیں دین حق کے ساتھ اور پہلے نبیوں
کی تصدیق فرماتے ہیں۔

اِنَّكُمْ لَذَآئِقُوا الْعَذَابِ الْاَلِيْمِ ۝

تم اس سرکشی کی وجہ میں دردناک عذاب کا مزہ
چکھنے والے ہو۔

وَمَا تُجْزَوْنَ اِلَّا مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ۝

اور تمہیں بدلہ نہ دیا جائے گا مگر تمہاری جیسی کرنی
ہوگی ویسا ہی بدلہ ہوگا۔

اِلَّا عِبَادَ اللّٰهِ الْمُخْلَصِيْنَ ۝

مگر اللہ کے مخلصین بندے

اُولٰٓئِكَ لَهُمْ رِزْقٌ مَّعْلُوْمٌ ۝

یہ وہ ہوں گے کہ انہیں اللہ کے کرم سے ان کی روزی
مقرر ہوگی۔

فَوَاكِهُ وَهُمْ مُّكْرَمُوْنَ ۝

جو میووں سے ہو اور وہ عزت سے باغوں میں

فِیْ جَنّٰتِ النَّعِیْمِ ہوں گے جہاں نعمتیں ہیں۔

عَلٰی سُرُرٍ مُّتَقٰبِلِیْنَ تختوں پر آمنے سامنے بیٹھے ہوں۔

یُطَافُ عَلَیْهِمْ بِكَاْسٍ مِّنْ مَّعِیْنٍ ان پر دور چل رہا ہو صاف شراب کا۔

بَیْضَآءَ لَذَّةٍ لِّلشّٰرِبِیْنَ سفید لذیذ شراب۔

لَا فِیْهَا غَوْلٌ وَّ لَا هُمْ عَنْهَا یُنْزَفُوْنَ کہ نہ ہو اس میں بد حواسی اور نہ اس سے ان کی عقل مخمور ہو۔

وَ عِنْدَهُمْ قٰصِرٰتُ الطَّرْفِ عِیْنٌ اور ان کے پاس شرمیلی نیچی نگاہ بڑی آنکھوں والیاں بیویاں ہوں۔

كَاَنَّهُنَّ بَیْضٌ مَّكْنُوْنٌ گویا وہ بڑے چمکتے موتی ہیں۔

فَاَقْبَلَ بَعْضُهُمْ عَلٰی بَعْضٍ یَّتَسَآءَلُوْنَ تو وہ ایک دوسرے کی طرف متوجہ ہوں اور آپس میں پوچھ گچھ کریں۔

قَالَ قَآىٕلٌ مِّنْهُمْ اِنِّیْ كَانَ لِیْ قَرِیْنٌ اور کہنے والا کہے ان سے میں تھا دنیا میں تمہارا فریق۔

یَّقُوْلُ اَىٕنَّكَ لَمِنَ الْمُصَدِّقِیْنَ اور وہ تعجب سے کہے کیا تو بھی قیامت کو ماننے والا تھا۔

ءَاِذَا مِتْنَا وَ كُنَّا تُرَابًا وَّ عِظَامًا ءَاِنَّا لَمَدِیْنُوْنَ کیا جب ہم مر کر مٹی ہو جائیں گے اور ہڈیاں کیا ہم دوبارہ اٹھیں گے۔ اور اپنی کرنی کا بدلہ دیے جائینگے

قَالَ هَلْ اَنْتُمْ مُّطَّلِعُوْنَ کہے بیشک تم دیکھ سکتے ہو۔

فَاطَّلَعَ فَرَاٰهُ فِیْ سَوَآءِ الْجَحِیْمِ تو وہ دیکھے تو دیکھے بیچوں بیچ جہنم کے۔

قَالَ تَاللّٰهِ اِنْ كِدْتَّ لَتُرْدِیْنِ بولے قسم بخدا اگر تیرا مکر پہنچ جاتا تو مجھے ہلاک ہی کر دیتا۔

وَ لَوْ لَا نِعْمَةُ رَبِّیْ لَكُنْتُ مِنَ الْمُحْضَرِیْنَ اور اگر اللہ کی نعمت نہ ہوتی تو میں بھی انہی میں رہ کر عذاب پاتا۔

اَفَمَا نَحْنُ بِمَیِّتِیْنَ تو کیا ہم مرے نہیں۔

اِلَّا مَوْتَتَنَا الْاُوْلٰی وَ مَا نَحْنُ بِمُعَذَّبِیْنَ مگر ہمارا مرنا پہلا ہو گیا اور اب ہم عذاب میں نہیں جائیں گے۔

اِنَّ هٰذَا لَهُوَ الْفَوْزُ الْعَظِیْمُ ۝	بیشک یہ بڑی کامیابی ہے
لِمِثْلِ هٰذَا فَلْیَعْمَلِ الْعٰمِلُوْنَ ۝	(اور نیک عمل کرنے والے کامیاب ہیں) تو ہر ایک کو ایسا ہی عمل کرنا چاہیئے۔
اَذٰلِكَ خَیْرٌ نُّزُلًا اَمْ شَجَرَةُ الزَّقُّوْمِ ۝	کیا یہ نعمت بہتر ہے اور مہمانی یا تھوہر کے درخت کی تواضع۔
اِنَّا جَعَلْنٰهَا فِتْنَةً لِّلظّٰلِمِیْنَ ۝	بے شک کیا ہے ہم نے اسے ظالموں کی آزمائش
اِنَّهَا شَجَرَةٌ تَخْرُجُ فِیْۤ اَصْلِ الْجَحِیْمِ ۝	وہ درخت ہے جو نکلتا ہے درخت کی جڑ سے۔
طَلْعُهَا كَاَنَّهٗ رُءُوْسُ الشَّیٰطِیْنِ ۝	اور اس کا پھل گویا سانپ کا سر ہے۔
فَاِنَّهُمْ لَاٰكِلُوْنَ مِنْهَا فَمَالِــٴُـوْنَ مِنْهَا الْبُطُوْنَ ۝	تو جہنمی اسے کھائیں گے پھر اس سے پیٹ بھریں۔
ثُمَّ اِنَّ لَهُمْ عَلَیْهَا لَشَوْبًا مِّنْ حَمِیْمٍ ۝	پھر ان کے لیے اس پر جہنم کا کھولتا پیپ ملا پانی ڈالا جائے۔
ثُمَّ اِنَّ مَرْجِعَهُمْ لَاِلَى الْجَحِیْمِ ۝	پھر لوٹ کر اسی جہنم میں جائیں۔
اِنَّهُمْ اَلْفَوْا اٰبَآءَهُمْ ضَآلِّیْنَ ۝	اے محبوب یہ وہ ہیں کہ باپ دادا کی محبت میں گمراہ ہیں۔
فَهُمْ عَلٰۤى اٰثٰرِهِمْ یُهْرَعُوْنَ ۝	تو انہی کے قدم بقدم لپک رہے ہیں۔
وَ لَقَدْ ضَلَّ قَبْلَهُمْ اَكْثَرُ الْاَوَّلِیْنَ ۝	اور بے شک ان سے پہلے بھی اکثر ایسے ہی گمراہ ہوئے
وَ لَقَدْ اَرْسَلْنَا فِیْهِمْ مُّنْذِرِیْنَ ۝	اور بیشک بھیجے ہم نے ان میں ڈر سنانے والے۔
فَانْظُرْ كَیْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُنْذَرِیْنَ ۝	تو دیکھئے کیا ہوا انجام ان ڈرائے ہوؤں کا۔
اِلَّا عِبَادَ اللّٰهِ الْمُخْلَصِیْنَ ۝	مگر اللہ کے مخلص بندے۔

لفظی ترجمہ

اُحْشُرُوا۔ اکٹھا کرو	الَّذِیْنَ۔ ان کو جو	ظَلَمُوْا۔ ظالم ہیں	وَ۔ اور
اَزْوَاجَهُمْ۔ ان کے ساتھیوں کو	وَ۔ اور	مَا۔ جن کو	كَانُوْا۔ تھے وہ
یَعْبُدُوْنَ۔ پوجتے	مِنْ دُوْنِ۔ سوا	اللّٰهِ۔ اللہ کے	فَاهْدُوْ۔ تو راہ دکھاؤ

هُمْ۔ ان کو | اِلٰی۔ طرف | صِرَاطِ۔ راہ | الْجَحِیْمِ۔ دوزخ کی
وَقِفُوْا۔ کھڑا کرو | هُمْ۔ ان کو | اِنَّهُمْ۔ بیشک وہ | مَسْئُوْلُوْنَ۔ پوچھے جائینگے
مَا۔ کیا ہے | لَکُمْ۔ تم کو | لَا۔ کہ نہیں | تَنَاصَرُوْنَ۔ مدد کرتے آپس میں
بَلْ۔ بلکہ | هُمْ۔ وہ | اَلْیَوْمَ۔ آج کے دن | مُسْتَسْلِمُوْنَ۔ فرمانبردار ہیں
وَ۔ اور | اَقْبَلَ۔ متوجہ ہو | بَعْضُهُمْ۔ بعض ان کا | عَلٰی۔ اوپر
بَعْضٍ۔ بعض کے | یَتَسَاءَلُوْنَ۔ سوال کرتے | قَالُوْا۔ کہیں گے | اِنَّکُمْ۔ بیشک تم
کُنْتُمْ۔ تھے | تَاْتُوْنَنَا۔ آتے ہم کو | عَنِ الْیَمِیْنِ۔ دائیں جانب سے | قَالُوْا۔ کہیں گے
بَلْ۔ بلکہ | لَمْ۔ نہ | تَکُوْنُوْا۔ تھے تم | مُؤْمِنِیْنَ۔ مومن
وَ۔ اور | مَا۔ نہیں | کَانَ۔ تھا | لَنَا۔ ہمارا
عَلَیْکُمْ۔ تم پر | مِنْ سُلْطٰنٍ۔ کوئی غلبہ | بَلْ۔ بلکہ | کُنْتُمْ۔ تھے تم
قَوْمًا۔ قوم | طٰغِیْنَ۔ سرکش | فَحَقَّ۔ تو حق ہوئی | عَلَیْنَا۔ ہم پر
قَوْلُ۔ بات | رَبِّنَا۔ رب ہمارے کی | اِنَّا۔ بیشک ہم | لَذَآئِقُوْنَ۔ چکھنے والے ہیں
فَاَغْوَیْنٰ۔ تو گمراہ کیا ہم نے | کُمْ۔ تم کو | اِنَّا۔ بیشک | کُنَّا۔ ہم تھے
غٰوِیْنَ۔ گمراہ | فَاِنَّهُمْ۔ تو وہ | یَوْمَئِذٍ۔ اس دن | فِی۔ بیچ
الْعَذَابِ۔ عذاب کے | مُشْتَرِکُوْنَ۔ شریک ہونگے | اِنَّا۔ بیشک ہم | کَذٰلِکَ۔ اسی طرح
نَفْعَلُ۔ کرتے ہیں | بِالْمُجْرِمِیْنَ۔ مجرموں کے ساتھ | اِنَّهُمْ۔ بیشک وہ | کَانُوْا۔ تھے
اِذَا۔ جب | قِیْلَ۔ کہا جاتا | لَهُمْ۔ ان کو | لَآ۔ نہیں کوئی
اِلٰهَ۔ معبود | اِلَّا۔ مگر | اللّٰهُ۔ اللہ تو | یَسْتَکْبِرُوْنَ۔ تکبر کرتے تھے
وَ۔ اور | یَقُوْلُوْنَ۔ کہتے تھے | اَ۔ کیا | اِنَّا۔ ہم
لَتَارِکُوْا۔ چھوڑنے والے ہیں | اٰلِهَتِنَا۔ اپنے معبودوں کو | لِشَاعِرٍ۔ شاعر | مَّجْنُوْنٍ۔ دیوانے کے لیے
بَلْ۔ بلکہ | جَآءَ۔ آیا | بِالْحَقِّ۔ حق لے کر | وَ۔ اور
صَدَّقَ۔ تصدیق کی | الْمُرْسَلِیْنَ۔ پیغمبروں کی | اِنَّکُمْ۔ بیشک تم | لَذَآئِقُوا۔ چکھنے والے ہو
الْعَذَابِ۔ عذاب | الْاَلِیْمِ۔ دردناک | وَ۔ اور | مَا۔ نہ
تُجْزَوْنَ۔ بدلہ دیے جاؤ گے تم | اِلَّا۔ مگر | مَا۔ جو | کُنْتُمْ۔ تھے تم
تَعْمَلُوْنَ۔ کرتے | اِلَّا۔ مگر | عِبَادَ۔ بندے | اللّٰهِ۔ اللہ کے

الْمُخْلَصِیْنَ۔ خالص اُولٰٓئِکَ۔ یہ لوگ لَھُمْ۔ انکے لیے رِزْقٌ۔ رزق ہے

مَعْلُوْمٌ۔ مقرر فَوَاکِہُ۔ میوے ہیں وَ۔ اور ھُمْ۔ وہ

مُکْرَمُوْنَ۔ عزت کیے جائیں فِیْ۔ بیچ جَنّٰتِ۔ باغوں النَّعِیْمِ۔ نعمت والے ہیں

عَلٰی۔ اوپر سُرُرٍ۔ تختوں کے ہونگے مُّتَقٰبِلِیْنَ۔ آمنے سامنے یُطَافُ۔ دور ہوگا

عَلَیْھِمْ۔ ان پر بِکَاْسٍ۔ پیالے مِّنْ مَّعِیْنٍ۔ شراب بَیْضَآءَ۔ سفید کا

لَذَّۃٍ۔ لذیذ ہوگا لِّلشّٰرِبِیْنَ۔ پینے والوں کیلیے لَا۔ نہ ہوگی فِیْھَا۔ اس میں

غَوْلٌ۔ بدحواسی وَ۔ اور لَا۔ نہ ھُمْ۔ ان کو

عَنْھَا۔ اس سے یُنْزَفُوْنَ۔ سر درد ہو وَ۔ اور عِنْدَ۔ پاس

ھُمْ۔ ان کے ہونگی قٰصِرٰتُ۔ نیچی الطَّرْفِ۔ نگاہ والی عورتیں عِیْنٌ۔ موٹی آنکھ والی

کَاَنَّھُنَّ۔ گویا وہ بَیْضٌ۔ موتی ہیں مَّکْنُوْنٌ۔ چھپے ہوئے فَاَقْبَلَ۔ تو توجہ کریگا

بَعْضُھُمْ۔ بعض ان کا عَلٰی۔ اوپر بَعْضٍ۔ بعض کے یَّتَسَآءَلُوْنَ۔ سوال کرتے

قَالَ۔ کہے گا قَآئِلٌ۔ ایک کہنے والا مِّنْھُمْ۔ ان میں سے اِنِّیْ۔ بیشک

کَانَ۔ تھا لِیْ۔ میرا قَرِیْنٌ۔ ایک ساتھی یَّقُوْلُ۔ کہتا تھا۔

اَ۔ کیا اِنَّکَ۔ تو لَمِنَ الْمُصَدِّقِیْنَ۔ سچ مانتا ہے

ءَ۔ کیا اِذَا۔ جب مِتْنَا۔ ہم مرجائیں گے وَ۔ اور

کُنَّا۔ ہو جائیں گے تُرَابًا۔ مٹی وَّ۔ اور عِظَامًا۔ ہڈیاں

ءَ۔ کیا اِنَّا۔ ہم لَمَدِیْنُوْنَ۔ بدلہ دیے جائیں گے قَالَ۔ کہے گا

ھَلْ۔ کیا اَنْتُمْ۔ تم مُّطَّلِعُوْنَ۔ جھانکنے والے ہو فَاطَّلَعَ۔ تو جھانکے گا

فَرَاٰہُ۔ تو دیکھے گا اس کو فِیْ۔ بیچ سَوَآءِ۔ درمیان الْجَحِیْمِ۔ دوزخ کے

قَالَ۔ کہے گا تَاللّٰہِ۔ خدا کی قسم اِنْ۔ بیشک کِدْتَّ۔ قریب تھا تو کہ

لَتُرْدِیْنِ۔ ہلاک کرتا مجھ کو وَ۔ اور لَوْ۔ اگر لَا۔ نہ

نِعْمَۃُ۔ احسان ہوتا رَبِّیْ۔ میرے رب کا لَکُنْتُ۔ تو ہوتا میں مِنَ الْمُحْضَرِیْنَ۔ حاضر کیے ہوؤں سے

اَ۔ کیا فَمَا۔ پھر نہیں نَحْنُ۔ ہم بِمَیِّتِیْنَ۔ مرنے والے

اِلَّا۔ مگر مَوْتَتَنَا۔ موت ہماری الْاُوْلٰی۔ پہلی وَ۔ اور

مَا۔ نہیں نَحْنُ۔ ہم بِمُعَذَّبِیْنَ۔ سزا دیے گئے اِنَّ۔ بیشک

هٰذَا۔ یہ | لَهُوَ۔ وہ ہے | الْفَوْزُ۔ کامیابی | الْعَظِيْمُ۔ بڑی

بِمِثْلِ۔ مثل | هٰذَا۔ اس کی | فَلْيَعْمَلِ۔ چاہیئے کہ عمل کریں | الْعٰمِلُوْنَ۔ عمل کرنے والے

اَ۔ کیا | ذٰلِكَ۔ یہ | خَيْرٌ۔ بہتر ہے | نُزُلًا۔ مہمانی

اَمْ۔ یا | شَجَرَةُ۔ درخت | الزَّقُّوْمِ۔ تھوہر کا | اِنَّا۔ بیشک ہم نے

جَعَلْنٰهَا۔ بنایا اسکو | فِتْنَةً۔ آزمائش | لِلظّٰلِمِيْنَ۔ ظالموں کیلئے | اِنَّهَا۔ بیشک وہ

شَجَرَةٌ۔ درخت ہے | تَخْرُجُ۔ نکلتا ہے | فِىْ۔ بیچ | اَصْلِ۔ جڑ

الْجَحِيْمِ۔ دوزخ کے | طَلْعُهَا۔ اس کے پھل | كَاَنَّهٗ۔ گویا کہ وہ | رُءُوْسُ۔ سر ہیں

الشَّيٰطِيْنِ۔ شیطانوں کے | فَاِنَّهُمْ۔ بیشک وہ | لَاٰكِلُوْنَ۔ کھانے والے ہیں | مِنْهَا۔ اس سے

فَمَالِئُوْنَ۔ تو بھرنے والے ہیں | مِنْهَا۔ اس سے | الْبُطُوْنَ۔ پیٹ | ثُمَّ۔ پھر

اِنَّ۔ بیشک | لَهُمْ۔ انکے لیے | لَشَوْبًا۔ ڈبکی ہے | مِنْ حَمِيْمٍ۔ گرم پانی کی

ثُمَّ۔ پھر | اِنَّ۔ بیشک | مَرْجِعَهُمْ۔ ان کا لوٹنا ہے | لَاِلَى۔ طرف

الْجَحِيْمِ۔ دوزخ کی | اِنَّهُمْ۔ بیشک انہوں نے | اَلْفَوْا۔ پایا | اٰبَآءَ۔ باپوں

هُمْ۔ اپنے کو | ضَآلِّيْنَ۔ گمراہ | فَهُمْ۔ تو وہ | عَلٰٓى۔ اوپر

اٰثٰرِ۔ قدموں | هِمْ۔ انکے کے | يُهْرَعُوْنَ۔ دوڑتے ہیں | وَ۔ اور

لَقَدْ۔ بیشک | ضَلَّ۔ گمراہ ہوئے | قَبْلَهُمْ۔ ان سے پہلے | اَكْثَرُ۔ اکثر

الْاَوَّلِيْنَ۔ پہلے لوگ | وَ۔ اور | لَقَدْ۔ بیشک | اَرْسَلْنَا۔ بھیجے ہم نے

فِيْهِمْ۔ ان میں | مُّنْذِرِيْنَ۔ ڈرانے والے | فَانْظُرْ۔ تو دیکھ | كَيْفَ۔ کیسا

كَانَ۔ ہوا | عَاقِبَةُ۔ انجام | الْمُنْذَرِيْنَ۔ ڈرائے ہوؤں کا | اِلَّا۔ مگر

عِبَادَ۔ بندے | اللّٰهِ۔ اللہ کے | الْمُخْلَصِيْنَ۔ خالص

خلاصہ تفسیر دوسرا رکوع سورہ صافات۔ پ ۲۳

اُحْشُرُوا الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا وَاَزْوَاجَهُمْ وَمَا كَانُوْا يَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ فَاهْدُوْهُمْ اِلٰى صِرَاطِ الْجَحِيْمِ۔ جمع کرو انہیں جنہوں نے ظلم وشرک کیا اور ان کے جوڑوں کو اور جو کچھ وہ پوجتے تھے اللہ کے سوا ان سب کو دوزخ کی راہ کی طرف چلاؤ۔

بحکم منجانب اللہ فرشتوں کو ملے اور جوڑوں سے مراد ظالم کافروں کے شیاطین ہیں جو دنیا میں ان کے جلیس وقرین تھے۔ وہ بھی ان کے ساتھ جہنم کی راہ پر محشور ہوں اور ایک ہی زنجیر میں جکڑے جائیں۔
سید المفسرین ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ وَاَزْوَاجَهُمْ سے مراد ہر ایک کافر اپنی ہم قسم کافر کے ساتھ محشور کیا جاوے۔ بت پرست بت پرست کے ساتھ۔ آتش پرست آتش پرست کے ساتھ۔ ستارہ پرست ستارہ پرست کے ساتھ ملا کر جمع کیا جائے۔
وَقِفُوْهُمْ اِنَّهُمْ مَّسْـُٔوْلُوْنَ۔ مَا لَكُمْ لَا تَنَاصَرُوْنَ۔ بَلْ هُمُ الْيَوْمَ مُسْتَسْلِمُوْنَ اور (حکم ہو کہ) انہیں جہنم کے راستہ پر کھڑا رکھو۔ ان سے پوچھا جائے گا کہ تمہیں کیا ہوا سب ایک دوسرے کی مدد کیوں نہیں کرتے۔ آج کیوں (شرمساری سے) گردن ڈالے ہوئے ہو۔
یعنی انہیں روکو تاکہ ان سے جواب طلب ہو کہ آج ان کی مدد کیوں نہیں کرتے۔ حدیث شریف میں ہے کہ بروز قیامت بندہ اس وقت تک اپنی جگہ سے نہ ہل سکے گا جبتک کہ چار باتیں اس سے نہ پوچھ لی جائیں اور وہ یہ ہیں۔
اول اس کی عمر کہ اس نے کس کام میں گذاری۔
دوسرے اس کا علم کہ اس پر کیا عمل کیا۔
تیسرے اس کا مال کہ کہاں سے کمایا اور کہاں خرچ کیا۔
چوتھے اس کا جسم کہ اسے کس کام میں لایا۔
اور مَا لَكُمْ لَا تَنَاصَرُوْنَ۔ خازن جہنم ان سے بطریق توبیخ کہے گا کہ دنیا میں تو تم ایک دوسرے کی مدد کے دعویدار تھے آج کیا ہے کہ عاجزی سے گردن جھکائے کھڑے ہو کوئی تم میں سے کسی کا پرسان حال نہیں ہے سب ذلیل وعاجز کھڑے ہو۔
وَاَقْبَلَ بَعْضُهُمْ عَلٰى بَعْضٍ يَّتَسَآءَلُوْنَ۔ اور بعض ان کا بعض کی طرف منہ کر کے پوچھتا ہے۔
قَالُوْٓا اِنَّكُمْ كُنْتُمْ تَاْتُوْنَنَا عَنِ الْيَمِيْنِ قَالُوْا بَلْ لَّمْ تَكُوْنُوْا مُؤْمِنِيْنَ۔ سب کہیں تم ہمارے دہنی طرف بہکانے آتے تھے۔ بولیں تم خود ہی ایمان نہ رکھتے تھے۔
کفار اپنے سرداروں سے کہیں گے جو دنیا میں انہیں گمراہ کرتے تھے۔ کہ تم خود ہی بے ایمان تھے۔
وَمَا كَانَ لَنَا عَلَيْكُمْ مِّنْ سُلْطٰنٍ بَلْ كُنْتُمْ قَوْمًا طٰغِيْنَ۔ (سردار کہیں) اور ہمارا تم پر کچھ زور نہ تھا بلکہ تم خود سرکش لوگ تھے۔
یعنی ہم تمہیں اپنے زور سے گمراہ نہیں کرتے تھے بلکہ تم خود ہی مائل بہ سرکشی تھے اور اپنے اختیار سے

تم گمراہ ہوئے تھے۔

فَحَقَّ عَلَيْنَا قَوْلُ رَبِّنَا إِنَّا لَذَائِقُونَ فَأَغْوَيْنَاكُمْ إِنَّا كُنَّا غَاوِينَ ۔ فَإِنَّهُمْ يَوْمَئِذٍ فِي الْعَذَابِ مُشْتَرِكُونَ ۔ إِنَّا كَذَٰلِكَ نَفْعَلُ بِالْمُجْرِمِينَ ۔ تو ثابت ہو گئی ہم پر بات ہمارے رب کی بے شک ہمیں سزا کا مزہ چکھنا ہے۔ تو ہم نے تمہیں گمراہ کیا اس لیے کہ ہم خود گمراہ تھے تو وہ آج کے دن عذاب میں شریک ہیں ہم ایسا ہی مجرموں کے ساتھ کرتے ہیں۔

یعنی اللہ تعالے نے زبان انبیاء علیہم السلام سے جو عذاب کے وعدے دیے تھے وہ صاف طور پر ثابت ہو گئے جیسا کہ اس نے فرمایا تھا لَأَمْلَأَنَّ جَهَنَّمَ مِنَ الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ وہ عذاب اور ہمیں اس کا مزہ لینا ہے اور اس عذاب میں گمراہ اور گمراہ کنندہ ان کے سردار سب سزا میں مساوی شریک ہیں یہ قانون الٰہی ہے کہ ضال مضل دونوں عذاب میں شریک ہوتے ہیں اور ایسی ہی سزا اللہ تعالے دیتا ہے آگے ارشاد ہے۔

إِنَّهُمْ كَانُوا إِذَا قِيلَ لَهُمْ لَا إِلَٰهَ إِلَّا اللَّهُ يَسْتَكْبِرُونَ ۔ یہ وہ تھے کہ جب انہیں کہا گیا کہ کوئی معبود نہیں سوا اللہ تعالے کے تو استکبار کرتے۔

اور اپنے کو اونچا دکھاتے اور شرک سے باز نہ آتے توحید قبول نہ کرتے بلکہ انحراف میں اتنے پختہ ہو گئے کہ وَيَقُولُونَ أَئِنَّا لَتَارِكُو آلِهَتِنَا لِشَاعِرٍ مَجْنُونٍ ۔ کہتے کیا ہم ایک شاعر مجنون کی خاطر اپنے معبودوں کو چھوڑ دیں گے۔

یعنی ان خبیثوں نے شاعر و مجنون کہہ کر جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم مراد لیے اور کہا کہ حضور کے فرمانے سے ہم اپنے پرانے معبودوں کو کیسے چھوڑ سکتے ہیں اس کا جواب اللہ تعالیٰ کی طرف سے دیا گیا۔ بَلْ جَاءَ بِالْحَقِّ وَصَدَّقَ الْمُرْسَلِينَ ۔ بلکہ ہمارے حبیب تو حق لائے ہیں اور انہوں نے رسولوں کی تصدیق فرمائی ہے۔

یعنی ان کے دین اور توحید الٰہی کی تصدیق فرما کر شرک کی نفی کی ہے تمہارے اس شرک اور تکذیب کے بدلے میں۔

إِنَّكُمْ لَذَائِقُو الْعَذَابِ الْأَلِيمِ وَمَا تُجْزَوْنَ إِلَّا مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ إِلَّا عِبَادَ اللَّهِ الْمُخْلَصِينَ تم بے شک ذائقہ عذاب اور دردناک تکلیف پاؤ گے اور حقیقت حال یہ ہے کہ تمہیں بدلہ نہ ملے گا مگر اپنی کرنی کا مگر جو اللہ کے چنے ہوئے بندے ہیں۔

یعنی شرک اور تکذیب انبیاء کا بدلہ تمہیں آخرت میں ملے گا کہ ہمارے یہاں فَمَنْ يَعْمَلْ مِثْقَالَ

ذَرَّةٍ خَيْرًا يَّرَهٗ وَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَّرَهٗ۔ کا قانون ہے۔ البتہ جو ہمارے چنے ہوئے مخلص بندے ہیں ان کے رتبے ایسے بلند ہیں کہ۔

اُولٰٓئِكَ لَهُمْ رِزْقٌ مَّعْلُوْمٌ۔ فَوَاكِهُ وَهُمْ مُّكْرَمُوْنَ فِيْ جَنّٰتِ النَّعِيْمِ عَلٰى سُرُرٍ مُّتَقٰبِلِيْنَ يُطَافُ عَلَيْهِمْ بِكَاْسٍ مِّنْ مَّعِيْنٍ بَيْضَآءَ لَذَّةٍ لِّلشّٰرِبِيْنَ لَا فِيْهَا غَوْلٌ وَّلَا هُمْ عَنْهَا يُنْزَفُوْنَ وَعِنْدَهُمْ قٰصِرٰتُ الطَّرْفِ عِيْنٌ كَاَنَّهُنَّ بَيْضٌ مَّكْنُوْنٌ۔ ان کے لیے وہ روزی اور نعمت ہے جو ہمیں معلوم ہے میوے اور ان کی عزت ہوگی عیش و عشرت کے باغوں میں جو نعمتوں سے مملو ہوں آمنے سامنے تختوں پر ہوں ان پر دور چلے گا پاک شراب کے جاموں کا سفید رنگ والا شربت پینے والوں کو لذت دیگا اس میں نہ خمار اور نشہ ہو اور نہ اس سے ان کے سر پھریں نہ مدہوش ہوں اور ان کے پاس وہ شرمیلی حوریں ہوں جو اپنے شوہروں کے سوا کسی غیر کی طرف نظر اٹھا کر بھی نہ دیکھیں بڑی آنکھ والیاں گویا کہ وہ انڈے ہیں محفوظ۔

یعنی ان مخلصین ایمان والوں کے لیے نفیس و لذیذ میوے اور نعمتیں خوش ذائقہ خوشبو اور خوش منظر ہوں۔ عزت کے ساتھ تخت نشین ہوں اور ایک دوسرے سے مانوس اور باہم مسرور و محظوظ اور ان کے سامنے ستھری نہریں جاری ہوں جو دودھ سے بھی زیادہ سفید ہوں اور ان کے گرد جام گردش کریں جس میں وہ شربت و شراب ہو جس میں نہ بدبو ہو اور نہ بدذائقہ نہ نشہ اور بدحواسی اور نہ اس کے پینے سے اختلال عقل ہو نہ مدہوشی برخلاف دنیا کی گندی شراب کے کہ بدبو ہونے کے علاوہ بے گنتی مضرات و فسادات پیدا کرتی ہے کہیں درد سر اور کبھی جگر۔ درد شکم۔ پیشاب میں سوزش حتی کہ قے آنے لگتی ہے۔ عقل میں فتور آجاتا ہے۔

اور بیویاں حوران جنت ایسی صاف ستھری ہوں کہ نہ حیض نہ نفاس نہ ان کی نظریں غیروں کی طرف اٹھیں اپنے شوہروں کے سوا کسی طرف نظر نہ ڈالیں۔ ان کی آنکھیں بڑی بڑی ایسی صاف گویا صاف ستھرا محفوظ انڈا ہے۔

فَاَقْبَلَ بَعْضُهُمْ عَلٰى بَعْضٍ يَّتَسَآءَلُوْنَ۔ تو ان میں بعض بعض کی طرف منہ کر کے آپس میں اپنی نعمتوں پر سوال کریں۔

یعنی اہل جنت جنتیوں سے پوچھیں کہ دنیا میں کیا حالات و واقعات پیش آئے۔

قَالَ قَآئِلٌ مِّنْهُمْ اِنِّيْ كَانَ لِيْ قَرِيْنٌ يَّقُوْلُ اَئِنَّكَ لَمِنَ الْمُصَدِّقِيْنَ۔ ان میں سے کہنے والا بولا میرا ایک ہم نشین تھا جو مجھ سے کہا کرتا تھا کیا تو اسے سچ مانتا ہے۔

ءَ اِذَا مِتْنَا وَکُنَّا تُرَابًا وَّعِظَامًا ءَاِنَّا لَمَدِیْنُوْنَ ۔ یعنی دنیا میں ایک ایسا بھی تھا جو مرنے کے بعد اٹھنے کا منکر تھا اور وہ طنزاً مجھ سے کہا کرتا تھا کہ کیا تو مرنے کے بعد اٹھنے کو مانتا ہے۔ کیا ہم جب مرکر مٹی اور ہڈیاں ہو کر رہ جائیں گے تو کیا ہمیں جزا و سزا دی جائے گی۔

یہ بیان کر کے وہ جنتی اپنے جنتی دوستوں سے کہے۔

قَالَ هَلْ اَنْتُمْ مُّطَّلِعُوْنَ ۔ کیا تم جھانک کر دیکھو گے۔

تاکہ معلوم کرو کہ اس ہمنشین جہنمی کا کیا حال ہے۔

فَاطَّلَعَ فَرَاٰهُ فِیْ سَوَآءِ الْجَحِیْمِ ۔ تو اس کی طرف جنتی جب جھانکے تو اسے بھڑکتی آگ میں دیکھے۔

کہ عذاب میں گرفتار ہے تو وہ اس جہنمی سے کہے۔

قَالَ تَاللّٰهِ اِنْ كِدْتَّ لَتُرْدِیْنِ ۔ خدا کی قسم قریب تھا کہ تو مجھے ہلاک کر دیتا۔

یعنی صراط مستقیم سے ہٹا کر اور راہ راست سے بھٹکا کر اپنی طرح مجھے بھی ہلاک کر دیتا۔

وَلَوْلَا نِعْمَةُ رَبِّیْ لَكُنْتُ مِنَ الْمُحْضَرِیْنَ ۔ اور اگر میرے رب کی نعمت نہ ہوتی اور اس کا فضل شامل حال نہ ہوتا تو ضرور میں بھی پکڑا جاتا اور تیرے ساتھ ہی حاضر کیا جاتا۔

یعنی اللہ تعالے نے اپنی رحمت و کرم سے مجھے تیرے بہکانے سے محفوظ رکھا اگر ایسا نہ ہوتا اور اسلام سے منحرف ہو جاتا تو تیرے ساتھ میں بھی جہنم میں ہوتا۔

اب جبکہ موت کو موت آگئی اور وہ ذبح کر دی گئی۔ تو آج ہم کہتے ہیں۔

اَفَمَا نَحْنُ بِمَیِّتِیْنَ اِلَّا مَوْتَتَنَا الْاُوْلٰی وَمَا نَحْنُ بِمُعَذَّبِیْنَ اِنَّ هٰذَا لَهُوَ الْفَوْزُ الْعَظِیْمُ ۔

تو کیا ہمیں اب مرنا ہے۔ نہیں سوا اس موت کے جو ہم پر آچکی (دنیا میں) اور اب ہم مطمئن ہیں کہ ہم عذاب نہیں دیے جائیں گے۔ یہ ہے یقیناً زبردست کامیابی۔

یہ باتیں اطمینان ملنے کے بعد اہل جنت کریں گے۔ یا ملائکہ اہل جنت سے کہیں گے کہ بے شک یہ تمہاری بڑی کامیابی ہے۔

لِمِثْلِ هٰذَا فَلْیَعْمَلِ الْعٰمِلُوْنَ ۔ ایسے ہی کام کرنے والوں کو کرنے چاہئیں۔

یعنی نیک عملوں کے بدلے میں رحمت الٰہی سے تلذذ اور عیش دائم حاصل ہوگا۔ اور ہر قسم کے ماکول و مشارب سے تمتع ملے گا جو موجب راحت و سرور ہوگا اس کے بعد فرمایا جائے گا اور اہل جنت سے سوال ہوگا کہ

اَذٰلِكَ خَیْرٌ نُّزُلًا اَمْ شَجَرَةُ الزَّقُّوْمِ ۔ اِنَّا جَعَلْنٰهَا فِتْنَةً لِّلظّٰلِمِیْنَ اِنَّهَا شَجَرَةٌ تَخْرُجُ فِیْۤ اَصْلِ

الْجَحِیْمِ. طَلْعُھَا کَاَنَّہٗ رُءُوْسُ الشَّیٰطِیْنِ. کیا یہ مہمانی بہتر ہے یا تھوہر کا درخت ہم نے اسے کیا ہے ظالموں کی جانچ کے لیے بے شک وہ ایک درخت ہے جو جہنم کی جڑ میں سے نکلتا ہے۔ اس کا شگوفہ ایسا ہے گویا شیاطین کے سر ہیں۔

یعنی یہ جنت کی نعمتیں۔ لذتیں اور نفیس النعم واطعمہ اور دوامی عیش بہتر ہیں یا وہ تھوہر کا درخت جو نہایت تلخ انتہا درجہ کا بدبو حد درجہ کا بدمزہ ہے جس سے جہنمیوں کی میزبانی ہوگی اور انہیں اس کے کھانے پر مجبور کیا جائے گا اور انہیں بتایا جائے گا کہ تمہارا یہ گمان باطل اور لغو تھا کہ آگ درختوں کو جلا ڈالتی ہے پھر آگ میں درخت کیسے ہوگا آج دیکھ لو کہ اس کی شاخیں درکات جہنم سے نکلتی ہیں اور اس کے شگوفے کیسے بدہیئت اور قبیح المنظر ہیں اس کو بھوک سے مجبور ہو کر جہنمی کھائیں گے جیسا کہ ارشاد ہے۔

فَاِنَّھُمْ لَاٰکِلُوْنَ مِنْھَا فَمَالِـُٔوْنَ مِنْھَا الْبُطُوْنَ. ثُمَّ اِنَّ لَھُمْ عَلَیْھَا لَشَوْبًا مِّنْ حَمِیْمٍ. ثُمَّ اِنَّ مَرْجِعَھُمْ لَاِلَی الْجَحِیْمِ. تو وہ ضرور اس سے کھائیں گے پھر اس سے پیٹ بھریں گے پھر ان کے لیے اس پر کھولتا پانی ہوگا پھر لازمی طور پر ان کی بازگشت بھڑکتی آگ کی طرف ہے۔

یعنی وہ بھوک سے تنگ آ کر اس تھوہر کو کھائیں گے اس کی جلن سے ان کے شکم جھلس جائیں گے اور پیاس کی شدت سے جب پانی چاہیں گے تو گرم کھولتا پانی انہیں ملے گا۔ جو شدت حرارت سے ان کے اضطرار واضطراب کو دوبالا کر دے گا۔ اس حال میں وہ درکات جہنم میں بے چین ومضطرب الحال ہوں گے۔

حتیٰ کہ اس اضطراب ہی میں انہیں جہنم میں ڈال دیا جائے گا اور آگے اس عذاب کی وجہ بیان فرمائی جاتی ہے۔

اِنَّھُمْ اَلْفَوْا اٰبَآءَھُمْ ضَآلِّیْنَ. فَھُمْ عَلٰٓی اٰثٰرِھِمْ یُھْرَعُوْنَ. وَلَقَدْ ضَلَّ قَبْلَھُمْ اَکْثَرُ الْاَوَّلِیْنَ. وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا فِیْھِمْ مُّنْذِرِیْنَ. فَانْظُرْ کَیْفَ کَانَ عَاقِبَةُ الْمُنْذَرِیْنَ. اِلَّا عِبَادَ اللّٰہِ الْمُخْلَصِیْنَ.

بے شک وہ اپنے گمراہ باپ دادا کی محبت میں ہلاک ہوئے اور وہ انہیں کے قدم بقدم دوڑے گئے اور بیشک ان سے پہلے بھی گمراہ ہوئے اور بے شک ہم نے ان میں ڈر سنانے والے بھیجے تو دیکھیے ان ڈر سنائے ہوؤں کا کیا انجام ہوا مگر وہ چنے ہوئے بندے محفوظ رہے۔

یعنی انہیں یہ عذاب ان کے گمراہ باپ داداؤں کی محبت سے ہوا کہ ان کی طرف داری میں دلائل واضحہ سے آنکھیں بند کر کے ان کے پیچھے لگ گئے اور غلط راہ پر پڑ گئے اور ہدایت سے فائدہ نہ اٹھایا۔ باآنکہ ان میں ہم نے انبیاء کرام ڈر سنانے والے بھیجے۔ انہوں نے ان کی بدعملی اور گمراہی سے متنبہ

کیا۔ مگر انہوں نے ان کی ایک نہ سنی تو دیکھ لو ان کا کیا انجام ہوا کہ عذاب میں گرفتار ہوئے مگر ایماندار اور مخلص بندے نجات یافتہ نکلے۔ رکوع ہذا کے

لُغاتِ نادِرہ کا حل

وَقِفُوْهُمْ۔ قِفُوْا۔ صیغہ امر ہے۔ وقف سے مشتق ہے یا وقوف سے اور وقف و وقوف ٹھہرنے اور رکنے کو کہتے ہیں۔ یہ لازم و متعدی دونوں طرح مستعمل ہوتا ہے۔ چنانچہ وَقَفْتُ الدَّابَّةَ اَقِفُهَا وَقْفًا فَوَقَفَتْ هِيَ وُقُوْفًا۔ جس کے معنی ہوتے ہیں اَحْبِسُوْهُمْ فِي الْمَوْقِفِ۔

مُسْتَسْلِمُوْنَ۔ اِسْتِسْلَام سے ہے۔ اس کے معنی سلامتی طلب کرنے کے ہیں ترکِ منازعت کے بعد اور عرفِ عرب میں جھکنے اور منقاد ہونے کے معنی میں مستعمل ہے جب کوئی کسی کا منقاد و مطیع ہو جاتا ہے تو اِسْتَسْلَمَ فُلَانٌ لِفُلَانٍ بولا کرتے ہیں۔

اِنَّكُمْ كُنْتُمْ تَاْتُوْنَنَا عَنِ الْيَمِيْنِ۔ لفظ یمین استعارہ ہے قوت و قہر سے اس لیے کہ دایاں بائیں کی بہ نسبت قوی ہوتا ہے اس سے قہر و بطش وقوع میں آتا ہے تو معنی یہ ہوئے اِنَّكُمْ كُنْتُمْ تَاْتُوْنَنَا عَنِ الْقُوَّةِ وَالْقَهْرِ۔

اِلَّا عِبَادَ اللّٰهِ۔ یہ مستثنیٰ منقطع ہے۔ ذائقوا کی ضمیر سے اور درمیانی جملہ معترضہ ہے۔

لَهُمْ رِزْقٌ مَّعْلُوْمٌ۔ فَوَاكِهُ۔ فاکہہ کی جمع ہے اور فاکہہ اس غذا کو کہتے ہیں جو صرف لذت حاصل کرنے کو کھاتے ہیں۔

بِكَاْسٍ مِّنْ مَّعِيْنٍ بَيْضَاءَ لَذَّةٍ لِّلشّٰرِبِيْنَ۔ کاس اس برتن کو کہتے ہیں جیسے جام بھی کہتے ہیں جو شراب پینے میں استعمال ہوتا ہے۔ شعراء کا قول ہے۔

وَكَاْسٍ شَرِبْتُ عَلٰى لَذَّةٍ   وَاُخْرٰى تَدَاوَيْتُ

مِنْ مَّعِيْنٍ۔ ایک محذوف کے متعلق ہو کر کاس کی صفت ہے۔ عبارت یوں بنی اَيْ كَاْسٍ مِّنْ شَرَابٍ مَّعِيْنٍ۔ اور معین اس چشمہ کو کہتے ہیں جو زمین پر جاری ہو۔ بیضاء اور لذت دونوں کاس کی صفتیں ہیں۔

لَا فِيْهَا غَوْلٌ۔ غول اس درد سر کو کہتے ہیں جو نشہ اترنے کے بعد ہوتا ہے۔ اس کے اصلی معنی ہلاک کرنے کے ہیں۔ محاورہ ہے غَالَهٗ غَوْلًا اَيْ اَهْلَكَهٗ۔ وَالْغَوْلُ وَالْغَائِلُ لِلْمُهْلِكِ اور درد سر کو غول

اس لیے کہتے ہیں کہ وہ بھی موذی ہوتا ہے اور مؤدی الی الہلاک ہوتا ہے۔

وَلَاھُمْ عَنْھَا یُنْزَفُوْنَ۔ انزاف نشہ کی وجہ سے عقل چلی جانے کو کہتے ہیں۔ محاورہ ہے اَنْزَفَ اَھْ اِذَا ذَھَبَ عَقْلُہٗ مِنَ السُّکْرِ۔

وَعِنْدَھُمْ قٰصِرٰتُ الطَّرْفِ عِیْنٌ کَاَنَّھُنَّ بَیْضٌ مَّکْنُوْنٌ۔ قصر لغت میں روکنے کو کہتے ہیں ای یَقْصُرْنَ نَظْرَھُنَّ۔ عِیْن۔ جمع ہے عَیْنَاء کی۔ اور عَیْنَا بڑی آنکھ والی کو کہتے ہیں۔ مَکْنُوْنٌ مستور کو کہتے ہیں۔

کَانَ لِیْ قَرِیْنٌ۔ قرین مصاحب ہم نشین کو کہتے ہیں۔ یہ کَانَ کا اسم ہے اور لِی خبر ہے۔

ءَاِنَّا لَمَدِیْنُوْنَ۔ مدینون۔ دین سے لیا گیا ہے اور دین بدلے کو کہتے ہیں۔ محاورہ ہے کَمَا تُدِیْنُ تُدَانُ۔ اَیْ کَمَا تُجَازِیْ تُجَازٰی بِفِعْلِکَ۔ یعنی جیسی کرنی ویسی بھرنی۔ تو مدینون کے معنی مجزیون کے ہوئے۔

اَمْ شَجَرَۃُ الزَّقُّوْمِ۔ زقوم ارض تہامہ میں چھوٹے چھوٹے پتوں کا ایک نہایت تلخ اور بدبودار درخت ہوتا ہے۔ بعض نے زقوم سے تھوہر مراد لیا ہے۔

اور اس کے پھلوں کو بدصورتی میں سانپ سے تشبیہ دی ہے اور ہر بری اور ڈراونی صورت کے سانپوں کو محاورہ میں شیاطین سے تعبیر کرتے ہیں۔

لَشَوْبًا مِّنْ حَمِیْمٍ۔ شوب مصدر ہے جو بمعنی مفعول ہے اور شوب کہتے ہیں گرم پانی میں ملونی کو حمیم سخت گرم۔ خلاصہ یہ نکلا کہ جہنمی لوگوں کو گرم پانی اور زقوم ملے گا۔

عَلٰی اٰثَارِھِمْ یُھْرَعُوْنَ۔ اہراع کہتے ہیں تیزی سے دوڑنے کو۔ محاورہ ہے ھَرَعَ وَاَھْرَعَ اِذَا اَسْتَحَثَّ۔

مختصر تفسیر اردو دوسرا رکوع۔ صافات۔ پ ۲۳

اُحْشُرُوا الَّذِیْنَ ظَلَمُوْا وَاَزْوَاجَھُمْ وَمَا کَانُوْا یَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ فَاھْدُوْھُمْ اِلٰی صِرَاطِ الْجَحِیْمِ۔ جمع کرو انہیں جو مشرک ہیں اور ان کی مثل اور انہیں جو پوجتے تھے اللہ کے سوا غیر کو تو انہیں جہنم کے راستہ پر ہانکو۔

یہ حکم اللہ تعالے کی طرف سے ملائکہ کو ہوگا۔ یا ملائکہ ملائکہ کو کہیں گے چنانچہ آلوسی روح المعانی میں

فرماتے ہیں خِطَابٌ مِّنَ اللہِ تَعَالیٰ لِلْمَلٰئِکَۃِ اَوْمِنَ الْمَلٰئِکَۃِ بَعْضِہِمْ بِبَعْضٍ۔

ابن ابی حاتم ابن عباس رضی اللہ عنہما سے راوی ہیں تَقُوْلُ الْمَلٰئِکَۃُ لِلزَّبَانِیَۃِ اُحْشُرُوْا ملائکہ زبانیہ جہنم یعنی ان فرشتوں کو کہیں گے جو جہنم میں جہنمیوں کو دھکیلیں گے۔ زبانیہ جمع زبنیۃ کی ہے یہ زبن سے لیا گیا ہے اور زبن لغت میں دفع کو کہتے ہیں۔

اور سَنَدْعُ الزَّبَانِیَۃَ جو سورہ اقرأ میں ہے اس سے وہ فرشتے مراد ہیں جو کفار کو جہنم کی طرف دھکیلیں گے۔ اور یہ حشر ظالمین کا امر ہے جو ان کے اماکن سے موقف حساب پر کیا جائے گا یا موقف حساب سے جہنم کی طرف ہوگا۔

اور ازواجہم سے مراد امثال ہیں یعنی بیاج خوار بیاج خواروں میں۔ زانی زانیوں میں۔ اور شرابی شرابیوں میں جمع کیے جائیں۔

اور ابن جبیر و عکرمہ کہتے ہیں اس سے مراد مقارن ہیں یعنی بیو یاں کافر اور ان کے ازواج۔

وَمَا کَانُوْا یَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللہِ۔ یعنی اللہ کے سوا بتوں کے پجاریوں کو اور بتوں کو جو جماد ہیں سب کو جمع کرو۔

یہ جمع کرنا مشرکوں کی تحبیر اور تخجیل کے لیے ہوگا۔ اس لیے کہ پتھر کو آگ سے کیا تکلیف ہو سکتی ہے۔ لیکن بت پرست دیکھ لیں گے کہ جنہیں ہم پوجتے تھے وہ بھی جہنم میں ہیں اور

فَاهْدُوْهُمْ اِلٰى صِرَاطِ الْجَحِیْمِ۔ انہیں چلاؤ جہنم کی راہ پر۔

تاکہ وہ اپنی راہ کا انجام دیکھ لیں اور جحیم سے مراد جہنم ہے اور جحیم طبقہ جہنم کا نام ہے جس میں شدت سے آگ دھکتی ہوتی ہے۔ چنانچہ جحیم جحمہ سے ہے اور جحمہ شدت کی حرارت کو کہتے ہیں۔

وَقِفُوْهُمْ اِنَّهُمْ مَّسْئُوْلُوْنَ۔ اور انہیں روکو ان سے سوال ہونا ہے۔

وَقِفُوْا کے معنی اُحْبِسُوْا ہیں یعنی روکے رہو تاکہ ان کے عقائد کی حقیقت اور اعمال کی کیفیت کے متعلق پوچھا جائے۔

کہ ان بتوں کو یہ کیا سمجھتے تھے اور ان کی پوجا پاٹ کس طرح کرتے تھے۔

حدیث میں ہے لَا تَزُوْلُ قَدَمَا عَبْدٍ حَتّٰى یُسْئَلَ عَنْ خَمْسٍ عَنْ شَبَابِہٖ فِیْمَا اَبْلَاہُ کوئی بندہ اس وقت تک نہ چھوڑا جائے گا جب تک کہ اس سے پانچ چیزوں کے بارے میں نہ پوچھ لیا جائیگا۔ کہ جوانی کیسے گذاری

وَعَنْ عُمُرِہٖ فِیْمَا اَفْنَاہُ۔ اس کی عمر جیسے اس نے گذارا تو کس طرح لیے فنا کیا۔

وَعَنْ مَالِہٖ بِمَا یَکْسِبُہٗ وَفِیْمَا اَنْفَقَہٗ۔ اس کے مال کے متعلق سوال ہو کہ کیسے کمایا اور کس

راہ میں خرچ کیا۔

وَعَنْ عِلْمِہٖ مَاذَا عَمِلَ بِہٖ۔ اور علم کے متعلق پوچھا جائے کہ اس پر کیسے عمل کیا۔

حضرت ابن مسعود فرماتے ہیں يُسْئَلُوْنَ عَنْ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ۔ اس دن کلمۂ توحید لا الٰہ الا اللہ کے متعلق سوال ہو۔ اس کے بعد ارشاد ہو۔

مَالَكُمْ لَا تَنَاصَرُوْنَ۔ آج کیا ہوا تمہیں کہ تناصر و تعاون سب چھوڑ بیٹھے ہو۔

تناصر محاورہ عربی میں ایک دوسرے کا جب معاون ہو اور بعض بعض کی اعانت کرے تو اسے تناصر و تعاون کہتے ہیں۔ گویا یوں ارشاد ہوگا مَالَكُمْ لَا يَنْصُرُ بَعْضُكُمْ بَعْضًا۔ آج تمہیں کیا ہوا کہ بعض تمہارا بعض کی مدد نہیں کرتا۔

علامہ آلوسی فرماتے ہیں وَالْخِطَابُ لَهُمْ وَلِاٰلِهَتِهِمْ اَیْ مَالَكُمْ لَا یَنْصُرُوْنَ بَعْضُكُمْ كَمَا كُنْتُمْ تَزْعُمُوْنَ فِی الدُّنْیَا۔ یہ خطاب مشرکین اور ان کے معبودوں سے ہوگا کہ تمہیں کیا ہوا کہ آج تمہارا بعض بعض کا مددگار نہیں بنتا جیسا کہ تمہیں دنیا میں زعم تھا۔

فَقَدْ رُوِیَ اَنَّ اَبَا جَهْلٍ قَالَ يَوْمَ بَدْرٍ نَحْنُ جَمِيْعٌ مُنْتَصِرٌ۔ ایک روایت میں ہے کہ ابوجہل نے بدر والے دن کہا تھا ہم سب ایک دوسرے کے معاون ہیں۔ آج تو بیخا ارشاد ہوگا کہ یہ موقعہ ہے آپس میں مدد کا اب وہ مدد کام میں لاؤ۔

بَلْ هُمُ الْيَوْمَ مُسْتَسْلِمُوْنَ۔ بلکہ آج وہ اپنے عجز سے جھکے پڑے ہیں۔

یعنی ان کے سب حیلے ان پر بند ہیں اور اپنی عاجزی اور مجبوری میں جھکے ہوئے ہیں مُسْتَسْلِمُوْنَ استسلام سے ہے اور استسلام کہتے ہیں طلب سلامتی کو یعنی جب انہیں اپنی ہلاکت کا یقین ہو جائے اور ذلت سامنے آجائے تو بعض مجرم بعض سے سلامتی حاصل کریں گے۔ جیسے پوچھے۔ چنانچہ ارشاد ہے

وَاَقْبَلَ بَعْضُهُمْ عَلٰى بَعْضٍ يَّتَسَاءَلُوْنَ۔ قَالُوْا اِنَّكُمْ كُنْتُمْ تَاْتُوْنَنَا عَنِ الْيَمِيْنِ۔ قَالُوْا بَلْ لَّمْ تَكُوْنُوْا مُؤْمِنِيْنَ۔ وَمَا كَانَ لَنَا عَلَيْكُمْ مِّنْ سُلْطَانٍ بَلْ كُنْتُمْ قَوْمًا طَاغِيْنَ فَحَقَّ عَلَيْنَا قَوْلُ رَبِّنَا اِنَّا لَذَآئِقُوْنَ فَاَغْوَيْنٰكُمْ اِنَّا كُنَّا غٰوِيْنَ۔

اور رؤسا اور ان کے گمراہ پیرو آپس میں رخ کرکے پوچھیں کہ تم تو دنیا میں اپنے طریقہ کو یمن و برکت کا موجب بتا کر ہمیں یقین دلا دلا کر اپنی طرف راغب کرتے تھے حالانکہ تم ہرگز ایمان والے نہ تھے اس پر وہ سردار کہیں گے ہمارے پاس تمہارے اوپر کوئی قوت و حکومت نہ تھی کہ مجبور ہو کر ہمارے پاس آگئے بلکہ تم خود ہی کفر و عصیان اور نافرمانی میں حد سے متجاوز تھے۔ اسی وجہ میں ہم پر فرمان الٰہی

لازم ہوگیا اب تو ہم ضرور عذاب کا مزہ چکھیں گے۔ تو ہم نے تمہیں گمراہ کیا ہم خود بھی گمراہ تھے۔

قَالُوْا بَلْ لَّمْ تَكُوْنُوْا مُؤْمِنِيْنَ۔ یہ رؤسائے مشرکین کا جواب ہوگا گویا وہ انکار اضلال کریں گے اور کہہ دیں گے تم نے خود ہی اپنے کو گمراہ کیا اور کفر میں پڑے رہے درحقیقت تم مومن ہی نہ تھے۔ اور

وَمَا كَانَ لَنَا عَلَيْكُمْ مِّنْ سُلْطٰنٍ بھی رؤساء مشرکین کہیں گے یعنی تم پر ہمارا قہر و تسلط تو تھا ہی نہیں کہ ہم نے تمہارے اختیار سلب کر لیے تھے بلکہ تم متجاوز من الحد تھے اور عصیان شعاری میں تم ہی مصر تھے اور تم طاغی لاغی تھے۔

فَحَقَّ عَلَيْنَا قَوْلُ رَبِّنَآ اِنَّا لَذَآئِقُوْنَ تو اسی وجہ میں ہم پر حکم الٰہی قائم ہوا اب ہمیں ملامت نہ کرو ہم تم سب کے سب درحقیقت مومن ہی نہ تھے اور ایمان کی استعداد ہم میں نہ تھی تو ہم پر لازم ہوا قول رب الارباب اور فرمان خالق عالم پس اب ہمیں کسی کو ملامت کرنا زیبا نہیں۔

فَاَغْوَيْنٰكُمْ اِنَّا كُنَّا غٰوِيْنَ۔ تو ہم نے تمہیں غی و ضلالت کی طرف بلایا اور ہم خود بھی غی و ضلالت میں مبتلا تھے۔

گویا انہیں اس کا علم تھا یوم تساول و خصام ہوگا لیکن اپنی غوایت و ضلالت اور عناد و حسد سے اس کا انکار کرتے تھے چنانچہ دوسری جگہ ان کا بیان صاف طور پر ظاہر فرمایا کہ مشرکین جب جہنم میں ڈال دیے جائیں اور ان کے رؤساء بھی وہیں ہوں تو وہ عرض کریں۔

رَبَّنَا هٰٓؤُلَآءِ الَّذِيْنَ اَغْوَيْنَا اَغْوَيْنٰهُمْ كَمَا غَوَيْنَا۔ اے ہمارے رب ان لوگوں نے ہمیں گمراہ کیا ہم نے انہیں کے بہکانے پر گمراہی قبول کی۔ تَبَرَّاْنَآ۔ آج ان سے تبری کرتے ہیں لیکن یہ تبری بے کار ہے اس لیے کہ جب وقت تھا اس وقت تو گمراہی کی تاریکی میں پڑے رہے اب جبکہ یوم تساءل و اختصام آیا تو آج تبری بیکار ہے چنانچہ ارشاد ہے۔

فَاِنَّهُمْ فِى الْعَذَابِ مُشْتَرِكُوْنَ۔ تو بے شک وہ رؤسائے قوم اور ان کے متبعین آج عذاب میں مشترک ہیں۔

جیسے کہ یہ گمراہی ضلالت اور غوایت میں مشترک تھے۔ اگرچہ کمی زیادتی عذاب بقدر عمل طالح ہوگی۔ گمراہ کرنے والے اشد عذاب میں ہوں گے۔ اس لیے کہ ان کا گناہ دوسروں سے زیادہ ہے۔ تو شرکت عذاب مقتضی مساوات نہیں۔

اِنَّا كَذٰلِكَ نَفْعَلُ بِالْمُجْرِمِيْنَ اِنَّهُمْ كَانُوْٓا اِذَا قِيْلَ لَهُمْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ يَسْتَكْبِرُوْنَ۔ ہم مجرمین کے ساتھ ایسا ہی کرتے ہیں یہ وہ سرکش ہیں کہ جب ان سے کہا جاتا کہ اللہ تعالٰی کے سوا

کوئی معبود نہیں تو تکبر کرتے اور قبول کرنے سے منحرف ہوتے۔

یعنی مشرکین کے لیے یہی قانون حکمت ہے کہ انہیں سزا دی جائے اس لیے کہ انہیں جب کلمہ طیبہ سنایا جاتا اور اس کی طرف بلایا جاتا تو یہ بجائے قبول کرنے کے تکبر کرتے اس لیے کہ ان کے زعم باطل میں ایک معبود نہیں بلکہ متعدد معبود تھے۔ چنانچہ وہ کہتے تھے۔

ءَ اِنَّا لَتَارِكُوْا اٰلِهَتِنَا لِشَاعِرٍ مَّجْنُوْنٍ۔ کیا ہم اپنے معبودوں کو ایک شاعر مجنون کے لیے چھوڑ دیں۔

آلوسی فرماتے ہیں یَعْنُوْنَ بِذٰلِكَ قَاتَلَهُمُ اللّٰهُ تَعَالٰى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَدْ جَمَعُوْا بَيْنَ اِنْكَارِ الْوَحْدَانِيَّةِ وَاِنْكَارِ الرِّسَالَةِ وَوَصْفِهِمُ الشَّاعِرَ بِالْمَجْنُوْنِ۔ مشرکین نے کہا کہ کیا ہم اپنے معبود ایک شاعر مجنون کے لیے چھوڑ دیں۔ اس سے وہ حضور سید عالم صلے اللہ علیہ وسلم مراد لیتے تھے اللہ انہیں ہلاک فرمائے۔ وہ سب باہم وحدانیت پروردگار اور رسالت مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے انکار پر جمع تھے۔ اور حضور کی صفت میں وہ خبثا حمقا شاعر مجنون کے الفاظ استعمال کرتے تھے اس کا جواب اللہ تعالی کی طرف سے دیا گیا۔

بَلْ جَآءَ بِالْحَقِّ وَصَدَّقَ الْمُرْسَلِيْنَ۔ یہ ان کا گمان باطل ہے۔ بلکہ وہ تو توحید لائے تو حق ہے اور پہلے رسولوں کی تصدیق فرماتے ہوئے آئے۔

اور اس کا ثبوت براہین سے قائم ہو چکا اور تمام مرسلین کرام کا اس پر اجماع ہوا تو کہاں شعر وجنون اور کہاں حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی شان رفیعہ۔ لہذا اس گستاخانہ کلمہ اور تکذیب رسالت اور استکبار پر ارشاد فرمایا۔

اِنَّكُمْ لَذَآئِقُوا الْعَذَابِ الْاَلِيْمِ وَمَا تُجْزَوْنَ اِلَّا مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ۔ بے شک تمہیں دردناک عذاب کا ذائقہ لینا ہے اور تم بدلہ نہ دیے جاؤ گے مگر جیسا تم عمل کرو گے۔

یعنی جیسے تمہارے عمل ہیں ویسا ہی اس کا تمہیں بدلہ ملنا ہے۔ آگے مخلصین مومنین کا استثناء فرمایا گیا اور ان کا مقام و مرتبہ ظاہر کیا گیا۔

اِلَّا عِبَادَ اللّٰهِ الْمُخْلَصِيْنَ اُولٰٓئِكَ لَهُمْ رِزْقٌ مَّعْلُوْمٌ فَوَاكِهُ وَهُمْ مُّكْرَمُوْنَ فِيْ جَنّٰتِ النَّعِيْمِ عَلٰى سُرُرٍ مُّتَقٰبِلِيْنَ يُطَافُ عَلَيْهِمْ بِكَاْسٍ مِّنْ مَّعِيْنٍ بَيْضَآءَ لَذَّةٍ لِّلشّٰرِبِيْنَ لَا فِيْهَا غَوْلٌ وَّلَا هُمْ عَنْهَا يُنْزَفُوْنَ۔ مگر اللہ کے مخلص بندے یہ وہ ہیں کہ ان کے لیے رزق معلوم الخصائص ہے کہ وہ نہ مقطوع ہو نہ ان کے لیے ممنوع اور وہ حسن المنظر اور لذیذ الطعم طیب الرائحہ وغیرہ صفات مرغوبہ کے ساتھ متصف ہو۔

قتادہ کہتے ہیں کہ رزق معلوم سے مراد جنت کی نعمتیں ہیں آگے اس کی تصریح کی گئی۔ فَوَاكِهُ وَهُمْ مُكْرَمُونَ۔ یعنی یُرْزَقُونَ فِيهَا بِغَيْرِ حِسَابٍ فَمَا لَا يُدْخَلُ تَحْتَ الْحِسَابِ لَا يُعَدُّ وَلَا يُقَدَّرُ مطلب یہ کہ انہیں عزت کے ساتھ اتنا رزق عطا ہو کہ اس کا حساب ہی نہیں اور کسی حد کے ساتھ محدود ہی نہیں اور مکرمون فرمانے سے یہ بھی واضح ہو گیا کہ وہ وہاں حصول رزق میں کسی تکلیف میں نہ پڑیں بلکہ وَلَكُمْ فِيهَا مَا تَشْتَهِيهِ الْأَنْفُسُ وَتَلَذُّ الْأَعْيُنُ وَأَنْتُمْ فِيهَا خَالِدُونَ نیز دنیا کی نعمتوں میں سے ہے کہ ہر شے کے حصول کی مسرت کے ساتھ اس کے زوال کا خوف بھی ہوتا ہے وہاں جو عزت نعمت رحمت سے عطا ہوگی وہ دوامی ہوگی اور اس کے حصول میں تکلیف و تکلف کا واہمہ بھی نہ ہوگا۔

وَهُمْ مُكْرَمُونَ عِنْدَ اللّٰهِ۔ اور اللہ کے یہاں عزت والے ہوں وَذٰلِكَ أَعْظَمُ الْمَثُوبَاتِ اور یہ سب سے بڑا ثواب ہے۔ یہ گویا اس طرف اشارہ ہے کہ نعیم جسمانی اور نعیم روحانی بواسطہ اکل و شرب عطا ہوں۔ اسی لیے فِي جَنَّاتِ النَّعِيمِ فرمایا یعنی ان باغیچوں میں سوا نعمتوں کے کوئی ناگوار بات ہی نہ ہو چنانچہ ارشاد ہے۔

عَلٰى سُرُرٍ مُتَقَابِلِينَ۔ آمنے سامنے سب تخت نشین ہوں اور

يُطَافُ عَلَيْهِمْ بِكَأْسٍ مِنْ مَعِينٍ بَيْضَاءَ لَذَّةٍ لِلشَّارِبِينَ۔ دور ہوتا رہے ان پر جام کا جس میں شراب ہو سفید اور پینے والوں کے لیے لذت دینے والی چنانچہ ابن عباس رضی اللہ عنہما بھی یہی کہتے ہیں۔

اور ابن ابی شیبہ اور ابن جریر وغیرہ ضحاک سے راوی ہیں کہ كُلُّ كَأْسٍ ذَكَرَهُ اللّٰهُ تَعَالٰى فِي الْقُرْآنِ إِنَّمَا عَنٰى بِهِ الْخَمْرَ۔ ہر کاس جس کا تذکرہ قرآن پاک میں ہوا ہے اس سے مراد شراب ہے۔
وَأَكْثَرُ اللُّغَوِيِّينَ عَلٰى أَنَّ الْإِنَاءَ الْخَمْرَ لَا يُسَمّٰى كَأْسًا حَقِيقَةً إِلَّا وَفِيهِ خَمْرٌ فَإِنْ خَلَا مِنْهُ فَهُوَ قَدَحٌ۔ اور اکثر اہل لغت اس پر متفق ہیں کہ کسی برتن کو کاس حقیقتہً نہیں کہا جاتا جب تک کہ اس میں شراب نہ ہو اور اگر وہ شراب سے خالی ہو تو اسے قدح کہتے ہیں چنانچہ کاس فرما کر آگے ارشاد ہے۔
لَا فِيهَا غَوْلٌ وَلَا هُمْ عَنْهَا يُنْزَفُونَ۔ وہ شراب ہوگی لیکن اس میں غول نہ ہوگا اور غول اس کیفیت کو کہتے ہیں جو دنیا کی شراب میں ہوتی ہے۔
راغب کہتے ہیں اَلْغَوْلُ إِهْلَاكُ الشَّيْءِ مِنْ حَيْثُ لَا يُحَسُّ بِهِ غول بے حسی کے عالم میں کسی شے کے ہلاک کرنے کو کہتے ہیں۔

اور ابن عباس فرماتے ہیں فِی الْخَمْرِ اَرْبَعُ خِصَالٍ اَلسُّکْرُ وَالصُّدَاعُ وَالْقَیُٔ وَالْبَوْلُ فَنَزَّہَا اللّٰہُ تَعَالٰی خَمْرَ الْجَنَّۃِ عَنْہَا لَا فِیْہَا غَوْلٌ لَا تَغُوْلُ عُقُوْلَہُمْ مِنَ السُّکْرِ۔ دنیا کی شراب میں چار خصلت لازمی ہوتی ہیں۔ سکر۔ صداع۔ قے اور پیشاب تو اللہ تعالٰے نے جنت کی شراب کو ان خصائل سے منزہ فرمایا۔ چنانچہ لَا فِیْہَا غَوْلٌ فرما کر بتایا کہ وہاں کی شراب میں نشہ سے عقل خراب نہ ہوگی۔

وَلَا ھُمْ عَنْہَا یُنْزَفُوْنَ۔ اور نہ جنتی اس شراب سے قے کریں گے جیسے دنیا کے شرابی کرتے ہیں۔ نزف کے اصلی معنی نَزْعُ الشَّیْءِ وَاِذْھَابُہٗ بِالتَّدْرِیْجِ کے ہیں یعنی کسی شے کو نکالنا اور بتدریج اسے ضائع کر دینا۔

محاورہ میں بولتے ہیں نَزَفْتُ الْمَاءَ مِنَ الْبِئْرِ اِذَا نَزَفْتَہٗ وَنَزَعْتَہٗ کُلَّہٗ۔ میں نے کنویں سے پانی نکالا جبکہ تھوڑا تھوڑا کر کے تمام پانی نکالا جائے۔

وَعِنْدَھُمْ قٰصِرٰتُ الطَّرْفِ عِیْنٌ۔ کَاَنَّھُنَّ بَیْضٌ مَّکْنُوْنٌ۔ اور ان کے پاس نیچی نظر والیاں بڑی بڑی آنکھوں والیاں ہوں گویا وہ محفوظ انڈے ہیں۔

قٰصِرٰتُ الطَّرْفِ کی تعریف آلوسی یہ کرتے ہیں قَصَرْنَ اَبْصَارَھُنَّ عَلٰی اَزْوَاجِھِنَّ لَا یَمْدُدْنَ طَرْفًا اِلٰی غَیْرِھِمْ قَالَہٗ ابْنُ عَبَّاسٍ وَّمُجَاھِدٌ وَّابْنُ زَیْدٍ۔ یعنی وہ اپنی نظریں اپنے خاوندوں تک محدود رکھنے والیاں ہوں غیر کی طرف ان کی نگاہ نہیں اٹھتی یہی تعریف سید المفسرین ابن عباس اور مجاہد اور ابن زید نے کی۔

گویا یہ کنایہ ہے فرط محبت سے جو حوران بہشتی اپنے خاوندوں سے کریں گی ان کا میلان غیر کی طرف قطعًا نہ ہو۔

عین۔ جمع ہے عَیْنَاء کی یہ حسن کی ایک خاص شان ہے یعنی موٹی آنکھ والیاں جیسے آہو چشم کہہ کر معشوق کی تعریف کی جاتی ہے پھر اس کی تشبیہ

کَاَنَّھُنَّ بَیْضٌ مَّکْنُوْنٌ سے دی اس لیے کہ انڈا جب جوش کر لیا جائے تو اس کی زردی گول خوبصورت آنکھ کی صورت میں ہو جاتی ہے اور یہ محاورہ عرب میں حسن کی تعریف میں تشبیہًا بیان کیا جاتا ہے۔

وَاَقْبَلَ بَعْضُھُمْ عَلٰی بَعْضٍ یَّتَسَآءَلُوْنَ۔ اور بعض بعض کی طرف متوجہ ہو کر سوال کرے کہ یہ نعمتیں حسب وعدہ ہمیں مل گئیں اور جو بعثت کے منکر تھے انہیں آج پچھتانے کے سوا کیا ملا۔

قَالَ قَآئِلٌ مِّنْھُمْ اِنِّیْ کَانَ لِیْ قَرِیْنٌ یَّقُوْلُ اَئِنَّکَ لَمِنَ الْمُصَدِّقِیْنَ ءَاِذَا مِتْنَا وَکُنَّا تُرَابًا

وَّعِظَامًا ءَاِنَّا لَمَدِیْنُوْنَ۔ تو کہنے کہنے والا میرا بھی ایک مصاحب تھا جو مجھے کہتا تھا کہ کیا تو بھی مرنے کے بعد زندہ ہونے کی تصدیق کرتا ہے کیا جب ہم مرجائیں گے اور مٹی ہو کر ہڈی رہ جائیں گے کیا ہم پھر اٹھیں گے اور بدلا پائیں گے۔

مَدِیْنُوْنَ۔ دِین سے ہے اور دین بمعنی جزا ہے حضرت عطا خراسانی آیۂ کریمہ کے شان نزول کے متعلق فرماتے ہیں۔ کَانَ رَجُلَانِ شَرِیْکَانِ وَکَانَ لَہُمَا ثَمَانِیَۃُ اٰلَافِ دِیْنَارٍ فَاقْتَسَمَاہَا فَعَمِلَہٗ اَکْبَرُہُمَا فَاشْتَرٰی بِاَلْفِ دِیْنَارٍ اَرْضًا۔ دو آدمی مشترک الوراثت تھے اور ان کے پاس آٹھ ہزار دینار تھے انہوں نے بحصہ مساوی تقسیم کرلیے۔ تو ان کے بڑے حصہ دار نے اپنے حصہ سے ایک ہزار دینار میں زمین خریدلی۔

تو دوسرے نے بارگاہ الٰہی میں عرض کی اَللّٰہُمَّ اِنَّ فُلَانًا اِشْتَرٰی بِاَلْفِ دِیْنَارٍ اَرْضًا وَاِنِّیْ اَشْتَرِیْ مِنْکَ بِاَلْفِ دِیْنَارٍ اَرْضًا فِی الْجَنَّۃِ تَصَدَّقَ بِاَلْفِ دِیْنَارٍ الٰہی فلاں شخص نے زمین ایک ہزار دینار میں خریدی اور میں تجھ سے ہزار دینار میں جنت کی زمین خریدتا ہوں اور ہزار دینار صدقہ کر دیے۔

ثُمَّ بَنٰی صَاحِبُہٗ دَارًا بِاَلْفِ دِیْنَارٍ فَقَالَ اَللّٰہُمَّ اِنَّ فُلَانًا قَدْ بَنٰی دَارًا بِاَلْفِ دِیْنَارٍ وَاِنِّیْ اَشْتَرِیْ مِنْکَ فِی الْجَنَّۃِ دَارًا بِاَلْفِ دِیْنَارٍ۔ پھر پہلے ساتھی نے ایک ہزار دینار لگا کر مکان بنوایا تو اس نے عرض کی الٰہی فلاں نے ایک ہزار دینار میں دنیا کے اندر مکان بنایا میں تجھ سے جنت میں ایک ہزار دینار میں مکان خریدتا ہوں۔

فَتَصَدَّقَ بِاَلْفِ دِیْنَارٍ۔ تو ایک ہزار دینار اس نے صدقہ کر دیے۔

ثُمَّ تَزَوَّجَ اِمْرَاَۃً فَاَنْفَقَ عَلَیْہَا اَلْفَ دِیْنَارٍ فَقَالَ اَللّٰہُمَّ اِنَّ فُلَانًا تَزَوَّجَ اِمْرَاَۃً فَاَنْفَقَ عَلَیْہَا اَلْفَ دِیْنَارٍ وَاِنِّیْ اَخْطُبُ اِلَیْکَ مِنْ نِّسَاءِ الْجَنَّۃِ بِاَلْفِ دِیْنَارٍ فَتَصَدَّقَ بِاَلْفِ دِیْنَارٍ پھر اس نے ایک عورت سے نکاح کیا اس پر ہزار دینار خرچ کر ڈالے تو اس نے دعا کی الٰہی فلاں شخص نے بیوی پر ہزار دینار خرچ کیے ہیں میں تیرے حضور جنت کی بیوی کے لیے پیام دیتا ہوں اور ایک ہزار دینار صدقہ کر دیے۔

ثُمَّ اشْتَرٰی خَدَمًا وَّمَتَاعًا بِاَلْفِ دِیْنَارٍ فَقَالَ اَللّٰہُمَّ اِنَّ فُلَانًا اشْتَرٰی خَدَمًا وَّمَتَاعًا بِاَلْفِ دِیْنَارٍ وَاِنِّیْ اَشْتَرِیْ مِنْکَ خَدَمًا وَّمَتَاعًا فِی الْجَنَّۃِ بِاَلْفِ دِیْنَارٍ فَتَصَدَّقَ بِاَلْفِ دِیْنَارٍ۔ پھر اس کے ساتھی نے ایک ہزار خرچ کرکے غلام اور سامان خانگی ایک ہزار میں خریدا

تو اس نے بارگاہ الٰہی میں عرض کی تعداد ندا فلاں شخص نے خدم و متاع خانگی ایک ہزار دینار خرچ کرکے بنائے تو میں تجھ سے خدم و متاع جنت میں ایک ہزار دینار کے بدلے خرید تا ہوں اور ہزار دینار صدقہ کر دیئے۔

اس کے بعد اسے سخت ضرورت پیش آئی تو اس نے خیال کیا کہ اپنے ساتھی کے پاس جاؤں چنانچہ وہاں گیا اس نے دیکھ کر کہا کہ تو وہی ہے جس سے میں نے حصہ تقسیم کیا تھا اس نے اقرار کیا اس نے پوچھا وہ چار ہزار دینار کیا کیے اس نے سب قصہ سنا دیا۔ تو اس نے کہا کہ وہ تو میں نے بامید آخرت سب صدقہ کر دیئے۔ تو اس نے بگڑ کر کہا۔

ءَاِنَّكَ لَمِنَ الْمُصَدِّقِيْنَ۔ کیا تو بھی بعث بعد الموت کو ماننے والا ہے۔ لہٰذا اذْهَبْ فَوَاللّٰهِ لَا اُعْطِيْكَ شَيْئًا فَرَدَّهٗ فَقَضٰى لَهُمَا اَنْ تُوُفِّيَا فَكَانَ مَالُ الْمُصَدِّقِ الْجَنَّةُ وَمَالُ الْاٰخَرِ النَّارُ وَفِيْهِمَا نَزَلَتِ الْاٰيَةُ۔ اسی وجہ میں تیرا مال ضائع ہوا تو قسم بہ خدا میں تجھے کچھ نہ دوں گا اور اسے مایوس واپس کر دیا تو اللہ تعالیٰ نے ان کے لیے حکم دیا کہ دونوں کی روح قبض کی جائے تو صدقہ کرنے والے کا انجام جنت ہوا اور دوسرے کا جہنم۔ ان دونوں کے حق میں یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔

ایک قول یہ ہے کہ یہ دونوں بھائی تھے اور ان میں آٹھ ہزار دینار نصف نصف تقسیم ہوئے ان میں سے ایک نے صدقہ کر دیئے اور دوسرے نے وہی کیا جو دنیا دار کرتے ہیں یہ دونوں بھائی بنی اسرائیل سے تھے اور انہیں کو قرین کہا گیا اب جبکہ ان کا انجام واضح ہو گیا تو

قَالَ هَلْ اَنْتُمْ مُّطَّلِعُوْنَ۔ فَاطَّلَعَ فَرَاٰهُ فِيْ سَوَآءِ الْجَحِيْمِ۔ کہا جنتی نے اپنے قرین نیا سے کیا تم ان جہنمیوں کو دیکھ رہے ہو کہ کس حال میں ہیں تو دیکھے وہ جہنمیوں کا حال کہ وسط جہنم میں ہے۔ یہ کہنے والا وہ جنتی ہو گا جس کا قرین وہ منکر بعث و نشر تھا تو جب وہ دیکھے تو معلوم ہو کہ منکر بعث و نشر وسط جہنم میں ہے۔

اس پر آلوسی فرماتے ہیں وَلَعَلَّهُمْ اِذَا اَرَادُوْا ذٰلِكَ وَقَفُوْا عَلَى الْاَعْرَافِ فَاطَّلَعُوْا عَلٰى مَنْ اَرَادُوْا مِنْ اَهْلِ النَّارِ۔ شاید یہ یوں ہو کہ جب وہ ارادہ کریں تو اعراف پر کھڑے ہو کر دیکھیں تو اہل جہنم کا حال انہیں ظاہر ہو۔

ایک قول یہ ہے کہ اِنَّ لَهُمْ طَاقَاتٍ فِي الْجَنَّةِ يَنْظُرُوْنَ مِنْهَا مِنْ عُلُوٍّ اِلٰى اَهْلِ النَّارِ وَعِلْمُ الْقَائِلِ بِاَنَّ الْقَرِيْنَ مِنْ اَهْلِ النَّارِ لِعِلْمِهٖ بِاَنَّهٗ كَانَ يُنْكِرُ الْبَعْثَ وَمُنْكِرُهٗ مِنْهُمْ قَطْعًا

وَالْاَصْلُ بِقَائُہٗ عَلٰی ذٰلِكَ۔ جنت میں جھروکے ہوں اہل جنت بلندی سے ان جھروکوں کے ذریعہ اہل جہنم کو دیکھیں اور اِنَّا کَانَ لِیْ قَرِیْنٌ کہنے والا اپنے قرین کو جان لے کہ وہ جہنم میں ہے اس سبب سے کہ وہ منکر بعث تھا گویا وہ اپنے کفر پر قائم رہ کر مرا اور جہنم میں گیا۔

فَرَاٰهُ فِیْ سَوَآءِ الْجَحِیْمِ کے معنی فِیْ وَسْطِهَا ہیں یعنی وہ جہنم کے بیچ میں ہو۔ اس وقت جنتی کہے قَالَ تَاللّٰهِ اِنْ كِدْتَّ لَتُرْدِیْنِ وَلَوْلَا نِعْمَةُ رَبِّیْ لَكُنْتُ مِنَ الْمُحْضَرِیْنَ۔ کہا اس جنتی نے اپنے قرین سے قسم بخدا اگر میں تیرے کہنے میں آگیا ہوتا تو لازماً تو نے مجھے ہلاک کر دیا ہوتا اور اگر اللہ کی رحمت وعصمت و توفیق خیر مجھ پر نہ ہوتی تو میں بھی تیری طرح اس جہنم میں ہوتا۔ لیکن اللہ تعالٰے نے فضل فرمایا اور گمراہی سے بچالیا۔

اَفَمَا نَحْنُ بِمَیِّتِیْنَ اِلَّا مَوْتَتَنَا الْاُوْلٰى وَمَا نَحْنُ بِمُعَذَّبِیْنَ اِنَّ هٰذَا لَهُوَ الْفَوْزُ الْعَظِیْمُ لِمِثْلِ هٰذَا فَلْیَعْمَلِ الْعَامِلُوْنَ تو کیا ہم نہیں مرے مگر وہی دنیا کی پہلی موت اور اب ہم معذب نہیں بے شک یہ ہماری بڑی کامیابی ہے اسی طرح چاہئے کہ عمل کرنے والے عمل کریں۔

یہاں لَكُنْتُ مِنَ الْمُحْضَرِیْنَ سے مراد یہ ہے کہ اگر اللہ کا فضل نہ ہوتا تو میں بھی عذاب کے لئے اسی طرح ہوتا جیسے تو اور تیرے ہمنوا معذب ہوئے۔

اس کے بعد اپنے اس دنیاوی قرین سے کہا جائے۔

اَفَمَا نَحْنُ بِمَیِّتِیْنَ۔ کیا ہم نہیں مرے یعنی حیات مخلد تو ہمیں بھی نہ ملی لیکن صرف وہی پہلی دنیاوی موت آئی۔ اس سے مراد اہل سنت کے نزدیک وہ موت ہے جو قبر میں سوال کے لیے زندہ کر کے مارا جائے گویا اس کے معنی یہ ہیں اَفَمَا نَحْنُ بِمَیِّتِیْنَ مَوْتَةً اِلَّا مَوْتَتَنَا الْاُوْلٰى۔

اس کے بعد ہمیں بشارت طِبْتُمْ فَادْخُلُوْهَا خَالِدِیْنَ اور اُدْخُلُوْهَا بِسَلَامٍ اٰمِنِیْنَ کی مل گئی آلوسی فرماتے ہیں اِنَّ اَهْلَ الْجَنَّةِ اَوَّلَ مَا دَخَلُوْا لَا یَعْلَمُوْنَ اَنَّهُمْ لَا یَمُوْتُوْنَ فَاِذَا جِیْءَ بِالْمَوْتِ عَلٰی صُوْرَةِ كَبْشٍ اَمْلَحَ وَذُبِحَ نُوْدِیَ یَا اَهْلَ الْجَنَّةِ خُلُوْدٌ بِلَا مَوْتٍ وَیَا اَهْلَ النَّارِ خُلُوْدٌ بِلَا مَوْتٍ فَحِیْنَئِذٍ یَعْلَمُوْنَهٗ فَیَقُوْلُوْنَ تَحَدُّثًا بِنِعْمَةِ اللّٰهِ تَعَالٰى۔

جنتی جب جنت میں داخل ہوں تو انہیں اس امر کا علم نہ ہو کہ وہ اس کے بعد نہ مریں گے تو جب موت مینڈھے کی شکل میں لا کر ذبح کر دی جائے اور اعلان عام ہو کہ وہ اس کے بعد نہ مریں گے کہ اے جنتیو اب تمہیں بغیر موت کے خلود ہے اور اے جہنمیو تمہیں بھی ہمیشگی ہے بلا موت کے اس وقت جنتی جانیں گے کہ اب ہمیں موت نہیں تو تحدیثاً بنعمۃ اللہ کہیں۔

وَمَا نَحْنُ بِمُعَذَّبِيْنَ اِنَّ هٰذَا لَهُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ۔ اب ہم یقیناً عذاب نہ دیے جائیں گے اور یہ ہماری زبردست کامیابی ہے۔

اور جہنمیوں کا یہ حال ہو کہ ثُمَّ لَا یَمُوْتُ فِیْهَا وَلَا یَحْیٰی وہ نہ مریں نہ زندہ ہوں تو اس پر لازم کہیں لِمِثْلِ هٰذَا فَلْیَعْمَلِ الْعَامِلُوْنَ اَذٰلِكَ خَیْرٌ نُّزُلًا اَمْ شَجَرَةُ الزَّقُّوْمِ۔ اس قسم کے عمل اہل عمل کو کرنے چاہئیں کیا یہ نعمتیں بہتر ہیں یا شجرۂ زقوم

اور نزلاً کے معنی آلوسی فرماتے ہیں اَصْلُ النُّزُلِ الْفَضْلُ۔ نزلاً کے معنی فضل الٰہی ہیں جیسے اول فرمایا گیا تھا اُولٰٓئِكَ لَهُمْ رِزْقٌ مَّعْلُوْمٌ فَوَاكِهُ وَهُمْ مُّكْرَمُوْنَ۔

اور زقوم کے متعلق فرماتے ہیں وَالزَّقُّوْمُ اِسْمُ شَجَرَةٍ صَغِیْرَةِ الْوَرَقِ مُرَّةٍ كَرِیْهَةِ الرَّائِحَةِ ذَاتُ لَبَنٍ اِذَا اَصَابَ جَسَدَ اِنْسَانٍ تَوَرَّمَ تَكُوْنُ فِی النَّارِ۔ زقوم ایک درخت کا نام ہے جس میں چھوٹے چھوٹے پتے ہوتے ہیں سخت تلخ بدبو دار دودھ والا جب یہ انسان کے جسم کو پہنچتا ہے تو اسے متورم کر دیتا ہے یہ صحراء تہامہ میں ہوتا ہے۔

اور ہندوستان میں بھی پایا جاتا ہے بعض جنگلوں میں اسے اردو میں تھوہر کہتے ہیں اور اس کی مزید تعریف میں ارشاد ہے۔

اِنَّا جَعَلْنٰهَا فِتْنَةً لِّلظّٰلِمِیْنَ اِنَّهَا شَجَرَةٌ تَخْرُجُ فِیْٓ اَصْلِ الْجَحِیْمِ طَلْعُهَا كَاَنَّهٗ رُءُوْسُ الشَّیٰطِیْنِ

ہم نے اسے آخرت میں لعنت و عذاب بنایا مشرکین کے لیے۔

اور دنیا میں ان کے لیے امتحان ہے (مشرکین نے جب سنا کہ وہ) ایسا درخت ہے کہ اس کی جڑ جہنم سے ہے اس کے شگوفے ایسے ہیں گویا شیاطین کے سر ہیں۔

وَالْعَرَبُ یُشَبِّهُ الْقَبِیْحَ الصُّوْرَةِ بِالشَّیْطَانِ۔ اہل عرب قبیح صورت والی چیز کو شیطان سے تشبیہ دیتے ہیں اسی محاورہ کے ماتحت یہاں یہ تشبیہ استعمال فرمائی ہے۔

فَاِنَّهُمْ لَاٰكِلُوْنَ مِنْهَا فَمَالِـُٔوْنَ مِنْهَا الْبُطُوْنَ ثُمَّ اِنَّ لَهُمْ عَلَیْهَا لَشَوْبًا مِّنْ حَمِیْمٍ ثُمَّ اِنَّ مَرْجِعَهُمْ لَاِلَی الْجَحِیْمِ۔ تو وہ اس تھوہر سے کھائیں گے تو بھر جائیں گے اس سے ان کے پیٹ شدت گرما سے پانی پئیں۔ شوب شراب ممزوج بماء الحرارت کو کہتے ہیں۔

وَهُوَ الصَّدِیْدُ۔ وہ راد اور پیپ جہنمیوں کا ہو۔

اور غساق یہ ایک چشمہ ہے جہنم کا جس سے سانپ اور بچھوؤں کا زہر ابل کر نکلے گا۔

شدت تشنگی سے وہ اس سے پئیں گے جس سے ان کا جسم گل جائے مگر کُلَّمَا نَضِجَتْ جُلُوْدُهُمْ بَدَّلْنَاهُمْ جُلُوْدًا غَيْرَهَا جب ان کی کھال گل سڑ جائے تو دوسری کھال پہنا دی جائے تاکہ لِيَذُوْقُوا الْعَذَابَ عذاب برابر چکھتے رہیں۔

ابن عباس فرماتے ہیں لَوْ اَنَّ قَطْرَةً مِّنَ الزَّقُّوْمِ الْجَهَنَّمِ اُنْزِلَتْ اِلَى الْاَرْضِ لَاَفْسَدَتْ عَلَى النَّاسِ مَعَاشَهُمْ۔ اگر ایک قطرہ زقوم جہنم کا زمین پر گر جائے تو لوگوں کی زندگی ختم و خراب ہو جائے۔

ثُمَّ اِنَّ مَرْجِعَهُمْ لَاِلَى الْجَحِيْمِ۔ پھر ان کا لوٹنا جہنم میں ہو

یعنی ان کا مقر اور قیام جہنم ہو اور فرمایا هٰذِهٖ جَهَنَّمُ الَّتِيْ يُكَذِّبُ بِهَا الْمُجْرِمُوْنَ يَطُوْفُوْنَ بَيْنَهَا وَبَيْنَ حَمِيْمٍ اٰنٍ۔ یہ وہی جہنم ہے جسے یہ مجرم جھٹلاتے تھے اس میں پھرتے رہیں اور گرم گرم عذاب پاتے رہیں آگے ارشاد ہے کہ یہ عذاب کس وجہ ہیں ان کے لیے مقرر ہوا چنانچہ ارشاد ہے۔

اِنَّهُمْ اَلْفَوْا اٰبَآءَهُمْ ضَآلِّيْنَ فَهُمْ عَلٰٓى اٰثٰرِهِمْ يُهْرَعُوْنَ۔ انہوں نے اپنے باپ دادا کو گمراہ پایا پھر بھی انہیں کے قدموں پر دوڑتے رہے۔

اِہراع۔ عربی میں اسراع شدید کو کہتے ہیں یعنی اندھا دھند کسی کے پیچھے لگ جانا۔ پھر ارشاد ہے کہ ان پر ہی کیا منحصر ہے ان سے پہلے بھی اکثر گمراہ ہوئے چنانچہ ارشاد ہے۔

وَلَقَدْ ضَلَّ قَبْلَهُمْ اَكْثَرُ الْاَوَّلِيْنَ وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا فِيْهِمْ مُّنْذِرِيْنَ فَانْظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُنْذَرِيْنَ۔ اور بے شک ان سے پہلے اکثر گمراہ ہوئے اور بے شک ہم نے ان میں ڈر سنانے والے بھیجے تو اے محبوب دیکھئے کیا ہوا انجام ان ڈر سننے والوں کا۔

یعنی ہدایت سنکر منکر رہنے کا برا انجام ہے

اِلَّا عِبَادَ اللّٰهِ الْمُخْلَصِيْنَ۔ مگر اللہ کے مخلص بندے۔ اس قسم کے عذاب سے محفوظ رہے۔

بامحاورہ ترجمہ تیسرا رکوع سورہ صافات۔ پ ۲۳

وَلَقَدْ نَادٰىنَا نُوْحٌ فَلَنِعْمَ الْمُجِيْبُوْنَ ۝	اور بے شک نوح نے پکارا ہمیں مدد کے لیے تو ہم بہتر فریاد رس ہیں۔
وَنَجَّيْنٰهُ وَاَهْلَهٗ مِنَ الْكَرْبِ الْعَظِيْمِ ۝	اور ہم نے نجات دی اسے اور اسکے گھر والوں کو سخت مصیبت سے۔

وَجَعَلْنَا ذُرِّيَّتَهُ هُمُ الْبَاقِينَ ○

اور کیا ہم نے اسے اور اس کی ذریت کو باقی رہنے والے۔

وَتَرَكْنَا عَلَيْهِ فِي الْآخِرِينَ ○

اور چھوڑا ہم نے ان کا ذکر خیر آنے والی امتوں میں۔

سَلَامٌ عَلَىٰ نُوحٍ فِي الْعَالَمِينَ ○

کہ نوح پر سلام ہو۔

إِنَّا كَذَٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِينَ ○

ایسے ہی ہم بدلہ دیا کرتے ہیں نیکوں کو۔ بیشک

إِنَّهُ مِنْ عِبَادِنَا الْمُؤْمِنِينَ ○

وہ ہمارے ایمان والے بندوں سے ہے۔

ثُمَّ أَغْرَقْنَا الْآخَرِينَ ○

پھر غرق کر دیا ہم نے اوروں کو۔

وَإِنَّ مِنْ شِيعَتِهِ لَإِبْرَاهِيمَ ○

اور بے شک اسی کے پیروؤں سے ابراہیم ہے۔

إِذْ جَاءَ رَبَّهُ بِقَلْبٍ سَلِيمٍ ○

جب آیا وہ اپنے رب کی طرف صاف دل سے۔

إِذْ قَالَ لِأَبِيهِ وَقَوْمِهِ مَاذَا تَعْبُدُونَ ○

جب کہا اس نے اپنے باپ سے اور اپنی قوم سے کیا پوجتے ہو تم۔

أَئِفْكًا آلِهَةً دُونَ اللَّهِ تُرِيدُونَ ○

کیا جھوٹے خدا بنا کر اللہ کے سوا چاہتے ہو۔

فَمَا ظَنُّكُمْ بِرَبِّ الْعَالَمِينَ

تو تمہارا رب حقیقی کے ساتھ کیا گمان ہے۔

فَنَظَرَ نَظْرَةً فِي النُّجُومِ ○

تو اس نے ایک نگاہ ستاروں کو دیکھا۔

فَقَالَ إِنِّي سَقِيمٌ ○

تو فرمایا میں بیمار ہونے والا ہوں۔

فَتَوَلَّوْا عَنْهُ مُدْبِرِينَ ○

وہ اس پر پیٹھ دے کر پھر گئے۔

فَرَاغَ إِلَىٰ آلِهَتِهِمْ فَقَالَ أَلَا تَأْكُلُونَ ○

تو چلا چل کر ان کے خداؤں کی طرف تو کہا کیا تم نہیں کھاتے۔

مَا لَكُمْ لَا تَنْطِقُونَ ○

کیا ہوا کہ بولتے نہیں

فَرَاغَ عَلَيْهِمْ ضَرْبًا بِالْيَمِينِ ○

تو نظر بچا کر انہیں سیدھے ہاتھ سے مارنا شروع کیا

فَأَقْبَلُوا إِلَيْهِ يَزِفُّونَ ○

تو کافر ان کی طرف جھپٹ کر آئے۔

قَالَ أَتَعْبُدُونَ مَا تَنْحِتُونَ ○

بولے ابراہیم کیا تم ہاتھ سے تراشے ہوؤں کو پوجتے ہو۔

وَاللَّهُ خَلَقَكُمْ وَمَا تَعْمَلُونَ ○

اور اللہ نے تمہیں پیدا کیا اور تمہارے عمل کیے پیدا۔

قَالُوا ابْنُوا لَهُ بُنْيَانًا فَأَلْقُوهُ فِي الْجَحِيمِ ○

کافر بولے اس کے لیے ایک عمارت بناؤ تو ڈالو

لسے بھڑکتی آگ ہیں۔

فَاَرَادُوْا بِهٖ كَيْدًا فَجَعَلْنٰهُمُ الْاَسْفَلِيْنَ ۝
تو انہوں نے یہ مکر گانٹھا تو ہم نے انہیں کر دیا ذلیل

وَقَالَ اِنِّیْ ذَاهِبٌ اِلٰی رَبِّیْ سَيَهْدِيْنِ ۝
اور فرمایا ابراہیم نے میں اپنے رب کی طرف جانے والا ہوں وہ مجھے راہ دیگا۔

رَبِّ هَبْ لِیْ مِنَ الصّٰلِحِيْنَ ۝
اے میرے رب مجھے لائق اولاد دے۔

فَبَشَّرْنٰهُ بِغُلٰمٍ حَلِيْمٍ ۝
تو ہم نے اسے بشارت دی ایک عقلمند لڑکے کی۔

فَلَمَّا بَلَغَ مَعَهُ السَّعْیَ قَالَ يٰبُنَیَّ اِنِّیْۤ اَرٰی فِی الْمَنَامِ اَنِّیْۤ اَذْبَحُكَ فَانْظُرْ مَاذَا تَرٰی۔
تو جب پہنچ گیا اس کے ساتھ کام کرنے کی قابلیت کو فرمایا اے میرے بیٹے میں نے خواب دیکھا کہ میں تجھے ذبح کرتا ہوں اب تو دیکھ تیری کیا رائے ہے۔

قَالَ يٰۤاَبَتِ افْعَلْ مَا تُؤْمَرُ سَتَجِدُنِیْۤ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ مِنَ الصّٰبِرِيْنَ ۝
کہا اے میرے باپ وہی کر جو تجھے حکم ملا ہے آپ مجھے پائیں گے ان شاء اللہ صابر۔

فَلَمَّاۤ اَسْلَمَا وَتَلَّهٗ لِلْجَبِيْنِ ۝
تو جب ان دونوں نے ہمارے حکم پر گردن رکھی۔

وَنَادَيْنٰهُ اَنْ يّٰۤاِبْرٰهِيْمُ ۝
تو ہم نے اسے ندا فرمائی اے ابراہیم۔

قَدْ صَدَّقْتَ الرُّءْيَا اِنَّا كَذٰلِكَ نَجْزِی الْمُحْسِنِيْنَ ۝
بے شک خواب سچ کر دکھایا ہم ایسا ہی صلہ دیتے ہیں نیکوں کو۔

اِنَّ هٰذَا لَهُوَ الْبَلٰٓؤُا الْمُبِيْنُ ۝
بے شک یہ امتحان تھا روشن۔

وَفَدَيْنٰهُ بِذِبْحٍ عَظِيْمٍ ۝
اور ہم نے ایک بڑا ذبیحہ اس کے فدیہ میں دیا۔ اور اسے بچا لیا۔

وَتَرَكْنَا عَلَيْهِ فِی الْاٰخِرِيْنَ ۝
اور چھوڑا ہم نے اس کو پچھلوں میں۔

سَلٰمٌ عَلٰۤی اِبْرٰهِيْمَ ۝
سلام ہو ابراہیم پر

كَذٰلِكَ نَجْزِی الْمُحْسِنِيْنَ ۝
ہم ایسا ہی صلہ دیتے ہیں نیکوں کو

اِنَّهٗ مِنْ عِبَادِنَا الْمُؤْمِنِيْنَ ۝
بیشک وہ ہمارے کامل الایمان بندوں سے ہے۔

وَبَشَّرْنٰهُ بِاِسْحٰقَ نَبِيًّا مِّنَ الصّٰلِحِيْنَ ۝
اور بشارت دی ہم نے اسے اسحق کی جو صالح نبی ہے

وَبٰرَكْنَا عَلَيْهِ وَعَلٰۤی اِسْحٰقَ وَمِنْ
اور برکت دی ہم نے اس پر اور اسحاق پر اور اس کی

ذُرِّيَّتِهِمَا مُحْسِنٌ وَّظَالِمٌ لِّنَفْسِهٖ مُبِيْنٌ ۝ — اولاد میں کوئی اچھا کام کرنے والا اور ظالم اپنی جان پر کھلا ہوا۔

حلّ لغات

وَ۔ اور	لَقَدْ۔ بیشک	نَادٰنَا۔ پکارا ہم کو	نُوْحٌ۔ نوح نے
فَلَنِعْمَ۔ تو اچھے ہیں ہم	الْمُجِيْبُوْنَ۔ قبول کرنے والے	وَ۔ اور	نَجَّيْنٰهُ۔ نجات دی ہم نے اسکو
وَ۔ اور	اَهْلَهٗ۔ اسکے گھر والوں کو	مِنَ الْكَرْبِ۔ سختی	الْعَظِيْمِ۔ بڑی سے
وَ۔ اور	جَعَلْنَا۔ بنایا ہم نے	ذُرِّيَّتَهٗ۔ اسکی اولاد کو	هُمُ۔ وہی
الْبٰقِيْنَ۔ باقی رہنے والے	وَ۔ اور	تَرَكْنَا۔ چھوڑا ہم نے	عَلَيْهِ۔ اس پر
فِي۔ بیچ	الْاٰخِرِيْنَ۔ پچھلوں کے	سَلٰمٌ۔ سلام ہو	عَلٰى۔ اوپر
نُوْحٍ۔ نوح کے	فِي۔ بیچ	الْعٰلَمِيْنَ۔ جہانوں کے	اِنَّا۔ بیشک ہم
كَذٰلِكَ۔ اسی طرح	نَجْزِي۔ بدلہ دیتے ہیں	الْمُحْسِنِيْنَ۔ نیکوں کو	اِنَّهٗ۔ بیشک وہ
مِنْ عِبَادِنَا الْمُؤْمِنِيْنَ۔ ہمارے مومن بندوں سے تھا		ثُمَّ۔ پھر	اَغْرَقْنَا۔ ہم نے غرق کیا
الْاٰخَرِيْنَ۔ پچھلوں کو	وَ۔ اور	اِنَّ۔ پھر	مِنْ شِيْعَتِهٖ۔ اسکے گروہ سے
لَاِبْرٰهِيْمَ۔ ابراہیم تھا	اِذْ۔ جب	جَآءَ۔ لایا	رَبَّهٗ۔ اپنے رب کے پاس
بِقَلْبٍ۔ دل	سَلِيْمٍ۔ سلامتی والا	اِذْ۔ جب	قَالَ۔ کہا
لِاَبِيْهِ۔ اپنے باپ کو	وَ۔ اور	قَوْمِهٖ۔ اپنی قوم کو	مَاذَا۔ کیا
تَعْبُدُوْنَ۔ پوجتے ہو تم	اَ۔ کیا	اِفْكًا۔ جھوٹے	اٰلِهَةً۔ خدا
دُوْنَ۔ سوا	اللّٰهِ۔ اللہ کے	تُرِيْدُوْنَ۔ چاہتے ہو	فَمَا۔ تو کیا
ظَنُّكُمْ۔ خیال ہے تمہارا	بِرَبِّ۔ رب	الْعٰلَمِيْنَ۔ جہانوں کے متعلق	فَنَظَرَ۔ تو دیکھا اس نے
نَظْرَةً۔ ایک بار	فِي۔ بیچ	النُّجُوْمِ۔ ستاروں کے	فَقَالَ۔ تو کہا
اِنِّيْ۔ میں	سَقِيْمٌ۔ بیمار ہوں	فَتَوَلَّوْا۔ تو پھر گئے	عَنْهُ۔ اس سے
مُدْبِرِيْنَ۔ پیٹھ دے کر	فَرَاغَ۔ تو چلا	اِلٰى۔ طرف	اٰلِهَتِهِمْ۔ انکے معبودوں کے
فَقَالَ۔ تو کہا	اَلَا۔ کیوں نہیں	تَاْكُلُوْنَ۔ تم کھاتے	مَا۔ کیا ہے

لَكُمْ۔ تم کو	لَا۔ نہیں	تَنْطِقُوْنَ۔ بولتے تم	فَرَاغَ۔ تو جھکا
عَلَيْهِمْ۔ ان پر	ضَرْبًا۔ مارتے ہوئے	بِالْيَمِيْنِ۔ دائیں ہاتھ سے	فَاَقْبَلُوْا۔ تو آئے
اِلَيْهِ۔ اسکی طرف	يَزِفُّوْنَ۔ دوڑتے	قَالَ۔ فرمایا	اَ۔ کیا
تَعْبُدُوْنَ۔ پوجتے ہو	مَا۔ جو	تَنْحِتُوْنَ۔ کریدتے ہو تم	وَ۔ اور
اللّٰهُ۔ اللہ نے	خَلَقَكُمْ۔ پیدا کیا تم کو	وَ۔ اور	مَا۔ جو
تَعْمَلُوْنَ۔ تم کرتے ہو	قَالُوْا۔ بولے	ابْنُوْا۔ بناؤ	لَهٗ۔ اس کے لیے
بُنْيَانًا۔ ایک عمارت	فَاَلْقُوْهُ۔ تو ڈالو اسکو	فِي۔ بیچ	الْجَحِيْمِ۔ بھڑکتی آگ کے
فَاَرَادُوْا۔ تو چاہا انہوں نے	بِهٖ۔ اس کے ساتھ	كَيْدًا۔ تدبیر کرنا	فَجَعَلْنٰهُمُ۔ تو بنایا ہمنے ان کو
الْاَسْفَلِيْنَ۔ ذلیل	وَ۔ اور	قَالَ۔ کہا	اِنِّيْ۔ بیشک میں
ذَاهِبٌ۔ جانے والا ہوں	اِلٰى۔ طرف	رَبِّيْ۔ اپنے رب کی	سَيَهْدِيْنِ۔ وہ جلدی مجھ
کوراہ دکھائے گا	رَبِّ۔ اے میرے رب	هَبْ۔ عنایت کر	لِيْ۔ مجھ کو
مِنَ الصّٰلِحِيْنَ۔ نیک لڑکا	فَبَشَّرْنٰهُ۔ تو ہم نے بشارت دی اسے		بِغُلٰمٍ۔ لڑکے
حَلِيْمٍ۔ بردبار کی	فَلَمَّا۔ تو جب	بَلَغَ۔ پہنچا	مَعَهُ۔ اس کے ساتھ
السَّعْيَ۔ بھاگ دوڑ کو	قَالَ۔ کہا	يٰبُنَيَّ۔ اے میرے بیٹے	اِنِّيْ۔ بیشک میں نے
اَرٰى۔ دیکھا ہے	فِي۔ بیچ	الْمَنَامِ۔ خواب کے	اَنِّيْ۔ کہ میں
اَذْبَحُكَ۔ تجھے ذبح کرتا ہوں	فَانْظُرْ۔ تو تو دیکھ	مَاذَا۔ کیا	تَرٰى۔ خیال ہے
قَالَ۔ بولا	يٰ۔ اے	اَبَتِ۔ میرے باپ	افْعَلْ۔ کر
مَا۔ جو	تُؤْمَرُ۔ حکم دیا گیا ہے تو	سَتَجِدُنِيْ۔ جلدی پائیگا مجھے	اِنْ۔ اگر
شَآءَ۔ چاہے	اللّٰهُ۔ اللہ	مِنَ الصّٰبِرِيْنَ۔ نیکوں سے	
فَلَمَّا۔ تو جب	اَسْلَمَا۔ فرمانبردار ہوگئے	وَ۔ اور	تَلَّهٗ۔ لٹایا اسکو
لِلْجَبِيْنِ۔ پیشانی کے بل	وَ۔ اور	نَادَيْنٰهُ۔ آواز دی ہمنے اسکو	اَنْ۔ یہ کہ
يَا۔ اے	اِبْرٰهِيْمُ۔ ابراہیم	قَدْ۔ بیشک	صَدَّقْتَ۔ تو سچ کر دکھایا
الرُّءْيَا۔ خواب کو	اِنَّا۔ بیشک ہم	كَذٰلِكَ۔ اسی طرح	نَجْزِي۔ بدلہ دیتے ہیں
الْمُحْسِنِيْنَ۔ نیکوں کو	اِنَّ۔ بیشک	هٰذَا۔ یہ	لَهُوَ۔ وہ ہے
الْبَلٰٓؤُا۔ امتحان	الْمُبِيْنُ۔ کھلا	وَ۔ اور	فَدَيْنٰهُ۔ فدیہ ہم نے اس کا دیا

بمنع قربانی	عَظِیْمٍ۔ بڑی سے	وَ۔ اور	تَرَکْنَا۔ چھوڑا ہم نے
عَلَیْہِ۔ اس پر	فِی۔ بیچ	اَلْاٰخِرِیْنَ۔ پچھلوں کے	سَلٰمٌ۔ سلام ہو
عَلٰی۔ اوپر	اِبْرَاھِیْمَ۔ ابراہیم کے	کَذٰلِکَ۔ ایسا ہی	نَجْزِی۔ بدلہ دیتے ہیں ہم
اَلْمُحْسِنِیْنَ۔ نیکوں کو	اِنَّہٗ۔ بیشک وہ	مِنْ عِبَادِنَا الْمُؤْمِنِیْنَ۔ ہمارے مومن بندوں سے تھا	
وَ۔ اور	بَشَّرْنٰہُ۔ خوشخبری دی ہم نے اسکو	بِاِسْحٰقَ۔ اسحاق کی	نَبِیًّا۔ وہ نبی تھا
مِنَ الصّٰلِحِیْنَ۔ نیک لوگوں سے		وَ۔ اور	بٰرَکْنَا۔ برکت دی ہم نے
عَلَیْہِ۔ اسے	وَ۔ اور	عَلٰی۔ اوپر	اِسْحٰقَ۔ اسحاق کے
وَ۔ اور	مِنْ ذُرِّیَّتِہِمَا۔ انکی اولاد سے	مُحْسِنٌ۔ کچھ نیک ہیں	وَ۔ اور
ظَالِمٌ۔ کچھ ظالم	لِنَفْسِہٖ۔ اپنی جان کے	مُبِیْنٌ۔ کھلے کھلے	

خلاصہ تفسیر تیسرا رکوع سورہ صافات۔ پ ۲۳

وَلَقَدْ نَادٰنَا نُوْحٌ۔ اور بیشک نوح نے ہمیں پکارا۔ اور ہم سے اپنی اس قوم پر عذاب و ہلاک کی درخواست کی جسے ساڑھے نو سو برس تبلیغ فرماتے رہتے تھے۔

فَلَنِعْمَ الْمُجِیْبُوْنَ۔ تو ہم بہترین پکار سننے والے ہیں۔

تو ہم نے ان کی دعا قبول کی اور انہیں ان کے مقابلہ میں مدد کی اور ان سے پورا انتقام لیا حتی کہ انہیں غرق طوفان کر کے ہلاک کر دیا۔

وَنَجَّیْنٰہُ وَاَھْلَہٗ مِنَ الْکَرْبِ الْعَظِیْمِ وَجَعَلْنَا ذُرِّیَّتَہٗ ھُمُ الْبٰقِیْنَ وَتَرَکْنَا عَلَیْہِ فِی الْاٰخِرِیْنَ سَلٰمٌ عَلٰی نُوْحٍ فِی الْعٰلَمِیْنَ اِنَّا کَذٰلِکَ نَجْزِی الْمُحْسِنِیْنَ اِنَّہٗ مِنْ عِبَادِنَا الْمُؤْمِنِیْنَ ثُمَّ اَغْرَقْنَا الْاٰخَرِیْنَ۔ اور نجات دی ہم نے اسے اور اس کی ذریت کو بڑی سخت تکلیف سے اور کیا ہم نے اسی کی ذریت کو باقی رہنے والوں سے اور چھوڑی ہم نے پچھلوں میں اس کی تعریف سلام ہو نوح پر جہان بھر میں بیشک ہم ایسا ہی بدلہ دیتے ہیں نیکوں کو بے شک وہ ہمارے کامل الایمان بندوں سے ہے پھر ہم نے غرق کر دیا دوسروں کو۔

وَجَعَلْنَا ذُرِّیَّتَہٗ ھُمُ الْبٰقِیْنَ۔ فرما کر یہ ظاہر کیا کہ اب دنیا میں جتنے بھی انسان ہیں سب حضرت نوح علیہ السلام کی اولاد ہیں۔

سید المفسرین ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ حضرت نوح کے کشتی سے اترنے کے بعد جتنے مرد عورت تھے سبھی مر گئے سوا آپ کی اولاد اور ان کی عورتوں کے انہیں سے دنیا کی رچنا رچی اور انہیں سے نسلیں چلیں عرب فارس اور روم آپ کے بیٹے سام کی اولاد ہیں۔

اور سوڈان کے لوگ آپ کے بیٹے حام کی نسل سے ہیں۔

اور ترک اور یاجوج ماجوج آپ کے تیسرے بیٹے یافث سے ہیں۔

اور وَتَرَكْنَا عَلَيْهِ فِي الْآخِرِينَ کے یہ معنی ہیں کہ حضرت نوح علیہ السلام کا ذکر جمیل ان کی امتوں میں باقی رکھا گیا۔ اور

سَلَامٌ عَلَىٰ نُوحٍ فِي الْعَالَمِينَ سے یہ مراد ہے کہ ملائکہ اور جن والنس سب قیامت تک آپ پر سلام بھیجیں گے اور

ثُمَّ أَغْرَقْنَا الْآخَرِينَ سے یہ مراد ہے کہ آپ کی قوم کے بقیہ کافر بھی ہلاک کر دیے گئے۔

وَإِنَّ مِن شِيعَتِهِ لَإِبْرَاهِيمَ إِذْ جَاءَ رَبَّهُ بِقَلْبٍ سَلِيمٍ إِذْ قَالَ لِأَبِيهِ وَقَوْمِهِ مَاذَا تَعْبُدُونَ أَئِفْكًا آلِهَةً دُونَ اللَّهِ تُرِيدُونَ فَمَا ظَنُّكُم بِرَبِّ الْعَالَمِينَ اور بے شک ان کے گروہ سے ابراہیم ہیں جبکہ وہ اپنے رب کے حضور حاضر آئے قلب سلیم لے کر جب انھوں نے اپنے باپ اور قوم سے فرمایا تم کیا پوجتے ہو کیا بہتان تراشی سے اللہ کے سوا اور خدا چاہتے ہو تو تمہارا کیا گمان ہے رب العالمین کے ساتھ

وَإِنَّ مِن شِيعَتِهِ لَإِبْرَاهِيمَ سے مراد حضرت ابراہیم اور حضرت نوح علیہ السلام کا دین و ملت میں ایک طریق و سنت پر ہونا ہے اگرچہ حضرت نوح اور حضرت ابراہیم علیہما السلام کے مابین دو ہزار چھ سو چالیس برس کا زمانہ حائل ہے اور اس مدت میں صرف دو نبی حضرت ہود اور حضرت صالح علیہم السلام مبعوث ہوئے۔

إِذْ جَاءَ رَبَّهُ بِقَلْبٍ سَلِيمٍ۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنا دل اللہ تعالے کی طرف خالصًا مخلصًا متوجہ کیا اور اپنے کو ماسوی اللہ سے فارغ فرمایا حتی کہ اپنے باپ کو بطریق توبیخ فرمایا اور قوم کو دعوت دی اور سوال کیا۔

مَاذَا تَعْبُدُونَ۔ یہ کیا ہیں جنہیں تم پوجتے ہو یا اگر تم اس کے سوا کسی چیز کو پوجو گے تو اللہ تعالی تمہیں عذاب دیے بغیر نہ چھوڑے گا۔ اور تم سمجھتے ہو کہ منعم حقیقی وہی ایک ہے اور وہی مستحق عبادت ہے۔

أَئِفْكًا آلِهَةً دُونَ اللَّهِ تُرِيدُونَ۔ کیا ان جھوٹے معبودوں کی طرف اللہ کے سوا تمہارا رجحان ہے تو

فَمَا ظَنُّكُم بِرَبِّ الْعَالَمِينَ۔ تمہارا رب العالمین کے ساتھ کیا گمان ہے تو قوم نے حضرت خلیل علیہ

السلام سے عرض کیا کہ کل ہماری عید ہے وہاں میلہ لگے گا ہم لوگ نفیس کھانے پکا کر بتوں کے پاس جاتے ہیں اور واپسی پر بطور تبرک اس میں سے کھاتے ہیں آپ بھی ہمارے ساتھ چلیں اور میلہ کی رونق دیکھیں اور بتوں کی آرائش اور ان کا بناؤ سنگار آپ دیکھیں ہمیں یقین ہے کہ یہ منظر دیکھ کر آپ ہماری بت پرستی پر ہمیں ملامت نہ کریں گے۔

یہ زمانہ نجوم پرستی اور ان کے اثرات کے قائلوں کا تھا تو آپ نے بھی جیسے ستارہ شناس نجوم کے ماہر ستاروں کے مواقع اتصال و انصراف کو دیکھا کرتے ہیں ویسے ہی آپ نے انہیں مطمئن کرنے کو کہا چنانچہ ارشاد ہے

فَنَظَرَ نَظْرَةً فِي النُّجُومِ فَقَالَ إِنِّي سَقِيمٌ۔ تو ابراہیم نے ایک نگاہ ستاروں پر ڈالی اور فرمایا میں بیمار ہونے والا ہوں۔

تو قوم اپنے معتقدات کے ماتحت سمجھی کہ ابراہیم علیہ السلام نے ستاروں سے اپنی بیماری کا حال معلوم کر لیا اب یہ معاذ اللہ کسی متعدی مرض میں مبتلا ہونے والے ہیں اور یہ متعدی امراض سے بہت ڈرتے تھے اسی بنا پر ارباب تحقیق کے نزدیک علم نجوم حق ہے اور اس پر عقیدہ کرنا ممنوع ہے۔ چنانچہ حضور صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا لَاعَدْوٰى وَلَاطِيَرَةَ چھوت چھات کچھ نہیں اور کسی کا مرض کسی کو بلا مشیت الٰہی نہیں لگ سکتا۔

مادوں کے فساد اور ہوا کی سمیت سے ایک وقت ایک ہی مرض عام ہو سکتا ہے لیکن اس کا حدوث ہر ایک میں جداگانہ ہوگا۔

فَتَوَلَّوْا عَنْهُ مُدْبِرِينَ۔ تو وہ یہ دیکھ کر چلے گئے۔ اور اپنے میلے میں پہنچ گئے۔

فَرَاغَ إِلَىٰ آلِهَتِهِمْ فَقَالَ أَلَا تَأْكُلُونَ۔ تو نظر بچا کر ان کے معبودوں کی طرف گئے اور فرمایا تم کیوں نہیں کھاتے ہو۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام ان لوگوں کے چلے جانے کے بعد پوشیدہ طور پر ان کے مندر میں تشریف لے گئے اور ان کے آگے جو کھانے رکھے ہوئے تھے دیکھ کر فرمایا تم کھاتے کیوں نہیں اور فرمایا

مَا لَكُمْ لَا تَنطِقُونَ۔ تمہیں کیا ہوا کہ بولتے نہیں۔

اس کا جواب بت کیا دیتے اس لیے کہ وہ بت ہی تھے اور بت کہتے ہی اسے ہیں جو بولنے کی استعداد نہ رکھتا ہو جماد محض ہو تو آپ نے انہیں توڑنے کے ارادے سے ان پر ضرب مارنی شروع کی جیسا کہ ارشاد ہے۔

فَرَاغَ عَلَيْهِمْ ضَرْبًا بِالْيَمِينِ۔ تو آپ نے ان پر عوام کی نگاہ بچا کر سیدھے ہاتھوں مارنا شروع

کیا حتیٰ کہ انہیں پارہ پارہ کر دیا جب یہ خبر مشرکین کو پہنچی تو

فَاَقْبَلُوْۤا اِلَیْهِ یَزِفُّوْنَ تو کافر جھپٹ کر آئے۔

اور حضرت ابراہیم علیہ السلام سے کہنے لگے کہ ہم تو ان بتوں کو پوجتے ہیں اور تم نے انہیں پارہ پارہ کر دیا آپ نے فرمایا

قَالَ اَتَعْبُدُوْنَ مَا تَنْحِتُوْنَ وَاللّٰهُ خَلَقَكُمْ وَمَا تَعْمَلُوْنَ۔ کیا اپنے ہاتھ کے گھڑے ہوؤں کو پوجتے ہو اور اللہ نے تمہیں پیدا کیا اور تمہارے اعمال کو۔

تو وہی مستحق عبادت ہے نہ کہ یہ بت اس پر وہ حیران و ششدر ہو کر رہ گئے اور کوئی جواب نہ دے سکے سوائے اس کے کہ

قَالُوا ابْنُوْا لَهٗ بُنْیَانًا فَاَلْقُوْهُ فِی الْجَحِیْمِ فَاَرَادُوْا بِهٖ كَیْدًا فَجَعَلْنٰهُمُ الْاَسْفَلِیْنَ۔ کافر بولے کہ ابراہیم کے لیے ایک مکان بناؤ پھر اسے بھڑکتی آگ میں ڈال دو تو انہوں نے ابراہیم کے ساتھ چال چلنی چاہی تو ہم نے انہیں ہی نیچا دکھایا۔

چنانچہ نمرودیوں نے پتھر کی تیس گز لمبی تیس گز چوڑی چار دیواری بنا کر اس میں لکڑیاں بھر دیں اور آگ لگا دی جب وہ بھڑک گئی تو منجنیق کے ذریعہ آپ کو اس میں ڈال دیا لیکن اللہ تعالے نے ان کی یہ چال نہ چلنے دی اور حضرت خلیل علیہ السلام کو آگ سے محفوظ فرمایا چنانچہ جب آپ اس میں سے باہر تشریف لائے تو آپ نے اس دار الکفر سے ہجرت کا عزم کیا اور فرمایا

وَقَالَ اِنِّیْ ذَاهِبٌ اِلٰی رَبِّیْ سَیَهْدِیْنِ اور کہا ابراہیم نے میں اپنے رب کی طرف جانے والا ہوں اب وہ مجھے راہ دے گا۔

چنانچہ آپ اس دار الکفر سے ہجرت فرما کر روانہ ہو گئے اور منتظر حکم الٰہی رہے کہ کہاں جاؤں کہ حکم الٰہی ملا کہ سرزمین شام میں ارض مقدسہ کے مقام پر جائیں آپ جب وہاں پہنچ گئے تو آپ نے بارگاہ واہب المراد میں دعا کی اور عرض کیا۔

رَبِّ هَبْ لِیْ مِنَ الصّٰلِحِیْنَ۔ الٰہی مجھے ایک لائق صالح اولاد دے۔ دعا مستجاب ہوئی اور فَبَشَّرْنٰهُ بِغُلٰمٍ حَلِیْمٍ۔ ہم نے ابراہیم کو ایک عقلمند لڑکے کی بشارت دی چنانچہ حضرت اسمٰعیل ذبیح علیہ السلام پیدا ہوئے۔

فَلَمَّا بَلَغَ مَعَهُ السَّعْیَ قَالَ یٰبُنَیَّ اِنِّیْۤ اَرٰی فِی الْمَنَامِ اَنِّیْۤ اَذْبَحُكَ فَانْظُرْ مَاذَا تَرٰی تو جب وہ اس کے ساتھ کام کے قابل ہو گیا تو آپ نے صاحبزادہ سے فرمایا اے میرے بیٹے میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ میں تجھے ذبح کرتا ہوں اب تو دیکھ تیری کیا رائے ہے۔

یہ سن کر حضرت اسمٰعیل علیہ السلام بخوشی خاطر تیار ہو گئے اور بولے جس کا ذکر آتا ہے

قَالَ يَا أَبَتِ افْعَلْ مَا تُؤْمَرُ سَتَجِدُنِي إِنْ شَاءَ اللَّهُ مِنَ الصَّابِرِينَ۔ اسماعیل نے جواب دیا ابا جان وہی کام کیجیئے جس کا آپ کو حکم ہوا ہے خدا نے چاہا تو آپ مجھے صابر پائیں گے۔

چونکہ انبیاء علیہم السلام کے خواب حق ہوتے ہیں اور ان کے تمام افعال حکم الٰہی سے کرتے ہیں بنا بریں صاحبزادہ ذبیح اللہ بھی تعمیل حکم کے لیے آمادہ ہو گئے اور سَتَجِدُنِي إِنْ شَاءَ اللَّهُ مِنَ الصَّابِرِينَ اس لیے فرمایا کہ وہ اسے حکم الٰہی سمجھتے تھے اور خلیل اللہ علیہ السلام نے فَانْظُرْ مَاذَا تَرَىٰ اس لیے کہا کہ فرزند کو ذبح سے وحشت نہ ہو اور اطاعت امر کے لیے وہ بہ رضا و رغبت تیار ہوں چنانچہ ذبیح علیہ السلام نے حکم الٰہی پر فدا ہونا کمال شوق و رغبت سے ظاہر کیا۔

یہ واقعہ منیٰ میں ہوا اور حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرزند کے حلقوم پر چھری چلائی۔ قدرت الٰہی نے یہ مظاہرہ کیا کہ چھری نے رواں بھی نہ کاٹا۔ چنانچہ آگے فرمایا جاتا ہے۔

فَلَمَّا أَسْلَمَا وَتَلَّهُ لِلْجَبِينِ وَنَادَيْنَاهُ أَنْ يَا إِبْرَاهِيمُ قَدْ صَدَّقْتَ الرُّؤْيَا إِنَّا كَذَٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِينَ إِنَّ هَٰذَا لَهُوَ الْبَلَاءُ الْمُبِينُ وَفَدَيْنَاهُ بِذِبْحٍ عَظِيمٍ وَتَرَكْنَا عَلَيْهِ فِي الْآخِرِينَ سَلَامٌ عَلَىٰ إِبْرَاهِيمَ كَذَٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِينَ إِنَّهُ مِنْ عِبَادِنَا الْمُؤْمِنِينَ۔ تو ان دونوں نے ہمارے حکم پر گردن جھکا دی اور باپ نے بیٹے کو ماتھے کے بل لٹا دیا (تو ہمارا دریائے رحمت جوش زن ہوا) اور ہم نے اسے ندا فرمائی کہ اے ابراہیم بیشک تم نے خواب سچ کر دکھایا ہم بیشک ایسا ہی صلہ دیتے ہیں نیکوں کو بے شک یہ روشن امتحان تھا اور ہم نے ایک بڑا ذبیحہ فدیہ میں دیا اور اسے بچا لیا اور ہم نے اس سنت کو پچھلوں میں اس کی تعریف کے لیے باقی رکھا سلام ہو ابراہیم پر ہم ایسا ہی بدلہ دیتے ہیں نیکوں کو بے شک وہ ہمارے کامل الایمان بندوں میں ہے۔

یعنی جب خلیل نے اپنی شان خلت دکھا دی اور رضا جوئی محبوب میں فرزند قربان کرنے کو جھک گئے اور بیٹے کو پیشانی کے بل لٹا کر چھری چلا دی تو من جانب اللہ آواز آئی کہ ابراہیم بس اتنا ہی کافی ہے تمہارا امتثال امر کے لیے جھک جانا ثابت ہو گیا۔

اس میں اختلاف ہے کہ یہ فرزند حضرت اسمٰعیل ہیں یا حضرت اسحاق علیہما السلام لیکن دلائل کی روشنی اسی پہلو کو واضح کرتی ہے کہ ذبیح حضرت اسمٰعیل ہی ہیں۔

اور جنت سے فدیہ میں جو ذبیحہ بھیجا گیا وہ بکری تھی جسے حضرت خلیل نے ذبح فرمایا۔ اور اسی واقعہ کے بعد ارشاد ہے کہ ہم نے نبی صالح کی بشارت دی جیسا کہ فرمایا۔

وَبَشَّرْنٰهُ بِاِسْحٰقَ نَبِیًّا مِّنَ الصّٰلِحِیْنَ۔ اور ہم نے بشارت دی اسحاق کی جو غیب کی خبر بتانے والا صالح ہے۔

یہی اس امر کی واضح دلیل ہے کہ ذبیح حضرت اسماعیل ہی ہیں اور ان کے بعد حضرت اسحٰق نبی صالح پیدا ہوئے اور وَتَرَکْنَا عَلَیْهِ فِی الْاٰخِرِیْنَ سے یہ سنت قیامت تک جاری رہنے کی خبر ہے۔ آگے ارشاد ہے۔

وَبٰرَکْنَا عَلَیْهِ وَعَلٰٓی اِسْحٰقَ وَمِنْ ذُرِّیَّتِهِمَا مُحْسِنٌ وَّظَالِمٌ لِّنَفْسِهٖ مُبِیْنٌ اور ہم نے برکت اتاری اس پر اور اسحاق پر اور ان کی اولاد میں اچھا کام کرنے والا اور کوئی اپنی جان پر صریح ظلم کرنے والا ہے۔

یعنی ہم نے ہر طرح کی برکت دینی و دنیوی سے متمتع کیا اور ظاہر برکت یہ فرمائی کہ حضرت خلیل علیہ السلام کی اولاد میں کثرت فرمائی اور حضرت اسحٰق علیہ السلام کی نسل سے بہت سے انبیاء کرام بنائے حتی کہ یعقوب علیہ السلام سے لے کر عیسیٰ علیہ السلام تک سب آپ کی ہی نسل سے ہوئے۔

اور یہ بھی واضح فرمادیا کہ آپ کی ذریت سے محسن یعنے مومن اور ظالم لنفسہ یعنی کافر بھی ہوئے۔

اس سے یہ امر بھی واضح ہوگیا کہ باپ کے ذی فضائل ہونے سے اولاد کا ویسا ہی ہونا لازم نہیں یہ اللہ تعالیٰ کی شیون قدرت ہیں کسی نیک سے بد اور بد سے نیک پیدا فرمادے۔

اور اولاد کے بد ہونے سے آباؤ اجداد پر عیب نہیں لگتا اور آباء کے بد ہونے سے اولاد پر عیب نہیں آتا چونکہ حضرت نوح علیہ السلام کو اپنی قوم سے بڑی بڑی ایذائیں پہنچیں اور یہ سلسلہ ساڑھے نوسو برس تک جاری رہا آخر کار آپ نے اپنے رب کو پکارا اللہ تعالیٰ نے طوفان کے ذریعہ آپ کی نجات مقدر کی۔

اور حضرت نوح علیہ السلام کو اس طوفان سے مطلع فرمادیا اور آپ کو کشتی تیار کرنے کا حکم دیا آپ نے تعلیم الٰہی کشتی بنالی اور اس میں اپنے خاندان اور ایمان والوں کو سوار کرلیا اور ہر قسم کے جانوروں کا ایک ایک جوڑا بھی رکھ لیا۔ وقت موعود پر جب طوفان آیا تو صرف کشتی والے بچ گئے باقی دنیا غرق ہوگئی انہیں ڈوبنے والوں میں آپ کا بیٹا کنعان بھی تھا اور وہ کفر کی وجہ سے خاندان سے خارج کردیا گیا تھا جیسا کہ ارشاد ہے اِنَّهٗ لَیْسَ مِنْ اَهْلِكَ۔

لغات نادرہ

وَاِنَّ مِنْ شِیْعَتِهٖ لَاِبْرٰهِیْمَ۔ شیعتہ کی ضمیر نوح کی طرف راجع ہے۔ شیعہ کے معنی مشائع کے ہیں اور مشائع کہتے ہیں کسی کے پیچھے چلنے والے کو۔

ءَاٰلِهَةً دُوْنَ اللّٰهِ تُرِيْدُوْنَ۔ میں ہمزہ استفہامیہ ہے اور اِفْكًا مفعول لہ ہے تریدون کا اور آلہہ مفعول بہ گویا عبارت یہ ہوئی اَتُرِيْدُوْنَ اٰلِهَةً مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ اِفْكًا جھوٹ موٹ گھڑنے کو کہتے ہیں۔

فَرَاغَ اِلٰٓى اٰلِهَتِهِمْ۔ روغ عربی میں چپکے سے کسی چیز کی طرف جانے کو کہتے ہیں۔ محاورہ ہے رَاغَ الْبِئْرُ اِذَا ذَهَبَ الْبِئْرُ فِي التَّنِّيْرِ عَلٰى سَبِيْلِ الْخُفْيَةِ۔ اس کے اصل معنی حیلہ کی طرف مائل ہونے کے ہیں۔

فَرَاغَ عَلَيْهِمْ ضَرْبًا بِالْيَمِيْنِ۔ یہاں رَاغَ عَلَيْهِمْ کے معنی ہیں مَالَ عَلَيْهِمْ مُسْتَغْلِيًا تو حاصل معنی یہ ہوئے فَضَرَبَهُمْ ضَرْبًا۔

اِلَيْهِ يَزِفُّوْنَ بمعنی يُسْرِعُوْنَ ہے زَفِيْفُ النَّعَامَةِ شتر مرغ کی ابتدائی دوڑ کے معنی میں بولتے ہیں۔ بعض اہل لغت نے کہا زفیف جانور کے بدکانے کو کہتے ہیں جیسے تَزَخْرَفَتِ الْاِبِلُ بولتے ہیں اونٹ کو بدکایا۔

فَلَمَّا بَلَغَ مَعَهُ السَّعْيَ میں سعی کے معنی دوڑنے اور کوشش کرنے کے ہیں۔

قَالَ اَتَعْبُدُوْنَ مَا تَنْحِتُوْنَ نحت کے معنی فطرت طبیعت خالص کے معنی بھی دیتا ہے اور اچھلنا کاٹنا، تراشنا، برائی کرنا، غیبت کرنا، زمین پر دے مارنا بھی اس کے معنی ہیں۔

فَلَمَّآ اَسْلَمَا وَتَلَّهٗ لِلْجَبِيْنِ۔ اَسْلَمَا، اَسْلَمَ صلح۔ جھکنا اسلام کی طرف۔ تَلَّهٗ، تلوی سے ہے مڑا ہوا جھکا ہوا۔ دوہرا ہونا وغیرہ۔ اور آلوسی فرماتے ہیں وَتَلَّهٗ لِلْجَبِيْنِ۔ صَرَعَهٗ عَلٰى شِقِّهٖ فَوَقَعَ جَبِيْنُهٗ عَلَى الْاَرْضِ۔

مختصر تفسیر تیسرا رکوع سورہ صافات۔ پ ۲۳

وَلَقَدْ نَادٰىنَا نُوْحٌ فَلَنِعْمَ الْمُجِيْبُوْنَ۔ اور بیشک ہمیں نوح نے پکارا تو ہم بہترین پکار سننے والے ہیں یہاں بعض مرسلین کا اجمالا تذکرہ فرمایا جارہا ہے جس سے ان کی حسن عاقبت واضح ہوتی ہے اور گمراہ مشرکین کی سوء عاقبت جیسے قوم نوح علیہ السلام اور ان قوموں کا حال واضح ہوتا ہے جنہیں عذاب سے خلاصی ملی جیسے قوم یونس علیہ السلام اور تمام قصوں پر مقدم قصہ نوح علیہ السلام کا تقدم اس بنا پر کیا گیا ہے کہ سب سے پہلے آپ ہی نے ساڑھے نو سو برس کی تبلیغ کے بعد اللہ تعالٰے کے حضور طلب نصرت کی اور

فَلَنِعْمَ الْمُجِيْبُوْنَ فرما کر اپنی مخصوص مدح فرمائی کہ ہم ضرور اچھے سننے والے اور مدد فرمانے والے ہیں۔

تو آیت کریمہ کی یہ عبارت بنی تاللہ لَقَدْ دَعَانَا نُوْحٌ حِیْنَ اَیِسَ مِنْ اِیْمَانِ قَوْمِہٖ بَعْدَ اَنْ دَعَاھُمْ اَحْقَابًا دُھُوْرًا فَلَمْ یَزِدْھُمْ دُعَاءُہٗ اِلَّا فِرَارًا وَّنُفُوْرًا فَلَمْ یَزِدْھُمْ دُعَاؤُہٗ اِلَّا فِرَارًا وَّ نُفُوْرًا فَاَجَبْنَاہُ اَحْسَنَ الْاِجَابَۃِ فَوَاللہِ لَنِعْمَ الْمُجِیْبُوْنَ نَحْنُ وَالْجَمْعُ لِلْعَظَمَۃِ وَالْکِبْرِیَاءِ قسم بخدا بے شک ہمیں نوح نے اس وقت پکارا جبکہ وہ اپنی قوم کے ایمان لانے سے مایوس ہو گئے بعد اس کے کہ مدت مدیدہ اور عرصہ بعیدہ تک دعوت ایمان فرمائی تو ان میں سوائے فرار و نفور کچھ نہ بڑھا تو ہم نے اس کی پکار سنی۔ اور یقیناً ہم بہترین پکار سننے والے ہیں۔ اور مجیبون صیغہ جمع عظمت ذات اور کبریائی کے لیے لایا گیا۔

چنانچہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا راوی ہیں کہ آپ نے فرمایا کَانَ النَّبِیُّ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا صَلّٰی فِیْ بَیْتِیْ فَمَرَّ بِھٰذِہِ الْاٰیَۃِ وَلَقَدْ نَادَانَا نُوْحٌ فَلَنِعْمَ الْمُجِیْبُوْنَ قَالَ صَدَقْتَ رَبَّنَا اَنْتَ اَقْرَبُ مَنْ دُعِیَ وَاَقْرَبُ مَنْ بُغِیَ فَنِعْمَ الْمَدْعُوُّ وَنِعْمَ الْمُعْطِیْ وَنِعْمَ الْمَسْئُوْلُ وَنِعْمَ الْمَوْلٰی اَنْتَ رَبَّنَا وَنِعْمَ النَّصِیْرُ حضور جب میرے یہاں نماز ادا فرماتے اور اس آیت سے گذرتے وَلَقَدْ نَادَانَا نُوْحٌ فَلَنِعْمَ الْمُجِیْبُوْنَ تو فرماتے سچ فرمایا اے میرے رب تو پکارنے والے کے قریب ہے اور بغاوت کرنے والے کو سزا دینے میں قریب ہے تو بہترین پکارا گیا ہے اور بہترین عطا فرمانے والا ہے اور بہترین سوال کیا گیا ہے اور اچھا مددگار ہے تو اے ہمارے رب اور اچھا مددگار۔

وَنَجَّیْنَاہُ وَاَھْلَہٗ مِنَ الْکَرْبِ الْعَظِیْمِ وَجَعَلْنَا ذُرِّیَّتَہٗ ھُمُ الْبَاقِیْنَ اور نجات دی ہم نے اسے اور اس کے اہل کو شدید غم سے اور غرق سے اور کیا ہم نے اس کی ذریت کو باقی رہنے والوں سے۔

عربی میں کرب راغب کے قول کے مطابق شدید غم کے معنی میں مستعمل ہے اور بموجب دعائے نوح علیہ السلام رَبِّ لَا تَذَرْ عَلَی الْاَرْضِ مِنَ الْکَافِرِیْنَ دَیَّارًا۔ تمام کافر سرکش ہلاک کر دیے گئے حتی کہ کنعان بھی ہلاک ہوا اور اس کے لیے فرمایا اِنَّہٗ لَیْسَ مِنْ اَھْلِکَ یہ تمہارے اہل ہی سے نہیں ہے۔

چنانچہ مروی ہے اِنَّہٗ مَاتَ کُلُّ مَنْ فِی السَّفِیْنَۃِ وَلَمْ یُعْقِبُوْا عَقِبًا بَاقِیًا غَیْرَ اَبْنَائِہِ الثَّلٰثَۃِ سَامٍ وَّحَامٍ وَّیَافِثَ وَاَزْوَاجِھِمْ فَاِنَّھُمْ بَقُوْا مُتَنَاسِلِیْنَ اِلٰی یَوْمِ الْقِیَامَۃِ جو بھی کشتی میں تھے وہ بھی مر گئے اور تین بیٹوں کے سوا کوئی نہ بچا یعنی سام، حام، یافث اور ان کی بیویاں باقی رہیں جن سے توالد و تناسل قیامت تک رہے گا۔

اور ترمذی بطریق حسن اور ابن سعد اور احمد اور ابو یعلی اور ابن منذر اور ابن ابی حاتم اور طبرانی اور حاکم حضرت سمرہ رضی اللہ عنہ سے راوی ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سَامٌ اَبُو الْعَرَبِ وَحَامٌ اَبُو الْحَبْشِ وَیَافِثُ اَبُو الرُّوْمِ۔

سام سے عرب ہیں اور حام سے حبش کے لوگ ہیں اور یافث سے رومی نسل ہے۔

اور ابن ابی حاتم اور خطیب تلخیص میں راوی ہیں کہ سید عالم صلے اللہ علیہ وسلم نے قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَلَدَ نُوْحٌ ثَلَاثَۃً سَامَ وَحَامَ وَیَافِثَ فَوَلَدَ سَامُ الْعَرَبَ وَفَارِسَ وَالرُّوْمَ وَالْخَیْرُ فِیْہِمْ۔

وَوَلَدَ یَافِثُ یَاْجُوْجَ وَمَاْجُوْجَ وَالتُّرْکَ وَالصَّقَالِیَۃَ وَلَا خَیْرَ فِیْہِمْ۔

وَوَلَدَ حَامُ الْقِبْطَ وَالسُّوْدَانَ وَلَا اَعْلَمُ حَالَ الْخَیْرِ

وَالْاَکْثَرُوْنَ عَلٰی اَنَّ النَّاسَ کُلَّہُمْ فِیْ مَشَارِقِ الْاَرْضِ وَمَغَارِبِہَا مِنْ ذُرِّیَّۃِ نُوْحٍ عَلَیْہِ السَّلَامُ وَلِذَا قِیْلَ لَہٗ اٰدَمُ الثَّانِیْ۔

حضور سید یوم النشور صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نوح علیہ السلام سے تین بیٹے ہوئے سام حام یافث تو سام سے عرب اور فارس اور روم پیدا ہوئے اور ان میں برکت و خیر تھی۔

اور یافث سے یاجوج و ماجوج اور ترک اور قوم صقالیہ ہوئی اس میں خیر و برکت نہ تھی۔

اور حام سے قبط اور سوڈانی قوم ہوئی ان کا حال خیر و برکت کا معلوم نہیں۔

اور اکثر محققین اس طرف ہیں کہ تمام لوگ شرقی غربی حضرت نوح علیہ السلام سے ہی ہے اسی وجہ سے آپ کو آدم ثانی کہا جاتا ہے۔ اور اسی وجہ ہیں

وَجَعَلْنَا ذُرِّیَّتَہٗ ھُمُ الْبَاقِیْنَ۔ تو یہ ظاہر فرمایا کہ ذریت نوح علیہ السلام ہی باقی رہی نہ کہ وہ سب جو کشتی میں تھے۔

وَتَرَکْنَا عَلَیْہِ فِی الْاٰخِرِیْنَ سَلٰمٌ عَلٰی نُوْحٍ فِی الْعٰلَمِیْنَ اِنَّا کَذٰلِکَ نَجْزِی الْمُحْسِنِیْنَ اِنَّہٗ مِنْ عِبَادِنَا الْمُؤْمِنِیْنَ۔ اور چھوڑا ہم نے باقیوں کو پچھلوں کے حال پر۔ آلوسی فرماتے ہیں وَالْمُرَادُ اَبْقَیْنَا لَہٗ دُعَاءَ النَّاسِ وَتَسْلِیْمَہُمْ عَلَیْہِ اُمَّۃً بَعْدَ اُمَّۃٍ۔ اس سے یہ مراد ہے کہ ہم نے باقی رکھا لوگوں کی دعا اور سلام ہمیشہ کے لیے کہ وہ کہتے رہیں سَلٰمٌ عَلٰی نُوْحٍ فِی الْعٰلَمِیْنَ۔ سلام ہو نوح پر زمانہ بھر میں۔

اِنَّا کَذٰلِکَ نَجْزِی الْمُحْسِنِیْنَ اِنَّہٗ مِنْ عِبَادِنَا الْمُؤْمِنِیْنَ۔ ہم ایسے ہی نیکوں کو بدلہ دیتے ہیں بے شک وہ یعنی نوح ہمارے ایمان والے بندوں سے ہے۔

ثُمَّ اَغْرَقْنَا الْاٰخَرِیْنَ۔ پھر ہم نے ان کی دوسری قوم کو جو کافر تھی غرق کر دیا۔

یہاں ثُمَّ اس لیے لایا گیا تاکہ ثابت ہو جائے کہ بعد غرق کے جو باقی تھے وہ بھی بتدریج ہلاک کر دیے گئے اس کے بعد حضرت ابراہیم علیہ السلام کا تذکرہ ہے چنانچہ ارشاد ہے۔

وَاِنَّ مِنْ شِيْعَتِهٖ لَاِبْرٰهِيْمَ۔ اور نوح کے پیروؤں سے ابراہیم ہیں۔

یعنی حضرت ابراہیم علیہ السلام اصول دین میں حضرت نوح علیہ السلام کے پیرو ہیں اگرچہ فروعی احکام میں آپ مختلف ہیں۔

سید المفسرین ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نوح و ابراہیم علیہما السلام کی شریعت میں اتفاق مکمل تھا آگے آلوسی فرماتے ہیں کہ میں نے بعض کتب میں دیکھا جن کا نام مجھے یاد نہیں کہ کتابیں ایسی تھیں کہ نوح علیہ السلام توحید اور اصول عقائد میں مرسل تھے اور فروع میں نہیں۔

وَقِيْلَ كَانَ بَيْنَ اِبْرَاهِيْمَ وَبَيْنَهٗ عَلَيْهِمَا السَّلَامُ نَبِيَّانِ هُوْدٌ وَصَالِحٌ لَاغَيْرَ۔

اور کہا گیا ہے کہ ابراہیم و نوح علیہما السلام کے درمیانی عرصہ میں صرف دو نبی حضرت ہود اور صالح ہوا اور کوئی نہیں آیا

وَهٰذَا اِبْنَاءٌ عَلٰى اَنَّ سَامًا كَانَ نَبِيًّا وَكَانَ بَيْنَهُمَا عَلٰى مَا جَاءَ فِيْ جَامِعِ الْاُصُوْلِ اَلْفُ سَنَةٍ وَمِائَةٌ وَاثْنَتَانِ وَاَرْبَعُوْنَ سَنَةً۔ اور یہ اس بنا پر ہے کہ سام نبی تھے اور ان کے اور ابراہیم علیہ السلام کے مابین بموجب روایت مذکورہ جامع الاصول ایک ہزار ایک سو بیالیس سال کا تفاوت ہے۔

وَقِيْلَ اَلْفَانِ وَسِتُّمِائَةٍ وَاَرْبَعُوْنَ سَنَةً۔ اور ایک قول ہے کہ دو ہزار چھ سو چالیس سال ہیں۔

اور فراء کہتے ہیں کہ شیعتہ میں ضمیر ہمارے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف ہے اور اسی کی تائید میں مجاہد و قتادہ و سدی ہیں۔

اور قصہ ابراہیم علیہ السلام قصہ نوح علیہ السلام کے بعد اسی لیے لایا گیا کہ آپ بالنسبۃ الی الانبیاء المرسلین آدم ثالث کے مثل ہیں اور آپ ذریت نوح علیہ السلام سے ہیں اور اس میں نوح و ابراہیم علیہما السلام میں یہ نسبت بھی ہے کہ آپ کو اللہ تعالیٰ نے غرق سے نجات دی اور ابراہیم علیہ السلام کو حرق سے۔ اب آگے ارشاد ہے۔

اِذْ جَآءَ رَبَّهٗ بِقَلْبٍ سَلِيْمٍ۔ جب آئے وہ اپنے رب کی طرف سلامت دل کے ساتھ۔

یعنی ایسا سلامت دل لے کر اپنے رب کے حضور آئے جو تمام آفات سے مثل فساد اعتقاد اور نیات سیئہ اور صفات قبیحہ مثل حسد اور دھوکہ وغیرہ سے سلامت تھا۔

اب سلیم القلب کی تفسیر میں پانچ قول ہیں

اول یہ کہ عَنْ قَتَادَةَ يَخْتَصُّ السَّلَامَةُ بِالسَّلَامَةِ مِنَ الشِّرْكِ۔ سلامتی کے ساتھ قلب کی تخصیص اشراک باللہ سے محفوظ ہونے کے معنی میں ہے۔

دوسرے یہ کہ اَوْسَالِمٌ مِّنَ الْعَلَائِقِ الَّتِيْ بُنُوَّتِهٖ بِمَعْنٰى اَنَّهٗ لَيْسَ فِيْهِ شَيْءٌ مِّنْ مَّحَبَّتِهَا وَلَاالرُّكُوْنِ

وَالْمِيلِ إِلَيْهِمَا وَإِلَى أَهْلِهِمَا سلیم القلب سے یہ مراد ہے کہ آپ علائق دنیویہ سے سلامت تھے یعنی آپ کے دل میں دنیا کی محبت اور اس کی طرف التفات قطعاً نہ تھا حتی کہ اہل و عیال سے بھی محبت نہ تھی۔ اور

تیسرا قول یہ ہے۔ سَلِيمٍ أَيْ حَزِيْنٍ وَهُوَ مَجَازٌ مِنَ السَّلِيْمِ بِمَعْنَى اللَّدِيْغِ مِنْ حَيَّةٍ أَوْ عَقْرَبٍ فَإِنَّ الْعَرَبَ تُسَمِّيْهِ سَلِيْمًا تَفَاؤُلًا بِسَلَامَتِهٖ فَصَارَ حَقِيْقَةً فِيْهِ۔ سلیم سے مراد مجازاً بمعنی لدیغ ہے یعنی آپ سانپ بچھو سے محفوظ تھے۔ چنانچہ سلیم عرب اس پر بولتے ہیں جو سانپ بچھو کے ڈسنے سے محفوظ ہو۔

چوتھا قول یہ ہے کہ جَاءَ رَبَّهٗ بِقَلْبٍ سَلِيْمٍ سے مراد یہ ہے کہ آپ اپنے رب کے حضور خالص و مخلص قلب لے کر حاضر ہوئے جو رضائے حق کے لیے منقش ہے۔

پانچویں قول یہ ہے مُحَاصِلُ مَعْنَى التَّرْكِيْبِ إِذَا خَلَصَ عَلَيْهِ السَّلَامُ لِلّٰهِ تَعَالٰى قَلْبَهُ السَّلِيْمَ مِنَ الْاٰفَاتِ أَوِ الْمُنْقَطِعِ عَنِ الْعَلَائِقِ۔ حاصل معنی یہ ہوئے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے قلب سلیم کو آفات دنیا سے خالص فرمایا اور علائق سے منقطع کر لیا۔

إِذْ قَالَ لِأَبِيْهِ وَقَوْمِهٖ مَاذَا تَعْبُدُوْنَ ٭ أَئِفْكًا اٰلِهَةً دُوْنَ اللّٰهِ تُرِيْدُوْنَ ٭ فَمَا ظَنُّكُمْ بِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ۔ جب فرمایا ابراہیم نے اپنے باپ اور اپنی قوم سے کہ تم کیا پوجتے ہو کیا بہتان و گمان سے اللہ کے سوا اور خدا چاہتے ہو۔ تو تمہارا اللہ تعالے پر کیا گمان ہے۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے بطریق تبلیغ و توبیخ آذر اور قوم کو مخاطب فرماتے ہوئے سمجھایا کہ فرضی معبود بنا کر حقیقی معبود کو چھوڑنے میں تمہارا کیا گمان ہے۔ کیا وہ تمہیں عذاب دیے بغیر چھوڑ دے گا باآنکہ اس کا فرمان ہے کہ إِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ أَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ اور تم یقیناً جانتے ہو کہ منعم حقیقی اور رزاق تحقیقی وہی ایک ذات واجب تعالے شانہ ہے اور وہی مستحق عبادت ہے تو اس پر قوم نے کہا کہ کل ہماری عید ہے جنگل میں ہم سب بتوں کے ساتھ جمع ہوں گے اور اپنے بتوں کے سامنے نفیس کھانے پکا کر بھوگ چڑھائیں گے اور تبرکاً اس میں سے بچا ہوا ہم گھر لا کر کھائیں گے آپ بھی چلیں اور رونق دیکھیں ہمیں یقین ہے کہ اس کے بعد آپ ہمارے ہمنوا ہو جائیں گے اور ہمارے بتوں کو برا کہنا چھوڑ دیں گے تو آپ نے ان کے دستور کے موافق تعریضاً ایک ستارہ کی طرف نظر ڈال کر فرمایا کہ کل میں بیمار ہونے والا ہوں تمہارے ساتھ نہ چل سکوں گا چنانچہ اس کا تذکرہ فرمایا جاتا ہے۔

فَنَظَرَ نَظْرَةً فِي النُّجُوْمِ ٭ فَقَالَ إِنِّيْ سَقِيْمٌ۔ تو ابراہیم نے ایک نظر ستاروں میں ڈالی اور فرمایا میں بیمار ہونے والا ہوں۔

یہ نظر ستاروں میں ایسے ہی ڈالی جیسے ستارہ شناس ماہرین فن نجوم ستاروں کے مواقع اتصالات والفراقات کو دیکھا کرتے ہیں چونکہ قوم عام پرست یا نجوم پرست تھی انہیں مطمئن فرمانے کو آپ نے ایسا کیا اور وہ مطمئن ہو گئی اور سمجھے حضرت خلیل نے ستارہ سے اپنے بیمار ہونے کا حال معلوم فرما لیا اب یہ متعدی مرض میں معاذ اللہ مبتلا ہوں گے مثل طاعون وغیرہ کے اور ایسے امراض سے یہ لوگ مثل ڈاکٹروں کے بہت خائف ہوتے تھے اس سے چند مسائل سمجھ لینے ضروری ہیں۔

علم نجوم اگرچہ صحیح ہے لیکن اس میں مشغول ہونا اور اس پر اعتقاد کرنا شریعت محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام میں منسوخ ہو چکا ہے۔

دوسرے حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لَاعَدْوٰی وَلَاطِیَرَۃَ نہ مرض کسی کا کسی کو لگتا ہے نہ بدشگونی اسلام میں ہے جیسے بلی راستہ کاٹ گئی۔ الو کی آواز منحوس ہے وغیرہ وغیرہ

امراض متعدیہ کے متعلق جیسا کہ مغربی حکمت والے ڈاکٹر یقین کرتے ہیں کہ مرض کے جراثیم مریض سے تندرست کو لگ جاتے ہیں اور بعینہ وہ مرض تندرست کو لگ جاتا ہے یہ اسلام کے عقیدہ میں صحیح نہیں البتہ فساد مادہ اور ہوا کی سمیت کے اثرات صحت مند کو مریض بنا سکتے ہیں اور ایک وقت میں بہت سے صحت مند ایک قسم کے مرض میں مبتلا ہو سکتے ہیں۔ لیکن حدوث مرض ہر ایک میں جداگانہ ہوگا کسی کا مرض کسی دوسرے میں حلول نہیں کر سکتا۔

فَتَوَلَّوْا عَنْهُ مُدْبِرِیْنَ۔ تو وہ آپ سے پیٹھ پھیر کر پلٹ گئے۔

اور اپنی عید منانے میں مشغول ہو گئے اور آپ کو اپنے ساتھ لے جانے پر مصر نہ ہوئے اور آپ نے یہ کیا کہ ان کے چلے جانے کے بعد آپ بتخانہ میں تشریف لائے اس کی تفصیل آگے آتی ہے۔

فَرَاغَ اِلٰٓی اٰلِهَتِهِمْ فَقَالَ اَلَا تَاْكُلُوْنَ مَا لَكُمْ لَا تَنْطِقُوْنَ۔ تو آپ خفیہ طور سے ان کے معبودوں کی طرف چلے اور فرمایا تم کیوں نہیں کھاتے تمہیں کیا ہوا کہ تم بولتے نہیں۔

بتوں کے آگے کھانے رکھا کرتے تھے جیسے وہ بھوگ کہتے ہیں آپ نے وہ کھانے سامنے رکھے دیکھ کر فرمایا تم یہ کھانے کیوں نہیں کھاتے اس کا جواب بت دے بھی کیا سکتا تھا اس لیے کہ بت تو بت ہی ہوتا ہے تو آپ نے دوسرا سوال فرمایا کہ تم بولتے کیوں نہیں اس پر بھی جب جواب کچھ نہ ملا تو آپ نے وہ کچھ کیا جس کا ذکر آگے آتا ہے۔

فَرَاغَ عَلَيْهِمْ ضَرْبًا بِالْيَمِيْنِ۔ تو لوگوں کی نظر سے بچ کر ان بتوں کو سیدھے ہاتھوں مارنا شروع کیا۔
یعنی حضرت خلیل علیہ السلام نے مشرکین سے خفیہ بتوں کو پارہ پارہ کر دیا جب کافروں کو یہ خبر پہنچی

توجلدی سے اپنے بتوں کی مدد کے لیے آئے جس کا تذکرہ آگے ہے۔

فَاَقْبَلُوْٓا اِلَیْہِ یَزِفُّوْنَ ۔ تو جلدی سے مشرکین حضرت ابراہیم لپکے۔

اور حضرت خلیل سے کہنے لگے ہم تو ان کی پوجا کرتے ہیں آپ نے انہیں پارہ پارہ کردیا تو آپ نے انہیں دلیل عقلی سے جواب دیا اور فرمایا جس کا ذکر اگلی آیت میں ہے۔

قَالَ اَتَعْبُدُوْنَ مَا تَنْحِتُوْنَ وَاللّٰہُ خَلَقَکُمْ وَمَا تَعْمَلُوْنَ ۔ فرمایا ابراہیم نے کیا انہیں پوجتے ہو جنہیں تم نے اپنے ہاتھوں سے تراشا ہے اور اللہ تعالے نے تمہیں پیدا فرمایا اور تمہارے عمل پیدا کئے۔

توجو تمہارا اور تمہارے اعمال کا خالق ہے وہی مستحق عبادت ہے نہ کہ یہ ہاتھ کے گھڑے بت تو وہ اس پر لاجواب ہو کر جھنجھلا گئے اور تجویز کیا کہ ان کے دلائل کا تو جواب دے سکتے نہیں لہٰذا ان کے ہلاک کرنے کو ایک عمارت بناؤ اور اس میں آگ دھکا کر انہیں اس میں ڈال دو چنانچہ ارشاد ہے کہ انہوں نے آپس میں کہا۔

قَالُوا ابْنُوْا لَہٗ بُنْیَانًا فَاَلْقُوْہُ فِی الْجَحِیْمِ ۔ بولے ابراہیم کے لیے ایک عمارت چنو پھر اس میں بھڑکتی آگ جھکاؤ اور ابراہیم کو اس میں ڈال دو۔

چنانچہ تیس گز لمبی بیس گز چوڑی چار دیواری چن کر اس میں لکڑیاں جلائیں اور حضرت خلیل کو اس میں ڈال دیا چنانچہ ارشاد ہے۔

فَاَرَادُوْا بِہٖ کَیْدًا فَجَعَلْنٰہُمُ الْاَسْفَلِیْنَ ۔ تو انہوں نے حضرت خلیل پر داؤں چلانا چاہا تو ہم نے انہیں کو نیچا کر دکھایا۔

یعنی اللہ تعالیٰ نے خلیل جلیل کو اس آگ سے محفوظ و سلامت نکال لیا اور مشرکین ذلیل ہو گئے اب آگے ارشاد ہے۔

وَقَالَ اِنِّیْ ذَاہِبٌ اِلٰی رَبِّیْ سَیَہْدِیْنِ ۔ اور فرمایا میں جانے والا ہوں اپنے رب کی طرف وہ مجھے راہ دیگا۔

یعنی آپ نے فرمایا کہ میں اس دار الکفر سے جہاں نمرود ی خدائی ہے ہجرت کرکے وہاں جاؤں گا جہاں میرا رب جانے کا حکم فرمائے گا۔

چنانچہ آپ بحکم الٰہی سرزمین شام میں ارض مقدسہ پر تشریف لے آئے اور یہاں آپ نے اپنے رب سے دعا فرمائی جس کا ذکر آئندہ آیتوں میں ہے حیث قال۔

رَبِّ ہَبْ لِیْ مِنَ الصّٰلِحِیْنَ فَبَشَّرْنٰہُ بِغُلٰمٍ حَلِیْمٍ ۔ الٰہی مجھے اولاد صالح عطا فرما تو ہم نے اسے بشارت دی ایک حلیم و عقلمند فرزند کی۔

یعنی حضرت اسماعیل ذبیح علیہ السلام کی ولادت کا مژدہ دیا۔
فَلَمَّا بَلَغَ مَعَهُ السَّعْيَ قَالَ يَا بُنَيَّ إِنِّي أَرَى فِي الْمَنَامِ أَنِّي أَذْبَحُكَ فَانْظُرْ مَاذَا تَرَى تو جب
اسماعیل حضرت ابراہیم کے ساتھ کام کرنے کے قابل ہو گئے تو ابراہیم نے فرمایا اے میرے بیٹے میں نے
خواب میں دیکھا ہے کہ میں تجھے ذبح کر رہا ہوں اب بتا کہ تیری کیا رائے ہے۔
یہاں یہ سمجھ لینا ضروری ہے کہ حضرت خلیل اللہ کے نبی تھے اور نبی کا خواب حق ہوتا ہے اور ان
کے افعال بحکم الٰہی ہوتے ہیں اور فانظر ماذا ترٰی فرمانا محض دفع وحشت کے لیے تھا تاکہ آپ بحکم الٰہی برضا
رضا و رغبت آمادہ ہوں اور متوحش نہ ہوں چنانچہ آپ نے حکم الٰہی سنتے ہی جواب میں عرض کیا۔
قَالَ يَا أَبَتِ افْعَلْ مَا تُؤْمَرُ سَتَجِدُنِي إِنْ شَاءَ اللَّهُ مِنَ الصَّابِرِينَ۔ اسماعیل نے جواب دیا
کہ ابا جان جس کا آپ کو حکم ہوا ہے وہ کیجئے خدا نے چاہا تو آپ مجھے صابر پائیں گے۔
چنانچہ یہ واقعہ مقام منٰی میں ہوا اور حضرت خلیل نے رضا الٰہی حاصل کرنے کے لیے اپنے فرزند ارجمند کے
حلقوم پر چھری چلادی اور قدرت الٰہی نے اس چھری کو کاٹنے سے روک دیا آپ نے چھری کو حکم دیا کہ تیرا
کام کاٹنے کا ہے یہاں کیوں نہیں کاٹتی چھری نے زبان حال سے عرض کیا الْخَلِيلُ يَأْمُرُنِي بِالْقَطْعِ وَالْجَلِيلُ
يَنْهَانِي خلیل تو کاٹنے کا حکم دے رہے ہیں اور رب جلیل منع فرما رہا ہے مختصر یہ کہ آپ بغیر ذبح صحیح و سلامت
رہے جس کا اجمالاً ذکر آگے ہو رہا ہے۔
فَلَمَّا أَسْلَمَا وَتَلَّهُ لِلْجَبِينِ وَنَادَيْنَاهُ أَنْ يَا إِبْرَاهِيمُ قَدْ صَدَّقْتَ الرُّؤْيَا إِنَّا كَذَٰلِكَ نَجْزِي
الْمُحْسِنِينَ إِنَّ هَٰذَا لَهُوَ الْبَلَاءُ الْمُبِينُ وَفَدَيْنَاهُ بِذِبْحٍ عَظِيمٍ وَتَرَكْنَا عَلَيْهِ فِي الْآخِرِينَ سَلَامٌ
عَلَىٰ إِبْرَاهِيمَ كَذَٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِينَ إِنَّهُ مِنْ عِبَادِنَا الْمُؤْمِنِينَ۔ تو جب دونوں جھک گئے ہمارے
حکم پر اور باپ نے بیٹے کو ماتھے کے بل لٹا دیا تو ہم نے اسے ندا فرمائی کہ اے ابراہیم بیشک تیرا خواب
سچا ہو گیا ہم ایسے ہی صلہ دیتے ہیں نیکوں کو بے شک یہ کھلا اور روشن امتحان تھا اور ہم نے اس کے فدیہ
میں ایک بڑا ذبیحہ دے کر اسے بچا لیا اور ہم نے یہ سنت پچھلوں میں باقی رکھی سلام ہے ابراہیم پر ہم ایسا ہی بدلہ
دیتے ہیں نیکوں کو بیشک وہ ہمارے ایمان والے بندوں میں ہے۔
باری تعالے عز اسمہ کے حکم کی تعمیل میں جب حضرت خلیل جھک گئے اور ذبح کرنے کے لیے
چھری چلادی یہ منظر خونی ایسا ہیبت ناک تھا کہ ملأ اعلیٰ میں کھلبلی تھی حوران بہشتی جنت کے جھروکوں سے کلیجہ
تھامے یہ واقعہ بے نیازی کا مشاہدہ کر رہی تھی کہ یک لخت ندا آئی کہ ابراہیم تم پر تعمیل کا فریضہ تھا وہ تم نے
پورا کر دیا اب یہ ہماری رحمت ہے کہ چھری کی دھار رک گئی اس لیے کہ موثر حقیقی ہماری ذات ہے نہ کہ اشیا

ہر شے میں اثر ہم نے رکھا ہے لیکن اس اثر سے موثر ہونا یہ ہمارے قبضہ میں ہے ہمیں اس امتحان سے دنیا کو دکھانا تھا کہ خلیل وہی ہو سکتا ہے جو ہمارے حکم کے آگے اس طرح جھکے اور ہم اسے تاج خلت سے نواز کر اس طرح بچا بھی لیتے ہیں اور اس سنت کو کھلوں میں باقی رکھنے کے لیے جنت سے بکرا بھیج کر ذبح بھی کرا دیتے ہیں یہی اصل ہے عید اضحٰی میں قربانی دینے کی۔

اس میں اختلاف ہے کہ یہ واقعہ حضرت اسماعیل ذبیح علیہ السلام کے ساتھ ہوا یا حضرت اسحاق علیہ السلام کے ساتھ۔ لیکن قوت دلائل سے یہی ثابت ہے کہ یہ واقعہ حضرت ذبیح اسمٰعیل علیہ السلام کے ساتھ ہی ہوا۔ اور اس واقعہ کے بعد حضرت اسحاق علیہ السلام کی خوشخبری ملی جیسا کہ آیت کریمہ سے بھی واضح ہو رہا ہے چنانچہ ارشاد ہے۔

وَبَشَّرْنٰهُ بِاِسْحٰقَ نَبِیًّا مِّنَ الصّٰلِحِیْنَ وَبٰرَكْنَا عَلَیْهِ وَعَلٰۤى اِسْحٰقَ وَمِنْ ذُرِّیَّتِهِمَا مُحْسِنٌ وَّظَالِمٌ لِّنَفْسِهٖ مُبِیْنٌ۔ اور خوشخبری دی ہم نے اسحٰق کی جو غیبی خبریں دینے والا صالحوں میں سے ہے اور برکت اتاری ہم نے اس پر اور اسحاق پر اور ان دونوں کی اولاد میں کوئی اچھا کام کرنے والا اور کوئی اپنی جان پر ظلم کرنے والا ہے۔

آیۂ کریمہ کے ابتدائی مضمون سے واضح ہوتا ہے کہ حضرت ذبیح اسمٰعیل علیہ السلام ہی ہیں اور حضرت اسحاق علیہ السلام ان کے بعد ہیں۔

اور برکت سے مراد دینی و دنیوی عام ہے اور ظاہر برکت یہ ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اولاد میں کثرت فرمائی اور نسل اسحاق علیہ السلام سے بہت سے انبیاء کرام ہوئے اور حضرت یعقوب علیہ السلام سے لے کر حضرت عیسٰی علیہ السلام تک یہ نسل رہی۔ محسن سے مراد مومن ہے اور ظالم سے مراد کافر ہے اس سے یہ امر واضح ہو گیا کہ کسی باپ کے ذی فضیلت ہونے سے اس کی اولاد کا ویسا ہی ہونا ضروری نہیں ؎

پسر نوح با بداں بہ نشست — خاندان نبوتش گم شد

یہ شان الٰہی ہے کہ نیک سے بد اور بد سے نیک پیدا فرماتا ہے اور کبھی بد سے بد ہی بناتا ہے اس سے آباء کے لیے عیب نہیں نہ اولاد کے نیک ہونے سے برے آبا کو کوئی فضیلت ملتی ہے۔

بامحاورہ ترجمہ چوتھا رکوع صافات۔ پ ۲۳

وَلَقَدْ مَنَنَّا عَلٰى مُوْسٰى وَهٰرُوْنَ ۝ — اور بے شک ہم نے احسان فرمایا موسیٰ اور ہارون پر

وَنَجَّيْنٰهُمَا وَقَوْمَهُمَا مِنَ الْكَرْبِ الْعَظِيْمِ ۝
وَنَصَرْنٰهُمْ فَكَانُوْا هُمُ الْغٰلِبِيْنَ ۝
وَاٰتَيْنٰهُمَا الْكِتٰبَ الْمُسْتَبِيْنَ ۝
وَهَدَيْنٰهُمَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ ۝
وَتَرَكْنَا عَلَيْهِمَا فِي الْاٰخِرِيْنَ ۝
سَلٰمٌ عَلٰى مُوْسٰى وَهٰرُوْنَ ۝
اِنَّا كَذٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِيْنَ ۝
اِنَّهُمَا مِنْ عِبَادِنَا الْمُؤْمِنِيْنَ ۝
وَاِنَّ اِلْيَاسَ لَمِنَ الْمُرْسَلِيْنَ ۝
اِذْ قَالَ لِقَوْمِهٖٓ اَلَا تَتَّقُوْنَ ۝
اَتَدْعُوْنَ بَعْلًا وَّتَذَرُوْنَ اَحْسَنَ الْخٰلِقِيْنَ ۝
اللّٰهَ رَبَّكُمْ وَرَبَّ اٰبَآئِكُمُ الْاَوَّلِيْنَ ۝
فَكَذَّبُوْهُ فَاِنَّهُمْ لَمُحْضَرُوْنَ ۝
اِلَّا عِبَادَ اللّٰهِ الْمُخْلَصِيْنَ ۝
وَتَرَكْنَا عَلَيْهِ فِي الْاٰخِرِيْنَ ۝
سَلٰمٌ عَلٰٓى اِلْ يَاسِيْنَ ۝
اِنَّا كَذٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِيْنَ
اِنَّهٗ مِنْ عِبَادِنَا الْمُؤْمِنِيْنَ ۝
وَاِنَّ لُوْطًا لَّمِنَ الْمُرْسَلِيْنَ ۝
اِذْ نَجَّيْنٰهُ وَاَهْلَهٗٓ اَجْمَعِيْنَ ۝
اِلَّا عَجُوْزًا فِي الْغٰبِرِيْنَ ۝
ثُمَّ دَمَّرْنَا الْاٰخَرِيْنَ ۝
وَاِنَّكُمْ لَتَمُرُّوْنَ عَلَيْهِمْ مُّصْبِحِيْنَ ۝

اور ان کی قوم کو ہم نے کرب عظیم سے نجات دی۔
اور ہم نے ان کی مدد کی تو وہی غالب ہوئے۔
اور ہم نے ان دونوں کو کتاب روشن عطا کی۔
اور انہیں ہم نے سیدھی راہ دکھائی
اور باقی رکھی ان کی تعریف پچھلوں میں۔
سلام ہو موسیٰ اور ہارون پر
بے شک ہم ایسے ہی صلہ دیتے ہیں نیکوں کو
بے شک وہ دونوں ہمارے بندے مومن ہیں۔
اور بیشک الیاس پیغمبروں سے ہیں۔
جب انہوں نے کہا اپنی قوم سے کیا تم ڈرتے نہیں۔
کیا پوجتے ہو تم بعل کو اور چھوڑتے ہو سب سے اچھے
پیدا کرنے والے کو۔
اور اللہ ہے تمہارا رب اور تمہارے پہلے باپ دادوں کا۔
تو انہوں نے جھٹلایا انہیں وہ ضرور پکڑے جائیں گے
مگر اللہ کے مخصوص بندے۔
اور ہم نے چھوڑی ان کی تعریف پچھلوں میں۔
سلام ہے الیاس پر۔
ہم ایسے ہی صلہ دیتے ہیں نیکوں کو۔
بیشک وہ ہمارے مومن بندوں سے ہے۔
اور بیشک لوط ہمارے رسولوں سے ہے۔
جب ہم نے اسے نجات دی اور اس کے گھر والوں کو
سب کو۔
مگر ایک بڑھیا پیچھے رہ جانے والی
پھر باقیوں کو ہم نے ہلاک کر دیا۔
اور بیشک تم ان پر گذرتے ہو صبح

وَبِالَّیْلِ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ۝ — اور شام کیا تمہیں عقل نہیں۔

لفظی ترجمہ

وَ۔ اور — لَقَدْ۔ بیشک — مَنَنَّا۔ ہم نے احسان کیا — عَلٰی۔ اوپر
مُوْسٰی۔ موسی — وَ۔ اور — ھٰرُوْنَ۔ ہارون کے — وَ۔ اور
نَجَّیْنٰا۔ نجات دی ہم نے — ھُمَا۔ ان کو — وَ۔ اور — قَوْمَھُمَا۔ انکی قوم کو
مِنَ الْکَرْبِ الْعَظِیْمِ۔ بڑی مصیبت سے — وَ۔ اور — نَصَرْنٰھُمْ۔ ہمنے انکی مدد کی
فَکَانُوْا۔ تو ہوئے — ھُمْ۔ وہی — الْغٰلِبِیْنَ۔ غالب — وَ۔ اور
اٰتَیْنٰھُمَا۔ دی ہمنے انکو — الْکِتٰبَ۔ کتاب — الْمُسْتَبِیْنَ۔ روشن — وَ۔ اور
ھَدَیْنٰا۔ دکھائی ہمنے — ھُمَا۔ ان کو — الصِّرَاطَ۔ راہ — الْمُسْتَقِیْمَ۔ سیدھی
وَ۔ اور — تَرَکْنَا۔ چھوڑا ہمنے — عَلَیْھِمَا۔ ان پر — فِی۔ بیچ
الْاٰخِرِیْنَ۔ پچھلوں کے — سَلٰمٌ۔ سلام ہو — عَلٰی۔ اوپر — مُوْسٰی۔ موسی
وَ۔ اور — ھٰرُوْنَ۔ ہارون کے — اِنَّا۔ بیشک ہم — کَذٰلِکَ۔ اسی طرح
نَجْزِی۔ بدلہ دیتے ہیں — الْمُحْسِنِیْنَ۔ نیکوں کو — اِنَّھُمَا۔ بیشک وہ دونوں — مِنْ عِبَادِنَا الْمُؤْمِنِیْنَ۔ ہمارے
مومن بندوں سے ہیں — وَ۔ اور — اِنَّ۔ بیشک — اِلْیَاسَ۔ الیاس
لَمِنَ الْمُرْسَلِیْنَ۔ پیغمبروں سے ہیں — اِذْ۔ جب — قَالَ۔ کہا
لِقَوْمِہٖ۔ اپنی قوم کو — اَ۔ کیا — لَا۔ نہیں — تَتَّقُوْنَ۔ ڈرتے تم
اَ۔ کیا — تَدْعُوْنَ۔ پکارتے ہو — بَعْلًا۔ بعل کو — وَ۔ اور
تَذَرُوْنَ۔ چھوڑتے ہو — اَحْسَنَ۔ بہترین — الْخٰلِقِیْنَ۔ پیدا کرنے والے کو — اَللّٰہَ۔ اللہ کو جو
رَبَّکُمْ۔ رب ہے تمہارا — وَ۔ اور — رَبَّ۔ رب — اٰبَآئِکُمُ الْاَوَّلِیْنَ۔ تمہارے
پہلے باپ دادا کا — فَکَذَّبُوْہُ۔ تو جھٹلایا اسکو — فَاِنَّھُمْ۔ تو وہی ہوئے — لَمُحْضَرُوْنَ۔ حاضر کیے گئے
اِلَّا۔ مگر — عِبَادَ۔ بندے — اللّٰہِ۔ اللہ کے — الْمُخْلَصِیْنَ۔ مخلص
وَ۔ اور — تَرَکْنَا۔ چھوڑا ہم نے — عَلَیْہِ۔ اس پر — فِی۔ بیچ
الْاٰخِرِیْنَ۔ پچھلوں کے — سَلٰمٌ۔ سلام ہو — عَلٰی۔ اوپر — اِلْیَاسِیْنَ۔ الیاس کے

اِنَّا۔ بیشک ہم | کَذٰلِکَ۔ اسی طرح | نَجْزِی۔ بدلہ دیتے ہیں | الْمُحْسِنِیْنَ۔ نیکوں کو
اِنَّہٗ۔ بیشک وہ | مِنْ عِبَادِنَا الْمُؤْمِنِیْنَ۔ ہمارے مومن بندوں سے تھا | وَ۔ اور
اِنَّ۔ بیشک | لُوْطًا۔ لوط | لَمِنَ الْمُرْسَلِیْنَ۔ پیغمبروں سے تھا
اِذْ۔ جب | نَجَّیْنٰہُ۔ نجات دی ہم نے اسکو | وَ۔ اور | اَھْلَہٗ۔ اسکے گھر والوں کو
اَجْمَعِیْنَ۔ سب کو | اِلَّا۔ مگر | عَجُوْزًا۔ ایک بڑھیا | فِی۔ بیچ
الْغٰبِرِیْنَ۔ پچھلوں کے | ثُمَّ۔ پھر | دَمَّرْنَا۔ ہلاک کیا ہم نے | الْاٰخَرِیْنَ۔ دوسروں کو
وَ۔ اور | اِنَّکُمْ۔ بیشک تم | لَتَمُرُّوْنَ۔ گذرتے ہو | عَلَیْھِمْ۔ ان پر
مُصْبِحِیْنَ۔ صبح | وَ۔ اور | بِالَّیْلِ۔ شام | اَفَلَا۔ کیا پھر نہیں
تَعْقِلُوْنَ۔ عقل رکھتے تم

خلاصہ تفسیر چوتھا رکوع سورہ صافات۔ پ ۲۳

وَلَقَدْ مَنَنَّا عَلٰی مُوْسٰی وَھٰرُوْنَ وَنَجَّیْنٰھُمَا وَقَوْمَھُمَا مِنَ الْکَرْبِ الْعَظِیْمِ وَنَصَرْنٰھُمْ فَکَانُوْا ھُمُ الْغٰلِبِیْنَ وَاٰتَیْنٰھُمَا الْکِتٰبَ الْمُسْتَبِیْنَ وَھَدَیْنٰھُمَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ وَتَرَکْنَا عَلَیْھِمَا فِی الْاٰخِرِیْنَ سَلٰمٌ عَلٰی مُوْسٰی وَھٰرُوْنَ اِنَّا کَذٰلِکَ نَجْزِی الْمُحْسِنِیْنَ اِنَّھُمَا مِنْ عِبَادِنَا الْمُؤْمِنِیْنَ اور بیشک ہم نے احسان فرمایا موسٰی اور ہارون پر اور انہیں نجات دی اور ان کی قوم کو بڑے کرب سے اور ہم نے مدد کی ان کی تو وہی غالب رہے اور دی ہم نے ان دونوں کو روشن کتاب اور دکھائی ہم نے ان دونوں کو سیدھی راہ اور باقی رکھی پچھلوں میں ان کی تعریف سلام ہو موسٰی اور ہارون پر ہم ایسا ہی صلہ دیتے ہیں نیکوں کو بے شک وہ دونوں ہمارے ایمان والے بندوں سے ہیں۔

یہ احسان فرمایا ہے کہ موسٰی اور ہارون علیہما السلام کو نبوت و رسالت عنایت فرمائی اور فرعون کے مظالم سے انہیں اور بنی اسرائیل کو قبطیوں کے مظالم سے نجات دلا کر انہیں یعنی قوم سبط کو قوم قبط پر غالب فرمایا اور ان کے لیے کتاب روشن یعنی توریت عطا فرمائی جس میں بیان بلیغ کے ساتھ حدود و احکام وغیرہ موجود ہیں۔ ان پر اللہ تعالٰی کی طرف سے سلام ہے اور وہ نیکوں کو ایسا ہی صلہ دیتا ہے اور فرمایا کہ یہ موسٰی اور ہارون ہمارے مومن بندوں سے ہیں۔ اس کے بعد حضرت الیاس علیہ السلام کی منقبت بیان کی اور ارشاد ہوا۔

وَاِنَّ اِلْیَاسَ لَمِنَ الْمُرْسَلِیْنَ اِذْ قَالَ لِقَوْمِہٖٓ اَلَا تَتَّقُوْنَ ۔ اور بے شک الیاس پیغمبروں سے ہے جبکہ اس نے اپنی قوم سے کہا کیا تم اللہ سے نہیں ڈرتے۔

حضرت الیاس علیہ السلام بعلبک اور اس کے نواح کے لوگوں کی طرف مبعوث تھے اس قوم کا ایک بت تھا جس کا نام بعل تھا جو سونے کا تھا یہ بیس گز لمبا تھا اس کے چار منہ تھے ان کی نظر میں یہ بت واجب التعظیم تھا جہاں اس بت کو رکھا تھا اسے بک کہتے تھے اور اپنے بت کی نسبت سے اسے بعلبک کہنے لگے بعلبک بلاد شام میں ہے تو حضرت الیاس علیہ السلام نے اپنی قوم سے فرمایا کہ تم بعل کو پوجتے ہوئے اس خدا سے نہیں ڈرتے جس کی صفت ہے واحد قہار الغفار۔ چنانچہ آپ نے فرمایا۔

اَتَدْعُوْنَ بَعْلًا وَّتَذَرُوْنَ اَحْسَنَ الْخَالِقِیْنَ اللّٰہَ رَبَّکُمْ وَرَبَّ اٰبَآئِکُمُ الْاَوَّلِیْنَ ۔ کیا تم بعل کی پوجا کرتے ہو اور سب سے اچھے خالق کو چھوڑتے ہو جو اللہ اور تمہارا رب اور تمہارے پہلے باپ دادا کا رب ہے تو انہوں نے آپ کی نصیحت قبول نہ کی اور

فَکَذَّبُوْہُ فَاِنَّھُمْ لَمُحْضَرُوْنَ اِلَّا عِبَادَ اللّٰہِ الْمُخْلَصِیْنَ وَتَرَکْنَا عَلَیْہِ فِی الْاٰخِرِیْنَ سَلٰمٌ عَلٰٓی اِلْ یَاسِیْنَ ۔ آپ کو جھٹلایا تو وہ یقیناً پکڑے آئیں گے مگر اللہ کے مخلص بندے اور ہم نے ان کی تعریف پچھلوں میں باقی رکھی۔ سلام ہے الیاس پر۔

اِنَّا کَذٰلِکَ نَجْزِی الْمُحْسِنِیْنَ اِنَّہٗ مِنْ عِبَادِنَا الْمُؤْمِنِیْنَ ۔ بیشک ہم ایسے ہی بدلہ دیتے ہیں نیکوں کو بے شک وہ ہمارے ایمان والے بندوں میں ہے۔

اس آیت کریمہ میں جہنیوں کی مذمت اور اپنے صالح بندے حضرت الیاس علیہ السلام کی تعریف فرمائی اس کے بعد حضرت لوط علیہ السلام اور ان کی قوم کا ذکر فرما کر رکوع ختم کیا چنانچہ ارشاد ہے۔

وَاِنَّ لُوْطًا لَّمِنَ الْمُرْسَلِیْنَ اِذْ نَجَّیْنٰہُ وَاَھْلَہٗٓ اَجْمَعِیْنَ اِلَّا عَجُوْزًا فِی الْغٰبِرِیْنَ ۔ اور بے شک لوط ہمارے پیغمبروں سے ہے جبکہ ہم نے اسے اور اس کے سب گھر والوں کو نجات دی مگر ایک بڑھیا کہ رہ جانے والوں میں رہی۔

جب حضرت لوط علیہ السلام اور آپ کے گھرانے والوں کو عذاب سے نجات ملی اور باقی سب ہلاک کیے گئے مگر اوس بڑھیا کے سوا جو پیچھے رہ گئی تھی

ثُمَّ دَمَّرْنَا الْاٰخَرِیْنَ وَاِنَّکُمْ لَتَمُرُّوْنَ عَلَیْھِمْ مُّصْبِحِیْنَ وَبِالَّیْلِ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ۔ پھر ان کے دوسروں کو ہم نے ہلاک کر دیا اور بیشک تم ان پر صبح و شام گذرتے ہو تو کیا تمہیں عقل نہیں۔

یعنی جنھیں ہم نے ہلاک کیا انہیں تم اے مکہ والوں اپنے سفروں میں صبح و شام دیکھتے اور ان پر سے

گذرتے ہو مگر تمہیں عقل نہیں کہ اس سے عبرت پکڑو۔

مختصر تفسیر اردو چوتھا رکوع سورہ صافات پ ۲۳

وَلَقَدْ مَنَنَّا عَلٰى مُوْسٰى وَهٰرُوْنَ۔ اور بیشک ہم نے احسان فرمایا موسیٰ و ہارون پر۔
اس پر علامہ آلوسی بغدادی فرماتے ہیں کہ وہ احسان یہ تھا کہ اَنْعَمْنَا عَلَيْهِمَا بِالنُّبُوَّةِ وَغَيْرِهَا مِنَ الْمَنَافِعِ الدِّيْنِيَّةِ وَالدُّنْيَوِيَّةِ۔ ہم نے ان دونوں پر انعام فرمایا نبوت وغیرہ کا منافع دینیہ اور دنیویہ کا۔ دینیہ تو یہ کہ توریت عطا کی اون کے ذریعہ فرعون پر فتح عطا کی اور دنیویہ یہ کہ ان پر من وسلویٰ اتار کر معاش کے تفکرات سے بے نیاز کیا ان کے لیے ایک پتھر سے بارہ چشمے جاری کر دیے وغیرہ وغیرہ
وَنَجَّيْنٰهُمَا وَقَوْمَهُمَا مِنَ الْكَرْبِ الْعَظِيْمِ۔ اور انہیں اور ان کی قوم کو کرب عظیم سے نجات دی۔
اور کرب عظیم سے نجات فرعون پر غلبہ دے کر قوم قبط سے عذاب اور ظلم سے نجات دینا ہے۔
حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قوم کا نام سبط تھا اور فرعون لعین کی قوم کا نام قبط تھا۔
وَنَصَرْنٰهُمْ فَكَانُوْا هُمُ الْغٰلِبِيْنَ۔ اور ہم نے ان کی مدد فرمائی تو وہ ان پر یعنی فرعونیوں پر غالب رہے
باآنکہ فرعون جابر و ظالم تھا اور قوم قبط اس کی وجہ سے اظلم تھی مگر نصرت حق نے انہیں مغلوب کیا
اور سبط جو موسیٰ علیہ السلام کی متبع جماعت تھی وہ غالب رہی۔ اور اس کے بعد
وَاٰتَيْنٰهُمَا الْكِتٰبَ الْمُسْتَبِيْنَ وَهَدَيْنٰهُمَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ وَتَرَكْنَا عَلَيْهِمَا فِي الْاٰخِرِيْنَ سَلٰمٌ عَلٰى مُوْسٰى وَهٰرُوْنَ اِنَّا كَذٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِيْنَ اِنَّهُمَا مِنْ عِبَادِنَا الْمُؤْمِنِيْنَ۔ اور انہیں عطا فرمائی وہ کتاب جو بلیغ البیان اور تفصیل میں مکمل ہے جسے توریت کہتے ہیں اور ہم نے انہیں وہ راہ دکھائی جو موصل الی الحسن والصواب ہے اور تفاصیل شرائع میں اور تفاریع احکام میں کامل ہے اور ان کا ذکر خیر پچھلوں میں ہم نے چھوڑا سلام ہے موسیٰ اور ہارون پر ہم بے شک ایسے ہی صلہ دیتے ہیں نیکوں کو بیشک وہ دونوں ہمارے بندوں میں مکمل ایمان والے ہیں۔
اس کے بعد حضرت الیاس علیہ السلام کی منقبت فرمائی چنانچہ ارشاد ہے۔
وَاِنَّ اِلْيَاسَ لَمِنَ الْمُرْسَلِيْنَ۔ اور بیشک الیاس رسولوں سے ہے۔
لفظ الیاس کی تحقیق پر علامہ طبری فرماتے ہیں هُوَ اِلْيَاسُ بْنُ يَاسِيْنَ بْنِ فِنْحَاصِ بْنِ عَيْزَارِ بْنِ هَارُوْنَ اَخِيْ مُوْسٰى عَلَيْهِمَا السَّلَامُ فَهُوَ اِسْرَائِيْلِيٌّ مِنْ سِبْطِ هٰرُوْنَ۔ حضرت الیاس یاسین کے بیٹے

تھے اور وہ فخاص کے اور وہ عیزار کے اور وہ ہارون موسیٰ علیہ السلام کے بھائی کے تو یہ سبط ہارون علیہ السلام سے اسرائیلی تھے۔

وَحَکَی الْقُتَیْبِیُّ اَنَّہٗ مِنْ سِبْطِ یُوْشَعَ۔ اور قتیبی کہتے ہیں کہ حضرت الیاس سبط یوشع سے تھے وَحَکَی الطَّبْرَسِیُّ اَنَّہٗ ابْنُ عَمِّ الْیَسَعِ وَاَنَّہٗ بُعِثَ بَعْدَ حِزْقِیْلَ۔ طبرسی کہتے ہیں کہ حضرت الیاس حضرت الیسع کے چچا کے بیٹے تھے اور آپ کی بعثت حضرت حزقیل کے بعد ہوئی۔

اور عجائب کرمانی میں ہے اَنَّہٗ ذُوالْکِفْلِ۔ حضرت الیاس ہی ذوالکفل ہیں۔

وَعَنْ وَھْبٍ اَنَّہٗ عُمِّرَ کَمَا عُمِّرَ الْخَضِرُ وَیَبْقٰی اِلٰی فَنَاءِ الدُّنْیَا۔ وہب فرماتے ہیں کہ یہ حضرت خضر علیہ السلام کی طرح عمر ابدی میں ہیں اور فناء دنیا تک آپ دنیا میں رہیں گے۔

وَاَخْرَجَ ابْنُ عَسَاکِرَ عَنِ الْحَسَنِ اَنَّہٗ مُوَکَّلٌ بِالْفَیَافِیْ وَالْخَضِرُ بِالْبِحَارِ وَالْجَزَائِرِ وَاِنَّھُمَا یَجْتَمِعَانِ بِالْمَوْسِمِ فِیْ کُلِّ عَامٍ۔ آپ فیافی پر مؤکل ہیں اور حضرت خضر دریا اور جزائر پر اور یہ دونوں ایک خاص موقع پر ہر سال میں جمع ہوتے ہیں۔

فیافی۔ فیف کی جمع ہے۔ افیاف اور فیوف وغیرہ بھی اس کی جمع ہے۔ منجد میں ہے اَلْمَفَازَۃُ لَا مَاءَ فِیْھَا اَلْمَکَانُ الْمُسْتَوِیْ یعنی وہ میدان جس میں پانی نہ ہو یا میدان چٹیل۔

اور ایک حدیث میں حضور کے ساتھ ان کا اجتماع بھی ثابت ہے کہ بعض سفروں میں حضور سے ملے اور ایک دسترخوان پر کھانا بھی تناول فرمایا جو آسمان سے نازل ہوا تھا اس میں روٹی مچھلی اور کرفس تھا اور نماز عصر حضور کی معیت میں ادا کی۔ یہ روایت حاکم انس سے نقل کرتے ہیں اور فرماتے ہیں ھٰذَا حَدِیْثٌ صَحِیْحُ الْاِسْنَادِ۔

اور عبد بن حمید اور ابن جریر اور ابن المنذر اور ابن ابی حاتم اور ابن عساکر ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے راوی ہیں کہ اِنَّ اِلْیَاسَ ھُوَ اِدْرِیْسُ الیاس حضرت ادریس ہی ہیں۔

اور یہ وہی ادریس علیہ السلام ہیں جن کی شان میں وَرَفَعْنٰہُ مَکَانًا عَلِیًّا فرمایا گیا یہ وہ ہیں جن کا شجرہ یہ ہے اخنوخ بن یزد بن مہلائیل بن انوش بن قینان بن شیث بن آدم ہے۔

اور بموجب اقوال مورخین نوح علیہ السلام سے پہلے ہوئے ہیں اور مستدرک میں ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے اَنَّ بَیْنَہٗ وَبَیْنَ نُوْحٍ اَلْفُ سَنَۃٍ۔ آپ میں اور حضرت نوح علیہ السلام میں ہزار سال کا فاصلہ ہے۔

اور الیاس بقول مشہور یاسین ہیں جو سبط بنی اسرائیل سے ہیں انہیں حضرت یوشع علیہ السلام نے جب

شام اسے کہا تو ایک بستی میں جسے آج بعلبک کہتے ہیں ٹھہرایا۔
اس بستی کا اصلی نام بکہ یا بک تھا۔ آپ نے وہاں کے لوگوں کو تبلیغ توحید فرماتے ہوئے ہدایت کی اور کہا جس کا تذکرہ اجمالاً فرمایا۔
إِذْ قَالَ لِقَوْمِهِ أَلَا تَتَّقُونَ أَتَدْعُونَ بَعْلًا وَتَذَرُونَ أَحْسَنَ الْخَالِقِينَ اللَّهَ رَبَّكُمْ وَرَبَّ آبَائِكُمُ الْأَوَّلِينَ۔ جب کہا اس نے اپنی قوم سے کیا تم اللہ سے نہیں ڈرتے کیا بعل کو پوجتے اور احسن الخالقین اللہ کو چھوڑتے ہو جو تمہارا اور تمہارے پہلے باپ دادا کا رب ہے۔
حضرت الیاس علیہ السلام نے اپنی قوم سے فرمایا کہ کیا تمہیں عذاب الٰہی کا خوف نہیں تم بعل کو پوجتے اور اس سے اپنی حاجتیں طلب کرتے ہو۔

بعل کی اصل حقیقت

هُوَ اِسْمُ صَنَمٍ لَهُمْ كَمَا قَالَ الضَّحَّاكُ۔ بعل ایک بت کا نام تھا جسے یہ قوم پوجتی تھی جیسا کہ حضرت ضحاک نے کہا۔ اور حسن اور ابن زید نے بھی کہا۔
وَكَانَ مِنْ ذَهَبٍ طُولُهُ عِشْرُونَ ذِرَاعًا وَلَهُ أَرْبَعَةُ أَوْجُهٍ فُتِنُوا بِهِ وَعَظَّمُوهُ حَتَّى أَخْدَمُوهُ أَرْبَعَمِائَةِ سَادِنٍ وَجَعَلُوهُمْ أَنْبِيَاءَهُ فَكَانَ الشَّيْطَانُ يَدْخُلُ فِي جَوْفِهِ وَيَتَكَلَّمُ بِشَرِيعَةِ الضَّلَالَةِ وَالسَّدَنَةُ يَحْفَظُونَهَا وَيُعَلِّمُونَهَا النَّاسَ۔ بعل سونے کا بت تھا جس کا قد بیس ہاتھ تھا اور اس کے چار چہرے تھے جس میں وہ مبتلا تھے وہ اسکی اس حد تک تعظیم کرتے تھے کہ اس کے چار سو خادم و محافظ تھے اور ان خادموں کو انہوں نے انبیاء کا درجہ دے رکھا تھا اور شیطان بعل کے پیٹ میں گھس کر گمراہی کی باتیں تعلیم کرتا اور وہ خادم اس کو یاد رکھتے اور لوگوں کو اس کی تعلیم دیا کرتے تھے۔

اور عکرمہ اور قتادہ کہتے ہیں اَلْبَعْلُ الرَّبُّ بِلُغَةِ الْيَمَنِ۔ لغت یمن میں بعل رب کا ہی نام ہے۔
چنانچہ سید المفسرین ابن عباس اس کی تفسیر میں فرماتے ہیں أَتَدْعُونَ بَعْلًا أَتَدْعُونَ رَبًّا مِنْ دُونِ اللَّهِ وَتَذَرُونَ أَيْ وَتَتْرُكُونَ عِبَادَتَهُ تَعَالَى أَوْ طَلَبَ جَمِيعِ حَاجَاتِكُمْ مِنْهُ عَزَّ وَجَلَّ۔ یعنی آپ نے فرمایا تم بعل کو پوجتے ہو یعنی اسے رب مانتے ہو اور رب عزوجل کی عبادت ترک کرتے ہو۔ اور اس سے اپنی حاجتیں مانگتے ہو چنانچہ ارشاد ہے۔
فَكَذَّبُوهُ فَإِنَّهُمْ لَمُحْضَرُونَ إِلَّا عِبَادَ اللَّهِ الْمُخْلَصِينَ وَتَرَكْنَا عَلَيْهِ فِي الْآخِرِينَ سَلَامٌ عَلَى إِلْيَاسِينَ۔ إِنَّا كَذَٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِينَ إِنَّهُ مِنْ عِبَادِنَا الْمُؤْمِنِينَ۔ تو انہوں نے تکذیب کی

تو وہ ضرور پکڑے جائیں گے مگر وہ بندے جو مخلص ہیں اور پچھلوں میں ہم نے ان کا ذکر چھوڑا سلام ہے الیاس پر ہم ایسے ہی نیکوں کو صلہ دیتے ہیں بیشک وہ ہمارے ایمان والے بندے ہیں۔

تحقیق اِلْیَاسِیْن

ال یاسین۔ لغۃً یاس سے ہے جو عربی میں مستعمل ہے۔

اور صاحب کشاف کی تحقیق یہ ہے کہ لعلّ لِزِیَادَۃِ الْیَاءِ وَالنُّوْنِ بِمَعْنٰی فِیْ لُغَۃِ السُّرْیَانِیَّۃِ اس باب میں سیناء اور سینین ہے یہ تصریح ابن حاجب نے شرح مفصل میں کی۔

اور نافع اور ابن عامر اور یعقوب اور زید بن علی نے آلِ یاسین بالاضافۃ پڑھا اور فرمایا فَیُحْمَلُ الْاٰلُ عَلٰی اِلْیَاسَ وَفِی الْکِتَابَۃِ عَنْہُ تَفْخِیْمٌ لَّہٗ کَمَا فِیْ اٰلِ اِبْرَاهِیْمَ عَنْ نَبِیِّنَا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَمَا فِیْ رُوْحِ الْمَعَانِیْ۔

وَقِیْلَ یَاسِیْنَ فِیْہَا اِسْمُ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ یَاسِیْنَ اَلَہٗ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ۔ اس پر ابن ابی حاتم اور طبرانی اور ابن مردویہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے راوی ہیں اِنَّہٗ قَالَ فِیْ سَلَامٌ عَلٰی اِلْیَاسِیْنَ نَحْنُ اٰلُ مُحَمَّدٍ اٰلُ یَاسِیْنَ وَهُوَ ظَاهِرٌ فِیْ جَعْلِ یَاسِیْنَ اِسْمًا لَّہٗ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ۔

وَقِیْلَ هُوَ اسْمٌ لِلسُّوْرَۃِ الْمَعْرُوْفَۃِ۔

وَقِیْلَ اسْمٌ لِلْقُرْاٰنِ وَاٰلُ یٰسِیْنَ هٰذِہِ الْاُمَّۃُ الْمُحَمَّدِیَّۃُ اَوْ خَوَاصُّهَا۔

یہ تمام اقوال بیان فرما کر آلوسی فرماتے ہیں وَلَا یَخْفٰی عَلَیْکَ اَنَّ السِّیَاقَ وَالسِّبَاقَ یَاْبَیَانِ اَکْثَرَ هٰذِہِ الْاَقْوَالِ، اور مخفی نہ رہنا چاہیے کہ سیاق و سباق اسکا انکار کرتے ہیں اور اس کے خلاف ان اقوال سے زیادہ قول آئے ہیں۔ خلاصہ یہ ہے کہ

آل یاسین کسی نے تسلیم نہیں کیا اس لیے کہ سیاق میں وَاِنَّ اِلْیَاسَ لَمِنَ الْمُرْسَلِیْنَ آچکا ہے اور لَمِنَ الْمُرْسَلِیْنَ فرما کر ان کی رسالت کی تصدیق بھی فرمادی گئی ہے۔

اور آل یاسین اہلبیت اطہار کو نبی رسول کسی نے نہیں مانا اس لیے کہ وَلٰکِنْ رَّسُوْلَ اللّٰہِ وَخَاتَمَ النَّبِیِّیْنَ حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی صفت خاص ہے۔

اور جب نبوت و رسالت حضور پر ختم کردی گئی تو الیاس سے آل یاسین قرار دے کر انہیں لَمِنَ الْمُرْسَلِیْنَ کہنا خلاف جمہور اور خلاف مقتضاء نص ہوگا۔ لہٰذا

سَلٰمٌ عَلٰٓی اِلْ یَاسِیْنَ سے جو سلام ملتا ہے وہ بالخصوص حضرت الیاس علیہ السلام کے لیے ہی

ہے اس کے بعد حضرت لوط علیہ السلام کا ذکر ہے۔

وَاِنَّ لُوْطًا لَّمِنَ الْمُرْسَلِيْنَ اِذْ نَجَّيْنٰهُ وَاَهْلَهٗٓ اَجْمَعِيْنَ اِلَّا عَجُوْزًا فِى الْغٰبِرِيْنَ ثُمَّ دَمَّرْنَا الْاٰخَرِيْنَ وَاِنَّكُمْ لَتَمُرُّوْنَ عَلَيْهِمْ مُّصْبِحِيْنَ وَبِالَّيْلِ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ۔ اور بیشک لوط ہمارے رسولوں سے ہے جب ہم نے اسے اور اس کے اہل کو بچا لیا سب کو سوا ایک بڑھیا کے جو پچھلوں میں رہ گئی تھی پھر سب کو ہلاک کر دیا ہم نے اور اے اہل مکہ تم ان پر سے صبح و شام ملک شام کا سفر کرتے ہوئے ملک سلام سے گذرتے ہو تو کیا تمہیں شعور و عقل نہیں۔

یعنی حضرت لوط علیہ السلام کی قوم شہر سدوم میں آباد تھی یہ شہر ملک شام کا سفر کرتے وقت اہل مکہ کی راہ میں پڑتا ہے وہ صبح و شام سفر کرتے ہوئے اس شہر کے کھنڈروں اور ان کی تباہی کو دیکھتے ہیں اور عبرت نہیں پکڑتے۔ قوم لوط کے عذاب اور تباہی کا مفصل تذکرہ سورۂ شعراء میں گذر چکا ہے مَنْ شَآءَ فَلْيَنْظُرْ۔

بامحاورہ ترجمہ پانچواں رکوع سورہ صافات۔ پ ۲۳

وَاِنَّ يُوْنُسَ لَمِنَ الْمُرْسَلِيْنَ ۝
اور بے شک یونس پیغمبروں سے ہے۔

اِذْ اَبَقَ اِلَى الْفُلْكِ الْمَشْحُوْنِ ۝
جبکہ وہ بھری کشتی کی طرف نکلا۔

فَسَاهَمَ فَكَانَ مِنَ الْمُدْحَضِيْنَ ۝
تو قرعہ اندازی میں وہی دھکیلے ہوؤں میں ہوا۔

فَالْتَقَمَهُ الْحُوْتُ وَهُوَ مُلِيْمٌ ۝
تو اسے نگل لیا مچھلی نے اور وہ اپنے کو ملامت کرتا تھا۔

فَلَوْلَآ اَنَّهٗ كَانَ مِنَ الْمُسَبِّحِيْنَ ۝
تو اگر نہ ہوتا وہ تسبیح کرنے والا۔

لَلَبِثَ فِىْ بَطْنِهٖٓ اِلٰى يَوْمِ يُبْعَثُوْنَ ۝
تو ضرور ٹھہرتا اس کے پیٹ میں قیامت کے دن تک۔

فَنَبَذْنٰهُ بِالْعَرَآءِ وَهُوَ سَقِيْمٌ ۝
تو ہم نے اسے ڈال دیا میدان پر اور وہ بیمار تھا۔

وَاَنْۢبَتْنَا عَلَيْهِ شَجَرَةً مِّنْ يَّقْطِيْنٍ ۝
اور اگائی ہم نے اس پر کدو کی بیل۔

وَاَرْسَلْنٰهُ اِلٰى مِائَةِ اَلْفٍ اَوْ يَزِيْدُوْنَ ۝
اور بھیجا ہم نے اس کو لاکھ آدمیوں کی طرف بلکہ اس سے زیادہ۔

فَاٰمَنُوْا فَمَتَّعْنٰهُمْ اِلٰى حِيْنٍ ۝
تو وہ ایمان لے آئے تو ہم نے انہیں ایک مدت تک بسنے دیا۔

فَاسْتَفْتِهِمْ اَلِرَبِّكَ الْبَنَاتُ وَلَهُمُ
تو پوچھئے ان سے کیا تمہارے رب کے لیے بیٹیاں

الْبَنُوْنَ ٥

ہیں اور ان کے لیے بیٹے۔

اَمْ خَلَقْنَا الْمَلٰٓئِكَةَ اِنَاثًا وَّهُمْ شٰهِدُوْنَ ٥

یا بنایا ہم نے ملائکہ کو عورتوں میں اور وہ موجود تھے۔

اَلَآ اِنَّهُمْ مِّنْ اِفْكِهِمْ لَيَقُوْلُوْنَ ٥

خبردار رہو وہ بیشک اپنے بہتان سے یہ کہہ رہے ہیں۔

وَلَدَ اللّٰهُ وَاِنَّهُمْ لَكٰذِبُوْنَ ٥

کہ اللہ کی اولاد ہے اور بیشک وہ جھوٹے ہیں۔

اَصْطَفَى الْبَنَاتِ عَلَى الْبَنِيْنَ ٥

کیا اس نے بیٹیاں پسند کیں بیٹوں پر۔

مَا لَكُمْ كَيْفَ تَحْكُمُوْنَ ٥

تمہیں کیا ہوگیا ہے کیسے ایسے حکم لگاتے ہو۔

اَفَلَا تَذَكَّرُوْنَ ٥

تو کیا نصیحت نہیں پکڑتے۔

اَمْ لَكُمْ سُلْطٰنٌ مُّبِيْنٌ ٥

کیا تمہارے لیے کوئی روشن سند ہے۔

فَاْتُوْا بِكِتٰبِكُمْ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ٥

تو اپنی کتاب لاؤ اگر ہو تم سچے۔

وَجَعَلُوْا بَيْنَهٗ وَبَيْنَ الْجِنَّةِ نَسَبًا وَلَقَدْ عَلِمَتِ الْجِنَّةُ اِنَّهُمْ لَمُحْضَرُوْنَ ٥

اور اس کے اور جنوں کے درمیان رشتہ ٹھہرایا اور جن جانتے ہیں کہ وہ ضرور حاضر کیے جائیں گے۔

سُبْحٰنَ اللّٰهِ عَمَّا يَصِفُوْنَ ٥

پاکی ہے اللہ کے لیے ان صفتوں سے جو وہ کہتے ہیں۔

اِلَّا عِبَادَ اللّٰهِ الْمُخْلَصِيْنَ ٥

مگر اللہ کے مخلص بندے۔

فَاِنَّكُمْ وَمَا تَعْبُدُوْنَ ٥

تو تم اور جو کچھ تم پوجتے ہو۔

مَآ اَنْتُمْ عَلَيْهِ بِفٰتِنِيْنَ ٥

نہیں تم اس کے خلاف بھڑکانے والے۔

اِلَّا مَنْ هُوَ صَالِ الْجَحِيْمِ ٥

مگر وہی جو بھڑکتی آگ میں جلنے والا ہے۔

وَمَا مِنَّآ اِلَّا لَهٗ مَقَامٌ مَّعْلُوْمٌ ٥

اور (فرشتوں نے کہا) نہیں ہم میں مگر اس کا ایک مقام معلوم ہے۔

وَّاِنَّا لَنَحْنُ الصَّآفُّوْنَ ٥

اور بیشک ہم پر پھیلائے حکم کے منتظر ہیں۔

وَاِنَّا لَنَحْنُ الْمُسَبِّحُوْنَ ٥

اور ہم بے شک اسکی تسبیح کرنے والے ہیں۔

وَاِنْ كَانُوْا لَيَقُوْلُوْنَ ٥

اور بیشک وہ کہتے ہیں۔

لَوْ اَنَّ عِنْدَنَا ذِكْرًا مِّنَ الْاَوَّلِيْنَ ٥

اگر ہمارے پاس نصیحت ہوتی پہلوں کی۔

لَكُنَّا عِبَادَ اللّٰهِ الْمُخْلَصِيْنَ ٥

تو ضرور ہوتے ہم مخلص بندے اللہ کے۔

فَكَفَرُوْا بِهٖ فَسَوْفَ يَعْلَمُوْنَ ٥

تو کفر کیا انہوں نے اس کے ساتھ تو عنقریب وہ جان لیں گے۔

وَلَقَدْ سَبَقَتْ كَلِمَتُنَا لِعِبَادِنَا الْمُرْسَلِيْنَ ۝ — اور بیشک ہمارا فرمان سبقت کر چکا ہے ہمارے بندوں بھیجے ہوؤں کے لیے۔

اِنَّهُمْ لَهُمُ الْمَنْصُوْرُوْنَ ۝ — بیشک وہ مدد کیے ہوئے ہیں۔

وَاِنَّ جُنْدَنَا لَهُمُ الْغٰلِبُوْنَ ۝ — اور بیشک ہمارا ہی لشکر غالب رہے گا

فَتَوَلَّ عَنْهُمْ حَتّٰى حِيْنٍ ۝ — تو پھیر لو ان سے اپنا منہ ایک مدت تک کے لیے

وَاَبْصِرْهُمْ فَسَوْفَ يُبْصِرُوْنَ ۝ — اور انہیں دیکھتے رہو تو وہ بھی عنقریب دیکھیں گے

اَفَبِعَذَابِنَا يَسْتَعْجِلُوْنَ ۝ — تو کیا ہمارے عذاب کی جلدی کرتے ہیں۔

فَاِذَا نَزَلَ بِسَاحَتِهِمْ فَسَآءَ صَبَاحُ الْمُنْذَرِيْنَ ۝ — تو جب اترے گا ان کے میدان پر تو بری ہوگی صبح ڈرائے گیوں کی۔

وَتَوَلَّ عَنْهُمْ حَتّٰى حِيْنٍ ۝ — اور منہ پھیر لو ایک وقت تک ان سے۔

وَّاَبْصِرْ فَسَوْفَ يُبْصِرُوْنَ ۝ — اور انتظار کرو وہ بھی عنقریب دیکھیں گے۔

سُبْحٰنَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوْنَ ۝ — پاکی ہے تیرے رب عزت والے کو ان کی باتوں سے

وَسَلٰمٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ ۝ — اور سلام ہے پیغمبروں پر۔

وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ — اور سب تعریفیں اللہ کے لیے جو رب العلمین ہے۔

لفظی ترجمہ

وَ۔ اور	اِنَّ۔ بیشک	یُوْنُسَ۔ یونس ہیں	لَمِنَ الْمُرْسَلِیْنَ۔ پیغمبروں سے
اِذْ۔ جب	اَبَقَ۔ گیا	اِلَی۔ طرف	الْفُلْکِ۔ کشتی
الْمَشْحُوْنِ۔ بھری ہوئی کے	فَسَاهَمَ۔ تو قرعہ ڈالا	فَکَانَ۔ تو ہو گیا	مِنَ الْمُدْحَضِیْنَ۔ دھکیلے
ہوؤں سے	فَالْتَقَمَہُ۔ تو نگل گئی اسے	الْحُوْتُ۔ مچھلی	وَ۔ اور
هُوَ۔ وہ تھا	مُلِیْمٌ۔ ملامت کیا گیا	فَلَوْ۔ پھر اگر	لَا۔ نہ
اَنَّہٗ۔ ہوتا	کَانَ۔ وہ	مِنَ الْمُسَبِّحِیْنَ۔ تسبیح کرنے والوں سے	
لَلَبِثَ۔ تو ٹھہرتا	فِیْ۔ بیچ	بَطْنِہٖ۔ اسکے پیٹ کے	اِلٰی۔ طرف
یَوْمِ۔ دن کے کہ	یُبْعَثُوْنَ۔ اٹھائے جائیں	فَنَبَذْنٰہُ۔ تو ڈال دیا ہم نے اس کو	

بِالْعَرَاءِ۔ میدان میں
وَ۔ اور
مِنْ يَقْطِيْنٍ۔ کدو کا
مِائَةِ اَلْفٍ۔ ایک لاکھ کے
فَمَتَّعْنٰهُمْ۔ تو ہم نے ان کو فائدہ دیا
فَاسْتَفْتِهِمْ۔ تو پوچھ ان سے
وَ۔ اور
خَلَقْنَا۔ پیدا کیا ہم نے
هُمْ۔ وہ
مِنْ اِفْكِهِمْ۔ اپنے بہتان سے
وَ۔ اور
الْبَنَاتِ۔ بیٹیوں کو
لَكُمْ۔ تم کو
تَذَكَّرُوْنَ۔ نصیحت پکڑتے
مُّبِيْنٌ۔ روشن
كُنْتُمْ۔ ہو تم
بَيْنَهٗ۔ اسکے درمیان
نَسَبًا۔ نسب
الْجِنَّةُ۔ جنوں نے
اللّٰهِ۔ اللہ
عِبَادَ۔ بندے
وَ۔ اور
اَنْتُمْ۔ تم
مَنْ۔ اسے کہ
وَ۔ اور

وَ۔ اور
اَنْۢبَتْنَا۔ اگایا ہم نے
وَ۔ اور
اَوْ۔ یا
اَ۔ کیا
لَهُمُ۔ ان کے لیے
الْمَلٰٓئِكَةَ۔ فرشتوں کو
شَاهِدُوْنَ۔ موجود تھے
لَيَقُوْلُوْنَ۔ کہتے ہیں
اِنَّهُمْ۔ بیشک وہ
عَلَى۔ اوپر
كَيْفَ۔ کیسے
اَمْ۔ یا
فَاْتُوْا۔ تو لاؤ
صٰدِقِيْنَ۔ سچے
وَ۔ اور
وَ۔ اور
اِنَّهُمْ۔ کہ وہ
عَمَّا۔ اس سے جو
اللّٰهِ۔ اللہ کے
مَآ۔ جسکی
عَلَيْهِ۔ اس کو
هُوَ۔ وہ
مَا۔ نہیں

هُوَ۔ وہ
عَلَيْهِ۔ اس پر
اَرْسَلْنٰهُ۔ بھیجا ہم نے اسکو
يَزِيْدُوْنَ۔ وہ زیادہ تھے
اِلٰى۔ طرف
لِرَبِّكَ۔ تیرے رب کیلئے
الْبَنُوْنَ۔ بیٹے
اِنَاثًا۔ عورتیں
اَلَآ۔ خبردار
وَلَدَ۔ اولاد جنی
لَكٰذِبُوْنَ۔ جھوٹے ہیں
الْبَنِيْنَ۔ بیٹوں کے
تَحْكُمُوْنَ۔ فیصلے کرتے ہو
لَكُمْ۔ تمہارے پاس
بِكِتٰبِكُمْ۔ اپنی کتاب
وَ۔ اور
بَيْنَ۔ درمیان
لَقَدْ۔ بیشک
لَمُحْضَرُوْنَ۔ حاضر کیے جائینگے
يَصِفُوْنَ۔ بیان کرتے ہیں
الْمُخْلَصِيْنَ۔ خالص
تَعْبُدُوْنَ۔ پوجا کرتے ہو
بِفٰتِنِيْنَ۔ گمراہ کرنے والے
صَالِ۔ داخل ہونے والا ہے
مِنَّا۔ کوئی ہم سے

سَقِيْمٌ۔ بیمار تھا
شَجَرَةً۔ درخت
اِلٰى۔ طرف
فَاٰمَنُوْا۔ تو ایمان لائے
حِيْنٍ۔ ایک وقت کے
الْبَنَاتُ۔ بیٹیاں ہیں
اَمْ۔ یا
وَّ۔ اور
اِنَّهُمْ۔ بیشک وہ
اللّٰهُ۔ اللہ نے
اَصْطَفَى۔ کیا پسند کیا اس نے
مَا۔ کیا ہے
اَفَلَا۔ کیا نہیں
سُلْطٰنٌ۔ دلیل ہے
اِنْ۔ اگر
جَعَلُوْا۔ بنایا انہوں نے
الْجِنَّةِ۔ جنوں کے
عَلِمَتِ۔ جان لیا
سُبْحٰنَ۔ پاک ہے
اِلَّا۔ مگر
فَاِنَّكُمْ۔ تو تم
مَا۔ نہیں
اِلَّا۔ مگر
الْجَحِيْمِ۔ جہنم میں
اِلَّا۔ مگر

لَہٗ ۔ اس کے لیے　مَقَامٌ ۔ مقام ہے　مَّعْلُوْمٌ ۔ مقرر　وَ ۔ اور
اِنَّا ۔ بیشک　لَنَحْنُ ۔ ہم　الصَّافُّوْنَ ۔ صف باندھنے والے ہیں　وَ ۔ اور
اِنَّا ۔ بیشک　لَنَحْنُ ۔ ہم　الْمُسَبِّحُوْنَ ۔ تسبیح کرنیوالے ہیں　وَ ۔ اور
اِنْ ۔ بیشک　کَانُوْا ۔ تھے　لَيَقُوْلُوْنَ ۔ کہتے　لَوْ ۔ اگر
اَنَّ ۔ بیشک　عِنْدَنَا ۔ ہمارے پاس ہوتا　ذِکْرًا ۔ ذکر　فِی ۔ بیچ
الْاَوَّلِيْنَ ۔ پہلوں کے　لَكُنَّا ۔ تو ہوتے ہم　عِبَادَ ۔ بندے　اللّٰہِ ۔ اللہ کے
الْمُخْلَصِيْنَ ۔ خالص　فَكَفَرُوْا ۔ تو کفر کیا انہوں نے　بِہٖ ۔ اسکے ساتھ　فَسَوْفَ ۔ تو جلدی
يَعْلَمُوْنَ ۔ جانیں گے　وَ ۔ اور　لَقَدْ ۔ بیشک　سَبَقَتْ ۔ گذر چکی
كَلِمَتُنَا ۔ ہماری بات　لِعِبَادِ ۔ واسطے بندوں　نَا ۔ ہمارے　الْمُرْسَلِيْنَ ۔ پیغمبروں کے
اِنَّهُمْ ۔ بیشک وہ　لَهُمُ ۔ وہی ہیں　الْمَنْصُوْرُوْنَ ۔ مدد دیے گئے　وَ ۔ اور
اِنَّ ۔ بیشک　جُنْدَنَا ۔ ہمارا لشکر　لَهُمُ ۔ وہی ہیں　الْغَالِبُوْنَ ۔ غالب
فَتَوَلَّ ۔ تو منہ پھیر　عَنْهُمْ ۔ ان سے　حَتّٰى ۔ ایک　حِيْنٍ ۔ وقت تک
وَ ۔ اور　اَبْصِرْ ۔ دیکھ　هُمْ ۔ ان کو　فَسَوْفَ ۔ تو جلدی
يُبْصِرُوْنَ ۔ دیکھیں گے　اَ ۔ کیا　فَبِعَذَابِنَا ۔ ہمارے عذاب کی　يَسْتَعْجِلُوْنَ ۔ جلدی کرتے ہیں
فَاِذَا ۔ تو جب　نَزَلَ ۔ اترے گا　بِسَاحَتِهِمْ ۔ انکے میدان میں　فَسَآءَ ۔ تو بری ہوئی
صَبَاحُ ۔ صبح　الْمُنْذَرِيْنَ ۔ ڈرائے ہوؤں کی　وَ ۔ اور　تَوَلَّ ۔ منہ پھیر
عَنْهُمْ ۔ ان سے　حَتّٰى ۔ ایک　حِيْنٍ ۔ وقت تک　وَ ۔ اور
اَبْصِرْ ۔ دیکھ　فَسَوْفَ ۔ جلدی　يُبْصِرُوْنَ ۔ دیکھیں گے وہ بھی　سُبْحٰنَ ۔ پاک ہے
رَبِّكَ ۔ تیرا رب　رَبِّ ۔ رب　الْعِزَّةِ ۔ عزت کا　عَمَّا ۔ اس سے جو
يَصِفُوْنَ ۔ بیان کرتے ہیں　وَ ۔ اور　سَلٰمٌ ۔ سلام ہو　عَلَى ۔ اوپر
الْمُرْسَلِيْنَ ۔ پیغمبروں کے　وَ ۔ اور　الْحَمْدُ ۔ سب تعریف　لِلّٰہِ ۔ اللہ کو ہے جو
رَبِّ ۔ رب ہے　الْعٰلَمِيْنَ ۔ سب جہانوں کا

خلاصہ تفسیر اردو پانچواں رکوع ۔ صافات ۔ پ ۲۳

وَاِنَّ يُوْنُسَ لَمِنَ الْمُرْسَلِيْنَ ۔ اور بیشک یونس ہمارے پیغمبروں میں سے ہیں ۔

اس رکوع میں حضرت یونس علیہ السلام کا واقعہ مذکور ہے چنانچہ ارشاد ہے۔

اِذْ اَبَقَ اِلَی الْفُلْکِ الْمَشْحُوْنِ فَسَاھَمَ فَکَانَ مِنَ الْمُدْحَضِیْنَ۔ جبکہ وہ کشتی کی طرف نکلا جو بھری ہوئی تھی۔

اس کے متعلق سید المفسرین ابن عباس رضی اللہ عنہما اور وہب فرماتے ہیں کہ حضرت یونس علیہ السلام نے جب اپنی قوم کو ہدایت پر آتے نہ دیکھا تو انہیں عذاب کی خبر دی لیکن عذاب میں تاخیر ہوئی تو آپ قوم سے پوشیدہ طور پر نکل گئے اور دریائی سفر کا عزم کر لیا اور کشتی میں سوار ہو گئے راستہ میں کشتی درمیان دریا ٹھہر گئی اور اس کے ٹھہر جانے کا سبب معلوم نہ ہوا تو ملاح کہنے لگے کشتی بلا وجہ نہیں ٹھہری ہے ہمارے اندر کوئی ایسا غلام ہے جو اپنے مولا سے بھاگ کر سوار ہوا ہے چنانچہ فَسَاھَمَ۔ یعنی قرعہ اندازی کی گئی تو قرعہ میں آپ کا نام آیا۔

آپ نے فرمایا تمہارا سہم یعنی قرعہ صحیح ہے میں ہی وہ غلام ہوں جو اپنے مولا سے بھاگ کر آیا ہوں مختصر یہ کہ آپ پانی میں ڈال دیے گئے کہ ملاحوں میں یہی دستور تھا کہ بھاگا ہوا غلام دریا میں جبتک نہ ڈال دیا جائے کشتی پانی میں چلتی ہی نہ تھی۔

اِذْ اَبَقَ اِلَی الْفُلْکِ الْمَشْحُوْنِ فَسَاھَمَ فَکَانَ مِنَ الْمُدْحَضِیْنَ۔ جب وہ چلے طرف ایک بھری ہوئی کشتی کے تو قرعہ ڈالا گیا تو وہ دھکیلے ہوئے تھے۔

یہ تذکرہ سابقہ ذکر سے ملحق ہے دحض عربی میں دھکیلنے کو کہتے ہیں اس میں اشارہ ہے آپ کو کشتی سے پانی میں ڈال دینے کا آگے ارشاد ہے۔

فَالْتَقَمَہُ الْحُوْتُ وَھُوَ مُلِیْمٌ۔ تو اسے نگل لیا مچھلی نے اور یونس اپنے کو ملامت کر رہے تھے۔

کہ میں نے نکلنے میں کیوں جلدی کی اور قوم سے جدا ہونے میں حکم الٰہی کا انتظار نہ کیا۔

فَلَوْلَا اَنَّہٗ کَانَ مِنَ الْمُسَبِّحِیْنَ لَلَبِثَ فِیْ بَطْنِہٖ اِلٰی یَوْمِ یُبْعَثُوْنَ۔ تو اگر وہ تسبیح کرنے والا نہ ہوتا تو ضرور اس کے پیٹ میں رہتا اس دن تک جس دن لوگ اٹھائے جائیں گے۔

یعنی اگر حضرت یونس علیہ السلام شکم ماہی میں ذکر الٰہی کرنے والے نہ ہوتے یعنی لَا اِلٰہَ اِلَّا اَنْتَ سُبْحٰنَکَ اِنِّیْ کُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ نہ پڑھ رہے ہوتے تو قیامت تک اس مچھلی کے پیٹ میں رہتے۔

فَنَبَذْنٰہُ بِالْعَرَآءِ وَھُوَ سَقِیْمٌ۔ تو ہم نے اسے ڈال دیا میدان پر اور وہ بیمار تھا۔

یعنی مچھلی کے پیٹ سے نکال کر اسی روز یا تین روز یا سات روز یا چالیس روز کے بعد باختلاف رواۃ عرا یعنی میدان میں ڈال دیا آپ شکم ماہی کے اندر رہنے سے اس مدت میں نحیف و ضعیف ہو چکے تھے اور

آپ کی یہ کیفیت ہو گئی تھی جیسے بچہ کی ولادت کے وقت ہوتی ہے آپ کے جسم کی کھال طفل رضیع کی طرح نرم و نازک ہو گئی تھی اسی کو فرمایا وَهُوَ سَقِيمٌ۔

وَأَنْبَتْنَا عَلَيْهِ شَجَرَةً مِنْ يَقْطِينٍ۔ اور اگا دیا ہم نے ان پر ایک پودا کدو کا۔

تاکہ آپ پر سایہ رہے اور مکھیوں سے بچائے اس لیے کہ کدو پر مکھی نہیں آتی اور اگرچہ کدو کی بیل ہوتی ہے لیکن حضرت یونس علیہ السلام کی یہ معجزانہ شان تھی کہ آپ کا یہ درخت کدو کی بیل کی بجائے شاخدار پودا بن گیا اور اس کے گھنے پتوں کے سایہ تلے آپ تشریف فرما تھے۔

اور بحکم الٰہی ایک بکری روزانہ آ کر اپنے تھن منہ میں دے کر دودھ دے جاتی تھی حتیٰ کہ جسم مبارک کی جلد مضبوط ہو گئی اور جہاں بال اگنے کی جگہ تھی وہاں بال آ گئے۔ آگے ارشاد ہے

وَأَرْسَلْنَاهُ إِلَىٰ مِائَةِ أَلْفٍ أَوْ يَزِيدُونَ فَآمَنُوا فَمَتَّعْنَاهُمْ إِلَىٰ حِينٍ۔ اور بھیجا ہم نے اسے ایک لاکھ سے زیادہ کی طرف تو وہ ایمان لائے اور ہم نے انہیں ایک مدت تک آباد کیا۔

اس قصہ کو مفصل سورۃ انبیاء میں چھٹے رکوع کے اندر بیان کیا گیا ہے۔

مختصر یہ کہ آپ سرزمین موصل میں قوم نینوا کے اندر مبعوث ہوئے ان کی آبادی ایک لاکھ سے زائد تھی اب بھی آپ کو وہیں بھیجا۔ عذاب کا ذکر تو سورہ یونس کے دسویں رکوع میں ہو چکا اور بقیہ قصہ سورہ انبیاء میں گزر گیا۔

فَمَتَّعْنَاهُمْ إِلَىٰ حِينٍ سے یہ مراد ہے کہ ایمان لانے کے بعد یہ قوم آخر عمر تک آسائش سے آباد رہی۔ اس بیان کے بعد اللہ تعالےٰ اپنے حبیب پاک سید لولاک صلے اللہ علیہ وسلم سے فرماتا ہے کہ اے محبوب ان منکروں سے اور کفار مکہ سے انکار کی وجہ معلوم فرمائیں چنانچہ ارشاد ہے۔

فَاسْتَفْتِهِمْ أَلِرَبِّكَ الْبَنَاتُ وَلَهُمُ الْبَنُونَ۔ أَمْ خَلَقْنَا الْمَلَائِكَةَ إِنَاثًا وَهُمْ شَاهِدُونَ۔ أَلَا إِنَّهُمْ مِنْ إِفْكِهِمْ لَيَقُولُونَ۔ وَلَدَ اللَّهُ وَإِنَّهُمْ لَكَاذِبُونَ۔ أَصْطَفَى الْبَنَاتِ عَلَى الْبَنِينَ۔ مَا لَكُمْ كَيْفَ تَحْكُمُونَ۔ أَفَلَا تَذَكَّرُونَ۔

تو اے محبوب ان سے پوچھئے کیا تمہارے رب کے لیے بیٹیاں ہیں اور ان کے لیے بیٹے یا ہم نے ملائکہ کو ان کی موجودگی میں اناث بنایا خبردار رہو بیشک وہ بہتان سے ایسا کہتے ہیں کہ اللہ کی اولاد ہے اور وہ یقیناً کذاب ہیں کیا اس نے بیٹیاں پسند کیں بیٹے چھوڑ کر تمہیں کیا ہو گیا ہے تم کیسا حکم لگاتے ہو تو کیا تم ہدایت نہیں حاصل کرتے قبیلہ جہینہ اور بنی سلمیٰ کا یہ عقیدہ تھا کہ معاذ اللہ فرشتے اللہ تعالےٰ کی بیٹیاں ہیں۔ اس کے رد میں یہ مضمون ہے۔ اور نہایت حسین طرز بیان اختیار فرمایا کہ یہ بے عقل ہمارے لیے بیٹیاں اور اپنے لیے بیٹے قرار دیتے

ہیں تو جب ملائکہ پیدا کیے گئے تھے گویا یہ اس وقت موجود تھے ان کی بکواس سے ہوشیار رہو یہ سب کچھ اللہ تعالیٰ پر اتہام لگا رہے ہیں اور اسی اتہام تراشی میں بک رہے ہیں کہ اللہ تعالیٰ شانہ کی اولاد ہے۔ اور حقیقت یہ ہے کہ وہ جھوٹے ہیں۔ غضب خدا کا اپنے لیے بیٹے پسند کرتے ہیں اور اپنے گمان فاسد میں اللہ تعالیٰ کے لیے بیٹیاں پسند کرتے ہیں ان کی شعور عقل ہی زائل ہو چکے ہیں اور نصیحت اور ہدایت قبول نہیں کرتے اصول بھی یہی ہے۔ کہ ہر چہ بر خود نہ پسندی بہ دیگراں مپسند۔ لیکن انہیں پتھر پوجتے پوجتے ہوش ہی نہیں ہے آگے ارشاد ہے۔

اَمْ لَكُمْ سُلْطَانٌ مُّبِيْنٌ فَاْتُوْا بِكِتَابِكُمْ اِنْ كُنْتُمْ صَادِقِيْنَ۔ کیا تمہارے لیے کوئی کھلی سند ہے تو لاؤ اپنی سند اگر تم سچے ہو۔

یعنی تمہارا دعوی بے دلیل ہے اور اگر کوئی دلیل تمہارے پاس ہے تو لاؤ مگر ہرگز نہیں لا سکتے مزید براں یہ کہ مشرکین کے بعض افراد نے یہ بھی بکواس کی تھی کہ اللہ تعالیٰ جل شانہ نے اپنی شادی جنوں میں کی اس سے فرشتے پیدا ہوئے معاذ اللہ اس کے رد میں ارشاد ہے۔

وَجَعَلُوْا بَيْنَهٗ وَبَيْنَ الْجِنَّةِ نَسَبًا ۚ وَلَقَدْ عَلِمَتِ الْجِنَّةُ اِنَّهُمْ لَمُحْضَرُوْنَ سُبْحٰنَ اللّٰهِ عَمَّا يَصِفُوْنَ اِلَّا عِبَادَ اللّٰهِ الْمُخْلَصِيْنَ۔ اور بنایا ان مشرکین نے اللہ اور جنوں کے مابین رشتہ اور یقینا جن جانتے ہیں کہ وہ ضرور حاضر کیے جائیں گے پاک ہے اللہ تعالیٰ شانہٗ اس قسم کی باتوں سے مگر اللہ کے چنے ہوئے مخلص بندے۔ وہ ایسے گندے خیالات سے مبرا ہیں یہ عظیم کفر ہے جس کے وہ مرتکب ہو رہے ہیں۔ آگے ارشاد ہے۔

فَاِنَّكُمْ وَمَا تَعْبُدُوْنَ مَا اَنْتُمْ عَلَيْهِ بِفَاتِنِيْنَ اِلَّا مَنْ هُوَ صَالِ الْجَحِيْمِ۔ تو تم اے مشرکین مکہ اور وہ بت جنہیں تم پوجتے ہو تم اللہ تعالیٰ کے خلاف بہکا کر فتنے میں ڈال نہیں سکتے۔ یعنی تم اور تمہارے بت اس قابل ہی نہیں کہ مومنین میں یہ فتنہ برپا کر سکیں مگر وہی گمراہ ہوں گے جو جہنم کے کندے ہیں مومنین تو اللہ تعالیٰ کی حمد کرتے اور پاکی بیان کرتے ہیں اور یہ حمد و تسبیح بیان کرنے والے آسمانوں میں بقول ابن عباس رضی اللہ عنہما اتنے ہیں کہ ایک بالشت جگہ بھی خالی نہیں چنانچہ فرشتوں کا خود بیان موجود ہے جو آگے مذکور ہے۔

وَمَا مِنَّا اِلَّا لَهٗ مَقَامٌ مَّعْلُوْمٌ وَاِنَّا لَنَحْنُ الصَّآفُّوْنَ وَاِنَّا لَنَحْنُ الْمُسَبِّحُوْنَ۔ اور فرشتوں نے کہا کہ ہم میں ہر ایک کا ایک مقررہ معلوم مقام ہے اور بیشک ہم پر پھیلائے صف بستہ با انتظار حکم کھڑے ہیں اور بیشک ہم اس کی تسبیح میں مصروف ہیں۔

اب کفار مکہ کی بہانہ سازیاں واضح فرمائی جا رہی ہیں چنانچہ ارشاد ہے۔

وَإِنْ كَانُوا لَيَقُولُونَ لَوْ أَنَّ عِنْدَنَا ذِكْرًا مِنَ الْأَوَّلِينَ لَكُنَّا عِبَادَ اللَّهِ الْمُخْلَصِينَ۔ اور بیشک کفار مکہ کہتے تھے کہ اگر ہمارے پاس اگلوں کی کوئی نصیحت ہوتی تو ضرور ہم اللہ کے چنے ہوئے بندے ہوتے۔

یعنی کفار و مشرکین حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری سے پہلے کہا کرتے تھے کہ اگر ہمیں ہمارے پہلوں کی کوئی ہدایت یا کتاب ملتی تو ہم ضرور اس کی پیروی کرتے لیکن نہیں ملا اور جب تمام کتابوں سے افضل واشرف کتاب معجز نظام یعنی قرآن پاک ان میں آیا تو انہوں نے وہ کیا جس کا ذکر آگے ہے۔

فَكَفَرُوا بِهِ فَسَوْفَ يَعْلَمُونَ۔ تو انہوں نے اس کتاب سے کفر کیا تو عنقریب وہ جان لیں گے۔

یعنی ان کے اس کفر کا انجام ان پر واضح ہو جائے گا اور جہنم میں ہمیشہ رہیں گے۔

وَلَقَدْ سَبَقَتْ كَلِمَتُنَا لِعِبَادِنَا الْمُرْسَلِينَ إِنَّهُمْ لَهُمُ الْمَنْصُورُونَ وَإِنَّ جُنْدَنَا لَهُمُ الْغَالِبُونَ۔ اور بیشک ہمارا فرمان سبقت کر چکا ہمارے بھیجے ہوئے بندوں کے لیے بیشک وہ مدد دیے جائیں گے اور بے شک ہمارا ہی لشکر غالب رہے گا۔

یعنی اہل ایمان واسلام ہی غالب رہیں گے اس پر مشرکین ومجرمین اور منکر بطریق استہزاء وتمسخر کہنے لگے کہ وہ غلبہ اور فتوحات کہاں ہیں ابھی تو ہم ہی غالب ہیں اس کے جواب میں ارشاد ہوا۔

فَتَوَلَّ عَنْهُمْ حَتَّى حِينٍ وَأَبْصِرْهُمْ فَسَوْفَ يُبْصِرُونَ أَفَبِعَذَابِنَا يَسْتَعْجِلُونَ۔ انہیں تمسخر کرنے دیجئے تھوڑی دیر ان سے منہ پھیر لو اور انہیں دیکھتے رہو اور وہ بھی عنقریب دیکھ لیں گے تو کیا کفار ہمارے عذاب کی جلدی کرتے ہیں۔

یعنی ان کا استہزاء وتمسخر اور ان کا عذاب آنے پر جلدی کرنا فائدہ مند نہیں بلکہ۔

فَإِذَا نَزَلَ بِسَاحَتِهِمْ فَسَاءَ صَبَاحُ الْمُنْذَرِينَ۔ جب ہمارا عذاب ان کے آنگن میں اترے گا تو ان لوگوں کا انجام اور ان کی صبح بہت بری ہوگی۔

اس وقت ان کا پچھتانا بے کار ہوگا۔

وَتَوَلَّ عَنْهُمْ حَتَّى حِينٍ وَأَبْصِرْ فَسَوْفَ يُبْصِرُونَ۔ اور اے محبوب تھوڑی مدت تک ان سے منہ پھیر لیجئے اور انتظار کیجئے وہ بھی عنقریب دیکھ لیں گے۔

کہ کس طرح ہلاک ہوتے ہیں اس کے بعد اپنی شان کی تنزیہ اور مرسلین پر سلام اور اپنے لیے حمد بیان فرما کر سورۃ ختم کی۔

سُبْحَانَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُونَ وَسَلَامٌ عَلَى الْمُرْسَلِينَ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ۔ ہمارے رب کے لیے پاکی ہے جو عزت والا رب ہے اور ان صفتوں سے وہ منزہ ہے جو مشرکین بیان کرتے ہیں اور

سلام ہے پیغمبروں پر اور تمام خوبیاں اسی کے وجہ منیر کو ہیں جو تمام جہان کا پالنے والا ہے۔

مختصر تفسیر اردو پانچواں رکوع سورہ صافات۔ پ ۲۳

وَاِنَّ یُوْنُسَ لَمِنَ الْمُرْسَلِیْنَ۔ اور بے شک یونس ہمارے رسولوں سے ہیں۔

علامہ آلوسی روح المعانی میں فرماتے ہیں یُرْدٰی عَلٰی مَا فِی الْبَحْرِ اَنَّہٗ عَلَیْہِ السَّلَامُ نَبِیٌّ وَھُوَ ابْنُ ثَمَانٍ وَّعِشْرِیْنَ سَنَۃً وَحُکِیَ فِی الْبَحْرِ اَنَّہٗ کَانَ فِیْ زَمَنِ مُلُوْکِ الطَّوَائِفِ مِنَ الْفُرْسِ وَھُوَ ابْنُ مَتّٰی بِفَتْحِ الْمِیْمِ وَتَشْدِیْدِ التَّاءِ الْفَوْقِیَّۃِ مَقْصُوْرٌ وَھَلْ ھٰذَا الْاِسْمُ اُمِّہٖ اَوْ اَبِیْہِ فِیْہِ خِلَافٌ فَقِیْلَ اِسْمُ اُمِّہٖ وَھُوَ الْمَذْکُوْرُ فِیْ تَفْسِیْرِ عَبْدِ الرَّزَّاقِ۔

وَقِیْلَ اِسْمُ اَبِیْہِ وَھٰذَا کَمَا قَالَ ابْنُ حَجَرٍ اَصَحُّ۔ وَبَعْضُ اَھْلِ الْکِتَابِ یُسَمِّیْہِ یُوْنَانَ بْنَ مَاثِیْ وَبَعْضُھُمْ یُسَمِّیْہِ یُوْنَۃَ ابْنَ اِمْتِیَاثِیْ۔

حضرت یونس علیہ السلام نبی تھے اٹھائیس برس کی عمر میں انکو نبوت ملی۔ اور بحر میں بیان کیا گیا ہے کہ یہ ایرانیوں کی طوائف الملوکی کے زمانہ میں ہوئے

آپ متی کے بیٹے ہیں۔ متی بفتح میم اور تشدید تا سے ہے۔

اس میں اختلاف ہے کہ متی آپ کے باپ کا نام ہے یا ماں کا تفسیر عبد الرزاق نے اسے بیان کیا۔

ایک قول یہ ہے کہ متی آپ کے باپ کا نام ہے جیسا کہ علامہ ابن حجر سے مروی ہے۔

اور بعض اہل کتاب نے کہا کہ آپ کا نام یونان بن ماثی تھا۔

اور بعض کہتے ہیں کہ آپ کا نام یونہ ابن امتیاثی تھا۔

اِذْ اَبَقَ اِلَی الْفُلْکِ الْمَشْحُوْنِ فَسَاھَمَ فَکَانَ مِنَ الْمُدْحَضِیْنَ۔ جبکہ وہ چلے بھری ہوئی کشتی کی طرف تو فَسَاھَمَ تو قرعہ ڈالا۔ ساہم کے معنی قارع ہیں یعنی اس امر کا قرعہ ڈالا کہ کشتی میں کون ہے تو قرعہ اندازی میں آپ مغلوب ہو گئے۔ مدحضین کے معنی مغلوبین ہیں۔ اور یہی وہ آیت ہے جس سے قرعہ اندازی مشروع رکھی گئی۔

اور ایک روایت یہ بھی ہے کہ آپ نے قوم سے عذاب کا وعدہ فرمایا تھا اور انہیں بتایا تھا کہ یہ عذاب تین دن میں آئے گا لیکن تین دن گذر جانے کے بعد بھی وہ عذاب نہ آیا تو حضرت یونس علیہ السلام اللہ تعالے کا حکم حاصل کیے بغیر ہی وہاں سے نکل گئے۔ اس شرم سے کہ قوم مجھے جھوٹا نہ کہے۔

اور جب قوم پر آثارات عذاب نمودار ہوئے تو انھوں نے آپ کو تلاش کیا مگر نہیں پایا تو کبار قوم نے

سب کو جمع کیا اور فیصلہ کیا کہ اگر یونس نہیں ملے تو ان کا خدا لو ہے اور سب چھوٹے بڑے اپنے گھر کے جانوروں سمیت جنگل میں نکلو اور بارگاہ مستجاب الدعوات میں توبہ کرو غرضیکہ وہ عذاب ٹل گیا اور قوم تائب ہو کر عذاب سے بچ گئی۔

آپ کشتی میں تشریف لے آئے اور فرمایا لَا اَرْجِعُ اِلَیْہِمْ کَذَّابًا اَبَدًا۔ میں جھوٹا بن کر قوم میں کبھی نہ جاؤں گا حتیٰ کہ جب کشتی موجوں میں گھر گئی اور پانی میں رک گئی تو کشتی والوں نے کہا مَا یَمْنَعُہَا اَنْ تَسِیْرَ اِلَّا اَنَّ فِیْکُمْ رَجُلًا مَشْئُوْمًا یہ کشتی یوں رکی ہے کہ ہم میں کوئی ایسا آدمی ہے جس کی وجہ کا یہ اثر ہے۔

فَاقْتَرَعُوْا لِیُلْقُوْا مَنْ وَقَعَتْ عَلَیْہِ الْقُرْعَۃُ فِی الْمَآءِ فَوَقَعَتْ عَلٰی یُوْنُسَ ثُمَّ اَعَادُوْا فَوَقَعَتْ عَلَیْہِ فَلَمَّا رَاٰی ذٰلِکَ رَمٰی بِنَفْسِہٖ فِی الْمَآءِ۔ اس کے لیے قرعہ اندازی کی گئی فَسَاہَمَ سہم سے ہے جس کے معنیٰ قرعہ اندازی کے ہیں تو کشتی والوں نے پہلی بار قرعہ ڈالا تا کہ جس کے نام پر قرعہ نکلے اسے دریا میں پھینک دیں تو قرعہ میں آپ کا نام نکلا کشتی والے حیران ہوئے کہ ایسی بزرگ ہستی پر قرعہ صحیح نہیں پڑا پھر دوبارہ قرعہ اندازی کی اس بار بھی آپ ہی کا نام نکلا جب حضرت یونس علیہ السلام نے ایسا دیکھا تو آپ نے اپنے کو دریا میں ڈال دیا آگے ارشاد ہے۔

فَالْتَقَمَہُ الْحُوْتُ وَھُوَ مُلِیْمٌ۔ یَعْنِیْ اِبْتَلَعَہٗ مِنَ اللُّقْمَۃِ۔ مچھلی نے آپ کو غرق ہونے سے قبل لقمہ کر لیا۔ چنانچہ حدیث میں ہے۔ اَخْرَجَہٗ اَحْمَدُ وَغَیْرُہٗ عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ اَنَّہٗ اَتٰی قَوْمًا فِیْ سَفِیْنَۃٍ فَحَمَلُوْہُ وَعَرَفُوْہُ فَلَمَّا دَخَلَہَا رَکَدَتْ وَالسُّفُنُ تَسِیْرُ یَمِیْنًا وَّشِمَالًا فَقَالَ مَا بَالُ سَفِیْنَتِکُمْ قَالُوْا مَا نَدْرِیْ قَالَ وَلٰکِنِّیْ اَدْرِیْ اَنَّ فِیْہَا عَبْدًا اَبَقَ مِنْ رَّبِّہٖ وَاِنَّہَا وَاللّٰہِ لَا تَسِیْرُ حَتّٰی تُلْقُوْہُ قَالُوْا وَمَا اَنْتَ وَاللّٰہِ یَا نَبِیَّ اللّٰہِ فَلَا نُلْقِیْکَ فَقَالَ لَہُمْ اقْتَرِعُوْا فَمَنْ قُرِعَ فَلْیُلْقَ۔ فَاقْتَرَعُوْا ثَلٰثَ مَرَّاتٍ وَفِیْ کُلِّ مَرَّۃٍ تَقَعُ الْقُرْعَۃُ عَلَیْہِ فَرَمٰی بِنَفْسِہٖ فَکَانَ مَا قَصَّ اللّٰہُ تَعَالٰی۔

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک جماعت اس کشتی میں آئی انہوں نے آپ کو پہچان لیا اور کشتی میں سوار کر لیا جب آپ کشتی میں آئے تو وہ چلنے سے رک گئی اور دائیں بائیں ہچکولے کھانے لگی تو آپ نے پوچھا تمہاری کشتی کو کیا ہوا۔ ملاحوں نے کہا ہمیں معلوم نہیں۔ آپ نے کہا البتہ میں جانتا ہوں کہ اس کشتی میں کوئی بندہ اپنے مالک سے بھاگ کر آیا ہوا ہے اور یقیناً خدا کی قسم یہ کشتی نہیں چلے گی جب تک وہ دریا میں نہ ڈالا جائے گا وہ لوگ بولے اور خدا کی قسم اے اللہ کے نبی وہ آپ نہیں ہیں پس ہم آپ کو دریا میں نہیں ڈالیں گے۔

تو آپ نے ان سے کہا قرعہ ڈالو تا کہ جس کے نام پر قرعہ آئے اسے ڈال دیا جائے چنانچہ تین بار قرعہ اندازی کی گئی مگر ہر بار قرعہ حضرت یونس علیہ السلام کے نام پر نکلا آخر حضرت یونس علیہ السلام نے خود ہی اپنے کو دریا میں

ڈال دیا یہ ہے وہ جیسے اللہ تعالیٰ نے بیان فرمایا۔

اور قرعہ کس طرح ڈالا اس کا حال صاحب بحر حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے نقل کرتے ہیں اِنَّهُمْ اَخَذُوْا لِكُلٍّ سَهْمًا عَلٰٓى اَنَّ مَنْ طَفَا سَهْمُهٗ فَهُوَ وَمَنْ غَرَقَ سَهْمُهٗ فَلَيْسَ اِيَّاهُ فَطَفَا سَهْمُ يُوْنُسَ۔ اس ہی واقعہ کے ماتحت قرعہ اندازی کو مشروع قرار دیا اور آیت کریمہ فَسَاهَمَ سے استدلال کیا گیا۔

روایت ہے کہ جب حضرت یونس علیہ السلام کشتی کے کنارے پکڑے ہوئے تاکہ اپنے کو دریا میں ڈالیں تو آپ نے ایک مچھلی دیکھی کہ پانی سے تین گز کی مقدار منہ نکالے ہوئے ہے اور آپ کی طرف بڑھ رہی ہے آپ نے اپنے کو دریا میں جانے کا دوسری سمت سے ارادہ فرمایا تو وہ مچھلی اس طرف آگئی غرضکہ آپ نے سمجھ لیا کہ یہ مچھلی بحکم الٰہی میرے لیے آئی ہے اور آپ نے اپنے کو دریا میں ڈال دیا مچھلی نے آپ کو پانی میں پہنچنے سے قبل ہی لقمہ کر لیا۔

اس مچھلی کا نام بروایت ابن ابی حاتم و قتادہ نجم تھا (روح المعانی)

وَهُوَ مُلِيْمٌ کے معنی آلوسی یہ کرتے ہیں اَیْ دَاخِلٌ فِی الْمَلَامَةِ۔

ابن عباس فرماتے ہیں یہاں ملیم کے معنی یہ ہیں کہ آپ نے اپنے کو قصوروار تصور فرمایا اور اس حال میں آپ شکم ماہی میں گئے اسی لیے بعض نے کہا ہے

قرص خورشید در سیاہی شد　　　یونس اندر دہان ماہی شد

یہاں قرص خورشید سے مراد حضرت یونس علیہ السلام ہیں اور مصرعہ ثانی میں نام مبارک بھی صاف بتا دیا۔

اب ملیم سے مراد مسی و مذنب ہونا حضرت یونس علیہ السلام ہیں مگر یہ مسی ہونا اللہ کے نزدیک نہیں۔ بلکہ خود حضرت یونس علیہ السلام کے خیال میں ظاہر کیا ہے اور یہ حقیقت ہے کہ حسنات الابرار سیئات المقربین لہٰذا اسے اساءت اور خطا مقام یونس علیہ السلام کے اعتبار سے بتایا گیا کہ وہ حسنات سے بھی اعلیٰ ہے پھر ارشاد ہے۔

فَلَوْلَآ اَنَّهٗ كَانَ مِنَ الْمُسَبِّحِيْنَ لَلَبِثَ فِيْ بَطْنِهٖٓ اِلٰى يَوْمِ يُبْعَثُوْنَ۔ تو اگر وہ نہ ہوتا تسبیح کرنے والوں سے تو ضرور ٹھہرتا اس کے پیٹ میں قیامت تک۔

یعنی آپ کا شکم ماہی میں سلامت رہنا تسبیح کی برکت سے تھا چنانچہ ابن ابی شیبہ ضحاک بن قیس سے راوی ہیں کہ حضور نے فرمایا اُذْكُرُوا اللّٰهَ تَعَالٰى فِي الرَّخَاءِ يَذْكُرْكُمْ فِي الشِّدَّةِ فَاِنَّ يُوْنُسَ عَلَيْهِ السَّلَامُ كَانَ عَبْدًا صَالِحًا ذَاكِرًا لِلّٰهِ تَعَالٰى فَلَمَّا وَقَعَ فِيْ بَطْنِ الْحُوْتِ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى فَلَوْلَآ اَنَّهٗ كَانَ مِنَ الْمُسَبِّحِيْنَ الخ وَاِنَّ فِرْعَوْنَ كَانَ عَبْدًا طَاغِيًا نَاسِيًا لِذِكْرِ اللّٰهِ تَعَالٰى فَلَمَّآ اَدْرَكَهُ الْغَرَقُ قَالَ اٰمَنْتُ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ

إِلَّا الَّذِیْ اٰمَنَتْ بِہٖ بَنُوْٓا اِسْرَآءِیْلَ وَاَنَا مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ فَقِیْلَ لَہٗ آٰلْئٰنَ وَقَدْ عَصَیْتَ مِنْ قَبْلُ وَکُنْتَ مِنَ الْمُفْسِدِیْنَ۔

حضور نے فرمایا اللہ تعالیٰ کی یاد کرتے رہو فراخی میں وہ تمہیں یاد فرمائے گا تمہاری تنگی کے موقعہ پر اس لیے کہ حضرت یونس علیہ السلام اللہ کے صالح بندے تھے اور اس کی یاد میں رہتے تھے اور جب بطن ماہی میں گئے تو بھی اس کی یاد کرتے رہے اسی بنا پر ارشاد ہے فَلَوْلَآ اَنَّہٗ کَانَ مِنَ الْمُسَبِّحِیْنَ الخ اور فرعون سرکش بندہ تھا اللہ کی یاد بھلا دینے والا تھا تو جب اسے غرق نے پکڑ لیا تو بولا میں ایمان لاتا ہوں اس پر کہ کوئی معبود نہیں مگر وہ جس پر بنی اسرائیل ایمان لائے اور میں مسلمان ہوں۔

تو اس کے جواب میں ارشاد ہوا آٰلْئٰنَ وَقَدْ عَصَیْتَ قَبْلُ الخ اب تجھے ایمان کی سوجھی حالانکہ اس سے قبل تو بڑا نافرمان اور فسادی تھا۔

علامہ آلوسی اس پر توضیح فرماتے ہیں وَالْاَوْلٰی حَمْلُ زَمَانِ کَوْنِہٖ مِنَ الْمُسَبِّحِیْنَ عَلٰی مَا یَعُمُّ زَمَانَ الرَّخَاءِ وَزَمَانَ کَوْنِہٖ فِیْ بَطْنِ الْحُوْتِ فَاِنَّ لِلْاِتِّصَافِہٖ بِذٰلِکَ فِیْ کِلَا الزَّمَانَیْنِ مَدْخَلًا فِیْ خُرُوْجِہٖ مِنْ بَطْنِ الْحُوْتِ الْمَفْهُوْمِ مِنْ قَوْلِہٖ تَعَالٰی فَلَوْلَآ اَنَّہٗ کَانَ مِنَ الْمُسَبِّحِیْنَ لَلَبِثَ فِیْ بَطْنِہٖٓ اِلٰی یَوْمِ یُبْعَثُوْنَ کَمَا یُشْعِرُ بِہٖ مَا فِیْ حَدِیْثٍ اَخْرَجَہٗ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ وَابْنُ جَرِیْرٍ وَابْنُ اَبِیْ حَاتِمٍ وَابْنُ مَرْدُوَیْہِ عَنْ اَنَسٍ مَرْفُوْعًا مِنْ اَنَّہٗ عَلَیْہِ السَّلَامُ لَمَّا الْتَقَمَہُ الْحُوْتُ وَهَوٰی بِہٖ حَتّٰٓی انْتَهٰی اِلٰی مَا انْتَهٰی مِنَ الْاَرْضِ سَمِعَ تَسْبِیْحَ الْاَرْضِ فَنَادٰی فِی الظُّلُمٰتِ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحٰنَکَ اِنِّیْ کُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ فَاَقْبَلَتِ الدَّعْوَۃُ نَحْوَ الْعَرْشِ فَقَالَتِ الْمَلٰٓئِکَۃُ یَا رَبَّنَا اِنَّا نَسْمَعُ صَوْتًا ضَعِیْفًا مِنْ بِلَادٍ غَرِیْبَۃٍ۔

قَالَ سُبْحٰنَہٗ وَمَا تَدْرُوْنَ مَا ذَاکُمْ؟

قَالُوْا لَا یَا رَبَّنَا۔ قَالَ ذٰلِکَ عَبْدِیْ یُوْنُسُ۔

قَالُوا الَّذِیْ کُنَّا لَا نَزَالُ نَرْفَعُ لَہٗ عَمَلًا مُّتَقَبَّلًا وَّدَعْوَۃً مُّسْتَجَابَۃً۔ قَالَ نَعَمْ

قَالُوْا یَا رَبَّنَا اَلَا تَرْحَمُ مَا کَانَ یَصْنَعُ فِی الرَّخَاءِ وَتُنْجِیْہِ عِنْدَ الْبَلَاءِ قَالَ بَلٰی فَاَمَرَ عَزَّ وَجَلَّ الْحُوْتَ فَلَفَظَہٗ۔

پہلے جو فرمایا وہ متحمل زمان مطلق ہے یعنی حضرت یونس علیہ السلام مطلقاً مسبح تھے عام اس سے کہ فراخی کے زمانہ میں تھے تو مسبح تھے اور جب شکم ماہی میں گئے تو مسبح تھے اس لیے کہ آپ کی صفت میں دونوں زمانہ داخل ہیں جیسا کہ ارشاد الٰہی ہے فَلَوْلَآ اَنَّہٗ کَانَ مِنَ الْمُسَبِّحِیْنَ۔ اور ایسا ہی اس حدیث سے واضح ہے جیسے عبدالرزاق اور ابن جریر اور ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے راوی ہیں کہ حضرت

یونس علیہ السلام کو جب مچھلی نے نگل لیا اور اس کے شکم کی گہرائیوں میں پہنچے تو زمین کی تسبیح آپ کو مسموع ہوئی تو آپ نے بھی ظلمات شکم میں پڑھنا شروع کیا لَا اِلٰہَ اِلَّا اَنْتَ سُبْحٰنَكَ اِنِّیْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ تو آپ کی دعا جب عرش کی طرف گئی تو ملائکہ نے عرض کیا الٰہی ہم ایک ضعیف و نحیف آواز ایک غریب و کئیب مقام سے سن رہے ہیں۔

اللہ تعالےٰ کی طرف سے ارشاد ہوا تم جانتے ہو یہ کس کی آواز ہے؟

ملائکہ نے عرض کیا الٰہی ہم نہیں جانتے۔

ارشاد ہوا یہ میرے بندے یونس (علیہ السلام کی آواز ہے۔

ملائکہ نے عرض کی یہ وہی یونس ہیں جن کے عمل ہم لایا کرتے اور ان کی دعا مستجاب ہوتی تھی۔

ارشاد ہوا ہاں یہ وہی یونس ہیں۔

ملائکہ نے عرض کی الٰہی کیا ان پر رحم نہ ہوگا جو فراخی میں تیری تسبیح کرتا تھا اب اسے بلا کے موقعہ پر نجات دیدے۔

ارشاد ہوا کیوں نہیں اور مچھلی کو حکم ہوا اس نے آپ کو اگل دیا۔

ابو حیان فرماتے ہیں لَلَبِثَ فِیْ بَطْنِهٖ سے یہ مراد ہے کہ آپ شکم ماہی میں قیامت تک رکھے جاتے لیکن آپ کی تسبیح کی برکت سے

فَنَبَذْنٰهُ بِالْعَرَآءِ وَهُوَ سَقِیْمٌ۔ تو ڈال دیا ہم نے یونس کو میدان میں اور وہ بیمار تھا۔

یعنی ایسی جگہ نبذ یونس علیہ السلام کیا گیا جو مکان خالی اور میدان تھا۔ قاموس میں نبذ کی تعریف یہ ہے طَرْحُكَ الشَّیْءَ اِمَامًا اَوْ وَرَآءً۔ نبذ کسی شئے کا پھینکنا آگے یا پیچھے۔ نبذ دونوں کے لیے عام ہے علامہ راغب فرماتے ہیں اَلنَّبْذُ اِلْقَاءُ الشَّیْءِ وَطَرْحُهٗ لِقِلَّةِ الْاِعْتِدَادِ بِهٖ وَالْمُرَادُ بِهٖ هٰهُنَا الطَّرْحُ وَالرَّمْیُ۔ نبذ کسی شے کا ڈال دینا ہے۔

بِالْعَرَآءِ۔ اَیْ بِالْمَكَانِ الْخَالِیْ عَمَّا یُغَطِّیْهِ مِنْ شَجَرٍ اَوْ نَبْتٍ۔ یعنی ایسا میدان جسے کسی درخت کا سایہ نہ پہنچے۔ آگے آلوسی فرماتے ہیں۔

وَیُرْوٰی اَنَّ الْحُوْتَ سَارَ مَعَ السَّفِیْنَةِ رَافِعًا رَاْسَهٗ یَتَنَفَّسُ وَیُوْنُسُ یُسَبِّحُ حَتّٰی انْتَهَوْا اِلَی الْبَرِّ فَلَفَظَهٗ۔ روایت ہے کہ مچھلی کشتی کے ساتھ سطح آب سے منہ نکالے سانس لیتی ہوئی چل رہی تھی اور یونس علیہ السلام تسبیح میں مشغول تھے حتیٰ کہ وہ مچھلی ایک میدان میں پہنچی تو وہاں اس نے حضرت یونس علیہ السلام کو اگل دیا۔

اور یہ سانس اس لیے مچھلی لیتی رہی کہ آپ کا دم نہ گھٹے۔

ایک روایت یہ بھی ہے کہ دریا میں مچھلی پھرتی رہی حتیٰ کہ جب دجلہ کے کنارے آئی تو نینوا ارض موصل کے پاس آپ کو اگل دیا۔ کما فی الکشف۔

بعض روایات سے یہ بھی ثابت ہے کہ وہ مچھلی دجلہ کی مچھلیوں میں سے تھی اور وہاں بڑی بڑی مچھلی دیکھی گئی ہیں۔

ایک قول ہے کہ وہ مچھلی دریائے نیل کی تھی۔

اور چونکہ روایات شبہ سے خالی نہیں ہوتیں اس لیے اس روایت کی صحت پر حضرت وہب نے ایک قصہ نقل کیا جو ابن ابی شیبہ روایت کرتے ہیں۔

عَنْ وَهْبٍ اَنَّہٗ جَلَسَ هُوَ وَطَاؤُسُ وَنَحْوُهُمَا مِنْ اَهْلِ ذٰلِكَ الزَّمَانِ فَذَكَرُوْا اَیُّ اَمْرِ اللهِ تَعَالٰی اَسْرَعُ ۔ فَقَالَ بَعْضُهُمْ قَوْلُ اللهِ تَعَالٰی كَلَمْحِ الْبَصَرِ۔

وَقَالَ بَعْضُهُمْ اَلسَّرِیْرُ حِیْنَ اُتِیَ بِهٖ سُلَیْمَانُ۔

وَقَالَ وَهْبٌ اَسْرَعُ اَمْرِ اللهِ تَعَالٰی اَنَّ یُوْنُسَ عَلٰی حَافَّةِ السَّفِیْنَةِ اِذْ اَوْحَی اللهُ سُبْحٰنَہٗ وَتَعَالٰی اِلٰی نُوْنٍ فِیْ نِیْلِ الْمِصْرِ فَمَا خَرَّ مِنْ حَافَّتِهَا اِلَّا فِیْ جَوْفِهٖ وَلَا شُبْهَةَ فِیْ اَنَّ قُدْرَةَ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ اَعْظَمُ مِنْ ذٰلِكَ لٰكِنَّ الشُّبْهَةَ فِیْ صِحَّةِ الْخَبَرِ۔

وہب فرماتے ہیں کہ وہ اور طاؤس اور مثل ان کے چند اس زمانہ کے لوگوں سے بیٹھے تھے تو امر الٰہی پر بحث ہو گئی کہ اسرع امر الٰہی کونسا ہے۔

بعض نے کہا اس کا حکم لمح بصر کی طرح پورا ہوتا ہے۔

بعض نے کہا تخت بلقیس پر حکم کی سرعت واضح ہوئی۔

حضرت وہب نے فرمایا اسرع امر الٰہی یہ تھا جبکہ یونس علیہ السلام کشتی کے کنارہ پر تھے اور اللہ تعالیٰ نے مچھلی کو خفیہ حکم دیا کہ مصر کے دریائے نیل سے چلے اور یونس دریا میں نہ گرنے پائیں اور اس کے شکم میں داخل ہو گئے۔

اور اس میں کوئی شک و شبہ نہیں کہ قدرت الٰہی اس سے بھی بلند ہے لیکن روایت کا شبہ ضرور باقی رہتا ہے۔ اب اس میں بھی اختلاف ہے کہ حضرت یونس علیہ السلام کتنی مدت شکم ماہی میں رہے۔ اس کے متعلق ہمارے سامنے سات قول ہیں۔

اول عبد اللہ بن احمد زوائد الزہد میں شعبی سے راوی ہیں قَالَ اِلْتَقَمَهُ الْحُوْتُ ضُحًی وَلَفَظَهٗ عَشِیَّةً

مکانہٗ اذا دخل حین اظلم اللیل۔ دوپہر کو مچھلی نے لقمہ کیا اور شام کو اگل دیا۔

دوسرا قول عبد بن حمید وغیرہ قتادہ سے ہے اِنَّہٗ لَبِثَ فِیْ جَوْفِہٖ ثَلَاثًا۔ آپ مچھلی کے پیٹ میں تین گھڑی رہے۔

تیسرا قول کتب اہل کتاب سے ہے ثَلَاثَۃَ اَیَّامٍ وَّثَلَاثَ لَیَالٍ تین دن تین رات رہے۔

چوتھا قول حضرت عطا اور ابن جبیر سے ہے سَبْعَۃَ اَیَّامٍ۔ سات دن آپ جوف ماہی میں رہے۔

پانچواں قول ضحاک سے ہے عِشْرِیْنَ یَوْمًا بیس دن رہے۔

چھٹا قول سید المفسرین ابن عباس اور ابن جریج اور ابی مالک اور سدی اور مقاتل بن سلیمان اور کلبی اور عکرمہ سے ہے اَرْبَعِیْنَ یَوْمًا۔ چالیس دن آپ شکم ماہی میں رہے۔

ساتواں قول صاحب بحر کا ہے وہ کہتے ہیں صحیح روایت مدت لبث کی ہمیں نہیں ملتی جس سے ہم یہ بتا سکیں کہ کتنی مدت آپ رہے۔

البتہ یہ قطعی یقینی ہے کہ آپ کشتی سے بطن ماہی میں تشریف لے گئے اور وَہُوَ سَقِیْمٌ جو فرمایا اس سے یہ بھی واضح ہوتا ہے کہ بطن حوت کی حرارت کا اثر بھی آپ کے جسد اطہر پر ہوا۔

چنانچہ ابن عباس اور سدی کہتے ہیں اِنَّہٗ عَادَ بَدَنُہٗ کَبَدَنِ الصَّبِیِّ حِیْنَ یُوْلَدُ۔ آپ کا جسم اس بچے کی مانند ہو گیا تھا جو ماں کے پیٹ سے پیدا ہوتا ہے۔

اور ابن جبیر کہتے ہیں اِنَّہٗ عَلَیْہِ السَّلَامُ اُلْقِیَ وَلَا شَعْرَ لَہٗ وَلَا جِلْدَ وَلَا ظُفْرَ۔ حضرت یونس علیہ السلام کی یہ حالت ہو گئی تھی کہ آپ کے جسم پر نہ بال تھے نہ کھال نہ ناخن چنانچہ آگے ارشاد ہے۔

وَاَنْۢبَتْنَا عَلَیْہِ شَجَرَۃً مِّنْ یَّقْطِیْنٍ۔ اور اگا دیا ہم نے اس پر ایک درخت یقطین کا۔

اور یقطین اگر قطن سے لیں تو اس کے معنی یہ ہوں گے کہ آپ پر مثل خیمہ کوئی سایہ بنا دیا گیا۔

اور طبرسی کہتے ہیں کہ یہ سایہ عارضی کیا گیا تھا۔ نہ کہ پختہ

اور ابن مسعود اور ابو ہریرہ اور عمرو بن میمون اور قتادہ اور عکرمہ اور ابن جبیر اور مجاہد کہتے ہیں وہ درخت کدو یا لیچی یا گھیا تھا۔ وَھُوَ الْقَرْعُ الْمَعْرُوْفُ اور گھیا کا درخت مشہور وہی ہے جسے عربی میں قرع بھی کہتے ہیں

اور حدیث میں ہے وَکَانَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یُحِبُّہٗ اور حضور صلے اللہ علیہ وسلم کو دیا یعنی گھیا محبوب تھا۔

اور آلوسی فرماتے ہیں اَنْبَتَہَا اللّٰہُ تَعَالٰی مُظِلَّۃً عَلَیْہِ لِاَنَّہَا تَجْمَعُ خِصَالًا۔ بَرْدُ الظِّلِّ وَالْمَلْمَسِ وَعِظَمُ الْوَرَقِ وَاَنَّ الذُّبَابَ لَا یَقَعُ عَلَیْہَا وَکَانَ عَلَیْہِ السَّلَامُ لِرِقَّۃِ جِلْدِہٖ بِمُکْثِہٖ فِیْ بَطْنِ الْحُوْتِ

يُؤْذِيهِ الذُّبَابُ وَمِمَّا سَنَّتْهُ مَا فِيهِ خُشُونَتٌ وَيُؤْذِيهِ حَرُّ الشَّمْسِ وَيَسْتَطِيبُ بَارِدَ الظِّلِّ فَلَطَفَ اللّٰهُ تَعَالٰى بِهٖ بِذٰلِكَ۔

اللہ تعالے نے اس بیل کو درخت کی شکل میں پیدا فرمایا تاکہ وہ آپ پر سایہ گستر رہے اس لیے کہ اس درخت میں متعدد خصائل ہیں۔

یہ سایہ میں برودت ہے۔

ہاتھ لگانے میں نہایت نرم اور چکنا ہے۔

اس کے پتے بڑے بڑے اور چوڑے ہیں جو سایہ پورا کرتے ہیں۔

مکھی اس پر اور اس کے پتوں پر نہیں بیٹھتی

اس کے چکنے ہونے اور نرم ہونے کی وجہ سے یہی درخت حضرت یونس علیہ السلام پر سایہ کرنے کے لیے مخصوص کیا گیا اس لیے کہ آپ شکم ماہی میں رہنے سے مثل جنین مضمحل ہو گئے۔ اور ایسی حالت میں مکھی سے محفوظ رکھنا ضروری تھا اور سایہ بھی ضروری تھا کہ حرارت شمس آپ کو اذیت نہ پہنچا سکے اور یہ سب اللہ تعالے کا لطف وکرم تھا جو اپنے نبی پر فرمایا۔

اور ایک روایت ہے کہ کھیل کے پتے اس کے لیے انفع ترین ہیں جس کی جلد کچی ہو جائے اور یہ بیل درخت کی شکل میں قدرت الٰہی سے ہو گئی۔

ابوحیان یہ بھی کہتے ہیں کہ بیل کا درخت کی شکل میں ہو جانا خارق عادات امور سے ہے تاکہ وہ آپ پر سایہ کرتا رہے۔

اور عبید بن حمید اور ابن جریر ابن جبیر سے ناقل ہیں کہ كُلُّ شَجَرَةٍ لَّا سَاقَ لَهَا فَهُوَ مِنَ الْيَقْطِيْنِ۔ ہر وہ درخت جس کا تنہ نہ ہو اسے یقطین کہا جاتا ہے وَالَّذِيْ يَكُوْنُ عَلٰى وَجْهِ الْاَرْضِ مِنَ الْبِطِّيْخِ وَالْقِثَّاءِ۔ اور جو زمین پر اگتا ہے وہ تر بوز یا ککڑی ہے۔

اور ایک روایت میں ہے کہ اَنَّهٗ سُئِلَ عَنِ الْيَقْطِيْنِ اَهُوَ الْقَرْعُ قَالَ لَا وَلٰكِنَّهَا شَجَرَةٌ سَمَّاهَا اللّٰهُ الْيَقْطِيْنَ۔ یقطین کے متعلق سوال کیا گیا کہ وہ کدو کھیل ہے فرمایا نہیں بلکہ اللہ تعالے نے حضرت یونس علیہ السلام کے سایہ کے لیے جو درخت پیدا فرمایا اس کا نام یقطین رکھا۔

اور ایک قول ہے شَجَرَةُ الْيَقْطِيْنِ هِيَ شَجَرَةُ الْمَوْزِ تَغَطّٰى بِوَرَقِهَا وَتَظَلُّ بِاَغْصَانِهَا وَاَفْطَرَ عَلٰى ثِمَارِهَا وَقِيْلَ شَجَرَةُ التِّيْنِ وَالْاَصَحُّ مَا تَقَدَّمَ۔ یقطین کیلے کے درخت کو کہتے ہیں اس نے اپنے پتوں میں حضرت یونس علیہ السلام کو سایہ کیا اور اس کے پھل سے آپ نے افطار فرمایا۔

ایک قول ہے وہ انجیر کا درخت تھا اور صحیح پہلی ہی روایت ہے۔
اور احمد نے زہد میں فرمایا جس کے راوی وہب ہیں کہ جب آپ دریا سے نکلے تو آپ کو نیند آگئی تو اللہ تعالے نے آپ پر گھیا اگا دیا وہ دن بھر سایہ کرتا رہتا۔
ایک روایت ہے کہ گھیا کا سایہ کر دیا اور غیب سے ایک بکری صبح وشام آکر آپ کو دودھ پلا جاتی۔
ایک روایت ہے کہ جب آپ دریا سے نکلے تو آپ کو نیند آگئی اللہ تعالے نے آپ پر گھیا کی بیل اگا دی وہ تمام دن آپ پر سایہ کرتی رہی آپ نے اس کا سبزہ اور سایہ دیکھ کر مسرت حاصل کی پھر آپ سو گئے اب بیدار ہو گئے تو دیکھا وہ خشک ہو گئی ہے تو آپ غمگین ہوئے۔
تو ارشاد ہوا یونس تم وہ ہو کہ پیدا بھی نہ ہوئے تھے اور آج اس درخت کے خشک ہو جانے پر غمگین ہوتے ہو اور ہم وہ ہیں کہ ایک لاکھ آپ کے امتی پیدا کیے بلکہ اس سے بھی زاید پھر ان پر رحم فرمایا اور وہ اہل نینوی ہیں جس کا ذکر آگے فرمایا۔
وَاَرْسَلْنٰهُ اِلٰى مِائَةِ اَلْفٍ اَوْ يَزِيْدُوْنَ۔ اور ہم نے بھیجا اسے ایک لاکھ یا اس سے زاید کی طرف۔
فَاٰمَنُوْا فَمَتَّعْنٰهُمْ اِلٰى حِيْنٍ۔ تو وہ یونس پر ایمان لے آئے تو ہم نے ایک مدت تک انہیں جینے دینے کی عمر دی۔ اس لیے کہ یہ لوگ آپ کی بعثت کے بعد ایمان نہیں لائے تھے۔
چنانچہ روایت ہے کہ جب یونس علیہ السلام ان سے علیحدہ ہو گئے تو انھوں نے عذاب دیکھا تو خوفزدہ ہو کر ایمان لے آئے۔ اسی کے متعلق ارشاد فرمایا فآمنوا۔ (روح)
اور حضرت یونس علیہ السلام کے قصہ کے متعلق ایک طویل حدیث ہے جس میں مفصل بیان یہ ہے جسے احمد نے زہد میں ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ
حضرت یونس علیہ السلام جب شکم ماہی سے میدان میں آگئے اور اللہ تعالے نے آپ پر کدو کی بیل یا کیلہ یا انجیر پیدا کیا اور آپ کی حالت صحتیاب ہو گئی تو آپ وہاں سے نکلے تو راہ میں ایک لڑکا بکریاں چرا تا ہوا ملا۔
آپ نے فرمایا اے لڑکے تو کس قوم سے ہے۔؟
اس نے کہا میں حضرت یونس علیہ السلام کی قوم سے ہوں۔
آپ نے فرمایا جب تو اپنی قوم میں جائے تو ان سے میرا سلام کہنا اور کہہ دینا میں حضرت یونس علیہ السلام سے مل کر تمہیں ان کا سلام پہنچا رہا ہوں۔
غلام نے عرض کیا اگر آپ یونس ہیں تو آپ سمجھ سکتے ہیں کہ میرے اس بیان کو قوم جھوٹ سمجھے گی اور جھوٹا قتل کیا جاتا ہے تو اس بیان پر میرے لیے گواہ کی ضرورت ہے۔

حضرت یونس علیہ السلام نے فرمایا یہ درخت تیرا گواہ ہے اور یہ مقام تیرے حق میں شہادت دیگا۔
غلام نے عرض کی حضور اسے حکم فرمادیں۔
آپ نے اس مقام اور درخت کو حکم دیا کہ جب یہ لڑکا آئے تو تم گواہی دینا۔ درخت اور بقعہ نے اقرار کیا۔
اب یہ لڑکا قوم میں آیا اور اس کے بھائی اس واقعہ کے بیان کرنے سے روکتے رہے مگر وہ بادشاہ کے پاس پہنچا اور کہنے لگا میں حضرت یونس علیہ السلام سے ملا ہوں انہوں نے آپ کو سلام کہا ہے۔
بادشاہ نے یہ سنکر اسے جھوٹا قرار دیا اور قتل کا حکم دے دیا۔
لڑکے نے کہا حضور میرے پاس گواہ ہیں۔
بادشاہ نے حکم دیا کہ اس کے گواہ دیکھو چنانچہ وہ آدمیوں کو اس درخت اور بقعہ پر لایا اور کہا میں تمہیں خدا کی قسم دیتا ہوں کیا میں نے حضرت یونس علیہ السلام کو نہیں دیکھا۔
درخت اور بقعہ نے شہادت دی۔
چنانچہ ان آدمیوں نے آکر بادشاہ کے حضور تصدیق کی۔
بادشاہ نے کہا تیری شہادت شجرہ اور بقعہ نے دی اور لڑکے کا ہاتھ پکڑ کر اپنی مسند پہ بٹھا لیا اور کہا تو اس مسند کا زیادہ حقدار ہے میرے مقابلہ میں۔
چنانچہ چالیس سال تک یہ لڑکا اس ملک کا حکمران رہا۔
اس واقعہ سے یہ امر بھی واضح ہوجاتا ہے کہ حضرت یونس علیہ السلام قوم میں واپس تشریف نہیں لائے جبتک کہ مچھلی کا واقعہ اور بقیہ قصہ پورا نہ ہوگیا۔
تو ارسال اول میں قوم نے انحراف کیا جس پر ارشاد ہے وَاِنَّ یُوْنُسَ لَمِنَ الْمُرْسَلِیْنَ۔
اور ارسال ثانی بعد لقمہ حوت آپ کا تشریف لانا اہل نینوی کی طرف نہیں ہوا چنانچہ اسرائیلیات سے بھی یہ امر واضح ہوتا ہے اور وَاَرْسَلْنٰهُ اِلٰی مِائَةِ اَلْفٍ اَوْ یَزِیْدُوْنَ پر آلوسی روایت کرتے ہیں کہ ایک لاکھ پر بیس ہزار زائد تھے۔
اور مفصل قصہ یونس علیہ السلام یہ ہے جو کتب اہل کتاب سے روح المعانی میں نقل کیا گیا

مفصّل قصہ یونس علیہ السلام

اللہ تعالٰی نے اہل نینوی کو دعوت اسلام دینے کے لیے آپ کو بھیجا۔

آپ کے مقام سے نینوی کا راستہ تین روز میں قطع ہوتا تھا اور اہل نینوی شر و فساد میں مشہور تھے۔
آپ نے انہیں دعوت اسلام دی انہوں نے قبول کرنے سے انکار کیا آپ نے انہیں عذاب سے ڈرایا اور تین روز میں عذاب آنے کی خبر دی تیسرے دن جب عذاب نہ آیا آپ وہاں سے نکل پڑے۔ آپ مقام نرسبیس میں تشریف لائے اور وہاں سے یافا آئے۔
یہاں آپ نے کشتی دیکھی جو جانے والی تھی اس میں سواریاں بیٹھی ہوئی تھیں۔ آپ نے بھی کرایہ دے کر اس میں سواری فرمالی۔
اچانک چاروں طرف سے طوفانی ہوائیں اٹھیں اور موجوں کا تلاطم ہونے لگا اور کشتی چکرا کر ڈوبنے کے قریب آگئی تو ملاح گھبرا گئے اور کشتی کا بہت سا سامان دریا میں ڈالنا شروع کیا تاکہ کشتی ہلکی ہو جائے۔
حضرت یونس علیہ السلام کشتی کے بیچ میں تشریف لا کر سو گئے حتیٰ کہ آپ کا تنفس بلند ہو گیا۔ کشتی کا مالک آپ کے پاس آیا اور بولا آپ بے فکر سو رہے ہیں اٹھیے اللہ کے حضور دعا کیجئے تاکہ اللہ خلاصی عطا فرمائے اور ہمیں ہلاکت سے محفوظ فرمائے۔
اور کشتی والوں نے آپس میں گفتگو کرنی شروع کی کہ قرعہ اندازی کر کے یہ معلوم کرنا چاہئے کہ اس بلا کا موجب کون ہے۔
چنانچہ قرعہ اندازی میں حضرت یونس علیہ السلام کا نام آیا۔
لوگوں نے آپ سے استفسار کیا کہ ہمیں بتلائیے کہ آپ نے ایسا کیا کام کیا ہے جس سے یہ مصیبت ہم پر آئی اور آپ کہاں سے آئے ہیں اور کہاں جا رہے ہیں آپ کس قوم سے ہیں اور کس قبیلہ سے آپ کا نکاس ہے۔؟
حضرت یونس علیہ السلام نے فرمایا میں اس اللہ کا بندہ ہوں جو زمین و آسمان کا رب اور خالق بحر و بر ہے اور اپنا سب حال انہیں سنایا۔
لوگ آپ سے سخت خائف ہوئے اور کہنے لگے آپ نے ایسا کیوں کیا اور ملامت کرنے لگے۔ پھر آپ سے ہی سوال کیا کہ اب آپ ہی فرمائیں کہ ہم اب کیا کریں جس سے کشتی سکون پکڑے اور دریا طوفان سے سکون پر آئے۔
آپ نے فرمایا مجھے دریا میں ڈال دو دریا ساکن ہو جائے گا اس لیے کہ یہ سب کچھ میری وجہ سے ہے۔
لوگوں نے بہت کوشش کی کہ کسی طرح آپ کو کشتی سے خشکی پر اتار دیں۔ مگر ایسا نہ کر سکے اور خشکی پر اتارنے میں کامیاب نہ ہوئے۔

آخر ش مجبوراً حضرت یونس علیہ السلام کو کشتی والوں کی نجات کے لیے دریا میں ڈال دیا اور علی الفور دریا میں سکون آ گیا۔

ادھر منجانب اللہ ایک بڑی مچھلی کو حکم ہوا کہ آپ کو نگل کر محفوظ رکھے چنانچہ آپ اس کے پیٹ میں تین دن تین رات رہے اور اس کے پیٹ میں تسبیح و تہلیل فرماتے رہے اور نجات کی درخواست کی تو اللہ تعالے نے مچھلی کو حکم دیا کہ انہیں خشکی میں اگل دے چنانچہ فَنَبَذۡنٰهُ بِالۡعَرَآءِ وَهُوَ سَقِيۡمٌ قرآن پاک میں بھی ارشاد ہے کہ اس مچھلی نے آپ کو میدان میں ڈال دیا اس وقت آپ سقیم و نحیف اور کمزور تھے۔

پھر جناب باری تعالے عزشانہ کی طرف سے حضرت یونس علیہ السلام کو حکم ہوا قُمۡ وَامۡضِ اِلٰی نِیۡنَوٰی کھڑے ہو اور نینوی پہنچو۔ وَنَادِ فِیۡ اَهۡلِهَا کَمَا اَمَرۡتُكَ مِنۡ قَبۡلُ اور وہاں کے لوگوں کو ہدایت کرو جس کا میں تمہیں اس سے قبل حکم دیا تھا۔ فَمَضٰی عَلَیۡهِ السَّلَامُ وَنَادٰی تُخۡسَفُ نِیۡنَوٰی بَعۡدَ ثَلَاثَةِ اَیَّامٍ چنانچہ حضرت یونس علیہ السلام ان میں پہنچے اور انہیں پکار کر فرمایا نینوی تین دن بعد دھنس جائے گا۔

فَاٰمَنَتۡ رِجَالُ نِیۡنَوٰی بِاللّٰهِ تَعَالٰی وَنَادَوۡا بِالصِّیَامِ وَلَبِسُوا الۡمُسُوۡحَ جَمِیۡعًا وَّوَصَلَ الۡخَبَرُ اِلَی الۡمَلِكِ فَقَامَ عَنۡ كُرۡسِیِّهٖ وَنَزَعَ حُلَّتَهٗ وَلَبِسَ مُسُوۡحًا وَّجَلَسَ عَلَی الرَّمَادِ وَنُوۡدِیَ اَنۡ لَّا یَذُوۡقَ اَحَدٌ مِّنَ النَّاسِ وَالۡبَهَائِمِ طَعَامًا وَّلَا شَرَابًا وَّجَارُوۡا اِلَی اللّٰهِ تَعَالٰی وَرَجَعُوۡا عَنِ الشَّرِّ وَالظُّلۡمِ فَرَحِمَهُمُ اللّٰهُ تَعَالٰی فَلَمۡ یَنۡزِلۡ بِهِمُ الۡعَذَابُ فَحَزِنَ یُوۡنُسُ وَقَالَ اِلٰهِیۡ مِنۡ هٰذَا هَرَبۡتُ فَاِنِّیۡ عَلِمۡتُ اَنَّكَ الرَّحِیۡمُ الرَّءُوۡفُ الصَّبُوۡرُ التَّوَّابُ یَارَبِّ خُذۡ نَفۡسِیۡ فَالۡمَوۡتُ خَیۡرٌ لِّیۡ مِنَ الۡحَیَاةِ

یہ سن کر نینوی والے ایمان لے آئے اور انہوں نے اعلان کر دیا کہ روزے رکھیں اور سب ٹاٹ پہنیں یہ خبر بادشاہ کو پہنچی وہ سنتے ہی اپنی کرسی سے اٹھا اور لباس شاہی اتار کر لباس ٹاٹ کا ملبس کیا اور خاک پر بیٹھ گیا اور اعلان کر دیا کہ کوئی کسی سے کچھ لے کر نہ کھائے جانوروں سے کوئی گوشت نہ لے نہ دودھ پیئے اور اللہ تعالے کی طرف رجوع رہے اور شرک اور جور و ظلم سے رک جائے تو اللہ تعالے نے ان پر رحم فرمادیا اور عذاب آتا ہوا رک گیا۔

حضرت یونس علیہ السلام نے دیکھا کہ عذاب موعود نہیں آیا تو غمگین ہوئے کہ میں ان میں جھوٹا کہلاؤں گا تو آپ نے بارگاہ الٰہی میں عرض کی خدایا میں یہاں سے جاتا ہوں۔

اس لیے کہ میں جانتا ہوں تو رحیم رؤف، صبور اور توبہ قبول کرنے والا ہے یا اللہ اب تو میری جان قبض کر لے اس لیے کہ مجھے موت اس زندگی سے بہتر ہے جس میں مجھے اپنی قوم کے آگے جھوٹا بننا پڑا تو ارشاد ہوا یَا یُوۡنُسُ حَزِنۡتَ مِنۡ هٰذَا اَحَدًا اے یونس کیا تمہیں اس کا بہت زیادہ رنج ہے۔

عرض کی نَعَمْ یَا رَبِّ۔ ہاں اے میرے رب دَخَرَجَ یُوْنُسُ وَجَلَسَ مُقَابِلَ الْمَدِیْنَۃِ وَصَنَعَ لَہٗ ھُنَاکَ مَظَلَّۃً وَجَلَسَ تَحْتَہَا اِلٰی اَنْ یَّرٰی مَا یَکُوْنُ فِی الْمَدِیْنَۃِ۔ اور یونس علیہ السلام نکلے اور شہر کے سامنے ایک چھپر بنا کر اس میں بیٹھ گئے تاکہ آپ شہر والوں کے کوائف سے آگاہ ہو سکیں۔

تو اللہ تعالیٰ نے حکم دیا کہ کدو درخت بن کر آپ کو سایہ کرے چنانچہ اس ٹھنڈے سایہ سے آپ بہت خوش ہوئے۔

تو اللہ تعالیٰ نے کیڑے کو حکم دیا اس نے یقطین کو کھو کھلا کر دیا وہ سوکھ گیا۔

پھر باد سموم آئی اور سورج حضرت یونس علیہ السلام کی طرف چڑھا حتیٰ کہ آپ دھوپ سے گھبرا گئے اور موت پسند فرمانے لگے تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ارشاد ہوا۔

یَا یُوْنُسُ اَحَزِنْتَ جِدًّا عَلَی الْیَقْطِیْنِ۔ اے یونس کیا کدو کے خشک ہونے سے آپ کو بہت رنج ہوا۔ آپ نے عرض کی بیشک اے میرے رب مجھے بہت زیادہ رنج ہوا۔

ارشاد الٰہی ہوا یونس تم صرف درخت کے خشک ہونے پر غمگین ہو گئے اور ہمیں نینوی کی بستی کی ہلاکت پر بھی رحم نہ آتا جو بارہ بستیوں میں لوگ آباد ہیں اور وہ اپنا دایاں بایاں کچھ نہیں جانتے اور ان کے جانور اور مویشی بکثرت ہیں۔

یہ قصہ اسرائیلیات سے بغرض تفکہ ناظرین لکھ دیا گیا وَکَغَیْرِہٖ لِاَھْلِ الْکِتَابِ مِنْ بَاطِلٍ۔

اس کے بعد مشرکین مکہ کے عقائد باطلہ فاسدہ کا سدہ کی طرف رجوع فرما کر اپنے حبیب پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو ارشاد ہے۔

فَاسْتَفْتِہِمْ اَلِرَبِّکَ الْبَنَاتُ وَلَہُمُ الْبَنُوْنَ۔ تو اے محبوب آپ ان سے پوچھیں کیا تمہارے رب کے لیے بیٹیاں ہیں اور ان کے لیے بیٹے۔

عرب میں قبیلہ جہینہ اور سلیم اور خزاعہ اور بنی ملیح کا یہ عقیدہ تھا کہ ملائکہ معاذ اللہ اللہ تعالیٰ کی بیٹیاں ہیں۔ تَعَالٰی عَمَّا یَقُوْلُوْنَ عُلُوًّا کَبِیْرًا۔ اسی طرح یہود کا عقیدہ تھا کہ حضرت عزیر علیہ السلام ابن اللہ ہیں۔ اور عیسائی کہتے تھے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام خدا کے بیٹے ہیں ان سب کا رد اور بطلان فرمایا گیا اور فرمایا تم میں جو رسول آئے انہوں نے تمہیں بتایا سمجھایا مگر تم اپنے باطل اعتقاد پر اڑے ہوئے ہو۔ چنانچہ ارشاد ہے۔

بَدِیْعُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اَنّٰی یَکُوْنُ لَہٗ وَلَدٌ۔ زمین اور آسمان کا بنانے والا کائنات کا خالق اس کے لیے اولاد قرار دینا عقل کا نقصان اور سمجھ کی کوتاہی ہے۔ رب السموات والارض کے لیے اپنے جیسا کنبہ قرار دینا بے شعوری اور کفر صریح ہے۔

اسی لیے فَاسْتَفْتِهِمْ فرماکرارشاد ہوا کہ اپنے لیے بیٹے اور اللہ تعالے کے لیے جو بیٹیاں پسند کر رہے ہیں وہ کتنے بے عقل ہیں اور حضور کو اس سوال پہ مامور فرمانا حضور کی شرافت تام اور اعزاز خاص کے لیے ہے۔ پھر ارشاد ہے۔

اَمْ خَلَقْنَا الْمَلٰٓئِكَةَ اِنَاثًا وَّهُمْ شَاهِدُوْنَ۔ ان سے دریافت فرمایئے کیا ہم نے ملائکہ کو اناث بنایا تو وہ اس امر کا مشاہدہ کر رہے تھے۔

حالانکہ ملائکہ تو وہ لطیف نورانی اجسام سے ہیں جنہیں سوا انبیاء کرام کوئی دیکھ بھی نہیں سکتا۔ انہیں کم از کم اتنا ہی سوچنا تھا کہ ملائکہ جب ان سے اقوی اور اعظم تقدس ہیں جو نقائص طبعی سے بھی منزہ ہیں وہ اناث کیسے ہو سکتے ہیں اس لیے کہ انوثیت تو اخص صفات حیوانیت سے ہے اس لیے دوسری جگہ فرمایا اَشَهِدُوْا خَلْقَهُمْ کیا وہ پیدائش ملائکہ کے وقت حاضر تھے آخر فیصلہ فرمایا۔

اَلَآ اِنَّهُمْ مِّنْ اِفْكِهِمْ لَيَقُوْلُوْنَ وَلَدَ اللّٰهُ وَاِنَّهُمْ لَكٰذِبُوْنَ۔ خبردار رہو یہ سب کچھ ان کا افتراء صریح اور کذب قبیح ہے۔ اور

بعض ان کے یہ بھی کہتے ہیں یعنی عیسائی اور یہودی۔

وَلَدَ اللّٰهُ۔ کہ اللہ تعالے کی اولاد ہے اور حضرت عزیر اور عیسٰی علیہما السلام کو ابن اللہ بناتے ہیں۔

اِنَّهُمْ لَكٰذِبُوْنَ۔ یقیناً وہ نرے جھوٹے کذاب ہیں۔

عربی میں افک بمعنی اتہام و کذب مستعمل ہے۔

اَصْطَفَى الْبَنَاتِ عَلَى الْبَنِيْنَ۔ کیا بیٹوں پر اس نے بیٹیاں چنیں۔

عربی میں اصطفاء کہتے ہیں اَخْذُ صَفْوَةِ الشَّيْئِ لِنَفْسِهٖ، کسی شے کی صفت خاص کو اپنے لیے پسند کر لینا۔ آخر میں ارشاد ہے۔

مَا لَكُمْ كَيْفَ تَحْكُمُوْنَ اَفَلَا تَذَكَّرُوْنَ۔ تمہیں کیا ہو گیا کیسے محاکمہ کرتے ہو کیا تم ہدایت نہیں لیتے اَمْ لَكُمْ سُلْطَانٌ مُّبِيْنٌ۔ فَاْتُوْا بِكِتَابِكُمْ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ۔ کیا تمہارے پاس کوئی روشن دلیل ہے تو لاؤ اپنی دلیل اگر تم سچے ہو۔

یعنی اگر تمہارے پاس کوئی حجت واضح ہے جو آسمان سے تم پہ اتری ہے کہ ملائکہ بنات اللہ ہیں تو لاؤ اپنے صحت دعوی پہ ناطق دلیل اگر تم سچے ہو۔

اس کے بعد ان مشرکین کے اوہام باطلہ کا رد ہے جو جن و شیاطین اور رب العزت جلت مجدہ تبارک و تعالے شانہ کے مابین رشتہ مصاہرت قرار دیتے ہیں۔

چنانچہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے ان لوگوں سے علی سبیل التکبیت سوال فرمایا فَمَنْ اُمَّهَاتُهُمْ تو ان کی مائیں کون ہیں فَقَالُوا بَنَاتُ سَرَوَاتِ الْجِنِّ تو بولے جنوں کی بیٹیاں۔

چنانچہ حضرت حسن بصری سے بھی یہی روایت ہے۔

اور ایک قول یہ بھی ہے کہ زنادقہ کا یہ عقیدہ تھا کہ شیطان اور اللہ تعالے معاذ اللہ بھائی ہیں۔ تو اللہ تعالے خیر کریم ہے اور ابلیس لعین شریر لئیم۔ اسی کا رد فرمایا گیا جیسا کہ ارشاد ہے۔

وَجَعَلُوا بَيْنَهُ وَبَيْنَ الْجِنَّةِ نَسَبًا وَلَقَدْ عَلِمَتِ الْجِنَّةُ اِنَّهُمْ لَمُحْضَرُوْنَ۔ اور ان زندیقوں نے اللہ تعالے اور شیاطین میں رشتہ بنایا اور حقیقت حال یہ ہے کہ جن جانتے ہیں کہ وہ ضرور حاضر کیے جائیں گے۔ چنانچہ

طبرسی کلبی سے اور امام رازی بھی یہی فرماتے ہیں کہ یہ مذہب مجوس کا تھا وہ کہتے تھے کہ یزدان اور اہرمن۔ ان میں سے ایک نوری ہے اور ایک ظلمت ہے لیکن اس اعتقاد کی اصل قریش اور ان کے قبائل میں نہیں ملتی۔

اور مجاہد اور عبد بن حمید عکرمہ سے راوی ہیں اور ابن ابی شیبہ ابی صالح سے کہ اِنَّ الْمُرَادَ بِالْجِنَّةِ الْمَلٰئِكَةُ۔ جنّہ سے مراد ملائکہ ہی ہیں۔

اور مجمع البیان میں قتادہ بھی یہی کہتے ہیں۔

اور کہتے ہیں کہ جن کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ وَجْهُ التَّسْمِيَةِ بِالْجِنِّ الْاِسْتِتَارُ عَنْ عُيُوْنِنَا فَالْجِنُّ وَالْجِنَّةُ بِمَعْنٰى مَفْعُوْلٍ مِنْ جَنَّهُ اِذَا اسْتَتَرَ۔ جن ہماری نظروں سے مستتر ہے تو جن اور جنت بمعنی مفعول ہے اور جنہ اس وقت بولتے ہیں جب اس میں پوشیدہ ہو جائیں۔

سید المفسرین ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں اِنَّ نَوْعًا مِنَ الْمَلٰئِكَةِ عَلَيْهِمُ السَّلَامُ يُسَمّٰى الْجِنَّ۔ ایک قسم ملائکہ کی وہ ہے جنہیں جن کہا جاتا ہے وَمِنْهُمْ اِبْلِيْسُ اور انہیں سے ابلیس علیہ اللعنہ ہے۔ لیکن قرآن کریم میں ابلیس کو کَانَ مِنَ الْجِنِّ فرمایا گیا مگر ملائکہ کو جن نہیں کہا بنابریں یہ اقوال من حیث الاقوال منقول کیے گئے حقیقت وہی ہے جو قرآن کریم سے واضح ہے۔ اور

وَلَقَدْ عَلِمَتِ الْجِنَّةُ اِنَّهُمْ لَمُحْضَرُوْنَ اسی لیے فرمایا کہ ان سے رشتہ ماننے والے زنادقہ خالص گمراہ ہیں اس لیے کہ وَاللّٰهِ لَقَدْ عَلِمَتِ الشَّيَاطِيْنُ اَيْ جِنُّهُمْ اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى يَحْشُرُهُمْ وَلَاٰتِيَنَّهُمُ النَّارَ وَيُعَذِّبُهُمْ بِهَا۔ اور قسم بخدا شیاطین الجن اور تمام جنین جانتے ہیں کہ اللہ تعالے انہیں محشور فرمائے گا اور لازمی طور پر ان کے لیے جہنم ہے اور انہیں عذاب دیگا۔

یا اس کے یہ معنی ہیں وَلَقَدْ عَلِمَتِ الْمَلٰئِكَةُ الَّذِيْنَ جَعَلُوْا بَيْنَهٗ تَعَالٰى وَبَيْنَهُمْ نَسَبًا وَّقَالُوْا بَنَاتُهٗ اِنَّ الْكَفَرَةَ لَمُحْضَرُوْنَ النَّارَ مُعَذَّبُوْنَ بِهَا لِكَذِبِهِمْ وَاِفْتِرَائِهِمْ فِيْ قَوْلِهِمْ ذٰلِكَ۔

قسم بخدا ملائکہ انہیں جانتے ہیں جو اللہ تعالے اور اجنہ کے مابین نسب بناتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ملائکہ اسکی معاذ اللہ بیٹیاں ہیں کہ یہ تمام کفار ضرور جہنم میں ہوں گے اور عذاب دیے جائیں گے اپنے جھوٹے خیال اور افترا کی وجہ سے آخر میں ارشاد ہے۔

سُبْحَانَ اللّٰهِ عَمَّا يَصِفُوْنَ۔ پاک ہے اللہ اس سے جو وہ صفت کرتے ہیں۔

تمام وجوہ سے وہ منزہ ہے اس کے لیے یہ لائق ہی نہیں۔

اِلَّا عِبَادَ اللّٰهِ الْمُخْلَصِيْنَ۔ مگر اللہ کے خالص بندے۔

یہ استثناء منقطع ہے من المحضرین سے یعنی مخلص بندے جہنم میں نہیں جائیں گے کہ وہ نجات یافتہ ہیں اس کے بعد ارشاد ہے۔

فَاِنَّكُمْ وَمَا تَعْبُدُوْنَ مَا اَنْتُمْ عَلَيْهِ بِفَاتِنِيْنَ اِلَّا مَنْ هُوَ صَالِ الْجَحِيْمِ۔ تو تم اور جسے تم پوجتے ہو اس پر قدرت نہیں رکھتے کہ مومنین کو فتنہ میں ڈالو مگر وہی جو تقدیر الٰہی میں جہنم سے ملنے والے ہیں۔

یعنی جب تمہیں یہ معلوم ہو گیا کہ مومنین مخلصین نجات یافتہ ہیں تو تم انہیں فتنہ کفر میں مبتلا نہیں کر سکتے مگر وہی جن کے لیے جہنم مقدر ہو چکا ہے گویا یہ ارشاد ہے۔ اِنَّكُمْ وَاٰلِهَتَكُمْ فَهَنَّاءُ لَا تَبْرَحُوْنَ تَعْبُدُوْنَهَا ثُمَّ قِيْلَ مَا اَنْتُمْ عَلٰى عِبَادَةِ مَا يَعْبُدُوْنَ بِبَاعِثِيْنَ اَوْ حَامِلِيْنَ عَلٰى طَرِيْقِ الْفِتْنَةِ وَالْاِضْلَالِ اَحَدًا اِلَّا مَنْ سَبَقَ فِيْ عِلْمِهٖ تَعَالٰى اَنَّهٗ مِنْ اَهْلِ النَّارِ۔ یعنی تم اور تمہارے ساتھی جنہیں تم پوجتے ہو اس کے ساتھ فتنہ کی راہ پر نہیں ڈال سکتے اور کسی کو گمراہ نہیں کر سکتے مگر اسی آدمی کو علم الٰہی میں جہنمی لکھا گیا ہے۔

قَالَ فِي الْكَشْفِ وَمَعْنَى الْاٰيَةِ اَيْ عَلَيْهِ اِنَّكُمْ يَا كَفَرَةُ مَعَ مَعْبُوْدِيْكُمْ لَا يَتَسَهَّلُ لَكُمْ اِلَّا اَنْ تُفْتِنُوْا مَنْ هُوَ ضَالٌّ مِثْلُكُمْ۔ صاحب کشف فرماتے ہیں کہ آیت کے معنی یہ ہیں کہ اے کافرو تم بمعہ اپنے معبودوں کے آسان نہیں مومنین کو فتنہ میں ڈالنا مگر وہی گمراہ ہو سکتے ہیں جن کے لیے علم اللہ میں جہنمی ہونا مقدر ہو چکا ہے۔

یہ اسلوب بیان ایسا ہی ہے جیسا کہ لبید بن عقبہ بن ابی معیط جعلہ اللہ بما ھو اھلہ نے حضرت امیر معاویہ کو امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ سے جنگ پر برانگیختہ کرنا چاہا تھا مگر آپ آمادہ نہ ہوئے اور فتنہ میں پڑنے سے محفوظ رہے۔

اس کے بعد ملائکہ مقربین کا اعتراف عبودیت ظاہر فرمایا تاکہ ان کے زعم باطل کا رد ہو جائے حیث قال وَمَا مِنَّا اِلَّا لَہٗ مَقَامٌ مَّعْلُوْمٌ وَاِنَّا لَنَحْنُ الصَّآفُّوْنَ وَاِنَّا لَنَحْنُ الْمُسَبِّحُوْنَ ہم میں سے کوئی فرشتہ نہیں مگر اس کا ایک مقرر مقام ہے اور ہم لازمی طور پر صف بستہ پر پھیلائے ہوئے اس کی تسبیح کرتے ہیں اس آیت کریمہ میں ملائکہ کا اعتراف عبودیت بیان فرمایا اور جن کا زعم باطل تھا کہ ملائکہ بنات اللہ ہیں اس کا رد فرمایا اور بتایا کہ تمام ملائکہ عبادت میں جھکے ہوئے اور امر الٰہی کے انتظار میں صف بستہ پر پھیلائے ہوئے ہیں وہ امر الٰہی سے ذرہ بھر متجاوز نہیں ہو سکتے اور ہر حال میں عظمت ذات کے حضور خشوع وخضوع میں خشیت الٰہی سے سر بسجود اور متواضع ہیں جلال الٰہی جل وعلا سے جیسا کہ حدیث میں ہے فَمِنْهُمْ رَاكِعٌ لَا يُقِيْمُ صُلْبَہٗ وَسَاجِدٌ لَا يَرْفَعُ رَاْسَہٗ۔ ملائکہ میں سے ایک جماعت راکع ہے وہ کمر سیدھی نہیں کرتے اور ایک جماعت ساجد ہے جو سر نہیں اٹھاتی۔

اور ترمذی نے بسند حسن اور ابن ماجہ اور ابن مردویہ نے حضرت ابوذر سے روایت کیا قال قال رسول اللہ صَلَّى اللّٰہُ عَلَيْہِ وَسَلَّمَ اِنِّیْ اَرٰی مَا لَا تَرَوْنَ وَاَسْمَعُ مَا لَا تَسْمَعُوْنَ اِنَّ السَّمَآءَ اَطَّتْ وَحُقَّ لَهَا اَنْ تَئِطَّ مَا فِيْهَا مَوْضِعُ اَرْبَعِ اَصَابِعَ اِلَّا وَفِيْہِ مَلَكٌ وَاضِعًا جَبْهَتَہٗ سَاجِدًا لِلّٰہِ۔ حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں وہ کچھ دیکھ رہا ہوں جو تم نہیں دیکھ سکتے اور وہ سنتا ہوں جو تم نہیں سن سکتے بیشک آسمان چرچرا رہا ہے اور اس کا چرچرانا صحیح ہے آسمان میں چار انگل جگہ نہیں مگر اس میں فرشتہ اللہ تعالے کے حضور سجدہ میں پڑا ہے۔

اور ابن جریر اور ابن ابی حاتم اور ابو الشیخ اور محمد بن نصر مروزی کتاب الصلوٰۃ میں حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے راوی ہیں قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّى اللّٰہُ عَلَيْہِ وَسَلَّمَ مَا فِی السَّمَآءِ مَوْضِعُ قَدَمٍ اِلَّا عَلَيْہِ مَلَكٌ سَاجِدٌ اَوْ قَائِمٌ وَذٰلِكَ قَوْلُ الْمَلٰٓئِكَةِ وَمَا مِنَّا اِلَّا لَہٗ مَقَامٌ مَّعْلُوْمٌ وَاِنَّا لَنَحْنُ الصَّآفُّوْنَ۔ آپ فرماتی ہیں کہ حضور نے فرمایا آسمان میں ایک قدم جگہ نہیں مگر اس پر ایک فرشتہ ساجد یا قائم ہے اور یہ ہے وہ بیان ملائکہ جو قرآن کریم میں ہے وَمَا مِنَّا اِلَّا لَہٗ مَقَامٌ مَّعْلُوْمٌ وَاِنَّا لَنَحْنُ الصَّآفُّوْنَ۔

اور سدی کہتے ہیں الا لہ مقام معلوم سے مراد قرب ومشاہدہ ہے۔ اور سُبْحٰنَ اللّٰہِ عَمَّا يَصِفُوْنَ سے مراد تنزیہ ملائکہ ہے جو مشرکین نے کہا کہ ملائکہ بنات اللہ ہیں اور اِلَّا عِبَادَ اللّٰہِ الْمُخْلَصِيْنَ میں برائت مخلصین ہے کہ وہ ایسی گمراہی سے باتیں نہیں کرتے گویا آیت کریمہ میں یوں ارشاد ہوا۔

وَلَقَدْ عَلِمَتِ الْمَلٰٓئِكَةُ اِنَّ الْمُشْرِكِيْنَ لَمُعَذَّبُوْنَ بِقَوْلِهِمْ ذٰلِكَ وَقَالُوْا سُبْحٰنَ اللّٰهِ عَمَّا يَصِفُوْنَ اِلَّا عِبَادَ اللّٰهِ الَّذِيْنَ نَحْنُ مِنْ جُمْلَتِهِمْ بُرَآءُ مِنْ ذٰلِكَ الْوَصْفِ۔ بیشک ملائکہ جانتے ہیں کہ مشرکین ضرور معذب ہوں گے اپنے اس قول کی وجہ ہیں اور ملائکہ نے کہا وہ ذات تعالےٰ شانہ پاک ہے ایسی باطل اور گمراہ باتوں سے جو مشرکین کہتے ہیں لیکن ہم اللہ کے بندے وہ ہیں کہ ان کی ان باتوں سے بری ہیں اور ایسے اوصاف بیان کرنے سے محترز ہیں۔ بَلْ كَانُوْا يَعْبُدُوْنَ الْجِنَّ۔ جو جنوں کے پرستار ہیں وہ جہنمی ہیں۔ اور اِنَّا لَنَحْنُ الصَّآفُّوْنَ میں یہ بھی تصریح ہے کہ ملائکہ عبادت الٰہی میں صف بستہ ہیں۔

اس پر متعدد قول ہیں

قَالَ نَاصِرُ الدِّيْنِ اَیْ فِیْ اَدَآءِ الطَّاعَةِ وَمَنَازِلِ الْخِدْمَةِ۔ ناصر الدین کہتے ہیں کہ ملائکہ اداء اطاعت اور منازل خدمت میں صف بستہ ہیں۔

وَقِيْلَ الصَّآفُّوْنَ حَوْلَ الْعَرْشِ مُنْتَظِرُ الْاَمْرِ الْاِلٰهِیْ۔ ایک قول یہ ہے کہ ملائکہ صف بستہ منتظر حکم الٰہی کھڑے ہیں۔

وَقِيْلَ صَآفُّوْنَ اَجْنِحَتَهَا فِی الْهَوَآءِ مُنْتَظِرِيْنَ مَا يُؤْمَرُ۔ پر پھیلائے ہوئے انتظار امر الٰہی کر رہے ہیں کہ کیا حکم ہوتا ہے۔

وَاَخْرَجَ مُسْلِمٌ عَنْ حُذَيْفَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فُضِّلْنَا عَلَى النَّاسِ بِثَلَاثٍ جُعِلَتْ صُفُوْفُنَا كَصُفُوْفِ الْمَلٰٓئِكَةِ وَجُعِلَتْ لَنَا الْاَرْضُ مَسْجِدًا وَجُعِلَتْ لَنَا تُرْبَتُهَا طَهُوْرًا اِذَا لَمْ نَجِدِ الْمَآءَ۔ ہمیں آدمیوں پر تین فضیلتیں حاصل ہیں۔

ہماری عبادت میں ملائکہ کی صفوں کی طرح صف ہیں۔

ہمارے لیے روئے زمین مسجد کی گئی۔

ہمارے لیے زمین کی مٹی پاک کی گئی جب ہم پانی نہ پا سکیں۔

وَاِنَّا لَنَحْنُ الْمُسَبِّحُوْنَ۔ اور ہم ضرور اس کی تسبیح کرتے ہیں۔

یعنی اس کو منزہ سمجھتے ہیں ان صفات سے جو اس کے لائق نہیں اور مسبحون کے اور معنی بھی ہیں۔

اَخْرَجَ عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ وَغَيْرُهٗ عَنْ قَتَادَةَ اَنَّهٗ قَالَ الْمُسَبِّحُوْنَ اَیِ الْمُصَلُّوْنَ۔ مسبحون سے مراد مصلّون ہے

اور ابن عباس فرماتے ہیں اِنَّ كُلَّ تَسْبِيْحٍ فِی الْقُرْاٰنِ بِمَعْنَى الصَّلٰوةِ۔ قرآن کریم میں تمام تسبیح جو مذکور ہیں وہ بمعنی نماز ہیں۔

وَاِنْ كَانُوْا لَيَقُوْلُوْنَ لَوْ اَنَّ عِنْدَنَا ذِكْرًا مِّنَ الْاَوَّلِيْنَ لَكُنَّا عِبَادَ اللّٰهِ الْمُخْلَصِيْنَ فَكَفَرُوْا بِهٖ

فَسَوْفَ یَعْلَمُوْنَ۔ اور بیشک یہ کفار قریش کہتے ہیں حضور کی بعثت سے پہلے کہ اگر ہمارے پاس ہوتی پہلے سے کوئی کتاب تو ہم ضرور مخلص بندوں سے ہوتے تو کفر کیا انہوں نے قرآن کے ساتھ تو اس انکار کا بدلہ عنقریب جان لیں گے۔

ترجمہ سے مفہوم آیت کریمہ واضح ہے آگے ارشاد ہے۔

وَلَقَدْ سَبَقَتْ کَلِمَتُنَا لِعِبَادِنَا الْمُرْسَلِیْنَ اِنَّهُمْ لَهُمُ الْمَنْصُوْرُوْنَ وَاِنَّ جُنْدَنَا لَهُمُ الْغَالِبُوْنَ۔ اور یقیناً قطعاً ہمارا وعدہ ہمارے مرسلین کرام کے ساتھ اول ہی ہو چکا ہے کہ وہ منصور و مظفر ہیں اور ہمارا لشکر لازمی طور پر غالب ہے۔

ایسا ہی ارشاد دوسری جگہ بھی فرمایا گیا لَاَغْلِبَنَّ اَنَا وَرُسُلِیْ۔ اور جند سے مراد انبیاء کرام کے متبعین ہیں اور مومنین مشرکین پر ضرور غالب رہیں گے چنانچہ ارشاد ہے۔

فَتَوَلَّ عَنْهُمْ حَتّٰی حِیْنٍ وَّاَبْصِرْهُمْ فَسَوْفَ یُبْصِرُوْنَ۔ ان سے ایک مدت تک اعراض فرمائیں اور صبر کیجئے عنقریب یہ اپنے کفر کی سزا دیکھ لیں گے۔

یعنی ابھی اعراض فرمائیں اور قتال کی طرف نہ جائیں۔ یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف مخاطبہ ہے۔

سدی کہتے ہیں کہ اس کے معنی ہیں کہ بدر کے دن تک اعراض فرمائیں۔

بعض کہتے ہیں حدیبیہ تک صبر و اعراض کا حکم ہے۔

اور ابن جریر قتادہ سے راوی ہیں اِلٰی یَوْمِ مَوْتِهِمْ۔ ان کی موت تک انتظار کا حکم ہے۔ وَاَبْصِرْهُمْ سے مراد ان کا سوء حال اور انقطع نکال ہے جو بعد چندے ان پر گذرا کر قید بھی ہوئے قتل بھی ہوئے۔ اور مسلمانوں نے اپنی فتح و نصرت دیکھی فَسَوْفَ یُبْصِرُوْنَ سے مراد مومنین کی فتح اور نصرت دیکھنا ہے اس کے بعد بطریق استفہام توبیخی ارشاد ہے۔

اَفَبِعَذَابِنَا یَسْتَعْجِلُوْنَ فَاِذَا نَزَلَ بِسَاحَتِهِمْ فَسَآءَ صَبَاحُ الْمُنْذَرِیْنَ۔ یہ کیا ہمارے عذاب کی جلدی کرتے ہیں تو جب وہ عذاب ان کے میدان میں اترے گا تو ڈرائے ہوؤں کی صبح کیا ہی بری ہوگی۔ یہ آیہ کریمہ کے شان نزول سے واضح ہوتا ہے کہ یہ مشرکین کا جواب ہے جو انہوں نے حضور سے سوال کیا تھا۔ جبیر ابن عباس سے راوی ہیں قَالُوْا یَا مُحَمَّدُ اَرِنَا الْعَذَابَ الَّذِیْ تُخَوِّفُنَا بِهٖ وَعَجِّلْهُ لَنَا فَنَزَلَتْ۔ مشرکین نے حضور سے عرض کیا حضور ہمیں وہ عذاب دکھا دیجئے جس سے آپ ہمیں ڈراتے ہیں اور جلدی کیجئے اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی اور ارشاد ہوا۔ اَفَبِعَذَابِنَا یَسْتَعْجِلُوْنَ الخ اور جواب دیا گیا۔

فَاِذَا نَزَلَ بِسَاحَتِهِمْ فَسَآءَ صَبَاحُ الْمُنْذَرِیْنَ۔ تو جب عذاب موعود نازل ہو گیا بساحتہم ان کے

آنگنوں اور میدانوں میں ساحۃ میدان وسیع کے معنی میں مستعمل ہے۔

تو بری صبح ہوگی ان کے لیے اور صباح عرف میں استعارتاً وقت عذاب کے معنی میں فرمایا گیا جیسے صباح الجیش بولتے ہیں جو اچانک دشمن کو غافل پا کر حملہ کیا جائے اور قتل وغارت عموماً صبح کے وقت ہی کی جاتی رہی ہے چنانچہ خیبر کے موقع پر صبح کے وقت حضور نے فرمایا اَللّٰہُ اَکْبَرُ خَرِبَتْ خَیْبَرُ اِنَّا اِذَا نَزَلْنَا بِسَاحَۃِ قَوْمٍ فَسَاءَ صَبَاحُ الْمُنْذَرِیْنَ۔ اللہ اکبر خیبر خراب ہوگا جبکہ ہم ان کے میدانوں میں نازل ہوں گے تو بری صبح ہوگی ڈرائے ہوؤں کی۔ اس کے بعد حضور صلے اللہ علیہ وسلم کو تسلیہ ارشاد ہے۔

وَتَوَلَّ عَنْهُمْ حَتّٰى حِيْنٍ وَّاَبْصِرْ فَسَوْفَ يُبْصِرُوْنَ۔ اور ایک مدت تک ان سے منہ پھیرے رہیے اور دیکھئے یہ بھی عنقریب دیکھ لیں گے۔

کہ انہیں دنیا میں کیا رسوائی اور عذاب آتا ہے اور آخرت کا عذاب کیسا ہے۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ کی تنزیہ کا بیان ہے جو مشرکین اس کی ذات پر کہتے تھے۔

سُبْحٰنَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوْنَ۔ پاکی ہے تمہارے رب کے لیے جو رب العزت ہے ان چیزوں سے جس کے ساتھ اس کی صفت یہ مشرک کرتے ہیں۔

یعنی اولاد بیٹے اور بیٹیوں سے منزہ ہے اس کے بعد شرافت انبیاء ظاہر فرمانے کو ارشاد ہوا۔

وَسَلٰمٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ۔ اور اللہ کے رسولوں پر سلامتی ہے ہر طریقہ سے وہ دشمنوں میں اسی سلامتی کے ماتحت محفوظ و مصئون ہیں۔ اور تمام محامد اسی کے وجہ منیر کو ہے جو رب العالمین ہے۔

سورۃ مبارکہ کی آخری آیت کی فضیلت اور اجر آلوسی فرماتے ہیں۔

وَهٰذِهِ الْاٰيَةُ مِنَ الْجَوَامِعِ وَالْكَوَامِلِ وَوُقُوْعُهَا هٰذَا يُنَادِيْ بِلِسَانٍ ذَلْقٍ اَنَّهَا كَلَامُ مَنْ لَّهُ الْكِبْرِيَاءُ وَمِنْهُ الْعِزَّةُ جَلَّ جَلَالُهٗ وَعَمَّ نَوَالُهٗ۔ یہ آیت جامع و کامل ہے اور اس کا وقوع یہ ہے کہ عجز کے ساتھ زبان سے اس ذات کے ساتھ کلام کیا جاتا ہے جس کے لیے کبریائی زیبا ہے اور اسی کی ذات کے لیے عزت ہے جل جلالہ وعم نوالہ و اعظم شانہ وتم برہانہ۔

خطیب حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے راوی ہیں قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ بَعْدَ اَنْ يُّسَلِّمَ سُبْحٰنَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوْنَ وَسَلٰمٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ۔ حضور جب نماز کا سلام فرماتے تو بعد میں سبحان ربک رب العزۃ۔ آخر تک پڑھتے طبرانی حضرت زید بن ارقم سے راوی ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو بعد نماز

کے کہے سُبْحٰنَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوْنَ الخ تین بار تو اس نے بڑے پیمانہ میں اپنا اجر ناپ لیا اور ابن ابی حاتم شعبی سے راوی ہیں کہ حضور نے فرمایا مَنْ سَرَّهٗ اَنْ يَّكْتَالَ بِالْمِكْيَالِ الْاَوْفٰى مِنَ الْاَجْرِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَلْيَقُلْ اٰخِرَ مَجْلِسِهٖ حِيْنَ يُرِيْدُ اَنْ يَّقُوْمَ سُبْحٰنَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوْنَ الخ جسے پسند ہو کہ اس کا اجر قیامت کے دن پورا تولا جائے اسے چاہئے کہ نماز کے آخر میں جب اٹھنے کا ارادہ کرے تو سُبْحٰنَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوْنَ وَسَلٰمٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ پڑھے۔

اور ابوداؤد ابن عمر رضی اللہ عنہما سے راوی ہیں کہ فرمایا حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے چند کلمہ ہیں کہ اسے جو بھی بعد الفراغ نماز کھڑے ہوتے ہوئے تین بار پڑھ لے تو اس کے صغائر کے لیے کفارہ ہو جاتے ہیں وہ کلمے یہ ہیں سُبْحٰنَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوْنَ وَسَلٰمٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ۔ اور اگر یہ بھی بڑھا لے تو افضل ہے لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ سُبْحٰنَكَ اَسْتَغْفِرُكَ وَ اَتُوْبُ اِلَيْكَ۔

بامحاورہ ترجمہ پہلا رکوع سورۃ صٓ۔ پ ۲۳

صٓ ۝	اے صادق و مصدوق
وَالْقُرْاٰنِ ذِي الذِّكْرِ ۝	قسم ہے قرآن اللہ کی یاد دلانے والے کی۔
بَلِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فِيْ عِزَّةٍ وَّشِقَاقٍ ۝	بلکہ وہ جو کافر ہیں تکبر و نفاق و شقاق میں ہیں۔
كَمْ اَهْلَكْنَا مِنْ قَبْلِهِمْ مِّنْ قَرْنٍ فَنَادَوْا وَّلَاتَ حِيْنَ مَنَاصٍ ۝	کتنی بستیاں ہم نے ہلاک کر دیں ان سے پہلے تو اب وہ پکاریں اور نہیں تھا ان کے لیے چھوٹنے کا وقت
وَعَجِبُوْا اَنْ جَآءَهُمْ مُّنْذِرٌ مِّنْهُمْ وَقَالَ الْكٰفِرُوْنَ هٰذَا سٰحِرٌ كَذَّابٌ ۝	اور تعجب کیا انہوں نے اس پر کہ ان کے پاس آیا ڈر سنانے والا انہی میں سے تو کافر بولے یہ جادوگر کذاب ہے۔
اَجَعَلَ الْاٰلِهَةَ اِلٰهًا وَّاحِدًا اِنَّ هٰذَا لَشَيْءٌ عُجَابٌ ۝	کیا کر دیے اس نے سب خداؤں کا ایک خدا بیشک یہ عجیب بات ہے۔
وَانْطَلَقَ الْمَلَاُ مِنْهُمْ اَنِ امْشُوْا وَاصْبِرُوْا	اور چلے ان کے سرداران میں سے کہ ان کے پاس سے

عَلٰٓى اٰلِهَتِكُمْ اِنَّ هٰذَا لَشَیْءٌ یُّرَادُ ۝

چل دو اور اپنے خداؤں پر صابر رہو بے شک اس میں اس کا کچھ مطلب ہے۔

مَا سَمِعْنَا بِهٰذَا فِی الْمِلَّةِ الْاٰخِرَةِ اِنْ هٰذَآ اِلَّا اخْتِلَاقٌ ۝

ہم نے نہ سنا پچھلے دین نصرانیت میں بھی یہ تو نری من گھڑت بات ہے۔

ءَاُنْزِلَ عَلَیْهِ الذِّكْرُ مِنْ بَیْنِنَا بَلْ هُمْ فِیْ شَكٍّ مِّنْ ذِكْرِیْ بَلْ لَّمَّا یَذُوْقُوْا عَذَابِ ۝

کیا ان پر اتارا گیا ہے قرآن ہمارے اندر بلکہ وہ شک میں ہیں میری کتاب سے بلکہ ابھی نہیں چکھا انہوں نے میرے عذاب کا مزہ۔

اَمْ عِنْدَهُمْ خَزَآىِٕنُ رَحْمَةِ رَبِّكَ الْعَزِیْزِ الْوَهَّابِ ۝

کیا ان کے پاس رحمت کے خزانے ہیں تمہارے رب عزت والے کے جو بہت عطا کرنے والا ہے۔

اَمْ لَهُمْ مُّلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَیْنَهُمَا فَلْیَرْتَقُوْا فِی الْاَسْبَابِ ۝

کیا ان کے لیے ہے سلطنت آسمانوں اور زمین کی اور جو کچھ ان میں ہے تو چڑھ جائیں رسیاں ڈال کر

جُنْدٌ مَّا هُنَالِكَ مَهْزُوْمٌ مِّنَ الْاَحْزَابِ ۝

یہ ایک ایسا لشکر ہے جو اس کی طاقت نہیں رکھتا بھگا دیا گیا خدائی لشکروں سے۔

كَذَّبَتْ قَبْلَهُمْ قَوْمُ نُوْحٍ وَّعَادٌ وَّفِرْعَوْنُ ذُو الْاَوْتَادِ ۝

جھٹلا چکے ہیں پہلے بھی قوم نوح اور عاد اور فرعون چو میخا کرنے والا۔

وَثَمُوْدُ وَقَوْمُ لُوْطٍ وَّاَصْحٰبُ لْــَٔیْكَةِ اُولٰٓىِٕكَ الْاَحْزَابُ ۝

اور ثمود اور قوم لوط اور بنوں والے یہ سب گروہ تھے۔

اِنْ كُلٌّ اِلَّا كَذَّبَ الرُّسُلَ فَحَقَّ عِقَابِ ۝

ان میں کوئی ایسا نہیں جس نے رسولوں کی تکذیب نہ کی ہو تو لازم ہوا میرا عذاب۔

لفظی ترجمہ

صٓ	وَ۔ قسم ہے	الْقُرْاٰنِ۔ قرآن	ذِی الذِّكْرِ۔ نصیحت والے کی
بَلِ۔ بلکہ	الَّذِیْنَ۔ وہ جو	كَفَرُوْا۔ کافر ہیں	فِیْ۔ بیچ
عِزَّةٍ۔ عزت	وَّ۔ اور	شِقَاقٍ۔ بدبختی کے ہیں	كَمْ۔ کتنے

اَھْلَکْنَا۔ ہلاک کیے ہم نے	مِنْ قَبْلِھِمْ۔ ان سے پہلے	مِّنْ قَرْنٍ۔ زمانے	فَنَادَوْا۔ تو انہوں نے پکارا
وَّ۔ اور	لَاتَ۔ نہ تھا	حِیْنَ۔ وقت	مَنَاصٍ۔ بچاؤ کا
وَ۔ اور	عَجِبُوْا۔ تعجب کیا انہوں نے	اَنْ۔ یہ کہ	جَآءَ۔ آیا
ھُمْ۔ ان کے پاس	مُّنْذِرٌ۔ ڈرانے والا	مِّنْھُمْ۔ ان میں سے	فَقَالَ۔ تو کہا
الْکٰفِرُوْنَ۔ کافروں نے	ھٰذَا۔ یہ	سٰحِرٌ۔ جادوگر ہے	کَذَّابٌ۔ جھوٹا
اَ۔ کیا	جَعَلَ۔ بنایا اس نے	الْاٰلِھَۃَ۔ سب خداؤں کا	اِلٰھًا۔ خدا
وَّاحِدًا۔ ایک ہی	اِنَّ۔ بیشک	ھٰذَا۔ یہ	لَشَیْءٌ۔ چیز ہے
عُجَابٌ۔ عجیب	وَ۔ اور	انْطَلَقَ۔ چلے	الْمَلَاُ۔ سردار
مِنْھُمْ۔ ان میں سے	اَنِ۔ یہ کہ	امْشُوْا۔ چلو	وَ۔ اور
اصْبِرُوْا۔ صبر کرو	عَلٰٓی۔ اوپر	اٰلِھَتِکُمْ۔ اپنے خداؤں کے	اِنَّ۔ بیشک
ھٰذَا۔ یہ	لَشَیْءٌ۔ چیز	یُّرَادُ۔ مطلب کی ہے	مَا۔ نہیں
سَمِعْنَا۔ سنا ہم نے	بِھٰذَا۔ یہ	فِی۔ بیچ	الْمِلَّۃِ۔ ملت
الْاٰخِرَۃِ۔ پچھلی کے	اِنْ۔ نہیں	ھٰذَآ۔ یہ	اِلَّا۔ مگر
اخْتِلَاقٌ۔ من گھڑت	ءَ۔ کیا	اُنْزِلَ۔ اتارا گیا	عَلَیْہِ۔ اس پر
الذِّکْرُ۔ قرآن	مِنْ بَیْنِنَا۔ ہم میں سے	بَلْ۔ بلکہ	ھُمْ۔ وہ
فِیْ۔ بیچ	شَکٍّ۔ شک کے ہیں	مِّنْ ذِکْرِیْ۔ میری یاد سے	بَلْ۔ بلکہ
لَمَّا۔ نہیں	یَذُوْقُوْا۔ چکھا انہوں نے	عَذَابِ۔ میرا عذاب	اَمْ۔ کیا
عِنْدَھُمْ۔ ان کے پاس	خَزَآئِنُ۔ خزانے ہیں	رَحْمَۃِ۔ رحمت	رَبِّکَ۔ تیرے رب
الْعَزِیْزِ۔ عزت والے	الْوَھَّابِ۔ عطا کرنے والے کے	اَمْ۔ کیا	لَھُمْ۔ ان کے لیے
مُّلْکُ۔ بادشاہی ہے	السَّمٰوٰتِ۔ آسمانوں	وَ۔ اور	الْاَرْضِ۔ زمین کی
وَ۔ اور	مَا۔ جو	بَیْنَھُمَا۔ ان کے درمیان ہے	فَلْیَرْتَقُوْا۔ تو چڑھیں وہ
فِی۔ بیچ	الْاَسْبَابِ۔ رسیوں کے	جُنْدٌ۔ لشکر ہے	مَّا۔ یہ
ھُنَالِکَ۔ اس جگہ	مَھْزُوْمٌ۔ شکست دیا گیا	مِّنَ الْاَحْزَابِ۔ لشکروں سے	کَذَّبَتْ۔ جھٹلایا
قَبْلَھُمْ۔ ان سے پہلے	قَوْمُ۔ قوم	نُوْحٍ۔ نوح	وَّ۔ اور
عَادٌ۔ عاد	وَّ۔ اور	فِرْعَوْنُ۔ فرعون	ذُو الْاَوْتَادِ۔ میخوں والے نے

وَ۔ اور	ثَمُوْدُ۔ ثمود	وَ۔ اور	قَوْمُ۔ قوم
لُوْطٍ۔ لوط	وَ۔ اور	اَصْحٰبُ الْاَيْكَةِ۔ بن والے	
اُولٰٓئِكَ۔ یہ	الْاَحْزَابُ۔ لشکر تھے	اِنْ۔ بیشک نہیں	كُلٌّ۔ ہر ایک
اِلَّا۔ مگر	كَذَّبَ۔ جھٹلایا	الرُّسُلَ۔ رسولوں کو	فَحَقَّ۔ تو حق ہوا
عِقَابِ۔ میرا عذاب۔			

خلاصہ تفسیر پہلا رکوع سورۃ صٓ۔ پ ۲۳

سورۃ صٓ اس کا نام سورۃ داؤد بھی ہے۔

یہ سورۃ مکی ہے۔ اس میں پانچ رکوع۔ اٹھاسی آیات اور سات سو تینتیس کلمے اور تین ہزار ستر سٹھ حرف ہیں۔

صٓ۔ فرمانے سے حضور سے اگر مخاطبہ ہے تو اس کے معنی ہوں گے لے صادق و مصدوق۔ اور اگر یہ رموز میں ارشاد ہے تو بموجب اقوال مفسرین اللہ اعلم بمرادہ بھی کہا جا سکتا ہے کہ اس کے حقیقی معنی کو اللہ تعالے جانتا ہے۔ اور بعطاء الٰہی صاحب قرآن حبیب رحمن صلے اللہ علیہ وسلم جانتے ہیں ہمارا صرف اتنا ایمان ہے کہ یہ قرآن کریم کی آیت ہے۔

وَالْقُرْاٰنِ ذِي الذِّكْرِ۔ اور ذکر بھرے قرآن کریم کی قسم

جو شرف و عظمت میں تمام کتابوں سے افضل اور ناسخ ادیان و ملل ہے جس میں معجزانہ شان یہ ہے کہ اس جیسی کوئی بھی جن و انس میں سے ایک آیت بھی نہیں لا سکتا جیسا کہ ارشاد ہے قُلْ لَّئِنِ اجْتَمَعَتِ الْاِنْسُ وَالْجِنُّ عَلٰٓى اَنْ يَّاْتُوْا بِمِثْلِ هٰذَا الْقُرْاٰنِ لَا يَاْتُوْنَ بِمِثْلِهٖ وَلَوْ كَانَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ ظَهِيْرًا۔ لیکن جنہیں ذات مصطفی علیہ التحیۃ والثناء سے عداوت تھی اور وہ اپنے تکبر میں اندھے تھے وہ اس کے منکر ہوئے چنانچہ ارشاد ہے كَمْ اَهْلَكْنَا مِنْ قَبْلِهِمْ مِّنْ قَرْنٍ فَنَادَوْا وَّلَاتَ حِيْنَ مَنَاصٍ۔ کتنی سنگتیں ہم نے ان سے پہلے ہلاک کر دیں تو اب وہ پکاریں ان کے چھوٹنے کا وقت نہ تھا۔

اس میں وَلَاتَ بمعنی لیس ہے یعنی لَيْسَ حِيْنَ مَنَاصٍ لَهُمْ ہے مثلاً ابن حرمۃ الطائی النصرانی کہتا ہے

طَلَبُوْا صُلْحَنَا وَلَاتَ اَوَانٍ فَاَجَبْنَا اَنْ لَاتَ حِيْنَ بَقَاءٍ

گویا لَاتَ حِيْنَ کے معنی لَيْسَ حِيْنَ ہو گئے یعنی نہیں وقت نجات کا۔ حاصل معنی یہ ہوئے کہ لے محبوب

آپ سے پہلے کتنی امتیں ہلاک کر دی گئیں ان کے تکبر اور انبیا کی مخالفت کی وجہ سے تو انہوں نے وقت نزول عذاب فریاد تو بہت کی کہ خلاصی پا سکتے تو اس وقت ان کی فریاد بے کار تھی مگر کفار مکہ نے ان کے مآل سے عبرت حاصل نہ کی۔

وَعَجِبُوْٓا اَنْ جَآءَهُمْ مُّنْذِرٌ مِّنْهُمْ وَقَالَ الْكٰفِرُوْنَ هٰذَا سٰحِرٌ كَذَّابٌ اَجَعَلَ الْاٰلِهَةَ اِلٰهًا وَّاحِدًا اِنَّ هٰذَا لَشَیْءٌ عُجَابٌ۔ اور تعجب کیا انہوں نے کہ ان کے پاس ایک ڈر سنانے والا انہیں میں کا تشریف لایا اور کافر بولے یہ جادوگر بڑا جھوٹا ہے۔ بھلا اس نے بہت سے معبودوں کا ایک ہی معبود بنا دیا بے شک یہ عجیب ہی بات ہے۔

یعنی جب حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم انہیں میں سے تشریف لائے تو کافروں نے معجزات باہرہ مثل کنکروں کا پڑھنا وغیرہ دیکھ کر کہنا شروع کر دیا کہ معاذاللہ یہ جادوگر اور کذاب ہیں۔ آیت کریمہ کا شان نزول یہ ہے کہ جب حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ شرف اسلام سے مشرف ہوئے تو مسلمانوں کو بے حد خوشی ہوئی اور مشرکین دشمن بن گئے۔ چنانچہ ولید بن مغیرہ نے عمائدین قریش سے پچیس آدمی جمع کیے اور انہیں ابوطالب کے پاس لایا۔ سب نے ایک زبان ہو کر کہا آپ ہمارے سردار اور بزرگ ہیں ہم اس لیے آئے ہیں کہ آپ ہمارے اور اپنے بھتیجے کے مابین فیصلہ کر دیں۔ ان کی جماعت کے وہ لوگ جو چھوٹے درجے کے آدمی ہیں اب انتہائی شورش پر اتر آئے ہیں اور انہیں آپ بھی جانتے ہیں۔

ابوطالب نے حضور صلے اللہ علیہ وسلم کو بلا کر عرض کیا کہ یہ آپ کی قوم کے لوگ ہیں آپ سے صلح چاہتے ہیں آپ ان سے یک لخت اعراض وانحراف نہ فرمائیں۔

حضور نے فرمایا یہ مجھ سے کیا چاہتے ہیں؟

مشرکین کے وفد نے عرض کیا ہم اتنا چاہتے ہیں کہ آپ ہمیں اور ہمارے معبودوں کا تذکرہ چھوڑ دیں۔ ہم بھی اقرار کرتے ہیں کہ آپ کا اور آپ کے معبود کا ہم بھی برا بھلا ذکر نہ کریں گے۔

حضور نے فرمایا کیا تم ایک کلمہ قبول کر سکتے ہو اگر ایسا کرو گے تو عرب وعجم کے مالک وفرمانروا ہو جاؤ گے۔

اس پر ابوجہل نے کہا ہم ایک نہیں دس کلمے قبول کر سکتے ہیں۔

حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہو لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ یہ سنتے ہی وہ سب کھڑے ہو گئے اور کہنے لگے۔ انہوں نے تو ہمارے بہت سے معبودوں کا ایک ہی معبود رکھ دیا جو سمجھ میں نہیں آتا اتنی بہت سی مخلوق کے لیے ایک خدا کیسے کافی ہو سکتا ہے چنانچہ ارشاد ہے۔

وَانْطَلَقَ الْمَلَاُ مِنْهُمْ اَنِ امْشُوْا وَاصْبِرُوْا عَلٰٓی اٰلِهَتِكُمْ اِنَّ هٰذَا لَشَیْءٌ یُّرَادُ۔ اور ان کے سردار چل دیے

اور بولے چلو یہاں سے اور اپنے معبودوں پر صابر رہو بے شک اس میں ان کا کوئی مطلب ہے۔
یعنی ابو طالب کی مجلس سے آپس میں یہ کہتے ہوئے چلے تھے کہ اس تعلیم میں ان کا کوئی مطلب ہے، اس لیے کہ
مَا سَمِعْنَا بِهٰذَا فِی الْمِلَّةِ الْاٰخِرَةِ اِنْ هٰذَا اِلَّا اخْتِلَاقٌ۔ ہم نے یہ تعلیم تو ان سے پہلی جماعت نصرانی میں بھی نہیں سنی یہ تو نئی گھڑت ہے۔
اس لیے کہ عیسائی بھی تین خدا مانتے ہیں اور یہ تین کے خلاف ایک ہی بنا رہے ہیں جو بالکل نئی بات ہے
حقیقت یہ ہے کہ اہل مکہ کو حضور سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم کے منصب نبوت پر حسد ہوا اور وہ سوچنے لگے کہ ہم میں ذی عزت اور ذی شرف آدمی تھے انہیں چھوڑ کر قرآن کریم ایک یتیم ابو طالب پر کیوں اترا۔ چنانچہ ان کا کہنا تھا لَوْلَا نُزِّلَ هٰذَا الْقُرْاٰنُ عَلٰی رَجُلٍ مِّنَ الْقَرْیَتَیْنِ عَظِیْمٍ۔ یہ قرآن طائف کے سرداروں یا مکہ کے صنادید پر کیوں نہ اترا۔
اس کا جواب اللہ تعالے نے دیا اَهُمْ یَقْسِمُوْنَ رَحْمَتَ رَبِّكَ نَحْنُ قَسَمْنَا بَیْنَهُمْ مَّعِیْشَتَهُمْ فِی الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا وَرَفَعْنَا بَعْضَهُمْ فَوْقَ بَعْضٍ دَرَجٰتٍ۔ کیا وہ اپنے رب کی رحمتیں تقسیم کرتے ہیں حالانکہ ہم ان میں ان کی معاش تقسیم کرتے ہیں حیات دنیا میں اور ہم ہی ان کے بعض کو بعض پر درجہ دیتے ہیں۔
وہی اعتراض مشرکین کا بیان ظاہر فرمایا کہ انہوں نے کہا۔
ءَاُنْزِلَ عَلَیْهِ الذِّكْرُ مِنْۢ بَیْنِنَا بَلْ هُمْ فِیْ شَكٍّ مِّنْ ذِكْرِیْ بَلْ لَّمَّا یَذُوْقُوْا عَذَابِ۔ اَمْ عِنْدَهُمْ خَزَآئِنُ رَحْمَةِ رَبِّكَ الْعَزِیْزِ الْوَهَّابِ۔ اَمْ لَهُمْ مُّلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَیْنَهُمَا فَلْیَرْتَقُوْا فِی الْاَسْبَابِ۔ جُنْدٌ مَّا هُنَالِكَ مَهْزُوْمٌ مِّنَ الْاَحْزَابِ۔ کیا ان پر نازل کیا گیا قرآن ہم سب میں سے بلکہ وہ شک میں ہیں میری کتاب سے بلکہ ابھی میرے عذاب کی مار نہیں چکھی ہے کیا وہ تمہارے رب کی رحمت کے خزانچی ہیں وہ عزت والا بہت عطا فرمانے والا ہے کیا ان کے لیے سلطنت آسمانوں اور زمین کی ہے اور جو کچھ ان کے درمیان ہے تو رسیاں لگا کر چڑھ جائیں یہ ایک ذلیل لشکر ہے انہی لشکروں میں سے جو وہیں بھگا دیا جائے گا۔
مشرکین نے بغرض تکذیب کہا کہ قرآن لانے والے یہ نہیں باوجودیکہ ہم میں بڑے بڑے صنادید ہیں اس تکذیب کی وجہ سے جب ان پر عذاب آئے گا تو توبہ کریں گے مگر اس وقت کی توبہ انہیں مفید نہ ہوگی۔ پھر فرمایا کہ ان کے خیال میں ہماری رحمت کے یہی خزانچی بنے ہوئے ہیں۔ یہ سمجھتے ہیں کہ جسے یہ چاہیں دیں اور جسے نہ چاہیں نہ دیں۔ حالانکہ غالب معطی اور وہاب اللہ تعالے کی ذات ہے وہ حسب اقتضاء حکمت جسے چاہے دے جسے چاہے نہ دے چنانچہ اس نے اپنے حبیب پاک سید لولاک صلے اللہ علیہ وسلم کو نبوت عطا کی۔

اس میں کسی کو دخل دینے کا مجاز نہیں۔

اور اگر انہیں خزائنہ الٰہی میں اختیار ہے تو جسے چاہیں وحی کے ساتھ خاص کرلیں اور تدبیر عالم میں اپنا دخل دیں اور جب یہ نہیں تو امور ربانیہ اور حکمت الٰہیہ میں کیوں دخل دیتے ہیں انہیں اس میں دخل ہونے کا کوئی حق نہیں۔ اس جواب کے بعد اللہ تعالےٰ کی طرف سے اپنے نبی کریم رؤف ورحیم کو تسلیہ فرمایا گیا اور نصرت و اعانت کا وعدہ دیا گیا چنانچہ ارشاد ہے۔

جُنْدٌ مَّا هُنَالِكَ مَهْزُوْمٌ مِّنَ الْاَحْزَابِ۔ یہ ایک ذلیل لشکر ہے انہیں جماعتوں میں سے جو بھگا دیا جائے گا۔

یعنی قریش کی جماعت انہی لشکروں میں سے ہے جو اے محبوب آپ سے قبل انبیاء کے مقابل آئے اور ہلاک کردیے گئے اس کی مثال میں ارشاد ہوا۔

كَذَّبَتْ قَبْلَهُمْ قَوْمُ نُوْحٍ وَّعَادٌ وَّفِرْعَوْنُ ذُو الْاَوْتَادِ وَثَمُوْدُ وَقَوْمُ لُوْطٍ وَّاَصْحٰبُ الْاَيْكَةِ اُولٰٓئِكَ الْاَحْزَابُ اِنْ كُلٌّ اِلَّا كَذَّبَ الرُّسُلَ فَحَقَّ عِقَابِ جھٹلا چکی ہے ان سے پہلے نوح کی قوم اور عاد اور چومیخا کرنے والا فرعون اور ثمود اور قوم لوط اور بنوں والی قوم یہ وہ گروہ ہیں جن میں سے کوئی بھی ایسا نہیں جس نے رسولوں کو نہ جھٹلایا ہو تو میرا عذاب ان پر لازم ہوا۔

فرعون جب کسی پر غضب ناک ہوتا تو اسے لٹا کر اور ہاتھ پیر بندھوا کر ٹھوا دیتا تھا اسے فرعون ذو الاوتاد فرمایا اس کے علاوہ بھی وہ سختیاں کرتا تھا۔

ثمود اور قوم لوط اور اصحاب ایکہ یہ حضرت شعیب علیہ السلام کی قوم سے تھے۔ یہ سب وہ ہیں جو جتھے باندھ کر مشرکین مکہ کی طرح آئے تھے انہیں اور مشرکین مکہ کو ایک قسم کا گروہ فرمایا۔ اور فَحَقَّ عِقَابِ فرما کر ظاہر کیا کہ جیسے پہلی جماعتوں پر عذاب آیا تو ان کا کیا حال ہوگا جب ان پر عذاب آئیگا۔

مختصر تفسیر اردو بہار رکوع سورۂ ص۔ ۲۳

سورۂ ص کے متعلق آلوسی فرماتے ہیں

مَكِّيَّةٌ كَمَا رُوِيَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ وَّغَيْرِهٖ۔ یہ سورت بروایت ابن عباس رضی اللہ عنہما مکیہ ہے۔

وَهِيَ ثَمَانٌ وَّثَمَانُوْنَ اٰيَةً فِي الْكُوْفِيِّ وَسِتٌّ وَّثَمَانُوْنَ فِي الْحِجَازِيِّ وَالْبَصْرِيِّ وَالشَّامِيِّ۔ اس سورت میں اٹھاسی آیت کوفی ہیں اور چھیاسی حجازی۔ بصری شامی ہیں۔ كَمَا قَالَ الدَّانِي۔

صٓ۔ وَحْدَهَا اٰیَۃٌ کَمَا قِیْلَ فِیْ غَیْرِهَا مِنَ الْحُرُوْفِ فِیْ اَوَائِلِ السُّوْرَۃِ۔ یہ ایک آیت ہے جیسا کہ اور بعض سورتوں میں بھی ہے جیسے یٰسٓ۔ قٓ۔ نٓ۔ الرا۔ المرا۔ المص وغیرہ وغیرہ۔

ابن جریر حسن سے راوی ہیں اِنَّہٗ اَمْرٌ مِنْ صَادٰی اَیْ عَارِضْ۔ یہ حکم ہے صادی سے جس کے معنی عارض کے ہیں۔

وَمِنْہُ الصَّدٰی وَھُوَ مَا یُعَارِضُ الصَّوْتَ الْاَوَّلَ۔ اور اسی سے صدی ہے اور وہ آواز ہے جو مکان خالی یا گنبد سے معارض ہوتی ہے۔

توصٓ کے یہ معنی ہوئے عَارِضِ الْقُرْاٰنَ بِعَمَلِكَ اَیْ اِعْمَلْ بِاَوَامِرِہٖ وَنَوَاهِیْهِ اپنے عمل قرآن کے مطابق اوامر و نواہی میں کر۔

علامہ عبدالوہاب شعرانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں اَیْ اَعْرِضْہُ عَلٰی عَمَلِكَ فَانْظُرْ اَیْنَ عَمَلُكَ مِنَ الْقُرْاٰنِ۔ اپنے عمل پر نظر رکھ اور دیکھ کونسا عمل قرآن سے ہے۔

ایک قول ہے اِنَّ صَادَ مَنْصُوْبٌ بِفِعْلٍ مُّضْمَرٍ اَیْ اُذْکُرْ اَوِ اقْرَأْ صَادَ۔ صاد میں فعل مضمر ہے تو معنی یہ ہوئے یاد کر صاد یا پڑھ صاد۔

بعض نے یہ سورت کا نام بتایا اور خبر مبتدا محذوف قرار دے کر لکھا اَیْ ھٰذِہٖ صَادُ یعنی یہ سورت صاد ہے۔

عبد بن حمید ابی صالح سے راوی ہیں سُئِلَ جَابِرُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ وَابْنُ عَبَّاسٍ عَنْ صَادَ فَقَالَا مَا نَدْرِیْ مَا ھُوَ۔ حضرت جابر اور ابن عباس سے پوچھا گیا کہ صاد کے کیا معنی ہیں فرمایا ہم نہیں جانتے۔

ابن جریر کہتے ہیں صٓ ایک دریا ہے جس سے اللہ تعالے نفختین کے مابین مردے زندہ کرے گا۔ واللہ تعالے اعلم بحقیقۃ المعنی۔

ابن جریر ضحاک سے راوی ہیں قَالَ صٓ صَدَقَ اللّٰهُ۔ ص سے مراد یہ ہے کہ اللہ نے سچ فرمایا۔

ابن مردویہ کہتے ہیں صٓ بِقَوْلِ اللّٰهِ اِنِّیْ اَنَا اللّٰهُ الصَّادِقُ۔ صٓ کہہ کر ارشاد ہے ہم اللہ صادق ہیں۔

محمد بن کعب قرظی کہتے ہیں ھُوَ مِفْتَاحُ اَسْمَآءِ اللّٰهِ تَعَالٰی صَمَدٌ وَصَانِعُ الْمَصْنُوْعَاتِ وَصَادِقُ الْوَعْدِ۔ یہ اسماء الٰہی صمد، صانع المصنوعات اور صادق الوعد کی کنجی ہے۔

علامہ خلیل کہتے ہیں یہ سورۂ مبارکہ کا نام ہے۔

سیبویہ وغیرہ کہتے ہیں یہ قرآن کریم کا نام ہے۔

ایک قول ہے اِنَّ الْمَعْنٰی صَادَ مُحَمَّدٌ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قُلُوْبَ الْخَلْقِ وَاسْتَمَالَهَا حَتّٰی

اٰمَنُوْا۔ ص کے معنی یہ ہیں کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی صداقت مخلوق کے دلوں نے قبول کرلی حتی کہ آپ پر ایمان لے آئے۔ انتھی مختصراً

وَالْقُرْاٰنِ ذِی الذِّکْرِ۔ اور قسم ہے قرآن نصیحت والے کی۔

قرآن کریم میں ذکر سے مراد نصیحت و ہدایت ہے جیسے وَاِنَّہٗ لَذِکْرٌ لَّکَ وَلِقَوْمِکَ۔

حضرت ضحاک کہتے ہیں ذِکْرُ مَا یَحْتَاجُ اِلَیْہِ فِیْ اَمْرِ الدِّیْنِ مِنَ الشَّرَائِعِ وَالْاَحْکَامِ وَغَیْرِھَا۔ ذکر اس کا ہوتا ہے جس کی احتیاج امور دین میں شرائع اور احکام سے ہو وَغَیْرِھَا مِنْ اَقَاصِیْصِ الْاَنْبِیَآءِ عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ وَاَخْبَارِ الْاُمَمِ الْمَاضِیَۃِ وَالْوَعْدِ وَالْوَعِیْدِ۔ اور اس کے علاوہ انبیاء کرام کے قصے اور گذشتہ امتوں کی خبریں اور وعد و وعید۔

اور ص سے اسی وجہ میں یہ معنی لیے گئے صَدَقَ اللہُ تَعَالٰی اَوْصَدَقَ مُحَمَّدٌ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ۔ اللہ نے سچ فرمایا یا حضور صلے اللہ علیہ وسلم سچے ہیں۔

گویا ص۔ وَالْقُرْاٰنِ ذِی الذِّکْرِ کے یہ معنی ہوئے ھٰذِہِ السُّوْرَۃُ الَّتِیْ اَعْجَزَتِ الْعَرَبَ وَالْقُرْاٰنِ ذِی الذِّکْرِ، یہ وہ سورت ہے جس کے مقابلہ سے عرب عاجز آگئے۔ اور قرآن کریم جو مجموعہ ہدایات ہے آگے ارشاد ہے۔

بَلِ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا فِیْ عِزَّۃٍ وَّشِقَاقٍ۔ بلکہ کافر لوگ اپنے تکبر و نفاق میں ہیں۔

اس وجہ میں وہ رسالت سید اکرم تسلیم کرنے سے منحرف ہیں اور امتثال امور ما جاء من اللہ سے منکر ہیں اور انہیں معلوم ہے کہ اس انکار و تکبر کی وجہ سے۔

کَمْ اَھْلَکْنَا مِنْ قَبْلِہِمْ مِّنْ قَرْنٍ فَنَادَوْا وَّلَاتَ حِیْنَ مَنَاصٍ۔ کتنے ہلاک کر دیے ہم نے ان سے پہلے لوگوں کے جتھے تو نزول عذاب کے وقت نجات حاصل کرنے کو پکارے تو نہ ملی انہیں نجات اور نہ بھاگنے کی کوئی راہ۔

آلوسی فرماتے ہیں فَنَادَوْا عِنْدَ نُزُوْلِ بَاْسِنَا وَحُلُوْلِ نِقْمَتِنَا اِسْتِغَاثَۃً لِیَنْجُوْا مِنْ ذٰلِکَ یعنی جب ان پہ عذاب نازل ہوا تو وہ استغاثہ کرتے ہوئے پکارے تاکہ نجات پائیں۔

اور حسن و قتادہ بھی یہی فرماتے ہیں رَفَعُوْا اَصْوَاتَہُمْ بِالتَّوْبَۃِ حِیْنَ عَایَنُوا الْعَذَابَ لِیَنْجُوْا مِنْہُ آوازیں توبہ کی بلند کرنے لگے جبکہ انہوں نے عذاب دیکھا تاکہ نجات پائیں۔

وَلَاتَ حِیْنَ مَنَاصٍ۔ لَاتَ۔ سیبویہ کے نزدیک لا مشبہ بلیس ہے جو نفی کے معنی دیتا ہے یہاں لا پر تے تانیث زائد کی گئی اس لیے کہ زیادۃ البناء زیادت معنی پر دلالت کرتی ہے۔

بعض نے کہا تَ مبالغہ کے لیے لاتے ہیں چنانچہ متنبی کہتا ہے۔

لَقَدْ تَصَبَّرْتُ حَتّٰى لَاتَ مُصْطَبَرٌ وَالْاٰنَ اُقْحِمُ حَتّٰى لَاتَ مُقْتَحَمٍ

تو معنی یہ ہوئے لَيْسَ الْحِيْنُ حِيْنَ مَنَاصٍ۔ اب وقت بچ کر نکلنے کا نہیں۔

منذر بن حرملہ طائی نصرانی کہتا ہے۔

طَلَبُوْا صُلْحَنَا وَلَاتَ اَوَانٍ فَاَجَبْنَا اَنْ لَاتَ حِيْنَ بَقَاءٍ

گویا یہ ارشاد ہوا لَاتَ مِنْ حِيْنِ مَنَاصٍ وَلَاتَ مِنْ اَوَانِ صُلْحٍ۔

اور بمعنی بچاؤ اور فوت آتا ہے جیسے بولتے ہیں نَاصَهٗ يَنُوْصُهٗ اِذَا فَاتَهٗ۔

فراء کہتے ہیں اَلنَّوْصُ التَّاَخُّرُ چنانچہ خلاصہ معنی یہ ہوئے نَادَوْا اِذَا اسْتَغَاثُوْا طَلَبًا لِلنَّجَاةِ وَالْحَالُ اَنْ لَيْسَ الْحِيْنُ حِيْنَ فَوَاتٍ وَّنَجَاةٍ۔ وہ پکارے اور عاجزی کرنے لگے تاکہ نجات مل جائے حالاں کہ نجات ملنے کا وقت گذر چکا تھا۔ اسی لیے ارشاد الٰہی ہے۔ اِنَّ عَذَابِیْ غَيْرُ مَرْدُوْدٍ۔ میرا عذاب آنے کے بعد واپس نہیں ہوتا اور قوم یونس علیہ السلام پر ان کی توبہ سے عذاب آنے والا رک گیا تھا نہ کہ عذاب آکر واپس ہوا تھا۔

اور علامہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے راوی ہیں اِنَّ نَافِعَ ابْنَ الْاَزْرَقِ قَالَ لَهٗ اَخْبِرْنِیْ عَنْ قَوْلِهٖ تَعَالٰى وَلَاتَ حِيْنَ مَنَاصٍ۔ فَقَالَ لَيْسَ الْحِيْنُ فِرَارٍ وَاَنْشَدَ لَهٗ قَوْلَ الْاَعْشٰى۔

تَذَكَّرْتُ لَيْلٰى لَاتَ حِيْنَ تَذَكُّرٍ وَقَدْ بِنْتُ عَنْهَا وَالْمَنَاصُ بَعِيْدٌ

نافع بن ازرق نے سوال کیا وَلَاتَ حِيْنَ مَنَاصٍ کے کیا معنی ہیں تو آپ نے فرمایا اب وقت بھاگنے کا نہیں اور اعشیٰ کا شعر سند میں سنایا۔

کلبی کہتے ہیں جب مقاتلہ کرتے کرتے اضطرار و اضطراب بڑھتا ہے تو ایک دوسرے کو کہتے ہیں مناص یعنی عَلَيْكُمْ بِالْفِرَارِ۔ مناص مناص کہتے ہیں جس کے معنی ہوتے ہیں بھاگو بھاگو۔

وَعَجِبُوْا اَنْ جَآءَهُمْ مُّنْذِرٌ مِّنْهُمْ وَقَالَ الْكٰفِرُوْنَ هٰذَا سٰحِرٌ كَذَّابٌ اور عجب و استکبار کیا انہوں نے یا تعجب کیا اس پر کہ تشریف لائے ان میں انہیں میں سے ایک منذر یعنی ڈرانے والے تو کافر بولے یہ جھوٹے جادوگر ہیں۔

یعنی مشرکین اپنے نفاق و شقاق سے سید اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تکبر کرتے ہوئے منکر ہو گئے اور حضور کی ہدایت قبول کرنے سے احتراز کر کے کہتے یہ جادوگر کذاب ہیں۔ معاذ اللہ اس لیے کہ قرآن کریم کے مقابلہ سے عاجز تھے تو ان کے پاس اس جواب کے سوا اور کچھ جواب نہ تھا یا کہتے تھے۔

اَجَعَلَ الْاٰلِهَةَ اِلٰهًا وَّاحِدًا اِنَّ هٰذَا لَشَیْءٌ عُجَابٌ. کیا کر دیا اس نے بہت سے معبودوں کا ایک ہی معبود یہ نہایت ہی عجیب بات ہے۔

یعنی اتنے معبود ہوتے ہوئے نظام صحیح نہیں ہوتا تو ایک معبود سے نظام کیوں کر مکمل ہوگا ہم کو اس پر سخت تعجب ہے۔

اور ویسے یہ اللہ تعالے کو خالق السماء والارض مانتے ہیں چنانچہ ارشاد ہے وَلَئِنْ سَاَلْتَهُمْ مَّنْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ لَیَقُوْلُنَّ اللّٰهُ۔ ان سے اگر پوچھیں کہ زمین و آسمان پیدا کرنے والا کون ہے تو ضرور کہیں گے اللہ ہے۔

اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم اور سلمی اور عیسیٰ اور ابن مقسم نے بہ تشدید جیم عجّاب پڑھا اور وہ ابلغ ہے مخفف سے۔

اور مقاتل کہتے ہیں لغت ازد شنوءہ میں عجاب ہے۔

اور شان نزول آیت کریمہ یہ ہے جسے احمد ابن ابی شیبہ اور عبد بن حمید اور ترمذی بسند صحیح اور نسائی اور ابن جریر وغیرہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے راوی ہیں قَالَ لَمَّا مَرِضَ اَبُوْطَالِبٍ نَزَلَ عَلَیْهِ رَهْطٌ مِّنْ قُرَیْشٍ فِیْهِمْ اَبُوْجَهْلٍ فَقَالُوْا اِنَّ اِبْنَ اَخِیْكَ یَشْتِمُ اٰلِهَتَنَا وَیَفْعَلُ وَیَقُوْلُ فَلَوْ بَعَثْتَ اِلَیْهِ فَنَهَیْتَهٗ۔ جب حضرت ابو طالب بیمار ہوئے تو ان کے پاس ایک جماعت قریش کی آئی ان ہی میں ابو جہل بھی تھا اور کہنے لگے آپ کے بھتیجے ہمارے معبودوں کو برا کہتے ہیں اور کہلواتے ہیں تو آپ ان کے پاس کسی کو بھیج کر منع کر دیں۔

فَبَعَثَ اِلَیْهِ فَجَاءَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَدَخَلَ الْبَیْتَ وَبَیْنَهُمْ وَبَیْنَ اَبِیْ طَالِبٍ قَدْرُ مَجْلِسٍ فَخَشِیَ اَبُوْجَهْلٍ اِنْ جَلَسَ اِلٰی اَبِیْ طَالِبٍ اَنْ یَّكُوْنَ اَرَقَّ عَلَیْهِ فَوَثَبَ فَجَلَسَ فِیْ ذٰلِكَ الْمَجْلِسِ فَلَمْ یَجِدْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَجْلِسًا قُرْبَ عَمِّهٖ فَجَلَسَ عِنْدَ الْبَابِ فَقَالَ لَهٗ اَبُوْطَالِبٍ اَیْ اِبْنَ اَخِیْ مَا بَالُ قَوْمِكَ یَشْكُوْنَكَ یَزْعُمُوْنَ اَنَّكَ تَشْتِمُ اٰلِهَتَهُمْ وَتَقُوْلُ وَتَقُوْلُ قَالَ وَاَكْثَرُوْا عَلَیْهِ مِنَ الْقَوْلِ۔

ابو طالب نے حضور کو بلایا حضور تشریف لائے اور گھر میں داخل ہوئے تو قریشیوں اور ابو طالب کے مابین ایک آدمی کی جگہ تھی تو ابو جہل کو دکر اس خوف سے وہاں بیٹھ گیا کہ حضور ابو طالب کے پاس اگر بیٹھ گئے تو ان کا دل نرم ہو جائے گا چنانچہ جب حضور نے بیٹھنے کی کوئی جگہ نہ پائی تو دروازے کے قریب تشریف فرما ہو گئے۔ تو ابو طالب نے کہا اے بھتیجے ان لوگوں کو تم سے کیا شکایت ہے۔ یہ کہتے

نہیں کہ تم ان کے معبودوں کو برا کہتے ہو اور اس پر یہ بہت کچھ مجھ سے کہہ چکے ہیں۔

فَقَالَ یَا عَمِّ اِنِّیْ اُرِیْدُ هُمْ عَلٰی كَلِمَةٍ وَّاحِدَةٍ یَقُوْلُوْنَهَا یَدِیْنُ لَهُمْ بِهَا الْعَرَبُ وَتُؤَدِّیْ اِلَیْهِمْ بِهَا الْعَجَمُ الْجِزْیَةَ فَفَزِعُوا الْكَلِمَةَ وَلِقَوْلِهٖ - فَقَالَ الْقَوْمُ حضور نے فرمایا چچا میں ان سے ایک کلمہ پر صلح چاہتا ہوں اگر وہ کہہ لیں تو تمام عرب وعجم انہیں جزیہ دے اور باجگذار ہو جائے یہ سن کر سب خوش ہوئے اور قوم نے کہا۔

مَا هِیَ وَاَبِیْكَ لَنُعْطِیَنَّكَهَا وَعَشْرًا - وہ کیا کلمہ ہے ہم ایک نہیں دس کلموں پر صلح کرلیں گے۔ قَالَ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ حضور نے فرمایا وہ کلمہ لا الٰہ الا اللہ ہے۔

فَقَامُوْا فَزِعِیْنَ یَنْفُضُوْنَ ثِیَابَهُمْ وَهُمْ یَقُوْلُوْنَ اَجَعَلَ الْاٰلِهَةَ اِلٰهًا وَّاحِدًا اِنَّ هٰذَا لَشَیْءٌ عُجَابٌ - تو وہ گھبرا کر کپڑے جھاڑتے ہوئے کھڑے ہو گئے اور کہنے لگے کیا بہت سے معبودوں کے مقابل یہ ایک معبود کرتے ہیں یہ بات تو بہت ہی عجیب ہے۔

وَفِیْ رِوَایَةٍ اَنَّهُمْ قَالُوْا سَلْنَا غَیْرَ هٰذَا - اور ایک روایت میں ہے کہ انہوں نے کہا اس کے علاوہ کچھ اور فرمائیں۔

فَقَالَ عَلَیْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ لَوْ جِئْتُمُوْنِیْ بِالشَّمْسِ حَتّٰی تَضَعُوْهَا فِیْ یَدِیْ مَا سَاَلْتُكُمْ غَیْرَهَا حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر تم سورج لا کر میرے ہاتھ میں رکھ دو تو بھی میں اس کے سوا تم سے اور کچھ طلب نہ کروں گا۔

فَغَضِبُوْا وَقَامُوْا غِضَابًا وَّقَالُوْا وَاللّٰهِ لَنَشْتِمَنَّكَ وَاِلٰهَكَ الَّذِیْ یَاْمُرُكَ بِهٰذَا - تو وہ غضبناک ہو کر کھڑے ہو گئے اور بولے قسم بخدا ہم تمہیں اور تمہارے اس خدا کو برا کہیں گے جو تمہیں اس قسم کا حکم دیتا ہے چنانچہ ارشاد ہے۔

وَانْطَلَقَ الْمَلَاُ مِنْهُمْ اَنِ امْشُوْا وَاصْبِرُوْا عَلٰٓی اٰلِهَتِكُمْ اِنَّ هٰذَا لَشَیْءٌ یُّرَادُ - اور چل دیے سرداران قریش اس سے یہ کہتے ہوئے چلو اور اپنے خداؤں پر صابر رہو یہ تو بات قابل قبول ہی نہیں۔

یعنی اشراف قریش مجلس ابوطالب سے حضور کا عقیدۂ توحید میں تصلب دیکھ کر بحالت مایوسی چل دیے اور انہیں جو امید تھی کہ بواسطہ ابوطالب ہم کامیاب ہو جائیں گے وہ یاس سے بدل گئی۔ اس رہط یعنی وفد میں ابوجہل، عاص بن وائل، اسود بن مطلب بن عبد یغوث اور عقبہ بن ابی معیط تھے۔

اور ابن ابی حاتم ابی مجاز سے راوی ہیں کہ ایک شخص نے یوم بدر میں کہا مَا هُمْ اِلَّا النِّسَاءُ یہ جماعت تو عورتیں ہی تھیں تو حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بَلْ هُمُ الْمَلَاُ وَتَلَا وَانْطَلَقَ الْمَلَاُ مِنْهُمْ عورتیں نہیں بلکہ

وہ ولید تھا قریشیوں کا اور وانطلق الملا منھم تلاوت فرمائی۔

اور ان امشوا سے مراد امشوا سیروا علی طریقتکم ودوموا علی سیرتکم ہے یعنی اپنے پرانے راستے پر رہو اور اسی طریقہ پر جمے رہو۔

واصبروا علی الھتکم۔ یعنی اثبتوا علی عبادتہا۔ اور اپنے خداؤں پر صابر رہو۔ یعنی قائم رہو انہیں کی پوجا پاٹ پر۔

ان ھذا لشیء یراد۔ یعنی ان ھذا الذی یدعیہ من امر التوحید او یقصدہ من الریاسۃ والترفع علی العرب والعجم لشیء یتمنی او یریدہ کل احد ولکن لا یکون لکل ما یتمناہ او یریدہ فاصبروا۔ یہ توحید کے پردے میں ریاست وحکومت اور عرب وعجم پر حکومت چاہتے ہیں اور ہمارے ہر ایک پر حکومت کا ارادہ رکھتے ہیں۔ لیکن ایسا نہیں ہو سکتا لہٰذا تم اپنی پوجا پاٹ پر ثابت وقائم رہو۔ اور

ما سمعنا بھذا فی الملۃ الاخرۃ۔ ہم نے تو پچھلی ملتوں میں بھی یہ بات نہ دیکھی نہ سنی۔

سید المفسرین ابن عباس اور مجاہد اور محمد بن کعب اور مقاتل کہتے ہیں ارادوا ملۃ النصاری والتوصیف بالاخرۃ بحسب الاعتقاد لانھم الذین لا یؤمنون بنبوۃ محمد صلی اللہ علیہ وسلم ومرادھم من قولھم ما سمعنا الخ پچھلی ملت سے مراد مذہب نصاری ہے کہ وہ اپنے اعتقاد میں نبوت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان نہیں لائے تھے اور تعلیم اسلام میں انہیں اختلاف تھا۔ اور پھر دوسرے اعتراض کا پہلو یہ بھی تھا کہ۔

ءانزل علیہ الذکر من بیننا بل ھم فی شک من ذکری بل لما یذوقوا عذاب۔ کیا اس پر نازل ہوا قرآن ہمارے ہوتے ہوئے بلکہ یہ شک میں ہیں میرے قرآن سے بلکہ جب میرا عذاب چکھیں گے تو انہیں معلوم ہوگا۔

ذکر سے مراد قرآن پاک ہے اور من بیننا کہہ کر یہ ظاہر کیا کہ تیم ابو طالب ہی اس کے قابل سمجھے گئے کہ ان پر قرآن اترے ونحن رؤساء الناس واشرافھم۔ حالانکہ ہم لوگوں کے سردار اور شرفاء سے تھے۔ یہی اعتراض ان کی طرف سے پہلے بھی ہو چکا تھا جس کا ذکر دوسری جگہ ہے۔

لولا نزل ھذا القرآن علی رجل من القریتین عظیم۔ یہ قرآن طائف کے سرداروں اور مکہ کے ہٹیلوں پر کیوں نہ اترا اس کا جواب دیا گیا تھا اھم یقسمون رحمت ربک نحن قسمنا بینھم معیشتھم فی الحیوۃ الدنیا ورفعنا بعضھم فوق بعض درجات۔ کیا یہ تمہارے رب کی رحمت تقسیم کرنے والے ہیں۔ ایسا نہیں بلکہ ہم تقسیم معاش میں مختار ہیں حیات دنیا میں اور ہم نے بعض کو ان کے بعض پر درجات

میں فضیلت دی۔

یہی اس جگہ فرمایا اور بتایا کہ یہ سب کچھ حسد و عناد کے ماتحت ان کا کہنا ہے اور قرآن کریم کے ساتھ اظہار شک کرنا محض اپنے دل کی جلن کی وجہ سے ہے ابھی انہیں عذاب نہیں پہنچا ہے جب یہ ہمارے عذاب کی آگ میں جلیں گے تو ان کا حسد و عناد جاتا رہے گا۔ اور مضطربانہ تصدیق کریں گے اور کہیں گے یَا لَیْتَنَا اَطَعْنَا اللّٰهَ وَاَطَعْنَا الرَّسُوْلَا۔ کاش ہم اللہ اور اس کے رسول کے مطیع ہوتے لیکن اس وقت کی حسرت فائدہ مند نہ ہوگی تو آیت کریمہ کا مفہوم یہ ہوا۔ اَیْ لَمْ یَذُوْقُوْا عَنْ اِبْنِ فَاِذَا اَذَاقُوْهُ زَالَ شَکُّهُمْ وَاضْطُرُّوْا اِلَی التَّصْدِیْقِ یعنی کہ ہی۔

اَمْ عِنْدَهُمْ خَزَائِنُ رَحْمَةِ رَبِّكَ الْعَزِیْزِ الْوَهَّابِ۔ کیا ان کے پاس ہیں تمہارے رب کی رحمت کے خزانے جو عطا فرمانے والا ہے۔

یہ محل انکار میں ارشاد ہوا۔ اس کی عبارت یہ ہوئی اَیْ بَلْ یَمْلِکُوْنَ خَزَائِنَ رَحْمَتِهٖ تَعَالٰی وَیَتَصَرَّفُوْنَ فِیْهَا حَسْبَمَا یَشَاءُوْنَ حَتّٰی اَنَّهُمْ یُصِیْبُوْنَ بِهَا مَنْ شَاءُوْا وَیَصْرِفُوْنَهَا عَمَّنْ شَاءُوْا وَیَتَحَکَّمُوْنَ فِیْهَا بِمُقْتَضٰی رَاْیِهِمْ فَیَتَخَیَّرُوْا لِلنُّبُوَّةِ بَعْضَ صَنَادِیْدِهِمْ اور یہ مخاطبہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم سے تشریف و لطف کے لیے فرمایا گیا۔

اور عزیز الوہاب فرما کر یہ بھی واضح فرما دیا کہ اِنَّ النُّبُوَّةَ مَوْهِبَةٌ رَبَّانِیَّةٌ۔ نبوت کسبی نہیں ہوتی بلکہ موہبت ربانیہ سے وہبی ہوتی ہے یہی وجہ ہے کہ انبیاء کرام کسی استاذ کے رہین منت نہیں ہوتے بلکہ ان کا علم علم لدنی ہوتا ہے آگے ارشاد ہے۔

اَمْ لَهُمْ مُلْكُ السَّمٰوَاتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَیْنَهُمَا فَلْیَرْتَقُوْا فِی الْاَسْبَابِ۔ کیا ان کے لیے آسمان و زمین کی ملکیت ہے اور جو کچھ اس میں ہے اس پر تصرف ہے اگر ایسا ہے تو فَلْیَرْتَقُوْا یعنی فَلْیَصْعَدُوْا چڑھ جائیں آسمانوں پر اپنی سیڑھیوں کے ذریعہ۔

یعنی آیت کریمہ میں ارشاد ہے اَلَهُمْ مُلْكُ هٰذِهِ الْاَجْرَامِ الْعَلَوِیَّةِ وَالْاَجْسَامِ السُّفْلِیَّةِ حَتّٰی یَتَکَلَّمُوْا فِی الْاُمُوْرِ الرَّبَّانِیَّةِ وَیَتَحَکَّمُوْا فِی التَّدَابِیْرِ الْاِلٰهِیَّةِ الَّتِیْ یَسْتَاْثِرُ بِهَا رَبُّ الْعِزَّةِ وَالْکِبْرِیَاءِ فَلْیَرْتَقُوْا فِی الْاَسْبَابِ۔ اَیْ اِنْ کَانَ لَهُمْ مَا ذُکِرَ مِنَ فَلْیَصْعَدُوْا فِی الْمَعَارِجِ وَالْمَنَاهِجِ الَّتِیْ یُتَوَصَّلُ بِهَا اِلَی السَّمٰوَاتِ فَلْیُدَبِّرُوْهَا وَلْیَتَصَرَّفُوْا فِیْهَا فَاِنَّهُمْ لَا طَرِیْقَ لَهُمْ اِلٰی تَدْبِیْرِهَا وَالتَّصَرُّفِ فِیْهَا اِلَّا ذٰلِكَ۔

خلاصہ مختصر یہ کہ اگر ان کا تصرف اجرام علویہ اور اجسام سفلیہ پر ہے یہاں تک کہ امور ربانیہ میں کلام

کرسکتے ہیں اور تدابیر آلہیہ میں اتنے محاکمہ کے مجاز ہیں کہ اس سے اللہ تعالیٰ ان کی مرضی کے مطابق کرے تو انہیں چاہئے کہ اپنی سیڑھیوں کے ذریعہ چڑھیں اور آسمانوں پر پہنچیں اور اپنے تصرفات سے اپنی مرضی کے موافق نظام بدل دیں لیکن ان کے تصرفات و تدابیر کا وہاں تک کوئی راستہ ہی نہیں بلکہ ارشاد ہے۔

جُنْدٌ مَّا هُنَالِكَ مَهْزُومٌ مِّنَ الْأَحْزَابِ۔ وہ ایک ذلیل لشکر ہے جو اس درجہ کا اہل ہی نہیں۔ جدھر سے آئیگا بھگا دیا جائے گا پہلے لشکروں کی طرح۔

اس میں حضور کے لیے تسلیہ ہے اور بشارت کہ وہ مقابلہ میں نہیں ٹھہر سکتا ان کے انہزام کی پیشگوئی فرمائی گئی اور ان کے خذلان و تحقیر اور اہانت کی خبر دی گئی جیسے کسی شاعر نے کہا۔

أَلَمْ تَرَ أَنَّ السَّيْفَ يَنْقُصُ قَدْرُهُ   إِذَا قِيلَ إِنَّ السَّيْفَ أَمْضَى مِنَ الْعَصَا

اور اسی آیہ کریمہ میں مکہ معظمہ کی فتح پر اخبار بالغیب ہے چنانچہ آلوسی کہتے ہیں وَجُعِلَ ذٰلِكَ إِخْبَارًا بِالْغَيْبِ عَنْ هَزِيمَتِهِمْ يَوْمَ الْفَتْحِ وَقِيلَ يَوْمَ بَدْرٍ۔

وَرُوِيَ ذٰلِكَ عَنْ مُجَاهِدٍ وَقَتَادَةَ۔ اس روایت کو مجاہد و قتادہ نے بھی نقل کیا۔

هزم کی لغوی تشریح

أَصْلُ الْهَزْمِ غَمْزُ الشَّيْءِ الْيَابِسِ حَتَّى يَنْحَطِمَ كَهَزْمِ الشَّنِّ وَهَزْمِ الْقِثَّاءِ وَالْبِطِّيخِ وَمِنْهُ الْهَزِيمَةُ لِأَنَّهُ كَمَا يُعَبَّرُ عَنْهُ بِالْحَطْمِ وَالْكَسْرِ۔ ہزم کے حاصل معنی ککڑی خربوزہ کی طرح پھٹ جانے کے ہیں اور اسی سے ہزیمت ہے جس کے معنی ٹوٹنے کے لیے جاتے ہیں۔

اور جند کی تفسیر میں آلوسی کہتے ہیں أَيْ هُمْ جُنْدٌ قَلِيلُونَ أَذِلَّاءُ أَوْ كَثِيرُونَ عُظَمَاءُ كَائِنُونَ هُنَالِكَ مِنَ الْكُفَّارِ الْمُتَحَزِّبِينَ عَلَى الرُّسُلِ مَكْسُورُونَ عَنْ قَرِيبٍ۔ بہرحال تحقیق حقیق یہی ہے کہ کفار و مشرکین اہل اسلام کے مقابل جم نہیں سکتے اسی لیے دوسری جگہ ارشاد ہے۔ لَا يُقَاتِلُونَكُمْ جَمِيعًا إِلَّا فِي قُرًى مُحَصَّنَةٍ أَوْ مِنْ وَرَاءِ جُدُرٍ۔ الخ یہ مجتمع ہو کر بھی مقابلہ نہیں کرسکتے لیکن گڑھی میں چھپ کر یا دیواروں کی اوٹ میں بیٹھ کر۔ آگے ارشاد ہے۔

كَذَّبَتْ قَبْلَهُمْ قَوْمُ نُوحٍ وَعَادٌ وَفِرْعَوْنُ ذُو الْأَوْتَادِ وَثَمُودُ وَقَوْمُ لُوطٍ وَأَصْحَابُ الْأَيْكَةِ أُولٰئِكَ الْأَحْزَابُ إِنْ كُلٌّ إِلَّا كَذَّبَ الرُّسُلَ فَحَقَّ عِقَابِ۔ جھٹلا چکی ہیں ان سے قبل نوح کی قوم اور عاد اور میخوں والے فرعون اور ثمود اور قوم لوط اور بن والے یہ سب جماعتیں تھیں انہوں نے سب نے رسولوں کو جھٹلایا تو ہمارا عذاب ان پر لازم ہوگیا۔

یعنی عذاب ان پر قائم ہوا چنانچہ قوم نوح غرق طوفان ہوئی۔ اس لئے حضرت نوح علیہ السلام کی

تکذیب کی تھی۔

قوم فرعون ہلاک وغرق نیل ہوئی۔ اس نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی تکذیب کی اور آپ کے مقابلہ میں لشکر کشی کی۔

قوم ہود ریح صرصر سے تباہ کی گئی۔ ان کی طرف حضرت ہود علیہ السلام مبعوث ہوئے انہوں نے آپ کی تکذیب کی۔

قوم ثمود ایک چنگھاڑ میں ختم ہوئی ان کی طرف حضرت صالح علیہ السلام تشریف لائے۔

قوم لوط پر پتھروں اور رال کی بارش ہوئی۔ ان کی طرف حضرت لوط علیہ السلام جو حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بھتیجے تھے تشریف لائے۔

قوم ایکہ ان کی طرف بھی حضرت شعیب علیہ السلام مبعوث ہوئے اور یہ قوم گرم لُو سے ہلاک کی گئی۔

اور ان سب کی ہلاکت کا سبب اِنْ كُلٌّ اِلَّا كَذَّبَ الرُّسُلَ تھا۔

قوم ایکہ کو اصحاب غیظہ بھی کہتے ہیں اور اصحاب ایکہ بھی۔ یہ نام ان کی بستی کے ہیں۔

یعنی یہ سب وہ اقوام تھیں جنہوں نے رسل کرام کی تکذیب کی اس تکذیب کی سزا میں یہ ہلاک کی گئیں

فرعون کے ذُوالْاَوْتَاد ہونے کی وجہ تسمیہ

آلوسی فرماتے ہیں۔ ذی الاوتاد سے اس کی صفت مبالغہ ہے جس کے معنی ہیں مضبوط حکومت اور محکم سلطنت والا۔

ابن مسعود اور ابن عباس فرماتے ہیں اوتاد سے مراد وہ لشکر ہے جس سے سلطنت مستحکم اور مضبوط تھی

اور قتادہ اور عطا کہتے ہیں کانت لہ علیہ الملعنۃ اوتادًا خشب یلعب بہ اس ملعون نے میخیں اور لکڑیاں جیسے شٹک کہتے ہیں جمع کر رکھے تھے اور ان سے یہ کھیلا کرتا تھا جیسے ہاکی یا پولو کھیلا جاتا ہے۔

ایک قول ہے کہ یہ سزا دینے وقت چار میخیں قائم کر کے اس پر ملزم کو باندھ دیتا تھا حتیٰ کہ اسی حال میں اس کی موت واقع ہو جاتی۔

اس کے علاوہ اور بھی اس کے مظالم کی کیفیتیں ہیں بہرحال ظالم بلکہ اظلم تھا اور مدعی الوہیت تھا۔

بامحاورہ ترجمہ دوسرا رکوع سورۃ ص پ۲۳

وَمَا يَنْظُرُ هٰؤُلَاءِ اِلَّا صَيْحَةً وَّاحِدَةً مَّا لَهَا مِنْ فَوَاقٍ ۝

اور یہ منتظر نہیں مگر ایک چنگھاڑ کے جس کے پھیرنے کی کسی میں قوت نہیں۔

وَقَالُوْا رَبَّنَا عَجِّلْ لَّنَا قِطَّنَا قَبْلَ يَوْمِ الْحِسَابِ ۝

اور بولے اے ہمارے رب جلدی دے ہمیں ہمارا حصہ یوم حساب سے پہلے۔

اِصْبِرْ عَلٰى مَا يَقُوْلُوْنَ وَاذْكُرْ عَبْدَنَا دَاوٗدَ ذَا الْاَيْدِ اِنَّهٗ اَوَّابٌ ۝

اے محبوب آپ صبر کریں ان کی باتوں پر اور یاد کریں ہمارے بندے داؤد نعمتوں والے کو بے شک وہ بڑا رجوع کرنے والا ہے۔

اِنَّا سَخَّرْنَا الْجِبَالَ مَعَهٗ يُسَبِّحْنَ بِالْعَشِيِّ وَالْاِشْرَاقِ ۝

بے شک ہم نے مسخر کیے اس کے لیے پہاڑ کہ اس کے ساتھ تسبیح کرتے شام کو اور سورج چمکتے وقت۔

وَالطَّيْرَ مَحْشُوْرَةً كُلٌّ لَّهٗ اَوَّابٌ ۝

اور پرندے جمع کیے ہوئے سب اس کے پیرو تھے

وَشَدَدْنَا مُلْكَهٗ وَاٰتَيْنٰهُ الْحِكْمَةَ وَفَصْلَ الْخِطَابِ ۝

اور ہم نے مضبوط کیا اس کی سلطنت کو اور آسے حکمت اور قول فیصل دیا۔

وَهَلْ اَتٰىكَ نَبَؤُا الْخَصْمِ اِذْ تَسَوَّرُوا الْمِحْرَابَ ۝

اور کیا آئی خبر آپ کے پاس متخاصمین کی جب وہ دیوار کود کر مسجد میں آئے۔

اِذْ دَخَلُوْا عَلٰى دَاوٗدَ فَفَزِعَ مِنْهُمْ قَالُوْا لَا تَخَفْ خَصْمٰنِ بَغٰى بَعْضُنَا عَلٰى بَعْضٍ فَاحْكُمْ بَيْنَنَا بِالْحَقِّ وَلَا تُشْطِطْ وَاهْدِنَا اِلٰى سَوَآءِ الصِّرَاطِ ۝

جب وہ داخل ہوئے داؤد پر تو داؤد ان سے گھبرایا تو انہوں نے عرض کی خوف نہ کیجئے ہم دو فریق ہیں کہ ایک نے دوسرے پر زیادتی کی ہے تو فیصلہ دیجئے ہم میں سچا اور حق کے خلاف نہ کیجئے اور ہمیں سیدھی راہ دکھایئے۔

اِنَّ هٰذَآ اَخِيْ لَهٗ تِسْعٌ وَّتِسْعُوْنَ نَعْجَةً وَّلِيَ نَعْجَةٌ وَّاحِدَةٌ فَقَالَ اَكْفِلْنِيْهَا وَعَزَّنِيْ فِي الْخِطَابِ ۝

بے شک یہ میرا بھائی ہے اس کے پاس ننانوے دنبیاں ہیں اور میرے پاس ایک دنبی ہے۔ تو یہ کہتا ہے مجھے وہ دنبی بھی دیدے اور اس بات میں

قَالَ لَقَدْ ظَلَمَكَ بِسُؤَالِ نَعْجَتِكَ اِلٰى نِعَاجِهٖ وَاِنَّ كَثِيْرًا مِّنَ الْخُلَطَآءِ لَيَبْغِيْ بَعْضُهُمْ عَلٰى بَعْضٍ اِلَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَقَلِيْلٌ مَّا هُمْ وَظَنَّ دَاوٗدُ اَنَّمَا فَتَنّٰهُ فَاسْتَغْفَرَ رَبَّهٗ وَخَرَّ رَاكِعًا وَّاَنَابَ ۝

مجھ پر زور دیتا ہے۔
داؤد نے فرمایا بیشک یہ تجھ پر ظلم کرتا ہے کہ تیری دنبی اپنی دنبیوں میں ملانے کو مانگتا ہے اور بے شک اکثر ساجھی والے ایک دوسرے پر زیادتی کرتے ہیں مگر وہ جو ایمان لائے اور نیک عمل کئے اور وہ بہت کم ہیں اور داؤد نے گمان کیا کہ ہم نے اس کی جانچ کی تھی تو اس نے اپنے رب سے استغفار کی اور سجدے میں گرا اور رجوع کیا۔

فَغَفَرْنَا لَهٗ ذٰلِكَ وَاِنَّ لَهٗ عِنْدَنَا لَزُلْفٰى وَحُسْنَ مَاٰبٍ ۝

تو ہم نے اسے بخش دیا اور بے شک اس کے لیے ہمارے حضور ضرور قرب اور اچھا مقام ہے۔

يٰدَاوٗدُ اِنَّا جَعَلْنٰكَ خَلِيْفَةً فِى الْاَرْضِ فَاحْكُمْ بَيْنَ النَّاسِ بِالْحَقِّ وَلَا تَتَّبِعِ الْهَوٰى فَيُضِلَّكَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اِنَّ الَّذِيْنَ يَضِلُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ لَهُمْ عَذَابٌ شَدِيْدٌۢ بِمَا نَسُوْا يَوْمَ الْحِسَابِ ۝

اے داؤد ہم نے کیا تمہیں زمین میں نائب تو حکم پہنچا لوگوں میں سچ سچ اور نہ پیچھے لگ خواہش کے کہ تجھے اللہ کی راہ سے بھٹکا دے گی بے شک وہ جو اللہ کی راہ سے بھٹکتے ہیں ان کے لیے سخت عذاب ہے اس پر کہ وہ حساب کے دن کو بھول گئے تھے۔

لفظی ترجمہ

وَ۔ اور	مَا۔ نہیں	يَنْظُرُ۔ انتظار کرتے	هٰۤؤُلَآءِ۔ یہ
اِلَّا۔ مگر	صَيْحَةً۔ چنگھاڑ	وَّاحِدَةً۔ ایک	مَا۔ نہیں
لَهَا۔ اس کے لیے	مِنْ فَوَاقٍ۔ کوئی دیر	وَ۔ اور	قَالُوْا۔ بولے
رَبَّنَا۔ اے ہمارے رب	عَجِّلْ۔ جلدی کر	لَنَا۔ ہمارے لیے	قِطَّنَا۔ ہمارا حصہ
قَبْلَ۔ پہلے	يَوْمِ۔ دن	الْحِسَابِ۔ حساب سے	اِصْبِرْ۔ صبر کر
عَلٰى۔ اوپر	مَا۔ اس کے جو	يَقُوْلُوْنَ۔ کہتے ہیں	وَ۔ اور

اِلَّا۔ مگر	الَّذِيْنَ۔ وہ جو	اٰمَنُوْا۔ ایمان لائے	وَ۔ اور
عَمِلُوا۔ عمل کیے	الصّٰلِحٰتِ۔ اچھے	وَ۔ اور	قَلِيْلٌ مَّا۔ تھوڑے ہیں
هُمْ۔ وہ	وَ۔ اور	ظَنَّ۔ گمان کیا	دَاوٗدُ۔ داؤد نے
اَنَّمَا۔ کہ بیشک	فَتَنّٰهُ۔ آزمایا ہمنے اس کو	فَاسْتَغْفَرَ۔ تو بخشش مانگی	رَبَّهٗ۔ اپنے رب سے
وَ۔ اور	خَرَّ۔ گر پڑا	رَاكِعًا۔ جھکتا ہوا	وَّ۔ اور
اَنَابَ۔ رجوع کیا	فَغَفَرْنَا۔ تو ہم نے بخش دیا	لَهٗ۔ اس کو	وَ۔ اور
اِنَّ۔ بیشک	لَهٗ۔ اس کے لیے	عِنْدَ۔ پاس	نَا۔ ہمارے
لَزُلْفٰى۔ یقیناً قرب ہے	وَ۔ اور	حُسْنَ۔ اچھی	مَاٰبٍ۔ جگہ
يٰا۔ اے	دَاوٗدُ۔ داؤد	اِنَّا۔ بیشک	جَعَلْنٰكَ۔ بنایا ہمنے
كَ۔ تجھ کو	خَلِيْفَةً۔ خلیفہ	فِي۔ بیچ	الْاَرْضِ۔ زمین کے
فَاحْكُمْ۔ تو فیصلہ کر	بَيْنَ۔ درمیان	النَّاسِ۔ لوگوں کے	بِالْحَقِّ۔ انصاف سے
وَ۔ اور	لَا۔ نہ	تَتَّبِعِ۔ پیروی کر	الْهَوٰى۔ خواہش کی
فَيُضِلَّكَ۔ تو وہ گمراہ کر دے گی تجھ کو		عَنْ سَبِيْلِ۔ راہ	اللّٰهِ۔ خدا سے
اِنَّ۔ بیشک	الَّذِيْنَ۔ وہ جو	يَضِلُّوْنَ۔ گمراہ ہوتے ہیں	عَنْ سَبِيْلِ۔ راہ
اللّٰهِ۔ خدا سے	لَهُمْ۔ انکے لیے	عَذَابٌ۔ عذاب ہے	شَدِيْدٌ۔ سخت
بِمَا۔ بدلہ اس کا کہ	نَسُوْا۔ وہ بھولے	يَوْمَ۔ دن	الْحِسَابِ۔ حساب کا

خلاصہ تفسیر دوسرا رکوع سورۃ صٓ۔ پ ۲۳

وَمَا يَنْظُرُ هٰٓؤُلَآءِ اِلَّا صَيْحَةً وَّاحِدَةً مَّا لَهَا مِنْ فَوَاقٍ۔ اور نہیں منتظر یہ لوگ مگر ایک چنگھاڑ کے جسے کوئی روک نہیں سکتا۔

یہ صیحہ چنگھاڑ کے معنی میں ہیں جو بروز قیامت نفخہ اولیٰ ہیں مشرکین کے عذاب کے لیے ہوگا اور اس نفخہ کو کوئی طاقت روک نہیں سکے گی۔

وَقَالُوْا رَبَّنَا عَجِّلْ لَّنَا قِطَّنَا قَبْلَ يَوْمِ الْحِسَابِ۔ اور مشرک بولے الٰہی ہمارا حصہ ہمیں یوم حساب سے قبل دے دے۔

یہ عجل لنا قطنا بطریق تمسخر نضر بن حارث نے کہا تھا اس پر اللہ تعالٰی کی طرف سے اپنے حبیب پاک کو ارشاد ہوتا ہے کہ

اِصْبِرْ عَلٰی مَا یَقُوْلُوْنَ وَاذْکُرْ عَبْدَنَا دَاوٗدَ ذَا الْاَیْدِ اِنَّہٗ اَوَّابٌ۔ اے محبوب آپ ان کی باتوں پر صبر فرمائیں اور ہمارے بندے داؤد نعمتوں والے کو یاد کریں بیشک وہ بڑا رجوع کرنے والا ہے۔

یعنی حضرت داؤد علیہ السلام جنہیں عبادت کی ہم نے بہت قوت عطا فرمائی تھی حضرت داؤد علیہ السلام کی یہ شان تھی کہ ایک روز افطار فرماتے اور ایک دن روزہ رکھتے۔ شب بیداری کی یہ شان تھی کہ نصف رات عبادت کرتے پھر درمیانی حصہ میں آرام فرما کر پچھلی رات مشغول عبادت رہتے اور اپنے رب کا قرب حاصل کرتے گویا اشارہ فرمایا گیا کہ بے دینوں کی بکواس سے بے پرواہ ہو کر عبادت داؤد کی طرف متوجہ رہیں۔ اس کے بعد ان کی معجزانہ شان کا بیان ہے چنانچہ ارشاد ہے۔

اِنَّا سَخَّرْنَا الْجِبَالَ مَعَہٗ یُسَبِّحْنَ بِالْعَشِیِّ وَالْاِشْرَاقِ وَالطَّیْرَ مَحْشُوْرَۃً کُلٌّ لَّہٗ اَوَّابٌ وَشَدَدْنَا مُلْکَہٗ وَاٰتَیْنٰہُ الْحِکْمَۃَ وَفَصْلَ الْخِطَابِ۔ بے شک ہم نے مسخر کیے اس کے ساتھ پہاڑ کہ تسبیح کرتے شام کو اور سورج چمکتے اور پرند جمع کیے ہوئے سب اس کے مطیع تھے اور ہم نے مضبوط کیا اسکی سلطنت کو اور دی ہم نے اسے حکمت اور قول فیصل۔

یعنی پہاڑ داؤد علیہ السلام کے ساتھ تسبیح کرتے۔ اور صاحب مدارک آیۂ کریمہ کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ اللہ تعالٰی نے آپ کے لیے پہاڑوں کو ایسا مسخر فرمایا تھا کہ جہاں آپ چاہتے انہیں ساتھ لے جاتے۔

اور حضرت سید المفسرین ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ جب حضرت داؤد علیہ السلام تسبیح فرماتے تو پہاڑ اور پرند سب آپ کے ساتھ تسبیح کرتے۔

اور شددنا ملکہ کے یہ معنی ہیں کہ آپ کو حکمرانی کی قوت کے لیے فوج بھی بکثرت عطا کی۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ روئے زمین کے حکمرانوں میں آپ کی سلطنت مضبوط اور قوی تھی حتیٰ کہ آپ کے محراب عبادت کے پہرے دار چھتیس ہزار مرد تھے۔

اور حکمت سے مراد نبوت ہے۔

بعض نے حکمت کی تفسیر عدل سے کی ہے۔

بعض نے کتاب اللہ یعنی زبور مراد لی ہے۔

بعض نے تفقہ فی الدین بتایا۔

بعض نے سنت مراد لی اور

قول فیصل سے علم قضا اور سیاست حکمرانی مراد لیا جو حق و باطل میں تمیز کر دے۔

وَہَلۡ اَتَاکَ میں مخاطبہ حضور سید عالم صلے اللہ علیہ وسلم سے ہے۔

اور نَبَؤُ الۡخَصۡمِ سے مراد آنے والے فرشتے تھے جو حضرت داؤد علیہ السلام کے امتحان کے لیے آئے تھے اور اِذۡ تَسَوَّرُوا الۡمِحۡرَابَ۔ جب وہ دیوار پھاند کر مسجد داؤدی میں آئے۔ اور اچانک آپ پر ظاہر ہوئے تو لازمی طور پر اس آنے سے فزع اور گھبراہٹ ہوئی تھی چنانچہ ارشاد ہے۔

اِذۡ دَخَلُوۡا عَلٰی دَاوٗدَ فَفَزِعَ مِنۡهُمۡ۔ وہ داؤد پر داخل ہوئے تو ان سے گھبرائے۔

آپ متحیر ہو کر گھبرائے کہ چھتیس ہزار پہرے والوں سے مخفی طور پر یہ کیسے آ گئے تو فرشتے عرض کرنے لگے جیسا کہ ارشاد ہے۔

قَالُوۡا لَا تَخَفۡ خَصۡمٰنِ بَغٰی بَعۡضُنَا عَلٰی بَعۡضٍ فَاحۡكُمۡ بَيۡنَنَا بِالۡحَقِّ وَلَا تُشۡطِطۡ وَاهۡدِنَاۤ اِلٰی سَوَآءِ الصِّرَاطِ۔ فرشتوں نے عرض کی گھبرائیے نہیں ہم دو فریق ہیں کہ ایک نے دوسرے پر زیادتی کی ہے تو ہم میں آپ سچا فیصلہ فرما دیجئے اور خلاف حق نہ کیجئے۔

واقعہ یہ تھا کہ

حضرت داؤد علیہ السلام کی ننانوے بیبیاں تھیں اور ایک مسلمان کے پاس ایک بیوی تھی جس کی طرف حضرت داؤد علیہ السلام کا رجحان تھا۔ آپ نے اس پر اپنی رغبت کا اظہار فرما کر اسے اس امر کی طرف آمادہ کر لیا کہ وہ طلاق دیدے تاکہ بعد عدۃ اسے آپ اپنے نکاح میں لیں۔

ایک قول یہ ہے کہ ننانوے بیویاں آپ کے پاس تھیں اور اس پر ایک عورت کے لیے پیغام دیا یہ بیوی وہ تھی جسے ایک مسلمان پیام دے چکا تھا اور آپ کے علم میں وہ پیام دینا نہیں تھا۔ ورنہ خطبہ علے الخطبہ آپ نہ دیتے۔ لڑکی کے والدین خطبہ داؤدی کے مقابلہ میں کسی کا خطبہ کیوں کر قبول کرتے۔ چنانچہ یہ عقد آپ سے ہو گیا۔

اس زمانہ میں ایسا رواج تھا کہ اگر کوئی کسی عورت کی طرف رغبت رکھتا ہو تو اس سے استدعا کر کے طلاق دلوا دیتا اور بعد عدت نکاح کر لیتا۔

یہ طریقہ نہ شرعاً ممنوع تھا نہ اس رسم و رواج کے خلاف۔ لیکن انبیاء کرام کی شان اس سے ارفع ہے تو مرضی الٰہی یہ ہوئی کہ حضرت داؤد علیہ السلام کو اس سے آگاہ کیا جائے۔

اس تنبیہ کا ذریعہ یہ نکالا گیا کہ ملائکہ مدعی و مدعا علیہ کی شکل میں آپ کے حضور پیش ہوں اور مسئلہ کو ایک فرضی شکل میں پیش کرے۔ چنانچہ وہ ملائکہ حاضر دربار ہوئے اور عرض کیا۔

اِنَّ هٰذَا اَخِیْ لَهٗ تِسْعٌ وَّ تِسْعُوْنَ نَعْجَةً وَّلِیَ نَعْجَةٌ وَّاحِدَةٌ فَقَالَ اَكْفِلْنِیْهَا وَعَزَّنِیْ فِی الْخِطَابِ
یہ میرا بھائی ہے اس کے پاس ننانوے دنبیاں ہیں اور میرے پاس ایک دنبی ہے اب یہ کہتا ہے کہ وہ بھی میرے حوالے کر دے اور اپنے مطالبہ میں مجھ پر زور ڈالتا ہے۔

یعنی ننانوے دنبیوں والا مجھ سے ایک دنبی بھی طلب کر کے مجھ پر زور ڈالتا ہے۔ یہ فرضی شکل مسئلہ کی پیش کر کے حضرت داؤد علیہ السلام سے فرشتوں نے استفسار کیا اس کا جواب آپ نے دیا جس کا ذکر آگے آتا ہے۔

قَالَ لَقَدْ ظَلَمَكَ بِسُؤَالِ نَعْجَتِكَ اِلٰی نِعَاجِهٖ وَاِنَّ كَثِیْرًا مِّنَ الْخُلَطَآءِ لَیَبْغِیْ بَعْضُهُمْ عَلٰی بَعْضٍ۔ داؤد نے فرمایا بے شک یہ تجھ پر ظلم کرتا ہے اور تیری دنبی اپنی دنبیوں میں ملاتا ہے اور بیشک اکثر ساجھی والے ایک دوسرے پر زیادتی کرتے ہیں۔

یہ جواب سن کر ملائکہ نے آپس میں دیکھا اور متبسم ہو کر نظر سے غائب ہو گئے۔

اس سوال میں دنبی ایک کنایہ تھا جس سے ننانوے بیویاں اور ایک بیوی مراد تھی اور متبسم ہو کر ملائکہ کا نظر سے غائب ہو جانا اس امر کی طرف اشارہ تھا کہ آپ کے پاس جب ننانوے بیویاں ہیں تو دوسرے کی بیوی کی طرف خواہش کرنا آپ کی شان کے خلاف ہے چنانچہ آپ نے جواب میں فرمایا۔ اِلَّا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَقَلِیْلٌ مَّا هُمْ۔ مگر جو ایمان والے ہیں اور اچھے عمل کرتے ہیں وہ بہت تھوڑے ہیں۔

اس کے بعد حضرت داؤد علیہ السلام کو محسوس ہوا کہ میرے لیے یہ امتحان تھا سوال میرے ہی متعلق تھا چنانچہ ارشاد ہے۔

وَظَنَّ دَاوٗدُ اَنَّمَا فَتَنّٰهُ فَاسْتَغْفَرَ رَبَّهٗ وَخَرَّ رَاكِعًا وَّاَنَابَ۔ اور داؤد سمجھے کہ یہ سوال کرنے والے من جانب اللہ آئے تھے اور اللہ تعالے نے اس میں ان کا امتحان فرمایا تھا تو اسی وقت آپ نے استغفار فرمائی اور سجدے میں گر گئے اور اللہ کے حضور رجوع لائے۔

اس آیت کریمہ میں وَخَرَّ رَاكِعًا وَّاَنَابَ پر سجدۂ تلاوت ہے۔

یہاں یہ مسئلہ یاد رکھنا چاہیئے کہ آیت سجدہ پڑھنے والا اگر رکوع بنیت سجدہ کر لے تو وہ رکوع سجدہ کے قائم مقام سمجھا جاتا ہے۔ آگے ارشاد ہے۔

فَغَفَرْنَا لَهٗ ذٰلِكَ وَاِنَّ لَهٗ عِنْدَنَا لَزُلْفٰی وَحُسْنَ مَاٰبٍ۔ تو ہم نے اسے معاف فرمایا اور اس کے لیے ہماری بارگاہ میں قرب اور بہترین مقام ہے۔

اس سے ثابت ہوا کہ انبیاء کرام سے اللہ تعالیٰ لغزش کبھی نہیں ہونے دیتا۔ اگر باقتضاء بشریت ان کا رجحان ان کی شان کے خلاف ہو تو بذریعہ ملائکہ انہیں اس سے روک دیتا ہے چنانچہ آگے ارشاد ہے۔

یٰدَاوٗدُ اِنَّا جَعَلْنٰکَ خَلِیْفَةً فِی الْاَرْضِ فَاحْکُمْ بَیْنَ النَّاسِ بِالْحَقِّ وَلَا تَتَّبِعِ الْهَوٰی فَیُضِلَّکَ عَنْ سَبِیْلِ اللّٰهِ اِنَّ الَّذِیْنَ یَضِلُّوْنَ عَنْ سَبِیْلِ اللّٰهِ لَهُمْ عَذَابٌ شَدِیْدٌ بِمَا نَسُوْا یَوْمَ الْحِسَابِ۔ اے داؤد ہم نے تمہیں زمین میں نائب بنایا تاکہ اللہ کے بندوں کی تدبیر امور فرمائیں اور آپ کا حکم ان میں نافذ ہو تو آپ لوگوں میں حق فیصلہ دیں اور خواہشات کے پیچھے نہ لگیں کہ وہ اللہ کی راہ سے بہکا دیں گی بے شک جو اللہ کی راہ سے بہکتے ہیں ان کے لیے سخت عذاب ہے اس بنا پر کہ وہ حساب کے دن کو بھول گئے ہیں۔

ایسے لوگ گمراہ ہیں اور ایمان سے محروم لہٰذا ان کے پیچھے لگنا غلط روی ہے۔

لغاتِ نادرہ

مَا لَهَا مِنْ فَوَاقٍ۔ فَوَاق اس افاقہ کو کہتے ہیں جو دودھ کے وقت ایک دھار سے دوسری دھار کے مابین ہوتا ہے اس کے اصل معنی رجوع کے ہیں۔

اَفَاقَ مِنْ مَّرَضِهٖ۔ اَیْ رَجَعَ اِلَی الصِّحَّةِ۔

اس میں دو لغت ہیں فَوَاق بفتح فا اور فُوَاق بضم فا۔ یہاں فواق سے مراد توقف ہے۔

عَجِّلْ لَّنَا قِطَّنَا۔ قِط کسی چیز کے ٹکڑے کو کہتے ہیں یہ مشتق ہے قَطَّہٗ اِذَا قَطَعَہٗ سے۔ صحیفہ جائزہ کو قِط کہتے ہیں کہ وہ بھی کاغذ کا ایک ٹکڑہ ہوتا ہے۔

ذَا الْاَیْدِ۔ اَید کہتے ہیں قوت کو اور اسی سے وَاَیَّدْنٰهُ بِرُوْحِ الْقُدُسِ ہے۔ اور وَالسَّمَآءَ بَنَیْنٰهَا بِاَیْدٍ بھی کہا ہے۔

بِالْعَشِیِّ وَالْاِشْرَاقِ۔ اشراق وہ وقت ہے جس میں آفتاب خوب چمکنے لگے اور شروق آفتاب کے طلوع کے وقت کو کہتے ہیں شَرَقَتِ الشَّمْسُ اِذَا طَلَعَتْ وَ اَضَاءَتْ

وَالطَّیْرَ مَحْشُوْرَةً۔ پرندوں کا یکجا جمع ہونا۔

اِذْ تَسَوَّرُوا الْمِحْرَابَ۔ تَسَوَّرُوْا کے معنی ہیں جب وہ دیوار کی طرف آئے۔ تَسَوَّرُوا السُّوْرَ

کسلوٹا بولتے ہیں۔

مختصر تفسیر اردو دوسرا رکوع سورۂ صٓ پ ۲۳

وَمَا يَنْظُرُ هٰٓؤُلَآءِ اِلَّا صَيْحَةً وَّاحِدَةً مَّا لَهَا مِنْ فَوَاقٍ۔ اور نہیں منتظر یہ لوگ مگر ایک ایسی چنگھاڑ کی جس کے اندر کمی کرنے کی کسی میں قوت نہیں۔

یہاں سے عذاب کفار مکہ کا بیان شروع ہے ینظرت سے مراد یہاں انتظار ہے وَالْمُرَادُ بِالصَّيْحَةِ النَّفْخَةُ الثَّانِيَةُ اور صیحہ سے مراد نفخہ ثانیہ ہے گویا عبارت یوں ہے مَا يَنْظُرُوْنَ هٰٓؤُلَآءِ الْكَفَرَةُ الْحَقِيْرُوْنَ الَّذِيْنَ هُمْ اَمْثَالُ اُولٰٓئِكَ الطَّوَائِفِ الْمُهْلَكُوْنَ فِي الْكُفْرِ وَالتَّكْذِيْبِ شَيْئًا اِلَّا النَّفْخَةَ الثَّانِيَةَ الَّتِيْ يَقُوْمُ بِهَا السَّاعَةُ۔ یہ ذلیل و حقیر کفار جو پہلے ہلاک کیے گئے طائفوں کی ہم مثل ہیں وہ بھی کفر و تکذیب کے اندر تھے اور یہ بھی اسی راہ پر ہیں انہیں انتظار نہیں مگر نفخہ ثانیہ کا جس کے ساتھ قیامت قائم ہوگی۔

اور یہ نفخہ وہ ہوگا جس میں حضور صلے اللہ علیہ وسلم موجود ہوں گے اور یہ سنت آلہیہ حضور پر اثر انداز نہ ہوگی اور آپ کے متبعین بھی اس سے محفوظ رہیں گے۔ چنانچہ علامہ آلوسی روح المعانی میں فرماتے ہیں وَالنَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَوْجُوْدٌ خَارِجٌ عَنِ السُّنَّةِ الْاِلٰهِيَّةِ الْمَبْنِيَّةِ عَلَى الْحِكَمِ الْبَاهِرَةِ كَمَا نَطَقَ بِهٖ قَوْلُهٗ تَعَالٰى وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَاَنْتَ فِيْهِمْ اِذِ الْمُرَادُ وَاَنْتَ فِيْهِمْ وُجُوْدُهٗ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ۔

اور نبی صلے اللہ علیہ وسلم اس وقت موجود ہوں گے اور نفخہ ثانیہ کے اثر سے آپ معہ اپنی امت کے محفوظ ہوں گے جیسا کہ قرآن پاک میں ارشاد ہے وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَاَنْتَ فِيْهِمْ آیت کریمہ میں اَنْتَ فِيْهِمْ سے مراد وجود با وجود سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم ہے۔

اور مَا لَهَا مِنْ فَوَاقٍ کی تفسیر میں فرماتے ہیں وَالْفَوَاقُ الزَّمَنُ الَّذِيْ بَيْنَ حَلْبَتَيِ الْحَالِبِ وَرَضْعَتَيِ الرَّاضِعِ وَيُقَالُ لِلَّبَنِ الَّذِيْ يَجْتَمِعُ فِي الضَّرْعِ بَيْنَ الْحَلْبَتَيْنِ فِيْقَةٌ وَيُجْمَعُ عَلٰى اَفْوَاءٍ وَاَفَاوِيْقَ جَمْعُ الْجَمْعِ۔

تو خلاصہ معنی یہ ہوئے مَا يَنْظُرُوْنَ اِلَّا صَيْحَةً وَّاحِدَةً مَّا لَهَا مِنْ تَوَقُّفٍ مِقْدَارَ فَوَاقٍ۔

وَقِيْلَ الْمَفْتُوْحُ اِسْمُ مَصْدَرٍ مِنْ اَفَاقَ الْمَرِيْضُ اِفَاقَةً وَفَاقَةً اِذَا رَجَعَ اِلَى الصِّحَّةِ۔

وَقَالُوْا رَبَّنَا عَجِّلْ لَّنَا قِطَّنَا قَبْلَ يَوْمِ الْحِسَابِ۔ اور مشرک بولے اے ہمارے رب جلدی کر ہمارے لیے ہمارا حصہ یوم حساب سے پہلے۔

یہ بیان ہے نضر بن حارث اور ابوجہل کا جب اس نے سنا کہ عذاب آخرت موخر ہے اس دن تک جسے یوم حساب کہتے ہیں تو نضر بن حارث بن علقمہ بن کاوہ اور ابوجہل بن ہشام نے بطریق استہزاء کہا کہ آخرت والا عذاب ہم پر ابھی کیوں نہیں آتا چنانچہ سورہ معارج میں بھی اس کا تذکرہ ہے سَأَلَ سَائِلٌ بِعَذَابٍ وَّاقِعٍ لِّلْكَافِرِيْنَ لَيْسَ لَهٗ دَافِعٌ۔

تعریف لفظ قِطّ

اَلْقِطُّ وَالْقِطْعَةُ مِنَ الشَّيْءِ مِنْ قَطَّهٗ اِذَا قَطَعَهٗ وَيُقَالُ لِصَحِيْفَةِ الْجَائِزَةِ قِطٌّ لِاَنَّهَا قِطْعَةٌ مِّنَ الْقِرْطَاسِ۔ چنانچہ اعشیٰ بھی کہتا ہے۔

وَلَا الْمَلِكُ النُّعْمَانُ يَوْمَ لَقِيْتُهٗ ‎ ‎ بِنِعْمَتِهٖ يُعْطِي الْقُطُوْطَ وَيُطْلِقُ

خلاصہ مفہوم یہ ہوا کہ قِطَّنَا میں جو لفظ قِطّ ہے وہ حصہ یا کسی شے کے ٹکڑے یا جز کے متعلق ہی مستعمل ہوتا ہے، اسی وجہ میں

کلبی کہتے ہیں اَيْ عَجِّلْ لَنَا صَحِيْفَةَ اَعْمَالِنَا نَنْظُرْ فِيْهَا۔ ہمارا صحیفہ اعمال ہمیں جلد دے دیا جائے تا کہ اس میں اپنا عمل دیکھ لیں۔

چنانچہ حضرت ابن جبیر فرماتے ہیں وَذٰلِكَ اَنَّهُمْ لَمَّا سَمِعُوْا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَذْكُرُ وَعْدَ اللّٰهِ الْمُؤْمِنِيْنَ الْجَنَّةَ فَقَالُوْا عَلٰى سَبِيْلِ الْهُزْءِ عَجِّلْ لَنَا نَصِيْبَنَا مِنْهَا نَتَنَعَّمُ بِهٖ فِي الدُّنْيَا۔ جب مشرکین نے سنا کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم مومنین سے جنت کا وعدہ فرما رہے ہیں۔ تو مشرکین نے استہزاء کیا کہ ہمارا حصہ بھی اس میں سے ہمیں دے دیا جائے تا کہ دنیا میں ہم نعمتیں لے سکیں اس کا جواب اللہ تعالےٰ کی طرف سے یہ ملا کہ اے محبوب ان کے مقالات باطلہ موذیہ پر صبر کیجئے اور انبیاء سابقہ کے حالات یاد فرمائیں۔ چنانچہ ارشاد ہے۔

اِصْبِرْ عَلٰى مَا يَقُوْلُوْنَ وَاذْكُرْ عَبْدَنَا دَاوٗدَ ذَا الْاَيْدِ اِنَّهٗ اَوَّابٌ۔ اے محبوب ان کی باتوں پر صبر کیجئے اور ہمارے بندے داؤد بڑی قوتوں والے کا معاملہ یاد فرمائیں بے شک وہ بڑا رجوع کرنے والا طاعت الٰہی میں ہے۔

حضرت داؤد علیہ السلام علو شان اور منصب نبوت کے حامل تھے مگر باوجود اس کے آپ کی مخالفت ہوئی مگر انہوں نے صبر فرمایا حتیٰ کہ اللہ تعالےٰ نے فرج الم فرمایا اور اس غم کا انجام اچھا کیا۔

تفسیر لفظ اَوَّاب

ابن جریر، ابن عباس، مجاہد فرماتے ہیں اَلْاَوَّابُ الْمُسَبِّحُ۔ اوّاب سے مراد تسبیح کرنے والے کے ہیں۔ عمرو بن شراحبیل کہتے ہیں اِنَّمَا الْمُسَبِّحُ بِلُغَۃِ الْحَبْشَۃِ۔ مسبّح لغت حبشہ میں اوّاب کو کہتے ہیں دیلمی مجاہد سے راوی ہیں قَالَ سَاَلْتُ ابْنَ عُمَرَ عَنِ الْاَوَّابِ فَقَالَ سَاَلْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَنْہُ فَقَالَ ھُوَ الرَّجُلُ یَذْکُرُ ذُنُوْبَہٗ فِی الْخَلَاءِ فَیَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ تَعَالٰی۔ فرماتے ہیں میں نے ابن عمر رضی اللہ عنہ سے لفظ اوّاب کے معنی پوچھے آپ نے فرمایا میں نے حضور سے سوال کیا تو آپ نے فرمایا اوّاب وہ آدمی ہے جو اپنے گناہ یاد کرکے تنہائی میں اپنے رب سے استغفار کرے۔

اور ذا الاید قوت دینیہ رکھنے والے کو کہتے ہیں وَھُوَ الْقُوَّۃُ عَلَی الْعِبَادَۃِ کَمَا قَالَ مُجَاھِدٌ وَقَتَادَۃُ وَالْحَسَنُ اور یہی قوت عبادت کی ہے۔

اسی بنا پر حضرت داؤد علیہ السلام کو قوی الجسم بھی لکھا گیا۔

اور بخاری نے اپنی تاریخ میں حضرت ابو درداء سے نقل کیا کَانَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا ذُکِرَ دَاوٗدُ وَحَدَّثَ عَنْہُ قَالَ کَانَ اَعْبَدَ الْبَشَرِ۔ حضور صلے اللہ علیہ وسلم جب حضرت داؤد کا ذکر فرماتے تو فرماتے وہ انسانوں میں سب سے زیادہ عبادت کرنے والے تھے۔

وَرُوِیَ اَنَّہٗ کَانَ یَصُوْمُ یَوْمًا وَیُفْطِرُ یَوْمًا وَکَانَ یَقُوْمُ نِصْفَ اللَّیْلِ۔ ایک روایت میں ہے کہ آپ ایک دن روزہ رکھتے اور ایک دن افطار فرماتے اور آدھی رات قیام فرماتے۔

اِنَّا سَخَّرْنَا الْجِبَالَ مَعَہٗ یُسَبِّحْنَ بِالْعَشِیِّ وَالْاِشْرَاقِ وَالطَّیْرَ مَحْشُوْرَۃً کُلٌّ لَّہٗ اَوَّابٌ۔

ہم نے مسخر کیے پہاڑ ان کے ساتھ غروب و طلوع کے وقت تسبیح کرتے اور پرند جمع ہوتے سب ان کے لیے مطیع تھے۔

یہاں تسخیر جبال وہ نہ تھی جو حضرت سلیمان علیہ السلام کے لیے تھی کہ ہوا بھی تابع فرمان اور پہاڑ بھی مطیع حکم تھے بلکہ یہ تسخیر بہ طریق اقتداء تھی عبادت الٰہی ہیں۔ اس کا ذکر سورۃ انبیاء میں ہو چکا ہے جہاں وَسَخَّرْنَا مَعَ دَاوٗدَ الْجِبَالَ آیا ہے۔

یہ تسخیر جبال تسبیح میں تھی جیسے تَسْبِیْحُ الْحَصٰی الْمَسْمُوْعِ فِیْ کَفِّ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ جیسے کنکریوں کی تسبیح جو مسموع ہوئی کف اقدس سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم میں۔

صرف ایک قول ہے جس سے ثابت ہوتا ہے کہ پہاڑ آپ کے ساتھ مسخر تھے سَیَّرْنَ مَعَہٗ عَلٰی اَنْ یُّسَبِّحْنَ مِنَ السَّبَاحَۃِ۔ پہاڑ آپ کی معیت میں چلتے تاکہ تسبیح کرتے رہیں۔

عشیؔ و اشراق کی توضیح

هُوَ کَمَا قَالَ الرَّاغِبُ مِنْ زَوَالِ الشَّمْسِ اِلَی الصَّبَاحِ اَیْ یُسَبِّحْنَ بِهٰذَا الْوَقْتِ۔ راغب کہتے ہیں عشی و اشراق زوال شمس سے صبح تک کے وقت کو کہتے ہیں یعنی پہاڑ اس وقت میں تسبیح کرتے تھے۔
اور اشراق سے مراد وقت اشراق ہے۔

ثعلب کہتے ہیں محاورہ میں ہے شَرَقَتِ الشَّمْسُ اِذَا طَلَعَتْ وَاَشْرَقَتْ اِذَا اَضَاءَتْ وَصَفَتْ فَوَقْتُ الْاِشْرَاقِ وَقْتُ اِرْتِفَاعِهَا مِنَ الْاُفُقِ الشَّرْقِیِّ وَصَفَاءِ شُعَاعِهَا وَهُوَ الضَّحْوَةُ الصُّغْرٰی۔ جب آفتاب طلوع ہوکر روشن ہوجائے اور شعاعیں صاف ڈالنے لگے تو وہ اشراق ہے جبکہ وہ افق شرقی سے بلند ہوکر صاف شعاعیں ڈالنے لگے اور اسی کو ضحوہ صغری کہتے ہیں۔

اور اسے نماز اشراق سنت داؤدی کے ماتحت کہتے ہیں جو حضور نے بھی پڑھیں۔

صلوٰۃ الاشراق کی اصل

حضرت ام ہانی بنت ابو طالب سے مروی ہے اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ صَلّٰی صَلٰوةَ الْفَجْرِ قَالَ هٰذَا صَلٰوةُ الْاِشْرَاقِ۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے آفتاب بلند ہونے وقت نفل پڑھیں اور فرمایا یہ نماز اشراق ہے۔

وَاَخْرَجَ عَبْدُ الرَّزَّاقِ وَعَبْدُ بْنُ حُمَیْدٍ عَنْ عَطَاءِ الْخُرَاسَانِیِّ اَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ قَالَ لَمْ یَزَلْ فِیْ نَفْسِیْ مِنْ صَلٰوةِ الْفَجْرِ حَتّٰی قَرَأْتُ هٰذِهِ الْاٰیَةَ یُسَبِّحْنَ بِالْعَشِیِّ وَالْاِشْرَاقِ۔ حضرت ابن عباس فرماتے ہیں میرے دل میں نماز اشراق کے متعلق کچھ شبہ تھا حتی کہ جب آیۂ کریمہ یُسَبِّحْنَ بِالْعَشِیِّ وَالْاِشْرَاقِ پڑھی تو یقین ہوگیا کہ نماز اشراق کی اصل ہے اور یہ مشروع ہے۔

رکعات نماز اشراق

کی بابت شیخ امام ولی الدین ابن العراقی نے متعدد احادیث نقل فرمائیں اور محمد بن جریر طبری نے فرمایا کہ اس کی روایتیں حدّ تواتر تک پہنچ چکی ہیں۔ البتہ صحیحین سے ثابت ہوتا ہے کہ اِنَّ تِلْكَ الصَّلٰوةَ کَانَتْ صَلٰوةَ شُکْرٍ لِذٰلِكَ الْفَتْحِ الْعَظِیْمِ صَادَفَتْ ذٰلِكَ الْوَقْتَ لَا اَنَّهَا عِبَادَةٌ مَخْصُوْصَةٌ فِیْهِ دُوْنَ سَبَبٍ اَدَاهَا۔
یہ نماز صلوٰۃ شکر ہے اس لیے کہ فتح عظیم بدر پر حضور نے ادا فرمائی۔

اور مسلم شریف کی کتاب الطہارۃ بطریق ابی ہریرہ روایت ہے کہ ثُمَّ صَلّٰی ثَمَانَ رَکَعَاتٍ سُبْحَةَ الضُّحٰی آٹھ رکعت ادا فرمائیں۔

اور ابن عبد البر تمہید میں بطریق عکرمہ بن خالد راوی ہیں کہ قَدِمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ

مَكَّةَ فَصَلّٰى ثَمَانَ رَكَعَاتٍ فَقُلْتُ مَا هٰذِهِ الصَّلٰوةُ قَالَ هٰذِهٖ صَلٰوةُ الضُّحٰى ۔ حضور مکہ میں تشریف لائے تو آٹھ رکعت ادا فرمائیں ۔ میں نے عرض کیا یہ کونسی نماز ہے فرمایا یہ نماز اشراق ہے ۔

اور ابن ماجہ میں ہے كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي الضُّحٰى اَرْبَعًا وَيَزِيْدُ مَا شَاءَ اللّٰهُ ۔ حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے اشراق کی چار رکعت بھی پڑھیں اور زیادہ بھی ادا فرمائیں ۔

اور اس نماز کے متعلق حاکم حضرت ابوذر غفاری اور ابو سعید اور زید بن ارقم اور ابو ہریرہ اور بریدہ اسلمی اور ابو درداء اور عبد اللہ بن ابی اوفی اور عتبان بن مالک اور عتبہ بن عبد اسلمی اور نعیم بن ہمام غطفانی اور ابو امامہ باہلی اور ام ہانی اور ام سلمہ وغیرہ سے افضل نوافل فرماتے ہیں ۔

بہر حال روایت بخاری سے اس کی اقل مقدار دو رکعت ہیں اور زیادہ سے زیادہ چار رکعت ہیں اگرچہ حضور نے اس سے زائد بھی پڑھیں ۔

وَالطَّيْرَ مَحْشُوْرَةً كُلٌّ لَّهٗۤ اَوَّابٌ ۔ اور مسخر کیے پرندے کہ جمع رہتے اور سب یعنی پہاڑ اور پرند تسبیح کے لیے آپ کی طرف رجوع تھے ۔

یہاں اوّاب بمعنی مسبّح ہے آگے ارشاد ہے ۔

وَشَدَدْنَا مُلْكَهٗ وَاٰتَيْنٰهُ الْحِكْمَةَ وَفَصْلَ الْخِطَابِ ۔ اور مضبوط کی ہم نے ان کی حکومت اور عطا کی ہم نے حکمت اور فیصلہ دینے کی طاقت ۔

یعنی ہیبت و نصرت اور کثرت جنود سے آپ کی حکومت مضبوط فرمائی چنانچہ ابن جریر اور حاکم راوی ہیں اِنَّهٗ كَانَ يَحْرُسُهٗ كُلَّ يَوْمٍ وَّلَيْلَةٍ اَرْبَعَةُ الَافٍ ۔ آپ کے پہرے دار رات اور دن کے چار ہزار تھے ۔

وَحُكِيَ اَنَّهٗ كَانَ حَوْلَ مِحْرَابِهٖ اَرْبَعُوْنَ اَلْفُ مُسْتَلِمٍ يَحْرُسُوْنَهٗ ۔ ایک روایت ہے کہ آپ کی عبادتگاہ کے محافظ چالیس ہزار پہریدار تھے ۔

آپ کی حکومت وحکمت کی پختگی پر عبد بن حمید اور ابن جریر اور ابن ابی حاتم سید المفسرین ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ایک روایت نقل کرتے ہیں کہ بنی اسرائیل کے ایک آدمی نے حضرت داؤد علیہ السلام کے حضور ایک آدمی پر دعوی کیا کہ اس کی گائے دینے سے وہ منکر ہے اس پر گواہ طلب کیے تو وہ گواہ نہ دے سکا آپ نے دونوں کو اپنے سامنے کھڑا کر لیا اور آپ پر غنودگی طاری ہوئی اور اس میں کہا گیا کہ مدعا علیہ کو قتل کر دیا جائے ۔

آپ نے خیال فرمایا کہ یہ خواب ہے اس پر میں کسی کے قتل پر عجلت نہیں کروں گا ۔ دوسری رات

خواب میں پھر قتل کا حکم ہوا آپ نے پھر ٹال دیا۔ پھر تیسری رات بھی قتل کا حکم ہوا اور ساتھ ہی یہ بھی کہ اگر ایسا نہ کرو گے تو عذاب الٰہی آئے گا۔

آپ نے مدعا علیہ کو بلا کر فرمایا کہ تیرے قتل کا مجھے حکم ہوا ہے۔ وہ بولا حضور بلا ثبوت جرم مجھے قتل کیوں کیا جاتا ہے۔ آپ نے فرمایا مجھے حکم الٰہی ہے اس کے نفاذ سے میں رک نہیں سکتا۔

تو اس آدمی نے عرض کیا حضور میں سچ سچ عرض کر دوں قسم بخدا میں اس جرم میں ماخوذ نہیں بلکہ میں نے مدعی کے والد کو قتل کیا تھا اس پر میری گرفت ہوئی ہے۔

غرضکہ آپ نے اس کو قصاص میں قتل کرا دیا۔ اس کی وجہ سے بنی اسرائیل میں آپ کی ہیبت طاری ہو گئی اور آپ کا ملک مضبوط ہو گیا۔ چنانچہ وَشَدَدْنَا مُلْكَهُ اسی بنا پر فرمایا گیا اور

وَاٰتَيْنٰهُ الْحِكْمَةَ سے مراد نبوت و کمال علم اور اتقان فی العمل ہے۔

ایک قول ہے زبور اور علم شرائع مراد ہیں۔

ایک قول ہے کہ آپ کو ایسا جامع الکلم فرمایا کہ حکمت سے خالی کوئی کلام نہ ہوتا تھا۔ اور فَصْلَ الْخِطَابِ سے مراد حق و باطل کی تمیز ہے۔

چنانچہ آپ مقدمات میں اور حکومت اور تدبیر ملک اور مشوروں میں نہایت صاحب الرائے تھے اس کے بعد ایک خاص واقعہ کا ذکر شروع ہے۔

وَهَلْ اَتٰىكَ نَبَؤُا الْخَصْمِ اِذْ تَسَوَّرُوا الْمِحْرَابَ۔ اور کیا آئی تمہیں خبر جھگڑا کرنے والوں کی جبکہ وہ دیوار پھاند کر آئے۔

خصم اصل میں مصدر ہے خصم کے لیے اس کے معنی خاصمہ وغلبہ کے ہیں۔

اِذْ تَسَوَّرُوا الْمِحْرَابَ۔ یعنی جبکہ وہ چڑھے دیوار پر اور اندر آئے۔

اور سور دیوار کو کہتے ہیں جو مکان کے چاروں طرف ہوتی ہے۔ اور محراب بمعنی غرفہ ہے یعنی کھڑکی یا روشندان اور محراب مسجد بھی اس سے ماخوذ ہے۔

راغب کہتے ہیں مِحْرَابُ الْمَسْجِدِ قِيْلَ سُمِّيَ بِذٰلِكَ لِاَنَّهٗ مَوْضَعُ مُحَارَبَةِ الشَّيْطَانِ وَالْهَوٰى مسجد کے محراب کو محراب اس بنا پر کہتے ہیں کہ وہ موضع محاربہ شیطان ہے۔ یہاں شیطان سے امام کو اپنا مقابلہ کرنا ہوتا ہے۔

ایک قول یہ ہے کہ محراب مسجد کو محراب بایں معنی کہتے ہیں کہ انسان کو اس مقام پر اشتغال دنیا ترک کر کے حرص و ہوائے نفسانیہ سے مقابلہ کرنا ہوتا ہے۔

اور امام جلال الدین سیوطی نے اس مضمون میں ایک رسالہ تالیف فرمایا ہے جس میں تحقیق محراب فرماتے ہوئے لکھتے ہیں اِنَّ الْمَحَارِیْبَ الَّتِیْ فِی الْمَسَاجِدِ بَیْنَنَا الْمَعْرُوْفَۃِ اَلْیَوْمَ لَمْ تَکُنْ فِیْ عَہْدِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یہ محرابیں جو اب مساجد میں بنائی جاتی ہیں اس ہیئت پر عہد رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم میں نہ تھیں۔

اور یہ ظاہر ہے کہ ہیئت کذائی کی محرابیں عہد شاہان مغلیہ سے بنی ہیں۔

بہرحال بناء تحاکم المخصمین کا تذکرہ منصوص ہے اور دیوار پھاندکر آنا بھی قرآن کریم میں مذکور ہے۔ چنانچہ ارشاد ہے۔

اِذْ دَخَلُوْا عَلٰی دَاوٗدَ فَفَزِعَ مِنْہُمْ ۔ جبکہ وہ داخل ہوئے داؤد پر تو اس آنے سے آپ گھبرا گئے۔

اس لیے کہ جس جگہ کی حفاظت چار ہزار سے لے کر چالیس ہزار پہرے داروں سے ہو رہی ہو۔ وہاں اچانک متخاصمین کا داخل ہو جانا باقتضاء البشریت موجب فزع اور باعث تحیر ضرور تھا اس لیے کہ فزع کی تعریف میں علامہ آلوسی فرماتے ہیں وَالْفَزَعُ اِنْقِبَاضٌ وَنِفَارٌ یَعْتَرِی الْاِنْسَانَ مِنَ الشَّیْءِ الْمُخِیْفِ فزع انقباض و نفور کو کہتے ہیں جو انسان پر کسی شئے مخیف سے طاری ہوتا ہے۔

واقعہ یہ ہے

رُوِیَ اَنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی بَعَثَ اِلَیْہِ مَلَکَیْنِ فِیْ صُوْرَۃِ اِنْسَانَیْنِ قِیْلَ ھُمَا جِبْرِیْلُ وَمِیْکَائِیْلُ عَلَیْہِمَا السَّلَامُ فَطَلَبَا اَنْ یَّدْخُلَا عَلَیْہِ فَوَجَدَاہُ فِیْ یَوْمِ عِبَادَتِہٖ فَمَنَعَہُمَا الْحَرَسُ فَتَسَوَّرَا عَلَیْہِ الْمِحْرَابَ فَلَمْ یَشْعُرْ اِلَّا وَھُمَا بَیْنَ یَدَیْہِ جَالِسَانِ وَکَانَ عَلَیْہِ السَّلَامُ کَمَا رُوِیَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ جَزَّاَ زَمَانَہٗ اَرْبَعَۃَ اَجْزَاءٍ یَوْمًا لِلْعِبَادَۃِ وَیَوْمًا لِلْقَضَاءِ وَیَوْمًا لِلْاِشْتِغَالِ بِخَاصَّۃِ نَفْسِہٖ وَیَوْمًا لِجَمِیْعِ بَنِیْ اِسْرَائِیْلَ فَیَعِظُہُمْ وَیُبْکِیْہِمْ۔

روایت ہے کہ اللہ تعالے نے انسانی شبیہ میں دو فرشتے حضرت داؤد علیہ السلام کی خدمت میں بھیجے جن کے متعلق کہا جاتا ہے کہ وہ جبریئل و میکائیل علیہما السلام تھے تو جب انہوں نے حضرت داؤد علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہونا چاہا تو دیکھا کہ آپ مشغول عبادت ہیں اور پہرے داروں نے داخل ہونے سے روک دیا تو انہوں نے دیوار پھاندکر اپنے کو خدمت داؤد میں پہنچایا۔ اور ایسے حال میں یہ پہنچے کہ کوئی نہ سمجھ سکا کہ کدھر سے داخل ہوئے۔

اور بروایت ابن عباس مروی ہے کہ آپ نے اپنے اوقات چار طرح تقسیم فرما رکھے تھے ایک دن عبادت کے لیے اور ایک دن مقدمات کے فیصلے کے لیے اور ایک دن اپنے خصوصی کاموں کے لیے

اور ایک دن تمام بنی اسرائیل کے لیے کہ اس میں ان کو نصیحت فرمائیں اور رلائیں۔

وَسَبَبُ الْفَزَعِ قِيْلَ اِنَّهُمْ نَزَلُوْا مِنْ فَوْقِ الْحَائِطِ وَفِيْ يَوْمِ الْاِحْتِجَابِ وَالْحَرَسُ حَوْلَهٗ لَا يَتْرُكُوْنَ مَنْ يُرِيْدُ الدُّخُوْلَ عَلَيْهِ فَخَافَ عَلَيْهِ السَّلَامُ اَنْ يُّؤْذُوْهُ لَا سِيَّمَا عَلٰى مَا قِيْلَ اِنَّهٗ كَانَ لَيْلًا۔

اور آپ کے گھبرا جانے کا سبب یہ ہوا کہ وہ دیوار پر سے آپ پر اترے اور یہ دن خاص پردہ کے لیے رکھا گیا تھا اور پہرے دار آپ کے گرداگرد تھے جس کی وجہ سے کسی کی مجال نہ تھی کہ داخل ہوتا تو آپ خوفزدہ ہوئے کہ یہ حرکت کسی ایذا دہندہ کی ہے خصوصًا جبکہ یہ واقعہ رات کا تھا۔

ایک قول یہ ہے کہ آپ نے گمان فرمایا کہ مملکت کے کسی صوبہ نے نظام کی اہانت کا خیال کر کے ایسا نہ کیا ہو۔ اور بلا حصول اجازت وہ داخل ہو گیا ہو اس وجہ میں آپ خائف ہوئے۔

ایک قول یہ ہے کہ آپ کے قلعہ کی دیوار اتنی بلند تھی کہ مہینوں مدد لگانے کے بعد بھی کوئی دیوار پھاند نہ سکتا تھا۔ مختصر یہ کہ آپ کو خائف دیکھ کر دونوں فرشتے بولے۔

قَالُوْا لَا تَخَفْ خَصْمَانِ بَغٰى بَعْضُنَا عَلٰى بَعْضٍ فَاحْكُمْ بَيْنَنَا بِالْحَقِّ وَلَا تُشْطِطْ وَاهْدِنَا اِلٰى سَوَاءِ الصِّرَاطِ۔ عرض کیا خوف نہ فرمائیں ہم دو متخاصم ہیں ایک نے دوسرے پر زیادتی کی ہے تو آپ ہمارے اندر حق حق فیصلہ دیں اور حق سے متجاوز نہ ہوں اور ہمیں صحیح سیدھی راہ پر لے آئیں۔

گویا فرشتوں نے یہ کہہ کر خاموشی اختیار کی تو حضرت داؤد علیہ السلام نے دریافت کیا مَا اَمْرُكُمْ۔ تمہارا کیا معاملہ ہے تو انہوں نے عرض کیا خَصْمَانِ یعنی ہم مدعی مدعا علیہ ہیں جار بَعْضُنَا عَلٰى بَعْضٍ ایک نے دوسرے پر جور کیا ہے اس طرح انہوں نے آپ کو مطمئن کر کے عرض کیا ہمارا فیصلہ فرما دیجئے جو حق ہو اور حق سے تجاوز نہ فرمائیں۔ اور تُشْطِطْ، شطط سے ہے جس کے معنی تبعد عن الحق کے ہیں۔ یَعْنِیْ لَا تُشْطِطْ لِمَعْنٰی لَا تَبْعُدْ عَنِ الْحَقِّ۔

وَاهْدِنَا اِلٰى سَوَاءِ الصِّرَاطِ۔ اور ہماری راہنمائی فرمائیں وسط طریق حق پر۔

پھر ایک مفروضہ وضاحت مسئلہ کے لیے پیش کیا جیسے سوال میں کیا کرتے ہیں مثلاً لکھتے ہیں الف نے ب کے ساتھ ایسا کیا تو جیم اس پر دعوی کرتا ہے اور حق فیصلہ چاہتا ہے حالانکہ نہ الف کوئی ہوتا ہے نہ ب اور نہ جیم اسی طرح فرشتوں نے فرضی شکل بنا کر پیش کی کما قال تعالٰی۔

اِنَّ هٰذَا اَخِيْ لَهٗ تِسْعٌ وَّتِسْعُوْنَ نَعْجَةً وَّلِيَ نَعْجَةٌ وَّاحِدَةٌ فَقَالَ اَكْفِلْنِيْهَا وَعَزَّنِيْ فِي الْخِطَابِ۔ یہ میرا بھائی ہے اس کے پاس ننانوے دنبیاں ہیں اور میرے پاس ایک دنبی ہے تو اس نے کہا ہے کہ یہ دنبی بھی میرے ملک کر دے اور اس مطالبہ پر زور دیتا ہے۔

یہاں بھائی کہہ کر اخوت دینی یا اخوت شرکت مراد لی گئی ہے۔

ایک قول ہے کہ اس اخوت سے مراد اخوت نسبی تھی اور یہ متخاصمین بنی اسرائیل سے حقیقی بھائی تھے لیکن یہ ناقابل انکار حقیقت ہے کہ آنے والے دونوں فرشتے تھے اور انھوں نے ننانوے دنبی کہہ کر ننانوے بیوی مراد لی تھیں اور ایک دنبی کہہ کر ایک بیوی ظاہر کی تھی۔

اور وَعَزَّنِی فِی الْخِطَابِ کہہ کر اس امر کا اظہار کیا کہ میں کمزور ہوں اور یہ طاقتور رہے حضرت داؤد علیہ السلام نے ان کے بیان سے کر فیصلہ دیا جس کا ذکر آگے آتا ہے۔

قَالَ لَقَدْ ظَلَمَكَ بِسُؤَالِ نَعْجَتِكَ إِلَىٰ نِعَاجِهِ فرمایا داؤد نے بے شک وہ تجھ پر ظلم کرتا ہے کہ تیری دنبی مانگتا ہے اپنی دنبیوں کی طرف۔

یعنی جب حضرت داؤد علیہ السلام نے مدعی کا ضعف اس درجہ دیکھا کہ وہ مظلوم ہے تو صاف فیصلہ دیا اور فرمایا لَقَدْ ظَلَمَكَ اور اس کے ساتھ ہی فرمایا۔

وَإِنَّ كَثِيرًا مِّنَ الْخُلَطَاءِ لَيَبْغِي بَعْضُهُمْ عَلَىٰ بَعْضٍ۔ اور اکثر خلطاء یعنی شریک لوگ ضرور زیادتی کرتے ہیں آپس میں، اور مراعات حق ملحوظ نہیں رکھتے۔

إِلَّا الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ وَقَلِيلٌ مَّا هُمْ۔ مگر وہ جو ایمان لائے اور نیک عمل کیے اور ایسے لوگ کم ہوتے ہیں۔

حضرت داؤد علیہ السلام نے گویا فرمایا إِنَّ هٰذَا الْأَمْرَ الَّذِي جَرَىٰ بَيْنَكُمَا أَيُّهَا الْخَلِيطَانِ كَثِيرًا مَّا يَجْرِي بَيْنَ الْخُلَطَاءِ۔ یہ معاملہ جو تم دونوں کے مابین ہوا یہ اکثر شریکوں میں ہوتا رہتا ہے۔

چنانچہ حضرت داؤد علیہ السلام کے اس فیصلہ کے بعد متخاصمین نے آپس میں دیکھا اور ہنسے پھر آسمان کی طرف غائب ہو گئے چنانچہ آلوسی اس روایت کو نقل کرتے ہیں۔

لَمَّا قَضَىٰ بَيْنَهُمَا نَظَرَ أَحَدُهُمَا إِلَىٰ صَاحِبِهِ فَضَحِكَ ثُمَّ صَعِدَا إِلَى السَّمَاءِ حِيَالَ وَجْهِهِ فَعَلِمَ بِذٰلِكَ أَنَّهُ تَعَالَىٰ ابْتَلَاهُ۔ اس سے حضرت داؤد علیہ السلام سمجھے کہ اس میں اللہ تعالیٰ نے مجھے آزمایا ہے جیسا آگے ارشاد ہے۔

وَظَنَّ دَاوُودُ أَنَّمَا فَتَنَّاهُ۔ اور یقین کیا داؤد نے کہ وہ آزمایا گیا ہے۔

اور ظن کے قرآنی معنی یقین و علم کے ہیں چنانچہ آلوسی فرماتے ہیں فَالْمَعْنَىٰ وَعَلِمَ دَاوُدُ وَأَيْقَنَ بِمَا جَرَىٰ فِي مَجْلِسِ الْحُكُومَةِ أَنَّ اللّٰهَ ابْتَلَاهُ۔

اور آپ کو محسوس ہوا کہ یہ میرے مرتبہ کا گناہ ہے۔ اگرچہ حَسَنَاتُ الْأَبْرَارِ سَيِّئَاتُ الْمُقَرَّبِينَ ارشاد

فرمایا جا چکا ہے۔ تو آپ وہیں سجدہ میں گر گئے اور استغفار کرنے لگے جیسا کہ ارشاد ہے۔
فَاسْتَغْفَرَ رَبَّهٗ وَخَرَّ رَاكِعًا وَّاَنَابَ۔ تو اپنے رب سے معافی چاہی اور سجدہ میں گر کر رجوع کیا۔
جیسا کہ کسی شاعر نے کہا ہے ؎

فَخَرَّ عَلٰى وَجْهِهٖ رَاكِعًا وَتَابَ اِلَى اللّٰهِ مِنْ كُلِّ ذَنْبٍ

چنانچہ آیہ کریمہ آیت سجدہ بھی ہے۔ اس کے بعد سجدۂ تلاوت کرنا چاہیئے۔
چنانچہ نسائی نے ابن مردویہ سے بسند جید ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نقل کیا اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ سَجَدَ فِیْ صٓ وَقَالَ سَجَدَهَا دَاوٗدُ تَوْبَةً وَّنَسْجُدُهَا شُكْرًا۔ اَیْ عَلٰى قَبُوْلِ تَوْبَةِ دَاوٗدَ عَلَیْهِ السَّلَامُ
حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے سورۃ صٓ میں اس آیت پر سجدہ کیا اور کہا داؤد علیہ السلام نے توبہ کے لیے سجدہ کیا اور ہم قبولیت توبہ داؤد پر بطور شکر سجدہ کرتے ہیں۔

اور حضرت ابو حنیفہ النعمان رضی اللہ عنہ نے اس جگہ سجدہ واجب فرمایا۔
اور اَنَابَ کے معنی توبہ کے ساتھ بارگاہ حق میں رجوع کرنے کے ہیں اس کے بعد ارشاد ہے۔
فَغَفَرْنَا لَهٗ ذٰلِكَ ۭ وَاِنَّ لَهٗ عِنْدَنَا لَزُلْفٰى وَحُسْنَ مَاٰبٍ۔ تو ہم نے انہیں معاف کیا اور بے شک ان کے لیے ہمارے پاس تقرب اور بہترین مقام ہے جنت میں۔
احمد عبد بن حمید۔ یونس ابن حبان سے راوی ہیں اِنَّ دَاوٗدَ عَلَیْهِ السَّلَامُ بَكٰى اَرْبَعِیْنَ لَیْلَةً حَتّٰى نَبَتَ الْعُشْبُ حَوْلَهٗ مِنْ دُمُوْعِهٖ ثُمَّ قَالَ یَا رَبِّ قَرِحَ الْجَبِیْنُ وَرَقَاَ الدَّمْعُ وَخَطِیْئَتِیْ عَلَیَّ كَمَا هِیَ فَنُوْدِیَ یَا دَاوٗدُ اَجَائِعٌ فَتُطْعَمَ اَمْ ظَمْاٰنُ فَتُسْقٰى اَمْ مَظْلُوْمٌ فَیُنْتَصَرَ لَكَ فَنَحَبَ نَحْبَةً هَاجَ مَا هُنَالِكَ مِنَ الْخُضْرَةِ فَغُفِرَ لَهٗ عِنْدَ ذٰلِكَ۔

خلاصہ یہ کہ آپ چالیس رات روتے رہے اور اس مدت میں آپ کے آنسوؤں سے گھاس اُگ آیا۔
دوسری روایت ہے کہ چالیس رات کے گریہ سے مٹر اگ آیا۔
ایک روایت میں ہے کہ آپ نے چالیس دن تک کھانا پینا ترک فرمادیا بہرحال اللہ تعالی نے معافی دی۔
اور ایک روایت میں ہے کہ آپ روتے روتے اتنے نحیف ہوگئے کہ انتقال فرما جائیں کہ ابیشا آپ کے بیٹے نے دعا کی اور آپ کو معافی ملی۔ پھر بنی اسرائیل کے گندہ خیال افراد نے مخالفت کی اور محاربہ ہوا آپ نے انہیں ہزیمت دی۔
اس قسم کی اور بھی روایات ہیں جو بخوف طوالت نقل نہیں کیں۔ من شاء فلینظر فی روح المعانی
آخرش اللہ تعالے نے ان کے مراتب کی بلندی کا اعلان فرمایا اور ارشاد ہوا۔

وَاِنَّ لَہٗ عِنْدَنَا لَزُلْفٰی وَحُسْنَ مَاٰبٍ اور داؤد کے لیے ہمارا قرب اور بہترین مقام ہے پھر ارشاد ہوا
یہاں سیر کی روایت سے واقعہ آلوسی نقل کرتے ہیں۔

اِنَّہٗ عَلَیْہِ السَّلَامُ رَاٰی اِمْرَاَۃً رَجُلٍ یُقَالُ لَہٗ اُوْرِیَا مِنْ مُؤْمِنِیْ قَوْمِہٖ وَفِیْ بَعْضِ الْاٰثَارِ اَنَّہٗ وَزِیْرُہٗ فَمَالَ قَلْبُہٗ اِلَیْہَا فَسَاَلَہٗ اَنْ یُّطَلِّقَہَا فَاسْتَحْیٰ اَنْ یَّرُدَّہٗ فَفَعَلَ فَتَزَوَّجَہَا وَھِیَ اُمُّ سُلَیْمَانَ وَکَانَ ذٰلِکَ جَائِزًا فِیْ شَرِیْعَتِہٖ مُعْتَادًا فِیْمَا بَیْنَ اُمَّتِہٖ غَیْرَ مُخِلٍّ بِالْمُرُوَّۃِ حَیْثُ کَانَ یَسْاَلُ بَعْضُہُمْ بَعْضًا اَنْ یَّنْزِلَ لَہٗ عَنْ اِمْرَاَتِہٖ فَیَتَزَوَّجُہَا اِذَا اَعْجَبَتْہُ وَقَدْ کَانَ الرَّجُلُ مِنَ الْاَنْصَارِ فِیْ صَدْرِ الْاِسْلَامِ بَعْدَ الْہِجْرَۃِ اِذَا کَانَتْ لَہٗ زَوْجَتَانِ نَزَلَ عَنْ اِحْدَاھُمَا لِمَنِ اتَّخَذَہٗ اَخًا لَہٗ مِنَ الْمُہَاجِرِیْنَ لٰکِنَّہٗ عَلَیْہِ السَّلَامُ لِعِظَمِ مَنْزِلَتِہٖ وَارْتِفَاعِ مَرْتَبَتِہٖ وَعُلُوِّ شَانِہٖ نُبِّہَ بِالتَّمْثِیْلِ عَلٰی اَنَّہٗ لَمْ یَکُنْ یَنْبَغِیْ لَہٗ اَنْ یَّتَعَاطٰی مَا یَتَعَاطَاہٗ اٰحَادُ اُمَّتِہٖ وَیَسْاَلُ رَجُلًا لَیْسَ لَہٗ اِلَّا اِمْرَاَۃٌ وَّاحِدَۃٌ اَنْ یَّنْزِلَ عَنْہَا فَیَتَزَوَّجُہَا مَعَ کَثْرَۃِ نِسَائِہٖ بَلْ کَانَ یَجِبُ عَلَیْہِ اَنْ یُّغَالِبَ مَیْلَہُ الطَّبْعِیَّ وَیَقْہَرَ نَفْسَہٗ وَیَصْبِرَ عَلٰی مَا اُمْتُحِنَ بِہٖ۔

روایت ہے کہ حضرت داؤد علیہ السلام کی نگاہ ایک شخص کی بیوی پر پڑی جس کا نام اوریا تھا یہ شخص آپ کی قوم کے مومنین میں سے تھا۔ اور بعض روایات میں ہے کہ اوریا آپ کے وزراء میں سے تھا۔ آپ کا دل اس کی طرف مائل ہوگیا آپ نے اس سے طلاق کے لیے فرمایا اس نے انکار کرنے سے حیا کی اور طلاق دیدی پھر آپ نے اس سے عقد فرما لیا۔ یہ عورت ام سلیمان تھی اور شریعت داؤد میں یہ جائز تھا اور اس زمانہ میں یہ بھی معیوب نہیں تھا کہ کسی کی عورت کے لیے طلاق کا سوال کر کے اس سے عقد کر لیا جائے جبکہ وہ اسے پسند ہو۔

اور عہد سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم میں انصار نے مہاجرین کے لیے بھی یہ ایثار کیا کہ جس کی دو بیویاں تھیں اس نے ایک بیوی کو طلاق دے کر اپنے بھائی مہاجر کے لیے پیش کیا۔ مگر خود حضور سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنی عظم منزلت اور ارتفاع مرتبت اور علو شان کے ماتحت اسے گوارا نہ فرمایا۔
یہاں حضرت داؤد علیہ السلام کا واقعہ یہ ہے کہ باوجود کثرت بیویوں کے میلان طبع کی وجہ میں اوریا کی بیوی کے لیے خطبہ دیا اور یہ معصیت ہے۔

اور دوسری روایت ہے کہ ایک عورت کو کسی نے خطبہ دے رکھا تھا اور آپ نے بھی خطبہ علی الخطبہ دیدیا۔ لیکن اس کے متعلق یہ بھی روایت ہے کہ آپ کا خطبہ لاعلمی میں دیا گیا۔ بہرحال روایت من حیث الروایت روایت ہی ہے۔
ہمارا مسلک یہ ہے کہ انبیاء کرام معصوم عن العصیان ہوتے ہیں رہا ملائکہ کا حاضر ہونا اور حضرت

داؤد علیہ السلام سے ایک مفروضہ پیش کر کے سوال کرنا یہ کسی حکمت کے ماتحت ہے۔ اور وَظَنَّ دَاوٗدُ اَنَّمَا فَتَنّٰہُ کا بھی علم اللہ ہی ہے کہ اصل صورت حال کیا تھی وَنَعْلَمُ قَطْعًا اَنَّ الْاَنْبِیَاءَ عَلَیْہِمُ السَّلَامُ مَعْصُوْمُوْنَ مِنَ الْخَطَاءِ لَا یُمْکِنُ وُقُوْعُہُمْ فِیْ شَیْءٍ مِّنْہَا ضَرُوْرَۃً اور اگر ہم ان روایتوں کو تسلیم کر لیں تو بطلت الشرائع۔

بنابریں ایسی روایتوں کو ہم مؤثق نہیں مانتے سوالتنے واقعہ کے کہ اس میں حضرت داؤد کا امتحان تھا اور واقعہ جو بھی ہوا وہ علم اللہ میں ہے۔

چنانچہ اختلاف روایت سے یہ بھی واقعہ ہے کہ ایک قوم آپ کے قتل کے ارادہ سے دیوار پھاند کر آئی اور جب وہ قتل پر قادر نہ ہوئے تو یہ قصہ سوالی کی صورت میں پیش کر دیا جس کا تذکرہ قرآن کریم میں ہے تو آپ نے ان کے ایسے آنے پر انتقام لینا چاہا اس پر آپ کو محسوس ہوا کہ یہ میری آزمائش ہے تو آپ سربسجود ہو گئے۔ بہر حال۔

فَغَفَرْنَا لَہٗ ذٰلِکَ وَاِنَّ لَہٗ عِنْدَنَا لَزُلْفٰی وَحُسْنَ مَاٰبٍ۔ فرما کر حضرت داؤد علیہ السلام سے مقدمہ صاف فرما دیا گیا اب اعتراض کرنے والا اگر معترض ہوتا ہے تو وہ یا جاہل ہو گا یا اللہ تعالیٰ کے فیصلے کا مخالف۔ اعاذنا اللہ تعالیٰ۔ اس کے بعد ارشاد ہے جو ہماری مزید تائید کرتا ہے۔

یٰدَاوٗدُ اِنَّا جَعَلْنٰکَ خَلِیْفَۃً فِی الْاَرْضِ فَاحْکُمْ بَیْنَ النَّاسِ بِالْحَقِّ وَلَا تَتَّبِعِ الْہَوٰی فَیُضِلَّکَ عَنْ سَبِیْلِ اللّٰہِ اِنَّ الَّذِیْنَ یَضِلُّوْنَ عَنْ سَبِیْلِ اللّٰہِ لَہُمْ عَذَابٌ شَدِیْدٌ بِمَا نَسُوْا یَوْمَ الْحِسَابِ

واللہ تعالیٰ نے فرمایا اے داؤد ہم نے تجھے خلیفہ بنایا زمین میں تو لوگوں میں فیصلے دے حق حق اور نہ پیروی کر خواہشات کی کہ تجھے اللہ کے راستہ سے بہکا دے گا بے شک وہ جو اللہ کے راستہ سے بہکتے ہیں ان کے لیے سخت عذاب ہے بہ سبب اس کے کہ وہ حساب کے دن کو بھلا چکے۔

آیہ کریمہ میں مخاطبہ حضرت داؤد علیہ السلام سے فرمایا گیا اور اس میں حضرت داؤد علیہ السلام کو نیابت عطا کی گئی اور یہ نیابت و خلافت ملک کی حضرت داؤد علیہ السلام کو دی گئی غرضکہ حضرت داؤد علیہ السلام خلیفۃ اللہ مقرر کیے گئے۔

ابن عطیہ فرماتے ہیں کہ خلیفۃ اللہ سوائے رسول کے کوئی نہیں ہو سکتا مگر رسولوں کے خلیفہ ہو سکتے ہیں قیس رقیاتی کہتے ہیں

خَلِیْفَۃُ اللّٰہِ فِیْ بَرِیَّتِہٖ ۔۔۔ جَفَّتْ بِذٰلِکَ الْاَقْلَامُ وَالْکُتُبُ

اللہ کا خلیفہ تمام عالم کا خلیفہ ہوتا ہے اس پر قلم قضا اور کتب الٰہیہ فیصلہ لکھ کر خشک ہو گئیں

وَقَالَتِ الصَّحَابَۃُ لِاَبِیْ بَکْرٍ خَلِیْفَۃُ رَسُوْلِ اللّٰہِ وَبِذٰلِکَ کَانَ یُدْعٰی اِلٰی اَنْ تُوُفِّیَ فَلَمَّا وَلِیَ
عُمَرُ قَالُوْا خَلِیْفَۃُ خَلِیْفَۃِ رَسُوْلِ اللّٰہِ فَعَدَلَ اِخْتِصَارًا اِلٰی اَمِیْرِ الْمُؤْمِنِیْنَ ۔ اور صحابہ کرام حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو خلیفہ رسول اللہ کہتے تھے اور آپ بھی اسی طرح اپنے کو خلیفہ رسول فرماتے تھے حتیٰ کہ جب آپ کی وفات کے بعد عمر رضی اللہ عنہ والی ہوئے تو آپ کو خلیفہ خلیفہ رسول اللہ کہا جاتا تھا اور اسی پر عہد علی کرم اللہ وجہہ الکریم تک عمل رہا اور
شیخ اکبر محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ فرماتے ہیں۔ رسول کی طرف سے خلافت تفویض شرائع کے معنی میں ہے اور یہ اصطلاحات ہیں ولا مشاحۃ فی الاصطلاح۔
یہی وجہ ہے کہ من جانب اللہ داؤد علیہ السلام کا استخلاف نصب امامت کے لیے تھا جو لطف و کرم واجب تعالےٰ شانہ سے تھا چنانچہ حکم ہوا۔
فَاحْکُمْ بَیْنَ النَّاسِ بِالْحَقِّ وَلَا تَتَّبِعِ الْهَوٰی فَیُضِلَّکَ عَنْ سَبِیْلِ اللّٰہِ ۔ تو لوگوں میں حق حق فیصلہ دو اور خواہشات کا اتباع نہ کرو بے شک وہ لوگ جو خواہشات نفسانی کی اتباع کرنے والے ہیں ان کے لیے سخت عذاب ہے بوجہ بھول جانے یوم حساب کے۔
یعنی فیصلہ کرو اللہ کے حکم کے مطابق اور خلاف حکم فیصلہ اتباع ہویٰ ہے جو معصیت ہے اور معصیت موجب گمراہی ہے اس میں مخاطبہ حضرت داؤد علیہ السلام سے ہے لیکن یہ حکم آپ کے امتیوں کے لیے ہے کہ وہ یوم حساب سے بھول سکتے ہیں۔ نہ کہ حضرت داؤد علیہ السلام جو کہ معصوم ہیں اس قسم کے مخاطبہ اہمیت حکم کے لیے ہوتے ہیں۔
جیسے حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کو حضور نے فرمایا لَکَ الْاُوْلٰی وَعَلَیْکَ الثَّانِیَۃَ ۔ اے علی غیر عورت پر پہلی نظر جو پڑے وہ معاف ہے لیکن بالقصد دوسری نظر تمہارے اوپر ہے۔
اس سے مراد حضرت شیر خدا کی ہدایت نہیں بلکہ اہمیت حکم کی غرض سے حضرت علی مخاطب فرمائے گئے اور یہ حکم عامہ مومنین کے لیے ہے کہ وہی یوم حساب کے خوف کو فراموش کر سکتے ہیں نہ کہ انبیاء کرام علیہم السلام۔

بامحاورہ ترجمہ تیسرا رکوع سورۃ صٓ پ ۲۳

وَمَا خَلَقْنَا السَّمَآءَ وَالْاَرْضَ وَمَا بَیْنَهُمَا — اور نہیں پیدا کئے ہم نے آسمان اور زمین اور جو

بَاطِلًا ذٰلِكَ ظَنُّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فَوَيْلٌ لِّلَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنَ النَّارِ ۝

کچھ ان میں ہے بیکار یہ ان لوگوں کا گمان ہے جو کافر ہیں تو خرابی ہے کافروں کی آگ سے۔

اَمْ نَجْعَلُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ كَالْمُفْسِدِيْنَ فِي الْاَرْضِ اَمْ نَجْعَلُ الْمُتَّقِيْنَ كَالْفُجَّارِ ۝

کیا ہم کر دیں انہیں جو ایمان لائے اور نیک عمل کیے ان جیسا جو فساد پھیلاتے ہیں زمین میں یا ہم کر دیں پرہیزگاروں کو شریر فجار جیسا۔

كِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ اِلَيْكَ مُبٰرَكٌ لِّيَدَّبَّرُوْا اٰيٰتِهٖ وَلِيَتَذَكَّرَ اُولُوا الْاَلْبَابِ ۝

یہ ایک کتاب ہے کہ ہم نے نازل فرمائی آپ کی طرف برکت والی تاکہ اس کی آیتوں کو سوچیں اور عقل والے نصیحت مانیں۔

وَوَهَبْنَا لِدَاوٗدَ سُلَيْمٰنَ نِعْمَ الْعَبْدُ اِنَّهٗ اَوَّابٌ ۝

اور ہم نے عطا کیا داؤد کو سلیمان بہترین بندہ بے شک وہ بہت رجوع لانے والا ہے۔

اِذْ عُرِضَ عَلَيْهِ بِالْعَشِيِّ الصّٰفِنٰتُ الْجِيَادُ ۝

جبکہ پیش کیے گئے اس پر تیسرے پہر کو کہ روکیں تو تین پاؤں پر کھڑے ہوں چوتھے سم کا کنارہ زمین پر لگائے ہوئے تو چلیں تو ہوا ہو جائیں۔

فَقَالَ اِنِّيْ اَحْبَبْتُ حُبَّ الْخَيْرِ عَنْ ذِكْرِ رَبِّيْ حَتّٰى تَوَارَتْ بِالْحِجَابِ ۝

تو سلیمان نے کہا مجھے ان گھوڑوں کی محبت پسند آئی ہے اپنے رب کی یاد کے لیے پھر انہیں چلانے کا حکم دیا حتیٰ کہ نگاہ سے پردہ میں چھپ گئے۔

رُدُّوْهَا عَلَيَّ فَطَفِقَ مَسْحًا بِالسُّوْقِ وَالْاَعْنَاقِ ۝

پھر حکم دیا انہیں میرے پاس واپس لاؤ تو ان کی پنڈلیوں اور گردنوں پر ہاتھ پھیرنے لگا۔

وَلَقَدْ فَتَنَّا سُلَيْمٰنَ وَاَلْقَيْنَا عَلٰى كُرْسِيِّهٖ جَسَدًا ثُمَّ اَنَابَ ۝

اور بے شک ہم نے امتحان لیا سلیمان کا اور ڈال دیا اس کے تخت پر ایک بے جان جسم پھر رجوع لایا۔

قَالَ رَبِّ اغْفِرْ لِيْ وَهَبْ لِيْ مُلْكًا لَّا يَنْۢبَغِيْ لِاَحَدٍ مِّنْۢ بَعْدِيْ اِنَّكَ اَنْتَ الْوَهَّابُ ۝

عرض کی اے اللہ مجھے بخش دے اور مجھے دے ایسی سلطنت کہ میرے بعد کسی کو لائق نہ ہو بے شک تو بڑی بخشش والا ہے۔

فَسَخَّرْنَا لَهُ الرِّيْحَ تَجْرِيْ بِاَمْرِهٖ رُخَاءً حَيْثُ اَصَابَ ۝

تو ہم نے مسخر کی ہوا کہ اس کے حکم سے نرم نرم چلے جہاں وہ چاہے۔

وَالشَّیٰطِیْنَ کُلَّ بَنَّاۤءٍ وَّغَوَّاصٍ ۙ	اور دیو مسخر کیے ہوئے معمار اور غوطہ زن اور دوسرے
وَّاٰخَرِیْنَ مُقَرَّنِیْنَ فِی الْاَصْفَادِ ۙ	بیڑیوں میں جکڑے ہوئے۔
هٰذَا عَطَآؤُنَا فَامْنُنْ اَوْ اَمْسِكْ بِغَیْرِ حِسَابٍ ۙ	یہ ہماری بخشش ہے تو احسان کر یا روک رکھ تجھ پر کچھ حساب طلبی نہیں۔
وَاِنَّ لَهٗ عِنْدَنَا لَزُلْفٰی وَحُسْنَ مَاٰبٍ ۙ	اور بے شک اس کے لیے ہماری بارگاہ میں قرب اور اچھا ٹھکانہ ہے۔

لفظی ترجمہ

وَ۔ اور	مَا۔ نہ	خَلَقْنَا۔ پیدا کیا ہم نے	السَّمَآءَ۔ آسمان
وَ۔ اور	اَلْاَرْضَ۔ زمین کو	وَ۔ اور	مَا۔ جو
بَیْنَهُمَا۔ ان کے درمیان ہے	بَاطِلًا۔ بیکار	ذٰلِكَ۔ یہ	ظَنُّ۔ گمان ہے
الَّذِیْنَ۔ ان کا جو	كَفَرُوْا۔ کافر ہیں	فَوَیْلٌ۔ تو خرابی ہے	لِلَّذِیْنَ۔ ان کو جو
كَفَرُوْا۔ کافر ہیں	مِنَ النَّارِ۔ آگ سے	اَمْ۔ کیا	نَجْعَلُ۔ بنائیں گے ہم
الَّذِیْنَ۔ ان کو جو	اٰمَنُوْا۔ ایمان لائے	وَ۔ اور	عَمِلُوا۔ عمل کیے
الصّٰلِحٰتِ۔ اچھے	كَالْمُفْسِدِیْنَ۔ فساد کرنے والوں کی طرح		فِی۔ بیچ
الْاَرْضِ۔ زمین کے	اَمْ۔ کیا	نَجْعَلُ۔ بنائیں گے ہم	الْمُتَّقِیْنَ۔ پرہیزگاروں کو
كَالْفُجَّارِ۔ شریروں کی طرح	كِتٰبٌ۔ یہ کتاب ہے	اَنْزَلْنٰهُ۔ اتارا ہم نے اسکو	اِلَیْكَ۔ تیری طرف
مُبٰرَكٌ۔ برکت والی	لِیَدَّبَّرُوْا۔ تاکہ غور کریں	اٰیٰتِهٖ۔ اسکی آیتوں پر	وَ۔ اور
لِیَتَذَكَّرَ۔ تاکہ نصیحت پکڑیں		اُولُوا الْاَلْبَابِ۔ عقل والے	وَ۔ اور
وَهَبْنَا۔ دیا ہم نے	لِدَاوٗدَ۔ داؤد کو	سُلَیْمٰنَ۔ سلیمان	نِعْمَ۔ اچھا
الْعَبْدُ۔ بندہ تھا	اِنَّهٗ۔ بیشک وہ تھا	اَوَّابٌ۔ رجوع کرنے والا	اِذْ۔ جبکہ
عُرِضَ۔ پیش کیے گئے	عَلَیْهِ۔ اس پر	بِالْعَشِیِّ۔ پچھلے پہر	الصّٰفِنٰتُ۔ تین پاؤں پر کھڑے
الْجِیَادُ۔ اچھے گھوڑے۔	فَقَالَ۔ تو کہا	اِنِّیْ۔ بیشک میں نے	اَحْبَبْتُ۔ پسند کیے
حُبَّ۔ اچھے	الْخَیْرِ۔ گھوڑے	عَنْ ذِكْرِ۔ یاد	رَبِّیْ۔ اپنے رب کی سے

حَتّٰى۔ یہاں تک کہ — تَوَارَتْ۔ چھپ گیا — بِالْحِجَابِ۔ پردے میں — رُدُّوْ۔ واپس لاؤ
هَا۔ اس کو — عَلَیَّ۔ مجھ پر — فَطَفِقَ۔ تو شروع ہوا — مَسْحًا۔ چھونا
بِالسُّوْقِ۔ پنڈلی — وَ۔ اور — الْاَعْنَاقِ۔ گردن کو — وَ۔ اور
لَقَدْ۔ بیشک — فَتَنَّا۔ ہم نے آزمایا — سُلَیْمٰنَ۔ سلیمان کو — وَ۔ اور
اَلْقَیْنَا۔ ڈال دیا — عَلٰی۔ اوپر — کُرْسِیِّهٖ۔ اسکی کرسی کے — جَسَدًا۔ ایک جسم
ثُمَّ۔ پھر — اَنَابَ۔ رجوع لایا — قَالَ۔ کہا — رَبِّ۔ اے میرے رب
اغْفِرْ۔ بخش دے — لِیْ۔ مجھ کو — وَ۔ اور — هَبْ۔ عطا کر
لِیْ۔ مجھ کو — مُلْکًا۔ ایسی بادشاہی کہ — لَا۔ نہ — یَنْبَغِیْ۔ لائق ہو
لِاَحَدٍ۔ کسی کے لیے — مِّنْ بَعْدِیْ۔ میرے بعد — اِنَّکَ۔ بیشک تو — اَنْتَ۔ تو ہی ہے
الْوَهَّابُ۔ عطا کرنے والا — فَسَخَّرْنَا۔ تو تابع کیا ہمنے — لَهٗ۔ اس کے — الرِّیْحَ۔ ہوا کو
تَجْرِیْ۔ وہ چلتی — بِاَمْرِهٖ۔ اسکے حکم سے — رُخَآءً۔ نرم نرم — حَیْثُ۔ جہاں
اَصَابَ۔ وہ چاہتا — وَ۔ اور — الشَّیٰطِیْنَ۔ دیو — کُلَّ۔ ہر ایک
بَنَّآءٍ۔ معمار — وَّ۔ اور — غَوَّاصٍ۔ غوطہ خور — وَ۔ اور
اٰخَرِیْنَ۔ دوسرے کچھ — مُقَرَّنِیْنَ۔ جکڑے ہوئے — فِی۔ بیچ — الْاَصْفَادِ۔ زنجیروں کے
هٰذَا۔ یہ ہے — عَطَآءُ۔ عطا — نَا۔ ہماری — فَامْنُنْ۔ تو دے کسی کو
اَوْ۔ یا — اَمْسِکْ۔ نہ دے — بِغَیْرِ۔ بغیر — حِسَابٍ۔ حساب کے
وَ۔ اور — اِنَّ۔ بیشک — لَهٗ۔ اسکے لیے ہے — عِنْدَنَا۔ ہمارے پاس
لَزُلْفٰی۔ قرب — وَ۔ اور — حُسْنَ۔ اچھا — مَاٰبٍ۔ ٹھکانا

خلاصہ تفسیر تیسرا رکوع۔ سورۃ صٓ۔ پ ۲۳

حل لغات نادرۃ

اِذْ عُرِضَ عَلَیْهِ بِالْعَشِیِّ الصّٰفِنٰتُ الْجِیَادُ۔ اِذْ منصوب ہے اذکر مقدر کی وجہ سے
عَشِیِّ۔ عصر سے شام تک کے وقت کو کہتے ہیں۔
صَافِنَات۔ جمع ہے صَافِن کی۔ صافن اس گھوڑے کو کہتے ہیں جو تھان پر بندھا ہوا ایک پاؤں اٹھائے

رکھتا ہو یہی وجہ ہے کہ تین پاؤں پر کھڑا رہنے والا گھوڑا نجیل جیاد میں داخل ہے یعنی اچھا اور شاہی گھوڑا۔
جِیَاد۔ جمع ہے جَوَادٌ کی اور جَوَاد اس گھوڑے کو کہتے ہیں جو تیز رفتار ہو اس سے جواد اس آدمی کو بھی کہا جاتا ہے جو بیدریغ خرچ کرتے ہیں تیز ہو۔
حَتّٰی تَوَارَتْ بِالْحِجَابِ رُدُّوْهَا عَلَیَّ ۔ حتیٰ متعلق ہے اَحْبَبْتُ کے۔
تَوَارَتْ۔ ضمیر راجع شمس کی طرف۔ اگرچہ پہلے شمس کا ذکر نہیں ہے مگر عَشِیّ جس کا تعلق شمس کے ساتھ ہے اسی بنا پر ضمیر کا سورج کی طرف عود کرنا صحیح ہے۔
اور رُدُّوْهَا کی ضمیر صافنات کی طرف ہے۔
فَطَفِقَ مَسْحًا بِالسُّوْقِ وَالْاَعْنَاقِ ۔ طَفِقَ کے معنی اَخَذَ ہیں یا شَرَعَ۔
مَسْحًا۔ مفعول مطلق ہے فعل محذوف کا اَیْ مَسَحَ بِالسَّیْفِ مَسْحًا ۔ اور مَسَحَ بمعنی ضَرَبَ ہے اَیْ ضَرَبَ عُنُقَهٗ
اور سُوْق۔ جمع ہے ساق کی۔ اور ساق پنڈلی کو کہتے ہیں۔
اَعْنَاق۔ عُنُق کی جمع ہے اور عنق گردن کو کہتے ہیں اس کی تحقیق میں مفسرین کے مختلف بیانات ہیں جو تفسیر اردو میں آگے بیان ہوں گے۔
وَاَلْقَیْنَا عَلٰی كُرْسِیِّهٖ جَسَدًا ۔ کرسی بمعنی تخت ہے اور اس کی لغوی تحقیق تیسرے پارہ کے دوسرے رکوع میں ہے وہاں دیکھ لیں۔
جَسَدًا جسم بالروح کو کہتے ہیں یہاں اس سے مراد دھڑ ہے۔
رُخَاءً حَیْثُ اَصَابَ ۔ رخاء مشتق ہے رخاوہ سے اور رَخَاوَہ اور رِخوہ لینت و نرمی کے معنی میں آتا ہے تو فَسَخَّرْنَا لَهُ الرِّیْحَ تَجْرِیْ بِاَمْرِهٖ رُخَآءً اور آیت کریمہ وَلِسُلَیْمٰنَ الرِّیْحَ عَاصِفَةً میں کوئی منافات نہیں اس لیے کہ دراصل وہ ہوا نرم اور آہستہ ہی چلتی تھی لیکن جب سلیمان علیہ السلام کو کسی جگہ جلدی پہنچنا ہوتا تو تیز ہو جاتی تھی۔
حَیْثُ اَصَابَ میں اَصَابَ کے معنی قَصَدَ کے ہیں، محاورہ میں بولتے ہیں اَصَابَ الصَّوَابَ فَاَخْطَأَ قصد کیا صحیح کا لیکن ہو گئی غلطی۔
وَالشَّیٰطِیْنَ كُلَّ بَنَّآءٍ وَّغَوَّاصٍ ۔ الشیاطین کا عطف اَلرِّیْحَ پر ہے۔
كُلَّ بَنَّآءٍ الشیاطین کا بدل ہے۔
بَنَّاء اور غَوَّاص۔ دونوں جمع کے صیغے ہیں۔ بَنَّاء جمع ہے بانی کی اور غَوَّاص جمع ہے غائص کی۔
وَاٰخَرِیْنَ مُقَرَّنِیْنَ فِی الْاَصْفَادِ ۔ آخرین کا عطف ہے کل بناء پر۔ اور
مُقَرَّنِیْنَ۔ ماخوذ ہے تَقْرِیْن سے اور تَقْرِیْن اور قِرَان دونوں کے ایک معنی ہیں یعنی ایک چیز کو ایک سے

ملاکہ یاندھہ دینار
اَصْفَاد۔ جمع ہے صفد کی اور صفد کہتے ہیں زنجیر کو محاورہ ہے صَفَدَ قَیْدَہٗ۔ اب ملاحظہ فرمائیں

خلاصۃ التفسیر

وَمَا خَلَقْنَا السَّمَآءَ وَالْاَرْضَ وَمَا بَیْنَهُمَا بَاطِلًا ذٰلِكَ ظَنُّ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا فَوَیْلٌ لِّلَّذِیْنَ كَفَرُوْا مِنَ النَّارِ۔ اور نہیں بنایا ہم نے آسمان اور زمین کو اور جو کچھ ان میں ہے بیکار یہ ان کا گمان ہے جو کافر ہیں تو خرابی ہے ان کی جو کافر ہیں آگ سے۔

کافر لوگ اگرچہ صراحۃً نہیں کہتے کہ آسمان و زمین اور ما فیہا بے کار نہیں بنائے گئے لیکن جب وہ بعث و حشر اور جزا و سزا کے منکر ہیں اور کہتے ہیں مَا هِیَ اِلَّا حَیَاتُنَا الدُّنْیَا نَمُوْتُ وَنَحْیَا وَمَا نَحْنُ بِمَبْعُوْثِیْنَ۔ تو نتیجہ یہی نکلا کہ ان کے نزدیک ایجاد عالم عبث اور بے فائدہ ہے تو ایسے فاسد کا سد اعتقاد والوں کو جہنم کی آگ میں خرابی ہے اس لیے کہ ان کا یہ گمان خلاف حکمت ہے اس لیے کہ جو جزا سزا کا قائل نہیں وہ اپنے گمان باطل میں مفسد و مصلح فاجر و متقی کو مساوی سمجھنے والا ہے اور ایسا خیال جاہل ہی کر سکتا ہے۔

شان نزول

آیت کریمہ کا شان نزول یہ ہے کہ کفار قریش نے مسلمانوں سے کہا تھا کہ آخرت میں جو نعمتیں تم کو ملیں گی وہ ہمیں بھی ملیں گی اور ہماری تمہاری جزا برابر ہے۔ اس پر ارشاد باری ہوا کہ یہ تمہارا گمان غلط ہے اَمْ نَجْعَلُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ كَالْمُفْسِدِیْنَ فِی الْاَرْضِ اَمْ نَجْعَلُ الْمُتَّقِیْنَ كَالْفُجَّارِ كِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ اِلَیْكَ مُبٰرَكٌ لِّیَدَّبَّرُوْٓا اٰیٰتِهٖ وَلِیَتَذَكَّرَ اُولُوا الْاَلْبَابِ۔ کیا ہم بنا دیں انہیں جو ایمان لائے اور نیک عمل کیے ان جیسا جو شریر و مفسد ہیں یا ہم پرہیزگاروں کو شریر بے حکموں کے برابر ٹھہرا دیں یہ ایک کتاب ہے کہ ہم نے تمہاری طرف اتاری برکت والی تاکہ اس کی آیتوں پر غور کریں۔ اور عقلمند نصیحت پکڑیں۔

آیہ کریمہ میں ارشاد ہے کہ نیک و بد مومن و کافر کو مساوی کر دینا حکمت کے خلاف ہے جیسا کہ کفار کا خیال باطل ہے ایسا ہماری طرف سے نہیں ہو سکتا اس لیے کہ ہم حکیم مطلق ہیں اور فِعْلُ الْحَكِیْمِ لَا یَخْلُوْا عَنِ الْحِكْمَةِ۔

اور کتاب سے مراد قرآن کریم ہے اسے غور و تدبر سے پڑھنے والے ہدایت پاتے ہیں اور اہل

عقل اس سے نصیحت حاصل کریں۔ آگے ارشاد ہے جو ایک واقعہ کی طرف اشارہ ہے۔

وَوَهَبْنَا لِدَاوُدَ سُلَيْمَانَ نِعْمَ الْعَبْدُ إِنَّهُ أَوَّابٌ إِذْ عُرِضَ عَلَيْهِ بِالْعَشِيِّ الصَّافِنَاتُ الْجِيَادُ فَقَالَ إِنِّي أَحْبَبْتُ حُبَّ الْخَيْرِ عَنْ ذِكْرِ رَبِّي حَتَّى تَوَارَتْ بِالْحِجَابِ رُدُّوهَا عَلَيَّ فَطَفِقَ مَسْحًا بِالسُّوقِ وَالْأَعْنَاقِ۔ اور بخشا ہم نے داؤد کو سلیمان اچھا بندہ بیشک وہ بہت رجوع لانے والا ہے جبکہ اس پر پیش کیے گئے تیسرے پہر کو باندھے ہوئے تین پیروں پر کھڑے ہونے والے اصیل گھوڑے تو سلیمان نے فرمایا میں محبوب رکھتا ہوں ان کی کثرت کو اللہ کی راہ میں (جہاد کے لیے) پھر انہیں دوڑایا حتی کہ وہ نگاہ سے چھپ گئے (پھر حکم دیا) کہ انہیں میرے پاس لاؤ تو ان کی پنڈلی اور گردنیں ملنے لگا۔

یعنی اللہ تعالےٰ نے داؤد علیہ السلام کو سلیمان علیہ السلام جیسا فرزند ارجمند عطا فرمایا جو ایسے عبادت گذار تھے کہ ہر لحظہ تسبیح و ذکر ہی میں گذارتے تھے حتی کہ جب ان کے حضور بعد ظہر جہاد کے گھوڑے اصیل اور خاصہ پیش ہوئے جن کی اصالت اس درجہ تھی کہ پچھلا پیر ہمیشہ ادھر رکھتے اور تین پیروں پر کھڑے ہوتے یہ اصیل گھوڑے کی خاص علامت ہے۔ یہ گھوڑے بعد ظہر آپ کے سامنے لائے گئے اور آپ انہیں ملاحظہ فرماتے رہے۔

اور اس شغل کے متعلق آپ نے فرمایا کہ انہیں اس لیے محبوب رکھتا ہوں کہ یہ جہاد کے لیے ہیں اور جہاد کلمۃ الحق کے لیے ہوتا ہے۔

پھر انہیں دوڑا کر ملاحظہ کیا تو وہ ایسے تیز دوڑے کہ نظر سے غائب ہو گئے۔

تو آپ نے انہیں واپس لانے کا حکم دیا تو جب وہ واپس آئے تو آپ نے ان کی عیال پر ہاتھ پھیرا اور پنڈلیاں ملیں، جیا یک سوار عموماً گھوڑوں کی گردن اور پنڈلی پر ہاتھ پھیرا کرتے ہیں اور یہ ہاتھ پھیرنا خوشنودگی اور عطا شرف کی غرض سے تھا اور یہ عطا شرف اس لیے کہ وہ دشمن کے مقابلہ میں معین ہوتے ہیں امور سلطنت میں ان سے مدد ملتی ہے اور آپ چونکہ گھوڑوں کے عیب و ہنر جاننے میں خاص ماہر تھے بنا بریں یہ ایک ہزار گھوڑے آپ نے جہاد کے لیے خاص فرمائے تھے۔

مفسرین نے اس جگہ مختلف تفسیر کی ہیں، اور ایسی ایسی روایات لکھ دی ہیں جن کی صحت پر کوئی دلیل نہیں وہ محض حکایتیں ہیں جو مفہوم منطوق آیت کریمہ اور دلائل قویہ کے سامنے کسی طرح قابل قبول نہیں۔

اور جو تفسیر ہم نے یہاں پیش کی ہے وہ عبارت قرآن کریم کے بالکل مطابق ہے اور صاحب تفسیر کبیر بھی اسی کی صحت کے موید ہیں۔

ایک روایت بخاری و مسلم میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے یہ بھی ہے کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم

نے فرمایا کہ حضرت سلیمان علیہ السلام نے فرمایا کہ آج میں اپنی نوّے بیویوں کے پاس جاؤں گا اور جب وہ حاملہ ہوں گی تو ان سے جو اولاد پیدا ہو گی اسے جہاد فی سبیل اللہ کے لیے وقف کروں گا اور ہر ایک کو جہاد کے لیے اعلیٰ سوار بناؤں گا۔

لیکن یہ فرماتے کسی ایسے شغل میں آپ محو تھے کہ انشاء اللہ فرمانا بھول گئے۔

چنانچہ اس رات کو کوئی بیوی حاملہ نہ ہوئی سوا ایک کے اور یہ بھی ناقص الخلقت ہی ہوا چنانچہ حضور نے فرمایا اگر سلیمان ان شاء اللہ فرمالیتے تو تمام بیویوں سے لڑکے ہی پیدا ہوتے اور سب جہاد فی سبیل اللہ کرتے۔ بخاری شریف کتاب الانبیاء

چنانچہ اس واقعہ کی طرف اگلی آیت میں اشارہ ہے حیث قال

وَلَقَدْ فَتَنَّا سُلَیْمٰنَ وَاَلْقَیْنَا عَلٰی کُرْسِیِّهٖ جَسَدًا ثُمَّ اَنَابَ۔ اور بے شک ہم نے امتحان کیا سلیمان کا اور اس کے تخت پر ایک بے جان بدن ڈال دیا پھر اس نے رجوع کیا۔

یعنی حضرت سلیمان علیہ السلام کے انشاء اللہ کہے بغیر بیویوں سے بچوں کے ہونے کا دعویٰ فرمانا گو معصیت نہ تھا مگر مرتبہ رسالت کے خلاف اور شان مرسلین کے مغائر تھا تو ہم نے ان کا دعویٰ پورا نہ کیا اور ایک بیوی سے جو حمل وضع ہوا اسے بھی ناقص الخلقت بنا کر ان کے تخت پر ڈال دیا آپ کو علی الفور خیال آیا کہ یہ انشاء اللہ نہ کہنے کا بدلہ ہے آپ نے اسی وقت بارگاہ رحمت میں اس پر بھی استغفار فرمائی اور اپنے سہو کو خطا مانا اس کے بعد آپ نے معطی حقیقی کے حضور عرض کیا۔

قَالَ رَبِّ اغْفِرْ لِیْ وَهَبْ لِیْ مُلْكًا لَّا یَنْۢبَغِیْ لِاَحَدٍ مِّنْۢ بَعْدِیْ اِنَّكَ اَنْتَ الْوَهَّابُ۔ عرض کیا اے میرے رب میرا سہو معاف فرما اور مجھے ایسی سلطنت عطا کر کہ میرے بعد کسی کو لائق نہ ہو بے شک تو بڑی بخشش والا ہے۔

دعا و استغفار کے بعد آپ نے اپنے لیے ایسا ملک طلب کیا جو معجزانہ شان رکھتا ہو چنانچہ ارشاد ہوا کہ ہم نے وہ ملک انہیں عطا فرمایا

فَسَخَّرْنَا لَهُ الرِّیْحَ تَجْرِیْ بِاَمْرِهٖ رُخَآءً حَیْثُ اَصَابَ وَالشَّیٰطِیْنَ كُلَّ بَنَّآءٍ وَّغَوَّاصٍ وَّاٰخَرِیْنَ مُقَرَّنِیْنَ فِی الْاَصْفَادِ۔ تو ہم نے مسخر کر دی ہوا کہ اس کے حکم سے نرم نرم چلتی جہاں وہ چاہتا اور دیو جن بھی مسخر دیے جو ہر قسم کے معمار اور غوطہ زن تھے اور دوسرے زنجیروں میں جکڑے ہوئے۔

ہوا سے مراد ہوائی گھوڑے ہیں جیسا کہ سورۃ انبیاء میں مفصل فرمایا جا چکا ہے وَلِسُلَیْمٰنَ الرِّیْحَ غُدُوُّهَا شَهْرٌ وَّرَوَاحُهَا شَهْرٌ۔ اور یہ ایروپلین سلیمانی ہے کہ آج تک بڑے بڑے سائنسدان اس کے

مقابلہ کا ایرو پلین نہ بنا سکے جس کا عرض و طول اتنا تھا کہ رعایا فوج وزراء سلطنت اس میں آ جاتے۔ اور وسط میں آپ کا تخت زرنگار ہوتا مستغیث و مدعی حاضر ہوتے مقدمات فیصل ہوتے جاتے راہ میں جو آبادی گذرتی اس کے ہر فرد کی آواز فرداً فرداً مسموع فرماتے حتیٰ کہ چیونٹی کی آواز بھی آپ نے سنی جیسا کہ سورہ نمل میں ہے قَالَتْ نَمْلَةٌ يَّا أَيُّهَا النَّمْلُ ادْخُلُوا مَسَاكِنَكُمْ لَا يَحْطِمَنَّكُمْ سُلَيْمَانُ وَجُنُودُهُ وَهُمْ لَا يَشْعُرُونَ۔

پھر جتنا تیز وہ چاہتے بلا پٹرول وہ چلتا اور جتنا آہستہ چاہتے چلاتے۔ سیر کی روایتوں میں ایک قصہ مذکور ہے جو یہاں حسب موقع لکھا جاتا ہے جس سے حضرت سلیمان علیہ السلام کا بستیوں کے رہنے والوں کی گفتگو فرداً فرداً مسموع ہوتا واضح ہوتا ہے۔

حکایت

حضرت سلیمان علیہ السلام اپنی ہوائی سواری پر گذر رہے تھے کہ ایک جنگل میں ایک لکڑ ہارا تھا جس کا نام بھی سلیمان تھا۔ اس نے سلیمانی ایرو پلین گذرتا دیکھ کر اپنے رب کی بے نیازی کا بیان کرتے ہوئے کہا۔ الٰہی تو بھی عجیب بے نیاز ہے جسے چاہے جیسے چاہے رکھے جس قدر جتنا چاہے دے۔ ایک سلیمان (علیہ السلام) یہ ہیں کہ اس کروفر کے مالک ہیں اور ایک سلیمان میں ہوں کہ نان شبینہ کا محتاج ہوں۔

یہ آواز ہوتے گوش سلیمانی میں پہنچی آپ نے ہوائی سواری روکی اور حکم اس لشکر کو دیا کہ اس وادی میں سلیمان نام کا ایک لکڑ ہارا ہے اسے ہمارے حضور پیش کیا جائے۔

مختصر یہ کہ غریب پیش ہو گیا لرزاں و ترساں سامنے کھڑا ہوا آپ نے فرمایا تو جنگل میں کیا کہہ رہا تھا سلیمان نے عرض کی حضور میں جو کچھ کہہ رہا تھا اپنے رب سے کہہ رہا تھا آپ سے کچھ مخاطبہ نہ تھا۔

حضرت سلیمان علیہ السلام نے فرمایا وہ کیا الفاظ تھے اب ہمیں سنا۔

غریب سلیمان جھجکا ڈرا مگر کہے بغیر چارہ بھی کب تھا آخر اس نے سنا دیا کہ میں اپنے رب کی شان بے نیازی بیان کر رہا تھا کہ نسبت اسمی کی بھی پرواہ نہیں فرماتا ایک سلیمان یہ ہیں جن کے کروفر کا منتہی ہی نہیں اور ایک سلیمان میں ہوں کہ نان جویں کو ترستا ہوں۔

حضرت سلیمان علیہ السلام کو اس پر رحم آیا اور نسبت اسمی کی غیرت نے آپ کو بخشش کی طرف مائل کیا آپ نے اسے ایک قیمتی یاقوت عطا فرمایا اور ہدایت کی کہ اب اسے فروخت کر کے عیش کی زندگی بسر کر۔ غریب سلیمان ممنون منت ہوتا اس یاقوت کو اپنی روٹیوں میں باندھ کر چل دیا۔ راستہ میں کتا ملا اور

وہ روٹیاں معہ دستر خوان اور یاقوت کے لے کر چل دیا اس نے اس میں سے چھڑ لینے کی سعی بلیغ کی مگر وہ ہاتھ نہ آیا اور آج یہ بھوکا ہی رہا۔

دوسرے دن پھر وہی لکڑیاں کاٹنے کے کام میں مصروف ہوگیا۔ چند روز بعد آپ کی سواری ادھر سے پھر گذری دیکھا کہ وہی سلیمان لکڑیاں کاٹ رہا ہے حکم دیا کہ اسے لایا جائے وہ پیش ہوا آپ نے فرمایا تو بڑا ناشکرا انسان ہے تجھے حرص نے پھر اپنے کام میں لگا رہنے کے لیے مجبور کردیا اور یاقوت فروخت کرکے فارغ البالی پسند نہ آئی۔

بدنصیب سلیمان نے عرض کی حضور میں ناشکرا نہیں ہوں بلکہ اس دن مجھے فاقہ بھی کرنا پڑا میں نے وہ یاقوت اپنے دستر خوان میں باندھ لیا تھا کہ راستے میں کتے نے وہ جھپٹ لیا اور مجھے اس دن فاقہ بھی کرنا پڑا تھا۔

حضرت سلیمان علیہ السلام نے اسے تہدید فرمائی اور کہا بے وقوف دستر خوانوں میں یاقوت نہیں رکھا کرتے۔ اچھا لے یہ اور یاقوت ہم عطا فرماتے ہیں اب اسے حفاظت سے لے جا اور فارغ البالی سے بسر کر۔

غریب سلیمان نے اس یاقوت کو اپنی پگڑی میں باندھ لیا کہ راستے میں چیل نے جھپٹ مار کر معہ پگڑی کے یاقوت لے لیا۔

اب یہ غریب ننگے سر رہ گیا صبر کرکے پھر جنگل میں چوب تراشی کرنے لگا اب پھر اس طرف سے سلیمانی سواری گذری دیکھا وہی سلیمان ہے اور جنگل میں لکڑیاں کاٹ رہا ہے۔

آپ نے اسے بلوایا اور فرمایا اب کیا ہوا جو تو اسی حال میں ہے۔

سلیمان نے عرض کی حضور اس دن سے ننگے سر اور ہوگیا عطا کردہ یاقوت پگڑی میں باندھ کر جارہا تھا کہ چیل نے جھپٹ لیا۔

آپ نے اسے تیسرا یاقوت عطا فرمایا اور تاکید کی کہ اسے احتیاط سے لے جا اور جا۔

یہ غریب یاقوت مٹھی میں دبائے راہ طے کر رہا تھا۔ پیاس معلوم ہوئی ایک تالاب کے کنارے آکر پانی لینا چاہا کہ پھسل گیا اور از خود رفتگی میں وہ یاقوت حوض میں گر گیا۔ صبر و شکر کرتا ہوا آیا اور وہی اپنے پرانے کام میں مصروف ہوگیا۔ کہ

سلیمانی سواری پھر ادھر سے گذری اور سلیمان کو اپنے پرانے پیشہ میں مصروف پایا آپ نے اسے بلوا کر پوچھا کہ میاں سلیمان اس دفعہ کیا ہوا۔

غریب نے سرگذشت سنا دی آپ نے فرمایا کہ سلیمان اللہ کی مرضی ہی یہ ہے کہ تو اس ہی حال میں رہے اب ہم کیا کر سکتے ہیں اچھا جاؤ اللہ تم پر رحم کرے۔

لکڑہارا سلیمان علیہ السلام کو سلام کرکے واپس آ گیا۔

اب سلیمانی سواری بعد چندے اس جنگل سے گذری تو وہ سلیمان نہ ملا۔ سواری روک کر معلوم کیا کہ وہ لکڑہارا سلیمان کہاں ہے۔

جنگل والوں نے عرض کیا حضور وہ لکڑہارا جب کبھی ہوگا ہوگا اب تو وہ رئیس اعظم ہے روزانہ غربا کو خیرات تقسیم کرتا ہے اور نہایت خوشحال ہے۔ آخرش بحکم سلیمانی وہ لایا گیا۔

سامنے آیا تو نہایت قیمتی گھوڑے پر سوار لباس فاخرہ میں حاضر آیا۔

حضرت نے فرمایا سناؤ سلیمان کیا حال ہے؟

سلیمان نے عرض کیا حضور آپ کے دیے پوری نہ پڑی لیکن معطی حقیقی نے جب دینا چاہا تو دہی یا قوت دے دیے میں ایک درخت کاٹ رہا تھا کہ اس کی ڈالی میں چیل کا آشیانہ تھا اس میں یاقوت مل گیا اور آج میں اس حال میں ہوں جو آپ دیکھ رہے ہیں۔

اس حکایت سے چند باتیں ہدایت آموز نکلتی ہیں

اول یہ کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کو جو بشارت تھی هٰذَا عَطَاؤُنَا فَامْنُنْ اَوْ اَمْسِكْ بِغَيْرِ حِسَابٍ یہ ہماری عطا کردہ نعمتیں ہیں ان میں سے جیسے چاہیں آپ عطا کریں جس پر احسان فرمائیں چاہیں یا روک رکھیں آپ سے اصلا محاسبہ نہیں۔ چنانچہ آپ نے جتنا چاہا بخشا احسان فرمایا اور جب چاہا روک لیا لیکن حقیقی معطی اللہ تعالےٰ ہے اور اسی کے دیے سے پورا پڑتا ہے۔

دوسرے یہ کہ آپ کے پاس دیو وجن ایسے تھے کہ سمندر میں غوطہ لگا کر موتی جواہرات نکال کر لاتے چنانچہ سب سے پہلے آپ ہی نے سمندر کے موتی اور جواہرات نکالے۔

تیسرے یہ کہ نبی۔ رسول۔ ولی۔ مقربان الٰہی ابناء وطن پر احسان کر سکتے ہیں اور یہ احسان سنت انبیاء کرام ہے چنانچہ آگے کی آیتوں میں ارشاد ہے۔

هٰذَا عَطَاؤُنَا فَامْنُنْ اَوْ اَمْسِكْ بِغَيْرِ حِسَابٍ ۔ وَاِنَّ لَهٗ عِنْدَنَا لَزُلْفٰى وَحُسْنَ مَاٰبٍ

یہ ہماری عطا ہے اب تو چاہے تو احسان کر یا روک رکھ تجھ پر کچھ حساب نہیں اور بیشک اس کے لیے ہمارے حضور قرب اور اچھا ٹھکانہ ہے۔

آیت کریمہ سے واضح ہوتا ہے کہ عطاء الٰہی سے بندہ جس پر چاہے جتنا چاہے احسان کر سکتا ہے

اور یہ عطاء الٰہی سے

نہ کس مے دہاند نہ کس میدہد　　خدا مے دہاند خدا مے دہد

لیکن ہٰذَا عَطَاؤُنَا فَامْنُنْ اَوْ اَمْسِکْ بِغَیْرِ حِسَابٍ کے اندر من جانب اللہ اختیار تام حضرت سلیمان علیہ السلام کو من جانب اللہ عطا ہوا ہے جس کے الفاظ بتا رہے ہیں کہ یہ ہماری عطا ہے۔ تسخیر ریاح تسخیر جنہ بناء و غواص ان ہیں سے جو آپ چاہیں کسی پر احسان فرمائیں یا روک رکھیں۔

قصہ سلیمانی مفصل سورۃ انبیاء کے رکوع ششم میں ملاحظہ کریں۔

نوٹ

زنجیروں میں جکڑے ہوئے شیاطین برائے تادیب و اصلاح آپ کے قبضہ میں تھے۔

مختصر تفسیر اردو و تیسّر رکوع سورۃ صٓ پ ۲۳

وَمَا خَلَقْنَا السَّمَآءَ وَالْاَرْضَ وَمَا بَیْنَہُمَا بَاطِلًا ذٰلِکَ ظَنُّ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا فَوَیْلٌ لِّلَّذِیْنَ کَفَرُوْا مِنَ النَّارِ۔ اور نہیں پیدا کیے ہم نے آسمان اور زمین اور جو کچھ ان میں ہے عبث یہ گمان ان کا ہے جو کافر ہیں تو خرابی ہے انہیں جو کافر ہوئے آگ کی۔

آلوسی فرماتے ہیں وَالْبَاطِلُ مَا لَاحِکْمَۃَ فِیْہِ۔ باطل وہ ہے جس کے بنانے میں کوئی حکمت نہ ہو۔

دوسرا قول ہے وَالْبَاطِلُ اللَّعِبُ وَالْعَبَثُ۔ باطل وہ ہے جو کھیل اور لغو ہو۔

چنانچہ دوسری جگہ قرآن کریم میں ہے وَمَا خَلَقْنَا السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَمَا بَیْنَہُمَا لٰعِبِیْنَ۔ گویا ارشاد ہے مَا خَلَقْنَا ھٰذَا الْعَالَمَ لِلْبَاطِلِ الَّذِیْ ھُوَ مُتَابَعَۃُ الْھَوٰی بَلْ لِلْحَقِّ الَّذِیْ ھُوَ مُقْتَضَی الرُّسُلِ مِنَ التَّوْحِیْدِ وَالتَّدَرُّعِ بِالشَّرَائِعِ۔ نہیں بنایا ہم نے اس عالم کو باطل کے لیے کہ تتبع ہوا ہے بلکہ اس حق کے لیے بنایا جو مقتضی رسل ہے توحید او اتباع شرع میں۔

آگے ارشاد ہے ذٰلِکَ ظَنُّ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا۔ یہ گمان باطل کافروں کا ہے کہ اِنْ ھِیَ اِلَّا حَیَاتُنَا الدُّنْیَا نَمُوْتُ وَنَحْیٰی۔ یہ عالم کچھ نہیں مگر دنیا کی زندگی ہے جس میں مرتے جیتے ہیں۔ اس پر ان کے لیے وعید شدید فَوَیْلٌ لِّلَّذِیْنَ کَفَرُوْا مِنَ النَّارِ تو خرابی ہے ان کے لیے جو کافر ہوئے آگ کی۔

جیسے ایک جگہ فرمایا فَوَیْلٌ لَّہُمْ مِّمَّا کَتَبَتْ اَیْدِیْہِمْ وَوَیْلٌ لَّہُمْ مِّمَّا یَکْسِبُوْنَ۔ یعنی جو تخلیق عالم کے متعلق یہ گمان باطل رکھتے ہیں ان کے لیے آگ کی خرابی ہے چنانچہ تخلیق عالم کی فلاسفی بیان فرمائی

کہ عالم کی تخلیق کا مقصد یہ ہے کہ اچھے کام کرنے والوں کو آخرت میں اچھا ملے اور برے فعل کرنے والوں پر زجر ہو تاکہ برے اور بھلے کا امتیاز ہو جائے۔ چنانچہ ارشاد ہے۔

اَمْ نَجْعَلُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ كَالْمُفْسِدِیْنَ فِی الْاَرْضِ اَمْ نَجْعَلُ الْمُتَّقِیْنَ كَالْفُجَّارِ۔ کیا ہم کر دیں ایمان والوں کو جو نیک عمل کرتے ہیں فسادیوں کی طرح جو زمین میں فساد کرتے ہیں یا کر دیں پرہیزگاروں کو بے حکموں فاجروں کی طرح۔

یہاں اَم منقطعہ ہے اور ہمزہ انکار تسویہ کے لیے ہے کافر و مومن کے مابین تو عبارت مفہوم آیت یوں ہوئی اَنَجْعَلُ الْمُؤْمِنِیْنَ الْمُصْلِحِیْنَ كَالْكَفَرَةِ الْمُفْسِدِیْنَ فِی الْاَرْضِ الَّتِیْ جُعِلَتْ لَهُمْ مَقَرًّا لَهُمْ كَمَا یَقْتَضِیْهِ عَدَمُ الْبَعْثِ وَمَا یَتَرَتَّبُ عَلَیْهِ مِنَ الْجَزَاءِ لِاِسْتَوَاءِ الْفَرِیْقَیْنِ فِی التَّمَتُّعِ فِی الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا بَلْ اَكْثَرُ الْكَفَرَةِ اَوْفَرُ حَظًّا مِنْهَا مِنْ اَكْثَرِ الْمُؤْمِنِیْنَ لٰكِنَّ ذٰلِكَ الْجَعْلَ مُحَالٌ مُخَالِفٌ لِلْحِكْمَةِ فَتَعَیَّنَ الْبَعْثُ وَالْجَزَاءُ حَتْمًا لِرَفْعِ الْاَوَّلِیْنَ اِلٰی اَعْلٰی عِلِّیِّیْنَ وَرَدِّ الْاٰخِرِیْنَ اِلٰی اَسْفَلِ السَّافِلِیْنَ۔

کیا مومنین صالحین کو مثل کفار مفسدین فی الارض کے۔ یا کر دیں ہم ان کا ٹھکانہ ان کے عقیدہ انکار بعث کی وجہ میں اسفل السافلین رکھا ہے باآنکہ دنیا میں وہ کافی متمتع ہو چکے ہیں بلکہ اکثر کافر مومنین سے زیادہ حصہ نعم دنیا کا لے چکے ہیں۔

لیکن یہ محال ہے کہ وہ آخرت میں بھی نعمتوں سے متمتع ہوں اور یہ خلاف حکمت ہے کہ عقیدہ فاسدہ کا بدلہ انہیں نہ ملے اس لیے حتمی طور پر بعث بعد الموت اور جزاء اعمال لازم کی گئی جس کی بنا پر مومنین اعلی علیین میں ہوں گے اور کفار اسفل السافلین میں۔ اسی لیے ارشاد ہوا ام نجعل المتقین کالفجار۔ اب آگے ارشاد خداوندی ہے۔

كِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ اِلَیْكَ مُبٰرَكٌ لِّیَدَّبَّرُوْۤا اٰیٰتِهٖ وَلِیَتَذَكَّرَ اُولُوا الْاَلْبَابِ۔ یہ کتاب ہے جو ہم نے تم پر اے محبوب نازل کی برکت والی ہے تاکہ اس کی آیتوں میں غور و تدبر کریں اور تاکہ اہل عقل اس سے ہدایت حاصل کریں۔

کتاب سے مراد قرآن کریم ہے مبارک اس کی صفت ہے یعنی یہ کتاب کثیر المنافع ہے دینی اور دنیوی امور میں۔

لِیَدَّبَّرُوْۤا اٰیٰتِهٖ متعلق ہے اَنْزَلْنٰهُ کے۔ اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے اس کے معنی یوں فرمائے۔ اَیْ اَنْزَلْنٰهُ لِیَتَفَكَّرُوْا فِیْ اٰیٰتِهِ الَّتِیْ مِنْ جُمْلَتِهَا هٰذِهِ الْاٰیٰتُ الْمُعْرِبَةُ عَنْ اَسْرَارِ التَّكْوِیْنِ وَالتَّشْرِیْعِ فَیَعْرِفُوْا مَا یَدَّبَّرُوْا وَیُتَّبَعُ ظَاهِرُهَا مِنَ الْمَعَانِی الْفَائِقَةِ وَالتَّاوِیْلِ اللَّائِقَةِ۔

اور اِلَیْكَ سے حضور کو اور علماء امت کو خطاب ہے آلوسی کہتے ہیں وَالْخِطَابُ لِلنَّبِیِّ صَلَّى اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَعُلَمَاءُ اُمَّتِہٖ عَلَى التَّغْلِیْبِ اَیْ لِتَدَبَّرُوْا اَنْتَ وَعُلَمَاءُ اُمَّتِكَ۔

وَلِیَتَذَكَّرَ اُولُوا الْاَلْبَابِ۔ یَعْنِیْ وَلِیَتَّعِظَ بِہٖ ذَوُو الْعُقُوْلِ الزَّاكِیَۃِ الْخَالِصِ مِنَ الشَّوَائِبِ

اس کے بعد حضرت سلیمان علیہ السلام کی پیدائش اور ان کی صفت کا بیان ہے اور ایک واقعہ بھی سنایا گیا ہے چنانچہ ارشاد ہے۔

وَوَهَبْنَا لِدَاوٗدَ سُلَیْمٰنَ نِعْمَ الْعَبْدُ اِنَّہٗۤ اَوَّابٌ۔ اور عطا فرمایا ہم نے داؤد کو سلیمان اچھا بندہ بے شک وہ بہت رجوع کرنے والا ہے۔

اس کے بعد واقعہ رجوع کا بیان ہے۔

اِذْ عُرِضَ عَلَیْہِ بِالْعَشِیِّ الصّٰفِنٰتُ الْجِیَادُ فَقَالَ اِنِّیْۤ اَحْبَبْتُ حُبَّ الْخَیْرِ عَنْ ذِكْرِ رَبِّیْ حَتّٰى تَوَارَتْ بِالْحِجَابِ۔ اور یاد فرمائیے اس واقعہ کو جبکہ ان پر پیش کیے گئے ظہر کے وقت صافنات الجیاد خاص اصیل گھوڑے تو سلیمان نے فرمایا میں محبوب رکھتا ہوں انہیں اپنے رب کے ذکر کے لیے حتیٰ کہ وہ نظروں سے غائب ہو گئے۔

آلوسی فرماتے ہیں وَاِذْ مَنْصُوْبٌ بِاُذْكُرْ وَالْمُرَادُ بِذِكْرِہٖ الزَّمَانُ مَا وَقَعَ فِیْہٖ یعنی اذ منصوب ہے اُذْكُرْ کے ساتھ اور اس سے مراد وہ زمانہ ہے جس میں یہ واقعہ پیش آیا۔ تو اس کے معنی یہ ہوئے اُذْكُرْہُمَا صَدَرَ مِنْہُ اِذْ عُرِضَ عَلَیْہِ۔

بِالْعَشِیِّ پر راغب کہتے ہیں اَلْعَشِیُّ مِنْ زَوَالِ الشَّمْسِ اِلَى الصَّبَاحِ۔ عشی سورج کے ڈھلنے سے صبح تک کو کہتے ہیں۔

بعض نے کہا مِنْہُ اِلٰى اٰخِرِ النَّهَارِ سورج ڈھلنے سے آخر نہار تک عشی کہتے ہیں۔

صَافِنَات۔ جمع ہے صَافِن کی وَالصَّافِنُ الْخَیْلُ الَّذِیْ یَرْفَعُ اِحْدٰى یَدَیْہِ اَوْ رِجْلَیْہِ وَیَقِفُ عَلٰى مُقَدَّمِ حَافِرِهَا۔ صافن اس گھوڑے کو کہتے ہیں جو اپنے اگلے پیروں میں سے ایک پیر اٹھائے رکھے یا پچھلے پیروں میں سے ایک سُم کا کنارہ زمین پر رکھے یہ گھوڑے کے اصیل ہونے کی صفت ہے۔

الجِیَاد۔ یہ جمع ہے جواد کی۔ مونث و مذکر کے لیے استعمال ہوتا ہے اچھے اور خاصہ گھوڑوں کے لیے بولتے ہیں۔ بعض نے کہا تیز رفتار گھوڑے کو جواد اور جیاد کہتے ہیں۔

کلبی کہتے ہیں اِنَّ هٰذِہِ الْخَیْلَ كَانَتْ اَلْفَ فَرَسٍ غَنِمَہَا سُلَیْمَانُ عَلَیْہِ السَّلَامُ دِمَشْقَ وَنَصِیْبِیْنَ فَاَصَابَہَا۔ یہ ایک ہزار گھوڑے تھے جو سلیمان علیہ السلام کو غزوہ دمشق و نصیبین سے حاصل ہوئے۔

لیکن اس روایت کے تسلیم کر لینے سے یہ اشکال واقع ہوتا ہے کہ اِنَّ الْغَنَائِمَ لَمْ تَحِلَّ لِغَیْرِ نَبِیِّنَا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَمَا وَرَدَ فِی الْحَدِیْثِ الصَّحِیْحِ۔ غنائم سوا ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے کسی کو حلال نہ تھے جیسا کہ صحیح حدیث میں ہے وَاُحِلَّتْ لَنَا الْغَنَائِمُ۔ البتہ یہ کہا جا سکتا ہے کہ یہ غنیمت سے نہ ہوں۔ بلکہ ہدیہ کے طور پر آئے ہوں۔

اور مقاتل کہتے ہیں اِنَّھَا اَلْفُ فَرَسٍ وَرِثَھَا مِنْ اَبِیْہِ دَاؤُدَ وَکَانَ عَلَیْہِ السَّلَامُ قَدْ اَصَابَھَا مِنَ الْعَمَالِقَۃِ وَھُوَ بَنِیْ عُمْلِیْقَ بِنْ عَادِبْنِ اِرَمَ۔ یہ ہزار گھوڑے ورثہ داؤد علیہ السلام سے آئے تھے اور وہ آپ کو عمالقہ سے ملے تھے اور عمالقہ عملیق بن عوص بن عاد بن ارم تھے۔

لیکن یہاں یہ اشکال پیدا ہوتا ہے کہ اِنَّ الْاَنْبِیَاءَ عَلَیْھِمُ السَّلَامُ لَا یُوْرِثُوْنَ کَمَا جَاءَ فِی الْحَدِیْثِ الَّذِیْ رَوَاہُ اَبُوْبَکْرِ الصِّدِّیْقُ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ۔ نَحْنُ مَعَاشِرُ الْاَنْبِیَاءِ لَا نُوْرِثُ وَلَا نُوْرَثُ مَا تَرَکْنَاہُ فَھُوَ صَدَقَۃٌ۔ انبیاء کرام ورثہ کسی کا نہ لیں نہ اپنا ورثہ کسی کو دیں جیسا کہ حدیث میں ہے جسے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے فدک کے معاملہ میں حضرت سیدہ کو جواب دیا تھا۔

اس کا جواب یہ ہو سکتا ہے کہ من حیث السلطان یہ گھوڑے حضرت سلیمان علیہ السلام کے تصرف میں آئے ہوں نہ کہ ملکیت سلیمانی قرار دیے گئے ہوں۔

اور عوف فرماتے ہیں کہ مجھے ایک روایت سے معلوم ہوا کہ کَانَتْ خَیْلًا ذَاتَ اَجْنِحَۃٍ اُخْرِجَتْ لَہٗ مِنَ الْبَحْرِ لَمْ یَکُنْ لِاَحَدٍ قَبْلَہٗ وَلَا بَعْدَہٗ۔ وہ گھوڑے پردار تھے جو دریا سے آپ کے لیے نکالے گئے تھے اس کے بعد پھر نہیں نکلے نہ اس سے پہلے نکالے گئے۔

ابن جریر وغیرہ ابراہیم تیمی سے راوی ہیں اِنَّھَا کَانَتْ عِشْرِیْنَ اَلْفَ فَرَسٍ ذَاتَ اَجْنِحَۃٍ یہ بیس ہزار اڑنے والے گھوڑے تھے۔

اس قسم کی اور بہت سی روائتیں ہیں جو پیشہ ور واعظوں کے لیے تفکّہ طبع کی موجب ہوتی ہیں۔ علامہ آلوسی کی رائے یہ ہے کہ لَیْسَ فِیْ ھٰذَا الشَّیْءِ سِوَی الْاِسْتِبْعَادِ۔

لیکن میرا خیال ہے کہ جب حضرت سلیمان علیہ السلام کو ان کی دعا رَبِّ ھَبْ لِیْ مُلْکًا لَا یَنْبَغِیْ لِاَحَدٍ مِّنْ بَعْدِیْ کے بعد اگر من جانب اللہ ایسی معجزانہ مل بھی گئی ہوں تو کیا استبعاد ہے اور یوں اگر دیکھا جائے تو معجزہ کہتے ہی اس کو ہیں جو خارق عادات امور سے ہو اسی بنا پر اسے معجزہ کہا جاتا ہے یعنی جس کے سمجھنے سے عقل عاجز ہو جائے۔

سنگریزوں کا کلمہ پڑھنا۔ نکلی ہوئی آنکھ کا تندرست آنکھ سے زیادہ روشن ہونا۔ ٹوٹی ہوئی پنڈلی کا

صحیح پنڈلی سے زیادہ طاقتور ہونا۔ ستون حنانہ کا ہجر مبارک میں گریہ کرنا۔ اندھے کا سوانکھا ہونا اور مردے کا زندہ ہو جانا۔ اور مری ہوئی گوہ کا زندہ ہو کر کلمہ پڑھنا اور شتر کا بارگاہ رسالت پناہ صلے اللہ علیہ وسلم میں استغاثہ کرنا وغیرہ۔ ؎

گر اَبْر آن نصیبا بالمس ذا حَنَّۃً ••• ذا الملقت ادبا من ذیقت الیمم

تو اندریں حال سلیمانی سواریوں میں ایسے پردار گھوڑوں کا ہونا کیوں مستبعد ہو۔ اب رہا حَتّٰی تَوَارَتْ بِالْحِجَابِ. کا معاملہ اس کے متعلق اعلیٰ حضرت قدس سرہ کا ترجمہ اور صدر الافاضل رحمہ اللہ تعالے کی تفسیر میں نظر سے بعید ہونا جو ثابت ہے وہ ان کی تیز رفتاری سے بہت قریب ہے۔

اور مفسرین کے مختلف اقوال وہ بھی میرے نزدیک ممکن ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ آلوسی بھی اس کے خلاف نہیں گئے بلکہ فرماتے ہیں۔ فَلْنَا اَنْ تَقُوْلَ هِيَ خَيْلٌ كَانَتْ لَهُ كَالْخَيْلِ الَّتِي تَكُوْنُ عِنْدَ الْمُلُوْكِ وَصَلَتْ اِلَيْهِ بِسَبَبٍ مِّنْ اَسْبَابِ الْمُلْكِ فَاسْتَعْرَضَهَا فَلَمْ تَزَلْ تُعْرَضُ عَلَيْهِ حَتّٰى غَرَبَتِ الشَّمْسُ۔ ہم کہتے ہیں کہ ان روایتوں پر یوں کہا جائے کہ وہ گھوڑے ایسے خاصہ ہوں گے جیسے بادشاہوں کے پاس ہوتے ہیں جو ان کو کسی ذریعہ سے پہنچے ہوں تو انہیں ملاحظہ فرماتے رہے یہاں تک کہ سورج غروب ہو گیا۔

اور طبرسی حضرت علی کرم اللہ وجہہ اور قتادہ اور سدی بھی اسی طرح روایت کرتے ہیں اور یہ بھی توجیہ کرتے ہیں کہ فَاتَتْهُ اَوَّلُ الْوَقْتِ۔

اور بعض نے کہا اول وقت عصر فوت ہوا جسے حضرت سلیمان علیہ السلام نے اپنی شان کے خلاف بلند مرتبہ کے خیال کیا۔

جبائی کہتے ہیں لَمْ يَفُتْهُ الْفَرْضُ وَاِنَّمَا فَاتَهُ نَفْلٌ كَانَ يَفْعَلُهُ اٰخِرَ النَّهَارِ۔ فرض فوت نہیں ہوا تھا بلکہ وہ نفلیں فوت ہوئی تھیں جو آپ آخر دن میں ادا فرمایا کرتے تھے۔ تو آپ نے اپنی شان کے مطابق اسے بھی پسند نہ فرمایا۔ اور کہا۔

اِنِّيْ اَحْبَبْتُ حُبَّ الْخَيْرِ عَنْ ذِكْرِ رَبِّيْ حَتّٰى تَوَارَتْ بِالْحِجَابِ۔ میں نے مال کی کثرت کو اپنے رب کے ذکر سے محبوب رکھا۔

یہ فرمانا اشتغال بلاحظہ خیل کے متعلق تھا جس پر اعتراف ندامت فرمایا جو آپ کے تورع اور تقویٰ اور مرتبۂ منصب نبوت کے مقابل آپ کے لیے شایان شان تھا۔ اس لیے کہ خیر کا استعمال کثرت مال پر ہوتا ہے جیسا کہ ارشاد الٰہی ہے وَمَا تُنْفِقُوْا مِنْ خَيْرٍ يَّعْلَمْهُ اللّٰهُ۔ اور وَاِنَّهٗ لِحُبِّ الْخَيْرِ لَشَدِيْدٌ۔ یہاں دونوں آیتوں میں خیر سے مراد کثرت مال ہے۔

چنانچہ بعض علما کا تو یہ قول ہے لَا يُقَالُ لِلْمَالِ خَيْرٌ حَتّٰى يَكُوْنَ كَثِيْرًا وَّمِنْ مَّكَانٍ طَيِّبٍ مال جب تک کثیر نہ ہو اسے خیر نہیں کہتے ایسے ہی مکان جبتک ستھرا نہ ہو اسے خیر نہیں کہتے۔

اور ابن جبیر۔ ابو حیان کہتے ہیں يُرَادُ بِالْخَيْرِ الْخَيْلُ وَالْعَرَبُ تُسَمِّي الْخَيْلَ الْخَيْرَ۔ خیر سے مراد گھوڑے ہیں اور عرب گھوڑے کا نام ہی خیر رکھتے ہیں۔ پھر

اَحْبَبْتُ عَنْ ذِكْرِ رَبِّيْ کی تفسیر میں بعض اس طرف بھی گئے کہ يُرَادُ بِهِ الصَّلٰوةُ کہ اس سے مراد نماز ہے۔ نَفْيٌ عَنْ ذِكْرِ رَبِّيْ عَنْ صَلٰوةِ رَبِّي الَّتِيْ شَرَعَهَا۔ تو عَنْ ذِكْرِ رَبِّيْ کے معنی صلوٰۃ ربی ہیں اور وہ نماز جسے آپ پر مشروع کیا گیا مراد ہے۔

اور بعض نے معنی تعلیل کیے اور آیۂ کریمہ کی تفسیر میں اسی طرف گئے کہ ربی سے مراد کتاب الٰہی ہے اور وہ توارت ہے۔ تو معنی یہ ہوں گے کہ اَحْبَبْتُ الْخَيْلَ بِسَبَبِ كِتَابِ اللّٰهِ تَعَالٰى وَهُوَ التَّوْرَاةُ فَاِنَّ فِيْهِ الْمَدْحَ اِرْتِبَاطِهَا۔ یعنی میں نے گھوڑوں سے محبت کی بہ سبب کتاب اللہ کے کہ وہ توریت ہے۔ اور اس میں گھوڑے باندھنے والے کی مدح اور فضیلت ہے۔ اس طرف ابو مسلم۔ جعفر۔ ابو نافع اور ابن کثیر اور ابو عمرو گئے۔

حَتّٰى تَوَارَتْ بِالْحِجَابِ یہ متعلق ہے احببت سے بایں اعتبار کہ استمرار محبت بالخیل تھی تو اس کی وجہ میں توارت بالحجاب ہوا تو عبارت یوں ہی اَيْ اَنَبْتُ حُبَّ الْخَيْرِ عَنْ ذِكْرِ رَبِّيْ وَاسْتَمَرَّ ذٰلِكَ حَتّٰى غَرَبَتِ الشَّمْسُ۔ شَمْسًا لِغُرُوْبِهَا فِيْ مَغْرِبِهَا۔ گھوڑوں کی محبت مجھے پیدا ہوئی ذکر الٰہی سے اور اس پر میں رہا کہ غروب شمس کی صورت مغرب میں نظر آنے لگی۔

تَوَارَتْ کے معنی یہ آلوسی فرماتے ہیں بِتَوَارِى الْمُخَبَّاتُ بِحِجَابِهَا عَلٰى طَرِيْقِ الْاِسْتِعَارَةِ التَّعْبِيْرِيَّةِ وَيَجُوْزُ اَنْ يَكُوْنَ هُنَاكَ اِسْتِعَارَةٌ مَكْنِيَّةٌ تَخْيِيْلِيَّةٌ۔ یعنی آپ کو ایسا معلوم ہوا کہ غروب شمس قریب ہے حالانکہ ایسا نہ تھا۔

اس غروب کی کیفیت پر ابن منذر۔ ابن ابی حاتم اور ابو الشیخ کعب سے یہ بتاتے ہیں قَالَ الْحِجَابُ هُوَ حِجَابٌ مِّنْ يَاقُوْتٍ اَخْضَرَ مُحِيْطٍ بِالْخَلَائِقِ مِنْهُ اِخْضَرَّتِ السَّمَاءُ۔ حجاب وہ حجاب یاقوت اخضر کا ہے جو خلائق پر محیط ہے اور اسی کی سبزی آسمان پر ہوتی ہے۔

وَمَا قِيْلَ اِنَّهٗ جَبَلٌ دُوْنَ قَافٍ بِسَنَةٍ تَغْرُبُ الشَّمْسُ وَرَاءَهٗ لَا يَخْفٰى حَالُهٗ۔ اور یہ بھی ایک قول ہے کہ وہ قاف کے پیچھے وہ پہاڑ ہے جس میں سال بھر کے اندر سورج غروب ہوتا ہے

آگے کہتے ہیں وَالنَّاسُ فِيْ ثُبُوْتِ جَبَلِ قَافٍ بَيْنَ مُصَدِّقٍ وَّمُكَذِّبٍ وَالْقَرَافِيْ لَا يُسَلِّمُ وُجُوْدَهٗ

وَاَکْبَرِ اٰمِیْلِیْ وَاِنْ قَالَ الْمُثْبِتُوْنَ مَا قَالُوْا۔ کہتے ہیں کہ کوہ قاف کے ثبوت میں معاملہ مصدق و مکذب کے اندر ہے اور تحقیقات الارض والے کہتے ہیں کہ اس کا وجود ہی نہیں ہے اور وہ اس پر مائل ہیں اگرچہ ثابت کرنے والے اپنے دلائل پر زور دے چکے ہیں۔ واللہ تعالےٰ اعلم بہرحال اگر شمس کے غروب کی طرف ہی جایا جائے تو۔

رُدُّوْهَا عَلَيَّ کے معنی یہ نہیں گے کہ ڈوبے سورج کو مجھ پر واپس لوٹایا جائے۔

اور اگر ردوہا کی ضمیر صافنات الجیاد کی طرف لائی جائے تو معنی یہ ہوں گے کہ وہ خاصہ گھوڑے جو تیز رفتار کی سے حد نظر سے غائب ہو چکے ہیں انہیں واپس لاؤ۔ اور جب وہ واپس آگئے تو

فَطَفِقَ مَسْحًا بِالسُّوْقِ وَالْاَعْنَاقِ۔ یَعْنِیْ فَرَدُّوْهَا عَلَيْهِ فَطَفِقَ مَسْحًا بِالسُّوْقِ وَالْاَعْنَاقِ۔ تو وہ تیز گام گھوڑے آپ کے آگے لائے گئے تو آپ نے ان کی پنڈلیوں اور گردن پر تلوار چلادی۔

اس لیے کہ مسح شرعی معنی میں یَمْسَحُ السَّيْفَ بِسُوْقِهَا وَاَعْنَاقِهَا کے ہیں یعنے تلوار سے پنڈلیاں اور گردن کاٹ دی۔ مسح کے معنی راغب بھی یہی کہتے ہیں کہ کِنَایَةٌ عَنِ الضَّرْبِ۔

اور کشاف میں ہے مَسَحَ السَّيْفَ بِسُوْقِهَا وَاَعْنَاقِهَا يَقْطَعُهَا تَقُوْلُ مَسَحَ عِلَاوَتَهٗ اِذَا ضَرَبَ عُنُقَهٗ وَمَسَحَ الْمُسَفِّرُ الْكِتَابَ اِذَا قَطَعَ اَطْرَافَهٗ بِسَيْفِهٖ۔

اور طبرانی اوسط میں اور اسمٰعیل اپنی معجم میں اور ابن مردویہ سند حسن سے حضرت ابی بن کعب سے ناقل ہیں کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے فَطَفِقَ مَسْحًا بِالسُّوْقِ وَالْاَعْنَاقِ پر فرمایا قَطَعَ سُوْقَهَا وَاَعْنَاقَهَا بِالسَّيْفِ یعنی تلوار سے پنڈلیاں اور گردنیں کاٹ دیں۔

اور ایسا حضرت سلیمان علیہ السلام نے فرمایا للہ تعالےٰ کیا یہ وہ سب گھوڑے قربانی کر دیے اللہ تعالےٰ کے لیے اور یہ ان کی شریعت میں مشروع تھا (روح المعانی)

وَقِيْلَ اِنَّهٗ عَلَيْهِ السَّلَامُ حَبَسَهَا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى لَهٗ كَانَ ذٰلِكَ الْمَسْحُ الصَّادِرُ مِنْهُ وَسْمًا لَهَا لِتُعْرَفَ اَنَّهَا خَيْلٌ مَحْبُوْسَةٌ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَهُوَ نَظِيْرُ مَا يُفْعَلُ الْيَوْمَ مِنَ الْوَسْمِ بِالنَّارِ وَلَا بَاْسَ بِهٖ شَرْعًا مَا لَمْ يَكُنْ فِي الْوَجْهِ۔ ایک قول یہ بھی ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام نے وہ گھوڑے جہاد فی سبیل اللہ کے لیے باندھے ہوئے تھے اور یہ مسح سوق و اعناق جو ہوا وہ اس نشان کی طرف اشارہ ہے جس سے دیکھنے والے سمجھ سکیں کہ گھوڑے جہاد فی سبیل اللہ کے لیے باندھے ہوئے ہیں اور وہ آج بھی نشانات آگ پر لوہا گرم کرکے لگائے جاتے ہیں اور اس میں شرعاً کوئی حرج نہیں ہے۔

آگے فرماتے ہیں وَلَعَلَّهٗ عَلَيْهِ السَّلَامُ رَاَى الْوَسْمَ بِالسَّيْفِ اَهْوَنَ مِنَ الْوَسْمِ بِالنَّارِ فَاخْتَارَهٗ

اور غالباً حضرت سلیمان علیہ السلام نے تلوار سے نشان لگانا آسان تصور فرمایا آگ کے داغ کے مقابلہ میں تو اسے ہی اختیار فرمایا۔ یا اس زمانہ میں ایسا ہی رواج ہوگا۔

اور اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے حضرت سلیمان علیہ السلام کے لیے ہوا مسخر فرما دی یہ آپ کی من جانب اللہ عزت افزائی تھی

غرضیکہ بعض نے یہ بھی لکھا کہ آپ گھوڑوں میں اتنے مشغول ہوئے کہ نماز سے غفلت ہوگئی اس لیے آپ نے وہ تمام گھوڑے اللہ کی راہ میں قربان کر دیے لیکن اس پر سید الصوفیہ حضرت عبدالوہاب شعرانی اپنی کتاب الیواقیت والجواہر فی عقائد الاکابر میں تنبیہ فرماتے ہیں کہ ایسی روایات ہرگز صحیح نہیں اور ان کا تسلیم کرنا شنیع غلطی ہے۔

بعض اس طرف گئے کہ رُدُّوْهَا عَلَيَّ میں جو ضمیر ہے وہ شمس کی طرف ہے اور یہ خطاب حضرت سلیمان علیہ السلام کا ملائکہ سے تھا جو مؤکلین شمس تھے۔

چنانچہ جب آپ نے رجعت شمس کا مطالبہ ملائکہ سے فرمایا کہ عصر فائتہ ادا کریں تو رجعت شمس ہوئی۔ اور آپ نے وقت پر عصر ادا فرمائی۔

اور ایسا واقعہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے ساتھ بھی ہو چکا ہے جسے علامہ خفاجی اور طبرسی نے روایت کیا۔

اور اس پر امام رازی نے تعجب کیا کہ جب قادر علی الاطلاق تحریک افلاک وکواکب پر صرف اور صرف اللہ تعالیٰ ہے تو بصیغہ جمع رُدُّوْهَا کیوں فرمایا؟

پھر فرماتے ہیں کہ یہ ہو سکتا ہے کہ ضمیر جمع تعظیم کے لیے لائی جا سکتی ہے جیسے رب ارجعون میں بغرض تعظیم جمع لائی گئی۔ لیکن رجعت شمس بعد الغروب اگر ہوئی ہوگی تو دنیا نے اس کا مشاہدہ کیا ہوگا لیکن کوئی روایت اس مشاہدہ پر نہیں ملتی۔

اور اگر ردِ شمس ایسا ہوا ہو جیسا کہ حضرت یوشع علیہ السلام کے لیے ہوا

اور جیسا کہ ہمارے نبی کریم علیہ السلام پر ہوا جیسا کہ حدیث العیر اور یوم خندق پہ ہوا جبکہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ حضور کی آرام گستری کی وجہ میں حضور پہ عصر قربان کر چکے تھے تو حضور کی دعا سے سورج واپس آ گیا۔ جس کا واقعہ یہ ہے۔

فَقَدْ رُوِيَ عَنْ اَسْمَاءَ بِنْتِ عُمَيْسٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُوْحٰى اِلَيْهِ وَرَأْسُهٗ فِيْ حِجْرِ عَلِيٍّ كَرَّمَ اللّٰهُ وَجْهَهٗ فَلَمْ يُصَلِّ الْعَصْرَ حَتّٰى غَرَبَتِ الشَّمْسُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَّيْتَ يَا عَلِيُّ قَالَ لَا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَللّٰهُمَّ اِنَّهٗ كَانَ فِيْ طَاعَتِكَ وَطَاعَةِ

رَسُوْلِكَ فَارْدُدْ عَلَيْهِ الشَّمْسَ قَالَتْ اَسْمَاءُ فَرَأَيْتُهَا غَرَبَتْ ثُمَّ رَأَيْتُهَا طَلَعَتْ بَعْدَ مَا غَرَبَتْ وَوَقَعَتْ عَلَى الْاَرْضِ وَذٰلِكَ بِالصَّهْبَاءِ فِيْ خَيْبَرَ۔

حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور پر وحی کا نزول ہوا اس حال میں کہ آپ کا سر مبارک حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی گود میں تھا کہ حضرت علی نے حضور کی کیفیت وحی میں خلل اندازی نہ کی اور نماز عصر نہ پڑھی حتیٰ کہ سورج غروب ہوگیا۔ جب آثار وحی فرو ہوگئے تو حضور نے حضرت علی سے پوچھا نماز عصر پڑھی یا نہیں۔ عرض کی نہیں تو حضور نے دعا کی الٰہی علی تیری اطاعت اور تیرے رسول کی اطاعت میں تھے۔ لہٰذا سورج واپس فرما۔

حضرت اسماء فرماتی ہیں کہ میں نے دیکھا کہ سورج ڈوب چکا تھا پھر دیکھا کہ وہ طلوع ہوا اور اس کی کرنیں زمین پر پڑنے لگیں اور یہ واقعہ منزل صہبا خیبر میں ہوا۔

اس پر علامہ آلوسی ابن جوزی کا قول نقل کرتے ہیں وَهٰذَا الْخَبَرُ فِيْ صِحَّتِهٖ خِلَافٌ فَقَدْ ذَكَرَهُ ابْنُ الْجَوْزِيْ فِي الْمَوْضُوْعَاتِ وَقَالَ اِنَّهٗ مَوْضُوْعٌ بِلَا شَكٍّ۔

وَفِيْ سَنَدِهٖ اَحْمَدُ بْنُ دَاوٗدَ وَهُوَ مَتْرُوْكُ الْحَدِيْثِ كَذَّابٌ كَمَا قَالَهُ الدَّارَقُطْنِيُّ۔

وَقَالَ ابْنُ حِبَّانَ كَانَ يَضَعُ الْحَدِيْثَ۔

لیکن دوسری طرف علامہ طحاوی اور قاضی عیاض اس کی تصحیح فرماتے ہیں۔

اور صاحب طبرانی اپنی معجم کبیر میں بسند حسن اسے روایت فرما رہے ہیں۔

اور شیخ الاسلام ابن عراقی شرح تقریب میں حضرت اسماء سے اس کے ناقل ہیں۔

اور ابن مردویہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے راوی ہیں۔

اور احمد بن صالح فرماتے ہیں لَا يَنْبَغِيْ لِمَنْ سَبِيْلُهُ الْعِلْمُ التَّخَلُّفُ عَنْ حِفْظِ حَدِيْثِ اَسْمَاءَ لِاَنَّهٗ مِنْ عَلَامَاتِ النُّبُوَّةِ وَكَذَا اُخْتُلِفَ فِيْ حَدِيْثِ الرَّدِّ يَوْمَ الْخَنْدَقِ فَقِيْلَ ضَعِيْفٌ وَقِيْلَ مَوْضُوْعٌ

غرضیکہ طبرانی معجم کبیر میں اور طحاوی اور قاضی عیاض اس کی سند کو حسن فرما رہے ہیں اور ابن مردویہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے اس کے راوی ہیں۔ اور فرماتے ہیں کہ حدیث اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا سے تخلف نازیبا ہے اس لیے کہ یہ علامات نبوت سے ہے۔

علاوہ ازیں علامہ ابن حجر ہیتمی اس کی صحت کے مدعی ہیں۔

علاوہ اس کے حدیث یوشع بن نون میں لَمْ تُحْبَسِ الشَّمْسُ اِلَّا لِيُوْشَعَ ابْنِ نُوْنٍ جو آیا سب کے اس حدیث کو صحیح مانا ہے۔

اور علامہ ابن حجر ہیتمی تحفۃ العلام میں فرماتے ہیں لَوْ عَادَتِ الشَّمْسُ بَعْدَ الْغُرُوْبِ عَادَ الْوَقْتُ کَمَا ذَکَرَ ابْنُ الْعِمَادِ۔ کہ ابن العماد کہتے ہیں اگر سورج لوٹ آیا غروب کے بعد تو وقت بھی ضرور لوٹ آیا۔
اور یہ لوٹ کر آجانا معجزانہ شان میں سے ہے اور معجزہ نظر بندی نہیں ہوتی بلکہ حقیقتًا ظہور ہوتا ہے یہی وجہ ہے کہ عصر حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے وقت پر ادا فرمائی۔ اعلیحضرت قدس سرہ نے بھی فرمایا۔

مولا علی نے واری تیری نیند پر نماز — اور وہ بھی عصر جو کہ اعلٰے خطر کی ہے
صدیق بلکہ غار میں جاں اس پہ دے چکے — اور حفظ جاں تو حفظ فرائض غرر کی ہے
ہاں تو نے پھیر دی انہیں جاں اور انہیں نماز — پر وہ تو کر چکے تھے جو کرنی بشر کی ہے

علاوہ اس کے یہ بھی کہاں تسلیم ہے کہ عصر مشغلہ معائنہ خیل میں قضا ہوئی اس لیے کہ ایک جماعت محققین تواس کے معنی ہی اور رکھتی ہے۔ چنانچہ حَتّٰی تَوَارَتْ بِالْحِجَابِ پر آلوسی فرماتے ہیں۔ حَتّٰی تَوَارَتْ بِالْحِجَابِ فِی الْمُسَابَقَۃِ بِمَا یَحْجُبُهَا عَنِ النَّظْرِ جس کے صاف معنی نکلتے ہیں کہ وہ گھوڑے ایسی تیزی سے دوڑے کہ نظر سے مخفی ہو گئے۔
اور رُدُّوْهَا عَلَیَّ فَطَفِقَ مَسْحًا بِالسُّوْقِ وَالْاَعْنَاقِ پر آلوسی لکھتے ہیں عُرِضَ عَلٰی سُلَیْمَانَ الْخَیْلُ وَهُوَ فِی الصَّلٰوۃِ فَاَشَارَ اِلَیْهِمْ اِنِّیْ فِی الصَّلٰوۃِ فَاَزَالُوْهَا عَنْهُ حَتّٰی دَخَلَتْ فِی الْاِصْطَبْلَاتِ فَقَالَ لَمَّا فَرَغَ مِنْ صَلٰوتِهٖ اِنِّیْ اَحْبَبْتُ حُبَّ الْخَیْرِ۔ حضرت سلیمان علیہ السلام پر گھوڑے پیش کیے گئے اس وقت آپ نماز میں مشغول تھے تو ان کی طرف اشارہ فرمایا کہ میں نماز میں ہوں تو وہ گھوڑے اصطبل میں داخل کر دیے گئے جب آپ نماز سے فارغ ہوئے تو آپ نے فرمایا میں گھوڑوں کی کثرت کو محبوب رکھتا ہوں۔ اور آیۂ کریمہ کی تفسیر یہ فرماتے ہیں
اَیْ اَلَّذِیْ لِیْ عِنْدَ اللّٰهِ تَعَالٰی فِی الْاٰخِرَۃِ بِسَبَبِ ذِکْرِ رَبِّیْ۔ یعنی یہ گھوڑے مجھے عند اللہ آخرت کے لیے بسبب ذکر الٰہی محبوب ہیں۔ کَاَنَّهٗ یَقُوْلُ فَشَغَلَنِیْ ذٰلِکَ عَنْ رُؤْیَتِهَا الْخَیْلِ حَتّٰی دَخَلَتْ اِصْطَبْلَاتِهَا رُدُّوْهَا عَلَیَّ فَطَفِقَ یَمْسَحُ اَعْرَافَهَا وَسُوْقَهَا مَحَبَّۃً لَهَا وَتَکْرِیْمًا۔ گویا آپ نے فرمایا کہ گھوڑوں کے دیکھنے میں میں مشغول ہوا حتی کہ اصطبل میں وہ داخل ہوئے تو آپ نے حکم دیا کہ اب انہیں میرے پاس لاؤ جب وہ لائے گئے تو محبت سے آپ ان کی گردنیں اور پنڈلیاں ملنے لگے اور ان کا اعزاز بڑھانے کو ایسا عمل کیا۔
اور ابن عباس۔ زہری۔ ابن کیسان نے بھی یہی روایت کی اور طبری نے بھی اسی روایت کو ترجیح دی۔
اور امام رازی اس روایت کو بیان فرما کر جس میں عصر قضا ہونا بیان ہوا ہے چند بیغبر بیان فرما کر تردید کرتے ہیں اور بتاتے ہیں کہ ایسے بیانات ایک نبی کی طرف منسوب کرنا ان کی طرف ارتکاب کبائر

کا الزام دینا ہے اس کے بعد فرماتے ہیں۔

وَالصَّوَابُ اَنْ یُّقَالَ اِنَّ رِبَاطَ الْخَیْلِ کَانَ مَنْدُوْبًا اِلَیْہِ فِیْ دِیْنِہِمْ کَمَا اَنَّہٗ کَذٰلِکَ فِیْ دِیْنِ نَبِیِّنَا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ۔ اور صحیح یہی ہے کہ کہا جائے کہ گھوڑا باندھنا مستحب و مشروع تھا ان کے دین میں جیساکہ ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے دین میں بھی مستحب ہے۔ اس کے بعد فرماتے ہیں۔

ثُمَّ اِنَّ سُلَیْمَانَ احْتَاجَ اِلَی الْغَزْوِ فَجَلَسَ وَاَمَرَ بِاِحْضَارِ الْخَیْلِ وَاَمَرَ بِاِجْرَائِہَا وَذَکَرَ اِنِّیْ لَا اُحِبُّہَا لِاَجْلِ الدُّنْیَا وَنَصِیْبِ النَّفْسِ اِنَّمَا اُحِبُّہَا لِاَمْرِ اللّٰہِ تَعَالٰی وَتَقْوِیَۃِ دِیْنِہٖ وَھُوَ الْمُرَادُ مِنْ قَوْلِہٖ عَنْ ذِکْرِ رَبِّیْ ثُمَّ اَنَّہٗ عَلَیْہِ السَّلَامُ اَمَرَ بِاِعْدَائِہَا وَتَسْیِیْرِھَا حَتّٰی تَوَارَتْ بِالْحِجَابِ اَیْ غَابَتْ عَنْ بَصَرِہٖ ثُمَّ اَمَرَ الرَّائِضِیْنَ بِاَنْ یَّرُدُّوْا تِلْکَ الْخَیْلَ اِلَیْہِ فَلَمَّا عَادَتْ اِلَیْہِ طَفِقَ یَمْسَحُ سُوْقَہَا وَاَعْنَاقَہَا وَالْغَرْضُ مِنْ ذٰلِکَ الْمَسْحِ اُمُوْرٌ۔

سلیمان علیہ السلام کو غزوہ کے لیے تیاری کرنی پڑی تو آپ نے گھوڑوں کے معائنہ کا حکم دیا اور انہیں دوڑا کر دیکھنا چاہا اور فرمایا میں ان گھوڑوں کو دنیا کے لیے یا اپنے نفس کے لیے محبوب نہیں رکھتا بلکہ ان سے میری محبت اللہ تعالے کے حکم کی تعمیل میں ہے اور تقویت دین الٰہی کے لیے اور اِنِّی احببت حب الخیر عن ذکر ربّی کا یہی مفہوم ہے۔ پھر حضرت سلیمان علیہ السلام نے دشمن کی طرف گھوڑے دوڑانے کا حکم دیا تو وہ گھوڑے دوڑائے اور اتنے دوڑائے کہ حتی توارت بالحجاب جس کے معنی یہ ہیں کہ وہ نظر سے غائب ہو گئے پھر آپ نے نیزہ بازوں کو حکم دیا کہ انہیں لوٹا لائیں تو جب وہ گھوڑے واپس لائے گئے تو آپ نے ان کی گردنیں اور پنڈلیاں ملیں اور اس مسح فرمانے سے تین مقصد تھے۔

اول یہ کہ انہیں شرف بخشا جائے اور ان کی عزت افزائی کی جائے اس لیے کہ لشکر کے بڑے معاون اور دفع عدو میں یہی مدد ہوتے ہیں۔

دوسرے یہ کہ ان سے آپ نے اس ضبط سیاست اور حفاظت ملک فرمائی تھی تو ان سے اظہار آپ نے محبت کا کیا۔

تیسرے یہ کہ آپ گھوڑوں کے معاملے میں خاص ماہر تھے ان کے امراض و عیوب جانتے تھے تو ان کی پنڈلی پر اور گردن پہ ہاتھ پھیر کر ان کا امتحان فرما رہے تھے۔ اس کے بعد علامہ آلوسی فرماتے ہیں۔

فَھٰذَا التَّفْسِیْرُ الَّذِیْ یَنْطَبِقُ عَلَیْہِ لَفْظُ الْقُرْاٰنِ اِنْطِبَاقًا مُّوَافِقًا وَّلَا یَلْزَمُ مِنَّا نِسْبَۃُ شَیْءٍ مِّنْ تِلْکَ الْمُنْکَرَاتِ وَالْمَحْذُوْرَاتِ اِلٰی نَبِیٍّ مِّنَ الْاَنْبِیَاءِ عَلَیْہِمُ السَّلَامُ۔ یہ وہ تفسیر ہے جس پہ لفظ قرآن کریم ناطق ہے اور یہی مفہوم منطبق و موافق ہے۔

اور ہم پر اس تفسیر کے بعد کسی منکر و محذور چیز کا کسی نبی کی طرف منسوب کرنا لازم نہیں آتا۔
پھر فرماتے ہیں کہ ہمیں ان لوگوں پر انتہائی تعجب ہے کہ ایسی روائتیں کیوں قبول کر لیتے ہیں جنہیں عقل و نقل قبول کرنے سے عاری ہے۔
اور حقیقت بھی یہ ہے کہ جب ہمارا اساسی عقیدہ عصمت انبیاء ہے تو ہمیں ان روایتوں کی طرف التفات نہ کرنا چاہیئے۔ روح المعانی۔
اور مسح سوق و اعناق کے معنی قطع کے جو لیتے ہیں وہ وامسحوا برؤسکم کے کیا معنی لیں گے۔ ان کی تفسیر کے ماتحت تو یہ ماننا پڑے گا کہ وامسحوا برؤسکم میں حکم قطع سر کا ہے حالانکہ یہ نہیں ہے۔
علامہ خفاجی فرماتے ہیں اِسْتِعْمَالُ الْمَسْحِ بِمَعْنَى الضَّرْبِ الْعُنُقِ اِسْتِعَارَۃٌ مسح بمعنی ضرب استعارہ ہے اور حقیقی معنی ہاتھ پھیرنے کے ہیں۔ آگے ارشاد ہے۔
وَلَقَدْ فَتَنَّا سُلَيْمَانَ وَاَلْقَيْنَا عَلٰى كُرْسِيِّهٖ جَسَدًا ثُمَّ اَنَابَ۔ اور بے شک امتحان کیا ہم نے سلیمان کا اور ڈالا ہم نے اس کے تخت پر ایک جسم بے جان پھر اس نے رجوع کر لیا۔
یہ اس واقعہ کا اظہار ہے جس پر حضرت سلیمان علیہ السلام کا امتحان ہوا۔
واقعہ یہ ہے کہ آپ نے جہاد فی سبیل اللہ کے لیے فرمایا کہ میری جو ستر بیویاں ہیں ان پر میں ایک رات میں پھروں گا ان سے ایک ایک سوار پیدا ہوگا جو جہاد فی سبیل اللہ کرے گا۔ یہ فرماتے ہوئے آپ ان شاء اللہ کہنا بھول گئے اور یہ بھول عوام سے اگر ہو جائے تو یقیناً معصیت نہیں ہوتی اور اس پر شرعاً گرفت بھی نہیں لیکن ع جن کے رتبے ہیں سوا ان کو سوا مشکل ہے۔
جیسے حضور سید عالم صلے اللہ علیہ وسلم کو ارشاد ہے۔ وَلَا تَقُوْلَنَّ لِشَيْءٍ اِنِّيْ فَاعِلٌ ذٰلِكَ غَدًا اِلَّآ اَنْ يَّشَآءَ اللّٰهُ۔ اے محبوب آپ بغیر انشاء اللہ فرمائے کسی کام پر یہ نہ فرمایا کریں کہ کل میں یہ کام کرونگا۔
حضرت سلیمان علیہ السلام بھی رسول الٰہی ہیں لہذا ان کی شان رسالت کا مقتضا بھی یہی تھا کہ کوئی دعوی بغیر ان شاء اللہ کہے نہ کرتے۔ مگر سہواً آپ ان شاء اللہ نہ فرما سکے اور ازواج میں گذر گئے۔ نتیجہ یہ ہوا کہ کوئی بیوی بھی حاملہ نہ ہوئی۔ مگر ایک بیوی کو حمل ہوا اور اس سے بھی ناقص الخلقت ایک جسم بے جان پیدا ہوا۔
اصلی عبارت منقولہ روح المعانی یہ ہے۔
اِنَّہٗ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَالَ لَاَطُوْفَنَّ اللَّيْلَةَ عَلٰى سَبْعِيْنَ اِمْرَاَۃً تَاْتِيْ كُلُّ وَاحِدَةٍ بِفَارِسٍ يُّجَاهِدُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَلَمْ يَقُلْ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ فَطَافَ عَلَيْهِنَّ فَلَمْ تَحْمِلْ اِلَّا امْرَاَۃٌ وَجَآءَتْ بِشِقِّ رَجُلٍ۔

اس پر حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مرفوعًا مروی ہے کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا فَوَالَّذِیْ نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِیَدِہٖ لَوْقَالَ اِنْ شَآءَ اللّٰہُ لَجَاھَدُوْا فُرْسَانًا ۔ حضور نے فرمایا قسم بخدا اگر حضرت سلیمان علیہ السلام انشاء اللہ فرما دیتے تو ضرور مجاہد سوار پیدا ہوتے۔

اور صحیح بخاری میں جو حدیث ہے اس میں ستر کی جگہ چالیس بیویاں مذکور ہیں

اور ترک استثناء پر آلوسی فرماتے ہیں غَایَتُہٗ تَرْکُ الْاَوْلٰی فَلَیْسَ بِذَنْبٍ وَاِنْ عَدَّہٗ ھُوَ عَلَیْہِ السَّلَامُ ذَنْبًا ۔ یہ ترک استثناء غایت ما فی الباب ترک اولیٰ ہو سکتا ہے اگرچہ حضرت اپنی شان کے اعتبار سے اسے بھی ذنب محسوس فرماتے ہوں ۔ اور اسی کی تفریع ثُمَّ اَنَابَ میں فرمائی گئی ہو۔

اور جسد سے مراد وہی ناقص الخلقت جسم ہے جو متولد ہوا اور فَاَلْقَیْنَہٗ عَلٰی کُرْسِیِّہٖ کے معنی القاء علی کرسیہ ہے جو وَضَعَ الْقَابِلَۃُ لَہٗ عَلَیْہِ لِیَرَاہُ ۔ دایہ نے آپ کے ملاحظہ کے لیے تخت پر لاکر ڈالا تاکہ آپ ملاحظہ فرمالیں۔

پھر اس قسم کی روایتوں کے متعلق حضرت ابوہریرہ سے بعض ارباب تحقیق روایت کرتے ہیں کہ لَا یَشُکُّ فِیْ وَضْعِہٖ اِلَّا مَنْ یَشُکُّ فِیْ عِصْمَۃِ الْاَنْبِیَآءِ عَلَیْھِمُ السَّلَامُ ۔ ایسی روایتوں کے موضوع ہونے میں وہی شک کرے گا جو عصمت انبیاء میں شک رکھے ۔ پھر آلوسی کہتے ہیں۔

وَاَنَا فِیْ صِحَّۃِ ھٰذَا الْخَبَرِ لَسْتُ عَلٰی یَقِیْنٍ ۔ اور ہم بھی اس خبر کی صحت پر یقین نہیں رکھتے۔

اور اس قسم کی روایتیں عموماً پیشہ ور واعظوں کے لیے مفید ہوتی ہیں جن کے سننے سے دماغی عیاشی اور نعرے لگا کر مجلس گرم کرتے ہیں اور یہ نہیں سمجھتے کہ واعظ نے کیا کہہ دیا منجملہ اس قسم کے افسانوں کے اور بہت سے واقعات ہیں۔

مثلاً خاتم سلیمانی کا ایک عجیب قصہ ہے جسے مختلف رنگ میں بیان کیا گیا۔

اول کہا گیا کہ آپ کی سلطنت خاتم سلیمانی میں تھی اور آپ جب غسل فرماتے اور حمام میں تشریف لے جاتے تو اپنی انگوٹھی بستر کے نیچے رکھ جاتے۔

ایک بار آپ حمام میں غسل کو تشریف لے گئے تو شیطان نے آکر وہ انگوٹھی نکال کر پہن لی لوگ اس کی طرف مسخر ہونے لگے جب آپ غسل خانہ سے تشریف لائے تو دیکھا لوگ ایک شیطان کی طرف مائل ہیں آپ نے فرمایا یَا اَیُّھَا النَّاسُ اَنَا سُلَیْمَانُ نَبِیُّ اللّٰہِ فَدَفَعُوْہُ فَسَاحَ اَرْبَعِیْنَ یَوْمًا فَاَتٰی اَھْلَ سَفِیْنَۃٍ فَاَعْطَوْہُ حُوْتًا فَشَقَّھَا فَاِذَا ھُوَ بِالْخَاتَمِ فِیْھَا فَتَخَتَّمَ بِہٖ ثُمَّ جَآءَ فَاَخَذَ بِنَاصِیَتِہٖ ۔ اے لوگو میں سلیمان اللہ کا نبی ہوں تو لوگوں نے انکار کیا آخر آپ چالیس دن پھرتے رہے ایک روز کشتی

والوں میں تشریف لائے۔ انہوں نے آپ کو ایک مچھلی پیش کی آپ نے اسے کاٹا تو اس کے شکم میں وہ انگوٹھی نکل آئی آپ نے وہ پہنی پھر آپ تشریف لائے اور اس شیطان کی چوٹی پکڑ کر قید فرمایا۔

اور نسائی، ابن جریر اور ابن ابی حاتم ناقل ہیں اور ابن حجر اور سیوطی سند قوی سے راوی ہیں کہ ابن عباس فرماتے ہیں اَرَادَ سُلَيْمَانُ عَلَيْهِ السَّلَامُ اَنْ يَّدْخُلَ الْخَلَاءَ فَاَعْطَى الْجَرَادَةَ خَاتَمَهٗ وَكَانَتْ اِمْرَاَتُهٗ وَ كَانَتْ اَحَبَّ نِسَائِهٖ اِلَيْهِ فَجَاءَ الشَّيْطَانُ فِیْ صُوْرَةِ سُلَيْمَانَ فَقَالَ لَهَا هَاتِیْ خَاتَمِیْ فَاَعْطَتْهُ فَلَمَّا لَبِسَهٗ دَانَتْ الْاِنْسُ وَالْجِنُّ وَالشَّيَاطِيْنُ فَلَمَّا خَرَجَ سُلَيْمَانُ فَقَالَ لَهَا هَاتِیْ خَاتَمِیْ قَالَتْ قَدْ اَعْطَيْتُهٗ سُلَيْمَانَ قَالَ اَنَا سُلَيْمَانُ قَالَتْ كَذَبْتَ لَسْتَ سُلَيْمَانَ فَجَعَلَ لَا يَاْتِیْ اَحَدًا فَيَقُوْلُ لَهٗ اَنَا سُلَيْمَانُ اِلَّا كَذَّبَهٗ حَتّٰى جَعَلَ الصِّبْيَانُ يَرْمُوْنَهٗ بِالْحِجَارَةِ فَلَمَّا رَاٰى ذٰلِكَ عَرَفَ اَنَّهٗ مِنْ اَمْرِ اللّٰهِ تَعَالٰى وَقَامَ الشَّيْطَانُ يَحْكُمُ بَيْنَ النَّاسِ۔

حضرت سلیمان علیہ السلام نے بیت الخلاء جانے کے ارادے سے جرادہ کو اپنی انگوٹھی دی یہ آپ کی تمام بیویوں میں محبوب بیوی تھی شیطان متمثل بصورت سلیمان ہو کر آیا اور انگشتری طلب کی جرادہ نے دے دی اس نے اس انگشتری کو جیسے ہی پہنا انسان و جن اور شیاطین اس کے متبع ہو گئے۔

جب حضرت سلیمان علیہ السلام تشریف لائے بیوی سے فرمایا میری انگشتری دو جرادہ بولی میں تو وہ انگشتری سلیمان کو دے چکی ہوں۔ آپ نے فرمایا میں سلیمان ہوں جرادہ کہنے لگی تم جھوٹ بولتے ہو تم سلیمان نہیں غرضکہ آپ جس کے قریب جا کر فرماتے کہ میں سلیمان ہوں سب جھٹلاتے حتیٰ کہ بچے آپ پر پتھر پھینکنے لگے۔

جب آپ نے دیکھا کہ نوبت یہاں تک پہنچ گئی ہے تو سمجھے کہ اللہ کے حکم سے ہے اور شیطان جس نے انگشتری لی تھی وہ حکمرانی پر کھڑا ہو گیا۔ لوگوں میں مقدمات کے فیصلے دینے لگا۔

مختصر یہ کہ پھر اس فرضی سلیمان کی طرف سے اس کی بداعمالیوں کی بنا پر تنفر پیدا ہوا اور اس نے سمجھ لیا کہ اب میری حکومت منقطع ہے غرضکہ اس نے وہ انگشتری دریا میں ڈال دی اور اسے ایک مچھلی نے نگل لیا اور حضرت سلیمان علیہ السلام ان ایام میں دریا کے کنارے مزدوری فرماتے رہے۔

ایک روز ایک شخص مچھلیاں خرید کر اجرت پر حضرت سلیمان کو ساتھ لے گیا جب آپ اس کے گھر تک وہ مچھلیاں پہنچا دیں تو اس نے ایک مچھلی آپ کو دی آپ نے جب اس کا پیٹ چاک کیا تو اس میں وہ انگشتری ملی آپ نے وہ پہن لی فی الفور آپ کی پیروی کے لیے انس و جن و شیاطین سب حاضر ہو گئے اور گئی ہوئی سلطنت لوٹ آئی۔

اور وہ شیطان جس نے وہ انگشتری لی تھی ایک جزیرہ کی طرف بھاگ گیا آپ نے اس کی گرفتاری کا حکم دیا تو اس کی گرفتاری پر کوئی جن کامیاب نہ ہو سکا تھی کہ ایک روز وہ سو رہا تھا تو جنوں نے اس کے اوپر ایک مکان بنا دیا جو رصاص پینے سکے کا تھا۔

غرضکہ ایک دن وہ مارا گیا اس کے رنج میں جرادۃ جو آپ کی محبوب بیوی اور اس جن کی بیٹی تھی روتی رہی اور اس کے آنسو کسی وقت خشک نہ ہوتے تھے وغیرہ وغیرہ۔

مختصر یہ کہ اس شیطان کا نام روایت سدی سے حبقیق لکھا گیا۔

اور بعض نے اس کا نام صخر بتایا۔

بعض نے اس سے بھی زیادہ نہ معلوم کیا کیا لکھا ہے مَنْ شاءَ فلینظر فی تفسیر روح المعانی۔

لیکن اس قسم کی روایتوں پر آلوسی، ابن حبان وغیرہ کی تحقیق نقل کرتے ہیں کہ اِنَّ هٰذِهِ الْمَقَالَةَ مِنْ اَوْضَاعِ الْيَهُوْدِ وَالزَّنَادِقَةِ السَّوْفَسْطَائِيَّةِ وَلَا يَنْبَغِيْ لِعَاقِلٍ اَنْ يَّعْتَقِدَ مَا فِيْهَا الخ نَسْأَلُ اللّٰهَ تَعَالٰى سلامۃ دِيْنِنَا وَعُقُوْلِنَا وَمِنْ اَقْبَحِ مَا فِيْهَا زَعْمُ تَسَلُّطِ الشَّيْطَانِ عَلٰى نِسَآءِ نَبِيِّهٖ۔

یعنی اس قسم کی روایات اسرائیلیات اور یہودیوں کی گھڑی ہوئی ہیں اور ان کی صحت پر یقین کرنا بے عقل لوگوں کا کام ہے اس لیے کہ انبیاء کرام کی نبوت و معجزات پر شیطانی تسلط ہرگز ممکن نہیں۔

اور ثُمَّ اَنَابَ سے مراد حضرت سلیمان علیہ السلام کا ماسوی اللہ سے انقطاع اور اپنے رب کی طرف رجوع فرمانا ہے جو شایان شان انبیاء علیہم السلام ہے چنانچہ آپ نے اپنے رب سے ملک عظیم طلب فرمایا اور عرض کی۔

رَبِّ اغْفِرْ لِيْ وَهَبْ لِيْ مُلْكًا لَّا يَنْبَغِيْ لِاَحَدٍ مِّنْۢ بَعْدِيْ اِنَّكَ اَنْتَ الْوَهَّابُ۔ اے میرے رب مجھ کو بخش دے اور مجھے ایسا ملک عطا فرما جو میرے بعد کسی کو نہ ملے بیشک تو بڑا بخشش فرمانے والا ہے۔

لَا يَنْبَغِيْ لِاَحَدٍ مِّنْۢ بَعْدِيْ پر آلوسی فرماتے ہیں وَهُوَ اَعَمُّ مِنْ اَنْ يَّكُوْنَ الْغَيْرُ فِيْ عَصْرِهٖ۔ یہاں لَا يَنْبَغِيْ عام ہے اس سے کہ آپ کے زمانہ میں غیر ایسی سلطنت والا نہ ہو۔

اور عبد بن حمید اور بخاری و مسلم اور نسائی اور حکیم ترمذی نوادر الاصول میں اور ابن مردویہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ سے ایک حدیث نقل فرماتے ہیں جس سے ثابت ہوتا ہے کہ جن وانس پر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا بھی تصرف تھا چنانچہ فرماتے ہیں۔

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ عِفْرِيْتًا تَفَلَّتَ عَلَيَّ الْبَارِحَةَ لِيَقْطَعَ عَلَيَّ صَلٰوتِيْ وَاِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى اَمْكَنَنِيْ مِنْهُ فَلَقَدْ هَمَمْتُ اَنْ اَرْبِطَهٗ اِلٰى سَارِيَةٍ مِّنْ سَوَارِي الْمَسْجِدِ حَتّٰى تُصْبِحُوْا

مُّنتظِرُونَ اللّٰہُ بِہٖ مُکُلکُوْ قَدْ کَرَّتْ قَوْلَ اَخِیْ سُلَیْمَانَ رَبِّ اغْفِرْلِیْ وَھَبْ لِیْ مُلْکًا لَّا یَنْبَغِیْ لِاَحَدٍ مِّنْ بَعْدِیْ فَرَدَّہُ اللّٰہُ تَعَالٰی خَاسِئًا۔

حضور سید یوم النشور صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایک سرکش جن نے صبح ہماری طرف التفات فرمایا تاکہ ہم پر نماز میں اختلاط کرے اور اللہ تعالے نے مجھے اس پر قوت عطا فرمائی ہوئی تھی تو ہم نے ارادہ کیا کہ اسے مسجد کے ستون سے باندھ دیں حتیٰ کہ جب دن نکلے تو تم لوگ سب اسے دیکھو تو ہمیں ہمارے بھائی حضرت سلیمان علیہ السلام کا قول یاد آگیا جو انہوں نے اپنی دعا میں فرمایا تھا رَبِّ اغْفِرْلِیْ وَھَبْ لِیْ مُلْکًا لَّا یَنْبَغِیْ لِاَحَدٍ مِّنْ بَعْدِیْ تو ہم نے اسے قید نہ کیا اور اللہ تعالے نے اسے خائب و خاسر دفع کر دیا۔

اور لَّا یَنْبَغِیْ لِاَحَدٍ مِّنْ بَعْدِیْ کی تفسیر میں مفسرین فرماتے ہیں کہ اس سے مراد ان کے زمانہ کے اہل سلطنت ہیں اور یہ معجزانہ سلطنت طلب کرنے کی وجہ بتاتے ہیں اِنَّہٗ عَلَیْہِ السَّلَامُ کَانَ فِیْ زَمَنِ الْجَبَّارِیْنَ وَتَفَاخُرِھِمْ بِالْمُلْکِ حضرت سلیمان علیہ السلام کا زمانہ ظالم جابر بادشاہوں کا تھا اور وہ اپنی مملکت پر فخر کیا کرتے تھے تو آپ نے اپنے رب سے وہ سلطنت طلب کی جس کا مقابلہ کرنے سے تمام سلاطین جابرین عاجز ہوں اور اس کی تصریح فرمائی گئی۔

فَسَخَّرْنَا لَہُ الرِّیْحَ تَجْرِیْ بِاَمْرِہٖ رُخَآءً حَیْثُ اَصَابَ۔ تو ہم نے ان کے قبضہ میں ہوا کر دی کہ وہ آپ کے حکم سے چلتی نرم نرم جیسے آپ چاہتے۔

یہاں یہ امر بھی ذہن نشین رہے کہ سلطنت سلیمانی اس لیے نہ تھی کہ آپ حکومت چاہتے تھے بلکہ جس قوم میں جو نبی مبعوث ہوا اسے وہی معجزے عطا کیے گئے جو ان کے تفاخر و تکبر کو مٹانے والے ہوں چنانچہ عہد سلیمانی جبارین متکبرین حکمرانوں کا تھا آپ کو ایسی معجزانہ سلطنت دے کر مبعوث فرمایا گیا جس سے ان کا تفاخر و تکبر کٹ گیا۔ عہد موسوی میں ساحری کا زور تھا حضرت کلیم اللہ علیہ السلام کو ایک عصا ہی ایسا معجزہ نما عطا ہوا کہ جادوگروں کو سر بسجود ہو کر ایمان لانا پڑا۔

عہد مسیح علیہ السلام میں فن طب زوروں پر تھا تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو ابراء اکمہ و ابرص اور احیاء موتیٰ کا معجزہ دے کر مبعوث فرمایا جس سے تمام قوم مغلوب ہو گئی۔

عہد خاتم النبیین صلے اللہ علیہ وسلم میں فصاحت و بلاغت کا اتنا زور تھا کہ میدان فصاحت میں کوس لِمَنِ الْمُلْکُ بجانے والے موجود تھے انہیں مقہور کرنے کے لیے حضور کو وہ کلام معجز نظام عطا فرما کر بھیجا کہ اس کلام کا مقابلہ ایک سورت ایک آیت سے بھی کوئی نہ کر سکا۔

چنانچہ روح المعانی میں ہے اِنَّہٗ عَلَیْہِ السَّلَامُ کَانَ فِیْ زَمَنِ الْجَبَّارِیْنَ وَتَفَاخُرُھُمْ بِالْمُلْکِ

وَمُعْجِزَۃُ کُلِّ نَبِیٍّ مِّنْ جِنْسِ مَا اشْتُھِرَ فِیْ عَصْرِہٖ اَلَا تَرٰی اَنَّہٗ لَمَّا اشْتُھِرَ السِّحْرُ وَغَلَبَ فِیْ عَھْدِ الْکَلِیْمِ عَلَیْہِ السَّلَامُ جَاءَھُمْ بِمَا یَتَلَقَّفُ مَا اَتَوْا بِہٖ۔

وَلَمَّا اشْتُھِرَ الطِّبُّ فِیْ عَھْدِ الْمَسِیْحِ عَلَیْہِ السَّلَامُ جَاءَھُمْ بِاِبْرَاءِ الْاَکْمَہِ وَالْاَبْرَصِ وَاِحْیَاءِ الْمَوْتٰی،

وَلَمَّا اشْتُھِرَ فِیْ عَھْدِ خَاتَمِ الرُّسُلِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ الْفَصَاحَۃُ اَتَاھُمْ بِکَلَامٍ لَمْ یَقْدِرُوْا عَلٰی اَقْصَرِ فَصْلٍ مِّنْ فُصُوْلِہٖ۔

اس کے بعد حضرت سلیمان علیہ السلام کی مدت سلطنت چالیس سال بتائی گئی، اور آپ کی آزمائش بیس سال سلطنت کرنے کے بعد ہوئی حَیْثُ قَالَ الْاٰلُوْسِیُّ وَذَکَرَ بَعْضُ الذَّاھِبِیْنَ اِلٰی ذٰلِکَ اَنَّہٗ عَلَیْہِ السَّلَامُ اَقَامَ فِیْ مُلْکِہٖ قَبْلَ ھٰذِہِ الْفِتْنَۃِ عِشْرِیْنَ سَنَۃً وَاَقَامَ بَعْدَھَا عِشْرِیْنَ سَنَۃً۔

اور اسرائیلیات کا رد جو کیا گیا وہ اس وجہ میں کیا گیا کہ آلوسی نے معقول وجہ بیان کی وہ لکھتے ہیں: وَالْحَقُّ اِنَّ اسْتِخْدَامَ الْجِنِّ الثَّابِتُ لِسُلَیْمَانَ عَلَیْہِ السَّلَامُ لَمْ یَکُنْ بِوَاسِطَۃِ اَسْمَاءٍ وَرِیَاضَاتٍ بَلْ ھُوَ تَسْخِیْرٌ اِلٰھِیٌّ مِّنْ غَیْرِ وَاسِطَۃِ شَیْءٍ۔ صحیح یہ ہے کہ جنوں کا مطیع ہونا حضرت سلیمان علیہ السلام کے لیے ہرگز کسی اسم یا ریاضت سے ہرگز نہ تھا۔ بلکہ یہ تسخیر من جانب اللہ تھی جو بلا واسطہ کسی عمل اور انگشتری کے تھی۔ ورنہ آج بھی سب عامل ایسے ہیں جو حاضرات کر کے جنوں کے بادشاہ تک کو طلب کر لیتے ہیں اگر ایسا تسلیم کر لیا جائے تو عاملوں اور انبیاء کرام میں کیا فرق ہوگا۔

آلوسی فرماتے ہیں وَمِنَ الْاِتِّفَاقِیَّاتِ الْغَرِیْبَۃِ اِنِّیْ اجْتَمَعْتُ یَوْمَ تَفْسِیْرِیْ ھٰذِہِ الْاٰیَۃَ بِرَجُلٍ مُّوْصِلِیٍّ یَّدَّعِیْ ذٰلِکَ فَامْتَحَنْتُہٗ بِمَا یُصَدِّقُ دَعْوَاہُ فِیْ مَحْفِلٍ عَظِیْمٍ وَاَتٰی بِالْعَجَبِ الْعُجَابِ۔ اتفاقاً جس دن میں اس آیت کریمہ کی تفسیر میں تھا کہ ایک موصلی نے میرے سامنے دعوی کیا کہ یہ کام میں بھی کر سکتا ہوں میں نے اس کے دعوی کی تصدیق کی لیے اس کا امتحان لیا اس نے بھری محفل میں بڑے بڑے عجائبات دکھائے اور اس کے اس مظاہرہ میں کسی قسم کے شعبدہ کا بھی احتمال نہیں ہوا اس لیے کہ بڑے بڑے ذی فہم وہاں موجود تھے اور اس نے کوئی اسٹیج یا پردہ نہیں رکھا تھا جیسا کہ شعبدہ دکھانے والے کرتے ہیں تو

فَسَخَّرْنَا لَہُ الرِّیْحَ تَجْرِیْ بِاَمْرِہٖ رُخَاءً حَیْثُ اَصَابَ میں عطاء ربانی بلا معاوضہ ہی ماننی لازم ہے یعنی یہ مرتبہ استغفار کے بدلہ نہیں تھا بلکہ استغفار تو انبیاء کرام کا خاصہ ہے جیسے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اِنِّیْ اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ فِیْ کُلِّ یَوْمٍ سَبْعِیْنَ مَرَّۃً۔

اور اگر استغفار کے بدلے میں یہ عطا مانی جائے تو آیہ کریمہ یوں ماننی پڑے گی فَغَفَرْنَا لَہٗ وَسَخَّرْنَا لَہُ الرِّیْحَ حالانکہ آیت یوں ہے ثُمَّ اَنَابَ قَالَ رَبِّ اغْفِرْ لِیْ وَھَبْ لِیْ مُلْکًا لَّا یَنْبَغِیْ لِاَحَدٍ الخ پھر ارشاد ہے۔

فَسَخَّرْنَا لَهُ الرِّيْحَ تَجْرِيْ بِاَمْرِهٖ رُخَآءً حَيْثُ اَصَابَ۔ یہاں ریح فرمانا اس وجہ میں ہے کہ دشمن کو زیر کرنے کے لیے یہ تسخیر ریح تھی اور اِنَّ الرِّيْحَ تُسْتَعْمَلُ فِي الشَّرِّ وَالرِّيَاحُ فِي الْخَيْرِ۔ ریح محاورہ میں شر کے موقعہ پر استعمال ہوتی ہے اور ریاح خیر کے لیے۔ تو جب ریح شر مسخر کر دی گئی تو ریاح تو بطریق اولیٰ مسخر مانی جائے گی چنانچہ

تَجْرِيْ بِاَمْرِهٖ سے وضاحت ہے کہ ریح جو شر کے لیے تھی وہ بھی آپ کے حکم سے چلتی تھی۔

رُخَآءً۔ اَیْ اور وہ بھی نرم نرم چلتی تھی۔ رُخا۔ رخاوت سے ہے اور دوسری جگہ ارشاد ہے۔

وَلِسُلَيْمٰنَ الرِّيْحَ عَاصِفَةً جس کے معنی ہی ہولئے شدید کے ہیں تو خلاصہ یہ نکلا کہ بامر سلیمان علیہ السلام نرم اور سخت چلتی تھی۔

اگرچہ اصل خلقت کے اعتبار سے وہ شدید ہوتی تھی لیکن حکم سلیمانی سے وہ نرم اور ہلکی رہتی تھی اور جب آپ کی سواری جاتی تو شدید و تند ہو جاتی تھی تو یہ دونوں حال ظاہر کئے گئے کہ جب آپ چاہتے نرم ہو جاتی اور جب آپ چاہتے تو شدید ہو جاتی اس لیے کہ جب مسخر و مطیع کر دی گئی تو امر سلیمانی کے ماتحت ہی اسے چلنا تھا۔ پھر

حَيْثُ اَصَابَ فرما کر اور وضاحت فرما دی جس کے معنی ہی قَصَدَ کے ہیں یعنی جیسی آپ چاہتے چنانچہ قتادہ بھی اَصَابَ کے معنی اَرَادَ فرماتے ہیں۔ یہ لغات ہجر یا حمیر سے ہے۔ پہلی شان تسخیر ہوا تھا کہ اب دوسری شان کا بیان ہے۔

وَالشَّيٰطِيْنَ كُلَّ بَنَّآءٍ وَّغَوَّاصٍ وَّاٰخَرِيْنَ مُقَرَّنِيْنَ فِي الْاَصْفَادِ۔ اور مسخر کیے ہم نے دیو تعمیر کرنے والے اور غوطہ زن اور دوسرے جو مقید ہیں زنجیروں میں۔

یہ عطف ہے وَسَخَّرْنَا لَهُ الرِّيْحَ پہ۔ یعنی جو دیو قوت تعمیر رکھتے ہیں وہ اور جو دریا میں غوطہ لگا سکتے ہیں وہ مسخر کیے اور ان کے علاوہ دوسرے جن جو مقید ہیں۔

اَصْفَاد صَفَد کی جمع ہے اور یہ قید کے معنی دیتا ہے۔

اور یہ بھی قول ہے کہ مقرنین فرما کر فی الاصفاد فرمانے کے یہ معنی ہیں اَعْنِي الْغُلَّ الَّذِيْ يَجْمَعُ الْيَدَيْنِ اِلَى الْعُنُقِ۔ اس سے مراد وہ زنجیر ہے جس سے دونوں ہاتھ باندھ کر گردن تک قید کیا جائے اس لیے صَفَدَہ کہہ کر قَيَّدَہ مراد لیتے ہیں اور اس سے وہ سرکش شیاطین مراد ہیں جو قید رکھے جاتے ہیں چنانچہ روح المعانی میں ہے وَالْمُرَادُ بِهٰؤُلَآءِ الْمُقَرَّنِيْنَ الْمَرَدَةُ فَقُيِّدُوْا۔ اس سے مراد وہ سرکش شیاطین ہیں جو قید ہیں۔ تو تعمیر کرنے والوں سے محل بنوائے جاتے اور غوطہ زنوں سے دریا کے موتی اور جواہرات نکلوائے جاتے هُوَ عَلَيْهِ

السَّلَامُ عَلٰی مَا قِیْلَ اَوَّلُ مَنِ اسْتَخْرَجَ الدُّرَّ حضرت سلیمان علیہ السلام ہی وہ ہیں جنہوں نے اول دریا اور سمندر سے موتی نکلوائے۔

اور شیاطین اگرچہ اجسام ناریہ لطیفہ رکھتے ہیں اور ارواح خبیثہ مجردہ ہیں ان کا مقید کرنا ممکن نہیں لیکن معجزانہ شان سے ان کا قید کرنا بھی ممکن ہے جیسے حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے عفریت کو قید فرما کر مسجد کے ستون سے باندھنے کا ارادہ فرمایا اور بذریعہ عزیمت واعمال جب غیر نبی بھی اس پر قادر ہے تو نبی کی شان تو معجزانہ طور پر بعطاء الٰہی بطریق اولٰے قادر ہے۔ اس کے بعد ارشاد ہے۔

هٰذَا عَطَاۤؤُنَا فَامْنُنْ اَوْ اَمْسِكْ بِغَیْرِ حِسَابٍ وَاِنَّ لَهٗ عِنْدَنَا لَزُلْفٰی وَحُسْنَ مَاٰبٍ یہ ہماری عطا ہے تو احسان کرو جس پر چاہو اور روکے رکھو تم پر اس معاملہ میں کوئی محاسبہ نہیں اور سلیمان کے لیے ہمارے پاس تقرب اور بہترین ٹھکانہ ہے۔

یہ مخاطبہ حضرت سلیمان علیہ السلام سے بطور حکایت ہے جو بغرض اظہار عظمت شان بیان فرمایا۔ یا تفویض اختیار کے لیے فرمایا کہ جو نعمتیں ہم نے آپ کو دیں آپ اس پر کلیتہ مختار ہیں جیسے چاہیں جتنا چاہیں جو چاہیں جب چاہیں عطا فرما کر کسی پر احسان کریں یا تمام قوتیں اپنی ذات تک روک رکھیں بغیر حساب۔ اس پر آپ سے محاسبہ نہیں ہوگا۔

چنانچہ علامہ آلوسی بغدادی لکھتے ہیں اِمَّا حِكَايَةٌ لِمَا خُوطِبَ بِهٖ سُلَيْمَانُ عَلَيْهِ السَّلَامُ مُنْبِئَةٌ لِعِظَمِ شَانِ مَا اُوْتِیَ مِنَ الْمُلْكِ وَاِنَّهٗ مُفَوَّضٌ اِلَيْهِ تَفْوِيْضًا كُلِّيًّا۔ گویا یوں ارشاد فرمایا۔

هٰذَا الَّذِیْ اَعْطَيْنَاكَ مِنَ الْمُلْكِ الْعَظِيْمِ وَالْبَسْطَةِ وَالتَّسْلِيْطِ عَلٰی مَا لَمْ نُسَلِّطْ عَلَيْهِ غَيْرَكَ عَطَاؤُنَا الْخَاصُّ بِكَ فَاَعْطِ مَنْ شِئْتَ وَامْنَعْ مَنْ شِئْتَ غَيْرَ مُحَاسَبٍ عَلٰی شَیْءٍ مِّنَ الْاَمْرَيْنِ وَلَا مَسْئُوْلَ عَنْهُ فِی الْاٰخِرَةِ لِتَفْوِيْضِ التَّصَرُّفِ فِيْهِ اِلَيْكَ عَلَی الْاِطْلَاقِ۔ ابن مسعود کی قرأت میں تو صاف ہے۔ هٰذَا فَامْنُنْ اَوْ اَمْسِكْ عَطَاؤُنَا بِغَيْرِ حِسَابٍ۔

اور زُلفٰی کا ترجمہ فرماتے ہیں لَقُرْبَةً وَكَرَامَةً مَعَ مَا لَهٗ مِنَ الْمُلْكِ الْعَظِيْمِ یعنی سلیمان علیہ السلام کے لیے ہمارا قرب اور ہماری طرف سے عزت ہے مع مال اور ملک عظیم کے۔

اور حُسْنَ مَاٰبٍ۔ حُسْنَ مَرْجِعٍ فِی الْجَنَّةِ۔ اچھا ٹھکانہ جنت میں ہے۔

اور باوجود اس مرتبہ جلیل کے آپ کے عجز وانکساری کی یہ شان تھی کہ آپ اپنے ہاتھ سے کھیت میں پانی دیتے جو کی روٹی نوش فرماتے اور بنی اسرائیل کے لیے اچھی اچھی چیزیں کھلاتے۔ یہ روایات احمد نے زہد میں عطاء سے نقل فرمائیں۔

اور ابن ابی حاتم ابن عمر رضی اللہ عنہما سے راوی ہیں قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَا رَفَعَ سُلَیْمَانُ طَرْفَہٗ اِلَی السَّمَآءِ تَخَشُّعًا۔

اور آپ کے زمانہ میں ملوک فارس سے کیخسرو تھا۔

چنانچہ فقیہ ابوحنیفہ احمد بن داؤد دینوری اپنی تاریخ میں لکھتے ہیں کہ حضرت سلیمان علیہ السلام نے حضرت داؤد علیہ السلام کی سلطنت پہ زمانہ کیخسرو ابن سیاؤش میں قبضہ فرما کر ملک شام کی طرف رخ فرمایا اور عراق تک فتح کیا۔

جب یہ خبر کیخسرو کو پہنچی تو وہ خراسان کی طرف بھاگ گیا اور چند دن زندہ رہ کر مر گیا۔

پھر حضرت سلیمان علیہ السلام نے مرو پہ قبضہ فرما کر بلاد ترک فتح کیے پھر چین کے ملکوں سے بھی تجاوز فرما کر بلاد فارس فتح کر کے چند دن یہاں ٹھہرے پھر آپ واپس ملک شام میں تشریف لائے اور بیت المقدس کی تعمیر کا حکم دیا جب اس سے فارغ ہوئے تو تہامہ کی طرف رخ فرمایا اور یہاں سے صنعا تک فتح فرمایا۔

پھر بلاد مغرب اور اندلس اور طنجہ وغیرہ پہ قبضہ کیا اور ہر جگہ افواج سلیمانی کے کیمپ قائم کیے۔

(روح المعانی) فَسُبْحَانَ الْمَلِكِ اللّٰهِ الَّذِيْ لَا يَزُوْلُ مُلْكُهٗ وَلَا يَنْقَضِيْ سُلْطَانُهٗ

بامحاورہ ترجمہ چوتھا رکوع سورۂ صٓ پ ۲۳

وَاذْكُرْ عَبْدَنَآ اَيُّوْبَ ۘ اِذْ نَادٰى رَبَّهٗٓ اَنِّيْ مَسَّنِيَ الشَّيْطٰنُ بِنُصْبٍ وَّعَذَابٍ ؀

اور یاد کرو ہمارے بندے ایوب کو جبکہ اس نے پکارا اپنے رب کو کہ مجھے شیطان نے چھوا تکلیف و ایذا کے ساتھ۔

اُرْكُضْ بِرِجْلِكَ ۚ هٰذَا مُغْتَسَلٌۢ بَارِدٌ وَّشَرَابٌ ؀

ہم نے فرمایا مار اپنا پاؤں زمین پہ یہ ہے سرد چشمہ ٹھنڈا نہانے کو اور پینے کو۔

وَوَهَبْنَا لَهٗٓ اَهْلَهٗ وَمِثْلَهُمْ مَّعَهُمْ رَحْمَةً مِّنَّا وَذِكْرٰى لِاُولِي الْاَلْبَابِ ؀

اور ہم نے عطا فرمایا اسے اس کے گھر والے اور ان کی مثل اپنی رحمت سے اور نصیحت عقلمندوں کو

وَخُذْ بِيَدِكَ ضِغْثًا فَاضْرِبْ بِّهٖ وَلَا تَحْنَثْ ۭ اِنَّا وَجَدْنٰهُ صَابِرًا ۭ نِعْمَ الْعَبْدُ ۭ اِنَّهٗٓ

اور ہم نے فرمایا اپنے ہاتھ میں ایک جھاڑو لے کر اسے مار اور قسم نہ توڑ ہم نے اسے صابر پایا اچھا

أَوَّابٌ ۝

بندہ ہے بیشک وہ بہت رجوع کرنے والا ہے۔

وَاذْكُرْ عِبَادَنَا إِبْرَاهِيمَ وَإِسْحٰقَ وَيَعْقُوبَ أُولِي الْأَيْدِي وَالْأَبْصَارِ ۝

اور یاد کرو ہمارے بندوں ابراہیم اور اسحٰق اور یعقوب قوت اور علم والوں کو۔

إِنَّا أَخْلَصْنٰهُمْ بِخَالِصَةٍ ذِكْرَى الدَّارِ ۝

بے شک ہم نے انہیں ایک کھری بات سے امتیاز بخشا وہ اس گھر کی یاد ہے۔

وَإِنَّهُمْ عِنْدَنَا لَمِنَ الْمُصْطَفَيْنَ الْأَخْيَارِ ۝

اور وہ ہمارے نزدیک یقیناً چنے ہوئے اور پسندیدہ ہیں۔

وَاذْكُرْ إِسْمٰعِيلَ وَالْيَسَعَ وَذَا الْكِفْلِ وَكُلٌّ مِّنَ الْأَخْيَارِ ۝

اور یاد کرو اسماعیل اور الیسع اور ذوالکفل کو اور یہ سب اچھے لوگ ہیں۔

هٰذَا ذِكْرٌ وَإِنَّ لِلْمُتَّقِينَ لَحُسْنَ مَآبٍ ۝

یہ نصیحت ہے اور یقیناً نیکوں کا ٹھکانا اچھا ہے۔

جَنّٰتِ عَدْنٍ مُّفَتَّحَةً لَّهُمُ الْأَبْوَابُ ۝

بسنے والے باغ کھلے ہوئے ہیں ان کے لیے دروازے

مُتَّكِئِينَ فِيهَا يَدْعُونَ فِيهَا بِفَاكِهَةٍ كَثِيرَةٍ وَّشَرَابٍ ۝

ان میں تکیہ لگائے ہوں ان میں جو چاہیں کثرت سے میوے ہوں اور پینے کو شربت۔

وَعِنْدَهُمْ قٰصِرٰتُ الطَّرْفِ أَتْرَابٌ ۝

اور ان کے پاس پاک دامن بیویاں ہوں ایک عمر کی

هٰذَا مَا تُوعَدُونَ لِيَوْمِ الْحِسَابِ ۝

یہ ہے وہ جس کا تم سے وعدہ حساب کے دن کا ہے۔

إِنَّ هٰذَا لَرِزْقُنَا مَا لَهُ مِنْ نَّفَادٍ ۝

بیشک یہ ہمارا روزی دیا ہوا ہے جو کبھی ختم نہ ہوگا۔

هٰذَا وَإِنَّ لِلطّٰغِينَ لَشَرَّ مَآبٍ ۝

یہ ہے اور بیشک سرکشوں کا برا ٹھکانا ہے۔

جَهَنَّمَ يَصْلَوْنَهَا فَبِئْسَ الْمِهَادُ ۝

جہنم کہ اس میں جائیں گے وہ بیشک برا بچھونا ہے۔

هٰذَا فَلْيَذُوقُوهُ حَمِيمٌ وَّغَسَّاقٌ ۝

یہ ہے تو اسے چکھیں کھولتا پانی اور پیپ۔

وَّاٰخَرُ مِنْ شَكْلِهِ أَزْوَاجٌ ۝

اور اسی کی شکل کی اور چیزیں۔

هٰذَا فَوْجٌ مُّقْتَحِمٌ مَّعَكُمْ لَا مَرْحَبًا بِهِمْ إِنَّهُمْ صَالُوا النَّارِ ۝

ان سے کہا جائے یہ ہے اور فوج تمہارے ساتھ دھنسی پڑتی ہے جو تمہارے ساتھ تھی انہیں مبارک نہ ہو یہ تو جہنم میں جائیں۔

قَالُوا بَلْ أَنْتُمْ لَا مَرْحَبًا بِكُمْ أَنْتُمْ قَدَّمْتُمُوهُ لَنَا فَبِئْسَ الْقَرَارُ ۝

بولیں بلکہ تمہیں مبارک نہ ہو تمہیں نے آگے بھیجا ہمارے لیے تو بہت برا ٹھکانا ہے۔

قَالُوْا رَبَّنَا مَنْ قَدَّمَ لَنَا هٰذَا فَزِدْهُ عَذَابًا ضِعْفًا فِي النَّارِ	بولے اے ہمارے رب جو آگے لایا یہ مصیبت کو زیادہ کر انہیں دو چند عذاب جہنم میں۔
وَقَالُوْا مَا لَنَا لَا نَرٰى رِجَالًا كُنَّا نَعُدُّهُمْ مِّنَ الْاَشْرَارِ	اور کہیں کیا ہوا کہیں گے ہم ان لوگوں کو نہیں دیکھتے جنہیں برا سمجھتے تھے۔
اَتَّخَذْنٰهُمْ سِخْرِيًّا اَمْ زَاغَتْ عَنْهُمُ الْاَبْصَارُ	کیا ہم نے انہیں مسخر ابنالیا یا آنکھیں ان کی طرف سے پھر گئیں۔
اِنَّ ذٰلِكَ لَحَقٌّ تَخَاصُمُ اَهْلِ النَّارِ	بے شک یہ ضرور حق ہے جہنمیوں کا باہم جھگڑا۔

لفظی ترجمہ

وَ۔ اور	اُذْكُرْ۔ یاد کر	عَبْدَ۔ بندے	نَا۔ ہمارے
اَيُّوْبَ۔ ایوب کو	اِذْ۔ جبکہ	نَادٰى۔ پکارا اس نے	رَبَّهٗ۔ اپنے رب کو
اَنِّيْ۔ بیشک	مَسَّنِيَ۔ چھوا مجھے	الشَّيْطٰنُ۔ شیطان نے	بِنُصْبٍ۔ تکلیف
وَ۔ اور	عَذَابٍ۔ ایذا سے	اُرْكُضْ۔ مار زمین پر	بِرِجْلِكَ۔ اپنا پاؤں
هٰذَا۔ یہ	مُغْتَسَلٌ۔ چشمہ ہے نہانے کا	بَارِدٌ۔ ٹھنڈا	وَ۔ اور
شَرَابٌ۔ پینے کا	وَ۔ اور	وَهَبْنَا۔ عطا کیا ہم نے	لَهٗ۔ اس کو
اَهْلَهٗ۔ اسکے گھر والے	وَ۔ اور	مِثْلَهُمْ۔ مثل ان کی	مَّعَهُمْ۔ ان کے ساتھ
رَحْمَةً۔ یہ رحمت ہے	مِّنَّا۔ ہم سے	وَ۔ اور	ذِكْرٰى۔ نصیحت ہے
لِاُولِي الْاَلْبَابِ۔ عقلمندوں کے لیے		وَ۔ اور	خُذْ۔ پکڑ
بِيَدِكَ۔ اپنے ہاتھ میں	ضِغْثًا۔ جھاڑو	فَاضْرِبْ۔ تو مار	بِهٖ۔ اس کو
وَ۔ اور	لَا۔ نہ	تَحْنَثْ۔ قسم توڑ	اِنَّا۔ بیشک ہم نے
وَجَدْنٰ۔ پایا	هُ۔ اس کو	صَابِرًا۔ صبر کرنے والا	نِعْمَ۔ اچھا
الْعَبْدُ۔ بندہ تھا	اِنَّهٗ۔ بیشک وہ تھا	اَوَّابٌ۔ بڑا رجوع کرنیوالا	وَ۔ اور
اُذْكُرْ۔ یاد کر	عِبٰدَنَا۔ ہمارے بندوں	اِبْرٰهِيْمَ۔ ابراہیم	وَ۔ اور
اِسْحٰقَ۔ اسحاق	وَ۔ اور	يَعْقُوْبَ۔ یعقوب کو	اُولِي الْاَيْدِيْ۔ جو قوت

والے ۔ وَ۔ اور ۔ اَلْاَبْصَارِ۔ علم والے ۔ اِنَّا۔ بیشک

اَخْلَصْنٰهُمْ۔ ہم نے ان کو امتیاز بخشا ۔ بِخَالِصَةٍ۔ کھری بات سے ۔ ذِكْرَى۔ وہ ہے یاد

الدَّارِ۔ اس گھر کی ۔ وَ۔ اور ۔ اِنَّهُمْ۔ بیشک وہ ۔ عِنْدَنَا۔ ہمارے نزدیک

لَمِنَ الْمُصْطَفَيْنَ۔ برگزیدہ اور ۔ الْاَخْيَارِ۔ پسندیدہ لوگوں سے ہیں ۔ وَ۔ اور

اُذْكُرْ۔ یاد کرو ۔ اِسْمٰعِيْلَ۔ اسمٰعیل ۔ وَ۔ اور ۔ الْيَسَعَ۔ الیسع

وَ۔ اور ۔ ذَا الْكِفْلِ۔ ذوالکفل کو ۔ وَ۔ اور ۔ كُلٌّ۔ یہ سب

مِّنَ الْاَخْيَارِ۔ پسندیدہ لوگ تھے ۔ هٰذَا۔ یہ ۔ ذِكْرٌ۔ نصیحت ہے

وَ۔ اور ۔ اِنَّ۔ بیشک ۔ لِلْمُتَّقِيْنَ۔ پرہیزگاروں کیلئے ۔ لَحُسْنَ۔ اچھا

مَاٰبٍ۔ ٹھکانہ ہے ۔ جَنّٰتِ۔ باغ ۔ عَدْنٍ۔ ہمیشہ رہنے کے ۔ مُفَتَّحَةً۔ کھلے ہوں گے

لَهُمُ۔ ان کے لیے ۔ الْاَبْوَابُ۔ دروازے ۔ مُتَّكِـِٕيْنَ۔ تکیہ لگائے ہونگے ۔ فِيْهَا۔ اس میں

يَدْعُوْنَ۔ مانگیں گے ۔ فِيْهَا۔ اس میں ۔ بِفَاكِهَةٍ۔ پھل ۔ كَثِيْرَةٍ۔ بہت

وَّ۔ اور ۔ شَرَابٍ۔ شربت ۔ وَ۔ اور ۔ عِنْدَهُمْ۔ پاس

هُمْ۔ ان کے ہوں گی ۔ قٰصِرٰتُ۔ نیچی ۔ الطَّرْفِ۔ نگاہ والی ۔ اَتْرَابٌ۔ ہم عمر بیویاں

هٰذَا۔ یہ ہے ۔ مَا۔ جو ۔ تُوْعَدُوْنَ۔ وعدہ دیے جاتے تھے ۔ لِيَوْمِ۔ دن

الْحِسَابِ۔ حساب کا ۔ اِنَّ۔ بیشک ۔ هٰذَا۔ یہ ۔ لَرِزْقُنَا۔ ہماری روزی ہے

مَا۔ نہیں ہے ۔ لَهٗ۔ اسکو ۔ مِنْ نَّفَادٍ۔ ختم ہونا ۔ هٰذَا۔ یہ ہے

وَ۔ اور ۔ اِنَّ۔ بیشک ۔ لِلطّٰغِيْنَ۔ سرکشوں کا ۔ لَشَرَّ۔ برا

مَاٰبٍ۔ ٹھکانا ہے ۔ جَهَنَّمَ۔ جہنم ۔ يَصْلَوْنَهَا۔ داخل ہوں اسمیں ۔ فَبِئْسَ۔ تو برا ہے

الْمِهَادُ۔ بچھونا ۔ هٰذَا۔ یہ ہے ۔ فَلْيَذُوْقُوْهُ۔ چکھو اس کو ۔ حَمِيْمٌ۔ گرم پانی

وَّ۔ اور ۔ غَسَّاقٌ۔ پیپ ۔ وَ۔ اور ۔ اٰخَرُ۔ اور بھی

مِنْ شَكْلِهٖ۔ اسکی شکل سے ۔ اَزْوَاجٌ۔ ملتی جلتی ۔ هٰذَا۔ یہ ۔ فَوْجٌ۔ فوج ہے

مُّقْتَحِمٌ۔ داخل ہونے والی ۔ مَّعَكُمْ۔ تمہارے ساتھ ۔ لَا۔ نہ ۔ مَرْحَبًا۔ مبارک ہو

بِهِمْ۔ ان کو ۔ اِنَّهُمْ۔ بیشک وہ ۔ صَالُوا۔ جلنے والے ہیں ۔ النَّارِ۔ آگ کو

قَالُوْا۔ کہیں گے ۔ بَلْ۔ بلکہ ۔ اَنْتُمْ۔ تمہیں ہی ہو کہ ۔ لَا۔ نہ

مَرْحَبًا۔ مبارک ہو ۔ بِكُمْ۔ تم کو ۔ اَنْتُمْ۔ تمہیں نے ۔ قَدَّمْتُمُوْهُ۔ آگے بھیجا

لَنَا ۔ ہمارے لیے	فَبِئْسَ ۔ تو برا ہے	اَلْقَرَارُ ۔ ٹھکانہ	قَالُوْا ۔ بولے
رَبَّنَا ۔ اے ہمارے رب	مَنْ ۔ جس نے	قَدَّمَ ۔ آگے بھیجا	لَنَا ۔ ہمارے لیے
هٰذَا ۔ یہ	فَزِدْهُ ۔ تو زیادہ دے اسکو	عَذَابًا ۔ عذاب	ضِعْفًا ۔ دگنا
فِی ۔ بیچ	النَّارِ ۔ آگ کے	وَ ۔ اور	قَالُوْا ۔ بولے
مَا ۔ کیا ہوا	لَنَا ۔ ہمیں کہ	لَا ۔ نہیں	نَرٰی ۔ دیکھتے ہم
رِجَالًا ۔ ان آدمیوں کو کہ	کُنَّا ۔ ہم	نَعُدُّ ۔ گنتے تھے	هُمْ ۔ ان کو
مِنَ الْاَشْرَارِ ۔ شریر لوگوں سے	اَتَّخَذْنَا ۔ کیا بنایا ہمنے	هُمْ ۔ ان کو	سِخْرِیًّا ۔ ٹھٹھا
اَمْ ۔ یا	زَاغَتْ ۔ پھر گئیں	عَنْهُمْ ۔ ان سے	الْاَبْصَارُ ۔ آنکھیں
اِنَّ ۔ بیشک	ذٰلِكَ ۔ یہ	لَحَقٌّ ۔ حق ہے	تَخَاصُمُ ۔ جھگڑنا

اَهْلِ النَّارِ ۔ دوزخ والوں کا۔

خلاصہ تفسیر چوتھا رکوع ۔ سورۃ ص ۔ پ ۲۳

وَاذْكُرْ عَبْدَنَآ اَيُّوْبَ ۘ اِذْ نَادٰى رَبَّهٗٓ اَنِّىْ مَسَّنِىَ الشَّيْطٰنُ بِنُصْبٍ وَّعَذَابٍ اور یاد کرو ہمارے بندے ایوب کو جبکہ وہ پکارا مجھے چھوا شیطان نے تکلیف اور ایذا سے۔

اس کا مفصل حال سورۃ انبیاء میں گذر چکا یہاں اجمالاً مال اور جسم میں تکلیف وایذا کا ذکر فرمایا گیا سورۃ انبیاء میں چھٹے رکوع میں دیکھنا چاہئیے۔

اُرْكُضْ بِرِجْلِكَ ۚ هٰذَا مُغْتَسَلٌۢ بَارِدٌ وَّشَرَابٌ حکم ملا اے ایوب اپنا پاؤں زمین پر مارو یہ ہے سرد چشمہ نہانے اور پینے کو۔

چنانچہ آپ نے زمین پر پیر مارا اس سے آب شیریں کا ایک چشمہ ظاہر ہوا اور آپ کو حکم ملا یہ ہے سرد چشمہ نہانے اور پینے کو چنانچہ آپ نے اس سے پیا اور غسل کیا جس سے تمام جسمانی یا مالی تکالیف دفع ہوگئیں حتی کہ آپ کی جو اولاد اس ابتلاء میں مرچکی تھی اللہ تعالےٰ نے اسے بھی زندہ کیا اور اپنے فضل ورحمت سے اتنے ہی اور عطا فرمائے جیسا کہ ارشاد ہے۔

وَوَهَبْنَا لَهٗٓ اَهْلَهٗ وَمِثْلَهُمْ مَّعَهُمْ رَحْمَةً مِّنَّا وَذِكْرٰى لِاُولِى الْاَلْبَابِ ۔ اور ہم نے اسے اس کے گھر والے اور ان کے مثل اور عطا فرما دیے اپنی رحمت سے اور عقلمندوں کے لیے یادگار بنا دی۔

اس کے بعد اس واقعہ کا ذکر ہے جس میں آپ نے اپنی بیوی کو سو ضربیں مارنے کی قسم کھائی تھی ان کے دیر سے حاضر ہونے کی سزا میں چنانچہ جب آپ صحت یاب ہو گئے تو خیال آیا اب میں قسم کیسے پوری کروں اس کے ایام مرض میں مجھ پر احسانات ہیں اس کا بدلہ سو ضربیں مار کر کیسے دوں چنانچہ رحمت الٰہی جوش زن ہوئی اور ارشاد ہوا۔

وَخُذْ بِيَدِكَ ضِغْثًا فَاضْرِبْ بِّهٖ وَلَا تَحْنَثْ اِنَّا وَجَدْنٰهُ صَابِرًا نِعْمَ الْعَبْدُ اِنَّهٗۤ اَوَّابٌ

اور پکڑ لو اپنے ہاتھ میں خشک و تر گھاس کا ایک مٹھا اس سے مار دو اور قسم نہ توڑو بے شک ہم نے اسے صابر پایا اچھا بندہ بے شک وہ بہت رجوع لانے والا ہے۔

اس کے بعد چھ انبیاء کرام کا ذکر فرمایا گیا جس میں حضرت ابراہیم حضرت اسحٰق حضرت یعقوب حضرت اسمعیل حضرت یسع حضرت ذوالکفل مذکور ہیں چنانچہ ارشاد ہے۔

وَاذْكُرْ عِبٰدَنَاۤ اِبْرٰهِيْمَ وَاِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ اُولِى الْاَيْدِيْ وَالْاَبْصَارِ اِنَّاۤ اَخْلَصْنٰهُمْ بِخَالِصَةٍ ذِكْرَى الدَّارِ وَاِنَّهُمْ عِنْدَنَا لَمِنَ الْمُصْطَفَيْنَ الْاَخْيَارِ وَاذْكُرْ اِسْمٰعِيْلَ وَالْيَسَعَ وَذَا الْكِفْلِ وَكُلٌّ مِّنَ الْاَخْيَارِ

اور یاد کرو ہمارے بندوں ابراہیم اور اسحٰق اور یعقوب قدرت اور علم والوں کو جنہیں اللہ تعالےٰ نے حکمت علمیہ عطا فرمائی بے شک ہم نے انہیں ایک کھری بات سے ممتاز فرمایا کہ وہ اس گھر کی یادگار ہے اور وہ دار آخرت کی لوگوں کو یاد دلاتے ہیں اور خود اللہ کا ذکر کثرت سے کرتے ہیں ان کے دلوں میں محبت دنیا کی جگہ نہیں ہے۔

اور یاد کرو اسمٰعیل اور یسع اور ذوالکفل کو اور ان کے صبر اور فضائل کو تاکہ ان کے فضائل معلوم کر کے لوگ نیکیوں کا ذوق و شوق حاصل کریں۔

نوٹ

حضرت ذوالکفل کی نبوت میں اختلاف ہے مگر ولایت یقینی ہے۔ اس کے بعد ارشاد ہے۔

هٰذَا ذِكْرٌ وَاِنَّ لِلْمُتَّقِيْنَ لَحُسْنَ مَاٰبٍ جَنّٰتِ عَدْنٍ مُّفَتَّحَةً لَّهُمُ الْاَبْوَابُ مُتَّكِـِٕيْنَ فِيْهَا يَدْعُوْنَ فِيْهَا بِفَاكِهَةٍ كَثِيْرَةٍ وَّشَرَابٍ وَعِنْدَهُمْ قٰصِرٰتُ الطَّرْفِ اَتْرَابٌ هٰذَا مَا تُوْعَدُوْنَ لِيَوْمِ الْحِسَابِ اِنَّ هٰذَا لَرِزْقُنَا مَا لَهٗ مِنْ نَّفَادٍ

ھٰذَا ۔ یہ نصیحت ہے اور بیشک پرہیزگاروں کا ٹھکانہ یقیناً اچھا ہے بسنے کے باغ ہیں جن کے دروازے ان کے لیے کھلے ہوئے ہیں ان میں تکیہ لگائے مرصع مسندوں پر بیٹھے ہوں۔ ان باغوں میں کثرت سے میوے اور شراب ہو جیسے وہ چاہیں گے۔

اور ان کے پاس وہ بیویاں ہیں جو اتنی دوشیزہ عفیفہ ہیں کہ اپنے شوہر کے سوا کسی طرف آنکھ نہیں اٹھاتیں سب اَتْرَاب یعنی ہم عمر یہ ہے وہ جس کا تمہیں وعدہ دیا جاتا تھا حساب کے دن کا۔
بیشک یہ ہمارا رزق ہے جو کبھی ختم نہ ہو ان کو تو یہ ہے۔
اب رہے باغی طاغی فاسق و منافق ان کے لیے جو کچھ ہے اس کا ذکر آئندہ آیتوں میں ہے چنانچہ ارشاد ہے
وَاِنَّ لِلطّٰغِيْنَ لَشَرَّ مَاٰبٍ جَهَنَّمَ يَصْلَوْنَهَا فَبِئْسَ الْمِهَادُ هٰذَا فَلْيَذُوْقُوْهُ حَمِيْمٌ وَّغَسَّاقٌ وَّاٰخَرُ مِنْ شَكْلِهٖٓ اَزْوَاجٌ هٰذَا فَوْجٌ مُّقْتَحِمٌ مَّعَكُمْ لَا مَرْحَبًا بِهِمْ اِنَّهُمْ صَالُوا النَّارِ قَالُوْا بَلْ اَنْتُمْ لَا مَرْحَبًا بِكُمْ اَنْتُمْ قَدَّمْتُمُوْهُ لَنَا فَبِئْسَ الْقَرَارُ۔
اور بیشک سرکشوں کا برا ٹھکانہ جہنم ہے اس میں جائیں گے تو بہت ہی برا بچھونا ہے جہاں بھڑکتی آگ ہے ان کے لیے یہی ہے تو اسے چکھیں کھولتا پانی اور پیپ جو جہنمیوں کے جسم سے نکل کر بہے گا جیسے طِيْنَةُ الْخَبَال کہا گیا اور اسی شکل کے بہت سے عذاب جوڑے دار۔
آگے کی آیت میں بروایت ابن عباس رضی اللہ عنہما جہنمیوں کے سرداروں کا ذکر ہے جبکہ وہ جہنم میں ڈالے جائیں اور ان کے پیچھے پیچھے ان کے متبعین بھی ٹھونسے جائیں تو خازن جہنم ان سے کہیں یہ تمہارے متبعین کی فوج ہے جو تمہارے ساتھ جہنم میں دھنس رہی ہے چنانچہ ارشاد ہے۔
هٰذَا فَوْجٌ مُّقْتَحِمٌ الخ یہ ایک اور فوج تمہارے ساتھ دھنس رہی ہے جو تمہاری متبع تھی تو وہ ان سے کہیں لَا مَرْحَبًا بِهِمْ اِنَّهُمْ صَالُوا النَّارِ۔ انہیں جہنم میں کھلی جگہ نہ ہو آگ میں تو انہیں جانا ہے۔
قَالُوْا بَلْ اَنْتُمْ لَا مَرْحَبًا بِكُمْ اَنْتُمْ قَدَّمْتُمُوْهُ لَنَا فَبِئْسَ الْقَرَارُ۔ تو جہنمی کہیں بلکہ تم کھلی جگہ نہ پاؤ تم ہی یہ مصیبت ہمارے آگے لائے تو یہ کیسا برا ٹھکانہ ہے۔ تو کفار کے عمائد اور سردار کہیں۔
قَالُوْا رَبَّنَا مَنْ قَدَّمَ لَنَا هٰذَا فَزِدْهُ عَذَابًا ضِعْفًا فِى النَّارِ۔ اے ہمارے رب جو یہ مصیبت ہمارے آگے لایا اسے آگ میں دوچند عذاب دے۔
جب جہنمی ان غریب مومنوں کو وہاں نہ دیکھیں جنہیں دنیا میں بہ ذلت کی نظر سے دیکھتے تھے تو بولیں۔
وَقَالُوْا مَا لَنَا لَا نَرٰى رِجَالًا كُنَّا نَعُدُّهُمْ مِّنَ الْاَشْرَارِ۔ اور کافر کہیں ہمیں کیا ہوا کہ ہم انہیں نہیں دیکھتے جنکو دنیا میں ہم ذلیل اور برا سمجھتے تھے۔
اَتَّخَذْنٰهُمْ سِخْرِيًّا اَمْ زَاغَتْ عَنْهُمُ الْاَبْصَارُ۔ کیا ہم نے ہنسی بنالیا ان کو اور درحقیقت وہ ایسے نہ تھے وہ تو جہنم میں نہیں آئے آج ہمیں معلوم ہوا کہ ان سے تمسخر کرنا ان کی ہنسی اڑانا ہمارا باطل تھا۔ یا ہماری آنکھیں پھر گئی تھیں کہ ہم نے دنیا میں ان کا مرتبہ اور مقام نہ سمجھا۔

اس کے بعد حضور سرورِ انبیاء صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مخاطبہ ہے۔

اِنَّ ذٰلِکَ لَحَقٌّ تَخَاصُمُ اَھْلِ النَّارِ۔ اے محبوب بے شک یہ حق بات ہے اور دوزخیوں کا مخاصمہ قطعی ہوگا

اس رکوع میں بعض ادق لغات ہیں ان کی تصریح ضروری ہے

حلِّ لغات

نُصْبٍ۔ نصب کہتے ہیں رنج و مشقت اور تکلیف والم کو

اُرْکُضْ بِرِجْلِکَ۔ رکض کہتے ہیں زور سے پاؤں مارنے کو۔ محاورہ ہے رَکَضَ الْفَرَسُ گھوڑے نے سم مارا

وَخُذْ بِیَدِکَ ضِغْثًا۔ ضغث کہتے ہیں سوکھی ہری گھاس کے مٹھے کو یا تنکوں کے چھوٹے مٹھے یا جھاڑو کو۔

مُصْطَفَیْنَ الْاَخْیَارِ۔ اخیار خیر کی جمع ہے جیسے اشرار شر کی جمع ہے۔

جَنّٰتُ عَدْنٍ۔ رہنے بسنے اور آباد رہنے والے باغ

قٰصِرٰتُ الطَّرْفِ۔ اس کی تفصیل سورۃ صافات کے دوسرے رکوع میں گذر چکی

اَتْرَابٌ۔ جمع ہے ترب کی۔ ہم عمر کے معنی میں مستعمل ہے۔

مَا لَہٗ مِنْ نَّفَادٍ۔ نفاد کے معنی انقطاع کے ہیں۔

حَمِیْمٌ۔ جوش کھا کر کھولتا پانی۔

غَسَّاقٌ۔ زخم سے بہتا ہوا کچ لہو۔ راد پیپ۔ یہ غسق سے مشتق ہے اور اس کے معنی ٹھنڈ کے بھی ہوتے ہیں جو سخت ٹھنڈ ہو جیسے مِنْ شَرِّ غَاسِقٍ اِذَا وَقَبَ۔ یہاں رات مراد ہے اس لیے کہ رات بہ نسبت دن کے ٹھنڈی ہوتی ہے۔

وَاٰخَرُ مِنْ شَکْلِہٖ اَزْوَاجٌ۔ سے مراد اجناس ہیں۔ یعنی عذاب کی جنس سے اور انواع و اقسام کے عذاب

ھٰذَا فَوْجٌ مُّقْتَحِمٌ مَّعَکُمْ۔ اقتحام سے لیا گیا ہے اور یہ قحمہ سے مشتق ہے۔ اور قحمہ کہتے ہیں شدت کو ایک دوسرے پر گرتے پڑتے جب اژدحام کرے تو اسے اقتحام کہتے ہیں اور یہی معنے فَلَا اقْتَحَمَ الْعَقَبَۃَ کے ہیں۔

لَا مَرْحَبًا بِھِمْ۔ یہ بددعا کے موقعہ پر نفی بلا کے ساتھ بولتے ہیں اور دعا کے موقع پر بغیر نفی کے۔ تو مرحبا کے معنی ہیں اَتَیْتَ رَحْبًا فِی الْبِلَادِ۔ آیا تو فراخی و کشادگی سے شہروں کے اندر جب اس پر کلمہ لا لگا دیا جائے تو اس کے برعکس معنی ہوتے ہیں۔ اس کی اُردو کالا منہ ہے جیسے بولتے ہیں کالا منہ نیلے ہاتھ اور پاؤں۔

اَتَّخَذْنٰھُمْ سِخْرِیًّا۔ مسخر اور استہزا کی جگہ مستعمل ہے۔

اَمْ زَاغَتْ عَنْهُمُ الْاَبْصَارُ۔ زَاغ پھرنے کو کہتے ہیں یہاں آنکھ پھرنے اور پتھرا جانے کے معنی میں مستعار ہے۔

مختصر تفسیر اردو چوتھا رکوع سورۂ ص پ ۲۳

وَاذْکُرْ عَبْدَنَآ اَیُّوْبَ۔ اور یاد کرو ہمارے بندے ایوب کو۔

ابن اسحق فرماتے ہیں اَلصَّحِیْحُ اِنَّہٗ کَانَ مِنْ بَنِیْٓ اِسْرَآئِیْلَ وَلَمْ یَصِحَّ فِیْ نَسَبِہٖ شَیْءٌ غَیْرَ اَنَّ اِسْمَ اَبِیْہِ اَمُوْصُ۔ صحیح یہ ہے کہ آپ بنی اسرائیل سے تھے اور آپ کے نسب کے متعلق سوا آپ کے نام اور آپ کے والد کے نام اور کچھ نہیں ملتا۔ ایوب بن اموص ہی معلوم ہوتا ہے۔

اور ابن جریر کہتے ہیں ھُوَ اَیُّوْبُ بْنُ اَمُوْصَ بْنِ رُوْمِ بْنِ عِیْصِ بْنِ اِسْحٰقَ عَلَیْہِ السَّلَامُ وہ ایوب اموص کے صاحبزادے تھے ان کے دادا روم پردادا عیص اور لکڑ دادا اسحق علیہ السلام ہیں۔

اور ابن عساکر سے روایت ہے اِنَّ اُمَّہٗ بِنْتُ لُوْطٍ وَاِنَّ اَبَاہُ مِمَّنْ اٰمَنَ بِاِبْرَاھِیْمَ فَعَلٰی ھٰذَا کَانَ عَلَیْہِ السَّلَامُ قَبْلَ مُوْسٰی عَلَیْہِ السَّلَامُ۔ آپ کی والدہ لوط علیہ السلام کی صاحبزادی تھیں اور والد ان میں سے تھے جو ابراہیم علیہ السلام پر ایمان لائے اس اعتبار سے حضرت ایوب علیہ السلام حضرت موسیٰ علیہ السلام سے پہلے ہوئے۔

اور ابن جریر کا ایک قول یہ ہے کَانَ بَعْدَ شُعَیْبٍ عَلَیْہِ السَّلَامُ۔ آپ حضرت شعیب علیہ السلام کے بعد ہوئے ہیں۔

اور ابن جریر کا ایک قول یہ ہے کَانَ بَعْدَ سُلَیْمَانَ عَلَیْہِ السَّلَامُ وَقَوْلُہٗ تَعَالٰی اُذْکُرْ عَطْفٌ عَلٰی اُذْکُرْ عَبْدَنَا دَاؤٗدَ وَعَدْمُ تَصَدُّرِ قِصَّۃِ سُلَیْمَانَ بِھٰذَا الْعُنْوَانِ لِکَمَالِ الْاِتِّصَالِ بَیْنَہٗ وَبَیْنَ دَاؤٗدَ عَلَیْہِمَا السَّلَامُ۔ حضرت ایوب علیہ السلام سلیمان علیہ السلام کے بعد ہوئے اور ارشاد الٰہی اذکر عبدنا ایوب کا عطف اذکر عبدنا داؤد پر ہے۔ اور عدم صدور قصہ سلیمان علیہ السلام اس عنوان سے ہے جو کمال اتصال ان میں اور داؤد علیہما السلام میں ظاہر کرتا ہے آگے ارشاد ہے۔

اِذْ نَادٰی رَبَّہٗٓ اَنِّیْ مَسَّنِیَ الشَّیْطٰنُ بِنُصْبٍ وَّعَذَابٍ جب وہ اپنے رب کو پکارے کہ مجھے شیطان نے مشقت و تکلیف سے چھوا ہے۔

نُصْب بضم نون و سکون الصاد بمعنی تعب اور تکلیف آتا ہے اور بفتحتین نَصَب بھی یہی معنے دیتا ہے اور نُصُب اور نَصْب اور نُصْب اس میں محض اختلاف قراءت ہے معنی تینوں صورتوں میں

ایک ہی ہیں اور سب نے مشقت و تکلیف کے معنی ہیں ہی لے لیا ہے۔
البتہ نصب اور عذاب میں یہ فرق ضرور کیا ہے کہ نَصَبٌ اَلضُّرُّ فِی الْجَسَدِ یعنی نصب سے جسمانی تکلیف مراد ہے اور عذاب سے اہل اور مال کی تکلیف مراد ہے۔
اور مسِّ شیطان کا واقعہ یہ بتایا جاتا ہے۔
اِنَّہٗ عَلَیْہِ اللَّعْنَۃُ سَمِعَ ثَنَاءَ الْمَلٰٓئِکَۃِ عَلَیْہِمُ السَّلَامُ عَلٰی اَیُّوْبَ عَلَیْہِ السَّلَامُ وَسَاَلَ اللّٰہَ تَعَالٰی اَنْ یُّسَلِّطَہٗ عَلٰی جَسَدِہٖ وَمَالِہٖ وَوَلَدِہٖ فَفَعَلَ عَزَّ وَجَلَّ اِبْتِلَاءً لَّہٗ۔ ابلیس لعین نے ملائکہ علیہم السلام سے حضرت ایوب کی تعریف سنی اس کی رگ حسد پھڑکی اور اللہ تعالےٰ سے عرض کی کہ مجھے جسم ایوب اور اس کے مال و اولاد پر مسلط فرمایا جائے شان بے نیازی کی طرف سے اسے تسلط دیدیا گیا تاکہ صبر ایوب کی استقامت کا امتحان دنیا پر ہو جائے۔
اور بارگاہ الٰہی میں تسلط شیطانی نے اس لیے اجازت طلب کی کہ بلا اذن الٰہی نبی پر کوئی شیطان مسلط نہیں ہوسکتا۔
ایک قول یہ ہے کہ وَسْوَسَ اِلَیْہِ عَلَیْہِ السَّلَامُ اَنْ یَّسْاَلَ اللّٰہَ تَعَالٰی الْبَلَاءَ لِیَمْتَحِنَ وَیُجَرِّبَ صَبْرَہٗ عَلٰی مَا یُلْقِیْہِ۔ آپ کے دل میں یہ وسوسہ آیا کہ اللہ تعالےٰ سے بلا طلب کریں تاکہ آپ کا امتحان ہو اور بلاؤں پر صبر کا تجربہ کریں۔ جیسا کہ حضرت شرف الدین عمر بن الفارض کا شعر ہے۔

وَبِمَا شِئْتَ فِیْ هَوَاكَ اخْتَبِرْنِیْ ۔۔۔ فَاخْتِیَارِیْ مَا كَانَ فِیْهِ رِضَاكَ

اور جیسے تو چاہے اپنے ارادہ سے مجھے جانچ۔ میرے اختیارات وہی ہیں جس میں تیری رضا ہو۔
اور بقول شاعر ؏ راضی ہیں ہم اسی میں جس میں تیری رضا ہے۔
اور ایک قول یہ ہے کہ اِنَّ رَجُلًا اِسْتَغَاثَہٗ عَلٰی ظَالِمٍ فَوَسْوَسَ اِلَیْہِ الشَّیْطَانُ بِتَرْکِ اِغَاثَتِہٖ فَلَمْ یُغِثْہُ فَمَسَّہُ اللّٰہُ بِسَبَبِ ذٰلِكَ بِمَا مَسَّہٗ۔ ایک شخص نے کسی ظالم پر استغاثہ کیا تو توسوس شیطانی سے آپ نے اس کی مدد نہ کی تو منجانب اللہ آپ پر وہ سب کچھ ہوا جو ہوا۔
ایک قول یہ ہے کہ آپ کو کثرت مال و اولاد پر فخر ہوا تو اللہ تعالےٰ نے آپ کو اس ابتلا میں ڈالا۔
اس کے علاوہ اور بہت سی روایات ہیں جن پر علامہ آلوسی بغدادی فرماتے ہیں۔
وَکُلُّ ھٰذِہِ الْاَقْوَالِ عِنْدِیْ مُتَضَمِّنَۃٌ مَا لَا یَلِیْقُ بِمَنْصَبِ الْاَنْبِیَاءِ عَلَیْہِمُ السَّلَامُ۔ ایسے تمام اقوال وہ ہیں جو انبیاء علیہم السلام کی شان سے بعید ہیں۔ البتہ پیشہ ور واعظوں اور خطیبوں کے لیے یہ ایک دلچسپ مصالحہ ضرور ہے۔

اور ایک روایت آخر میں ہے جو قابل تسلیم معلوم ہوتی ہے وَذَهَبَ جَمْعٌ اِلٰى اَنَّ النُّصْبَ وَالْعَذَابَ لَيْسَا مَا كَانَا لَهٗ مِنَ الْمَرَضِ وَالْاَلَمِ اَوِالْمَرَضِ وَذَهَابِ الْاَهْلِ وَالْمَالِ بَلْ اَمْرَانِ عَرَضَا لَهٗ وَهُوَ مَرِيْضٌ فَاقِدُ الْاَهْلِ وَالْمَالِ فَقِيْلَ لَهُمَا مَا كَانَا لَهٗ مِنْ وَسْوَسَةِ الشَّيْطَانِ اِلَيْهِ فِيْ مَرَضِهٖ مِنْ عُظْمِ الْبَلَاءِ وَالْقُنُوْطِ مِنَ الرَّحْمَةِ وَالْاِغْرَاءِ عَلَى الْجَزَعِ كَانَ الشَّيْطَانُ يُوَسْوِسُ اِلَيْهِ بِذٰلِكَ وَهُوَ يُجَاهِدُ فِيْ دَفْعِ ذٰلِكَ حَتّٰى تَعِبَ وَتَاَلَّمَ عَلٰى مَا هُوَ فِيْهِ مِنَ الْبَلَاءِ فَنَادٰى رَبَّهٗ لِيَتَصَدّٰى فَدْ عَنْهُ وَلِيَسْتَعِيْنَ عَلَيْهِ اَنِّيْ مَسَّنِيَ الشَّيْطَانُ بِنُصْبٍ وَّعَذَابٍ۔

محققین کا اس پر اجماع ہے کہ نصب وعذاب جو تھا وہ مرض اور الم اور اہل ومال کے جانے کا نہ تھا بلکہ حقیقت یہ ہے کہ یہ سب عوارض تھے کہ آپ مریض بھی تھے اور فاقد الاہل والمال بھی تو بعض نے ان کیفیات کو وسوسہ شیطان کہہ دیا کہ آپ مریض بھی تھے اور عیال ومال بھی ضائع ہو چکے تھے بلکہ آپ اپنی طرف سے ان وساوس کا دفع فرماتے فرماتے جب تھک گئے تو اپنے رب سے عرض کی اور مدد مانگی کہ یہ بلا ٹال دے چنانچہ عرض کی اَنِّیْ مَسَّنِیَ الشَّیْطٰنُ بِنُصْبٍ وَّعَذَابٍ۔

ایک قول یہ ہے کہ یہ وسوسہ غیر ایوب علیہ السلام کی طرف تھا چنانچہ وہ کہتے ہیں کہ شیطان بصورت طبیب آپ کی بیوی کی طرف آیا آپ نے اس سے کہا کہ یہ بیمار ہیں کیا تم ان کا علاج کر سکتے ہو وہ بولا ہاں میں علاج کر سکتا ہوں بشرطیکہ بعد صحت ایوب کہیں کہ تو نے مجھے شفا دی۔ انہوں نے اقرار کر لیا اور حضرت ایوب علیہ السلام سے یہ قصہ عرض کر دیا تو آپ نے بھانپ لیا کہ وہ طبیب صورت شیطان تھا اور بیوی کا یہ اقرار آپ پر بہت گراں گذرا تو آپ نے اپنے رب سے عرض کی اَنِّیْ مَسَّنِیَ الشَّیْطٰنُ بِنُصْبٍ وَّعَذَابٍ۔

اس کے علاوہ اور بھی ایسے اقوال ہیں جیسے آلوسی نے روح المعانی میں نقل کیا ہے۔ اس کے بعد اللہ تعالےٰ کی طرف سے ایوب علیہ السلام کو بشارت ملی۔

اُرْكُضْ بِرِجْلِكَ۔ اپنا پاؤں زمین پر مار

گویا عبارت یہ ہوئی اَیْ فَقُلْنَا لَہٗ اُرْكُضْ بِرِجْلِكَ۔ ہم نے ایوب کو فرمایا زمین پر پیر مار اُرْكُضْ کے معنی اِضْرِبْ بہا کے ہوتے ہیں۔ آگے ارشاد ہے

هٰذَا مُغْتَسَلٌۢ بَارِدٌ وَّشَرَابٌ۔ یہ غسل کے لیے ٹھنڈا اور پینے کا چشمہ ہے۔

گویا ارشاد ہے فَضَرَبَهَا فَنَبَعَتْ عَيْنٌ فَقُلْنَا لَهٗ هٰذَا مُغْتَسَلٌ تَغْتَسِلُ بِهٖ وَتَشْرَبُ مِنْهُ فَيَبْرَأُ ظَاهِرُكَ وَبَاطِنُكَ۔ تو آپ نے پیر مارا تو چشمہ ابل پڑا تو ہم نے فرمایا یہ غسل کے لیے ہے آپ غسل کریں اور اس سے پئیں تو اندر باہر کی تکالیف سے آپ صحتیاب ہوں گے۔

ایک روایت میں ہے کہ حضرت ایوب علیہ السلام نے داہنا پائے اقدس مارا تو چشمہ ابل پڑا اس سے آپ نے غسل کیا پھر بایاں پاؤں مارا تو اس سے سرد چشمہ پھوٹ پڑا اس سے آپ نے پیا۔

یہ دو پاؤں مارنے سے یہ مراد ہے کہ غسل کے لیے گرم اور پینے کے لیے سرد چشمہ پھوٹ پڑے۔

یہ واقعہ بروایت قتادہ اور حسن اور مقاتل شام میں ارض جابیہ میں ہوا۔

اس کے بعد جبکہ تمام عوارضات جانی و مالی سے آپ صحت یاب ہو چکے تو اللہ تعالے نے ہلاک شدہ اولاد اور اس کے مثل اور بھی اولاد عطا فرمادی جیسا کہ ارشاد ہے

وَوَهَبْنَا لَهٗۤ اَهْلَهٗ وَمِثْلَهُمْ مَّعَهُمْ رَحْمَةً مِّنَّا وَذِكْرٰى لِاُولِى الْاَلْبَابِ۔ اور ہم نے عطا فرمائی اسے اس کی آل اور مثل اس کے اور اس کے ساتھ رحمت تھی ہماری طرف سے اور نصیحت وغیرہ عقل والوں کے لیے۔

بروایت حسن باحیا ئہم بعد ہلاکہم۔ یعنی جو اس امتحان میں ہلاک ہو چکے تھے وہ زندہ کر دیے اور انکی مثل اور اولاد بھی بخشی۔

طبرسی کی روایت میں ہے جو ابو عبداللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى اَحْيَا لَهٗ مَنْ مَّاتَ مِنْ اَهْلِهٖ وَعَافَ الْمَرْضٰى وَجَمَعَ عَلَيْهِ مَنْ تَشَتَّتَ مِنْهُمْ۔ اللہ تعالے نے ایوب علیہ السلام کے لیے وہ زندہ فرما دیے جو آپ کے اہل و عیال سے ہلاک ہو چکے تھے اور تمام مرض مٹا دیا اور سب کو جمع کر دیا جو آپ سے منتشر ہو چکے تھے۔

ومثلہم معہم سے یہ مراد ہے کہ جتنے اہل و عیال تھے اس سے دو چند مرحمت فرما دیے اور یہ اللہ تعالے کی رحمت عظیمہ جلیلہ تھی۔

وَذِكْرٰى لِاُولِى الْاَلْبَابِ۔ اور یہ عقل والوں کو نصیحت تھی۔ کہ شدائد پہ صبر کرنے والوں کو ایسے ہی نوازا جاتا ہے۔

آپ اس ابتلاء میں سات سال مسلسل رہے اور چند ماہ چنانچہ قتادہ کہتے ہیں۔ اِنَّهٗ عَلَيْهِ السَّلَامُ اُبْتُلِيَ سَبْعَ سِنِيْنَ وَاَشْهُرًا وَّاُلْقِيَ عَلٰى كُنَاسَةِ بَنِيْ اِسْرَائِيْلَ تَخْتَلِفُ الدَّوَابُّ فِيْ جَسَدِهٖ فَصَبَرَ فَفَرَّجَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ وَاَعْظَمَ لَهُ الْاَجْرَ وَاَحْسَنَ۔ آپ اس امتحان میں سات سال اور چند ماہ رہے آپ کو بنی اسرائیل کے کوڑے پر ڈال دیا آپ کے جسد انور پر جانور پھرتے اور آپ صبر سے رہے آخر اللہ تعالے نے اس مصیبت کو کھولا اور زبردست اجر دے کر بہترین مبادلہ عطا کیا۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ آپ کے دونوں پیروں سے لے کر سر تک زخم ہی زخم تھے آپ کو ریت ڈال دیا تھا حتیٰ کہ آپ کی پسلیاں نظر آتی تھیں، آپ کی بیوی جو آپ کی خدمت کرتی تھی

وہ کہنے لگیں ایوب اب تو خدا کی قسم ہم پر مصیبت کی حد ہو گئی۔ فاقہ مستی نے بھی پریشان کر دیا ہمیں ایک ٹکڑا روٹی کا نہیں ملتا کہ آپ کو تو کھلاؤں تو اب آپ اللہ تعالے سے دعا کریں کہ وہ آپ کو شفا دے آپ نے یہ سن کر فرمایا۔

وَیْحَكِ كُنَّا فِی النَّعِیْمِ سَبْعِیْنَ عَامًا فَاصْبِرِیْ حَتّٰی نَكُوْنَ فِی الضُّرِّ سَبْعِیْنَ عَامًا۔ افسوس ہے تجھ پر ہم ستر برس نعمتوں میں رہے تھے تو صبر کر اب حتیٰ کہ ستر برس اس مصیبت میں گذریں۔

تو آپ کو ابھی سات سال ہی گذرے کہ آپ نے بارگاہ مستجاب میں دعا فرمائی کہ جبریل امین حاضر خدمت ہوئے اور پائے اقدس زمین پر مارنے کو کہا اور چشمہ ابلا غسل فرمایا صحت حاصل فرمائی اور حلۂ بہشتی ملبوس فرما کر آپ سر راہ تشریف فرما ہوئے کہ آپ کی بیوی آئیں اور آپ کو نہ پہچان سکیں تو بولیں کہ اے خدا کے بندے یہاں ایک بیمار تھا وہ کہاں ہے شاید اسے جانور نہ لے گئے ہوں۔

حضرت ایوب علیہ السلام نے فرمایا بے خبرہ ایوب میں ہی ہوں اللہ تعالے نے میری تمام تکالیف رفع فرما دیں اور اب مجھے میری آل و اولاد بھی واپس ملے گی اور اس کے مثل اور بھی عطا ہوگی۔

وَاُمْطِرَ عَلَیْهِ جَرَادًا مِّنْ ذَهَبٍ فَجَعَلَ یَاْخُذُ الْجَرَادَ بِیَدِهٖ وَیَجْعَلُ فِیْ ثَوْبِهٖ وَیَنْشُرُ كِسَاءَهٗ فَیَجْعَلُ فِیْهِ فَاَوْحَی اللّٰهُ اِلَیْهِ یَا اَیُّوْبُ اَمَا شَبِعْتَ قَالَ یَا رَبِّ مَنِ الَّذِیْ یَشْبَعُ مِنْ فَضْلِكَ وَرَحْمَتِكَ اور اللہ تعالے نے آپ پہ بارش کی جس سے ٹیڈیاں سونے کی برسیں تو آپ انہیں اٹھا اٹھا کر اپنے کپڑے میں رکھتے رہے پھر آپ نے اپنی کمل پھیلا دی اور اس میں بھرتے رہے۔ تو وحی ہوئی ایوب اب تو جی بھر گیا عرض کیا الٰہی وہ کون ہے جس کا جی تیرے فضل و رحمت سے بھرے۔

اور حضرت انس رضی اللہ عنہ سے ہے کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اِنَّ اَیُّوْبَ بَقِیَ فِیْ مِحْنَتِهٖ ثَمَانِیَ عَشْرَةَ سَنَةً یَتَسَاقَطُ لَحْمُهٗ حَتّٰی مَلَّهُ الْعَالَمُ وَلَمْ یَصْبِرْ عَلَیْهِ اِلَّا امْرَاَتُهٗ۔ ایوب علیہ السلام اس بلاء و مصیبت میں اٹھارہ سال رہے آپ کے جسم مبارک سے گوشت جھڑ گیا حتیٰ کہ اس پر زمانہ غمگین ہو گیا اور کسی کو صبر نہ تھا مگر آپ کی بیوی صابرہ کاملہ قانعہ رہیں۔

لیکن علامہ طبرسی کہتے ہیں کہ محققین اسے جائز نہیں مانتے کہ ایک نبی ایسے مرض میں ہو جس سے لوگ تنفر کریں البتہ فقر اور مرض اور ذہاب اہل یہ جائز ہے کہ اللہ تعالے ان کا امتحان لے تاکہ لوگوں پر ان کی شان ظاہر ہو اور لوگ ان کا مرتبہ جانیں۔

اور ہدایۃ المرید میں علامہ قانی فرماتے ہیں اِنَّهٗ یَجُوْزُ عَلَی الْاَنْبِیَاءِ عَلَیْهِمُ السَّلَامُ كُلُّ عَرَضٍ بَشَرِیٍّ لَیْسَ مُحَرَّمًا وَّلَا مَكْرُوْهًا وَّلَا مُبَاحًا مُزْرِیًا وَّلَا مُزْمِنًا وَّلَا مِمَّا تَعَافُهُ الْاَنْفُسُ وَلَا مِمَّا یُؤَدِّیْ اِلَی النَّفْرَةِ۔

انبیاء علیہم السلام پر عوارض بشری آنا نہ حرام ہیں نہ مکروہ اور نہیں جائز ان کے لیے ایسا مرض جس سے عقل میں فتور آئے یا بدحواسی ہو یا ایسا مرض جس سے لوگوں کو نفرت ہو۔

اس کے دو ورق بعد آگے لکھتے ہیں وَاحْتَرَزْنَا بِقَوْلِنَا وَلَا مُزْمِنًا وَلَا مِمَّا تَعَافُهُ الْاَنْفُسُ عَمَّا كَانَ كَذٰلِكَ كَالْاِقْعَاءِ وَالْبَرَصِ وَالْجُذَامِ وَالْعَمٰى وَالْجُنُوْنِ۔ اور ہم مزمن وغیرہ سے محترز ہو کر مصرح کہتے ہیں کہ گٹھیا برص۔ جذام۔ اندھا پن جنون ایسے امراض بھی نبی کے لیے جائز نہیں۔

لیکن دھندلا نظر آنا اس پر علامہ نووی فرماتے ہیں لَا شَكَّ فِيْ جَوَازِهٖ عَلَيْهِمْ لِاَنَّهٗ مَرَضٌ بِخِلَافِ الْجُنُوْنِ فَاِنَّهٗ نَقْصٌ۔ آنکھوں میں دھند ہو جانا یہ بلاشک جائز ہے اس لیے کہ یہ مرض ہے برخلاف جنون کے کہ وہ نقص ہے۔

وَمَا ذُكِرَ عَنْ شُعَيْبٍ عَلَيْهِ السَّلَامُ كَانَ ضَرِيْرًا لَمْ يَثْبُتْ وَاَمَّا يَعْقُوْبُ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَحَصَلَتْ لَهٗ غِشَاوَةٌ وَزَالَتْ۔ اور جو شعیب علیہ السلام کے متعلق ہے کہ آپ نابینا تھے یہ بروایات صحیح ثابت نہیں اور یعقوب علیہ السلام کے متعلق جو ہے وہ قرآن کریم میں وَابْيَضَّتْ عَيْنَاهُ آیا ہے اور وہ ایک قسم کی دھند تھی جو جاتی رہی۔

جیسا کہ ارشاد ہے اِذْهَبُوْا بِقَمِيْصِيْ هٰذَا فَاَلْقُوْهُ عَلٰى وَجْهِ اَبِيْ يَاْتِ بَصِيْرًا۔ تو وہ دھند قمیص یوسف علیہ السلام کی خوشبو اور مسرت سے جاتی رہی۔ یا قمیص یوسف علیہ السلام کی معجزانہ شان سے وہ غشاوہ جاتی رہی۔

وَخُذْ بِيَدِكَ ضِغْثًا فَاضْرِبْ بِّهٖ وَلَا تَحْنَثْ اِنَّا وَجَدْنٰهُ صَابِرًا نِعْمَ الْعَبْدُ اِنَّهٗ اَوَّابٌ۔ اور اپنے ہاتھ میں ایک جھاڑو لے کر اس سے مارو اور حانث نہ ہو ہم نے اسے صابر پایا نیک بندہ اور بہت رجوع لانے والا۔

یہ عطف ارکض پر ہے۔ واقعہ یہ ہے کہ آپ کی بیوی حضرت رحمۃ بنت افرائیم یا میشا بن یوسف یا لیّہ بنت یعقوب یا ماخیر بنت میشا بن یوسف باختلاف رواۃ آپ کسی کام کے لیے گئیں اور دیر سے واپس آئیں۔ یا شیطان نے ان کے ذریعہ کسی کلمۂ محذورہ کے کہنے کا پیغام دیا تاکہ شفا پا جائیں اور ساتھ ہی کہا کہ آخر کب تک اس تکلیف میں رہیں گے جو کلمہ میں بتاؤں وہ کہہ دیں بعد صحت استغفار کر لیں اللہ معاف کرنے والا ہے۔

انہوں نے آکر حضرت ایوب علیہ السلام سے وہ قصہ بیان کر دیا آپ نے خیال کیا کہ حضرت رحمہ سے یہ گناہ ہوا ہے جو حرام تھا اس لیے کہ رضا بالکفر کفر ہے۔

تو آپ نے قسم کھائی کہ جب اللہ مجھے صحت عطا فرمائے گا تو اپنی بیوی رحمہ کو سو ضرب لگاؤں گا۔ اب صحت یاب ہوئے تو خیال آیا کہ اس وفادار بیوی کو انعام کی بجائے سو ضربیں لگانی ہیں تو حکم الٰہی ہوا کہ ایوب ایک جھاڑو تر او رخشک گھاس کی لے کر انہیں مارو تمہاری قسم پوری ہو جائے گی۔

چنانچہ آپ نے وہ جھاڑو لی جس میں سو تنکے گھاس کے تھے ایک بار حضرت رحمہ کو ماردی۔ اللہ تعالے نے حنث یمین سے آپ کو بری کر دیا۔

یہ حسن خدمت رحمہ اور صبر ایوب علیہ السلام کا بدلہ تھا۔ اس پر آلوسی متعدد حدیثیں نقل کرتے ہیں۔

اَخْرَجَ عَبْدُ الرَّزَّاقِ وَسَعِیْدُ بْنُ مَنْصُوْرٍ وَابْنُ جَرِیْرٍ وَابْنُ الْمُنْذِرِ عَنْ اَبِیْ اُمَامَۃَ بْنِ سَہْلِ بْنِ حُنَیْفٍ قَالَ حَمَلَتْ وَلِیْدَۃٌ فِیْ بَنِیْ سَاعِدَۃَ مِنْ زِنًا فَقِیْلَ لَہَا مِمَّنْ حَمْلُکِ قَالَتْ مِنْ فُلَانٍ لِّلْمُقْعَدِ فَسُئِلَ الْمُقْعَدُ فَقَالَ صَدَقَتْ فَرُفِعَ ذٰلِکَ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ خُذُوْا عُثْکُوْلًا فِیْہِ مِائَۃُ شِمْرَاخٍ فَاضْرِبُوْہُ بِہٖ ضَرْبَۃً وَّاحِدَۃً فَفَعَلُوْا۔

ایک لڑکی قبیلہ بنی ساعدہ کی زنا سے حاملہ ہوئی اس سے پوچھا گیا تو کس سے حاملہ ہوئی وہ بولی فلاں لولے آدمی سے تو جب اس اپاہج سے پوچھا تو اس نے اقرار کیا تو اسے اٹھا کر حضور کی خدمت میں لایا گیا تو حضور نے فرمایا ایک عثکول یعنی کھجور کا شاخ والا گچھا لے کر اس کے مارو۔ چنانچہ ایسا ہی کیا گیا۔ اور شمراخ انگور کے خوشہ کو کہتے ہیں۔ یہاں استعارۃً سو سیخ مراد لی گئیں۔

(۲) اَخْرَجَ عَبْدُ الرَّزَّاقِ وَعَبْدُ بْنُ حُمَیْدٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ ثَوْبَانَ اَنَّ رَجُلًا اَصَابَ فَاحِشَۃً عَلٰی عَہْدِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَھُوَ مَرِیْضٌ عَلٰی شَفَا مَوْتٍ فَاَخْبَرَ اَھْلُہٗ بِمَا صَنَعَ فَاَمَرَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِقِنْوٍ فِیْہِ مِائَۃُ شِمْرَاخٍ فَضُرِبَ بِہٖ ضَرْبَۃً وَّاحِدَۃً۔

حضرت ثوبان فرماتے ہیں کہ عہد رسالت مآب صلے اللہ علیہ وسلم میں ایک شخص مرتکب زنا ہو گیا۔ اور وہ جاں بلب موت کے کنارے پر تھا تو اس کے اہل نے اس کے فعل مذموم کی اطلاع دی تو حضور نے حکم فرمایا کہ ایک کھجور کی شاخ لو جس میں سو سیخ ہوں اسے مارو چنانچہ ایسا ہی کیا گیا۔

(۳) اَخْرَجَ الطَّبْرَانِیُّ عَنْ سَہْلِ بْنِ سَعْدٍ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اُتِیَ بِشَیْخٍ قَدْ ظَھَرَتْ عُرُوْقُہٗ قَدْ زَنٰی بِامْرَاَۃٍ فَضَرَبَہٗ بِضِغْثٍ فِیْہِ مِائَۃُ شِمْرَاخٍ ضَرْبَۃً وَّاحِدَۃً۔

حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک شیخ فانی لایا گیا جس کی رگیں جسم پر ابھری ہوئی تھیں۔ اس نے ایک عورت سے زنا کیا تھا تو حضور نے اسے ایک بار جھاڑو لگوائی جس میں سو سیخ تھیں۔

اس پر علامہ آلوسی محاکمہ فرماتے ہیں۔
وَلَادِلَالَةَ فِی هٰذِهِ الْاَخْبَارِ عَلٰی عُمُوْمِ الْحُکْمِ مَنْ یُّطِیْقُ الْجَلْدَ الْمُتَعَارَفَ وَلٰکِنَّ الْقَائِلَ بِبَقَاءِ حُکْمِ الْاٰیَةِ قَائِلٌ بِالْعُمُوْمِ لٰکِنْ شَرَطُوْا فِیْ ذٰلِكَ اَنْ یُّصِیْبَ الْمَضْرُوْبَ کُلُّ وَاحِدَةٍ مِّنَ الْمِائَةِ اِمَّا بِاَطْرَافِهَا اَوْبِاَعْرَاضِهَا مَبْسُوْطَةً عَلٰی هَیْئَةِ الضَّرْبِ۔
ان احادیث کو دلیل عموم حکم پر نہیں مانا جائے گا جس میں جلد متعارف یعنے درے کھانے کی طاقت ہے اسے درے ہی مارے جائیں گے لیکن آیت کے حکم کی بقا کو ماننے والے عموم کے بھی قائل ہیں لیکن یہ شرط پیش کہتے ہیں کہ مضروب ایسا ہو کہ حد کے وقت کھڑا رہ سکے یا پھر اپنے پہلو پہ پڑا رہ کر ضربیں برداشت کر سکے۔
علامہ خفاجی کی تحقیق یہ ہے کہ اِنَّهُمْ شَرَطُوْا فِیْهِ الْاِیْلَامَ اِمَّامَعَ عَدَمِهٖ بِالْکُلِّیَّةِ فَلَا فَلَوْ ضَرَبَ بِسَوْطٍ وَاحِدٍ لَهٗ شُعْبَتَانِ خَمْسِیْنَ مَرَّةً مَنْ حَلَفَ عَلٰی ضَرْبِهٖ مِائَةً بَرَّ اِذَا تَاَلَّمَ فَاِنْ لَّمْ یَتَاَلَّمْ لَایَبَرُّ وَلَوْضَرَبَهٗ مِائَةً لِاَنَّ الضَّرْبَ وُضِعَ لِفِعْلٍ مُوْلِمٍ بِالْبَدَنِ بِاٰلَةِ التَّادِیْبِ۔
پھر ابن عساکر ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ناقل ہیں لَایَجُوْزُ ذٰلِكَ لِاَحَدٍ بَعْدَ اَیُّوْبَ اِلَّا الْاَنْبِیَاءُ عَلَیْهِمُ السَّلَامُ۔ حضرت ایوب علیہ السلام کی یہ سزا بالضغث یعنی جھاڑو سے پوری کر دینا یہ رعایت منجانب اللہ صرف انبیاء کے لیے ہے ان کے علاوہ کسی کے لیے جائز نہیں۔
اور احکام القرآن للسیوطی میں ہے قَالَ مُجَاهِدٌ کَانَتْ هٰذِهٖ لِاَیُّوْبَ خَاصَّةً یہ اجازت مخصوص طور پر صرف ایوب علیہ السلام کے لیے تھی۔
اور امام مالک رحمہ اللہ اس حکم کو حضرت ایوب علیہ السلام کے لیے ہی خاص فرماتے ہیں۔
بعض کا قول ہے اِنَّ الْحُکْمَ کَانَ عَامًّا ثُمَّ نُسِخَ۔ یہ حکم اگرچہ عام تھا پھر منسوخ ہو گیا۔
علاوہ اس کے آیۂ کریمہ کا مفہوم منطوق بھی حضرت ایوب علیہ السلام کے لیے اس حکم کو مخصوص ظاہر فرما رہا ہے جیسا کہ ارشاد ہے اِنَّا وَجَدْنٰهُ صَابِرًا نِعْمَ الْعَبْدُ اِنَّهٗ اَوَّابٌ۔ ہم نے ایوب کو صابر فرمایا اچھا بندہ ہے اور وہ بہت رجوع لانے والا ہے۔
یعنی جو کچھ آپ پر اور آپ کے اہل اور مال پر گذری اسے صبر و شکیبائی سے برداشت کیا۔ روح المعانی میں ہے وَقَدْ کَانَ عَلَیْهِ السَّلَامُ یَقُوْلُ کُلَّمَا اَصَابَتْهُ مُصِیْبَةٌ اَللّٰهُمَّ اَنْتَ اَخَذْتَ وَاَنْتَ اَعْطَیْتَ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ عَزَّوَجَلَّ وَلَا یَخِلُّ بِذٰلِكَ شَکْوَاهُ اِلَی اللّٰهِ تَعَالٰی مَسَّنِیَ الشَّیْطٰنُ لِاَنَّ الصَّبْرَ عِنْدَهُمُ الْجَزَعُ وَلَاجَزَعَ فِیْ مَاذَکَرَ کَمَتَنِّی الْعَافِیَةِ وَطَلَبِ الشِّفَاءِ مَعَ اَنَّهٗ قَالَ ذٰلِكَ عَلٰی مَاقِیْلَ خِیْفَةَ الْفِتْنَةِ فِی الدِّیْنِ کَمَا

بمعنٰی فیما تقدم۔

حضرت ایوب علیہ السلام کو جب یہ ابتلا ہوا تو آپ نے بارگاہ حق میں عرض کی الٰہی تو نے ہی لیا اور تو نے ہی دیا اور اللہ تعالےٰ کی حمد کرتے رہے اور اس میں ان کا شکوہ اللہ تعالےٰ سے شیطان کا تھا اس لیے صبر ہی ہے جس میں جزع نہ ہوا اور جزع اس کیفیت کو کہتے ہیں جس میں تمنا عافیت اور طلب شفا ہو اور آپ نے جو بھی عرض کیا وہ خوف فتنۂ شیطان اور دین کے نقصان پر کیا جیسا کہ اول گذر چکا۔

ایک روایت ہے کہ آپ نے اپنی مناجات میں یہ عرض کیا الٰہی فَقَدْ عَلِمْتَ اَنَّهٗ لَمْ يُخَالِفْ لِسَانِیْ قَلْبِیْ وَلَمْ يَتَّبِعْ قَلْبِیْ بَصَرِیْ وَلَمْ يُلْهِنِیْ مَا مَلَكَتْ يَمِيْنِیْ وَلَمْ اٰكُلْ اِلَّا وَمَعِیْ يَتِيْمٌ وَلَمْ اَبِتْ شَبْعَانَ وَلَا كَاسِيًا وَمَعِیْ جَائِعٌ اَوْ عُرْيَانٌ فَكَشَفَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ۔

اے اللہ تو جانتا ہے کہ بیشک میری زبان نے میرے دل کی مخالفت نہ کی اور میرا دل آنکھوں کا متبع نہ ہوا اور مجھے میرے مال نے مشغول نہ کیا میں نے کبھی نہ کھایا مگر میرے ساتھ یتیم نے بھی کھایا اور میں شکم سیر نہ سویا اور میں نے کبھی کپڑا نہ پہنا مگر میرے ساتھ بھوکا اور ننگا بھی کھاتا پہنتا تھا تو اللہ تعالےٰ نے ابتلاء ایوب علیہ السلام کو دفع فرمایا۔

نِعْمَ الْعَبْدُ یعنی ایوب اچھے بندے ہیں

اِنَّهٗ اَوَّابٌ۔ وہ بہت رجوع لانے والا ہے۔ اس کے بعد تین نبیوں کے اوصاف کا بیان ہے۔

وَاذْكُرْ عِبَادَنَا اِبْرٰهِيْمَ وَاِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ اُولِی الْاَيْدِیْ وَالْاَبْصَارِ۔ اور یاد کرو ہمارے بندوں ابراہیم اور اسحاق اور یعقوب کو جو اطاعت الٰہی میں قوت والے اور صاحب بصیرت ہیں۔

يَعْنِیْ اُولِی الْقُوَّةِ فِی الطَّاعَةِ وَالْبَصِيْرَةِ فِی الدِّيْنِ عَلٰى اَنَّ الْاَيْدِیْ مَجَازٌ مُّرْسَلٌ عَنِ الْقُوَّةِ وَالْاَبْصَارُ جَمْعُ بَصَرٍ بِمَعْنٰى بَصِيْرَةٍ وَهُوَ مَجَازٌ اَيْضًا لٰكِنَّهٗ مَشْهُوْرٌ فِيْهِ اَوْ اُولِی الْاَعْمَالِ الْجَلِيْلَةِ وَالْعُلُوْمِ الشَّرِيْفَةِ۔

وَقِيْلَ الْاَيْدِیْ النِّعَمُ۔ یعنی طاعت الٰہی کے لیے مستعد اور دین کے معاملات میں بصیرت رکھنے والے یہ مجاز مرسل ہے قوۃ اور ابصار سے اور ابصار جمع ہے بصیرۃ کی یہ بھی مجازاً اس معنی میں استعمال کیا گیا اور اس کے مشہور معنی اعمال جلیلہ اور علوم شریفہ کے مالک۔

اِنَّا اَخْلَصْنٰهُمْ بِخَالِصَةٍ ذِكْرَى الدَّارِ وَاِنَّهُمْ عِنْدَنَا لَمِنَ الْمُصْطَفَيْنَ الْاَخْيَارِ۔ ہم نے انہیں اپنے لیے خالص کیا بہ سبب خصلت خالصہ اور جلیل الشان کے اور ان کا ذکر خیر دار آخرت میں ہے اور وہ ہمارے نزدیک منتخب چنے ہوئے بہترین لوگوں سے ہیں۔

ابن منذر ضحاک سے راوی ہیں کہ ذکر دار سے مراد لوگوں میں ان کا ذکر خیر دار الآخرت میں ہوگا بہ

سبب اس کے کہ ان کا زہد وتقوی اور حظوظ نفسانیہ سے وہ خالص ومخلص تھے جو انبیاء کی شان ہے۔
اور ایک قول یہ ہے کہ دار دنیا میں ان کی ثناء جمیل اور لسان صدق اس شان سے ہو کہ غیر کو ایسی شان سے نہیں فرمایا۔ اس کے بعد ان کے آباء واجداد کی تعریف فرمائی حیث قال۔
وَاذْكُرْ اِسْمٰعِيْلَ وَالْيَسَعَ وَذَا الْكِفْلِ وَكُلٌّ مِّنَ الْاَخْيَارِ۔ اور یاد کیجئے اسمعیل اور یسع اور ذوالکفل کو اور یہ سب بہترین لوگ ہیں۔

حضرت اسمعیل ذبیح اللہ ابراہیم خلیل اللہ کے صاحبزادہ ہیں ان کے صبر کا مقابل کوئی نہیں ہوا
حضرت یسع کے متعلق ابن جریر کہتے ہیں هُوَ ابْنُ خُطُوْبَ بْنِ الْعَجُوْزِ۔ یہ خطوب کے بیٹے اور عجوز کے پوتے ہیں۔ آپ کو حضرت الیاس علیہ السلام نے اپنا خلیفہ مقرر کیا اور یہ بنی اسرائیل سے ہیں۔ پھر انہیں نبی کیا گیا۔

الیاس کو بعض نے عجمی کہا اسی وجہ میں اعلام عجمیہ پر الف لام لگا کر معرب کیا گیا جیسے سکندر اسم عجمی کو اسکندر رکھ کر معرب کر لیا گیا۔
اور ایک قول اتقان میں سیوطی نے نقل کیا هُوَ اسْمٌ عَرَبِيٌّ مَنْقُوْلٌ مِنْ يَسَعُ مُضَارِعُ وَسِعَ یہ اسم عربی ہے یسع مضارع ہے وسع سے۔
اور قاموس میں ہے يَسَعُ كَيَضَعُ اُدْخِلَ عَلَيْهِ ال۔ یسع بروزن یضع اسم عجمی ہے اس پر ال لگایا گیا۔
اور ذوالکفل کے متعلق ہے هُوَ ابْنُ اَيُّوْبَ۔ یہ ایوب کے بیٹے ہیں۔
وَعَنْ وَهْبٍ اَنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى بَعَثَ بَعْدَ اَيُّوْبَ سَرَفَ ابْنَ اَيُّوْبَ نَبِيًّا وَسَمَّاهُ ذَا الْكِفْلِ وَاَمَرَهُ بِالدُّعَاءِ اِلٰى تَوْحِيْدِهٖ وَكَانَ مُقِيْمًا بِالشَّامِ عُمْرَهٗ حَتّٰى مَاتَ وَعُمْرُهٗ خَمْسٌ وَّسَبْعُوْنَ سَنَةً۔ وہب راوی ہیں کہ اللہ تعالے نے بعد ایوب علیہ السلام حضرت سرف بن ایوب کو مبعوث کیا اور ان کا نام ذوالکفل رکھا اور انہیں دعوت توحید دینے ملک شام بھیجا وہاں آپ نے عمر گذاری حتی کہ پچھتر سال کی عمر میں آپ نے وفات پائی۔
اور عجائب للکرمانی میں ہے قِيْلَ هُوَ اِلْيَاسُ۔ الیاس ہی ذوالکفل ہیں۔
وَقِيْلَ هُوَ يُوْشَعُ بْنُ نُوْنٍ۔ ایک قول ہے کہ ذوالکفل یوشع بن نون کو کہا گیا۔
ایک قول ہے کہ وہ نبی ہیں ان کا نام ذاالکفل ہے۔
اور ایک قول ہے كَانَ رَجُلًا صَالِحًا تَكَفَّلَ بِاُمُوْرٍ فَوَفّٰى بِهَا۔ ذوالکفل ایک صالح آدمی تھے ان کے ذمہ چند امور تھے جو انہوں نے پورے کیے۔

ایک قول ہے ھُوَ زَکَرِیَّا مِنْ قَوْلِہٖ تَعَالٰی وَکَفَّلَھَا زَکَرِیَّا۔ یعنی ذو الکفل حضرت زکریا علیہ السلام ہیں۔
جیسا کہ قرآن کریم میں ہے وَکَفَّلَھَا زَکَرِیَّا۔
ابن عساکر کہتے ہیں ھُوَ نَبِیٌّ تَکَفَّلَ اللّٰہُ تَعَالٰی لَہٗ فِیْ عَمَلِہٖ بِضِعْفِ عَمَلِ غَیْرِہٖ مِنَ الْاَنْبِیَاءِ۔ وہ نبی تھے اللہ تعالیٰ نے انہیں ان کے عمل میں دوسرے انبیاء سے دو چند عمل کرنے کا ذمہ دار بنایا۔
ایک قول یہ ہے کہ وہ نبی تو نہیں تھے لیکن حضرت یسع نے انہیں اپنا خلیفہ بنایا تو انہوں نے اپنے ذمہ لیا کہ صائم الیوم اور قائم اللیل رہیں۔
ایک قول میں یہ بھی آیا کہ وہ دن میں سو رکعت ادا فرماتے تھے۔
ایک قول ہے کہ ذو الکفل ایک صالح آدمی تھے ان کے زمانہ میں چار سو نبی انبیاء بنی اسرائیل سے تھے تو ایک ظالم جابر بادشاہ نے انہیں قتل کر ڈالا مگر مجبور ہے وہ جان بچا کر ذو الکفل کے پاس آگئے تو انہوں نے اپنی پناہ میں لیا اور انہیں مخفی رکھ کر ان کی حفاظت میں رہے تو اللہ تعالیٰ نے ان کا نام ذو الکفل رکھا آگے ارشاد ہے۔
وَکُلٌّ مِّنَ الْاَخْیَارِ۔ یہ تمام کے تمام اخیار سے ہیں۔ یعنی اللہ تعالیٰ کے مقبول ہیں۔
ھٰذَا ذِکْرٌ وَاِنَّ لِلْمُتَّقِیْنَ لَحُسْنَ مَاٰبٍ جَنّٰتِ عَدْنٍ مُّفَتَّحَةً لَّھُمُ الْاَبْوَابُ مُتَّکِئِیْنَ فِیْھَا یَدْعُوْنَ بِفَاکِھَةٍ کَثِیْرَةٍ وَّشَرَابٍ وَعِنْدَھُمْ قٰصِرٰتُ الطَّرْفِ اَتْرَابٌ ھٰذَا مَا تُوْعَدُوْنَ لِیَوْمِ الْحِسَابِ اِنَّ ھٰذَا لَرِزْقُنَا مَا لَہٗ مِنْ نَّفَادٍ ھٰذَا۔ یہ بھلوں کا ذکر ہے اور بیشک پرہیزگاروں کے لیے ضرور اچھا ٹھکانہ ہے باغیچے بسنے رہنے کے جن کے در کھلے ہوں ان کے لیے وہ مسندوں پر ان میں تکیہ لگائے بیٹھے ہوں۔ اور بہ کثرت پھل اور شراب اور ان کے پاس وہ بیویاں ہوں جو نظر اٹھا کر کسی جانب نہ دیکھیں سب ہم عمر یہ وہ نعمتیں ہیں جن کا تمہیں وعدہ دیا گیا حساب والے دن کو بے شک یہ تمہارا وہ رزق ہے جسے ختم ہونا نہیں یہ ہے بدلہ۔
یہاں ذکر سے مراد مذاکرہ شرافت انبیاء ممدوحین ہے اور ذکر بین الناس مراد ہے۔
سید المفسرین ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں ھٰذَا ذِکْرُ مَنْ مَّضٰی مِنَ الْاَنْبِیَاءِ عَلَیْھِمُ السَّلَامُ۔
اور وَاِنَّ لِلْمُتَّقِیْنَ لَحُسْنَ مَاٰبٍ۔ فرما کر بیان اجر جزیل فرمایا گیا۔ گویا یوں ارشاد ہے ھٰذَا شَرَفٌ لَّھُمْ فِی الدُّنْیَا وَاِنَّ لَھُمْ وَلِاَضْرَابِھِمْ اَوْ اِنَّ لَھُمْ فِی الْاٰخِرَةِ لَحُسْنَ مَاٰبٍ۔
اس کے بعد بطریق بدل اشتمال جَنّٰتُ عَدْنٍ ارشاد ہوا۔
اور جنات عدن ایسے ہی ہے مَدِیْنَةٌ طَیِّبَةٌ۔

بعض نے کہا اِنَّ عَدْنًا مَصْدَرٌ۔ عَدَنَ بِمَکَانٍ کَذَا اِسْتَقَرَّ۔ مِنْهُ الْمَعْدَنُ لِمُسْتَقَرِّ الْجَوَاهِرِ۔ عدن مصدر ہے اس مکان کا جس میں استقرار ہو۔ اس سے معدن ہے جو مستقر جواہر کو کہتے ہیں۔

تو جنات عدن سے مراد جَنَّاتُ اِسْتِقْرَارٍ وَّ ثَبَاتٍ۔ جہاں ہمیشہ قرار و ثبات رہے۔

اور ابن جریر ابن عباس سے راوی ہیں قَالَ سَأَلْتُ کَعْبًا عَنْ قَوْلِهٖ تَعَالٰی جَنّٰتُ عَدْنٍ فَقَالَ جَنّٰتُ کُرُوْمٍ وَّاَعْنَابٍ حضرت کعب سے پوچھا تو انہوں نے فرمایا اس سے مراد انگور و اعناب کے باغیچے ہیں یہ سریانی کا لغت ہے اور ابن جریر نے اپنی تفسیر میں اسے لغت رومی کہا ہے۔

اور وہ باغیچے وہ ہوں کہ مُفَتَّحَةً لَّهُمُ الْاَبْوَابُ۔ اس کے در پرہیزگاروں کے لیے کھلے ہوں پھر ان کی شان رہائش ظاہر فرمائی۔

مُتَّکِئِیْنَ فِیْهَا یَدْعُوْنَ فِیْهَا بِفَاکِهَةٍ کَثِیْرَةٍ وَّشَرَابٍ۔ مسند نشینی کے ساتھ کثرت سے پھل میوے اور شراب ان کی طلب اور خواہش سے وہاں ہوں اور

وَعِنْدَهُمْ قٰصِرٰتُ الطَّرْفِ اَتْرَابٌ۔ ان کے پاس وہ بیویاں ہم عمر اور ہم سن عفیفہ ہوں کہ غیر کی طرف ان کی نظر نہ اٹھے۔

اَتْرَاب سے مراد ایک سن و عمر والیاں ہیں۔

اس ہم عمری کا فائدہ یہ ہے کہ کوئی کسی کے حسن و جمال پر رشک تو کجا غبطہ بھی نہ کرے اور ہم عمری کا دوسرا فائدہ یہ ہے کہ ازواج اپنے خاوندوں سے مانوس ہوں اور خاوند اپنی بیویوں سے۔

هٰذَا مَا تُوْعَدُوْنَ لِیَوْمِ الْحِسَابِ۔ یہ ہے تمہارے اعمال صالحہ کا بدلہ جس کا تم وعدہ دیے گئے ہو حساب والے دن۔

اِنَّ هٰذَا لَرِزْقُنَا مَا لَهٗ مِنْ نَّفَادٍ۔ هٰذَا۔ بے شک یہ ہمارا وہ عطیہ ہے جسے ختم ہونا نہیں۔ یہ ہے ہماری نعمت۔

نفاد کے معنی انقطاع کے ہیں یعنی جو انواع و اقسام نعمت ہم نے بیان فرمائی وہ تمہیں عطا کیے جائیں گے اور ان نعمتوں کا انقطاع نہ ہوگا۔ یہ مومنین کے لیے وعدہ ہے۔

اب بموجب اسلوب بیان قرآن حکیم نیکوں کے ذکر کے بعد طاغی لاغی افراد کا حال بھی بیان فرمانا تھا چنانچہ ارشاد ہے۔

وَاِنَّ لِلطّٰغِیْنَ لَشَرَّ مَاٰبٍ۔ یَصْلَوْنَهَا فَبِئْسَ الْمِهَادُ۔ اور بے شک کافروں کے لیے بہت برا ٹھکانہ ہے جہنم کے اندر داخل ہوں گے تو وہ بہت برا بچھونا ہے۔

طاغین کے متعلق آلوسی کہتے ہیں وَالطَّاغُوْتَ هٰهُنَا الْكُفَّارُ۔ یہاں طاغین سے مراد کفار ہیں اور یہی سید المفسرین حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا۔ اَیِ الَّذِیْنَ طَغَوْا عَلَیَّ وَکَذَّبُوْا رُسُلِیْ۔ اور جبائی کہتے ہیں اَصْحَابُ الْکَبَائِرِ کُفَّارًا کَانُوْا اَوْ لَمْ یَکُوْنُوْا۔ طاغین سے مراد اصحاب کبائر ہیں کافر ہوں یا نہ ہوں۔

اور لَشَرَّ مَاٰب۔ مقابلہ ہیں حسن مآب کے ہیں۔

چنانچہ حماسہ میں مرزوقی نے کہا۔ اِنَّ لِلْمُتَّقِیْنَ لَخَیْرَ مَاٰبٍ وَحُسْنَ مَاٰبٍ وَاِنَّ لِلطَّاغِیْنَ لَقُبْحَ مَاٰبٍ وَشَرَّ مَاٰب۔

جَهَنَّمَ يَصْلَوْنَهَا۔ اَیْ یَدْخُلُوْنَهَا۔ جہنم جس میں داخل ہوں۔

فَبِئْسَ الْمِهَادُ تو برا ہے بچھونا۔ وَالْمِهَادُ کَالْفِرَاشِ۔

هٰذَا فَلْيَذُوْقُوْهُ حَمِيْمٌ وَّغَسَّاقٌ۔ یہ ہے عذاب تو چکھو کھولتا ہوا پانی۔ اور جہنمیوں کی راد بیپ۔ حمیم کی تعریف ہے اَلْحَمِیْمُ اَلْمَاءُ الشَّدِیْدُ الْحَرَارَۃِ۔ حمیم کھولتا پانی ہے۔ وَالْغَسَّاقُ اِسْمٌ لِمَا یَجْرِیْ مِنْ صَدِیْدِ اَهْلِ النَّارِ۔ غساق نام ہے اس کا جو جہنمیوں کا بیپ ہے۔

ابن جریر کعب سے راوی ہیں اِنَّ عَیْنًا فِیْ جَهَنَّمَ تَسِیْلُ اِلَیْهَا حُمَۃُ کُلِّ ذِیْ حُمَۃٍ مِّنْ حَیَّۃٍ وَّعَقْرَبٍ وَّغَیْرِهِمَا یَنْغَمِسُ فِیْهَا الْکَافِرُ فَیَتَسَاقَطُ جِلْدُہٗ وَلَحْمُہٗ۔ غساق جہنم میں ایک چشمہ ہے جس میں بہتی ہے راد بیپ اور اس کی کیچڑ جس میں سانپ بچھو وغیرہ ہیں اس میں کافر غوطہ کھاتا ہے جس سے اس کی جلد اور گوشت سب گر جاتا ہے۔

اور احمد و ترمذی اور ابن حبان اور حاکم حضرت ابو سعید سے ناقل ہیں قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَوْ اَنَّ دَلْوًا مِّنْ غَسَّاقٍ یُّهْرَاقُ فِی الدُّنْیَا لَاَنْتَنَ اَهْلَ الدُّنْیَا۔ حضور نے فرمایا اگر ایک ڈول چشمہ غساق سے دنیا میں بہا دیا جائے تو دنیا والے متعفن ہو جائیں۔

اور ایک قول یہ ہے کہ اَلْغَسَّاقُ عَذَابٌ لَا یَعْلَمُہٗ اِلَّا اللّٰهُ۔ غساق ایک ایسے عذاب کا نام ہے جسے سوا اللہ تعالے کے کوئی نہیں جانتا۔

وَّاٰخَرُ مِنْ شَكْلِهٖۤ اَزْوَاجٌ۔ اور دوسرے عذاب اس کی مثل جوڑا جوڑا ہیں۔

یعنی جہنم کے عذاب انواع و اقسام کے ہیں کہ ان کی تفصیل احاطۂ بیان سے باہر ہیں۔

هٰذَا فَوْجٌ مُّقْتَحِمٌ مَّعَكُمْ لَا مَرْحَبًا بِهِمْ اِنَّهُمْ صَالُوا النَّارِ۔ یہ جماعت کثیر تمہارے ہمنواؤں کی تمہارے ساتھ دھکیلی جا رہی ہے۔

مقتحم کی تعریف رَاکِبُ الشِّدَّۃِ دَاخِلٌ فِیْہَا کی گئی ہے جس کے خلاصہ معنی ایک پر ایک گرتا پڑتا دھکیلتا ہوا ہے لَا مَرْحَبًا بِکُمْ کے معنی نہ فراخی ہو تمہیں ہو سکتے ہیں۔

محاورہ میں بولتے ہیں مَرْحَبًا بِکَ یَعْنِیْ رَحُبَتْ بِلَادُکَ رَحْبًا یَعْنِیْ اَتَیْتَ رَحْبًا مِنَ الْبِلَادِ لَا ضَیِّقًا لَا مَرْحَبًا بِکُمْ کے معنی ہوئے لَا رَحُبَتْ بِہِمُ الدَّارُ مَرْحَبًا۔ مَرْحَبًا مِنَ الرُّحْبِ بِضَمِّ الرَّاءِ وَھُوَ السَّعَۃُ وَمِنْہُ الرَّحْبَۃُ لِلْفَضَاءِ الْوَاسِعِ۔ خلاصہ مفہوم یہی نکلتا ہے کہ مرحبا رُحب سے ہے اور یہ فضا کی فراخی لا وسعت کے معنی میں مستعمل ہے۔ لَا مَرْحَبًا بِکُمْ کے معنی ہوئے نہ فراخی و وسعت ہو تمہیں۔

اِنَّہُمْ صَالُوا النَّارِ بے شک وہ آگ میں جلنے والے ہیں۔

آلوسی فرماتے ہیں کَاَنَّہٗ قِیْلَ اِنَّہُمْ دَاخِلُوْنَ النَّارَ بِاَعْمَالِہِمْ مِثْلَنَا فَاَیُّ نَفْعٍ لَّنَا مِنْہُمْ فَلَا مَرْحَبًا بِہِمْ۔ گویا یوں کہا گیا کہ وہ جہنم میں اپنے اعمال کے بدلے ہماری طرح داخل ہوں گے تو ہمیں کیا فائدہ ان کے لیے بھی وسعت و کشادگی نہیں تو اتباع رؤسائے کفار جو فوج مقتحم ہوں اپنے رؤسا کو کہیں۔

قَالُوْا بَلْ اَنْتُمْ لَا مَرْحَبًا بِکُمْ اَنْتُمْ قَدَّمْتُمُوْہُ لَنَا فَبِئْسَ الْقَرَارُ۔ کہیں وہ سردار بلکہ تم وہ ہو کہ تمہیں نہ فراخی و کشادگی ہو تم نے ہمیں عذاب میں ڈالا جو بدترین قرار کی جگہ ہے۔

یعنی تم نے ہمیں گمراہ کر کے اس عذاب میں مبتلا کیا جو بدترین جگہ ہے۔

اس کے جواب میں وہ اتباع کفار بارگاہ الٰہی میں بتضرع عرض کریں۔

قَالُوْا رَبَّنَا مَنْ قَدَّمَ لَنَا ھٰذَا فَزِدْہُ عَذَابًا ضِعْفًا فِی النَّارِ۔ متبعین سرداران کفار کہیں اے رب ہمارے جس نے یہ عذاب ہم پر کرایا تو اسے عذاب دوچند جہنم میں کر۔

یعنی اتباع سرداران کفار بتضرع و زاری بارگاہ الٰہی میں عرض کریں کہ خدایا جن کی وجہ سے ہم پر یہ بلا آئی آیا انہیں عذاب زیادہ کر کہ وہی ہماری گمراہی کا سبب بنے۔

اور فقراء مومنین جنہیں یہ بنظر حقارت دیکھتے تھے انہیں جب وہ اپنے ساتھ نہ دیکھیں اس لیے کہ وہ بموجب وعدہ الٰہی اِنِّیْ جَزَیْتُہُمُ الْیَوْمَ بِمَا صَبَرُوْا اَنَّہُمْ ھُمُ الْفَآئِزُوْنَ جنات عالیہ میں ہوں تو کہیں۔

وَقَالُوْا مَا لَنَا لَا نَرٰی رِجَالًا کُنَّا نَعُدُّھُمْ مِّنَ الْاَشْرَارِ۔ اَتَّخَذْنٰھُمْ سِخْرِیًّا اَمْ زَاغَتْ عَنْہُمُ الْاَبْصَارُ اور کہیں جہنم والے کیا بات ہے کہ ہم نہیں دیکھتے ان لوگوں کو جنہیں ہم شریر گمان کرتے تھے ہم نے انہیں مسخرا سمجھا تھا یا ان کے مراتب سے ہماری نظریں پھر گئی تھیں۔

یہ ان فقراء صحابہ کی شان میں ہے جنہیں یہ مشرکین بنظر ذلت دیکھتے اور ان کا تمسخر کرتے تھے۔ صنادید قریش ابو جہل۔ امیہ بن خلف اور اصحاب قلیب بدر حضرت عمار بن یاسر اور صہیب رومی اور حضرت سلمان اور خباب

بن الارت اور بلال حبشی رضوان اللہ علیہم اجمعین کے ساتھ استہزاء کرتے اور انہیں اراذل میں شمار کرتے تھے۔
اَتَّخَذْنٰهُمْ سِخْرِيًّا اَمْ زَاغَتْ عَنْهُمُ الْاَبْصَارُ۔ ہم نے تو انہیں مسخرہ و استہزاء کیا تھا۔ یا ان کے مراتب میں نظر نہ آئے۔ آگے ارشاد ہے۔
اِنَّ ذٰلِكَ لَحَقٌّ تَخَاصُمُ اَهْلِ النَّارِ۔ بیشک مخاصمہ اور گفتگو حق ہے جو جہنمی آپس میں مخاصمہ کرتے تھے۔

بامحاورہ ترجمہ پانچواں رکوع سورۃ ص پ ۲۳

قُلْ اِنَّمَآ اَنَا مُنْذِرٌ ۖ وَّمَا مِنْ اِلٰهٍ اِلَّا اللّٰهُ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ ۝
آپ فرما دیں میں تو ڈر سنانے والا ہوں اور معبود کوئی نہیں مگر ایک اللہ سب پر غالب۔

رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا الْعَزِيْزُ الْغَفَّارُ ۝
مالک آسمانوں اور زمین کا اور جو کچھ ان کے مابین ہے عزت والا بڑا بخشنے والا۔

قُلْ هُوَ نَبَؤٌا عَظِيْمٌ ۝ اَنْتُمْ عَنْهُ مُعْرِضُوْنَ ۝
فرما دیجئے وہ خبر عظیم ہے جس سے تم غفلت میں ہو۔

مَا كَانَ لِيَ مِنْ عِلْمٍ بِالْمَلَاِ الْاَعْلٰٓى اِذْ يَخْتَصِمُوْنَ ۝
مجھے ملأ اعلی کی خبر نہ تھی جب وہ جھگڑتے تھے۔

اِنْ يُّوْحٰٓى اِلَيَّ اِلَّآ اَنَّمَآ اَنَا نَذِيْرٌ مُّبِيْنٌ ۝
مجھے یہی وحی ہوتی ہے کہ میں نہیں مگر میں روشن ڈر سنانے والا ہوں۔

اِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلٰٓئِكَةِ اِنِّيْ خَالِقٌۢ بَشَرًا مِّنْ طِيْنٍ ۝
جب ملائکہ سے تیرے رب نے فرمایا کہ میں بناؤں گا انسان مٹی سے۔

فَاِذَا سَوَّيْتُهٗ وَنَفَخْتُ فِيْهِ مِنْ رُّوْحِيْ فَقَعُوْا لَهٗ سٰجِدِيْنَ ۝
تو جب میں اسے ٹھیک بنالوں اور پھونک دوں اس میں اپنی طرف سے روح تو تم گر جانا اس کے لیے سجدے میں۔

فَسَجَدَ الْمَلٰٓئِكَةُ كُلُّهُمْ اَجْمَعُوْنَ ۝ اِلَّآ اِبْلِيْسَ ۭ اِسْتَكْبَرَ وَكَانَ مِنَ الْكٰفِرِيْنَ ۝
تو سجدہ کیا سب فرشتوں نے مگر ابلیس نے اس نے تکبر کیا اور وہ کافر ہی تھا۔

قَالَ يٰٓاِبْلِيْسُ مَا مَنَعَكَ اَنْ تَسْجُدَ لِمَا خَلَقْتُ بِيَدَيَّ ۭ اَسْتَكْبَرْتَ اَمْ كُنْتَ مِنَ الْعَالِيْنَ ۝
فرمایا اے ابلیس تجھے کس چیز نے روکا کہ تو سجدہ کرے اس کے لیے جسے میں نے اپنے ید قدرت سے بنایا کیا تجھے غرور آیا یا تو تھا ہی مغروروں میں۔

قَالَ اَنَا خَيْرٌ مِّنْهُ ۭ خَلَقْتَنِيْ مِنْ نَّارٍ
بولا میں اس سے بہتر ہوں تو نے مجھے آگ سے بنایا

وَخَلَقْتَهٗ مِنْ طِيْنٍ ۝
اور اسے بنایا مٹی سے۔

قَالَ فَاخْرُجْ مِنْهَا فَاِنَّكَ رَجِيْمٌ ۝
ارشاد ہوا تو نکل جا جنت سے تو راندا گیا ہے۔

وَّاِنَّ عَلَيْكَ لَعْنَتِيْٓ اِلٰى يَوْمِ الدِّيْنِ ۝
اور بیشک تجھ پر میری لعنت ہے قیامت تک۔

قَالَ رَبِّ فَاَنْظِرْنِيْٓ اِلٰى يَوْمِ يُبْعَثُوْنَ ۝
بولا اے میرے رب اگر یہ بات ہے تو مہلت دے مجھے نشر والے دن تک۔

قَالَ فَاِنَّكَ مِنَ الْمُنْظَرِيْنَ ۝
فرمایا تو مہلت والوں میں ہے

اِلٰى يَوْمِ الْوَقْتِ الْمَعْلُوْمِ ۝
وقت معلوم کے دن تک۔

قَالَ فَبِعِزَّتِكَ لَاُغْوِيَنَّهُمْ اَجْمَعِيْنَ ۝
بولا قسم ہے تیری عزت وجلال کی میں ضرور ضرور سب کو گمراہ کروں گا۔

اِلَّا عِبَادَكَ مِنْهُمُ الْمُخْلَصِيْنَ ۝
مگر تیرے بندے جو چنے ہوئے ہیں۔

قَالَ فَالْحَقُّ وَالْحَقَّ اَقُوْلُ ۔
فرمایا تو سچ یہ ہے اور میں سچ ہی فرماتا ہوں۔

لَاَمْلَئَنَّ جَهَنَّمَ مِنْكَ وَمِمَّنْ تَبِعَكَ مِنْهُمْ اَجْمَعِيْنَ ۝
بیشک میں ضرور بھر دوں گا جہنم تجھ سے اور ان سے جتنے تیری پیروی کریں گے سب سے۔

قُلْ مَآ اَسْئَلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ اَجْرٍ وَّمَآ اَنَا مِنَ الْمُتَكَلِّفِيْنَ ۝
فرما دیجئے میں نہیں مانگتا اس تعلیم پر کوئی اجر اور میں تصنع کرنے والوں سے نہیں۔

اِنْ هُوَ اِلَّا ذِكْرٌ لِّلْعٰلَمِيْنَ ۝
وہ قرآن تمام عالموں کے لیے نصیحت ہے اور ضرور

وَلَتَعْلَمُنَّ نَبَاَهٗ بَعْدَ حِيْنٍ ۝
تم جان لوگے اس کی خبر ایک وقت۔

لفظی ترجمہ

قُلْ۔ کہہ دیں	اِنَّمَآ۔ صرف	اَنَا۔ میں	مُنْذِرٌ۔ ڈر سنانے والا ہوں
وَّ۔ اور	مَا۔ نہیں	مِنْ اِلٰهٍ۔ کوئی معبود	اِلَّا۔ مگر
اللّٰهُ۔ اللہ	الْوَاحِدُ۔ اکیلا	الْقَهَّارُ۔ زبردست	رَبُّ۔ رب
السَّمٰوٰتِ۔ آسمانوں کا	وَ۔ اور	الْاَرْضِ۔ زمین کا	وَ۔ اور
مَا۔ جو	بَيْنَهُمَا۔ ان کے درمیان ہے	الْعَزِيْزُ۔ غالب	الْغَفَّارُ۔ بخشنے والا

قُلْ۔ کہہ | ھُوَ۔ وہ | نَبَأٌ۔ خبر ہے | عَظِیْمٌ۔ بہت بڑی
اَنْتُمْ۔ تم | عَنْہُ۔ اس سے | مُعْرِضُوْنَ۔ منہ پھیرنے ہو | مَا۔ نہیں
کَانَ۔ ہے | لِیَ۔ مجھے | مِنْ عِلْمٍ۔ کوئی علم | بِالْمَلَاِ۔ مجلس
الْاَعْلٰی۔ بلند کا | اِذْ۔ جب | یَخْتَصِمُوْنَ۔ جھگڑتے تھے | اِنْ۔ نہیں
یُوْحٰی۔ وحی کی جاتی | اِلَیَّ۔ میری طرف | اِلَّا۔ مگر | اَنَّمَا۔ یہ کہ
اَنَا۔ میں | نَذِیْرٌ۔ ڈرانے والا ہوں | مُّبِیْنٌ۔ ظاہر | اِذْ۔ جب
قَالَ۔ کہا | رَبُّکَ۔ تیرے رب نے | لِلْمَلٰٓئِکَۃِ۔ فرشتوں کو | اِنِّیْ۔ بیشک میں
خَالِقٌ۔ پیدا کرنے والا ہوں | بَشَرًا۔ بشر | مِنْ طِیْنٍ۔ مٹی سے | فَاِذَا۔ پھر جب
سَوَّیْتُہٗ۔ میں درست کرلوں اسے | وَ۔ اور | نَفَخْتُ۔ پھونک دوں | فِیْہِ۔ اس میں
مِنْ رُّوْحِیْ۔ اپنی روح | فَقَعُوْا۔ تو گر پڑو | لَہٗ۔ اسکے سامنے | سٰجِدِیْنَ۔ سجدہ کرتے
فَسَجَدَ۔ تو سجدہ کیا | اَلْمَلٰٓئِکَۃُ۔ فرشتوں نے | کُلُّھُمْ۔ سب کے | اَجْمَعُوْنَ۔ سب نے
اِلَّا۔ مگر | اِبْلِیْسَ۔ ابلیس نے | اِسْتَکْبَرَ۔ تکبر کیا | وَ۔ اور
کَانَ۔ ہوا | مِنَ الْکٰفِرِیْنَ۔ منکروں سے | قَالَ۔ فرمایا | یٰٓا۔ اے
اِبْلِیْسُ۔ ابلیس | مَا۔ کس نے | مَنَعَکَ۔ روکا تجھ کو | اَنْ۔ یہ کہ
تَسْجُدَ۔ تو سجدہ کرے | لِمَا۔ اس کو کہ | خَلَقْتُ۔ پیدا کیا میں نے | بِیَدَیَّ۔ اپنے ہاتھ سے
اَسْتَکْبَرْتَ۔ کیا تو نے تکبر کیا | اَمْ۔ یا | کُنْتَ۔ ہے تو
مِنَ الْعَالِیْنَ۔ سرکش لوگوں سے | قَالَ۔ بولا | اَنَا۔ میں
خَیْرٌ۔ بہتر ہوں | مِّنْہُ۔ اس سے | خَلَقْتَنِیْ۔ پیدا کیا تو نے مجھے | مِنْ نَّارٍ۔ آگ سے
وَ۔ اور | خَلَقْتَہٗ۔ پیدا کیا اسکو | مِنْ طِیْنٍ۔ مٹی سے | قَالَ۔ فرمایا
فَاخْرُجْ۔ نکل جا | مِنْھَا۔ اس سے | فَاِنَّکَ۔ بیشک تو | رَجِیْمٌ۔ مردود ہے
وَ۔ اور | اِنَّ۔ بیشک | عَلَیْکَ۔ تجھ پر | لَعْنَتِیْ۔ میری لعنت ہے
اِلٰی۔ طرف | یَوْمِ۔ دن | الدِّیْنِ۔ قیامت کے | قَالَ۔ بولا
رَبِّ۔ اے میرے رب | فَاَنْظِرْ۔ مہلت دے | نِیْ۔ مجھ کو | اِلٰی۔ طرف
یَوْمِ۔ دن | یُبْعَثُوْنَ۔ اٹھنے کے | قَالَ۔ فرمایا | فَاِنَّکَ۔ بیشک تو
مِنَ الْمُنْظَرِیْنَ۔ مہلت والوں سے | اِلٰی۔ طرف | یَوْمِ۔ دن | الْوَقْتِ۔ وقت

اَلْمَعْلُوْمِ۔ مقرر کے	قَالَ۔ بولا	فَبِعِزَّتِكَ۔ تیری عزت کی قسم	لَاُغْوِيَنَّهُمْ۔ میں انکو گمراہ کرونگا
اَجْمَعِيْنَ۔ سب کو	اِلَّا۔ مگر	عِبَادَ۔ بندے	كَ۔ تیرے
مِنْهُمْ۔ ان میں سے	الْمُخْلَصِيْنَ۔ خالص	قَالَ۔ فرمایا	فَالْحَقُّ۔ سچی بات ہے
وَ۔ اور	الْحَقَّ۔ سچ ہی	اَقُوْلُ۔ میں کہتا ہوں	لَاَمْلَئَنَّ۔ میں ضرور بھر دونگا
جَهَنَّمَ۔ جہنم کو	مِنْكَ۔ تجھ سے	وَ۔ اور	مِمَّنْ۔ ان سے جو
تَبِعَكَ۔ پیروی کریں تیری	مِنْهُمْ۔ ان میں سے	اَجْمَعِيْنَ۔ سب سے	قُلْ۔ کہہ
مَا۔ نہیں	اَسْئَلُكُمْ۔ مانگتا ہیں تم سے	عَلَيْهِ۔ اس پر	مِنْ اَجْرٍ۔ کوئی اجرت
وَّ۔ اور	مَا۔ نہیں	اَنَا۔ میں	مِنَ الْمُتَكَلِّفِيْنَ۔ تصنع کرنے
والوں سے	اِنْ۔ نہیں	هُوَ۔ وہ	اِلَّا۔ مگر
ذِكْرٌ۔ نصیحت	لِّلْعٰلَمِيْنَ۔ جہانوں کیلئے	وَ۔ اور	لَتَعْلَمُنَّ۔ ضرور جانوگے تم
نَبَاَهٗ۔ اسکی خبر	بَعْدَ۔ بعد	حِيْنٍ۔ ایک وقت کے	

خلاصہ تفسیر پانچواں رکوع سورہ ص پ ۲۳

قُلْ اِنَّمَآ اَنَا مُنْذِرٌ۔ آپ فرمادیجئے اے محبوب کفار مکہ سے کہ میں تو ڈر سنانے والا ہی ہوں وَمَا مِنْ اِلٰهٍ اِلَّا اللّٰهُ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ۔ اور کوئی معبود نہیں مگر ایک اللہ سب پر غالب۔

رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا الْعَزِيْزُ الْغَفَّارُ۔ وہی ایک رب ہے آسمانوں اور زمین کا اور جو کچھ ان کے مابین ہے عزت والا بڑا بخشنے والا۔

گویا اس امر کو واضح فرمایا کہ آسمانوں اور زمین کے مابین بھی نہ معلوم کیسی کیسی مخلوق ہے جسے سائنس والے اپنے فن کے ذریعہ معلوم کرلیں گے۔ اور کیا کیا معلوم کر چکے ہیں لیکن اس کے ساتھ انہیں یہ بھی معلوم کرنا ضروری ہے کہ ان سب کا مالک اور رب وہی ایک عزیز و غفار ہے آگے ارشاد ہے۔

قُلْ هُوَ نَبَؤٌا عَظِيْمٌ۔ اَنْتُمْ عَنْهُ مُعْرِضُوْنَ۔ اے محبوب انہیں فرمادیجئے کہ وہ بڑی خبر ہے تم اس سے اعراض کر رہے ہو اور غفلت میں ہو۔

یعنی قرآن کریم یا روز قیامت یا رسول کریم کا منذر ہونا یا اللہ تعالٰی کا وحدہٗ لاشریک لہٗ ہونا ان امور سے تم غفلت میں رہ کر اعراض کرتے اور مجھ پر ایمان نہیں لاتے باآنکہ حقیقت یہ ہے کہ

مَاکَانَ لِیَ مِنْ عِلْمٍ بِالْمَلَاِ الْاَعْلٰی اِذْ یَخْتَصِمُوْنَ ۔ مجھے بھی عالم بالا کی کیا خبر تھی جب وہ جھگڑ رہے تھے ۔

یعنی ملائکہ مقربین حضرت آدم علیہ السلام کے باب میں جو سوال و جواب دے رہے تھے اس کا مجھے کچھ علم نہ ہوتا اگر میں نبی نہ ہوتا۔ یہ میرے نبی ہونے کی بین دلیل ہے کہ بذریعہ وحی اللہ تعالیٰ نے مجھے مطلع فرمایا چنانچہ ارشاد ہے اے محبوب فرما دو۔

اِنْ یُّوْحٰۤی اِلَیَّ اِلَّاۤ اَنَّمَاۤ اَنَا نَذِیْرٌ مُّبِیْنٌ مجھے یہی وحی ہوتی ہے کہ میں روشن ڈر سنانے والا ہوں۔

چنانچہ دارمی اور ترمذی میں حدیثیں ہیں کہ سید عالم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں اپنے بہترین حال میں اپنے رب عزوجل کے دیدار سے مشرف ہوا۔ حضرت سید المفسرین ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ میرے گمان میں یہ واقعہ خواب کا ہے ۔

ایک حدیث میں حضور صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے محبوب عالم بالا کے ملائکہ کس معاملہ میں مخاصمہ کرتے ہیں میں نے عرض کیا الٰہی تو ہی دانا ہے تو پھر رب العزت جلت مجدہ نے اپنا ید قدرت میرے دونوں شانوں کے مابین رکھا میں نے اس کے فیض کی برودت اپنے قلب میں پائی تو تمام آسمان و زمین کی ہر شے میرے اوپر منکشف ہو گئی۔

پھر ارشاد ہوا اے محبوب بتاؤ عالم بالا کے ملائکہ کس امر میں مخاصمہ کرتے ہیں میں نے عرض کی ہاں اے رب وہ کفارات میں مخاصمہ کرتے ہیں ۔

اور کفارات یہ ہیں۔

نمازوں کے بعد مسجد میں ٹھہرنا ۔

اور پیادہ پا جماعت کے لیے جانا۔

اور سردی کے وقت جبکہ پانی ناگوار ہو اس وقت اچھی طرح وضو کرنا۔

جس نے یہ کیا اس کی زندگی بھی بہتر اور موت بھی بہتر ہے ۔

اور وہ گناہوں سے ایسا پاک ہوتا ہے جیسا پیدائش کے دن تھا ۔

پھر جناب باری کی طرف سے ارشاد ہوا اے محبوب نماز کے بعد یہ دعا کیا کرو ۔

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْۤ اَسْئَلُكَ فِعْلَ الْخَیْرَاتِ وَتَرْكَ الْمُنْكَرَاتِ وَحُبَّ الْمَسَاكِیْنِ اِذَاۤ اَرَدْتَّ بِعِبَادِكَ فِتْنَةً فَاقْبِضْنِیْۤ اِلَیْكَ غَیْرَ مَفْتُوْنٍ ۔

بعض روایتوں سے ثابت ہوتا ہے کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے ہر چیز روشن ہو گئی اور میں نے جان لیا فَتَجَلّٰی لِیْ كُلُّ شَیْءٍ وَّعَرَفْتُ ۔

ایک حدیث میں ہے فَعَرَفْتُ مَشَارِقَ الْاَرْضِ وَمَغَارِبَهَا میں نے جان لیا جو کچھ زمین کے مشرق ومغرب میں ہے۔

اور علامہ خازن اپنی تفسیر میں اس حدیث پر فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے حضور پر نور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا سینۂ انور کھول دیا اور قلب مبارک کو منور فرما دیا اور جس کا کسی کو علم نہیں اس علم کی معرفت آپ کو عطا فرما دی حتی کہ آپ نے نعمت ومعرفت کی برودت اپنے قلب منور میں پائی اور قلب اقدس منور ہو گیا اور سینۂ مبارک کھل گیا تو جو کچھ آسمانوں اور زمینوں میں ہے باعلام الٰہی جان لیا آگے ارشاد ہے
اِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلٰٓئِكَةِ اِنِّیْ خَالِقٌۢ بَشَرًا مِّنْ طِیْنٍ۔ جب فرمایا تیرے رب نے فرشتوں سے کہ میں مٹی سے انسان بناؤں گا۔

یعنی حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا کروں گا۔ یہ آدم علیہ السلام کا میلاد شریف بیان ہو رہا ہے چنانچہ ارشاد ہے۔
فَاِذَا سَوَّیْتُهٗ وَنَفَخْتُ فِیْهِ مِنْ رُّوْحِیْ فَقَعُوْا لَهٗ سٰجِدِیْنَ فَسَجَدَ الْمَلٰٓئِكَةُ كُلُّهُمْ اَجْمَعُوْنَ اِلَّآ اِبْلِیْسَ اِسْتَكْبَرَ وَكَانَ مِنَ الْكٰفِرِیْنَ۔ تو جب میں برابر بنا لوں اور اس میں اپنی طرف سے روح پھونک دوں تو تم اس کے لیے سجدے میں گر جانا تو سب فرشتوں نے سجدہ کیا کوئی منحرف نہ ہوا مگر ابلیس کہ اس نے تکبر کیا اور وہ کافر ہی تھا۔

علم الٰہی میں۔ اس آیت کریمہ سے چند امور ظاہر ہوئے۔

اول یہ حضرت آدم علیہ السلام کی ولادت پر ملائکہ کو بشارت دی گئی۔

دوسرے یہ کہ فقط پتلۂ خاکی پر ملائکہ کو سجدہ کا حکم نہ دیا بلکہ فرمایا جب میں اس کا مجسمہ بنا کر اس میں اپنے حکم سے جان ڈال دوں تو اس کے لیے تعظیماً سجدہ کرنا۔

معلوم ہوا کہ ولادت آدم کی خوشی میں سجدہ کا حکم منجانب اللہ ہوا اور ولادت مصطفےٰ علیہ التحیۃ والثناء کی فرحت میں فَبِذٰلِكَ فَلْيَفْرَحُوْا حکم ملا یعنی میلاد آدم پر سجدہ کا حکم ہوا اور ولادت محبوب دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم پر اظہار فرح وسرور کا مبالغہ کرنا واجب فرمایا۔

پھر جناب باری عزاسمہ کی طرف سے ارشاد ہوا
قَالَ یٰٓاِبْلِیْسُ مَا مَنَعَكَ اَنْ تَسْجُدَ لِمَا خَلَقْتُ بِیَدَیَّ اَسْتَكْبَرْتَ اَمْ كُنْتَ مِنَ الْعَالِیْنَ۔ فرمایا اے ابلیس تجھے کس چیز نے روکا اس سے کہ تو اس کے لیے سجدہ کرے جسے میں نے اپنے ید قدرت سے بنایا کیا تجھے غرور آ گیا یا تو مغرور دل میں ہی تھا۔

اور حقیقت بھی یہی ہے کہ شیطان جسے ابلیس فرمایا گیا وہ قوم جن سے تھا فرشتوں میں سے نہ تھا جیسا کہ قرآن کریم میں ہے کَانَ مِنَ الْجِنِّ وہ جن تھا اور جن ایسی قوم ہے جس کا شیوہ ہی تکبر ہے چنانچہ اس نے جواب دیتے ہوئے بھی اپنا امتیاز تخلیقی بیان کیا جیسا کہ ارشاد ہے۔

قَالَ اَنَا خَیْرٌ مِّنْهُ خَلَقْتَنِیْ مِنْ نَّارٍ وَّخَلَقْتَهٗ مِنْ طِیْنٍ شیطان بولا میں اس سے بہتر ہوں تو نے مجھے آگ سے بنایا اور آدم کو مٹی سے پیدا کیا ہے۔

اس جواب سے اس کی مراد یہ تھی کہ اگر آدم آگ سے پیدا ہوتے تب بھی میرے برابر ہوتے اور ایسی صورت میں بھی مجھ پر سجدہ لازم نہ تھا چہ جائیکہ وہ مٹی سے بنائے گئے تو میں اسے کیسے سجدہ کر سکتا ہوں اسی قیاس کی مذمت میں حضور نے فرمایا اَوَّلُ مَنْ قَاسَ الشَّیْطَانُ۔

حالانکہ اسے یہ سوچنا تھا کہ آگ یا مٹی سے مخلوق ہونے میں کوئی امتیاز نہیں من حیث المخلوق سب مخلوق ہیں پھر ان میں سے جسے جتنا اور جیسا شرف دیا جائے یہ دینے والے کا عطا کردہ ہے تو امتثال امر کرنے والے وہ معصوم تھے جو جھک گئے اور تکبر و غرور کرنے والا وہ تھا جس نے سرتابی کی اور بموجب حکم الٰہی رجیم و مردود و مقہور ہو گیا چنانچہ ارشاد ہوا۔

قَالَ اخْرُجْ مِنْهَا فَاِنَّكَ رَجِیْمٌ وَّاِنَّ عَلَیْكَ لَعْنَتِیْۤ اِلٰی یَوْمِ الدِّیْنِ۔ فرمایا اللہ تعالیٰ نے نکل جنت سے کہ تو راندا گیا اور بیشک تجھ پر قیامت تک میری لعنت ہے۔

جنت سے تو اس لیے نکال دیا گیا کہ اس نے سرکشی اور نافرمانی کی اور تکبر کے باعث اس کی صورت بدل دی وہ پہلے حسین تھا اب بدشکل اور روسیاہ کر دیا گیا اور اس کے چہرہ کی نورانیت سلب کر لی گئی۔

اور اس پر قیامت تک لعنت و پھٹکار اور انواع و اقسام کے عذاب ہیں۔ اس کے بعد شیطان نے بارگاہ بے نیاز میں عرض کی۔

قَالَ رَبِّ فَاَنْظِرْنِیْۤ اِلٰی یَوْمِ یُبْعَثُوْنَ۔ بولا اے میرے رب اگر مجھے ملعون کر دیا گیا ہے تو کم از کم اتنا تو ہو کہ مجھے مہلت دی جائے اس دن تک جبکہ لوگ قبروں سے اٹھائے جائیں گے۔

چونکہ آدم علیہ السلام اور ان کی ذریت اپنی فنا کے بعد جزا اعمال کے لیے اٹھائے جائیں گے تو شیطان نے اس دن تک کی مہلت اس لیے طلب کی کہ وہ ابنائے آدم کو اس مہلت میں گمراہ کرے اور اس ذریعہ سے اپنا بغض خوب نکالے اور حیات دنیا میں موت سے محفوظ رہے کہ بعث و نشر کے بعد موت نہیں۔

اور ذات بے نیاز چونکہ بے نیاز ہے اسے اس کی مراد کا یقیناً علم تھا۔ مگر پھر بھی اس کی آرزو پوری فرما دی ادھر ارشاد ہوا۔

قَالَ اِنَّكَ مِنَ الْمُنْظَرِيْنَ اِلٰى يَوْمِ الْوَقْتِ الْمَعْلُوْمِ۔ فرمایا تو مہلت والوں میں ہے جانے ہوئے وقت کے دن تک۔

یعنی نفخہ اولیٰ تک جس کو خلق کی فنا کے لیے متعین فرمایا گیا ہے۔ غرضکہ جب شیطان نے یہ مہلت حاصل کرلی تو اس کے بعد عرض پیرا ہوا چنانچہ ارشاد ہے۔

قَالَ فَبِعِزَّتِكَ لَاُغْوِيَنَّهُمْ اَجْمَعِيْنَ اِلَّا عِبَادَكَ مِنْهُمُ الْمُخْلَصِيْنَ۔ بولا اب تیری عزت وجلال کی قسم میں ضرور انہیں سب کو گمراہ کروں گا مگر جو ان میں تیرے چنے ہوئے بندے ہیں۔

اس لیے کہ تیرے چنے ہوئے بندوں پر میرا داؤں چلنا ناممکن ہے ارشاد باری ہوا۔

قَالَ فَالْحَقُّ وَالْحَقَّ اَقُوْلُ لَاَمْلَئَنَّ جَهَنَّمَ مِنْكَ وَمِمَّنْ تَبِعَكَ مِنْهُمْ اَجْمَعِيْنَ۔ فرمایا سچ بات یہ ہے جو سچے طریقہ یہ ہم فرماتے ہیں بے شک میں ضرور جہنم بھردوں گا تجھ سے معہ تیری ذریت کے جو تیری پیروی کریں گے سب کو۔ پھر ارشاد ہوا کہ اے محبوب

قُلْ مَا اَسْئَلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ اَجْرٍ وَّمَا اَنَا مِنَ الْمُتَكَلِّفِيْنَ اِنْ هُوَ اِلَّا ذِكْرٌ لِّلْعٰلَمِيْنَ وَلَتَعْلَمُنَّ نَبَاَهٗ بَعْدَ حِيْنٍ۔ اے محبوب فرمادیں میں اس تعلیم قرآن پر تم سے کچھ اجر نہیں مانگتا اور میں بناوٹ کرنے والوں میں سے نہیں وہ تو نہیں مگر نصیحت سارے جہان کے لیے اور ضرور ایک وقت کے بعد تم اس کی خبر جان لوگے۔

سید المفسرین ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ موت کے بعد یا بقول ثانی قیامت کے روز بَعْدَ حِيْنٍ مراد ہے۔

مختصر تفسیر اردو پانچواں رکوع سورۃ ص پ ۲۳

قُلْ اِنَّمَا اَنَا مُنْذِرٌ وَّمَا مِنْ اِلٰهٍ اِلَّا اللّٰهُ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ۔ رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا الْعَزِيْزُ الْغَفَّارُ۔ اے محبوب ان مشرکین مکہ سے فرما دیجئے کہ میں تو ڈرانے والا ہی ہوں تمہیں عذاب آخرت سے۔

آلوسی فرماتے ہیں یہ مشرکین مکہ کے اس قول کا رد ہے جو وہ کہتے تھے ہٰذَا سٰحِرٌ كَذَّابٌ۔ اسلیے کہ انذار منافی سحر وکذب ہے گویا اس کے یہ معنی ہوئے اِنَّمَا اَنَا رَسُوْلٌ مُّنْذِرٌ لَا سَاحِرٌ كَذَّابٌ۔ میں تو رسول ہی ہوں نہ کہ ساحر وکذاب۔ اور یہ ناقابل انکار حقیقت ہے کہ جو وصف رسالت و انذار سے

متصف ہوگا اس کے لیے وصف سحر و کذب منافی ہے۔ نیز حضور کا یہ فرمانا کہ کوئی معبود نہیں مگر ایک اللہ ہی ہے جو ہر شے پر غالب ہے اور یہی صفت رسالت پر موید ہے چنانچہ آگے ارشاد ہے۔

رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ۔ وہی مالک اور رب ہے آسمانوں اور زمین کا۔

یعنی موجودات کی پیدائش اسی ذات سبحٰنہ وتعالیٰ سے ہوئی اور وہی مدبر جمیع امور ہے اور وہی غالب ہے اس پر کوئی کسی امر میں غالب نہیں اور وہی بخشنے والا ہے جسے چاہے یہ تقریر توحید ہے۔

آیۂ کریمہ کے پہلے ختم میں قہار فرمایا اور دوسری کے ختم پر غفار کہا۔

یہ اس لیے کہ قہار علی کل شیٔ وہی ہوسکتا ہے جو ایک ہو اور اگر اس کے سوا کوئی اور بھی ہوتا تو پھر وہ قہار نہیں ہوسکتا اس لیے کہ اسے اللہ مطلق نہیں کہہ سکتے اس واسطے کہ دو قہار ماننے میں یہ بھی ماننا پڑے گا کہ کبھی جو قہار ہے وہ دوسرے قہار سے مقہور ہوگا اور صفت مقہوری منافی الوہیت ہے تَعَالَى اللّٰهُ عَنْ ذٰلِكَ عُلُوًّا كَبِيْرًا۔

اس لیے کہ آسمان و زمین اور جو کچھ اس کے مابین ہے ان کا قیام ناممکن ہو جاتا ہے اس لیے کہ ایک قہار زمین و آسمان بنانا چاہے گا اور دوسرا مٹانا چاہے گا تو لَفَسَدَتَا کا ہی ظہور ہوگا اس لیے ضروری ہے کہ قہار ایک اور صرف ایک ہی ہو اور جہاں قہار کا ایک ہونا ضروری ہے وہاں غفار بھی ایک ہی ہونا ضروری ہے آگے ارشاد ہے۔

قُلْ هُوَ نَبَؤٌا عَظِيْمٌ اَنْتُمْ عَنْهُ مُعْرِضُوْنَ۔ فرما دیجئے وہ خبر عظیم ہے جس سے تم بے خبر اور معرض ہو۔

وہ نبأ عظیم تین امور پر مشتمل ہے۔

اول حضور خاتم نبوت کا رسول ہونا۔

دوسرے منذر یعنی عذاب آخرت سے ڈرانے والا ہونا۔

تیسرے اللہ تبارک وتعالیٰ کا وحدہ لاشریک لہ ہونا۔

اور یہ خبر عظیم یقینی تمہارے لیے مفید ہے اور اس کے اندر کسی قسم کا ریب و شک نہیں۔ مگر تم اس سے بے خبر اور اعراض پر قائم ہو۔

اور اس مضمون سے اس سورۃ مبارکہ کی ابتدا کی گئی چنانچہ ارشاد ہے ۔صٓ۔ وَالْقُرْاٰنِ ذِي الذِّكْرِ بَلِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فِيْ عِزَّةٍ وَّشِقَاقٍ۔

مَا كَانَ لِيَ مِنْ عِلْمٍ بِالْمَلَاِ الْاَعْلٰى اِذْ يَخْتَصِمُوْنَ۔ مجھے علم نہ تھا عالم بالا کا جبکہ ملائکہ میں مخاصمہ ہو رہا تھا گویا اس امر کا اظہار فرمایا گیا کہ ملأ اعلیٰ میں جو مخاصمہ تھا اس کا علم بلا اعلام الٰہی کچھ نہ تھا اور علم قیامت

بھی بعیز اعلام مجھے نہیں تھا گویا یہ بتایا کہ میرا علم تمام و کمال عطائی ہے ذاتی علم مجھے نہیں۔

چنانچہ ترمذی سے بسند صحیح مذکور ہے اور طبرانی حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے راوی ہیں جو ہمارے دعوی کی مؤید ہے۔

قَالَ احْتَبَسَ عَنَّا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاتَ غَدَاةٍ مِّنْ صَلٰوةِ الصُّبْحِ حَتّٰى كِدْنَا نَتَرَاءٰى عَيْنَ الشَّمْسِ فَخَرَجَ سَرِيْعًا فَثُوِّبَ بِالصَّلٰوةِ فَصَلّٰى رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا سَلَّمَ دَعَا بِصَوْتِهٖ فَقَالَ عَلٰى مَصَافِّكُمْ ثُمَّ انْفَتَلَ عَلَيْنَا ثُمَّ قَالَ اَمَا اِنِّيْ اُحَدِّثُكُمْ بِمَا حَبَسَنِيْ عَنْكُمُ الْغَدَاةَ اِنِّيْ قُمْتُ اللَّيْلَةَ۔ فَقُمْتُ وَصَلَّيْتُ مَا قُدِّرَ لِيْ فَنَعَسْتُ فِيْ صَلٰوتِيْ حَتّٰى اسْتَثْقَلْتُ فَاِذَا اَنَا بِرَبِّيْ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى فِيْ اَحْسَنِ صُوْرَةٍ فَقَالَ يَا مُحَمَّدُ قُلْتُ لَبَّيْكَ رَبِّيْ قَالَ فِيْمَ يَخْتَصِمُ الْمَلَاُ الْاَعْلٰى قُلْتُ لَا اَدْرِيْ فَوَضَعَ كَفَّهٗ بَيْنَ كَتِفَيَّ فَوَجَدْتُ بَرْدَ اَنَامِلِهٖ بَيْنَ ثَدْيَيَّ فَتَجَلّٰى لِيْ كُلُّ شَيْءٍ وَعَرَفْتُ فَقَالَ يَا مُحَمَّدُ قُلْتُ لَبَّيْكَ قَالَ فِيْمَ يَخْتَصِمُ الْمَلَاُ الْاَعْلٰى قُلْتُ فِي الدَّرَجَاتِ وَالْكَفَّارَاتِ فَقَالَ مَا الدَّرَجَاتُ فَقُلْتُ اِطْعَامُ الطَّعَامِ وَاِفْشَاءُ السَّلَامِ وَالصَّلٰوةُ بِاللَّيْلِ وَالنَّاسُ نِيَامٌ۔ قَالَ صَدَقْتَ فَمَا الْكَفَّارَاتُ قُلْتُ اِسْبَاغُ الْوُضُوْءِ فِي الْمَكَارِهِ وَانْتِظَارُ الصَّلٰوةِ بَعْدَ الصَّلٰوةِ وَنَقْلُ الْاَقْدَامِ اِلَى الْجَمَاعَاتِ قَالَ صَدَقْتَ۔ سَلْ يَا مُحَمَّدُ فَقُلْتُ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْاَلُكَ فِعْلَ الْخَيْرَاتِ وَتَرْكَ الْمُنْكَرَاتِ وَحُبَّ الْمَسَاكِيْنِ وَاَنْ تَغْفِرَ لِيْ وَتَرْحَمَنِيْ وَاِذَا اَرَدْتَّ بِعِبَادِكَ فِتْنَةً فَاقْبِضْنِيْ اِلَيْكَ غَيْرَ مَفْتُوْنٍ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْاَلُكَ حُبَّكَ وَحُبَّ مَنْ اَحَبَّكَ وَحُبَّ عَمَلٍ يُقَرِّبُنِيْ اِلٰى حُبِّكَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَعَلَّمُوْهُنَّ وَادْرُسُوْهُنَّ۔

اس طویل حدیث کا ترجمہ یہ ہے۔

صبح کی نماز میں حضور صلے اللہ علیہ وسلم ایک روز دیر سے تشریف لائے حتی کہ ہم سورج کی کرنوں کے طلوع کا گمان کرنے لگے تو حضور تیزی سے تشریف لائے اور نماز میں مشغول ہو گئے جب نماز سے فارغ ہوئے تو باآواز بلند ہمیں حکم دیا کہ اپنی اپنی صفوں میں ٹھہرے رہو پھر ہماری طرف التفات فرمایا کہ ارشاد کیا میں تمہیں بتاتا ہوں جس وجہ میں آج صبح نماز میں دیر ہو گئی۔

میں شب میں اٹھا اور مشغول نوافل رہا کہ مجھ پر نیند غالب ہو گئی حتی کہ اس نیند کا بوجھ مجھے محسوس ہوا کہ میں اپنے رب تعالےٰ شانہ کے پاس تھا اور میں نے اپنے رب کو حسین ترین صورت میں دیکھا کہ مجھے ارشاد ہوا۔

اے محمد!

میں نے عرض کیا اے میرے رب میں حاضر ہوں۔

ارشاد ہوا عالم بالا کے فرشتے کس معاملہ میں جھگڑتے ہیں؟

میں نے عرض کیا الٰہی میں نہیں جانتا۔

تو رب جلت مجدہ نے اپنا ید قدرت میرے شانوں کے مابین رکھا

تو میں نے اس کی رحمت کی انگلیوں کی برودت اپنے سینے میں محسوس کی۔

تو مجھ پر تمام اشیائے کائنات متجلی ہو گئی اور میں نے سب کچھ جان لیا۔

پھر ارشاد ہوا اے محمد!

میں نے عرض کیا میں حاضر ہوں۔

فرمایا بتاؤ وہ کونسے عمل ہیں جن پر ملاء اعلیٰ والے جھگڑتے ہیں؟

میں نے عرض کیا درجات اور کفارات میں

ارشاد ہوا درجات کیا ہیں؟

میں نے عرض کیا کھانا کھلانا۔ سلام عام کرنا یعنی ہر ایک مسلمان کو سلام کہنا اور رات میں اس وقت نماز پڑھنا جب لوگ سو رہے ہوں۔

ارشاد ہوا تم نے سچ کہا لیکن کفارات کیا ہیں؟

میں نے عرض کیا۔ وضو پورا کرنا تکلیف میں اور نماز کا انتظار کرنا بعد نماز کے اور قدموں کا اٹھانا جماعت کی طرف۔

پھر ارشاد باری ہوا اے محبوب تم نے سچ فرمایا۔

پھر ارشاد ہوا اے محمد صلے اللہ علیک اب مانگئے جو آپ مانگنا چاہتے ہیں۔

تو میں نے عرض کیا۔

اَللّٰهُمَّ اِنِّىْ اَسْاَلُكَ فِعْلَ الْخَيْرَاتِ وَتَرْكَ الْمُنْكَرَاتِ وَحُبَّ الْمَسَاكِيْنِ وَاَنْ تَغْفِرَلِىْ وَتَرْحَمَنِىْ وَاِذَا اَرَدْتَّ بِعِبَادِكَ فِتْنَةً فَاقْبِضْنِىْ اِلَيْكَ غَيْرَ مَفْتُوْنٍ ۔ الٰہی میں تجھ سے اچھے کاموں کی توفیق طلب کرتا ہوں اور برے کاموں کے ترک کی ہمت اور مساکین سے محبت اور یہ کہ تو مجھے بخش دے اور مجھ پر رحم فرما اور جب تو اپنے بندوں سے امتحان کا ارادہ فرمائے تو مجھے فتنہ و امتحان سے قبل قبض فرما۔

اَللّٰهُمَّ اِنِّىْ اَسْاَلُكَ حُبَّكَ وَحُبَّ مَنْ اَحَبَّكَ وَحُبَّ عَمَلٍ يُّقَرِّبُنِىْ اِلٰى حُبِّكَ ۔ الٰہی میں تجھ سے تیری

محبت کی توفیق کا سائل ہوں اور اس کی محبت کا جو تجھ سے محبت کرے اور اس عمل کی محبت جو مجھے تیری محبت کے قریب کرے۔

اس کے بعد حضور سید عالم نے فرمایا تَعَلَّمُوْهُنَّ وَادْرُسُوْهُنَّ فَاِنَّهُنَّ حَقٌّ۔ اس دعا کو سیکھو اور لوگوں کو سکھاؤ یہ الفاظ حق ہیں۔

معنی اختصام ملائکہ

جو سوال میں حضور سے ارشاد ہوا فِیْمَ یَخْتَصِمُ الْمَلَأُ الْاَعْلٰی۔

آلوسی روح المعانی میں فرماتے ہیں وَمَعْنٰی اِخْتِصَامِهِمْ فِیْ ذٰلِكَ عَلٰی مَا فِی الْبَحْرِ اِخْتِلَافُهُمْ فِیْ قَدْرِ ثَوَابِهٖ۔ بحر میں اختصام کے معنی یہ ہیں کہ ملاء اعلیٰ میں مقدار ثواب پر اختلاف ہو۔ یعنی کوئی کہے اتنا ثواب ہے کوئی کہے یہ کم ہے بلکہ اس سے زیادہ ہے آگے ارشاد ہے۔

اِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلٰٓئِكَةِ اِنِّیْ خَالِقٌ بَشَرًا مِّنْ طِیْنٍ۔ یاد فرمائیے وہ واقعہ جب فرمایا آپ کے رب نے فرشتوں سے کہ میں بنانے والا ہوں ایک بشر مٹی سے۔

علامہ شہاب خفاجی اِذْ کے متعلق فرماتے ہیں اَیْ مُطْلَقًا تَعَلُّقُ اِذْ بِاُذْكُرِ الْمُقَدَّرِ۔ اذ متعلق ہے اذکر مقدر سے چنانچہ جہاں بھی اذ کے ساتھ کلام شروع ہوگا اذکر یا محمد مقدر ماننا پڑے گا۔

تعریف لفظ بَشَر

وَالْبَشَرُ الْجِسْمُ الْكَثِیْفُ یُلَاقِیْ وَیُبَاشِرُ اَوْ بَادِیُ الْبَشَرَةِ ظَاهِرُ الْجِلْدِ غَیْرُ مَسْتُوْرٍ بِشَعْرٍ اَوْ وَبَرٍ اَوْ صُوْفٍ وَالْمُرَادُ بِهٖ اٰدَمُ عَلَیْهِ السَّلَامُ۔ بشر اس جسم کثیف کو کہتے ہیں جو ہر ایک سے ملے اور مباشر ہو یا ظاہر بشرہ رکھے جس کی جلد صاف ہو بالوں سے یا صوف اور اُون سے چھپی نہ ہو جیسے بھیڑ بکری ریچھ وغیرہ اور یہاں اس سے مراد حضرت آدم صفی اللہ ہیں۔ علیہ السلام۔

اور یہ بھی سمجھ لینا ضروری ہے کہ اس جگہ اللہ تعالےٰ نے آدم صفی کی تخلیق طین سے کرنا ظاہر فرمائی۔

اور آل عمران میں خَلَقَهٗ مِنْ تُرَابٍ فرما کر سوکھی مٹی سے ظاہر کی۔

اور سورہ حجر میں صَلْصَالٍ مِّنْ حَمَاٍ مَّسْنُوْنٍ فرما کر بجنی مٹی سے ظاہر کیا۔

اور سورہ انبیاء میں خُلِقَ الْاِنْسَانُ مِنْ عَجَلٍ فرمایا جس سے گندھی ہوئی مٹی مراد ہے۔

اس میں شبہ پیدا ہوتا ہے کہ یہ علیحدہ علیحدہ صورت سے تخلیق ظاہر کی ہے۔

اس کا جواب یہ ہے کہ اس سے منافات لازم نہیں آتی۔

غایت مافی الباب یہ ہے کہ کسی جگہ مادہ قریبہ سے شان تخلیق ظاہر کی ہے اور کہیں مادہ بعیدہ

چنانچہ آلوسی فرماتے ہیں۔ وَلَا مُنَافَاۃَ غَایَتُ مَا فِی الْبَابِ اَنَّہٗ ذُکِرَ فِیْ بَعْضِ الْمَادَّۃِ الْقَرِیْبَۃِ وَفِیْ بَعْضِ الْمَادَّۃِ الْبَعِیْدَۃِ۔ آگے ارشاد ہے۔

فَاِذَا سَوَّیْتُہٗ وَنَفَخْتُ فِیْہِ مِنْ رُّوْحِیْ فَقَعُوْا لَہٗ سٰجِدِیْنَ۔ جب میں اسے صورت انسانی میں یا خلقت بشری میں برابر کر دوں اور اس میں اپنے حکم سے روح ڈال دوں تو تم سجدے میں اس کے لیے گر جاؤ۔

اس پر آلوسی فرماتے ہیں اَیْ صَوَّرْتُہٗ بِالصُّوْرَۃِ الْاِنْسَانِیَّۃِ وَالْخِلْقَۃِ الْبَشَرِیَّۃِ اَوْ سَوَّیْتُ اَجْزَاءَ بَدَنِہٖ بِتَعْدِیْلِ طَبَائِعِہٖ وَنَفَخْتُ فِیْہِ مِنْ رُّوْحِیْ تَمْثِیْلٌ لِاِفَاضَۃِ مَا بِہِ الْحَیَاۃُ بِالْفِعْلِ عَلَی الْمَادَّۃِ الْقَابِلَۃِ لَہَا فَلَیْسَ ثَمَّتْ نَفْخٌ وَّلَا مَنْفُوْخٌ۔ یعنی جب میں اس کی صورت کو صورت انسانی اور خلقت بشری سے بنا دوں یا اس کے اجزاء بدن کو طبائع انسانی سے معتدل کر دوں اور اس میں اپنے حکم سے روح ڈال کہ اسے حیات بالفعل سے مکمل کر دوں تو تم اس کے لیے سجدہ میں گر جانا اور یہاں نفخ و منفوخ سے مراد القاء روح ہے۔

تو اس کے یہ معنی ہوئے فَاِذَا اَکْمَلْتُ اِسْتِعْدَادَہٗ وَاَفَضْتُ عَلَیْہِ مَا یُحْیِیْہِ مِنَ الرُّوْحِ الطَّاہِرَۃِ الَّتِیْ ہِیَ اَمْرِیْ تو تم اس کے لیے سجدہ میں گر جانا۔

اور یہاں سجدہ بمعنی انحناء نہیں ہے بلکہ قَعُوْا کے معنی اُسْقُطُوْا لَہٗ کے ہیں یعنی سجدہ میں گرنا ہی مراد ہے اور سٰجِدِیْنَ سے سجدہ تحیہ و تکریم مراد ہے۔

یہاں یہ سمجھ لینا بھی ضروری ہے۔ کہ

سجدۂ تحیۂ و تکریم شریعت آدم علیہ السلام میں جائز تھا اور شریعت مصطفی علیہ التحیہ والثناء میں حرام ہے۔ حضور سید یوم النشور صلے اللہ علیہ وسلم نے غیر خدا کے لئے ہر قسم کا سجدہ حرام فرمایا حتیٰ کہ جب حضور کو سجدہ کرنے کی اجازت طلب کی گئی تو حضور نے فرمایا اَرَاَیْتَ لَوْ مَرَرْتَ بِقَبْرِیْ اَکُنْتَ تَسْجُدُ لَہٗ بھلا یہ تو بتا جب تو میری قبر پر گزرے گا تو کیا اسے بھی سجدہ کرے گا۔ سائل نے عرض کیا نہیں فرمایا جس کی قبر کو سجدہ نہیں اس قبر والے کو سجدہ نہیں۔

خواتین اسلام نے جب سجدہ کی اجازت طلب کی تو حضور نے فرمایا اگر غیر خدا کو سجدہ جائز ہوتا تو میں عورتوں کو حکم دیتا کہ وہ اپنے شوہروں کو سجدہ کریں مگر چونکہ غیر خدا کے لیے میں اپنی شریعت میں سجدہ حرام کرتا ہوں بنا بریں عورتوں کو بھی ممانعت کرتا ہوں کہ وہ اپنے شوہروں کو بھی سجدہ نہ کریں۔

اور جو لوگ سجدۂ تعظیمی اور سجدہ عبودیت کا فرق نکالتے ہیں وہ جاہل ہیں۔

اور قرآن کریم میں جو سجدہ یوسف علیہ السلام کو ثابت ہے یا آدم علیہ السلام کو یہ سب پہلی شریعتوں کا حکم ہے۔ حضور صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی شریعت میں غیر اللہ کے لیے سجدہ حرام فرما دیا خواہ تعظیمی

ہو یا عبودی۔ آگے ارشاد ہے۔

فَسَجَدَ الْمَلٰٓئِكَةُ كُلُّهُمْ اَجْمَعُوْنَ اِلَّآ اِبْلِيْسَ اِسْتَكْبَرَ وَكَانَ مِنَ الْكٰفِرِيْنَ۔ یعنی جب آدم علیہ السلام بنا دیے اور ان میں نفخ روح ہو گیا تو انہیں تمام ملائکہ نے سجدہ کیا کوئی سجدہ سے مقدم و موخر نہ رہا یعنی جنس ملائکہ امتثال امر الٰہی میں سجدہ کو گر گئے۔ آگے استثناء منفصل ہے حیث قال۔

اِلَّآ اِبْلِيْسَ۔ مگر شیطان۔ یہاں استثناء متصل اس لیے ہے کہ اگرچہ وہ جنی تھا مگر زمرۂ ملائکہ میں گنا جاتا تھا اور ان کی صفات سے متصف تھا اس کا اٹھنا بیٹھنا ان کے ہی ساتھ تھا تو تغلیباً ملائکہ میں شامل تھا۔

اِسْتَكْبَرَ وَكَانَ مِنَ الْكٰفِرِيْنَ۔ اس نے تکبر کیا اور سجدہ سے انکاری ہوا اور وہ علم اللہ میں کافر ہی تھا۔

آلوسی لکھتے ہیں وَيَجُوْزُ اَنْ يَّكُوْنَ الْمَعْنٰى وَكَانَ مِنَ الْكٰفِرِيْنَ فِىْ عِلْمِ اللّٰهِ تَعَالٰى لِعِلْمِهٖ عَزَّ وَجَلَّ سُبْحَانَهٗ وَيَصْدُرُ عَنْهُ مَا يَصْدُرُ بِاخْتِيَارِهٖ وَخُبْثِ طَوِيَّتِهٖ وَاسْتِعْدَادِهٖ۔ آگے ارشاد ہے۔

قَالَ يٰٓاِبْلِيْسُ مَا مَنَعَكَ اَنْ تَسْجُدَ لِمَا خَلَقْتُ بِيَدَىَّ۔ فرمایا اے ابلیس کس چیز نے تجھے روکا اس سے کہ سجدہ کرے اسے جسے میں نے اپنی قدرت سے بنایا۔

یعنی ان کی پیدائش بلا توسط اب و ام ہوئی اور چھوٹے سے جسم کو عالم اکبر میں منطوی کیا۔ اور بعض نے خَلَقْتُ بِيَدَىَّ کے معنی کیے قدرت کے۔

وَذٰلِكَ لِاَنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى فِىْ خَلْقِهٖ اَفْعَالًا مُّخْتَلِفَةً مِنْ جَعْلِهٖ طِيْنًا مُّخَمَّرًا ثُمَّ جِسْمًا ذَا لَحْمٍ وَعَظْمٍ ثُمَّ نَفْخِ الرُّوْحِ فِيْهِ وَاِعْطَائِهٖ قُوَّةَ الْعِلْمِ وَالْعَمَلِ وَنَحْوِ ذٰلِكَ مِمَّا هُوَ دَالٌّ عَلٰى مَزِيْدِ قُدْرَةِ خَالِقِ الْقُوٰى وَالْقُدَرِ۔ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ۔

اور ابن جریر اور ابو الشیخ عظمۃ میں اور بیہقی ابن عمر رضی اللہ عنہما سے راوی ہیں۔ قَالَ خَلَقَ اللّٰهُ تَعَالٰى اَرْبَعًا بِيَدِهٖ۔

اَلْعَرْشَ۔

وَجَنّٰتِ عَدْنٍ

وَالْقَلَمَ

وَاٰدَمَ۔

ثُمَّ قَالَ لِكُلِّ شَيْءٍ كُنْ فَكَانَ۔

فرمایا اللہ تعالیٰ نے چار اپنے ہاتھ سے تخلیق فرمائے۔

اول عرش

دوم جنات عدن

سوم قلم

چہارم آدم علیہ السلام

پھر ہر شئے کے لیے فرمایا ہو جا تو وہ ہو گئی۔

اَسْتَکْبَرْتَ اَمْ کُنْتَ مِنَ الْعَالِیْنَ۔ کیا تو نے تکبر کیا یا تو تھا بلندی کے گمان میں۔

اَسْتَکْبَرْتَ میں ہمزہ استفہام انکاری ہے جس کے معنی ہوئے اَتَکَبَّرْتَ مِنْ غَیْرِ اسْتِحْقَاقٍ تو نے تکبر کیا اور بلند مخلوق یعنی ملائکہ کی برابری کا تجھے وہم ہو گیا اس لیے کہ بلند مخلوق صنف ملائکہ ہے اس لیے کہ یُقَالُ لَھُمُ الْمُھَیَّمُوْنَ مُسْتَغْرِقُوْنَ بِمُلَاحَظَۃِ جَمَالِ اللّٰہِ تَعَالٰی وَجَلَالِہٖ لَا یَعْلَمُ اَحَدٌ ھُمْ اِنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی خَلَقَ غَیْرَہٗ لَمْ یُؤْمَرُوْا بِالسُّجُوْدِ لِاٰدَمَ عَلَیْہِ السَّلَامُ اَوْ ھُمْ مَلَائِکَۃُ السَّمَآءِ کُلِّھِمْ وَلَمْ یُؤْمَرُوْا بِالسُّجُوْدِ وَاِنَّمَا الْمَاْمُوْرُ مَلَائِکَۃُ الْاَرْضِ۔ تو اس کے جواب میں ابلیس بولا

قَالَ اَنَا خَیْرٌ مِّنْہُ خَلَقْتَنِیْ مِنْ نَّارٍ وَّ خَلَقْتَہٗ مِنْ طِیْنٍ۔ ابلیس نے کہا الٰہی میں آدم سے افضل ہوں مجھے تو نے آگ سے پیدا فرمایا اور اسے مٹی سے پیدا کیا۔

اور یہ جواب ابلیس کا احمقانہ تھا اس لیے کہ افضلیت مادہ سے کسی کو حاصل نہیں ہوتی۔ بلکہ لبطاء خالق الکل سے ہوتی ہے اسی وجہ میں اسے مطرود و مردود کر دیا۔

قَالَ فَاخْرُجْ مِنْھَا فَاِنَّکَ رَجِیْمٌ۔ ارشاد ہوا نکل اس جنت سے کہ تو راندا ہوا ہے۔

یہاں منہا سے مراد من الجنۃ ہے۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے اِنَّہٗ کَانَ فِیْ جَنَّۃِ عَدْنٍ لَا فِیْ جَنَّۃِ الْخُلْدِ جس سے ابلیس نکالا گیا وہ جنت عدن تھی نہ کہ جنت خلد۔

اور ایک قول یہ ہے کہ وَقِیْلَ۔ مِنْھَا اَیْ مِنْ زُمْرَۃِ الْمَلٰٓئِکَۃِ الْمُعَزَّزِیْنَ وَھُوَ الْمُرَادُ مِنَ الْھُبُوْطِ لَا الْھُبُوْطُ مِنَ السَّمَآءِ۔

اور ایک قول ہے۔ وَقِیْلَ اُخْرُجْ مِنَ الْخِلْقَۃِ الَّتِیْ اَنْتَ فِیْھَا وَانْسَلِخْ مِنْھَا وَالْاَمْرُ لِلتَّکْوِیْنِ۔ یعنی ابلیس کو اس خلقت ملکی سے نکلنے کا حکم ہوا اور انسلاخ کیفیت ملکی کیا گیا۔

وَکَانَ عَلَیْہِ اللَّعْنَۃُ یَفْتَخِرُ بِخِلْقَتِہٖ فَغَیَّرَ اللّٰہُ تَعَالٰی خِلْقَتَہٗ فَاسْوَدَّ بَعْدَ مَا کَانَ اَبْیَضَ وَقَبُحَ بَعْدَ مَا کَانَ حَسَنًا وَاَظْلَمَ بَعْدَ مَا کَانَ نُوْرَانِیًّا۔ ابلیس لعین اپنی خلقت پر فخر کرتا تھا تو اللہ تعالےٰ نے اس کی خلقت بدل دی چنانچہ سیاہ فام کر دیا بعد اس کے کہ سرخ و سپید تھا اور قبیح المنظر کر دیا گیا بعد اس کے کہ

حسین تھا اور ظلمانی کردیا گیا بعد اس کے کہ نورانی تھا اور
فَاِنَّکَ رَجِیْمٌ یعنی مطرود فرمایا گیا جس کے معنی یہ ہوئے کہ تو ہر قسم کی خیر و کرامت سے نکالا ہوا ہے تو رجم میں کنایہ ہے طرد یعنی دھتکار سے۔
اور رجم کہتے ہیں پتھروں سے مارنے کو یا شیاطین کو شہب ثاقب سے۔ جیسے رجوما للشیاطین فرمایا گیا اور کبھی رجم بمعنی ذلیل بھی استعمال ہوتا ہے جیسا کہ سورہ اعراف میں فَاخْرُجْ فَاِنَّکَ مِنَ الصّٰغِرِیْنَ ارشاد ہے۔
وَاِنَّ عَلَیْکَ لَعْنَتِیْۤ اِلٰی یَوْمِ الدِّیْنِ۔ اور بیشک تجھ پر میری لعنت ہے قیامت تک۔
اور لعنت کے معنی اِبْعَاد عَنِ الرَّحْمَۃ ہے یعنی رحمت سے دور کر دینا اور سورہ حجر میں اِنَّ عَلَیْکَ اللَّعْنَۃَ ارشاد ہے۔
یعنی ملائکہ اور ثقلین کی طرف سے بھی اس پر لعنت ہے۔
اور اِلٰی یَوْمِ الدِّیْنِ فرما کر یہ بتایا کہ قیامت تک لعنت رہے گی اور قیامت یوم جزاء و عقوبت ہے اس لیے اس کے بعد انواع و اقسام کے عذاب ہمیشہ کے لیے ہوں گے۔ چنانچہ جب ابلیس نے یہ سنا تو عرض کی جس کا آگے تذکرہ ہے۔
قَالَ رَبِّ فَاَنْظِرْنِیْۤ اِلٰی یَوْمِ یُبْعَثُوْنَ۔ ابلیس نے عرض کی الٰہی جب تو نے مجھے رجیم و مطرود کر دیا تو کم از کم حیات دنیا میں تو مجھے مہلت دیدے۔
یعنی دنیا میں تو مجھے زندہ چھوڑ دے اور قیامت تک موت سے مجھے محفوظ فرما۔ یَعْنِیْ یَوْمَ یُبْعَثُوْنَ اٰدَمُ وَذُرِّیَّتُہٗ لِلْجَزَاءِ بَعْدَ الْمَوْتِ وَھُوَ وَقْتُ النَّفْخَۃِ الثَّانِیَۃِ وَاَرَادَ اللَّعِیْنُ بِذٰلِکَ اَنْ یَّجِدَ فُسْحَۃً مِّنْ اِغْوَائِھِمْ۔ یعنی جس دن آدم اور ان کی ذریت مرنے کے بعد جزاء اعمال کے لیے اٹھائی جائے اور وہ نفخہ ثانیہ کا وقت ہے اور اس سے ابلیس لعین نے یہ سوچا کہ جب میں نفخہ ثانیہ تک موت سے بچ رہوں گا تو مجھے اغواء اولاد آدم کے لیے گنجائش مل جائے گی۔
اور رب تعالٰی شانہٗ اگرچہ اس کی نیت کا عالم تھا لیکن گمراہ ہونے والوں اور راہ راست پر رہنے والوں سے باخبر تھا۔ بنابریں بے نیازانہ طور پر اسے یہ مہلت عطا کی گئی اور ارشاد ہوا۔
قَالَ فَاِنَّکَ مِنَ الْمُنْظَرِیْنَ اِلٰی یَوْمِ الْوَقْتِ الْمَعْلُوْمِ۔ ہاں تجھے مہلت دی گئی وقت معلوم کے دن تک یعنی وقت معلوم نفخہ ثانیہ تک تجھے مہلت ہے اور موت سے محفوظ رہے گا۔
قَالَ فَبِعِزَّتِکَ لَاُغْوِیَنَّھُمْ اَجْمَعِیْنَ اِلَّا عِبَادَکَ مِنْھُمُ الْمُخْلَصِیْنَ۔ ابلیس بولا الٰہی اب تیری عزت

وجلال کی قسم میں ضرور سب کو گمراہ کروں گا سوا ان تیرے بندوں کے جو تیری اطاعت کی وجہ میں محفوظ ہیں۔ یعنی جنہیں تو نے چن لیا ہے اپنی عبادت واطاعت کے لیے انکے سوا سب کو گمراہ کروں گا۔

قَالَ فَالْحَقُّ وَالْحَقَّ اَقُوْلُ لَاَمْلَئَنَّ جَهَنَّمَ مِنْكَ وَمِمَّنْ تَبِعَكَ مِنْهُمْ اَجْمَعِيْنَ۔ ارشاد ہوا ہم جو فرماتے ہیں وہ حق ہی فرماتے ہیں ہم ضرور جہنم بھر دیں گے تیری جنس اور تیرے متبعین سے سب سے۔

خواہ وہ اولاد آدم ہو یا تیری جنس کے شیاطین سے جو بھی تیرے اغواء سے گمراہ ہوں گے ان کے لیے جہنم ہے۔ گویا عبارت کا مفہوم یہ ہوا لَاَمْلَئَنَّهَا مِنَ الشَّيَاطِيْنِ وَمِمَّنْ تَبِعَكَ مِنْ جَمِيْعِ النَّاسِ لَا تَفَاوُتَ فِيْ ذٰلِكَ بَيْنَ نَاسٍ وَّنَاسٍ بَعْدَ وُجُوْدِ الْاِتِّبَاعِ مِنْهُمْ مِنْ اَوْلَادِ الْاَنْبِيَاءِ وَغَيْرِهِمْ۔

قُلْ مَا اَسْئَلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ اَجْرٍ وَّمَا اَنَا مِنَ الْمُتَكَلِّفِيْنَ اِنْ هُوَ اِلَّا ذِكْرٌ لِّلْعٰلَمِيْنَ وَلَتَعْلَمُنَّ نَبَاَهٗ بَعْدَ حِيْنٍ۔ اے محبوب فرما دیجئے میں تم سے اس تبلیغ وتعلیم قرآن پہ کوئی بدلہ نہیں مانگتا اور نہ میں تصنع کرنے والوں سے ہوں یہ قرآن نہیں مگر ہدایت ہے ثقلین کے عالم والوں کے لیے اور جو کچھ اس میں خبریں ہیں تھوڑی مدت کے بعد تم جان لوگے کہ سچ اور حق ہیں۔

حضرت ابن عباس لَا اَسْئَلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ اَجْرٍ سے مراد تعلیم فرماتے ہیں۔

اور بعض نے کہا وہ تبلیغ مراد ہے جو بذریعہ وحی حضور نے فرمائی۔

اور اجر سے مراد مال دنیا ہے۔

اور مَا اَنَا مِنَ الْمُتَكَلِّفِيْنَ سے مراد تصنع اور وہ دکھاوا ہے جو اصل میں نہ ہو اس کا رد ہے۔

چنانچہ ابن عدی حضرت ابو برزہ سے راوی ہیں قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلَا اُنَبِّئُكُمْ بِاَهْلِ الْجَنَّةِ قُلْنَا بَلٰى يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ هُمُ الرُّحَمَاءُ بَيْنَهُمْ۔ حضور نے کہا کیا میں تمہیں جنتی کی علامت بتا دوں عرض کیا ہاں حضور نے فرمایا وہ رحم ومحبت والے ہیں جو آپس میں رکھیں۔

پھر فرمایا جہنمیوں کی علامت بھی بتا دوں عرض کیا کیوں نہیں ضرور فرما دیجئے فرمایا هُمُ الْاٰيِسُوْنَ الْقَانِطُوْنَ الْكَذَّابُوْنَ الْمُتَكَلِّفُوْنَ ۔ وہ مایوس اور نا امید جھوٹ بولنے تصنع کرنے والے ہیں۔

اور وَلَتَعْلَمُنَّ نَبَاَهٗ بَعْدَ حِيْنٍ سے مراد وہ وعدو وعید ہیں جو حضور نے اور کلام اللہ نے بتلائے۔ وہ جان لوگے تھوڑی مدت بعد۔

اور بعد حین سے مراد

ابن عباس اور عکرمہ اور زید فرماتے ہیں روز قیامت ہے۔

اور قتادہ۔ فراء۔ اور زجاج کہتے ہیں اس سے مراد بعد الموت ہے۔

اور بعض نے فتح بدر مراد لیا۔
واللہ تعالیٰ اعلم وعلمہ اتم واحکم۔

بامحاورہ ترجمہ پہلا رکوع سورۃ زمر پ ۲۳

تَنْزِيْلُ الْكِتٰبِ مِنَ اللّٰهِ الْعَزِيْزِ الْحَكِيْمِ ۝

نازل کرنا ہے کتاب کا اللہ عزت وحکمت والے کی طرف سے۔

اِنَّآ اَنْزَلْنَآ اِلَيْكَ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ فَاعْبُدِ اللّٰهَ مُخْلِصًا لَّهُ الدِّيْنَ ۝

بے شک ہم نے نازل کی تمہاری طرف یہ کتاب حق کے ساتھ تو اللہ تعالیٰ کی پرستش کرو اس کے خالص بندے ہو کر۔

اَلَا لِلّٰهِ الدِّيْنُ الْخَالِصُ وَالَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِهٖٓ اَوْلِيَآءَ مَا نَعْبُدُهُمْ اِلَّا لِيُقَرِّبُوْنَآ اِلَى اللّٰهِ زُلْفٰى اِنَّ اللّٰهَ يَحْكُمُ بَيْنَهُمْ فِيْ مَا هُمْ فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ ۝

خبردار اللہ ہی کے لیے ہے خالص بندگی اور وہ جنہوں نے اللہ کے سوا اور والی بنا لیے کہتے ہیں ہم تو انہیں صرف اس لیے پوجتے ہیں کہ نزدیک کر دیں ہمیں اللہ کی طرف بے شک اللہ ان میں فیصلہ کر دے گا اس کا جس میں یہ اختلاف کر رہے ہیں۔

اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِيْ مَنْ هُوَ كٰذِبٌ كَفَّارٌ ۝ لَوْ اَرَادَ اللّٰهُ اَنْ يَّتَّخِذَ وَلَدًا لَّاصْطَفٰى مِمَّا يَخْلُقُ مَا يَشَآءُ سُبْحٰنَهٗ هُوَ اللّٰهُ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ ۝

بے شک اللہ راہ نہیں دیتا اسے جو جھوٹا ناشکرا ہو۔ اگر اللہ اپنے لیے بچہ بنانا چاہتا تو پکڑ لیتا بچہ اپنی مخلوق سے جسے چاہتا پاکی ہے اسے وہی ہے ایک اللہ سب پر غالب۔

خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ بِالْحَقِّ يُكَوِّرُ الَّيْلَ عَلَى النَّهَارِ وَيُكَوِّرُ النَّهَارَ عَلَى الَّيْلِ وَسَخَّرَ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ كُلٌّ يَّجْرِيْ لِاَجَلٍ مُّسَمًّى اَلَا هُوَ الْعَزِيْزُ الْغَفَّارُ ۝

بنائے اس نے آسمان اور زمین حق کے ساتھ دن کو رات کو دن پر لپیٹتا ہے اور لپیٹتا ہے رات کو دن پر اور اس نے مسخر کیا سورج اور چاند کو سب چلتے ہیں ایک مقرر میعاد سے خبردار رہو وہی صاحب عزت ہے بخشنے والا۔

خَلَقَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ ثُمَّ جَعَلَ مِنْهَا

تمہیں پیدا کیا ایک جان سے پھر اسی سے اس کا جوڑا

زَوْجَهَا وَاَنْزَلَ لَكُمْ مِّنَ الْاَنْعَامِ ثَمٰنِيَةَ اَزْوَاجٍ يَخْلُقُكُمْ فِيْ بُطُوْنِ اُمَّهٰتِكُمْ خَلْقًا مِّنْ بَعْدِ خَلْقٍ فِيْ ظُلُمٰتٍ ثَلٰثٍ ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمْ لَهُ الْمُلْكُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ فَاَنّٰى تُصْرَفُوْنَ ○

بنایا اور اتارے تمہارے لیے چوپایوں سے آٹھ جوڑے پیدا کرتا ہے تمہیں تمہاری ماؤں کے شکم سے پیدا کرنا ایک طرح کے بعد اور طرح تین اندھیریوں میں یہ ہے اللہ تمہارا رب اسی کی ملک ہے کوئی معبود نہیں مگر وہی تو تم کہاں پھیرے ہو۔

اِنْ تَكْفُرُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ غَنِيٌّ عَنْكُمْ وَلَا يَرْضٰى لِعِبَادِهِ الْكُفْرَ وَاِنْ تَشْكُرُوْا يَرْضَهُ لَكُمْ وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰى ثُمَّ اِلٰى رَبِّكُمْ مَّرْجِعُكُمْ فَيُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ اِنَّهٗ عَلِيْمٌ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ○

اگر تم کفر کرو تو بے شک اللہ تم سے غنی ہے اور نہیں خوش اپنے بندوں کے کفر سے اور اگر تم شکر کرو تو اسے تمہارے لیے پسند فرماتا ہے اور کوئی بوجھ اٹھانے والا دوسرے کا بوجھ نہیں اٹھائے گا پھر تمہیں اپنے رب کی طرف ہی پھرنا ہے تو وہ تمہیں بتا دے گا جو تم کرتے تھے۔ بیشک وہ دلوں کی بات جانتا ہے۔

وَاِذَا مَسَّ الْاِنْسَانَ ضُرٌّ دَعَا رَبَّهٗ مُنِيْبًا اِلَيْهِ ثُمَّ اِذَا خَوَّلَهٗ نِعْمَةً مِّنْهُ نَسِيَ مَا كَانَ يَدْعُوْا اِلَيْهِ مِنْ قَبْلُ وَجَعَلَ لِلّٰهِ اَنْدَادًا لِّيُضِلَّ عَنْ سَبِيْلِهٖ قُلْ تَمَتَّعْ بِكُفْرِكَ قَلِيْلًا اِنَّكَ مِنْ اَصْحٰبِ النَّارِ ○

اور جب پہنچتی ہے آدمی کو کوئی تکلیف پکارتا ہے اپنے رب کو اس کی طرف جھکا ہوا پھر جب اسے دیتا ہے اپنی نعمت اپنی طرف سے تو بھول جاتا ہے اس پکار کو جو پہلے پکارتا تھا اور بناتا ہے اللہ کا برابر کہ تا کہ اس کی راہ سے بہکا دے فرما دیجئے کہ اے سرکش کچھ دن اپنے کفر میں رہ لے بے شک تو جہنم والوں سے ہے۔

اَمَّنْ هُوَ قَانِتٌ اٰنَآءَ الَّيْلِ سَاجِدًا وَّقَآئِمًا يَّحْذَرُ الْاٰخِرَةَ وَيَرْجُوْا رَحْمَةَ رَبِّهٖ قُلْ هَلْ يَسْتَوِي الَّذِيْنَ يَعْلَمُوْنَ وَالَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ اِنَّمَا يَتَذَكَّرُ اُولُوا الْاَلْبَابِ ○

کیا وہ جس کی فرمانبرداری میں رات کی گھڑیاں گذریں سجود اور قیام میں آخرت سے ڈرتا ہے اور اپنے رب کی رحمت کا امیدوار ہے فرما دیجئے کیا وہ نافرمانوں جیسا ہو جائے گا۔ فرما دیجئے کیا برابر ہیں جاننے والے اور جاہل نصیحت تو وہی مانتے ہیں جو عقل والے ہیں۔

لفظی ترجمہ

تَنزِیلُ۔ اتارنا ہے — اَلْکِتَابِ۔ کتاب کا — مِنَ اللّٰہِ۔ اللہ — اَلْعَزِیزِ۔ غالب

اَلْحَکِیمِ۔ حکمت والے کی طرف سے — اِنَّا۔ بیشک — اَنْزَلْنَا۔ ہم نے اتارا — اِلَیْکَ۔ تیری طرف

اَلْکِتٰبَ۔ کتاب کو — بِالْحَقِّ۔ حق کے ساتھ — فَاعْبُدِ۔ سو عبادت کر — اللّٰہَ۔ اللہ کی

مُخْلِصًا۔ خالص کرتا ہوا — لَہٗ۔ اس کے لیے — الدِّیْنَ۔ دین — اَلَا۔ خبردار

لِلّٰہِ۔ اللہ کے لیے ہے — الدِّیْنُ۔ دین — اَلْخَالِصُ۔ خالص — وَ۔ اور

اَلَّذِیْنَ۔ وہ جنہوں نے — اتَّخَذُوْا۔ بنا لیے — مِنْ دُوْنِہٖ۔ اس کے سوا — اَوْلِیَآءَ۔ کارساز

مَا۔ نہیں — نَعْبُدُ۔ عبادت کرتے ہم — ھُمْ۔ ان کی — اِلَّا۔ مگر

لِیُقَرِّبُوْ۔ تاکہ قریب کریں ہمکو — نَا۔ ہم کو — اِلَی۔ طرف — اللّٰہِ۔ اللہ کی

زُلْفٰی۔ نزدیک — اِنَّ۔ بیشک — اللّٰہَ۔ اللہ — یَحْکُمُ۔ فیصلہ کریگا

بَیْنَھُمْ۔ ان کے درمیان — فِیْ۔ بیچ — مَا۔ اس کے کہ — ھُمْ۔ وہ

فِیْہِ۔ اس میں — یَخْتَلِفُوْنَ۔ اختلاف کرتے تھے — اِنَّ۔ بیشک — اللّٰہَ۔ اللہ

لَا۔ نہیں — یَھْدِیْ۔ ہدایت دیتا — مَنْ۔ اس آدمی کو کہ — ھُوَ۔ وہ

کَاذِبٌ۔ جھوٹا — کَفَّارٌ۔ ناشکرا ہو — لَوْ۔ اگر — اَرَادَ۔ ارادہ کرے

اللّٰہُ۔ اللہ — اَنْ۔ یہ کہ — یَتَّخِذَ۔ بنائے — وَلَدًا۔ اولاد

لَاصْطَفٰی۔ تو چن لیتا — مِمَّا۔ اس سے جو — یَخْلُقُ۔ پیدا کر دیا — مَا۔ جو

یَشَآءُ۔ چاہے — سُبْحٰنَہٗ۔ پاک ہے وہ — ھُوَ۔ وہ — اللّٰہُ۔ اللہ

اَلْوَاحِدُ۔ اکیلا ہے — اَلْقَھَّارُ۔ زبردست — خَلَقَ۔ پیدا کیا — السَّمٰوٰتِ۔ آسمانوں

وَ۔ اور — الْاَرْضَ۔ زمین کو — بِالْحَقِّ۔ حق کے ساتھ — یُکَوِّرُ۔ لپیٹتا ہے

اللَّیْلَ۔ رات کو — عَلَی۔ اوپر — النَّھَارِ۔ دن کے — وَ۔ اور

یُکَوِّرُ۔ لپیٹتا ہے — النَّھَارَ۔ دن کو — عَلَی۔ اوپر — اللَّیْلِ۔ رات کے

وَ۔ اور — سَخَّرَ۔ مسخر کیا — الشَّمْسَ۔ سورج — وَ۔ اور

اَلْقَمَرَ۔ چاند کو — کُلٌّ۔ ہر ایک — یَجْرِیْ۔ چلتا ہے — لِاَجَلٍ۔ مدت

مُّسَمًّى مقرر تک — اَلَا خبردار — هُوَ وہ ہے — الْعَزِيْزُ غالب
الْغَفَّارُ بخشنے والا — خَلَقَكُمْ پیدا کیا تم کو — مِّنْ نَّفْسٍ جان — وَّاحِدَةٍ ایک سے
ثُمَّ پھر — جَعَلَ بنایا — مِنْهَا اس سے — زَوْجَهَا اسکی بیوی کو
وَ اور — اَنْزَلَ اتارے — لَكُمْ تمہارے لیے — مِّنَ الْاَنْعَامِ چارپائے
ثَمٰنِيَةَ آٹھ — اَزْوَاجٍ جوڑے — يَخْلُقُكُمْ پیدا کرتا ہے تم کو — فِيْ بیچ
بُطُوْنِ پیٹوں — اُمَّهٰتِكُمْ اپنی ماؤں کے — خَلْقًا پیدائش — مِّنْ بَعْدِ بعد
خَلْقٍ پیدائش کے — فِيْ بیچ — ظُلُمٰتٍ اندھیروں — ثَلٰثٍ تین کے
ذٰلِكُمُ یہ ہے — اللّٰهُ اللہ — رَبُّكُمْ تمہارا رب — لَهٗ اسی کی
الْمُلْكُ بادشاہی ہے — لَا نہیں — اِلٰهَ کوئی معبود — اِلَّا مگر
هُوَ وہ — فَاَنّٰى تو کہاں — تُصْرَفُوْنَ پھیرے جاتے ہو — اِنْ اگر
تَكْفُرُوْا تم کفر کرو — فَاِنَّ تو بیشک — اللّٰهَ اللہ — غَنِيٌّ بے نیاز ہے
عَنْكُمْ تم سے — وَ اور — لَا نہیں — يَرْضٰى پسند کرتا
لِعِبَادِهِ اپنے بندوں کیلئے — الْكُفْرَ کفر کو — وَ اور — اِنْ اگر
تَشْكُرُوْا تم شکر کرو — يَرْضَهُ تو پسند کرتا ہے — لَكُمْ تمہارے لیے — وَ اور
لَا نہیں — تَزِرُ بوجھ اٹھائے گا — وَازِرَةٌ کوئی بوجھ اٹھانے والا — وِّزْرَ بوجھ
اُخْرٰى دوسرے کا — ثُمَّ پھر — اِلٰى طرف — رَبِّكُمْ اپنے رب کی ہے
مَّرْجِعُكُمْ تمہارا لوٹنا — فَيُنَبِّئُكُمْ تو بتائے گا تم کو — بِمَا جو — كُنْتُمْ تھے تم
تَعْمَلُوْنَ عمل کرتے — اِنَّهٗ بیشک وہ — عَلِيْمٌ جاننے والا ہے — بِذَاتِ الصُّدُوْرِ سینے
کی باتیں — وَ اور — اِذَا جب — مَسَّ پہنچتی ہے
الْاِنْسَانَ انسان کو — ضُرٌّ تکلیف تو — دَعَا پکارتا ہے — رَبَّهٗ اپنے رب کو
مُنِيْبًا رجوع کرتا ہوا — اِلَيْهِ اسکی طرف — ثُمَّ پھر — اِذَا جب
خَوَّلَهٗ سونپتا ہے اسکو — نِعْمَةً نعمت — مِّنْهُ اپنی طرف سے تو — نَسِيَ بھول جاتا ہے
مَا جو — كَانَ تھا — يَدْعُوْٓا پکارتا — اِلَيْهِ طرف اسکی
مِنْ قَبْلُ پہلے — وَ اور — جَعَلَ بناتا ہے — لِلّٰهِ اللہ کے لیے
اَنْدَادًا شریک — لِّيُضِلَّ تاکہ گمراہ کرے — عَنْ سَبِيْلِ رستے — اللّٰهِ خدا سے

قُلْ۔ کہہ	تَمَتَّعْ۔ فائدہ اٹھا	بِكُفْرِ۔ ساتھ کفر	كَ۔ اپنے کیے
قَلِيْلًا۔ تھوڑا سا	اِنَّكَ۔ بیشک تو	مِنْ اَصْحَابِ آگ	النَّارِ۔ والوں سے ہے
اَمَّنْ۔ کیا جو کہ	هُوَ۔ وہ	قَانِتٌ۔ فرمانبردار ہے	اٰنَآءَ۔ گھڑیوں
الَّيْلِ۔ رات ہیں	سَاجِدًا۔ سجدہ کرتے	وَّ۔ اور	قَآئِمًا۔ قیام کرتے
يَّحْذَرُ۔ ڈرتا ہے	الْاٰخِرَةَ۔ آخرت سے	وَ۔ اور	يَرْجُوْا۔ امید کرتا ہے
رَحْمَةَ۔ رحمت	رَبِّهٖ۔ اپنے رب کی	قُلْ۔ کہہ	هَلْ۔ کیا
يَسْتَوِى۔ برابر ہیں	الَّذِيْنَ۔ وہ جو	يَعْلَمُوْنَ۔ جانتے ہیں	وَ۔ اور
الَّذِيْنَ۔ وہ جو	لَا۔ نہیں	يَعْلَمُوْنَ۔ جانتے	اِنَّمَا۔ اسکے سوا نہیں کہ

يَتَذَكَّرُ۔ نصیحت پکڑتے ہیں اُولُوا الْاَلْبَابِ۔ عقلمند لوگ

خلاصہ تفسیر پہلا رکوع سورۃ زمر پ۲۳

اس سورۃ مبارکہ کا نام زمر ہے یہ مکیہ ہے سوا دو آیات کریمہ کے قُلْ يٰعِبَادِيَ الَّذِيْنَ اَسْرَفُوْا اور اَللّٰهُ نَزَّلَ اَحْسَنَ الْحَدِيْثِ کے۔

اس سورۃ مبارکہ کے آٹھ رکوع اور پچھتر آیتیں اور ایک ہزار ایک سو بہتر کلمے اور چار ہزار نو سو آٹھ حروف ہیں۔

تَنْزِيْلُ الْكِتٰبِ مِنَ اللّٰهِ الْعَزِيْزِ الْحَكِيْمِ۔ کتاب اتارنا ہے اللہ عزت اور حکمت والے کی طرف سے یہاں کتاب سے مراد قرآن کریم ہے کہ اسے نازل فرمایا آگے حضور سے مخاطبہ ہے۔

اِنَّآ اَنْزَلْنَآ اِلَيْكَ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ فَاعْبُدِ اللّٰهَ مُخْلِصًا لَّهُ الدِّيْنَ۔ بے شک ہم نے آپ کی طرف اے محبوب یہ کتاب حق کے ساتھ نازل فرمائی تو اللہ کی پوجا کرو خالص و مخلص اس کے بندے ہو کر۔ اس میں انا انزلنا الیک فرما کر حضور سید عالم صلے اللہ علیہ وسلم سے مخاطبہ ہے۔

اَلَا لِلّٰهِ الدِّيْنُ الْخَالِصُ وَالَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِهٖۤ اَوْلِيَآءَ۔ خبردار رہو اللہ کی ہی بندگی ہے اس لیے کہ اس ذات پاک کے سوا کوئی مستحق عبادت نہیں اور جو اس کے سوا دوسروں کو اپنا والی بناتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ

مَا نَعْبُدُهُمْ اِلَّا لِيُقَرِّبُوْنَآ اِلَى اللّٰهِ زُلْفٰى۔ ہم تو انہیں نہیں پوجتے مگر صرف اتنی بات کے لیے کہ یہ

ہیں اللہ تعالےٰ کے نزدیک کردیں۔

یہاں یہ سمجھ لینا ضروری ہے کہ یہ بیان صرف اور صرف بت پرستوں کے متعلق ہے۔ اس لیے کہ وہ اللہ تعالےٰ کے سوا بتوں کو اپنا والی اور معبود جانتے تھے۔ برخلاف عام مسلمانوں کے کہ وہ اولیاء کرام کو اپنا والی اور معبود سمجھتے نہیں وہ یقیناً انہیں اللہ تعالےٰ کا مقرب بندہ جانتے ہیں۔

اور جو اولیاء اللہ کو اپنا والی اور معبود سمجھتے ہیں وہ یقیناً مشرک ہیں چنانچہ انہیں مشرکوں کے حق میں ارشاد ہے
إِنَّ اللّٰهَ يَحْكُمُ بَيْنَهُمْ فِي مَا هُمْ فِيهِ يَخْتَلِفُونَ۔ بے شک اللہ ان میں فیصلہ کرے گا اس بات کا جس میں وہ اختلاف کر رہے ہیں۔

یعنی ایمان والوں کو جنت میں اور غیر خدا کے پرستاروں کو دوزخ میں داخل کرے گا۔ آگے ارشاد ہے۔
إِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِي مَنْ هُوَ كَاذِبٌ كَفَّارٌ۔ بے شک اللہ اسے راہ نہیں دیتا جو جھوٹا ناشکرا ہو۔

جھوٹا تو اس وجہ میں کہ بتوں کو اللہ تعالےٰ سے نزدیک کرنے والا بتاتے ہیں اور اللہ تعالےٰ کے لیے اولاد ٹھہراتے ہیں اور ناشکر بایں معنی کہ بت پرست ہیں۔

لَوْ أَرَادَ اللّٰهُ أَنْ يَتَّخِذَ وَلَدًا لَاصْطَفَىٰ مِمَّا يَخْلُقُ مَا يَشَاءُ سُبْحَانَهُ هُوَ اللّٰهُ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ۔ اگر اللہ اپنے لیے بچہ بنانے کا ارادہ فرماتا تو اپنی مخلوق میں سے جسے چاہتا چن لیتا۔

یعنی اگر اللہ تعالےٰ کے لیے اولاد ممکن ہوتی تو وہ جسے چاہتا اولاد بناتا اس میں کفار کی تجویز پر کیوں رہتا کہ بت پرست جسے خدا کی اولاد بنا دیں وہی اولاد ہو۔ معاذ اللہ جیسے عیسائیوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو خدا کا بیٹا کہہ دیا۔ یہودیوں نے حضرت عزیر علیہ السلام کو ابن اللہ بنا دیا۔ حقیقت یہ ہے کہ

"وہ پاک ہے اولاد سے اور بیوی سے"

یہ تو رام لچھمن۔ مہا دیو کے پجاریوں کے توہمات ہیں۔

"وہ ایک اللہ سب پر غالب ہے"! اس کے بعد اپنی شئون غفاری و قہاری کا مظاہرہ فرمایا جاتا ہے۔
خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضَ بِالْحَقِّ يُكَوِّرُ اللَّيْلَ عَلَى النَّهَارِ وَيُكَوِّرُ النَّهَارَ عَلَى اللَّيْلِ وَسَخَّرَ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ كُلٌّ يَجْرِي لِأَجَلٍ مُسَمًّى أَلَا هُوَ الْعَزِيزُ الْغَفَّارُ۔ خَلَقَكُمْ مِنْ نَفْسٍ وَاحِدَةٍ ثُمَّ جَعَلَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَأَنْزَلَ لَكُمْ مِنَ الْأَنْعَامِ ثَمَانِيَةَ أَزْوَاجٍ يَخْلُقُكُمْ فِي بُطُونِ أُمَّهَاتِكُمْ خَلْقًا مِنْ بَعْدِ خَلْقٍ فِي ظُلُمَاتٍ ثَلَاثٍ ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمْ لَهُ الْمُلْكُ لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ فَأَنَّىٰ تُصْرَفُونَ۔

اس نے بنائے آسمان اور زمین حق بنانے کا رات کو لپیٹتا ہے دن پر اور دن کو رات پر لپیٹتا ہے اور مسخر کیے اس نے سورج اور چاند کہ سب چلتے ہیں ایک مقررہ میعاد پر خبردار رہو وہی عزت والا بخشنے والا ہے۔

تمہیں اس نے ایک جان سے بنایا پھر اس سے اس کا جوڑا پیدا فرمایا اور تمہارے لیے اس نے چوپایوں میں سے آٹھ جوڑے اتارے تمہیں پیدا کرتا ہے تمہاری ماؤں کے پیٹ میں ایک طرح کے بعد اور طرح تین اندھیریوں میں یہ ہے اللہ تمہارا رب اس کی ملکیت ہے سب کچھ اس کے سوا کسی کی پوجا نہیں تو تم کہاں پلٹے جاتے ہو۔

مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ سے مراد یہاں حضرت آدم صفی اللہ ہیں کہ ان سے ہی سب پیدا ہوئے۔

اور ثُمَّ جَعَلَ مِنْهَا زَوْجَهَا سے مراد حضرت حوا ہیں کہ وہ سب کی ماں ہیں جیسا کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے فرمایا۔

اَلنَّاسُ مِنْ جِهَةِ التِّمْثَالِ اَكْفَاءٌ　　اَبُوْهُمْ اٰدَمُ وَالْاُمُّ حَوَّاءُ

اور ثَمٰنِيَةَ اَزْوَاجٍ سے مراد چارپایوں میں چار قسم کے جوڑے مراد ہیں۔ اونٹ۔ گائے۔ بکری۔ بھیڑ۔ چار یہ نر اور چار ان کی مادہ۔ اور ازواج سے مراد نر اور مادہ ہیں۔ پھر

يَخْلُقُكُمْ فِيْ بُطُوْنِ اُمَّهٰتِكُمْ خَلْقًا مِّنْۢ بَعْدِ خَلْقٍ سے مراد وہ مختلف شان تخلیق ہے جو رحم مادر میں نطفہ سے علقہ کی صورت میں بدلتا ہے پھر خون بستہ سے مضغہ ہوتا ہے جسے گوشت پارہ کہتے ہیں جیسا کہ دوسری جگہ فرمایا مِنْ نُّطْفَةٍ ثُمَّ مِنْ عَلَقَةٍ ثُمَّ مِنْ مُّضْغَةٍ مُّخَلَّقَةٍ الخ

فِيْ ظُلُمٰتٍ ثَلٰثٍ سے مراد ایک پیٹ کی اندھیری دوسری رحم مادر کی تیسری بچہ دانی کی اندھیری ہے۔ اس کے بعد ارشاد ہوا کہ یہ ہیں شانیں تمہارے رب کی جس کی بادشاہی اور سلطنت ہر شے پر ہے اس کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں۔

فَاَنّٰى تُصْرَفُوْنَ میں توبیخاً ارشاد ہے کہاں سے چھوڑ کر طریق حق سے دور ہو کر اس کی عبادت سے کدھر منہ موڑتے ہو۔ اس کے بعد اپنی شان بے نیازی کا مظاہرہ فرمایا جاتا ہے چنانچہ ارشاد ہے۔

اِنْ تَكْفُرُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ غَنِيٌّ عَنْكُمْ وَلَا يَرْضٰى لِعِبَادِهِ الْكُفْرَ وَاِنْ تَشْكُرُوْا يَرْضَهُ لَكُمْ وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰى ثُمَّ اِلٰى رَبِّكُمْ مَّرْجِعُكُمْ فَيُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ اِنَّهٗ عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ۔ اگر تم ناشکری کرو تو بے شک اللہ تم سے بے نیاز ہے اور اپنے بندوں کی ناشکری سے وہ ناراض ہے اور اگر تم شکر کرو تو اسے تمہارے لیے پسند فرماتا ہے اور کوئی جان بوجھ نہیں اٹھا سکتی دوسرے کا پھر تمہیں اپنے رب کی طرف ہی پھرنا ہے تو وہ تمہیں بتا دے گا جو تم کرتے تھے بے شک وہ دلوں کی بات جانتا ہے۔

یعنی اگر تم کفران نعمت کرو اور طاعت و عبادت چھوڑ دو تو اللہ تعالے تمہاری طاعت و عبادت سے بے نیاز ہے۔ البتہ تم ضرور اس کے محتاج ہو اور ایمان لانا تمہارے ہی لیے مفید ہے اور کفر تمہارے اپنے ہی لیے مضر ہے۔

اور شکر گذاری سے اللہ خوش ہے لیکن وہ کلی تمہاری ہی کامیابی کا سبب ہے اس پہ منجانب اللہ تمہیں ثواب ملیگا اور جنت میں تمہیں داخل کیا جائے گا۔

اور لاتزر کا یہ مطلب ہے کہ کوئی شخص دوسرے کے گناہ میں ماخوذ نہیں سوا اس کے کہ جواب طلبی ہو سکتی ہے مثلاً اولاد بیوی کے متعلق یہ جواب طلب ہوگا کہ اسے تم نے کیا تعلیم دی اس کے چال چلن کی تم نے نگرانی کیوں نہ کی تو اَلاَ کُلُّکُمْ رَاعٍ وَّکُلُّکُمْ مَسْئُوْلٌ عَنْ رَّعِیَّتِہٖ کے یہی معنی ہیں۔

اور ینبئکم سے مراد یہ ہے کہ دنیا میں آخرت میں تمہارے اعمال کی جزاء و سزا ملے گی۔

وَاِذَا مَسَّ الْاِنْسَانَ ضُرٌّ دَعَا رَبَّہٗ مُنِیْبًا اِلَیْہِ ثُمَّ اِذَا خَوَّلَہٗ نِعْمَۃً مِّنْہُ نَسِیَ مَا کَانَ یَدْعُوْا اِلَیْہِ مِنْ قَبْلُ وَجَعَلَ لِلّٰہِ اَنْدَادًا لِّیُضِلَّ عَنْ سَبِیْلِہٖ ۔ اور جب انسان کو کوئی تکلیف پہنچتی ہے تو اپنے رب کو پکارتا ہے اسی کی طرف جھکا ہوا اور جب اللہ نے اسے اپنے پاس سے کوئی نعمت دی تو بھول جاتا ہے اس پکار کو جو پہلے پکاری تھی۔ اور اللہ کے شریک بناتا ہے تاکہ اس کی راہ سے گمراہ کرے۔

یہاں انسان سے مراد مطلقاً کافر یا صرف ابوجہل یا عتبہ بن ربیعہ ہے کہ مصیبت کے وقت اللہ کو پکارتا ہے اسی سے فریاد کرتا ہے اور جب اسے دنیاوی نعمتیں مل جاتی ہیں تو وہیں تنگدستی کے زمانہ کو بھول جاتا ہے جس کے لیے اللہ تعالے سے فریاد کی تھی اور حاجت براری کے بعد پھر بت پرستی میں مبتلا ہو جاتا ہے چنانچہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم کو مخاطب فرما کر ارشاد ہے۔

قُلْ تَمَتَّعْ بِکُفْرِکَ قَلِیْلًا اِنَّکَ مِنْ اَصْحٰبِ النَّارِ اے محبوب انہیں فرما دیجئے کہ کچھ دن اپنے کفر کے ساتھ بسر کر لے تو بیشک اہل نار سے ہے۔

یعنی دنیا کی زندگی پوری کر لے آخر ہر کافر کو جہنم میں جانا ہے۔

اس کے بعد جو آیت ہے اس کے شان نزول میں تین قول ہیں۔

پہلا قول یہ ہے جو سید المفسرین ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ یہ آیت حضرت صدیق اکبر اور فاروق اعظم رضی اللہ عنہما کی شان میں نازل ہوئی۔

دوسرا قول حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے ہے کہ یہ آیت ذوالنورین رضی اللہ عنہ کی شان میں نازل ہوئی۔

تیسرا قول یہ ہے کہ یہ آیت حضرت ابن مسعود اور حضرت عمار بن یاسر اور حضرت سلمان فارسی کے حق میں نازل ہوئی۔

اس آیت کریمہ میں رات کے نوافل کا دن کے نوافل سے افضل ہونا ظاہر ہے اس کی حکمت یہ ہے کہ رات کا عمل خفیہ ہوتا ہے اس میں ریا کا واہمہ بھی نہیں ہوتا۔ دوسرے یہ کہ شب میں دنیا کے کاروبار بند

ہونے ہیں اس وجہ میں قلب بہ نسبت دن کے زیادہ یکسو ہوتا ہے۔
تیسرے یہ کہ شب راحت و خواب کے لیے ہوتی ہے اس میں بیداری نفس کے لیے موجب مشقت ہوتی ہے تو ثواب بھی اس کا زیادہ ہوتا ہے چنانچہ ارشاد ہے۔
أَمَّنْ هُوَ قَانِتٌ آنَاءَ اللَّيْلِ سَاجِدًا وَقَائِمًا يَحْذَرُ الْآخِرَةَ وَيَرْجُو رَحْمَةَ رَبِّهِ۔ کیا وہ جس کی شب فرمانبرداری میں گذری سجدہ اور قیام میں آخرت کے خوف اور اپنے رب کی رحمت کی امید میں۔
اس سے ثابت ہوا کہ مومن کے لیے لازم ہے کہ وہ بین الخوف والرجا رہے اور اپنی تقصیر عمل پر نظر رکھ کر عذاب سے خائف ہو اور رحمت الٰہی کی امید میں رہے۔
خلاصہ یہ کہ دنیا میں بے خوف ہونا اور رحمت الٰہی سے مایوس ہو جانا دونوں علامت کفر و کفار ہیں چنانچہ قرآن کریم میں ارشاد ہے فَلَا يَأْمَنُ مَكْرَ اللَّهِ إِلَّا الْقَوْمُ الْخَاسِرُونَ اور ارشاد ہے لَا يَيْأَسُ مِنْ رَوْحِ اللَّهِ إِلَّا الْقَوْمُ الْكَافِرُونَ۔ آگے ارشاد ہے۔
قُلْ هَلْ يَسْتَوِي الَّذِينَ يَعْلَمُونَ وَالَّذِينَ لَا يَعْلَمُونَ إِنَّمَا يَتَذَكَّرُ أُولُو الْأَلْبَابِ۔ فرما دیجئے کیا وہ جو جانتا ہے اور وہ جو نہیں جانتا برابر ہے نصیحت تو وہی مانتا ہے جو عقل والے ہیں۔
جاہل اور عالم کا فرق ذی عقل اور ناعاقبت اندیش کا تفاوت آیہ کریمہ میں واضح فرما دیا۔

مختصر تفسیر اردو پہلا رکوع سورۃ زمر پ ۲۳

اس سورت مبارکہ کا نام اتقان و کشاف میں الغرف بھی ہے جیسا کہ قرآن پاک میں ہے لَهُمْ غُرَفٌ مِنْ فَوْقِهَا غُرَفٌ۔
ابن ضریس اور ابن مردویہ اور بیہقی دلائل میں ابن عباس رضی اللہ عنہما سے راوی ہیں انہا نزلت بمکۃ کم یستثن یہ سورت مکہ میں نازل ہوئی اور کسی آیت کا استثناء نہیں کیا۔
اور نحاس ابن عباس سے راوی ہیں کہ انہوں نے فرمایا نَزَلَتْ سُورَةُ الزُّمَرِ بِمَكَّةَ سِوَى ثَلَاثِ آيَاتٍ نَزَلَتْ بِالْمَدِينَةِ فِي وَحْشِيٍّ قَاتِلِ حَمْزَةَ قُلْ يَا عِبَادِيَ الَّذِينَ أَسْرَفُوا عَلَى أَنْفُسِهِمْ إِلَى ثَلَاثِ آيَاتٍ وَزَادَ بَعْضُهُمْ قُلْ يَا عِبَادِيَ الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا رَبَّكُمْ الخ۔ سورۃ زمر مکہ میں نازل ہوئی سوا تین آیتوں کے کہ وہ مدینہ میں نازل ہوئیں حضرت وحشی کے حق میں۔
اول۔ قُلْ يَا عِبَادِيَ الَّذِينَ أَسْرَفُوا عَلَى أَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوا مِنْ رَحْمَةِ اللَّهِ آخر تک

دوسرے۔ اِنَّ اللّٰہَ یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِیْعًا۔
تیسرے۔ اِنَّہٗ ھُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِیْمُ۔
بعض نے قُلْ یٰعِبَادِیَ الَّذِیْنَ اتَّقُوْا رَبَّکُمْ الخ اور زیادہ کی
علامہ سخاوی جمال القراء میں اور ابوحیان مقاتل سے اس کی تائید میں راوی ہیں
اور بعض نے اَللّٰہُ نَزَّلَ اَحْسَنَ الْحَدِیْثِ کو اور زیادہ کیا کما حکاہ ابن الجوزی۔
اور بعض نے سات آیتیں قُلْ یٰعِبَادِیَ الَّذِیْنَ اَسْرَفُوْا سے سات آیتوں تک مدنی بتائیں۔
اس سورۃ مبارکہ میں ۷۵ آیتیں کوفی ہیں اور تین شامی ہیں اور دو آیتیں اور اس حساب سے اسّی آیتیں کل ہوتی ہیں۔

اس سورت کا سورۃ صٓ سے اتصال کیوں ہیں؟
اس کی وجہ یہ معلوم ہوتی ہے کہ آخر صٓ. اِنْ ھُوَ اِلَّا ذِکْرٌ لِّلْعٰلَمِیْنَ ہے اور سورۃ زمر کا شروع تنزیل الکتاب ہے۔ مضمون کے اعتبار سے دونوں آیتیں ملی ہوئی ہیں بلکہ اگر بسم اللہ سے سورۃ شروع نہ ہو تو کلام مسلسل ہو جاتا ہے۔
پھر آخر سورۃ صٓ میں آدم علیہ السلام کی پیدائش کا ذکر ہے اور سورۃ زمر میں خلق ازواج اور خلق فی بطون امہات اور خلقا من بعد خلق وغیرہ ہے جو مناسبت سے بہت ہی قریب ہے۔

سورۃ زمر

مختصر تفسیر اردو پہلا رکوع سورۃ زمر پ ۲۳

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ٥

تَنْزِیْلُ الْکِتٰبِ مِنَ اللّٰہِ الْعَزِیْزِ الْحَکِیْمِ۔ نازل کرنا کتاب کا عزت والے اور حکمت والے اللہ کی طرف سے ہے۔
اس کی عبارت مبتدا اور خبر کے اعتبار سے یہ ہوئی ھٰذَا الْمَذْکُوْرُ تَنْزِیْلٌ مِّنَ اللّٰہِ۔ اور کتاب سے مراد تمام قرآن کریم ہے۔ یا صرف یہ سورۃ مبارکہ
اِنَّآ اَنْزَلْنَآ اِلَیْکَ الْکِتٰبَ بِالْحَقِّ۔ ہم نے اسے اے محبوب آپ کی طرف کتاب کی صورت میں

حق کے ساتھ نازل فرمایا۔

فَاعْبُدِ اللّٰهَ مُخْلِصًا لَّهُ الدِّيْنَ۔ تو اللہ کو پوجو خالص اللہ کے لیے ہر قسم کے شوائب شرک سے اور توہمات ریا سے محترز رہتے ہوئے۔

اَلَا لِلّٰهِ الدِّيْنُ الْخَالِصُ۔ خبردار رہو دین خالص اللہ کے لیے ہے۔

دین لغت میں تقریباً تیس معنی دیتا ہے۔ دین مذہب کے معنی میں مستعمل ہے اور بدلہ، اسلام، عادت، کام، عبادت، بارش، ترشح، نرم چیز، ذلت، بیماری، حساب، ضلعہ، اقتدار، عزت، برتری، بادشاہ، حکم، خصلت، تدبیر، توحید، پرہیزگاری، پاکبازی، زبردستی، حال، فیصلہ، تابعدار، قوم، اسکی جمع ادیان ہے تو آیۂ کریمہ کی اس عبارت سے معنی مکمل ہوتے ہیں۔

اَلَا هُوَ سُبْحَانَهُ الَّذِيْ يَجِبُ اَنْ يُخَصَّ بِاِخْلَاصِ الدِّيْنِ لَهُ تَعَالٰى لِاَنَّهُ الْمُتَفَرِّدُ بِصِفَاتِ الْاُلُوْهِيَّةِ الَّتِيْ هِيَ الْاِطِّلَاعُ عَلَى السَّرَائِرِ وَالضَّمَائِرِ۔ چنانچہ ایک حدیث میں آیہ کریمہ کے معنی ہماری تائید میں اس طرح منقول ہیں

ابن مردویہ یزید رقاشی سے راوی ہیں کہ ایک شخص نے حضور کی خدمت میں عرض کیا حضور ہم اپنا مال لوگوں کو دیتے ہیں تاکہ ہمارا تذکرہ ہو تو کیا ہمیں اس کا اجر ملیگا تو حضور نے فرمایا نہیں۔ پھر اس نے عرض کیا ہم اپنا مال دیتے ہیں بامید اجر اور بغرض مذاکرہ تو کیا ہمیں اس کا اجر ہے حضور نے فرمایا۔ اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى لَا يَقْبَلُ اِلَّا مَنْ اَخْلَصَ لَهُ ثُمَّ تَلَا عَلَيْهِ السَّلَامُ هٰذِهِ الْاٰيَةَ اَلَا لِلّٰهِ الدِّيْنُ الْخَالِصُ۔ بے شک اللہ کسی کی خیرات وعبادات قبول نہیں کرتا مگر جو خالص و مخلص اللہ تعالے کے لیے ہو پھر یہ آیت کریمہ تلاوت فرمائی اَلَا لِلّٰهِ الدِّيْنُ الْخَالِصُ

آگے آلوسی لکھتے ہیں وَمُؤَيِّدٌ هٰذَا اَنَّ الْمُرَادَ بِالدِّيْنِ فِي الْاٰيَةِ الطَّاعَةُ۔ اس امر کی موید آیت ہے کہ دین سے یہاں مراد اطاعت خالصہ ہے۔

وَالَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِهٖ اَوْلِيَآءَ۔ اور وہ جنہوں نے پکڑا اللہ کے سوا اپنا والی۔

اس میں توحید الٰہی کا اثبات اور شرک کا ابطال ہے۔ تاکہ حقیقت اخلاص جان لی جائے اور مشرکین قریش وغیرہ کے عقائد باطلہ واضح ہو جائیں۔ جیسا کہ مجاہد نے کہا

اور حضرت حبیر سید المفسرین ابن عباس رضی اللہ عنہما سے راوی ہیں کہ یہ آیت کریمہ عامر اور کنانہ اور بنی سلم تین قبائل کے خلاف نازل ہوئی۔ یہ بتوں کے پجاری تھے ان کا عقیدہ تھا کہ ملائکہ اللہ تعالے کی بیٹیاں ہیں۔

لیکن خصوصیت مورد سے حکم خاص نہیں ہو جاتا اس لیے یہ حکم عامہ مشرکین پر ہے فَيَكُوْنُ الْاَوْلِيَآءُ عِبَادَةٌ عَنْ كُلِّ مَعْبُوْدٍ۔ آیت کریمہ میں اولیاء سے مراد ہر معبود باطل ہے

اور یہ ارشاد باری تعالے شانہ

مَا نَعْبُدُهُمْ اِلَّا لِيُقَرِّبُوْنَآ اِلَى اللّٰهِ زُلْفٰى۔ سے مشرکین کا وہ بہانہ ظاہر کیا گیا جو وہ کہتے تھے کہ ہم ان بتوں کو صرف اس لیے پوجتے ہیں کہ اللہ تعالے کا تقرب حاصل کریں۔

گویا وہ لوگ جو اللہ تعالے کی عبادت بہ نیت خالص نہیں کرتے وہ غیر خدا کی عبادت یہ کہہ کر کرتے ہیں کہ مَا نَعْبُدُ هُمْ شَيْئًا مِّنَ الْاَشْيَآءِ اِلَّا لِيُقَرِّبُوْنَا اِلَى اللّٰهِ تَعَالٰى تَقْرِيْبًا۔ ہم کسی شے کو نہیں پوجتے مگر اس لیے کہ ہمیں تقرب الی اللہ حاصل ہو جائے چنانچہ اس کا جواب فرمایا گیا۔

اِنَّ اللّٰهَ يَحْكُمُ بَيْنَهُمْ فِيْمَا هُمْ فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ۔ بیشک اللہ ان میں محاکمہ فرمائے گا ان باتوں کا جس میں یہ اختلاف کرتے ہیں۔

اس کے معنی میں مختلف قول ہیں۔

پہلا قول تو یہ ہے کہ اِنَّهٗ تَعَالٰى يَفْصِلُ الْخُصُوْمَةَ بَيْنَ الْمُشْرِكِيْنَ وَالْمُخْلِصِيْنَ فِيْمَا اخْتَلَفُوْا فِيْهِ مِنَ التَّوْحِيْدِ وَالْاِشْرَاكِ۔ بیشک اللہ تعالے فیصلہ فرمائے گا مشرک و مومن کی خصومت کا جو توحید اور اشراک باللہ میں جھگڑتے ہیں۔

دوسرا قول یہ ہے کہ مخلصین و موحدین کو جنت میں داخل فرما کر مشرکین کو جہنم میں داخل کرے گا۔

تیسرا قول یہ ہے کہ اللہ تعالے عابدین و معبودین کا فیصلہ کرے گا اس صورت میں کہ عابدوں کو اپنے معبودوں سے امید شفاعت ہو گی اور جنہیں معبود بنایا تھا وہ تبری کریں گے اور ان پر لعنت کریں گے۔

چوتھا قول یہ ہے کہ جن ولیوں نبیوں کی اتباع سے جو لوگ ان سے امید رکھیں گے وہ معہ اپنے متبعین کے جنت میں داخل ہوں گے اور جو نا اہل بجائے اتباع ان کی عبادت اور پرستش کرتے تھے جیسے بت پرست انہیں معہ بتوں کے جہنم میں داخل فرمائے گا۔

اور وَاِدْخَالُ الْاَصْنَامِ النَّارَ لَيْسَ لِيَتَعَذَّبَ بِهَا بَلْ لِيَتَعَذَّبَ بِهَا عَبَدَتُهَا۔ اور بتوں کا جہنم میں داخلہ عذاب کے لیے نہ ہو گا بلکہ پوجنے والوں کے عذاب کے لیے ہو گا تاکہ وہ سمجھ سکیں کہ جن کی ہم نے پوجا کی وہ بھی ہمارے ساتھ جہنم میں ہیں تو امید شفاعت کس سے کریں۔ آگے ارشاد ہے۔

اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِيْ مَنْ هُوَ كٰذِبٌ كَفَّارٌ۔ بے شک اللہ اسے راہ نہیں دیتا جو جھوٹا اور ناشکرا ہے۔

یعنی وہ جھوٹا جو اللہ تعالے کے لیے اولاد مانے اور ناشکرا وہ جو قدرت کاملہ الٰہیہ کا مشاہدہ کرکے بھی غیر خدا کا پرستار ہو کہیں ملائکہ کو بنات اللہ کہتا پھرے کہیں عیسٰی و عزیر علیہما السلام کو ابن اللہ بنائے اس کا جواب آگے آتا ہے۔

لَوْ اَرَادَ اللّٰهُ اَنْ يَّتَّخِذَ وَلَدًا لَّاصْطَفٰى مِمَّا يَخْلُقُ مَا يَشَآءُ سُبْحٰنَهٗ هُوَ اللّٰهُ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ۔ اگر اللہ اولاد

بنانا چاہتا تو اپنی مخلوق میں سے جسے چاہتا چن لیتا۔ پاک ہے اس کے لیے وہ اللہ ایک اور قہار ہے۔

اس فرمان میں تحقیق حق اور ابطال قول کفار ہے جو وہ کہتے تھے کہ ملائکہ اللہ کی بیٹیاں ہیں اور حضرت عیسیٰ و عزیر علیہما السلام اللہ کے بیٹے ہیں۔ تعالے اللہ عن ذلک علوا کبیرا۔

اس بیان میں اللہ الواحد القہار فرما کر استحالہ اتخاذ ولد حق واجب تعالے علی الاطلاق ظاہر ہو گیا تو حاصل معنی یہ ہوئے کو اَرَادَ اللّٰہُ سُبْحٰنَہٗ اِتِّخَاذَ الْوَلَدِ لَامْتَنَعَتْ تِلْکَ الْاِرَادَۃُ لِتَعَلُّقِہَا بِالْمُمْتَنِعِ اَعْنِی الْاِتِّخَاذَ لٰکِنْ لَا یَجُوْزُ لِلْبَارِیْ اِرَادَۃٌ مُمْتَنِعَۃٌ لِاَنَّہَا تُرَجِّحُ بَعْضَ الْمُمْکِنَاتِ عَلٰی بَعْضٍ۔ اگر اللہ تعالے بیٹیا بنانے کا ارادہ کرتا تو یہ ارادہ بھی ممتنع بالذات تھا اس لیے کہ اتخاذ ولد کا ارادہ بھی ذات واجب تعالے شانہ کے لیے ممتنع ہے اس لیے کہ شان الوہیت کے خلاف ہے۔

علاوہ اس کے جو ذات قہار ہے اس کی قہاریت مقتضی غنی ہے اور غنی کا اقتضاء تجرد ہے اور تجرد کا مقتضی یہ ہے کہ وہ مادہ اور تولد دلد سے بھی مجرد ہو۔ اس کی تفصیل سورہ اخلاص میں آئے گی۔

چنانچہ علامہ آلوسی بغدادی روح المعانی میں فرماتے ہیں اِنَّ الْقَہَّارِیَّۃَ تَقْتَضِیْ کَمَالَ الْغِنٰی وَھُوَ یَقْتَضِیْ کَمَالَ التَّجَرُّدِ الَّذِیْ ھُوَ مِنْ کُلِّ الْوُجُوْہِ فَلَا یَکُوْنُ ھُنَاکَ جِنْسٌ وَّفَصْلٌ وَّمَادَّۃٌ وَّصُوْرَۃٌ وَّاَعْرَاضٌ وَّ اَبْعَاضٌ اِلٰی غَیْرِ ذٰلِکَ مِمَّا یُخِلُّ بِالْبَسَاطَۃِ الْکَامِلَۃِ الْحَقِیْقِیَّۃِ وَاتِّخَاذُ الْوَلَدِ لِمَا فِیْہِ مِنَ الْاِنْفِصَالِ وَالْمِثْلِیَّۃِ مُخِلٌّ بِتِلْکَ الْبَسَاطَۃِ فَیُخِلُّ بِالْغِنٰی فَیُخِلُّ بِالْقَہَّارِیَّۃِ وَقَدْ اَشَارَ سُبْحٰنَہٗ اِلٰی اَنَّ الْغِنٰی یُنَافِیْ اَنْ یَّکُوْنَ لَہٗ سُبْحَانَہٗ وَلَدٌ بِقَوْلِہٖ تَعَالٰی وَقَالُوا اتَّخَذَ اللّٰہُ وَلَدًا سُبْحَانَہٗ ھُوَ الْغَنِیُّ۔

اور ایک قول یہ ہے کہ اتخاذ ولد مقتضی انفصال شئے ہے تو لازم آتا ہے کہ اللہ تعالے کا کوئی جز اس سے منفصل ہو اور حسب الیساماں لیا جائے تو تسلیم کرنا پڑے گا کہ وہ متاثر و مقہور ہے معاذ اللہ نہ کہ مؤثر و قہار۔ تعالے عن ذلک علوا کبیرا۔

تو جب واجب تعالیٰ شانہ اپنی صفت ذاتی میں قہار ہے جیسا کہ اقتضاء الوہیت ہے تو استحالہ لازم ہے کہ اس ذات کے لیے اولاد ہو۔

پھر ایک قول اور بھی واضح ہے وہو ہذا اِنَّ الْقَہَّارِیَّۃَ مُنَافِیَۃٌ لِلْمُزَاوَلِ لِاَنَّ الْقَہَّارَ لَوْ جَعَلَہٗ کَانَ مَقْہُوْرًا اِذِ الْمُزِیْلُ قَاھِرُہٗ وَلِنِّیْ اَقِیْلَ سُبْحَانَ مَنْ قَہَرَ الْعِبَادَ بِالْمَوْتِ۔ انتہی مختصرا۔

چنانچہ اپنی شان قہاری کے لیے اظہار کیا گیا۔

خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ بِالْحَقِّ یُکَوِّرُ الَّیْلَ عَلَی النَّہَارِ وَیُکَوِّرُ النَّہَارَ عَلَی الَّیْلِ وَسَخَّرَ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ کُلٌّ یَّجْرِیْ لِاَجَلٍ مُّسَمًّی اَلَا ھُوَ الْعَزِیْزُ الْغَفَّارُ۔ پیدا کیے اس نے آسمان اور زمین حق کے ساتھ لپیٹتا ہے رات

کو دن پر اور لپیٹتا ہے دن کو رات پر اور مسخر کیا سورج اور چاند کو سب جاری ہیں اپنے وقت مقررہ پر۔
اس لیے کہ حدوث لیل و نہار تحریک اجرام سماویہ کے ساتھ ہے اور تکویر اصل میں لپیٹنے کو کہتے ہیں۔
اور عمامہ سر پر لپیٹنے کو کَارَ الْعِمَامَةَ عَلٰی رَأْسِہٖ بولتے ہیں اور یہاں تکویر سے مراد بروایت قتادہ ایک کو دوسرے سے ڈھانپنا ہے۔ چنانچہ کور ایسا لفظ ہے جو لپیٹنے کے معنی میں مستعمل ہے۔
ایسے ہی یُوْلِجُ الَّیْلَ فِی النَّھَارِ وَیُوْلِجُ النَّھَارَ فِی الَّیْلِ ہے ولوج کہتے ہیں ایک شے کو دوسری میں داخل کرنا۔
اور وَجَعَلَ الَّیْلَ وَالنَّھَارَ خِلْفَةً لِّمَنْ اَرَادَ اَنْ یَّذَّکَّرَ۔ وہ ذات وہ ہے جس نے لیل و نہار کو ایک پر دوسرے کو خلیفہ کیا اور یُغْشِی الَّیْلَ النَّھَارَ یَطْلُبُہٗ حَثِیْثًا۔ یہاں حثیث بروزن فعیل ایک دوسرے پر برانگیختہ و آمادہ ہونے کے معنی میں ہے تو رات دن پر آمادہ ہے اور دن رات پر آمادہ ہے۔
یہ تمام استعارات ہیں کہیں استعارہ تبعیہ کہیں استعارہ مکنیہ کہیں استعارہ تخییلیہ اور تمثیلیہ ہے۔
اور تسخیر شمس و قمر بایں معنی ہے کہ یہ دونوں حکم کے ساتھ پابند ہیں اسی لیے فرمایا کُلٌّ یَّجْرِیْ لِاَجَلٍ مُّسَمًّی یعنے دونوں اپنے دور میں یا انقطاع حرکت میں چلتے ہیں۔
اور چونکہ ارباب ہیئت کے نزدیک شمس متحرک ہے بنابرایں یہ تقریر قرآنی اس سے منطبق ہے اور ہیئت جدیدہ کا زعم ہے کہ شمس ساکن ہے اور وہ مرکز عالم ہے یہ خلاف آیت کریمہ ہے مگر اب بعض ارباب فرنگ شمس کے متحرک ہونے کو مانتے ہیں اس کے مرکز میں تو یہ کُلٌّ فِیْ فَلَکٍ یَّسْبَحُوْنَ کے مطابق ہے۔
اَلَا ھُوَ الْعَزِیْزُ الْغَفَّارُ۔ خبردار رہو وہ عزت والا قادر ہے۔
باطل عقائد والوں پر اصرار کرنے والوں پر عذاب کرتا ہے اور غفار ہے ان کے لیے جو اپنے گناہوں سے تائب ہوں آگے ارشاد ہے۔
خَلَقَکُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ۔ تمہیں پیدا فرمایا نفس واحد سے۔
یہ دوسری دلیل ہے وحدت و قہر قہار پر کہ نفس واحدہ حضرت آدم صفی علیہ السلام سے کائنات پیدا فرمائی۔ اور نفس انسان ایک قطرہ سے ہے اور خود آدم علیہ السلام ذات احدیت کی ایسی شان ہیں کہ ان کی ولادت ید قدرت سے ہے پھر عالم سفلی سے متعلق ہو کر عالم علوی سے بلند تر ہے یہی وجہ ہے کہ شیخ اکبر نے فرمایا

دَوَائُکَ فِیْکَ وَلَا تَشْعُرُ	وَدَائُکَ فِیْکَ وَلَا تُبْصِرُ
وَتَعْلَمُ اَنَّکَ جِرْمٌ صَغِیْرٌ	وَفِیْکَ انْطَوَی الْعَالَمُ الْاَکْبَرُ

آگے ارشاد ہے

ثُمَّ جَعَلَ مِنْهَا زَوْجَهَا۔ پھر اسی جرم صغیر انسان سے اس کا جوڑا بنایا۔
یعنی حضرت حوا کو بائیں پسلی سے پیدا کیا اور بائیں پسلی بھی جو تمام پسلیوں کے نیچے ہے۔
اس شانِ تخلیق میں تین باتیں خاص ہیں۔
اول آدم علیہ السلام کا بغیر ماں باپ پیدا فرمانا۔
دوسرے حضرت حوا کا بائیں پسلی سے پیدا فرمانا۔
تیسرے آپ کی ذریت کا پیدا فرمانا کہ جس کی گنتی سوا اللہ تعالےٰ کے کوئی نہیں جانتا۔ آگے ارشاد ہے۔
وَاَنْزَلَ لَكُمْ مِّنَ الْاَنْعَامِ ثَمٰنِيَةَ اَزْوَاجٍ۔ اور نازل فرمایا تمہارے لیے آٹھ جوڑے۔
اس میں بنوع دیگر استدلال ہے عالم سفلی کا۔ اور انزال بطریق مجاز فرمایا جس سے مراد قضاء الٰہی ہے اور قسمت غیر متناہی ہے۔
اور یہ اس لیے کہ جب اللہ تعالےٰ حکم فرماتا ہے اور تقسیم کرتا ہے تو اسے لوح محفوظ میں ثبت فرماتا ہے پھر ملائکہ مؤکلین اس کے اظہار کے لیے نازل ہوتے ہیں۔
دوسرے یہ بھی کہ نزول سے تخلیق کو موصوف کرنا بایں معنی صحیح ہے کہ انزال و قضا ظہور بعد الخفا میں متعارف و شائع ہے گویا یہاں وانزل میں استعارہ تبعی ہے۔
اور اسے مجاز مرسل بھی کہہ سکتے ہیں۔
اور انعام سے مراد اونٹ۔ گائے۔ بکری اور بھیڑ ہیں یہ چار جب جوڑا جوڑا ہوئے تو آٹھ ہو گئے چار نر چار مادہ۔ آگے ارشاد ہے۔
يَخْلُقُكُمْ فِىْ بُطُوْنِ اُمَّهٰتِكُمْ خَلْقًا مِّنْۢ بَعْدِ خَلْقٍ فِىْ ظُلُمٰتٍ ثَلٰثٍ۔ تمہیں پیدا فرماتا ہے تمہاری ماؤں کے پیٹ میں ایک پیدائش سے اور پیدائش پر تین اندھیریوں میں۔
آیت کریمہ میں اپنی عجائب قدرت کا بیان ہے۔ کہ تمہاری پیدائش تمہاری ماؤں کے پیٹ میں حالت ایک پر نہیں بلکہ نطفہ سے علقہ بنایا گیا پھر علقہ سے مضغہ پھر مضغہ سے جوان عظام پھر عظام پر گوشت غرضکہ خَلْقًا مِّنْۢ بَعْدِ خَلْقٍ پورا کر کے فی ظلمات ثلاث میں اس کی پرورش کی۔ اول ظلمت بطن۔ دوسرے ظلمت رحم تیسرے ظلمت مشیمہ۔
بعض نے کہا ظلمت صلب۔ ظلمت بطن اور ظلمت رحم مراد ہے۔ اس کے بعد اپنے وجود واجب الوجود کا تعارف فرمایا جاتا ہے چنانچہ ارشاد ہے۔
ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمْ لَهُ الْمُلْكُ۔ یہ ہے تمہارا اللہ جو تمہارا رب ہے اسی کی ملک ہے

سب پر کوئی معبود نہیں مگر وہی تو کہاں بھٹک رہے ہو۔
یعنی یہ قوتیں سوا اللہ تعالےٰ کے کسی میں نہیں اسی کی ملکیت علی الاطلاق دنیا و آخرت میں ہے اس کا کوئی شریک نہیں وہ ایک واحد قہار ہے تو تم کہاں بھٹکے پھر رہے ہو باوجود اس کے تمہیں اس کی شئیون و قدرت کا مشاہدہ ہو رہا ہے آگے اپنی بے نیازی کا اظہار ہے چنانچہ ارشاد ہے۔
اِنْ تَكْفُرُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ غَنِيٌّ عَنْكُمْ وَلَا يَرْضٰى لِعِبَادِهِ الْكُفْرَ۔ اب بھی اگر تم کفر کرو تو اللہ بے نیاز ہے تمہارے ایمان و عبادت سے اور وہ راضی نہیں اپنے بندوں کی ناشکری سے البتہ۔
وَاِنْ تَشْكُرُوْا يَرْضَهُ لَكُمْ۔ اور اگر شکر گذار رہو تو وہ تم سے راضی ہے۔
اور بندے کے لیے بہترین طریقہ یہ ہے کہ جب کہے بارگاہ رحمت میں یہ کہے رَضِيْتُ بِاللّٰهِ بِقَضَاءِ اللّٰهِ تَعَالٰى فَرَضِيْتُ بِاللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ رَبًّا وَّقَاضِيًا۔
تو خلاصہ کلام یہ ہوا کہ اِنَّهٗ جَلَّ شَانُهٗ لَا يَسْتَحْمِدُ الْكُفْرَ لِعِبَادِهٖ كَمَا يَسْتَحْمِدُ الْاِسْلَامَ لَهُمْ وَيَرْتَضِيْهِ۔
وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰى ثُمَّ اِلٰى رَبِّكُمْ مَّرْجِعُكُمْ فَيُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ اِنَّهٗ عَلِيْمٌ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ۔ اور نہیں اٹھاتا کوئی بوجھ اٹھانے والا دوسرے کا بوجھ پھر تم اپنے رب کی طرف ہی لوٹو گے تو وہ تمہیں متنبہ کردے گا جو کچھ تم نے کیا بے شک وہ تمہارے سینوں کے حالات سے واقف ہے۔
آیۂ کریمہ کا مفہوم واضح ہے کہ کسی کے عمل کا بوجھ دوسرے پر نہیں پھر آخر تمہیں اپنے رب کی طرف لوٹنا ہے تو وہ تمہیں تمہارے عملوں کی حالت سے مطلع فرمادے گا اور وہ یقیناً تمہارے صدری حالات سے واقف ہے آگے ارشاد ہے۔
وَاِذَا مَسَّ الْاِنْسَانَ الضُّرُّ دَعَا رَبَّهٗ مُنِيْبًا اِلَيْهِ۔ اور جب انسان کو تکلیف پہنچتی ہے تو اپنے رب کو پکارتا اور رجوع ہوتا ہے۔
یہ عتبہ بن ربیعہ جیسے سرکش کافر کی کیفیت ظاہر فرمائی۔ اور بقول ابن حبان یہ کیفیت جنس کافر کی فرمائی گئی۔ چنانچہ دوسری فرمایا اِنَّ الْاِنْسَانَ لَظَلُوْمٌ كَفَّارٌ۔ اور اس کی دوسری کیفیت کا آگے اظہار فرمایا۔
ثُمَّ اِذَا خَوَّلَهٗ نِعْمَةً مِّنْهُ نَسِيَ مَا كَانَ يَدْعُوْۤا اِلَيْهِ مِنْ قَبْلُ وَجَعَلَ لِلّٰهِ اَنْدَادًا لِّيُضِلَّ عَنْ سَبِيْلِهٖ۔ پھر جب اسے دنیاوی نعمت عطا کردی جاتی ہے تو اس پکار کو بھول جاتا ہے جو پہلے پکارا تھا اور اللہ کے لیے شریک بنا لیتا ہے عبادت اور پرستش میں تاکہ لوگوں کو گمراہ کرے اللہ کے راستہ سے۔
آلوسی ثُمَّ کے معنی رجوع الیہ مرۃ بعد اخرے کر کے فرماتے ہیں وَاُطْلِقَ عَلَى الْعَطَاءِ مِلًّا اِنَّ الْمُعْطِيَ الْكَرِيْمَ يَتَعَهَّدُ مَنْ هُوَ رَبِيْبُ اِحْسَانِهٖ وَنَشُوْءُ اِمْتِنَانِهٖ بِتَكْرِيْرِ الْعَطَاءِ عَلَيْهِ مَرَّةً بَعْدَ اُخْرٰى۔

خلاصہ مفہوم عبارت یہ ہوا کہ بندے کو عطا پر عطا فرماتے اور وہ ایسا معطی ہے کہ بندے کو ہر صورت دیتا ہے بقول سعدی علیہ الرحمۃ

اے کریمے کہ از خزانۂ غیب   گبر و ترسا وظیفہ خور داری

دوستاں را کجا کنی محروم   تو کہ با دشمناں نظر داری

تو منعم حقیقی کو بھلا کر اس کی عبادت و اطاعت سے منہ موڑ کر وہی بتوں کی طرف جھکنے لگتا ہے اور اللہ تعالےٰ کا شریک بتوں کو بنا لیتا ہے حالانکہ اس کی یہ شان ہے کہ

لَا ضِدٌّ وَلَا نِدٌّ وَلَا حَدٌّ لَہٗ   اَلْاٰنَ كَمَا كَانَ وَلَمْ يَلْقَ زَوَالًا

اسی وجہ میں آگے تہدیداً ارشاد ہے۔

قُلْ تَمَتَّعْ بِكُفْرِكَ قَلِيْلًا اِنَّكَ مِنْ اَصْحٰبِ النَّارِ اے محبوب فرما دیجئے اپنے کفر سے برائے چندے نفع حاصل کرلے اے عتبہ تو جہنمیوں سے ہے۔

اس کے بعد کی آیتوں میں صدیق و فاروق عثمان و علی اور دیگر صحابہ کے طریقہ عبادت اور مقام تقرب ظاہر کیا گیا چنانچہ ارشاد ہے۔

اَمَّنْ هُوَ قَانِتٌ اٰنَآءَ الَّيْلِ سَاجِدًا وَّقَآئِمًا يَّحْذَرُ الْاٰخِرَةَ وَيَرْجُوْا رَحْمَةَ رَبِّهٖ۔ کیا تو بت پرست بہتر ہے یا وہ جو راتوں میں سجدہ اور قیام کرے آخرت کے خوف اور امید رحمت رب الارباب میں۔

یہاں حرف ام منفصلہ ہے گویا ارشاد ہے بطریق تہدید ءَاَنْتَ اَحْسَنُ حَالًا وَّمَاٰلًا اَمْ مَّنْ هُوَ قَآئِمٌ بِمَوَاجِبِ الطَّاعَاتِ وَدَآئِمٌ عَلٰى وَظَآئِفِ الْعِبَادَاتِ فِيْ سَاعَاتِ الَّيْلِ الَّتِيْ فِيْهَا الْعِبَادَةُ اَقْرَبُ اِلَى الْقُبُوْلِ وَاَبْعَدُ عَنِ الرِّيَآءِ حَالَتَيِ السَّرَّآءِ وَالضَّرَّآءِ لَا عِنْدَ مَسَاسِ الضُّرِّ فَقَطْ كَدَابِكَ حَالَ كَوْنِهٖ سَاجِدًا اَوْ قَآئِمًا۔

یعنی کیا تو اے عتبہ بن ربیعہ اپنی حالت شرک و بت پرستی میں اچھا ہے اور اس کا انجام جو عذاب آخرت ہے بہتر ہے یا وہ جو قائم ہے مواجبات طاعات پر اور دائم ہے وظائف عبادت پر ساعات لیل و نہار میں جو اقرب الی القبول اور ابعد من الریاء ہیں حقیقہ طور پر مشغول عبادت حالانکہ انہیں کوئی تکلیف نہیں پہنچی تیری طرح نہیں کہ جب تکلیف پہنچے تو اللہ کو پکارے اور جب تکلیف رفع ہو جائے تو اللہ کو بھول جائے

اس کے بعد آگے ارشاد ہے

قُلْ هَلْ يَسْتَوِى الَّذِيْنَ يَعْلَمُوْنَ وَالَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ۔ فرما دیجئے کیا برابر ہے جاننے والا اور انجان

چنانچہ ابن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اَمَّنْ هُوَ قَانِتٌ سے یہاں تک آیت کریمہ حضرت عثمان ذوالنورین

النورین کے حق میں نازل ہوئی۔

اور ابن سعد طبقات میں اور ابن مردویہ اور ابن عسا کر ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ناقل ہیں کہ یہ آیت حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کے حق میں نازل ہوئی۔

اور حضرت جویبر راوی ہیں کہ یہ آیت عمار اور ابن مسعود اور سالم مولے ابی حذیفہ کے حق میں نازل ہوئی ہے۔

اور حضرت عکرمہ صرف عمار بن یاسر کے لیے فرماتے ہیں۔

اور مقاتل کہتے ہیں کہ اَمَّنْ ھُوَ قَانِتٌ سے مراد صہیب رومی اور ابن مسعود اور حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہم ہیں۔

اور ضحاک کہتے ہیں بروایت ابن عباس کہ اس میں حضرت ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہما کی فضیلت ہے اور حضرت یحییٰ بن سلام حضور صلے اللہ علیہ وسلم سے راوی ہیں کہ اس میں کسی کی تعیین نہیں جو ان اوصاف کا حامل ہے وہی اس فضیلت میں داخل ہے اور اس میں فضیلت خوف و رجا ظاہر فرمائی گئی ہے چنانچہ ترمذی شریف میں اور نسائی میں اور ابن ماجہ میں حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہم سے ایک حدیث ہے کہ

دَخَلَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَلٰی رَجُلٍ وَّھُوَ فِی الْمَوْتِ فَقَالَ کَیْفَ تَجِدُكَ قَالَ اَرْجُوْا وَاَخَافُ فَقَالَ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ لَا یَجْتَمِعَانِ فِیْ قَلْبِ عَبْدٍ فِیْ مِثْلِ ھٰذَا الْمَوْطِنِ اِلَّا اَعْطَاہُ الَّذِیْ یَرْجُوْا وَاٰمَنَہُ الَّذِیْ یَخَافُ۔ حضور سید عالم صلے اللہ علیہ وسلم ایک شخص کے پاس تشریف لائے اور وہ موت کے قریب تھا تو حضور نے فرمایا تو کیا محسوس کر رہا ہے اس نے عرض کی امید رحمت اور خوف بے نیازی تو حضور نے فرمایا بندے کے دل میں یہ دونوں باتیں جمع نہیں ہوتیں مگر اللہ تعالیٰ اسے امید رحمت سے نواز دیتا ہے اور خوف بے نیازی سے امن دیتا ہے۔ آخر رکوع میں حصر کر کے ارشاد ہے

اِنَّمَا یَتَذَکَّرُ اُولُوا الْاَلْبَابِ نصیحت تو وہی پاتے ہیں جو ذی عقل و فہم ہیں۔

اس کی تفسیر روح المعانی میں یہ ہے اِنَّمَا یَتَّعِظُ بِھٰذِہٖ الْبَیَانَاتِ الْوَاضِحَۃِ اَصْحَابُ الْعُقُوْلِ الْخَالِصَۃِ عَنْ شَوَائِبِ الْخَلَلِ جس کا خلاصہ ترجمہ یہ ہے کہ ان واضح بیانات سے صرف وہی عقلمند نصیحت لیتے ہیں جن کی عقلیں اختلال کی ملاوٹ سے پاک ہیں۔

بامحاورہ ترجمہ دوسرا رکوع سورۃ زمر پ ۲۳

قُلْ يٰعِبَادِ الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوْا رَبَّكُمْ لِلَّذِيْنَ اَحْسَنُوْا فِيْ هٰذِهِ الدُّنْيَا حَسَنَةٌ وَاَرْضُ اللّٰهِ وَاسِعَةٌ اِنَّمَا يُوَفَّى الصّٰبِرُوْنَ اَجْرَهُمْ بِغَيْرِ حِسَابٍ ۝

آپ فرمادیں اے میرے بندو جو ایمان لائے ہو ڈرو اپنے رب سے ان کے لیے جو بھلائی کریں اس دنیا میں بھلائی ہے اور اللہ کی زمین وسیع ہے بے شک صبر کرنے والوں کو ہی پورا ملے گا ان کا اجر بے حساب۔

قُلْ اِنِّيْٓ اُمِرْتُ اَنْ اَعْبُدَ اللّٰهَ مُخْلِصًا لَّهُ الدِّيْنَ ۝ وَاُمِرْتُ لِاَنْ اَكُوْنَ اَوَّلَ الْمُسْلِمِيْنَ ۝

فرمادیجئے مجھے حکم ہے کہ اللہ کی پوجا کروں اس کا خالص بندہ ہو کر اور مجھے حکم ہے کہ میں سب سے اول اس کے حضور گردن جھکاؤں۔

قُلْ اِنِّىْٓ اَخَافُ اِنْ عَصَيْتُ رَبِّيْ عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيْمٍ ۝

فرمادیجئے کہ مجھے خوف ہے اگر میں نافرمانی کروں اپنے رب کی سخت عذاب سے قیامت کے دن۔

قُلِ اللّٰهَ اَعْبُدُ مُخْلِصًا لَّهٗ دِيْنِيْ ۝ فَاعْبُدُوْا مَا شِئْتُمْ مِّنْ دُوْنِهٖ قُلْ اِنَّ الْخٰسِرِيْنَ الَّذِيْنَ خَسِرُوْٓا اَنْفُسَهُمْ وَاَهْلِيْهِمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اَلَا ذٰلِكَ هُوَ الْخُسْرَانُ الْمُبِيْنُ ۝

فرمادیجئے اللہ ہی وہ ہے جس کی پوجا کروں خالص اس کا ہو کر تو پوجو جسے چاہو اس کے سوا فرمادیجئے بیشک انہیں نقصان ہے جو اپنی جانوں کو نقصان میں ڈال چکے اور اپنے گھر کو روز قیامت خبردار رہو یہ بڑا کھلا نقصان ہے۔

لَهُمْ مِّنْ فَوْقِهِمْ ظُلَلٌ مِّنَ النَّارِ وَمِنْ تَحْتِهِمْ ظُلَلٌ ذٰلِكَ يُخَوِّفُ اللّٰهُ بِهٖ عِبَادَهٗ يٰعِبَادِ فَاتَّقُوْنِ ۝

ان کے لیے اوپر آگ کے پہاڑ ہیں اور ان کے نیچے پہاڑ ہیں اس سے ڈراتا ہے اللہ اپنے بندوں کو اے میرے بندو تم مجھ سے ڈرو۔

وَالَّذِيْنَ اجْتَنَبُوا الطَّاغُوْتَ اَنْ يَّعْبُدُوْهَا وَاَنَابُوْٓا اِلَى اللّٰهِ لَهُمُ الْبُشْرٰى فَبَشِّرْ عِبَادِ ۝

اور جو بچتے ہیں بتوں کی پوجا سے کہ انہیں پوجیں اور رجوع لائیں اللہ کی طرف انہیں بشارت ہے تو خوشخبری دو میرے بندوں کو۔

الَّذِيْنَ يَسْتَمِعُوْنَ الْقَوْلَ فَيَتَّبِعُوْنَ اَحْسَنَهٗ

جو سنتے ہیں بات اور اس پر اچھا اتباع کریں یہی وہ

أُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ هَدٰىهُمُ اللّٰهُ وَاُولٰٓئِكَ هُمْ اُولُوا الْاَلْبَابِ ۝ اَفَمَنْ حَقَّ عَلَيْهِ كَلِمَةُ الْعَذَابِ اَفَاَنْتَ تُنْقِذُ مَنْ فِى النَّارِ ۝

ہیں جنہیں اللہ نے راہ دی اور یہی وہ ہیں جو عقل والے ہیں تو کیا جس پر ثابت ہو چکا حکم عذاب کا تو تم بچا لو گے جو آگ میں ہے۔

لٰكِنِ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا رَبَّهُمْ لَهُمْ غُرَفٌ مِّنْ فَوْقِهَا غُرَفٌ مَّبْنِيَّةٌ تَجْرِىْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ۝

لیکن وہ جو ڈرے اپنے رب سے ان کے لیے بالا خانے ہیں اور بالا خانوں پر بالا خانے بنے ہوئے جاری ہیں ان کے نیچے نہریں۔

وَعْدَ اللّٰهِ لَا يُخْلِفُ اللّٰهُ الْمِيْعَادَ ۝

اللہ کا وعدہ ہے کہ کبھی خلاف نہیں ہوگا۔

اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَسَلَكَهٗ يَنَابِيْعَ فِى الْاَرْضِ ثُمَّ يُخْرِجُ بِهٖ زَرْعًا مُّخْتَلِفًا اَلْوَانُهٗ ثُمَّ يَهِيْجُ فَتَرٰىهُ مُصْفَرًّا ثُمَّ يَجْعَلُهٗ حُطَامًا اِنَّ فِىْ ذٰلِكَ لَذِكْرٰى لِاُولِى الْاَلْبَابِ ۝

کیا تو نے دیکھا تم نے کہ اللہ نے نازل کیا آسمان سے پانی پھر جاری کیے چشمے زمین میں پھر نکالی اس سے کھیتی مختلف رنگوں کی پھر سوکھ جاتی ہے تو دیکھے تو اسے زرد رنگ کی پھر اسے کر دیتا ہے ریزہ ریزہ بے شک اس میں ہدایت ہے عقل والوں کے لیے۔

لفظی ترجمہ

قُلْ۔ کہہ دیں
يٰ۔ اے
عِبَادِیَ۔ میرے بندو
الَّذِيْنَ۔ وہ جو
اٰمَنُوْا۔ ایمان لائے ہو
اتَّقُوْا۔ ڈرو
رَبَّكُمْ۔ اپنے رب سے
لِلَّذِيْنَ۔ ان کے لیے جنہوں نے
اَحْسَنُوْا۔ نیکی کی
فِىْ۔ بیچ
هٰذِهِ۔ اس
الدُّنْيَا۔ دنیا کے
حَسَنَةٌ۔ نیکی ہے
وَ۔ اور
اَرْضُ۔ زمین
اللّٰهِ۔ اللہ کی
وَاسِعَةٌ۔ فراخ ہے
اِنَّمَا۔ اس کے سوا نہیں
يُوَفَّى۔ پورا دیے جائیں گے
الصّٰبِرُوْنَ۔ صابر لوگ
اَجْرَ۔ اجر
هُمْ۔ اپنا
بِغَيْرِ۔ بغیر
حِسَابٍ۔ حساب کے
قُلْ۔ کہہ دیں
اِنِّىْ۔ بیشک میں
اُمِرْتُ۔ حکم دیا گیا ہوں
اَنْ۔ یہ کہ
اَعْبُدَ۔ عبادت کروں میں
اللّٰهَ۔ اللہ کی
مُخْلِصًا۔ خالص کر کے
لَهُ۔ اس کے لیے
الدِّيْنَ۔ عبادت
وَ۔ اور
اُمِرْتُ۔ میں حکم دیا گیا ہوں
لِاَنْ۔ یہ کہ
اَكُوْنَ۔ ہوں میں
اَوَّلَ۔ پہلا
الْمُسْلِمِيْنَ۔ فرمانبردار
قُلْ۔ کہہ دیں

إِنِّي ۔ بیشک میں | أَخَافُ ۔ ڈرتا ہوں | إِنْ ۔ اگر | عَصَيْتُ ۔ نافرمانی کروں میں
رَبِّي ۔ اپنے رب کی | عَذَابَ ۔ عذاب | يَوْمٍ ۔ دن | عَظِيمٍ ۔ بڑے سے
قُلِ ۔ کہہ دیں | اللَّهَ ۔ اللہ ہی کی | أَعْبُدُ ۔ میں عبادت کرتا ہوں | مُخْلِصًا ۔ خالص کرکے
لَهُ ۔ اس کے لیے | دِينِي ۔ اپنی عبادت | فَاعْبُدُوا ۔ تو عبادت کرو | مَا ۔ جس کی
شِئْتُمْ ۔ تم چاہو | مِنْ دُونِهِ ۔ اس کے سوا | قُلْ ۔ کہہ دیں | إِنَّ ۔ بیشک
الْخَاسِرِينَ ۔ خسارہ والے | الَّذِينَ ۔ وہ ہیں جنہوں نے | خَسِرُوا ۔ خسارہ دیا | أَنْفُسَهُمْ ۔ اپنی جانوں کو
وَ ۔ اور | أَهْلِيهِمْ ۔ اپنے گھر والوں کو | يَوْمَ ۔ دن | الْقِيَامَةِ ۔ قیامت کے
أَلَا ۔ خبردار | ذَٰلِكَ ۔ یہ ہے | هُوَ ۔ وہ | الْخُسْرَانُ ۔ خسارہ
الْمُبِينُ ۔ ظاہر | لَهُمْ ۔ ان کے لیے | مِنْ فَوْقِهِمْ ۔ ان کے اوپر | ظُلَلٌ ۔ پہاڑ ہیں
مِنَ النَّارِ ۔ آگ کے | وَ ۔ اور | مِنْ تَحْتِهِمْ ۔ ان کے نیچے | ظُلَلٌ ۔ پہاڑ ہیں
ذَٰلِكَ ۔ یہ ہے جس سے | يُخَوِّفُ ۔ ڈراتا ہے | اللَّهُ ۔ اللہ | بِهِ ۔ اس سے
عِبَادَهُ ۔ اپنے بندوں کو | يَا ۔ اے | عِبَادِ ۔ میرے بندو | فَاتَّقُونِ ۔ مجھ سے ڈرو
وَ ۔ اور | الَّذِينَ ۔ وہ جو | اجْتَنَبُوا ۔ بچے | الطَّاغُوتَ ۔ بتوں سے
أَنْ ۔ یہ کہ | يَعْبُدُوْ ۔ پوجیں | هَا ۔ ان کو | وَ ۔ اور
أَنَابُوا ۔ رجوع کیا | إِلَى ۔ طرف | اللَّهِ ۔ اللہ کی | لَهُمُ ۔ ان کے لیے
الْبُشْرَىٰ ۔ خوشخبری ہے | فَبَشِّرْ ۔ تو خوشخبری دو | عِبَادِيَ ۔ میرے بندوں کو | الَّذِينَ ۔ وہ جو
يَسْتَمِعُونَ ۔ سنتے ہیں | الْقَوْلَ ۔ بات | فَيَتَّبِعُونَ ۔ تو پیروی کرتے ہیں | أَحْسَنَهُ ۔ اسکی اچھی
أُولَٰئِكَ ۔ یہی | الَّذِينَ ۔ وہ ہیں کہ | هَدٰى ۔ ہدایت کی | هُمُ ۔ ان کو
اللَّهُ ۔ اللہ نے | وَ ۔ اور | أُولَٰئِكَ ۔ یہی | هُمْ ۔ وہ ہیں
أُولُوا ۔ صاحب | الْأَلْبَابِ ۔ عقل | أَفَمَنْ ۔ تو کیا جس پر | حَقَّ ۔ حق ہوئی
عَلَيْهِ ۔ اس پر | كَلِمَةُ ۔ بات | الْعَذَابِ ۔ عذاب کی | أَفَأَنْتَ ۔ تو کیا تو
تُنْقِذُ ۔ بچائے گا | مَنْ ۔ اسے جو | فِي ۔ بیچ | النَّارِ ۔ آگ کے ہے
لَٰكِنِ ۔ لیکن | الَّذِينَ ۔ وہ جو | اتَّقَوْا ۔ ڈرے | رَبَّهُمْ ۔ اپنے رب سے
لَهُمْ ۔ ان کے لیے | غُرَفٌ ۔ بالاخانے ہیں | مِنْ فَوْقِهَا ۔ ان کے اوپر بھی | غُرَفٌ ۔ بالاخانے
مَبْنِيَّةٌ ۔ بنے ہوئے | تَجْرِي ۔ چلتی ہیں | مِنْ تَحْتِهَا ۔ ان کے نیچے | الْأَنْهَارُ ۔ نہریں

وَعْدَ ۔ وعدہ ہے	اللّٰہِ ۔ اللہ کا	لَا ۔ نہیں	یُخْلِفُ ۔ خلاف کرتا
اللّٰہُ ۔ اللہ	الْمِیْعَادَ ۔ وعدے کا	اَ ۔ کیا	لَمْ ۔ نہ
تَرَ ۔ دیکھا تونے	اَنَّ ۔ کہ بیشک	اللّٰہَ ۔ اللہ نے	اَنْزَلَ ۔ اتارا
مِنَ السَّمَآءِ ۔ آسمان سے	مَآءً ۔ پانی	فَسَلَکَہٗ ۔ تو چلایا اسے	یَنَابِیْعَ ۔ چشموں میں
فِی ۔ بیچ	الْاَرْضِ ۔ زمین کے	ثُمَّ ۔ پھر	یُخْرِجُ ۔ نکالتا ہے
بِہٖ ۔ اس سے	زَرْعًا ۔ کھیتی	مُخْتَلِفًا ۔ مختلف ہیں	اَلْوَانُہٗ ۔ اس کے رنگ
ثُمَّ ۔ پھر	یَھِیْجُ ۔ خشک ہوتی ہے	فَتَرٰہُ ۔ تو دیکھے تو اسے	مُصْفَرًّا ۔ زرد رنگ
ثُمَّ ۔ پھر	یَجْعَلُہٗ ۔ کرتا ہے اسے	حُطَامًا ۔ ریزہ ریزہ	اِنَّ ۔ بیشک
فِیْ ۔ بیچ	ذٰلِکَ ۔ اس کے	لَذِکْرٰی ۔ نصیحت ہے	لِاُولِی ۔ واسطے صاحب
الْاَلْبَابِ ۔ عقل کے ۔			

خلاصہ تفسیر دوسرا رکوع سورۂ زمر پ ۲۳

قُلْ یٰعِبَادِ الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوْا رَبَّکُمْ لِلَّذِیْنَ اَحْسَنُوْا فِیْ ھٰذِہِ الدُّنْیَا حَسَنَۃٌ وَاَرْضُ اللّٰہِ وَاسِعَۃٌ اِنَّمَا یُوَفَّی الصّٰبِرُوْنَ اَجْرَھُمْ بِغَیْرِ حِسَابٍ ۔ آپ فرمائیں لے میرے وہ بندوں جو ایمان لائے اپنے رب سے ڈرو جنہوں نے دنیا میں نیکیاں کیں ان کے لیے اس دنیا میں بھلائی ہے اور اللہ کی زمین وسیع ہے اور صابروں کے لیے ہے اس کا ثواب پورا پورا دیا جائے گا بلا حساب۔

اَحْسَنُوْا سے مراد دنیا میں طاعت بجالانا ہے اور اچھے عمل کرنا اس کا بدلہ صحت و عافیت ہے۔

اور اَرْضُ اللّٰہِ وَاسِعَۃٌ میں ہجرت کی ترغیب ہے اور ارشاد ہے کہ جہاں معصیت شعاری تغافل زناری برتی جائے اور مومن کو وہاں رہنے میں دینداری مشکل ہو تو اسے چاہیئے کہ وہاں سے ہجرت کرے۔

اس کا شان نزول یہ ہے کہ مہاجرین حبشہ کو اجازت ہجرت دی گئی۔

اور دوسری روایت سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ حضرت جعفر بن ابی طالب اور ان کے ساتھی جنہوں نے مصیبتوں پر صبر کیا اور ہجرت کی اور اپنے دین پر قائم رہے ان کے حق میں یہ آیت نازل ہوئی۔

اور اَجْرَھُمْ بِغَیْرِ حِسَابٍ پر حضرت علی شیر خدا اسد اللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہر نیکی کا وزن کیا جائے گا۔ مگر صبر ایسی نیکی ہے کہ اس کا اجر بلا وزن بے حساب ملے گا۔

اور ایک روایت یہ ہے کہ مصیبت زدہ مومنین بروز قیامت حاضر کیے جائیں اور ان کے صبر کا بدلا ایسے دیا جائے کہ نہ ان کے لیے میزان قائم ہو نہ ان کا حساب کیا جائے ان پر رحمت رحمان کی بارش کی جائے اور بے حساب کی جائے حتیٰ کہ دنیا میں امن و عافیت سے بسر کرنے والے جب دیکھیں تو آرزو کریں کہ کاش ہم بھی ان مصیبت زدوں میں ہوتے اور ان کے جسم مقراض سے کاٹے جاتے تاکہ ہم بھی اجر بے حساب پاتے اس کے بعد حضور سید الانبیاء صلے اللہ علیہ وسلم کو ارشاد ہے۔

قُلْ اِنِّیْٓ اُمِرْتُ اَنْ اَعْبُدَ اللّٰهَ مُخْلِصًا لَّهُ الدِّیْنَ وَاُمِرْتُ لِاَنْ اَكُوْنَ اَوَّلَ الْمُسْلِمِیْنَ قُلْ اِنِّیْٓ اَخَافُ اِنْ عَصَیْتُ رَبِّیْ عَذَابَ یَوْمٍ عَظِیْمٍ قُلِ اللّٰهَ اَعْبُدُ مُخْلِصًا لَّهٗ دِیْنِیْ۔ اے محبوب آپ فرمادیں مجھے حکم ہے کہ اللہ کی پرستش کروں اس کا خالص بندہ ہو کر اور مجھے حکم ہے کہ میں سب سے پہلے گردن جھکانے والا ہوں اے محبوب آپ فرمادیں کہ اگر بالفرض محال مجھ سے نافرمانی ہو جائے تو میں ڈرتا ہوں اپنے رب سے بڑے دن کے عذاب سے آپ فرمادیں میں تو اللہ ہی کا پرستار ہوں خالص اس کا بندہ ہو کر۔

اس میں حضور صلے اللہ علیہ وسلم سے خطاب ہے کہ آپ فرمادیں کہ میں اہل طاعت واخلاص میں مقدم وسابق ہوں۔ یہاں اللہ تعالےٰ نے پہلے اخلاص کا حکم دیا جس کا تعلق عمل قلب سے ہے اس کے بعد طاعت کا حکم ہے جس کا تعلق عمل بالجوارح سے ہے۔

اس میں یہ سمجھ لینا ضروری ہے کہ احکام شرعیہ کا نفاذ رسول کی طرف سے ہوتا ہے اور وہی اس حکم کے پہنچانے والے ہیں تو اس اعتبار سے رسول احکام میں سب سے مقدم اور اول ہوئے یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالےٰ نے سب سے اول اپنے رسول کو حکم دے کر عامۂ مسلمین کو تنبیہ فرمائی کہ جب ہمارا رسول ہمارے احکام کا پابند ہے تو تم پر اس کی پابندی اشد ضروری ہے۔

آیۂ کریمہ کا شان نزول یہ ہے کہ کفار قریش نے حضور سید عالم صلے اللہ علیہ وسلم سے کہا تھا کہ آپ اپنی قوم کے سرداروں اور اپنے رشتہ داروں کو نہیں دیکھتے کہ وہ لات اور عزیٰ کی پرستش کرتے ہیں تو ان کے رد میں یہ آیت نازل ہوئی۔

اس کے بعد بطریق تہدید و توبیخ مشرکین کو حضور کی طرف سے اعلان کا حکم ہوا چنانچہ ارشاد ہے۔

فَاعْبُدُوْا مَا شِئْتُمْ مِّنْ دُوْنِهٖ۔ تو اب تم پوجو جسے چاہو اللہ کے سوا۔

اور اگر اسی میں پڑ کر ہمیشہ کے لیے جہنم کے مستحق ہو جاؤ اور جنت کی نعمتوں سے محروم کہ یہ نعمتیں ایمان لانے پر مل سکتی ہیں اس کا نقشہ آئندہ آیتوں میں بیان ہو رہا ہے۔

لَهُمْ مِّنْ فَوْقِهِمْ ظُلَلٌ مِّنَ النَّارِ وَمِنْ تَحْتِهِمْ ظُلَلٌ ذٰلِكَ یُخَوِّفُ اللّٰهُ بِهٖ عِبَادَهٗ یٰعِبَادِ فَاتَّقُوْنِ

ان کے لیے اوپر آگ کے سایہ ہیں اور ان کے نیچے آگ کے پہاڑ اس سے اللہ تعالٰے خوف دلاتا ہے اپنے بندوں کو کہ اے میرے بندو تم مجھ سے ڈرو۔

خلاصہ آیت کریمہ یہ ہے کہ بت پرستوں کو ہر طرف سے آگ گھیرے ہو گی اللہ اس سے خوف دلا کر حکم دیتا ہے کہ ایمان لاؤ اور ممنوعات سے بچو اور وہ کام نہ کرو جو میری ناراضگی اور غضب کا سبب ہو۔

وَالَّذِيْنَ اجْتَنَبُوا الطَّاغُوْتَ اَنْ يَّعْبُدُوْهَا وَاَنَابُوْا اِلَى اللّٰهِ لَهُمُ الْبُشْرٰى فَبَشِّرْ عِبَادِ الَّذِيْنَ يَسْتَمِعُوْنَ الْقَوْلَ فَيَتَّبِعُوْنَ اَحْسَنَهٗ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ هَدٰىهُمُ اللّٰهُ وَاُولٰٓئِكَ هُمْ اُولُوا الْاَلْبَابِ۔ اور وہ جو بتوں کی پوجا سے اجتناب کریں اور اللہ کی طرف رجوع ہوں ان کے لیے خوشخبری ہے تو اے محبوب مژدہ دو میرے بندوں کو جو کان لگا کر بات سنیں اور اچھی طرح اتباع کریں یہ ہیں جن کو اللہ نے ہدایت کی اور یہی عقل والے ہیں۔

آیت کریمہ کا مفہوم لفظی ترجمہ سے واضح ہے۔ اس کا شان نزول یہ ہے جیسے حضرت سید المفسرین ابن عباس نے بیان فرمایا کہ جب حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ ایمان لائے تو آپ کے پاس حضرت عثمان غنی اور حضرت عبد الرحمن بن عوف اور حضرت طلحہ اور زبیر اور سعد بن ابی وقاص اور سعید بن زید حاضر آئے۔

اور حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے متعلق دریافت کیا حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے حضور علیہ السلام کی معصومیت اور صداقت بیان کی اور اپنے ایمان لانے کی خبر دی یہ سن کر سب کے سب بیک وقت ایمان لے آئے اس پر آیت کریمہ نازل ہوئی۔

اور فبشر عبادی الذین سے ان کے لیے بشارت آئی اب رہے ازلی مشرک انکے لیے آگے جو ارشاد ہے وہ ازلی جہنمی بدبخت لوگوں کے لیے فرمان ہے۔

اَفَمَنْ حَقَّ عَلَيْهِ كَلِمَةُ الْعَذَابِ اَفَاَنْتَ تُنْقِذُ مَنْ فِى النَّارِ۔ تو کیا وہ جن پر عذاب مقرر ہو چکا وہ نجات یافتہ لوگوں کے برابر ہو جائیں گے تو کیا تم اے محبوب ان کی قسمت بدل کر ہدایت دے کر مستحق ازلی کو جہنم سے بچا لوگے۔

یعنی جو علم الٰہی میں ازلی جہنمی ہے اسے آپ اپنی ذاتی قوت و ہدایت سے نہیں بچا سکتے۔ حضرت ابن عباس فرماتے ہیں کہ اس سے مراد ابو لہب اور اس کے لڑکے ہیں۔

لٰكِنِ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا رَبَّهُمْ لَهُمْ غُرَفٌ مِّنْ فَوْقِهَا غُرَفٌ مَّبْنِيَّةٌ تَجْرِىْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ وَعْدَ اللّٰهِ لَا يُخْلِفُ اللّٰهُ الْمِيْعَادَ۔ لیکن وہ جو ڈرتے ہیں اپنے رب سے ان کے لیے بالاخانے ہیں ان پر اور

بالاخانے بنے ہوئے ان کے نیچے نہریں رواں ہیں اللہ کا وعدہ ہے اور اللہ اپنے وعدے کا خلاف ہرگز نہیں کرے گا۔

یعنی جنہوں نے اللہ تعالے کی فرمانبرداری کی ان کے لیے جنت میں منازل رفیعہ ہیں جن کے اوپر اور بلند منزلیں ہیں اور ان کے نیچے نہریں صاف ستھری رواں۔

اس کے بعد اپنی شیون قدرت کا اظہار ہے چنانچہ ارشاد ہے۔

اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰہَ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَسَلَکَہٗ یَنَابِیْعَ فِی الْاَرْضِ ثُمَّ یُخْرِجُ بِہٖ زَرْعًا مُّخْتَلِفًا اَلْوَانُہٗ ثُمَّ یَھِیْجُ فَتَرٰہُ مُصْفَرًّا ثُمَّ یَجْعَلُہٗ حُطَامًا اِنَّ فِیْ ذٰلِکَ لَذِکْرٰی لِاُولِی الْاَلْبَابِ۔ کیا نہ دیکھا تو نے کہ اللہ نے آسمان سے پانی نازل کیا پھر اس سے جاری کیے چشمے زمین میں پھر اس سے کھیتی نکالتا ہے مختلف رنگوں کی پھر وہ خشک ہو جاتی ہے تو تو دیکھتا ہے کہ وہ زرد پڑ گئی پھر اسے ریزہ ریزہ کر دیتا ہے بیشک اس میں تذکیر ہے عقل والوں کے لیے۔

مختلف اللون کھیتیاں کہ ظاہر ہے کہ سرسوں آنکھوں میں پھول کر کتنا خوشگوار رنگ کا زرد پھول دیتی ہے۔ آلو کا پودا کتنا خوبصورت پھول نکالتا ہے۔ غرض کہ زرد و سبز سرخ و سفید قسم قسم کی گندم جوار۔ باجرہ مکئی اور انواع و اقسام کے غلے پیدا فرماتا ہے۔ حالانکہ پانی ایک رنگ کا اور مٹی ظاہری شکل میں ایک قسم کی ہوتی ہے۔

اور لَذِکْرٰی لِاُولِی الْاَلْبَابِ فرما کر اس امر کو ظاہر کیا کہ عقلمند ان چیزوں سے اللہ تعالے کی وحدانیت وقدرت پر دلیلیں قائم کرتے ہیں۔

مختصر تفسیر اردو دوسرا رکوع سورۃ زمر پ۲۳

قُلْ یٰعِبَادِ الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوْا رَبَّکُمْ۔ اے محبوب آپ فرمائیں اے میرے بندو جو ایمان لائے ہو ڈرو اپنے اللہ سے جو تمہارا رب ہے۔

اس کی تفسیر صاحب روح المعانی فرماتے ہیں اَمَرَ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَنْ یُّذَکِّرَ الْمُؤْمِنِیْنَ وَیَحْمِلَھُمْ عَلَی التَّقْوٰی وَالطَّاعَۃِ۔ حضور صلے اللہ علیہ وسلم کو اس آیت کریمہ میں حکم ہے کہ آپ مومنین کو ہدایت فرمائیں اور انہیں تقوی وطاعت پر آمادہ کریں آگے فرماتے ہیں۔

وَفِیْہِ اِیْذَانٌ بِاَنَّھُمْ ھُمْ اَیْ قُلْ لَّھُمْ قَوْلِیْ ھٰذَا بِعَیْنِہٖ وَفِیْہِ تَشْرِیْفٌ لَّھُمْ بِاِضَافَتِھِمْ اِلٰی ضَمِیْرِ

الحلالیۃ۔ اس میں اعلان ہے کہ احکام ہیں وہ وہی ہیں۔ یعنی لے حبیب آپ میرا قول بعینہٖ فرمادیں اور اس میں حضور کی شرافت کو بڑھانے کے لیے فرمایا اور حضور کی طرف اضافت ضمیر جلالت کی طرف کی گئی۔
یہی مضمون مولانا جلال الدین رومی رحمۃ اللہ نے بیان فرمایا چنانچہ قُلْ یٰعِبَادِیَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا کے تحت مثنوی رومی میں فرماتے ہیں

بندۂ خود خواند احمد در رشاد جملہ عالم را بگو قُلْ یَا عِبَاد

اسی کی وضاحت امام اہل سنت حضرت والد قبلہ شیخ الحدیث والفقہ قدس سرہ نے ایک شعر میں فرمائی۔

بندہ بنتے ہیں اوس کے کب بندۂ خدا ہو دیدار ہوں میں بندہ اس بندۂ خدا کا

اب یہ سوال باقی رہ جاتا ہے کہ عبداللہ اور عبدالمصطفیٰ ایک معنی میں ہیں یا فرق ہے۔ اس کے متعلق عَبْدِیْ واَمَتِیْ کا استعمال ہی معنی متعین کر دیتا ہے۔
باعتبار لفظ ظاہر ہے کہ عَبْدِیْ کے معنی میرے غلام اور مطیع کے ہیں اور عبداللہ کے معنی خدا کا بندہ اور عابد حق کے ہیں۔ تو جب عبدیت مضاف لے الرسول ہو گی تو مطیع اور فرمانبردار کے معنے دے گی اور جب مضاف الی اللہ ہو گی تو پرستش کرنے والے پوجنے والے کے معنی دے گی آگے ارشاد ہے۔
لِلَّذِیْنَ اَحْسَنُوْا فِیْ هٰذِهِ الدُّنْیَا حَسَنَةٌ۔ وہ لوگ جو بھلائی کریں ان کے لیے اس دنیا میں بھی بھلائی ہے۔ گویا عبارت یوں ہوئی۔
اَیْ لِلْمُسْلِمِیْنَ فِی الدُّنْیَا حَسَنَةٌ وَّ فِی الْاٰخِرَةِ اَیْ حَسَنَةٌ۔ وَالْمُرَادُ بِهَا الْجَنَّةُ۔ نیکی کرنے والوں کے لیے دنیا میں بھی بھلائی ہے اور آخرت میں بھی بھلائی اور اخروی بھلائی سے مراد جنت ہے۔ جیسا کہ رَبَّنَا اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَةً وَّ فِی الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ میں دنیا و آخرت کے لیے حسنہ طلب کیا گیا۔ اس سے دنیا کا حسنہ فراخی رزق و صحت اور حسن معاش ہے اور آخرت کا حسنہ جنت ہے جس کی برکت سے جہنم سے خلاصی ہو گی۔
اس کے بعد بطریق جملہ معترضہ فرمایا گیا کہ وطن سے ہجرت اگر برعایت اوامر و مناہی کی جائے تو جائے خدا تنگ نیست و پائے گدا لنگ نیست۔ چنانچہ ارشاد ہے۔
وَاَرْضُ اللّٰهِ وَاسِعَةٌ اِنَّمَا یُوَفَّى الصّٰبِرُوْنَ اَجْرَهُمْ بِغَیْرِ حِسَابٍ۔ اور اللہ کی زمین وسیع ہے اور صابروں کو ہے البتہ ان کا بدلہ بے حساب۔
آیہ کریمہ میں اس امر کا اظہار ہے کہ اگر حمایت مذہب و ملت میں تمہیں ابنائے وطن بھی چھوڑنا پڑیں

تو اللہ کی زمین وسیع ہے وطن چھوڑ کر دوسری جگہ چلے جاؤ اور رضائے الٰہی میں ہجرت کرلو تمہیں دوسری جگہ بھی تمہارے وطن سے بہترین مقام ملے گا۔ بشرطیکہ ترک وطن پر اور مصائب پر صبر کرو تو بے حساب تم کو آخرت میں اجر ملے گا اور دنیا میں بھی محروم نہ رہو گے دنیا میں اجر سے مراد صحت و عافیت ہے اور آخرت میں جنت اور نعمت ہائے جنت بے حساب ملے گا۔

چنانچہ مہاجرین مکہ کے لیے اَرْضُ اللہِ سے مراد مدینہ منورہ ہے اور آخرت کی زمین کے متعلق ارشاد ہے وَاَوْرَثَنَا الْاَرْضَ نَتَبَوَّأُ مِنَ الْجَنَّۃِ حَیْثُ نَشَآءُ اور ارشاد ہے وَجَنَّۃٍ عَرْضُہَا السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ اُعِدَّتْ لِلْمُتَّقِیْنَ۔ اور احسان کی تعریف حدیث جبریل میں ہے جبکہ حضرت روح الامین علیہ السلام نے حضور علیہ السلام سے سوال کیا مَا الْاِحْسَانُ یَارَسُوْلَ اللہِ تو حضور نے جواب دیا کَاَنَّکَ تَرَاہُ فَاِنْ لَّمْ تَکُنْ تَرَاہُ فَاِنَّہٗ یَرَاکَ۔

بعض حدیثوں سے ثابت ہوتا ہے کہ یہ آیت کریمہ حضرت جعفر بن ابی طالب اور آپ کے ساتھیوں کے حق میں نازل ہوئی جبکہ آپ نے مکہ معظمہ سے حبشہ کی طرف ہجرت کا عزم فرمایا اور نجاشی کے دربار میں پہنچ کر تبلیغ اسلام کی جس سے شاہ حبشہ نجاشی مشرف بہ اسلام ہو گیا۔ آگے ارشاد ہے۔

قُلْ اِنِّیْۤ اُمِرْتُ اَنْ اَعْبُدَ اللہَ مُخْلِصًا لَّہُ الدِّیْنَ۔ اے محبوب آپ فرما دیں کہ مجھے حکم ہے کہ اللہ کی پوجا کروں خالص و مخلص طریقہ سے جس میں نہ شائبہ شرک ہو نہ وا ہمہ ریا۔

وَاُمِرْتُ لِاَنْ اَکُوْنَ اَوَّلَ الْمُسْلِمِیْنَ۔ اور مجھے حکم ہے کہ میں سب سے پہلے گردن جھکانے والوں میں ہوں۔ اخلاص سے گردن جھکانا اسلام میں افضل و احوط ہے۔

اور اخلاص سید الانبیاء سب سے اعلیٰ ہے اسی لیے شرف و مرتبت کے اظہار کے لیے حضور کو از راہ گردن اخلاص جھکانے میں حضور کو اول ظاہر کیا۔

چنانچہ قرآن میں تین طریقہ پر بیان فرمایا۔

اول اُمِرْتُ اَنْ اَکُوْنَ اَوَّلَ مَنْ اَسْلَمَ۔

دوسری جگہ وَاُمِرْتُ اَنْ اَکُوْنَ مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ

سوم وَاُمِرْتُ اَنْ اَکُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ۔

تو معلوم ہوا کہ حضور تمام فواضل میں کائنات سے اول ہیں۔ آگے ارشاد ہے

قُلْ اِنِّیْۤ اَخَافُ اِنْ عَصَیْتُ رَبِّیْ عَذَابَ یَوْمٍ عَظِیْمٍ۔ اور فرما دیجیے میں ڈرتا ہوں اگر بفرض محال میں نافرمانی کروں اپنے رب کے عذاب یوم عظیم سے۔

یوم عظیم یوم قیامت ہے۔ اور آیۂ کریمہ میں ذات واجب تعالےٰ شانہ کی بے نیازی اور جلالت کا اظہار فرمایا کہ تم ہی نہیں میں بھی نافرمانی سے عذاب الٰہی سے خائف ہوں باآنکہ میرا تقرب میری عظمت اتنی ہے کہ کسی کی نہیں یہ تہدیداً حضور نے فرمایا کہ مجھے بھی خوف ہے تو تمہاری کیا حیثیت ہے۔

قُلِ اللّٰهَ اَعْبُدُ مُخْلِصًا لَّهٗ دِیْنِیْ۔ فرما دیجئے میں تو اللہ تعالےٰ کو ہی پوجتا ہوں خالص و مخلص اس کا بندہ ہو کر اس عبادت سے مراد خالص و مخلص طریقہ سے اللہ تعالےٰ کو ہی پوجنا ہے اور اس میں کسی شئے کی طلب مقصود نہیں جیسے حضرت رابعہ بصریہ اپنی دعا میں کہتی تھیں سُبْحٰنَكَ مَا عَبَدْتُكَ خَوْفًا مِّنْ عِقَابِكَ وَلَا رجَآءً ثَوَابِكَ۔ تیرے وجہ منیر کو پاکی ہے میں تیری عبادت خوف عقاب سے نہیں کرتی اور نہ امید ثواب پر۔

اور یہ اعلان حضور کا کفار قریش کے جواب میں تھا جبکہ انہوں نے اپنے دین میں آنے کی حضور کو دعوت دی تھی اس پر تہدیداً یہ جواب دیا گیا اور اس کے ساتھ ہی فرمایا گیا۔

فَاعْبُدُوْا مَا شِئْتُمْ مِّنْ دُوْنِهٖ۔ تو تم جسے چاہو اللہ تعالےٰ کے سوا پوجو۔

اس کا نتیجہ تمہیں عذاب شدید سے ملے گا۔

قُلْ اِنَّ الْخٰسِرِیْنَ الَّذِیْنَ خَسِرُوْۤا اَنْفُسَهُمْ وَ اَهْلِیْهِمْ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ اَلَا ذٰلِكَ هُوَ الْخُسْرَانُ الْمُبِیْنُ۔

فرما دیجئے بیشک وہ جو خسران و نقصان میں ہیں وہ اضاعت و اتلاف میں ہیں انہوں نے اپنی جان اور اپنے اہل کو نقصان میں ڈالا بروز قیامت اور یہ کھلا نقصان ہے۔

اور جس نقصان و خسران میں وہ پڑے اس کی تصریح اگلی آیت میں بیان فرمائی حیث قال۔

لَهُمْ مِّنْ فَوْقِهِمْ ظُلَلٌ مِّنَ النَّارِ وَ مِنْ تَحْتِهِمْ ظُلَلٌ۔ ان کے اوپر آگ کے پہاڑ ہیں اور ان کے نیچے بھی آگ۔

آلوسی فرماتے ہیں وَالْمُرَادُ اَنَّ النَّارَ مُحِیْطَةٌ بِهِمْ۔ گویا یہ فرمایا کہ ان پر آگ محیط ہے۔

ذٰلِكَ یُخَوِّفُ اللّٰهُ بِهٖ عِبَادَهٗ۔ اس عذاب فظیع سے اللہ اپنے بندوں کو ڈراتا ہے۔ اور ارشاد فرماتا ہے یٰعِبَادِ فَاتَّقُوْنِ۔ اے میرے بندو ڈرو مجھ سے

یہ ہدایت و نصیحت ہے من جانب اللہ اپنے غایت لطف و ترحم سے۔ آگے ارشاد ہے۔ وَالَّذِیْنَ اجْتَنَبُوا الطَّاغُوْتَ اَنْ یَّعْبُدُوْهَا وَ اَنَابُوْۤا اِلَى اللّٰهِ لَهُمُ الْبُشْرٰی۔ اور وہ جو اجتناب کریں طاغوت سے اور قبول و رجوع کریں اپنے رب کی طرف انہیں بشارتیں ہیں۔

ابن زید فرماتے ہیں یہ آیت تین جماعتوں کے حق میں نازل ہوئی جو زمانۂ جاہلیت میں لا الٰہ الا اللہ کہتے تھے وہ زید بن عمرو بن نفیل اور سلمان اور حضرت ابوذر ہیں۔

ابن اسحاق کہتے ہیں اس میں اشارہ ہے حضرت عبدالرحمن بن عوف اور سعد بن ابی وقاص اور سعید بن

زید اور حضرت زبیر رضی اللہ عنہم کی طرف۔

یہ وہ لوگ ہیں کہ جب انہوں نے اسلام صدیق اکبر کی خبر سنی تو آپ کے پاس آئے اور پوچھا اَسْلَمْتَ کیا تم اسلام لے آئے حضرت صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا نَعَمْ وَذَكَرَ هُوَ بِاللّٰهِ تَعَالٰى فَاٰمَنُوْا بِاَجْمَعِهِمْ فَنَزَلَتْ فِيْهِمْ۔ ہاں میں نے اسلام قبول کیا اور اللہ تبارک و تعالیٰ کی جلالت شان بیان کی تو یہ سب یک وقت ایمان لے آئے اور ان کی شان میں یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔

تعریف طاغوت

طاغوت فعلوت کے وزن پر ہے یہ طغیان سے مشتق ہے۔

اس کی اصل طغیوت یا طغووت ہے یا کے ساتھ یا واو کے ساتھ چنانچہ طَغٰى يَطْغٰى و يطغوا دونوں ثابت ہیں (جوہری)

اس کے معنی صحاح میں شیطان اور کاہن کے ہیں اور اس کا اطلاق اس پر ہوتا ہے جو رأس الضلال یعنی گمراہی کا سرغنہ ہو۔

اور راغب کہتے ہیں هُوَ عِبَارَةٌ عَنْ كُلِّ مُعْتَدٍ وَكُلِّ مَعْبُوْدٍ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَسُمِّيَ بِالسَّاحِرِ وَالْكَاهِنِ وَالْمَارِدِ مِنَ الْجِنِّ وَالصَّارِفِ عَنِ الْخَيْرِ۔ طاغوت ہر حد سے گزرنے والا اور اللہ کے سوا ہر معبود اور ساحر وکاہن اور سرکش جن اور نیکی سے منحرف کو بھی کہا جاتا ہے اور بتوں پر اس کا اطلاق ہے۔

اور لهم البشرى سے وہ بشارات جنت ہیں جو زبان رسل علیہ السلام سے ملیں یا ملائکہ بوقت موت دیں گے اور بروز حشر سَلَامٌ عَلَيْكُمْ طِبْتُمْ فرمائیں گے۔ آگے حضور کو حکم ہے۔

فَبَشِّرْ عِبَادِ الَّذِيْنَ يَسْتَمِعُوْنَ الْقَوْلَ فَيَتَّبِعُوْنَ اَحْسَنَهٗ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ هَدٰىهُمُ اللّٰهُ وَاُولٰٓئِكَ هُمْ اُولُوا الْاَلْبَابِ۔ تو بشارت دو میرے ان بندوں کو جو بات سنتے اور اس کا اچھی طرح اتباع کرتے ہیں یہی وہ ہیں کہ اللہ نے انہیں راہ دی اور یہی وہ ہیں جو عقلمند ہیں۔

آیہ کریمہ میں ان کی مدح ہے جو اتباع دین کرتے ہوئے حسن اور احسن اور فاضل اور افضل میں تمیز کرتے ہوئے واجب و مستحب اور مباح میں تمیز کرتے ہیں۔

ایک قول یہ ہے کہ اوامر الٰہیہ کو سن کر اچھی طرح بطیب خاطر اتباع کرتے ہیں جیسے قصاص اور عفو و بخشش اور چشم پوشی اور اخفاء جس کی تعریف قرآن کریم میں ہے وَاَنْ تَعْفُوْا اَقْرَبُ لِلتَّقْوٰى اور وَاِنْ تُخْفُوْهَا وَتُؤْتُوْهَا الْفُقَرَآءَ فَهُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ۔ گویا مفہوم آیت یہ ہوا يَتَّبِعُوْنَ اَحْسَنَ الْقَوْلَيْنِ وَالْوُرُوْدَيْنِ فِيْ مَعْنًى نَّدْ الْاَوَّلِ يَتَّبِعُوْنَ الْاَحْسَنَ مِنَ الْقَوْلَيْنِ مُطْلَقًا كَالْاِيْجَابِ بِالنِّسْبَةِ اِلَى النُّدُبِ مَثَلًا۔

اور زجاج کہتے ہیں یستمعون القرآن وغیرہ فیتبعون القرآن۔

بہرحال جن کی صفت فرمائی گئی ان کے لیے فرمایا کہ یہی وہ لوگ ہیں جو ہدایت پر ہیں اور یہی اصحاب عقول سلیمہ ہیں اس کے بعد ارشاد ہے۔

اَفَمَنْ حَقَّ عَلَيْهِ كَلِمَةُ الْعَذَابِ اَفَاَنْتَ تُنْقِذُ مَنْ فِى النَّارِ۔ کیا جس پر حکم عذاب ثابت ہو چکا ہے کیا تم اپنی قوت سے انہیں جہنم سے بچا سکتے ہو۔

یعنی وہ عبدۃ الطاغوت جو بت پرستی کرتے ہوئے جہنم میں گئے جن پر عذاب نار محقق ہو چکا ہے اور لا یغفر ان یشرک بہ اور لَاَمْلَئَنَّ جَهَنَّمَ مِنْكَ وَمِمَّنْ تَبِعَكَ مِنْهُمْ اَجْمَعِيْنَ۔ فرمایا گیا ہے انہیں کوئی اپنی ذاتی قوت سے نہیں بچا سکتا۔ یہ دوسری بات ہے کہ منجانب اللہ جسے جتنی طاقت عطا ہو وہ اس طاقت کو کام میں لا سکتا ہے۔ آیۃ کریمہ ابوجہل اور اس کے اتباع کے حق میں آئی۔

اور قادر و مالک علی الاطلاق تو صرف اور صرف اللہ تعالےٰ ہی ہے اس کے علاوہ جسے جتنی قوت دی گئی وہ عطائی ہے اس کے بعد بطریق استدراک ارشاد ہے۔

لٰكِنِ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا رَبَّهُمْ لَهُمْ غُرَفٌ مِّنْ فَوْقِهَا غُرَفٌ مَّبْنِيَّةٌ تَجْرِىْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ وَعْدَ اللّٰهِ لَا يُخْلِفُ اللّٰهُ الْمِيْعَادَ۔ لیکن جو پرہیز گار ہیں اور اپنے رب سے ڈرتے ہیں ان کے لیے بالاخانوں پر بالا خانے ہیں قائم جن کے نیچے نہریں رواں ہیں یہ اللہ کا وعدہ ہے اللہ اپنے وعدے کے خلاف نہیں فرماتا۔

یہاں غرف۔ غرفہ کی جمع ہے اس لیے کہ جنت میں ایک منزل یا ایک مکان نہ ہوگا۔

ایسے ہی نہریں یہاں کی نہروں کی طرح نہیں ہوں گی بلکہ ہر منزل کے نیچے [illegible] رواں ہوں گی۔

چنانچہ اولیکی مرض میں سلاطین مغلیہ نے بھی اپنے غرفوں میں پانی کی آبشاریں جاری کی تھیں۔

اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَسَلَكَهٗ يَنَابِيْعَ فِى الْاَرْضِ ثُمَّ يُخْرِجُ بِهٖ زَرْعًا مُّخْتَلِفًا اَلْوَانُهٗ ثُمَّ يَهِيْجُ فَتَرٰىهُ مُصْفَرًّا ثُمَّ يَجْعَلُهٗ حُطَامًا اِنَّ فِىْ ذٰلِكَ لَذِكْرٰى لِاُولِى الْاَلْبَابِ۔ کیا نہ دیکھا تو نے کہ اللہ نے آسمان سے پانی نازل کیا تو جاری کیے اس سے چشمے زمین میں پھر نکالی اس سے کھیتی مختلف رنگ کی پھر وہ سوکھ جاتی ہے تو تو دیکھے اسے کہ پیلی پڑ گئی پھر کرتا ہے اسے ریزہ ریزہ بے شک اس میں عقل والوں کے لیے تذکیر ہے۔

یعنی صرف پانی برسا کر زرد۔ سفید۔ سرخ۔ بسنتی پیلے پیلے پھول والی کھیتی اگا کر اسے خشک کر کے ریزہ ریزہ کر کے بکھیر دیتا ہے پھر اس سے پھل اور دانہ نکالنا یہ سب قدرت قادر کے لیے زبردست دلیل ہے جسے عقل والے دیکھ کر ہدایت لیتے ہیں۔

با محاورہ ترجمہ تیسرا رکوع سورۃ زمر پ۲۳

أَفَمَنْ شَرَحَ اللّٰهُ صَدْرَهٗ لِلْاِسْلَامِ فَهُوَ عَلٰی نُوْرٍ مِّنْ رَّبِّهٖ فَوَیْلٌ لِّلْقٰسِیَةِ قُلُوْبُهُمْ مِّنْ ذِكْرِ اللّٰهِ اُولٰٓئِكَ فِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ ۝

تو کیا وہ جس کا سینہ اللہ نے کھول دیا اسلام کے لیے تو وہ نور پر ہے اپنے رب کی طرف سے تو خرابی ہے سنگدل کے لیے جو اللہ کے ذکر سے سخت ہے یہ کھلی گمراہی میں ہے۔ دونوں برابر نہیں ہو سکتے۔

اَللّٰهُ نَزَّلَ اَحْسَنَ الْحَدِیْثِ كِتٰبًا مُّتَشَابِهًا مَّثَانِیَ تَقْشَعِرُّ مِنْهُ جُلُوْدُ الَّذِیْنَ یَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ ثُمَّ تَلِیْنُ جُلُوْدُهُمْ وَقُلُوْبُهُمْ اِلٰی ذِكْرِ اللّٰهِ ذٰلِكَ هُدَی اللّٰهِ یَهْدِیْ بِهٖ مَنْ یَّشَآءُ وَمَنْ یُّضْلِلِ اللّٰهُ فَمَا لَهٗ مِنْ هَادٍ ۝

اللہ ہے جس نے نازل کیا سب سے اچھی کتاب کو جو اول سے آخر تک ایک سی ہے دوہرے بیان والی جس کی ہیبت سے رونگٹے کھڑے ہوں ان کے جو ڈرتے ہیں اپنے رب سے پھر ان کی جلد اور دل نرم ہوتے ہیں اللہ کی طرف رغبت کرنے میں یہ ہدایت ہے اللہ کی راہ دکھائے اس سے جسے چاہے اور جو گمراہ کرے اسے اللہ تو نہیں اس کا کوئی ہادی۔

اَفَمَنْ یَّتَّقِیْ بِوَجْهِهٖ سُوْٓءَ الْعَذَابِ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ وَقِیْلَ لِلظّٰلِمِیْنَ ذُوْقُوْا مَا كُنْتُمْ تَكْسِبُوْنَ ۝

تو کیا بچا سکتا ہے وہ اپنے چہرے کو برے عذاب قیامت سے اور کہا جائے گا ظالموں کو چکھو اپنا کمایا ہوا عذاب۔

كَذَّبَ الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ فَاَتٰىهُمُ الْعَذَابُ مِنْ حَیْثُ لَا یَشْعُرُوْنَ ۝

جھٹلایا ان سے قبل والوں نے تو آیا ان پر عذاب ایسے کہ انہیں خبر بھی نہ ہوئی۔

فَاَذَاقَهُمُ اللّٰهُ الْخِزْیَ فِی الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا وَلَعَذَابُ الْاٰخِرَةِ اَكْبَرُ لَوْ كَانُوْا یَعْلَمُوْنَ ۝

تو اللہ نے چکھائی انہیں رسوائی دنیا کی زندگی میں اور بے شک آخرت کا عذاب بڑا ہے کاش وہ جانتے۔

وَلَقَدْ ضَرَبْنَا لِلنَّاسِ فِیْ هٰذَا الْقُرْاٰنِ مِنْ كُلِّ مَثَلٍ لَّعَلَّهُمْ یَتَذَكَّرُوْنَ ۝

اور بے شک ہم نے لوگوں کے لیے اس قرآن میں ہر قسم کی مثالیں بیان فرمائیں کہ کسی طرح ہدایت پکڑیں

قُرْاٰنًا عَرَبِیًّا غَیْرَ ذِیْ عِوَجٍ لَّعَلَّهُمْ یَتَّقُوْنَ ۝

قرآن عربی زبان کا جس میں کوئی کجی نہیں تاکہ وہ ڈریں

ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا رَّجُلًا فِیْهِ شُرَكَآءُ

بیان کرتا ہے اللہ مثال دیتا ہے ایک آدمی کی کہ

مُتَشَاكِسُوْنَ وَرَجُلًا سَلَمًا لِّرَجُلٍ هَلْ يَسْتَوِيٰنِ مَثَلًا اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ بَلْ اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ۝

اس کے چند مالک ہیں بدخو اور ایک خالص مالک ایک کا کیا ان دونوں کا حال یکساں ہے سب خوبیاں اللہ کو ہیں بلکہ ان کے اکثر نہیں جانتے۔

اِنَّكَ مَيِّتٌ وَّاِنَّهُمْ مَّيِّتُوْنَ ثُمَّ اِنَّكُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ عِنْدَ رَبِّكُمْ تَخْتَصِمُوْنَ ۝

بے شک تمہیں انتقال فرمانا ہے اور انہیں بھی مرنا ہے پھر تم بروز قیامت اپنے رب کے حضور جھگڑو گے۔

لفظی ترجمہ

اَ۔ کیا	فَمَنْ۔ جس کا	شَرَحَ۔ کھول دیا	اللّٰهُ۔ اللہ نے
صَدْرَ۔ سینہ	هٗ۔ اس کا	لِلْاِسْلَامِ۔ اسلام کے لیے	فَهُوَ۔ تو وہ
عَلٰی۔ اوپر	نُوْرٍ۔ نور کے ہے	مِّنْ رَّبِّهٖ۔ اپنے رب سے	فَوَيْلٌ۔ تو خرابی ہے انکے لیے کہ
لِّلْقٰسِيَةِ۔ سخت ہیں	قُلُوْبُهُمْ۔ انکے دل	مِّنْ ذِكْرِ۔ ذکر	اللّٰهِ۔ الٰہی سے
اُولٰٓئِكَ۔ یہی ہیں	فِیْ۔ بیچ	ضَلٰلٍ۔ گمراہی	مُّبِيْنٍ۔ ظاہر کے
اَللّٰهُ۔ اللہ نے	نَزَّلَ۔ اتاری	اَحْسَنَ۔ بہترین	الْحَدِيْثِ۔ بات
كِتٰبًا۔ کتاب کی صورت میں	مُّتَشَابِهًا۔ ملتی جلتی	مَّثَانِیَ۔ دوہرے مضمون کی کہ	تَقْشَعِرُّ۔ رونگٹے کھڑے ہوتے ہیں
مِنْهُ۔ اس سے	جُلُوْدُ۔ چمڑوں پر	الَّذِيْنَ۔ انکے جو	يَخْشَوْنَ۔ ڈرتے ہیں
رَبَّهُمْ۔ اپنے رب سے	ثُمَّ۔ پھر	تَلِيْنُ۔ نرم ہوتے ہیں	جُلُوْدُ۔ چمڑے
هُمْ۔ ان کے	وَقُلُوْبُهُمْ اور دل انکے اِلٰی۔ طرف	ذِكْرِ۔ ذکر	اللّٰهِ۔ الٰہی کے
ذٰلِكَ۔ یہ	هُدَى۔ ہدایت ہے	اللّٰهِ۔ اللہ کی	يَهْدِیْ۔ ہدایت دیتا ہے
بِهٖ۔ اس کی	مَنْ۔ جسے	يَّشَآءُ۔ چاہے	وَ۔ اور
مَنْ۔ جسے	يُّضْلِلِ۔ گمراہ کرے	اللّٰهُ۔ اللہ	فَمَا۔ تو نہیں
لَهٗ۔ اسکو	مِنْ هَادٍ۔ کوئی ہدایت دینے والا	اَ۔ کیا	فَمَنْ۔ جو
يَّتَّقِیْ۔ بچے گا	بِوَجْهِهٖ۔ اپنے چہرے سے	سُوْٓءَ۔ برے	الْعَذَابِ۔ عذاب سے
يَوْمَ۔ دن	الْقِيٰمَةِ۔ قیامت کے	وَ۔ اور	قِيْلَ۔ کہا جائے گا
لِلظّٰلِمِيْنَ۔ ظالموں کو	ذُوْقُوْا۔ چکھو	مَا۔ جو	كُنْتُمْ۔ تم تھے

تَكْسِبُوْنَ۔ کماتے	كَذَّبَ۔ جھٹلایا	الَّذِيْنَ۔ ان لوگوں نے جو	مِنْ قَبْلِهِمْ۔ ان سے پہلے تھے
فَاَتٰهَا۔ تو آیا	هُمُوْ۔ ان پر	الْعَذَابُ۔ عذاب	مِنْ حَيْثُ۔ اس طرح کہ
لَا۔ نہیں	يَشْعُرُوْنَ۔ خبر نہ ہوتی	فَاَذَاقَهُمُ۔ تو چکھایا ان کو	اللّٰهُ۔ اللہ نے
الْخِزْيَ۔ ذلت	فِي۔ بیچ	الْحَيٰوةِ۔ زندگی	الدُّنْيَا۔ دنیا کے
وَ۔ اور	لَعَذَابُ۔ البتہ عذاب	الْاٰخِرَةِ۔ آخرت کا	اَكْبَرُ۔ بہت بڑا ہے
لَوْ۔ اگر	كَانُوْا۔ وہ ہوں	يَعْلَمُوْنَ۔ جانتے	وَ۔ اور
لَقَدْ۔ بیشک	ضَرَبْنَا۔ ہم نے بیان کیں	لِلنَّاسِ۔ لوگوں کیلئے	فِي۔ بیچ
هٰذَا۔ اس	الْقُرْاٰنِ۔ قرآن کے	مِنْ كُلِّ۔ ہر طرح کی	مَثَلٍ۔ مثالیں
لَعَلَّهُمْ۔ تاکہ وہ	يَتَذَكَّرُوْنَ۔ نصیحت پکڑیں	قُرْاٰنًا۔ قرآن ہے	عَرَبِيًّا۔ عربی
غَيْرَ۔ نہیں اس میں	ذِيْ عِوَجٍ۔ کوئی کجی	لَعَلَّهُمْ۔ تاکہ وہ	يَتَّقُوْنَ۔ ڈریں
ضَرَبَ۔ بیان کی	اللّٰهُ۔ اللہ تعالےٰ نے	مَثَلًا۔ مثال	رَجُلًا۔ ایک آدمی کی
فِيْهِ۔ اس میں	شُرَكَآءُ۔ شریک ہیں	مُتَشٰكِسُوْنَ۔ بدخو	وَ۔ اور
رَجُلًا۔ ایک آدمی	سَلَمًا۔ پورا	لِّرَجُلٍ۔ ایک آدمی کا ہے	هَلْ۔ کیا
يَسْتَوِيٰنِ۔ دونوں برابر ہیں	مَثَلًا۔ مثال میں	اَلْحَمْدُ۔ سب تعریفیں	لِلّٰهِ۔ اللہ کی ہیں
بَلْ۔ بلکہ	اَكْثَرُ۔ اکثر	هُمْ۔ ان کے	لَا۔ نہیں
يَعْلَمُوْنَ۔ جانتے	اِنَّكَ۔ بیشک تم بھی	مَيِّتٌ۔ مرنے والے ہو	وَ۔ اور
اِنَّهُمْ۔ بیشک وہ بھی	مَيِّتُوْنَ۔ مرنے والے ہیں	ثُمَّ۔ پھر	اِنَّكُمْ۔ تم
يَوْمَ۔ دن	الْقِيٰمَةِ۔ قیامت کے	عِنْدَ۔ پاس	رَبِّكُمْ۔ اپنے رب کے
تَخْتَصِمُوْنَ۔ جھگڑو گے			

خلاصہ تفسیر تیسرا رکوع سورہ زمر پ ۲۳

اَفَمَنْ شَرَحَ اللّٰهُ صَدْرَهٗ لِلْاِسْلَامِ فَهُوَ عَلٰى نُوْرٍ مِّنْ رَّبِّهٖ ۚ فَوَيْلٌ لِّلْقٰسِيَةِ قُلُوْبُهُمْ مِّنْ ذِكْرِ اللّٰهِ ۚ اُولٰٓئِكَ فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ۔ تو کیا وہ جس کا سینہ کھول دیا اللہ نے اسلام کے لیے تو وہ اپنے رب کی طرف نور پر ہے اس جیسا ہو جائے گا جو سنگ دل ہے تو خرابی ہے ان کی جن کے دل یاد خدا سے سخت ہوگئے

ہیں یہ کھلی گمراہی ہے۔

یعنی جن کا شرح صدر اسلام کے لیے منجانب اللہ کر دیا گیا وہ نور ایمان پر قائم ہو گیا اور اسے توفیق نیک عطا ہو گئی۔ حدیث میں ہے کہ جب حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت کریمہ تلاوت فرمائی تو صحابہ نے عرض کی حضور شرح صدر کیسے ہوتا ہے فرمایا جب نور ایمان دل میں روشن ہوتا ہے تو شرح صدر ہو جاتا ہے اور قلب مومن میں وسعت ہوتی ہے صحابہ نے سوال کیا اس کی علامت کیا ہے فرمایا وہ دار الخلود کی طرف متوجہ ہوتا ہے اور دار دنیا سے اسے نفرت ہو جاتی ہے اور موت کے آنے سے پہلے اس کے لیے آمادہ رہتا ہے۔

نفس انسان میں چار ہیں۔ امارہ۔ لوامہ ملہمہ مطمئنہ۔ امارہ وہ نفس خبیث ہے جیسے قبول حق سے بہت دوری ہوتی ہے اور ذکر اللہ کی سماعت سے اس میں سختی آتی اور کدورت بڑھتی ہے جیسے آفتاب کی حرارت سے موم نرم ہوتا ہے اور نمک سختی حاصل کرتا ہے۔

ایسے ہی مومن کا دل ذکر اللہ سے نرم ہوتا ہے اور کافر کا دل سخت ہوتا ہے۔

آیۂ کریمہ سے ان لوگوں کو عبرت حاصل کرنی چاہئے جو ذکر اللہ سے خود دور اور دوسروں کو روکنے والے ہیں۔

صوفیاء کرام کے ذکر کا استہزاء کرنے کے ساتھ اسے بدعت و ناجائز کہہ کر اس سے لوگوں کو روکتے ہیں۔

نمازوں کے بعد ذکر اور صلوۃ وسلام کی مخالفت کرتے ہیں۔

حتی کہ میت کے ایصال ثواب میں قرآن پڑھنے ذکر کلمہ شریف کو ممنوع کہتے ہیں۔

اس پر ارشاد ہے اُولٰٓئِكَ فِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ ایسے لوگ کھلی گمراہی میں ہیں۔ آگے ارشاد ہے۔

اَللّٰهُ نَزَّلَ اَحْسَنَ الْحَدِیْثِ كِتٰبًا مُّتَشَابِهًا مَّثَانِیَ ﳓ تَقْشَعِرُّ مِنْهُ جُلُوْدُ الَّذِیْنَ یَخْشَوْنَ رَبَّهُمْۚ ثُمَّ تَلِیْنُ جُلُوْدُهُمْ وَ قُلُوْبُهُمْ اِلٰى ذِكْرِ اللّٰهِؕ ذٰلِكَ هُدَى اللّٰهِ یَهْدِیْ بِهٖ مَنْ یَّشَآءُؕ وَ مَنْ یُّضْلِلِ اللّٰهُ فَمَا لَهٗ مِنْ هَادٍ۔ اللہ نے نازل فرمائی سب سے اچھی کتاب کہ وہ تمام کی تمام یکساں بلاغت والی ہے۔ اور دوہرے بیان والی اس سے بدن کے رونگٹے لرزتے ہیں جو اللہ سے ڈریں پھر ان کے جسم کی کھالیں اور دل نرم پڑ جاتے ہیں یاد الٰہی کی رغبت کی طرف یہ اللہ کی ہدایت ہے جسے چاہے راہ دکھائے اور جسے اللہ گمراہ کرے اسے کوئی راہ دکھانے والا نہیں۔

احسن الحدیث سے مراد قرآن کریم ہے اور اس کی بلاغت وفصاحت کی یہ شان ہے کہ اول سے آخر تک تمام کا تمام بلیغ و فصیح ہے۔ متشابہ اس لیے فرمایا کہ اس کی آیتوں میں سے کسی آیت کو پہلی آیت سے ادنی اعلی نہیں کہہ سکتے اور مثانی اس لیے فرمایا کہ نظم و شعر سے منزہ اور احکام میں واضح بار بار حکم دینا

اور ہر پہلو سے حکم میں علوم و فنون کی جامعیت ہونا۔
تَقْشَعِرُّ مِنْهُ۔ یہاں متشابہا کتاب کی پہلی صفت ہے۔
اور مَثَانِیَ دوسری صفت۔
اور تَقْشَعِرُّ تیسری صفت۔
حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ یہ صفت اولیاء کرام کی ہے کہ ذکر الٰہی سے ان کے جسم کے رونگٹے کھڑے ہوجاتے اور جسم کانپنے لگتے ہیں اور دل چین پاتے ہیں۔
گویا کتاب متشابہ اور مثانی ایسی ہے جس سے تقشعر منہ جلود بھی ہے۔ مَثَانِیَ مثنٰی کی جمع ہے۔

تفصیل لفظ تَقْشَعِرُّ

تقشعر ماخوذ ہے اِقْشِعْرَار سے اور اقشعرار کے معنی سکڑنے کے ہیں۔ محاورہ ہے اِقْشَعَرَّ الْجِلْدُ اِذَا انْقَبَضَ تَقَبُّضًا شَدِیْدًا۔ اس میں ق ش عربی کے لیے کیا گیا۔ قشع کے معنی سوکھی کھال کے ہیں۔
پھر رباعی اور زائد معنی پر دلالت کرنے کی غرض سے رے ملائی گئی۔ اب اقشعرار کے معنی بدن کے رونگٹے کھڑے ہونے کے ہو گئے چنانچہ بولا جاتا ہے اِقْشَعَرَّ جِلْدُہٗ اِذَا وَقَفَ شَعْرُہٗ مِنَ الْخَوْفِ وَالْفَزَعِ آگے ارشاد ہے
اَفَمَنْ یَّتَّقِیْ بِوَجْهِهٖ سُوْٓءَ الْعَذَابِ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ وَقِیْلَ لِلظّٰلِمِیْنَ ذُوْقُوْا مَا كُنْتُمْ تَكْسِبُوْنَ۔ كَذَّبَ الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ فَاَتٰىهُمُ الْعَذَابُ مِنْ حَیْثُ لَا یَشْعُرُوْنَ فَاَذَاقَهُمُ اللّٰهُ الْخِزْیَ فِی الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا وَلَعَذَابُ الْاٰخِرَةِ اَكْبَرُ لَوْ كَانُوْا یَعْلَمُوْنَ۔ تو کیا جو شخص بروز قیامت اپنے منہ کو بد ترین عذاب کی سپر بناتا ہے وہ اس جیسا ہوسکتا ہے جو بہشت میں ہے اور ظالم نافرمانوں سے کہا جائے گا کہ دنیا میں جو کچھ کرتے رہے ہو اب اس کے مزے چکھو۔ ان لوگوں نے تکذیب کی پیغمبروں کی جو پہلے گزر گئے ہیں انہیں ایسے عذاب نے آلیا کہ انہیں اس کی خبر بھی نہ ہوئی تو انہیں اس دنیا کی زندگی میں اللہ نے ذلت و رسوائی کا مزہ چکھا دیا اور آخرت کا عذاب تو اس سے کہیں بڑھ کر ہے کاش یہ لوگ جانتے۔
اپنے چہرے کو جہنم کے عذاب میں مبتلا کرنے والا کافر ہوگا جس کے ہاتھ گردن کے ساتھ ملا کر باندھ دیے جائیں گے اور اس کی گردن میں گندھک کا جلتا ہوا پہاڑ پڑا ہوگا جو اس کے چہرے کو جھلس ڈالے گا اس حال میں اسے اوندھا کر کے آتش جہنم میں ڈالا جائے گا وہ اس مومن کے برابر کیوں کر ہوسکتا ہے جو عذاب سے مامون اور بہشت میں با فرح و سرور داخل ہوگا اسے تو کہا جائے گا کہ دنیا میں جو کفر و سرکشی کرتا رہا اب اس کا وبال و عذاب برداشت کر۔ اور کفار مکہ سے پہلے کافروں نے رسولوں کی تکذیب کی ان پر اچانک ایسا عذاب آیا کہ انکو خبر بھی نہ ہوئی وہ بے فکر بیٹھے تھے کہ ہلاک کر دیے گئے جیسے عاد و ثمود کہ ان میں سے کسی کو مسخ کر دیا گیا کوئی زمین

میں دھنسا دیا گیا۔ اگر یہ سمجھ لیتے اور جان جاتے تو توبہ کرلیتے اور انبیاء کی تکذیب نہ کرتے۔ اب دنیا کے عذاب کے علاوہ آخرت کا بڑا عذاب بھی انہیں ملے گا۔

وَلَقَدْ ضَرَبْنَا لِلنَّاسِ فِیْ هٰذَا الْقُرْاٰنِ مِنْ كُلِّ مَثَلٍ لَّعَلَّهُمْ یَتَذَكَّرُوْنَ ۔ قُرْاٰنًا عَرَبِیًّا غَیْرَ ذِیْ عِوَجٍ لَّعَلَّهُمْ یَتَّقُوْنَ ۔ اور بے شک ہم نے اس قرآن میں ہر قسم کی مثالیں بیان فرمائیں کہ کسی طرح انہیں ہدایت ہو۔ عربی زبان کا قرآن جس میں قطعاً کوئی کجی نہیں تاکہ سننے والے ڈریں۔

ایسا صاف فصیح و بلیغ کلام جس نے فصحاء بلغاء خطباء کو اس کے مقابلہ سے عاجز کر دیا پھر مضمون کی یہ شان کہ وہ تناقض و اختلاف سے پاک ہے۔ یہ کلام اسی لیے نازل فرمایا کہ کفر و تکذیب سے باز آکر موحد و مومن بن جائیں۔ آگے دوسری مثال بیان فرمائی جاتی ہے چنانچہ ارشاد ہے۔

ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا رَّجُلًا فِیْهِ شُرَكَآءُ مُتَشٰكِسُوْنَ وَ رَجُلًا سَلَمًا لِّرَجُلٍ هَلْ یَسْتَوِیٰنِ مَثَلًا اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ بَلْ اَكْثَرُهُمْ لَا یَعْلَمُوْنَ ۔ اللہ ایک مثال بیان فرماتا ہے ایک غلام کہ اس میں چند بدخو آقا شریک ہوں اور ایک غلام خالص ایک مالک کا ہو کیا یہ دونوں مساوی ہیں۔ تمام خوبیاں اللہ تعالے کو ہیں بلکہ ان کے اکثر نہیں جانتے۔

مُتَشٰكِسُوْنَ کی تشریح

یہ مُتَشَاکِس کی جمع ہے اور اسم فاعل ہے۔

تشاکس کہتے ہیں باہم بدخوئی کرنے اور اختلاف کرنے کو۔

یہ باب تفاعل سے ہے اس کا مادہ شکس ہے۔

اور شَكِسَ يَشْكَسُ شَكَسًا بولتے ہیں جب تنگ ہو جائیں۔

اور رات دن پر بھی مُتَشَاكِسَان بولتے ہیں اسلئے کہ وہ باہمی ایک دوسرے کی ضد ہیں۔

سَلَمًا لِّرَجُلٍ کی تفسیر

سلم مصدر ہے۔ اس کے معنی خالص کے ہیں۔

ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا سے مراد مشرک و مومن کی مثال ہے۔

گویا ارشاد ہے کہ ایک جماعت کا غلام پریشان ہے اور پریشان ہی رہیگا اس لیے کہ ہر فرد اسے اپنی طرف کھینچے گا جیسے سات ماموؤں کا بھانجا کہ وہ ہر ماموں کے زیر حکم رہ کر ہر ایک کے حکم کی تعمیل سے قاصر رہے گا اور سب کے حکم کی تعمیل میں پریشان ہے کہ کس کی مانوں تمام آقاؤں کے حکم کی تعمیل ایک غلام کے لیے ناقابل تعمیل ہو گی لازمی طور پر ایک آقا عدم تعمیل کی وجہ میں غلام سے ناراض ہو گا اور یہ غلام سب کو راضی رکھنے میں کامیاب نہیں ہو سکے گا۔

اور یہ غلام جب اپنی کسی حاجت کے لیے کچھ کہنا چاہے تو اسے یہ مشکل ہے کہ کس آقا سے کہے تو اپنی حاجت روائی کرنا اس کے لیے مشکل ہے۔
برخلاف اس غلام کے جس کا ایک ہی آقا ہے وہ اپنے آقا کی خدمت کر کے اسے راضی رکھ سکتا ہے اور جب اسے کوئی حاجت پیش آئے تو اس سے عرض کر سکتا ہے اسے کوئی پریشانی نہیں ہو سکتی۔
یہ حال مومن موحد کا ہے کہ وہ ایک مالک کا بندہ ہے اسی کی عبادت کرتا اسی سے سب کچھ مانگتا ہے۔
خواہ کسی مقرب خاص کے توسل سے مانگے یا خود عرض کرے اور جس کا توسل کرتا ہے اسے اسی مالک کا بندہ جانتا ہے البتہ مقرب سمجھتا ہے اس سے انبیاء و اولیاء کا وسیلہ ممنوع نہیں اس لیے کہ مومن جس نبی ولی کا توسل کرتا ہے اسے وہ خدا نہیں جانتا اور نہ اپنے کو اس کا عبد مملوک سمجھتا ہے بلکہ سید الانبیاء صلے اللہ علیہ وسلم کو بھی عَبْدُہٗ وَ رَسُوْلُہٗ کہتا ہے۔ مالک الملک صرف اور صرف ایک ہی ذات کو جانتا ہے۔ پھر کسی کے توسل کو آیۂ کریمہ سے ممنوع سمجھنا جہالت ہے۔
اور مشرک جماعت کے غلام کی طرح ہے اس لیے کہ وہ کئی کروڑ معبودوں کا بندہ ہے اور سب کی پوجا پاٹ کرتا ہے۔
تو دونوں قسم کے غلام یکساں نہیں ایک کامیاب عبد مملوک خدا ہے اور دوسرا ناکام متعدد خداؤں کا بندہ ہے۔ اسی لیے بَلْ اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ فرما کر وضاحت کر دی گئی کہ یہ فرق اکثر نہیں جانتے آگے ارشاد ہے۔
اِنَّكَ مَيِّتٌ وَّاِنَّهُمْ مَّيِّتُوْنَ ثُمَّ اِنَّكُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ عِنْدَ رَبِّكُمْ تَخْتَصِمُوْنَ۔ بے شک اے محبوب تمہیں انتقال کرنا ہے اور ان کافروں کو بھی مرنا ہے پھر تم بروز قیامت اپنے رب کے حضور جھگڑو گے۔
آیت کریمہ میں کفار کے اعتقاد کا رد ہے جو حضور سید یوم النشور صلے اللہ علیہ وسلم کی وفات کے منتظر تھے کہ ان کی وفات کے دن ہم آزادی سے اپنے معتقدات پہ عمل کریں گے۔
انہیں فرمایا کہ تم خود مرنے والے ہو کر دوسرے کی موت کا انتظار کر رہے ہو یہ تمہاری حماقت ہے تم تو وہ ہو کہ زندگی دنیا میں بھی مرے ہوئے ہو اور انبیاء کرام کی موت ایک آن کی موت ہے پھر وہ حیات جاودانی پاتے ہیں۔ اس پر شرعی براہین احادیث صحیحہ سے موجود ہیں۔ اعلیٰ حضرت قدس سرہ نے بھی اس پر ایک رباعی فرمائی جس میں مسئلہ حل فرما دیا ہے

انبیاء کو بھی اجل آنی ہے ۔ مگر ایسی کہ فقط آنی ہے
پھر اس آن کے بعد ان کی حیات مثل سابق وہی جسمانی ہے
روح تو سب کی ہے زندہ ان کا جسم پرنور بھی روحانی ہے

اس کی ازواج کو جائز ہے نکاح اس کا تزکہ بٹے جو فانی ہے
چنانچہ حدیث میں بھی یہی وارد ہے اَلْاَنْبِیَاءُ اَحْیَاءٌ فِیْ قُبُوْرِهِمْ یُصَلُّوْنَ۔ انبیاء کرام زندہ ہیں اپنی قبروں میں نماز پڑھتے ہیں۔ اور ظاہر ہے کہ نماز بغیر صحت اعضاء ادا نہیں ہو سکتی اسی لیے ان کے اجسام بھی زمین پر حرام ہیں وہ نہیں کھا سکتی۔ چنانچہ حدیث میں ہے اِنَّ اللّٰهَ حَرَّمَ عَلَى الْاَرْضِ اَنْ تَاْكُلَ اَجْسَادَ الْاَنْبِيَاءِ۔ اللہ نے زمین پر حرام فرمایا کہ انبیاء کرام کے جسم کھائے۔
اور بروز قیامت تختصمون جو فرمایا وہ یہ ہے کہ انبیاء کرام امت پر حجت قائم کریں گے کہ انہوں نے تبلیغ رسالت اور دعوت دین میں جہد بلیغ فرمائی۔ آج کافر بے فائدہ معذرتیں کر رہے ہیں۔
ایک قول یہ ہے کہ اختصام سے مراد خصومت عام ہے کہ لوگ دنیوی حقوق میں جھگڑیں گے اور اپنا حق ہر ایک طلب کرے گا۔

مختصر تفسیر اردو تیسرا رکوع۔ سورۃ زمر پ ۲۳

اَفَمَنْ شَرَحَ اللّٰهُ صَدْرَهٗ لِلْاِسْلَامِ۔ کیا وہ جس کا سینہ اللہ نے اسلام کے لیے کشادہ کیا۔
عربی میں شرح بسط و کشادگی کے معنی میں مستعمل ہے۔ چنانچہ آلوسی فرماتے ہیں وَالشَّرْحُ فِي الْاَصْلِ الْبَسْطُ وَيُكْنٰى بِهٖ عَنِ التَّوْسِيْعِ۔
اور اس سے مراد نفس ناطقہ کا مستعد ہونا ہے قبول کی طرف۔
اور نفس ناطقہ کا محل قلب ہے۔ اس کے جوف میں بخار لطیفہ غذا کی کیفیت سے متکون ہوتے ہیں اور اس کے واسطے سے تمام بدن پر تدبیر و تصریف وابستہ ہے۔
پھر یہی نفس متصف بالاسلام والایمان ہوتا ہے۔
تو جس کے سینہ میں اللہ تعالے استعداد اسلامی پیدا فرما دے وہ فطرت اصلی کی طرف مائل ہو جاتا ہے اور اس کے ایمان میں تغیر نہیں آتا تو اہ کتنے ہی وساوس قادحہ اس پر مستولی ہوں اس لیے کہ
فَهُوَ عَلٰى نُوْرٍ مِّنْ رَّبِّهٖ۔ وہ اللہ کے نور عظیم کی روشنی میں ہوتا ہے۔
اور جس میں یہ نور نہ ہو اس کے حق میں ارشاد ہے۔
فَوَيْلٌ لِّلْقٰسِيَةِ قُلُوْبُهُمْ مِّنْ ذِكْرِ اللّٰهِ اُولٰٓئِكَ فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ۔ تو خرابی ہے سنگدلوں کو جو اللہ کے ذکر سے منحرف ہیں یہ لوگ کھلی گمراہی میں ہیں۔

یعنی ذکر الٰہی کا مقتضا یہ ہے کہ سننے والے کا دل نرم ہوا اور بجائے نرم ہونے کے دل میں قساوت پیدا ہونا ان کے لیے ہلاکت اور خرابی کا موجب ہے اور یہ عدم قبول اس امر کی دلیل ہے کہ ان کے دل مثل صخرۂ صما کے ہیں اسی بنا پر حدیث میں ہے اِنَّ فِیْ جَسَدِ ابْنِ اٰدَمَ لَمُضْغَةً اِذَا صَلَحَتْ صَلَحَ الْجَسَدُ كُلُّهٗ وَاِذَا فَسَدَتْ فَسَدَتِ الْجَسَدُ كُلُّهٗ اَلَا وَهِیَ الْقَلْبُ. انسان کے جسم میں ایک گوشت کا ٹکڑا ہے اگر وہ درست ہو تو تمام بدن درست ہوتا ہے اور اگر وہ بگڑ جائے تو تمام جسم میں فساد آجاتا ہے اور وہ انسان کا قلب ہے تو ایسے قسی القلب لوگ کھلی گمراہی میں ہیں۔

آیۂ کریمہ حضرت شیر خدا اور حمزہ رضی اللہ عنہما کے حق میں نازل ہوئی اور اس کا دوسرا حصہ ابولہب اور اس کے بیٹے کے لیے آئی۔ شیر خدا اور حمزہ کے لیے اَفَمَنْ شَرَحَ اللّٰهُ صَدْرَهٗ لِلْاِسْلَامِ فَهُوَ عَلٰى نُوْرٍ مِّنْ رَّبِّهٖ نازل ہوئی اور ان کے لیے فَوَیْلٌ لِّلْقٰسِیَةِ قُلُوْبُهُمْ ارشاد ہوا۔ آگے فرمایا جاتا ہے۔

اَللّٰهُ نَزَّلَ اَحْسَنَ الْحَدِیْثِ كِتٰبًا مُّتَشَابِهًا مَّثَانِیَ تَقْشَعِرُّ مِنْهُ جُلُوْدُ الَّذِیْنَ یَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ ثُمَّ تَلِیْنُ جُلُوْدُهُمْ وَقُلُوْبُهُمْ اِلٰى ذِكْرِ اللّٰهِ ۔ اللہ نے نازل فرمایا قرآن بہترین کلام کتاب میں جو اپنے معنی اور مطالب میں ایک دوسرے کے مشابہ ہے بار بار دہرایا گیا جس کے سننے سے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں ان کے جو اپنے رب سے ڈرتے ہیں پھر نرم ہو جاتی ہیں ان کی جلدیں اور ان کے دل اللہ کے ذکر کی طرف۔

احسن الحدیث سے مراد قرآن کریم ہے۔ شان نزول آیۂ کریمہ یہ ہے جیسے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ایک جماعت صحابہ نے حضور کی خدمت میں عرض کیا یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ حَدِّثْنَا بِاَحَادِیْثَ حِسَانٍ وَبِاَخْبَارِ الدَّهْرِ حضور ہمیں اچھی اچھی حدیثیں سنائیں اور زمانہ کی خبریں دیں تو یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔

اور احسن الحدیث کا بدل کِتٰبًا ہے اور مُتَشَابِهًا سے مراد مَا تَشَابَهَ مَعَانِیْهِ فِی الصِّحَّةِ وَالْاَحْكَامِ ہے یعنی معانی اور صحت احکام میں تمام مشابہت تام رکھتا ہے۔

مَثَانِیَ میں دوسری صفت کتاب کی بیان کی گئی۔ مَثَانِیَ جمع ہے مثنیٰ کی جس کے معنی مکرر کے ہیں یعنی احکام، مواعظ مکرر اور قصص کا بار بار ذکر۔

اور ایک قول کہ مثنیٰ سے مراد یُثْنٰى فِی التِّلَاوَةِ یعنے تلاوت بار بار کی جائے۔ آگے ارشاد ہے۔

تَقْشَعِرُّ مِنْهُ جُلُوْدُ الَّذِیْنَ یَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ ۔ اقشعرار بمعنی تقبض ہے۔ محاورہ میں بولتے ہیں اِقْشَعَرَّ الْجِلْدُ اِذَا انْقَبَضَ تَقَبُّضًا شَدِیْدًا ۔ اور یہ قشع سے مرکب ہے اور قشع سوکھی کھال کو کہتے ہیں جیسے بولتے ہیں اِقْشَعَرَّ جِلْدُهٗ اِذَا وَقَفَ شَعْرُهٗ اِذَا عَرَضَ لَهٗ خَوْفٌ شَدِیْدٌ مِّنْ اَمْرٍ هَائِلٍ وَهَمَّهٗ بَغْتَةً تو اس کے معنی یہ ہوئے۔ اَنَّهُمْ اِذَا سَمِعُوا الْقُرْاٰنَ وَقَوَارِعَ اٰیَاتِ وَعِیْدِهٖ اَصَابَتْهُمْ رَهْبَةٌ وَّخَشْیَةٌ تَقْشَعِرُّ مِنْهَا جُلُوْدُهُمْ وَاِذَا ذُكِرُوْا

رحمۃ اللہ تعالیٰ عند سماع ایات وعید ہ تعالیٰ والطافہ تبدلت خشیتہم رجاءً وذھبتہم رغبۃً وذلک قولہ تعالیٰ ثم تلین جلودھم وقلوبھم الی ذکر اللہ ای ساکنۃ مطمئنۃ الی ذکر رحمتہ تعالیٰ۔ پھر ان کے جلد اور دل ٹھہر جاتے ہیں اور مطمئن ہو جاتے ہیں ذکر اللہ کی طرف۔

بعض اس طرف گئے کہ یہ نعت اولیاء کرام ہے اور بعض نے کہا کہ اقشعرار جلود سماعت قرآن پاک سے ہونا پھر رحمت الٰہی سے سکون پانا یہ توصفت اولیاء کرام ہے لیکن صعق و وجد اور صفقہ جیسا کہ کلام سن کر بعض لوگ کرتے ہیں یہ نعت اولیاء کرام نہیں۔

چنانچہ ابن عساکر حضرت عبد اللہ بن عروہ بن زبیر سے راوی ہیں قلت لجدتی اسماء کیف کان یصنع اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا قرأوا القراٰن ۔ میں نے اپنی دادی حضرت اسماء سے پوچھا کہ صحابہ کرام جب قرآن پڑھتے تھے تو کیا کرتے تھے۔

قالت کانوا کما نعتہم اللہ تعالیٰ تدمع اعینہم وتقشعر جلودھم۔ فرمایا ان کا وہی حال ہوتا تھا جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے ان کی نعت میں بیان فرمایا ان کی آنکھیں آنسو بہانے لگتیں اور انکے جسم کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے تھے۔

قلت ان ناسا ھھنا اذا سمعوا ذلک تاخذھم غشیۃ۔ میں نے عرض کیا آج لوگ جب ایسا سنتے ہیں تو ان پر غش طاری ہو جاتا ہے۔

قالت اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم۔ فرمایا میں اللہ کی پناہ مانگتی ہوں شیطان مردود سے۔

اور زبیر بن بکار موفقیات میں عامر اور عبد اللہ بن زبیر سے راوی ہیں قال جئت امی فقلت وجدت قوما ما رایت خیرا منہم قط یذکرون اللہ تعالیٰ فیرعد احدھم حتی یغشی علیہ من خشیۃ اللہ تعالیٰ فقالت لا تقعد معھم۔ میں اپنی والدہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا میں نے ایک قوم کو پایا تو میں نے ان میں قطعا بھلائی نہ دیکھی اللہ کا ذکر کرتے ہوئے کانپتے ہیں اچھلتے اچھلتے ہیں حتیٰ کہ ان پر خوف الٰہی سے غشی طاری ہو جاتی ہے تو فرمایا بیٹا ان کے پاس تو نہ بیٹھ۔

ثم قالت رایت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یتلو القراٰن ورایت ابا بکر وعمر یتلون القراٰن فلا یصیبھم ھذا افتراھم اخشی من ابی بکر وعمر۔ پھر فرمایا میں نے حضور صلے اللہ علیہ وسلم کو دیکھا اور ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہما کو دیکھا کہ قرآن کریم کی تلاوت فرماتے تھے تو ان پر یہ کیفیت طاری نہ ہوتی تھی تو کیا تو انہیں صدیق وفاروق سے زیادہ خوف الٰہی کرنے والا سمجھتا ہے۔

اور ابن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا جبکہ آپ نے ایک شخص کو قرآن کریم سنتے ہوئے غشی میں گرا ہوا دیکھا تو فرمایا ہم اللہ تعالےٰ کا خوف رکھتے ہیں اور غش ہو کر نہیں گرتے یہ لوگ جن کا یہ حال ہوتا ہے ان میں شیطان گھس

جاتا ہے اور کچھ نہیں

اور عبد الرزاق اور عبد بن حمید اور ابن المنذر حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے راوی ہیں کہ آپ نے آیۂ کریمہ کے متعلق فرمایا ھٰذَا نَعْتُ اَوْلِیَآءِ اللّٰہِ تَعَالٰی قَالَ تَقْشَعِرُّ جُلُوْدُھُمْ وَتَبْکِیْ اَعْیُنُھُمْ وَتَطْمَئِنُّ قُلُوْبُھُمْ اِلٰی ذِکْرِ اللّٰہِ وَلَمْ یَنْعَتْھُمُ اللّٰہُ سُبْحٰنَہٗ بِذَھَابِ عُقُوْلِھِمْ وَالْغَشْیَانِ عَلَیْھِمْ اِنَّمَا ھٰذَا فِیْ اَھْلِ الْبِدَعِ وَاِنَّمَا ھُوَ مِنَ الشَّیْطٰنِ آیۂ کریمہ میں نعت اولیاء کرام ہے کہ ان کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں اور ان کی آنکھیں روتی ہیں اور ان کے دل ذکر الٰہی سے اطمینان پاتے ہیں اور ان کی نعت ہرگز نہیں فرمائی جن کی عقل زائل ہو جائے اور جو غشی سے بیہوش ہو جائیں یہ تو اہل بدعت کی علامت ہے اور وہ اثر شیطان سے ہے۔

ابن ابی شیبہ حضرت ابن جبیر رضی اللہ عنہ سے ناقل ہیں کہ اَلصَّعْقَۃُ مِنَ الشَّیْطَانِ یعنے چیخنا یہ حرکت شیطانی سے ہے۔

ابن سیرین کی ایک روایت ہے جس سے مسئلہ واضح ہو جاتا ہے۔ فرماتے ہیں بَیْنَنَا وَبَیْنَ ھٰؤُلَآءِ الَّذِیْنَ یُصْرَعُوْنَ عِنْدَ قِرَاءَۃِ الْقُرْاٰنِ اَنْ یُّجْعَلَ اَحَدُھُمْ عَلٰی حَائِطٍ بَاسِطًا رِجْلَیْہِ ثُمَّ یُقْرَأُ الْقُرْاٰنُ عَلَیْھِمْ کُلُّہٗ فَاِنْ رَمٰی بِنَفْسِہٖ فَھُوَ صَادِقٌ وَھٰذِہٖ اَخْبَارٌ نَاعِیَۃٌ عَلٰی بَعْضِ الْمُتَصَوِّفَۃِ صَعْقَھُمْ وَلَوَاجُدَھُمْ وَضَرْبَ رُؤُسِھِمُ الْاَرْضَ عِنْدَ سِمَاعِ الْقُرْاٰنِ۔

تلاوت قرآن پاک کے وقت ہمارے اور ان لوگوں کے درمیان یہی حالت رہی جبکہ وہ لوگ اونچی جگہ پاؤں پھیلائے ہوتے اور ان پر قرآن کی تلاوت ہوتی تو اگر وہ خود بخود گر پڑتے تو سچے ہوتے۔ یہ بعض صوفیا کے خون کی خبریں ہیں کہ وہ سماع قرآن پہ چیخ مار کر تواجد میں آجاتے اور اپنے سر زمین پر مارتے تھے۔

وَیَقُوْلُ مَشَآئِخُھُمْ اِنَّ ذٰلِکَ بِضُعْفِ الْقُلُوْبِ عَنْ تَحَمُّلِ الْوَارِدِ وَلَیْسَ فَاعِلُوْا ذٰلِکَ فِی الْکَمَالِ کَالصَّحَابَۃِ اَھْلِ الصَّدْرِ الْاَوَّلِ فِیْ قُوَّۃِ التَّحَمُّلِ فَمَا ھُوَ اِلَّا دَلِیْلُ النَّقْصِ بِدَلِیْلِ اِنَّ السَّالِکَ اِذَا کَمُلَ رَسَخَ وَقَوِیَ قَلْبُہٗ وَلَمْ یَصْدُرْ مِنْہُ شَیْءٌ مِّنْ ذٰلِکَ وَیَقُوْلُوْنَ لَیْسَ فِی الْاٰیَۃِ اَکْثَرُ مِنْ اِثْبَاتِ الْاِقْشِعْرَارِ وَاللِّیْنِ وَلَیْسَ فِیْھَا نَفْیُ اَنْ تَعْتَرِیَھُمْ حَالٌ اُخْرٰی لِفِی الْاٰیَۃِ اِشْعَارٌ بِاَنَّ الْمَذْکُوْرَ حَالُ الْوَاسِعِیْنَ الْکَامِلِیْنَ حَیْثُ قَالَ سُبْحٰنَہٗ الَّذِیْنَ یَخْشَوْنَ رَبَّھُمْ۔

اس پر مشائخ فرماتے ہیں یہ کیفیت عدم تحمل پر ہوتی ہے اس لیے کہ جن کا دل کمزور ہوتا ہے وہ برداشت نہیں کر سکتے اور صحابہ کرام صدر اول میں وہ تھے کہ ان میں تحمل وضبط کی قوت علی وجہ الکمال تھی اور آیۂ کریمہ میں اسی وجہ میں تَقْشَعِرُّ مِنْہُ جُلُوْدُ الَّذِیْنَ یَخْشَوْنَ رَبَّھُمْ آیا ہے اس لیے کہ جب سالک کامل ہو جاتا ہے

اور اس کا دل قوت حاصل کر لیتا ہے تو اس سے ایسی اضطراری حالت صادر نہیں ہوتی۔ اسی وجہ میں آیۂ کریمہ اس قسم کی کیفیت کی نفی نہیں کرتی بلکہ اس کی طرف مشعر ہے کہ راسخ کامل پر یہ حالت طاری ہو کر رہ جاتی ہے اور ناقص الحال پر اس سے زیادہ تواجد وغیرہ ہو سکتا ہے تو ایسے حالات کی مذمت صحیح نہیں بلکہ کوشش کی جائے کہ وہ ناقص الحال نہ رہے بلکہ راسخ الحال بننے کی سعی کرے نَسْئَلُ اللّٰهَ الْعَظِیْمَ اَنْ یَّتَفَضَّلَ عَلَیْنَا مِمَّا یَتَفَضَّلُ بِهٖ عَلٰی اَصْحَابِ نَبِیِّهٖ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ آگے ارشاد ہے

ذٰلِكَ هُدَى اللّٰهِ یَهْدِیْ بِهٖ مَنْ یَّشَآءُ ؕ وَمَنْ یُّضْلِلِ اللّٰهُ فَمَا لَهٗ مِنْ هَادٍ۔ یہ اللہ کی ہدایت ہے جسے چاہے ہدایت فرمائے اور جسے اللہ گمراہ کرے تو اس کے لیے کوئی ہادی نہیں۔

یعنی جسے اللہ ہدایت فرما دے اسے نیکی کی توفیق عطا فرماتا ہے اور جس میں گمراہی کا مادہ پیدا کر دے وہ اعراض عن الحق ہی کرے گا اس لیے کہ اس میں استعداد ہی گمراہی کی ہے تو اس کا کوئی ہادی بھی نہیں ہو سکتا کہ اسے ورطۂ ضلالت سے نکال سکے آگے ارشاد ہے۔

اَفَمَنْ یَّتَّقِیْ بِوَجْهِهٖ سُوْٓءَ الْعَذَابِ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ۔ کیا وہ جو اپنے چہرے کو ڈھال بنائے دن قیامت کے۔

آیت کریمہ میں بِوَجْهِهٖ اس لیے فرمایا کہ چہرہ اشرف اعضائے جسم ہے اور کافر بروز قیامت عذاب شدید میں اس طرح مبتلا ہو گا کہ یَکُوْنُ یَدُهُ الَّتِیْ بِهَا کَانَ یَتَّقِی الْمَکَارِهَ مَغْلُوْلَةً اِلٰی عُنُقِهٖ کہ اس کا وہ ہاتھ جو تکالیف و مکروہات سے بچاتا ہے وہ اس کی گردن سے لپٹا ہوا ہو اور تمام لپٹیں اس کے چہرے پر آئیں گی تو ایسا کافر اور مومن دونوں برابر ہو سکتے ہیں؟ کبھی نہیں اس لیے کہ مومن بے فکری سے باغیچوں میں عیش کرتے ہوں گے۔ گویا آیت کریمہ کے یہ معنے ہوئے اَفَمَنْ یَّتَّقِیْ عَذَابَ یَوْمِ الْقِیٰمَةِ کَالْمُنْعِمِ عَلٰی کُفْرِهٖ۔

اس آیت کا شانِ نزول ابوجہل کے حق میں ہے۔

وَقِیْلَ لِلظّٰلِمِیْنَ ذُوْقُوْا مَا کُنْتُمْ تَکْسِبُوْنَ۔ اور مشرکوں سے کہا جائے گا اب چکھو اپنے کیے کا بدلہ۔

یعنی جو کچھ حیات دنیا میں تم نے کیا اس کا وبال و نکال ہمیشہ کے لیے تم پر آ گیا اب اس کا مزہ چکھتے رہو

کَذَّبَ الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ فَاَتٰىهُمُ الْعَذَابُ مِنْ حَیْثُ لَا یَشْعُرُوْنَ۔ جھٹلایا انہوں نے نبیوں کو جو پہلے گزرے تو ان پر ایسے عذاب آیا کہ انہیں خیال بھی نہ تھا۔

یعنی ان کے گمان و وہم میں بھی عذاب کے آنے کا خطرہ نہ تھا۔

فَاَذَاقَهُمُ اللّٰهُ الْخِزْیَ فِی الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا وَلَعَذَابُ الْاٰخِرَةِ اَكْبَرُ لَوْ كَانُوْا یَعْلَمُوْنَ
تو اللہ نے انہیں دنیا کی زندگی میں ذلت کا عذاب چکھایا اور آخرت کا عذاب بڑا ہے اگر وہ جانتے۔
یعنی اگر وہ جانتے تو عبرت پکڑتے اور مائل بہ ہدایت ہو جاتے مگر گمراہ دنیا کی عیش میں آخرت سے اندھے تھے۔

وَلَقَدْ ضَرَبْنَا لِلنَّاسِ فِیْ هٰذَا الْقُرْاٰنِ مِنْ كُلِّ مَثَلٍ لَّعَلَّهُمْ یَتَذَكَّرُوْنَ قُرْاٰنًا عَرَبِیًّا غَیْرَ ذِیْ عِوَجٍ لَّعَلَّهُمْ یَتَّقُوْنَ ہ بے شک ہم نے ہر قسم کی مثال اس قرآن کریم میں دیں کہ کہیں ہوش کریں قرآن عربی زبان میں جس کے اندر کوئی کجی نہیں تاکہ وہ ڈریں۔
عوج اسے کہتے ہیں جس میں کسی طرح کا اختلال ہو اور چونکہ قرآن پاک ہر قسم کے اختلال سے پاک ہے اس لیے غیر ذی عوج فرمایا۔
بعض نے عوج کے معنی شک و تلبیس کیے تو اس کے معنی یہ ہوئے کہ شک و تلبیس سے پاک کلام چنانچہ آلوسی فرماتے ہیں اَلْمُرَادُ بِالْعِوَجِ الشَّكُّ وَاللَّبْسُ۔
اور مجاہد کا ایک شعر بھی اسی معنی کا مؤید ہے۔

وَقَدْ اَتَاكَ یَقِیْنٌ غَیْرُ ذِیْ عِوَجٍ مِّنَ الْاِلٰهِ وَقَوْلٌ غَیْرُ مَكْذُوْبٍ

اور حضرت عثمان بن عفان فرماتے ہیں اَیْ غَیْرُ مُضْطَرِبٍ وَّلَا مُتَنَاقِضٍ۔ اضطراب و تناقض سے پاک کلام غیر ذی عوج ہے۔
اور دیلمی مسند الفردوس میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے راوی ہیں اِنَّهٗ قَالَ غَیْرُ ذِیْ عِوَجٍ غَیْرُ مَخْلُوْقٍ حضور نے غیر ذی عوج کے معنی غیر مخلوق فرمائے۔
لَعَلَّهُمْ یَتَّقُوْنَ۔ تاکہ تقوی حاصل کریں اور اللہ سے ڈریں پھر ارشاد ہے۔
ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا رَّجُلًا فِیْهِ شُرَكَآءُ مُتَشٰكِسُوْنَ وَرَجُلًا سَلَمًا لِّرَجُلٍ هَلْ یَسْتَوِیٰنِ مَثَلًا اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ بَلْ اَكْثَرُهُمْ لَا یَعْلَمُوْنَ۔ اللہ مثال دیتا ہے ایک آدمی کی کہ اس میں مشرک معبود اور ہر معبود مختلف مزاج کا ہے اور اس آدمی کی جو موحد و مخلص ہے کیا دونوں مثال میں برابر ہیں تمام تعریفیں اللہ کے لیے ہیں بلکہ اکثر ان مشرکوں سے نہیں جانتے۔
علامہ آلوسی اس کے معنی میں فرماتے ہیں ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا لِّلْمُشْرِكِ حَسْبَمَا یَقُوْدُ اِلَیْهِ مَذْهَبُهٗ مِنْ اِدِّعَاءِ كُلِّ مَعْبُوْدِیْهِ عُبُوْدِیَّتَهٗ عَبْدًا یَتَشَارَكُ فِیْهِ جَمَاعَةٌ مُّتَشَاجِرُوْنَ لِتَشَاكُسِ اَخْلَاقِهِمْ وَسُوْءِ طِبَاعِهِمْ یَتَجَاذَبُوْنَهٗ وَیَتَعَاوَرُوْنَهٗ فِیْ مُهِمَّاتِهِمُ الْمُتَبَایِنَةِ فِیْ تَحَیُّرِهٖ وَتَنَوُّعِ قَلْبِهٖ

اللہ مثال دیتا ہے مشرک کے لیے جیسا کہ وہ اپنے مذہب باطل میں چلتا ہے اپنے خیال فاسد میں بندگی
کرتا ہے ہبل ولات ومنات کی۔ نائلہ واساف کی تو اس کے معبود ایک جماعت ہے جو باہمی جھگڑتے
ہیں اپنی بد اطواری کے ماتحت اور برے اخلاق سے اور گندی طبیعتوں کے ساتھ ہر ایک اپنی طرف
جذب کرتا ہے جب اس پر کوئی مصیبت آتی ہے تو تحیر میں پڑجاتا ہے کہ یہ مصیبت میں کس سے دفع
کراؤں اور اس تحیر میں اس کا دل اپنے نظام میں پریشان ہو جاتا ہے۔ بقول مرید ہا ہیں دونوں گئے مایا ملی نہ رام
اور دوسری مثال مرد مومن کی ہے جو خالص و مخلص ایک ہی رب کا بندہ ہے۔ سَلَم عربی میں خالص کو
کہتے ہیں تو وہ اپنے رب سے ہی سب کچھ طلب کرتا ہے اور اسے ملتا ہے وہ راحت میں ہے۔ اس
کے بعد استفہام انکاری ہیں

هَلْ يَسْتَوِيٰنِ مَثَلًا فرمایا یعنی کیا دونوں برابر ہیں۔ یعنی ہرگز برابر نہیں ہو سکتے دونوں میں بون بعید
ہے اِنَّ اَحَدَهُمَا فِيْ كُوْمٍ وَّعَنَاءٍ وَّالْاُخْرٰى فِيْ رَاحَةٍ بَالٍ وَّرَضَاءٍ اس لیے کہ ایک ملامت اور غم میں ہے اور
دوسرا اپنے حال میں خوش اور راضی ہے۔

اور اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ فرما کر نفی استواء فرمادی اور مشرکین کی جہالت ظاہر فرمانے کو بَلْ اَكْثَرُهُمْ لَا
يَعْلَمُوْنَ فرمایا۔ آگے ارشاد ہے جس میں ان لوگوں کا رد ہے جو حق بات ماننے کی بجائے حضور کی وفات
کے منتظر تھے۔

اِنَّكَ مَيِّتٌ وَّاِنَّهُمْ مَّيِّتُوْنَ ثُمَّ اِنَّكُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ عِنْدَ رَبِّكُمْ تَخْتَصِمُوْنَ۔ اے محبوب تم
بھی منتقل ہونے والے ہو اور یہ کافر بھی مرنے والے ہیں پھر تم قیامت کے روز اپنے رب کے حضور جھگڑو گے۔
آلوسی فرماتے ہیں وَ فِي الْبَحْرِ اَنَّهُمْ لَمَّا لَمْ يَنْتَقِلُوْا اِلَى الْحَقِّ وَلَمْ يَنْتَفِعُوْا بِضَرْبِ الْمَثَلِ اَخْبَرَ سُبْحَانَهٗ
بِاَنَّ مَصِيْرَ الْجَمِيْعِ بِالْمَوْتِ اِلَى اللّٰهِ تَعَالٰى وَاَنَّهُمْ يَخْتَصِمُوْنَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ بَيْنَ يَدَيْهِ وَهُوَ عَزَّ وَ
جَلَّ الْحَكَمُ الْعَدْلُ فَيَتَمَيَّزُ هُنَاكَ الْمُحِقُّ وَالْمُبْطِلُ۔

بحر میں ہے کہ جب مشرکین حق کی طرف ملتفت نہ ہوئے اور انہوں نے مثالوں سے بھی نفع حاصل
نہ کیا تو حق سبحانہ و تعالیٰ نے خبر دی کہ سب کا لوٹ کر آنا موت کے بعد اللہ تعالیٰ کی طرف ہے اور
یہ مشرکین اس دن قیامت کو مخاصمہ کریں گے بحضور الٰہی اور وہ ذات عادل اور فیصلہ دینے والی ہے
تو اس کے بعد حق پرست اور باطل نواز میں تمیز ہو جائے گی۔
اور بعض اجلہ علماء نے فرمایا کہ اول سورۃ زمر سے آخر تک براہین سے رگ مشرکین کاٹی گئی لیکن
مشرکین اپنے جہل میں رہ کر حضور کی طرف رجوع نہ ہوئے اور یہ قیاس کرنے لگے کہ جیسے ہمیں مرنا ہے

ایسے ہی حضور کی بھی وفات ہوتی ہے تو اس کے جواب میں ارشاد ہوا کہ اے محبوب آپ بھی وفات پانے والے ہیں اور یہ تو مردار ہیں ہی۔

چنانچہ ابن زبیر اور ابن ابی اسحاق اور ابن معین اور عیسیٰ اور یمانی اور ابن ابی غوث اور ابن ابی عبلہ اپنی قرات میں اِنَّکَ مَائِتٌ وَاِنَّهُمْ مَائِتُوْنَ پڑھتے ہیں۔

وَالْفَرْقُ بَیْنَ مَیِّتٍ وَمَائِتٍ اَنَّ الْاَوَّلَ صِفَةٌ مُّشَبَّهَةٌ وَهِیَ تَدُلُّ عَلَی الثُّبُوْتِ فَفِیْهَا اِشْعَارٌ بِاَنَّ حَیَاتَهُمْ عَیْنُ الْمَوْتِ وَاَنَّ الْمَوْتَ طَوْقٌ فِی الْعُنُقِ لَازِمٌ اِنَّکَ مَیِّتٌ وَّاِنَّهُمْ مَائِتُوْنَ۔ دونوں میں فرق یہ ہے کہ پہلا صفت مشبہ ہے جو دلالت کرتا ہے ثبوت پر اور اس میں اشعار ہے کہ مشرکین کی زندگی عین موت ہے اور وہ موت ان کی گردن میں طوق لازم ہے۔

وَالثَّانِیْ اِسْمُ فَاعِلٍ وَهُوَ یَدُلُّ عَلَی الْحُدُوْثِ فَلَا یُفِیْدُ هُنَا مَعَ الْقَرِیْنَةِ اَکْثَرَ مِنْ اَنَّهُمْ سَیُحْدَثُ لَهُمُ الْمَوْتُ اور دوسرا مَائِتٌ اسم فاعل ہے اور وہ دلالت کرتا ہے حدوث پر تو یہاں قرینہ حدوث اس سے زیادہ فائدہ نہیں دیتا کہ سمجھ لیا جائے کہ حدوث موت حضور پر بھی ہوگا جیسا کہ فاضل بریلوی فرما گئے ؎

انبیاء کو بھی اجل آنی ہے   مگر ایسی کہ فقط آنی ہے

اقسامِ موت

قَالَ الرَّاغِبُ الْاَصْفَهَانِیُّ۔ اَنْوَاعُ الْمَوْتِ بِحَسْبِ اَنْوَاعِ الْحَیَاتِ۔ موت کی اقسام حسب انواع حیات ہیں یعنی جس طرح زندگی سب کی یکساں نہیں ایسے ہی موت بھی سب کی یکساں نہیں۔ چنانچہ موت کا اطلاق بارہ صورتوں میں ہوتا ہے۔

اول۔ موت کا اطلاق ازالہ قوت نامیہ پر ہوتا ہے جیسا کہ شیخ عطار نے فرمایا۔

ہمچو سبزہ بارہا روئیدہ ام   ہفت صد ہفتاد قالب دیدہ ام

سبزہ کی طرح میں بارہا پیدا ہوا ہوں۔ سات سو ستر قالب دیکھ چکا ہوں۔

اس کی تشریح یہ ہے کہ انسان اول نطفہ بنتا ہے پھر علقہ پھر مضغہ پھر جنین۔ پھر مولود پھر رضیع پھر طفل پھر صبی پھر شاب پھر شیب پھر شیخ فانی پھر میت پھر مقبور پھر مقہور یا مغفور ہو کر اعلیٰ علیین یا اسفل السافلین میں پہنچتا ہے۔

اور یہ تشریح اسی پر مکتفی نہیں ہوتی۔

بلکہ عالم ہوتا ہے یا جاہل۔ زاہل ہوتا ہے یا حافظ۔ متکبر ہوتا ہے یا منکسر غضب ناک ہوتا ہے یا بردبار حسین ہوتا ہے یا قبیح سیاہ فام ہوتا ہے یا صبیح۔ ملیح ہوتا ہے یا گورا۔ بیمار ہوتا ہے یا تندرست ذہین ہوتا ہے یا غبی وغیرہ وغیرہ لا الی غیر النہایۃ۔

تو انواع حیات جتنی فرض کر لی جائیں انواع ممات بھی ایسی ہی ہیں۔

نبی کی موت۔ ولی کی موت۔ عالم کی موت۔ حاکم عادل کی موت نامور کی موت گمنام کی موت بچے کی موت۔ جوان کی موت۔ پہلوان کی موت۔ مدقوق کی موت۔ ایسے ہی شہید اور مومن اور عالم باعمل کی موت۔ مشرک کافر گبر و ترسا کی موت۔ غائب دغاباز مرتد کی موت۔ تائب ذاکر کی موت ان جملہ اموات میں وہی فرق ہے جو زندہ افراد کی حیات میں فرق ہے۔ چنانچہ انسان میں حیوانات ونباتات میں جیسے کہ کلام پاک میں ارشاد ہوا۔

یُحۡیِ الۡاَرۡضَ بَعۡدَ مَوۡتِہَا۔ زمین کو اس کے مرنے کے بعد زندہ کرتا ہے۔ یہاں موت سے مراد عدم تھنر ہے جب زمین بنجر ہو جائے تو اسے مردہ زمین کہتے ہیں اور جب سر سبز و شاداب ہو جائے تو اسے زندہ بولتے ہیں۔

اَحۡیَیۡنَا بِہٖ بَلۡدَۃً مَّیۡتًا کَذٰلِکَ الۡخُرُوۡجُ۔ ہم زندہ کرتے ہیں مردہ آبادی کو ایسے ہی قبروں سے نکالنا ہے۔ یعنی جب زمین خاک اڑا رہی ہو تو بارش سے اس پر سبزہ اگتا ہے ایسے ہی قبروں سے مردے نکلیں گے۔

دوسری قسم موت کی زوال قوت عاقلہ ہے اور وہ جہالت ہے جیسے ارشاد ہے۔

اَوَمَنۡ کَانَ مَیۡتًا فَاَحۡیَیۡنٰہُ۔ کیا جو جہالت کفر سے مرا ہوا ہے تو اسے ہم ایمان دے کر زندہ کرتے ہیں وَاِیَّاہُ قَصَدَ بِقَوۡلِہٖ اِنَّکَ لَا تُسۡمِعُ الۡمَوۡتٰی۔ اور اسی طرف اشارہ ہے فرمان الٰہی میں کہ آپ ان کافروں کو ہدایت نہیں پہنچا سکتے اس لیے کہ یہ مرے ہوئے ہیں اور وَاِنَّہُمۡ مَّیِّتُوۡنَ بھی اسی مقصد کے لیے فرمایا گیا۔

تیسری قسم زوال قوت حاسہ ہے۔ جیسے حضرت مریم علیہا السلام کے قول میں ہے یٰلَیۡتَنِیۡ مِتُّ قَبۡلَ ھٰذَا۔ اے کاش میری قوت حاسہ جاتی رہتی اور ارشاد ہے۔

ءَاِذَا مَا مِتُّ لَسَوۡفَ اُخۡرَجُ حَیًّا۔ تو کیا مجھ میں جب قوت حاسہ نہ رہے گی تو پھر میں زندہ قبر سے نکالا جاؤں گا۔

چوتھی قسم:۔ حزن مکدر حیات ہے جیسا کہ ارشاد ہے وَيَاْتِيْهِ الْمَوْتُ مِنْ كُلِّ مَكَانٍ وَّ مَا هُوَ بِمَيِّتٍ اور آتی ہے اسے قدم قدم پر موت حالانکہ وہ مرا ہوا نہیں ہوتا بلکہ حزن وملال مکدر حیات جب ہوتا ہے تو اسے بھی موت کہہ دیا جاتا ہے۔

پانچویں قسم منام قلیل ہے چنانچہ اَلنَّوْمُ مَوْتٌ خَفِيْفٌ وَّ الْمَوْتُ نَوْمٌ ثَقِيْلٌ عرف میں کہا جاتا ہے چنانچہ قرآن پاک میں ارشاد ہے هُوَ الَّذِيْ يَتَوَفّٰكُمْ بِاللَّيْلِ وہی ذات ہے جو تمہیں وفات دیتی ہے رات میں۔

اور ارشاد ہے اَللّٰهُ يَتَوَفَّى الْاَنْفُسَ حِيْنَ مَوْتِهَا وَالَّتِيْ لَمْ تَمُتْ فِيْ مَنَامِهَا۔ اللہ جانوں کو وفات دیتا ہے ان کی موت کے وقت اور جو نہ مریں انہیں ان کے سوتے میں

اور ارشاد ہے وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ قُتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتًا بَلْ اَحْيَآءٌ۔ اور نہ گمان کرنا جو قتل کیے گئے اللہ کے راستے میں مرا ہوا بلکہ وہ زندہ ہیں۔

قِيْلَ نَفْيُ الْمَوْتِ هُوَ عَنْ اَرْوَاحِهِمْ فَاِنَّهٗ نَبَّهَ عَلٰى نَعِيْمِهِمْ۔ موت کی نفی ان کی روحوں سے ہے اس لیے کہ ان کا نعمتوں میں ہونا بتایا۔

وَقِيْلَ نَفْيُ عَنْهُمُ الْحُزْنَ الْمَذْكُوْرَ فِيْ قَوْلِهٖ وَيَاْتِيْهِ الْمَوْتُ مِنْ كُلِّ مَكَانٍ۔ اور ایک قول ہے کہ یہاں نفی حزن ہے جیسا کہ وَيَاْتِيْهِ الْمَوْتُ مِنْ كُلِّ مَكَانٍ میں ہے۔

چھٹی قسم زوال قوت حیوانیہ اور روح کا جسم سے علیحدہ ہونا ہے جیسے كُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَةُ الْمَوْتِ میں ارشاد ہے۔

ساتویں قسم اِنَّكَ مَيِّتٌ وَّاِنَّهُمْ مَّيِّتُوْنَ ہے۔

فَقَدْ قِيْلَ مَعْنَاهُ سَتَمُوْتُ تَنْبِيْهًا اَنَّهٗ لَابُدَّ لِاَحَدٍ مِّنَ الْمَوْتِ۔

جیسا کہ کہا گیا وَالْمَوْتُ حَتْمٌ فِيْ رِقَابِ الْعِبَادِ۔

آٹھویں قسم موت کی یہ ہے کہ تحلل والنقص پر اس کا اطلاق ہوتا ہے فَاِنَّ الْبَشَرَ مَادَامَ فِي الدُّنْيَا يَمُوْتُ جُزْءًا فَجُزْءًا۔

وَقِيْلَ اَلْمَائِتُ هُوَ الْمُتَحَلِّلُ۔ تو اس صورت میں حضور صلے اللہ علیہ وسلم کا متحلل عن البشریت ہونا ثابت ہوتا ہے۔

نویں قسم مَيْتَة کی ہے وَهُوَ مَا زَالَ رُوْحُهٗ بِغَيْرِ تَذْكِيَةٍ۔ یعنے بغیر بسم اللہ اللہ اکبر کہے جس حیوان کی روح نکلے وہ مَيْتَة ہے۔ جیسا کہ قرآن پاک میں ارشاد ہے حُرِّمَتْ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةُ۔

دسویں قسم شراب کی صفت بدل جانے پر بولتے ہیں جبکہ اس کا رنگ بدل جائے۔
گیارہویں: جنون پر بھی موت کا اطلاق ہوتا ہے۔ وَالْمُوْتَۃُ شِبْہُ الْجُنُوْنِ۔
بارہویں زوال عقل وعلم کے معنی میں بولتے ہیں۔
اور علامہ نسفی نے اپنی تفسیر میں فرمایا قَالَ الْخَلِیْلُ اَنْشَدَ اَبُوْ عَمْرٍو۔

وَتَسْاَلُنِیْ تَفْسِیْرَ مَیْتٍ وَمَیِّتٍ ۔۔۔ فَدُوْنَکَ قَدْ فَسَّرْتُ اِنْ کُنْتَ تَعْقِلُ
فَمَنْ کَانَ ذَا رُوْحٍ فَذٰلِکَ مَیِّتٌ ۔۔۔ وَمَا الْمَیْتُ اِلَّا مَنْ اِلَی الْقَبْرِ یُحْمَلُ

اور مجھ سے پوچھتے ہیں مَیِّت اور مَیْتَہ کی تفسیر۔ تو ٹھہر میں تفسیر کرتا ہوں اگر تو عاقل ہے۔
جو ذی روح ہے وہ میّت ہے۔ اور میتہ کوئی نہیں مگر وہ جسے قبر کی طرف لے جایا جائے۔
مشرکین حضور کی وفات کے منتظر تھے تو انہیں خبر دی گئی کہ موت سب کے لیے عام ہے۔ تو انتظار بے معنے ہے۔

صاحب تفسیر نسفی فرماتے ہیں۔ کَانُوْا یَتَرَبَّصُوْنَ بِرَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ مَوْتَہٗ فَاُخْبِرَ اِنَّ الْمَوْتَ یَعُمُّہُمْ فَلَا مَعْنٰی لِلتَّرَبُّصِ وَشَمَاتَۃِ الْفَانِیْ بِالْفَانِیْ۔ کفار رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی وفات کا انتظار کرتے تھے تو اللہ تعالے نے فرمایا کہ جب موت سب کے لیے عام ہے تو کسی کی موت کا انتظار کرنا یا اس پر خوش ہونا بے فائدہ ہے۔ آگے ارشاد ہے۔
ثُمَّ اِنَّکُمْ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ عِنْدَ رَبِّکُمْ تَخْتَصِمُوْنَ۔ پھر تم سب قیامت کے روز اپنے رب کے حضور متخاصم ہوگے۔
نسفی فرماتے ہیں اِنَّکَ وَاِیَّاھُمْ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ عِنْدَ رَبِّکُمْ تَخْتَصِمُوْنَ فَتَحْتَجُّ اَنْتَ عَلَیْہِمْ بِاَنَّکَ بَلَّغْتَ فَکَذَّبُوْا وَاجْتَہَدْتَّ فِی الدَّعْوَۃِ فَلَجُّوْا فِی الْعِنَادِ وَیَعْتَذِرُوْنَ بِمَا لَا طَائِلَ تَحْتَہٗ تَقُوْلُ الْاَتْبَاعُ اَطَعْنَا سَادَتَنَا وَکُبَرَآءَنَا وَتَقُوْلُ السَّادَاتُ اَغْوَتْنَا الشَّیَاطِیْنُ وَاٰبَآؤُنَا الْاَقْدَمُوْنَ۔ یعنی تم لوگ اور مشرکین قیامت کے روز اللہ تعالے کے حضور متخاصم ہوگے تو اے محبوب آپ ان پر حجت لائیں گے کہ آپ نے انہیں دعوت اسلام پہنچا دی۔
اور وہ تکذیب کریں گے اور کہیں گے کہ ہم نے اپنے بڑے سرداروں کا اتباع کیا تھا اور ان کے سردار کہیں گے ہمیں شیطان نے گمراہ کیا اور ہمارے پرانے باپ دادوں نے بہکایا۔
وَیَعْتَذِرُوْنَ بِمَا لَا طَائِلَ تَحْتَہٗ۔ اور عذر کریں گے جو محض لاطائل ہوں گے۔
قَالَ الصَّحَابَۃُ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُمْ اَجْمَعِیْنَ مَا خُصُوْمَتُنَا وَنَحْنُ اِخْوَانٌ فَلَمَّا قُتِلَ عُثْمَانُ

رَضِیَ اللہُ عَنْہُ قَالُوْا ھٰذِہٖ خُصُوْمَتُنَا۔
صحابہ نے فرمایا ہم میں خصومت کیسے ہوگی حالانکہ ہم بھائی ہیں تو جب حضرت عثمان شہید کیے گئے تو وہ کہنے لگے یہ ہماری خصومت تھی۔

روح المعانی میں ہے۔ سعید بن منصور حضرت ابوسعید خدری سے راوی ہیں کہ آپ نے فرمایا جب ثُمَّ اِنَّکُمْ عِنْدَ رَبِّکُمْ تَخْتَصِمُوْنَ نازل ہوئی تو ہم کہتے تھے رَبُّنَا وَاحِدٌ وَّدِیْنُنَا وَاحِدٌ فَلَمَّا کَانَ یَوْمُ صِفِّیْنَ وَشَدَّ بَعْضُنَا عَلٰی بَعْضٍ بِالسُّیُوْفِ قُلْنَا نَعَمْ ھُوَ ھٰذَا ہمارا رب ایک اور دین ایک پھر جھگڑا کیسا۔ پھر جب یوم صفین آیا اور ہمارے بعض نے بعض پر تلواریں سونتیں تو ہم نے کہا بے شک یہ ہے ثُمَّ اِنَّکُمْ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ عِنْدَ رَبِّکُمْ تَخْتَصِمُوْنَ۔
اور اس قسم کی بہت سی روائتیں ہیں جو بخوف طوالت نقل نہیں کی گئیں مَنْ شَآءَ فَلْیَنْظُرْ فِیْ رُوْحِ الْمَعَانِیْ۔

تَمَّتْ پ ۲۳ وَیَلِیْہٖ پ ۲۴ فَمَنْ اَظْلَمُ۔ بِعَوْنِ اللہِ تَعَالٰی
وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ ۲۳واں پارہ ختم ہوا۔ ۲۴واں شروع ہے۔

فقیر قادری ابوالحسنات قادری،
۲۰ دسمبر ۱۹۵۷ء

پارہ ۲۴

بامحاورہ ترجمہ سورہ زمر چوتھا رکوع

فَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ كَذَبَ عَلَى اللّٰهِ وَ كَذَّبَ بِالصِّدْقِ اِذْ جَآءَهٗ اَلَيْسَ فِيْ جَهَنَّمَ مَثْوًى لِّلْكٰفِرِيْنَ ○

تو اس سے بڑھ کر ظالم کون جو اللہ پر جھوٹ باندھے اور سچائی کو جھٹلائے جب اس کے پاس آئے کیا جہنم میں ٹھکانا نہیں کافروں کا۔

وَالَّذِيْ جَآءَ بِالصِّدْقِ وَصَدَّقَ بِهٖ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُتَّقُوْنَ ○

اور وہ جو صداقت لے کر آئے اور وہ جنہوں نے تصدیق کی ان کی یہی ہیں متقی۔

لَهُمْ مَّا يَشَآءُوْنَ عِنْدَ رَبِّهِمْ ذٰلِكَ جَزٰٓؤُا الْمُحْسِنِيْنَ ○

ان کے لیے ہے جو وہ چاہیں ان کے رب کے پاس یہی بدلا ہے نیکو کاروں کا۔

لِيُكَفِّرَ اللّٰهُ عَنْهُمْ اَسْوَاَ الَّذِيْ عَمِلُوْا وَيَجْزِيَهُمْ اَجْرَهُمْ بِاَحْسَنِ الَّذِيْ كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ○

تاکہ اللہ اتار دے ان سے سخت برے عملوں کا بوجھ اور بدلہ دے انہیں اچھے عملوں کا جو انہوں نے کیے۔

اَلَيْسَ اللّٰهُ بِكَافٍ عَبْدَهٗ وَيُخَوِّفُوْنَكَ بِالَّذِيْنَ مِنْ دُوْنِهٖ وَمَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ فَمَا لَهٗ مِنْ هَادٍ ○

کیا اللہ کافی نہیں اپنے بندہ خاص کو اور تمہیں ڈراتے ہیں ان کے سوا سے اور جسے اللہ گمراہ کردے تو اس کا کوئی ہادی نہیں۔

وَمَنْ يَّهْدِ اللّٰهُ فَمَا لَهٗ مِنْ مُّضِلٍّ اَلَيْسَ اللّٰهُ بِعَزِيْزٍ ذِي انْتِقَامٍ ○

اور جسے ہدایت دے اللہ تو اسے کوئی بہکانے والا نہیں کیا نہیں اللہ عزت والا بدلہ لینے والا۔

وَلَئِنْ سَاَلْتَهُمْ مَّنْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ لَيَقُوْلُنَّ اللّٰهُ قُلْ اَفَرَءَيْتُمْ مَّا تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اِنْ اَرَادَنِيَ اللّٰهُ بِضُرٍّ هَلْ هُنَّ كٰشِفٰتُ ضُرِّهٖ

اور اگر تم ان سے پوچھو کس نے پیدا کیے آسمان اور زمین تو ضرور کہیں گے اللہ نے آپ فرمادیں بھلا بتاؤ تو وہ چیزیں جنہیں اللہ کے سوا پوجتے ہو اگر اللہ مجھے تکلیف دینا چاہے کیا وہ ہٹا

اَوْ اَرَادَنِیْ بِرَحْمَةٍ هَلْ هُنَّ مُمْسِكٰتُ رَحْمَتِهٖ ۚ قُلْ حَسْبِیَ اللّٰهُ ؕ عَلَیْهِ یَتَوَكَّلُ الْمُتَوَكِّلُوْنَ ۝

سکتے ہیں وہ تکلیف یا وہ مجھ پر رحمت فرمائے تو کیا وہ اس رحمت کو روک سکتے ہیں فرما دیجئے اللہ مجھے کافی ہے اسی پر بھروسہ والے بھروسہ کرتے ہیں۔

قُلْ یٰقَوْمِ اعْمَلُوْا عَلٰی مَكَانَتِكُمْ اِنِّیْ عَامِلٌ ۚ فَسَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ۝ مَنْ یَّاْتِیْهِ عَذَابٌ یُّخْزِیْهِ وَ یَحِلُّ عَلَیْهِ عَذَابٌ مُّقِیْمٌ ۝

فرما دیجئے اے میری قوم اپنی جگہ عمل کرتے رہو اور میں اپنے عمل کرتا ہوں تو تم عنقریب جان لوگے کہ کس پر آتا ہے عذاب جو اسے رسوا کرے اور کس پر اترتا ہے دوامی عذاب۔

اِنَّاۤ اَنْزَلْنَا عَلَیْكَ الْكِتٰبَ لِلنَّاسِ بِالْحَقِّ ۚ فَمَنِ اهْتَدٰی فَلِنَفْسِهٖ ۚ وَ مَنْ ضَلَّ فَاِنَّمَا یَضِلُّ عَلَیْهَا ۚ وَ مَاۤ اَنْتَ عَلَیْهِمْ بِوَكِیْلٍ ۝

بے شک ہم نے آپ پر نازل کی لوگوں کی ہدایت کے لیے حق احکام کی کتاب تو جو ہدایت قبول کرے تو اپنے لیے اور جو بہکا تو وہ بہکا اپنے لیے اور آپ ان کے ذمہ دار نہیں۔

لفظی ترجمہ

فَمَنْ۔ تو کون	اَظْلَمُ۔ زیادہ ظالم ہے	مِمَّنْ۔ اس سے جو	كَذَبَ۔ جھوٹ بولے
عَلَی۔ اوپر	اللّٰهِ۔ اللہ کے	وَ۔ اور	كَذَّبَ۔ جھٹلائے
بِالصِّدْقِ۔ سچائی کو	اِذْ۔ جبکہ	جَآءَهٗ۔ آئے اسکے پاس	اَلَیْسَ۔ کیا نہیں ہے
فِیْ جَهَنَّمَ۔ جہنم میں	مَثْوًی۔ ٹھکانا	لِّلْكٰفِرِیْنَ۔ کافروں کا	وَ۔ اور
الَّذِیْ۔ وہ جو	جَآءَ۔ لایا	بِالصِّدْقِ۔ سچائی	وَ۔ اور
صَدَّقَ۔ تصدیق کی	بِهٖ۔ اس کی	اُولٰٓئِكَ۔ یہ لوگ	هُمُ۔ وہی ہیں
الْمُتَّقُوْنَ۔ پرہیزگار	لَهُمْ۔ انکے لیے ہے	مَّا۔ جو	یَشَآءُوْنَ۔ وہ چاہیں
عِنْدَ۔ نزدیک	رَبِّهِمْ۔ اپنے رب کے	ذٰلِكَ۔ یہ	جَزٰٓؤُا۔ بدلہ ہے
الْمُحْسِنِیْنَ۔ نیکوں کا	لِیُكَفِّرَ۔ تاکہ دور کرے	اللّٰهُ۔ اللہ	عَنْهُمْ۔ ان سے
اَسْوَاَ۔ برے	الَّذِیْ۔ وہ جو	عَمِلُوْا۔ انہوں نے کیے	وَ۔ اور

يَجْزِيَهُمْ۔ بدلہ دے انکو اَجْرَ۔ اجر هُمْ۔ ان کا بِاَحْسَنِ۔ اچھا

مَا۔ اس کا جو كَانُوْا۔ تھے يَعْمَلُوْنَ۔ عمل کرتے اَ۔ کیا

لَيْسَ۔ نہیں ہے اللّٰهُ۔ اللہ بِكَافٍ۔ کافی عَبْدَهٗ۔ اپنے بندے کو

وَ۔ اور يُخَوِّفُوْنَكَ۔ ڈراتے ہیں تجھ کو بِالَّذِيْنَ۔ ان سے جو

مِنْ دُوْنِهٖ۔ اسکے سوا ہیں وَ۔ اور مَنْ۔ جسے يُّضْلِلِ۔ گمراہ کرے

اللّٰهُ۔ اللہ فَمَا۔ تو نہیں لَهٗ۔ اسکو کوئی مِنْ هَادٍ۔ ہدایت کرنے والا

وَ۔ اور مَنْ۔ جسے يَّهْدِ۔ ہدایت دے اللّٰهُ۔ اللہ

فَمَا۔ تو نہیں لَهٗ۔ اس کو کوئی مِنْ مُّضِلٍّ۔ گمراہ کرنے والا اَ۔ کیا

لَيْسَ۔ نہیں اللّٰهُ۔ اللہ بِعَزِيْزٍ۔ غالب ذِي انْتِقَامٍ۔ بدلہ لینے والا

وَ۔ اور لَئِنْ۔ اگر سَاَلْتَهُمْ۔ تو ان سے پوچھے مَّنْ۔ کس نے

خَلَقَ۔ پیدا کیے السَّمٰوٰتِ۔ آسمان وَ۔ اور الْاَرْضَ۔ زمین

لَيَقُوْلُنَّ۔ تو ضرور کہیں گے اللّٰهُ۔ اللہ نے قُلْ۔ کہہ دیں اَفَرَءَيْتُمْ۔ بھلا بتاؤ

مَّا۔ جن کو تَدْعُوْنَ۔ پکارتے ہو مِنْ دُوْنِ۔ سوا اللّٰهِ۔ اللہ کے

اِنْ۔ اگر اَرَادَنِيَ۔ ارادہ کرے میرے لیے اللّٰهُ۔ اللہ بِضُرٍّ۔ تکلیف کا

هَلْ۔ کیا هُنَّ۔ وہ كٰشِفٰتُ۔ دور کرینگے ضُرِّهٖٓ۔ اسکی تکلیف

اَوْ۔ یا اَرَادَنِيْ۔ ارادہ کرے میرے لیے اللّٰهُ۔ اللہ بِرَحْمَةٍ۔ اپنی رحمت کا

هَلْ۔ کیا هُنَّ۔ وہ مُمْسِكٰتُ۔ بند کرینگے رَحْمَتِهٖ۔ اس کی رحمت کو

قُلْ۔ کہہ حَسْبِيَ۔ کافی ہے مجھ کو اللّٰهُ۔ اللہ عَلَيْهِ۔ اسی پر

يَتَوَكَّلُ۔ بھروسہ کریں الْمُتَوَكِّلُوْنَ۔ بھروسہ کرنیوالے قُلْ۔ کہہ دیں يٰقَوْمِ۔ اے میری قوم

اعْمَلُوْا۔ عمل کرو عَلٰى۔ اوپر مَكَانَتِكُمْ۔ اپنی جگہ کے اِنِّيْ۔ بیشک میں

عَامِلٌ۔ عمل کرنیوالا ہوں فَسَوْفَ۔ تو جلدی تَعْلَمُوْنَ۔ جانو گے تم مَنْ۔ کہ کون ہے کہ

يَّاْتِيْهِ۔ آتا ہے اسکو عَذَابٌ۔ عذاب يُّخْزِيْهِ۔ جو رسوا کرے اسکو وَ۔ اور

يَحِلُّ۔ اترتا ہے عَلَيْهِ۔ اس پر عَذَابٌ۔ عذاب مُّقِيْمٌ۔ دائمی

اِنَّآ۔ بیشک ہم نے اَنْزَلْنَا۔ اتاری عَلَيْكَ۔ تجھ پر الْكِتٰبَ۔ کتاب

لِلنَّاسِ۔ لوگوں کے لیے بِالْحَقِّ۔ حق کے ساتھ فَمَنِ۔ تو جس نے اهْتَدٰى۔ ہدایت پائی

فَلِنَفْسِہٖ۔ تو اپنی جان کیلئے	مَنْ۔ جو	ضَلَّ۔ گمراہ ہوا
وَ۔ اور	عَلَیْھَا۔ اپنے اوپر	وَ۔ اور
فَاِنَّمَا۔ تو اسکے سوا نہیں	یَضِلُّ۔ گمراہ ہوگا	
مَا۔ نہیں	اَنْتَ۔ تو	عَلَیْھِمْ۔ ان کا
		بِوَکِیْلٍ۔ ذمہ دار

خلاصہ تفسیر چوتھا رکوع سورۃ زمر پ ۲۴

فَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ کَذَبَ عَلَی اللّٰہِ تو اس سے بڑھ کر ظالم کون جو اللہ پر جھوٹ باندھے۔
اور اس کا شریک ملانے اور اس کے لیے اولاد قرار دے جیسا کہ مشرکین مکہ کا خیال تھا اور عیسائی حضرت عیسٰی علیہ السلام کو خدا کا بیٹا کہتے تھے اور یہودی حضرت عزیر علیہ السلام کو ابن اللہ کہتے تھے۔
وَکَذَّبَ بِالصِّدْقِ اِذْ جَآءَہٗ اور حق کی تکذیب کرے جب اسکے پاس آئے۔
یعنی قرآن کریم کو جھٹلائے یا صدق مجسم جناب مصطفٰی علیہ التحیۃ والثنا کی تکذیب کرے۔
اَلَیْسَ فِیْ جَھَنَّمَ مَثْوًی لِّلْکٰفِرِیْنَ وَالَّذِیْ جَآءَ بِالصِّدْقِ وَصَدَّقَ بِہٖٓ اُولٰٓئِکَ ھُمُ الْمُتَّقُوْنَ

کیا جہنم میں کافروں کا ٹھکانا نہیں اور وہ جو تشریف لائے سچائی کے ساتھ اور وہ جنہوں نے ان کی تصدیق کی یہی تقوی والے ہیں۔
اَلَیْسَ فِیْ جَھَنَّمَ میں استفہام انکاری ہے جس کے لغوی معنی یہ ہوئے کہ کافروں کا ٹھکانہ جہنم ہے اور وَالَّذِیْ جَآءَ سے مراد حضور صلے اللہ علیہ وسلم ہیں جو سچائی کے ساتھ قرآن اور اسلام اور توحید لائے اور صَدَّقَ بِہٖ میں حضرت صدیق اکبر مردوں میں اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم لڑکوں میں ہیں۔ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے سب سے پہلے مردوں میں تصدیق اسلام کی اور لڑکوں میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ ایمان لائے ان پر اللہ تعالے نے تقوی اور خوف الٰہی کی تصدیق کی اور بشارت کے ساتھ فرمایا۔
لَھُمْ مَّا یَشَآءُوْنَ عِنْدَ رَبِّھِمْ ذٰلِکَ جَزٰٓؤُا الْمُحْسِنِیْنَ۔ ان کے لیے سب نعمتیں ہیں جو وہ چاہیں ان کے رب کے پاس یہی صلہ ہے نیکو کاروں کا۔
لِیُکَفِّرَ اللّٰہُ عَنْھُمْ اَسْوَاَ الَّذِیْ عَمِلُوْا وَیَجْزِیَھُمْ اَجْرَھُمْ بِاَحْسَنِ الَّذِیْ کَانُوْا یَعْمَلُوْنَ اکہ اللہ اتار دے بوجھ ان سے بدترین اعمال کا جو وہ زمانہ جہالت میں انہوں نے کیا اور انہیں ان کے عملوں کا اجر اچھا دے جو انہوں نے اچھے عمل کیئے
یعنی ان کے برے عملوں کو توبہ کے بعد معاف فرما دے اور نیکوں کا بہترین بدلہ دے جیسے دوسری

بجز ارشاد ہے اِلَّا مَنْ تَابَ وَاٰمَنَ وَعَمِلَ عَمَلًا صَالِحًا فَاُولٰٓئِکَ یُبَدِّلُ اللّٰہُ سَیِّاٰتِہِمْ حَسَنٰتٍ
پھر آگے ارشاد ہے۔
اَلَیْسَ اللّٰہُ بِکَافٍ عَبْدَہٗ وَیُخَوِّفُوْنَکَ بِالَّذِیْنَ مِنْ دُوْنِہٖ وَمَنْ یُّضْلِلِ اللّٰہُ فَمَا لَہٗ مِنْ ہَادٍ وَمَنْ یَّہْدِ اللّٰہُ فَمَا لَہٗ مِنْ مُّضِلٍّ اَلَیْسَ اللّٰہُ بِعَزِیْزٍ ذِی انْتِقَامٍ۔ کیا اللہ اپنے بندے کو کافی نہیں اور اے محبوب تمہیں وہ ڈراتے ہیں اللہ کے سوا اوروں سے اور جسے اللہ گمراہ کرے اسے کوئی ہدایت کرنے والا نہیں اور جسے اللہ ہدایت کرے اسے کوئی بہکانے والا نہیں کیا اللہ عزت والا اور بدلہ لینے والا نہیں۔

بِکَافٍ عَبْدَہٗ کی بجائے بکاف عبادہ بھی ایک قراءت میں آیا ہے تو عبدہ کی قراءت سے حضور مراد ہیں یعنی اللہ اپنے بندے جناب مصطفیٰ کے لیے کافی ہیں اور عبادہ کے ماتحت تمام انبیاء کرام آتے ہیں جن کے ساتھ ان کی قوم نے سختیاں کیں اور ایذائیں پہنچائیں اللہ تعالیٰ نے ان کے شر سے انہیں محفوظ رکھا تو سب کے لیے وہی کافی ہوا اور اگر حضور ہی مراد ہوں تو مشرکین مکہ کے شر سے اللہ تعالیٰ نے حضور کو محفوظ رکھا۔

اور وَیُخَوِّفُوْنَکَ میں اس امر کو ظاہر فرمایا کہ کفار مکہ آپ کو اے محبوب بتوں سے ڈرانا چاہتے ہیں اور کہتے ہیں کہ آپ ہمارے معبودوں کی مخالفت نہ کریں ورنہ وہ آپ کو نقصان پہنچاویں گے۔ بلکہ ہلاک کر دیں گے تو حضور کو تسلی دے کر آخر میں فرما دیا کہ اللہ تعالیٰ عزت والا اور پورا انتقام لینے والا ہے اور یہ بھی ظاہر فرما دیا کہ جسے اللہ تعالیٰ نے گمراہ بنایا اسے کوئی راہ پر نہیں لا سکتا اور جسے ہدایت کے لیے پیدا کیا اسے کوئی گمراہ نہیں کر سکتا یہ کفر و اسلام منجانب اللہ ہے اس لیے کہ جب تک کسی شے کی ضد مقابلہ میں نہ ہو اچھے اور برے کا امتیاز نہیں ہوتا اسی بنا پر تُعْرَفُ الْاَشْیَاءُ بِاَضْدَادِہَا مقولہ فلاسفہ ہے تو اسلام کی شان بہچاننے کے لیے کفر کا ہونا ضروری ہوا تاکہ ظلمت کفر کے مقابل نور اسلام چمکے اور گمراہی سے ہدایت متمیز ہو۔ آگے ارشاد ہے کہ تخلیق سماء وارض کا خالق یہ مشرک بھی اللہ تعالیٰ کو مانتے ہیں

وَلَئِنْ سَاَلْتَہُمْ مَّنْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ لَیَقُوْلُنَّ اللّٰہُ۔ اور اگر آپ ان سے سوال فرمائیں کہ آسمان و زمین کس نے بنائے تو ضرور کہیں گے اللہ نے۔

گویا یہ ظاہر فرمایا کہ مشرکین بھی وجود علیم و حکیم اور خالق کائنات تسلیم کرتے ہیں اور یہ چیز تمام خلائق میں مسلم ہے اور فطرت خلائق اس کی شاہد ہے اور جو شخص بھی آسمان و زمین کے عجائبات

پر نظر ڈالے اسے یقینی طور پر منکشف ہو گا کہ یہ موجودات ایک قادر مطلق حکیم علی الاطلاق کی تخلیق ہے اور اس سے کوئی بھی منکر نہیں ہو سکتا بلکہ سائنس ہمارے اس دعوی کی موید ہے چنانچہ ارشاد ہوا کہ اے محبوب آپ ان پر حجت عقلی قائم فرمائیں چنانچہ آگے ارشاد ہے۔

قُلْ اَفَرَءَيْتُمْ مَّا تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اِنْ اَرَادَنِيَ اللّٰهُ بِضُرٍّ هَلْ هُنَّ كٰشِفٰتُ ضُرِّهٖۤ اَوْ اَرَادَنِيْ بِرَحْمَةٍ هَلْ هُنَّ مُمْسِكٰتُ رَحْمَتِهٖ ۔ اے محبوب آپ فرمائیں بھلا بتاؤ تو کہ وہ جنہیں تم اللہ کے سوا پوجتے ہو اگر اللہ مجھے کوئی تکلیف پہنچانا چاہے۔ کیا یہ بت اس کی بھیجی ہوئی تکلیف ٹال سکتے ہیں یا وہ مجھ پر رحمت فرمائے کیا یہ بت اس کی رحمت کو روک سکیں گے۔

گویا عقلی دلیل سے مشرکین پر حجت قائم فرمائی کہ رحمت در رحمت تو بڑی چیز ہے یہ بت تو ایسے جماد لاابعقل ہیں کہ اپنی مکھی بھی اڑانے کی قوت نہیں رکھتے پھر یہ قحط و مرض و بلا کے دفع کرنے کی طاقت کہاں سے لا سکتے ہیں۔ یہ سوال جب حضور نے مشرکین سے فرمایا تو وہ لاجواب ہو کر گونگے بن کر رہ گئے اس کے بعد ارشاد ہوا

قُلْ حَسْبِيَ اللّٰهُ ؕ عَلَيْهِ يَتَوَكَّلُ الْمُتَوَكِّلُوْنَ ۔ فرما دیجئے مجھے اللہ کافی ہے اسی پر ہی بھروسہ کرتے ہیں بھروسہ کرنے والے۔

یعنی مجھے اللہ تعالے پر بھروسہ ہے اور جس کا بھروسہ اللہ پر ہو وہ کسی سے نہیں ڈرتا تم مجھے بت جیسی جماد لاابعقل شے سے ڈراتے ہو یہ تمہاری انتہا درجہ کی بے عقلی ہے اور اسی جہالت نے تمہیں ذلیل کر رکھا ہے آگے ارشاد ہے۔

قُلْ يٰقَوْمِ اعْمَلُوْا عَلٰى مَكَانَتِكُمْ اِنِّيْ عَامِلٌ ۚ فَسَوْفَ تَعْلَمُوْنَ مَنْ يَّاْتِيْهِ عَذَابٌ يُّخْزِيْهِ وَيَحِلُّ عَلَيْهِ عَذَابٌ مُّقِيْمٌ ۔ انہیں فرما دیجئے کہ اے میری قوم تم اپنی جگہ کام کرو اور میں اپنا کام کر رہا ہوں تو عنقریب جان لو گے کہ کس پہ آتا ہے عذاب رسوا کرنے والا اور کس پر دوامی مصیبت آتی ہے۔

یعنی تم اپنے مکر و حیلے اور میرے ساتھ عداوت کرتے رہو اور میں جس کام پر مامور ہوں وہ کرتا رہوں گا یعنی دین کا قائم کرنا میرا کام ہے میں وہ کروں گا اس میں اللہ تعالے میری مدد فرمائے گا اور تم عنقریب اپنی رسوائی دیکھو گے چنانچہ بدر میں رسوائی کے شکار ہوئے اور عذاب مقیم آخرت میں جہنم کا عذاب ان پر لازمی ہے۔

اِنَّاۤ اَنْزَلْنَا عَلَيْكَ الْكِتٰبَ لِلنَّاسِ بِالْحَقِّ ۚ فَمَنِ اهْتَدٰى فَلِنَفْسِهٖ ۚ وَمَنْ ضَلَّ فَاِنَّمَا يَضِلُّ عَلَيْهَا ۚ وَمَاۤ اَنْتَ عَلَيْهِمْ بِوَكِيْلٍ ۔ بے شک ہم نے تم پر کتاب نازل کی لوگوں کی ہدایت کے لیے حق کے

ساتھ تو جس نے راہ پائی تو اپنی جان کے لیے اور جو گمراہ ہوا وہ اپنی ہی برائی کے لیے گمراہ ہوا اور آپ کچھ ان کے ذمہ دار نہیں۔

کتاب سے مراد قرآن کریم ہے جس سے لوگوں کو ہدایت ہو اور جو ہدایت حاصل کرے گا وہ اپنے ہی نفع کے لیے اور جو گمراہ ہوگا وہ اپنے ہی لیے اور آپ سے اس کی گمراہی کا مواخذہ نہ ہوگا۔

مختصر تفسیر اردو چوتھا رکوع سورۃ زمر پ۲۴

فَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ كَذَبَ عَلَى اللّٰهِ وَكَذَّبَ بِالصِّدْقِ اِذْ جَآءَهٗ۔ تو کون ظالم ترین ہے اس سے جو اللہ پر جھوٹ باندھے اور سچائی کو جھٹلائے جب وہ لایا۔

اظلم ترین اس سے فرمایا جو اللہ تعالے کا شریک ٹھہرا کر جھوٹ باندھے یا اس کے لیے اولاد قرار دے اور سچائی کو جھٹلانے سے قرآن کریم کا جھٹلانا مراد ہے کہ اس سے زیادہ حق وصدق اور کیا ہو سکتا ہے جو حضور صلے اللہ علیہ وسلم لے کر تشریف لائے تو جھوٹے بہتان لگانے والا اور اللہ تعالے کی اولاد یا اس کا شریک ماننے والا اَظْلَمُ مِنْ كُلِّ ظَالِمٍ ہے

اَلَيْسَ فِيْ جَهَنَّمَ مَثْوًى لِّلْكٰفِرِيْنَ۔ کیا جہنم میں ٹھکانہ ایسے کافروں کا نہیں۔

جو اللہ تعالے پر افترا کریں اور تکذیب حق میں پیش پیش ہوں جیسے ایک جگہ فرمایا حَسْبُهُمْ جَهَنَّمُ يَصْلَوْنَهَا۔ آگے ارشاد ہے۔

وَالَّذِيْ جَآءَ بِالصِّدْقِ وَصَدَّقَ بِهٖٓ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُتَّقُوْنَ۔ اور وہ جو حق اور صدق لائے اور وہ جنہوں نے اس کی تصدیق کی یہ سب متقی پرہیزگار ہیں۔

جاء بالصدق سے مراد حضور سید عالم صلے اللہ علیہ وسلم ہیں کہ آپ ہی قرآن کریم لائے۔

اور ابن جریر اور ابن منذر اور ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ اور بیہقی اسماء وصفات میں ابن عباس رضی اللہ عنہما سے صدق کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ اس سے مراد لا الہ الا اللہ ہے اور دلالۃً سیاق کے اعتبار سے مومنین بھی اس میں داخل ہیں۔

اور باعتبار دخول تبعاً آگے ارشاد ہے اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُتَّقُوْنَ۔

اور ابو العالیہ اور کلبی وغیرہ جاء بالصدق کے ماتحت فرماتے ہیں هُوَ الرَّسُوْلُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اور وَصَدَّقَ بِهٖ پر فرماتے ہیں هُوَ اَبُوْبَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ۔ اس سے مراد صدیق اکبر رضی اللہ عنہ

ہیں اور یہی ابن جریر نے کہا اور علامہ ماوردی معرفۃ الصحابۃ اور ابن عساکر بطریق اسید بن صفوان جو حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے صحبت یافتہ ہیں سب نے فرمایا۔

اور ابوالاسود اور مجاہد ایک روایت ہیں اور اہل بیت کرام کی ایک جماعت کہتی ہے صدّق بہ سے مراد حضرت علی کرم اللہ وجہہ ہیں۔

اور بعض اس طرف گئے کہ اَلَّذِیْ جَآءَ بِالصِّدْقِ سے روح الامین مراد ہیں اور صَدَّقَ بِہٖ سے حضور سید یوم النشور صلی اللہ علیہ وسلم مراد ہیں۔

غرضکہ اقوال ثلاثہ ہیں اگر حضور اور حضرت صدیق اور حضرت علی تینوں مراد لے لیے جائیں تو بھی صحیح ہے اس لیے صلہ تو موصول کے لیے ہوتا ہے۔

اور ممکن ہے کہ حضرت صدیق اور حضرت علی کا ذکر اس بنا پر ہو کہ کَوْنُہٗ اَوَّلَ مَنْ اٰمَنَ وَصَدَّقَ مِنَ الرِّجَالِ وَفِیْ عَلِیٍّ کَرَّمَ اللّٰہُ وَجْھَہٗ کَوْنُہٗ اَوَّلَ مَنْ اٰمَنَ وَصَدَّقَ مِنَ الصِّبْیَانِ اول مردوں میں ایمان لاکر تصدیق کرنے والے صدیق اکبر ہیں اور بچوں میں ایمان لاکر تصدیق فرمانے والے حضرت علی کرم اللہ وجہہ ہیں۔

اور اگر دیکھا جائے تو جب تمام صحابہ حافظ قرآن تھے اور جو احکام نازل ہوتے ان پر عمل کرنے والے تو صَدَّقَ بِہٖ سے تمام صحابہ ہی مراد ہیں چنانچہ آلوسی فرماتے ہیں فَاِنَّ جُمْلَۃَ الْقُرْاٰنِ حَفِظَہُ الصَّحَابَۃُ عَنْہُ عَلَیْہِ السَّلَامُ وَاَخَذُوْہُ کَمَا اُنْزِلَ اس کے بعد سب کو بشارت ہے

لَھُمْ مَّا یَشَآءُوْنَ عِنْدَ رَبِّھِمْ ذٰلِکَ جَزَآءُ الْمُحْسِنِیْنَ۔ ان کے لیے ہے جو وہ چاہیں ان کے رب کے پاس یہ ہے بدلہ نیکوں کا۔

یعنی جنہوں نے نیک عمل کیے اور حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی تصدیق کی وہ جو چاہیں اللہ تعالے سے بدلہ حاصل کرلیں گے۔ آلوسی اپنی تفسیر روح المعانی میں فرماتے ہیں اَیْ لَھُمْ کُلُّ مَا یَشَآءُوْنَ مِنْ جَلْبِ الْمَنَافِعِ وَدَفْعِ الْمَضَارِّ فِی الْاٰخِرَۃِ لَا فِی الْجَنَّۃِ فَقَطْ لِمَا اَنَّ بَعْضَ مَا یَشَآءُوْنَہٗ مِنْ تَکْفِیْرِ السَّیِّئَاتِ وَالْاَمْنِ مِنَ الْفَزَعِ الْاَکْبَرِ وَسَائِرَ اَھْوَالِ الْقِیَامَۃِ اِنَّمَا یَقَعُ قَبْلَ دُخُوْلِ الْجَنَّۃِ یعنی ان کے لیے ہر وہ نعمت ہوگی جو چاہیں گے جلب منافع اور دفع مضار کی آخرت میں اور یہ فقط جنت میں ہی نہیں بلکہ وہ بھی جو تکفیر سیئات وغیرہ سے ہیں جیسے فزع اکبر اور تمام احوال قیامت سے اس لیے کہ یہ سب کچھ دخول جنت سے قبل ہوگا اور وہ اس سے بھی محفوظ رہیں گے اسی لیے فرمایا ذٰلِکَ جَزَآءُ الْمُحْسِنِیْنَ یعنی الَّذِیْنَ اَحْسَنُوْا اَعْمَالَھُمْ فِی الدُّنْیَا آگے ارشاد ہے

لِیُکَفِّرَ اللّٰہُ عَنْھُمْ اَسْوَاَ الَّذِیْ عَمِلُوْا وَیَجْزِیَھُمْ اَجْرَھُمْ بِاَحْسَنِ الَّذِیْ کَانُوْا یَعْمَلُوْنَ

تاکہ اتار دے اللہ ان سے بوجھ ان برے عملوں کا اور بدلہ دے ان کے اچھے عملوں کا جو انہوں نے کیے۔

اس کی تفسیر میں آلوسی کہتے ہیں ای وعدھم اللہ جمیع ما یشاؤنہ من زوال المضار وحصول المسار لیکفر عنہم بموجب ذلک الوعد اسوا الذی عملوا ویجزیہم اجرھم باحسن الذی کانوا یعملون یعنی اللہ نے ان سے وعدہ فرمایا ہر اس نعمت کا جو وہ چاہیں تکالیف کے دور ہونے اور آسانیوں کے حصول کا اور وعدہ فرمایا اس وعدہ کے سبب ان سے ان کے برے عملوں کی معافی کا اور پورا بدلہ دینے کا ان کے نیک عملوں کا جو انہوں نے کیے۔

گویا خلاصہ مفہوم یہ ہوا کہ ایام جاہلیت کے برے کاموں کا عذاب انہیں معاف ہوگا اور نیک عملوں کا پورا بدلہ ملے گا۔ چنانچہ آلوسی بھی یہی کہتے ہیں والمراد لیکفر جمیع ما سلف منہم قبل الایمان من المعاصی۔ اسواء بوزن افعال ہے یہ جمع ہے سیئۃ کی آگے ارشاد ہے جس میں حضور صلے اللہ علیہ وسلم کو مشرکین کے ڈرانے پر تسلی ہے۔

اَلَیْسَ اللّٰہُ بِکَافٍ عَبْدَہٗ۔ کیا اللہ اپنے بندے کے لیے کافی نہیں۔

یہ استفہام انکاری ہے جس کے معنی اثبات میں ہیں یعنی اللہ کافی ہے اپنے بندے محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مدد اور نصرت کے لیے۔

وَیُخَوِّفُوْنَکَ بِالَّذِیْنَ مِنْ دُوْنِہٖ۔ اور مشرکین ڈراتے ہیں آپ کو اللہ کے سوا غیروں سے۔

یعنی مشرکین مکہ ان بتوں کا خوف حضور کو دلاتے تھے جنہیں وہ معبود بنائے ہوئے تھے چنانچہ روایت ہے کہ قریش نے حضور صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بتوں کی مخالفت پر کہا ہم خوف کرتے ہیں کہ ہمارے معبود بت کہیں آپ کے دماغ پر خراب اثر نہ ڈال دیں یعنی معاذ اللہ اختلال دماغی نہ پیدا کر دیں اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔

وَمَنْ یُّضْلِلِ اللّٰہُ فَمَا لَہٗ مِنْ ھَادٍ وَمَنْ یَّھْدِ اللّٰہُ فَمَا لَہٗ مِنْ مُّضِلٍّ اَلَیْسَ اللّٰہُ بِعَزِیْزٍ ذِی انْتِقَامٍ۔ اور جسے اللہ گمراہی میں چھوڑے اس کے لیے کوئی ہادی نہیں اور جسے وہ ہدایت دے اسے کوئی گمراہ کرنے والا نہیں کیا اللہ تعالے غالب اور انتقام لینے والا نہیں۔

جو اسلام کے دشمنوں سے انتقام لے اور ظاہر ہے کہ جسے اللہ تعالے نے جہنم کے لیے پیدا فرمایا جیسے ابوجہل۔ ابولہب۔ نضر بن حرث۔ امیہ بن خلف کعب بن اشرف اور عامہ مشرکین وہ اگر ہدایت پاتے ہیں تو توفیق الٰہی ایسے ہی ہدایت پر جو مخلوق ہوئے انہیں کون راہ راست سے بھٹکا سکتا ہے آگے ارشاد ہے جس میں منکرین و مشرکین پر حجت تمام فرمائی گئی اور ارشاد ہوا۔

وَلَئِنْ سَاَلْتَهُمْ مَّنْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ لَيَقُوْلُنَّ اللّٰهُ۔ اے محبوب اگر ان سے پوچھیں کہ کس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا فرمایا تو وہ ضرور کہیں گے اللہ نے۔

اس لیے کہ اس پر دلیل ظاہر ہے اور خالق عالم کی طرف سبیل واضح اس پر عقول عامہ قائم ہیں اور نظام ممکنات پر تصرف واجب الوجود عقلاً ثابت اس وجہ میں برہان عقلی قائم فرمائی آگے ارشاد ہوا۔

قُلْ اَفَرَاَيْتُمْ مَّا تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اِنْ اَرَادَنِيَ اللّٰهُ بِضُرٍّ هَلْ هُنَّ كٰشِفٰتُ ضُرِّهٖٓ اَوْ اَرَادَنِيْ بِرَحْمَةٍ هَلْ هُنَّ مُمْسِكٰتُ رَحْمَتِهٖ۔ ان سے فرمایئے بھلا یہ تو بتاؤ جنہیں اللہ کے سوا تم پوجتے ہو اگر اللہ میرے لیے کوئی برائی کرنا چاہے کیا وہ اس تکلیف کو کھول سکتے ہیں یا اگر اللہ میرے ساتھ رحمت کا ارادہ فرمائے کیا وہ اسے روک سکتے ہیں۔

قُلْ حَسْبِيَ اللّٰهُ عَلَيْهِ يَتَوَكَّلُ الْمُتَوَكِّلُوْنَ۔ فرما دیجیئے مجھے میرا رب کافی ہے اس پر ہی بھروسہ کرنے والے بھروسہ کرتے ہیں۔

اس لیے کہ وہ جانتے ہیں کہ کائنات اس کے تحت قدرت ہے اور اس کے زیر ملکوت ہے آگے ارشاد ہے۔

قُلْ يٰقَوْمِ اعْمَلُوْا عَلٰى مَكَانَتِكُمْ اِنِّيْ عَامِلٌ فَسَوْفَ تَعْلَمُوْنَ مَنْ يَّاْتِيْهِ عَذَابٌ يُّخْزِيْهِ وَيَحِلُّ عَلَيْهِ عَذَابٌ مُّقِيْمٌ۔ فرما دیجئے اے میری قوم تم اپنی جگہ کام کرو میں اپنی جگہ کر رہا ہوں تو عنقریب جان لوگے کہ کس پر عذاب ذلیل کرنے والا آتا ہے اور کس پر دوامی عذاب قائم ہوتا ہے۔

یہ ارشاد بطور تہدید ہے۔ پھر اس میں قوم کو تو اِعْمَلُوْا عَلٰى مَكَانَتِكُمْ ارشاد ہوا مگر اِنِّيْ عَامِلٌ عَلٰى مَكَانَتِيْ نہیں فرمایا اس میں یہ لطیف پہلو ملحوظ ہے کہ اگر حضور صلے اللہ علیہ وسلم بھی یہ فرماتے کہ اِنِّيْ عَامِلٌ عَلٰى مَكَانَتِيْ تو یہ سمجھ لیا جاتا کہ حضور کا تعلق بھی ایک حال پر ہے اس میں کسی قسم کا تغیر نہیں نہ بڑھ سکتا ہے نہ گھٹ سکتا ہے۔

حالانکہ حضور کا متعلق ہر آن ترقی پر ہے ہر زمان بلندی پر ہے اور نصرت الٰہی ہر آن حضور کے ساتھ ہے یہی وجہ ہے کہ اس کے بعد فَسَوْفَ تَعْلَمُوْنَ فرما کر یہ ظاہر کر دیا کہ محبوب دو عالم صلے اللہ علیہ وسلم سب پر منصور ہے اور دنیا اور آخرت میں منصور ہیں۔

اور وہ قوم جسے اِعْمَلُوْا عَلٰى مَكَانَتِكُمْ فرمایا گیا اسے فَسَوْفَ تَعْلَمُوْنَ فرما کر اول مَنْ يَّاْتِيْهِ عَذَابٌ يُّخْزِيْهِ سے دنیاوی ذلتیں ظاہر کر دیں جیسے بدر میں ان کے سامنے آئیں اور وَيَحِلُّ عَلَيْهِ فرما کر دوامی عذاب جہنم کی خبر دے دی۔

پھر ارشاد ہے۔

اِنَّآ اَنْزَلْنَا عَلَيْكَ الْكِتٰبَ لِلنَّاسِ بِالْحَقِّ فَمَنِ اهْتَدٰى فَلِنَفْسِهٖ وَمَنْ ضَلَّ فَاِنَّمَا يَضِلُّ

عَلَیْھَا وَمَا اَنْتَ عَلَیْھِمْ بِوَکِیْلٍ ۔ ہم نے اے محبوب آپ کی طرف لوگوں کے لیے یہ کتاب نازل فرمائی حق کے ساتھ تو جو ہدایت پائے گا وہ اپنے لیے اور جو گمراہ ہوگا وہ گمراہی کا بار اپنے اوپر لے گا اور آپ اے محبوب ان کی گمراہی کے ذمہ دار نہیں۔

آپ کا فرض تو حکم پہنچا دینا ہے اِنْ عَلَیْکَ اِلَّا الْبَلٰغُ یعنی ہدایت وضلالت اللہ تعالےٰ کے قبضہ میں ہے کوئی نبی قوم کی گمراہی کا جواب دہ نہیں۔ بالذّات ہادی مطلق اللہ تعالےٰ ہے۔ اور خالق ہدایت و ضلالت وہی خالق علی الاطلاق ہے۔

ہادی عالم صلے اللہ علیہ وسلم کے ذمہ اِرَاءَۃُ الطَّرِیْق ہے اور جو ہدایت پائے اسے موصل الی المطلوب حضور کر سکتے ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

بامحاورہ ترجمہ پانچواں رکوع سورۂ زمر پ۲۴

اَللّٰہُ یَتَوَفَّی الْاَنْفُسَ حِیْنَ مَوْتِھَا وَالَّتِیْ لَمْ تَمُتْ فِیْ مَنَامِھَا فَیُمْسِکُ الَّتِیْ قَضٰی عَلَیْھَا الْمَوْتَ وَیُرْسِلُ الْاُخْرٰی اِلٰی اَجَلٍ مُّسَمًّی اِنَّ فِیْ ذٰلِکَ لَاٰیٰتٍ لِّقَوْمٍ یَّتَفَکَّرُوْنَ ۝

اللہ وفات دیتا ہے جانوں کو جب انہیں موت ہو اور وہ جو نہ مریں اپنی نیند میں تو روک رکھتا ہے انہیں جس پر موت کا حکم فرمادیا اور چھوڑ دیتا ہے ایک مقرر میعاد تک بیشک اس میں ضرور نشانیاں ہیں سوچنے والوں کے لیے۔

اَمِ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ شُفَعَآءَ قُلْ اَوَلَوْ کَانُوْا لَا یَمْلِکُوْنَ شَیْئًا وَّلَا یَعْقِلُوْنَ ۝

کیا انہوں نے اللہ کے مقابل کچھ سفارشی بنا رکھے ہیں فرمادیجئے کیا نہیں وہ اگرچہ کسی چیز کے مالک نہ ہوں اور نہ عقل رکھیں۔

قُلْ لِّلّٰہِ الشَّفَاعَۃُ جَمِیْعًا لَہٗ مُلْکُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ثُمَّ اِلَیْہِ تُرْجَعُوْنَ ۝

فرمادیجئے شفاعت تو اللہ کے ہاتھ ہے اسی کے لیے ہے بادشاہی آسمانوں اور زمین کی پھر تمہیں اسی کی طرف پلٹنا ہے۔

وَاِذَا ذُکِرَ اللّٰہُ وَحْدَہُ اشْمَاَزَّتْ قُلُوْبُ الَّذِیْنَ لَا یُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَۃِ وَاِذَا ذُکِرَ الَّذِیْنَ مِنْ دُوْنِہٖۤ اِذَا ھُمْ یَسْتَبْشِرُوْنَ ۝

اور جب ایک اللہ کا ذکر کیا جاتا ہے تو سمٹ جاتے ہیں ان کے دل جو ایمان نہیں لاتے آخرت پر اور جب اس کے سوا اوروں کا ذکر ہوتا ہے تو جبھی خوشیاں مناتے ہیں۔

قُلِ اللّٰهُمَّ فَاطِرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ عٰلِمَ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ اَنْتَ تَحْكُمُ بَيْنَ عِبَادِكَ فِيْ مَا كَانُوْا فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ ۝

آپ اللہ سے عرض کریں اے اللہ آسمان و زمین کے پیدا کرنے والے نہاں اور عیاں کے جاننے والے تو فیصلہ فرمائے گا اپنے بندوں میں جس میں وہ اختلاف رکھتے تھے۔

وَلَوْ اَنَّ لِلَّذِيْنَ ظَلَمُوْا مَا فِي الْاَرْضِ جَمِيْعًا وَّمِثْلَهٗ مَعَهٗ لَافْتَدَوْا بِهٖ مِنْ سُوْٓءِ الْعَذَابِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ۭ وَبَدَا لَهُمْ مِّنَ اللّٰهِ مَا لَمْ يَكُوْنُوْا يَحْتَسِبُوْنَ ۝

اور اگر ہو تا ظالموں کے لیے جو کچھ آسمانوں میں اور زمین میں ہے سب کچھ اور اس کے ساتھ اس جیسا تو ضرور یہ سب کچھ فدیہ کر دیتے بڑے عذاب کے بدلے قیامت کے دن اور ظاہر ہوئی ان کے لیے اللہ کی طرف سے وہ بات جو ان کے گمان میں نہ تھی۔

وَبَدَا لَهُمْ سَيِّاٰتُ مَا كَسَبُوْا وَحَاقَ بِهِمْ مَّا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ ۝

اور ظاہر ہو گئی ان کے لیے اپنے گناہوں کی کمائی اور آ پڑا ان پر وہ جس کا یہ استہزاء کرتے تھے۔

فَاِذَا مَسَّ الْاِنْسَانَ ضُرٌّ دَعَانَا ۡ ثُمَّ اِذَا خَوَّلْنٰهُ نِعْمَةً مِّنَّا ۙ قَالَ اِنَّمَآ اُوْتِيْتُهٗ عَلٰي عِلْمٍ ۭ بَلْ هِيَ فِتْنَةٌ وَّلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ۝

تو جب پہنچتی ہے انسان کو کوئی تکلیف تو ہمیں پکارتا ہے پھر جب اسے پہنچاتے ہیں ہم کوئی نعمت تو کہتا ہے یہ مجھے ایک علم کے ذریعہ ملی بلکہ وہ تو آزمائش ہے لیکن ان کے اکثر نہیں جانتے۔

قَدْ قَالَهَا الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ فَمَآ اَغْنٰى عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ۝

بے شک کہہ چکے ہیں ان سے پہلے بھی تو نہیں مستغنی نہ کر سکا ان کا کمایا ہوا۔

فَاَصَابَهُمْ سَيِّاٰتُ مَا كَسَبُوْا ۭ وَالَّذِيْنَ ظَلَمُوْا مِنْ هٰٓؤُلَاۗءِ سَيُصِيْبُهُمْ سَيِّاٰتُ مَا كَسَبُوْا ۙ وَمَا هُمْ بِمُعْجِزِيْنَ ۝

تو ان پر پڑ گیا ان کی کمائیوں کا عذاب اور وہ جو ان میں ظالم ہیں عنقریب پہنچے گی برائی ان کے کرنے کی اور وہ قابو سے نہیں نکل سکتے۔

اَوَلَمْ يَعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَاۗءُ وَيَقْدِرُ ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ۝

کیا وہ نہیں جانتے کہ بیشک اللہ کشادہ کرتا ہے جس پر چاہے روزی اور تنگ کرتا ہے بے شک اس میں ضرور نشانیاں ہیں ایمان والوں کے لیے۔

حلِ لغات

اَللّٰهُ ۔ اللہ	يَتَوَفَّى ۔ فوت کرتا ہے	اَلْاَنْفُسَ ۔ جانوں کو	حِيْنَ ۔ وقت
مَوْتِهَا ۔ ان کی موت کے	وَ ۔ اور	الَّتِيْ ۔ وہ جو	لَمْ ۔ نہیں
تَمُتْ ۔ مری	فِيْ ۔ بیچ	مَنَامِهَا ۔ اپنی نیند کے	فَيُمْسِكُ ۔ تو روکتا ہے
الَّتِيْ ۔ اس کو کہ	قَضٰى ۔ فیصلہ ہو گیا	عَلَيْهَا ۔ اس پر	الْمَوْتَ ۔ موت کا
وَ ۔ اور	يُرْسِلُ ۔ بھیجتا ہے	الْاُخْرٰى ۔ دوسری کو	اِلٰى ۔ طرف
اَجَلٍ ۔ مدت	مُسَمًّى ۔ مقرر کے	اِنَّ ۔ بیشک	فِيْ ۔ بیچ
ذٰلِكَ ۔ اس کے	لَاٰيٰتٍ ۔ نشانیاں ہیں	لِقَوْمٍ ۔ واسطے قوم	يَتَفَكَّرُوْنَ ۔ سوچنے والی کے
اَمِ ۔ کیا	اتَّخَذُوْا ۔ بنائے انہوں نے	مِنْ دُوْنِ ۔ سوا	اللّٰهِ ۔ اللہ کے
شُفَعَاءَ ۔ سفارشی	قُلْ ۔ کہہ	اَوَ ۔ کیا	لَوْ ۔ اگرچہ
كَانُوْا ۔ ہوں	لَا ۔ نہ	يَمْلِكُوْنَ ۔ اختیار رکھتے	شَيْئًا ۔ کچھ
وَّ ۔ اور	لَا ۔ نہ	يَعْقِلُوْنَ ۔ سمجھتے	قُلْ ۔ کہہ
لِلّٰهِ ۔ اللہ کے لیے ہے	الشَّفَاعَةُ ۔ سفارش	جَمِيْعًا ۔ ساری	لَهٗ ۔ اسی کی
مُلْكُ ۔ بادشاہی ہے	السَّمٰوٰتِ ۔ آسمانوں	وَ ۔ اور	الْاَرْضِ ۔ زمین کی
ثُمَّ ۔ پھر	اِلَيْهِ ۔ اسی کی طرف	تُرْجَعُوْنَ ۔ لوٹائے جاؤ گے تم	وَ ۔ اور
اِذَا ۔ جب	ذُكِرَ ۔ ذکر کیا جاتا ہے	اللّٰهُ ۔ اللہ	وَحْدَهٗ ۔ اکیلے کا
اشْمَاَزَّتْ ۔ تو گھٹ جاتے ہیں	قُلُوْبُ ۔ دل	الَّذِيْنَ ۔ ان کے جو	لَا ۔ نہیں
يُؤْمِنُوْنَ ۔ ایمان لاتے	بِالْاٰخِرَةِ ۔ قیامت پر	وَ ۔ اور	اِذَا ۔ جب
ذُكِرَ ۔ ذکر کیا جاتا ہے	الَّذِيْنَ ۔ ان کا جو	مِنْ دُوْنِهٖ ۔ سوا اس کے ہیں	اِذَا ۔ تو اس وقت
هُمْ ۔ وہ	يَسْتَبْشِرُوْنَ ۔ خوش ہوتے ہیں	قُلِ ۔ کہہ	اللّٰهُمَّ ۔ اے اللہ
فَاطِرَ ۔ پیدا کرنے والے	السَّمٰوٰتِ ۔ آسمانوں	وَ ۔ اور	الْاَرْضِ ۔ زمین کے
عٰلِمَ ۔ جاننے والے	الْغَيْبِ ۔ غیب	وَ ۔ اور	الشَّهَادَةِ ۔ حاضر کے
اَنْتَ ۔ تو	تَحْكُمُ ۔ فیصلہ کرے گا	بَيْنَ ۔ درمیان	عِبَادِكَ ۔ اپنے بندوں کے

فِیْ۔ بیچ	مَا۔ اسکے جو	کَانُوْا۔ تھے	فِیْہِ۔ اس میں
یَخْتَلِفُوْنَ۔ اختلاف کرتے	وَ۔ اور	لَوْ۔ اگر	اَنَّ۔ بیشک
لِلَّذِیْنَ۔ ان لوگوں کیلئے ہو	ظَلَمُوْا۔ جو ظالم ہیں	مَا۔ جو	فِیْ۔ بیچ
الْاَرْضِ۔ زمین کے ہے	جَمِیْعًا۔ سب	وَ۔ اور	مِثْلَہٗ۔ مثل اسکی
مَعَہٗ۔ اس کے ساتھ	لَافْتَدَوْا۔ تو فدیہ دیں	بِہٖ۔ اس کا	مِنْ سُوْٓءِ۔ برے
الْعَذَابِ۔ عذاب سے	یَوْمَ۔ دن	الْقِیٰمَۃِ۔ قیامت کے	وَ۔ اور
بَدَا۔ ظاہر ہوگا	لَہُمْ۔ ان کے لیے	مِنَ اللّٰہِ۔ اللہ سے	مَا۔ جو
لَمْ۔ نہ	یَکُوْنُوْا۔ تھے	یَحْتَسِبُوْنَ۔ خیال کرتے	وَ۔ اور
بَدَا۔ ظاہر ہوگی	لَہُمْ۔ ان کے لیے	سَیِّاٰتُ۔ برائی اس کی	مَا۔ جو
کَسَبُوْا۔ کمایا	وَ۔ اور	حَاقَ۔ گھیر لے گا	بِہِمْ۔ ان کو
مَا۔ جو	کَانُوْا۔ تھے	بِہٖ۔ اسکو	یَسْتَہْزِءُوْنَ۔ ٹھٹھا کرتے
فَاِذَا۔ پھر جب	مَسَّ۔ پہنچتی ہے	الْاِنْسَانَ۔ انسان کو	ضُرٌّ۔ تکلیف تو
دَعَا۔ پکارتا ہے	نَا۔ ہم کو	ثُمَّ۔ پھر	اِذَا۔ جب
خَوَّلْنٰہُ۔ دیتے ہیں ہم	ہٗ۔ اس کو	نِعْمَۃً۔ نعمت	مِّنَّا۔ اپنی طرف سے
قَالَ۔ تو کہتا ہے	اِنَّمَا۔ سوا اسکے نہیں	اُوْتِیْتُہٗ۔ دیا گیا ہوں میں	عَلٰی۔ اوپر
عِلْمٍ۔ علم کے	بَلْ۔ بلکہ	ہِیَ۔ وہ	فِتْنَۃٌ۔ آزمائش ہے
وَ۔ اور	لٰکِنَّ۔ لیکن	اَکْثَرَ۔ اکثر	ہُمْ۔ ان کے
لَا۔ نہیں	یَعْلَمُوْنَ۔ جانتے	قَدْ۔ بیشک	قَالَہَا۔ کہا تھا یہ
الَّذِیْنَ۔ ان لوگوں نے جو	مِنْ قَبْلِہِمْ۔ ان سے پہلے تھے	فَمَا۔ تو نہ	اَغْنٰی۔ کام آیا
عَنْہُمْ۔ ان کے	مَّا۔ جو	کَانُوْا۔ تھے	یَکْسِبُوْنَ۔ کماتے
فَاَصَابَہُمْ۔ تو پہنچی ان کو	سَیِّاٰتُ۔ برائی	مَا۔ اسکی جو	کَسَبُوْا۔ کمایا انہوں نے
وَ۔ اور	مَا۔ نہیں	ہُمْ۔ وہ	بِمُعْجِزِیْنَ۔ عاجز کرنیوالے
اَوَ۔ کیا	لَمْ۔ نہ	یَعْلَمُوْا۔ جانا انہوں نے	اَنَّ۔ کہ بیشک
اللّٰہَ۔ اللہ	یَبْسُطُ۔ فراخ کرتا ہے	الرِّزْقَ۔ رزق	لِمَنْ۔ جس کا
یَّشَآءُ۔ چاہے	وَ۔ اور	یَقْدِرُ۔ تنگ کرتا ہے	اِنَّ۔ بیشک

ذٰلِكَ۔ اس کے　لَاٰیٰتٍ۔ نشانیاں ہیں　لِّقَوْمٍ۔ واسطے قوم

یُّؤْمِنُوْنَ۔ مومن کے۔

خلاصہ تفسیر پانچواں رکوع سورۃ زمر پ۲۴

اَللّٰهُ یَتَوَفَّى الْاَنْفُسَ حِیْنَ مَوْتِهَا وَالَّتِیْ لَمْ تَمُتْ فِیْ مَنَامِهَا فَیُمْسِكُ الَّتِیْ قَضٰى عَلَیْهَا الْمَوْتَ وَیُرْسِلُ الْاُخْرٰۤى اِلٰۤى اَجَلٍ مُّسَمًّى۔ اللہ وفات دیتا ہے جانوں کو ان کی موت کے وقت اور جو نہ مریں انہیں ان کی سوتے وقت تو اسے روک رکھتا ہے جس پر موت کا حکم فرما دیا اور چھوڑ دیتا ہے دوسری کو ایک مقرر میعاد تک۔

یعنی جسے مرنا ہے اسے اس کے جسم کی طرف واپس نہیں کرتا اور جس کی موت مقدر نہیں اسے اس کی موت کے وقت تک چھوڑ دیتا ہے۔ گویا یہ فلسفہ موت اور سونے کا فرمایا کہ اَلنَّوْمُ اُخْتُ الْمَوْتِ۔ نیند موت کی بہن ہے سو بامر ابرابر ہے لیکن جس کی موت مقدر نہیں وہ نیند میں رہ کر پھر جاگ پڑتا ہے اس لیے کہ اس کی موت کا وقت نہیں آیا ہوتا اور جس کی موت مقدر ہے وہ سو کر جاگتا ہی نہیں۔

اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیٰتٍ لِّقَوْمٍ یَّتَفَكَّرُوْنَ۔ بیشک اس سونے جاگنے میں نشانیاں ہیں سوچنے والوں کو۔

یعنی سوچنے سمجھنے والوں کے لیے اس میں سبق ہے کہ جو ذات اس امر پر قادر ہے کہ سلا کر جگا دے وہ اس پر بھی قادر ہے کہ مُردوں کو زندہ کر دے۔

سید المفسرین ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں اِنَّ فِیْ ابْنِ اٰدَمَ نَفْسًا وَّرُوْحًا بَیْنَهُمَا مِثْلُ شُعَاعِ الشَّمْسِ فَالنَّفْسُ هِیَ الَّتِیْ بِهَا الْعَقْلُ وَالتَّمْیِیْزُ وَالرُّوْحُ هِیَ الَّتِیْ بِهَا النَّفَسُ وَالتَّحَرُّكُ فَیَتَوَفَّیَانِ عِنْدَ الْمَوْتِ وَتُتَوَفَّى النَّفْسُ وَحْدَهَا عِنْدَ النَّوْمِ وَهُوَ قَوْلٌ بِالْفَرْقِ بَیْنَ النَّفْسِ وَالرُّوْحِ۔

انسان میں نفس اور روح ہیں اور دونوں میں تعلق سورج کی شعاع کی مثل ہے
تو نفس وہ ہے جس سے عقل و تمیز قائم ہے
اور روح وہ ہے جس کے ساتھ نفس و تحرک ہے۔
تو نفس و تحرک سلب ہو جاتے ہیں موت کے دن
اور فقط نفس کو وفات ہوتی ہے سونے کے وقت
اس قول سے نفس و روح میں فرق واضح ہو جاتا ہے۔

اور بعض نے یہ تقسیم کی کہ نفس عبارت ہے نفس ناطقہ سے اور روح آمر یہ عبارت ہے روح الٰہیہ سے
اور روح سے مراد روح حیوانیہ ہے اور ایسے ہی نفس سے مراد نفس حیوانیہ ہے۔
بنابریں روح حیوانیہ مثل عرش کے ہے۔
اور بعض حکماء فلسفۂ آلہیات کہتے ہیں
کہ قلب صنوبری وہ ہے جس میں بخارات لطیفہ ہیں وہ روح حیوانیہ کے لیے بمنزلہ عرش ہے۔ اور اس کی محافظ ہے۔

اور روح حیوانیہ عرش اور آئینہ ہے روح الٰہیہ کے لیے اور اس کو نفس ناطقہ کہتے ہیں۔
اور یہی واسطہ ہے روح و بدن میں اور اسی سے تدبیر بدن ہے۔

شیخین اپنی صحیحین میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ناقل ہیں کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ إِذَا أَوَى أَحَدُكُمْ إِلَى فِرَاشِهِ فَلْيَنْفُضْهُ بِدَاخِلَةِ إِزَارِهِ فَإِنَّهُ لَا يَدْرِي مَا خَلَفَهُ عَلَيْهِ ثُمَّ لِيَقُلْ اَللّٰهُمَّ بِاسْمِكَ رَبِّي وَضَعْتُ جَنْبِي وَبِاسْمِكَ أَرْفَعُهُ إِنْ أَمْسَكْتَ نَفْسِي فَارْحَمْهَا وَإِنْ أَرْسَلْتَهَا فَاحْفَظْهَا بِمَا تَحْفَظُ بِهِ الصَّالِحِينَ مِنْ عِبَادِكَ۔ جب تمہارا کوئی اپنے بستر پر آئے تو اسے چاہئے کہ اپنے ازار سے بستر کو جھاڑ لے اس لیے کہ وہ نہیں جانتا کہ اس کے پیچھے کیا ہے پھر کہے الٰہی تیرے نام کے ساتھ لے میرے رب میں اپنا پہلو رکھتا ہوں اور تیرے نام سے اپنے پہلو کو اٹھاتا ہوں اگر تو نے میری جان روک لی تو اس پر رحم فرما اور اگر تو نے میری جان چھوڑ دی تو اسے محفوظ فرما جیسے اپنے نیک بندوں کی حفاظت کرتا ہے۔

اور احمد اور بخاری اور ابو داؤد اور نسائی اور ابن ابی شیبہ حضرت ابو قتادہ سے ناقل ہیں کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک رات جنگل میں فرمایا إِنَّ اللّٰهَ قَبَضَ أَرْوَاحَكُمْ حِيْنَ شَاءَ وَرَدَّهَا عَلَيْكُمْ حِيْنَ شَاءَ۔ بے شک اللہ تعالے تمہاری روحیں قبض فرماتا ہے جب چاہے اور رد فرما دیتا ہے جب چاہے۔

اور ابن مردویہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہما سے راوی ہیں قَالَ كُنْتُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي سَفَرٍ فَقَالَ مَنْ يَكْلَؤُنَا اللَّيْلَةَ فَقُلْتُ أَنَا وَنَامَ النَّاسُ وَنَامَ هُوَ وَنِمْتُ فَلَمْ نَسْتَيْقِظْ إِلَّا بِحَرِّ الشَّمْسِ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّ هٰذِهِ الْأَرْوَاحَ عَارِيَةٌ فِي أَجْسَادِ الْعِبَادِ فَيَقْبِضُهَا اللّٰهُ إِذَا شَاءَ وَيُرْسِلُ إِذَا شَاءَ۔ حضرت انس فرماتے ہیں میں حضور کے ساتھ ایک سفر میں تھا سو فرمایا تم میں سے کون رات میں ہمارا محافظ ہوگا حضرت انس نے عرض کیا حضور میں اس کے بعد حضور آرام فرما ہو گئے اور لوگ بھی سو گئے اور میں بھی سو گیا تو ہم سب حرارت آفتاب سے اٹھے تو حضور نے فرمایا لوگو یہ روحیں بندوں کے جسموں میں عاریت ہیں تو جب اللہ چاہے قبض کرتا ہے اور چھوڑ دیتا ہے جب چاہے۔

احادیث منقولہ سے بھی ثابت ہوا کہ قبض ارواح عند النوم اور عند الموت فیضہ قدرت الٰہی ہیں ہے۔

اَمِ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ شُفَعَآءَ قُلْ اَوَلَوْ كَانُوْا لَا يَمْلِكُوْنَ شَيْئًا وَّلَا يَعْقِلُوْنَ۔ کیا انہوں نے اللہ کے سوا اپنے سفارشی بنا رکھے ہیں انہیں فرما دیجئے کیا اگرچہ وہ کسی چیز پر قادر نہ ہوں اور کسی شے پر کچھ قبضہ نہ رکھیں اور نہ وہ عقل رکھتے ہوں۔

یعنی وہ بت جو جماد محض ہیں وہ بقول مشرکین اللہ کے حضور سفارشی ہیں جنہیں نہ عقل نہ وہ کسی چیز کے مالک ہیں اس سے ثابت ہوا کہ شفیع وہی ہو سکتا ہے جو ذی فہم وعقل ہو اور اسے اللہ تعالے کی طرف سے تصرف وملکیت بھی عطا کی گئی ہو جیسے انبیاء اولیاء علیہم السلام نہ کہ وہ بت جو تبر کے تراشے ہوئے ہوں۔ یا وہ شیاطین جو مردود بارگاہ ہیں چنانچہ آگے ارشاد ہے۔

قُلْ لِّلّٰهِ الشَّفَاعَةُ جَمِيْعًا لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ثُمَّ اِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ۔ فرما دیجئے شفاعت تو سب اللہ کے اختیار میں ہے اسی کے لیے بادشاہی آسمانوں اور زمین کی پھر تمہیں اسی کی طرف پلٹنا ہے۔

جو ماذون بالشفاعت ہو وہی شفاعت کر سکتا ہے اور اللہ تعالے اپنے بندوں میں سے جسے چاہے اذن شفاعت دے نہ کہ بتوں کو جو جماد محض ہیں نہ شیاطین کو جو مردود بارگاہ ہیں اسی وجہ میں عبادت سوا اللہ تعالے کے کسی کی جائز نہیں اور اگر کوئی شفیع ہو بھی سکے اس کی عبادت بھی شرک ہے حتیٰ کہ جناب مصطفٰی علیہ التحیۃ والثنا کی عبادت بھی شرک ہے اس کے بعد مشرکین کا طریقہ ظاہر فرمایا حیث قال۔

وَاِذَا ذُكِرَ اللّٰهُ وَحْدَهُ اشْمَاَزَّتْ قُلُوْبُ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ وَاِذَا ذُكِرَ الَّذِيْنَ مِنْ دُوْنِهٖۤ اِذَا هُمْ يَسْتَبْشِرُوْنَ اور جب ایک اللہ کا ذکر کیا جاتا ہے تو دل سمٹ جاتے ہیں ان کے جو آخرت پر ایمان نہیں لاتے اور جب ان کا ذکر کیا جاتا ہے جو اللہ کے سوا ہیں تو وہیں خوشیاں مناتے ہیں۔

اشمئزاز اور استبشار ایک دوسرے کی ضد ہیں۔ استبشار اس خوشی اور سرور کو کہتے ہیں جس سے دل اتنا بھر جائے کہ اس کا اثر چہرے پر نمایاں ہو۔ اور چہرہ چمک اٹھے اور اشمئزاز اس غیظ وغم کو کہتے ہیں جس سے روح داخل قلب میں منقبض ہو جائے جس کا اثر چہرے پر اتنا پڑے کہ ظلمت وکدورت کے آثار نمایاں ہوں۔

چنانچہ اشمئزت فرما کر مشرکین کے غلط عقیدے کا رد فرمایا اور یستبشرون فرما کر بتوں کے ساتھ ان کا تعلق دکھایا کہ ان کے ذکر سے مسرور اور فرحت سے محظوظ ہوتے ہیں آگے ارشاد ہے اور اس آیت کے متعلق ابن مسیب فرماتے ہیں کہ جو اس آیت کو پڑھ کر دعا مانگے اللہ ضرور قبول فرماتا ہے بشرطیکہ جائز دعا ہو چنانچہ اپنے حبیب سے مخاطبہ ہے۔

قُلِ اللّٰهُمَّ فَاطِرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ عٰلِمَ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ اَنْتَ تَحْكُمُ بَيْنَ عِبَادِكَ فِيْ مَا كَانُوْا فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ ۝ تم عرض کرو اے اللہ پیدا کرنے والے آسمانوں اور زمین کے نہاں اور عیاں کے جاننے والے تو اپنے بندوں میں فیصلہ فرمائے گا جس میں وہ اختلاف رکھتے تھے۔

یعنی اے محبوب ان کے اختلافات کا فیصلہ ہم پر چھوڑ دیں اور یہ دعا کریں جو ہم نے بتائی

وَلَوْ اَنَّ لِلَّذِيْنَ ظَلَمُوْا مَا فِي الْاَرْضِ جَمِيْعًا وَّمِثْلَهٗ مَعَهٗ لَافْتَدَوْا بِهٖ مِنْ سُوْٓءِ الْعَذَابِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَبَدَا لَهُمْ مِّنَ اللّٰهِ مَا لَمْ يَكُوْنُوْا يَحْتَسِبُوْنَ وَبَدَا لَهُمْ سَيِّاٰتُ مَا كَسَبُوْا وَحَاقَ بِهِمْ مَّا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ ۔ اور اگر ظالموں کے لیے ہوتا جو کچھ زمین میں ہے سب اور اس کے ساتھ اس جیسا تو عذاب کے بدلے میں دیتے قیامت کے روز کے بُرے عذاب سے اور انہیں اللہ کی طرف سے وہ بات ظاہر ہوئی جو ان کے وہم و گمان میں نہ تھی اور ظاہر ہوئی ان پر اپنی کی ہوئی برائیاں اور ان پر آ پڑا وہ عذاب جس کا وہ استہزاء کیا کرتے تھے۔

گویا ارشاد ہے کہ اگر بالفرض کافر تمام اموال و ذخائر کے مالک ہوتے اور اتنا ہی اور بھی ان کے ملک میں ہوتا تو عذاب آخرت کے بدلے سب کچھ دے ڈالتے کہ کسی طرح اس عذاب عظیم سے رہائی مل جائے لیکن اس سے نجات ملنا ناممکن ہے۔ بلکہ ایسے ایسے عذاب شدید ہوں گے جس کا انہیں سان اور گمان بھی کبھی نہ تھا۔

بعض نے آیہ کریمہ کی تفسیر میں یہ بھی کہا کہ مشرکین اپنی دانست میں یہ گمان کرتے ہوں گے کہ انکے پاس نیکیاں ہیں اور جب ان کے اعمالنامے کھلیں تو سب برائیاں بداعمالیاں ظاہر ہوں جو انہوں نے حیات دنیا میں کی ہوں گی یعنی اللہ تعالےٰ کے ساتھ شریک ٹھہرانا اور اس کے دوستوں محبوبوں کو ستانا وغیرہ وغیرہ آئندہ آیات میں مشرکین کے اعتقاد میں تلون مزاجی ظاہر فرمائی گئی۔

فَاِذَا مَسَّ الْاِنْسَانَ ضُرٌّ دَعَانَا ثُمَّ اِذَا خَوَّلْنٰهُ نِعْمَةً مِّنَّا قَالَ اِنَّمَآ اُوْتِيْتُهٗ عَلٰى عِلْمٍ بَلْ هِيَ فِتْنَةٌ وَّلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ۔ تو جب آدمی کو کوئی تکلیف پہنچتی ہے تو ہمیں پکارتا ہے پھر جب ہم اسے اپنے پاس سے فراخی نعمت فرمائیں کہتا ہے یہ تو مجھے ایک علم کی بدولت ملی ہے بلکہ وہ تو آزمائش ہے لیکن ان کے اکثر نہیں جانتے۔

اس پر کسی شاعر عربی نے خوب کہا ہے ؎

اِذَا مَسَّهُ الشَّدِيْدُ عَلٰى نَهَا ... وَاِذَا يُحَاسُ الْجِنْسُ يُدْعَى الْجِنْدُ

جب مصیبت آتی ہے تو اللہ کو پکارا جاتا ہے اور جب مالیدہ بنایا جائے تو جندب کو پکارا جاتا ہے

اللہ تعالے نے فرمایا جب تکلیف پہنچتی ہے تو بتوں کو بھول کر ہمیں ہی پکارتے ہیں اور جب نعمتوں سے فراخی دی جائے تو اَعْرَضَ وَنَاٰ بِجَانِبِہٖ ہم سے منحرف ہو کر اس فراخی کا سبب اپنی عقلمندی اور کوشش کو بتاتے ہیں اور کہتے ہیں یہ نعمت اور فراخی میرے اس تجربے اور علم کے ذریعہ حاصل ہوئی ہے جیسا قارون نے بھی کہا تھا۔

تخویل عربی میں تفضلاً اور احساناً کسی چیز کے دینے کو کہتے ہیں تو ثُمَّ اِذَا خَوَّلْنٰہُ کے معنی ہوئے پھر جب ہم احساناً اپنی نعمت سے اسے مالامال کرتے ہیں تو وہ کہہ دیتا ہے اِنَّمَآ اُوْتِیْتُہٗ عَلٰی عِلْمٍ یہ تو میری چالاکی اور چالبازی سے دولت ملی ہے اس پر یہ ارشاد ہوا۔

بَلْ هِیَ فِتْنَةٌ وَّلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا یَعْلَمُوْنَ۔ بلکہ درحقیقت یہ ایک امتحان ہے لیکن ان غفلت شعاروں کے اکثر نہیں جانتے۔

قَدْ قَالَهَا الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ فَمَآ اَغْنٰی عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا یَكْسِبُوْنَ۔ ان سے پہلے لوگ بھی ایسے ہی کہہ چکے ہیں تو ان کا کمایا ہوا انہیں مستغنی نہ کر سکا۔

اس میں قارون کی طرف اشارہ ہے کہ اس نے بھی یہی کہا تھا کہ یہ سب کچھ دولت میرے علم و چالاکی سے مجھے ملی اور اس کی قوم بھی اس پر خاموش رہی اور اسکی خاموشی اس کے لیے وبال ہوئی چنانچہ

فَاَصَابَهُمْ سَیِّاٰتُ مَا كَسَبُوْا وَالَّذِیْنَ ظَلَمُوْا مِنْ هٰۤؤُلَآءِ سَیُصِیْبُهُمْ سَیِّاٰتُ مَا كَسَبُوْا وَمَا هُمْ بِمُعْجِزِیْنَ ہ تو پہنچ گئیں انہیں ان کی برائیوں کی سزا اور وہ جو ان میں ظالم ہیں عنقریب ان پر پڑیں گی ان کے عملوں کی برائیاں اور وہ اللہ تعالے کے قبضہ سے باہر نہیں نکل سکتے۔

یعنی ان کی کرنیوں کی سزا ان کو ملے گی اور ان کے ساتھ جو ظالم تھے انہیں بھی اس کا وبال پڑے گا چنانچہ یہ لوگ سات برس قحط میں مبتلا کیے گئے۔

اَوَلَمْ یَعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ یَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ یَّشَآءُ وَیَقْدِرُ اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیٰتٍ لِّقَوْمٍ یُّؤْمِنُوْنَ کیا وہ نہیں جانتے کہ اللہ روزی کشادہ کرتا ہے جس کے لیے چاہے اور تنگ کرتا ہے جس پر چاہے بے شک اس میں نشانیاں ہیں ایمان والوں کے لیے۔

مختصر تفسیر اردو پانچواں رکوع سورۂ زمر پ ۲۴

اَللّٰهُ یَتَوَفَّى الْاَنْفُسَ حِیْنَ مَوْتِهَا وَالَّتِیْ لَمْ تَمُتْ فِیْ مَنَامِهَا فَیُمْسِكُ الَّتِیْ قَضٰى عَلَیْهَا الْمَوْتَ

وَيُرْسِلُ الْاُخْرٰى اِلٰى اَجَلٍ مُّسَمًّى اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّتَفَكَّرُوْنَ ۔ اللہ وفات دیتا ہے جانوں کو ان کے مرنے کے وقت اور وفات دیتا ہے ان جانوں کو جو نہیں مرتیں اپنے سوتے وقت اور روک لیتا ہے اسے جس پر حکم موت کا ہو اور چھوڑتا ہے دوسری کو ایک وقت مقرر تک بیشک اس میں سوچنے سمجھنے والوں کے لیے بہت سی نشانیاں ہیں

یعنی سوتے ہوئے بھی قبض روح اور مرنے کے وقت بھی قبض روح پھر ایک قبض کے بعد ارسال اور ایک کے بعد وفات یہ اس کی شیون قدرت کی زبردست نشانی ہے آگے ارشاد ہے۔

اَمِ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ شُفَعَآءَ ۔ کیا کفار قریش اللہ کے سوا شفاعت کرنے والوں کو رفع عذاب کا مختار جانتے ہیں۔

یہ بطور استفہام انکار ارشاد ہے۔ یعنی کفار مکہ جن بتوں کو اپنے لیے شفیع مانتے ہیں یہ ان کا خیال غلط ہے۔ امور اخرویہ اور دنیویہ میں انہیں قطعاً کوئی اختیار نہیں ہے اس لیے کہ بت جماد محض۔ اور لایعقل ہوتا ہے۔

چنانچہ قاضی بیضاوی نے تو نہایت واضح طور پر وضاحت کر دی چنانچہ فرماتے ہیں وَمَعْنٰى مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مِنْ دُوْنِ رِضَاءِ اللّٰهِ وَاِذْنِهٖ لِاَنَّهٗ سُبْحٰنَهٗ لَا يَشْفَعُ عِنْدَهٗ اِلَّا مَنْ اَذِنَ لَهٗ مِمَّنْ اَرْضَاهُ وَمِثْلُ هٰذِهِ الْجَمَادَاتِ الْخَسِيْسَةِ لَيْسَتْ مَرْضِيَّةً وَّلَا مَاذُوْنَةً ۔

من دون اللہ کے معنی ہیں مِنْ دُوْنِ رِضَاءِ اللّٰہِ اَوْ اِذْنِہٖ ہیں یعنی بلا رضاء الٰہی اور اذن کوئی شفاعت نہیں کر سکتا اس لیے کہ اس بارگاہ میں وہی سفارش کر سکتا ہے جسے اجازت مل چکی ہو (جیسے حضور صلی اللہ علیہ وسلم ماذون بالشفاعت ہیں) یا وہ جس پر رضاء الٰہی ہو اور ان جمادات کے مثل جو ذلیل ترین ہیں یہ کبھی رضاء حق کے مستحق نہیں اور نہ یہ ماذون ہو سکتے ہیں۔ آگے ارشاد ہے۔

قُلْ اَوَلَوْ كَانُوْا لَا يَمْلِكُوْنَ شَيْئًا وَّلَا يَعْقِلُوْنَ ۔ فرما دیجئے کیا یہ شفاعت کریں گے جو کسی چیز کے مالک نہیں نہ عقل رکھتے ہیں۔

آلوسی اس کی تفسیر میں لکھتے ہیں اَیْ اَیَشْفَعُوْنَ حَالَ تَقَدُّرِ عَدَمِ مِلْکِہِمْ شَیْئًا مِّنَ الْاَشْیَاءِ وَعَدَمِ عَقْلِہِمْ اِیَّاہُ اور حاصل معنی یہ لکھتے ہیں اَیَشْفَعُوْنَ وَھُمْ جَمَادَاتٌ لَا تَقْدِرُ وَلَا تَعْلَمُ۔ کیا یہ شفاعت کریں گے جو جماد محض ہیں کسی شے پر قادر نہیں اور نہ کچھ جانتے ہیں۔

اس سے یہ امر واضح ہو گیا کہ جو ماذون بالشفاعت ہیں یا بروز قیامت بہ اذن الٰہی شفاعت کریں گے وہ بعطائے الٰہی اشیاء پر قدرت بھی رکھتے ہیں اور انہیں علم بھی ہے۔ چنانچہ آگے ارشاد ہوا۔

قُلْ لِلّٰهِ الشَّفَاعَةُ جَمِيْعًا لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ثُمَّ اِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ۔ اے محبوب فرما دیجئے کہ اذنِ شفاعت کا مالک اللہ ہے اور تمام امور اسی کی ملک ہیں اور آسمانوں اور زمین کی ملکیت اسی کے لیے ہے پھر تم اسی کی طرف لوٹنے والے ہو۔

آیۂ کریمہ میں مشرکین کے اس زعم باطل کا رد ہے جو وہ کہتے تھے کہ هٰؤُلَاءِ شُفَعَاؤُنَا عِنْدَ اللّٰهِ یہ بت اللہ کے یہاں ہمارے شافع ہیں کما قال الآلوسی اِنَّ الشَّفَاعَةَ لَيْسَتِ الْاَصْنَامُ اَنْفُسُهَا بَلِ الْاَشْخَاصُ مُقَرَّبُوْنَ هِيَ تَمَاثِيْلُهُمْ وَالْمَعْنٰى اِنَّهٗ تَعَالٰى مَالِكُ الشَّفَاعَةِ كُلِّهَا لَا يَسْتَطِيْعُ اَحَدٌ شَفَاعَةً مَّا اِلَّا اَنْ يَّكُوْنَ الْمَشْفُوْعُ مُرْتَضٰى وَالشَّفِيْعُ مَاذُوْنًا لَّهٗ۔

خلاصہ مفہوم یہ ہے کہ شفاعت کا بتوں کو حق نہیں اور مالک شفاعت صرف اور صرف اللہ تعالیٰ ہے کوئی قطعاً شفاعت کا مجاز نہیں مگر وہی جو مرتضیٰ ہو اور شفیع وہی ہو سکتا ہے جسے اذن شفاعت حاصل ہو۔ آگے فرماتے ہیں۔

وَقَدْ يُسْتَدَلُّ بِهٰذِهِ الْاٰيَةِ عَلٰى وُجُوْدِ الشَّفَاعَةِ فِى الْجُمْلَةِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ۔ آیہ کریمہ سے استدلال کیا ہے وجود شفاعت پر بروز قیامت اور جو نفی شفاعت پر استدلال کرتے ہیں وہ غایت ضعف میں ہیں آگے لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ کی نفیس توجیہ فرماتے ہیں حیث قال

اِسْتِئْنَافٌ تَعْلِيْلِيٌّ لِكَوْنِ الشَّفَاعَةِ جَمِيْعًا لَهٗ عَزَّوَجَلَّ كَاَنَّهٗ قِيْلَ وَذٰلِكَ لِاَنَّهٗ عَزَّوَجَلَّ مَالِكُ الْمُلْكِ كُلِّهٖ فَلَا يَتَصَرَّفُ اَحَدٌ بِشَيْءٍ مِّنْهُ بِدُوْنِ اِذْنِهٖ وَرِضَاهُ فَالسَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ كِنَايَةٌ عَنْ كُلِّ مَا سِوَاهُ سُبْحَانَهٗ۔

یہ استیناف تعلیلی ہے اس لیے کہ شفاعت کے تمام اختیارات رب تعالیٰ عزوجل کو ہیں۔ گویا یہ فرمایا گیا کہ یہ سب قوۃ اللہ عزوجل کو ہے اس لیے کہ مالک الملک ہے کسی کو اس کے ملک میں بلا اذن و رضا اختیار تصرف نہیں اور لہ ملک السموات والارض میں کل ماسوا کی طرف کنایہ ہے۔

ثُمَّ اِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ۔ پھر اسی کی طرف تمہیں لوٹنا ہے۔

اس کے معنی صاف ہیں کہ اس مالک الملک کی طرف ہی تمہیں جانا ہے جس کا کوئی شریک نہیں اسی کے اختیار میں سب کا فیصلہ ہے آگے ارشاد ہے۔

وَاِذَا ذُكِرَ اللّٰهُ وَحْدَهُ اشْمَاَزَّتْ قُلُوْبُ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ۔ اور جب صرف اللہ تعالیٰ کا ذکر کیا جائے تو سمٹ جاتے ہیں ان کے دل جو آخرت پر ایمان نہیں لاتے۔

یعنی بے دینوں کے دلوں میں انقباض ہو جاتا ہے اور اس ذکر سے نفرت کرتے ہیں۔ جیسا کہ دوسری جگہ

ارشاد ہے وَاِذَا ذَكَرْتَ رَبَّكَ فِي الْقُرْاٰنِ وَحْدَهٗ وَلَّوْا عَلٰٓى اَدْبَارِهِمْ نُفُوْرًا جب آپ اپنے رب کا ذکر فرماتے ہیں تو وہ ایڑیوں کے بل نفرت سے لوٹ جاتے ہیں۔
وَاِذَا ذُكِرَ الَّذِيْنَ مِنْ دُوْنِهٖٓ اِذَا هُمْ يَسْتَبْشِرُوْنَ۔ اور جب ذکر اس کے سوا بتوں کا ہو تو مسرت سے کھل جاتے ہیں۔
استبشار کہتے ہیں خوشی سے دل کا بھر جانا حتی کہ اس کی خوشی چہرہ پر ظاہر ہو جانا اور اشمئزاز یہ ہے کہ دل میں غیظ و غضب اور غم بھر جانا چنانچہ آلوسی کہتے ہیں
اَلْاِسْتِبْشَارُ اَنْ يَّمْتَلِئَ الْقَلْبُ سُرُوْرًا حَتّٰى يَنْبَسِطَ لَهٗ بَشَرَةُ الْوَجْهِ وَالْاِشْمِئْزَازُ اَنْ يَّمْتَلِئَ غَيْظًا وَّغَمًّا يَنْقَبِضُ عَنْهُ اَدِيْمُ الْوَجْهِ كَمَا يُشَاهَدُ فِيْ وَجْهِ الْعَابِسِ الْمَحْزُوْنِ۔
ابن مردویہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے راوی ہیں کہ آیت کریمہ ابوجہل بن ہشام اور ولید بن عقبہ اور صفوان اور ابی بن خلف کے حق میں نازل ہوئی۔ بعض اس طرف گئے کہ یہ آیت مطلقاً مشرکین کیلئے نازل ہوئی ہے۔
اور اَلَّذِيْنَ مِنْ دُوْنِهٖ سے مراد لات و عزی ہیں جو مشرکین مکہ کے محبوب معبود تھے۔
بعض نے کہا اس آیت میں وہ واقعہ بیان کیا گیا ہے جو حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے سورہ والنجم کی تلاوت فرمائی تھی اور آپ کعبہ میں تھے اور مشرکین باب کعبہ پر اَفَرَءَيْتُمُ اللّٰتَ وَالْعُزّٰى وَمَنٰوةَ الثَّالِثَةَ الْاُخْرٰى کے ساتھ تِلْكَ الْغَرَانِيْقُ الْعُلٰى کہہ دیا تھا۔ اس کا جواب اس آیت کریمہ میں دیا گیا کہ یہ باطل طریقے سے ایسا بکتے ہیں اس کے بعد آلوسی لکھتے ہیں۔
وَقَدْ رَاَيْنَا كَثِيْرًا مِّنَ النَّاسِ عَلٰى نَحْوِ هٰذِهِ الصِّفَةِ الَّتِيْ وَصَفَ اللّٰهُ تَعَالٰى بِهَا الْمُشْرِكِيْنَ يَهُشُّوْنَ لِذِكْرِ اَمْوَاتٍ يَّسْتَغِيْثُوْنَ بِهِمْ وَيَطْلُبُوْنَ مِنْهُمْ وَيَطْرَبُوْنَ مِنْ سَمَاعِ حِكَايَاتٍ كَاذِبَةٍ عَنْهُمْ تُوَافِقُ هَوَاهُمْ وَاعْتِقَادَهُمْ فِيْهِمْ وَيُعَظِّمُوْنَ مَنْ يَّحْكِيْ لَهُمْ ذٰلِكَ وَيَنْقَبِضُوْنَ مِنْ ذِكْرِ اللّٰهِ تَعَالٰى وَحْدَهٗ وَنِسْبَةِ الْاِسْتِقْلَالِ بِالتَّصَرُّفِ اِلَيْهِ عَزَّ وَجَلَّ وَسَرْدِ مَا يَدُلُّ عَلٰى مَزِيْدِ عَظَمَتِهٖ وَجَلَالِهٖ وَيَنْفِرُوْنَ مِمَّنْ يَّفْعَلُ ذٰلِكَ كُلَّ النَّفْرَةِ وَيَنْسِبُوْنَهٗ اِلٰى مَا يَكْرَهُ۔
وَقَدْ قُلْتُ يَوْمًا لِرَجُلٍ يَّسْتَغِيْثُ فِيْ شِدَّةٍ بِبَعْضِ الْاَمْوَاتِ وَيُنَادِيْ يَا فُلَانُ اَغِثْنِيْ فَقُلْتُ لَهٗ قُلْ يَا اَللّٰهُ فَقَدْ قَالَ سُبْحَانَهٗ وَاِذَا سَاَلَكَ عِبَادِيْ عَنِّيْ فَاِنِّيْ قَرِيْبٌ اُجِيْبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ فَغَضِبَ وَبَلَغَنِيْ اَنَّهٗ قَالَ فُلَانٌ مُنْكِرٌ عَلَى الْاَوْلِيَاءِ وَسَمِعْتُ عَنْ بَعْضِهِمْ اَنَّهٗ قَالَ الْوَلِيُّ اَسْرَعُ اِجَابَةً مِّنَ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ وَهٰذَا مِنَ الْكُفْرِ۔

اور ہم نے اکثر لوگ دیکھے کہ وہ اللہ کی صفتوں کے ساتھ مشرکوں کی طرح بندوں کو متصف کرتے ہیں اور مردوں کا ذکر کر کے ان سے ایسی طرح مدد مانگتے ہیں کہ (بندہ و خالق میں فرق نہیں کرتے) اور گا بجا کر جھوٹی حکائتیں بیان کر کے اپنی خواہشات اور اعتقادات باطلہ بیان کرتے ہیں اور جو ایسی روائتیں بیان کرے اسے بنظر عظمت دیکھتے ہیں اور جو صحیح اعتقادات اصلیہ بیان کرے اور خدا تعالے کا ذکر کرے اس سے وہ منقبض ہوتے ہیں اور اموات کو ایسا ہی متصرف بالاستقلال سمجھتے ہیں جیسے اللہ تعالے کو اور مزید عظمت و جلال اور نصرت میں انہیں اللہ تعالے کے برابر جانتے ہیں اور جو اس کے خلاف کہے اس سے متنفر ہوتے ہیں اور اس کے متعلق کراہت کی باتیں کرتے ہیں۔

چنانچہ میں نے ایک شخص کو اموات سے استغاثہ کرتے دیکھا اور سنا کہ وہ پکار رہا تھا کہ اے فلاں میری مدد کو پہنچ تو میں نے اسے کہا یا اللہ کہہ کر مدد مانگ اس لیے کہ اللہ تعالے فرماتا ہے کہ جب میرا بندہ تم سے اے محبوب میرا سوال کرے تو میں اس کے قریب ہوں پکار کو پہنچتا ہوں جو مجھے پکارے تو وہ غضب ناک ہو گیا اور مجھے خبر ملی کہ وہ کہتا ہے کہ فلاں منکر اولیا ہے۔

اور بعض سے میں نے سنا کہ ولی، اللہ تعالے سے بھی جلدی دعا قبول کرتے ہیں اور یہ کفر ہے۔

اَقُوْلُ وَبِاللّٰہِ التَّوْفِیْقُ

عبارت بالا سے بعض غبی الذہن یا مفرط فی العقائد آلوسی بغدادی کو مائل بوہابیت کہہ دیں گے۔ لیکن اگر غور کیا جائے تو آلوسی نے سچ کہا ہے۔ اہل سنت وجماعت کے عقیدہ میں ولی تو ولی نبی کو بھی یہ قدرت نہیں کہ بلا رضائے الٰہی کسی کی مدد کر سکیں اور جو بالاستقلال متصرف غیر خدا کو سمجھے وہ کفر ہے اور یقیناً کفر ہے البتہ بعطاء الٰہی اولیا انبیاء کو حق تصرف ہے۔

اور آلوسی اس سے منکر نہیں دوسرے کسی نبی ولی کو جو اسرع اجابت من اللہ ماننے یہ بھی کفر ہے بنا بریں افراط عقیدہ میں غبی الذہن ہو کر کسی کی طرف سے بدظن ہونا سوء ظن ہے۔

اور عقیدہ حقہ کے ماتحت بعطاء الٰہی متصرف ماننے سے وہ منکر نہیں۔ بلکہ اکثر مقامات پر آلوسی نے اس کی تائید کی ہے اور بالاستقلال متصرف ماننا اور غیر خدا کو متصرف تسلیم کرنا کسی بھی مذہب میں روا نہیں والعیاذ باللہ تعالے۔ نَسْئَلُ اللّٰہَ تَعَالٰی اَنْ یَّعْصِمَنَا مِنَ الزَّیْغِ وَالطُّغْیَانِ۔ آگے ارشاد ہے۔

قُلِ اللّٰھُمَّ فَاطِرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ عٰلِمَ الْغَیْبِ وَالشَّھَادَۃِ اَنْتَ تَحْکُمُ بَیْنَ عِبَادِکَ فِیْ مَا کَانُوْا فِیْہِ یَخْتَلِفُوْنَ۔ عرض کیجئے اے میرے اللہ آسمان و زمین کے بنانے والے غیبوں کے عالم

اور حاضر کے جاننے والے تو ہی فیصلہ کرے گا اپنے بندوں میں اس سے جس میں یہ اختلاف کرتے ہیں۔
آیت کریمہ میں حکم دعا و التجا ہے اللہ تعالے کے حضور اور اس حکم سے مقصود بت پرستوں کے حال کا بیان کرنا اور جو وعیدان پر ہے اس کا ظاہر کرنا اور اپنے حبیب جناب مصطفٰی کو تسلیہ فرمانا ہے اور یہ بتانا بھی مقصود ہے کہ مومنین کی سعی اور کوشش علم الٰہی میں ہے اور بندوں کو التجاء اور دعا کی تعلیم ہے۔
چنانچہ حضرت ربیع بن خثیم سے جب قتل سید الشہداء رضی اللہ عنہ کے متعلق پوچھا گیا تو آپ رو پڑے اور یہ آیت اَللّٰھُمَّ فَاطِرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ عَالِمَ الْغَیْبِ وَالشَّھَادَۃِ اَنْتَ تَحْکُمُ بَیْنَ عِبَادِکَ فِیْمَا کَانُوْا فِیْہِ یَخْتَلِفُوْنَ۔ تلاوت کی۔ آگے ارشاد ہے۔
وَلَوْ اَنَّ لِلَّذِیْنَ ظَلَمُوْا مَا فِی الْاَرْضِ جَمِیْعًا وَّمِثْلَہٗ مَعَہٗ لَافْتَدَوْا بِہٖ مِنْ سُوْٓءِ الْعَذَابِ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ وَبَدَا لَھُمْ مِّنَ اللّٰہِ مَا لَمْ یَکُوْنُوْا یَحْتَسِبُوْنَ وَبَدَا لَھُمْ سَیِّاٰتُ مَا کَسَبُوْا وَحَاقَ بِھِمْ مَّا کَانُوْا بِہٖ یَسْتَھْزِءُوْنَ۔ اور اگر ان کے لیے جنہوں نے ظلم کیا جو کچھ زمین میں ہے سب ہو جائے اور اس کے مثل اتنا ہی اور ہو تو یقیناً فدیہ اور بدلہ میں دیں برے عذاب سے بروز قیامت اور ان کے لیے ظاہر ہو وہ جس کا وہ گمان بھی نہ کرتے تھے اور ظاہر ہو ان کے لیے ان کے برے اعمالوں کی سزا جو انہوں نے دنیا میں کیے اور گھر جائیں اس عذاب میں جس کا یہ استہزاء کیا کرتے تھے۔
یعنی یہ ظالم مشرک جب عذاب آخرت دیکھیں گے تو سمجھیں گے کہ یہ عذاب تو ایسا ہے جس کا ہمیں گمان بھی نہ تھا تو دنیا میں جو کچھ مال و ذخائر ان کے پاس ہیں وہ اور اس کے مثل اتنا ہی اور ملا کر دینا چاہیں گے تاکہ اس عذاب سے نجات پا جائیں لیکن وہ قبول نہ ہوگا اس لیے کہ عذاب آخرت ان کے لیے لازم ہے اس سے خلاصی کسی طرح نہیں ہوگی۔ یہ مفروضہ اس لیے فرمایا گیا تاکہ وعید آخرت اس پر قطعی لازم ہو اور ان کے لیے مایوسی پوری ہو۔
اور وَبَدَا لَھُمْ فرما کر یہ ظاہر کیا گیا کہ انواع عذاب ان پر ایسے ایسے ظاہر ہوں کہ ان کا ساں گمان بھی انہیں نہ ہوگا اور جو جو اعمال طالحہ انہوں نے کئے اس کے بدلے میں انہیں عذاب گھیر لے گا اور وہ عذاب وہی ہوگا جس کا یہ استہزاء کیا کرتے تھے آگے ارشاد ہے۔
فَاِذَا مَسَّ الْاِنْسَانَ ضُرٌّ دَعَانَا ثُمَّ اِذَا خَوَّلْنٰہُ نِعْمَۃً مِّنَّا قَالَ اِنَّمَآ اُوْتِیْتُہٗ عَلٰی عِلْمٍ بَلْ ھِیَ فِتْنَۃٌ وَّلٰکِنَّ اَکْثَرَھُمْ لَا یَعْلَمُوْنَ۔ تو جب انسان کو کوئی تکلیف مس کرتی ہے تو ہمیں پکارتا ہے پھر جب اس پر ہماری عطا ہوتی ہے نعمتوں کی ہماری طرف سے کہتا ہے یہ سب میرے علم سے ملا بلکہ وہ امتحان ہوتا ہے لیکن ان کے اکثر نہیں جانتے۔

خولنا کا مطلب۔ تخویل مہربانی سے کسی کو کچھ دینا، عطا کرنا ہے۔ اور اس کا یہ کہنا کہ کمائی کے ڈھنگ مجھے معلوم تھے اس لیے یہ نعمت ملی، حالانکہ یہ نعمت اللہ تعالے کی طرف سے آزمائش و امتحان ہے کہ بندہ اس پر شکر کرتا ہے یا ناشکری۔

جیسے دوسری جگہ ارشاد ہے وَاِذَآ اَنْعَمْنَا عَلَی الْاِنْسَانِ اَعْرَضَ وَنَاٰ بِجَانِبِہٖ اور جب ہم انسان پر احسان فرماتے ہیں تو منحرف ہو کر اس کامیابی کو اپنی کوششوں کا نتیجہ قرار دے کر اسے اپنی طرف ہی منسوب کر لیتا ہے

یہ حذیفہ بن مغیرہ کے حق میں ارشاد ہوا بعض کے نزدیک عام کافروں کے حق میں اس کا نزول ہوا اس کا رد کیا گیا اور فرمایا گیا بَلْ ھِیَ فِتْنَۃٌ وَّلٰکِنَّ اَکْثَرَھُمْ لَا یَعْلَمُوْنَ۔ یعنی یہ اس کی آزمائش ہوتی ہے۔ جو عوام کے سامنے واضح ہو کہ یہ نعمت و فراخی پر شکر کرتا ہے یا ناشکری کا ہی شکار بنا رہتا ہے اور یہ ایسی حقیقت ہے جسے اکثر نہیں جانتے۔

یہی کیفیت ذکر الٰہی کے ساتھ ہے جیسا کہ اول ارشاد ہوا وَاِذَا ذُکِرَ اللّٰہُ وَحْدَہُ اشْمَاَزَّتْ جب ذکر الٰہی کیا جائے تو منکروں کے دل تنگ ہو جاتے ہیں اور جب غیر اللہ کا ذکر کیا جائے تو اِذَا ھُمْ یَسْتَبْشِرُوْنَ یعنی اپنے باطل معبودوں کا ذکر سن کر ہشاش بشاش ہو جاتے ہیں۔

قَدْ قَالَھَا الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِھِمْ فَمَآ اَغْنٰی عَنْھُمْ مَّا کَانُوْا یَکْسِبُوْنَ بے شک ایسا ہی کہا ان کے پہلوں نے تو متاع دنیا انہیں مستغنی نہ کر سکی اپنی کمائی سے۔

یعنی قارون۔ ہامان۔ شداد۔ فرعون اور ان کی قوم کا بھی یہی حال تھا اور وہ بھی ایسا ہی کہتے تھے مگر ان کی متاع دنیا اور کسب مال انہیں مستغنی نہ کر سکا باآنکہ انہوں نے اتنے خزانہ جمع کیے کہ چالیس چالیس اونٹوں پر ان کے خزانہ کی کنجیاں لادی جاتی تھیں مگر

فَاَصَابَھُمْ سَیِّاٰتُ مَا کَسَبُوْا وَالَّذِیْنَ ظَلَمُوْا مِنْ ھٰٓؤُلَآءِ سَیُصِیْبُھُمْ سَیِّاٰتُ مَا کَسَبُوْا وَمَا ھُمْ بِمُعْجِزِیْنَ ہ تو پہنچا انہیں بدلہ ان کی کرنی کا اور وہ جو ان میں سے ظالم ہیں عنقریب ان کی کرنی کا بدلہ ان کو پہنچے گا اور وہ اس عذاب کو دفع نہ کر سکیں گے۔

اس مضمون کو دوسری طرح یوں فرمایا وَجَزٰٓؤُا سَیِّئَۃٍ سَیِّئَۃٌ مِّثْلُھَا اور والذین ظلموا سے مراد وہ مشرک ہیں جو مصر علی الشرک ہو کر اس شرک پر قائم رہیں انہیں بھی وہی عذاب ہوگا اور دنیا میں بھی معذب ہوں گے جیسے اہل مکہ سات سال قحط میں مبتلا رہے اور بدر میں ان کے صنادید ہلاک کیے گئے اور وَمَا ھُمْ بِمُعْجِزِیْنَ سے یہ مراد ہے کہ اس دن انہیں اس عذاب کو دفع کر کے اللہ تعالے کی

قدرت کو عاجز کرنے کی ہمت نہ ہوگی

اَوَلَمْ يَعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَآءُ وَيَقْدِرُ ؕ اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ۝ کیا وہ نہیں جانتے کہ بے شک اللہ فراخ کرتا ہے رزق جس کے لیے چاہے اور تنگ کرتا ہے جس کے لیے چاہے بے شک اس نشان قدرت میں ایمان والوں کے لیے نشانیاں ہیں۔ یہ آیات ظاہر کرتی ہیں کہ حوادث تمام کے تمام اللہ تعالیٰ ہی کے قبضۂ قدرت میں ہیں اس میں اور کسی کا دخل نہیں ہے۔

بامحاورہ ترجمہ چھٹا رکوع سورۂ زمر پ ۲۴

قُلْ يٰعِبَادِیَ الَّذِيْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِيْعًا ؕ اِنَّهٗ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ ۝

آپ کہہ دیں اے میرے بندو جنہوں نے اپنی جانوں پر ظلم کیا ہے تم اللہ کی رحمت سے ناامید نہ ہونا یقیناً اللہ سارے گناہ بخش دے گا بے شک وہ بخشنے والا مہربان ہے۔

وَاَنِيْبُوْٓا اِلٰى رَبِّكُمْ وَاَسْلِمُوْا لَهٗ مِنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَكُمُ الْعَذَابُ ثُمَّ لَا تُنْصَرُوْنَ ۝ وَاتَّبِعُوْٓا اَحْسَنَ مَآ اُنْزِلَ اِلَيْكُمْ مِّنْ رَّبِّكُمْ مِّنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَكُمُ الْعَذَابُ بَغْتَةً وَّاَنْتُمْ لَا تَشْعُرُوْنَ ۝ اَنْ تَقُوْلَ نَفْسٌ يّٰحَسْرَتٰى عَلٰى مَا فَرَّطْتُّ فِیْ جَنْۢبِ اللّٰهِ وَاِنْ كُنْتُ لَمِنَ السّٰخِرِيْنَ ۝

اور اپنے رب کی طرف رجوع کرو اور اسکے فرمانبردار ہو جاؤ اس سے پہلے کہ تم پر عذاب آئے پھر تم مدد نہ کیے جاؤ اور پیروی کرو بہتر اس چیز کی جو تمہاری طرف اتاری گئی تمہارے رب سے پہلے اس سے کہ آئے تمہارے پاس عذاب اچانک اور تم نہ سمجھتے ہو یہ کہ کہے کوئی آدمی ہائے افسوس اس پر جو میں نے کوتاہی کی اللہ کے معاملہ میں اور میں تو اس کو مذاق سمجھ رہا تھا۔

اَوْ تَقُوْلَ لَوْ اَنَّ اللّٰهَ هَدٰىنِیْ لَكُنْتُ مِنَ الْمُتَّقِيْنَ ۝

یا کہے اگر اللہ تعالیٰ مجھے ہدایت دیتا تو میں بھی پرہیزگاروں سے ہو جاتا۔

اَوْ تَقُوْلَ حِيْنَ تَرَى الْعَذَابَ لَوْ اَنَّ لِیْ كَرَّةً فَاَكُوْنَ مِنَ الْمُحْسِنِيْنَ ۝

یا کہے جب دیکھے عذاب کاش کہ مجھے پھر ایک دفعہ دنیا میں جانا نصیب ہو تو میں بھی نیک لوگوں سے ہو جاؤں۔

بَلٰى قَدْ جَآءَتْكَ اٰيٰتِیْ فَكَذَّبْتَ

بلکہ تیرے پاس یقیناً میری آیتیں آئی تھیں

فَكَذَّبْتَ بِهَا وَاسْتَكْبَرْتَ وَكُنْتَ مِنَ الْكَافِرِيْنَ ۝	تو تو نے ان کو جھٹلایا اور تکبر کیا اور تو کافروں میں سے تھا۔
وَيَوْمَ الْقِيٰمَةِ تَرَى الَّذِيْنَ كَذَبُوْا عَلَى اللّٰهِ وُجُوْهُهُمْ مُّسْوَدَّةٌ اَلَيْسَ فِيْ جَهَنَّمَ مَثْوًى لِّلْمُتَكَبِّرِيْنَ ۝	اور قیامت کے دن تو ان لوگوں کو دیکھے گا جنہوں نے اللہ پر جھوٹ باندھا کہ ان کے چہرے سیاہ ہیں کیا جہنم میں متکبر لوگوں کے لیے جگہ نہیں ہے۔
وَيُنَجِّي اللّٰهُ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا بِمَفَازَتِهِمْ لَا يَمَسُّهُمُ السُّوْءُ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ۝	اور اللہ پرہیزگاروں کو نجات دے کر کامیاب کریگا انہیں کوئی تکلیف نہ ہوگی اور نہ وہ کسی قسم کا غم کھائیں گے۔
اَللّٰهُ خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ وَّهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ وَّكِيْلٌ ۝	اللہ تعالے ہر چیز کو پیدا کرنے والا ہے اور وہ ہر شے پر مختار ہے۔
لَهٗ مَقَالِيْدُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِاٰيٰتِ اللّٰهِ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ۝	اسی کے پاس ہیں آسمانوں اور زمین کی کنجیاں اور وہ جنہوں نے اللہ کی آیتوں کا انکار کیا وہی ہیں خسارہ اٹھانے والے۔

حل لغات

قُلْ۔ آپ کہہ دیں	يٰـ۔ اے	عِبَادِيَ۔ میرے بندو	الَّذِيْنَ۔ جنہوں نے
اَسْرَفُوْا۔ ظلم کیا ہے	عَلٰى۔ اوپر	اَنْفُسِهِمْ۔ اپنی جانوں کے	لَا۔ نہ
تَقْنَطُوْا۔ مایوس ہو	مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ۔ اللہ کی رحمت سے		اِنَّ۔ بیشک
اللّٰهَ۔ اللہ	يَغْفِرُ۔ بخش دیگا	الذُّنُوْبَ۔ گناہ	جَمِيْعًا۔ سارے
اِنَّهٗ۔ بے شک وہ	هُوَ۔ وہی ہے	الْغَفُوْرُ۔ بخشنے والا	الرَّحِيْمُ۔ مہربان
وَ۔ اور	اَنِيْبُوْا۔ رجوع کرو	اِلٰى۔ طرف	رَبِّكُمْ۔ اپنے رب کی
وَ۔ اور	اَسْلِمُوْا۔ فرمانبردار ہو جاؤ	لَهٗ۔ اس کے	مِنْ قَبْلِ۔ پہلے
اَنْ۔ اس سے کہ	يَّاْتِيَكُمُ۔ آئے تمہیں	الْعَذَابُ۔ عذاب	بَغْتَةً۔ ناگہاں

وَ۔ اور   اَنْتُمْ۔ تم   لَا۔ نہ   تَشْعُرُوْنَ۔ سمجھتے ہو

اَنْ۔ یہ کہ   تَقُوْلَ۔ کہے   نَفْسٌ۔ کوئی جان   یٰا۔ ہائے

حَسْرَتٰی۔ افسوس   عَلٰی۔ اوپر   مَا۔ اس کے جو   فَرَّطْتُ۔ کوتاہی کی میں نے

فِیْ۔ بیچ   جَنْبِ۔ پہلو   اللّٰهِ۔ خدا کے   وَ۔ اور

اِنْ۔ بیشک   كُنْتُ۔ میں تو تھا   لَمِنَ السّٰخِرِیْنَ۔ مذاق سمجھنے والوں سے

اَوْ۔ یا   تَقُوْلَ۔ کہے   لَوْ۔ اگر   اَنَّ۔ بیشک

اللّٰهَ۔ اللہ   هَدَا۔ ہدایت دیتا   نِیْ۔ مجھ کو   لَكُنْتُ۔ تو ہوتا میں

مِنَ الْمُتَّقِیْنَ۔ پرہیزگاروں سے   اَوْ۔ یا   تَقُوْلَ۔ کہے

حِیْنَ۔ جبکہ   تَرَی۔ دیکھے   الْعَذَابَ۔ عذاب   لَوْ۔ کاش کہ

اَنَّ۔ ہو   لِیْ۔ میرے لیے   كَرَّةً۔ دوسری مرتبہ جانا   فَاَكُوْنَ۔ تو ہو جاؤں میں

مِنَ الْمُحْسِنِیْنَ۔ نیک لوگوں سے   بَلٰی۔ کیوں نہیں   قَدْ۔ بیشک

جَآءَتْكَ۔ آئیں تیرے پاس   اٰیٰتِیْ۔ میری آیتیں   فَكَذَّبْتَ۔ تو جھٹلایا تو نے   بِهَا۔ ان کو

وَ۔ اور   اسْتَكْبَرْتَ۔ تکبر کیا   وَ۔ اور   كُنْتَ۔ تھا تو

مِنَ الْكٰفِرِیْنَ۔ کافروں سے   وَ۔ اور   یَوْمَ۔ دن

الْقِیٰمَةِ۔ قیامت کے   تَرَی۔ دیکھے گا تو   الَّذِیْنَ۔ ان کو جنہوں نے   كَذَبُوْا۔ جھوٹ بولا

عَلَی۔ اوپر   اللّٰهِ۔ اللہ کے   وُجُوْهُهُمْ۔ انکے منہ   مُسْوَدَّةٌ۔ سیاہ ہونگے

اَ۔ کیا   لَیْسَ۔ نہیں   فِیْ۔ بیچ   جَهَنَّمَ۔ جہنم کے

مَثْوًی۔ ٹھکانہ   لِلْمُتَكَبِّرِیْنَ۔ مغروروں کیلئے   وَ۔ اور   یُنَجِّی۔ نجات دیگا

اللّٰهُ۔ اللہ   الَّذِیْنَ۔ ان کو جو   اتَّقَوْا۔ پرہیزگار ہیں   بِمَفَازَتِهِمْ۔ انکی کامیابی سے

لَا۔ نہیں   یَمَسُّهُمُ۔ پہنچے گی ان کو   السُّوْٓءُ۔ کوئی تکلیف   وَ۔ اور

لَا۔ نہ   هُمْ۔ وہ   یَحْزَنُوْنَ۔ غم کھائیں گے   اَللّٰهُ۔ اللہ

خَالِقُ۔ پیدا کرنے والا ہے   كُلِّ۔ ہر چیز   شَیْءٍ۔ چیز کو   وَ۔ اور

هُوَ۔ وہ   عَلٰی۔ اوپر   كُلِّ۔ ہر   شَیْءٍ۔ شے کے

وَكِیْلٌ۔ مختار ہے   لَهٗ۔ اسی کے لیے ہیں   مَقَالِیْدُ۔ کنجیاں   السَّمٰوٰتِ۔ آسمانوں

وَ۔ اور   الْاَرْضِ۔ زمین کی   وَ۔ اور   الَّذِیْنَ۔ وہ جو

کَفَرُوْا منکر ہیں بِاٰیٰتِ ۔ آیات اللّٰہِ خداوندی سے اُولٰٓئِکَ ۔ یہی
هُمْ ۔ وہ ہیں الْخٰسِرُوْنَ بخسارہ اٹھانے والے

خلاصہ تفسیر چھٹا رکوع سورۃ زمر پ ۲۴

قُلْ یٰعِبَادِیَ الَّذِیْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰٓی اَنْفُسِہِمْ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَۃِ اللّٰہِ اِنَّ اللّٰہَ یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِیْعًا اِنَّہٗ ھُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِیْمُ ۔ آپ فرمائیں اے میرے وہ بندو جنہوں نے اپنی جانوں پر ظلم کیا اللہ کی رحمت سے مایوس نہ ہو بے شک اللہ سب گناہ بخش دے گا بے شک وہ بخشنے والا مہربان ہے ۔

آیت کریمہ میں قل بصیغہ امر لایا گیا اور اس میں سرکار دو عالم صلے اللہ علیہ وسلم کو آقا قرار دے کر ارشاد ہو رہا ہے کہ آپ اپنے غلاموں کو خوشخبری دیدیں جنہوں نے اپنی جانوں پر ظلم کیا ہے کہ وہ رحمت باری سے مایوس نہ ہوں کیوں کہ اس کی رحمت اس کے غضب پر سبقت لے گئی ہے اور اللہ تعالے تمام گناہوں کو بخشنے والا اور مہربانی کرنے والا ہے یہ آیت رحمت الہی لا متناہی کی وسعت اور بندوں پر کمال مہربانی و شفقت پر دلالت کرتی ہے ۔

مولانا روم علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں

دائما خاقان ما کردست طو گوش ما را مے کشد لا تقنطوا
نیستم امیدوار از ہیچ سو واں کرم میگویدم لا تیأسوا

ترجمہ :۔ ہمارا رب ہمارے لیے ہمیشہ دست رحمت کھلے ہوئے ہے اور ہمارے کان اس کی صدائے لا تقنطوا پر لگے ہوئے ہیں اور جب ہمیں کسی طرف سے بھی کوئی امید نہیں نظر آتی تو وہ ایسا مہربان ہے کہ ہمیں کہتا ہے کہ تم مایوس نہ ہو ۔

شان نزول آیت کریمہ کا یہ ہے کہ مشرکین میں سے چند آدمی سید عالم صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے تو انہوں نے حضور پر نور صلے اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ آپ کا دین بے شک حق اور سچا معلوم ہوتا ہے لیکن ہم نے بڑے گناہ کیے ہیں بہت سی معصیتوں میں مبتلا رہے ہیں تو کیا آپ کی غلامی میں آ جانے کے بعد ہمارے وہ گناہ معاف ہو جائیں گے تو اس پر یہ آیت نازل ہوئی جس میں بتایا کہ جس نے میرے محبوب کی غلامی کر لی اس کا اسلام اس کے پچھلے گناہوں کا

کفارہ ہو گیا اور جس نے میرے محبوب کی غلامی میں ہوتے ہوئے اقرار توبہ کیا اس کے پچھلے گناہ معاف کر دیے جائیں گے بشرطیکہ وہ سچے دل سے تائب ہو اور رحمت باری سے ناامیدی فی نفسہٖ گناہ ہے اور تائب کی شان میں فرمایا اَلتَّائِبُ مِنَ الذَّنْبِ کَمَنْ لَّا ذَنْبَ لَهٗ گناہ سے توبہ کرنے کے بعد تائب ایسا ہو جاتا ہے کہ گویا اس کے ذمہ کوئی بھی گناہ نہیں پھر ارشاد ہوا۔

وَاَنِیْبُوْٓا اِلٰی رَبِّكُمْ وَاَسْلِمُوْا لَهٗ مِنْ قَبْلِ اَنْ یَّاْتِیَكُمُ الْعَذَابُ ثُمَّ لَا تُنْصَرُوْنَ ۝ اور رجوع لاؤ اپنے رب کی طرف اور گردن جھکاؤ اس کے حضور اس سے قبل کہ تم پر عذاب آئے۔ پھر تمہاری مدد نہ ہو۔

یعنی توبہ کر کے اللہ کی طرف رجوع ہو کر اس کے حضور گردن اطاعت جھکاؤ اس لیے کہ اسلام کی تعریف ہی گردن بطاعت نہادن کے ہیں تو اَسْلِمُوْا کے معنی گردن اطاعت اس کے لیے جھکانے کے ہوئے تو اخلاص سے اس کی اطاعت کرنا اسلام ہوا اور یہ اطاعت و فرمانبرداری اسی وقت تک مفید ہے جبتک کہ اللہ تعالےٰ کی طرف سے نافرمانی کی گرفت ہو کر عذاب نہ آئے اس لیے کہ عذاب آجانے کے بعد اِنَّ عَذَابِیْ غَیْرُ مَرْدُوْدٍ کی وعید ہے یعنی جب عذاب آجائے تو پھر ہزار توبہ کی جائے وہ عذاب کے رد ہونے کا موجب نہیں ہو سکتی۔

اور قوم یونس علیہ السلام پر چونکہ ابھی علامات عذاب کا ہی ظہور ہوا لہذا اسے یہاں نظیر نہیں پیش کیا جا سکتا۔ آگے ارشاد ہے۔

وَاتَّبِعُوْٓا اَحْسَنَ مَآ اُنْزِلَ اِلَیْكُمْ مِّنْ قَبْلِ اَنْ یَّاْتِیَكُمُ الْعَذَابُ بَغْتَةً وَّاَنْتُمْ لَا تَشْعُرُوْنَ ۝

اور پیروی کرو اس کی جو بہترین تعلیم تمہارے رب کی طرف سے اتاری گئی اس سے قبل کہ تم پر عذاب اچانک آجائے اور تمہیں شعور بھی نہ ہو۔

وہ بہترین تعلیم قرآن پاک کی ہے اور اس سے بے خبر رہنے والوں پر عذاب اچانک آئے گا لہذا اس کے آنے سے قبل اتباع کلام الٰہی کی ہدایت کی اور ظاہر ہے کہ یہ اتباع اسی صورت میں صحیح ہو سکتی ہے جبکہ اس ہستیٔ پاک کا بھی اتباع ہو جس پر یہ کلام نازل ہوا یعنی حضرت سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم پھر ارشاد ہے کہ ہمارا یہ ارشاد اس لیے ہے کہ

اَنْ تَقُوْلَ نَفْسٌ یّٰحَسْرَتٰی عَلٰی مَا فَرَّطْتُّ فِیْ جَنْۢبِ اللّٰهِ وَاِنْ كُنْتُ لَمِنَ السّٰخِرِیْنَ ۝ کہ اور کہیں کوئی جان یہ نہ کہہ دے کہ ہائے افسوس ان معصیتوں پر جو میں نے اللہ تعالےٰ کے بارے میں کیں اور بے شک میں تمسخر کرنے والوں میں سے تھا۔

گویا ارشاد ہے کہ ہمارے انتباہ کا مقصد یہ ہے کہ عذاب آ جانے کے بعد کوئی یہ نہ کہے کہ افسوس مجھے میرے اس تمسخر کی سزا یہ معلوم نہ تھی جو اب دیکھی گئی ورنہ میں ایسا نہ کرتا یا یہ عذر لنگ بنائے اور کہے
اَوْ تَقُوْلَ لَوْ اَنَّ اللّٰهَ هَدٰىنِيْ لَكُنْتُ مِنَ الْمُتَّقِيْنَ۔ یا کہے اگر مجھے ہدایت فرماتا اللہ تو میں مزید پرہیزگاروں میں سے ہوتا۔
اور اللہ تعالےٰ کی اطاعت اور کتاب کی پیروی کرتا آگے ارشاد ہے۔
اَوْ تَقُوْلَ حِيْنَ تَرَى الْعَذَابَ لَوْ اَنَّ لِيْ كَرَّةً فَاَكُوْنَ مِنَ الْمُحْسِنِيْنَ ۝ یا کہے اور آرزو کرے جب عذاب دیکھے کہ اگر مجھے واپسی مل جائے اور (دنیا میں بھیجا جائے) کہ میں نیکوکار ہو جاؤں۔
یعنی قیامت کے دن حیرت سے اس قسم کی باتیں کہنے کی کوئی گنجائش نہ رہے اور اس قسم کی بیکار باتیں نہ کہنے پائے لیکن عذاب کو دیکھ کر دنیا میں لوٹ جانے کی آرزو کا پورا ہونا ناممکن ہے۔
بَلٰى قَدْ جَآءَتْكَ اٰيٰتِيْ فَكَذَّبْتَ بِهَا وَاسْتَكْبَرْتَ وَكُنْتَ مِنَ الْكٰفِرِيْنَ۔ ہاں کیوں نہیں بے شک تیرے پاس میری آئتیں آئیں تو تو نے ان کو جھٹلایا اور تکبر کیا اور تو کافروں سے ہو گیا
یعنی جو جبلی کافر ہو لسے ان باطل ضدوں کا جواب اللہ تعالےٰ کی طرف سے یہی ہو گا جیسا کہ فرمایا کہ تمہارے پاس میری آئتیں آئیں یعنی تمہارے پاس قرآن پاک پہنچا اور حق و باطل کی راہیں واضح کر دی گئیں اور تمہیں حق و ہدایت اختیار کرنے کی قدرت دے دی گئی باوجود اس کے تم نے حق کو چھوڑ دیا اور اس کو قبول کرنے سے تکبر کیا اور گمراہی اختیار کی جو حکم دیا گیا تھا اس کی ضد اور مخالفت کی تو اب تم لوگوں کا یہ کہنا غلط ہے کہ اگر اللہ تعالےٰ ہمیں راستہ دکھاتا تو ہم ڈر والوں میں سے ہوتے۔ کفار کے بارے میں ارشاد ہے۔ اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا سَوَآءٌ عَلَيْهِمْ ءَاَنْذَرْتَهُمْ اَمْ لَمْ تُنْذِرْهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ۔ کہ اے نبی آپ ان کو ڈرائیں یا نہ ڈرائیں یہ ایمان لانے والے نہیں۔ لہٰذا آج ان کے سب عذر جھوٹے ہیں۔
وَيَوْمَ الْقِيٰمَةِ تَرَى الَّذِيْنَ كَذَبُوْا عَلَى اللّٰهِ وُجُوْهُهُمْ مُّسْوَدَّةٌ ؕ اَلَيْسَ فِيْ جَهَنَّمَ مَثْوًى لِّلْمُتَكَبِّرِيْنَ
اور بروز قیامت آپ دیکھیں گے انہیں جنہوں نے اللہ پر جھوٹ باندھا اور اللہ تعالےٰ پر وہ الزام لگایا جو اس کی شایان شان نہ تھا اس کا شریک ٹھہرایا اس کے لیے اولاد تجویز کی اس کی صفات کا انکار کیا اس کا بدلہ یہ ہے کہ ان کے منہ کالے ہیں کیا مغرور و متکبر کا ٹھکانا جہنم میں نہیں۔
ہاں ضرور جہنم ہے اور آگے بموجب اسلوب بیان قرآن منکروں کا انجام ظاہر فرما کر اب مومنوں پرہیزگاروں کا تذکرہ فرمایا جاتا ہے۔
وَيُنَجِّي اللّٰهُ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا بِمَفَازَتِهِمْ لَا يَمَسُّهُمُ السُّوْٓءُ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ۔ اور نجات دے گا اللہ

پرہیزگاروں کو ان کی نجات کی جگہ نہ چھوٹے گا انہیں عذاب اور انہیں کچھ غم نہ ہوگا۔
یعنی ان کی پرہیزگاری کا صلہ جنت ہوگی اور وہاں انہیں کچھ غم نہ ہوگا۔ آگے ارشاد ہے جس میں اپنی قدرت ورحمت کا اظہار ہے۔

اَللّٰهُ خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ وَّهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ وَّكِيْلٌ ۝ لَهٗ مَقَالِيْدُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِاٰيٰتِ اللّٰهِ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ۝ اللہ ہی ہر شے کا خالق ہے اور وہی ہر شے پر مختار ہے اسی کے لیے ہیں کنجیاں آسمانوں اور زمین کی اور جنہوں نے اللہ تعالیٰ کی آیتوں کا انکار کیا وہی نقصان وخسران میں ہیں۔

یعنی خزائن رحمت ورزق اور بارش وغیرہ کی کنجیاں اللہ تعالیٰ کے قبضۂ قدرت میں ہیں وہی ان سب کا مالک ہے اس میں بجز عطاء الٰہی کسی بندے ولی نبی کو اختیار نہیں جسے وہ اختیار دیدے وہ لبعطاء الٰہی تصرف کرسکتا ہے اپنی قدرت وقوت سے کچھ نہیں کرسکتا یعنی خازن حقیقی صرف اور صرف اللہ تعالیٰ ہے اور اس کے بندے جو کچھ بھی کرسکتے ہیں وہ لبعطاء الٰہی کرسکتے ہیں ایک روایت میں ہے کہ

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے بارگاہ رسالت میں حاضر ہوکر اس آیت کریمہ کی تفسیر دریافت کی تو حضور نے فرمایا مقالید سماوات وزمین یہ ہیں لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ وَسُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ وَاَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ وَهُوَ الْاَوَّلُ وَالْاٰخِرُ وَالظَّاهِرُ وَالْبَاطِنُ بِيَدِهِ الْخَيْرُ يُحْيِيْ وَيُمِيْتُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ۔ گویا حضور نے ان کلمات کے لیے فرمایا کہ ان میں اللہ تعالیٰ کی توحید وتمجید ہے یہ آسمان وزمین کی بھلائیوں کی کنجی ہے جو مومن پڑھے گا وہ دین ودنیا کی بھلائی حاصل کرلے گا۔

مختصر تفسیر اردو چھٹا رکوع سورۃ زمر پ ۲۴

قُلْ يٰعِبَادِيَ الَّذِيْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ اِنَّ اللّٰهَ يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِيْعًا اِنَّهٗ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ۔ اے محبوب آپ فرمائیں اے میرے وہ غلام جو اپنی جانوں پر زیادتی کرچکے ہو نہ مایوس ہونا اللہ کی رحمت سے بے شک اللہ بخش دے گا تمہارے تمام گناہ بے شک وہ بخشنے والا مہربان ہے۔

اس پر علامہ آلوسی اپنی تفسیر میں فرماتے ہیں اَیْ اَفْرَطُوا فِی الْمَعَاصِیْ جَانِبَیْنَ عَلَیْھَا۔ یعنی وہ لوگ جنہوں نے گناہوں کی کثرت کی اور اپنی جانوں پر زیادتی کی اور اسراف کے بارے میں فرماتے ہیں وَاَصْلُ الْاِسْرَافِ الْاِفْرَاطُ فِیْ صَرْفِ الْمَالِ اور اسراف کی حقیقت یہ ہے کہ مال ودولت کو ناجائز خرچ کیا یعنی حرام کاموں میں لگایا۔

اور امام راغب کہتے ہیں ھُوَ تَجَاوُزُ الْحَدِّ فِیْ کُلِّ فِعْلٍ یَّفْعَلُہُ الْاِنْسَانُ وَاِنْ کَانَ ذٰلِکَ فِی الْاِنْفَاقِ۔ یعنی اسراف انسان کے کسی فعل میں جو کہ وہ کرتا ہے حد سے بڑھنا ہے اگرچہ وہ خرچ کرنے کے معاملہ میں ہی ہو اور یہی قول حسن ہے اور اسراف کے معانی جنابت کے بھی ہیں وَضَمِنَ مَعْنَی الْجِنَایَۃِ اور اسراف کا ظلم کی حمایت کرنا بھی ہے اور یہ لازم نہیں ہے کہ اسراف کے یہی معنی مراد لیے جائیں اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ اسراف کے معنی ظلم اور بوجھ اور کبیرہ گناہوں کا ارتکاب ہے۔

لَاتَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَۃِ اللّٰہِ اِنَّ اللّٰہَ یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِیْعًا۔ اور رحمت خطاب خاص ہے جناب مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کے ساتھ کیونکہ قُلْ یٰعِبَادِیَ سے محبت کی جانب بھی اشارہ ہے اور رحمت الٰہی اس وقت تک منصور نہیں جبتک مغفرت اس کے ساتھ نہ ہو۔ اسی وجہ میں مولانا روم علیہ الرحمۃ نے فرمایا۔

بندہ خود خواند احمد در رشاد جملہ عالم را بخواں قُلْ یٰعِبَاد

ہمیں اللہ تعالےٰ نے حضور کا غلام بتایا اور فرمایا تمام عالم کو آپ یٰعِبَادِیَ اے میرے غلامو فرماکر مخاطب کیا۔ اسی بنا پر عبدالغنی عبدالرسول غلام رسول غلام نبی نام رکھنا جائز و مباح ہے یہی وجہ ہے کہ عبدالمصطفیٰ بھی نام رکھا گیا۔ حضرت امام اہل سنت قدس سرہ العزیز نے ایک شعر میں یہ مسئلہ واضح کیا فرماتے ہیں۔

بندہ بنے ہیں اس کے کب بندۂ خدا ہو دیدار ہوں میں بندہ اس بندۂ خدا کا

اِنَّ اللّٰہَ یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِیْعًا اِنَّہٗ ھُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِیْمُ۔ بے شک بخش دے گا تمہارے سب گناہ بے شک وہ بخشنے والا مہربان ہے۔

یہاں بطریق صنعت الاحتباک کہہ کر فرمایا لَاتَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَۃِ اللّٰہِ وَمَغْفِرَتِہٖ اِنَّ اللّٰہَ یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِیْعًا وَیَرْحَمُ۔ اللہ کی رحمت اور اس کی مغفرت سے مایوس نہ ہونا بے شک وہ تمہارے تمام گناہ معاف فرماکر رحم کرے گا اور اس کی تائید اِنَّ اللّٰہَ لَا یَغْفِرُ اَنْ یُّشْرَکَ بِہٖ وَیَغْفِرُ مَا دُوْنَ

ذٰلِكَ لِمَنْ يَّشَآءُ میں بھی ہے اس سبب کہ اشراک باللہ اعظم معاصی ہے جس کی بخشش نہیں اگر مرنے والا شرک کرتا ہوا مرا۔ اس کے علاوہ تمام معاصی قابل بخشش ہیں بشرطیکہ توبہ کر کے اسکی طرف رجوع لائے۔

اور یغفر کے معنی آلوسی کرتے ہیں اَلْمُرَادُ بِمَغْفِرَةِ الذُّنُوْبِ التَّجَافِیْ عَنْهَا وَعَدَمُ الْمُؤَاخَذَةِ بِهَا فِی الظَّاهِرِ وَالْبَاطِنِ وَهُوَ الْمُرَادُ بِسَتْرِهَا۔ مغفرت ذنوب سے مراد عدم مواخذہ اور ظاہر و باطن معاصی کا مخفی کرنا ہے

ایک قول ہے اَلْمُرَادُ بِهَا مَحْوُهَا مِنَ الصَّحَائِفِ بِالْكُلِّيَّةِ۔ گناہوں کا صحائف سے کلیۃً مٹا دینا مراد ہے اور اس پر متعدد وجوہ نکلتی ہیں

اول یہ کہ عبودیت کے ساتھ اپنے رب کو پکارنا غایت مذلت کے ساتھ یہ عاصی کے لیے خاص طور پر انسب ہے اور اس کی ندا ترحم کے لیے ہے۔

دوسرے یہ کہ بندہ کی ندا اپنے مولا کی طرف اس غرض سے ہوتی ہے کہ شان مالک یہی ہے کہ اپنے بندے پر رحم کرے اور شفقت فرمائے۔

وَاَنِيْبُوْٓا اِلٰى رَبِّكُمْ وَاَسْلِمُوْا لَهٗ مِنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَكُمُ الْعَذَابُ ثُمَّ لَا تُنْصَرُوْنَ۔ اور رجوع لاؤ اپنے رب کی طرف اور اس کے فرمانبردار بن جاؤ اس سے پہلے کہ تم پر عذاب آجائے۔ پھر تم مدد نہ کیے جاؤ۔

یہ عطف ہے لا تقنطوا پر بالتعلیل معترض ہے گویا یوں ارشاد ہے لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ تَعَالٰى فَتَظُنُّوْا اَنَّهٗ لَا يَقْبَلُ تَوْبَتَكُمْ وَاَنِيْبُوْٓا اِلَيْهِ تَعَالٰى وَاَخْلِصُوْا لَهٗ عَزَّ وَجَلَّ۔

اور بعض اجلہ مدققین نے فرمایا اِنَّ قَوْلَهٗ تَعَالٰى يَا عِبَادِیَ الَّذِيْنَ اَسْرَفُوْا خِطَابٌ لِّلْكَافِرِيْنَ وَالْعَاصِيْنَ۔ کلام الٰہی ہیں يَا عِبَادِیَ الَّذِيْنَ اَسْرَفُوْا خِطَابٌ لِّلْكَافِرِيْنَ وَالْعَاصِيْنَ۔ کلام الٰہی میں یا عبادی الذین اسرفوا سے خطاب کفار اور معصیت شعار سے ہے۔

شان نزول آیت کریمہ

فَقَدْ اَخْرَجَ ابْنُ جَرِيْرٍ وَابْنُ مَرْدَوَيْهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّهٗ قَالَ اَهْلُ مَكَّةَ قَالُوْا يَزْعُمُ مُحَمَّدٌ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّ مَنْ عَبَدَ الْاَوْثَانَ وَدَعَا مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ وَقَتَلَ النَّفْسَ الَّتِیْ حَرَّمَ اللّٰهُ لَمْ يُغْفَرْ لَهٗ فَكَيْفَ نُهَاجِرُ وَنُسْلِمُ وَقَدْ عَبَدْنَا الْاٰلِهَةَ وَقَتَلْنَا النَّفْسَ وَنَحْنُ اَهْلُ شِرْكٍ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ قُلْ يَا عِبَادِیَ الَّذِيْنَ اَسْرَفُوْا الخ۔ اہل مکہ نے کہا کہ حضور صلے اللہ علیہ

وسلم ہمیں عبداللہ ثانی فرماتے ہیں یعنی بت پرست اور ہم نے اللہ تعالے کے ساتھ دوسرے معبود ٹھہرائے اور وہ جانیں قتل کیں جن کا قتل حرام تھا اور ایسے افعال کا مرتکب ہرگز نہیں بخشا جا سکے گا تو ہم کیوں ہجرت کریں اور کس لیے قبول اسلام کریں ہم نے تو بت پرستی بھی کی اور اللہ کے سوا دوسرے معبود بھی ملانے اور ناحق قتل بھی کیے اور ہم اہل شرک سے ہیں تو اللہ تعالے کی طرف سے یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔

دوسری روایت میں یہ بھی ہے جو ابن جریر ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے فرماتے ہیں یہ آیتیں عیاش بن ابی ربیعہ اور ولید بن ولید اور مسلمانوں کی ایک جماعت کے حق میں نازل ہوئی جو مسلمان ہو کر فتنۂ کفر میں پڑ گئے تھے ان پر عذاب بھی آئے اور وہ اسی طرح گمراہی کے شکار رہے تو ہم کہتے تھے کہ اللہ تعالے ان کے صدقات وخیرات قبول نہ فرمائے گا یہ وہ ہیں کہ اسلام لاکر اپنے دین سے منحرف ہو گئے تو یہ آیتیں نازل ہوئیں۔

اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے یہ آیتیں لکھ کر عیاش اور ولید کو بھیجیں جس پر وہ اسلام لائے اور مہاجر ہو گئے۔

اور ابن جریر عطاء بن لیسار سے راوی ہیں کہ یہ تین آیتیں قُلْ یٰعِبَادِیَ سے وَاَنْتُمْ لَاتَشْعُرُوْنَ تک مدینہ منورہ میں حضرت وحشی اور ان کی جماعت کے حق میں نازل ہوئیں۔

اس آیت کی فضیلت میں امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ اپنی مسند میں اور ابن جریر اور ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ اور بیہقی شعب الایمان میں حضرت ثوبان سے راوی ہیں قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ مَا اُحِبُّ اَنَّ لِیَ الدُّنْیَا وَمَا فِیْھَا بِھٰذِہِ الْاٰیَۃِ یٰعِبَادِیَ الَّذِیْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰٓی اَنْفُسِھِمْ اِلٰی اٰخِرِ الْاٰیَۃِ

اور امام بیہقی نے شعب الایمان میں ثوبان سے روایت کی ہے کہ انہوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ نے فرمایا کہ میرے لیے دنیا اور جو کچھ اس میں ہے اس آیت کریمہ سے زیادہ محبوب وپسندیدہ نہیں ہے فَقَالَ رَجُلٌ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ وَمَنْ اَشْرَکَ پس ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ اور جس نے شرک کیا یعنی جس آدمی نے شرک کا ارتکاب کیا کیا وہ بھی اس آیت کے زمرے میں آتا ہے اور اس کے لیے بھی مغفرت کی بشارت ہے؟ فَسَکَتَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ سَاعَۃً ثُمَّ قَالَ اَلَا وَمَنْ اَشْرَکَ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ پس نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے تھوڑی دیر توقف فرمایا پھیر ارشاد فرمایا۔ ہاں جان لو اگرچہ اس نے شرک کیا ہو اور

ایسا تین مرتبہ ارشاد فرمایا۔
یہاں مشرک کے لیے مغفرت کا ذکر اس صورت میں ہے جو توبہ کرلے اور اسلام قبول کرلے
یا بحالت اسلام شرک کا مرتکب ہو تو توبہ پر معافی ہے ورنہ حقیقی شرک کے لیے مغفرت نہیں ہے
اور آپ کا سکوت انتظار وحی کے لیے تھا یہ آیت وسعت مغفرت پر دال ہے اور گنہگاروں
کے لیے بشارت عظیم ہے اور مغفرت الٰہی ایمان کے ساتھ مشروط ہے اور ایمان کے بغیر مغفرت
نہیں ہے اور مومن عاصی جو بغیر توبہ مرگئے ان کو بھی یہ آیت شامل ہے۔

چنانچہ ابن منذر اور ابن الانباری اور حاکم اور ابن مردویہ حضرت اسماء بنت یزید سے راوی ہیں
کہ میں نے حضور سے سنا کہ آپ پڑھ رہے تھے یٰعِبَادِیَ الَّذِیْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰٓی اَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوْا
مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ اِنَّ اللّٰهَ یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِیْعًا وَلَا یُبَالِیْ اِنَّهٗ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِیْمُ یعنے وہ ایسا
بے نیاز ہے کہ بخشش پر آئے تو توبہ کے ساتھ مشرک معصیت شعار سب کی بخشش فرمائے۔

چنانچہ ابن جریر ابن سیرین سے راوی ہیں کہ حضرت مولانا علی شیر خدا اسد اللہ نے صحابہ سے
فرمایا کونسی آیت وسیع تر ہے گنہگار کے حق میں تو جواب میں آیات قرآنی سنائی گئیں منجملہ اس کے
مَنْ یَّعْمَلْ سُوْٓءًا اَوْ یَظْلِمْ نَفْسَهٗ ثُمَّ یَسْتَغْفِرِ اللّٰهَ وغیرہ بھی پڑھی گئی پھر حضرت شیر خدا کرم اللہ وجہہ نے
فرمایا قرآن کریم میں اس سے وسیع تر کوئی آیت نہیں قُلْ یٰعِبَادِیَ الَّذِیْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰٓی اَنْفُسِهِمْ
لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ الخ

وَالظَّاهِرُ اِنَّ مَغْفِرَةَ ذَنْبٍ لَا تُجَامِعُ الْعَذَابَ عَلَیْهِ اَصْلًا۔ اور ظاہر ہے گناہ کی بخشش اور عذاب
دونوں ہرگز جمع نہیں ہوسکتے اس لیے کہ رحمت کی ضد زحمت ہے اور ضدان لا یجتمعان مقولہ اصولیین ہے
اور انابت کے اصل معنی رجوع کے ہیں لہذا وَاَنِیْبُوْا اِلٰی رَبِّكُمْ کے معنی ہوں گے اَیْ اِرْجِعُوْا اِلَیْهِ
سُبْحٰنَهٗ بِالْاِعْرَاضِ عَنْ مَعَاصِیْهِ وَالنَّدَمِ عَلَیْهَا۔

فَرْقٌ بَیْنَ الْاِنَابَةِ وَالتَّوْبَةِ

اَنَّ التَّائِبَ یَرْجِعُ مِنْ خَوْفِ الْعُقُوْبَةِ وَالْمُنِیْبُ یَرْجِعُ اِسْتِحْیَاءً لِکَرَمِهٖ تَعَالٰی۔ توبہ کرنے
والا خوف عذاب سے رجوع کرتا ہے اور منیب رجوع لاتا ہے اللہ کے کرم کی امید اور حیاء معصیت سے
سید المفسرین ابن عباس رضی اللہ عنہما ابن جریر کی حدیث اور ابن منذر کی روایت سے استخراج فرما
رہے ہیں مَنْ اٰیَسَ مِنَ الْعِبَادِ مِنَ التَّوْبَةِ فَقَدْ جَحَدَ کِتَابَ اللّٰهِ تَعَالٰی۔ لکن لا یقدر العبد ان یتوب
حَتّٰی یَتُوْبَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ۔ جو بندوں میں سے کوئی توبہ قبول ہونے سے مایوس ہوا اس نے کتاب اللہ

سے جدو انکار کیا لیکن کوئی بندہ اس پر قادر نہیں کہ توبہ کر سکے جبتک اللہ تعالے اسے توفیق توبہ نہ دے آگے ارشاد ہے۔

وَاتَّبِعُوْا اَحْسَنَ مَا اُنْزِلَ اِلَيْكُمْ مِّنْ رَّبِّكُمْ مِّنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَكُمُ الْعَذَابُ بَغْتَةً وَّاَنْتُمْ لَا تَشْعُرُوْنَ۔ اور اتباع کرو اس بہترین کتاب کا جو تم پر نازل کی گئی تمہارے رب کے پاس سے قبل اس کے کہ آئے تم پر عذاب اچانک اور تمہیں شعور بھی نہ ہو۔

بَغْتَةً کے معنی فجاءۃً ہیں اور یہ اچانک کے معنی میں مستعمل ہے

یہ حکم ہر مخاطب پر ہے عام اس سے کہ وہ مومن ہوں یا کافر اور اُنْزِلَ اِلَيْكُمْ سے مراد قرآن کریم ہے جو مومن اور کافر کے لیے حجت ہے اور مِنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَكُمُ الْعَذَابُ سے مراد موت یا قیامت ہے یا عذاب ناگہانی۔

وَاَنْتُمْ لَا تَشْعُرُوْنَ سے مراد یہ ہے کہ تم کو خیال بھی نہ ہو کہ یہ عذاب کہاں سے آیا اور کیسے آیا۔ موت کل کی بات۔ اور قیامت کا علم کسی کو نہیں سوائے جناب محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ و سلم کے جن کو یہ علم بعطائے الٰہی حاصل ہے جیسا کہ حدیث جبریل میں آیا ہے کہ جبریئل نے حضور علیہ السلام سے پوچھا اَخْبِرْنِیْ عَنِ السَّاعَةِ مجھے قیامت کے بارے میں خبر دیجئے تو آپ نے فرمایا کہ مَا الْمَسْئُوْلُ عَنْهَا بِاَعْلَمَ مِنَ السَّائِلِ جس سے پوچھا گیا ہے اس کا علم (قیامت کے بارے میں) پوچھنے والے سے زیادہ نہیں ہے یعنی امر قیامت کے بارے میں جس قدر تم کو خبر ہے اسی قدر ہم کو ہے۔

اور یہاں خطاب سے مراد یہ ہے کہ مرنے سے پہلے پہلے اپنے رب کی ہدایت کی پیروی کر لو اور اس کے مطابق عمل کرو کہیں ایسا نہ ہو کہ بے خبری میں تم پر ناگہانی آفت آجائے اور تم افسوس کرتے رہ جاؤ کیونکہ جب قیامت قائم ہو جائے گی تو کوئی عذر معذرت کام نہ دے گا۔

اَنْ تَقُوْلَ نَفْسٌ يّٰحَسْرَتٰى عَلٰى مَا فَرَّطْتُّ فِیْ جَنْۢبِ اللّٰهِ وَاِنْ كُنْتُ لَمِنَ السّٰخِرِيْنَ اور کہیں کوئی یہ نہ کہے اے افسوس اس پر جو میں نے اللہ کے بارے میں کوتاہی کی اور یقیناً میں تو اسے مذاق ہی سمجھتا رہا۔

یعنی کل ایسا نہ ہو کہ کوئی کہنے لگے کہ افسوس اس کوتاہی پر جو میں نے خدا کی جناب میں کی اور احکام خداوندی پر ہنستا ہی رہا۔ اَنْ تَقُوْلَ سے یعنی ایسا نہ ہو کہ کوئی کہنے لگے نفسٌ میں تنوین تکثیر کے لیے ہے یا تقلیل کے لیے ہے کیونکہ قیامت کے دن ایسا کہنے والے کچھ ہی لوگ ہوں گے۔ حسرت غم میں پڑ جانے کو کہتے ہیں۔

عَلٰى مَا فَرَّطْتُّ میں ما مصدریہ ہے یعنی تقصیر کوتاہی کرنا۔ عربی میں تفریط تقصیر کو کہتے ہیں۔

اور جَنْۢبِ اللّٰهِ میں جو جنب لایا گیا ہے اس کے متعلق راغب اصفہانی مفردات میں کہتے ہیں

اَصْلُ الْجَنْبِ الْجَارِحَۃُ ثُمَّ یُسْتَعَارُ لِلنَّاحِیَۃِ وَالْجِہَۃِ الَّتِیْ تَلِیْہَا تو حاصل معنی جنب اللہ کے فی طاعۃ اللہ یا فی حقہ تعالیٰ ہے چنانچہ حماسہ میں ہے ؎

اَمَا تَتَّقِیْنَ اللّٰہَ فِیْ جَنْبِ عَاشِقٍ ۔ لَہٗ کَبِدٌ حَرَّیٌ عَلَیْکِ تَقَطَّعُ

حاصل معنی یہ ہوئے کہ عذاب دیکھ کر پھر منصیبت شعار کہے گا ہائے خرابی میرے حد سے گذرنے جو اطاعت الٰہی کے خلاف میں نے کی اور میں تمسخر کرنے والوں میں سے تھا اس وقت سے قبل ہی انسان کو لازم ہے کہ اس کی پیروی کرے جو بہترین تعلیم یعنے قرآن کریم میں ہے اچانک عذاب آ جانے سے قبل

اَوْ تَقُوْلَ لَوْ اَنَّ اللّٰہَ ھَدَانِیْ لَکُنْتُ مِنَ الْمُتَّقِیْنَ ٥ یا کہے گا اگر اللہ مجھے راہ دیتا میں ضرور ہی پرہیزگاروں میں سے ہوتا۔

اور سرکشی اور معاصی سے پرہیز کرتا ہوا نیکی کی طرف مائل ہوتا۔ تیسرا قول اس کا یہ ہوگا جس میں اس کی تمنا رجعت الی حیات الدنیا کی ہوگی حیث قال۔

اَوْ تَقُوْلَ حِیْنَ تَرَی الْعَذَابَ لَوْ اَنَّ لِیْ کَرَّۃً فَاَکُوْنَ مِنَ الْمُحْسِنِیْنَ۔ یا کہے جب عذاب دیکھے کہ اگر مجھے پھر دنیا میں بھیجا جائے تو میں عقیدۂ شرک سے مجتنب رہ کر محسنین میں ہو جاؤں۔

لَوْ اَنَّ لِیْ کَرَّۃً کے معنی آلوسی اَیْ رُجُوْعًا اِلَی الدُّنْیَا فرماتے ہیں یعنے وہ تمنا کرے گا کہ اگر مجھے دوبارہ دنیا میں بھیجا جائے تو میں نیکوکار ہو جاؤں حالانکہ قیام قیامت سے قبل ہی حیات دنیا میں جزا و سزا ہے اس کے بعد پھر تمہاری ہوگی اور اس کا واپس دنیا میں جانا محال ہے چنانچہ اس کا جواب اللہ تعالیٰ کی طرف سے دیا گیا۔

بَلٰی قَدْ جَآءَتْکَ اٰیَاتِیْ فَکَذَّبْتَ بِہَا وَاسْتَکْبَرْتَ وَکُنْتَ مِنَ الْکَافِرِیْنَ۔ ہاں بے شک تیرے پاس میری آیتیں آئیں تو تو نے ان کی تکذیب کی اور تکبر کیا اور تو اول میں ہی کافروں میں تھا۔

آج تیرا عذاب دیکھ کر یہ کہنا غلط ہے کہ لَوْ اَنَّ اللّٰہَ ھَدَانِیْ۔ یہ کہنا بعد ذوق عذاب ہوگا اور عذاب آنے کے بعد پھر تمنائے باطل باطل ہے جیسا کہ دوسری جگہ ارشاد ہے وَلَوْ تَرٰی اِذْ وُقِفُوْا عَلَی النَّارِ فَقَالُوْا یٰلَیْتَنَا نُرَدُّ وَلَا نُکَذِّبَ۔ حالانکہ دخول نار کے بعد عذاب سے نجات کافر کے لیے محال ہے اب جبکہ متقیوں کا مقام اور جہنم کا عذاب مشاہدہ میں آ گیا اب تبدیلی اور آخرت سے دنیا میں آنا ناممکن ہے تو ایسی تمنا کرنا بھی باطل ہے۔

چنانچہ علامہ طیبی بھی یہی فرماتے ہیں اَنَّ النَّفْسَ عِنْدَ رُؤْیَتِہٖ یَتَمَنّٰی یَوْمَ الْقِیَامَۃِ بَیْنَ النَّا

مُجْزِیِّیْنَ بِاَعْمَالِہِمْ مُتَعَسِّرٌ عَلٰی تَفْوِیْتِ الْاَعْمَالِ عَلَیْہِمَا ثُمَّ قَدْ یَتَعَلَّلُ بِاَنَّ التَّقْصِیْرَ لَمْ یَکُنْ حَتّٰی
فَاِذَا النَّظَرُ وَعَلِمَ اَنَّ التَّقْصِیْرَ کَانَ مِنْہُ ۔ تمنا سے رجوع اور اَنَّ النَّفْسَ سے مراد شخص اور فرد انسانی
فرمایا۔ یہاں معتزلہ کا یہ عقیدہ ہے کہ
اَنَّ الْعَبْدَ خَالِقٌ لِاَفْعَالِہٖ کہ بندہ خود اپنے فعل کا خالق ہے اور یہ بات اہل سنت کے نزدیک
باطل ہے چنانچہ اشاعرہ اس کا جواب یوں دیتے ہیں کہ افعال کا خالق اللہ ہے لیکن بندوں کے
افعال میں قدرت خداوندی دخیل و اثر انداز ہے اور یہ آیت اہل سنت کے مسلک کی تائید کرتی
ہے یعنی ہم نے تو تجھے افعال پر قدرت دی تھی اور تجھے افعال کے خیر و شر پر مطلع کر دیا تھا اور اب
باعتبار قدرت تو نے جو کسب کیا اسی پر جزا و سزا ہے ورنہ اللہ تعالےٰ تو کسی کو یونہی عذاب نہیں
دیتا اور اس آیت میں بَلٰی قَدْ جَاءَتْکَ اٰیَاتِیْ میں اس قول کی مزید تردید کر دی ہے کہ ہم نے تو تجھے
قدرت دی تھی جس راستہ کو اختیار کرنا چاہے اختیار کر لے اسی پر عذاب و ثواب کی عمارت کی بنیاد
ہے ورنہ اللہ تعالےٰ تو سبھی چیزوں کا خالق ہے۔ نیک و بد، خیر و شر، ایمان و کفر سب کا وہی خالق
ہے جس طرح بندوں کا خالق اسی طرح بندوں کے افعال کا بھی خالق ہے اس پر نص وارد ہے وَخَلَقَ
مِنَّا تَعْمَلُوْنَ اور جو تم کرتے ہو اس نے پیدا کیا اللہ تعالےٰ نے تخلیق خیر و شر کے ساتھ بندے کو اچھائی
اور برائی کی ہدایت بھی دیدی ہے اب کوئی چاہے تو نیک کام کرے یا برا کام کرے ایسا کرنے پر
آدمی کو قدرت حاصل ہے چاہے اچھا کرے یا برا کرے اور اصطلاح قرآن میں اس قدرت و فعل کو
کسب کہا گیا ہے اور کسب پر ہی جزا و سزا ہے۔

وَیَوْمَ الْقِیٰمَۃِ تَرَی الَّذِیْنَ کَذَبُوْا عَلَی اللّٰہِ وُجُوْہُہُمْ مُّسْوَدَّۃٌ اَلَیْسَ فِیْ جَہَنَّمَ مَثْوًی لِّلْمُتَکَبِّرِیْنَ
اور قیامت کے تو ان لوگوں کو دیکھے گا جنہوں نے اللہ پر جھوٹ بولا ان کے چہرے سیاہ ہوں گے
کیا جہنم میں متکبر لوگوں کے لیے جگہ نہیں ہے۔

یہ خطاب استفہام تقریری ہے یعنی ضرور ان کی یہ حالت نظر آئے گی یعنی مومن لوگ ایسا دیکھیں
گے یا ہر اس صاحب رویت سے جسے اللہ تعالےٰ نے بصیرت کافی عطا فرمائی ہے وہ کافروں کو اس
حال میں دیکھے گا۔

دیکھنے والے لوگوں سے مراد وہ منکرین نہیں جن پہ آیات الٰہی آئیں اور انہوں نے اسے جھٹلایا
اور قبول کی بجائے تکبر کیا۔

اس کے بعد قبول اسلام پر جھکنے والوں کا حال ہے جیسا کہ اسلوب بیان قرآن ہے کہ اگر اول

جہنمیوں کا ذکر ہو جائے تو بعد میں جنتیوں کا تذکرہ ہوتا ہے اور اگر اول جنتیوں کا ذکر فرما دیا جائے تو بعد میں جہنمیوں کا ذکر کیا جاتا ہے چنانچہ ارشاد ہے۔
وَيُنَجِّي اللّٰهُ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا بِمَفَازَتِهِمْ لَا يَمَسُّهُمُ السُّوْٓءُ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ۔ اور نجات دے گا اللہ انہیں جو پرہیزگار ہیں ان کی کامیابی سے اور فلاح عمل سے نہیں پہنچیگی انہیں برائی اور نہ ہوں گے وہ کبھی غمگین۔
مَفَازَتِهِمْ سے مراد نجات کی جگہ ہے یہ اسم مکان ہے یعنے پرہیزگار مقام امن میں ہوں گے اور انہیں ہر برائی اور تکلیف سے نجات ہوگی آگے ارشاد ہے۔
اَللّٰهُ خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ وَّهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ وَّكِيْلٌ۔ اللہ ہی ہر شے کا خالق و مالک ہے اور وہ ہر شے کا محافظ ہے۔
چنانچہ آلوسی لکھتے ہیں اَلْمَعْنٰى اِنَّہٗ تَعَالٰى حَفِيْظٌ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ جیسے دوسری جگہ ارشاد ہے وَمَا اَنْتَ عَلَيْهِمْ بِوَكِيْلٍ۔ یہاں بھی وکیل سے مراد حفیظ ہیں۔
لَهٗ مَقَالِيْدُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِاٰيٰتِ اللّٰهِ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ
اسی کے پاس ہیں کنجیاں آسمانوں اور زمین کی اور وہ لوگ جنہوں نے اللہ کی آیتوں سے کفر کیا وہ ہی نقصان و خسران والے ہیں۔
مقالید کا ترجمہ آلوسی مفاتیح کرتے ہیں کما قال ابن عباس والحسن وقتادہ وغیرہم۔ اور بتلاتے ہیں کہ مقالید مقلید و مقلد کی جمع ہے یہ تقلید سے ہے اور اس سے قلادہ ہے جو گردن میں ڈالا جاتا ہے قاضی بیضاوی رحمۃ اللہ علیہ آیۂ کریمہ کے بیان پر فرماتے ہیں هُوَ كِنَايَةٌ عَنْ قُدْرَةِ اللّٰهِ تَعَالٰى وَ حِفْظِهٖ لَهَا وَفِيْهِ مَزِيْدُ دِلَالَةٍ عَلَى الْاِسْتِقْلَالِ وَالْاِسْتِبْدَادِ۔
اور علامہ راغب اصفہانی مَقَالِيْدُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ مَا يُحِيْطُ بِهَا۔ اس سے مراد ہر شے کا احاطہ ہے وَيَجُوْزُ اَنْ يَّكُوْنَ الْمَعْنٰى لَا يَمْلِكُ التَّصَرُّفَ فِيْ خَزَائِنِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ۔ اس کے یہ معنے بھی ہو سکتے ہیں کہ کوئی تصرف کی طاقت بالذات نہیں رکھتا سوائے اللہ تعالیٰ کے۔
گویا آیت کریمہ کے یہ معنی ہیں هُوَ تَعَالٰى يَتَوَلَّى التَّصَرُّفَ فِيْ كُلِّ شَيْءٍ لِاَنَّهٗ لَا يَمْلِكُ اَمْرَهٗ سِوَاهُ عَزَّ وَجَلَّ۔

اور ابو یعلی اور یوسف قاضی اپنی سنن اور ابو الحسن القطان مطولات میں اور ابن السنی عمل الیوم واللیلۃ میں اور ابن المنذر اور ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ

سے راوی ہیں قَالَ سَأَلْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَنْ قَوْلِ اللّٰہِ تَعَالٰی لَہٗ مَقَالِیْدُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ فَقَالَ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ وَسُبْحَانَ اللّٰہِ وَبِحَمْدِہٖ وَاَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ۔ وَھُوَ الْاَوَّلُ وَالْاٰخِرُ وَالظَّاھِرُ وَالْبَاطِنُ بِیَدِہِ الْخَیْرُ یُحْیِیْ وَیُمِیْتُ وَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ۔

مراد یہ ہے کہ ان کلمات میں اللہ تعالٰی کی توحید و تمجید ہے۔ یہ آسمانوں اور زمین کی بھلائیوں کی کنجیاں ہیں اور جس مومن نے یہ کلمے پڑھے دارین کی بہتری پائے گا۔ اور ایک قول یہ بھی ہے کہ خزائن رحمت رزق و بارش وغیرہ کی کنجیاں اس کے پاس ہیں وہی اس کا مالک ہے ان حسنات ازلیہ ابدیہ کے منکر پر ارشاد ہوتا ہے۔

وَالَّذِیْنَ کَفَرُوْا بِاٰیٰتِ اللّٰہِ اُولٰٓئِکَ ھُمُ الْخٰسِرُوْنَ۔ یعنے جن لوگوں نے اللہ کی آیتوں کا انکار کیا وہی نقصان میں ہیں۔

آیات اللہ سے مراد قدرت مستقلہ کے نشانات و علامات ہیں۔

با محاورہ ترجمہ ساتواں رکوع سورۃ زمر پ ۲۴

قُلْ اَفَغَیْرَ اللّٰہِ تَاْمُرُوْنِّیْ اَعْبُدُ اَیُّھَا الْجٰھِلُوْنَ ہ

ان کافروں سے فرمائیں کہ کیا تم اللہ کے سوا غیر کے پوجنے کو مجھے کہتے ہو اے جاہلو۔

وَلَقَدْ اُوْحِیَ اِلَیْکَ وَاِلَی الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِکَ لَئِنْ اَشْرَکْتَ لَیَحْبَطَنَّ عَمَلُکَ وَلَتَکُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِیْنَ ہ

اور بے شک وحی کی گئی تمہاری طرف اور تم سے پہلوں کی طرف کہ اے سننے والے اگر تو نے اللہ کا شریک کیا تو ضرور تیرے عمل اکارت ہو جائیں گے اور ضرور تو نقصان و خسران میں ہوگا۔

بَلِ اللّٰہَ فَاعْبُدْ وَکُنْ مِّنَ الشّٰکِرِیْنَ ہ

بلکہ اللہ ہی کی بندگی کر اور شکر گذار رہو۔

وَمَا قَدَرُوا اللّٰہَ حَقَّ قَدْرِہٖ وَالْاَرْضُ جَمِیْعًا قَبْضَتُہٗ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ وَالسَّمٰوٰتُ مَطْوِیّٰتٌۢ بِیَمِیْنِہٖ سُبْحٰنَہٗ وَتَعٰلٰی عَمَّا یُشْرِکُوْنَ ہ

اور انہوں نے اللہ کی قدر نہ کی جیسا کہ حق ہے قدر کرنے کا اور وہ بروز قیامت سب زمین قبضہ میں لے گا اور آسمانوں کو اپنی قدرت سے لپیٹ دے گا اور اللہ بلند ہے ان کے

شرک سے

وَنُفِخَ فِی الصُّوْرِ فَصَعِقَ مَنْ فِی السَّمٰوٰتِ وَمَنْ فِی الْاَرْضِ اِلَّا مَنْ شَآءَ اللّٰهُ ثُمَّ نُفِخَ فِیْهِ اُخْرٰی فَاِذَا هُمْ قِیَامٌ یَّنْظُرُوْنَ

اور صور پھونکا جائے گا تو بے ہوش ہو جائیں گے جتنے آسمانوں میں ہیں اور جتنے زمین میں ہیں مگر جسے اللہ چاہے پھر دوبارہ پھونکا جائے گا تو وہ جبھی دیکھتے ہوئے کھڑے رہ جائیں گے

وَاَشْرَقَتِ الْاَرْضُ بِنُوْرِ رَبِّهَا وَوُضِعَ الْکِتٰبُ وَجِایْٓءَ بِالنَّبِیّٖنَ وَالشُّهَدَآءِ وَقُضِیَ بَیْنَهُمْ بِالْحَقِّ وَهُمْ لَا یُظْلَمُوْنَ

اور جگمگا اٹھے گی زمین اپنے رب کے نور سے اور رکھی جائے گی کتاب اور لائے جائیں گے انبیاء اور یہ نبی اور اس کی امت کے ان پر گواہ ہوں گے اور فیصلہ دیا جائے گا حق حق ان میں اور ان پر ظلم نہ ہوگا۔

وَوُفِّیَتْ کُلُّ نَفْسٍ مَّا عَمِلَتْ وَهُوَ اَعْلَمُ بِمَا یَفْعَلُوْنَ

اور ہر جان کو اس کی کرنی کا بدلہ پورا دیا جائے گا اور اسے خوب معلوم ہے جو وہ کرتے تھے۔

حل لغات

قُلْ۔ کہہ دیں	اَ۔ کیا	فَغَیْرَ۔ سوائے	اللّٰهِ۔ اللہ کے
تَاْمُرُوْٓنِّیْ۔ حکم دیتے ہو مجھے	اَعْبُدُ۔ کہ میں پوجوں	اَیُّهَا۔ اے	الْجٰهِلُوْنَ۔ جاہلو
وَ۔ اور	لَقَدْ۔ بیشک	اُوْحِیَ۔ وحی کی گئی	اِلَیْكَ۔ تیری طرف
وَ۔ اور	اِلَی۔ طرف	الَّذِیْنَ۔ انکی جو	مِنْ قَبْلِكَ۔ تجھ سے پہلے تھے
لَئِنْ۔ اگر	اَشْرَکْتَ۔ شرک کیا تو نے	لَیَحْبَطَنَّ۔ تو برباد ہو جائیں گے	عَمَلُكَ۔ تیرے عمل
وَ۔ اور	لَتَکُوْنَنَّ۔ ہوگا تو	مِنَ الْخٰسِرِیْنَ۔ نقصان والوں سے	
بَلِ۔ بلکہ	اللّٰهَ۔ اللہ ہی کی	فَاعْبُدْ۔ عبادت کر	وَ۔ اور
کُنْ۔ ہو جا	مِّنَ الشّٰکِرِیْنَ۔ شکر گذاروں سے		وَ۔ اور
مَا۔ نہ	قَدَرُوا۔ قدر کی انہوں نے	اللّٰهَ۔ اللہ کی	حَقَّ۔ حق
قَدْرِهٖ۔ اسکے قدر کا	وَ۔ اور	الْاَرْضُ۔ زمین	جَمِیْعًا۔ ساری

قَبْضَتُهٗ۔ اس کی مٹھی میں ہوگی	یَوْمَ۔ دن	الْقِیٰمَۃِ۔ قیامت کے
وَ۔ اور	السَّمٰوٰتُ۔ آسمان	مَطْوِیّٰتٌ۔ لپیٹے ہونگے
بِیَمِیْنِہٖ۔ اسکے دائیں ہاتھ میں	سُبْحٰنَہٗ۔ پاک ہے وہ	وَ۔ اور
تَعٰلٰی۔ بلند ہے	عَمَّا۔ اس سے جو	یُشْرِکُوْنَ۔ شرک کرتے ہیں
وَ۔ اور	نُفِخَ۔ پھونکا جائے گا	فِی۔ بیچ
الصُّوْرِ۔ صور کے تو	فَصَعِقَ۔ بیہوش ہوجائیگا	مَنْ۔ جو
فِی۔ بیچ	السَّمٰوٰتِ۔ آسمانوں کے ہے	وَ۔ اور
مَنْ۔ جو	فِی۔ بیچ	الْاَرْضِ۔ زمین کے ہے
اِلَّا۔ مگر	مَنْ۔ جسے	شَآءَ۔ چاہے
اللّٰہُ۔ اللہ	ثُمَّ۔ پھر	نُفِخَ۔ پھونکا جائیگا
فِیْہِ۔ اس میں	اُخْرٰی۔ دوسری مرتبہ	فَاِذَا۔ تو اچانک
ھُمْ۔ وہ	قِیَامٌ۔ کھڑے	یَنْظُرُوْنَ۔ دیکھتے ہونگے
وَ۔ اور	اَشْرَقَتِ۔ چمک اٹھے گی	الْاَرْضُ۔ زمین
بِنُوْرِ۔ ساتھ نور	رَبِّھَا۔ اپنے رب کے	وَ۔ اور
وُضِعَ۔ رکھی جائے گی	الْکِتٰبُ۔ کتاب	وَ۔ اور
جِایْٓءَ۔ لایا جائے گا	بِالنَّبِیّٖنَ۔ نبیوں کو	وَ۔اور
الشُّھَدَآءِ۔ گواہوں کو	وَ۔ اور	قُضِیَ۔ فیصلہ کیا جائیگا
بَیْنَھُمْ۔ ان میں	بِالْحَقِّ۔ انصاف سے	وَ۔ اور
ھُمْ۔ وہ	لَا۔ نہ	یُظْلَمُوْنَ۔ ظلم کیے جائینگے
وَ۔ اور	وُفِّیَتْ۔ پورا دیا جائیگا	کُلُّ۔ ہر
نَفْسٍ۔ آدمی کو	مَّا۔ جو	عَمِلَتْ۔ عمل کیا اس نے
وَ۔ اور	ھُوَ۔ وہ	اَعْلَمُ۔ خوب جانتا ہے
بِمَا۔ جو	یَفْعَلُوْنَ۔ وہ کرتے ہیں۔	

خلاصہ تفسیر ساتواں رکوع سورۃ زمر پ۲۴

قُلْ اَفَغَیْرَ اللّٰہِ تَاْمُرُوْنِّیْٓ اَعْبُدُ اَیُّھَا الْجٰھِلُوْنَ۔ اے محبوب تم فرماؤ تو کیا اللہ کے سوا دوسرے کو پوجنے کو مجھے کہتے ہو اے جاہلو۔

یعنی اے مصطفٰی صلے اللہ علیہ وسلم ان کفار قریش سے جو آپ کو اپنے دین یعنے بت پرستی کی طرف بلاتے ہیں ان کو کہہ دو کہ تم مجھے کس طرف بلاتے ہو تو کہہ دیجئے کہ کیا تم مجھ کو غیر اللہ کی عبادت کا مشورہ

دیتے ہو حالانکہ اللہ کے سوا کوئی قابل عبادت نہیں اور جاہل اس واسطے فرمایا کہ انہیں اتنا بھی معلوم نہیں کہ خدا کے سوا کوئی اور عبادت کا مستحق نہیں باوجودیکہ اس پر قطعی دلیلیں قائم ہیں۔

آگے آیت وَلَقَدْ اُوْحِیَ اِلَیْکَ الخ اور بے شک وحی کی گئی تمہاری طرف اور تم سے اگلوں کی طرف کہ اے سننے والے اگر تو نے اللہ کا شریک ٹھہرایا تو ضرور تیرا سب کیا دھرا اکارت جائے گا اور ضرور تو خسارے میں رہے گا۔ یہ کلام مبنی بر فرض ہے اس سے مراد کافروں کو نا امید کرنا اور امت کو در پردہ تنبیہ کرنا ہے۔ اس آیت کی روشنی میں کہا گیا ہے کہ مرتد ہو جانے سے تمام گذشتہ نیکیوں کا ثواب ساقط کر دیا جاتا ہے اور یہاں خطاب امت سے ہے نبی سے نہیں کیونکہ انبیاء سے شرک کا صدور محال ہے۔

بَلِ اللّٰهَ فَاعْبُدْ وَكُنْ مِّنَ الشّٰكِرِيْنَ ۝ بلکہ اللہ ہی کی بندگی کر اور شکر والوں سے ہو جا۔ یعنی جو نعمتیں اللہ تعالےٰ نے تجھ کو عطا فرمائیں اس کی اطاعت بجالا کر ان کی شکر گذاری کر کافروں نے جو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو مشورہ دیا تھا یعنے غیر اللہ کی پوجا کریں تو یہ آیت اس کی تردید ہے۔ لفظ اللہ کو فاعبد سے پہلے ذکر کرنا مفید حصر ہے۔ وَكُنْ مِّنَ الشّٰكِرِيْنَ سے مراد شکر گذار رہنا ہے اور اطاعت بجالانا ہے۔

وَمَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖ وَالْاَرْضُ جَمِيْعًا قَبْضَتُهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَالسَّمٰوٰتُ مَطْوِيّٰتٌۢ بِيَمِيْنِهٖ ط سُبْحٰنَهٗ وَتَعٰلٰى عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ۝ اور انہوں نے نہیں قدر کی اللہ کی جیسا کہ حق تھا اور وہ قیامت کے دن سب زمینوں کو سمیٹ لے گا اور اس کی قدرت سے سب آسمان لپیٹ دیے جائیں گے اور اللہ ان کے شرک سے پاک اور بلند و بالا ہے۔

اللہ تعالےٰ کی قدر و منزلت نہ کرنے کی وجہ سے ہی تو یہ لوگ مبتلائے شرک ہوئے اور اگر عظمت الٰہی سے واقف ہوتے اور اس کا مرتبہ جان لیتے تو ایسا ہرگز نہ کرتے اس کے بعد اللہ تعالےٰ نے اپنی عظمت و جلال کا اظہار فرمایا اور کہا وَالْاَرْضُ جَمِيْعًا قَبْضَتُهٗ وہ ایسا صاحب جلال ہے کہ بروز قیامت تمام زمینیں اپنی قدرت سے سمیٹ دے گا اور تمام آسمان اس کی قدرت مطلقہ سے سمیٹ دیے جائیں گے اور اس کے سوا کسی میں یہ قدرت نہیں وہی سبحان ہے وہی بلند و بالا ہے مشرکوں کے شریکوں سے پھر آگے اس سے بھی بلند قدرت کا بیان ہے چنانچہ ارشاد ہے۔

وَنُفِخَ فِي الصُّوْرِ فَصَعِقَ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَمَنْ فِي الْاَرْضِ اِلَّا مَنْ شَآءَ اللّٰهُ ۔ اور پھونکا جائے گا صور تو بے ہوش ہو جائیں جتنے آسمانوں میں اور زمین میں ہیں مگر جسے اللہ چاہے

بپہلے نفخہ کا بیان ہے اس نفخہ سے جو بیہوشی طاری ہوگی اس کا یہ اثر ہوگا کہ ملائکہ اور سکان زمین جو اس وقت زندہ ہوں اور ان پر موت نہ ہوئی ہو سب مرجائیں اور جن پر موت وارد ہوچکی تھی اور انہیں اللہ تعالٰے نے حیات عنایت فرمائی اور وہ اپنی قبروں میں زندہ ہیں جیسا کہ ارشاد نبوی ہے اَلْاَنْبِیَاءُ اَحْیَاءٌ فِیْ قُبُوْرِھِمْ یُصَلُّوْنَ ۔ تمام نبی زندہ ہیں اپنی قبروں میں نماز ادا کرتے ہیں ایسے ہی شہداء کرام کہ قرآن کریم میں ہے بَلْ اَحْیَاءٌ عِنْدَ رَبِّھِمْ یُرْزَقُوْنَ وہ اپنے رب کے پاس زندہ ہیں اور رزق دیے جاتے ہیں۔ ان پر بھی اس نفخہ سے کیفیت بیہوشی طاری ہوگی مگر بقول اعلٰی حضرت قدس سرہٗ یہ موت آنی ہوگی اس کے پھر وہ حیات جسمانی مل جائے گی چنانچہ فرماتے ہیں۔

انبیاء کو بھی اجل آنی ہے ! مگر ایسی کہ فقط آنی ہے !

اور جو لوگ قبروں میں مرے پڑے ہیں انہیں اس نفخہ اولیٰ کا شعور بھی نہ ہوگا کما فی الجمل وغیرہا۔

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اِلَّا مَنْ شَاءَ اللّٰہُ میں استثناء کس کس کا ہے اس میں مفسرین کے متعدد اقوال ہیں

سید المفسرین ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ نفخہ صعق سے تمام آسمان و زمین والے مرجائیں گے مگر جبریل و میکائیل و اسرافیل و عزرائیل علیہم السلام پر اس کا اثر نہ ہوگا پھر اللہ تعالٰی نفخہ اولٰے و ثانیہ کے مابین چالیس سال کی جو مدت ہے اس میں انہیں بھی موت دیگا۔

دوسرا قول یہ ہے کہ اس استثناء سے مراد شہداء کرام ہیں جن کے حق میں بَلْ اَحْیَاءٌ ارشاد ہوچکا ہے حدیث میں بھی آیا ہے کہ اس سے مراد وہ شہداء ہیں جو تلواریں لگائے گرد عرش حاضر ہونگے۔

تیسرا قول حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے ہے کہ اس استثناء میں حضرت موسٰی کلیم اللہ علیہ السلام مراد ہیں جو کوہ طور پر پہلے بیہوش ہوچکے ہیں اس وقت آپ ہوش میں رہیں گے۔

چوتھا قول یہ ہے کہ اس استثناء میں حوران جنت اور سکان عرش و کرسی ہیں۔

پانچواں قول ضحاک کا ہے کہ اس نفخہ کے اثر سے مستثنٰی رضوان جنت اور حوران بہشتی اور حفظہ جہنم یعنی وہ فرشتے جو جہنم پر مامور ہیں اس کے علاوہ جہنم کے سانپ اور بچھو ہیں۔

ثُمَّ نُفِخَ فِیْهِ اُخْرٰی ۔ پھر وہ دوبارہ پھونکا جائے گا اس سے مراد نفخہ ثانیہ ہے جس کے بعد مردے زندہ کیے جائیں گے اور یہاں اس کا ہی ذکر ہے چنانچہ آگے ارشاد ہے۔

فَاِذَا ھُمْ قِیَامٌ یَّنْظُرُوْنَ ۔ جبھی وہ دیکھتے ہوئے کھڑے ہوجائیں گے یعنی اپنی قبروں سے اور دیکھتے ہوئے کھڑے ہوئے سے یا تو یہ مراد ہے کہ وہ حیرت میں آکر مبہوت شخص کی طرح ہر طرف

نگاہیں اٹھا اٹھا کر دیکھیں گے یا یہ مطلب ہے کہ وہ یہ دیکھتے ہوں گے کہ اب انہیں کیا معاملہ درپیش آئے اور مومنین کی قبروں پر اللہ تعالیٰ کی رحمت سے سواریاں حاضر کی جائیں گی جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے وعدہ فرمایا ہے یَوْمَ نَحْشُرُ الْمُتَّقِيْنَ اِلَى الرَّحْمٰنِ وَفْدًا دونوں مرتبہ صور پھونکنے میں چالیس سال کا فصل ہوگا اور منتظرین کی کیفیت جو نفخہ ثانیہ کے بعد ہوگی اس کا ذکر سورۃ الحج میں بھی آیا ہے ارشاد ہے یَوْمَ تَرَوْنَهَا جس دن تم اسے دیکھوگے۔ اور تری النَّاسَ سُکٰرٰی اور تو لوگوں کو دیکھیگا جیسے نشہ میں ہیں اور مبہوت ہوکر دیکھیں اب کیا ہوگا۔

توجب حضور زلزلۂ ساعت میں سب کی کیفیات ملاحظہ فرمائیں گے تو نفخۂ اولیٰ کی کیفیت بھی کیوں نہ ملاحظہ فرمائیں گے اور استثناء ان کا کیا گیا جب یہ کیفیت آنی ممکن تھی۔ اسی وجہ میں حضور کو مختار محشر مالک کوثر مانا گیا اس لیے کہ حضور کے ذمہ حشر کا تمام نظام ہوگا آگے ارشاد ہے۔

وَاَشْرَقَتِ الْاَرْضُ بِنُوْرِ رَبِّهَا وَوُضِعَ الْكِتٰبُ وَجِايْٓءَ بِالنَّبِيّٖنَ وَالشُّهَدَآءِ وَقُضِيَ بَيْنَهُمْ بِالْحَقِّ وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ۔ اور زمین جگمگا اٹھے گی اپنے رب کے نور سے اور رکھی جائے گی کتاب اور لائے جائیں گے انبیاء اور یہ نبی اور ان کی امت اس پہ گواہ ہوں گے اور لوگوں میں حق حق فیصلہ فرمایا جائے گا اور ان پر ظلم نہ ہوگا۔

اور اشراق ارض نور رب سے جو ہوا سے مفسرین نے بتایا کہ زمین بھی نئی ہوگی جیسا کہ یَوْمَ تُبَدَّلُ الْاَرْضُ غَيْرَ الْاَرْضِ سے ظاہر ہے تو اب یا تو یہ نور اللہ تعالیٰ پیدا فرمائے گا جیسا کہ صاحب جمل نے لکھا یا وہی نور ہوگا جسے اللہ تعالیٰ نے قَدْ جَآءَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ نُوْرٌ فرما کر ہمیں بتایا یعنی جناب مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء بے نقاب جلوہ افروز ہوں جس کی تابانی سے اشرقت الارض ہوا اور بنور ربہا بھی صحیح ہو سکتا ہے اس لیے کہ حضور نور الٰہی ہیں۔

اور وُضِعَ الْكِتٰبُ سے مراد اعمالنامہ بھی ہو سکتے ہیں اور لوح محفوظ بھی ہو سکتی ہے اس لیے کہ اس میں تمام احوال و اعمال موجود ہیں اور ان کے موافق حق حق فیصلہ دیا جائے جس میں بے انصافی اور ظلم کا واہمہ بھی نہ ہو۔

وَوُفِّيَتْ كُلُّ نَفْسٍ مَّا عَمِلَتْ وَهُوَ اَعْلَمُ بِمَا يَفْعَلُوْنَ۔ اور پورا پورا بدلہ دیا جائے گا ہر جان کو اور اسے خوب علم ہے ہر فعل کا جو جس نے کیا۔

یعنی اللہ تعالیٰ سے کچھ مخفی نہیں اور اسے اپنے علم کے مقابلہ میں شاہد و کاتب کی حاجت نہیں اور جو گواہ امت محمدیہ کے بلائے جائیں گے وہ اتمام حجت کے لیے ہیں۔ جمل

مختصر تفسیر اردو ساتواں رکوع سورۃ زمر پ ۲۴

قُلْ اَفَغَیْرَ اللّٰہِ تَاْمُرُوْٓنِّیْٓ اَعْبُدُ اَیُّہَا الْجٰہِلُوْنَ۔ فرما دیجئے کیا غیر خدا کی پرستاری کے لیے تم اے مشرک جاہلو مجھے کہتے ہو۔

مشرکین مکہ نے حضور سے درخواست کی تھی کہ آپ ہمارے بعض بتوں کو پوجئے ہم آپ کے خدا کو پوجنے لگیں گے یہ غایت جہل و غباوت سے انہوں نے کہا اس بنا پر اللہ تعالیٰ نے عنوان جلی کے ساتھ ان کی حقیقت واضح کی اور ایہا الجاہلون فرمایا یعنی کیا تم مجھ سے یہ چاہتے ہو کہ میں سوائے ذات واجب تعالیٰ کے غیر کی پوجا کروں حالانکہ یہ کام جاہلوں کا ہے اس لیے کہ

وَلَقَدْ اُوْحِیَ اِلَیْکَ وَاِلَی الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِکَ لَئِنْ اَشْرَکْتَ لَیَحْبَطَنَّ عَمَلُکَ وَلَتَکُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِیْنَ ہ اور بے شک تمہاری طرف بذریعہ رسل کرام حکم مل چکا ہے اور تم سے پہلوں کو بھی بتا دیا گیا ہے کہ اگر تم شرک کرو گے تو تمہارے اعمال اکارت ہوجائیں گے اور ضرور تو گھاٹے میں رہے گا۔

یہ کلام مبنی بر فرض ہے اس سے مراد ہے کافروں کو ناامید کرنا اور امت کو در پردہ متنبہ کرنا اس آیت کی روشنی میں ہم کہتے ہیں کہ مرتد ہو جانے سے تمام گذشتہ نیکیوں کا ثواب ساقط ہو جاتا ہے جسطرح اسلام سابق تمام گناہوں کو مٹا دیتا ہے اسی طرح ارتداد ساری گذشتہ نیکیوں کو اکارت کر دیتا ہے بیضاوی نے لکھا ہے کہ حبط اعمال کا حکم شاید انبیاء کے لیے مخصوص ہو کیونکہ انبیاء کا شرک کرنا امت کے شرک کے مقابلہ میں بہت برا ہے لیکن یہ قول باطل ہے اس لیے کہ کلام محض فرض محال پر ہے اور انبیاء کا شرک کرنا امر محال ہے اور ایسا تصور بھی انتہائی مذموم ہے اور اس آیت میں امت کو تعلیم و انتباہ مقصود ہے کہ شرک مہلک اور عظیم جرم ہے۔

بَلِ اللّٰہَ فَاعْبُدْ وَکُنْ مِّنَ الشّٰکِرِیْنَ۔ بلکہ اللہ تعالیٰ ہی کی بندگی کرو اور شکر والوں میں سے ہوجاؤ۔ گویا یوں فرمایا گیا کہ

اِنْ کُنْتَ عَابِدًا اَوْ عَاقِلًا فَاعْبُدِ اللّٰہَ۔ اگر تو عاقل و عابد ہے تو اللہ کی عبادت کر کہ اس کے سوا کسی غیر خدا کی پوجا بے عقلی اور حماقت ہے اس لیے کہ وہی پیدا کرنے والا اور روزی دینے والا ہے چنانچہ دوسری جگہ ارشاد ہے فَلْیَعْبُدُوْا رَبَّ ھٰذَا الْبَیْتِ الَّذِیْٓ اَطْعَمَہُمْ مِّنْ جُوْعٍ۔ تو پوجو تم سب اس گھر کے رب کو جو تمہیں بھوک میں کھلاتا ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ رزاق مطلق وہی رب البیت

ہے اگرچہ مجازی رب مخلوق ہیں لیکن حقیقی رب و رزاق وہی ایک اور صرف ایک اللہ تعالے ہے چنانچہ آگے ارشاد ہے جس سے قدرت مطلقہ کا اظہار ہے۔

وَمَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖ وَالْاَرْضُ جَمِيْعًا قَبْضَتُهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَالسَّمٰوٰتُ مَطْوِيّٰتٌۢ بِيَمِيْنِهٖ سُبْحٰنَهٗ وَتَعٰلٰى عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ۔ اور نہ قدر و عظمت کی اللہ کی انہوں نے جیسا کہ حق تھا یا آنکہ تمام روئے زمین اس کی مقبوضہ و محروسہ ہے اور بروز قیامت تمام آسمان اس کی قدرت سے لپیٹے ہوئے ہوں پاک اور بلند ہے وہ ان کے شرک سے۔

علامہ آلوسی اس آیت کریمہ کا ترجمہ کرتے ہیں اَیْ مَا عَظَّمُوْهُ جَلَّ جَلَالُهٗ حَقَّ عَظَمَتِهٖ اِذْ عَبَدُوْا غَيْرَهٗ تَعَالٰى وَطَلَبُوْا مِنْ نَّبِيِّهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عِبَادَةَ غَيْرِهٖ سُبْحٰنَهٗ ۔ یعنی عظمت نہ کی حق تعالے کی حق عظمت اس لیے کہ انہوں نے غیر اللہ کی پوجا شروع کی اور حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم سے غیر اللہ کی پرستش کا مطالبہ کیا۔ قَالَهُ الْحَسَنُ وَالسُّدِّيُّ ۔

وَقَالَ الْمُبَرِّدُ اَصْلُهٗ مِنْ قَوْلِهِمْ فُلَانٌ عَظِيْمُ الْقَدْرِ يُرِيْدُوْنَ بِذٰلِكَ جَلَالَتَهُمْ ۔ مَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖ میں جلالت شان اور عظمت ذات کا اظہار مقصود ہے اور قدر کی اصل یہ فرماتے ہیں وَاَصْلُ الْقَدْرِ اِخْتِصَاصُ الشَّيْءِ بِعِظَمٍ اَوْ صِغَرٍ اَوْ مُسَاوَاةٍ ۔

علامہ راغب مفردات میں کہتے ہیں اَیْ مَا عَرَفُوْا كُنْهَهٗ عَزَّ وَجَلَّ یعنی مَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖ کے یہ معنی ہیں کہ کنہ ذات اور عظمت صفات کو ان بے دینوں نے نہیں جانا۔

اور اس کو نہایت لطیف طریقہ پر آلوسی نے واضح کر دیا چنانچہ فرمایا اَلْعَجْزُ عَنْ دَرْكِ الْاِدْرَاكِ اِدْرَاكٌ وَالْبَحْثُ عَنْ كُنْهِ ذَاتِ اللّٰهِ اِشْرَاكٌ ۔ کنہ ذات کے ادراک یعنی معرفت الٰہی کے کما حقہ ادراک کا انکار ہی درحقیقت ادراک ذات ہے اور ذات الٰہی کی عظمت سے ناواقفیت ہی تو شرک ہے یعنی

جس شخص کو معرفت الٰہی حاصل ہوئی تو اس نے معرفت کے باوجود یہ کہا کہ میں عظمت الٰہی سے کما حقہ بیگانہ ہوں یعنی عجز کا اظہار کیا کیونکہ کنہ ذات کا ادراک حقیقی ممکن ہی نہیں کیونکہ فانی باقی کی حقیقت کو کیونکر ادراک کر سکتا ہے اور لامتناہی متناہی کے ادراک میں کیونکر آ سکتا ہے لہذا اہل معرفت کا اظہار عجز درحقیقت اپنی نفی اور معرفت الٰہی کا اثبات ہے اور جو عظمت الٰہی سے بیگانہ رہا تو وہ اس بے گانگی اور بے خبری کے سبب شرک میں مبتلا ہوا۔ اور اگر وہ مرتبۂ الٰہی پہچانتے تو کبھی شرک پر مصر نہ ہوتے اور واجب تعالے شانہ کی معرفت کے نور سے معمور و منور ہوتے۔ اور وَمَا

قَدَرُوا اللّٰہَ سے مراد یعنی ان لوگوں نے خدا کی قدر نہ جانی مراد مشرک لوگ ہیں یا بیہودہ لوگ ہیں جنہوں نے محض روایات پڑھ کر کورانہ تقلید کی اور اپنے جہل پر مصر رہے ایسوں کو مشرک طریقت کہتے ہیں ورنہ ادراک ذات کا دعویٰ بھی عظیم خطا ہے کسی نے کیا خوب کہا ہے۔

سمجھ آئی سمجھ میں کچھ نہ آیا ۔۔۔ سمجھنا ہی تمہارا بس خطا ہے۔

اور وَالْاَرْضُ جَمِیْعًا قَبْضَتُہٗ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ وَالسَّمٰوٰتُ مَطْوِیّٰتٌ بِیَمِیْنِہٖ کا مفہوم واضح ہے کہ قبضہ بمعنی مقبوضہ ہے یعنی تمام روئے زمین اللہ جل وعلا شانہ کے قبضۂ اقتدار میں ہے جو چاہے اس میں تصرف فرمائے چنانچہ آلوسی بھی اسی طرف گئے ہیں اور اس کے مفہوم پر روح المعانی میں فرمایا قَبْضَتُہٗ اَیْ ذَاتُ مَقْبُوْضَتُہٗ۔ البتہ ارض کو منفرد اور واحد ذکر کرنے پر فرماتے ہیں کہ یہ اس لیے ہے تاکہ سمجھا جائے کہ زمین کی تخلیق اول امر ہے اور یہ بتانا اس امر کو مستلزم نہیں کہ ارض سے مراد ایک ہی ارض ہے۔ بلکہ ارضین پر بھی باعتبار اول امر ارض کہا جا سکتا ہے اور ایسے ہی آسمانوں کے متعلق اسی قبضہ پر عطف فرماتے ہوئے فرمایا وَالسَّمٰوٰتُ مَطْوِیّٰتٌ بِیَمِیْنِہٖ قدرت جلیل اکبر یہ ہے کہ زمین اور آسمان اس کے داہنے ید قدرت بروز قیامت ہوں گے اس فرمانے سے صرف جلالت شان سے متنبہ کرنا مقصود ہے چنانچہ آلوسی بھی یہی فرماتے ہیں قَالَ بَعْضُہُمْ اَلْمُرَادُ التَّنْبِیْہُ عَلٰی مَزِیْدِ جَلَالَتِہٖ عَزَّوَجَلَّ جس کا مفہوم یہی نکلا کہ زمین و آسمان بتمام قبضۂ اقتدار میں ذات واجب تعالیٰ شانہ کے ہے اور اس کے سوا کوئی اس پر متصرف اور قابض نہیں اور یہ ملکیتیں جو کاشتکار اور زمیندار دکھاتے ہیں یہ تمام کی تمام مجازی ہیں نہ کہ حقیقۃً ان کا تصرف اس پر ہے۔

یہی وجہ ہے کہ بڑے بڑے لین لارڈ مربعوں کے مالک اس مجازی تصرف و قبضہ کے باوجود عظمت الٰہی کے سامنے جھکے ہوئے ہیں کہ ان کی مملوکہ محروسہ زمینوں پر ان کو حقیقی تصرف حاصل نہیں اور ہر وقت اس خطرے سے خالی نہیں ہیں کہ ان کی ملکیت ان سے چھن نہ جائے۔ دنیادار حاکم جب یہ اعلان کرتے ہیں کہ پندرہ ایکڑ سے زیادہ زمین نہیں رکھی جا سکتی تو ان کی پریشانیوں میں اضافہ ہو جاتا ہے اور ان کو اپنا عارضی قبضہ و تصرف متزلزل نظر آتا ہے۔

قیامت کے روز اللہ تعالیٰ آسمانوں کو لپیٹ کر اپنے دست قدرت میں لے لے گا۔ پھر فرمائے گا کہاں ہیں جبار کہاں ہیں متکبر ملک و حکومت کے دعویدار پھر زمینوں کو لپیٹ کر اپنے دست قدرت میں لیگا اور یہی فرمائے گا کہ میں ہوں بادشاہ کہاں ہیں دنیا کے بادشاہ یعنی جو دنیا میں بڑے

دعوے کرتے تھے آج ان کا قبضہ و تصرف کہاں ہے۔ بلا تصرف غیر ہم ہی زمین و آسمان پر متصرف ہیں اور بروز قیامت ارشاد ہوگا کہ لِمَنِ الْمُلْكُ الْيَوْمَ آج کون ہے جو ملک و مملکت کا مدعی ہو۔ بلکہ اَلْمُلْكُ يَوْمَئِذٍ لِلّٰهِ۔ آج کے دن ملک صرف اور صرف اللہ تعالٰی ہی کے لیے ہے جو ہمیشہ سے متصرف تھا اور آج بھی ہے اور اپنی قدرت کاملہ کے اظہار میں اور بھی وضاحت کی اور فرمایا کہ یہ آسمان جس کے سایہ تلے مخلوق انسانی و حیوانی بس رہی ہے جس تک پہنچنے کے لیے سائنس والے اپنی قوت پرواز مادیات کی مدد سے دکھا رہے ہیں اور یہاں تک دعوے کر رہے ہیں کہ چاند میں ایروڈرم بھی بنا رہے ہیں اور وہاں تک پہنچنے کے لیے شعاعیں اپنے ہائی ڈروجن بم میں ریزرو کر رہے ہیں۔

لیکن اس افسانے کو سنتے سنتے ہمیں بھی تقریباً چالیس سال گذر گئے ہیں مگر جو ایٹم بم چلا اس میں بندر کو بٹھایا۔ چوہا رکھ کے کو بند کیا محض اس امر کو دیکھنے کے لیے کہ وہاں کی لطافت ہوا ان کو زندہ چھوڑتی ہے یا نہیں۔ وائرلیس کے ذریعہ ان جانے والوں کی سانس سنتے رہے یہاں تک کہ وہ سانس والے تو کہاں وہ بم ہی جل کر فضاء ہوائیہ میں فنا ہو گیا۔ اگرچہ قرآن کریم اس کو بھی بتاتا ہے کہ وہ جانے والے کیسے جائیں گے اور کس طرح دم زدن میں واپس آکر حالات بتائیں گے جیسا کہ واقعہ معراج سے وضاحت ہو گئی ہے چنانچہ ارشاد ہے۔ يَا مَعْشَرَ الْجِنِّ وَالْإِنْسِ إِنِ اسْتَطَعْتُمْ أَنْ تَنْفُذُوا مِنْ أَقْطَارِ السَّمٰوَاتِ وَالْأَرْضِ فَانْفُذُوا لَا تَنْفُذُونَ إِلَّا بِسُلْطَانٍ۔

جس کے معنی یہ ہیں کہ جن تو اپنی جماعتوں کے ساتھ قبل بعثت مصطفٰی علیہ التحیہ والثناء آسمانوں پر چلے جاتے اور وہاں فرشتوں کا کلام سنتے اور خبروں کے ساتھ واپس آتے اور جن انسانوں سے زیادہ قوی ہیں تاہم قوت کے بغیر نکلنا ممکن نہیں اور الا بسلطان کے تحت قوت سے مراد روحانی قوت ہے جو فیضان الٰہی کا نتیجہ ہے یعنی اگر یہ زمین کے کنارو ں سے نکلیں گے تو قوت کے ساتھ اور یہ نکلنا بھی بس آنا جانا ہی ہوگا اور وہ بھی قطعی نہیں کہ فی نفسہ پہنچے یا نکلے۔ تاہم بڑے زور شور سے دعوے جاری ہیں کہ ہم آسمانوں پر پہنچیں گے۔

امریکہ اور روس آسمانوں پر پہنچنے اور چاند و مریخ کی تسخیر کے تصور کے تحت وہاں زمینیں الاٹ کرنے کا اعلان کر رہے ہیں۔ اگرچہ آج تک وہ کر نہ سکے اور نہ کر سکیں گے مگر جو پہنچے ان کے لیے اِلَّا بِسُلْطَانٍ فرما کر استثناء کیا کہ قوت نبوت اس شان پر ہے کہ اگر خدا چاہے تو انہیں براق کی برق رفتاری نہ صرف آسمانوں پر عبور کرائے بلکہ جنت و دوزخ۔ حور و غلمان اور تمام ملکوت السموات کی سیر کرا کر دم زدن میں بلکہ طرفۃ العین میں واپس لے آئے اور یادداشت کی یہ شان ہو کہ مَا زَاغَ الْبَصَرُ وَمَا طَغٰى اور ثُمَّ اسْتَوٰى وَهُوَ

بالْاُفُقِ الْاَعْلیٰ تک پہنچا کر واپس مسجد حرام میں لے آیا۔ غیر بحث طویل ہے اس کو ان شاء اللہ سورۂ نجم کی تفسیر میں تفصیلاً بیان کریں گے یہاں تو صرف یہ دکھانا مقصود ہے کہ اس قادر قیوم کی قدرت کاملہ کا ادنیٰ کرشمہ یہ ہے کہ

وَالسَّمٰوٰتُ مَطْوِیّٰتٌۢ بِیَمِیْنِہٖ۔ آسمان اس کے بدقدرت میں لپٹے ہوئے ہوں گے جیسا کہ دوسری جگہ فرمایا یَوْمَ نَطْوِی السَّمَآءَ کَطَیِّ السِّجِلِّ لِلْکُتُبِ۔ چنانچہ ارباب لغت مطویات کے ترجمہ میں فرماتے ہیں طَیَّ السِّجِلِّ لِلْکُتُبِ بِقُدْرَتِہِ الَّتِیْ لَا یَتَعَاصَاھَا شَیْءٌ یعنی اپنی قدرت کاملہ سے وہ آسمانوں کو ایسے لپیٹ دیگا جیسے کاغذ کے جز لپیٹ دیے جاتے ہیں اور اس بیان میں یہ رمز ہے کہ سننے والا سمجھ سکے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ کی قدرت کاملہ وہ نہیں جیسے مشرکین مثالوں میں ارضی وسماوی کہہ کر ذات واجب تعالیٰ شانہ پر بحثیں کرتے ہیں چنانچہ آلوسی فرماتے ہیں۔

وَفِیْہِ رَمْزٌ اِلٰی مَا یُشْرِکُوْنَہٗ مَعَہٗ عَزَّوَجَلَّ اَرْضِیًّا کَانَ اَمْ سَمَاوِیًّا مَقْھُوْرٌ تَحْتَ سُلْطَانِہٖ جَلَّ شَانُہٗ وَعَزَّ سُلْطَانُہٗ فَالْقَبْضَۃُ مَجَازٌ عَنِ الْمُلْکِ اَوِ التَّصَرُّفِ کَمَا یُقَالُ بَلَدُ کَذَا فِیْ قَبْضَۃِ فُلَانٍ وَالْیَمِیْنُ مَجَازٌ عَنِ الْقُدْرَۃِ التَّامَّۃِ۔ اور اس میں اشارہ ہے کہ یہ لوگ تو پروردگار کے ساتھ شرک کر رہے ہیں زمینیں ہوں یا آسمان پروردگار عالم کے قبضہ وتصرف میں ہیں اور قبضہ ملکیت وحکومت یا تصرف کا مجاز ہوتا ہے جیسا کہ کہا جاتا ہے کہ فلاں شہر فلاں کے قبضہ میں ہے اور دائیں ہاتھ میں ہونے سے مراد مکمل قدرت وتصرف ہے۔ تاہم اللہ تعالیٰ اعضاء وجوارح سے منزہ ہے جیسے ہمارے زمانے میں حکومت ایوبی ہے اور پاکستان اس کے قبضہ وتصرف میں ہے لیکن یہ قبضہ وتصرف مجازی ہے حقیقی نہیں جبکہ خداوند عالم حقیقتاً قادر ومتصرف ہے اور وہ فرماتا ہے بلا تصرف غیرے ہم ہی زمین وآسمان پر متصرف ہیں۔

اور جب سے اللہ تعالیٰ نے اسرافیل کو پیدا کیا ہے ان کے منہ کے ساتھ صور ہے اور وہ منتظر ہیں کہ انہیں اشارہ نفخ صور کا ہو اور وہ پھونکیں۔

(حقیقت صور) وَالصُّوْرُ قَرْنٌ عَظِیْمٌ فِیْہِ ثُقَبٌ بِعَدَدِ کُلِّ رُوْحٍ مَخْلُوْقَۃٍ وَنَفْسٍ مَنْفُوْسَۃٍ اور صور ایک بہت لمبا چوڑا سینگ ہے جس میں تمام مخلوق کی تعداد کے مطابق سوراخ ہیں۔

اور ایک روایت میں ابوالشیخ نے وہب سے روایت کی اِنَّہٗ مِنْ لُؤْلُؤَۃٍ بَیْضَاءَ فِیْ صَفَاءِ الزُّجَاجَۃِ بِہٖ ثُقَبٌ دَقِیْقَۃٌ بِعَدَدِ الْاَرْوَاحِ وَفِیْ وَسْطِہٖ کُوَّۃٌ کَاسْتِدَارَۃِ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ وَنَحْنُ نُؤْمِنُ بِہٖ وَنُفَوِّضُ کَیْفِیَّتَہٗ اِلٰی عَلَّامِ الْغُیُوْبِ جَلَّ شَانُہٗ کہ وہ صور ایک شفاف موتی ہے جو مثل

شیشے کے روشن ہے اس میں بہ تعداد ارواح سوراخ ہیں اور اس کے بیچ میں ایک کھڑکی ہے کہ جس سے تمام مخلوق زمین و آسمان کی نظر آتی ہے اور حقیقت یہ ہے کہ اعتقاداً ہمارا اس پر ایمان ہے اور اس کی کیفیت اللہ تعالیٰ کے علم میں ہے۔

اور بعض نے صور کو بفتح واو پڑھ کر صُوَر مخلوق مراد لیا بہرحال قراءت قتادہ میں اگرچہ نُفِخَ فِی الصُّوَرِ آیا مگر احناف نے قراءت حفص کے مطابق صُور ہی پڑھا ہے۔ لہٰذا ہم اللہ اعلم بمرادہ کہہ کر اس بحث کو ختم کرتے ہیں آگے ارشاد ہے۔

فَصَعِقَ مَنْ فِی السَّمٰوٰتِ وَمَنْ فِی الْاَرْضِ اِلَّا مَنْ شَآءَ اللّٰہُ۔ صور پھونکا جائے گا تو بیہوش ہو جائیں گے زمین و آسمان والے مگر جسے اللہ چاہے۔

اس استثناء میں مفسرین کے متعدد اقوال ہیں۔

جمل اور تفسیر کبیر میں کہا کہ وہ مستثنیٰ منہ بقول ابن عباس رضی اللہ عنہ کہ نفخۂ صعق سے تمام آسمان و زمین والے مر جائیں گے سوائے جبرائیل و میکائیل و اسرافیل و ملک الموت کے پھر اللہ تعالیٰ کے دونوں نفخوں کے درمیان جو چالیس برس کی مدت ہے اس میں ان فرشتوں کو بھی موت دیگا۔

دوسرا قول یہ ہے کہ مستثنیٰ شہداء ہیں جن کے حق میں قرآن مجید میں بل احیاء نازل ہوا ہے حدیث شریف میں بھی ہے کہ وہ شہداء ہیں جو تلواریں حمائل کیے گرد عرش حاضر ہوں گے۔

تیسرا قول حضرت جابر رضی اللہ عنہ کا ہے کہ اس مستثنیٰ میں حضرت موسیٰ علیہ السلام ہیں جو اس سے پہلے کوہ طور پر بے ہوش ہو چکے تھے اس لیے آپ اس نفخہ سے مستثنیٰ متیقظ و ہوشیار رہیں گے۔

چوتھا قول یہ ہے کہ مستثنیٰ جنت کی حوریں اور عرش و کرسی کے رہنے والے ہیں۔

اور ضحاک کا قول ہے کہ مستثنیٰ رضوان اور حوریں اور وہ فرشتے ہیں جو جہنم پر مامور ہیں وہ اور جہنم کے سانپ و بچھو ہیں۔ اور ایسا ہی روح المعانی میں آلوسی نے اور در منثور میں اور تفسیر نسفی میں بیان کیا ہے۔

لیکن میں کہتا ہوں کہ جب نفخ صور سے مستثنیٰ منہ موسیٰ علیہ السلام کے علاوہ ملائکہ مقربین اور حاملان عرش حتیٰ کہ جہنم کے مالک تک مراد ہیں تو لازمی طور پر یہ ماننا پڑے گا کہ ہمارے حضور امام الانبیاء سید الاصفیاء رئیس الملائکہ صلے اللہ علیہ وسلم بطریق اولےٰ مستثنیٰ ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ حضور نے نفخ صور اولےٰ اور نفخہ ثانیہ سب کی حقیقت ہی بیان نہیں فرمائی بلکہ ملائکہ کے جسم و جسمانیت کا عرض و طول بھی بیان فرما کے مدت صور اولیٰ اور صور ثانیہ ظاہر کر دی اور چالیس کے عدد کی تصریح

ابوداؤد کی حدیث میں ثابت کی اور فرمایا اِنَّهَا اَرْبَعُوْنَ عَامًا کہ اس اربعون سے مراد چالیس سال ہیں پھر ارشاد ہے۔

ثُمَّ نُفِخَ فِیْهِ اُخْرٰی فَاِذَا هُمْ قِیَامٌ یَّنْظُرُوْنَ۔ پھر مدت معہودہ کے بعد دوسرا نفخ ہوگا تو وہ سب مخلوق قبروں سے نکل کر حیرت زدہ دیکھ رہی ہوگی۔ کہ رب کیا حکم دیتا ہے اور فکرمند ہوگی کہ ان کے ساتھ رب کیا کرتا ہے۔

بخاری۔ مسلم۔ ترمذی۔ ابن ماجہ۔ امام احمد وغیرہ ابی ہریرہ سے راوی ہیں جس سے ثابت ہوتا ہے کہ موسیٰ علیہ السلام اور حضور سید یوم النشور صلے اللہ علیہ وسلم اس استثناء کے زیادہ حقدار ہیں جو اِلَّا مَنْ شَاءَ اللّٰهُ میں ہے۔ چنانچہ آپ سے مروی ہے کہ آپ نے فرمایا فَاَكُوْنُ اَوَّلُ مَنْ یَّرْفَعُ رَأْسَهٗ فَاِذَا اَنَا بِمُوْسٰی اٰخِذٌ بِقَائِمَةٍ مِّنْ قَوَائِمِ الْعَرْشِ فَلَا اَدْرِیْ اَرَفَعَ رَأْسَهٗ قَبْلِیْ اَوْكَانَ مِمَّنِ اسْتَثْنَى اللّٰهُ تَعَالٰی۔ پس میں سب سے اول ہوں گا جسے اٹھایا جائے گا تو میں موسیٰ علیہ السلام کو دیکھوں گا کہ وہ عرش الٰہی کے پایوں میں سے ایک پایہ کو تھامے ہوئے ہوں گے پس مجھے نہیں معلوم کہ وہ مجھ سے پہلے اٹھائے ہوئے ہوں گے یا ان میں سے ہوں گے جن کا اللہ تعالےٰ نے استثناء فرمایا۔

بخاری۔ مسلم۔ نسائی اور ترمذی وغیرہ میں عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور کی خدمت میں ایک حبر آیا (جو نصاریٰ کی اصطلاح میں عالم کے معنی دیتا ہے) اور اس نے حضور کی خدمت میں عرض کیا ہم دیکھتے ہیں کہ اللہ تعالےٰ آسمانوں کو قیامت کے دن ایک انگلی میں اٹھالیگا اور زمینوں کو ایک انگلی پر اور تمام درختوں کو ایک انگلی پر اور پانی وفضا ایک انگلی پر اور تمام مخلوقات کو ایک انگلی پر اٹھاکر فرمائے گا کہ میں مالک مطلق ہوں۔

یہ بیان سنکر اس نصرانی عالم پر حضور اتنے ہنسے کہ کیلے دانتوں کے ظاہر ہوگئے اور پھر حضور نے یہی رکوع شروع سے تلاوت فرمایا اور وَمَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖ سے سنایا حالانکہ اس کی تاویل میں متاولین نے فرمایا کہ انگلیوں پر اٹھانا یا سیدھے ہاتھ میں لینا بمعنی عدم کلفت ہے نہ کہ بمعنے حقیقی چنانچہ آلوسی روح المعانی میں یہی بحث اس طرح بیان فرماتے ہیں۔

فقد اخرج البخاری ومسلم والترمذی والنسائی وغیرهم عن ابن مسعود قَالَ جَاءَ حَبْرٌ مِّنَ الْاَحْبَارِ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ یَا مُحَمَّدُ اِنَّا نَجِدُ اللّٰهَ یَجْعَلُ السَّمٰوٰتِ عَلٰی اِصْبَعٍ وَالْاَرَضِیْنَ عَلٰی اِصْبَعٍ وَالشَّجَرَ عَلٰی اِصْبَعٍ وَالْمَاءَ وَالثَّرٰی عَلٰی اِصْبَعٍ وَسَائِرَ الْخَلْقِ عَلٰی اِصْبَعٍ

فَيَقُوْلُ اَنَا الْمَلِكُ فَضَحِكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰى بَدَتْ نَوَاجِذُهٗ تَصْدِيْقًا لِقَوْلِ الْحِبْرِ ثُمَّ قَرَأَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖ الْاٰيَةَ وَ الْمُتَاوِّلُوْنَ يَتَاوَّلُوْنَ الْاَصَابِعَ عَلَى الْاِقْتِدَارِ وَعَدَمِ الْكُلْفَةِ كَمَا فِیْ قَوْلِ الْقَائِلِ اَقْتُلُ زَيْدًا بِاِصْبَعِیْ۔

اور ایک واقعہ اسی کی تائید میں اور ہے جو آیت کریمہ کا شان نزول بھی ہے جسکو امام احمد ترمذی بیہقی وغیرہ صحیح فرماتے ہیں حیث قَالَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ مَرَّ يَهُوْدِیٌّ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ جَالِسٌ قَالَ كَيْفَ تَقُوْلُ يَا اَبَا الْقَاسِمِ اِذَا وَضَعَ اللّٰهُ السَّمٰوٰتِ عَلٰى ذِهٖ وَ اَشَارَ بِالسَّبَّابَةِ وَالْاَرَضِيْنَ عَلٰى ذِهٖ وَالْجِبَالَ عَلٰى ذِهٖ وَسَائِرَ الْخَلْقِ عَلٰى ذِهٖ كُلُّ ذٰلِكَ يُشِيْرُ بِاَصَابِعِهٖ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ تَعَالٰى وَمَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖ۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک یہودی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس سے گذرا اور آپ تشریف فرما تھے اس نے کہا اے ابوالقاسم آپ اس معاملہ میں کیا کہتے ہیں جبکہ اللہ آسمانوں کو ایک انگلی پر روک لے گا اور اس نے انگشت شہادت سے اشارہ کیا اور زمینوں کو ایک انگلی پر اور پہاڑوں کو ایک انگلی پر اور ساری مخلوق کو ایک انگلی پر اس نے اس طرح اپنی ساری انگلیوں سے اشارہ کیا اور کہا ایسا کیونکر ہوگا تو اس پر اللہ تعالے نے یہ آیت وَمَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖ نازل کی۔

اور بعض متاولین نے فرمایا یہ سب اشارات میں تمثیل ہیں اور بعض نے کہا یہ آیت ہی اعتقاد یہود کے رد میں نازل ہوئی کہ ان کے زعم میں اللہ تعالے کی انگلیاں تھیں اور ہر انگلی پر زمین و آسمان پہاڑ اور تمام مخلوق اٹھائی جائے گی اَعَاذَنَا اللّٰهُ تَعَالٰى عَمَّا يَفْتَرُوْهُ اور اسی وجہ میں حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے ہنستے ہوئے ان کے اعتقاد باطل کا ابطال فرمایا۔

اور علامہ امام نووی فرماتے ہیں حضور نے جو والارض جمیعا پر مٹھی بند فرمائی یہ محض تمثیلاً فرمایا اور یہ حقیقۃ اس کی قوت مطلقہ کا اظہار مقصود تھا اور یہ دکھانا تھا کہ اس کی شان جبروتی اس کے قبضۂ اقتدار میں مقبوضہ و مملوکہ ہے چنانچہ آخر میں ارشاد ہوا سُبْحَانَهٗ وَتَعَالٰى عَمَّا يُشْرِكُوْنَ پاک اور بلند ہے وہ ذات جس کے ساتھ شریک ٹھہراتے ہیں۔ آگے ارشاد ہے۔

وَنُفِخَ فِی الصُّوْرِ۔ اور پھونکا جائے گا صور۔

نفخ صور کی حقیقت روح المعانی میں اس طرح منقول ہے کہ نفخ صور کرنے والے حضرت اسرافیل علیہ السلام ہیں اور علامہ قرطبی نے اس پر اجماع نقل کیا ہے۔

اور ایک حدیث جس کو ابن ماجہ اور بزار اور ابن مردویہ نے حضرت ابو سعید خدری سے مرفوعاً نقل کیا ہے کہ نفخ صور کے نافخ دو ہیں اور اس کی تائید میں دوسری احادیث بھی ہیں۔ احمد اور حاکم نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ یقیناً نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا دونوں صور پھونکنے والے دوسرے آسمان میں ہوں گے ان دونوں میں سے ایک کا سر مشرق میں اور پاؤں مغرب میں وہ منتظر ہوں گے کہ انہیں کب حکم دیا جائے کہ وہ دونوں پھونکیں صور میں پس وہ پھونکیں گے۔ اور بعض آثار میں ہے جو اس پر دلالت کرتا ہے کہ یقیناً وہ ایک ہی ہے اور وہ صور ہے جو حضرت اسرافیل علیہ السلام کے ساتھ ہے اور جب سے اللہ نے انہیں پیدا کیا ہے وہ انتظار میں ہیں کہ انہیں کب حکم ملے اور وہ اس صور میں پھونکیں۔

اور جب نفخ صور ہو تو سب بیہوش ہو جائیں اور میں اچانک دیکھوں کہ موسیٰ علیہ السلام عرش اعظم کا پایہ پکڑے ہوئے کھڑے ہیں۔ البتہ اس کے ساتھ یہ فرمایا کہ فَلَا اَدْرِیْ اَرَفَعَ رَأْسَہٗ قَبْلِیْ اَوْکَانَ مِمَّنِ اسْتَثْنَی اللّٰہُ تَعَالٰی یعنے میں نہیں جانتا کہ موسیٰ علیہ السلام مجھ سے پہلے سر اٹھائیں یا وہ ہوں ان میں سے جنہیں اللہ نے مستثنیٰ کیا۔

اس مضمون سے واضح ہو گیا کہ استثناء میں مستثنیٰ منہ صرف اور صرف حضور ہی ہیں جیسے تیسرے پارہ میں بھی فرمایا گیا ہے مَنْ ذَا الَّذِیْ یَشْفَعُ عِنْدَہٗ اِلَّا بِاِذْنِہٖ اور وَلَا تَنْفَعُ الشَّفَاعَۃُ اِلَّا لِمَنْ اَذِنَ لَہٗ پ۲۲ ان تمام استثناء کے مستثنیٰ منہ جناب سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم ہیں تو کوئی وجہ نہیں کہ اِلَّا مَنْ شَآءَ اللّٰہُ کے مستثنیٰ منہ حضور نہ ہوں فَتَدَبَّرْ وَتَاَمَّلْ۔

اور علامہ قرطبی نے تو جملہ انبیاء و رسل کے لیے صعق تسلیم نہیں کیا اور موت نہیں مانی چنانچہ حدیث میں بھی آیا ہے کما روی ابن ماجۃ اَلْاَنْبِیَاءُ اَحْیَاءٌ فِیْ قُبُوْرِھِمْ یُصَلُّوْنَ وَنَبِیُّ اللّٰہِ حَیٌّ یُرْزَقُوْنَ۔ چنانچہ قرطبی کا قول ہے جسے روح المعانی سے ہم نقل کرتے ہیں

وَرَدَّہُ الْقُرْطُبِیُّ بِاَنَّ اَخْذَ مُوْسٰی عَلَیْہِ السَّلَامُ بِقَائِمَۃِ الْعَرْشِ اِنَّمَا ھُوَ عِنْدَ نَفْخَۃِ الْبَعْثِ وَادَّعٰی اَنَّ الصَّحِیْحَ اَنْ لَیْسَ اِلَّا نَفْخَتَانِ لَا ثَلَاثٌ وَلَا اَرْبَعٌ کَمَا قِیْلَ ثُمَّ قَالَ وَالَّذِیْ یُزِیْحُ الْاِشْکَالَ مَا قَالَ بَعْضُ مَشَائِخِنَا اِنَّ الْمَوْتَ لَیْسَ بِعَدَمٍ مَّحْضٍ بِالنِّسْبَۃِ لِلْاَنْبِیَاءِ عَلَیْھِمُ السَّلَامُ وَالشُّھَدَاءِ فَاِنَّھُمْ مَوْجُوْدُوْنَ اَحْیَاءٌ وَاِنْ لَّمْ نَرَھُمْ فَاِذَا نُفِخَتْ صَعِقَ کُلُّ مَنْ فِی السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ وَصَعْقَۃُ غَیْرِ الْاَنْبِیَاءِ مَوْتٌ وَصَعْقُھُمْ غَشْیٌ فَاِذَا کَانَتْ نَفْخَۃُ الْبَعْثِ عَاشَ مَنْ مَّاتَ وَاَفَاقَ مَنْ غُشِیَ عَلَیْہِ وَلِذَا وَقَعَ فِی الصَّحِیْحَیْنِ فَاَکُوْنُ اَوَّلَ مَنْ یُّفِیْقُ اِنْتَھٰی

اور علامہ قرطبی نے رد کیا کہ موسیٰ علیہ السلام جو عرش اعظم کا پایہ پکڑے ہوں گے تو ایسا نفخہ بعث ہی کے ساتھ مخصوص ہے نہ کہ نفخہ اولیٰ اور ثانیہ میں اس لیے کہ انبیاء کرام اور شہداء کے لیے موت نہیں ہے وہ زندہ موجود ہیں اگرچہ ہم ان کو نہیں دیکھ سکتے اور نفخہ اولیٰ اور ثانیہ میں سب پر موت طاری ہوگی مگر انبیاء و شہداء اس سے مستثنیٰ ہیں اور صعقہ انبیاء کے سوا سب کے لیے موت ہے۔ اور انبیاء کا صعقہ بطور غشی کے ہوگا نہ کہ بصورت موت اب جب نفخۃ البعث ہوگا تو جو مر گیا ہے وہ زندہ ہو جائے گا اور جس پر غشی تھی اس کو افاقہ ہو جائے گا۔

اسی لیے صحیحین میں حدیث ہے جس میں حضور نے فرمایا فَاَکُوْنُ اَوَّلَ مَنْ یَّفِیْقُ کہ سب سے پہلے میں ہوں گا کہ جس کو اس غشی سے افاقہ ہوگا۔ وَلِلّٰہِ الْحَمْدُ۔ مذکورہ بالا مضمون سے مانحن فیہ پر کافی روشنی پڑ گئی اب اس کے بعد وَاَشْرَقَتِ الْاَرْضُ بِنُوْرِ رَبِّہَا کی تفسیر ملاحظہ ہو کما قال تعالےٰ

فَاَشْرَقَتِ الْاَرْضُ بِنُوْرِ رَبِّہَا۔ اور زمین روشن ہو جائے گی اپنے رب کے نور سے۔

تفسیر جمل میں اس کی تشریح یوں ہے کہ وہ روشنی بہت تیز ہوگی یہاں تک کہ اس میں سرخی کی جھلک ہوگی اور یہ زمین جس پر ہم بستے ہیں یہ نہیں ہوگی بلکہ یَوْمَ تُبَدَّلُ الْاَرْضُ غَیْرَ الْاَرْضِ اس دن محفل حشر سجانے کے لیے زمین بھی بدل دی جائے گی۔ سید المفسرین ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ وہ اشراق جس سے زمین روشن ہو اور جگمگا اٹھے وہ اس چاند سورج کا نور نہ ہوگا بلکہ وہ نور کوئی انوکھا ہی نور ہوگا۔

میں کہتا ہوں کہ وہ انوکھا نور وہی انوکھے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کا ہی ہو سکتا ہے جنہیں قرآن کریم نے قَدْ جَآءَکُمْ مِّنَ اللّٰہِ نُوْرٌ فرمایا ہے اس سے ثابت ہوا کہ دنیا میں اس نور کی مثل نہیں اور نہ ہی یہ نور چاند اور سورج کا نور ہوگا بلکہ یہ اور ہی نور ہوگا جس کو اللہ تعالےٰ پیدا فرمائے گا۔ اور زمین روشن ہو جائے گی یعنی نور محمدی جلوہ گر ہوگا جو مخلوق ہے اور اس کے انوار سے زمین جگمگا اٹھے گی جیسا کہ آپ کا ارشاد ہے کہ سب سے پہلا میں ہی ہوں گا جس کے لیے زمین شق ہوگی اور کدورت مشورہ کے بیان کے بعد کہ لوگ قبروں سے نکل کر انتظار کریں گے کہ آئندہ ہمارے متعلق کیا ہوگا فرمایا الْاَرْضُ بِنُوْرِ رَبِّہَا مفسرین نے تصریح کی ہے کہ اس سے مراد ارض محشر ہے نہ کہ ارض دنیا۔

اور علامہ آلوسی فرماتے ہیں وَفِی الصَّحِیْحِ یُحْشَرُ النَّاسُ عَلٰی اَرْضٍ بَیْضَآءَ عَفْرَآءَ کَقُرْصَۃِ النَّقِیِّ لَیْسَ فِیْہَا عَلَمٌ لِاَحَدٍ وَھُوَ اَوْسَعُ بِکَثِیْرٍ مِّنَ الْاَرْضِ الْمَعْرُوْفَۃِ۔ صحیح روایت یہ ہے کہ لوگ محشور کیے جائیں گے سفید و ستھری زمین پر جیسے صاف کی ہوئی ٹکیہ۔ اس کا علم کسی کو نہیں کہ وہ چاندی کی ہو یا کسی اور چیز

یہ واضح ہے کہ اس زمین کے علاوہ وہ زمین ہوگی۔
بعض روایات سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ وہ زمین چاندی کی ہوگی مگر اس روایت کی تصحیح نہیں
بہر حال وہ روشن ہوگی اللہ تعالے کے نور سے اور بروایت ابن عباس یہ ثابت ہوتا ہے کہ نور
شمس و قمر کے واسطہ کے بغیر وہ زمین جگمگائے گی اور ظاہر ہے کہ نور شمس و قمر نور مصطفے سے مستنیر ہے
چنانچہ کسی عاشق نے تصریح کی ہے اور کہا ہے۔

اَلصُّبْحُ بَدَا مِنْ طَلْعَتِہٖ	وَاللَّیْلُ دَجیٰ مِنْ وَفْرَتِہٖ
فَاقَ الرُّسُلَا فَضْلًا وَّعُلیٰ	اَھْدَی السُّبُلَا بِدَلَالَتِہٖ
کَنْزُ الْکَرَمِ مَوْلیٰ نِعَمٍ	ھَادِی الْاُمَمِ لِشَرِیْعَتِہٖ
سَلَّکَ الشَّجَرُ نَطَقَ الْحَجَرُ	شَقَّ الْقَمَرُ بِاِشَارَتِہٖ
مُحَمَّدُنَا ھُوَ سَیِّدُنَا	فَالْعِزُّ لَنَا لِاِجَابَتِہٖ

اس نعت سے بھی واضح ہوتا ہے کہ لیل و نہار کا اشراق و سواد چہرۂ زیبائے مصطفی اور گیسوئے
مصطفی سے ہے اور یہی کیا وجود کائنات حتیٰ کہ انبیاء و رسل سب کا ظہور صدقۂ مصطفی ہی ہے۔ تو
اَشْرَقَتِ الْاَرْضُ بِنُوْرِ رَبِّہَا سے مراد نور مصطفی صلے اللہ علیہ وسلم زیادہ قریب الفہم ہے۔ اس کے علاوہ
صاحب روح المعانی نے زمین کے جگمگانے کو متعدد تاویلات سے واضح کیا اور اس پر مثالیں بھی دیں وہ یہاں
غیر ضروری سمجھ کر نہیں لکھی گئیں۔ آگے ارشاد ہے
وَوُضِعَ الْکِتَابُ وَجِیْٓءَ بِالنَّبِیّٖنَ وَالشُّھَدَآءِ وَقُضِیَ بَیْنَھُمْ بِالْحَقِّ وَھُمْ لَا یُظْلَمُوْنَ
اور رکھی جائے گی کتاب اور لائے جائیں گے انبیاء اور یہ نبی اور اس کی امت کے لوگ ان پر گواہ ہوں
گے اور لوگوں میں سچا فیصلہ فرما دیا جائے گا اور ان پر ظلم نہ ہوگا۔
اور کتاب سے مراد اعمال کی کتاب ہے حساب کے لیے یا پھر اس سے مراد لوح محفوظ ہے
جس میں دنیا کے تمام احوال قیامت تک مفصل موجود ہیں یا ہر شخص کا اعمال نامہ ہے جو اس کے ہاتھ
میں موجود ہوگا۔
اور انبیاء کے سامنے شہداء کا لانا بایں معنی ہے کہ حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم تبلیغ انبیاء کی شہادت
دیں گے اور اسی شہادت پر اللہ تعالے کی طرف سے فیصلہ ہوگا۔ اور یہی تشریح روح المعانی میں آلوسی
نے کی۔ اس تشریح و تفصیل سے مقام مصطفی علیہ التحیہ والثناء کا اعلیٰ ہونا ثابت ہوگیا۔ اور آیت کریمہ
فَکَیْفَ اِذَا جِئْنَا مِنْ کُلِّ اُمَّۃٍۢ بِشَہِیْدٍ وَّجِئْنَا بِکَ عَلٰی ھٰٓؤُلَآءِ شَہِیْدًا سے بھی منصب مصطفی واضح

ہوتا ہے اور وَہُم لَا یُظْلَمُوْنَ کہہ کر تصدیق شہادت سید الانبیاء فرما دی جس سے واضح ہو گیا کہ حضور کی شہادت کبھی غلط نہیں ہو سکتی۔ آگے ارشاد ہے۔

وَوُفِّيَتْ كُلُّ نَفْسٍ مَّا عَمِلَتْ وَهُوَ اَعْلَمُ بِمَا يَفْعَلُوْنَ۔ اور پورا پورا دیا جائے گا ہر جان کو اس کے عمل کے مطابق اور اللہ تعالے خوب جانتا ہے جو جس نے عمل کیا۔ اس لیے کہ اللہ تعالی پر کسی کا عمل مخفی نہیں ہے۔

بامحاورہ ترجمہ آٹھواں رکوع سورۃ زمر پ ۲۴

وَسِيْقَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا اِلٰى جَهَنَّمَ زُمَرًا ط حَتّٰى اِذَا جَآءُوْهَا فُتِحَتْ اَبْوَابُهَا وَقَالَ لَهُمْ خَزَنَتُهَا اَلَمْ يَاْتِكُمْ رُسُلٌ مِّنْكُمْ يَتْلُوْنَ عَلَيْكُمْ اٰيٰتِ رَبِّكُمْ وَيُنْذِرُوْنَكُمْ لِقَآءَ يَوْمِكُمْ هٰذَا ط قَالُوْا بَلٰى وَلٰكِنْ حَقَّتْ كَلِمَةُ الْعَذَابِ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ ہ	اور ہانکے جائیں گے وہ جو کافر ہوئے جہنم کی طرف گروہ گروہ یہاں تک کہ جب وہاں جائیں گے کھول دیے جائیں گے جہنم کے دروازے اور اس کے داروغہ ان سے کہیں گے کیا نہ آئے تھے تمہارے پاس رسول جو تم ہی ہیں سے تھے اور تم پر تمہارے رب کی آیتیں پڑھتے تھے اور ڈراتے تھے تم کو اس دن کے آنے سے وہ کہیں گے بے شک مگر عذاب مقدر ہو چکا تھا کفر کرنے والوں پر۔
قِيْلَ ادْخُلُوْا اَبْوَابَ جَهَنَّمَ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا فَبِئْسَ مَثْوَى الْمُتَكَبِّرِيْنَ ہ	کہا جائے گا اب داخل ہو جہنم کے دروازوں میں ہمیشہ ہمیش کو۔ اس میں رہو تو بہت برا ہے مقام متکبروں کا۔
وَسِيْقَ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا رَبَّهُمْ اِلَى الْجَنَّةِ زُمَرًا حَتّٰى اِذَا جَآءُوْهَا وَفُتِحَتْ اَبْوَابُهَا وَقَالَ لَهُمْ خَزَنَتُهَا سَلٰمٌ عَلَيْكُمْ طِبْتُمْ فَادْخُلُوْهَا خٰلِدِيْنَ ہ	اور چلائے گا ان کا رب انہیں جنت کی طرف جو پرہیزگار ہیں گروہ گروہ یہاں تک کہ جب وہ آئینگے اس جنت پر اور دروازے کھول دیے جائیں گے اس کے اور کہیں گے داروغہ جنت تم پر سلام ہو مبارک ہو ہمیشہ اس میں رہو۔
وَقَالُوا الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ صَدَقَنَا	اور کہیں گے جنتی تمام حمد ہیں اس اللہ کے لیے

وَعْدَهٗ وَاَوْرَثَنَا الْاَرْضَ نَتَبَوَّاُ مِنَ الْجَنَّةِ حَيْثُ نَشَآءُ فَنِعْمَ اَجْرُ الْعٰمِلِيْنَ ٥

ہیں جس نے اپنا وعدہ سچ کر دکھایا اور وارث کیا ہمیں جنت کی زمین کا کہ ہم جنت میں رہیں جہاں چاہیں تو کیا ہی اچھا بدلہ ہے کام کرنے والوں کا۔

وَتَرَى الْمَلٰٓئِكَةَ حَآفِّيْنَ مِنْ حَوْلِ الْعَرْشِ يُسَبِّحُوْنَ بِحَمْدِ رَبِّهِمْ وَقُضِيَ بَيْنَهُمْ بِالْحَقِّ وَقِيْلَ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ٥

اور تم فرشتوں کو دیکھو گے عرش کے آس پاس حلقہ کیے اپنے رب کی تعریف کے ساتھ اس کی پاکی بولتے اور لوگوں میں حق کے ساتھ فیصلہ فرما دیا جائے گا اور کہا جائے گا کہ سب تعریفیں اللہ ہی کے لیے ہیں جو جہانوں کا پروردگار ہے۔

حلِّ لغات

وَ۔ اور
اِلٰی۔ طرف
اِذَا۔ جب
اَبْوَابُهَا۔ اسکے دروازے
خَزَنَتُهَا۔ اسکے داروغہ
رُسُلٌ۔ رسول
اٰيٰتِ۔ آیتیں
لِقَآءَ۔ ملاقات
بَلٰی۔ کیوں نہیں
كَلِمَةُ۔ بات
قِيْلَ۔ کہا جائیگا
خٰلِدِيْنَ۔ ہمیشہ رہیں
الْمُتَكَبِّرِيْنَ۔ تکبر والوں کا

سِيْقَ۔ چلائے جائینگے
جَهَنَّمَ۔ جہنم کی
جَآءُوْ۔ آئیں
وَ۔ اور
اَ۔ کیا
مِّنْكُمْ۔ تم میں سے
رَبِّكُمْ۔ تمہارے رب کی
يَوْمِكُمْ۔ تمہارے دن
وَ۔ اور
الْعَذَابِ۔ عذاب کی
اُدْخُلُوْا۔ داخل ہو
فِيْهَا۔ اس میں
وَ۔ اور

الَّذِيْنَ۔ وہ جو
زُمَرًا۔ گروہ گروہ
هَا۔ اسکے پاس
قَالَ۔ کہیں
لَمْ۔ نہ
يَتْلُوْنَ۔ پڑھتے
وَ۔ اور
هٰذَا۔ اسکی سے
لٰكِنْ۔ لیکن
عَلَى۔ اوپر
اَبْوَابَ۔ دروازے
فَبِئْسَ۔ تو برا ہے
سِيْقَ۔ چلائے جائیں

كَفَرُوْا۔ کافر ہیں
حَتّٰى۔ یہاں تک کہ
فُتِحَتْ۔ کھولے جائیں
لَهُمْ۔ ان کو
يَاْتِكُمْ۔ آئے تمہارے پاس
عَلَيْكُمْ۔ تم پر
يُنْذِرُوْنَكُمْ۔ ڈراتے تم کو
قَالُوْا۔ کہیں گے
حَقَّتْ۔ حق ہوئی
الْكٰفِرِيْنَ۔ کافروں کے
جَهَنَّمَ۔ دوزخ میں
مَثْوَى۔ ٹھکانہ
الَّذِيْنَ۔ وہ جو

اِتَّقَوْا پرہیزگار ہیں	رَبَّهُمْ ۔ اپنے رب سے	اِلَى ۔ طرف	الْجَنَّةِ ۔ جنت کی
زُمَرًا ۔ گروہ گروہ	حَتّٰى ۔ یہانتک کہ	اِذَا ۔ جب	جَآءُوْ ۔ آئیں
هَا ۔ اس کو	وَ ۔ اور	فُتِحَتْ ۔ کھولے جائیں	اَبْوَابُهَا ۔ اسکے دروازے
وَ ۔ اور	قَالَ ۔ کہیں	لَهُمْ ۔ ان کو	خَزَنَتُهَا ۔ اسکے داروغے
سَلٰمٌ ۔ سلام ہو	عَلَيْكُمْ ۔ تم پر	طِبْتُمْ ۔ مبارک ہو	فَادْخُلُوْ ۔ داخل ہو
هَا ۔ اس ہیں	خٰلِدِيْنَ ۔ ہمیشہ رہنے والے	وَ ۔ اور	قَالُوا ۔ کہیں گے
اَلْحَمْدُ ۔ سب تعریفیں	لِلّٰهِ ۔ اللہ کو ہیں	الَّذِيْ ۔ جس نے	صَدَقَنَا ۔ سچ کردیا ہم سے
وَعْدَ ۔ وعدہ	هٗ ۔ اپنا	وَ ۔ اور	اَوْرَثَنَا ۔ وارث کیا ہم کو
الْاَرْضَ ۔ زمین کا	نَتَبَوَّاُ ۔ ہم جگہ پکڑتے ہیں	مِنَ الْجَنَّةِ ۔ جنت سے	حَيْثُ ۔ جہاں
نَشَآءُ ۔ ہم چاہیں	فَنِعْمَ ۔ تو اچھا ہے	اَجْرُ ۔ اجر	الْعٰمِلِيْنَ ۔ عمل کرنے والوں کا
وَ ۔ اور	تَرَى ۔ دیکھے گا تو	الْمَلٰٓئِكَةَ ۔ فرشتوں کو	حَآفِّيْنَ ۔ گھیرے ہوئے
مِنْ حَوْلِ ۔ گرد اگرد	الْعَرْشِ ۔ عرش کا	يُسَبِّحُوْنَ ۔ تسبیح کرتے ہیں	بِحَمْدِ ۔ ساتھ تعریف
رَبِّهِمْ ۔ اپنے رب کے	وَ ۔ اور	قُضِىَ ۔ فیصلہ کیا جائیگا	بَيْنَهُمْ ۔ ان ہیں
بِالْحَقِّ ۔ انصاف سے	وَ ۔ اور	قِيْلَ ۔ کہا جائے گا	الْحَمْدُ ۔ سب تعریفیں
لِلّٰهِ ۔ اللہ کی ہیں جو	رَبِّ ۔ رب ہے	الْعٰلَمِيْنَ ۔ سب جہانوں کا	

حلِّ لُغاتِ نادرہ

وَسِيْقَ بوزن قِيْلَ و بِيْعَ مجہول کا صیغہ ہے اور سَوْق سے ماخوذ ہے اور سَوْق کہتے ہیں ہنکانے اور چلانے کو

زُمَرًا ۔ زُمَر جمع ہے زُمرہ کی اور زمرہ کہتے ہیں جماعت کو یہ مشتق ہے زمر سے جسکے اصلی معنی آواز کے ہیں چونکہ جماعت بھی آواز سے خالی نہیں ہوتی اس وجہ ہیں زمرہ کو جماعت کہتے ہیں۔

حَقَّتْ ۔ یہ چار معنی ہیں مستعمل ہے منجملہ ان کے وَكَذٰلِكَ حَقَّتْ كَلِمَةُ رَبِّكَ ہے اور قَالُوْا بَلٰى وَلٰكِنْ حَقَّتْ كَلِمَةُ الْعَذَابِ جس کے معنی بحسب مقتضائے حکمت کسی کے لیے مقرر اور متعین ہونا ہے ۔ مفردات

مَثْوٰى ۔ ٹھکانہ کے معنی دیتا ہے۔

طِبْتُمْ ۔ یہ لفظ خوشخبری اور مژدہ کے معنی میں مستعمل ہوتا ہے چنانچہ طبتم کے معنی بنتے ہیں تم بڑے مزے میں رہے ہے تَبَوَّأُ ۔ رہنے کے معنی میں ہے۔

حَافِّيْنَ ۔ حفوف سے ماخوذ ہے اور حفوف کہتے ہیں کسی چیز کے گھیرنے اور اس کے ارد گرد پھیرنے کو بولا کرتے ہیں حَفَّ الْقَوْمُ بِسَيِّدِهِمْ يَحُفُّوْنَ حَفًّا اِذَا طَافُوْا بِهٖ۔

مختصر تفسیر اردو آٹھواں رکوع سورۃ زمر پ۲۴

وَسِيْقَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اِلٰى جَهَنَّمَ زُمَرًا ۔ اور چلائے جائیں گے وہ جو کافر ہوئے جہنم کی طرف گروہ گروہ۔ اس سے مراد قیدیوں کی طرح ذلت سے جہنم کی طرف لے جانا ہے۔ آلوسی فرماتے ہیں۔

اَیْ سِیْقُوْا اِلَیْہَا بِالْعُنْفِ وَالْاِھَانَۃِ اَفْوَاجًا مُّتَفَرِّقَۃً بَعْضُھَا فِیْ اَثْرِ بَعْضٍ مُّتَرَتِّبَۃً حَسْبَ تَرَتُّبِ طَبَقَاتِہِمْ فِی الضَّلَالَۃِ وَالشَّرَارَۃِ ۔ اور جہنم کی طرف ہانکے جائیں گے سختی اور درشتی اور ذلت کے ساتھ۔ اور زمر کا ترجمہ افواج متفرقہ کیا اور بعض ان میں اپنی گمراہی کے درجات کے مطابق اور بعض اپنے برے اعمال کے مطابق جہنم میں ڈالے جائیں گے۔

حَتّٰٓى اِذَا جَآءُوْهَا فُتِحَتْ اَبْوَابُهَا ۔ یہانتک کہ جب پہنچیں گے ابواب جہنم پر تو دروازہ کھول دیا جائے اور انہیں اس میں داخل کر دیا جائے چنانچہ جہنم کے جیل خانہ کا دروازہ ہمیشہ ہی بند رہے گا جہنمیوں کے آنے پر کھولا جائے گا اور پھر بند کر دیا جائے گا چنانچہ اسی کی نقل دنیا کے جیل خانہ کی ہے کہ یہ بھی بند رہتے ہیں جب قیدی آئے تو کھولا جاتا ہے حیث قال الالوسی فی روح المعانی۔ لِیَدْخُلُوْھَا وَکَانَتْ قَبْلَ مَجِیْئِہِمْ غَیْرَ مَفْتُوْحَۃٍ فَہِیَ کَسَائِرِ اَبْوَابِ السُّجُوْنِ لَا تَزَالُ مُغْلَقَۃً حَتّٰی یَاْتِیَ اَصْحَابُ الْجَرَائِمِ الَّذِیْنَ یُسْجَنُوْنَ فِیْہَا فَتُفْتَحُ لِیَدْخُلُوْھَا فَاِذَا دَخَلُوْھَا اُغْلِقَتْ عَلَیْہِمْ۔

وَقَالَ لَهُمْ خَزَنَتُهَآ اَلَمْ يَاْتِكُمْ رُسُلٌ مِّنْكُمْ يَتْلُوْنَ عَلَيْكُمْ اٰيٰتِ رَبِّكُمْ وَيُنْذِرُوْنَكُمْ لِقَآءَ يَوْمِكُمْ هٰذَا ۔ اور کہیں گے انہیں داروغہ جہنم کیا نہیں آئے تھے تمہارے پاس رسول تم میں سے جو پڑھتے تم پر ہماری آیتیں اور ڈراتے تم کو اس دن کے آنے سے۔

یہ خزنہ جہنم بطریق توبیخ ان کافروں کو کہیں گے چنانچہ وہ شرمندہ ہو کر جواب دیں گے۔

قَالُوْا بَلٰى وَلٰكِنْ حَقَّتْ كَلِمَةُ الْعَذَابِ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ ۔ بے شک آئے ہم پر رسول اور انہوں نے اس دن سے ڈرایا لیکن عذاب کا حکم مقرر ہو چکا تھا کافروں پر۔

علامہ آلوسی روح المعانی میں اس آیت سے استدلال فرماتے ہیں کہ اسلام میں اکراہ اور جبر نہیں ہے بلکہ انبیاء کرام کے ذریعہ کفار کو دلائل عقلیہ سے قبح کفر واضح فرمایا جاتا ہے پھر ان پر اباء و انکار کی بنا پر عذاب مقرر ہوتا ہے یہی دوسرے مقام پر قرآن کریم میں ہے لَآ اِكْرَاهَ فِى الدِّيْنِ قَدْ تَّبَيَّنَ الرُّشْدُ مِنَ الْغَيِّ اسلام میں اکراہ و اجبار نہیں بے شک ظاہر کر دیا گیا راہ رشد کو گمراہی سے اور بتا دیا گمراہی کی برائیوں اور ایمان کی خوبیوں کو فَمَنْ يَّكْفُرْ بِالطَّاغُوْتِ وَيُؤْمِنْۢ بِاللّٰهِ فَقَدِ اسْتَمْسَكَ بِالْعُرْوَةِ الْوُثْقٰى لَا انْفِصَامَ لَهَا وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ۔ تو جس نے بتوں کے ساتھ کفر کیا اور اللہ پر ایمان لایا اس نے اللہ کی رسی کو پکڑ لیا جو مضبوط ہے۔

اس سے ارباب عقائد نے کفر کی دو قسم رکھی ہیں (۱) ایک کفر ثابت (۲) دوسرا کفر زائل۔ کفر ثابت وہی ہے جو مومن کو طاغوت اور بتوں کی مخالفت میں حاصل ہوتا ہے اور یہ جتنا حیات دنیا میں ہے بعد ممات اور زیادہ مضبوط ہو جاتا ہے اور یہی نجات کا موجب ہے۔ دوسرا کفر زائل یہ کفر کفار ہے جو حق سے انکار اور بتوں کے ساتھ اقرار کرتے ہیں۔ بہر حال اللہ تعالے اپنی رسی کو مضبوطی سے تھامنے کی توفیق عطا فرمائے اور کفر و انکار سے بچائے آمین بحرمۃ النبی الامین

قِيْلَ ادْخُلُوْٓا اَبْوَابَ جَهَنَّمَ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا فَبِئْسَ مَثْوَى الْمُتَكَبِّرِيْنَ ٥ فرمایا جائے گا جاؤ جہنم کے دروازوں میں اس میں ہمیشہ رہتے تو کیا ہی برا ٹھکانا ہے تکبر کرنے والوں کے لئے۔ یہاں متکبرین سے مراد کافر ہی ہیں۔

اب مومنین کا حسب اسلوب بیان قرآن مذکور ہے۔ اس لیے کہ پہلے جہنمیوں کا تذکرہ فرمادیا اب جنتیوں کا تذکرہ ضروری ہے چنانچہ ارشاد ہے۔

وَسِيْقَ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا رَبَّهُمْ اِلَى الْجَنَّةِ زُمَرًا ۭ حَتّٰٓى اِذَا جَاۗءُوْهَا وَفُتِحَتْ اَبْوَابُهَا وَقَالَ لَهُمْ خَزَنَتُهَا سَلٰمٌ عَلَيْكُمْ طِبْتُمْ فَادْخُلُوْهَا خٰلِدِيْنَ۔ اور چلائے جائیں گے پرہیزگار جنت کی طرف گروہ گروہ۔ یہانتک کہ جب اس کے پاس آئیں تو اس کے دروازے کھلے ہوں گے اور کہیں گے حفظہ جنت سلام ہو تم پر تم اچھے رہے فَادْخُلُوْهَا تو داخل ہو تم اس جنت میں ہمیشہ کے لیے۔

یہاں سے یہ امر بھی واضح ہو گیا کہ نعمت دنیا اور عیش و عشرت یہ سب عارضی ہیں کوئی عیش میں نہیں رہ سکتا۔ دولت مند ہمیشہ متمول نہیں رہ سکتا۔ ارباب سلطنت ہمیشہ متمکن حکومت نہیں رہ سکتے۔ حتی کہ جوان ہمیشہ جوان نہیں رہ سکتا اس کی عمر میں زوال آئے گا بخلاف جنت کے کہ وہاں کی ہر نعمت ابدی ہے ہر عیش ہمیشہ رہے گا۔ یہاں تک کہ پھل پھول اور موسم کی کیفیت بھی

جنتیوں کی مرضی کے مطابق ہو گی جیسا کہ فرمایا گیا وَلَكُمْ فِيهَا مَا تَشْتَهِي أَنْفُسُكُمْ جنت میں تمہارے لیے جو تم چاہو وہی ہے۔ اسی لیے خالدین فرما کر زوال نعمت کا خطرہ مٹا دیا اور جنتیوں کی طرف سے ان نعمتوں کے ساتھ یہ الفاظ ادا ہوئے چنانچہ ارشاد ہے وَقَالُوا الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي صَدَقَنَا وَعْدَهُ وَأَوْرَثَنَا الْأَرْضَ نَتَبَوَّأُ مِنَ الْجَنَّةِ حَيْثُ نَشَاءُ فَنِعْمَ أَجْرُ الْعَامِلِينَ۔ اور جنتی کہیں گے تمام حمد اللہ کے لیے ہے جس نے اپنا وعدہ سچ کر دکھایا اور ہمیں وارث کیا زمین جنت کا کہ ہم رہیں اس میں جیسے چاہیں تو بہت اچھا ہے بدلہ نیک عمل والوں کا۔

چنانچہ صحیح مسلم میں جنتیوں کے درجات منقول ہیں جس کو ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا ہے قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَوَّلُ زُمْرَةٍ تَدْخُلُ الْجَنَّةَ مِنْ أُمَّتِي عَلَى صُورَةِ الْقَمَرِ لَيْلَةَ الْبَدْرِ ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ عَلَى أَشَدِّ نَجْمٍ فِي السَّمَاءِ إِضَاءَةً ثُمَّ هُمْ بَعْدَ ذَلِكَ مَنَازِلُ۔ جنت میں داخل ہونے والا پہلا زمرہ ایسا ہو گا کہ ان کے چہرے چودھویں رات کے چاند کی طرح چمکتے ہوں گے پھر دوسرا ان کے بعد والا مثل ستاروں کے چمک رہا ہو گا۔ بس اس کے بعد اپنے اپنے منزل اور مقام کے اعتبار سے جنت میں داخل ہوں گے جیسا کہ قرآن کریم میں بھی ارشاد ہے۔

اور ان کا جنت کی طرف جانا عزت کے ساتھ سواریوں پر اور ان کا در جنت پر استقبال اس پر علامہ آلوسی روح المعانی میں فرماتے ہیں۔ وَاخْتَارَ الزَّمَخْشَرِيُّ هُنَا بِسَوْقِهِمْ سَوْقَ مَرْكُوبِهِمْ لِأَنَّهُمْ لَا يُذْهَبُ بِهِمْ إِلَّا رَاكِبِينَ وَتُعُقِّبَ بِأَنَّهُ لَا قَرِينَةَ عَلَى إِرَادَةِ ذَلِكَ وَكَوْنُ جَمِيعِ الْمُتَّقِينَ لَا يُذْهَبُ بِهِمْ إِلَّا رَاكِبِينَ يَحْتَاجُ إِلَى دَلِيلٍ وَالْإِسْنَادُ لَا دَلِيلَ بِقَوْلِهِ تَعَالَى يَوْمَ نَحْشُرُ الْمُتَّقِينَ إِلَى الرَّحْمَنِ وَفْدًا لَا يَتِمُّ إِلَّا عَلَى الْقَوْلِ بِأَنَّ الْوَفْدَ لَا يَكُونُونَ إِلَّا رُكْبَانًا وَإِنَّ الرُّكُوبَ يَسُمُّهُمْ إِلَى أَنْ يَدْخُلُوا الْجَنَّةَ۔

اس کی تصریح مزید یہ کی گئی کہ يَوْمَ نَحْشُرُ الْمُتَّقِينَ میں پرہیزگاروں کا حشر وفدوں میں ہو گا اور وفود بغیر سواری کے نہیں ہو سکتا۔ تو ثابت ہوا کہ اہل جنت اللہ کے حضور سواریوں پر محشور ہوں گے اور وہ ہمیشہ سواری پر ہی ہوں گے جبتک کہ جنت میں داخل نہ ہو جائیں

اور طِبْتُمْ فرما کر ہر قسم کی معاصی کی نجاستوں سے پاک کر دیا جیسا کہ روح المعانی میں ہے طِبْتُمْ أَيْ مِنْ دَنَسِ الْمَعَاصِي۔ فَادْخُلُوهَا خَالِدِينَ ہمیشہ رہو اسی جنت میں اس پر اہل جنت بطور شکر کہیں گے جس کا ذکر اس ایک آیت کے آگے ہے۔

وَقَالُوا الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي صَدَقَنَا وَعْدَهُ وَأَوْرَثَنَا الْأَرْضَ نَتَبَوَّأُ مِنَ الْجَنَّةِ حَيْثُ نَشَاءُ

فَنِعْمَ اَجْرُ الْعٰمِلِیْنَ ۔ اہل جنت کہیں گے تمام حمدیں اس کے وجہ منیر کو ہیں جس نے ہمیں زمین جنت کا مالک بنایا رہیں اس جنت میں جہاں چاہیں تو بڑا اچھا بدلہ ہے نیک عمل والوں کا۔

وَتَرَى الْمَلٰٓئِكَةَ حَآفِّيْنَ مِنْ حَوْلِ الْعَرْشِ يُسَبِّحُوْنَ بِحَمْدِ رَبِّهِمْ وَقُضِيَ بَيْنَهُمْ بِالْحَقِّ وَقِيْلَ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۔ اور آپ ملاحظہ فرمائیں گے ملائکہ کو کہ وہ گرداگرد عرش کے پھر رہے ہوں گے یا ماحول عرش کو گھیرے ہوئے ہوں گے اور تسبیح کر رہے ہوں گے اپنے رب کی اور کہتے ہوں گے کہ تمام حمدیں رب العالمین کے وجہ منیر کو ہیں

یہاں تَرٰی کے معنی تم دیکھو گے سے دراصل سید المخاطبین سرور دو عالم صلے اللہ علیہ وسلم مراد ہیں۔ علامہ آلوسی فرماتے ہیں اِشَارَةٌ اِلٰی اَنَّہٗ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِیْ مَقْعَدِ صِدْقٍ عِنْدَ مَلِیْكٍ مُّقْتَدِرٍ۔ تَرٰی سے اشارہ سرکار دو عالم صلے اللہ علیہ وسلم کی طرف ہے جو ایسا ملاحظہ فرمائیں گے عظیم قدرت والے بادشاہ کے حضور مجلس حق میں۔

اس لیے کہ حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم عرش پر جلوہ گر ہوں گے اور حفوف ملائکہ ملاحظہ کر رہے ہوں گے اسی لیے حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے محشر کا تمام نقشہ۔ عرش کی تمام کیفیات ملائکہ مقربین کے تمام حالات مفصل بیان فرما دیے اور یہ ثابت کر دیا کہ حضور پر عالم مستحضر ہے اور ما غبر وما غبر زیر نظر وللہ الحمد۔

اسی بنا پر قُضِيَ بَيْنَهُمْ بِالْحَقِّ پر مفسرین نے کہا اَیْ عَلٰی مَا قَضٰی بَیْنَنَا بِالْحَقِّ یعنی اعمال صالح پر ہم میں صحیح صحیح حکم نافذ فرما دیا اور جہنمیوں کے عمل طالح کا بدلہ عذاب جہنم دیا وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی اَفْضَالِہٖ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِہٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَاَحْبَابِہٖ وَعِتْرَتِہٖ وَسَلَّمَ تَسْلِیْمًا کَثِیْرًا

سورۃ مومن

یہ سورۃ مکی ہے اس میں پچاسی آیتیں اور نو رکوع ہیں

بامحاورہ ترجمہ پہلا رکوع سورۃ مومن پ ۲۴

اے حامد و محمود — ختم ۵

تَنْزِيْلُ الْكِتٰبِ مِنَ اللّٰهِ الْعَزِيْزِ الْعَلِيْمِ ۝
غَافِرِ الذَّنْبِ وَقَابِلِ التَّوْبِ شَدِيْدِ الْعِقَابِ ذِى الطَّوْلِ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ اِلَيْهِ الْمَصِيْرُ ۝
مَا يُجَادِلُ فِيْٓ اٰيٰتِ اللّٰهِ اِلَّا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فَلَا يَغْرُرْكَ تَقَلُّبُهُمْ فِى الْبِلَادِ ۝
كَذَّبَتْ قَبْلَهُمْ قَوْمُ نُوْحٍ وَّالْاَحْزَابُ مِنْ بَعْدِهِمْ وَهَمَّتْ كُلُّ اُمَّةٍ بِرَسُوْلِهِمْ لِيَاْخُذُوْهُ وَجَادَلُوْا بِالْبَاطِلِ لِيُدْحِضُوْا بِهِ الْحَقَّ فَاَخَذْتُهُمْ فَكَيْفَ كَانَ عِقَابِ ۝
وَكَذٰلِكَ حَقَّتْ كَلِمَتُ رَبِّكَ عَلَى الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اَنَّهُمْ اَصْحٰبُ النَّارِ ۝
اَلَّذِيْنَ يَحْمِلُوْنَ الْعَرْشَ وَمَنْ حَوْلَهٗ يُسَبِّحُوْنَ بِحَمْدِ رَبِّهِمْ وَيُؤْمِنُوْنَ بِهٖ وَيَسْتَغْفِرُوْنَ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا رَبَّنَا وَسِعْتَ كُلَّ شَيْءٍ رَّحْمَةً وَّعِلْمًا فَاغْفِرْ لِلَّذِيْنَ تَابُوْا وَاتَّبَعُوْا سَبِيْلَكَ وَقِهِمْ عَذَابَ الْجَحِيْمِ ۝
رَبَّنَا وَاَدْخِلْهُمْ جَنّٰتِ عَدْنِ الَّتِيْ وَعَدْتَّهُمْ وَمَنْ صَلَحَ

یہ کتاب اتارنا ہے اس اللہ کی طرف سے جو عزت اور حکمت والا ہے۔
بخشنے والا گناہ کا اور توبہ قبول کرنے والا سخت عذاب کرنے والا۔ بڑے انعام والا اس کے سوا کوئی معبود نہیں مگر وہی اسی کی طرف لوٹنا ہے
اللہ کی آیتوں میں نہیں جھگڑتے مگر کافر تو اے سننے والے نہ دھوکہ دے تجھے ان کا زور و شور بیچ ملکوں کے۔
جھٹلایا ان سے پہلے قوم نوح نے اور جماعتوں نے ان کے بعد اور آمادہ ہو گئی ہر قوم کہ اپنے رسول کو پکڑیں اور باطل کے ساتھ جھگڑے کہ اس سے حقانیت کو ٹال دیں تو میں نے انہیں پکڑ لیا پھر کیسا ہوا میرا عذاب۔
اور یونہی تمہارے رب کی بات کافروں پر ثابت ہو چکی ہے کہ وہ جہنمی ہیں۔
وہ فرشتے جو عرش کو اٹھائے ہوئے ہیں اور جو اس کے گرد ہیں تسبیح بیان کرتے ہیں اپنے رب کی حمد کے ساتھ اور اس پر ایمان لائے ہوئے ہیں اور بخشش مانگتے ہیں ان کے لیے جو ایمان لائے اے ہمارے رب ہر شے کی سمائی ہے تیری رحمت وعلم میں تو بخش ان لوگوں کو جنہوں نے توبہ کی اور تیرے راستہ کی پیروی کی اور بچا ان کو عذاب جہنم سے۔
اے ہمارے رب اور داخل کر انہیں ہمیشہ کے باغوں میں جن کا تو نے ان سے وعدہ کیا ہے اور

مِنۡ اٰبَآئِهِمۡ وَاَزۡوَاجِهِمۡ وَذُرِّیّٰتِهِمۡ اِنَّكَ اَنۡتَ الۡعَزِیۡزُ الۡحَكِیۡمُ ۙ

ان کو جو نیک ہوں ان کے باپ دادا اور بیبیوں اور اولاد میں بے شک تو غالب حکمت والا ہے۔

وَقِهِمُ السَّیِّاٰتِ وَمَنۡ تَقِ السَّیِّاٰتِ یَوۡمَئِذٍ فَقَدۡ رَحِمۡتَهٗ وَذٰلِكَ هُوَ الۡفَوۡزُ الۡعَظِیۡمُ ۙ

اور بچا ان کو گناہوں سے اور جسے تو بچالے گناہوں سے اس دن تو بے شک تو نے اس پر رحم فرمایا۔ اور یہی زبردست کامیابی ہے

حلِّ لُغات

حٰمٓ۔ اس میں حاء سے کنایہ ہے حامد کا اور میم میں محمود کا

تَنۡزِیۡلُ۔ اتارنا ہے

اَلۡکِتَابِ۔ کتاب کا

مِنَ اللّٰهِ۔ اللہ

الۡعَزِیۡزِ۔ غالب

الۡحَکِیۡمِ۔ حکمت والے سے

غَافِرِ۔ بخشنے والا

الذَّنۡبِ۔ گناہوں کا

وَ۔ اور

قَابِلِ۔ قبول کرنے والا

التَّوۡبِ۔ توبہ کا

شَدِیۡدِ۔ سخت

الۡعِقَابِ۔ عذاب والا

ذِی الطَّوۡلِ۔ بڑے انعام والا

لَا۔ نہیں کوئی

اِلٰهَ۔ معبود

اِلَّا۔ مگر

هُوَ۔ وہی

اِلَیۡهِ۔ اسی کی طرف

الۡمَصِیۡرُ۔ پھرنا ہے

مَا۔ نہیں

یُجَادِلُ۔ جھگڑتے

فِیۡ اٰیٰتِ اللّٰهِ۔ اللہ کی آیتوں میں

اِلَّا۔ مگر

الَّذِیۡنَ۔ وہ جو

کَفَرُوۡا۔ کافر ہیں

فَلَا۔ تو نہ

یَغۡرُرۡ۔ دھوکے میں ڈالے

لَكَ۔ تجھ کو

تَقَلُّبُهُمۡ۔ ان کا پھر

فِی۔ بیچ

الۡبِلَادِ۔ شہروں کے

کَذَّبَتۡ۔ جھٹلایا

قَبۡلَهُمۡ۔ ان سے پہلے

قَوۡمُ۔ قوم

نُوۡحٍ۔ نوح نے

وَّ۔ اور

الۡاَحۡزَابُ۔ لشکروں نے

مِنۡ بَعۡدِ۔ بعد

هِمۡ۔ ان کے

وَ۔ اور

هَمَّتۡ۔ قصد کیا

کُلُّ۔ ہر

اُمَّةٍ۔ امت نے

بِرَسُوۡلِهِمۡ۔ اپنے رسول سے

لِیَاۡخُذُوۡهُ۔ کہ پکڑیں

هٗ۔ اس کو

وَ۔ اور

جَادَلُوۡا۔ جھگڑیں

بِالۡبَاطِلِ۔ باطل سے

لِیُدۡحِضُوۡا۔ کہ ٹال دیں

بِهِ۔ اس سے

الۡحَقَّ۔ حق کو

فَاَخَذۡتُهُمۡ۔ تو میں نے ان کو پکڑا

فَکَیۡفَ۔ تو کیسا

کَانَ۔ ہوا

عِقَابِ۔ میرا عذاب

وَ۔ اور

کَذٰلِكَ۔ اسی طرح

حَقَّتۡ۔ حق ہوئی

كَلِمَتُ بات — رَبِّكَ تیرے رب کی — عَلَی اوپر — الَّذِیْنَ ان کے جو

كَفَرُوْا کافر ہیں — اَنَّهُمْ کہ وہ — اَصْحٰبُ النَّارِ آگ والے ہیں

اَلَّذِیْنَ وہ جو — یَحْمِلُوْنَ اٹھاتے ہیں — الْعَرْشَ عرش کو — وَ اور

مَنْ جو — حَوْلَهٗ اسکے ارد گرد ہیں — یُسَبِّحُوْنَ تسبیح کرتے ہیں — بِحَمْدِ ساتھ حمد

رَبِّهِمْ اپنے رب کے — وَ اور — یُؤْمِنُوْنَ ایمان لاتے ہیں — بِهٖ اس پر

وَ اور — یَسْتَغْفِرُوْنَ بخشش مانگتے ہیں — لِلَّذِیْنَ انکے لیے جو

اٰمَنُوْا مومن ہیں — رَبَّنَا اے ہمارے رب — وَسِعْتَ سما لیا تونے — كُلَّ ہر

شَیْءٍ چیز کو — رَحْمَةً رحمت — وَ اور — عِلْمًا علم میں

فَاغْفِرْ تو بخش — لِلَّذِیْنَ انکو جو — تَابُوْا توبہ کریں — وَ اور

اتَّبَعُوْا پیروی کریں — سَبِیْلَكَ تیری راہ کی — وَقِهِمْ اور بچا انکو — عَذَابَ عذاب

الْجَحِیْمِ جہنم سے — رَبَّنَا اے ہمارے رب — وَ اور — اَدْخِلْهُمْ داخل کر ان کو

جَنّٰتِ جنت — عَدْنِ ہمیشہ کے ہیں — الَّتِیْ کہ جس کا — وَعَدْتَّهُمْ تونے انسے وعدہ کیا

وَ اور — مَنْ ان کو جو — صَلَحَ نیک ہیں — مِنْ اٰبَآئِهِمْ انکے باپوں سے

وَ اور — اَزْوَاجِهِمْ انکی بیویوں سے — وَ اور — ذُرِّیّٰتِهِمْ ان کی اولاد سے

اِنَّكَ بیشک — اَنْتَ تو ہی ہے — الْعَزِیْزُ غالب — الْحَكِیْمُ حکمت والا

وَ اور — قِهِمْ بچا ان کو — السَّیِّاٰتِ برائیوں سے — وَ اور

مَنْ جسے — تَقِ بچایا تونے — السَّیِّاٰتِ برائیوں سے — یَوْمَئِذٍ اس دن

فَقَدْ تو بیشک — رَحِمْتَهٗ تونے رحم کیا اسپر — وَ اور — ذٰلِكَ یہ

هُوَ وہی ہے — الْفَوْزُ کامیابی — الْعَظِیْمُ بڑی

حلِّ لغاتِ نادرہ

ذی الطَّوْلِ: اس کے معنی فضل و زیادت کے ہیں کہا جاتا ہے لِفُلَانٍ عَلٰی فُلَانٍ طَوْلٌ اَیْ فَضْلٌ وَزِیَادَةٌ۔ اور اسی سے ہے تطوّل بمعنی تفضل۔ طُول جو قصر کی ضد ہے اسی لیے طول کہتے ہیں کہ اس میں کمال اور زیادت ہوتی ہے اور طول سے تموّل اور فراخ دستی بھی مراد لی جاتی ہے۔ اسی لیے دولتمند

آدمی کو وہ تفضل وزیادت حاصل ہوتی ہے جو مفلس کو نہیں ہوتی۔

فَلَا یَغْرُرْکَ: ہر وہ چیز جو انسان کو دھوکہ میں ڈالے۔ مال، جاہ، شہوت اور توسوس شیطانی سے

تَقَلُّبُہُمْ: تقلب کہتے ہیں۔ آمدورفت کرنے کو۔

وَھَمَّتْ: ۔ آمادہ کرنے کے معنی دیتا ہے

لِیُدْحِضُوْا: ۔ اصلہ من دحض الرجل یعنی پاؤں پھسلنے کے معنی دیتا ہے یہاں لیدحضوا کے

معنی راہ حق سے پھسلا دینے کے ہوں گے۔

وَقِہِمْ: ۔ وقایۃ بمعنی نگرانی۔ قِ صیغہ امر ہے۔

جَنّٰتَ عَدْنٍ: ۔ جمع جنت ہے جس کے معنی باغ کے آتے ہیں اور عدن ہمیشہ سرسبز اور شاداب

رہنے والے کو بسنے والے کو کہا جاتا ہے۔

مختصر تفسیر اردو پہلا رکوع سورۃ مومن پ ۲۴

اس سورت مبارکہ کا نام سورۃ مومن ہے اور اسے سورۃ غافر بھی کہتے ہیں۔ یہ سورت مکیہ ہے۔ سوائے دو آیتوں کے جو اَلَّذِیْنَ یُجَادِلُوْنَ فِیْ اٰیٰتِ اللّٰہِ سے شروع ہوتی ہیں۔ اس سورت میں نو رکوع پچاسی آیتیں ایک ہزار ایک سو ننانوے کلمے اور چار ہزار نو سو ساٹھ حرف ہیں۔

حٰمٓ: جس سے سورۃ شروع ہے یہ حروف مقطعات سے ہے مفسرین نے اس کے متعلق یہی کہا ہے کہ اَللّٰہُ اَعْلَمُ بِمُرَادِہٖ یعنی اس کے حقیقی معنی اللہ اور اس کے حبیب جناب مصطفی علیہ التحیۃ والثناء کے اور کوئی نہیں جانتا لیکن مقتضائے حروف کے اعتبار سے حا اور میم دونوں میں کنایۃً بن سکتے ہیں جن کو معنی تعبیری کہیں گے اور حا سے یا حامد اور میم سے یا محمود معنی بن سکتے ہیں اس لیے کہ اس کا مخاطبہ سید المخاطبین صلے اللہ علیہ وسلم سے ہی ہے۔

تَنْزِیْلُ الْکِتٰبِ مِنَ اللّٰہِ الْعَزِیْزِ الْعَلِیْمِ ۔ میں اپنی ذات کا تعارف کرایا گیا اور فرمایا کہ اس کتاب کا نازل ہونا اللہ تعالےٰ کی طرف سے ہے جو غالب اور علم والا ہے۔

پھر اپنی صفت غفرانی دکھانے کو ارشاد ہوا۔

غَافِرِ الذَّنْبِ وَقَابِلِ التَّوْبِ ۔ بخشنے والا گناہوں کا اور قبول فرمانے والا توبہ کا۔

اور چونکہ توبہ متعدد ہوتی ہے اس لیے جمع کے صیغہ توب کو استعمال کیا جو توبۃ کی جمع ہے اور

اسی کے ساتھ جہاں ایمان والوں کی توبہ قبول فرمانا ظاہر کیا وہاں کافروں پر عذاب کا اظہار فرمایا فرمایا
شَدِیْدُ الْعِقَابِ ذِی الطَّوْلِ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ اِلَیْہِ الْمَصِیْرُ۔ سخت عذاب فرمانے والا۔ اور
بخششوں کے اظہار میں عارفوں کے لیے ذِی الطَّوْلِ بتا کر اپنی شان توحید دکھائی اور فرمایا لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ
اِلَیْہِ الْمَصِیْرُ کوئی معبود نہیں مگر وہی اور اسی کی طرف سب کو لوٹنا ہے بندوں کو آخرت میں آگے ارشاد ہے
مَا یُجَادِلُ فِیْ اٰیٰتِ اللّٰہِ اِلَّا الَّذِیْنَ کَفَرُوْا فَلَا یَغْرُرْکَ تَقَلُّبُھُمْ فِی الْبِلَادِ۔ یعنی اللہ کی آیتوں
میں نہیں جھگڑتے مگر وہی جو کافر ہیں تو اے سننے والے نہ دھوکہ میں ڈالے تجھے ان کا شہروں میں آنا جانا۔
یہاں پر فَلَا یَغْرُرْکَ فرما کر ہر سننے والے سے خطاب ہے اور حکم کو عام کر دیا ہے اور اس مخاطبہ
سے ہر مومن کو خبردار کیا گیا ہے کہ کافروں کا شہروں میں تجارتوں کے لیے آنا جانا اور ان کے تمول و تونگری
سے تمہیں دھوکہ نہ ہو کیونکہ ان کا انجام کار بالآخر عذاب اور خواری ہے۔ یہ سب عارضی و فانی ہے اور جو کچھ
تمہیں ملے گا وہ ابدی اور لافانی ہے۔

کَذَّبَتْ قَبْلَھُمْ قَوْمُ نُوْحٍ وَّالْاَحْزَابُ مِنْۢ بَعْدِھِمْ وَھَمَّتْ کُلُّ اُمَّۃٍۭ بِرَسُوْلِھِمْ لِیَاْخُذُوْہُ وَجٰدَلُوْا بِالْبَاطِلِ
لِیُدْحِضُوْا بِہِ الْحَقَّ فَاَخَذْتُھُمْ فَکَیْفَ کَانَ عِقَابِ۔ ان سے پہلے نوح کی قوم اور ان کے بعد کی جماعتوں نے جھٹلایا
اور ہر امت آمادہ ہو گئی کہ وہ اپنے رسول کو پکڑیں اور باطل کی حمایت میں جھگڑے تاکہ ان کا قدم راسخ حق سے پھسلا
دیں تو میں نے انہیں پکڑا تو کیسا ہوا میرا عذاب۔

خلاصہ یہ ہے کہ قرآن پاک میں جھگڑا کرنا کافر کے سوا مومن کا کام نہیں۔ ابوداؤد میں ایک حدیث ہے کہ
سید عالم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قرآن میں جھگڑا کرنا کفر ہے اور جھگڑے اور جدال سے آیات الٰہیہ میں طعن کرنا
اور تکذیب و انکار کے ساتھ پیش آنا ہے اور حل مشکلات اور کشف معضلات کے لیے علمی و اصولی بحثیں جدال
نہیں ہیں بلکہ اعظم طاعات میں سے ہیں کفار کا جھگڑا کرنا آیات میں یہ تھا کہ وہ کبھی قرآن پاک کو سحر کہتے اور کبھی صاحب
قرآن کو ساحر کذاب کہتے اور کبھی قرآن پاک کی آیات کو سحر۔ شعر۔ کہانت اور اساطیر الاولین سے تشبیہ دیتے۔

وَکَذٰلِکَ حَقَّتْ کَلِمَتُ رَبِّکَ عَلَی الَّذِیْنَ کَفَرُوْٓا اَنَّھُمْ اَصْحٰبُ النَّارِ۔ اور ایسے ہی مقرر ہو چکا تمہارے
رب کا حکم کافروں پر کہ وہ جہنمی ہیں۔

اَلَّذِیْنَ یَحْمِلُوْنَ الْعَرْشَ وَمَنْ حَوْلَہٗ یُسَبِّحُوْنَ بِحَمْدِ رَبِّھِمْ وَیُؤْمِنُوْنَ بِہٖ وَیَسْتَغْفِرُوْنَ لِلَّذِیْنَ
اٰمَنُوْا رَبَّنَا وَسِعْتَ کُلَّ شَیْءٍ رَّحْمَۃً وَّعِلْمًا فَاغْفِرْ لِلَّذِیْنَ تَابُوْا وَاتَّبَعُوْا سَبِیْلَکَ وَقِھِمْ عَذَابَ الْجَحِیْمِ
اور وہ ملائکہ جو عرش اٹھائے ہوئے ہیں اور جو اس کے گرد ہیں اپنے رب کی تعریف کے ساتھ اس کی حمد کرتے ہیں
اور اس پر ایمان لاتے اور مسلمانوں کی مغفرت مانگتے ہیں اور اللہ تعالٰے کی توحید پر ایمان لانا ان کا خاصہ ہے

شہر بن حوشب کہتے ہیں کہ حاملین عرش آٹھ ہیں ان میں سے چار کی تسبیح یہ ہے سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَ بِحَمْدِكَ لَكَ الْحَمْدُ عَلٰى حِلْمِكَ بَعْدَ عِلْمِكَ اور چار کی یہ سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ لَكَ الْحَمْدُ عَلٰى عَفْوِكَ بَعْدَ قُدْرَتِكَ ۔ اور مومنوں کے لیے بخشش مانگتے ہیں یہ حاملین عرش اس طرح دعا کرتے ہیں رَبَّنَا وَسِعْتَ كُلَّ شَيْءٍ رَّحْمَةً وَّعِلْمًا فَاغْفِرْ لِلَّذِينَ تَابُوا وَاتَّبَعُوا سَبِيلَكَ وَقِهِمْ عَذَابَ الْجَحِيمِ اے ہمارے رب تیری رحمت و علم میں ہر چیز کو سمائی ہے تو بخش دے ان کو جو توبہ کریں اور تیرے راستہ کی پیروی کریں اور انہیں بچا عذاب جہنم سے۔

اس طرز بیان سے یہ بھی مستفاد ہوا کہ بارگاہ حق میں دعا کرنے سے پہلے ثنائے الٰہی ضروری ہے پھر عرض مدعا اور وَاتَّبَعُوا سَبِيلَكَ اللہ کے راستہ سے مراد یہاں اسلام ہے جیسا کہ دوسری جگہ ارشاد ہوا إِنَّ الدِّينَ عِنْدَ اللّٰهِ الْإِسْلَامُ ۔ دین اللہ کے نزدیک اسلام ہی ہے۔ آگے ارشاد ہے۔

رَبَّنَا وَأَدْخِلْهُمْ جَنَّاتِ عَدْنٍ الَّتِي وَعَدْتَّهُمْ وَمَنْ صَلَحَ مِنْ آبَائِهِمْ وَأَزْوَاجِهِمْ وَذُرِّيَّاتِهِمْ إِنَّكَ أَنْتَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ وَقِهِمُ السَّيِّئَاتِ وَمَنْ تَقِ السَّيِّئَاتِ يَوْمَئِذٍ فَقَدْ رَحِمْتَهُ وَذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ ۔ اے ہمارے رب انہیں رہنے بسنے والے باغوں میں داخل فرما جن کا تونے وعدہ فرمایا ہے اور ان کو جو نیک ہوں انکے باپ دادا اور بیبیوں اور اولاد میں بیشک تو ہی غالب اور حکمت والا ہے اور بچا انہیں گناہوں سے اور جسے تو اس دن کے شامت اعمال سے بچالے تو بیشک تو نے اس پر رحم کیا اور یہ زبردست کامیابی ہے ایسا ہی مضمون علامہ آلوسی نے روح المعانی میں دیا البتہ بعض جگہ کمی بیشی کی ہے۔

اخرج البیهقی فی الشعب عن الخلیل بن مرة اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْحَوَامِيْمُ سَبْعٌ وَاَبْوَابُ جَهَنَّمَ سَبْعٌ فِيْ كُلِّ حٰمٓ مِنْهَا فَتَقِفُ عَلٰى بَابٍ مِنْ هٰذِهِ الْاَبْوَابِ تَقُوْلُ اللّٰهُمَّ لَا تُدْخِلْ مِنْ هٰذَا الْبَابِ مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِيْ وَيَقْرَؤُنِيْ ۔ قرآن کریم میں سات حٰم ہیں اور جہنم کے دروازے بھی سات ہیں ہر دروازہ پر ایک حٰم قائم ہوگی اور بارگاہ الٰہی میں دعا کرتی ہوگی کہ الٰہی جو مجھ پر ایمان لایا اور جس نے میری تلاوت کی اسے اس دروازہ سے داخل نہ فرما۔ اس سے معلوم ہوا کہ اعمال میں ارباب عمل جو حٰم اور طواسین انگشتری پر بھی کندہ کراتے ہیں یہ وسعت رزق کے لیے اور حفاظت اور صیانت ہر بلا کے لیے ضامن ہے چنانچہ دوسری حدیث البیهقی فی شعب الایمان عن ابی هریرة قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ قَرَأَ حٰمٓ اِلٰى اِلَيْهِ الْمَصِيْرُ وَاٰيَةَ الْكُرْسِيِّ حِيْنَ يُصْبِحُ حُفِظَ بِهِمَا حَتّٰى يُمْسِيَ وَمَنْ قَرَأَهُمَا حِيْنَ يُمْسِيْ حُفِظَ بِهِمَا حَتّٰى يُصْبِحَ ۔ حضور نے فرمایا جو حٰم تنزیل الکتاب من اللہ العزیز العلیم۔ الیہ المصیر تک شام کو تلاوت کرے تو صبح تک ہر بلا سے محفوظ رہیگا اور جو صبح ایک مرتبہ پڑھ لے وہ شام تک ہر مصیبت سے مصئون و محفوظ رہے۔

اخرج عبد بن حمید عن یزید بن الاصم اَنَّ رَجُلًا کَانَ ذَا بَاْسٍ وَکَانَ مِنْ اَھْلِ الشَّامِ وَاَنَّ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ فَقَدَہٗ فَسَاَلَ عَنْہُ فَقِیْلَ لَہٗ تَتَابَعَ فِی الشَّرَابِ فَدَعَا عُمَرُ کَاتِبَہٗ فَقَالَ لَہٗ اُکْتُبْ مِنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ اِلٰی فُلَانِ بْنِ فُلَانٍ سَلَامٌ عَلَیْکُمْ فَاِنِّیْ اَحْمَدُ اِلَیْکُمُ اللّٰہَ الَّذِیْ لَا اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ حٰمٓ اِلٰی قَوْلِہٖ تَعَالٰی اِلَیْہِ الْمَصِیْرُ وَخَتَمَ الْکِتَابَ وَقَالَ لِرَسُوْلِہٖ لَا تَدْفَعْہُ اِلَیْہِ حَتّٰی تَجِدَہٗ صَاحِیًا ثُمَّ اَمَرَ مَنْ عِنْدَہٗ بِالدُّعَاءِ لَہٗ بِالتَّوْبَۃِ فَلَمَّا اَتَتْہُ الصَّحِیْفَۃُ جَعَلَ یَقْرَؤُھَا وَیَقُوْلُ قَدْ وَعَدَنِیْ رَبِّیْ اَنْ یَّغْفِرَ لِیْ وَحَذَّرَنِیْ عِقَابَہٗ فَلَمْ یَبْرَحْ یُرَدِّدُھَا عَلٰی نَفْسِہٖ حَتّٰی بَکٰی ثُمَّ نَزَعَ فَاَحْسَنَ النُّزُوْعَ فَلَمَّا بَلَغَ عُمَرَ تَوْبَتُہٗ قَالَ ھٰکَذَا فَافْعَلُوْا اِذَا رَاَیْتُمْ اَخَاکُمْ قَدْ زَلَّ زَلَّۃً فَسَدِّدُوْہُ وَوَفِّقُوْہُ وَادْعُوا اللّٰہَ تَعَالٰی اَنْ یَّتُوْبَ عَلَیْہِ وَلَا تَکُوْنُوْا اَعْوَانًا لِّلشَّیَاطِیْنِ عَلَیْہِ

یزید بن اصم سے روایت ہے کہ ایک آدمی اہل شام سے مریض تھا اور حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ سے وہ روپوش تھا آپ نے اس کا پتہ لگا کر نامۂ عالی لکھا جس کا یہ مضمون تھا۔ عمر بن خطاب کی جانب سے فلاں بن فلاں کو یہ نامۂ عالی بھیجا جاتا ہے بعد حمد و صلوۃ کے تجھے تعلیم دی جاتی ہے حم کی الیہ المصیر تک آپ نے خط لے جانے والے کو فرمایا کہ تولے سے چھپا ہوا پائے گا پھر فرمایا کہ اسے یہ آیت بتا کر توبہ کی تعلیم دو۔

جس وقت نامہ پہنچا اور صحیفۂ عمر اس نے پڑھا تو وہ کہنے لگا کہ میرے رب نے مجھ سے وعدہ کیا ہے کہ وہ مجھے بخش دے گا اور عذاب الٰہی کا نقشہ میری آنکھوں کے سامنے ہے۔ یہاں تک کہ وہ فکر کرتا رہا اور رو پڑا اور وہ خوف اس پر کافی ہوا۔ جب یہ واقعہ فاروق اعظم تک پہنچا تو آپ نے فرمایا کہ جب اپنے بھائی کو ایسی حالت میں دیکھو تو اسے ایسی ہی تعلیم دو تاکہ وہ ثابت ہو جائے۔

اس کے بعد جو کَذَّبَتْ قَبْلَھُمْ قَوْمُ نُوْحٍ کی آیت ہے اس میں فَلَا یَغْرُرْکَ تَقَلُّبُھُمْ فِی الْبِلَادِ پر فرماتے ہیں کہ تقلب سے مراد مشرکین کا سفر کرنا ہے جو وہ گرمی میں یمن کی طرف کرتے تھے اور سردی میں ملک شام کی طرف۔

لِیُدْحِضُوْا بِہِ الْحَقَّ کا ترجمہ لیزلقوا فرمایا ہے جس کا مفہوم ہم ابتداء میں لکھ چکے ہیں۔

فَکَیْفَ کَانَ عِقَابِ میں اشارہ ہے ان ملکوں میں دورہ کرنے سے عذاب کے نقشے نظر آتے ہیں جو ان پر آئے۔ باقی مضمون وہی ہے جو ہم پہلے لکھ چکے ہیں وَلِلّٰہِ الْحَمْدُ۔

بامحاورہ ترجمہ دوسرا رکوع سورہ مومن پ۲۴

اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا يُنَادَوْنَ لَمَقْتُ اللّٰهِ اَكْبَرُ مِنْ مَّقْتِكُمْ اَنْفُسَكُمْ اِذْ تُدْعَوْنَ اِلَى الْاِيْمَانِ فَتَكْفُرُوْنَ ۝

بے شک وہ لوگ جو کافر ہوئے انہیں ندا کی جائے گی کہ تم سے اللہ کی بیزاری بڑی ہے تمہاری جانوں کی بیزاری سے جب تم بلائے جاتے تھے ایمان کی طرف تو تم کفر کرتے تھے۔

قَالُوْا رَبَّنَآ اَمَتَّنَا اثْنَتَيْنِ وَاَحْيَيْتَنَا اثْنَتَيْنِ فَاعْتَرَفْنَا بِذُنُوْبِنَا فَهَلْ اِلٰى خُرُوْجٍ مِّنْ سَبِيْلٍ ۝

کہیں گے اے ہمارے رب تو نے ہمیں مردہ کیا دو مرتبہ اور زندہ کیا دو مرتبہ ہم نے اقرار کیا اپنے گناہوں کا تو کیا جہنم سے نکلنے کی کوئی سبیل ہے؟

ذٰلِكُمْ بِاَنَّهٗٓ اِذَا دُعِيَ اللّٰهُ وَحْدَهٗ كَفَرْتُمْ ۚ وَاِنْ يُّشْرَكْ بِهٖ تُؤْمِنُوْا ۚ فَالْحُكْمُ لِلّٰهِ الْعَلِيِّ الْكَبِيْرِ ۝

یہ تمہارے لیے جب ہوا جب تمہیں ایک اللہ کی طرف بلایا گیا تو تم نے کفر کیا اور اگر اللہ کا شریک ٹھہرایا جاتا تو تم اس پر ایمان لاتے تو حکم اللہ ہی کا ہے جو سب سے بلند اور بڑا ہے۔

هُوَ الَّذِيْ يُرِيْكُمْ اٰيٰتِهٖ وَيُنَزِّلُ لَكُمْ مِّنَ السَّمَآءِ رِزْقًا ۚ وَمَا يَتَذَكَّرُ اِلَّا مَنْ يُّنِيْبُ ۝

اور وہ وہ ذات ہے کہ اپنی نشانیاں دکھا کر تمہارے لیے نازل فرمایا رزق آسمان سے اور نصیحت نہیں مانتا مگر وہی جو رجوع لائے۔

فَادْعُوا اللّٰهَ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ وَلَوْ كَرِهَ الْكٰفِرُوْنَ ۝

تو پکارو اللہ کو مخلصانہ طور پر کہ اسی کا دین ہے اگرچہ کافروں کو ناگوار ہو۔

رَفِيْعُ الدَّرَجٰتِ ذُو الْعَرْشِ ۚ يُلْقِي الرُّوْحَ مِنْ اَمْرِهٖ عَلٰى مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ لِيُنْذِرَ يَوْمَ التَّلَاقِ ۝

بلند درجے دینے والا عرش کا مالک جو جان ڈالتا ہے ایمان میں اپنے حکم سے جس پر چاہے اپنے بندوں سے تاکہ وہ ملنے کے دن سے ڈرائے۔

يَوْمَ هُمْ بٰرِزُوْنَ ۚ لَا يَخْفٰى عَلَى اللّٰهِ مِنْهُمْ شَيْءٌ ۚ لِمَنِ الْمُلْكُ الْيَوْمَ ۚ لِلّٰهِ الْوَاحِدِ الْقَهَّارِ ۝

جس دن وہ ظاہر ہو جائیں گے نہیں مخفی ہوگا اللہ پہ ان کے حال سے کچھ آج کے دن کس کی بادشاہی ہے ایک اللہ کے لیے جو سب پہ غالب ہے۔

اَلْیَوْمَ تُجْزٰی کُلُّ نَفْسٍ بِمَا کَسَبَتْ لَا ظُلْمَ الْیَوْمَ ط اِنَّ اللّٰہَ سَرِیْعُ الْحِسَابِ ہ

آج کے دن بدلہ دیا جائے گا ہر جان کو اس کی کرنی کا۔ آج کسی پر بے انصافی نہیں بے شک اللہ جلد حساب لینے والا ہے۔

وَاَنْذِرْھُمْ یَوْمَ الْاٰزِفَۃِ اِذِ الْقُلُوْبُ لَدَی الْحَنَاجِرِ کٰظِمِیْنَ ہ

اور انہیں ڈراؤ اس نزدیک آنے والی آفت کے دن سے جب کہ دل غم میں بھرے گلوں کے پاس آجائیں گے۔

مَا لِلظّٰلِمِیْنَ مِنْ حَمِیْمٍ وَّلَا شَفِیْعٍ یُّطَاعُ ہ

نہیں ظالموں کے لیے کوئی دوست اور نہ سفارشی جس کا کہا مانا جائے۔

یَعْلَمُ خَآئِنَۃَ الْاَعْیُنِ وَمَا تُخْفِی الصُّدُوْرُ ہ

اللہ جانتا ہے آنکھوں کی چوریوں کو اور جو سینوں میں مخفی ہے۔

وَاللّٰہُ یَقْضِیْ بِالْحَقِّ ط وَالَّذِیْنَ یَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِہٖ لَا یَقْضُوْنَ بِشَیْءٍ ط اِنَّ اللّٰہَ ھُوَ السَّمِیْعُ الْبَصِیْرُ ہ

اور اللہ صحیح فیصلہ نافذ فرمائے گا اور جو لوگ پوجتے ہیں اللہ کے سوا وہ کچھ فیصلہ نہیں کرتے بے شک اللہ ہی سنتا دیکھتا ہے۔

حلِ لغات

اِنَّ۔ بیشک	اَلَّذِیْنَ۔ وہ جو	کَفَرُوْا۔ کافر ہوئے	یُنَادَوْنَ۔ پکارے جائیں گے
لَمَقْتُ۔ کہ ناراضگی	اللّٰہِ۔ اللہ کی	اَکْبَرُ۔ بہت بڑی ہے	مِنْ مَّقْتِکُمْ۔ تمہاری ناراضگی
اَنْفُسَکُمْ۔ اپنی جانوں پر	اِذْ۔ جب	تُدْعَوْنَ۔ تم بلائے جاتے	اِلَی۔ طرف
اَلْاِیْمَانِ۔ ایمان کی	فَتَکْفُرُوْنَ۔ تو تم کفر کرتے	قَالُوْا۔ کہیں گے	رَبَّنَا۔ اے ہمارے رب
اَمَتَّنَا۔ مارا تو نے ہم کو	اثْنَتَیْنِ۔ دو مرتبہ	وَ۔ اور	اَحْیَیْتَنَا۔ زندہ کیا ہم کو
اثْنَتَیْنِ۔ دو مرتبہ	فَاعْتَرَفْنَا۔ ہم نے اقرار کیا	بِذُنُوْبِنَا۔ اپنے گناہوں کا	فَھَلْ۔ تو کیا
اِلٰی۔ طرف	خُرُوْجٍ۔ نکلنے کی ہے	مِّنْ سَبِیْلٍ۔ کوئی راہ	ذٰلِکُمْ۔ یہ
بِاَنَّہٗ۔ اس لیے کہ	اِذَا۔ جب	دُعِیَ۔ پکارا جاتا	اللّٰہُ۔ اللہ
وَحْدَہٗ۔ اکیلے کو	کَفَرْتُمْ۔ تو تم کفر کرتے	وَ۔ اور	اِنْ۔ اگر

يُشْرَكُ۔ شرک کیا جانا بِهٖ۔ اس کے ساتھ تُؤْمِنُوْا۔ تم ایمان لاتے فَالْحُكْمُ۔ تو حکم
لِلّٰهِ۔ اللہ الْعَلِيِّ۔ بلند الْكَبِيْرِ۔ بڑے کا ہے هُوَ۔ وہ
الَّذِيْ۔ وہ ہے جو يُرِيْكُمْ۔ دکھاتا ہے تم کو اٰيٰتِهٖ۔ اپنی نشانیاں وَ۔ اور
يُنَزِّلُ۔ اتارتا ہے لَكُمْ۔ تمہارے لیے مِّنَ السَّمَآءِ۔ آسمان سے رِزْقًا۔ رزق
وَ۔ اور مَا۔ نہیں يَتَذَكَّرُ۔ نصیحت لیتے اِلَّا۔ مگر
مَنْ۔ جو يُّنِيْبُ۔ رجوع کریں فَادْعُوا۔ تو پکارو اللّٰهَ۔ اللہ کو
مُخْلِصِيْنَ۔ خالص کر کے لَهُ۔ اس کے لیے الدِّيْنَ۔ دین وَ۔ اور
لَوْ۔ اگرچہ كَرِهَ۔ ناپسند کریں الْكٰفِرُوْنَ۔ کافر رَفِيْعُ۔ بلند
الدَّرَجٰتِ۔ درجات والا ذُو الْعَرْشِ۔ عرش کا مالک يُلْقِي۔ ڈالتا ہے الرُّوْحَ۔ روح
مِنْ اَمْرِهٖ۔ اپنے حکم سے عَلٰى۔ اوپر مَنْ۔ جس کے يَّشَآءُ۔ چاہے
مِنْ عِبَادِهٖ۔ اپنے بندوں میں سے لِيُنْذِرَ۔ تاکہ ڈرائے يَوْمَ۔ دن
التَّلَاقِ۔ ملاقات سے يَوْمَ۔ جس دن هُمْ۔ وہ بٰرِزُوْنَ۔ نکلیں گے
لَا۔ نہیں يَخْفٰى۔ چھپی ہوگی عَلَى۔ اوپر اللّٰهِ۔ اللہ کے
مِنْهُمْ۔ ان کی شَيْءٌ۔ کوئی چیز لِمَنِ۔ کس کی ہے الْمُلْكُ۔ بادشاہی
الْيَوْمَ۔ آج کے دن لِلّٰهِ۔ اللہ الْوَاحِدِ۔ اکیلے الْقَهَّارِ۔ زبردست کی
اَلْيَوْمَ۔ آج تُجْزٰى۔ بدلہ دیا جائے گا كُلُّ۔ ہر نَفْسٍ۔ آدمی
بِمَا۔ جو كَسَبَتْ۔ اس نے کمایا لَا۔ نہیں ہوگا ظُلْمَ۔ ظلم
اَلْيَوْمَ۔ آج کسی پر اِنَّ۔ بیشک اللّٰهَ۔ اللہ سَرِيْعُ۔ جلدی
الْحِسَابِ۔ حساب لینے والا ہے وَ۔ اور اَنْذِرْ۔ ڈرا هُمْ۔ ان کو
يَوْمَ۔ دن الْاٰزِفَةِ۔ قریب سے اِذِ۔ جب الْقُلُوْبُ۔ دل
لَدَى۔ پاس الْحَنَاجِرِ۔ گلے کے ہوں گے كٰظِمِيْنَ۔ غم میں بھرے مَا۔ نہیں
لِلظّٰلِمِيْنَ۔ ظالموں کا مِنْ حَمِيْمٍ۔ کوئی دوست وَّ۔ اور لَا۔ نہ
شَفِيْعٍ۔ سفارشی يُّطَاعُ۔ جو کہا مانا جائے يَعْلَمُ۔ جانتا ہے خَآئِنَةَ۔ چوری
الْاَعْيُنِ۔ آنکھوں کی وَ۔ اور مَا۔ جو تُخْفِي۔ چھپاتے ہیں
الصُّدُوْرُ۔ سینے وَ۔ اور اللّٰهُ۔ اللہ يَقْضِيْ۔ فیصلہ کرے گا

بِالْحَقِّ ۔ حق کے ساتھ ۔ وَ ۔ اور ۔ الَّذِیْنَ ۔ وہ جن کو ۔ یَدْعُوْنَ ۔ پوجتے ہیں
مِنْ دُوْنِہٖ ۔ اس کے سوا ۔ لَا ۔ نہیں ۔ یَقْضُوْنَ ۔ فیصلہ کر سکتے ۔ بِشَیْءٍ ۔ کسی چیز کا
اِنَّ ۔ بیشک ۔ اللّٰہَ ۔ اللہ ۔ ھُوَ ۔ وہ ہے ۔ السَّمِیْعُ ۔ سننے والا
الْبَصِیْرُ ۔ دیکھنے والا ۔

حل لغات نادرہ

مَقْتٌ : بیزاری

یُنِیْبُ : یہ انابت سے ہے جس کے معنی رجوع لانے کے ہیں ۔

یَوْمَ التَّلَاقِ : ملاقات کا دن ۔ اس سے مراد قیامت ہے ۔

بَارِزُوْنَ : یہ بروز سے ہے اور بروز کہتے ہیں ظاہر ہونے کو

یَوْمَ الْاٰزِفَۃِ ۔ آفت کا دن ۔ اس سے مراد قیامت ہے ۔

الْحَنَاجِرِ : حنجرہ کی جمع ہے جس کے معنی گلا کی کھنڈی کے ہیں ۔

کَاظِمِیْنَ : کظم غصہ دبانے اور مجبوری ہیں جب انسان کچھ نہیں کر سکتا تو غصہ کھا لیتا ہے تو وہ غم سے ملو ہو جاتا ہے ۔

تفسیر اردو دوسرا رکوع سورۃ مومن پ ۲۴

اِنَّ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا یُنَادَوْنَ ۔ بیشک وہ لوگ جو کافر ہوئے انہیں ندا دی جائے گی ۔

لَمَقْتُ اللّٰہِ اَکْبَرُ مِنْ مَّقْتِکُمْ اَنْفُسَکُمْ : یہ ندا ملائکہ کی طرف سے جہنمیوں کو ہوگی ۔ روز قیامت جبکہ جہنم میں داخل کیے جائیں گے اور ان کے برے اعمال ان کے سامنے ہوں گے تو وہ عذاب دیکھیں گے تو فرشتے ان سے کہیں گے کہ اللہ جل وعلا کی بیزاری تمہاری اپنی جانوں سے بیزاری کے مقابلہ میں بہت بڑی ہے ۔

اِذْ تُدْعَوْنَ اِلَی الْاِیْمَانِ فَتَکْفُرُوْنَ ۔ جب تم بلائے گئے ایمان کی طرف تو تم نے کفر کیا ۔ یعنی جب دنیا میں مرسلین کرام نے تمہیں دعوت اسلام دی تو تم نے قبولیت سے انکار کیا اس کی وجہ سے اللہ تم سے بیزار ہے اور یہ بیزاری تمہاری جانوں کی بیزاری سے بڑی ہے جو آج تم اپنی جانوں سے اظہار بیزاری

کر رہے ہو اور عذاب دیکھ کر یٰلَیْتَنِیْ کُنْتُ تُرٰبًا کی آواز لگا رہے ہو اس پر کافر کہیں

قَالُوْا رَبَّنَآ اَمَتَّنَا اثْنَتَيْنِ وَاَحْيَيْتَنَا اثْنَتَيْنِ فَاعْتَرَفْنَا بِذُنُوْبِنَا فَهَلْ اِلٰى خُرُوْجٍ مِّنْ سَبِيْلٍ ۔ اے رب ہمارے تو نے ہمیں دوبارہ مردہ کیا اور دوبارہ زندہ کیا اب ہم اپنے گناہوں پر مقر ہوئے تو آگ سے نکلنے کی بھی کوئی راہ ہے۔؟

دو دفعہ زندہ کرنا پہلا بصورت نطفہ جنین ہو کر طفل صغیر بن کر عمر طبعی تک زندہ رہا۔ پھر موت آئی ایسے ہی اس موت سے پہلی زندگی اور اس موت کے بعد حشر کی زندگی دو زندگیاں ہوگئیں تو کافر ان دونوں کو بتا کر عرض کریں گے کہ ہم اپنے جرموں کا اعتراف کرتے ہیں تو کیا جہنم سے ہمارے نکلنے کی کوئی سبیل ہے؟ اس کا جواب ہوگا کہ تمہارے جہنم سے نکلنے کی کوئی سبیل نہیں ہے اور فرمایا جائے گا۔ کہ

ذٰلِكُمْ بِاَنَّهٗۤ اِذَا دُعِيَ اللّٰهُ وَحْدَهٗ كَفَرْتُمْ وَاِنْ يُّشْرَكْ بِهٖ تُؤْمِنُوْا فَالْحُكْمُ لِلّٰهِ الْعَلِيِّ الْكَبِيْرِ ۔ یہ عذاب اس بات پر ہے کہ جب ایک اللہ پکارا جاتا تو تم کفر کرتے اور اگر اس کا شریک ٹھہرایا جاتا تو تم ایمان لے آتے تو آج حکم اللہ ہی کا ہے جو بلند اور زبردست ہے۔

یعنی اس عذاب اور اس کے دوام و خلود کا سبب تمہارا یہ فعل ہے کہ جب توحید کا اعلان ہوتا اور لا الٰہ الا اللہ کہا جاتا تو تم اس کا انکار کرتے اور کفر اختیار کرتے اور اس شرک کی تصدیق کرتے تو آج اللہ کی طرف سے تمہارے لیے حکم ہے جہنم میں رہنے کا اور یہ رہنا ہمیشہ کے لیے ہوگا اس کے بعد اپنی قدرت کاملہ کی تعریف فرمائی گئی اور ارشاد ہوا۔

هُوَ الَّذِيْ يُرِيْكُمْ اٰيٰتِهٖ وَيُنَزِّلُ لَكُمْ مِّنَ السَّمَآءِ رِزْقًا ۭ وَمَا يَتَذَكَّرُ اِلَّا مَنْ يُّنِيْبُ ۔ وہ وہ ذات ہے جو اپنی نشانیاں دکھاتی ہے اور تمہارے لیے آسمان سے رزق اتارتی ہے اور نہیں نصیحت مانتا مگر جو رجوع لائے۔

نشانیاں دکھلانے سے مطلب یہ ہے کہ اپنے عجائبات قدرت کا مشاہدہ کراتا ہے اور مینہ برسا کر سبزہ اگا کر ہر مخلوق کے لیے رزق دیتا ہے۔ مگر ان چیزوں سے وہی ہدایت پا سکتے ہیں جو اس جل شانہ کی طرف رجوع لانے والے ہیں۔ رجوع لانے والے شرک و کفر سے تائب ہو کر اس کی طرف جھکنے والے ہیں۔

فَادْعُوا اللّٰهَ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ وَلَوْ كَرِهَ الْكٰفِرُوْنَ ۔ تو پوجو اسی اللہ کو نرے اس کے بندے ہو کر اسی کا حکم ہے اور دین اگرچہ کافروں کو برا لگے۔

دُعَا ۔ تَدْعُوا ۔ اُدْعُوا ۔ تَدْعُوْا کی بحث ہم نویں اور تیرھویں پارہ میں مکمل کر چکے ہیں۔

رَفِيْعُ الدَّرَجٰتِ ذُو الْعَرْشِ ۚ يُلْقِي الرُّوْحَ مِنْ اَمْرِهٖ عَلٰى مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ ۔ بلند درجے والا

عرش کا مالک ایمان کی جان ڈالتا ہے اپنے حکم سے اپنے بندوں میں جس پر چاہے یعنی اپنے بندوں میں سے جسے چاہتا ہے منصب نبوت عطا فرماتا ہے۔ ایمان کی جان انبیاء کرام ہی کو عطا ہوتی ہے اور جس کو نبی بناتا ہے اس کا کام ہوتا ہے کہ

لِیُنْذِرَ یَوْمَ التَّلَاقِ کہ وہ ملنے کے دن یعنی قیامت سے ڈرائے۔ یَوْمَ التَّلَاق سے مراد قیامت ہے۔

یَوْمَ هُمْ بَارِزُوْنَ لَا یَخْفٰی عَلَى اللّٰهِ مِنْهُمْ شَیْءٌ لِمَنِ الْمُلْكُ الْیَوْمَ لِلّٰهِ الْوَاحِدِ الْقَهَّارِ جس دن وہ ظاہر ہو جائیں گے یعنی ان کا کفر اور شرک اتنا واضح ہوگا کہ ان کے اعمال متمثل بصورت ان کے سامنے ہونگے جیسے مومنوں کے عمل متمثل ہو کر سامنے آئیں گے اور انہیں مسرور کریں گے۔ چنانچہ ایک حدیث میں ہے کہ جب مومن قبر میں دفن کر دیا جاتا ہے تو نکیرین آکر اس سے سوال کرتے ہیں مَنْ رَّبُّكَ مَنْ نَّبِیُّكَ وَمَا دِیْنُكَ تو وہ سراسیمہ و پریشان اِدھر اُدھر دیکھتا ہو کہ اچانک ایک نہایت حسین و جمیل صورت سامنے آکر نکیرین اور اس کے مابین حائل ہو جائے اور یہ کہے کہ یہ اعزہ اقربا سے بچھڑا ہوا سراسیمہ و پریشان یہاں ہے اور تم لیے اور پریشان کر رہے ہو اس کے متعلق جو کچھ پوچھنا ہے مجھ سے پوچھو میں اس کے نیک اعمال کا مجسمہ ہوں میں اس کی نماز ہوں میں اس کا روزہ ہوں حج و زکوٰۃ ہوں خیرات و صدقات ہوں یہ سن کر فرشتے واپس ہو جائیں اور کہہ کر جائیں کہ نَمْ کَنَوْمَةِ الْعُرُوْسِ اب تو سو جیسے دلہن سوتی ہے اب قیامت کے دن دو جہان کے دولہا سید عالم شافع محشر ساقی کوثر تجھے جگائیں گے۔

ایسے ہی یَوْمَ هُمْ بَارِزُوْنَ سے یہ مستفاد ہوتا ہے کہ کافر کتنا ہی نیک خصلت اور دان پن کرنے والا کیوں نہ ہو مگر اس کا شرک اس پر ظاہر ہو جائے گا اور اس کے عمل کا ایک ہیبت ناک مجسمہ اس کے سامنے ہوگا اس سے وہ وُجُوْهٌ یَّوْمَئِذٍ عَلَیْهَا غَبَرَةٌ تَرْهَقُهَا قَتَرَةٌ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْكَفَرَةُ الْفَجَرَةُ کے مطابق اپنی کیفیت دیکھے گا اور کہے گا یٰلَیْتَنِیْ كُنْتُ تُرٰبًا۔ اے کاش میں مٹی ہوا ہوتا بقول شاعر ؎

انساں بنا کے تو نے کیوں مری مٹی خراب کی

اسی کو واضح کیا گیا کہ لَا یَخْفٰی عَلَى اللّٰهِ مِنْهُمْ شَیْءٌ اللہ تعالے پر کسی کی کوئی عملی کیفیت پوشیدہ اور مخفی نہیں ہے چنانچہ اعلان فرمایا جائے گا کہ

لِمَنِ الْمُلْكُ الْیَوْمَ۔ کون ہے آج کے دن ملکیتوں کا مدعی۔ جب ہر طرف سے سکوت کا عالم ہو۔ اور جواب کہیں سے نہ ملے تو خود ہی ارشاد ہو۔

لِلّٰهِ الْوَاحِدِ الْقَهَّارِ۔ مملکت حقیقی اور سلطنت غیر فانی اسی ایک اللہ کے لیے ہے جو قہار اور سب پر غالب ہے اس کے بعد ارشاد ہو

اَلْیَوْمَ تُجْزٰی کُلُّ نَفْسٍ بِمَا کَسَبَتْ لَا ظُلْمَ الْیَوْمَ اِنَّ اللّٰہَ سَرِیْعُ الْحِسَابِ۔ آج کے دن ہر جان اپنی کرنی کا بدلہ پائے گا۔ آج کسی پر ظلم نہیں بیشک اللہ بہت جلدی حساب لینے والا ہے۔

مومن چونکہ دنیا میں بھی اپنے رب کے سامنے نگونسار رہتا ہے وہاں بھی نہایت سرخروئی سے لِلّٰہِ الْوَاحِدِ الْقَہَّارِ کہے اور کافر چونکہ اللہ تعالےٰ کا ساجھی اور شریک مانتا رہا تھا۔ آج اس کے برعکس حقیقت مملکت اور شان جبروتی دیکھ کر خجل و منفعل ہو اور وہ بھی مرے جی سے یہی اقرار کرے مگر یہ اقرار اس کو فائدہ مند نہ ہو اور فرما دیا جائے کہ آج کے دن نیکوں کو نیکی کا بدلہ اور بدوں کو بدی کا معاوضہ بغیر کسی زیادتی کے اور بغیر کسی قسم کے ظلم کے ملے گا اللہ سب کا حساب جلدی طے فرمائے گا اور اپنے محبوب مخبر صادق و طبیب حاذق رحمت مجسم صلے اللہ علیہ وسلم کو حکم ہے۔

وَاَنْذِرْھُمْ یَوْمَ الْاٰزِفَۃِ اِذِ الْقُلُوْبُ لَدَی الْحَنَاجِرِ کٰظِمِیْنَ مَا لِلظّٰلِمِیْنَ مِنْ حَمِیْمٍ وَّلَا شَفِیْعٍ یُّطَاعُ اے محبوب ڈراؤ ان کافروں کو آفت کے دن قریب آنے والے سے جبکہ کلیجے منہ کو آجائیں گے اور سب کافر غمگین ہونگے ہر کافر کی جان پر بن رہی ہوگی ان کے دل شدت خوف سے منجرے میں اٹکے ہونگے نہ باہر آسکیں گے نہ اندر رہ سکیں گے اور وہ ایسی حالت میں ہونگے کہ

مَا لِلظّٰلِمِیْنَ مِنْ حَمِیْمٍ وَّلَا شَفِیْعٍ یُّطَاعُ۔ ان کا نہ کوئی گرم جوش دوست ہوگا اور نہ کوئی حمایتی جس کی سفارش مانی جائے۔

یہاں ظالم کے معنی مشرک کے ہیں جیسا تفسیر القرآن بالقرآن سے واضح ہے کہ اِنَّ الشِّرْکَ لَظُلْمٌ عَظِیْمٌ شرک ہی سب میں بڑا ظلم ہے۔ تو مشرک ہونے والا سب سے بڑا ظالم ہوا۔ آگے اپنی وسعت علم کو واضح فرمایا گیا۔ یَعْلَمُ خَائِنَۃَ الْاَعْیُنِ وَمَا تُخْفِی الصُّدُوْرُ۔ وہ ذات مقدس جل وعلا شانہ وہ ذات ہے کہ وہ ہر چور آنکھ اور ہر دل کی خفیہ بات جانتی ہے۔

اسی لیے اسے علام الغیوب کہا جاتا ہے۔ وہی فرماتا ہے وَاللّٰہُ یَقْضِیْ بِالْحَقِّ۔ اور اللہ جل وعلا شانہ سچا فیصلہ فرماتا ہے یعنی ہر کافر و مومن۔ گبر۔ ترسا۔ یہودی۔ مجودی سب کی عملی کیفیتیں اس کے سامنے مبرہن اور واضح ہوں گی اسی کے مطابق اس کا فیصلہ فرمایا جائے گا۔ جہنمی جہنم میں اور جنتی جنت میں داخل ہوں گے البتہ گنہگار سیاہ کار ایسے ہوں گے جو شفاعت بالوجاہت سے بخشے جائیں جس کی تصریح سورہ زمر میں فرمائی گئی اور ارشاد ہوا۔

قُلْ یٰعِبَادِیَ الَّذِیْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰٓی اَنْفُسِہِمْ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَۃِ اللّٰہِ اِنَّ اللّٰہَ یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِیْعًا۔ اے محبوب فرما دیجئے کہ میرے ایسے بندو جو اپنی جانوں پر ظلم کر گذرے ہو اپنی بد اعمالی پر اللہ کی رحمت

سے مایوس نہ ہو بے شک اللہ تمہارے سب گناہ معاف فرمائے گا۔

اور کس صدقہ میں فرمائے گا اس کی تصریح لَا تَقْنَطُوا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ میں موجود ہے کہ اللہ کی رحمت سے مایوس نہ ہو اور رحمت کون ہے؟ قرآن کریم بطور حصر فرماتا ہے وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ اے محبوب ہم نے تمہیں بھیجا ہی نہیں مگر عالموں کے لیے رحمت۔ تو اس رحمت سے عدم قنوط مومن پر لازمی ہے اور اس سے یہ مستفاد ہوا کہ کافر وہی ہے جس میں ایمان نہ ہو۔ بر خلاف سیہ کار گنہگار کے کہ وہ بد عمل ضرور ہے مگر ایمان اس میں موجود ہے۔ اس ایمان کی جھلک کا ہی نتیجہ ہو گا کہ اس کی سیاہ کاریاں شفاعت بالوجاہت کے ذریعہ معاف کر دی جائیں گی اور اسے جنت ملے گی اسی لیے آیت کریمہ میں ارشاد ہوا کہ

وَالَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ لَا يَقْضُوْنَ بِشَيْءٍ اِنَّ اللّٰهَ هُوَ السَّمِيْعُ الْبَصِيْرُ۔ اور وہ جو اللہ کے سوا غیر کی پوجا کرتے ہیں وہ کچھ فیصلہ نہیں کر سکتے بیشک اللہ سنتا دیکھتا ہے۔

یہاں اس امر کو واضح کر دیا کہ غیر خدا کی پوجا شرک خالص ہے اور جن کی پوجا کی جاتی ہے خواہ وہ بت ہوں یا شجر و حجر یا شمس و قمر ان میں کسی شے کے فیصلہ کی طاقت نہیں اور اللہ تعالٰے ان کی عملی کیفیتیں اور عبادت لغیر اللہ کی صورتیں سنتا اور دیکھتا ہے۔ یہاں اس امر کا سمجھ لینا ضروری ہے کہ پوجا جسے تعبد لغیر اللہ کہا جاتا ہے اس میں اور تعظیم لغیر اللہ میں کیا فرق ہے۔

اس بحث کو ہم نے تفصیلی طور پر اس تفسیر کے تیرھویں پارہ میں بیان کر دیا ہے یہاں بھی تبرکاً کچھ تفصیل عرض ہے۔ یہ ناقابل انکار حقیقت ہے کہ تعبد اور تعظیم میں کون بعید ہے۔ تعبد کہتے ہیں اللہ تعالٰے کے ساتھ غیر کی پوجا کرنے کو اور تعظیم کہتے ہیں مقربان خاص کو عظمت کی نظر سے دیکھنا اور انہیں اللہ کا بندہ اور محبوب جاننا۔ اسی طرح استعانت لغیر اللہ کے معنی ہیں مستعین حقیقی کے حضور کسی مقرب خاص کا توسّل پیش کرنا اور یہی استمداد کا مفہوم ہے۔ تو مسئلہ واضح ہو گیا کہ استعانت اور امداد شرک نہیں ہے اس لیے کہ مقربان خاص کے توسّل سے اللہ تعالٰے کے حضور کچھ عرض کرنا اور مانگنا یہ سنت صحابہ ہے اس کو شرک کہنا خود مشرک بننا ہے۔ چنانچہ علامہ آلوسی، علامہ نسفی اور علامہ خازن اور علامہ فخر الدین رازی نے تفسیر کبیر میں یہی تصریح فرمائی ہے وللہ الحمد۔

بامحاورہ ترجمہ تیسرا رکوع سورۂ مومن پ ۲۴

اَوَلَمْ يَسِيْرُوْا فِى الْاَرْضِ فَيَنْظُرُوْا کیا انہوں نے زمین میں سفر نہ کیا کہ دیکھتے کیسا ہوا

كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِيْنَ كَانُوْا مِنْ قَبْلِهِمْ كَانُوْا هُمْ اَشَدَّ مِنْهُمْ قُوَّةً وَّاٰثَارًا فِي الْاَرْضِ فَاَخَذَهُمُ اللّٰهُ بِذُنُوْبِهِمْ وَمَا كَانَ لَهُمْ مِّنَ اللّٰهِ مِنْ وَّاقٍ ۝

انجام ان کا جو ان سے پہلے تھے وہ ان سے قوت میں سخت تھے اور ان کی نشانیاں زمین میں ہیں۔ تو اللہ نے ان کے گناہوں پر ان کو پکڑا اور نہیں ہے کوئی اللہ سے بچانے والا۔

ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ كَانَتْ تَّاْتِيْهِمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ فَكَفَرُوْا فَاَخَذَهُمُ اللّٰهُ اِنَّهٗ قَوِيٌّ شَدِيْدُ الْعِقَابِ ۝

یہ اس لیے کہ آئے ان کے پاس ان کے رسول روشن نشانیوں کے ساتھ تو سرکشی کی انہوں نے تو اللہ نے انہیں پکڑ لیا بے شک وہ بڑی قوت والا سخت عذاب دینے والا ہے۔

وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا مُوْسٰى بِاٰيٰتِنَا وَسُلْطٰنٍ مُّبِيْنٍ ۝

اور بے شک بھیجا ہم نے موسیٰ کو اپنی نشانیوں کے ساتھ اور روشن قوت کے ساتھ۔

اِلٰى فِرْعَوْنَ وَهَامٰنَ وَقَارُوْنَ فَقَالُوْا سٰحِرٌ كَذَّابٌ ۝

فرعون، ہامان اور قارون کی طرف تو وہ کہنے لگے یہ جادوگر جھوٹا ہے۔

فَلَمَّا جَآءَهُمْ بِالْحَقِّ مِنْ عِنْدِنَا قَالُوا اقْتُلُوْٓا اَبْنَآءَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ وَاسْتَحْيُوْا نِسَآءَهُمْ وَمَا كَيْدُ الْكٰفِرِيْنَ اِلَّا فِيْ ضَلٰلٍ ۝

اور جب وہ تشریف لائے حق لے کر ہماری طرف سے تو بولے کہ قتل کر دو ان کے متبعین کو جو ان کے ساتھ ہیں اور زندہ رکھو ان کی لڑکیوں کو اور نہیں مکر کافروں کا مگر رائیگاں۔

وَقَالَ فِرْعَوْنُ ذَرُوْنِيْٓ اَقْتُلْ مُوْسٰى وَلْيَدْعُ رَبَّهٗ اِنِّيْٓ اَخَافُ اَنْ يُّبَدِّلَ دِيْنَكُمْ اَوْ اَنْ يُّظْهِرَ فِي الْاَرْضِ الْفَسَادَ ۝

اور بولا فرعون کہ چھوڑ دو مجھے کہ میں موسیٰ کو قتل کر دوں اور وہ اپنے رب کو پکارے مجھے خطرہ ہے کہ تمہارا دین نہ بدل دے یا غالب آئے زمین میں فساد کرتا ہوا۔

وَقَالَ مُوْسٰٓى اِنِّيْ عُذْتُ بِرَبِّيْ وَرَبِّكُمْ مِّنْ كُلِّ مُتَكَبِّرٍ لَّا يُؤْمِنُ بِيَوْمِ الْحِسَابِ ۝

اور فرمایا موسیٰ نے میں تمہارے اور اپنے رب کی پناہ لیتا ہوں ہر متکبر سے جو ایمان نہیں لاتا حساب کے دن پر۔

حلِّ لُغات

اَوَ۔ کیا	لَمْ۔ نہ	یَسِیْرُوْا۔ سیر کی انہوں نے	فِی۔ بیچ
الْاَرْضِ۔ زمین کے	فَیَنْظُرُوْا۔ کہ دیکھتے	کَیْفَ۔ کیسا ہو	کَانَ۔ تھا
عَاقِبَۃُ۔ انجام	الَّذِیْنَ۔ ان کا جو	کَانُوْا۔ تھے	مِنْ قَبْلِہِمْ۔ ان سے پہلے
کَانُوْا۔ تھے	ھُمْ۔ وہ	اَشَدَّ۔ سخت	مِنْھُمْ۔ ان سے
قُوَّۃً۔ قوت میں	وَّ۔ اور	اٰثَارًا۔ نشانوں میں	فِی۔ بیچ
الْاَرْضِ۔ زمین کے	فَاَخَذَ۔ تو پکڑا	ھُمُ۔ ان کو	اللّٰہُ۔ اللہ نے
بِذُنُوْبِہِمْ۔ ان کے گناہوں سے	وَ۔ اور	مَا۔ نہیں	کَانَ۔ تھا
لَھُمْ۔ ان کے لیے	مِّنَ اللّٰہِ۔ اللہ سے	مِنْ وَّاقٍ۔ کوئی بچانے والا	ذٰلِکَ۔ یہ
بِاَنَّھُمْ۔ اسلیئے کہ وہ	کَانَتْ۔ تھے	تَاْتِیْہِمْ۔ آتے ان کے پاس	رُسُلُھُمْ۔ ان کے رسول
بِالْبَیِّنٰتِ۔ دلائل لے کر	فَکَفَرُوْا۔ تو انکار کیا انہوں نے	فَاَخَذَ۔ تو پکڑا	ھُمُ۔ ان کو
اللّٰہُ۔ اللہ نے	اِنَّہٗ۔ بیشک وہ	قَوِیٌّ۔ طاقتور	شَدِیْدُ۔ سخت
الْعِقَابِ۔ عذاب والا ہے	وَ۔ اور	لَقَدْ۔ بیشک	اَرْسَلْنَا۔ بھیجا ہم نے
مُوْسٰی۔ موسٰی کو	بِاٰیٰتِنَا۔ اپنی نشانیوں سے	وَ۔ اور	سُلْطٰنٍ۔ غلبہ
مُّبِیْنٍ۔ ظاہر سے	اِلٰی۔ طرف	فِرْعَوْنَ۔ فرعون	وَ۔ اور
ھَامٰنَ۔ ہامان	وَ۔ اور	قَارُوْنَ۔ قارون کی	فَقَالُوْا۔ تو بولے
سٰحِرٌ۔ جادوگر ہے	کَذَّابٌ۔ جھوٹا	فَلَمَّا۔ پھر جب	جَآءَ۔ لایا
ھُمْ۔ ان کے پاس	بِالْحَقِّ۔ حق	مِنْ عِنْدِنَا۔ ہماری طرف سے	
قَالُوْا۔ تو بولے	اُقْتُلُوْا۔ قتل کردو	اَبْنَآءَ۔ بیٹے	الَّذِیْنَ۔ ان کے
اٰمَنُوْا۔ جو ایمان لائے	مَعَہٗ۔ اس کے ساتھ	وَ۔ اور	اسْتَحْیُوْا۔ زندہ رکھو
نِسَآءَ۔ عورتیں	ھُمْ۔ ان کی	وَ۔ اور	مَا۔ نہیں
کَیْدُ۔ تدبیر	الْکٰفِرِیْنَ۔ کافروں کی	اِلَّا۔ مگر	فِی۔ بیچ
ضَلٰلٍ۔ گمراہی کے	وَ۔ اور	قَالَ۔ بولا	فِرْعَوْنُ۔ فرعون

ذَرُوْنِیْ مجھے چھوڑو	اَقْتُلْ۔ میں قتل کروں	مُوْسٰی۔ موسیٰ کو	وَ۔ اور
لْیَدْعُ۔ وہ بلا لائے	رَبَّہٗ۔ اپنے رب کو	اِنِّیْ۔ بیشک میں	اَخَافُ۔ ڈرتا ہوں
اَنْ۔ یہ کہ	یُّبَدِّلَ۔ بدل دے	دِیْنَکُمْ۔ تمہارا دین	اَوْ۔ یا
اَنْ۔ یہ کہ	یُّظْهِرَ۔ پھیلائے	فِی۔ بیچ	الْاَرْضِ۔ زمین کے
الْفَسَادَ۔ فساد	وَ۔ اور	قَالَ۔ فرمایا	مُوْسٰی۔ موسیٰ نے
اِنِّیْ۔ بیشک میں	عُذْتُ۔ پناہ لیتا ہوں	بِرَبِّیْ۔ اپنے رب	وَ۔ اور
رَبِّکُمْ۔ تمہارے رب کی	مِّنْ کُلِّ۔ ہر ایک	مُتَکَبِّرٍ۔ متکبر سے جو	لَا۔ نہ
یُؤْمِنُ۔ ایمان رکھتا ہو	بِیَوْمِ۔ یوم	الْحِسَابِ۔ حساب پر	

تفسیر اردو تیسرا رکوع سورۂ مومن پ۲۴

اَوَلَمْ یَسِیْرُوْا فِی الْاَرْضِ فَیَنْظُرُوْا کَیْفَ کَانَ عَاقِبَةُ الَّذِیْنَ کَانُوْا مِنْ قَبْلِهِمْ کَانُوْا هُمْ اَشَدَّ مِنْهُمْ قُوَّةً وَّاٰثَارًا فِی الْاَرْضِ فَاَخَذَهُمُ اللّٰهُ بِذُنُوْبِهِمْ وَمَا کَانَ لَهُمْ مِّنَ اللّٰهِ مِنْ وَّاقٍ ۝ تو کیا انہوں نے زمین میں سیر نہ کی کہ وہ دیکھتے کہ کیسا ہوا انجام ان کا جو طاقت میں ان سے کہیں زیادہ تھے اور ان کے نشان زمین میں ہیں تو پکڑا اللہ نے انہیں ان کے گناہوں کے سبب اور نہ ہوا کوئی انہیں اللہ سے بچانے والا۔

قوم عاد و ثمود جو ان سے پہلے گذری ہیں یہ پہاڑوں کو کھود کر مکان بناتی تھیں اور بڑے بڑے محل اور باغ انہوں نے تعمیر کیے مگر ان کے شرک و کفر کی بنا پر ان پر عذاب آیا اور یہ ہلاک کر دیے گئے ان کی عمارتوں کے نشانات اور کھنڈرات اب تک شام و فلسطین میں نظر آتے ہیں۔ چنانچہ یہاں فرمایا گیا کہ تم زمین کی سیر کرو اور پہلی قوموں کی قوتیں اور ان کی عمارتوں کے نشانات دیکھ کر عبرت حاصل کرو اور عقل سے کام لو اور سوچو کہ جب ایسی ایسی بڑی قومیں ہم نے مٹا دیں تو تمہارا مٹا دینا ہمارے لیے کیا دشوار ہے آگے ارشاد ہے۔

ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ کَانَتْ تَّاْتِیْهِمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَیِّنٰتِ فَکَفَرُوْا فَاَخَذَهُمُ اللّٰهُ اِنَّهٗ قَوِیٌّ شَدِیْدُ الْعِقَابِ ۝ یہ اس لیے کہ ان میں ہمارے رسول نشانیاں لے کر آئے تھے اور انہوں نے ان سے سرکشی کی تو اللہ نے انہیں پکڑ لیا سرکشی اور کفر کی بنا پر بے شک وہ بڑی قوت والا اور سخت عذاب دینے والا ہے۔

بَیِّنَات سے مراد معجزات ہیں جو انبیاء کرام دکھاتے تھے اور یہ کافر اور مشرک اس کو جادو قرار دیکر

تکذیب کرتے تھے تو ان پر اللہ تعالے کا عذاب آیا اور وہ ہلاک ہوئے۔ البتہ عہد رسالت مآب رحمت دو عالم صلے اللہ علیہ وسلم کے دنیا میں نزول عذاب رک گیا اور ارشاد ہوا۔ مَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَاَنْتَ فِيْهِمْ ہماری یہ شان نہیں کہ آپ کو رحمت عالم بھی بنائیں اور جن میں آپ جلوہ افروز ہوں انہیں معذب بھی کریں آخرت میں محاسبہ کے بعد یہ عذاب دیکھیں گے ابھی ان کو امم ماضیہ کے حالات ہی سنا کر عبرت دلائی جاتی ہے پھر نظیر میں موسیٰ علیہ السلام کا تذکرہ فرماتے ہوئے عبرت دلانے کو ارشاد ہوا۔

وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا مُوْسٰى بِاٰيٰتِنَا وَسُلْطٰنٍ مُّبِيْنٍ اِلٰى فِرْعَوْنَ وَهَامَانَ وَقَارُوْنَ فَقَالُوْا سٰحِرٌ كَذَّابٌ بے شک ہم نے موسیٰ کو اپنی نشانیوں کے ساتھ اور سند واضح عطا فرما کر فرعون ہامان اور قارون کی طرف بھیجا تو بولے جادوگر جھوٹا ہے۔

چنانچہ موسیٰ علیہ السلام نے ان سرکشوں کے آگے ید بیضا اور عصا کے ذریعہ سبھی کچھ قوتیں دکھائیں مگر ان جھوٹوں کی نظر میں سب کچھ جھوٹ ہی نظر آیا اور کہہ دیا یہ تو جادوگر اور جھوٹا ہے اور موسیٰ علیہ السلام کے متبعین کی اولاد نرینہ کے قتل کی تیاریاں کیں چنانچہ ارشاد ہے۔

فَلَمَّا جَآءَهُمْ بِالْحَقِّ مِنْ عِنْدِنَا قَالُوا اقْتُلُوْٓا اَبْنَآءَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ وَاسْتَحْيُوْا نِسَآءَهُمْ وَمَا كَيْدُ الْكٰفِرِيْنَ اِلَّا فِيْ ضَلٰلٍ۔ تو جب حق آگیا ہماری طرف سے تو بجائے ایمان لانے کے بولے قتل کر دو ان کی اولاد نرینہ کو جو موسیٰ پر ایمان لائے ہیں اور زندہ رکھو ان کی لڑکیوں کو۔ اور کافروں کا مکر نہیں مگر رائیگاں ہونے والا۔

فرعون نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی ولادت کی خبر منجموں کے ذریعہ سنی اور انہوں نے بتایا کہ وہ جو اس سال پیدا ہونے والا ہے وہ تیری سلطنت کو نیست و نابود کر دے گا تو اس وقت بھی اس نے یہی حربہ اختیار کیا تھا۔ چنانچہ ستر ہزار کے قریب بچے اس نے قتل کرائے ہر گھر کے اوپر پہرہ رکھا اور دائی کو حکم دیا کہ اگر لڑکی ہو تو زندہ رکھے اور لڑکا ہو تو فوراً اس کو مار دے چنانچہ ستر ہزار کے قریب اس طرح جب بچے مارے جاچکے تو حضرت موسیٰ علیہ السلام کی ولادت کی بھی نوبت آگئی چنانچہ قرآن کریم میں اس کا تذکرہ ہے اور ارشاد ہے وَاَلْقَيْتُ عَلَيْكَ مَحَبَّةً مِّنِّيْ اور میں نے تجھ پر اپنی طرف سے محبت ڈالی۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ اللہ تعالے نے انہیں محبوب بنایا اور خلق کا محبوب کر دیا اور جس کو اللہ تعالے اپنی محبوبیت سے نوازتا ہے تو قلوب میں اس کی محبت پیدا کر دیتا ہے جیسا کہ حدیث شریف میں بھی وارد ہوا۔

یہی حال حضرت موسیٰ علیہ السلام کا تھا جو آپ کو دیکھتا تھا اسی کے دل میں آپ کی محبت پیدا ہو جاتی

تھی۔ قتادہ نے کہا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی آنکھوں میں ایسی ملاحت تھی جسے دیکھ کر دیکھنے والے کے دل میں محبت جوش مارنے لگتی تھی چنانچہ ایسی نگرانی اور حفاظت میں پرورش پائی کہ جب دایہ کی نگاہ آپ پر پڑی تو وہ فریفتہ ہوگئی اور آپ کی والدہ حضرت (یوخانذ) سے کہا کہ اس بچے کو قتل کرنے کے بجائے میں تمہارے پاس چھوڑتی ہوں اور بکری کا بچہ ذبح کر کے ہنڈیا میں ڈال کر لے جاتی ہوں۔ پہرہ والے میرا اعتبار کر گئے ہیں انہیں کہہ دوں گی کہ لڑکا ہوا تھا میں لے جارہی ہوں وہ یقین کرلیں گے پھر آپ ان کی پرورش حفاظت کریں چنانچہ ایسا ہی ہوا اور آپ کی پرورش ہونے لگی تو یہ اس القاء محبت کا اثر تھا جس سے دایہ قتل نہ کرسکی اور حفاظت الٰہی میں آپ پرورش پاتے رہے۔

ایک روز کا واقعہ ہے کہ آپ کی والدہ حضرت یوحانذ آپ کو گود میں لیے تنور جھونک رہی تھیں کہ آپ رونے لگے رونے کی آواز سن کر پہرے والوں نے گھر میں مداخلت کی اور کہا کہ آپ کے ہاں لڑکا ابھی رویا ہے آپ نے سوچا اگرچہ میں عمران، فرعون کے وزیر اعظم کی بیوی ہوں مگر قانون کے مقابلہ میں میرا بچنا مشکل ہے آبرو کے مقابلہ میں بچہ نہ رہے تو نہ سہی آپ کو تنور میں پھینک دیا اور سپاہیوں سے کہا آؤ دیکھ لو۔ سپاہیوں نے گھر کی تلاشی لی اور بے نیل مرام واپس ہوئے۔ جب وہ چلے گئے تو شفقت مادری نے جوش کیا۔ اور بے تابانہ آپ تنور کی طرف آئیں تو عجب کرشمۂ قدرت وَلِتُصْنَعَ عَلٰى عَيْنِي کا دیکھا تنور سے لپٹیں نکل رہی تھیں اور آپ آرام سے اس میں لیٹے ہوئے تھے اور انگوٹھا چوس رہے تھے۔

اس واقعہ سے آپ کی والدہ کو یہ خطرہ ہوا کہ بچہ بہر حال بچہ ہے اس کا پھر رونا اور پہرہ والوں کا آکر گرفت کر لینا بہت ممکن ہے۔ اس سے بہتر ہے کہ میں اسے صندوق میں محفوظ کر کے دریائے نیل میں بہاؤ پر چھوڑ دوں صندوق جدھر راستہ ملے بہہ جائے۔ اور جب کسی کے ہاتھ آجائے تو اس بچے کو نکال کر پرورش کرلے۔

غرضیکہ آپ نے اس منصوبہ کو عملی جامہ پہنانے کے لیے اس نجّار یعنی ترکھان کو بلایا۔ جو آپ کے مکان کے پاس ہی رہتا تھا اور کہا کہ ایک ایسا صندوق بناؤ جس کا طول و عرض یہ ہو۔ اور ایسی پانی سرایت کر سکے جو کچھ تو چاہے گا میں وہ قیمت ادا کر دوں گی۔

اس نے کہا کہ صندوق بھی بن جائے گا اور ایسا بن جائے گا کہ جس میں پانی سرایت نہیں کرسکے گا۔ مگر مجھے یہ بتلائیے کہ یہ کس مقصد کے لیے بنوایا جارہا ہے میں آپ کا رازدار رہوں گا اور کسی پر اس راز کو منکشف نہ کروں گا۔

آپ نے اصل واقعہ اسے سنا دیا وہ سن کر صندوق بنانے کا وعدہ کر کے گھر پہنچا تو وسوسہ شیطانی نے

اس عہد سے اسے منحرف کر دیا۔ اور اس نے سوچا کہ اگر ان کو صندوق بنا کر دے دیا تو یہ مجھے دس بیس درہم دیں گی اور اگر بارگاہ فرعونی میں میں نے مخبری کی تو مجھے بے بہا دولت ملے گی۔ چنانچہ اس لالچ میں وہ گھر سے چلا گھر کے دروازہ پر آیا تو زمین نے اس کے پاؤں پکڑ لیے اور یہ چلنے سے رہ گیا پھر توبہ کی اور ارادہ کیا کہ صندوق بنا دوں تو پھر توسوس شیطانی غالب آیا اور خیال کیا کہ اتفاقیہ وہ پیر زمین میں دھنس گئے تھے اب مجھے پھر جانا چاہیئے۔

چنانچہ چلا اور دروازہ پر آیا ہی تھا کہ کمر زمین نے پکڑ لیا آخر توبۃ النصوح کی اور صندوق بنایا اور انکشاف راز سے باز رہا۔ صندوق بنا کر جب حضرت یوحانذ کی خدمت میں آیا تو آپ نے اس کی قیمت پوچھی اس نے کہا اس کی قیمت صرف یہ ہے کہ اس بچہ کی مجھے زیارت کرا دیجئے یہ زیارت کر کے آپ کا پہلا امتی بنا اور حضرت یوحانذ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اس صندوق میں لٹایا اور بند کر کے دریائے نیل پر معہ اپنی صاحبزادی روانہ ہوئیں۔ اور کلیجہ تھام کر ہمت باندھ کر اس صندوق کو نیل میں ڈال دیا۔ اب ڈالنے کے بعد عجیب کرشمہ قدرت رونما ہوا۔

کہ لکڑی یا کوئی چیز بہاؤ کی طرف بہتی ہے یہ صندوق الٹا دھارا کر چڑھنے لگا آپ کی بہن کنارے کنارے نیل کے چلتی گئی اور دیکھتی رہی کہ یہ صندوق کہاں جاتا ہے۔ فرعون نے نیل پر کچھ آبشاریں بنائی تھیں اور سوراخوں کے لیے وہاں بیٹھنے کی جگہ رکھی تھی۔ آپ کی بہن نے دیکھا کہ وہ صندوق اس آبشار پر گذر رہا ہے اور فرعون کی نظر پڑی فوراً حکم دیا کہ اس صندوق کو پکڑ کر لاؤ۔ بحکم فرعون وہ لایا گیا فرعون نے جب اسے کھولا تو ایک نہایت حسین تنومند بچہ اس میں پایا اور جونہی فرعون کی نظر آپ پر پڑی تو فرعون کے دل میں آپ کی محبت پیدا ہو گئی۔

بظاہر اعیان دولت سے کہنے لگا کہ یہ میرا اقبال شاہی ہے کہ وہ بچہ جس کی نجومیوں نے خبر دی تھی وہ میرے گھر میں آ گیا ہے۔ فرعون کی بیوی حضرت آسیہ محل کے جھروکوں سے یہ منظر دیکھ رہی تھیں۔ کہ فرعون نے جلاد کو بلایا اور آپ کے قتل کا حکم دیا کہ حضرت آسیہ محل سے اتر آئیں اور فرعون سے ماجرا پوچھ کر فرمایا کہ اگرچہ یہ بچہ وہی کیوں نہ ہو جس کی نجومیوں نے خبر دی ہے لیکن جب تو پرورش کر رہا ہے تو تیرا اولی عہد یہی ہو گا پھر سلطنت کو کیوں غارت کرنے لگا اس کو بحفاظت پرورش کرا اور اپنا فرزند بنا لے۔ فرعون نے مشورہ مان لیا اور حکم دیا کہ رضاعت کے لیے انائیں بلائی جائیں چنانچہ ورزاء تک کی بیویاں حاضر آئیں مگر قرآن کریم فرماتا ہے۔

وَحَرَّمْنَا عَلَيْهِ الْمَرَاضِعَ ہم نے دودھ پلانے والیوں کے دودھ موسیٰ علیہ السلام پر حرام کر دیے۔

چنانچہ دوپہر کا کھانا فرعون نے نہیں کھایا اور کہا جبتک اس بچہ کو دودھ پلانے والی نہ ملے گی میں کھانا نہیں کھاؤں گا۔ ادھر آپ کی بہن بھی یہ سب منظر دیکھ رہی تھی تو انہوں نے فرعون سے کہا کہ

هَلْ اَدُلُّكُمْ عَلٰٓى اَهْلِ بَيْتٍ يَّكْفُلُوْنَهٗ لَكُمْ وَهُمْ لَهٗ نٰصِحُوْنَ۔ کیا میں تمہیں ایسے گھر والے بتلا دوں کہ اس بچہ کی کفالت کریں اور اس کے لیے خیر خواہ ثابت ہوں۔ چنانچہ فرعون نے حکم دیا وہ کون ہے انہیں لاؤ۔ قرآن کریم میں ارشاد ہے۔

فَرَجَعْنٰكَ اِلٰٓى اُمِّكَ كَيْ تَقَرَّ عَيْنُهَا وَلَا تَحْزَنَ۔ کہ ہم تجھے تیری ماں کے پاس پھیر لائے تاکہ اس کی آنکھیں ٹھنڈی ہوں اور غم نہ کرے۔

چنانچہ آپ کی بہن نے حضرت یوحانذ کو خبر کی اور انہیں ساتھ لے کر آئیں آپ نے جیسے آتے ہی منہ میں چھاتی دی آپ نے پینا شروع کر دیا۔ غرضیکہ اسی طرح آپ فرعون کے گھر پرورش پاتے رہے چنانچہ گیارہ بارہ سال تک آپ فرعون کے گھر پرورش پاتے رہے اور شاہی قانون یہ تھا کہ دودھ پلانے والی پھر اسی گھر میں رہتی تھی جہاں بچے کو دودھ پلاتی تھی۔ آپ رہتی تھیں اور موسیٰ علیہ السلام فرعون کے گھر سے سلطنت شاہی کو چھوڑ کر تعلیم حق کی طرف آگئے۔ جس کا مفصل واقعہ ہم نے سولھویں اور بیسویں پارہ میں بیان کر دیا ہے۔

مختصر یہ کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام تبلیغ حق کے لیے کھڑے ہوگئے اور فرعون نے اسی پرانے حربہ کی طرف رخ کیا اور کہا ان کی عورتوں کو زندہ رکھو اور ان کے مردوں کو قتل کر دو۔ مگر یہ منصوبہ بھی فرعون کا رائیگاں گیا جیسا کہ آیہ کریمہ میں ارشاد ہوچکا وَمَا كَيْدُ الْكٰفِرِيْنَ اِلَّا فِيْ ضَلٰلٍ۔

عربی زبان میں ضلال کا مادہ ضل ہے اور ضل کے معنی مفردات راغب نے عدول عن طریق المستقیم کے بتلائے ہیں۔ اور دوسرے معنی ہیں عدول عن المنہج کے خواہ وہ قصدًا ہو یا سہوًا۔ تیسرے معنی اللہ اور رسول سے مخالفت کرنا۔ چوتھے معنی احکام شرعیہ سے انحراف کرنا۔ پانچویں معنی موت کے ہیں چھٹے معنی گمراہ ہونے کے ہیں ساتویں معنی اپنی طاقت سے بے خبر ہونے کے ہیں آٹھویں معنی رائیگاں اور عبث کے ہیں جس کو مفصل ہم پہلے لکھ چکے ہیں۔ آگے ارشاد ہے۔

وَقَالَ فِرْعَوْنُ ذَرُوْنِيْٓ اَقْتُلْ مُوْسٰى وَلْيَدْعُ رَبَّهٗ ۚ اِنِّيْٓ اَخَافُ اَنْ يُّبَدِّلَ دِيْنَكُمْ اَوْ اَنْ يُّظْهِرَ فِي الْاَرْضِ الْفَسَادَ۔ اور بولا فرعون مجھے چھوڑو کہ میں قتل کروں موسیٰ کو اور وہ اپنے رب کو پکارے مجھے خطرہ ہے کہ بدل دے تمہارا دین اور عام کرے زمین میں فساد۔

واقعہ یہ ہے کہ فرعون نے جب قتل موسیٰ کا ارادہ کیا تو قوم نے اسے روکا اور کہا اگر اس کو قتل کر دیا تو

لوگوں کا خیال موسیٰ علیہ السلام کی صداقت کی طرف مائل ہو جائے گا اور وہ سمجھ لیں گے کہ وہ سچے نبی تھے حالانکہ فرعونیوں کی نظروں میں آپ ایک معمولی جادوگر کی حیثیت رکھتے تھے برخلاف فرعون کے کہ وہ آپ کو سچا نبی جان کر آپ کے ہلاک کرنے کی طرف مائل تھا۔ یہی وجہ تھی کہ اس نے قوم سے کہا کہ مجھے چھوڑ دو تاکہ میں انہیں قتل کردوں مجھے خطرہ ہے کہ یہ اپنی حقانیت کے چمکارے دکھا کر تمہارا دین نہ بدل دے اور زمین میں فساد عام نہ کرے۔

لیکن قوم نے اسے کہا کہ ہم اس کے جادو کا جادوگروں کے ذریعہ مقابلہ کریں گے ہمارے ملک میں جادو کے بڑے بڑے ماہر موجود ہیں اس کے جواب میں فرعون یہ نہیں کہتا کہ یہ خیال تمہارا غلط ہے بلکہ وہ سچے نبی ہیں اس لیے کہ اگر وہ کہہ دیتا تو قوم پلٹ پڑتی اور کہتی کہ جب یہ سچے نبی ہیں تو تیرا دعوی خدائی باطل ہے تو تجھے بھی ایمان لے آنا چاہیئے اور اس کے بعد اس کی سلطنت درہم برہم ہو جاتی۔

غرضیکہ اس نے یوں کہا کہ موسیٰ اپنے رب کو پکارے اور میں اس کے قتل کی تیاری کرتا ہوں اور وہ اپنے رب کو پکارتا ہے جس کا وہ رسول بنا ہوا ہے۔ یہ جو کہا اِنِّیْٓ اَخَافُ اَنْ یُّبَدِّلَ دِیْنَکُمْ مجھے خوف ہے کہ تمہارا دین نہ بدل دے اس سے مراد یہ ہے کہ فرعون کی خدائی کو چھوڑ کر ایک وحدہ لاشریک کے آگے سب کہیں نہ جھک جائیں اور یہ خطرہ فرعون کے دل میں موسیٰ علیہ السلام کی طرف سے تھا۔ آگے ارشاد ہے وَقَالَ مُوْسٰٓی اِنِّیْ عُذْتُ بِرَبِّیْ وَرَبِّکُمْ مِّنْ کُلِّ مُتَکَبِّرٍ لَّا یُؤْمِنُ بِیَوْمِ الْحِسَابِ اور موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ میں اپنے رب کی پناہ مانگتا ہوں وہ رب جو میرا اور تمہارا سب کا رب ہے ہر متکبر اور اس سے جو قیامت پر یقین نہیں رکھتا۔

فرعون کی دھمکیاں سنکر موسیٰ علیہ السلام نے کوئی تعلی ظاہر کرنے کی بجائے یہی فرمایا کہ اس رب کی پناہ چاہتا ہوں جو درحقیقت میرا اور تمہارا سب کا رب ہے۔ اس میں آپ کی طرف سے یہ ہدایت بھی تھی کہ تم جس غلط راستہ پر ہو وہ غلط ہے اور درحقیقت رب حقیقی تمام کائنات کا ایک ہے۔ دوسری ہدایت یہ بھی فرمائی کہ مقربان بارگاہ فخر و مباہات کو چھوڑ کر ایک رب حقیقی کے آگے ہی جھکتے ہیں۔ تم اگر نجات چاہتے ہو تو اسی کے حضور جھک جاؤ۔ تیسری ہدایت یہ تھی کہ رب حقیقی کے ماننے والے قیامت پر ضرور ایمان رکھتے ہیں۔

فرعون کی ابتدائی حالت اور تمکن علی السلطنت۔ اس کا واقعہ یوں ہے کہ یہ اپنی ماں کے پیٹ میں تھا کہ اس کی ماں کو دریائی سفر لاحق ہوا اور یہ کشتی میں چلی کہ موجوں نے اپنے تھپیڑوں سے کشتی کو توڑ دیا اور اس کی ماں کو وضع حمل ہو گیا اور وہ اس کی موج کی لپیٹ میں آکر غرق ہو گئی۔ یہ طفل رضیع تختہ پر بہتا ہوا کنارے

آلگا کسی نے اس کو لے کر پرورش کیا۔ قوی ہیکل جوان ہوگیا اور چونکہ کوئی تربیت کا نظام نہ تھا تو اس کو اپنی معاش کے لیے بھیک مانگنا ہی آسان نظر آیا اور یہ بھکاریوں میں شامل ہو کر بھیک مانگتا اور شکم پروری کرتا۔ اس زمانہ میں مصر کے اندر وبائے کالرہ پھیل گئی اور حکماء نے اس کا علاج تربوز سے بتایا۔ اس نے دو گدھے تربوز کے خرید لیے اور مصر جا کر منہ مانگی قیمت میں فروخت کیا۔ کچھ روپیہ اس کے پاس ہوگیا تو ایک قبرستان پر قابض ہوگیا۔

بادشاہ وقت نہایت آرام طلب اور رعایا سے بے خبر تھا اس نے میت دفن کرنے کے عوض میں کافی رقم وصول کی۔ پریشان حال غمزدہ لوگ مجبور ہو کر جو یہ چاہتا وہ دیدیتے۔ آخر سب نے مل کر بادشاہ کو درخواستیں دیں۔ بادشاہ کی آنکھ کھلی اس نے کہا یہ کون شخص ہے جس کے خلاف اتنی درخواستیں موصول ہوئیں اس کو پیش کیا جائے۔ چنانچہ پیش کر دیا گیا۔

بادشاہ نے وجہ ظلم دریافت فرمائی اس نے جواب دیا کہ میں جانتا تھا کہ ظالم کے پاس بغیر ظلم کیے پہنچنا مشکل ہے اس لیے میں نے ایسا کیا ہے اور آخر میں اپنے مقصد میں کامیاب ہوا۔ بادشاہ نے کہا تو کیا چاہتا ہے اس نے کہا آپ آرام سے بیٹھیں اور زمام سلطنت اول آٹھ روز کے لیے مجھے دیں اگر اس ہفتہ میں ساری رعایا میرے حق میں ووٹ دیدے تو مجھے مستقل کر دیا جائے ورنہ جو سزا منظور ہو مجھے دے دی جائے بادشاہ نے غنیمت جانا اور اپنی آرام طلبی کے لحاظ سے اس کو اپنا وزیر اعظم بنا دیا اس نے آٹھ دن میں رات دن ایک کر کے رعایا کی آوازیں سنیں اور خاطر خواہ فیصلے دیے حتیٰ کہ سب کے ووٹ اسی کے حق میں ہوگئے اور یہ مستقل وزیر اعظم بن گیا۔

چند روز بعد بادشاہ مر گیا اور اس کی جگہ یہی بادشاہ بن گیا۔ فرعون مصر کے تاجداروں کو عموماً کہا جاتا تھا اسے بھی فراعنہ مصر سے فرعون کہا گیا۔ اس نے رعایا کو اتنا مسخر کیا کہ جو یہ چاہتا تھا سب اس کے حکم کی تعمیل کو تیار تھے۔ جب متمکن علی السلطنت ہوگیا تو اپنی اصلیت کو کھول کر رعایا میں اعلان کیا کہ تمہارا خدا میں ہوں اور سب نے مان لیا۔ اپنی تصویریں سب کو دے کر حکم دیا کہ روزانہ انہیں سجدہ کرو اور آٹھویں دن میرے دربار میں آ کر مجھے سجدہ کرو۔ تبلیغی مبلغ سے یہ تمام کے تمام محروم تھے انہوں نے اسی کو خدا مان لیا۔ آخر غیرت حق حرکت میں آئی اور موسیٰ علیہ السلام کو اعطاء نبوت کے بعد حکم ملا کہ اِذۡهَبۡ اِلٰی فِرۡعَوۡنَ اِنَّهٗ طَغٰی۔ اس واقعہ کو تفصیلاً سولھویں پارہ میں بھی بیان کر چکے ہیں۔ غرضکہ پھر موسیٰ علیہ السلام سے مقابلہ ہوا اور یہ غرق قلزم نیل کر دیا گیا اور توحید کا ڈنکا بجا۔

بامحاورہ ترجمہ چوتھا رکوع سورۂ مومن پ۲۴

وَقَالَ رَجُلٌ مُّؤْمِنٌ مِّنْ اٰلِ فِرْعَوْنَ يَكْتُمُ اِيْمَانَهٗ اَتَقْتُلُوْنَ رَجُلًا اَنْ يَّقُوْلَ رَبِّيَ اللّٰهُ وَقَدْ جَآءَكُمْ بِالْبَيِّنٰتِ مِنْ رَّبِّكُمْ وَاِنْ يَّكُ كَاذِبًا فَعَلَيْهِ كَذِبُهٗ وَاِنْ يَّكُ صَادِقًا يُّصِبْكُمْ بَعْضُ الَّذِيْ يَعِدُكُمْ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِيْ مَنْ هُوَ مُسْرِفٌ كَذَّابٌ ۝

اور کہا ایک ایماندار آدمی نے جو فرعون والوں میں سے ایک مرد مسلمان کہ اپنے ایمان کو چھپاتا تھا کیا قتل کروگے اسکو جو کہتا ہے میرا رب اللہ ہے اور بے شک آیا وہ تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے نشانیاں لے کر اگر وہ ہو جھوٹا تو اس پر اس کا وبال ہوگا اور اگر ہے وہ سچا تو تمہیں پہنچے گی اس سے مخالفت کی سزا ایسی سزا جو تم سے وعدہ کی گئی بے شک اللہ ہدایت نہیں دیتا اسے جو کہ حد سے بڑھنے والا بہت جھوٹ بولنے والا ہو۔

يٰقَوْمِ لَكُمُ الْمُلْكُ الْيَوْمَ ظٰهِرِيْنَ فِي الْاَرْضِ فَمَنْ يَّنْصُرُنَا مِنْۢ بَاْسِ اللّٰهِ اِنْ جَآءَنَا قَالَ فِرْعَوْنُ مَآ اُرِيْكُمْ اِلَّا مَآ اَرٰى وَمَآ اَهْدِيْكُمْ اِلَّا سَبِيْلَ الرَّشَادِ ۝

اے میری قوم تمہارے لیے آج کے دن ملک ہے اور تم غالب ہو زمین میں تو کون ہماری مدد کرے گا اللہ کے عذاب کے مقابلہ میں اگر آیا ہمارے اوپر فرعون بولا میں تمہیں وہی کہتا ہے جو میری سمجھ میں آتا ہے میں تمہیں نہیں بتاتا مگر راستہ بھلائی کا۔

وَقَالَ الَّذِيْ اٰمَنَ يٰقَوْمِ اِنِّيْ اَخَافُ عَلَيْكُمْ مِّثْلَ يَوْمِ الْاَحْزَابِ ۝

اور کہنے لگا وہ جو ایمان لاچکا تھا اے قوم میں خوف کھاتا ہوں تم پر پہلے گروہوں کا سا۔

مِثْلَ دَاْبِ قَوْمِ نُوْحٍ وَّعَادٍ وَّثَمُوْدَ وَالَّذِيْنَ مِنْۢ بَعْدِهِمْ وَمَا اللّٰهُ يُرِيْدُ ظُلْمًا لِّلْعِبَادِ ۝

جیسا دستور گذرا نوح کی قوم عاد و ثمود اور ان کے بعد اوروں کا اور اللہ ارادہ نہیں فرماتا ظلم کا بندوں کے لیئے

وَيٰقَوْمِ اِنِّيْ اَخَافُ عَلَيْكُمْ يَوْمَ التَّنَادِ ۝

اور اے قوم میں خوف کرتا ہوں تم پر اس دن کا جس دن سب پکارتے پریشان ہوں گے۔

يَوْمَ تُوَلُّوْنَ مُدْبِرِيْنَ مَا لَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ مِنْ عَاصِمٍ وَمَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ

جس دن تم پیٹھ دے کر بھاگو گے نہیں ہے تمہارے لیے اللہ سے کوئی بچانے والا اور جسے اللہ گمراہ کرے

فَمَا لَهٗ مِنْ هَادٍ ۝ وَلَقَدْ جَآءَكُمْ يُوْسُفُ مِنْ قَبْلُ بِالْبَيِّنٰتِ فَمَا زِلْتُمْ فِيْ شَكٍّ مِّمَّا جَآءَكُمْ بِهٖ حَتّٰۤى إِذَا هَلَكَ قُلْتُمْ لَنْ يَّبْعَثَ اللّٰهُ مِنْۢ بَعْدِهٖ رَسُوْلًا ط

تو اس کو کوئی ہدایت دینے والا نہیں۔
بے شک آئے تم میں یوسف علیہ السلام اس سے پہلے روشن نشانیاں لے کر تو ہمیشہ رہے تم شک میں اس سے جو تمہارے پاس لائے یہاں تک کہ جب وہ وفات فرما گئے تو تم نے کہا ہرگز نہیں بھیجے گا اللہ کوئی رسول۔ ان کے بعد۔

كَذٰلِكَ يُضِلُّ اللّٰهُ مَنْ هُوَ مُسْرِفٌ مُّرْتَابٌ ۝

ایسے ہی اللہ گمراہ کرتا ہے اسے جو حد سے گذرنے والا شکی ہو۔

الَّذِيْنَ يُجَادِلُوْنَ فِيْۤ اٰيٰتِ اللّٰهِ بِغَيْرِ سُلْطٰنٍ اَتٰىهُمْ كَبُرَ مَقْتًا عِنْدَ اللّٰهِ وَعِنْدَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كَذٰلِكَ يَطْبَعُ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ قَلْبِ مُتَكَبِّرٍ جَبَّارٍ ۝

وہ جو اللہ کی آیتوں میں جھگڑتے ہیں بغیر کسی دلیل کے کہ انہیں ملی کس قدر بیزاری کی بات ہے اللہ کے نزدیک اور ایمان والوں کے نزدیک ایسے ہی اللہ مہر لگا دیتا ہے ہر اس دل پر جو متکبر اور جبار ہو۔

وَقَالَ فِرْعَوْنُ يٰهَامٰنُ ابْنِ لِيْ صَرْحًا لَّعَلِّيْۤ اَبْلُغُ الْاَسْبَابَ ۝

اور بولا فرعون اے ہامان تعمیر کر میرے لیے ایک بلند محل شاید کہ پہنچ جاؤں راستوں تک۔

اَسْبَابَ السَّمٰوٰتِ فَاَطَّلِعَ اِلٰۤى اِلٰهِ مُوْسٰى وَاِنِّيْ لَاَظُنُّهٗ كَاذِبًا وَكَذٰلِكَ زُيِّنَ لِفِرْعَوْنَ سُوْٓءُ عَمَلِهٖ وَصُدَّ عَنِ السَّبِيْلِ وَمَا كَيْدُ فِرْعَوْنَ اِلَّا فِيْ تَبَابٍ ۝

ایسے راستے جو آسمانوں کے ہیں تاکہ میں جھانک کر موسیٰ کے خدا کو دیکھ سکوں میرا گمان یہ ہے کہ وہ جھوٹا ہے اور ایسے ہی پسندیدہ کر دیا ہم نے فرعون کے لیے فرعون کی نظر میں اس کا برا کام اور وہ روکا گیا راہ راست سے اور نہیں مکر فرعون کا مگر ہلاکت اور تباہی میں۔

حلِّ لغات

وَ۔ اور
قَالَ۔ کہا
رَجُلٌ مُّؤْمِنٌ۔ ایماندار آدمی نے
مِّنْ اٰلِ۔ آل
فِرْعَوْنَ۔ فرعون سے
اَ۔ کیا
تَقْتُلُوْنَ۔ قتل کرتے ہو
رَجُلًا۔ اس آدمی کو جو

اَنْ ۔ یہ کہ | یَّقُوْلَ ۔ کہتا ہے | رَبِّیَ ۔ میرا رب | اللّٰہُ ۔ اللہ ہے
وَ ۔ اور | قَدْ ۔ بیشک | جَآءَ ۔ لایا | کُمْ ۔ تمہارے پاس
بِالْبَیِّنٰتِ ۔ دلیلیں | مِنْ رَّبِّکُمْ ۔ تمہارے رب سے | وَ ۔ اور | اِنْ ۔ اگر
یَّکُ ۔ ہوگا | کَاذِبًا ۔ جھوٹا | فَعَلَیْہِ ۔ تو اسی پر ہوگا | کَذِبُہٗ ۔ اس کا جھوٹ
وَ ۔ اور | اِنْ ۔ اگر | یَّکُ ۔ ہے وہ | صَادِقًا ۔ سچا
یُّصِبْکُمْ ۔ تو پہنچے گی تم کو | بَعْضُ ۔ بعض | الَّذِیْ ۔ وہ سزا جو | یَعِدُ ۔ وعدہ دیتا
کُمْ ۔ تم کو | اِنَّ ۔ بیشک | اللّٰہَ ۔ اللہ | لَا ۔ نہیں
یَہْدِیْ ۔ ہدایت دیتا | مَنْ ۔ اسکو جو | ھُوَ ۔ ہو | مُسْرِفٌ ۔ حد سے بڑھنے والا
کَذَّابٌ ۔ جھوٹا | یٰا ۔ اے | قَوْمِ ۔ میری قوم | لَکُمُ ۔ تمہارے لیے
الْمُلْکُ ۔ ملک ہے | الْیَوْمَ ۔ آج | ظٰھِرِیْنَ ۔ غالب ہو | فِی ۔ بیچ
الْاَرْضِ ۔ زمین کے | فَمَنْ ۔ تو کون | یَّنْصُرُ ۔ مدد کرے گا | نَا ۔ ہماری
مِنْ بَاْسِ ۔ عذاب | اللّٰہِ ۔ خدا سے | اِنْ ۔ اگر | جَآءَ ۔ ہمارے پاس
نَا ۔ آئے | قَالَ ۔ کہا | فِرْعَوْنُ ۔ فرعون نے | مَا ۔ نہیں
اُرِیْکُمْ ۔ دکھاتا ہوں تمکو | اِلَّا ۔ مگر | مَا ۔ جو | اَرٰی ۔ خود دیکھتا ہوں
وَ ۔ اور | مَا ۔ نہیں | اَھْدِیْکُمْ ۔ دکھاتا ہوں تمکو | اِلَّا ۔ مگر
سَبِیْلَ ۔ راہ | الرَّشَادِ ۔ بھلائی کی | وَ ۔ اور | قَالَ ۔ کہا
الَّذِیْ ۔ اس نے جو | اٰمَنَ ۔ ایمان لایا | یٰا ۔ اے | قَوْمِ ۔ میری قوم
اِنِّیْ ۔ بیشک میں | اَخَافُ ۔ ڈرتا ہوں | عَلَیْکُمْ ۔ تم پر | مِثْلَ ۔ مثل
یَوْمِ ۔ دن | الْاَحْزَابِ ۔ لشکروں کے | مِثْلَ ۔ مثل | دَاْبِ ۔ عادت
قَوْمِ ۔ قوم | نُوْحٍ ۔ نوح | وَّ ۔ اور | عَادٍ ۔ عاد
وَّ اور | ثَمُوْدَ ۔ ثمود کے | وَ ۔ اور | الَّذِیْنَ ۔ انکے جو
مِنْ بَعْدِ ۔ بعد | ھِمْ ۔ ان کے ہوئے | وَ ۔ اور | مَا ۔ نہیں
اللّٰہُ ۔ اللہ | یُرِیْدُ ۔ چاہتا | ظُلْمًا ۔ ظلم | لِلْعِبَادِ ۔ بندوں پر
وَ ۔ اور | یٰا ۔ اے | قَوْمِ ۔ میری قوم | اِنِّیْ ۔ بیشک میں
اَخَافُ ۔ ڈرتا ہوں | عَلَیْکُمْ ۔ تم پر | یَوْمَ ۔ دن | التَّنَادِ ۔ پکار سے

يَوْمَ۔جس دن | تُوَلُّوْنَ۔پھر جاؤ گے | مُدْبِرِيْنَ۔پیٹھ دیتے | مَا۔نہیں
لَكُمْ۔تمہارے لیے | مِّنَ اللّٰهِ۔اللہ سے | مِنْ عَاصِمٍ۔کوئی بچانیوالا | وَ۔اور
مَنْ۔جسے | يُّضْلِلِ۔گمراہ کرے | اللّٰهُ۔اللہ | فَمَا۔تو نہیں
لَهٗ۔اس کو کوئی | مِنْ هَادٍ۔ہدایت دینے والا | وَ۔اور | لَقَدْ۔بیشک
جَآءَ۔آئے | كُمْ۔تمہارے پاس | يُوْسُفُ۔یوسف | مِنْ قَبْلُ۔پہلے
بِالْبَيِّنٰتِ۔دلائل لے کر | فَمَا زِلْتُمْ۔تو ہمیشہ رہے تم | فِيْ۔بیچ | شَكٍّ۔شک کے
مِّمَّا۔اس سے جو | جَآءَكُمْ۔آیا تمہارے | بِهٖ۔پاس | حَتّٰى۔یہانتک کہ
اِذَا۔جب | هَلَكَ۔وہ فوت ہوئے | قُلْتُمْ۔تو تم نے کہا | لَنْ۔ہرگز نہ
يَّبْعَثَ۔بھیجے گا | اللّٰهُ۔اللہ | مِنْ بَعْدِهٖ۔مرے بعد | رَسُوْلًا۔کوئی رسول | كَذٰلِكَ۔اسی طرح
يُضِلُّ۔گمراہ کرتا ہے | اللّٰهُ۔اللہ | مَنْ۔اسکو جو | هُوَ۔ہو
مُسْرِفٌ۔حد سے گذرنیوالا | مُّرْتَابُ۔شک کرنیوالا | الَّذِيْنَ۔وہ جو | يُجَادِلُوْنَ۔جھگڑتے ہیں
فِيْ۔بیچ | اٰيٰتِ۔آیات | اللّٰهِ۔الٰہی کے | بِغَيْرِ۔بغیر
سُلْطٰنٍ۔دلیل کے | اَتٰىهُمْ۔جو انکے پاس ہو | كَبُرَ۔بہت بڑی | مَقْتًا۔ناراضگی ہے
عِنْدَ۔نزدیک | اللّٰهِ۔اللہ کے | وَ۔اور | عِنْدَ۔نزدیک
الَّذِيْنَ۔انکے جو | اٰمَنُوْا۔مومن ہیں | كَذٰلِكَ۔اسی طرح | يَطْبَعُ۔مہر کردے گا
اللّٰهُ۔اللہ | عَلٰى۔اوپر | كُلِّ۔ہر | قَلْبِ۔دل
مُتَكَبِّرٍ۔متکبر | جَبَّارٍ۔سخت گیر سے | وَ۔اور | قَالَ۔بولا
فِرْعَوْنُ۔فرعون | يٰ۔اے | هَامٰنُ۔ہامان | ابْنِ۔بنا
لِيْ۔میرے لیے | صَرْحًا۔محل | لَّعَلِّيْ۔تاکہ میں | اَبْلُغُ۔پہنچوں
الْاَسْبَابَ۔راہوں پر | اَسْبَابَ۔راستے | السَّمٰوٰتِ۔آسمانوں کے | فَاَطَّلِعَ۔تو میں جھانکوں
اِلٰٓى۔طرف | اِلٰهِ۔خدا | مُوْسٰى۔موسیٰ کے | وَ۔اور
اِنِّيْ۔بیشک میں | لَاَظُنُّهٗ۔اسے خیال کرتا ہوں | كَاذِبًا۔جھوٹا | وَ۔اور
كَذٰلِكَ۔اسی طرح | زُيِّنَ۔زینت دی گئی | لِفِرْعَوْنَ۔فرعون کے لیے | سُوْٓءُ۔برے
عَمَلِهٖ۔عمل اسکے | وَ۔اور | صُدَّ۔روکا گیا | عَنِ السَّبِيْلِ۔راہ سے
وَ۔اور | مَا۔نہیں | كَيْدُ۔مکر | فِرْعَوْنَ۔فرعون کا

حلِّ لغاتِ نادرہ

مُسْرِفٌ:۔ حد سے بڑھنے والا۔
ظَاھِرِیْنَ:۔ غَالِبِیْن کے معنی دیتا ہے۔
بَأس: تکلیف کے معنی ہیں ہے اور یہاں عذاب کے معنی دیتا ہے۔
دَأب:۔ دستور۔ طریقہ۔
یَوْمَ التَّنَادِ:۔ ندا والا دن۔ مراد قیامت کا روز ہے۔
عَاصِم:۔ بچانے والا
مُرْتَاب:۔ رَیب سے ہے جسکے معنی ہیں شک ہیں رہنے والا
صَرْحًا: صرح بلند محل کو کہتے ہیں
اَسْبَاب:۔ سبب کے معنی دیتا ہے اور یہاں راہ کے معنی سے استعارہ ہے۔
تَبَاب:۔ تَبّ سے ہے جیسے تَبَّتْ یَدَا ہلاکت کے معنی ہیں

مختصر تفسیر چوتھا رکوع سورہ مومن پ ۲۴

وَقَالَ رَجُلٌ مُّؤْمِنٌ مِّنْ اٰلِ فِرْعَوْنَ یَكْتُمُ اِیْمَانَهٗۤ اَتَقْتُلُوْنَ رَجُلًا اَنْ یَّقُوْلَ رَبِّیَ اللّٰهُ وَ قَدْ جَآءَكُمْ بِالْبَیِّنٰتِ مِنْ رَّبِّكُمْ ؕ وَ اِنْ یَّكُ كَاذِبًا فَعَلَیْهِ كَذِبُهٗ ۚ وَ اِنْ یَّكُ صَادِقًا یُّصِبْكُمْ بَعْضُ الَّذِیْ یَعِدُكُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا یَهْدِیْ مَنْ هُوَ مُسْرِفٌ كَذَّابٌ ۔ اور کہا ایک ایمان والے آدمی نے جو فرعون والوں سے تھا اور فرعون سے اپنا ایمان مخفی رکھتا تھا کیا اس آدمی کو قتل کرنا چاہتے ہو جو کہتا ہے میرا رب اللہ ہے اور بیشک وہ لایا ہے نشانیاں تمہارے رب کے پاس سے تو اگر وہ ہے جھوٹا تو اس جھوٹ کا وبال اس پر ہے اور اگر ہے وہ سچا تو پہنچے گا تمہیں بعض وہ عذاب جس کا تم سے وعدہ ہے بے شک اللہ ہدایت نہیں فرماتا اسے جو حد سے گذر جانے والا جھوٹا ہو۔

علامہ آلوسی روح المعانی میں فرماتے ہیں کہ یہ رجل مومن قبطی تھا اور فرعون کا چچا زاد بھائی تھا۔ اور یہ

فرعون کا ولی عہد بھی ہونے والا تھا۔ اور بعض نے کہا یہ شخص قوم میں تھا یہ لبظاہر فرعون کا ہمنوا تھا لیکن خفیہ طور پر ایمان رکھتا اور مومن تھا۔

ایک قول ہے کہ یہ اسرائیلی تھے اور ایک قول میں بتایا گیا ہے کہ فرعونی یا موسوی گروہ میں سے کسی کے ساتھ تعلق نہ تھا بلکہ وہ ایک غریب آدمی تھے۔ اور اس نے اپنا یہ خیال ظاہر کیا کہ کیا تم اسے قتل کرنا چاہتے ہو جو ایک وحدہ لاشریک کو اپنا رب کہتا ہے اور اس کی صداقت ایمان پر تم اس سے معجزات باہرہ کا مشاہدہ بھی کر چکے ہو۔ ان کا نام علامہ نسفی سمعان لکھتے ہیں اور اختلاف رواۃ کے ساتھ حبیب، حزبیل، حزبیل بھی بیان فرماتے ہیں مگر پہلے قول کی تصحیح فرماتے ہیں۔ اَتَقْتُلُوْنَ یہ فرماتے ہیں کہ کیا قصد کرتے ہو تم ان کے قتل کا جو اپنا اور سارے جہان کا رب اللہ کو کہتا ہے اور اپنے دعوی کی صداقت پر دلائل باہرہ پیش فرماتا ہے۔ اگر وہ جھوٹا ہے تو اس کے جھوٹ کا وبال اس پر ہوگا اور اگر وہ سچا ہے تو اس کی تکذیب کرنے والوں پر جو عذاب آنا ہے وہ تم پر بھی یقیناً آئے گا۔ اور ایسے حد سے بڑھنے والے جھوٹوں کی ہدایت نہیں ہوتی آگے ارشاد ہے۔

یٰقَوْمِ لَكُمُ الْمُلْكُ الْيَوْمَ ظٰهِرِيْنَ فِي الْاَرْضِ فَمَنْ يَّنْصُرُنَا مِنْۢ بَاْسِ اللّٰهِ اِنْ جَآءَنَا ۗ قَالَ فِرْعَوْنُ مَآ اُرِيْكُمْ اِلَّا مَآ اَرٰى وَمَآ اَهْدِيْكُمْ اِلَّا سَبِيْلَ الرَّشَادِ۔ اے میری قوم آج بادشاہی تمہاری ہے اور تم اس زمین میں غلبہ رکھتے ہو تو کون بچائے گا ہمیں اللہ کے عذاب سے اگر آیا ہم پر۔ فرعون بولا جو کچھ میں دیکھتا ہوں وہی تمہارے لیے بہتر سمجھتا ہوں اور میں نہیں بتاتا تمہیں مگر بھلائی کی راہ۔

گویا فرعون کے پاس اس کا کوئی جواب نہیں تھا کہ اس پر اس نے کہا کہ مجھے جو کچھ تمہارے لیے بہتر نظر آتا ہے میں تمہیں وہی بتاتا ہوں اور اسی کو بھلائی کا راستہ جانتا ہوں۔

اور رجل مومن یعنی سمعان نے فرعون کو کہا کہ تم مصر میں تو ایسا نہ کرو کہ اس پر عذاب الٰہی آتا ہے۔ اگر اللہ کا عذاب آیا تو ہمیں بچانے والا کوئی نہیں ہے آگے ارشاد ہے۔

وَقَالَ الَّذِيْٓ اٰمَنَ يٰقَوْمِ اِنِّيْٓ اَخَافُ عَلَيْكُمْ مِّثْلَ يَوْمِ الْاَحْزَابِ مِثْلَ دَاْبِ قَوْمِ نُوْحٍ وَّعَادٍ وَّثَمُوْدَ وَالَّذِيْنَ مِنْۢ بَعْدِهِمْ ۭ وَمَا اللّٰهُ يُرِيْدُ ظُلْمًا لِّلْعِبَادِ۔ اور کہا اس نے جو ایمان لایا ہوا تھا کہ میری قوم مجھے خوف ہے کہ تم پر عذاب آجائے گا پہلی قوموں کی طرح جیسا کہ قوم نوح اور عاد و ثمود پر اور ان پر آیا جو ان کے بعد ہوئے اور اللہ نہیں چاہتا بندوں پر ظلم کرنا۔

پہلی قوموں سے وہی قوم مراد ہے جنہوں نے انبیاء علیہم السلام کی تکذیب کی اور ان پر عذاب آیا چنانچہ قوم نوح پر پانی کا طوفان آیا۔ قوم عاد پر ایسی آندھی آئی کہ ان کی سنگین عمارتوں کو الٹ گئی۔ ثمود پر بجلی گری یہ سارے عذاب بطور ظلم نہیں ہوئے بلکہ ان کی سرکشی اور بغاوت کی سزا عدل و انصاف سے دی گئی۔

اور اللہ تعالےٰ کی طرف سے کسی پر بطور ظلم عذاب نہیں آیا بلکہ بہ اقتضائے قسط و عدل وہ معذب ہوتے ہیں۔
آگے ارشاد ہے۔

وَيٰقَوْمِ اِنِّيْٓ اَخَافُ عَلَيْكُمْ يَوْمَ التَّنَادِ۔ يَوْمَ تُوَلُّوْنَ مُدْبِرِيْنَ مَا لَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ مِنْ عَاصِمٍ وَمَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ فَمَا لَهٗ مِنْ هَادٍ۔ اور سمعان نے کہا کہ اے میری قوم میں تم پر خوف کرتا نداوالے دن کا جس دن تم پیٹھ دے کر بھاگو گے اور کوئی نہ ہوگا تمہیں اللہ کے عذاب سے بچانے والا اور جسے اللہ گمراہ کرے اس کے لیے کوئی راہ ہدایت دینے والا نہیں ہے۔

یہ قول اسی رجل مومن کا تھا کہ جس کا نام سمعان بتایا گیا اس نے بطور ہدایت قوم کو کہا کہ میں تم پر خوف کرتا ہوں یوم تناد کا۔ یوم تناد سے مراد قیامت ہے۔ یوم التناد پر آلوسی فرماتے ہیں۔

وَالتَّنَادُ مَصْدَرُ تَنَادَى الْقَوْمُ اَيْ نَادٰى بَعْضُهُمْ بَعْضًا وَيَوْمَ التَّنَادِ يَوْمُ الْقِيَامَةِ سُمِّيَ بِذٰلِكَ لِاَنَّهٗ يُنَادِيْ فِيْهِ بَعْضُهُمْ بَعْضًا لِلْاِسْتِغَاثَةِ اَوْ يَتَصَايَحُوْنَ فِيْهِ بِالْوَيْلِ وَالثُّبُوْرِ اَوِ التَّنَادِيْ اَهْلِ الْجَنَّةِ وَاَهْلِ النَّارِ كَمَا حُكِيَ فِيْ سُوْرَةِ الْاَعْرَافِ اَوْ لِاَنَّ الْخَلْقَ يُنَادُوْنَ اِلَى الْمَحْشَرِ۔
تناد مصدر ہے اور اس سے مراد روز قیامت ہے جیسا کہ سورۂ اعراف میں مذکور ہے وَنَادٰٓى اَصْحٰبُ النَّارِ اَصْحٰبَ الْجَنَّةِ اور یہ پکارنا ان کا بطور استغاثہ ہوگا کہ کوئی ہمیں عذاب دوزخ سے چھڑوائے۔ چنانچہ جنتیوں کو جہنمی پکاریں گے کہ ہم پر کچھ پانی ڈال دو تو جنتی جواب دیدیں گے کہ اِنَّ اللّٰهَ حَرَّمَهُمَا عَلَى الْكٰفِرِيْنَ۔ اللہ نے حرام فرمایا کافروں پر جنت کی نعمتوں کا حصہ۔ تو سمعان نے اسی بات کو یاد دلا کر یَوْمَ التَّنَادِ کہا اور يَوْمَ تُوَلُّوْنَ مُدْبِرِيْنَ سراسیمگی اور پریشانی میں اس دن بھاگتے پھر رہے ہوں گے کہ کوئی انہیں بچا لے اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

مَا لَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ مِنْ عَاصِمٍ۔ نہیں تمہیں کوئی آج اللہ سے بچانے والا اور جو گمراہی کے لیے پیدا ہوتے ہیں ان کا کوئی ہادی نہیں ہے آگے ارشاد ہے۔

وَلَقَدْ جَآءَكُمْ يُوْسُفُ مِنْ قَبْلُ بِالْبَيِّنٰتِ فَمَا زِلْتُمْ فِيْ شَكٍّ مِّمَّا جَآءَكُمْ بِهٖ حَتّٰٓى اِذَا هَلَكَ قُلْتُمْ لَنْ يَّبْعَثَ اللّٰهُ مِنْۢ بَعْدِهٖ رَسُوْلًا۔ كَذٰلِكَ يُضِلُّ اللّٰهُ مَنْ هُوَ مُسْرِفٌ مُّرْتَابٌ وَالَّذِيْنَ يُجَادِلُوْنَ فِيْٓ اٰيٰتِ اللّٰهِ بِغَيْرِ سُلْطٰنٍ اَتٰىهُمْ كَبُرَ مَقْتًا عِنْدَ اللّٰهِ وَعِنْدَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كَذٰلِكَ يَطْبَعُ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ قَلْبِ مُتَكَبِّرٍ جَبَّارٍ۔ اور بے شک آئے تمہارے پاس یوسف روشن نشانیوں کے ساتھ تو ہمیشہ رہے تم شک میں جو کچھ وہ لائے اس سے یہاں تک کہ جب وہ وفات پا گئے تو تم بولے کہ ہرگز نہیں بھیجے گا اللہ ان کے بعد کوئی رسول ایسے ہی اللہ گمراہ کرتا ہے اسے جو حد سے تجاوز کرنے والا شکی ہے

وہ جو جھگڑتے ہیں اللہ کی آیتوں میں بغیر کسی دلیل کے جو انہیں دی گئی ہو۔ بہت بڑی ہے بیزاری اللہ کے نزدیک اور ایمان والوں کے نزدیک ایسے ہی مہر کرتا ہے اللہ ہر اس دل پر جو متکبر اور سرکش ہے۔

وَلَقَدْ جَآءَكُمْ يُوسُفُ۔ اس سے مراد حضرت یوسف بن یعقوب علیہما السلام ہیں ان کی صداقت پر بھی یہ شک کرتے رہے اور ان کی وفات کے بعد یہ منصوبہ گھڑا کہ اب کوئی رسول نہیں آئے گا تاکہ آپ کے بعد جو آئیں ان کی تکذیب پہلے ہی سے کرتے رہیں۔ چنانچہ یوسف علیہ السلام کے بعد جب موسیٰ علیہ السلام تشریف لائے تو انہوں نے بے خوف و خطر تکذیب کی اسی کو فرمایا گیا کہ حد سے بڑھنے والے سرکش ایسے ہی گمراہ ہوتے ہیں۔ آگے ارشاد ہے۔

وَقَالَ فِرْعَوْنُ يَا هَامَانُ ابْنِ لِي صَرْحًا لَّعَلِّي أَبْلُغُ الْأَسْبَابَ أَسْبَابَ السَّمَاوَاتِ فَأَطَّلِعَ إِلَىٰ إِلَٰهِ مُوسَىٰ وَإِنِّي لَأَظُنُّهُ كَاذِبًا وَكَذَٰلِكَ زُيِّنَ لِفِرْعَوْنَ سُوءُ عَمَلِهِ وَصُدَّ عَنِ السَّبِيلِ وَمَا كَيْدُ فِرْعَوْنَ إِلَّا فِي تَبَابٍ ہ اور فرعون بولا اے ہامان میرے لیے ایسا بلند محل تعمیر کر کہ اس سے میں آسمانوں کے راستوں تک پہنچ جاؤں اور موسیٰ کے خدا کو دیکھ سکوں اور میرا گمان ہے کہ وہ جھوٹے ہیں ایسے ہی پسندیدہ کر دیا ہم نے فرعون کے لیے اس کا برا کام اور وہ روکا گیا راہ ہدایت سے اور فرعون کا مکر نہیں مگر ہلاکت میں۔

ہامان سلطنت فرعونی میں وزیر اعظم تھا۔ تو فرعون نے اس سے کہا کہ میرے لیے ایک بلند محل تعمیر کر۔ صرح کہتے ہیں عربی میں بلند محل کو اور چونکہ اسے یقین تھا کہ آلہ العالمین ایک ہی ہے مگر قوم کو دھوکہ دینے کے لیے کوئی ایسا ذریعہ بناؤں جس سے میری خدائی چمکے اسی بنا پر اس نے قوم کو بیوقوف بنانے کے بلند محل تعمیر کیا۔

راکٹ تو اس زمانہ میں تھے نہیں ورنہ اس کی دھوکہ بازی اس سفیہ قوم پر اچھی طرح چل جاتی۔ لیکن بلند محل کے ذریعہ اس نے قوم کو دھوکہ دیا اور کہا کہ میں موسیٰ کے خدا کو دیکھوں گا اسی بنا پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے ارشاد ہوا۔

كَذَٰلِكَ زُيِّنَ لِفِرْعَوْنَ سُوءُ عَمَلِهِ الخ کہ ایسے ہی ہم نے فرعون کی نظر میں اس کے برے عمل جچا دیے اور راہ راست سے اسے روک دیا۔ اور فرعون کا مکر اسے ہلاکت میں لے جانے ہی کے لیے تھا چنانچہ ہلاک ہوا اور غرق قلزم نیل کر دیا گیا۔

بامحاورہ ترجمہ نواں رکوع پ۲۴ سورۃ مومن

وَقَالَ الَّذِیْٓ اٰمَنَ یٰقَوْمِ اتَّبِعُوْنِ اَهْدِكُمْ سَبِیْلَ الرَّشَادِ ۚ

اور وہ ایمان والا بولا اے میری قوم میرے پیچھے چلو میں تمہیں بھلائی کی راہ بتاتا ہوں۔

یٰقَوْمِ اِنَّمَا هٰذِهِ الْحَیٰوةُ الدُّنْیَا مَتَاعٌ وَّاِنَّ الْاٰخِرَةَ هِیَ دَارُ الْقَرَارِ ۝

اے میری قوم یہ دنیا کا جینا تو برتنا ہی ہے اور بے شک وہ پچھلا ہمیشہ رہنے کا گھر ہے۔

مَنْ عَمِلَ سَیِّئَةً فَلَا یُجْزٰٓى اِلَّا مِثْلَهَا ۚ

جو برا کام کرے اُسے بدلہ نہ ملے گا مگر اتنا ہی

وَمَنْ عَمِلَ صَالِحًا مِّنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَاُولٰٓئِكَ یَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ یُرْزَقُوْنَ فِیْهَا بِغَیْرِ حِسَابٍ ۝

اور جو اچھا کام کرے مرد ہو یا عورت اور ہو مسلمان تو وہ جنت میں کیے جائیں گے وہاں بے حساب رزق پائیں گے۔

وَیٰقَوْمِ مَا لِیْٓ اَدْعُوْكُمْ اِلَى النَّجٰوةِ وَتَدْعُوْنَنِیْٓ اِلَى النَّارِ ۚ

اے میری قوم مجھے کیا ہوا تمہیں بلاتا ہوں نجات کیطرف اور تم مجھے بلاتے ہو دوزخ کیطرف

تَدْعُوْنَنِیْ لِاَكْفُرَ بِاللّٰهِ وَاُشْرِكَ بِهٖ مَا لَیْسَ لِیْ بِهٖ عِلْمٌ ۖ وَّاَنَا اَدْعُوْكُمْ اِلَى الْعَزِیْزِ الْغَفَّارِ ۝

مجھے اسطرف بلاتے ہو کہ اللہ کا انکار کروں اور ایسے کو اسکا شریک کروں جو میرے علم میں نہیں اور میں تمہیں اس عزت والے بہت بخشنے والے کیطرف بلاتا ہوں۔

لَا جَرَمَ اَنَّمَا تَدْعُوْنَنِیْٓ اِلَیْهِ لَیْسَ لَهٗ دَعْوَةٌ فِی الدُّنْیَا وَلَا فِی الْاٰخِرَةِ وَاَنَّ مَرَدَّنَآ اِلَى اللّٰهِ وَاَنَّ الْمُسْرِفِیْنَ هُمْ اَصْحٰبُ النَّارِ ۝

آپ ہی ثابت ہوا کہ جسکی طرف بلاتے ہو اسے بلانا نہیں کام نہ ہی دنیا میں نہ ہی آخرت میں اور یہ ہمارا پھرنا اللہ کی طرف ہے اور یہ کہ حد سے گزرنے والے ہی دوزخی ہیں۔

فَسَتَذْكُرُوْنَ مَآ اَقُوْلُ لَكُمْ ۗ وَاُفَوِّضُ اَمْرِیْٓ اِلَى اللّٰهِ ۗ اِنَّ اللّٰهَ بَصِیْرٌۢ بِالْعِبَادِ ۝

تو جلد وہ وقت آتا ہے کہ جو میں تم سے کہہ رہا ہوں اسے یاد کروگے اور میں اپنے کام اللہ کو سونپتا ہوں بے شک اللہ بندوں کو دیکھتا ہے

فَوَقٰىهُ اللّٰهُ سَيِّاٰتِ مَا مَكَرُوْا وَحَاقَ بِاٰلِ فِرْعَوْنَ سُوْٓءُ الْعَذَابِ ۚ اَلنَّارُ يُعْرَضُوْنَ عَلَيْهَا غُدُوًّا وَّعَشِيًّا ۚ وَيَوْمَ تَقُوْمُ السَّاعَةُ ۣ اَدْخِلُوْٓا اٰلَ فِرْعَوْنَ اَشَدَّ الْعَذَابِ ۝

تو اللہ نے اُسے بچا لیا ان کے مکر کی برائیوں سے اور فرعون والوں کو بُرے عذاب نے آگھیرا آگ جس پر صبح و شام پیش کیے جاتے ہیں اور جس وقت قیامت قائم ہوگی حکم ہوگا فرعون والوں کو سخت تر عذاب میں داخل کرو۔

وَاِذْ يَتَحَآجُّوْنَ فِي النَّارِ فَيَقُوْلُ الضُّعَفٰٓؤُا لِلَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْٓا اِنَّا كُنَّا لَكُمْ تَبَعًا فَهَلْ اَنْتُمْ مُّغْنُوْنَ عَنَّا نَصِيْبًا مِّنَ النَّارِ ۝

اور جب وہ آگ میں باہم جھگڑیں گے تو کمزور ان سے کہیں گے جو بڑے بنتے تھے ہم تمہارے تابع تھے تو کیا تم ہم سے آگ کا کوئی حصہ گھٹا لو گے

قَالَ الَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْٓا اِنَّا كُلٌّ فِيْهَآ ۙ اِنَّ اللّٰهَ قَدْ حَكَمَ بَيْنَ الْعِبَادِ ۝

وہ تکبر والے بولے ہم سب آگ میں ہیں بے شک اللہ بندوں میں فیصلہ فرما چکا

وَقَالَ الَّذِيْنَ فِي النَّارِ لِخَزَنَةِ جَهَنَّمَ ادْعُوْا رَبَّكُمْ يُخَفِّفْ عَنَّا يَوْمًا مِّنَ الْعَذَابِ ۝

اور جو لوگ آگ میں ہیں اسکے داروغوں سے بولے اپنے رب سے دعا کرو ہم پر عذاب کا ایک دن ہلکا کر دے۔

قَالُوْٓا اَوَلَمْ تَكُ تَاْتِيْكُمْ رُسُلُكُمْ بِالْبَيِّنٰتِ ۭ قَالُوْا بَلٰى ۭ قَالُوْا فَادْعُوْا ۚ وَمَا دُعٰٓؤُا الْكٰفِرِيْنَ اِلَّا فِيْ ضَلٰلٍ ۝

انہوں نے کہا کیا تمہارے پاس تمہارے رسول روشن نشانیاں لائے تھے بولے کیوں نہیں بولے تو تمہیں دعا کرو اور کافروں کی دعا نہیں مگر بھٹکتے پھرتے کو۔

حل لغات پانچواں رکوع سورۃ مومن پ ۲۴

وَ	اور	قَالَ	بولا	اٰمَنَ	ایمان والا	يٰقَوْمِ	اے میری قوم
اتَّبِعُوْنِ	میرے پیچھے	اَهْدِكُمْ	ہدایت تمہیں	سَبِيْلَ	راہ	الرَّشَادِ	بھلائی

يٰقَوْمِ اے میری قوم اِنَّمَا بے شک هٰذِهِ یہی الْحَيٰوةُ زندگی
الدُّنْيَا دنیائی مَتَاعٌ برتنا وَ اور اِنَّ بے شک
الْاٰخِرَةِ پچھلا هِيَ وہ دَارُ گھر الْقَرَارِ رہنے کا

مَنْ جو عَمِلَ کام سَيِّئَةً برا فَلَا ہی نہیں
يُجْزٰى بدلہ اِلَّا گھر مِثْلَهَا اسکی مثل وَ اور
مَنْ جو عَمِلَ کام صَالِحًا اچھا مِّنْ سے
ذَكَرٍ مرد اَوْ یا اُنْثٰى عورت وَ اور
هُوَ وہ مُؤْمِنٌ ایمان والے فَاُولٰٓئِكَ تویہی يَدْخُلُوْنَ داخل ہونگے
الْجَنَّةَ جنت میں يُرْزَقُوْنَ رزق پائینگے وہ فِيْهَا اس میں بِغَيْرِ بغیر
حِسَابٍ حساب وَ اور يٰقَوْمِ اے قوم مَالِيْ کیا ہوا
اَدْعُوْكُمْ بلاتا ہوں تمکو اِلَى طرف النَّجٰوةِ نجات وَ اور
تَدْعُوْنَ بلاتے ہو نَنِيْ مجھے اِلَى طرف النَّارِ دوزخ
تَدْعُوْنَ بلاتے ہو نَنِيْ مجھے لِاَكْفُرَ تاکہ انکار بِاللّٰهِ اللہ سے
وَ اور اُشْرِكَ شریک کروں بِهٖ اس سے مَا جو
لَيْسَ نہیں لِيْ مرے بِهٖ اُس سے عِلْمٌ علم میں
وَّ اور اَنَا میں اَدْعُوْكُمْ بلاتا ہوں اِلَى طرف
الْعَزِيْزِ عزت والے الْغَفَّارِ بخشنے والے لَاجَرَمَ آپ ہی ثابت ہوا اَنَّمَا جس کی
تَدْعُوْنَ بلاتے ہو اِلَيْهِ جس کی طرف لَيْسَ نہیں لَهٗ اسے
دَعْوَةٌ بلانا فِي میں الدُّنْيَا دنیا وَ اور
لَا نہیں فِي میں الْاٰخِرَةِ آخرت میں وَ اور
اَنَّ بے شک مَرَدَّنَا پھرنا اِلَى طرف اللّٰهِ اللہ
وَ اور اَنَّ بے شک الْمُسْرِفِيْنَ حد سے بڑھنے والے هُمْ وہ
اَصْحٰبُ والے النَّارِ آگ فَسَتَذْكُرُوْنَ پس تم اسے یاد کروگے مَا جو

اَقُوۡلُ کہتا ہوں میں لَکُمۡ تم سے وَ اور اُفَوِّضُ سپرد کرتا ہوں
اَمۡرِیۡۤ کام اِلَی طرف اللّٰہِ اللہ اِنَّ بے شک
اللّٰہَ اللہ بَصِیۡرٌۢ دیکھتا ہے بِالۡعِبَادِ بندوں کو فَوَقٰہُ تو بچالیا
اللّٰہُ اللہ نے سَیِّاٰتِ برائیوں سے مَا جو مَکَرُوۡا مکر
وَ اور حَاقَ گھیر بِاٰلِ اولاد فِرۡعَوۡنَ فرعون
سُوۡٓءُ برے الۡعَذَابِ عذاب نے اَلنَّارُ آگ یُعۡرَضُوۡنَ پیش کیے جاتے ہیں
عَلَیۡہَا جس پر غُدُوًّا صبح وَّ اور عَشِیًّا شام وَ اور
یَوۡمَ جس دن تَقُوۡمُ قائم ہوگی السَّاعَۃُ قیامت اَدۡخِلُوۡۤا داخل کرو
اٰلَ اولاد فِرۡعَوۡنَ فرعون کو اَشَدَّ سخت تر الۡعَذَابِ عذاب میں
وَ اور اِذۡ جب یَتَحَآجُّوۡنَ جھگڑیں گے فِی میں
النَّارِ آگ میں فَیَقُوۡلُ پس کہیں گے الضُّعَفٰٓؤُا کمزوروں نے لِلَّذِیۡنَ جو
اسۡتَکۡبَرُوۡۤا بڑے بنتے تھے اِنَّا ہم کُنَّا تھے لَکُمۡ تمہارے
تَبَعًا تابع تھے فَہَلۡ تو کیا اَنۡتُمۡ تم مُّغۡنُوۡنَ گھٹاؤ گے
عَنَّا ہم سے نَصِیۡبًا حصہ مِّنَ سے النَّارِ آگ
قَالَ کہا الَّذِیۡنَ جو لوگ اسۡتَکۡبَرُوۡۤا وہ تکبر والے اِنَّا ہم
کُلٌّ سب فِیۡہَاۤ اس میں ہیں اِنَّ بے شک اللّٰہَ اللہ
قَدۡ ضرور حَکَمَ فیصلہ بَیۡنَ درمیان الۡعِبَادِ بندوں میں
وَ اور قَالَ کہا الَّذِیۡنَ جو لوگ فِی میں
النَّارِ آگ لِخَزَنَۃِ داروغں جَہَنَّمَ جہنم کے ادۡعُوۡا دعا کرو
رَبَّکُمۡ تم اپنے رب سے یُخَفِّفۡ ہلکا کردے عَنَّا رحم سے یَوۡمًا ایک دن
مِّنَ سے الۡعَذَابِ عذاب سے قَالُوۡۤا کہا انہوں نے اَوَ لَمۡ کیا نہ
تَکُ پاس تَاۡتِیۡکُمۡ لائے رُسُلُکُمۡ نشانیاں بِالۡبَیِّنٰتِ روشن
قَالُوۡا وہ کہیں گے بَلٰی کیوں نہیں قَالُوۡا وہ کہیں گے فَادۡعُوۡا پس دعا کرو
وَ اور مَا نہیں دُعٰٓؤُا دعا الۡکٰفِرِیۡنَ کافر
اِلَّا مگر فِیۡ بیچ ضَلٰلٍ بھٹکنے

مختصر تفسیر پانچواں رکوع سُورہ مومن پ ۲۴

وَقَالَ الَّذِیْٓ اٰمَنَ یٰقَوْمِ اتَّبِعُوْنِ اَھْدِکُمْ سَبِیْلَ الرَّشَادِ ۝ — اور وہ ایمانوالا بولا اے میری قوم میرے پیچھے چلو میں تمھیں بھلائی کی راہ بتاتا ہوں۔

(وَقَالَ الَّذِیْٓ اٰمَنَ) اور وہ ایمان والا بولا : ھو مومن ال فرعون وہ فرعون کے خاندان سے ایک مومن شخص تھا۔ سدی نے کہا کہ وہ مومن قبطی تھا اور فرعون کا عم زاد تھا۔ ابن عباس نے کہا کہ وہ اسرائیلی تھا۔ اور اُس کا نام حزبئیل تھا۔

(یقوم اتبعون) اے میری قوم میرے پیچھے چلو فیما دللیکم علیہ اُس راہ پر چلو جو میں نے تمہیں بتائی ہے۔ (اھدکم سبیل الرشاد) میں تمہیں بھلائی کی راہ دکھاتا ہوں سبیلا یصل بہ سالکہ الی المقصود یعنی وہ راستہ جس پر چلنے والا منزل مقصود کو پا لیتا ہے اور اس میں تعریض ہے کہ فرعون اور اُس کی قوم کا راستہ گمراہی کا راستہ ہے۔

واضح مفہوم یہ ہے کہ مومن آل فرعون نے لوگوں پر واضح کیا کہ فرعون اور اُس کی قوم کا راستہ گمراہی ہے۔ اور تم اُس راستے پر چلو جو میں نے تمہیں بتایا یعنی حضرت موسیٰ علیہ السلام کی اتباع کرو اور یہی راہ ہدایت ہے۔

یٰقَوْمِ اِنَّمَا ھٰذِہِ الْحَیٰوۃُ الدُّنْیَا مَتَاعٌ ۡ وَّ اِنَّ الْاٰخِرَۃَ ھِیَ دَارُ الْقَرَارِ ۝ — اے میری قوم یہ دنیا کا جینا تو کچھ برتنا ہی ہے اور بے شک وہ پچھلا ہمیشہ رہنے کا گھر ہے۔

(یٰقَوْمِ اِنَّمَا ھٰذِہِ الْحَیٰوۃُ الدُّنْیَا مَتَاعٌ) اے میری قوم یہ دنیا کا جینا تو کچھ برتنا ہی ہے۔ ای تمتع او متمتع بہ یسیر سریعۃ زوالہ یعنی دنیا کی زندگی چند دنوں کا فائدہ ہے۔ اور اس سے جو آسانی سے فائدہ مل جاتا ہے وہ جلد ختم ہو جانیوالا ہے۔

(وَاِنَّ الْاٰخِرَۃَ ھِیَ دَارُ الْقَرَارِ) اور بلاشبہ آخرت ہی اصل رہنے کا گھر ہے۔ لخلودھا ودوام ما فیھا یعنی آخرت میں ہمیشہ رہنا ہے۔ اور جو کچھ وہاں کی نعمتیں ہیں، دائمی ہیں ختم ہونے والی نہیں۔

واضح مفہوم یہ ہے کہ اے لوگو یہ دنیا کی زندگی چند روزہ ہے۔ اور یہاں کا نفع و فائدہ عارضی ہے۔ وقتی ہے اور ختم ہو جانے والا ہے۔ کیونکہ یہاں کسی شے کو بھی دوام حاصل نہیں اور آخرت ہی حقیقی گھر ہے۔ جہاں ہمیشہ رہنا ہے۔ اور وہاں کی سب نعمتیں نہ مٹنے والی اور ہمیشہ ہمیش

کے لیے ہے۔ دنیا بے حقیقت ہے اور آخرت کی زندگی ہی اصل حقیقت ہے لہٰذا آخرت پر دنیا کو ترجیح دینا ناسمجھی کی بات ہے۔

مَنْ عَمِلَ سَيِّئَةً فَلَا يُجْزَىٰٓ اِلَّا مِثْلَهَا ۚ وَمَنْ عَمِلَ صَالِحًا مِّنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَاُولٰٓئِكَ يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ يُرْزَقُوْنَ فِيْهَا بِغَيْرِ حِسَابٍ ۝

جو بُرا کام کرے اسے بدلہ نہ ملے گا۔ مگر اتنا ہی اور جو اچھا کام کرے مرد یا عورت ہو۔ اور ہو مسلمان تو وہ جنت میں داخل کیئے جائیں گے۔ وہاں بے حساب رزق پائیں گے۔

(مَنْ عَمِلَ سَيِّئَةً جو برا کام کرے، یعنی دنیا کی زندگی میں برائی کرے۔

(فَلَا يُجْزٰى) تو بدلہ نہ ملے گا، فی الدنیا یعنی برائیوں کا بدلہ آخرت میں ملے گا۔ (سزا ملے گی)

(اِلَّا مِثْلَهَا) مگر اتنا ہی عدلًا من اللہ عزّوجلّ اللہ عزوجل انصاف فرمائے گا۔ اور برائی کی سزا برائی کے مطابق دے گا اگر اس نے عذاب دینا چاہا۔ ورنہ اللہ پر کچھ واجب نہیں، چاہے بخشے، چاہے عذاب کرے برائی کے حوالے سے گنہگاروں کا تذکرہ ہے، علماء نے اسی آیت کے تحت زخموں کی (جنایات) کے سلسلے میں برابر کے بدلے پر استدلال کیا ہے۔

وَمَنْ عَمِلَ صَالِحًا مِّنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَاُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ

اور جو اچھا کام کرے مرد ہو یا عورت اور ہو مسلمان تو یہی۔

اَلَّذِيْنَ عَمِلُوْا ذٰلِكَ یعنی مومن وہ لوگ جنھوں نے اچھے کام کئے نیکیاں کیں۔

(يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ يُرْزَقُوْنَ فِيْهَا بِغَيْرِ حِسَابٍ) جنت میں داخل ہوں گے وہاں بے حساب رزق پائیں گے

بغیر تقدیر وموازنة بالعمل بل اضعافا مضاعفة فضلا منه تعالىٰ ورحمة

یعنی ثواب بندوں کے اعمال کے برابر نہیں، اور نہ ہی اعمال سے عطاؤ بخشیش کا موازنہ ومقابلہ ہوگا، بلکہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل وکرم سے دوگنا ہوگنا بلکہ کئی گنا عطا فرمائے گا۔

واضح مفہوم یہ ہے کہ جو شخص بُرائی کرے گا تو اس کو برائی کے برابر سزا ہوگی۔ اور جو شخص اچھائی کرے گا خواہ وہ مرد ہو یا عورت۔ لیکن ایماندار ہو تو اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں کو جنت میں داخل کرے گا۔ اور وہاں بے اندازہ رزق دیئے جائیں گے، ایمان کا یہاں بطور خاص ذکر فرمانا اس لیے ہے ان الایمان شرط فی اعتبار العمل کہ ایمان عمل کی قبولیت وثواب کے لیے شرط ہے کہ ایمان کے بغیر عمل کوئی حقیقت نہیں رکھتا یہاں ایمان کا ذکر مومنین کے لیے خصوصی شرف کا حامل ہے اور جملہ عنایات مثوبات ایمان ہی کا ثمرہ ہیں، یہ ثواب اعمال کے موافق یا اس کے مقابل نہیں بلکہ کئی گنا عطا ہوگا اور یہ اہل ایمان پر اللہ کا خصوصی فضل ورحمت وکرم

ہے۔ عورتوں کا یہاں ذکر کرنا اہتمام کے لیے ہیں کہ ان میں کمی محتمل ہے۔ لیکن ایمان کی برکت ان کی کمی کا ازالہ کرے گی جیسا کہ ارشادِ نبوی ہے۔ عورتیں دین میں ناقص ہیں یہ نقص فطری ہے اور ثواب ایمان میں کمی کو مستلزم نہیں۔

ویقوم مالی ادعوکم الی النجوۃ وَتَدْعُوْنَنِیْ اِلَی النَّارِ ٥ — اے میری قوم مجھے کیا ہوا تمہیں بلاتا ہوں نجات کی طرف اور تم مجھے بلاتے ہو دوزخ کی طرف۔

تَدْعُوْنَنِیْ لِاَکْفُرَ بِاللّٰہِ وَاُشْرِکَ بِہٖ مَا لَیْسَ لِیْ بِہٖ عِلْمٌ وَّاَنَا اَدْعُوْکُمْ اِلَی الْعَزِیْزِ الْغَفَّارِ ٥ — مجھے اس طرف بلاتے ہو کہ اللہ کا انکار کروں۔ اور ایسے کو اس کا شریک کروں جو میرے علم میں نہیں۔ اور میں تمہیں اُس عزت والے بہت بخشنے والے کی طرف بلاتا ہوں۔

(ویٰقوم مالی ادعوکم الی النجوۃ وتدعوننی الی النار ٥) اور اے میری قوم مجھے کیا ہوا تمہیں بلاتا ہوں نجات کی طرف اور تم مجھے دوزخ کی طرف بلاتے ہو۔

کرّر ندا ھم ایقاظاً لھم عن سنۃ الغفلۃ واھتماما بالمنادی لہ ومبالغۃ فی توبیخھم علی ما یقابلون بہٖ دعوتہٗ

فرعون اور اس کے ساتھیوں کو دوبارہ خطاب ہے تاکہ وہ خواب غفلت سے جاگ اٹھیں۔ اور اس خطاب میں اس امر پیہ نہیں۔ انتباہ کرتے ہوئے مبالغتاً کہا گیا ہے کہ میں نجات کی طرف تمہیں بلاتا ہوں اور تم اُس کے برعکس مجھے دوزخ کی دعوت دیتے ہو۔ یعنی تمہارا یہ طرزِ عمل اسقدر ہوش وخرد سے بعید کیوں ہے نجات کی طرف بلاتے سے ارشاد توحید پر ایمان لانا اور رسول کی پیروی ہے اور دوزخ کی طرف بلانا مردِ مومن کو کفر وشرک کی طرف بلاتا ہے۔ اگلی آیت میں اس کی صراحت ہے۔

(تَدْعُوْنَنِیْ لِاَکْفُرَ بِاللّٰہِ) مجھے اس طرف بلاتے ہو کہ میں اللہ کا انکار کروں بدل من تدعوننی الی النار پچھلی آیت کے ٹکڑے تَدْعُوْنَنِیْ اِلَی النَّارِ کا بدل ہے یا اُس کی صراحت ہے۔ یعنی تم مجھے کفر کی طرف بلاتے ہو یا یہ کہ مجھے چاہتے ہو کہ میں اللہ کا انکار کروں۔

(وَاُشْرِکَ بِہٖ مَا لَیْسَ لِیْ بِہٖ عِلْمٌ) اور ایسے کو اس کا شریک کروں جو میرے علم میں نہیں"

ای بکونہ شریکا لہ تعالیٰ فی المعبودیہ او ربوبیتہ والوھیتہ۔

یعنی میں کسی ایسے کو اللہ کی معبودیت یا ربوبیت اور الوہیت میں شریک ٹھہراؤں۔ (علم) ونفی العلم ھنا کنایۃ عن نفی المعلوم۔

جس کے رب ہونے کا مجھے علم نہیں اور یہاں علم کی نفی معلوم کی نفی سے کنایہ ہے یعنی ایسا کوئی نہیں اور نہ ایسے پر کوئی دلیل ہے

ابن مسعود اور مجاہد نے تفسیر کی ہے کہ مسرفین سے مراد ناحق خون بہانے والے (قتل کرنیوالے) جیسا کہ اَتَقْتُلُوْنَ رَجُلًا سے واضح اشارہ ہے۔ قتادہ نے کہا مسرفین سے مراد مشرکین ہیں کیونکہ شرک کرنا حد سے بڑھی ہوئی گمراہی ہے۔ عکرمہ نے کہا مسرفین سے مراد ظالم اکھڑ اور مغرور متکبر لوگ ہیں۔ اور کہا گیا کہ ہر وہ شخص جس کا شر اُس کی بھلائی پر غالب آجائے وہی مسرف ہے۔ یعنی مشرک لوگ ہی دوزخی ہیں۔

واضح مفہوم یہ ہے کہ تم مجھے (مرد مومن کو) بت پرستی کی دعوت دیتے ہو جو کوئی شے بھی نہیں ہے اور یہ امر حق اور ثابت شدہ ہے کہ یہ بت دونوں جہان میں باطل و بے اصل ہیں اور نہ کسی کام کے ہیں۔ اور نہ ہی کام آئیں گے۔ جب کہ ہم سب کو مرنے کے بعد اللہ ہی کے حضور پیش ہونا ہے۔ اور وہ لوگ جو کفر و شرک کی گمراہی میں پڑے ہوئے ہیں وہ اپنے بتوں کے ساتھ ہی جہنم واصل ہوں گے۔

فَسَتَذْكُرُوْنَ مَآ اَقُوْلُ لَكُمْ ط وَاُفَوِّضُ اَمْرِىْٓ اِلَى اللّٰهِ - اِنَّ اللّٰهَ بَصِيْرٌۢ بِالْعِبَادِ ٥

تو جلد وہ وقت آتا ہے کہ جو میں تم سے کہہ رہا ہوں اسے یاد کرو گے اور میں اپنے کام اللہ کو سونپتا ہوں۔ بے شک اللہ بندوں کو دیکھتا ہے۔

(فَسَتَذْكُرُوْنَ) تو جلد وہ وقت آتا ہے کہ تم اسے یاد کرو گے

بعضکم بعضا عند معاینۃ العذاب پڑھا گیا ہے یعنی تم میں سے بعض لوگ بعض کے ساتھ میری کہی باتیں یاد کریں گے جب عذاب کو دیکھیں گے۔

(مَآ اَقُوْلُ لَكُمْ) جو میں تم سے کہہ رہا ہوں من النصائح یعنی جو کچھ میں تمہیں نصیحت کر رہا ہوں (وَاُفَوِّضُ اَمْرِىْٓ اِلَى اللّٰهِ) اور میں اپنے کام اللہ کو سونپتا ہوں لِيَعْصِمَنِىْ مِنْ كُلِّ سُوْءٍ یعنی اس لیے کہ وہ مجھے ہر قسم کے دکھ اور تکلیف سے بچا لے۔

(اِنَّ اللّٰهَ بَصِيْرٌۢ بِالْعِبَادِ) بیشک اللہ بندوں کو دیکھتا ہے یعنی بندوں کے اعمال و احوال کو جانتا ہے۔

واضح مفہوم یہ ہے کہ فرعونیوں نے مومن آل فرعون کو ڈرایا دھمکایا۔ اور کہا اگر تو نے ہمارے الٰہ کی مخالفت جاری رکھی تو ہم اُس کے ساتھ سختی سے پیش آئیں گے۔ اس پر اُس مرد مومن نے کہا کہ تمہیں میری نصیحت بُری معلوم ہوتی ہے۔ حالانکہ میں حقیقت کہہ رہا ہوں تمہیں میری نصیحت کی یہ باتیں اُس وقت یاد آئیں گی جب عذاب نازل ہو جائیگا اور تم باہم مانو گے کہ میں نے جو کچھ کہا تھا وہ صحیح تھا لیکن اُس وقت کا اقرار یا ایمان نفع نہ دے گا۔ اور رہا تمہارا دھمکیاں دینا تو میں تمہارے شر سے پناہ کے لیے اپنے سارے امور رب ذوالجلال وحدہٗ لاشریک کے سپرد کرتا ہوں جو بندوں کے اعمال و احوال کو بخوبی جانتا ہے۔ یا مطلب یہ ہے کہ وہی میرا نگہبان ہے۔ اس کے بعد وہ مومن اِن لوگوں سے روپوش ہوگا۔ اور نماز میں مشغول ہوگیا۔ فرعون

نے کئی آدمی اُس کی تلاش میں دوڑائے مگر اللہ نے درندوں کو اُس مومن کی حفاظت پر بھیج دیا۔ جو فرعون وہاں پہنچتا وہ اسے ہلاک کر دیتے اور جو بھاگ کر واپس لوٹتا تو فرعون مرد مومن کے گرفتار نہ کرنے کے جرم میں اسے پھانسی دے دیتا تاکہ دوسرے لوگوں پر اُس کا ضعف ظاہر نہ ہو اور نہ لوگوں کو حقیقت حال کا صحیح علم ہو۔

فَوَقٰهُ اللّٰهُ سَیِّاٰتِ مَا مَكَرُوْا — تو اللہ نے اسے بچالیا ان کے مکر کی برائیوں سے اور

وَحَاقَ بِاٰلِ فِرْعَوْنَ سُوْٓءُ الْعَذَابِ ۝ — فرعون والوں کو بُرے عذاب نے آگھیرا۔

(فَوَقٰهُ اللّٰهُ سَیِّاٰتِ مَا مَكَرُوْا) تو اللہ نے اسے بچالیا ان کے مکر کی برائیوں سے۔

ہ سے مراد مومن آل فرعون ہے (فَوَقٰهُ اللّٰهُ) اللہ نے اُسے محفوظ رکھا (سَیِّاٰتِ مَا مَكَرُوْا) الشدائد یعنی اللہ نے اس مومن کو فرعون اور اُس کے ساتھیوں کی سختی سے تکلیفوں سے بچالیا، مومن آل فرعون نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ نجات پائی۔

وَحَاقَ بِاٰلِ فِرْعَوْنَ سُوْٓءُ الْعَذَابِ) اور فرعون والوں کو بُرے عذاب نے آگھیرا۔

یہاں آل فرعون سے مراد وہ لوگ ہیں جو مومن آل فرعون کو پکڑنے پر مامور ہوئے اور بعض نے کہا ای لفرعون وقومہ یعنی فرعون اور اُس کی قوم (سوء العذاب) سے مراد الغرق علی الاول واکل السباع والموت عطشا او بالقتل والصلب ہے یعنی فرعون اور اس کی قوم غرق ہوئی اور مرد مومن کو پکڑنے والے لوگوں کو درندوں نے پھاڑ کھایا یا بھوک پیاس سے مر گئے یا فرعون نے قتل کروا دیئے یا پھانسی دے دئیے۔

واضح مفہوم یہ ہے کہ اللہ نے مرد مومن کو فرعون والوں کے ظلم وستم سے محفوظ رکھا، مرد مومن حضرت موسیٰ علیہ السلام کے غلاموں میں شامل ہوگیا اور نجات پائی جب کہ اسے گرفتار کرنے والوں کو درندوں نے پھاڑ کھایا۔ اور جو درندوں سے بچ گئے وہ بھوک پیاس سے مر گئے اور جو یونہی لوٹ گئے انہیں فرعون نے نافرمانی کے جرم میں قتل کرا دیا یا پھانسی دے دی۔ اور اگر مراد فرعون اور اس کی قوم لی جائے تو وہ دریا میں غرق کر کے ہلاک کیے گئے۔

اَلنَّارُ یُعْرَضُوْنَ عَلَیْهَا غُدُوًّا وَّعَشِیًّا ۚ وَیَوْمَ تَقُوْمُ السَّاعَةُ ۫ اَدْخِلُوْٓا اٰلَ فِرْعَوْنَ اَشَدَّ الْعَذَابِ ۝ — آگ جس پر صبح و شام پیش کیے جاتے ہیں، اور جس وقت قیامت قائم ہوگی حکم ہوگا۔ فرعون والوں کو سخت تر عذاب میں داخل کرو۔

(اَلنَّارُ یُعْرَضُوْنَ عَلَیْهَا غُدُوًّا وَّعَشِیًّا) آگ جس پر صبح و شام پیش کیے جاتے ہیں۔

اَلنَّارُ مبتدا ہے۔ جملہ اور یعرضون علیھا غدوا وعشیا) اس کی خبر ہے اور یہ جملہ اللہ کے قول وَحَاقَ بِاٰلِ فِرْعَوْنَ کی تفسیر ہے یعنی ما سوء العذاب قیل ھو النار وہ بُرا عذاب کیا ہے تو کہا گیا عذاب، مطلب یہ

واضح مفہوم یہ ہے کہ میرے علم میں اس کا کوئی شریک نہیں اور یہ کہ میرے پاس اس کی دھلانیت کے ٹھوس دلائل موجود ہیں اور ایمان کے لیے دلیل ضروری ہے۔ یعنی ایسی دلیل جو ذات الٰہی اور اس کی ربوبیت کو ثابت کرے۔ جب کہ تمہارا حال یہ ہے کہ تم مجھے بغیر سوچے سمجھے کفر کی دعوت دے رہے ہو جو دلیل و عقل دونوں کے اعتبار سے باطل ہے۔ بے اصل ہے۔

وَاَنَا اَدْعُوْكُمْ اِلَى الْعَزِيْزِ الْغَفَّارِ)	اور میں تمہیں عزت والے بہت بخشنے والے کی طرف بلاتا ہوں۔

یعنی میں تمہیں اس ذات اقدس کی طرف بلاتا ہوں جو عزت والا ہے غلبے والا ہے اور کافروں سے بدلہ لینے کی مکمل قدرت رکھتا ہے اور اس کی شان یہ ہے کہ غایت درجہ گناہوں کا معاف کرنے والا ہے۔ اور جملہ صفات الوصیت و ربوبیت کا مالک ہے۔

لَا جَرَمَ اَنَّمَا تَدْعُوْنَنِىْٓ اِلَيْهِ	آپ ہی ثابت ہوا کہ جس کی طرف مجھے بلاتے ہو۔
لَيْسَ لَهٗ دَعْوَةٌ فِى الدُّنْيَا وَلَا فِى الْاٰخِرَةِ	اسے بلانا نہیں کام کا نہ ہی دنیا میں نہ ہی آخرت میں
وَاَنَّ مَرَدَّنَآ اِلَى اللّٰهِ وَاَنَّ الْمُسْرِفِيْنَ	اور یہ ہمارا پھرنا اللہ کی طرف ہے اور یہ کہ حد سے
هُمْ اَصْحٰبُ النَّارِ ۝	گذرنے والے ہی دوزخی ہیں۔
(لاجرم آپ ہی ثابت ہوا	فعل ماضی ہے ان معنوں میں کہ ثابت

ہوا۔ اور حق یہ ہے۔

(انما تدعوننی الیہ کہ جس کی طرف مجھے بلاتے ہو الکفر باللہ سبحانہ، وشرک الالہۃ الباطلۃ عزوجل بہ یعنی اللہ کے انکار کی طرف اور اللہ کے ساتھ جھوٹے معبودوں کو شریک کرنے کی طرف جبکہ اللہ بزرگ و برتر پاک وحدہٗ لاشریک ہے۔

(لیس لہٗ دعوۃ فی الدنیا والاخرۃ) اسے بلانا نہیں کام کا نہ دنیا میں نہ آخرت میں

یعنی تم اصنام پرستی کی طرف بلاتے ہو جن کا دنیا اور آخرت میں باطل و بے اصل ہونا امر یقینی ہے۔ کیونکہ وہ تو جماد محض بے عقل ہیں نہ ہی دنیا میں کام کے ہیں اور نہ ہی آخرت میں کسی کام آئیں گے۔ بلکہ اپنے ماننے والوں سے بیزار ہوں گے۔

(وان مردنا الی اللہ) اور یہ ہمارا پھرنا اللہ کی طرف ہے۔

یعنی موت کے بعد ہمارا لوٹنا اللہ ہی کی طرف ہے۔

(وان المسرفین ھم اصحاب النار) اور یہ کہ حد سے گذرنے والے ہی دوزخی ہیں۔

ہے کہ فرعون والے روزانہ صبح و شام دوزخ آگ پر پیش کئے جاتے ہیں۔ بخاری و مسلم میں عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جب تم میں سے کوئی مرجاتا ہے تو اُس سے روزانہ صبح و شام اُس کا ٹھکانہ دکھایا جاتا ہے۔ اگر وہ اہل جنت سے ہوتا ہے کہ اہل جنت کے ٹھکانوں سے اور اگر جہنم ہوتا ہے تو جہنموں کے ٹھکانوں سے اور اسے کہا جاتا ہے کہ تیرا یہی ٹھکانہ ہے یہاں تک کہ تجھے اللہ دوبارہ اٹھائے آیت سے عذاب قبر کا اثبات ہوتا ہے۔

واضح مفہوم یہ ہے کہ فرعون والوں کو روزانہ آتش دوزخ آتش پر پیش کیا جاتا ہے تاکہ انہیں اپنا ٹھکانا دیکھ کر حسرت شدید ہو۔

وَيَوْمَ تَقُوْمُ السَّاعَةُ اَدْخِلُوْٓا اٰلَ فِرْعَوْنَ اَشَدَّ الْعَذَابِ ۝ — اور جب قیامت قائم ہوگی حکم ہوگا فرعون والوں کو سخت تر عذاب میں داخل کرو۔

اور جملہ جو اس سے پہلے پر عطف ہے یعنی جب قیامت قائم ہوگی۔ فرشتوں سے فرمایا جائیگا فرعون والوں کو سخت ترین عذاب یعنی جہنم کے عذاب میں داخل کرو اور بعض نے اشد العذاب سے مراد ھاویہ کا عذاب لیا ہے، جو جہنم کے عذابوں سے سب سے بڑھ کر ہے۔ یعنی ان کو ھاویہ میں ڈال دو اور یہ عذاب قبر و برزخ کے عذاب سے علیحدہ قسم کا ہوگا اور کہا گیا ہے کہ یہ معمول ہے۔ یعنی قیامت تک یونہی رہے گا۔

وَاِذْ يَتَحَاجُّوْنَ فِى النَّارِ فَيَقُوْلُ الضُّعَفٰٓؤُا لِلَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْٓا اِنَّا كُنَّا لَكُمْ تَبَعًا فَهَلْ اَنْتُمْ مُّغْنُوْنَ عَنَّا نَصِيْبًا مِّنَ النَّارِ ۝ — اور جب وہ لوگ میں باہم جھگڑیں گے تو کمزور ان سے کہیں گے جو بڑے بنتے تھے ہم تمہارے تابع تھے تو کیا ہم سے آگ کا کوئی حصہ گھٹا لو گے۔

(وَاِذْ يَتَحَاجُّوْنَ فِى النَّارِ) اور جب وہ آگ میں باہم جھگڑیں گے

یعنی اُس وقت کا ذکر کیجیے جب کافر لوگ دوزخ میں باہم جھگڑیں گے۔ یا اے نبی مکرم اپنی قوم سے کفار کا جہنم میں باہمی جھگڑنے کا بیان فرمائیں۔

فَيَقُوْلُ الضُّعَفٰٓؤُا لِلَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْٓا) تو کمزور ان سے کہیں گے جو بڑے بنتے تھے۔ تفصیل للمحاجۃ والتخاصم فی النار ای یقول المرؤسون لرؤسائھم کفار کے باہمی جھگڑے اور گفتگو کی جو وہ دوزخ میں کریں گے۔ یعنی جب بے ثروت لوگ (نادار، کمزور، غریب) اپنے سرداروں یا رئیسوں سے کہیں گے (اِنَّا كُنَّا لَكُمْ تَبَعًا) ہم تمہارے تابع تھے فی الدنیا تباعاً یعنی ہم دنیا میں تمہاری پیروی کرتے تھے اور تمہاری بدولت ہی کفر پر ڈٹے رہے اتبعاً جمع کا صیغہ ہے۔ لیکن اس کا واحد نہیں۔ یعنی واحد و جمع بھی ہے البتہ اس کی جمع اَتْبَاعٌ ہے۔

(فَهَلْ اَنْتُمْ مُّغْنُوْنَ عَنَّا نَصِيْبًا مِّنَ النَّارِ) تو کیا تم ہم سے آگ کا کوئی حصہ گھٹا لو گے۔
مغنون فائدہ کے معنی میں ہے۔ اور نَصِيْبًا کے معنی حصہ کے ہیں، آلوسی کہتے ہیں۔ یدفع بعض عذابھا او بتحملہ عنا ھل حرف استفہام امر کے مفہوم میں ہے یا تقریری ہے۔ کفار میں سے کمزور لوگ اپنے سرداروں سے کہیں گے کہ کیا تم میں کوئی طاقت ہے کہ ہم سے اس عذاب کے کسی یا کچھ حصہ کو دور ہٹا دو۔ یا ہماری طرف سے اسے اُٹھا لو، کیونکہ رؤسائے کفار دنیا میں اس قسم کے دعوے کرتے تھے۔ کہ اگر کوئی عذاب ہوا تو تم تمہاری طرف سے اس کے ذمہ دار ہیں یا اسے اٹھا لیں گے اور جہنم میں جھگڑے کے دوران کمزور اس بات کو یاد دلائیں گے کیونکہ دنیا میں وہ انہی سرداروں کے بہکانے پر کافر بنے رہے تھے اور قبولِ حق سے دور رہے تھے۔

قَالَ الَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْا اِنَّا كُلٌّ فِيْهَا — اور تکبر والے بولے ہم سب آگ میں ہیں، بے شک
اِنَّ اللّٰهَ قَدْ حَكَمَ بَيْنَ الْعِبَادِ ۝ — اللہ بندوں میں فیصلے فرما چکا

(قَالَ الَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْا) وہ تکبر والے بولیں گے یعنی بڑے بننے والے کمزور لوگوں سے کہیں گے (جہنم میں کہیں گے)

اِنَّا كُلٌّ فِيْهَا ہم سب آگ میں ہیں نحن وانتم فکیف نغنی عنکم ولو قدرنا لدفعنا عن انفسنا شیئًا من العذاب ہم اور تم سبھی دوزخ میں ہیں تو ہم تمہیں کیونکر فائدہ دے سکتے ہیں یا تم سے عذاب کا کوئی حصہ گھٹا / ہٹا سکتے ہیں۔ اور اگر ہم قدرت رکھتے تو ہم اپنے نفوس سے عذاب میں سے کچھ گھٹا لیتے یا ہٹا لیتے یعنی ہم بے بس ہیں اور نہ اپنے لیے اور نہ ہی تمہارے لیے کچھ کر سکتے ہیں۔

(اِنَّ اللّٰهَ حَكَمَ بَيْنَ الْعِبَادِ) بے شک اللہ بندوں میں فیصلہ فرما چکا۔ فادخل اھل الجنۃ واھل النار النار وقدر لکل منا ومنکم عذابًا لا یدفع عنہ ولا یتحملہ عنہ غیرہ

اللہ نے اہلِ جنت کو جنت میں اور جہنمیوں کو جہنم میں داخل کر دیا۔ اور ہم میں سے اور تم میں سے ہر ایک کے لیے عذاب مقرر کر دیا (عذاب کا فیصلہ فرما دیا) جسے اس کے سوا (اللہ کے سوا) نہ کوئی ہٹا سکتا ہے نہ اُٹھا سکتا ہے۔

وَقَالَ الَّذِيْنَ فِي النَّارِ لِخَزَنَةِ جَهَنَّمَ ادْعُوْا رَبَّكُمْ يُخَفِّفْ عَنَّا يَوْمًا مِّنَ الْعَذَابِ ۝ — اور جو لوگ آگ میں ہیں اس کے داروغوں سے بولے اپنے رب سے دعا کرو۔ ہم پر عذاب کا ایک دن ہلکا کر دے۔

(وَقَالَ الَّذِيْنَ فِي النَّارِ) اور جو آگ میں ہیں کہیں گے من الضعفاء والمستکبرین جمیعًا لما ضاقت بھم الحیل وعییت بھم العلل یعنی کمزور اور بڑے بننے والے سبھی دوزخ میں کہیں گے۔ جب کہ ان کے سبھی حیلے

بہانے ختم ہو جائیں گے۔ اور ان کی تمام اُمیدیں ٹوٹ جائیں گی اور اسباب منقطع ہو جائیں گے اور دوزخ سے رہائی کی کوئی صورت نظر نہ آئے گی اور ہر طرف سے مایوس ہو جائیں گے۔

لِخَزَنَةِ جَهَنَّمَ جہنم کے داروغوں سے أی للقوام بتعذیب اھل النار ان فرشتوں سے جو دوزخیوں کے لیے عذاب پر مقرر ہیں۔

(ادْعُوا رَبَّكُمْ يُخَفِّفْ عَنَّا يَوْمًا مِّنَ الْعَذَابِ) اپنے رب سے دعا کرو کہ ہم پر عذاب کا ایک دن ہلکا کر دے۔

دوزخی کفار ملائکہ سے دعا کی درخواست کریں گے، شاید اس وجہ سے کہ وہ خیال کریں گے کہ یہ فرشتے قربِ حق میں زیادہ ہیں اور کہیں گے کہ اپنے رب سے ہمارے لیے دعا کیجیے کہ وہ ہم پر عذاب کا ایک دن یعنی دنیا کے دنوں میں ایک دن کی مقدار ہم سے عذاب میں کمی کرے یا ایک روز کے لیے ہم سے عذاب کو مٹا دے۔

قَالُوا أَوَلَمْ تَكُ تَأْتِيكُمْ رُسُلُكُم بِالْبَيِّنَاتِ ۖ قَالُوا بَلَىٰ ۚ قَالُوا فَادْعُوا ۗ وَمَا دُعَاءُ الْكَافِرِينَ إِلَّا فِي ضَلَالٍ ○ انہوں نے کہا کیا تمہارے پاس تمہارے رسول روشن نشانیاں نہ لائے تھے۔ بولے کیوں نہیں۔ بولے تو تمہیں دعا کرو اور کافروں کی دعا نہیں مگر بھٹکتے پھرنے کو

(قَالُوا أَوَلَمْ تَكُ تَأْتِيكُمْ رُسُلُكُم بِالْبَيِّنَاتِ) انہوں نے کہا کیا تمہارے پاس تمہارے رسول روشن نشانیاں نہ لائے تھے۔

ای لم تنبھوا علی ھذا ولم تک تاتیکم رسلکم فی الدنیا یعنی کیا تمہارے پاس دنیا میں رسول نہ آئے اور انہوں نے تمہیں اس انجام کے بارے میں انتباہ نہ فرمایا تھا۔ اور وہ واضح نشانیاں نہ لائے تھے جن سے انکار پر عاقبت کی بربادی پر دلالت ہوتی تھی۔

(قَالُوا بَلَىٰ) وہ کہیں گے کیوں نہیں ای اتونا بھا فکذبناھم کما نطق بہ قولہ تعالیٰ: بلیٰ قد جاءنا نذیر فکذبنا وقلنا ما نزل اللہ من شیء ان انتم الا فی ضلٰل کبیر۔ یعنی وہ ان نشانیوں کے ساتھ ہمارے پاس آئے تو ہم نے انہیں جھٹلایا جس طرح کہ حق تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ کفار کہیں گے۔ کیوں نہیں بے شک ہمارے پاس ڈر سنانے والے تشریف لائے پھر ہم نے جھٹلایا اور کہا اللہ نے کچھ نہیں اتارا تم تو نہیں مگر بڑی گمراہی میں۔

(قَالُوا فَادْعُوا) وہ کہیں گے تو تم ہی دعا کرو فصیحۃ ای اذا کان الامر کذلک فادعوا انتم فان الدعا لمن یفعل نعلکم ذلک مستحیل صدورہ عنا۔

یعنی جب معاملہ اس طرح ہے تو تم خود ہی درخواست کرو کیونکہ اس کے لیے دعا نہیں ہر رسوائی ہے

جس طرح کہ تم نے کیا اور تم ہم سے دعا چاہتے ہو جو ناممکن ہے یا یہ مطلب ہے کہ ہمیں تمہاری طرح کے لوگوں کے لیئے دعا کی اجازت نہیں۔

واضح مفہوم یہ ہے کہ مؤکل فرشتے دعا نہ فرمائیں گے۔

وَمَا دُعٰٓؤُا الْكٰفِرِيْنَ اِلَّا فِيْ ضَلٰلٍ اور کافروں کی دعا نہیں مگر بھٹکتے پھرنے اسی فی ضیاع و بطلان ای لا یجابہم کافروں کی دعائیں ضائع اور باطل ہیں یعنی قبول نہ ہوں گی یہ جملہ یا تو دارو غوں کا کلام ہے کفار کے جواب میں یا یہ حق تعالیٰ کا ارشاد ہے اور حدیث نبوی سے اس پر استدلال کیا گیا ہے۔ کہ آپ نے فرمایا کہ بے شک کافر کی دعا قبول نہ ہوگی اور نہ ہی وہ نماز استسقار کے لیے حاضر ہوں۔ لیکن حق یہ ہے کہ کفار کی بعض دعاؤں کا دنیا میں قبول ہونا امر واقعی ہے۔ لیکن روز قیامت قبول نہ ہوں گی۔ اور یہاں دعا کا قبول نہ ہونا روز قیامت کے ساتھ خاص ہے۔

واضح مفہوم یہ ہے کہ کفار سے جہنم کے کارندے کہیں گے کہ کیا تمہارے پاس اللہ کے رسول معجزات و آیات و معجزات کے ساتھ تشریف نہ لائے اور انہوں نے تمہیں اس دن سے نہ ڈرایا تھا تو کفار اس کا اقرار کریں گے اور کہیں گے بلاشبہ وہ ہمارے پاس آئے۔ لیکن ہم نے انہیں جھٹلایا اگر ہم سنتے یا عقل سے کام لیتے تو دوزخی نہ ہوتے تو کارکنان جہنم کہیں گے تو جب صورت حال یہ ہے تو تم خود ہی دعا مانگو، فرشتے کفار کے لیے دعا نہ کریں گے یا انہیں اس امر کی اجازت نہیں جب وہ خود کفر سے پاک ہیں تو کسی کافر کے لیے کیونکر دعا کریں گے۔ اس سے مسئلہ واضح ہو گیا ہے کہ کسی کافر کے لیے (مرنے کے بعد) دعا جائز نہیں کیونکہ کفر و شرک پر مرنے والے کے لیے مغفرت سے ہی نہیں اور جس کے ایمان میں شک ہو اس کی نماز جنازہ نہ پڑھی جائے اور غسل میت مسنون طریقے سے نہ دے یونہی پانی بہا دے، موکلین فرمائیں گے کہ کفار کی دعائیں گمراہی ہیں اور وہ قبول نہ ہوں گی اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ یہ جملہ حق تعالیٰ کا کلام ہے۔ اور اس سے مراد کفار کی دعاؤں کا قبول نہ ہونا اور ضیاع و بطلان ہونا قیامت کے ساتھ خاص ہے۔ البتہ دنیا میں ان کی بعض دعائیں قبول ہو جاتی ہیں، جیسا کہ ظاہر ہے۔

بامحاورہ ترجمہ چھٹا رکوع سورہ مومن پ ۲۴

اِنَّا لَنَنْصُرُ رُسُلَنَا وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَيَوْمَ يَقُوْمُ الْاَشْهَادُ ۝

بیشک ہم مدد کرتے ہیں اپنے رسولوں کی اور ان کی جو ایمان لائے دنیا کی زندگی میں اور جس دن گواہ کھڑے ہوں گے۔

يَوْمَ لَا يَنْفَعُ الظّٰلِمِيْنَ مَعْذِرَتُهُمْ وَلَهُمُ اللَّعْنَةُ وَلَهُمْ سُوْٓءُ الدَّارِ ۝

جس دن کوئی نفع نہیں دے گا ظالموں کا عذر (ان کا) اور ان کے لیے لعنت ہے اور ان کے لیے بُرا گھر ہے۔

وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسَى الْهُدٰى وَاَوْرَثْنَا بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ الْكِتٰبَ ۝ هُدًى وَّذِكْرٰى لِاُولِى الْاَلْبَابِ ۝

اور بے شک دی ہم نے موسیٰ کو ہدایت اور وارث کیا ہم نے بنی اسرائیل کو کتاب کا جس میں ہدایت اور نصیحت ہے عقل والوں کے لیے۔

فَاصْبِرْ اِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ وَّاسْتَغْفِرْ لِذَنْۢبِكَ وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ بِالْعَشِيِّ وَالْاِبْكَارِ ۝

تو صبر فرمائیے بیشک اللہ کا وعدہ سچا ہے اور بخشش طلب فرمائیے اپنے غلاموں کے گناہوں کے لیے اور تسبیح بیان فرمائیے اپنے رب کی حمد کے ساتھ شام کو اور صبح کو۔

اِنَّ الَّذِيْنَ يُجَادِلُوْنَ فِيْٓ اٰيٰتِ اللّٰهِ بِغَيْرِ سُلْطٰنٍ اَتٰىهُمْ اِنْ فِيْ صُدُوْرِهِمْ اِلَّا كِبْرٌ مَّا هُمْ بِبَالِغِيْهِ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ اِنَّهٗ هُوَ السَّمِيْعُ الْبَصِيْرُ ۝

بے شک وہ لوگ جو جھگڑتے ہیں اللہ کی آیتوں میں بغیر کسی دلیل کے جو انہیں ملی ہو ان کے دلوں میں نہیں مگر وہ تکبر جس تک وہ نہیں پہنچ سکیں گے تو اللہ سے پناہ مانگئے بے شک وہ سننے والا دیکھنے والا ہے۔

لَخَلْقُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اَكْبَرُ مِنْ خَلْقِ النَّاسِ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ۝

بے شک آسمانوں اور زمین کی پیدائش آدمیوں کی پیدائش سے بہت بڑی ہے لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے۔

وَمَا يَسْتَوِي الْاَعْمٰى وَالْبَصِيْرُ ۝ وَ

اور اندھا اور انکھیارا برابر نہیں ہے اور نہ وہ لوگ

الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَلَا الْمُسِيْٓءُ ؕ قَلِيْلًا مَّا تَتَذَكَّرُوْنَ ۝

اور نہ وہ جو ایمان لاتے اور اچھے کام کرتے ۔ اور بدکار بہت کم ہیں جو نصیحت حاصل کرتے ہیں ۔

اِنَّ السَّاعَةَ لَاٰتِيَةٌ لَّا رَيْبَ فِيْهَا وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يُؤْمِنُوْنَ ۝

بے شک یقیناً قیامت آئے گی نہیں ہے اس میں کوئی شک لیکن اکثر لوگ ایمان نہیں لاتے۔

وَقَالَ رَبُّكُمُ ادْعُوْنِيْٓ اَسْتَجِبْ لَكُمْ ؕ اِنَّ الَّذِيْنَ يَسْتَكْبِرُوْنَ عَنْ عِبَادَتِيْ سَيَدْخُلُوْنَ جَهَنَّمَ دٰخِرِيْنَ ۝

اور فرمایا تمہارے رب نے مجھ ہی کو پکارو، بے شک وہ لوگ جو تکبر کرتے ہیں میری عبادت سے عنقریب وہ داخل ہوں گے جہنم میں ذلیل ہو کر۔

حلِّ لغات

اِنَّا۔ بیشک ہم	لَنَنْصُرُ۔ ضرور مدد کرتے ہیں		رُسُلَنَا۔ اپنے رسولوں کی
وَ۔ اور	الَّذِيْنَ۔ ان کی جو	اٰمَنُوْا۔ ایمان لائے	فِی۔ بیچ
الْحَيٰوةِ۔ زندگی	الدُّنْيَا۔ دنیا کے	وَ۔ اور	يَوْمَ۔ جس دن
يَقُوْمُ۔ کھڑے ہونگے	الْاَشْهَادُ۔ گواہ	يَوْمَ۔ جس دن	لَا۔ نہ
يَنْفَعُ۔ نفع دیگا	الظّٰلِمِيْنَ۔ ظالموں کو	مَعْذِرَتُهُمْ۔ انکا عذر	وَ۔ اور
لَهُمُ۔ ان کیلئے	اللَّعْنَةُ۔ لعنت ہے	وَ۔ اور	لَهُمْ۔ ان کے لیے
سُوْٓءُ۔ برا ہے	الدَّارِ۔ گھر	وَ۔ اور	لَقَدْ۔ بیشک
اٰتَيْنَا۔ دی ہم نے	مُوْسٰى۔ موسیٰ کو	الْهُدٰى۔ ہدایت	وَ۔ اور
اَوْرَثْنَا۔ وارث کیا ہمنے	بَنِيْٓ۔ اولاد	اِسْرَآءِيْلَ۔ یعقوب کو	الْكِتٰبَ۔ کتاب کا
هُدًى۔ جو ہدایت تھی	وَّ۔ اور	ذِكْرٰى۔ نصیحت	لِاُولِی الْاَلْبَابِ۔ عقلمندوں
کے لیے	فَاصْبِرْ۔ تو صبر کر	اِنَّ۔ بیشک	وَعْدَ۔ وعدہ
اللّٰهِ۔ اللہ کا	حَقٌّ۔ سچا ہے	وَ۔ اور	اسْتَغْفِرْ۔ بخشش مانگ
لِذَنْۢبِكَ۔ اپنے متبعین کے گناہوں کی		وَ۔ اور	سَبِّحْ۔ تسبیح بیان کر
بِحَمْدِ۔ ساتھ حمد	رَبِّكَ۔ رب اپنے کے	بِالْعَشِيِّ۔ شام	وَ۔ اور
الْاِبْكَارِ۔ صبح کو	اِنَّ۔ بیشک	الَّذِيْنَ۔ وہ جو	يُجَادِلُوْنَ۔ جھگڑتے ہیں

فِیْ۔بیچ　اٰیٰتِ۔آیات　اللّٰہِ۔الٰہی کے　بِغَیْرِ۔بغیر

سُلْطٰنٍ۔دلیل کے　اَتٰىهُمْ۔جو انکے پاس ہو　اِنْ۔نہیں　فِیْ۔بیچ

صُدُوْرِ۔سینوں　هِمْ۔ان کے　اِلَّا۔مگر　كِبْرٌ۔تکبر

مَا۔جو نہیں　هُمْ۔وہ　بِبَالِغِیْهِ۔اسکو پانے والے　فَاسْتَعِذْ۔تو پناہ مانگ

بِاللّٰهِ۔اللہ کی　اِنَّهٗ۔بیشک وہ　هُوَ۔وہی ہے　السَّمِیْعُ۔سننے والا

الْبَصِیْرُ۔دیکھنے والا　لَخَلْقُ۔یقیناً پیدائش　السَّمٰوٰتِ۔آسمانوں　وَ۔اور

الْاَرْضِ۔زمین کی　اَكْبَرُ۔بہت بڑی ہے　مِنْ خَلْقِ۔پیدائش　النَّاسِ۔آدمیوں سے

وَ۔اور　لٰكِنَّ۔لیکن　اَكْثَرَ۔اکثر　النَّاسِ۔لوگ

لَا۔نہیں　یَعْلَمُوْنَ۔جانتے　وَ۔اور　مَا۔نہیں

یَسْتَوِی۔برابر　الْاَعْمٰی۔اندھا　وَ۔اور　الْبَصِیْرُ۔دیکھنے والا

وَ۔اور　الَّذِیْنَ۔وہ جو　اٰمَنُوْا۔ایمان لائے　وَ۔اور

عَمِلُوا۔عمل کیے　الصّٰلِحٰتِ۔اچھے　وَ۔اور　لَا۔نہ

الْمُسِیْٓءُ۔بدکار　قَلِیْلًا۔تھوڑا ہے　مَّا۔جو　تَتَذَكَّرُوْنَ۔نصیحت لیتے ہو تم

اِنَّ۔بیشک　السَّاعَةَ۔قیامت　لَاٰتِیَةٌ۔آنے والی ہے　لَا۔نہیں

رَیْبَ۔شک　فِیْهَا۔اس میں　وَ۔اور　لٰكِنَّ۔لیکن

اَكْثَرَ۔اکثر　النَّاسِ۔لوگ　لَا۔نہیں　یُؤْمِنُوْنَ۔ایمان لاتے

وَ۔اور　قَالَ۔فرمایا　رَبُّكُمْ۔تمہارے رب نے　اُدْعُوْنِیْٓ۔مجھے پکارو

اَسْتَجِبْ۔میں قبول کرونگا　لَكُمْ۔تمہاری دعا　اِنَّ۔بیشک　الَّذِیْنَ۔وہ جو

یَسْتَكْبِرُوْنَ۔تکبر کرتے ہیں　عَنْ عِبَادَتِیْ۔میری عبادت سے　سَیَدْخُلُوْنَ۔جلدی داخل ہونگے

جَهَنَّمَ۔جہنم میں　دٰخِرِیْنَ۔ذلیل ہوکر۔

حلِّ لُغاتِ نادرہ

الْمُسِیْٓءُ:۔ بدکار

دٰخِرِیْنَ:۔ ذلیل ہوکر۔

مختصر تفسیر چھٹا رکوع سورۂ مومن پ ۲۴

اِنَّا لَنَنْصُرُ رُسُلَنَا وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا فِی الْحَیٰوۃِ الدُّنْیَا وَیَوْمَ یَقُوْمُ الْاَشْھَادُ۔ یَوْمَ لَا یَنْفَعُ الظّٰلِمِیْنَ مَعْذِرَتُھُمْ وَلَھُمُ اللَّعْنَۃُ وَلَھُمْ سُوْٓءُ الدَّارِ۔ بے شک ہم اپنے رسولوں کی مدد کریں گے اور ان کی جو دنیا میں ایمان لائے اور جس دن گواہ کھڑے ہونگے اور وہ دن جس دن نہ نفع دے مشرکوں کو ان کی معذرت اور ان کے لیے رحمت سے بعد اور ان کے لیے بُرا گھر ہے۔

اللہ تعالے جل شانہ اپنے رسول اور ان مومنوں کے لیے وعدہ دیتا ہے اور فرماتا ہے کہ ہم اپنے رسولوں کی مدد فرمائیں گے اور ان ایمان والوں کی اعانت کرینگے جو دنیا میں مومن ہوئے اس لیے کہ حیات دنیا کے بعد حیوۃ اخروی میں منتقل ہوکر تو ہر مشرک اور جاحد و منکر ایمان لے آتا ہے تو اسلام میں یُؤْمِنُوْنَ بِالْغَیْبِ کے ماتحت ایمان حیات دنیا میں شرط ہے ورنہ غرق ہونے کے وقت تو فرعون نے بھی کہا اٰمَنْتُ اَنَّہٗ لَآ اِلٰہَ اِلَّا الَّذِیْٓ اٰمَنَتْ بِہٖ بَنُوْٓا اِسْرَآءِیْلَ وَاَنَا مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ اس اقرار و اعتراف کا جواب اسی آیت کریمہ کے آگے دیدیا گیا ہے اور فرمایا اٰٰلْئٰنَ وَقَدْ عَصَیْتَ قَبْلُ وَکُنْتَ مِنَ الْمُفْسِدِیْنَ کیا اب ایمان لانے کی سوجھی جبکہ حیات دنیا ختم ہوگئی اور دنیا میں تو بڑا فسادی تھا۔

معلوم ہوا کہ ایمان بالغیب حیات دنیا میں شرط ہے اور مرنے کے بعد عذاب کو دیکھ کر ہر کافر و مشرک و جاحد منکر عاند ایمان لے ہی آتا ہے لیکن یَوْمَ لَا یَنْفَعُ الظّٰلِمِیْنَ مَعْذِرَتُھُمْ وَلَھُمُ اللَّعْنَۃُ وَلَھُمْ سُوْٓءُ الدَّارِ کا ان کے لیے وعید ہے۔ یعنی دنیا سے جانے کے بعد ان کی معذرت ان کی توبہ کوئی نفع نہیں دے گی اور ان کے لیے اللہ کی رحمت سے بُعد اور تکلیفوں کا گھر ہوگا۔

اسی بنا پر ارباب عقائد نے کفر دو قسم کے رکھے (۱) ایک کفر مقبول (۲) کفر مردود۔ کفر مقبول کفر مومن ہے جس کو قرآن کریم نے فرمایا فَمَنْ یَّکْفُرْ بِالطَّاغُوْتِ وَیُؤْمِنْ بِاللّٰہِ فَقَدِ اسْتَمْسَکَ بِالْعُرْوَۃِ الْوُثْقٰی جو کفر کرے بتوں سے اور اللہ پر ایمان لائے اس نے مضبوط رسی تھامی۔ اسی کو کفر ثابت کہا جاتا ہے اور کفر زائل یہ کفر کفار جو حیات دنیا ختم ہونے کے بعد ختم ہوجاتا ہے جیسے فرعون دنیاوی زندگی تک اپنے کو خدا کہتا رہا اور غرق میں جانے کے بعد اٰمَنْتُ اَنَّہٗ لَآ اِلٰہَ اِلَّا الَّذِیْ الخ پکارتا رہا۔ بنا بریں اِنَّا لَنَنْصُرُ رُسُلَنَا کے ساتھ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا کو مطلق نہیں فرمایا جو کہ فِی الْحَیٰوۃِ الدُّنْیَا کے ساتھ مقید کر دیا اور انہی کے لیے یَوْمَ یَقُوْمُ الْاَشْھَادُ فرمایا۔

اشہاد جمع شہید ہے اور شہید گواہ کو کہتے ہیں تو ان کے لیے (یعنی ایمان والوں کے لیے) گواہ ملائکہ و انبیاء ہوں گے جو بتائیں گے کہ انہوں نے دنیا کی زندگی میں ایمان قبول کیا اور اعمال صالحہ پر رہے اور وہ جو کفر کرتے رہے وہ بھی معذرت کریں گے اور کہیں گے ہم سے غلطی ہوئی اب ہمیں معافی دی جائے۔ تو فرمایا یَوۡمَ لَا یَنۡفَعُ الظّٰلِمِیۡنَ مَعۡذِرَتُہُمۡ اس دن ظالم یعنی مشرک کی معذرت انہیں نفع نہ دے گی۔ یہاں ظالم کے معنی مشرک یوں لیے گئے کہ ظلم کہتے ہیں وَضۡعُ الشَّیۡ عَلٰی غَیۡرِ مَحَلِّہٖ کو تو چونکہ مشرک رب جل وعلا شانہ کی بجائے بے محل بت پرستی کرتا تھا تو اسے مشرک کہا گیا اور وَلَہُمُ اللَّعۡنَۃُ کے معنی رحمت الٰہی سے بعد اسی لیے کیے گئے کہ لعنت کے معنی آلوسی نے روح المعانی میں اَلۡبُعۡدُ مِنَ الرَّحۡمَۃِ فرمائے ہیں اور سُوۡءُ الدَّارِ۔ سُوۡءَ کہتے ہیں برائی کو۔ دَار کہتے ہیں گھر کو یعنی ان کے لیے برا گھر یعنی جہنم ہی ہوگا۔ اب آگے ارشاد ہے۔

وَلَقَدۡ اٰتَیۡنَا مُوۡسَی الۡہُدٰی وَاَوۡرَثۡنَا بَنِیۡۤ اِسۡرَآءِیۡلَ الۡکِتٰبَ ہُدًی وَّذِکۡرٰی لِاُولِی الۡاَلۡبَابِ۔

اور بیشک ہم نے موسیٰ کو ہدایت دی اور بنی اسرائیل کو ہدایت کی کتاب پر وارث بنایا جس میں عقلمندوں کے لیے نصیحت اور ہدایت تھی۔

یعنی موسیٰ علیہ السلام کو توریت کے ذریعے ہدایت نامہ عطا ہوا اور بنی اسرائیل کو اس کتاب کا وارث فرمایا اس کتاب میں ہدایت تھی اور تذکیر بھی عقل والوں کے لیے تو اس کے بعد حضور کو تسلی دی جاتی ہے اور ارشاد ہوتا ہے۔

فَاصۡبِرۡ اِنَّ وَعۡدَ اللّٰہِ حَقٌّ وَّاسۡتَغۡفِرۡ لِذَنۡۢبِکَ وَسَبِّحۡ بِحَمۡدِ رَبِّکَ بِالۡعَشِیِّ وَالۡاِبۡکَارِ۔ اے محبوب آپ صبر فرمائیں اللہ کا وعدہ سچا ہے اور اپنے غلاموں کے لیے ان کی معصیتوں پر بخشش طلب کریں اور تسبیح بیان صبح و شام اللہ کی حمد کے ساتھ۔

یہاں وَاسۡتَغۡفِرۡ لِذَنۡۢبِکَ فرمایا ہے جس کے لفظی معنی یہ ہوتے ہیں کہ معافی مانگئے اپنے گناہوں کی۔ لیکن چونکہ انبیاء معصوم عن الخطا ہیں اس بنا پر اس نسبت سے اس کو سمجھا جائے گا کہ حضور کے متبعین حضور کے غلام ہیں اور غلام کے ہر فعل آقا کی طرف منتسب (منسوب) کیا کرتے ہیں تو اس بنا پر حضور کے غلاموں کی خطاؤں کو حضور کی طرف منتسب کرکے وَاسۡتَغۡفِرۡ لِذَنۡۢبِکَ فرمایا

چنانچہ علامہ مدارک نے وَاسۡتَغۡفِرۡ لِذَنۡۢبِکَ کا ترجمہ امت کی خطاؤں کی معافی طلب کرنا لکھا ہے۔

چنانچہ آلوسی روح المعانی میں فرماتے ہیں۔ وَاسۡتَغۡفِرۡ لِذَنۡۢبِکَ اَیۡ لِذَنۡبِ اُمَّتِکَ فِیۡ حَقِّکَ وَسَبِّحۡ بِالۡعَشِیِّ وَالۡاِبۡکَارِ۔ اور تسبیح بیان کیجئے صبح و شام۔

اس سے مراد فجر اور عصر ہے اس لیے کہ قیام مکہ میں دو ہی وقت کی نماز فرض تھی چنانچہ روح المعانی میں ہے عَنِ الْحَسَنِ اُرِيْدَ رَكْعَتَانِ بُكْرَةً وَّرَكْعَتَانِ عَشِيًّا قَبْلَ اَنَّ الْوَاجِبَ بِمَكَّةَ كَانَ بِمَكَّةَ ذٰلِكَ دو رکعتیں صبح اور دو رکعتیں شام کی مراد ہیں جو مکہ میں اول اول تھیں پانچ نمازیں تو بعد معراج فرض ہوئیں آگے ارشاد ہے اِنَّ الَّذِيْنَ يُجَادِلُوْنَ فِيْٓ اٰيٰتِ اللّٰهِ بِغَيْرِ سُلْطٰنٍ اَتٰىهُمْ اِنْ فِيْ صُدُوْرِهِمْ اِلَّا كِبْرٌ مَّا هُمْ بِبَالِغِيْهِ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ اِنَّهٗ هُوَ السَّمِيْعُ الْبَصِيْرُ۔ بیشک وہ لوگ جو اللہ کی آیتوں میں جھگڑتے ہیں بغیر کسی دلیل کے جو انہیں ملی ہو ان کے دلوں میں نہیں مگر بڑائی کی ہوس جس تک وہ نہیں پہنچ سکتے۔ اللہ سے پناہ مانگئے بیشک وہ سنتا دیکھتا ہے۔

جھگڑا کرنے والوں سے مراد کفار قریش ہیں جو اپنے عناد قلبی کے ماتحت بیجا طور پر اللہ کی آیتوں میں جھگڑا کرتے تھے اور اس پر ان کے پاس کوئی دلیل واضح نہیں تھی۔

اور جناب مصطفی علیہ التحیۃ والثنا کی جامعیت اور خطابت سے انکار اپنی بڑائی کے لالچ میں کرتے تھے اور یہ خیال فاسد رکھتے تھے کہ اگر ان کو مان لیا تو ہم کو چھوٹا بننا پڑے گا اللہ تعالے فرماتا ہے کہ ان کے دلوں میں ایسی بڑائی کا وہم تھا کہ جس تک ان کا پہنچنا دشوار تھا چنانچہ ارشاد ہے۔

فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ۔ اللہ کی پناہ لیجئے۔ اور ان کی پروا نہ کیجئے وہ سنتا دیکھتا ہے آگے ارشاد ہے۔ لَخَلْقُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اَكْبَرُ مِنْ خَلْقِ النَّاسِ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ۔ بے شک آسمانوں اور زمین کی پیدائش آدمیوں کی پیدائش سے بہت بڑی ہے لیکن بہت لوگ نہیں جانتے۔

اور بہت لوگوں سے مراد کفار اور مشرکین ہیں کہ یہ بھی سمجھ سکتے تھے۔ حالانکہ اظہر من الشمس اور ابین من الامس ہے کہ انسان کی تخلیق ایک قطرہ سے ہوتی ہے اور وہ نشو و نما پاتے پاتے جوان ہو کر بڑھاپے تک جاتا ہے لیکن آسمان اور زمین یہ ایک ایسی تخلیق ہے کہ اس کا کنارہ اور منتہی طبقات الارض کی تحقیق کرنے والے بھی معلوم نہ کر سکے نہ آسمانوں کا منتہی نظر آیا اور زمین کا سوائے اس کے کہ راکٹ اڑا کر اعلان کر دیتے ہیں کہ اب ہم چاند تک جا رہے ہیں۔ سورج تک پہنچ رہے ہیں۔ پھر واپس آ کر کہہ دیتے ہیں کہ اس تک نہیں پہنچ سکتے راکٹ جل گیا یا واپس آ گیا اور اسی قسم کی تعلیاں کی لیتے لیتے ختم ہو جائیں گے اس لیے کہ قرآن کریم کا دعوٰی ہے کہ جن اور انسان اگر اقطار السماوات اور ارض میں نفوذ کرنا چاہیں تو نفوذ نہیں کر سکتے مگر ہماری قوت کے ساتھ نہ کہ سائنس کی قوت اور مادیات کی طاقت سے بحیثیت قال تعالیٰ

يٰمَعْشَرَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ اِنِ اسْتَطَعْتُمْ اَنْ تَنْفُذُوْا مِنْ اَقْطَارِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ فَانْفُذُوْا لَا تَنْفُذُوْنَ اِلَّا بِسُلْطٰنٍ۔ البتہ یہ ہو سکتا ہے کہ فضائے ہوائیہ میں سے کسی عجوبہ شان کو دیکھ کر انہوں

نے سورج بنا لیا ہو اور کسی کو چاند قرار دے دیا ہو اس لیے کہ فضائے ہوائیہ جہاں پر کرۂ ارضی ختم ہو جاتا ہے وہاں سے آگے نہ زمان ہے نہ مکان۔ نہ گھڑی ہے نہ گھنٹہ نہ اس کی سیر میں کسی تعین کا دخل ہے وہاں جانے جانے جہاں کہیں روشنی افراط سے دیکھی سمجھ لیا کہ چاند ہے یا سورج اس کے سوا ہماری سمجھ میں نہیں آتا کہ وہاں کی زمین کا الاٹمنٹ لندن کی عدالتوں سے کرایا جائے یا یونائیٹڈ نیشنل سے اس کا فیصلہ لے کر اپنا حکم نافذ کرائیں۔

اوران پر کرائیں جنہیں نہ قید زمانی ہے نہ مکانی جو یہاں کے حکام تو اپنے یہاں دخیل ہی نہیں سمجھتے واللہ یَهْدِیْ مَنْ یَّشَآءُ اِلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ۔ آگے ارشاد ہے۔

وَمَا یَسْتَوِی الْاَعْمٰی وَالْبَصِیْرُ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَلَا الْمُسِیْٓءُ قَلِیْلًا مَّا تَتَذَكَّرُوْنَ ۔ اندھا اور انکھیارا برابر ہے اور جو ایمان لائے اور نیک عمل کیے اور برے کام کرنے والے برابر نہیں ہیں تو تم بہت کم غور کرتے ہو۔

مفہوم آیت واضح ہے اس میں اندھے سے مراد جاہل ہے اور انکھیارے سے مراد عالم ہے تو خلاصہ یہ نکلا کہ عالم و جاہل برابر نہیں ہے ایسے ہی نیک عمل کرنے والے اور برے عمل والے جس سے مراد اللہ کے ولی اور سیاہ کار ہیں یہ بھی دونوں برابر نہیں آگے فرمایا گیا کہ تم ان باتوں پر بہت کم دھیان کرتے ہو اور اگر غور کرو تو خود بخود تم راہ راست پر آسکتے ہو۔ آگے ارشاد ہے۔

اِنَّ السَّاعَةَ لَاٰتِیَةٌ لَّا رَیْبَ فِیْهَا وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا یُؤْمِنُوْنَ بے شک قیامت آنے والی ہے اس میں کوئی شک نہیں ہے لیکن اکثر غفلت شعار ایمان نہیں لاتے۔

یہاں اس سے مراد مواعید یوم آخرت کے بھول جانے والے کافر ہیں اور لَا یُؤْمِنُوْنَ کا مقتضا بھی یہی ہے کہ ابتلائے بے ایمان کافروں کو فرمایا گیا کہ جس قیامت پر تمہیں ایمان نہیں وہ بلا شک و شبہ آنے والی ہے آگے ارشاد ہے۔

وَقَالَ رَبُّكُمُ ادْعُوْنِیْٓ اَسْتَجِبْ لَكُمْ اِنَّ الَّذِیْنَ یَسْتَكْبِرُوْنَ عَنْ عِبَادَتِیْ سَیَدْخُلُوْنَ جَهَنَّمَ دَاخِرِیْنَ۔ اور فرمایا تمہارے رب نے کہ مجھ ہی کو پوجو میں تمہاری عبادت قبول کروں گا اور جو میرے سوا غیر کو پکارتے یا پوجتے ہیں وہ عنقریب جہنم میں ذلت کے ساتھ داخل ہوں گے۔

محاورات قرآنی میں اُدْعُوْ۔ تَدْعُوْ۔ دَعْوٰی۔ دُعا کے متعدد معنی ہیں۔ منجملہ اس کے پکارنے اور پوجنے کے بھی ہیں۔ لہذا یہاں پوجنے اور پکارنے کے معنی صحیح ہیں۔ اور غیر خدا کا پوجنا اور غیر خدا کو معبود حقیقی سمجھ کر پکارنا یہ شرک اور کفر ہے۔ البتہ مظہر عون الٰہی جان کر اولیاء اللہ کو پکارنا مثل یا شیخ عبد القادر جیلانی شیئًا

لِلّٰہ۔ یا علی مشکل کشا۔ اس کے متعلق علامہ خیر الدین آملی اپنے فتاوٰی میں فرماتے ہیں کہ قَوْلُھُمْ یَا شَیْخ عَبْدَالْقَادِرِ جِیْلَانِی نِدَاءٌ فَمَا الْحُرْمَۃُ فِی نِدَاءٍ آیش لوگوں کا یا شیخ عبد القادر جیلانی کہنا یہ محض نداء ہے اور غیر اللہ کو نداء کرنے میں کونسی حرمت ہے۔ اور یہ ظاہر ہے کہ غیر خدا کو پکارنے سے بغیر دنیا کے کاروبار منقطع ہو جاتے ہیں۔ تو اس پکارنے کو حرام یا شرک کہنا اسی کا کام ہے جو خود مشرک بننے کا شوقین ہو۔ البتہ ایسی ندا جس میں متصرف حقیقی خدا کی طرح غیر کو سمجھے یہ حرام ہے اور ایسی ندا دینے والا بلاریب مشرک ہے اس بحث کو ہم نے اسی تفسیر کے تیرھویں پارہ میں مفصل بیان کیا ہے۔ وللہ الحمد

بامحاورہ ترجمہ ساتواں رکوع سورۃ مومن پ۲۴

اَللّٰہُ الَّذِیْ جَعَلَ لَکُمُ الَّیْلَ لِتَسْکُنُوْا فِیْہِ وَالنَّہَارَ مُبْصِرًا اِنَّ اللّٰہَ لَذُوْ فَضْلٍ عَلَی النَّاسِ وَلٰکِنَّ اَکْثَرَ النَّاسِ لَا یَشْکُرُوْنَ ۝

اللہ وہ ہے جس نے تمہارے لیے رات بنائی تاکہ سکون حاصل کرو اس میں اور دن بنایا تمہارے جاگنے کے لیے بیشک اللہ یقیناً فضل والا ہے لوگوں پر لیکن اکثر غفلت شعار شکر گذاری نہیں کرتے۔

ذٰلِکُمُ اللّٰہُ رَبُّکُمْ خَالِقُ کُلِّ شَیْءٍ لَا اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ فَاَنّٰی تُؤْفَکُوْنَ ۝

یہ ہے تمہارا اللہ تمہاری پرورش کرنے والا جو ہر شئے کا پیدا کرنے والا ہے کوئی معبود نہیں سوائے اس کے کہاں اوندھے جا رہے ہو۔

کَذٰلِکَ یُؤْفَکُ الَّذِیْنَ کَانُوْا بِاٰیٰتِ اللّٰہِ یَجْحَدُوْنَ ۝

ایسے اوندھے ہوتے ہیں جو اللہ کی آیتوں میں جھگڑتے ہیں۔

اَللّٰہُ الَّذِیْ جَعَلَ لَکُمُ الْاَرْضَ قَرَارًا وَّالسَّمَآءَ بِنَآءً وَّصَوَّرَکُمْ فَاَحْسَنَ صُوَرَکُمْ وَرَزَقَکُمْ مِّنَ الطَّیِّبٰتِ ذٰلِکُمُ اللّٰہُ رَبُّکُمْ فَتَبٰرَکَ اللّٰہُ رَبُّ الْعٰلَمِیْنَ ۝

اللہ وہ ہے جس نے زمین تمہارے لیے قرار پکڑنے کو بنائی اور آسمان کو چھت اور تمہاری صورتیں بنائیں تو تمہاری صورتیں اچھی بنائیں اور تمہیں روزی دی پاک چیزوں سے یہ ہے اللہ تمہارا رب تو بڑی برکت والا ہے اللہ جو تمام عالموں کا پالنے والا ہے۔

هُوَ الْحَیُّ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ فَادْعُوْہُ مُخْلِصِیْنَ لَہُ الدِّیْنَ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ہ

وہ ازلی زندہ ہے اس کے سوا کوئی معبود نہیں تو اسی کو پوجو خلوص سے اسی کے بندے ہو کر تمام تعریفیں اللہ کے لیے ہیں جو رب ہے تمام عالموں کا۔

قُلْ اِنِّیْ نُھِیْتُ اَنْ اَعْبُدَ الَّذِیْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ لَمَّا جَآءَنِیَ الْبَیِّنٰتُ مِنْ رَّبِّیْ وَاُمِرْتُ اَنْ اُسْلِمَ لِرَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ہ

فرما دیجئے کہ مجھے منع کیا گیا ہے اس سے کہ میں پوجوں ان کو جن کو تم اللہ کے سوا پوجتے ہو جبکہ میرے پاس روشن دلیلیں آگئیں میرے رب کی طرف سے اور مجھے حکم کیا گیا ہے کہ میں جھکوں اپنے رب کے لیے جو تمام عالموں کا پالنے والا ہے۔

ھُوَ الَّذِیْ خَلَقَکُمْ مِّنْ تُرَابٍ ثُمَّ مِنْ نُّطْفَۃٍ ثُمَّ مِنْ عَلَقَۃٍ ثُمَّ یُخْرِجُکُمْ طِفْلًا ثُمَّ لِتَبْلُغُوْٓا اَشُدَّکُمْ ثُمَّ لِتَکُوْنُوْا شُیُوْخًا وَمِنْکُمْ مَّنْ یُّتَوَفّٰی مِنْ قَبْلُ وَلِتَبْلُغُوْٓا اَجَلًا مُّسَمًّی وَّ لَعَلَّکُمْ تَعْقِلُوْنَ ہ

وہ وہ ذات ہے جس نے تمہیں مٹی سے پیدا کیا پھر نطفہ سے پھر جمے ہوئے خون سے پھر تم کو بطن مادر سے بچے کی شکل میں خارج کیا پھر تم کو جوانی تک پہنچایا پھر تاکہ ہو جاؤ تم بوڑھے اور تم میں سے بعض وہ ہیں جو مر جاتے ہیں اس سے پہلے اور اس لیے کہ تم ایک وعدہ تک اپنی زندگی کرو اور اس لیے شاید کہ تمہیں عقل آئے۔

ھُوَ الَّذِیْ یُحْیٖ وَیُمِیْتُ فَاِذَا قَضٰٓی اَمْرًا فَاِنَّمَا یَقُوْلُ لَہٗ کُنْ فَیَکُوْنُ ہ

وہ وہ ذات ہے جو زندہ رکھتی ہے اور مارتی ہے جب پورا ہو جاتا ہے حکم تو فرمایا جاتا ہے کہ ہو جا تو وہ ہو جاتا ہے۔

حلِ لُغات

اَللّٰہُ۔ اللہ	اَلَّذِیْ۔ وہ ہے جس نے　جَعَلَ۔ بنایا	لَکُمُ۔ تمہارے لیے
اللَّیْلَ۔ رات کو	لِتَسْکُنُوْا۔ تاکہ آرام پاؤ　فِیْہِ۔ اس میں	وَ۔ اور
النَّھَارَ۔ دن کو	مُبْصِرًا۔ جاگنے کے لیے　اِنَّ۔ بیشک	اللّٰہَ۔ اللہ

لَذُوْ فَضْلٍ - فضل والا ہے   عَلَى - اوپر   النَّاسِ - لوگوں کے

وَ - اور   لٰكِنَّ - لیکن   اَكْثَرَ - اکثر   النَّاسِ - لوگ

لَا - نہیں   يَشْكُرُوْنَ - شکر کرتے   ذٰلِكُمُ - یہ ہے تمہارا   اللّٰهُ - اللہ

رَبُّكُمْ - تمہارا پالنے والا   خَالِقُ - پیدا کرنے والا   كُلِّ - ہر   شَيْءٍ - شے کا

لَا - نہیں   اِلٰهَ - کوئی معبود   اِلَّا - مگر   هُوَ - وہی

فَاَنّٰى - تو کہاں   تُؤْفَكُوْنَ - پھیرے جاتے ہو   كَذٰلِكَ - ایسے   يُؤْفَكُ - پھیرے

الَّذِيْنَ - وہ جو   كَانُوْا - تھے   بِاٰيٰتِ - آیات   اللّٰهِ - الٰہی کا

يَجْحَدُوْنَ - انکار کرتے   اَللّٰهُ - اللہ   الَّذِيْ - وہ ہے جس نے   جَعَلَ - بنایا

لَكُمُ - تمہارے لیے   الْاَرْضَ - زمین کو   قَرَارًا - قرار کی جگہ   وَّ - اور

السَّمَآءَ - آسمان کو   بِنَآءً - چھت   وَّ - اور   صَوَّرَ - شکلیں بنائیں

كُمْ - تمہاری   فَاَحْسَنَ - تو اچھی بنائی   صُوَرَ - شکلیں   كُمْ - تمہاری

وَ - اور   رَزَقَكُمْ - روزی دی تم کو   مِّنَ الطَّيِّبٰتِ - پاکیزہ چیزوں سے

ذٰلِكُمُ - یہ ہے تمہارا   اللّٰهُ - اللہ   رَبُّكُمْ - تمہارا رب   فَتَبٰرَكَ - تو برکت والا ہے

اللّٰهُ - اللہ   رَبُّ - رب   الْعٰلَمِيْنَ - جہانوں کا   هُوَ - وہ ہی

الْحَيُّ - زندہ ہے   لَا - نہیں   اِلٰهَ - کوئی معبود   اِلَّا - مگر

هُوَ - وہی   فَادْعُوْهُ - تو اسی کو پکارو   مُخْلِصِيْنَ - خالص کر کے   لَهُ - اس کے لیے

الدِّيْنَ - دین   اَلْحَمْدُ - تمام تعریفیں   لِلّٰهِ - اللہ   رَبِّ - رب

الْعٰلَمِيْنَ - جہانوں کی ہیں   قُلْ - کہہ   اِنِّيْ - بیشک میں   نُهِيْتُ - منع کیا گیا ہوں

اَنْ - یہ کہ   اَعْبُدَ - میں پوجوں   الَّذِيْنَ - ان کو جن کو   تَدْعُوْنَ - تم پکارتے ہو

مِنْ دُوْنِ - سوا   اللّٰهِ - اللہ کے   لَمَّا - جبکہ   جَآءَنِيَ - آئیں میرے پاس

الْبَيِّنٰتُ - روشن دلیلیں   مِنْ رَّبِّيْ - میرے رب سے   وَ - اور   اُمِرْتُ - میں حکم کیا گیا ہوں

اَنْ - یہ کہ   اُسْلِمَ - جھک جاؤں   لِرَبِّ - واسطے رب   الْعٰلَمِيْنَ - جہانوں کے

هُوَ - وہ   الَّذِيْ - وہ ہے جس نے   خَلَقَكُمْ - پیدا کیا تم کو   مِّنْ تُرَابٍ - مٹی سے

ثُمَّ - پھر   مِنْ نُّطْفَةٍ - نطفہ سے   ثُمَّ - پھر   مِنْ عَلَقَةٍ - جمے ہوئے خون سے

ثُمَّ - پھر   يُخْرِجُكُمْ - نکالتا ہے تم کو   طِفْلًا - بچہ بنا کر   ثُمَّ - پھر

لِتَبْلُغُوْا۔ تاکہ پہنچو	اَشُدَّ۔ جوانی	کُمْ۔ اپنی کو	ثُمَّ۔ پھر
لِتَکُوْنُوْا۔ تاکہ ہو جاؤ	شُیُوْخًا۔ بوڑھے	وَ۔ اور	مِنْکُمْ۔ بعض تم میں سے
مَنْ۔ وہ ہیں جو	یُّتَوَفّٰی۔ فوت ہو جاتے ہیں	مِنْ قَبْلُ۔ پہلے اس سے	وَ۔ اور
لِتَبْلُغُوْا۔ تاکہ پہنچو تم	اَجَلًا۔ مدت	مُّسَمًّی۔ مقرر کو	وَ۔ اور
لَعَلَّکُمْ۔ تاکہ تم	تَعْقِلُوْنَ۔ سوچو	هُوَ۔ وہ	الَّذِیْ۔ وہ ہے جو
یُحْیٖ۔ زندہ کرتا ہے	وَ۔ اور	یُمِیْتُ۔ مارتا ہے	فَاِذَا۔ تو جب
قَضٰی۔ فیصلہ کرتا ہے	اَمْرًا۔ کسی کام کا	فَاِنَّمَا۔ تو اسکے سوا نہیں	یَقُوْلُ۔ کہتا ہے
لَهٗ۔ اس کو	کُنْ۔ ہو جا	فَیَکُوْنُ۔ تو ہو جاتا ہے۔	

حلِّ لُغاتِ نادِرہ

مُبْصِرًا۔ آنکھیں کھولنے کے لیے یعنی جاگنے کے لیے تاکہ کاروبار کر سکیں۔
لِتَسْکُنُوْا۔ تاکہ تم سکون پکڑو یعنی دن بھر کی محنت سے جو دماغ تھک گیا ہے اسے سکون نصیب ہو کر تازہ ہو جائے
تُؤْفَکُوْنَ۔ اس کا مادہ افک ہے جس کے معنی راغب فرماتے ہیں یُصْرَفُوْنَ عَنِ الْحَقِّ فِی الْاِعْتِقَادِ اِلَی الْبَاطِلِ
حق سے انحراف کرنا اور باطل کی طرف جھکنا جس کے حاصل معنی اوندھے پڑنے کے ہیں۔
تَدْعُوْنَ۔ اَیْ تَعْبُدُوْنَ۔ پوجتے ہو تم۔ اس کے علاوہ حسب موقعہ نداء وغیرہ کے بھی معنی ہوتے ہیں۔

مختصر تفسیر ساتواں رکوع سورۃ مؤمن پ ۲۴

اَللّٰهُ الَّذِیْ جَعَلَ لَکُمُ الَّیْلَ لِتَسْکُنُوْا فِیْهِ وَالنَّهَارَ مُبْصِرًا اِنَّ اللّٰهَ لَذُوْ فَضْلٍ عَلَی النَّاسِ وَلٰکِنَّ اَکْثَرَ النَّاسِ لَا یَشْکُرُوْنَ۔ اللہ وہ ہے جس نے تمہارے لیے رات بنائی تاکہ تم اس میں سکون حاصل کرو اور دن کو تمہارے کام کاج کے لیے جاگتا رکھا بے شک اللہ فضل والا ہے لوگوں پر لیکن اکثر لوگ شکر گذار نہیں ہوتے۔

مفہوم آیت واضح ہے کہ انسان کام کرتے ہوئے جب تھک جاتا ہے تو محتاج سکون ہوتا ہے۔ تو احتیاج سکون کو پورا کرنے کے لیے رات بنائی تاکہ دن بھر کی دماغی تکان رفع ہو۔ اور دماغ میں سکون آئے

اور صبح تازہ دم اٹھے اور دن اس کے کاروبار کے لیے بنایا کہ وہ اس میں اپنے کام انجام دے اور یہ اللہ کا بڑا فضل ہے لیکن اس فضل الٰہی کو دیکھ کر بھی انسانوں میں بہت سے ناشکرے ہیں اور یہ اکثر الناس جنہیں لَا یَشْکُرُوْنَ کہا گیا۔ ان سے مراد کفار و مشرکین ہیں۔ آگے ارشاد ہے۔

ذٰلِکُمُ اللّٰہُ رَبُّکُمْ خَالِقُ کُلِّ شَیْءٍ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ فَاَنّٰی تُؤْفَکُوْنَ۔ یہی اللہ ہے جو ہر شے کا پیدا فرمانے والا ہے اس کے سوا کوئی معبود نہیں ہے تو تم حق سے بھٹک کر کہاں قعر ضلالت میں پڑ رہے ہو۔

کَذٰلِکَ یُؤْفَکُ الَّذِیْنَ کَانُوْا بِاٰیٰتِ اللّٰہِ یَجْحَدُوْنَ۔ ایسے ہی بھٹکنے والے اور باطل کی طرف اوندھے جانے والے اللہ کی آیتوں سے انکار کرتے ہیں۔

اور وہ حق سے انحراف کرتے ہیں باوجود اس کے کہ ان پر دلائل قائم ہو چکے ہیں۔ لیکن حق کوشی ہو کر باطل کوشی کرتے ہیں۔

اَللّٰہُ الَّذِیْ جَعَلَ لَکُمُ الْاَرْضَ قَرَارًا وَّالسَّمَآءَ بِنَآءً وَّصَوَّرَکُمْ فَاَحْسَنَ صُوَرَکُمْ وَرَزَقَکُمْ مِّنَ الطَّیِّبٰتِ ذٰلِکُمُ اللّٰہُ رَبُّکُمْ فَتَبٰرَکَ اللّٰہُ رَبُّ الْعٰلَمِیْنَ۔ اللہ وہ ہے جس نے تمہارے لیے زمین کو قرار بنایا اور آسمان کو چھت کیا اور تمہیں صورتیں دیں تو اچھی صورتوں میں تمہاری تخلیق فرمائی اور پاک چیزیں تمہارے لیے روزی فرمائیں یہ ہے اللہ جو تمہارا رب ہے تو برکت والی ہے وہ ذات جو رب ہے تمام عالموں کی۔

مفہوم آیت واضح ہے کہ انسان کے ہر عضو کو موزونیت کے ساتھ بنا کر رکھا اور اس کی تصویر تمام مخلوق کی صورتوں سے افضل و بہتر بنائی چرند پرند اور جملہ دابۃ الارض اور حشرات الارض سے وہ بہتر اور افضل ہے اسی لیے اس کو بنا کر اشرف مخلوقات قرار دیا۔ عقل دی تو ایسی کہ کسی مخلوق کو وہ عقل نہ ملی۔ قوت دی تو ایسی کہ حیوانات میں سب سے خطرناک حیوان مفترس بھی اس سے خائف ہے اور وہ سب پر غالب۔ حتیٰ کہ دماغ کے ایک گوشہ میں انسان کو ایسا دفتر عطا ہوا کہ جس میں ہر چیز کا نقشہ اس کا ذہن بناتا ہے اور ہر قسم کی ایجادات میں کامیاب ہے۔

ریل گاڑی سے لے کر موٹر کار ایروپلین حتیٰ کہ راکٹ تک اسی کے اختراعات ہیں اور ایجادات میں اتنا کامیاب ہے کہ جس چیز کا تصور کر رہا ہے وہ بنی نہیں ہے کبھی سوئی سے دھاگہ پرو کر کپڑے سلتے تھے آج اسی کے دماغ کا اختراع ہے کہ جو کام دن بھر میں بمشکل ادا ہو سکتا تھا وہ گھنٹہ بھر میں اس ایجاد کی بدولت تیار کر لیتا ہے۔ کبھی ایک قمیص دن بھر میں سلتی تھی اب وہ ایک گھنٹہ میں تیار ہو تو دیر میں اس کی تیاری مانی جاتی ہے۔ کبھی لاہور سے کراچی پہنچنے کے لیے مہینوں پہلے اہتمام ہوتے تھے اور اعزا و اقربا

سے وداع ہو کر ایسے جاتے تھے کہ دوبارہ ملنے کی امید کم رہتی تھی۔ اب دیر کی سواری سے جاؤ تو دوسرے دن کراچی پہنچ جاتی ہے اور اگر ایروپلین سے جاؤ تو صبح روانہ ہو کر آٹھ بجے پہنچ کر کام کر کے شام کو آٹھ بجے گھر واپس آسکتے ہیں۔ گویا اب ہزار دو ہزار میل کا سفر جو مہینوں میں پورا ہونے والا ہوتا تھا وہ گھنٹوں میں ختم ہو جاتا ہے۔ یہ سب انسان کے دماغی اختراع ہی کا نتیجہ ہے اسی کی وجہ سے اب راکٹ کے ذریعہ لاکھوں میل جانے کی تیاریاں کر رہا ہے حتیٰ کہ چاند سورج کی آبادیوں میں پہنچ جانے کی سعی میں دیوانہ وار کوشاں ہے اسی لیے اجمالاً فرمایا فَتَبَارَكَ اللّٰهُ اَحْسَنُ الْخَالِقِيْنَ آگے ارشاد ہے۔ جس میں اللہ تعالےٰ اپنے خالق و رازق ہونے کی طرف متوجہ کرتا ہے اور فرماتا ہے۔

هُوَ الْحَيُّ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ فَادْعُوْهُ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ۔ وہ زندہ ہے اور قدیم ازلی ابدی، سرمدی کوئی معبود نہیں مگر وہی تو پوجو اسے خالص اس کے بندے ہو کر سب تعریفیں اللہ کے لیے ہیں جو پالنے والا ہے تمام عالموں کا۔

اس میں تعلیم توحید دی گئی اور انسان کو متوجہ کیا گیا کہ پوجا کے لیے شجر و حجر شمس و قمر کواکب سیارہ ہر چیز کے مقابلہ میں [illegible] ایک وحدہ لاشریک ہی لائق عبادت ہے اور اس کے سوا غیر کے پرستار مشرک نابکار ہیں۔ آگے اپنے حبیب لبیب جناب مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء کو ارشاد ہے۔

قُلْ اِنِّيْ نُهِيْتُ اَنْ اَعْبُدَ الَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ لَمَّا جَآءَنِيَ الْبَيِّنٰتُ مِنْ رَّبِّيْ وَاُمِرْتُ اَنْ اُسْلِمَ لِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ۔ اے حبیب فرما دیجئے کہ میں منع کیا گیا ہوں اس سے کہ پوجوں ان کو جنہیں تم پوجتے ہو اللہ کے سوا جبکہ آچکیں میرے پاس نشانیاں روشن میرے رب کی طرف سے اور میں حکم کیا گیا ہوں کہ جھکوں اس رب کی طرف جو تمام عالموں کا پالنے والا ہے۔

آیت کریمہ میں اللہ تعالےٰ نے اپنی شیون قدرت ظاہر فرمانے کے لیے اپنے حبیب جناب مصطفیٰ کی زبان سے اعلان کرایا اور فرمایا کہ متبعین خاص وہی ہیں جو رب العالمین کے حضور جھکے رہیں آگے ارشاد ہے جس میں اللہ تعالےٰ نے حقیقت انسانی واضح کی اور بتایا کہ نیست سے ہست کر دینا یہ ہمارا ہی کام ہے اور تقلیب الیان کی قوت بلا عطائے غیر ہم میں ہے۔ چنانچہ فرمایا۔

هُوَ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ مِّنْ تُرَابٍ ثُمَّ مِنْ نُّطْفَةٍ ثُمَّ مِنْ عَلَقَةٍ ثُمَّ يُخْرِجُكُمْ طِفْلًا ثُمَّ لِتَبْلُغُوْٓا اَشُدَّكُمْ ثُمَّ لِتَكُوْنُوْا شُيُوْخًا وَمِنْكُمْ مَّنْ يُّتَوَفّٰى مِنْ قَبْلُ وَلِتَبْلُغُوْٓا اَجَلًا مُّسَمًّى وَّلَعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ۔ وہ وہ ذات ہے جس نے تمہیں پیدا کیا تر مٹی سے پھر نطفہ اور پھر جمے ہوئے خون سے پھر تم کو بچے کی شکل میں نکالتا ہے پھر تمہیں چھوڑتا ہے کہ پہنچو تم اپنے بلوغ کو پھر چھوڑتا ہے تاکہ ہو جاؤ تم بوڑھے اور بعض تم میں سے وہ ہیں جنکو

ان سے پہلے موت آگئی تاکہ پہنچو تم اپنی عمر طبعی کی مدت تک۔ اور تاکہ تم عقل حاصل کرو۔
تخلیق من التراب آدم علیہ السلام کی تھی اور باقی تمام مخلوق نطفہ یعنی قطرۂ منی سے پیدا کی گئی پھر قطرۂ منی کی کیفیت بدلی تو وہ خون منجمد ہو گیا۔ پھر مضغہ ہو کر رحم مادر میں جنین بن کر نو ماہ نشو و نما پاتا رہا پھر بطن سے باہر آکر اس کا نام طفل ہو گیا پھر ایام رضاعت میں وہ رضیع کہلایا حتیٰ کہ شاب یعنی جوان یا شیب یعنی بوڑھا ہو گیا۔ اور پھر قبر میں جاکر مغفور یا مقہور ہو گیا۔
اس کیفیت کو بیان کرنے کے لیے فرمایا کہ ہم نے تمہارے جداعلیٰ آدم علیہ السلام کو تو مٹی سے بنایا اور ان کی ذریت کو قطرہ منی سے تخلیق کیا اور پھر جوان یا بوڑھا کر کے قبر میں بھیجا اور قبر میں اعمال صالحہ کے بدلے مغفور ہوا اور اعمال طالح کے بدلے مقہور ہو گیا اور انہی میں سے بعض کی عمر کوتاہ تھی وہ پیدا ہوتے ہی مر گئے یا کچھ دن دنیا کی ہوا کھا کر دنیا سے رخصت ہوئے۔ یہ سب مرنا جینا کم عمری میں یا دراز عمر میں یہ عمر طبعی کے ماتحت ہوتا ہے کوئی کسی کی عمر کو گھٹا بڑھا نہیں سکتا۔ البتہ دعاؤں میں یہ اثر ضرور ہے کہ دراز عمر کوتاہ عمر ہو جائے اور کوتاہ عمر دراز عمری میں نشو و نما پائے۔ آگے ارشاد ہے۔
هُوَ الَّذِیْ یُحْیٖ وَیُمِیْتُ فَاِذَا قَضٰٓی اَمْرًا فَاِنَّمَا یَقُوْلُ لَہٗ کُنْ فَیَکُوْنُ۔ وہی ذات ہے جو تمہیں زندہ رکھتی ہے اور مارتی ہے تو جب حکم پورا ہو جائے تو وہاں سے فرمایا جاتا ہے ہو جا تو وہ ہو جاتا ہے۔
گویا تمام اختیارات قدرت قبضہ قدرت الٰہی میں ہیں کسی کو اس میں دم مارنے کی اجازت نہیں۔
حتیٰ کہ جناب سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم اپنے صاحبزادے ابراہیم علیہ السلام کی وفات پر یہی فرماتے رہے اَلْعَیْنُ تَدْمَعُ وَالْقَلْبُ یَحْزَنُ وَلَا نَقُوْلُ اِلَّا بِمَا یَرْضٰی بِہٖ رَبُّنَا۔ آنکھیں آنسوؤں سے بھری ہوئی ہیں اور دل غمگین ہے لیکن ہم نہیں کہیں گے کوئی لفظ مگر وہی جس سے ہمارا رب راضی ہو۔ یَا اِبْرَاہِیْمُ اِنَّا بِفِرَاقِکَ لَمَحْزُوْنُوْنَ۔ اے ابراہیم ہم تمہاری جدائی سے بیشک غمگین ہیں۔
تو معلوم ہوا کہ جب مختار کل فی الکل اس مقام پر یہ شان دکھا رہے ہیں تو کسی اور کی کیا مجال جو دم مار سکے۔ البتہ مقربان خاص محبوبان ذی اختصاص اگر چاہیں تو ؎

تیر جستہ باز گرداند ز راہ!

کا مظاہرہ فرما سکتے ہیں۔ مولانا معنوی اپنی مثنوی میں فرما رہے ہیں ؎

اولیا را ہست قدرت از اِلٰہ ۔۔۔ تیر جستہ باز گردانند ز راہ

اور دوسری جگہ فرمایا ؎

گفتۂ او گفتۂ اللہ بود ۔۔۔ گرچہ از حلقوم عبد اللہ بود

بامحاورہ ترجمہ آٹھواں رکوع سورۃ مومن پ ۲۴

اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ يُجَادِلُوْنَ فِيْۤ اٰيٰتِ اللّٰهِ اَنّٰى يُصْرَفُوْنَ ۝

کیا نہ دیکھا آپ نے ان لوگوں کو جو مجادلہ کرتے ہیں اللہ کی آیتوں میں کہاں پھیرے جاتے ہیں۔

اَلَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِالْكِتٰبِ وَبِمَاۤ اَرْسَلْنَا بِهٖ رُسُلَنَا فَسَوْفَ يَعْلَمُوْنَ ۝

وہ جنہوں نے جھٹلایا اللہ کی کتاب کو اور جو کچھ ہم نے اپنے رسولوں کے ساتھ بھیجا وہ عنقریب جان لیں گے۔

اِذِ الْاَغْلٰلُ فِيْۤ اَعْنَاقِهِمْ وَالسَّلٰسِلُ يُسْحَبُوْنَ فِى الْحَمِيْمِ ثُمَّ فِى النَّارِ يُسْجَرُوْنَ ۝

جبکہ زنجیریں اور طوق ان کے گلوں میں ہوں گے گھسیٹے جائیں گے کھولتے پانی میں پھر آگ میں دھکائے جائیں گے۔

ثُمَّ قِيْلَ لَهُمْ اَيْنَ مَا كُنْتُمْ تُشْرِكُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ قَالُوْا ضَلُّوْا عَنَّا بَلْ لَّمْ نَكُنْ نَّدْعُوْا مِنْ قَبْلُ شَيْـًٔا كَذٰلِكَ يُضِلُّ اللّٰهُ الْكٰفِرِيْنَ ۝

پھر کہا جائے گا ان سے کہاں ہیں جنہیں اللہ کے سوا تم شریک بناتے ہو جہنمی کہیں گے وہ ہم سے گم ہو گئے بلکہ ہم پہلے ہی کسی چیز کو پوجتے ہی نہ تھے ایسے اللہ گمراہ کر دیتا ہے کافروں کو۔

ذٰلِكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَفْرَحُوْنَ فِى الْاَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ وَبِمَا كُنْتُمْ تَمْرَحُوْنَ ۝

یہ اس کا بدلہ ہے جو تم زمین میں باطل پر خوش ہوتے تھے اور اس کا بدلہ ہے جس پر تم اتراتے تھے۔

اُدْخُلُوْۤا اَبْوَابَ جَهَنَّمَ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا فَبِئْسَ مَثْوَى الْمُتَكَبِّرِيْنَ ۝

داخل ہو جاؤ تم سب جہنم کے دروازوں میں ہمیشہ کے لیے تو بہت برا ہے ٹھکانہ تکبر والوں کا۔

فَاصْبِرْ اِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ فَاِمَّا نُرِيَنَّكَ بَعْضَ الَّذِيْ نَعِدُهُمْ اَوْ نَتَوَفَّيَنَّكَ فَاِلَيْنَا يُرْجَعُوْنَ ۝

صبر فرمائیے اللہ کا وعدہ سچ ہے تو اگر ہم دکھا دیں تمہیں کچھ وہ چیز جس کا انہیں وعدہ دیا جاتا ہے یا تمہیں پہلے ہی وفات دیدیں تو ہماری ہی طرف وہ سب لوٹائے جائیں گے۔

وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا رُسُلًا مِّنْ قَبْلِكَ مِنْهُمْ مَّنْ قَصَصْنَا عَلَيْكَ وَمِنْهُمْ

اور بے شک بھیجا ہم نے رسولوں کو آپ سے پہلے ان میں سے وہ ہیں جن کا ذکر ہم نے آپ پر فرمایا

مِنْ لَّمْ نَقْصُصْ عَلَیْکَ ؕ وَمَا کَانَ لِرَسُوْلٍ اَنْ یَّاْتِیَ بِاٰیَۃٍ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰہِ ۚ فَاِذَا جَآءَ اَمْرُ اللّٰہِ قُضِیَ بِالْحَقِّ وَخَسِرَ هُنَالِکَ الْمُبْطِلُوْنَ ۝

اور ان میں سے بعض کا قصہ نہیں کیا آپ پر، اور کسی رسول کو نہیں پہنچتا یہ کہ نشانی لائے بغیر اذن الٰہی کے۔ پھر جب حکم الٰہی آئے گا۔ تو سچا فیصلہ فرما دیا جائے گا اس وقت نقصان میں رہیں گے باطل والے۔

حلِّ لغات

اَلَمْ ۔ کیا نہ	تَرَ ۔ دیکھا آپ نے	اِلَی ۔ طرف	الَّذِیْنَ ۔ ان کی جو
یُجَادِلُوْنَ ۔ جھگڑتے ہیں	فِیْ ۔ بیچ	اٰیٰتِ ۔ آیات	اللّٰہِ ۔ الٰہی کے
اَنّٰی ۔ کہاں	یُصْرَفُوْنَ ۔ پھیرے جاتے ہیں	الَّذِیْنَ ۔ وہ	کَذَّبُوْا ۔ جنہوں نے جھٹلایا
بِالْکِتٰبِ ۔ کتاب کو	وَ ۔ اور	بِمَا ۔ اسکو جو	اَرْسَلْنَا ۔ بھیجا ہم نے
بِہٖ ۔ اسکے ساتھ	رُسُلَنَا ۔ اپنے رسولوں کو	فَسَوْفَ ۔ تو جلدی	یَعْلَمُوْنَ ۔ جان لیں گے
اِذِ ۔ جب	الْاَغْلٰلُ ۔ طوق ہونگے	فِیْ ۔ بیچ	اَعْنَاقِہِمْ ۔ انکی گردنوں کے
وَ ۔ اور	السَّلٰسِلُ ۔ زنجیریں	یُسْحَبُوْنَ ۔ گھسیٹے جائینگے	فِی ۔ بیچ
الْحَمِیْمِ ۔ گرم پانی کے	ثُمَّ ۔ پھر	فِی ۔ بیچ	النَّارِ ۔ آگ کے
یُسْجَرُوْنَ ۔ دھکائے جائیں	ثُمَّ ۔ پھر	قِیْلَ ۔ کہا جائے	لَہُمْ ۔ ان کو
اَیْنَ ۔ کہاں ہیں	مَا ۔ جو	کُنْتُمْ ۔ تھے تم	تُشْرِکُوْنَ ۔ شریک بناتے
مِنْ دُوْنِ ۔ سوا	اللّٰہِ ۔ اللہ کے	قَالُوْا ۔ کہیں گے	ضَلُّوْا ۔ بھول گئے
عَنَّا ۔ ہم کو	بَلْ ۔ بلکہ	لَمْ ۔ نہیں	نَکُنْ ۔ تھے ہم
نَدْعُوْا ۔ پکارتے	مِنْ قَبْلُ ۔ پہلے سے	شَیْئًا ۔ کسی کو	کَذٰلِکَ ۔ ایسے ہی
یُضِلُّ ۔ گمراہ کرتا ہے	اللّٰہُ ۔ اللہ	الْکٰفِرِیْنَ ۔ کافروں کو	ذٰلِکُمْ ۔ یہ
بِمَا ۔ اس لیے کہ	کُنْتُمْ ۔ تم تھے	تَفْرَحُوْنَ ۔ خوش ہوتے	فِی ۔ بیچ
الْاَرْضِ ۔ زمین کے	بِغَیْرِ ۔ بغیر	الْحَقِّ ۔ حق کے	وَ ۔ اور
بِمَا ۔ بدلہ اس کا کہ	کُنْتُمْ ۔ تھے تم	تَمْرَحُوْنَ ۔ اکڑتے	اُدْخُلُوْا ۔ داخل ہو جاؤ

اَبْوَابَ۔ دروازوں میں	جَهَنَّمَ۔ جہنم کے	خٰلِدِيْنَ۔ ہمیشہ رہیں	فِيْهَا۔ اس میں
فَبِئْسَ۔ تو برا ہے	مَثْوَى۔ ٹھکانہ	الْمُتَكَبِّرِيْنَ۔ تکبر والوں کا	فَاصْبِرْ۔ تو صبر کر
اِنَّ۔ بیشک	وَعْدَ۔ وعدہ	اللّٰهِ۔ اللہ کا	حَقٌّ۔ سچا ہے۔
فَاِمَّا۔ تو اگر	نُرِيَنَّكَ۔ دکھائیں ہم آپ کو	بَعْضَ۔ بعض حصہ	الَّذِيْ۔ اس عذاب کا
نَعِدُ۔ جو وعدہ دیتے ہم	هُمْ۔ ان کو	اَوْ۔ یا	نَتَوَفَّيَنَّكَ۔ ہم آپ کو فوت کریں
فَاِلَيْنَا۔ تو ہماری طرف	يُرْجَعُوْنَ۔ لوٹائے جائینگے	وَ۔ اور	لَقَدْ۔ بیشک
اَرْسَلْنَا۔ ہم نے بھیجے	رُسُلًا۔ رسول	مِنْ قَبْلِكَ۔ آپ سے پہلے	مِنْهُمْ۔ ان میں سے
مَنْ۔ وہ بھی ہیں جو	قَصَصْنَا۔ بیان کیا ہمنے	عَلَيْكَ۔ آپ پر	وَ۔ اور
مِنْهُمْ۔ ان میں سے	مَنْ۔ وہ بھی ہیں جو	لَمْ۔ نہیں	نَقْصُصْ۔ بیان کیا ہمنے
عَلَيْكَ۔ آپ پر	وَ۔ اور	مَا۔ نہیں	كَانَ۔ ہے
لِرَسُوْلٍ۔ کسی رسول کے لیے	اَنْ۔ یہ کہ	يَّاْتِيَ۔ لائے	بِاٰيَةٍ۔ کوئی نشانی
اِلَّا۔ مگر	بِاِذْنِ۔ حکم	اللّٰهِ۔ خدا سے	فَاِذَا۔ تو جب
جَآءَ۔ آئے گا	اَمْرُ۔ حکم	اللّٰهِ۔ اللہ کا	قُضِيَ۔ تو فیصلہ ہوگا
بِالْحَقِّ۔ انصاف سے	وَ۔ اور	خَسِرَ۔ نقصان اٹھائینگے	هُنَالِكَ۔ اس جگہ
الْمُبْطِلُوْنَ۔ باطل پرست لوگ			

حلِّ لُغاتِ نادِرہ

يُصْرَفُوْنَ: پھیرے جاتے ہیں۔

الْاَغْلَالُ: غُل کی جمع ہے جس کے معنی طوق کے آتے ہیں

السَّلَاسِلُ: جمع سلسلہ بمعنی زنجیر

يُسْحَبُوْنَ: کھینچنے اور گھسیٹنے کے معنی آتے ہیں

يُسْجَرُوْنَ۔ انگیٹھی دھکانے کے معنی دیتا ہے۔

تَمْرَحُوْنَ: مرح سے اترانے کے معنی دیتا ہے

مَثْوٰى: ٹھکانے کے معنی دیتا ہے۔

مختصر تفسیر آٹھواں رکوع سورۃ مومن پ۲۴

اَلَمْ تَرَ اِلَی الَّذِیْنَ یُجَادِلُوْنَ فِیْٓ اٰیٰتِ اللّٰہِ اَنّٰی یُصْرَفُوْنَ - اَلَّذِیْنَ کَذَّبُوْا بِالْکِتٰبِ وَبِمَآ اَرْسَلْنَا بِہٖ رُسُلَنَا فَسَوْفَ یَعْلَمُوْنَ - اِذِ الْاَغْلٰلُ فِیْٓ اَعْنَاقِہِمْ وَالسَّلٰسِلُ یُسْحَبُوْنَ ثُمَّ فِی النَّارِ یُسْجَرُوْنَ - کیا نہیں دیکھا تم نے انھیں جو جھگڑا کرتے ہیں اللہ کی آیتوں میں کہاں پلٹے جا رہے ہیں وہ جو جھٹلاتے ہیں کتاب کو اور اس کو جو ہم نے رسولوں کو بھیجے وہ عنقریب جان لیں گے جبکہ طوق ان کی گردنوں میں ہوں گے اور زنجیریں گھسیٹے جائیں گے کھولتے پانی میں پھر آگ میں جھلسائے جائیں گے۔

قرآن کریم کی آیتیں جھٹلانے والے اور کتاب کی تکذیب کرنے والے اور انبیاء و رسل کے منکر کے لیے وعید ہے کہ ان کے گلوں میں طوق پڑے ہوں گے اور زنجیروں سے ان کو گھسیٹا جائے گا اور کھولتے پانی میں انہیں ڈال کر پھر آگ میں انہیں جھلس دیا جائے گا۔ پھر ارشاد ہے۔

ثُمَّ قِیْلَ لَہُمْ اَیْنَ مَا کُنْتُمْ تُشْرِکُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ قَالُوْا ضَلُّوْا عَنَّا بَلْ لَّمْ نَکُنْ نَّدْعُوْا مِنْ قَبْلُ شَیْئًا کَذٰلِکَ یُضِلُّ اللّٰہُ الْکٰفِرِیْنَ - پھر کہا جائے گا ان سے کہاں ہیں وہ لوگ جنہیں تم اللہ کا شریک ٹھہراتے تھے وہ کہیں گے کہ ہم سے وہ گم ہو گئے بلکہ ہم تو پہلے ہی سے کچھ پوجتے نہ تھے اللہ تعالے یونہی کافروں کو گمراہ کرتا ہے۔

بتوں کی پرستش کا انکار کرنے پر ان کے سامنے بت حاضر کیے جائیں گے اور کفار سے فرمایا جائے گا کہ تم اور تمہارے یہ معبود سب جہنم کا ایندھن ہو۔ بعض مفسرین نے کہا کہ جہنمیوں کا یہ کہنا کہ ہم پہلے کچھ پوجتے ہی نہ تھے اس کے یہ معنی ہیں اب ہمیں ظاہر ہو گیا کہ جنہیں ہم پوجتے تھے وہ کچھ نہ تھے کہ کوئی نفع یا نقصان پہنچا سکتے پھر آگے ارشاد ہے۔

ذٰلِکُمْ بِمَا کُنْتُمْ تَفْرَحُوْنَ فِی الْاَرْضِ بِغَیْرِ الْحَقِّ وَبِمَا کُنْتُمْ تَمْرَحُوْنَ - یہ اس کا بدلہ ہے جو تم زمین میں ناحق خوش ہوتے تھے اور اس کا بدلہ ہے جس پر کہ تم اتراتے تھے

یعنی بتوں کی پوجا جو خالص نامعقولیت تھی اس پر خوش تھے اور اس پرستاری پر اتراتے تھے اس کا بدلہ وہی تھا جو قرآن کریم نے فرمایا۔

اُدْخُلُوْٓا اَبْوَابَ جَہَنَّمَ خٰلِدِیْنَ فِیْہَا فَبِئْسَ مَثْوَی الْمُتَکَبِّرِیْنَ - یعنی جہنم میں داخل ہو جاؤ اور ہمیشہ کے لیے اسی میں رہو متکبر اور سرکشوں کا ٹھکانہ ایسا ہی برا ہے۔

کہ انہوں نے باطل کو قبول کیا اور حق کو چھوڑ کر تکبر میں رہے۔ آگے اپنے حبیب لبیب صلی اللہ علیہ وسلم کو تسلی دی گئی ہے اور یقین دلایا ہے کہ سرکشوں کا اور مشرک متکبروں کا یقیناً برا ٹھکانہ ہے چنانچہ ارشاد ہے

فَاصْبِرْ اِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ فَاِمَّا نُرِيَنَّكَ بَعْضَ الَّذِىْ نَعِدُهُمْ اَوْ نَتَوَفَّيَنَّكَ فَاِلَيْنَا يُرْجَعُوْنَ۔

تو صبر فرمائیے بیشک اللہ کا وعدہ سچا ہے تو اگر دکھلا دیں ہم تمہیں ان بعض چیزوں کو جن کا وعدہ کیا ہے یا وفات دیں ہم آپ کو تو ہماری ہی طرف لوٹ کر آنا ہے۔

گویا فرمایا گیا ہے کہ جنگ بدر میں جو ذلتیں کفار کو ہوئیں اور بعد مرنے کے جو کچھ ان پر آئے گا ان سب کو ہماری طرف ہی آکر دیکھیں گے یعنی قیامت کے بعد ان کے عذاب و نکال کا نقشہ ان کے سامنے آجائے گا۔ آگے ارشاد ہے۔

وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا رُسُلًا مِّنْ قَبْلِكَ مِنْهُمْ مَّنْ قَصَصْنَا عَلَيْكَ وَمِنْهُمْ مَّنْ لَّمْ نَقْصُصْ عَلَيْكَ وَمَا كَانَ لِرَسُوْلٍ اَنْ يَّاْتِىَ بِاٰيَةٍ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ فَاِذَا جَآءَ اَمْرُ اللّٰهِ قُضِىَ بِالْحَقِّ وَخَسِرَ هُنَالِكَ الْمُبْطِلُوْنَ

اور بے شک بھیجے ہم نے اپنے رسول آپ سے پہلے جن کا احوال آپ پر بیان کر دیا اور بعض وہ ہیں جن کا احوال قرآن نے بیان نہیں فرمایا اور کوئی رسول ایسا نہیں جو کوئی آیت بغیر ہمارے حکم کے لائے تو جب آئے گا حکم اللہ کا تو سچا فیصلہ فرما دیا جائے گا اور نقصان و خسران میں باطل والے رہیں گے۔

آیہ کریمہ میں قَصَصْنَا عَلَيْكَ وَمِنْهُمْ مَّنْ لَّمْ نَقْصُصْ عَلَيْكَ جو فرمایا اس میں اجمال کی وجہ سے پڑھنے والے کو یہ شبہ پڑتا ہے کہ بہت سے انبیاء کے حالات حضور کو بتائے گئے اور بعض نہیں بتائے گئے جس سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ حضور کو تمام انبیاء کا علم نہیں حالانکہ یہاں قائل اس امر کی وضاحت کر رہا ہے کہ ہم نے اپنے حبیب کو ان کا علم بھی دیا جن کا حال قرآن کریم میں اجمالاً بیان ہوا اور وہ علم بھی دیا جس کا علم قرآن کریم میں بالوضاحت نہیں۔ معلوم ہوا کہ علم مصطفی کی شان وہی ہے جو علامہ بوصیری نے اپنے قصیدہ میں بیان کی حیث قال

فَاِنَّ مِنْ جُوْدِكَ الدُّنْيَا وَضَرَّتَهَا وَمِنْ عُلُوْمِكَ عِلْمُ اللَّوْحِ وَالْقَلَمِ

یعنی حضور کے خوان کرم سے دنیا بھی ایک حصہ ہے اور علم مصطفی سے لوح و قلم بھی ایک جزو ہے۔

تو معلوم ہوا کہ علم مصطفی علیہ التحیۃ والثناء مَا كَانَ وَمَا يَكُوْنُ پر حاوی ہے۔ دنیا کا کوئی ذرہ نہیں چمکتا اور طوبیٰ کا کوئی پتہ نہیں کھڑکتا مگر علم مصطفی اس پر حاوی ہے۔ تو آیت کریمہ کا مفہوم واضح یہ نکلا کہ اے محبوب ہم نے جتنے اپنے رسول بھیجے ان کا احوال قرآن کریم میں بیان کیا مگر بعض وہ ہیں کہ قرآن کریم میں ان کا احوال بیان نہیں فرمایا اور آپ کے بیان پر اسے موقوف کیا تاکہ آپ کی وسعت علم دنیا پر دنیا میں اہل دنیا کے سامنے واضح ہو اور منکرین وسعت علم مصطفی کو دیکھ کر انگشت بدنداں متحیر ہو کر رہ جائیں اور سمجھ لیں کہ قرآن کریم کے

علم کی وسعت وقعت۔ علم مصطفیٰ پر بھی روشن ہے اور علم مصطفیٰ کی وسعت اتنی ہے کہ اس کو شپرہ چشم تو کیا دیکھ سکتا ہے۔ اہل عقل بھی اس تک پہنچنے سے قاصر ہیں۔ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے خوب فرمایا

وَكُلُّ الْعِلْمِ فِي الْقُرْآنِ لٰكِنْ　　　تَقَاصَرَ عَنْهُ اَفْهَامُ الرِّجَالِ

اس بحث کو تفصیل کے ساتھ سورہ جن میں ہم واضح کریں گے۔ باقتضائے ضرورت حسب موقعہ کچھ اجمالاً یہاں بیان کر دیا۔ وللہ الحمد

بامحاورہ ترجمہ نواں رکوع سورۂ مومن پ۲۴

اَللّٰهُ الَّذِيْ جَعَلَ لَكُمُ الْاَنْعَامَ لِتَرْكَبُوْا مِنْهَا وَمِنْهَا تَاْكُلُوْنَ ۝

اللہ وہ ہے جس نے تمہارے لیے چارپائے بنائے تاکہ ان میں سے بعض پر سواری کرو اور بعض کا گوشت کھاؤ۔

وَلَكُمْ فِيْهَا مَنَافِعُ وَلِتَبْلُغُوْا عَلَيْهَا حَاجَةً فِيْ صُدُوْرِكُمْ وَعَلَيْهَا وَعَلَى الْفُلْكِ تُحْمَلُوْنَ ۝

اور ان میں تمہارے لیے بہت سے نفعے ہیں اور تاکہ پہنچو تم ان کے اوپر سوار ہو کر اپنی ضرورتوں کو اور دلی مرادوں کو اور ان پر اور کشتیوں پر بار برداری کرو۔

وَيُرِيْكُمْ اٰيٰتِهٖ فَاَيَّ اٰيٰتِ اللّٰهِ تُنْكِرُوْنَ ۝

وہ تمہیں اپنی نشانیاں دکھاتا ہے تو کونسی نشانی سے تم انکار کرو گے۔

اَفَلَمْ يَسِيْرُوْا فِي الْاَرْضِ فَيَنْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ كَانُوْا اَكْثَرَ مِنْهُمْ وَاَشَدَّ قُوَّةً وَّاٰثَارًا فِي الْاَرْضِ فَمَا اَغْنٰى عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ۝

کیا نہیں سیر کی تم نے زمین میں کہ دیکھتے کیا ہوا انجام اگلوں کا جو ان سے بہت تھے اور شدید ترین تھے قوت میں اور ان کی نشانیاں زمین میں ہیں تو نہیں مستغنی کر سکا وہ کام جو وہ کرتے تھے۔

فَلَمَّا جَآءَتْهُمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ فَرِحُوْا بِمَا عِنْدَهُمْ مِّنَ الْعِلْمِ وَحَاقَ بِهِمْ مَّا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ ۝

تو جب لائے ان کے پاس ان کے رسول روشن دلیلیں تو وہ خوش رہے اس چیز سے جو ان کے پاس علم سے تھا اور پلٹ گیا وہ چیز جس کا استہزاء کیا کرتے تھے۔

فَلَمَّا رَاَوْا بَاْسَنَا قَالُوْا اٰمَنَّا

تو جب دیکھا انہوں نے ہمارے عذاب کو بولے

بِاللّٰهِ وَحْدَهٗ وَكَفَرْنَا بِمَا كُنَّا بِهٖ مُشْرِكِيْنَ ○ فَلَمْ يَكُ يَنْفَعُهُمْ اِيْمَانُهُمْ لَمَّا رَاَوْا بَاْسَنَا سُنَّتَ اللّٰهِ الَّتِيْ قَدْ خَلَتْ فِيْ عِبَادِهٖ وَخَسِرَ هُنَالِكَ الْكٰفِرُوْنَ ○

ہم ایمان لائے اللہ پر جو ایک ہے اور انکار کیا ہم نے اس سے جس پر ہم شرک کرتے تھے۔ تو نہ ہوا نفع دینے والا ان کا وہ ایمان جب دیکھ چکے وہ ہمارے عذاب کو یہ وہ ہے طریقہ اللہ کا جو پہلے سے اس کے بندوں میں رائج تھا اور نقصان و خسران میں رہے اس وقت کافر۔

حلِ لُغات

اَللّٰهُ۔ اللہ	اَلَّذِیْ۔ وہ ہے جس نے	جَعَلَ۔ بنائے	لَكُمُ۔ تمہارے لیے
الْاَنْعَامَ۔ چارپائے	لِتَرْكَبُوْا۔ تاکہ تم سوار ہو	مِنْهَا۔ ان میں سے بعض پر	وَ۔ اور
مِنْهَا۔ بعض کو	تَاْكُلُوْنَ۔ کھاؤ	وَ۔ اور	لَكُمْ۔ تمہارے لیے
فِيْهَا۔ اس میں	مَنَافِعُ۔ نفع ہیں	وَ۔ اور	لِتَبْلُغُوْا۔ تاکہ پہنچو
عَلَيْهَا۔ اس پر	حَاجَةً۔ ضرورت کو جو	فِیْ۔ بیچ	صُدُوْرِ۔ سینوں
كُمْ۔ تمہارے کے ہے	وَ۔ اور	عَلَيْهَا۔ اس پہ	وَ۔ اور
عَلَى۔ اوپر	الْفُلْكِ۔ کشتی کے	تُحْمَلُوْنَ۔ اٹھائے جاتے ہو	وَ۔ اور
يُرِيْكُمْ۔ دکھاتا ہے تم کو	اٰيَاتِهٖ۔ اپنی نشانیاں	فَاَيَّ۔ تو کونسی	اٰيٰتِ۔ نشانی
اللّٰهِ۔ اللہ کی کا	تُنْكِرُوْنَ۔ انکار کرتے ہو	اَفَلَمْ۔ کیا نہیں	يَسِيْرُوْا۔ پھرے وہ
فِیْ۔ بیچ	الْاَرْضِ۔ زمین کے	فَيَنْظُرُوْا۔ کہ دیکھیں	كَيْفَ۔ کیسا
كَانَ۔ ہوا	عَاقِبَةُ۔ انجام	الَّذِيْنَ۔ ان کا	مِنْ قَبْلِهِمْ۔ جو ان سے پہلے تھے
كَانُوْا۔ تھے وہ	اَكْثَرَ۔ زیادہ	مِنْهُمْ۔ ان سے	وَ۔ اور
اَشَدَّ۔ سخت	قُوَّةً۔ قوت میں	وَّ۔ اور	اٰثَارًا۔ نشان میں انکے
فِیْ۔ بیچ	الْاَرْضِ۔ زمین کے	فَمَا۔ تو نہ	اَغْنٰى۔ کام آیا
عَنْهُمْ۔ ان کے	مَّا۔ جو	كَانُوْا۔ تھے وہ	يَكْسِبُوْنَ۔ کرتے
فَلَمَّا۔ تو جب	جَآءَتْهُمْ۔ آئے انکے پاس	رُسُلُهُمْ۔ ان کے رسول	بِالْبَيِّنٰتِ۔ دلائل کے ساتھ

فَرِحُوا خوش ہوئے	بِمَا۔ اس پر جو	عِنْدَ۔ پاس	هُمْ۔ انکے تھا
مِّنَ الْعِلْمِ علم	وَ۔ اور	حَاقَ۔ گھیر لیا	بِهِمْ۔ ان کو
مَا۔ اس نے کہ	كَانُوْا۔ تھے	بِهٖ۔ اس کا	يَسْتَهْزِءُوْنَ۔ مذاق اڑاتے
فَلَمَّا۔ پھر جب	رَاَوْا۔ دیکھا انھوں نے	بَاْسَنَا۔ ہمارا عذاب	قَالُوْا۔ تو بولے
اٰمَنَّا۔ ایمان لائے ہم	بِاللّٰهِ۔ اللہ پر	وَحْدَهٗ۔ اکیلے پر	وَ۔ اور
كَفَرْنَا۔ انکار کیا ہم نے	بِمَا۔ اس کا	كُنَّا۔ کہ تھے ہم	بِهٖ۔ اس کے ساتھ
مُشْرِكِيْنَ۔ شریک ٹھہراتے	فَلَمْ۔ تو نہ	يَكُ۔ ہوا کہ	يَنْفَعُهُمْ۔ نفع دیتا ان کو
اِيْمَانُهُمْ۔ ان کا ایمان	لَمَّا۔ جب	رَاَوْا۔ دیکھا انھوں نے	بَاْسَنَا۔ ہمارا عذاب
سُنَّةَ۔ یہی طریقہ ہے	اللّٰهِ۔ اللہ کا	الَّتِيْ۔ جو	قَدْ۔ بیشک
خَلَتْ۔ گذر چکا	فِيْ۔ بیچ	عِبَادِهٖ۔ اسکے بندوں کے	وَ۔ اور
خَسِرَ۔ نقصان اٹھایا	هُنَالِكَ۔ اس جگہ	الْكٰفِرُوْنَ۔ کافروں نے	

حل لغات نادرہ

حَاقَ:۔ لوٹ پڑا

بَاْسَنَا:۔ ہمارا عذاب

مختصر تفسیر نواں رکوع سورۃ مومن پ ۲۴

اَللّٰهُ الَّذِيْ جَعَلَ لَكُمُ الْاَنْعَامَ لِتَرْكَبُوْا مِنْهَا وَمِنْهَا تَاْكُلُوْنَ ۝ وَلَكُمْ فِيْهَا مَنَافِعُ وَلِتَبْلُغُوْا عَلَيْهَا حَاجَةً فِيْ صُدُوْرِكُمْ وَعَلَيْهَا وَعَلَى الْفُلْكِ تُحْمَلُوْنَ۔ اللہ وہ ہے جس نے بنایا تمہارے لیے چارپائے تاکہ تم سواری کرو ان پر بعض سے اور کھاؤ ان میں سے بعض کو اور تمہارے لیے اس میں بہت سے نفع ہیں اور تاکہ تم ان کی پیٹھ پر اپنی دلی حاجتوں کو پہنچو اور ان پر اور کشتیوں پر سوار ہوتے ہو۔

آیۂ کریمہ میں اللہ جل و علا شانہ نے اپنی شیون قدرت میں سے جانوروں کی تخلیق کا مظاہرہ فرمایا اور بتایا کہ ہم نے تمہارے لیے سوار ہونے کو اور وزن لاد کر لے جانے کو گھوڑا گدھا۔ اونٹ ہاتھی

پیدا فرمائے اور بعض وہ چار پائے پیدا کیے جن کا گوشت تمہارے لیے غذا ہے مثلاً بکری دنبہ بھیڑ گائے بھینس اسی وجہ میں یہاں مِنْهَا فرما کر مِنْ تبعیضیہ لائے تاکہ یہ امر واضح ہو جائے کہ ہر چار پایہ نہ حلال ہے نہ وہ سواری کے قابل ہے جیسے بھیڑ بکری یہ صرف کھانے اور دودھ پینے کے کام کی ہیں اور بھینس گائے بیل اونٹ یہ بار برداری کا بھی کام دیتے ہیں اور دودھ کے ذریعہ بھی ہماری نشو ونما میں معاون ہیں اور ان کا گوشت بھی ہم کھا سکتے ہیں۔ گھوڑا گدھا اونٹ ہاتھی بیل یہ ایک جگہ سے دوسری جگہ ہمیں اور ہمارے سامان کو پہنچانے میں معاون ہیں اور کاشتکاری میں زمین پر ہل بھی چلاتے ہیں۔ بوجھ بھی اٹھاتے ہیں اور ہم کو سواری کا کام بھی دیتے ہیں۔

غرض یہ کہ مِنْ تبعیضیہ نے یہ واضح کر دیا کہ بعض چار پائے کھانے کے کام کے ہیں اور بعض بار برداری اور سواری کے کام میں آتے ہیں اور بعض وہ ہیں جن کا نجس العین اور حرام قطعی ہونا واضح ہے جیسے سور۔ کتا بلی۔ شیر۔ چیتا۔ ریچھ وغیرہ کہ یہ حرام قطعی ہیں ان کا گوشت بھی حرام ان کا پسینہ بھی نجس مگر ہماری خدمات کے لیے انہیں بھی بنایا گیا مثلاً سور کہ نجاستوں بول و براز وغیرہ کو صاف کرتا ہے اور خود کھا جاتا ہے۔ ریچھ اور شیر چیتا بلی۔ لومڑی ان میں سے بعض ہماری رکھوالی کرتے ہیں اور بعض چوہوں کو مار کر ہم کو محفوظ کرتے ہیں۔

غرض یہ کہ لَكُمْ فِيهَا مَنَافِعُ سے ہر چار پائے میں نفع اور ہمارے لیے محافظت اور دشمن کے مقابلہ میں پیش پیش آنے کے لیے درندے اور چرندے سب پیدا فرمائے اور دریاؤں میں پشت دریا کو کھوند کر مشرق سے مغرب پہنچانے کے لیے کشتیاں اور آگبوٹ پیدا فرما دیے۔ تو جنگل کی لکڑیوں اور کان سے لوہا تانبا وغیرہ نکال کر انہیں پانی پر تیرا دیا اور اس کو ہماری سواری کے لیے بنایا۔ اسی طرح فضاء ہوائیہ میں پرواز کرنے کے لیے لکڑی۔ تانبا۔ لوہا۔ المونیم وغیرہ کے ذریعہ ہمیں قوت عطا فرمائی جسے ہم اپنی زبان میں کہیں ایروپلین کہتے ہیں کہیں ریل گاڑی کہتے ہیں ان سب کا مجموعہ شیون قدرت کے مظاہر کے لیے ہمارے سامنے رکھ دیا اور فرما دیا کہ یہ سب کچھ ہم نے پیدا کیے اور تمہارے لیے بنائے اور تم کو اس سے بہت سے نفع پہنچتے ہیں چنانچہ آگے ارشاد ہے۔

وَيُرِيكُمْ آيَاتِهِ فَأَيَّ آيَاتِ اللَّهِ تُنكِرُونَ۔ اللہ وہ اللہ ہے جو اپنی نشانیاں شیون قدرت کی انہیں دکھاتا ہے تو کس کس نشانی کا تم انکار کرو گے۔

کہیں فرمایا کہ ہمارے کون سے احسان کو جھٹلاؤ گے جیسا کہ سورۂ رحمان میں فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ فرمایا۔ کہیں فرمایا کونسی بات پر تم بعد میں ایمان لاؤ گے فَبِأَيِّ حَدِيثٍ بَعْدَهُ يُؤْمِنُونَ غرض کہ وہ رحیم وکریم حیات دنیا میں نئے نئے عنوان سے اپنے بندوں کو اپنا تعارف کرا رہا ہے۔ اور دعوت ایمان

اور اسلام اپنے رسولوں کے ذریعہ دے رہا ہے آگے پھر ارشاد ہے جس سے دنیا کی سیر کر کے انسان قدرت کاملہ کا معترف بنتا ہے چنانچہ فرمایا۔

اَفَلَمْ يَسِيْرُوْا فِي الْاَرْضِ فَيَنْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ كَانُوْٓا اَكْثَرَ مِنْهُمْ وَاَشَدَّ قُوَّةً وَّاٰثَارًا فِي الْاَرْضِ فَمَآ اَغْنٰى عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ کیا انہوں نے زمین میں سیر نہیں کی کہ وہ دیکھتے کہ کیا ہوا انجام ان سے پہلوں کا۔ جو ان سے تعداد میں زیادہ تھے اور طاقت میں بھی سخت تھے اور ان کے نشان زمین میں موجود ہیں تو ان کے کچھ کام نہ آیا ان کا کمایا ہوا۔

مشرکین مکہ کو عبرت دلانے کے لیے قوم عاد و ثمود وغیرہ کے حالات کی طرف متوجہ کیا گیا اور بتایا کہ ان سے زیادہ طاقت اور قوت میں تم نہیں انہوں نے پہاڑوں کو کھود کر عمارتیں بنوائیں تم زمین پر کچی عمارتوں میں آباد رہ کر ہی گذارہ کر رہے ہو۔ انہوں نے جب انبیاء و رسل سے مخالفت کی تو عذاب الٰہی نے ان کو نیست و نابود کر دیا۔ ان کی عمارتوں کے نشانات اور آبادیوں کے آثار ملک شام میں اب تک موجود ہیں تو تمہارا تمرّد و فسادت تمہیں کیا فائدہ پہنچا سکتا ہے؟ جبکہ ان کی سرکشی اور بغاوت ان کی مدد نہ کر سکی۔ گویا یہ فرمایا گیا کہ اگر یہ لوگ زمین میں سیر کریں تو انہیں معلوم ہو کہ پہلوں کے تمرّد اور سرکشی کا کیا انجام ہوا۔ وہ کس طرح ہلاک و برباد کیے گئے۔ ان کا مال ان کی کثرت تعداد اور ان کی قوت ان کے کچھ کام نہ آسکی اور عذاب الٰہی کے آگے وہ کچھ نہ کر سکے۔ چنانچہ ارشاد ہے۔

فَلَمَّا جَآءَتْهُمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ فَرِحُوْا بِمَا عِنْدَهُمْ مِّنَ الْعِلْمِ وَحَاقَ بِهِمْ مَّا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ ۔ پھر جب ان کے پاس ان کے رسول روشن دلیلیں لے کر آئے تو وہ اپنے معلومات پر اتراتے رہے اور انہی پر الٹ پڑا جس کی ہنسی وہ اڑاتے تھے۔

یعنی انبیاء کرام جو چیزیں لائے اور جو نشانیاں انہوں نے حقانیت اسلام کی پیش کیں ان کی طرف التفات نہ کیا اور اپنی معلومات جو درحقیقت جہل خالص تھیں اس پر اتراتے رہے تو نتیجہ یہ ہوا کہ ان پر عذاب الٰہی آیا اور ان کے استہزاء کی سزا انہیں ملی آگے ارشاد ہے۔

فَلَمَّا رَاَوْا بَاْسَنَا قَالُوْٓا اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَحْدَهٗ وَكَفَرْنَا بِمَا كُنَّا بِهٖ مُشْرِكِيْنَ فَلَمْ يَكُ يَنْفَعُهُمْ اِيْمَانُهُمْ لَمَّا رَاَوْا بَاْسَنَا سُنَّتَ اللّٰهِ الَّتِيْ قَدْ خَلَتْ فِيْ عِبَادِهٖ وَخَسِرَ هُنَالِكَ الْكٰفِرُوْنَ۔

پھر جب انہوں نے ہمارا عذاب دیکھا تو بولے ہم ایمان لائے اللہ کی وحدانیت پر اور انکار کرتے ہیں ہم اس سے جسے ہم اللہ کا شریک بناتے تھے تو نہ ہوا نفع دینے والا ان کا یہ ایمان جبکہ وہ دیکھ چکے ہمارے عذاب کو یہ طریقہ ہے اللہ کا جو اس کے بندوں میں پہلے سے گذر چکا ہے اور نقصان و خسران میں رہے

وہاں کفر کرنے والے۔

اس لیے کہ عذاب سے پہلے پہلے توبہ قبول ہوجاتی ہے اور عذاب آجانے کے بعد تو ہر سرکش متمرد توبہ کے لیے تیار ہوجاتا ہے لیکن عذاب کے نزول کے بعد عذاب ہی ہوتا ہے اور ان کا ایمان لانا انہیں فائدہ نہیں دیتا چنانچہ ایسا ایمان تو مدعی خداوندی فرعون لعین نے بھی قبول کیا تو اس پر وہ ایمان قبول نہیں فرمایا گیا اور ارشاد ہوا آلْـٰٔنَ وَقَدْ عَصَيْتَ قَبْلُ وَكُنْتَ مِنَ الْمُفْسِدِيْنَ۔ یعنی ہمارے پیغمبر موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ جنگ کرتا ہوا جب تو قلزم نیل میں پھنس گیا تو اس وقت تجھے توبہ کی سوجھی اور اس سے پہلے پہلے تو زمین میں پورا فسادی تھا۔ لہٰذا یہ تیری توبہ مردود ہے۔

ایسے ہی یہاں ارشاد ہوا کہ جب سرکشوں نے انبیاء ورسل کی نہ مانی اور مخالفت میں کوئی کسر اٹھا رکھی۔ تو ہماری طرف سے ان پر عذاب آیا۔ جب عذاب دیکھ لیا اور اس کے مقابلہ کی تاب نہ رہی تو کہنے لگے کہ ہم اب ایمان لاتے ہیں اور جنہیں اللہ کا شریک بنایا تھا اس سے انکار کرتے ہیں۔ مگر یہ ایمان چونکہ بعد نزول عذاب تھا اس لیے لَمْ يَكُ يَنْفَعُهُمْ اِيْمَانُهُمْ فرما کر مسترد کردیا اور بتا دیا کہ اللہ کا قانون یہی ہے کہ نزول عذاب سے پہلے توبہ قبول ہوجاتی ہے اور وہ قوم عذاب سے محفوظ کر دی جاتی ہے جیسے قوم یونس علیہ السلام اور جب عذاب آجائے تو اس کے بعد کتنی ہی توبہ کریں وہ نامقبول ہے اور اس عذاب میں ان پر نقصان وخسران اچھی طرح واضح ہوجاتا ہے اور وہ ہلاک کر دیے جاتے ہیں۔

سُوْرَۃُ حٰمٓ السَّجْدَۃ ۴۱

اس میں چھ رکوع پچاس آیتیں ہیں اس کا نزول مکہ مکرمہ میں ہوا

بامحاورہ ترجمہ پہلا رکوع سُوْرَۃُ حٰمٓ السجدہ پ ۲۴

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

حٰمٓ ۝ — اے حامد اور اے محمود

تَنْزِيْلٌ مِّنَ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝ — یہ اتارا ہوا ہے بڑے رحم والے مہربان کا۔

كِتٰبٌ فُصِّلَتْ اٰيٰتُهٗ قُرْاٰنًا — یہ ایک کتاب ہے جس کی آیتیں مفصل بیان فرمائی

عَرَبِيًّا لِّقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ ۝
بَشِيْرًا وَّنَذِيْرًا فَاَعْرَضَ اَكْثَرُهُمْ فَهُمْ لَا يَسْمَعُوْنَ ۝

گئیں قرآن زبان عربی میں عقل والوں کو۔
خوشخبری دینے والا اور ڈر سنانے والا ہے تو منھ ہوئے اکثر تو وہ سنتے ہی نہیں۔

وَقَالُوْا قُلُوْبُنَا فِيْٓ اَكِنَّةٍ مِّمَّا تَدْعُوْنَآ اِلَيْهِ وَفِيْٓ اٰذَانِنَا وَقْرٌ وَّ مِنْۢ بَيْنِنَا وَبَيْنِكَ حِجَابٌ فَاعْمَلْ اِنَّنَا عٰمِلُوْنَ ۝

اور بولے ہمارے دل غلاف میں ہیں جس کی طرف تم ہمیں بلاتے ہو اور ہمارے کانوں میں بہرہ پن ہے اور ہم میں اور تم میں پردہ ہے تم اپنا عمل کرو ہم اپنے کام ہیں ہیں۔

قُلْ اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يُوْحٰٓى اِلَيَّ اَنَّمَآ اِلٰـهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ فَاسْتَقِيْمُوْٓا اِلَيْهِ وَاسْتَغْفِرُوْهُ ۗ وَوَيْلٌ لِّلْمُشْرِكِيْنَ ۝

اے حبیب فرما دو کہ میں آدمی ہونے میں تمہاری ہی مثل ہوں۔ میری طرف اللہ کی وحی آتی ہے کہ میرا اور تمہارا خدا ایک ہے تو اس کے حضور سیدھے رہو اور اس سے معافی مانگو اور خرابی ہے ان مشرکوں کے لیے۔

الَّذِيْنَ لَا يُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَهُمْ بِالْاٰخِرَةِ هُمْ كٰفِرُوْنَ ۝

جو زکوٰۃ نہیں دیتے اور وہ آخرت کے منکر ہیں

اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَهُمْ اَجْرٌ غَيْرُ مَمْنُوْنٍ ۝

بیشک وہ لوگ جو ایمان لائے اور نیک عمل کیے ان کے لیے بے انتہا ثواب ہے۔

حلِّ لُغات

حٰمٓ۔ اے حامد اے محمود	تَنْزِيْلٌ۔ اتاری گئی ہے	مِّنَ الرَّحْمٰنِ بڑے رحم والے	الرَّحِيْمِ۔ مہربان سے
كِتٰبٌ۔ یہ کتاب ہے کہ	فُصِّلَتْ۔ مفصّل ہیں	اٰيٰتُهٗ۔ اسکی آئتیں	قُرْاٰنًا۔ قرآن
عَرَبِيًّا۔ عربی زبان میں	لِّقَوْمٍ۔ واسطے قوم	يَّعْلَمُوْنَ۔ علم والی کے	بَشِيْرًا۔ خوشخبری دینے والا
وَّ۔ اور	نَذِيْرًا۔ ڈرانے والا	فَاَعْرَضَ۔ تو منہ پھیرا	اَكْثَرُ۔ اکثر
هُمْ۔ ان کے نے	فَهُمْ۔ تو وہ	لَا۔ نہیں	يَسْمَعُوْنَ۔ سننے
وَ۔ اور	قَالُوْا۔ بولے	قُلُوْبُنَا۔ ہمارے دل	فِيْ۔ بیچ

اَكِنَّةٍ۔ پردے کے ہیں	مِّمَّا۔ اس سے جو	تَدْعُوْ۔ بلاتا ہے	نَا۔ ہم کو
اِلَيْهِ۔ اس کی تعریف	وَ۔ اور	فِیْ۔ بیچ	اٰذَانِنَا۔ ہمارے کانوں کے
وَقْرٌ۔ بوجھ ہے	وَّ۔ اور	مِنْۢ بَيْنِنَا۔ ہمارے درمیان	وَ۔ اور
بَيْنِكَ۔ تیرے درمیان	حِجَابٌ۔ پردہ ہے	فَاعْمَلْ۔ تو عمل کر	اِنَّنَا۔ بیشک ہم
عٰمِلُوْنَ۔ عمل کرنیوالے ہیں	قُلْ۔ کہہ	اِنَّمَا۔ اسکے سوا نہیں	اَنَا۔ میں
بَشَرٌ۔ آدمی ہوں	مِّثْلُكُمْ۔ تمہارے جیسا	يُوْحٰٓى۔ وحی کی جاتی ہے	اِلَيَّ۔ میری طرف
اَنَّمَا۔ کہ یقیناً	اِلٰهُكُمْ۔ تمہارا خدا	اِلٰهٌ۔ خدا	وَّاحِدٌ۔ ایک ہے
فَاسْتَقِيْمُوْا۔ تو سیدھے رہو	اِلَيْهِ۔ اس کی طرف	وَ۔ اور	اسْتَغْفِرُوْهُ۔ بخشش مانگو اس سے
وَ۔ اور	وَيْلٌ۔ خرابی ہے	لِّلْمُشْرِكِيْنَ۔ مشرکوں کیلئے	الَّذِيْنَ۔ وہ جو
لَا۔ نہیں	يُؤْتُوْنَ۔ دیتے	الزَّكٰوةَ۔ زکوٰۃ	وَ۔ اور
هُمْ۔ وہ	بِالْاٰخِرَةِ۔ آخرت کا	هُمْ۔ وہ	كٰفِرُوْنَ۔ انکار کرتے ہیں
اِنَّ۔ بیشک	الَّذِيْنَ۔ وہ جو	اٰمَنُوْا۔ ایمان لائے	وَ۔ اور
عَمِلُوا۔ عمل کیے	الصّٰلِحٰتِ۔ اچھے	لَهُمْ۔ ان کے لیے	اَجْرٌ۔ اجر ہے
غَيْرُ۔ نہ	مَمْنُوْنٍ۔ ختم ہونے والا		

حلِّ لُغاتِ نادرہ

اَكِنَّة: غلاف کے معنی میں آتا ہے اور اَكِنَّہ جمع کنان کی ہے اور کنان کہتے ہیں تیر رکھنے کے تھیلے کو یہاں اکنہ سے مراد (غلاف) پردے ہیں۔

وَقْر: ثقل سماعت کو کہتے ہیں تو اس کے معنی ہوئے کہ ہمارے کانوں میں ثقل سماعت ہے۔

مختصر تفسیر اردو پہلا رکوع سورۃ حٰم السجدۃ۔ پ ۲۴

حٰمٓ۔ تَنْزِيْلٌ مِّنَ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔ قرآن کریم میں سات آٹھ "حَامِيْم" اور الٓمٓ۔ الٓمّٓرٰ۔ الٓرٰ۔ قٓ۔ نٓ طٰسٓ، طٰسٓمٓ۔ یہ تمام مقطعات ہیں جن میں رموز ہیں جو حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم اور اللہ تعالے کے مابین کھی

گئی ہیں۔ اسی بنا پر مفسرین نے تفسیر بیان کرتے ہوئے جہاں مقطعات آئے وہاں اَللّٰہُ اَعْلَمُ بِمُرَادِہٖ کہہ کر سکوت فرمایا تاکہ حقیقت معنی اللہ تعالے کے علم میں رہے اور جو وہاں سے ملے وہ حضور کے علم میں آسکے۔ یہ اعتراض ہو سکتا ہے کہ اَللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗ اَعْلَمُ کیوں نہ فرمایا۔ یہ اہل علم پر روشن اور مبرہن ہے کہ علم الٰہی ذاتی غیر عطائی ہے اور علم مصطفی محض عطائی ہے تو واو عاطفہ سے اگر عطف کر دیا جاتا تو علم الٰہی اور علم رسالت پناہی دونوں میں تساوی کا واہمہ پیدا ہو جاتا۔

اس لیے اللہ اعلم کہہ کر علم الٰہی کی طرف اس کے معنی حقیقی منسوب کیے۔ اور علم رسالت پناہی چونکہ ضمناً واضح تھا اس لیے کہ نزول قرآن کا مورد خاص حضور ہی تھے اس لیے ورسولہ اعلم کہنا تحصیل حاصل تھا۔

بہر حال حقیقت معنی تو اللہ اور اس کا رسول ہی جانتا ہے۔ رہے معنی تاویلی یہ ہم بھی کر لیتے ہیں جیسے حٰمٓ میں منادی حامد جناب مصطفی ہیں اور میم میں منادی دوسری صفت کے ساتھ محمود و محمد صلے اللہ علیہ وسلم ہیں لہذا یہ کہہ سکتے ہیں کہ اس میں اپنے حبیب کو حامد و محمود کے خلعت سے مزین فرما کر یا حامد و محمود فرمایا۔ اور اسکے بعد مضمون شروع کیا چنانچہ ارشاد ہوا۔

تَنْزِیْلٌ مِّنَ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۔ یہ فرمان خدائے رحمان ورحیم کے حضور سے صادر ہوتا ہے۔ جس کا فلک مصطفی متحمل ہے۔

كِتٰبٌ فُصِّلَتْ اٰيٰتُهٗ قُرْاٰنًا عَرَبِيًّا لِّقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ بَشِيْرًا وَّنَذِيْرًا فَاَعْرَضَ اَكْثَرُهُمْ فَهُمْ لَا يَسْمَعُوْنَ ۔ یہ قرآن کتاب ہے جس کی باتیں زبان عربی میں تفصیل کے ساتھ سمجھ والوں کے لیے بیان کر دی گئیں یہ تخصیص سمجھ والوں کی یوں کی گئی کہ عرب میں عربی زبان کے بڑے بڑے ماہر ادیب و خطیب تھے۔ مگر جنہیں فہم سلیم ملا اور عقل مستقیم نے رہنمائی کی وہی اس کی طرف جھکے باقی جن کی فصاحت و بلاغت اور ذہانت وادبیت نے اس طرف رہنمائی نہیں کی وہ گمراہ کے گمراہ ہی رہے جیسے ابوجہل اور مثل اس کے اکثر جہال اور جن کو رہنمائی ہوئی وہ سیدھے اسلام کی طرف آگئے جیسے ناقل کلام حضرت حسان اور مثل ان کے بہت سے تو معلوم ہوا کہ لقوم یعلمون فرما کر ذی فہم اور غیر ذی فہم کی تفریق فرما دی گئی اور یہ امر واضح کر دیا کہ ایمان محض علم سے نہیں آتا اس کے لیے فہم مستقیم اور عقل سلیم کی ضرورت ہے۔

بَشِيْرًا وَّنَذِيْرًا فرما کر واضح کر دیا کہ کلام الٰہی میں بشارت و نذارت دونوں ہیں مگر ان کے لیے جو فہم سلیم اور عقل مستقیم رکھے، چنانچہ فرمایا کہ

فَاَعْرَضَ اَكْثَرُهُمْ فَهُمْ لَا يَسْمَعُوْنَ ۔ تو منحرف ہوئے اکثر ان کے اور وہ نہیں سنتے تھے۔

یعنی یہ نہ سننا اس معنی میں تھا کہ لَهُمْ قُلُوْبٌ لَّا يَفْقَهُوْنَ بِهَا وَلَهُمْ اٰذَانٌ لَّا يَسْمَعُوْنَ بِهَا ۔ ان کے کان

دل آنکھ وغیرہ سب تھے مگر نہ دل میں قبولیت تھی نہ کان میں سماعت نہ آنکھوں میں بصارت صُمٌّ بُکْمٌ عُمْیٌ کے مصداق تھے آگے ارشاد ہے۔

وَقَالُوْا قُلُوْبُنَا فِیْٓ اَکِنَّةٍ مِّمَّا تَدْعُوْنَآ اِلَیْهِ وَفِیْٓ اٰذَانِنَا وَقْرٌ وَّمِنْۢ بَیْنِنَا وَبَیْنِكَ حِجَابٌ فَاعْمَلْ اِنَّنَا عٰمِلُوْنَ۔ یعنی کافر بولے کہ ہمارے دل غلافوں میں محفوظ ہیں اور ہمارے کان ثقیل السماعت ہیں اور ہمارے آپ کے درمیان وہ حجاب ہے جو مانع سماعت و قبول ہے تو آپ اپنے عمل کیجئے اور ہم اپنے عمل کر رہے ہیں۔

گویا وہ خود معترف ہوئے کہ ہم میں قبولیت کا مادہ نہیں حق نوشی اور حق نیوشی ہمارے اندر نہیں۔ ہم جانوروں کی طرح سنتے دیکھتے ہیں مگر قبولیت اور عمل ہم میں نہیں ہے یہی حجاب ہے جو آپ کے ہمارے مابین ہے لہذا آپ اپنی کیے جائیں ہم اپنی کر رہے ہیں۔ آگے ارشاد ہے۔

قُلْ اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ یُوْحٰٓی اِلَیَّ اَنَّمَآ اِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ فَاسْتَقِیْمُوْٓا اِلَیْهِ وَاسْتَغْفِرُوْهُ وَوَیْلٌ لِّلْمُشْرِکِیْنَ الَّذِیْنَ لَا یُؤْتُوْنَ الزَّکٰوةَ وَهُمْ بِالْاٰخِرَةِ هُمْ کٰفِرُوْنَ۔ اے محبوب آپ فرمادیں کہ صورت مثالی میں تو میں بھی بشر تمہارے جیسا ہوں مگر میں مورد وحی ہوں اور مجھ سے احکام خداوندی تم تک آتے ہیں اور یہ وحی بھی مجھے آئی کہ میرا اور تمہارا خدا ایک ہے تو اس کی طرف جھکے رہو اور بخشش مانگو اور خرابی ہے شرک کرنے والوں کے لیے اور ان کے لیے جو زکوۃ نہیں دیتے اور آخرت پر ایمان نہیں رکھتے۔

آیۂ کریمہ میں رب جل و علا شانہ نے اپنے حبیب جناب سرور عالم نور مجسم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرمایا۔ قُلْ اے محبوب آپ تواضعاً یہی فرمائیں اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ گویا بطریق حصر انفرادان منکروں کو فرمائیے جو آپ کو بشر کہہ کر چاہتے ہیں کہ ہماری تبلیغ کے لیے ملک آتا (فرشتہ نازل ہوتا) حالانکہ ملک اور فرشتہ اجسام نوری ہونے کی وجہ میں ہمیں نظر بھی نہ آتا اور جب نظر ہی نہ آتا تو تبلیغ کیسے ہوتی۔ اصول تبلیغ میں مجانست صوری اور مشابہت جسمی لازمی ہے۔ اگر انسان بھی انسانی جسم ایسے لے کر آتا کہ اس کا قد و قامت ہی مہیب ہوتا اور جسم و جسمانیت بھی عریض و طویل ہوتی تو اسے دیکھ کر ہمارے دماغ اس سے مانوس نہیں ہوسکتے تھے۔ اسی لیے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو قامت موزوں، شبیہ مقبول صورت انسانی میں عطا فرما کر بھیجا تاکہ تبلیغ میں کامیابی ہو۔ اور اسی چیز کو آیۂ کریمہ میں ظاہر کیا اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ میں تو صورت انسانی میں بشر ہی ہوں اور تمہارا مثل ہوں یعنی مماثلت صوری مجھے تمہاری حاصل ہے اگرچہ حقیقتاً میں وہ ہوں کہ جمال الٰہی کا مشاہدہ کرتا ہوں اور وہاں تک پہنچا ہوں۔ جہاں تک کسی بشر کی رسائی نہیں یعنی مقام جمع تک پہنچ کر دم زدن میں واپس آنا جسے معراج کہا جاتا ہے تو مجھے اپنا جیسا البشر ماننا تو گستاخی ہے۔

البتہ مماثلت صوری کے اعتبار سے ہیں خود ہی تمہیں تواضعاً کہتا ہوں اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُکُمْ اور میرا تمہارا حقیقی فرق جو ہے وہ یہی کم نہیں کہ یُوحٰی اِلَیَّ مجھے اللہ کی طرف سے وحی ہوتی ہے جو ہر بشر کے لیے ناممکن اور محال ہے اور اس وحی میں جو حکم آیا ہے وہ یہی ہے کہ میرا اور تمہارا خدا ایک ہے تاکہ تم افراطِ عقیدت میں مجھے خدا یا جزو خدا نہ کہنے لگو جیسا کہ نصاریٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو کہا۔ بنا بریں مسئلہ واضح ہے کہ ذات مصطفیٰ مماثلت صوری میں ہمارے لیے الیسا لبشر ہے کہ اسکی بشریت کو اپنی بشریت کے مشابہ یا مماثل کہنا خالص گستاخی اور بیدینی ہے۔ البتہ مماثلت صوری میں وہ بشر تھے اور مماثلت حقیقی میں وہ نور تھے۔

اسی وجہ میں شیخ محقق علامہ مدقق مولانا عبدالحق محدث دہلوی نے فرمایا کہ برزخ مصطفیٰ ایک نوعیت کا نہیں ہے بلکہ جب آپ مسند تبلیغ پر جلوہ آرا ہوتے ہیں تو ہمارے مثل جامۂ بشریت میں آتے ہیں اور تبلیغ فرماتے ہیں جب جبریل و میکائیل سے ملتے ہیں تو برزخ ملکی میں جلوہ آرائی ہوتی ہے اور جب رب العزت جلت مجدہ وعز اسمہ کے حضور مقام جمع پر پہنچتے ہیں تو برزخ حقی میں ہوتے ہیں کسی نے خوب کہا ہے ؎

ادھر اللہ سے واصل ادھر مخلوق میں شامل   خواص اس برزخ کبریٰ میں ہے حرف مشدد کا

تو ہمیں یہ عقیدہ رکھنا چاہئے کہ حضور کی ذات اکرم الخلق اور حضور سید عالم ہیں، حضور کا مساوی امتی تو کہاں نبی بھی نہیں وہ اگرچہ ہمیں صورت بشری میں نظر آتے ہیں ان کا کلام بھی ہمیں سنائی دیتا ہے مگر حقیقت محمدیہ اس سے کہیں بلند ہے۔ یہ اس لیے ہے کہ حضور کا کلام ہمارے دل تک پہنچے حضور کی گفتگو ہم سنیں اور قبول کریں اور فرائض تبلیغی اس طرح ادا ہوں۔ تو

وَمِنْ بَيْنِنَا وَبَيْنِكَ حِجَابٌ کہنا مشرکین کا صحیح نہیں۔ اور یہ بھی صحیح نہیں کہ مماثلت صوری میں دیکھ کر اپنا جیسا لبشر ہی کہدیں۔ اور حضور کا اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُکُمْ فرمانا محض تواضعاً تھا نہ کہ حقیقتاً اس لیے کہ بلند پایہ ہستیاں بطور تواضع جو بھی فرمائیں اسے ہر کس وناکس اپنے اوپر قیاس کرلے تو گمراہی ہے۔ یوں تو حضور نے صحابہ کو اَنْتُمْ اَصْحَابِیْ وَهُمْ اِخْوَانِیْ بھی فرمایا۔ مگر صحابہ نے اپنے کو حضور کا غلام ہی کہا اور امت مرحوم نے اپنے امت ہی مانا۔ نہ یہ کہ کہا ہو کہ ہم حضور کے بھائی ہیں۔ یہ جملے کہنے والے جو ہیں وہ گستاخ اور منصب مصطفیٰ کو نہ سمجھنے والے ہیں ان کی یہ ادنیٰ شان ہے جو کسی شاعر نے عربی میں کی حیث قال

اَلصُّبْحُ بَدَا مِنْ طَلْعَتِہٖ   وَاللَّيْلُ دَجٰى مِنْ وَفْرَتِہٖ

فَاقَ الرُّسُلَ فَضْلًا وَّعُلًا   اَهْدَى السُّبُلَ بِدَلَالَتِہٖ

سَلَّكَ الشَّجَرُ نَطَقَ الْحَجَرُ   شَقَّ الْقَمَرُ بِاِشَارَتِہٖ

مُحَمَّدُنَا هُوَ سَيِّدُنَا   فَالْعِزُّ لَنَا لِاِجَابَتِہٖ

جامی رح نے بھی کہا کہ ؎ بہ مقامے کہ رسیدی نہ رسد ہیچ نبی
غرضکہ مقام مصطفی اتنا بلند و بالا ہے کہ جبریل بھی یہی کہہ کر رہ گئے ؎
لَوْ دَنَوْتُ اَنْمُلَۃً لَاحْتَرَقْتُ۔ اگر یہاں سے ایک انگلی بھی آگے بڑھوں تو تجلیات جمال سے میں جل جاؤں۔ سرکار ابد قرار صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جبرئیل تمہاری سیر کا منتہٰی یہ ہے جہاں سے ہماری ابتداء سیر شروع ہے فَتَبَارَكَ اللّٰهُ اَحْسَنُ الْخَالِقِيْنَ۔ وہ ایسی برکت والی ذات ہے کہ اس نے نبیوں میں صفی بھی بنائے کلیم نجی بھی بنائے۔ مسیح بھی بنائے۔ خلیل بھی بنائے مگر جناب مصطفی علیہ التحیۃ والثناء کو ایسا حبیب بنایا کہ تمام انبیاء پر تفوق اور شرف دیا ؎

نکیں گے انبیاء اس منہ کو صدقے آپ کے منہ کے ۔۔۔ قیامت میں وسیلہ جان کر حاجت روائی کا

اس بحث کو تفصیلاً سولھویں پارہ میں ایسی ہی آیت کریمہ کے ماتحت بیان کر چکے ہیں۔ وللہ الحمد آگے ارشاد ہے۔

فَاسْتَقِيْمُوْا اِلَيْهِ وَاسْتَغْفِرُوْهُ وَوَيْلٌ لِّلْمُشْرِكِيْنَ الَّذِيْنَ لَا يُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَهُمْ بِالْاٰخِرَةِ هُمْ كٰفِرُوْنَ۔ یعنی ہمارے حبیب کے مرتبہ کو سمجھ کر اس پر قائم رہو اور ہمارے حضور بخشش مانگو اور خرابی ہے ان مشرکوں کو جو زکوٰۃ نہیں دیتے اور آخرت کے منکر ہیں۔

آگے بموجب اسلوب بیان قرآن مومنین کا تذکرہ فرمایا۔ اس لیے کہ اصول بیان قرآن یہی ہے کہ اگر اول جہنمیوں کا ذکر آجائے تو بعد میں جنتیوں کا تذکرہ ضروری ہوتا ہے۔ اگرچہ لف ونشر غیر مرتب ہے کہ کہیں پہلے جنتیوں کا ذکر پھر جہنمیوں کا تذکرہ اور کہیں اول جہنمیوں کا ذکر پھر جنتیوں کا احوال۔ چنانچہ فرمایا گیا۔

اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَهُمْ اَجْرٌ غَيْرُ مَمْنُوْنٍ۔ بے شک وہ لوگ جو ایمان لائے اور نیک عمل کئے ان کے لیے بے انتہا اجر ہے۔

بامحاورہ ترجمہ دوسرا رکوع سورہ حٰم السجدۃ پ ۲۴

قُلْ اَئِنَّكُمْ لَتَكْفُرُوْنَ بِالَّذِيْ خَلَقَ الْاَرْضَ فِيْ يَوْمَيْنِ وَتَجْعَلُوْنَ لَهٗ اَنْدَادًا۔ ذٰلِكَ رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ۔

اے محبوب انہیں فرماؤ کیا تم انکار کرتے ہو اس قادر مطلق سے جس نے ساری زمین دو دن میں بنا دی اور تم اس کے لیے اس کا مقابل ٹھہراتے ہو؟ یہ ہے تمام عالموں کا پالنے والا۔

وَجَعَلَ فِيهَا رَوَاسِيَ مِنْ فَوْقِهَا وَبَارَكَ فِيهَا وَقَدَّرَ فِيهَا أَقْوَاتَهَا فِي أَرْبَعَةِ أَيَّامٍ سَوَاءً لِلسَّائِلِينَ ٥

اور کیے اسی قادر مطلق نے لنگر اس زمین پر اور اس میں برکت رکھی اور اس میں اس کے بسنے والوں کی روزیاں رکھیں یہ سب ملا کر چار دن میں سب مانگنے والوں کے لیے برابر۔

ثُمَّ اسْتَوٰى إِلَى السَّمَاءِ وَهِيَ دُخَانٌ فَقَالَ لَهَا وَلِلْأَرْضِ ائْتِيَا طَوْعًا أَوْ كَرْهًا قَالَتَا أَتَيْنَا طَائِعِينَ ٥

پھر آسمان کی طرف متوجہ ہوا اور وہ اس وقت کہر کی طرح تھا تو اس کہر کو اور زمین کو فرمایا کہ تم دونوں خوشی سے آؤ یا زبردستی اور جو حکم ہم دیتے ہیں اس پر کاربند ہو دونوں نے عرض کیا کہ ہم خوشی سے حکم بجا لانے کو حاضر ہیں۔

فَقَضٰهُنَّ سَبْعَ سَمٰوَاتٍ فِي يَوْمَيْنِ وَأَوْحٰى فِي كُلِّ سَمَاءٍ أَمْرَهَا وَزَيَّنَّا السَّمَاءَ الدُّنْيَا بِمَصَابِيحَ وَحِفْظًا ذٰلِكَ تَقْدِيرُ الْعَزِيزِ الْعَلِيمِ ٥

اس کے بعد دو دن میں اس کہر کے طبقات کے سات آسمان بنائے اور ہر ایک آسمان میں جو انتظام خدا کو منظور تھا وہ انتظام کارکنان قضا و قدر کو بتا دیا اور آسمان دنیا کو ستاروں کی قندیلوں سے سجایا اور حفاظت کے لیے بھی۔ یہ اندازے اس خدا کے باندھے ہوئے ہیں جو زبردست اور دانا ہے۔

فَإِنْ أَعْرَضُوا فَقُلْ أَنْذَرْتُكُمْ صٰعِقَةً مِثْلَ صٰعِقَةِ عَادٍ وَثَمُودَ ٥

اگر وہ انحراف کریں تو فرما دیجیے کہ میں ڈراتا ہوں تمہیں اس کڑک سے جیسی کڑک عاد اور ثمود پر آئی تھی۔

إِذْ جَاءَتْهُمُ الرُّسُلُ مِنْ بَيْنِ أَيْدِيهِمْ وَمِنْ خَلْفِهِمْ أَلَّا تَعْبُدُوا إِلَّا اللّٰهَ قَالُوا لَوْ شَاءَ رَبُّنَا لَأَنْزَلَ مَلٰئِكَةً فَإِنَّا بِمَا أُرْسِلْتُمْ بِهِ كٰفِرُونَ ٥ فَأَمَّا عَادٌ فَاسْتَكْبَرُوا فِي الْأَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ وَقَالُوا مَنْ أَشَدُّ مِنَّا قُوَّةً أَوَلَمْ يَرَوْا أَنَّ اللّٰهَ الَّذِي خَلَقَهُمْ هُوَ أَشَدُّ مِنْهُمْ

جب آئے ان کے پاس رسول آگے اور پیچھے سے (کثرت سے) یہ کہہ کر نہ پوجو مگر ایک اللہ کو بولے اگر چاہتا ہمارا رب تو ضرور نازل کرتا فرشتے تو ہم جس کے ساتھ تم بھیجے گئے ہو ہم اسکے منکر ہیں پھر عاد نے زمین میں بغیر حق کے تکبر کیا اور بولے ہم سے زیادہ طاقتور کون ہے کیا انھوں نے نہ دیکھا کہ جس اللہ نے انکو پیدا کیا وہ ان سے زیادہ طاقتور ہے

قَوْمٍ وَّكَانُوْا بِاٰيٰتِنَا يَجْحَدُوْنَ ۝

اور تھے وہ ہماری نشانیوں کے منکر

فَاَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ رِيْحًا صَرْصَرًا فِيْٓ اَيَّامٍ نَّحِسَاتٍ لِّنُذِيْقَهُمْ عَذَابَ الْخِزْيِ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَلَعَذَابُ الْاٰخِرَةِ اَخْزٰى وَهُمْ لَا يُنْصَرُوْنَ ۝

تو ہم نے بھی ان کے نحوست کے دنوں میں ان پر بڑے زور کی آندھی چلائی تاکہ چکھائیں ہم انہیں ذلت کا عذاب دنیوی زندگی میں اور آخرت کا عذاب بہت زیادہ رسوا کن ہے دنیا کے عذاب سے اور انہیں کسی طرف سے مدد نہیں دی جائے گی۔

وَاَمَّا ثَمُوْدُ فَهَدَيْنٰهُمْ فَاسْتَحَبُّوا الْعَمٰى عَلَى الْهُدٰى فَاَخَذَتْهُمْ صٰعِقَةُ الْعَذَابِ الْهُوْنِ بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ۝

لیکن قوم ثمود ہم نے انہیں سیدھا رستہ دکھا دیا تھا۔ مگر انہوں نے بجائے اس کے اندھا راستہ اختیار کیا تو پکڑا ان کو ذلت کے عذاب نے ان کی بدکرداریوں کے سبب۔

وَنَجَّيْنَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَكَانُوْا يَتَّقُوْنَ ۝

اور نجات دی ہم نے ان کو جو ایمان لائے اور وہ اللہ سے ڈرتے تھے۔

حلِ لغات

قُلْ۔ کہہ دیجیے	اَئِنَّكُمْ۔ کیا تم	لَتَكْفُرُوْنَ۔ انکار کرتے ہو	بِالَّذِيْ۔ اس ذات کا جس نے
خَلَقَ۔ پیدا کیا	الْاَرْضَ۔ زمین کو	فِيْ۔ بیچ	يَوْمَيْنِ۔ دو دن کے
وَ۔ اور	تَجْعَلُوْنَ۔ بناتے ہو تم	لَهٗ۔ اس کا	اَنْدَادًا۔ مقابل
ذٰلِكَ۔ یہ ہے	رَبُّ۔ پالنے والا	الْعٰلَمِيْنَ۔ جہانوں کا	وَ۔ اور
جَعَلَ۔ بنائے	فِيْهَا۔ اس میں	رَوَاسِيَ۔ پہاڑ	مِنْ فَوْقِهَا۔ اس کے اوپر سے
وَ۔ اور	بٰرَكَ۔ برکت رکھی	فِيْهَا۔ اس میں	وَ۔ اور
قَدَّرَ۔ اندازہ رکھا	فِيْهَا۔ اس میں	اَقْوَاتَهَا۔ اس کی روزی کا	فِيْ۔ بیچ
اَرْبَعَةِ۔ چار	اَيَّامٍ۔ دن کے	سَوَآءً۔ برابر ہے	لِلسَّآئِلِيْنَ۔ مانگنے والوں کیلئے
ثُمَّ۔ پھر	اسْتَوٰى۔ قصد کیا	اِلَى۔ طرف	السَّمَآءِ۔ آسمان کی
وَ۔ اور	هِيَ۔ وہ	دُخَانٌ۔ کہر تھا	فَقَالَ۔ تو فرمایا

لَهَا۔ اس کو	وَ۔ اور	لِلْاَرْضِ۔ زمین کو	ائْتِيَا۔ آؤ
طَوْعًا۔ خوشی سے	اَوْ۔ یا	كَرْهًا۔ مجبور ہوکر	قَالَتَا۔ بولے
اَتَيْنَا۔ ہم آئے	طَآئِعِيْنَ۔ خوشی سے	فَقَضٰهُنَّ۔ تو بنایا ان کو	سَبْعَ۔ سات
سَمٰوٰتٍ۔ آسمان	فِيْ۔ بیچ	يَوْمَيْنِ۔ دو دن کے	وَ۔ اور
اَوْحٰی۔ وحی کی	فِيْ۔ بیچ	كُلِّ۔ ہر	سَمَآءٍ۔ آسمان کے
اَمْرَ۔ حکم	هَا۔ اس کے کی	وَ۔ اور	زَيَّنَّا۔ ہم نے سجایا
السَّمَآءَ۔ آسمان	الدُّنْيَا۔ دنیا کو	بِمَصَابِيْحَ۔ چراغوں سے	وَ۔ اور
حِفْظًا۔ حفاظت کیلئے	ذٰلِكَ۔ یہ ہے	تَقْدِيْرُ۔ اندازہ	الْعَزِيْزِ۔ غالب
الْعَلِيْمِ۔ جاننے والے کا	فَاِنْ۔ تو اگر	اَعْرَضُوْا۔ منہ پھیریں	فَقُلْ۔ تو فرمادیجئے
اَنْذَرْتُكُمْ۔ میں نے تم کو ڈرایا		صٰعِقَةً۔ عذاب سے	مِّثْلَ۔ مثل
صٰعِقَةِ۔ عذاب	عَادٍ۔ عاد	وَّ۔ اور	ثَمُوْدَ۔ ثمود کے
اِذْ۔ جب	جَآءَتْهُمُ۔ آئے انکے پاس	الرُّسُلُ۔ رسول	مِنْۢ بَيْنِ اَيْدِيْهِمْ۔ انکے
آگے سے	وَ۔ اور	مِنْ خَلْفِهِمْ۔ ان کے پیچھے سے	
اَنْ۔ یہ کہ	لَّا۔ نہ	تَعْبُدُوْٓا۔ پوجو	اِلَّا۔ مگر
اللّٰهَ۔ اللہ کو	قَالُوْا۔ بولے	لَوْ۔ اگر	شَآءَ۔ چاہتا
رَبُّنَا۔ ہمارا رب	لَاَنْزَلَ۔ تو اتارتا	مَلٰٓئِكَةً۔ فرشتے	فَاِنَّا۔ تو ہم
بِمَآ۔ اس چیز سے	اُرْسِلْتُمْ۔ جو بھیجے گئے ہو تم	بِهٖ۔ اس کے ساتھ	كٰفِرُوْنَ۔ منکر ہیں
فَاَمَّا۔ تو پھر	عَادٌ۔ عاد نے	فَاسْتَكْبَرُوْا۔ تکبر کیا	فِي۔ بیچ
الْاَرْضِ۔ زمین کے	بِغَيْرِ۔ بغیر	الْحَقِّ۔ حق کے	وَ۔ اور
قَالُوْا۔ بولے	مَنْ۔ کون	اَشَدُّ۔ زیادہ ہے	مِنَّا۔ ہم سے
قُوَّةً۔ طاقت میں	وَّ۔ اور	كَانُوْا۔ تھے	بِاٰيٰتِنَا۔ ہماری آیتوں کا
يَجْحَدُوْنَ۔ انکار کرتے	فَاَرْسَلْنَا۔ تو بھیجی ہم نے	عَلَيْهِمْ۔ ان پر	رِيْحًا۔ ہوا
صَرْصَرًا۔ تیز و تند	فِيْ۔ بیچ	اَيَّامٍ۔ دنوں	نَّحِسَاتٍ۔ منحوس کے
لِّنُذِيْقَهُمْ۔ کہ چکھائیں ہم انکو	عَذَابَ۔ عذاب	الْخِزْيِ۔ ذلت کا	فِي۔ بیچ
الْحَيٰوةِ۔ حیاتی	الدُّنْيَا۔ دنیا کے	وَ۔ اور	لَعَذَابُ۔ یقیناً عذاب

الآخرۃ۔ آخرت کا	اَخْزٰی۔ بہت رسوا کن ہے	وَ۔ اور	ھُوَ۔ وہ
لَا۔ نہ	یُنْصَرُوْنَ۔ مدد دیے جائینگے	وَ۔ اور	اَمَّا۔ وہ جو
ثَمُوْدُ۔ ثمود تھے	فَھَدَیْنَا۔ تو ہم نے راہ دکھائی	ھُمْ۔ ان کو	فَاسْتَحَبُّوا۔ تو لپسند کیا انھوں نے
الْعَمٰی۔ اندھا رہنے کو	عَلَی۔ اوپر	الْھُدٰی۔ ہدایت کے	فَاَخَذَتْھُمْ۔ تو پکڑا ان کو
صٰعِقَۃُ۔ کڑک	الْعَذَابِ۔ عذاب	الْھُوْنِ۔ ذلیل کرنیوالے نے	بِمَا۔ بدلے اسکے جو
کَانُوْا۔ تھے وہ	یَکْسِبُوْنَ۔ کرتے	وَ۔ اور	نَجَّیْنَا۔ نجات دی ہم نے
الَّذِیْنَ۔ ان کو جو	اٰمَنُوْا۔ ایمان لائے	وَ۔ اور	کَانُوْا۔ تھے
یَتَّقُوْنَ۔ پرہیزگار			

حلِّ لُغاتِ نادرہ

اَنْدَادًا:۔ نِدّ کی جمع ہے مقابل کے معنی دیتا ہے۔

رَوَاسِیَ:۔ لنگروں کے معنی میں مستعمل ہے۔

اَقْوَاتَھَا:۔ جمع قُوت کی ہے جس کے معنی روزی کے ہیں۔

رِیْحًا صَرْصَرًا:۔ وہ آندھی جو کنکریاں اڑاتی ہو۔

مختصر تفسیر اردو دوسرا رکوع سورۃ حٰمٓ السجدۃ پ ۲۴

قُلْ اَئِنَّكُمْ لَتَكْفُرُوْنَ بِالَّذِیْ خَلَقَ الْاَرْضَ فِیْ یَوْمَیْنِ وَتَجْعَلُوْنَ لَهٗۤ اَنْدَادًا ذٰلِكَ رَبُّ الْعٰلَمِیْنَ

(اے پیغمبر آپ ان لوگوں سے) فرمادیجئے کیا تم اس (قادر مطلق کی خدائی) سے انکار کرتے ہو جس نے دو دن میں زمین کو پیدا کیا اور تم (دوسروں کو) اس کا مقابل بناتے ہو یہی (خدا تو) سارے جہان کا پروردگار ہے۔

آیۂ کریمہ میں جل وعلا شانہ نے فِیْ یَوْمَیْنِ فرمایا۔ یہ یومین اقل مدت بہ نسبت الی المخلوق ہے۔ ورنہ اس کی قدرت کا ملہ وہ ہے کہ زمین ہی نہیں بلکہ آسمان بھی کُنْ فرماکر پیدا فرما دیتا ہے اور طرفۃ العین میں زمین وآسمان دونوں بن جاتے ہیں۔ مگر یہ یومین مخلوق کی قوت تخلیق کی نسبت سے بیان فرمائی گئی۔ ورنہ ظاہر ہے کہ یوم اور یومین اور اَرْبَعَۃِ اَیَّامٍ یہ سب اس کے بنائے ہوئے ہیں ان کا وجود اس کی مشیت پر ہے نہ کہ ایام

کی مشیت قادر علی الاطلاق پر حاوی ہو۔ اسی لیے آگے ارشاد ہوا۔ وَتَجْعَلُوْنَ لَہٗٓ اَنْدَادًا اور تم اللہ کے مقابل ٹھہرا رہے ہو حالانکہ اس کی ادنیٰ شان یہ ہے کہ

لَاضِدٌّ وَلَانِدٌّ وَلَاحَدَّ لِرَبِّيْ — اَلْاٰنَ كَمَا كَانَ وَلَمْ يَلْقَ زَوَالًا

اس کی قدرت کاملہ میں نہ کوئی ضد ہے نہ کوئی مقابل نہ اس کی قدرت کاملہ کی کوئی حد آج بھی اسی شان سے ہے جس شان سے تھا اس کی شیون قدرت میں کوئی حدوث و زوال نہیں۔

اسی لیے یہاں فرمایا وَتَجْعَلُوْنَ لَہٗٓ اَنْدَادًا ذٰلِكَ رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ اس کے لیے جو مقابل بنا رہے ہیں اور اس کا ضد ٹھہرا رہے ہیں یہ حمق خالص اور بے دینی ہے یہ تمام عالموں کا پرورش فرمانے والا ہے۔ چنانچہ آگے ارشاد ہے۔

وَجَعَلَ فِيْهَا رَوَاسِيَ مِنْ فَوْقِهَا وَبٰرَكَ فِيْهَا وَقَدَّرَ فِيْهَآ اَقْوَاتَهَا فِيْٓ اَرْبَعَةِ اَيَّامٍ سَوَآءً لِّلسَّآئِلِيْنَ

چونکہ زمین کی تخلیق پانی پر ہے اور پانی پر کوئی شے بغیر لنگروں کے قائم نہیں رہ سکتی حتیٰ کہ کشتی سے لے کر اسٹیمر اور آگ بوٹ بغیر لنگروں کے قائم نہیں رہ سکتے تو زمین کا قیام عقول عامہ کے ماتحت بغیر رواسی یعنی لنگروں کے عقلاً متعذر تھا اس لیے فرمایا وَجَعَلَ فِيْهَا رَوَاسِيَ مِنْ فَوْقِهَا زمین بنا کر ہم نے اس پر لنگر ڈال دیے پھر مزید قدرت کاملہ کا مظاہرہ فرمایا اور ارشاد ہوا

وَبٰرَكَ فِيْهَا وَقَدَّرَ فِيْهَآ اَقْوَاتَهَا فِيْٓ اَرْبَعَةِ اَيَّامٍ سَوَآءً لِّلسَّآئِلِيْنَ۔ اور برکت دی ہم نے اس میں اس کی پیداوار کا اندازہ بھی ٹھہرا دیا اور یہ سب کچھ چار دن میں سب مانگنے والوں کے لیے برابر۔

یہاں بھی اَرْبَعَةِ اَيَّامٍ کی نسبت عقول عامہ اور افہام ناقصہ کی نسبت سے فرمایا گیا۔ گویا یہ بتایا کہ اقل قلیل مدت تخلیق زمین اور تعین اقوات دو دن اور چار دن جو ہیں یہ تمہاری قدرت اور قوت سے بالا ہیں مگر ہم نے سب کچھ بنا کر رکھ دیا۔ یہ اس لیے کہ ہم رب العالمین ہیں۔ اٹھارہ ہزار عالم اور فضائیں اگر ہم بنانا چاہیں تو طرفۃ العین میں ایسے ایسے اور بنا سکتے ہیں یہ ہماری شان ہے کہ ہم رب العالمین ہیں اور یہ رزقوں کا دینا اور اقوات کا تعین فرمانا یہ ہماری قدرت کاملہ میں ہر مانگنے والے کے لیے برابر ہے اس کے بعد آسمان کی تخلیق کی شان ظاہر فرمائی اور ارشاد ہوا کہ

ثُمَّ اسْتَوٰٓى اِلَى السَّمَآءِ وَهِيَ دُخَانٌ فَقَالَ لَهَا وَلِلْاَرْضِ ائْتِيَا طَوْعًا اَوْ كَرْهًا قَالَتَآ اَتَيْنَا طَآئِعِيْنَ۔ پھر رجوع فرمایا آسمان کی طرف جبکہ وہ کہر تھا حکم ہوا ائْتِيَا وجود میں آؤ خوشی سے یا زبردستی تو دونوں نے عرض کیا کہ ہم حکم بجا لانے کو حاضر ہیں۔

فَقَضٰىهُنَّ سَبْعَ سَمٰوَاتٍ فِيْ يَوْمَيْنِ وَاَوْحٰى فِيْ كُلِّ سَمَآءٍ اَمْرَهَا وَزَيَّنَّا السَّمَآءَ الدُّنْيَا بِمَصَابِيْحَ

حِفۡظًا ذٰلِكَ تَقۡدِيۡرُ الۡعَزِيۡزِ الۡعَلِيۡمِ - اور اس کے بعد دو دن میں اس کہر کے طبقات کے سات آسمان بنائے اور ہر آسمان میں جو انتظام خدا کو منظور تھا وہ انتظام کارکنان قضا وقدر کو بتادیا اور دنیا کے آسمان کو ہم نے ستاروں کی قندیلوں سے سجایا اور سجانے کے لیے فرشتوں کو محافظت پر مقرر فرمایا یہ انداز اس زبردست اور علم والے کے باندھے ہوئے ہیں۔

آسمان اول کی طرف شیاطین چڑھتے تھے اور وہاں سے خبریں لے کر کاہنوں کو پہنچاتے تھے حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کے عہد میں یہ شیاطین مسترق روک دیے گئے اور ان کے لیے ملائکہ مقرر کیے گئے جو ان کو آنے سے روکتے اور رجم شہاب سے ان کو مارتے چنانچہ اس کا تذکرہ دوسری جگہ فرمایا گیا ہے جس کی تفصیل سورۃ ملک پارہ انتیس میں عنقریب آئے گی۔ یہاں اجمالاً فقط حفظاً فرما کر تصریح فرمادی کہ سماء دنیا میں ثوابت کے ذریعہ آسمان کو مزین فرمایا اور اس کو مصابیح کہا۔ اور وہ جو شیاطین کے مارنے کو شہاب ثاقب ہیں وہ آگ کے شعلے ہیں جن کی یہ صورت ہوتی ہے کہ جس شیطان پر وہ شعلہ لگے جسے عام اصطلاح میں تارہ ٹوٹنا کہتے ہیں وہ اس شیطان کو جلا کر خاکستر کر دیتا ہے اور اگر وہ شہاب ثاقب جس کا تذکرہ دوسرے مقام سورہ صٰفّٰت میں فرمایا گیا۔

اِنَّا زَيَّنَّا السَّمَآءَ الدُّنۡيَا بِزِيۡنَةِ نِ الۡكَوَاكِبِ وَحِفۡظًا مِّنۡ كُلِّ شَيۡطٰنٍ مَّارِدٍ لَا يَسَّمَّعُوۡنَ اِلَى الۡمَلَاِ الۡاَعۡلٰى وَيُقۡذَفُوۡنَ مِنۡ كُلِّ جَانِبٍ دُحُوۡرًا وَّلَهُمۡ عَذَابٌ وَّاصِبٌ اِلَّا مَنۡ خَطِفَ الۡخَطۡفَةَ فَاَتۡبَعَهٗ شِهَابٌ ثَاقِبٌ - بے شک ہم نے آسمان دنیا کو تاروں کے ساتھ آراستہ کیا اور محافظت کیلئے شیطان سرکش سے (شہاب ثاقب) روشن انگارے رکھے جس کی وجہ سے عالم بالا کی طرف کان نہیں لگا سکتے اور ان کو ہر طرف سے مار پڑتی ہے انہیں بھگانے کے لیے ان کے واسطے ہمیشہ کا عذاب ہے۔ مگر جو ان خبروں میں سے کچھ اچک لے یعنی اڑتی خبر اسے مل جائے اور وہ دنیا میں کاہنوں تک لانا چاہے تو اس کے پیچھے لگتا ہے روشن انگارا۔ یا قدرتی کرم۔

اس سے ثابت ہوا کہ ثوابت وسیارے یہ نہیں ٹوٹتے اور نہ گرتے ہیں بلکہ وہ جسے تارا ٹوٹنا کہا جاتا ہے وہ جہنمی انگارے علیحدہ ہیں اس پر حدیث میں آیا کہ جب شہاب ثاقب گرتا نظر آئے تو مسلمان کے لیے لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم لازم ہے۔ اس لیے کہ جس شیطان کو وہ لگتا ہے وہ تو جل جاتا ہے اور حواس سے بڑھ جائے اور جل نہ سکے وہ دیوانہ ہو جاتا ہے۔ اس دیوانے شیطان کو اصطلاح اردو میں چھلاوہ کہتے ہیں۔ یہ دیوانہ شیطان لوگوں کو راستہ بھلاتا ہے اور انواع و اقسام کی اذیتیں دیتا دیتا رہتا ہے۔

مولانا شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تفسیر میں لکھا ہے کہ یہ آگ کی شکل میں بھی جنگل کے اندر چلتا نظر آتا ہے اور بلبلہ بھی بن جاتا ہے اور اکا دکا راہرو پر حملہ بھی کر دیتا ہے آگے ارشاد ہے۔

وَاَوْحٰی فِیْ کُلِّ سَمَآءٍ اَمْرَهَا ۔ اور سکان سماویہ کو علیحدہ علیحدہ احکام اوامر ونواہی کی وحی فرمائی گئی۔

اور آسمان دنیا کو چراغوں سے مزین کر کے اس کی محافظت فرمائی۔

ذٰلِكَ تَقْدِيْرُ الْعَزِيْزِ الْعَلِيْمِ ۔ یہ اس عزت والے علم والے کا ٹھہرایا ہوا انتظام ہے۔ آگے ارشاد ہے۔

فَاِنْ اَعْرَضُوْا فَقُلْ اَنْذَرْتُكُمْ صٰعِقَةً مِّثْلَ صٰعِقَةِ عَادٍ وَّثَمُوْدَ ۔ پھر اگر وہ انحراف کریں تو آپ فرمائیں میں تم کو اس کڑک سے ڈراتا ہوں جو عاد و ثمود پر آئی اور انہیں تباہ کر گئی۔

باوجودیکہ یہ قوت میں اتنے بڑھے ہوئے تھے کہ ان کا ایک فرد پہاڑ کی چٹان کو اکھاڑ دیتا تھا چنانچہ علامہ نسفی اپنی تفسیر میں فرماتے ہیں كَانُوْا ذَوِيْ اَجْسَامٍ طِوَالٍ وَخَلْقٍ عَظِيْمٍ وَبَلَغَ مِنْ قُوَّتِهِمْ اَنَّ الرَّجُلَ كَانَ يَقْتَلِعُ الصَّخْرَةَ مِنَ الْجَبَلِ بِيَدِهٖ ۔ یہ بڑے جسیم الاجسام اور طویل القامت تھے اور ایک روایت میں ہے کہ ان کا ایک آدمی پہاڑ کی چٹان کو اکھاڑ دیتا تھا۔ اسی پر انہوں نے کہا تھا مَنْ اَشَدُّ مِنَّا قُوَّةً ہم سے زیادہ قوت میں کون ہے؟ تو جناب باری کی طرف سے ارشاد ہوا۔ اَوَلَمْ يَرَوْا اَنَّ اللّٰهَ الَّذِيْ خَلَقَهُمْ هُوَ اَشَدُّ مِنْهُمْ قُوَّةً ۔ کیا انہوں نے نہ دیکھا کہ اللہ تعالٰے وہ ہے جس نے انہیں پیدا کیا اور ان سے قوت میں زبردست ہے وَكَانُوْا بِاٰيٰتِنَا يَجْحَدُوْنَ ۔ اور دیدہ دانستہ وہ ہماری آیتوں سے انحراف کرتے ہیں اور سخت منکر ہیں۔

چنانچہ ارشاد ہے۔

اِذْ جَآءَتْهُمُ الرُّسُلُ مِنْ بَيْنِ اَيْدِيْهِمْ وَمِنْ خَلْفِهِمْ اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّا اللّٰهَ قَالُوْا لَوْ شَآءَ رَبُّنَا لَاَنْزَلَ مَلٰٓئِكَةً فَاِنَّا بِمَآ اُرْسِلْتُمْ بِهٖ كٰفِرُوْنَ ۔ یعنی جب آئے ان کے پاس رسول ان کے سامنے اور ان کے بعد اور انہوں نے فرمایا کہ اللہ تعالٰے کے سوا کسی کی پوجا نہ کرو تو ان سرکشوں نے کہا اگر ہمارا رب چاہتا تو فرشتے نازل فرما دیتا اور ہم تمہاری تبلیغ سے منکر ہیں۔

یعنی تم ہمارے ہم جنس بشر ہو اور بشر کی تبلیغ بشر کیوں کرے۔ اگر اپنی تبلیغ کرانی تھی تو فرشتے نازل کیے جاتے باآنکہ حقیقت یہ ہے کہ اصول تبلیغ میں مجانست صوری لازمی ہوتی ہے اگر فرشتے تبلیغ کو آتے تو یہ اس تبلیغ سے کوئی فائدہ نہیں اٹھا سکتے تھے۔ اس لیے کہ ملائکہ اجسام نوری کے ساتھ اگر آتے ان کی آنکھیں خیرہ ہوتیں اور ان کے حواس باختہ ہو جاتے پھر تبلیغ سے کیونکر استفادہ کر سکتے اسی بنا پر حکمت الٰہی نے ہمارے لیے تبلیغ انبیاء اس صورت میں رکھی کہ وہ ہمارے ہم شبیہ ہوں۔ ان کی آوازوں کو ہم سنیں انہیں ہم دیکھیں اور جانیں تاکہ ان کی تبلیغ سے ہمیں فائدہ پہنچے مگر عقل کے اندھے ضد کے پکے اس

حکمت بالغہ کو نہ سمجھ سکے اور کہنے بیٹھ گئے لَوْ شَآءَ رَبُّنَا لَاَنْزَلَ مَلٰٓئِكَةً اگر چاہتا ہمارا رب تو ہمارے اجسام خاکی کے لیے نور والے فرشتے نازل فرما دیتا۔ لہٰذا ہم اپنے ہم جنس کی تبلیغ سے منکر ہیں اور کفر کرتے ہیں۔ اب اس کی تصریح فرمائی گئی کہ جب انہوں نے خلاف فطرت کفر کیا تو

فَاَمَّا عَادٌ فَاسْتَكْبَرُوْا فِي الْاَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ وَقَالُوْا مَنْ اَشَدُّ مِنَّا قُوَّةً اَوَلَمْ يَرَوْا اَنَّ اللّٰهَ الَّذِيْ خَلَقَهُمْ هُوَ اَشَدُّ مِنْهُمْ قُوَّةً وَكَانُوْا بِاٰيٰتِنَا يَجْحَدُوْنَ۔ تو قوم عاد نے زمین میں تکبر کیا اور ناحق اپنی بڑائی دکھائی اور بولے مَنْ اَشَدُّ مِنَّا قُوَّةً کون ہے ہماری قوت سے زیادہ اور یہ تھے ہماری آیتوں سے منکر پھر ارشاد ہوا کہ ہم نے اس کا جواب ہوا کے عذاب سے دیا چنانچہ ارشاد ہے۔

فَاَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ رِيْحًا صَرْصَرًا فِيْ اَيَّامٍ نَّحِسَاتٍ لِّنُذِيْقَهُمْ عَذَابَ الْخِزْيِ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَلَعَذَابُ الْاٰخِرَةِ اَخْزٰى وَهُمْ لَا يُنْصَرُوْنَ تو ہم نے ان پر ریح صرصر یعنی وہ ٹھنڈی ہوا بھیجی جس میں ٹھٹھر کر رہ گئے اور ذلت کے ساتھ ہلاک ہوئے۔ محاورہ عربی میں صرصر اس ہوا کو کہتے ہیں جس میں غایت برودت اور انتہائے اذیت ہو۔ چنانچہ نسفی فرماتے ہیں کہ یہ ہوا چہار شنبہ شوال کی آخری تاریخوں میں آئی اور کسی قوم پر عذاب نہیں آیا مگر چہار شنبہ ہی کو آیا۔ اور ریح صرصر کی تعریف میں فرماتے ہیں بَارِدَةٌ تُحْرِقُ بِشِدَّةِ بَرْدِهَا۔ ریح صرصر وہ ٹھنڈی ہوا ہے جو اپنی برودت سے جسموں کو جلا دے اسی بنا پر ریح صرصر کے ساتھ ریح عقیم بھی رکھی جو اپنی غایت حرارت سے ہلاک کر دے۔

حلیہ میں ہے کہ ریاح چار ہیں۔ صبا سے ریح قبول بھی کہتے ہیں ابن خلکان میں ہے کہ ریح صبا نے رب عز و جل تبارک و تعالیٰ عز اسمہ سے اجازت طلب کی کہ یعقوب علیہ السلام کو یوسف علیہ السلام کی خوشبو پہنچائے قبل اس کے کہ بشیر قمیص لے کر پہنچے تو اس سے اجازت دیدی گئی۔ اسی بنا پر بادصبا ہر محزون و غمگین کو مسرور کرتی ہے اور بدنوں کو تر و تازہ کرتی ہے۔ دوسری قسم کا نام جنوب ہے یہ ہوا ابروں کو جمع کرتی ہے اور اسی ہوا سے گھوڑے پیدا ہوتے ہیں۔

حاکم نے نیشاپوری میں ذکر کیا کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم حضور سے راوی ہیں کہ جب اللہ تعالیٰ نے ارادہ خلق خیل فرمایا تو ریح جنوب کو حکم دیا کہ میں تجھ سے ایک مخلوق پیدا کروں گا لہٰذا جمع ہو تو وہ جمع ہوئی اور جبریل حاضر ہوئے اور اس سے ایک قبضہ لیا۔ پھر اللہ نے فرمایا هٰذِهٖ قَبْضَتِيْ ثُمَّ خَلَقَ فَرَسًا كُمَيْتًا یہ قبضہ ہے پھر اس سے کمیت گھوڑے پیدا فرمائے پھر فرمایا میں نے تجھے گھوڑا بنایا اور عربی کیا اور تجھے تمام چارپاؤں پر فضیلت دی۔ اور تیسری قسم شمال ہے اور چوتھی قسم دبور ہے۔ یہ دونوں ہوائیں ایسی ہیں کہ ان سے بنیادیں اکھڑ جاتی ہیں اور درخت اڑ جاتے ہیں اسی کو ریح عقیم اور ریح صرصر اور عاصف بھی کہتے ہیں جس کا تذکرہ

مذکور ہو چکا ہے۔

اور ایام نحسات سے مراد ان کی بداعمالی کی نحوست کے دن ہیں جس میں انہیں ذلت کا عذاب چکھایا گیا اور یہ عذاب دنیا کا تھا اسی لیے فرمایا لِنُذِيقَهُمْ عَذَابَ الْخِزْيِ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا اور اخروی عذاب سے انہیں بری نہیں کیا چنانچہ ارشاد ہوا وَلَعَذَابُ الْاٰخِرَةِ اَخْزٰى اور یقیناً آخرت کا عذاب زیادہ ذلیل کرنے والا ہے وَهُمْ لَا يُنْصَرُوْنَ اور قیامت کے دن اپنے بتوں کی پرستاری سے مدد نہیں کیے جائیں گے اور دوسری قوم ثمود کے لیے ارشاد ہوا۔

وَاَمَّا ثَمُوْدُ فَهَدَيْنٰهُمْ فَاسْتَحَبُّوا الْعَمٰى عَلَى الْهُدٰى فَاَخَذَتْهُمْ صٰعِقَةُ الْعَذَابِ الْهُوْنِ بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ۔ لیکن قوم ثمود ان پر ہدایت کے لیے ہم نے حضرت صالح علیہ السلام کو بھیجا مگر انہوں نے اندھے پن کو ہدایت پر ترجیح دی تو ان پر ناقہ صالح کے عقر کے بعد ذلت کا صاعقہ آیا اور اپنی کرنی کا بدلہ پایا۔ اس واقعہ کی تصریح تیسویں پارہ کے سورہ شمس میں آئے گی یہاں اجمالاً اتنا فرمایا کہ جو حضرت صالح پر ایمان لائے ہوئے تھے ان کو ہم نے اس عذاب سے نجات دی اس لیے کہ وہ پرہیزگار تھے حیث قال وَنَجَّيْنَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَكَانُوْا يَتَّقُوْنَ ۔ اور نجات دی ہم نے ایمان لانے والوں کو جو پرہیزگار تھے۔

بامحاورہ ترجمہ تیسرا رکوع سورۂ حٰم سجدہ پ ۲۴

وَيَوْمَ يُحْشَرُ اَعْدَآءُ اللّٰهِ اِلَى النَّارِ فَهُمْ يُوْزَعُوْنَ ۝

اور جس دن دشمنان خدا (کافر) دوزخ کی طرف ہانکے جائیں گے پھر وہ (اور دوزخیوں کے جمع ہونے کے انتظار میں) روکے جائیں گے

حَتّٰٓى اِذَا مَا جَآءُوْهَا شَهِدَ عَلَيْهِمْ سَمْعُهُمْ وَاَبْصَارُهُمْ وَجُلُوْدُهُمْ بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۝

یہاں تک کہ (جب سب) دوزخ پر آ جمع ہوں گے تو شہادت دیں گے ان کے کان اور ان کی آنکھیں اور ان کے گوشت پوست ان کے مقابلہ ان عملوں کی گواہی دیں گے۔

وَقَالُوْا لِجُلُوْدِهِمْ لِمَ شَهِدْتُّمْ عَلَيْنَا قَالُوْٓا اَنْطَقَنَا اللّٰهُ الَّذِيْٓ اَنْطَقَ كُلَّ شَيْءٍ وَّهُوَ خَلَقَكُمْ اَوَّلَ مَرَّةٍ وَّاِلَيْهِ

اور یہ لوگ اپنے گوشت پوست سے پوچھیں گے تم نے ہم پر گواہی کیوں دی تو وہ جواب دیں گے جس خدا نے ہر چیز کو گویا کیا اسی نے ہم کو بھی اپنی

تُرْجَعُوْنَ ○

قدرت سے گویا کیا اور اسی نے تمہیں اول بار پیدا کیا تھا اور اب تم اسی کی طرف لوٹائے جا رہے ہو۔

وَمَا كُنْتُمْ تَسْتَتِرُوْنَ اَنْ يَّشْهَدَ عَلَيْكُمْ سَمْعُكُمْ وَلَاۤ اَبْصَارُكُمْ وَلَا جُلُوْدُكُمْ وَلٰكِنْ ظَنَنْتُمْ اَنَّ اللّٰهَ لَا يَعْلَمُ كَثِيْرًا مِّمَّا تَعْمَلُوْنَ ○

اور گناہ کرتے وقت تم پردہ داری بھی کرتے تھے تو اس خیال سے نہیں کہ تمہارے خلاف گواہی دیں گے تمہارے کان اور تمہاری آنکھیں تمہارے گوشت پوست بلکہ تمہیں تو یہ خیال تھا تمہارے بہت سے عملوں سے تمہارا خدا بھی واقف نہیں۔

وَذٰلِكُمْ ظَنُّكُمُ الَّذِيْ ظَنَنْتُمْ بِرَبِّكُمْ اَرْدٰىكُمْ فَاَصْبَحْتُمْ مِّنَ الْخٰسِرِيْنَ ○

اور یہ بدگمانی جو تم نے اپنے پروردگار کے حق میں کی اس تمہاری بدگمانی نے تو آج تم کو تباہ کیا اور تم گھاٹے میں آگئے۔

فَاِنْ يَّصْبِرُوْا فَالنَّارُ مَثْوًى لَّهُمْ وَاِنْ يَّسْتَعْتِبُوْا فَمَا هُمْ مِّنَ الْمُعْتَبِيْنَ ○

تو اگر یہ لوگ صبر کرکے (خاموش ہو) رہیں تو بھی ان کا ٹھکانہ دوزخ ہے اور اگر وہ معافی مانگیں تو ان کو معافی نہیں دی جائے گی۔

وَقَيَّضْنَا لَهُمْ قُرَنَآءَ فَزَيَّنُوْا لَهُمْ مَّا بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ وَحَقَّ عَلَيْهِمُ الْقَوْلُ فِيْۤ اُمَمٍ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِمْ مِّنَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ اِنَّهُمْ كَانُوْا خٰسِرِيْنَ ○

اور ہم نے ان (کفار) کے ساتھ (بُرے) ہمنشین تعینات کر دیے تھے جنہوں نے اچھے کر دکھائے تھے ان کے اگلے پچھلے تمام حالات اور صحیح ہو گیا ان کے اوپر فرمانِ الٰہی جن اور انسانوں کی پہلی جماعتوں پر جو گذر گئی بے شک وہ نقصان و خسران والے تھے۔

حلِ لُغات

وَ۔ اور	یَوْمَ۔ جس دن	یُحْشَرُ۔ اکٹھے کیے جائینگے	اَعْدَآءُ۔ دشمن
اللّٰہِ۔ اللہ تعالیٰ کے	اِلَی۔ طرف	النَّارِ۔ آگ کی	فَہُمْ۔ تو وہ
یُوْزَعُوْنَ۔ روکے جائینگے	حَتّٰی۔ یہاں تک کہ	اِذَا۔ جب	مَا۔ وہ
جَآءُوْ۔ آئیں گے	ھَا۔ اسکے پاس تو	شَہِدَ۔ گواہی دینگے	عَلَیْہِمْ۔ ان پر

سَمْعُهُمْ ۔ ان کے کان   وَ ۔ اور   اَبْصَارُ ۔ آنکھیں   هُمْ ۔ ان کی

وَ ۔ اور   جُلُوْدُ ۔ چمڑے   هُمْ ۔ ان کے   بِمَا ۔ جو

كَانُوْا ۔ تھے وہ   يَعْمَلُوْنَ ۔ کام کرتے   وَ ۔ اور   قَالُوْا ۔ کہیں گے

لِجُلُوْدِ ۔ چمڑوں   هِمْ ۔ اپنوں کو   لِمَ ۔ کیوں   شَهِدْتُّمْ ۔ گواہی دی تم نے

عَلَيْنَا ۔ ہم پر   قَالُوْا ۔ کہیں گے   اَنْطَقَنَا ۔ بلایا ہم کو   اللّٰهُ ۔ اللہ نے

الَّذِیْ ۔ جس نے   اَنْطَقَ ۔ بلایا   كُلَّ ۔ ہر   شَيْءٍ ۔ چیز کو

وَ ۔ اور   هُوَ ۔ اسی نے   خَلَقَكُمْ ۔ پیدا کیا تم کو   اَوَّلَ ۔ پہلی

مَرَّةٍ ۔ مرتبہ   وَ ۔ اور   اِلَيْهِ ۔ اسی کی طرف   تُرْجَعُوْنَ ۔ لوٹائے جاؤ گے تم

وَ ۔ اور   مَا ۔ جو   كُنْتُمْ ۔ تھے تم   تَسْتَتِرُوْنَ ۔ پردہ کرتے

اَنْ ۔ یہ کہ   يَّشْهَدَ ۔ گواہی دینگے   عَلَيْكُمْ ۔ تم پر   سَمْعُكُمْ ۔ تمہارے کان

وَ ۔ اور   لَا ۔ نہ   اَبْصَارُ ۔ آنکھیں   كُمْ ۔ تمہاری

وَ ۔ اور   لَا ۔ نہ   جُلُوْدُ ۔ چمڑے   كُمْ ۔ تمہارے

وَ ۔ اور   لٰكِنْ ۔ لیکن   ظَنَنْتُمْ ۔ خیال کیا تم نے   اَنَّ ۔ کہ بیشک

اللّٰهَ ۔ اللہ   لَا ۔ نہیں   يَعْلَمُ ۔ جانتا   كَثِيْرًا ۔ بہت سی

مِّمَّا ۔ وہ چیزیں جو   تَعْمَلُوْنَ ۔ کرتے ہو تم   وَ ۔ اور   ذٰلِكُمْ ۔ یہ

ظَنُّكُمْ ۔ تمہارا خیال تھا   الَّذِیْ ۔ جو   ظَنَنْتُمْ ۔ خیال کیا تم نے   بِرَبِّكُمْ ۔ اپنے رب کے متعلق

اَرْدٰى ۔ ہلاک کر دیا اسنے   كُمْ ۔ تم کو   فَاَصْبَحْتُمْ ۔ تو ہو گئے تم   مِّنَ الْخٰسِرِيْنَ ۔ خسارہ اٹھانے

والوں سے   فَاِنْ ۔ تو اگر   يَّصْبِرُوْا ۔ صبر کریں   فَالنَّارُ ۔ تو آگ

مَثْوًى ۔ ٹھکانہ ہے   لَّهُمْ ۔ ان کا   وَ ۔ اور   اِنْ ۔ اگر

يَّسْتَعْتِبُوْا ۔ معافی مانگیں   فَمَا ۔ تو نہیں   هُمْ ۔ وہ   مِّنَ الْمُعْتَبِيْنَ ۔ معاف کئے جائینگے

وَ ۔ اور   قَيَّضْنَا ۔ مقرر کیے ہم نے   لَهُمْ ۔ ان کے لیے   قُرَنَآءَ ۔ ساتھی

فَزَيَّنُوْا ۔ تو سجائے انہوں نے   لَهُمْ ۔ ان کے لیے   مَّا بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ ۔ جو ان کے آگے تھے

وَ ۔ اور   مَا ۔ جو   خَلْفَهُمْ ۔ انکے پیچھے تھے   وَ ۔ اور

حَقَّ ۔ حق ہوئی   عَلَيْهِمُ ۔ ان پر   الْقَوْلُ ۔ بات   فِیْ ۔ بیچ

اُمَمٍ ۔ امتوں کے   قَدْ ۔ جو   خَلَتْ ۔ گذر گئیں   مِنْ قَبْلِهِمْ ۔ ان سے پہلے

مِنَ الْجِنِّ۔ جنوں وَ۔ اور اَلْاِنْسِ۔ انسانوں سے اِنَّهُمْ۔ بیشک وہ
كَانُوْا۔ تھے خٰسِرِيْنَ۔ خسارہ اٹھانے والے

حلّ لغاتِ نادرہ

يُوْزَعُوْنَ: مشتق ہے وَزْع سے جس کے معنی روک رکھنے کے ہیں۔
اَرْدٰی بمعنی اَهْلَكَ
مِنَ الْمُعْتَبِيْنَ: یہ عُتْبٰی سے ہے اور عتبی کہتے ہیں رضاجوئی کو۔ معافی طلب کرنے کو۔ یہاں معنی ہوگا کفار معافی طلب کرینگے تو معافی نہیں ملے گی۔
قَيَّضْنَا۔ بمعنی قدّرنا ہے۔
قُرَنَآءَ۔ جمع ہے قرین کی۔ یعنی ہمنشین۔
حَقَّ۔ صحیح ہوگیا۔

مختصر تفسیر اردو تیسرا رکوع سورۃ حٰمٓ سجدہ پ۲۴

وَيَوْمَ يُحْشَرُ اَعْدَآءُ اللّٰهِ اِلَى النَّارِ فَهُمْ يُوْزَعُوْنَ۔ اور جس دن اللہ کے دشمن آگ کی طرف ہانکے جائیں گے تو ان کے اگلوں کو روکا جائے گا یہاں تک کہ پچھلے آملیں۔
اعداء جمع ہے عدوّ کی اور عدو عربی میں تین معنی میں استعمال ہوتا ہے۔ راغب فرماتے ہیں اَلْعَدُوُّ اَلتَّجَاوُزُ وَمُنَافَاةُ الْاِلْتِئَامِ فَتَارَةً يُعْتَبَرُ بِالْقَلْبِ فَيُقَالُ لَهُ الْعَدَاوَةُ وَالْمُعَادَاةُ وَتَارَةً بِالْمَشْيِ فَيُقَالُ لَهُ الْعَدْوُ وَتَارَةً فِي الْاِخْلَالِ بِالْعَدَالَةِ فِي الْمُعَامَلَةِ فَيُقَالُ لَهُ الْعُدْوَانُ وَالْعَدْوُ قَالَ فَيَسُبُّوا اللّٰهَ عَدْوًا بِغَيْرِ عِلْمٍ وَتَارَةً بِاَجْزَاءِ الْمَقَرِّ فَيُقَالُ لَهُ الْعَدْوَاءُ يُقَالُ مَكَانٌ ذُوْ عَدْوَاءٍ اَيْ غَيْرُ مُتَلَائِمِ الْاَجْزَاءِ فَمِنَ الْمُعَادَاةِ يُقَالُ رَجُلٌ عَدُوٌّ وَقَوْمٌ عَدُوٌّ قَالَ بَعْضُكُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ وَقَدْ يُجْمَعُ عَلٰى عِدًى وَاَعْدَاءٍ قَالَ وَيَوْمَ يُحْشَرُ اَعْدَآءُ اللّٰهِ الخ۔ اس کے حاصل معنی اقسام ثلثہ کے ماتحت تخلیقی اور جبلی نکلتے ہیں یعنی یہ معنی دیتا ہے دل سے کسی کی منافرت ہونے پر اور دل میں محبت اور منافرت پیدا کردینا احسن الخالقین کے قبضۂ اقتدار میں ہے یہی وجہ ہے کہ عالم ارواح میں جس روح سے جو روح موافق ہوتی ہے وہ عالم دنیا میں بھی باہمی محبت و وداد سے

رہتی ہے اور جو عالم ارواح میں باہمی مخالف ہے وہ دنیا میں بھی مخالفت ہوتی ہے اور یہ تخلیق احسن الخالقین کا ایک کرشمہ ہے۔ چنانچہ جن کا فرں کو خالق مطلق نے اسلام کی مخالفت کے لیے جبلۃً بنایا انہیں اعداء اللہ فرمایا اور جو ایمان و اسلام کی حمایت کے لیے بنائے گئے وہ مومن کہلائے۔

تو اب مسئلہ واضح ہو گیا کہ اعداء اللہ سے یہاں وہی مراد ہیں جن کی جبلت میں ایمان و اسلام کی مخالفت ڈال دی گئی اور یہ اس لیے کہ تُعْرَفُ الْاَشْيَاءُ بِاَضْدَادِهَا اصول ہے کائنات کی تخلیق کا۔ اور اسی سے حقائق اشیاء کا امتیاز ہوتا ہے۔ چنانچہ دن پیدا فرما کر اس کی ضدرات بنا دی صحت دے کر اس کی ضد علالت و مرض رکھ دی گئی۔ حسین و جمیل پیدا فرما کر قبیح الاشکال لوگ پیدا کئے تاکہ حسن کی قدر صحت کی حقیقت دوست کا منصب واضح ہو سکے۔

غرضکہ دنیا میں دنیا پر اہل دنیا کو اسی طرح رکھا کہ صحت مند بھی ہوں اور بیمار بھی حسین بھی ہوں اور قبیح بھی گورے کالے کا امتیاز بھی اسی میں ہے۔ عالم اور جاہل کو خود ہی فرمایا وَمَا يَسْتَوِي الْاَعْمٰى وَالْبَصِيْرُ وَلَا الظُّلُمَاتُ وَلَا النُّوْرُ وَلَا الظِّلُّ وَلَا الْحَرُوْرُ وَمَا يَسْتَوِي الْاَحْيَاءُ وَلَا الْاَمْوَاتُ۔ گویا اندھا انکھیارے کے برابر نہیں ہو سکتا۔ عالم جاہل کے برابر نہیں۔ تاریکی روشنی کے مساوی نہیں سایہ تمازت آفتاب میں آرام دہ ہوتا ہے۔ زندہ مردے سے بہتر ہے۔ اسی طرح کفر سے اسلام افضل ہے تو اللہ تعالیٰ کی مخلوق میں اعداء اللہ وہی ہیں جو جبلی طور پر مخالف اسلام ہیں۔ اسی لیے اس اصطلاح کو ظاہر کرنے کے لیے اعداء اللہ کہا گیا۔ ورنہ اللہ تعالےٰ کا دشمن باعتبار غلبہ نہ کوئی ہو سکتا ہے اور نہ کوئی ہے اب مفہوم آیت واضح ہو گیا کہ يَوْمَ يُحْشَرُ اَعْدَاۤءُ اللّٰهِ اِلَى النَّارِ سے مراد وہی جبلی مخلوق ہے جس کو اسلام کے مقابل مخالف بنایا گیا اور ان کا مآل بتایا فَهُمْ يُوْزَعُوْنَ وہ ایک جگہ روکے جائیں گے تاکہ سب کے سب یک وقت جمع ہو جائیں اور ان کے خلاف گواہی دینے کے لیے انہی کا گوشت پوست۔ ہاتھ پاؤں۔ آنکھ کان سامنے ہوں چنانچہ ارشاد ہے۔

حَتّٰۤى اِذَا مَا جَاۤءُوْهَا شَهِدَ عَلَيْهِمْ سَمْعُهُمْ وَاَبْصَارُهُمْ وَجُلُوْدُهُمْ بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ۔ یہانتک کہ جب سب دوزخ پر آ جمع ہوں گے تو جیسے جیسے یہ لوگ عمل کرتے رہے ان کے کان اور ان کی آنکھیں اور انکے گوشت پوست ان کے مقابلہ میں ان کے عملوں کی گواہی دیں گے۔

چونکہ کافر انسان کے سوا اور کسی چیز کے نطق کے قائل نہیں تھے یہاں دیکھیں گے کہ انسان کی کھال اعضاء میں ہاتھ پیر سب علیحدہ علیحدہ بولیں گے جیسا کہ دوسری جگہ واضح فرمایا۔ اَلْيَوْمَ نَخْتِمُ عَلٰۤى اَفْوَاهِهِمْ وَتُكَلِّمُنَاۤ اَيْدِيْهِمْ وَتَشْهَدُ اَرْجُلُهُمْ بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ۔ یعنی اس دن ہم ان کے منہ پر مہر لگا دیں گے

اور ہم سے بات کریں گے ان کے ہاتھ اور گواہی دیں گے ان کے پیر جو کچھ وہ کرتے رہے ہیں۔
مادیت کی دنیا میں ناطق انسان کو قرار دیا اور باقی کو جمادی انا اللہ تعالےٰ اپنی قدرت کاملہ کا مظاہر
مادہ پرست انسان پر اس طرح کیا کہ پتھر، کنکر، لوہا، پیتل تانبا ان کو بھی بولنے کی قدرت دیدی چنانچہ
انہی کے ہاتھوں سے ریڈیو بنوا دیا۔ انہی کے ہاتھوں گرامو فون ریکارڈ تیار کرا دیے جو صرف بولنے والے
کی آواز کو اس کی زندگی تک محفوظ نہیں رکھتے بلکہ بولنے والا مر جائے تو اس کے مرنے کے بعد بھی وہ آواز
باقی رہتی ہے یہ اسی امر کو واضح کرنے کے لیے کرشمہ قدرت دکھایا تاکہ منکرین سمجھ سکیں کہ خاک کنکر مٹی
پتھر ہر چیز جب بولنے پر قادر ہے تو قیامت کے دن ہاتھ پیر جلود انسانی اور آنکھ کان ناک کیوں
نہ بول سکیں گے چنانچہ منکرین جب دیکھیں گے کہ ہماری گواہی ہمارے ہی جسم کے اعضاء دے رہے ہیں
تو کہیں گے۔

وَقَالُوا لِجُلُودِهِمْ لِمَ شَهِدْتُمْ عَلَيْنَا قَالُوا أَنْطَقَنَا اللَّهُ الَّذِي أَنْطَقَ كُلَّ شَيْءٍ وَهُوَ خَلَقَكُمْ
أَوَّلَ مَرَّةٍ وَإِلَيْهِ تُرْجَعُونَ ۔ اور یہ لوگ اپنے گوشت و پوست سے پوچھیں گے بھلا تم نے ہمارے
خلاف کیوں گواہی دی؟ وہ جواب دیں گے کہ جس خدا نے ہر چیز کو گویا کیا ہے اسی نے ہمیں بھی اپنی قدرت
سے گویا کیا اور اسی نے اول بار پیدا کیا تھا اور اب تم لوگ اسی کی طرف لوٹا کر لائے جا رہے ہو۔
یہاں منکرین کے استعجاب کو نہایت خوبصورت طریقہ سے اٹھایا اور واضح کیا کہ زبان جو نرم
عضو ہو کر جب ناطق ہو سکتی ہے تو اعضاء جسمانی اس کی قدرت کاملہ سے کیوں نہ ناطق ہوں چنانچہ
جلود انسانی اور اعضائے جسمانی جواب دیں گے کہ

أَنْطَقَنَا اللَّهُ الَّذِي أَنْطَقَ كُلَّ شَيْءٍ وَهُوَ خَلَقَكُمْ أَوَّلَ مَرَّةٍ الخ ہمیں بولنے کی قدرت اسی اللہ
نے بخشی جس کی قدرت کاملہ سے ہر شے بول رہی ہے اور اسی نے تمہیں پہلی بار پیدا فرما کر ناطق کیا۔ تو جو
پہلی بار پیدا کرنے پر قادر ہے وہ دوسری تیسری بار کیوں نہیں ناطق کر سکتا اس لیے کہ اسی نے پہلے تمہیں ہمیں
پیدا فرمایا اور اب بھی اسی کی طرف لوٹ کر آئے ہیں۔ البتہ تمہارا یہ گمان اور خیال خام تھا کہ

وَمَا كُنْتُمْ تَسْتَتِرُونَ أَنْ يَشْهَدَ عَلَيْكُمْ سَمْعُكُمْ وَلَا أَبْصَارُكُمْ وَلَا جُلُودُكُمْ وَلَٰكِنْ ظَنَنْتُمْ أَنَّ
اللَّهَ لَا يَعْلَمُ كَثِيرًا مِمَّا تَعْمَلُونَ ۔ اور گناہ کرنے وقت تم پردہ داری سے بھی کام کرتے تھے تو اس
خیال سے نہیں کہ کل کو تمہارے کان اور تمہاری آنکھیں اور تمہارے گوشت پوست تمہارے خلاف
گواہی دینے کھڑے نہ ہو جائیں گے بلکہ تم کو تو یہ خیال تھا کہ تمہارے بہت سے عملوں سے خدا بھی واقف
نہیں ہے۔ مگر اس علام الغیوب نے تمہارے ہر خفیہ و علانیہ اعمال تمہارے ہی اعضاء کی شہادت

سے ایسے واضح کر دیے کہ اب تمہیں انکار کی جرأت ہی نہیں ہو سکتی بقول کیف کے ؎

دیا کسی سے نہ ساتھ میرا مجھی پہ چھیدا خطاء کا رکھا
الگ الگ ہو گئے سب اعضاء مصیبتوں میں پھنسا کے مجھ کو

چنانچہ ارشاد باری ہے۔

وَذٰلِكُمْ ظَنُّكُمُ الَّذِىْ ظَنَنْتُمْ بِرَبِّكُمْ اَرْدٰىكُمْ فَاَصْبَحْتُمْ مِّنَ الْخٰسِرِيْنَ ۔ اور یہ بدگمانی تم نے اپنے رب کے ساتھ کی تھی جس نے تمہیں تباہ کیا تو صبح کی تم نے نقصان والوں میں۔ آگے ارشاد ہے۔

فَاِنْ يَّصْبِرُوْا فَالنَّارُ مَثْوًى لَّهُمْ وَاِنْ يَّسْتَعْتِبُوْا فَمَا هُمْ مِّنَ الْمُعْتَبِيْنَ ۔ تو اگر یہ لوگ صبر کر کے خاموش ہو رہیں تو بھی ان کا ٹھکانہ دوزخ ہے اور اگر معافی چاہیں تو ان کو معافی بھی نہیں دی جائے گی

حضرت سید المفسرین ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں اگر وہ عذاب پر صبر کریں تو یہ صبر ان کے لیے مفید نہیں اس لیے کہ جہنم ہی ان کا ٹھکانا ہے ۔ وَاِنْ يَّسْتَعْتِبُوْا اور اگر منت سماجت کر کے معافی مانگیں تو ان کی منت سماجت انہیں فائدہ نہیں پہنچائے گی۔ خلاصۂ مفہوم آیت یہ ہے کہ جہنمیوں کو جہنم میں جلنے کے بعد نہ صبر فائدہ مند نہ خوشامد و منت سماجت مفید۔ چنانچہ اٹھارہویں پارہ میں ہے۔

رَبَّنَا غَلَبَتْ عَلَيْنَا شِقْوَتُنَا وَكُنَّا قَوْمًا ضَآلِّيْنَ ۔ رَبَّنَآ اَخْرِجْنَا مِنْهَا فَاِنْ عُدْنَا فَاِنَّا ظٰلِمُوْنَ ۔

ہمارے رب ہماری شقاوتیں ہم پر غالب آگئیں اور ہم راہ بہک گئے الٰہی اب ہمیں اس جہنم سے نکال تو اگر پھر بھی گمراہی پر رہیں تو پھر ہم ظالم ہیں۔

اس کا جواب ملے گا قَالَ اخْسَئُوْا فِيْهَا وَلَا تُكَلِّمُوْنِ ۔ اپنے نقصان میں پڑے رہو اور کوئی کلام نہ کرو وہی یہاں فرمایا وَاِنْ يَّسْتَعْتِبُوْا فَمَا هُمْ مِّنَ الْمُعْتَبِيْنَ ۔ اگر وہ معافی مانگیں تو انہیں معافی نہ ملے گی۔ آگے ارشاد ہے۔

وَقَيَّضْنَا لَهُمْ قُرَنَآءَ فَزَيَّنُوْا لَهُمْ مَّا بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ وَحَقَّ عَلَيْهِمُ الْقَوْلُ فِىْٓ اُمَمٍ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِمْ مِّنَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ اِنَّهُمْ كَانُوْا خٰسِرِيْنَ ۔ تو ہم نے ان کفار کے ساتھ برے ہم نشین تعینات کر دیے تھے تو انہوں نے ان کے اگلے اور پچھلے تمام افعال ان کی نظر میں اچھے کر دکھائے اور ان سے پہلے جنات اور آدمیوں کی اور بہت سی نافرمان امتیں ہو گذری تھیں ان کے شمول میں عذاب کا وعدہ ان کے حق میں پورا ہو کر رہا۔ بیشک یہ لوگ شروع ہی سے اپنے نقصان کے درپے تھے۔

مفہوم آیت یہ ہے کہ جس کی جبلّت میں بداعمالی اور بے دینی رکھ دی گئی ہے۔ وہ کسی ہدایت سے فائدہ نہیں اٹھاتے۔ ان کا انجام نقصان و خسران ہی ہے اور اسی لیے یہاں بھی اِنَّهُمْ كَانُوْا

خٰسِرِیْنَ فرمایا کہ یہ تھے ہی نقصان والوں میں

بامحاورہ ترجمہ چوتھا رکوع سورۃ حٰمٓ سجدہ پ ۲۴

وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَا تَسْمَعُوْا لِهٰذَا الْقُرْاٰنِ وَالْغَوْا فِيْهِ لَعَلَّكُمْ تَغْلِبُوْنَ ۝

اور بولے جنہوں نے کفر کیا (ایک دوسرے سے) اس قرآن کو سنو ہی مت اس کے بیچ بیچ میں غل مچادیا کرو شاید اس تدبیر سے بازی لے جاؤ۔

فَلَنُذِيْقَنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا عَذَابًا شَدِيْدًا وَّلَنَجْزِيَنَّهُمْ اَسْوَاَ الَّذِيْ كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۝

تو جو لوگ (دین اسلام سے) منکر ہیں ہم ان کو ضرور سخت عذاب کا مزہ چکھائیں گے اور ضرور انکے ان بدترین اعمال کا بدلہ دیں گے۔

ذٰلِكَ جَزَآءُ اَعْدَآءِ اللّٰهِ النَّارُ لَهُمْ فِيْهَا دَارُ الْخُلْدِ جَزَآءًۢ بِمَا كَانُوْا بِاٰيٰتِنَا يَجْحَدُوْنَ ۝

یہ دوزخ ہی دشمنان خدا (یعنی کافروں) کا بدلہ ہے کہ وہ جو ہماری آیتوں کا انکار کیا کرتے تھے اس کی سزا میں ان کو ہمیشہ کے لیے دوزخ میں گھر ملا۔

وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا رَبَّنَآ اَرِنَا الَّذَيْنِ اَضَلّٰنَا مِنَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ نَجْعَلْهُمَا تَحْتَ اَقْدَامِنَا لِيَكُوْنَا مِنَ الْاَسْفَلِيْنَ ۝

اور جو لوگ منکر ہیں (قیامت میں) کہیں گے۔ کہ ہمارے پروردگار ان کو ہمیں بھی دکھا جنہوں نے شیطان اور آدمیوں میں سے ہمیں تباہ کیا۔ تاکہ ہم انہیں پاؤں تلے مسل ڈالیں تاکہ وہ بہت ہی ذلیل ہوں۔

اِنَّ الَّذِيْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا تَتَنَزَّلُ عَلَيْهِمُ الْمَلٰٓئِكَةُ اَلَّا تَخَافُوْا وَلَا تَحْزَنُوْا وَاَبْشِرُوْا بِالْجَنَّةِ الَّتِيْ كُنْتُمْ تُوْعَدُوْنَ ۝

بے شک جن لوگوں نے اقرار کیا کہ اللہ ہی ہمارا پروردگار ہے پھر وہ اس عقیدہ پر جمے رہے (مرتے وقت) ان پر فرشتے نازل ہوں گے اور ان سے کہیں گے کہ آئندہ کے لیے نہ کسی طرح کا اندیشہ کرو اور نہ گذشتہ کے لیے کسی طرح کا رنج اور بہشت جس کا تم سے وعدہ کیا جاتا تھا اب اس کی خوشیاں مناؤ۔

نَحْنُ اَوْلِيٰٓؤُكُمْ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا

دنیا کی زندگی میں بھی ہم بحکم خدا تمہارے حامی ومددگار

وَفِي الْاٰخِرَةِ وَلَكُمْ فِيْهَا مَا تَشْتَهِيْٓ اَنْفُسُكُمْ وَلَكُمْ فِيْهَا مَا تَدَّعُوْنَ ۝

تھے اور آخرت میں بھی (رہوں گے۔) اور جس چیز کو تمہارا جی چاہے گا تمہارے لیے بہشت میں موجود ہوگی اور جو چیز تم طلب کرو گے وہاں حاضر ہوگی۔

نُزُلًا مِّنْ غَفُوْرٍ رَّحِيْمٍ ۝

یہ بخشنے والے مہربان (یعنی خدا) کی طرف سے تمہاری ضیافت ہے۔

حلِّ لغات

وَ۔ اور	قَالَ۔ بولے	الَّذِيْنَ۔ وہ جو	كَفَرُوْا۔ کافر تھے
لَا۔ نہ	تَسْمَعُوْا۔ سنو	لِهٰذَا۔ اس	الْقُرْاٰنِ۔ قرآن کو
وَ۔ اور	الْغَوْا۔ شور کرو	فِيْهِ۔ اس میں	لَعَلَّكُمْ۔ تاکہ تم
تَغْلِبُوْنَ۔ غالب رہو	فَلَنُذِيْقَنَّ۔ تو ہم ضرور چکھائیں گے		الَّذِيْنَ۔ ان کو
كَفَرُوْا۔ جو کافر تھے	عَذَابًا۔ عذاب	شَدِيْدًا۔ سخت	وَ۔ اور
لَنَجْزِيَنَّهُمْ۔ ضرور بدلہ دینگے ہم ان کو		اَسْوَاَ۔ بُرا	الَّذِيْ۔ اس کا
كَانُوْا۔ جو تھے	يَعْمَلُوْنَ۔ کام کرتے	ذٰلِكَ۔ یہ	جَزَآءُ۔ بدلہ ہے
اَعْدَآءِ۔ دشمنانِ	اللّٰهِ۔ خدا کا	النَّارُ۔ آگ	لَهُمْ۔ انکے لیے
فِيْهَا۔ اس میں	دَارُ۔ گھر ہے	الْخُلْدِ۔ ہمیشہ کا	جَزَآءً۔ بدلہ ہے
بِمَا۔ اس کا جو	كَانُوْا۔ تھے	بِاٰيٰتِنَا۔ ہماری آیتوں کا	يَجْحَدُوْنَ۔ انکار کرتے
وَ۔ اور	قَالَ۔ کہیں گے	الَّذِيْنَ۔ وہ جو	كَفَرُوْا۔ کافر ہیں
رَبَّنَآ۔ اے ہمارے رب	اَرِنَا۔ دکھا ہم کو	الَّذَيْنِ۔ وہ دونوں فریق	اَضَلّٰنَا۔ جنہوں نے گمراہ کیا ہم کو
مِنَ الْجِنِّ۔ جنوں	وَ۔ اور	الْاِنْسِ۔ انسانوں سے	نَجْعَلْهُمَا۔ کہ ملیں ہم انکو
تَحْتَ۔ نیچے	اَقْدَامِنَا۔ اپنے قدموں کے	لِيَكُوْنَا۔ تاکہ ہوں	مِنَ الْاَسْفَلِيْنَ۔ وہ ذلیل
لوگوں سے	اِنَّ۔ بیشک	الَّذِيْنَ۔ وہ جنہوں نے	قَالُوْا۔ کہا
رَبُّنَا۔ ہمارا رب	اللّٰهُ۔ اللہ ہے	ثُمَّ۔ پھر	اسْتَقَامُوْا۔ جمے رہے

تَتَنَزَّلُ۔ اترتے ہیں عَلَیْہِمُ۔ ان پر اَلْمَلٰٓئِکَۃُ۔ فرشتے اَلَّا۔ یہ کہ نہ
تَخَافُوْا۔ خوف کرو وَ۔ اور لَا۔ نہ تَحْزَنُوْا۔ غم کھاؤ
وَ۔ اور اَبْشِرُوْا۔ خوشخبری حاصل کرو بِالْجَنَّۃِ۔ جنت کی الَّتِیْ۔ جو
کُنْتُمْ۔ تھے تم تُوْعَدُوْنَ۔ وعدے دیے جاتے نَحْنُ۔ ہم اَوْلِیٰٓؤُکُمْ۔ دوست ہیں
کُمْ۔ تمہارے فِی۔ بیچ الْحَیٰوۃِ۔ زندگی الدُّنْیَا۔ دنیا کے
وَ۔ اور فِی۔ بیچ الْاٰخِرَۃِ۔ آخرت کے وَ۔ اور
لَکُمْ۔ تمہارے لیے ہے فِیْہَا۔ اس میں مَا۔ جو تَشْتَہِیْٓ۔ چاہیں
اَنْفُسُکُمْ۔ تمہارے نفس وَ۔ اور لَکُمْ۔ تمہارے لیے ہے فِیْہَا۔ اس میں
مَا۔ جو تَدَّعُوْنَ۔ تم مانگو نُزُلًا۔ مہمانی ہے مِّنْ غَفُوْرٍ۔ بخشنے والے
رَّحِیْمٍ۔ مہربان سے۔

حلِّ لغاتِ نادرہ

اَلْغَوْا:۔ لَغَا یَلْغُوْا سے ہے لغو کہتے ہیں بیہودہ گوئی کو

اَسْوَأَ:۔ سُوْءٌ کا افعل التفضیل ہے جس کے معنی ہوتے ہیں بہت برے افعال

تَدَّعُوْنَ:۔ مشتق از دَعَا یَدْعُوْ بمعنی طلب حاصل معنی تَتَمَنَّوْنَ یعنی جو تم چاہو اور آرزو کرو

نُزُلًا:۔ نزل اس کو کہتے ہیں جو مہمان کے آگے رکھا جائے

مختصر تفسیر اردو چوتھا رکوع سورۃ حٰم سجدہ پ ۲۴

وَقَالَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا لَا تَسْمَعُوْا لِھٰذَا الْقُرْاٰنِ وَالْغَوْا فِیْہِ لَعَلَّکُمْ تَغْلِبُوْنَ۔ اور جو لوگ کافر ہیں انہوں نے ایک دوسرے سے کہا نہ سنو اس قرآن کو اور اس میں بے ہودہ شور غل کیا کرو۔ شاید کہ تم غالب آجاؤ۔

مشرکین مکہ کا طریقہ عمل تھا کہ جب قرآن کریم کی تلاوت ہوتی تو لغو شور و غل مچاتے اور اس کے سننے سے لوگوں کو مانع ہوتے۔ چنانچہ دوسری جگہ نویں پارہ میں ان کی کیفیت اور لغویت اس طرح

ظاہر فرمائی وَمَا كَانَ صَلَاتُهُمْ عِندَ الْبَيْتِ إِلَّا مُكَاءً وَتَصْدِيَةً - ان کی نماز بیت اللہ کے قریب بجز تالیاں اور سیٹیاں بجانے کے ۔ تو اس کا بدلہ فرمایا فَذُوقُوا الْعَذَابَ بِمَا كُنتُمْ تَكْفُرُونَ چکھو عذاب اس کا جس کا تم کفر کیا کرتے تھے - یہ قاعدہ ہے کہ منکر ضدی ہٹیلے جب حق کے مقابل آتے ہیں تو قبول کرنے کے بجائے وہ لغویت اور بیہودگی کرتے ہیں۔ کفار مکہ بھی ایسا ہی کرتے تھے اور آج بھی ایسا ہی ہوتا ہے۔ اس کو واضح فرمایا گیا کہ جواب تو یہ کیا دیں گے لاجواب رہنے کی شکل میں اپنی جماعت والوں کو بھی ہدایت کرتے تھے کہ لَا تَسْمَعُوا تلاوت کلام پاک کے وقت اس کو نہ سنو اور لغو شور و غل کرو۔ شاید کہ تم اس میں کامیاب ہو جاؤ۔ تو اس کے بدلہ میں جناب باری کی طرف سے ارشاد ہوا۔

فَلَنُذِيقَنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا عَذَابًا شَدِيدًا وَلَنَجْزِيَنَّهُمْ أَسْوَأَ الَّذِي كَانُوا يَعْمَلُونَ ذَٰلِكَ جَزَاءُ أَعْدَاءِ اللَّهِ النَّارُ لَهُمْ فِيهَا دَارُ الْخُلْدِ جَزَاءً بِمَا كَانُوا بِآيَاتِنَا يَجْحَدُونَ - تو ضرور ہم کافروں کو مزہ چکھائیں گے سخت عذاب کا اور بیشک ہم ان کے بدترین اعمال کا بدلہ دیں گے یہ ہے بدلہ اللہ کے دشمنوں کا آگ میں ان کے لیے دوامی اور ہمیشہ کا گھر ہے یہ معاوضہ ہے اس عمل کا جو ہماری آیتوں کا انکار کرتے تھے۔

یعنی آیتوں کو سن کر ماننے اور تسلیم کرنے کی بجائے کج بحثی اور ڈھٹائی کرتے تھے اس نے انہیں دار خلد یعنی ہمیشگی کے لیے جہنم میں گھر دیدیا۔ آیت کریمہ سے یہ امر واضح ہو گیا کہ کافر دخول جہنم کے بعد نجات نہیں پائے گا۔ جیسے مومن جنت میں ہمیشہ رہے گا ایسے ہی کافر جہنم میں ہمیشہ رہیں گے۔ جہنم سے نکلنے کی روائتیں وہ صرف سیاہ کاران امت کے لیے ہیں۔ وہ عذاب سے شفاعت یا لوجاہت کے ذریعہ یا مقربان خاص کی سفارش سے نجات پائیں گے۔ مگر کافر مشرک یہ ہمیشہ ہمیش کے لیے جہنم میں رہینگے اور یہ کافر مایوس ہو کر خدا کے حضور عرض کرے گا جس کا ذکر فرمایا گیا۔

وَقَالَ الَّذِينَ كَفَرُوا رَبَّنَا أَرِنَا الَّذَيْنِ أَضَلَّانَا مِنَ الْجِنِّ وَالْإِنسِ نَجْعَلْهُمَا تَحْتَ أَقْدَامِنَا لِيَكُونَا مِنَ الْأَسْفَلِينَ - کافر کہے گا اے ہمارے رب بخشش سے تو ہم رہے ہمیں کم از کم انہیں دکھلا دے جنہوں نے جن اور انسانوں سے ہمیں گمراہ کیا تاکہ ان دونوں کو ہم اپنے پیروں تلے کھوندیں۔ اور ہم انہیں ذلیل تر دیکھیں۔

اور یہ بھی ان کی محض آرزو ہو گی جو پوری نہ ہو گی۔ اگرچہ وہ گمراہ کرنے والے ذلت و رسوائی کے شکار ہوں اور ان کے ساتھ جہنم میں رہیں۔ یہ پہلا مضمون ہے جو بموجب اسلوب بیان قرآنی جہنمیوں کے متعلق ہے اور چونکہ اسلوب بیان اس امر کا مقتضی تھا کہ جب جہنمیوں کا ذکر آ گیا تو جنتیوں کا ذکر ضرور ہو۔ لہذا اب دوسرا مضمون مقربان خاص اہل جنت کا شروع فرمایا گیا اور ارشاد ہوا۔

إِنَّ الَّذِينَ قَالُوا رَبُّنَا اللّٰهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوا تَتَنَزَّلُ عَلَيْهِمُ الْمَلٰٓئِكَةُ أَلَّا تَخَافُوا وَلَا تَحْزَنُوا وَأَبْشِرُوا بِالْجَنَّةِ الَّتِي كُنْتُمْ تُوعَدُونَ ۔ بے شک وہ لوگ جنہوں نے کہا ہمارا رب اللہ ہے پھراس پر قائم ہوئے تو ان پر ملائکہ نازل ہوتے ہیں کہ خوف مستقبل نہ کرو اور نہ دل میں گذشتہ کا ملال لاؤ اور خوشخبری لو جنت کی اور جنت بھی وہ جنت جس کا ان سے وعدہ کیا گیا۔

یہاں یہ بھی بتا دیا کہ مومنین پر جو مستقیم علی الایمان ہیں اور اللہ تعالے کو اپنا حقیقی رب مانتے ہیں ان پر بشارتیں دینے فرشتے نازل ہوتے ہیں اور کہتے ہیں کہ لَا تَخَافُوا الخ کسی کا خوف نہ کرو جو تم پر غالب ہو سکے اور ملال نہ کرو جو چیز تم چاہتے ہو اس کے نہ ملنے کا اس لیے کہ خوف ہمیشہ اپنے سے غالب کا ہوتا ہے۔ اور ملال اس چیز کا ہوتا ہے جس کے حاصل کرنے کی سعی کرے اور کامیاب نہ ہو تو مومن کے لیے دونوں چیزوں سے اطمینان دلایا گیا کہ تمہیں نہ خوف ہے نہ ملال۔ اب رہا معاملہ اخروی زندگی کا اس کے لیے فرمایا کہ وہ فرشتے کہیں گے

نَحْنُ أَوْلِيَآؤُكُمْ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَفِي الْاٰخِرَةِ وَلَكُمْ فِيهَا مَا تَشْتَهِيٓ أَنْفُسُكُمْ وَلَكُمْ فِيهَا مَا تَدَّعُونَ نُزُلًا مِّنْ غَفُورٍ رَّحِيمٍ ۔ ہم تمہارے معاون و مددگار ہیں دونوں زندگیوں میں حیات دنیا کے بعد حیات اخروی آتی ہے اس لیے فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَفِي الْاٰخِرَةِ فرمایا تاکہ مومن دنیا اور عقبیٰ دونوں سے مطمئن رہے اور دونوں کے لیے ضمیر واحد لگا کر فرمایا لَكُمْ فِيهَا مَا تَشْتَهِيٓ أَنْفُسُكُمْ ۔ یعنی دنیا کی زندگی اور آخرت کی زندگی دونوں میں تمہارے لیے وہ سب کچھ ہے جو تمہارے دل چاہیں اور دنیا اور آخرت کی زندگی میں تمہارے لیے لَكُمْ فِيهَا مَا تَدَّعُونَ وہ بھی ہے جو تم مانگو اس لیے کہ تم آج مہمان ہو اللہ تعالے کے اور اس مہمانی میں جو دستر خوان تم پر لگے وہ ایسا ہے کہ نُزُلًا مِّنْ غَفُورٍ رَّحِيمٍ ۔ مہمانی ہے بخشنے والے اور رحم فرمانے والے کی طرف سے۔

آیۂ کریمہ سے واضح ہو گیا کہ مومن خواہ ولی ہو یا غوث قطب ہو یا ابدال ان کو اللہ کی طرف سے دنیا و آخرت کی زندگی میں ان کی خواہش کے مطابق عطائیں ہوں گی اسی بنا پر ہم اولیاء کی کرامت کو حق مانتے ہیں حتی کہ غوث الثقلین غیث الملوین غیاث الدارین حضور غوث پاک رضی اللہ عنہ کی اس کرامت کا بھی ہم انکار نہیں کر سکتے جو بارہ سال کی ڈوبی ہوئی کشتی کو نکالنے کے متعلق ہے۔ اس لیے کہ مَا موصولہ عموم کا فائدہ دیتا ہے اور بلا کسی استثناء کے مستثنیٰ منہ کو علیحدہ نہیں کرتا تو جو بھی آپ کے دل کی خواہش ہوئی ہو خواہ وہ ڈوبی ہوئی کشتی ہو یا غرق شدہ افراد ان کے نکالنے میں آپ کا اشتہاء قلبی اگر اس طرف مائل ہو گیا ہو کہ یہ بڑھیا جس کی برات کو ڈوبے بارہ سال ہو گئے ہیں یہ پھر باہر آئے اور دنیا کی ہوا کھائے اور اس کا بیٹا مع دلہن کے

ماں کی آنکھوں کو ٹھنڈک پہنچائے تو بر اقتضائے لَكُمْ فِيهَا مَا تَشْتَهِيْٓ اَنْفُسُكُمْ وَلَكُمْ فِيهَا مَا تَدَّعُوْنَ۔
اس کا پانی سے نکل آنا اور کشتی کا تیر جانا سب کچھ ممکن ہے۔ اس لیے کہ نُزُلًا مِّنْ غَفُوْرٍ رَّحِيْمٍ۔ یہ غفور رحیم
قادر علی الاطلاق کی طرف سے ان کے لیے تواضع اور مہمانی ہے۔ وللہ الحمد

بامحاورہ ترجمہ پانچواں رکوع سورۂ حٰمٓ سجدہ پ ۲۴

وَمَنْ اَحْسَنُ قَوْلًا مِّمَّنْ دَعَآ اِلَى اللّٰهِ وَعَمِلَ صَالِحًا وَّقَالَ اِنَّنِيْ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ ○

اور اس سے بہتر کس کی بات ہو سکتی ہے جو لوگوں کو خدا کی طرف بلائے اور نیکو کار بھی ہو اور لوگوں سے کہے کہ میں بھی خدا کے فرمانبردار بندوں میں ہوں۔

وَلَا تَسْتَوِي الْحَسَنَةُ وَلَا السَّيِّئَةُ اِدْفَعْ بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ فَاِذَا الَّذِيْ بَيْنَكَ وَبَيْنَهٗ عَدَاوَةٌ كَاَنَّهٗ وَلِيٌّ حَمِيْمٌ ○

اور اے سننے والے نیکی اور بدی برابر نہیں ہو سکتی برائی کا دفعیہ ایسے برتاؤ سے کرو کہ وہ دیکھنے والوں کی نظر میں بہت ہی اچھا ہو تو جب اس میں اور تم میں عداوت تھی (تم دیکھ لو گے) کہ وہ تمہارا گہرا دوست ہو گیا۔

وَمَا يُلَقّٰىهَآ اِلَّا الَّذِيْنَ صَبَرُوْا وَمَا يُلَقّٰىهَآ اِلَّا ذُوْ حَظٍّ عَظِيْمٍ ○

اور حسن مدارات کی توفیق نہیں ملتی مگر انہیں جو صبر کرتے ہیں اور نہیں دی جاتی کسی کو یہ توفیق مگر جن کا بڑا حصہ ہو۔

وَاِمَّا يَنْزَغَنَّكَ مِنَ الشَّيْطٰنِ نَزْغٌ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ اِنَّهٗ هُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ○

اور اگر تجھے توسوس شیطانی گدگدائے تو خدا کے ساتھ پناہ مانگ لیا کرو بے شک وہ سننے اور جاننے والا ہے۔

وَمِنْ اٰيٰتِهِ الَّيْلُ وَالنَّهَارُ وَالشَّمْسُ وَالْقَمَرُ لَا تَسْجُدُوْا لِلشَّمْسِ وَلَا لِلْقَمَرِ وَاسْجُدُوْا لِلّٰهِ الَّذِيْ خَلَقَهُنَّ اِنْ كُنْتُمْ اِيَّاهُ تَعْبُدُوْنَ ○

اور اللہ کی نشانیوں میں ہیں رات دن۔ سورج اور چاند ہیں (مگر خدا نہیں ہیں) لہذا نہ سجدہ کرو سورج کو اور نہ چاند اور سجدہ کرو اس اللہ کو جس نے یہ سب پیدا فرمائے اگر تم خدا ہی کی عبادت کرنے والے ہو۔

فَاِنِ اسْتَكْبَرُوْا فَالَّذِيْنَ عِنْدَ

تو اگر وہ تکبر کریں تو وہ جو تیرے رب کے ہاں تسبیح

رَبِّكَ يُسَبِّحُوْنَ لَهٗ بِالَّيْلِ وَالنَّهَارِ وَهُمْ لَا يَسْئَمُوْنَ ٥

کرتے ہیں رات دن اور وہ کبھی نہیں تھکتے۔

وَمِنْ اٰيٰتِهٖٓ اَنَّكَ تَرَى الْاَرْضَ خَاشِعَةً فَاِذَآ اَنْزَلْنَا عَلَيْهَا الْمَآءَ اهْتَزَّتْ وَرَبَتْ اِنَّ الَّذِيْٓ اَحْيَاهَا لَمُحْيِ الْمَوْتٰى اِنَّهٗ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ٥

اس کی قدرت کی نشانیوں میں ایک یہ ہے کہ تم زمین کو دیکھتے ہو کہ سنسان بے حس و حرکت پڑی ہے تو جب ہم اس پر پانی برسا دیتے ہیں تو تر سبز شاداب ہو کر بڑھ جاتی ہے بے شک وہ جس نے زمین کو زندہ کیا وہ ضرور مردے کو بھی زندہ فرمائے گا۔ بے شک وہ ہر شے پر قادر ہے۔

اِنَّ الَّذِيْنَ يُلْحِدُوْنَ فِيْٓ اٰيٰتِنَا لَا يَخْفَوْنَ عَلَيْنَا اَفَمَنْ يُّلْقٰى فِي النَّارِ خَيْرٌ اَمْ مَّنْ يَّاْتِيْٓ اٰمِنًا يَّوْمَ الْقِيٰمَةِ اعْمَلُوْا مَا شِئْتُمْ اِنَّهٗ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ٥

بے شک وہ لوگ جو ہماری آیتوں میں ٹیڑھے چلتے ہیں نہیں مخفی ہم پر ان کا حال بھلا جو شخص آخر کار دوزخ میں ڈالا جائے وہ بہتر یا وہ شخص جو قیامت کے دن آئے اور اس کو کسی بات کا کھٹکا نہ ہو جو چاہو تم کرو جو کچھ بھی تم کر رہے ہو خدا اس کو دیکھ رہا ہو۔

اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِالذِّكْرِ لَمَّا جَآءَهُمْ وَاِنَّهٗ لَكِتٰبٌ عَزِيْزٌ ٥

بے شک وہ لوگ جن کے پاس قرآن جیسی نصیحت آئی اور انہوں نے نہ مانا اور یہ قرآن بڑی عزت والی کتاب ہے۔

لَّا يَاْتِيْهِ الْبَاطِلُ مِنْ بَيْنِ يَدَيْهِ وَلَا مِنْ خَلْفِهٖ تَنْزِيْلٌ مِّنْ حَكِيْمٍ حَمِيْدٍ ٥

کہ جھوٹ نہ تو اس کے آگے ہی کی طرف سے اسکے پاس پھٹکنے پاتا ہے اور نہ اس کے پیچھے اتاری ہوئی یہ حکمت والی تعریف کیے گئے کی۔

مَا يُقَالُ لَكَ اِلَّا مَا قَدْ قِيْلَ لِلرُّسُلِ مِنْ قَبْلِكَ اِنَّ رَبَّكَ لَذُوْ مَغْفِرَةٍ وَّذُوْ عِقَابٍ اَلِيْمٍ ٥

اے محبوب آپ سے بھی وہی فرمایا گیا ہے جو آپ سے پہلے پیغمبروں سے فرمایا گیا بے شک تمہارا رب بخشش فرمانے والا اور سزا بھی دردناک دینے والا ہے۔

وَلَوْ جَعَلْنٰهُ قُرْاٰنًا اَعْجَمِيًّا لَّقَالُوْا لَوْلَا فُصِّلَتْ اٰيٰتُهٗ ءَاَعْجَمِيٌّ وَّعَرَبِيٌّ قُلْ هُوَ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا

اور اگر ہم عربی کے سوا دیگر زبان میں قرآن بناتے تو یہ کفار مکہ ضرور کہتے کہ اس کی آیتیں ہماری زبان میں اچھی طرح کھول کر کیوں نہ سمجھائی گئیں کیا کتاب

هُدًى وَّشِفَآءٌ ۚ وَالَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ فِيْٓ اٰذَانِهِمْ وَقْرٌ وَّهُوَ عَلَيْهِمْ عَمًى ۚ اُولٰٓئِكَ يُنَادَوْنَ مِنْ مَّكَانٍ بَعِيْدٍ ؏

عجمی اور نبی عربی۔ آپ فرمائیے کہ وہ ایمان والوں کے لیے ہدایت اور شفا ہے اور جو ایمان نہیں لاتے ان کے کانوں میں بہرہ پن ہے اور ان پر اندھا پن چھایا ہوا ہے (قرآن پاک کی جانب ان کی لاپرواہی ایسی ہے) گویا وہ دور جگہ سے پکارے جاتے ہیں۔

حلِّ لغات

وَ۔ اور	مَنْ۔ کون	اَحْسَنُ۔ بہتر ہے	قَوْلًا۔ بات میں
مِمَّنْ۔ اس سے جو	دَعَا۔ بلائے	اِلَی۔ طرف	اللّٰہِ۔ اللہ کی
وَ۔ اور	عَمِلَ۔ کام کرے	صَالِحًا۔ اچھے	وَ۔ اور
قَالَ۔ کہے	اِنَّنِیْ۔ بیشک میں	مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ۔ فرمانبرداروں سے ہوں	
وَ۔ اور	لَا۔ نہیں	تَسْتَوِی۔ برابر	الْحَسَنَۃُ۔ نیکی
وَ۔ اور	لَا۔ نہ	السَّیِّئَۃُ۔ برائی	اِدْفَعْ۔ روک
بِالَّتِیْ۔ ایسی طرح سے کہ	ھِیَ۔ وہ	اَحْسَنُ۔ اچھی ہو	فَاِذَا۔ تو پھر
الَّذِیْ۔ وہ کہ	بَیْنَکَ۔ تیرے درمیان	وَ۔ اور	بَیْنَہٗ۔ اسکے درمیان
عَدَاوَۃٌ۔ دشمنی ہے	کَاَنَّہٗ۔ گویا کہ وہ	وَلِیٌّ۔ دوست ہے	حَمِیْمٌ۔ گہرا
وَ۔ لور	مَا۔ نہیں	یُلَقّٰھَا۔ توفیق ہوتی اسکی	اِلَّا۔ مگر
الَّذِیْنَ۔ ان کو جو	صَبَرُوْا۔ صابر ہیں	وَ۔ اور	مَا۔ نہیں
یُلَقّٰھَا۔ توفیق ہوتی اسکی	اِلَّا۔ مگر	ذُوْ حَظٍّ۔ حصے	عَظِیْمٍ۔ بڑے والے کو
وَ۔ اور	اِمَّا۔ اگر	یَنْزَغَنَّکَ۔ وسوسہ آئے تجھکو	مِنَ الشَّیْطٰنِ۔ شیطان سے
نَزْغٌ۔ کوئی وسوسہ	فَاسْتَعِذْ۔ تو پناہ مانگ	بِاللّٰہِ۔ اللہ کی	اِنَّہٗ۔ بیشک وہ
ھُوَ۔ وہی ہے	السَّمِیْعُ۔ سننے والا	الْعَلِیْمُ۔ جاننے والا	وَ۔ اور
مِنْ اٰیٰتِہٖ۔ اسکی نشانیوں سے	الَّیْلُ۔ رات	وَ۔ اور	النَّہَارُ۔ دن ہے۔

وَ۔ اور — اَلشَّمْسُ۔ سورج — وَ۔ اور — اَلْقَمَرُ۔ چاند
لَا۔ نہ — تَسْجُدُوْا۔ سجدہ کرو — لِلشَّمْسِ۔ سورج کو — وَ۔ اور
لَا۔ نہ — لِلْقَمَرِ۔ چاند کو — وَ۔ اور — اسْجُدُوْا۔ سجدہ کرو
لِلّٰہِ۔ اللہ کو — الَّذِیْ۔ جس نے — خَلَقَهُنَّ۔ پیدا کیا ان کو — اِنْ۔ اگر
كُنْتُمْ۔ ہو تم — اِيَّاهُ۔ خاص اسکی — تَعْبُدُوْنَ۔ پوجا کرتے — فَاِنِ۔ تو اگر
اسْتَكْبَرُوْا۔ تکبر کریں — فَالَّذِيْنَ۔ تو وہ جو — عِنْدَ۔ پاس — رَبِّكَ۔ تیرے رب کے ہیں
يُسَبِّحُوْنَ۔ تسبیح کرتے ہیں — لَهٗ۔ اس کی — بِاللَّيْلِ۔ رات — وَ۔ اور
النَّهَارِ۔ دن — وَ۔ اور — هُمْ۔ وہ — لَا۔ نہیں
يَسْئَمُوْنَ۔ تھکتے — وَ۔ اور — مِنْ اٰيٰتِهٖ۔ اسکی نشانیوں سے ہے — اَنَّكَ۔ کہ تو
تَرَى۔ دیکھتا ہے — الْاَرْضَ۔ زمین کو — خَاشِعَةً۔ دبی ہوئی — فَاِذَا۔ تو جب
اَنْزَلْنَا۔ اتارتے ہیں ہم — عَلَيْهَا۔ اس پر — الْمَآءَ۔ پانی — اهْتَزَّتْ۔ تو لہلہاتی ہے
وَ۔ اور — رَبَتْ۔ پھولتی ہے — اِنَّ۔ بیشک — الَّذِیْ۔ وہ جس نے
اَحْيَا۔ زندہ کیا — هَا۔ اس کو — لَمُحْيِ۔ وہ زندہ کرنے والا ہے — الْمَوْتٰى۔ مُردوں کو
اِنَّهٗ۔ بیشک وہ — عَلٰى۔ اوپر — كُلِّ۔ ہر — شَيْءٍ۔ شے کے
قَدِيْرٌ۔ قادر ہے — اِنَّ۔ بیشک — الَّذِيْنَ۔ وہ جو — يُلْحِدُوْنَ۔ ٹیڑھے چلتے ہیں
فِیْ۔ بیچ — اٰيٰتِنَا۔ ہماری آیتوں کے — لَا۔ نہ — يَخْفَوْنَ۔ مخفی
عَلَيْنَا۔ ہم سے — اَفَمَنْ۔ تو کیا جو — يُلْقٰى۔ ڈالا جائے گا — فِی۔ بیچ
النَّارِ۔ آگ کے — خَيْرٌ۔ بہتر ہے — اَمْ۔ یا — مَّنْ۔ وہ جو
يَّاْتِیْ۔ آئے گا — اٰمِنًا۔ امن والا — يَوْمَ۔ دن — الْقِيٰمَةِ۔ قیامت کے
اِعْمَلُوْا۔ عمل کرو — مَا۔ جو — شِئْتُمْ۔ تم چاہو — اِنَّهٗ۔ بیشک وہ
بِمَا۔ اس کو — تَعْمَلُوْنَ۔ جو تم کرتے ہو — بَصِيْرٌ۔ دیکھنے والا — اِنَّ۔ بیشک
الَّذِيْنَ۔ وہ جو — كَفَرُوْا۔ کافر ہوئے — بِالذِّكْرِ۔ قرآن سے — لَمَّا۔ جب
جَآءَهُمْ۔ آیا انکے پاس — وَ۔ اور — اِنَّهٗ۔ بیشک وہ — لَكِتٰبٌ۔ کتاب ہے
عَزِيْزٌ۔ عزت والی — لَا۔ نہیں — يَاْتِيْهِ۔ آیا اسکے پاس — الْبَاطِلُ۔ باطل
مِنْ بَيْنِ يَدَيْهِ۔ اسکے آگے سے — وَ۔ اور — لَا۔ نہ

مِنْ خَلْفِہٖ۔ اسکے پیچھے سے ۔ تَنْزِیْلٌ۔ اتارا گیا ہے ۔ مِّنْ حَکِیْمٍ۔ حکمت والے ۔ حَمِیْدٍ۔ تعریف کیے گئے سے

مَا۔ نہیں ۔ یُقَالُ۔ کہا جاتا ۔ لَکَ۔ آپ کو ۔ اِلَّا۔ مگر

مَا۔ وہی ۔ قَدْ۔ جو ۔ قِیْلَ۔ کہا جاتا تھا ۔ لِلرُّسُلِ۔ رسولوں کو

مِنْ قَبْلِکَ۔ آپ سے پہلے ۔ اِنَّ۔ بیشک ۔ رَبَّکَ۔ تیرا رب ۔ لَذُوْ مَغْفِرَۃٍ۔ بخشش کرنے

والا ہے ۔ وَ۔ اور ۔ ذُوْ عِقَابٍ۔ عذاب ۔ اَلِیْمٍ۔ دردناک والا ہے

وَ۔ اور ۔ لَوْ۔ اگر ۔ جَعَلْنٰہُ۔ بناتے ہم ۔ ہُ۔ اس کو

قُرْاٰنًا۔ قرآن ۔ اَعْجَمِیًّا۔ عجمی زبان میں ۔ لَّقَالُوْا۔ تو کہتے ۔ لَوْلَا۔ کیوں نہیں

فُصِّلَتْ۔ مفصل ۔ اٰیٰتُہٗ۔ اس کی آیتیں ۔ ءَ۔ کیا ۔ اَعْجَمِیٌّ۔ عجمی قرآن

وَّ۔ اور ۔ عَرَبِیٌّ۔ عربی نبی ۔ قُلْ۔ کہہ ۔ ھُوَ۔ وہ

لِلَّذِیْنَ۔ انکے لیے جو ۔ اٰمَنُوْا۔ مومن ہیں ۔ ھُدًی۔ ہدایت ۔ وَّ۔ اور

شِفَآءٌ۔ شفاء ہے ۔ وَ۔ اور ۔ الَّذِیْنَ۔ وہ جو ۔ لَا۔ نہیں

یُؤْمِنُوْنَ۔ ایمان لاتے ۔ فِیْ۔ بیچ ۔ اٰذَانِھِمْ۔ ان کے کانوں کے ۔ وَقْرٌ۔ بوجھ ہے

وَ۔ اور ۔ ھُوَ۔ وہ ۔ عَلَیْھِمْ۔ ان پر ۔ عَمًی۔ اندھاپن ہے

اُولٰٓئِکَ۔ یہ لوگ ۔ یُنَادَوْنَ۔ پکارے جاتے ہیں ۔ مِنْ مَّکَانٍ۔ جگہ ۔ بَعِیْدٍ۔ دور سے

حلِّ لغاتِ نادرہ

وَلِیٌّ حَمِیْمٌ:۔ گرم جوش۔ دلسوز دوست

وَمَا یُلَقّٰھَا:۔ اور نہیں ملتا اسے

نَزْغٌ:۔ نزغ اور نسغ دونوں کے معنی ہیں کچوکا دینے کے ہیں پھر وسوسہ شیطانی کو نزغ کہنے لگے کیونکہ کچوکا جیسے جانور کو اکساتا ہے شیطانی وسوسہ انسان کو گناہ پر ابھارتا ہے۔ نزغ ہے تو مصدر مگر یہاں اسم فاعل کے معنی میں مستعمل ہے ای مَا یَنْزِغَنَّکَ نَازِغٌ

یَسْئَمُوْنَ:۔ من سَأَمَ۔ ملال۔ تھکاوٹ۔ دل برداشتہ ہونا۔ وقال تعالٰی لَا یَسْئَمُ الْاِنْسَانُ مِنْ دُعَآءِ الْخَیْرِ

خَاشِعَۃً:۔ خشوع دراصل تذلل کو کہتے ہیں یہاں زمین کا خشک ہونا خشوع سے کنایہ ہے ذالمعنٰی تَرَی الْاَرْضَ یَابِسَۃً مُتَطَامِنَۃً۔

یُلْحِدُوْنَ:- از الحاد۔ استقامت سے انحراف کو کہتے ہیں جب گڑھا کھودنے والا سیدھے خط سے دوسری طرف جھک جاتا ہے تو الحد الحافر و لحد بولتے ہیں۔ ملحد منحرف کو۔ مگر عرف میں حق سے باطل کی طرف انحراف کرنے کو الحاد کہتے ہیں۔

اِهْتَزَّتْ:- سرسبز و شاداب ہو جانا۔ رَبَتْ:- بڑھنا۔ پرورش ہونا۔ مادہ رب ہے۔

اَلذِّكْرُ:- یہاں مراد قرآن کریم ہے

وَقْرٌ:- بہرہ پن کو کہتے ہیں۔

مختصر تفسیر اردو پانچواں رکوع سورہ حٰمٓ سجدہ پ ۲۴

وَمَنْ اَحْسَنُ قَوْلًا مِّمَّنْ دَعَا اِلَى اللّٰهِ وَعَمِلَ صَالِحًا وَّقَالَ اِنَّنِیْ مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ۔ اور اس سے زیادہ کس کی بات اچھی ہے جو اللہ کی طرف بلائے اور نیکی کرے اور کہے کہ میں خود بھی مسلمان ہوں۔

آیۂ کریمہ کے شان نزول میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میرے نزدیک یہ حکم مؤذنوں کے فضائل میں ہے۔ اور یہ قول بھی ہے جو کسی کو اللہ کی طرف بلائے وہ وَمَنْ اَحْسَنُ قَوْلًا میں داخل ہے۔ دعوت الی اللہ کے کئی مرتبے ہیں اول دعوت انبیاء علیہم السلام معجزات اور حجج و براہین و سیف کے ساتھ یہ مرتبہ انبیاء ہی کے ساتھ خاص ہے۔ دوم دعوت علماء فقط حجج و براہین کے ساتھ اور علماء کئی طرح کے ہیں۔

ایک عالم باللہ دوسرے عالم بصفات اللہ تیسرے عالم باحکام اللہ۔ مرتبہ سوم دعوت مجاہدین ہے یہ کفار کو تلوار کے ساتھ ہوتی ہے یہاں تک کہ وہ دین میں داخل ہوں اور طاعت قبول کرلیں۔ مرتبہ چہارم مؤذنین کی دعوت نماز کے لیے۔

عمل صالح کی دو قسمیں ہیں۔ ایک وہ جو قلب سے ہو وہ معرفت الٰہی ہے دوسرے وہ جو جوارح سے ہو وہ تمام طاعات ہیں وَقَالَ اِنَّنِیْ مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ سے مراد یہ ہے کہ یہ کہنا دل سے ہو۔ نہ کہ محض قول اس لیے کہ اقرار باللسان وہی ہے جس میں تعمیل بالارکان و تصدیق بالجنان ہو۔ اس لیے کہ اقرار باللسان فقط کرنے والا اگرچہ مسلمان ہے مگر جب تک وَعَمِلَ صَالِحًا کے ماتحت تعمیل بالارکان نہ کرے تو اسلام مکمل نہیں اور تعمیل بالارکان محض دکھاوے کی نہ ہو بلکہ تصدیق بالجنان کے ساتھ تو مومن کا دل ہے اسی لیے فرمایا کہ معصیت شعار بداعمال اور نیکوکار دونوں برابر نہیں جیسا کہ ارشاد ہے۔

وَلَا تَسْتَوِی الْحَسَنَةُ وَلَا السَّيِّئَةُ اِدْفَعْ بِالَّتِیْ هِیَ اَحْسَنُ فَاِذَا الَّذِیْ بَيْنَكَ وَبَيْنَهٗ عَدَاوَةٌ كَاَنَّهٗ

حَمِیْمٌ۔ کہ نیکیاں اور برائیاں برابر نہیں۔ برائی کرنے والے کے لیے قانون تبلیغ یہ تعلیم فرمایا کہ نیکیاں اور برائیاں برابر نہیں اور جب اِدْفَعْ بِالَّتِیْ ہِیَ اَحْسَنُ ان برائیوں کو اچھے طریقہ سے دفع کرنے کا طرز اختیار کرو۔ نہ کہ موجودہ مبلغین کی طرح نکلتے پھلا کر زبانیں گندی کرکے سب وشتم کے ساتھ دعوت ہو بلکہ فرمایا فَاِذَا الَّذِیْ بَیْنَکَ وَبَیْنَہٗ عَدَاوَۃٌ تو جب تمہارے اور بدعمل کے مابین عداوت ہو جائے تو اس اچھے طرز تبلیغ سے اور حسن تعلیم کے ذریعہ اسے اپنی طرف بلاؤ اور اس کو ایسا بنالو کَاَنَّہٗ وَلِیٌّ حَمِیْمٌ۔ گویا کہ وہ تمہارا دل سوز گرم جوش دوست ہے اور یہ طریقۂ تبلیغ ہر ایک کو حاصل نہیں ہوتا مگر اسی کو جسے اللہ تعالیٰ عطا فرمائے۔ چنانچہ ارشاد ہے۔

وَمَا یُلَقّٰہَا اِلَّا الَّذِیْنَ صَبَرُوْا وَمَا یُلَقّٰہَا اِلَّا ذُوْحَظٍّ عَظِیْمٍ۔ یہ مرتبہ نہیں ملتا مگر انہیں جو صابر ہیں اور یہ درجہ حاصل نہیں ہوتا مگر انہیں جو اللہ کی رحمتوں میں بڑے حصہ دار ہیں۔

شانِ نزول: آیت کا یہ ہے کہ حضرت ابوسفیان جو حضور کے ساتھ کبھی شدید العداوت اور مخالفت میں انتہائی غالی تھے حضور کے اس نرم برتاؤ نے کہ حضور نے ان کی صاحبزادی اپنے عقد میں لی اور ان کی تالیف قلوب مال سے بھی فرمائی۔ نتیجہ یہ ہوا کہ وہ حضور کے ساتھ نہایت مخلصانہ طور پر محبت کرنے لگے اور ولی حمیم کہلانے کے مستحق ہوئے۔ سابقہ عداوتیں اور مخالفتیں سب نسیاً منسیاً ہوگئیں حتیٰ کہ حضور کے صحابی اور جلیل القدر صحابی کہلانے لگے۔ اس پر قرآن کریم نے فرمایا کہ بدیوں کو نیکی سے بدلنے کی خصلت اسی کو ودیعت ہوتی ہے جو خزانۂ رحمت سے زبردست حصہ حاصل کرلے اور مخالفت پر صبر کرتا ہوا اظہار محبت کرکے دشمن کو دوست بنائے جیسا کہ حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کا طرز تبلیغ تھا۔ اس کے بعد ارشاد ہے۔

وَاِمَّا یَنْزَغَنَّکَ مِنَ الشَّیْطٰنِ نَزْغٌ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰہِ اِنَّہٗ ہُوَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ۔ اور اگر تجھے تو سوس شیطانی کسی قسم کا کچوکا دے تو اللہ سے پناہ طلب کر بے شک وہ سنتا جانتا ہے۔

اس میں ہر مومن کو اللہ تعالےٰ کی ذات سے استعاذہ کی تعلیم ہے تاکہ وہ تو سوس شیطانی سے محفوظ رہے۔ آگے اپنی شیون قدرت میں سے خاص شانیں دکھائی گئیں اور ارشاد ہوا۔

وَمِنْ اٰیٰتِہِ الَّیْلُ وَالنَّہَارُ وَالشَّمْسُ وَالْقَمَرُ لَا تَسْجُدُوْا لِلشَّمْسِ وَلَا لِلْقَمَرِ وَاسْجُدُوْا لِلّٰہِ الَّذِیْ خَلَقَہُنَّ اِنْ کُنْتُمْ اِیَّاہُ تَعْبُدُوْنَ۔ اور اللہ کی نشانیوں سے رات اور دن ہیں اور سورج اور چاند لہٰذا ان کو نہ پوجو اور نہ انہیں سجدہ کرو بلکہ اسی کو سجدہ کرو جس نے ان سب کو پیدا فرمایا اگر تم اس کے پوجنے والے ہو۔

یعنی رات اور دن سورج اور چاند یہ اپنی ابدیت کے اعتبار سے دوامی ہیں مگر خدا نہیں نہ مسجود۔ مسجود وہی ہے جس نے رات بھی پیدا کی اور دن بھی بنایا جس نے سورج بھی پیدا فرمایا اور چاند بھی ظاہر کیا۔ تو جو موحد خالص ہے وہ کسی مخلوق کو سجدہ نہیں کرے گا اور چونکہ یہ بھی مخلوق ہیں لہذا انہیں سجدہ کے لیے وہ کبھی منتخب نہیں کر سکتا۔ اللہ جل وعلا شانہ کے سوا وہ کسی کی طرف سجدہ کو نہیں جھکے گا آگے ارشاد ہے۔
فَاِنِ اسْتَكْبَرُوْا فَالَّذِيْنَ عِنْدَ رَبِّكَ يُسَبِّحُوْنَ لَهٗ بِالَّيْلِ وَالنَّهَارِ وَهُمْ لَا يَسْـَٔمُوْنَ۔ تو اگر وہ تکبر کریں تو وہ مخلوق جو تمہارے رب کے پاس ہیں وہ صبح و شام اس کی تسبیح و تہلیل کرتے ہیں اور وہ کبھی تھکتے نہیں ہیں۔

اس میں ملائکہ کی فضیلت اور ان کی عبودیت ظاہر فرمائی گئی یعنی یہ لوگ کفار و مشرکین کا تکبر ہمیں نقصان نہیں دے سکتا اس لیے کہ ایک مخلوق جنہیں ملائکہ کہا جاتا ہے ہمارے پاس ایسی ہے کہ وہ صبح و شام ہمارے حضور تسبیح و تہلیل کرتی رہتی ہے اور انسان کی طرح اس پر تکان طاری نہیں ہوتی بلکہ وہ ہر ہر لمحہ لحظہ دقیقہ پل اور آن میں ہماری ہی اطاعت اور عبادت کرتی ہے۔ یہ مرتبہ ملائکہ کو اللہ نے ودیعت فرمایا مگر باوجود اس کے انسان کی اطاعت کو زیادہ وقیع قرار دیا اسی لیے کسی شاعر نے خوب کہا ہے ؎

درد دل کے واسطے پیدا کیا انسان کو ! ورنہ طاعت کے لیے کچھ کم نہ تھے کروبیاں

بہرحال مشرکین کے مقابلہ میں فرمایا کہ ان کا تکبر بے معنی ہے۔ اس لیے کہ ہماری ایک مخلوق وہ بھی ہے جو ہر آن ہر لمحہ ہماری عبادت میں مشغول ہے اور تسبیح و تہلیل میں مصروف۔ ان پر تھکان طاری نہیں ہوتی۔ کیونکہ ان کا کھانا پینا سونا جاگنا سب عبادت میں ہی ہے۔ دوسری نشانی اپنی شیون قدرت دکھائی اور فرمایا۔ وَمِنْ اٰيٰتِهٖٓ اَنَّكَ تَرَى الْاَرْضَ خَاشِعَةً فَاِذَآ اَنْزَلْنَا عَلَيْهَا الْمَآءَ اهْتَزَّتْ وَرَبَتْ اِنَّ الَّذِيْٓ اَحْيَاهَا لَمُحْيِ الْمَوْتٰى اِنَّهٗ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ۔ اس کی نشانیوں میں سے یہ بھی ہے کہ تم نے دیکھا ہے کہ زمین بے قدر پڑی ہے تو جب ہم اس پر پانی برساتے ہیں تو وہ لہلہا اٹھتی ہے اور سرسبز و شاداب ہو جاتی ہے اور بڑھ جاتی ہے بے شک وہ ذات وہی ہے جس نے زمین مردہ کو زندہ فرمایا وہ ضرور مردوں کو زندہ فرمائے گا اور وہ ہر شے پر قادر ہے۔

یہ جواب ہے اس آیت کا جو پارہ چھبیس ۲۶ میں مشرکین کا قول فرمایا گیا تھا کہ ءَاِذَا مِتْنَا وَكُنَّا تُرَابًا ذٰلِكَ رَجْعٌۢ بَعِيْدٌ۔ مر کر مٹی ہونے کے بعد ہمارا پھر زندہ ہونا استبعاد عقلی ہے۔ تو فرمایا ہم تو سوکھی زمین کو سرسبز و شاداب کر کے زندہ کرتے ہیں ایسے ہی تمہیں مرنے کے بعد زندہ فرما توبن گئے اور ہم سب کچھ کرنے پر قادر ہیں۔ آگے ارشاد ہے۔

اِنَّ الَّذِیۡنَ یُلۡحِدُوۡنَ فِیۡۤ اٰیٰتِنَا لَا یَخۡفَوۡنَ عَلَیۡنَا اَفَمَنۡ یُّلۡقٰی فِی النَّارِ خَیۡرٌ اَمۡ مَّنۡ یَّاۡتِیۡۤ اٰمِنًا یَّوۡمَ الۡقِیٰمَۃِ اِعۡمَلُوۡا مَا شِئۡتُمۡ اِنَّہٗ بِمَا تَعۡمَلُوۡنَ بَصِیۡرٌ۔ بے شک وہ لوگ جو ہماری آیتوں میں کجروی کرتے ہیں وہ ہم پر مخفی نہیں کیا جو آگ میں ڈالا جاتا ہے وہ اچھا ہے یا وہ جو قیامت میں امن سے رہے کرو جو تمہارا جی چاہے تمہارے عملوں کو وہ دیکھ رہا ہے۔

یہ توبیخ ہے کفار نابکار کے لیے اور اس میں نیکوکار مومنین کو قیامت کے دن امن کی بشارت دی گئی۔ آگے ارشاد ہے۔

اِنَّ الَّذِیۡنَ کَفَرُوۡا بِالذِّکۡرِ لَمَّا جَآءَہُمۡ وَ اِنَّہٗ لَکِتٰبٌ عَزِیۡزٌ لَّا یَاۡتِیۡہِ الۡبَاطِلُ مِنۡۢ بَیۡنِ یَدَیۡہِ وَ لَا مِنۡ خَلۡفِہٖ تَنۡزِیۡلٌ مِّنۡ حَکِیۡمٍ حَمِیۡدٍ۔ بے شک وہ لوگ جو کفر کرتے ہیں ذکر یعنی قرآن سے جبکہ آیا ان کے پاس حالانکہ وہ قرآن پاک ایسا عزت والا ہے کہ اس کے آگے پیچھے کوئی باطل نہیں آسکتا اتارا گیا ہے حکیم اور سراہے گئے کی طرف سے۔

آیہ کریمہ میں گویا یہ بتایا گیا کہ قرآن پاک کہی ہر قسم کی تحریف ونقص سے محفوظ و مصئون ہے اور اس کے متعلق یہ عقیدہ رکھنے والے کہ اس میں سے فلانی آیتیں نکال دی گئی ہیں یا فلاں پارہ جلا دیا گیا یہ سب ایمان کے خلاف ہے اور اس عقیدہ والے مسلمان نہیں قرآن پاک نے خود فرما دیا کہ لَا یَاۡتِیۡہِ الۡبَاطِلُ مِنۡۢ بَیۡنِ یَدَیۡہِ وَ لَا مِنۡ خَلۡفِہٖ۔ اس میں جھوٹ اور باطل اس کے آگے پیچھے نہیں آسکتا۔ یہ حکیم اور حمید کی طرف سے اتارا گیا ہے آگے محبوب اکرم نبی عالم جناب مصطفیٰ علیہ التحیہ والثناء کو مخاطب کر کے ارشاد ہوا کہ

مَا یُقَالُ لَکَ اِلَّا مَا قَدۡ قِیۡلَ لِلرُّسُلِ مِنۡ قَبۡلِکَ اِنَّ رَبَّکَ لَذُوۡ مَغۡفِرَۃٍ وَّ ذُوۡ عِقَابٍ اَلِیۡمٍ۔ (اے محبوب) تمہیں نہیں فرمایا گیا مگر وہی جو آپ سے پہلے نبیوں کو فرمایا گیا تھا بیشک آپ کا رب بخشش فرمانے والا اور دردناک عذاب دینے والا ہے۔

یہاں اگر مَا کو نافیہ رکھا جائے تو "نہیں کہا گیا" معنے ہوں گے اور اگر مَا موصولہ رکھا جائے تو جو کچھ فرمایا گیا آپ کو اے محبوب معنی ہوں گے اور اس امر کی تصدیق کی گئی کہ حضور کی تعلیم بحکم الٰہی وہی ہے جو انبیاء کرام کو دی گئی اور تعلیم توحید وہی ہے جو انبیاء کرام دینے آئے یہی وجہ ہے کہ نبیوں میں کوئی نبی ایسا نہ آیا جس نے ایک وحدہ لاشریک کے سوا دوسرے کو معبود و مسجود کہا ہو۔ یہی تعلیم ہمارے حضور سید یوم النشور نے دی یہی وجہ ہے کہ متبعین کے لیے مغفرت اور مخالفین کے لیے عذاب الیم فرمایا گیا۔ آگے ارشاد ہے۔

وَلَوۡ جَعَلۡنٰہُ قُرۡاٰنًا اَعۡجَمِیًّا لَّقَالُوۡا لَوۡ لَا فُصِّلَتۡ اٰیٰتُہٗ ءَاَعۡجَمِیٌّ وَّ عَرَبِیٌّ قُلۡ ہُوَ لِلَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا

هُدًى وَّشِفَآءٌ ۚ وَالَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ فِيْٓ اٰذَانِهِمْ وَقْرٌ وَّهُوَ عَلَيْهِمْ عَمًى ۚ اُولٰٓئِكَ يُنَادَوْنَ مِنْ مَّكَانٍۢ بَعِيْدٍ۔ اور اگر کرتے ہم اس قرآن کو عربی کے سوا کسی اور زبان میں تو کہتے (مشرکین مکہ) کیوں نہ تفصیل سے بیان کیا گیا ان آیتوں کو کیا کتاب اللہ عجمی زبان میں اور نبی عرب (یہ بھی اصول کے خلاف تنزیل تھا) چنانچہ ارشاد ہے۔ اے محبوب آپ فرمادیں کہ یہ قرآن وہ ہے جو ہدایت اور دلوں کے لیے شفا ہے اور جو ایمان نہیں لاتے ان کے کانوں میں بہرہ پن ہے اور ان پر اندھاپن طاری ہے گویا وہ دور سے پکارے جاتے ہیں۔

آیۂ کریمہ میں کفار مشرکین کو بہرہ اندھا ظاہر کیا گیا اور یہ بہرہ اور اندھا ہونا ہی ان کی گمراہی کا موجب ہے اور یہ بھی ظاہر کر دیا کہ ہمارا اصول احکام نازل فرمانے میں یہی ہے کہ جس زبان کا نبی ہو اسی کی زبان میں قرآن کریم آتا ہے نہ اس متنبی کی طرح جو پنجاب میں پیدا ہو کر پنجابی کہلا کر بے ربط عبارتیں عربی کی پیش کرے اور انگریزی کی وحی اور پنجابی کے الہامات اندھے لوگوں کو سمجھائے۔ والعیاذ باللہ

بامحاورہ ترجمہ چھٹا رکوع سورہ حٰمٓ سجدہ پ۲۴

وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ فَاخْتُلِفَ فِيْهِ ۗ وَلَوْلَا كَلِمَةٌ سَبَقَتْ مِنْ رَّبِّكَ لَقُضِيَ بَيْنَهُمْ ۚ وَاِنَّهُمْ لَفِيْ شَكٍّ مِّنْهُ مُرِيْبٍ ۝

اور بے شک ہم نے دی موسیٰ علیہ السلام کو کتاب اور اس میں اختلاف کیے گئے اور اگر فیصلہ پہلے سے نہ کر دیا گیا ہوتا تیرے رب کی جانب سے تو یقیناً جبھی ان میں فیصلہ کر دیا جاتا اور بے شک وہ شک میں مذبذب ہیں۔

مَنْ عَمِلَ صَالِحًا فَلِنَفْسِهٖ وَمَنْ اَسَآءَ فَعَلَيْهَا ۗ وَمَا رَبُّكَ بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِيْدِ ۝

جو اچھا عمل کرے تو اپنی جان کے لیے اور جو برا کام کرے اس کا بار اسی پر ہے اور اے محبوب آپ کا رب ظلم نہیں کرتا اپنے بندوں پر۔

حلِّ لغات

وَ۔ اور | لَقَدْ۔ بیشک | اٰتَيْنَا۔ دی ہم نے | مُوْسٰى۔ موسیٰ کو

اَلْکِتَابَ ۔ کتاب فَاخْتُلِفَ ۔ تو اختلاف کیا گیا فِیْہِ ۔ اس میں وَ ۔ اور
لَوْلَا ۔ اگر نہ ہوتی کَلِمَۃٌ ۔ بات جو سَبَقَتْ ۔ پہلے گذر چکی مِنْ رَّبِّکَ ۔ تیرے رب
کی طرف سے لَقُضِیَ ۔ تو فیصلہ ہو جاتا بَیْنَہُمْ ۔ انکے درمیان وَ ۔ اور
اِنَّہُمْ ۔ بے شک وہ لَفِیْ ۔ بیچ شَکٍّ ۔ شک کے مِّنْہُ ۔ اس سے
مُرِیْبٍ ۔ متردد ہیں مَنْ ۔ جو عَمِلَ ۔ عمل کرے صَالِحًا ۔ نیک
فَلِنَفْسِہٖ ۔ تو اسی کے لیے ہے وَ ۔ اور مَنْ ۔ جو اَسَآءَ ۔ برے کرے
فَعَلَیْہَا ۔ تو اسی پر ہے وَ ۔ اور مَا ۔ نہیں رَبُّکَ ۔ تیرا رب
بِظَلَّامٍ ۔ ظلم کرنے والا لِلْعَبِیْدِ ۔ بندوں پر

مختصر تفسیر چھٹا رکوع سورۃ حٰمٓ السجدۃ پ ۲۴

وَلَقَدْ اٰتَیْنَا مُوْسَی الْکِتَابَ فَاخْتُلِفَ فِیْہِ وَلَوْلَا کَلِمَۃٌ سَبَقَتْ مِنْ رَّبِّکَ لَقُضِیَ بَیْنَہُمْ وَاِنَّہُمْ لَفِیْ شَکٍّ مِّنْہُ مُرِیْبٍ ۔ اور بیشک ہم نے موسٰی علیہ السلام کتاب عطا فرمائی تو اس میں اختلاف کیے گئے اور اگر فیصلہ نہ ہو چکا ہوتا اس سے پہلے تو کبھی ان کا فیصلہ ہو جاتا اور بے شک وہ شک اور دہوکہ میں مضطرب ہیں۔

کتاب سے مراد یہاں توریت ہے جو موسٰی علیہ السلام پر نازل ہوئی ۔ اور الواح زمرد میں بازبجد میں آپ کو کوہ طور سے چالیس دن میں عطا کی گئی ۔ جس کا مفصل تذکرہ تو نویں پارہ میں آچکا ہے اس پر بنی اسرائیل میں دو فرقے ہو گئے ۔ ایک ایمان لے آیا ۔ دوسرا شک و ریب میں رہا اور عذاب آخرت پر یقین نہیں رکھا ۔ چنانچہ ارشاد ہے ۔ وَلَوْلَا کَلِمَۃٌ سَبَقَتْ مِنْ رَّبِّکَ لَقُضِیَ بَیْنَہُمْ ۔ اگر پہلے سے فیصلہ تمہارے رب کا عذاب آخرت کے ساتھ نہ ہوتا تو لَقُضِیَ بَیْنَہُمْ تو دنیا ہی میں ان پر عذاب آجاتے اور وہ اپنے شک کے دہوکہ میں پڑے رہتے ۔ آگے فرمایا جاتا ہے ۔

مَنْ عَمِلَ صَالِحًا فَلِنَفْسِہٖ وَمَنْ اَسَآءَ فَعَلَیْہَا وَمَا رَبُّکَ بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِیْدِ ۔ جو نیک عمل کرے گا اس کے لیے اس کا بدلہ ہے اور جو برے عمل کرے گا اس پر اس کا وبال ہے ۔ فَمَا رَبُّکَ بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِیْدِ ۔ اور اے محبوب تمہارا رب بندوں کے لیے ظلم نہیں فرماتا ۔

پارہ ۲۴ ختم ہوا ۔ اس کے بعد پچیسواں پارہ شروع ہے ۔ وَھَا اَنَا اَشْرَعُ فِی الْمَقْصُوْدِ بِعَوْنِ الْمَعْبُوْدِ

پارہ ۲۵

بامحاورہ ترجمہ چھٹا رکوع سورۂ حٰم سجدہ پ ۲۵

إِلَيْهِ يُرَدُّ عِلْمُ السَّاعَةِ وَمَا تَخْرُجُ مِنْ ثَمَرَاتٍ مِّنْ أَكْمَامِهَا وَمَا تَحْمِلُ مِنْ أُنثَىٰ وَلَا تَضَعُ إِلَّا بِعِلْمِهِ وَيَوْمَ يُنَادِيهِمْ أَيْنَ شُرَكَائِي قَالُوا آذَنَّاكَ مَا مِنَّا مِن شَهِيدٍ ۝

اسی کی طرف لوٹایا جاتا ہے قیامت کا علم اور کوئی پھل اپنے غلاف سے نہیں نکلتا اور نہ کسی مادہ کو پیٹ رہے اور نہ وہ جنے مگر یہ سب کچھ اس کے علم وارادہ سے ہے اور جس دن پکارے جائیں گے وہ کہاں ہیں میرے شریک کہیں گے کہ ہم تجھ سے عرض کر چکے ہم میں سے کوئی گواہ نہیں ہے۔

وَضَلَّ عَنْهُم مَّا كَانُوا يَدْعُونَ مِن قَبْلُ وَظَنُّوا مَا لَهُم مِّن مَّحِيصٍ ۝

اور گم گیا ان سے جسے پہلے پوجتے تھے اور سمجھ لیا کہ انہیں نہیں کوئی بھاگنے کا راستہ۔

لَّا يَسْأَمُ الْإِنسَانُ مِن دُعَاءِ الْخَيْرِ وَإِن مَّسَّهُ الشَّرُّ فَيَئُوسٌ قَنُوطٌ ۝

اور آدمی بھلائی مانگنے سے نہیں اکتاتا اور اگر اسے کوئی برائی چھوئے تو دل شکستہ ناامید ہو جاتا ہے۔

وَلَئِنْ أَذَقْنَاهُ رَحْمَةً مِّنَّا مِن بَعْدِ ضَرَّاءَ مَسَّتْهُ لَيَقُولَنَّ هَٰذَا لِي وَمَا أَظُنُّ السَّاعَةَ قَائِمَةً وَلَئِن رُّجِعْتُ إِلَىٰ رَبِّي إِنَّ لِي عِندَهُ لَلْحُسْنَىٰ فَلَنُنَبِّئَنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا بِمَا عَمِلُوا

اور اگر ہم اسے اپنی رحمت کا مزہ دیں اس تکلیف کے بعد جو اسے پہنچتی ہے تو کہے گا یہ تو میرے لیے ہے اور میرے گمان میں قیامت نہیں آئے گی اور اگر میں اپنے رب کی طرف لوٹایا بھی گیا تو ضرور میرے لیے اس کے پاس اچھا ہی اچھا ہے تو ضرور انہیں ہم آگاہ کر دیں گے کافروں کو جو

وَلَنُذِيْقَنَّهُمْ مِّنْ عَذَابٍ غَلِيْظٍ ○

انہوں نے کیا اور ضرور انہیں گاڑھا عذاب چکھائیں گے۔

وَإِذَا أَنْعَمْنَا عَلَى الْإِنْسَانِ أَعْرَضَ وَنَأَى بِجَانِبِهٖ وَإِذَا مَسَّهُ الشَّرُّ فَذُوْ دُعَاءٍ عَرِيْضٍ ○

اور جب ہم آدمی پر احسان کرتے ہیں تو منہ پھیر لیتا ہے اور ہم سے کنارہ کش ہو جاتا ہے اور جب اس کو تکلیف پہنچتی ہے تو لمبی چوڑی دعائیں کرنے لگتا ہے۔

قُلْ أَرَأَيْتُمْ إِنْ كَانَ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ ثُمَّ كَفَرْتُمْ بِهٖ مَنْ أَضَلُّ مِمَّنْ هُوَ فِيْ شِقَاقٍ بَعِيْدٍ ○

اے محبوب آپ فرمایئے بھلا بتاؤ اگر یہ قرآن اللہ کی طرف سے ہے پھر تم اس کے منکر ہوئے تو اس سے بڑھ کر گمراہ کون جو پرلے درجے کی مخالفت میں پڑا ہوا ہے۔

سَنُرِيْهِمْ اٰيَاتِنَا فِي الْاٰفَاقِ وَفِيْ أَنْفُسِهِمْ حَتّٰى يَتَبَيَّنَ لَهُمْ أَنَّهُ الْحَقُّ أَوَلَمْ يَكْفِ بِرَبِّكَ أَنَّهٗ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ شَهِيْدٌ ○

سو عنقریب اپنی قدرت کی نشانیاں اطراف اور ان کے درمیان بھی دکھائیں گے یہاں تک کہ ظاہر ہو جائے ان کے لیے کہ یہ قرآن حق ہے کیا یہ بات کافی نہیں ہے کہ آپ کا رب ہر چیز کا شاہد حال ہے۔

أَلَا إِنَّهُمْ فِيْ مِرْيَةٍ مِّنْ لِّقَاءِ رَبِّهِمْ أَلَا إِنَّهٗ بِكُلِّ شَيْءٍ مُّحِيْطٌ ○

سنو یہ لوگ اپنے رب کے حضور میں حاضر ہونے سے شک میں پڑے ہوئے ہیں۔ سنو وہ ذات ہر شے کو محیط ہے۔

لفظی ترجمہ

إِلَيْهِ۔ اسی کی طرف | يُرَدُّ۔ لوٹایا جاتا ہے | عِلْمُ۔ علم | السَّاعَةِ۔ قیامت کا

وَ۔ اور | مَا تَخْرُجُ۔ نکلتا ہے | مِنْ ثَمَرَاتٍ۔ پھل

مِنْ أَكْمَامِهَا۔ اپنے غلافوں سے | وَ۔ اور | مَا۔ نہ

تَحْمِلُ۔ حاملہ ہوتی ہے | مِنْ أُنْثٰى۔ کوئی مادہ | وَ۔ اور | لَا۔ نہ

نَفْعُ ۔ جنتی ہے　اِلَّا ۔ مگر　بِعِلْمِہٖ ۔ اسکے علم میں ہے　وَ ۔ اور

یَوْمَ ۔ جس دن　یُنَادِیْهِمْ ۔ پکاریگا انکو　اَیْنَ ۔ کہاں ہیں　شُرَکَآءِیْ ۔ میرے شریک

قَالُوْٓا ۔ کہیں گے　اٰذَنّٰکَ ۔ اطلاع دے چکے ہیں تجھکو　مَا ۔ نہیں　مِنَّا ۔ ہم میں سے

مِنْ شَهِیْدٍ ۔ کوئی گواہ　وَ ۔ اور　ضَلَّ ۔ بھول جائیگا　عَنْهُمْ ۔ ان سے

مَا ۔ جو　کَانُوْا ۔ تھے　یَدْعُوْنَ ۔ پکارتے　مِنْ قَبْلُ ۔ پہلے

وَ ۔ اور　ظَنُّوْا ۔ خیال کرینگے　مَا ۔ نہیں　لَهُمْ ۔ انکے لیے

مِنْ مَّحِیْصٍ ۔ کوئی بھاگنے کی جگہ　لَا ۔ نہیں　یَسْئَمُ ۔ تھکتا　الْاِنْسَانُ ۔ انسان

مِنْ دُعَآءِ ۔ دعاء　الْخَیْرِ ۔ خیر سے　وَ ۔ اور　اِنْ ۔ اگر

مَسَّهُ ۔ پہنچے اس کو　الشَّرُّ ۔ برائی　فَیَئُوْسٌ ۔ تو ہوتا ہے ناامید　قَنُوْطٌ ۔ مایوس

وَ ۔ اور　لَئِنْ ۔ اگر　اَذَقْنٰهُ ۔ چکھائیں ہم　هٗ ۔ اس کو

رَحْمَةً ۔ رحمت　مِّنَّا ۔ اپنی طرف سے　مِنْ بَعْدِ ۔ بعد　ضَرَّآءَ ۔ تکلیف کے

مَسَّتْهُ ۔ جو پہنچے اسکو　لَیَقُوْلَنَّ ۔ تو ضرور کہیگا　هٰذَا ۔ یہ　لِیْ ۔ میرے لیے ہے

وَ ۔ اور　مَآ ۔ نہیں　اَظُنُّ ۔ خیال کرتا میں　السَّاعَةَ ۔ قیامت کو

قَآئِمَةً ۔ قائم ہونے والی　وَ ۔ اور　لَئِنْ ۔ اگر　رُّجِعْتُ ۔ میں لوٹایا گیا

اِلٰی ۔ طرف　رَبِّیْٓ ۔ اپنے رب کی　اِنَّ ۔ بیشک　لِیْ ۔ میرے لیے

عِنْدَهٗ ۔ اسکے پاس　لَلْحُسْنٰی ۔ بھلائی ہے　فَلَنُنَبِّئَنَّ ۔ تو ہم ضرور خبر دیں گے

الَّذِیْنَ ۔ ان کو جو　کَفَرُوْا ۔ کافر ہوئے　بِمَا ۔ جو　عَمِلُوْا ۔ انہوں نے کیا

وَ ۔ اور　لَنُذِیْقَنَّهُمْ ۔ ضرور چکھائیں گے ہم ان کو　مِّنْ عَذَابٍ ۔ عذاب

غَلِیْظٍ ۔ سخت　وَ ۔ اور　اِذَآ ۔ جب　اَنْعَمْنَا ۔ ہم انعام کرتے ہیں

عَلَی ۔ اوپر　الْاِنْسَانِ ۔ انسان کے　اَعْرَضَ ۔ منہ پھیرتا ہے　وَ ۔ اور

نَاٰ ۔ دور کرتا ہے　بِجَانِبِهٖ ۔ اپنی کروٹ　وَ ۔ اور　اِذَا ۔ جب

مَسَّهُ ۔ پہنچے اس کو　الشَّرُّ ۔ برائی　فَذُوْ دُعَآءٍ عَرِیْضٍ ۔ تو لمبی چوڑی دعاؤں والا ہے۔

قُلْ ۔ کہہ　اَ ۔ کیا　رَاَیْتُمْ ۔ دیکھا تم نے　اِنْ ۔ اگر

کَانَ ۔ ہو　مِنْ عِنْدِ ۔ پاس سے　اللّٰهِ ۔ اللہ کے　ثُمَّ ۔ پھر

کَفَرْتُمْ ۔ تم نے کفر کیا　بِهٖ ۔ اس کا　مَنْ ۔ تو کون　اَضَلُّ ۔ زیادہ گمراہ ہے

مِمَّنْ - اس سے کہ	هُوَ - وہ	فِيْ - بیچ	شِقَاقٍ - بدبختی
بَعِيْدٍ - دور کے ہے	سَنُرِيْهِمْ - جلدی دکھائینگے ہم ان کو		اٰيٰتِنَا - اپنے نشان
فِي - بیچ	الْاٰفَاقِ - زمانے کے	وَ - اور	فِيْ - بیچ
اَنْفُسِهِمْ - انکی جانوں کے	حَتّٰى - یہاں تک کہ	يَتَبَيَّنَ - ظاہر ہو جائے	لَهُمْ - ان کے لیے
اَلْحَقُّ - حق	اَوَ - کیا	لَمْ - نہیں	يَكْفِ - کافی
بِرَبِّكَ - تیرا رب	اِنَّهٗ - بیشک وہ	عَلٰى - اوپر	كُلِّ - ہر
شَيْءٍ - چیز کے	شَهِيْدٌ - گواہ ہے	اَلَآ - خبردار	اِنَّهُمْ - بیشک وہ
فِيْ مِرْيَةٍ - شک میں ہیں	مِنْ لِّقَاءِ - ملاقات	رَبِّهِمْ - اپنے رب سے	اَلَآ - خبردار
اِنَّهٗ - بیشک وہ	بِكُلِّ - ہر	شَيْءٍ - چیز کو	مُّحِيْطٌ - گھیرنے والا ہے

لغات نادرہ کا حل

اَكْمَامِهَا - جمع کِمّ بکسر کاف - کِمّ کہتے ہیں غلاف کو جس میں پھل رہتا ہے۔

اٰذَنّٰكَ - اٰذَنَّا - جمع متکلم ماضی کا صیغہ ہے باب افعال سے جس کے معنی اَسْمَعْنٰكَ کے ہوتے ہیں، کما قال اللہ تعالٰے وَاَذِنَتْ لِرَبِّهَا وَحُقَّتْ اَيْ سَمِعَتْ یا معنی ہیں اَعْلَمْنَاكَ کے کما قال اللہ تعالٰے فَاْذَنُوْا بِحَرْبٍ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ الخ اَيْ فَاعْلَمُوْا

ضَلَّ: کے متعدد معنی ہیں گم ہونے کے۔ بہک جانے کے۔ رائیگاں ہونے کے۔ بے خبر ہونے کے۔ خاک میں ملنے کے وغیرہ وغیرہ

مَحِيْص ظرف مکان ہے۔ بھاگنے کی جگہ۔

فَيَئُوْسٌ قَنُوْطٌ یہ دونوں مترادف المعنی ہیں اور تکریر مبالغے کے لیے ہے يَئُوْس مشتق يَئِسَ سے ہے اور قَنُوْط قَنِطَ سے یاس بمعنی ناامیدی اور اس کا تعلق دل سے ہے۔ قنوط مایوس ہونا اور یہ چہرے اور احوال ظاہری سے بذریعہ آثار معلوم ہوتی ہے۔

نَاٰ بِجَانِبِهٖ نَاٰ معنی ہیں ذَهَبَ اور تَبَاعَدَ ہے اور جانب سے مراد نفس ذات کما فی قول اللہ تعالٰے فِيْ جَنْۢبِ اللّٰهِ۔ اللہ کی عطا کو چھوڑ کر اس کامیابی کو اپنی طرف منسوب کرنا اور کامیابی کو صرف اپنی مساعی کا نتیجہ سمجھنا۔

محمد نعیم ملیحی چوڑی

مختصر تفسیر اردو چھٹا رکوع سورۃ حم سجدہ پ ۲۵

اِلَیْہِ یُرَدُّ عِلْمُ السَّاعَۃِ وَمَا تَخْرُجُ مِنْ ثَمَرَاتٍ مِّنْ اَکْمَامِہَا وَمَا تَحْمِلُ مِنْ اُنْثٰی وَلَا تَضَعُ اِلَّا بِعِلْمِہٖ وَیَوْمَ یُنَادِیْہِمْ اَیْنَ شُرَکَائِیْ قَالُوْا اٰذَنّٰکَ مَا مِنَّا مِنْ شَہِیْدٍ۔ اسی کی طرف قیامت کے علم کا علم حوالہ دیا جا سکتا ہے (یعنی وہی جانتا ہے کہ قیامت کب قائم ہوگی؟) اور کوئی پھل اپنے غلاف سے نہیں نکلتا اور نہ کسی مادہ کو پیٹ رہے اور نہ جنے مگر اس کے علم سے اور جس دن انہیں ندا فرمائے گا کہ کہاں ہیں میرے شریک کہیں گے ہم عرض کر چکے کہ ہم میں کوئی گواہ نہیں۔

علم ذاتی سوا اللہ تعالٰی کے کسی کو نہیں اور علم عطائی اولیاء کرام اور انبیائے عظام حاصل ہے اور یہ حاصل ہونا اللہ تعالٰی کے علم ذاتی کے منافی نہیں۔ اسی لیے آیت کریمہ میں اِلَیْہِ یُرَدُّ فرما کر عِلْمُ السَّاعَۃِ وَمَا تَخْرُجُ مِنْ ثَمَرَاتٍ مِّنْ اَکْمَامِہَا الخ فرمایا گیا تاکہ ہر ذی فہم سمجھ سکے کہ اِلَیْہِ یُرَدُّ میں علم الساعۃ ہو یا وَمَا تَخْرُجُ مِنْ ثَمَرَاتٍ مِّنْ اَکْمَامِہَا۔ یہ سب علم ذاتی کے لیے ہے اور بعطاء الٰہی جو کچھ جسے ملے وہ اس کے منافی نہیں۔

البتہ علم عطائی اور علم نجوم اس میں فرق ہے۔ وہ یہ کہ علم عطائی تفصیلی و اجمالی ہو سکتا ہے اور جس کو جتنا ملے گا وہ قطعی یقینی اذعانی ہوگا۔ اور علم نجوم سیاروں کی رفتار اور ان کی کیفیات کے ماتحت ہوتا ہے جو محض ظنی ہے اس کو قطعی ماننا جہالت خالص۔ مریخ، زحل، عطارد، زہرہ و مشتری انکے اثرات عطاء الٰہی سے جو کچھ بھی ہیں وہ ہیں مگر جو ان کی رفتار کے زائچے بنا کر حوادث قرار دیے جاتے ہیں وہ محض ظنی اور استقرائی ہیں ان کو قطعی و یقینی سمجھنا کسی طرح صحیح نہیں یہی وجہ ہے کہ منجموں کی خبر یا زائچوں کے ذریعہ جو ہوتی ہیں وہ کبھی صحیح بھی نکل آتی ہیں اور اکثر و بیشتر بے اصل اور غلط ہوتی ہیں۔ تو یہاں یہ جو فرمایا اِلَیْہِ یُرَدُّ عِلْمُ السَّاعَۃِ اسی کے حوالہ ہے علم قیامت اور پھلوں کے پیدا ہونے کا حال ان کی کیفیت کی صورت اور حمل کی حالت۔ کالے گورے کی تشریح عمر کی تفصیل یہ صحیح اور یقینی بالذات اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا اور بعطائے الٰہی جتنی خبر ہو گئی جس کو ہو گئی وہ جانتا ہے۔ اور اس جاننے میں انبیاء کرام مختار ہیں اور اولیاء عظام اس میں حصہ رکھتے ہیں۔

بہرحال علم عطائی جس کو جتنا ملا وہ علم ذاتی کے منافی نہیں اور اس میں تضاد بھی لازم نہیں آتی اس

یلیے کہ ذاتی ذاتی ہے کہ کسی کے دینے سے ظاہر نہیں ہوتا اور عطائی وہ ہے جو اللہ تعالےٰ دے اور بندے پر ظاہر ہو جیسا کہ متعدد احادیث سے ظاہر ہے۔

منجملہ اُن کے حدیث جبریل اس کی مؤید ہے کہ جب روح الامین نے بارگاہ رسالت میں حاضر ہو کر ایمان و اسلام کی تعریف حضور سے دریافت کی تو حضور نے اس کا جواب دیا اور جب پوچھا فَاَخْبِرْنِیْ بِالسَّاعَۃِ تو فرمایا مَاالْمَسْئُوْلُ عَنْھَا بِاَعْلَمَ مِنَ السَّائِلِ۔ قیامت کا علم بعطاء الٰہی مجھے بھی ہے اور تمہیں بھی اور اس کی بتلانے کی ممانعت ہے۔

تو عرض کیا کہ اس کی علامتیں ہی فرما دیجئے۔ تو حضور نے جواب میں نہ نہیں فرمایا کہ مجھے معلوم نہیں بلکہ ارشاد ہوا اَنْ تَلِدَ الْاَمَۃُ رَبَّتَھَا وَاَنْ تَرَی الْحُفَاۃَ الْعُرَاۃَ یَتَطَاوَلُوْنَ فِی الْبُنْیَانِ۔ علامات قیامت میں سے یہ ہے کہ لڑکیاں اپنے سردار جنیں گی یعنی وہ ایسی سرکش ہوں گی کہ ماں کا کہنا نہ مانیں گی اور ننگے پیر ننگے بدن پھرنے والوں کو تم دیکھو گے کہ وہ اپنی عمارتیں بلند بنائیں گے اور اس کے علاوہ بہت سی علامتیں دوسری حدیثوں میں ظاہر فرمائیں۔

جیسے ارشاد ہوا کہ قرب قیامت مسلمانوں پر اغیار اتنے غالب ہوں گے کہ جیسے کھانے کی رکابی کو کھانے والے ختم کر دیتے ہیں۔ صحابہ نے عرض کیا اِذًا نَحْنُ قَلِیْلٌ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ اس وقت حضور کیا ہم بہت کم رہ جائیں گے تو فرمایا بَلْ اَنْتُمْ کَثِیْرٌ وَّلٰکِنَّکُمْ غُثَاءٌ کَغُثَاءِ السَّیْلِ اس وقت تم بہت زیادہ ہو گے لیکن پرنالے کے کوڑے کی طرح تمہاری حالت ہوگی کہ نام مسلمان کا ہوگا اور کام بے دینوں کے کرو گے۔

چنانچہ اس پیشگوئی کے مطابق ہم دیکھ رہے ہیں کہ آج مسلمان نام کا مسلمان ہے اور کام کلبے ایمان ہے، یہ رقص و سرود کی محفلیں۔ قماربازی کے جلسے۔ شراب نوشی کے اجتماع۔ سینما کی گرم بازاری بے حیائی کی زیادتی۔ عورت اور مرد کی فحاشی عام ہے۔ اور آثار قیامت میں حضور نے یہ نقشہ پہلے ہی پیش فرما دیا تھا یَتَھَارَجُوْنَ کَمَا تَھَارَجَ الْحُمُرُ عورت اور مرد آپس میں ایسے بازاروں میں پھریں گے جیسے گدھا اور گدھی دولتیاں مارتی چلتی ہیں۔ وہ بھی آج ہمارے سامنے ہے۔

ایک حدیث میں کَاسِیَاتٌ الْعَارِیَاتٌ فرما کر بتایا کہ عورتوں کی بے حیائی اتنی بڑھ جائے گی کہ ملبوس ہوں گی اور ننگی نظر آئیں گی وہ بھی دیکھ رہے ہیں والعیاذ باللہ۔ تو یہ سب خبریں غیبی ہیں مگر عطائی اور اس کا ذاتی علم اس جل وعلا شانہ کے سوا کسی کو نہیں آگے ارشاد ہے۔

وَیَوْمَ یُنَادِیْھِمْ۔ اور جس دن پکارے جائیں گے مشرک اور انہیں فرمایا جائے گا۔

اَیْنَ شُرَکَائِیْ ۔ وہ کہاں ہیں جنکو تم ہمارا شریک بناتے تھے۔ یعنی لات و منات ۔ عزی نائلہ نائلہ ۔ مہادیو ۔ پاربتی اور تمام بت جن کو وہ پوجتے تھے ان کے لیے ارشاد ہوگا کہ کہاں ہیں وہ تو وہ عرض کریں گے کہ الٰہی ہم نے تو عرض کر دیا کہ ہمارا ان میں کوئی گواہ نہیں۔

وَضَلَّ عَنْهُم مَّا كَانُوا يَدْعُونَ مِن قَبْلُ وَظَنُّوا مَا لَهُم مِّن مَّحِيصٍ ۔ اور گم گئے وہ سب ان سے جنہیں پہلے پوجتے تھے۔

یہاں ضَلَّ کی بحث اور یَدْعُو کی بحث مختصراً پھر بیان کر دی جاتی ہے تاکہ ناظرین کی تفریح خاطر میں نقص تر رہے۔

عربی محاورہ میں ضَلَّ الضَّلَالُ العُدُولُ عَنِ الطَّرِيقِ الْمُسْتَقِيمِ ۔ سیدھے راستہ سے ہٹنے کو ضلال کہتے ہیں

دوسرے معنی منہج صحیح سے عدول کرنا عمداً ہو یا سہواً تھوڑا ہو یا بہت ہو

تیسرے معنی معلوم نظریہ اور عملیہ میں پہلو تہی اور انحراف کرنا جیسے توحید باری تعالے کا انکار یا کسی نبی کی نبوت سے انحراف یا کسی عبادت مفروضہ کا انکار۔

چوتھے معنی موت اور استحالۂ بدن کے ہیں جیسے أَإِذَا ضَلَلْنَا فِي الْأَرْضِ یعنی مرنے کے بعد پھر زندہ ہونے سے انکار

پانچویں معنی غفلت کے ہیں۔ اور رائیگاں اور گم ہونے کے معنی بھی دیتا ہے جیسے أَلَمْ يَجْعَلْ كَيْدَهُمْ فِي تَضْلِيلٍ ۔

ساتویں معنی اپنی قوت سے بے خبر ہونے کے معنی میں آتا ہے فَعَلْتُهَا إِذًا وَأَنَا مِنَ الضَّالِّينَ اور اسی طرح

يَدْعُو اتَدْعُوا نَدْعُو ۔ دَعْوٰی ۔ دُعَاءً اس کے معنی نداء اور عبادت وغیرہ کے آتے ہیں

وَظَنُّوا مَا لَهُم مِّن مَّحِيصٍ ۔ اور وہ سمجھے کہ ان کے بھاگنے کا کوئی راستہ نہیں یعنی عذاب الٰہی سے کہیں بھاگ کر جانے کا راستہ نہیں اور وہ بت جن کو کہیں هٰؤُلَاءِ شُفَعَاءُ نَا کہتے تھے اور کہیں انکے آگے سر جھکاتے اور انہیں پوجتے تھے۔ وہ انہیں نظر بھی نہ آئیں گے

آگے انسان کی حرص و آز اور ناکامیابی کی شکل میں فوراً یابوسی کا تذکرہ ہے چنانچہ ارشاد ہے لَا يَسْأَمُ الْإِنسَانُ مِن دُعَاءِ الْخَيْرِ وَإِن مَّسَّهُ الشَّرُّ فَيَئُوسٌ قَنُوطٌ ۔ انسان بھلائی مانگنے میں کبھی نہیں تھکتا اور جب اسے برائی چھوتی تو علی الفور یابوس ہو کر آس توڑ دیتا ہے۔

یہ خاصہ انسان میں ایسا عام ہے کہ جاہل تو دعائیں کرتے کرتے یہاں تک کہہ بیٹھتا ہے۔ کہ معاذ اللہ خدا ہی نہیں ہے اور اگر کچھ سمجھدار ہے تو اتنا کہے بغیر تو نہیں رہ سکتا کہ اب تو خدا بھی نہیں سنتا اور کس سے مانگیں یہی نقشہ یؤس قنوط میں بتایا گیا ہے کہ وہ دنیا میں اللہ تعالےٰ سے فراخ دستی تونگری مال و دولت کا ہمیشہ طالب رہتا ہے اور جب اس پر تنگی آتی ہے تو اللہ تعالےٰ کے فضل ورحمت اور عطائے بیکراں سے مایوس ہو جاتا ہے۔

اور حقیقت یہ ہے کہ قرآن کریم میں زبان یعقوبی سے برادران یوسف علیہ السلام کو ہدایت کی گئی تھی کہ وَلَا تَيْأَسُوا مِن رَّوْحِ اللَّهِ إِنَّهُ لَا يَيْأَسُ مِن رَّوْحِ اللَّهِ إِلَّا الْقَوْمُ الْكَافِرُونَ۔ اللہ کے فضل سے مایوس نہ ہو اس لیے کہ فضل الٰہی سے مایوسی کا فروں کا کام ہے آگے ارشاد ہے۔

وَلَئِنْ أَذَقْنَاهُ رَحْمَةً مِّنَّا مِن بَعْدِ ضَرَّاءَ مَسَّتْهُ لَيَقُولَنَّ هَٰذَا لِي وَمَا أَظُنُّ السَّاعَةَ قَائِمَةً وَلَئِن رُّجِعْتُ إِلَىٰ رَبِّي إِنَّ لِي عِندَهُ لَلْحُسْنَىٰ فَلَنُنَبِّئَنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا بِمَا عَمِلُوا وَلَنُذِيقَنَّهُم مِّنْ عَذَابٍ غَلِيظٍ۔ اگر ہم انسان کو اپنی رحمت کا کچھ مزہ دیں اس تکلیف کے بعد جو اسے پہنچی تھی تو وہ کہے گا یہ میرے ہی لیے ہے اور میرے گمان میں قیامت قائم نہ ہوگی اگر میں اپنے رب کی جانب لوٹایا بھی گیا تو ضرور میرے لیے اس کے پاس یقیناً بہتری ہے (اچھا ہی اچھا ہے) تو ضرور ہم بتا دیں گے کافروں کو جو انہوں نے کیا اور ضرور انہیں گاڑھا عذاب چکھائینگے (غلیظ عذاب میں مبتلا کریں گے)

یہ بات ہے کہ مشرکین مکہ اور ملحدین اسلام منکر قیامت تھے۔ انہی کا یہ دعویٰ ہوگا کہ اگر خدا کے پاس ہم گئے بھی تو وہاں ہمیں بھلائی ہی ملے گی اور ہمارا تو گمان ہی یہ ہے کہ قیامت نہیں آئے گی اس کا جواب اللہ تعالےٰ کی طرف سے دیا گیا۔ کہ

منکرین قیامت ہوں۔ یا منکرین وجود الٰہی انہیں سب کو ہم عذاب چکھائیں گے اور وہ بڑا غلیظ اور سخت ہوگا۔ اس وقت پچھتانے کے سوا اور کوئی چارہ نہ ہوگا حتیٰ کہ جہنم میں پکاریں گے رَبَّنَا غَلَبَتْ عَلَيْنَا شِقْوَتُنَا وَكُنَّا قَوْمًا ضَالِّينَ۔ رَبَّنَا أَخْرِجْنَا مِنْهَا فَإِنْ عُدْنَا فَإِنَّا ظَالِمُونَ۔ اے رب ہمارے ہماری شقاوت ہم پر غالب آگئی اور ہم راہ راست سے بھٹک گئے اے رب ہمارے ہمیں جہنم سے اب نکال لے تو اگر اس کے بعد بھی ہم اس پر چلیں اور لوٹ کر وہی گمراہی کی باتیں کریں تو ہم یقیناً ظالم ہیں۔ اس کا جواب دیا جائے گا قَالَ اخْسَئُوا فِيهَا وَلَا تُكَلِّمُونِ اپنے نقصان و خسران میں پڑے رہو اور ہم سے بات نہ کرو آخر ابدالآباد کے لیے وہ جہنم ہی میں رہیں گے۔ آگے ارشاد ہے جس میں احسان فراموش انسانوں کا تذکرہ آتا ہے۔ چنانچہ فرمایا گیا۔

وَإِذَا أَنْعَمْنَا عَلَى الْإِنسَانِ أَعْرَضَ وَنَأَىٰ بِجَانِبِهِ وَإِذَا مَسَّهُ الشَّرُّ فَيَئُوسٌ قَنُوطٌ۔ اور ہم جب آدمی پر احسان کرتے ہیں تو منہ پھیر لیتا ہے اور اس کامیابی کو اپنی طرف منسوب کرتا ہے اور جب اس کو تکلیف پہنچتی ہے تو لمبی چوڑی فریاد کرنے لگتا ہے۔

یہ اس احسان فراموش ناشکرے کا حال ہے جو منکر وجود باری نہیں مگر علل و اسباب کا بندہ ہے اب جیسے متمولین دنیا کا قول ہے کہ ہم نے یہ اور یوں کوشش کی تو ہمیں مال ملا خدا نے تو ہمیں آسمان سے پھینک کر نہیں دیا یہی وَنَا بِجَانِبِهِ کا مفہوم ہے مگر جب اس پر تنگی سختی آتی ہے تو مجبوراً پھر خدا کے حضور جھک جاتا ہے اور عریض و طویل دعائیں کرنے لگتا ہے۔ اس کے بعد اپنے حبیب لبیب جناب مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء کو ارشاد ہے۔

قُلْ أَرَأَيْتُمْ إِن كَانَ مِنْ عِندِ اللَّهِ ثُمَّ كَفَرْتُم بِهِ مَنْ أَضَلُّ مِمَّنْ هُوَ فِي شِقَاقٍ بَعِيدٍ ۝ آپ فرمائیں بھلا بتاؤ تو اگر یہ قرآن اللہ کے پاس سے ہے پھر تم اس کے منکر ہوتے ہو تو کون زیادہ گمراہ ہے اس سے جو دور کی ضد میں ہے۔

یہ کفار مکہ کا حال تھا کہ ابو جہل جیسا اخبث بھی یہ کہتا تھا کہ اِنَّ لَہٗ لَحَلَاوَۃً وَ اِنَّ لَہٗ لَطَلَاوَۃً اس سے زیادہ شیریں اور جامع کلام ہم نے نہیں دیکھا مگر جب حضور کے مقابل آتا تو انحراف و انکار ہی کرتا اس پر فرمایا گیا کہ اے محبوب انہیں فرماؤ کہ جب یہ کلام جامع اور اللہ کی طرف سے ہے جس کا تم دل میں اقرار کر رہے ہو اور زبان سے انکار تو تم سے زیادہ گمراہ اور کون ہو سکتا ہے تم ہی اپنے نفاق و شقاق میں دور پڑے ہوئے ہو۔ تو اب سن لو کہ ہم بھی اپنی نشانیاں آفاق اور نفوس میں تمہیں دکھائیں گے جیسا کہ ارشاد ہے۔

سَنُرِيهِمْ آيَاتِنَا فِي الْآفَاقِ وَفِي أَنفُسِهِمْ حَتَّىٰ يَتَبَيَّنَ لَهُمْ أَنَّهُ الْحَقُّ ۗ أَوَلَمْ يَكْفِ بِرَبِّكَ أَنَّهُ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ شَهِيدٌ ۝ أَلَا إِنَّهُمْ فِي مِرْيَةٍ مِّن لِّقَاءِ رَبِّهِمْ ۗ أَلَا إِنَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ مُّحِيطٌ۔ ابھی ہم انہیں دکھائیں گے اپنی نشانیاں دنیا بھر میں اور خود ان کی جانوں میں تاکہ ان پر روشن ہو جائے کہ یہی حق ہے۔ کیا تمہارے رب کا ہر چیز پر گواہ ہونا کافی نہیں ہے خبردار رہو کہ انہیں ضرور اپنے رب کے ملنے میں شک ہے خبردار رہو وہ ذات جل و علا ہر شے پر محیط ہے۔

سید المفسرین حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالےٰ عنہما فرماتے ہیں کہ ان آیات سے مراد گذری ہوئی امتوں کی اجڑی ہوئی بستیاں ہیں جو آفاق یعنی دنیا کے کونے کونے میں نظر آتی ہے اور اجڑی قوموں کا مرثیہ پڑھتی ہیں یہ وہی بستیاں ہیں جو انبیاء کرام کی مخالف اور کلام الٰہی کی منکر تھیں۔

اور بعض مفسرین اس طرف گئے کہ سَنُرِیْهِمْ آیَاتِنَا سے وہ مشرق و مغرب کے طول و عرض کی
فتوحات مراد ہیں جو مسلمانوں کو حاصل ہوئیں۔

اور فِیْ اَنْفُسِهِمْ سے مراد ان کی مستیوں ہیں جو بے گنتی لطائف تھے اور دیکھنے میں آئے وہ
مراد ہیں۔ مثلاً عہد نمرودی میں انہی کے دماغی اختراع سے عجائبات قدرت کا مشاہدہ کرایا گیا۔ اس
کی سلطنت میں ایک بطخ کسی حکیم نے ایجاد کر کے لگائی جو رعایا کے علاوہ کسی غیر کے داخلہ پر پکارتی تھی۔
ایک نقارہ شاہی محل کے دروازہ پر ایجاد کر کے رکھا گیا جس پر چوٹ مارنے والا جواب پا لیتا تھا
کہ اس کا مال کس نے چرایا کہاں رکھا ہے کس کس میں تقسیم ہوا۔

عید نوروز پر ایک حوض کسی حکیم نے بنایا تھا جس میں ہر فرد رعیت اپنا اپنا جام بھرا ہوا انڈیل
دیتا تھا اور جب وہ اس بھرے ہوئے حوض میں جام لگاتا تھا تو اسی کا ڈالا ہوا اس میں آ جاتا تھا۔

محل شاہی میں نمرود کی عدالت کے آگے ایک حوض ایجاد کیا گیا تھا جس میں ٹخنے ٹخنے پانی ہوتا
تھا۔ مدعی۔ مدعی علیہ اس میں اتار دیے جاتے تھے اور جب تک وہ سچ سچ بیان دیتے تھے وہ پانی ٹخنے تک
ہی رہتا تھا اور ادنیٰ دروغ بیانی پر بیان دینے والے کے سر پر وہی پانی چڑھ جاتا تھا۔

یہ ملک کی نشانیاں قدرت کاملہ کی ان کے دماغوں سے ظاہر کی گئی اور دکھائی گئی۔ ایسے ہی آج تک
جام جمشید۔ آئینہ سکندری۔ ایروپلین ریڈیو۔ وائرلیس ٹیلیفون۔ ٹیلی ویژن ایجاد ہوتے رہے ہیں۔

جن کو دیکھ کر اس قادر مطلق کی نشانیوں کو انفس انسانی میں مشاہدہ کرتا ہے اور جس میں ذرہ بھر ایمان
ہے وہ سَنُرِیْهِمْ اٰیٰتِنَا فِی الْاٰفَاقِ پر اور فِیْٓ اَنْفُسِهِمْ پر ایمان لے آتا ہے۔ غرضکہ نفوس انسانی اور آفاق عالم
ان تمام شیون قدرت کی آئینہ دار ہیں اور بتا رہے ہیں کہ اس قادر و قیوم نے اسلام کا فروغ دکھانے کو
شرق و غرب میں فتوحات دیں۔ مشرکین مکہ کو بدر میں ذلیل کیا اور نفوس انسانی سے اختراعات اور
ایجادات کا مشاہدہ کرایا۔ چنانچہ ارشاد ہوا کہ اس پر بھی اگر اللہ تعالیٰ کی قدرت و حقانیت ظاہر نہ
ہو تو ان سے زیادہ گمراہ اور کون ہو سکتا ہے۔ چنانچہ اپنے حبیب پاک سید لولاک زبان العرب و
العجم تاجدار عالم صلے اللہ علیہ وسلم کو ارشاد ہوا۔

اَوَلَمْ یَکْفِ بِرَبِّکَ اَنَّهٗ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ شَهِیْدٌ۔ کیا یہ شیون قدرت تمہارے رب کی انکے لیے
کافی نہیں کہ وہ جان لیں کہ اشیاء عالم ما غبر و ما غبر پر گواہ ہے۔

خبردار رہو کہ یہ تو اپنے رب کے حضور میں جانے سے بھی شک میں ہیں انہیں تو اس کے ملنے
میں بھی تامل ہے کہ قیام قیامت پر جمال الٰہی کا مشاہدہ کیا جائے حالانکہ اَلَآ اِنَّهٗ بِکُلِّ شَیْءٍ مُّحِیْطٌ

وہ ہر شے پر محیط ہے کوئی شے اس سے مخفی اور مستتر نہیں ذرات عالم اس کے آگے روشن اور ظاہر ہیں۔ اور اس کی عطا سے
اس کے حبیب لبیب جناب مصطفیٰ علیہ التحیہ والثناء پر بھی طوبیٰ کا پتہ نہیں ہلتا مگر ظاہر ہے زمین کا ذرہ نہیں چمکتا مگر علم مصطفیٰ میں ہے یعنی کہ حضور کے پر تو صورت سے غوث الثقلین غیث الکونین مغیث الملوین سیدی شیخ عبدالقادر جیلانی اپنی وسعت نظر اس طرح ظاہر فرماتے ہیں

نَظَرْتُ اِلٰی بِلَادِ اللّٰہِ جَمْعًا كَخَرْدَلَةٍ عَلٰی حُكْمِ اتِّصَالٖ

کہ کائنات عالم پر جب میں نے نظر ڈالی نورانی کے دانہ کی طرح سب مجھ پر منکشف ہوا۔ واللہ تعالےٰ اعلم۔

سورۃ شوریٰ

بامحاورہ ترجمہ پہلا رکوع سورۃ شوریٰ پ ۲۵

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

حٰمٓ ۚ عٓسٓقٓ ۝
یہ حروف مقطعات ہیں ان کے حقیقی معنے کو اللہ اور اس کا حبیب جناب مصطفیٰ ہی جانتے ہیں۔

كَذٰلِكَ يُوْحِيْٓ اِلَيْكَ وَاِلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكَ ۙ اللّٰهُ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۝
ایسے ہی وحی فرماتا ہے آپ کی طرف اور آپ سے پہلے نبیوں کی طرف اللہ جو غالب حکمت والا ہے۔

لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ۭ وَهُوَ الْعَلِيُّ الْعَظِيْمُ ۝
اسی کا ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور زمین میں اور وہی بلندی و عظمت والا ہے۔

تَكَادُ السَّمٰوٰتُ يَتَفَطَّرْنَ مِنْ فَوْقِهِنَّ وَالْمَلٰٓئِكَةُ يُسَبِّحُوْنَ بِحَمْدِ رَبِّهِمْ وَيَسْتَغْفِرُوْنَ لِمَنْ فِي الْاَرْضِ ۭ اَلَآ اِنَّ اللّٰهَ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ ۝
قریب ہوتا ہے کہ آسمان اپنے اوپر سے شق ہو جائیں اور فرشتے تسبیح کرتے ہیں اپنے رب کی حمد کے ساتھ اور بخشش مانگتے ہیں ان کے لیے جو زمین میں ہیں۔ خبردار رہو بیشک اللہ بخشنے والا

وَالَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِهٖٓ اَوْلِيَآءَ اللّٰهُ حَفِيْظٌ عَلَيْهِمْ ۖ وَمَآ اَنْتَ عَلَيْهِمْ بِوَكِيْلٍ ○
وَكَذٰلِكَ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ قُرْاٰنًا عَرَبِيًّا لِّتُنْذِرَ اُمَّ الْقُرٰى وَمَنْ حَوْلَهَا وَتُنْذِرَ يَوْمَ الْجَمْعِ لَا رَيْبَ فِيْهِ ۭ فَرِيْقٌ فِى الْجَنَّةِ وَفَرِيْقٌ فِى السَّعِيْرِ ○
وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ لَجَعَلَهُمْ اُمَّةً وَّاحِدَةً وَّلٰكِنْ يُّدْخِلُ مَنْ يَّشَآءُ فِيْ رَحْمَتِهٖ ۭ وَالظّٰلِمُوْنَ مَا لَهُمْ مِّنْ وَّلِيٍّ وَّلَا نَصِيْرٍ ○
اَمِ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِهٖٓ اَوْلِيَآءَ ۚ فَاللّٰهُ هُوَ الْوَلِيُّ وَهُوَ يُحْيِ الْمَوْتٰى ۡ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ○

رحم فرمانے والا ہے
اور وہ لوگ جو پکڑتے ہیں اللہ کے سوا اپنا مددگار وہ اللہ کی نگاہ میں ہیں اور آپ (اے محبوب) ان کے ذمہ دار نہیں۔
اور ایسے ہی ہم نے عربی قرآن کی وحی فرمائی آپ کی طرف تاکہ ڈرائے جائیں مکہ والے اور جتنے اس کے گرد بس رہے ہیں تاکہ ڈرائے جائیں وہ اکٹھے ہونے کے دن سے جس میں کچھ شبہ نہیں ایک جماعت جنت میں اور ایک جہنم میں ہوگی۔
اور اگر اللہ چاہتا تو سب کو ایک جماعت بنا دیتا لیکن اللہ اپنی رحمت میں جسے چاہے داخل فرماتا ہے اور مشرکوں کا کوئی دوست اور مددگار نہیں۔
کیا وہ لوگ جنہوں نے پکڑے اللہ کے سوا اور مددگار تو بے شک اللہ ہی سب کا والی اور مددگار ہے اور وہی مُردوں کو زندہ کرتا ہے اور وہ ہر شے پر قادر ہے۔

لفظی ترجمہ

حٰمٓ
عٓسٓقٓ
كَذٰلِكَ۔ ایسے ہی
يُوْحِيْٓ۔ وحی کرتا ہے
اِلَيْكَ۔ تیری طرف
وَ۔ اور
اِلَى۔ طرف
الَّذِيْنَ۔ انکی جو
مِنْ قَبْلِكَ۔ تجھ سے پہلے تھے
اللّٰهُ۔ اللہ
الْعَزِيْزُ۔ غالب
الْحَكِيْمُ۔ حکمت والا
لَهٗ۔ اسی کا ہے
مَا۔ جو
فِي۔ بیچ
السَّمٰوٰتِ۔ آسمانوں کے ہے
وَ۔ اور
مَا۔ جو
فِي۔ بیچ
الْاَرْضِ۔ زمین کے ہے
وَ۔ اور
هُوَ۔ وہ
الْعَلِيُّ۔ بلند ہے
الْعَظِيْمُ۔ بڑا

تَكَادُ ۔ قریب ہیں   السَّمٰوٰتُ ۔ آسمان کہ   يَتَفَطَّرْنَ ۔ پھٹ جائیں   مِنْ فَوْقِهِنَّ ۔ اپنے اوپر سے

وَ ۔ اور   الْمَلٰٓئِكَةُ ۔ فرشتے   يُسَبِّحُوْنَ ۔ تسبیح کرتے ہیں   بِحَمْدِ ۔ ساتھ حمد

رَبِّهِمْ ۔ رب اپنے کے   وَ ۔ اور   يَسْتَغْفِرُوْنَ ۔ بخشش مانگتے ہیں   لِمَنْ ۔ انکے لیے جو

فِي ۔ بیچ   الْاَرْضِ ۔ زمین کے ہے   اَلَآ ۔ خبردار   اِنَّ ۔ بیشک

اللّٰهَ ۔ اللہ   هُوَ ۔ وہی   الْغَفُوْرُ ۔ غالب   الرَّحِيْمُ ۔ بخشنے والا ہے

وَ ۔ اور   الَّذِيْنَ ۔ وہ جنہوں نے   اتَّخَذُوْا ۔ بنا لیے   مِنْ دُوْنِهٖٓ ۔ اسکے سوا

اَوْلِيَآءَ ۔ کارساز   اَللّٰهُ ۔ اللہ   حَفِيْظٌ ۔ نگہبان ہے   عَلَيْهِمْ ۔ ان پر

وَ ۔ اور   مَآ ۔ نہیں   اَنْتَ ۔ تو   عَلَيْهِمْ ۔ ان کا

بِوَكِيْلٍ ۔ ذمہ دار   وَ ۔ اور   كَذٰلِكَ ۔ ایسے ہی   اَوْحَيْنَآ ۔ وحی کی ہم نے

اِلَيْكَ ۔ تیری طرف   قُرْاٰنًا ۔ قرآن   عَرَبِيًّا ۔ عربی کی   لِّتُنْذِرَ ۔ تاکہ تو ڈرائے

اُمَّ الْقُرٰى ۔ مکہ والوں کو   وَ ۔ اور   مَنْ ۔ جو   حَوْلَهَا ۔ اس کے گرد ہیں

وَ ۔ اور   تُنْذِرَ ۔ تو ڈرائے   يَوْمَ ۔ دن   الْجَمْعِ ۔ قیامت سے

فَرِيْقٌ ۔ ایک جماعت   فِي ۔ بیچ   الْجَنَّةِ ۔ جنت کے   وَ ۔ اور

فَرِيْقٌ ۔ ایک جماعت   فِي ۔ بیچ   السَّعِيْرِ ۔ دوزخ کے   وَ ۔ اور

لَوْ ۔ اگر   شَآءَ ۔ چاہے   اللّٰهُ ۔ اللہ   لَجَعَلَهُمْ ۔ تو بنائے انکو

اُمَّةً ۔ جماعت   وَّاحِدَةً ۔ ایک   وَّ ۔ اور   لٰكِنْ ۔ لیکن

يُّدْخِلُ ۔ داخل کرتا ہے   مَنْ ۔ جسے   يَّشَآءُ ۔ چاہے   فِيْ ۔ بیچ

رَحْمَتِهٖ ۔ اپنی رحمت کے   وَ ۔ اور   الظّٰلِمُوْنَ ۔ ظالم   مَا ۔ نہیں

لَهُمْ ۔ انکے لیے   مِنْ وَّلِيٍّ ۔ کوئی دوست   وَّ ۔ اور   لَا ۔ نہ

نَصِيْرٍ ۔ مددگار   اَمِ ۔ کیا   اتَّخَذُوْا ۔ پکڑے انہوں نے   مِنْ دُوْنِهٖٓ ۔ اسکے سوا

اَوْلِيَآءَ ۔ دوست   فَاللّٰهُ ۔ تو اللہ   هُوَ ۔ وہی   الْوَلِيُّ ۔ دوست ہے

وَ ۔ اور   هُوَ ۔ وہی   يُحْيِ ۔ زندہ کرتا ہے   الْمَوْتٰى ۔ مردوں کو

وَ ۔ اور   هُوَ ۔ وہ   عَلٰى ۔ اوپر   كُلِّ ۔ ہر

شَيْءٍ ۔ شے کے   قَدِيْرٌ ۔ قادر ہے۔

مختصر تفسیر پہلا رکوع سورۃ شوریٰ۔ پ ۲۵

اس سورہ مبارکہ میں پانچ رکوع اور ۵۳ آیتیں ہیں اور یہ مکہ میں نازل ہوئی۔
حٰمٓ ۰ عٓسٓقٓ ۰ حروف مقطعات کے متعلق پہلے بھی بتایا جا چکا ہے کہ اس کے حقیقی معنے کو سوائے اللہ اور اس کے حبیب جناب مصطفیٰ کوئی نہیں جانتا اس لیے کہ یہ رموز ہیں جو بقول شاعر

میان طالب و مطلوب رمز لیست کراماً کاتبیں را ہم خبر نیست

لیکن معنی تاویلی کے اعتبار سے یہ معنی بن سکتے ہیں کہ حاؔ سے حامد مراد ہے اور میمؔ سے محمود۔ عینؔ سے عالم علوم غیبیہ اور سینؔ سے سید عالم۔ اور قافؔ سے قاسم کونین مراد ہیں۔
تفسیر ابن عباس کے مطابق یہ حروف مقطعات ہیں ان کے حقیقی معنی کو تمام مفسرین نے لکھا ہے اَللّٰہُ اَعْلَمُ بِمُرَادِہٖ۔ حقیقت معنی کو اللہ ہی جانتا ہے یا وہ جس پر یہ قرآن کریم نازل ہوا۔ لیکن معنے تاویلی اگر ایسے کیے جائیں جو احادیث اور نصوص کے خلاف نہ ہو تو جائز ہیں چنانچہ ہم تتبع میں ان حروف کے معنی بھی پیش کرتے ہیں وھو ہذا۔
حاؔ سے مراد حامد الٰہی جناب مصطفےٰ ہیں اور میمؔ سے مراد محمود کائنات جناب مصطفیٰ صلے اللہ علیہ وسلم ہیں۔ عینؔ میں جامعیت علم مصطفےٰ ظاہر کی گئی یعنی ہمارے حبیب علم لدنی کے عالم اور علوم غیبیہ کے واقف ہیں۔ سینؔ سے مراد حضور کی سیادت ہے جس سے مراد سید عالم صلے اللہ علیہ وسلم کی ذات لی جاسکتی ہے اور قؔ سے مراد۔ قاسم کونین سید الثقلین ہیں آگے ارشاد ہے۔
کَذٰلِكَ یُوْحِیْٓ اِلَیْكَ وَاِلَی الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِكَ اللّٰہُ الْعَزِیْزُ الْحَکِیْمُ۔ ایسے ہی وحی فرماتا ہے خداوند کریم آپ کی طرف اور ان کی طرف جو پہلے انبیاء گذر چکے جو غالب اور حکمت والا ہے۔
اس میں اس امر کو واضح فرمایا گیا کہ وحی انبیاء کے سوا کسی اور پر نہیں آتی اور اگر آتی ہے تو وہ خفیہ پیغام کے معنی میں ہے جیسے اَوْحٰی رَبُّكَ اِلَی النَّحْلِ۔ اَوْحَیْنَآ اِلٰٓی اُمِّ مُوْسٰی وغیرہ۔
یہ بمعنی القاء والہام خداوندی ہے۔ مگر وہ وحی جو بذریعہ فرشتہ آتی ہے وہ صرف اور صرف انبیاء کرام پر ہی آتی ہے۔ اور جو مدعی وحی کا ہو اور نبی نہ ہو وہ کاذب اور مفتری ہے جیسا کہ قرآن پاک میں فرمایا وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰی عَلَی اللّٰہِ کَذِبًا اَوْ قَالَ اُوْحِیَ اِلَیَّ وَلَمْ یُوْحَ اِلَیْہِ شَیْءٌ۔ اسی لیے یہاں بھی فرمایا کہ کَذٰلِكَ یُوْحِیْٓ اِلَیْكَ الخ ایسے ہی وحی کی آپ اور آپ سے پہلے انبیاء کی جانب آگے ارشاد ہے

لَہٗ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ وَھُوَ الْعَلِیُّ الْعَظِیْمُ۔ اسی کی ملک ہے جو کچھ آسمانوں اور جو کچھ زمین میں ہے اور وہ بلند مرتبہ زبردست ہے۔

اس سے یہ مستفاد ہوا کہ اس ذات ستودہ صفات کے مقابلہ میں کوئی وحی بنا کر اپنی طرف سے نہیں لا سکتا اور اگر لائے گا تو اس کی وحی ایسی ہی بے معنی ہوگی جیسے پنجابی نبی کی وحیاں بے معنی ہیں۔ بہرحال وہ کلام جو وحی کے ذریعہ اللہ کی طرف سے آتا ہے وہ اپنی بلاغت و فصاحت میں اتنا بے مثل ہوتا ہے کہ انسان اس کے مقابلہ سے عاجز رہ جاتا ہے اسی لیے فرمایا گیا۔ قُلْ اِنْ کُنْتُمْ فِیْ رَیْبٍ مِّمَّا نَزَّلْنَا عَلٰی عَبْدِنَا فَاْتُوْا بِسُوْرَۃٍ مِّنْ مِّثْلِہٖ۔ اور ارشاد ہوا قُلْ لَّئِنِ اجْتَمَعَتِ الْاِنْسُ وَالْجِنُّ عَلٰٓی اَنْ یَّاْتُوْا بِمِثْلِ ھٰذَا الْقُرْاٰنِ لَا یَاْتُوْنَ بِمِثْلِہٖ وَلَوْ کَانَ بَعْضُھُمْ لِبَعْضٍ ظَہِیْرًا۔

(پہلی آیت کا ترجمہ) فرمادیجئے اگر ہو تم شک میں اس سے جو ہم نے اپنے بندۂ خاص پر نازل فرمایا تو ایک سورت ہی اس کی مثل بنا لاؤ۔

(دوسری آیت کا ترجمہ) فرمادیجیے اگر جن و انس سب اس امر پر ایکا کر لیں کہ اس قرآن کے مقابلہ میں لے آئیں تو اس کا مثل نہیں لا سکتے اگرچہ ایک دوسرے سے تعاون بھی کریں۔

اسی بنا پر فرمایا گیا وَھُوَ الْعَلِیُّ الْعَظِیْمُ کہ وہ بلندی و عظمت والا ہے آگے ارشاد ہے۔

تَکَادُ السَّمٰوٰتُ یَتَفَطَّرْنَ مِنْ فَوْقِہِنَّ وَالْمَلٰٓئِکَۃُ یُسَبِّحُوْنَ بِحَمْدِ رَبِّہِمْ وَیَسْتَغْفِرُوْنَ لِمَنْ فِی الْاَرْضِ اَلَآ اِنَّ اللّٰہَ ھُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِیْمُ (ایسے مدعیان نبوت کو دیکھ کر) قریب ہوتا ہے کہ ہیبت و جلال الٰہی سے آسمان اپنے اوپر سے شق ہو جائیں۔ اور ملائکہ اپنے رب کی حمد کے ساتھ اس کی تسبیح بیان کرتے ہیں اور مومنین دنیا کے لیے بخشش مانگتے ہیں۔ لِمَنْ فِی الْاَرْضِ میں صرف مومنین دنیا ہی مراد ہیں اور اگر کافر بھی ہوں تو اس طرح کہ ان کے لیے توفیق توبہ کی دعا کریں اور ایمان ملنے کی التجا ورنہ کافر کے لیے دعاء مغفرت جائز نہیں ہے۔

"خبردار رہو کہ بے شک اللہ وہ جو بخشش فرمانے والا رحم فرمانے والا ہے"۔

کافر وہ خواہ مشرک ہو یا ملحد ہو اس کو دنیا میں توفیق توبہ دے کر بخشش فرماتا ہے اور گنہگار سیاہ کار بداعمال ان کے لیے دعاء بخشش جائز ہے آگے ارشاد ہے۔

وَالَّذِیْنَ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِہٖٓ اَوْلِیَآءَ اللّٰہُ حَفِیْظٌ عَلَیْہِمْ وَمَآ اَنْتَ عَلَیْہِمْ بِوَکِیْلٍ۔ اور جنہوں نے اللہ کے سوا اور والی (مالک) بنا رکھے ہیں وہ اللہ کی نگاہ میں ہیں اور آپ اے محبوب ان کے ذمہ دار نہیں یہاں وَلِی۔ والی لغت کے ماتحت ترجمہ والی کا یوں کیا گیا کہ ولی کے معنی قرآن کریم میں بہت سے

ہیں جس کی توضیح ہم اس سے قبل آیت اَللّٰہُ وَلِیُّ الَّذِیْنَ میں کر آئے ہیں۔ اس سے مراد اولیاء کرام سے استعانت اور امداد و توسل کی ممانعت نہیں ہے بلکہ اس میں مشرکین کا بتوں کو اپنا والی و مختار ماننا مراد ہے اور جو فرقہ اس سے توسل اولیاء کی مذمت میں ساعی ہے وہ غلطی پر ہے اس کی تصریح ہم اپنی تفسیر میں کر چکے ہیں آگے ارشاد ہے۔

وَكَذٰلِكَ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ قُرْاٰنًا عَرَبِيًّا لِّتُنْذِرَ اُمَّ الْقُرٰى وَتُنْذِرَ يَوْمَ الْجَمْعِ لَا رَيْبَ فِيْهِ فَرِيْقٌ فِى الْجَنَّةِ وَفَرِيْقٌ فِى السَّعِيْرِ۔ اور ایسے ہی وحی فرمائی ہم نے قرآن عربی کی تاکہ آپ ڈرائیں مکہ والوں اور اس کے گرد بسنے والوں کو اور آپ ڈرائیں اکٹھے ہونے کے دن سے جس میں کوئی شک نہیں ہے۔ ایک جماعت جنت اور ایک جماعت دوزخ میں ہوگی۔

یہاں یوم الجمع سے مراد قیامت ہے اور قرآن کریم میں قیامت کے نام یوم الجمع کے علاوہ اور بھی بیان فرمائے گئے۔ جو اپنے موقع پر ظاہر کیے جائیں گے ایسے ہی سعیر جہنم کا نام ہے اور جہنم کو بھی ایک نام سے ظاہر نہیں فرمایا۔ بلکہ نار۔ سعیر۔ جحیم۔ جہنم۔ حطمہ۔ حاویہ وغیرہ وغیرہ نام دیے گئے ہیں تفصیل وار اپنی جگہ بیان کیے جائیں گے آگے ارشاد ہے۔

وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ لَجَعَلَهُمْ اُمَّةً وَّاحِدَةً وَّلٰكِنْ يُّدْخِلُ مَنْ يَّشَآءُ فِىْ رَحْمَتِهٖ وَالظّٰلِمُوْنَ مَا لَهُمْ مِّنْ وَّلِيٍّ وَّلَا نَصِيْرٍ۔ اور اگر اللہ چاہتا تو سب کو ایک دین پر کر دیتا لیکن جسے وہ چاہے اپنی رحمت میں داخل فرمائے اور مشرکوں کا کوئی والی و مددگار نہیں ہے۔

مشیت الٰہی مخلوق انسانی میں اتنی اثر انداز ہے کہ جسے چاہے دین پر رکھے اور جسے چاہے گمراہ کر دے مَنْ يَّهْدِ اللّٰهُ فَهُوَ الْمُهْتَدِىْ وَمَنْ يُّضْلِلْ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ جسے اللہ ہدایت دے وہ ہدایت پر ہوگا اور جسے گمراہ فرمائے وہ نقصان و خسران میں ہوگا۔ اس سے ثابت ہوا کہ ضلالت و ہدایت قبضۂ قدرت الٰہی میں ہے وہ جسے ہدایت دے اسے کوئی گمراہ نہیں کر سکتا اور وہ جسے گمراہ بنائے اسے کوئی ہدایت نہیں کر سکتا۔

گویا ضلالت و ہدایت منجانب اللہ ہے اور چونکہ ہمارے علم میں نہیں کہ کون ہدایت پر پیدا ہوا اور کون گمراہی پر اس لیے تبلیغ مبلغ لازمی ہوئی اور انبیاء کرام کا تشریف لانا وہ بھی اسی غرض سے ہے کہ عامۃ الناس کے سامنے مشاہدہ ہو جائے کہ معجزات کو دیکھ کر بھی ایمان نہ لانے والا اور دلائل باہر کو نہ ماننے والا کون ہے اور ایک آواز پر لبیک کہنے والا اور ایمان کی روشنی لینے والا کون؟

بہر حال ضلالت و ہدایت منجانب اللہ ہوئی اور تبلیغ مبلغین اس امر کو ظاہر کرنے کے لیے مقرر

کی گئی کہ دیکھنے والے سمجھ لیں کہ کون جبلی کافر ہے اور کون مومن اسی لیے فرمایا کہ اگر ہماری مشیت اسی طرف ہوتی کہ اضداد کے ساتھ کھوٹے کھرے کا امتیاز نہ رکھنے ہوتے سب کو دین پہ پیدا فرما دیں تو اس کے قبضۂ قدرت میں تھا مگر صاف فرما دیا کہ جس کو ہم چاہیں اپنی رحمت میں لیں اور جسے چاہیں عدم کی رحمت میں مبتلا کریں۔

اس لیے کہ اگر جنت ہی جنت ہوتی اور جہنم نہ بنایا جاتا تو قدرِ عافیت کا امتیاز نہ ہوتا۔ فلاسفہ کا اصول ہے کہ تُعْرَفُ الْاَشْیَاءُ بِاَضْدَادِہَا ہر شے کی قدر و قیمت ضد کے تقابل سے ہوتی ہے اسی وجہ سے صحت کی ضد مرض رکھی دن کی ضد رات بنائی۔ آرام کی ضد محنت ہوئی شکم سیری کی ضد بھوک ہوئی۔ پیاس کی ضد سیرابی غرضکہ ہر چیز کے ساتھ اس کی ضد رکھی گئی تاکہ قدر نعمت ذہن نشین ہو سکے اسی لیے مخلوق کا خالق ایک ہے وہی کافر بناتا ہے وہی مومن اس بنانے میں حکمت یہی ہے کہ ضد کے مقابلہ سے مخلوق قدر و قیمت سمجھ سکے۔ بہر حال فرمادیا

وَلٰکِنْ یُّدْخِلُ مَنْ یَّشَآءُ فِیْ رَحْمَتِہٖ وَالظّٰلِمُوْنَ مَا لَہُمْ مِّنْ وَّلِیٍّ وَّلَا نَصِیْرٍ۔ یعنی ہم مختار ایسے ہیں کہ جسے چاہیں اپنی رحمت میں لے کر جنت کا مستحق بنا دیں اور جسے چاہیں جہنم کا کندہ کر دیں۔

اور صفت صناعیت بھی اسی امر کی مقتضی ہے جیسے بلاتشبیہ ترکھان اسی لکڑی سے قیمتی صندوق اور ریل کے ڈبے اور موٹروں کی باڈیاں بناتا ہے اور اسی لکڑی سے چار چار پیسے کے کھلونے تیار کر کے بازار میں لاتا ہے لیکن کسی مصنوع کو حق اعتراض نہیں ہوتا۔ مصنوع ہمیشہ صانع کی صنعت کاری پر ظاہر ہوتا ہے۔ عام اس سے کہ وہ اعلیٰ درجہ کا بنا ہو یا ادنیٰ۔ آپ نے دیکھا ہوگا کہ مٹی کے کھلونے ایک ایک پیسہ کے چار چار بھی بنائے جاتے ہیں اور ایک روپیہ کا ایک بھی تیار ہوتا ہے ظاہر ہے کہ مٹی ایک ہے مگر صنعت صناع کی دستکاری اسے اس کی قدر و قیمت گھٹا بڑھا دیتی ہے ایسے ہی اس صناع مطلق نے خَلَقَہٗ مِنْ تُرَابٍ فرما کر ابو جہل بھی بنایا اور ابولہب بھی اور اسی مٹی کو نکھار کر صدیق اکبر اور فاروق اعظم پیدا کیے۔ اسی مٹی سے غوث قطب۔ ابدال پیدا فرمائے اور اسی مٹی کو اتنا منور کیا کہ انبیاء کرام حتیٰ کہ سید الانبیاء جناب مصطفےٰ پیدا ہوئے۔ اور چشم حق بین نے ان کے متعلق فیصلہ کیا اور کہہ دیا ؎

تو جان پاکی سر بسرتے آب ئے خاک اے نازنین	واللہ زجان ہم پاک تر روحی فداک اے نازنین
پاکاں نہ دیدہ روئے تو جان دادہ اندر کوئے تو	اینک مگر در کوئے تو صد جان پاک اے نازنین

چنانچہ ہم دیکھ رہے ہیں کہ وہی مٹی ہے جو بلجیم کے شیشوں کی شکل میں نظر آتی ہے اور وہی مٹی

ہے جس سے بجلی کے بلب بن کر ظلمت کو نور سے بدل دیتے ہیں اور وہی مٹی ہے جس سے مکان تعمیر ہورہے ہیں اور وہی مٹی ہے جو لاکھوں اور کروڑوں کے پیروں تلے کھندرہی ہے یہ سب اس صناع مطلق کی شیون قدرت ہیں جو دماغ انسانی کے اختراع سے ظاہر ہورہی ہیں۔ پھر اس صناع مطلق کی صنعت کمال تو ایسی بے مثل ہے کہ اس کا مقابلہ مخلوق کے دماغ نہیں کر سکتے اگرچہ اس نے بھی اپنے دماغی اختراع سے مٹی کو ناطق بنا لیا اور ریکارڈ کی شکل میں گراموفون پر بلوا لیا۔ کان سے دہانیں نکال کر جو محض جماد تھیں دوسرے کی آواز کو جذب کر کے ہمیں سنانے کے قابل بنا دیا جیسے ریڈیو۔ وائرلیس۔ ٹیلیفون وغیرہ

بہرحال وَلٰكِنْ يُّدْخِلُ مَنْ يَّشَاۗءُ فِيْ رَحْمَتِهٖ فرما کر اپنی مشیت کاملہ کا عام اظہار فرما دیا۔ اور وَالظّٰلِمُوْنَ کہہ کر مشرکوں کو ظاہر کر دیا اس لیے کہ قرآن کریم میں شرک کے متعلق ارشاد فرمایا کہ اِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيْمٌ تو مشرک سے بڑھ کر ظالم اور کون ہو سکتا ہے۔ اسی لیے مشرکوں کو ظالم فرما کر اپنی حمایت و نصرت سے محروم کر دیا اور فرما دیا۔

مَا لَهُمْ مِّنْ وَّلِيٍّ وَّلَا نَصِيْرٍ یعنی ان کا کوئی والی اور مددگار نہ ہوگا۔

اور طرز بیان میں اشارۃ النص کے ساتھ یہ بھی بتا دیا کہ میدان حشر میں والی و مددگار انہیں کا نہیں ہو سکتا جو ظالم اور مشرک ہیں باقی رہے ہم جیسے سیاہ کار بدکردار ان کے لیے شفاعت مصطفی اور حمایت اولیاء والی و ناصر ہے اور جو اس کا انکار کرنے والے ہیں وہ ظالم اور مشرکین کے ہمنوا ہیں آگے ارشاد ہے۔

اَمِ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِهٖٓ اَوْلِيَاۗءَ ۚ فَاللّٰهُ هُوَ الْوَلِيُّ وَهُوَ يُـحْيِ الْمَوْتٰى ۡ وَهُوَ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ
کیا اللہ کے سوا اور والی ٹھہرا لیے ہیں تو اللہ ہی والی ہے اور وہی مردوں کو جلائے گا اور وہ سب کچھ کر سکتا ہے۔

اس میں مشرکین کا رد ہے کہ انہوں نے اللہ تعالیٰ کے سوا بتوں کو اپنا والی بنایا اور معبود ٹھہرایا تو اس کا جواب دیدیا کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور وہی قادر مطلق ہے۔

بامحاورہ ترجمہ دوسرا رکوع۔ سورۃ شوریٰ پ ۲۵

وَمَا اخْتَلَفْتُمْ فِيْهِ مِنْ شَيْءٍ فَحُكْمُهٗٓ — اور جو اختلاف تم اس دین میں کسی قسم کا بھی کرو

إِلَى اللّٰهِ ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبِّي عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَإِلَيْهِ أُنِيبُ ۝

تو اس کا فیصلہ اللہ کے سپرد ہے یہی اللہ میرا رب ہے میں اسی پہ بھروسہ کرتا ہوں اور اسی کی طرف جھکا ہوا ہوں۔

فَاطِرُ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ جَعَلَ لَكُمْ مِّنْ أَنْفُسِكُمْ أَزْوَاجًا وَّمِنَ الْأَنْعَامِ أَزْوَاجًا يَذْرَؤُكُمْ فِيهِ لَيْسَ كَمِثْلِهِ شَيْءٌ وَهُوَ السَّمِيعُ الْبَصِيرُ ۝

اور وہی آسمانوں اور زمین کا پیدا کرنے والا ہے تمہارے لیے تمہیں میں سے جوڑے بنائے اور نر و مادہ چوپائے اس میں تمہاری نسل پھیلاتا ہے اس کی مثل کوئی شے نہیں ہے اور وہ سنتا دیکھتا ہے۔

لَهُ مَقَالِيدُ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَاءُ وَيَقْدِرُ إِنَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ ۝

اسی کے لیے ہیں کنجیاں آسمانوں اور زمین کی رزق وسیع کرتا ہے جس کے لیے چاہے اور تنگ فرماتا ہے جس پہ چاہے بے شک وہ ہر چیز کا جاننے والا ہے۔

شَرَعَ لَكُمْ مِّنَ الدِّينِ مَا وَصّٰى بِهِ نُوحًا وَّالَّذِي أَوْحَيْنَا إِلَيْكَ وَمَا وَصَّيْنَا بِهِ إِبْرٰهِيمَ وَمُوسٰى وَعِيسٰى أَنْ أَقِيمُوا الدِّينَ وَلَا تَتَفَرَّقُوا فِيهِ كَبُرَ عَلَى الْمُشْرِكِينَ مَا تَدْعُوهُمْ إِلَيْهِ اللّٰهُ يَجْتَبِي إِلَيْهِ مَنْ يَّشَاءُ وَيَهْدِي إِلَيْهِ مَنْ يُّنِيبُ ۝

تمہارے لیے دین کی وہ راہ ڈالی جس کا حکم نوح کو ہوا اور جو وحی فرمائی ہم نے تمہاری طرف اور جس کا حکم کیا ہم نے ابراہیم اور موسیٰ و عیسیٰ کو یہ کہ دین کو ٹھیک رکھو اور تفرقہ اندازی اس میں نہ کرو بھاری ہے یہ مشرکوں پہ جس کی طرف آپ بلا رہے ہیں اللہ چن لیتا ہے دین کی طرف جسے چاہے اور راستہ دیتا ہے جو اس کی طرف جھکے۔

وَمَا تَفَرَّقُوا إِلَّا مِنْ بَعْدِ مَا جَاءَهُمُ الْعِلْمُ بَغْيًا بَيْنَهُمْ وَلَوْلَا كَلِمَةٌ سَبَقَتْ مِنْ رَّبِّكَ إِلٰى أَجَلٍ مُّسَمًّى لَّقُضِيَ بَيْنَهُمْ وَإِنَّ الَّذِينَ أُورِثُوا الْكِتٰبَ مِنْ بَعْدِهِمْ لَفِي شَكٍّ مِّنْهُ

اور نہیں اختلاف کیا مگر بعد اس کے کہ انہیں علم آ چکا تھا آپس کے حسد سے اور اگر تمہارے رب کا حکم نہ ہو چکا ہوتا تو کب کا فیصلہ ہو چکا ہوتا مگر وہ لوگ جن کو وارث کیا کتاب کا بعد ان کے بے شک وہ شک میں دھوکہ کھلانے

مُرِيْبٍ ○

ہوئے ہیں۔

فَلِذٰلِكَ فَادْعُ وَاسْتَقِمْ كَمَآ اُمِرْتَ وَلَا تَتَّبِعْ اَهْوَآءَهُمْ وَقُلْ اٰمَنْتُ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ مِنْ كِتٰبٍ وَّاُمِرْتُ لِاَعْدِلَ بَيْنَكُمْ اَللّٰهُ رَبُّنَا وَرَبُّكُمْ لَنَآ اَعْمَالُنَا وَلَكُمْ اَعْمَالُكُمْ لَا حُجَّةَ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ اَللّٰهُ يَجْمَعُ بَيْنَنَا وَاِلَيْهِ الْمَصِيْرُ ○

تو اسی لیے بلاؤ اور ثابت قدم رہو جیسا تمہیں حکم ہوا ہے اور نہ پیروی کرو ان کی خواہشات کی اور کہہ کہ ایمان لایا میں اس پر جو اللہ نے کتاب سے نازل کیا اور میں حکم کیا گیا ہوں کہ میں عدل کروں تم میں اللہ میرا رب اور تمہارا رب ہے ہمارے لیے ہمارا عمل اور تمہارے لیے تمہارا عمل کوئی جھگڑا نہیں ہم میں تم میں اللہ ہم سب کو جمع کرے گا اور اسی کی طرف لوٹنا ہے۔

وَالَّذِيْنَ يُحَآجُّوْنَ فِى اللّٰهِ مِنْ بَعْدِ مَا اسْتُجِيْبَ لَهٗ حُجَّتُهُمْ دَاحِضَةٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ وَعَلَيْهِمْ غَضَبٌ وَّلَهُمْ عَذَابٌ شَدِيْدٌ ○

اور وہ کہ اللہ کے معاملہ میں جھگڑتے ہیں بعد اس کے کہ قبول کر چکے اس کی دعوت کو ان کی دلیل محض بے اثر ہے ان کے رب کے نزدیک اور ان کے اوپر غضب الٰہی ہے اور ان کے لیے سخت عذاب ہے۔

اَللّٰهُ الَّذِىْٓ اَنْزَلَ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ وَالْمِيْزَانَ وَمَا يُدْرِيْكَ لَعَلَّ السَّاعَةَ قَرِيْبٌ ○ يَسْتَعْجِلُ بِهَا الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِهَا وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مُشْفِقُوْنَ مِنْهَا وَيَعْلَمُوْنَ اَنَّهَا الْحَقُّ اَلَآ اِنَّ الَّذِيْنَ يُمَارُوْنَ فِى السَّاعَةِ لَفِىْ ضَلٰلٍ بَعِيْدٍ ○

اللہ وہ ہے جس نے کتاب نازل کی اور انصاف کی ترازو اور تمہیں کیا معلوم شاید قیامت قریب ہی ہو۔
جلدی کرتے ہیں اس قیامت کی جو ایمان نہیں اس پر اور جو ایمان لائے وہ اس سے ڈرتے ہیں اور جانتے ہیں کہ قیامت حق ہے خبردار رہو وہ جو قیامت کے بارہ میں شک کرتے ہیں وہ دور کی گمراہی میں ہیں۔

اَللّٰهُ لَطِيْفٌۢ بِعِبَادِهٖ يَرْزُقُ مَنْ يَّشَآءُ وَهُوَ الْقَوِىُّ الْعَزِيْزُ ○

اللہ کرم فرماتا ہے اپنے بندوں پر جو چاہے روزی دے اور وہی قوت والا غالب ہے۔

لفظی ترجمہ

وَ۔ اور	مَا۔ جو	اخْتَلَفْتُمْ۔ اختلاف کرو تم	فِيْهِ۔ اس میں
مِنْ شَيْءٍ۔ کچھ بھی	فَحُكْمُهٗ۔ تو اسکا فیصلہ	اِلَى۔ طرف	اللّٰهِ۔ اللہ کے ہے
ذٰلِكُمُ۔ یہ ہے	اللّٰهُ۔ اللہ	رَبِّيْ۔ میرا رب	عَلَيْهِ۔ اسی پر
تَوَكَّلْتُ۔ مینے بھروسہ کیا	وَ۔ اور	اِلَيْهِ۔ اسی کی طرف	اُنِيْبُ۔ میں رجوع کرتا ہوں
فَاطِرُ۔ پیدا کرنے والا	السَّمٰوٰتِ۔ آسمانوں	وَ۔ اور	الْاَرْضِ۔ زمین کا
جَعَلَ لَكُمْ۔ بنایا تم کو	مِّنْ اَنْفُسِكُمْ۔ تمہاری اپنی جانوں سے		اَزْوَاجًا۔ جوڑے
وَ۔ اور	مِنَ الْاَنْعَامِ۔ چارپایوں سے		اَزْوَاجًا۔ جوڑے
يَذْرَؤُ۔ پھیلاتا ہے	كُمْ۔ تم کو	فِيْهِ۔ اس میں	لَيْسَ۔ نہیں ہے
كَمِثْلِهٖ۔ اس کی مثل	شَيْءٌ۔ کوئی چیز	وَ۔ اور	هُوَ۔ وہ ہے
السَّمِيْعُ۔ سننے والا	الْبَصِيْرُ۔ دیکھنے والا	لَهٗ۔ اسی کے پاس ہیں	مَقَالِيْدُ۔ کنجیاں
السَّمٰوٰتِ۔ آسمانوں	وَ۔ اور	الْاَرْضِ۔ زمین کی	يَبْسُطُ۔ پھیلاتا ہے
الرِّزْقَ۔ رزق	لِمَنْ۔ جسکے لیے	يَّشَآءُ۔ چاہے	وَ۔ اور
يَقْدِرُ۔ تنگ کرتا ہے	اِنَّهٗ۔ بیشک وہ	بِكُلِّ۔ ہر	شَيْءٍ۔ چیز کو
عَلِيْمٌ۔ جانتا ہے	شَرَعَ۔ مقرر کیا	لَكُمْ۔ تمہارے	مِّنَ الدِّيْنِ۔ دین
مَا۔ جو	وَصّٰى۔ وصیت کی تھی	بِهٖ۔ اس کی	نُوْحًا۔ نوح کو
وَّ۔ اور	الَّذِيْٓ۔ وہ جو	اَوْحَيْنَآ۔ وحی کی ہم نے	اِلَيْكَ۔ تیری طرف
وَ۔ اور	مَا۔ جو	وَصَّيْنَا۔ وصیت کی ہم نے	بِهٖ۔ اس کی
اِبْرٰهِيْمَ۔ ابراہیم	وَ۔ اور	مُوْسٰى۔ موسیٰ	وَ۔ اور
عِيْسٰٓى۔ عیسیٰ کو	اَنْ۔ یہ کہ	اَقِيْمُوا۔ ٹھیک رکھو	الدِّيْنَ۔ دین
وَ۔ اور	لَا۔ نہ	تَتَفَرَّقُوْا۔ فرقے بناؤ	فِيْهِ۔ اس میں
كَبُرَ۔ بڑی بات ہے	عَلَى۔ اوپر	الْمُشْرِكِيْنَ۔ مشرکوں کے	مَا۔ جو
تَدْعُوْ۔ بلاتے ہو	هُمْ۔ ان کو	اِلَيْهِ۔ طرف اسکی	اَللّٰهُ۔ اللہ

يَجْتَبِيْ - چن لیتا ہے
وَ - اور
يُنِيْبُ - رجوع کرے
اِلَّا - مگر
اَلْعِلْمُ - علم
لَوْ - اگر
مِنْ رَّبِّكَ - تیرے رب سے
لَقُضِيَ - تو فیصلہ ہو جاتا
اَلَّذِيْنَ - وہ جو
لَفِيْ - بیچ
فَلِذٰلِكَ - تو اسی لیے
كَمَا - جیسے
تَتَّبِعْ - پیروی کر
قُلْ - کہہ
اللّٰهُ - اللہ نے
لِاَعْدِلَ - انصاف کروں
وَ - اور
وَ - اور
حُجَّةَ - جھگڑا
اَللّٰهُ - اللہ
اِلَيْهِ - اسی کی طرف
يُحَاجُّوْنَ - جھگڑتے ہیں
مَا - اس کے کہ
دَاحِضَةٌ - کمزور ہے
عَلَيْهِمْ - ان پہ

اِلَيْهِ - اپنی طرف
يَهْدِيْ - ہدایت دیتا ہے
وَ - اور
مِنْ بَعْدِ - بعد
بَغْيًا - حسد کرتے ہوئے
لَا - نہ ہوتی
اِلٰى - طرف
بَيْنَهُمْ - ان میں
اُوْرِثُوا - وارث ہوئے
شَكٍّ - شک کے ہیں
فَادْعُ - بلاؤ
اُمِرْتَ - آپ کو حکم ہوا
اَهْوَآءَ - خواہشوں
اٰمَنْتُ - میں ایمان لایا
مِنْ كِتٰبٍ - کتاب
بَيْنَكُمْ - تم میں
رَبُّكُمْ - تمہارا رب
لَكُمْ - تمہارے لیے
بَيْنَنَا - ہمارے
يَجْمَعُ - جمع کریگا
اَلْمَصِيْرُ - پھرنا ہے
فِيْ - بیچ
اسْتُجِيْبَ - قبول کر چکے
عِنْدَ - نزدیک
غَضَبٌ - غضب ہے

مَنْ - جسے
اِلَيْهِ - اپنی طرف
مَا - نہ
مَا - اسکے کہ
بَيْنَهُمْ - آپس میں
كَلِمَةٌ - بات
اَجَلٍ - مدت
وَ - اور
الْكِتٰبَ - کتاب کے
مِّنْهُ - اس سے
وَ - اور
وَ - اور
هُمْ - انکی کی
بِمَا - اس پر جو
وَ - اور
اَللّٰهُ - اللہ
لَنَا - ہمارے لیے
اَعْمَالُكُمْ - تمہارے عمل
وَ - اور
بَيْنَنَا - ہم سب کو
وَ - اور
اللّٰهِ - اللہ کے
لَهٗ - اس کو
رَبِّهِمْ - انکے رب کے
وَ - اور

يَّشَآءُ - چاہے
مَنْ - اسکو جو
تَفَرَّقُوْا - اختلاف کیا انہوں نے
جَآءَهُمُ - آیا انکے پاس
وَ - اور
سَبَقَتْ - پہلے گذری ہوئی
مُّسَمًّى - مقرر کے
اِنَّ - بیشک
مِنْ بَعْدِهِمْ - انکے بعد
مُرِيْبٍ - دھوکے ہیں
اسْتَقِمْ - ثابت قدم رہو
لَا - نہ
وَ - اور
اَنْزَلَ - اتاری
اُمِرْتُ - مجھے حکم ہے کہ
رَبُّنَا - ہمارا رب ہے
اَعْمَالُنَا - ہمارے عمل
لَا - نہیں
بَيْنَكُمْ - تمہارے درمیان
وَ - اور
الَّذِيْنَ - وہ جو
مِنْ بَعْدِ - بعد
حُجَّتُهُمْ - انکی دلیل
وَ - اور
لَهُمْ - انکے لیے

عَذَابٌ۔ عذاب	شَدِیْدٌ۔ سخت	اَللّٰہُ۔ اللہ	اَلَّذِیْ۔ وہ ہے جس نے
اَنْزَلَ۔ اتاری	اَلْکِتَابَ۔ کتاب	بِالْحَقِّ۔ ساتھ حق کے	وَ۔ اور
اَلْمِیْزَانَ۔ میزان	وَ۔ اور	مَا۔ کیا	یُدْرِیْکَ۔ معلوم تجھ کو کہ
لَعَلَّ۔ شاید	اَلسَّاعَۃَ۔ قیامت	قَرِیْبٌ۔ قریب ہو	یَسْتَعْجِلُ۔ جلدی کرتے ہیں
بِہَا۔ اس کی	اَلَّذِیْنَ۔ وہ جو	لَا۔ نہیں	یُؤْمِنُوْنَ۔ ایمان لاتے
بِہَا۔ اس پر	وَ۔ اور	اَلَّذِیْنَ۔ وہ جو	اٰمَنُوْا۔ ایمان لائے
مُشْفِقُوْنَ۔ ڈرتے ہیں	مِنْہَا۔ اس سے	وَ۔ اور	یَعْلَمُوْنَ۔ جانتے ہیں
اَنَّہَا۔ کہ وہ	اَلْحَقُّ۔ حق ہے	اَلَا۔ خبردار	اِنَّ۔ بیشک
اَلَّذِیْنَ۔ وہ جو	یُمَارُوْنَ۔ جھگڑتے ہیں	فِیْ۔ بیچ	اَلسَّاعَۃِ۔ قیامت کے
لَفِیْ۔ بیچ	ضَلٰلٍ۔ گمراہی	بَعِیْدٍ۔ دور ہیں	اَللّٰہُ۔ اللہ
لَطِیْفٌ۔ مہربان ہے	بِعِبَادِہٖ۔ اپنے بندوں پر	یَرْزُقُ۔ رزق دیتا ہے	مَنْ۔ جس کو
یَشَآءُ۔ چاہے	وَ۔ اور	ھُوَ۔ وہ	اَلْقَوِیُّ۔ طاقتور ہے
اَلْعَزِیْزُ۔ غالب۔			

حلِّ لغاتِ نادرہ

فاطر۔ پیدا کرنے والا۔

یَذْرَؤُکُمْ از ذَرْءٌ جسکے معنی پھیلانے کے آتے ہیں۔

مَقَالِیْدُ جمع ہے مِقْلَدْ کی۔ کسی شے کے باندھنے کو کہتے ہیں پھر اسکو کنجی کے معنی میں استعمال کیا گیا۔

یَجْتَبِیْ اِجْتِبَاء سے ہے چننے کے معنی دیتا ہے۔

یُنِیْبُ از اِنَابَۃٌ جھکنے کے معنی دیتا ہے۔

بَغْیًا بغاوت اور حسد کے معنی دیتا ہے۔

دَاحِضَۃٌ دحض لغت میں پھسلنے کو کہتے ہیں بولا کرتے ہیں اَلْمَطَرُ قَدْ دَحَضَتِ التِّلَاعَ اَیْ مُزْلَقَۃٌ

یُمَارُوْنَ۔ ممارات کہتے ہیں مجادلہ کو لیا گیا ہے عرب کے قول مَرَیْتُ النَّاقَۃَ اور یہ اس موقعہ پر بولا جاتا ہے جب اونٹنی کو دودھ دوہنے کے وقت اس کے تھنوں کو شدت و سختی سے ملا جاتا ہے۔

مختصر تفسیر اردو دوسرا رکوع سورۃ شوریٰ پ ۲۵

وَمَا اخْتَلَفْتُمْ فِيهِ مِن شَيْءٍ فَحُكْمُهُ إِلَى اللَّهِ ذَٰلِكُمُ اللَّهُ رَبِّي عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَإِلَيْهِ أُنِيبُ
تم جس بات میں اختلاف کرتے ہو تو اس کا فیصلہ اللہ کے سپرد ہے یہ ہے اللہ میرا رب اسی پر میں بھروسہ کرتا ہوں اور میں اسی کی طرف جھکتا ہوں۔

اس میں مخاطبہ ہے مومنین کو کہ تمہارے اور مشرکین کے مابین جو کچھ بھی اختلاف ہے اس کا فیصلہ اللہ تعالےٰ ہی کے سپرد ہے اور اسی پر فرمایا گیا حضور کو ذٰلِکُمُ اللّٰہُ رَبِّی کا ارشاد ہوا کہ یہ میرا رب جو اللہ ہے اسی پر میرا بھروسہ ہے اور اسی کی طرف رجوع لاتا ہوں۔ اس سے ظاہر ہو گیا کہ مشرکین کے اختلافات مومنین کے ساتھ جو کچھ بھی ہیں اس کا فیصلہ اللہ تعالےٰ کے حضور ہی ہے۔ رہا تبلیغ مبلغ کی سعی یا آیت سیف کے ذریعہ ان کو اکراہ کے ساتھ اسلام میں لانا ان کے ہوتے ہوئے بھی فیصلہ قطعی اللہ تعالےٰ ہی کے حضور میں ہوگا۔ اسی وجہ میں اکراہ واجبار سے اسلام لانیوالے ریب وشک میں رہ کر منافق کہلائے گئے ارشاد ہے۔

فَاطِرُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ جَعَلَ لَكُم مِّنْ أَنفُسِكُمْ أَزْوَاجًا وَمِنَ الْأَنْعَامِ أَزْوَاجًا يَذْرَؤُكُمْ فِيهِ لَيْسَ كَمِثْلِهِ شَيْءٌ وَهُوَ السَّمِيعُ الْبَصِيرُ۔ آسمانوں اور زمین کا بنانے والا تمہارے لیے تمہیں میں سے جوڑا۔ اور چارپایوں میں سے نر و مادہ تمہاری نسل پھیلاتا ہے اس میں نہیں کوئی اس کی مثل اور وہ سنتا دیکھتا ہے۔

آیت کریمہ میں اپنی قدرت کاملہ کو سب سے بڑی اہم مخلوق کے ساتھ ظاہر فرمایا جو آسمان اور زمین ہے اس کے بعد بتایا کہ تمہاری پیدا وار تمہیں میں سے نر و مادہ بنا کر ہم نے کی اور ایسے چارپایوں میں نر و مادہ بنا کر تمہارے لیے بسنے اور بڑھنے کے ذریعے بنائے۔ اور اس کی مثل مخلوق میں کوئی نہیں۔ حالانکہ وہ سنتا دیکھتا ہے۔ لیکن اس کا سننا دیکھنا ہمارے سننے اور دیکھنے کے مشابہ نہیں ہے۔ ہم سمیع ہیں لیکن آلہ سماعت کے محتاج۔ بصیر ہیں مگر آلۂ بصارت کے بغیر ہم اندھے ہیں۔

اسی بنا پر احیاء العلوم میں امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے صفات الٰہیہ بیان کرتے ہوئے فرمایا۔ سَمِيعٌ لَا بِالْأُذُنِ۔ بَصِيرٌ لَا بِالْأَعْيُنِ۔ اس کی صفت سماعت اور بصارت محتاج آلہ نہیں۔ آلات اس کے پیدا کیے ہوئے ہیں۔ کان اس نے بنایا۔ صماخ اذن بنا کر مطرقۃ الاذن میں دوسرے کی آواز کو پہنچایا

اور انسان کو سمیع بنایا۔ اور اس پہ حدوث و تغیر کا یہ اثر رکھا کہ اگر صماخ اذن ہو جائے تو یہ سمیع نہیں رہتا۔ مطرقۃ الاذن میں سختی آجائے تو بہرا ہے حتی کہ کان کے کسی پرزہ میں کوئی نقص آجائے تو یہ سمیع نہیں رہتا حالانکہ سمیع ہے مگر اس کی قوت سامعہ متغیر الکیفیت اور حادث ہے۔

اسی بنا پر عالم کے لیے مناطقہ نے حکم لگایا کہ اَلْعَالَمُ حَادِثٌ اس کی وجہ بتائی لِاَنَّہٗ مُتَغَیِّرٌ اور صفات الٰہی ازلی ابدی سرمدی غیر متغیر اور غیر حادث ہیں اسی لیے فرمایا لَیْسَ کَمِثْلِہٖ شَیْءٌ۔ اس کی مثل کوئی شے نہیں پھر واو حالیہ سے عطف کر کے وَھُوَ السَّمِیْعُ الْبَصِیْرُ فرمایا۔

یعنی صفت سماعت و بصارت میں ہم سمیع و بصیر ہیں اور تم بھی سمیع و بصیر ہو مگر ہماری صفت قدیم ازلی ہے اور تمہاری صفت حادث و متغیر یہی کیفیت بصارت کی ہے جل وعلا شانہ اگرچہ بصیر ہے مگر اس کی بصارت کسی آلہ کی محتاج نہیں کسی حد کی محتاج نہیں وہ کائنات کو دیکھنے والا ہے اس کے لیے قرب و بعد کی کوئی حقیقت نہیں وہ جیسا قریب سے دیکھتا ہے اتنا ہی وہ بعید سے برخلاف ہمارے کہ ہماری بصارت ایک حد سے شروع ہے اور ایک حد تک ہے اس حد سے ورے ہم آنکھیں ہوتے ہوئے بھی ہم دیکھنے سے قاصر ہیں اور حد سے آگے باوجود صحت بصارت کے ہم دیکھنے سے عاجز ہیں۔

اسی لیے فلاسفہ نے کہا کہ انسان کی بصارت و سماعت غایت قرب میں انتہائے خفا و استتار کی مقتضی ہے اور یہی حال سماعت کا ہے کہ غایت قرب و غایت بعد میں وہ سننے سے روکتی ہے۔

یہی وجہ ہے کہ وجود باری تعالےٰ واجب الوجود ہوتے ہوئے اپنے غایت قرب کی وجہ میں ہماری نظروں سے مخفی ہے اس لیے کہ فرمایا نَحْنُ اَقْرَبُ اِلَیْہِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِیْدِ ہم تمہاری رگ جاں سے بھی زیادہ قریب ہیں تو انسان کی جان بوجہ غایت قرب انسان سے مخفی ہے تو پھر ذات واجب الوجود تعالےٰ شانہ کا قرب درجہ اقرب میں ہے۔ پھر وہ نظر میں کیسے آئے اور اس کا ادراک نظر کیونکر کر سکے۔

بہرحال اپنی دو صفت سماعت و بصارت کو ظاہر فرما کر بتایا کہ سمیع و بصیر ہم بھی ہیں اور تم بھی مگر ہماری سماعت و بصارت لَا بِالْاُذُنِ وَلَا بِالْاَعْیُنِ ہے کسی آلہ کی محتاج نہیں۔ قرب و بعد کی پابند نہیں۔ تو لَیْسَ کَمِثْلِہٖ شَیْءٌ کل موجودات پر حاوی نہ سماعت میں ہمارا مثیل نہ بصارت میں کوئی مثیل یا آنکہ ہم سمیع و بصیر ہیں۔ آگے ارشاد ہے۔

لَہٗ مَقَالِیْدُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ یَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ یَّشَآءُ وَیَقْدِرُ اِنَّہٗ بِکُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمٌ۔ اسی کے لیے ہیں کنجیاں آسمان اور زمین کی فراخ کرتا ہے جس کے لیے چاہے رزق اور محدود فرماتا ہے جس کے لیے چاہے بیشک وہ سب کچھ جانتا ہے

مقالید سماوات وارض اسی کے قبضہ قدرت میں ہیں اور سکّان سماوی وارضی۔ روزی کا فراخ اور محدود کر دینا۔ یہ سب اسی کے قبضۂ اقتدار میں ہے اور وہ ہر شے کا جاننے والا ہے تو اس کی حکمت بالغہ کا مقتضی یہی ہے کہ اس کی مشیت سے اس کے علم کے ماتحت رزق فراخ ہو اور تنگ اس میں کسی کو دخل اندازی کا حق نہیں ہے آگے ارشاد ہے۔

شَرَعَ لَکُمْ مِّنَ الدِّیْنِ مَا وَصّٰی بِہٖ نُوْحًا وَّالَّذِیْ اَوْحَیْنَآ اِلَیْکَ وَمَا وَصَّیْنَا بِہٖ اِبْرٰھِیْمَ وَمُوْسٰی وَعِیْسٰی اَنْ اَقِیْمُوا الدِّیْنَ وَلَا تَتَفَرَّقُوْا فِیْہِ کَبُرَ عَلَی الْمُشْرِکِیْنَ مَا تَدْعُوْھُمْ اِلَیْہِ اَللّٰہُ یَجْتَبِیْٓ اِلَیْہِ مَنْ یَّشَآءُ وَیَھْدِیْٓ اِلَیْہِ مَنْ یُّنِیْبُ۔

تمہارے لیے دین کی وہ راہ ڈالی جس کا حکم اس نے نوح کو دیا اور جو ہم نے تمہاری طرف وحی کی اور جس کا حکم ہم نے ابراہیم۔ موسیٰ اور عیسیٰ کو یہ کہ قائم رکھو تم دین پر اور اس میں اختلاف سے فرقے نہ بناؤ۔ بھاری ہے مشرکین پر جس کی طرف تم انہیں بلاتے ہو اللہ اپنے قرب کے لیے جسے چاہے چن لیتا ہے اور ہدایت دیتا ہے شریعت کی طرف اسے جو جھکے۔

آیت کریمہ میں اس امر کی وضاحت فرمائی گئی ہے کہ حضرت نوح علیہ السلام جو سب سے پہلے نبی گذرے ہیں ان سے لے کر ابراہیم و موسیٰ و عیسیٰ حتیٰ کہ جناب مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء تک احکام شریعت ایک ہی رہے اور اعمالی کیفیتوں میں تبدل و تغیر بہ مقتضائے آیت کریمہ لِکُلٍّ جَعَلْنَا مِنْکُمْ شِرْعَۃً وَّمِنْھَاجًا ہر امت احکام میں ضروریات و خصوصیات سے مختلف ہیں۔ چنانچہ مولائے کائنات سیدنا علی کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں کہ جماعت رحمت اور فرقت عذاب ہے۔ بنا بریں تمام جماعتیں اعتراف توحید اور رسالت میں ایک ہیں۔ اختلاف عمل سے تفرقہ نہیں پڑتا یہی وجہ ہے کہ حنفی شافعی مالکی حنبلی سب ایک ہیں باآنکہ عملی نوعیت میں اختلاف ہے اور جو ان سے علیحدہ ہو کر اختلاف عمل دکھلائے وہ گمراہ ہے۔

اسی بنا پر ارشاد ہوا کہ اللہ جسے چاہے دین کے اتباع میں چن کر ہدایت فرماتا ہے اور جسے چاہے گمراہی کے راستوں پر چھوڑ دیتا ہے چنانچہ جس قدر فرقہ ضالہ ہیں وہ سب اتباع ہدایت سے محروم ہیں اور انابت الی اللہ سے دور۔ آگے ارشاد ہے۔

وَمَا تَفَرَّقُوْٓا اِلَّا مِنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَهُمُ الْعِلْمُ بَغْيًا بَيْنَهُمْ ؕ وَلَوْلَا كَلِمَةٌ سَبَقَتْ مِنْ رَّبِّكَ اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى لَّقُضِيَ بَيْنَهُمْ ؕ وَاِنَّ الَّذِيْنَ اُوْرِثُوا الْكِتٰبَ مِنْۢ بَعْدِهِمْ لَفِيْ شَكٍّ مِّنْهُ مُرِيْبٍ

اور انہوں نے فرقے نہیں بنائے مگر بعد اس کے کہ انہیں علم آچکا تھا اپنے حسد و عناد کی بنا پر اور اگر تیرے رب کی بات گذر نہ چکی ہوتی تو کب کا انہیں فیصلہ کر دیا ہوتا اور بے شک جو ان کے بعد کتاب کے وارث ہوئے وہ اس سے شک اور دھوکہ میں ہیں۔

آیۂ کریمہ میں کتابیوں کی مذمت ہے جنہیں توریت۔ انجیل۔ زبور کے ذریعہ تمام احکام پہنچ چکے تھے مگر انہوں نے حسد و عناد سے اس کی مخالفت کی اور وہ شک اور دھوکے میں پڑ گئے۔

نصاریٰ نے انجیل کو چھوڑ کر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو خدا اور خدا کا بیٹا بنا لیا۔ یہود نے حضرت عزیر کو خدا کا بیٹا کہا۔

غرضکہ یہ آپس کی فرقہ بندیاں حسد و عناد کی وجہ میں ہوئیں اور انہیں دین سے دور کا بھی واسطہ نہ رہا شک اور دھوکہ کے شکار بن گئے اور اگر اللہ تعالےٰ کی طرف سے فیصلہ کے لیے قیامت کا دن مقرر نہ کیا گیا ہوتا تو ان کے فیصلے کبھی کے ہو گئے ہوتے لیکن تعیین یوم قیامت ہو جانے کی بنا پر انہیں یہ ڈھیل دی گئی قیامت تک جیسے چاہیں کریں اس دن ان کے فیصلے ہوں گے اور اس وقت وہ اپنے گذشتہ حالات پر افسوس کریں گے آگے ارشاد ہے۔

فَلِذٰلِكَ فَادْعُ ۚ وَاسْتَقِمْ كَمَآ اُمِرْتَ ۚ وَلَا تَتَّبِعْ اَهْوَآءَهُمْ ۚ وَقُلْ اٰمَنْتُ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ مِنْ كِتٰبٍ ۚ وَاُمِرْتُ لِاَعْدِلَ بَيْنَكُمْ ؕ اَللّٰهُ رَبُّنَا وَرَبُّكُمْ ؕ لَنَآ اَعْمَالُنَا وَلَكُمْ اَعْمَالُكُمْ ؕ لَا حُجَّةَ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ ؕ اَللّٰهُ يَجْمَعُ بَيْنَنَا ۚ وَاِلَيْهِ الْمَصِيْرُ۔

اور اسی لیے بلاؤ اور ثابت قدم رہو جیسا آپ کو حکم دیا گیا اور ان کی خواہشوں پر نہ چلو اور فرما دیجئے کہ میں ایمان لایا اس پر جو کتاب اللہ نے اتاری اور مجھے حکم ہے کہ میں تم میں انصاف کروں اللہ ہمارا اور تمہارا سب کا رب ہے ہمارے لیے ہمارے عمل اور تمہارے لیے تمہارے ہمارا تمہارا کوئی جھگڑا نہیں اللہ ہم سب کو جمع کرے گا اور اسی کی طرف پھرنا ہے۔

حضور سید یوم النشور صلے اللہ علیہ وسلم سے فرمایا گیا کہ ان کفار کے اختلاف اور پراگندگی کی وجہ سے انہیں توحید اور ملت حنیفیہ پر متفق ہونے کی دعوت دو۔ جیسا کہ آپ کو حکم کیا گیا دین اور دین کی دعوت دینے پر مضبوط رہو اور ان کی خواہشات کے پیچھے نہ جاؤ جیسا کہ مشرکین یہ چاہتے تھے کہ ہمارے بتوں کی مذمت حضور چھوڑ دیں تو ہم حضور کے خدا کو برا نہیں کہیں گے تو اس کا جواب

دے دیا گیا۔ یہ ان کی خواہش باطل ہے ہوا منکر ہے اس کی پرواہ نہ کیجئے اور انہیں کہہ دیجئے آمَنْتُ بِمَا اَنْزَلَ اللّٰہُ میں جو کچھ اللہ کا حکم آیا اس پر ایمان لایا کتاب سے اور مجھے حکم کیا گیا ہے کہ میں تم میں انصاف کروں لَنَا اَعْمَالُنَا وَلَكُمْ اَعْمَالُكُمْ لَا حُجَّةَ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ۔ ہم میں تم میں کوئی جھگڑا نہیں۔ اَللّٰہُ يَجْمَعُ بَيْنَنَا وَاِلَيْهِ الْمَصِيْرُ۔ اس پر قاضی آلوسی بغدادی روح المعانی میں فرماتے ہیں۔

فَيَفْصِلُ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ وَلَيْسَ فِي الْاٰيَةِ مَا يَدُلُّ عَلٰى مُتَارَكَةِ الْكُفَّارِ رَأْسًا حَتّٰى تَكُوْنَ مَنْسُوْخَةً بِاٰيَةِ السَّيْفِ وَادَّعَى الْوَجْيَانُ اَنَّ مَا يَظْهَرُ مِنْهَا الْمُوَادَعَةُ الْمَنْسُوْخَةُ تِلْكَ الْاٰيَةِ اس سے کافروں کو چھوڑ دینے کا حکم نہیں بلکہ آیات سیف نے اس کو منسوخ الحکم قرار دیا۔ آیات سیف یہ ہیں يَا اَيُّهَا النَّبِيُّ جَاهِدِ الْكُفَّارَ وَالْمُنَافِقِيْنَ وَاغْلُظْ عَلَيْهِمْ اور وَقَاتِلُوْهُمْ حَتّٰى لَا تَكُوْنَ فِتْنَةٌ وَيَكُوْنَ الدِّيْنُ لِلّٰهِ۔ وَاقْتُلُوْهُمْ حَيْثُ ثَقِفْتُمُوْهُمْ۔ فَاقْتُلُوا الْمُشْرِكِيْنَ كَافَّةً كَمَا يُقَاتِلُوْنَكُمْ كَافَّةً وغیرہ وغیرہ

اس قسم کی آیتیں استحکام دین متین کے بعد نازل ہوئیں اور اس سے پہلے ابتداء دور میں لَكُمْ دِيْنُكُمْ وَلِيَ دِيْنِ اور لَنَا اَعْمَالُنَا وَلَكُمْ اَعْمَالُكُمْ لَا حُجَّةَ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ وغیرہ نازل ہوئی تھیں اسی بنا پر علامہ ہبۃ اللہ بن ابی قاسم نے اپنے رسالہ ناسخ و منسوخ میں ایک واقعہ لکھا کہ

حضرت مولائے کائنات علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے جامع مسجد کوفہ میں ایک شخص کو تقریر کرتے دیکھا کہ وہ آیات منسوخہ پر احکام لگا رہا تھا۔ اور آیت سیف کا ذکر نہیں کرتا تھا۔ تو آپ نے اس کو بلایا اور فرمایا کہ کیا تو ناسخ اور منسوخ نہیں جانتا اس نے اپنی لاعلمی ظاہر کی آپ نے اس کو کان سے پکڑ کر مسجد سے باہر نکال دیا اور فرمایا لَا تَقْصُصْ بَعْدُ فِيْ مَسَاجِدِنَا۔ جب تو ناسخ و منسوخ نہیں سمجھتا تو آج کے بعد ہماری مساجد میں کوئی قصہ کہانی نہ کہنا۔

اس سے معلوم ہوا کہ مقرر اور مبلغ کے فرائض میں یہ بھی ہے کہ جو بیان کرے وہ تحقیق کے درجہ پر بیان کرے نہ کہ موجودہ قصہ گو واعظوں کی طرح اپنا وعظ رنگین کرنے کو سیر و احادیث اور آیات قطعیہ کو مخلوط کر کے بے تحقیق قصہ بنا کر بیان کر دے اس قسم کے واعظ قصہ گو افسانہ سنانے والے اسلام میں نامقبول ہیں۔

حسب موقع ناسخ و منسوخ کی حقیقت بھی واضح کر دینا ضروری معلوم ہو رہا ہے تاکہ تفریح خاطر ناظرین ہو سکے۔ لفظ ناسخ سے یہ شبہ پیدا ہوتا ہے کہ اللہ تعالے کا کلام اپنے ہی کلام کا ناسخ کیسے ہو سکتا ہے۔ اس کی حقیقت یہ ہے کہ ناسخ و منسوخ یہ دونوں لفظ تبدیل حکم کے معنی میں ہیں

یعنی علم الٰہی میں جو حکم جب تک کے لیے ہو اس کے بعد جب علم الٰہی میں وہ حکم بدلنا منظور ہوا تو پہلے حکم کے تبدیل امر کو منسوخ کہا گیا اور جس حکم سے وہ حکم بدلا اسے ناسخ کہا گیا۔ اور یہ حاکم حقیقی کے اختیارات سے ہے کہ جس حکم کو جب تک چاہا نافذ فرمایا جب چاہا بدل کر اسے منسوخ کر دیا اور لَا مُبَدِّلَ لِكَلِمٰتِهٖ اور لَا تَبْدِيْلَ لِكَلِمٰتِ اللّٰهِ کے برخلاف بھی نہیں ہے اس لیے کہ مبدل کلمات الٰہی غیر خدا نہیں ہو سکتا اور خود رب جل وعلا شانہ جب چاہے جیسے چاہے اپنی مشیت کے ماتحت تبدیل احکام فرما سکتا ہے اور اسی کو ناسخ و منسوخ کہا جاتا ہے۔ آگے ارشاد ہے۔

وَالَّذِيْنَ يُحَاۤجُّوْنَ فِى اللّٰهِ مِنْۢ بَعْدِ مَا اسْتُجِيْبَ لَهٗ حُجَّتُهُمْ دَاحِضَةٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ وَعَلَيْهِمْ غَضَبٌ وَّلَهُمْ عَذَابٌ شَدِيْدٌ۔ اور جو اللہ کے معاملہ میں جھگڑتے ہیں بعد اس کے کہ مسلمان اس کی دعوت قبول کر چکے ان کا جھگڑا محض بے ثبات ہے اللہ کے ہاں اور ان کے اوپر غضب الٰہی ہے اور ان کے لیے سخت عذاب ہے۔

ان جھگڑنے والوں سے مراد یہود ہیں جو قرآن کریم اور حضور رؤف و رحیم کی شان میں بکواس کرتے تھے اور کہتے تھے کہ ہمارا دین پرانا ہماری کتاب پرانی اور ہمارے نبی پہلے ہیں اس لیے ہم تم سے بہتر ہیں تو یہ حجتیں ان کی داحض ہیں اور داحض کہتے ہیں پھسلنے والے کو جس کا ماحصل بے ثبات اور بے اصل ہوتا ہے بنابریں فرمایا ان پر اللہ کا غضب ہے اور ان کے لیے سخت عذاب ہے کہ وہ دین الٰہی میں بے معنی اعتراضات اور باطل حجتیں لاتے تھے۔ آگے ارشاد ہے۔

اَللّٰهُ الَّذِىْۤ اَنْزَلَ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ وَالْمِيْزَانَ وَمَا يُدْرِيْكَ لَعَلَّ السَّاعَةَ قَرِيْبٌ۔ اللہ وہ ہے جس نے کتاب اور حق و باطل کی ترازو نازل فرمائی اور تم نے کیا جانا شاید کہ قیامت کا دن قریب ہی ہو۔

یعنی اللہ تعالےٰ نے قرآن کریم کے ساتھ حق و باطل کے امتیاز کی ترازو بھی نازل فرمائی اور جب مشرکین کو قیامت کے حالات حضور نے بیان فرمائے تو انہوں نے استہزاء کہا کہ ایسی قیامت جس کا نقشہ آپ نے کھینچا یہ کب آئے گی چنانچہ دوسری جگہ بھی اس کا تذکرہ ہے۔ يَسْئَلُوْنَكَ عَنِ السَّاعَةِ اَيَّانَ مُرْسٰهَا۔ اے محبوب آپ سے قیامت کے متعلق پوچھتے ہیں کہ یہ کب ہوگی۔ یہاں اس کا جواب دیا وَمَا يُدْرِيْكَ لَعَلَّ السَّاعَةَ قَرِيْبٌ۔ پوچھنے والا کیا جانے شاید کہ قیامت قریب ہی ہو چنانچہ حضور سے جب پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا اَنَا وَالسَّاعَةُ كَهَاتَيْنِ۔ میں اور قیامت اس طرح ہیں۔ جیسے یہ دو انگلیاں یعنی قیامت تمہارے سامنے ہی ہے اس سے خائف رہو چنانچہ اسکے

قائم ہونے کا حال بیان فرماتے ہوئے فرمایا کہ آٹا گوندھنے والی آٹا گوندھ رہی ہوگی۔ مکان کو لیپنے پوتنے والے لیپ رہے ہوں گے کہ زلزلہ قیامت ظہور پذیر ہو جائے گا۔ جیسا کہ ارشاد ہے۔

یَاۤاَیُّھَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّکُمْ اِنَّ زَلْزَلَۃَ السَّاعَۃِ شَیْءٌ عَظِیْمٌ یَوْمَ تَرَوْنَھَا تَذْھَلُ کُلُّ مُرْضِعَۃٍ عَمَّاۤ اَرْضَعَتْ وَتَضَعُ کُلُّ ذَاتِ حَمْلٍ حَمْلَھَا وَتَرَی النَّاسَ سُکٰرٰی وَمَا ھُمْ بِسُکٰرٰی وَلٰکِنَّ عَذَابَ اللّٰہِ شَدِیْدٌ۔ اے لوگو اپنے رب سے ڈرو بیشک زلزلہ قیامت بہت زبردست ہے اس دن آپ دیکھیں گے کہ دودھ پلانے والی مائیں اپنے بچوں کو بھول جائیں اور حاملہ عورتیں اپنے حمل گرا دیں اور آپ دیکھیں گے لوگوں کو نشہ میں حالانکہ وہ نشہ نہ ہوگا وہ اللہ کا عذاب شدید ہوگا۔

بہرحال قیامت کے متعلق متعدد پہلوؤں سے بیان فرمایا گیا لیکن مشرک متمرد منکر انکار ہی کرتے رہے تو اس پر فرمادیا کہ وَمَا یُدْرِیْکَ لَعَلَّ السَّاعَۃَ قَرِیْبٌ تمہیں کیا خبر شاید کہ قیامت قریب ہی ہو۔ آگے ارشاد ہے کہ یہ جو جلدی کرنے والے ہیں وہ بے ایمان ہیں حیث قال۔

یَسْتَعْجِلُ بِھَا الَّذِیْنَ لَا یُؤْمِنُوْنَ بِھَا وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مُشْفِقُوْنَ مِنْھَا وَیَعْلَمُوْنَ اَنَّھَا الْحَقُّ اَلَاۤ اِنَّ الَّذِیْنَ یُمَارُوْنَ فِی السَّاعَۃِ لَفِیْ ضَلٰلٍ بَعِیْدٍ۔ جلدی کرتے ہیں وہ اس قیامت کی جو ایمان بالآخرت کے قائل ہی نہیں اور جو ایمان لاتے ہیں وہ اس سے خائف ہیں اور جانتے ہیں کہ وہ حق ہے خبردار رہو کہ قیامت کے معاملہ میں جو شک کر رہے ہیں وہ دور کی گمراہی میں ہیں۔

آیت کریمہ سے یہ امر واضح ہوا کہ قیامت کی جلدی کرنے والے مسخرے ہیں اور وہ بطور تمسخر جلدی مچاتے ہیں اور یہ ان کی گمراہی ہے برخلاف ایمان والوں کے کہ وہ اس سے خائف اور ترساں ہیں۔ یہ ان کے ایمان کا مقتضی ہے تو منکرین قیامت ضلال بعید میں ہوئے اور معترفین قیامت ایمان دار۔ آگے ارشاد ہے۔

اَللّٰہُ لَطِیْفٌ بِعِبَادِہٖ یَرْزُقُ مَنْ یَّشَآءُ وَھُوَ الْقَوِیُّ الْعَزِیْزُ۔ اللہ لطف فرمانے والا ہے اپنے بندوں پر جسے چاہے روزی دیتا ہے اور وہ قوت والا غالب ہے۔

یعنی اللہ تعالے اپنے بندوں کے ساتھ بے شمار احسانات فرماتا ہے حتی کہ بندے ارتکاب معصیت میں مبتلا رہتے ہیں مگر وہ ان کے رزق میں فراخی اور وسعت ہی دیتا ہے۔ اس میں مومن و کافر دونوں پر لطف عام ہے۔ حدیث میں ہے اللہ تعالے فرماتا ہے کہ میرے بعض مومن بندے ایسے ہیں کہ تونگری ان کی قوت ایمانی کا باعث ہے تو اگر میں ان کو فقیر محتاج کر دوں تو ان کے اعتقادات بدل جائیں اور بعض ایسے بندے ہیں کہ تنگی و محتاجی ان کی قوت ایمانی کا موجب ہے اگر میں انہیں غنی مالدار کر دوں

تو ان کے عقیدے خراب ہو جائیں۔

یہ دونوں چیزیں ہمارے مشاہدہ میں ہیں کہ تنگ دست محتاج و فقیر اتباع احکام میں جھکے ہوئے ہیں اور بہت سے متمول سفید پوش عیش و عشرت میں رہ کر اللہ تعالیٰ کا اتباع کر رہے ہیں حتیٰ کہ جب ان پر تنگی آئی تو حرف شکایت زبان پر لے آئے اور کہہ دیا کہ ہم نے خیرات و صدقات بھی کیے اور اس کے احکام کی پیروی بھی کی لیکن پھر بھی اس نے ہماری پرواہ نہ کی۔ لہٰذا اب ہم اتباع شریعت کو چھوڑ دوسری راہ اختیار کرتے ہیں۔ غرضکہ حدیث کے مضمون میں دونوں کی کیفیت واضح فرمادی گئی۔ اللہ محفوظ رکھے۔

بامحاورہ ترجمہ تیسرا رکوع سورۃ شوریٰ۔ پ۲۵

مَنْ كَانَ يُرِيْدُ حَرْثَ الْاٰخِرَةِ نَزِدْ لَهٗ فِىْ حَرْثِهٖ ۚ وَمَنْ كَانَ يُرِيْدُ حَرْثَ الدُّنْيَا نُؤْتِهٖ مِنْهَا وَمَا لَهٗ فِى الْاٰخِرَةِ مِنْ نَّصِيْبٍ ۝

جو کوئی آخرت کی کھیتی کا طالب ہو ہم اسکی کھیتی میں اس کے لیے برکت دیں گے اور جو کوئی دنیا کی کھیتی کا طالب ہو ہم اسے اس میں سے دیں گے اور آخرت میں اس کے لیے کوئی حصہ نہیں ہے۔

اَمْ لَهُمْ شُرَكٰٓؤُا شَرَعُوْا لَهُمْ مِّنَ الدِّيْنِ مَا لَمْ يَاْذَنْۢ بِهِ اللّٰهُ ۚ وَلَوْلَا كَلِمَةُ الْفَصْلِ لَقُضِىَ بَيْنَهُمْ ۚ وَاِنَّ الظّٰلِمِيْنَ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۝

کیا ان کے لیے وہ شریک ہیں جنہوں نے انکے لیے دین کا راستہ بنا دیا ہے جس کی خداوند کریم نے اجازت نہیں دی اور خدا کا قطعی وعدہ قیامت نہ ہوتا تو ان کے اختلافات کا ضرور فیصلہ کر دیا گیا ہوتا اور بیشک مشرکوں کے لیے دردناک عذاب ہے۔

تَرَى الظّٰلِمِيْنَ مُشْفِقِيْنَ مِمَّا كَسَبُوْا وَهُوَ وَاقِعٌۢ بِهِمْ ۗ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فِىْ رَوْضٰتِ الْجَنّٰتِ ۚ لَهُمْ مَّا يَشَآءُوْنَ عِنْدَ رَبِّهِمْ ۗ ذٰلِكَ هُوَ الْفَضْلُ

اے محبوب آپ مشرکوں کو دیکھیں گے اپنے کیے ہوئے اعمال پر ڈر رہے ہوں گے اور وہ لازمی طور پر ان پر پڑے گا اور وہ جو مومن نیک اعمال والے ہیں جنت کے باغیچوں میں ہوں گے وہاں انکے لیے موجود ہوگا جو وہ چاہیں ان کے رب کے پاس

الْكَبِيْرُ ○

یہی تو خدا وند کریم کا بہت بڑا فضل ہے۔

ذٰلِكَ الَّذِيْ يُبَشِّرُ اللّٰهُ عِبَادَهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ قُلْ لَّآ اَسْئَلُكُمْ عَلَيْهِ اَجْرًا اِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبٰى وَمَنْ يَّقْتَرِفْ حَسَنَةً نَّزِدْ لَهٗ فِيْهَا حُسْنًا اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ شَكُوْرٌ ○

یہ وہ بشارت ہیں جو اللہ اپنے ان بندوں کو دیتا ہے جو ایمان لائے اور نیک عمل کیے۔ آپ فرما دیجئے میں تم سے نہیں مانگتا اس تبلیغ کا کوئی معاوضہ مگر محبت قرابت کی اور جو شخص نیکی کریگا ہم اس کی نیکی کو اور خوبی سے زیادہ کریں گے بیشک اللہ بخشش فرمانے والا قدر کرنے والا ہے۔

اَمْ يَقُوْلُوْنَ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا فَاِنْ يَّشَاِ اللّٰهُ يَخْتِمْ عَلٰى قَلْبِكَ وَيَمْحُ اللّٰهُ الْبَاطِلَ وَيُحِقُّ الْحَقَّ بِكَلِمٰتِهٖ اِنَّهٗ عَلِيْمٌ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ○

کیا کہتے ہیں یہ ہمارے حبیب نے اللہ پر افترا کیا ہے جھوٹا تو اگر اللہ چاہتا مہر کر دیتا تمہارے دل پر اور اللہ اپنے کلام سے باطل کو مٹاتا ہے اور قائم کرتا ہے حق کو بیشک وہ جاننے والا ہے دلوں کی باتوں کو۔

وَهُوَ الَّذِيْ يَقْبَلُ التَّوْبَةَ عَنْ عِبَادِهٖ وَيَعْفُوْا عَنِ السَّيِّاٰتِ وَيَعْلَمُ مَا تَفْعَلُوْنَ ○

وہ وہ ذات ہے جو قبول کرتی ہے توبہ کو اپنے بندوں سے اور درگذر فرماتی ہے گناہوں سے اور وہ جانتی ہے جو کچھ تم کرتے ہو۔

وَيَسْتَجِيْبُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَيَزِيْدُهُمْ مِّنْ فَضْلِهٖ وَالْكٰفِرُوْنَ لَهُمْ عَذَابٌ شَدِيْدٌ ○

اور قبول فرماتا ہے ان لوگوں کی دعا جو ایمان لائے اور نیک عمل کیے اور اپنے فضل سے ان کا ثواب بڑھاتا ہے اور کافروں کے لیے سخت عذاب ہے۔

وَلَوْ بَسَطَ اللّٰهُ الرِّزْقَ لِعِبَادِهٖ لَبَغَوْا فِي الْاَرْضِ وَلٰكِنْ يُّنَزِّلُ بِقَدَرٍ مَّا يَشَآءُ اِنَّهٗ بِعِبَادِهٖ خَبِيْرٌ بَصِيْرٌ ○

اور اگر اللہ وسیع فرمائے رزق کو اپنے بندوں پر تو وہ ضرور ملک میں سرکشی کرنے لگ جائیں مگر بقدر مناسب ہر ایک کی جتنی روزی چاہتا ہے اتارتا ہے۔ بیشک وہ اپنے بندوں کی ضرورتوں سے خبردار اور ان کی حالت کا نگراں ہے۔

وَهُوَ الَّذِيْ يُنَزِّلُ الْغَيْثَ

اور وہ وہ ہے جو بارش نازل فرماتا ہے بعد مایوس

مِنْۢ بَعْدِ مَا قَنَطُوْا وَيَنْشُرُ رَحْمَتَهٗ ۭ وَهُوَ الْوَلِيُّ الْحَمِيْدُ ۝ وَمِنْ اٰيٰتِهٖ خَلْقُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَثَّ فِيْهِمَا مِنْ دَاۗبَّةٍ ۭ وَهُوَ عَلٰي جَمْعِهِمْ اِذَا يَشَاۗءُ قَدِيْرٌ ۝

ہو جانے کے اور پھیلاتا ہے اپنی رحمت اور وہی سب کا کارساز سزاوار حمد وثنا ہے۔
اور اس کی قدرت کی نشانیوں سے آسمان و زمین کی پیدائش ہے اور جو پھیلائے ہیں آسمان و زمین میں (جاندار) اور وہ ان کے جمع کرنے پر جب چاہے قادر ہے۔

لفظی ترجمہ

مَنْ۔جو	كَانَ۔ہے	يُرِيْدُ۔چاہتا	حَرْثَ۔کھیتی
اَلْاٰخِرَةِ۔آخرت کی	نَزِدْ۔زیادہ کرینگے ہم	لَهٗ۔اسکے لیے	فِيْ۔بیچ
حَرْثِهٖ۔اسکی کھیتی کے	وَ۔اور	مَنْ۔جو	كَانَ۔ہے
يُرِيْدُ۔چاہتا	حَرْثَ۔کھیتی	الدُّنْيَا۔دنیا کی	نُؤْتِهٖ۔ہم دینگے اس کو
مِنْهَا۔اس سے	وَ۔اور	مَا۔نہیں	لَهٗ۔اس کے لیے
فِيْ۔بیچ	اَلْاٰخِرَةِ۔آخرت کے	مِنْ نَّصِيْبٍ۔کوئی حصہ	اَمْ۔کیا ہیں
لَهُمْ۔ان کے	شُرَكٰٓؤُا۔شریک	شَرَعُوْا۔کہ بنایا انھوں نے	لَهُمْ۔انکے لیے
مِنَ الدِّيْنِ۔دین	مَا۔جو	لَمْ۔نہیں	يَاْذَنْۢ۔حکم دیا
بِهٖ۔اس کا	اللّٰهُ۔اللہ نے	وَ۔اور	لَوْ۔اگر
لَا۔نہ ہوتا	كَلِمَةُ۔کلمہ	الْفَصْلِ۔فیصلے کا	لَقُضِيَ۔تو فیصلہ ہوتا
بَيْنَهُمْ۔انکے درمیان	وَ۔اور	اِنَّ۔بیشک	الظّٰلِمِيْنَ۔ظالم
لَهُمْ۔ان کے لیے	عَذَابٌ۔عذاب ہے	اَلِيْمٌ۔دردناک	تَرَى۔دیکھے گا تو
الظّٰلِمِيْنَ۔ظالموں کو	مُشْفِقِيْنَ۔ڈرتے	مِمَّا۔اس سے جو	كَسَبُوْا۔کیا انھوں نے
وَ۔اور	هُوَ۔وہ	وَاقِعٌ۔واقع ہونیوالا ہے	بِهِمْ۔ان پر
وَ۔اور	الَّذِيْنَ۔وہ جو	اٰمَنُوْا۔ایمان لائے	وَ۔اور
عَمِلُوا۔عمل کیے	الصّٰلِحٰتِ۔اچھے	فِيْ۔بیچ	رَوْضٰتِ۔باغیچوں

الْجَنّٰتِ۔ جنت میں ہونگے　لَهُمْ۔ ان کے لیے ہے　مَا۔ جو　يَشَآءُوْنَ۔ وہ چاہیں

عِنْدَ۔ نزدیک　رَبِّهِمْ۔ انکے رب کے　ذٰلِكَ۔ یہ　هُوَ۔ وہ ہے

الْفَضْلُ۔ فضل　الْكَبِيْرُ۔ بڑا　ذٰلِكَ۔ یہ　الَّذِيْ۔ وہ ہے جسکی

يُبَشِّرُ۔ خوشخبری دیتا ہے　اللّٰهُ۔ اللہ　عِبَادَهُ۔ اپنے بندوں کو　الَّذِيْنَ۔ جو

اٰمَنُوْا۔ ایمان لائے　وَ۔ اور　عَمِلُوا۔ عمل کیے　الصّٰلِحٰتِ۔ اچھے

قُلْ۔ کہہ　لَآ۔ نہیں　اَسْئَلُكُمْ۔ مانگتا ہیں تم سے　عَلَيْهِ۔ اس پر

اَجْرًا۔ مزدوری　اِلَّا۔ مگر　الْمَوَدَّةَ۔ محبت　فِي۔ بیچ

الْقُرْبٰى۔ قرابت کے　وَ۔ اور　مَنْ۔ جو　يَّقْتَرِفْ۔ کمائے

حَسَنَةً۔ نیکی　نَّزِدْ۔ زیادہ کرینگے ہم　لَهٗ۔ اس کے لیے　فِيْهَا۔ اس میں

حُسْنًا۔ نیکی　اِنَّ۔ بیشک　اللّٰهَ۔ اللہ　غَفُوْرٌ۔ بخشنے والا

شَكُوْرٌ۔ قدر دان ہے　اَمْ۔ کیا　يَقُوْلُوْنَ۔ کہتے ہیں　افْتَرٰى۔ بنالیا ہے

عَلَى۔ اوپر　اللّٰهِ۔ اللہ کے　كَذِبًا۔ جھوٹ　فَاِنْ۔ تو اگر

يَّشَاِ۔ چاہتا　اللّٰهُ۔ اللہ تو　يَخْتِمْ۔ مہر کرتا　عَلٰى۔ اوپر

قَلْبِكَ۔ تیرے دل کے　وَ۔ اور　يَمْحُ۔ مٹاتا ہے　اللّٰهُ۔ اللہ

الْبَاطِلَ۔ باطل کو　وَ۔ اور　يُحِقُّ۔ حق کرتا ہے　الْحَقَّ۔ حق کو

بِكَلِمٰتِهٖ۔ اپنے حکم سے　اِنَّهٗ۔ بیشک وہ　عَلِيْمٌ۔ جانتا ہے　بِذَاتِ الصُّدُوْرِ۔ سینے

کی باتیں　وَ۔ اور　هُوَ۔ وہ　الَّذِيْ۔ وہ ہے

يَقْبَلُ۔ جو قبول کرتا ہے　التَّوْبَةَ۔ توبہ　عَنْ عِبَادِ۔ بندوں　عبادہٖ۔ اپنے سے

وَ۔ اور　يَعْفُوْا۔ معاف کرتا ہے　عَنِ السَّيِّاٰتِ۔ برائیاں　وَ۔ اور

يَعْلَمُ۔ جانتا ہے　مَا۔ جو　تَفْعَلُوْنَ۔ تم کرتے ہو　وَ۔ اور

يَسْتَجِيْبُ۔ قبول کرتے ہیں　الَّذِيْنَ۔ وہ جو　اٰمَنُوْا۔ ایمان لائے　وَ۔ اور

عَمِلُوا۔ عمل کیے　الصّٰلِحٰتِ۔ اچھے　وَ۔ اور　يَزِيْدُ۔ زیادہ دیگا

هُمْ۔ ان کو　مِّنْ فَضْلِهٖ۔ اپنے فضل سے　وَ۔ اور　الْكٰفِرُوْنَ۔ کافر

لَهُمْ۔ انکے لیے　عَذَابٌ۔ عذاب ہے　شَدِيْدٌ۔ سخت　وَ۔ اور

لَوْ۔ اگر　بَسَطَ۔ فراخ کرے　اللّٰهُ۔ اللہ　الرِّزْقَ۔ رزق

لِعِبَادِہٖ۔ واسطے بندوں	ہٖ۔ اپنے کے	یَبْغَوْا۔ تو سرکشی کرتے	فِی۔ بیچ
اَلْاَرْضِ۔ زمین کے	وَ۔ اور	لٰکِنْ۔ لیکن	یُنَزِّلُ۔ اتارتا ہے
بِقَدَرٍ۔ اندازے سے	مَّا۔ جو	یَشَآءُ۔ چاہے	اِنَّہٗ۔ بیشک وہ
بِعِبَادِہٖ۔ بندوں	ہٖ۔ اپنے کو	خَبِیْرٌ۔ خبردار ہے	بَصِیْرٌ۔ دیکھنے والا
وَ۔ اور	ھُوَ۔ وہ	الَّذِیْ۔ وہ ہے جو	یُنَزِّلُ۔ اتارتا ہے
الْغَیْثَ۔ بارش	مِنْ بَعْدِ۔ بعد	مَا۔ اس کے جو	قَنَطُوْا۔ مایوس ہوئے
وَ۔ اور	یَنْشُرُ۔ پھیلاتا ہے	رَحْمَتَہٗ۔ اپنی رحمت	وَ۔ اور
ھُوَ۔ وہ	الْوَلِیُّ۔ کارساز	الْحَمِیْدُ۔ تعریف کیا گیا	وَ۔ اور
مِنْ اٰیٰتِہٖ۔ اسکی نشانیوں میں سے ہے		خَلْقُ۔ پیدائش	السَّمٰوٰتِ۔ آسمانوں
وَ۔ اور	الْاَرْضِ۔ زمین کی	وَ۔ اور	مَا۔ جو
بَثَّ۔ پھیلائے	فِیْھِمَا۔ ان میں	مِنْ دَآبَّۃٍ۔ جانور	وَ۔ اور
ھُوَ۔ وہ	عَلٰی۔ اوپر	جَمْعِھِمْ۔ انکے جمع کرنیکے	اِذَا۔ جب
یَشَآءُ۔ چاہے	قَدِیْرٌ۔ قادر ہے		

حلّ لغاتِ نادرہ

یَقْتَرِفْ۔ از اقتراف بمعنی اکتساب کسب کرنے کو کہتے ہیں
یُنَزِّلُ الْغَیْثَ۔ غیث اور غوث دونوں کے اصلی معنی فریاد کو پہنچنے کے ہیں۔ یہاں غیث سے مراد مینہ ہے کیونکہ وہ بھی قحط سے لوگوں کی فریاد رسی کرتا ہے۔
قَنَطُوْا۔ از قنوط۔ مایوسی اور ناامیدی کے معنی دیتا ہے جیسے فرمایا گیا
بَثَّ۔ پھیلانے کے معنی دیتا ہے۔
دَآبَّۃٍ۔ دبیب سے ہے جس کے معنی جاندار کے ہیں۔ جیسے دَبِیْبُ النَّمْلَۃِ۔

مختصر تفسیر اردو رکوع سوم سورۃ شوریٰ۔ پ ۲۵

مَنۡ كَانَ يُرِيۡدُ حَرۡثَ الۡاٰخِرَةِ نَزِدۡ لَهٗ فِىۡ حَرۡثِهٖ‌ۚ وَمَنۡ كَانَ يُرِيۡدُ حَرۡثَ الدُّنۡيَا نُؤۡتِهٖ مِنۡهَا وَمَا لَهٗ فِى الۡاٰخِرَةِ مِنۡ نَّصِيۡبٍ ۝ جو آخرت کی کھیتی چاہے ہم اس کے لیے اس کی کھیتی بڑھائیں اور جو دنیا کی کھیتی چاہے دیتے ہیں ہم اسے اس میں سے اس کے لیے آخرت میں کچھ حصہ نہیں ہے حرث عربی میں کھیتی کو کہتے ہیں یہ استعارہ ہے اعمال سے اگر اس کو مضاف کیا جائے آخرت سے تو اعمال صالح اور اگر مضاف دنیا سے کیا جائے تو اعمال طالح مراد ہیں گویا طالب آخرت محمود ہے اور طالب دنیا مردود اسی بنا پر فرمایا کہ طالب دنیا کو ملنا ضرور ہے مگر آخرت سے وہ ہمیشہ محروم رہتا ہے اور طالب آخرت مقبول ہے اس کو نعمت دنیا بھی ملتی ہے اور نعمت عقبیٰ بھی چنانچہ دوسری جگہ فرمایا وَمِنۡهُمۡ مَّنۡ يَّقُوۡلُ رَبَّنَاۤ اٰتِنَا فِى الدُّنۡيَا حَسَنَةً وَّفِى الۡاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ اُولٰٓئِكَ لَهُمۡ نَصِيۡبٌ مِّمَّا كَسَبُوۡا الخ

اور طالب دنیا کے لیے کہا وَمِنۡهُمۡ مَّنۡ يَّقُوۡلُ رَبَّنَاۤ اٰتِنَا فِى الدُّنۡيَا وَمَا لَهٗ فِى الۡاٰخِرَةِ مِنۡ خَلَاقٍ۔ تو خلاصہ یہ نکلا کہ طالب دنیا آخرت کی نعمتوں سے محروم اور طالب عقبیٰ دنیا و آخرت دونوں سے متمتع ہوتا ہے۔ آگے ارشاد ہے۔

اَمۡ لَهُمۡ شُرَكٰٓؤُا شَرَعُوۡا لَهُمۡ مِّنَ الدِّيۡنِ مَا لَمۡ يَاۡذَنۡۢ بِهِ اللّٰهُ‌ؕ وَلَوۡلَا كَلِمَةُ الۡفَصۡلِ لَقُضِىَ بَيۡنَهُمۡ‌ؕ وَاِنَّ الظّٰلِمِيۡنَ لَهُمۡ عَذَابٌ اَلِيۡمٌ۔ کیا ان کے لیے وہ شریک ہیں جنہوں نے ان کے لیے وہ دین نکال دیا ہے جس کی اجازت اللہ نے نہیں دی اور اگر ایک فیصلہ کا وعدہ نہ ہوتا تو یہیں ان کا فیصلہ کر دیا جاتا اور بیشک ظالموں کے لیے دردناک عذاب ہے۔

ظالموں سے مراد یہاں مشرک ہیں۔ جزا کیلئے اگر روز قیامت نہ متعین فرما دیا گیا ہوتا تو دنیا ہی میں وہ گرفتار عذاب ہو جاتے۔ مگر چونکہ سب کا فیصلہ قیامت کے دن پر رکھا گیا اس لیے دنیا میں انہیں مہلت دی گئی اور اعلان فرما دیا گیا کہ مشرکوں کافروں مرتدوں کے لیئے قیامت کے دن دردناک عذاب ہے آگے ارشاد ہے۔

تَرَى الظّٰلِمِيۡنَ مُشۡفِقِيۡنَ مِمَّا كَسَبُوۡا وَهُوَ وَاقِعٌۢ بِهِمۡ‌ؕ وَالَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فِىۡ رَوۡضٰتِ الۡجَنّٰتِ‌ۚ لَهُمۡ مَّا يَشَآءُوۡنَ عِنۡدَ رَبِّهِمۡ‌ؕ ذٰلِكَ هُوَ الۡفَضۡلُ الۡكَبِيۡرُ۔ تم مشرکوں

کو دیکھو گے کہ وہ اپنی کرنیوں کی بدولت سہمے ہوئے ہوں گے اور اس کا عذاب ان پر پڑ کر رہیگا اور بیشک وہ لوگ جو ایمان لائے اور نیک کام کیے وہ جنت کے باغیچوں میں ہوں گے ان کے لیے ان کے رب کے جو وہ چاہیں وہ ہوگا موجود یہی اللہ کا بہت بڑا افضل ہے۔

یہاں دو جماعتوں کا تذکرہ فرمایا گیا۔

(۱) پہلے مشرکوں کا ذکر فرمایا اور اپنے حبیب لبیب کو ارشاد ہوا کہ ان کا انجام بھی آپ دیکھیں گے جس سے ظاہر یا ہر ہے کہ حضور جہاں اہل جنت کے مکانات ملاحظہ فرمائیں گے وہاں جہنمیوں کے حالات بھی آپ پر منکشف ہوں گے اسی وجہ میں اہل سنت کا عقیدہ ہے کہ اللہ تعالے نے حضور پر مَاعَبَرَ وَمَاغَبَرَ منکشف فرمایا دنیا میں ملک کے حالات حضور مثل کف دست ملاحظہ فرما رہے ہیں جیسا کہ حدیث میں آیا اِنَّ اللّٰہَ قَدْ رَفَعَ لِیَ الدُّنْیَا فَاَنَا اَنْظُرُ اِلَیْھَا وَاِلٰی مَا ھُوَ کَائِنٌ فِیْھَا اِلٰی یَوْمِ الْقِیٰمَۃِ کَاَنَّمَا اَنْظُرُ اِلٰی کَفِّیْ ھٰذِہٖ۔ بیشک اللہ نے میرے لیے دنیا اٹھا کر رکھی تو میں دیکھ رہا ہوں اور دیکھتا رہوں گا قیامت تک اسے اور جو کچھ اس میں ہوگا یا ہو رہا ہے جیسے میں دیکھتا ہوں اپنی اس ہتھیلی کو۔

اس سے یہ امر بھی واضح ہو گیا کہ سید یوم النشور ہمارے حضور بہ حیات جسمانی جس طرح سب کچھ ملاحظہ فرما رہے تھے بعد وفات بھی قیام قیامت تک سب ملاحظہ فرمائیں گے اور آیت کریمہ نے حشر کے نقشہ کو حضور پر منکشف کرنے کا اس طرح بیان فرمایا کہ تَرَی الظّٰلِمِیْنَ مُشْفِقِیْنَ مِمَّا کَسَبُوْا۔ آپ ملاحظہ فرمائیں گے مشرکوں کو کہ وہ اپنی کرنیوں پر خائف ہوں گے۔

اور جہاں مشرکوں کو خوفزدہ دکھایا وہ بموجب اسلوب بیان قرآنی مومنین کا بھی تذکرہ کر دیا۔ فرمایا وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوا الخ تو حضور جہنمیوں کو جہنم میں اور مومنین کو جنت میں ملاحظہ فرمائینگے اور ان کو بشارت دی گئی کہ جو وہ چاہیں گے ان کو ملے گا ذٰلِکَ ھُوَ الْفَضْلُ الْکَبِیْرُ یہ اللہ کا بہت بڑا افضل ہے آگے ارشاد ہے۔

ذٰلِکَ الَّذِیْ یُبَشِّرُ اللّٰہُ عِبَادَہُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ قُلْ لَّآ اَسْئَلُکُمْ عَلَیْہِ اَجْرًا اِلَّا الْمَوَدَّۃَ فِی الْقُرْبٰی وَمَنْ یَّقْتَرِفْ حَسَنَۃً نَّزِدْ لَہٗ فِیْھَا حُسْنًا اِنَّ اللّٰہَ غَفُوْرٌ شَکُوْرٌ۔ یہ ہے وہ جس کی خوشخبری دیتا ہے اللہ اپنے ان بندوں کو جو ایمان لائے اور نیک عمل کیے اس سے یہ امر بھی واضح ہو گیا کہ اولیاء کرام جو آمنوا و عملوا الصالحات کے پورے مصداق ہیں انکو یہ بشارت بھی مل گئی کہ وہ جنت کے باغیچوں میں رہ کر جو چاہیں وہ حاصل کر سکتے ہیں اس لیے کہ لھم

مَا یَشَآءُوْنَ میں مَا موصولہ بلا قید مکان و زمان عموم کا فائدہ دیتا ہے اس سبب یہ وہم بھی زائل ہو جاتا ہے جو جاہل بے دین کہتے ہیں کہ مرنے کے بعد کچھ نہیں کر سکتے۔ حالانکہ قرآن کریم روضات جنات میں داخل ہونے کے بعد بھی لَھُمْ مَا یَشَآءُوْنَ فرما رہا ہے یعنی نعمت ہائے جنت اور مقاصد دنیا جو وہ چاہیں ان کے لیے انکے رب کی طرف سے عطا ہوگا۔

آگے ارشاد ہے جس میں اپنے حبیب لبیب جناب مصطفی علیہ التحیۃ والثناء کے اقرباء اور آل پاک کی فضیلت ظاہر کی گئی اور بتایا کہ ہماری خدمت دینی اور تمہارے ایمان کی ترقیوں کے ذرائع جو ہم نے دیے اس کا معاوضہ ہم صرف مودت فی الاقربا رکھتے ہیں۔

چنانچہ حضرت مخدوم تارک السلطنت جہانگیر اشرف سمنانی رحمۃ اللہ علیہ نے اس مبحث پر ایک رسالہ تالیف فرمایا جس کا نام مودۃ ذوالقربی رکھا۔ اس میں بتایا کہ اہل بیت اطہار اور اقرباء سرکار کا احترام ہر مومن پر لازمی ہے اور جو آل اطہار کی عظمت نہیں رکھتا اس کا ایمان ضعیف ہے اور وہ حضور سید یوم النشور صلے اللہ علیہ وسلم کی ہر قسم کی رحمت سے محروم ہے حتی کہ شفاعت سے بھی اس کو حصہ ملنا دشوار ہے اسی لیے فرمایا گیا لَا اَسْئَلُکُمْ عَلَیْہِ اَجْرًا اِلَّا الْمَوَدَّۃَ فِی الْقُرْبٰی

جمل و خازن میں ہے کہ اہل قرابت سے مراد کون کون ہیں اس میں کئی اقوال ہیں۔

ایک قول یہ ہے کہ اہل قرابت سے حضرت علی حضرت فاطمہ وحسنین کریمین مراد ہیں۔

ایک قول یہ ہے کہ آل علی و آل عقیل و آل جعفر و آل عباس مراد ہیں۔

ایک قول یہ ہے کہ حضور کے وہ اقارب مراد ہیں جن پر صدقہ حرام ہے۔ اور وہ مخلصین بنی ہاشم و بنی مطلب ہیں۔

حضور کی ازواج مطہرات اہل بیت میں داخل ہیں۔

آیت کریمہ کا شان نزول یہ ہے جو سید المفسرین حضرت عبداللہ بن عباس سے مروی ہے کہ جب نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم مدینہ طیبہ میں رونق افروز ہوئے اور انصار نے دیکھا کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے ذمہ مصارف بہت ہیں اور مال کچھ بھی نہیں تو انھوں نے آپس میں مشورہ کیا اور حضور کے حقوق و احسانات یاد کر کے حضور کی خدمت میں پیش کرنے کے لیے بہت سا مال جمع کیا اور اس کو لے کر خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ حضور کی بدولت ہمیں ہدایت ہوئی۔ ہم نے گمراہی سے نجات پائی۔ ہم دیکھتے ہیں کہ حضور کے مصارف بہت زیادہ ہیں اس لیے ہم یہ مال خدام آستانہ کی خدمت میں نذر کے لیے لائے ہیں قبول فرما کر ہماری عزت افزائی کی جائے اس پر یہ آیت کریمہ

نازل ہوئی اور حضور سے وہ اموال واپس فرمائے۔
اور یہ آیت کریمہ بھی نازل ہوئی کہ اے محبوب فرما دو کہ تبلیغ دینی میں میں تم سے کوئی معاوضہ مالی نہیں مانگتا مگر تم پر قرابت کی محبت لازم ہے کیونکہ مسلمانوں کے درمیان مودت و محبت واجب ہے جیسا کہ اللہ تعالے نے فرمایا اَلْمُؤْمِنُوْنَ وَالْمُؤْمِنَاتُ بَعْضُهُمْ اَوْلِيَاءُ بَعْضٍ اور حدیث شریف میں ہے اَلْمُؤْمِنُ لِلْمُؤْمِنِ كَالْبُنْيَانِ يَشُدُّ بَعْضُهَا بَعْضًا کہ مومن مثل ایک عمارت کے ہے جس کا ہر ایک حصہ دوسرے حصہ کو قوت اور مدد پہنچاتا ہے۔
جب مسلمانوں میں باہم ایک دوسرے کے ساتھ محبت واجب ہوئی تو سید عالمین صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کس قدر محبت فرض ہو گی؟ خلاصہ یہ نکلا کہ حضور نے فرمایا کہ میں ہدایت و ارشاد پر کچھ اجرت نہیں چاہتا لیکن قرابت کے حقوق تو تم پر واجب ہیں ان کا لحاظ کرو اور میرے قرابت والے تمہارے بھی قرابتی ہیں انہیں ایذا نہ دو۔
حضرت سعید بن جبیر سے مروی ہے کہ قرابت والوں سے مراد حضور سید عالم صلے اللہ علیہ وسلم کی آل پاک ہے (بخاری شریف) آگے ارشاد ہے: وَمَنْ يَّقْتَرِفْ الخ اور جو نیکیاں جمع کرے ہم اس کے لیے اس میں اور خوبی بڑھائیں گے بیشک اللہ بخشنے والا قدر فرمانے والا ہے۔ یہاں نیکیوں سے مراد رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کے آل پاک کی محبت یا تمام امور خیر ہیں۔ چنانچہ قرآن پاک میں دوسری جگہ ارشاد ہے مَنْ جَاءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهٗ عَشْرُ اَمْثَالِهَا جو ایک نیکی کرے تو اس کے لیے دس نیکیاں ہیں۔
آگے ارشاد ہے۔
اَمْ يَقُوْلُوْنَ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا فَاِنْ يَّشَاِ اللّٰهُ يَخْتِمْ عَلٰى قَلْبِكَ وَيَمْحُ اللّٰهُ الْبَاطِلَ وَيُحِقُّ الْحَقَّ بِكَلِمٰتِهٖ اِنَّهٗ عَلِيْمٌ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ۔ کیا یہ کہتے ہیں کہ انہوں نے اللہ پر جھوٹا افترا باندھا ہے اور اگر اللہ چاہے تو تمہارے دل پر اپنی رحمت و حفاظت کی مہر فرما دے اور مٹاتا ہے باطل کو اور حق کو ثابت فرماتا ہے اپنی باتوں سے بیشک وہ دلوں کی بات جانتا ہے۔
قلب پاک میں احساس مخالفین کی مخالفت اور موافقین کی موافقت کا ضرور تھا تو جب مشرکین نے حضور پر افترا و بہتان باندھا تو حضور کو اس کا قلق ہوا۔ تو جناب کی طرف سے ارشاد ہوا کہ محبوب اگر ہم چاہیں تو آپ کے قلب اطہر پر ایسی رحمت کی مہر لگا دیں کہ مخالفین کی مخالفت کا احساس ہی نہ ہو مگر یہ ہماری حکمت ہے کہ ہم نے آپ کو قلب حساس عطا فرمایا ہے اور آپ سے باطل کو ہم مٹا دیا اور حق کو ہم نے ثابت و قائم کر دیا اپنی باتوں سے اور بیشک وہ دلوں کی باتوں کو جانتے

والا ہے۔ آگے ارشاد ہے

وَهُوَ الَّذِي يَقْبَلُ التَّوْبَةَ عَنْ عِبَادِهِ وَيَعْفُوا عَنِ السَّيِّئَاتِ وَيَعْلَمُ مَا تَفْعَلُونَ وَيَسْتَجِيبُ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ وَيَزِيدُهُمْ مِنْ فَضْلِهِ وَالْكَافِرُونَ لَهُمْ عَذَابٌ شَدِيدٌ

اور وہ ہے جو قبول فرماتا ہے توبہ کو اپنے بندوں سے اور گناہوں کو معاف فرماتا ہے اور جانتا ہے جو کچھ تم کرتے ہو اور دعائیں قبول فرماتا ہے ان کی جو ایمان لائے اور نیک عمل کیے اور انہیں اپنے فضل سے اور انعام دیتا ہے اور کافروں کے لیے سخت عذاب ہے۔

آیۂ کریمہ کے مفہوم منطوق سے یہ مسئلہ نکلتا ہے کہ توبہ ایک ایسی چیز ہے کہ اس کے بعد اس کی معصیت معصیت نہیں رہتی بشرطیکہ توبہ کا مفہوم پورا ہو اور وہ یہ ہے کہ توبہ کرنے والا اپنے اعمال بد سے مجتنب ہو کر اللہ کے حضور جھکے تو وہ توبہ توبہ ہے ورنہ کسی کا شعر ہے ؎

گناہوں سے مرے اب معصیت بھی عار کرتی ہے
مری توبہ سے۔ توبہ۔ توبہ استغفار کرتی ہے

ایسی توبہ کرنے والے استہزاء باللہ کرنے والے کہلاتے ہیں کہ ابھی توبہ کی اور ابھی اسی معصیت کے مرتکب ہوئے یہ توبہ نہیں بلکہ توبہ وہی ہے کہ اعمال سابقہ سے عہد کرے اور اللہ کے حضور جھکے تو اس پر وَيَزِيدُهُمْ مِنْ فَضْلِهِ تو ہم اس کو اپنے فضل سے بڑھاتے ہیں۔

دوسری جگہ فرمایا جس سے مفہوم توبہ واضح ہوتا ہے اِلَّا مَنْ تَابَ وَآمَنَ وَعَمِلَ عَمَلًا صَالِحًا فَأُولٰئِكَ يُبَدِّلُ اللّٰهُ سَيِّئَاتِهِمْ حَسَنَاتٍ مگر جو توبہ کرے اور ایمان لا کر نیک عمل کرے تو اس کے گناہ بھی اللہ نیکیوں سے بدل دیتا ہے۔ آگے ارشاد ہے۔

وَلَوْ بَسَطَ اللّٰهُ الرِّزْقَ لِعِبَادِهِ لَبَغَوْا فِي الْأَرْضِ وَلٰكِنْ يُنَزِّلُ بِقَدَرٍ مَا يَشَاءُ إِنَّهُ بِعِبَادِهِ خَبِيرٌ بَصِيرٌ۔ اور اگر اللہ اپنے سب بندوں کا رزق وسیع کر دیتا تو یقیناً سرکشی کرتے ملک بھر میں لیکن اللہ اندازے سے رزق نازل فرماتا ہے بے شک وہ اپنے بندوں کے حالات سے خبردار اور ان کو دیکھنے والا ہے۔

مفہوم آیت سے واضح ہے کہ تمول وافر ہر کس و ناکس کے لیے موجب تکبر و غرور ہوتا ہے۔ اپنی حکمت بالغہ سے جتنا جس کو چاہتا ہے دیتا ہے تاکہ وہ اعتدال میں رہیں اور وہ یقیناً سب کے حالات درونی سے خبردار اور سب کو دیکھ رہا ہے آگے ارشاد ہے۔

وَهُوَ الَّذِي يُنَزِّلُ الْغَيْثَ مِنْ بَعْدِ مَا قَنَطُوا وَيَنْشُرُ رَحْمَتَهُ وَهُوَ الْوَلِيُّ الْحَمِيدُ۔ اور وہ

اللہ وہ ہے کہ نازل فرماتا ہے بارش بعد مایوسی و ناامیدی کے اور اپنی رحمت پھیلاتا ہے اور وہ کارساز اور سراہا گیا ہے۔

یعنی بندہ امساک باراں سے تنگ آکر مایوس ہو جاتا ہے اور سمجھ لیتا ہے کہ قحط سالی آگئی کہ یک لخت حکمت الٰہی اس یاس و ناامیدی میں بارش لاتی ہے اور سبزہ زار کر دیتی ہے اور اپنی رحمت کا مظاہرہ کیا جاتا ہے اور وہ ذات کارساز اور حمد کی گئی ہے آگے ارشاد ہے۔

وَمِنْ اٰیٰتِہٖ خَلْقُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَثَّ فِیْہِمَا مِنْ دَآبَّۃٍ وَّھُوَ عَلٰی جَمْعِہِمْ اِذَا یَشَآءُ قَدِیْرٌ۔ اور اس کی قدرت کی نشانیوں سے آسمانوں اور زمین کی پیدائش ہے اور وہ جو پھیلائے زمین و آسمان میں پھرنے والے۔ اور وہ ان سب کے جمع کرنے پر جب چاہے قادر ہے

آیۂ کریمہ میں آسمانوں اور زمین کو اپنا نشان قدرت بنایا اور ظاہر ہے کہ دابہ چلنے والے کو کہا جاتا ہے عام اس سے کہ وہ حیوان یا انسان ہو تو وَمَا بَثَّ فِیْہِمَا مِنْ دَآبَّۃٍ میں لطیف اشارہ یہ بھی پیدا ہوتا ہے کہ زمین والے فضائے ہوائیہ میں ایرو پلین سے لے کر راکٹ وغیرہ کے ذریعہ جو چل رہے ہیں یہ بھی ہماری قدرت کی نشانیاں ہیں کہ فضائے کثیف والے فضائے لطیف تک جا رہے ہیں اور یہ امر بھی واضح کر دیا کہ جسم لطیف جسے ہم نے عطا فرمایا وہ تو آسمانوں کی فضاؤں کو عبور کر کے عرش و کرسی سے بھی عبور فرما گئے اور معراج کا مقام حاصل فرمایا جیسے ہمارے حضور سید یوم النشور صلی اللہ علیہ وسلم اور یہ بھی ہماری قدرت میں ہے کہ جب چاہیں ان سب کو ایک جگہ جمع کر دیں۔

بامحاورہ ترجمہ چوتھا رکوع سورۂ شوریٰ پ ۲۵

وَمَآ اَصَابَکُمْ مِّنْ مُّصِیْبَۃٍ فَبِمَا کَسَبَتْ اَیْدِیْکُمْ وَیَعْفُوْا عَنْ کَثِیْرٍ

اور جو بھی پہنچتی ہے تمہیں کوئی مصیبت مگر وہ ہاتھوں تمہارے کی کرنی کا نتیجہ ہے اور بہت کچھ معاف کر دیتا ہے۔

وَمَآ اَنْتُمْ بِمُعْجِزِیْنَ فِی الْاَرْضِ وَمَا لَکُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰہِ مِنْ وَّلِیٍّ وَّلَا نَصِیْرٍ

اور تم زمین میں ہمارے قبضہ سے باہر نہیں نکل سکتے اور نہیں تمہارے لیے اللہ کے سوا کوئی کارساز و مددگار۔

وَمِنْ اٰيٰتِهِ الْجَوَارِ فِي الْبَحْرِ كَالْاَعْلَامِ اِنْ يَّشَاْ يُسْكِنِ الرِّيْحَ فَيَظْلَلْنَ رَوَاكِدَ عَلٰى ظَهْرِهٖ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّكُلِّ صَبَّارٍ شَكُوْرٍ

اور اس کی قدرت کی نشانیوں سے یہ بھی ہے کہ دریا میں چلنے والیاں مانند پہاڑ کے اگر وہ چاہے تو ہوا تھما دے تو اس کی پیٹھ پر ٹھہری رہ جائیں اس میں یقیناً بہت سی نشانیاں ہیں ہر صبر کرنے والے شکر گذار کے لیے۔

اَوْ يُوْبِقْهُنَّ بِمَا كَسَبُوْا وَيَعْفُ عَنْ كَثِيْرٍ

یا انہیں لوگوں کے گناہوں کے سبب تباہ فرما دے اور بہت کچھ معاف فرما دیتا ہے۔

وَيَعْلَمَ الَّذِيْنَ يُجَادِلُوْنَ فِيْ اٰيٰتِنَا مَا لَهُمْ مِّنْ مَّحِيْصٍ ۝

اور جان جائیں وہ جو ہماری آیتوں میں جھگڑتے ہیں انہیں بھاگنے کی کوئی جگہ نہیں۔

فَمَا اُوْتِيْتُمْ مِّنْ شَيْءٍ فَمَتَاعُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَمَا عِنْدَ اللّٰهِ خَيْرٌ وَّاَبْقٰى لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَلٰى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُوْنَ ۝

اور جو کچھ تمہیں ملا ہے وہ حیات دنیا کا سرسامان ہے اور جو اللہ کے پاس ہے وہ بہتر اور ہمیشہ باقی رہنے والا ہے ان لوگوں کے لیے جو ایمان لائے اور اپنے رب پر بھروسہ کیا۔

وَالَّذِيْنَ يَجْتَنِبُوْنَ كَبٰٓئِرَ الْاِثْمِ وَالْفَوَاحِشَ وَاِذَا مَا غَضِبُوْا هُمْ يَغْفِرُوْنَ ۝

اور وہ لوگ جو بچتے ہیں بڑے گناہوں اور بے حیائیوں سے اور جب غضب ناک ہوتے ہیں کسی پر تو معاف کر دیتے ہیں۔

وَالَّذِيْنَ اسْتَجَابُوْا لِرَبِّهِمْ وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاَمْرُهُمْ شُوْرٰى بَيْنَهُمْ وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ ۝

اور وہ لوگ جنہوں نے اپنے رب کا حکم مانا اور نماز قائم کی اور ان کا کام ان کے آپس کے مشورہ سے ہے اور جو کچھ ہم ان کو دیتے ہیں اس سے خرچ کرتے ہیں۔

وَالَّذِيْنَ اِذَا اَصَابَهُمُ الْبَغْيُ هُمْ يَنْتَصِرُوْنَ ۝

اور وہ کہ جب انہیں بغاوت پہنچے (تو کسی باغی سے) تو بدلہ لیتے ہیں

وَجَزٰٓؤُا سَيِّئَةٍ سَيِّئَةٌ مِّثْلُهَا فَمَنْ عَفَا وَاَصْلَحَ فَاَجْرُهٗ عَلَى اللّٰهِ اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الظّٰلِمِيْنَ ۝

اور برائی کا بدلہ اسی کے برابر برائی ہے اور جو اس سے معاف کر دے تو اس کا ثواب اللہ پر ہے بیشک اللہ بے انصافی کرنے والوں کو دوست

وَلَمَنِ انْتَصَرَ بَعْدَ ظُلْمِهٖ فَاُولٰٓئِكَ مَا عَلَيْهِمْ مِّنْ سَبِيْلٍ ۝ اِنَّمَا السَّبِيْلُ عَلَى الَّذِيْنَ يَظْلِمُوْنَ النَّاسَ وَيَبْغُوْنَ فِي الْاَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ ؕ اُولٰٓئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۝ وَلَمَنْ صَبَرَ وَغَفَرَ اِنَّ ذٰلِكَ لَمِنْ عَزْمِ الْاُمُوْرِ ۝

نہیں رکھتا

اور بے شک جس نے اپنی مظلومی پر بدلہ لے لیا ان پر کچھ مواخذہ نہیں۔ بے شک مواخذہ انہی پر ہے جو لوگوں پر ظلم کرتے ہیں اور زمین میں ناحق سرکشی پھیلاتے ہیں ان کے لیے دردناک عذاب ہے۔ بے شک جس نے صبر کیا اور بخش دیا یہ ضرور اس کی بلند ہمتی ہے۔

لفظی ترجمہ

وَ۔ اور	مَا۔ جو	اَصَابَكُمْ۔ پہنچے تم کو	مِنْ مُّصِيْبَةٍ۔ کوئی مصیبت
فَبِمَا۔ تو اس کا سبب	كَسَبَتْ۔ کمائی ہے	اَيْدِيْكُمْ۔ تمہارے ہاتھوں نے	وَ۔ اور
يَعْفُوْا۔ معاف کرتا ہے	عَنْ كَثِيْرٍ۔ بہت کچھ	وَ۔ اور	مَا۔ نہیں
اَنْتُمْ۔ تم	بِمُعْجِزِيْنَ۔ عاجز کرنیوالے	فِي۔ بیچ	الْاَرْضِ۔ زمین
وَ۔ اور	مَا۔ نہیں	لَكُمْ۔ تمہارے لیے	مِنْ دُوْنِ۔ سوا
اللهِ۔ اللہ کے	مِنْ وَّلِيٍّ۔ کوئی دوست	وَّ۔ اور	لَا۔ نہ
نَصِيْرٍ۔ مددگار	وَ۔ اور	مِنْ۔ اسکی	اٰيٰتِهٖ۔ نشانیوں سے ہے
الْجَوَارِ۔ کشتیاں	فِي۔ بیچ	الْبَحْرِ۔ سمندر کے	كَالْاَعْلَامِ۔ پہاڑوں جیسی
اِنْ۔ اگر	يَّشَاْ۔ چاہے	يُسْكِنِ۔ ٹھہرا دے	الرِّيْحَ۔ ہوا کو
فَيَظْلَلْنَ۔ تو ہو جائیں	رَوَاكِدَ۔ ٹھہری ہوئی	عَلٰى۔ اوپر	ظَهْرِهٖ۔ اسکی پیٹھ کے
اِنَّ۔ بیشک	فِيْ۔ بیچ	ذٰلِكَ۔ اس کے	لَاٰيٰتٍ۔ نشانیاں ہیں
لِكُلِّ۔ واسطے ہر ایک	صَبَّارٍ۔ صبر کرنے والے	شَكُوْرٍ۔ شکر گذار کے	اَوْ۔ یا
يُوْبِقْهُنَّ۔ ہلاک کرے ان کو		بِمَا۔ بدلے	كَسَبُوْا۔ انکی کمائی کے
وَ۔ اور	يَعْفُ۔ معاف کرتا ہے	عَنْ كَثِيْرٍ۔ بہت کچھ	وَ۔ اور

یَعْلَمَ۔ جانیں　الَّذِیْنَ۔ وہ جو　یُجَادِلُوْنَ۔ جھگڑتے ہیں　فِیْ۔ بیچ
اٰیٰتِنَا۔ ہماری آیتوں کے　مَا۔ نہیں　لَهُمْ۔ انکے لیے　مِّنْ مَّحِیْصٍ۔ کوئی پناہ کی جگہ
فَمَا۔ تو جو　اُوْتِیْتُمْ۔ دیے گئے ہو تم　مِّنْ شَیْءٍ۔ کچھ بھی　فَمَتَاعُ۔ تو سامان ہے
الْحَیٰوۃِ۔ زندگی　الدُّنْیَا۔ دنیا کا　وَ۔ اور　مَا۔ جو
عِنْدَ۔ پاس　اللّٰهِ۔ اللہ کے ہے　خَیْرٌ۔ بہتر ہے　وَّ۔ اور
اَبْقٰی۔ باقی رہنے والا　لِلَّذِیْنَ۔ انکے لیے جو　اٰمَنُوْا۔ ایمان لائے　وَ۔ اور
عَلٰی۔ اوپر　رَبِّهِمْ۔ اپنے رب کے　یَتَوَكَّلُوْنَ۔ بھروسہ کرتے ہیں　وَ۔ اور
الَّذِیْنَ۔ وہ جو　یَجْتَنِبُوْنَ۔ بچتے ہیں　كَبٰٓئِرَ۔ بڑے　الْاِثْمِ۔ گناہوں سے
وَ۔ اور　الْفَوَاحِشَ۔ بےحیائیوں سے　وَ۔ اور　اِذَا۔ جب
مَا۔ بھی　غَضِبُوْا۔ ناراض ہوتے ہیں　هُمْ۔ وہ　یَغْفِرُوْنَ۔ معاف کرتے ہیں
وَ۔ اور　الَّذِیْنَ۔ وہ جنہوں نے　اسْتَجَابُوْا۔ قبول کیا　لِرَبِّهِمْ۔ اپنے رب کو
وَ۔ اور　اَقَامُوا۔ قائم کیا　الصَّلٰوۃَ۔ نماز کو　وَ۔ اور
اَمْرُهُمْ۔ کام　هُمْ۔ ان کا　شُوْرٰی۔ مشورہ کرنا ہے　بَیْنَهُمْ۔ آپس میں
وَ۔ اور　مِمَّا۔ اس سے جو　رَزَقْنٰهُمْ۔ دیا ہم نے ان کو　یُنْفِقُوْنَ۔ خرچ کرتے ہیں
وَ۔ اور　الَّذِیْنَ۔ وہ کہ　اِذَا۔ جب　اَصَابَهُمُ۔ پہنچے ان کو
الْبَغْیُ۔ بغاوت　هُمْ۔ وہ　یَنْتَصِرُوْنَ۔ بدلہ لیتے ہیں　وَ۔ اور
جَزٰٓؤُا۔ بدلہ　سَیِّئَةٍ۔ برائی کا　سَیِّئَةٌ۔ برائی ہے　مِّثْلُهَا۔ اسکے برابر
فَمَنْ۔ تو جو　عَفَا۔ معاف کرے　وَ۔ اور　اَصْلَحَ۔ درست کرے
فَاَجْرُ۔ تو اجر　هٗ۔ اس کا　عَلَی۔ اوپر　اللّٰهِ۔ اللہ کے ہے
اِنَّهٗ۔ بیشک وہ　لَا۔ نہیں　یُحِبُّ۔ پسند کرتا　الظّٰلِمِیْنَ۔ ظالموں کو
وَ۔ اور　لَمَنِ۔ جو　انْتَصَرَ۔ بدلہ لے　بَعْدَ۔ بعد
ظُلْمِهٖ۔ اپنی مظلومی کے　فَاُولٰٓئِكَ۔ تو یہ ہیں کہ　مَا۔ نہیں　عَلَیْهِمْ۔ ان پر
مِّنْ سَبِیْلٍ۔ کوئی راہ　اِنَّمَا۔ اسکے سوا نہیں　السَّبِیْلُ۔ کہ راہ　عَلَی۔ اوپر
الَّذِیْنَ۔ ان کے ہے　یَظْلِمُوْنَ۔ جو ظلم کرتے ہیں　النَّاسَ۔ لوگوں پر　وَ۔ اور
یَبْغُوْنَ۔ سرکشی کرتے ہیں　فِی۔ بیچ　الْاَرْضِ۔ زمین کے　بِغَیْرِ۔ بغیر

اَلْحَقِّ۔حق کے اُولٰٓئِکَ۔یہی لوگ ہیں کہ لَھُمْ۔ انکے لیے ہیں عَذَابٌ۔عذاب
اَلِیْمٌ۔دردناک وَ۔اور لَمَنْ۔جو صَبَرَ۔صبر کرے
وَ۔اور غَفَرَ۔بخش دے اِنَّ۔توبیشک ذٰلِکَ۔یہ
لَمِنْ۔ضرور عَزْمِ الْاُمُوْرِ۔ہمت کے کاموں سے ہے۔

حلِّ لغاتِ نادرہ

اَلْجَوَار اصل میں جواری تھا۔ یا تخفیفاً حذف ہوگئی۔ الجواری صفت ہے موصوف محذوف کی
اَے السُّفُنُ الْجَوَارِیْ دریا میں چلنے والی کشتیاں۔
کَالْاَعْلَامِ اَعلام سے مراد پہاڑ ہیں جیسے شاعر کہتا ہے ؎
وَاِنَّ صَخْرًا لَتَأْتَمُّ الْهُدَاةُ بِهٖ کَاَنَّہٗ عَلَمٌ فِیْ رَأْسِهٖ نَارٌ
یُوْبِقْهُنَّ بمعنی یُهْلِكْهُنَّ ہے مجرم اور گنہ گار کو کہا کرتے ہیں اَوْبَقَتْهُ ذُنُوْبُهٗ اَیْ اَهْلَكَتْهُ
اَمْرُهُمْ شُوْرٰی۔ شوریٰ بروزن بُشریٰ وزُلفیٰ مصدر ہے اس کے معنی ہیں مشورہ کرنے کے
اس کا حمل مبتدا پر بہ تقدیر مضاف ہوگا۔ اَیْ اَمْرُهُمْ شُوْرٰی
یَنْتَصِرُوْنَ۔ اِنتصار سے بمعنی بدلہ لینے کے۔
رَوَاكِدَ۔ جمع رَاكِدٌ اَیْ سَكَنَ یعنی ٹھہرنا

مختصر تفسیر اردو چوتھا رکوع سورۃ شوریٰ پ ۲۵

وَمَا اَصَابَكُمْ مِّنْ مُّصِیْبَةٍ فَبِمَا كَسَبَتْ اَیْدِیْكُمْ وَ یَعْفُوْا عَنْ كَثِیْرٍ۔ اور تمہیں جو مصیبت پہنچی وہ اس کے سبب سے ہے جو تمہارے ہاتھوں نے کمایا
مکلف بالاحکام مومنین اور عاقل و بالغ ہیں۔ آیۂ کریمہ سے بعض گمراہ فرقے تناسخ کا استدلال کرتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ مَا اَصَابَكُمْ میں بالغ نابالغ شیرخوار مومن سب داخل ہیں اس بنا پر یہ مستفاد ہوتا ہے کہ شیرخوار بچے جب کسی کرنی کے بدلے تکلیف پاتے ہیں تو ان کی زندگی اس زندگی سے پہلے ضرور ہونی چاہیے اسی کا نام جُون بدلنا ہے۔ پہلی جون کے اعمال کا بدلہ دوسری جون میں دینے کے لیے بچوں کو

تکلیفیں ہوتی ہیں۔

حالانکہ یہ وہم باطل ہے بلکہ اس میں مخاطب ہی عاقل و بالغ مومن ہیں اسی لیے فرمایا وَیَعْفُوْا عَنْ کَثِیْرٍ تمہارے عملوں کئے بہت سے گناہ اللہ معاف فرما دیتا ہے نہ یہ کہ ایک لاکھ چوراسی ہزار جونوں پہ اس کا اطلاق ہے یہ تو ایک ایسا واہمہ ہے کہ جس واہمہ سے دور لازم آتا ہے اور تسلسل و دور باطل ہے یہ کیسے سمجھ میں آسکتا ہے کہ وہی مرنے والا کاٹے بن کر آجائے بیل بن کر آجائے پھر کتا بھی بن جائے بندر اور لنگور بھی اسی کو بنایا جائے اس کو ہندوؤں کے مذہب میں آواگون کہتے ہیں۔ اسلام ایسے توہمات میں پڑنے سے منع کرتا ہے۔ آریوں کے رد میں مولانا سید قطب الدین سیبوانی مرحوم نے ایک نظم لکھی تھی جس کا مطلع ہے ؎

مہاشہ جی پھنسے آواگون کے خوب چکر میں
بنے جو بیل تیلی سے تو آلو ہیں نومبر میں

تو خلاصہ یہ نکلا کہ یہ خطاب مومنین مکلفین کے لیے ہے جن سے گناہ سرزد ہوتے ہیں۔ مراد یہ ہے کہ دنیا میں جو تکلیفیں اور مصیبتیں مومنین کو پہنچتی ہیں اکثر ان کا سبب ان کے گناہ ہوتے ہیں اور اسی سے آخرت کا عذاب ان پر نہیں ہوتا بلکہ یہاں کی تکالیف ہی اسے معاف کرا دیتی ہیں۔

اکثر تکالیف مومنین کو رفع درجات کے لیے ہوتی ہے جیسا کہ بخاری مسلم میں ہے کہ اَشَدُّ النَّاسِ بَلَاءً اَلْاَنْبِیَاءُ ثُمَّ الْاَمْثَلُ فَالْاَمْثَلُ۔ اس پر علامہ آلوسی فرماتے ہیں وَیَکُوْنُ ذٰلِکَ لِرَفْعِ دَرَجَاتِہِمْ۔ انبیاء کرام کو جو تکالیف و مصائب آتے ہیں وہ رفع درجات کے لیے آتے ہیں۔

اور حضرت اسماء بنت ابی بکر صدیق کے متعلق علامہ آلوسی فرماتے ہیں ھِیَ کَانَتْ تُصْدَعُ فَتَضَعُ یَدَھَا عَلٰی رَاْسِہَا وَتَقُوْلُ بِذَنْبِیْ وَمَا یَغْفِرُہُ اللہُ تَعَالٰی اَکْثَرُ۔ حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کے سر میں درد تھا اس تکلیف کے عالم میں سر پہ ہاتھ رکھ کر فرمایا کہ یہ میرے کسی گناہ کے سبب ہے اور اکثر گناہوں کو اس معمولی تکلیف کے بدلہ میں اللہ معاف فرما دیتا ہے۔

اور اطفال اور مجانین (دیوانوں) کے متعلق آلوسی فرماتے ہیں حَیْثُ قَالَ فِیْ رُوْحِ الْمَعَانِیْ وَاَمَّا الْاَطْفَالُ وَالْمَجَانِیْنُ فَقِیْلَ غَیْرُ دَاخِلِیْنَ فِی الْخِطَابِ لِاَنَّہُمْ مُکَلَّفِیْنَ۔ مجانین اور اطفال اس حکم میں غیر مکلف ہونے کی بنا پر داخل نہیں ہیں۔ آگے ارشاد ہے۔

وَمَآ اَنْتُمْ بِمُعْجِزِیْنَ فِی الْاَرْضِ وَمَا لَکُمْ مِّنْ دُوْنِ اللہِ مِنْ وَّلِیٍّ وَّلَا نَصِیْرٍ۔ اور تم زمین میں اللہ پر غالب نہیں آسکتے اور تمہارا اللہ کے سوا کوئی والی اور مددگار نہیں۔

آیۂ کریمہ کا مفہوم منطوق صراحۃً واضح کرتا ہے کہ اللہ تعالے کی مشیت کے مقابلہ میں انسان

کچھ نہیں کر سکتا اور اللہ ہی کی ذات وہ ذات ہے جو اپنے بندوں کا والی و مددگار ہے اور یہ امر بھی واضح ہو گیا کہ جو مصائب و آلام مقدرات انسانی میں ہیں ان سے کوئی نہیں بچا سکتا۔ آگے ارشاد ہے
وَمِنْ اٰيٰتِهِ الْجَوَارِ فِى الْبَحْرِ كَالْاَعْلَامِ اِنْ يَّشَاْ يُسْكِنِ الرِّيْحَ فَيَظْلَلْنَ رَوَاكِدَ عَلٰى ظَهْرِهٖ ۔ اِنَّ فِىْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّكُلِّ صَبَّارٍ شَكُوْرٍ ۔ اور اس کی نشانیوں سے ہے دریا میں چلنے والیاں جیسے پہاڑیاں وہ چاہے تو ہوا تھما دے کہ اس کی پیٹھ پر ٹھہری رہ جائیں بے شک اس میں ضرور نشانیاں ہیں ہر بڑے صابر شاکر کو۔

مفہوم آیت ظاہر ہے کہ سمندر میں پہاڑوں جیسی کشتیاں جس کو اگنبوٹ اور اسٹیمر کہا جاتا ہے چلتی ہیں اور لنگر ڈال دینے پر اسی دریا میں ٹھہری رہتی ہیں تو یہ بھی قادر و قیوم کی ایک بہت بڑی نشانی ہے ورنہ ظاہر ہے کہ سمندر جیسا ذخار جو بگڑنے پر آجائے تو اپنے تلاطم سے یہ اگنبوٹ جہاز ایسے اڑا دے کہ ان کے ٹکڑے بھی نہ ملیں مگر چونکہ ہر شے حکم الٰہی کے ماتحت ہے تو اس میں سمندر کو بھی اپنے حکم سے ہمارے لیے مسخر فرمایا کہ پانی کی پشت پر جہاں چاہیں ٹھہر جائیں اور جہاں تک چاہیں ہزار دس ہزار بیس ہزار ایسے غیر النہایۃ میلوں کا سفر کر لیں جو اس کے نشانہائے قدرت ہیں کہ لوہا پانی پر تیر رہا ہے ورنہ ہمیں تو یہی نظر آتا ہے کہ پانی پر لوہا کبھی نہیں تیر سکتا۔ مگر ہم دیکھ رہے ہیں کہ چھ انچ اور ایک فٹ موٹی چادر سے اسٹیمر اور اگنبوٹ بنتے ہیں اور پانی کی پشت کو چیرتے ہوئے کراچی سے بحرین۔ جدہ اور اس سے آگے ہزارہا میل چلے جاتے ہیں اور پھر یہ ہی نہیں کہ وہی جائیں بلکہ ہزارہا جانیں بھیڑ بکری گھوڑے ہاتھی اور انسان بھی اس میں سواری کر کے پہنچتے ہیں۔ آگے ارشاد ہے۔
اَوْ يُوْبِقْهُنَّ بِمَا كَسَبُوْا وَيَعْفُ عَنْ كَثِيْرٍ وَّيَعْلَمَ الَّذِيْنَ يُجَادِلُوْنَ فِىْ اٰيٰتِنَا مَا لَهُمْ مِّنْ مَّحِيْصٍ ۔ یا انہیں تباہ کر دے لوگوں کے گناہوں کے سبب اور بہت کچھ معاف فرما دے اور جان جائیں وہ جو ہماری آیتوں میں جھگڑتے ہیں کہ انہیں کہیں بھاگنے کی جگہ نہیں ہے۔

آیۂ کریمہ میں دوسرا پہلو ظاہر فرمایا کہ یا تو ہم ان کشتیوں میں جہازوں میں سفر کرنے والوں کو منزل مقصود تک پہنچا دیتے ہیں اور جب ہم چاہیں تو ان کو تباہ اور غرق دریا کر دیتے ہیں اور یہ جو کچھ بھی ہے یہ انکی کرنیوں کے بدلے میں بہت سوں کو معاف ہو جاتا ہے اور اکثر ماخوذ ہوتے ہیں اور اس امر کو واضح کیا کہ ہم بے خبر نہیں بلکہ جو ہماری آیتوں میں جھگڑتے ہیں اور بے جا تاویلیں کرتے ہیں ان کی گرفت ہونے کے بعد ان کو بھاگنے کا کوئی راستہ نہیں آگے ارشاد ہے۔
فَمَاۤ اُوْتِيْتُمْ مِّنْ شَىْءٍ فَمَتَاعُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَمَا عِنْدَ اللّٰهِ خَيْرٌ وَّاَبْقٰى لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَلٰى رَبِّهِمْ

یَتَوَکَّلُوْنَ۔ جو کچھ تمہیں دیا گیا ہے یہ حیات دنیا میں تمہارے لیے ہے اور جو اللہ کے پاس سے تمہیں ملیگا وہ بہتر اور ہمیشہ رہنے والا ہے اور ایمان والوں کے لیے اور ان کے لیے جو اپنے رب پر ہی بھروسہ رکھتے ہیں۔

آیہ کریمہ کا شان نزول یہ ہے کہ حضرت صدیق اکبر جو قبائل عرب میں بہت متمول تھے، اسلام لانے کے بعد سب کچھ انہوں نے اللہ کی راہ میں صدقہ کر دیا۔ تو دنیا والوں نے آپ کو ملامت کی اور کہا کہ یہ اسلام خوب ہے جس میں داخل ہونے کے بعد سے آپ فقیر و مسکین ہو گئے متاع و دولت سب کھو بیٹھے اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی کہ اللہ کی راہ میں ایمان لانے کے بعد جو دنیاوی مال و متاع کو خرچ کر دیتا ہے اس کے لیے اللہ کے پاس ایسی نعمتیں ہیں کہ جنہیں فنا نہیں اور وہ اللہ پر بھروسہ رکھ کر جب خرچ کر دیتے ہیں تو اس سے بہتر مال اور دولت سے متمتع ہوتے ہیں۔ چنانچہ ظاہر ہے کہ دولت دنیا ناپائدار ہے اس کی ہر چیز آنی جانی ہے حتیٰ کہ صحت و تندرستی بھی کافی ہے آج جو دولت کے ڈھیروں پر بیٹھا ہے کل وہ دریوزہ گر ہے۔ آج نازو نعم میں جو لیل و نہار گذار رہا ہے کل کربت وکلفت کا شکار ہے برخلاف نعمت اخروی کے کہ وہ ملنے کے بعد زائل نہیں ہو گی یہاں تک کہ جوانی کو بھی زوال نہیں صحت بھی اسی شان سے ہو گی جیسی کہ اسے ملی حسن و جمال بھی زائل نہیں ہو گا۔ دنیا میں بڑے حسین و جمیل متمول اہل ثروت جائدادوں والے ہم نے دیکھا کہ آج ان کا ڈنکا پٹ رہا ہے اور کل انہیں کوئی پوچھتا بھی نہیں تھا۔ کسی نے خوب کہا ہے ؎

جن کے محلوں میں ہزاروں رنگ کے فانوس تھے　　جھاڑ ان کی قبر پر ہیں اور نشاں کچھ بھی نہیں

تو مومن کی شان یہی ہے کہ دوامی نعمت ازلی عشرت کے مقابلہ میں متاع دنیا کو ترجیح نہ دے اور اپنے رب کی رضا جوئی میں لیل و نہار خواہ عشرت سے کٹیں خواہ عسرت سے شکر کرتا ہوا گذار دے آگے ارشاد ہے۔

وَالَّذِيْنَ يَجْتَنِبُوْنَ كَبٰٓئِرَ الْاِثْمِ وَالْفَوَاحِشَ وَاِذَا مَا غَضِبُوْا هُمْ يَغْفِرُوْنَ وَالَّذِيْنَ اسْتَجَابُوْا لِرَبِّهِمْ وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاَمْرُهُمْ شُوْرٰى بَيْنَهُمْ وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ وَالَّذِيْنَ اِذَآ اَصَابَهُمُ الْبَغْيُ هُمْ يَنْتَصِرُوْنَ۔ اور وہ لوگ جو بڑے بڑے گناہوں اور بے حیائیوں سے بچتے ہیں اور جب غصہ آئے تو معاف کر دیتے ہیں اور وہ جنہوں نے اپنے رب کا حکم مانا اور نماز قائم رکھی اور ان کا کام آپس کے مشورہ سے ہے اور ہمارے سے ہماری راہ میں خرچ کرتے ہیں اور وہ کہ جب انہیں بغاوت پہنچے بدلہ لیتے ہیں۔

آیت کریمہ میں مومن کی مقتضیات ایمانی کو پانچ صورتوں میں دکھلایا۔
اول اجتناب کبائر و فواحش۔
دوسرے کسی غضب ناک بات کی معافی دیدینا۔
تیسرے اللہ کے حکم کے آگے جھک کر نماز قائم رکھنا۔
چوتھے اپنے معاملات مشوروں سے طے کرنا۔
پانچویں اللہ کی راہ میں اپنی روزی سے خرچ کرنا۔
اور ایک درجہ یہ بھی دکھایا کہ اگر کوئی شخص اس کے ساتھ زیادتی کرے تو اتنا ہی اس سے یہ بدلہ لے لیتے ہیں۔

یہ دو درجے کے مومن ظاہر فرمائے گئے۔ اعلی درجہ وہی ہے جو اول پانچ صفات میں ظاہر فرمایا گیا اور اگر ظالم سے ظلم کا بدلہ لے لے تو یہ دوسرا درجہ ہے۔ آیت کریمہ کا شان نزول انصار کے حق میں ہے کہ انہوں نے اپنے رب کی دعوت قبول کر کے احکام دینی کا اتباع کیا اور اپنا مال مہاجرین میں خرچ کیا اور نماز پر مداومت رکھی اور خود رائی و عجلت میں نہیں آئے بلکہ ہر مسلمانوں کے معاملہ میں ان سے مشورے کر کے کام کیے۔

حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جو قوم مشورہ کرتی ہے وہ صحیح راہ کو پہنچتی ہے اور جب مسلمانوں پر ظلم کیا جاتا ہے تو انصاف سے بدلہ لیتے ہیں مگر اعلی قوم وہی ہے جس میں معافی ہو۔ چنانچہ ابن زید فرماتے ہیں کہ آیۂ کریمہ میں دو قسم کے مومنین کا تذکرہ ہے۔ پہلے وہ جو ظلم کو معاف فرما کر بدلہ نہیں لیتے۔ دوسرے وہ جو ظالم سے بدلہ لیتے ہیں مگر حد سے تجاوز نہیں کرتے۔ عطا فرماتے ہیں کہ یہ وہ مومنین ہیں جنہیں کفار نے مکہ مکرمہ سے نکالا اور ان پر ظلم کیا۔ پھر اللہ نے ان مومنین کو جب سرزمین مکہ پر مسلط کیا تو انہوں نے معافی دی اور بدلہ نہ لیا۔ آگے قانون ظاہر فرمایا۔

وَجَزٰٓؤُا سَيِّئَةٍ سَيِّئَةٌ مِّثْلُهَا فَمَنْ عَفَا وَاَصْلَحَ فَاَجْرُهٗ عَلَى اللّٰهِ اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الظّٰلِمِيْنَ ○ وَلَمَنِ انْتَصَرَ بَعْدَ ظُلْمِهٖ فَاُولٰٓئِكَ مَا عَلَيْهِمْ مِّنْ سَبِيْلٍ ۔ اِنَّمَا السَّبِيْلُ عَلَى الَّذِيْنَ يَظْلِمُوْنَ النَّاسَ وَيَبْغُوْنَ فِى الْاَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ اُولٰٓئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۔ وَلَمَنْ صَبَرَ وَغَفَرَ اِنَّ ذٰلِكَ لَمِنْ عَزْمِ الْاُمُوْرِ۔ اور برائی کا بدلہ اسی کے برابر ہے تو جس نے معاف کیا اور کام سنوارا تو اس کا اجر اللہ پر ہے بیشک وہ ظالموں کو دوست نہیں رکھتا اور بے شک جس نے اپنی مظلومی پر بدلہ لیا ان پر کوئی مواخذہ کی راہ نہیں، مواخذہ تو انہیں پر ہے جو لوگوں پر ظلم کرتے ہیں اور زمین میں ناحق سرکشی پھیلاتے ہیں ان

کے لیے دردناک عذاب ہے اور بے شک جس نے صبر کیا اور بخش دیا تو یہ ضرور ہمت کے کام ہیں۔
آیۂ کریمہ میں بتایا گیا ہے کہ بدلہ قدر جنایت ہونا چاہیئے اس میں زیادتی نہ ہو اور بدلے کو برائی کہنا
مجاز ہے کہ صورۃً مشابہ ہونے کے سیئہ سے کہا جاتا ہے۔ اور جس کو وہ بدلہ دیا جائے اسے برا معلوم
ہوتا ہے اور برائی کے ساتھ تعبیر کرنے میں یہ بھی اشارہ ہے کہ اگرچہ بدلہ لینا جائز ہے مگر عفو اس سے
بہتر ہے۔ حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ ظالموں سے مراد ظلم کی ابتداء کرنے والے
ہیں اور جو ظلم کا بدلہ لے وہ ظالم نہیں لیکن بہتر یہی ہے کہ ظلم کو معاف کردے۔ اسی لیے فرمایا وَلَمَنْ
صَبَرَ وَغَفَرَ اِنَّ ذٰلِكَ لَمِنْ عَزْمِ الْاُمُوْرِ۔ جو ظلم پر صبر کرکے معافی دیدے وہ یقیناً بہت بڑی ہمت
کے کام ہیں۔

اور ظاہر ہے کہ ظلم ظالم پر صبر کرنا اور معافی دینا یہ حسنین کریمین اور سیدنا زین العابدین رضی اللہ
تعالے عنہم کی ہی ہمتیں تھیں کہ یزید کو حضرت امام زین العابدین رضی اللہ عنہ اس کے ظلم کی تلافی کے
لیے صلوٰۃ اوابین تعلیم فرماتے ہیں۔ اور جب وہ پڑھ نہ سکا تو آپ نے فرمایا کہ میرا کام ہی تھا جو
میں نے کیا آگے جو معاملہ ہے وہ مشیت الٰہی پر موقوف ہے۔ ایسے ہی سید الشہداء شہزادہ گلگوں
قبا کا معاملہ تھا کہ اپنے اعزہ واقرباء کے شہید ہونے کے بعد فرمادیا کہ اگر اب بھی تم باز آجاؤ تو میں
تمہیں معافی دیدیتا ہوں۔ یہی عزم امور ہے۔

بامحاورہ ترجمہ پانچواں رکوع سورۃ شوریٰ پ ۲۵

وَمَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ فَمَا لَهٗ مِنْ وَّلِيٍّ مِّنْۢ بَعْدِهٖ ؕ وَتَرَى الظّٰلِمِيْنَ لَمَّا رَاَوُا الْعَذَابَ يَقُوْلُوْنَ هَلْ اِلٰى مَرَدٍّ مِّنْ سَبِيْلٍ ۚ

اور جس کو اللہ گمراہ کردے اس کے بعد اس کا کوئی والی وارث نہیں اور آپ دیکھیں گے مشرکوں کو جبکہ وہ عذاب دیکھیں گے کہیں گے کیا یہاں سے لوٹنے کا کوئی رستہ ہے

وَتَرٰىهُمْ يُعْرَضُوْنَ عَلَيْهَا خٰشِعِيْنَ مِنَ الذُّلِّ يَنْظُرُوْنَ مِنْ طَرْفٍ خَفِيٍّ ؕ وَقَالَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اِنَّ الْخٰسِرِيْنَ الَّذِيْنَ خَسِرُوْۤا اَنْفُسَهُمْ وَاَهْلِيْهِمْ

اور آپ دیکھیں گے انہیں کہ آگ پر پیش کیے جاتے ہیں ڈرتے ہوئے ذلت سے کنکھیوں سے دیکھ رہے ہوں گے اور کہیں گے ایمان والے بیشک نقصان میں وہ ہیں جنہوں نے اپنی جانوں

يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اَلَآ اِنَّ الظّٰلِمِيْنَ فِيْ عَذَابٍ مُّقِيْمٍ ۝

اور گھر والوں کو نقصان میں ڈالا قیامت کے دن خبردار رہو بے شک ظالم ہمیشہ عذاب میں رہیں گے۔

وَمَا كَانَ لَهُمْ مِّنْ اَوْلِيَآءَ يَنْصُرُوْنَهُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَمَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ فَمَا لَهٗ مِنْ سَبِيْلٍ ۝

اور نہیں ہوگا ان کا کوئی ولی جو مدد کریں انہیں اللہ کے سوا اور جسے اللہ گمراہ کرے اس کے لیے کوئی راستہ نہیں۔

اِسْتَجِيْبُوْا لِرَبِّكُمْ مِّنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَ يَوْمٌ لَّا مَرَدَّ لَهٗ مَا لَكُمْ مِّنْ مَّلْجَاٍ يَّوْمَىِٕذٍ وَّمَا لَكُمْ مِّنْ نَّكِيْرٍ ۝

اپنے رب کے حکم کو مانو تو اس دن کے آنے سے پہلے جو اللہ کی طرف سے ٹلنے والا نہیں اس دن تمہارے لیے کوئی پناہ نہ ہوگی اور نہ تمہیں انکار کرتے بنے۔

فَاِنْ اَعْرَضُوْا فَمَآ اَرْسَلْنٰكَ عَلَيْهِمْ حَفِيْظًا اِنْ عَلَيْكَ اِلَّا الْبَلٰغُ ۝

تو اگر وہ منہ پھیریں تو ہم نے تمہیں ان کا نگران نہیں بنایا آپ پر کوئی ذمہ داری نہیں مگر پہنچا دینا احکام کا۔

وَاِنَّآ اِذَآ اَذَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنَّا رَحْمَةً فَرِحَ بِهَا وَاِنْ تُصِبْهُمْ سَيِّئَةٌۢ بِمَا قَدَّمَتْ اَيْدِيْهِمْ فَاِنَّ الْاِنْسَانَ كَفُوْرٌ ۝

اور جب ہم آدمی کو اپنی رحمت کا مزہ چکھاتے ہیں تو خوش ہو جاتا ہے اس سے اور اگر اس کو پہنچے کوئی برائی بدلہ اس کا جو ان کے ہاتھوں نے آگے بھیجا تو بے شک انسان ناشکرا ہے۔

لِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ يَخْلُقُ مَا يَشَآءُ يَهَبُ لِمَنْ يَّشَآءُ اِنَاثًا وَّيَهَبُ لِمَنْ يَّشَآءُ الذُّكُوْرَ اَوْ يُزَوِّجُهُمْ ذُكْرَانًا وَّاِنَاثًا وَيَجْعَلُ مَنْ يَّشَآءُ عَقِيْمًا اِنَّهٗ عَلِيْمٌ قَدِيْرٌ ۝

اللہ ہی کے لیے ملکیت ہے آسمانوں اور زمین کی پیدا کرے جو چاہے جسے چاہے بیٹیاں عطا کرے اور جسے چاہے لڑکے دے یا دونوں ملا کر دے (بیٹے بیٹیاں) اور جسے چاہے بانجھ کر دے بے شک وہ جاننے والا قدرت والا ہے۔

وَمَا كَانَ لِبَشَرٍ اَنْ يُّكَلِّمَهُ اللّٰهُ اِلَّا وَحْيًا اَوْ مِنْ وَّرَآئِ حِجَابٍ اَوْ يُرْسِلَ رَسُوْلًا فَيُوْحِيَ بِاِذْنِهٖ مَا يَشَآءُ

اور نہیں کوئی بشر کہ اللہ اس سے کلام فرمائے مگر وحی کے طور پر یا یوں کہ وہ بشر پردۂ عظمت کے اندر ہو یا کوئی فرشتہ بھیجے کہ اس کے حکم سے

اِنَّہٗ عَلِیٌّ حَکِیْمٌ ۝

وحی کرے جو وہ چاہے بے شک وہ بلند اور حکمت والا ہے۔

وَکَذٰلِکَ اَوْحَیْنَآ اِلَیْکَ رُوْحًا مِّنْ اَمْرِنَا مَا کُنْتَ تَدْرِیْ مَا الْکِتٰبُ وَلَا الْاِیْمَانُ وَلٰکِنْ جَعَلْنٰہُ نُوْرًا نَّھْدِیْ بِہٖ مَنْ نَّشَآءُ مِنْ عِبَادِنَا وَاِنَّکَ لَتَھْدِیْۤ اِلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ ۝ صِرَاطِ اللّٰہِ الَّذِیْ لَہٗ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اَلَآ اِلَی اللّٰہِ تَصِیْرُ الْاُمُوْرُ ۝

اور ایسے ہی وحی فرمائی ہم نے آپ کی طرف ایک زندگی بخشنے والی اپنے حکم سے اور نہیں تھے آپ جاننے والے کہ کیا ہے کتاب اور کیا ہے ایمان کی تفصیل لیکن ہم نے اسے نور کیا جس سے ہم راہ دکھاتے ہیں اپنے بندوں سے جسے چاہیں اور بے شک آپ ہدایت کرتے ہیں سیدھی راہ کی اللہ کی راہ کہ اسی کا ہے جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے۔ خبردار رہو کہ تمام معاملات اللہ ہی کی طرف لوٹتے ہیں۔

لفظی ترجمہ

وَ۔ اور	مَنْ جسے	یُّضْلِلِ گمراہ کرے	اللّٰہُ۔ اللہ
فَمَا۔ تو نہیں	لَہٗ۔ اس کا	مِنْ وَّلِیٍّ۔ کوئی دوست	مِّنْ بَعْدِہٖ۔ اسکے بعد
وَ۔ اور	تَرَی۔ دیکھے گا تو	الظّٰلِمِیْنَ۔ ظالموں کو	لَمَّا۔ جب
رَاَوُا۔ دیکھیں گے	الْعَذَابَ۔ عذاب	یَقُوْلُوْنَ۔ کہیں گے	ھَلْ۔ کیا
اِلٰی۔ طرف	مَرَدٍّ۔ لوٹنے کی ہے	مِّنْ سَبِیْلٍ۔ راہ	وَ۔ اور
تَرٰا۔ دیکھے گا تو	ھُمْ۔ ان کو	یُعْرَضُوْنَ۔ پیش کیے جائینگے	عَلَیْھَا۔ اس پر
خٰشِعِیْنَ۔ ڈرتے ہونگے	مِنَ الذُّلِّ۔ ذلت سے	یَنْظُرُوْنَ۔ دیکھتے ہونگے	مِنْ طَرْفٍ۔ نگاہ
خَفِیٍّ۔ مخفی سے	وَ۔ اور	قَالَ۔ کہیں گے	الَّذِیْنَ۔ وہ
اٰمَنُوْا۔ جو ایمان لائے	اِنَّ۔ بے شک	الْخٰسِرِیْنَ۔ نقصان والے	الَّذِیْنَ۔ وہ ہے
خَسِرُوْا۔ کہ خسارہ دیا	اَنْفُسَھُمْ۔ اپنی جانوں کو	وَ۔ اور	اَھْلِیْھِمْ۔ اپنے گھروالوں کو
یَوْمَ۔ دن	الْقِیٰمَۃِ۔ قیامت کے	اَلَآ۔ خبردار	اِنَّ۔ بے شک

الظّٰلِمِيْنَ۔ ظالم ہیں	فِيْ۔ بیچ	عَذَابٍ۔ عذاب	مُّقِيْمٍ۔ ہمیشہ کے
وَ۔ اور	مَا۔ نہیں	كَانَ ہے	لَهُمْ۔ ان کے لیے
مِنْ اَوْلِيَاءَ۔ کوئی دوست	يَنْصُرُوْنَهُمْ۔ جو ان کی مدد کریں		مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ۔ اللہ کے سوا
وَ۔ اور	مَنْ جسے	يُّضْلِلِ۔ گمراہ کرے	اللّٰهُ۔ اللہ
فَمَا۔ تو نہیں	لَهٗ۔ اس کے لیے	مِنْ سَبِيْلٍ۔ کوئی راہ	اِسْتَجِيْبُوْا۔ کہا مانو
لِرَبِّكُمْ۔ اپنے رب کا	مِنْ قَبْلِ۔ پہلے	اَنْ۔ اس سے کہ	يَّاْتِيَ۔ آئے
يَوْمٌ۔ ایسا دن	لَّا۔ کہ نہ ہو	مَرَدَّ۔ لوٹنا	لَهٗ۔ اس کے لیے
مَا۔ نہیں	لَكُمْ۔ تمہارے لیے	مِنْ مَّلْجَاٍ۔ کوئی پناہ کی جگہ	يَّوْمَئِذٍ۔ اس دن
وَ۔ اور	مَا۔ نہیں	لَكُمْ۔ تمہارے لیے	مِّنْ نَّكِيْرٍ۔ کوئی انکار
فَاِنْ۔ تو اگر	اَعْرَضُوْا۔ منہ پھیریں	فَمَا۔ تو نہیں	اَرْسَلْنٰكَ۔ بھیجا ہم نے
آپ کو	عَلَيْهِمْ۔ ان پر	حَفِيْظًا۔ چوکیدار	اِنْ۔ نہیں
عَلَيْكَ۔ آپ پر	اِلَّا۔ مگر	الْبَلٰغُ۔ پہنچانا	وَ۔ اور
اِنَّا۔ بیشک ہم	اِذَا۔ جب	اَذَقْنَا۔ چکھاتے ہیں	الْاِنْسَانَ۔ انسان کو
مِنَّا۔ اپنی طرف سے	رَحْمَةً۔ رحمت	فَرِحَ۔ خوش ہوتا ہے	بِهَا۔ اس سے
وَ۔ اور	اِنْ۔ اگر	تُصِبْهُمْ۔ پہنچے ان کو	سَيِّئَةٌ۔ برائی
بِمَا۔ بسبب اس کے جو	قَدَّمَتْ۔ آگے بھیجا	اَيْدِيْهِمْ۔ ان کے ہاتھوں نے	فَاِنَّ۔ تو بیشک
الْاِنْسَانَ۔ انسان	كَفُوْرٌ۔ ناشکرا ہے	لِلّٰهِ۔ اللہ ہی کی	مُلْكُ۔ بادشاہی ہے
السَّمٰوٰتِ۔ آسمانوں	وَ۔ اور	الْاَرْضِ۔ زمین میں	يَخْلُقُ۔ پیدا کرتا ہے
مَا۔ جو	يَشَآءُ۔ چاہے	يَهَبُ۔ عطا کرتا ہے	لِمَنْ۔ جسے
يَّشَآءُ۔ چاہے	اِنَاثًا۔ لڑکیاں	وَّ۔ اور	يَهَبُ عطا کرتا ہے
لِمَنْ۔ جسے	يَّشَآءُ۔ چاہے	الذُّكُوْرَ۔ لڑکے	اَوْ۔ یا
يُزَوِّجُهُمْ۔ ملادے ان کو	ذُكْرَانًا۔ لڑکے	وَّ۔ اور	اِنَاثًا۔ لڑکیاں
وَّ۔ اور	يَجْعَلُ۔ کردے	مَنْ جسے	يَّشَآءُ۔ چاہے
عَقِيْمًا۔ بانجھ	اِنَّهٗ۔ بیشک وہ	عَلِيْمٌ جاننے والا	قَدِيْرٌ۔ قدرت والا ہے
وَ۔ اور	مَا۔ نہیں	كَانَ۔ ہے	لِبَشَرٍ۔ کسی آدمی کے لیے

أَنْ۔ یہ کہ ‏ يُكَلِّمَهُ۔ کلام کرے اس سے ‏ اللّٰهُ۔ اللہ ‏ اِلَّا۔ مگر
وَحْيًا۔ وحی سے ‏ اَوْ۔ یا ‏ مِنْ وَّرَآئِ۔ پیچھے ‏ حِجَابٍ۔ پردے کے
اَوْ۔ یا ‏ يُرْسِلَ۔ بھیجتا ہے ‏ رَسُوْلًا۔ فرشتہ ‏ فَيُوْحِيَ۔ تو وحی کرتا ہے
بِاِذْنِهٖ۔ اپنے حکم سے ‏ مَا۔ جو ‏ يَشَآءُ۔ چاہتا ہے ‏ اِنَّهٗ۔ بیشک وہ
عَلِيٌّ۔ بلند ہے ‏ حَكِيْمٌ۔ حکمت والا ‏ وَ۔ اور ‏ كَذٰلِكَ۔ اسی طرح
اَوْحَيْنَا۔ وحی کی ہم نے ‏ اِلَيْكَ۔ تیری طرف ‏ رُوْحًا۔ روح ‏ مِّنْ اَمْرِنَا۔ اپنے حکم سے
مَا۔ نہیں ‏ كُنْتَ۔ تھا تو ‏ تَدْرِيْ۔ جانتا ‏ مَا۔ کہ کیا ہے
الْكِتٰبُ۔ کتاب ‏ وَ۔ اور ‏ لَا۔ نہ ‏ الْاِيْمَانُ۔ ایمان
وَ۔ اور ‏ لٰكِنْ۔ لیکن ‏ جَعَلْنٰهُ۔ بنایا ہم نے ‏ هُ۔ اس کو
نُوْرًا۔ نور ‏ نَهْدِيْ۔ ہدایت دیتے ہیں ‏ بِهٖ۔ اس کے ساتھ ‏ مَنْ۔ جو
نَّشَآءُ۔ چاہیں ‏ مِنْ عِبَادِنَا۔ اپنے بندوں سے ‏ وَ۔ اور ‏ اِنَّكَ۔ بیشک تو
لَتَهْدِيْ۔ راہنمائی کرتا ہے ‏ اِلٰى۔ طرف ‏ صِرَاطٍ۔ راہ ‏ مُّسْتَقِيْمٍ۔ سیدھی کی
صِرَاطِ۔ رستہ ‏ اللّٰهِ۔ اللہ کا ‏ الَّذِيْ۔ وہ کہ ‏ لَهٗ۔ اس کے لیے ہے
مَا۔ جو ‏ فِي۔ بیچ ‏ السَّمٰوٰتِ۔ آسمانوں ‏ وَ۔ اور
الْاَرْضِ۔ زمین کے ہے ‏ اَلَا۔ خبردار ‏ اِلَى۔ طرف ‏ اللّٰهِ۔ اللہ
تَصِيْرُ۔ پلٹتے ہیں ‏ الْاُمُوْرُ۔ سب کام

حلِّ لُغاتِ نادِرہ

مَرَدَّ۔ لوٹنے کے معنی ہیں

طَرْفٍ خَفِيٍّ۔ عرف میں طرف کے معنی بصر کے ہے اور طرف خفی کے معنی کن انکھیوں سے دیکھنے کے ہیں

مِنْ مَّلْجَاٍ۔ ظرف کا صیغہ ہے جس کے معنی ہیں پناہ کی جگہ

مَا لَهُمْ مِنْ نَّكِيْرٍ۔ نہیں ہوگی ان کے لیے انکار کی گنجائش جیسے بلا نکیر منکر فلاں بات یوں ہے کا محاورہ ہے۔ یہ بروزن فعیل۔ مفعول کے معنی میں ہے اور ہوسکتا ہے کہ مصدر یعنی انکار کے معنی میں ہو۔

كَفُوْرٌ۔ مبالغہ کا صیغہ ہے یعنی بڑا ناشکرا۔

عَقِیْمٌ عقیم وہ ہے جس کے ہاں بچہ نہ ہو بولا کرتے ہیں رَجُلٌ عَقِیْمٌ لَا یَلِدُ وَامْرَأَۃٌ عَقِیْمٌ لَا تَلِدُ عقم کے اصل معنی ہیں قطع کے اسی سے ہے مَلِکٌ عَقِیْمٌ لِاَنَّہٗ یَقْطَعُ الْحَرَائِرَ بِالْقَتْلِ وَالْعُقُوْقِ اور عقر بھی اسی معنی میں مستعمل ہے وَکَانَتِ امْرَاَتِیْ عَاقِرًا۔

نَدَا دِیْ درایت سے ماخوذ ہے اور درایت کہتے ہیں اٹکل اور قیاس سے کسی چیز کا جاننا

مختصر تفسیر اُردو پانچواں رکوع سورہ شوریٰ پ ۲۵

وَمَنْ یُّضْلِلِ اللّٰہُ فَمَا لَہٗ مِنْ وَّلِیٍّ مِّنْ بَعْدِہٖ وَتَرَی الظّٰلِمِیْنَ لَمَّا رَاَوُا الْعَذَابَ یَقُوْلُوْنَ هَلْ اِلٰی مَرَدٍّ مِّنْ سَبِیْلٍ ۔ اور جس کو خدا گمراہ کرے تو پھر اس کا کوئی یار و مددگار نہیں اور اے محبوب قیامت کے دن آپ مشرکوں کو دیکھیں گے کہ جب عذاب اپنی آنکھوں سے دیکھ لیں گے تو (پھر حسرت سے) کہیں گے (دنیا میں) پھر لوٹنے کی کوئی سبیل (راہ) ہے۔

ہدایت و گمراہی دونوں قوتیں قبضۂ قدرت الٰہی میں ہیں جسے وہ گمراہ کر دے اسے کوئی ہدایت نہیں کر سکتا جیسے ابوجہل ابولہب اور جس کو وہ ہدایت فرما دے اسے کوئی گمراہ نہیں کر سکتا جیسے صدیق و فاروق و عثمان غنی و علی اسد اللہ۔

اب سوال باقی رہتا ہے کہ جب ہدایت و گمراہی دونوں قبضۂ قدرت مشیت میں ہیں تو تبلیغ مبلغ بیکار ہوگی۔ اس کا جواب یہ ہے کہ ہمیں پردۂ تقدیر کا نقشہ معلوم نہیں کہ کسے ہدایت پر پیدا فرمایا اور کسے گمراہی پر تو مبلغ کا فرض ہے کہ وہ تبلیغ کرتا رہے اگر وہ ہدایت پر آگیا تو سمجھ لیا جائے گا کہ اسے اللہ نے ہدایت دی اور اگر وہ کج بحثی اور جحود و عناد پر جما رہا اور اسی کفر پر مرا تو سمجھ لیا جائے گا کہ اس کی قسمت میں ہی گمراہی تھی بنا بریں تبلیغ مبلغ بہرصورت لازمی ہے۔

وَتَرَی الظّٰلِمِیْنَ میں جو حضور کو مخاطب فرما کر ارشاد ہوا اس سے مراد مشرکین ہیں اس لیے کہ قرآن کریم نے شرک کو ظلم عظیم فرمایا ہے جیسا کہ ارشاد ہے اِنَّ الشِّرْکَ لَظُلْمٌ عَظِیْمٌ۔ قرآن کریم میں جہاں بھی ظالمین آئے گا وہ باستثناء چند مقام کے مشرکوں کے ہی حق میں ہوگا۔ اور جیسے اِنِّیْ کُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ۔ رَبَّنَا ظَلَمْنَا اَنْفُسَنَا یہ انبیاء کرام کے دعائیہ لفظ ہیں۔ یا اعتراف انکسار ہے اس لیے اس کے معنی شرک نہیں ہوں گے بلکہ اپنی جان پر زیادتی کے معنی ہوں گے۔ آگے ارشاد ہے جس میں حضور کو فرمایا گیا وَتَرٰىہُمْ لیعنے آپ انہیں ملاحظہ فرمائیں گے اس سے ثابت ہوا کہ دنیا میں مَا غَبَرَ وَمَا غَبَرَ جیسے حضور

پر منحصر ہے ایسے ہی عرصات محشر اور جنت و جہنم تمام حضور کے سامنے روشن ہوں گے۔

وَتَرٰىهُمْ يُعْرَضُوْنَ عَلَيْهَا خٰشِعِيْنَ مِنَ الذُّلِّ يَنْظُرُوْنَ مِنْ طَرْفٍ خَفِيٍّ وَقَالَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اِنَّ الْخٰسِرِيْنَ الَّذِيْنَ خَسِرُوْا اَنْفُسَهُمْ وَاَهْلِيْهِمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اَلَا اِنَّ الظّٰلِمِيْنَ فِيْ عَذَابٍ مُّقِيْمٍ

اور آپ ان لوگوں کو دیکھیں گے جو دوزخ کے روبرو لائے جائیں گے ذلت سے جھکے ہوئے اور کنکھیوں سے دیکھتے جاتے ہوں گے اور اس وقت ایمان والے کہیں گے کہ حقیقت میں بڑے بدنصیب تو وہ ہیں جنہوں نے (خود گمراہ ہونے سے آج) قیامت کے دن اپنے آپ کو بھی) تباہ کیا اور اپنا برا نمونہ دکھلانے اور بہکانے سے اپنے گھر والوں کو بھی برباد کیا۔ خبردار رہو کہ شرک کرنے والے ہمیشہ عذاب میں رہیں گے۔

مفہوم آیت واضح ہے کہ شرم کی وجہ سے وہ لوگوں کی طرف نظر نہ اٹھا کر دیکھ سکیں گے اور جہنم میں جاتے وقت نیم باز نگاہیں اہل جنت پر ڈالیں گے اور اپنے نقصان و خسران سے چھپائیں گے۔

اب رہا وَاَهْلِيْهِمْ کا مقصد یہ بھی ظاہر ہے۔ تفسیر القرآن بالقرآن کے اصول پر اس کا ترجمہ یہ ہوگا۔ کہ اپنی جانوں کو نقصان میں ڈالا اور اپنے متبعین کو بھی تباہ کیا جیسا کہ قرآن پاک میں ہے قَالَ يٰنُوْحُ اِنَّهٗ لَيْسَ مِنْ اَهْلِكَ تو اہل سے مراد متبع کے ہیں۔ اہل اور آل مترادف المعنی ہیں اسی بنا پر فرمایا وَاَغْرَقْنَا اٰلَ فِرْعَوْنَ اس میں بھی متبعین فرعون مراد ہیں۔

یہی وجہ ہے کہ اہل السنت والجماعت آل پاک پر درود پڑھتے ہوئے تمام متبعین پر علی حسب مراتب درود پہنچا سمجھتے ہیں یعنی یہ ضروری نہیں جانتے کہ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ پڑھتے ہوئے ازواج واصحاب اور تمام امتیوں کا تذکرہ بھی کیا جائے بلکہ یہ کہہ دینا سب کے لیے کافی ہے اور اگر تفصیلات سے ہو تو مضائقہ نہیں اور چونکہ مشرکوں کے لیے ان کا دار الخلد جہنم ہے اسی لیے تنبیہ سے فرمایا کہ خبردار رہو کہ ظالم یعنی مشرک ہمیشہ ہمیش عذاب میں رہیں گے آگے ارشاد ہے۔

وَمَا كَانَ لَهُمْ مِّنْ اَوْلِيَآءَ يَنْصُرُوْنَهُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَمَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ فَمَا لَهٗ مِنْ سَبِيْلٍ اِسْتَجِيْبُوْا لِرَبِّكُمْ مِّنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَ يَوْمٌ لَّا مَرَدَّ لَهٗ مِنَ اللّٰهِ مَا لَكُمْ مِّنْ مَّلْجَاٍ يَّوْمَئِذٍ وَّمَا لَكُمْ مِّنْ نَّكِيْرٍ۔ اور نہیں ہوگا اللہ کے سوا ان کا کوئی حمایتی کہ ان کی مدد کرے۔ اور جس کو خدا گمراہ کرے اس کے لیے نجات کا کوئی رستہ ہی نہیں۔ لوگو! اس دن کے آنے سے پہلے جو خدا کی طرف سے ٹلنے والا نہیں ہے اپنے پروردگار کا حکم مانو کہ اس دن نہ تو تمہیں کہیں پناہ ہوگی اور نہ ہی تمہیں گناہوں سے انکار کرتے ہی بن پڑے گی۔

آیۂ کریمہ سے واضح ہوا کہ قرآن کریم کا روئے سخن واضح کر رہا ہے۔ کہ مشرکوں بددینوں کے لیے

اس دن کوئی مددگار اور حمایتی نہ ہوگا۔ برخلاف مومنین کے کہ ان کی حمایت کیواسطے بڑے بڑے نظام ہیں۔ ولی، نبی، غوث، قطب، ابدال، اوتاد، نقباء، نجباء حتیٰ کہ اسقاط شدہ بچہ بھی حمایت کرے گا۔ چنانچہ حدیث میں واضح ہے کہ جب علم شفاعت حضور اٹھالیں اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے ارشاد ہو کہ اِشْفَعْ تُشَفَّعْ تو پھر تمام ولی نبی غوث قطب عالم فاضل نیکوکار سب کو حق پہنچے کہ وہ اپنے اپنے متعلقین کو ساتھ لے کر شفاعت کے لیے آگے بڑھے آخر درجہ اس اسقاط شدہ بچے کا ہوگا جسے جنت میں جانے کی اجازت ہو۔ تو وہ مچل جائے اور عرض کرے کہ میں اپنے والدین کے بغیر نہیں جاؤں گا تو ارشاد ہو اَیُّھَا السِّقْطُ الْمُحَاجِدُ اے ضدی اسقاط شدہ جا جنت میں اپنے والدین کو ساتھ لے کر۔ اسی لیے یہاں فرمایا گیا۔

وَمَا كَانَ لَهُمْ اَوْلِيَاءَ يَنْصُرُوْنَهُمْ الخ یعنی مشرکوں کا کوئی حمایتی نہ ہوگا جو ان کی مدد کرے برخلاف مومنین کے کہ ان کی نصرت و اعانت نیچے سے لے کر بارگاہ رسالت تک ہوگی۔ آگے ارشاد ہے۔

فَاِنْ اَعْرَضُوْا فَمَا اَرْسَلْنٰكَ عَلَيْهِمْ حَفِيْظًا اِنْ عَلَيْكَ اِلَّا الْبَلٰغُ وَاِنَّا اِذَا اَذَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنَّا رَحْمَةً فَرِحَ بِهَا وَاِنْ تُصِبْهُمْ سَيِّئَةٌ بِمَا قَدَّمَتْ اَيْدِيْهِمْ فَاِنَّ الْاِنْسَانَ كَفُوْرٌ۔ تو اگر یہ لوگ انحراف کریں تو ہم نے اے محبوب آپ کو ان پر نگران بنا کر نہیں بھیجا آپ کے ذمہ کچھ نہیں مگر حکم پہنچا دینا اور ہم جب آدمی کو اپنی رحمت کا ذائقہ چکھاتے ہیں تو وہ اس سے خوش ہو جاتا ہے اور اگر اس کو اپنی ہی کرنی کے بدلے میں اس کو کوئی مصیبت پہنچ جاتی ہے تو بیشک انسان ناشکرا ہے۔

مومن اور گمراہ کا یہی فرق ہے کہ وہ جب مصیبت آئے تو اسے بارگاہ احدیت میں سر بسجود ہوتا ہے اور فراخی آئے تو اسے رحمت جان کر سجدۂ شکر ادا کرتا ہے۔ برخلاف بیدین گمراہ کے کہ اس پر فراخی آئے تو بھول جاتا ہے اور خدا کی رحمت کو بھول کر سرکشی میں آگے بڑھتا ہے اور اگر تنگی یا مصیبت آئے تو اللہ کی ناشکری اور شکایتیں کرنے لگتا ہے۔ آگے ارشاد ہے۔

لِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ يَخْلُقُ مَا يَشَاءُ يَهَبُ لِمَنْ يَّشَاءُ اِنَاثًا وَّيَهَبُ لِمَنْ يَّشَاءُ الذُّكُوْرَ اَوْ يُزَوِّجُهُمْ ذُكْرَانًا وَّاِنَاثًا وَيَجْعَلُ مَنْ يَّشَاءُ عَقِيْمًا اِنَّهٗ عَلِيْمٌ قَدِيْرٌ۔ آسمانوں اور زمین کی سلطنت اللہ ہی کی ہے جو چاہتا ہے پیدا کرتا ہے جس کو چاہتا ہے نری بیٹیاں عنایت کرتا ہے اور جس کو چاہتا ہے نرے بیٹے عنایت کرتا ہے یا بیٹے اور بیٹیاں ملا کر دونوں قسم کی اولاد دیتا ہے اور جس کو چاہتا ہے ایسا بے نام و نشان کر دیتا ہے کہ اس کے اولاد ہوتی ہی نہیں اور وہ اولاد کی مصلحت سے واقف اور وہ سب کچھ جانتا اور اپنی حکمت کے ساتھ پیدا فرماتا ہے۔

آیت کریمہ کا مفہوم یہ ہے کہ وہ قادر مطلق ایسا قادر ہے کہ ایک گھر میں لڑکے ہی لڑکے پیدا کرے ایک گھر میں لڑکیاں ہی لڑکیاں پیدا کرے۔ کسی کے ہاں لڑکے اور لڑکیاں دونوں پیدا فرما دے اور کسی میاں بیوی ہوتے ہوئے لاولد اور گمنام کر دے۔ یہ تمام معاملات اس کی حکمت بالغہ کے ساتھ ہیں اس میں کوئی اس کا مشیر نہیں جیسے چاہے جس طرح چاہے جب چاہے جیسے چاہے جو دے لڑکا دے لڑکی دے یا لڑکے لڑکیاں دونوں دے یا کچھ بھی نہ دے اس کے آگے جھکا رہنا ہی ہمارا فرض ہے حرف شکایت زبان پر لانا ہی کفران نعمت ہے۔

اب رہا یہ گنڈے تعویذ۔ ادویات، معجونات جوب شافہ کا استعمال اور معالجین سے علاج وغیرہ یہ سب چیزیں اسباب دنیا سے متعلق ہیں۔ اگر قدرت کو اس بہانے میں کامیابی دینی ہو تو حکیم کا نام ہو جاتا ہے اور آپ کا کام بن جاتا ہے۔ ایسے ہی عمل فال پلیتے۔ گنڈوں کا حال ہے کہ اگر منظور الٰہی ہو تو اس بہانے عامل کا نام اور علاج کرانے والے کا کام ہو جاتا ہے ورنہ سب بے کار اور بے سود ہو جاتا ہے معلوم ہوا کہ یَہَبُ لِمَنْ یَّشَآءُ اِنَاثًا کا مقتضا یہی ہے کہ ہم اپنے عقیدہ میں واحد حقیقی اللہ تعالےٰ کو مانیں اور باقی اسباب و ذرائع ان کو بہانہ مانیں البتہ ناجائز طریقوں سے جو ٹوٹنا سے پڑھا ہوئے کیے جائیں وہ شرعاً ممنوع ہیں ان سے اجتناب لازمی ہے آگے ارشاد ہے۔

وَمَا كَانَ لِبَشَرٍ اَنْ يُّكَلِّمَهُ اللّٰهُ اِلَّا وَحْيًا اَوْ مِنْ وَّرَآئِ حِجَابٍ اَوْ يُرْسِلَ رَسُوْلًا فَيُوْحِيَ بِاِذْنِهٖ مَا يَشَآءُ اِنَّهٗ عَلِيٌّ حَكِيْمٌ۔ اور کسی آدمی کو تاب نہیں کہ خدا اس سے روبرو ہو کر کلام کرے مگر وحی کے ذریعہ یا پردہ عظمت کے پیچھے سے یا کسی فرشتے کو اس کے پاس بھیج دیتا ہے وہ خدا کے حکم سے جو اسے منظور ہوتا ہے پیغام خدا پہنچا دیتا ہے بے شک خدا عالی شان اور حکمت والا ہے۔

اس آیت کریمہ میں اس امر کو ظاہر فرمایا گیا ہے کہ متحمل وحی محض بشر نہیں ہو سکتا بلکہ اس کے ساتھ جب نور نبوت عطا ہو جاتے تو اس میں اس کا تحمل پیدا ہوتا ہے یہی شان ملکی ہے کہ فرشتے کو کوئی بشر دیکھنے پر قادر نہیں۔ حتیٰ کہ صحابہ کو حضور نے فرمایا تھا کہ تم فرشتے کو نہیں دیکھ سکتے اور اگر دیکھ بھی لو تو ان کی نورانیت تمہاری آنکھوں کی روشنی سلب کر لے گی۔ چنانچہ ایک صحابی کے ساتھ ایسا ہوا بھی کہ انہوں نے حضور کے پاس روح الامین کو آتے ہوئے دیکھا اور صرف ان کے قدموں پر نظر پڑی تو حضور نے فرمایا کہ اب تمہاری آنکھیں جاتی رہیں گی چنانچہ ان کی آنکھیں جاتی رہیں۔

تو جب رویت ملائکہ کا تحمل چشم بشر میں نہیں تو رویت الٰہی دنیا میں کیونکر ممکن ہے البتہ انبیاء میں بھی صرف ایک ہی آنکھ پیدا فرمائی کہ جو چشم سر جمال الٰہی کا مشاہدہ کر سکے۔ ورنہ موسیٰ کلیم اللہ علیہ السلام

کو بھی کن ترانی فرمادیا گیا۔

جب حقیقت یہ ہے کہ مَاکَانَ لِبَشَرٍ الایۃ کسی بشر میں یہ تاب نہیں کہ وہ کلام الٰہی رو برو سنے تو پھر زید عمرو بکر کی تو مجال ہی نہیں۔ اب سوال وحی کا پیدا ہوتا ہے کہ وحی بھی بشر کو ہو سکتی ہے یا نہیں اس پر فرمادیا وَلٰکِنْ جَعَلْنٰہُ نُوْرًا نَّهْدِیْ بِہٖ مَنْ نَّشَآءُ مِنْ عِبَادِنَا۔

استدراک کے لیے لٰکِنْ فرما کر بتایا کہ نور قرآن کے ذریعہ جس کو ہم چاہیں ہدایت فرمادیں اور نور نبوت کے ساتھ ہماری وحی بھی آتی ہے چنانچہ وحی نام ہے اس خفیہ پیغام کا جو اللہ کی طرف سے بذریعہ ملک یا کسی خاص آواز کے ذریعہ نبی پر نازل ہوتی ہے اور اس کا متحمل غیر نبی نہیں ہو سکتا چنانچہ بخاری و مسلم کی حدیثوں میں واضح طور پر اس کا بیان ہے کہ جب حضور پر وحی آتی تھی تو پیشانی اقدس پر تیز سردی کے موسم میں بھی پسینہ آجاتا تھا۔

صحابہ کا بیان ہے کہ ہمیں اس کا کچھ پتہ نہیں چلتا تھا کہ وحی میں کیا آیا جب وہ کیفیت فرو ہو جاتی تو حضور فرماتے آج یہ حکم آیا یہ وحی ہوئی۔ وحی جتنی بھی ہیں یہ بذریعہ روح الامین یا القاء فی الروع یعنی حضور کے قلب اقدس میں القاء ہوا ہو۔ بذریعہ رؤیا کوئی حکم ملا ہو۔ یہ مختص ہے انبیاء کرام کے لیے ہی اس کے علاوہ وَاَوْحٰی رَبُّکَ اِلَی النَّحْلِ۔ وَاَوْحَیْنَا اِلٰٓی اُمِّ مُوْسٰٓی اَنْ اَرْضِعِیْہِ یہ وہ وحی نہیں جو انبیاء پر ہو بلکہ یہ القاء فی القلب ہے جس کو الہام ہی کہہ سکتے ہیں۔

اس کی تصریح علامہ آلوسی اور صاحب نسفی اور امام راغب وغیرہ نے کی۔ باقی وہ وحی انبیاء پر مختص ہے جس پر وعید قرآنی ہے فَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰی عَلَی اللہِ کَذِبًا اَوْ قَالَ اُوْحِیَ اِلَیَّ وَلَمْ یُوْحَ اِلَیْہِ شَیْءٌ یہ وحی مختص بہ انبیاء علیہم السلام ہے۔ تو لفظ وحی اشارہ سریعہ کے معنی بھی دیتا ہے اور القاء فی الروع کے معنی میں بھی آتا ہے اور رویاء انبیاء میں بھی ہوتا ہے اس میں فرق کرنا اور اسکی نوعیت کو سمجھنا نہایت ضروری ہے تو آیۂ کریمہ میں جو فرمایا گیا وَمَا کَانَ لِبَشَرٍ اَنْ یُّکَلِّمَہُ اللہُ اِلَّا وَحْیًا اَوْ مِنْ وَّرَآءِ حِجَابٍ اَوْ یُرْسِلَ رَسُوْلًا فَیُوْحِیَ بِاِذْنِہٖ مَا یَشَآءُ تو یہ وحی سوائے انبیاء کرام کے کسی کو نہیں ہو سکتی اور اشارات سریعہ یا القاء و الہام سے جو کچھ ہو وہ غیر نبی کو بھی ہو سکتی ہے مگر وہ ایسی وحی نہیں جس پر احکام قطعی نافذ ہو سکیں۔ اسی لیے انبیاء کی وحی میں نور نبوت مشروط کیا اور غیر نبی کے القاء والہام میں نور قرآن لازم رکھا اس لیے کہ یہ القاء والہام تو وسوسۂ شیطانی کے بھی ہوتے ہیں جس سے انبیاء کرام محفوظ و معصوم ہیں اسی لیے ارشاد ہوا کہ نبی پر جو وحی آتی ہے وہ اَوْ یُرْسِلَ رَسُوْلًا فَیُوْحِیَ

بِاِذْنِہٖ مَا یَشَآءُ ہم اپنی وحی کی حفاظت کے لیے اپنا فرشتہ بھیجتے ہیں کہ وہ جو ہم چاہتے ہیں وہ حکم پہنچاتا ہے اس میں کسی قسم کا واہمہ اور شائبہ غلطی کا نہیں ہو سکتا۔ اور جو قرآن کے ذریعہ امم انبیاء میں احکام پہنچتے ہیں وہ بذریعہ مرسلین کرام ہوتے ہیں اس کا اتباع امتیوں پر لازم ہے۔ اسی لیے بشر کے ساتھ نور قرآنی سے احکام قرآن کا پہنچانا مشروط کیا۔ اور انبیاء کے لیے فرشتے کے ذریعہ یا القاء فی القلب کی شرط رکھی اور اس سے پہلے یہ امر بھی واضح کر دیا۔

وَکَذٰلِكَ اَوْحَیْنَآ اِلَیْكَ رُوْحًا مِّنْ اَمْرِنَا مَا کُنْتَ تَدْرِیْ مَا الْکِتٰبُ وَلَا الْاِیْمَانُ وَلٰکِنْ جَعَلْنٰہُ نُوْرًا نَّھْدِیْ بِہٖ مَنْ نَّشَآءُ مِنْ عِبَادِنَا وَاِنَّكَ لَتَھْدِیْٓ اِلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ ۔ صِرَاطِ اللّٰہِ الَّذِیْ لَہٗ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اَلَآ اِلَی اللّٰہِ تَصِیْرُ الْاُمُوْرُ ۔

اور یونہی ہم نے وحی تمہیں بھیجی ایک زندگی بخشنے والی چیز یعنی قرآن کریم اپنے حکم سے اس سے پہلے نہ تو آپ کتاب جانتے تھے اور نہ احکام شرع کی تفصیل ہاں ہم نے قرآن شریف کو نور کیا جس سے ہم اپنے بندوں سے جسے چاہتے ہیں راہ دکھاتے ہیں اور بیشک تم ضرور سیدھی راہ بتاتے ہو۔ اللہ کی راہ کہ اسی کا ہے جو کچھ آسمانوں اور جو کچھ زمین میں ہے خبردار رہو کہ سب کام اللہ ہی کی طرف لوٹتے ہیں۔

آیت کریمہ نے صحیح عقیدے کی وضاحت کر دی جس پہ ہم اہلسنت وجماعت قائم ہیں اور وہ یہ ہے کہ انبیاء علیہم السلام ذاتی علم نہیں رکھتے بلکہ عطائی وآلہی علم رکھتے ہیں علم ذاتی اللہ کیلئے خاص ہے ماکنت میں زمانہ ماضی واضح ہے جسکا مطلب یہ ہے کہ اظہار نبوت واحکام سے پہلے لوگوں کو کتاب، ایمان اور اسکی تفصیلات کا علم نہ تھا بظاہر خطاب حضور سے ہے مراد لوگ ہیں اور اگر آپ کو ہی مراد لیا جائے تو نفی علم ذاتی کی ہوگی نہ کہ عطائی کی جس پر یہ آیت دلیل ہے یہ نفی آپکی عظمت کی دلیل ہے کہ آپ نبی امی تھے اور ان علوم کا بیان ہی آپکے نبی برحق ہونے کی دلیل ہے مگر عطاء آلہی کے بعد ماغبر وماغبر کے علوم سے حضور نوازے گئے اور کائنات کی ہدایت کے لیے مبعوث ہوئے۔ اسی لیے حضور کو نبی امی کہا گیا یعنی رحم مادر سے پیدا ہونے کے بعد سے وفات تک کسی ایک فرد سے ایک حرف نہ سیکھا نہ کسی کے آگے زانوئے ادب تہ کیے جب اللہ تعالیٰ کی طرف سے انکشاف ہوا تو تمام کائنات کے علوم حضور پر روشن و مستظہر ہو گئے اسی بنا پر ہم اپنے عقیدہ اہلسنت میں علوم انبیاء کو عطائی کہتے ہیں۔ ذاتی علم کسی نبی کو نہیں۔

چنانچہ حدیث بھی اس پر صادق شاہد عدل ہے جس میں ذکر ہے کہ میرے رب نے مجھ سے پوچھا اور چند سوالات فرمائے تو میں نے اپنی لاعلمی ظاہر کی پھر فرماتے ہیں فَضَرَبَ اللّٰہُ یَدَہٗ بَیْنَ کَتِفَیَّ فَوَجَدْتُّ بَرْدَ اَنَامِلِہٖ بَیْنَ ثَدْیَیَّ فَکَشَفَ اللّٰہُ لِیْ مَا کَانَ وَمَا یَکُوْنُ یعنی اللہ جل وعلا نے میرے دونوں شانوں کے مابین بدقدرت مارا جس کی برودت میں نے اپنے سینہ

ہیں محسوس کی اور سب کچھ اللہ نے کھول دیا جو کچھ ہو چکا اور جو کچھ ہو گا۔

دوسری حدیث میں فَتَجَلّٰی لِی کُلُّ شَیْءٍ وَّعَرَفْتُ فرمایا یعنی ہر شے مجھ پر روشن ہو گئی تو میں نے اسے پہچان لیا۔

تیسری حدیث میں فرمایا اِنَّ اللّٰہَ قَدْ رَفَعَنِیَ الدُّنْیَا فَاَنَا اَنْظُرُ اِلَیْہَا وَاِلٰی مَا ھُوَ کَائِنٌ فِیْہَا اِلٰی یَوْمِ الْقِیٰمَۃِ کَاَنَّمَا اَنْظُرُ اِلٰی کَفِّیْ ھٰذِہٖ۔ اللہ نے دنیا یعنی ماسوی اللہ کو میرے آگے رکھا ہے میں دیکھ رہا ہوں اور قیامت تک دیکھتا رہوں گا جیسے اس ہاتھ کی ہتھیلی کو دیکھ رہا ہوں۔

تو ثابت ہوا کہ عطاء معطی نے حضور کو علوم اولین و آخرین سے نوازا۔ اور اس سے قبل نہ حضور نے کسی علم کا دعویٰ فرمایا اور نہ حضور کو کوئی علم تھا۔ وللہ الحمد

سُورۃ زُخْرُف

یہ سورت مکہ میں نازل ہوئی اس کے سات رکوع اور انانوے آیتیں ہیں۔

بامحاورہ ترجمہ پہلا رکوع سُورۃ زُخْرُف پ ۲۵

حٰمٓ ۝
اے حامد و محمود

وَالْکِتَابِ الْمُبِیْنِ ۝
قسم ہے روشن کتاب کی

اِنَّا جَعَلْنٰہُ قُرْاٰنًا عَرَبِیًّا لَّعَلَّکُمْ تَعْقِلُوْنَ ۝
بے شک ہم نے اسے عربی میں قرآن اتارا تاکہ تمہیں شعور عقل ہو

وَاِنَّہٗ فِیْٓ اُمِّ الْکِتٰبِ لَدَیْنَا لَعَلِیٌّ حَکِیْمٌ ۝
اور بے شک وہ لوح محفوظ میں ہمارے پاس موجود ہے بہت بلند حکمت و دانائی کی کتاب ہے۔

اَفَنَضْرِبُ عَنْکُمُ الذِّکْرَ صَفْحًا اَنْ کُنْتُمْ قَوْمًا مُّسْرِفِیْنَ ۝
کیا ہم اس وجہ سے کہ تم ہدایت قبول کرنے سے ہٹ گئے ہو تمہیں نصیحت کرنا چھوڑ دینگے۔

وَکَمْ اَرْسَلْنَا مِنْ نَّبِیٍّ فِی
اور بہت سے نبی تم سے پہلوں میں ہم نے

الْاَوَّلِيْنَ ○	بھیجے۔
وَمَا يَاْتِيْهِمْ مِّنْ نَّبِيٍّ اِلَّا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ ○	اور جو بھی نبی آیا مگر لوگ ان کا تمسخر اڑاتے رہے
فَاَهْلَكْنَآ اَشَدَّ مِنْهُمْ بَطْشًا وَّمَضٰى مَثَلُ الْاَوَّلِيْنَ ○	تو ہم نے انہیں ہلاک کیا جو ان کافروں سے قوت میں شدید ترین تھے اور دنیا میں ان اگلے لوگوں کے افسانے چل پڑے۔
وَلَئِنْ سَاَلْتَهُمْ مَّنْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ لَيَقُوْلُنَّ خَلَقَهُنَّ الْعَزِيْزُ الْعَلِيْمُ	اور اگر آپ ان سے پوچھیں کس نے آسمان و زمین پیدا کئے تو وہ ضرور کہیں گے ان کو زبردست دانا و بینا نے پیدا فرمایا۔
الَّذِيْ جَعَلَ لَكُمُ الْاَرْضَ مَهْدًا وَّجَعَلَ لَكُمْ فِيْهَا سُبُلًا لَّعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ ○	جس نے تمہارے لیے زمین کو بچھونا بنایا۔ اور بنائے تمہارے لیے اس میں راستے تاکہ تم راہ پا سکو۔ (منزل مقصود کی)
وَالَّذِيْ نَزَّلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءًۢ بِقَدَرٍ فَاَنْشَرْنَا بِهٖ بَلْدَةً مَّيْتًا كَذٰلِكَ تُخْرَجُوْنَ ○	اور جس نے نازل کیا آسمان سے پانی اندازے کا تو ہم نے اٹھایا اس سے مردہ آبادی کو یونہی تم سے قبروں سے نکالے جاؤ گے۔
وَالَّذِيْ خَلَقَ الْاَزْوَاجَ كُلَّهَا وَجَعَلَ لَكُمْ مِّنَ الْفُلْكِ وَالْاَنْعَامِ مَا تَرْكَبُوْنَ ○ لِتَسْتَوٗا عَلٰى ظُهُوْرِهٖ ثُمَّ تَذْكُرُوْا نِعْمَةَ رَبِّكُمْ اِذَا اسْتَوَيْتُمْ عَلَيْهِ وَتَقُوْلُوْا سُبْحٰنَ الَّذِيْ سَخَّرَ لَنَا هٰذَا وَمَا كُنَّا لَهٗ مُقْرِنِيْنَ ○	اور وہ جس نے تمام جوڑے پیدا فرمائے اور تمہارے لیے کشتیوں اور چوپایوں سے سواریاں بنائیں تاکہ تم ان کی پیٹھ پر اچھی طرح سے بیٹھ جاؤ۔ پھر اپنے رب کا احسان یاد کرو جب تم ان پر اچھی طرح بیٹھ جاؤ اور کہو تم پاک ہے وہ ذات جس نے مسخر کیا ہمارے لیے اس کو اور نہیں تھے ہم اس کو قابو کر سکنے والے۔
وَاِنَّآ اِلٰى رَبِّنَا لَمُنْقَلِبُوْنَ	اور بے شک ہم اپنے رب کی طرف واپس لوٹیں گے۔
وَجَعَلُوْا لَهٗ مِنْ عِبَادِهٖ جُزْءًا اِنَّ	اور لوگوں نے خدا کے فرشتوں کو خدا کا جزو

الْاِنْسَانَ لَكَفُوْرٌ مُّبِيْنٌ ۝ یعنی اولاد قرار دے رکھا ہے۔ بے شک انسان کھلا ناشکرا ہے۔

لفظی ترجمہ

حٰمٓ۔ اے حامد و محمود	وَ۔ قسم ہے	الْكِتٰبِ۔ کتاب	الْمُبِيْنِ۔ روشن کی
اِنَّا۔ بیشک ہم نے	جَعَلْنٰهُ۔ بنایا	هُ۔ اس کو	قُرْءٰنًا۔ قرآن
عَرَبِيًّا۔ عربی	لَّعَلَّكُمْ۔ تاکہ تم	تَعْقِلُوْنَ۔ سوچو سمجھو	وَ۔ اور
اِنَّهٗ۔ بیشک وہ	فِيْ۔ بیچ	اُمِّ۔ اصل	الْكِتٰبِ۔ کتاب کے
لَدَيْنَا۔ ہمارے پاس	لَعَلِيٌّ۔ بلند مرتبہ ہے	حَكِيْمٌ۔ حکمت والی	اَ۔ کیا
نَضْرِبُ۔ دور کر دینگے ہم	عَنْكُمُ۔ تم سے	الذِّكْرَ۔ نصیحت	صَفْحًا۔ اعراض کرتے ہوئے
اَنْ۔ یہ کہ	كُنْتُمْ۔ ہو تم	قَوْمًا۔ قوم	مُّسْرِفِيْنَ۔ حد سے بڑھنے والی
وَ۔ اور	كَمْ۔ کتنے	اَرْسَلْنَا۔ بھیجے ہم نے	مِنْ نَّبِيٍّ۔ نبی
اِلَّا۔ مگر	كَانُوْا۔ تھے	بِهٖ۔ اس سے	يَسْتَهْزِءُوْنَ۔ ٹھٹھا کرتے
فَاَهْلَكْنَا۔ تو ہم نے ہلاک کیا	اَشَدَّ۔ زیادہ سخت کو	مِنْهُمْ۔ ان سے	بَطْشًا۔ پکڑ میں
وَ۔ اور	مَضٰى۔ گذر چکی	مَثَلُ۔ مثال	الْاَوَّلِيْنَ۔ پہلے لوگوں کی
وَ۔ اور	لَئِنْ۔ اگر	سَاَلْتَهُمْ۔ تو ان سے پوچھے	مَّنْ۔ کس نے
خَلَقَ۔ پیدا کیے	السَّمٰوٰتِ۔ آسمان	وَ۔ اور	الْاَرْضَ۔ زمین
لَيَقُوْلُنَّ۔ تو ضرور کہینگے	خَلَقَهُنَّ۔ پیدا کیا انکو	الْعَزِيْزُ۔ غالب	الْعَلِيْمُ۔ جاننے والے نے
الَّذِيْ۔ وہ جس نے	جَعَلَ۔ بنایا	لَكُمُ۔ تمہارے لیے	الْاَرْضَ۔ زمین کو
مَهْدًا۔ بچھونا	وَّ۔ اور	جَعَلَ۔ بنائے	لَكُمْ۔ تمہارے لیے
فِيْهَا۔ اس میں	سُبُلًا۔ راستے	لَّعَلَّكُمْ۔ تاکہ تم	تَهْتَدُوْنَ۔ راہ پاؤ
وَ۔ اور	الَّذِيْ۔ وہ جس نے	نَزَّلَ۔ اتارا	مِنَ السَّمَآءِ۔ آسمان سے
مَآءً۔ پانی	بِقَدَرٍ۔ اندازے سے	فَاَنْشَرْنَا۔ تو اٹھائے ہم نے	بِهٖ۔ اس کے ساتھ
بَلْدَةً۔ شہر	مَّيْتًا۔ مردہ	كَذٰلِكَ۔ اسی طرح	تُخْرَجُوْنَ۔ نکالے جاؤ گے تم

وَ۔ اور
كُلَّهَا۔ سارے
مِّنَ الْفُلْكِ۔ کشتیاں
تَرْكَبُوْنَ۔ تم سوار ہوتے ہو
ثُمَّ۔ پھر
اِذَا۔ جب
تَقُوْلُوْا۔ کہو
لَنَا۔ ہمارے لیے
كُنَّا۔ تھے ہم
اِنَّا۔ بیشک ہم
وَ۔ اور
جُزْءًا۔ جز
مُّبِيْنٌ۔ کھلا ہوا۔

الَّذِيْ۔ وہ جس نے
وَ۔ اور
وَ۔ اور
لِتَسْتَوٗا۔ تاکہ بیٹھو تم
تَذْكُرُوْا۔ یاد کرو
اسْتَوَيْتُمْ۔ تم برابر ہو جاؤ
سُبْحَانَ۔ پاک ہے
هٰذَا۔ اس کو
لَهٗ۔ اسکے
اِلٰى۔ طرف
جَعَلُوْا۔ بنائے انہوں نے
اِنَّ۔ بیشک

خَلَقَ۔ پیدا کیے
جَعَلَ۔ بنائیں
الْاَنْعَامِ۔ چارپائے
عَلٰى۔ اوپر
نِعْمَةَ۔ نعمت
عَلَيْهِ۔ اس پر
الَّذِيْ۔ وہ جس نے
وَ۔ اور
مُقْرِنِيْنَ۔ قریب جانے والے
رَبِّنَا۔ اپنے رب کی
لَهٗ۔ اسکے لیے
الْاِنْسَانَ۔ انسان

الْاَزْوَاجَ۔ جوڑے
لَكُمْ۔ تمہارے لیے
مَا۔ جن پر
ظُهُوْرِهٖ۔ انکی پیٹھوں کے
رَبِّكُمْ۔ اپنے رب کی
وَ۔ اور
سَخَّرَ۔ تابع کیا
مَا۔ نہیں
وَ۔ اور
لَمُنْقَلِبُوْنَ۔ لوٹنے والے ہیں
مِنْ عِبَادِهٖ۔ اسکے بندوں سے
لَكَفُوْرٌ۔ ناشکرا ہے

حلِّ لُغاتِ نادرہ

اُمُّ الْكِتَابِ۔ اس سے مراد لوح محفوظ ہے۔
اَفَنَضْرِبُ۔ محاورہ عربی میں ترک کے معنی میں آتا ہے
صَفْحًا۔ صفح کہتے ہیں انحراف کو یعنی تمہارے اعراض وانحراف کی وجہ سے
بَطْشًا۔ قوت اور گرفت کے معنی میں آتا ہے۔
لِتَسْتَوٗا بمعنی اِسْتِوَاء یعنی چڑھ جانا۔

مختصر تفسیر اردو پہلا رکوع سورۂ زخرف پ ۲۵

حٰمٓ ۝ وَالْكِتٰبِ الْمُبِيْنِ۔ اے حامد و محمود قسم ہے روشن کتاب کی

اِنَّا جَعَلْنٰهُ قُرْاٰنًا عَرَبِيًّا لَّعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ وَاِنَّهٗ فِيْٓ اُمِّ الْكِتٰبِ لَدَيْنَا لَعَلِيٌّ حَكِيْمٌ۔ ہم نے اسے عربی قرآن اتارا تاکہ تم عقل پکڑو اور بے شک وہ لوح محفوظ میں ہمارے پاس بلند اور حکمت والی ہے علامہ نسفی ام الکتاب پر فرماتے ہیں وَاِنَّ الْقُرْاٰنَ مُثْبَتٌ عِنْدَ اللّٰهِ فِي اللَّوْحِ الْمَحْفُوْظِ کہ قرآن لوح محفوظ میں محفوظ ہے۔ آلوسی روح المعانی میں فرماتے ہیں اَيْ فِي اللَّوْحِ الْمَحْفُوْظِ عَلٰى مَا ذَهَبَ اِلَيْهِ جَمْعٌ فَاِنَّهٗ اُمُّ الْكُتُبِ السَّمَاوِيَّةِ اَيْ اَصْلُهَا لِاَنَّ كُلَّهَا مَنْقُوْلَةٌ مِنْهُ اسی سے جملہ کتب منزلہ منقول ہیں۔ آگے ارشاد ہے۔

اَفَنَضْرِبُ عَنْكُمُ الذِّكْرَ صَفْحًا اَنْ كُنْتُمْ قَوْمًا مُّسْرِفِيْنَ۔ کیا ترک کر دیں ہم تم سے نصیحت تمہارے انحراف کی وجہ سے۔ کہ تم حد سے زیادہ بڑھ جانے والے ہو۔

نَضْرِبُ۔ عربی میں نترک کے معنی بھی دیتا ہے۔ آیہ کریمہ کے مفہوم سے یہ واضح ہوتا ہے کہ قوم مسرف ہو یا مجرم سب کو دعوت الی الحق ضرور دی جائے گی قبول کریں گے راہ پائیں گے اور ہم انحراف کریں گے تو مستحق عذاب ہوں گے۔ اسی لیے یہاں استفہام انکاری کے لیے فرمایا اَفَنَضْرِبُ کیا چھوڑ دیں ہم یعنی نہیں چھوڑیں گے۔

صَفْحًا۔ یہ بھی عربی میں انحراف کے معنی دیتا ہے اور صُفْح کو صفح اسی لیے عربی میں کہتے ہیں کہ وہ ایک پہلو سے دوسرے پہلو بدلا جاتا ہے آگے ارشاد ہے

وَكَمْ اَرْسَلْنَا مِنْ نَّبِيٍّ فِي الْاَوَّلِيْنَ وَمَا يَاْتِيْهِمْ مِّنْ نَّبِيٍّ اِلَّا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ فَاَهْلَكْنَا اَشَدَّ مِنْهُمْ بَطْشًا وَّمَضٰى مَثَلُ الْاَوَّلِيْنَ۔ اور ہم نے کتنے ہی غیب بتانے والے (نبی) اگلوں میں بھیجے اور ان کے پاس جو بھی غیب بتانے والا آیا (نبی) مگر وہ اس کا استہزاء کرتے رہے تو ہم نے ان کو ہلاک کیا جو ان سے (مکہ والوں سے) بھی زیادہ سخت تھے قوت میں اور ان کے افسانے پہلوں میں رہ گئے۔

آیہ کریمہ میں مکہ والوں کو عبرت دلانے کے لیے فرمایا گیا کہ تم سے پہلے بھی ہم نے بہت سے نبی بھیجے۔ یہاں ترجمہ میں غیب بتلانے والے جو پڑھا گیا وہ اس لیے کہ نبی ماخوذ ہے "نبأ" سے اور نبأ کہتے ہیں خبر کو اور نبی کہتے ہیں خبر دینے والے کو اور خبر وہی دی جاتی ہے جو انسان کے علم و ادراک سے بالا ہو اور اسی کو غیب کہتے ہیں بنابریں ترجمہ میں غیبی خبر دینے والا جو کیا گیا وہ صحیح ہے۔ ہمارے حضور صلے اللہ علیہ وسلم سے پہلے جو نبی آئے وہ غیبی خبریں دینے آئے اور حضور تمام غیوب کی خبروں پر حادی تھے اسی بنا پر ہم حضور کے لیے غیب کلی مانتے ہیں اور دوسرے انبیاء کے لیے جزئی تو ارشاد ہوا

جو غیبی خبر دینا ہوا آیا رسول تو اس کا استہزاء پہلی قوموں نے بھی کیا اور یہ مکہ والے بھی کر رہے ہیں انہیں معلوم ہونا چاہیئے کہ ہم نے اس استہزاء کے بدلہ میں انہیں ہلاک کر دیا باوجودیکہ ان مکہ والوں سے وہ قوت میں بہت زیادہ تھے تو ان کا ہلاک کر دینا ہمارے لیے کیا دشوار ہے مگر چونکہ نبی آخر الزمان کو وَمَآ اَرۡسَلۡنٰكَ اِلَّا رَحۡمَةً لِّلۡعٰلَمِيۡنَ کا طغرا امتیاز عطا ہوا اس بنا پر یہ ہلاکت عامہ سے محفوظ و مصئون ہیں ان کی ہلاکت ایک وقت کے اوپر مؤخر ہے آگے ارشاد ہے۔

وَلَئِنۡ سَاَلۡتَهُمۡ مَّنۡ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضَ لَيَقُوۡلُنَّ خَلَقَهُنَّ الۡعَزِيۡزُ الۡعَلِيۡمُ الَّذِىۡ جَعَلَ لَـكُمُ الۡاَرۡضَ مَهۡدًا وَّجَعَلَ لَـكُمۡ فِيۡهَا سُبُلًا لَّعَلَّكُمۡ تَهۡتَدُوۡنَ اور اگر آپ ان سے پوچھیں کہ کس نے پیدا کیا آسمانوں اور زمین کو تو ضرور کہیں گے بنایا انہیں غالب اور علم والے نے وہ جس نے تمہارے لیے زمین کو بچھونا کیا اور تمہارے اس میں راستے بنا ڈالے تاکہ تم (منزل مقصود کو) راہ پاسکو۔

لفظ سُبل پر علامہ آلوسی روح المعانی میں فرماتے ہیں اَیۡ طُرُقًا تَسۡلُكُوۡنَهَا فِیۡ اَسۡفَارِكُمۡ لِكَیۡ تَهۡتَدُوۡا بِسُلُوۡكِهَا اِلٰی مَقَاصِدِكُمۡ وَلِتَتَفَكَّرُوۡا فِیۡهَا اِلَی التَّوۡحِیۡدِ الَّذِیۡ هُوَ الۡمَقۡصَدُ الۡاَصۡلِیۡ تاکہ معنی یہ ہیں کہ سفروں میں راستے معلوم کر سکو اور مقصد اصلی اس میں تفکر و تدبر ہے ایصال الی المطلوب کے لیے کیونکہ مقصود و مطلوب وہی ہے اگر فقط زمین چٹیل میدان ہوتی اور اس میں راستے نہ ہوتے تو سفر کرنے والوں کو ایصال الی المطلوب میں دقتیں ہوتیں۔

اسی طرح شریعت مطہرہ کے راستے اور طریقے نہ ہوتے تو واصل الی اللہ ہونے میں بھٹک جانے کا خطرہ تھا اس لیے فرمایا وَجَعَلَ لَكُمۡ فِيۡهَا سُبُلًا اسی طرح اگر مسافرین کو زمین میں سڑکیں اور راہیں نہ ہوتیں تو منزل پر پہنچنا انہیں بھی دشوار ہوتا اس لیے دونوں معنی کے اعتبار سے لَعَلَّكُمۡ تَهۡتَدُوۡنَ فرمایا گیا جس سے واضح ہے کہ شریعت مطہرہ کی راہیں لے کر ہدایت حاصل ہوگی اور زمین کی راہیں لے کر ایک منزل سے دوسری منزل آسان ہو جائے گی اور یہ دونوں انعام الٰہی ہیں۔ اس سے یہ امر بھی واضح ہوگیا کہ فطرۃً کافر مشرک جاحد اور جاہل سب کی عقل راہنمائی کرتی ہے کہ ان کا ایک خالق ہے بتوں کو پوجنے ہوئے بھی خالق کل اور مالک کل ایک عزیز و علیم کو جانتے ہیں اسی کو ارباب عقائد ایمان عقلی کہتے ہیں جو بلا تبلیغ مبلغ ہر ایک ماننا ہے آگے ارشاد ہے۔

وَالَّذِىۡ نَزَّلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءًۢ بِقَدَرٍ‌ۚ فَاَنۡشَرۡنَا بِهٖ بَلۡدَةً مَّيۡتًا‌ ۚ كَذٰلِكَ تُخۡرَجُوۡنَ ۝

اور وہ جس نے آسمان سے پانی اتارا اندازے کا تو ہم نے اس سے مردہ بستی کو زندہ فرمادیا ایسے ہی تم بھی قبروں سے نکالے جاؤ گے۔

آیہ کریمہ میں دلیل عقلی سے مردوں کو زندہ کرنا اور نشر من القبور کو ثابت کرنا ہے ظاہر ہے کہ زمین کا سبزہ جب خشک ہو جاتا ہے تو وہ مٹی میں مل جاتا ہے پھر جب بارش ہوتی ہے اسی مٹی سے اس کی کونپلیں نکل کر زمین کو سرسبز و شاداب کر دیتا ہے یہ اس امر کی دلیل ہے کہ خاک میں مل جانے کے بعد پھر دوبارہ قدرت الٰہیہ اس کو اپنی اصلی صورت پر ایسے ہی لانے پر قادر ہے جیسے گھاس خشک ہو کر مٹی میں مل جائے پھر سرسبز و شاداب ہو۔ انسان کے متعلق مشرکین کو بھی اعتراض تھا کہ ءَاِذَا مِتْنَا وَكُنَّا تُرَابًا ذٰلِكَ رَجْعٌ بَعِيْدٌ جب ہم مر جائیں گے اور مٹی ہو جائیں گے پھر دوبارہ لوٹ کر کیسے زندہ ہو سکتے ہیں۔ اس میں استبعاد عقلی ہے تو اس پر مثال گھاس کے خشک ہونے اور مٹی میں مل کر بارش کی نمی سے سرسبز و شاداب ہونے کی دی۔ اور فرمایا

كَذٰلِكَ تُخْرَجُوْنَ جیسے وہ خاک میں مل کر گھاس پھر سرسبز و شاداب ہوتی اور اپنی شاخیں نکالتی ہے ایسے ہی تم قبر میں جا کر اگرچہ مٹی ہو جاؤ گے مگر تم بھی نکالے جاؤ گے اس پر کسی شاعر نے کیا خوب کہا ہے ؎

يَلُوْحُ الْخَطُّ فِي الْقِرْطَاسِ دَهْرًا وَكَاتِبُهٗ رَمِيْمٌ فِي التُّرَابِ

لکھنے والے کا قلم اپنے حروف سے ایک عرصہ تک زندہ رہتا ہے حالانکہ وہ لکھنے والا مٹی میں مل چکا ہوتا ہے آگے ارشاد ہے۔

وَالَّذِيْ خَلَقَ الْاَزْوَاجَ كُلَّهَا وَجَعَلَ لَكُمْ مِّنَ الْفُلْكِ وَالْاَنْعَامِ مَا تَرْكَبُوْنَ لِتَسْتَوٗا عَلٰى ظُهُوْرِهٖ ثُمَّ تَذْكُرُوْا نِعْمَةَ رَبِّكُمْ اِذَا اسْتَوَيْتُمْ عَلَيْهِ وَتَقُوْلُوْا سُبْحٰنَ الَّذِيْ سَخَّرَ لَنَا هٰذَا وَمَا كُنَّا لَهٗ مُقْرِنِيْنَ ۝ وَاِنَّآ اِلٰى رَبِّنَا لَمُنْقَلِبُوْنَ ۝ وَجَعَلُوْا لَهٗ مِنْ عِبَادِهٖ جُزْءًا اِنَّ الْاِنْسَانَ لَكَفُوْرٌ مُّبِيْنٌ

اور وہ ذات جس نے ہر قسم کے جوڑے بنائے اور تمہارے لیے کشتیاں اور چوپائے بنائے جن پر تم سوار ہوتے ہو کہ تم ان کی پیٹھ پر اچھی طرح اطمینان سے بیٹھ جاؤ پھر جب اطمینان سے ان پر بیٹھ جاؤ تو اپنے پروردگار کا احسان یاد کرو اور اس کا شکر ادا کرو کہ پاک ہے وہ ذات جس نے ان چیزوں کو ہمارے بس میں کر دیا ہے اور ہم تو ایسے طاقتور نہ تھے کہ ان کو قابو میں کر لیتے اور بے شک ہم تو اپنے پروردگار کی طرف لوٹ کر جانا ہے۔ اور لوگوں نے خدا کے بندوں میں سے اس کا لخت جگر یعنی اولاد قرار دے رکھا ہے کچھ شک نہیں کہ انسان کھلم کھلا بڑا ہی ناشکرا ہے۔

آیت کریمہ میں اپنی ذات کے تعارف کے لیے دوسری شان قدرت دکھائی کہ ہم نے جو کچھ پیدا فرمایا سب کو جوڑے کی شکل میں بنایا یہاں تک کہ چار پائے اور انسان سے لے کر درختوں میں پھل

میں زیادہ پیدا کیے اور چار پایوں کا ذکر فرمانے ہوئے کشتی کا ذکر کر کے ظاہر فرمایا کہ تم زمین پہ چار پایوں کے ذریعہ عام اس سے کہ وہ گدھا ہو گھوڑا ہو خچر ہو۔ ریل ہو اور موٹر کار ہو لاری ہو یہ سب چار پائے کے ذریعہ چلتی ہیں اور کشتی کا تذکرہ یوں فرمایا کہ انعام کے ذریعہ دریا میں عبور نہیں ہوتا اس لیے فرمایا۔ کہ دریا کا عبور کشتی۔ آگبوٹ جہاز کے ذریعہ ہوتا ہے اسی لیے اسے بھی ہم نے تمہارے لیے بنایا تو دونوں سواریوں کا اظہار اپنی شیئوں فدرت کے ذریعے کیا۔ یہ سب چیزیں اگرچہ انسان ہی کے ہاتھ سے نشوونما پاتی رہتی ہیں مگر یہ قدرت اس میں ضرور کار فرما ہے انسان کے دماغ میں ایک حصہ ہے جس میں یہ قدرت ہر ایجاد کا نقشہ بناتا ہے اور اسے حس مشترک میں اتار کر انسان اس سے اس چیز کی ایجاد مکمل کرتا ہے۔ مثلاً

اس نے ارادہ کیا کہ میں ہوا پہ ایسی موٹر کار کو اڑاؤں تو اس کے اڑنے کے تمام ذرائع جوف دماغ میں آئے اور حس مشترک نے اس کے پرزے بنائے اس نے ان پرزوں کی نقل کی اور ایروپلین بنا لیا۔ اور زمین سے فضاء ہوائیہ میں اڑ کر یہاں سے وہاں پہنچ گیا۔

تو جب تک یہ قدرت اس کے جوف دماغ میں اس کا نقشہ نہ دیتا اور وہ اس کے اجزاء کا تمام نقشہ نہ کھینچ لیتا یہ لوہا۔ تانبہ۔ پیتل لکڑی کسی بھی کام نہیں آسکتے تھے۔ لکڑی بنائی تو یہ قدرت نے لوہا بنایا تو قدرت نے اس کو اشکال متعددہ میں متشکل کرنے کے لیے انسان کے دماغ میں ایک حصہ رکھا۔ جس سے اس نے پرزوں کی شکلیں ڈھالیں اور ایک مشین بنا ڈالی۔

تو معلوم ہوا کہ اصل ایجاد کی یہ قدرت پیش کرتا ہے اور اسے باشکال متعددہ مرتب کرنا اور جوڑنا یہ انسان کی عقلی راہنمائی پر ہے تو اصل ایجاد کی اسی کی طرف گئی جس نے فرمایا وَالَّذِیْ خَلَقَ الْاَزْوَاجَ كُلَّهَا۔ اسی بنا پہ ہمارا عقیدہ ہے کہ ہر شے کا خالق اللہ تعالٰے ہے۔

اس کی تخلیقی شانیں اس کے بندوں کے ہاتھ سے اسی کی عطا کردہ عقل کے ذریعہ انسان بناتا ہے اس کے بعد ہمیں ادب وآداب کے اصول بتائے اور فرمایا کہ کسی چیز کو تم بنا کر سدھا کر مسخر کر کے کتنے ہی اس سے کام لو مگر ہمارا شکر نعمت ضرور ادا کرو۔ چنانچہ سواری پر سوار ہونے کے بعد عام اس سے کہ وہ حیوانی ہو یا جمادی یعنی ریل موٹر وغیرہ ان پر جب بھی سواری کرو۔ تو یہ کہو۔

سُبْحَانَ الَّذِیْ سَخَّرَ لَنَا هٰذَا وَمَا كُنَّا لَهٗ مُقْرِنِیْنَ وَاِنَّاۤ اِلٰى رَبِّنَا لَمُنْقَلِبُوْنَ۔ پاک ہے وہ ذات جس نے اس حیوان کو یا اس جماد محض کو ہمارے لیے مسخر فرمایا ہے اور ہم اس پر قادر نہ تھے اور بے شک ہم اسی کی طرف لوٹنے والے ہیں۔

تاکہ کوئی موحد اپنی ایجاد پر تکبر نہ کر سکے ۔غرور و نخوت کا شکار نہ کرے اور یہ پڑھنے والا جب یہ پڑھ لے تو اللہ تعالیٰ کی حفاظت و صیانت میں رہ کر اپنی منزل حاصل کر سکے ۔چنانچہ اس آیت کریمہ کو علامہ دیربی نے اپنے اعمال کے مجموعہ میں کہا کہ سواری پر بیٹھ کر جو اسے پڑھ لے وہ اس کے ہر خطرہ سے مامون و مصئون رہے گا ۔آگے ارشاد ہے ۔کہ ہمارے بندوں میں ایسے سرکش بھی ہیں جنہوں نے ہمارے جزو فرض کیے اور ان کو ہمارا شریک بنایا چنانچہ اس کا یہ ترجمہ ہے وَجَعَلُوا لَهُ الخ اور کیا انہوں نے اللہ کے لیے اس کے بندوں سے جز و بیشک انسان کھلا ناشکرا ہے ۔

جیسا کہ پاربتی ۔بھیرول اور شیاطین کے بہت سے افراد جن کو مشرکین متصرف مانتے ہیں اور قوت آلہیہ کے مقابلہ میں ان کی قوت کو بھی مستقل سمجھتے ہیں اور یہ مرض پڑھتے پڑھتے مسلمانوں میں بھی پھیل گیا ہے یہ بھی ٹونا ٹوٹکہ آثار اچڑھاوا جادو موٹھ وغیرہ کے اتنے قائل ہو چکے ہیں کہ آج اللہ تعالیٰ کے تصرفات اور قدرت کاملہ کے مقابلہ میں اپنی غرض کے دیوانے کلیجی گوشت وغیرہ پر سندھور سوئی وغیرہ لگا کر دوسرے کو نقصان پہنچانے کی کوشش کرتے ہیں حالانکہ یہ سب مشرکین کے افعال اور توہمات عاطلہ باطلہ کاسدہ فاسدہ ہیں ۔جن پر عقیدہ کرنے سے ایمان میں نقصان کا خطرہ ہے ۔اللہ تعالیٰ محفوظ رکھے اور اس قسم کی جہالتوں سے مسلمانوں کو بچائے ۔

بامحاورہ ترجمہ دُوسرا رکوع سُورۃ زُخرف پ ۲۵

أَمِ اتَّخَذَ مِمَّا يَخْلُقُ بَنَاتٍ وَّأَصْفٰكُمْ بِالْبَنِيْنَ ۞	کیا خداوند کریم نے اپنی مخلوقات میں آپ تو بیٹیاں لیں اور تم لوگوں کو بیٹے دے کر نوازا ۔
وَإِذَا بُشِّرَ أَحَدُهُمْ بِمَا ضَرَبَ لِلرَّحْمٰنِ مَثَلًا ظَلَّ وَجْهُهٗ مُسْوَدًّا وَّهُوَ كَظِيْمٌ ۞	جب ان لوگوں میں سے کسی کو بشارت دی جائے اس کی جو رحمن کے لیے مانتے ہیں تو دن بھر اس کا منہ کالا رہے اور غم کھایا کرے ۔
أَوَمَنْ يُّنَشَّؤُا فِي الْحِلْيَةِ وَهُوَ فِي الْخِصَامِ غَيْرُ مُبِيْنٍ ۞	وہ جو گہنے میں نشو و نما پائے اور جھگڑے کے وقت صاف بات نہ کر سکے ۔
وَجَعَلُوا الْمَلٰٓئِكَةَ الَّذِيْنَ هُمْ عِبَادُ الرَّحْمٰنِ إِنَاثًا ۚ أَشَهِدُوْا خَلْقَهُمْ	اور کیا ان فرشتوں کو جو رحمن کے بندے ہیں عورتیں کیا ان کے بنانے وقت وہ موجود تھے عنقریب

سَتُكْتَبُ شَهَادَتُهُمْ وَيُسْـَٔلُوْنَ ۝	لکھ لی جائے گی ان کی گواہی اور ان سے پوچھا جائے گا۔
وَقَالُوْا لَوْشَآءَ الرَّحْمٰنُ مَاعَبَدْنٰهُمْ مَالَهُمْ بِذٰلِكَ مِنْ عِلْمٍ اِنْ هُمْ اِلَّا يَخْرُصُوْنَ ۝	اور وہ بولے اگر رحمان چاہتا تو ہم انہیں نہ پوجتے انہیں اس کی حقیقت کچھ معلوم نہیں یونہی اٹکلیں دوڑاتے ہیں
اَمْ اٰتَيْنٰهُمْ كِتٰبًا مِّنْ قَبْلِهٖ فَهُمْ بِهٖ مُسْتَمْسِكُوْنَ ۝	کیا اس سے قبل ہم نے انہیں کوئی کتاب دی ہے کہ یہ اس سے استدلال کرتے ہیں۔
بَلْ قَالُوْا اِنَّا وَجَدْنَا اٰبَآءَنَا عَلٰى اُمَّةٍ وَّاِنَّا عَلٰى اٰثٰرِهِمْ مُّهْتَدُوْنَ ۝	بلکہ وہ کہیں گے کہ ہم نے پایا اپنے باپ کو ایک دین پر اور ہم ان کے قدم بقدم ہدایت پر چل رہے ہیں۔
وَكَذٰلِكَ مَا اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ فِىْ قَرْيَةٍ مِّنْ نَّذِيْرٍ اِلَّا قَالَ مُتْرَفُوْهَا اِنَّا وَجَدْنَا اٰبَآءَنَا عَلٰى اُمَّةٍ وَّاِنَّا عَلٰى اٰثٰرِهِمْ مُّقْتَدُوْنَ	اور ایسے ہی آپ سے پہلے جب کسی شہر میں کوئی ڈر سنانے والا بھیجا مگر وہاں کے مالداروں نے یہی کہا کہ ہم نے اپنے باپ دادا کو ایک دین پر پایا اور ہم ان کے قدم بقدم ہدایت پر ہیں۔
قٰلَ اَوَلَوْ جِئْتُكُمْ بِاَهْدٰى مِمَّا وَجَدْتُّمْ عَلَيْهِ اٰبَآءَكُمْ قَالُوْٓا اِنَّا بِمَآ اُرْسِلْتُمْ بِهٖ كٰفِرُوْنَ ۝	نبی نے فرمایا کیا جب بھی کہ میں تمہارے پاس زیادہ ہدایت والی چیز اس سے جس پر کہ تم نے اپنے باپ دادا کو پایا کافر بولے جو کچھ آپ دے کر بھیجے گئے ہیں ہم اُس کا انکار کرتے ہیں۔
فَانْتَقَمْنَا مِنْهُمْ فَانْظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُكَذِّبِيْنَ ۝	تو ہم نے ان سے بدلہ لیا تو دیکھئے کیا ہوا انجام جھٹلانے والوں کا۔

لفظی ترجمہ

اَمِ - کیا	اِتَّخَذَ - لے لیں	مِمَّا - اس سے جو	يَخْلُقُ - پیدا کرتا ہے
بَنٰتٍ بیٹیاں	وَّ - اور	اَصْفٰكُمْ نوازا تم کو	بِالْبَنِيْنَ - بیٹوں سے

وَ۔ اور	اِذَا۔ جب	بُشِّرَ۔ خبر دیا جاتا ہے	اَحَدُھُمْ۔ ایک انکا
بِمَا۔ اس کی جو	ضَرَبَ۔ بیان کرتا ہے	لِلرَّحْمٰنِ۔ اللہ کے لیے	مَثَلًا۔ مثال
ظَلَّ۔ تو ہو جاتا ہے	وَجْھُہٗ۔ اس کا منہ	مُسْوَدًّا۔ کالا	وَّ۔ اور
ھُوَ۔ وہ ہوتا ہے	کَظِیْمٌ۔ غم کا بھرا ہوا	اَوَ۔ کیا	مَنْ۔ جو
یُنَشَّؤُا۔ پرورش پائے	فِی۔ بیچ	الْحِلْیَۃِ۔ زیور کے	وَ۔ اور
ھُوَ۔ وہ	فِی۔ بیچ	الْخِصَامِ۔ لڑائی کے	غَیْرُ۔ نہیں
مُبِیْنٍ۔ بات کرنے والا	وَ۔ اور	جَعَلُوا۔ بنایا انہوں نے	الْمَلٰٓئِکَۃَ۔ فرشتوں کو
الَّذِیْنَ۔ جو کہ	ھُمْ۔ وہ	عِبٰدُ۔ بندے ہیں	الرَّحْمٰنِ۔ رحمن کے
اِنَاثًا۔ عورتیں	اَ۔ کیا	شَھِدُوْا۔ حاضر تھے وہ	خَلْقَھُمْ۔ انکی پیدائش پہ
سَتُکْتَبُ۔ جلدی لکھی جائے گی		شَھَادَتُھُمْ۔ انکی گواہی	وَ۔ اور
یُسْئَلُوْنَ۔ وہ پوچھے جائینگے	وَ۔ اور	قَالُوْا۔ بولے	لَوْ۔ اگر
شَآءَ۔ چاہتا	الرَّحْمٰنُ۔ اللہ	مَا۔ تو نہ	عَبَدْنٰا۔ عبادت کرتے ہم
ھُمْ۔ ان کی	مَا۔ نہیں	لَھُمْ۔ ان کو	بِذٰلِکَ۔ اس کا
مِنْ عِلْمٍ۔ کوئی علم	اِنْ۔ نہیں	ھُمْ۔ وہ	اِلَّا۔ مگر
یَخْرُصُوْنَ۔ اٹکل کرتے ہیں	اَمْ۔ کیا	اٰتَیْنٰا۔ دی ہم نے	ھُمْ۔ ان کو
کِتٰبًا۔ کتاب	مِنْ قَبْلِہٖ۔ اس سے پہلے	فَھُمْ۔ کہ وہ	بِہٖ۔ اس سے
مُسْتَمْسِکُوْنَ۔ سند پکڑتے ہیں۔		بَلْ۔ بلکہ	قَالُوْا۔ بولے
اِنَّا۔ بیشک ہم نے	وَجَدْنَا۔ پایا	اٰبَآءَنَا۔ اپنے باپ دادا کو	عَلٰی۔ اوپر
اُمَّۃٍ۔ ایک دین کے	وَّ۔ اور	اِنَّا۔ ہم	عَلٰی۔ اوپر
اٰثٰرِ۔ قدموں	ھِمْ۔ انکے کے	مُّھْتَدُوْنَ۔ راہ پانے والے ہیں	وَ۔ اور
کَذٰلِکَ۔ اسی طرح	مَا۔ نہیں	اَرْسَلْنَا۔ بھیجا ہم نے	مِنْ قَبْلِکَ۔ آپ سے پہلے
فِیْ۔ بیچ	قَرْیَۃٍ۔ کسی بستی کے	مِّنْ نَّذِیْرٍ۔ کوئی ڈرانے والا	اِلَّا۔ مگر
قَالَ۔ کہا		مُتْرَفُوْھَا۔ اس کے دولتمندوں نے	اِنَّا۔ ہم نے
وَجَدْنَا۔ پایا	اٰبَآءَنَا۔ اپنے باپوں کو	عَلٰی۔ اوپر	اُمَّۃٍ۔ ایک دین کے
وَّ۔ اور	اِنَّا۔ بیشک ہم	عَلٰی۔ اوپر	اٰثٰرِھِمْ۔ انکے قدموں کے

مُّقْتَدُوْنَ۔ پیروی کرنے والے ہیں | قَالَ۔ کہا | اَوَ۔ کیا
لَوْ۔ اگرچہ | جِئْتُكُمْ۔ لاؤں میں تمہارے پاس | بِاَهْدٰى۔ زیادہ اچھا | مِمَّا۔ اس سے جو
وَجَدْتُّمْ۔ پایا تم نے | عَلَيْهِ۔ اس پر | اٰبَآءَ۔ باپ دادا | كُمْ۔ اپنے کو
قَالُوْا۔ بولے | اِنَّا۔ بیشک ہم | بِمَا۔ ساتھ اس کے جو | اُرْسِلْتُمْ۔ بھیجے گئے ہو تم
بِہٖ۔ ساتھ اس کے | كٰفِرُوْنَ۔ منکر ہیں | فَانْتَقَمْنَا۔ تو بدلہ لیا ہم نے | مِنْهُمْ۔ ان سے
فَانْظُرْ۔ تو دیکھ | كَيْفَ۔ کیسا ہوا | كَانَ۔ ہوا | عَاقِبَةُ۔ انجام
الْمُكَذِّبِيْنَ۔ جھٹلانے والوں کا۔

حلِّ لغاتِ نادرہ

اَوَمَنْ يُّنَشَّؤُا فِي الْحِلْيَةِ۔ يُنَشَّؤُا يُرَبّٰى کے معنی میں ہے۔ (پرورش)
حِلْيَة زینت کو کہتے ہیں والمعنی اَوَ جَعَلُوْا مِنْ شَأْنِہٖ اَنْ يُّرَبّٰى فِي الزِّيْنَةِ۔
فِي الْخِصَامِ۔ خصام جھگڑا کرنے کو کہتے ہیں جن سے آدمی عادۃً خالی نہیں ہوتا۔
اِنْ هُمْ اِلَّا يَخْرُصُوْنَ۔ خرص سے ماخوذ ہے جس کے معنی درخت کے پھلوں کے اندازہ کرنے کے ہیں
یہاں مطلقاً اندازہ اور اٹکلیں دوڑانے کے معنی مراد ہیں
مُتْرَفُوْهَا اَیْ مُتَنَعِّمُوْهَا یعنی مالدار لوگ (نسفی)
اُمَّةٍ۔ دین وطریقہ جس کی طرف قصد کیا جائے کیونکہ اس کے اصلی معنی قصد کرنے کے ہیں۔

مختصر تفسیر اردو دوسرا رکوع سورۂ زخرف پ۲۵

اَمِ اتَّخَذَ مِمَّا يَخْلُقُ بَنٰتٍ وَّاَصْفٰكُمْ بِالْبَنِيْنَ۔ کیا لیا اللہ نے اس میں سے جسے پیدا کیا لڑکیاں اور تمہیں نوازا لڑکوں سے۔

آیت کریمہ میں مشرکین کی حماقت وجہالت ظاہر فرمائی گئی اس لیے کہ یہ اولاد نرینہ کو افضل وبہتر مانتے تھے اور انثیٰ کو منحوس تصور کرتے تھے حتیٰ کہ لڑکیوں کو زندہ درگور کرنے کے بھی عادی تھے۔ اس لیے وہ لڑکی کے ہونے پر بدشگونی لیتے تھے اور ان کو یہ عار ہوتی تھی کہ ان کا کوئی داماد ہو تو جو چیز انکے نزدیک

موجب عار تھی وہ اللہ تعالٰی کے لیے منسوب تھی اور ملائکہ کو اللہ کی بیٹیاں قرار دیا۔ حالانکہ وہ بیٹا اور بیٹی دونوں سے مبرا اور منزہ ہے۔ تو اسی کو بطور استفہام انکاری فرمایا کہ کیا تمہارا یہ خیال ہے کہ اللہ تعالٰی نے اپنی مخلوق میں سے لڑکیاں اپنے لیے مخصوص کیں جو تمہارے خیال و گمان میں قبیح ہیں۔

وَاَصْفٰكُمْ فرما کر ارشاد ہوا کہ تم اپنی صفت بلند کرنا چاہتے ہو کہ لڑکوں کے باپ ہو حالانکہ یہ تمہاری جہالت خالص ہے لڑکی ہو یا لڑکا یہ سب ہماری مخلوق ہیں اور اولاد چونکہ جزو باپ ہے اور ہم کسی کے باپ نہیں ہو سکتے اس لیے کہ ہمارا جزو محال ہے۔ بنا بریں ہمارے لیے لڑکی اور لڑکا دونوں نہیں مگر تم نے ہماری طرف منسوب بھی کیا تو اس مخلوق کو جسے تم اپنے وہم باطل میں قبیح سمجھتے ہو اور خوف شماتت سے اسے زندہ درگور کر دیتے ہو تو استفہام انکاری فرماتے ہوئے ارشاد ہوا کہ ایسا نہیں ہے جیسا کہ ہمارے متعلق تمہارا گمان ہے آگے ارشاد ہے۔

وَاِذَا بُشِّرَ اَحَدُهُمْ بِمَا ضَرَبَ لِلرَّحْمٰنِ مَثَلًا ظَلَّ وَجْهُهٗ مُسْوَدًّا وَّهُوَ كَظِيْمٌ اور جب ان میں کسی کو خبر دی جائے اس چیز کے لیے جس کا وہ وصف رحمٰن کے لیے ظاہر کر چکا ہے تو دن بھر اس کا منہ کالا ہو کر غمگین نظر آنے لگتا ہے۔

زمانۂ جہالت میں مشرکین مکہ کا یہ طریقہ تھا کہ اگر ان کے ہاں لڑکی ہو جاتی تو یہ اس کا گلا گھونٹ کر یا زندہ کو ہنڈیا میں بند کر کے گاڑ دیتے تھے چنانچہ ایک واقعہ بھی اس کا ہے کہ ایک شخص تجارت کے لیے اپنی بیوی کو حاملہ چھوڑ کر جا رہا تھا تو وصیت کر گیا تھا کہ میرے بعد اگر لڑکا ہو تو اسے حفاظت سے پرورش کرنا اور اگر لڑکی ہو تو میرے آنے کا انتظار کیے بغیر اس کو زمین میں دفنا دینا۔

پیچھے سے بجائے لڑکا ہونے کے لڑکی ہوئی ماں کو اس کا مارنا گوارا نہ ہوا اس نے ہمسائے کو دے دی وہ پرورش پاتی رہی۔ دو تین سال کے بعد یہ سفر سے واپس آیا معلوم کیا کہ حمل کیا ہوا؟ بتایا گیا کہ لڑکی ہوئی تھی اسے مار کر دفنا دیا گیا ہے یہ سن کر وہ خوش ہوا اتنے میں کھانے پر بیٹھا تھا کہ وہ لڑکی کھیلتی ہوئی آگئی۔ اس نے دریافت کیا کہ یہ کس کی لڑکی ہے؟ بتایا گیا کہ یہ ہمسائے کی ہے۔ خون کا جوش لازمی اثر کرتا ہے اس نے اسے پیار کیا اور اپنے ساتھ کھانے پر بٹھا لیا۔ چند روز وہ آتی رہی ماں کو یہ غلط فہمی ہو گئی کہ اب اسے محبت ہو چکی ہے اب واقعہ اصلی کیوں نہ ظاہر کر دوں چنانچہ ایک روز اس نے کہہ دیا کہ یہ لڑکی تمہاری ہے میں نے اسے مارنے کی بجائے ہمسایہ کو دے دی تھی۔ بس یہ سنتے ہی تیور بدل گئے اور اسے کندھے پر اٹھا کر جنگل میں لے گیا گڑھا کھود کر اس میں اتارا اور اس کے اوپر اتنی مٹی ڈالی کہ اس کی آواز آنی بند ہو گئی۔ پھر گھر میں آیا اور کھانا کھایا یہ واقعہ جب حضور کے سامنے انہوں نے بیان کیا تو حضور کی چشم مبارک سے

آنسو نکل پڑے۔

یہ کیفیت تھی ان کی جہالت کی اور پھر جس کے متعلق جن کے یہ اوہام باطلہ تھے اسے اللہ تعالے کی طرف منسوب کرنا یہ ان کی جہالت تھی اس کو فرمایا گیا کہ تمہارا تو یہ حال ہے کہ اگر تمہیں اس کی خبر مل جائے کہ تمہارے لڑکی ہوئی ہے تو خوف شماتت سے تمہارا منہ کالا اور رغم آلودہ ہو جائے اور اسی انتساب کو ہماری ذات کے ساتھ منتسب کرتے ہو باآنکہ ہمیں رحمان مانتے ہو یہ تمہاری حماقت ہے۔ پھر آگے ارشاد ہے۔

اَوَمَنْ يُنَشَّؤُا فِي الْحِلْيَةِ وَهُوَ فِي الْخِصَامِ غَيْرُ مُبِيْنٍ اور وہ جو گہنے میں نشوونما پائے۔ اور جھگڑنے وقت صاف بات نہ کر سکے۔

وَجَعَلُوا الْمَلٰئِكَةَ الَّذِيْنَ هُمْ عِبَادُ الرَّحْمٰنِ اِنَاثًا اَشَهِدُوْا خَلْقَهُمْ سَتُكْتَبُ شَهَادَتُهُمْ وَيُسْئَلُوْنَ اور کیا انہوں نے ان فرشتوں کو جو رحمان کے بندے ہیں عورتیں کیا ان کے بناتے وقت وہ موجود تھے عنقریب ان کی گواہی لکھ لی جائے گی اور ان سے جواب طلب کیا جائے گا۔

آیۂ کریمہ میں چند امور ظاہر فرمائے پہلا یہ کہ جس کی زیب و زینت کا مدار زیورات پر ہو وہ مرد کے مقابل نہیں آسکتا۔ اسی لیے زیور مرد کے لیے ناروا اور عورت کے لیے موجب زینت ہے۔

دوسرے ام المومنین حضرت خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ تعالے عنہا نے فرمایا کہ عورت جب گفتگو کرنے پر آئے تو بسا اوقات اس کا طرز تکلم اسی پر الزام عائد کر دیتا ہے اور وہ اپنے خلاف خود ہی بول پڑتی ہے اور حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عورت۔ ناقص العقل ہے اور ناقص الدین۔ عقل کا نقص تو یہ ہے کہ اس کی گفتگو پر قرآن کریم فرماتا ہے کہ فِي الْخِصَامِ غَيْرُ مُبِيْنٍ اپنے دعوی کی دلیل باوضاحت وہ پیش نہیں کر سکتی۔

اور ناقص الدین بایں معنی کہ اس کا کوئی مہینہ عبادت الٰہی کے لیے پورا نہیں آتا بلکہ ایام حیض و نفاس میں وہ عبادت سے محروم رہتی ہے۔ حج کے لیے بغیر محرم کے تنہا نہیں جا سکتی اپنے خاوند کی کمائی میں سے بلا اجازت شوہر کچھ نہیں دے سکتی۔ صدقہ و خیرات بھی باجازت خاوند کر سکتی ہے۔ تو خلاصہ یہ نکلا کہ کفار مکہ نے ملائکہ کی طرف لڑکی ہونے کا الزام دے کر کفر پہ دوسرا کفر کیا پہلے تو وہ شرک کی وجہ میں بے ایمان تھے دوسرے ملائکہ کی طرف مؤنث ہونے کا الزام دے کر کافر ہوئے۔ تیسرے وہ مخلوق جو نوری اور اس قسم کی باتوں سے منزہ تھی اس کو بیٹی ہونے کا انتساب کیا۔ اور ظاہر ہے کہ ملائکہ کو لڑکی یا لڑکا بیٹی یا بیٹا کہنا محض بے دلیل ہے اس پر ان کے پاس کوئی دلیل عقلی نہیں ہے اسی لیے فرمایا

کہ جب تمہارے پاس کوئی دلیل نہیں تو تم کم از کم ان کی پیدائش کے وقت موجود ہونے کا دعوے کرو اور جب یہ بھی نہیں تو تمہارے ان تلبیلوں جرموں پر تم سے جواب طلبی کی جائے گی اور تم ماخوذ کیے جاؤ گے آگے ارشاد ہے۔

وَقَالُوْا لَوْ شَآءَ الرَّحْمٰنُ مَا عَبَدْنٰهُمْ مَا لَهُمْ بِذٰلِكَ مِنْ عِلْمٍ اِنْ هُمْ اِلَّا یَخْرُصُوْنَ - اور اگر رحمان چاہتا تو ہم ملائکہ کو نہ چاہتے۔ انہیں اس کی حقیقت کچھ معلوم نہیں وہ تو اندازے سے اٹکل دوڑا رہے ہیں۔

حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے کفار سے سوال کیا تھا کہ تم ملائکہ کو اللہ کی بیٹیاں کیسے کہتے ہو؟ اس پر تمہارے پاس کیا دلیل ہے تو انھوں نے کہا کہ ہم نے اپنے باپ دادا کو یہی کہتے سنا اور ہم انہیں سچا مانتے ہیں تو اس پر ارشاد ہوا کہ یہ جو تم کہہ رہے ہو یہ تمہارا بیان لکھ لیا جائے گا اور اس پر تم سے جواب طلبی کی جائے گی۔ تو انھوں نے کہا کہ لَوْ شَآءَ الرَّحْمٰنُ مَا عَبَدْنٰهُمْ۔ اگر رحمان چاہتا اور ملائکہ کی پرستش کو برا جانتا تو ہم پر عذاب نازل کرتا جب عذاب کا نزول نہ ہوا تو ہم سمجھنے پر مجبور ہیں کہ اس کی مشیت کا یہی تقاضا ہے یہ انھوں نے ایسی بیہودہ اور باطل بات کہی جس سے یہ لازم آتا ہے کہ دنیا میں ہونیوالے تمام جرائم سے خداوند کریم راضی ہے اللہ تعالے ان کی تکذیب فرماتا ہے کہ کفار رضاء الٰہی کے جاننے والے کب ہوئے وہ خلاف واقعہ جھوٹ بکتے ہیں۔ آگے ارشاد ہے۔

اَمْ اٰتَیْنٰهُمْ كِتٰبًا مِّنْ قَبْلِهٖ فَهُمْ بِهٖ مُسْتَمْسِكُوْنَ یا اس سے قبل ہم نے انہیں کوئی کتاب دی ہے جس سے وہ استدلال کرتے ہوئے کاربند ہیں

آیت کریمہ میں واضح طور پر فرمایا گیا کہ کفار مکہ پر ہم کوئی ایسی کتاب نازل نہیں فرمائی جس میں غیر خدا کی پرستش کو روا رکھا گیا ہو۔ ایسا قطعاً نہیں ہے اور علاوہ ازیں بھی ان کے پاس کوئی حجت و دلیل نہیں جس سے وہ سہارا لیتے ہوں۔ آگے ارشاد ہے۔

بَلْ قَالُوْا اِنَّا وَجَدْنَا اٰبَآءَنَا عَلٰۤى اُمَّةٍ وَّ اِنَّا عَلٰۤى اٰثٰرِهِمْ مُّهْتَدُوْنَ - وَكَذٰلِكَ مَاۤ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ فِیْ قَرْیَةٍ مِّنْ نَّذِیْرٍ اِلَّا قَالَ مُتْرَفُوْهَاۤ اِنَّا وَجَدْنَاۤ اٰبَآءَنَا عَلٰۤى اُمَّةٍ وَّ اِنَّا عَلٰۤى اٰثٰرِهِمْ مُّقْتَدُوْنَ - بلکہ وہ بولے کہ ہم نے اپنے باپ دادوں کو ایک دین پر پایا اور ہم انہی کے نشانوں پر راہ پا رہے ہیں اور ایسے ہی ہم نے آپ سے پہلے جب کسی شہر میں کوئی ڈر سنانے والا بھیجا تو وہاں کے مالداروں نے یہی کہا کہ ہم نے اپنے باپ دادا کو ایک دین پر پایا اور ہم انہی کے نشانوں کی اقتداء کر رہے ہیں۔

گویا ان کے پاس ایسی دلیل نہ تھی جسے عبار عقل پر پورا اتار سکتے بلکہ وہی پرانی بات کہ ہم نے اپنے باپ دادا کو ایسے ہی دیکھا اور ہم انہیں کی اتباع کر رہے ہیں اس سے معلوم ہوا کہ باپ دادا کی پیروی میں قدامت پسندی کا شکار ہونا یہ مشرکین کا پرانا مرض تھا۔ آگے ارشاد ہے۔
قَالَ اَوَلَوْ جِئْتُكُمْ بِاَهْدٰى مِمَّا وَجَدْتُّمْ عَلَيْهِ اٰبَآءَكُمْ قَالُوْٓا اِنَّا بِمَآ اُرْسِلْتُمْ بِهٖ كٰفِرُوْنَ فَانْتَقَمْنَا مِنْهُمْ فَانْظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُكَذِّبِيْنَ ۔ نبی نے فرمایا اور کہا جب بھی میں تمہارے پاس وہ لاؤں جو سیدھی راہ ہو اس سے جس پر تمہارے باپ دادا تھے تو وہ بولے جو کچھ تم لے کر بھیجے گئے ہم اسے نہیں مانتے۔ تو ہم نے بدلہ لیا تو دیکھئے جھٹلانے والوں کا کیسا انجام ہوا۔
انبیاء کرام جب ہدایت پیش فرماتے اور دین حق ظاہر کرتے تو ان کے پاس جواب میں انکار کے سوا کچھ نہ تھا۔ اسی بنا پر باری تعالےٰ نے فرمایا کہ ہمارے نبیوں کے جھٹلانے والے ماخوذ عذاب ہوئے اور ان کا انجام دیکھ لو کہ کیا ہوا۔ یعنی کوئی غرق دریا ہوا اور کسی کو زلزلے نے ہلاک کیا کسی پر پتھر برسے کسی پر آندھیاں ایسی آئیں کہ ان کے گھروں تک کو الٹ گئیں۔ اور ان ہلاک شدگان کے نشانات اب تک موجود ہیں۔ اور ان کی عمارتوں کے کھنڈر ان کی مرثیہ خوانی کر رہے ہیں۔ اسی لیے فرمایا فَانْظُرْ کہ ان کا انجام دیکھ لو کہ کیا ہوا۔

با محاورہ ترجمہ تیسرا رکوع سورۃ زخرف پ ۲۵

وَاِذْ قَالَ اِبْرٰهِيْمُ لِاَبِيْهِ وَقَوْمِهٖٓ اِنَّنِيْ بَرَآءٌ مِّمَّا تَعْبُدُوْنَ ۝

اور جب فرمایا ابراہیم نے اپنے باپ اور اپنی قوم کو کہ میں بیزار ہوں اس سے جسے تم پوج رہے ہو

اِلَّا الَّذِيْ فَطَرَنِيْ فَاِنَّهٗ سَيَهْدِيْنِ ۝

مگر اس ذات کو جس نے مجھے پیدا فرمایا تو بیشک وہ ضرور بہت جلد مجھے راہ دکھائے گا۔

وَجَعَلَهَا كَلِمَةًۢ بَاقِيَةً فِيْ عَقِبِهٖ لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُوْنَ ۝

اور انہوں نے اس عقیدہ توحید کو (وصیت وغیرہ سے) ایسا مستحکم کیا کہ وہ بات مدتوں ان کی نسل میں باقی چلی آئی۔

بَلْ مَتَّعْتُ هٰٓؤُلَآءِ وَاٰبَآءَهُمْ حَتّٰى جَآءَهُمُ الْحَقُّ وَرَسُوْلٌ مُّبِيْنٌ ۝

بلکہ میں نے انہیں اور ان کے باپ دادا کو دنیا کے فائدے دیئے یہاں تک کہ ان کے پاس حق

وَلَمَّا جَآءَهُمُ الْحَقُّ قَالُوْا هٰذَا سِحْرٌ وَّاِنَّا بِهٖ كٰفِرُوْنَ ۝

وَقَالُوْا لَوْلَا نُزِّلَ هٰذَا الْقُرْاٰنُ عَلٰى رَجُلٍ مِّنَ الْقَرْيَتَيْنِ عَظِيْمٍ ۝

اَهُمْ يَقْسِمُوْنَ رَحْمَتَ رَبِّكَ نَحْنُ قَسَمْنَا بَيْنَهُمْ مَّعِيْشَتَهُمْ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَرَفَعْنَا بَعْضَهُمْ فَوْقَ بَعْضٍ دَرَجٰتٍ لِّيَتَّخِذَ بَعْضُهُمْ بَعْضًا سُخْرِيًّا وَرَحْمَتُ رَبِّكَ خَيْرٌ مِّمَّا يَجْمَعُوْنَ ۝

وَلَوْلَا اَنْ يَّكُوْنَ النَّاسُ اُمَّةً وَّاحِدَةً لَّجَعَلْنَا لِمَنْ يَّكْفُرُ بِالرَّحْمٰنِ لِبُيُوْتِهِمْ سُقُفًا مِّنْ فِضَّةٍ وَّمَعَارِجَ عَلَيْهَا يَظْهَرُوْنَ ۝

وَلِبُيُوْتِهِمْ اَبْوَابًا وَّسُرُرًا عَلَيْهَا يَتَّكِـُٔوْنَ ۝

وَزُخْرُفًا وَاِنْ كُلُّ ذٰلِكَ لَمَّا مَتَاعُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةُ عِنْدَ رَبِّكَ لِلْمُتَّقِيْنَ ۝

اور صاف بتلانے والا رسول تشریف لایا۔

اور جب ان کے پاس حق آیا تو وہ بولے کہ یہ جادو ہے اور ہم اس کے منکر ہیں۔

اور بولے کیوں نہ نازل کیا گیا یہ قرآن دو شہروں (طائف مکہ) کے کسی بڑے آدمی پر۔

کیا وہ تمہارے رب کی رحمت بانٹتے ہیں ہم نے ان کی زیست کا سامان دنیا کی زندگی میں بانٹا اور ہم نے ایک دوسرے پر درجوں میں بلندی دی۔ تاکہ ان میں ایک دوسرے کو محکوم بنائے رہے اور تمہارے رب کی رحمت ان کے جمع جتھے سے بہتر ہے۔

اور اگر یہ نہ ہوتا کہ سب لوگ ایک دین پر جمع ہو جائیں تو ہم ضرور منکرین رحمان کے لیے بناتے ان کے گھروں کی چھتوں کو چاندی سے اور سیڑھیاں جس پر وہ چڑھتے۔

اور ان کے گھروں کے لیے چاندی کے دروازے اور تخت جن پر وہ تکیہ لگا کر بیٹھتے۔

اور طرح طرح کی آرائش حاصل کرتے اور نہیں یہ سب کچھ مگر دنیا کی زندگی کے لیے اور آخرت تمہارے رب کے پاس پرہیزگاروں کے لیے ہے۔

لفظی ترجمہ

وَ ۔ اور　　اِذْ ۔ جب　　قَالَ ۔ کہا　　اِبْرٰهِيْمُ ۔ ابراہیم نے

لِاَبِيْهِ ۔ اپنے باپ کو　　وَ ۔ اور　　قَوْمِهٖ ۔ اپنی قوم کو　　اِنَّنِيْ ۔ بے شک میں

بَرَآءٌ ۔ بیزار ہوں	مِّمَّا ۔ اس سے	تَعْبُدُوْنَ ۔ کہ تم پوجتے ہو	اِلَّا ۔ مگر
الَّذِیْ ۔ وہ جس نے	فَطَرَ ۔ پیدا کیا	نِیْ ۔ مجھ کو	فَاِنَّهٗ ۔ تو بیشک وہی
سَیَهْدِیْنِ ۔ مجھے راہ دکھائیگا	وَ ۔ اور	جَعَلَهَا ۔ بنایا اس کو	كَلِمَةً ۔ کلمہ
بَاقِیَةً ۔ باقی رہنے والا	فِیْ ۔ بیچ	عَقِبِهٖ ۔ اس کی نسل کے	لَعَلَّهُمْ ۔ تاکہ وہ
یَرْجِعُوْنَ ۔ لوٹیں	بَلْ ۔ بلکہ	مَتَّعْتُ ۔ میں نے انکو فائدہ دیا	هٰٓؤُلَآءِ ۔ ان کو
وَ ۔ اور	اٰبَآءَ ۔ باپوں	هُمْ ۔ انکے کو	حَتّٰی ۔ یہاں تک کہ
جَآءَ ۔ آیا	هُمُ ۔ ان کے پاس	الْحَقُّ ۔ حق	وَ ۔ اور
رَسُوْلٌ ۔ رسول	مُّبِیْنٌ ۔ بیان کرنے والا	وَ ۔ اور	لَمَّا ۔ جب
جَآءَ هُمُ ۔ آیا انکے پاس	الْحَقُّ ۔ حق	قَالُوْا ۔ بولے	هٰذَا ۔ یہ
سِحْرٌ ۔ جادو ہے	وَ ۔ اور	اِنَّا ۔ ہم	بِهٖ ۔ اس کے
كٰفِرُوْنَ ۔ منکر ہیں	وَ ۔ اور	قَالُوْا ۔ بولے	لَوْلَا ۔ کیوں نہیں
نُزِّلَ ۔ اتارا گیا	هٰذَا ۔ یہ	الْقُرْاٰنُ ۔ قرآن	عَلٰی ۔ اوپر
رَجُلٍ ۔ ایک آدمی کے	مِّنَ الْقَرْیَتَیْنِ ۔ دونوں بستیوں سے		عَظِیْمٍ ۔ بڑے پر
اَ ۔ کیا	هُمْ ۔ وہ	یَقْسِمُوْنَ ۔ تقسیم کرتے ہیں	رَحْمَتَ ۔ رحمت
رَبِّكَ ۔ تیرے رب کی	نَحْنُ ۔ ہم	قَسَمْنَا ۔ تقسیم کرتے ہیں	بَیْنَهُمْ ۔ انکے درمیان
مَّعِیْشَتَهُمْ ۔ انکی معاش کے سامان		فِی ۔ بیچ	الْحَیٰوةِ ۔ زندگی
الدُّنْیَا ۔ دنیا کے	وَ ۔ اور	رَفَعْنَا ۔ بلند کیا	بَعْضَهُمْ ۔ انکے بعض کو
فَوْقَ ۔ اوپر	بَعْضٍ ۔ بعض کے	دَرَجٰتٍ ۔ درجوں میں	لِّیَتَّخِذَ ۔ تاکہ بنائے
بَعْضُهُمْ ۔ بعض ان کا	بَعْضًا ۔ بعض کو	سُخْرِیًّا ۔ محکوم	وَ ۔ اور
رَحْمَتُ ۔ رحمت	رَبِّكَ ۔ تیرے رب کی	خَیْرٌ ۔ بہتر ہے	مِّمَّا ۔ اس سے جو
یَجْمَعُوْنَ ۔ جمع کرتے ہیں	وَ ۔ اور	لَوْلَا ۔ اگر نہ ہوتا	اَنْ ۔ یہ کہ
یَّكُوْنَ ۔ ہو جائیں	النَّاسُ ۔ لوگ	اُمَّةً ۔ جماعت	وَّاحِدَةً ۔ ایک
لَجَعَلْنَا ۔ تو ہم بناتے	لِمَنْ ۔ اسکے لیے جو	یَّكْفُرُ ۔ کفر کرے	بِالرَّحْمٰنِ ۔ رحمٰن کے ساتھ
لِبُیُوْتِهِمْ ۔ انکے گھروں کے	سُقُفًا ۔ چھت	مِّنْ فِضَّةٍ ۔ چاندی سے	وَّ ۔ اور
مَعَارِجَ ۔ سیڑھیاں کہ	عَلَیْهَا ۔ اس پر	یَظْهَرُوْنَ ۔ چڑھیں	وَ ۔ اور

لِبُیُوْتِہِمْ۔ ان کے گھروں کے دروازے	اَبْوَابًا۔ دروازے	وَ۔ اور
سُرُرًا۔ تخت کہ	عَلَیْہَا۔ اس پر	یَتَّکِئُوْنَ۔ تکیہ لگائیں
وَ۔ اور	زُخْرُفًا۔ آرائش کا سامان	وَ۔ اور
اِنْ۔ نہیں	کُلُّ۔ سب کچھ	ذٰلِکَ۔ یہ
لَمَّا۔ مگر	مَتَاعُ۔ سامان	الْحَیٰوۃِ۔ زندگی
الدُّنْیَا۔ دنیا کا	وَ۔ اور	الْاٰخِرَۃُ۔ آخرت
عِنْدَ۔ نزدیک	رَبِّکَ۔ تیرے رب کے	لِلْمُتَّقِیْنَ۔ پرہیزگاروں کے لیے۔

حلِ لُغاتِ نادرہ

بَرَآءٌ۔ بیزار ہوں۔ یہ مصدر ہے اس کا استعمال واحد جمع مذکر مؤنث سب میں یکساں ہے۔

فَطَرَنِیْ مجھے پیدا کیا

عَقِبِہٖ عقب کے اصل معنیٰ پیچھے کے ہیں یہاں ذرّیت مراد ہے۔ کیونکہ وہ بھی پیچھے ہی چھوڑی جاتی ہے۔

زُخْرُفًا مراد زینت یا سونا ہے۔

مختصر تفسیر اُردو تیسرا رکوع سورۂ زخرف پ ۲۵

وَاِذْ قَالَ اِبْرَاھِیْمُ لِاَبِیْہِ وَقَوْمِہٖٓ اِنَّنِیْ بَرَآءٌ مِّمَّا تَعْبُدُوْنَ۔ اور جبکہ ابراہیم نے کہا اپنے باپ اور اپنی قوم کو کہ میں بیزار ہوں ان سے جن کو تم پوجتے ہو۔

خطیب الانبیا حضرت ابراہیم علیہ السلام کے والد کا نام تارخ تھا اور آزر کو تغلیبا باپ کہا گیا ہے جیسا کہ قرآن پاک میں ہے فَاِذْ قَالَ اِبْرَاھِیْمُ لِاَبِیْہِ اٰزَرَ اَتَتَّخِذُ اَصْنَامًا اٰلِھَۃً۔ یہ بت تراشی کے فن میں بڑا ماہر تھا اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کا چچا تھا۔ یہاں اجمالاً فرمایا لِاَبِیْہِ وَقَوْمِہٖ جس سے تغلیبًا آذر کو بھی تخاطب ہوگیا اور بت پرست باپ تارخ کو بھی خطاب ہوگیا اور عطف فرما کر قوم کو بھی شریک کیا۔ اس لیے کہ یہ دور نمرود بن کنعان کا تھا اور یہ مدعی الوہیت تھا۔ اس نے قوم کو اپنی پوجا کی طرف اتنا مائل کر لیا تھا کہ اسی کی تصویر کا بت بنتا تھا اور ساری قوم پوجتی تھی۔ تو آپ

کا یہ اعلان حق آپ کی ولادت کے بعد جو قوم سے ہوا وہ یہی تھا اِنَّنِی بُرَآءٌ مِّمَّا تَعْبُدُوْنَ۔ اور یہ ایمان عقلی تھا جو فطرتاً ہر فرد پر لازم ہے کہ وہ اپنے خالق کو بلا تبلیغ مبلغ مانے چنانچہ آپ کی ولادت کا واقعہ بھی اس امر کو واضح کر دیتا ہے۔

کہ آپ نے بااصول ایمان عقلی اِنَّنِی بُرَآءٌ مِّمَّا تَعْبُدُوْنَ کا اعلان فرمایا جو آپ کے واقعہ ولادت سے واضح ہوتا ہے۔

واقعہ یوں ہے کہ عہد نمرودی میں منجموں نے نمرود کو خبر دی کہ اس سال ایک ایسا بچہ پیدا ہونے والا ہے جو تیرے ان تمام دعاوی کو باطل قرار دے گا اس نے اسی دن سے حکم نافذ کر دیا کہ جو لڑکا پیدا ہو اس کو فوراً قتل کر دیا جائے چنانچہ اس طرح ستر ہزار سے زائد بچے مار ڈالے گئے اسی میں آپ کی والدہ بھی حاملہ تھیں انہوں نے سوچا کہ یہ بچہ بہر حال ہوتا ہے۔ اگر لڑکا ہوا تو میری آنکھوں کے سامنے ذبح کیا جائے گا۔ آپ نے اس منظر خونی کو دیکھنے سے بچنے کے لیے یہ تجویز سوچی کہ جنگل میں جا کر وضع حمل ہو۔ وہاں اسے چھوڑ آؤں میری آنکھوں سے اوجھل جو کچھ ہو وہ ہو جائے۔

چنانچہ آپ نے آثار وضع محسوس کرتے ہوئے جنگل کا رخ کیا ایک غار کے پاس وضع حمل ہوا آپ نے اسی غار میں گھاس بچھا کر آپ کو لٹا دیا اور غار کا منہ پتھروں سے تیغا کر کے آ گئیں قوم نے پوچھا کہ تمہارا حمل کیا ہوا؟ آپ نے کہا جنگل میں وضع حمل ہوا اور لڑکا تھا اس لیے اسے وہیں ڈال آئی ہوں۔ نگرانی کرنے والے یہ سوچ کر مطمئن ہو گئے کہ جنگل میں شیر خوار بچے کو کون چھوڑتا ہے؟ کوئی درندہ کھا گیا ہوگا آپ نے ایک ہفتہ بعد اپنی شفقت مادری سے مجبور ہو کر ادھر کا رخ کیا اور وہاں سے غار دیکھا تو بدستور تیغا تھا پتھر ہٹائے تو کرشمۂ قدرت نظر آیا۔

آپ نے دیکھا کہ ابراہیم علیہ السلام تندرست ہیں اور اپنے ہاتھ کا انگوٹھا چوس رہے ہیں۔ علامہ اسمٰعیل حقی اندلسی روح البیان میں اس واقعہ کو مفصل لکھتے ہوئے فرماتے ہیں کہ قدرت نے آپ کے ہاتھ کی پانچوں انگلیوں میں پانچ ذائقے رکھ دیے تھے دودھ کا۔ شہد کا۔ نمک کا۔ پانی کا اور گھی کا۔ اس سے آپ نشو و نما پا رہے تھے۔

چند روز کے بعد ابراہیم علیہ السلام گھٹنوں چلتے ہوئے کھڑے ہو کر چلنے لگے تو آپ نے وہ تیغا کھولا رات کا وقت تھا۔ اندھیری شب تھی تاریکی میں ستاروں کے جھرمٹ نظر آئے۔ اس کی تفصیل ہم دوسری جلد ساتویں پارہ میں ہم بیان کر چکے ہیں۔

مختصر یہ کہ آپ نے اپنی والدہ سے پوچھا کہ میرا معبود کون ہے تو انہوں نے اپنے عقیدہ کہن کے

مطابق کہا کہ میں تیرا معبود ہوں آپ نے پوچھا اور تمہارا معبود تو والدہ نے جواب دیا کہ تمہارا باپ۔ آپ نے فرمایا کہ اس کا خدا تو جواب دیا گیا نمرود۔ جب آپ نے کہا کہ نمرود کا خدا کون ہے تو والدہ ناراض ہو گئیں غرضکہ آپ غار سے باہر آگئے اور آپ نے قوم میں آکر اعلان فرمایا کہ یٰقَوْمِ اِنِّیْ بَرِیْٓءٌ مِّمَّا تُشْرِکُوْنَ۔ اِنِّیْ وَجَّهْتُ وَجْهِیَ لِلَّذِیْ فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَمَآ اَنَا مِنَ الْمُشْرِکِیْنَ۔ شدہ شدہ یہ خبر نمرود تک پہنچی اور آپ کو پیش کیا گیا۔ پھر بقیہ واقعات جو ہوئے۔ نار نمرود۔ آتش گلزار یہ سب اس کے بعد کے واقعات ہیں۔

مختصر یہ کہ نبی کی عصمت اتنی محفوظ ہوتی ہے کہ وہ پیدا ہونے کے بعد سے ہی شرک سے بیزار ہوتا ہے اور توحید اس کا مطمح نظر ہوتا ہے۔ چنانچہ حضرت خطیب الانبیاء ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام نے بھی اعلان فرمایا اور اپنے باپ وقوم کو مخاطب کیا اور اِنَّنِیْ بَرَآءٌ مِّمَّا تَعْبُدُوْنَ اِلَّا الَّذِیْ فَطَرَنِیْ فَاِنَّهٗ سَیَهْدِیْنِ۔ اے قوم تمہاری اس پوجا پاٹ سے میں بیزار اور بت پرستی سے علیحدہ ہوں۔ میں صرف اسی کا بندہ ہوں اور اسی کو پوجتا ہوں جس نے مجھے پیدا فرمایا اور وہی مجھے عبادت کے طور طریقے کی راہنمائی فرمائے گا۔ آگے ارشاد ہے جس میں حفاظت دین ابراہیم کا ذمہ لیا اور فرمایا۔

وَجَعَلَهَا کَلِمَةًۢ بَاقِیَةً فِیْ عَقِبِهٖ لَعَلَّهُمْ یَرْجِعُوْنَ کہ وہ اعلان ابراہیمی ان کی نسل میں باقی رہا تاکہ جن کے حصہ میں ایمان کی نعمت تھی انہیں مل جائے۔ آگے ارشاد ہے۔

بَلْ مَتَّعْتُ هٰٓؤُلَآءِ وَاٰبَآءَهُمْ حَتّٰی جَآءَهُمُ الْحَقُّ وَرَسُوْلٌ مُّبِیْنٌ۔ وَلَمَّا جَآءَهُمُ الْحَقُّ قَالُوْا هٰذَا سِحْرٌ وَّاِنَّا بِهٖ کٰفِرُوْنَ۔ بلکہ میں نے انہیں اور ان کے باپ دادا کو دنیا کے فائدے دیئے یہاں تک کہ ان کے پاس حق اور صاف بتانے والا رسول تشریف لایا اور جب ان کے پاس حق آیا تو وہ بولے یہ جادو ہے ہم اسے نہیں مانتے۔

یعنی جب یہ قوم رہتی بستی عہد رسالتمآب تک آئی اور سرکار ابد قرار جناب مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء کا ظہور ہوا اور آپ کی زبان مبارک سے قرآن بلیغ اور کلام فصیح سنا اور معجزات کے چمکارے دیکھے تو آنکھیں خیرہ ہو گئیں اور اندھا دھند بلا دلیل کہنے لگے یہ جادو ہے اور جادو کہنے کی وجہ صرف یہ تھی کہ وہ اس کلام بلیغ اور معجزات مبین کے مقابلے سے عاجز تھے اس کے بعد پھر نئے نئے شاخسانے اٹھانے شروع کیے کہیں کہنے لگے کہ یہ یتیم ابوطالب پر قرآن آیا اس سے ہم کیسے مانیں اگر ایسا ہی تھا تو طائف کے سرداروں یا مکہ کے صنادید اس کے حامل ہوتے تو ہم پھر بھی مان لیتے چنانچہ اس کا تذکرہ آگے فرماتے ہوئے ارشاد ہوا

وَقَالُوا لَوْلَا نُزِّلَ هٰذَا الْقُرْاٰنُ عَلٰى رَجُلٍ مِّنَ الْقَرْيَتَيْنِ عَظِيْمٍ ۔ اور کافر بولے یہ قرآن کیوں نہ طائف اور مکہ میں کی دو بستیوں سے کسی بڑے آدمی پر اتارا گیا۔
اس کا جواب دیا۔
اَهُمْ يَقْسِمُوْنَ رَحْمَتَ رَبِّكَ نَحْنُ قَسَمْنَا بَيْنَهُمْ مَّعِيْشَتَهُمْ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَرَفَعْنَا بَعْضَهُمْ فَوْقَ بَعْضٍ دَرَجٰتٍ لِّيَتَّخِذَ بَعْضُهُمْ بَعْضًا سُخْرِيًّا وَرَحْمَتُ رَبِّكَ خَيْرٌ مِّمَّا يَجْمَعُوْنَ ٥
کیا وہ تمہارے رب کی رحمت بانٹتے ہیں اے محبوب ہم نے ان کی زلیست کا سامان دنیا کی زندگی میں بانٹا اور ایک دوسرے کو درجات میں بلندی دی اور ایک کو دوسرے کا خادم بنایا اور تمہارے رب کی رحمت ان کے جمع جتھا سے بہتر ہے۔

اس میں کمیونزم کا بھی رد ہو گیا ان کے یہاں سب کو مساوی رکھنے کا اصول ہے۔ قرآن پاک نے فرمایا کہ سب یکساں نہیں جتنا اور جس طرح ہم چاہیں عطا فرمائیں کسی کو کم اور کسی کو زیادہ چنانچہ دوسری جگہ فرمایا اِنَّ رَبَّكَ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَآءُ وَيَقْدِرُ۔ اے محبوب آپ کا رب جس پر چاہے رزق فراخ کرے اور جس پر چاہے تنگ فرمائے اور یہاں بھی فرمایا وَرَفَعْنَا بَعْضَهُمْ فَوْقَ بَعْضٍ دَرَجٰتٍ نظام دنیا اسی میں ہے کہ بادشاہ۔ وزیر۔ عہدے دار۔ سپاہی۔ چپراسی۔ خدام ادب ایک طرف ہوں تو دوسری طرف دھوبی۔ نائی۔ درزی یا ورچی وغیرہ ہوں کہ ہر کام جس کا ہو وہ انجام دے اور کسی کو دقت نہ ہو۔ اسی لیے فرمایا لِّيَتَّخِذَ بَعْضُهُمْ بَعْضًا سُخْرِيًّا۔ تاکہ بعض ان کا بعض کو اپنا محکوم۔ اخیر میں فرمایا وَرَحْمَتُ رَبِّكَ اور آپ کے رب کی رحمت دنیا کے جمع جتھے سے بہتر ہے۔ پھر اس کے بعد دوسرے پہلو سے رد فرمایا اور ارشاد ہوا
وَلَوْلَا اَنْ يَّكُوْنَ النَّاسُ اُمَّةً وَّاحِدَةً لَّجَعَلْنَا لِمَنْ يَّكْفُرُ بِالرَّحْمٰنِ لِبُيُوْتِهِمْ سُقُفًا مِّنْ فِضَّةٍ وَّمَعَارِجَ عَلَيْهَا يَظْهَرُوْنَ وَلِبُيُوْتِهِمْ اَبْوَابًا وَّسُرُرًا عَلَيْهَا يَتَّكِئُوْنَ وَزُخْرُفًا وَاِنْ كُلُّ ذٰلِكَ لَمَّا مَتَاعُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةُ عِنْدَ رَبِّكَ لِلْمُتَّقِيْنَ ٥
اور اگر یہ نہ ہوتا کہ سب لوگ ایک دین پر جمع ہو جائیں تو ہم ضرور رحمان کے منکروں کے لیے ان کے گھروں کی چھتیں چاندی کی بناتے اور سیڑھیاں کہ ان پر چڑھتے اور ان کے گھروں کے دروازے اور تخت کہ ان پر تکیہ لگاتے اور سونا (طرح طرح کی آرائش) اور یہ جو کچھ ہے جیتی دنیا ہی کا اسباب ہے اور آخرت تمہارے رب کے پاس پرہیزگاروں کے لیے ہے۔
مشرک کافر بے دین اور دنیا میں ان کے لیے فراخی ہے جن کا آخرت میں کوئی حصہ نہیں ہے۔

فرعون۔ ہامان۔ قارون۔ شداد یہ چونکہ اللہ تعالٰے کے منکر تھے تو ان کے لیے دنیا میں وہ فراخیاں ہوئیں کہ شداد کے خزانے کی کنجیاں چالیس اونٹوں پر لادی جاتی تھیں۔ فرعون کے اصطبل میں گھوڑوں کے باندھنے کے لیے سونے کی میخیں ہوتی تھیں۔ غرضکہ دنیا اہل دنیا کے لیے ہے اور اہل دنیا کے متعلق مولانا روم کا فتویٰ ہے فرماتے ہیں۔

اہل دنیا چہ کہین و چہ مہین　　　　لعنۃ اللہ علیہم اجمعین!

ساتھ دوسرے شعر میں فرماتے ہیں ؎

چیست دنیا از خدا غافل شدن　　　　نے قماش و نقرہ و فرزند و زن

اس سے معلوم ہوا کہ مومن کے لیے فراوانی مال اتنی ہی ہے جس سے وہ اپنے رب حقیقی سے غافل نہ ہو اور جب غفلت آئی محبت دنیا غالب آئی تو پھر ایمان ضعیف ہوتے ہوتے چلا جاتا ہے اسی لیے فرمایا کہ جو ہمارے ساتھ کفر کرنے والے ہیں ان کا حصہ آخرت میں کچھ نہیں ہے البتہ دنیا میں وہ سونے چاندی میں کھیلیں گے اور مرنے کے بعد پھر یَالَیْتَنِی کُنْتُ تُرَابًا کہتے ہوئے پچھتائیں گے۔ کیمونسٹ یہ وہی ہیں جن پر دنیا اتنی غالب آئی کہ نظریۂ قرآن کے خلاف انہوں نے سب کو مساوی رکھنا چاہا اور وجود الٰہی کے منکر ہوئے آخرت کو اور اس کے درجات کو افسانہ قرار دیا۔ دنیا کو دنیا میں اہل دنیا کے لیے مقدم سمجھا۔ یہ اسلام کی تعلیم کے خلاف ہے اس خیال کو الحاد اور ایسے خیال والوں کو ملحد کہا جاتا ہے۔ اللہ ہر مسلمان کو محفوظ رکھے۔

بامحاورہ ترجمہ چوتھا رکوع سورۂ زخرف پ۲۵

وَمَنْ يَّعْشُ عَنْ ذِكْرِ الرَّحْمٰنِ نُقَيِّضْ لَهٗ شَيْطٰنًا فَهُوَ لَهٗ قَرِيْنٌ ۝　　　　اور جو شخص خدا کی یاد سے اغماض کیا کرتا ہے ہم اس کے ساتھ ایک شیطان تعینات کر دیتے ہیں جو اس کا ساتھی رہے

وَاِنَّهُمْ لَيَصُدُّوْنَهُمْ عَنِ السَّبِيْلِ وَيَحْسَبُوْنَ اَنَّهُمْ مُّهْتَدُوْنَ ۝　　　　اور بے شک شیاطین ان کو راہ سے روکتے ہیں اور وہ گمان یہ کرتے ہیں کہ وہ ہدایت پر ہیں۔

حَتّٰٓى اِذَا جَآءَنَا قَالَ يٰلَيْتَ بَيْنِيْ وَبَيْنَكَ بُعْدَ الْمَشْرِقَيْنِ　　　　حتی کہ جب کافر ہمارے پاس آئے گا تو اپنے قرین (شیطان) سے کہے گا کہ کاش میرے تیرے مابین

فَبِئْسَ الْقَرِيْنُ ۝

مشرق و مغرب کی دوری ہوتی تو وہ کتنا برا ساتھی ہے۔

وَلَنْ يَّنْفَعَكُمُ الْيَوْمَ اِذْ ظَّلَمْتُمْ اَنَّكُمْ فِي الْعَذَابِ مُشْتَرِكُوْنَ ۝

اور ہرگز آج کے دن تمہیں نفع نہیں پہنچے گا جبکہ تم اپنی جانوں پر بداعمالی سے ظلم کر گذرے ہو۔ بیشک تم اور تمہارے قرین عذاب میں شریک ہیں۔

اَفَاَنْتَ تُسْمِعُ الصُّمَّ اَوْ تَهْدِي الْعُمْيَ وَمَنْ كَانَ فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ۝

اور اے محبوب کیا آپ بہروں کو سنائیں گے یا اندھوں کو راہ دکھائیں گے اور انہیں جو کھلی گمراہی میں ہیں۔

فَاِمَّا نَذْهَبَنَّ بِكَ فَاِنَّا مِنْهُمْ مُّنْتَقِمُوْنَ ۝

اگر ہم آپ کو دنیا سے اٹھا بھی لیں تو ہم نے ان کافروں سے ضرور بدلہ لینا ہے۔

اَوْ نُرِيَنَّكَ الَّذِيْ وَعَدْنٰهُمْ فَاِنَّا عَلَيْهِمْ مُّقْتَدِرُوْنَ ۝

یا ہم آپ کو دکھا دیں گے جس کا ہم نے وعدہ کیا ہے تو ہم کو ہر طرح کی قدرت حاصل ہے۔

فَاسْتَمْسِكْ بِالَّذِيْٓ اُوْحِيَ اِلَيْكَ اِنَّكَ عَلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ۝

تو مضبوطی سے تھامے رہو اسے جو آپ کی طرف وحی کی گئی ہے بے شک آپ سیدھی راہ پر ہیں۔

وَاِنَّهٗ لَذِكْرٌ لَّكَ وَلِقَوْمِكَ وَسَوْفَ تُسْئَلُوْنَ ۝

اور بے شک وہ قرآن آپ اور آپ کی قوم کے لیے نصیحت و شرف ہے اور آئندہ تم سب سے بازپرس کی جائے گی۔

وَسْئَلْ مَنْ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رُّسُلِنَآ اَجَعَلْنَا مِنْ دُوْنِ الرَّحْمٰنِ اٰلِهَةً يُّعْبَدُوْنَ ۝

اور اے محبوب آپ سے پہلے جو ہم نے رسول بھیجے ان سے دریافت فرمایئے کیا ہم نے خدائے رحمٰن کے علاوہ کوئی معبود تجویز کیے تھے جن کی پوجا کی جائے۔

لفظی ترجمہ

وَ۔ اور   مَنْ جو   يَّعْشُ۔ منہ پھیرے   عَنْ ذِكْرِ۔ ذکر

اَلرَّحْمٰنِ۔ خدا سے | نُقَیِّضْ۔ ہم مقرر کردیتے ہیں | لَہٗ۔ اس کے لیے | شَیْطَانًا۔ شیطان

فَھُوَ۔ تو وہ | لَہٗ۔ اس کا | قَرِیْنٌ۔ ساتھی ہے | وَ۔ اور

اِنَّھُمْ۔ بیشک وہ | لَیَصُدُّوْنَھُمْ۔ روکتے ہیں ان کو | عَنِ السَّبِیْلِ۔ راہ سے

وَ۔ اور | یَحْسَبُوْنَ۔ خیال کرتے ہیں | اَنَّھُمْ۔ کہ وہ | مُّھْتَدُوْنَ۔ راہ پر ہیں

حَتّٰی۔ یہانتک کہ | اِذَا۔ جب | جَآءَ۔ آئے گا | نَا۔ ہمارے پاس

قَالَ۔ کہے گا | یَا۔ اے | لَیْتَ۔ کاش | بَیْنِیْ۔ میرے

وَ۔ اور | بَیْنَكَ۔ تیرے درمیان | بُعْدَ۔ دوری ہو | الْمَشْرِقَیْنِ۔ مشرق مغرب کی

فَبِئْسَ۔ تو برا ہے | الْقَرِیْنُ۔ ساتھی | وَ۔ اور | لَنْ۔ ہرگز نہ

یَّنْفَعَكُمُ۔ نفع دیگا تم کو | اَلْیَوْمَ۔ آج | اِذْ۔ جبکہ | ظَّلَمْتُمْ۔ تم ظلم کرچکے

اَنَّكُمْ۔ کہ تم | فِی۔ بیچ | الْعَذَابِ۔ عذاب کے | مُشْتَرِكُوْنَ۔ شریک ہو

اَفَاَنْتَ۔ کیا تو | تُسْمِعُ۔ سنائے گا | الصُّمَّ۔ بہروں کو | اَوْ۔ یا

تَھْدِی۔ راہ دکھائے گا | الْعُمْیَ۔ اندھوں کو | وَ۔ اور | مَنْ۔ جو

کَانَ۔ ہو | فِیْ۔ بیچ | ضَلٰلٍ۔ گمراہی | مُّبِیْنٍ۔ کھلی کے

فَاِمَّا۔ تو اگر | نَذْھَبَنَّ۔ لیجائیں ہم | بِكَ۔ آپ کو | فَاِنَّا۔ تو ہم

مِنْھُمْ۔ ان سے | مُّنْتَقِمُوْنَ۔ بدلہ لینے والے ہیں | اَوْ۔ اور یا | نُرِیَنَّكَ۔ دکھائیں آپ کو

اَلَّذِیْ۔ وہ جو | وَعَدْ۔ وعدہ دیا ہے | نَا۔ ہم نے | ھُمْ۔ ان کو

فَاِنَّا۔ تو ہم | عَلَیْھِمْ۔ ان پر | مُّقْتَدِرُوْنَ۔ قدرت رکھنے والے ہیں

فَاسْتَمْسِكْ۔ تو تھام لے | بِالَّذِیْ۔ اس کو جو | اُوْحِیَ۔ وحی کی گئی | اِلَیْكَ۔ تیری طرف

اِنَّكَ۔ بیشک تو | عَلٰی۔ اوپر | صِرَاطٍ۔ راہ | مُّسْتَقِیْمٍ۔ سیدھی کے ہے

وَ۔ اور | اِنَّہٗ۔ بیشک وہ | لَذِكْرٌ۔ نصیحت ہے | لَّكَ۔ تیرے لیے

وَ۔ اور | لِقَوْمِكَ۔ تیری قوم کیلیے | وَ۔ اور | سَوْفَ۔ جلدی

تُسْئَلُوْنَ۔ پوچھے جاؤ گے | وَ۔ اور | اسْئَلْ۔ پوچھ | مَنْ۔ ان سے جو

اَرْسَلْنَا۔ بھیجے ہم نے | مِنْ قَبْلِكَ۔ تجھ سے پہلے | مِنْ رُّسُلِنَا۔ اپنے رسولوں میں سے

اَ۔ کیا | جَعَلْنَا۔ بنائے ہم نے | مِنْ دُوْنِ۔ سوائے | الرَّحْمٰنِ۔ رحمٰن کے

اٰلِھَةً۔ معبود جو | یُّعْبَدُوْنَ۔ پوجے جائیں

حلِ لُغاتِ نادرہ

مَنْ یَّعْشُ عشو سے ہے تبکلف اندھا بننے کو کہتے ہیں یہاں مراد ہے منہ موڑنا۔ اعراض کرنا اور ایک ہے عَشِیَ ان دونوں میں فرق یہ ہے کہ جب آنکھ میں کوئی آفت پیدا ہو جاتی ہے تو عَشِی بولا جاتا ہے۔ اور بلا آفت کے عشو جیسے عَرَج اس شخص کو کہتے ہیں جس کا پاؤں ماؤف ہو اور عَرج وہ جو بغیر آفت کے لنگڑوں کی طرح چلتا ہے

نُقَیِّضْ معنی ہیں نضم (ساتھ کر دیتے ہیں ہم)

قَرِیْنٌ ساتھی

فَاسْتَمْسِكْ از استمساک مضبوطی سے تھامنے کے معنی دیتا ہے۔

مُنْتَقِمُوْنَ از انتقام۔ بدلہ لینے کے معنی میں مستعمل ہے۔

مختصر تفسیر اردو چوتھا رکوع سورۃ زخرف پ ۲۵

وَمَنْ یَّعْشُ عَنْ ذِکْرِ الرَّحْمٰنِ نُقَیِّضْ لَهٗ شَیْطٰنًا فَهُوَ لَهٗ قَرِیْنٌ۔ اور جو شخص رحمٰن کے ذکر سے اعراض کرتا ہے ہم اس کے ساتھ ایک شیطان متعین کر دیتے ہیں جو اس کا قرین (ہمنشین) ہوتا ہے۔

یَعْشُ۔ عَشْو سے ہے اور عشو اندھا بننے کو کہتے ہیں۔

تو ذکر رحمٰن سے اندھا وہی ہو سکتا ہے جس پر دنیا غالب ہو اور نُقَیِّضْ لَهٗ شَیْطٰنًا جو فرمایا یہ گویا ایک قسم کا عذاب ہے کہ جب بد بختی سے انسان پر دنیا غالب آجائے تو اس کے خیال و گمان میں یہ بچ جاتا ہے کہ جو کچھ کرتا ہے وہ دنیا ہی میں کرتا ہے۔ کھانا۔ پینا۔ پہننا۔ رہنا سہنا عیش و عشرت کرنا یہ سب دنیا ہی میں ہے اور جب اس پر اس خیال کا شیطان غالب آجاتا ہے تو وہ آخرت کو نسیاً منسیا کر دیتا ہے۔

اور اگر معنی حقیقی شیطان بھی لیا جائے تو یہ اس پر دنیا کا عذاب ہے جس کو وہ عذاب نہیں سمجھتا بلکہ اپنی خوش قسمتی جانتا ہے اور اس کا انجام کار آخرت سے نقصان و خسران ہوتا ہے اسی طرف آیت کریمہ میں اشارہ کیا گیا ہے اور فرمایا کہ جس کو دنیا کی محبت غالب آجائے وہ دین کو بھلا بیٹھتا ہے اور اس

پر شیطان یا اس کے توسوسات کا شیطان ہم مقرر کر دیتے ہیں وہ اس کا ہمنشیں ہوتا ہے اس کو غلط راہوں پر جانے کی تعلیم دیتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ارباب تحقیق نے نفس انسان چار قسموں پر منقسم کیے۔

(۱) ملہمہ

(۲) لوامہ

(۳) امارہ

(۴) مطمئنہ

ان چاروں کا تذکرہ قرآن پاک میں آیا چنانچہ ایک آیت میں ارشاد ہے۔ یَا اَیَّتُھَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّۃُ ارْجِعِیْ اِلٰی رَبِّکِ رَاضِیَۃً مَّرْضِیَّۃً۔

دوسری جگہ فرمایا اِنَّ النَّفْسَ لَاَمَّارَۃٌ بِالسُّوْءِ۔

اور تیسری جگہ فرمایا لَا اُقْسِمُ بِیَوْمِ الْقِیٰمَۃِ وَلَا اُقْسِمُ بِالنَّفْسِ اللَّوَّامَۃِ۔

اور چوتھی جگہ ارشاد ہے فَاَلْھَمَھَا فُجُوْرَھَا وَتَقْوٰھَا۔

بہرحال یہ چاروں نفوس وہ ہیں جن میں سے دو کا تعلق رحمانیت سے ہے۔ نفس مطمئنہ اور دوسرا نفس لوامہ کہ جو برے افعال پر انسان کو ملامت کرتا ہے۔ اور دو شیطانی ہیں پہلا ملہمہ جو فسق و فجور کی طرف انسان کو آمادہ کرتا ہے اور دوسرا امارہ کہ یہ برائی کا حکم دیتا ہے۔

بہرحال شیطان بمعنی حقیقی ہو یا نفوس انسان دونوں قرین انسان ہیں اور اسی بنا پر فرمایا کہ نُقَیِّضْ لَہٗ شَیْطَانًا فَھُوَ لَہٗ قَرِیْنٌ۔ اب اس کا کام بتایا وَاِنَّھُمْ لَیَصُدُّوْنَھُمْ عَنِ السَّبِیْلِ وَیَحْسَبُوْنَ اَنَّھُمْ مُّھْتَدُوْنَ اور بے شک وہ شیاطین راستے سے روکتے ہیں اور گمراہ سمجھتے ہیں کہ وہ راہ پر ہیں۔ البتہ قیامت کے دن جب حضور الٰہی میں پیش ہوں گے تو ان کا گمان باطل جسے ہدایت سمجھتے تھے باطل ثابت ہوگا چنانچہ ارشاد ہے۔

حَتّٰی اِذَا جَآءَنَا قَالَ یٰلَیْتَ بَیْنِیْ وَبَیْنَکَ بُعْدَ الْمَشْرِقَیْنِ فَبِئْسَ الْقَرِیْنُ۔ یہاں تک کہ جب کافر ہمارے پاس آئے گا تو کہے گا اپنے شیطان سے اے کاش میرے اور تیرے مابین مشرق و مغرب کی مسافت ہوتی۔ تو کیا ہی برا ساتھی ہے۔

یعنی دنیا کے نشہ میں تو غفلت شعار ناہنجار بدکردار یہی گمان کرتا ہے کہ میں اچھے طریقے اور راہ پر ہوں مگر جب اسے اپنی زیاں کاری کا نتیجہ معلوم ہوگا تو وہ اپنے قرین سے نفرت کرے گا اور کہیگا کہ تیرے میرے مابین مشرق و مغرب یعنی پورب پچھم کا فرق ہوتا تو میں تیری ان فتنہ پردازیوں سے

محفوظ رہتا اور آج مجھے اس کا خمیازہ نہ بھگتنا پڑتا تو اخیر فرمایا فَبِئْسَ الْقَرِیْنُ اس کا ساتھی بہت ہی برا ہے اب اس تنافر و منافرت کا آج اسے فائدہ نہیں پہنچ سکتا اور اگر پہنچ سکتا تو ادر کافروں کو بھی پہنچنا چاہیئے تھا۔ اس لیے وہ بھی عذاب کی نوعیتیں دیکھ کر کہیں گے یَا لَیْتَنِیْ کُنْتُ تُرَابًا اور رَبَّنَا غَلَبَتْ عَلَیْنَا شِقْوَتُنَا وَکُنَّا قَوْمًا ضَالِّیْنَ مگر ان کو جواب میں یہی ارشاد ہوگا اِخْسَئُوْا فِیْهَا وَلَا تُکَلِّمُوْنَ۔ نقصان و خسران میں پڑے رہو اور ہم سے بات نہ کرو۔ بہرحال وہ قرین جو برا ہے اس کے نتائج بھی برے ہی نکلے اسی وجہ میں اسے افسوس کرنا پڑا۔ آگے ارشاد ہے کہ آج کا افسوس اسے نفع نہیں پہنچا سکے گا اور عذاب دفع نہیں کرا سکو گے۔ چنانچہ ارشاد ہے۔

وَلَنْ یَّنْفَعَکُمُ الْیَوْمَ اِذْ ظَّلَمْتُمْ اَنَّکُمْ فِی الْعَذَابِ مُشْتَرِکُوْنَ اور ہرگز اس سے تمہارا بھلا نہ ہوگا کہ آج جبکہ تم نے ظلم کیا کہ تم سب مع قرین کے عذاب میں شریک ہو۔

آگے ارشاد ہے۔

اَفَاَنْتَ تُسْمِعُ الصُّمَّ اَوْ تَهْدِی الْعُمْیَ وَمَنْ کَانَ فِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ۔ فَاِمَّا نَذْهَبَنَّ بِکَ فَاِنَّا مِنْهُمْ مُّنْتَقِمُوْنَ اَوْ نُرِیَنَّکَ الَّذِیْ وَعَدْنٰهُمْ فَاِنَّا عَلَیْهِمْ مُّقْتَدِرُوْنَ فَاسْتَمْسِکْ بِالَّذِیْۤ اُوْحِیَ اِلَیْکَ اِنَّکَ عَلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ۔

تو کیا آپ بہروں کو سنائیں گے یا اندھوں کو راہ دکھائیں گے اور ان کو جو کھلی گمراہی میں ہیں۔ یا ہم اگر آپ کو لے جائیں تو بھی ہم ان سے بدلہ لینے والے ہیں یا آپ کو دکھا دیں گے جس کا انہیں ہم نے وعدہ دیا ہے تو ہم ان پر بڑی قدرت والے ہیں تو مضبوطی سے تھامے رہئے اسے جو آپ کی طرف وحی کیا گیا ہے (قرآن) بے شک آپ سیدھی راہ پر ہیں۔

وَاِنَّهٗ لَذِکْرٌ لَّکَ وَلِقَوْمِکَ وَسَوْفَ تُسْئَلُوْنَ۔ اور بے شک قرآن آپ اور آپ کی قوم کے لیے باعث شرف و نصیحت ہے اور عنقریب قیامت میں تم سے باز پرس کی جائے گی۔

اُصَمّ اور اَعْمٰی سے مراد یہاں حقیقی گونگے اندھے نہیں ہیں بلکہ وہ ہیں جن کی حقیقت کو دوسری جگہ فرمایا لَهُمْ قُلُوْبٌ لَّا یَفْقَهُوْنَ بِهَا وَلَهُمْ اَعْیُنٌ لَّا یُبْصِرُوْنَ بِهَا وَلَهُمْ اٰذَانٌ لَّا یَسْمَعُوْنَ بِهَا اُولٰٓئِکَ کَالْاَنْعَامِ بَلْ هُمْ اَضَلُّ۔ یعنی وہ دل رکھتے ہیں مگر اس سے سمجھ کا کام نہیں لیتے آنکھ رکھتے ہیں مگر حق کو دیکھنے کے لیے وہ اندھے ہیں۔ کان رکھتے ہیں مگر حق نوش اور حق نیوش نہیں ہیں یہ لوگ آدمی ہو کر جانوروں سے گئے گذرے ہیں اس لیے کہ غافل ہیں تو یہاں بھی مراد اَفَاَنْتَ تُسْمِعُ الصُّمَّ اَوْ تَهْدِی الْعُمْیَ میں تغافل شعار اور غفلت دثار مراد ہیں جنکو فرمایا گیا کہ اے محبوب کیا ان گونگے اور اندھوں کو جو آنکھ

اور زبان رکھتے ہیں آپ ہدایت فرمائیں گے یعنی جب ان میں قبولیت کا مادہ ہی نہیں تو وہ کیسے سماعت قبول کر سکتے ہیں وہ تو گمراہ ہی پیدا ہوئے۔ گمراہ ہی رہیں گے اور ایسی ہی گمراہی میں مریں گے اور عذاب آخرت ان کا حصہ ہے چنانچہ ارشاد ہے۔

فَاِمَّا نَذْهَبَنَّ بِكَ الخ کہ اگر آپ کو دنیا سے ہم لے جائیں تو ان سے بدلہ لینا ہمارا کام ہے یا آپ کی موجودگی میں ہم انہیں دکھادیں گے جس کا ہم نے ان کو وعدہ دے رکھا ہے ہم میں بڑی قدرت ہے کہ اس وعدہ کو پورا کر سکیں۔ چنانچہ فرمایا اس پر مضبوط رہیئے جس کی آپ کو وحی کی گئی بے شک آپ سیدھے راستہ پر ہیں۔

اس میں حضور کی صراط مستقیم اور آپ کی تعلیم پر تصدیق کی سند دی گئی تاکہ انکار منکر شبہ میں نہ ڈالے اور اس سے آگے مزید وضاحت فرمادی کہ یہ قرآن کریم ہدایت ہے آپ کے لیے اور آپ کی قوم کے لیے اور جو منکر ہیں وہ انکار کرتے رہیں عنقریب وہ پوچھ لیے جائیں گے یعنی ان عذاب آنے کا اور وہ ماخوذ ہوں گے آگے ارشاد ہے۔

وَاسْئَلْ مَنْ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رُّسُلِنَا اَجَعَلْنَا مِنْ دُوْنِ الرَّحْمٰنِ اٰلِهَةً يُّعْبَدُوْنَ ۝ اور پوچھیئے ان سے جو آپ سے پہلے ہم نے بھیجے اپنے رسولوں میں سے کیا ہم نے رحمن کے علاوہ دوسرے معبود بھی ٹھہرائے تھے جن کی پوجا کی جائے۔

آیت کریمہ میں علاوہ اس کے کہ معبودات باطلہ کی پوجا کو باطل فرمایا ایک لطیف اشارہ حیات انبیاء کے ثبوت میں بھی ہے اس لیے کہ حضور سے پہلے انبیاء جتنے بھی آئے حضور کے زمانہ میں وہ نہ تھے اور یہاں ارشاد ہے وَاسْئَلْ مَنْ اَرْسَلْنَا قَبْلَكَ مِنْ رُّسُلِنَا تو جو حضور سے پہلے رسول آئے اگر وہ حیات نہیں ہیں تو وَاسْئَلْ کا حکم کیا معنی رکھتا ہے۔ معلوم ہوا کہ انبیاء کرام نہ صرف روحانی زندگی کے ساتھ ہیں بلکہ جسمانی و روحانی دونوں حیات انہیں حاصل ہیں جبھی تو وَاسْئَلْ فرمایا گیا کہ ان سے پوچھیئے اسی بنا پر احادیث میں حیات انبیاء پر جو ارشاد ہے وہ شاہد عدل ہے۔ حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اَلْاَنْبِيَاءُ اَحْيَاءٌ فِىْ قُبُوْرِهِمْ يُصَلُّوْنَ۔ انبیاء کرام زندہ ہیں اور ایسے زندہ ہیں کہ اپنی قبروں میں وہ نماز پڑھتے ہیں۔

اور ظاہر ہے کہ نماز کے لیے جوارح لازمی ہیں اور اعضاء کا تعلق اجسام سے ہے نہ کہ ارواح سے تو معلوم ہوا کہ حیات انبیاء عام مخلوق کی حیات سے علیحدہ ہے کہ وہ مع جسم کے زندہ ہیں۔ رہی روحانی زندگی یہ مومن۔ کافر۔ جاحد حتیٰ کہ ابوجہل و ابولہب ان کو بھی حاصل ہے اور اگر یہ نہ مانا جائے اور مشرکین

کی طرح ءَاِذَا مِتْنَا وَکُنَّا تُرَابًا ہی کو رکھا جائے تو اسلام کی وہ تمام احادیث اور آیات قرآنیہ سب غلط قرار پائیں گی جن میں بعد موت عذاب کی خبریں ہیں۔ نکیرین کے سوال و جواب کے حالات ہیں جو محض روحانی ہیں۔ برخلاف انبیاء کے کہ ان کو مع جسم کے بعد وفات بھی حیات ہے۔

اور اس دعوی پر دوسری حدیث صاف واضح ہے جس میں حضور نے فرمایا اِنَّ اللّٰهَ قَدْ حَرَّمَ عَلَی الْاَرْضِ اَنْ تَاْكُلَ اَجْسَادَ الْاَنْبِيَاءِ فَنَبِيُّ اللّٰهِ حَيٌّ يُرْزَقُ بے شک اللہ نے زمین پر حرام فرمایا کہ وہ اجساد انبیاء کو کھائے تو اللہ کے نبی زندہ ہیں اور ایسے زندہ ہیں کہ انہیں رزق بھی دیا جاتا ہے۔

اور ظاہر ہے کہ رزق تقوم بدن اور بقائے جسم کے لیے ہوتا ہے نہ کہ روح کے لیے تو حضور کو ارشاد ہوا کہ اے محبوب آپ سے پہلے جو رسول ہم نے مبعوث فرمائے ان سے بھی پوچھئے کہ کیا ہم نے اللہ کے سوا کچھ اور خدا تجویز کیے تھے کہ وہ پوجے جائیں یعنی ایسا نہیں ہوا اور کسی نبی کو ایک وحدہ لاشریک کے سوا کسی معبود کے پوجنے اور ماننے کی تعلیم نہیں دی۔ اور یہ مذہب توحید آدم صفی علیہ السلام سے لے کر حضور تک اور قیامت تک برابر وساری ہے۔ سب معلن توحید اور مقر وحدانیت الٰہی رہے اور ہر مومن اسی تعلیم پر کاربند رہا اور رہے اور قیامت تک رہے گا۔ وللہ الحمد

بامحاورہ ترجمہ پانچواں رکوع سورۂ زخرف پ ۲۵

وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا مُوْسٰى بِاٰيٰتِنَآ اِلٰى فِرْعَوْنَ وَمَلَا۟ئِهٖ فَقَالَ اِنِّيْ رَسُوْلُ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝

اور بے شک ہم نے موسیٰ علیہ السلام کو اپنی نشانیاں دے کر فرعون اور اس کے سرداروں کی طرف بھیجا تو فرمایا (موسیٰ علیہ السلام نے) کہ میں رب العالمین کی طرف سے بھیجا ہوا ہوں۔

فَلَمَّا جَآءَهُمْ بِاٰيٰتِنَآ اِذَا هُمْ مِّنْهَا يَضْحَكُوْنَ ۝

جب وہ تشریف لائے ہماری نشانیاں لے کر تو وہ ان کا مذاق اڑانے لگے۔

وَمَا نُرِيْهِمْ مِّنْ اٰيَةٍ اِلَّا هِيَ اَكْبَرُ مِنْ اُخْتِهَا ۡ وَاَخَذْنٰهُمْ بِالْعَذَابِ لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُوْنَ ۝

اور ہم انہیں جو نشانی دکھاتے وہ پہلے سے بڑی ہوتی اور پکڑا ہم نے انہیں عذاب میں تاکہ وہ باز آجائیں۔

وَقَالُوْا يٰٓاَيُّهَ السّٰحِرُ ادْعُ لَنَا

اور وہ بولے اے جادوگر اپنے رب سے مانگ

رَبَّكَ بِمَا عَهِدَ عِنْدَكَ ۚ اِنَّنَا لَمُهْتَدُوْنَ ۝
جو تجھ سے اس نے وعدہ کر رکھا ہے (یعنی عذاب) ہم یقیناً ہدایت پر ہیں۔

فَلَمَّا كَشَفْنَا عَنْهُمُ الْعَذَابَ اِذَا هُمْ يَنْكُثُوْنَ ۝
جب ہم نے ان سے عذاب ہٹایا جبھی وہ عہد شکنی کر گئے۔

وَنَادٰى فِرْعَوْنُ فِيْ قَوْمِهٖ قَالَ يٰقَوْمِ اَلَيْسَ لِيْ مُلْكُ مِصْرَ وَهٰذِهِ الْاَنْهٰرُ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِيْ ۚ اَفَلَا تُبْصِرُوْنَ ۝
اور پکارا فرعون اپنی قوم میں کہا اے قوم کیا مصر کی سلطنت میرے لیے نہیں ہے اور یہ نہریں جو میرے نیچے بہتی ہیں کیا تم نہیں دیکھتے۔

اَمْ اَنَا خَيْرٌ مِّنْ هٰذَا الَّذِيْ هُوَ مَهِيْنٌ ۝
یا میں بہتر ہوں اس سے کہ وہ کمزور ہے۔

وَلَا يَكَادُ يُبِيْنُ ۝
اور زبان بھی صاف نہیں رکھتا (یعنی لکنت کی وجہ سے اچھی طرح بول نہیں سکتا)

فَلَوْلَا اُلْقِيَ عَلَيْهِ اَسْوِرَةٌ مِّنْ ذَهَبٍ اَوْ جَآءَ مَعَهُ الْمَلٰٓئِكَةُ مُقْتَرِنِيْنَ ۝
تو اس پر سونے کے کنگن کیوں نہ ڈالے گئے۔ یا اس کے ساتھ فرشتے آتے جو اس کے قریب رہتے۔

فَاسْتَخَفَّ قَوْمَهٗ فَاَطَاعُوْهُ ۚ اِنَّهُمْ كَانُوْا قَوْمًا فٰسِقِيْنَ ۝
تو اس کی قوم بے وقوف ہو گئی اور اس کی پیروی کر لی بے شک وہ بے عملے لوگ تھے۔

فَلَمَّآ اٰسَفُوْنَا انْتَقَمْنَا مِنْهُمْ فَاَغْرَقْنٰهُمْ اَجْمَعِيْنَ ۝
پھر جب انہوں نے وہ کیا جس پر ہمارا غضب ان پر آیا تو ہم نے ان سب کو ساتھیوں سمیت غرق کر ڈالا۔

فَجَعَلْنٰهُمْ سَلَفًا وَّمَثَلًا لِّلْاٰخِرِيْنَ ۝
تو ہم نے بنایا ان کو اگلی داستان اور عبرت پچھلوں کے لیے

لفظی ترجمہ

وَ۔ اور — لَقَدْ۔ بیشک — اَرْسَلْنَا بھیجا ہم نے — مُوْسٰى۔ موسیٰ کو

بِاٰيٰتِنَا۔ اپنی نشانیاں دیکر — اِلٰى۔ طرف — فِرْعَوْنَ۔ فرعون — وَ۔ اور

مَلَائِہٖ - اس کے سرداروں کی   فَقَالَ - تو فرمایا   اِنِّیْ - بیشک میں   رَسُوْلُ - رسول ہوں

رَبِّ - رب   الْعٰلَمِیْنَ - جہانوں کا   فَلَمَّا - پھر جب   جَآءَ - لایا

ھُمْ - انکے پاس   بِاٰیٰتِنَآ - ہماری نشانیاں   اِذَا - تو ناگہاں   ھُمْ - وہ

مِّنْھَا - ان سے   یَضْحَکُوْنَ - ہنستے تھے   وَ - اور   مَا - نہیں

نُرِیْھِمْ - دکھاتے تھے ہم انکو   مِّنْ اٰیَۃٍ - کوئی نشانی   اِلَّا - مگر   ھِیَ - وہ

اَکْبَرُ - بڑی ہوتی تھی   مِنْ اُخْتِھَا - پہلی سے   وَ - اور   اَخَذْنٰا - پکڑا ہم

ھُمْ - ان کو   بِالْعَذَابِ - عذاب میں   لَعَلَّھُمْ - تاکہ وہ   یَرْجِعُوْنَ - رجوع کریں

وَ - اور   قَالُوْا - بولے   یٰٓا - اے   اَیُّہَ - بڑے

السَّاحِرُ - جادوگر   ادْعُ - دعا کر   لَنَا - ہمارے لیے   رَبَّکَ - اپنے رب سے   بِمَا - جو   عَھِدَ - وعدہ کیا   عِنْدَکَ - تجھ

اِنَّنَا - بیشک ہم   لَمُھْتَدُوْنَ - ہدایت پر ہیں   فَلَمَّا - تو جب   کَشَفْنَا - ہم کھولتے

عَنْھُمْ - ان سے   الْعَذَابَ - عذاب   اِذَا - تو ناگہاں   ھُمْ - وہ عہد

یَنْکُثُوْنَ - توڑ دیتے   وَ - اور   نَادٰی - پکارا   فِرْعَوْنُ - فرعون

فِیْ - بیچ   قَوْمِہٖ - اپنی قوم کے   قَالَ - کہا   یٰقَوْمِ - اے میری قوم

اَ - کیا   لَیْسَ - نہیں   لِیْ - میری   مُلْکُ - حکومت

مِصْرَ - مصر میں   وَ - اور   ھٰذِہِ - یہ   الْاَنْھٰرُ - نہریں

تَجْرِیْ - چلتی ہیں   مِنْ تَحْتِیْ - میرے نیچے   اَفَلَا - کیا نہیں   تُبْصِرُوْنَ - دیکھتے تم

اَمْ - یا   اَنَا - میں   خَیْرٌ - بہتر ہوں   مِّنْ ھٰذَا - اس سے

الَّذِیْ - جو کہ   ھُوَ - وہ   مَھِیْنٌ - ذلیل ہے   وَ - اور

لَا - نہیں   یَکَادُ - قریب کہ   یُبِیْنُ - صاف بولے   فَلَوْلَا - تو کیوں نہ

اُلْقِیَ - ڈالے گئے   عَلَیْہِ - اس پر   اَسْوِرَۃٌ - کنگن   مِّنْ ذَھَبٍ - سونے کے

اَوْ - یا   جَآءَ - آتے   مَعَہُ - اسکے ساتھ   الْمَلٰٓئِکَۃُ - فرشتے

مُقْتَرِنِیْنَ - قریب رہتے   فَاسْتَخَفَّ - تو بیوقوف بنایا   قَوْمَہٗ - اپنی قوم کو   فَاَطَاعُوْ - تو انہوں نے پیری کی

ہٗ - اس کی   اِنَّھُمْ - بیشک وہ   کَانُوْا - تھے   قَوْمًا - قوم

فٰسِقِیْنَ - نافرمان   فَلَمَّا - تو جب   اٰسَفُوْ - غصہ چڑھایا انہوں نے   نَا - ہم کو

انْتَقَمْنَا - بدلہ لیا ہمنے   مِنْھُمْ - ان سے   فَاَغْرَقْنٰا - تو غرق ہم نے   ھُمْ - ان

اَجْمَعِیْنَ۔ سب کو	فَجَعَلْنٰا۔ تو کیا ہم نے	ھُمْ۔ ان کو
سَلَفًا۔ پہلوں کی داستان	وَ۔ اور	مَثَلًا۔ عبرت
لِلْاٰخِرِیْنَ پچھلوں کے لیے		

حلِّ لغاتِ نادرہ

كَشَفْنَا ہم نے ان سے عذاب اٹھالیا

يَنْكُثُوْنَ از نکث بمعنی عہد شکنی

مَهِيْنٌ ماخوذ از مہانۃ بمعنی قلّت یہاں مراد فقیر حقیر ضعیف الحال کمزور ہے۔

وَلَا يَكَادُ يُبِيْنُ اور وہ بات بھی صاف نہیں کر سکتا

اَسْوِرَةٌ جمع سِوار بمعنی کنگن

مُقْتَرِنِيْنَ ماخوذ از قرن۔ ساتھ اور ملنے کے معنی دیتا ہے

فَاسْتَخَفَّ قَوْمَهٗ تو بہک گئی اس کی قوم

اٰسَفُوْنَا بمعنی اَغْضَبُوْنَا غضبناک کیا انہوں نے ہم کو

سَلَفًا اگر مصدر تسلیم کیا جائے تو معنی میں ہے قدوہ کے یعنی آنے والی نسلوں کے مقتدا ہیں کہ وہ ان کے مسلک پر چلتے ہیں اور اگر سَلَفًا کو جمع سالف بنایا جائے تو وہ آباء واقارب مراد ہیں جو پہلے گذر چکے سلف اس عمل صالح کو بھی کہتے ہیں جو تم آگے بھیج چکے ہو اور بیع سلم کو بھی سلف کہتے ہیں کیونکہ اس میں مبیع سے پہلے رقم حوالے کردی جاتی ہے۔ حاصل معنی گذری ہوئی کہانی۔

مَثَلًا۔ عبرت۔

مختصر تفسیر اردو پانچواں رکوع سورۂ زخرف پ ۲۵

وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا مُوْسٰى بِاٰيٰتِنَا اِلٰى فِرْعَوْنَ وَمَلَا۟ئِهٖ فَقَالَ اِنِّیْ رَسُوْلُ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ۔ اور بیشک ہم ہی نے موسیٰ علیہ السلام کو اپنے معجزے (نشانیاں) دے کر فرعون اور اس کے درباریوں کی طرف بھیجا تھا تو موسیٰ علیہ السلام نے (ان لوگوں سے کہا) کہ میں پروردگار عالم کا بھیجا ہوا رسول ہوں۔

موسیٰ علیہ السلام عمران کے بیٹے تھے اور عمران فرعون کا چیف منسٹر یا وزیر اعظم تھا۔ آپ کی والدہ کا

نام جو عمران کی بیوی تھی یوحایا یوحانذ تھا۔ ولادت کا واقعہ آپ کا بھی حضرت ابراہیم علیہ السلام ہی کی طرح ہے اس کے زمانہ میں بھی منجموں کا زور تھا فن نجوم میں ایک سے بڑھ کر دوسرا نجومی کوس لمن الملک بجاتا تھا فالنامہ فرعون کا جو بنا اس میں انہوں نے خبر دی کہ اس سال میں ایک ایسا لڑکا پیدا ہونے والا ہے جو بظاہر بے سروسامان ہوگا اور بباطن اس کی قوت ایسی ہوگی کہ تیری سلطنت کو مع تیرے نیست و نابود کر دے گا۔

بیسویں پارہ میں مفصل واقعہ تو ہم لکھ چکے ہیں۔ یہاں مختصراً اتنا بتانے ہیں کہ جب فرعون نے نجومیوں سے خبر سنی کہ ہونے والا لڑکا میری ہلاکت کا موجب ہوگا تو اس نے ہر گھر پر پہرے لگا دیے اور حکم دیدیا کہ لڑکا ہو تو فوراً قتل کر دیا جائے اور لڑکی ہو تو زندہ رکھی جائے۔ اس کو ہم نے نویں پارہ اور پہلے پاؤ میں بھی بیان کیا ہے۔ غرضکہ آپ کو ولادت کے بعد اللہ تعالیٰ نے فرعون کے گھر میں پرورش کرایا گویا فَلَوْلَآ اُلْقِیَ عَلَیْہِ اَسْوِرَةٌ مِّنْ ذَھَبٍ۔ جو مشرکین کا اعتراض تھا اس کا جواب دیدیا کہ سونے چاندی میں رہنے والا پیغمبر بھی تم نے نہیں مانا اور موسیٰ علیہ السلام کی بھی مخالفت ہی کی جو فرعون کے گھر میں پرورش پائے اور سونے چاندی کو لات مار کر اعلاء کلمۃ الحق کے لیے اسی کے مقابل آئے اور آخر اسے غرقاب قلزم نیل کر کے چھوڑا۔

تو اسباب ظاہری کی قوتوں کے ساتھ جو نبی آیا اس کو بھی تم نے کب مانا جیسا کہ پہلے رکوع میں تذکرہ آچکا ہے اسی کے ربط کے مطابق یہاں موسیٰ علیہ السلام کا ذکر اس آیت سے فرمایا گیا وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا مُوْسٰی اِلٰی فِرْعَوْنَ وَمَلَائِہٖ فَقَالَ اِنِّیْ رَسُوْلُ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ آگے ارشاد ہے۔

فَلَمَّا جَآءَھُمْ بِاٰیٰتِنَآ اِذَا ھُمْ مِّنْھَا یَضْحَکُوْنَ۔ تو پھر جب ان کے پاس ہمارے معجزات (نشانیاں) لے کر تشریف لائے تو فرعون موسیٰ علیہ السلام کا استہزاء کرنے لگ گئے۔

حالانکہ آپ دنیادی سلطنت کے بھی مالک تھے جتنی کہ فرعون کے یہاں اس کے متبنیٰ رہے تو معلوم ہوا کہ مشرکین کے اعتراضات محض لغو اور یاد رہوا تھے۔ وہ نہ اسباب دنیا کے ماتحت جھکنے کو تیار تھے اور نہ باطنی قوتوں کے آگے۔ آگے ارشاد ہے۔

وَمَا نُرِیْھِمْ مِّنْ اٰیَةٍ اِلَّا ھِیَ اَکْبَرُ مِنْ اُخْتِھَا وَاَخَذْنٰھُمْ بِالْعَذَابِ لَعَلَّھُمْ یَرْجِعُوْنَ۔ اور نہیں دکھلاتے ہم کوئی نشانی مگر پہلے سے بڑی ہوتی تھی اور ہم نے انہیں عذاب سے پکڑا شاید کہ وہ لوٹ آئیں۔

جو نشانیاں کہ آپ کو عطا کی گئیں وہ دلائل نبوت سے تھیں اور ہر نشانی پہلی نشانی سے بڑھ کر تھی اور ایسی ہی نشان عذاب کی تھی کہ پہلے طوفان آیا پھر ٹیڑیاں آئیں پھر جوؤں نے انہیں کھایا پھر مینڈک

مسلط ہوئے پھر خون برسا۔ یہ آیات مفصلات الہی شان کی تھیں کہ ہر عذاب پہلے عذاب سے بڑھ کر تھا مگر ان کے استکبار اور خود سری نے ان کو ہدایت پر نہ آنے دیا اس لیے کہ وہ قوم مجرم ہی تھی اور ایسے مجرم تھی کہ بجائے اتباع کرنے اور جھکنے کے ایک پیغمبر جلیل القدر کے مقابلے میں بولے جیسا کہ ارشاد ہے۔

وَقَالُوا يَا أَيُّهَ السَّاحِرُ ادْعُ لَنَا رَبَّكَ بِمَا عَهِدَ عِنْدَكَ إِنَّنَا لَمُهْتَدُونَ۔ اور وہ اپنی ہٹ دھرمی میں بولے اے جادوگر مانگ ہمارے لیے اپنے رب سے جس کا تیرے پاس وعدہ ہے بیشک ہم ہدایت پر ہیں۔

یہ قوم فرعون کی جماعت میں قبطی کہلاتی تھی اور ان کی ضد و کد اتنی بڑھی ہوئی تھی کہ اپنی گمراہی کو ہدایت کہتی تھی اور یہ جرأت تھی کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو جادوگر کہتی اور مطالبہ کرتی تھی کہ جس عذاب کا تیرے رب نے وعدہ کیا ہے وہ اپنے رب سے مانگ ہم یقیناً ہدایت یافتہ ہیں اور اس پہ آیا ہوا عذاب اگر ان سے اٹھا دیا جاتا تو نقض عہد اور وعدہ خلافی پر آجاتے چنانچہ جب ان پر طوفان آیا اور اس میں غرق ہونے لگے تو موسیٰ علیہ السلام سے عرض کیا کہ اب ہم آپ کی مانیں گے یہ مصیبت ہم سے ٹلا دیجئے آپ نے دعا کی وہ طوفان فرو ہو گیا تو اس کے بعد وہی بداطواری۔ بداعمالی۔ ناہنجاری پر آگئے۔ آخر پھر عذاب آیا غرضکہ پانچ عذاب طوفان۔ جراد۔ قمل۔ ضفادع اور دم کی شکل میں آئے مگر یہ کبھی بھی شرارتوں سے باز نہ آئے چنانچہ ارشاد ہے۔

فَلَمَّا كَشَفْنَا عَنْهُمُ الْعَذَابَ إِذَا هُمْ يَنْكُثُونَ۔ پھر جب ہم نے ان سے عذاب اٹھا لیا تو وہ عہد شکنی پر اتر آئے۔

اور جو ان کا خدا بنا ہوا تھا اس نے بھی قوم سے کہا جس کا تذکرہ فرمایا جاتا ہے۔

وَنَادٰى فِرْعَوْنُ فِيْ قَوْمِهٖ قَالَ يٰقَوْمِ اَلَيْسَ لِيْ مُلْكُ مِصْرَ وَهٰذِهِ الْاَنْهٰرُ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِيْ اَفَلَا تُبْصِرُوْنَ۔ اور فرعون نے اپنی قوم کو پکارا کہ اے میری قوم مصر کی سلطنت میرے ہاتھ میں ہے اور یہ نہریں جو میرے نیچے بہتی ہیں میرے قبضہ میں ہیں تو کیا تم نہیں دیکھتے۔

تو اس کی نظر میں ملکیت مصر اور فراوانی انہار ہی سب سے بڑی قوت تھی اسی کو پیش کیا اور کہنے لگا

اَمْ اَنَا خَيْرٌ مِّنْ هٰذَا الَّذِيْ هُوَ مَهِيْنٌ وَّلَا يَكَادُ يُبِيْنُ۔ بھلا بتاؤ تو میں بہتر ہوں اس سے یا یہ جو ضعیف و ذلیل ہے اور بات بھی صاف نہیں کر سکتا۔

یہ اس طرف اشارہ تھا کہ سلطنت فرعونی کو آپ لات مار کر اعلائے کلمۃ الحق کے لیے باہر آچکے تھے۔ اور ایک روز آپ فرعون کی گود میں تشریف فرما تھے تو یہ تعلیوں کی لینے لگا تو آپ نے اس کے

منہ پر ایک طمانچہ مارا جس سے اس کا منہ پھر گیا تو اس نے کہا نجومیوں نے جس لڑکے کی خبر دی تھی وہ
یہی لڑکا ہے اور جلاد کو بلا کر قتل کا حکم دیا کہ حضرت آسیہ جو فرعون کی بیوی تھیں آگئیں اور انہوں نے
سب کچھ سن کر فرعون سے کہا کہ تیری جیسی سلطنت ہو ویسا ہی طاقتور ولی عہد چاہیے اسے قتل نہ
کر بات اس کی سمجھ میں آگئی اور ارادہ قتل ترک کر دیا۔ لیکن اس کو شبہ رہا تو اس نے ایک طشت میں
یاقوت منگوائے اور ایک طشت آگ کے دہکتے انگاروں سے پر کر دیا اور کہا کہ اگر یہ بچہ ہے اور بچہ
محض ہے تو اس کی عقل ایسے چمکتے ہوئے انگاروں کی طرف لے جائے گی اور اگر یہ نبی ہے تو اس کی عقل
اسے ہرگز آگ کی طرف نہیں جانے دے گی۔ اس لیے کہ نبی کی عقل ایام طفولیت میں بھی مکمل ہوتی ہے
چنانچہ آپ کو چھوڑا گیا۔ اور منجانب اللہ جبریل کو حکم ہوا کہ وہ آپ کے ہاتھ میں انگارہ دے دے
مختصر یہ کہ وہ آگ کا انگارہ جو آپ کے ہاتھ میں دے دیا گیا تھا وہ آپ نے زبان پر رکھ لیا اس سے
آپ کی زبان میں لکنت پیدا ہو گئی اسی کا تذکرہ ولا یکاد یبین میں ہے۔
جو لوگ اس لکنت کو نہیں مانتے اور غلط قرار دیتے ہیں وہ یہ نہیں سمجھتے کہ نبی میں جسمانی نقص پیدا
نہیں ہو سکتا لیکن عوارض کے ساتھ اگر نقص آجائے تو اس کے مکمل ہونے میں کوئی تعارض نہیں ہو
سکتا جیسے حضور کے دندان مبارک احد میں شہید ہو گئے تو اس سے ان کے کمال تخلیق میں کوئی نقصان
نہیں ہے کیونکہ یہ عوارض خارجیہ سے ہے۔
ایسے ہی موسیٰ علیہ السلام کے کامل ہونے میں کوئی شک نہیں باقی عارضہ خارجی سے اگر آپ میں
لکنت آگئی تو یہ نقص جسمانی نہیں کہلا سکتا۔ پھر فرعون نے مادہ پرستوں کو ایک چیز اور بھی سمجھائی ہو گی۔

فَلَوْلَآ اُلْقِیَ عَلَیْهِ اَسْوِرَةٌ مِّنْ ذَهَبٍ اَوْ جَآءَ مَعَهُ الْمَلٰٓئِكَةُ مُقْتَرِنِیْنَ ۔ فَاسْتَخَفَّ قَوْمَهٗ فَاَطَاعُ[وْهُ]
اِنَّهُمْ كَانُوْا قَوْمًا فٰسِقِیْنَ ۔ فَلَمَّآ اٰسَفُوْنَا انْتَقَمْنَا مِنْهُمْ فَاَغْرَقْنٰهُمْ اَجْمَعِیْنَ فَجَعَلْنٰهُمْ سَلَ[فًا]
وَّ مَثَلًا لِّلْاٰخِرِیْنَ ۝

تو کیوں نہ ڈالے گئے اس پر کنگن سونے کے یا آتے اس کے ساتھ فرشتے جو ساتھ رہتے تو عقل کھو
دی اس کی قوم نے اور پیروی کرلی فرعون کی بے شک وہ تھی قوم بے حکمی تو جب غضب ناک کیا ہمیں
تو بدلہ لیا ہم نے ان سے تو غرق کیا انہیں سب کو۔ تو کیا ہم نے انہیں افسانہ اور بنایا ان کو عبرت
پچھلوں کے لیے۔
آیت کریمہ میں فرعون کی ظاہر پرستی اور علل واسباب کی خواہش ظاہر کی گئی اور بتایا کہ اس کی نظر
سونے کے کنگن اور ملائکہ کا علانیہ نزول دلیل صداقت نبوت ہے حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ سونے کے

کنگن متاع دنیا کے اور نزول ملائکہ یہ عام نظروں میں ناممکن تھا اس لیے کہ ملائکہ اجسام نوری رکھتے ہیں اور انسان مادی نظروں میں نظر آنا محال ہے تو ملائکہ انہیں کیونکر نظر آسکتے تھے مگر قوم قبط جو فرعون کی باعث تھی وہ عقل کی اوچھی اور دماغ کی اوندھی تھی اس نے فرعون کی ان باتوں کے آگے اپنی عقل کو بالائے طاق رکھ دیا اور اتنی خفیف ہوئی کہ اس کی پیروی میں گردن جھکا دی اور جب قانونی اور بے عملی نیت میں انہیں فاسق کہا جاتا ہے۔

اور فاسق اس جگہ اصطلاح قرآنی میں کافر کے معنی میں مستعمل ہیں اسی لیے فرمایا کہ جب اس قوم نے خلاف عقل و خرد اس کے دلائل مانے اور ہمیں غضب ناک کیا تو ہم نے ان کے انحراف کا ایسا بدلہ لیا کہ سب کو غرق قلزم نیل کر دیا اور ان کے واقعات کہانی بنا کر پچھلوں کے لیے عبرت دلانے والے کر دیے اور یہی طریقہ سنت الٰہیہ میں ہر باغی طاغی کے انجام میں جاری ہے۔

بامحاورہ ترجمہ چھٹا رکوع سورۂ زخرف پ ۲۵

وَلَمَّا ضُرِبَ ابْنُ مَرْيَمَ مَثَلًا إِذَا قَوْمُكَ مِنْهُ يَصِدُّونَ ۝

اور جب مثال بیان کی جائے ابن مریم کی تو جبھی تمہاری قوم اس سے رکتی ہے۔

وَقَالُوا أَآلِهَتُنَا خَيْرٌ أَمْ هُوَ مَا ضَرَبُوهُ لَكَ إِلَّا جَدَلًا بَلْ هُمْ قَوْمٌ خَصِمُونَ ۝

اور بولے کیا ہمارے خدا بہتر ہیں یا وہ انہوں نے نہ کہا آپ کو مگر نرے جھگڑے کے لیے۔ بلکہ وہ قوم جھگڑالو ہے۔

إِنْ هُوَ إِلَّا عَبْدٌ أَنْعَمْنَا عَلَيْهِ وَجَعَلْنَاهُ مَثَلًا لِبَنِي إِسْرَائِيلَ ۝

وہ تو نہیں مگر ایک بندے جس پر ہم نے انعام فرمایا اور کیا ہم نے اسے مثال بنی اسرائیل کیلیے۔

وَلَوْ نَشَاءُ لَجَعَلْنَا مِنْكُمْ مَلَائِكَةً فِي الْأَرْضِ يَخْلُفُونَ ۝

اور اگر ہم چاہتے تو ضرور کر دیتے ہم تمہاری جگہ فرشتے کہ وہ زمین پر بستے۔

وَإِنَّهُ لَعِلْمٌ لِلسَّاعَةِ فَلَا تَمْتَرُنَّ بِهَا وَاتَّبِعُونِ هَٰذَا صِرَاطٌ مُسْتَقِيمٌ ۝

اور بے شک عیسیٰ قیامت کے لیے خبر ہیں تو نہ شک کرو اس سے اور پیروی کرو میری یہ سیدھا راستہ ہے۔

وَلَا يَصُدَّنَّكُمُ الشَّيْطَانُ إِنَّهُ لَكُمْ

اور نہ روک دے تمہیں شیطان بیشک وہ تمہارا

عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ ۝

کھلا دشمن ہے۔

وَلَمَّا جَآءَ عِيْسٰى بِالْبَيِّنٰتِ قَالَ قَدْ جِئْتُكُمْ بِالْحِكْمَةِ وَلِاُبَيِّنَ لَكُمْ بَعْضَ الَّذِيْ تَخْتَلِفُوْنَ فِيْهِ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوْنِ ۝

اور جب آئے عیسیٰ روشن نشانیوں کے ساتھ تو فرمایا بے شک میں لایا ہوں تمہارے پاس حکمت تاکہ روشن کر دوں تمہارے لیے بعض وہ باتیں جن میں تم اختلاف رکھتے ہو تو اللہ سے ڈرو اور میری پیروی کرو۔

اِنَّ اللّٰهَ هُوَ رَبِّيْ وَرَبُّكُمْ فَاعْبُدُوْهُ هٰذَا صِرَاطٌ مُّسْتَقِيْمٌ ۝

بے شک اللہ وہ میرا بھی رب ہے اور تمہارا بھی تو اسے پوجو یہ ہے مضبوط سیدھی راہ۔

فَاخْتَلَفَ الْاَحْزَابُ مِنْ بَيْنِهِمْ ۚ فَوَيْلٌ لِّلَّذِيْنَ ظَلَمُوْا مِنْ عَذَابِ يَوْمٍ اَلِيْمٍ ۝

تو اختلاف کیا جماعتوں نے آپس میں تو خرابی ہے ان کی جنہوں نے ظلم کیا عذاب کے دردناک دن سے۔

هَلْ يَنْظُرُوْنَ اِلَّا السَّاعَةَ اَنْ تَاْتِيَهُمْ بَغْتَةً وَّهُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ ۝

کیا انتظار ہے انہیں مگر قیامت کا یہ کہ آجائے ان پر اچانک اور وہ بے خبر ہوں گے۔

اَلْاَخِلَّآءُ يَوْمَئِذٍ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ اِلَّا الْمُتَّقِيْنَ ۝

یہ گہرے دوست اس دن ایک دوسرے کے دشمن ہوں گے مگر پرہیزگار۔

لفظی ترجمہ

وَ ۔ اور	لَمَّا ۔ جب	ضُرِبَ ۔ بیان کی گئی	اِبْنُ ۔ بیٹے
مَرْيَمَ ۔ مریم کی	مَثَلًا ۔ مثال	اِذَا ۔ تو ناگہاں	قَوْمُكَ ۔ تیری قوم
مِنْهُ ۔ اس سے	يَصِدُّوْنَ ۔ رکتی ہے	وَ ۔ اور	قَالُوْا ۔ بولے
ءَ ۔ کیا	اٰلِهَتُنَا ۔ ہمارے خدا	خَيْرٌ ۔ بہتر ہیں	اَمْ ۔ یا
هُوَ ۔ وہ	مَا ۔ نہیں	ضَرَبُوْهُ ۔ بیان کرنے اسکو	لَكَ ۔ تیرے لیے
اِلَّا ۔ مگر	جَدَلًا ۔ جھگڑا	بَلْ ۔ بلکہ	هُمْ ۔ وہ
قَوْمٌ ۔ قوم ہیں	خَصِمُوْنَ ۔ جھگڑالو	اِنْ ۔ نہیں	هُوَ ۔ وہ

اِنْ ۔ مگر	عَبْدٌ ۔ ایک بندہ کہ	اَنْعَمْنَا ۔ انعام کیا ہم نے	عَلَیْہِ ۔ اس پر
وَ ۔ اور	جَعَلْنٰہُ ۔ بنایا ہم نے اسکو	مَثَلًا ۔ مثال	لِّبَنِیْٓ ۔ واسطے اولاد
اِسْرَآءِیْلَ ۔ اسرائیل کے	وَ ۔ اور	لَوْ ۔ اگر	نَشَآءُ ۔ ہم چاہیں
لَجَعَلْنَا ۔ تو بنائیں	مِنْکُمْ ۔ تم میں سے	مَّلٰٓئِکَۃً ۔ فرشتے	فِی ۔ بیچ
الْاَرْضِ ۔ زمین کے	یَخْلُفُوْنَ ۔ بستے	وَ ۔ اور	اِنَّہٗ ۔ بیشک وہ
لَعِلْمٌ ۔ نشانی ہے	لِّلسَّاعَۃِ ۔ قیامت کی	فَلَا ۔ تو نہ	تَمْتَرُنَّ ۔ شک کرو
بِہَا ۔ اس میں	وَ ۔ اور	اتَّبِعُوْنِ ۔ پیروی کرو میری	ھٰذَا ۔ یہ ہے
صِرَاطٌ ۔ راہ	مُّسْتَقِیْمٌ ۔ سیدھی	وَ ۔ اور	لَا ۔ نہ
یَصُدَّنَّکُمُ ۔ روکے تم کو	الشَّیْطٰنُ ۔ شیطان	اِنَّہٗ ۔ بیشک وہ	لَکُمْ ۔ تمہارا
عَدُوٌّ ۔ دشمن ہے	مُّبِیْنٌ ۔ کھلا	وَ ۔ اور	لَمَّا ۔ جب
جَآءَ ۔ لائے	عِیْسٰی ۔ عیسی	بِالْبَیِّنٰتِ ۔ نشانیاں	قَالَ ۔ تو فرمایا
قَدْ ۔ بیشک	جِئْتُکُمْ ۔ لایا ہوں میں تمہارے پاس	بِالْحِکْمَۃِ ۔ حکمت	وَ ۔ اور
لِاُبَیِّنَ ۔ تاکہ بیان کروں میں		لَکُمْ ۔ تمہارے لیے	بَعْضَ ۔ بعض
الَّذِیْ ۔ وہ چیزیں کہ تم	تَخْتَلِفُوْنَ ۔ اختلاف کرتے ہو	فِیْہِ ۔ اس میں	فَاتَّقُوا ۔ تو ڈرو
اللّٰہَ ۔ اللہ سے	وَ ۔ اور	اَطِیْعُوْنِ ۔ کہا مانو میرا	اِنَّ ۔ بیشک
اللّٰہَ ۔ اللہ	ھُوَ ۔ وہی ہے	رَبِّیْ ۔ میرا رب	وَ ۔ اور
رَبُّکُمْ ۔ تمہارا رب	فَاعْبُدُوْ ۔ تو عبادت کرو	ہٗ ۔ اسی کی	ھٰذَا ۔ یہ ہے
صِرَاطٌ ۔ راہ	مُّسْتَقِیْمٌ ۔ سیدھی	فَاخْتَلَفَ ۔ تو اختلاف کیا	الْاَحْزَابُ ۔ جماعتوں نے
مِنْۢ بَیْنِہِمْ ۔ ان میں سے	فَوَیْلٌ ۔ تو خرابی ہے	لِّلَّذِیْنَ ۔ ان کو جو	ظَلَمُوْا ۔ ظالم ہیں
مِنْ عَذَابِ ۔ عذاب	یَوْمٍ ۔ دن	اَلِیْمٍ ۔ دردناک ہے	ھَلْ ۔ نہیں
یَنْظُرُوْنَ ۔ انتظار کرتے	اِلَّا ۔ مگر	السَّاعَۃَ ۔ قیامت کا	اَنْ ۔ یہ کہ
تَاْتِیَہُمْ ۔ آئے انکے پاس	بَغْتَۃً ۔ اچانک	وَّ ۔ اور	ھُمْ ۔ وہ
لَا ۔ نہ	یَشْعُرُوْنَ ۔ سمجھتے ہوں	اَلْاَخِلَّآءُ ۔ دوست	یَوْمَئِذٍ ۔ اس دن
بَعْضُہُمْ ۔ بعض انکے	لِبَعْضٍ ۔ واسطے بعض کے	عَدُوٌّ ۔ دشمن ہیں	اِلَّا ۔ مگر

الْمُتَّقِیْنَ ۔ پرہیزگار لوگ۔

حلِ لُغاتِ نادرہ

ضُرِبَ ضَرَبَ سے ہے اور ضرب کہتے ہیں مارنے کو تو چونکہ مثال بھی دی جاتی ہے تو محاورہ عرب میں اس کے معنی ہوں گے وَلَمَّا ذُکِرَ یعنی جب ذکر کیا گیا ابن مریم کا مثال میں۔

یَصِدُّوْنَ پر علامہ آلوسی فرماتے ہیں یعنی جب حضرت عیسٰی علیہ السلام کا ذکر فرمایا گیا تو قبول حق سے اعراض کرتے ہوئے مشرکین نے قہقہہ لگایا اور اپنے اعراض پر قائم رہتے ہوئے استہزا اس قول پر کرنا علامہ آلوسی دوسرا قول لکھتے ہیں وَیَجُوْزُ اَنْ یَکُوْنَ اور ایک قول میں یَصِدُّوْنَ کے معنی یَضِجُّوْنَ کے ہیں یعنی خوشی اور ہنسی میں مبالغہ کرتے اور اونچی آواز سے ہنستے۔

اِلَّاجَدَلًا جَدَل مفعول لہ ہے مَاضَرَبُوْا کا گویا یہ معنی ہوئے کہ مَاضَرَبُوْہُ لَکَ ذَالِکَ الْمَثَلَ اِلَّا لِاَجَلِ الْجِدَالِ وَالْخِصَامِ۔

فَلَاتَمْتَرُنَّ۔ لَاتَمْتَرُنَّ لیا گیا ہے مریۃ سے اور مریۃ کہتے ہیں شک کو تو حاصل معنی یہ بنے کہ نہ شک کرو اس پر۔

اِنْ ھُوَ۔ میں اِنْ نافیہ ہے جس کے معنی بنیں گے "نہیں" تو خلاصہ کیا ہوا نہیں وہ مگر بندے۔

بَغْتَۃً یہ بدل ہے ھَلْ یَنْظُرُوْنَ اِلَّا السَّاعَۃَ کا بدل ہے بغتۃً اچانک کے معنی میں مستعمل ہے۔

اَلْاَخِلَّاءُ۔ الاخلاء جمع ہے خلیل کی جس طرح اصحاء جمع ہے صحیح کی اور اخلاء خلیل کی خلیل کہتے ہیں دوست کو مشتق ہے خلت سے یعنی محبت۔

مختصر تفسیر اردو چھٹا رکوع سورۃ زخرف پ ۲۵

وَلَمَّا ضُرِبَ ابْنُ مَرْیَمَ مَثَلًا اِذَا قَوْمُکَ مِنْہُ یَصِدُّوْنَ۔ اور جب ابن مریم کو مثال میں پیش کیا جائے تو جبھی تمہاری قوم استہزاء کرنے لگتی ہے۔

عربی محاورہ میں یَصِدُّوْنَ کے معنی بدنیت۔ ردّ واستخفاف دعوٰی واستہزاء کرنے کو کہتے ہیں تو مشرکین مکہ حضرت عیسٰی علیہ السلام کے متعلق استہزاء کرتے تھے اور قرآن کریم میں دوسری جگہ جو ارشاد ہے اِنَّکُمْ وَمَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ حَصَبُ جَھَنَّمَ۔ جس کا مقصد یہ ہے کہ پوجنے والے جو پتھر لکڑی

چاند سورج ستاروں کے ہیں وہ بیجان کے پجاری ہیں اور جنہیں پوجتے ہیں وہ بے جان ہیں اسی بنا پر بلاغت قرآنی اس امر کو واضح کر رہی ہے کہ وَمَنْ تَعْبُدُوْنَ نہیں کہا بلکہ مَا تَعْبُدُوْنَ کہا۔ مَا عربی میں بے جان جماد کے لیے استعمال ہوتا ہے اور مَنْ ذی روح کے لیے مگر باوجود اس کے کہ یہ نزاکت زبان اور خوبی سے واقف تھے اپنی ہٹ دھرمی میں آکر اعتراض کر بیٹھے۔

چنانچہ عبداللہ بن زبعری نے جب آیت کریمہ سنی تو حضور سے عرض کیا حضور کیا یہ ہمارے اور ہمارے معبودوں کے ہی لیے ہے یا ہر امت اور گروہ کے لیے تو سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ تمہارے اور تمہارے معبودوں کے لیے ہے اور سب امتوں کے لیے بھی۔

اس پر ابن زبعری نے کہا کہ آپ کے نزدیک عیسیٰ بن مریم نبی ہیں اور ان کی والدہ کی تعریف کرتے ہیں اور آپ کو معلوم ہے کہ نصاریٰ ان دونوں کو پوجتے ہیں اور حضرت عزیر اور فرشتے بھی پوجے جاتے ہیں یعنی یہود وغیرہ ان کو پوجتے ہیں تو اگر یہ حضرات معاذاللہ جہنم میں ہوں تو ہم راضی ہیں کہ ہم اور ہمارے معبود بھی ان کے ساتھ ہوں گے۔

یہ سن کر کفار خوب ہنسے اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی اِنَّ الَّذِیْنَ سَبَقَتْ لَهُمْ مِّنَّا الْحُسْنٰۤى اُولٰٓىٕكَ عَنْهَا مُبْعَدُوْنَ۔ پھر یہ آیت نازل ہوئی وَلَمَّا ضُرِبَ ابْنُ مَرْیَمَ الایۃ جس کا مطلب یہ ہے کہ جب ابن زبعری نے اپنے معبودوں کے لیے حضرت عیسیٰ کی مثال پیش کی اور سید عالم صلے اللہ علیہ وسلم سے مجادلہ کیا کہ نصاریٰ انہیں پوجتے ہیں تو قریش نے اس بات پر استہزاء کیا اور کہنے لگے جس کا تذکرہ آگے ہیں۔

وَقَالُوْۤا ءَاٰلِهَتُنَا خَیْرٌ اَمْ هُوَؕ مَا ضَرَبُوْهُ لَكَ اِلَّا جَدَلًاؕ بَلْ هُمْ قَوْمٌ خَصِمُوْنَ۔ اور کافر بولے ہمارے بت بہتر ہیں یا عیسیٰ۔ نہیں کہا انہوں نے اس کو جھگڑے کے لیے بلکہ وہ قوم جھگڑالو ہی تھی یعنی جان بوجھ کر انہوں نے یہ اعتراض کیا حالانکہ وہ جانتے تھے کہ وَمَا تَعْبُدُوْنَ جو آیا ہے اس میں غیر ذی روح جماد محض داخل ہے نہ کہ عیسیٰ علیہ السلام اس لیے قرآن کریم نے جنہیں حَصَبُ جَهَنَّمَ کہا ہے وہ غیر ذی روح پتھر کے بت ہیں اور اس میں ذی روح داخل نہیں مگر اپنی کج بحثی اور عناد کی بنا پر زبان کی بلاغت کو چھوڑتے ہوئے انہوں نے استہزاءً حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور حضرت مریم اور ملائکہ بھی لے لیے اور کہا کہ ہمارے بت تو پتھر کے ہیں اگر وہ جہنم میں جائیں بھی تو انہیں کیا تکلیف ہوگی برخلاف عیسیٰ علیہ السلام اور حضرت مریم کے کہ انہیں آگ سے تکلیف ہوگی تو یہ ثابا کہ ہمارے معبود بہتر ہے برخلاف نصاریٰ کے معبودوں کے کہ انہیں تکلیف ہوگی۔ حالانکہ یہ حقیقت ہے کہ جہنم کے ایندھن بت ہوں گے نہ کہ یہ لوگ مگر یہ بات انہوں نے محض جھگڑے کے لیے کی اور حقیقت یہ ہے وہ ڈالا اور وہ تھے بھی جھگڑالو۔ آگے ارشاد ہے جس میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا

منصب اور مرتبہ ظاہر فرمایا حیث قال۔

اِنْ هُوَ اِلَّا عَبْدٌ اَنْعَمْنَا عَلَيْهِ وَجَعَلْنٰهُ مَثَلًا لِّبَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ وَلَوْ نَشَآءُ لَجَعَلْنَا مِنْكُمْ مَّلٰٓئِكَةً فِي الْاَرْضِ يَخْلُفُوْنَ ۔ وہ تو نہیں مگر ایک بندہ جس پر ہم نے احسان فرمایا اور کیا ہم نے اس کو عجیب و غریب مثال بنی اسرائیل کے لیے اور اگر ہم چاہتے تو کر دیتے تمہاری جگہ فرشتے زمین میں کہ وہ بستے۔

یہ اس میں یہ فرمایا گیا جو کسی شاعر نے کہا ہے ؎

درد دل کے واسطے پیدا کیا انسان کو ورنہ طاعت کے لیے کچھ کم نہ تھے کروبیاں

تو فرشتے لبا کہ اللہ تعالے اپنی عبادت کرانا مگر مقصد خلق انسانی یہی تھا کہ بندے انسانی مخلوق میں عبادت الٰہی کریں آگے ارشاد ہے

وَاِنَّهٗ لَعِلْمٌ لِّلسَّاعَةِ فَلَا تَمْتَرُنَّ بِهَا وَاتَّبِعُوْنِ هٰذَا صِرَاطٌ مُّسْتَقِيْمٌ ۔ اور وہ عیسٰی علیہ السلام خبر ہیں قیامت کی تو شک نہ کرو اس پر اور پیروی کرو یہی میرا راستہ سیدھا مضبوط ہے۔

اس آیت کریمہ میں نہایت نفیس طریقہ پر نزول عیسٰی کی خبر دی اور بتایا کہ وہ زندہ آسمان پر تشریف لے جا کر قرب قیامت میں نازل ہوں گے اور وہ قیامت کی خبر ہوں گے اس میں شک کرنا مومن کا کام نہیں بلکہ حکم دیا وَاتَّبِعُوْنِ هٰذَا صِرَاطٌ مُّسْتَقِيْمٌ میرے احکام کی پیروی کرو یہی میرا سیدھا مضبوط راستہ ہے۔ اور نزول عیسٰی علیہ السلام کے بعد ہی قیامت کا آنا ہے اس پر یقین رکھو مگر بجائے یقین رکھنے کے جماعتیں شک میں پڑ گئیں۔

کسی نے کہا وہ آسمان پہ گئے ہی نہیں۔

کسی نے کہا ان کا نزول ہی نہ ہوگا

اور کسی نے ان کی قبر بھی کشمیر کے محلہ خانیار میں بنا کر رکھ دی۔

اسی کی طرف اشارہ فرمایا جاتا ہے اور ارشاد ہوتا ہے۔

وَلَا يَصُدَّنَّكُمُ الشَّيْطٰنُ اِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ ۔ اور اس اعتقاد سے تمہیں شیطان نہ روکے وہ تمہارا کھلا دشمن ہے۔

یعنی اسلامی اعتقادیات میں شک و شبہ پیدا کر کے توسوس شیطانی سے انسان گمراہ ہوتا ہے اور وہ حقیقتاً انسان کے لیے عدو مبین ہے چنانچہ ارشاد ہوا کہ اس توسوس شیطانی سے جماعتوں میں اختلاف پیدا ہوئے حیث قال

وَلَمَّا جَآءَ عِيْسٰى بِالْبَيِّنٰتِ قَالَ قَدْ جِئْتُكُمْ بِالْحِكْمَةِ وَلِاُبَيِّنَ لَكُمْ بَعْضَ الَّذِيْ تَخْتَلِفُوْنَ فِيْهِ

فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاَطِیْعُوْنِ ۔ اِنَّ اللّٰهَ رَبِّیْ وَرَبُّکُمْ فَاعْبُدُوْهُ هٰذَا صِرَاطٌ مُّسْتَقِیْمٌ ۔ اور جب آئے عیسٰی روشن دلائل کے ساتھ فرمایا بیشک میں لایا ہوں تمہارے پاس حکمت اور اس لیے کہ ظاہر کردوں میں تم پر بعض وہ امور جس میں اختلاف کرتے تو ڈرو اللہ سے اور پیروی کرو میری یعنی بعد رفع عیسٰی علیہ السلام کسی نے انہیں خدا مانا کسی نے خدا کا بیٹا اور حضرت مریم کو خدا کی بیوی ایسے ہی کسی نے ان کے رفع الی السماء کا انکار کیا۔

غرضکہ ان تمام اختلافیات کو حضرت عیسٰی علیہ السلام اول ہی ظاہر فرما گئے تھے اور صراط مستقیم پر قائم رہنے اور آپ کا اتباع کرنے کی ہدایت کر گئے تھے مگر ایسا نہ ہوا بلکہ

فَاخْتَلَفَ الْاَحْزَابُ مِنْۢ بَیْنِهِمْ فَوَیْلٌ لِّلَّذِیْنَ ظَلَمُوْا مِنْ عَذَابِ یَوْمٍ اَلِیْمٍ هَلْ یَنْظُرُوْنَ اِلَّا السَّاعَةَ اَنْ تَاْتِیَهُمْ بَغْتَةً وَّهُمْ لَا یَشْعُرُوْنَ ۔ پھر وہ جماعتیں آپس میں مختلف ہوگئیں تو خرابی ہے ان کو جنہوں نے ظلم کیا دردناک عذاب والے دن سے ۔ کیا انتظار کر رہے ہیں مگر قیامت کا یہ کہ آجائے ان پر اچانک اور ان کو شعور بھی نہ ہو۔

یعنی یہ اختلاف میں پڑنے والی جماعتیں آج انکار کرلیں جیسے چاہیں کھینچ تان کر عیسٰی علیہ السلام کو خدا خدا کا بیٹا بنا دیں ۔ نزول و رفع کا انکار کرتے رہیں قیامت جب آجائے گی تو انہیں اس دردناک عذاب میں مبتلا ہونے کے وقت افسوس کرنا پڑے گا اور اس دن گرم جوش دوست ایک دوسرے کے دشمن ہوں گے اور آپس میں ملامت کریں گے آگے ارشاد ہے۔

اَلْاَخِلَّآءُ یَوْمَئِذٍۭ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ اِلَّا الْمُتَّقِیْنَ ۔ گہرے دوست اس دن ایک دوسرے کے دشمن ہوں گے مگر پرہیزگار

اس لیے گمراہوں کی جماعتوں میں جو اتحاد ہوتا ہے وہ برنائے گمراہی ہوتا ہے اور اسی وجہ میں جو اس گمراہی کا نتیجہ دیکھیں گے تو آپس میں ایک دوسرے کے دشمن ہوں گے برخلاف نیکوکار، پرہیزگار متقیوں کے کہ وہ وہاں بھی آپس میں افراط محبت سے پیش آئیں گے اور ایک دوسرے کو مبارکباد یاں پیش کریں گے۔

بامحاورہ ترجمہ ساتواں رکوع سورۂ زخرف پ ۲۵

یٰعِبَادِ لَا خَوْفٌ عَلَیْکُمُ الْیَوْمَ ۔ مومنین سے فرمایا جائے گا اے میرے بندو آج

وَلَآ اَنْتُمْ تَحْزَنُوْنَ ۝

کے دن تمہیں کوئی خوف نہیں اور نہ تم غمگین ہوگے۔

اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاٰيٰتِنَا وَكَانُوْا مُسْلِمِيْنَ ۝

وہ لوگ جو ایمان لائے ہماری آیتوں پر اور تھے وہ مسلمان۔

اُدْخُلُوا الْجَنَّةَ اَنْتُمْ وَاَزْوَاجُكُمْ تُحْبَرُوْنَ ۝

داخل ہو تم باغیچوں میں اور تمہاری بیبیاں اور تم خاطر میں کیے جاؤ گے۔

يُطَافُ عَلَيْهِمْ بِصِحَافٍ مِّنْ ذَهَبٍ وَّاَكْوَابٍ ۚ وَفِيْهَا مَا تَشْتَهِيْهِ الْاَنْفُسُ وَتَلَذُّ الْاَعْيُنُ ۚ وَاَنْتُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ۝

گشت کرائے جائیں گے ان کے اوپر سونے کے پیالوں اور جاموں سے اور اس میں ہے جو تمہارا جی چاہے اور آنکھیں لذت پکڑیں اور تم رہو گے اس میں ہمیشہ ہمیش۔

وَتِلْكَ الْجَنَّةُ الَّتِيْ اُوْرِثْتُمُوْهَا بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ۝

اور یہ وہ جنت ہے جس کے تم وارث ہوئے اس کے بدلے جو تم عمل کرتے رہے۔

لَكُمْ فِيْهَا فَاكِهَةٌ كَثِيْرَةٌ مِّنْهَا تَاْكُلُوْنَ ۝

تمہارے لیے اس جنت میں پھل ہوں گے بہت سے اور اسی سے کھاؤ گے۔

اِنَّ الْمُجْرِمِيْنَ فِيْ عَذَابِ جَهَنَّمَ خٰلِدُوْنَ ۝

بے شک مجرم کافر جہنم کے عذاب میں ہمیشہ رہینگے۔

لَا يُفَتَّرُ عَنْهُمْ وَهُمْ فِيْهِ مُبْلِسُوْنَ ۝

وہ عذاب ان سے ہلکا نہ ہوگا اور وہ اس میں مایوس ہوں گے۔

وَمَا ظَلَمْنٰهُمْ وَلٰكِنْ كَانُوْا هُمُ الظّٰلِمِيْنَ ۝

اور ہم نے ان پر ظلم نہیں کیا لیکن وہ تھے اپنی جانوں پر ظلم کرتے۔

وَنَادَوْا يٰمٰلِكُ لِيَقْضِ عَلَيْنَا رَبُّكَ ۚ قَالَ اِنَّكُمْ مّٰكِثُوْنَ ۝

اور پکاریں گے وہ اے مالک جہنم اپنے رب سے عرض کر کہ ہمیں موت دے تو وہ مالک کہے گا کہ تم اس میں ہمیشہ رہنے والے ہو۔

لَقَدْ جِئْنٰكُمْ بِالْحَقِّ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَكُمْ لِلْحَقِّ كٰرِهُوْنَ ۝

بے شک لائے ہم تمہارے پاس حق لیکن اکثر تمہارے حق سے کراہت کرتے رہے۔

اَمْ اَبْرَمُوْٓا اَمْرًا فَاِنَّا مُبْرِمُوْنَ ۝

کیا انہوں نے اپنے خیال میں کوئی کام پکا کر لیا ہے تو ہم بھی اپنا کام پکا کرنے والے ہیں۔

أَمْ يَحْسَبُونَ أَنَّا لَا نَسْمَعُ سِرَّهُمْ وَنَجْوَاهُمْ بَلَىٰ وَرُسُلُنَا لَدَيْهِمْ يَكْتُبُونَ ○

کیا وہ اس گمان میں ہیں کہ ہم نہیں سنتے ان کی خفیہ باتیں اور مشورہ کیوں نہیں حالانکہ ہمارے بھیجے ہوئے فرشتے ان کے پاس لکھتے ہیں۔

قُلْ إِنْ كَانَ لِلرَّحْمٰنِ وَلَدٌ فَأَنَا أَوَّلُ الْعٰبِدِيْنَ ○

اے محبوب فرمائیے اگر ہوتا اللہ کے لیے لڑکا تو سب سے پہلے میں پوجتا۔

سُبْحٰنَ رَبِّ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ رَبِّ الْعَرْشِ عَمَّا يَصِفُونَ ○

پاک ہے وہ ذات جو رب سما و ارض ہے اور رب عرش ہے ان باتوں سے جو یہ بناتے ہیں۔

فَذَرْهُمْ يَخُوضُوا وَيَلْعَبُوا حَتّٰى يُلٰقُوا يَوْمَهُمُ الَّذِي يُوعَدُونَ ○

تو چھوڑ دو انہیں کہ بکواس کرتے رہیں اور کھیلتے رہیں یہاں تک کہ ملیں اس دن کو جس کا ان سے وعدہ کیا گیا ہے۔

وَهُوَ الَّذِي فِي السَّمَاءِ إِلٰهٌ وَفِي الْأَرْضِ إِلٰهٌ وَهُوَ الْحَكِيمُ الْعَلِيمُ ○

اور وہ ذات ہے جو آسمان کا خدا ہے اور زمین والوں کا خدا ہے اور حکمت والا جاننے والا ہے۔

وَتَبٰرَكَ الَّذِي لَهُ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا وَعِنْدَهُ عِلْمُ السَّاعَةِ وَإِلَيْهِ تُرْجَعُونَ ○

اور برکت والا ہے وہ جس کے لیے سلطنت آسمانوں کی اور زمین کی ہے اور جو کچھ ان دونوں میں ہے اسی کے پاس قیامت کا علم ہے اور اسی کی طرف تم لوٹو گے۔

وَلَا يَمْلِكُ الَّذِينَ يَدْعُونَ مِنْ دُونِهِ الشَّفٰعَةَ إِلَّا مَنْ شَهِدَ بِالْحَقِّ وَهُمْ يَعْلَمُونَ ○

اور نہیں مالک ہیں وہ جنہیں پوجتے ہیں اس کے سوا شفاعت کے مگر جو گواہی دے حق کی اور وہ جانتے ہیں۔

وَلَئِنْ سَأَلْتَهُمْ مَنْ خَلَقَهُمْ لَيَقُولُنَّ اللّٰهُ فَأَنّٰى يُؤْفَكُونَ ○

اور اگر آپ ان سے پوچھیں کہ کس نے پیدا کیا انہیں تو ضرور کہیں گے کہ اس کا پیدا کرنے والا اللہ ہے تو کہاں بہک رہے ہیں۔

وَقِيلِهِ يٰرَبِّ إِنَّ هٰؤُلَاءِ قَوْمٌ لَا يُؤْمِنُونَ ○

اور ان کا فرمانا کہ اے میرے رب بیشک یہ قوم ہے جو ایمان نہیں لائے گی۔

فَاصْفَحْ عَنْهُمْ وَقُلْ سَلٰمٌ فَسَوْفَ

تو ان سے درگذر کرو اور فرماؤ کہ بس سلام، تو

تَعْلَمُوْنَ ٥ عنقریب جان لیں گے۔

لفظی ترجمہ

یَا۔ اے عِبَادِ۔ میرے بندو لَا۔ نہیں خَوْفٌ۔ خوف
عَلَيْكُمُ۔ تم پر اَلْيَوْمَ۔ آج وَ۔ اور لَآ۔ نہ
اَنْتُمْ۔ تم تَحْزَنُوْنَ۔ غمگین ہوگے اَلَّذِيْنَ۔ وہ جو اٰمَنُوْا۔ ایمان لائے
بِاٰيٰتِنَا۔ ہماری آیتوں پر وَ۔ اور كَانُوْا۔ تھے مُسْلِمِيْنَ۔ فرمانبردار
اُدْخُلُوا۔ داخل ہوجاؤ اَلْجَنَّةَ۔ جنت میں اَنْتُمْ۔ تم وَ۔ اور
اَزْوَاجُكُمْ۔ تمہاری بیویاں تُحْبَرُوْنَ۔ خاطر میں کیے جاؤ گے يُطَافُ۔ پھیرے جائینگے
عَلَيْهِمْ۔ ان پر بِصِحَافٍ۔ آبخورے مِّنْ ذَهَبٍ۔ سونے کے وَّ۔ اور
اَكْوَابٍ۔ جام وَّ۔ اور فِيْهَا۔ اس میں مَا۔ وہ ہے جو
تَشْتَهِيْهِ۔ چاہیں الْاَنْفُسُ۔ نفس وَ۔ اور تَلَذُّ۔ لذت پائیں
الْاَعْيُنُ۔ آنکھیں وَ۔ اور اَنْتُمْ۔ تم فِيْهَا۔ اس میں
خٰلِدُوْنَ۔ ہمیشہ رہوگے وَ۔ اور تِلْكَ۔ یہ اَلْجَنَّةُ۔ جنت ہے
الَّتِيْ۔ جو اُوْرِثْتُمُوْ۔ وارث بنائے گئے تم هَا۔ اس کے بِمَا۔ بدلہ اس کا جو
كُنْتُمْ۔ تھے تم تَعْمَلُوْنَ۔ عمل کرتے لَكُمْ۔ تمہارے لیے فِيْهَا۔ اس میں
فَاكِهَةٌ۔ پھل ہیں كَثِيْرَةٌ۔ بہت مِنْهَا۔ اس سے تَاْكُلُوْنَ۔ تم کھاؤ گے
اِنَّ۔ بے شک اَلْمُجْرِمِيْنَ۔ مجرم فِيْ۔ بیچ عَذَابِ۔ عذاب
جَهَنَّمَ۔ دوزخ کے خٰلِدُوْنَ۔ ہمیشہ رہینگے لَا۔ نہ يُفَتَّرُ۔ کم کیا جائے
عَنْهُمْ۔ ان سے وَ۔ اور هُمْ۔ وہ فِيْهِ۔ اس میں
مُبْلِسُوْنَ۔ ناامید ہونگے وَ۔ اور مَا۔ نہیں ظَلَمْنَا۔ ظلم کیا ہم نے
هُمْ۔ ان پر وَ۔ اور لٰكِنْ۔ لیکن كَانُوْا۔ تھے وہ
هُمُ۔ خود ہی الظّٰلِمِيْنَ۔ ظالم وَ۔ اور نَادَوْا۔ پکاریں گے
يَا۔ اے مَالِكُ۔ مالک لِيَقْضِ۔ چاہیئے کہ فیصلہ کردے عَلَيْنَا۔ ہم پر

رَبُّكَ۔ تیرا رب	قَالَ۔ کہیگا	اِنَّكُمْ۔ بیشک	مّٰكِثُوْنَ۔ ٹھہرنے والے ہو
لَقَدْ۔ بیشک	جِئْنٰكُمْ۔ لائے ہم تمہارے پاس		بِالْحَقِّ۔ حق
وَ۔ اور	لٰكِنَّ۔ لیکن	اَكْثَرَ۔ اکثر	كُمْ۔ تم میں سے
لِلْحَقِّ۔ حق کو	كٰرِهُوْنَ۔ ناپسند کرتے ہیں	اَمْ۔ کیا	اَبْرَمُوْا۔ پکا ارادہ کرچکے ہیں وہ
اَمْرًا۔ کسی کام کا	فَاِنَّا۔ تو ہم بھی	مُبْرِمُوْنَ۔ ارادہ کرچکے ہیں	اَمْ۔ کیا
يَحْسَبُوْنَ۔ خیال کرتے ہیں	اَنَّا۔ کہ ہم	لَا۔ نہیں	نَسْمَعُ۔ سنتے
سِرَّ۔ پوشیدہ باتیں	هُمْ۔ ان کی	وَ۔ اور	نَجْوٰىهُمْ۔ مشورے انکے
بَلٰى۔ کیوں نہیں	وَ۔ اور	رُسُلُنَا۔ ہمارے فرشتے	لَدَيْهِمْ۔ انکے پاس
يَكْتُبُوْنَ۔ لکھتے ہیں	قُلْ۔ کہہ	اِنْ۔ اگر	كَانَ۔ ہوتا
لِلرَّحْمٰنِ۔ رحمان کا	وَلَدٌ۔ کوئی بیٹا	فَاَنَا۔ تو میں	اَوَّلُ۔ سب سے پہلے
الْعٰبِدِيْنَ۔ عبادت کرنا	سُبْحٰنَ۔ پاک ہے	رَبِّ۔ رب	السَّمٰوٰتِ۔ آسمانوں کا
وَ۔ اور	الْاَرْضِ۔ زمین کا	رَبِّ۔ رب	الْعَرْشِ۔ عرش کا
عَمَّا۔ اس سے جو	يَصِفُوْنَ۔ بناتے ہو۔	فَذَرْ۔ تو چھوڑ	هُمْ۔ ان کو
يَخُوْضُوْا۔ بحث کریں	وَ۔ اور	يَلْعَبُوْا۔ کھیلیں	حَتّٰى۔ یہاں تک کہ
يُلٰقُوْا۔ ملیں	يَوْمَهُمُ۔ اپنے دن	الَّذِيْ۔ اس کو جو	يُوْعَدُوْنَ۔ وعدہ دیے جاتے ہیں
وَ۔ اور	هُوَ۔ وہ	الَّذِيْ۔ وہ ہے جو	فِي۔ بیچ
السَّمَآءِ۔ آسمانوں کے	اِلٰهٌ۔ خدا ہے	وَ۔ اور	فِي۔ بیچ
الْاَرْضِ۔ زمین کے	اِلٰهٌ۔ خدا ہے	وَ۔ اور	هُوَ۔ وہ
الْحَكِيْمُ۔ حکمت والا	الْعَلِيْمُ۔ جاننے والا ہے	وَ۔ اور	تَبٰرَكَ۔ برکت والا ہے
الَّذِيْ۔ وہ	لَهٗ۔ کہ اسکی	مُلْكُ۔ بادشاہی ہے	السَّمٰوٰتِ۔ آسمانوں
وَ۔ اور	الْاَرْضِ۔ زمین میں	وَ۔ اور	مَا۔ جو
بَيْنَهُمَا۔ انکے درمیان ہے	وَ۔ اور	عِنْدَهٗ۔ اسی کے پاس ہے	عِلْمُ۔ علم
السَّاعَةِ۔ قیامت کا	وَ۔ اور	اِلَيْهِ۔ اسی کی طرف	تُرْجَعُوْنَ۔ پھیرے جاؤگے تم
وَ۔ اور	لَا۔ نہیں	يَمْلِكُ۔ مالک ہیں	الَّذِيْنَ۔ وہ جو
يَدْعُوْنَ۔ پکارتے ہیں	مِنْ دُوْنِهٖ۔ اسکے سوا	الشَّفَاعَةَ۔ شفاعت کے	اِلَّا۔ مگر

مَنْ ۔ جو	شَہِدَ ۔ گواہی دے	بِالْحَقِّ ۔ حق کی	وَ ۔ اور
هُوَ ۔ وہ	یَعْلَمُوْنَ ۔ جانتے ہیں	وَ ۔ اور	لَئِنْ ۔ اگر
سَاَلْتَهُمْ ۔ تو ان سے پوچھے	مَنْ ۔ کس نے	خَلَقَهُمْ ۔ پیدا کیا انکو تو	لَیَقُوْلُنَّ ۔ کہیں گے
اللّٰهُ ۔ اللہ نے	فَاَنّٰى ۔ تو کہاں	یُؤْفَكُوْنَ ۔ بہک رہے ہو	وَ ۔ اور
قِیْلِهٖ ۔ اس کا کہنا	یَا ۔ اے	رَبِّ ۔ میرے رب	اِنَّ ۔ بیشک
هٰؤُلَاءِ ۔ یہ	قَوْمٌ ۔ قوم جو	لَا ۔ نہیں	یُؤْمِنُوْنَ ۔ ایمان لاتے
فَاصْفَحْ ۔ تو درگذر کر	عَنْهُمْ ۔ ان سے	وَ ۔ اور	قُلْ ۔ کہہ
سَلٰمٌ ۔ سلام ہو	فَسَوْفَ ۔ پھر جلدی	یَعْلَمُوْنَ ۔ جانیں گے	

حلّ لُغاتِ نادِرہ

تُحْبَرُوْنَ حبرہ سے مشتق ہے حسن ہیئت اور اکرام بلیغ کو کہتے ہیں، حاصل معنی تواضع یا احترام کیے گئے وہ۔

صِحَاف جمع صحفہ ہے بمعنی بڑا پیالہ

اَکْوَاب جمع کوب ہے بمعنی بے دستے کے آبخورے یعنی جام

لَا یُفَتَّرُ ۔ اے لَا یُخَفَّفُ یعنی نہیں ہلکا کیا جائے گا

مُبْلِسُوْنَ ماخوذ از بلس بمعنی ناامید خاموش اور مایوس۔

لِیَقْضِ ۔ اے لِیُمِتْ

اَبْرَمُوْا ۔ ابرام سے ماخوذ ہے جس کے معنی کسی چیز کے مضبوط اور مستحکم کرنے کو کہتے ہیں

یُؤْفَکُوْنَ انہونی بات کے پیچھے لگنا۔ بہکنا

وَقِیْلِهٖ ۔ قول مصدر کی طرح ہے بمعنی فرمودہ۔ ارشاد پیغمبر

فَاصْفَحْ درگذر کرنا

مختصر تفسیر اردو چھیانواں رکوع سورۂ زخرف پ ۲۵

یٰعِبَادِ لَا خَوْفٌ عَلَیْكُمُ الْیَوْمَ وَلَآ اَنْتُمْ تَحْزَنُوْنَ ۔ اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا بِاٰیٰتِنَا وَكَانُوْا مُسْلِمِیْنَ اُدْخُلُوا الْجَنَّةَ اَنْتُمْ وَاَزْوَاجُكُمْ تُحْبَرُوْنَ ۔ یُطَافُ عَلَیْهِمْ بِصِحَافٍ مِّنْ ذَهَبٍ وَّاَكْوَابٍ وَفِیْهَا مَا تَشْتَهِیْهِ الْاَنْفُسُ وَتَلَذُّ الْاَعْیُنُ وَاَنْتُمْ فِیْهَا خٰلِدُوْنَ ۝

(اور ان سے کہا جائے گا) اے ہمارے بندو آج تم کو کسی طرح کا خوف نہیں ہے اور نہ تم کسی طرح پر آزردہ خاطر غمگین ہو گے یہ وہ لوگ ہیں جو دنیا میں ہماری آیتوں پر ایمان لائے اور ہمارے فرمانبردار رہے ہم ان سے فرماویں گے کہ تم اور تمہاری بیویاں عزت و اکرام کے ساتھ جنت میں داخل ہو جاؤ۔ ان پر سونے کی پیالیاں اور رکابیوں کا دور چلے گا اور جس چیز کو ان کا جی چاہے اور جو ان کی نظر میں بھلی معلوم ہو بہشت میں ان کے لیے موجود ہو گی (اور ان کو مژدہ سنا دیا جائے گا) کہ تم ہمیشہ ہمیشہ یہیں رہو گے۔

شروع رکوع یٰعِبَادِ سے ہے اس پر علامہ آلوسی فرماتے ہیں۔ حِكَایَةٌ لِمَا یُنَادٰی بِهِ الْمُتَّقُوْنَ الْمُتَحَابُّوْنَ فِی اللّٰهِ تَعَالٰی یَوْمَئِذٍ فَهُوَ بِتَقْدِیْرِ قَوْلٍ اَیْ فَیُقَالُ لَهُمْ یَا عِبَادِیْ الخ اَوْ فَاَقُوْلُ لَهُمْ بِنَاءً عَلٰی اَنَّ الْمُنَادِیْ هُوَ اللّٰهُ تَعَالٰی تَشْرِیْفًا لَّهُمْ۔ خلاصہ یہ کہ وہ بندے جو ایمان کے زیور سے آراستہ ہیں ان کو یہ ارشاد ہو گا۔ یٰعِبَادِ الخ اس کے یہ معنی ہیں اے میرے بندو اس میں یُقَالُ یا اَقُوْلُ یعنی کہا جائے گا یا ہم کہیں گے مقدر ہے۔ اس کے بعد آیت کریمہ کا مفہوم واضح ہے کہ انہیں بشارت دی جائے گی کہ آج تمہیں خوف و حزن نہیں ہے تم ایماندار اور مسلمان تھے اس کے صلہ میں تم جنت میں جاؤ جہاں تمہارے اوپر سونے کے پیالوں اور جاموں کا دور ہو گا اور جو تم چاہو گے نعمتوں سے متمتع کیے جاؤ گے اور آنکھوں کو لذتیں ملیں گی یعنی حسن و جمال و حور و غلمان سے آنکھیں لذت لیں گی اور نعمتوں سے متمتع ہو گے

اور پھر دنیا کی طرح یہ نعمتیں نہیں کہ یہاں کی ہر نعمت کو زوال ہے۔ ہر فصل کو ہمیشگی نہیں۔ ظاہر ہے کہ آم کی فصل میں آم کھا سکتے ہو مگر جب فصل چلی گئی تو آم بھی دستیاب نہ ہو گا یہی حال دیگر میوہ جات و پھلوں کا ہے برخلاف جنت کی نعمتوں کے کہ وہ پابند فصل نہیں ہمیشہ۔ ہر وقت ما تشتھی کے ماتحت بہت کچھ ملے گا حتی کہ جو پھل جنتی کھانا چاہے گا اس کو اتنی زحمت بھی نہ ہو گی کہ وہ اٹھے اور درخت پر سے توڑے یا چھیلے اس کیفیت کو دوسری جگہ فرمائی گئی فِیْ جَنَّةٍ عَالِیَةٍ قُطُوْفُهَا دَانِیَةٌ بہشت بریں میں جس کے باغوں کے پھل ایسے جھکے ہوئے ہوں گے کہ چاہیں تو اپنی جگہ بیٹھے بیٹھے توڑ لیں پھر جتنی نعمت اور جو جو نعمتیں

وہاں ملیں گی ان میں زوال کا خطرہ نہ ہوگا ہر نعمت ہمیشہ رہنے والی ہوگی ہر عیش ابدی ہوگا۔ اور ان کو دوسری بشارت یہ دی گئی اُدْخُلُوا الْجَنَّةَ اَنْتُمْ وَاَزْوَاجُكُمْ تُحْبَرُوْنَ تم اور تمہاری بیویاں جنت میں داخل ہو جاؤ عزت دی گئی ہے تمہیں۔

تیسری بشارت یہ ہے يُطَافُ عَلَيْهِمْ بِصِحَافٍ مِّنْ ذَهَبٍ الخ سونے کے پیالے اور جام تم پر دور کریں گے جن میں نعمہائے گوناگون تمہیں ملیں گی اور سب سے بڑی بشارت یہ ہے کہ اَنْتُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ اس میں داخل ہونے کے بعد نکالے نہیں جاؤ گے۔ وہاں داخل ہونے کے بعد نہ بیماری نہ کمزوری اور نہ کسی چیز کے حاصل کرنے کی فکر ہر شئے تمہارے اشتہاء نفس کے ساتھ وجود ہوگی نہ کاشت کی زحمت۔ نہ پھلوں کو کاٹنے کی کلفت جو پھل چاہو۔ جو چیز چاہو دل میں خیال آتے ہی سامنے ہوگی۔ چنانچہ آگے ارشاد خداوندی ہے۔

تِلْكَ الْجَنَّةُ الَّتِيْ اُوْرِثْتُمُوْهَا بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ لَكُمْ فِيْهَا فَاكِهَةٌ كَثِيْرَةٌ مِّنْهَا تَاْكُلُوْنَ۔ یہ وہ جنت ہے جس کے تم وارث بنائے گئے نیک عملوں کے بدلے میں اور تمہارے لیے اس میں بہت میوہ جات ہیں جن کو تم کھاؤ گے۔

اب بموجب اسلوب بیانِ قرآن جنتیوں کے ذکر کے بعد جہنمیوں کا تذکرہ فرمایا گیا۔ چنانچہ ارشاد ہے۔
اِنَّ الْمُجْرِمِيْنَ فِيْ عَذَابِ جَهَنَّمَ خٰلِدُوْنَ ۔ بے شک مجرمین مشرکین عذاب جہنم میں ہمیشہ رہیں گے لَا يُفَتَّرُ عَنْهُمْ وَهُمْ فِيْهِ مُبْلِسُوْنَ ۔ نہیں ہلکا ہوگا ان سے عذاب اور وہ اس جہنم میں مایوس پڑے ہوں گے۔

مجرمین سے مراد مشرکین ہیں اس لیے کہ خلود عذاب کا سوائے مشرک کے کسی گنہگار کے لیے نہیں اسی لیے ہم نے ترجمہ میں مجرمین مشرکین بڑھایا اور جو جہنم میں جائیں گے اور وہاں آہ و بکا کریں گے ان کی اس پکار سے اور واویلا کرنے سے عذاب میں تخفیف نہ ہوگی آخر پکار کر واویلا کر کے مایوسی کے ساتھ جہنم میں پڑے رہیں گے۔ آگے ارشاد ہے
وَمَا ظَلَمْنٰهُمْ وَلٰكِنْ كَانُوْا هُمُ الظّٰلِمِيْنَ ۔ اور ہم نے ان پر ظلم نہیں فرمایا لیکن وہ خود ہی ظالم تھے۔ معنی صاف ہیں کہ اللہ تعالے کی طرف سے ازروئے ظلم یہ عذاب نہیں ہوگا بلکہ انہوں نے جو شرک کیا جیسے قرآن کریم نے اِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيْمٌ فرمایا اسی ظلم کی سزا انہیں ملے گی اور تنگ آکر مالک جہنم سے کہیں گے جس کا ذکر اس آیت میں ہے۔
وَنَادَوْا يٰمٰلِكُ لِيَقْضِ عَلَيْنَا رَبُّكَ اور پکاریں گے کہ اے مالک جہنم اپنے رب سے عرض کر

کہیں موت دے تاکہ اس مصیبت سے نجات پائیں داروغہ جہنم انہیں جواب دے گا کہ
قَالَ اِنَّكُمْ مّٰكِثُوْنَ ۔ لَقَدْ جِئْنٰكُمْ بِالْحَقِّ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَكُمْ لِلْحَقِّ كٰرِهُوْنَ ۔ اَمْ اَبْرَمُوْٓا اَمْرًا فَاِنَّا مُبْرِمُوْنَ ۔ تم یہیں رہو گے بیشک لائے ہم تمہارے لیے حق لیکن اکثر تمہارے حق سے کراہت کرتے رہے کیا انہوں نے اپنے خیال میں کام پکا کر لیا ہے تو ہم نے بھی کام پکا کر رکھا ہے۔
یہ مشرکین مکہ کو ارشاد ہے کہ وہ جس گھمنڈ میں ہیں کیا وہ پختہ اور پکا ہے انہیں یاد رکھنا چاہیے کہ ہمارا کام بھی پختہ اور پکا ہے یعنی ان کا عذاب کہ اسے کوئی نہیں ٹلا سکے گا آگے ارشاد ہے۔
اَمْ يَحْسَبُوْنَ اَنَّا لَا نَسْمَعُ سِرَّهُمْ وَنَجْوٰىهُمْ بَلٰى وَرُسُلُنَا لَدَيْهِمْ يَكْتُبُوْنَ ۔ کیا وہ کرتے ہیں کہ ہم ان کی خفیہ اور مجمع کے مشوروں کو نہیں سنتے کیوں نہیں ہمارے بھیجے ہوئے فرشتے ان کے پاس سب کچھ لکھتے ہیں یعنی انسان خفیہ یا اعلانیہ کوئی بات کرے یا ارادہ تو کراماً کاتبین جو اللہ تعالے کے بھیجے ہوئے فرشتے ہیں وہ اس کے ہر ارادہ اور مشورہ کو لکھتے رہتے ہیں اور انہیں کے ساتھ ہونے میں بندہ جب نیک کام کرے تو وہ لکھ لیتے ہیں اور برا کام کرے تو بھی لکھ لیتے ہیں تو مشرکین کا یہ گمان غلط ہے کہ ہماری خفیہ باتیں نہیں سنتا بلکہ وہ خفیہ علانیہ سب سنتا ہے اور دیکھتا ہے آگے ارشاد ہے۔
قُلْ اِنْ كَانَ لِلرَّحْمٰنِ وَلَدٌ فَاَنَا اَوَّلُ الْعٰبِدِيْنَ ۔ اے محبوب آپ نصاری کو فرما دیجئے کہ اگر رحمن کے بیٹا ہوتا تو میں سب سے پہلے پوجنے والا ہوتا۔
اس لیے کہ بیٹا باپ کا راز ہے اور خلیفہ جب جس باپ کو پوجا جائے تو اس کے بیٹے کی پوجا لازمی ہے علاوہ اس کے بیٹا وہ ہوتا ہے جس کے ساتھ باپ کی شفقت اتنی بڑھ جاتی کہ بہت معاملات میں بیٹے سے وہ مجبور ہو جاتا ہے تو اللہ تعالے نہ کسی سے مجبور ہے نہ اس کے معاملات میں کوئی مشیر اسی بنا پر اس کے لیے اولاد محال ہے اس کی صفت تو یہ ہے کہ

فَرْدٌ صَمَدٌ عَنْ صِفَةِ الْخَلْقِ بَرِيٌّ	رَبٌّ اَزَلِيٌّ خَلَقَ الْخَلْقَ كَمَا لَا
لَا صَاحِبَةٌ وَلَا وَلَدٌ وَلَا اَحَدٌ لَّهٗ كُفُوًا	اَلْاٰنَ كَمَا كَانَ وَلَمْ يَبْقَ زَوَالًا

وہ ذات وہ ذات ہے کہ فرد صمد ہے صفات خلق سے منزہ و مبرا ہے اور اپنی صفت کمال کے مظاہرہ میں تمام مخلوق پیدا فرمائی اور سب کا رب ازلی ہوا بنا بریں اس کی نہ بیوی ہے نہ اولاد اس کا کوئی رشتہ دار ہے نہ مشیر تدبیر وہ فرد صمد ہے اور رب ازلی خالق مخلوق ۔ اسی بنا پر فرمایا کہ اگر رحمن کے اولاد ہوتی تو میں اس کا پوجنے والا ہوتا ۔ آگے ارشاد ہے جس میں نصاری کا رد کیا گیا اور فرمایا۔
سُبْحٰنَ رَبِّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ رَبِّ الْعَرْشِ عَمَّا يَصِفُوْنَ ۔ پاک ہے وہ ذات جو آسمانوں

اور زمین کی پیدا کرنے والی اور عرش کا رب ہے اور اس سے منزہ ہے جو اس کی صفت میں ایسی باتیں کرتے ہیں آگے ارشاد ہے۔

فَذَرْهُمْ يَخُوضُوا وَيَلْعَبُوا حَتّٰى يُلٰقُوا يَوْمَهُمُ الَّذِي يُوعَدُونَ وَهُوَ الَّذِي فِي السَّمَاءِ اِلٰهٌ وَّفِي الْاَرْضِ اِلٰهٌ وَهُوَ الْحَكِيمُ الْعَلِيمُ۔ تو آپ انہیں چھوڑیں کہ بیہودہ بکواس کرتے رہیں اور کھیلتے رہیں یہاں تک کہ اس دن سے ملیں جس کا ان سے وعدہ کیا جا چکا ہے وہ وہ ذات ہے جو آسمان میں بھی خدا ہے اور زمین میں بھی خدا اور وہ سننے والا اور جاننے والا ہے۔

آیت کریمہ کا شان نزول یہ ہے کہ نضر بن حارث نے کہا تھا کہ فرشتے خدا کی بیٹیاں ہیں تو اس پر پہلی آیت نازل ہوئی تو نضر کہنے لگا دیکھنے ہو قرآن میں میری تصدیق آگئی ولید نے کہا کہ تیری تصدیق نہیں آئی بلکہ فرمایا گیا کہ رحمٰن کے ولد نہیں اور میں اہل مکہ میں سے پہلا موحد ہوں اس سے ولد کی نفی کرنے والا اس کے بعد اللہ تبارک وتعالیٰ کی تنزیہہ کا بیان ہے۔

تَبٰرَكَ الَّذِي لَهُ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا وَعِنْدَهُ عِلْمُ السَّاعَةِ وَاِلَيْهِ تُرْجَعُونَ ٥ وَلَا يَمْلِكُ الَّذِينَ يَدْعُونَ مِنْ دُونِهِ الشَّفَاعَةَ اِلَّا مَنْ شَهِدَ بِالْحَقِّ وَهُمْ يَعْلَمُونَ۔ تو برکت والا ہے وہ کہ اسی کے لیے ہے سلطنت آسمانوں اور زمین کی اور جو کچھ ان کے درمیان ہے اور اسی کی طرف تمہیں لوٹنا ہے اور نہیں مالک ہیں وہ جنہیں یہ اللہ کے سوا پوجتے ہیں شفاعت کے مگر جو گواہی دے حق کی اور وہ جانتے ہیں۔

آیت کریمہ میں اول تنزیہہ ذات فرما کر تو بیخاً فرمایا کہ یہ بے دین بکواس کرتے رہیں یہاں تک کہ جب ہمارے حضور آئیں گے تو انہیں معلوم ہو جائے گا کہ وعدہ والے دن ان کے ساتھ کیا ہوگا اور الوہیت ذات آسمان اور زمین اور جو کچھ اس میں ہے سب پر عام ہے اور وہ سب کا سننے والا اور جاننے والا ہے۔ اور وہ بھی جانتے ہیں کہ اللہ مطلق ایک ہی ہے اگلی آیت میں فرمایا کہ جو شفاعت کے منکر ہیں وہ غلطی پر ہیں۔ البتہ غیر خدا کی پوجا کرنے والے بتوں کو جو کہتے ہیں ہٰؤُلَاءِ شُفَعَاؤُنَا عِنْدَ اللّٰہ کہنے والے غلطی پر ہیں وہ شفاعت کے مالک نہیں مگر ان کو حق شفاعت حاصل ہے جنہوں نے حق کی شہادت دی اور اعتراف رسالت کیا تو جن کا یہ وہم ہے کہ خدا کے حضور کوئی سفارش نہیں کر سکتا یہ بھی غلط اور جو بتوں کو اپنا سفارشی مانتے ہیں وہ بھی غلط معلوم ہوا کہ شاہد بالحق کو حق شفاعت حاصل ہے اور جماد محض بے شعور بتوں کو اپنا شفیع ماننا یہ جہالت خالص ہے جس کو ہر ایک سمجھ سکتا ہے اور وہ خود بھی جانتے ہیں آگے ارشاد ہے۔

وَقِیۡلِہٖ یٰرَبِّ اِنَّ ھٰۤؤُلَآءِ قَوۡمٌ لَّا یُؤۡمِنُوۡنَ ۘ فَاصۡفَحۡ عَنۡہُمۡ وَ قُلۡ سَلٰمٌ ؕ فَسَوۡفَ یَعۡلَمُوۡنَ ۔ وَلَئِنۡ سَاَلۡتَہُمۡ مَّنۡ خَلَقَہُمۡ لَیَقُوۡلُنَّ اللّٰہُ فَاَنّٰی یُؤۡفَکُوۡنَ ۔ اگر آپ ان سے پوچھیں کہ کس نے پیدا کیا انہیں تو ضرور کہیں گے اللہ نے تو کہاں اوندھے جارہے ہیں اور ہمارے حبیب کا فرمانا کہ اے میرے رب یہ قوم ایمان نہیں لائے گی تو درگذر فرمایئے اور انہیں کہہ دیجئے کہ بس سلام ہے تو عنقریب جان لینگے۔ آیہ کریمہ کا حکم آیات قتال سے پہلے کا ہے آیات قتال کے نزول میں انہیں منسوخ الحکم قرار دے دیا اس قسم کی آئتیں اور بھی ہیں جیسے لَکُمۡ دِیۡنُکُمۡ وَلِیَ دِیۡنِ وغیرہ ان کے حکم کے منسوخ ہونے سے یہ لازم نہیں آتا کہ آیت منسوخ التلاوت بھی ہے۔

سُوۡرَۃُ دُخَان

اس سورۃ مبارکہ میں تین رکوع اور پچاس آیات ہیں یہ سورۃ مکی ہے۔

بامحاورہ ترجمہ پہلا رکوع سورۃ دخان پ ۲۵

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

حٰمٓ ۚ	اے حامد ومحمود
وَالۡکِتٰبِ الۡمُبِیۡنِ ۙ	روشن کتاب کی قسم
اِنَّاۤ اَنۡزَلۡنٰہُ فِیۡ لَیۡلَۃٍ مُّبٰرَکَۃٍ اِنَّا کُنَّا مُنۡذِرِیۡنَ ۙ	بیشک ہم نے نازل فرمایا اسے برکت والی رات میں بیشک ہم ڈر سنانے والے ہیں۔
فِیۡہَا یُفۡرَقُ کُلُّ اَمۡرٍ حَکِیۡمٍ ۙ	اس رات میں تقسیم کیے جاتے ہیں ہر حکمت والے کام۔
اَمۡرًا مِّنۡ عِنۡدِنَا ؕ اِنَّا کُنَّا مُرۡسِلِیۡنَ ۙ	ہمارے حکم سے بیشک ہم ہیں بھیجنے والے۔
رَحۡمَۃً مِّنۡ رَّبِّکَ ؕ اِنَّہٗ ھُوَ السَّمِیۡعُ الۡعَلِیۡمُ ۙ	رحمت تمہارے رب کی طرف سے بے شک وہ سنتا جانتا ہے۔
رَبِّ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ وَمَا بَیۡنَہُمَا	رب ہے آسمانوں اور زمینوں کا اور جو کچھ ان کے

إِن كُنتُم مُّوقِنِينَ ۝
اندر ہے اگر ہو تم یقین کرنے والے۔

لَا إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ يُحْيِي وَيُمِيتُ ۖ رَبُّكُمْ وَرَبُّ آبَائِكُمُ الْأَوَّلِينَ ۝
کوئی معبود نہیں مگر وہی زندہ کرتا ہے اور مارتا ہے تمہارا بھی رب ہے اور تمہارے پہلے باپ داداؤں کا بھی۔

بَلْ هُمْ فِي شَكٍّ يَلْعَبُونَ ۝
بلکہ وہ شک میں کھیل رہے ہیں۔

فَارْتَقِبْ يَوْمَ تَأْتِي السَّمَاءُ بِدُخَانٍ مُّبِينٍ ۝
تو انتظار کر اس دن کا جب آئے آسمان سے دہواں کھلا ہوا۔

يَغْشَى النَّاسَ ۖ هَٰذَا عَذَابٌ أَلِيمٌ ۝
ڈھانپ لے گا لوگوں کو یہ دردناک عذاب ہے۔

رَّبَّنَا اكْشِفْ عَنَّا الْعَذَابَ إِنَّا مُؤْمِنُونَ ۝
اس دن کہیں گے کھول دے لے ہمارے رب ہم سے عذاب ہم بیشک ایمان لاتے ہیں۔

أَنَّىٰ لَهُمُ الذِّكْرَىٰ وَقَدْ جَاءَهُمْ رَسُولٌ مُّبِينٌ ۝
کہاں سے ہو انہیں نصیحت حالانکہ ان کے پاس صاف بیان فرمانے والا رسول تشریف لا چکا۔

ثُمَّ تَوَلَّوْا عَنْهُ وَقَالُوا مُعَلَّمٌ مَّجْنُونٌ ۝
پھر اس سے منحرف ہو گئے اور بولے سکھایا ہوا دیوانہ ہے۔

إِنَّا كَاشِفُو الْعَذَابِ قَلِيلًا ۚ إِنَّكُمْ عَائِدُونَ ۝
ہم کچھ دنوں کو عذاب کھولے دیتے ہیں بیشک تم وہی کرو گے۔

يَوْمَ نَبْطِشُ الْبَطْشَةَ الْكُبْرَىٰ إِنَّا مُنتَقِمُونَ ۝
جس دن ہم سب سے بڑی گرفت کریں گے بیشک ہم انتقام لینے والے ہیں۔

وَلَقَدْ فَتَنَّا قَبْلَهُمْ قَوْمَ فِرْعَوْنَ وَجَاءَهُمْ رَسُولٌ كَرِيمٌ ۝
بے شک ہم نے ان سے پہلے فرعون کی قوم کو آزمایا اور ان کے پاس ایک معزز رسول تشریف لائے۔

أَنْ أَدُّوا إِلَيَّ عِبَادَ اللَّهِ ۖ إِنِّي لَكُمْ رَسُولٌ أَمِينٌ ۝
(فرعون سے فرمایا کہ) اللہ کے بندوں کو میرے سپرد کر دو بے شک میں تمہارے لیے رسول امین ہوں۔

وَأَن لَّا تَعْلُوا عَلَى اللَّهِ ۖ إِنِّي آتِيكُم بِسُلْطَانٍ مُّبِينٍ ۝
اور اللہ کے مقابل سرکشی نہ کرو میں تمہارے پاس ایک روشن سند لایا ہوں۔

وَإِنِّي عُذْتُ بِرَبِّي وَرَبِّكُمْ أَن
اور میں پناہ مانگتا ہوں اپنے اور تمہارے رب سے

تَرْجُمُوْنِ ۝ — یہ کہ تم مجھ کو پتھراؤ کر دو۔

وَاِنْ لَّمْ تُؤْمِنُوْا لِیْ فَاعْتَزِلُوْنِ ۝ — اگر تم مجھ پر ایمان نہ لاؤ تو تم مجھ سے علیحدہ ہو جاؤ۔

فَدَعَا رَبَّہٗۤ اَنَّ ھٰۤؤُلَآءِ قَوْمٌ مُّجْرِمُوْنَ ۝ — تو اس نے اپنے رب سے دعا کی کہ یہ مجرم لوگ ہیں

فَاَسْرِ بِعِبَادِیْ لَیْلًا اِنَّکُمْ مُّتَّبَعُوْنَ ۝ — (تو ارشاد ہوا کہ) راتوں رات میرے بندوں کو ساتھ لے کر چلو بیشک تم پیچھا کیے جاؤ گے۔

وَاتْرُکِ الْبَحْرَ رَھْوًا اِنَّھُمْ جُنْدٌ مُّغْرَقُوْنَ ۝ — اور چھوڑ دے دریا کو اپنی جگہ ٹھہرا ہوا بے شک وہ لشکر غرق کیا جائے گا۔

کَمْ تَرَکُوْا مِنْ جَنّٰتٍ وَّعُیُوْنٍ ۝ — (آخر ش انجام یہ ہوا کہ فرعونی) کتنے چھوڑ گئے باغ اور چشمے۔

وَّزُرُوْعٍ وَّمَقَامٍ کَرِیْمٍ ۝ — اور کھیت اور عمدہ مکان۔

وَّنَعْمَۃٍ کَانُوْا فِیْھَا فٰکِھِیْنَ ۝ — اور نعمتیں جن میں وہ پھل کھاتے تھے۔

کَذٰلِکَ وَاَوْرَثْنٰھَا قَوْمًا اٰخَرِیْنَ ۝ — ایسے ہی کیا ہم نے ان کا وارث دوسری قوم کو۔

فَمَا بَکَتْ عَلَیْھِمُ السَّمَآءُ وَالْاَرْضُ وَمَا کَانُوْا مُنْظَرِیْنَ ۝ — تو نہیں رویا ان پر آسمان اور زمین اور انہیں مہلت نہیں دی گئی۔

لفظی ترجمہ

حٰمٓ۔ اے حامد و محمود
وَ۔ قسم ہے
اَلْکِتٰبِ۔ کتاب
الْمُبِیْنِ۔ روشن کی
اِنَّا۔ بیشک ہم نے
اَنْزَلْنٰہُ۔ اتارا اس کو
فِیْ۔ بیچ
لَیْلَۃٍ۔ رات
مُّبٰرَکَۃٍ۔ برکت والی کے
اِنَّا۔ بیشک
کُنَّا۔ ہم ہیں
مُنْذِرِیْنَ۔ ڈرانے والے
فِیْھَا۔ اس میں
یُفْرَقُ۔ تقسیم ہوتا ہے
کُلُّ۔ ہر
اَمْرٍ۔ کام
حَکِیْمٍ۔ حکمت والا
اَمْرًا۔ حکم ہے
مِّنْ عِنْدِنَا۔ ہماری طرف سے
اِنَّا۔ بیشک
کُنَّا۔ ہم ہیں
مُرْسِلِیْنَ۔ بھیجنے والے
رَحْمَۃً۔ رحمت ہے
مِّنْ رَّبِّکَ۔ تیرے رب کی
اِنَّہٗ۔ بیشک
ھُوَ۔ وہی ہے
السَّمِیْعُ۔ سنتا
الْعَلِیْمُ۔ جانتا
رَبِّ۔ رب
السَّمٰوٰتِ۔ آسمانوں کا
وَ۔ اور

الْاَرْضِ ۔ زمین کا | وَ ۔ اور | مَا ۔ جو | بَیْنَھُمَا ۔ انکے درمیان ہے

اِنْ ۔ اگر | کُنْتُمْ ۔ ہو تم | مُّوْقِنِیْنَ ۔ یقین کرنے والے ۔

لَا ۔ نہیں کوئی | اِلٰہَ ۔ معبود | اِلَّا ۔ مگر | ھُوَ ۔ وہی

یُحْیٖ ۔ زندہ کرتا ہے | وَ ۔ اور | یُمِیْتُ ۔ مارتا ہے | رَبُّکُمْ ۔ رب ہے تمہارا

وَ ۔ اور | رَبُّ ۔ رب | اٰبَآئِکُمُ ۔ باپوں تمہارے | الْاَوَّلِیْنَ ۔ پہلوں کا

بَلْ ۔ بلکہ | ھُمْ ۔ وہ | فِیْ ۔ بیچ | شَکٍّ ۔ شک کے

یَلْعَبُوْنَ ۔ کھیلتے ہیں | فَارْتَقِبْ ۔ تو انتظار کر | یَوْمَ ۔ جس دن | تَاْتِی ۔ لائے گا

السَّمَآءُ ۔ آسمان | بِدُخَانٍ ۔ دھواں | مُّبِیْنٍ ۔ ظاہر | یَّغْشَی ۔ ڈھانپے گا

النَّاسَ ۔ لوگوں کو | ھٰذَا ۔ یہ ہے | عَذَابٌ ۔ عذاب | اَلِیْمٌ ۔ دردناک

رَبَّنَا ۔ اے ہمارے رب | اکْشِفْ ۔ دور کردے | عَنَّا ۔ ہم سے | الْعَذَابَ ۔ عذاب

اِنَّا ۔ بیشک ہم | مُؤْمِنُوْنَ ۔ مومن ہیں | اَنّٰی ۔ کہاں ہے | لَھُمُ ۔ ان کے لیے

الذِّکْرٰی ۔ نصیحت | وَ ۔ اور | قَدْ ۔ بیشک | جَآءَ ۔ آیا

ھُمْ ۔ انکے پاس | رَسُوْلٌ ۔ رسول | مُّبِیْنٌ ۔ بیان کرنے والا | ثُمَّ ۔ پھر

تَوَلَّوْا ۔ پھر گئے | عَنْہُ ۔ اس سے | وَ ۔ اور | قَالُوْا ۔ بولے

مُعَلَّمٌ ۔ سکھایا ہوا | مَّجْنُوْنٌ ۔ دیوانہ ہے | اِنَّا ۔ بیشک ہم | کَاشِفُوا ۔ دور کرنے والے ہیں

الْعَذَابِ ۔ عذاب | قَلِیْلًا ۔ تھوڑا سا | اِنَّکُمْ ۔ بیشک تم | عَآئِدُوْنَ ۔ پھر کرنے والے ہیں

یَوْمَ ۔ جس دن | نَبْطِشُ ۔ پکڑیں گے ہم | الْبَطْشَۃَ ۔ پکڑ | الْکُبْرٰی ۔ بڑی

اِنَّا ۔ بیشک ہم | مُنْتَقِمُوْنَ ۔ بدلہ لینے والے ہیں | وَ ۔ اور | لَقَدْ ۔ بیشک

فَتَنَّا ۔ آزمایا ہم نے | قَبْلَھُمْ ۔ ان سے پہلے | قَوْمَ ۔ قوم | فِرْعَوْنَ ۔ فرعون کو

وَ ۔ اور | جَآءَ ۔ آیا | ھُمْ ۔ انکے پاس | رَسُوْلٌ ۔ رسول

کَرِیْمٌ ۔ بزرگ | اَنْ ۔ یہ کہ | اَدُّوْٓا ۔ ادا کرو | اِلَیَّ ۔ میری طرف

عِبَادَ ۔ بندے | اللّٰہِ ۔ اللہ کے | اِنِّیْ ۔ بیشک میں | لَکُمْ ۔ تمہارے لیے

رَسُوْلٌ ۔ رسول ہوں | اَمِیْنٌ ۔ امانت دار | وَ ۔ اور | اَنْ ۔ یہ کہ

لَّا ۔ نہ | تَعْلُوْا ۔ سرکشی کرو | عَلَی ۔ اوپر | اللّٰہِ ۔ اللہ کے

اِنِّیْ ۔ بیشک میں | اٰتِیْکُمْ ۔ لایا ہوں تمہارے پاس | بِسُلْطٰنٍ ۔ سند | مُّبِیْنٍ ۔ روشن ۔

وَ - اور | اِنِّیْ - بیشک میں | عُذْتُ - پناہ لیتا ہوں | بِرَبِّیْ - اپنے رب

وَ - اور | رَبِّکُمْ - تمہارے رب کی | اَنْ - یہ کہ | تَرْجُمُوْنِ - پتھراؤ کرو مجھ پر

وَ - اور | اِنْ - اگر | لَّمْ - نہ | تُؤْمِنُوْا - ایمان لاؤ

لِیْ - مجھ پر | فَاعْتَزِلُوْنِ - تو چھوڑ دو مجھے | فَدَعَا - تو دعا کی | رَبَّہٗ - اپنے رب سے

اَنَّ - بیشک | هٰٓؤُلَآءِ - یہ | قَوْمٌ - قوم ہے | مُّجْرِمُوْنَ - مجرموں کی

فَاَسْرِ - تو لے چل | بِعِبَادِیْ - میرے بندوں کو | لَیْلًا - رات میں | اِنَّکُمْ - بیشک تم

مُّتَّبَعُوْنَ - پیچھا کیے جاؤ گے | وَ - اور | اتْرُكِ - چھوڑ دے | الْبَحْرَ - دریا کو

رَهْوًا - چلتا ہوا | اِنَّهُمْ - بیشک وہ | جُنْدٌ - لشکر ہیں | مُّغْرَقُوْنَ - غرق کیے گئے

كَمْ - کتنے | تَرَكُوْا - چھوڑے انہوں نے | مِنْ جَنّٰتٍ - باغ | وَّ - اور

عُيُوْنٍ - چشمے | وَ - اور | زُرُوْعٍ - کھیتیاں | وَّ - اور

مَقَامٍ - مقام | كَرِيْمٍ - اچھے | وَ - اور | نَعْمَةٍ - نعمتیں کہ

كَانُوْا - تھے | فِيْهَا - اس میں | فٰكِهِيْنَ - پھل کھانے | كَذٰلِكَ - اسی طرح

وَ - اور | اَوْرَثْنٰهَا - وارث بنایا ہم نے | هَا - اس کا | قَوْمًا - قوم

اٰخَرِيْنَ - دوسری کو | فَمَا - تو نہ | بَكَتْ - روئے | عَلَيْهِمُ - ان پر

السَّمَآءُ - آسمان | وَ - اور | الْاَرْضُ - زمین | وَ - اور

مَا - نہ | كَانُوْا - ہوئے وہ | مُنْظَرِيْنَ - مہلت دیے گئے

حلِّ لُغاتِ نادِرہ

يُفْرَقُ - معنی ہیں ہے یُکْتَبُ اور یُفْصَلُ کے

فَاَسْرِ بِعِبَادِیْ سری اور اسراء دونوں کے ایک معنی ہیں یعنی رات کو چلنا۔

فَارْتَقِبْ - اِنْتَظِرْ - انتظار کر

وَاتْرُكِ الْبَحْرَ رَهْوًا - رہو کہتے ہیں ساکن اور ٹھہرے ہوئے کو۔ بولا کرتے ہیں عَيْشٌ رَاهٍ اِذَا كَانَ خَافِضًا وَافْعَلْ ذٰلِكَ سَهْوًا رَهْوًا اَیْ سَاكِنًا بِغَيْرِ تَشَدُّدٍ۔

نَعْمَةٍ - حسن اور تازگی کے معنی دیتا ہے حاصل معنی عیش و عشرت ہوئے

مجنُدٌ ۔ یعنی لشکر

مختصر تفسیر اردو پہلا رکوع سورۃ دخان پ ۲۵

حٰمٓ ۔ ہم نے حامیم کا ترجمہ یعنی تاویلی حامد و محمود پیش کیا ہے ۔ ورنہ مقطعات کے بارہ میں مفسرین اَللّٰہُ اَعْلَمُ بِمُرَادِہٖ کہہ کر آگے چلے جاتے ہیں اگر وہ تاویلی معنی احادیث کے مطابق ہوں تو وہ مقبول ہیں لہذا حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم حامد و محمود ہیں اور اسمائے مصطفیٰ میں بھی یہ آچکے ہیں لہذا ہم نے حاء سے حامد اور میم سے محمود لے کر معنی تاویلی پیش کیے ہیں ۔ اب اس کے بعد واو قسمیہ ہے ۔

وَالْكِتٰبِ الْمُبِيْنِ ۝ یعنی قسم ہے کتاب مبین کی ۔ اور اس سے مراد قرآن کریم ہے اس کے بعد ارشاد ہوتا ہے کہ اس قرآن پاک کو ہم نے برکت والی رات میں نازل فرمایا ہے ۔

اِنَّآ اَنْزَلْنٰهُ فِیْ لَيْلَةٍ مُّبٰرَكَةٍ اِنَّا كُنَّا مُنْذِرِيْنَ بے شک ہم نے اسے برکت والی رات میں آتارا اور ہم ڈرسانے والے ہیں ۔

اب لیلہ مبارکہ کی تحقیق حضور غوث پاک رضی اللہ تعالے عنہ سے غنیہ میں اور دیگر مفسرین نے اپنی تفاسیر میں شعبان کی ۱۵ تاریخ بتائی ہے ۔ حالانکہ نزول قرآن کی اطلاع و ابتداء رمضان المبارک میں ہوئی اور ستائیسویں شب اس کی تصریح بھی آئی یہاں لیلہ مبارکہ سے شعبان کی ۱۵ دکھائی گئی ۔ اس کی تطبیق یوں لکھی ہے کہ لوح محفوظ سے بیت النور کی طرف ۱۵ ارشعبان کو نزول قرآن ہوا اور بیت النور سے قلب مصطفیٰ پر ستائیسویں شب رمضان کو نزول ہوا ۔

یہ رات بڑی برکت والی رات ہے اس رات میں ملائکہ احکام لے کر آتے ہیں اور سال بھر تک آئندہ پندرہ شعبان تک کے لیے تمام احکام مدبرین امور ملائکہ میں تقسیم ہو جاتے ہیں اس رات کے فضائل بہت ہیں ۔ صلوۃ الرغائب غنیہ میں اس رات کے لیے بتائی گئی ۔ چار رکعت ہر رکعت میں سو سو بار سورۃ اخلاص پڑھ کر موجب اجابت دعا ہے ۔

۱۲ رکعت ۴ ۔ ۴ رکعتوں کی نیت سے پڑھنا اور دعا مانگنا موجب قبول ہے ۔ ان رکعتوں میں بعد الحمد اخلاص ۔ کافرون ۔ انا انزلناہ الخ پڑھی جائے اور ہر چار کے بعد سجدہ میں اَللّٰهُمَّ اِنَّكَ عَفُوٌّ تُحِبُّ الْعَفْوَ فَاعْفُ عَنِّیْ پڑھ کر دعا کرنا موجب قبول ہے ۔

اس شب کی فضیلت قرآن کریم میں بھی ظاہر کر دی اور فرما دیا کہ یہ لیلہ مبارکہ ہے اس رات

ہمارے تمام احکام تقسیم ہوتے ہیں گویا اشارۃً یہ بتادیا کہ اس رات کو آتش بازیاں چلا کر لہو و لعب میں پڑ کر ضائع نہ کیا جائے بلکہ اس کی برکتوں سے مصلوں پر بیٹھ کر قیام و سجود کے برکتیں حاصل کی جائیں۔ مفصل فضائل غنیۃ الطالبین میں ملاحظہ فرمائیں یہ حضور غوث پاک رضی اللہ عنہ کی معتمد اور مستند تالیف ہے اور اس میں تفریح فرمائی کہ ہمارے حکمت والے تمام احکام اسی رات تقسیم ہو جاتے ہیں اور ملائکہ کو دیئے جاتے ہیں اور وہ ہمارے ہی احکام ہوتے ہیں۔ جو ملائکہ مدبرین امور ہیں جن کے متعلق فَالْمُدَبِّرَاتِ اَمْرًا۔ فرمایا گیا حیث قال

فِیْهَا یُفْرَقُ كُلُّ اَمْرٍ حَكِیْمٍ اَمْرًا مِّنْ عِنْدِنَا اِنَّا كُنَّا مُرْسِلِیْنَ۔ اس میں ہر حکمت والا کام بانٹ دیا جاتا ہے۔ ہمارے پاس کے حکم سے بیشک ہم بھیجنے والے ہیں۔

رَحْمَةً مِّنْ رَّبِّكَ اِنَّهٗ هُوَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ۔ تمہارے رب کی طرف سے رحمت ہے بے شک وہ سنتا جانتا ہے۔

رَبِّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَیْنَهُمَا اِنْ كُنْتُمْ مُّوْقِنِیْنَ۔ وہ جو رب ہے آسمانوں اور زمین کا اور جو ان کے درمیان ہے اگر تم یقین رکھنے والے ہو۔

لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ یُحْیٖ وَیُمِیْتُ رَبُّكُمْ وَرَبُّ اٰبَآئِكُمُ الْاَوَّلِیْنَ۔ اس کے سوا کسی کی پرستش نہیں وہ جلاتا اور مارتا ہے وہ تمہارا رب اور اگلے باپ دادا کا رب ہے۔

یعنی کائنات میں ایک ہی رب ہے جو ہمارا اور اگلوں سب کا رب ہے اسی پر ایمان لانا ضروری ہے مگر کفار مکہ اور مشرکین بجائے ایمان لانے کے شک و شبہ پیدا کرتے تھے اور اسی میں استہزاء کر کے تکذیب کرتے تھے اس کو فرمایا۔ بَلْ هُمْ فِیْ شَكٍّ یَّلْعَبُوْنَ۔ بلکہ وہ شک میں پڑے کھیل رہے ہیں پھر تو بجا فرمایا۔

فَارْتَقِبْ یَوْمَ تَاْتِی السَّمَآءُ بِدُخَانٍ مُّبِیْنٍ یَّغْشَى النَّاسَ هٰذَا عَذَابٌ اَلِیْمٌ۔ تو تم اس دن کا انتظار کرو کہ جب آسمان ایک ظاہر دھواں لائے گا جو لوگوں کو ڈھانپ لے گا۔ یہ ہے دردناک اور بہت بڑا عذاب۔

یعنی کفار کا اقرار علم و یقین سے نہیں بلکہ ان کی بات میں ہنسی اور تمسخر شامل ہے۔ اور وہ آپ کے ساتھ استہزا کرتے ہیں تو حضور نے دعا فرمائی کہ یا رب انہیں ہفت سالہ قحط کی مصیبت میں مبتلا کر کہ جیسے سات سالہ قحط حضرت یوسف علیہ السلام کے زمانہ میں بھیجا تھا۔ یہ دعا مستجاب ہوئی اور حضور سید عالم صلے اللہ علیہ وسلم سے ارشاد فرمایا گیا کہ فَارْتَقِبْ کہ انتظار فرمایئے۔ چنانچہ قریش پر قحط سالی

آئی اور یَوۡمَ تَاۡتِی السَّمَآءُ بِدُخَانٍ مُّبِیۡنٍ کا ظہور ہوا۔

اس واقعہ کو مفسرین لکھتے ہیں کہ جب ان پر قحط آیا تو اس قحط میں مردار تک کھا گئے تو ضعف و ناتوانی کی وجہ میں ان کی آنکھوں کے آگے آسمان میں دھواں ہی دھواں نظر آتا تھا۔

اور ایک قول یہ ہے کہ دھواں سے مراد علامات قیامت کا وہ دھواں ہے جو قریب قیامت کے ظاہر ہوگا۔ مشرق و مغرب اس سے بھر جائیں گے یہ دھواں چالیس روز و شب رہے گا اس کا اثر مومنین پر تو یہ ہوگا کہ انہیں زکام کی سی کیفیت ہو جائے گی اور کافر مدہوش ہوں گے اور ایسے مدہوش ہوں گے ان کے نتھنوں، کانوں اور بدن کے سوراخوں سے دھواں نکلے گا اور کفار کہیں گے یہ دردناک عذاب ہے اور دعا کریں گے۔

رَبَّنَا اکۡشِفۡ عَنَّا الۡعَذَابَ اِنَّا مُؤۡمِنُوۡنَ ۔ اے ہمارے رب ہم سے عذاب کھول دے ہم ایمان لاتے ہیں اس کے جواب میں ارشاد ہوگا۔

اَنّٰی لَہُمُ الذِّکۡرٰی وَ قَدۡ جَآءَہُمۡ رَسُوۡلٌ مُّبِیۡنٌ ثُمَّ تَوَلَّوۡا عَنۡہُ وَ قَالُوۡا مُعَلَّمٌ مَّجۡنُوۡنٌ ۔ کہاں سے ہو انہیں نصیحت ماننے کی توفیق حالانکہ ان کے پاس صاف بیان کرنے والے رسول تشریف لائے پھر اس سے روگرداں ہو گئے اور بولے سکھایا ہوا دیوانہ ہے۔

(جس کو غشی کی حالت میں جنات کلمات کی تلقین کر جاتے ہیں) حالانکہ یہ ان کا خالص کفر تھا۔ نزول وحی کے وقت جو تجلیات الٰہیہ ہوتی تھی اس سے چہرہ اقدس سرخ ہو جاتا تھا اور پیشانی انور سے پسینہ ٹپکتا تھا اور استغراقی کیفیت ہوتی تھی۔ نہ کہ بے ہوشی یا بدحواسی جیسا کہ مشرکین کا وہم تھا مگر وہ تو مخالفت کے نشہ میں اتنے بدحواس تھے کہ ہر بات کو اعتراضی کیفیت میں ظاہر کرتے تھے جب وہ یہ آرزو کریں گے کہ یہ عذاب ہم سے دفع ہو جائے تب ہم ایمان لاتے ہیں تو اس کا جواب دیا جائے گا

اِنَّا کَاشِفُوا الۡعَذَابِ قَلِیۡلًا اِنَّکُمۡ عَآئِدُوۡنَ ۔ ہم کچھ دنوں کے لیے عذاب ہٹاتے ہیں مگر تم ہر پھر کر اسی کفر پر جاؤ گے۔

گویا پیشین گوئی بھی فرمادی کہ تمہارے حصہ میں ایمان نہیں اور تمہاری درخواست پر ہم عذاب کو چند روز کے لیے ہٹا کر دکھا بھی دیتے ہیں چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ جب قحط سالی اور کھلا دھواں فرو ہو گیا تو یہ اسی کفر پر جم گئے اسی پر ارشاد ہے۔

یَوۡمَ نَبۡطِشُ الۡبَطۡشَۃَ الۡکُبۡرٰی اِنَّا مُنۡتَقِمُوۡنَ ۔ جس دن ہم سب سے بڑی پکڑ پکڑیں گے بے شک ہم بدلا لینے والے ہیں

یعنی قیامت کے دن کوئی عزیز معروض تمہاری مسموع نہ ہوگی اور عذاب سے کسی طرح چھٹکارا نہیں ملے گا۔ آگے ارشاد ہے جس میں امم ماضیہ کے حال کو عبرت دلانے کے بیان فرمایا اور ارشاد ہوا

وَلَقَدْ فَتَنَّا قَبْلَهُمْ قَوْمَ فِرْعَوْنَ وَجَاءَهُمْ رَسُولٌ كَرِيمٌ أَنْ أَدُّوا إِلَيَّ عِبَادَ اللَّهِ إِنِّي لَكُمْ رَسُولٌ أَمِينٌ وَأَنْ لَا تَعْلُوا عَلَى اللَّهِ إِنِّي آتِيكُمْ بِسُلْطَانٍ مُبِينٍ وَإِنِّي عُذْتُ بِرَبِّي وَرَبِّكُمْ أَنْ تَرْجُمُونِ - وَإِنْ لَمْ تُؤْمِنُوا لِي فَاعْتَزِلُونِ - فَدَعَا رَبَّهُ أَنَّ هَؤُلَاءِ قَوْمٌ مُجْرِمُونَ - فَأَسْرِ بِعِبَادِي لَيْلًا إِنَّكُمْ مُتَّبَعُونَ وَاتْرُكِ الْبَحْرَ رَهْوًا إِنَّهُمْ جُنْدٌ مُغْرَقُونَ -

اور بیشک ہم نے فرعون کی قوم کو آزمایا اور ان کے پاس ایک معزز رسول تشریف لائے (اور فرمایا) کہ اللہ کے بندوں کو میرے سپرد کرو بیشک میں تمہارے لیے امانت دار رسول ہوں اور اللہ کے مقابل اپنی بڑائیاں نہ بگھارو میں تمہارے پاس روشن سندیں لایا ہوں اور میں پناہ لیتا ہوں اپنے اور تمہارے رب کی اس سے کہ تم پتھراؤ کرو مجھ پر اور اگر تم مجھ پر ایمان نہ لاؤ تو مجھ سے کنارے ہو جاؤ تو موسیٰ علیہ السلام نے اپنے رب کو پکارا بے شک یہ قوم مجرم ہے ہم نے حکم فرمایا کہ میرے بندوں کو راتوں رات لے کر نکل جاؤ یقیناً تمہارا تعاقب کیا جائے گا اور دریا کو اپنی جگہ ٹھہرا ہوا چھوڑ کر پار ہو جانا کہ اس میں فرعونیوں کا سارا لشکر غرق کر دیا جائے گا۔

جب موسیٰ علیہ السلام بحکم الٰہی بارہ راستے بنا کر دریا عبور فرما گئے اس کے بعد لشکر فرعون آیا اور وہ اس میں غرق ہو گیا اور آپ صحیح سلامت محفوظ رہے اس کا تذکرہ فرمایا جاتا ہے کہ

كَمْ تَرَكُوا مِنْ جَنَّاتٍ وَعُيُونٍ وَزُرُوعٍ وَمَقَامٍ كَرِيمٍ وَنَعْمَةٍ كَانُوا فِيهَا فَاكِهِينَ. كَذَلِكَ وَأَوْرَثْنَاهَا قَوْمًا آخَرِينَ فَمَا بَكَتْ عَلَيْهِمُ السَّمَاءُ وَالْأَرْضُ وَمَا كَانُوا مُنْظَرِينَ کتنے باغیچے اور چشمے اور کھیتیاں اور عمدہ مکانات اور ہر قسم کی نعمتیں جن میں عیش کیا کرتے تھے۔ یونہی کیا ہم نے اور ان کا وارث دوسری قوم کو کر دیا تو ان پر آسمان اور زمین نہ روئے اور انہیں مہلت نہ دی گئی۔

وہ دوسری قوم جو ان کے ہم مذہب نہ تھی اس کو وارث کر دیا اور ان کی زمین باغ چشمے سب ان کے قبضہ میں دے دیے گئے حتیٰ کہ وہ نیست و نابود ہو گئے اور ان کا ماتم زمین و آسمان نے نہیں کیا۔ یہ عربی کا محاورہ بھی ہے اور حدیث میں آیا ہے جیسے ترمذی نے نقل کیا ہے کہ جب مومن مرتا ہے تو چالیس دن تک زمین روتی ہے کہ اس پر رکوع و سجود کر کے اسے آباد رکھتا تھا۔ مختصر یہ کہ وہ سرکش قوم ہلاک کر دی گئی اور اس کی جگہ دوسری جگہ بنی اسرائیل وارث بنا دی گئی۔

بامحاورہ ترجمہ دوسرا رکوع سورۃ دخان پ ۲۵

وَلَقَدْ نَجَّيْنَا بَنِيٓ اِسْرَآءِيْلَ مِنَ الْعَذَابِ الْمُهِيْنِ ۝

اور بیشک ہم نے بنی اسرائیل کو ذلت کے عذاب سے نجات بخشی۔

مِنْ فِرْعَوْنَ اِنَّهٗ كَانَ عَالِيًا مِّنَ الْمُسْرِفِيْنَ ۝

جو فرعون کی طرف سے تھا بے شک وہ متکبر حد سے بڑھنے والوں سے تھا۔

وَلَقَدِ اخْتَرْنٰهُمْ عَلٰى عِلْمٍ عَلَى الْعٰلَمِيْنَ ۝

اور بیشک ہم نے ان کو اپنے علم سے اس زمانہ کے لوگوں پر چن لیا۔

وَاٰتَيْنٰهُمْ مِّنَ الْاٰيٰتِ مَا فِيْهِ بَلٰٓؤٌا مُّبِيْنٌ ۝

اور ان کو (من وسلوٰی وغیرہ کے) وہ معجزات دیئے جن میں ان کے ایمان کی صریح آزمائش تھی۔

اِنَّ هٰٓؤُلَآءِ لَيَقُوْلُوْنَ ۝

اور یہ کفار مکہ تو مسلمانوں سے کہتے ہیں۔

اِنْ هِيَ اِلَّا مَوْتَتُنَا الْاُوْلٰى وَمَا نَحْنُ بِمُنْشَرِيْنَ ۝

کہ یہ ہمارا پہلی ہی دفعہ کا مرنا ہے (اور بس ہمیشہ ہی کے لیے خاتمہ ہے) اور ہم دوبارہ نہیں اٹھائے جائینگے

فَاْتُوْا بِاٰبَآئِنَآ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ۝

اگر تم اپنے دعویٰ قیامت میں سچے ہو تو ہمارے باپ دادوں کو جلا کر ہمارے سامنے لاؤ۔

اَهُمْ خَيْرٌ اَمْ قَوْمُ تُبَّعٍ وَّالَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ اَهْلَكْنٰهُمْ اِنَّهُمْ كَانُوْا مُجْرِمِيْنَ ۝

بھلا یہ لوگ بہتر ہیں یا (شاہ یمن) قوم تبع اور وہ لوگ جو ان سے پہلے تھے (ہم نے سب کو ہلاک کر ڈالا) وہ لوگ نافرمان تھے۔

وَمَا خَلَقْنَا السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا لٰعِبِيْنَ ۝

اور ہم نے آسمانوں۔ زمین اور جو کچھ ان میں ہے کھیل بنانے کے لیے نہیں پیدا کیا۔

مَا خَلَقْنٰهُمَآ اِلَّا بِالْحَقِّ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ۝

ہم نے آسمانوں اور زمین کو ایک حکمت سے پیدا کیا ہے مگر اکثر لوگ نہیں جانتے۔

اِنَّ يَوْمَ الْفَصْلِ مِيْقَاتُهُمْ اَجْمَعِيْنَ ۝

بیشک فیصلے (یعنی قیامت) کا دن ان سب کے دوبارہ زندہ ہونے کا وقت مقرر ہے۔

لَا یُغْنِیْ مَوْلًی عَنْ مَّوْلًی شَیْئًا وَّلَا هُمْ یُنْصَرُوْنَ ۝ اِلَّا مَنْ رَّحِمَ اللّٰهُ اِنَّهٗ هُوَ الْعَزِیْزُ الرَّحِیْمُ ۝

اس دن نہیں مستغنی کرے گا کوئی دوست کسی دوست کو کچھ اور نہ وہ مدد کیے جائیں گے۔ مگر جس پر خدا تعالےٰ رحم فرمائے بیشک وہ غالب اور رحم فرمانے والا ہے۔

لفظی ترجمہ

وَ۔ اور	لَقَدْ۔ بیشک	نَجَّیْنَا۔ نجات دی ہم نے	بَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ یعقوب کی
اولاد کو	مِنَ الْعَذَابِ۔ عذاب	الْمُهِیْنِ۔ ذلیل کرنے والے سے	مِنْ فِرْعَوْنَ۔ فرعون سے
اِنَّهٗ۔ بیشک وہ	کَانَ۔ تھا	عَالِیًا۔ متکبر	مِّنَ الْمُسْرِفِیْنَ۔ حد سے
گذرنے والا	وَ۔ اور	لَقَدِ۔ بیشک	اخْتَرْنٰهُمْ۔ ہم نے چن لیا
هُمْ۔ ان کو	عَلٰی۔ اوپر	عِلْمٍ۔ علم کے	عَلَی۔ اوپر
الْعٰلَمِیْنَ۔ جہانوں کے	وَ۔ اور	اٰتَیْنٰهُمْ۔ دیں ہم نے	هُمْ۔ ان کو
مِّنَ الْاٰیٰتِ۔ نشانیاں	مَا۔ جو	فِیْهِ۔ اس میں	بَلٰٓؤٌا۔ آزمائش تھی
مُّبِیْنٌ۔ کھلی	اِنَّ۔ بیشک	هٰٓؤُلَآءِ۔ یہ لوگ	لَیَقُوْلُوْنَ۔ کہتے ہیں
اِنْ۔ نہیں	هِیَ۔ یہ	اِلَّا۔ مگر	مَوْتَتُنَا۔ موت ہماری
الْاُوْلٰی۔ پہلی	وَ۔ اور	مَا۔ نہیں	نَحْنُ۔ ہم
بِمُنْشَرِیْنَ۔ اٹھائے جائیں گے		فَاْتُوْا۔ تو لاؤ	بِاٰبَآئِنَآ۔ ہمارے باپ دادا کو
اِنْ۔ اگر	کُنْتُمْ۔ ہو تم	صٰدِقِیْنَ۔ سچے	اَ۔ کیا
هُمْ۔ وہ	خَیْرٌ۔ بہتر ہیں	اَمْ۔ یا	قَوْمُ۔ قوم
تُبَّعٍ۔ تبع کی	وَ۔ اور	الَّذِیْنَ۔ وہ جو	مِنْ قَبْلِهِمْ۔ ان سے پہلے
تھے	اَهْلَکْنٰهُمْ۔ ہلاک کیا ہم نے	هُمْ۔ ان کو	اِنَّهُمْ۔ بیشک وہ
کَانُوْا۔ تھے	مُجْرِمِیْنَ۔ مجرم	وَ۔ اور	مَا۔ نہیں
خَلَقْنَا۔ پیدا کیا ہم نے	السَّمٰوٰتِ۔ آسمانوں	وَ۔ اور	الْاَرْضَ۔ زمین کو
وَ۔ اور	مَا۔ جو	بَیْنَهُمَا۔ انکے درمیان ہے	لٰعِبِیْنَ۔ کھیل تماشہ

مَا۔ نہیں	خَلَقْنَا۔ پیدا کیا ہم نے	هُمَا۔ ان کو	اِلَّا۔ مگر
بِالْحَقِّ۔ ساتھ حق کے	وَ۔ اور	لٰكِنَّ۔ لیکن	اَكْثَرَ۔ اکثر
هُمْ۔ ان کے	لَا۔ نہیں	يَعْلَمُوْنَ۔ جانتے	اِنَّ۔ بیشک
يَوْمَ۔ دن	الْفَصْلِ۔ فیصلے کا	مِيْقَاتُهُمْ۔ انکا وعدہ ہے	اَجْمَعِيْنَ۔ سب کا
لَا۔ نہ	يُغْنِيْ۔ کام آئے گا	مَوْلًى۔ کوئی دوست	عَنْ مَوْلًى۔ کسی دوست کے
شَيْئًا۔ کچھ بھی	وَ۔ اور	لَا۔ نہ	هُمْ۔ وہ
يُنْصَرُوْنَ۔ مدد کیے جائیں	اِلَّا۔ مگر	مَنْ۔ جس پر	رَحِمَ۔ رحم کرے
اللّٰهُ۔ اللہ	اِنَّهٗ۔ بیشک وہ	هُوَ۔ وہی ہے	الْعَزِيْزُ۔ غالب
الرَّحِيْمُ۔ رحم کرنے والا۔			

حلِّ لغاتِ نادرہ

مُنْشَرِيْنَ۔ اَىْ مَبْعُوْثِيْنَ۔ یعنی قبروں سے نہیں نکالے جائیں گے۔

اَمْ قَوْمُ تُبَّعٍ۔ تُبّع یمن کے بادشاہوں کا لقب ہے جس طرح ملوک فارس کا کسریٰ اور چونکہ اہل دنیا ان کا اتباع کرتے ہیں اس لیے ان کا لقب تبع ہوا۔

يَوْمَ الْفَصْلِ۔ یوم الفصل سے مراد قیامت کا دن ہے

مِيْقَاتُهُمْ۔ اَىْ وَقْتُ مَوْعِدِهِمْ

مَوْلًى۔ بمعنی قرابت۔ دوست۔

مختصر تفسیر اردو دوسرا رکوع سورۂ دخان پ ۲۵

وَلَقَدْ نَجَّيْنَا بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ مِنَ الْعَذَابِ الْمُهِيْنِ مِنْ فِرْعَوْنَ اِنَّهٗ كَانَ عَالِيًا مِّنَ الْمُسْرِفِيْنَ

ہم نے بنی اسرائیل کو ذلت کے عذاب یعنی فرعون کے پنجۂ غضب سے نجات دی اس میں شک نہیں کہ وہ بڑا سرکش اور حد عبودیت سے باہر ہو گیا تھا۔

آیۂ کریمہ میں اس ذلیل عذاب سے نجات کی خبر ہے۔ جو فرعون نے سبطیوں کے لیے جائز رکھا

تھا۔ اس کا ظلم اتنا بڑھا ہوا تھا کہ قوم سبط جو موسیٰ علیہ السلام کی پیرو تھی انہیں شریف پیشہ تک کرنے کی اجازت نہ تھی۔ سڑکیں جھاڑنا۔ موریاں صاف کرنا یہ تو ان کی معاش کے ذرائع تھے۔ اور نگرانی کا یہ عالم تھا کہ ان کی جو اولادیں ہوتیں ان میں سے لڑکیوں کو زندہ چھوڑنا اور لڑکوں کو فوراً قتل کرا دینا اور یہ کام اس نے منجموں کے بتانے پر کیا تھا کہ انہوں نے کہا تھا کہ اس سال کے آخر تک ایسا ایک لڑکا پیدا ہو رہا ہے جو تجھے اور تیری سلطنت کو نیست و نابود کر دے گا۔ اس پر اس نے یہ اسکیم بنائی کہ لڑکے زندہ ہی نہ چھوڑے جائیں جو پیدا ہو اسے قتل کر دیا جائے۔

واقعہ اس کا یوں ہے کہ منجموں نے وہ شب بھی بتائی جس شب میں اس بچے کا استقرار حمل تھا۔ چنانچہ اس شب اس نے اپنے وزیر اعظم عمران کو حکم دیا کہ ایک جشن کا انتظام کرے اور تمام رعایا برایا کے مردوں کو اس میں بلائے کھانے پکائے اور جشن و طرب کا نظام ہو چنانچہ ایسا ہی کیا گیا۔ تمام مرد رعایا کے وہاں جمع ہو گئے اور عمران جو وزیر اعظم تھا اس نے اپنا خیمہ بیچ میں نصب کر لیا۔ رات میں جشن ہوتے رہے النعمہ والطعمہ لذیذہ سب میں تقسیم ہوئے کہ

اچانک حضرت یوحانذ جو عمران کی بیوی تھیں اور موسیٰ علیہ السلام کی والدہ وہ گھر میں بے چین ہوئیں اور عمران کے خیمے میں پہنچ گئیں اس وقت عمران محو خواب تھا۔ انہوں نے اسے جگایا اس نے کہا یہ تم نے کیا غضب کیا کہ تم یہاں آ گئیں فرعون کا سخت حکم ہے کہ کوئی عورت اس جشن میں شریک نہ ہو۔ انہوں نے کہا میں اپنے دل سے مجبور تھی آ گئی۔

مختصر یہ کہ استقرار حمل ہو گیا اور حضرت یوحانذ کو خفیہ طریقے سے گھر واپس بھیج دیا۔ اس کے بعد فرعون نے آسمانی آوازیں سنیں کہ اس بچے کا استقرار ہو گیا ہے اس نے بگل کیا عمران کو بلایا اور کہا کہ جس بات کے رد کرنے کے لیے میں نے یہ نظام کیا تھا وہ بیکار گیا اور بچے کا استقرار ہو گیا۔ عمران اگرچہ سمجھ رہا تھا کہ یہ قصور میرا ہے مگر وہ کیسے اعتراف کرتا۔ اس نے فرعون کو مطمئن کرنے کے لیے معمولی تحقیقات شروع کر دی آخیر کہہ دیا کہ اضغاث احلام ہیں ایسا نہیں ہوا۔

غرضیکہ اسی شب کی صبح سے حکم دیدیا گیا کہ ہر گھر پر پہرہ رہے اور جس کے ہاں لڑکا ہو اسے قتل کر دیا جائے اور لڑکی ہو تو زندہ رکھی جائے اس طرح سے ستر ہزار بچے مارے گئے مگر جسے خدا رکھے اسے کون چکھے۔ موسیٰ علیہ السلام کی ولادت جب ہوئی اور دایہ نے دیکھا کہ لڑکا ہے تو مارنے کا ارادہ کیا مگر موسیٰ علیہ السلام کی ایک نظر پڑنے سے دایہ اتنی مانوس ہوئی کہ اس نے حضرت یوحانذ سے کہا کہ اگرچہ یہ لڑکا ہوا ہے مگر میں اسے قتل کرنا نہیں چاہتی۔ اس کو حفاظت سے پرورش کرو اور میں بکھری

کا بچہ مار کر سپاہیوں کو کہہ کر کہ لڑکا ہوا تھا میں دفن کر آؤں گی وہ میرے اتنا کہنے پر اطمینان کر لیں گے۔
مختصر یہ کہ دایہ نے ایسا ہی کیا۔ پہرے والوں نے اعتماد کر لیا آپ پرورش پاتے رہے ایک روز آپ کی والدہ تنور جھونک رہی تھیں کہ آپ نے دودھ مانگا اور دیر ہونے پر آپ با تقضائے طفولیت رونے لگے۔ سپاہیوں کو آواز پہنچی وہ محل میں گھس آئے۔ آپ کی والدہ کو کچھ اور نہ بن پڑا یہ سوچ کر کہ یہ بچہ بہر حال مارا جائے گا اور مجھے بھی سزا ملے گی۔ آپ نے اسی دہکتے تنور میں موسیٰ علیہ السلام کو ڈال دیا اور سپاہیوں کو کہہ دیا کہ یہاں کوئی بچہ نہیں گھر کی تلاشی لے لیں وہ گھر کا کونہ کونہ دیکھ کر واپس ہو گئے۔ اب آپ کو آئندہ کے لیے یہ فکر ہوئی کہ یہ بچہ آخر بچہ ہے اور بچہ روتا بھی ہے سوتا بھی ہے تو اس کا کوئی انتظام کیا جائے۔
چنانچہ آپ کے محل کے پاس ہی ایک ترکھان تھا اس سے ایک صندوق بنانے کی فرمائش کی جو آپ کے قدوقامت کے مطابق بنوایا گیا اس قصہ کو مفصل بیسویں پارہ میں ہم لکھ چکے ہیں مَنْ شَآءَ فَلْیَنْظُرْ تحت آیۃ کریمۃ فَاَلْقِیْہِ فِی الْیَمِّ وَلَا تَخَافِیْ وَلَا تَحْزَنِیْ الخ غرضیکہ وہ عذاب مہین جو قوم سبطی پر فرعون کی طرف سے تھا اس سے نجات دی اور فرعون کو غرق دریا کیا جس کا مفصل واقعہ ہم پہلے بیان کر چکے ہیں۔ آگے ارشاد ہے۔
وَلَقَدِ اخْتَرْنٰهُمْ عَلٰى عِلْمٍ عَلَى الْعٰلَمِیْنَ۔ اور ہم نے انہیں چن لیا اپنے علم پر اس زمانہ کے لوگوں پر
وَاٰتَیْنٰهُمْ مِّنَ الْاٰیٰتِ مَا فِیْهِ بَلٰٓؤٌا مُّبِیْنٌ۔ اور ہم نے انہیں وہ معجزات عطا فرمائے جس میں صریح آزمائش تھی۔
یعنی من وسلوٰی۔ ابر کا سایہ جہاں جائیں ان کے ساتھ ہو۔ جب دریا کو عبور کرنے لگے تو عصائے موسیٰ سے ان کے لیے بارہ راستے بارہ قبائل کے لیے بنے وغیرہ وغیرہ۔ یہ ان کا امتحان تھا جس پر وہ بجائے شکر گذاری کے سرکشی کرنے لگ گئے۔ عربی میں بلاء امتحان کو کہتے ہیں تو اس امتحان میں وہ پورے نہ اترے اسی وجہ میں وہ تیہ میں سرگرداں پھرائے گئے۔ آگے ارشاد ہے جس میں ان کا عقیدہ باطلہ ظاہر کیا گیا۔
اِنَّ هٰٓؤُلَآءِ لَیَقُوْلُوْنَ اِنْ هِیَ اِلَّا مَوْتَتُنَا الْاُوْلٰى وَمَا نَحْنُ بِمُنْشَرِیْنَ۔ بے شک یہ لوگ کہتے ہیں۔ کچھ نہیں مگر پہلی دفعہ کا مرنا اور ہم دوبارہ نہیں اٹھائے جائیں گے۔
حالانکہ یہ عقیدہ اسلام کا نہیں بلکہ کافروں کا ہے۔ اسلام موت کے بعد نشر بتاتا ہے اور اس کے اوپر دلائل عقلی بھی دئیے ہیں چنانچہ اس سے پہلی سورت زخرف میں فرمایا جا چکا ہے فَاَنْشَرْنَا بِهٖ بَلْدَةً مَّیْتًا كَذٰلِكَ تُخْرَجُوْنَ کہ ہم آسمان سے پانی برساتے ہیں اور مری ہوئی بنجر زمین کو بغیر تخم پاشی کے پھر سرسبز و شاداب کرتے ہیں ایسے ہی تم قبروں سے نکالے جاؤ گے اور دوسری جگہ فَاَحْیَیْنَا بِهٖ بَلْدَةً مَّیْتًا كَذٰلِكَ الْخُرُوْجُ سے ارشاد ہے کہ ایسے ہی تمہارا قبروں سے نکلنا ہو گا۔ اور متعدد جگہ اپنے دلائل قدرت ظاہر فرمائے لیکن یہ اپنے اعتقاد میں باطل

پر ہی جمے رہے آگے ارشاد ہے

فَاْتُوْا بِاٰبَآئِنَآ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ۔ تو اگر تم اپنے دعوی قیامت میں سچے ہو تو ہمارے باپ دادا کو زندہ کر لاؤ

یہ اپنی ہٹ دھرمی پر ایسے بضد رہے کہ انہوں نے کہا فَاْتُوْا بِاٰبَآئِنَآ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ۔ ہمارے باپ دادوں کو لے آؤ اگر تم سچے ہو یعنی جو مر چکے ہیں ان سے ہمیں ملا دو۔ حالانکہ یہ نشر کا مسئلہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے نہ کہ بندے کی طرف سے تو اللہ تعالیٰ ان کو زندہ کر کے ملا سکتا ہے اور وہ ایسا کرے گا نہ کہ جو اس وقت دنیا ظاہر کر رہے ہیں وہی الساطلبی کریں اسی پر آگے بھی ارشاد ہے۔

اَهُمْ خَيْرٌ اَمْ قَوْمُ تُبَّعٍ وَّالَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ اَهْلَكْنٰهُمْ اِنَّهُمْ كَانُوْا مُجْرِمِيْنَ ۔ کیا وہ بہتر ہیں یا شاہ یمن کی قوم تبع اور جو ان سے پہلے تھے جنہیں ہم نے ہلاک کر ڈالا بے شک وہ مجرم لوگ تھے۔

تبع اکبر حمیری یہ وہی ہیں جو حمیر سے دورہ کرتے ہوئے مکہ میں آئے اور یہاں کے لوگوں کو دیکھا کہ وہ ان کا رعب نہیں مانتے تو وزراء سلطنت سے پوچھا کہ یہ ہمارا رعب کیوں نہیں تسلیم کرتے تو انہوں نے کہا یہاں ایک مکان ہے جس کو بیت اللہ کہا جاتا ہے اس کی زیارت کے لیے سالانہ اجتماع اس قدر ہوتا ہے کہ یہاں کے لوگ آپ کے لشکر کے اجتماع کو خاطر میں نہیں لاتے۔ تو غضب ناک ہو کر فیصلہ کیا کہ میں دوپہر کا کھانا اس وقت تک نہ کھاؤں گا جب تک بیت اللہ کو مسمار نہ کر لوں یہ ارادہ کرنا تھا کہ عذاب الٰہی اس پر مستولی ہوا اور سر بن مو سے مواد بہنا شروع ہو گیا۔

اس کے ساتھ دورے میں پانچ سو عالم اور پانچ سو حکیم تھے انہیں بلایا اور کہا کہ یہ مجھے کیا مرض ہو گیا ہے انہوں نے دیکھ بھال کر لیا کہ ہمیں مرض معلوم نہیں ہوتا۔ غرضیکہ ایک وزیر جو حضرت ابو ایوب انصاری کے اجداد میں سے تھے انہوں نے کہا کیا آپ نے بیت اللہ کے متعلق تو کوئی برا ارادہ نہیں کیا۔ انہوں نے کہا کہ برا ارادہ کیا ہے میں نے قسم کھائی ہے کہ دوپہر کا کھانا نہیں کھاؤں گا جب تک میں بیت اللہ کو مسمار نہ کر لوں۔ انہوں نے فرمایا کہ بس یہ عذاب ہے آپ توبہ کریں اور منت مانیں تو یہ بلا ابھی ٹل جائے گی۔ غرضیکہ انہوں نے فوراً توبہ کی اور ریشمی جوڑے اور اشرفیاں اہل مکہ کی نذر میں مانے اور کعبۃ اللہ پر ریشمی غلاف بھی مانا یہ ماننا تھا کہ مرض خواب و خیال ہو گیا اور بالکل تندرست ہو گئے اس کے بعد اہل مکہ کی خدمت کر کے یہاں سے روانہ ہو گئے اور اس سرزمین پر پہنچے جس کو آج مدینہ منورہ کہا جاتا ہے یہاں آ کر قیام کیا تو علماء نے وہاں کے ستاروں کو دیکھ کر علامتیں معلوم کیں اور پرانی کتابوں کی پیشین گوئی کے مطابق سمجھے کہ حضور نبی آخر الزمان کا ورود مسعود اسی زمین پر ہونا ہے۔ سب نے فیصلہ کر لیا کہ اب یہاں سے نہیں جانا۔ بادشاہ کو جب معلوم ہوا تو تو اس نے وجہ معلوم کی انہوں نے سب حال بتلایا تو بادشاہ نے ان سے کہا کہ کیا تمہیں تاریخ بھی معلوم

ہے کہ کب آویں گے ؟ انہوں نے خسرو رحمۃ اللہ علیہ کے شعر کا مضمون ؎

کشتش کہ عشق دارد نہ گذارد ت بدینسا　　　بجنازہ گر نہ آئی بمزار خواہی آمد

کہہ دیا کہ ہمیں اپنی زندگی میں اگر ان کی تشریف آوری نہ ہوگی تو ہماری خاک قبر کو وہ ضرور ٹھکرائینگے اور یہی ہماری نجات کا ذریعہ ہوگا۔

اس جواب کا اثر تبع اول حمیری کے دل پر پڑا اور وہ آبدیدہ ہوکر کہنے لگے کہ اگر امور سلطنت کا بار میرے اوپر نہ ہوتا تو میں بھی تمہارے ساتھ یہیں رہ جاتا۔ چنانچہ پانسو مکان ان پانسو علماء کے لیے بنوا کر ان کو یہاں چھوڑا اور ایک عریضہ لکھا جس پر ان سے وعدہ لیا کہ حضور کے زمانہ میں آپ لوگوں کی نسل سے جو بھی ہو وہ اس عریضہ کو حضور تک پیش کر دے۔ مضمون عریضہ یہ تھا۔

مِنْ اَوَّلِ الْخَلِیْقَۃِ تُبَّعِ الْاَوَّلِ الْحِمْیَرِیِّ اِلٰی رَسُوْلِ الثَّقَلَیْنِ نَبِیِّ الْحَرَمَیْنِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ رَّسُوْلِ اللّٰہِ۔ یَا مُحَمَّدُ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْکَ لَا تَحْرِمْنِیْ مِنْ شَفَاعَتِکَ فِیْ یَوْمِ الْقِیٰمَۃِ۔

چنانچہ یہ نسلاً بعد نسلٍ عریضہ منتقل ہوتے ہوئے حضرت ابو ایوب انصاری تک آیا اور جب حضور ہجرت فرماتے ہوئے مدینہ تشریف لائے اور آپ کی اونٹنی حضرت ابو ایوب کے دروازہ پر پہنچی اور آپ سامنے آئے تو حضور نے انہیں ملاحظہ کرتے ہی فرمایا هَلْ یَکُنْتَ یَا قَاصِدَ تُبَّعِ الْاَوَّلِ الْحِمْیَرِیِّ اسی وجہ میں تبع اول یا تبع اکبر حمیری کو علامہ آلوسی روح المعانی میں کَانَ صَادِقًا فرماتے ہیں۔ باقی ان کی قوم جرائم پیشہ تھی۔ جیسے اللہ نے ہلاک کر ڈالا آگے ارشاد ہے۔

وَمَا خَلَقْنَا السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَمَا بَیْنَھُمَا لٰعِبِیْنَ۔ ہم نے آسمانوں اور زمین کو اور جو کچھ ان دونوں میں ہے کھیل کے طور پر نہیں بنائے۔

مَا خَلَقْنٰھُمَآ اِلَّا بِالْحَقِّ وَلٰکِنَّ اَکْثَرَھُمْ لَا یَعْلَمُوْنَ۔ زمین و آسمان کو نہیں پیدا فرمایا مگر حکمت سے لیکن اکثر لوگ لاعلم ہیں۔

اگر کفار کے اقوال کو کوئی درجہ دیا جائے تو اس سے متبادر یہی مفہوم ہوگا کہ قیام قیامت، مرنے کے بعد اٹھنا عبث ہے۔ مگر باری تعالے نے اسکو رد کرتے ہوئے فرمایا کہ اگر مرنے کے بعد اٹھنا اور حساب و عذاب نہ ہو تو خلق کی پیدائش محض فنا کے لیے ہوگی یہ عبث و لعب ہے تو اس آیت کریمہ سے اقتضائیہ ثابت ہوا کہ اس دنیوی زندگی کے بعد اخروی زندگی ضرور ہے جس میں حساب و جزا ہو یعنی جس میں طاعت پر ثواب اور معصیت پر عذاب کا سامنا کرنا پڑے۔

پیدا کرنے کی جو حکمت ہے وہ تو واضح ہے کہ دنیا کی زندگی کے اندر جو کچھ کیا جائے وہ

اخروی زندگی میں بعد محاسبہ ان کی جزا و سزا ہو مگر اس حکمت کو اکثر جاہل نہیں جانتے۔ آگے ارشاد ہے۔
اِنَّ یَوْمَ الْفَصْلِ مِیْقَاتُهُمْ اَجْمَعِیْنَ ۝ یَوْمَ لَا یُغْنِیْ مَوْلًی عَنْ مَّوْلًی شَیْـًٔا وَّلَا هُمْ یُنْصَرُوْنَ ۝ اِلَّا مَنْ رَّحِمَ اللّٰهُ اِنَّهٗ هُوَ الْعَزِیْزُ الرَّحِیْمُ ۔ بے شک فیصلہ کا دن ان سب کی آخری میعاد ہے جس دن کوئی دوست کسی دوست کے کچھ کام نہ آئے اور نہ ان کی مدد ہو گی۔ مگر جس پر اللہ رحم کرے۔ مگر جس پر اللہ تعالے رحم فرمائے بیشک وہی عزت والا رحم فرمانے والا ہے۔
آیۂ کریمہ واضح فرما رہی ہے کہ قیامت کے دن جسے یوم الفصل کہا گیا کافروں کو ان کے دوست اور مددگار کوئی مدد نہ پہنچا سکیں گے اور آخری دن ان کا وہ ہوگا کہ اس میں سوائے عذاب انہیں کچھ نہ ملے گا۔ وَلَا هُمْ یُنْصَرُوْنَ کا مقتضا یہ ہے کہ کافر مدد نہ کیے جائیں اور مومنین کی مدد ہو۔ اگر کسی کی بھی مدد نہ ہو تو وَلَا یُنْصَرُوْنَ فقط ہوتا۔ لفظ ہُم نے تخصیص کفار کر دی کہ وہ مدد نہیں کیے جائیں گے اور پھر استثنا اِلَّا کا اس نے اور مزید وضاحت کر دی۔ کہ اللہ کا رحم اور کرم جس پر ہو گا ان کی مدد بھی کی جائے گی اور ان کی حمایت بھی ہو گی۔ یہ یَوْمَ لَا یُغْنِیْ مَوْلًی عَنْ مَّوْلًی الخ جو ہے وہ صرف کفار کے لیے ہے۔ اور مومنین کی حمایت اور مدد باذن الٰہی انبیاء اولیاء صلحاء فضلاء فرمائیں گے اور ان کا انکار آیت کریمہ سے نہیں نکلتا اور اس غالب رحم والے کی طرف سے ایک واسطہ رحمۃ للعالمین ہی کا ہمارے لیے اتنا زبردست ہے کہ ہمیں کثرت معاصی کی فکر کے مقابلہ میں امید رحمت بھی ہے۔

بامحاورہ ترجمہ تیسرا رکوع سورۂ دخان پ۲۵

اِنَّ شَجَرَتَ الزَّقُّوْمِ طَعَامُ الْاَثِیْمِ ۝	بے شک تھوہر کا درخت کافروں کا کھانا ہو گا۔
كَالْمُهْلِ یَغْلِیْ فِی الْبُطُوْنِ ۝	جیسے پگھلا ہوا تانبا پیٹ میں ایسا کھولے گا۔
كَغَلْیِ الْحَمِیْمِ ۝	جیسے کھلتا ہوا پانی کھولتا ہے۔
خُذُوْهُ فَاعْتِلُوْهُ اِلٰی سَوَآءِ الْجَحِیْمِ ۝	(علاوہ ازیں ہم فرشتوں کو حکم دیں گے) کہ انہیں پکڑو اور گھسیٹتے ہوئے جہنم کے بیچ لے جاؤ۔
ثُمَّ صُبُّوْا فَوْقَ رَاْسِهٖ مِنْ عَذَابِ الْحَمِیْمِ ۝	پھر (یہ سزا دو) کہ کھلتا ہوا پانی اس کے سر پر ڈالو۔
ذُقْ اِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِیْزُ الْكَرِیْمُ ۝	(پھر ہم دوزخی کی مصیبت بڑھانے کو کہیں گے) کہ اس عذاب کا مزہ چکھ کیونکہ تو بڑا ہی عزت والا

کرم والا تھا۔

إِنَّ هٰذَا مَا كُنْتُمْ بِهٖ تَمْتَرُوْنَ ۝ — یہ ہے جس پر تم شبہ کرتے تھے۔

إِنَّ الْمُتَّقِيْنَ فِيْ مَقَامٍ أَمِيْنٍ ۝ — بیشک پرہیزگار امن کی جگہ پر ہونگے۔

فِيْ جَنّٰتٍ وَّعُيُوْنٍ ۝ — باغیچوں اور چشموں میں۔

يَلْبَسُوْنَ مِنْ سُنْدُسٍ وَّإِسْتَبْرَقٍ مُّتَقٰبِلِيْنَ ۝ — ریشم کی مہین اور دبیز پوشاکیں پہنے ہوئے ایکدوسرے کے آمنے سامنے بیٹھے ہونگے۔

كَذٰلِكَ وَزَوَّجْنٰهُمْ بِحُوْرٍ عِيْنٍ ۝ — ایسا ہی ہوگا۔ اور علاوہ ازیں بڑی بڑی آنکھوں والی حوروں کے جوڑے لگا دیے ہوں گے

يَدْعُوْنَ فِيْهَا بِكُلِّ فَاكِهَةٍ اٰمِنِيْنَ ۝ — وہاں اطمینان سے ہر طرح کے میوے کھا رہے ہوں گے۔

لَا يَذُوْقُوْنَ فِيْهَا الْمَوْتَ إِلَّا الْمَوْتَةَ الْأُوْلٰى وَوَقٰهُمْ عَذَابَ الْجَحِيْمِ ۝ — پہلی دفعہ (دنیا) کی موت کے سوا وہاں موت دوبارہ چکھنی نہ پڑے گی اور خدا انہیں دوزخ کے عذاب سے محفوظ رکھے گا۔

فَضْلًا مِّنْ رَّبِّكَ ذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ۝ — اے محبوب! یہ آپ کے رب کا انعام ہے یہ بہت بڑی کامیابی ہے۔

فَإِنَّمَا يَسَّرْنٰهُ بِلِسَانِكَ لَعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُوْنَ ۝ — اے محبوب! ہم نے اس قرآن کو آپ کی بولی میں اس لیے آسان کر دیا کہ اہل عرب اسے سمجھ کر نصیحت حاصل کر سکیں۔

فَارْتَقِبْ إِنَّهُمْ مُّرْتَقِبُوْنَ ۝ — مگر سردست آپ بھی نتیجہ کا انتظار فرمائیں وہ بھی انتظار کر رہے ہیں۔

حلِّ لغات

إِنَّ ۔ بیشک	شَجَرَةَ ۔ درخت	الزَّقُّوْمِ تھوہر کا	طَعَامُ ۔ کھانا ہے
الْأَثِيْمِ ۔ گنہگاروں کا	كَالْمُهْلِ ۔ جیسے پگھلا ہوا تانبہ	يَغْلِيْ ۔ جوش ماریگا	فِيْ ۔ بیچ

اَلْبُطُوْنِ۔ پیٹوں کے
فَاعْتِلُوْهُ۔ پھر گھسیٹو اس کو
ثُمَّ۔ پھر
مِنْ عَذَابِ۔ عذاب
اَنْتَ۔ تُو تھا
هٰذَا۔ یہ ہے
تَمْتَرُوْنَ۔ شک کرتے
مَقَامٍ۔ مقام
وَ۔ اور
وَ۔ اور
وَ۔ اور
عِیْنٍ۔ موٹی آنکھ والی سے
فَاكِهَةٍ۔ پھل
فِیْهَا۔ اس میں
الْاُوْلٰى۔ پہلی
الْجَحِیْمِ۔ دوزخ سے
هُوَ۔ وہ ہے
یَسَّرْنٰهُ۔ آسان کیا ہم نے
یَتَذَكَّرُوْنَ۔ نصیحت لیں

كَغَلْیِ۔ جیسے جوش مارتا ہے
اِلٰى۔ طرف
صُبُّوْا۔ گراؤ
الْحَمِیْمِ۔ گرم پانی کا
الْعَزِیْزُ۔ غالب
مَا۔ جو
اِنَّ۔ بیشک
اَمِیْنٍ۔ امن والے کے ہونگے
عُیُوْنٍ۔ چشموں کے
اِسْتَبْرَقٍ۔ موٹا ریشم
زَوَّجْنٰهُمْ۔ نکاح کردینگے ہم
یَدْعُوْنَ۔ مانگیں گے
اٰمِنِیْنَ۔ امن والے
الْمَوْتَ۔ موت
وَ۔ اور
فَضْلًا۔ فضل ہے
الْفَوْزُ۔ کامیابی
هُ۔ اس کو
فَارْتَقِبْ۔ تو انتظار کر

الْحَمِیْمِ۔ گرم پانی
سَوَآءِ۔ درمیان
فَوْقَ۔ اوپر
ذُقْ۔ چکھ
الْكَرِیْمُ۔ عزت والا
كُنْتُمْ۔ تھے تم
الْمُتَّقِیْنَ۔ پرہیزگار
فِیْ۔ بیچ
یَلْبَسُوْنَ۔ پہنیں گے
مُتَقٰبِلِیْنَ۔ آمنے سامنے
هُمْ۔ ان کا
فِیْهَا۔ اس میں
لَا۔ نہ
اِلَّا۔ مگر
وَقٰهُمْ۔ بچائے گا ان کو
مِّنْ رَّبِّكَ۔ تیرے رب کا
الْعَظِیْمُ۔ بڑی
بِلِسَانِكَ۔ تیری زبان سے
اِنَّهُمْ۔ بیشک وہ

خُذُوْهُ۔ پکڑو اس کو
الْجَحِیْمِ۔ جہنم کے
رَاْسِهٖ۔ سر اس کے کے
اِنَّكَ۔ بیشک تو
اِنَّ۔ بیشک
بِهٖ۔ اس میں
فِیْ۔ بیچ
جَنّٰتٍ۔ باغوں
مِنْ سُنْدُسٍ۔ باریک
كَذٰلِكَ۔ اسی طرح ہوگا
بِحُوْرٍ۔ حور
بِكُلِّ۔ ہر طرح کے
یَذُوْقُوْنَ۔ چکھیں گے
الْمَوْتَةَ۔ موت
عَذَابَ۔ عذاب
ذٰلِكَ۔ یہ
فَاِنَّمَا۔ اس کے سوا نہیں
لَعَلَّهُمْ۔ تاکہ وہ
مُّرْتَقِبُوْنَ۔ انتظار میں ہیں

حلِّ لغاتِ نادرہ

شَجَرَتَ: ۔ درخت کو کہتے ہیں۔
زَقُّوْمِ: ۔ تھوہر کو کہتے ہیں۔
اَثِیْمِ: ۔ کافر کو کہتے ہیں۔

كَالْمُهْلِ: جمل پگھلا ہوا تانبہ کیونکہ وہ آگ میں اتنی دیر تک رکھا جاتا ہے کہ پگھل کر پانی ہو جاتے۔
يَغْلِيْ: غلیان سے ہے جوش کے معنی دیتا ہے۔
حَمِيْمِ۔ کھولتا پانی
خُذُوْهُ فَاعْتِلُوْهُ: عتل لغت میں کہتے ہیں کسی کے مونڈھے پکڑ کر اپنی طرف کھینچنے کو جب کوئی شخص اونٹنی کی مہار زور سے کھینچتا ہے تو اَخَذَ فُلَانٌ بِزِمَامِ النَّاقَةِ يَعْتِلُهَا بولا کرتے ہیں۔
مِنْ سُنْدُسٍ۔ باریک ریشم
اِسْتَبْرَقٍ۔ دبیز ریشم کو کہتے ہیں
فَارْتَقِبْ۔ صیغہ امر ہے۔ رقب کہتے ہیں انتظار کو۔

مختصر تفسیر تیسرا رکوع سورۃ دخان پ ۲۵

اِنَّ شَجَرَةَ الزَّقُّوْمِ ٥ طَعَامُ الْاَثِيْمِ ٥ كَالْمُهْلِ يَغْلِيْ فِي الْبُطُوْنِ كَغَلْيِ الْحَمِيْمِ۔ خُذُوْهُ فَاعْتِلُوْهُ اِلٰى سَوَآءِ الْجَحِيْمِ۔ بیشک درخت تھوہر کا کھانا ہے کافروں کے لیے مثل پگھلے ہوئے تانبہ کے جو جوش مارے گا پیٹوں میں مثل جوش کھولتے پانی کے۔ حکم ہوگا پکڑو انہیں پھر گھسیٹو جہنم میں۔ ثُمَّ صُبُّوْا پھر ڈالو فَوْقَ رَأْسِهٖ ان کے سر پر عذاب جہنم۔

دنیا کا تھوہر اتنا خبیث درخت ہے کہ اس کا کانٹا جہاں چبھ جائے تو سارے عضو کو گلا دیتا ہے۔ پھر جہنم کا درخت جو جہنم میں ہی پیدا ہوا ہو وہ تو سخت موذی اور اخبث ہوگا۔ حدیث پاک میں ہے کہ اس درخت کے دودھ کا ایک قطرہ اگر دنیا میں ٹپکا دیا جائے تو اہل دنیا کو ہلاک کر دے۔ اور دنیا میں اہل دنیا کے ہاتھوں ایٹم کے ذرات غالباً اسی لیے بنائے گئے تاکہ جہنم کے تھوہر کے ایک قطرہ پر تعجب نہ ہو اور سمجھنے والے سمجھ لیں کہ ایٹمی ذرات جو قطرہ سے کہیں کم ہوتے ہیں وہ ایک آبادی کی تباہی کا موجب ہو جاتے ہیں تو جہنم کا ایک قطرہ تو الامان والحفیظ کیا قیامت ہوگا۔ بہرحال جہنمیوں کی غذاؤں میں سے ایک غذا تھوہر ظاہر فرمائی گئی اور اس کا اثر یہ بتایا کہ اثیم اور ذمیم بدکار کفار ابوجہل جیسے نابہنجار کی وہ غذا ہوگی تو اس کا اثر یہ ہوگا کہ جیسے پگھلا ہوا تانبہ جب منہ میں ڈالا جائے تو تمام جسم کو جھلس کر رکھ دے ایسے ہی وہ تھوہر کا کھانا جب ان کے حلق میں پہنچے گا تو پگھلے ہوئے تانبہ کی طرح تمام جسم کو ایسے ابال دے گا جیسے کھولتا ہوا پانی یا بالفاظ دیگر انجن کا اسٹیم جسم کو جھلس دیتا ہے اور پھر اللہ تعالیٰ کی طرف سے ان کافروں کے ملائکہ کو حکم ہوگا کہ پکڑو انہیں اور گھسیٹتے

ہوئے جہنم کے بیچ میں لے جاؤ پھر حکم ہوگا۔
ثُمَّ صُبُّوْا فَوْقَ رَاْسِهٖ مِنْ عَذَابِ الْحَمِيْمِ۔ پھر حکم ہوگا کہ ڈالو ان کے سر کے اوپر جہنم کے کھولتے پانی کا عذاب۔
اور چونکہ ابوجہل اور اس کے ہمنوا اپنے کو مکہ کا صندید اور معزز و شریف کہتا تھا تو تو بطنز اسے کہا جائیگا
ذُقْ اِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْكَرِيْمُ۔ اب چکھ عذاب کہ تو عزت والا اور کرامت والا اپنے کو کہتا تھا۔
اِنَّ هٰذَا۔ اور یہ لوگ عذاب جہنم اور انعام جنت کے بھی منکر تھے تو ارشاد ہوگا۔
اِنَّ هٰذَا مَا كُنْتُمْ بِهٖ تَمْتَرُوْنَ۔ بے شک یہ عذاب وہ ہے جس کی طرف سے تم شک کرتے تھے۔
یہاں تک جہنمیوں کا عذاب اور اس کے ہمنواؤں کا حال بیان فرما کر حسب دستور قرآن اب جنتیوں کا تذکرہ فرمایا گیا۔
اِنَّ الْمُتَّقِيْنَ فِيْ مَقَامٍ اَمِيْنٍ فِيْ جَنّٰتٍ وَّعُيُوْنٍ۔ يَلْبَسُوْنَ مِنْ سُنْدُسٍ وَّاِسْتَبْرَقٍ مُّتَقٰبِلِيْنَ كَذٰلِكَ وَزَوَّجْنٰهُمْ بِحُوْرٍ عِيْنٍ۔ يَدْعُوْنَ فِيْهَا بِكُلِّ فَاكِهَةٍ اٰمِنِيْنَ۔ ڈرنے والے امن کی جگہ میں ہیں باغوں اور چشموں میں پہنیں گے کریب اور تفادیہ آمنے سامنے۔ یوں ہی ہے اور ہم نے انہیں بیاہ دیا نہایت سیاہ اور روشن بڑی آنکھوں والیوں سے اس میں ہر قسم کا میوہ مانگیں گے امن و امان سے۔
یعنی جنتیوں کے لیے نازک ریشمی لباس کریب اور تفادیزکا ہوگا اور باغیچہ اور چشمہ ان کے لیے ہوں گے جس میں وہ سیر و تفریح کریں گے اور حسینہ و جمیلہ حوروں سے ان کے رشتے ہوں گے اور انواع و اقسام کے پھل ان کی طلب اور خواہش پر ملیں گے۔ اب آخری خطرہ جو تھا وہ یہ تھا کہ دنیا میں انسان خواہ کتنے ہی ناز و نعمت میں رہے آخر اسے فنا ہے اس سے بے فکر کرنے کو ارشاد ہوا۔
لَا يَذُوْقُوْنَ فِيْهَا الْمَوْتَ اِلَّا الْمَوْتَةَ الْاُوْلٰى وَوَقٰهُمْ عَذَابَ الْجَحِيْمِ۔ جنت میں داخل ہونے کے بعد وہاں کوئی موت کا مزہ نہ چکھیں گے سوا پہلی موت کے جو دنیا میں آئی اور نفخۂ صور پر واقع ہوگی
وَوَقٰهُمْ عَذَابَ الْجَحِيْمِ۔ اور جہنم کے عذاب سے محفوظ ہوں گے اس لیے کہ جنت میں داخل ہونے کے بعد جہنم حرام ہو جاتا ہے۔ اس پر ارشاد ہے کہ یہ سب انعام
فَضْلًا مِّنْ رَّبِّكَ۔ تمہارے رب کے فضل سے ان پر ہوں گے۔
ذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ۔ یہ بہت بڑی کامیابی ہے۔ اس کے بعد ارشاد ہے جس میں بتایا گیا کہ قرآن کریم عربی زبان میں کیوں لایا گیا چنانچہ فرماتے ہیں کہ
فَاِنَّمَا يَسَّرْنٰهُ بِلِسَانِكَ لَعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُوْنَ۔ ہم نے تو قرآن آپ کی زبان میں اسی لیے آسان کیا کہ

تاکہ یہ لوگ نصیحت پکڑیں اور اگر اس پر بھی وہ نصیحت حاصل نہ کریں تو فَارْتَقِبْ اِنَّهُمْ مُّرْتَقِبُوْنَ۔ تو آپ بھی انتظار فرمائیں اور وہ بھی انتظار میں ہیں یعنی قیامت کے دن آپ کا فیصلہ حقانیت پر اور ان کا انجام باطل پرستی کا واضح ہو جائے گا۔

سُوْرَةُ الْجَاثِيَة

یہ سورۃ مکی ہے اور اس میں چار رکوع اور تینتیس آیتیں ہیں۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝

بامحاورہ ترجمہ پہلا رکوع سورۃ جاثیہ پ۲۵

حٰمٓ ۝

اے حامد و محمود

تَنْزِيْلُ الْكِتٰبِ مِنَ اللّٰهِ الْعَزِيْزِ الْحَكِيْمِ ۝

یہ فرمان تحریری (قرآن کریم) بیشگاہ خداوندی سے صادر ہوتا ہے جو زبردست اور حکمت والا ہے۔

اِنَّ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ لَاٰيٰتٍ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ ۝

بے شک آسمانوں اور زمین میں ایمان والوں کے لیے (قدرت خدا کی) بہتیری نشانیاں ہیں۔

وَفِيْ خَلْقِكُمْ وَمَا يَبُثُّ مِنْ دَآبَّةٍ اٰيٰتٌ لِّقَوْمٍ يُّوْقِنُوْنَ ۝

اور (لوگو) تمہارے پیدا کرنے میں اور (نیز) جانوروں میں جن کو روئے زمین پر پھیلاتا ہے (قدرت خدا کی) بہتیری نشانیاں ہیں جو یقین کی صلاحیت رکھتے ہیں

وَاخْتِلَافِ الَّيْلِ وَالنَّهَارِ وَمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ مِنَ السَّمَآءِ مِنْ رِّزْقٍ فَاَحْيَا بِهِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا وَتَصْرِيْفِ الرِّيٰحِ اٰيٰتٌ لِّقَوْمٍ يَّعْقِلُوْنَ ۝

اور رات دن کی تبدیلیوں میں (اور سرمایۂ رزق) یعنی پانی میں جس کو خدا آسمان سے اتارتا ہے پھر اس کے ذریعہ زمین کو اس کے مرے پیچھے (بنجر ہونے کے بعد) زندہ (سرسبز و شاداب) کر دیتا ہے اور ہواؤں کے ردوبدل میں (خدا کی قدرت کی) بہتیری نشانیاں ہیں مگر ان لوگوں کو جو عقل

رکھتے ہیں

تِلْكَ اٰيٰتُ اللّٰهِ نَتْلُوْهَا عَلَيْكَ بِالْحَقِّ فَبِاَيِّ حَدِيْثٍ بَعْدَ اللّٰهِ وَاٰيٰتِهٖ يُؤْمِنُوْنَ ۝

(حقیقت میں) یہ خدا کی (ہماری ہی) آیتیں ہیں جو ہم تم کو پڑھ کر سناتے ہیں تو اب اللہ اور اس کی آیتوں کے بعد اور کونسی بات ہوگی جسے سن کر یہ لوگ ایمان لائیں گے۔

وَيْلٌ لِّكُلِّ اَفَّاكٍ اَثِيْمٍ ۝

ہلاکت ہے ہر بڑے جھوٹے بدکار کے لیے۔

يَّسْمَعُ اٰيٰتِ اللّٰهِ تُتْلٰى عَلَيْهِ ثُمَّ يُصِرُّ مُسْتَكْبِرًا كَاَنْ لَّمْ يَسْمَعْهَا فَبَشِّرْهُ بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ ۝

جو اللہ کی (ہماری) آیتیں سنتا ہے کہ اس پر پڑھی جاتی ہیں پھر ہٹ پر جم جاتا ہے گویا کہ اس نے سنا ہی نہیں تو ایسے نالائق کو دردناک عذاب کی خوشخبری سنا دیجئے۔

وَاِذَا عَلِمَ مِنْ اٰيٰتِنَا شَيْئَا ِۨاتَّخَذَهَا هُزُوًا اُولٰٓئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ ۝

(اور کفر پر اڑنے کے علاوہ) وہ جب ہماری آیتوں آیتوں کی کچھ خبر پاتا ہے تو ان کی ہنسی بناتا ہے ایسے ہی لوگوں کے لیے ذلت کا عذاب ہے۔

مِنْ وَّرَآئِهِمْ جَهَنَّمُ وَلَا يُغْنِيْ عَنْهُمْ مَّا كَسَبُوْا شَيْئًا وَّلَا مَا اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَوْلِيَآءَ وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ۝

کہ آگے چل کر ان کے لیے عذاب جہنم ہے اور دنیا میں جو کچھ کام کر گئے ان کے کچھ کام نہ آئیں گے اور نہ ان کے معبود جن کو انہوں نے خدا کے سوا اپنا کارساز بنا رکھا تھا اور ان کو بڑا عذاب ہونا ہے۔

هٰذَا هُدًى وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِاٰيٰتِ رَبِّهِمْ لَهُمْ عَذَابٌ مِّنْ رِّجْزٍ اَلِيْمٌ ۝

یہ (قرآن) (سرتاپا) ہدایت ہے اور جو لوگ اپنے پروردگار کی آیتوں کے منکر ہیں ان کو بڑے (سخت) عذاب کی دردناک سزا ہونی ہے۔

حلِّ لغات

حٰمٓ	تَنْزِيْلُ۔ اتاری گئی ہے	اَلْكِتٰبِ۔ کتاب	مِنَ اللّٰهِ۔ اللہ
اَلْعَزِيْزِ غالب	اَلْحَكِيْمِ حکمت والے نے	اِنَّ۔ بیشک	فِيْ۔ بیچ

السَّمٰوٰتِ۔ آسمانوں	وَ۔ اور		الْاَرْضِ۔ زمین کے	لَاٰیٰتٍ۔ یقیناً نشانیاں ہیں			
لِّلْمُؤْمِنِیْنَ۔ مومنوں کیلئے	وَ۔ اور		فِیْ۔ بیچ	خَلْقِکُمْ۔ تمہاری پیدائش کے			
وَ۔ اور	مَا۔ جو		یَبُثُّ۔ پھیلائے	مِنْ دَآبَّۃٍ۔ جانور			
اٰیٰتٌ۔ نشانیاں ہیں	لِقَوْمٍ۔ واسطے قوم		یُّوْقِنُوْنَ۔ مومن کے	وَ۔ اور			
اخْتِلَافِ۔ اختلاف	الَّیْلِ۔ رات		وَ۔ اور	النَّهَارِ۔ دن میں			
وَ۔ اور	مَا۔ جو		اَنْزَلَ۔ اتارا	اللّٰهُ۔ اللہ نے			
مِنَ السَّمَآءِ۔ آسمان سے	مِنْ رِّزْقٍ۔ رزق		فَاَحْیَا۔ تو زندہ کیا	بِهٖ۔ اس سے			
الْاَرْضَ۔ زمین کو	بَعْدَ۔ بعد		مَوْتِهَا۔ اس کی موت کے	وَ۔ اور			
تَصْرِیْفِ۔ پھیرنے	الرِّیٰحِ۔ ہواؤں میں		اٰیٰتٌ۔ نشانیاں ہیں	لِّقَوْمٍ۔ واسطے قوم			
یَّعْقِلُوْنَ۔ عقلمند کے	تِلْکَ۔ یہ		اٰیٰتُ۔ آئتیں ہیں	اللّٰهِ۔ اللہ کی			
نَتْلُوْهَا۔ پڑھتے ہیں ہم	هَا۔ ان کو		عَلَیْکَ۔ اوپر تیرے	بِالْحَقِّ۔ حق کے ساتھ			
فَبِاَیِّ۔ تو کونسی	حَدِیْثٍ۔ بات پر		بَعْدَ۔ بعد	اللّٰهِ۔ اللہ کے			
وَ۔ اور	اٰیٰتِهٖ۔ اسکی آیتوں کے		یُؤْمِنُوْنَ۔ ایمان لائینگے	وَیْلٌ۔ ہلاکت ہے			
لِّکُلِّ۔ واسطے ہر ایک	اَفَّاکٍ۔ جھوٹے		اَثِیْمٍ۔ گنہگار کے	یَّسْمَعُ۔ سنتا ہے			
اٰیٰتِ۔ آئتیں	اللّٰهِ۔ اللہ کی		تُتْلٰی۔ پڑھی جاتی ہیں	عَلَیْهِ۔ اس پر			
ثُمَّ۔ پھر	یُصِرُّ۔ جم جاتا ہے		مُسْتَکْبِرًا۔ تکبر کرتا ہوا	کَاَنْ۔ گویا کہ			
لَّمْ۔ نہیں	یَسْمَعْهَا۔ سنا اس کو		فَبَشِّرْهُ۔ تو خوشخبری دو اسکو	بِعَذَابٍ۔ عذاب			
اَلِیْمٍ۔ دردناک کی	وَ۔ اور		اِذَا۔ جب	عَلِمَ۔ جانتا ہے			
مِنْ اٰیٰتِنَا۔ ہماری آیتوں سے	شَیْئًا۔ کچھ تو		اتَّخَذَ۔ پکڑتا ہے	هَا۔ ان کو			
هُزُوًا۔ ٹھٹھا	اُولٰٓئِکَ۔ یہ لوگ		لَهُمْ۔ انکے لیے	عَذَابٌ۔ عذاب ہے			
مُّهِیْنٌ۔ رسوا کرنے والا	مِنْ وَّرَآئِهِمْ۔ انکے آگے		جَهَنَّمُ۔ جہنم ہے	وَ۔ اور			
لَا۔ نہیں	یُغْنِیْ۔ کام آئے گا		عَنْهُمْ۔ ان کے	مَا۔ جو			
کَسَبُوْا۔ انہوں نے کمایا	شَیْئًا۔ کچھ بھی		وَ۔ اور	لَا۔ نہ			
مَا۔ جو	اتَّخَذُوْا۔ بنا لیے ہیں انہوں نے		مِنْ دُوْنِ۔ سوائے	اللّٰهِ۔ اللہ کے			
اَوْلِیَآءَ۔ کارساز	وَ۔ اور		لَهُمْ۔ ان کے لیے	عَذَابٌ۔ عذاب ہے			

عَظِيْمٌ۔ بڑا	هٰذَا۔ یہ	هُدًى۔ ہدایت ہے	وَ۔ اور
الَّذِيْنَ۔ وہ جو	كَفَرُوْا۔ منکر ہوئے	بِاٰيٰتِ۔ آیات	رَبِّهِمْ۔ اپنے رب کی سے
لَهُمْ۔ ان کے لیے	عَذَابٌ۔ سزا ہے	مِّنْ رِّجْزٍ۔ عذاب	اَلِيْمٌ۔ دردناک کی

حلِ لغاتِ نادرہ

يَبُثُّ۔ پھیلاتا ہے

اَفَّاكٍ۔ کذّاب

اَثِيْمٍ۔ بہت بڑا گنہگار

يُصِرُّ۔ ازاصرار ایک بات پر جمے رہنے کو کہتے ہیں۔

مِنْ وَّرَآئِهِمْ۔ وَرَاء اضداد میں سے ہے آگے اور پیچھے دونوں کے معنی دیتا ہے کیونکہ اصل میں وراء اس سمت کو کہتے ہیں جسے کوئی شخص آگے یا پیچھے سے چھپا لے یہاں آگے کے معنی مراد ہیں۔

رِجْزٍ۔ سخت تر عذاب

مختصر تفسیر اردو پہلا رکوع سورۂ جاثیہ پ ۲۵

حٰمٓ ۝ تَنْزِيْلُ الْكِتٰبِ مِنَ اللّٰهِ الْعَزِيْزِ الْحَكِيْمِ۔ حٰمٓ۔ یہ حروف مقطعات سے ہے اس کے حقیقی معنی اللہ کے سوا یا اس کے حبیب جن پر نازل ہوا کوئی نہیں جانتا ہم نے اس کے تاویلی معنی حامد و محمود تجویز کیے ہیں۔ تَنْزِيْلُ الْكِتٰبِ الخ نازل فرمانا ہے قرآن کریم کا اللہ عزت اور حکمت والے کی طرف سے۔ اس میں اللہ تعالےٰ نے اپنی صفت کا تعارف کرایا ہے اور بتایا ہے کہ اس کتاب کو ہم نے ہی نازل فرمایا ہے۔ جیسا کہ مشرکین مکہ کا وہم تھا کہ یہ جن مستولی ہو کر سکھلا جاتا ہے اس کا رد بلیغ کیا گیا اور غیر مبہم الفاظ میں فرما دیا کہ اس کتاب کا نازل کرنا ہماری طرف سے ہے اور جو اسے کسی کی تلقین و القاء کہتے ہیں وہ خیال فاسد کا سبب ہے آگے ارشاد ہے۔

اِنَّ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ لَاٰيٰتٍ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ ۔ وَفِيْ خَلْقِكُمْ وَمَا يَبُثُّ مِنْ دَآبَّةٍ اٰيٰتٌ لِّقَوْمٍ يُّوْقِنُوْنَ ۔ وَاخْتِلَافِ الَّيْلِ وَالنَّهَارِ وَمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ مِنَ السَّمَآءِ مِنْ رِّزْقٍ فَاَحْيَا بِهِ الْاَرْضَ

بَعْدَ مَوْتِهَا وَتَصْرِيْفِ الرِّيَاحِ اٰیٰتٌ لِّقَوْمٍ یَّعْقِلُوْنَ بے شک آسمانوں اور زمین میں ایمان والوں کے لیے بہت سی نشانیاں ہیں اور رات دن کی تبدیلیوں میں اور جو اللہ نے آسمان سے نازل فرمایا سرمایۂ رزق سے تو اس سے ہم نے بنجر زمین کو سرسبز و شاداب کیا اور ہواؤں کی گردش میں عقلمندوں کے لیے بہت سی قدرت کی نشانیاں ہیں۔

آیات کریمہ میں اول اختلاف لیل و نہار میں نشانیاں بتائیں پھر گردش ریاح میں علیحدہ نشانیاں ظاہر کیں۔ تیسرے نَزَّلَ مِنَ السَّمَآءِ میں رزق دینے کا اور بنجر زمین کو زندہ کرنے کا اظہار فرمایا۔ یہ بہت بڑی حکمت بالغہ ہے کہ اس کے ذریعے انسان بہت سے سبق لیتا ہے۔ اختلاف لیل و نہار سے بظاہر سوائے رات و دن کے آنے جانے کے کچھ نہیں ہے مگر اس کو دوسری جگہ فرمایا۔ هُوَ الَّذِیْ جَعَلَ الشَّمْسَ ضِیَآءً وَّالْقَمَرَ نُوْرًا وَّقَدَّرَهٗ مَنَازِلَ لِتَعْلَمُوْا عَدَدَ السِّنِیْنَ وَالْحِسَابَ مَا خَلَقَ اللّٰهُ ذٰلِكَ اِلَّا بِالْحَقِّ یُفَصِّلُ الْاٰیٰتِ لِقَوْمٍ یَّعْلَمُوْنَ ۔ وہ ذات وہ ہے جس نے دن میں سورج کو روشن بنایا اور رات کے لیے چاند کو نور بنایا یہاں دو لفظ استعمال کیے ایک کے لیے ضیاء اور دوسرے کے لیے نور۔ اس میں یہ بتایا کہ رات نور سے روشن ہوتی ہے اور دن میں ضیاء شمس پھیلتی ہے۔

تو رات اور دن کے اختلاف میں اس قادر مطلق کی یہ نشانی ہے کہ اس نے چاند اور سورج کو لیل و نہار کے منور کرنے میں اپنی حکمت بالغہ کا اظہار فرمایا۔ دوسری نشانی یہ ہے کہ دن جا کر رات جب آئے تو ایک دن پورا ہوتا ہے اسی طرح ہفتہ۔ مہینہ اور سال کا حساب پورا ہوتا ہے جس سے کام کرنے والوں کو معاوضے تنخواہیں دی جاتی ہیں۔ اس کے علاوہ مہینوں میں علیحدہ علیحدہ امتیاز رکھے جنہیں آپ اسی لیل و نہار کے اختلاف سے جان سکتے ہیں جیسا کہ فرمایا اِنَّ عِدَّةَ الشُّهُوْرِ عِنْدَ اللّٰهِ اثْنَا عَشَرَ شَهْرًا فِیْ كِتٰبِ اللّٰهِ یَوْمَ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ مِنْهَاۤ اَرْبَعَةٌ حُرُمٌ ۔ مہینے سال کے لیے بارہ ہیں اور ان کا تعین آسمان و زمین کے بنانے کے ساتھ ہی کیا گیا۔ ان میں سے چار مہینے حرمت والے ہیں۔

ذی الحجہ جس میں حج کیا جاتا ہے اور تین ماہ رجب۔ ذی قعدہ اور محرم الحرام یہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب مہینوں سے محترم ہیں۔ تو اگر اختلاف لیل و نہار نہ ہو تو اہل ایمان پر یہ نشانیاں کیونکر ظاہر ہوتیں علاوہ اس کے قرض وام میں جو ادائیگی کے وعدے ہوتے ہیں وہ بھی اسی اختلاف پر موقوف ہیں شادیوں کی تاریخیں اسی اختلاف کے ماتحت متعین ہوتی ہیں اور اس کے علاوہ اگر ہم تفصیل میں لائیں تو بہت سی نشانیاں ملتی ہیں مگر ہم اختصاراً اسی پر اکتفا کرتے ہیں۔

ایسے ہی تصریف الریاح ہواؤں کی گردشیں بتا دیتی ہیں سردی کب آئے گی اور گرمی کب ہوگی۔

موسم برسات کب سے شروع ہوگا؟ یہ بھی بہت بڑی نشانیاں ہیں جس کے معلوم کرنے کو ایجد و میٹری یعنی موسمیات کا محکمہ بنایا گیا جو استقرائی آلات کے ذریعے بتاتا ہے کہ آج بارش ہوگی یا نہیں۔ آج ہوا گرم یا ٹھنڈی رہیگی۔ موسم کا ٹمپریچر کتنا رہا وغیرہ وغیرہ۔

ایسے ہی یُنَزِّلُ مِنَ السَّمَآءِ میں نشانہائے قدرت ہیں کہ نازل تو ہوتا ہے آسمان سے (مینہ) مگر اس کے منافع یہ ہیں کر دیتا ہے پھل اور رزق سے متمتع ہوتی ہے اس کے علاوہ اس امر کو بھی ثابت کرتا ہے (بارش) کو خاک میں ملاکر بغیر تخم باشی کے چند قطروں کے ذریعہ زمین بنجر کو سرسبز و شاداب کر دینا جیسے مردہ زمین کو زندہ کرنا فرمایا اس میں یہ بھی لطیف اشارہ ہے کہ مرکر جو خاک میں مل جائیں گے وہ ایسے ہی زندہ ہوں گے اور کفار کا یہ اعتراض غلط ہے کہ ءَاِذَا مِتْنَا وَكُنَّا تُرَابًا ذٰلِكَ رَجْعٌۢ بَعِيْدٌ وہ کہتے تھے جب ہم مر جائیں گے اور مٹی ہو جائیں گے تو لوٹ کر آنا اور زندہ ہونا یہ بعید از عقل ہے۔ تو فرمایا کہ سبز گھاس کو خاک میں ملا پھر سرسبز کر دینا تو تمہارے مشاہدہ میں ہے۔ پھر اسے رجع بعید کہنا بے عقلوں کا کام ہے۔

علاوہ اس کے مینڈک جھینگے اور برساتی کیڑے مکوڑے پروانے یہ خاک میں مل جاتے ہیں۔ اور جب بارش کا چھینٹا پڑتا ہے تو یہ پھر زندہ ہو جاتے ہیں تو یہاں رجع بعید کیوں نہیں تو معلوم ہوا کہ وہ عقل سے ہی بعید تھے ورنہ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّعْقِلُوْنَ عقل مندوں کے لیے اس میں بھی ہمارے نشانہائے قدرت ہیں۔

ایک سوال یہاں باقی رہتا ہے کہ مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ سے کیا مراد ہے۔ اس لیے کہ نزول آسمان سے ضرور ہوتا ہے۔ بارش آسمان سے ضرور آتی ہے مگر یہ امر تحقیق طلب ہے کہ محاورۂ عرب میں سماء کس کو کہتے ہیں؟ شرعیات میں تو سماء سے وہی سماء مراد ہے جس کے متعلق اِذَا السَّمَآءُ انْشَقَّتْ وَالسَّمَآءِ ذَاتِ الْبُرُوْجِ وغیرہ آیا ہے۔ لیکن لغت میں سماء محض بلندی کو کہتے ہیں۔

علاوہ بریں اگر مان لیا جائے کہ مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ مِنَ السَّمَآءِ سے مراد بارش کا محض بلندی سے نازل ہونا ہے جیسا کہ تحقیقات جدیدہ میں مانسون بتایا گیا اور مانسون وہی ہے جو حرارت شمسی سے سمندر کی سطح کو گرم کر کے بخارات اوپر چڑھتے ہیں اور پھر برودت اور ٹھنڈی ہوا سے وہ پانی ہو کر برستا ہے تو ہم اس کے خلاف نہیں اس میں بھی مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ ہی ہے۔ آفتاب کی شعاعیں اگر نہ ہوں تو مانسون کیسے بنتے اور آفتاب بندے کی بنائی ہوئی مشین نہیں بلکہ ید قدرت نے اس کی تخلیق فرمائی۔ بنابریں مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ اس پر بھی صادق آتا ہے۔

اور شرعیات کی روشنی میں احادیث سے ثابت ہوتا ہے کہ آسمان و زمین کے مابین ایک دریا

ہے جس سے یہ بارش آتی ہے۔ تو اگر مانسون والی بارش کو مان لیا جائے تو مَا اَنْزَلَ اللّٰہ ہوگا اور اگر اس دریا سے مانی جائے تو بھی مَا اَنْزَلَ اللّٰہ ہوگا۔ بہرحال بلندی سے جس کو سماء کہا گیا بارش ہونا تو یقینی ہے۔ اب وہ مانسون سے ہو یا اس دریا سے جو فضا میں ہے۔ فَاَحْیَا بِہِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِہَا بہرصورت کرشمہ قدرت ہے۔ اور یہاں اللہ جل وعلا شانہ اپنے کرشمہ قدرت کا مظاہرہ فرما رہا ہے اور بتا رہا ہے کہ وہ بارش جو بلندی سے ہم برساتے ہیں وہ خاک میں ملی ہوئی گھاس کو سرسبز و شاداب کر دیتی ہے اور حشرات الارض کے لاکھوں کیڑے مکوڑے بھنگے پروانے یہ بھی اس سے زندہ ہو جاتے ہیں تو تمہارا خاک میں مل جانے کے بعد پھر زندہ ہو جانا کیوں مستبعد ہو؟ آگے ارشاد ہے

تِلْكَ اٰیٰتُ اللّٰہِ نَتْلُوْھَا عَلَیْكَ بِالْحَقِّ فَبِاَیِّ حَدِیْثٍ بَعْدَ اللّٰہِ وَاٰیٰتِہٖ یُؤْمِنُوْنَ حقیقت میں یہ خدا کی آئتیں ہیں جنہیں پڑھ کر ہم آپ کو سناتے ہیں تو اب اللہ اور اس کی آیتوں کے بعد وہ کونسی بات ہوگی جسے یہ سنکر ایمان لائیں گے؟

تو جس کے حصہ میں ایمان ہی نہیں وہ تو ایمان نہ لائیں گے اور نہ لائے اور جو ایمان والے ہیں انکے لیے یہ دلائل قدرت ہیں وہ اس پر ایمان لاتے ہیں تسلیم کرتے ہیں اور جانتے ہیں کہ کرشمہ ہائے قدرت دنیا میں اہل دنیا پر ہزارہا صورتوں سے ظاہر و باہر ہیں۔ آگے ارشاد ہے۔

وَیْلٌ لِّكُلِّ اَفَّاكٍ اَثِیْمٍ۔ یَّسْمَعُ اٰیٰتِ اللّٰہِ تُتْلٰی عَلَیْہِ ثُمَّ یُصِرُّ مُسْتَكْبِرًا كَاَنْ لَّمْ یَسْمَعْھَا فَبَشِّرْہُ بِعَذَابٍ اَلِیْمٍ ہ ہلاکت و خرابی ہے ہر اس جھوٹے بدکار پر جو اللہ کی آئتیں سنتا ہے جو اس کے سامنے پڑھی جاتی ہیں پھر اپنی ہٹ پر جما رہتا ہے گویا کہ اس نے سنی ہی نہیں تو اسے دردناک عذاب کی بشارت دیدیجیے۔

یہ منکرین کے لیے توبیخ ہے کہ وہ سن کر ایمان لانے کی بجائے منکر ہی رہتا ہے آگے ارشاد ہے۔

وَاِذَا عَلِمَ مِنْ اٰیٰتِنَا شَیْئًا اتَّخَذَھَا ھُزُوًا اُولٰٓئِكَ لَھُمْ عَذَابٌ مُّھِیْنٌ۔ اور جب اسے ہماری آیتوں کا کچھ علم ہوتا ہے تو وہ ان سے تمسخر کرنا شروع کر دیتا ہے ایسے ہی لوگوں کے لیے ذلیل کرنے والا عذاب ہے۔

یہ دونوں آئتیں نضر بن حرث کے لیے نازل ہوئیں وہ عجمی قصے سنا سنا کر لوگوں کو قرآن سننے سے روکتا تھا اور آیات قرآنیہ کا استہزاء کرتا تھا اور حکم اس آیت کا ہر ایسے شخص کے لیے عام ہے جو ایسا کرے یعنی دین کو ضرر پہنچائے اور قرآن سننے سے روکے اور آیات قرآنیہ کے استہزاء میں پیش پیش ہو اس لیے کہ آیات کا مورد خاص ہو جاتا ہے مگر حکم اس کا ہمیشہ عام ہی رہتا ہے۔ آگے ارشاد ہے۔

مِنْ وَّرَآئِهِمْ جَهَنَّمُ وَلَا يُغْنِيْ عَنْهُمْ مَّا كَسَبُوْا شَيْئًا وَّلَا مَا اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَوْلِيَآءَ
وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ اس کے بعد ان کے لیے جہنم ہے اور نہ مستغنی کرے گا ان سے وہ جو وہ دنیا میں
کر گئے کچھ بھی اور نہ وہ جنہیں انہوں نے اللہ کے سوا مددگار بنا رکھا ہے اور ان کے لیے دردناک عذاب ہے

یہ بھی مشرکین کی بد اعتقادیوں پر توبیخ ہے اور وہ بتوں کو کہا کرتے تھے هٰؤُلَآءِ شُفَعَآؤُنَا
عِنْدَ اللّٰهِ اس کا رد ہے کہ تمہارے مددگار جن کو تم تصور کیے بیٹھے ہو یہ نہیں ہو سکتے۔ جو دنیا میں تم کر
گئے وہ تمہیں فائدہ نہیں پہنچا سکتا۔ اس لیے کہ کافر مشرک بھی خیرات و صدقات دان پن کے نام سے
کرتا ہے تو مومن کا یہ صدقات و خیرات کرنا تو اتنا مبارک ہے کہ حدیث میں آیا اَلصَّدَقَةُ تُطْفِیْ
غَضَبَ الرَّبِّ۔ صدقہ غضب الٰہی کو ٹھنڈا کر دیتا ہے۔ یہ مومن کے لیے ہے۔

مگر مشرک کے لیے وعید ہے اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَمَاتُوْا وَهُمْ كُفَّارٌ فَلَنْ يُّقْبَلَ مِنْ اَحَدِهِمْ
مِلْءُ الْاَرْضِ ذَهَبًا وَّلَوِ افْتَدٰى بِهٖ اُولٰٓئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ وَّمَا لَهُمْ مِّنْ نّٰصِرِيْنَ ۝
بے شک وہ جو کافر ہوئے اور کفر پر مرے ان سے ہرگز قبول نہ کیا جائے گا زمین سونے سے بھری ہوئی
اگر وہ دیں اور اسکو خیرات کر دیں یہ وہ ہیں کہ ان کے لیے دردناک عذاب ہے اور ان کا کوئی مددگار نہیں

تو معلوم ہوا کہ آخرت میں کافر کا مددگار کوئی نہ ہوگا۔ برخلاف مومن کے کہ اس کی حمایت مدد اور
سفارش میں برگزیدگان حق اور اولیا انبیاء پیش پیش ہوں گے جتنی کہ بعض احادیث سے ثابت ہوتا ہے
کہ حافظ قرآن اپنی سات پشتیں بخشوا لے گا۔ اور عالم دین متبع شریعت چودہ پشتوں کی شفاعت
کرے گا حتی کہ اسقاط شدہ بچہ بھی اپنے والدین کے حق میں شفیع ہوگا۔ تو جہاں جہاں قرآن کریم میں مدد
کی نفی کی گئی ہے یہ صرف اور صرف مشرکین ہی کے لیے ہے جو اسے عام کرتے ہیں وہ عامی ہیں اور
اپنی جہالت میں اس نعمت سے اپنے کو محروم رکھتے ہیں جو منجانب اللہ مومن کو عطا ہوئی۔ اب
آگے ارشاد ہے۔

هٰذَا هُدًى وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِاٰيٰتِ رَبِّهِمْ لَهُمْ عَذَابٌ مِّنْ رِّجْزٍ اَلِيْمٌ یہ قرآن سراپا ہدایت
ہے اور جو لوگ اللہ کی آیتوں کے منکر ہیں ان کے لیے سخت دردناک عذاب ہے۔

آیت کریمہ میں قطعی فیصلہ فرمایا کہ ہدایت قبول کرنے والوں کے لیے یہ قرآن کریم سراپا ہدایت
ہے اور منکروں کو بہ بنائے انکار دردناک عذاب ہے۔

بامحاورہ ترجمہ دوسرا رکوع سورۃ جاثیہ پ ۲۵

اَللّٰهُ الَّذِيْ سَخَّرَ لَكُمُ الْبَحْرَ لِتَجْرِيَ الْفُلْكُ فِيْهِ بِاَمْرِهٖ وَلِتَبْتَغُوْا مِنْ فَضْلِهٖ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ۝

اللہ وہ ذات ہے جس نے تمہارے لیے مسخر کیا دریا کو تاکہ چلاؤ اس میں کشتی اللہ کے حکم سے تاکہ ڈھونڈو اس کے فضل سے اور شکر گذار بنو۔

وَسَخَّرَ لَكُمْ مَّا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ جَمِيْعًا مِّنْهُ ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّتَفَكَّرُوْنَ ۝

اور مسخر کیا تمہارے لیے جو کچھ آسمانوں اور جو کچھ زمینوں میں ہے سب کچھ اس سے بیشک اس میں نشان ہیں اس قوم کے لیے جو غور وفکر کرے۔

قُلْ لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا يَغْفِرُوْا لِلَّذِيْنَ لَا يَرْجُوْنَ اَيَّامَ اللّٰهِ لِيَجْزِيَ قَوْمًا بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ۝

اے محبوب فرما دیجئے ان لوگوں کو جو ایمان لائے درگذر کریں ان سے جو نہیں امید رکھتے اللہ کے دنوں سے تاکہ بدلہ دیا جائے اس قوم کو جو اس نے کمایا۔

مَنْ عَمِلَ صَالِحًا فَلِنَفْسِهٖ ۚ وَمَنْ اَسَاۗءَ فَعَلَيْهَا ۡ ثُمَّ اِلٰى رَبِّكُمْ تُرْجَعُوْنَ ۝

جو اچھے عمل کرے گا وہ اس کے لیے ہے اور جو برا کرے وہ اس کے اوپر ہے پھر تم اپنے رب کی طرف لوٹائے جاؤ گے۔

وَلَقَدْ اٰتَيْنَا بَنِيْٓ اِسْرَاۗءِيْلَ الْكِتٰبَ وَالْحُكْمَ وَالنُّبُوَّةَ وَرَزَقْنٰهُمْ مِّنَ الطَّيِّبٰتِ وَفَضَّلْنٰهُمْ عَلَى الْعٰلَمِيْنَ ۝

اور بیشک دی ہم نے بنی اسرائیل کو کتاب اور حکمت اور نبوت اور دیا ہم نے انہیں پاک چیزوں سے رزق اور ان کے زمانہ والوں پر ہم نے ان کو فضیلت دی۔

وَاٰتَيْنٰهُمْ بَيِّنٰتٍ مِّنَ الْاَمْرِ ۚ فَمَا اخْتَلَفُوْٓا اِلَّا مِنْۢ بَعْدِ مَا جَاۗءَهُمُ الْعِلْمُ ۙ بَغْيًۢا بَيْنَهُمْ ۭ اِنَّ رَبَّكَ يَقْضِيْ بَيْنَهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فِيْمَا كَانُوْا فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ ۝

اور ہم نے دیں انہیں روشن دلیلیں کاموں سے پس انہوں نے اختلاف نہ کیا مگر بعد اس کے کہ آیا ان کے پاس علم آپس کے حسد سے بیشک تیرا رب فیصلہ کرے گا ان میں قیامت کے دن اس بات میں جس میں اختلاف کر رہے تھے۔

ثُمَّ جَعَلْنٰكَ عَلٰى شَرِيْعَةٍ مِّنَ الْاَمْرِ فَاتَّبِعْهَا وَلَا تَتَّبِعْ اَهْوَآءَ الَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ ۝

پھر کیا ہم نے آپ کو ایک طریقہ پر معاملات سے تو پیروی کرو اس کی اور نہ پیچھے لگو ان کی نفسانی خواہشات کے جیسے وہ نہیں جانتے۔

اِنَّهُمْ لَنْ يُّغْنُوْا عَنْكَ مِنَ اللّٰهِ شَيْـًٔا وَاِنَّ الظّٰلِمِيْنَ بَعْضُهُمْ اَوْلِيَآءُ بَعْضٍ وَاللّٰهُ وَلِيُّ الْمُتَّقِيْنَ ۝

بے شک وہ اللہ کے مقابل تمہیں کام نہ دیں گے اور بے شک مشرک لوگ بعض ان کے بعض کے حمایتی ہیں اور اللہ پرہیزگاروں کا مددگار ہے۔

هٰذَا بَصَآئِرُ وَهُدًى وَّرَحْمَةٌ لِّقَوْمٍ يُّوْقِنُوْنَ ۝

یہ لوگوں کی آنکھیں کھولتا ہیں اور ہدایت اور رحمت ان کے لیے جو یقین رکھتے ہیں۔

اَمْ حَسِبَ الَّذِيْنَ اجْتَرَحُوا السَّيِّاٰتِ اَنْ نَّجْعَلَهُمْ كَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ سَوَآءً مَّحْيَاهُمْ وَمَمَاتُهُمْ سَآءَ مَا يَحْكُمُوْنَ ۝

کیا گمان کرتے ہیں وہ لوگ جو مرتکب معاصی ہیں یہ کہ کر دیں گے ہم انہیں ان جیسا مثل ان کے جو ایمان لائے اور نیک عمل کیے برابر ہے ان کی زندگی اور موت بہت برا ہے جو حکم لگاتے ہیں۔

حلِّ لُغات

اَللّٰهُ۔ اللہ	اَلَّذِيْ وہ ہے جس نے	سَخَّرَ۔ تابع کیا	لَكُمْ۔ تمہارے
اَلْبَحْرَ۔ سمندر کو	لِتَجْرِيَ۔ تاکہ چلیں	الْفُلْكُ۔ کشتیاں	فِيْهِ۔ اس میں
بِاَمْرِهٖ۔ اس کے حکم سے	وَ۔ اور	لِتَبْتَغُوْا۔ تاکہ تلاش کرو تم	مِنْ فَضْلِهٖ۔ اس کا فضل
وَ۔ اور	لَعَلَّكُمْ۔ تاکہ تم	تَشْكُرُوْنَ۔ شکر کرو	وَ۔ اور
سَخَّرَ۔ تابع کیا	لَكُمْ۔ تمہارے	مَّا۔ جو	فِيْ۔ بیچ
السَّمٰوٰتِ۔ آسمانوں کے ہے	وَ۔ اور	مَا۔ جو	فِيْ۔ بیچ
الْاَرْضِ۔ زمین کے ہے	جَمِيْعًا۔ سب	مِّنْهُ۔ اس سے	اِنَّ۔ بے شک
فِيْ۔ بیچ	ذٰلِكَ۔ اس کے	لَاٰيٰتٍ۔ نشانیاں ہیں	لِقَوْمٍ۔ واسطے قوم کے
يَّتَفَكَّرُوْنَ۔ بیچ سوچیں	قُلْ۔ کہہ	لِلَّذِيْنَ۔ ان سے	اٰمَنُوْا۔ جو مومن ہیں
يَغْفِرُوْا۔ درگذر کریں	لِلَّذِيْنَ۔ ان سے جو	لَا۔ نہیں	يَرْجُوْنَ۔ امید رکھتے

اَیَّامَ اللہِ - اللہ کے دنوں کی		لِیَجْزِیَ - تاکہ بدلہ دے	قَوْمًا - قوم کو
بِمَا - جو	کَانُوْا - تھے	یَکْسِبُوْنَ - کماتے	مَنْ - جو
عَمِلَ - کام کرے	صَالِحًا - اچھے	فَلِنَفْسِہٖ - تو اسی کے لیے ہے	وَ - اور
مَنْ - جو	اَسَآءَ - برائی کرے	فَعَلَیْھَا - تو اسی پر ہے	ثُمَّ - پھر
اِلٰی - طرف	رَبِّکُمْ - اپنے رب کی	تُرْجَعُوْنَ - پھیرے جاؤ گے	وَ - اور
لَقَدْ - بیشک	اٰتَیْنَا - دی ہم نے	بَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ - بنی اسرائیل کو	الْکِتٰبَ - کتاب
وَ - اور	الْحُکْمَ - حکمت	وَ - اور	النُّبُوَّۃَ - نبوت
وَ - اور	رَزَقْنٰھُمْ - رزق دیا ہم نے انکو	مِنَ الطَّیِّبٰتِ - پاک چیزوں سے	وَ - اور
فَضَّلْنٰھُمْ - بزرگی دی ہم نے ان کو		عَلَی - اوپر	الْعٰلَمِیْنَ - جہان والوں کے
وَ - اور	اٰتَیْنٰھُمْ - دیں ہم نے ان کو	بَیِّنٰتٍ - کھلی دلیلیں	مِّنَ الْاَمْرِ - احکام میں
فَمَا - تو نہ	اخْتَلَفُوْٓا - اختلاف کیا انہو	اِلَّا - مگر	مِنْ بَعْدِ - بعد
مَا - اس کے جو	جَآءَ - آیا	ھُمُ - انکے پاس	الْعِلْمُ - علم
بَغْیًا - سرکشی کرتے ہوئے	بَیْنَھُمْ - آپس میں	اِنَّ - بیشک	رَبَّکَ - تیرا رب
یَقْضِیْ - فیصلہ کریگا	بَیْنَھُمْ - ان میں	یَوْمَ - دن	الْقِیٰمَۃِ - قیامت کے
فِیْمَا - اس میں جو	کَانُوْا - تھے	فِیْہِ - اس میں	یَخْتَلِفُوْنَ - اختلاف کرتے
ثُمَّ - پھر	جَعَلْنٰکَ - بنایا ہم نے آپ کو		عَلٰی - اوپر
شَرِیْعَۃٍ - ایک شریعت کے	مِّنَ الْاَمْرِ معاملات سے	فَاتَّبِعْھَا - تو پیروی کر اسکی	وَ - اور
لَا - نہ	تَتَّبِعْ - پیروی کر	اَھْوَآءَ - خواہش	الَّذِیْنَ - ان لوگوں کی
لَا - جو نہیں	یَعْلَمُوْنَ - جانتے	اِنَّھُمْ - بیشک وہ	لَنْ - ہرگز نہ
یُّغْنُوْا - کام آئیں گے تر	عَنْکَ - تیرے	مِنَ اللہِ - اللہ سے	شَیْئًا - کچھ بھی
وَ - اور	اِنَّ - بیشک	الظّٰلِمِیْنَ - ظالم	بَعْضُھُمْ - بعض انکے
اَوْلِیَآءُ - دوست ہیں	بَعْضٍ - بعض کے	وَاللہُ - اور اللہ	وَلِیُّ - دوست ہے
الْمُتَّقِیْنَ - پرہیزگاروں کا	ھٰذَا - یہ	بَصَآئِرُ - آنکھیں کھولنا ہے	وَ - اور
ھُدًی - ہدایت	وَ - اور	رَحْمَۃٌ - رحمت	لِّقَوْمٍ - واسطے اس قوم کے جو
یُّوْقِنُوْنَ - یقین کریں	اَمْ - کیا	حَسِبَ - خیال کرتے ہیں	الَّذِیْنَ - وہ

اِجْتَرَحُوا۔ کماتے ہیں   اَلسَّیِّاٰتِ۔ برائیاں   اَنْ۔ یہ کہ   نَجْعَلَهُمْ۔ کریں گے ہم ان کو

کَالَّذِیْنَ۔ ان کی طرح جو   اٰمَنُوْا۔ ایمان لائے   وَ۔ اور   عَمِلُوا۔ عمل کیے

الصّٰلِحٰتِ۔ اچھے   سَوَآءً۔ برابر ہے   مَّحْیَاهُمْ۔ زندگی   هُمْ۔ ان کی

وَ۔ اور   مَمَاتُهُمْ۔ موت ان کی   سَآءَ۔ برا ہے   مَا۔ جو

یَحْکُمُوْنَ۔ فیصلہ کرتے ہیں۔

حل لغاتِ نادرہ

فُلْکٌ۔ کشتی کو کہتے ہیں۔
اِجْتَرَحُوا السَّیِّاٰتِ۔ اِجْتَرَحَ۔ کہتے ہیں کسب کرنے کو
اَمْ حَسِبَ الَّذِیْنَ اجْتَرَحُوا۔ اِجْتِرَاح کے معنی ہیں اکتساب یعنی جو گناہ کماتے ہیں۔

مختصر تفسیر دوسرا رکوع سورہ جاثیہ۔ پ ۲۵

اَللّٰهُ الَّذِیْ سَخَّرَ لَکُمُ الْبَحْرَ لِتَجْرِیَ الْفُلْکُ فِیْهِ بِاَمْرِهٖ وَلِتَبْتَغُوْا مِنْ فَضْلِهٖ وَلَعَلَّکُمْ تَشْکُرُوْنَ
اللہ وہ ہے جس نے مسخر کیا تمہارے لیے سمندر کو تاکہ چلاؤ کشتی اس میں اس کے حکم سے تاکہ ڈھونڈو اس کا فضل اور تاکہ تم شکرگذار ہو۔

آیہ کریمہ میں اللہ جل وعلا شانہ اپنے کمال قدرت کا مظاہرہ فرما کر اپنا تعارف کراتا ہے اور بتاتا ہے کہ وہ سمندر جس میں پہاڑوں کی کوئی حیثیت نہیں جو بہانے پہ آئے تو بڑی سے بڑی چٹان اور پتھر کو بلبلے کی طرح بہا کر لے جائے مگر ارشاد ہوا کہ ہم نے تمہارے لیے اس سمندر کو مسخر فرمایا اور اس میں فائدہ تمہیں یہ پہنچایا کہ چھوٹی سے چھوٹی کشتی اور بڑے سے بڑا جنگی جہاز دونوں چلا رہے ہو۔ پھر فیہ بامرہ کا ایک فائدہ یہ بھی نظر آیا کہ جو کشتیاں پانی پہ چلتی تھیں ان کے متعلق فرمایا کہ فیہ پانی میں چلیں گی۔ نزول قرآن کے وقت کوئی کشتی پانی میں چلنے والی نہ تھی پانی پہ چلتی تھیں مگر بطور پیشگوئی اس امر کو ظاہر فرمایا کہ سمندر کی تسخیر ہم نے تمہارے لیے اس قدر کی کہ اس میں غوطہ زن کشتیاں چلاؤ گے چنانچہ آج جہاں پانی پہ آگ بوٹ۔ اسٹیمر جہاز بادبانی کشتیاں چل رہی ہیں وہاں پانی کے اندر تارپیڈو اور غوطہ زن کشتیاں بھی جاری ہیں۔

اور اس کے کمال قدرت کا ایک مظاہرہ یہ ہے کہ سمندر جیسے بحر عمیق میں باہر اور اندر کشتیاں چل رہی ہیں اور شہر کے شہر ایک جگہ سے ہزاروں میل دوسری جگہ پہنچ رہے ہیں اس پہنچنے کا فائدہ دکھایا کہ لِتَبْتَغُوْا مِنْ فَضْلِهٖ ایک ملک سے دوسرے ملک میں جا کر اللہ کا فضل ڈھونڈو اور فضل سے مراد مال دنیا اور ترقی تجارت ہے جیسا کہ دوسری جگہ سورۃ جمعہ میں ارشاد ہے فَاِذَا قُضِيَتِ الصَّلٰوةُ فَانْتَشِرُوْا فِي الْاَرْضِ وَابْتَغُوْا مِنْ فَضْلِ اللّٰهِ۔ جب نماز پوری ہو جائے تو پھیل جاؤ زمین میں اور ڈھونڈو اللہ کا فضل یعنی اپنے کاروبار میں مصروف ہو جاؤ اور جو کچھ معاش ملے اسے خدا کا فضل سمجھو۔

یہی صورت یہاں ہے کہ ایک ملک سے دوسرے ملک میں جانا ابتغاء فضل الٰہی کے لیے ہے یعنی یہاں کا مال وہاں پہنچانا اور وہاں سے مال لے کر یہاں آنا اور نفع کمانا فضل الٰہی ہے جب یہ نفع کما لو تو یہ ہرگز مت سمجھو کہ اس میں تمہاری مساعی کا نتیجہ ملا ہے بلکہ اسے محض اللہ تعالے کا فضل سمجھ کر اس کا شکر ادا کرو۔ آگے ارشاد ہے

وَسَخَّرَ لَكُمْ مَّا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ جَمِيْعًا مِّنْهُ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّتَفَكَّرُوْنَ ۝

اور مسخر کیا تمہارے لیے جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے سب کچھ بے شک اس میں نشان قدرت ہے اس قوم کے لیے جو غور و فکر کرے۔

اس میں مَا فِي الْاَرْضِ تو واضح ہے کہ زمین سے کان کھود کر یاقوت پکھراج، نیلم۔ زمرد اور دریاؤں سے موتی سیپ نمک مچھلیاں اور درختوں سے انواع و اقسام کے پھول اور پھل اور حیوانوں میں سے بھیڑ بکری۔ گائے بھینس اور درندوں میں سے ان کی کھالیں یہ سب کچھ زمین سے لی جاتی ہیں اور زمین پر ہی مل جاتی ہیں۔ مگر مَا فِي السَّمٰوٰتِ کا مسخر ہونا بایں معنی ہے کہ سورج سے پھولوں اور پھلوں کے لیے اس کی شعاعوں کا حاصل کرنا اور چاند کی روشنی سے پھولوں میں خوشبو لینا۔

علاوہ اس کے اب جدید تحقیق کے ماتحت بذریعہ ایٹم فضا میں جانا اور طبقات ہوائیہ کو عبور کر کے عجائبات قدرت کا مشاہدہ کرنا یہ مافی السماوات ہے اگرچہ اب تو آسمانوں کو مسخر کر کے چاند سورج اور ستاروں تک پہنچنے کے دعوے ہو رہے ہیں۔ اگر وہاں پہنچ سکیں یا نہ پہنچ سکیں مگر فضا کے ہوایہ میں بے گنتی ایسے مقام ہیں جن کا مشاہدہ کرنے کے بعد اس دھوکہ میں پڑا جا سکتا ہے کہ ہم سورج کے گرد ہیں چاند کے قریب ہیں۔ مریخ سے پرے نکل گئے ہیں وہاں کی آبادیوں سے ہمارے اشارے ہو رہے ہیں۔ یہ خواہ وہم ہو یا کچھ بہر حال قرآن کریم نے بشارت دے دی ہے وَسَخَّرَ لَكُمْ مَّا فِي السَّمٰوٰتِ تمہارے لیے مسخر کر دیا ہم نے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے اور یہ غور و فکر کرنے والوں کے لیے ہمارے

کمال قدرت کی بہت بڑی نشانی ہے۔ آگے ارشاد ہوتا ہے۔

قُلْ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا يَغْفِرُوْا لِلَّذِيْنَ لَا يَرْجُوْنَ اَيَّامَ اللّٰهِ لِيَجْزِيَ قَوْمًا بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ مَنْ عَمِلَ صَالِحًا فَلِنَفْسِهٖ وَمَنْ اَسَاۗءَ فَعَلَيْهَا ثُمَّ اِلٰى رَبِّكُمْ تُرْجَعُوْنَ ؀ اے محبوب آپ فرمائیں ایمان والوں کو چشم پوشی کریں ان سے جو ایام اللہ سے امید نہیں رکھتے تاکہ اللہ جزا دے اس قوم کو جو وہ کر رہے ہیں جو اچھا عمل کرے وہ اسکی جان کے لیے ہے اور جو برا کرے وہ اس پر ہے پھر تمہارے رب کی طرف سب لوٹائے جائیں گے۔

اس آیت کے شان نزول تین ہیں۔ پہلا یہ کہ فنحاص بن عاذورا یہودی نے جب مَنْ ذَا الَّذِيْ يُقْرِضُ اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا سنا تو یہ بکواس کی کہ محمد صلے اللہ علیہ وسلم کا رب (معاذ اللہ) محتاج ہوگیا ہے اور اپنے بندوں سے قرض مانگتا ہے۔ اس کو سن کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے تلوار کھینچی اور اس کے قتل کو چل نکلے حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے انہیں آدمی بھیج کر واپس بلا لیا اور اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی جو بعد آیت قتال سے منسوخ الحکم ہوگئی۔

دوسرا شان نزول یہ ہے کہ غزوہ بنی مصطلق میں مسلمان بیر مریسیع پر اترے۔ یہ ایک کنواں تھا عبداللہ بن ابی نے اپنے غلام کو پانی لینے بھیجا وہ دیر سے واپس آیا تو اس سے سبب دریافت کیا تو کہا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کنویں کے کنارے بیٹھے تھے جبتک نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم اور ابوبکر صدیق نے اپنی اپنی مشکیں نہ بھر لیں اس وقت تک انہوں نے کسی کو مشک نہ بھرنے دی۔ اس لیے کہ یہ اصول شرعی تھا کہ الاوّل فالاوّل جو پہلے پانی پر آئے وہ پہلا حقدار ہوگا۔ مگر اس کو عناد بھی تھا اور یہ قانون سے واقف بھی نہ تھا اس نے حضور کی شان میں سخت سست الفاظ کہے۔ وہ سنکر عمر فاروق تلوار لے کر اسے قتل کرنے چلے۔ حضور نے انہیں روک لیا اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی جس میں حضور کی رائے کو ترجیح دی گئی۔ اس روایت کے مطابق یہ آیت مدنی مانی جائے گی۔

تیسرا شان نزول بقول مقاتل یہ ہے کہ قبیلۂ بنی غفار کے ایک شخص نے عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو گالی دی آپ نے اس کو پکڑنا چاہا تو حضور نے روک دیا اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔

بہر حال اسلام میں جبتک مسلمانوں کی تعداد کم تھی اور مسلمان کفار سے کمزور تھے اس وقت تک یہ حکم جاری رہا جب مسلمانوں کی قوت بڑھ گئی اور آیات قتال فَاقْتُلُوْهُمْ حَيْثُ ثَقِفْتُمُوْهُمْ۔ يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ جَاهِدِ الْكُفَّارَ وَالْمُنٰفِقِيْنَ وَاغْلُظْ عَلَيْهِمْ۔ وَقٰتِلُوْهُمْ حَتّٰى لَا تَكُوْنَ فِتْنَةٌ نازل ہوئی تو اس کے بعد سے مشرکین کا مقابلہ اور مقاتلہ لازمی ہوگیا اور اس آیت کا حکم منسوخ قرار پایا یہ نسخ جو

ہے۔ تبدیلِ امر کے مرادف ہے کہ ماحول کے مطابق حکمتہً نفوذِ احکام ہوں۔ بہرحال آیت کریمہ میں جو ارشاد ہے کہ ان سے چشم پوشی کریں اور درگذر کریں یہ احکام اول کے ہیں ان پر آج عمل نہیں اور اگر ایسا موقعہ ہو کہ مسلمان کمزور ہوں اور کافر طاقتور تو وہی حکم پھر آجاتا ہے۔ آگے ارشاد ہے۔

مَنْ عَمِلَ صَالِحًا فَلِنَفْسِہٖ وَمَنْ اَسَآءَ فَعَلَیْہَا ثُمَّ اِلٰی رَبِّکُمْ تُرْجَعُوْنَ۔ جو اچھا عمل کرے وہ اس کے لیے ہے اور جو برا کام کرے اس کا وبال اس پر ہے۔ آخر تم سب اپنے رب ہی کی طرف لوٹائے جاؤ گے (جہاں تمہارا محاسبہ ہوگا اور جزا سزا کا استحقاق قائم ہوگا)

اس کے بعد حضرت موسیٰ علیہ السلام اور بنی اسرائیل کا مختصر تذکرہ بطور عبرت فرمایا گیا حیث قال وَلَقَدْ اٰتَیْنَا بَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ الْکِتٰبَ وَالْحُکْمَ وَالنُّبُوَّۃَ وَرَزَقْنٰہُمْ مِّنَ الطَّیِّبٰتِ وَفَضَّلْنٰہُمْ عَلَی الْعٰلَمِیْنَ۔ وَاٰتَیْنٰہُمْ بَیِّنٰتٍ مِّنَ الْاَمْرِ فَمَا اخْتَلَفُوْٓا اِلَّا مِنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَہُمُ الْعِلْمُ بَغْیًاۢ بَیْنَہُمْ اِنَّ رَبَّکَ یَقْضِیْ بَیْنَہُمْ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ فِیْمَا کَانُوْا فِیْہِ یَخْتَلِفُوْنَ۔ اور بیشک ہم نے بنی اسرائیل کو کتاب، حکمت اور نبوت عطا فرمائی اور ہم نے انہیں ستھری روزیاں دیں اور انہیں ان کے زمانہ والوں پر فضیلت بخشی اور ہم نے انہیں اس کام میں روشن دلیلیں دیں تو انہوں نے اختلاف نہ کیا مگر بعد اس کے کہ علم ان کے پاس آچکا آپس کے حسد سے بے شک تمہارا رب قیامت کے دن اس میں فیصلہ فرمادیگا جس بات میں وہ اختلاف کرتے ہیں۔

بنی اسرائیل کو موسیٰ علیہ السلام کے ذریعے توریت ملی اور فرعون کو غرق کرا کر انہیں قوت تامہ حاصل ہوئی اور بنی اسرائیل میں علاوہ موسیٰ علیہ السلام کے اور بھی نبی ہوئے قطع نظر اس کے بنی اسرائیل کو موسیٰ علیہ السلام کے ہاتھوں بہت سی فضیلتیں بھی حاصل ہوئیں۔ مثلاً ایک پتھر سے بارہ چشمے جاری ہونا اور ہر قبیلہ کا گھاٹ الگ الگ بن جانا۔ جنگل میں ابر کا سایہ کرنا۔ دریائے نیل میں خشک راستے بن جانا وغیرہ وغیرہ چنانچہ فرمایا گیا وَفَضَّلْنٰہُمْ عَلَی الْعٰلَمِیْنَ۔ عَلَی الْعٰلَمِیْنَ میں الف لام عہد ذہنی کا ہے۔ چنانچہ مفسرین نے بھی اَیْ عَالِمِیْ زَمَانِہِمْ کا فرمایا یعنی ان کو ان کے زمانہ کے لوگوں پر فضیلت دی گئی اور آگے ان کی کیفیت بتلائی جو فَمَا اخْتَلَفُوْا سے شروع ہوتی ہے۔

یعنی ان میں اختلافات جو کچھ بھی ہوئے تو وہ آپس کے بغض و عناد کی بنا پر ہوئے۔ باوجودیکہ انہیں علم توریت حاصل تھا۔ تو ان میں یہ عیب نہیں آنا چاہئے تھا اس حسد ورزی نے انہیں خراب کیا تو قیامت کے دن اس کے فیصلے کا وعدہ ہے اور اللہ تعالےٰ اس کا فیصلہ فرمائے گا۔ پھر حضور اکرم نبی محترم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مخاطب کرکر فرمایا گیا۔

ثُمَّ جَعَلْنٰكَ عَلٰى شَرِيْعَةٍ مِّنَ الْاَمْرِ فَاتَّبِعْهَا وَلَا تَتَّبِعْ اَهْوَآءَ الَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ اِنَّهُمْ لَنْ يُّغْنُوْا عَنْكَ مِنَ اللّٰهِ شَيْـًٔا وَاِنَّ الظّٰلِمِيْنَ بَعْضُهُمْ اَوْلِيَآءُ بَعْضٍ وَاللّٰهُ وَلِيُّ الْمُتَّقِيْنَ هٰذَا بَصَآئِرُ لِلنَّاسِ وَهُدًى وَّرَحْمَةٌ لِّقَوْمٍ يُّوْقِنُوْنَ پیارے محبوب ہم نے آپ کو ایک دین پر لگا دیا اس کے احکام بتلائے، بس اسی کی پیروی فرمایئے اور ان لوگوں کی خواہشوں پر نہ چلو جن کو ان باتوں کا علم نہیں اور یہ لوگ اللہ کے مقابل آپ کے کچھ کام نہ آئیں گے اور اس میں شک نہیں کہ مشرکین آپس میں ایک دوسرے کے مددگار و حمایتی ہیں اور اللہ پرہیزگاروں کا مددگار ہے یہ قرآن ایمان کی آنکھ کھولنے والا ہے اور ہدایت اور رحمت ہے ان لوگوں کے لیے جو یقین رکھتے ہیں۔

آیت کریمہ میں اس امر کو واضح فرمادیا کہ مشرکین کی دلی خواہش یہ تھی کہ حضور کو اپنے طریقے پر چلائیں اور اس میں مصالحت کی بھی بہت آسانی تھی حتی کہ وہ یہ بھی چاہتے تھے کہ آپ اللہ کے احکام پہنچائیں مگر ہمارے بتوں کو برا نہ کہیں لیکن یہ دونوں باتیں ان کے ہوائے نفس کے ماتحت تھیں اس لیے فرمادیا کہ انکی خواہشات کی آپ پیروی نہ فرمائیں اور جس شریعت پر ہم نے آپ کو بھیجا ہے اس پر لوگوں کو چلائیں۔ اسی طرح کا دوسری جگہ حکم فرمایا فَاصْدَعْ بِمَا تُؤْمَرُ وَاَعْرِضْ عَنِ الْمُشْرِكِيْنَ دوٹوک فرمادیجئے جو حکم آپ کو کیا گیا اور مشرکوں سے اعراض فرمایئے۔

چنانچہ حضور نے مشرکین کی خواہشات کی پرواہ نہ کرتے ہوئے احکام شرعیہ کو علانیہ عام فرمایا اور جہاں جہاد و قتال کی ضرورت ہوئی اس سے بھی دریغ نہ کیا۔ قرآن کریم کے متعلق ہٰذَا بَصَآئِرُ فرما کر واضح فرمایا کہ ایمان کی آنکھیں کھولتا اور مجسم ہدایت و رحمت ہے۔ مگر ان کے لیے ہدایت و رحمت فرمایا جو حق بات کو سن کر معقولیت کے ساتھ یقین کرتے ہیں نہ کہ ہٹ دھرم ضدی ہٹیلوں کے لیے کہ وہ تو ہر بات کی مخالفت ہی کو اپنا مذہب سمجھتے تھے جیسے ابن ابیّ منافق اور اس کے ہمنوا ان کے لیے نہ یہ بصائر نہ ہدایت و رحمت تھا۔ آگے ارشاد ہے۔

اَمْ حَسِبَ الَّذِيْنَ اجْتَرَحُوا السَّيِّاٰتِ اَنْ نَّجْعَلَهُمْ كَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ سَوَآءً مَّحْيَاهُمْ وَمَمَاتُهُمْ سَآءَ مَا يَحْكُمُوْنَ ۔ کیا انہوں نے خیال کر رکھا ہے کہ ہم ان کو انہی لوگوں کی طرح کر دیں گے جو ایمان لائے اور انہوں نے نیک عمل کیے کہ ان کی زندگی اور موت برابر ہو جائے گی بہت ہی برا ہے جو وہ حکم لگاتے ہیں۔

یعنی مشرکین کو جو خیال تھا کہ ہماری بھی بخشش ہو گی اور مومنین کے ساتھ وہ بھی جنت میں داخل ہوں گے فرمادیا یہ غلط ہے وہ ہرگز ان کے ساتھ نہیں مل سکتے۔ بلکہ ان کا مرنا جینا یکساں ہے۔ نہ زندگی میں وہ کسی

اجر کے مستحق ہوئے اور نہ مرنے کے بعد ہوں گے اور یہ گمان ان کا بہت برا ہے ۔

بامحاورہ ترجمہ تیسرا رکوع سورۃ جاثیہ پ ۲۵

وَخَلَقَ اللّٰهُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ بِالْحَقِّ وَلِتُجْزٰى كُلُّ نَفْسٍۭ بِمَا كَسَبَتْ وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ ۝

اور پیدا فرمایا اللہ نے آسمانوں اور زمین کو ٹھیک ٹھیک اور اس لیے کہ بدلہ دیا جائے ہر جان کو اس کی کرنی کا اور وہ (لوگ) ظلم نہیں کیے جائیں گے ۔

اَفَرَءَيْتَ مَنِ اتَّخَذَ اِلٰهَهٗ هَوٰىهُ وَاَضَلَّهُ اللّٰهُ عَلٰى عِلْمٍ وَّخَتَمَ عَلٰى سَمْعِهٖ وَقَلْبِهٖ وَجَعَلَ عَلٰى بَصَرِهٖ غِشٰوَةً فَمَنْ يَّهْدِيْهِ مِنْۢ بَعْدِ اللّٰهِ فَلَا تَذَكَّرُوْنَ ۝

کیا دیکھا ہے آپ نے اسے جس نے اپنی خواہشات کو معبود بنا رکھا ہے اور علم ہوتے ہوئے اللہ نے اسے گمراہ کر دیا ہے اور مہر کر دی اس کے کانوں اور دل پر اور اس کی آنکھوں پر پردہ کر دیا تو خدا کے بعد کون ہے جو اسے ہدایت کرے کیا تم لوگ نصیحت حاصل نہیں کرتے۔

وَقَالُوْا مَا هِيَ اِلَّا حَيَاتُنَا الدُّنْيَا نَمُوْتُ وَنَحْيَا وَمَا يُهْلِكُنَآ اِلَّا الدَّهْرُ وَمَا لَهُمْ بِذٰلِكَ مِنْ عِلْمٍ اِنْ هُمْ اِلَّا يَظُنُّوْنَ ۝

اور کافر بولے نہیں یہ کچھ مگر دنیا کی زندگی (اور بس) مرتے ہیں اور جیتے ہیں اور نہیں ہلاکت ہوتی ہماری مگر زمانہ کے ہیر پھیر سے اور انہیں کچھ تحقیق تو ہے نہیں وہ نہیں مگر نرے گمان ہیں۔

وَاِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِمْ اٰيٰتُنَا بَيِّنٰتٍ مَّا كَانَ حُجَّتَهُمْ اِلَّآ اَنْ قَالُوا ائْتُوْا بِاٰبَآئِنَآ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ۝

اور جب ان پر ہماری آیتیں روشن پڑھی جاتی ہیں تو ان کے پاس کوئی دلیل نہیں ہوتی مگر یہ کہ وہ کہیں ہمارے باپ دادا کو لے آؤ اگر ہو تم سچے۔

قُلِ اللّٰهُ يُحْيِيْكُمْ ثُمَّ يُمِيْتُكُمْ ثُمَّ يُحْيِيْكُمْ ثُمَّ يَجْمَعُكُمْ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ لَا رَيْبَ فِيْهِ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ۝

آپ فرما دیجئے کہ اللہ ہی تمہیں زندہ کرتا ہے پھر تمہیں مارتا ہے پھر زندہ فرمائے گا پھر جمع فرمائے گا تمہیں قیامت کے دن جس میں کچھ شک نہیں لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے۔

حلِّ لُغات

وَ۔ اور
وَ۔ اور
لِتُجْزٰی۔ تاکہ بدلہ دیا جائے
كَسَبَتْ۔ اس نے کمایا
يُظْلَمُوْنَ۔ ظلم کیے جائینگے
اتَّخَذَ۔ جس نے بنایا
وَ۔ اور
عِلْمٍ۔ علم کے
سَمْعِهٖ۔ اسکے کان کے
جَعَلَ۔ بنایا
فَمَنْ۔ پھر کون
اَ۔ کیا
قَالُوْا۔ بولے
حَيَاتُنَا۔ ہماری زندگی
وَ۔ اور
الدَّهْرُ۔ زمانہ
بِذٰلِكَ۔ اس کا
اِلَّا۔ مگر
تُتْلٰى۔ پڑھی جاتی ہیں
مَا۔ نہیں
اَنْ۔ یہ کہ
اِنْ۔ اگر

خَلَقَ۔ پیدا کیا
الْاَرْضَ۔ زمین کو
كُلُّ۔ ہر
وَ۔ اور
اَ۔ کیا
اِلٰهَهٗ۔ اپنا معبود
اَضَلَّهُ۔ گمراہ کیا اسے۔
وَ۔ اور
وَ۔ اور
عَلٰى۔ اوپر
يَّهْدِيْهِ۔ ہدایت دیگا اسے
فَلَا۔ پھر نہیں
مَا۔ نہیں
الدُّنْيَا۔ دنیا کی
مَا۔ نہیں
وَ۔ اور
مِنْ عِلْمٍ۔ کچھ علم
يَظُنُّوْنَ۔ گمان کرتے ہیں
عَلَيْهِمْ۔ ان پر
كَانَ۔ ہوتا
قَالُوْا۔ بولے
كُنْتُمْ۔ ہو تم

اللّٰهُ۔ اللہ نے
بِالْحَقِّ۔ ٹھیک ٹھیک
نَفْسٍ۔ آدمی
هُمْ۔ وہ
فَرَاَيْتَ۔ تو نے دیکھا
هَوَا۔ خواہش
اللّٰهُ۔ اللہ نے
خَتَمَ۔ مہر کی
قَلْبِهٖ۔ اسکے دل کے
بَصَرِهٖ۔ اسکی آنکھ کے
مِنْ بَعْدِ۔ بعد
تَذَكَّرُوْنَ۔ نصیحت لیتے تم
هِيَ۔ یہ
نَمُوْتُ۔ ہم مرتے ہیں
يُهْلِكُنَا۔ ہلاک کرتا ہم کو
مَا۔ نہیں
اِنْ۔ نہیں
وَ۔ اور
اٰيٰتُنَا۔ ہماری آیتیں
حُجَّتَهُمْ۔ انکا جواب
ائْتُوْا۔ لاؤ
صٰدِقِيْنَ۔ سچے

السَّمٰوٰتِ۔ آسمانوں
وَ۔ اور
مّا بجو
لَا۔ نہ
مَنِ۔ اس کو
هٗ۔ اپنی کو
عَلٰى۔ اوپر
عَلٰى۔ اوپر
وَ۔ اور
غِشٰوَةً۔ پردہ
اللّٰهِ۔ اللہ کے
وَ۔ اور
اِلَّا۔ مگر
وَنَحْيَا۔ اور زندہ ہوتے ہیں
اِلَّا۔ مگر
لَهُمْ۔ ان کو
هُمْ۔ وہ
اِذَا۔ جب
بَيِّنٰتٍ۔ روشن
اِلَّا۔ مگر
بِاٰبَآئِنَا۔ ہمارے باپ دادا کو
قُلِ۔ کہہ

اَللّٰہُ ۔ اللہ	یُحْیِیْکُمْ ۔ زندہ کرتا ہے تم کو	ثُمَّ ۔ پھر	یُمِیْتُکُمْ ۔ مارتا ہے تم کو
ثُمَّ ۔ پھر	یُحْیِیْکُمْ ۔ زندہ کریگا تم کو	ثُمَّ ۔ پھر	یَجْمَعُکُمْ ۔ جمع کریگا تم کو
اِلٰی ۔ طرف	یَوْمِ ۔ دن	الْقِیٰمَۃِ ۔ قیامت کے	لَا ۔ نہیں
رَیْبَ ۔ شک	فِیْہِ ۔ اس میں	وَ ۔ اور	لٰکِنَّ ۔ لیکن
اَکْثَرَ ۔ اکثر	النَّاسِ ۔ لوگ	لَا ۔ نہیں	یَعْلَمُوْنَ ۔ جانتے

مختصر تفسیر اردو تیسرا رکوع سورۃ جاثیہ پ ۲۵

وَخَلَقَ اللّٰہُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ بِالْحَقِّ وَلِتُجْزٰی کُلُّ نَفْسٍ بِمَا کَسَبَتْ وَھُمْ لَا یُظْلَمُوْنَ ۝ اور اللہ نے آسمانوں اور زمین کو ٹھیک ٹھیک بنایا اور اس لیے کہ ہر جان اپنے کیے کا بدلہ پائے ۔ اور ان پر ظلم نہ ہوگا ۔

آسمان اور زمین کی پیدائش کا مقصد ایک نہیں ہے ۔ مگر منجملہ دیگر مقاصد کے ایک یہ بھی ہے کہ دنیا کو دار العمل قرار دیا جائے اور آخرت کو دار الجزاء جیسا کہ سیاق آیت سے بھی واضح ہے کہ وَلِتُجْزٰی کُلُّ نَفْسٍ بِمَا کَسَبَتْ تو دنیا میں افراد دنیا ایک لائن پر نہیں ہو سکتے ۔ ان میں نیک بھی ہوں گے اور بد بھی مسلمان بھی ہونگے اور کافر بھی مومن بھی ہوں گے اور فاسق تو ان سب کی کرنیوں کا بدلہ دنیا میں نہیں ملیگا بلکہ دار الجزاء آخرت میں دیا جائے گا ۔ اور وَمَا اَصَابَکُمْ مِّنْ مُّصِیْبَۃٍ فَبِمَا کَسَبَتْ اَیْدِیْکُمْ وَیَعْفُوْا عَنْ کَثِیْرٍ ۔ جو فرمایا گیا جس کے معنی یہ ہوتے ہیں کہ جو کچھ دنیا میں مصیبت پہنچے وہ تمہاری کرنیوں کا نتیجہ ہے اور یہ رحمت ہے اللہ کی طرف سے کہ اخروی سزا کے بجائے دنیا میں ہی مومن کو کچھ تکلیف پہنچکر اخروی عذاب سے نجات مل جاتی ہے تو کافر کو آخرت میں ہی اس کی کرنیوں کا بدلہ ملے گا اور اس میں صحیح صحیح فیصلہ کیا جائے گا ۔ اور ان پر ظلم نہیں کیا جائے گا یعنی بغیر کئے کسی چیز کی سزا کسی کو نہیں ملے گی ۔ اس لیے کہ وہ ظلم ہے ۔ اب آگے ارشاد ہے ۔

اَفَرَاَیْتَ مَنِ اتَّخَذَ اِلٰـھَہٗ ھَوَاہُ وَاَضَلَّہُ اللّٰہُ عَلٰی عِلْمٍ وَّخَتَمَ عَلٰی سَمْعِہٖ وَقَلْبِہٖ وَجَعَلَ عَلٰی بَصَرِہٖ غِشَاوَۃً فَمَنْ یَّھْدِیْہِ مِنْ بَعْدِ اللّٰہِ اَفَلَا تَذَکَّرُوْنَ ۔ بھلا دیکھو تو جس شخص نے اپنی خواہشات کو معبود بنا رکھا ہے اور اللہ نے باوجود علم کے اسے گمراہ کیا اور اس کے کان اور دل پر مہر کردی اور آنکھوں پر پردہ ڈال دیا ۔ تو اللہ کے بعد اسے کون راہ دکھائے کیا تم دھیان نہیں کرتے ۔

یہ مشرکین کے لیے آیت ہے ان کا یہ رویہ تھا جس بُت کو آج پوجا اگر کل اس سے اچھا نظر آگیا تو اسے توڑ کر اسے پوجنے لگ گئے، سونے چاندی کے بت یہ بناتے تھے اور اگر کوئی ان میں بھی اچھا خوبصورت بن گیا تو پہلے کو توڑ دیا اور دوسرے کو خدا بنا لیا۔ اس آیت میں اس طرف اشارہ ہے کہ ان کی خواہشات اور دلی پسند یدگیاں ان کی معبود ہیں۔ ان کا کوئی اصول اور معیار عبادت نہیں یہی وجہ ہے کہ راستہ میں چلتے چلتے اگر کسی پتھر سے ٹھوکر لگ جائے اور چکنا چپڑا ہو تو اٹھا کر سیندور لگا کر مندر میں لے جائینگے اور پاربتی یا بھیرول رام یا سیتا۔ مہادیو گنیش نام رکھ کر اس کے آگے ڈھوک شروع کر دیں گے اور انہیں پوجیں گے یہ خواہشات کو خدا بنا لینے کا نتیجہ ہے۔

تو اللہ تعالےٰ نے ان کے اس علم پر جس کے ذریعہ وہ جانتے ہیں یہ ٹھوکر میں آیا تھا یا اس کو فلاں زرگر نے بنایا تھا پھر بھی اسے پوجتے ہیں۔ تو یہ گواہی منجانب اللہ ان پر مستولی ہوگئی اور جب اللہ نے ان کو گمراہ کر دیا تو ظاہر ہے کہ پھر کون ہدایت دے سکتا ہے۔ چنانچہ آگے فرمایا اَفَلَا تَذَكَّرُوْنَ تم کیوں نہیں ہدایت لیتے؟ اس کے بعد ارشاد ہے جس میں انکے عقائد باطلہ کا اظہار ہے چنانچہ فرمایا

وَقَالُوْا مَا هِيَ اِلَّا حَيَاتُنَا الدُّنْيَا نَمُوْتُ وَنَحْيَا وَمَا يُهْلِكُنَا اِلَّا الدَّهْرُ وَمَا لَهُمْ بِذٰلِكَ مِنْ عِلْمٍ اِنْ هُمْ اِلَّا يَظُنُّوْنَ وَاِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِمْ اٰيٰتُنَا بَيِّنٰتٍ مَّا كَانَ حُجَّتَهُمْ اِلَّا اَنْ قَالُوا ائْتُوْا بِاٰبَآئِنَا اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ اور وہ بولے نہیں یہ کچھ مگر دنیاوی زندگی مرتے ہیں اور جیتے ہیں اور ہمیں ہلاک نہیں کرتا مگر زمانہ اور انہیں اس کی کچھ تحقیق نہیں نہیں وہ مگر نرے گمان باطل میں اور جب ان کے سامنے ہماری آیتیں روشن پڑھی جاتی ہیں تو ان کے پاس کوئی روشن دلیل نہیں مگر وہ کہتے ہیں لے آؤ ہمارے باپ دادا کو اگر تم سچے ہو۔

زمانہ کے نشیب و فراز سے کوئی جوان ہوتا ہے اور کوئی بوڑھا۔ کوئی تندرست ہوتا ہے کوئی بیمار کوئی تنومند ہوتا ہے کوئی کمزور و نحیف و نزار ان کے اعتقاد میں یہ چیز قطعاً غلط تھی کہ ملک الموت قبض روح کرتے ہیں اور بحکم الٰہی ان پر حوادثات آتے ہیں اس کو ظاہر کیا گیا کہ اس حقیقت کا انہیں علم ہی نہیں۔ جاہل محض ہیں اور جب ان کے آگے قرآن کریم کی آیتیں پیش کی جاتی ہیں جن میں مرنے اور مرنے کے بعد زندہ ہونے کے دلائل ہیں تو انہیں سنکر یہ لایعنی کج بحثی شروع کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہمارے باپ دادا جو مر گئے ہیں انہیں زندہ کر کے ہمارے سامنے لے آؤ تو ہم مان لیں گے حالانکہ زندہ کرنا اور مارنا قبضۂ قدرت الٰہی میں ہے مگر ایسی بحث میں اور ضد و مکر میں اپنے انکار پر اڑے رہتے ہیں جس کو قرآن کریم نے گمان باطل اور خیال باطل قرار دیا ہے۔ آگے ارشاد ہے۔

قُلِ اللّٰهُ يُحْيِيْكُمْ ثُمَّ يُمِيْتُكُمْ ثُمَّ يَجْمَعُكُمْ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ لَا رَيْبَ فِيْهِ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ۔ آپ فرما دیجئے کہ اللہ تمہیں زندہ کرتا ہے پھر تمہیں مارے گا پھر تمہیں زندہ کریگا پھر تمہیں جمع فرمائے گا قیامت کے دن جس میں کوئی شک نہیں لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے۔

یعنی تم ایک بار مرنے اور جینے کے دعویدار ہو لیکن اللہ تعالے حیات دنیا سے تمہیں مار کر پھر زندہ فرمائے گا اور اس کے بعد بروز قیامت تمہارا حشر ہوگا جس میں تم سب جمع کیے جاؤ گے لیکن تمہارے اکثر جاہل مطلق ہیں وہ کچھ نہیں جانتے۔

بامحاورہ ترجمہ چوتھا رکوع سورۂ جاثیہ پ۲۵

وَلِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَيَوْمَ تَقُوْمُ السَّاعَةُ يَوْمَئِذٍ يَّخْسَرُ الْمُبْطِلُوْنَ ۝

آسمانوں اور زمین کی بادشاہی اللہ ہی کے لیے ہے اور جس دن قیامت برپا ہوگی اس دن جھٹلانے والے گھاٹے میں رہیں گے۔

وَتَرٰى كُلَّ اُمَّةٍ جَاثِيَةً كُلُّ اُمَّةٍ تُدْعٰى اِلٰى كِتٰبِهَا اَلْيَوْمَ تُجْزَوْنَ مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ۝

اور آپ دیکھیں گے ہر گروہ کو دوزانو بیٹھا ہوا۔ ہر جماعت اپنا نامۂ اعمال دیکھنے کے لیے بلائی جائے گی آج کے دن بدلہ دیا جائے گا تمہاری کرنیوں کا۔

هٰذَا كِتٰبُنَا يَنْطِقُ عَلَيْكُمْ بِالْحَقِّ اِنَّا كُنَّا نَسْتَنْسِخُ مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ۝

یہ ہماری کتاب ہے جو تمہارے مقابلہ میں حق بول رہی ہے ہم لکھواتے تھے جو کچھ تمہاری کرنیاں تھیں۔

فَاَمَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فَيُدْخِلُهُمْ رَبُّهُمْ فِيْ رَحْمَتِهٖ ذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْمُبِيْنُ ۝ وَاَمَّا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا اَفَلَمْ تَكُنْ اٰيٰتِيْ تُتْلٰى عَلَيْكُمْ فَاسْتَكْبَرْتُمْ وَكُنْتُمْ قَوْمًا مُّجْرِمِيْنَ ۝

تو وہ لوگ جو ایمان لائے اور نیک عمل کیے تو انہیں ان کا رب اپنی رحمت میں داخل کرے گا۔ یہ کھلی کامیابی ہے۔ لیکن وہ لوگ جنہوں نے کفر کیا (ہم انہیں کہیں گے) کیا نہیں تھیں ہماری آیتیں تم پر پڑھی جاتیں تو تم نے غرور کیا اور تم ہو گئے مجرموں سے۔

وَاِذَا قِيْلَ اِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ وَّالسَّاعَةُ لَا رَيْبَ فِيْهَا قُلْتُمْ مَّا نَدْرِيْ مَا

اور جب کہا جاتا تھا کہ اللہ کا وعدہ حق ہے اور قیامت میں کوئی شک نہیں تم بولے ہم نہیں جانتے

السَّاعَةُ اِنْ نَّظُنُّ اِلَّا ظَنًّا وَّمَا نَحْنُ بِمُسْتَيْقِنِيْنَ ۝	کہ قیامت کیا ہے ہمیں تو یوں ہی کچھ گمان سا ہوتا ہے اور ہمیں یقین نہیں۔
وَبَدَا لَهُمْ سَيِّاٰتُ مَا عَمِلُوْا وَحَاقَ بِهِمْ مَّا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ ۝	اور ان پر ان کے گناہ ظاہر ہو جائیں گے اور جس عذاب کی وہ ہنسی اڑاتے تھے اس نے انہیں گھیر لیا۔
وَقِيْلَ الْيَوْمَ نَنْسٰىكُمْ كَمَا نَسِيْتُمْ لِقَآءَ يَوْمِكُمْ هٰذَا وَمَاْوٰىكُمُ النَّارُ وَمَا لَكُمْ مِّنْ نّٰصِرِيْنَ ۝	اور کہا جائے گا آج کے دن ہم تمہیں بھلاتے ہیں جیسا تم نے فراموش کر دیا تھا اس دن کے ملنے کو اور تمہارا ٹھکانہ دوزخ ہے اور تمہارا کوئی مددگار نہیں۔
ذٰلِكُمْ بِاَنَّكُمُ اتَّخَذْتُمْ اٰيٰتِ اللّٰهِ هُزُوًا وَّغَرَّتْكُمُ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا فَالْيَوْمَ لَا يُخْرَجُوْنَ مِنْهَا وَلَا هُمْ يُسْتَعْتَبُوْنَ ۝	یہ اس لیے کہ تم نے بنایا اللہ کی آیتوں کو مذاق اور دنیا کی زندگی نے تمہیں دھوکہ دیا ہے تو آج کے دن وہ اس جہنم سے نہیں نکالے جائیں گے اور نہ ان کو موقع دیا جائے گا (کہ توبہ و استغفار کر کے) خدا کو منا لیں۔
فَلِلّٰهِ الْحَمْدُ رَبِّ السَّمٰوٰتِ وَرَبِّ الْاَرْضِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝	پس اللہ ہی کی تعریف ہے جو آسمانوں کا مالک اور زمین کا مالک ہے اور تمام جہانوں کا رب ہے۔
وَلَهُ الْكِبْرِيَآءُ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۝	اور اسی کے لیے بڑائی ہے آسمانوں اور زمین میں اور وہی زبردست اور حکمت والا ہے۔

حلِّ لغات

وَ۔ اور
وَ۔ اور
تَقُوْمُ۔ قائم ہو گی
الْمُبْطِلُوْنَ۔ کافر
اُمَّةٍ۔ امت کو
تُدْعٰى۔ بلائی جائے گی

لِلّٰهِ۔ اللہ ہی کا ہے
الْاَرْضِ۔ زمین کا
السَّاعَةُ۔ قیامت
وَ۔ اور
جَاثِيَةً۔ زانو کے بل
اِلٰى۔ طرف

مُلْكُ۔ ملک
وَ۔ اور
يَوْمَئِذٍ۔ اس دن
تَرٰى۔ دیکھے گا تو
كُلَّ۔ ہر
كِتٰبِهَا۔ اپنی کتاب کے

السَّمٰوٰتِ۔ آسمانوں
يَوْمَ۔ جس دن
يَخْسَرُ۔ نقصان اٹھائیں گے
كُلَّ۔ ہر
اُمَّةٍ۔ امت
اَلْيَوْمَ۔ آج

تُجْزَوْنَ تم بدلہ دیے جاؤ گے مَا جو　كُنْتُمْ تھے تم　تَعْمَلُوْنَ کرتے

هٰذَا یہ　كِتٰبُنَا ہماری کتاب ہے　يَنْطِقُ بولتی ہے　عَلَيْكُمْ تم پر

بِالْحَقِّ ٹھیک ٹھیک　اِنَّا بیشک　كُنَّا ہم　نَسْتَنْسِخُ لکھتے تھے

مَا جو　كُنْتُمْ تھے تم　تَعْمَلُوْنَ کرتے　فَاَمَّا تو وہ

الَّذِيْنَ جو　اٰمَنُوْا ایمان لائے　وَ اور　عَمِلُوا کام کیے

الصّٰلِحٰتِ اچھے　فَيُوَفِّيْهِمْ تو پورا دیگا ان کو　اُجُوْرَ اجر　هُمْ ان کے

ذٰلِكَ یہ　هُوَ وہ ہے　الْفَوْزُ کامیابی　الْمُبِيْنُ ظاہر

وَ اور　اَمَّا وہ　الَّذِيْنَ جو　كَفَرُوْا کافر ہوئے

اَفَلَمْ کیا نہیں　تَكُوْنُوْا تھیں　اٰيٰتِيْ میری آیتیں　تُتْلٰى پڑھی جاتیں

عَلَيْكُمْ تم پر　فَاسْتَكْبَرْتُمْ تو تکبر کیا تم نے　وَ اور　كُنْتُمْ تھے تم

قَوْمًا قوم　مُجْرِمِيْنَ مجرموں کی　وَ اور　اِذَا جب

قِيْلَ کہا جاتا ہے　اِنَّ بیشک　وَعْدَ وعدہ　اللّٰهِ اللہ کا

حَقٌّ سچا ہے　وَ اور　السَّاعَةُ قیامت　لَا نہیں

رَيْبَ شک　فِيْهَا اس میں　قُلْتُمْ تم نے کہا　مَا نہیں

نَدْرِيْ جانتے ہم　مَا کیا ہے　السَّاعَةُ قیامت　اِنْ نہیں

نَظُنُّ خیال کرتے ہم　اِلَّا مگر　ظَنًّا ایک گمان　وَ اور

مَا نہیں　نَحْنُ ہم　بِمُسْتَيْقِنِيْنَ یقین کرنے والے

وَ اور　بَدَا ظاہر ہو جائیگی　لَهُمْ ان کے لیے　سَيِّاٰتُ برائی

مَا اس کی جو　كَسَبُوْا کمایا انہوں نے　وَ اور　حَاقَ گھیرے گا

بِهِمْ ان کو　مَّا جو　كَانُوْا تھے　بِهٖ اس سے

يَسْتَهْزِءُوْنَ ٹھٹھا کرتے　وَ اور　قِيْلَ کہا جائے گا　الْيَوْمَ آج

نَنْسٰىكُمْ ہم بھول جائینگے تمکو　كَمَا جیسے　نَسِيْتُمْ تم بھول گئے　لِقَآءَ ملاقات

يَوْمِكُمْ دن اپنے　هٰذَا اس کی　وَ اور　مَاْوٰى ٹھکانا

كُمُ تمہارا　النَّارُ آگ ہے　وَ اور　مَا نہیں

لَكُمْ تمہارا　مِّنْ نّٰصِرِيْنَ کوئی بھی مدد کرنے والا　ذٰلِكُمْ یہ اسلیے کہ

بِاَنَّكُمُ۔ کہ تم نے ‏ اتَّخَذْتُمُ۔ بنایا ‏ اٰيٰتِ۔ آیتوں ‏ اللّٰهِ۔ اللہ کی کو

هُزُوًا۔ مذاق ‏ وَّ۔ اور ‏ غَرَّتْكُمُ۔ دھوکہ دیا تم کو ‏ الْحَيٰوةُ۔ زندگی

الدُّنْيَا۔ دنیا نے ‏ فَالْيَوْمَ۔ تو آج ‏ لَا۔ نہ ‏ يُخْرَجُوْنَ۔ نکالے جائیں گے

مِنْهَا۔ اس سے ‏ وَ۔ اور ‏ لَا۔ نہ ‏ هُمْ۔ وہ ان کو

يُسْتَعْتَبُوْنَ۔ راضی کرنیکا موقع پائینگے ‏ فَلِلّٰهِ۔ تو اللہ کی ‏ الْحَمْدُ۔ تعریف ہے جو ‏ رَبِّ۔ رب ہے

السَّمٰوٰتِ۔ آسمانوں کا ‏ وَ۔ اور ‏ رَبِّ۔ رب ہے ‏ الْاَرْضِ۔ زمین کا

رَبِّ۔ رب ہے ‏ الْعٰلَمِيْنَ۔ جہانوں کا ‏ وَ۔ اور ‏ لَهُ۔ اسی کی

الْكِبْرِيَاۗءُ۔ بڑائی ہے ‏ فِي۔ بیچ ‏ السَّمٰوٰتِ۔ آسمانوں ‏ وَ۔ اور

الْاَرْضِ۔ زمین میں ‏ وَ۔ اور ‏ هُوَ۔ وہ ‏ الْعَزِيْزُ۔ غالب

الْحَكِيْمُ۔ حکمت والا ہے۔

لغاتِ نادرہ کا حل

يَخْسَرُ۔ از خسران سے بمعنی گھاٹے اور نقصان میں پڑنا

جَاثِيَةً۔ از جثو سے جس کے معنی دو زانو بیٹھنے کے ہیں جیسے حاکم کے سامنے بیٹھا جاتا ہے۔

جذو کے معنی بھی یہی ہیں مگر اس میں مبالغہ پایا جاتا ہے یعنی گھٹنوں کے بل پاؤں کی انگلیوں پر کھڑا ہونا۔

اُمَّةٍ۔ امت۔ گروہ جماعت

حَاقَ بِهِمْ۔ گھیر لیا ان کو

كُنَّا نَسْتَنْسِخُ۔ لکھتے جاتے تھے

وَلَا هُمْ يُسْتَعْتَبُوْنَ۔ از استعتاب جس کے معنی رضامندی طلب کرنے کے۔

اِنْ نَّظُنُّ اِلَّا ظَنًّا۔ ہمیں کبھی کچھ واہمہ (خیال) سا گذرتا ہے

بِمُسْتَيْقِنِيْنَ۔ یقین کرنے والے

غَرَّتْكُمُ۔ دھوکہ میں ڈال دیا تم کو

الْكِبْرِيَاۗءُ۔ بڑائی

مختصر تفسیر اردو چوتھا رکوع سورۃ جاثیہ پ۲۵

وَلِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَيَوْمَ تَقُوْمُ السَّاعَةُ يَوْمَئِذٍ يَّخْسَرُ الْمُبْطِلُوْنَ ۝ اور آسمانو اور زمین کی سلطنت اللہ کے لیے ہے اور جس دن قیامت برپا ہوگی اس دن قیامت کے جھٹلانے والے بڑے ہی گھاٹے میں ہوں گے۔

وَتَرٰى كُلَّ اُمَّةٍ جَاثِيَةً كُلُّ اُمَّةٍ تُدْعٰى اِلٰى كِتٰبِهَا اَلْيَوْمَ تُجْزَوْنَ مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ۝ هٰذَا كِتٰبُنَا يَنْطِقُ عَلَيْكُمْ بِالْحَقِّ اِنَّا كُنَّا نَسْتَنْسِخُ مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ۔ آپ دیکھیں گے کہ ہر امت دو زانو بیٹھی (فیصلہ کا انتظار کرتی) ہوگی۔ ہر ایک امت اپنا نامہ اعمال دیکھنے کے لیے بلائی جائے گی اور ان سے کہہ دیا جائے گا کہ دنیا میں تم جیسا عمل کرتے رہے آج تم کو ان کا عوض دیا جائے گا یہ ہماری کتاب ہے (جس میں تمہارے اعمال لکھے ہوئے ہیں) تمہارے مقابل حق حق بول رہی ہے جیسے جیسے تم عمل کرتے تھے ہم ان کو لکھواتے جاتے تھے۔

آیات کریمہ میں اول اللہ تعالیٰ نے اپنی سلطنت مطلقہ کا اظہار فرمایا اس کے بعد میدان حشر کا ایک نقشہ دکھلایا جس میں ہر دین والے اپنے فیصلہ کے لیے دو زانو بیٹھ کر انتظار کریں گے اور لرزہ براندام ہونگے کہ ہمارے لیے کیا فیصلہ ہوتا ہے۔ اس وقت ان کو کہا جائے گا کہ یہ ہمارے پاس تمہارے اعمال نامہ میں جو صحیح صحیح تمہارے عملوں کا نقشہ دکھلائیں گے۔ جو کراماً کاتبین ہمارے حکم سے لکھتے تھے وہ تمہاری کرنیاں اور اعمال سب قلم بند کر رہے تھے۔

یہی تمہارے سامنے ہے۔ آگے ارشاد ہے جس میں جنتیوں اور جہنمیوں کی تفریق دکھلائی گئی حیث قال فَاَمَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فَيُدْخِلُهُمْ رَبُّهُمْ فِيْ رَحْمَتِهٖ ذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْمُبِيْنُ۔ وَ اَمَّا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا اَفَلَمْ تَكُنْ اٰيٰتِيْ تُتْلٰى عَلَيْكُمْ فَاسْتَكْبَرْتُمْ وَكُنْتُمْ قَوْمًا مُّجْرِمِيْنَ۔ تو وہ لوگ جو ایمان لائے اور اچھے کام کیے ان کو پروردگار اپنی رحمت میں لے لے گا یہی صریح کامیابی ہے اور جو لوگ کفر کرتے رہے (ہم ان سے کہیں گے) کیا تم کو ہماری آیتیں پڑھ پڑھ کر نہیں سنائی جاتی تھیں مگر تم نے غرور کیا اور تم کچھ تھے ہی نافرمان لوگ۔

پہلی آیت میں حسب اسلوب بیان قرآنی جنتیوں کا ذکر فرمایا اور ارشاد ہوا کہ جو ایمان لائے اور نیک عمل کیے ان کو ہم اپنی رحمت میں لے لیں گے اس کے بعد کافروں کا ذکر فرمایا اور ارشاد ہوا کہ تمہارے پاس

بھی ہماری آیتیں پڑھی جاتی تھیں مگر تم ماننے کے بجائے تکبر کرتے تھے۔ اس سے تم نافرمانوں جرائم پیشہ افراد کی فہرست میں شمار کیے جانے لگے۔ اب اپنی کرنی کا بدلہ لو اور عذاب کا مزہ چکھو۔ آگے ارشاد ہے کہ ہم تو تمہیں مطلع کرتے رہے اور اپنے انبیاء کے ذریعے تمہیں بتاتے رہے مگر تم بجائے ماننے کے انکار ہی کرتے رہے آج اس کی سزا بھگتو چنانچہ فرمایا گیا۔

وَاِذَا قِیْلَ اِنَّ وَعْدَ اللّٰہِ حَقٌّ وَّالسَّاعَۃُ لَا رَیْبَ فِیْھَا قُلْتُمْ مَّا نَدْرِیْ مَا السَّاعَۃُ اِنْ نَّظُنُّ اِلَّا ظَنًّا وَّمَا نَحْنُ بِمُسْتَیْقِنِیْنَ۔ اور جب (ان سے) کہا جاتا تھا کہ خدا کا وعدہ برحق ہے اور قیامت کے آنے میں کچھ شبہ نہیں تو تم کہتے تھے ہم نہیں جانتے کہ قیامت کیا ہے۔ ہاں کچھ یوں ہی سا واہمہ ہمیں بھی تو گذرتا ہے مگر جس کو یقین کہتے ہیں وہ تو ہم کو ہے ہی نہیں۔

آیت کا مفہوم واضح ہے کہ جب مشرکین کو قیامت کا ڈر سنایا گیا تو بتایا کہ یہ قطعی حتمی طور پر آنا ہے تو تم نے سرے سے ہی انکار کر دیا اور کہہ دیا کہ ہم نہیں جانتے کہ قیامت کسے کہتے ہیں بلکہ یہ ہمارا گمان کہ تم اس گمان میں ہو۔ گویا ان کے نزدیک قیامت کا وعدہ اور اس کا قطعی آنا بے معنی تھا وہی ان کو یاد دلایا جائے گا اور یہ کہا جائے گا کہ دنیا میں تو تم کہا کرتے تھے کہ قیامت کیا چیز ہے؟ اب بتاؤ کہ تم نے مان لیا یا نہیں کہ قیامت کی حقیقت کیا ہے؟ اب بھی کہو کہ ہمیں اس کا یقین نہیں مگر اس وقت بارگاہ الٰہی میں سب عرض پیرا ہوں گے اور کہیں گے۔

رَبَّنَا غَلَبَتْ عَلَیْنَا شِقْوَتُنَا وَکُنَّا قَوْمًا ضَآلِّیْنَ۔ اے ہمارے رب ہماری شقاوتیں ہم پر غالب آگئیں اور ہم گمراہ ہوگئے اب ہمیں معاف فرما اب ہمیں سب احکام تسلیم ہیں تو انہیں آخری جواب ملیگا اِخْسَئُوْا فِیْھَا وَلَا تُکَلِّمُوْنِ اپنے نقصان و خسران میں جہنم کے اندر رہو اور ہم سے کلام نہ کرو۔ اب آگے ارشاد ہے۔

وَبَدَا لَھُمْ سَیِّاٰتُ مَا عَمِلُوْا وَحَاقَ بِھِمْ مَّا کَانُوْا بِہٖ یَسْتَھْزِءُوْنَ ۝ وَقِیْلَ الْیَوْمَ نَنْسٰکُمْ کَمَا نَسِیْتُمْ لِقَآءَ یَوْمِکُمْ ھٰذَا وَمَاْوٰکُمُ النَّارُ وَمَا لَکُمْ مِّنْ نّٰصِرِیْنَ ۝ ذٰلِکُمْ بِاَنَّکُمُ اتَّخَذْتُمْ اٰیٰتِ اللّٰہِ ھُزُوًا وَّغَرَّتْکُمُ الْحَیٰوۃُ الدُّنْیَا فَالْیَوْمَ لَا یُخْرَجُوْنَ مِنْھَا وَلَا ھُمْ یُسْتَعْتَبُوْنَ ۝ اور جیسے جیسے وہ عمل کرتے تھے اب ان کی برائیاں ان پر ظاہر ہوں گی اور جس عذاب کی وہ ہنسی اڑاتے تھے وہ انہیں گھیرلے گا۔ اور ان سے کہہ دیا جائے گا کہ جس طرح تم نے اس دن کے آنے کو بھلائے رکھا آج ہم بھی تم کو دیدہ دانستہ بھلادیں گے اور تمہارا ٹھکانہ دوزخ ہے اور تمہارا کوئی مددگار نہیں یہ اس کی سزا ہے کہ تم نے خدا کی آیتوں کی ہنسی بنائی اور دنیا کی زندگی نے تم کو دھوکے میں ڈالے

رکھا۔ غرض آج یہ لوگ نہ تو دوزخ سے نکالے جائیں گے اور نہ انہیں موقعہ دیا جائے گا کہ توبہ و استغفار کر کے خدا کو رضامند کر سکیں۔

یہ تینوں آیتیں بطریق توبیخ مشرکین کے لیے فرمائی گئیں۔ مفہوم آیتوں کا واضح ہے اس کے بعد اپنی ذات کی حمد فرماتے ہوئے سورۃ ختم ہو جاتی ہے۔ چنانچہ ارشاد ہے۔

فَلِلّٰهِ الْحَمْدُ رَبِّ السَّمٰوٰتِ وَرَبِّ الْاَرْضِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ۔ وَلَهُ الْكِبْرِیَآءُ فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَهُوَ الْعَزِیْزُ الْحَكِیْمُ۔ پس اللہ ہی کی تعریف ہے جو آسمانوں کا مالک ہے اور زمین کا مالک ہے، اور دنیا جہان کا مالک ہے اور آسمانوں اور زمین میں اسی کی بڑائی ہے اور وہی زبردست اور حکمت والا ہے۔ ذات واجب تعالیٰ شانہ کے وجہہ منیر پر حمد ہے جس کا وہ مستحق ہے۔ اور رب سماوات و ارض ہے اور تمام عالموں کا رب ہے۔ اور اسی کے لیے تمام کبریائی زیبا ہے اور وہ غالب حکمت والا ہے۔

بحمد اللہ تفسیر الحسنات کی جلد ۵ ختم ہوئی

فقیر قادری ابوالحسنات سید محمد احمد قادری اشرفی

سنہ ۱۹۵۰ء

طباعت بار چہارم سنہ ۱۹۹۳ء

اظہار تشکر

حضرت مولانا عبدالغنی عثمانی نے تصحیح میں بھرپور تعاون فرمایا اللہ تعالیٰ موصوف کو اجر عظیم عطا فرمائے۔ ادارہ

ان تمام معاونین حضرات کا بیحد ممنون ہے جنہوں نے اس تفسیر کی کتابت، طباعت میں تعاون فرمایا اللہ تعالیٰ ان تمام حضرات کو اس تعاون کا اجر عظیم عطا فرمائے۔ آمین

(ناظم ادارہ)